شرح
دیوانِ حافظِ شیرازی رحمۃ اللہ علیہ

تحقیق و ترجمہ
پروفیسر میاں مقبول احمدؒ
ایم اے (فارسی، اُردو) بی ایڈ، ایل ایل بی
سابق پرنسپل، گورنمنٹ کالج شاہدرہ، لاہور

شرح

دیوانِ حافظ شیرازی رحمۃ اللہ علیہ

تحقیق و ترجمہ

پروفیسر میاں مقبول احمد

ایم۔اے (فارسی، اردو) بی ایڈ، ایل ایل بی

سابق پرنسپل گورنمنٹ کالج شاہدرہ، لاہور

مشتاق بک کارنر

الکریم مارکیٹ۔ اردو بازار، لاہور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اللہ کے نام سے شروع جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

نام کتاب	...... ❁	شرح دیوانِ حافظ شیرازیؒ
تحقیق و ترجمہ	...... ❁	پروفیسر میاں مقبول احمد
پروف ریڈنگ	...... ❁	صدیق تاثیر
ناشر	...... ❁	مشتاق احمد
اہتمام	...... ❁	سلمان منیر
پرنٹرز	...... ❁	اسد نیئر پرنٹرز، لاہور
قیمت	...... ❁	600 روپے

استدعا

پروردگارِ عالم کے فضل، کرم اور مہربانی سے، انسانی طاقت اور بساط کے مطابق کمپوزنگ، طباعت، تصحیح اور جلد سازی میں پوری پوری احتیاط کی گئی ہے۔

بشری تقاضے سے اگر کوئی غلطی نظر آئے یا صفحات درست نہ ہوں تو ازراہِ کرم مطلع فرما دیں۔ ان شاء اللہ اگلے ایڈیشن میں ازالہ کیا جائے گا۔ نشاندہی کے لیے ہم آپ کے بے حد ممنون ہوں گے۔ شکریہ۔ (ناشر)

تقدیم

خواجہ محمد شمس الدین حافظ شیرازیؒ

ہی کے نام

جنہیں ہاتفِ غیبی نے لسان الغیب

ہونے کا مژدہ سنایا اور

وہ اپنے کلام کی حلاوت ولطافت کا

امرت بانٹتے بانٹتے خود امر ہو گئے

حبّذا بادۂ خمِ شیراز

خواجہ شمس الدین محمد حافظ شیرازی کو بلاشبہ فارسی کے مقبول ترین شاعر کی حیثیت حاصل ہے۔ان کا سکہ صرف ایران ہی نہیں، ترکستان، خراسان اور ہندوستان کے طول وعرض میں بھی گزشتہ چھ صدیوں سے رائج ہے۔ زمانے کی گردشوں اور وقت کی آندھیوں نے ایران سے باہر، فارسی زبان کے چلن میں بڑی حد تک کمی کردی ہے تاہم آج بھی پوری دنیا کے فارسی سے مزاولت رکھنے والے اہل ذوق کے دلوں میں حافظ اور ان کے کلام سے محبت کا جذبہ سرایت کیے ہوئے ہے۔اس بات کا اندازہ خود حافظ کو بھی تھا چنانچہ انہوں نے اپنے متعدد اشعار میں جریدۂ عالم پر اپنے ثبت دوام اور اپنے کلام کے ملوک الکلام ہونے کا صریح الفاظ میں اعلان کیا ہے:

سخن اندر دہان دوست گوہر
ولیکن گفتۂ حافظ ازان بہ

اگر ہم کلام حافظ کی اس ہردلعزیزی کا راز جاننا چاہیں تو اس کی کلید ایک لفظ ''ہم آہنگی'' میں ملتی ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ حسن کی سب سے بڑی خوبی، بالفاظ دیگر کسی بھی شے کے حسین ہونے کی بنیادی شرط توازن وتناسب اور ہم آہنگی ہے۔اگر کسی چیز کے مختلف اجزا یا کسی شخص کے مختلف اعضا توازن وتناسب سے محروم ہوں گے تو اسے حسین وجمیل ہرگز نہیں کہا جا سکتا۔فکر وفن اور مختلف جذبات اور متضاد کیفیات کی ہم آہنگی نے حافظ کے کلام میں ایسی گھلاوٹ پیدا کردی ہے کہ اس پر ایک طلسم کا گمان ہوتا ہے اور اس کے مطالعے سے قاری مسحور ہوکر رہ جاتا ہے۔مجاز وحقیقت، فصاحت وبلاغت، روایت وجدت، سادگی وپرکاری، بےخودی وہشیاری، غرض کونسا پہلو ہے جو اس کے ہاں موجود نہیں۔ پھر متصوفانہ روایات کے زیراثر انہوں نے ذومعنویت سے اس مہارت اور فن کاری کے ساتھ کام لیا کہ یہ ان کے بعد آنے والے فارسی اور اُردو غزل گویوں کی پہچان بن گئی۔ بقول غالب:

ہر چند ہو مشاہدۂ حق کی گفتگو
بنتی نہیں ہے بادہ و ساغر کہے بغیر

لیڈی گرٹروڈ بیل نے درج ذیل الفاظ میں اسی حقیقت کا اعتراف کیا تھا:

" To the tune of his poetry a mystic and a drunkard dance alike."

(حافظ کی غزل کے آہنگ پر صوفی صافی اور رند بلانوش یکساں کیف و مستی کے ساتھ رقص کرتے ہیں۔")

غزل کی شاعری داخلی شاعری ہوتی ہے۔اس میں شاعر اپنی خوشیوں اور غموں، تمناؤں اور خدشات، کامرانیوں اور محرومیوں، شکوہ شکایت اور سپاس گزاریوں کا اظہار کرتا ہے۔انسانی معاشرے میں اگر کوئی شخص اس طرح اپنا رونا روتا اور ساتھیوں کو دکھڑے سناتا رہے تو لوگ اس سے دور بھاگتے ہیں:

سودا تری فریاد سے آنکھوں میں کٹی رات
آئی ہے سحر ہونے کو، ٹک تو کہیں مر بھی

تاہم یہ بھی حقیقت ہے کہ انسانی جذبات میں مشابہت اور اشتراک پایا جاتا ہے۔ایک شخص کے جذبات و احساسات کلی یا جزوی طور پر دوسرے لوگوں پر منطبق ہوسکتے ہیں۔یہ صورت حال پوری شدت کے ساتھ اس وقت جلوہ گر ہوتی ہے جب اپنی رام کہانی سنانے والا اور قلبی واردات بیان کرنے والا فن کا سہارا لے کر یہ کام انجام دیتا ہے۔احمد ندیم قاسمی صاحب کے شعر ذیل میں یہی حقیقت بیان کی گئی ہے:

جب بھی دیکھوں کوئی شہ پارۂ فن، سوچتا ہوں
کتنے لوگوں نے مرا قصۂ غم دہرایا

یوں غزل کی یہ محدود اور انفرادی داخلی شاعری وسعت پا کر لامحدود اور اجتماعی حیثیت اختیار کر لیتی ہے۔اس کے نتیجے میں، دنیا میں پھیلے ہوئے مفاد پرستی، خود غرضی، ریاکاری اور مکر و فریب کے اندھیروں میں ہمدردی، ایثار، دردمندی اور صداقت شعاری کی وہ شمعیں روشن ہوتی ہیں جن سے محروم رہ کر آدمی محض دو ٹانگوں پر چلنے والا ایک حیوان بن کر رہ جاتا ہے۔بلاشبہ شاعری اور بالخصوص غزل کی شاعری ہمارا وہ شاندار تہذیبی ورثہ ہے جس پر ہمیں بجا طور پر ناز کرنا چاہیے اور اس میدان میں حافظ شیرازی کو ایک قابل رشک مقام حاصل ہے۔

حافظ کے کلام میں پائی جانے والی کشش نے مشرق و مغرب کی شاعری کو متاثر کیا ہے اور اس کے متعدد زبانوں میں ترجمے ہو چکے ہیں۔اس مقبولیت کا ایک اور اظہار غزلیات حافظ کی شرح نویسی کی صورت میں دیکھا جاسکتا ہے۔صرف اُردو زبان میں ہی حافظ کی درجنوں شرحیں لکھی گئی ہیں۔ان میں تازہ ترین اضافہ ہمارے مہربان دوست پروفیسر میاں مقبول احمد کی زیر نظر شرح ہے جو نہایت مبسوط و مفصل ہونے کے اعتبار سے خصوصی اہمیت کی حامل ہے۔یہ کہنا بے جا نہ ہوگا کہ اس شرح کی موجودگی میں دیوان حافظ کے شیدائیوں کو کسی اور شرح کی حاجت نہیں رہے گی یا یوں کہیے کہ شرح ہذا دوسری تمام شرحوں سے بے نیاز ہے۔اسی

مناسبت سے میں نے ان تعارفی سطور کا عنوان ''بے نیاز شرح حافظ'' رکھا ہے اس نام میں پیش نظر شرح کی تکمیل کا سال بھی مضمر ہے۔ وہ یوں کہ ''شرح حافظ'' کے اعداد ۱۴۹۷ بنتے ہیں۔ ان میں سے ''لفظ نیاز'' کے اعداد جو ۶۸ ہیں منہا کر دیے جائیں تو باقی رواں سال ہجری ۱۴۲۹ بچتا ہے۔

پروفیسر میاں مقبول احمد صاحب تصنیفات کثیرہ ہیں۔ وہ تمام عمر درس و تدریس میں مصروف رہنے کے ساتھ ساتھ انتظامی عہدوں پر بھی متمکن رہے ہیں تاہم ان کی اصل دلچسپی تصنیف و تالیف سے ہے۔ یہی سبب ہے کہ ملازمت کی ذمہ داریوں سے سبکدوش ہونے کے بعد بھی وہ یہ مشغلہ ترک کرنے پر آمادہ نظر نہیں آتے۔ علم و فن کا بھرم ایسے ہی دیوانوں کے دم سے قائم ہے۔ میری دُعا ہے کہ خداوند بزرگ و برتر ان کو سلامت با کرامت رکھے اور مزید قلم فرسائی کی توفیق ارزانی کرے۔ بقول حافظ:

تا جہاں باشد بہ نیکی در جہانت باد نام
ایں دُعا برانس و جاں گشت از دل و جاں قرض ہم

ڈاکٹر مظہر محمود شیرانی
شیخوپورہ۔
۲۳-مارچ ۲۰۰۸ء

قطعہ تاریخ تکمیل ''شرح حافظ''

مخلص و مشفقم میاں مقبول دوستِ غمگسار دیرینہ
صاحب علم و صاحب تصنیف باطنش باصفا و بی کینہ
شرح حافظ نوشتہ است کنون پُر ز دُرھاست مثل گنجینہ
ھیچ شکی نماند در تفہیم ھیچ گرھی نماند در سینہ
بہر تاریخ آن نمودم فکر عید میلاد بود و آدینہ
سال ہجری ''معاً'' فرشتہء غیب پیش آورد مثل آئینہ
''شرح حافظ'' کہ بی ''نیاز کند'' از ھمہ شرح ھای پیشینہ

۱۳۹۷ ۶۸ = ۱۴۲۹ھ

ڈاکٹر ظہور احمد محمود شیرانی
جمعہ، ۱۲ ربیع الاوّل
۱۴۲۹ھ

فہرست

مطلعات	صفحہ

مطلعات	صفحہ

----***----

گزارش احوال واقعی

فارسی زبان نے برصغیر میں لگ بھگ ایک ہزار سال تک حکمرانی کی ہے۔ یہاں پر جتنے بھی سلاطین آئے ان سب کی زبان فارسی تھی۔ جس کی وجہ سے عوام بھی اس زبان کی خوبیوں کے گرویدہ ہوتے چلے گئے اور یہ زبان خواص وعوام کی زبان بنتی چلی گئی۔ اردو نظم ونثر کا آغاز وارتقاء اسی زبان ہی کا مرہون منت ہے۔

یہاں برصغیر میں فارسی زبان وادب کو جو ارتقاء نصیب ہوا اور جس تیزی سے یہ زبان پھلی پھولی خود ایران میں بھی اس طرح سے بمشکل ہی اسے فروغ حاصل ہوا ہوگا۔ یہاں تک کہ فارسی زبان کے بڑے بڑے شعراء صائب، ابوطالب کلیم۔ عرفی، نظیری اور ظہوری ایران کو چھوڑ کر یہیں (ہندوستان میں) آبسے۔ اور اسی زبان وادب کی خدمت میں مشغول ہوگئے۔

خود ہندوستان کے مشاہیر میں بھی فیضیؔ۔ علامیؔ ابوالفضلؔ۔ ناصر علیؔ۔ مرزا عبدالقادرؔ بیدل اور متاخرین میں غالبؔ نے جو فارسی زبان وادب کی خدمات انجام دیں وہ کسی سے ڈھکی چھپی نہیں ہیں۔ سلاطین مغلیہ کا صد سالہ دورِ حکومت۔ دفتر اور دارانشاء کی خدمات فارسی ادبیات کا ایک ایسا حسین مرقع اور وسیع ذخیرہ ہے کہ جس سے ان سلاطین کی علم دوستی اور فارسی زبان سے ان کی وابستگی وشیفتگی کا بخوبی اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔ صرف مسلمانوں نے ہی نہیں بلکہ ہندوؤں نے بھی اس زبان کی ساکھ بنائی لالہ ٹیک چند بہار کی ''فرہنگِ بہار'' عجم فارسی دوستی کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ فارسی زبان ہماری معاشرت پر بھی اس قدر اثر انداز ہوئی کہ ہمارا تمدن اور ہمارا رہن سہن یکسر تبدیل ہوگیا۔ اس کے ادب کے ذریعے سے ہماری زبان اردو میں تخلیقی قوت آگئی۔ یعنی اردو زبان کی تخلیق ہی پنجابی اور فارسی زبان کی آمیزش سے ہوئی۔ اردو زبان کے مصادر کا انمول خزانہ پنجابی اور فارسی زبانوں کا ہی ترکہ ہے۔

اگرچہ اب فارسی زبان وادب انحطاط کا شکار ہے اور اس کی مقبولیت وپزیرائی میں بہت حد تک کمی بھی آچکی ہے مگر پھر بھی آج یہاں سعدی کی گلستان وبوستان اُسی طرح مقبول ہیں۔ آج بھی دیوان حافظ اُسی طرح پڑھا سنا جاتا ہے۔

دیوان حافظ کے تو ہمارے ہاں لوگ آج بھی اس قدر دیوانے ہیں کہ خواجہ حافظ کو لسان الغیب کہتے ہیں اور اس سے باقاعدہ فال بھی نکالتے ہیں اور آج تک اس برصغیر میں دیوان حافظ کی لاکھوں جلدیں میں شائع ہو چکی ہیں۔ دیوان حافظ صوفیوں کی محفل سماع کا آج بھی سرمایہ انبساط ہے۔ اور وجدان کی روح سمجھا جاتا ہے۔ اگرچہ فارسی زبان کی جگہ اب انگریزی اردو نے لے لی ہے اور انگریزی زبان کو معاشی کامیابی اور کامرانی کا مدار ٹھہرا دیا گیا ہے۔ تاہم دیوان حافظ کی مقبولیت پھر بھی قائم و دائم ہے۔

فارسی زبان وادب کے اس انحطاطی دور میں بھی حافظ کا کلام تو دستیاب ہو جاتا ہے لیکن کلام کی صورت مسخ ہوتی چلی گئی ہے۔ آج کل دیوان حافظ کے ایسے مطبوعہ نسخے بھی دیکھنے میں آئے ہیں جن میں بمشکل ہی کوئی غزل صحت سے آراستہ و پیراستہ ملے گی۔ خواہ دیوان کسی بھی ادارے کا مطبوعہ ہو کوئی تخصیص باقی نہیں رہی۔ پھر مطبوعہ دیوادین میں الحاقی کلام کی بھی بھرمار دکھائی دیتی ہے۔

ایک عرصہ سے میرا ارادہ تھا کہ میں جس نے نصف صدی سے زاید کا عرصہ فارسی زبان وادب کو ہی اپنا اوڑھنا بچھونا بنائے رکھا، اس کی تخلیقی خدمت سرانجام دوں۔ اس زبان وادب کو میں نے ایک عرصہ تک پڑھا اور پڑھایا ہے اور اپنے مطالعے میں عمق و وسعت بھی پیدا کی ہے۔

اسے حسن اتفاق کہیئے کہ مجھے (ایک موقر ادارے) نے دیوان حافظ کا درست ترجمہ کرنے کا چیلنج دیا۔ اور میں نے اسے خدمت سمجھ کر قبول کرلیا۔ سب سے زیادہ پریشانی مجھے اس وقت ہوئی کہ جب مجھے دیوان حافظ کا کوئی نسخہ صحت و جامعیت کے اعتبار سے مکمل نہ ملا۔ میں نے اس سلسلے میں پنجاب یونیورسٹی لاہور سے رابطہ کیا، اور انہوں نے مجھے دیوان حافظ کا ایک نسخہ جسے محمد قزوینی اور ڈاکٹر قاسم غنی نے کئی سالوں کی کوشش سے قلمی نسخوں سے مقابلہ کر کے کتاب خانہ زوار تہران سے شائع کروایا اور میں نے اسے دیکھا، پڑھا اور اس نتیجے پر پہنچا کہ واقعی یہ نسخہ ایک مستند و معتبر نسخہ ہے اور اسے ہر لحاظ سے معیاری نسخہ قرار دیا جا سکتا ہے۔

تاہم اس کے علاوہ بھی میرے پاس دیوان حافظ کے متعدد نسخے تھے جن کو میں نے کئی کئی بار دیکھا۔ پڑھا اور نسخہ قزوینی سے تقابل بھی کرتا گیا۔ ان نسخوں کی فہرست کچھ اس طرح ہے:

1۔ نسخہ کتاب خانہ مجلس شورائے ملی تہران 854ھ
2۔ نسخہ جناب آقائے الحاج سید نصر اللہ تقوی بخط سلطان علی 905ھ
3۔ نسخہ چاپ سربی بولاق (مصر) بحروف نستعلیق 125ھ

4۔ نسخہ چاپ حکیم پسر وصال در بمبئی 1247ء

5۔ نسخہ چاپ طہران (؟) در دار الطباعہ اللہ قلی خان 1275ء

6۔ نسخہ چاپ اسلامبول محمد صادق افغان قندہاری 1320 قمری۔

7۔ نسخہ چاپ تہران (؟) بخط میرزا زین العابدین ملک الخطاطین 1314 قمری۔

8۔ نسخہ چاپ بمبئی بخط میرزا مہدی شیرازی 1321 قمری۔

9۔ نسخہ چاپ لکھنؤ مطبع نول کشور انڈیا 1912ء

10۔ نسخہ چاپ لکھنؤ مطبع نول کشور مطبوعہ 1916ء

11۔ نسخہ چاپ آقائے خلخالی در تہران۔

بہر حال میں نے نسخہ قزوینی کو ہی دیوان حافظ کا معیاری نسخہ چُنا اور بسم اللہ کردی۔ اور اسی نسخہ کو سامنے رکھ کر دیوان حافظ کی تدوین کی اور ترجمہ وتشریح کا کٹھن کام سرانجام دے دیا۔ ارباب علم وادب جانتے ہیں کہ ترجمہ کرنا بھی گویا تخلیق ہی کے مترادف ہے۔ اور پھر خواجہ حافظ کے دیوان کا جو کہ سراسر معرفت وطریقت کا منبع سمجھا جاتا ہے۔ مانا کہ ہر شعر حقیقت کا ترجمان نہیں لیکن ہر شعر حقیقت ومعرفت سے خالی بھی نہیں۔ تاہم میں نے ایسے اشعار کی تشریح کردی ہے جن میں کسی خاص روحانی مسئلے یا رمز کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔

اگرچہ میں نے دیوان حافظ کا ترجمہ بین السطور نہیں کیا تاہم بہت حد تک مختصر رکھا گیا ہے۔ کیونکہ پبلیشرز کا تقاضا یہی تھا کہ دیوان کی ضخامت نہ بڑھے۔ سو اس طرح کی پابندیوں نے بھی مجھے کچھ پریشان کیا۔ سو میں نے ترجمہ کرتے ہوئے جو انداز اپنایا ہے اس میں حل لغت اور ترجمہ جس میں تشریح بھی شامل کردی گئی ہے۔ لیکن جہاں کہیں مزید تشریح کی ضرورت سمجھی ہے وہاں وہ بھی کردی گئی ہے۔ کئی غزلیات کے اشعار میں کچھ کمی یا نقص معلوم ہوا تو اُسے نیچے حاشیہ میں حل کرنے کی بھی کوشش کی ہے۔ تاکہ یہ دیوان ایک جامع ترین دیوان بن جائے۔

اور اب آخر میں اگر میں پروفیسر ڈاکٹر مظہر محمود شیرانی صاحب جو فارسی اور اُردو ادب کی ایک معتبر اور قد آور شخصیت کے حامل ہیں اور تحقیق وتنقید میں ایک مستند مقام رکھتے ہیں اور شگفتہ خاکہ نگار ہونے کے ساتھ ساتھ قطعہائے تاریخ ترتیب دینے میں بھی یدطولیٰ رکھتے ہیں، کا شکریہ نہ ادا کروں تو کفران نعمت کے مترادف ہوگا کہ انہوں نے اس سلسلے میں نہ صرف مجھے اپنے گراں قدر مشوروں سے نوازا بلکہ آغاز سے انجام تک ہر طرح کی علمی وادبی رہنمائی بھی فرمائی اور میری اس کاوش پر اپنی رائے سے نوازا اور اس کا قطعہء تاریخ قلمبند کر کے اسے تاریخی حیثیت سے سرفراز فرمایا اور پروفیسر محمد صدیق شبلی مرحوم کا بھی شکر گزار ہوں کہ انہوں نے

بھی مجھ بے بضاعت سے بڑا تعاون فرمایا اور برخوردار نوجوان پروفیسر نوید احمد گل نے اس نیک کام میں میری مدد کی۔ جناب غلام رسول آزاد پرنسپل گورنمنٹ ڈگری کالج شیخوپورہ کا بھی بندہ عاجز بڑا احسان مند ہے کہ انہوں نے مجھے کالج کی لائبریری سے اور اپنی ذاتی لائبریری سے متعدد نایاب کتب فراہم کیں۔ جن سے مجھے بڑی مدد ملی۔ علاوہ ازیں عزیزم محمد صدیق تاثیر سلمہٗ بھی جو فارسی زبان وادب کا خاصہ درک رکھتے ہیں شکریہ کے مستحق ہیں جنہوں نے مسودہ کی پروف ریڈنگ کر کے برخورداری کا حق ادا کیا ہے۔

بارِ دگر ان سب حضرات کا بہت بہت شکریہ کہ انہوں نے اس زیرِ نظر دیوان کی تکمیل میں میری معاونت فرمائی اور میں اس قابل ہو سکا کہ اسے آپ کے ہاتھوں تک پہنچا سکوں۔

گر قبول افتد زہے عز و شرف

پروفیسر میاں مقبول احمد
شیخوپورہ

----***----

خواجہ محمد حافظ شیرازی

دنیا کے بڑے بڑے نابغوں، یگانوں اور مشاہیر کی طرح خواجہ حافظ شیرازی کے حالاتِ زندگی کے بارے میں بھی کچھ پتہ نہیں چلتا۔ جس طرح کہ مولانا شبلی نعمانی نے ''شعر العجم'' میں لکھا ہے کہ: ''تاریخ شاعری کا کوئی واقعہ اس سے زیادہ افسوسناک نہیں ہوسکتا کہ خواجہ حافظ کے حالاتِ زندگی اسی قدر معلوم ہیں کہ تشنگانِ ذوق کے لب بھی تر نہیں ہوسکتے۔ اس پایہ کا شاعر اگر یورپ میں پیدا ہوا ہوتا تو اس کثرت اور تفصیل سے اس کی سوانح عمریاں لکھی جاتیں کہ اس کی تصویر کا ایک ایک خدوخال آنکھوں کے سامنے آجاتا لیکن ہمارے تذکرہ نویسوں نے جو کچھ لکھا، ان سب کو جمع بھی کر دیا جائے تب بھی ان کی زندگی کا کوئی پہلو نمایاں ہو کر نظر نہیں آتا۔ جس قدر تذکرے ہیں۔ سب ایک دوسرے سے ماخوذ ہیں اور وہی چند واقعات ہیں جن کو بہ اختلافِ الفاظ میں نقل کرتے آئے ہیں۔ ان سب میں عبدالنبی فخرالزمانی نے اپنے تذکرہ میخانہ میں جو جہانگیر کے عہد میں 1036ھ میں لکھا گیا، ابتدائی حالات اوروں کی نسبت اچھے بہم پہنچائے ہیں۔ ''حبیب السیر'' میں جستہ جستہ کچھ واقعات ملتے ہیں۔ خود حافظ کے کلام میں جابجا واقعات کے اشارے ہیں۔ ان سب کو ترتیب دے کر ان کی زندگی کی تصویر کھینچتا ہوں لیکن دراصل یہ تصویر نہیں بلکہ خاکہ ہے اور زیادہ سچ تو یہ ہے کہ خاکہ بھی نہیں بلکہ محض چند لکیریں ہیں۔''

نام و نسب:

تاہم خواجہ حافظ کے جو حالات میسر ہیں، مختصراً درج کیئے جاتے ہیں۔ محمد نام، شمس الدین لقب اور حافظ تخلص ہے۔ آپ شیراز میں پیدا ہوئے۔ پیدائش کا سال کسی تذکرے میں نہیں ملتا۔ ''انسائیکلو پیڈیا آف اسلام'' میں لکھا ہے کہ حافظ آٹھویں صدی کے آغاز میں پیدا ہوئے۔ آقائے نفیسی نے بھی اس موضوع پر تحقیق کی ہے۔ آپ لکھتے ہیں کہ آپ کی ولادت 722ھ سے 729ھ بمطابق 1325ء تا 1328ء کے مابین ہوئی۔ آپ کے والد کا نام بہاؤالدین تھا اور آپ کے دادا اصفہان کے مضافات کے رہنے والے تھے۔ اتابکانِ شیراز کے زمانہ میں شیراز آئے اور وہیں سکونت اختیار کر لی۔ خواجہ صاحب کے والد نے یہاں تجارت شروع کی اور کاروبار کو اس قدر ترقی دی کہ ان کا شمار بڑے بڑے دولتمندوں میں ہونے لگا۔ بہاؤالدین نے جب انتقال کیا تو تین بیٹے چھوڑے۔ اگرچہ ان کو باپ سے بہت بڑا ترکہ ملا تھا لیکن کسی کو انتظام و انصرام کا کوئی طریقہ و سلیقہ نہ تھا۔ اور چند روز میں باپ کی کمائی سب اڑ گئی۔ بیٹے پریشان ہو کر کہیں نکل گئے لیکن خواجہ صاحب کم سنی کی وجہ سے اپنی والدہ کے ساتھ شیراز میں ہی رہے گھر میں فاقے ہونے لگے تو ان کی والدہ نے انہیں محلہ کے ایک آدمی کے سپرد کر دیا کہ وہ خواجہ صاحب سے خدمت لے اور اس کے معاوضے میں روٹی دے۔ کہتے ہیں کہ وہ آدمی بدچلن اور بداطوار تھا۔ خواجہ حافظ نے جونہی ہوش سنبھالا اس سے تعلق توڑ دیا اور خمیر بنانے کا پیشہ اختیار کر لیا۔

تعلیم :

اگر چہ خواجہ حافظ کسبِ معاش میں بڑے مصروف رہتے تھے لیکن علم حاصل کرنے کا بھی آپ کو بڑا شوق تھا۔ دکان کے پاس ہی ایک مکتب تھا جہاں ایک مشہور عالم دین قوام الدین عبداللہ درس دیتے تھے۔ حافظ آدھی رات کو اُٹھ کر صبح تک خمیر گوندھتے اور جب کچھ فراغت ہوتی تو مکتب جو کہ دکان کے پاس ہی تھا محلّہ کے اِدھر اُدھر کے بھی لڑکے اس میں پڑھتے اور آتے جاتے دیکھ کر ان کے دل میں بھی حصولِ علم کی تحریک پیدا ہونا شروع ہوئی اور رفتہ رفتہ شوق اس قدر بڑھ گیا کہ مکتب میں داخل ہو گئے۔ خمیر بنانے سے انہیں جو کچھ حاصل ہوتا تھا اس کا ایک حصہ اپنی والدہ اور اپنے خرچ کے لیے رکھتے اور دوسرا حصہ مکتب میں دے دیتے اور تیسرا خیرات کر دیتے۔ اس طرح ان کی تعلیم کا سلسلہ جاری ہوا۔ مکتب میں ہی انہوں نے قرآن پاک حفظ کیا اور کچھ معمولی پڑھنا لکھنا بھی سیکھ لیا۔ یہاں تک کہ آپ نے تفسیر اور علم و حکمت کی تعلیم بھی حاصل کر لی جیسا کہ ان کے اپنے ایک شعر سے ظاہر ہے:

ز حافظانِ جہان کس چو بندہ جمع نکرد
لطائفِ حکمی با نکاتِ قُرآنی

اور حافظ قرآن ہونے کی نسبت سے ہی آپ نے حافظ تخلص اختیار کیا۔ آپ کے کلام میں جو تاثیر پائی جاتی ہے اسے وہ قرآن خوانی کا ہی فیض بتاتے ہیں:

ندیدم خوشتر از شعر تو حافظؔ!
بہ قرآنی کہ اندر سینہ داری

خواجہ صاحب نے علم حکمت شمس الدین عبداللہ شیرازی کی صحبت میں رہ کر حاصل کیا تھا۔ تذکرہ نویس رقمطراز ہیں کہ قاضی عضدالدین عبدالرحمٰن یحییٰ سے بھی انہیں تلمذ تھا۔ آقائے فروزانفر نے تو یہاں تک لکھا ہے کہ حافظؔ چالیس سال تک تحصیلِ علم میں مصروف رہے۔ اس کی دلیل میں وہ ذیل کا شعر پیش کرتے ہیں:

علم و فضلی کہ بہ چل سال دِلم جمع آورد
ترسم آں نرگسِ مستانہ بیک جا ببرد

اس شعر کا غالباً یہ مطلب ہے کہ چالیس سال جو علمی سرمایہ وہ حاصل کر چکے ہیں، سب محبوب کی نرگسِ مستانہ کی نذر ہو جائے گا۔ اس سے یہ مراد نہیں کہ وہ چالیس سال تک تعلیم پاتے رہے۔ بہر حال تذکروں سے پتا چلتا ہے کہ آپ نے تعلیمی شوق پورا کرنے کے لیے اپنے وسائل سے پورا پورا فائدہ اٹھایا۔ اگر چہ تذکرہ نگاروں نے اس سے زیادہ آپ کی تعلیم کے بارے میں نہیں لکھا تاہم ان کے کلام سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ انہیں عربی زبان میں بڑی مہارت حاصل تھی۔ وہ اپنی غزلوں میں عربی مصرعے جس برجستگی سے لاتے ہیں اس سے ان کی عربی دانی کا بخوبی اندازہ کیا جا سکتا ہے۔ اور ان کی بعض غزلوں میں تو متعدد شعر خالص عربی زبان میں ہیں جو اپنی سلاست اور فصاحت میں بے نظیر و بے مثال ہیں۔

شاعری کا آغاز:

ملا عبدالنبی اپنی شہرہ آفاق تالیف ''میخانہ'' میں لکھتے ہیں کہ شیراز ان دنوں شعر وسخن کا گہوارہ بنا ہوا تھا اور لوگ گھر گھر شیخ سعدی کی غزلیں پڑھتے اور سنتے تھے۔ خواجہ کے محلے میں ایک بزاز تھا جو کہ ذوق سلیم رکھتا تھا اور شعر بھی کہتا تھا۔ اسی وجہ سے اکثر اہل ذوق اس کی دکان پر آ بیٹھتے تھے اور شعر سنتے سناتے تھے۔ حافظؔ بھی اس صحبت میں شریک ہوتے اور خود بھی فکر سخن کرتے تھے۔ لیکن شروع شروع میں بے تکے شعر کہتے تھے اور یار لوگوں میں ان کا خوب مذاق اڑایا جاتا تھا۔

شاخ نبات:

عبدالنبی نے یہ بھی لکھا ہے کہ اسی عرصہ میں آپ کو ایک زن بازاری ''شاخ نبات'' سے عشق ہو گیا تھا لیکن مالی حالت خراب تھی اور اس پر مستزاد یہ کہ لکھنا پڑھنا بھی نہ جانتے تھے۔ اس لیے وصال یار کی کوئی صورت نظر نہ آئی۔ آخر آپ نے بابا کوہی کے مزار پر چلہ کشی شروع کی۔ چالیسویں روز ریاضت کے بعد آپ کو نیند آ گئی کیا دیکھتے ہیں کہ امیر المومنین حضرت علی المرتضیٰؓ کھڑے ہیں اور فرما رہے ہیں: جا ''تم پر اب تمام علوم کے دروازے کھل گئے۔'' چنانچہ دوسرے دن صبح کو اٹھے تو ایک غزل لکھی:

دوش وقتِ سحر از غصہ نجاتم دادند
وندراں ظلمتِ شب آبِ حیاتم دادند

اس غزل کا سنانا تھا کہ گھر گھر آپ کی شاعرانہ عظمت کے چرچے ہونے لگے۔ اس غزل کے دو شعر اور سنیئے!

ایں ہمہ شہد و شکر کز سخنم می ریزد
اجر صبریست کزاں شاخ نباتم دادند

شکر شکر بشکرانہ بیفشاں حافظؔ!
کہ نگار خوش و شیریں حرکاتم دادند

یہ وہ اشعار ہیں جن سے شبہ ہوتا ہے کہ شاید آپ کی بے علمی اور وصال یار کا افسانہ درست ہو چنانچہ شبلی نعمانی ایسے ثقہ مورخ نے بھی لکھ دیا ہے کہ اس میں اگرچہ خوش اعتقادی اور وہم پرستی نے بعض باتیں بڑھا دی ہیں تاہم بہت کچھ اصلی واقعات ہیں۔ پروفیسر براؤن نے بھی یہ واقعہ نقل کیا ہے۔ آج بھی بعض اہل شیراز بقول محمد معین یہ کہتے ہیں کہ ''شاخ نبات'' کا گھر ''کوئے درب شہزادہ میں آج بھی صحیح وسالم ہے۔ تاہم ''ادب نامہ ایران کے مولف مرزا مقبول بیگ بدخشانی اس مشہور ومعروف اضافے پر تنقید کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ:

''اگر اس حسن اتفاق پر تنقیدی نظر ڈالی جائے تو اس میں موافقت معلوم نہیں ہوتی۔ ایک ہی رات کے خواب کے بعد کسی بے علم شخص کا صاحب علم وعرفان ہو جانا اور ایسے شعر کہنا جو اس کی شاعری کا شاہکار کہے جا سکتے ہیں، علمی لحاظ سے قابل قبول نہیں اور پھر تاریخی اعتبار سے بھی کچھ درست نہیں جیسا کہ پہلے ذکر آ چکا ہے۔ آپ نے باقاعدہ مدرسے میں تعلیم پائی۔ کلام مجید حفظ کیا۔ حکمت وفلسفہ کی تعلیم مستند علماء سے پائی۔ تفسیر کے علم میں مہارت حاصل کی۔ جس کی بدولت بالآخر آپ اس لائق ہوئے کہ علامہ زمخشری کی ''کشاف'' پر

حاشیہ لکھیں۔ ایسا شخص سن بلوغت تک پہنچنے تک علم وفضل سے کورا کیسے رہ سکتا ہے۔
''شاخِ نبات'' عورت کا نام تو ہوسکتا ہے۔ لیکن یہ کہ وہ حافظ کی محبوبہ تھی، ان کے اشعار سے ثابت نہیں ہوتا۔
''شاخِ نبات'' کا بعض اور اشعار میں بھی ذکر آتا ہے۔ جہاں حافظ شاخِ نبات'' سے اپنا شیریں سخن قلم مراد لیتے ہیں مثلاً:

حافظ چہ طرفہ شاخ نباتی ست کلکِ تو
کش میوہ دلپذیر تر از شہد و شکر است

کلکِ حافظ شکریں شاخِ نبات است بچیں
کہ دریں باغ نہ بنی ثمرے بہتر ازیں

یوں بھی خواجہ حافظ کے دیوان میں اس فرضی محبوبہ کا ذکر خال خال ہی آیا ہے۔ اگر شاخ نبات واقعی آپ کی محبوبہ ہوتی جس کا وصال انہیں روحانی فیض کے ذریعے سے حاصل ہوا تھا، تو اس کا ذکر دیوان میں اکثر آنا چاہیے تھا۔'' تاہم کچھ بھی ہو اسے ایک فرضی محبوبہ کا نام دے لیں یا سراسر افسانہ کہہ لیں یا پھر محض خوش اعتقادی کا نام دے دیں۔ اس میں کچھ نہ کچھ اصلیت ضرور موجود ہے۔

حافظ کے ہم عصر حُکمران:

جب خواجہ صاحب کی شاعری کے کمالات کا چرچا ہوا تو دُور دُور سے بادشاہوں اور اُمرا نے بلانے کے لیے خطوط بھیجے۔ سب سے پہلا حکمران جس نے خواجہ صاحب کی قدردانی کی وہ ابواسحٰق اینجو ہے۔ جسے منگول بادشاہ غازان خان نے فارس کا حاکم مقرر کیا تھا۔ ابواسحٰق نہ صرف ایک اچھا شعر فہم تھا بلکہ شاعر بھی تھا اور شاعروں ادیبوں کی بڑی قدر کرتا اور انہیں عزیز رکھتا۔ وہ فطری طور پر عیش کوش اور عافیت پسند شخص تھا۔ مشہور ہے کہ اُسے یہ اطلاع ملی کہ حاکم یزد مبارزالدین شیراز پر حملہ کرنے کے ارادے سے آرہا ہے تو اُس نے جواب دیا کہ ایسے شخص سے بڑا احمق کون ہوگا جو بہار کے موسم کو اس طرح سے ضائع کر ڈالے اور یہ شعر کہا:

بیا تا یک امشب تماشا کنیم
چو فردا شود کار فردا کنیم

خواجہ حافظ نے ابواسحاق اینجو کے مختصر عہد حکومت کے بارے میں خود اپنے اس شعر میں کہا ہے کہ

راستی خاتم فیروزہ بو اسحاقی
خوش درخشید ولی دولتِ مستعجل بود

آخرکار بواسحاق اینجو 758ھ بمطابق 1356ء میں مبارزالدین کے ساتھ لڑتا ہوا شکست کھا کر قتل ہوگیا اور شیراز مبارزالدین کے قبضے میں آ گیا۔ مبارزالدین کی یزد پر حکومت تھی۔ یہاں پر اُس نے اپنے باپ اشرف الدین مظفرالدین بن منصور کے نام پر آزاد مظفری حکومت قائم کی تھی۔ اور اب ابواسحاق پر فتح حاصل کر کے شیراز اور کرمان کے علاقے بھی اس نے اپنی مملکت میں ملا لیے۔ مبارزالدین مزاج کا بڑا سخت تھا۔ اُس نے اپنی حکمرانی قائم کرنے کے بعد شیراز کے جملہ شراب خانے بند

کرنے کا حکم جاری کر دیا۔ یہی وجہ ہے کہ شیراز کے زندہ دل لوگ اُسے محتسب کا نام دینے لگ گئے تھے۔ خواجہ حافظ چونکہ ناؤ نوش کے رسیا تھے اور وہ یہ حادثہ ہرگز برداشت نہ کر سکتے تھے۔ ذیل کے اشعار میں اسی حادثے کی طرف ہی اشارہ ہے:

اگرچہ بادہ فرح بخش و باد گل بیزست
بہ بانگِ چنگ مخور مے کہ محتسب تیزست

در آستین مرقع پیالہ پنہاں کن
کہ ہم چو چشم صراحی زمانہ خون ریزست

ز رنگِ بادہ بشوئید خرقہ ہا از اشک
کہ موسمِ ورع و روزگار پرہیز ست

مبارز الدین جنگجو طبیعت کا مالک تھا اور ہر وقت اپنی سلطنت کو وسیع و عریض کرنے کے در پے رہتا تھا۔ اس لیئے اُس نے کچھ اور علاقے بھی فتح کر کے اپنی سلطنت میں وسعت پیدا کی۔ اُسے اُس کی زندگی نے ہی مہلت نہ دی ورنہ وہ اور بھی پاؤں پھیلاتا۔ مزید یہ کہ اسی ظلم و ستم اور اس کی سخت گیر طبیعت سے تنگ آ کر اس کے دونوں بیٹے شاہ محمود، شاہ اور شجاع اس کے خلاف ہو گئے اور انہوں نے علم بغاوت بلند کر دیا۔ اور بالآخر انہوں نے اپنے باپ پر قابو پا کر اُسے گرفتار کر لیا اور اس کی آنکھوں میں دہکتی ہوئی سلائی پھرا دی۔ اس طرح شاہ مبارز الدین کی کشور کشائی کی ہوس کو خاک میں ملا کر رکھ دیا۔ خواجہ حافظ نے مبارز الدین کے عبرتناک انجام کا ذکر ذیل کے شعروں میں کچھ اس طرح سے کیا ہے:

دل منہ بر دنیٰ و اسبابِ او
زانکہ از او کس وفاداری ندید

آنکہ روشن شد جہاں بینش بدو
میل درچشمِ جہانِ بینش کشید

مبارز الدین کے بعد عراق عجم کی حکمرانی کا قرعہ اس کے بیٹے شاہ محمود کے نام پر پڑا اور شاہ شجاع کے حصے میں شیراز، کرمان اور یزد کی حکمرانی آئی۔ اُس نے 786ھ بمطابق 1385ء تا 1384ء حکومت سنبھالی رکھی۔ خواجہ حافظ شیرازی کا دوسرا سرپرست ہونے کا اعزاز جس اعلیٰ شخصیت کو حاصل ہوا وہ شاہ شجاع کی ہستی ہے۔

شاہ شجاع نہ صرف اعلیٰ ادبی ذوق کا مالک تھا بلکہ وہ خود بھی کبھار شعر بھی کہتا تھا اور شعراء کی صحبت بھی اُسے بڑی پسند تھی۔ لیکن خواجہ صاحب کی طرف سے اس کی طبیعت صاف نہ تھی۔ اس کے عہد حکومت میں تمام معاشرتی پابندیاں جو کہ اُس کے باپ نے لگائی تھیں ختم کر دی گئیں اور میخانوں کے دروازے کھول دیئے گئے۔ یہ جانفزا مژدہ جب حافظ نے سنا تو ذیل کے اشعار کہے:

سحر ز ہاتفِ غیبم رسید مژدہ بگوش
کہ دورِ شاہ شجاع است مے دلیر بنوش

شد آں کہ اہل نظر بر کنارٔ می رفتند
ہزار گونہ سخن بر دہان ولب خاموش

بہ بانگِ چنگ بگوئیم آں حکایت ہا
کہ از نہفتن آں دیگِ سینہ می زد جوش

رموزِ مملکتِ خویش خسرواں دانند
گدای گوشہ نشینی تو حافظا مخروش

شاہ شجاع چونکہ ایک مدبر اور طاقتور حکمران تھا۔ اس لیے اس کے عہد حکومت میں فارس میں ہر سو امن و امان رہا۔ لیکن 786ھ بمطابق 1384ء میں جب وہ انتقال کر گیا تو اس کے شہزادے اس قابل نہ تھے کہ اپنے باپ کی چھوڑی ہوئی حکومت سنبھال

سکتے اور مضبوط حکومت قائم کر سکتے لیکن خواہش ہر شاہزادے کی یہی تھی کہ وہ بادشاہ بن جائے۔ بالآخر یہ کوشش ان کے ایک بیٹے زین العابدین کی کامیاب ہوگئی اور وہ اپنے باپ کا جانشین بننے میں کامران و کامیاب ہوا۔ اگرچہ اہل فارس میں زین العابدین کو مقبولیت اور پزیرائی حاصل تھی اور وہ اپنی بخشش وسخاوت کی وجہ سے بااثر لوگوں کے دِلوں میں گھر کر چکا تھا لیکن کوئی مستحکم حکومت اُس سے بھی نہ بن سکی۔ اس کی کمزور پالیسیوں اور حکومت پر اس کی کمزور گرفت کی وجہ سے خودغرض لوگ فائدہ اٹھانے کے در پے ہو گئے اور اُسے چاہنے والے بھی خودسر ہوتے چلے گئے۔ ہر طرف ظلم وستم کا دور دورہ ہوا اور قتل وغارت کا بازار گرم ہوا۔ قحط پھوٹنے کے ساتھ ساتھ وبائیں پھیل گئیں اور طرح طرح کے مصائب سے ملک کے امن وسکون کا جنازہ نکل گیا۔

حافظ کی آنکھیں یہ سب کچھ دیکھ رہی تھیں۔ اُسے اپنے ملک کے لوگوں کے رنج والم اور دُکھ درد کا انتہائی قلق تھا۔ اس کے ذیل کے شعروں میں جہاں مایوسی اور ناامیدی کا اظہار ملتا ہے وہاں پر یہ خواہش بھی عیاں نظر آتی ہے کہ سارے ملک میں کوئی جائز اور قادر حکمران ہو جو ملک کا نظم ونسق بحال کرنے کے ساتھ ساتھ سنبھال بھی سکے، یہاں پر وہ غالباً امیر تیمور کی طرف اشارہ کرتے نظر آتے ہیں:

سینہ مالا مال دردست اے دریغا مرہمے
دِل ز تنہائی بجاں آمد خدا را ہمدمے

چشم آسائش کہ دارد زیں سپہرِ گرم رَو،
ساقیا جامے بمن دہ تابیاسایم دمے

زیرکے را گفتم ایں احوال خود، خندید و گفت!
صعب روزی بوالعجب کارے پریشاں عالمے

سوختم درچاہ صبر از بہرِ آں شمع چگل،
شاہ ترکاں فارغ ست از حالِ ما کو رستمے

در طریقِ عشقبازی امن و آسائش خطاست
ریش بادآں دِل کہ بادردتو خواہد مرہمے

اہلِ کام و ناز را در کوئے رندی راہ نیست
رہروی باید، جہاں سوزی، زخامے بے غمی!

آدمے خاکی بدیں عالم نمی آید بدست
عالمے دیگر بباید ساخت وز نو آدمی

خیز تا خاطر بداں ترکِ سمرقندی دہم
کز نسیمش بوی جوی مولیاں آید ہمی

گریۂ حافظ چہ سازد پیش استغنای عشق
کاندریں دریا نماید ہفت دریا شبنمی!

اگرچہ حافظ حزن پسند شاعر بالکل نہیں تھے لیکن ان اشعار میں وہ اس قدر مایوس اور ناامید دکھائی دیتے ہیں کہ ساری دنیا میں انہیں کوئی ایک انسان بھی نظر نہیں آرہا گویا وہ کسی نئے آدم کی تخلیق کے آرزومند لگتے ہیں۔

آدمے وز خاکی بدیں عالم نمی آید بدست
عالمے دیگر بباید ساخت از نو آدمی!

اس طرف حکومت کی کمزوری کی وجہ سے قسم قسم کی خرابیاں جنم لے رہی تھیں اور اس طرف امیر تیمور ماوراالنہر اور ترکستان میں تاخت وتاراج کرتا ہوا ایران کی جانب پیش قدمی کر چکا تھا۔ اُس نے سب سے پہلے آذربائیجان کے علاقے پر تسلط جمایا اور

788 بمطابق 1286ء میں زین العابدین کو اُس نے پیغام بھیجا کہ تمہارے والد نے ہم سے دوستی نبھانے کے لیے ہماری اطاعت قبول کر لی تھی اور مرتے وقت وہ تمہیں ہمارے سپرد کر گیا تھا۔ اب بہتر یہی ہے کہ تم خود مجھ سے آ کر ملاقات کر و تا کہ فارس کی حکمرانی تمہیں پھر مل جائے اور تمہارے لیے سرفرازی کا باعث ہو سکے۔ امیر تیمور کے اس پیغام کا سلطان زین العابدین نے کوئی جواب نہ دیا اور نہ پیام بر کو ہی واپس جانے دیا۔ امیر تیمور اس کی اس حرکت پر سخت غصے میں آ گیا اور وہ ہمدان سے اصفہان اور فارس کی جانب بڑھتا ہوا 789ھ بمطابق 1387ء عراق کے علاقے اصفہان کے مضافات میں آ پہنچا۔ جب اس کی آمد کا علم یہاں کے حکمران مظفر کاشی جو کہ رشتے میں زین العابدین کا ماموں تھا۔ کو ہوا تو اُس نے آگے بڑھ کر امیر تیمور کا استقبال کیا اور قلعے کی چابیاں اُس کے سپرد کر دیں۔ امیر تیمور حاکم اصفہان کی اس اطاعت پر بڑا خوش ہوا اور اُس سے بڑی مہربانی سے پیش آیا اور اس کے ساتھ ہی اُس نے نقد رقم کا تقاضا کر دیا۔

امیر تیمور کے امراء جب شہر میں رقم لینے کے لیے داخل ہوئے تو شہریوں نے ان کے ظلم وزیادتی کی وجہ سے ان میں سے کچھ کو قتل کر ڈالا۔ جب امیر تیمور کو پتہ چلا تو اُس نے سخت غضبناکی کی حالت میں اپنے خونریز سپاہیوں کو اصفہان میں قتل عام کا حکم دے دیا۔ چنانچہ اصفہان کے گلی کوچوں میں بے دریغ انسانی خون بہایا گیا۔ مورخین کا کہنا ہے کہ اس قتل عام میں بیس ہزار انسانی جانیں تلف ہوئیں اور ہر طرف لاشوں کے ڈھیر لگ گئے۔

اس اثناء میں زین العابدین نے بغداد جانے کی خاطر شوستر کی راہ لی اور یہاں کے حاکم شاہ منصور نے جو اس کا ماموں زاد بھائی تھا اُسے قید میں ڈال دیا۔ شاہ یحییٰ جو یزد کا حاکم تھا اور زین العابدین کا بیٹا تھا وہ امیر تیمور کی اطاعت کے لیے شیراز آ گیا اور زین العابدین کا چچا سلطان احمد جو کرمان پر حکومت کرتا تھا، اطاعت کے لیے آگے بڑھتا ہوا امیر تیمور کی خدمت میں پیش ہو گیا۔ اور 789ھ بمطابق 1287ء امیر تیمور نے بلا مزاحمت فارس پر اپنا تسلط قائم کر لیا۔ یہاں پر وہ دو ماہ تک رہا اور پھر اُسے ماورالنہر میں کسی دشمن کے حملے کی اطلاع ملی تو اس نے آل مظفر کے ان علاقوں کو اس طرح تقسیم کر دیا کہ فارس کی حکمرانی شاہ یحییٰ کو بخش دی۔ اصفہان کا حاکم اُس کے بیٹے سلطان محمد کو بنا دیا اور کرمان کی حکومت سلطان احمد کو سونپ دی اور خود سمرقند کی جانب روانہ ہو گیا۔ حافظ کے ذیل کے ایک قطعہ سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ فارس پر تیمور کے غلبے اور تسلط کو حافظ نے اپنی آنکھوں سے دیکھا تھا:

نیم تنے مُلکِ سلیمان گرفت   چشم کشا قدرتِ یزداں بہ بیں
پائے نہ و خنگ فلک درمیاں   دست نہ و ملک بہ زیرِ نگیں
ایں ہمہ او می کند او می دہد   کیست کہ گوید کہ چناں یا چنیں

حافظ پُر اُمید تھے کہ امیر تیمور ایک جابر و قادر حکمران ہے اور ممکن ہے کہ اس کی توجہ سے فارس کے حالات بہتر ہو جائیں۔ لیکن امیر تیمور کی حکومت قائم ہو جانے کے بعد بھی ملک کے حالات نہ سدھر سکے اور نہ کوئی حالات میں ہی بہتری آئی۔ جب وہ اصفہان کے قتل عام کے بعد شیراز میں داخل ہوا تو اس کے سپاہیوں نے وہ ستم ڈھائے کہ خواجہ اپنے شعر میں یہ کہنے پر مجبور ہو گئے کہ:

روزی اگر نمی رسدت تنگ دِل مباش   رو شکر کن مباد کہ از بد بتر شود

امیر تیمور کے وطن لوٹ جانے کا جب شاہ منصور نے سُنا تو اس نے شیراز کی جانب پیش قدمی کی تو یحییٰ بھاگ کر یزد میں

چلا گیا۔ 790ھ بمطابق 1388ء شاہ منصور نے شیراز پر اپنی حکومت قائم کر لی۔ شاہ منصور بن محمد مظفر بڑی شان و شوکت والا بادشاہ تھا۔ خواجہ صاحب نے اس کے تخت نشین ہونے پر ذیل کی غزل کہی:

بیا کہ رایتِ منصور پادشاہ رسید   نوید فتح و ظفر تا بمہر و ماہ رسید

امیر تیمور پانچ سال کے بعد پھر ایران لوٹ آیا۔ یہ دیکھ کہ منصور نے یحییٰ کو نکال باہر کیا ہے اور شیراز پر حملہ بول دیا۔ شاہ منصور اگر چہ نہایت صاحبِ عزم اور بہادر و دلیر تھا لیکن امیر تیمور کے لشکر کو شکست سے دوچار نہ کر سکا۔ جنگ کے میدان میں وہ بڑی بے جگری اور مردانگی سے لڑا یہاں تک کہ لڑتا ہوا تیموری لشکر کے قلب میں جا پہنچا اور اُس نے تلوار سے تیمور پر کئی وار کیے لیکن آخر کار وہ سپاہیوں کے نرغے میں پھنس گیا اور قتل ہو گیا۔ شاہ منصور کے قتل ہونے کا خود امیر تیمور کو بھی بڑا افسوس رہا۔ وہ کہا کرتا تھا کہ اتنے معرکوں میں آج تک منصور کا ہمسر کسی کو نہیں دیکھا۔

امیر تیمور اور حافظ کی ملاقات:

امیر تیمور اور خواجہ حافظ کی ملاقات ابھی تک ایک معمہ ہے۔ کہ یہ ملاقات ہوئی یا کہ نہیں؟ اکثر پرانے تذکرہ نویس رقمطراز ہیں کہ یہ ملاقات ہوئی تھی مثلاً تذکرۃ الشعراء کا مصنف دولت شاہ سمرقندی رقمطراز ہے کہ امیر تیمور نے جب 795ھ میں فارس کو فتح کیا تو شاہ منصور کو قتل کرنے کے بعد خواجہ حافظ کو بلایا اور کہا: ''میں نے اپنی ضربِ شمشیر سے دنیا کو محض اس لیے برباد کیا ہے کہ سمرقند اور بخارا کو آباد کروں اور آپ ترکِ شیرازی کے ایک خال کے عوض انہیں دینے کو تیار ہیں۔'' جیسا کہ آپ کا یہ شعر ظاہر کرتا ہے:

اگر آں تُرکِ شیرازی بدست آرد دلِ مارا   بخالِ ہندوش بخشم سمرقند و بخارا را

خواجہ حافظ کہنے لگے اسی بخشش و فیاضی سے تو فقر و فاقہ تک نوبت آ پہنچی ہے۔ امیر تیمور ہنس پڑا اور خواجہ حافظ کو اپنی عنایات سے نوازا۔''

سر جان میلکم اپنی تاریخ میں رقمطراز ہیں کہ حافظ شیرازی کی ملاقات جب تیمور سے ہوئی تو تیمور نے آپ کی بہت عزت کی اور مہربانیوں سے نوازا۔''

''تذکرہ آتش کدہ'' اور ''ریاض العارفین'' میں بھی اس خیال کی تائید ملتی ہے۔ ''انسائیکلوپیڈیا آف اسلام'' میں لکھا ہے کہ تیمور 788ھ بمطابق 1386ء جب ایران فتح کرنے کے لیے شیراز پہنچا تو اُس نے شیراز میں دو مہینے تک قیام کیا۔ اور اس بات کا امکان ہے کہ حافظ اور تیمور کی ملاقات ہوئی ہو لیکن اس ملاقات پر بعض جدید نقاد حضرات سخت تنقید کرتے ہوئے دکھائی دیتے ہیں۔ آقائے عبدالرحیم خلخالی دیوان حافظ کے مقدمے میں لکھتے ہیں کہ ''یہ ملاقات محض افسانہ ہے' جس میں کوئی صداقت نہیں ہے۔'' آقائے پژمان بختیاری نے بھی مقدمہ دیوان حافظ میں انہی کی تائید کی ہے۔ یہ جدید محققین بڑا اعتراض یہ کرتے ہیں کہ قدیم تذکرہ نویسوں نے ملاقات کا زمانہ 795ھ بمطابق 1392ء بتایا ہے لیکن حافظ کا انتقال 791ھ بمطابق 1387ء تا 1388ء میں ہوا تھا۔ اس لیے ملاقات کا کوئی امکان نہیں ہے۔ ''ادب نامہ ایران کے مولف پروفیسر مرزا مقبول بیگ بدخشانی یوں رقمطراز ہیں:

''یہ درست ہے کہ دولت شاہ نے اپنے تذکرۃ الشعراء میں تیمور اور حافظ کی ملاقات کا سن 795ھ بمطابق 1392ء ہی

لکھا ہے لیکن یہ ایک تاریخی حقیقت ہے کہ امیر تیمور 789۔790ھ بمطابق 1387ء تا 1388ء شیراز ہی میں تھا۔ یہاں پر وہ دو ماہ ٹھہرا رہا اور آل مظفر کی سلطنت مختلف حکمرانوں کے سپرد کر کے خود ماورالنہر لوٹ گیا۔ جیسا کہ تذکروں میں ذکر آتا ہے۔ امیر تیمور نے یہ دستور العمل بنا رکھا تھا کہ وہ جس بھی علاقے کو فتح کرتا تھا وہاں کے علماء کی دلجوئی کے لیے ان سے ضرور ملتا تھا۔ اس وقت حافظ نہ صرف شیراز بلکہ پورے ملک میں مشہور ہو چکے تھے۔ اس لیے یہ بعید از قیاس نہیں ہے کہ اُس نے خواجہ صاحب کو طلب کر کے ان سے ملاقات کی ہو یہ ممکن ہے کہ ملاقات کا سن لکھنے میں دولت شاہ سے بھول ہوگئی ہو اور یہ ملاقات 795ھ کی بجائے 789ھ بمطابق 1387ء میں ہوئی ہو جب کہ تیمور فارس پر بلا مزاحمت قابض ہوا تھا لیکن ملاقات سے انکار نہیں کیا جا سکتا۔ اس کے علاوہ آقائے خلخالی اور آقائے پژمان نے اور کوئی خاص دلیل نہیں دی۔ جس سے یہ ملاقات محض افسانہ ثابت ہو سکے۔ اس لیے دولت شاہ کا بیان قدرے ترمیم کے ساتھ درست معلوم ہوتا ہے۔''

شیراز سے محبت:

خواجہ حافظ کا کلام ان کی زندگی میں ہی چار دانگِ عالم میں مقبولیت و پزیرائی حاصل کر چکا تھا۔ اس زمانے کے جتنے بھی سلاطین تھے ان میں سے ہر کسی کی یہی تمنا و آرزو تھی کہ وہ خواجہ صاحب کے ساتھ مل سکے اور اُن سے ان کا کلام سن کر استفادہ کر سکے۔ اسی آرزو شوق سے بھرے ہوئے خطوط انہیں اکثر آتے رہتے تھے لیکن خواجہ صاحب کو چونکہ شیراز سے بے حد محبت تھی اس لیے وہ کسی طور بھی شیراز چھوڑ کر کہیں جانا نہ چاہتے تھے۔ بغداد کے فرمانروا سلطان احمد بن اویس نے خواجہ صاحب کو بار بار دعوت دی اور خواجہ صاحب بھی للچائے مگر رکنا باد کی خاک ہی کچھ ایسی تھی کہ وہ ان کے دامن کو نہ چھوڑتی تھی۔ جس طرح کہ خود کہتے ہیں:

نمی دہند اجازت مرا بہ سیر و سفر
نسیمِ بادِ مصلّٰی و آبِ رکنا باد

آخر ہمت کر کے بغداد جانے کے لیے نکلے بھی تو یزد تک کا سفر کر کے واپس شیراز لوٹ آئے لیکن شوق کا کانٹا بدستور دل میں کھٹکتا ہی رہ گیا:

راہ نبردیم بمقصود خود اندر شیراز
خرّم آں روز کہ حافظ رہ بغداد کند

دکن کے سلطان محمود شاہ بہمنی نے 799ھ[1] بمطابق 1396ء میں آپ کو دکن آنے کی دعوت دی۔ سلطانِ دکن کو عربی اور فارسی دونوں زبانوں پر مکمل دسترس حاصل تھی اور وہ ان دونوں زبانوں میں بڑی فصاحت اور روانی سے شعر بھی کہہ سکتا تھا۔ اُس نے اپنے مصاحبوں کو یہ حکم دے رکھا تھا کہ جو شاعر بھی عرب و عجم سے آئے اُسے ایک قصیدہ کے عوض ایک ہزار ٹنکہ جو کہ ہزار تولہ سونے کے برابر تھا انعام میں دیا جائے۔ اس کی ان قدر دانیوں کی شہرت خواجہ تک بھی پہنچی تو انہوں نے دکن جانے کا فیصلہ کر لیا۔ اسی اثناء میں سلطان نے انہیں زادِ راہ کے طور پر کافی روپے بھیجے۔ خواجہ نے اس میں سے کچھ تو اپنے بھانجوں پر خرچ کر دیئے اور کچھ سے اپنا قرض اتار لیا اور باقی زادِ راہ کے طور پر پاس رکھ لیے اور سفر کا سامان کر کے شیراز سے روانہ ہو گئے۔ جب خواجہ صاحب رودِ ارس پر پہنچے تو وہاں پر ان کی ان کے ایک دوست سے ملاقات ہو گئی۔ جس کا مال و اسباب حال ہی میں لُٹ چکا تھا۔ خواجہ صاحب نے جو

1۔ جب حافظ ۷۹۱ھ یا ۷۹۲ھ میں فوت ہوئے تو ۷۹۹ھ میں دعوت کیونکر دی جا سکتی ہے۔

کچھ پاس تھا سب اُسے دے دیا اور خود بندرگاہ ہرمز میں جہاز پر سوار ہو گئے۔ اس وقت سمندر میں زبردست طلاطم برپا تھا دیکھا تو فوراً جہاز سے اُتر آئے اور سفر کا ارادہ چھوڑ دیا اور ایک غزل لکھ کر سلطان محمود بہمنی کی خدمت میں ارسال کر دی:

دَمے باغم بسر بردن جہاں یکسر نمی ارزد — بہ می بفروش دلق ما کزیں بہتر نمی ارزد
شکوہِ تاج سلطانی کہ بیمِ جاں درو درجست — کلاہ دلکش ست امّا بہ دردِ سر نمی ارزد
بہ کوئے می فروشانش بہ جامے درنمی گیرند — زہے سجادۂ تقویٰ کہ یک ساغر نمی ارزد
بس آساں مے نمود اوّل غم دریا بہ بوئے دُر — غلط کردم کہ یک موجش بہ صد من زر نمی ارزد

بنگالہ کے فرمانروا سلطان غیاث الدین بن سلطان سکندر نے جو 768ھ میں سریر آرائے سلطنت ہوا، بھی خواجہ صاحب کے کلام سے مستفید ہونے کی آرزو کا اظہار ذیل کا مصرعہ طرح دے کر کیا:

ع ساقی حدیثِ سرو و گُل و لالہ می رود

اور خواجہ حافظؔ نے یہ غزل لکھ کر ارسال کی:

ساقی حدیثِ سرو و گُل و لالہ می رود — ویں بحث باثلاثہ غُسالہ می رود
شکر شکن شوند ہمہ طوطیان ہند ! — زیں قندِ پارسی کہ بہ بنگالہ می رود
حافظؔ زشوقِ مجلسِ سلطاں غیاث دین — غافل مشو کہ کار تو از نالہ می رود

وفات:

خواجہ حافظؔ نے اپنی ساری زندگی شیراز میں ہی گزاری اور مصلّٰی کی باد نسیم کو اور ''رکناباد'' کے چشمے کی سیر کو زندگی گردانا اور بالآخر 791ھ[1] بمطابق 1388ء کو فوت ہو گئے۔ اپنی اسی محبوب سیرگاہ مصلّٰی ہی میں دفن ہوئے۔ آپ کی وفات کے ساتھ یہ روایت بڑی مشہور ہے کہ جب خواجہ صاحب کا انتقال ہو گیا تو بعض علماء نے ان کی نمازِ جنازہ پڑھنے سے انکار کر دیا تھا چونکہ خواجہ صاحب تمام عمر زاہدان ریاکار اور عابدان ظاہردار کے خلاف رہے اور اپنے کلام میں جابجا ان کی کوتاہ آستینی اور دست درازی پر حملے کرتے رہے تھے۔ اس لیے اکثر مولوی اور فقیہ ان کے خلاف رہتے تھے۔ شاہ منصور بھی جنازے میں شریک تھا۔ اُس نے نمازِ جنازہ نہ پڑھنے کی وجہ پوچھی تو ان لوگوں نے جواب دیا کہ اس شخص کا تمام کلام رندانہ اور ملحدانہ ہے۔ کہتے ہیں کہ اُس وقت شاہ منصور کے حکم سے خواجہ صاحب کی غزلوں کے مسودے منگوائے گئے۔ جب پہلا ہی ورق اُٹھایا تو اس پر لکھا تھا:

قدم دریغ مدار از جنازہ حافظؔ!
کہ گرچہ غرقِ گناہ است میرود بہ بہشت

اس تائید غیبی کو دیکھ کر تمام لوگ خاموش ہو گئے اور خواجہ صاحب کے معتقد ہو گئے۔ نماز جنازہ ادا کی گئی اور اُسی دن سے خواجہ صاحب کا نام ''لسان الغیب'' رکھا گیا۔ اور لوگ اس کے بعد خواجہ صاحب کے دیوان سے فال نکالنے لگ گئے۔ خواجہ صاحب

[1] سال وفات غالباً ۷۹۲ھ ہے۔

کی تاریخ وفات ''خاکِ مصلٰے'' کے الفاظ سے نکلتی ہے۔

بقول شبلی سلطان بابر بہادر کے زمانہ میں محمد معمّائی نے جو صدارت کی خدمت پر مامور تھا، نے خواجہ صاحب کا مقبرہ بصرفِ کثیر تیار کرایا جواب تک قائم ہے۔ان کے نام کی مناسبت سے اس جگہ کا نام ''حافظیہ'' ہوگیا ہے۔ ہفتہ میں ایک خاص دن مقرر ہے جب لوگ زیارت کو وہاں جاتے ہیں۔ وہیں دن بسر کرتے ہیں۔کھاتے پکاتے ہیں۔ چائے پیتے ہیں۔کہیں کہیں شراب کا دور بھی چلتا ہے۔کوئی رنگین مزاج خواجہ صاحب کے نام کا حصہ خاک پر گرادیتا ہے۔خواجہ صاحب نے صدیوں پہلے یہ کہہ دیا تھا کہ

برسرِ تربتِ ما چوں گزری ہمّت خواہ !
کہ زیارت گہ رندانِ جہاں خواہد بود

آل و اولاد :

خواجہ حافظ کی رندی اور آزاد مزاجی سے خیال یہ گزرتا ہے کہ آپ نے شادی نہیں کی ہوگی اور آپ بیوی بچوں کے بکھیڑوں میں ہرگز نہ پڑے ہوں گے۔لیکن حقیقت یہ ہے کہ آپ نے شادی بھی کی تھی اور آپ کے بچے بھی ہوئے تھے۔آپ کے بڑے صاحبزادے کا نام شاہ نعمان تھا جو بغرض تجارت ہندوستان آئے تھے اور یہیں برہان پور کے مقام پر انتقال کیا۔کہا جاتا ہے کہ اس کی قبر قلعہ اسیر کے ساتھ ہے۔آپ کے دیوان میں ایک قطعہ ملتا ہے:

صباح جمعہ بُد و سادسِ ربیع الاوّل — کہ گشت فرقت آں مہ بکشتیم حاصِل
بہ سال ہفتصد و شست چہار از ہجرت — چو آب حل بشدم ایں دقیقۂ مشکل

یہ قطعہ شاید آپ نے اپنی بیوی کے انتقال پر لکھا تھا: ایک اور قطعہ بھی ہے کہ

دِلا دیدی کہ آں فرزانہ فرزند — چہ دید اندر خمِ ایں طاق رنگیں
بجائے لوحِ سیمیں در کنارش — فلک بر سر نہادہ لوحِ سنگیں

یہ بھی ہوسکتا ہے کہ یہ قطعہ کسی اور جواں مرگ کے لیے کہا ہو لیکن اغلب گمان یہی ہے کہ خود انہی کا فرزند تھا۔جو چھوٹی عمر میں ہی فوت ہوگیا تھا۔

معاشرت:

عام تذکروں میں مرقوم ہے کہ خواجہ حافظؔ نے دنیاوی تعلقات سے آزاد اور سلاطین وامراء سے بالکل بے نیازانہ زندگی بسر کی لیکن خود ان کے کلام سے اس کی تصدیق نہیں ہوتی۔ان کے زمانے میں جتنے بھی حکمران وفرمانبروا ہوئے،ان سب کی مدح و ستائش میں آپ نے قصائد تحریر کیے اور وہ قصائد بلند پایہ شان کے ہیں۔جابجا ان کے کلام سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ سلاطین اور امراء کی مدحیں لکھ کر بھیجیں کہ صلہ ہاتھ آئے اسی طرح ایک قطعے میں کہتے ہیں:

شاہ ہرموزم نہ دید و بے سخن صد لطف کرد — شاہ یزدم دید و مدحش گفتم و ہیچم نہ داد
کارِ شاہاں ایں چنیں باشد تو اے حافظؔ مرنج — داورِ روزی رساں توفیق ونصرت شان دہاد

ایک اور قطعہ میں لکھتے ہیں:

خُسروا ' داد گرا' شیر دلا' بحر کفا ! اے کمالِ تو بہ انواع ہنر ارزانی !
در دو سال آنچہ ختم و ببند از شاہ وزیر ہمہ بر بود بہ یک دم فلک چوگانی

یعنی یہ بالکل غلط بات ہے کہ خواجہ صاحب ہاتھ پاؤں توڑ کر بیٹھ گئے تھے اور انہیں کسبِ معاش کی کچھ فکر نہ تھی۔ البتہ اس قدر فرق ضرور ہے کہ آپ اپنے معاصرین سے یکسر منفرد تھے۔ کیونکہ ان کے پیشروؤں اور ہم عصروں کا تو یہ حال تھا کہ اگر کسی کی مدح لکھی اور اُس نے اس کا صِلہ کم دیا یا کچھ تاخیر کر دی تو یہ لوگ اس کی ہجو کہنا شروع کر دیتے تھے۔ انوری' ظہیر فاریابی اور سلمان ساوَجی کا یہی حال تھا۔ ان کے دواوین ایسے قطعات وقصاید اور ہجووں سے بھرے ہوئے ہیں کہ جن میں تہذیب وشائستگی اپنی آنکھیں بند کر لینے پر مجبور ہو جاتی ہے۔

خواجہ صاحب میں ایسا سفلہ پن بالکل نہ تھا۔ وہ صِلے کے لیے مدح ضرور لکھتے ہیں لیکن ان کا طریق گدایانہ ابرام نہیں ہے کہ جسے دیکھ کر شرم محسوس ہونے لگے' ان کا اصول ہے کہ اگر مدح پر کچھ ملا تو درست ورنہ وہ اسے اپنی تقدیر پر ڈال کر خاموشی اختیار کر لیتے ہیں۔ ہاں گاہے گاہے ہلکا سا تقاضا بھی ضرور کر لیتے ہیں لیکن بڑے اچھوتے اور لطیفانہ پیرائے میں:

بہ سمعِ خواجہ رساں اے رفیق وقت شناس بہ خلوتے کہ دراں اجنبی صبا باشد
لطیفہء بہ میاں آر د خوش بخندانش بہ نکتہء کہ دلش را دراں رضا باشد
پس آنگہے زکرم ایں قدر بپرس بہ لطف کہ گر وظیفہ تقاضا کنم روا باشد

تاہم ان کے کلام سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ آپ نے ہمیشہ اپنی زندگی میں سادگی اور آزادی کو اپنائے رکھا۔ قرآن کے حافظ تھے اور قرآن کے نکات اور حقائق پر درس بھی دیا کرتے تھے لیکن آپ کو اپنی بڑائی اور تفاخر سے شدید نفرت تھی۔ بڑے صاف دِل اور صاف گو تھے۔ بے تکلف ہونے کے ساتھ ساتھ بڑے راست گو اور بے ریا تھے۔ کوئی برائی کرتے بھی تو چھپا کر نہ کرتے تھے۔ جو ان کے دل میں ہوتا تھا وہی زبان پر ہوتا تھا۔ رکناباد شیراز کا مشہور چشمہ اور مشہور سیر گاہ تھی۔ اسی کے کنارے پر بیٹھ کر زندگی کا لطف اٹھاتے تھے۔ دوست احباب جمع ہوتے اور ہر قسم کی صحبتیں ہوتیں۔ آپ کے اکثر اشعار میں اس طرح کی محفلوں اور صحبتوں کا ذکر ملتا ہے:

بدہ ساقی مے باقی کہ در جنت نہ خواہی یافت
کنارِ آبِ رکنا باد و گلگشت مُصَلّا را

رکناباد کے چشمے کا نام اللہ اکبر بھی ہے' اس کا ذکر ان کے کلام میں جا بجا ملتا ہے:

فرق است آبِ خضر کہ ظلمات جائے اوست تا آب ما کہ منبعش اللہ اکبر است

ان کے جو دوست اور احباب ان سے اچھا برتاؤ کرتے تھے آپ اپنی غزلوں میں ان کا ذکر کثرت سے اور بڑی احسان مندی سے کرتے دکھائی دیتے ہیں۔ یہ انداز ان کا مخصوص انداز ہے:

به خواه جامِ صبوحی به یادِ آصفِ عہد　　　وزیر ملک سلیماں عماد بن محمود

ع　چہ غم دارم چو در عالم قوام الدین حسن دارم

انصاف پسندی:

خواجہ حافظ شیرازی بڑے پرگو اور نغز گو شاعر تھے اگر چہ ان کے ہم عصر شعراء میں ان کے پائے کا کوئی ایک شاعر بھی نہ تھا ۔اس کے باوجود بھی وہ اپنے ہم عصروں اور پیشرووں کو نہایت ادب واحترام سے یاد کرتے ہیں بلکہ خود کو ان کا پیرو گردانتے ہیں۔ خواجہ کرمانی کے متعلق فرماتے ہیں:

استادِ غزل سعدیؔ است پیش ہمہ کس لتا
دارد غزلِ حافظؔ طرز و روشِ خواجو

فخریہ انداز میں فرماتے ہیں:

چہ جائے گفتۂ خواجوؔ و شعر سلمانؔ است　　　کہ شعرِ حافظؔ شیراز بہ ز شعر ظہیرؔ

لیکن اگر انصاف کی آنکھ سے دیکھا جائے تو بھلا ظہیر کو غزل میں ان سے کیا نسبت؟ اس زمانے میں کمال خنجری بڑے مشہور شاعر تھے اور کمال میں یکتا بھی تھے۔خواجہ صاحب سے ان کے بڑے اچھے مراسم تھے۔وہ خواجہ صاحب کی غزلیات منگوایا کرتے تھے اور اپنی بھی انہیں بھیجتے تھے۔ایک دفعہ انہوں نے اپنی یہ غزل بھیجی:

غزل میں یہ شعر بھی تھا

گفت یار از غیرِ ماپوشاں نظر گفتم بہ چشم　　　وا آنگہے دُزدیدہ درما مے نگر گفتم بہ چشم
گفت اگر سر دربیابانِ غمم خواہی نہاد　　　تشنگاں رامژدۂ از ما ببر گفتم بہ چشم

جب خواجہ صاحب اس شعر پر پہنچے تو ان پر رقت طاری ہوگئی اور افاقہ کے بعد فرمایا کہ واقعی یہ شخص بہت بلند شعر کہتا ہے۔

خواجہ صاحب کی غزل گوئی:

خواجہ صاحب نے اگر چہ غزل کے ساتھ ساتھ قصیدہ ومثنوی اور رباعی وغیرہ میں بھی اپنے فن کے جوہر دکھائے ہیں جن سے ان کی قادر الکلامی کا بخوبی اندازہ ہو جاتا ہے۔جبکہ عام لوگوں کا یہی خیال ہے کہ جو لوگ اچھی غزل کہتے ہیں وہ قصیدہ اور مثنوی اچھی نہیں لکھ سکتے لیکن خواجہ صاحب کے قصیدے بھی خوب ہیں اور مثنویوں میں تو آپ نظامیؔ اور سعدیؔ کے ہم پلہ کھڑے دکھائی دیتے ہیں اور رباعی میں عمر خیام کے

تاہم ان کا اصل کمال واعجاز غزل گوئی ہے۔یہ بات سب مانتے ہیں کہ غزل میں آج تک متوسطین ومتاخرین میں ان کا کوئی ہم پلہ نہ ہوسکا۔اور نہ ان کا انداز ہی کسی کو نصیب ہوسکا۔مثلاً مرزا صائب کہتا ہے:

رواست صائب اگر نیست ازرہِ دعویٰ　　　تتبعِ غزلِ خواجہ گرچہ بے ادبی است

صائبؔ چہ تواں کرد بہ تکلیفِ عزیزاں ورنہ طرفِ خواجہ شدن بے بصری بود

ع چو شعر حافظؔ شیراز انتخاب ندارد

سلیم کہتا ہے:

سلیم معتقدِ نظم خواجہ حافظ باش
کہ نشہ بیش بود در شرابِ شیرازی

فارسی زبان کے بے نظیر غزل گو شاعر عرفی جس نے کبھی کسی کو اپنے کلام میں اپنا اُستاد نہیں مانا وہ بھی کہتا ہے:

برآں تتبع حافظ رواست چوں عُرفیؔ!
کہ دِل بکاود و دردِ سخنوری داند

نظیری نیشاپوری لکھتا ہے:

تا اقتدا بہ حافظ شیراز کردہ ایم
گشتہ است مقتدائے دو عالم، کلام ما

فارسی غزل کے متاخرین کے امام اور فکروفن کے سلطان مرزا عبدالقادر بیدلؔ نے کہا ہے:

بیدلؔ کلامِ حافظؔ شد ہادی خیالم
دارم اُمید آخر مقصودِ من بر آید

اقبالؔ اگر چہ نظریاتی طور پر خواجہ حافظ سے اختلاف رکھتے تھے لیکن ان کے فکروفن کے وہ بھی بڑے معترف تھے۔اسی لیے توانہوں نے یہ کہا:

ع از تخیل جنتے پیدا کند

غرض کہ ان سب بلند پایہ استادان غزل نے خواجہ حافظ کو نہ صرف عظیم غزل گو تسلیم کیا ہے بلکہ ان کے تتبع کو فن وفکر کی معراج بھی بتایا ہے۔خواجہ حافظؔ نے جب آنکھیں کھولیں تو ملک میں ہر سو سلمانؔ اور خواجو کا رنگ چھایا ہوا تھا۔سلمان بغداد کے ملک الشعراء تھے اور خواجو ابواسحاق حکمران شیراز کے دربار سے وابستہ تھے۔اور پھر یہ بھی اتفاق ہے کہ خواجو جب 753ھ کو شیراز ہی میں فوت ہوئے تو اسی مقام اللہ اکبر ہی میں دفن کئے گئے جو کہ خواجہ حافظ کی محبوب ترین سیر گاہ ہے۔

غزل کا بانی شیخ سعدیؔ کو گردانا جاتا ہے۔امیر خسروؔ اور حسنؔ نے اسے آسمان پر پہنچا دیا۔بقول علامہ شبلی نعمانی: ''ساتویں صدی کا چمن انہی بلبلوں کے زمزموں سے گونج رہا تھا کہ سلمانؔ ساوجی اور خواجو کرمانی نے نغمہ سنجی شروع کی۔سعدیؔ اور خسروؔ کے آگے اگر چہ ان کو فروغ نہیں ہو سکتا تھا لیکن یہ دونوں اصناف سخن یعنی قصیدہ اور مثنوی میں اس قدر ممتاز اور نام ور تھے کہ اس اثر نے غزل میں بھی کام دیا۔اس کے ساتھ ان لوگوں نے غزل میں کچھ جدتیں بھی پیدا کیں جو زمانے کے مذاق کے موافق تھیں اس لیے اور بھی مدد ملی۔اس سے بڑھ کر یہ کہ سلطنت نے بھی ساتھ دیا۔''

''خواجہ صاحب نے غزل گوئی شروع کی تو خواجو کے کلام کو سامنے رکھ کر کہنا شروع کیا جس طرح کہ خود فرماتے ہیں:

ع دارد سخن حافظ طرز و روشِ خواجو

ان کی جو غزلیں ہم طرح ہیں، ان میں جا بجا مصرعے تک لڑ گئے ہیں اور مضامین اور ترکیبیں تو کثرت سے متوارد ہیں۔ سلمانؔ کی غزلوں پر بھی اکثر غزلیں ہیں اور ان میں سے بھی اس قدر جا بجا توارد ہے کہ لوگوں کو دونوں کے کلام میں اشتباہ پیدا ہو جاتا ہے۔ یہاں تک کہ بعض بعض غزلیں دونوں کے دیوان میں موجود ہیں اور ایک نقطہ کا بھی فرق نہیں ہے۔ اسی بنا پر بعض تذکروں میں لکھا ہے کہ کاتبوں نے حافظؔ خواجہ اور سلمانؔ کے دیوانوں میں نہایت خلط ملط کر دیا ہے۔

''خواجہ صاحب کے کلام کا خواجو وغیرہ سے موازنہ کرنا اگر چہ اس لحاظ سے غیر ضروری ہے کہ آج کسی کو بھی حافظؔ کی ترجیح میں کلام نہیں۔ بلکہ خواجہ صاحب کی غزلوں کے مقابلہ میں خواجوؔ اور سلمان ہی کے خاکے ہیں جن پر حافظؔ نے نقش آرائیاں کی ہیں۔ اس لیے ان کے باہمی امتیاز اور تدریجی ترقی کا دکھانا شعر العجم کا ضروری فرض ہے۔''

''سعدیؔ اور خسروؔ اور حسن تک غزل میں زیادہ تر عشق و عاشقی کے جذبات اور معاملات بیان کرتے تھے۔ خواجوؔ نے دنیا کی بے ثباتی، وسعتِ مشرب اور رندی و مستی پر زیادہ زور دیا۔ اکثر غزلیں پوری کی پوری صرف دنیا کی بے ثباتی پر ہیں مثلاً یہ غزل:

پیشِ صاحب نظراں ملکِ سلیماں باد است | بلکہ آن است سلیماں کہ ز ملک آزاد است
این کہ گویند کہ بر آب نہادہ ست جہاں | مشنو اے خواجہ! کہ چوں درنگری بر باد است

یا مثلاً یہ غزل:

مشو بہ مُلکِ سلیمان و مالِ قاروں شاد | کہ مال و ملک بود در رہِ حقیقت باد

خواجہ صاحب نے بھی انہی مضامین پر شاعری کی بنیاد رکھی ہے۔

حافظ کا رنگِ تغزّل:

ظاہر ہے کہ خواجہ حافظ نے اپنی غزل کی بنیاد خواجوؔ کرمانی کے جذبہ اور فکر کے امتزاج سے پیدا ہونے والی جدت پر رکھی۔ گویا اسی لحاظ سے حافظ نے بھی ''سبک عراقی'' کی ہی پیروی کی۔ سبکِ عراقی کا خاصہ صنائع بدائع ہیں جنہیں محسناتِ شعری بھی کہا جاتا ہے۔ حافظ نے بھی اپنے کلام کو محسناتِ شعری ہی سے زینت دی ہے لیکن انہوں نے صنائع بدائع سے کچھ اس انداز سے کام لیا ہے کہ جذبات و واردات کے اظہار کو اس سے اور زیادہ مدد ملی۔ یہی وجہ ہے کہ ایران کے جدید محققین نے حافظ کے سبکِ شعری کے لیے ''سبکِ فارسی'' کی نئی اصطلاح وضع کی ہے جو صرف انہی کے لیے مخصوص ہے۔ حافظ کے رنگِ تغزل کے متعلق لکھنا اگر چہ سورج کو چراغ دکھانے کے مترادف ہے تاہم ان کے رنگِ تغزل کی چند خصوصیات پر روشنی ڈالی جاتی ہے:

(1) اُمید پسندی:

خواجہ صاحب کے رنگِ تغزل کی سب سے بڑی خوبی اُمید پسندی ہے۔ فارسی زبان کے اکثر بڑے شعراء کے ہاں اُن کے کلام میں جگہ جگہ مایوسی اور حُزنیت چھائی ہوئی نظر آتی ہے۔ ان کے اشعار کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ وہ اپنے زمانہ حال سے بالکل غیر مطمئن اور مستقبل سے کُلی طور پر مایوس ہو چکے ہیں۔ اس لیے ان کی زندگی ناکامیوں کا مرقع بن چکی ہے۔ لیکن ان کے

بالکل برعکس خواجہ حافظ کے ہاں بھرپور اُمید پسندی اور مکمل تیقن موجود ہے۔اسی لیے وہ نامساعد حالات میں بھی ہمت نہ ہارنے کا درس دیتے نظر آتے ہیں۔انہیں اگر چہ جدائی کی طویل اندھیری راتوں کا سامنا ہے لیکن وہ اس بات پر مکمل یقین رکھتے ہیں کہ اندھیری رات کی سحر ضرور ہوگی اور اس کی جگہ درخشاں اور روشن صبح ضرور لے گی۔جس سے یہ کلبۂ احزاں مسرت کدۂ گلستان بن جائے گا۔ذیل کی پوری غزل اسی انداز میں لکھی گئی ہے۔چند شعر دیکھیں:

یوسفِ گُم گشتہ باز آید بہ کنعاں غم مخور | کُلبۂ احزاں شود روزے گُلستاں غم مخور

اے دِل غمدیدہ حالت بہ شود دِل بدمکن | وین سر شوریدہ باز آید بساماں غم مخور

دورِ گردوں گرد روزے بر مرادِ ما نہ رفت | دائماً یکساں نباشد حال دوراں غم مخور

ہاں مشو نا مید چوں واقف نہ ای از سرِّ غیب | باشد اندر پردہ بازیہائے پنہاں غم مخور

علاوہ ازیں کئی اور بھی غزلیات ہیں جن میں ان کے رنگِ تغزل کی بھرپور تلقین ملتی ہے۔ایک اور غزل کا مطلع ملاحظہ فرمائیں:

رسید مژدہ کہ ایام غم نخواہد ماند | چنان نماند' چنیں نیز ہم نخواہد ماند

(2) بلند ہمّتی کی تلقین:

خواجہ صاحب کے رنگِ تغزل کی دوسری اہم خصوصیت بلند ہمتی اور فراخ حوصلگی ہے۔ان کے خیال میں حالات کیسے بھی ہوں انسان کو آسمان کی گردش کا اسیر نہ سمجھنا چاہیے بلکہ نا مساعد و ناموافق گردش کرنے والے اس آسمان کو ایک مردِ مجاہد درہم برہم بھی کر سکتا ہے۔

چرخ برہم زنم از غیر مرادم گردد
من نہ آنم کہ زبونی کشم از چرخ فلک

ایک ذرے کی کیا حیثیت ہے کہ وہ بے مقدار ہے۔لیکن بلند ہمتی سے وہ چشمۂ خورشید بن کر اُبھر سکتا ہے:

ذرّہ را تا نبود ہمّتِ عالی حافظ | طالب چشمۂ خورشید درخشاں نشود

خواجہ حافظ اسی بلند ہمتی کی وجہ سے ہی آسمان توڑ کر ایک نیا عالم بنانے کی ترغیب دے رہے ہیں:

بیا تا گُل بر افشانیم و مَے در ساغر اندازیم | فلک را سقف بشگافیم و طرحِ نو دراندازیم

اگر غم لشکر انگیزد کہ خونِ عاشقاں ریزد | من و ساقی بہم سازیم وبنیادش براندازیم

چو دردست است رودے خوش بزن مطرب سرودے خوش | کہ دست افشاں غزل خوانیم وپا کوباں سراندازیم

(3) سعی و کوشش:

خواجہ صاحب کے رنگِ تغزل کی تیسری خصوصیت سعی وکوشش کی ترغیب ہے۔خواجہ حافظ یہ سمجھتے ہیں کہ انسان کے لیے

کمال اور فضیلت کے حصول کے لیے کسب و ہنر اور علم و دانش بہت ضروری ہیں اور یہ سب کچھ سعی و کوشش کے بغیر ہرگز نہیں ہو سکتا۔

رہندگانِ طریقت بہ نیم جو نخرند — قبای اطلس آنکس کہ از ہنر عاریست

گرچہ وصالش نہ بکوشش دہند — آں قدر اے دِل کہ توانی بکوش

سعی گرنا کردہ دریں راہ بجائے نہ رسی — مزد اگر می طلبی طاعتِ استاد ببر

سعی گرنا کردہ دریں راہ بجائے نہ رسی — مزد اگر می طلبی طاعتِ استاد ببر

(4) آزادہ روی:

یہ حقیقت ہے کہ خواجہ حافظ دنیاوی تعلقات اور سلاطین و امراء سے وابستگی کے باوجود بھی علائق دنیا سے آزاد تھے۔ اس لیے ان کے دیوان میں بہت کم قصائد ملتے ہیں۔ اگر چند ہیں بھی تو ان میں بھی انہوں نے اپنے ممدوح کی بے جا خوشامد نہیں کی کیونکہ آپ انسان کو قابل قدر گردانتے تھے اور علائق دنیا سے آزادروی کا درس دیتے تھے۔

غلامِ ہمّت آنم کہ زیرِ چرخ کبود ! — ز ہرچہ رنگ تعلّق پذیرد آزاد است

(5) زندگی سے فرار:

زندگی سے سمجھوتہ کر لینے کو فلسفیانہ اصطلاح میں فرار کا نام دیا گیا ہے۔ جس طرح کہ پہلے یہ بیان کیا جا چکا ہے کہ حافظ نے اپنی زندگی میں سات حکومتوں کو بدلتے دیکھا۔ یکے بعد دیگرے سات بادشاہوں کو سریر آرائے سلطنت سے اترتے چڑھتے دیکھ کر متاثر نہ ہونا ناممکن بات ہے۔ ایران آل مظفر کے عہد میں میدان دار و گیر بنا ہوا تھا۔ ہر طرف ظلم و ستم کا دور دورہ تھا اور خانہ جنگی شروع ہو چکی تھی۔ رعایا قحط کا شکار تھی اور پورے ملک میں امن اور سکون تباہ و برباد ہو چکا تھا۔ انسان جب اس طرح حالات سے نبرد آزما ہونے کی سکت و ہمت نہیں پاتا تو وہ اس رنج و اندوہ کی دنیا میں ایک ایسا خالی گوشہ بنا لیتا ہے کہ جہاں اُسے اطمینان نصیب ہو سکے۔ گویا وہ زندگی سے ایک ایسا سمجھوتا کر لیتا ہے جسے فرار کا نام دیا جا سکتا ہے۔ خواجہ حافظ کی ایک پوری غزل اسی فرار کی کیفیت کی غماز دکھائی دیتی ہے:

دو یار زیرک و از بادۂ کہن دومنے — فراغتے وکتابے و گوشۂ چمنے

من ایں مقام بدنیا و آخرت ندہم — اگرچہ دریئم افتند ہردم انجمنے

ہرآں کہ کُنجِ قناعت بگنجِ دنیا داد — فروخت یوسف مصری بکمتریں ثمنے

بیا کہ رونقِ ایں کارخانہ کم نشود — بہ زہد ہمچو توئے یا زفسقِ ہمچو منے

ز تند بادِ حوادث نمی تواں دیدن! درین چمن کہ گلے بودہ است یاسمنے

ببیں در آئینہ جام نقش صورت غیب گرت زملکِ قناعت ہوس کند وطنے

ازیں سموم کہ برطرف بوستاں بگذشت
عجب کہ رنگ گلے ماند و بوئے یاسمنے

(6) جوشِ بیاں:

جوشِ بیاں کوشاعری کی جان سمجھا جاتا ہے۔اور فارسی شاعری میں یہ حسن شاعری خال خال ہی دکھائی دیتا ہے۔اگرچہ فردوسی اور نظامی کے ہاں موجود ہے تاہم انہوں نے بھی خاص خاص موقعوں پر ہی اپنا پورا زور دکھایا ہے اور وہ بھی اوروں کے خیالات وواردات ہیں وہ ایک شاعر کے جذبات ہرگز نہیں ہیں لیکن ان کے برعکس خواجہ حافظ نے جہاں اپنے جذبات کا اظہار کیا ہے وہاں خودان کے حالات ہیں اور انہی کی واردات ہیں جنہیں انہوں نے بڑے جذبہ وجوش سے ادا کیا ہے۔خواجہ صاحب نے اپنی شاعری میں سینکڑوں قسم کے خیالات ادا کئے ہیں۔جس خیال کو بھی ادا کیا ہے اس میں اس قدر جوش بیان ہے کہ سننے اور پڑھنے والا متاثر ہوئے بغیر رہ ہی نہیں سکتا۔وہ اُسی طرح سے اثر لیتا ہے۔جس طرح سے کہ شاعر کے دل ودماغ پر اثر ہوا ہوتا ہے۔

اعتمادے نیست بر دورِ جہاں بلکہ بر گردونِ گرداں نیز ہم

از حدیثِ سخن عشق ندیدم خوشتر یادگارے کہ دریں گنبدِ دوّار بماند

بادہ خور ، غم مخور و پندِ مقلّد بشنو! اعتبارِ سخنِ عام چہ خواہد بودن

زاں پیشتر کہ عالمِ فانی شود خراب ما را بہ جام بادۂ گلگوں خراب کن

ما قصّۂ سکندر و دارا نہ خواندہ ایم از ما بجز حکایتِ مہر و وفا مپرس

محتسب داند کہ حافظ مے خورد ! وآصفِ مُلکِ سلیماں نیز ہم

بس تجربہ کردیم دریں دہر مکافات
با دُرد کشاں ہرکہ درافتاد برافتاد

خواجہ صاحب کی شاعری میں جس طرح کے بھی مضامین مثلاً رنج وغم۔فخر وناز۔غیظ وغضب اور عشق ومحبت کے بیانات

ہوں ان کا جذبہ جوش دیدنی ہوتا ہے۔ چونکہ خواجہ صاحب کی شاعری میں رندو سرمستی کا جذبہ غالب تھا اور ان کے سارے کلام میں یہ جذبہ اس جوش اور زور کے ساتھ عیاں نظر آتا ہے کہ فارسی شاعری کی صدیوں کی روایت میں بھی اس کی کہیں مثال نہیں مل سکتی۔

(7) جدّتِ و اَدا :

فارسی شاعری میں خواجہ حافظؔ سے پہلے مخصوص اور ایک ہی قسم کے مضامیں باندھنے کا رواج صدیوں سے چلا آ رہا تھا۔ اب اُن مضامین میں کوئی خاص دلفریبی اور دلکشی باقی نہ رہ گئی تھی۔ خواجہ صاحب نے کمال یہ دکھایا کہ انہی مضامین کو جس بدیع اسلوبی اور جدت وادا کے ساتھ بیان کیا وہ اور بھی لطیف اور دلکش ہو گئے۔ مثال کے طور پر محبوب کی آنکھ کو صدیوں سے سرمست اور مخمور کہتے چلے آ رہے تھے لیکن خواجہ صاحب نے وہی بات نئے اسلوب کے ساتھ یوں بیان کی ہے:

ہرکس کہ بدید چشمِ او گفت کو محتسبے کہ مست گیرد

خواجہ حافظ نے محبوب کی زلف کو بنفشہ پر ترجیح دیتے ہوئے اس میں جدت ادا کا وہ رنگ بھرا ہے کہ تصویر کھینچ کر رکھ دی ہے۔

بنفشہ طرّۂ مفتول خود گرہ میزد
صبا حکایتِ زلفِ تو درمیاں انداخت !

یعنی ایک خوبصورت حسینہ ہے اور اس کی گھونگریالی زلفیں ہیں وہ بڑے ناز سے بیٹھی چوٹی گوندھ رہی ہے۔ (چوٹی میں گرہیں لگا رہی ہے) اتنے میں وہاں صبا آ نکلتی ہے اُس نے محبوب کی زلف کا ذکر چھیڑ دیا ہے اور بنفشہ غرور و ناز کی حالت میں بھی شرمندہ ہو کر رہ گیا ہے۔ جدت میں جدت یہ دکھائی ہے کہ بنفشہ کا شرمندہ ہو جانا بیان نہیں کیا کیونکہ اس کے اظہار کی ضرورت ہی نہیں سمجھی گئی۔

ملا یا صوفی جو خدا کا تصور پیش کرتے ہیں وہ خدا مجسم قہر و غضب ہے۔ یعنی بڑا سخت۔ جبار و قہار تو ہے ہی بلکہ بڑا بے رحم بھی ہے۔ بات بات پر روٹھتا ہے اور بڑی سخت سزائیں بھی دیتا ہے۔ لیکن نظر والوں کے نزدیک وہ بڑا رحیم و کریم اور مہربان و عنایت کرنے والا ہے۔ اس مضمون کو خواجہ نے یوں ادا کیا ہے:

پیرِ دُردی کش ما گرچہ ندارد زرو زور خوش عطا بخش و خطا پوش خدائے دارد

یعنی ایسا خدا کہ جو اس قدر مصروف نہیں ہے اور یہ صوفی و ملا تو اسے بالکل نہیں جانتے۔ لفظ خدائے کی تنکیر کیا لطف پیدا کر رہی ہے؟

خواجہ حافظ نے اپنا ایک محبوب چُنا ہے اور ایسی دلیری اور دیدہ دری سے چُنا ہے کہ ہر شخص ہی اُسے دیکھ کر حافظ کے چناؤ کی داد دے رہا ہے۔ اس مضمون کو کس جدت ادا سے بیان کرتے ہیں:

ہرکس کہ دید روئے تو بوسید چشمِ من کارے کہ کرد دیدۂ من بے بصر نہ کرد

سعدیؔ نے اپنے ایک شعر میں شاہد بازی کا مضمون باندھا ہے اور خوب باندھا ہے لیکن اس کی بندش عام اور سوقیانہ طرز کی ہے۔ سعدی کہتے ہیں:

گر کند مَیل بہ خوباں دلِ من خردہ مگیر　　　　کیں گناہیست کہ در شہر شما نیز کنند

یہی مضمون خواجہ حافظ کے ہاں جدت ادا اور بدیع الاسلوبی کا مرقع بنا ہوا دکھائی دیتا ہے:

من ارچہ عاشقم و رند و مست نامہ سیاہ　　　　ہزار لشکر کہ یارانِ شہر بے گُنہ اند

یعنی میں اگرچہ گناہ گار ہوں رند و مست ہوں لیکن اللہ کا شکر ہے کہ اس شہر میں اور لوگ بڑے اچھے اخلاق والے (بے گناہ) ہیں یعنی میری سیاہ اعمالی کا اثر ان پر ہرگز نہ پڑ سکے گا۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ اس شعر میں در پردہ زاہدوں اور پارساؤں پہ چوٹ کی گئی ہے۔ سعدی نے اعلانیہ کہہ دیا ہے اور خواجہ صاحب نے کنائے میں ادا کیا ہے۔ کون نہیں جانتا کہ خداوند کریم بڑے غفور الرحیم ہیں جن کے رحم کے بھروسے پر شراب نوشی کرنے کی جسارت کی جا رہی ہے اور اسی مضمون کو جس پیرائے اور جس جدت ادا کے ساتھ حافظ نے ادا کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے متعدد نام جن سے رحم اور مغفرت کا اظہار ہوتا ہے لائے گئے ہیں۔ یہ کیسی بلاغت ہے اور کیسی جدت ادا ہے؟

بیار بادہ بخور زاں کہ پیر میکدہ دوش　　　　بسے حدیث غفور رو رحیم و رحمٰن گفت

خواجہ حافظ کے کلام میں اس طرح کے سینکڑوں اشعار موجود ہیں کہ جن میں ان کی بدیع الاسلوبی اور جدت ادا کا کمال موجود ہے۔

(8) وارداتِ عشق:

یوں تو خواجہ حافظ نے اپنی شاعری میں مختلف انواع کے سب مضامین باندھے ہیں اور ہر ایک کو معراج فن تک بھی پہنچایا ہے لیکن ان کی اصلی شاعری وہی ہے کہ جس میں انہوں نے عشق و عاشقی اور رندی و سرمستی کو موضوع بنایا ہے۔ وہ جس آزادہ روی جس رنگینی اور جس جوش بیاں کے ساتھ رندانہ مضامین کو بیان کرتے ہیں یہ انہی کا حصہ ہے۔ اور یہی بات عشقیہ مضامین میں ہے جس سے ان کا دیوان بھرا پڑا ہے۔ وہ عشق تو کرتے ہیں مگر اس طرح کا عشق ہرگز نہیں کرتے کہ معشوق کے لیے عاشق اپنا سب کچھ تباہ و برباد ہی کر ڈالے اور اس کا نام لے لے کر گلیوں بازاروں میں نعرے لگاتا پھرے۔ وہ عشق و عاشقی کے جذبات کو وہیں تک محدود رکھتے ہیں اور جہاں تک کہ زندگی میں تازگی و شگفتگی برقرار رہے۔ جہاں کوئی حسین دیکھا دل کو تازہ کر لیا۔ پاس بیٹھے۔ باتوں کا لطف اٹھایا زیادہ سے زیادہ آغوش میں لے لیا۔ بانہوں میں بانہیں ڈالیں۔ لیکن برے خیال یا بری نیت سے نہیں یہاں بھی پاکبازی اور پاک نظری کی پابندی برقرار ہے۔ فرماتے ہیں:

منم کہ شہرۂ شہرم بہ عشق و رزیدن　　　　منم کہ دیدہ نیالودہ اَم بہ بد دیدن

خواجہ صاحب کے بعد جن بڑے بڑے فارسی شعراء مثلاً عرفی، نظیری۔ صائب اور کلیم نے غزل میں جن تمدنی، اخلاقی، معاشرتی اور پند و موعظت ہر قسم کے مضامین ادا کیے ہیں ان سے غزل کی شان اور بھی بڑھ گئی ہے لیکن اس کی ابتدا خواجہ حافظ نے ہی کی تھی کیونکہ خواجہ صاحب یہ بات اچھی طرح سے جانتے تھے کہ اسی جہان میں غزل میں جہان بھر کے موضوعوں کو بھی کیوں نہ سمیٹ دیا جائے۔ جو بقائے دوام سخن عشق کو حاصل ہے اور حاصل رہے گی وہ جگہ اور وہ مقام غزل کے کسی دوسرے موضوع کو بالکل حاصل نہیں ہو سکتا۔ اسی لیے تو انہوں نے کہا تھا کہ:

از صدائے سخنِ عشق ندیدم خوشتر ! یادگارے کہ دریں گنبدِ دوّار بماند

لیکن خواجہ صاحب اس نکتے کو بھی خوب جانتے ہیں کہ عشق محض ظاہری حسن و جمال سے ہی نہیں کیا جاتا۔ اسے عشق نہیں بلکہ ہوس پرستی کا نام ضرور دیا جاسکتا ہے۔ کیونکہ عشق کرنے کے لیے معشوق میں ظاہری حسن جمال کے علاوہ بھی بہت سی خوبیاں ہونی چاہئیں۔ اس نکتے کو سلمان ساوجی نے ایسے ادا کیا ہے:

شاہد آں نیست کہ دارد خطِ سبز و لبِ لعل شاہد آں است کہ ایں دارد و آنے دارد

اگر خواجہ صاحب نے سلمان کے دعوے کو تسلیم کرلیا ہے مگر ان کی تحقیق سے خواجہ آگے بڑھ گئے ہیں:

ہزار نکتہ دریں کاروبار دلداری است کہ نامِ آں نہ لبِ لعل و خط زنگاری است

جب کسی عاشق کو عشق سے لطف حاصل ہوتا ہے کہ یہ فطرتِ انسانی کا تقاضا ہے کہ وہ دوسروں کو بھی اس لطف سے بہرہ یاب ہونے کی دعوت دیتا ہے۔ حافظ نے اسی جذبے کو کیسی جدت سے ادا کیا ہے اور کس قدر خوبصورت پیرائے میں:

مصلحت دیدمن آں است کہ یاراں ہمہ کار بگذارند و سر زلف نگارے گیرند

شہر یست پُر زخوباں و ز ہر طرف نگارے یاراں! صلائے عشق ست گرمی کنید کارے

عام خیال یہی ہے کہ وصل باعثِ تسکین ہے اور دِل کا کانٹا بھی نکل جاتا ہے لیکن صاحبانِ ذوق یہ اچھی طرح جانتے ہیں کہ وصل سے تو آتش شوق اور بھی بھڑک اٹھتی ہے اور دِل کے ولولے میں کوئی کمی نہیں آنے پائی۔ حقیقت تو یہ ہے کہ ایک عاشق کے دل کو کسی طرح بھی قرار نہیں آتا۔ لیکن جدائی سے پھر بھی وصل بہتر ہے۔ یہی نکتہ خواجہ نے ان شعروں بیان کیا ہے:

بُلبلے برگِ گلے خوش رنگ در منقار داشت وندراں برگ ونواخوش نالہای زار داشت

گفتمش درعین وصل ایں نالۂ وفریاد چیست؟ گفت مارا جلوۂ معشوق دراں کار داشت

(9) **فلسفہ** :

خواجہ حافظ کا فلسفہ تقریباً وہی ہے جو کہ سقرط فارابی ابن سینا اور عمر خیام کا ہے۔ ان کے فلسفے کا اسی نکتے سے آغاز ہوتا ہے کہ انسان کائنات کے اسرار و رموز اور ان کی حقیقت کے بارے میں کچھ بھی نہیں جانتا اور نہ یہ معلوم ہی کیا جاسکتا ہے۔ فلسفے کا یہ وہ نکتہ ہے کہ جو حافظ سے بہت پہلے سے موجود چلا آرہا تھا۔ خواجہ نے بھی اپنی شاعری میں اسی فلسفے کا ہی پرچار کیا ہے۔ مگر اس میں انہوں نے جس بلند آہنگی اور جوش و دعویٰ کا امتزاج کیا ہے یہ انہی کا حصہ ہے:

برو اے زاہد خود بیں! کہ زچشم من و تو! راز ایں پردہ نہاں است و نہاں خواہد بود

عنقا شکار کس نشود دام باز چیں ! کیں جا ہمیشہ باد بہ دست است دام را

ساقیا جام مَیم دہ کہ نگارندۂ غیب ! نیست معلوم کہ در پردۂ اسرار چہ کرد

کس ندانست کہ منزل گہِ مقصود کجا است ایں قدر ہست کہ بانگِ جرسے می آید

محبوبِ حقیقی ہر جگہ اور ہر ذرے میں جلوہ فروز ہے لیکن کوئی بھی اُسے پہچان نہیں پاتا۔ اگر چہ۔ اس کائنات کے اسرار کسی کو بھی معلوم نہیں ہو سکے لیکن جو کچھ بھی معلوم ہو سکا ہے یا ہو سکتا ہے وہ ان درس گاہوں سے بحث و مباحثے سے ہرگز معلوم نہیں ہو سکتا ۔البتہ مجاہدۂ نفس، ریاضت اور وجدان و کشف سے معلوم کیا جا سکتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ خواجہ صاحب نے اپنی شاعری میں صاحبانِ ذوق اور مشاہدے کو ساقی بادہ فروش اور رند کا نام دیا ہے۔ اسی لیے وہ جگہ جگہ پر پیر مغاں اور بادہ فروش کی غلامی کا دم بھرتے ہوئے دکھائی دیتے ہیں۔ اور ریاکار زاہدوں اور ظاہری علما کو ہیچ گردانتے ہیں۔

راز دروں پردہ ز رندانِ مست پُرس کیں حال نیست صوفی عالی مقام را

سرِ خُدا کہ عارف و سالک بہ کس نہ گفت ! در حیرتم کہ بادہ فروش از کجا شنید ؟

مصلحت نیست کہ از پردہ بروں افتد راز ! ورنہ در مجلسِ رنداں خبرے نیست کہ نیست

اے کہ از دفترِ عقل آیت عِشق آموزی ترسم ایں نکتہ بہ تحقیق ندانی دانست

حلاج برسرِ دار ایں نکتہ خوش سراید از شافعی مپرسید امثالِ ایں مسائل!

خواجہ کے اس خیال کو ہی مرزا غالبؔ نے بڑی خوبصورتی سے یوں بیان کیا ہے:

آں راز کہ در سینہ نہاں است نہ وعظ است بر دار تواں گفت و بہ منبر نتواں گفت

(10) فلسفہ اخلاق:

اخلاقی تعلیم کو اعلیٰ درجہ کا فلسفہ انسانیت قرار دیا گیا ہے۔ اخلاقی تعلیم کا دارومدار فطرتِ انسانی پر ہے۔ اور ایک شاعر فطرتِ انسانی کا نباض ہوتا ہے اور نکتہ شناس بھی۔ وہ جو اچھائیاں اور برائیاں کھلی آنکھوں سے دیکھتا ہے اور جہاں اُن کی تہہ تک چلا جاتا ہے کوئی دوسرا نہیں پہنچ سکتا۔ شاعر جس فلسفہ اخلاق کی تعلیم دیتا ہے یا دینا چاہتا ہے، اس کے لیے تعلیم حاصل کرنے والے کے لیے فطرت کا نکتہ شناس ہونا ضروری ہے۔ امام غزالی نے اس نکتے کو اپنی لازوال تصنیف ''احیاء العلوم'' میں تفصیل کے ساتھ بیان

فرمایا ہے۔جس طرح کہ وہ لکھتے ہیں کہ یہ طبقہ چونکہ ہمیشہ با اقتدار اور باثر ہوتا ہے اور ایسے لوگوں کے عیب ظاہر کرنا خطرہ مول لینے والی بات ہے۔ جیسا کہ انہوں نے خود بھی یہ کوشش کی تھی اور وہ خطرات میں گھر گئے تھے۔ بہر حال سب سے پہلے جس فلاسفر نے فلسفہ اخلاق کا پرچار کیا وہ عمر خیام ہے اور اس کے بعد شیخ سعدیؒ آتے ہیں۔لیکن سعدی نے جو کچھ بھی کہا اشاروں کنایوں میں ہی کہا مگر خواجہ حافظ نے بڑی دلیری اور بڑی بے باکی سے اس فرض کی ادائیگی کی۔اس ادائیگی میں انہوں نے جس طرز عمل کو اپنایا اس کا اظہار انہوں نے اپنی زبان سے اس طرح کیا ہے:

مباش درپے آزار و ہرچہ خواہی کُن — کہ درشریعتِ ماغیرازیں گناہے نیست

ع فرض ایزد بگزاریم و بکس بد نہ کنیم

غرض کہ خواجہ صاحب کے کلام میں فلسفہ اخلاق پر مبنی سینکڑوں شعر موجود ہیں جن میں آپ نے با اثر اور با اقتدار لوگوں کے عیوب نہایت بلیغ اور بڑے لطیف پیرائے میں بیان کئے ہیں۔جن میں ایسے لوگوں کی پردہ دری کی گئی ہے۔ایسے لوگوں میں علما اور واعظین بھی شامل ہیں۔

بادہ با محتسب شہر نہ نوشی زنہار! — کہ خورد باتو مے وسنگ بہ جام اندازد

مے خور کہ شیخ و حافظ و قاضی و محتسب — چوں نیک بنگری ہمہ تزویر می کنند

زاہد شہر چو مہر ملک و شحنہ گزید — من اگر مہرِ نگارے بگزینم چہ شود

دیوانِ حافظ اوراھلِ یورپ:

خواجہ حافظ وہ عظیم فارسی شاعر ہیں کہ جو نہ صرف ایشیا بلکہ یورپ میں بھی یکساں مقبول ہیں۔یورپ میں سب سے پہلے انیسویں صدی کے سکالر گوئٹے، فارسی شعر وشاعری سے متاثر ہوئے۔(جو جرمنی کے رہنے والے تھے)۔1227ھ بمطابق 1812ء میں جب ایک جرمن سکالر فان ہیمر نے دیوان حافظ کا ترجمہ کیا تو اس کے مطالعے سے ہی جرمنی کے شعراء اور ادباء فارسی ادبیات پر توجہ دینے لگے۔اور ان کی یہ توجہ یہ رنگ لائی کہ جرمن ادبیات میں ایک مستقل مشرقی تحریک کا آغاز ہوا۔جرمنی کا مشہور شاعر گوئٹے اسی تحریک کا ہی روحِ رواں تھا۔

علامہ اقبال نے گوئٹے کے متعلق لکھا ہے کہ۔''اس کی بے تاب اور بلند پرواز روح نے مشرقی فضا کے امن وسکون میں اپنے لیے اک نشیمن تلاش کرلیا۔حافظ کے ترنم نے اس کے تخیلات میں ایک ہیجان عظیم پیدا کردیا۔جس نے آخرکار مغربی دیوان کی

ایک پائیدار اور مستقبل صورت اختیار کر لی۔"

"گوئٹے کا مشہور سوانح نگار بیل سوشل لکھتا ہے: "بلبل شیراز کی نغمہ پردازیوں میں گوئٹے کو اپنی ہی تصویر نظر آئی تھی۔اس کو کبھی کبھار یہ احساس بھی ہوتا تھا کہ شاید میری ہی روح حافظ کے پیکر میں رہ کر مشرق کی سرزمین میں زندگی بسر کر چکی ہے۔وہی زمینی مسرت وہی آسمانی محبت، وہی سادگی، وہی عمق، وہی جوش، وہی وسعتِ مشرب۔وہی کشادہ دِلی اور وہی رسوم و قیود سے آزادی! غرض کہ ہر بات میں ہم اُسے حافظ کا مثیل پاتے ہیں۔جس طرح حافظ لسان الغیب اور ترجمانِ اسرار ہے اسی طرح گوئٹے سے بیساختہ پن میں بھی حقائق و اسرار جلوہ افروز ہیں۔"

انگلستان میں دیوانِ حافظ کے متعدد ترجمے ہو چکے ہیں جن کے بارے میں ہم مختصراً بیان کرتے ہیں۔

1۔ ہرمین بکنل نے مکمل دیوان کا ترجمہ 1292ھ بمطابق 1875ء میں کیا۔

2۔ مس گرٹروڈ بل نے انگریزی نظم میں حافظ کی 43 غزلیات کا ترجمہ کیا جو پہلی مرتبہ 1315ھ بمطابق 1897ء کو شائع ہوا۔

3۔ کیپٹن ویرفورس کلارک نے پورے دیوان کا ترجمہ مع شرح وحواشی کیا۔یہ ترجمہ 1309ھ بمطابق 1891ء کلکتہ میں شائع ہوا، مصر میں حال ہی میں پروفیسر ابراہیم نے دیوانِ حافظ کا عربی اشعار میں ترجمہ کیا، اس ترجمے کی بڑی خوبی یہ ہے کہ اکثر اشعار کی بحر بھی وہی ہے ایک غزل کے دو شعر مع ترجمہ حسبِ ذیل ہیں:

یوسفِ گُم گشتہ باز آید بہ کنعاں غم مخور
کُلبۂ احزاں شود روزے گلستاں غم مخور

یوسف المفقود فی اوطانہ لا تحزنو!
عایداً یوماً اِلیٰ کنعانہٖ لاتحزنو

دورِ گردوں گرد و روزے بر مرادِ ما نرفت
دائماً یکساں نباشد حالِ دوراں غم مخور

ھٰذہٖ الافلاک ان دادت علیٰ غیر المنیٰ
لایدُوم الدھر فی حدثانہٖ لاتحزنو!

دیوانِ حافظ کے مختلف تراجم:

خواجہ حافظ شیرازی کے دیوان کا ترجمہ دنیا کی مختلف زبانوں میں ہو چکا ہے۔جن میں انگریزی، عربی، جرمن، فرانسیسی، روسی ترکی، ہندی، اردو، پنجابی اور پشتو، بلوچی وسندھی زبانوں میں بھی یہ ترجمے شائع ہو چکے ہیں۔لیکن یہ ترجمے مکمل دیوان حافظ کے جامع انداز میں نہیں ملتے۔صرف مختلف ملکوں میں انتخاب کی صورت میں شائع ہوئے ہیں۔اور یہ نثری ترجمے ہیں۔

دیوان حافظ کے منظوم تراجم بھی شائع ہو چکے ہیں۔جو اردو اور پنجابی زبانوں میں ہیں اور برصغیر پاک وہند میں مقبول بھی ہیں۔تاہم میں نے ابھی تک دیوان حافظ کا کوئی اردو منظوم ترجمہ نہیں دیکھا جبکہ پنجابی زبان کے منظوم 6 تراجم میری نظر سے گزر چکے ہیں۔

1۔ مفتی محمد باقر بھیروی نے دیوان حافظ کا پنجابی ترجمہ کیا بحوالہ (پنجابی کتابیات)

2۔ محمد رمضان وزیر آبادی نے اکاون غزلوں کا منظوم ترجمہ کیا۔ (پنجابی کتابیات)

3۔ محمد حسین احمد آبادی نے دیوان حافظ کا ترجمہ 1890ء میں کیا۔ (پنجابی کتابیات)

4۔ مولوی دلپذیر کا ترجمہ تحفہء بے نظیر جدید کے نام سے 1901ء میں مطبع مصطفائی لاہور میں چھپا (کل چھپن 56 غزلیں) اور یہی ترجمہ 1924ء میں دوبارہ حاجی چراغدین اچی سراجدین نے شائع کیا۔

5۔ عبداللہ عیسوی۔ ان کی کتاب دیوان حافظ کے نام سے فضل حسین احمد آبادی۔ مولوی پارس علی نے لاہور سے دو مرتبہ 1914ء اور 1922ء کو شائع کی۔ پھر 1944ء میں یہی کتاب پنجابی ادبی بورڈ نے شائع کی جس کا مقدمہ ڈاکٹر وحید قریشی نے لکھا جبکہ اسے مرتب ڈاکٹر باقر نے کیا۔

6۔ ماسٹر غلام حیدر نے چھپن غزلیات حافظ کا منظوم ترجمہ لاہور سے شائع کیا (1896ء)

7۔ دیوان حافظ کا اردو نثر میں ترجمہ 1343ھ میں گارڈن کالج راولپنڈی کے استاد محمد عنایت اللہ نے کیا جسے لاہور میں ملک غلام محمد و پسران نے طبع کیا۔

8۔ ترجمان الغیب: کے عنوان سے منظوم اردو ترجمہ شمس المطابع 1357ھ میں دکن (انڈیا) سے شائع ہوا۔

10۔ بادۂ حافظ کے نام سے آ قابیدار بخت کے (ردیف م) کے ترجمہ و شرح کو تاج بکڈ پو لاہور نے شائع کیا۔

11۔ جام حافظ کے نام سے ردیف ''ذ'' کا ترجمہ (1964ء) اصغر علی جعفری نے کیا اسے بھی تاج بکڈ پو لاہور نے چھاپا۔ ردیف م تک ''دیوانِ حافظ کا ترجمہ مسلم ہاشمی نے عرفانیات کے نام سے 1376ھ میں شائع کیا۔

12۔ دیوان حافظ قاضی سجاد حسین مدرس عالیہ فتح پوری دہلی نے 1382ھ کو کیا ہے سب رس نئی دہلی نے شائع کیا۔ بعد ازیں یہی کتاب پروگریسو بکس اردو بازار لاہور سے بھی شائع ہوئی۔ دیوان حافظ کا منظوم ترجمہ عبداللہ خاں عسکری نے کیا جو لدھیانہ پنجاب (انڈیا) سے شائع ہوا (س۔ن)

13۔ دیوان حافظ کا ترجمہ مطبع عبیدی کانپور بھارت سے شائع ہوا۔ (س ن)

14۔ عرفان حافظ کے نام سے دیوان حافظ کا ترجمہ سیاما چرن داس نے دہلی سے شائع کیا۔ (س ن)

15۔ دیوانِ حافظ ترجمہ و تشریح نشتر جالندھری شیخ غلام علی اینڈ سنز لاہور سے 1388ھ میں شائع ہوا۔

16۔ عرفانِ حافظ کے نام سے دیوان حافظ کا ترجمہ و تشریح مولانا اشرف علی تھانوی نے کیا جسے نفیس اکیڈمی کراچی نے 1394ء میں شائع کیا۔

17۔ دیوان حافظ ترجمہ وتشریح خواجہ عباد اللہ امرتسری مطبع اسلامیہ لاہور سے شائع ہوا اور بعد میں یہی دیوان 1394ھ کو مرکز تحقیقات فارسی ایران و پاکستان اسلام آباد نے 1399ء میں شائع کروایا۔

18۔ دیوان حافظ کا منظوم ترجمہ حافظ محمد عبد اللہ فیصل آبادی 1962ء کو مکتبہ دار الفرقان لاہور نے شائع کیا۔

19۔ لسان الغیب کے عنوان سے دیوان حافظ کا ترجمہ وتشریح (چار جلدوں میں) شیخ مبارک علی لاہور نے شائع کیا۔

20۔ متون فارسی بہ زبانہائی پاکستانی: حافظ کے کلام کے ترجمے پر مبنی کتاب کو 1986ء میں مرکز تحقیقات فارسی ایران و پاکستان نے شائع کیا جو ایک بہترین و کامیاب کاوش ہے۔

----***----

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ردیفِ مقصورہ(ا)

غزل نمبر(۱)

(۱) اَلَا یَا اَیُّھَا السَّاقِی اَدِر کَاساً وَّ نَاوِلْھَا — کہ عشق آساں نمود اوّل ولے افتا د مشکلہا

(۲) بوئے نافہ کآخر صبازاں طرّہ بگشاید — زتابِ جعد مشکینش چہ خون افتاد در دِلہا

(۳) بے سجادہ رنگین کن گرت پیر مغاں گوید — کہ سالک بے خبر نبود ز راہ و رسم منزلہا

(۴) مرادرمنزل جاناں چہ امن وعیش چوں ہردَم — جرس فریاد می دارد کہ بر بندید محملہا

حل لغات:

* اَلا–جان لے، آگاہ ہو، حرف خطاب وتنبیہ * یاایھا لساقی -اے ساقی، ساقی سے مرادمرشد کامل بھی لی جاسکتی ہے *اَدر کا ساوّ ناولھا–ساغر کوگردش میں لااورشراب پلا * اوّل–شروع شروع میں، بیعت کے ابتدائی مراحل * بوئے نافہ–نافہ کی خوشبو کی قسم * نافہ– کستوری کی تھیلی جو ہرن کے پیٹ سے نکلتی ہے * کآخر– کہ آخر زلف کی گرِہ کونافہ مشک سے تشبیہ دی جاتی ہے * طرہ–زلف کی چوٹی * تاب–پیچ وخم * جعد–چوٹی، گندھے ہوئے بال * مشکینش–مشک کی خوشبو سے لبریز زلف، معطرزلفیں * خون اُفتادردلہا–دلوں کا خون وخون ہونا، دِلوں کا غم والم سے بھر جانا * بَے–شراب سے * سجادہ –جانماز، مصلّٰی * پیرمغاں– آگ کا پجاری، معشوق (مرادمرشد کامل) * سالک–راہ چلنے والا، خدادوست–شریعت وطریقت کاراہرو * منزل جاناں–مقام محبوب، مقام محبوب، مقام عشق، محبوب کا گھر * جرس– گھنٹہ اور گھڑیال، وہ گھنٹی جو کاروان والے آگے چلنے والے چار پائے کے گلے میں ڈال دیتے ہیں، یاوہ گھنٹی جو کاروان والوں کوخبر دار وہوشیار رکھنے کے لئے کاروان کے آگے آگے چلنے والا بجاتا جاتا ہے، اسے گھنٹہ وگھڑیال کہتے ہیں، قافلہ کا گھنٹہ * محملہا– محمل کی جمع * کجاوے–وہ کجاوہ جس میں خواتین سوار ہوں، اونٹ کی پیٹھ پر بیٹھنے کے لئے بنائی ہوئی جگہ۔

ترجمہ:

(۱) اس غزل کے مطلع کا پہلا مصرعہ یزید لعین[۱] کا ہے۔کسی نے حافظ شیرازی سے سوال کیا کہ یا حضرت: یہ عربی مصرعہ تو یزید کا

---

[۱] یزید بن معاویہ سے منسوب پورا شعر یوں ہے۔

اَنَـا الـمَسْـمُـومُ مَـا عِـنْـدِی بِتِـرْیَـاقٍ وَّ لَا رَاقِـی — اَدِرْ کَـاسًـا وَّ نَـاوِلْـهَـا اَلَا یَـا اَیُّهَـا السَّـاقِـی

میں مسموم ہوں میرے پاس نہ تریاق ہے نہ کوئی جھاڑ پھونک کرنے والا، جام کوگردش میں لااور عطا کرائے ساقی

ہے آپ نے اپنی غزل میں اس کا استعمال کیوں کیا؟ تو حضرت حافظ شیرازی نے جواب دیا کہ میں نے دیکھا کہ ایک کتے کے منہ میں ہڈی کے بجائے لعل آگیا ہے اور یہ اسے ہرگز زیبا نہیں ہے، سو میں نے اس کے منہ سے یہ لعل چھین لیا اور اب یہ میرا ہے۔ حافظ کا یہ شعر حقائق ومعرفت کا ترجمان ہے۔

۱۔ اے ساقی ہوشیار باش! جام کو گردش میں لا اور مجھے شراب پلا کہ عشق شروع میں تو بہت آسان تھا مگر اب بہت مشکلوں کا سامنا ہے۔ یعنی عشق ہم کو ابتدا میں بڑا آسان دکھائی دیتا تھا۔ لیکن اب جبکہ عملی طور پر اس میں مبتلا ہوئے تو بھید یہ کھلا کہ یہ تو انتہائی مصائب وتکالیف کا مجموعہ ہے۔ اور اس میں مشکلات ہی مشکلات ہیں۔ بقول میر:

تھی صعب عاشقی کی بدایت ہی میر پر　　کیا جانیئے کہ حالِ نہایت کو کیا ہوا

۲۔ قسم ہے اس خوشبو کی جو محبوب کی زلف سے بادِ صبا فضاؤں میں بکھیرتی پھرتی ہے یعنی یہ جو صبح سویرے بادِ نسیم چلتی ہے یہ محبوب کی زلف کے کھلنے کی وجہ سے اس قدر معطر ہے لیکن دکھ تو اس بات کا ہے کہ اس کے سیاہ گیسوؤں کے پیچ وخم کی وجہ سے کتنے ہی دلوں کا خون ہو چکا ہے۔ دِلوں میں غم والم کے انبار لگ گئے ہیں اور یہ سب اس کے دردِ عشق کی وجہ سے ہی ہوا ہے۔

۳۔ اگر تیرا پیر مغاں (مرشد کامل) تجھے حکم دے کہ تو اپنا جاء نماز شراب میں رنگ لے۔ کیونکہ کوئی بھی سالک (مرشد کامل) منزلوں کی راہ ورسم سے بے خبر نہیں ہوتا۔ یعنی طریقت میں بعض احکام مرید کے فہم سے بہت بالاتر ہوتے ہیں لیکن مرید کے لئے ان احکام کی اطاعت ہی واجب ہے کیونکہ مرشد کا حکم مصلحت پر مبنی ہوتا ہے۔

۴۔ منزلِ محبوب کے راہوں میں مجھے کس طرح عیش وعشرت حاصل ہوسکتی ہے؟ سکون وآرام کس طور پر میسر آسکتا ہے؟ جب کہ ہر پل قافلہ کا گھنٹہ یہی شور کر رہا ہے کہ اے قافلے والو! اپنے کجاوے کس لو اور رخت سفر باندھ لو اور چلنے کی تیاری کرلو۔

(۵) شب تاریک وبیم موج وگردابے چنیں حائل　　کجا دانند حالِ ما سبکسارانِ ساحلہا

(۶) ہمہ کارم ز خودکامی بہ بدنامی کشید آخر　　نہاں کے ماند آں رازے کزو سازند محفلہا

(۷) حضوری گرہمی خواہی ازو غائب مشو حافظ　　متیٰ ماتلق من تہویٰ دع الدنیا وا ہملہا

حل لغات:

* شب تاریک – اندھیری رات * بیم موج – موجوں کا خوف * گردابے – گرداب بھنور * چنیں حائل – اس طرح راہ میں حائل ہے * سبکساران – وہ لوگ جو بوجھ اُتار کر پڑاؤ پر آرام کر رہے ہوں، بے فکر اور فارغ البال لوگ * ساحلہا – ساحل کی جمع کنارے * ہمہ کارم – میرے تمام کام * خودکامی – خودسری، خودغرضی * بہ بدنامی کشید – بدنام کر کے رکھ گئے، معاملہ بدنامی تک جا پہنچا * نہاں – پوشیدہ، کمزور، کہ ازاو، اس سے * سازند محفلہا – محفلیں برپا کرتے ہیں، محفلیں سجاتے ہیں * حضوری – قرب خداوندی، اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک رسائی، حضوری ملاقات، وصال معشوق * متیٰ ماتلق

من تہویٰ-جب اُس سے ملاقات کا ارادہ کرے * دَرع الدنیا-دنیا چھوڑ دے اس سے ترک تعلق کرلے کیونکہ ترک دنیا کے بغیر حضوری حاصل نہیں ہوسکتی، اہمل نام ہے ان خرافات کا جو انسان کو معبودِ حقیقی سے غافل بنا دیتے ہیں۔

ترجمہ:

حافظ نے اس شعر میں دنیا کو گناہوں کے اعتبار سے اندھیری رات اور شیطانی وسوسوں کے اعتبار سے پر ہول اور ہیبت ناک قرار دیا ہے اور واصلانِ خدا کو سبکساران ساحل کے نام سے موسوم کیا ہے۔ جنہیں عرفان خداوندی کا حصول ہو چکا ہے جو ساحل معرفت پر پہنچ گئے ہیں۔

۵۔ فرماتے ہیں کہ اندھیری رات ہے اور چاروں طرف خطرناک موجوں وہولناک اور خوف ناک بھنوروں کا میری کشتی کو سامنا ہے۔ ایسے میں جو میری حالت ہے اس کی بھلا کنارے پر بیٹھے ہوئے آرام طلب، بےفکر اور فارغ البال قسم کے لوگوں کو کیا پرواہو سکتی ہے؟ انہیں ہماری اس ساری صورت حال کا کیا علم ہوسکتا ہے؟ مطلب یہ کہ عشق سے خالی لوگ عشق کی سختیوں سے ناواقف ہوتے ہیں۔

۶۔ آخر کار میری خودغرضی کی وجہ سے میرے تمام کام بدنامی ہی سے ہمکنار ہوئے یعنی میرے ہر کام کا نتیجہ بالآخر بدنامی ہی نکلا۔ وہ راز بھلا کب تک راز رہ سکتا ہے جس کا ذکر عام محفلوں میں ہونے لگ جائے۔ جس کا ہر کوئی تذکرہ کرتا پھرے۔

۷۔ اے حافظ: اگر تو اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دربار میں قرب (خاص مقام) کا خواہش مند ہے تو پھر تجھے چاہئے کہ تو کسی وقت بھی اُس سے غافل نہ ہو اور اس دنیائے فانی سے تعلق قطع کرلے اور اس کی جملہ خرافات سے خود کو بچائے رکھ اور اپنے آپ کو ہمہ وقت اُسی کی یاد میں وقف کرلے۔ یعنی دنیا وَمَا فیہا سے قطع تعلق کئے بغیر کوئی بھی انسان قرب خداوندی حاصل نہیں کرسکتا۔

----***----

غزل نمبر (۲)

(۱) اے فروغِ ماہ از روئے رخشانِ شما — آبروئے خوبی از چاہِ زنخدانِ شما

(۲) عزمِ دیدارِ تو دارد جان بر لب آمدہ — باز گردد یا برآید چیست فرمانِ شما

(۳) کے دہد دست ایں غرض یارب کہ ہمدستاں شوند — خاطرِ مجموعِ ما زُلفِ پریشانِ شما!

(۴) کس بدورِ نرگست طرفے نہ بست از عافیت — بہ کہ نفروشند مستوری بمستانِ شما

حل لغات:

* فروغ۔ روشنی، مشعل۔ آفتاب، آب وتاب۔ آگ کی تابش * ماہ۔ چاند * فروغِ ماہ۔ چاند کی آب وتاب *

رخشاں۔ چمکتا ہوا، روشن * چاہِ زنخداں۔ ٹھوڑی کا گڑھا، ہلکی سی دلکش گہرائی جو بعض لوگوں کی ٹھوڑی میں نمایاں ہوتی ہے اور بڑی پیاری لگتی ہے * عزم۔ ارادہ، قصد * جان برلب آمدہ۔ لبوں پر آئی ہوئی جان * باز گردد۔ واپس چلی جائے * یا برآید۔ یا پھر نکل جائے * کے۔ کب * کے دہد دست ایں غرض یارب۔ اے خدا یہ مقصد کب ہاتھ آئے گا، پورا ہوگا * ہمدستان شوند۔ اکٹھے ہوں گے، جمع ہوں گے، ہمنوا ہوں گے * خاطر مجموع۔ مطمئن دل، اطمینان حاصل ہونا، خاطر مجموع سے مراد وہ دل ہے جسے جمعیت حاصل ہو * نرگست۔ تیری نرگس جیسی آنکھیں * دور۔ گردش * طرفے نسبت۔ فائدہ حاصل نہ کیا * طرف بستن۔ حاصل کرنا، فائدہ اٹھانا * مستوری۔ پوشیدہ، پردہ میں یعنی پنہاں پرہیزگاری * مستانِ شما۔ تمہارے مست، جو تیرے عشق میں از خودرفتہ ہو چکے ہیں، مست و بے خود۔ یہاں مراد محبوب کی آنکھیں ہیں۔

ترجمہ:

(۱) اے میرے محبوب (دوست) یہ جو چاند کی خوبصورتی ہے تیرے ہی (درخشاں حسن) کی مرہون منت ہے اور اس کے حسن کی جملہ آب و تاب ترے ہی چہرے کے چاہِ زنخداں سے عبارت ہے۔ یعنی حُسن کے چاند کو جو فروغ حاصل ہوا ہے تیرے روشن چہرے اور تیرے چاہِ زنخداں کی خوبصورتی کی ہی وجہ سے ہے۔ اس کے تمام حُسن کی آبرو تیرے ہی حسن کی آب و تاب ہے۔

(۲) اب یہ جان سارے جسم سے رخصت ہو کر صرف لبوں پر آن اٹکی ہے اور تیرے دیدار کی سخت متمنّی ہے۔ تیرے وصل کا ارادہ رکھتی ہے۔ اے شاہِ خوباں اب اسے صرف تیرے ہی حکم کا انتظار ہے کہ یہ واپس چلی جائے یا پھر باہر نکل آئے۔ تیرا کیا حکم ہے؟ ہوگا وہی جو تجھے منظور ہوگا۔

(۳) اے خداوند کریم! میری یہ دِلی مراد کب پوری ہوگی کہ میرا یہ مطمئن دِل اور میرے محبوب کی بکھری ہوئی زلفیں دونوں اکٹھے ہو جائیں۔ ایک دوسرے کے ہمنوا بن جائیں؟ مجھے جمعیت خاطر میسر آ جائے کیونکہ عاشق کو جمعیت خاطر اس وقت میسر ہوگی جب محبوب کی زلف پریشاں کا وصال نصیب ہوگا۔

(۴) اس دنیا میں کسی شخص کو بھی تمہاری نرگسی آنکھوں سے آرام و قرار اور خیر و عافیت حاصل نہیں ہے۔ جب یہ صورتحال ہے تو بہتر یہی ہے کہ یہ مست و بے خود لوگ خود کو تمہاری ان مست و مخمور آنکھوں سے خود کو دور رکھیں یعنی تمہاری یہ مست و مخمور آنکھیں پردے میں ہی رہیں تاکہ انہیں خیر و عافیت میسر آ سکے۔

(۵) بختِ خواب آلودِ ما بیدار خواہد شد مگر — زانکہ زد بردیدہ آبے روئے رخشانِ شما

(۶) باصبا ہمراہ بفرست از رُخت گُلدستہ — بو کہ بوئے بشنویم از خاکِ بستانِ شما

(۷) دِل خرابی میکند دِلدار را آگہ کنید — زینہار اے دوستاں جانِ من وجانِ شما

(۸) عُمر تاں بادا دراز اے ساقیاں بزمِ جم — گرچہ جامِ ما نشد پُر مَے بدورانِ شما

حل لغات:

★ بخت خواب آلود۔سوئے ہوئے بخت، بخت خوابیدہ ★ روئے رخشاں۔ چمکتا ہوا مکھڑا، رخ روشن ★ بفرست۔ بھیج دو ★ از رخت گلدستہ۔گلہائے رخسار کا ایک گلدستہ، مرادنامہ و پیام، الہام بھی ہوسکتا ہے ★ خاک بُستان شما۔تمہارے گلشن حسن کی خاک۔ مراد قرب معبود حقیقی بھی ہوسکتا ہے ★ دل خرابی میکند۔ دِل خراب کر رہا ہے، سخت پریشانی میں مبتلا کر رہا ہے ★ دلدار۔ دلبر، محبوب ★ زینہار۔کلمہءتنبیہ وتحذیر، تاکید کے لیے بھی آتا ہے ★ جان من جانِ شما۔تمہیں میری جان کی قسم تمہاری جان کی قسم ★ عمر تاں۔تمہاری عمر ★ بادادراز۔لمبی ہوجائے ★ بزم جم۔جمشید کی محفل

ترجمہ:

(۵) شاید ہمارے سوئے ہوئے بخت بیدار ہوجائیں، ہماری سوئی ہوئی قسمت جاگ اُٹھے! کیونکہ ہم تمہارے رُخ روشن کے تصور میں ہمہ وقت آنسو بہاتے رہتے ہیں۔ظاہر ہے جب کوئی گہری نیند سو جائے تو اس کے چہرے پر پانی کے قطرے چھڑکے جاتے ہیں اور وہ یکدم بیدار ہو جاتا ہے۔ بالکل اسی طرح ہمارے سوئے ہوئے بخت پر جب تمہارے دیدار کے قطرے پڑیں گے تو یقیناً سویا ہوا بخت بیدار ہوکر ہی رہے گا۔

(۶) اے میرے محبوب بادصبا کے ہاتھوں اپنے گلزار حسن کا ایک گلدستہ بھیج دے ممکن ہے اسی طرح ہم بھی تمہارے گلزار حسن کی خوشبو سے لطف اندوز ہوسکیں یا اے مرشد کامل اپنے مشاہدۂ تجلیات سے ہم پر مکاشفہ فرما تاکہ ہم بھی بوستان قرب کی خاک سے اپنی تسلی کرسکیں یا فیضان حاصل کرسکیں۔

(۷) میرے محبوب کو اس بات کی خبر کردو کہ یہ دِل بڑی خرابیاں پیدا کر رہا ہے یعنی مجھے سخت پریشانی کا سامنا ہے۔اے میرے دوستو! تمہیں میری اور اپنی جان کی قسم اُسے ضرور آگاہ کردو کہ دِل تباہ ہو رہا ہے محبوب کو اس بات سے آگاہی کا مقصد صرف یہ ہے کہ یہ دِل تو اُسی محبوب پر فریفتہ ہے اور اِسی نے عاشق کو سخت پریشانی میں مبتلا کر رکھا ہے۔

(۸) اے جمشید کی محفل کے ساقیو! اللہ تمہاری عمریں دراز کرے۔عمر بھر تمہاری مرادیں برآئیں۔اگرچہ تمہارے دور میں ہمارا جام کبھی بھی شراب سے پُر نہ ہوسکا ہم تمام عمر خالی جام ہی رہے اور دوستوں کو دُعائیں ہی دیتے رہے اور کبھی کسی سے کوئی گلہ تک نہ کیا۔کیونکہ یہ ہمارا ہی قصور ہے۔

(۹) اے صبا با ساکنانِ شہر یزد از ما بگو — کای سرِ حق ناشناساں گوئے میدانِ شما

(۱۰) گرچہ دُوریم از بساطِ قُرب ہمت دُور نیست — بندۂ شاہِ شمائیم و ثنا خوانِ شما

(۱۱) دُور دار از خاک وخون دامن چو بر ما بگزری — کاندریں رہ کُشتہ بسیارند قربانِ شما

(۱۲) اے شہنشاہِ بُلند اختر خدا را ہمتے! — تا بوسم ہمچو گردوں[۱] خاکِ ایوانِ شما

(۱۳) می کند حافظ دُعائے بشنو آمینے بگو! — روزیٔ ما باد لعلِ شکر افشانِ شما

[۱] بعض نسخوں میں گردوں کی جگہ اختر ہے۔

حل لغات:

* ساکنانِ شہرِ یزد۔ یزد شہر کے باشندے، شیراز کے قریب ایران کا مشہور شہر اس شہر پر حضرت حافظ شیرازی کے ممدوح امیر مبارز الدین محمد حکمران تھے * حق ناشناساں۔ حق کو نہ پہچاننے والے * گوئے۔ گیند * بساطِ قرب۔ قربت و نزدیکی * بساط۔ حوصلے، فرش اور وسعت کے معنوں میں بھی آتا ہے * ہمت۔ دُعا، ارادہ، عزم قوی * ثناخواں۔ تعریف کرنے والا، مداح * بندۂ شاہِ شما۔ آپ کے بادشاہ کا غلام، بادشاہ سے مراد رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم بھی ہوسکتے ہیں * دُور دار۔ دُور رکھ * بچتارہ۔ بچائے رکھ، دُور دار واحد حاضر کا صیغہ ہے جب کہ ردیف شما جمع حاضر ہے جو مناسب نہیں ہے لیکن ضرورتِ شعری کی وجہ سے حضرت حافظ نے جائز کرڈالا ہے * خاک وخون۔ مراد لاش، نعش * چو بر ما بگزری۔ جب تو ہماری لاش پر سے گزرے * کشتہ۔ مارے ہوئے مقتول * بُلند اختر۔ بلند اقبال، خوش قسمت * اختر۔ ستارہ * ایوان۔ محل * خدارا ہمتے۔ خدا کے لیے توجہ فرما * آمینے بگو۔ آمین کہو * روزی ما باد۔ ہمارا رزق بنے، ہمارا نصیب ٹھہرے * لعلِ شکرافشاں۔ شیریں لب، مٹھاس بکھیرنے والے لب۔

ترجمہ:

(۹) اے بادِ صبا ہماری! طرف سے شہر یزد کے باشندوں کو یہ پیغام دے دو کہ اللہ تعالیٰ ناحق شناسوں کے سروں کو تمہاری ٹھوکروں میں ڈالے۔ انکے سر تمہارے میدان کی گیند بنیں۔ حق ناشناس لوگ تباہ وبرباد ہوجائیں اور انہیں قدم قدم پر ذلت وخواری کا سامنا کرنا پڑے۔

(۱۰) اگرچہ ہم بظاہر تمہارے قرب کی بساط سے دور ہیں لیکن ہماری دُعا ہرگز دور نہیں ہے۔ یعنی ہم ہر وقت تمہیں یاد کرتے رہتے ہیں اور تیرے حق میں دُعا گو رہتے ہیں۔ ہم تو آپ کے بادشاہ کے غلام ہیں اور تمہاری ہی تعریفیں کرتے رہتے ہیں۔ اگرچہ ہم جسمانی طور پر ایک دوسرے سے دور ہیں لیکن روحانیت میں اس دوری کی کوئی حیثیت نہیں ہے۔

(۱۱) جب ہماری نعش پر سے تمہارا گزر ہو تو اپنے دامن کو خاک وخون سے بچائے رکھنا۔ اِس سے دور رکھنا۔ اس لیے کہ اس راستے میں تم پر جان نچھاور کرنے والے بہت سے کشتے پڑے ہوئے ہیں۔ اس راستے پر بہت سے اپنی جانیں نچھاور کرچکے ہیں بہت سے لوگ ایسے ہیں جو تجھ پر قربان ہوگئے ہیں۔

(۱۲) اے بلند بخت بادشاہ! خدا کے لیے مجھ پر بھی نظر التفات فرما! مجھ پر بھی کچھ توجہ دے۔ عنایت کی نظر کرتا کہ میں آسمان کی طرح تیرے محل کی خاک کو بوسہ دے سکوں، اُسے چوموں۔

(۱۳) حافظ دُعا کر رہا ہے اسے سُن اور آمین کہہ۔ خدا کرے کہ تمہارے لعل جیسے سرخ اور شکر کے مانند میٹھے لب میرا نصیب ٹھہریں۔ میرا مقدر بن جائیں یعنی میں تمہارے لب کو بوسہ دوں، چوم سکوں۔

----***----

غزل نمبر (۳)

(۱) دِل می رود ز دستم صاحبدلاں خدا را	دردا کہ راز پنہاں خواہد شد آشکارا
(۲) دہ روزہ مہرِ گردوں افسانہ ایست و افسوں	نیکی بجائے یاراں فرصت شمار یارا
(۳) کشتی شکستگانیم اے بادِ شُرط بر خیز	باشد کہ باز بینیم آں یارِ[۱] آشنارا
(۴) در حلقہ گُل و مُل خوش خواند دوش بُلبُل	ہاتِ الصَّبوح ہبّوا یا ایُّہا السّکارا

حل لغات

* صاحبدلاں۔ اہل دِل، اہل معرفت اور اہل حال بھی ہو سکتے ہیں جو راہ طریقت میں قدم رکھنے والوں کی اعانت کرتے ہیں * خدارا۔ خدا کے لیے * دردا۔ ہائے ہائے، ہائے افسوس * مہر گردوں۔ آسمان کی محبت مراد زمانہ * افسوں۔ منتر، جادو، طلسم * کشتی شکستگانیم۔ ہماری کشتی ٹوٹی ہوئی ہے * کشتی شکستہ۔ وجود انسانی * بادِشُرط۔ موافق ہوا، شُرط اس سمندری ہوا کو کہتے ہیں جو بادبانی کشتی کو چلنے میں مدد پہنچاتی ہے، اس کی ضد بادِ مخالف ہے * بر خیز۔ اُٹھ، چل * باشد۔ شاید * مُل۔ شراب * دوش گزشتہ رات۔ گزشتہ شب * ہات الصبوح۔ صبح کی شراب لاؤ * ہبّوا ایُّہا السکارا۔ اے مستو آؤ۔

ترجمہ:

(۱) اے صاحبدلو! میرا دل میرے ہاتھ سے نکلا جا رہا ہے خدا کے لیے میرا کچھ کرو، میری مدد کرو۔ مجھ پر توجہ دو! ہائے افسوس کہ محبت کا پوشیدہ راز جسے میں نے آج تک چھپائے رکھا ہے وہ اب ظاہر ہو جائے گا۔ حافظ اصل میں اہل معرفت اور اہل حال سے اعانت کی استدعا کر رہے ہیں۔

(۲) اس زمانے (جہان) کی چند روزہ زندگی ناقابل بھروسا ہے۔ ایک افسانہ ہے، فسوں ہے۔ اس کی کوئی حقیقت نہیں ہے۔ اے دوست! دوستوں کے ساتھ بھلائی کرنے کو تم غنیمت سمجھو!

(۳) ہم ٹوٹی ہوئی کشتی میں سوار ہیں اے بادِ شرط (موافق ہوا) اُٹھ چل ہمیں کنارے پر پہنچا، ممکن ہے کہ ہم پھر اپنے عزیز دوست کا دیدار کر سکیں۔ محبوب سے پھر ملاقات کا شرف حاصل ہو جائے۔ یعنی ہمارا وجود فانی اور ناپائیدار ہے اگر نیک اعمال کریں تو محبوب حقیقی سے وصل کر سکتے ہیں۔

(۴) کل رات پھولوں اور شراب کی محفل میں یعنی اسی بزم میں جہاں ہر طرف پھول ہی پھول تھے اور جام گردش میں تھے تو بُلبُل نے کیسا اچھا گیت گایا کہ اے مستو! صبح کی شراب لاؤ۔ آؤ، آؤ شراب نوشی کرو! اصل میں مرشد کامل اپنے مریدوں کو شراب حقیقت نوش کرنے کی دعوت دے رہے ہیں۔

---

۱ بعض نسخوں میں آں یار کی جگہ آں بار لکھا ہے۔

(۵) اے صاحبِ کرامت شکرانۂ سلامت — روزے تفقدی کن درویشِ بینوا را

(۶) آسائشِ دو گیتی تفسیرِ ایں دو حرف ست — با دوستاں تلطف[1] با دشمنان مدارا

(۷) در کوئے نیک نامی مارا گزر ندادند — گر تو نمی پسندی تغییر کن قضا را

(۸) آئینۂ سکندر جامِ جم[2] است بنگر — تا بر تو عُرضہ دارد احوالِ مُلکِ دارا

حل لغات

* اے صاحب کرامت۔اے کرامت والے * روزے۔کسی روز * تفقدی۔مہربانی * نظر عنایت۔غمخواری * بینوا۔بے توشہ،فقیر بے سروسامان * کوئے۔گلی محلہ * گزر ندادند۔گزرنے کا موقع نہ دیا * تغییر۔تبدیلی * قضا۔قسمت،جب علامہ اقبال نے حضرت حافظ شرازی کے (فلسفہ وفکر کے) خلاف اپنی مشہور مثنوی ''اسرار ورموز'' میں نظم شامل کی تو سید سلمان ندوی نے پڑھ کر علامہ کو خط لکھا کہ حضرت حافظ کے اس ایک شعر نے ہزاروں انسانوں کی جانیں بچائیں ہیں۔ہوا یوں کہ اورنگ زیب عالمگیر بادشاہ نے اپنی تخت نشینی کے فوراً بعد حکم صادر کیا کہ دہلی شہر کی تمام طوائفوں کو برنگِ دعوت اکٹھا کیا جائے اور انہیں کھلا پلا کر ایک بحری جہاز میں سوار کر کے جہاز سمیت غرق کر دیا جائے تاکہ ان کی برائیوں سے معاشرہ جو تباہ وبرباد ہو رہا ہے بچ سکے اور دیکھو ہماری اس ترکیب کی کسی کو کانوں کان خبر تک نہ ہو۔جب تمام طوائفیں کھا پی کر جہاز میں (سیر کے بہانے) اکٹھی سوار ہوگئیں تو انہیں کسی طور پر اپنی بربادی کا پتہ چل گیا۔ایک نے کسی وزیر سے منت سماجت کی کہ وہ کوئی اورنگ زیب کے عتاب سے بچنے کی ترکیب بتائے سو اُس نے اُن تمام طوائفوں کو حضرت حافظ کا یہ شعر بتا دیا (کیونکہ اورنگ زیب اگرچہ شاعری کے خلاف تھا مگر حافظ کے کلام کو حمائل کی صورت میں ہر وقت اپنے ساتھ رکھتا تھا) سوانہوں نے بلند آواز یہ شعر پڑھنا شروع کر دیا۔جب اورنگ زیب نے یہ شعر سنا تو اُسے ان طوائفوں پر ترس آ گیا اور سب کو چھوڑ دیا۔علامہ نے جب سید صاحب کے مکتوب سے یہ واقعہ پڑھا تو جواباً لکھا کہ اگر حافظ نے یہ شعر نہ کہا ہوتا تو آج ہمارا معاشرہ طوائفوں کے گھناؤنے گناہوں سے پاک وصاف ہوتا * آئینہ سکندر۔سکندر کا آئینہ مشہور ہے،اس کی حقیقت صرف اس قدر تھی کہ سکندریہ میں اُس نے جہازوں کی راہنمائی کے لیے روشنی کا ایک بلند مینار بنوایا تھا،لوگوں نے اس کے متعلق عجیب وغریب بیانات تیار کر لیے اور طرح طرح کی حکایات اس سے منسوب کر ڈالیں * جام جم۔جمشید بادشاہ کا جام،اس کی نسبت مشہور ہے کہ اس میں دنیا کے حالات نظر آتے تھے،سکندر نے ایران کے مشہور بادشاہ دارا کو شکست دی تو خواجہ حافظ نے یہ مضمون پیدا کر لیا کہ جام مئے کی حیثیت آئینہ سکندر کی سی ہے اور اس سے ایک دارا ہی نہیں بلکہ ہر بادشاہ کا انجام واضح ہو رہا ہے * بنگر۔دیکھ،امر ہے نگریستن مصدر سے * عرضہ دارد۔سامنے لائے،آشکار کرے * دارا۔ایران کا ایک بہت قدیم شہنشاہ جسے سکندر نے لڑائی میں شکست دی تھی۔

ترجمہ:

(۵) اے صاحب کرامت سلامتی کے شکرانہ میں کسی روز مجھ بے نوا بے سروسامان پر بھی مہربانی کر (کیونکہ معشوق کا فرض ہے کہ

---

[1] بعض نسخوں میں تلطف کی جگہ مروّت لکھا ہے
[2] بعض نسخوں میں جم کی جگہ مے ہے۔

وہ اپنے عاشقوں میں زکوۃ حسن بانٹے) میں تمہارا عاشق ہوں۔ میری دلجوئی کر، غم خواری کر، میری فریاد سُن۔ اس طرح اے صاحب کرامت تیری سلامتی کا شکریہ بھی ادا ہو جائے گا۔

(۶) دونوں جہان کی آسودگی و راحت بس ان دو لفظوں کی ہی تفسیر ہے اور وہ یہ ہے کہ دوستوں کے ساتھ مہربانی اور دشمنوں کے ساتھ خاطر تواضع سے پیش آؤ۔ یعنی آسودہ زندگی گزارنے کے لیے ہر کسی کے ساتھ اخلاق کا برتاؤ نہایت ضروری ہے۔

(۷) نیکنامی کے گلی کوچے میں ہم کو جانے کا موقع ہی نہیں دیا گیا (یعنی ہم تو مجبور محض ہیں جو ہمارے مقدر میں لکھ دیا گیا ہے اس پر ہی عمل پیرا ہیں) اگر تجھے ہماری یہ ادا پسند نہیں ہے تو پھر تو تو قادر مطلق ہے۔ ہماری قسمت کو تبدیل کر دے کیونکہ ہم جو کچھ بھی کر رہے ہیں ہمارے اختیار میں نہیں ہے۔

(۸) سکندر کے آئینے اور جمشید کے جام میں دیکھ تاکہ تجھ پر دارا کے ملک کی حقیقت واضح ہو جائے۔ کیونکہ تاریخ کے آئینے میں دوسروں کے احوال دیکھ کر عبرت حاصل کر لینی چاہیے۔ تاریخ ہی ایک ایسا آئینہ ہے جس میں جھانکنے سے دوسروں کے احوال کا پتہ چل سکتا ہے اوران کے احوال کو دیکھ کر ہی عبرت حاصل کی جاسکتی ہے۔

(۹) سرکش مشوچوں شمع از غیرتت بسوزد — دِلبر کہ در کفِ او موم ست سنگِ خارا
(۱۰) گر مطرب حریفاں ایں پارسی بخواند — در رقص حالت آرد پیرانِ پارسا را
(۱۱) آں تلخ وش کہ صوفی اُم الخبائث خواند — اشھیٰ لنا و احلیٰ مِن قُبلتہُ العذارا
(۱۲) ہنگام تنگدستی در عیش کوش و مستی! — کایں کیمیائے ہستی قاروں کند گدا را
(۱۳) خوبانِ پارسی گو بخشندگانِ عمرند! — ساقی بدہ بشارت پیرانِ[1] پارسا را
(۱۴) حافظ بخود نپوشید ایں خرقہء مے آلود — اے شیخِ پاک دامن معذور دار ما را

حل لغات:

★ سرکش۔ باغی ★ سنگِ خارا۔ سخت پتھر ★ مطرب۔ گانے والا، گویّا ★ حریفاں۔ واحد حریف، دوست ★ رقص حالت۔ ناچنے کی حالت ★ تلخوش۔ کڑوی شراب ★ اُم الخبائث۔ خباثتوں کی ماں، برائیوں کی جڑ، اسی لیے اسے اُم الخبائث کہا گیا ہے ★ اشھی لنا: ہمارے لیے زیادہ خوشگوار ہے ★ واحلی۔ زیادہ پسندیدہ ہے ★ قبلۃ العذارا۔ دوشیزاؤں کا بوسہ لینا ★ ہنگام۔ وقت، زمانہ ★ درعیش کوش و مستی۔ عیش و مستی کے حصول کی کوشش کر ★ کیمیائے ہستی۔ زندگی کو کامیاب کرنے والا نسخہ، اکسیر ★ خوبان۔ معشوق ★ پارسی گو۔ فارسی بولنے والے ★ بخشندگان عمرند۔ عمریں بخشنے والا ★ بشارت۔ خوشخبری ★ پارسا۔ نیک و بزرگ لوگ ★ بخود نپوشید۔ اپنے آپ نہیں پہنا ★ خرقہ۔ گدڑی، فقیروں کا لباس ★ مے آلود۔ شراب سے لبریز، شراب میں لت پت ★ پاک دامن۔ پرہیزگار ★ معذور۔ مجبور، صاحب عذر

[1] بعض نسخوں میں پیراں کی جگہ رنداں ہے۔

ترجمہ:

(۹) تو شمع کی طرح سرکش مت بن کہ مبادا وہ دلبر تجھے غیرت سے جلا کر بھسم نہ کر ڈالے کہ جس کے ہاتھ میں سخت پتھر بھی موم کی طرح نرم ہو جاتا ہے۔ یعنی موم ہو جاتا ہے اور وہ تجھے موم بتی کی طرح جلا نہ ڈالے۔

(۱۰) اگر میرے دوستوں میں سے کوئی بھی گانے والا یہ فارسی غزل گائے گا تو بڑے بڑے پرہیزگار بوڑھوں کو بھی ناچنے پر مجبور کر دے گا، ان پر بھی وجد کی حالت طاری ہو جائے گی۔

(۱۱) وہ کڑوی سی شے (شراب) جسے صوفی اُم الخبائث کا نام دیتا ہے اور تمام برائیوں کی جڑ کہتا ہے۔ ہمارے نزدیک کنواری لڑکیوں کے بوسے سے زیادہ مرغوب و پسندیدہ اور شیریں ہے، یعنی عشق کی شراب میں ایسی حلاوت ہے کہ دنیا کی لذیذ سے لذیذ شے بھی اس کے مقابلے میں ہیچ ہے۔

(۱۲) جب تو تنگدستی اور مفلسی کا شکار ہو جائے تو ایسے میں عیش و نشاط اور مستی میں مشغول ہو جا کیونکہ یہی وہ نسخہ کیمیا ہے کہ جس سے بھکاری بھی قارون جیسا غنی و مالدار ہو سکتا ہے۔ اگر انسان تنگدستی کا وقت خندہ پیشانی سے گزارنے کا عادی بن جائے تو یہ بڑی دَولت ہے۔

(۱۳) فارس (ایران) کے محبوب عمریں بخشنے والے ہیں۔ ان محبوبوں سے زندگی حاصل ہوتی ہے تو ان بوڑھے بزرگوں اور نیک لوگوں کو یہ خوشخبری سنا دے تا کہ وہ مستفید ہو سکیں نیک اور خوبصورت لوگوں کی صحبت سے زندگی میں بہتری اور برکت پیدا ہوتی ہے۔

(۱۴) حافظ نے یہ شراب آلود گدڑی اپنے آپ نہیں پہنی بلکہ اسے ازل سے ہی یہ ودیعت ہوئی ہے۔ اے شیخ پاک دامن! تو اس معاملے میں ہمیں معذور ہی سمجھ۔ کیونکہ ہم حکم خداوندی کے آگے مجبور ہیں اور ہرگز دَم نہیں مار سکتے۔

----***----

غزل نمبر (۴)

(۱) ساقی بنورِ بادہ بر افروز جامِ ما — مطرب بگو کہ کارِ جہاں شد بکامِ ما

(۲) ما در پیالہ عکسِ رُخِ یار دیدہ ایم — اے بیخبر ز لذتِ شربِ مدامِ ما

(۳) چنداں بود کرشمہ و نازِ سہی قداں — کاید بجلوہ سروِ صنوبر خرامِ ما

(۴) ہرگز نمیرد آنکہ دِلش زندہ شد بعشق — ثبت است بر جریدۂ عالم دوامِ ما

(۵) مستی بچشم شاہدِ دلبندِ مَا خوش ست! — زاں رو سپردہ اند بمستی زمامِ ما

حل لغات:

٭ برافروز۔روشن کر،مطرب ٭ گانے والا۔گویّا ٭ بکامِ ما۔خاطر خواہ،خواہش کے مطابق کام ٭شُرب۔پینا ٭ مدام ما۔ ہمارا ہمیشہ بادہ شراب پینا ٭ چنداں بود۔اُسی قدر ہے،اسی وقت تک ہوتا ہے ٭ سہی قداں۔سیدھے،راست قد والے، بلند قد والے محبوب ٭ سروِ صنوبر خرام۔وہ محبوب جس کی رفتار صنوبر کو شرمندہ کرتی ہے ٭ نمیرد۔نہیں مرتا،فنا نہیں ہوتا ٭ ثبت ست۔نقش ہو چکا ہے، قائم ہے ٭ جریدہ۔ کتاب و رسالہ، دفتر ٭ شاہد۔ معشوق ٭ دلبند۔ دل پسند، عزیز ترین ٭ زاں رو۔اُسی وجہ سے ٭ زمام۔باگ ڈور ٭ سپردہ اند۔سپرد کردیتی ہے۔

ترجمہ:

(۱) اے ساقی تو اسی نورانی شراب سے ہمارے جام بھردے (روشن کردے) اے مطرب! اے گانا گانے والے تو خوشی وانبساط کے گیت گا کہ دنیا جہان کے سارے کام ہماری منشاء کے مطابق سرانجام پا گئے ہیں۔جام میں شراب آجانے سے ہم سمجھتے ہیں کہ ہر کام ہماری مرضی کے مطابق سرانجام پا گیا ہے۔

(۲) ہم نے جامِ شراب میں اپنے محبوب کے چہرے کا عکس دیکھ رہے ہیں؟ ہم اسی لیے تو شراب پیتے ہیں بھلا تجھے اس لذت کی کیا خبر ہو سکتی ہے؟ اس طرح ہم دیدارِ یار سے بھی بہرہ یاب ہوجاتے ہیں اور لذت بادہ کے سرور سے بھی ہمکنار ہوجاتے ہیں۔ حافظ اپنے تئیں اور طعنہ زنی کرنے والے معترض کو جواب دے رہے ہیں کہ تو کیا جانے ہماری یہ شراب کیا ہے اور اس کے نشہ میں کیا کیف مضمر ہے؟ یہ کوئی ظاہری شراب نہیں ہے۔

(۳) سہی قد معشوقوں کے ناز اور کرشمے اُسی وقت تک ہیں جب تک کہ ہمارا سرو صنوبر کی طرح ٹہلنے والا محبوب جلوہ گر نہیں ہوجاتا۔ یعنی دوسرے معشوقوں کی اُسی وقت تک قدر و قیمت ہے جب تک ہمارا محبوب ان کے سامنے جلوہ فرما نہیں ہوتا۔ہمارے محبوب کے سامنے بڑے بڑے ناز نخروں والے حسین سب ماند پڑجاتے ہیں۔

(۴) اُس شخص کا دِل جسے عشق نے زندگی بخشی ہے وہ کبھی مر نہیں سکتا اُسے ہرگز موت فنا نہیں کر سکتی بلکہ اس کا نام ہمیشہ کی زندگی کی کتاب میں نقش ہوجاتا ہے۔وہ انمٹ نقش کی صورت اختیار کرلیتا ہے۔

ع وارث شاہ اوہ سدا ای جیوندے نیں جنھاں کیتیاں نیک کمائیاں نیں۔

(۵) ہمارے پیارے محبوب کی آنکھوں میں مستی بڑی اچھی معلوم ہوتی ہے ہماری پسندیدہ ہے۔اسی لیے ہم نے اپنی ہستی کی باگ ڈور مستی کے حوالے کردی ہے کہ ہم اُسی مست نگاہوں والے محبوب کی نگاہ کے غلام بن گئے ہیں۔

(۶) ترسم کہ صرفہء نبرد روزِ باز خواست — نانِ حلال شیخ ز آبِ حرام ما

(۷) ای باد اگر بگلشنِ احباب بگزری — زنہار عُرضہ دہ برِ جاناں پیامِ ما

(۸) گو نام ما زیاد بعمدا چہ می بری — خود آید آنکہ یاد نیاری ز نام ما

(۹) بگرفت ہمچو لالہ دِلم در ہوائے سرو — اے مُرغِ بخت کے شوی آخر تو رامِ ما
(۱۰) دریائے اخضرِ فلک و کشتئ ہلال — ہستند غرق نعمتِ حاجی قوام ما
(۱۱) حافظ ز دیدہ دانہء اشکے ہمی فشاں — باشد کہ مُرغِ وصل کند قصدِ دام ما

حل لغات:

* صَرفہ بردن۔ غلبہ پانا، غالب آنا * روزِ بازخواست۔ حشر کا روز، روز قیامت * آبِ حرام۔ شراب، کنایہ مستئ محبت ہے * بگلشنِ احباب۔ دوستوں کا چمن * زنہار۔ کلمہ تنبیہ وتحدیر، تاکید کے لیے آتا ہے، لازماً * عُرضہ دادن۔ پیش کرنا، سامنے لانا، بیان کرنا، پہنچانا * گو۔ کہہ دینا * بعمداً۔ دیدہ دانستہ، جان بوجھ کر * ازیاد بردن۔ یاد سے محو کرنا، بھلا دینا * ہوائے سرو۔ سروقد محبوب کی تمنا * مرغِ بخت۔ قسمت کا پرندہ * کے شوی۔ کب ہوگا * رام ما۔ ہمارے قبضہ میں، ہمارا مطیع * دریائے اخضر۔ سبز دریا، مراد آسمان * ہلال۔ پہلی رات کا چاند * حاجی قوام۔ فارس کے وزیر اعظم تھے، پورا نام حاجی قوام الدین حسن ہے، جو حضرت حافظ شیرازی کے دوست اور ممدوح تھے، سخاوت میں فارس بھر میں شہرہ رکھتے تھے اور حافظ کی سرپرستی بھی کرتے تھے، اس شعر میں ان کے لطف وکرم کی تعریف کی گئی ہے کہتے ہیں کہ حاجی قوام الدین جو ابواسحاق کے وزیر تھے انہوں نے حضرت حافظ کو ایک بار دعوت پر اپنے ہاں بلایا تھا اور جب حضرت حافظ شراب کا پیالہ نوش کرنے لگے تو انہیں آسمان اور چاند کا عکس دکھائی دیا تو انہوں نے یہ غزل کہی تھی * زدیدہ۔ آنکھوں سے * اشکے ہمی فشاں۔ آنسو بکھیر، آنسو بہاؤ * قصدِ دام۔ دام میں آجانا۔

ترجمہ:

(۶) مجھے ڈر ہے، اندیشہ ہے کہ حشر کے روز شیخ کی حلال کی روٹی ہمارے حرام پانی (شراب) سے بازی نہ لیجا سکے گی کیونکہ جو چیز بھی ریاکاری کے لیے کی جائے اور خالصتاً خدا کے لیے نہ کی جائے اس کا کوئی فائدہ نہیں ہوسکتا۔ نیکی وہی ہے جو اخلاص کی حامل ہو۔ اسی لیے قیامت کے روز محبت کی شراب پینے والے ان ریاکار اور خشک زاہدوں سے بہت بلند درجات کے حامل ہوں گے۔

(۷) اے ہوا! اگر تو دوستوں کے چمن میں سے کبھی گزرے تو ہمارے محبوب کے پاس ہمارا سلام و پیام ضرور پہنچا دینا کیونکہ ہم اُسے ہمیشہ یاد کرتے رہے ہیں اور اُس نے کبھی ہمارے نام نہ تو کوئی سلام ہی بھیجا ہے اور نہ کوئی پیام ہی۔

(۸) اُسے کہنا کہ اُس نے جان بوجھ کر ہمارا نام اپنی یاد سے کیوں مٹا دیا ہے؟ جب کہ ہم اُسے بہت یاد کرتے رہتے ہیں۔ شاید اُسے اس کی خبر نہیں ہے کہ وقت بہت جلد آنے والا ہے کہ جب اُسے ہمارا نام کبھی بھولے سے بھی یاد نہ آئے گا۔ یعنی ہم تو خود ہی فنا ہونے والے ہیں لہٰذا جان بوجھ کر ہمارا نام بھلانے کی بھلا کیا ضرورت ہے؟

(۹) میرا دِل اسی سروقامت محبوب کی محبت میں گل لالہ کی طرح داغدار ہو چکا ہے۔ اے میری خوش نصیبی کے پرندے آخر تو کب میرے ہاتھ آئے گا۔ کب میرا مطیع ہوگا؟ یعنی نجانے کب میرے بخت یاوری کریں اور محبوب سے وصل میسر آئے۔

(۱۰) آسمان کا نیلا دریا اور چاند کی کشتی گویا دونوں ہی ہمارے دوست اور ممدوح حاجی قوام الدین کی نعمتوں میں غرق ہو چکے ہیں

(ڈوبے ہوئے ہیں) حاجی صاحب اسقدر سخی اور کریم ہیں کہ سارا جہاں ہی اُن کا گرویدہ ہے۔

(۱۱) اے حافظ اپنی ان آنکھوں سے آنسوؤں کے دانے بکھیرتا رہ ہوسکتا ہے کہ اسی طرح ہی وہ وصال کا پرندہ تیرے دام میں گرفتار ہو جائے۔ تو مسلسل روتا رہ اور تیری یہ محبت اُسے تیرے ہاں آنے پر مجبور کردے گی۔ لیکن اگر رونے دھونے سے وصال میسر آتا تو عُرفی کبھی یہ نہ کہتا کہ

عرفی اگر بگریہ میسّر شود وصال
صد سال میتواں بہ تمنّا گریستن

----***----

غزل نمبر (۵)

(۱) صلاح کار کجا و من خراب کجا — ببیں تفاوتِ راہ کز[1] کجاست تا بہ کجا
(۲) چہ نسبت ست برندی صلاح وتقویٰ را — سماعِ وعظ کجا نغمہء رُباب کجا
(۳) دلم ز صومعہ بگرفت و خرقہء سالوس — کجاست دیرِ مغان و شرابِ ناب کجا
(۴) بشد کہ یادِ خوشش بادِ روز گارِ وصال — خود آں کرشمہ کجا رفت و آں عتاب کجا

حل لغات:

٭ صلاح۔ درستی ٭ صلاح کار۔ درستی کرنے والا، اصلاح کرنے والا، مجازاً پرہیزگار ٭ خراب۔ خراباتی، رند، بظاہر بُرا آدمی ٭ تفاوت۔ فرق، امتیاز، فاصلہ ٭ چہ نسبت۔ کیا مشابہت ہے ٭ برندی۔ رندی کیساتھ، رند خراب کے ساتھ ٭ صلاح۔ بھلائی ٭ سماع۔ سننا، ساعت کرنا ٭ صومعہ۔ خانقاہ ٭ خرقہء سالوس۔ مکروفریب کا لباس، جو لوگوں کو دھوکے میں ڈال دے، وہ لباس جو سیرت اور کردار کے خلاف واقع ہو ٭ دیرِ مغاں۔ آتشکدہ، لیکن عموماً شراب خانہ کے معنوں میں آتا ہے ٭ شرابِ ناب۔ خالص شراب ٭ بشد۔ ختم ہوگئیں ٭ روزگارِ وصال۔ ملن کا زمانہ ٭ کرشمہ۔ ناز وادا ٭ عتاب۔ غصہ۔

ترجمہ:

(۱) کہاں نیکوکار اور بھلا آدمی اور کہاں ایک رند و خراب حال شخص۔ اب تو ہی دیکھ کہ ان میں کس قدر راستے کا فرق ہے؟ معاشرے میں ایک نہایت ہی نیکوکار کے نام سے پکارا اور جانا جاتا ہے اور دوسرا نہایت بدنام رند اور خراباتی کے نام سے موسوم ہے۔

(۲) بھلا نیکی اور پرہیزگاری کو رندی (شراب نوشی) سے کیا نسبت ہے؟ کہاں وعظ کا سننا اور کہاں رباب کے نغمات سننا۔ یعنی موسیقی اپنی جگہ پر ہے اور پرہیزگاری و وعظ اپنی جگہ پر، ان دونوں میں کوئی باہمی علاقہ نہیں ہے کہاں رام رام اور کہاں ٹیں ٹیں؟

---

[1] بعض نسخوں میں کز کی جگہ از ہے۔

(۳) میرا دل مکاری وعیاری کے لباس اور خانقاہ سے بالکل بیزار ہو چکا ہے۔ مجھے یہ بتاؤ کہ میخانہ کہاں ہے اور خالص شراب کہاں سے ملتی ہے؟ تا کہ میں پیؤں اور میرے دِل و دماغ کو چین وقرار آ جائے کیونکہ ان ریا کار فقیروں اور خانقاہوں سے سخت دلبرداشتہ ہو چکا ہوں۔ اصل میں حافظ کہنا یہ چاہ رہے ہیں کہ انسان کا ظاہر کچھ ہے اور باطن کچھ۔ اس سے بہتر تو یہ ہے کہ انسان رندی اختیار کر لے تا کہ دوسرے لوگ اُس سے دھوکا نہ کھا سکیں۔

(۴) میں تسلیم کرتا ہوں کہ اُس کا خوبصورت حافظ وصال کے وقت خود سے پوچھے گا کہ اُس کے ناز و کرشمے کہاں گئے اور اس کا وہ غصہ وغضب کہاں چلا گیا؟

بقول غالب

لاگ ہو تو اس کو ہم سمجھیں لگاؤ — جب نہ ہو کچھ بھی تو دھوکا کھائیں کیا

(۵) زروئے دوست دلِ دشمناں چہ در یابد — چراغ مُردہ کجا شمعِ آفتاب کجا
(۶) مبیں[1] بسیبِ زنخداں کہ چاہ در راہ ست — کجا ہمیروی اے دِل بدیں شتاب کجا
(۷) چو کحلِ بینشِ ما خاکِ آستانِ شماست — کجا رویم بفرما ازیں جناب کجا
(۸) قرار وخواب ز حافظ طمع مدار اے دوست — قرار چیست صبوری کدام و خواب کجا

حل لغات:

٭ چراغِ مُردہ۔ بجھا ہوا چراغ ٭ بسیب زنخداں۔ ٹھوڑی کے نچلے حصے کو سیب کہا جاتا ہے، شعرا نے اس کو چاہ سے بھی تشبیہ دی ہے۔ گویا عشاق کی فریفتگی کا یہ بھی ایک سبب ہے ٭ مبیں۔ مت دیکھ ٭ چاہ۔ ٹھوڑی کے نچلے حصے (گڑھے) کو کنوئیں سے تشبیہ دی جاتی ہے ٭ کحل۔ سرمہ ٭ بینش۔ بینائی ٭ جناب۔ بارگاہ، درگاہ ٭ طمع مدار۔ اُمید مت رکھ ٭ صبوری۔ صبر

ترجمہ:

(۵) رقیبوں کا دِل احباب کے حسین ودلکش چہروں سے کیا کچھ حاصل کر سکتا ہے۔ کہاں بجھا ہوا چراغ اور کہاں روشن اور چمکتا ہوا آفتاب، یعنی دشمنوں کے سینوں میں بجھا ہوا دِل ہے جب کہ محبوب (دوست) کا حسین و درخشاں چہرہ روشن چراغ کی طرح ہے۔

(۶) اے دِل تو اُس محبوب کے سیب زنخداں کو دیکھ لے کہ اس کے راستے میں ایک گہرا کنواں بھی ہے اور تو کہاں تیزی سے بھاگم بھاگ چلے جا رہا ہے؟ مطلب یہ کہ حسینوں کو دور سے ہی سلام کر لینا چاہیے ورنہ زیادہ تعلق استوار کرنے میں عشق خانہ خراب تباہ وبرباد کر کے رکھ دیتا ہے۔

(۷) ہم نے تو تیرے آستانے کی خاک کو اپنی آنکھوں کا سرمہ بنایا ہوا ہے۔ اب یہ انصاف تو ہی کر، اب تیرے ہی ہاتھوں میں ہے اب ہم تمہارا یہ آستانہ چھوڑ کر کہاں چلے جائیں؟ ہم تیرے رُخ روشن کے دیدار سے ان آنکھوں کو جنہیں تیرے دیدار سے

---

[1] بعض نسخوں میں مبیں کی جگہ ببیں ہے۔

ہی بینائی حاصل ہوئی ہے کیسے محروم کرلیں؟

(۸) اے دوست تو یہ مت اُمید رکھ کہ حافظ آرام وراحت سے ہوگا۔ وہ تو ان لفظوں کے معنوں سے ہی نا آشنا ہے اس کی زندگی میں کبھی آرام وراحت نہیں آئے۔ اُسے نہیں پتہ کہ سکون کیا ہوتا ہے اور صبر کسے کہتے ہیں اور نیند کہاں رہتی ہے؟ عشق کی وجہ سے اس کی زندگی کی یہ ساری پونجی غارت ہو چکی ہے اور گردشِ زمانہ کے ہاتھوں اس کا سب کچھ لٹ چکا ہے۔

----***----

غزل نمبر (۶)

(۱) اگر آں ترکِ شیرازی بدست آرد دِل مارا	بخالِ ہندوش بخشم سمرقند و بخارا را
(۲) بدہ ساقی مئے باقی کہ در جنت نخواہی یافت!	کنارِ آب رکنا باد و گلگشتِ مصلّٰی را
(۳) فغاں کایں لولیانِ شوخ شیریں کارِ شہر آشوب	چناں بردند صبر از دل کہ ترکان خوانِ یغما را
(۴) زعشقِ نا تمامِ ما جمالِ یار مستغنیست	بآب ورنگ وخال وخط چہ حاجت روئے زیبارا

حل لغات:

* ترکِ شیرزای۔ شیراز کا معشوق * بدست آرد۔ ہاتھ میں لے * دلِ بدست آوردن (محاورہ) دل خوش کرنا * خال ۔تِل * ہندو۔ مراد سیاہ، کالے تِل کی وجہ سے ہندو کہا ہے۔ کہا جاتا ہے کہ جب امیر تیمور نے سمرقند و بخارا کو فتح کرلیا تو اُس نے حضرت حافظ کا یہ شعر سُن کر اُسے اپنے ہاں بلوایا اور کہا کہ میں نے اتنی مار و غارت کے بعد سمرقند و بخارا کو فتح کیا ہے اور آپ اسے محبوب کے صرف ایک خال (تِل) کے عوض دے رہے ہیں؟ تو حضرت حافظ نے حاضر جوابی سے کام لیتے ہوئے کہا کہ میں اگر اس قدر سخی واقع نہ ہوتا تو آج میں دنیا کا امیر کبیر شخص ہوتا ان پھٹے پرانے کپڑوں میں ملبوس نہ ہوتا * مئے باقی۔ بچی ہوئی شراب * رکنا باد۔ رکنا باد ایک چشمے کا نام ہے جو درۃ اللہ اکبر سے نکلا ہے جو شیراز کے پہاڑوں سے بہتا ہے۔ جب سیاہ پہاڑ کے اوپر پہنچتا ہے اور نیچے وادی کی طرف نظر ڈالتا ہے تو اس کے منہ سے بے اختیار اللہ اکبر نکل جاتا ہے۔ اسی وجہ سے اس کا نام اللہ اکبر پڑ چکا ہے۔ وہاں سے جو چشمہ نکلتا ہے اُسے بھی اللہ اکبر کے نام سے ہی موسوم کیا جاتا ہے * گلگشت۔ سیر گاہ * مصلّٰی۔ سیر گاہ کا نام، حسین مقام کا نام جہاں پر حافظ نے اپنی زندگی بسر کی * فغاں ۔ فریاد * لولیان شوخ۔ شوخ دشنگ حسین لگاوٹ دکھانے والے * شہر آشوب۔ فتنہ شہر * ترکاں ۔ سپاہی * خوان یغما۔ وہ دسترخوان جس پر لوٹ کا مال رکھا ہو، جس پر کسی کو روک ٹوک نہ ہو، خوان یغما کے متعلق ایک مشہور روایت ہے کہ ترکستان میں دستور تھا کہ سپاہی تنخواہ کے دن چھینا جھپٹی سے کھانے کی قابیں اٹھا لیتے تھے یہ بھی رواج تھا کہ کسی رئیس قبیلہ کو کہیں سے بہت سامال آجاتا تو وہ دعوت عام دیتا تھا اور لوگ اُسے آن کی آن میں چٹ کر جاتے تھے * عشق نا تمام۔ نا مکمل عشق * مستغنیست ۔ بے پرواہ، بے نیاز ہے * بآب ورنگ وخال وخط۔ بناوٹ وسجاوٹ کی آب وتاب ،مصنوعی آب وتاب کی ضرورت حسن ناقص کو ہوا کرتی ہے۔ وہی لوگ ظاہر کا ہار شدگار کرتے ہیں جن میں حقیقی

خوبصورتی کی کمی ہوا کرتی ہے اور یہ کمی بدستور قائم رہتی ہے۔ اس شعر میں اسی نکتہ نظر کو پیش کیا گیا ہے کہ ہمارا محبوب تو حسن کامل سے بہرہ ور ہے اور اُسے ان مصنوعی چیزوں سے کیا علاقہ ہوسکتا ہے۔

ترجمہ:

(۱) اگر وہ شیراز کا معشوق ہمارا دِل اپنے ہاتھ میں لے لے (یا دل خوش کردے) تو میں اس کے خوبصورت چہرے کے سیاہ و دلکش تل پر سمرقند اور بخارا کو نچھاور کردوں۔

(۲) اے ساقی مجھے تو بچی ہوئی شراب ہی دے دے۔ تو نہیں جانتا کہ یہاں پر جو مقام ہے آب رکناباد کا کنارہ ہے مصلّٰی وگلگشت جیسی سیر گاہیں ہیں ایسے روح پرور اور روح افزا مقامات تو جنت میں بھی نہ ہوں گے یہاں پر اب جو کمی ہے وہ شراب کی ہی ہے۔ اس کمی کو تو پورا کردے۔

(۳) فریاد کہ ان شوخ وشنگ حسین اور لگاوٹ رکھنے والے دلبروں اور شہر میں فتنہ برپا کرنے والے معشوقوں نے میرے دِل سے کچھ اس طرح صبر وقرار لوٹ لیا ہے کہ جیسے تُرک خوان یغما کو لوٹ لیتے ہیں۔ یعنی انہوں نے میرے دِل کے صبر وقرار کو جیسے غنیمت کا مال سمجھ رکھا تھا اور اسی لیے میں ان کی لوٹ مار کا شکار ہوا ہوں۔

(۴) ہمارے ادھورے عشق سے ہمارے محبوب کا کامل حسن بالکل بے پروا اور بے نیاز ہے۔ ویسے بھی ایک نہایت خوبصورت چہرے کو آب ورنگ اور خال وخط (یعنی بناوٹ اور سجاوٹ) کی کوئی ضرورت نہیں ہوتی۔

(۵) من از آں حُسنِ روز افزوں کہ یوسفؑ داشت دانستم ۔ کہ عشق از پردۂ عصمت بروں آرد زلیخا را
(۶) حدیث از مطرب مَے گو و رازِ دہر کمتر جو! ۔ کہ کس نکشود و نکشاید بحکمت ایں معمّا را
(۷) نصیحت گوش کن جاناں کہ از جاں دوست تر دارند ۔ جوانانِ سعادت مند پندِ پیر دانا را
(۸) بدم گفتی و خرسندم عفاک اللہ نکو گفتی[1] ۔ جوابِ تلخ می زیبد لبِ لعلِ شکر خا را
(۹) غزل گفتی و دُرسُفتی بیا وخوش بخواں حافظ ۔ کہ بر نظم تو افشاند فلک عقدِ ثریا را

حل لغات:

★ روز افزوں۔ روز بروز بڑھنے والا، جو روز بروز زیادہ ہوتا چلا جائے، حسن حقیقی بھی ہوسکتا ہے ★ پردہ عصمت۔ پاکیزگی کا پردہ، پاکدامنی کا پردہ ★ حدیث۔ بات، گفتگو ★ دہر۔ زمانہ ★ مطرب۔ گویّا ★ بحکمت۔ دانش وفلسفہ سے، عقل وحکمت سے ★ معما۔ چیستان، پہیلی، لاینحل مسئلہ ★ گوش کن۔ سن لے ★ پیر۔ بزرگ، بوڑھا ★ بدم گفتی۔ تو نے مجھے بُرا کہا ★ خرسندم۔ میں بہت خوش ہوں ★ عفاک اللہ۔ اللہ تجھے معاف کردے ★ نکو گفتی۔ تو نے خوب کہا ★ لعل شکر خارا۔ کنایہ ہے محبوب کے شیریں لبوں سے ★ غزل گفتی درسفتی۔ تو نے غزل کیا کہی ہے گویا موتی پرو دیئے ہیں، اگرچہ بظاہر یہ شاعرانہ تعلّی ہے مگر یہ حقیقت ہے کہ حافظ بڑے پُرگو اور باکمال شاعر ہیں ★ خوش بخواں۔ خوش الحانی سے پڑھ ★ نظم۔ اشعار ★ افشاند۔ نچھاور

[1] بعض نسخوں میں یہ مصرع یوں ہے: ع اگر دشنام فرمائی وگر نفریں دعا گویم

کرے گا ٭ عقدِ ثریا۔ چھ ستاروں کا ہار، پروین۔

ترجمہ:

(۵) میں نے حضرت یوسفؑ کے روز بروز بڑھنے والے حسن سے ہی یہ اندازہ کرلیا تھا کہ عشق ایک روز زلیخا کو پاکدامنی کے پردہ سے باہر نکلنے پر مجبور کر کے رکھ دے گا۔ یعنی حضرت یوسفؑ کا روز افزوں حسن ہی زلیخا کی بدنامی کا سبب بنا اور ساری دنیا میں اس کی رسوائی ہوئی۔

(۶) تو مطرب اور شراب کے بارے میں ہی باتیں کیے جا اور اس کائنات کی حقیقت کے راز کو مت تلاش کر۔ اس دنیا و کائنات کے بھید کو پالینے کی کوشش نہ کر کیونکہ آج تک اس دنیا میں کسی نے بھی عقل و دانش اور حکمت و فلسفہ سے اس معمے کو حل نہیں کیا اور نہ کوئی حل کر سکتا ہے۔ یہ ایک ایسی گتھی ہے جو آج تک نہ تو کوئی سلجھا سکا اور نہ کوئی سلجھا سکے گا۔ لہٰذا اس دنیا میں شغل شباب ورباب اور مئے ناب ہی بہتر ہے۔ دنیا کی حقیقت و ماہیت جاننے کی کوشش کرنا وقت برباد کرنے کے مترادف ہے اور یہ کوئی عقل مندی نہیں ہے۔

(۷) اے میرے دوست (محبوب) میری یہ بات ذرا دل کے کانوں سے سُن لے۔ اچھی طرح اپنے ذہن میں بٹھا لے کہ جو سعادت مند نوجوان ہوتے ہیں وہ بوڑھے بزرگوں کی بات (نصیحت) کو اپنی جان سے زیادہ عزیز گردانتے ہیں۔

(۸) تو نے مجھے بُرا کہا میں اس سے بہت خوش ہوا۔ اللہ تجھے معاف کردے تو نے خوب کہا۔ اچھا کہا کہ تلخ جواب شیریں لبوں سے ہی اچھا لگتا ہے یعنی محبوب کی تلخ کلامی بھی گویا لذت و مسرت کا باعث ہے۔

(۹) اے حافظؔ! تو نے یہ غزل کیا کہی ہے گویا تو نے تو موتی پرو دیئے ہیں اب تو اسے ذرا (ترنم) خوش الحانی سے پڑھ تو غزل کا استاد شاعر ہے تبھی تو تیرے ان اشعار پر آسمان (عقدِ ثریا) ستاروں کے ہار نچھاور کر رہا ہے۔

غزل نمبر (۷)

(۱) دوش از مسجد سوئے میخانہ آمد پیرِ ما — چیست یارانِ طریقت بعد ازیں تدبیرِ ما

(۲) در خراباتِ مغاں ما نیز ہم منزل شویم — کایں چنیں رفت ست در عہدِ ازل تقدیرِ ما

(۳) ما مُریداں روئے سوئے کعبہ چوں آریم چوں — روئے سوئے خانہء خمّار دارد پیرِ ما

(۴) عقل اگر داند کہ دِل دربندِ زُلفش چوں خوشست — عاقلاں دیوانہ گردند از پئے زنجیرِ ما!

(۵) روئے خوبت آیتے از لطف برما کشف کرد — زاں زماں جُز لُطف وخوبی نیست درتفسیرِ ما

حل لغات:

٭ دوش۔ کل کی گزری ہوئی رات ٭ یارانِ طریقت۔ تزکیہء قلب کرنے والے لوگ، ہم مشرب دوست ٭ خرابات مغاں۔ آتش پرستوں کے آتشکدے، شراب خانے ٭ ہم منزل۔ ہم سفر، ہم مقام ٭ عہدِ ازل۔ شروع سے کیا ہوا عہد، روزِ اوّل

سے ★ خانۂ خمار۔شراب خانہ ★ بندِ زلفش۔اُس کی زلف کی قید ★ روئے خوبت۔تیرا خوبصورت چہرہ ★ آیتے۔آیت،نشانی ★ کشف۔ظاہر۔انکشاف۔

ترجمہ:

(۱) گزشتہ شب ہمارا مرشد مسجد چھوڑ کر شراب خانے کی طرف آ گیا۔اے یارانِ طریقت اب تم ہی کہو کہ اب اس کے بعد ہمیں کیا کرنا ہوگا۔ہماری کیا تدبیر ہوگی؟ہم اب کیا کریں؟کیونکہ وہ ہمارا مرشد ہے اور ہم اُس کے مرید ہیں اور مرید پر پیر کی تقلید واجب ہے۔

(۲) پیرِ مغاں کے شراب خانے میں ہم بھی اس کے ساتھ ہی رہیں گے۔ہمارا اور اس کا ساتھ روزِ ازل سے ہی کاتبِ تقدیر نے لکھ رکھا ہے کہ ہم ہمیشہ اس کے ساتھ طریقت کے میکدے میں اکٹھے ہی رہیں۔

(۳) ہم مرید کعبے کی جانب اپنا رخ (منہ) کیسے کریں؟جب ہمارے پیر و مرشد نے اپنا رخ (منہ) کعبہ سے موڑ کر شراب خانے کی جانب کرلیا ہے اور اب ہم نے بھی اپنے مرشد کی تقلید کرتے ہوئے اپنا رخ میخانے کی ہی جانب کیا ہوا ہے۔ہم پیر طریقت کے مرید ہیں اور مرید پیر طریقت کی مکمل تقلید کرتا ہے اور اپنا کوئی فعل خلافِ شریعت نہیں کرتا۔

(۴) اگر عقل یہ جان جائے کہ میرا یہ دِل اُس کی زلف کا اسیر ہو کر کس قدر خوشی و نشاط سے زندگی بسر کر رہا ہے اور کس قدر پُر مسرت ہے تو دنیا بھر کے عقلمند لوگ ہماری زنجیر کے پیچھے پاگلوں کی طرح مارے مارے پھرتے رہیں۔

(۵) تیرے حسین اور دلفریب چہرے نے جب ہم پر تیرے لطف و کرم کی آیت منکشف کردی ہے تو لطف و خوبی کے علاوہ ہماری تفسیر میں کچھ اور نہیں ہے یعنی محبوبِ مطلق سراپا لطف و کرم ہے اور اس کے علاوہ کوئی دوسرا موجود ہی نہیں ہے لہٰذا ہم نے ہر بات کی تفسیر اُس کے حسن و جمال سے ہی کی ہے۔

(۶) بادِل سنگینت آیا ہیچ در گیرد شبے　　　آہِ آتشناک[1] و سوزِ نالہء شبگیر ما

(۷) مُرغِ دل راصیدِ جمعیت بدام افتادہ بود　　　زلف بکشادی و باز از دست شد نخچیرِ ما

(۸) باد بر زلفِ تو آمد شد جہاں بر من سیاہ　　　نیست از سودائے زلفت بیش ازیں توقیر ما

(۹) تیرِ آہِ ما ز گردوں بگزرد جانِ عزیز[2]　　　رحم کن برجانِ خود پرہیز کن از تیرِ ما

(۱۰) بر درِ میخانہ خواہم گشت چوں حافظ مقیم　　　چوں خراباتی شد اے یارِ طریقت پیرِ ما

حل لغات:

★ دل سنگینت۔تیرا پتھر کا سادِل ★ در گیرد۔اثر انداز ہونا ★ شبے۔کسی رات ★ نالہءِ شبگیر۔آہ و فغانِ شب،رات بھر کا رونا دھونا ★ صَید۔شکار ★ جمعیت۔اطمینان خاطر،دل کا مطمئن ہونا ★ بدام افتادن۔قابو میں آنا،دام میں پھنسنا ★ از دست

[1] بعض نسخوں میں آتشناک کی جگہ آسمباز ہے۔　　[2] بعض نسخوں میں جانِ عزیز کی جگہ حافظ خاموش ہے۔

(نوٹ) بعض نسخوں میں شعر نمبر ۷،۸،۱۰ شاملِ غزل نہیں ہیں۔

شدن۔ہاتھ سے نکل جانا ★ نخچیر۔شکار ★ سودائے زلفت۔تیری زلف کا سودا ★ توقیر۔احترام،عزت ★ گردوں۔آسمان ★ پرہیز کن۔احتراز کر،بچ ★ مقیم۔قیام کرنا ★ خراباتی۔رند،شرابی ★ یارطریقت۔ہم مشرب،دوست،ہم مسلک۔

ترجمہ:

(۶) اے میرے محبوب تیرے پتھر جیسے دِل پر کیا کسی رات ہماری رات بھر کی آتشناک آہ بھی اثر کرے گی کہ نہیں یعنی وہ پتھر دل محبوب کسی نہ کسی روز بالآخر ہماری آہوں سے موم ہوجائے گا اور ہماری آہِ نیم شبی آخر رنگ لائے گی اور ہماری سوز بھری آہ وزاری رائیگاں نہیں جائے گی۔

(۷) ہمارے دِل کے پنچھی کے دام میں اطمینان کا شکار گرفتار ہوگیا ہے لیکن جب اے محبوب تونے اپنی زلفیں کھول دیں تو وہ بالآخر ہمارے ہاتھوں سے نکل گیا یعنی ہم عدم آباد میں اطمینانِ خاطر سے رہ رہے تھے لیکن جب وجود آباد میں آئے (دنیا میں آئے) تو ہمیں طرح طرح کی پریشانیوں نے گھیرلیا۔

(۸) ہوا نے آکر تیری زلفوں کو بکھیر دیا (پریشان کردیا) اور میری دنیا تاریک ہوگئی تیری اس زلف کے سودا سے بڑھ کر اب میری کیا حالت ہوگی؟ یعنی تیری زلفوں کی پریشانی دیکھ کر میری پریشانی جنون تک بڑھ چکی ہے۔میری عزت وساکھ اب کیا رہ گئی ہے۔

(۹) ہماری آہ وبکا کا تیر آسمان کے پار ہوجاتا ہے۔بہتر ہے کہ تو ہماری اس آہِ آتشناک سے احتراز کر،بچ جا،مبادا تو تباہی وبربادی کا شکار نہ ہوجائے۔لہٰذا تو اپنی جان پر رحم کر اور ہماری آہ سے بچ۔میرزا عبدالقادر بیدل علیہ الرحمۃ کا شعر یاد آگیا ہے۔

بترس از آہِ مظلوماں کہ ہنگام دُعا کردن
اجابت از درِ حق بہر استقبال می آید

(۱۰) ہم نے بھی حافظ کی طرح میخانے پر ڈیرے ڈال دیئے ہیں۔اے یارطریقت ہمارا مرشد پیر بھی میخانے پر آکر مقیم ہوگیا ہے۔ جب ہمارا مرشد خراباتی ہوگیا ہے تو ہمیں بھی رند بننے پر کیا عار ہے؟

----★★★----

غزل نمبر (۸)

(۱) شب از مطرب کہ دِل خوش باد دے را — شُنیدم نالۂ جان سوزِ نے را
(۲) چناں در جانِ من سوزش اثر کرد — کہ بی رِقّت ندیدم ہیچ شے را
(۳) حریفے بد مرا ساقی کہ ہر دم — ز زلف و رُخ نمودی شمس دے را

حل لغات:

★ مطرب۔گویّا،مغنّی ★ نالہء جانسور۔جان کو جلا دینے والا نالہ،نغمہء سوزِ نے۔بانسری کا سوز ★ سوزش۔جلن ★

رقّت ۔دل کی نرمی * ملامت ۔کسی کو دیکھ کر متاثر ہونا * حریف ۔دشمن، بدخواہ (ساتھی، دوست) * بد ۔بود کا مخفف * دَے ۔رات

ترجمہ:

(۱) رات گوّیے سے (خدا اسے شاداں وفرحاں رکھے) بانسری سُنی پُرسوز لے سنی ۔ایسی لے ایسا نغمہ کہ مزہ آ گیا، خدا اُسے آباد و شاد رکھے۔

(۲) بانسری کے اس جانسوز نالے (نغمے) نے مجھے کچھ اس طرح متاثر کیا کہ مجھے دنیا کی کوئی چیز بھی رقت سے خالی نظر نہ آئی یعنی اُس کے پُرسوز نغمے سے ہر شے پر رقت طاری ہوگئی۔

(۳) میرا ساقی اس وقت میرا حریف تھا (یعنی ساتھ میرا معشوق بھی تھا) جو اپنی سیاہ زلفوں اور چمکتے چہرے سے دن اور رات کے مناظر دکھا رہا تھا۔ مطلب یہ کہ میرا محبوب جس کی زلف سیاہ اور چہرہ روشن تھا۔

(۴) چو شوقم دید در ساغر مَے افزود بگفتم ساقئ فرخندہ پے را

(۵) رہانیدی مرا از شرّ ہستی چو پیمودی پیا پے جام مے را

(٦) حَمَاكَ اللّٰـهُ عَنْ شَرِّ النَّوَائِب جَزَاكَ اللّٰـهُ فِی الدَّارَيْنِ خَيْرا

(۷) چو بیخود گشت حافظؔ کے شمارد بیک جو ملکتِ کاؤس و کے را

حل لغات:

* مَے افزود ۔شراب زیادہ کردی * فرخندہ پے ۔مبارک قدم والا * رہانیدی ۔تو نے رہائی دلا دی * پیاپے ۔پے در پے * حماک اللہ ۔اللہ تجھے محفوظ رکھے * عن ۔سے * شرّ النوائب ۔مصیبتوں کا شر * فی الدارین ۔دنیا و آخرت میں * کاوس ۔کیکاوس، بادشاہ کا نام * کے ۔کیقباد، بادشاہ کا نام، کیخسرو۔

ترجمہ:

(۴) اُس نے جب میرا اشتیاق دیکھا تو میرے پیالے میں اور شراب انڈیل دی ۔شراب زیادہ کر دی ۔تو میں نے اُس مبارک قدموں والے ساقی سے کہا۔

(۵) تو نے مجھے میری ہستی کی جملہ پریشانیوں اور کلفتوں سے نجات دلا دی ۔ یہ سب تیرے پے در پے پیالہ بھرنے (شراب پلانے) سے ہی ہوا ہے۔

(٦) اللہ تعالیٰ تجھے اس دنیا کی مصیبتوں اور پریشانیوں سے بچائے رکھے ۔تو اس کے شر سے محفوظ رہے اور اللہ تعالیٰ تجھے دنیا و آخرت میں اس بھلائی کے صلہ سے نوازے۔

(۷) حافظؔ جب مست و بیخود ہو جائے تو پھر وہ کیکاوس و کیقباد اور کیخسرو جیسے عظیم الشان بادشاہوں کی بادشاہی کو بھی ایک جو کے برابر نہیں سمجھتا یعنی مخمور کی مسروری کے سامنے عظیم الشان بادشاہت بھی کوئی معنی نہیں رکھتی۔

----***----

غزل نمبر (۹)

(۱) صوفی بیا کہ آئینہ صاف ست جام را — تا بنگری صفائے مَے لعلِ فام را
(۲) رازِ درونِ پردہ ز رِندانِ مست پُرس — کایں حال نیست صوفیٔ[1] عالی مقام را
(۳) عنقا شکار کس[2] نشود دام باز چیں — کانجا ہمیشہ باد بدست ست دام را
(۴) من آں زماں طمع ببریدم زعافیت! — کایں دِل نہاد در کفِ عشقت زمام را[3]

حل لغات:

٭ صوفی۔تزکیہء قلب کرنے والا، یہاں پر وہ ظاہر بین مراد ہے جو اہل اللہ کے احوال پر اعتراض کرتا ہے ٭ آئینہ۔ شیشہ، یہاں پر جام مراد ہے ٭ مئے لعل فام۔سرخ شراب،اس شعر میں ظاہر بیں علماء پر طنز کی گئی ہے اور بتایا گیا ہے کہ صفائی جسم کی نہیں بلکہ دِل کی پاکیزگی ہونی چاہئے اور یہ عشق حقیقی سے ہی ملتی ہے اور نجات کا ذریعہ یہی عشق ہے ٭ رازِ درون۔اندر کا بھید ٭ پُرس۔پوچھ، بازپُرس کر ٭ عنقا۔ایک خیالی پرندہ جس کے متعلق بڑی باتیں مشہور ہیں،عنقا سے مراد ذات الٰہی ہے کہ جس تک پہنچنا اس طرح محال ہے جیسے عنقا کا شکار کرنا ٭ دام باز چیں۔دام اٹھالے ٭ عافیت۔خیر و عافیت ٭ طمع ببریدم۔میں نے لالچ ختم کرڈالا ٭ زمام۔باگ ڈور۔

ترجمہ:

(۱) جام کا شیشہ بالکل صاف ہے اے صوفی تو آ اور آ کر جام میں جھانک کر دیکھ لے کوئی اور چیز نہیں ہے بلکہ سرخ رنگ کی شراب ہے۔

(۲) جو پوشیدہ راز ہوتے ہیں اُن کے متعلق تو ان رندوں سے پوچھ۔عالی مقام صوفی ان رازوں کو نہیں جان سکتے انہیں ان کی کچھ خبر نہیں ہے۔یہ راز صرف رند جانتے ہیں انہی سے پوچھنا چاہئے۔مطلب یہ کہ عاشق حقیقی ہی اسرارِ سربستہ سے واقف ہوسکتا ہے۔

(۳) عنقا کو کوئی بھی اپنے جال میں نہیں پھانس سکتا۔تو اپنا جال لپیٹ لے کیونکہ ایسا کرنے والے کے حال میں صرف ہوا ہی ہاتھ آتی ہے[4]۔یعنی عنقا کو دام میں پھانسنے کی کوشش ہی عبث ہے اور یہ کسی کے ہاتھ میں آتا ہی نہیں ہے۔

(۴) میں نے اپنی خیر و عافیت کے لالچ کو اُسی وقت ختم کر دیا تھا جب میں نے اپنے دِل کی باگ ڈور تیرے عشق کے ہاتھ میں دے دی تھی۔یعنی اب تجھے مجھ پر مکمل اختیار ہے جو چاہے وہ کر۔

---

۱ بعض نسخوں میں صوفی کی جگہ زاہد ہے۔
۲ بعض نسخوں میں شکار ہی نشود ہے۔
۳ بعض نسخوں میں یہ شعر شامل نہیں۔
۴ جال میں ہوا کا آنا محرومی و مایوسی سے کنایہ ہے۔

(۵) مارا بر آستانِ تو بس حقِ خدمت ست — اے خواجہ باز بیں بترحم غلام را
(۶) در عیشِ نقد کوش کہ چوں آبخور نماند — آدم بہشت روضہء دارالسلام را
(۷) در بزم دور یک دو قدح درکش و برو — یعنی طمع مدار وصالِ دوام را
(۸) اے دِلِ شباب رفت و نچیدی گُلے زعمر — پیرانہ سر مکن[1] ہنر ننگ و نام را
(۹) حافظ مُرید جام مَے است ای صبا برو — وز بندہ بندگی برساں شیخ جام[2] را

حل لغات:

★ بس۔ بہت زیادہ ★ بترحم۔ مہربانی سے، لطف وکرم سے ★ آستانِ تو۔ آستانہ مرشد ★ عیش نقد۔ وہ عیش جو حاصل ہے، مطلب یہ کہ جنت کی موہوم لذت کی خاطر نقدِ عیش کو چھوڑنا بالکل مناسب نہیں ★ آبخور۔ دانہ پانی ★ بزمِ دور۔ وہ بزم جس میں شراب کا دور چلے ★ قدح۔ شراب کا پیالہ ★ درکش۔ پی لے ★ نچیدی۔ تو نے نہیں چنے ★ پیرانہ سر۔ بڑھاپا، بزرگی ★ شیخ جام۔ حضرت شیخ احمد جام ژندہ پیل رحمۃ اللہ علیہ، جن سے حضرت حافظ شیرازی کو بڑی عقیدت تھی شیخ بہت بڑے صوفی و پاکباز اور شاعر بھی تھے ان کا دیوان مطبوعہ ہے۔

ترجمہ:

(۵) اے میرے پیرو مرشد مجھے تمہارے آستانے کی خدمت کا حق حاصل ہے۔ اے خواجہ، اے پیرو مرشد ذرا اپنے اس غلام پر اپنے لطف وکرم کی اک نگاہ ڈال! سچا مرید ہمیشہ اپنے مرشد سے نگاہِ لطف کا ہی طالب رہتا ہے۔ خاص کر وہ مرید جو رضائے مرشد میں محویت رکھتا ہے۔

(۶) موجودہ عیش وعشرت کی زندگانی جو کہ مجھے حاصل ہے اسے اپنے ہاتھوں سے مت جانے دے کیونکہ مثل مشہور ہے کہ جب آب ودانہ ختم ہوگیا تو حضرت آدم علیہ السلام نے بہشت کو بھی چھوڑ دیا تھا۔ مطلب یہ کہ جنت کی لذتِ موہوم کی خاطر موجودہ عیش ونشاط کو چھوڑنا مناسب نہیں ہے۔

(۷) اس بزم ناؤنوش میں ایک دو پیالے پی لے اور اپنی راہ لے، کیونکہ یہاں پر کسی کو بھی ہمیشہ وصال کی دولت حاصل نہیں ہوتی۔ کسی کو ہمیشہ شراب نہیں ملتی۔ اس کی اُمید عبث ہے۔

(۸) اے میرے دِل! جوانی رخصت ہوگئی اور تو اپنی اس عمر سے کوئی ایک بھی گُل مراد نہ چن سکا۔ کوئی ڈھنگ کا کام سرانجام نہ دے سکا۔ اب اس بڑھاپے میں تو ننگ ونام کے ہنر سے کیا کام لے سکے گا۔ یعنی اب اپنی اس بزرگی کو اپنے ہنر کے لیے ننگ ونام مت قرار دے کچھ کرنے کا وقت گزر چکا ہے۔ مطلب یہ عہدِ شباب ہی کام کا وقت ہوتا ہے۔

(۹) حافظ تو شراب وجام کا مرید ہے (پورا رند اور خراباتی ہے) اے بادِ صبا! تو جا اور میری طرف سے حضرت شیخ احمد جام علیہ الرحمۃ کے حضور میرا اسلام پہنچادے۔

---

[1] بعض نسخوں میں مکن کی جگہ بکن ہے۔
[2] بعض نسخوں میں جام کی جگہ خام ہے۔

غزل نمبر (۱۰)

(۱) رونقِ عہدِ شباب ست دِگر بُستان را — میرسد مژدہ گُل و بُلبُلِ خوش الحاں را
(۲) اے صبا گر بجوانانِ چمن باز رسی — خدمتِ ما برساں سرد و گُل و ریحاں را
(۳) اے کہ برمَہ کشی از عنبر سارا چوگان — مضطرب حال مگرداں منِ سرگرداں را
(۴) ترسم ایں قوم کہ بر دُرد کشاں می خندند — در سرِکارِ خرابات کنند ایماں را

حل لغات:

٭عہدِ شباب۔ جوانی کا زمانہ ٭ مژدہ۔ خوشخبری۔ خوش الحان، اچھی آواز ٭ باز رسی۔ وہاں پھر سے تمہارا گزر ہو ٭ خدمتِ مابرساں۔ ہمارا سلام پہنچا دینا ٭ عنبر سارا۔ خالص عنبر ٭ چوگان۔ بلا، کنایہ ہے زلف سے ٭ ترسم۔ مجھے ڈر ہے، اندیشہ ہے ٭ دُردکشاں۔ تلچھٹ پینے والے ٭ خرابات۔ میکدہ۔

ترجمہ:

(۱) چمن میں پھر سے جوانی کے زمانے کی رونق لوٹ آئی ہے۔ یعنی بہار آ گئی ہے۔ خوش الحان وخوش نوا بُلبُل کو بھی ہر طرف سے پھولوں کے کھلنے کی خوش خبری پہنچ رہی ہے۔ بُلبُل بھی خوشی سے چمن میں چہچہا رہی ہے۔

(۲) اے صبا! اگر تو چمن کے نونہالوں کی جانب سے پھر گزرے تو ہماری جانب سے سرو وگلاب اور ناز بو کو سلام پہنچا دینا۔ سلام عرض کر دینا کہ تم تو سبھی خوش وفرحاں ہو مگر ہم ہیں کہ اس بہار میں بھی فسردہ خاطر ہیں۔

(۳) اے میرے محبوب! تو نے اپنی عنبر بھری زلفیں اپنے چاند جیسے چہرے پر بکھرا دی ہیں لیکن خدا کے لیے ایسا کر کے تو مجھ سرگرداں کو اور بھی سرگرداں (پریشان) نہ کر۔ میں تو پہلے سے بھی زیادہ مضطرب ہو چکا ہوں میرے پاس کچھ تو سکون اور چین رہنے دے۔ سکون اور چین تو مجھے تبھی حاصل ہوگا جب تیری یہ زُلف سُلجھ جائے گی۔ جس نے پریشان ہو کر مجھے پریشان کر ڈالا ہے۔

(۴) مجھے اندیشہ ہے کہ یہ لوگ جو ہم تلچھٹ پینے والوں پر خندہ زن ہیں کہیں اس میکدے کی خاطر اپنے ایمان سے بھی ہاتھ نہ دھو بیٹھیں۔ اپنے ایمان کو خراب نہ کر لیں۔ اصل میں یہ لوگ ظاہر پرست واقع ہوئے ہیں۔ جو آج نہیں رہے ہیں کیا پتہ ہے کہ کل کو محبت کے ہاتھوں یہ ہماری حالت سے بھی گزر جائیں۔

(۵) یارِ مردانِ خدا باش کہ در کشتیِء نوح — ہست خاکی کہ بآبے نخرد[1] طوفاں را

(۶) برو از خانہء گردوں بدر و نان مطلب — کاں سیہ کاسہ در آخر بکشد مہماں را

(۷) گرچنیں جلوہ کند مغبچہء بادہ فروش — خاکروبِ درِ میخانہ کنم مژگاں را

(۸) نشوی واقفِ یک نکتہ ز اسرارِ وجود! — گرچہ سرگشتہ دائرۂ امکاں را[2]

حل لغات:

* مردانِ خدا۔اہل اللہ، نیک اور صالح اعمال والے * خاکی۔مراد انسان * گردوں۔آسمان * بدر، باہر نکل جا * سیہ کاسہ۔گدا گر کا سیاہ پیالہ کشکول * خاک روب۔جھاڑو * مغبچہء۔شراب خانے میں ملازم نوخیز لڑکا * اسرار۔واحد سر، راز * سرگشتہ شوی۔تو سرگردان ہو جائے * دائرہ امکاں۔مراد دنیا۔

(۵) تو اللہ والوں (نیک اور صالح لوگوں) سے تعلق پیدا کر لے کیونکہ حضرت نوحؑ کی کشتی میں ایک ایسا خاکی (انسان) موجود ہے جو پانی کے ایک قطرے کے برابر بھی طوفانِ نوح کی پروا نہیں کرتا۔اصل مطلب اپنے اعمال کی اصلاح ہے۔جس کے لیے حافظ نے مردانِ خدا سے یاری لگانے پر زور دیا ہے۔

(۶) تو اس دنیا سے باہر نکل جا یہ دنیا بڑی بخیل اور کنجوس ہے اور یہاں پر کسی سے روزی مت مانگ یہ دنیا سخت کنجوس اور بخیل ہے جسے مہمان بناتی ہے اُسے بالآخر مار ڈالتی ہے۔اس پر مت بھروسا کر یہ نہایت حسین ہے جو اپنے مہمان کو بھی ٹھکانے لگانے سے نہیں چوکتی۔مطلب یہ کہ دنیا سے بھلائی کی طلب عبث ہے۔

(۷) اگر اسی طرح یہ میکدے کا ملازم اور معشوق نما بچہ جو کہ شراب فروش بھی ہے جلوہ ریز ہوتا رہے یعنی اس طرح ہم سے معشوقانہ انداز میں ملتا اور شراب پلاتا رہے تو میں اپنی ان پلکوں سے میخانے میں جھاڑو پھیروں گا۔

(۸) تو وجود کے بھیدوں کے ایک راز سے بھی واقف نہیں ہو سکتا۔اگرچہ تو ساری کائنات میں مارا مارا پھرتا ہے اور سرگرداں رہے کیونکہ انسان کی یہ نارسا عقل اُس واجب الوجود یعنی معبود حقیقی کے بھیدوں سے ذرہ بھر آگاہی بھی حاصل نہیں کر سکتی۔جہاں پر انسانی عقل کی آخری حد ہو جاتی ہے وہاں پر اُس کی حد شروع ہو جاتی ہے۔مطلب یہ کہ خدا کی ذات وصفات کے علم کے بغیر ممکنات کے راز منکشف نہیں ہوتے۔

---

[1] بعض نسخوں میں نخرد کی جگہ نخورد ہے۔

[2] بعض نسخوں میں شعر نمبر ۸، نمبر ۱۱، نمبر ۱۲ شامل نہیں۔

(۹) ہر کرا خوابگہ آخر بدو[1] مشتی خاکست | گو چہ حاجت کہ بر افلاک کشی ایواں را
(۱۰) ماہ کنعانیِ من مسندِ مصر آنِ تو شد | وقت آنست کہ پدرود کنی زنداں را
(۱۱) در سرِ زلف ندانم کہ چہ سودا داری | کہ بہم برزدۂ گیسوئے مُشک افشاں را
(۱۲) ملک آزادگی و کنجِ قناعت گنجیست! | کہ بشمشیر میسّر نشود سلطاں را
(۱۳) حافظا مے خور و رندی کن و خوش باش و لے | دامِ تزویر مکن چوں دِگراں قرآں را

حل لغات:

* ہرکرا۔ ہراُس شخص کے لیے * خوابگہ راحت۔ پُرمسرت سونے کی جگہ * مشتی خاک، مُٹھی بھرمٹی۔ انسان، قبر * برافلاک کشی۔ آسمان کی بلندی پر لے جانا، اس شعر میں پرتعیش زندگی سے نفرت اور قناعت وتوکل کواپنانے کادرس دیا گیا ہے * ماہ کنعانی۔ کنعان کاچاند مراد حضرت یوسف علیہ السلام * بدرود کردن۔ چھوڑنا، رخصت کرنا یا ہونا، اس شعر میں حافظؔ نے حضرت یوسف علیہ السلام کے غلام سے بادشاہ بننے کے واقعہ کی تلمیح بیان کی ہے جو بڑی دلچسپ اور عبرت آموز ہے * سرِزلف۔ مراد زلف کے بارے میں * سودا۔ جنون * بہم برزدہ۔ پریشان کردیا ہے * گیسوئے مشک افشاں۔ خوشبو بکھیرنے والی/ معطر زلفیں * کنج قناعت۔ گوشہ قناعت * گنجیست۔ خزانہ ہے * میسرنشود۔ حاصل نہیں ہوتا * رندی کن۔ شراب پی مستی کر * دام تزویر۔ مکرو فریب کا پھندہ۔

ترجمہ:

(۹) آخرکار ہرانسان کی آخری آرامگاہ دومٹھی بھرمٹی ہے۔ تو اُسے کہہ دے کہ محل کوآسمان کی بلندیوں تک لیجانے کی کیاضرورت ہے؟ انسان یہ بھول جاتا ہے کہ اُسے بالآخرمٹی میں جاناہے لیکن وہ اپنے لیے اس عارضی دنیا میں رہنے کے لیے فلک بوس عمارتیں تعمیر کرتا ہے جب کہ آخرت کی دائمی زندگی کی اُسے کوئی فکرنہیں ہے۔

(۱۰) اے میرے کنعان کے چاند اب مصر کی مسند حکومت تیری ملکیت قرار پاگئی ہے اور اب وہ وقت آن پہنچا ہے کہ تو زندان (جیل خانہ) سے باہر آجائے اُسے خیرباد کہہ ڈالے۔

(۱۱) اللہ ہی جانے کہ تو نے مُشک بکھیرنے والی زلفوں کو یونہی پریشان کررکھا ہے۔ مطلب یہ کہ بکھری ہوئی زلفوں کودیکھ کرحضرت حافظ پریشان ہوگئے ہیں۔

(۱۲) آزاد ملک اور گوشہ قناعت ایسا خزانہ ہے جسے کوئی بادشاہ تلوار کے زور پربھی حاصل نہیں کرسکتا۔ یعنی آزادی اور قناعت پسندی ایک بہت بڑی دولت ہے جو بادشاہ کو بھی حاصل نہیں ہوتی مگر رندوں اور فقیروں کے ہاں عام پائی جاتی ہے۔

(۱۳) اے حافظؔ تو شراب نوشی کراور خوش وخرم رہ لیکن دوسروں کی طرح خدا کے لیے قرآن کو اپنے مکروفریب کا جال ہرگز نہ بنا۔ مطلب یہ کہ اپنے ریا کارانہ عمل سے قرآن کا غلط استعمال نہ کر کیونکہ اس کا تقدس واحترام واجب ہے۔ جس طرح کہ آج

---

[1] بعض نسخوں میں بدو نہیں ہے اور بعض میں بدو کی جگہ زرو مشتی ہے۔

کل عام ظاہر بیں عالم و مشائخ ناجائز استعمال کر رہے ہیں تو ایسا ہرگز نہ کر۔ بس رندی کر مکاری سے بچ اور خوش وخرم رہ۔

غزل نمبر (۱۱)

(۱) بملازمانِ سلطاں کہ رساند ایں دُعا را — کہ بشکرِ پادشاہی ز نظر مراں گدا را
(۲) چہ قیامت ست جاناں کہ بعاشقاں نمودی — رُخِ ہمچو ماہِ تاباں دِلِ ہمچو سنگِ خارا
(۳) ز رقیب دیو سیرت بخدا ہمی پناہم — مگر آں شہابِ ثاقب مددے کند خدا را
(۴) دِلِ عالمے بسوزی چو عذار برفروزی — تو زیں چہ سُود داری کہ نمی کنی مدارا

حل لغات:

* کہ رساند۔ کون پہنچائے گا * زنظر مراں گدارا۔ اپنی نگاہوں سے فقیر کو نہ گرا، نظر سے دور نہ کر * سنگِ خارا۔ سخت پتھر * دیو سیرت۔ شیطان سیرت * شہابِ ثاقب۔ روشن ستارا، مراد محبوب * مددے کند خدارا۔ اللہ کے لیے میری مدد کرے * عذار۔ رخسار * برفروزی۔ روشن کرتا ہے * مدارا۔ مہربانی، لطف وکرم۔

ترجمہ:

(۱) اُس بادشاہ (شاہِ خوباں) کے ملازموں تک یہ میری التجا کون پہنچائے گا؟ کہ اللہ نے اُسے بادشاہی عنایت کی ہے اس کے شکرانے کے طور پر وہ مجھ (فقیر) کو اپنی لطف وکرم کی نگاہوں سے دور نہ کرے۔ اپنے لطف کی نظر سے نہ گرائے۔ یعنی اپنے حسن کے صدقے اپنے گدایانِ حسن کو کچھ نہ کچھ دے۔ یعنی دیدار سے شادکام کرے۔

(۲) اے میرے محبوب تو نے اپنے عشاق پر یہ کیا قیامت ڈھادی ہے کہ تو اس قدر نازک اندام ہے اور تیرا چہرہ تو چاند کی طرح درخشاں ہے مگر تیرا دل شاید سخت پتھر کا بنا ہوا ہے۔ تیرے چاند سے چہرے نے حشر برپا کر کے رکھ دیا ہے اور سخت دِل نے قیامت ڈھائی ہوئی ہے۔

(۳) میں پناہ مانگتا ہوں خدا کی اُس دیو سیرت رقیب سے۔ (رقیب سے مراد نفس امارہ بھی ہوسکتا ہے) شاید وہ درخشاں ٹوٹنے والا ستارہ (شہاب ثاقب) محبوب حقیقی ہی میری کچھ مدد کرے گا۔ جس طرح شیاطین کو ٹوٹنے والا ستارہ تباہ وبرباد کر دیتا ہے۔ اُسی طرح رقیب پر محبوب کی مدد سے ہی غلبہ پایا جاسکتا ہے۔

(۴) جب تو اپنے درخشاں رخساروں سے دنیا جہان کے دِلوں کو جلاتا ہے تو تجھے ایسا کرنے سے کیا ملتا ہے؟ تو اُن (عشاق) پر اپنے لطف وکرم کی بارش کیوں نہیں کرتا؟ اُن سے مہربانی اور تلطف کے ساتھ پیش کیوں نہیں آتا؟

(۵) مژہٗ سیاہت ار کردہ بخونِ ما اشارت! — ز فریبِ او بیندیش و غلط مکن نگارا
(۶) ہمہ شب دریں اُمیدم کہ نسیمِ صبح گاہی — بہ پیامِ آشنائے بنوازد آشنا را

(۷) دِلِ دردمندِ عاشق کہ زہجرتُست پُرخون — چہ شود گرش رسانی بوصالِ خویش یارا
(۸) دِلِ مستمندِ ما را بشکنجِ زُلف بُردی — مشکن دِلِ ضیعفم بنواز ایں گدا را

حل لغات:

★ بیندیش۔ تو سوچ، اندیشہ کر ★ نگارا۔ اے نگار، اے محبوب ★ ہمہ شب۔ تمام رات ★ نسیم صبح گاہی۔ صبح کی خوشبودار ہوا ★ بنوازد۔ نوازے گی ★ ہجر۔ جدائی ★ چہ شود۔ کیا ہوگا؟ ★ گرش رسانی۔ اگر تو اسے پہنچائے ★ دلِ مستمند۔ حاجت مند دِل ★ بشکنجِ زلف۔ زلف کے پیچ وخم سے۔

(۵) اے میرے محبوب! اگر تیری ان سیاہ پلکوں نے میرے خون (قتل) کا اشارہ کیا ہے تو تجھے اس کے بارے میں سوچ وفکر سے کام لینا چاہیے۔ تو بھی کہیں ان کے دھوکے میں نہ آجانا اور کہیں یہ غلطی نہ کر بیٹھنا یعنی اپنی نگاہوں کو نہ پھیر لینا۔

(٦) میری تمام رات اسی اُمید میں بسر ہو جاتی ہے کہ صبح سویرے چلنے والی بادِ نسیم مجھے میرے محبوب کے پیغام سے ضرور بالضرور نوازے گی۔ کہ ہمارا محبوب ہمیں اُسی کے ہاتھوں کوئی نہ کوئی پیغام ضرور بھیجے گا اور وہ پیغام ہمارے لیے راحت ومسرت کا موجب ہی ہوگا۔

(۷) تیرے دردمند عاشق کا دِل تیری جدائی سے بُری طرح خون ہو چکا ہے۔ اے میرے دوست! کیا ہو جائے گا اگر تو اسے اپنے وصل سے ہمکنار کر دے۔ اس سے تیرا کیا حرج ہوگا؟ مطلب یہ کہ عاشق کو وصال دینے سے معشوق کا کچھ نہیں بگڑتا۔

(۸) تو ہمارے حاجت مند دِل کو اپنی زلف کے شکنجے میں گرفتار کر کے لے اڑا ہے۔ دیکھ اس پر تو اپنی کچھ مہربانی کر یہ انتہائی کمزور اور لاغر چیز ہے۔ اس پر رحم فرما اور اسے رہائی بخش دے مزید کوئی صدمہ نہ پہنچا۔ مگر اس پر اپنے لطف وکرم کی نوازش کر۔

(۹) زفریب چشمِ مستت دلِ دردمند خوں شد — نظرے بکن بحالش بُتِ دِلربا خدا را
(۱۰) چو طبیب دردمنداں لبِ لعلِ یار باشد — دلِ دردمند عاشق زکہ جوید ایں دوا را
(۱۱) خبرے ز حالِ عاشق بر یار باز گوئید! — برسد مگر ز زلفش اثرے مشامِ ما را
(۱۲) بخدا کہ جُرعہء دہ تو بحافظِ سحر خیز! — کہ دُعائے صبح گاہی اثرے کند شما را

حل لغات:

★ چشمِ مستت۔ تیری مست نگاہ ★ بُت دلربا۔ دِل لوٹ کر لیجانے والا محبوب ★ زکہ۔ کس سے ★ جوید۔ ڈھونڈے ★ باز گوید۔ پھر سے کہہ ★ مشام۔ سونگھنے کی قوت، حس، دماغ ★ بخدا۔ تجھے خدا کا واسطہ ★ جرعہ۔ گھونٹ ★ سحر خیز۔ صبح کو بیدار ہونے والا، تہجد گزار ★ دُعائے صبح گاہی۔ علی الصبح کی جانے والی دُعا۔

ترجمہ:

(۹) اے میرے محبوب تیری مست نظر کے فریب سے درد رکھنے والے دِل کا خون ہو چکا ہے۔ اے میرے دلربا! دِل لوٹ کر لیجانے والے محبوب خدا کے لیے مجھ پر اپنے لطف وکرم کی اک نگاہ کر دے۔ اپنے دردمند عاشق زار کے حال پر رحم فرما۔

(۱۰) جب اہل درد کا علاج صرف اور صرف اُس معشوق کے سُرخ یاقوتی ہونٹ ہی ہوں تو وہ پھر اس کے سوا کس سے اپنے مرض کی دوا طلب کرے۔عشاق کی بیماری کا علاج صرف اور صرف محبوب کے لب لعلیں ہی ہوا کرتے ہیں انہی سے اُنہیں تسکین ملتی ہے اور معشوق کے لب لعلین تک رسائی اگر ناممکن نہیں تو مشکل ضرور ہے۔

(۱۱) عاشق کے حال زار کے متعلق خبر اُسی محبوب سے جا کر دوبارہ کہہ دو۔شاید اس طرح سے ہی اُس کی زلف کا کوئی اثر ہمارے دماغ تک رسائی حاصل کرلے۔یعنی شاید اس طرح ہی ہمیں اس کا وصال میسر آجائے۔مطلب یہ کہ محبوب کی زلفوں کی خوشبو عاشق کے لیے جاں بخش ہوتی ہے۔

(۱۲) تجھے خدا کا واسطہ ہے اس حافظ سحر خیز (تہجد گزار) کو شراب طہورا کا ایک گھونٹ ہی پلادے۔یہ سحر خیز اور اس کی علی الصبح کی ہوئی دُعا تیرے حق میں ضرور بالضرور اثر کرے گی،تمہارے لئے مفید ثابت ہوگی۔

----✱✱✱----

غزل نمبر (۱۲)

(۱) صبا بلطف بگو آں غزالِ رعنا را — کہ سر بکوہ و بیاباں تو دادہٗ مارا

(۲) شکر فروش کہ عمرش دراز باد چرا؟ — تفقدے نکند طوطیء شکّر خارا

(۳) غرورِ حُسنت اجازت مگر ندا د اے گُل! — کہ پُرسشے نکنی عندلیبِ شیدا را

(۴) بحُسن خُلق تواں کرد صَیدِ اہلِ نظر — بہ بند دام[۱] نگیرند د مُرغِ دانا را

حل لغات:

✱غزالِ رعنا۔خوبصورت ہرن،مراد محبوب ✱ دادہ۔تونے دیا ہے ✱ چرا۔کس لیے،کیوں ✱ شکر فروش۔شکّر بیچنے والا،مراد محبوب ✱ شکر خارا۔شکر کھانے والا ✱ طوطی۔مراد عاشق ✱ تفقدے۔مہربانی،لطف وکرم ✱ پُرسشے۔حال واحوال پوچھنا ✱ شیدا۔فریفتہ ✱ گُل۔پھول،مراد محبوب ✱ بحُسن خلق۔حُسن اخلاق سے ✱ تواں کرد صید۔شکار کیا جاسکتا ہے،رام کیا جاسکتا ہے۔

ترجمہ:

(۱) اے بادِ صبا! تیری بڑی مہربانی کہ تو اُس حسین غزال (محبوب) سے جا کر کہہ دے یہ ہم جو کوہ و بیابان میں حیران و سرگرداں پھر رہے ہیں تیرے ہی عشق کی وجہ سے یہ سب کچھ ہو رہا ہے تو نے ہی ہمیں یہ سرگردانی اور دیوانگی بخشی ہے اور تیرے عشق کی وجہ سے ہی ہم کوہ و بیاباں میں مارے مارے پھرتے ہیں۔

---

۱ بعض نسخوں میں یہ بند و دام کی جگہ بدام و دانہ لکھا ہے۔

(۲) میرے اس شیریں لب محبوب کی خدا عمر دراز کرے لیکن نجانے کیوں وہ اپنے اس شیریں بیان طوطی و عاشق شاعر پر اپنا لطف و کرم نہیں کرتا؟ مہربانی سے پیش نہیں آتا؟ یعنی اگر وہ شیریں لب محبوب ہے تو میں بھی طوطی شکر خور ہوں۔ وہ حسین معشوق ہے تو میں بھی خوبصورت شاعر ہوں۔ پھر اس بے اعتنائی کا کیا مقصد ہے؟

(۳) اے میرے محبوب کیا تجھے تیرے حُسن کا غرور اس بات کی اجازت نہیں دیتا کہ تو اپنے اوپر شیدا و فریفتہ ہونے والی بُلبُل کا کبھی حال احوال ہی پوچھ لے؟ شاید تو اپنے حسن کے غرور کی وجہ سے ہی اس بے اعتنائی اور بے نیازی کا مظاہرہ کر رہا ہے اور اپنے چاہنے والوں پر ذرہ بھر بھی توجہ نہیں دیتا۔[1]

(۴) لطفِ حُسن خلق ایک ایسی شے ہے کہ جس سے اہل نظر کو اپنا مطیع و گرویدہ بنایا جاسکتا ہے۔ ورنہ جال اور پھندے سے کبھی مرغ دانا قابو میں نہیں آتا۔ اُسے گرفتار نہیں کیا جاسکتا۔

(۵) چو با حبیب نشینی و بادہ پیمائی !! بیاد دار محبانِ[2] بادپیما را

(۶) ندانم ازچہ سبب رنگِ آشنائی نیست سہی قدانِ سیہ چشم و ماہ سیما را

(۷) جُز ایں قدر نتواں گفت در جمالِ تو عیب کہ خالِ[3] مہر و وفا نیست روئے زیبا را

(۸) در آسماں چہ عجب گزر بگفتہ حافظ سُرودِ[4] زہرہ برقص آورد مسیحا را

حل لغات:

★ بادہ پیمائی۔ شراب نوشی کرے ★ بادپیا۔ آوارہ گرد، دشت نوردی کرنے والے۔ آوارہ ★ سہی قداں۔ بلند قامت والے محبوب ★ ماہِ سیما۔ چاند جیسی پیشانی والے ★ جز ایں قدر۔ ماسوائے اس کے، اسی قدر، بس اتنا ہی ★ نتواں گفت۔ نہیں کہا جاسکتا ★ گفتہء حافظ۔ حافظ کا کہا ہوا، حافظ کے اشعار غزلیات وغیرہ ★ زہرہ۔ زہرہ کا گانا۔ اس کا رقص، زہرہ کو رقاصہء فلک بھی کہتے ہیں ★ برقص آورد مسیحارا۔ مسیحا پر رقص طاری کردیں۔ حضرت عیسیٰؑ کا مقام چرخ چہارم ہے، اسے حافظ کی شاعرانہ تعلّیٰ بھی کہا جاسکتا ہے۔

ترجمہ:

(۵) اے میرے دوست! تو جب کبھی بھی اپنے دوستوں کے ساتھ مل کر (میرے سوا) شراب نوشی کرے تو تو اُس آوارہ اور سرگرداں دوستوں کو بھی یاد کرلیا جو دشت و بیاباں میں سرگرداں و حیراں پھر رہے ہیں یعنی اُن دوستوں میں سے ایک میں بھی ہوں۔

(۶) میں اب تک یہ نہیں جان سکا کہ ان سیدھے قامت والوں سیاہ چشموں اور چاند جیسی پیشانی رکھنے والوں (یعنی معشوقوں) میں آشنائی (دوستی) کا رنگ کیوں نہیں ہے اگر ہے تو پھر نمایاں نظر کیوں نہیں آتا۔

(۷) اے میرے محبوب تیرے حسن و جمال میں اگر کوئی نقص ہے تو بس اتنا ہی ہے کہ تیرے خوبصورت چہرے پر وفا کا تل نہیں ہے

---

[1] غرورِ حسن وجہِ بے اعتنائی ہے۔
[2] بعض نسخوں میں محبان کی جگہ حریفان ہے۔
[3] بعض نسخوں میں خل کی جگہ وضع ہے۔
[4] بعض نسخوں میں سرود کی جگہ سماع ہے۔

یعنی تو حُسن تو کامل رکھتا ہے مگر تجھ میں وفاداری کی خاصیت وخوبی نہیں پائی جاتی۔تو مجھے میری محبت کا جواب محبت سے نہیں دیتا۔

(۸) اے حافظ اس میں تعجب والی کوئی بات ہرگز نہیں ہے کہ اگر تیرے ان اشعار سے فلک پر رقاصہء فلک (زہرہ) ناچنے لگ جائے اور اس کا رقص مسیحا کو بھی رقص کرنے پر مجبور کر کے رکھ دے یعنی تیرے کلام میں رعنائی ورنگینی ہی اس قدر ہے کہ تیرے اشعار سن کر ہر کسی پر وجد کی حالت طاری ہو جاتی ہے۔

----***----

غزل نمبر (۱۳)

(۱) ساقیا برخیز در دہ جام را　　خاک برسر کن غمِ ایام را
(۲) ساغرِ مئے برکفم نہ تا زِبَر!　　برکشم ایں دلقِ ازرق فام را
(۳) گرچہ بدنامیست نزدِ عاقلاں　　ما نمی خواہیم ننگ و نام را
(۴) بادہ در دہ چند ازیں بادِ غرور　　خاک برسرِ نفسِ نافر جام را
(۵) دُودِ آہِ سینہء سوزانِ[1] من　　سوخت ایں افسردگانِ خام را

حل لغات:

* برخیز۔اُٹھ * خاک برسر کن۔سر پر خاک ڈال دے * برکفم نہ۔میرے ہاتھ پر رکھ * برکشم۔اتار ڈالوں * دلق ازرق فام۔نیلے رنگ کی گدڑی، نیلے رنگ کی اس لیے کہا ہے کہ یہ رنگ بدنام ہے، بدنامی کا رنگ بھی ہے، یاد رہے کہ نیلا رنگ بدھ مت کا قومی رنگ بھی ہے * ننگ ونام۔عزت، نیک نامی * چند ازیں۔اس سے کب تک * فرجام۔انجام، عاقبت * دُودِ آہِ سینہ۔سینے کی آہوں کا دھواں * سوزان۔جلانے والا۔

ترجمہ:

(۱) اے میرے ساقی! اُٹھ اور میرے جام میں شراب بھر دے۔اب میرے غموں اور دُکھوں کی حد ہو چکی ہے اور تو ان دُکھوں اور غموں کے سر پر خاک ڈال دے یعنی میں دنیا کے دکھوں اور غموں کا ستایا ہوا آیا ہوں تا کہ شراب سے ان کو بُھلا سکوں لہٰذا تو مجھے جام شراب عطا کر دے۔مطلب یہ کہ شراب ہی غموں کا مداوا ہے۔

(۲) تو میرے ہاتھ پر ایک شراب کا ساغر بھر کر رکھ دے! تا کہ میں اس نیلے رنگ کی گدڑی جو کہ میں نے پہنی ہوئی ہے اپنے جسم سے اتار پھینکوں۔مطلب یہ کہ میں مرشد کامل کی اک نگاہ کا طالب ہوں تا کہ علم وفضل کے اس لباس کو جوریا کاری وغرور

[1] بعض نسخوں میں نالان ہے۔

خودی اور بدنامی کا موجب ہے اُتار ڈالوں۔

(۳) اگر چہ ایسا کرنا عقلمندوں اور داناؤں کے نزدیک محض بدنامی (بُری بات) ہے شراب نوشی بدنامی کا باعث ہے۔ لیکن ہم تو ایسی عزت اور نیک نامی کے خواہاں ہی رہتے ہیں اور ہمیں بھلا اس ننگ و نام سے کیا خوف ہو سکتا ہے؟

(۴) تو مجھے بس شراب دے دے بھلا میں کب تک اس علم و فضل کے غرور میں اکڑفوں کرتا رہوں۔ دیکھ تو شراب دے کر اس نافرمان نفس کے سر پر خاک ڈال دے۔ جس نے مجھے کہیں کا نہیں چھوڑا۔ کیونکہ یہ نہایت سرکش ہے اور اطاعت کی طرف بالکل نہیں آتا۔

(۵) میرے جلتے ہوئے سینے کی گرم آہوں کے دھوئیں نے ان ناپختہ کاروں، ریاکاروں جو افسردہ و خام ہیں جلا کے رکھ دیا ہے۔ یعنی میری فریاد اور آہ و فغاں سے یہ ریاکار اور نام نہاد زاہد و صوفی جل کر ختم ہو چکے ہیں۔ ان کی دکانداری کا خاتمہ ہو چکا ہے۔

(۶) محرم رازِ دلِ شیدائے من | کس نمی بینم ز خاص و عام را

(۷) با دلآرامے مرا خاطر خوش ست | کز دلم یکبارہ برد آرام را

(۸) ننگرد دیگر بسرو اندر چمن | ہر کہ دید آں سروِ سیم اندام را

(۹) از سرِ دنیا گزشتی غم مخور | خوش بخور ہم خوش بدار ایّام را

(۱۰) صبر کن حافظ بسختیٔ روز و شب | عاقبت روزے بیابی کام را

حل لغات:

★ محرم۔ ہمراز، مراد مرشد کامل ★ دلآرامے۔ دل کو آرام دینے والا محبوب ★ خاطر۔ دِل ★ ننگرد۔ نہیں دیکھتا ★ سیم اندام۔ چاندی جیسے جسم والا محبوب ★ سرِ دنیا گزشتی۔ تو دنیا سے کنارہ کش ہو گیا ہے ★ غم مخور۔ غم نہ کر ★ بسختیٔ روز و شب۔ دن رات کی سختی، زمانے کی ناہنجاری، ناسازی۔

ترجمہ:

(۶) اس بھری دنیا میں مجھے کوئی ایک ایسا شخص عام یا خاص نہیں ملا یا ملتا کہ جو میرے رازوں کا محرم ہو یا ہو سکے۔ خواص و عوام سبھی نااہل اور بیگانے ہیں۔ میرے دیوانے دل کا راز یہی ہے کہ اس نے عشق کو اوڑھنا بچھونا بنایا ہے اور یہ وہ راز ہے جو ہر کس و ناکس کو ہرگز بتایا نہیں جا سکتا۔

(۷) میرا دِل اس دلآرام محبوب کے ساتھ بہت ہی خوش ہے۔ اگر چہ اُس میرے محبوب نے میرے دِل کا آرام اور سکون یکبارگی چھین لیا ہے۔ یعنی اُس نے مجھے بے چین اور بے آرام کر کے رکھ دیا ہے۔ میں اس کی اس حرکت پر نالاں بالکل نہیں ہوں بلکہ بڑا خوش ہوں۔

(۸) اگر کوئی بھی اُس چاندی جیسے جسم والے میرے سرو قد محبوب (مرشد) کو اک نظر دیکھ لیتا ہے تو وہ پھر کبھی بھولے سے بھی چمن میں کسی سرو کی طرف آنکھ اُٹھا کر نہیں دیکھتا یعنی جو بھی میرے محبوب یا مرشد کا جمال دیکھ لیتا ہے اس کی نظر میں بہاروں کی کوئی

وقعت نہیں رہ جاتی، کچھ نہیں جچتا۔

(۹) تو نے اگر اسی دنیا و مافیہا سے تعلق قطع کر لیا ہے تو دیکھ غم بالکل نہ کر خوب کھا پی اور ہمیشہ خوش و خرم رہ تو نے اچھا کیا ہے یہ دنیا کسی کے ساتھ بھی نبھا نہیں کرتی بلکہ بُرا سلوک ہی کرتی ہے۔ جو تجھ سے اس نے کیا ہے نجانے کتنے لوگوں سے یہ کر چکی ہے اس میں گھبرانے اور متفکر ہونے کی کوئی بات نہیں ہے بس تو خوش رہ۔

(۱۰) اے حافظ! تو زمانے کی سختیوں اور اس کے ناخوشگوار معاملات سے دلبرداشتہ مت ہو بلکہ صبر سے کام لے۔ بالآخر ایک دن ایسا آئے گا کہ تو اپنے مقصد میں کامیابی سے ہمکنار ہو جائے گا۔ تجھے تیری مراد مل جائے گی۔

-----***-----

غزل نمبر (۱۴)

(۱) ما برفیتم تو دانی و دل غمخورِ ما — بختِ بد تا بکجا مے برد آبشخورِ ما

(۲) از نثارِ مژه چوں زُلفِ تو دُر دُر گیرم — قاصدے کز تو سلامے برساند بِرِ ما

(۳) بدعا آمده اَم ہم بدعا دست بر آر — کہ وفا باتو قریں باد و خدا یاورِ ما

(۴) گر ہمہ خلقِ جہاں برمن و تو حیف خورند — بکشد از ہمہ انصاف ستم داورِ ما

(۵) بسرت گر ہمہ عالم بسرم بخروشند — نتواں برد ہوائے تو بروں از سرِ ما

حل لغات:

★ غمخور۔ غم خوار ★ آبشخور۔ آب و دانہ، دانہ پانی ★ مژه۔ پلکیں ★ دُر۔ موتی ★ برما۔ مجھ تک ★ بدعا آمده آم۔ میں دُعا کرنے آیا ہوں ★ یاور۔ مددگار ★ ہمہ خلق۔ ساری مخلوق، تمام لوگ ★ حیف خورند۔ افسوس کریں، رشک مراد ہے ★ داور۔ انصاف کرنے والا ★ بسرت۔ تیرے سر کی قسم ★ بسرم۔ میرے سر پر ★ بخروشند۔ شور و غوغا کریں ★ ہوائے۔ آرزو۔

ترجمہ:

(۱) ہم یہاں سے جا تو رہے ہیں لیکن یہ ہمارا دِل ہی جانتا ہے یا پھر تو جانے کہ کس دِل سے ہم یہاں سے رخصت ہو رہے ہیں اب دیکھیے کہ ہمارا دانہ پانی ہمیں کہاں لے جاتا ہے اور ہماری بدنصیبی کہاں پہنچاتی ہے؟ اور کیسے کیسے رلاتی ہے، کیا کیا رنگ دکھاتی ہے؟

(۲) اے میرے محبوب! تیری زلفوں کی طرح جس میں موتی پروئے ہوئے ہیں اگر یہ قاصد تیرا اسلام مجھ تک پہنچا دے تو میں اس کے بدلے میں تیرے قاصد پر اپنی آنکھوں کے موتی (آنسو) نچھاور کر دوں گا۔

(۳) میں تو دُعا کرنے کے لیے آیا ہوں اور تو بھی میرے ساتھ دُعا کے لیے ہاتھ اُٹھا لے کہ وفا تیری رفیق ہو اور اللہ تعالیٰ میری مدد

فرمائے۔ یعنی اللہ کرے کہ تجھ میں وفاداری آ جائے اور اللہ میرا حامی وناصر ہو۔ یہ ہے حافظ کی دُعا کہ محبوب ہمیشہ باوفا رہے اور اگر خدانخواستہ محبوب میں وفا نہیں آتی تو پھر عاشق کو بڑی مصیبتوں کا سامنا کرنا پڑے گا اس لیے خدا سے مدد کی التجا کر رہے ہیں۔

(۴) اگر یہ پوری دنیا بھی میری اور تیری ہم نشینی پر افسوس کرے تو بھی تجھے اور مجھے اس کی کوئی فکر نہیں کرنی چاہئے کیونکہ ہمارا تو مکمل بھروسا اللہ تعالیٰ پر ہے اور وہ انصاف کرنے والا ہے ان کے مظالم کا بدلہ وہی ان سے لے گا وہ ضرور انصاف کرے گا۔ یعنی خلق کی دخل اندازی ظلم کے مترادف ہے۔

(۵) اے محبوب! مجھے تیرے سر کی قسم اگر یہ ساری دنیا بھی میرے سر پر آ کر شور وغل مچائے (پند و نصیحت کرے، مجھے سمجھائے بجھائے) تب بھی میرے سر سے تیری محبت کا سودا نہیں نکل سکتا۔ تیری محبت اور تیری آرزو میں کبھی بھی ترک نہیں کر سکتا۔

(۶) فلک آوارہ بہر سُو کندم می دانی — رشک می آیدش از صحبتِ جاں پرورِ ما
(۷) درد مندیم خبر می دہد از سوزِ دروں — دہن خشک و لب و تشنہ و چشم ترِ ما
(۸) ما ز وصفِ رُخ زیبائے تو تا دَم زدہ ایم — ورقِ گُل خجل ست از ورقِ دفترِ ما
(۹) زود باشد کہ بیاید بسلامت یارم — اے خوش آن روز کہ آید بسلامت برِ ما
(۱۰) ہر کہ گوید کہ کجا رفت خدارا حافظ — گو بزاری سفرے کرد و برفت از برِ ما

حل لغات:

٭ فلک۔ آسمان مراد بخت ٭ آوارہ بہر سو کندم۔ مجھے ہر جانب آوارہ بنا ڈالا ہے ٭ درد مندیم۔ ہم درد رکھتے ہیں ٭ سوزِ دروں۔ باطنی جلن ٭ دہن۔ منہ ٭ دَم زدہ ایم۔ ہم نے دم بھرا ہے ٭ ورق گُل۔ پھول کی پتیاں ٭ خجل۔ شرمندہ ٭ ورق دفتر ما۔ ہمارے اشعار کے کاغذ، وہ کاغذ جن پر اشعار لکھے ہیں ٭ زود باشد۔ جلد ایسا ہو ٭ بر ما۔ ہمارے پہلو سے ٭ خدارا۔ خدا کا واسطہ ٭ بزاری۔ روتے ہوئے، عجز وانکسار سے ٭ از بر ما۔ ہمارے پہلو سے، ہمارے ہاں سے۔

ترجمہ:

(۶) اے میرے محبوب کیا تو یہ جانتا ہے کہ آسمان (جو محبت میں رقیب بنا ہوا ہے) مجھے ہر طرف آوارہ اور سرگشتہ پھرا رہا ہے۔ یہ ہمارا رقیب بن چکا ہے تبھی تو اسے ہماری دونوں کی ہم نشینی پر رشک آ رہا ہے۔ اسے ہماری یہ مسرت افزا ہم نشینی ایک آنکھ نہیں بھاتی۔

(۷) ہم ایک درد بھرا دِل رکھتے ہیں۔ بڑے دکھی ہیں۔ ہمارا یہ خشک منہ اور پیاسے لب اور یہ آنسوؤں سے تر آنکھیں یہ سب ہمارے باطنی سوز کا پتہ دے رہے ہیں کہ ہم اندرونی طور پر کس قدر دُکھی اور افسردہ خاطر رہتے ہیں۔

(۸) ہم نے جب سے تیرے دلکش وخوبصورت چہرے کی تعریف لکھنا شروع کی ہے ہمارے اشعار کے ان اوراق سے پھولوں کی

پتیاں بھی شرمندہ ہو کر رہ گئی ہیں۔ یعنی اے میرے محبوب تیرے اس دلفریب دلکش چہرے میں جو خوبیاں ہیں وہ گلاب کی پتی میں بھی نہیں ہیں۔

(۹) بہت جلد وہ وقت آنے والا ہے کہ جب وہ میرا دوست خیر و عافیت کے ساتھ میرے پاس پہنچے گا۔ وہ دن کیسا مبارک دن ہوگا کہ جب ہم دونوں باہم ملیں گے۔ اس دن کی خوشی کا اندازہ نہیں کیا جا سکتا جب میری یہ دلی مراد پوری ہو جائے گی۔

(۱۰) اے میرے دوستو! اگر کوئی تم سے پوچھے کہ بتاؤ حافظ کہاں ہے؟ اگر تجھے وہ خدا کا واسطہ بھی دے تو انہیں کہنا کہ روتا ہوا ہمارے ہاں سے کہیں دور چلا گیا ہے۔ مطلب یہ کہ اُس نے یہاں سے دور دراز کا سفر کوئی خوشی سے نہیں بلکہ نہایت مجبوری اور معذوری کی حالت میں اختیار کیا ہے کیونکہ یہاں پر وہ بڑا دکھی تھا۔

----***----

غزل نمبر (۱۵)

(۱) لُطف باشد گر نپوشی از گداہا روت را — تا بکامِ دِل نہ بیند دیدۂ ماروت را
(۲) ہمچو ہاروتیم دائم در بلائے عشق زار — کاشکے ہرگز ندیدے دیدۂ ماروت را
(۳) کے شدے ہاروت در چاہِ زنخدانش اسیر — گر نگفتے شمۂ از حُسنِ او ماروت را
(۴) بوئے گل برخاست گوی در چمن ہاروت بود — بُلبُلاں مستند گوی دیدہ چون ماروت را
(۵) می کشم جورو جفا ہایت زہجراں اے صنم — روئی بنما تا بہ بیند حافظ ماروت را

حل لغات:

* لطف باشد۔ مہربانی ہوگی * روت۔ تیرا چہرہ، تو اپنا چہرہ، اس غزل میں بار بار ہاروت ماروت والے الفاظ آئے ہیں کہیں باعلامت جمع اور باضمیر متکلم کے ساتھ جیسے روت بمعنی روئے تو، ملا دیا گیا ہے * ہاروتیم۔ ہاروت ماروت، اُن فرشتوں کے نام ہیں جن کے بارے میں مشہور ہے کہ انہیں اللہ تعالیٰ نے چاہ بابل میں الٹے لٹکایا ہوا ہے۔ یہ زہرہ پر شیدا و فریفتہ ہو گئے تھے اور خدا کو بھول گئے تھے اس لیے انہیں یہ سزا ملی۔ قرآن میں ان کے متعلق بتایا گیا ہے * چاہ زنخدانش۔ چاہ زنخداں، ٹھوڑی کے نچلے حصے میں گڑھے کو کنواں کہتے ہیں * شمۂ۔ تھوڑا سا، مختصر سا * بوئے گل برخاست۔ پھولوں کی خوشبو پھیل گئی * می کشم جورو جفا ہایت۔ تیری وجہ سے جور و جفا سہہ رہا ہوں۔

ترجمہ:

(۱) اے میرے محبوب اگر تو فقیروں سے اپنا چہرہ نہ چھپائے تو یہ تیری بڑی مہربانی اور نوازش ہوگی اور یہ بھی جی بھر کے تیرے رخ

روشن کا نظارہ کرلیں گے۔

(۲) ہم تو ہاروت کے مانند ہیں جو ہمیشہ سے ہی عشق کی آفتوں اور مصیبتوں کا شکار چلے آرہے ہیں اے کاش! اسے میرے محبوب! ہم نے کبھی تیرا چہرہ نہ دیکھا ہوتا اور نہ ہم ان دُکھوں اور مصیبتوں میں پڑتے۔

(۳) اگر ہاروت زہرہ کے حسن کا کچھ ذکر نہ کرتا، اُس کے حسن کی خوبیوں، ناز و ادا اور دلفریب جسم کے بارے میں اُسے کچھ نہ بتاتا تو پھر ہاروت اُس کے چاہِ زنخداں میں کیسے قید ہوتا؟ یعنی یہ سب مصیبت اُس پر حُسن کی دلفریبی و دلکشی کی وجہ سے ہی آئی اور اُسے یہ سزا بھگتنا پڑی۔

(۴) باغوں میں چاروں اطراف پھولوں کی خوشبو پھیل گئی ہے شاید باغ میں تیری صورت تھی جسے دیکھ کر بُلبُلیں بھی مست ہو گئیں اور مسرت وانبساط کے نغمے گانے لگیں۔ یعنی بُلبُلوں کا غزل خواں ہونا اس بات کی دلیل ہے کہ انہوں نے ضرور اُس غزال رعنا (محبوب) کو دیکھ لیا ہوگا۔

(۵) اے میرے محبوب تیری جدائی کی وجہ سے ہی میں طرح طرح کی مصیبتوں اور کُلفتوں سے نبرد آزما ہو رہا ہوں اور برداشت کیے جا رہا ہوں۔ تو آ اور اپنا چہرہ دکھا دے تاکہ تیرا حافظ بھی تیرے روئے درخشاں کا دیدار کرلے۔

----***----

غزل نمبر (۱۶)

(۱) تا جمالت عاشقاں را زد بوصل خود صلا — جان و دِل افتادہ اند از زلف و خالت در بلا
(۲) آنچہ جانِ عاشقاں از دستِ ہجرت میکشد! — کس ندیدہ در جہاں جُز کُشگانِ کربلا
(۳) تُرکِ ما گر می کند رِندی و مستی جانِ من! — تَرکِ مستوری و زہدت کرد باید اوّلا
(۴) بزمِ عیش و موسمِ شادی و ہنگام طرب — پنج روز ایّام عشرت را غنیمت داں دِلا
(۵) باکہِ بنشینم کہ راگویَم دگرِ من رازِ دِل — زانکہ من در عشق او جز غم نکردم حاصلا
(۶) حافظا گر پائے بوسِ شاہ دستت می دہد — یافتی در ہر دو عالم زینتِ عزّ و علا

حل لغات:

★ صَلا زدن۔ دعوت دینا ★ خالت۔ تیرا تل ★ دستِ ہجرت۔ تیری جدائی کے ہاتھوں ★ کشتگان۔ مرے ہوئے، شہید ★ تُرکِ ما۔ ہمارا محبوب ★ ترکِ مستوری۔ دکھاوے کی عبادت ★ بزمِ عیش۔ عیش ونشاط کی محفل ★ ہنگام طرب۔ خوشی و مسرت کا زمانہ، وقت ★ باکہِ۔ کس کے ہمراہ ★ کہ راگویَم۔ کس سے کہوں ★ جُز غم نہ کردم حاصلا۔ غم کے سوا کچھ حاصل نہ کیا ★

دستت می دہد۔تیرے ہاتھ آ جائے، تیری رسائی ہو جائے، با نصیب ٹھہرے ✱ عزوعلا۔عزت بڑائی۔

ترجمہ:

(۱) اے میرے محبوب! جب سے تیرے حُسن و جمال نے اپنے عشاق کوصلائے عام دی ہے ان کی جانیں اور دِل تیری زلف اور تل کی وجہ سے طرح طرح کی بلاؤں میں گرفتار ہو گئے ہیں۔یعنی جب سے تو نے اپنے روئے تاباں کے نظارے کی دعوت دی ہے تب سے ہی تیرے دیدار کرنے والے بُری طرح مصیبتوں میں پھنس گئے ہیں جب کہ اُنہیں تو خوش ہونا چاہیے تھا کہ انہیں تیرا دیدار میسر ہوا مگر یہ کہا کہ وہ تو الٹے رنج وغم میں مبتلا ہو گئے ہیں۔

(۲) اے میرے محبوب! تیری جدائی کے ہاتھوں تیرے عشاق پر جو مصیبت بنی ہوئی ہے، جوان کا حال زار ہے جس طرح یہ آفتوں کا شکار ہو کر رہ گئے ہیں اس دنیا میں کربلا کے شہیدوں کے علاوہ دوسرا کوئی بھی ان جیسا نہ ہوگا۔

(۳) اگر ہمارا محبوب رِندی اور مستی کو اپنائے ہوئے ہے تو اے میری جان مجھے اپنی اولین فرصت میں اپنی اس ریا کارانہ پرہیز گاری اور خشک زہد کو ترک کر دینا چاہئے۔مقصد یہ ہے کہ عاشق کو اپنے معشوق کے رنگ میں ہی رنگا جانا چاہئے۔

(۴) اے دِل یہ عیش ونشاط کی محفل، خوشی ومسرت کا زمانہ اور شادمانی کا وقت اور یہ پانچ روزہ زندگی کو تو غنیمت سمجھ۔یعنی عیش و نشاط کی چند روزہ زندگی کو غنیمت جاننا چاہئے یہ سب کچھ عارضی ہے دائمی نہیں ہے۔اصل زندگی تو اس فانی زندگی کے بعد شروع ہوگی۔

(۵) میں کس کے ہمراہ ہم نشینی کروں اور کس کو اپنا ہمراز بناؤں؟ کیونکہ مجھے اس عشق میں سوائے غموں اور دکھوں کے کچھ حاصل نہیں ہوسکا۔حالانکہ محبت کر کے مجھے عیش ونشاط اور خوشی وانبساط میسر آنا چاہئے تھی جب کہ میں تو اور بھی دُکھی ہو گیا ہوں۔

(۶) اے حافظؔ! اگر تجھے بادشاہ کے قدم چومنے کا شرف حاصل ہو جائے تو پھر یہ سمجھ لے کہ تجھے دونوں جہانوں کی عزت اور بڑائی حاصل ہو گئی، تو نے دونوں جہانوں کی عزت و بزرگی پالی۔

----✱✱✱----

غزل نمبر(۱۷)

(۱) ساقی بگزار از کفِ خود رطل گراں را — تا خوش گزرانیم جہانِ گزراں را

(۲) زاہد چہ عجب گر کندم عیب برندی — بر اہلِ ہنر طعنہ بود بے ہنراں را

(۳) در قبلہ و بُت خانہ تو مسجودی و معبود! — رُو سوئے تو باشد ہمہ صاحبِ نظراں را

(۴) اربابِ خرد ذوقِ مئے عشق چہ دانند — از حالتِ ما نیست جز بے خبراں را

(۵) کامے طلبد حافظؔ ازیں چشمۂ حیواں — آرے نتواں خورد نصیبِ دِگراں را

حل لغات:

* رطلِ گراں۔ بڑا پیمانہ جو شراب سے بھرا ہوا ہو، ایک رند خراباتی کے لیے شراب کی زیادتی غموں اور دکھوں سے بچنے کی ہی ضمانت ہے اسی لیے حافظؔ بڑا اور شراب سے بھرا ہوا پیالہ طلب کر رہے ہیں * گزرانیم۔ گزار دیں * چہ عجب۔ کیا تعجب ہے؟ * کندم عیب برندی۔ مجھ پر رند ہونے کا الزام لگاتا ہے * اہل ہنر۔ مراد شراب پینے والے * بے ہنراں۔ شراب نہ پینے والے * مسجود۔ جسے سجدہ کیا جائے * صاحبِ نظراں۔ مراد اہل نظر * اربابِ خرد۔ دانا لوگ، زیرک و ہوشیار، صاحبان عقل * ذوقِ مے۔ شراب کی لذت * کامے طلبد۔ مطلب برآری چاہتا ہے، مطلب نکالنے کا خواہاں ہے * چشمہ حیواں۔ آبِ حیات * نتواں خور۔ نہیں کھا سکتا نہیں پی سکتا۔

ترجمہ:

(۱) اے میرے ساقی! تو شراب سے بھرا ہوا بڑا پیمانہ ہمیں عنایت کر دے تاکہ ہم اس فانی اور ناپائیدار دنیا سے اچھی طرح گزران کر سکیں۔ یعنی شراب زیادہ ہوگی تو دنیا کے غموں کی کچھ پروا نہیں ہے۔

(۲) اگر یہ زاہد مجھ پر رند خراباتی ہونے کا الزام لگاتا ہے تو کچھ تعجب والی بات نہیں ہے۔ کیونکہ جو لوگ بے ہنر ہوتے ہیں وہ عموماً ہنر مند لوگوں کو بُرا بھلا کہتے ہی رہتے ہیں اور ہنر مند لوگوں کو بے ہنر لوگوں کی ایسی باتوں کی کوئی پراو نہیں کرنی چاہئے۔

(۳) کعبہ ہو یا کہ بُت خانہ ہر جگہ تو ہی مسجود و معبود ہے۔ جو اہل نظر ہیں یعنی بصیرت کی روشنی رکھتے ہیں وہ اپنا رخ تیری ہی طرف رکھتے ہیں۔ وہ اَینَ مَا کُنتُم فَثَمَّ وَجهُ اللّٰہ کے مصداق تجھے ہی ہر طرف دیکھتے ہیں۔ وہ اپنے رُخ اپنے مرکز کی جانب ہی رکھتے ہیں۔

(۴) جو لوگ عقل و دانائی رکھتے ہیں بھلا وہ عشق کی شراب کا ذائقہ کیا جانیں، انہیں کیا معلوم کہ یہ عشق کیا چیز ہے؟ اور یہ شراب کیا لذت رکھتی ہے۔ یہ سب اس سے بے خبر ہیں اور بے خبر لوگوں کو میری کیا خبر ہوگی؟ وہ میری حالت کا ہرگز اندازہ نہیں کر سکتے۔

(۵) حافظؔ اس چشمہ حیات سے اپنی مطلب برآری کا خواہاں ہے۔ وہ چاہتا ہے کہ اس آبِ حیات سے اس کا مطلب نکل آئے اور وہ اس میں کامیاب بھی ضرور ہوگا۔ ہاں یہ سچی بات ہے کہ کوئی بھی انسان دوسرے انسان کا نصیب نہیں کھا سکتا کیونکہ ہر انسان کا نصیب متعین کر دیا گیا ہے جو آبِ حیات اس کا نصیب ہے وہ اے انسان تجھے ہرگز نہیں مل سکتا۔

----***----

غزل نمبر (۱۸)

(۱) صبحدم بکشاد خمارے در میخانہ را — قُلقُل آوازِ صراحی جاں دہد مستانہ را

(۲) دورِ گرداں آمدہ آخر دریں بزمے بمن — ساقیا برخیز پُر دہ آخریں پیمانہ را

(۳) چوں شدم مجنوں بروئے عشق لیلیٰ درجہاں — عاقلا پندے مدہ ہمچوں منِ دیوانہ را

(۴) آئینہ زنگار را صیقل ز تقویٰ پاک کُن! — پاک بنگر اندراں آئینہءِ جانانہ را

حل لغات:

*خمارے۔شرابی، مراد ساقی، شراب فروش، کلال * قُلقُل۔صراحی سے شراب نکلنے کی آواز * دورِ گرداں۔شراب کے چلتے ہوئے دور کی باری * مجنوں۔قیس بن عامر جو لیلیٰ کا مشہور عاشق ہے۔ * لیلیٰ۔مجنوں کی محبوبہ * آئینہ زنگار۔زنگ سے بھرا ہوا آئینہ * صیقل۔صاف کر کے چمکانا۔

ترجمہ:

(۱) علی الصبح کلال نے شراب خانے کا دروازہ کیا کھولا۔شراب کی صراحی سے نکلنے والی آواز (قُلقُل) سے گویا مستوں میں جان پڑ گئی۔کیونکہ اس آواز سے پینے والوں کی ڈھارس جو بندھ جاتی ہے، انہیں اک حوصلہ سا مل جاتا ہے اور لطف مَے سے سرور حاصل کرنے کی اُمید بر آنے لگتی ہے۔

(۲) شراب کے اس آخری دور میں بالآخر میری باری بھی آ ہی گئی۔اے میرے ساقی! تو اُٹھ اور اپنے ہاتھوں سے یہ آخری پیالہ بھی پوری طرح بھر دے تا کہ میں جو انتظار میں بڑی دیر بیٹھا رہا پی کر سرمست ہو جاؤں۔

(۳) اس دنیا میں جب میں لیلیٰ کے عشق میں مجنوں (دیوانہ) ہو گیا ہوں تو تُو عاقل و دانا ہو کر مجھ دیوانے کو کوئی نصیحت وغیرہ نہ کر۔کیونکہ دیوانوں کو نصیحت کرنا عقلمندوں کا کام ہرگز نہیں ہے۔یعنی جب میں اپنے محبوب کے عشق میں حد درجہ تک پہنچ چکا ہوں پھر تم لوگ مجھے یہ پند و نصائح کیوں کر رہے ہو؟ یہ سب عبث باتیں ہیں۔

(۴) زنگ سے بھرے اس آئینے (دل) کو تو کچھ اس طرح صاف و شفاف کر کہ یہ سراپا چمک بن جائے اسے چمکانے کے لیے تقویٰ کی پالش استعمال کر یہاں تک کہ اس میں تجھے اپنے محبوب کا عکس نظر آ جائے۔یعنی عشق حقیقی میں تقویٰ کے ذریعے ہی محبوب حقیقی کا دیدار کیا جا سکتا ہے۔

(۵) گردِ شمع جانِ معشوقے بگرد از عاشقی — عاشقی آموز اندر سوختنِ پروانہ را

(۶) نیست دُشنامے بصیّادِ ازل اے جانِ من — آمدہ مُرغِ ہوا گرداں زبہرِ دانہ را
(۷) حافظ از زہد و ریائی توبہ کردہ پیش ازاں — پس برو بکشائے آخرِ شب درِ میخانہء را

حل لغات:

★ بگرد۔گردانیدن مصدر سے فعل امر، تو چکر لگا ★ عاشقی آموز۔عاشقی سیکھ ★ دشنامے۔گالی، بُری بات ★ بصیادِ ازل۔ازلی شکاری ★ ہوا گرداں۔ہوا میں اڑتا ہوا ★ زہد وریا۔پرہیز گاری اور ریا کاری ★ آخرِ شب۔رات کا پچھلا حصہ۔

ترجمہ:

(۵) جس طرح پروانہ شمع کے ارد گرد چکر لگاتا ہے تو بھی اپنے محبوب کی جان کے ارد گرد گھوم پھر یعنی پروانے سے تو عاشقی سیکھ کہ وہ کس طرح شمع کے ارد گرد چکر لگاتا ہوا بالآخر اس پر اپنی جان نچھاور کر دیتا ہے۔اسے کہتے ہیں عاشقی۔

(۶) اے میری جان! تو اس صیادِ ازل پر کوئی الزام مت لگا۔اس کا کوئی دوش نہیں ہے یہ پرندہ تو ہوا میں اڑتا ہوا دانہ کے لیے دام میں آ کر پھنس گیا ہے یعنی یہ جو شکار ہو گیا ہے اسے صیادِ ازل نے گرفتار نہیں کیا اور اگر کیا بھی ہے تو اس میں برائی کی کونسی بات ہے کیونکہ اس کا تو کام ہی پرندوں کو شکار کرنا ہے اور یہی اس کی فطرت ہے اور اس میں کوئی برائی کی بات نہیں ہے اور پرندے کا بھی کیا قصور قرار دیا جائے کہ اُسے تو رزق کی خاطر اس ازلی شکاری کا شکار ہونا پڑا۔

(۷) حافظ اس ریاکارانہ پرہیز گاری سے اس سے پہلے سے ہی توبہ کر چکا ہے۔پس تو جا اور رات کے پچھلے پہر میخانے کا دروازہ کھول دے۔یعنی ریاکارانہ زہد و پرہیز گاری سے تو بہتر ہے کہ انسان رندی و میخواری اختیار کر لے تاکہ کوئی دھوکا نہ کھا سکے۔

-----***-----

غزل نمبر (۱۹)

(۱) تا کے بدردِ ہجر کنی ناتواں مرا — یکدم بوصلِ خویش بکن شادماں مرا
(۲) میخواستی ہمیشہ گرفتارِ ہجرِ خود — دیدی بکامِ خویشتن آخر چناں مرا
(۳) نبود ہیچ وجہ دَمے از توام گریز — زاں روکہ نیست جز تو کسے در جہاں مرا
(۴) در حیرتم کہ بے تو چساں زندگی کنم؟ — چون نیست خواب و خور زغمت یکزماں مرا

حل لغات:

★ تاکے۔کب تک ★ ناتواں۔کمزور، لاغر ★ یکدم۔ایک لمحہ کے لیے، فوراً، جلدی سے ★ میخواستی۔تو چاہتا ہے ★ بکام خویشتن۔حسبِ منشاء، اپنی خواہش کے مطابق ★ نبود۔نہ ہو سکے ★ ازتوام۔تجھ سے مجھ کو ★ چساں۔کس طرح ★ زندگی

گنم۔زندہ رہوں

ترجمہ:

(۱) اے میرے محبوب تو آخر کب تلک دردِ جدائی سے مجھے لاغرولاچار کرتا رہے گا؟ کبھی تھوڑی دیر کے لیے اپنے وصل سے مجھے شاد ماں وخوش کردے۔کیونکہ تیرے خوش کردینے سے ہی مجھ لاچار ولاغر کو توانائی مل سکتی ہے۔

(۲) تو یہی چاہتا ہے کہ میں ہمیشہ تیری جدائی کے کرب میں ہی گرفتار رہوں۔آخر جو تیری خواہش ہے ویسا ہی ہوا اور تو نے مجھے اس حالت میں دیکھ بھی لیا۔تو نہیں چاہتا نا کہ میں تیرے ہجروفراق کے دردوغم اور کرب میں مبتلا ہو کر سِسک سِسک کر اپنے انجام کو پہنچ جاؤں۔سو وہی ہوتا نظر آتا ہے۔

(۳) میں تھوڑی دیر کے لیے بھی کسی طور تجھ سے دور رہ کر زندہ نہیں رہ سکتا۔یعنی تجھ سے گریز اختیار نہیں کرسکتا۔ایسا اس لیے ہے کہ تیرے سوا اس دنیا میں میرا اور کوئی ہے ہی نہیں۔تو ہی تو ہے اب فیصلہ تیرے ہاتھ میں ہے تو ہی بتا کہ میں تیرے بغیر کیسے جیوں؟ اور کیونکر زندہ رہوں؟

(۴) میں سرتاپا حیرت کا مجسمہ بنا ہوا ہوں کہ تیرے بغیر کس طرح زندہ رہوں۔زندگی گزاروں؟ جب کہ تیرے دردوغم کی وجہ سے مجھے سونا اور کھانا پینا تک میسر نہیں ہے۔یعنی کھانا تک چھوڑ چکا ہوں۔یعنی اگر تو ہے تو میں ہوں اور تجھ بن میری زندگی کچھ بھی نہیں ہے۔

(۵) افتادہ اَم بکنجِ غم و جُز فغانِ آہ — نے یارِ غمگسارے و نے ہمزباں مرا

(۶) بودم ہمیشہ شاد ز وصلت وَلے کنوں — کارے زہجرِ تو نبود جُز فغاں مرا

(۷) حافظ عجب مدار اگر می کشد بغم — از دردِ فُرقتِ آں مہِ نامہرباں مرا

حل لغات:

* افتادہ اَم۔گرا ہوا ہوں * بکنجِ غم۔گوشہ غم میں * کنوں۔اب * کارنبود۔کوئی کام نہیں ہے * عجب مدار۔تعجب نہ کر * می کشد۔مارڈلتا ہے۔

ترجمہ:

(۵) میں گوشہ غم میں گرا پڑا ہوں اور ماسوائے آہ وفریاد کے نہ میرا کوئی یار وغمگسار ہے اور نہ کوئی میرا ہم زبان ہی ہے۔یعنی میں تنہا مرضِ عشق میں مبتلا ہوں میری داستانِ عشق سمجھنے والا بھی کوئی نہیں ہے۔میں کسے سناؤں۔کون میری فریادوفغاں سنے؟ میری دردبھری رام کہانی سننے اور سمجھنے والا کوئی بھی تو نہیں ہے۔

(۶) مجھے اس سے پہلے ہمیشہ جب تیرا وصال میسر تھا تو میں بڑا فرحان وشاداں تھا مگر اب تیری جدائی کی وجہ سے سوائے آہ وفغاں کے میرا اور کوئی کام نہیں ہے یعنی تیری جدائی میں مَیں آجکل روتا ہی رہتا ہوں اور رونے دھونے کے علاوہ مجھے کچھ اور کرنے کی فرصت بالکل نہیں ہے۔

(۷) اے حافظ اگر وہ تیرا چاند جیسا نامہرباں محبوب تجھے غم میں دردِ فرقت سے مار بھی ڈالے تو اس میں تو مت تعجب کرنا کیونکہ عشق میں ایسا تو ہوتا ہے اور ایک سچے عاشق کو جدائی کا غم سہنا ہی پڑتا ہے اور پھر معشوق اس ستم رانی کو ہی اپنا شعور بنائے رکھتے ہیں اور عاشقوں پر طرح طرح کے ظلم و ستم ڈھاتے ہیں۔ تجھے بھی اپنے محبوب کے ظلم و ستم بالآخر سہنا ہی پڑیں گے اور یونہی تڑپ تڑپ کر جینا ہوگا۔

----***----

غزل نمبر (۲۰)

(۱) ہنگام نوبہار گُل از بوستان جُدا	یا رب مباد ہیچ کس از دوستاں جُدا
(۲) بُلبُل بنالہ در چمن آمد بہ صبح دَم	از وصلِ گُل ہمی شود اندر خزاں جُدا
(۳) دنیاست باغِ کُہنہ و انساں چوں نو گُلند	ہریک ز شاخِ عمر کند باغباں جُدا
(۴) افسوس کیں حیاتِ جہاں رایگاں گزشت	افسوسِ دیگر آنکہ شود تن زجاں جُدا

حل لغات:

* ہنگام نوبہار۔تازہ بہار کے وقت * مباد۔ایسا نہ ہو * بنالہ آمد۔فریاد کرتی ہوئی آئی * باغِ کہنہ۔پرانا باغ، مراد دنیا * نوگل۔تازہ پھول * ازشاخ کندن۔شاخ سے توڑنا * رایگاں گزشت۔ضائع ہی گزرگئی۔

ترجمہ:

(۱) تازہ تازہ بہار کے آتے وقت پھول اپنے چمن سے جُدا ہو جائے۔اے اللہ ایسا وقت کبھی نہ آئے، ایسا کبھی نہ ہو کہ کوئی دوست اپنے دوستوں سے بچھڑ جائے۔یعنی کوئی دوست کسی دوست سے کبھی جدا نہ ہو۔حضرت حافظؒ دُعا کر رہے ہیں کہ چمن میں بہار کے وقت پھول کا اپنے چمن سے جدا ہونا تو درکنار کوئی دوست بھی اپنے دوستوں سے جدا نہ ہو اور پھر بہارِ تازہ کے وقت تو اے اللہ ایسا کبھی نہ ہو کہ کسی دوست کا اپنے دوست کی جدائی سے سکون تباہ و برباد ہو جائے اور یاس وحسرت اس کا مقدر بن جائے۔

(۲) صبح کے وقت چمن میں بُلبُل فریاد کرتی ہوئی آئی کہ خزاں کے موسم میں وہ پھول کے وصل سے جدائی کا شکار ہو رہی ہے۔ مطلب یہ کہ بہار گزر گئی اور چاروں طرف خزاں چھا گئی اور بُلبُل کو پھول سے جدائی کا سامنا کرنا پڑ گیا اور اسی جدائی کے درد و غم نے اُسے علی الصبح آہ و بکا کرنے پر مجبور کر کے رکھ دیا کہ وہ اپنے محبوب سے جدا ہو رہی ہے۔

(۳) یہ دنیا ایک انتہائی پرانا باغ ہے اور اس میں انسان ایک تازہ پھول کی طرح ہے جو چند روز کے لیے کھلتا ہے مہکتا ہے اور بالآخر

جب اس کا وقت پورا ہو جاتا ہے تو باغبان اُسے اس کی عمر کی شاخ سے توڑ لیتا ہے، اُسے جدا کر دیتا ہے یعنی دنیا جو کہ بڑی قدیم ہے اور ازل سے ہی اس کا یہی دستور ہے یہاں جو بھی آتا ہے چند روزہ قیام کے بعد رخصت ہو جاتا ہے بالکل ایسے جیسے تازہ پھول آخر شاخوں سے توڑ لیے جاتے ہیں اسی طرح انسان کی عمر قطع کر دی جاتی ہے۔ جس طرح سعدی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں۔

ہر کہ آمد عمارتِ نو ساخت — رفت منزل بہ دیگرے پرداخت

(۴) افسوس کہ اس دنیا کی زندگانی یونہی بیکار ہی گزر گئی۔ دوسرا افسوس اس بات کا ہے کہ جسم سے جان بھی جدا ہو جائے گی اور جان سے جسم، اس پر جتنا بھی افسوس کیا جائے اتنا ہی کم ہے۔

(۵) بسیار خُفتہ اند دریں خاک سیم تن — شاہان و نو عروس بسے از جہاں جُدا

(۶) ہشدار و پائے برسرِ ایں مُردگان منہ — تنہا بخاک خفتہ و از خانماں جُدا

(۷) ترکِ ہواؤ حرص بکن حافظا کنوں — بہرِ وصال دوست شو از این و آں جُدا

حل لغات:

★ دریں خاک۔ اس خاک میں زیر زمین ★ سیم تن۔ چاندی جیسے تن بدن والا محبوب ★ نو عروس۔ نئی نویلی دلہن ★ ہشدار۔ ہوشیار، خبردار ★ مُردگاں۔ مرے ہوئے ★ منہ۔ مت رکھ ★ خانماں۔ خاندان۔ خویش قبیلہ، گھر بار ★ ہواؤ حرص۔ خواہشات اور لالچ ★ این وآں۔ اس کا اشارہ ہواؤ حرص کی طرف ہے، یہ اور وہ۔

ترجمہ:

(۵) اس مٹی میں (زیر زمین) نجانے کتنے حسین اور چاندی جیسے تن بدن رکھنے والے محبوب ہمیشہ کی نیند سوئے پڑے ہیں۔ بڑے بڑے نامور بادشاہ، نئی نویلی دُلہنیں اور دولہے اپنے اپنے ساتھیوں سے جدا ہو کر خاک کا مقدر بن چکے ہیں۔ دنیا کی ہر چیز بالآخر فنا ہو جائے گی اور صرف اور صرف اللہ تعالیٰ ہی کی ذات کو بقا حاصل ہے۔

(۶) ہوشیار اور خبردار: ان مرے ہوئے (زیر زمین دفن) لوگوں پر تو اپنا پاؤں مت رکھ جو اپنے گھروں اور خویش پروار سے جدا ہو کر تن تنہا خاک میں ابدی نیند سوئے ہوئے ہیں۔

(۷) اے حافظؔ! اب تو اس دنیا کی خواہشات اور اس کے لالچ کو بالکل ترک کر دے۔ اگر تو اپنے محبوب حقیقی سے وصل کا خواہاں ہے تو پھر تجھے چاہئے کہ تو این وآں دونوں سے کنارہ کشی اختیار کر لے۔

----★★★----

ردیفِ بائے موحّدہ (ب)

غزل نمبر (۱)

(۱) میدمد صبح و کِلّہ بستہ سحاب — الصبوح الصبوح یا اصحاب
(۲) می چکد ژالہ بر رُخِ لالہ — المدام المدام یا احباب
(۳) می وزد از چمن نسیم بہشت — ہاں بنوشید دَم بدَم مئے ناب
(۴) تختِ زرّیں[۱] زدہ ست گُل بچمن — راح چوں لعلِ آتشیں در یاب

حل لغات:

* میدمد۔ طلوع ہوتی ہے * کلّہ۔ پردہ، خیمہ، سائبان * کلّہ بستن۔ چاروں طرف پردہ تان دینا، * سحاب۔ بادل * الصبوح۔ صبح کی شراب، جو صبح کے وقت پی جائے * یا اصحاب۔ اے میرے دوستو! * می چکد۔ ٹپک رہی ہے * ژالہ۔ اولے۔ شبنم * المدام۔ کہنہ شراب * می وزد۔ چل رہی ہے * بنوشید۔ نوش کرو، پیو * مئے ناب۔ خالص شراب * تختِ زرّیں۔ سونے کا تخت * راح۔ شراب * لعلِ آتشیں۔ آگ جیسے لعل، لعل جیسی شراب * دریاب۔ حاصل کر لے۔

ترجمہ:

(۱) صبح نمودار ہو رہی ہے اور چاروں طرف سے بادل گھر آئے ہیں اور ایسے لگتا ہے جیسے کوئی مسہری لگا دی گئی ہے یعنی بادل سائبان کی طرح نظر آ رہے ہیں، چھا گئے ہیں (موسم خوشگوار ہے)۔ اے میرے دوستو! تم صبح کی شراب لاؤ! صبح کی شراب لاؤ! دوست سے محرومی میں صبح کے وقت وہ چیز (ورد و وظیفہ) درکار ہے جس سے دِل کی کلفت دور ہو جائے۔

(۲) گُل لالہ کے چہرے پر اولے پڑ رہے ہیں (شبنم ٹپک رہی ہے) اے میرے دوستو! ایسے میں صرف شراب ہی لاؤ، شراب ہی لاؤ! کیونکہ یہی وہ پیارا موسم ہے جس میں صرف شراب ہی ہونی چاہئے۔

(۳) باغ میں چار سو بہشت کی ہوا چل رہی ہے۔ ایسے میں اے میرے دوست! صرف اور صرف خالص شراب ہی ہونی چاہئے جو لحہ بہ لحہ نوش کی جائے۔ یعنی لگاتار خالص شراب پی جائے۔

(۴) گلستان میں پھولوں نے سونے کا تخت بچھا دیا ہے اب ایسے میں تو صرف آگ جیسے لعل کی شراب ہونی چاہئے یعنی ایسے عالم (وقت) میں سرخ لعل جیسی شراب حاصل کرو۔ مطلب یہ کہ چمن میں ہر طرف بہار آ گئی ہے اس سے پوری طرح لطف اندوز ہونے کے لیے سرخ رنگ کی آتشیں شراب حاصل کرتا کہ اُس سے بدن میں بھی حرارت آ سکے۔

---

[۱] بعض نسخوں میں زرّیں کی جگہ زمرّد ہے۔

(۵) لب و دندانِ تو حقوق نمک! داشت برجان سینہ ہائے کباب
(۶) درِ میخانہ بستہ اند مگر افتح یا مفتح الابواب
(۷) در چنیں موسم[1] عجب باشد کہ بہ بندند میکدہ بشتاب
(۸) زاہدا مئے بنوش رِندانہ فَاتَّقُوا اللّٰہَ یَا اُولِی الْاَ لْبَاب

حل لغات:

* حقوق نمک۔نمک کا حق * سینہ ہائے کباب۔سوختہ دِل، کباب کی طرح بھنے ہوئے دِل * افتح۔کھول * مفتح الابواب۔ دروازوں کے کھولنے والے، مفتح الابواب سے اصل میں ذات باری تعالیٰ مراد ہے اور باری تعالیٰ سے حافظ ان برکتوں کی تمنا کررہے ہیں جو کہ عارضی طور پران پرروک دی گئی ہیں۔یہی وہ مشکل ہے جس کی آسانی کے لیے وہ اللہ تعالیٰ سے استدعا کررہے ہیں * عجب باشد۔عجیب بات ہوگی * بشتاب۔جلدی سے * رندانہ۔رندوں کی طرح، رندوں کی طرح شراب پینے میں ریا کاری کا شائبہ تک نہیں ہوتا اس لئے حافظ رندانہ شراب پینے پر زور دے رہے ہیں * فاتقوا۔تم سب ڈرو * اولی الالباب۔صاحبانِ عقل۔جو شراب نہیں پیتے اور خود کو عقلمند گردانتے ہیں۔لیکن لطفِ مے سے بیگانہ ہیں وہ کیا جانیں کہ شراب کیا ہوتی ہے۔اور کونسی شراب کی بات ہورہی ہے۔اسی لیے انہیں خدا سے ڈرتے رہنے کو کہا گیا ہے۔

ترجمہ:

(۵) تیرے لب اور دانت کباب کی طرح بریاں (بھنے) ہوئے سینے کی جان پر حق نمک (احسان) رکھتے ہیں یعنی تیرے لب اور دانت ہمارے جلے اور بھنے دلوں کے کبابوں پر نمک پاشی کرتے ہیں۔

(۶) شاید میکدے کا دروازہ مقفل (بند) کردیا گیا ہے (کیونکہ میخواروں پر خمار سے بدحواسی چھائی ہوئی ہے) اے دروازوں کے کھولنے والے تو اس میکدے کا دروازہ کھول دے۔

(۷) اس طرح کے (پُر بہار) موسم میں بڑے ہی تعجب کی بات ہوگی اگر میکدے کا دروازہ جلدی سے بند کردیا جائے۔یعنی اس قدر خوشگوار موسم میں جبکہ ہر طرف بہار آئی ہوئی ہے۔اس سہانے موسم میں تو شراب خانہ ہمیشہ ہی کھلا رہنا چاہئے تعجب کی بات تو پھر ہوگی کہ اگر ایسے موسم میں بھی تادیر میکدے کا دروازہ کھلا نہ رکھا جائے۔مطلب یہ کہ ایسے خوشگوار موسم میں شراب نہ پینا کفرانِ نعمت ہے۔

(۸) اے زاہد! رندوں کی طرح تو شراب نوشی کر، یعنی رندوں اور بلانوشوں کی طرح مے نوشی کر (شراب پی) اور اے صاحبانِ عقل! تم خدا سے ڈرتے رہو۔بقول شاعر:

لطفِ مے تجھ سے کیا کہوں زاہد
ہائے کمبخت تو نے پی ہی نہیں

---

1. بعض نسخوں میں درچنیں موسم کی جگہ آنچنیں موسے ہے

(۹) گرنشاں ز آبِ زندگی جوئی — مئے نوشین بجو بہ بانگِ رباب
(۱۰) چوں سکندر حیات اگر طلبی — لبِ لعلِ نگار را دریاب
(۱۱) بر رُخِ ساقئ پری پیکر — ہمچو حافظ بنوش بادۂ ناب
(۱۲) حافظا غم مخور کہ شاہدِ بخت — عاقبت برکشد ز چہرہ نقاب

حل لغات

* آبِ زندگی۔آبِ حیات * بیا نگِ رباب۔ رباب کے نغمے سے * حیات راطلبی۔ اگرتو زندگی کا طالب ہے * لبِ لعل ۔ معشوق کے سرخ لعل جیسے ہونٹ' لب * دریاب۔ حاصل کرلے' پالے۔سکندر چونکہ آبِ حیات کا طالب تھا اس کی طلب سے ہی اس شعر کا مضمون اخذ کیا گیا ہے * بررخِ ساقی۔ ساقی کے بالمقابل، سامنے، روبرو * پری پیکر۔ پری جیسے جسم والا، نرم ونازک وحسین * بنوش: پی۔* بادۂ ناب: خالص شراب ۔ * غم مخور۔غم نہ کھا ۔غم نہ کر * شاہدِ بخت ۔ معشوقِ مقدر * عاقبت۔ بالآخر * برکشد۔ کھینچ لے ، اُٹھالے۔

ترجمہ:

(9) اگرتو آبِ حیات کے چشمے کا اتا پتا لگانے کا خواہش مند ہے تو رباب کے نغموں کے ساتھ ساتھ خوشگوار شراب بھی پی۔یعنی ایسا کرنے سے تجھے دائمی زندگی مل جائے گی اور یہی آبِ حیات ہے جس سے ہمیشہ کی راحت وخوشی (زندگی) مل سکتی ہے۔

(10) اگرتو سکندر جیسی زندگی کا خواہاں ہے تو معشوق کے سرخ لعل جیسے لب حاصل کرلے یعنی اس کے سرخ لبوں کا بوسہ لے لے۔تو تو سمجھنا کہ تجھے آبِ حیات میسر آگیا اور تجھے سکندر جیسی دائمی زندگی حاصل ہوجائے گی۔مطلب یہ کہ محبوب کے ہونٹ بمنزلہ آبِ حیات ہیں۔

(11) تو پری جیسے نرم ونازک اور حسین جسم والے محبوب کے سامنے بیٹھ کر ایک سچے عاشق کی طرح خالص شراب پی۔یعنی زندگی میں پرلطف اور کیف انگیز سماں پیدا کرنے کے لیے محبوب کے روبرو ہوکر خالص شراب پی۔شراب بھی وافر مقدار میں ہو اور وہ پری پیکر بھی ساتھ (سامنے) ہو۔

(12) اے حافظ! تو بالکل غم نہ کر ایک روز (بالآخر) ایسا بھی آئے گا کہ جب تیرے مقدر کا محبوب اپنا چہرہ بے نقاب کرلے گا اور تیرے سامنے جلوہ ریز ہوجائے گا۔

----***----

(نوٹ) بعض نسخوں میں شعر نمبر ۷، ۸، ۹، ۱۰ اور شعر نمبر ۱۲ شامل نہیں ہیں۔

غزل نمبر (۲)

(۱) گُفتم اے سلطانِ خوباں رحم کُن برایں غریب — گفت در دنبالِ دل رہ گُم کند مسکیں غریب
(۲) گفتمش بگزر[1] زمانے گفت معذورم بدار — خانہ پرورد ے چہ تاب آردغمِ چندیں غریب
(۳) خُفتہ برسنجابِ شاہی نازنینے را چہ غم — گر ز خارو خارہ سازد بستر وبالیں غریب
(۴) اے کہ درزنجیرِ زلفت جانِ چندیں آشناست — خوش فتادآں خالِ مشکیں بَررخِ رنگیں غریب

حلِ لغت:

* سلطانِ خوباں۔حسینوں کا بادشاہ * دنبال۔ پیچھے،عقب، * غریب۔ناتواں * پردیسی۔مسافر* گفتمش۔میں نے اسے کہا * زمانے۔کسی آن' کسی وقت * معذورم بدار۔مجھے معذور (بے بس) سمجھ،معاف رکھ * ناز پرورد ے۔ناز ونعمت سے پلا ہوا* چہ تاب آرد۔کیا تاب لاسکتا ہے * سنجاب۔ایک جانور کا نام ہے جو چوہے سے بڑا ہوتا ہے اس کی کھال کی پوستین بناتے ہیں اور اسے بھی سنجاب کہتے ہیں * خار۔ کانٹا* خارہ۔پتھر * بالیں۔سرہانہ۔تکیہ * چندیں آشنا۔بہت سے دوست واحباب * خوش فتاد۔کیسا اچھا لگا ہے * خالِ مشکیں۔سیاہ خال (تل)

ترجمہ:

(1) میں نے عرض کیا کہ اے حسینوں کے بادشاہ (شاہ خوباں) اس پردیسی ومسافر (دل) پر رحم کر! تو اس نے جواب دیا کہ دل کے پیچھے مسکین مسافر راستہ بھول ہی جایا کرتا ہے۔یعنی اس پردیسی نے خود اپنے دل کے پیچھے لگ کر خود کو گم کیا ہے۔

(2) میں نے اس (محبوب) سے کہا کہ کبھی کسی وقت ہماری جانب سے بھی گزر! تو اس نے کہا کہ مجھے اس معاملے میں معاف رکھ ! معذور (معذرت خواں) سمجھ کہ ناز ونعمت سے پلا ہوا شخص اتنے عجیب وغریب اور دشوار غموں کی کیسے تاب لاسکتا ہے؟ یعنی مصائب عشق برداشت نہیں کرسکتا۔

(3) سنجاب کے نرم ونازک اور شاہی بستر پر سونے والے خوبصورت اور نازنین محبوب کو اس کا کیا غم ہوسکتا ہے کہ اگر کوئی مسکین و غریب (عاشق) کانٹوں کے بچھونے پر پتھر کو تکیہ بنائے سو رہا ہے، یا لیٹا ہوا ہے۔اسے اس کی کوئی پروا نہیں ہوسکتی۔

(4) اے میرے محبوب! تیری زلف کی زنجیروں میں بہت سے آشناؤں کی جانیں گرفتار ہیں اور طرّہ اس پہ یہ کہ تیرے رنگین

---

[1] بعض نسخوں میں بگزر کی جگہ بگرز ہے۔

چہرے پر سیاہ خال بھی کیسا بھلا دکھائی دے رہا ہے۔عجیب بہار دکھا رہا ہے۔

(۵) بس غریب افتادہ است آں مورِ خط گردِ رُخت — گرچہ نبود در نگارستان خطِ مشکیں غریب

(۶) می نماید عکسِ مے در رنگِ روئے مہوشت — ہمچوں برگِ ارغواں بر صفحۂ نسریں غریب

(۷) گفتم اے شامِ غریباں طُرّۂ شبرنگِ تو! — در سحر گاہاں حذر کن چو بنالد ایں غریب!

(۸) باز گُفتم ماہِ من آہ عارض گُلگوں مپوش — ورنہ خواہی ساخت مارا خستہ و مسکیں غریب[1]

(۹) گفت حافظ آشنایاں در مقام حیرت اند — دُور نبود گر نشیند خستہ و مسکیں غریب

حل لغات:

★ بس غریب افتادہ است۔ بڑا عجیب و غریب سا لگتا ہے ★ مورِ خط۔ سیاہ خط، چہرے پر اُگے ہوئے نئے نئے بال جسے سبزۂ خط کہتے ہیں ★ نگارستان۔ وہ جگہ جو نقش و نگار سے آراستہ ہو، جہاں بہت سے معشوق ہوں ★ خطِ مشکیں۔ سیاہ رنگ سے لکھی ہوئی عبارت ★ غریب۔ عجیب و غریب ★ روئے مہوشت۔ تیرا چاند جیسا چہرہ ★ برگِ ارغواں۔ لالہ کے پھول کی سرخ پتی ★ نسرین۔ سیوتی کا پھول ★ طرۂ شبرنگ۔ سیاہ رنگ کی زلفیں ★ شامِ غریباں۔ مسافرت کی شام، مراد پریشان اور بکھری ہوئی ★ سحر گاہاں۔ صبح کے وقت ★ حذر کن۔ پرہیز کر، بچ ★ باز۔ پھر ★ عارضِ گلگوں۔ سرخ پھول جیسے رخسار ★ آشنایاں۔ دوست، احباب، صاحبانِ طریقت ★ درمقام حیرت اند۔ حیرت کے مقام میں ہیں، حیران ہیں۔ کچھ سمجھ نہیں پا رہے۔

ترجمہ:

(۵) اے محبوب! تیرے چہرے کے اردگرد یہ خطِ سیاہ بڑا عجیب و غریب دکھائی دیتا ہے۔ اگرچہ نگار خانہ میں خطِ مشکیں اس قدر دِلفریب اور انوکھا نظر نہیں آتا۔ اس قدر دلکش نہیں ہوتا۔

(۶) تیری چاند جیسی صورت کا عکس شراب میں ایسا نظر آتا ہے کہ جس طرح کسی نے سیوتی کے پھولوں کے تختہ پر لالہ کی سرخ پنکھڑیاں رکھ دی ہیں۔ یعنی لالہ ارغواں اور نسرین کے سرخ پتے عجیب و غریب منظر پیدا کر رہے ہیں۔[2]

(۷) میں نے کہا اے میرے محبوب! تیری یہ شب رنگ زلفیں شامِ غریباں کی طرح ہیں۔ البتہ صبح کے وقت جب یہ پردیسی نالہ و فغاں کرے تو تو اس سے ذرا بچ کے ہی رہنا، ڈر کر رہنا۔

(۸) میں نے پھر کہا کہ اے میرے چاند! تو ان پھول جیسے رخساروں کو مت چھپا ورنہ تو مجھے خستہ و مسکین غریب ہی بنا کر چھوڑے گا۔ کیونکہ میں اس طرح تیرے دیدار کی دولت سے محروم ہو جاؤں گا۔

(۹) اُس نے کہا اے حافظ! جب صورتحال کچھ ایسی ہے کہ دوست و احباب (اپنے) اس گومگو کی صورت سے دوچار ہیں (حیران ہیں) تو کچھ بعید نہ ہوگا اگر ایک مسکین و غریب خستہ (خراب حال) ہو بیٹھے۔

---

[1] بعض نسخوں میں شعر نمبر ۸ شامل نہیں ہے۔ [2] رخ نسرین کی طرح ہے اور رنگِ شراب ارغوانی ہے۔

نوٹ: بعض نسخوں میں پہلی دو غزلوں کے علاوہ ردیف ب کی اور کوئی غزل شامل نہیں ہے۔

غزل نمبر(۳)

(۱) آفتاب از روئے او شد در حجاب — سایہ را باشد حجاب از آفتاب
(۲) دستِ ماہ و مہر بر بندد بحُسن — ماہ بی مہرم چو بر بندد نقاب
(۳) از خیالم باز نشناسد کسے — گر در آغوشش بینم شب بخواب
(۴) شاہداں مستور و مستاں بے شکیب — خانقہ معمور و درویشاں خراب

حل لغات:

* درحجاب۔ پردہ میں، * ازروئے او۔اس کے رُخ سے اُس کے چہرے کی وجہ سے * باز نشناسد۔ پھر نہ پہچانے * درآغوشش بینم۔ میں اپنے آپ کو اس کی گود میں دیکھوں * شاہداں۔ معشوق * مستور۔ پردہ، پردے میں * بی شکیب۔ بے صبر * معمور ۔بھرا ہوا۔

ترجمہ:

(۱) اس (محبوب کے) درخشاں چہرے کو دیکھ کر آفتاب پردے میں چھپ گیا ہے۔ سچ ہے کہ آفتاب کے سامنے سایہ قائم نہیں رہ سکتا اور چھپ جایا کرتا ہے۔ جیسے ہی سورج طلوع ہوتا ہے چھاؤں غائب ہو جاتی ہے۔

(۲) جب میرا بے مہر (بے محبت بے وفا) چاند (محبوب) اپنے رُخ سے نقاب اُلٹ ڈالے تو اس کے حسن کے سامنے یہ چاند اور سورج تک خجل ہو جائیں یعنی چاند اور سورج کو بھی اس کا حسن شرمندہ اور مات کر ڈالے۔

(۳) اگر میں رات کو خواب کی حالت میں اُس (محبوب) کو اپنی آغوش میں لے لوں تو پھر کوئی بھی اس خیالی شکل کو میرے اور اس کے درمیان فرق محسوس نہ کر سکے۔ کوئی پہچان نہ رہ سکے۔ یعنی اگر اس کا موہوم وصال بھی حاصل ہو جائے تو میں اپنی خودی (مستی) کو گم کر ڈالوں۔

(۴) محبوب پردے میں مستور ہے اور مست بے صبر ہو رہے ہیں خانقاہیں بھری پڑی ہیں اور درویشوں کا تو کوئی حال نہیں ہے ان بیچاروں کی خستہ و خراب حالت ہے۔ میرا جو نہیں ہو رہا۔

(۵) خونِ دل در جام دیدم اَز سرشک — آبرو برباد دادم از شراب
(۶) از برائے بادہ می باید زدن — محتسب را حدِ بیحد و حساب
(۷) سوزِ مستاں گر بداند محتسب! — دردم ازمے شان زند بر آتش آب
(۸) ہر کرا از دیدہ شد بارانِ اشک — زیرِ دامن باد دارد چوں سحاب

(۹) حافظا وعظ و نصیحت گو مکن ترکِ ترکانِ خطا نبود صواب

حل لغات:

* سرشک۔ آنسو * برباد دادم۔ضائع کردیا، برباد کردیا * سوزِ مستاں۔مستوں کا سوز * دردم۔فی الفور، اسی وقت * زند بر آتش آب۔آگ پر پانی چھڑکیں * ہر کرا۔جس کی * باران اشک۔آنسوؤں کی برسات * سحاب۔بادل * ترک۔ چھوڑنا * ترکانِ خطا۔ خطا شہر کے معشوق، خطا ترکستان اور چین کے درمیان واقع ہے وہاں کے حسین مشہور ہیں * صواب۔درست، ٹھیک۔

ترجمہ:

(۵) میں نے جام میں اپنے خون آلود آنسوؤں سے دِل کا خون دیکھا۔یہ سب کچھ شراب کی وجہ سے ہی ہوا ہے گویا میں نے اپنی عزت وآبرو خاک میں ملا ڈالی ہے۔عزت کو برباد کر کے رکھ دیا ہے۔

(۶) شراب کی خاطر محتسب کو شرعی حد لگاتے ہوئے بے حد وحساب مارنا چاہیے۔کیونکہ وہ شراب جیسی روح فزا شے کے استعمال کرنے والے پر شرعی حد جو لگاتا ہے۔شراب نوشی پر سزا جو دیتا ہے۔

(۷) اگر یہ محتسب مستوں کے دِلی سوز سے باخبر ہو جائے۔ان کے اندر کی آگ سے آگاہ ہو جائے تو پھر یہ فی الفور شراب سے ان کے اندر کی جلتی ہوئی آگ پر پانی کا چھڑکاؤ کر دے۔شراب نوشی کی اجازت دے دے۔

(۸) جس کسی کی بھی آنکھ سے آنسوؤں کی برسات برسے اُس کے دامن کے نیچے بادل کی طرح ہوا چھپی ہوئی ہوتی ہے۔یعنی وہ اپنے دامن کے نیچے بادل کی طرح ہوا چھپائے رکھتا ہے۔جو بادل کو لاتی اور لے جاتی ہے یعنی باران اشک کے بعد اسے راحت مل جاتی ہے اس کے غموں کے بادل چھٹ جاتے ہیں۔

(۹) اے حافظ! تو واعظ سے کہہ دے کہ وہ وعظ ونصیحت نہ کرے کیونکہ خطا شہر کے حسینوں کو چھوڑ دینا کسی طور بھی درست نہیں ہے۔ وہ خوبصورت جو بہت ہیں۔

----***----

غزل نمبر (۴)

(۱) تعالیٰ اللہ چہ دولت دارم امشب — کہ آمد ناگہاں دِلدارم امشب

(۲) چو دیدم روئے خوبش سجدہ کردم — بحمد اللہ نکو کردارم امشب

(۳) نہال عیشم از وصلش بر آورد — زبختِ خویش برخور دارم امشب

(۴) کشد نقشِ اناالحق بر زمیں خُون! — چو منصور ار کشی بر دارم امشب

حل لغات:

★ تعالیٰ اللہ۔ اللہ سب سے بڑا ہے، یہ کلمہ تعریف اور تعجب پر بولا جاتا ہے ★ روئے خوبش۔اس کا خوبصورت چہرہ ★ نکو کردم۔ میں نے بہت اچھا کام کیا ★ نہالِ عیشم۔میری خوشی کا پودا ★ برآورد۔پھل لایا، بارآور ہوا ★ برخوردارم، میں بہرہ مند ہوا ★ نقش۔تحریر، نشان ★ اناالحق۔میں حق ہوں، میں خدا ہوں ★ منصور۔منصور ابن حلاج ایک کامل ولی کا نام جنہیں اناالحق کہنے پر سُولی پر چڑھادیا گیا ★ بردارم کشی۔مجھے دار پر چڑھادیا جائے۔

ترجمہ:

(۱) واہ وا! کیا کہنے کہ آج رات مجھے کیسی دولت ملی، کہ اچانک میرا محبوب میرے پاس آ گیا۔مجھے اس کا وصل نصیب ہوگیا۔اللہ اکبر واہ وا! کیا کہنے۔آج رات تو کمال ہوگیا۔

(۲) جب میں نے اپنے محبوب کا حسین و دلکش چہرہ دیکھا تو میں (خدا کی بارگاہ میں شکرانے کے طور پر سجدہ ریز ہوگیا کہ آج میں نے بڑا نیک کام کیا۔سب تعریفیں اُسی کی ذاتِ اقدس کے لیے ہی ہیں۔

(۳) میری خوشی کا پودا اُس کے وصال سے بارآور ہوگیا۔گویا میں آج کی رات اپنے نصیب سے پوری طرح بہرہ مند ہوں۔میں نے اپنی قسمت سے اپنا حصہ پالیا ہے۔

(۴) اگر تو آج کی رات مجھے منصور کی طرح سولی پر بھی چڑھادے تو میرے خون کا ایک ایک قطرہ زمین پر اناالحق کا نقش کھینچ دے گا۔یعنی آج کی رات مجھے محبوب سے ایسا اتحاد حاصل ہے کہ میرے خون کے ہر قطرے سے زمین پر اناالحق کا نقش قائم ہوجائے گا۔

(۵) براتِ لیلۃ القدرے بدستم رسید از طالع بیدارم امشب
(۶) بر آں عزمم کہ گر خود میرود سر کہ سرپوش از طبق بردارم امشب
(۷) تو صاحبِ نعمتی من مستحقم! زکوٰۃِ حُسن دہ حق دارم امشب
(۸) ہمی ترسم کہ حافظؔ محو گردد ازیں شورے کہ در سر دارم امشب

حل لغات:

★ برات۔حصہ ★ ثواب۔بخرہ ★ لیلۃ القدرے۔لیلۃ القدر، شب قدر، ★ طالع بیدار۔خوش نصیبی ★ بدستم رسید۔مجھے مل گیا، میرے ہاتھ لگا ★ صاحب نعمتی۔تو صاحب نعمت ہے، نعمتیں بخشنے اور بانٹنے والا ★ مستحقم۔میں مستحق ہوں ★ محو گردد۔مٹ جائے فنا ہوجائے ★ شورے۔شور، سودا، عشق وجنوں۔

ترجمہ:

(۵) آج رات مجھے جاگتے ہوئے شبِ قدر کا ثواب مل گیا۔میں بڑا ہی خوش نصیب ہوں کہ آج میرا نصیب جاگ اُٹھا۔میرے محبوب سے میرا وصال ہوگیا (وحدت حاصل ہوئی ہے)۔یہ سب میرے جاگتے نصیب کی وجہ سے ہی ہوا ہے۔

(۶) اس لیے میں آج یہ عزم مصمم کیے ہوئے ہوں کہ خواہ میرا سر ہی کیوں نہ چلا جائے (چاہے جان سے ہی ہاتھ دھونا پڑیں) آج رات میں اس تھال سے سرپوش اُٹھا کر ہی چھوڑوں گا۔یعنی کائنات کے سارے راز ظاہر کردوں گا کہ یہ دنیا محض فریب ہے اور وجود ایک ہی ہے۔

(۷) تو صاحب نعمت ہے (نعمتوں کا بخشنے اور بانٹنے والا) اور میں حق دار ہوں۔آج رات تو مجھے اپنے حسن کی زکوۃ دے کہ میں اس کا مستحق ہوں۔اس کا حق رکھتا ہوں۔

(۸) مجھے یہ اندیشہ ہے کہ آج کی رات حافظ اس سوداو جنون سے جو کہ اس کے سر میں ہے، کہیں مرمٹ نہ جائے کیوں کہ اس کی یہ آشفتہ سری جیتے جی تو جائے گی نہیں جس طرح کہ میرؔ نے کہا ہے۔

زنداں میں بھی شورش نہ گئی اپنے جنوں کی
اب سنگ مداوا ہے اس آشفتہ سری کا

----***----

غزل نمبر (۵)

(۱) صبح دولت میدمد کو جام ہمچوں آفتاب
فرصتے زیں بہ کجا باشد بدہ جامِ شراب

(۲) خانہ بی تشویش وساقی یارومطرب بذلہ گو
موسمِ عیش ست دورِ ساغر و عہدِ شباب

(۳) شاہدوساقی بدست افشاں ومطرب پائے کوب
غمزۂ ساقی زچشمِ مَے پرستاں بُردہ خواب

(۴) خلوتِ خاص ست وجائے امن ونزہتگاہِ اُنس
ایں کہ می بینم بہ بیداریست یارب یا بخواب

حل لغات:

* میدمد۔دمیدن مصدر،صبح کا نمودار ہونا،می دمد،فعل حال،نمودار ہورہی ہے * بہ۔بہتر * بےتشویش۔بےفکروغم،پُرسکون * بذلہ گو۔خوش گفتار * شاہد۔معشوق * بدست افشاں۔ہاتھ جھٹکا کر * رقص کررہے ہیں۔ * پائے کوب۔پاؤں زمین پر مارنا * غمزہ۔آنکھ کا اشارہ،نازواَدا * نزہت گاہ۔سرسبز وشاداب مقام * انس۔محبت * خلوتِ خاص۔خاص تنہائی۔

ترجمہ:

(۱) دولت کی صبح طلوع ہورہی ہے۔سورج کا سا پیالہ کہاں ہے؟اس سے بہتر فرصت کبھی مل ہی نہیں سکتی۔اس سے بہتر فرصت کہاں ملے گی۔اے ساقی لاتو شراب کا جام مجھے دے

(۲) گھر میں کوئی فکروغم اور پریشانی نہیں ہے۔ساقی اپنا دوست ہے اور گویا خوش کلام ہے۔عیش ونشاط کا موسم ہے جام گردش میں ہے اور جوانی کا زمانہ ہے۔پھر اگر ایسے حالات ہوں تو کیوں نہ زندگی کو پرکیف اور پرسرور بنایا جائے۔

(۳) معشوق اور ساقی باہم رقصاں ہیں اور ہاتھ جھٹک جھٹک کر ناچ رہے ہیں جبکہ مطرب (گویا) تال دے رہا ہے اور ساقی کی آنکھ کا اشارہ میخواروں کی آنکھوں سے نیندیں اُڑا کر لے گیا ہے اور تمام مے نوش از خود رفتہ ہو چکے ہیں۔

(۴) خلوتِ خاص ہے اور امن و امان کی جگہ ہے اور محبت بھرا مقامِ تفریح بھی ہے۔ یہ جو کچھ بھی میں دیکھ رہا ہوں اے میرے اللہ! یہ جاگنے میں ہے یا کہ خواب ہے۔ یعنی یقین نہیں آ رہا کہ اس قدر آسودگی، عیش و نشاط، خلل و بدامنی کے بغیر محبت۔ کیا واقعی یہ حقیقت ہے؟

(۵) از خیال لُطفِ مے مشاطہء چالاک طبع — در ضمیر بَرگِ گُل خوش می کند پنہاں گُلاب
(۶) از پئے تفریحِ طبع و زیورِ حُسن و طرب — خوش بود ترکیبِ زرّیں جام بالعل مذاب
(۷) جائے امن و یار ساقی و حریفاں یکجہت! — کردہ چشمِ مست ساقی مے پرستاں راخراب
(۸) تاشد آں مہ مشتری درہائے حافظ را بگوش — می رسد ہر دم بگوشِ زہرہ گُلبانگِ رباب

حل لغات:

٭ مشاطہ۔ کنگھی پٹی کرنے والی عورت ٭ لطفِ مے۔ شراب کا لطف ٭ از پے۔ کے لیے ٭ زیورِ حسن طرب۔ حسن و طرب کو آراستہ و پیراستہ کرنے کے لیے ٭ لعلِ مذاب۔ پگلا ہوا لعل، شراب کو کہتے ہیں ٭ جائے امن۔ امن کی جگہ، اطمینان کی جگہ، ٭ یکجہت۔ ایک طرف، یکدل ٭ مشتری۔ خریدار، ایک ستارہ کا نام جسے سعد اکبر سمجھا جاتا ہے ٭ زہرہ۔ ستارے کا نام، جسے رقاصہء فلک بھی کہتے ہیں ٭ گلبانگ۔ آواز، دلکش آواز، نغمہ۔

ترجمہ:

(۵) ذرا ہوشیار ہو! کہ کنگھی پٹی کرنے والی (مشاطہ) نے شراب کے کیف و سرور کے خیال سے پھول کی پتی کے اندر گلاب کو بڑی خوبصورتی سے چھپا دیا ہے۔ گلاب بھر دیا ہے۔

(۶) تفریح طبع (طبیعت کو بہلانے کے لیے) اور حسن و طرب کی زیب و زینت کے لیے سنہری پیالے اور پگھلے ہوئے لعل (شراب) کا ملاپ کیا خوبصورت ملاپ ہے۔ یعنی یہ کیا عمدہ جوڑ اور کیا اچھی ترکیب ہے۔

(۷) بڑی پُرامن اور اطمینان کی جگہ ہے۔ ساقی یار ہے اور ایک دِل دوست ہیں لیکن ساقی کی مست و مخمور آنکھوں نے میخواروں کو خراب کر کے رکھ دیا ہے۔ جب ایسی صورتحال ہو تو پھر ساقی کی آنکھیں خراب تو کریں گی۔

(۸) جب سے وہ چاند (محبوب) حافظ کے موتیوں (کلام) کا خریدار ہو گیا ہے۔ تب سے ہر وقت زہرہ کے کانوں میں رباب کی بڑی دلکش آواز سنائی دے رہی ہے۔

----٭٭٭----

غزل نمبر (۶)

(۱) زباغِ وصل تو یابد ریاضِ رضوان آب — زتابِ ہجر تو دارد شرارِ دوزخ تاب
(۲) چوں چشم من ہمہ شب جویبار باغِ بہشت — خیالِ نرگسِ مستِ تو بیند اندر خواب
(۳) بحُسنِ عارض و قدِ تُو بردہ اند پناہ — بہشت وطُوبیٰ وطوبیٰ لہم حُسن مآب
(۴) بہار شرحِ جمال تو دادہ در ہر فصل — بہشتِ ذکرِ جمیل تو کردہ در ہر باب
(۵) لبُ و دہانِ ترا اے بسا حقوقِ نمکِ — کہ ہست برجگرِ ریش وسینہائے کباب

حل لغات:

* ریاضِ رضواں۔باغ جنت * تابِ ہجر۔جدائی کی جلادینے والی آگ * جویبار۔نہر، چشمہ، * نرگس۔مشہور پھول جو آنکھ سے مشابہ ہوتا ہے * عارض۔ رخسار * طوبیٰ۔خوشی،خوشخبری، بہشت کے ایک قدرآور درخت کا نام * طوبیٰ لہم۔ان کے لیے خوشی * حسن مآب۔صاحب حسن، حسن والا * در ہر فصل۔ہر موسم میں * شرحِ جمالِ تو * تیرے حسن و جمال کے بیان کی تشریح * اے بسا۔بہت سے * ریش۔زخم

ترجمہ:

(۱) تیرے ملاپ کے باغ سے ہی بہشت کے گلزار کو پانی ملتا ہے اور تیری جدائی کی تپش سے دوزخ کے شراروں کو جلانے کی قوت حاصل ہوتی ہے۔یعنی تیرے وصال سے زندگی کو تازگی وشادابی حاصل ہوتی ہے اور تیری جدائی سے زندگی دوزخ بن جاتی ہے۔

(۲) میری آنکھ کی طرح بہشت کی جویبار بھی رات بھر تیری مست ومخمور آنکھوں کا خیال خواب میں دیکھتی رہتی ہے۔وہ بھی بالکل میری اس آنکھ کی طرح ہے جو تیری ہی مست آنکھ پر شیدا ہے۔

(۳) بہشت اور طوبیٰ کے لیے خوشخبری ہو کہ اُس نے تیرے چہرے اور قد کے حسن و جمال میں پناہ لے لی ہے اور یہ کیسا اچھا ٹھکانہ ہے۔یعنی بہشت اور طوبیٰ کو بھی ان چیزوں سے ہی خوشی نصیب ہوئی ہے۔مطلب یہ کہ میرے محبوب کے حسن کے سامنے بہشت کا حسن اور اس کے قد کے مقابلے میں طوبیٰ کا قد کوئی چیز نہیں ہے۔

(۴) اے میرے محبوب! ہر موسم میں بہار تیرے ہی حسن و جمال کی شرح بیان کرتی ہے اور بہشت ہر باب میں تیرا ہی ذکرِ جمیل دہراتی ہے۔یعنی تیرا ذکر جمیل بہشت کے ہر باب میں موجود ہے۔

(۵) اے میرے محبوب تیرے دہن اور لبوں، زخمی جگروں اور کباب کی طرح بھنے ہوئے سینوں پر بہت سے نمک کے حقوق ہیں یعنی تیرے ملیح ہونٹوں کو کباب شدہ سینوں پر مکمل نمک پاشی کا حق حاصل ہے۔

(٦) بسوخت این دلِ ما و بکام دِل نرسید — بکام اگر برسیدی نریختی خوناب
(٧) گماں مبر کہ بدورِ تو عاشقاں مستند — خبر نداری از احوالِ زاہدانِ خراب
(٨) مرا بدورِ لبت شد یقیں کہ جوہرِ لعل — پدیدمی شود از آفتاب عالم تاب
(٩) بیمنِ عشق بہمت رسیدہ اے دِل — ز راہ ہائے خطا آمدی براہِ صواب
(١٠) مہل کہ عمر بہ بیہودہ بگزرد حافظؔ — بکوش وحاصلِ عمرِ عزیز را دریاب

حل لغات:

★ بکام نرسید۔ مطلب حاصل نہ ہوسکا ★ خوناب۔ خالصِ خون ★ گماں مبر۔ یہ خیال مت کر ★ زاہدانِ خراب۔ خراب حال زاہد ★ بیمن ۔ برکت سے ★ بہ ہمت رسیدہ ۔ مراد کو پہنچا ★ راہ صواب ۔ درست راستہ ★ مہل ۔ مت چھوڑ ★ بکوش۔ کوشش کر ★ دریاب۔ پالے، حاصل کرلے۔

ترجمہ:

(٦) ہمارا یہ دل مکمل طور پر جل گیا لیکن اسے اپنے مقصد کا حصول نہ ہوسکا۔ کیونکہ اگر اسے اپنے مقصد کے حصول میں کامیابی و کامرانی حاصل ہوجاتی تو پھر یہ کبھی خونباری نہ کرتا۔ خون کے آنسو نہ روتا۔

(٧) تو یہ مت گمان کر کہ تیرے دور میں محض یہ عشاق ہی مست وبنجود ہیں۔ کیا تو خراب حال زاہدوں کی خراب کیفیت سے آگاہی نہیں رکھتا یعنی یہ بھی خراب حال کیفیت سے دوچار ہیں صرف عاشق لوگ ہی نہیں۔ مطلب یہ کہ عاشق اور زاہد سب تیرے عشق سے مست ہیں۔

(٨) تیرے ہونٹوں کے دور سے مجھے مکمل یقین ہوگیا ہے کہ لعل کا جوہر پورے جہان کو روشن کرنے والے آفتاب سے وجود میں آتا ہے۔ پیدا ہوتا ہے۔ ظہور میں آتا ہے۔ مطلب یہ کہ محبوب کا چہرہ آفتاب ہے اور لب لعل ہیں۔

(٩) اے دِل تو نے عشق کی برکت سے ہی اپنی مراد تک رسائی حاصل کی ہے۔ یعنی تو عشق مجازی سے عشق حقیقی تک پہنچا ہے۔ غلط راستوں سے ہوتے ہوئے ہی تو نے درست راہ اختیار کی ہے۔

(١٠) اے حافظ! خبردار کہیں ایسا نہ ہو کہ تیری یہ زندگی جونہی بیکار گزر جائے۔ ہاں تو کوشش کر کیونکہ کوشش سے ہی تو اپنی عمرِ عزیز کے مقصد (عشق ومحبت) کے حصول تک پہنچ سکتا ہے۔

----★★★----

ردیفِ تائے فوقانی (ت)

غزل نمبر(۱)

(۱) بیا کہ قصرِ اَمل سُست بنیادست بیار بادہ کہ بنیادِ عمر برباد ست
(۲) غلامِ ہمّتِ آنم کہ زیرِ چرخِ کبود ز ہر چہ رنگِ تعلق پزیرد آزاد ست
(۳) نصیحتے کنمت یاد گیر و در عمل آر کہ ایں حدیث ز پیرِ طریقتم یادست
(۴) مجو دُرستیءِ عہد از جہانِ سُست نہاد کہ ایں عجوز عروسِ ہزار داماد ست

حل لغات:

* اَمل۔ اُمید جمع آمال، ارمان، تمنائیں * قصر۔ محل * سُست بنیاد، کمزور بنیاد * برباد۔ ہوا پر قائم * چرخ کبود۔ نیلگوں آسمان * ہمت۔ حوصلہ * کنمت۔ کنم ترا، میں تجھ کو کرتا ہوں * پیر طریقتم۔ میرا پیر طریقت۔ * عجوز۔ بوڑھی عورت، مراد دنیا * مجو۔ مت تلاش کر * درستی۔ بہتری * سست نہاد۔ نہایت کمزور بنیاد * ہزار داماد۔ وہ عورت جس کے ہزاروں شوہر ہوں

ترجمہ:

(۱) اے دوست! آ کہ ان اُمیدوں اور آرزوؤں کا محل کی بہت ہی کمزور بنیادوں پر کھڑا ہے۔ شراب لا اے ساقی! کہ اس عمر کی بنیاد بھی ہوا پر قائم ہے۔ انتہائی ناپائیدار ہے یعنی اُمیدوں کی یہ دنیا اس لائق نہیں ہے کہ اس پر بھروسا کیا جائے۔

(۲) میں تو اُس شخص کی ہمت کا غلام ہوں جو اس نیلگوں آسمان کے نیچے ہر شے سے تعلق کا رنگ قبول کر لینے کے باوجود بھی خودشاد اور آزاد رہتا ہے۔ یعنی اس دنیا میں رہتے ہوئے دنیا و مافیہا کی پروانہیں کرتا۔

(۳) میں تجھے ایک نصیحت کرتا ہوں تم اُسے یاد رکھنا اور اس پر عمل پیرا ہونا۔ کیونکہ یہ بات مجھے میرے پیر طریقت نے ارشاد فرمائی ہے جو مجھے اب تک یاد ہے۔ میں نے اپنے پیر طریقت سے اس نصیحت کو یاد کیا ہے۔

(۴) انتہائی کمزور بنیاد والے جہان سے عہد کی پختگی اور اس کے پورا ہونے کی اُمید مت رکھ۔ یہ توقع رکھنا ہی عبث ہے کیونکہ یہ دنیا ایک ایسی کھوسٹ بڑھیا ہے جس کے ہزاروں شوہر ہیں۔ یعنی ہزاروں شوہر چھوڑ دیئے ہیں۔ مطلب یہ کہ بڑی بے وفا ہے اس نے ہزاروں سے رشتہ جوڑا اور ختم کیا ہے۔

(۵) چہ گویمت کہ بمیخانہ دوش مست و خراب سروشِ عالمِ غیبم چہ مژدہا دادست
(۶) کہ اے بلند نظر شہبازِ سدرہ نشیں نشیمنِ تو نہ ایں کُنجِ محنت آبادست

(۷) ترا ز کنگرۂ عرش میزنند صفیر ندانمت کہ دریں دامگہ چہ افتادست
(۸) غمِ جہاں مخور و پندِ من مبر از یاد کہ ایں لطیفہ نغزم ز رہروے یادست

حل لغات:

* چہ گویمت۔ چہ گویم ترا، میں تجھ سے کیا کہوں * سروش۔ فرشتہ، غیبی فرشتہ، * مژدہ۔ خوشخبری * سِدرہ نشین۔ سِدرہ جس کا نشیمن ہو * سدِرہ ساتویں آسمان سے بلند ایک مقام جہاں سے آگے کوئی فرشتہ نہیں جا سکتا * کنج۔ گوشہ، کونہ * کنگرہ۔ کنارہ * صفیر۔ آواز * مبر از یاد۔ یاد سے نہ گزار، مت بھول * نغز۔ عمدہ بات، لطیفہ۔ اچھی بات، باریک بات، راہروے۔ راہرو، راہی، سالک

ترجمہ:

(۵) میں تجھ سے کیا کہوں، تجھے کیا بتاؤں کہ میں کل گزشتہ رات میخانہ میں مست وخراب حالت میں تھا کہ فرشتے نے عالم غیب سے مجھے کیا کیا خوشخبریاں سنائی ہیں۔ میں وہ بیان نہیں کر سکتا۔

(۶) اس سے کہا گیا کہ اے سدِرہ نشین، بلند نظر رکھنے والے شہباز! کہ تیرا نشیمن تیرا آشیانہ یہ دکھوں سے بھری ہوئی دنیا اور یہ گوشہ اور یہ کونہ نہیں ہے۔ اے عاشق یہ محنت آباد دنیا ترا اصلی مقام نہیں۔

(۷) تجھے تو عرش کے کنگرے سے آوازیں دی جاری ہیں۔ (کہ اپنا مقام پہچان) مجھے نہیں پتہ۔ مجھے نہیں معلوم کہ پھر تو اس دام گاہ (اس پھندے اور جال) کی جگہ (دنیا) میں کیوں پڑا ہوا ہے۔ جہاں تیرے لئے کیا رکھا ہے؟ تو دنیا کا کیوں ہو کر رہ گیا ہے؟

(۸) تو اس زمانے کا غم بالکل نہ کھا اور میری اس نصیحت کو کبھی بھی فراموش نہ کر ہمیشہ یاد رکھ کہ یہ نادر اور لطیف بات مجھے ایک سالک نے بتائی ہے جو مجھے ابھی تک یاد ہے۔ اور وہ بات یہ ہے کہ

(۹) رضا بداده بده وز جبیں گرہ بکشائے کہ برمن و تو درِ اختیار نکشادست
(۱۰) نشانِ مہرو[1] وفا نیست در تبسم گل! بنال بُلبُلِ مسکیں کہ جائے فریادست
(۱۱) حسد چہ می بری اے سُست نظم برحافظ قبولِ خاطر و لُطفِ سخن خُدا دادست

حل لغات:

* رضا بداده بده۔ مقدر پر راضی برضا رہ * گرہ بکشائے۔ شکن ختم کر دے * ست نظم۔ وہ نظم یا اشعار جس کا مقام شاعری میں پست ہو * لطفِ سخن۔ کلام کا لطف

ترجمہ:

(۹) تجھے جو کچھ دے دیا گیا ہے اسی پر راضی برضا رہ اور اپنی پیشانی پر شکن مت ڈال کیونکہ مجھ پر اور تجھ پر اُس نے اختیار کا دروازہ کھولا ہی نہیں ہے۔ ہم کچھ اور کر ہی نہیں سکتے۔ ہمارے اختیار سے باہر ہے۔ ہم بے بس ہیں۔ اسی پر اس کا شکر کرنا چاہیے۔

[1] بعض نسخوں میں مہر و وفا کی جگہ عہد و وفا اور بعض میں عہدِ وفا لکھا ہے۔
(نوٹ) بعض نسخوں میں ردیف ت کی اکثر غزلیں شامل نہیں ہیں۔

(۱۰) پھولوں کی مسکراہٹ میں مہر و وفا کا نشان تک نہیں ملتا۔ اے مسکین بُلبل! یہ تو رونے اور آہ و بکا کرنے کا مقام ہے۔ تجھے فریاد وفغاں کرنی چاہیے، خوب رونا چاہیے کہ یہ فریاد کا ہی تو موقع ہے کہ مہر و وفا باقی نہیں رہی۔

(۱۱) اے سُست نظم والے شاعر! تو حافظ پر حسد کیوں کر رہا ہے؟ کیونکہ اس کی قبولیت اور لطف تو ایک خداداد چیز ہے۔ کسی کے بس کی بات نہیں ہے۔ یعنی لطفِ کلام اور قبولِ عام خدا کی طرف سے عطا ہوتا ہے۔

----***----

غزل نمبر (۲)

(۱) برو بکارِ خود اے واعظ ایں چہ فریادست — مرا فتاد دِل از کف ترا چہ افتادست
(۲) بکام تا نرساند مرا لبش چوں نائے — نصیحتِ ہمہ عالم بگوشِ من بادست
(۳) میانِ او کہ خدا آفریدہ است از ہیچ — دقیقہ ایست کہ ہیچ آفریدہ نکشادست
(۴) گدائے کوئے تو از ہشت خلد مستغنی ست — اسیرِ عشقِ تو از ہر دو عالم آزاد ست

حل لغات:

* ایں چہ فریادست۔ یہ کیسا شور و غل ہے * مرا فتاد دِل۔ میرا دل ہاتھ سے نکل گیا ہے * ترا چہ افتاد۔ تجھ پر کیا آن پڑی ہے * بکام تانہ رساند۔ بکارم رساندن، مقصد پورا ہونا۔ * نائے۔ بانسری۔ * ہمہ عالم۔ سارا جہان * میان۔ کمر * ہیچ آفریدہ۔ ہر وہ جو تخلیق ہوا ہے * دقیقہ۔ نکتہ، راز * ہشت خلد۔ آٹھ بہشتیں * مستغنی۔ بے نیاز، بے پروا۔

ترجمہ:

(۱) اے واعظ! تو جا اپنا کام کر: یہ کیسا شور و غل ہے، کیسی فریاد ہے؟ میرا تو دِل ہاتھ سے نکل گیا ہے، کھو گیا ہے۔ تجھ پر کیا آن پڑی ہے؟ تجھے کیا ہو گیا ہے؟ میں تو اسی لیے فریاد کر رہا ہوں کہ میرا دِل کھو گیا ہے۔

(۲) اُس کے بانسری جیسے ہونٹوں تک جب تک میری رسائی نہیں ہو گی۔ (یعنی جب تک اس کے ہونٹوں پر بوسہ نہ دے لوں گا) اس وقت تک ساری دنیا کی نصیحتیں میرے لیے ہوا سے زیادہ اہمیت کی حامل نہ ہوں گی دنیا بھر کی نصیحتیں میرے کانوں کے لیے بے اثر ہیں۔ مجھ پر ان نصیحتوں کا کوئی اثر نہیں ہو گا۔

(۳) اللہ تبارک تعالیٰ نے اُس (محبوب) کی کمر نیستی سے تخلیق کی ہے۔ یہ ایک ایسا نکتہ ہے کہ جو مخلوق میں سے کسی کو بھی حل کرنے کی طاقت و صلاحیت نہیں ہے۔ کوئی حل نہیں کر سکتا ہے۔ معشوق کی کمر کو معدوم مانا جاتا ہے۔

(۴) تیرے کوچے کا فقیر آٹھوں بہشتوں سے ہی بے نیاز ہے۔ اسے کسی جنت کی کوئی پروا نہیں ہو سکتی۔ جو تیری زنجیرِ عشق کا قیدی ہو وہ دونوں جہانوں سے ہی آزاد ہوتا ہے وہ دنیا کی ہر بندش سے مبرا ہوتا ہے۔

(۵) اگرچہ مستیءِ عشقم خراب کرد ولے — اساسِ ہستیءِ من زان خراب آباد ست
(٦) دِلا منال ز بیدادِ یار کہ یار! — ترا نصیب ہمیں کرد وایں ازاں دادست
(۷) فریبِ عشوۂ حُسن از جہانِ پیر مخور — کہ ہر کہ کرد بوی اختلاط ناشادست
(۸) برو فسانہ مخوان وفسوں مدم حافظؔ! — کزیں فسانہ وافسوں مرابسے یادست

حل لغات:

٭اساس ہستی۔ہستی کی بنیاد٭زیں خراب۔مراداسی عشق کی خرابی ہے ٭ منال۔مت رو ٭بیداد۔بے انصافی،ظلم ٭داد، انصاف٭ عشوہ۔معشوق کا اندازِ فریب٭جہانِ پیر۔بوڑھا جہان٭اختلاط۔ملنا جلنا٭فسوں۔سحر،منتر،جادو ٭فسانہ وافسوں۔قصے کہانیاں اور منتر۔

ترجمہ:

(۵) اگرچہ مجھے اس عشق کی مستی نے خراب وبرباد کردیا ہے۔لیکن میری ہستی کی بنیاد تو اسی (عشق کی خرابی) سے ہی آباد ہے۔یعنی اسی خرابی سے ہی استوار ہے۔

(٦) اے دِل!یار کے ظلم وجفا کی وجہ سے نالہ وزاری مت کر،فریاد نہ کر!کیونکہ دوست نے یہی کچھ لکھا ہے اور یہی کچھ تجھے دے دیا ہے۔اور یہی عین انصاف ہے۔

(۷) تم اس بوڑھے (کھوسٹ) جہان کے فریب میں ہرگز نہ آنا کیونکہ جس نے بھی اس پیرزال سے محبت کی ہے اس نے اس سے دھوکا ہی کیا ہے۔جس نے اس سے میل جول رکھا ہے وہی ناشاد ہوا ہے۔

(۷) اے حافظؔ!چل جا!ایسی جھوٹی باتیں نہ بنا۔قصے کہانیاں نہ سنا۔کہ ایسے قصے کہانیاں اور افسانے مجھے بہت یاد ہیں اور میں بھلا ایسی باتوں میں کب آنے والا ہوں۔

----٭٭٭----

غزل نمبر(۳)

(۱) روزه یکسو شد و عید آمد و دِلها برخاست — مَے بمیخانه[۱] بجوش آمد ومی باید خواست

(۲) نوبتِ زہد فروشان گران جان بگزشت — وقت شادی وطرب کردنِ رنداں برخاست[۲]

(۳) چہ ملامت بود آں راکہ چوما[۳] بادہ خورد — ایں نہ عیب ست برعاشق رند و نہ خطاست

(۴) بادہ نوشی کہ درو' ہیچ ریائی[۴] نبود — بہتراز زہد فروشی کہ درو رو و ریاست

حل لغات:

* روزہ یکسوشد۔روزے ختم ہوگئے * ماہِ رمضان ختم ہوگیا۔یعنی پابندی کے ایام گزر گئے * دلہا برخاست۔دِلوں میں اُمنگیں ابھرنے لگیں * نوبت۔وقت،دور * زہد فروشاں۔زہد بیچنے والے،مرادریا کار * طرب کردن۔خوشی منانا * چہ ملامت بود۔کیا ملامت ہوسکتی ہے * چو مابادہ خورد۔ہماری طرح شراب پیے * ریائی۔ریا کاری،دکھاوا * زہد فروشی۔ظاہری پرہیز گاری، دکھاوے کازہد۔

ترجمہ:

(۱) روزے اپنے اختتام کو پہنچ گئے اور عید آ گئی۔اور دِلوں میں اُمنگیں جاگ اُٹھیں۔شراب میخانے کے اندر جوش مار رہی ہے اور اب شراب طلب کرنا چاہیے کیونکہ پابندی کے دن گزر گئے ہیں۔

(۲) اب سخت جانوں اور ظاہر فروشوں (ریا کاروں) کی نوبت اپنے اختتام کو پہنچی،ختم ہوگئی۔اب تو رِندوں کا دور ہے اور رندوں کے عیش ونشاط کا زمانہ ہے۔رندوں کے مزے اُڑانے کا وقت ہے۔

(۳) جو ہماری طرح شراب نوشی کرے تو اس کی بھلا ملامت کیوں کی جائے۔شراب نوشی اس کی وجہ ملامت کیوں بنے؟ کیونکہ یہ بات رند و عاشق کے لیے نہ تو کوئی عیب ہے اور نہ کوئی گناہ ہے۔نہ کوئی غلطی ہے۔شراب پینا کوئی عیب نہیں ہے۔

(۴) وہ شراب نوشی کہ جس میں ریا کاری کا شائبہ تک نہ ہو اُس زہد فروشی سے کہیں بہتر ہے کہ جس میں ذرہ بھر بھی ریا کاری (دکھاوے کی پرہیز گاری) شامل نہ ہو۔وہ رندی جو مکر و ریا سے خالی ہو زاہدوں کے اُس زہد سے کہیں بہتر ہے جس میں ریا کاری اور نفاق ہے۔

---

۱ بعض نسخوں میں بمیخانہ کی جگہ زخمخانہ ہے۔

۲ بعض نسخوں میں یہ شعر یوں ہے: ؎ توبہ زہد فروشاں گرانجاں بگوشت — وقتِ رندی وطرب کردن رنداں پیدا است

۳ بعض نسخوں میں چو ما کی جگہ چنیں ہے اور مصرع ثانی یوں ہے: ع ایں چہ عجیب است بدین بی خردی دین چہ خطاست

۴ بعض نسخوں میں ہیچ ریائی کی جگہ روئی و ریائی ہے۔

(۵) ما نہ مردانِ ریائیم وحریفانِ نفاق — آنکہ او عالم سرِّ ست بدیں حال گواست
(٦) فرض ایزد بگزاریم وکس بد نہ کنیم — وانچہ گویند روانیست بگوئیم رواست
(۷) چہ شود گر من وتو چند قدحِ بادہ خوریم — بادہ ازخون رز انست نہ ازخونِ شماست
(۸) ایں چہ عیب ست کزآں عیب خلل خواہد بود — ور بود نیز چہ شد مردمِ بے عیب کجاست
(۹) حافظ از عشق خط وخال توسرگردانست — ہمچو پرکار ولے نقطۂ دِل پا برجاست

حل لغات:

* مانہ مردانِ ریائیم۔ہم ریا کارلوگ نہیں ہیں * حریفانِ نفاق۔اہلِ منافقت،منافقت رکھنے والے لوگ * عالم سرمست۔رازوں کو جاننے والا * فرض ایزدبگزاریم۔ہم خدا کا فرض ادا کرتے ہیں * بہ کس بدنکنیم۔کسی کے ساتھ برائی نہیں کرتے * روانیست۔جائزنہیں ہے * رواست۔جائز ہے * چہ شود۔کیا ہوگا * قدح۔شراب کا پیالہ * خون رزانست۔انگوروں کا خون ہے'انگور کارس * خلل خواہد بود۔جس سے کچھ خلل واقع ہوگا * وربودعیب۔اوراگرعیب بھی ہو * خط وخال۔چہرہ مُہرہ، چہرے کے بال اورتل وغیرہ * ہمچو پرکار۔پرکار کی طرح۔

ترجمہ:

(۵) ہم نہ تو ریا کار ہیں اور نہ منافق ہی ہیں ہم رند ضرور ہیں مگر مکروفریب اورنفاق نہیں رکھتے۔وہ خدا جودل کے پوشیدہ رازوں سے بخوبی واقف ہے ہماری اس صورت حال کا گواہ ہے۔اُسے اچھی طرح معلوم ہے۔

(٦) ہم خدا کے فرائض کی ادائیگی بہ احسن سرانجام دیتے ہیں اور کبھی کسی سے کوئی برائی نہیں کرتے۔اورعلمائے ظاہر جس (چیز) شراب محبت کوجائزنہیں کہتے ہم اُسے جائز قرار دیتے ہیں۔اور وہ جائز ہے۔

(۷) کیا ہوجائے گا اگر میں اور تم مل کے چند پیالے شراب کے نوش کرلیں۔یہ شراب تو انگوروں کا خون ہے۔(رَس ہے) یہ کوئی تیرا خون نہیں ہے'جس وجہ سے' تجھے شراب سے نفرت ہے!

(۸) یہ کوئی ایسا عیب نہیں ہے کہ اس سے کچھ خلل واقع ہوجائے گا،خرابی ہوجائے گی۔اوراگراسے عیب تسلیم کربھی لیاجائے تو پھر تم یہ بتاؤ کہ بھلا بے عیب انسان کہاں ہے' بے عیب انسان کوئی ہے؟

(۹) اس حافظ کی ساری سرگردانی تیرے خط وخال کے عشق کی وجہ سے ہے۔لیکن پرکار کی طرح اس کا دل جو ہے وہ اپنے مرکز پر ہی قائم ہے۔یعنی پرکار کی طرح سرگردان تو ہے مگر دِل ایک ہی جگہ ایک ہی نکتے ایک ہی مرکز (اور وہ ہے وصال محبوب) پر قائم ہے۔

----***----

غزل نمبر (۴)

(۱) چو بشنوی سخن اہل دِل مگو کہ خطاست | سخن شناس نہء دِلبرا خطا ایں جاست
(۲) سرم بدنیا و عقبیٰ فرو نمی آید | تبارک اللہ ازیں فتنہا کہ درسرِ ماست
(۳) در اندرونِ منِ خستہ دِل ندانم کیست | کہ من خموشم و او در فغان و غوغائست
(۴) دِلم زپردہ بروں شد کجائی اے مطرب | بنال ہاں کہ ازیں پردہ کار مابنواست

حل لغات:

★ سخن شناس۔شعر کی باریکی سمجھنے والا، شعر فہم، شعر (بات) کی پہچان رکھنے والا ★ خستہ دِل۔ٹوٹے دِل والا ★ فرونمی آید۔نیچے نہیں آتا، جھکتا نہیں ★ تبارک اللہ۔اللہ تعالیٰ کی ہی برکت ہے ★ فغان وغوغا۔فریاد وشور وغل ★ کجائی۔تو کہاں ہے ★ مطرب۔گویا، گانا گانے والا ★ بنال۔رو، آہ وفغاں کر۔

ترجمہ:

(۱) جب تو کسی صاحب دِل کی بات سنے تو یہ مت کہہ کہ یہ غلط ہے، بلکہ اے میرے دوست غلط تو تو خود ہے کہ جو تو سخن شناس نہیں ہے۔یہ سخن فہمی وسخن شناسی کی اہلیت ہی انسان کی قابلیت کی غماز ہوا کرتی ہے۔سخن شناسی کا نہ ہونا خطا کا موجب ہے۔اور یہی خطا ہے۔

(۲) میرا سر دنیا اور آخرت کے سامنے خم نہیں ہوتا، نہیں جھکتا۔سبحان اللہ! کیا کہنے اس عشق کے فتنوں کے جو میرے سر (دماغ) میں ہیں۔یعنی عشق اور اس کے اسرار ورموز کی وجہ سے میں دونوں جہان سے بے نیاز ہو چکا ہوں۔

(۳) میں نہیں جانتا کہ میرے خستہ وخراب دل میں کون چھپا بیٹھا ہے؟ کیونکہ میں تو بالکل خاموش ہوں اور وہ فریاد وفغاں اور شور وغل کیے جارہا ہے۔میں کب بولتا ہوں وہ خود بولتا ہے۔

(۴) میرے دل کا پوشیدہ راز آشکار ہو گیا ہے۔اے مطرب! تو کہاں ہے؟ نغمہ زن ہو۔گانا گا کہ اس ساز کے پردے سے میرا کام بن گیا ہے۔میرا کام پر رونق ہو گیا ہے۔

(۵) مرا بکارِ جہاں ہرگز التفات نبود | رُخِ تو درنظرِ من چنیں خوشش آراست
(۶) نخفتہ اَم بخیالے کہ می پزم شبہا![1] | خمارِ صد شبہ دارم شراب خانہ کجاست
(۷) چنیں کہ صومعہ آلودہ شد زخونِ دِلم | گرم ببادہ بشوئید حق بدستِ شماست
(۸) ازاں بدیرِ مغانم عزیز مے دارند | کہ آتشے کہ نمیرد ہمیشہ دردلِ ماست

[1] بعض نسخوں میں پزم شبہا کی جگہ پزد دلِ من ہے۔

حل لغات:

★ بکارِ جہاں ۔ دنیا کے کام ★ التفات ۔ محبت بھری توجہ ★ خوش آراست ۔ خوب آراستہ کیا ہے ★ می پزم ۔ میں پکاتا ہوں ★ خمارِ صدشبہ ۔ سوراتوں کا خمار ★ چنیں ۔ اس طرح، اس حالت میں ★ صومعہ ۔ عبادت گاہ، گرجا، بت خانہ ★ ازاں ۔ اس وجہ سے ★ دیر ۔ آتش کدہ ★ مغانم عزیز میدارند ★ آتش پرست مجھے عزیز گردانتے ہیں ★ آتشے کہ نمیرد ۔ وہ آگ جو بجھتی نہیں ہے

ترجمہ:

(۵) مجھے اس دنیا اور دنیا کے کاموں کی طرف ذرہ بھر بھی توجہ نہ تھی ۔ کچھ التفات نہ تھا ۔ صرف تیرے چہرے کے حسن و جمال کے پرتو نے ہی اس دنیا کو اس قدر حسین وخوبصورت بناڈالا ہے ۔ یعنی عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے کتاب وسنت کا عامل بنا ڈالا اور دنیا کو میرے سامنے بہشت کی صورت میں پیش کیا ۔

(۶) دل میں تیرا تصور باندھنے کی وجہ سے میں سو نہیں سکا ۔ میں سینکڑوں راتوں کا خمار رکھتا ہوں ۔ مجھے بتاؤ کہ شراب خانہ کہاں ہے ؟ مجھے بہت زیادہ شراب چاہیے بقدرِ خمار پینا چاہتا ہوں ۔

(۷) جیسا کہ تم جانتے ہو کہ میرے دِل کے خون سے ساری خانقاہ بھری پڑی ہے (آلودہ ہے) اگر تم (مجھے) اس خون کو شراب سے دھوڈالو تو تم حق بجانب ہو ۔ تمہارا حق ہے ۔ یہ حق تمہارے ہاتھ میں ہے ۔

(۸) آتش کدے میں آتش پرست مجھے اسی لیے عزیز گردانتے ہیں ، میری عزت افزائی کرتے ہیں ، کہ میرے دل میں ایسی آگ ہے کہ جو کبھی بھی بجھتی نہیں ہے ۔ کیونکہ آتش کدے کو ہمیشہ روشن رکھا جاتا ہے ۔ اور میرا دِل ایک آتش کدہ ہے ۔

(۹) چہ ساز بود کہ بنواخت مطربِ عشاق — کہ رفت عمر و ہنوزم دماغ پر ز ہوا ست
(۱۰) خمارِ عشق تو دِیشب در اندرونم بود — کجاست وقتِ عبادت چہ وقتِ و جائے دُعاست[1]
(۱۱) ندائے عشق تو دوشم در اندروں دادند — فضائے سینۂ حافظ ہنوز پُر ز صداست

حل لغات:

★ بنواخت ۔ بجایا ★ مطربِ عشاق ، عاشقوں کا مطرب ★ ہوا ۔ آرزو ، خواہش ★ خمارِ عشق تو ۔ تیرے عشق کا خمار ★ دِیشب ۔ گزشتہ رات ★ ندائے عشق تو ۔ تیرے عشق کی آواز ★ دوشم ۔ کل گزشتہ رات

ترجمہ:

(۹) وہ ساز کونسا تھا کہ جسے اس مطرب نے بجایا ؟ (کہ اس کی بڑی دلکش اور دلفریب آواز تھی) کہ میری تمام عمر اختتام کو پہنچ گئی لیکن میرا دماغ ابھی تک ان نغموں کی آرزو سے بھرا ہوا ہے ۔

(۱۰) گزشتہ رات تیرے عشق کا خمار میرے اندر موجود تھا ۔ بھلا مجھے یہ تو کوئی بتائے کہ عبادت کا وقت کہاں ہے اور دُعا کرنے کا وقت اور جگہ کونسی ہے ؟ میں تو مست وبیخود ہو چکا تھا ۔

---

[1] بعض نسخوں میں یہ شعر شامل نہیں ہے ۔

(۱۱) تیرے عشق کی آواز کل گذشتہ شب ہی میرے دل میں پہنچادی گئی تھی۔ یہی وجہ ہے کہ حافظ کے سینے کی فضا اُسی (صدائے نغمہ) سے اب تک گونج رہی ہے۔اُسی سے حافظ کے سینے کی فضا لبریز ہے۔

----***----

غزل نمبر (۵)

(۱) روضۂ خُلدِ بریں خلوتِ درویشاں ست — مایۂ محتشمی خدمتِ درویشاں ست
(۲) گنجِ عزلت کہ طلسماتِ عجائب دارد — فتح آں در نظرِ ہمتِ[1] درویشاں ست
(۳) قصرِ فردوس کہ رضوانش بدربانی رفت — منظرے از چمنِ نزہتِ درویشاں ست
(۴) آنچہ زر میشود از پرتوِ آں[2] قلبِ سیاہ — کیمیائیست کہ در صُحبتِ درویشاں ست

حل لغات:

* روضہ۔باغ * خُلدِ بریں۔بہشت * خلوت۔گوشہ نشینی * مایہ۔سرمایہ، * محتشمی۔صاحب عزت * گنجِ عزلت۔تنہائی کا خزانہ * طلسمات۔جادوگریاں * نظرِ ہمت۔توجہ کی نظر * قصرِ فردوس۔جنت کا محل * رضوان۔بہشت کا دربان * نزہت تازگی، پاکیزگی، خوشحالی، نزہت کدہ۔سیرگاہ * پرتو۔سایہ، عکس * زر میشود۔سونا بن جاتا ہے۔

ترجمہ:

(۱) درویشوں (مردانِ حق) کی تنہائی کا گوشہ گویا خُلدِ بریں کا ایک باغ ہے۔اسی طرح ان کی خدمت میں ہی دولت وعزت ہے اور سرمایہء سربلندی ہے۔تزک واحتشام کا سرمایہ ان کی خدمت سے ہی ہاتھ آتا ہے۔

(۲) خلوت نشینی کا خزانہ گویا عجائبات کا ایک طلسم ہے۔یعنی گوشہ تنہائی میں عجیب وغریب طلسمات بھرے ہوئے ہیں اور یہ ایسے طلسمات ہیں کہ جن کی کشادگی کا راز صرف درویشوں کے لطف وکرم کی نظر میں چھپا ہوا ہے۔

(۳) جنت کا محل جس کے دربان کا نام رضوان ہے (جس کی دربانی رضوان کر رہا ہے) وہ درویشوں کی تر وتازہ طبیعت کے چمن کا ایک حسین ودلفریب منظر ہے۔یعنی درویشوں کی سنگت باعث شادابی وتازگی ہے۔

(۴) جس کے پرتو سے کھوٹا سکہ (قلبِ سیاہ) سونا بن جاتا ہے وہ ایک ایسا کیمیا ہے کہ جو صرف درویشوں کی مصاحبت ومحبت سے ہی میسر آتا ہے۔یہ سب مرشد کی نگاہِ کیمیا اثر کا ہی اثر ہے۔پنجابی زبان کا مشہور دوہا ہے۔

نظر جنہاں دی کیمیا، سونا کردے وَٹ
ذاتیں رب نہ رُجھدا کہہ سیّد کیہ جٹ

---

[1] بعض نسخوں میں ہمت کی جگہ رحمت ہے۔ [2] بعض نسخوں میں آں کی جگہ او ہے

(۵) وانکه پیشش بنہد تاجِ تکبرّ خورشید — کبر یائیست کہ در حشمتِ درویشاں ست
(۶) دولتے را کہ نباشد غم از آسیبِ زوال — بے تکلّف بشنو دولتِ درویشاں ست
(۷) خسرواں قبلہء حاجاتِ جہان نند ولے! — سببش بندگی حضرت دورییشاں ست
(۸) روئے مقصود کہ شاہانِ جہاں[1] می طلبند — مظہرش آئینہء طلعتِ درویشاں ست

حل لغات:

* تاجِ تکبر۔غرور کا تاج * کبریائی۔بڑائی * حشمت۔دبدبہ، بزرگی و بڑائی * دولتے۔وہ دولت * آسیب۔زوال کا خطرہ * خسرواں۔خسرو کی جمع خسرو بمعنی بادشاہ * قبلہ حاجات۔ضرورتوں کو پورا کرنے والے * مظہر۔ظاہر ہونے کی جگہ * آئینہ طلعتِ درویشاں۔درویشوں کی صورت کا آئینہ * روئے مقصود۔اصلی مقاصد و مطالب کا چہرہ * مظہرش۔اس کا ظاہر ہو جانا * طلعت۔صورت

ترجمہ:

(۵) سورج بھی جس کے سامنے اپنی بڑائی و بزرگی کا تاج نہایت عاجزی سے رکھ دیتا ہے۔درویشوں اور فقیروں کی شان میں وہ سربلندی اور بزرگی پائی جاتی ہے یعنی دنیا کا تمام تر شاہی جلال درویشوں کے دبدبے میں پوشیدہ ہے۔

(۶) وہ دولت جس پر زوال آنے کا کوئی ڈر اور اندیشہ نہیں ہے، تو مجھ سے بے تکلف سن! وہ درویشوں کی دولت ہے۔یعنی وہ دولت درویشوں کے پاس ہے جو لازوال ہے۔

(۷) دنیا کے بادشاہ تو دنیا کی حاجتیں برلاتے ہیں۔پوری کرتے ہیں۔اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ درویشوں کی بندگی (اطاعت) کرتے ہیں یعنی وہ درویشوں کی بندگی کی وجہ سے ہی اس قابل ہوئے ہیں۔

(۸) مطلب و مقصود کا وہ چہرہ جس کے لیے جہان بھر کے بادشاہ طلبگار ہیں، وہ درویشوں کے چہرے کے آئینے میں نظر آجاتا ہے یعنی کامیابی و کامرانی صرف درویشوں کے جمال کے آئینہ میں دکھائی دیتی ہے۔

(۹) اے توانگر مفروش ایں ہمہ نخوت کہ ترا — سروری[2] در کنفِ ہمتِ درویشاں ست
(۱۰) گنجِ قاروں کہ فرو میرود[3] از قہر ہنوز! — خواندہ باشی تو کہ ہم از غیرتِ درویشاں ست
(۱۱) بندۂ آصفِ عہدیم کہ در سلطنتش! — صورتِ خواجگی و سیرتِ درویشاں ست
(۱۲) اے دل[4] ار آبِ حیاتِ ابدی میخواہی[5] — منبعش خاکِ درِ خلوتِ درویشاں ست
(۱۳) از کراں تا بکراں لشکرِ ظلمت ولے — از ازل تا باید فرصتِ دوریشاں ست

---

[1] بعض نسخوں جہاں کی جگہ بدعا ہے۔
[2] بعض نسخوں میں سروری کی جگہ سروزد ہے۔
[3] بعض نسخوں میں میرود کی جگہ میشود ہے۔
[4،5] بعض نسخوں میں دل کی جگہ حافظ ہے اور میخواہی کی جگہ میطلبی ہے۔

(۱۴) حافظ اینجا بادب باش کہ سلطان و ملک　　　ہمہ در بندگیِ حضرتِ درویشاں ست

حل لغات:

* توانگر۔ صاحب مال، امیر * نخوت۔ تکبر، غرور * سروری۔ بادشاہی، سرداری * کنف۔ جانب، پناہ * گنج قاروں۔ قاروں کا خزانہ۔ فرومیشود۔ کم ہوتا جارہا ہے * خوانده باشی۔ تو نے پڑھا ہوگا * آصفِ عہد۔ عماد بن محمود آصف کا دورِ سلطنت * صورتِ خواجگی۔ بادشاہ جیسی صورت * کراں۔ کنارہ * فرصت۔ آرام دینا، قابو پانا۔

ترجمہ:

(۹) اے صاحب مال و دولت! تو اس قدر تکبر و غرور مت کر تجھے جو بادشاہی (سرداری) حاصل ہے وہ درویشوں کی دعاؤں کی پناہ میں سر دھنتی ہے مطلب یہ کہ وہ ان کی دعاوں کی بدولت ہی ملی ہے۔ یعنی مالدار اپنے مال پر اس قدر نازاں نہ ہوں کیونکہ فقیروں اور اللہ والوں کی بدولت ہی انہیں یہ سب کچھ عطا ہوا ہے۔

(۱۰) قاروں کا خزانہ جو قہرِ الٰہی سے آج بھی زیرِ زمین دھنستا ہی چلا جارہا ہے۔ تم نے یہ پڑھا تو ہوگا کہ یہ سب کچھ بھی درویشوں کی غیرت کا ہی نتیجہ ہے (یعنی یہ حضرت موسیٰ علیہ السلام) کی بددعا کی وجہ سے ہی ہوا تھا)

(۱۱) میں تو اس دور کے وزیر کا غلام ہوں جس کے عہدِ حکومت میں صورت تو خواجہ جیسی ہے لیکن سیرت درویشوں کی سی ہے (حافظ شیرازی نے اپنے ممدوح کی مدح سرائی کی ہے۔)

(۱۲) اے دِل اگر تو ہمیشہ زندہ رہنے یا آبِ حیات چاہتا ہے تو (جان لے کہ) اس کا چشمہ درویشوں کی خلوت کے در کی خاک ہے۔ یعنی ان کی خاکِ در بمنزلہ آبِ حیات ہے۔

(۱۳) اگر ایک کنارے کے دوسرے کنارے تک (دنیا بھر میں) ظلم کا لشکر ہے تو ازل سے ابد تک درویش ہی اس پر قابو پاسکتے ہیں، پاتے رہے ہیں یعنی ظلم و ستم کے خاتمے کی فرصت دورویشوں کو ہی حاصل ہے۔

(۱۴) اے حافظ! تو یہاں ادب واحترام سے رہ (خاموش ہوجا) کہ یہاں پر تو سلطان اور بادشاہ بھی، سبھی درویشوں اور اللہ والوں کی خدمت میں کمربستہ رہتے ہیں۔

---- *** ----

غزل نمبر (۶)

(۱) مطلب طاعت وپیماں درست[1] از منِ مست　　　کہ بہ پیمانہ کشی شہرہ شدم روزِ الست

(۲) من ہماندم کہ وضو ساختم از چشمۂ عشق!　　　چار تکبیر زدم یکسرہ بر ہرچہ کہ ہست

(۳) مئے بدہ تا دہمت آگہی از سرِّ قضا!　　　کہ بروی کہ شدم عاشق واز بوئے کہ مست

---

1. بعض نسخوں میں درست کی جگہ صلاح ہے۔

(۴) کمرِ کوہ کم ست از کمرِ مور اینجا! ناامید از درِ رحمت مشواے بادہ پرست

حل لغات:

٭ مطلب۔مت طلب کر ٭ صلاح۔صلح، نیکی، بھلائی ٭ شہرہ شدم۔میں مشہور ہوا ٭ روزِ ازل۔روزِ الست۔روزِ ازل، شروع سے ہی ٭ ہمادم۔اُسی وقت سے ٭ وضو ساختم۔وضو کیا ٭ چار تکبیر۔نمازِ جنازہ کی چار تکبیریں ہوتی ہیں ٭ دہمت۔من ترا دہم، میں تجھ کو دوں ٭ آگاہی۔اطلاع، احوال کی خبر ٭ کہ۔کس کے، کون ٭ کمرکوہ۔پہاڑ کا درمیانی حصہ ٭ کمر مور۔چیونٹی کی کمر ٭ بادہ پرست۔شرابی۔

ترجمہ:

(۱) مجھ مست وخراب سے طاعت وپیاں کے نبھانے کی توقع مت رکھ۔کیونکہ روزِ ازل سے ہی میرے نصیب میں یہ میخواری (بےخودی ومستی) لکھ دی گئی ہے۔میری شراب نوشی شروع سے ہی مشہور ہے اور یہی کچھ میرا مقسوم ہے، مقدر ہے۔

(۲) میں نے اُسی وقت ہی جب عشق کے چشمہ سے وضو کیا تھا دنیا سے ترکِ تعلق کا اعلان کر دیا تھا۔دنیا کی موجودات پر چار تکبیریں پڑھ لیں تھیں۔دنیا کو مردہ سمجھ کر اس کا جنازہ پڑھ لیا تھا۔

(۳) مجھے شراب دے (پلا) کہ میں تجھے تقدیر کے اس راز سے باخبر کردوں گا کہ میں کس کے حسن وجمال پر شیدا ہوں اور کس کی خوشبو پر مست وبیخود ہوا ہوں۔

(۴) اس جگہ (بارگاہِ الٰہی میں) پہاڑ کی کمر (درمیانی حصہ) چیونٹی کی کمر سے بھی زیادہ باریک ہے۔اے شراب نوشی کرنے والے تو خدا کی بارگاہ سے ناامید کیوں ہوتا ہے؟ ناامیدی کفر ہے۔

(۵) جاں فدائے دہنت باد کہ در باغِ نظر چمن آرائے جہاں خوشتر ازیں غنچہ نہ بست

(۶) بجز آں نرگسِ مستانہ کہ چشمش مرساد زیرِ ایں طارم فیروزہ کسے خوش نہ نشست

(۷) حافظ از دولتِ عشقِ تو سلیمانی یافت[1] یعنی از وصلِ تواش نیست بجز باد بدست

حل لغات:

٭ دہنت۔تیرا منہ ٭ چمن آرائے جہاں۔دنیا کے چمن کو آراستہ کرنے والا ٭ خوشتر۔بہتر ٭ نرگس۔مشہور پھول جسے آنکھ سے تشبیہ دی جاتی ہے ٭ چشم مرساد۔نظر نہ لگے ٭ طارم۔بالا خانہ ٭ طارم فیروزہ۔مراد آسمان ٭ سلیمانی۔حضرت سلیمان علیہ السلام کی صفات، جو کہ دنیا کی ہر چیز پر حکومت کرتے تھے۔مراد ساری دنیا کی بادشاہی۔

ترجمہ:

(۵) تیرے منہ پر میری جان قربان ہوجائے کہ نظر کے چمن میں دنیا کے باغبان نے اس سے بڑھ کر حسین وخوبصورت کوئی غنچہ بنایا ہی نہیں ہے۔یعنی تیرا دہن سب سے خوبصورت اور حسین ہے۔

---

[1] بعض نسخوں میں یافت کی جگہ شد ہے۔

(۶) سوائے اُن مستانہ آنکھوں کے (خدا ان کو نظر بد سے محفوظ رکھے) اس فیروزی رنگ کے بلند و بالا محل (آسمان) کے نیچے کوئی بھی خوش نہیں بیٹھا۔ کسی کو بھی آسودگی حاصل نہیں ہوسکی۔ بجز اس نرگس مستانہ کے۔

(۷) حافظ نے تیرے عشق کی دولت سے سلیمانی کا مرتبہ حاصل کرلیا ہے۔ (ساری دنیا کی حکومت و بادشاہی پالی ہے) یعنی تیرے وصال کی توقع میں اب اس کے پاس سوائے ہوا کے کچھ بھی نہیں ہے یعنی ہاتھ خالی ہے۔

----***----

غزل نمبر (۷)

(۱) سرِ ارادتِ ما و آستانِ حضرتِ دوست — کہ ہرچہ برسرِ ما میرود ارادتِ اوست
(۲) نظیرِ دوست ندیدم اگرچہ مہ و مہر — نہادم آئنہ ہا در مقابلِ رُخِ دوست
(۳) نثارِ روئے تو ہر برگِ گُل کہ در چمن ست — فدائے قدِ تو ہر سروبُن کہ برلب جوست
(۴) مگر تو شانہ زدی زُلفِ عنبر افشاں را — کہ باد غالیہ سا گشت و خاک عنبر بوست

حل لغات:

* سرِ ارادتِ ما۔ ہماری عقیدت مندی کا سر * ارادت۔ عقیدت * ارادتِ دوست۔ دوست کی رضا * نظیر۔ مثال، مانند * مہ و مہر۔ چاند سورج * برگِ گل۔ پھول کی پتی * سروبن۔ مکمل سرو کا پودا * برلب جو۔ ندی کے کنارے * مگر۔ شاید * شانہ زدن۔ کنگھی کرنا * شانہ زدی۔ تو نے کنگھی کی * غالیہ سا۔ خوشبو سا، معطر * عنبر بو۔ عنبر کی خوشبو آنے لگی ہے۔

ترجمہ:

(۱) ہمارا یہ عقیدت بھرا سر ہے اور دوست کی بارگاہ کا آستانہ ہے۔ اب خواہ اس پر کچھ بھی گزرے وہ دوست کی رضا کے تابع ہے اور اسی کو سب اختیار حاصل ہے۔ جو رضا دوست (مرشد) کی وہی ہماری۔

ع سرِ تسلیم خم ہے جو مزاجِ یار میں آئے

(۲) مجھے دوست کی نظیر (مثال) کہیں نہیں مل سکی۔ اگرچہ میں نے اس کے چہرے کے مقابل چاند اور سورج جیسے آئینے بھی رکھے یعنی مہ و مہر سے بھی اس کا مقابلہ کیا لیکن یہ بھی ویسے نظر نہ آئے۔ رُخِ دوست نہایت تابناک اور روشن ہے۔

(۳) چمن کے پھول کی ہر پتی تیرے چہرے پر نثار ہو رہی ہے اور ندی کے کنارے جس قدر بھی سرو ہیں وہ سب کے سب تیرے قد پر فدا ہوئے جاتے ہیں، قربان ہوئے جاتے ہیں۔

(۴) شاید اے محبوب تو نے اپنی عنبر افشاں 'عنبر بکھیرنے والی زلفوں میں کنگھی پھیری ہے کہ جس کی وجہ سے ساری ہوا و فضا معطر ہوگئی ہے اور خاک سے عنبر کی خوشبو آنے لگی ہے۔

(۵) رُخِ تو در نظر[1] آمد مراد خواہم یافت — چراکہ حالِ نِکو در قفائے فال نکوست
(۶) صبا زحالِ دلِ تنگِ ماچہ شرح دہد — کہ چوں شکنج ورقہائے غنچہ تو برتوست
(۷) نہ من سبو کشِ ایں دیرِ زہد[2] سوزم و بس — بسا سُرے کہ دریں آستانہ سنگ وسبوست
(۸) زبان ناطقہ در وصفِ حُسنِ[3] او لال ست[4] — چہ جائے کِلکِ بریدہ زبان بیہدہ گوست،
(۹) نہ ایں زماں دلِ حافظ درآتشِ طلب[5] ست — کہ داغدارِ ازل ہمچو لالہ خود روست

حل لغات:

* مرادخواہم یافت ۔ مجھے اپنی مراد مل جائے گی * قفائے فال ۔ فال کے پیچھے * شرح دہد ۔ کیا تفصیل بیان کرے، کیا تشریح کرے * شکنج ورقہائے ۔ پنکھڑیوں کی تہ بہ تہ شکنیں * سبوکش ۔ شراب پینے والا * دَیر ۔ میکدہ ۔ * بساسریکہ ۔ بہت سے سرایسے ہیں * زبان ناطقہ ۔ بولنے والی زبان ۔ * لال ۔ گنگ، گونگی * کلک بریدہ ۔ کٹا ہوا قلم * بیہدہ گو ۔ بیہودہ کہنے والا * درآتشِ طلب ست ۔ طلب کی آگ میں ہے * داغدارِازل ۔ ازل سے ہی داغدار * خودرو ۔ خود بخود اُگنے والا ۔

ترجمہ:

(۵) تیرے چہرے کا تصور میری نظر میں ہے اور اب مجھے میری مراد مل جائے گی کیونکہ یہ ایک اچھا شگون ہے اور اچھے شگون کے پیچھے اچھا حال ہوتا ہے ۔ یعنی نیک فال کا انجام بھی اچھا ہوتا ہے ۔

(۶) یہ صبا بھلا ہمارے غمزدہ دِلِ تنگ کے حال کی کیا تفصیل بتا سکتی ہے ۔ کیا شرح کرسکتی ہے ۔ جب کہ ہمارا حال غنچہ کی پتیوں کی طرح تہ بہ تہ ہے، اس کی تشریح نہیں کی جاسکتی ۔ اس کی شرح قابل بیان نہیں ہے ۔

(۷) پرہیزگاری کو جلادینے والی اس دنیا (میخانہ) میں اک صرف میں ہی اکیلا شراب پینے والا نہیں ہوں بلکہ اس آستانے پر بہت سے سر پتھر اور مٹکے کی طرح ہیں ۔ اس آستانے پر سنگ وسبو بنے ہوئے ہیں ۔ اس شراب خانے میں مجھ جیسے سینکڑوں مست ہیں ۔

(۸) بولنے والی زبان اس کے حسن و جمال کے وصف بیان کرنے میں بالکل گونگی ہے ۔ اس بیہودہ گو اور کٹے ہوئے قلم کی کیا مجال ہے کہ اس کے حسن کا کوئی وصف بیان کرسکے ۔ یہ ناممکن ہے ۔

(۹) نہ صرف ان دنوں ہی حافظ کا دِلِ آتشِ آرزو میں نہیں جل رہا بلکہ یہ تو ازل سے ہی خود بخود پیدا ہونے والے لالہ کی طرح داغدار ہے اور یہ جلن وہ ازل سے ہی لے کر آیا ہے ۔

----***----

[1] بعض نسخوں میں نظر کی جگہ دلم ہے — [2] بعض نسخوں میں زہد کی جگہ رند ہے
[3] بعض نسخوں میں حُسن کی جگہ شوق اور لال است کی جگہ نالاں ست ہے
[4] بعض نسخوں میں طلب کی جگہ ہوس ہے ۔

غزل نمبر (۸)

(۱) دِل سرا پردۂ محبتِ اوست دیدہ آئنہ دارِ طلعتِ اوست
(۲) من کہ سر در نیاورم بدو کون گردنم زیربار منتِ اوست
(۳) تو و طُوبیٰ و ما بِقامتِ یار فکرِ ہر کس بقدرِ ہمّتِ اوست
(۴) دورِ مجنوں گزشت و نوبتِ ما ست ہر کسے پنج روزہ نوبتِ اوست

حل لغات:

٭ سراپردہ۔ پردہ سرا٭ وہ پردہ جو دالان اور کمرہ کے دروازہ پر پڑا ہوتا ہے، مراد محبت گاہ، بارگاہِ محبت ٭ آئنہ دار۔ آئنہ پیش کرنے والا خادم، ملازم ٭ طلعت۔ چہرہ ٭ سر در نیاورم۔ سر نہیں جھکاتا ٭ بدو کون۔ دونوں جہان میں ٭ زیربار۔ احسان مند ٭ طوبیٰ۔ بہشت کے ایک درخت کا نام مراد بہشت ٭ طوبیٰ قامت۔ بلند قامت محبوب ٭ گزشت۔ گزر گیا ٭ نوبت ما۔ ہمارا زمانہ ہمارا دور، وقت، ٭ پنج روزہ۔ مراد چند دن۔

ترجمہ:

(۱) میرا یہ دل اس کی محبت کا سراپردہ (بارگاہِ محبت) ہے۔ اور میری یہ آنکھیں اس کے رُخِ روشن کی آئینہ دار ہیں۔ یعنی دِل اس کی محبت گاہ ہے (گھر ہے) اور میری آنکھیں اس کے چہرے کا آئینہ ہیں۔
(۲) میں وہ ہوں کہ جو اس دونوں جہانوں کی کچھ پروا نہ کرتا تھا، کچھ نہ سمجھتا تھا۔ لیکن اب میری گردن اس کی محبت کے بار احسان کے نیچے دبی ہوئی ہے۔ یعنی میں آج اس محبوب کا احسان مند ہوں۔
(۳) اے زاہد! تجھے تو ہر وقت طوبیٰ (بہشت) کی پڑی رہتی ہے اور ہم محبوب کے قدوقامت کے دیوانے ہوئے جاتے ہیں۔ اسی کے متعلق سوچتے رہتے ہیں۔ ٹھیک ہے ہر شخص کی فکر اس کی ہمت کے مطابق ہوتی ہے۔
(۴) قیس (مجنوں) کا زمانہ تو کب کا گزر چکا ہے اور اب ہمارا وقت زمانہ اور دور ہے۔ ہماری باری ہے۔ ہر شخص کا غلغلہ وشہرہ (باری) یہی چند روز کی بات ہے شہرت چند روز رہتی ہے۔

(۵) من کہ باشم دراں حرم کہ صبا پردہ دارِ حریمِ حُرمتِ اوست
(۶) ملکتِ عاشقی و گنجِ طرب ہرچہ دارم ز یمنِ ہمّت اوست
(۷) من و دِل گر فنا[۱] شویم چہ باک[۲] غرض اندر میاں سلامتِ اوست

۱، ۲ بعض نسخوں میں فنا کی جگہ خدا ہے اور باک کی جگہ عجب ہے

(۸) بے خیالش مباد منظرِ چشم زانکہ ایں گوشۂ خاص دولتِ[1] اوست

حل لغات:

* حرم۔جس پر عزت وحرمت لازم ہو * حریم حرمت۔عزت کے دم کی پاسبان * ملکِ عاشقی۔عاشقی کی ملکیت، جائیداد، * گنج طرب۔خوشی کا خزانہ * یمن۔برکت * چہ باک۔کیا ڈر ہے، کیا خوف ہے * غرض۔مقصد، مدعا * بے خیالش۔اس کے خیال سے خالی * مباد۔مت ہو * منظرِ چشم۔آنکھ، نگاہ کا منظر۔

ترجمہ:

(۵) محبوب کے حرم تک رسائی حاصل کرنے والا میں کون ہوں؟ کیونکہ ہوا اس کے حریم حرم کی ایک ادنیٰ پردہ دار ہے، پاسبان ہے۔اُس حریم ناز میں میری کیا ہستی ہے؟

(۶) عاشقی کی ملکیت وجائیداد اور یہ خوشیوں کا خزانہ جو کچھ میرے پاس موجود ہے، وہ کسی کے پاس نہیں ہے۔میں جو بھی رکھتا ہوں یہ اُسی محبوب کی برکت کی توجہ کی ہی بدولت ہے۔(مرشد کامل) کا ہی فیضان ہے۔

(۷) اگر میں اور یہ میرا دِل دونوں ہی فنا وبرباد ہو جائیں تو کیا ڈر ہے؟ کچھ پروا نہیں ہے ہماری غرض (مقصد ومدعا) تو صرف یہی ہے کہ ہمارا وہ محبوب سلامت رہے۔یہی اصل مقصود ہے۔

(۸) خدا نہ کرے کہ میری آنکھیں کبھی اس کے خیال سے خالی ہوں۔کیونکہ یہی تو وہ ایک جگہ ہے کہ جس میں اس کا گوشہ تنہائی ہے۔یعنی وہ آنکھ میں بسا رہا ہے اور اس کے رخ کا نظارہ ہوتا رہے۔دیدار ہوتا رہے۔

(۹) گر من آلودہ دامنم چہ عجب ہمہ عالمِ گواہِ عصمتِ اوست
(۱۰) ہر گُلِ نو کہ شد چمن آرائے ز اثرِ رنگ وبوئے صحبتِ اوست
(۱۱) فقر ظاہر مبیں کہ حافظ را سینہ گنجینۂ محبت اوست

حل لغات:

* آلودہ دامنم۔میں آلودہ دامن، داغدار دامن ہوں * عصمت۔پاکدامنی * گُل نَو۔نیا کھلا پھول * چمن آرائے۔چمن کو سجانے والا * فقر ظاہر۔ظاہری فقر * مبیں۔مت دیکھ * گنجینہ۔خزانہ۔

ترجمہ:

(۹) اگر میں آلودہ دامن (گناہگار) ہوں تو اس میں تعجب کی کیا بات ہے؟ کہ سارا جہان ہی اس کی پاکدامنی کی گواہی دے رہا ہے۔یعنی مجھ جیسا گناہگار ہی نہیں بلکہ سارا عالم اس کی تقدیس کا گواہ ہے۔

(۱۰) ہر نیا کھلا ہوا پھول جو کھل کر باغ کی آرائش وزیبائش بنتا ہے، وہ میرے محبوب کی صحبت کی وجہ سے ہی اس زیب وزینت کا حامل ہوتا ہے یعنی اس کی مصاحبت سے ہی اس پر رنگ وبو کا اثر ہوتا ہے۔

---

[1] بعض نسخوں میں خاص دولت کی جگہ جائے خلوت ہے۔

(۱۱) تو حافظ کی اس ظاہری فقیرانہ وضع قطع کو نہ دیکھ (اسے یونہی نہ سمجھ) تو کیا جانے کہ اس کا جو یہ سینہ ہے یہ اس کے محبوب کی محبت کا خزینہ ہے۔اس میں محبوب کی محبت کا خزانہ پنہاں ہے۔

----***----

غزل نمبر (۹)

(۱) آن سیہ چردہ کہ شیرینیٔ عالم با اوست — چشمِ میگوں لبِ خنداں دلِ[۱] خرّم با اوست

(۲) گرچہ شیریں دہناں پادشہانند ولے — آن سلیمانِ زمان ست کہ خاتم با اوست

(۳) روئے خوبست و کمال ہنرو دامن پاک — لاجرم ہمّتِ پاکانِ دو عالم با اوست

(۴) خالِ مشکیں[۲] کہ براں عارض گندم گونست! — سرِّ آں دانہ کہ شد رہزنِ آدم با اوست

حل لغات:

* سیہ چردہ۔ حبشی غلام، زلف سے استعارہ ہے، حُسنِ ملیح ،سانولا رنگ * میگوں۔شرابی ، مست * خرم ۔خوش، مسرور * شیریں دہناں۔ میٹھے منہ والے، مرادمحبوب * سلیمان زمان ۔اپنے زمانے کا سلیمان، بادشاہ پیغمبر جس نے پوری دنیا اور دنیا کی ہر چیز پر حکومت کی * خاتم ۔انگوٹھی، کہا جاتا ہے کہ حضرت سلیمان کو جوایسی بادشاہی ملی وہ ایک انگوٹھی کی بدولت تھی ۔اس کے متعلق بہت سی باتیں مشہور ہیں۔اور اسے خاتم سلیمانی کہا جاتا ہے * روئے خوبست ۔خوبصورت چہرہ * لاجرم ۔لامحالہ، بے شک * ہمت ۔باطنی اور روحانی توجہ * خالِ مشکیں۔سیاہ تل * عارض ۔رخسار * گندم گوں ۔گندمی رنگ۔

ترجمہ:

(۱) وہ میرا محبوب جو ملاحت کے ساتھ صباحت بھی رکھتا ہے۔دنیا بھر میں جہاں کہیں بھی مٹھاس ہے سب اُسی کی ہی بدولت ہے اس کی آنکھیں نیلی اور مست ہیں۔لب خنداں ہیں اور دل نہایت مسرور وخوش ہے۔

(۲) اگر چہ تمام میٹھے لبوں والے (محبوب) سب کے سب حسن کے بادشاہ ہیں لیکن ان سب میں جو میرا محبوب ہے وہ سلیمان مرتبت ہے کیونکہ اس کے پاس خاتم سلیمانی ہے۔مطلب یہ کہ میرا محبوب شاہِ خوباں ہے۔

(۳) وہ انتہائی حسین چہرہ ہے۔کمال وہنر کا حامل ہے اور پاک دامن بھی ہے۔یہی وجہ ہے کہ دونوں عالم کے حسینوں کو اُس سے وابستگی ہے۔اس کی طرف رغبت ہے۔روحانی طور پر بھی اُسے فیضان حاصل ہے۔

(۴) اس کے گندمی رخساروں پر جو سیاہ تل ہے (اس سے ذرا ہوشیار رہنا) کہ یہ وہی دانہ ہے جس نے حضرت آدم علیہ السلام کو جنت سے نکلوادیا تھا جس نے اس سے رہزنی کی تھی ۔اس سے بچنا۔

---

[۱] بعض نسخوں میں دل کی جگہ رخ ہے۔ [۲] بعض نسخوں میں مشکیں کی جگہ شیریں ہے۔

(۵) دِلبرم عزمِ سفر کرد خدارا یاراں | چہ کنم با دلِ مجروح کہ مرہم با اوست
(۶) با کہ ایں نکتہ تواں گفت کہ آں سنگین دِل | کشت مارا و دمِ عیسیٰؑ مریم با اوست
(۷) حافظؔ از معتقدانست گرامی دارش! | زانکہ بخشایش بس رُوحِ مکرّم با اوست

حل لغات:

* دِلبرم۔میرا معشوق * خدارا یاراں۔خدا کے لیے اے یارو * با کہ۔کس کو، کس سے * سنگین دِل۔پتھر دل * دمِ عیسیٰؑ مریم حضرت عیسیٰؑ کا دم اعجاز جو بیماروں کو تندرست کر دیتا ہے * معتقدانست۔معتقدوں میں سے ایک ہے * گرامی دارش۔ اس کی عزت کرو * رُوحِ مکرّم۔مراد مرشد کامل اور حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی ہو سکتے ہیں۔

ترجمہ:

(۵) میرے محبوب نے سفر (کوچ) کرنے کا ارادہ کر لیا ہے۔اے میرے یارو تمہیں خدا کا واسطہ ہے کچھ مجھے بتاؤ کہ میں اب کیا کروں کہ میرے زخمی دِل کا مرہم تو اسی کے پاس ہے۔اس کا کیا ہوگا؟

(۶) یہ راز کی بات میں کس سے کہوں؟ کہ اُس پتھر دل محبوب نے مجھے مار ڈالا ہے۔اور زندہ کر دینے والا دم اعجاز بھی اسی کے پاس موجود ہے۔یہ بھید کی بات ہے کس سے بیان کی جائے؟

(۷) حافظؔ بھی اُسی کے معتقدوں میں سے ایک ہے تم لوگ اس کی بھی عزت و توقیر کرو۔اس لیے کہ رُوحِ مکرم کی عطا اور اس کا فیضان اسے حاصل ہے۔اس کا لطف و کرم اس کے ساتھ ہے۔

----***----

غزل نمبر (۱۰)

(۱) دارم اُمید عاطفتے از جنابِ دوست | کردم خیانتے و اُمیدم بعفوِ اوست
(۲) دانم کہ بگورد ز سرِ جُرمِ من کہ اُو! | گرچہ پری وش ست ولیکن فرشتہ خوست
(۳) بے۔گفتگوئے زلف تو دِل راہمے کشد | باروئے[1] دِلکشِ تو کرا روئے گفتگو ست
(۴) عمریست تا ز زلف تو بوئے شنیدہ اَم | زاں بوئے درمشامِ دِلِ من ہنوز بوست

حل لغات:

* عاطفتے۔عاطفت، مہربانی * عفو۔معاف کرنا' * کردم خیانتے۔میں نے کوئی گناہ کیا ہے۔اشارہ ہے اس امانت کی طرف جسے

---

1 بعض نسخوں میں روئے کی جگہ زلف ہے۔

زمین وآسمان نہ اٹھا سکے اورظالم جاہل انسان نے اُسے اٹھانے کی حامی بھری، افسوس کہ اس امانت کا حق ادا نہ کر سکا۔ جس کے لیے حافظ کو اُمید ہے کہ خدا اسے معاف کردے گا۔ * کرا۔ کس کو * روئے گفتگو۔ بات کرنے کی مجال * عمریست۔ اک عمر گزر گئی، اک زمانہ بیت گیا * مشام سونگھنے کی قوت۔ دماغ * ہنوز۔ ابھی تک

ترجمہ :

(۱) مجھے اپنے اس مہربان دوست کی بارگاہ سے اس کے لطف وکرم کی مکمل اُمید ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ میں نے گناہ کیے ہیں لیکن چونکہ وہ انتہائی کریم ورحیم ہے اس لیے میں اس سے عفو ومعافی کی امید رکھتا ہوں۔

(۲) مجھے اس بات کا مکمل یقین ہے کہ وہ میرے جرموں سے درگزر فرمائے گا۔ مجھے معاف کردے گا۔ اگر چہ وہ پری کی طرح حسین ہے اور فرشتے کی طرح سیرت وکردار کا حامل ہے یعنی محبوب حقیقی صاحب الطاف وکریم ہے۔

(۳) کچھ کہنے اور سننے کے بغیر ہی تیری زلفیں میرے دل کو اپنی جانب کھینچ رہی ہیں۔ سچی بات تو یہ ہے کہ ان دلکش زلفوں کے سامنے کسی کو بولنے تک کی مجال نہیں ہے۔ کوئی کچھ نہیں کہہ سکتا ہے۔

(۴) اک زمانہ گزر گیا ہے کہ جب میں نے تیری معطر زلفوں کی خوشبو سونگھی تھی اور آج ابھی تک میرے دل میں وہی خوشبو رچی بسی ہوئی ہے۔ اور اسی بو کے سہارے جئے جا رہا ہوں۔

(۵) ہیچست آں دہان و نبینم ازو نشان ۔۔۔ موئیست آں میان و ندانم کہ آن چہ موست

(۶) دارم عجب زنقشِ خیالش کہ چوں نرفت ۔۔۔ از دیدہ اَم کہ دم بدمش[1] کارِشست وشوست

(۷) چنداں گر بستم کہ ہر آنکس کہ برگزشت ۔۔۔ از دیدہ اَم[2] چو دیدرواں گفت کایں چہ جوست

(۸) ماسرِ چو گوئے برسرِ کوئے تو باختیم ۔۔۔ واقف نشد کسے کہ چہ گویست واین چہ کوست

(۹) حافظ بدستِ حال پریشانِ تو ولے ۔۔۔ بربادِ[3] زلفِ یار پریشانیت نِکوست!

حل لغات:

* ہیچست۔ کچھ بھی نہیں ہے * دہان۔ مُنہ * میان۔ کمر * مُو۔ بال * دارم عجب۔ مجھے تعجب ہو رہا ہے * چوں نرفت۔ کیوں نہ مٹ گیا، کیوں نہیں جاتا * دمش۔ بخشش، انعام * کارشت شُو۔ دھونے اور صاف کرنے کا کام، دھوبیوں کا کام * چنداں۔ اس قدر، بہت زیادہ * جو۔ نہر * چو گوئے۔ گیند کی طرح * باختیم۔ باختن، کھیلنا، ہارنا * ایں چہ کوست۔ یہ کیسا کوچہ ہے * نکواست۔ اچھی ہے۔

ترجمہ:

(۵) اس کا (دہن) منہ تو ہے ہی نہیں۔ مجھے اس کا کچھ نشان نہیں ملتا ہے۔ اس کی کمر بال کی طرح باریک ہے لیکن مجھے یہ پتہ نہیں

---

[1] بعض نسخوں میں دم بدمش کی جگہ دم بدہش ہے ۔ [2] بعض نسخوں میں از دیدہ ام کی جگہ ذرا شک لکھا ہے۔

[3] بعض نسخوں میں یاد کی جگہ بوئے ہے۔

چل رہا کہ اسے میں کونسا بال کہوں؟ یہ کس بال جیسی ہے؟

(۶) اس کے نقش ونگار کے تصور سے مجھے تعجب ہے کہ یہ مٹ کیوں نہیں گیا۔یعنی اس کے اقبال کا نقش بدستور میری آنکھوں میں موجود ہے جب کہ ان کا کام ہر وقت رونا دھونا ہی ہے۔آنکھیں ہر وقت روتی رہتی ہیں۔

(۷) میں اس قدر رویا، کہ جس شخص کا بھی مجھ پر سے گزر ہوا۔جس نے بھی میرے رونے کی کیفیت دیکھی اُسی نے کہا کہ یہاں نہر جاری ہوگئی ہے، بہہ رہی ہے۔(محبوب کے فراق میں رونے دھونے کا ذکر ہے)

(۸) تیری گلی (کوچے) میں ہم نے اپنے سر کو گیند کی طرح لڑھکایا (اسی سے کھیلے) سر کی بازی لگائی۔لیکن یہ کوئی بھی نہ جان سکا کہ یہ گیند کیسی ہے اور یہ کوچہ کس کا ہے؟ یعنی ہماری محبت کے کھیل سے کوئی بھی واقف نہ ہوسکا۔

(۹) اے حافظ! تیری یہ پریشانی اور زبوں حالی کوئی اچھی چیز نہیں ہے لیکن چونکہ تو اپنے محبوب کی زلف کی خوشبو میں پریشان ہے اس لیے تیری یہ پریشانی اچھی ہے۔خوب ہے، بُری نہیں ہے۔

----***----

غزل نمبر (۱۱)

(۱) آں شب قدرے کہ گویند اہل خلوت امشب ست — یارب ایں تاثیر دولت در کدامیں کوکب ست

(۲) تا بگیسوئے تو دستِ ناسزایاں کم رسد! — ہر دلے در حلقۂ ذکرِ یارب یارب ست

(۳) غرقۂ[1] چاہِ زنخدانِ تو اَم کز ہر طرف! — صد ہزارش گردنِ جاں زیرِ طوقِ غبغب ست

(۴) تاب[2] خوئے بر عارضش بیں کافتابِ گرم رو — در ہوائے آں عرق تا ہست ہر روزش تب ست

حل لغات:

* شب قدرے۔شبِ قدر، جسے لیلۃ القدر کی رات بھی کہتے ہیں جو ۲۷ رمضان المبارک کو ہوتی ہے۔اسی رات کو کوئی جو بھی دعا مانگے قبول ہوجاتی ہے * اہل خلوت۔گوشہ نشین لوگ، ذکرِ اللہ کرنے والے * کدامین۔کون سے * کوکب۔ستارہ * ناسزایاں۔نااہل لوگ، جو خدا کو یاد نہ کریں * دست کم رسد۔ہاتھ کم پہنچے * چاہِ زنخداں۔ٹھوڑی کا کنواں، ٹھوڑی کے نچلے حصہ میں ہلکا سا گڑھا ہوتا ہے، جو خوبصورت لگتا ہے * غبغب۔دونوں رخساروں کے نیچے ہلکا سا دباؤ * تاب۔چمک۔خوئے۔پسینہ * عارضش۔اس کے رخسار * گرم رو۔گرم رفتار * ہوائے۔خواہش * تب، بخار۔

ترجمہ:

(۱) وہ شب قدر (لیلۃ القدر) کی رات جس کا ذکر گوشہ نشین (ذکر حق کرنے والے) اکثر کرتے رہتے ہیں۔وہ مبارک اور مقدس

---

[1] بعض نسخوں میں غرقہ کی جگہ کشتہ ہے۔ [2] بعض نسخوں میں تاب کی جگہ عکس ہے

رات آج کی رات ہے۔اے میرے اللہ یہ مبارک دولت کس ستارے کی تاثیر سے نصیب ہوگی؟

(۲) حلقہ ذکر میں ہر صاحب دل یارب یارب کا ذکر اذکار کرنے میں مشغول ہے۔تاکہ نا اہلوں کو تیرے گیسوؤں تک رسائی حاصل نہ ہو سکے۔ان کا ہاتھ تیرے گیسوؤں تک نہ پہنچنے پائے۔

(۳) چاہِ زنخداں میں میں تو غرق ہو چکا ہوں، ڈوب گیا ہوں۔جبکہ ہر طرف سے ہزاروں لاکھوں جانیں تیرے غبغب کی زنجیروں میں گرفتار ہو چکی ہیں یعنی ایک میں ہی چاہ ذقن میں غرق نہیں بلکہ لاکھوں لوگ اس کنویں میں اسیر ہیں۔

(۴) اس کے رخساروں کے پسینے کی تب وتاب کو جب سے گرم رو سورج نے دیکھا ہے۔تب سے ہی اس کے پسینے پر ہی فریفتہ ہو گیا ہے اور ہر روز تپ میں جلتا رہتا ہے۔بخار میں مبتلا ہو چکا ہے۔

(۵) اندراں موکب[1] کہ برپشتِ صبا بندند زیں	باسلیمان چوں برآیم من کہ مورم مرکب ست
(۶) شہوارِ من کہ مہ آئینہ دارِ روئے اوست	تاجِ خورشید بلندش خاک نعل مرکب ست
(۷) آبِ حیوانش زمنقارِ بلاغت می چکد	زاغِ کلکِ من بنام ایزد چہ عالی مشرب ست
(۸) من نخواہم کرد ترکِ لعلِ یار و جامِ مَے	زاہداں معذور داریدم کہ اینم مذہب ست
(۹) آنکہ ناوک بردِلِ من از زیرِ چشمے میزند	قوتِ جانِ حافظش درخندۂ زیرِ لب ست

حل لغات:

٭ موکب۔وہ سوار جو حاکموں کے جلوس کے ساتھ چلتے ہیں، جلو دار ٭ مرکب۔سواری کا جانور ٭ مور۔چیونٹی ٭ آئینہ دار۔غلام، نوکر، جو آئینہ پیش کرتا ہے۔٭ نعل۔گھوڑے کے پاؤں میں لگنے والی کھری۔(یہ نعتیہ شعر ہے) ٭ آبِ حیواں۔ آبِ حیات ٭ منقار۔ چونچ ٭ چکد۔ٹپکتا ہے ٭ زاغ۔کوا ٭ عالی مشرب'بلند مرتبہ ٭ بنامِ ایزد۔خدا کی قسم ٭ من نخواہم کرد ترک۔میں نہیں چھوڑوں گا ٭ لعل یار۔یار کے سرخ ہونٹ ٭ معذور داریم۔مجھ کو تم معذور سمجھو ٭ ناوک۔تیر ٭ خندہ زیر لب۔مسکراہٹ

ترجمہ:

(۵) اس شاہی جلوس میں (جلوداروں کے گروہ میں) میرے محبوب کے لیے صبا کی پیٹھ پر زین کستے ہیں۔ہم حضرت سلیمانؑ کے ہم رکاب کیسے ہو سکتے ہیں کیونکہ ہماری سواری تو چیونٹی ہے۔یعنی میرا محبوب (مرشد کامل) بلند مرتبہ ہے جس کی تعریف نہیں ہو سکتی۔

(۶) ہمارا وہ شہسوار (محبوب) چاند جس کے چہرے کا آئینہ دار ہے۔اور بلند و بالا سورج کا زرین تاج اس (محبوب) کے گھوڑے کی نعل کے نیچے ہے۔یعنی بلند آفتاب کا تاج اس کی سواری کے نعل کی خاک ہے۔

(۷) اس کی فصاحت و بلاغت کے قلم سے آب حیات ٹپکتا ہے۔خدا کی قسم! میرے قلم کا کوا کس قدر بلند مشرب اور عالی مرتبت

---

[1] بعض نسخوں میں موکب کی جگہ ساعت ہے۔

ہے؟اس کا کوئی ثانی نہیں ہے۔
(۸) میں اپنے محبوب کے سرخ ہونٹ اور شراب کا پیالہ ہرگز چھوڑ نہیں سکتا۔اے زاہدو! مجھے اس معاملے میں معاف رکھیو! کیونکہ میرا مذہب ومسلک یہی ہے۔میں بدل نہیں سکتا۔
(۹) جو محبوب اپنی نیچی نگاہوں سے میرے دل پر تیر چلاتا ہے، اس کی زیر لب مسکراہٹ میں ہی حافظ کی جان کی غذا (خوراک) ہے (محبوب کی خوشی ہی میری خوشی ہے)

----***----

غزل نمبر (۱۲)

(۱) سینہ از آتشِ دِل در غمِ جانانہ بسوخت — آتشے بود دریں خانہ کہ کاشانہ بسوخت
(۲) تنم از واسطہ دُوری دِلبر بگدا خت — جانم از آتشِ مہرِ رُخِ جانانہ بسوخت
(۳) ہر کہ زنجیرِ سرِ زلفِ پریروئے تو دید[۱] — شد پریشان وَدلش برمن دیوانہ بسوخت
(۴) سوزِ دِل بیں کہ زبس آتشِ اشکم دِل شمع! — دوش برمن زسرِ مہر چو پروانہ بسوخت

حل لغات:

* غم جانانہ۔محبوب کا غم * کاشانہ۔گھر * پریروئے۔پری جیسے چہرے والا محبوب * دوش۔کل (گزشتہ رات) * از سرِ مہر۔ نہایت مہربانی سے * چوں پیالہ۔پیالے کی طرح۔

ترجمہ:

(۱) محبوب کے غم ہجر میں دل کی آگ سے میرا سینہ بالکل جل گیا ہے۔اس گھر میں ایسی آگ لگی تھی کہ جس سے سب کچھ بھسم ہو کر رہ گیا ہے۔اس آگ نے سارا گھر ہی پھونک کر رکھ دیا ہے۔
اردو کے ایک مشہور مصرعہ ؏ ''اس گھر کو آگ لگ گئی گھر کے چراغ سے۔'' کا خیال حافظ کے اسی مصرع سے ماخوذ ہے۔
(۲) میرا تن بدن محبوب کے فراق میں (آتش ہجر سے) گل چکا ہے۔گل سڑ گیا ہے۔اور محبوب کی محبت کی آگ نے اس جان کو جلا کر بھسم کر کے رکھ دیا ہے۔یعنی جسم اور جان دونوں ہی جل چکے ہیں۔
(۳) تیرے پری جیسے چہرے پر جس کسی نے بھی زلف کی زنجیر دیکھی ہے وہ پریشان ہو گیا ہے۔اور اس کا دل مجھ جیسے دیوانے کی حالت پر جل بجھ کر رہ گیا ہے۔میری حالت پر کڑھنے لگا ہے،افسوس کرنے لگا ہے۔
(۴) میرے دل کا سوز دیکھو! کہ گزشتہ رات آنسوؤں کی زبردست آگ سے شمع کا دِل از راہ ہمدردی اس طرح پگھل گیا ہے کہ

[۱] بعض نسخوں میں شعر نمبر ۳، نمبر ۵ شامل نہیں ہیں۔

جیسے پروانہ اس پر مرمٹتا ہے۔جل بجھتا ہے۔بھسم ہوجاتا ہے۔

(۵) چوں پیالہ دِلم از توبہ کہ کردم بشکست — چوں صراحی جگرم بی مے و پیمانہ بسوخت
(٦) ماجرا کم کُن و باز آ کہ مرا مردمِ چشم — خرقہ از سر بدر آورد بشکرانہ بسوخت
(۷) آشنائے نہ غریب ست کہ دِلسوزِ من ست — چوں من از خویش برفتم دلِ بیگانہ بسوخت
(۸) خرقۂ زہد مرا آبِ[1] خرابات بُبرد — خانۂ عقل مرا آتش خمخانہ[2] بسوخت
(۹) ترکِ افسانہ بگو حافظ و مَے نوش دَمے — کہ نخفتم شب و شمع بافسانہ بسوخت

حل لغات:

★ غریب۔اجنبی ★ از خویش برفتم۔میں اپنے آپ سے چلا گیا، بھول گیا، خیال اور تصور میں گم ہوگیا ★ خرقہ زہد۔پارسائی کا لباس، گدڑی ★ آبِ خرابات۔خرابات (میخانے) کا پانی، شراب ★ خمخانہ۔میکدہ ★ ترکِ افسانہ بگو۔باتیں بنانا چھوڑ دے ★ شمع بافسانہ بسوخت۔شمع کہانی سنتے ہی جل گئی۔

ترجمہ:

(۵) شراب کے پیالے کی طرح میرا دِل، اُس توبہ سے جو میں نے کی تھی، ٹوٹ چکا ہے۔صراحی کے مانند میرا جگر جام شراب کے بغیر جل بجھا ہے۔جل کر راکھ ہوگیا ہے۔

(٦) باتیں ذرا کم بنا (چھوڑ) اور باز آ جا کہ میری آنکھ کی پتلی نے اپنے سر سے چادر اُتار دی ہے اور محبت کے شکرانہ میں نذرِ آتش کرڈالی ہے۔جلاڈالی ہے۔

(۷) یہ کوئی تعجب کی بات نہیں ہے کہ میرے دوست احباب میرے لیے دلسوزی کا اظہار کررہے ہیں جب کہ میں تو اپنے آپ سے بیگانہ ہوچکا ہوں لیکن مجھ پر بیگانوں کا دل بھی جل رہا ہے۔

(۸) میری پارسائی اور پرہیزگاری کا لباس (گدڑی) تو میخانے کا پانی بہا کر لے گیا ہے۔اس میخانے کی نذر ہوگیا ہے جس میخانے کی آگ نے میری عقل وخرد کے گھربار کو جلا کر راکھ کرڈالا ہے۔یعنی ریاکاری ختم ہوکر رہ گئی ہے۔

(۹) اے حافظ! تو باتیں بنانا چھوڑ دے (افسانہ گوئی بند کردے) اور ذرا شغل شراب اختیار کر کہ میں ساری رات نہ سو سکا اور شمع کہانی سنتے ہی جل گئی۔ختم ہوگئی۔

----✵✵✵----

[1][2] بعض نسخوں میں آب کی جگہ آن اور خمخانہ جگہ میخانہ ہے۔

غزل نمبر (۱۳)

(۱) زاہد ظاہر پرست از حالِ ما آگاہ نیست | درحقِ ما ہر چہ گوید جائے ہیچ اکراہ نیست
(۲) درطریقت ہر چہ پیشِ سالک آید خیر اوست | درصراط المستقیم اے دِل کسے گمراہ نیست
(۳) تاچہ بازی رُخ نماید بیذ قے خواہیم راند | عرصۂ شطرنجِ رِنداں را مجالِ شاہ نیست
(۴) ایں چہ استغناست یارب ویں چہ داور حاکم ست[1] | کایں ہمہ زخمِ نہاں ہست ومجالِ آہ نیست

حل لغات:

★ ظاہر پرست۔ ریاکار ★ اکراہ۔کراہت کرنا،نفرت کرنا ★ طریقت۔دین پر چلنے کا راستہ،اصطلاح علم تصوف میں باطن کی صفائی کا طریقہ جیسے شریعت ظاہر کی صفائی کا طریقہ ہے۔دِل کی صفائی (تزکیہ قلب) ★ صراط المستقیم۔سیدھی راہ،قرآن وسنت پر عمل پیرا ہونے کی راہ ★ بیذ قے۔بیذق،شطرنج کی ایک نرد کا نام جسے پیادہ کہتے ہیں،یہاں مراد وجود ہے ★ عرصہ شطرنج۔شطرنج کی بساط ★ استغناست۔بے نیازی ★ داور۔منصف۔

ترجمہ:

(۱) ظاہری حالت پر نظر رکھنے والے (ظاہر پرست) زاہد کو ہمارے حال سے کچھ واقفیت نہیں ہے۔وہ ہمارے بارے میں جو کچھ بھی کہے اس پر اُس سے نفرت وبیزاری کا اظہار کرنا مناسب نہیں ہے۔بُرا ماننا اچھا نہیں۔

(۲) سالک (خدا کی راہ چلنے والا) کو طریقت (قرآن وسنت) کے راستے میں جو کچھ بھی پیش آئے۔وہ اس کے لیے بہتر ہے، اچھا ہے۔اے میرے دل راہِ حق وصواب یعنی صراطِ مستقیم پر چلنے والا کوئی بھی بھٹک نہیں سکتا۔

(۳) چاہے بازی کوئی بھی رخ اختیار کرے ہم پیادہ کو آگے بڑھا دیں گے (بڑھاتے رہیں گے) رِندوں کی بساطِ شطرنج کے میدان میں شاہ کی کوئی وقعت وگنجائش نہیں ہوتی۔

(۴) اے پروردگار! یہ کیا بے نیازی ہے اور کیا انصاف حاکم ہے؟ کہ دل میں پوشیدہ زخم لگنے کے باوجود آہ بھرنے کا بھی یارا نہیں ہے۔کوئی آہ تک نہیں کرسکتا۔

(۵) چیست ایں سقفِ بلندِ سادۂ بسیار نقش | زیں معما ہیچ دانا درجہاں آگاہ نیست
(۶) صاحب دیوان ما گویا نمیداند حساب | کاندریں طغرا نشانِ حسبۃً للّٰہ نیست
(۷) ہر کہ خواہد گو بیا ہر کہ خواہد گو برو[2] | گیردار[3] وحاجب ودرباں بدیں درگاہ نیست

---

[1] بعض نسخوں میں استغناست کے بعد "رنداں را مجالِ شاہ نیست" ہے۔
[2،3] بعض نسخوں میں برو کی جگہ بگو اور گیردار کی جگہ کبر وناز لکھا ہے۔

(۸) ہر چہ ہست از قامتِ ناسازِ بی اندام ماست　　ورنہ تشریفِ تو بر بالائے کس کوتاہ نیست

حل لغات:

★ سقفِ بلند۔ اونچی چھت، آسمان ★ معّما چیستان۔ پہیلی ★ طغرا۔ شاہی فرمان کی مہر، فرمان، حسبۃً للہ ★ خدا کے واسطے۔ فقیر کو کچھ دیتے وقت فرمان پر حسبۃً للہ لکھا جاتا ہے یعنی ہمیں فی سبیل اللہ کچھ نہیں ملتا ★ گیر دار۔ پکڑ دھکڑ کرنے والا، روکنے ٹوکنے والا ★ دربان۔ چوبدار ★ قامت ناساز۔ ناموافق، نامناسب قد ★ بی اندام۔ بے ڈول جسم ★ تشریف۔ مراد خلعت۔

ترجمہ:

(۵) یہ بلند چھت (آسمان) کیا چیز ہے؟ جو سادہ بھی ہے اور نقوش سے بھری ہوئی آراستہ و پیراستہ ہے۔ دنیا میں کوئی بھی دانا اور عقل منداس معمے کو سمجھ نہیں پایا۔ واقف نہیں ہو سکا۔

(۶) شاید ہمارا صاحب دیوان (حاکم) حساب نہیں جانتا۔ یہی وجہ ہے کہ اس فرمان میں حسبۃً للہ کی مد ہی موجود نہیں ہے۔ مطلب یہ کہ ہمیں فی سبیل اللہ کچھ نہیں ملتا۔

(۷) جو کوئی بھی چاہے آجائے اور جو کوئی چاہے وہ چلا جائے۔ شہنشاہ حقیقی کے دربار (بارگاہ) میں نہ کوئی دربان ہے اور نہ کوئی پاسبان ہی ہے۔ اس دربار میں کوئی گیر دار یعنی کوئی روک ٹوک نہیں۔

(۸) جو کوئی بھی نقص اور کمی ہے وہ سب ہمارے ہی بے ڈول جسم میں ہے۔ (ناموزوں قد میں ہے) ورنہ اے تمام جہانوں کے شہنشاہ! تیرا خلعت کسی کے قد پر بھی چھوٹا نہیں ہے (پورا ہے)

(۹) بر درِ میخانہ رفتن کارِ یکرنگاں بود　　خود فروشاں را بکوئے مے فروشاں راہ نیست

(۱۰) بندۂ پیر خراباتم کہ لُطفش دائم ست　　ورنہ لُطفِ شیخ وزاہد گاہ ہست وگاہ نیست

(۱۱) حافظ ار بر صدر بنشیند زعالی ہمتی[1] ست　　عاشقِ دُردی کش اندر بند مال وجاہ نیست

حل لغات:

★ یکرنگاں۔ ایک ہی رنگ والے، مخلص، صبغۃ اللہ کے رنگ میں رنگے ہوئے۔ ★ خود فروشاں۔ ضمیر فروش ★ بندۂ پیر خراباتم۔ میں پیر خرابات کا غلام ہوں ★ لطفش۔ اس کی مہربانی ★ دائم۔ ہمیشہ ★ بر صدر بنشیند۔ صدر کی جگہ بیٹھتا ہے، صدر نشین ہے، صدرات کی مسند پر بیٹھتا ہے ★ عالی شربی۔ بلند نظری، وسیع القلبی ★ دردکش۔ تلچھٹ پینے والا۔

ترجمہ:

(۹) میکدے کے دروازے پر جانا یکرنگ (مخلص) لوگوں کا کام ہے۔ جو خود فروش (ضمیر فروش) اور مغرور لوگ ہیں (ریا کار ہیں) شراب بیچنے والوں کے کوچے میں ہرگز داخل نہیں ہو سکتے۔ عشق کی شراب منافق نہیں بلکہ صرف پاک باطن لوگ ہی پی سکتے ہیں۔

[1] بعض نسخوں میں عالی ہمتی کی جگہ عالی مشربی ہے۔

(۱۰) میں پیرِ خرابات کا غلام ہوں۔ جس کی ہمیشہ مجھ پر نظرِ عنایت رہتی ہے۔ ورنہ شیخ اور زاہد تو کبھی لطف و کرم کرتے ہیں؟ اور کبھی نہیں کرتے۔ یعنی پیرِ خرابات کی مہربانیاں دائم جاری و ساری رہتی ہیں۔

(۱۱) حافظؔ اگر صدارت کی کرسی پر بیٹھتا ہے تو یہ اس کی بڑی بلند ہمتی ہے۔ جو تلچھٹ پینے والا رند اور عاشق ہوتا ہے۔ وہ مال و جاہ کا خواہش مند نہیں ہوتا۔ اُسے ان چیزوں کی کوئی پروا نہیں ہوتی۔

----***----

غزل نمبر (۱۴)

(۱) آں پیکِ نامور کہ رسید از دیارِ دوست ۔۔۔ آورد حرزِ جان زخطِ مشک بارِ دوست

(۲) خوش میدہد نشانِ جلال و جمالِ یار ۔۔۔ خوش می کند حکایتِ عزّ و وقارِ دوست

(۳) دل[۱] دادمش بمودہ وخجلت ہمی برم! ۔۔۔ زین نقدِ کم عیار[۲] کہ کردم نثارِ دوست

(۴) سیر سپہر و دورِ قمر را چہ اختیار ۔۔۔ در گردش اَند برحسب اختیارِ دوست

حل لغات:

* پیک۔ قاصد، ہرکارہ * حرز۔ تعویذ * مشک بار۔ خوشبودار (اور یہ غزل نعتِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم میں ہے) * خوش میدہد نشان۔ بہت ہی اچھے انداز میں پتہ دیتا ہے * عز و وقار۔ عزت و احتشام * دل دادمش۔ میں نے اُسے دل دے دیا * خجلت ہمی برم۔ شرمسار ہوں * نقدِ قلب خویش۔ اپنے دل کی پونجی * سپہر۔ آسمان * دورِ قمر۔ چاند کی گردش۔

ترجمہ:

(۱) وہ مشہور قاصد جو میرے محبوب کے وطن سے آیا ہے اور اس کی جانب سے بڑا معطر اور خوشبودار خط میرے نام لایا ہے۔ یہ خط میری جان کا تعویز ہے۔ میں اسے حرزِ جاں بنا کر رکھوں گا۔

(۲) وہ بڑی خوش اسلوبی سے دوست (محبوب) کے جلال و جمال کا پتہ دیتا ہے، اور اس کی عظمت و شان و شوکت کی حکایت (کہانی) بڑے شستہ اور دلکش انداز سے بیان کرتا ہے

(۳) وصالِ محبوب کی خوشخبری سن کر میں نے اُسے (قاصد کو) اپنی جان دے دی لیکن میں شرمندہ ہوں کہ میری یہ نقدی کھوٹی ہے جو میں اس پر نثار کر رہا ہوں۔ دل کا نذرانہ حقیر سا ہے۔

(۴) آسمان کی گردش اور چاند کے چکر اپنے اختیار سے باہر ہیں بلکہ یہ تو تمام، دوست (محبوبِ حقیقی) کے اختیار میں ہیں اور اُس کی

۱، ۲ بعض نسخوں میں جان کی جگہ دل اور کم عیار کی جگہ قلبِ خویش لکھا ہے۔

رضا سے ہی گردش کر رہے ہیں۔

(۵) شکرِ خدا کہ از مددِ بختِ کار ساز — برحسبِ مدعاست[1] ہمہ کاروبارِ دوست

(۶) گر بادِ فتنہ ہر دو جہاں را بہم زند — ما و چراغِ چشم و رہِ انتظارِ دوست

(۷) کحل الجواہرے بمن آر اے نسیمِ صبح — زاں خاکِ نیکبخت کہ شد رہگزارِ دوست

(۸) مائیم و آستانۂ عشق و سرِ نیاز — تا خوابِ خوش کرا بُرد اندر کنارِ دوست

(۹) دشمن بقصدِ حافظ اگر دم زند چہ باک — منت خدائے راکہ نیم شرمسارِ دوست

حل لغات:

* بختِ کارساز۔کام سنوارنے والے بخت * حسبِ مدعا۔مرضی کے مطابق * بادِ فتنہ۔فتنہ وفساد کی ہوا،ناموافق اور شرانگیز حالات۔ * بہم زند۔درہم برہم کردے * کحل الجواہر۔وہ سرمہ جو سچے موتیوں کا مرکب ہو * سرِ نیاز۔نیاز مندی کا سر * خوابِ خوش۔میٹھی نیند * کرا۔کس کو * کنار۔پہلو * قصد۔ارادہ * دَم زند۔دم مارتے ہیں * چہ باک۔کیا ڈر ہے۔ * نیم شرمسار۔میں شرمندہ نہیں ہوں۔

ترجمہ:

(۵) اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ کارساز نصیبوں کی مدد سے میرے دوست (محبوب) کے تمام کام حسبِ منشاء اس کی مرضی (خواہش) کے مطابق سرانجام پا رہے ہیں۔وہ جو چاہ رہا ہے ویسا ہی ہو رہا ہے۔

(۶) اگر فتنہ وفساد کی ہوا دونوں جہانوں کو بھی درہم برہم کر ڈالے تو کچھ پروا نہیں ہے۔کیونکہ ہم ٗہماری آنکھوں کا چراغ اور دوست (محبوب) کے انتظار کی راہ یہ چیزیں تو سلامت ہیں ناں؟

(۷) اے نسیمِ صبح! میرے لیے جواہرات کا (قیمتی وعمدہ) سرمہ لا۔اس خوش نصیب مٹی سے جو کہ اس دوست (محبوب) کی رہگوار بن گئی ہے۔یعنی محبوب کے کوچے کی گرد کحل الجواہر جیسی ہے۔

(۸) اب ہم ہیں، عشق کی چوکھٹ ہے اور ہمارا عجز بھرا سر ہے جو سجدے میں ہے۔دیکھو اب دوست کے پہلو میں میٹھی نیند کسے نصیب ہوتی ہے؟ کس خوش نصیب کی پہلوئے یار تک رسائی ہوتی ہے؟

(۹) دشمن اگر حافظ کے خون کا خواہاں ہے تو کیا ڈر ہے؟ خداوند کریم کا احسان وشکر ہے کہ میں اپنے دوست (محبوب) سے شرمندہ نہیں ہوں۔یعنی دشمن کی کوئی پروا نہیں اگر دوست راضی ہے۔

----***----

---

1. بعض نسخوں میں مدعا کی جگہ آرزو ہے۔

غزل نمبر (۱۵)

(۱) زلفت ہزار دل بیکے تارِ مُو بہ بست — راہِ ہزار چارہ گر از چار سُو بہ بست
(۲) تا عاشقاں بوئے نسیمش دہند جان — بکشود نافہ و درِ ہر آرزو بہ بست
(۳) شیدا ازاں شدم کہ نگارِ چو ماہِ نو — اَبرو نمود و جلوہ گری کرد و رو بہ بست
(۴) ساقی بچند رنگ مے اندر پیالہ ریخت — ایں نقشہا نگر کہ چہ خوشِ درکدو بہ بست

حل لغات:

* بیکے تارِ مُو۔ ایک بال کے تار سے * چار سو۔ چاروں طرف * دہند جان۔ فدا ہو جائیں * جان دے دیں * بکشود نافہ۔ کستوری کا نافہ کھول دیا ہے * اک خاص ہرن کی ناف میں کستوری ہوتی ہے جسے نافہ کہتے ہیں، کستوری کی تھیلی جو ہرن کے پیٹ سے نکلتی ہے * شیدا۔ فریفتہ، دیوانہ * ماہِ نو۔ پہلی رات کا چاند * رو بہ بست۔ منہ ڈھانپ لیا * بچند رنگ۔ کتنے ہی رنگوں کے ساتھ * چہ خوش۔ کیا اچھا، حیرت انگیز۔

ترجمہ :

(۱) اے میرے محبوب! تیری زلف نے ہزاروں دل ایک ایک بال سے باندھ رکھے ہیں اور چارہ گروں کے راستے چاروں طرف سے روک رکھے ہیں، بند کر دیئے ہیں۔ یعنی محبوبِ حقیقی کی محبت میں بیشمار دل گرفتار ہیں اور چارہ گری کا کوئی دروازہ کھلا نہیں ہے۔

(۲) تا کہ عاشق لوگ اس کی زلف کی خوشبو سونگھ کر جان دے دیں اس نے مشک کا نافہ کھول دیا ہے لیکن اس کے ساتھ ہی اُس نے ہر تمنا و آرزو کا دروازہ بند کر دیا ہے۔

(۳) میں اپنے محبوب پر اس وجہ سے شیدا و دیوانہ ہوا ہوں کہ اس نے نئے چاند کی طرح اپنے ابرو کا دیدار کرا دیا ہے۔ جلوہ دکھایا ہے مگر چہرے کو چھپالیا ہے پردے میں بند کر لیا ہے۔

(۴) ساقی نے کئی رنگوں کی شراب میرے پیالے میں ڈال دی ہے۔ تو یہ نقش تو دیکھ کہ اُس نے کس خوش اسلوبی اور خوبی سے شراب کو کدو میں بند کر ڈالا ہے۔ یعنی محبوب کے گونا گون، حیرت انگیز اور مسحور کن ناز و انداز ہیں۔ جن پر ہر کوئی فریفتہ ہونے کو تیار ہو جاتا ہے۔

(۵) یارب چہ سحر[1] کرد صراحی کہ خونِ خم! — بانغمہ[2] ہائے قُلقُلش اندر گلو بہ بست

---

[1] بعض نسخوں میں سحر کی جگہ نغمہ اور بعض میں غمزہ ہے۔
[2] بعض نسخوں میں نغمہ کی جگہ نعرہ اور قلقش کی جگہ غلغلش ہے۔

(۶) دانا چو دید بازی ایں چرخ حُقّہ باز	ہنگامہ باز چید و درِ گفتگو بہ بست
(۷) مطرب چہ نغمہ[1] ساخت کہ در پردۂ سماع	بر اہلِ وجد و حال درِ ہائے وہو بہ بست
(۸) گفتم کہ حسنِ چہرۂ او را صفت کنم!	او روئے خود نمود و درِ گفتگو بہ بست
(۹) حافظ ہرآنکہ عشق نورزید ووصل خواست	احرام طوفِ کعبہ دِل بے وضو بہ بست

حل لغات:

* در پردۂ سماع۔ سماع کے پردہ میں، کلام سننے کے پردہ میں، اوٹ میں * اہل وجدوحال۔ وجدوسرور میں آکر بیخود ہونے والے * صفت کنم۔ تعریف کروں * روئے نمود۔ چہرہ دکھایا * ہرآنکہ۔ جس کسی نے * عشق نورزید۔ عشق اختیار نہ کیا۔

ترجمہ:

(۵) اے میرے پروردگار دہائی ہے۔ صراحی نے کیا جادو (ناز وکرشمہ) کر دکھایا ہے کہ مٹکے کا خون اپنے قلقل کے نغموں کے ساتھ اس کے گلے میں ہی بند کر ڈالا ہے۔ یہ کیا کرشمہ وجادو ہے؟

(۶) جب دانا وعقلمند انسان نے اس شعبدہ باز آسمان کی بازی دیکھی۔ تو اس نے اپنا تمام کاروبار سمیٹ کر گفت وشنید کے دروازے کو بند کر لیا کیونکہ وہ سمجھ گیا کہ رضائے دوست پر سر تسلیم خم کیے بغیر کوئی چارہ نہیں اور ہونٹوں پر مہر سکوت لگا دی۔

(۷) خدا جانے مطرب (گویے) نے سماع کے پردہ میں یہ کیسا نغمہ سنایا ہے کہ جس نے اہل وجد وحال پر ہاؤ ہو کے دروازے بند کر دیے ہیں۔ یعنی ان سب کے لبوں پر مہر سکوت لگ گئی ہے۔

(۸) میں نے اُس (محبوب) سے کہا تھا کہ میں تیرے چہرے کے حسن کی تعریف کرنے کا خواہاں ہوں تو اس نے اپنا چہرہ دکھا دیا مگر فوراً بات چیت کے دروازے کو بند کر ڈالا۔ گفتگو پر پابندی لگا دی۔

(۹) اے حافظ جس شخص نے عشق کو تو اختیار نہ کیا (عشق کی مصیبتیں نہ اُٹھائیں) اور محبوب کے وصل کا طالب ہوا۔ اس کی مثال اس شخص کی سی ہے کہ جو کعبہ دل کے طوائف کا احرام وضو کے بغیر ہی باندھ لے۔

----***----

(نوٹ) بعض نسخوں میں شعر نمبر ۶، شعر نمبر ۸ شامل نہیں ہیں۔

[1] بعض نسخوں میں نغمہ کی جگہ پردہ ہے۔

غزل نمبر(۱۶)

(۱) مرحبا اے پیکِ مشتاقاں بدہ پیغامِ دوست | تا کنم جاں از سرِ رغبت فدائے نامِ دوست
(۲) والہ وشیداست دائم ہمچو بُلبل در قفس! | طوطئ طبعم زشوقِ شُکر و با دامِ دوست
(۳) زلفِ اودامست وخالش دانہء آں دام ومن | بر اُمیدِ دانہ افتادہ ام در دامِ دوست
(۴) سر ز مستی برنگیرد تا بہ صبحِ روزِ حشر! | ہر کہ چوں من درازل یک جُرعہ خورداز جامِ دوست

حل لغات:

★ مرحبا۔واہ واہ۔خوش آمدید ★ پیک۔قاصد ★ والہ وشیدا۔دیوانہ،فریفتہ ★ رغبت۔میلان، رجحان ★ دام۔جال، پھندہ ★ خالش۔اس کے چہرے کا تل ★ برنگیرد۔اوپر نہیں اٹھا سکے گا ★ جُرعہ۔گھونٹ۔

ترجمہ:

(۱) خوش آمدید اے عاشقوں کے قاصد، دوست کا پیغام دے تاکہ میں بخوشی اور رغبت سے دوست (محبوب) کے نام پر جان قربان کردوں۔

(۲) میری طبیعت کا طوطی دوست کی دائمی محبت اور شوق شکر میں بلبل کی طرح پنجرے میں ہمیشہ دیوانہ اور فریفتہ پڑا ہے۔

(۳) اس (محبوب) کی زلف جال ہے اور اس کے چہرے کا خال اس میں دانہ ہے اور میں اُسی دانے کی اُمید پر ہی دوست (محبوب) کے دام میں پھنس گیا ہوں۔گرفتار ہو گیا ہوں۔

(۴) جس شخص نے بھی میری طرح ازل میں دوست (محبوب) کے پیالے سے ایک گھونٹ پی لیا اس کا سر حشر تک بھی اوپر نہ اُٹھ سکے گا۔یعنی اس کا نشہ نہ اُترے گا ہمیشہ مست وبیخود ہی رہے گا۔

(۵) من نوشتم نامہ از شرحِ حالِ خود وَلے[1] | دردِ سر باشد نمودن بیش ازیں ابرامِ دوست
(۶) میل من سوئے وصال وقصدِ اُوسوئے فراق | ترکِ کامِ خود گرفتم تا بر آید کامِ دوست
(۷) گر دہد دستم کشم در دیدہ ہمچوں توتیا | خاکِ راہے کاں مشرف گرددازاقدامِ دوست
(۸) حافظ اندر درد وغم می سوزد با درماں مساز[2] | زانکہ درمانے ندارد دردِ بے آرامِ[3] دوست

حل لغات:

★ ابرام۔طول دینا، اصرار کرنا، طلب کرنا ★ بیش ازیں نمودن۔اس سے زیادہ بیان کرنا ★ میل۔رجحان، میلان، رغبت ★ قصد۔

---

۱ بعض نسخوں میں مصرعِ اوّل یوں ہے: ؏ بس نگویم شمہ از شرحِ شوقِ خود از آنکہ

۲ بعض نسخوں میں مصرعِ اوّل یوں ہے: ؏ حافظا با درد او میسوز دو بے درماں بساز ۳ بعض نسخوں میں بے آرام کی جگہ بے درمان ہے۔

ارادہ ٭ فراق ۔ جدائی، ہجر ٭ گرد ہد دستم ۔ اگر ہاتھ لگے، اگر موقع ملے ۔ ٭ توتیا۔ سُرمہ ۔ ٭ درماں ۔ علاج ٭ درماں مساز ۔ علاج نہ کر ٭ بے آرام ۔ بے چین ۔

ترجمہ:

(۵) میں نے اپنا حالِ دِل کھل کر بیان کرنے کے لیے ایک طویل خط لکھا لیکن اس سے زیادہ اصرار کرنا دوست (محبوب) کے لیے دردِ سر کا باعث ہوگا۔ میں نے جو کچھ لکھنا تھا تفصیل سے لکھ دیا ہے۔ اب مزید کیا کہوں؟

(۶) میرا رجحان وصال کی جانب ہے اور اس کا ارادہ ہجر کی جانب ہے۔ میں نے اپنا ارادہ ترک کر ڈالا ہے تاکہ میرے دوست (محبوب) کا مقصد پورا ہو جائے۔ جیسے اس کی رضا وہی میری رضا۔

(۷) اگر موقع مِل جائے تو سرمہ کی طرح آنکھوں میں لگالوں اس راستے کی خاک کو جسے دوست کے قدموں سے شرف ملا ہو۔

(۸) اے حافظؔ! تو درد اور غم میں جلتا رہ اور اس کے درماں کی تلاش مت کر کیونکہ بے چین دوست (محبوب/ عاشق) کے درد کا علاج ڈھونڈنا عبث ہے۔ دردِ عشق کا کوئی علاج نہیں ہے۔ مگر بقول شاعر ع دردمندِ عشق را دارو بجز دیدار نیست

----٭٭٭----

غزل نمبر (۱۷)

(۱) آں ترکِ پری چہرہ کہ دوش از برِ ما رفت — آیا چہ خطا دید کہ از راہِ خطا رفت

(۲) تا رفت مرا از نظر آں چشمِ[۱] جہاں بیں — کس واقفِ ما نیست کہ از دیدہ چہا رفت

(۳) بر شمع نرفت از گزر آتش جاں[۲] سوز — آں دود کہ از سوزِ جگر برسرِ ما رفت

(۴) دور از رُخِ تو دمبدم از گوشہ چشم — سیلابِ سرشک آمد و طوفانِ بلا رفت

حل لغات:

٭ ترک ۔ محبوب ٭ پری چہرہ ۔ پری جیسے چہرے والا ٭ دوش ۔ گزشتہ رات ٭ برما ۔ میری بغل سے ٭ از راہِ خطا ۔ خطا کی وجہ سے ٭ چشم جہاں بیں ۔ جہاں کو دیکھنے والی آنکھ ٭ از دیدہ ۔ آنکھ سے ٭ چہا ۔ کیا کچھ ٭ برشمع نرفت ۔ شمع پر نہیں گزری ٭ دود ۔ دھواں ٭ برسرِ ما رفت ۔ جو ہمارے سر پر گزری ٭ دمبدم ۔ ہر دم، ہر لحہ ٭ سرشک ۔ آنسو ۔

ترجمہ:

(۱) وہ پری جیسے چہرے والا محبوب کل گزشتہ رات میری بغل سے (پہلو سے) چلا گیا (نکل گیا) خدا ہی جانے کہ اس نے ہم میں

---

۱ بعض نسخوں میں چشم کی جگہ نور ہے۔
۲ بعض نسخوں میں جان سوز کی جگہ دل دوش ہے۔

کیا غلطی دیکھ لی کہ وہ اس غلطی وخطا کی وجہ سے ہم سے ناراض ہو کر چلا گیا۔

(۲) وہ جہان بھر کو دیکھنے والی آنکھ یعنی جہاندیدہ محبوب جب سے میری نظروں سے دور ہوا ہے (چلا گیا ہے) کسی کو کیا معلوم، کیا خبر ہے کہ میری آنکھوں سے کیا کچھ چھپ گیا ہے۔ کیا کچھ چلا گیا ہے۔

(۳) جان کو جلا دینے والی آگ کے گزرنے سے شمع کا بھی وہ حال نہیں ہوا ہے جو جگر کی جلن سے اٹھنے والے دھوئیں کی وجہ سے ہمارا حال ہوا ہے۔ یعنی شمع کو وہ تکلیف نہیں ہوئی جو ہمیں ہوئی ہے۔

(۴) جب سے تیرے چہرے سے دور ہوا میری آنکھ کے گوشہ سے ہر لحہ وہر لحظہ آنسوؤں کا اک سیلاب آیا اور بلا کا طوفان اُمڈ کر گزر گیا۔ یہ سب تیری جدائی کی وجہ سے ہوا۔

(۵) از پائے فتادیم چو آمد شب[1] ہجراں	در درد بماندیم چوں از دست دوا رفت
(۶) دِل گفت وصالش بد عا باز تواں یافت	عمریست کہ عمرم ہمہ درکارِ دعا رفت
(۷) احرام چہ بندیم کہ آں قبلہ نہ اینجاست	درسعی چہ کوشیم کہ از مروہ صفا رفت
(۸) دی گفت طبیب از سرِ حسرت چو مرا دید	ہیہات کہ دردِ[2] تو ز قانونِ شفا رفت
(۹) اے دوست پرسیدنِ حافظ قدمے نہ	زاں پیش کہ گویند کہ از دارِ فنا رفت

حل لغات:

٭ از پائے فتادیم۔ از پا فتادن، بے ہمت ہو کر گر پڑنا ٭ از دست ارفت۔ ہاتھ سے دور نکل گئی ٭ باز تواں یافت۔ دوبارہ حاصل کیا جاسکتا ہے۔ درکارِ دعا رفت۔ دُعا کرنے میں ہی گزر گئی ٭ چہ بندیم۔ کیا باندھیں ٭ مروہ صفا۔ مروہ اور صفا، مکہ معظمہ میں دو پہاڑیاں ہیں جن کے درمیان ایام حج میں حجاج کرام بھاگ کر سعی کرتے ہیں اور یہ مناسک حج میں شامل ہے۔ سعی۔ صفا اور مروہ کے درمیان حج کے موقعہ پر بھاگنے کو کہتے ہیں۔ ٭ کوشش۔ جدوجہد، بھاگ دوڑ۔ ٭ دی۔ کل، گذشتہ، ہیہات۔ افسوس ٭ قانونِ شفا۔ بوعلی سینا کی مشہور حکمت کی کتاب جس میں ہر بیماری کا علاج بتایا گیا ہے۔

ترجمہ:

(۵) جب بھی شبِ ہجراں آئی یعنی تیری جدائی کی یاد آئی تو ہم نڈھال ہو کر گر پڑے۔ جب دوا ہی ہمارے ہاتھ سے نکل گئی (محبوب ہی چلا گیا) تو اس کے اس درد نے ہم کو مار ڈالا۔ یعنی ہم عاجز ولاچار ہو کر رہ گئے۔

(۶) ہمارے دل نے کہا کہ دعا کرنے سے اس (محبوب) کا وصال نصیب ہو سکتا ہے۔ لہٰذا یہی کچھ کرتے کرتے ایک عمر بیت گئی۔ یعنی وصل کی دعا مانگتے ہی میری عمر گزر گئی۔ اسی دھندے میں میری عمر صرف ہو گئی۔

(۷) ہم احرام کیا باندھیں جب یہاں وہ قبلہ ہی نہیں ہے۔ ہم اب کوشش اور جدوجہد کیا کریں کہ جب وہ مروہ صفا کی رونق ہی چلی

---

1. بعض نسخوں میں شب کی جگہ غم ہے اور بماندیم کی جگہ بمردیم ہے۔
2. بعض نسخوں میں درد کی جگہ رنج ہے۔

گئی ہے۔یعنی جب محبوب حقیقی ہی نظر نہیں آتا تو کدھر دھیان لگائیں۔ جب دل ہی صاف نہیں تو شاہدِ معنی کی تجلی کیسے نظر آئے؟

(۸) کل جب طبیب نے مجھے دیکھا تو نہایت حسرت سے کہا۔ہائے افسوس! کہ تیرا جو درد ہے (بیماری ہے) اس کا علاج تو شفا کے قانون میں بھی نہیں ہے۔یعنی تمہارا درد لاعلاج ہو چکا ہے۔

(۹) اے ہمارے دوست (محبوب) حافظؔ کا حال پوچھنے کے لیے کبھی تو قدم رنجہ فرما۔اس سے پہلے کہ یہ لوگ کہنے لگ جائیں کہ وہ تو اس دنیائے فانی سے کوچ کر گیا ہے۔رخصت ہو گیا ہے۔

----***----

غزل نمبر (۱۸)

(۱) منم کہ گوشہء میخانہ خانقاہِ من ست — دعائے پیر مغاں وردِ صبحگاہِ من ست

(۲) گرم ترانہء چنگ وصبوح نیست چہ باک — نوائے من بسحرِ آہ عذر خواہِ من ست

(۳) ز پادشاہ و گدا فارغم بحمد اللہ! — گدائے خاکِ درِ دوست پادشاہِ من ست

(۴) غرض ز مسجد و میخانہ اَم وصالِ شماست — جز ایں خیال ندارم خدا گواہِ من ست

حل لغت:

* گوشہ میخانہ۔میخانے کا گوشہ، کنارہ، نکڑ۔ وِرد۔وظیفہ * صبح گاہ۔صبح کے وقت * گرم۔اگر میرے پاس * ترانہ۔نغمہ، سُر، گانا * چنگ۔ساز کا نام، رباب * صبوح۔صبح کی شراب * بحمد اللہ۔اللہ کا شکر ہے * فارغم۔بے نیاز ہوں * غرض۔مقصد، مراد۔

ترجمہ:

(۱) شراب خانے کا گوشہ ہی میری خانقاہ ہے اور پیر مغاں کو دعائیں دینا ہی میرا صبح کا وظیفہ بن چکا ہے۔یعنی صبح و شام اب رند خراب و مست کا یہی ورد و وظیفہ ہے کہ پیر مغاں کو دعائیں دوں۔

(۲) اگر مجھے رباب کے نغمے اور صبح کی شراب نصیب نہیں ہے تو کوئی پروا نہیں کہ میری سحر گاہی کی آہیں ہی میری عذر خواہی کے لیے کافی ہیں۔مطلب یہ کہ اگرچہ میرے اعمال بہتر نہیں ہیں تاہم عشق حقیقی کی آہ و فغاں کے باعث مغفرت کی توقع ہے۔

(۳) خدا کا شکر ہے کہ میں شاہ و گدا سے بے نیاز ہوں۔فارغ ہوں۔میرے لیے دوست (محبوب) کے کوچے کا گدا بھی بادشاہ ہے۔یعنی درِ دولت آستانہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ادنیٰ گدا بھی میرے لیے بادشاہ کی طرح بلند مرتبت ہے۔

(۴) مسجد ہو کہ میخانہ ہر دو جگہوں سے میری مراد تیرا وصال ہی ہے۔خدا گواہ ہے کہ اس کے علاوہ میرے خیال میں اور کچھ بھی نہیں

ہے۔یہی میرا مقصود و مدعا ہے:۔

(۵) مرا گدائے تو بودن ز سلطنت خوشتر — کہ ذلِّ جور و جفائے تو عزّ و جاہِ من ست[1]

(۶) مگر بہ تیغ اجل خیمہ برکنم ورنہ — رمیدن از درِ دولت نہ رسم و راہِ من ست

(۷) ازاں زماں کہ براں آستاں نہادم رُوئے — فرازِ مسندِ خورشید تکیہ گاہِ من ست

(۸) کُلاہِ دولتِ خسرو کُجا بچشم آید — کہ خاک کوئے شما عزّتِ کُلاہِ من ست

(۹) گناہ اگرچہ نبود اختیارِ ما حافظ! — تو در طریقِ ادب کوش[2] و گو گناہِ من ست

حل لغت:

* خوشتر۔بہتر * ذِل۔ذلت * عزو جاہ۔عزت و بلند مقام * خیمہ برکنم۔خیمہ اکھاڑ ڈالوں * رمیدن۔بھاگنا * رسم و راہ۔دستور * ازاں زماں۔اس وقت سے * فرازِ مسندِ خورشید۔سورج کی مسند کی بلندی * تکیہ گاہ۔جائے آرام * کلاہ۔تاج ،کلاہِ دولت خسرو،خسرو(بادشاہ) کی دولت کی ٹوپی۔بادشاہ کی حکومت * بچشم آید۔آنکھ میں جچتی ہے * طریق ادب۔ادب کا طریق و دستور۔ * کوش۔کوشش کر۔اختیار کر۔

ترجمہ:

(۵) تیرے در کی گدائی بادشاہی سے بہتر ہے میرے لئے تیرا فقیر ہونا سلطنت سے زیادہ اچھا ہے۔اسی طرح تیرے ظلم اور جفا کی ذلت ہی میری عزت و جاہ ہے۔تیرے جور و ستم کی ذلّت میں ہی میری عزت ہے۔

(۶) یہ موت کی تلوار ہی ہے جو کہ میرے خیمے کو اکھاڑ ڈالے تو اکھاڑ دے ورنہ تیرے در دولت کو چھوڑ کر کہیں اور بھاگ جانا میرا دستور و طریق نہیں ہے۔یعنی تیرے درِ دولت سے مر کر ہی ہٹوں گا۔

(۷) جب سے میں نے اُس (محبوب) کے آستانے پر اپنا منہ رکھا ہے (اپنا سر دھرا ہے) اسی وقت سے مجھے انتہائی بلندی حاصل ہوگئی ہے۔سورج کی مسند کی بلندی میری تکیہ گاہ بن گئی ہے۔

(۸) خسرو (بادشاہ) کے تاج دولت کی سطوت و شوکت میری آنکھ میں کیا جچے گی جبکہ تیرے کوچے کی گرد (خاک) ہی میری ٹوپی کی عزت ہے۔یعنی محبوب کے کوچے کی خاک میں ہی عظمت ہے۔

(۹) اے حافظ اگرچہ گناہ کرنا ہمارے اختیار میں نہ تھا لیکن تو ادب کی روش اختیار کر اور ہمیشہ یہی کہتا رہ کہ یہ خطا میری ہی ہے۔یعنی اگرچہ ہم اپنے اختیار سے گناہ نہیں کرتے لیکن ادب کا یہی تقاضا ہے کہ گناہوں کو اپنی طرف منسوب کرتے رہیں۔

----***----

[1] بعض نسخوں میں شعر نمبر ۵،نمبر ۸ شامل نہیں

[2] بعض نسخوں میں کوش کی جگہ باش ہے۔

غزل نمبر (۱۹)

(۱) لعلِ سیراب بخوں تشنہ لبِ یارِ من ست
وز پۓ دیدنِ او دادنِ جاں کارِ من ست

(۲) شرم ازاں چشمِ سیہ بادش و موگانِ دراز
ہر کہ دل بردن او دیدو در انکارِ من ست

(۳) سارباں رخت بدروازہ مبر کاں سرِ کو
شاہرا ہیست کہ منزل گہِ دلدارِ من ست

(۴) بندۂ طالعِ خویشم کہ دریں قحطِ وفا
عشقِ آں لولیٔ سرمست خریدارِ من ست

حل لغات:

* لعلِ سیراب ۔معشوق کے لب، گہرا سرخ لعل * تشنہ ۔پیاسا * رخت ۔سامان * ساربان ۔شتربان * منزلگاہ ۔قیام گاہ
* بندۂ طالعِ خویشم ۔اپنے مقدر کا غلام ہوں * لولیٔ سرمست ۔شوخ محبوب ۔

ترجمہ:

(۱) میرے یار (محبوب) کے لال سرخ ہونٹ (سیراب ہونے والے) میرے خون کے پیاسے ہیں اوران کے دیدار کے لیے جان دے دینا ۔(جانثاری) ہی میرا کام ہے ۔

(۲) اس (محبوب) کی سیاہ آنکھوں اور لمبی پلکوں سے اُسے شرم آنی چاہیے جس کسی نے بھی اپنا دِل چھنتا ہوا دیکھا اور پھر بھی میرے اس بیان سے انکار کر رہا ہے ۔میری بات سے انکاری ہے ۔یعنی جو کوئی یہ کہتا ہے کہ محبوب دل کس طرح لے گیا اُسے اس کی سیاہ آنکھوں اور لمبی پلکوں کو دیکھنا چاہیے پھر میری بات مان لے گا ۔

(۳) اے سارباں! میرا یہ رختِ سفر اس کی گلی کے سرے سے باہر نہ لے کر جا ۔کیونکہ وہی تو کوچہ اک ایسی شاہراہ ہے جو کہ میرے محبوب کی منزل گاہ (قیام گاہ) ہے ۔

(۴) میں اپنے نصیب کا غلام ہوں میں اپنے نصیبے کے قربان جاؤں کہ اس وفا کے قحط میں اُس وارفتہ وبیخود محبوب کی محبت ہی میری خریدار ہے ۔اُسی محبوب کا عشق ہی میرا خریدار ہے ۔

(۵) طبلۂ عطر گل و درجِ[1] عبیر افشانش
فیضِ یک شمہ زبوئے خوش عطارِ من ست

(۶) باغباں ہمچو نسیم ز درِ خویش مراں
کاب گلزارِ تو از اشک چوگلنارِ من ست

(۷) شربتِ قند و گُلاب از لبِ یارم فرمود
نرگسِ اوکہ طبیبِ دلِ بیمارِ من ست

(۸) آنکہ دَر طرزِ غزل نکتہ بہ حافظ آموخت
یارِ شیریں سخن نادرہ گفتارِ من ست

---

[1] بعض نسخوں میں درّج کی جگہ زلف ہے ۔

حل لغات:

★ طبلہ۔صندوقچی ،ڈبیا، پٹاری ★ دُرجِ عبیر۔عنبر،خوشبو کی ڈبیا ★ یک شمہ۔تھوڑا سا ★ ہمچو نسیم۔نسیم کے مانند۔ ★ مراں۔مت دھتکار ★ گلنار۔انار کا پھول، درخت ★ نرگس۔ مراد اس محبوب کی آنکھ ★ شیریں سخن۔میٹھا کلام،اعلیٰ وعمدہ کلام ★ نادرہ گفتار۔عجیب گفتار والا مراد فصیح وبلیغ شاعر۔

ترجمہ:

(۵) گلاب کے عطر کی پٹاری اور اس کی عنبر افشاں زلف میرے اُس عطار (محبوب) کی خوشبو کا ہی ایک ادنیٰ سے ادنیٰ فیض ہے۔ یعنی اُسی کی ہی خوشبو کا ایک شمہ ہے۔

(۶) اے باغباں! مجھے اپنے دروازے سے نسیم کی طرح مت نکال (نہ ہٹا) کہ تیرے باغ کی آب وتاب (زیب وزینت) میرے گلنار جیسے سرخ آنسوؤں کی ہی بدولت ہے۔

(۷) محبوب کی نرگسی آنکھوں نے (جو میرے بیمار دل کی طبیب بھی ہیں) میرے لیے لب یار کے گلاب وقند کا شربت تجویز کیا ہے۔اس کے لب سے مجھے قند وگلاب کا شربت عطا فرمایا ہے۔

(۸) حافظ کو جس نے غزل کی طرز میں نکتہ آرائی سکھائی ہے۔(خوبصورت،عمدہ شعر کہنے سکھائے ہیں) وہ میرا جادو بیاں اور شیریں سخن دوست (محبوب) ہے وہ میٹھی گفتگو والا نادرہ گفتار میرا یار ہے۔

غزل نمبر (۲۰)

(۱) روزگاریست کہ سودائے بتاں دینِ من ست | غمِ ایں کار نشاطِ دلِ غمگینِ من ست

(۲) دیدنِ روئے[1] تُرا دیدۂ جاں بیں باید! | ویں کجا مرتبۂ چشمِ جہاں بینِ من ست

(۳) تامرا عشقِ تو تعلیمِ سخن گفتن کرد[2] | خلق را وِردِ زَباں مدِحَت وتحسینِ من ست

(۴) دولتِ فقر خدایا بمن ارزانئ دار | کایں کرامت سببِ حشمت وتمکینِ من ست

حل لغات:

★ روزگاریست۔ایک زمانے سے،ایک مدت سے ★ سودائے بتاں۔بتوں کا عشق ★ نشاط۔خوشی ★ دیدۂ جاں۔جان کی آنکھ ★ ویں کجا مرتبہ۔اور یہ مرتبہ کہاں ★ چشمِ جہاں بیں۔جہاں کو دیکھنے والی آنکھ ★ خُدایا۔اے خدا ★ ارزانی دار۔عنایت فرما،زیادہ سے زیادہ کر ★ تمکین۔قدر ومنزلت ★ حشمت۔شان وشوکت،دبدبہ ★ کرامت۔عزت وبزرگی۔

---

[1] بعض نسخوں میں روئے ترا کی جگہ لعل ترا ہے۔
[2] بعض نسخوں میں گفتن کرد کی جگہ گفتن داد ہے۔

ترجمہ:

(۱) مدتیں ہوچکی ہیں کہ اک زمانے سے بتوں (حسینوں) کی محبت والفت میرا دین بن چکی ہے ان بتوں کے سودا میں ہی مبتلا رہنا میرے غم بھرے دل کے لیے راحت وخوشی کا باعث ہے۔ مسرت کا موجب ہے۔

(۲) تیرے چہرے کو دیکھنے کے لیے (تیرے دیدار کے لیے) چشمِ جان کی ضرورت ہے۔ یعنی (باطنی آنکھ درکار ہے) اور میری چشم جہاں بیں کو یہ مرتبہ وصلاحیت حاصل نہیں ہے (دنیادار کی آنکھ یہ مرتبہ نہیں دیکھ سکتی)

(۳) تیرے عشق نے جب سے مجھے سخن کی تعلیم دی ہے (شاعری سکھائی ہے) تب سے ہی یہ ساری مخلوق میری تعریف وتوصیف کرنے لگ گئی ہے۔ یعنی میری شاعری کی مدح سرائی ہونے لگی ہے۔

(۴) اے میرے خدا! یہ فقر کی دولت ہمیشہ مجھے دیئے رکھیو اور اس میں زیادتی کرتے رہیو کیونکہ یہی وہ دولت ہے جو میری شان و شوکت اور عزت وبزرگی کا موجب ہوگی۔

(۵) واعظِ شحنہ شناس ایں عظمت گو مفروش — زانکہ منزل گہ سلطاں دل مسکین من ست

(۶) رسمِ عاشق کشی و شیوۂ شہر آشوبی! — کارِ آں شوخِ سیہ چردۂ شیرین من ست

(۷) از کہِ دریا گری آموختہ خیالِ تو مگر! — رہنمائش شدہ ایں اشک چو پرویںِ من ست

(۸) یارب ایں کعبہء مقصود زیارتگاہِ[1] کیست؟ — کہ مغیلانِ طریقش گل ونسرینِ من ست

حل لغت:

★ شحنہ شناس۔ کوتوال کو جاننے والا منزلگہ۔ قیام گاہ ★ شیوہ۔ عادت، دستور ★ شہر آشوبی۔ شہر کو فتنہ میں مبتلا کرنا ★ سیہ چردہ۔ ملیح رنگت والا ★ دریا گری۔ دریا بنانا، دریا بہادینا ★ از کہ آموخت۔ کس سے سیکھا ★ مگر۔ شاید ★ پروین۔ کہکشاں ★ مغیلاں۔ کانٹے دار درخت، کیکر کا درخت ★ طریقش۔ اس کی راہ۔

ترجمہ:

(۵) کوتوال شہر سے شناسائی رکھنے والے واعظ سے یہ کہہ دو کہ وہ شیخی مت بگھارے کیونکہ اُس بادشاہ (محبوب حقیقی) کی منزل گاہ مجھ غریب ومسکین کا یہ دل ہی ہے۔

(۶) عشق کو قتل کرنے کی رسم اور شہر کو فتنوں میں مبتلا کرنے کا دستور میرے اُس ملیح وشوخ اور شیریں کلام محبوب کا ہی کارنامہ ہے۔ اس کا ہی یہ دستور ہے۔

(۷) یہ دریا گری تیرے خیال نے کس سے سیکھی ہے؟ شاید میرے یہ آنسو ہی جو کہکشاں کے مانند ہیں تیرے رہنما ثابت ہوئے ہیں۔ تو نے انہی سے ہی یہ فن سیکھا ہے۔ دریا گری کا یہ فن میرے ہی آنسوؤں کا مرہون منت ہے۔

(۸) اے پروردگار! یہ کعبہء مقصود کس کی تجلی گاہ ہے (زیارت گاہ ہے) کہ اس کے راستے کے ببول اور کانٹے بھی میرے لیے گلاب

---

[1] بعض نسخوں میں زیارت گاہ کی جگہ تماشا گہ ہے۔

اور چنبیلی کے پھولوں کی طرح ہیں۔

(۹) یارِ ما باش کہ زیبِ فلک و زینتِ دہر — ازمہِ روئے تو واشک چو پروینِ من ست
(۱۰) حافظ از حشمتِ پرویز دِگر قِصّہ مخواں — کہ لبش جُرعہ کشِ خسرِ وِشیرینِ من ست

حل لغت:

* زیبِ فلک۔آسمان کی زیبائش * زینتِ دہر۔زمانے کی سجاوٹ * پرویز۔خسرو پرویز ایران کا مشہور اور مغرور بادشاہ جو شیریں کا عاشق تھا اور اسی سے اس کی شادی بھی ہوئی۔ * حشمتِ پرویز۔خسرو پرویز کی شان وشوکت *جُرعہ۔گھونٹ جرعہ کش۔ گھونٹ حاصل کرنے والے، مے نوش۔

ترجمہ:

(۹) میرا دوست بن جا! اے میرے محبوب! آسمان اور دنیا کی زیب وزینت تیرے چاند جیسے چہرے اور میرے کہکشاں جیسے آنسوؤں کی ہی وجہ سے ہے۔

(۱۰) اے حافظ! تو خسرو پرویز کی شان وشوکت کے قصے مجھے نہ سنا! کہ اس کے لب بھی میرے شیریں گفتار خسرد (محبوب) کے جرعہ کش ہیں، ممنونِ فیض ہیں۔یعنی پرویز جیسی شان رکھنے والا بادشاہ بھی محبوبِ حقیقی کی بارگاہ میں جرعہ کش اور محتاج ہے۔

نوٹ: بعض نسخوں میں شعر نمبر ۶، نمبر ۹ شامل غزل نہیں ہیں۔

----***----

غزل نمبر (۲۱)

(۱) اے شاہدِ قُدسی کہ کشد بندِ نقابت — وے مُرغِ بہشتی کہ دہد دانہ و آبت
(۲) خوابم بشد ازدیدہ درین فِکر جگر سوز — کاغوشِ کہ شد منزلِ آسائش و خوابت
(۳) درویش نمی پُرسی و تر سم کہ نباشد — اندیشہء آمرزش و پروائے ثوابت
(۴) راہِ دل عشاق زد آں چشم خماری — پیداست ازیں شیوہ کہ مستت شرابت

حل لغات:

* شاہدِ قُدسی۔محبوب حقیقی * کہ کشد۔کون کھولتا ہے * خوابم بشد۔میری نیند ختم ہوگئی * کہ بشد۔کیا ہوا، کیا ہوئی * درویش نمی پُرسی۔تو درویش کو نہیں پوچھتا * کہ نباشد۔کہ ایسا نہ ہو * اندیشہ آمرزش۔بخشش کی فکر * راہ زدن۔ڈاکا ڈالنا۔ * پیداست۔ظاہر ہے * ازیں شیوہ۔اس طرزِ عمل سے۔

ترجمہ:

(۱) اے محبوبِ حقیقی! تیرے رُخ پر سے نقاب کا بند کھولنے کی سعادت دیکھئے کسے نصیب ہوتی ہے! اے بہشت کی چڑیا (پرندے) کون ہے جو تجھے آب ودانہ دیتا ہے؟ کہاں سے تجھے روحانی فیضان ملتا ہے؟

(۲) اس فکرِ جگرسوز کی وجہ سے میری آنکھوں سے نیند اُڑ گئی ہے اور مجھے یہی فکر کھائے جارہی ہے کہ وہ کس کی آغوش ہے کہ جس میں تیرے آرام وخواب کی منزل گاہ بنے گی؟ اور تیرا ٹھکانہ ہوگا؟

(۳) تو درویشوں اور فقیروں کی کبھی پُرسش نہیں کرتا۔ اس لیے مجھے اس بات کا اندیشہ ہے کہ شاید تجھے قیامت کے دن ثواب واجر کی کوئی پروا نہیں۔ بخشش کا کوئی خیال نہیں ہے۔

(۴) اُس کی مست وبیخود آنکھ نے عشاق کے دلوں پر چھاپا مارا ہے۔ اس انداز سے صاف ظاہر ہے کہ تیری شراب مستی سے لبریز ہے۔ تیری مست آنکھ نے دل پر ایسا اثر کیا کہ وہ مست ہو کر راستے سے بھٹک گیا اور رہزنوں نے اُسے لوٹ لیا۔

(۵) تیریکہ زدی بر دِلم از غمزہ خطا رفت　　تا باز چہ اندیشہ کند رائے صوابت

(۶) ہر نالہ و فریاد کہ کردم نشنیدی!　　پیداست نگارا کہ بلندست جنابت

(۷) ای قصرِ دِل افروز کہ منزل گہہ اُنسی!　　یارب مکناد آفتِ اَیّامِ خرابت

(۸) دُور ست سرِ آب ازیں بادیہ ہُشدار　　تا غولِ بیابان نفریبد بہ سرابت

حل لغات:

٭ تیریکہ۔ وہ تیر جو کہ ٭ تا باز چہ اندیشہ کند۔ اب پھر کیا سوچے ٭ نگارا۔ اے محبوب ٭ جنابت۔ تیری بارگاہ ٭ دِل افروز۔ دل کو روشن کرنے والا ٭ اُنس۔ محبت ٭ آفتِ ایام۔ زمانے کی آفت ٭ بادیہ۔ جنگل، صحرا ٭ ہشدار۔ ہوشیار ٭ غول۔ چھلاوا، بھوت ٭ نہ فریبد۔ دھوکا نہ دے۔

ترجمہ:

(۵) اے محبوب! تو نے میرے دِل پر جو اپنے غمزے کا تیر مارا ہے، وہ خطا ہو گیا ہے۔ اب دیکھئے نا معلوم کہ تیری درست رائے اس بارے میں کیا سوچے، کیا اندیشہ فرمائے۔

(۶) میں نے جس قدر بھی نالہ وفریاد کی تو نے نہیں سنی۔ تجھے سنائی ہی نہیں دی۔ ظاہر ہے اے دوست (محبوب) تیری بارگاہ بڑی بلند وبالا ہے۔ بڑی اونچی ہے۔

(۷) اے دِل کو روشن کرنے والے محل تو محبت کی منزل گاہ ہے۔ خدا کرے کہ تو زمانے کی بلاؤں اور برائیوں سے ویران وخراب نہ ہو۔ گردشِ زمانہ اور آفتِ زمانہ تجھے برباد نہ کردے۔

(۸) اس صحرا میں پانی کا کنارہ بہت دُور ہے ذرا ہوشیاری سے سمجھ لے کہ کہیں پر جنگلی چھلاوا (بھوت) تجھے سراب کا فریب نہ دے دے۔ یعنی صحرا میں چشمہ دور ہے اور کہیں تم سراب سے دھوکا نہ کھا جانا۔

(۹) رفتی ز کنارِ من دلِ خستہ بناکام! تا جائے کہ شد منزل وما وائے کہ خوابت[1]

(۱۰) تا دررَہِ پیری بچہ آئین روی اے دِل! بارے بغلط صرف شد ایام شبابت

(۱۱) حافظ نہ غلامیست کہ از خواجہ گریزد لطفے[2] کن و باز آ کہ خرابم ز عتابت

حل لغات:

★ زکنارمن۔میرے پہلو سے ★ تاجائے۔کونسی جگہ ★ بچہ آئین۔کونسے دستور کے ساتھ ★ ایام شبابت۔تیری جوانی کے ایام ★ ازخواجہ گریزد۔آقا سے بھاگ جائے ★ عتابت۔تیرے عتاب سے،غصہ سے،ناراضی سے۔

ترجمہ:

(۹) اے میرے محبوب! تو مجھے ناکام وتباہ کر کے میرے پہلو سے روانہ ہو گیا ہے۔ذرا یہ تو بتا کہ کونسی جگہ تیری منزل ہے اور کس کا گھر اور ٹھکانہ تیری خواب گاہ ہے؟

(۱۰) اے میرے دل اب دیکھنا تو یہ ہے کہ پیری (بڑھاپے) کے زمانے میں تو کسی طور طریقے سے چلتا ہے کیونکہ تیری جوانی کے دِن تو غلط اور ناروا کاموں کی نذر ہو چکے ہیں۔

(۱۱) حافظ کوئی ایسا غلام نہیں ہے کہ جو اپنے مالک وآقا سے بھاگ جائے۔تو اس پر لطف ومہربانی کر اور واپس آجا کہ تیری ناراضی سے میری بُری حالت ہو چکی ہے اور میں تباہ ہو رہا ہوں۔

----★★★----

غزل نمبر (۲۲)

(۱) باغِ مرا چہ حاجتِ سرو صنوبرست شمشادِ فسانہ پرورِ من از کہ کمترست

(۲) اے نازنیں پسر تو چہ مذہب گرفتہ ای کت خونِ ما حلال ترا ز شیرِ مادرست

(۳) چوں نقشِ غم ز دُور بینی شراب خواہ تشخیص کردہ ایم و مداوا مقرر ست

(۴) یک قِصّہ بیش نیست غمِ عشق وایں عجب از ہر کسے[3] کہ می شنوم نا مکرّر ست

حل لغات:

★ چہ حاجت۔کیا ضرورت ہے ★ از کہ۔کس سے ★ کت۔کہ تجھے ★ نازنین۔ناز وادا والا محبوب ★ چہ مذہب گرفتہ۔کیا راستہ

---

[1] بعض نسخوں میں یہ شعر موجود نہیں ہے۔ [2] بعض نسخوں میں لطفے کی جگہ صلحے لکھا ہے۔

[3] بعض نسخوں میں از ہر کسے کی جگہ کز ہر زبان ہے۔

اختیار کیا ✱ شراب خواہ۔شراب مانگ ✱ تشخیص۔مقرر کرنا، قرار دینا ✱ مداوا۔علاج ✱ نامکرر۔ایک ہی بات دوبارہ۔

ترجمہ:

(۱) میرے چمن کے لیے بھلا سرو اور صنوبر کے درختوں کی کیا ضرورت ہے۔کیا میرا خانہ پرور یعنی ناز اور نعمتوں سے پالا ہوا شمشاد (محبوب) کسی سے کم ہے؟ یعنی میرا محبوب ہر ایک (سرو صنوبر) محبوب سے بڑھ کر ہے۔

(۲) اے نازنین لڑکے! تو نے کونسا مذہب اختیار کر رکھا ہے؟ کہ تجھے ہمارا خون ماں کے دودھ سے بھی زیادہ حلال اور مرغوب ہے تجھے بڑا پسند ہے۔

(۳) اگر تم کبھی غم کے نقش کو دور سے بھی دیکھ لو تو پھر بس شراب نوشی ہی کرو کیونکہ دردِ غم کا یہی علاج مقرر کیا گیا ہے اور یہی شراب ہی اس کا علاج ہے ہم اس کی مکمل تشخیص کر چکے ہیں۔اَب یہی ہماری تجویز ہے۔

(۴) عشق کا غم ایک داستان سے زیادہ نہیں ہے لیکن عجیب ماجرا یہ ہے کہ اسے جس زبان سے بھی سنا جائے اور جہاں کہیں سے بھی سنا جائے یہ داستان نئی داستان معلوم ہوتی ہے۔(ہر بار نیا لطف دیتی ہے)

(۵) از آستانِ پیر مغاں سر چرا کشم؟ — دولت درآں سرا وکشائش دریں درست

(۶) دی وعدہ داد وصلم و در سر شراب داشت — امروز تاچہ گوید و بازش چہ در سرست

(۷) ما آبروئے فقر و قناعت نمی بریم — با پادشاہ بگوئے کہ روزی مقرّر ست

(۸) شیرازو آب رکنی و آں باد خوش نسیم — عیبش مکن کہ خالِ رُخِ ہفت کشورست

حل لغات:

✱ کشائش۔آسودہ حالی، خوشحالی ✱ دی۔گزشتہ کل ✱ ودر سرِ شراب داشت۔شراب سے مست و بیخود تھا ✱ نمی بریم۔ہم نہیں کھوتے ✱ مقدر۔تقدیر میں مقرر ہے ✱ شیراز۔ایران کا مشہور شہر جہاں حافظؔ نے زندگی گزاری اور وہیں پر دفن بھی ہوئے ✱ آبِ رکنی۔رکناباد ایک نہر کا نام ہے جو حافظ کی پسندیدہ سیرگاہ بھی ہے، اور اسی کے کنارے حافظ نے اپنی زندگی گزاری۔

ترجمہ:

(۵) میں پیر مغاں کی چوکھٹ (آستانہ) سے اپنا سر کیوں اٹھاؤں؟ کیونکہ ہم جانتے ہیں کہ جو بھی دولت ہے، جو بھی آسودگی و راحت ہے اسی چوکھٹ سے ہی وابستہ ہے۔اسی گھر میں، اسی دروازے پر ہے۔

(۶) کل رات اُس (محبوب) نے مجھ سے ملاپ کا وعدہ کیا لیکن وہ شراب کے نشہ میں بُری طرح چور تھا۔آج دیکھئے کہ وہ کیا کہتا ہے اور اس کے سر میں آج کیا کچھ سمایا ہے، کیا بہانہ ہے؟

(۷) فقر و قناعت کی عزت و آبرو ہم کسی طرح بھی برباد نہیں کریں گے۔بادشاہ سے یہ کہہ دو کہ روزی تو مقرر ہو چکی ہے اور ہم اپنی تقدیر پر مکمل طور پر شاکر و صابر ہیں۔جو لکھ دیا گیا وہی ملتا ہے۔مطلب یہ کہ ہم روزی کے بدلے فقر و قناعت کا سودا نہیں کرتے۔

(۸) شیراز اور رکنا آباد کا چشمہ (نہر) اور یہ خوشگوار نسیم اور مسرت افروز سیر گاہ تو انہیں برا بھلا مت کہہ، اس کی برائی مت کر کہ پورے ہفت اقلیم میں ایسا کہیں حسن کا نکھار دیکھنے کو نہیں مل سکتا۔

(۹) فرق ست از آبِ خضر کہ ظلمات جائے اوست — تا آبِ ما کہ منبع اش اللہ اکبر ست
(۱۰) در کوی ما شکستہ دِلی میخرند و بس — بازارِ خود فروشی ازاں سوئے دیگر ست
(۱۱) حافظؔ چہ طرفہ شاخ نباتیست کلکِ تو — کش میوہ دلپذیر ترا ز شہد و شکرّ ست

حل لغات:

* آبِ خضر۔ آبِ حیات * ظلمات۔ اندھیرا * اللہ اکبر۔ شیراز کے دو مشہور چشمے ہیں آبِ رکنا باد اور اللہ اکبر، یہ عوام کی سیر گاہیں ہیں * در کوی ما۔ ہماری گلی میں، ہمارے کوچے میں * سوئے دیگر۔ دوسری طرف * چہ طرفہ۔ کس قدر، کیا عجیب * شاخِ نبات ست۔ مصری ہے، کوزے کی مصری، جو دھاگے میں بندھی ہوتی ہے۔ کہا جاتا ہے کہ حافظؔ کی معشوقہ کا نام بھی شاخِ نبات تھا۔ * کلک۔ قلم

ترجمہ:

(۹) اس آبِ حیات سے جس کا مقام ظلمات (اندھیرے) میں ہے اور ہمارے اس میٹھے چشمے کا پانی جو اللہ اکبر کے چشمے سے نکلتا ہے، بڑا فرق ہے۔ یعنی ہم اللہ تعالیٰ کی رحمت سے فیض حاصل کرتے ہیں۔

(۱۰) ہمارے کوچے میں تو بس شکستہ دلی و عاجزی، ہی خریدی جاسکتی ہے اور کچھ نہیں البتہ غرور اور فخر کا بازار تو دوسری طرف ہے۔ خود فروشی کا بازار دوسری جگہ پر ہے۔

(۱۱) اے حافظ! تیرا یہ قلم مصری کی اک عجیب وغریب ڈلی ہے۔ جس کا پھل شکر اور شہد سے بھی زیادہ لذیذ اور میٹھا ہے۔ اور من پسند بھی ہے۔ (یعنی تو بڑا نغز گو اور معجز نما شاعر ہے)

----***----

غزل نمبر (۲۳)

(۱) شگفتہ شد گُلِ حمرا و گشت بُلبُل مست — صلائے سرخوشی اَے عاشقانِ بادہ پَرست[۱]
(۲) اَساسِ توبہ کہ در محکمے چو سنگ نمود — ببیں کہ جام زجاجی چگونہ[۲] اش بشکست
(۳) بیار بادہ کہ در بارگاہِ استغنا!! — چہ پاسبان وچہ سلطان چہ ہشیار وچہ مست

---

۱ بعض نسخوں میں عاشقانِ بادہ پرست کی جگہ صوفیانِ وقت پرست ہے جو مناسب نہیں۔
۲ بعض نسخوں میں چگونہ کی جگہ چہ طرفہ ہے۔

(۴) ازیں[1] رباطِ دو در چوں ضرور تست رحیل رواقِ و طاقِ معیشت چہ سر بلند وچہ پست

حل لغات:

* گل حمرا۔سرخ رنگ کا پھول * صلائے سرخوشی۔مسرت وانبساط کی دعوت * محکمے۔مضبوطی * جام زجاجی۔شیشے کا جام * بارگاہِ استغنا۔بے نیازی کی بارگاہ * رباط۔سرائے * رحیل۔کوچ * رواق۔مکان کا چھجا،مکان * معیشت۔زندگی کی بودوباش * طاق معیشت۔زندگی کی بودوباش کی محراب۔

ترجمہ:

(۱) سرخ گلاب کا پھول کھل اُٹھا اور بلبل مست وبیخود ہوگئی۔اے شراب پینے والے عاشقو!تمہیں سرمستی وخوشی اور کیف وسرور کی عام دعوت دی جاتی ہے۔آؤ اور کیف وسرور حاصل کرو۔

(۲) توبہ کی بنیاد جو بظاہر مضبوطی واستواری میں پتھر کی طرح دکھائی دیتی تھی،اسے تو دیکھ کہ شیشے کے ایک جام نے اُسے کس طرح توڑ پھوڑ کے رکھ دیا ہے۔پتھر جیسی توبہ کانچ کے پیالے سے ٹوٹ گئی۔

(۳) تم شراب لاؤ کہ بے نیازی کی اس بارگاہ میں کیا پاسبان اور کیا کوئی بادشاہ!کیا ہوشیار اور کیا کوئی مست سب برابر ہیں۔بے نیاز کے دربار میں سب یکساں ہیں۔

(۴) جب اس دو دروازوں والی سرائے سے کوچ کرنا انتہائی ضروری ہے تو پھر زندگی کی بودوباش کے مکان کی محراب اونچی ہو یا پست اس سے کچھ فرق نہیں پڑتا۔مکان بلند ہو یا چھوٹا کچھ فرق نہیں ہے۔

(۵) مقامِ عیش میسر نمی شود بے رنج بلیٰ بحکمِ بلا بستہ اند روزِ اَلست
(۶) بہ ہَست ونیست مرنجاں ضمیر وخوش میباش کہ نیستی است سرانجام ہر کمال کہ ہست
(۷) شکوہِ آصفی و اسپ باد و منطقِ طیر! بباد رفت واز خواجہ، ہیچ طرف زیست
(۸) ببال و پر مرو از رہ کہ تیرِ پر تابے ہوا گرفت زمانے و لے بخاک نشست
(۹) زبانِ کلکِ تو حافظ! چہ شکرآں گوید کہ تحفہ[2] سخنت می برند دست بدست

حل لغات:

* بے رنج۔تکلیف کے بغیر * بلیٰ۔ہاں،جب روزِ ازل اللہ تعالیٰ نے تمام روحوں سے اپنی ربوبیت کا وعدہ لیا اور اَلَسْتُ بِرَبِّکُم کہا کہ کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں تو سب روحوں نے بَلٰی (ہاں) کہہ کر اقرار کیا تھا * روزِ الست۔روز اول جب اللہ نے انسانی روحوں سے وعدہ لیا * بہ ہست ونیست: ہونا یا نہ ہونا،بقا وفنا * مرنجاں۔رنج نہ کر،پریشان نہ ہو * زبانِ کلک۔قلم کی زبان

---

[1] بعض نسخوں میں ازیں کی جگہ دریں ہے۔
[2] بعض نسخوں میں تحفہ کی جگہ گفتہ ہے۔

★ تحفہ سخت۔ تیرے کلام کا تحفہ ★ شکوہِ آصفی۔آصف کی سی شان وشوکت (آصف بن برخیا حضرت سلیمانؑ کے وزیر تھے) ★ اسپ باد۔ہوا کا گھوڑا۔مراد تخت سلیمانی جو ہوا کے دوش پر چلتا تھا ★ منطقِ طیر۔پرندوں کی گفتگو جو حضرت سلیمانؑ سمجھ لیتے تھے ★ برباد رفت۔سب برباد ہو گئے ★ ہیچ طرف نہ بست۔کوئی فائدہ نہ اٹھایا ★ بباِل و پر مرو۔اپنے بال و پر مت جا ★ تیر پرتاب۔زوردار تیر ★ ہوا گرفت۔ہوا میں اڑا۔

ترجمہ:

(۵) کسی کو بھی عیش ومسرت کا مقام بغیر رنج وتکلیف کے حاصل نہیں ہوسکتا۔روزِ الست میں بلیٰ کو بلا کے حکم سے باندھ دیا جاچکا ہے۔یعنی دنیاوی تکالیف اٹھانے والے عُقبیٰ میں مسرت وشادمانی پائیں گے۔

(۶) دنیا کے ہونے یا نہ ہونے کی وجہ سے تو اپنے دِل کو غمگین و پریشان مت کر اور خوش رہ کیونکہ اس دنیا میں ہر موجود کمال کو آخرِ کار معدوم ہو جاتا ہے۔دنیا کی ہر شے فانی ہے۔فانی کی فکر مناسب نہیں ہے۔

(۷) آصفی شان وشکوہ، ہوائی گھوڑا اور پرندوں کی بولیاں یہ سب چیزیں ختم ہو گئیں، سب کچھ برباد ہو گیا۔اور خواجہ نے اس سے کوئی فائدہ نہ حاصل کیا۔مطلب یہ کہ دنیا میں کیسی کیسی عظیم الشان ہستیاں آئیں اور کیسے کیسے صاحب کمالات لوگ پیدا ہوئے لیکن سب فنا ہو گئے۔عیش اور کمالات سب کچھ فنا ہونے والا ہے۔

(۸) تو بال و پر کی قوت کے بل مت چل (کہ گمراہ ہو جائے گا) کیونکہ دور تک مار کرنے والا تیر تھوڑی دیر ہوا میں رہ کر پھر زمین پر آگرتا ہے۔یعنی طاقت وقوت پر تکبر انسان کو گمراہ کر دیتا ہے۔

(۹) اے حافظ! تیرے قلم کی زبان اس کا کیا شکر ادا کرے کہ تیرے کلام کو لوگ ہاتھوں ہاتھ لئے جا رہے ہیں۔یعنی تم اس پر اللہ کا شکر نہیں ادا کر سکتے کہ تمہارے کلام کو عوام میں مقبولیت وقبولیت حاصل ہے۔

----★★★----

غزل نمبر (۲۴)

(۱) زُلف آشفتہ وخوی کردہ خنداں لب ومست — پیرہن چاک و غزلخواں وصراحی در دست
(۲) نرگسش عربدہ جوی ولبش افسوس کناں — نیم شب مست ببالین من آمد بنشست
(۳) سر فراگوشِ من آورد با آوازِ حزیں — گفت کاے عاشقِ شوریدہ[۱] من خوابت ہست
(۴) عاشقے[۲] را کہ چنیں بادۂ شبگیر دہند — کافر عشق بود گر نبود[۳] بادہ پرست

---

۱ بعض نسخوں میں شوریدہ کی جگہ دیرینہ ہے ۲ بعض نسخوں میں عاشقے کی جگہ عارفے ہے۔
۳ بعض نسخوں میں نبود کی جگہ نشود ہے۔

حل لغات:

٭ زلف آشفتہ۔ بکھری ہوئی زلف ٭ خوی کردہ۔ پسینہ سے شرابور ٭ خنداں لب۔ مسکراتے ہوئے ہونٹ ٭ پیرہن چاک۔ چاک گریباں، لباس تارتار ٭ غزلخواں۔ غزل پڑھتے ہوئے ٭ نرگسش۔ اس کی نرگس جیسی آنکھیں ٭ عربدہ جو۔ جنگ جو ٭ بالین من۔ میرے سرہانے ٭ آوازِ حزیں۔ رنجیدہ وغمگین آواز ٭ عاشق شوریدہ۔ دیوانہ عاشق ٭ بادۂ شبگیر۔ ایسی شراب جس سے شرابی رات بھر مستی میں رہے ٭ بادہ پرست۔ شرابی، رند۔

ترجمہ:

(۱) (یہ کون آرہا ہے؟) زلفیں بکھری ہوئی، پسینے میں شرابور، ہنستا ہوا اور جھومتا ہوا۔ لباس تارتار، غزل گنگناتا ہوا، ہاتھ میں صراحی لیے (میرا محبوب لگتا ہے)

(۲) اس کی آنکھیں ہر وقت لڑائی پر آمادہ ہیں اور ہونٹ افسوس کناں ہیں۔ کل آدھی رات کے وقت وہ محبوب مستی کے عالم میں میرے سرہانے آکر بیٹھ گیا۔

(۳) آہستہ اور دبی ہوئی پُرحزیں آواز سے میرے کان میں اس نے کہا اے میرے عاشق و دیوانے! کیا تو سو گیا ہے؟ تجھے نیند آگئی ہے؟ جبکہ تیرے سرہانے تیرا محبوب کھڑا ہے؟

(۴) رات کے وقت جس عاشق کو ایسی شراب پلائی جائے۔ تو میں اُس عاشق و رند کو کافر گردانتا ہوں اگر وہ شراب نوشی نہ کرے، بادہ پرستی نہ کر سکے۔ محبت کی شراب نہ پیئے۔

(۵) برو اے زاہد و بر دُرد کشاں خوردہ مگیر! — کہ ندادند جُز ایں تحفہ بما روزِ الست

(۶) آنچہ او ریخت بہ پیمانہ و ما نوشیدیم — اگر از خمرِ بہشت ست ور از بادۂ مست

(۷) خندۂ جامِ مے و زلفِ گرہ گیرِ نگار — اے بسا توبہ کہ چوں توبہء حافظ بشکست

حل لغات:

٭ دردکشاں۔ تلچھٹ پینے والے ٭ خوردہ مگیر۔ نکتہ چینی نہ کر ٭ ریخت بہ پیمانہ۔ پیمانے میں ڈالا ٭ خمر۔ شراب ٭ خندۂ جامِ مے۔ جامِ شراب کی مسکراہٹ ٭ نگار۔ معشوق ٭ اے بسا توبہ۔ بیشمار توبہ۔

ترجمہ:

(۵) اے زاہد تو یہاں سے چلا جا اور ان دُرد کشوں پر نکتہ چینی مت کر۔ تو نہیں جانتا کہ روز ازل ہمیں اس کے سوا کوئی اور چیز تحفے میں نہیں دی گئی۔ ہم ازل سے ہی یہ پیمان کر چکے ہیں اور محبت کی شراب پی رہے ہیں۔

(۶) ہمارے اس پیالے میں اُس نے جو بھی ڈال دیا ہے ہم اُسے ہی نوش کریں گے۔ وہ خواہ شراب طہور ہو یا شراب انگوری ہو۔ اس سے باز نہیں آنے والے کیونکہ یہ ہمارا مقسوم ونصیب ہے۔

(۷) جام شراب کی ہنسی نے اور محبوب کی زلف گرہ گیر نے حافظ کی توبہ جیسی ہزار ہا توبہ کو توڑ پھوڑ کر رکھ دیا ہے۔ یعنی جام شراب اور

محبوب کی پُر پیچ زلفوں کے آگے توبہ کی کوئی حیثیت نہیں ہے۔

----***----

غزل نمبر (۲۵)

(۱) خدا چو صورتِ ابروئے دِلربائے[1] توبست کشادِ کارِ من اندر کرشمہائے توبست

(۲) ہزار سروِ چمن را بخاکِ راہ نشاند! زمانہ تا قصبِ زرکشِ قبائے توبست

(۳) مرا و مرغِ چمن را از دِل ببرد آرام[2] سحر گہاں کہ دل ہر دو در نوائے توبست

(۴) ز کارِ ما دِلِ غنچہ صد گرہ بہ کشود نسیمِ صبح چو دِل در رَہ[3] ہوائے توبست

حل لغات:

* صورت بستن ۔ نقش بنانا، تقدیر بنانا * کشادکار۔کاموں کی کشادگی، آسانی * قصب ۔ایک اعلیٰ قسم کا ریشمی کپڑا * زرکش۔ جس پر سونے کا کام ہوا ہو، زری * ببرد آرام ۔آرام لے گیا * درنوائے توبست ۔تیری آواز کے ساتھ لگالیا، باندھ لیا * سحر گہاں۔سحری (صبح) کے وقت * بس گرہ کشود۔بہت سی گرہیں کھل گئیں * دررَہ ہوائے تو۔تیری محبت کے راستے میں۔

ترجمہ:

(۱) جب اللہ تعالیٰ نے بڑے دلکش وخوبصورت ابرو کی تقدیر بنائی تو میرے جملہ کاموں کی کشادگی (آسانی وکامیابی) کو تیرے کرشموں سے وابستہ کرڈالا۔یعنی ہر کامیابی وآسودگی تیرے نازوانداز کی ہی مرہون منت ہے۔

(۲) چمن کے ہزاروں سرو تیری راہ کی خاک میں کھڑے ہوگئے اور متحیر ہوکر مجھے دیکھنے لگے۔جب سے زمانے نے مجھے ریشم اور زری کی قبازیب تن کرادی ہے۔

(۳) میرے اور باغ کے پرندوں کے دل کا سکون وآرام (وہ) لے گیا (جاتا رہا) ان دونوں کا دِل صبح کے وقت جب کہ تیری آواز کے ساتھ ہی لگ گیا تھا۔وابستہ ہوگیا تھا۔

(۴) صبح کی جب خوشگوار ہوا نے میرے دِل کو تیری محبت کے راستے پر لگا دیا (وابستہ کردیا) تو میرے کام اور غنچے کی سینکڑوں گرہیں کھل گئیں۔بڑی آسانیاں میسر آ گئیں۔

---

[1] بعض نسخوں میں دلربائے کی جگہ دلکشائے لکھا ہے۔

[2] بعض نسخوں میں مصرع اول یوں ہے ع مرادسرودچمن رابخاک راہ نشاند

[3] بعض نسخوں میں درراہ کی جگہ اندر پڑے ہے۔

(۵) مرا بہ بندِ تو دورانِ چرخ راضی کرد ولے چہ سُود کہ سرِ رشتہ در رضائے تو بست
(۶) چو نافہ بر دلِ مسکین من گرہ مفکن کہ عہد با سرِ زلفِ گرہ کشائے تو بست
(۷) تو خود حیاتِ دِگر بودی اے زمانِ وصال خطا نگر کہ دِلِ اُمید در وفائے تو بَست
(۸) ہم از نیم تو روزے کشائشے یا بد! چو غنچہ ہر کہ دلِ خویش در ہوائے تو بست
(۹) ز دستِ جور تو گفتم ز شہر خواہم رفت بخندہ گفت حافظ برو کہ پائے تو بست

حل لغات:

* بند۔قید * دورانِ چرخ۔گردشِ آسمان، زمانے کی گردش * گرہ مفکن ۔گرہ مت ڈال، گرہ مت لگا * گرہ کشائے۔گرہ کھولنے والی * حیاتِ دِگر ۔دوسرے کی زندگی * خطا نگر۔غلطی دیکھ * در ہوائے تو۔تیری خواہش میں، تیری محبت میں * کشائشے یابد۔آسودگی حاصل کرے * ز دستِ جورِتو۔تیرے ظلم وجور کے ہاتھوں * کہ پائے تو بست۔کس نے تیرے پاؤں باندھے۔

ترجمہ:

(۵) مجھے آسمان کی گردش نے تیری قید میں رہنے کے لیے آمادہ کرلیا لیکن اس کا کیا فائدہ؟ جب کہ میری زندگی کی باگ ڈور تو تیری رضا سے وابستہ ہے تیرے ہاتھ میں ہے۔آسمان کو مجھے قید کرنے سے کیا حاصل ہوا۔
(۶) تو میرے غریب ومسکین دل پر نافے کی طرح گرہ مت لگا کیونکہ اس نے تو گرہ کھولنے والی تیری زلفوں کے ساتھ وابستگی اختیار کررکھی ہے۔عہد کیا ہوا ہے۔
(۷) تو غیر کے لیے ہی زندگی بخش ہے اے وصل کے زمانے! میرے دل کی خطا دیکھ کہ اس نے ابھی تک تجھ سے وفا کی اُمید رکھی ہوئی ہے۔کہ ابھی تک تجھ سے دل نے وفا کی امید وابستہ کررکھی ہے۔
(۸) غنچہ کی طرح جس کسی نے بھی تیری محبت سے خود کو وابستہ کرلیا ہے۔ایک دن وہ تیری نسیم سے بھی کشادگی' آسودگی اور آسانی حاصل کرلے گا۔اُسے کامیابی مل جائے گی۔
(۹) میں نے تو اس کے ظلم وجور سے تنگ آکر یہ شہر چھوڑنے کا عزم کرلیا تھا لیکن جب اسے (محبوب کو) یہ پتہ چلا تو اس نے ہنس کر کہا کہ اے حافظ! چلا جا کس نے تیرے پاؤں باندھ لیئے ہیں؟

----***----

غزل نمبر (۲۶)

(۱) اے ہد ہد صبا بسبا می فرستمت | بنگر کہ از کجا ہر کجا می فرستمت
(۲) حیف ست طائری چو تو در خاکدانِ دہر[1] | زینجا بآشیانِ وفا می فرستمت
(۳) در راہِ عشق مرحلہ قُرب و بعد نیست | می بینمت عیاں و دُعا می فرستمت!
(۴) ہر صبح و شام قافلہ ای از دعائے خیر | در صحبتِ شمال و صبا می فرستمت

حل لغات:

٭ سبا۔ایک شہر کا نام جس پر ملکہ بلقیس حکمرانی کرتی تھیں حضرت سلیمانؑ کے زمانے میں۔حضرت سلیمان نے ہُد ہُد پرندے کو بلقیس کا احوال معلوم کرنے کے لیے سبا کی طرف روانہ کیا تھا ٭ می فرستمت۔میں تجھ کو بھیجتا ہوں ٭ خاکدان۔مٹی کا گھر،مراد دنیا، مٹی سے لبریز،مادی دنیا ٭ قرب و بعد۔نزدیکی اور دوری ٭ می بینمت۔میں تجھے دیکھتا ہوں ٭ شمال۔مراد بادِشمال پروا ہوا ٭ صبا ۔ بادِ صبا،صبح کی ہوا۔

ترجمہ:

(۱) اے صبا کے قاصد! یعنی اے ہُد ہُد! میں تجھے ملکہ سبا بلقیس کے شہر سبا کی جانب بھیج رہا ہوں۔تو دیکھ کہ میں تجھے کہاں سے کہاں پہنچا رہا ہوں (تو اس کے احوال کی مجھے جلد از جلد آ کر خبر دے)

(۲) بڑے افسوس کی بات ہے کہ تجھ ایسا پرندہ اس عالم خاکی میں رہے۔لہٰذا میں تجھے یہاں سے وفا کے آشیانے میں بھیج رہا ہوں۔یعنی زمانے کے خاکدان سے وفا کے آشیانے میں پہنچا رہا ہوں۔

(۳) عشق کے راستے میں نزدیکی اور دوری کا کوئی لحاظ و امتیاز نہیں ہے۔میں تجھے عیاں کی صورت میں دیکھ رہا ہوں اور پھر بھی تجھے دعائیں دے رہا ہوں۔بھیج رہا ہوں۔

(۴) میں ہر صبح و شام دعائے خیر کا ایک قافلہ بادِ شمال اور بادِ صبا کے ہمراہ روانہ کرتا رہتا ہوں۔یعنی ہر وقت تجھے دعائیں دیتا ہوں تیری خیر مانگتا رہتا ہوں۔

(۵) در روئے خود تفرج صنعِ خدائے کن | کائینہ خدائے نما می فرستمت
(۶) تا لشکرِ غمت نکند مُلکِ دِل خراب | جانِ عزیز خود بفدا[2] می فرستمت
(۷) ہر دَم غمے فرست مرا و بگو بناز | کایں تحفہ از برائے خدا می فرستمت
(۸) اے غائب از نظر کہ شدی ہمنشینِ دِل | می گویمت دعا و ثنا می فرستمت

---

1. بعض نسخوں میں دہر کی جگہ غم ہے۔ 2. بعض نسخوں میں بفدا کی جگہ بنوا ہے۔

حل لغات:

★ تفرّج۔سیر،تفریح ★ صنع خدا۔خدا کی تخلیق گری۔کاریگری ★بفدا۔قربان ہونے کے لیےفدا ہونے کے لیے ★ فرست۔ تو بھیج دے فعل امر ★ ہمنشینِ دل۔دل میں موجود رہنے والا۔

ترجمہ:

(۵) اپنے چہرے کو دیکھ اور اس میں خدا کی کاریگری کی سیر کر (تماشا دیکھ) میں تجھے ایک ایسا آئینہ بھیج رہا ہوں جس میں تجھے خدا نظر آجائے گا یعنی محبوب کا چہرہ خدا بینی کا آئینہ ہے۔

(۶) اس لیے کہ تیرے غم کی فوج دل کے ملک کو ویران و تباہ نہ کر ڈالے۔میں نے تجھ پر قربان کرنے کے لیے،فدا کرنے کے لیے اپنی پیاری جان روانہ کر دی ہے یعنی اپنی جان عزیز کو سروساماں کے ساتھ بھیج رہا ہوں۔

(۷) تو مجھے ہر لحہ ہر سانس کے ساتھ ناز وغم وفکر ارسال کرتا رہ اور ناز و کرشمہ سے یہ کہہ کہ میں یہ تحفہ تجھے خدا کے لیے بھیج رہا ہوں۔ (یعنی غم محبوب بھی ہمارے لیے تحفہ ہی ہے)

(۸) اے میری نظروں سے غائب اور میرے دِل میں ہمنشین بن کر رہنے والے! میں ہر پل تجھے دعائیں دیتا ہوں اور تیری تعریفیں کر رہا ہوں۔تجھے دُعا وثنا بھیج رہا ہوں۔

(۹) تا مطرباں زشوقِ منت آگہی دہند — قول و غزل بساز و نوا می فرستمت
(۱۰) ساقی بیاکہ ہاتفِ غیبم بمودہ گفت — با درد صبر کن کہ دوا می فرستمت
(۱۱) حافظ سرودِ مجلسِ ما ذکرِ خیرِ تُست — تعجیل کن[1] کہ اسپ و قبا می فرستمت

حل لغات:

★ زشوقِ منت۔میرے شوق سے مجھے ★ آگہی۔خبر،آگاہی،واقفیت۔★ ہاتف۔غیب کی خبر دینے والا فرشتہ ★ بمودہ۔خوشخبری ★ سرودِ مجلس۔محفل کا نغمہ ★ تعجیل کن۔جلدی کر ★ اسپ وقبا۔گھوڑا اور پوشاک۔

ترجمہ:

(۹) میں تجھے اپنا کلام (غزل) ساز ونغمہ کے ہمراہ بھیج رہا ہوں تا کہ مطرب تجھے میرے شوق وذوق سے باخبر کر دے۔میرے عشق سے آگاہ کر دے۔

(۱۰) اے ساقی! آ کہ غیب کے فرشتہ نے یہ خوشخبری دیتے ہوئے کہہ دیا ہے کہ اس درد وغم پر صبر کر کہ میں تجھے اس کی دوا بھیج رہا ہوں۔

(۱۱) اے حافظ! میری محفل کا نغمہ (گیت) تیرا ذکر خیر ہی ہے۔تو جلدی کر کہ میں تیرے لیے گھوڑا اور قبا بھی روانہ کر رہا ہوں (بادشاہ جب مجلس میں بلاتے تھے تو پوشاک اور سواری بھی بھیجتے تھے۔)

---

[1] بعض نسخوں میں تعجیل کن کی جگہ شتاب ہاں لکھا ہے۔

غزل نمبر (۲۷)

(۱) اے غائب از نظر بخدا می سپارمت ۔ جانم بسوختی و بدل دوست دارمت
(۲) تادامنِ کفن نکشم زیرِ پائے خاک ۔ باور مکن کہ دست ز دامن بدارمت
(۳) گر بایدم شدن سوی ہاروت بابلی! ۔ صدگونہ ساحری[1] بکنم تا بیارمت
(۴) محرابِ ابرویت بنما تا سحر گہے! ۔ دستِ دعا بر آرم و در گردن آرمت

حل لغات:

* می سپارمت ۔ میں تیرے سپرد کرتا ہوں * دارمت ۔ میں تجھ کو رکھتا ہوں * باور مکن ۔ یقین واعتبار نہ کر * دست بدارمت ۔ میں ہاتھ اُٹھالوں گا، دست بردار ہوجاؤں گا * بایدم ۔ میرے لیے ضروری ہے * ہاروت ۔ ایک فرشتے کا نام جسے سزا کے طور پر چاہِ بابل میں اُلٹا لٹکایا گیا ہے * بابل ۔ ایک شہر جس میں فرشتے کو سزا دی گئی ہے * صد گونہ ۔ سوقسم، سوطرح * بیارمت ۔ میں تجھے لے آؤں * ابروایت ۔ تیرے ابرو * بر آرم ۔ میں اُٹھاؤں * آرمت ۔ میں ڈال دوں ۔

ترجمہ:

(۱) اے میرے محبوب! میری نظر سے دور (غائب) ہونے والے میں تجھے اللہ تعالیٰ کو سونپتا ہوں، خدا کے سپرد کرتا ہوں ۔ اگر چہ تو نے میری جان کو پھونک ڈالا ہے لیکن پھر بھی میں تجھے عزیز گردانتا ہوں ۔

(۲) قبر میں جب تک کفن کے اندر اپنے پاؤں نہ کھینچوں گا (نہیں پھیلاؤں گا) اس وقت تک (تو یقین نہ کر) میں تیرے دامن سے اپنے ہاتھ نہیں اُٹھاؤں گا (تیرا دامن نہیں چھوڑوں گا)

(۳) اگر شہر بابل میں ہاروت تک مجھے جانا پڑ جائے (میری پہنچ ہو جائے) تو میں اس سے جادوگری کے سینکڑوں طریقے سیکھ کر اُن پر عمل کروں گا اور تجھے یہاں لے آؤں گا ۔

(۴) تو اپنے ابروؤں کی مجھے محراب دکھا تا کہ میں صبح کے وقت دعا کے لیے اپنے ہاتھ اٹھاؤں اور اپنی بانہیں تیری گردن میں ڈال دوں ۔ یعنی تیرے ابروؤں کی محراب دیکھ کر اپنا قبلہ درست کرلوں ۔

(۵) خواہم کہ پیش میرمت اے بے وفا طبیب! ۔ بیمار باز پرس کہ در انتظارمت
(۶) صد جوئے آب بستہ ام از دیدہ برکنار ۔ بربوئے تخمِ مہر کہ در دِل بکارمت
(۷) خونم بریخت و ز غم عشقم خلاص داد ۔ منت پزیر غمزۂ خنجر گزارمت

---

[1] بعض میں ساحری کی جگہ جادوئی لکھا ہے ۔

(۸) میگریم و مرادم ازیں چشمِ[۱] اشکبار تخمِ محبت ست کہ در دِل بکارمت

حل لغات:

* پیش میرمت۔ تیرے سامنے ہی مرجاؤں * درانتظارمت۔ میں تیرے انتظار میں ہوں * باز پرس۔ حال چال پوچھ * جوئے آب بستہ اَم۔ سینکڑوں نہریں بہادی ہیں * درکنار۔ پہلو میں * تخمِ مہر۔ محبت کا بیج۔ * بکارمت۔ میں نے جو تیرے دِل میں بویا ہے * خونم بریختن۔ خون بہادیا، خون بہاکر * خلاص کن۔ رہائی دے * منت پزیر۔ احسان مند * می گریم۔ میں روتا ہوں * چشمِ اشکبار۔ آنسو بہانے والی آنکھیں۔

ترجمہ:

(۵) اے بیوفا طبیب! میں تو چاہتا ہوں کہ تیرے سامنے اپنی جان دے دوں۔ تیرے روبرو جان نکل جائے۔ تجھے خدا کا واسطہ ہے کہ اپنے بیمار کا حال چال پوچھ کہ میں بڑے انتظار میں ہوں۔

(۶) میں نے اپنی آنکھوں سے چاروں طرف آنسوؤں کی نہریں بہادی ہیں یعنی سینکڑوں نہروں پر بندھ باندھ دیئے ہیں اس لیے کہ شاید تیرے دِل میں محبت کا بیج بوسکوں۔

(۷) تو مجھے قتل کرڈال میرا خون بہادے تاکہ مجھے غمِ عشق سے نجات مل جائے اس پر میں تیرے خونی خنجر کا شکر گزار (احسان مند) ہوں گا کیونکہ مجھے دنیا کے غموں سے رہائی مل جائے گی۔

(۸) میں ہر وقت رورہا ہوں، گریہ زاری میں مصروف ہوں اور آنسو برسانے والی اس آنکھ سے میرا صرف یہی مقصد ہے کہ میں دِل میں محبت کے بیج کی کاشت کروں، محبت کا بیج بودوں۔

(۹) گردیدہ و دلم کند آہنگِ دیگرے آتش زنم دراں دِل ودیدہ برآرمت[۲]

(۱۰) بارم دہ از کرم برِ[۳] خود تا بسوزِ دِل درپائے دَمبدَم گہر از دیدہ بارمت

(۱۱) حافظ شراب و شاہد و رندی نہ وضعِ تست فی الجملہ میکنی و فرو می گزارمت

حل لغات:

* آہنگ۔ ارادہ، مقصد * بارم دِہ۔ مجھے کامیابی عطا کر، باریابی بخش * بارمت۔ میں تجھ پر نچھاور کردوں * وضع۔ روش، طریقہ طرز * فرومی گزارمت۔ میں درگزر سے کام لیتا ہوں۔

ترجمہ:

(۹) اگر میری یہ آنکھیں اور یہ دل کسی دوسرے کا خیال کریں (کسی غیر سے میلان رکھیں) تو میں اس دِل کو آگ لگادوں اور یہ آنکھیں نکال کر تیرے سامنے رکھ دوں۔

---

۱ بعض نسخوں میں چشم کی جگہ سیل ہے اور بعض میں اشکِ سیل دار ہے۔

۲ بعض نسخوں میں یہ شعر شامل نہیں ۳ بعض نسخوں میں بر کی جگہ سوئے لکھا ہے۔

(۱۰) ایک مرتبہ تو اپنی بارگاہ میں براہِ کرم مجھے باریابی کا شرف عطا کرتا کہ میں تیرے قدموں پر اپنی آنکھوں کے موتی نچھاور کردوں۔اور لحہ بہ لحہ کرتا رہوں۔

(۱۱) اے حافظ! یہ شراب رندی (اور یہ معشوق پرستی) تیرا تو مسلک ہرگز نہیں ہے۔یہ تیرے لیے مناسب نہیں ہے۔خیر اگر چہ تو یہ سب کچھ کرتا ہے تاہم میں درگزر کرتا ہوں (معاف کردیتا ہوں)

----***----

غزل نمبر (۲۸)

(۱) بجانِ خواجہ و حقِ قدیم و عہدِ درست — کہ مونسِ دمِ صُبحم دعائے دولتِ تست

(۲) سرشکِ مَن کہ ز طوفانِ نوح دست برد — ز لوحِ سینہ نیارست نقشِ مہر تو شست!

(۳) بکن معاملہء دین دِل شکستہ بخر! — کہ باشکستگی ارزد بصد ہزار درست

(۴) شدم ز عشقِ[1] تو شیدائے کوہ و دشت ہنوز — نمکینی بترحّم نطاقِ سِلسلہ سُست

حل لغات:

* بجانِ خواجہ۔خواجہ کی قسم،خواجہ سے مراد قوام شاہ شجاع کا وزیر ہے جو حافظ کا مربی تھا * مونس۔اُنس کرنے والا * سرشکِ من۔ میرے آنسو * دست برد۔دست بردن ، بازی لے جانا * بکن معاملہ۔ بات طے کرلے ،سودا کرلے * بخر۔خرید لے * ارزد۔قیمت لگنا،مول پڑنا * بترحّم۔رحم کر * سلسلہ۔زنجیر * نطاق۔بندھن، پٹکا،رسی۔

ترجمہ:

(۱) مجھے خواجہ کی جان اور اس کے حق قدیم اور پکے عہد کی قسم! کہ تیری دولت کی دُعا ہی میری صبح کے وقت کی مونس وغمخوار ہے۔ یعنی میری دعائیں ہی،تیرے دولت واقبال کے لیے مونس ہیں۔

(۲) میرے یہ آنسو جو کہ طوفانِ نوح سے بھی بازی لے جاچکے ہیں۔میرے سینے کی تختی پر جو تیری محبت کے نقوش ہیں،انہیں دھو نہیں سکتے۔(یہ انمٹ نقوش ہیں)

(۳) میرے ساتھ سودا طے کرلے اور میرا یہ ٹوٹا ہوا دل خرید لے (تیرے کام آئے گا) کیونکہ اس ٹوٹے ہوئے دل کی قیمت بھی لاکھوں کے برابر ہے۔مطلب یہ کہ شکستہ جوہر بیش بہا ہے اس کا ہر ٹکڑا لاکھوں کا ہے۔

(۴) میں تیری محبت میں رسوا ہو کر پہاڑوں اور جنگلوں کا شیدائی بن چکا ہوں اور ابھی تک تو مجھ پر ترس نہیں کھارہا اور اپنی زنجیر کا بندھن (جو کہ میرے پاؤں میں ہے) اُسے ڈھیلا کرنے کو تیار نہیں ہے۔مطلب یہ کہ میری دیوانگی مجھے دیوانوں کی راہ دکھاتی

---

[1] بعض نسخوں میں عشق کی جگہ دست ہے۔

ہے مگر تیری پکڑ (محبت) کے باعث ایسا نہیں کرسکتا۔

(۵) ملامتم بخرابی مکن کہ مُرشدِ عشق[1] | حوالتم بخرابات کرد روزِ نخست!
(۶) دِلا طمع مبر از لُطفِ بے نہایتِ دوست | چولافِ عشق زدی سر بباز چابک و چُست
(۷) زبانِ مور بآصف درازگشت ازاں[2] | کہ خواجہ خاتمِ جم یاوہ کرد و بازنجست!
(۸) بصدق کوش کہ خورشید زاید از نفست! | کہ از دروغ سیہ روئے گشت صبحِ نخست
(۹) مرنج حافظؔ واز دِلبراں وفا کم جوے[3] | گناہِ باغ چہ باشد چو ایں گیاہ نرست

حل لغات:

* ملامتم مکن۔ مجھ پرلعن طعن نہ کر * روزِنخست۔ پہلے ہی دن، روزِازل * طمع مبر۔لالچ نہ کر * لطفِ بے نہایت۔بے پناہ مہربانی۔ * لاف زدن۔ڈینگ مارنا * زبان مور۔چیونٹی کی زبان * آصف۔آصف حضرت سلیمان علیہ السلام کے وزیر کا نام ہے جم سے مراد حضرت سلیمانؑ ہیں۔آصف نے جب حضرت سلیمان کی وہ انگوٹھی کھودی جس کی وجہ سے وہ جن وانس پر حکمرانی کرتے تھے تو چیونٹی جیسی کمزور مخلوق بھی زبان چلانے لگ گئی * نفست۔تیرے دَم سے * بصدق کوش۔سچائی کی کوشش کر۔سچے دل سے کوشش کر * صبح نخست۔صبح کاذب * مرنج۔رنجیدہ نہ ہو، غمگین نہ ہو * گیاہ۔گھاس

ترجمہ:

(۵) تو مجھے میرے خراب حال کی وجہ سے برا بھلا نہ کہہ (مجھے ملامت نہ کر) کہ عشق کے مرشد نے روزِ ازل ہی مجھے شراب خانے کے حوالے کردیا تھا۔ (میری یہ شراب نوشی ورندی کوئی نئی چیز نہیں ہے)

(۶) اے میرے دِل تو دوست (محبوب) کے بے حساب لطف وکرم کی اُمید ہرگز نہ رکھ! اگر تو نے عشق میں لاف زنی کی (ڈینگ ماری) تو پھر چستی وچالاکی سے اپنے سر کی بازی لگادے۔

(۷) آصف پر چیونٹی کی زبان اس لیے دراز ہوگئی تھی کہ خواجہ سے حضرت سلیمانؑ کی انگوٹھی گم ہوگئی تھی پھر اس نے اس انگوٹھی کی تلاش بھی چھوڑ دی تھی۔ (مطلب یہ کہ یادالٰہی سے غفلت تباہی کا موجب ہے)

(۸) تو سچائی کی کوشش کرتا رہ کہ تیرے سانسوں سے سورج طلوع ہوگا۔دوسری صبح صادق اور دنیا روشن ہوجائے کیونکہ پہلی صبح جھوٹ کی ہی وجہ سے سیاہ رُو ہوتی ہے۔صدق اختیار کرتا کہ زندگی کے اُفق پر راحت وکامرانی کا سورج ابھر سکے۔

(۹) اے حافظ! تو رنجیدۂ خاطر ہرگز نہ ہو اور معشوقوں سے وفا مت طلب کر۔اگر یہ گھاس نہ اُگی تو پھر باغ میں کیا عیب ہوگا؟ کیا کمی رہ جائے گی۔

----***----

[1] بعض نسخوں میں شعر نمبر ۵ شامل نہیں
[2] بعض نسخوں میں ازاں کی جگہ ''در رداست'' ہے
[3] بعض نسخوں میں ''وفا کم جوئے'' کی جگہ ''حفاظ مجوئے'' ہے۔

غزل نمبر (۲۹)

(۱) خلوت گزیدہ را بتماشا چہ حاجت ست — چوں کوئے دوست ہست بصحرا چہ حاجت ست

(۲) جانا بحاجتے کہ ترا ہست باخدائے! — کاخر دَمے بپرس کہ مارا چہ حاجت ست

(۳) اے بادشاہِ حُسن خُدارا بسو ختیم! — بارے سوال کُن کہ گدا را چہ حاجت ست

(۴) اربابِ حاجتیم و زبانِ سوال نیست — درحضرتِ کریم تمنّا چہ حاجت ست

حل لغات:

★ خلوت گزیدہ۔گوشہ نشین ★ تماشا۔سیر ونظارہ ★ جانا۔اے جان،یعنی اے دوست (محبوب) ★ بحاجتے۔اس حاجت کی قسم ★ بارے۔ایک بار،ایک دفعہ ★ بسوختیم۔ہم جل گئے ★ اربابِ حاجتیم۔ضرورت مند لوگ۔

ترجمہ:

(۱) تنہائی پسند کو بھلا سیر وتماشے اور نظارہ بینی کی کیا ضرورت ہے؟ جب محبوب کا کوچہ موجود ہے تو پھر دیوانوں کی طرح پھرنے کے لیے صحرا اور جنگل کی کیا ضرورت ہے (یعنی جو دنیا کو ترک کر کے یار کی گلی میں آ بیٹھے اُسے دنیا کے تماشوں سے کیا لینا)

(۲) اے محبوب! تجھے اُس حاجت کی قسم جو تو خدا سے طلب کر رہا ہے۔آخر کسی روز تو ہم سے بھی تو یہ پوچھ کہ ہم کو تجھ سے کیا حاجت ہے،ہم تجھ سے کیا طلب کر رہے ہیں؟ کس چیز کی ہمیں ضرورت ہے؟

(۳) اے حسن کے بادشاہ! ہم تیری غفلت کی وجہ سے جل گئے ہیں۔خدا کے لیے کبھی تو آخر ہم سے اس قدر تو پوچھ کہ یہ فقیر کیا طلب کر رہا ہے۔اس کی کیا حاجت ہے؟

(۴) ہم ضرورت مند لوگ ہیں لیکن کیا کریں کہ زبان پر سوال نہیں لا سکتے۔بھلا ایک سخی اور کریم کی بارگاہ میں اظہارِ مدعا کی کیا ضرورت ہے؟ (یعنی سخی سرکار کی بارگاہ میں تمنا کی کیا ضرورت ہے)

(۵) جامِ جہاں نما ست ضمیرِ منیرِ دوست — اظہارِ احتیاج خود آنجا چہ حاجت ست

(۶) آں شد کہ بارِ منّت ملاّح بُردمے — گوہر چو دست داد بدریا چہ حاجت ست

(۷) اے مدّعی برو کہ مرا باتو کار نیست — احباب حاضرند بہ اعدا چہ حاجت ست

(۸) محتاجِ جنگ[1] نیست گرت قصدِ خونِ ماست — چوں رخت از آنِ تست بیغما چہ حاجت ست

---

[1] بعض نسخوں میں جنگ کی جگہ قصہ اور بعض میں غمزہ ہے۔

حل لغات:

★ جامِ جہاں نما۔جمشید بادشاہ کا وہ جام جس میں وہ سارے جہاں کے حالات دیکھ لیتا تھا ★ احتیاج۔ضرورت،حاجت ★ آں شد۔وہ وقت گیا ★ منت۔احسان ★ باتو کار نیست۔تجھ سے کوئی کام نہیں ہے ★ احباب۔دوست ★ اعدا۔دشمن ★ گرت۔اگر تمہارا ★ رخت۔سامان ★ یغما۔لوٹ مار۔

ترجمہ:

(۵) دوست (محبوب) کا روشن دِل خود جام جہاں نما کی طرح ہے۔جب یہ بات ہے تو پھر بھلا اس جگہ حاجتوں کے اظہار کی کیا ضرورت ہے؟(اظہارِ مدعا مناسب نہیں ہے)

(٦) اب وہ زمانہ بیت چکا ہے، چلا گیا ہے کہ جب میں ملاح کا بارِ احسان اُٹھاتا تھا۔اب جبکہ مجھے گوہر مقصود حاصل ہو چکا ہے تو پھر بھلا اس دریا کی کیا ضرورت ہے؟

(۷) اے مدعی! تو یہاں سے چلا جا (جا اپنا کام کر) کہ مجھے تجھ سے کوئی کام نہیں ہے۔جب یہاں پر میرے دوست احباب موجود ہیں تو پھر بھلا مجھے ان دشمنوں سے کیا کام ہو سکتا ہے؟ان سے کیا واسطہ ہے؟

(۸) اگر تو مجھے قتل کرنے کا خواہاں ہے تو جنگ اور لڑائی کی مجھے کوئی ضرورت نہیں ہے۔جب میرا سارا ساز و سامان تیری ملکیت ہے (تیرے قبضے میں ہے) تو پھر اس لوٹ مار کی کیا ضرورت ہے؟

(۹) اے عاشقِ گدا چو لبِ رُوح بخشِ یار   می داندت وظیفہ تقاضا چہ حاجت ست

(۱۰) حافظؔ تو ختم کُن کہ ہنر خود عیاں شود   با مدّعی نزاع و محابا چہ حاجت ست

حل لغات:

★ لبِ رُوح بخش یار۔یار کے روح افزا ہونٹ ★ نزاع۔لڑائی جھگڑا ★ محابا۔بے دریغ،بے لحاظ۔

ترجمہ:

(۹) اے غریب و مفلس عاشق! جب وہ یار کے رُوح افزا ہونٹ تیرے وظیفے (روزی) سے آگاہی رکھتے ہیں تو پھر تو ان سے تقاضا کس حساب میں کر رہا ہے؟ (اس کی کیا ضرورت ہے؟)

(۱۰) اے حافظ! اب تو اس جنگ و جدل کے معاملے کو ختم کر دے کہ ہنر تو خود بخود عیاں ہو جایا کرتا ہے۔تجھے مدعی کے ساتھ لڑائی کی کیا ضرورت ہے؟ کیوں جنگ و جدل پر اُتر آیا ہے؟ (تو صاحب ہنر ہے اور وہ جاہل)

----✱✱✱----

غزل نمبر (۳۰)

(۱) خوشتر ز عیش و صحبت و باغ و بہار چیست ساقی کجاست گو سبب انتظار چیست
(۲) معنیٔ آبِ زندگی و روضۂ اِرم ! جُز طرفِ جوئبار و مے خوشگوار چیست
(۳) ہر وقتِ خوش کہ دست دہد مغتنم شمار کس را وقوف نیست کہ انجامِ کار نیست
(۴) پیوندِ عمر بستہ بموئیست ہوش دار ! غمخوارِ خویش باش غمِ روز گار چیست

حل لغات:

* خوشتر۔ بہتر * سبب۔ وجہ * آبِ زندگی۔آبِ حیات * روضہ ارم۔بہشت کا باغ * دست دہد۔میسر آئے،ہاتھ آئے * مغتنم۔غنیمت * وقوف۔علم وعقل * پیوندِ عمر۔عمر کا جوڑ * بمُو۔بال کے ساتھ۔

ترجمہ:

(۱) عیش وعشرت اور محبوب کی قربت اور باغ و بہار کے نظارہ سے بھلا کیا چیز بہتر ہوگی؟ ساقی کہاں ہے؟ اُس سے کہہ دو کہ اب ایسے میں کس کا انتظار ہے؟ اور اس قدر انتظار کی وجہ کیا ہے؟

(۲) آبِ حیات کے کیا معنی ہیں اور بہشت کے باغ سے کیا مراد ہے؟ میرے نزدیک تو اس کے سوا کچھ بھی نہیں ہے کہ نہر کا کنارہ ہو اور رُوح افزا شراب پینے کے لیے موجود ہو۔بس اور کچھ نہیں۔

(۳) دوست کی طرف سے راحت و مسرت کا جیسا اور جو بھی وقت آ جائے تو اُسے غنیمت سمجھ کیونکہ کسی کو بھی اس کی کوئی خبر نہیں ہے کہ بالآخر (انجام کار) کیا ہوگا اور کیا ہونے والا ہے؟ (تو ہر وقت خوش رہ)

(۴) تو ذرا ہوش سے کام لے کہ تیری عمر کا جوڑ بال سے وابستہ ہے۔(یعنی جوڑ انتہائی کمزور ہے) تو اپنا غم خوار بن،اپنا غم کھا۔ زمانے کی فکر تجھے کیوں آن پڑی ہے،زمانے کا غم کیوں کھاتا ہے؟

(۵) رازِ درونِ پردہ ز رِندانِ مست پُرس[1] اے مدعی نزاعِ تو با پردہ دار چیست
(۶) مستور و مست ہر دو چو از یک قبیلہ اند ما دِل بعشوۂ کہ دہیم اختیار چیست
(۷) سہو و خطائے بندہ چو گیرند اعتبار[2] معنیٔ عفو و رحمتِ پروردگار چیست؟
(۸) زاہد شراب کوثر و حافظ پیالہ خواست تا درمیانہ خواستۂ کردگار چیست؟

---

۱ بعض نسخوں میں ''ز رندان مست پرس'' کی جگہ ''چہ داند فلک خموش'' ہے۔
۲ بعض نسخوں میں ''چو گیرند اعتبار'' کی جگہ ''گرش اعتبار نیست'' ہے۔

حل لغات:

★ نزاع۔ جھگڑا، لڑائی ★ مستور۔ چھپا ہوا، باپردہ، پنہاں ★ سہو۔ غلطی، بھول چوک ★ عفو۔ معافی ★ خواست۔ خواستن مصدر مانگنا، طلب کرنا ★ خواستہ کردگار۔ اللہ سے مانگ۔

ترجمہ:

(۵) خفیہ اور نہاں، پردے کے اندر کا بھید تو ان رندوں سے پوچھ! اے مدعی! بھلا اس پردہ دار سے تو کیا تنازع کر رہا ہے؟ یعنی عشق حقیقی کے اسرار و رموز پاک باز عاشق ہی جانتا ہے، ہوس پرست کو اس نازک بھید کی کیا خبر۔

(۶) پردہ نشین خلوت نشین اور مست دونوں ایک ہی محبت کے قبیلہ سے تعلق رکھتے ہیں۔ ہم کس کے کرشمہ و ناز پر اپنا دل نچھاور کریں (نذر کریں) بھلا ہمارا کیا اختیار ہے؟ یعنی محبوبِ حقیقی اور محبوب مجازی دونوں ایک ہی سلسلے کی کڑیاں ہیں۔ ہم بے اختیار ہیں کس کی ادا پر جان دیں؟

(۷) اللہ تعالیٰ کو ہماری بھول چوک اور ہمارے گناہ کا اعتبار ہے اور یہ یقینی بات ہے ورنہ اللہ تعالیٰ کی رحمت و بخشش اور معافی کے کیا معنی ہو سکتے ہیں؟

(۸) زاہد نے کوثر کی خراب اور حافظ نے شراب انگوری کا پیالہ مانگا ہے۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے کس کو کیا عنایت ہوتا ہے۔ اس معاملے میں مشیتِ الٰہی کو کیا منظور ہے۔

----★★★----

غزل نمبر (۳۱)

(۱) ماہم ایں ہفتہ بروں رفت و بچشم سالیست — حالِ ہجراں تو چہ دانی کہ چہ مشکل حالیست

(۲) مردمِ دیدہ زلُطفِ رُخِ او در رُخِ او — عکسِ خور دید و گماں برد کہ مشکیں خالیست

(۳) اے کہ انگشت نمائی بکرم درہمہ شہر — وہ کہ درکار[1] غریباں عجبست اہمالیست

(۴) می چکد شیر ہنوز از لبِ ہمچوں شکرش — گرچہ درعشوہ[2] گری ہر مژہ اش قتّالیست

حل لغات:

★ ماہم۔ میرا چاند ★ مردم دیدہ۔ آنکھ کی پتلی ★ لطفِ رخ او۔ اس کے چہرے کی لطافت ★ مشکیں خال۔ سیاہ تل ★ وہ۔ کلمہ اظہار و تعجب اور تعریف و افسوس کے لیے بھی بولا جاتا ہے ★ عجبست: عجب ہے، حیرت ہے ★ اہمال۔ دیر لگانا، کسی شے کو بیکار اور بے مقصد سمجھ کر ترک کر دینا ★ می چکد۔ ٹپکتا ہے ★ عشوہ گری۔ ناز و ادا دکھانا ★ قتالیست۔ قتل کرنے والی ہیں۔

---

[1] بعض نسخوں میں درکار کی جگہ حال ہے۔ [2] بعض نسخوں میں عشوہ کی جگہ شیوہ ہے۔

ترجمہ:

(۱) میرا چاند (میرا محبوب) اسی ہفتے مجھ سے جدا ہوا ہے اور میری نظر میں یہ وقت ایک سال کے برابر ہے۔ اے دوست! تجھے اس بات کی کیا خبر ہے کہ جدائی کا زمانہ کس قدر مشکلوں سے گزرتا ہے؟ ہجر کی حالت نہایت تکلیف دہ ہوتی ہے۔

(۲) میری آنکھوں کی پتلیوں نے محبوب کے چہرے کی لطافت وصفائی کے سبب اُس کے رُخ میں اپنے عکس کا نظارہ کیا اور یہ گمان کیا کہ وہ مشکیں خال ہے (تل ہے) یعنی اپنے عکس میں سمجھ لیا۔ (رخسار پر) کہ وہ کالا تل ہے۔

(۳) اے محبوب! تو پورے شہر میں اپنے لطف و کرم کی وجہ سے شہرت رکھتا ہے۔ اس معاملے میں تو سب لوگوں سے روشناس ہے لیکن تعجب و حیرت تو اس بات پر ہے کہ تو ہم غریبوں کے معاملے میں بڑا سُست اور غافل ہے۔

(۴) اس محبوب کے میٹھے اور شیریں لبوں سے ابھی تک دودھ ٹپک رہا ہے۔ اگرچہ ناز و ادا میں اس کی ہر پلک (ہر ادا اور ہر حرکت) بڑی سفاک اور قاتل ہے۔

(۵) بعد ازینم نبود شائبہ در جوہرِ فرد — کہ دہانِ تو دریں نکتہ خوش استدلالیست

(۶) مژدہ دادند کہ برما گزرے خواہی کرد — نیّتِ خیر مگر داں کہ مبارک فالیست!

(۷) کوہِ اندوہِ فراقت بچہ حیلت[1] بکشد — حافظِ خستہ کہ از نالۂ تنش چوں نالیست

حل لغات:

٭ شائبہ۔ شک وشبہ ٭ جوہر فرد۔ وہ جوہر جو تقسیم نہ ہو سکے مراد یکتا ٭ مژدہ۔ خوشخبری ٭ مگردان۔ مت بدل ٭ کوہِ اندوہ۔ غم و اندیشے کا پہاڑ ٭ خستہ۔ کمزور، ٹوٹا پھوٹا، تھکا ہوا ٭ نالۂ تنش۔ اس کے بدن کی آہ و فغاں ٭ نال۔ باریک قلم، بانسری ریشہ۔

ترجمہ:

(۵) اب مجھے اس کے بعد کسی بھی جوہر فرد کے مسئلہ میں کوئی شک وشبہ نہیں رہا ہے۔ اس سلسلے میں اے محبوب! تیرا دہن (منہ) یہ نکتہ سمجھنے کے لیے اچھا استدلال ہے، اچھی دلیل ہے۔

(۶) لوگوں نے مجھے یہ بشارت دی ہے کہ ہماری طرف تیرا گزر ہوگا۔ دیکھ اے محبوب! تو کہیں اپنا ارادہ نہ بدل لینا کیونکہ یہ ایک بہت اچھا شگون ہے۔ یہ ایک مبارک فال ہے۔

(۷) تیری جدائی کے غم کے پہاڑ کو کیسے اٹھا سکتا ہے؟ یہ حافظؔ جو کہ بری طرح خستہ حال ہے اور آہ و فغاں سے اس کا بدن خمیدہ ہو چکا ہے۔ ریشے کے مانند ہو چکا ہے۔

----٭٭٭----

[1] بعض نسخوں میں حیلت کی جگہ حالت اور بعض میں طاقت ہے۔

غزل نمبر (۳۲)

(۱) صحنِ بستاں ذوق بخش و صحبتِ یاراں خوش ست — وقتِ گُل خوش باد کزوے وقتِ میخواراں خوش ست

(۲) از صبا ہردم مشامِ جانِ ما خوش می شود — آرے آرے طیبِ انفاسِ ہواداراں خوش ست

(۳) ناکشودہ گُل نقاب آہنگِ رحلت ساز کرد — نالہ کُن بُلبُل کہ گلبانگِ[1] دل افگاراں خوش ست

(۴) مرغِ شب[2] خواں رابشارت باد کاندر راہِ عشق! — دوست رابا نالہءِ شبہائے بیداراں خوش ست

حل لغات:

٭ صحن بستاں۔ باغ کا صحن ٭ مشامِ جاں۔ قوتِ شامہ، سونگھنے کی قوت، جان کی قوت ٭ آرے آرے۔ ہاں ہاں ٭ طیب۔ خوشی، خوش طبعی ٭ ہوادار۔ خیر خواہ ٭ آہنگ۔ ارادہ ٭ رحلت۔ روانگی ٭ دِل افگاراں۔ زخمی دِلوں والے ٭ گلبانگ۔ مراد نالہ و فریاد ٭ مرغِ شب خواں۔ رات کو چہکنے والے پرندے ٭ بشارت۔ خوشخبری ٭ شب بیداراں۔ رات کو جاگنے والے۔

ترجمہ:

(۱) باغ کا صحن ذوق و شوق پیدا کرنے والا ہے اور دوستوں کے مل بیٹھنے سے مسرت وراحت میسر آتی ہے۔ خدا کرے کہ یہ فصل بہار خوش رہے۔ کیونکہ اس کی وجہ سے ہی میخواروں (رندوں) کی اچھی گزران ہو رہی ہے۔

(۲) بادِ صبا سے ہر وقت ہماری روح خوشی و انبساط حاصل کرتی ہے۔ ہاں یہ درست ہے کہ یہ ہوا خواہوں کی سانسوں کو خوشبو اور لطافت فراہم کرتی ہے۔ اس سے ہمیں لطف و سرور ملتا ہے۔

(۳) پھول ابھی پوری طرح کھلا بھی نہ تھا کہ اسنے کوچ کرنے کے لیے اپنا رختِ سفر باندھ لیا۔ اے بُلبُل! تو نالہ و فریاد کر کہ زخمی اور ٹوٹے ہوئے دِلوں کی آہ و فغاں بڑا لطف دیتی ہے، اچھی لگتی ہے۔

(۴) رات کو چہکنے والے پرندے (بُلبُل) کے لیے یہ بشارت ہو کہ عشق کی راہ میں (عاشقی میں) محبوب کو شکستہ اور ٹوٹے دلوں کی جورات بھر جاگتے ہیں آہ و فغاں بڑی مرغوب ہے، پسند ہے۔

(۵) گرچہ در بازارِ دہر از خوش دِلی جُز نام نیست[3] — شیوہءِ رِندی و خوش باشی عیاراں خوش ست

(۶) از زبانِ سوسن ایں آوازہ[4] اَم آمد بگوش — کاندریں دیرِ کہن کارِ سبکساراں خوش ست

(۷) حافظا! ترکِ جہاں گفتن طریقِ خوشدلی ست — تا نہ پنداری کہ احوالِ جہاں داراں خوش ست

---

[1] بعض نسخوں میں گلبانگ کی جگہ فریاد ہے۔ [2] بعض نسخوں میں شب خواں کی جگہ خوش خواں ہے جو زیادہ مناسب ہے۔

[3] بعض نسخوں میں مصرعِ اوّل یوں ہے: ؏ نیست در بازارِ عالم خوشدلی ور زانکہ ہست

[4] بعض نسخوں میں ایں آوازہ کی جگہ آزادہ بمعنی بے تعلق ہے۔

حل لغات:

* بازار دہر۔ زمانے کا بازار * سوسن۔ نیلے رنگ کا پھول، جس کی کئی پتیاں ہوتی ہیں، جو زبان سے مشابہ ہوتی ہیں، جس کی وجہ سے شعراء اسے زبان کا استعارہ دیتے ہیں * ترکِ جہاں۔ دنیا چھوڑنا * طریق۔ راستہ، طور، طریقہ * تا نہ پنداری۔ تا کہ تو یہ گمان ن کرے، تو گمان نہ کر۔

ترجمہ:

(۵) زمانے کے بازار میں اگر چہ یہ خوشدلی برائے نام ہی ہے لیکن رندوں کے طور طریقوں اور عیاروں کی چالوں سے زندگی پر لطف ہو جاتی ہے اور خوشی و راحت حاصل ہوتی ہے۔

(۶) آزاد سوسن کی زبان سے یہ آواز میرے کان میں پڑی کہ اس قدیم اور پرانے بت خانے (دنیا) میں آزاد رَو لوگ ہی خوش زندگی گزارتے ہیں۔ یہاں پر سبکسار ہی بہتر رہتے ہیں۔

(۷) اے حافظؔ! اس دنیا سے ترکِ تعلق کر لینا ہی خوشدلی کا طریق ہے۔ دیکھ تو یہ ہرگز گمان نہ کر کہ ان دنیا داروں کی حالت بہتر ہے، یہ خوش ہیں؟ یہاں پر خوشی کوئی بھی نہیں ہے۔ دنیا دار تو دنیا کے جنجالوں میں پھنسے ہوئے ہیں لہٰذا دنیا سے لاتعلق ہو جانا ہی بہتر ہے۔

----***----

غزل نمبر (۳۴)

(۱) در دَیرِ مغاں آمد یارم قدحے در دست — مست از مَے و میخواراں از نرگسِ مستش مست

(۲) از نعلِ سمندِ او شکلِ مَہ نَو پیدا — وز قدِ بلندِ او بالائے صنوبر پست

(۳) آخر بچہ گویم ہَست از خود خبرم چوں نیست — وز بہر چہ گویم نیست با وے نظرم چوں ہست

(۴) چوں شمع وجودِ من شب تا بسحر خود را — می سوخت چو پروانہ تا روز زپا ہنشست [1]

حل لغات:

* دیرِ مغاں۔ شراب خانہ * قدح۔ شراب کا پیالہ * نرگسِ مستش۔ اس کی مست آنکھیں * نعل۔ گھوڑے کے پاؤں کی کُھری * سمند۔ گھوڑا * مہ نَو۔ پہلی رات کا چاند، گھوڑے کی کُھری اسی شکل کی ہوتی ہے * آخرز چہ گویم۔ آخر کس طرح سے میں کہوں * تا روز۔ دن کے طلوع ہونے تک۔ یعنی تمام رات۔

---

[1] بعض نسخوں میں شعر نمبر 4 شامل نہیں ہے۔

ترجمہ:

(۱) میرا محبوب شراب خانے میں اپنے ہاتھ میں آج جام لے کر آیا۔ وہ شراب سے مست و بیخود تھا اور تمام میخوار اس کی مست و نشیلی آنکھوں کو دیکھ کر ہی مست ہو گئے۔ انہوں نے اس کی آنکھوں سے ہی پی لی۔

(۲) اس کے گھوڑے کے پاؤں کی کھری بالکل پہلی رات کے چاند کی طرح نظر آتی ہے اور اس کے بلند و بالا قد (اونچے قد) کے مقابلے میں صنوبر کا قد بھی ہیچ ہے پست ہے۔ (وہ دراز قد محبوب ہے)

(۳) میں یہ آخر کس طرح کہوں کہ وہ ہے جبکہ مجھے اپنے بارے میں بھی کچھ معلوم نہیں ہے (اپنی بھی خبر نہیں ہے) اور کس طرح یہ کہوں کہ وہ نہیں ہے؟ جب کہ ہر وقت میری نظروں کے سامنے موجود ہے؟

(۴) تمام رات میرے وجود نے خود کو شمع کی طرح جلایا۔ بالکل اُسی طرح کہ جس طرح پروانہ شمع پر جل جاتا ہے۔ پھر جب دن نکل آیا تو تھک ہار کر بیٹھ گیا، بے بس ہو گیا۔

(۵) شمع دلِ دمسازاں[1] بنشست چو او برخاست — افغان ز نظر بازاں برخاست چو او نشست!

(۶) گر غالیہ خوشبو شد در گیسوئے او آویخت[2] — در وسمہ کماں کش گشت در ابروئے او پیوست

(۷) باز آئے کہ باز آید عمر شُدۂ حافظ! — ہر چند کہ ناید باز تیرے کہ بشد از شست

حل لغات:

* شمع بنشست۔ مراد شمع بجھ گئی * افغاں برخاست۔ شور و غوغا بلند ہوا * غالیہ۔ مشہور خوشبو جو مشک اور عنبر کافور وغیرہ کا مرکب ہوتی ہے۔ مراد خوشبو، لخلخہ * وسمہ۔ نیل کے پتے جن سے خضاب تیار کیا جاتا ہے * عمر شدہ۔ گزشتہ عمر * تیرے کہ بشد۔ وہ تیر جو نکل گیا۔ * شست۔ نشانہ مراد کمان

ترجمہ:

(۵) جب وہ محبوب محفل سے اُٹھ کر کہیں باہر چلا گیا تو میرے دمسازوں کے دل کی شمع بجھ گئی اور جب وہ آ کر دوبارہ محفل میں بیٹھ گیا تو پھر نظر بازوں کے دِل سے فریاد و فغاں اُٹھ پڑی

(۶) یہ جو غالیہ (لخلخہ) خوشبو ہے اس (محبوب) کے معطر گیسوؤں کے الجھنے پر وجود میں آئی ہے۔ اور یہ جو وسمہ ہے (کمان کی طرح کھنچا ہوا) اس کے آبرو سے وابستہ ہو گیا ہے۔

(۷) اے محبوب! تو لوٹ تا کہ حافظ کی گزری ہوئی عمر لوٹ آئے۔ اگر چہ وہ تیر جو ایک بار کمان سے نکل جائے وہ واپس کبھی نہیں آ سکتا۔ کبھی نہیں لوٹتا۔

----***----

[1] بعض نسخوں میں دمسازاں کی جگہ دمسازم ہے۔

[2] بعض نسخوں میں آویخت کی جگہ پیچید ہے۔

غزل نمبر (۳۴)

(۱) گُل در بر و مَے در کف و معشوقہ بکام ست — سلطانِ جہانم بچنیں روز غلام ست
(۲) گو شمع میارید دریں بزم ۱ کہ امشب — در مجلسِ ما ماہ رُخِ دوست تمام ست
(۳) در مذہبِ ما بادہ حلال ست و لیکن — بے روئے تو اے سروِ گل اندام حرام ست
(۴) گوشم ہمہ بر قولِ نے ونغمہ چنگ ست — چشمم ہمہ بر لعلِ لب و گردشِ جام ست

حل لغات:

٭ در بر۔ بغل میں، پہلو میں ٭ معشوقہ بکام۔ عین منشا کے مطابق مطلب کے مطابق معشوقہ جو ہر ہنگام پر حکم کی تعمیل کے لیے تیار، مراد کے مطابق ٭ گو۔ کہہ دو۔ میارید۔ نہ لاؤ ٭ بے روئے تو۔ تیرے چہرے کے بغیر ٭ سروگل اندام۔ پھول جیسے بدن والا محبوب ٭ قول نے۔ بانسری کی آواز ٭ نغمہ چنگ۔ رباب کا نغمہ۔

ترجمہ:

(۱) پھول بغل میں اور شراب ہاتھ میں اور معشوق میری مراد کے مطابق ہے۔ جب ایسا ساز وسامان خوش نصیبی سے ہاتھ میں آئے تو پھر میں اس جہان کا بادشاہ ہوں اور یہ زمانہ میرا غلام ہے۔ واہ کیا کہنے ایسی خوش نصیبی کے۔
(۲) (شمع جلانے والے سے) کہہ دو کہ آج رات اس محفل میں شمع نہ جلائی جائے (نہ لائی جائے) کیونکہ ہماری اس محفل میں محبوب کا چاند جیسا چہرہ روشن ہے اور اس کے سامنے شمع تو ماند ہے۔
(۳) ہمارے مذہب (عاشقوں کے مذہب) میں شراب کا پینا حلال ہے مگر اے پھول جیسے تن بدن والے محبوب! تیرے چہرے کے بغیر جائز نہیں ہے بلکہ ناجائز ہے (حرام ہے)
(۴) میرے کان بانسری کے نغموں اور رباب کی آواز پر لگے ہوئے ہیں۔ اور میری آنکھیں اس (محبوب) کے لب لعلیں پر اور جام کی گردش پر پوری طرح لگی ہوئی ہیں۔

(۵) در مجلسِ ما عطر میامیز کہ جاں را! — ہر لحظہ زگیسوئے تو خوشبوئے شام ست
(۶) از چاشنیء قند مگو ہیچ وز شکر — زاں رو کہ مرا ازلبِ شیرینِ تو کام ست
(۷) تا گنجِ غمت در دِلِ ویرانہ مقیم ست — پیوستہ ۲ مرا کُنجِ خرابات مقام ست

---

۱ بعض نسخوں میں بزم کی جگہ جمع ہے۔
۲ بعض نسخوں میں پیوستہ کی جگہ ہموارہ اور کنج کی جگہ کوئے ہے۔

(۸) از ننگ چہ گوئی کہ مرا نام ز ننگ ست وز نام چہ پُرسی کہ مرا ننگ ز نام ست

حل لغات:

* عطر میامیز۔عطر کا چھڑکانہ کر * مشام۔دماغ * قند۔شکر * لب شیریں۔میٹھے لب،محبوب کے شریں لب * گنج۔خزانہ * پیوستہ۔ملا ہوا،ہمیشہ * ننگ۔ذلت * نام ست۔شہرت ہے،مشہوری ہے۔

ترجمہ:

(۵) ہماری محفل میں تو عطر پاشی نہ کر۔اس کی کوئی ضرورت نہیں ہے کیونکہ ہر دم تیرے معطر گیسوؤں کی خوشبو سے ہی اے میرے محبوب یہ دماغ معطر رہتا ہے۔کسی دوسری خوشبو کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔

(٦) تو مجھ سے قند کی چاشنی اور شکر کی مٹھاس کے بارے میں کچھ نہ کہہ کیونکہ مجھے تو ہر وقت تیرے ہی شیریں ہونٹوں سے واسطہ ہے ۔انہی سے ہی غرض ہے۔

(۷) تیرے غم کا خزانہ جب سے اس دِل کے ویرانے میں دفن ہوا ہے، میں ہمیشہ سے ہی اس شراب خانے کے گوشے میں مقیم ہوں ۔اس وقت سے ہی خرابات میں پڑا رہتا ہوں۔میری شراب نوشی اسی غم کی وجہ سے ہے۔

(۸) تیرا رسوائی کے بارے میں کیا خیال ہے،تو کیا کہتا ہے؟ کہ مجھے تو اسی بدنامی کی وجہ سے ہی ناموری حاصل ہوئی ہے۔اور میری شہرت اور ناموری کے متعلق تم کیا پوچھتے ہو؟ مجھے تو ناموری سے شرم آتی ہے۔

(۹) میخوارہَ و سرگشتہ و رندیم و نظر باز! وانکس کہ چوما نیست دریں شہر کدام ست

(۱۰) با محتسبم عیب مگوئید کہ او نیز! پیوستہ چو ما در طلبِ عیشِ مدام ست

(۱۱) حافظ منشیں بے مَے و معشوق زمانے کا یّام گُل و یاسمن و عیدِ صیّام ست

حل لغات:

* میخوارہ۔شراب نوش * سرگشتہ۔سر پھرا * مدام۔ہمیشہ * زمانے۔تھوڑی دیر کے لیے بھی * ایام گل و یاسمن۔موسم بہار، گلاب اور چنبیلی کے پھولوں کے کھلنے کے دن * عیدِ صیام۔روزوں کی عید،عید الفطر۔

ترجمہ:

(۹) یہاں پر ہم جیسے میخوار،نظر باز،مست اور رند ہی بستے ہیں۔ہم جیسوں کے سوا اس شہر میں یہاں پر کوئی دوسرا نہیں رہتا۔اگر کوئی ہے تو وہ کہاں ہے؟یعنی کوئی نہیں ہے۔

(۱۰) تم محتسب سے میرے عیبوں کے متعلق کچھ مت کہو۔میری برائی بیان نہ کرو تم نہیں جانتے کہ وہ (محتسب) بھی ہماری طرح ہی ہمیشہ شراب کے ساتھ عیش وعشرت منانے کا متمنی ہے۔

(۱۱) شراب اور شباب (معشوق) کے بغیر تو اے حافظؔ! کسی وقت بھی مت بیٹھ۔اس لیے کہ گلاب اور چنبیلی کھلنے (بہار) کے دن

ہیں اور پھر عید رمضان بھی ہے۔روزوں کی عید کا زمانہ ہے۔

----***----

غزل نمبر (۳۵)

(۱) اگر بلطف بخوانی مزید الطاف ست — وگر بقہر برانی درونِ ما صاف ست
(۲) بیانِ وصف تو گفتن نہ حدِّ امکان ست — چرا کہ وصفِ تو بیرونِ زحدّ انصاف ست
(۳) چو سرو سرکشی اے یارِ سنگدل ازما — چہ چشمہاست کہ بروئے ماز اطراف ست
(۴) زچشمِ عشق تواں دید روئے شاہد را — کہ نورِ چہرۂ خوباں ز قاف تا قاف ست

حل لغات:

* لطف۔مہربانی * قہر۔غصہ وغضب * برانی۔نکال دے،دوڑادے * نہ حدِّ امکان ست۔ممکن نہیں ہے،حد سے باہر ہے * چہ چشمہاست۔کیسی نگاہیں ہیں * ز اطراف۔ہرطرف سے * شاہد۔محبوب * خوباں۔حسین لوگ۔ * قاف تا قاف۔پوری دنیا۔

ترجمہ:

(۱) اے محبوب اگر تو مجھے ازراہِ لطف وکرم اپنے ہاں بُلا لے تو مزید لطف وعنایت ہے اور اگر تو اپنے قہر وغضب سے مغلوب ہو کر مجھے اپنے در سے دھتکار ڈالے تو بھی ہمارا دل صاف ہے یعنی کوئی بات نہیں۔

(۲) اے محبوب تیرا وصف بیان کرنا امکان کی حد سے باہر ہے۔اس لیے کہ تیرے اوصاف کوئی بیان کر ہی نہیں سکتا۔کیونکہ ان کا بیان کرنا ممکن ہی نہیں ہے۔یہ انصاف کی حد سے باہر ہے۔

(۳) اے پتھر دل محبوب! تو ہم سے سرو کی طرح سرکشی پر اُتر آیا ہے۔حالانکہ ہر طرف سے ہی لوگوں کی آنکھیں تیرے ہی چہرے پر گڑی جا چکی ہیں۔سب لوگوں کی تجھ پر ہی نظر ہے۔

(۴) ہمارے محبوب کے چہرے کا عشق کی آنکھ سے ہی نظارہ کیا جا سکتا ہے کیونکہ حسینوں (معشوقوں) کے چہروں کا نور قاف سے قاف تک پھیلا ہوا ہے۔پوری دنیا میں چھپایا ہوا ہے۔

(۵) زمصحفِ رُخِ دِلدار آیتے برخواں — کہ آں بیانِ مقامات کشف وکشّاف ست
(۶) عدو کہ منطقِ حافظ طمع کند در شعر — ہماں حدیثِ ہُما و طریقِ خطّاف ست

حل لغات:

★ مصحف ۔صحیفہ ★ الہامی وآسمانی کتب جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے انبیاء پر نازل ہوئیں مراد قرآن مجید ★ کشف وکشاف ۔ قرآن مجید کی دو تفسیروں کے نام (علامہ زمخشری کی مشہور تصنیف) یہاں کشف وکشاف سے مراد وہ کیفیتیں ہیں جو عاشق کے دل پر محبوب کا چہرہ دیکھ کر اور اس کی حرکات وسکنات سے وارد ہوتی ہیں۔ ★ عدد ۔دشمن ★ منطق حافظ ۔حافظ کا کلام اس کے اشعار ★ خطاف ۔ابابیل۔

ترجمہ:

(۵) محبوب کے چہرے کے قرآن سے تو کسی بھی ایک آیت کو پڑھ یاد (کرلے) کہ اس سے ہی کشف اور کشاف کے مقامات کی تشریح وتفسیر بھی یہی ہے۔یہی بیان ہے۔

(٦) دشمن جو اندازِ بیان میں حافظ جیسے اشعار کہنے کی طمع کر رہا ہے۔گویا ایسا ہی ہے کہ جیسے کوئی ابابیل ہما کی نقل اتار رہا ہو۔کہاں ابابیل اور کہاں ہُما؟

----★★★----

غزل نمبر (۳٦)

(۱) ما را ز خیال تو چہ پروائے شراب ست — خُم گو سرِ خود گیر کہ خمخانہ خراب ست

(۲) گر خمرِ بہشت ست بریزید کہ بے دوست — ہر شربتِ عذبم کہ دہی عین عذاب ست

(۳) بیدار شو اے دیدہ کہ ایمن نتواں بود — زیں سیلِ دمادم کہ دریں منزلِ خواب ست

(۴) افسوس کہ شد دلبر در دیدۂ گریاں — تحریرِ خیالِ خطِ او نقش بر آب ست

حل لغات:

★ سرخود گیر۔اپنا راستہ لے ★ خمخانہ۔میکدہ ،شراب خانہ ★ خمر۔شراب ★ بریزید۔گرادو ★ شربتِ عذب۔میٹھا شربت ★ ایمن نتواں بود۔امن نہیں ہوسکتا ★ دلبر شد۔دلبر چلا گیا۔

ترجمہ:

(۱) اے محبوب! تیرے مست وبیخود خیال کے ہوتے ہوئے اس شراب کی کیا پرواہ ہے؟ شراب کے مٹکے سے یہ بات کہہ دو کہ وہ اپنی راہ لے۔میکدہ تو ویران پڑا ہوا ہے۔بے رونق ہے۔

(۲) اگر بہشت کی شرابِ طہورا بھی ہے تو اسے زمین پر گرادو کیونکہ محبوب کے بغیر جو بھی لذیذ اور میٹھا شربت مجھے تم دوگے وہ میرے لیے سراسر عذاب کے مانند ہوگا۔

(۳) اے میری آنکھو! جاگ جاؤ! ہم امن وامان میں نہیں رہ سکتے۔ بے خوف نہیں رہ سکتے۔ ان آنسوؤں کے سیلاب کی زد سے جو نیند کی اسی منزل میں ہیں۔

(۴) افسوس کے دلبر رخصت ہوگیا۔ اور میری رونے والی آنکھوں میں۔ اس کے خط کے تصور کی تحریر اس طرح ہے کہ جیسے پانی پر نقش ہے۔ نقش برآب کی طرح ہے۔

(۵) معشوق عیاں می گزرد برتو و لیکن — اغیار ہمی بیند ازاں بستہ نقاب ست

(۶) گُل بر رُخِ رنگینِ تو تالطفِ عرق دید — درآتشِ رشک [1] ازغمِ دل غرقِ گلاب ست

(۷) در بزم دل از روئے تو صد شمع برافروخت — ویں طرفہ کہ برروئے تو صد گونہ حجاب ست [2]

(۸) سبز ست در و دشت بیا تا نہ نگزاریم! — دست ازسرِ آبے کہ جہاں جُملہ سراب ست

حل لغات:

* عیاں می گزرد۔ کھل کھلا کے گزرتی ہے * لطف عرق دید۔ پسینے کی لطافت دیکھی * طرفہ۔ تعجب * حجاب۔ پردہ * درودشت۔ گھر اور جنگل * سراب۔ وہ ریگ جو دور سے پانی کی طرح معلوم ہوتی ہے۔

ترجمہ:

(۵) معشوقہ تیرے سامنے بغیر نقاب کے آتی ہے اور چونکہ غیر بھی اس کے چہرے پر اپنی نظریں جمائے ہوئے ہیں جس وجہ سے اُس نے اپنے چہرے پر نقاب اوڑھ لیا ہے۔ چہرہ چھپا لیا ہے۔

(۶) گلاب کے پھول نے جب تیرے رنگین رُخ پر پسینے کی بہار کا نظارہ کیا تو وہ آتش شوق سے رشک کی وجہ سے عرق عرق ہو کر گلاب کی صورت اختیار کر گیا۔ مطلب یہ کہ رخ یار پر پسینے کے قطرے دیکھ کر گلاب بھی شرما گیا۔

(۷) میرے دِل کی بزم میں تیرے چہرے کی وجہ سے سینکڑوں چراغ روشن ہیں۔ لیکن تعجب تو اس بات پر ہے کہ تیرا یہ چہرہ سینکڑوں پردوں (حجابوں) میں لپٹا ہوا ہے، عیاں نہیں ہے۔ مطلب یہ کہ تصورِ رخ یار سے دلِ عاشق جگمگا اٹھتا ہے۔

(۸) اے دوست آ کہ سارے دشت وبیابان اور گھر سبزہ سے سرسبز ہو گئے ہیں۔ (یعنی بہار آ گئی ہے) ایسے میں شراب سے ہاتھ کھینچنا عقلمندی نہیں ہے۔ آ شراب نوشی کریں کہ یہ ساری دنیا تو محض فریب ہے۔

(۹) در کنجِ دماغم مطلب جائے نصیحت — کایں حجرہ [3] پُر از زمزمۂ چنگ ورباب ست

(۱۰) راہِ تو چہ راہ است کہ از غایتِ تعظیم — دریائے محیط فلکش ہمچو حباب ست

---

[1] بعض نسخوں میں رشک کی جگہ شوق ہے۔

[2] بعض نسخوں میں شعر نمبر 10,7 اور 11 شامل نہیں۔

[3] بعض نسخوں میں حجرہ کی جگہ گوشہ ہے۔

(۱۱) بے روئے دِل آرائے تو اے شمعِ دِل افروز — دِل رقص کناں برسرِ آتش چو کباب ست
(۱۲) حافظ چہ شد ار عاشق و رندست نظر باز — بس طورِ عجب لازمِ ایامِ شباب ست

حل لغات:

* حُجرہ۔ مرادسر کی کھوپڑی * زمزمہ۔نغمہ * غایت۔ بے انتہا، بہت زیادہ * حباب۔ بُلبُلہ * روئے دِل آرا۔ دل کو سجا دینے والا چہرہ، جگمگا دینے والا * دِل افروز۔ دل کو روشن کرنے والا * طورِ عجب۔ عجب طور طریقے * ایام شباب۔ جوانی کے دن۔

ترجمہ:

(۹) میرے دماغ کے کونے میں نصیحت کے لیے تو کوئی جگہ تلاش نہ کر۔ اس کی اس میں کوئی جگہ نہیں ہے کیونکہ یہ سارے کا سارا چنگ ورباب کے نغموں سے بھرا ہوا ہے۔
(۱۰) یہ تیری راہ بھی کیسی راہ ہے کہ اس کی عظمت کے سامنے اس آسمان کا محیط دریا بھی ایک بُلبُلے کی طرح دکھائی دیتا ہے۔
(۱۱) اے دل کو جگمگا دینے والی شمع! تیرے دِل کو سجا دینے والے چہرے کے بغیر میرا یہ دل آگ پر کباب کی طرح رقص کر رہا ہے۔ جل رہا ہے۔
(۱۲) حافظ اگر عاشق و رند اور نظر باز بھی ہے تو کیا ہوا؟ (اس میں کیا برائی ہے؟) کہ جوانی کے دنوں میں ہر کسی میں ایسی عجیب و غریب باتیں ہونا ضروری ہوتی ہیں۔

----***----

غزل نمبر (۳۷)

(۱) کنوں کہ در کفِ گُل جامِ بادۂ صاف ست — بصد ہزار زباں بُلبُلش در اوصاف ست
(۲) بخواہ دفترِ اشعار و رُو بصحرا کُن![1] — چہ وقت مدرسہ و بحثِ کشف وکشّاف ست
(۳) فقیہِ مدرسہ دی مست بود و فتویٰ داد — کہ مے حرام ولے بہ ز مالِ اوقاف ست
(۴) بدرد و صاف ترا حکم نیست دَم درکش — کہ ہر چہ ساقیٔ ما ریخت[2] عین الطاف ست

حل لغات:

* کنوں۔ اب، ابھی، اس وقت * کفِ گُل۔ پھول کے ہاتھ * اوصاف۔ وصف کی جمع تعریفیں * رو بصحرا کن۔ صحرا کا رخ کر لے * دی۔ کل * بہ۔ بہتر * تُرا حکم نیست۔ تجھے حق نہیں ہے۔ * دَم درکش۔ تو خاموش رہ * دُرد۔ تلچھٹ

---

[1] بعض نسخوں میں رُو بصحرا کن کی جگہ راہِ صحرا گیر ہے۔
[2] بعض نسخوں میں ریخت کی جگہ داد اور بعض میں کرد ہے۔

ترجمہ:

(۱) اب اس وقت جبکہ پھول اپنے ہاتھوں میں صاف و مصفا شراب کا پیالہ لئے ہوئے ہے اور بُلبُل ہزار داستان اس کی تعریف میں گنگنا رہی ہے۔لاکھ زبان سے نغمہ سرائی کر رہی ہے۔

(۲) تو اشعار کا دفتر (دیوان) حاصل کرلے اور جنگل و بیابان کی جانب چلا جا کیونکہ یہ وقت مدرسے میں بیٹھ کر کشف و کشاف (جیسی تفاسیر) پر بحث کرنے کا نہیں ہے۔

(۳) مدرسے کے فقہی مُلا نے کل یہ فتویٰ صادر کردیا ہے کہ شراب حرام تو ہے (اس میں کوئی شک نہیں ہے) لیکن مال وقف سے کہیں بہتر ہے۔(اوقاف کا مال کھانے سے بہتر ہے)

(۴) تو تلچھٹ اور صاف شراب کا خیال نہ کر بس جیسی بھی تجھے ملے پی جا۔جو کچھ بھی ہمارے ساقی کی طرف سے عطا ہو، یہ اس کا لطف و کرم ہے۔یہ امتیاز مت کر۔

(۵) ببر ز خلق وز[1] عنقا قیاسِ کار بگیر — کہ صیتِ گوشہ نشیناں زقاف تا قاف ست

(۶) حدیثِ مدعیاں و خیال ہمکاراں — ہماں حکایتِ زر دوز و بوریا باف ست

(۷) خموش حافظ وایں نکتہ ہائے چوں زرِ سُرخ — نگاہدار کہ قلابِ شہر صراف ست

حل لغات:

* ببر زخلق ۔لوگوں سے کنارہ کشی اختیار کرلے * قیاس کار بگیر۔اپنے کام کی طرف دھیان دے *صیت ۔شہرت * قاف تا قاف۔ساری دنیا مراد ہے * حدیثِ مدعیاں۔لافیں مارنے والوں کی باتیں * ہمکاراں ۔حریف،ایک جیسا کام کرنے والے (ہم مشرب) *زردوز ۔ سونے کا کام کرنے والے، تاریں بنانے والے *بوریا باف *بوریا بننے والے * زرسُرخ۔مراد اشرفیاں جو سونے کی ہوتی ہیں ،اور سرخی مائل ہوتی ہیں * نگاہدار۔محفوظ رکھ * قلاب ۔کھوٹا سکہ بنانے والا، مکار، دھوکے باز۔

ترجمہ:

(۵) اس دنیا سے تو ترکِ تعلق کرلے اور اپنے سامنے عنقا کی مثال رکھ۔تو دیکھ کہ گوشہ نشینوں کی شہرت کا ڈنکا پوری دنیا میں بج رہا ہے۔بڑے مشہور ہیں۔

(۶) ان مدعیوں، دعویٰ کرنے والوں کی باتیں اور حریفوں ہم مشربوں کا خیال بالکل زردوز اور بوریا بننے والوں کے دعویٰ کی طرح ہیں۔یعنی ان کی کوئی حیثیت واہمیت ہی نہیں ہے۔

(۷) اے حافظ! تو چُپ ہوجا اور اپنے اُن نکتوں کو جو کہ سونے کی طرح قیمتی ہیں، ان کی حفاظت کر کیونکہ اس شہر کا جو مکار اور دھوکے باز ہے وہ صراف بن چکا ہے۔یعنی عمائدین شہر تیرے معارف وحقائق کو نہیں سمجھ سکتے۔

----✲✲✲----

[1] بعض نسخوں میں وز کی جگہ چو عنقا ہے۔

غزل نمبر (۳۸)

(۱) اگرچہ بادہ فرح بخش و باد گل بیزست — ببانگِ چنگ مخور مے کہ محتسب تیزست
(۲) صراحیئے و حریفے گرت بدست[1] افتد — بعقل نوش[2] کہ ایام فتنہ انگیزست
(۳) در آستینِ مرقع پیالہ پنہاں کن — کہ ہمچو چشمِ صراحی زمانہ خونریزست
(۴) زرنگِ بادہ بشوئید خرقہ ہا از اشک![3] — کہ موسمِ ورع و روزگار پرہیزست

حل لغات:

* فرح بخش۔ فرحت پیدا کرنے والی (شراب) * باد گل بیز۔ پھول بکھیرنے والی ہوا، خوشبو بکھیرنے والی۔ * ہمچو چشم صراحی۔ صراحی کی آنکھ کی طرح * مرقع۔ گدڑی۔ خرقہ۔ * رنگِ بادہ۔ شراب کا رنگ * موسمِ ورع۔ پرہیزگاری کا موسم۔

ترجمہ:

(۱) اس موسم میں اگرچہ شراب راحت وسرور دیتی ہے (بخشتی ہے) اور ہوا جو کہ پھول بکھیر رہی ہے (خوشبو پھیلا رہی ہے) بڑی معطر ہے لیکن تو کھلم کھلی شراب نوشی نہ کر کیونکہ محتسب بڑا تیز ہے۔ بڑا ہوشیار و چالاک ہے۔ (کوتوال سخت ہے)

(۲) اگر شراب سے بھری صراحی اور محبوب تیرے ہاتھ لگ جائیں، تیرے ساتھ بیٹھ جائیں تو تب بھی تو یہ شراب نوشی سوچ سمجھ کر کرنا کیونکہ زمانہ بڑا پُر آشوب اور فتنہ انگیز ہے۔

(۳) تو اپنی گدڑی کی آستین میں شراب کے بھرے ہوئے پیالے کو چھپالے تاکہ کوئی دیکھ نہ لے کیونکہ صراحی کی آنکھ کی طرح یہ زمانہ بڑا خونریز ہے اور کہیں تو مارا نہ جائے۔

(۴) تو اپنی گدڑیوں پر سے شراب کے رنگ کو اپنے آنسوؤں سے دھوڈال کیونکہ یہ موسم سخت پرہیزگاری کا ہے اور عبادت کا دور ہے۔ بچنے کا زمانہ ہے۔

(۵) مجوئے عیشِ خوش از دورِ واژگونِ سپہر! — کہ صاف ایں سرِ خُم جُملہ دُردی آمیزست
(۶) سپہر برشدہ پرویزست خون افشاں — کہ قطرہ[4] اش سرِ کسریٰ و تاجِ پرویزست
(۷) ہر آنچہ میر سد از نورِ فیضِ سبحانی! — نصیبہ دل شخصے کہ شب سحر خیزست

---

[1] بعض نسخوں میں بدست کی جگہ بچنگ ہے۔
[2] بعض نسخوں میں بعقل کی جگہ بہوش اور نوش کی جگہ کوش ہے۔
[3] بعض نسخوں میں مصرع اول یوں ہے: بآبِ دیدہ بشوئیم خرقہ ہا از مے۔
[4] بعض نسخوں میں قطرہ کی جگہ ریزہ ہے۔

(۸) عراق و پارس گرفتی بشعر خود[1] حافظ بیا کہ نوبتِ بغداد و وقت تبریز ست

حل لغات:

٭ مجوی۔مت ڈھونڈ ٭ دور واژگوں ۔آسمان کا اُلٹا چکر ٭ خم ۔شراب کا مٹکا ٭ پرویز۔فتح مند، کامیاب یہاں چھلنی مراد ہے ٭ پرویز۔پرویز خسرو، شیریں کا خاوند ٭ کسریٰ شاہانِ ایران کا لقب ٭ نصیبہ۔قسمت ٭ شب سحر خیز۔رات کو صبح اُٹھنے والا ٭ نور سبحانی۔اللہ تعالیٰ کا نور ٭ گرفتی۔تو نے پالئے۔قبضہ کرلیا، فتح کر لیے۔

ترجمہ:

(۵) تو اس اُلٹے (اوندھے) چکر والے آسمان سے عیش وعشرت کی کوئی اُمید نہ رکھ۔(تلاش نہ کر) یہ ایک ایسا نیلگوں مٹکا ہے کہ جس میں صاف شراب بھی تلچھٹ بن چکی ہے۔یکسر تلچھٹ سے لبریز ہے۔

(۶) یہ بلند و بالا آسمان ایک چھلنی کی طرح ہے جس سے خون ٹپک رہا ہے۔کسریٰ کا سر اور پرویز کا تاج اس کے چھنے ہوئے قطرے ہیں۔

(۷) اُسے جو کچھ بھی (پہنچ) مل رہا ہے، سب اللہ تعالیٰ کے نور فیض ہی سے مل رہا ہے۔اور یہ سب کچھ اُسی شخص کا نصیب بنتا ہے جو کہ سحر خیز ہوتا ہے یعنی تہجد گزار ہو۔اور اللہ کو یاد کرتا ہو۔

(۸) اے حافظ! تو نے اپنی عمدہ اور پُر نغز شاعری کی وجہ سے عراق اور فارس (ایران) کو فتح کرلیا ہے۔قبضہ کرلیا ہے اور اب بغداد اور تبریز کی باری ہے۔انہیں مسخر کرنا ہے۔

----٭٭٭----

غزل نمبر (۳۹)

(۱) یارب آں شمع شب افروز ز کاشانہ ءکیست جانِ ماسوخت پرسید کہ جانانہ ءکیست

(۲) حالیا خانہ برانداز دِل و دین من ست تاہم آغوش کہ می باشد و ہمخانہ ءکیست

(۳) بادۂ لعل لبش کز لب ما دُور مباد راحِ رُوح کہ وپیان دہِ پیمانہ ءکیست

(۴) دولتِ صحبتِ آں شمع سعادت پر تو! باز پُرسید خدارا کہ پروانہ ءکیست

حل لغات:

٭ شمع شب افروز۔رات کو روشن کرنے والی شمع ٭ زکاشانہ کیست۔کس کے گھر سے تعلق رکھتی ہے ٭ خانہ برانداز۔گھر برباد کرنے والا ٭ تاہم آغوش کہ می باشد۔کس کا ہم آغوش ہوتا ہے ٭ دُور مباد۔دُور نہ رہے ٭ پیاں دہ۔وعدہ کرنے والا، عہدو

[1] بعض نسخوں میں خود کی جگہ خوش ہے۔

بیان کرنے والا ٭ دولت صحبت۔قربت کی دولت ٭ شمع سعادت۔سعادت کا سایہ رکھنے والی شمع۔

ترجمہ:

(۱) اے میرے پروردگار! یہ رات کو روشن کرنے والی شمع کس کے گھر کا نور ہے، کس گھر سے تعلق رکھتی ہے؟ کہ جلا تو اس نے ہماری جان کو دیا ہے۔کوئی تو اس سے پوچھے کہ وہ کس کے گھر کی شمع بنی ہوئی ہے۔

(۲) اب تو وہ میرے دین اور دل کو خراب اور برباد کرنے پر تلا ہوا ہے۔اب دیکھیے کہ وہ کس کی آغوش میں سوتا ہے (کس سے ہم خوابی کرتا ہے) اور کس کا ہم خانہ بنتا ہے۔

(۳) اس کے سرخ لبوں کی شراب، اللہ کرے کہ وہ کبھی بھی میرے ہونٹوں سے پرے نہ ہو۔دیکھیے کس کی راحت روح بنتی ہے؟ کس کے ساغر سے عہد و پیمان کرتی ہے (کس کا ساغر بھرتی ہے)۔

(۴) مبارک اور پُر سعادت سائے والی اس شمع کی صحبت نہ جانے کس پروانے کے حصے میں آتی ہے۔خدارا کوئی پوچھے کہ کس پروانے کے نصیب جاگتے ہیں؟ وہ کونسا پروانہ ہے؟

(۵) می دمد ہر کسش افسونے و معلوم نشد — کہ دلِ نازکِ او مائلِ افسانہء کیست
(۶) یارب! آں شاہ وش ماہ رخ زہرہ جبیں — دُرّ یکتائے کہ و گوہر یک دانہء کیست
(۷) آں مے لعل کہ ناخوردہ مرا کرد خراب — ہمنشینِ کہ دُہم کاسہء و پیمانہء کیست
(۸) گفتم آہ از دلِ دیوانہء حافظؔ بے تو — زیرِلب خندہ زناں گفت کہ دیوانہء کیست

حل لغات:

٭ می دمد۔ پھونک رہا ہے۔ ٭ افسونے۔افسوں، جادو، منتر ٭ شاہ وش۔بادشاہ جیسا ٭ ماہ رخ۔چاند جیسا چہرے والا ٭ زہرہ جبیں، زہرہ جیسی پیشانی والا ٭ دُرّ یکتائے۔قیمتی موتی ٭ گوہر یک دانہ۔لاثانی موتی ٭ ناخوردہ۔جو ابھی پی نہ ہو ٭ ہم کاسہ۔ہم پیالہ ٭ خندہ زناں۔ہنستے ہوئے۔

ترجمہ:

(۵) اُس (محبوب) پر ہر کوئی اپنا منتر پھونک رہا ہے لیکن کچھ خبر نہیں ہے کہ اس کے نرم و نازک دل پر کس کا داؤ چلتا ہے۔کس کی داستان کے سننے سے راغب و مائل ہوتا ہے۔

(۶) اے پروردگار! وہ شاہ خوباں والی شان و شوکت والا، چاند جیسے چہرے اور زہرہ جیسی پیشانی والا (محبوب) کیسا در یکتا اور لاثانی موتی ہے اور بے مثال گوہر ہے۔

(۷) سرخ ہونٹوں کی وہ لعل شراب کہ جسے پینے کے بغیر ہی میں مست و بیخود ہو گیا نجانے وہ کس کی ہم نشین ہے اور کس کی ہم پیالہ و ہم پیمانہ بنی ہے؟

(۸) میں نے (محبوب) سے کہا کہ تیرے بن تیرے حافظ کا دل مکمل طور پر دیوانہ ہو چکا ہے اور پوری طرح تباہ ہوگیا ہے۔ تو اُس (محبوب) نے مسکراتے ہوئے کہا کہ اچھا! وہ کس کا دیوانہ ہوگیا ہے؟

----***----

غزل نمبر (۴۰)

(۱) بنال بُلبُل اگر بامنت سرِ یاریست — کہ ما دو عاشقِ زاریم و کارِ ما زاریست
(۲) دراں [1]چمن کہ نسیمے ور زد طُرّہ ٔ دوست — چہ جائے دم زدنِ نافہ ہائے تاتاریست
(۳) بیار بادہ کہ رنگین کنیم جامہء زرق — کہ مستِ جامِ غروریم و نام ہشیاریست
(۴) نہ بستہ اند درِ توبہ حالیا بر خیز! — [2]کہ توبہ وقتِ گُل از عاشقی زبیکاریست

حل لغات:

* بنال۔ تو رو، گریہ وزاری کر * بامنت۔ تجھ کو میرے ساتھ * وَرزد۔ ورزیدن * مصدر۔ ہوا کا چلنا، ہوا چلتی ہے * طرۂ دوست۔ دوست کی زلفیں * جامہ زرق۔ مکر وفریب کا لباس * حالیا بر خیز۔ اب اُٹھ * وقتِ گل۔ بہار کا موسم۔

ترجمہ:

(۱) اے بُلبُل! اگر تجھے میری یاری کا کچھ خیال ہے تو میرے ساتھ مل کر آہ وفغاں کر (گریہ وزاری کر) کیونکہ ہم دونوں عاشق زار ہیں اور ہمارا کام بھی یہی رونا دھونا ہے۔ گریہ وزاری ہی ہے۔

(۲) وہ کہ جس باغ میں محبوب کی زلف کو چھو کر نسیم چلتی ہے۔ بھلا وہاں پر تاتار کے مشک نافے کیا دم مار سکتے ہیں۔ یعنی تاتار کے نافے بھی اس وقت زلف کے سامنے نہیں آسکتے۔

(۳) تو شراب لا کہ ہم اس مکر وفریب کے لباس کو رنگین کر ڈالیں۔ غرور وفخر کی شراب سے ہم مست وبیخود ہیں اور ہم نے اسے ہوشیاری کا نام دے رکھا ہے۔ ایسی ہوشیاری سے تو مستی بہتر ہے۔

(۴) تجھ پر ابھی تک توبہ کا دروازہ بند نہیں ہوا۔ تو شراب نوشی کر کہ بہار میں توبہ کرنا جب چاروں طرف پھول ہی پھول کھلے ہوئے ہوں، عاشقوں کے مذہب میں بیکار سی بات ہے۔

(۵) سحر کرشمہء وصلش بخواب می دیدیم — زہے مراتبِ خوابے کہ بہ زبیداریست

---

[1] بعض نسخوں میں چمن کی جگہ زمین ہے۔
[2] بعض نسخوں میں یہ شعر شامل غزل نہیں۔

(۶) خیالِ زُلفِ تو پختن نہ کارِ خاماں ست[۱] — کہ زیرِ سلسلہ رفتن طریقِ عیاریست

(۷) لطیفہ ایست نہانی کہ عشق ازو خیزد — کہ نام آں نہ لبِ لعل و خطِ زنگاریست

(۸) جمالِ شخص نہ چشم ست وزلف وعارض وخال — ہزار نکتہ دریں کاروبارِ دِلداریست

حل لغات:

★ کرشمۂ وصلش: اس کے وصل کا کرشمہ۔ ★ زہے: سبحان اللہ، واہ وا۔ ★ کارِ خاماں: خام لوگوں کا کام۔ ★ طریقِ عیاری: ہوشیاری کا کام۔ ★ نہانی: پوشیدہ۔ ★ لبِ لعل: سرخ لب۔ ★ عارض: رخسار، خال، تل۔ ★ خطِ زنگاری۔ ★ خطِ سبز، لطیفہ، باریک نکتہ۔

ترجمہ:

(۵) میں نے صبح کے وقت خواب میں اُس کے وصل کا کرشمہ دیکھا۔ واہ وا!! اُس خواب کے کیا کہنے! کہ ایسے خواب بیداری سے بھی کہیں بہتر ہیں۔ جس میں محبوب مل جائے۔

(۶) تیرے گیسوؤں کا خیال وتصور کرنا عام اور فضول قسم کے شخص کا کام ہرگز نہیں ہے کیونکہ زنجیر کے نیچے چلنا بڑی ہوشیاری اور چالاکی کا کام ہے۔ بڑی زیرکی کا کام ہے۔

(۷) جس سے عشق وجود میں آتا ہے وہ ایک پُراسرار لطیفہ ہے۔ یہ کوئی وہ چیز نہیں ہے جسے عام لوگ لبِ لعل یا معشوقوں کا خطِ سبز کہتے ہیں۔ یعنی مرکزِ عشق محبوب کا حسن نہیں ہے۔

(۸) کسی بھی خوبصورت شخص کا حسن وجمال اس کے رخسار، زلف، خال اور آنکھوں کے خوبصورت ہونے کا ہی نام نہیں ہے بلکہ محبوبی اور دلداری کے ہزاروں پوشیدہ نکتے ہیں۔ بیشمار اسرار ورموز ہیں۔

(۹) برآستانِ تو مشکل تواں رسید آرے! — عروج برفلکِ سروری بدشواریست

(۱۰) روندگانِ[۲] طریقت بہ نیم جو نخرند! — قبائے اطلسِ آنکس کہ از ہنر عاریست

(۱۱) دِلش بنالہ میازار و ختم کن حافظ! — کہ رُستگاریٔ جاوید در کم آزاریست

حل لغات:

★ آرے۔ ہاں، البتہ ★ فلکِ سروری۔ سرداری کی بلندی، اقبال مندی ★ روندگانِ طریقت۔ طریقت کے راستے پر چلنے والے ★ قبائے اطلس۔ ریشمی قبا ★ میازار۔ مت دُکھا ★ رستگاری۔ رہائی ★ کم آزاریست۔ کم دُکھ دینے میں ہے۔

---

۱ بعض نسخوں میں نکار ہر خامیست ہے۔

۲ بعض دیوادین میں اس شعر کا پہلا مصرعہ یوں ہے ؏ قلندرانِ طریقت بہ نیم جو نخرند ہے یعنی روندگان کی بجائے قلندران ہے تاہم اس سے شعر کی معنویت برقرار ہے۔

ترجمہ:

(۹) تیرے آستانے کی چوکھٹ پر ہماری مشکل سے ہی رسائی ہوسکتی ہے کیونکہ اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ فلک کی بلندی و سروری تک پہنچنا نہایت مشکل اور دشوار کام ہے۔

(۱۰) طریقت کے راستے پر چلنے والے دنیا کی اطلسی اور ریشمی بیش قیمت قبا کو جو ہنر اور کمال سے خالی ہے، کو آدھے جو کے بدلے میں بھی خریدنے کو تیار نہیں ہوتے۔نہیں خریدتے۔

(۱۱) اے حافظ تو اپنی اس فریاد و فغاں سے اس کے دل کو آزردہ مت کر اور اس بات کو یہیں پر ہی ختم کردے اس لیے کہ کسی کو دُکھ نہ دینے میں ہی ہمیشہ کی نجات ہے۔

----***----

غزل نمبر (۴۱)

(۱) اگرچہ عرضِ ہُنر پیش یار بے ادبیست — زباں خموش و لیکن دہاں پُراز عربیست

(۲) پری نہفتہ رُخ و دیو و در کرشمہء ناز! — بسوخت عقل[1] ز حیرت کہ ایں چہ بوالعجبیست

(۳) سبب مُپرس کہ چرخ از چہ سفلہ پرور شد — کہ کام بخشئ او را بہانہ بے سببیست!

(۴) دریں چمن گُلِ بیخار کس نچید آرے — چراغِ مصطفوی ﷺ باشرارِ بولہبیست

حل لغات:

* عرضِ ہنر۔ہنر کا پیش کرنا، اظہارِ مہر * کرشمہ ناز۔ناز نخرے کے کرشمے * ایں چہ بوالعجبیست۔یہ کیسی عجیب بات ہے * سفلہ پرور۔کمینہ پرور * کام بخشی۔مطلب نکلنا۔ * گلِ بے خار: وہ پھول جس کے کانٹے نہ ہوں۔ * شرار: چنگاری۔

ترجمہ:

(۱) یار کے سامنے کمال و ہنر پیش کرنا اگرچہ بے ادبی کے مترادف ہے تاہم میری زبان چُپ ہے لیکن میرے منہ میں کلام کی شستگی بھری پڑی ہے یعنی سینہ فصاحت و بلاغت سے لبریز ہے۔

(۲) پری نے تو اپنا منہ چھپایا ہوا ہے لیکن دیو ناز اور نخرے دکھانے میں مشغول ہے۔حیرانی سے میری عقل جل بجھ چکی ہے اور سوچتا ہوں کہ یہ کیا بوالعجبی ہے؟ کیسی عجیب بات ہے؟

(۳) تو مجھ سے اس کا سبب مت پوچھ کہ آسمان ہمیشہ بے ظرف اور کمینے لوگوں کو ہی کیوں پالتا پوستا ہے؟ ایسا اس لیے ہے کہ کام بخشی کے لیے اس کے پاس بے سببی کا اک بہانہ جو موجود ہے۔

[1] بعض نسخوں میں عقل کی جگہ دیدہ ہے۔

(۴) اس چمن میں کوئی ایسا نہیں ہے کہ جس نے کانٹوں کے بغیر پھول چنے ہوں۔اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ چراغِ مصطفویؐ کے ساتھ ساتھ اس دنیا میں ابولہب کا شرار بھی پایا جاتا ہے۔

(۵) حسنؒ ز بصرہ بلالؓ از حبش صہیبؓ از روم — زخاکِ مکہ ابوجہل ایں چہ ابو العجبیست

(۶) جمالِ دخترِ رز نورِ چشمِ ماست مگر — کہ درنقاب زجاجی و پردۂ عنبیست!

(۷) دوائے دردِ خود[1] اکنوں ازاں مفرح جوئے — کہ در صراحیٔ چینی و شیشہ و حلبیست

(۸) بہ نیم جو نخرم طاقِ خانقاہ و رباط! — مراکہ مصطبہء ایوان وپای خم طنبیست

حل لغات:

* خاکِ مکہ۔مکہ مکرمہ کی سرزمین سے * دختر رز۔انگور کی بیٹی،شراب * نقاب زجاجی۔شیشے کا پردہ * پردۂ عنبیت۔آنکھ کے پردوں میں سے ایک پردہ۔ * عنب: بمعنی انگور،شراب جو شیشے کے نقاب اور انگور کے پردے میں ہے۔ *مفرح۔فرحت بخش * حلب۔شہر کا نام جہاں کا شیشہ بڑا مشہور ہے * شیشہ۔بوتل * بہ نیم جو۔آدھے جَو سے * رباط۔سرائے،لنگر خانہ *مصطبہ۔شراب خانہ *طنبیست۔جائے پناہ،قلعہ۔

ترجمہ:

(۵) بصرہ سے حضرت حسن بصریؒ حبش سے حضرت بلال حبشیؓ روم سے حضرت صہیبؓ رومی اور مکہ مکرمہ کی سرزمین سے ابوجہل پیدا ہوئے یہ کیسی عجیب بات ہے۔مقام حیرت ہے؟

(۶) انگور کی بیٹی کا حسن و جمال ہماری آنکھوں کا نور ہے۔اور اس نُور پر زجاجی نقاب چڑھا ہوا ہے اور یہ عنبی پردے میں ہے۔ مطلب یہ کہ جیسے آنکھ کا نور پردے میں ہے ذاتِ الٰہی کا نور بھی پردوں میں ہے جو آسانی سے نظر نہیں آتا۔

(۷) تو اب اپنے دل کے درد کی دوا اس فرحت بخشنے والی چیز (شراب) سے تلاش کر کہ جو چینی کی صراحی اور حلب کے شیشہ میں ہے۔یعنی شراب سے اپنے درد و غم کا علاج کر جو کہ مفرح ہے۔

(۸) میں آدھے جو کے بدلے میں بھی خانقاہ اور سرائے کے طاق کو نہ خریدوں یعنی مفت میں بھی نہ لوں۔میخانہ میرا ایوان و محل ہے اور شراب کا مٹکا میرے لیے قلعے کے مانند ہے۔جو میری جائے پناہ ہے۔

(۹) ہزار عقل و ادب داشتم من اے خواجہ — کنوں کہ مست و خرابم صلائے بے ادبیست

(۱۰) بیارے کہ چو حافظ مدام استغفار[2] — بگریہء سحری و نیاز نیم شبیست

حل لغات:

* صلائے۔دعوت،اجازت * مدام۔ہمیشہ * بگریہ سحری۔سحری کے وقت رونا۔

---

[1] بعض نسخوں میں خود کی جگہ دل ہے۔ [2] بعض نسخوں میں مدام استغفار کی جگہ ہزار م استظہار ہے۔

ترجمہ:

(۹) اے خواجہ! میں ہزار علم وادب اور عقل رکھتا تھا لیکن اب چونکہ میں مست و بے خود ہو چکا ہوں لہٰذا اس حالت وصورت میں میرا کوئی دعویٰ بھی بے ادبی کی دعوت کے مترادف ہے۔

(۱۰) تو شراب لا کہ میں حافظ کی طرح ہمیشہ کی توبہ واستغفار سحری کی گریہ وزاری اور آدھی رات کی عجز وانکساری سے توبہ کرتا ہوں اور بخشش کا طلبگار رہوں۔

----***----

غزل نمبر (۴۲)

(۱) عیب رنداں مکن اے زاہد پاکیزہ سرشت — کہ گناہ دگراں بر تو نخواہند نوشت

(۲) من اگر نیکم اگر بد تو برو خود را باش — ہر کسے آن درود عاقبت کار کہ کشت

(۳) ہمہ کس طالب یارند چہ ہشیار وچہ مست — ہمہ جا خانۂ عشق ست چہ مسجد چہ کنشت

(۴) سرِ تسلیم من و خاکِ در[1] میکدہ ہا — مدعی گر نہ کند فہم سخن گو سر و خشت

(۵) نا امیدم مکن از سابقۂ روزِ ازل — تو چہ دانی کہ پسِ پردہ کہ خوبست وکہ زشت[2]

(۶) نہ من از خانۂ[3] تقویٰ بدر افتادم وبس — پدرم نیز بہشت ابد از دست بہشت

حل لغات:

★ عیب رنداں مکن: اندوں کی برائی نہ بیان کر۔ ★ پاکیزہ سرشت: پاک فطرت۔ ★ خود را باش: تو اپنا کام کر۔ ★ دروَد: بوتا ہے۔ ★ کشت: جو بویا۔ ★ ہمہ کس: ہر شخص۔ ★ ہمہ جا: ہر جگہ ★ کنشت: بت خانہ۔ ★ خشت: اینٹ، پتھر۔ ★ از سابقہ روزِ ازل۔ روز ازل میں ہی قرار پا چکا ہے ★ زشت۔ بُرا ★ بدر افتادم۔ میں نکال باہر پھینک دیا گیا ★ پدرم۔ میرا باپ حضرت آدم علیہ السلام ★ بہشت ابد: دائمی جنت ★ بہشت: ہشتن مصدر۔ چھوڑ دینا۔

ترجمہ:

(۱) تو رندوں اور خرابوں کی برائی مت بیان کر اے پاک فطرت زاہد! اور یہ بات یاد رکھ کہ اوروں کے گناہ تیرے اعمال نامے میں ہرگز نہ لکھے جائیں گے۔ یعنی رندوں کا گناہ زاہد کے ذمہ نہ لکھا جائے گا۔

(۲) میں اگر نیک و پاکباز ہوں یا کہ بُرا ہوں تجھے اس سے کیا مطلب؟ تو جا اپنا کام کر کیونکہ جو کوئی شخص بھی جو کچھ بھی بوتا ہے بالآخر وہی کچھ ہی کاٹا کرتا ہے۔ ہم یہ بات اچھی طرح سے جانتے ہیں۔

---

[1] بعض نسخوں میں خاک کی جگہ خشت ہے۔

[2] بعض نسخوں میں مصرع ثانی یوں ہے۔ ع کس کہ داند کہ پس پردہ کہ خوب است وکہ زشت۔

[3] بعض نسخوں میں خانہ کی جگہ خلوت ہے اور بعض میں پردہ ہے۔

(۳) کیا مست اور کیا ہوشیار سبھی اُس (محبوب) کے ہی طلبگار ہیں۔ مسجد ہو یا کہ بت خانہ ہر جگہ عشق ہی کا ملجا و ماوا ہے۔ عشق کا ہی گھر ہے۔

(۴) میرا جھکا ہوا سر ہے اور اس میکدے کے دروازے کی خاک ہے۔ اب اگر یہ بات مدعی کی سمجھ میں نہ آئے تو اُسے کہہ دو کہ وہ اپنا سر سنگ وخشت سے پھوڑ لے۔

(۵) روزِ ازل میں جو کچھ بھی قرار پا چکا ہے، جو کچھ لکھا جا چکا ہے، اس سے مجھے تو ناامید مت کر۔ تو کیا جانتا ہے کہ اس پردے کے پیچھے کون اچھا ہے اور کون بُرا ہے؟ یعنی اللہ تعالیٰ کے نزدیک کون اچھا اور کون بُرا ہے یہ کوئی نہیں جانتا۔

(۶) صرف ایک میں ہی تقویٰ و پرہیزگاری کے گھر سے باہر نہیں نکلا۔ میرے باپ (حضرت آدمؑ) نے بھی یہی کچھ کیا تھا۔ انہوں نے بھی ابدی و دائمی بہشت کو چھوڑ دیا تھا۔

(۷) بر عمل تکیہ مکن خواجہ کہ در روز ازل — توچہ دانی قلم صنع بنامت چہ نوشت [1]

(۸) گرنہادت ہمہ ایں ست زہے پاک نہاد — درسرشتت ہمہ ایں ست زہے پاک سرشت

حل لغات:

★ تکیہ مکن: بھروسا نہ کر ★ قلمِ صنع: صانع کا قلم، قدرت کا قلم ★ نہادت: تیری سرشت ★ ہمہ ایں است: سب ایسے ہی ہے ★ زہے: کیا۔

ترجمہ:

(۷) اے صاحب! تو اپنے اعمال پر مت بھروسا کر۔ اس لیے کہ روزِ ازل میں تو کیا جانے؟ تو نہیں جانتا کہ قدرت کے قلم نے تیرے نام کیا کچھ لکھ دیا ہے۔ یعنی بخشش کا معاملہ رحمتِ خداوندی پر موقوف ہے اور اعمال پر غرور نہ کرنا چاہیے۔

(۸) اگر تیری اصل (فطرت) یہی ہے تو پھر کیا کہیے، کیا پاک اور اصل فطرت ہے۔ اور اگر تیری سرشت سراسر یہی ہے تو کیا ہی پاک سرشت ہے۔ کیا کہنے۔ بڑی اچھی بات ہے۔

(۹) باغِ فردوس لطیف ست و لیکن زنہار — تو غنیمت شمر ایں سایہ بید و لبِ کشت

(۱۰) حافظا روزِ اجل گر بکف آری جامے — یکسر از کوئے خرابات برندت بہ بہشت [2]

حل لغات:

★ لطیف۔ پاکیزہ ★ کشت۔ کھیتی ★ زنہار۔ خبردار ★ روزِ اجل۔ موت کا دن ★ بکف آری۔ ہاتھ میں لے آئے ★ یکسر۔ فوری۔

ترجمہ:

(۹) بہشت کا باغ بڑا پاکیزہ اور بڑا پُر لطف ہے۔ مگر خبردار! تم اپنے ہی اس بید کے سائے اور کھیتی کے کنارے کو ہی غنیمت سمجھو! یہی باغِ جنت ہے۔

(۱۰) اے حافظ! اگر تو اجل کے روز شراب سے بھرا ساغر اپنے ہاتھ میں لے آئے تو تجھے فوری طور پر اس کوئے خرابات سے بہشت میں لے جائیں گے۔ تو جنت نشین ہو جائے گا۔

---

[1] بعض نسخوں میں شعر نمبر 7، 8 شامل نہیں۔ [2] بعض نسخوں میں خرابات روی تا بہ بہشت ہے۔

غزل نمبر (۴۳)

(۱) بجز آستانِ تو اَم درجہاں پناہے نیست
سر مرا بجز این در حوالہ گاہے نیست

(۲) عدو چو تیغ[1] کشد من سپر بیندازم!
کہ تیغ ما بجز از نالہء و آہے نیست

(۳) چراز کوئے خرابات روئے برتابم
کزیں بہم بجہاں ہیچ رسم و راہے نیست

(۴) زمانہ گر بزند آتشم بخرمنِ عمر!
بگو بسوز کہ برمن ببرگِ و کاہے نیست

حل لغات:

٭ حوالہ گاہے۔ حوالہ کردینے کی جگہ مراد سپرداری ٭ بجز آستانِ تواَم۔ تیرے دروازے کے علاوہ میرے لیے ٭ عدو۔ دشمن ٭ سپر۔ ڈھال ٭ روئے برتابم۔ میں منہ موڑلوں ٭ خرابات۔ شراب خانہ ٭ بزند آتش۔ آگ لگادے ٭ برگ وکاہے۔ گھاس پھوس۔

ترجمہ:

(۱) اے محبوب! تیرے آستانے کے علاوہ پناہ کی میرے لیے کوئی اور چوکھٹ نہیں ہے۔ اس چوکھٹ اور اس دروازے کے سوا میرے سر رکھنے کے لیے اور کوئی جگہ نہیں ہے۔ میری یہی جائے پناہ ہے۔

(۲) جب کوئی دشمن تلوار کھینچ لے گا تو میں اپنے ہاتھ سے یہ ڈھال رکھ دوں گا کیونکہ آہ وفغاں کے علاوہ ہماری کوئی اور تلوار نہیں۔ اس کے علاوہ میرا ہتھیار اور کچھ بھی نہیں ہے۔ یہ ہتھیار سے کہیں بڑھ کر کارگر ہے۔

(۳) بھلا میں اس شراب خانے کے کوچے سے کیسے اور کیوں منہ موڑلوں؟ کیونکہ ساری دنیا میں اس طرح کے طور طریقے (بودو باش) کسی دوسری جگہ پر نہیں ہیں۔

(۴) زمانہ اگر میری عمر کے خرمن کو نذرِ آتش کردیتا ہے تو تم اس زمانہ سے کہہ دو کہ اسے بلا تامل پھونک ڈالے کیونکہ میرے نزدیک اس کی حیثیت گھاس پھوس اور پتے کے سوا کچھ نہیں، کوئی اہمیت نہیں۔

(۵) غلامِ نرگسِ جماش آن سہی سروم[2]
کہ از شرابِ غرورش بکس نگاہے نیست

(۶) مباش درپئے آزار و ہرچہ خواہی کن!
کہ در شریعت ماغیر ازیں گناہے نیست

(۷) عناں کشیدہ رو اے پادشاہِ کشورِ حسن
کہ نیست برسرِ راہے کہ دادخواہے نیست

---

[1] بعض نسخوں میں تیغ کی جگہ تیر اور بعض میں کار ہے۔

[2] بعض نسخوں میں سروم کی جگہ قدم ہے۔

(۸) عقابِ جور کشادہ ست بال در ہمہ شہر   کمانِ گوشہ نشینے و تیر آہے نیست

حل لغات:

★ نرگسِ بتماش۔اس کی دلکش آنکھ ★ سہی سرو۔سیدھا سرو، بلند قامت محبوب ★ مباش در پے آزار۔کسی کو ستانے کے درپے نہ ہو، اور تو جو کچھ بھی چاہے کرلے ★ عنان کشیدہ۔لگام کھینچ کر، کھینچی ہوئی لگام ★ دادخواہ۔انصاف کا طالب، فریادی ★ جور کشادہ ست۔ظلم وستم پھیلائے ہوئے ہے۔

ترجمہ:

(۵) میں اُس سرو قامت محبوب کی شوخ و دلکش آنکھ کا غلام ہوں جو ہر وقت شراب غرور کے نشہ میں چور رہتا ہے اور کسی پر بھی اپنی نگاہ نہیں ڈالتا۔کسی کو خاطر میں نہیں لاتا۔

(۶) تو یہاں پر کسی کو بھی ستانے اور دُکھ دینے کے درپے نہ ہو۔اور تو جو کچھ بھی چاہے کرلے کیونکہ ہمارے مذہب میں (رندوں کے ملک میں) اس کے سوا کوئی گناہ نہیں ہے۔یعنی حقوق العباد کی بجا آوری کرنی چاہیے۔

(۷) اے ولایتِ حُسن کے بادشاہ! تو باگ کھینچ کر چل کیونکہ راستے میں بڑے دکھی اور ستائے ہوئے لوگ ہیں اور ایک بھی ایسا شخص نہیں ملے گا جو کہ انصاف کا طالب نہ ہو۔فریادی نہ ہو۔

(۸) عقابِ ظلم نے سارے شہر میں ہی اپنے ظلم وستم کے پر پھیلا دیئے ہیں۔افسوس ہے کہ کوئی بھی گوشہ نشین (خدا پرست) ایسا دکھائی نہیں دے رہا کہ جو اپنی کمان سے آہ کا تیر چھوڑے، چلادے۔

(۹) چنیں کہ از ہمہ سودائے راہ می بینم!   بہ از حمایتِ زلفِ مرا پناہے نیست

(۱۰) خزینہء دلِ حافظؔ بزلف و خال مدہ   کہ کارہائے چنیں حدِّ[1] ہر سیاہے نیست

حل لغات:

★ در ہمہ سودائے۔وحشت کے عالم میں پوری طرح۔ ★ خزینہ: خزانہ۔ ★ خال: تل۔ ★ سیاہے: مراد خزانہ دار۔

ترجمہ:

(۹) میری حالت و کیفیت کچھ اس طرح کی ہے کہ میں جوشِ جنوں میں راستہ دیکھ رہا ہوں اور سوچ رہا ہوں کہ اس کیفیت و حالت میں محبوب کی زلف کے علاوہ میرے لئے بہتر اور کوئی پناہ گاہ نہیں ہے۔

(۱۰) تو حافظ کے دل کا خزانہ کسی بھی زلف اور خال کو ہرگز نہ سونپ۔اس لیے کہ اس طرح کے کام سرانجام دینا ہر خزانہ دار کا منصب نہیں ہے (یعنی ہر محبوب ایسے خزانے کا مستحق نہیں ہے)

----***----

[1] بعض نسخوں میں حد کی جگہ کار ہے۔

غزل نمبر (۴۴)

(۱) حالِ دل با تو گفتنم ہوس ست　　خبرِ دل شنفتنم ہوس ست
(۲) طمعِ خام بیں کہ قصہء فاش　　از رقیباں نہفتنم ہوس ست
(۳) شب قدرے چنیں عزیز شریف　　با تو تا روز خفتنم ہوس ست
(۴) وہ کہ دُردانہ چنیں نازک　　در شبِ تار سُفتنم ہوس ست

حل لغات:

★ شنفتن۔سننا ★ ہوس۔آرزو،شوق،جنونِ عشق ★ طمعِ خام۔غلط خواہش ★ قصہ فاش۔کھلی کہانی ★ تاروز خفتن۔دن چڑھے تک سونا ★ شبِ قدر۔قابل قدر رات ★ وہ۔واہ ★ دُردانہ ★ موتیوں کا دانہ ★ سفتنم۔میں پرونا چاہتا ہوں۔

ترجمہ:

(۱) اے محبوب! مجھے یہ ہوس ہے کہ میں تجھ سے کبھی اپنے دل کا حال بیان کروں۔تجھ سے کھل کر باتیں کروں اصل میں میں اپنے کھوئے ہوئے دل کے بارے میں کچھ معلومات سننے کا سخت متمنّی ہوں۔

(۲) تم میری یہ خام کاری تو ملاحظہ کرو کہ میں اس کھلی کہانی کو (جو کہ بے عزتی اور بدنامی کا باعث ہے) اپنے رقیبوں سے چھپانے کی بے سود کوشش میں لگا ہوا ہوں اور بڑی حسرت سے یہی کچھ چاہتا ہوں۔

(۳) ایسی ذی قدر اور ذی شرف والی رات،شب قدر میں اے محبوب! میں تیرے ساتھ دن چڑھے تک سونے کا سخت متمنّی ہوں۔ یعنی معبودِ حقیقی کے جمال کا مشاہدہ جس شب میسر آئے وہی شبِ قدر ہے۔

(۴) کیسی عجیب بات ہے کہ اس طرح کے نازک اور یکتا موتی کو میں اندھیری رات میں پرونے کی آرزو رکھتا ہوں۔ہے ناں عجیب بات کہ سیاہ اندھیری رات میں عبادت وریاضت کے موتی پرونا کس قدر دشوار ہے۔

(۵) اے صبا امشم مدد فرمائے　　کہ سحر گہ شگفتنم ہوس ست
(۶) از برائے شرف بنوکِ مژہ !　　خاک راہِ تو رفتنم ہوس ست
(۷) ہمچو حافظ بزعمِ مدّعیان!　　شعرِ رندانہ گفتنم ہوس ست

حل لغات:

★ اِمشم۔آج رات میری ★ شگفتن۔کھلنا ★ رُفتن۔مصدر جھاڑو دینا،مراد صاف کرنا ★ مدعیاں۔جمع مدعی کی،دعویٰ کرنے والے،دعویدار ★ زعم۔گمان،خیال۔★ شعرِ رندانہ: ایسے شعر جن میں ناؤنوش کی بیباکانہ باتیں بیان کی جائیں۔

ترجمہ:

(۵) اے بادِ صبا! خدا کے لیے آج رات تم میری مدد کیجیو! کہ میں صبح سویرے، سحری کے وقت شگفتہ وتر وتازہ اور شاداب ہونے کی سخت آرزو رکھتا ہوں تا کہ وصالِ محبوب سے پھر تر وتازہ ہو جاؤں۔

(۶) عزت وشرف حاصل کرنے کے لیے میں اپنی پلکوں کی نوک سے اے محبوب! تیرے راستے کی خاک (پر جھاڑو پھیرنے) صاف کرنے کی مجھے بڑی اشد آرزو ہے۔ جھاڑو پھیرنے کا سخت متمنی ہوں۔

(۷) ان دعویداروں (دشمنوں) کی آرزو کے برعکس حافظ کی طرح مجھ کو بھی (رندانہ غزلیں) اور رندانہ شعر کہنے کی سخت آرزو ہے۔ میری رنگین طبع بھی ایسا ہی کلام لکھنے کی متمنی ہے۔

----***----

غزل نمبر (۴۵)

(۱) حُسنت باتفاقِ ملاحت جہاں گرفت — آرے باتفاقِ جہاں می تواں گرفت

(۲) افشائے راز خلوتیاں [1] خواست کرد شمع! — شُکرِ خُدا کہ سرِّ [2] دلش برزباں گرفت

(۳) می خواست گُل کہ دم زند از رنگ وبوئے تو [3] — از غیرتش [4] صبا نفس اندر دہاں گرفت

(۴) چوں لالہ کج نہادہ کلاہِ طرب زکبر! — ہر داغِ دل کہ بادۂ چو ارغواں گرفت [5]

حل لغات:

★ باتفاقِ ملاحت۔ ملاحت کی موافقت سے، ملاحت قدرے سانولا رنگ، آرے ہاں ★ خلوتیاں۔ گوشہ نشیں خلوت میں ذکر اللہ کرنے والے ★ دَم زدن۔ دم مارنا، دعویٰ کرنا ★ نفس۔ سانس ★ کج نہادہ کُلاہ۔ ٹیڑھی ٹوپی والا ★ کبر۔ تکبر ★ ارغوان۔ سرخ رنگ ★ بادۂ ارغواں: سرخ شراب۔

ترجمہ:

(۱) تیرے حسن کی صباحت نے ملاحت کے ساتھ مل کر پوری دنیا پر فتح حاصل کر لی ہے۔ اس سے ثابت ہو گیا ہے کہ بیشک اتفاق میں بڑی برکت ہے اور اس کی بدولت پورے جہان کو مسخر کیا جا سکتا ہے۔

(۲) شمع نے ان گوشہ نشینوں کے راز کو فاش کرنے کی جسارت کی تھی لیکن خدا کا شکر ہے کہ دل کے اس چھپے راز نے اس کی زبان کو

---

[1] [2] بعض نسخوں میں خلوتیاں کی جگہ خلوت ہے اور راز کی جگہ سر ہے۔
[3] [4] بعض نسخوں میں تو کی جگہ دوست اور غیرتش کی جگہ غیرت ہے۔ [5] بعض نسخوں میں یہ شعر شامل نہیں۔

پکڑلیا یعنی جب گوشہ نشینوں کی جلن کا راز شمع پر ظاہر ہوا تو اس کے دل سے آگ نکل کر زبان پر ظاہر ہوگئی۔

(۳) پھول نے چاہا تھا کہ وہ دوست (محبوب) کے رنگ و بو کا دعویٰ کرے لیکن صبا نے غیرت میں آ کر اس کا دم گھونٹ ڈالا اُس کا دم منہ میں بند کردیا۔

(۴) دل کے ہر داغ نے جب ارغوانی شراب پی لی تو اُس نے ٹیڑھی ٹوپی والے گل لالہ کی طرح خوشی اور تکبر کا اظہار کردیا۔ یعنی دل کا ہر داغ فخر کرنے لگا۔

(۵) آں روز عشق ساغرِ[1] مے خرمنم بسوخت — کاتش ز عکس عارضِ ساقی دراں گرفت

(۶) آسودہ بر کنار چو پرکار می شدم — دوران چو نُقطہ عاقبتم درمیاں گرفت

(۷) خواہم شدن بکوئے مغاں آستیں فشاں — زیں فتنہ ہا کہ دامنِ آخر زماں گرفت

(۸) بر برگِ گُل ز خونِ شقائق نوشتہ اند — کانکس کہ پختہ شد مئے چوں ارغواں گرفت

حل لغات:

* عارض۔ رخسار، گال * آسودہ۔ آرام سے * دوران۔ زمانہ، گردش دنیا * عاقبتم۔ آخر کار مجھے * خواہم شدن۔ میں جانا چاہتا ہوں * بکوئے مغاں۔ پیر مغاں کی گلی میں * آستین فشاں۔ آستین جھاڑتے ہوئے مراد دامن جھاڑتے ہوئے * شقائق۔ گل لالہ * ارغواں۔ سرخ۔

ترجمہ:

(۵) شراب کے پیالے نے اس روز میرے خرمن کو نذرِ آتش کردیا۔ جس روز ساقی کے رخسار کے عکس سے اس میں آگ بھڑک اٹھی تھی۔ آگ لگ گئی تھی۔

(۶) میں تو بڑی آسودگی کے ساتھ پرکار کی طرح کنارے پر بیٹھ گیا تھا لیکن اس زمانے کی گردش نے مجھے نقطے کی طرح درمیان میں لا ڈالا۔ میں پھر پھنس گیا۔

(۷) میں چاہتا ہوں، میری آرزو ہے کہ میں پیر مغاں کی گلی میں آستین جھاڑتے ہوئے جاؤں اور ان فتنوں کو جو کہ آخر وقت مجھ سے لپٹ گئے ہیں ان سب کو دامن سے جھٹک ڈالوں۔

(۸) پھول کی ہر پنکھڑی پر گل لالہ کے خون سے یہ لکھ دیا گیا ہے کہ جو کوئی بھی اس دنیا میں پختہ ہوا اُس نے ضرور ارغوانی شراب پی۔ یعنی ارغوانی شراب سے ہی پختگی آتی ہے۔

(۹) مے دِہ کہ آخرِ کارِ جہاں بدید — ازغم سبک بر آمد و رطلِ گراں گرفت

(۱۰) مے دِہ بجامِ جم کہ صباحِ صبوحیاں — چوں پادشاہ بہ تیغ زر افشاں جہاں گرفت[2]

---

[1] بعض نسخوں میں عشق ساغر کی جگہ شوق ساغر ہے۔ [2] بعض نسخوں میں یہ شعر شامل نہیں۔

(۱۱) فرصت نگر کہ فتنہ چو در عالم اوفتاد! عارف[1] بجامِ مے زدوا زغمِ کراں گرفت
(۱۲) زیں آتشِ نہفتہ کہ در سینۂ من ست خورشید شعلہ ایست کہ بر آسماں گرفت
(۱۳) حافظ چو آبِ لطف ز نظمِ تو می چکد! حاسد چگونہ نکتہ تواند براں گرفت

حل لغات:

* سبک برآمد۔ ہلکا ہوگیا، سبکدوش ہوگیا * رطلِ گراں۔ شراب کا بڑا پیمانہ (پیالہ) * صباح۔ صبح سویرے * صبوحیاں۔ صبح تک شراب پینے والے * جہاں گرفت۔ جہان پر قبضہ کرلیا، فتح پالی * فرصت نگر۔ فراغت دیکھ، حاصل کر * کراں گرفت۔ کنارہ کشی کرلی * آبِ لطف۔ پاکیزگی اور لطف وکرم کا پانی * می چکد۔ ٹپکتا ہے * نکتہ گرفتن۔ نکتہ چینی کرنا۔

ترجمہ:

(۹) اے ساقی! تو شراب دے کہ جس کسی نے بھی اس دنیا کے کاموں اور اس کے انجاموں کو غور سے دیکھا ہے اُسی نے ہی غم سے نجات حاصل کرلی ہے اور شراب کا بڑا پیالہ اپنے ہاتھوں میں لے لیا ہے۔

(۱۰) اے ساقی! تو ہمیں جمشید کے پیالے میں شراب دے کہ شراب پینے والوں کی صبح نے بادشاہ کی طرح سونے کی تلواروں سے ساری دنیا کو اپنی گرفت میں لے لیا ہے۔ یعنی سورج نے ساری دنیا کو اپنی کرنوں سے مسخر کرلیا ہے۔

(۱۱) اس دنیا سے فراغت وفرصت حاصل کرکہ جب دنیا میں کہیں فتنہ وفساد برپا ہوا تو پھر عارف نے اپنے پیالے میں شراب ڈال لی اور دنیا کے غموں سے کنارہ کشی کرلی۔

(۱۲) یہ چھپی ہوئی آگ جوکہ میرے سینے میں شعلہ زن ہے، اس کا ایک ایک شعلہ سورج کی طرح ہے یعنی سورج بھی اسی کا ایک شعلہ ہے جوکہ آسمان پر روشن ہے۔

(۱۳) اے حافظ! تیری غزل سے جب آبِ لطافت ٹپک رہا ہے (یعنی لطافت وشگفتگی ٹپک رہی ہے) تو پھر کوئی غیر اس میں سے عیب کیسے نکال سکتا ہے؟ کوئی حاسد اس پر کس طرح نکتہ چینی کرسکتا ہے؟

-----***-----

غزل نمبر (۴۶)

(۱) خیالِ روئے تو در ہر طریق ہمرہِ ماست نسیم موئے تو پیوندِ جانِ آگہِ ماست
(۲) ببیں کہ سیبِ زنخدانِ او چہ می گوید ہزار یوسفِ مصری فتادہ درچہ ماست

[1] بعض نسخوں میں عارف کی جگہ حافظ ہے خیال یہ ہے کہ یہ شعر اور مقطع دونوں حافظ ہی کے اشعار ہیں۔

(۳) بزعم مدعیانے کہ منعِ عشق کنند! ۰ جمال و چہرۂ تو حجّتِ مُوجہ ماست
(۴) اگر بزلفِ درازِ تو دست مانہ رسد گناہِ بختِ پریشاں دُوستِ کوتہِ ماست

حل لغات:

★ در ہر طریق۔ ہر راستے میں، ہر سمت میں ★ آ گہ۔ واقف، آگاہ ★ زنخدان۔ زڑی، سیب زنخدان سے مراد ٹھوڑی کے نچلا حصہ جو ہلکا سا گڑھے کی صورت میں ہوتا ہے ★ یوسف مصری۔ حضرت یوسف علیہ السلام مصر کے رہنے والے تھے جن پر زلیخا عاشق ہوئی، جو حسن و جمال میں ثانی نہ رکھتے تھے ★ زعم۔ گمان، خیال ★ مدعیان۔ دعویٰ کرنے والے ★ حُجت۔ دلیل ★ موجہ۔ پسندیدہ ★ بختِ پریشاں۔ بدنصیبی۔

ترجمہ:

(۱) اے محبوب! تیرے چہرے کا خیال وتصور ہر راستے میں میرے ہمراہ ہے، میرا ساتھی ہے اور ترے بالوں کی خوشبو لانے والی ہوا (یعنی خوشبو) ہماری باخبر جان کا پیوند بنی ہوئی ہے۔ مطلب یہ کہ تیرا خیال ہر وقت ہمارے ساتھ ہے۔
(۲) اے محبوب! ذرا دیکھ کہ تیری ٹھوڑی کا سیب (کنواں) کیا کہہ رہا ہے؟ گویا یہ بتا رہا ہے کہ ہمارا یہ کنواں ایسا کنواں ہے کہ جس میں ہزاروں یوسف جیسے حسین وجمیل عاشق گرے پڑے ہیں۔
(۳) جو دعویدار اپنے خیال وگمان سے ہمیں عشق بازی کرنے سے روکتے ہیں۔ ان کے اس باطل خیال وگمان کو رد کرنے کے لیے تیرے چہرے کی خوبصورتی ہمارے لیے روشن دلیل ہے۔
(۴) اے محبوب! تیری سلسلہ در سلسلہ اور طویل در طویل زلفوں تک اگر ہماری رسائی نہیں ہوتی، ہمارا ہاتھ نہیں پہنچتا تو یہ ہماری ہی بد نصیبی ہے اور کوتاہ دستی ہے۔ اس میں تمہارا کوئی قصور نہیں ہے۔

(۵) بحاجبِ در خلوت سرائے خاص بگو! فلاں زگوشہ نشینانِ خاک درگہِ ماست
(۶) بصورت از نظرِ ما اگرچہ محجوب ست ہمیشہ در نظرِ خاطرِ مرفہِ ماست
(۷) اگر چو[1] سائلے حافظؔ درے زند بکشا کہ سالہاست کہ مشتاق روئے چوں مہِ ماست

حل لغات:

★ حاجب۔ دربان ★ خلوت سرائے خاص۔ خاص خلوت کدہ ★ خاکِ درگہِ ما۔ ہماری درگاہ کی خاک ★ محجوب۔ چھپا ہوا۔ ★ خاطر: دل۔ ★ عرفہ: آسودہ۔ ★ درے زند۔ دروازہ کھٹکھٹائے ★ بکشا۔ کھول دے
(۵) اے محبوب! تو اپنے خلوت سرا کے خاص دربان سے یہ کہہ دے (بس اتنا ہی کہہ دے) کہ یہ (حافظؔ) ہماری بارگاہ کی خاک کے گوشہ نشینوں میں سے ایک ہے۔ (خاص آدمی ہے)

---

[1] بعض نسخوں میں چو سائے کی جگہ بسائے ہے جو زیادہ مناسب نہیں لگتا۔

(۶) اگر چہ وہ بظاہر ہماری آنکھوں سے پوشیدہ ہے لیکن اس کے باوجود ہمارے آسودہ دل کی نظروں میں ہمیشہ موجود رہتا ہے۔ خالصتاً معرفت کا شعر ہے۔
(۷) حافظ اگر کبھی سائل کی طرح تیرا دروازہ کھٹکھٹائے تو اُسے کھول دے اور اُسے کہہ کہ وہ کئی سالوں سے ہی ہمارے چاند جیسے چہرے کو دیکھنے کا مشتاق ہے۔ دیدار کا متمنی ہے۔

----***----

غزل نمبر (۴۷)

(۱) درین زمانہ رفیقے کہ خالی از خلل ست — صراحیٔ مَے ناب و سفینہء غزل ست
(۲) جریدہ رو کہ گزرگاہِ عافیت تنگ ست — پیالہ گیر کہ عمرِ عزیز بے بدل ست
(۳) نہ من ز بے عملی درجہاں ملولم وبس — ملالتِ علماً ہم ز علم بے عمل ست
(۴) بچشمِ عقل ببیں درجہانِ پُر آشوب — جہان وکارِ جہاں بے ثبات و بے محل[1] ست

حل لغات:

* خلل۔خرابی، دغا فریب * مے ناب۔خالص شراب * سفینہ غزل۔دیوان، غزلیات کی بیاض * سفینہ۔کشتی اور جریدے کو بھی کہتے ہیں * جریدہ۔اکیلا تنہا چلنے والا * ملولم۔میں ملول ہوں، رنجیدہ ہوں * ملالت۔رنج وغم، پریشانی * آشوب، فتنہ شوروشر * بے ثبات۔ناپائیدار * بے محل۔بے ٹھکانہ۔

ترجمہ:

(۱) اس موجودہ زمانے میں کوئی ایسا ساتھی جو دغا وفریب اور ہر قسم کی خرابی سے پاک ہے تو وہ خالص شراب کی صراحی ہے اور غزلیات کا دیوان ہے۔ یعنی مخلص دوست صراحی اور شاعری کے علاوہ کوئی نہیں ہے۔
(۲) تجھے سفر پر چلنا ہے تو تن تنہا چل کہ عافیت کا راستہ بڑا تنگ اور تاریک ہے۔ ایسے میں صرف تو شراب کا پیالہ اُٹھا کہ اس عمرِ عزیز کا دنیا میں کوئی بدل نہیں ہے۔ یعنی عمر عزیز کھو جانے کے بعد کسی قیمت پر بھی ہاتھ نہیں آسکتی۔ عافیت صرف اور صرف گوشہ تنہائی میں ہے۔
(۳) اس دنیا میں صرف ایک میں ہی بے عملی کی وجہ سے رنجیدہ و پریشان نہیں ہوں بلکہ اس دور کے بڑے بڑے علماء وفضلاء بھی اپنے علم وفضل اور اپنی بے عملی کے ہاتھوں رنجیدہ خاطر دکھائی دے رہے ہیں۔
(۴) اس فتنہ وفساد سے بھرپور دنیا کو عقل کی آنکھ سے دیکھ: کہ اس دنیا اور اس دنیا کے تمام کاروبار سراسر ناپائیدار اور بے ٹھکانہ و بے

[1] بعض نسخوں میں بے محل کی جگہ پُر خلل ہے۔

موقع ہیں۔ ہر شے فضول اور فانی ہے۔

(۵) دلم اُمید فراواں بوصلِ روئے تو داشت [1] — وَلے اجل برہِ عمر رہزنِ امل ست

(٦) بقسمتِ ازلی چہرۂ سیہ بختاں! — بشست وشوی نگردد سفید و ایں مثل ست [2]

(۷) بگیر طرّۂ مہ طلعتے و قصّہ مخواں! — کہ سعد و نحس ز تاثیر زہرہ وزُحل ست

(۸) خلل پزیر بود ہر بنا کہ می بینی! — مگر بنائے محبت کہ خاکی از خلل ست [3]

(۹) بہیچ دور نخواہند یافت ہشیارش — چنیں کہ حافظ ما مستِ بادۂ ازل ست

حل لغات:

* فراواں ۔ بہت زیادہ، بہت کچھ * اَمل ۔ اُمید، آرزو * قسمت ازلی ۔ جو ازل کے روز سے ہی لکھ دیا گیا ہے * شست وشوئے ۔ دھونا دُھلانا * طرّہ ۔ زلف، زلف کی چوٹی * مہِ طلعتے ۔ چاند جیسے چہرے والا * سعد ۔ نیک * نحس ۔ منحوس * زہرہ ۔ ایک ستارے کا نام جو بلند اقبال کا آئنہ دار ہے * زحل ۔ ایک ستارے کا نام جسے منحوس سمجھا جاتا ہے * بنا ۔ بنیاد * خلل پزیر ۔ نقصان پزیر * بہیچ دور ۔ کسی بھی زمانے میں * مست بادۂ ازل ۔ ازلی شراب سے مست ومسرور۔

ترجمہ:

(۵) میرے دل نے تیرے دل سے بڑی امیدیں وابستہ کر رکھی تھیں لیکن افسوس کہ موت عمر کے راستے میں اُمیدوں اور آرزوؤں پر ڈاکا ڈال کر تباہ وبرباد کرنے والی ہے۔

(٦) جن کی قسمت میں ازل کے روز ہی سے سیاہ بختی لکھ دی گئی ہے، ان کا چہرہ دھونے اور نہانے سے ہرگز سفید نہیں ہوسکتا۔ اور یہ ضرب المثل بھی ہے۔ کہاوت بھی ہے۔

(۷) تو کسی چاند جیسے چہرے کی زلف کو اپنے ہاتھوں میں تھام لے اور قصہ خوانی ترک کردے۔ کیونکہ یہ جو نیک بختی، بلند اقبالی اور بدنصیبی ہے یہ سب زہرہ اور زحل جیسے ستاروں کی ہی تاثیر ہے۔

(۸) ہر وہ بنیاد کہ جو تو دیکھ رہا ہے، تجھے دکھائی دے رہی ہے، بالآخر وہ خراب ہونے والی ہے۔ نقصان پزیر ہے۔ لیکن اس دنیا میں محبت کی ایک ایسی بنیاد ہے کہ جو ہر طرح کی نقصان پزیری اور خرابی سے مبرا ہے۔

(۹) تم کسی دور میں بھی اسے ہوشیار نہیں پاؤ گے۔ کچھ اس طرح سے ہمارا حافظ ازل کی شراب سے مست وبیخود ہو چکا ہے۔ اس کی یہ مستی وسرشاری ازلی اور قدیمی ہے، کوئی نئی نہیں ہے۔

----***----

[1] بعض نسخوں میں روئے تو کی جگہ روئے خوب تو ہے جو بے لطف سا لگتا ہے۔

[2]، [3] بعض نسخوں میں شعر نمبر ٦، نمبر ۸ شامل غزل نہیں ہیں۔

غزل نمبر۴۸

(۱) دل و دینم شد و دِلبر بملامت برخاست گفت باما منشیں کز تو سلامت برخاست

(۲) کہ شنیدی کہ دریں بزم دمے خوش بنشست! کہ نہ در آخرِ صحبت بہ ندامت برخاست

(۳) شمع گرزاں لبِ خنداں بزباں لافے زد! پیشِ عشاقِ تو شبہا بغرامت برخاست

(۴) در چمن باد بہاری زکنارِ گُل و سرو! بہواداریٔ آں عارض وقامت برخاست

حل لغات:

★ دِل ودینم شد۔ دل اور دین کھو بیٹھا ★ سلامت برخاست۔ سلامتی اُٹھ گئی ★ دَمے۔ ایک پل کے لیے ★ خوش بنشست۔ خوش بیٹھا ہو ★ لافے زد۔ شیخی بگھاڑی ★ بغرامت۔ عذاب میں ہونا، پشیمانی و پریشانی میں مبتلا ہونا ★ زکنارِگل وسرو۔ پھول اور سرو کی آغوش سے ★ ہواداری۔ خیر خواہی، محبت۔

ترجمہ:

(۱) میں دِل اور دین دونوں ہی کھو بیٹھا ہوں اور میرا محبوب اس پر مجھے ملامت کیے جارہا ہے۔ اب اس نے یہاں تک بھی کہہ دیا ہے کہ تم ہمارے پاس نہ بیٹھو کیونکہ اب تم سے سلامتی کی کوئی اُمید باقی نہیں رہی اور بھلائی رخصت ہوگئی ہے۔

(۲) تم نے جو کسی کی نسبت سنا ہے کہ وہ اس محفل میں پل بھر کے لیے خوش بیٹھا ہو اور پھر بالآخر اس محفل سے ندامت کے ساتھ نہ اُٹھ پڑا ہو؟ یہ کیسے ہوسکتا ہے؟ کیونکہ یہ دنیا ناپائیدار اور فانی ہے۔

(۳) اگر شمع نے اُس (محبوب) کے ہنستے ہوئے لب کے مقابلے میں لاف زنی کی تو اُسے کیا حاصل ہوا؟ تو اس کی پاداش میں اُسے کئی راتیں عشاق کے سامنے ندامت سے روتے ہوئے گزارنا پڑیں۔

(۴) بہار کی ہوا چمن میں چاروں طرف پھولوں کے تحفے تحائف لے کر گل و سرو کے کنارے اُس محبوب کے رخسار اور قامت کی خیر خواہی کے لیے کھڑی ہے (استقبال کر رہی ہے)

(۵) مست بگزشتی و از خلوتیانِ ملکوت! بتماشائے تو آشوبِ قیامت برخاست

(۶) پیشِ رفتارِ تو پا برنگرفت از خجلت! سروسرکش کہ بنازِ قدوقامت برخاست

(۷) حافظ ایں خرقہ بینداز مگر جاں ببری! کاتش از خرمنِ سالوس وکرامت برخاست

حل لغات:

★ خلوتیانِ ملکوت۔ عالم ملکوت۔ فرشتوں کی دنیا ★ بتماشائے تو۔ تیرے دیکھنے کے لیے، دیدار کے لیے ★ پابرنگرفت۔ قدم نہ

اُٹھاسکا ٭ سالوس۔فریب ومکاری ٭ جان ببری۔تیری جان بچ جائے۔

ترجمہ:

(۵) اے محبوب! تو عالم ملکوت کے خلوت نشینوں کے سامنے سے عالم مستی میں گزرا تو تیرے دیدار کے لیے ان میں قیامت کا ساشوروغوغابلند ہوگیا۔یعنی اے محبوب حقیقی تیرے دیدار کے لیے عالم ناسوت (دنیا) میں ہی نہیں بلکہ عالم ملکوت (فرشتوں کی دنیا) میں بھی شوروغوغابلند ہے۔

(۶) اے محبوب! تیری رفتار کے سامنے یہ سرکش سرو جو اپنے قدوقامت پر ناز کرتا ہوا بڑے کبرو ناز سے اُٹھا تھا اور شرم وندامت سے ایک قدم بھی نہ چل سکا۔شرمندگی سے زمین میں ہی گڑھ گیا۔اب پاؤں تک نہیں اُٹھا سکتا۔

(۷) اے حافظ! تو یہ اپنی گدڑی اُتار پھینک شاید اس طرح تیری جان بچ جائے کیونکہ تیرے مکروفریب کے لباس میں آگ بھڑک اٹھی ہے اور تیری نمائشی اور ریاکارانہ زندگی سے کرامت (بزرگی) اُٹھ گئی ہے۔

----٭٭٭----

غزل نمبر (۴۹)

(۱) روئے تو کس ندید و ہزارت رقیب ہَست — در غُنچۂ ہنوز و صدت عند لیب ہَست

(۲) گر آمدم بکوئے تو چنداں غریب نیست — چوں من درآں [1] دیار ہزاراں غریب ہَست

(۳) ہر چند دورم از تو کہ دُور از تو کس مباد — لیکن اُمید وصلِ تو ام عنقریب ہَست [2]

(۴) درعشق خانقاہ و خرابات فرق [3] نیست — ہر جا کہ ہَست پرتو روئے حبیب ہَست!

حل لغات:

٭ درغنچہ۔کلی میں،ڈوڈے میں ٭ ہنوز۔ابھی،ابھی تک ٭ چنداں غریب نیست۔کچھ تعجب کی بات نہیں ہے ٭ دُور مباد۔دُور نہ ہو ٭ خرابات۔شراب خانہ ٭ پرتو۔عکس۔

ترجمہ:

(۱) اے محبوب! تیرا حسین وخوبصورت چہرہ تو کسی نے بھی نہ دیکھا اور دیکھنے والے ہزاروں دلدار جمع ہوگئے۔تو ابھی کلی میں ہی پوشیدہ ہے کہ سینکڑوں بُلبلیں تجھ پر وارفتہ ہو چکی ہیں۔

---

[1] بعض نسخوں میں درآں کی جگہ دریں ہے جو فصیح نہیں لگتا۔

[2] بعض نسخوں میں یہ شعر موجود نہیں۔

[3] بعض نسخوں میں فرق کی جگہ شرط ہے جو فصیح نہیں لگتا۔

(۲) اگر میں تیری گلی میں آ گیا ہوں تو اس میں حیرانی کی کوئی بات نہیں ہے، کچھ تعجب نہیں ہے کیونکہ مجھ جیسے ہزاروں غریب لوگ اسی مقام پر ہیں۔ تیری گلی میں موجود ہیں، جو تجھ پر وارفتہ وشیدا ہیں۔

(۳) میں اگر چہ تجھ سے دور ہوں اور خدا کرے کہ تجھ سے کسی کو دوری نصیب نہ ہو مگر میں اُس اُمید پر ہوں کہ بہت جلد' عنقریب ہی تجھ سے ملاپ نصیب ہو جائے گا۔ تیرا وصال میسر آ جائے گا۔

(۴) عشق میں خانقاہ اور خرابات میں کوئی امتیاز نہیں پایا جاتا۔ ان میں سے کوئی ایک بھی مشروط نہیں ہے۔ کوئی بھی جگہ یا مقام ہو وہاں پر ہی محبوب حقیقی کے چہرے کے حسن و جمال کا عکس جلوہ فگن ہوسکتا ہے۔

(۵) آں جا کہ کارِ صوٗمعہ را جلوہ می دہند — ناقوس دَیر و راہب و نامِ صلیب ہست

(۶) عاشق کہ شد کہ یار بحالش نظر نہ کرد — اے خواجہ درد نیست و گرنہ طبیب ہست!

(۷) فریادِ حافظ ایں ہمہ آخر بہرزہ نیست — ہم قصہء غریب وحدیثے عجیب ہست

حل لغات:

٭ صومعہ۔ گرجا، بت خانہ، کلیسا ٭ ناقوس۔ سنکھ جو ہندو پوجا کے وقت بجاتے ہیں ٭ دَیر۔ بتکدہ ٭ راہب۔ ترساؤں کا پادری ٭ صلیب۔ دار، سولی ٭ ہرزہ۔ بیہودہ ٭ غریب۔ عجیب وغریب

ترجمہ:

(۵) وہ جگہ جہاں کلیسا اور بتکدے میں جلوہٗ آرائی ہوتی ہے۔ خانقاہی کاروبار کی نمائش کی جاتی ہے وہاں پر ناقوس دیر' راہب اور صلیب کے نام سنائی دیتے ہیں۔

(۶) ایسا کون سا عاشق ہوا ہے جس کی حالتِ زار پر اس کے محبوب نے نظر التفات نہ کی ہو؟ اے صاحب! یہاں پر تو درد ہی نہیں ہے وگرنہ علاج ومعالجے کے لیے طبیب تو موجود ہے۔

(۷) حافظ کی یہ فریاد اور گریہ وزاری بیہودگی کے زمرے میں ہرگز نہیں آتی۔ بلکہ یہ تو ایک عجیب وغریب داستان ہے اور بڑی نادر اور انوکھی بات ہے جو کہ سب کی سب محبت کے اسرار ورموز پر مبنی ہے۔

----٭٭٭----

غزل نمبر (۵۰)

(۱) ساقیا آمدنِ عید مبارک بادت — واں مواعید کہ کردی نرود از[۱] زیادت

[۱] دیوان حافظ کے بعض نسخوں میں اس شعر کا دوسرا مصرعہ یوں بھی مرقوم ہے ع واں مواعید کہ کردی مرود از یادت ہے۔ اس سے شعر کی معنویت میں کوئی فرق نہیں پڑتا اور نہ وزن میں ہی کوئی امتیاز آتا ہے۔

(۲) در شگفتم کہ دریں مدتِ ایامِ فراق　برگرفتی ز حریفاں دِل و دِل می دادت

(۳) برساں بندگی دخترِ رز گو بدر آئے　کہ دِمِ ہمّتِ ما کرد ز بندِ آزادت

(۴) شادیٔ مجلسیان در قدم و مقدمِ تست　جائے غم باد [۱] ہر آن دل کونخواہد شادت

حل لغات:

★ مواعید۔ وعدے، وہ وعدے جو عید کے دن گلے ملنے کے تھے ★ شگفت۔ حیرت، تعجب ★ دخترِ رز۔ انگور کی بیٹی، شراب ★ بدر آئے۔ باہر آئے ★ کرد آزادت۔ تجھ کو آزاد کر دیا ★ شادی۔ خوشی۔ ★ مجلسیان۔ اہل مجلس ★ مقدم۔ استقبال۔ آگے بڑھا ہوا قدم، کامیاب۔

ترجمہ:

(۱) اے ساقی تجھے عید سعید کا آنا مبارک ہو اور تو نے ہم سے جو وعدے کر رکھے ہیں اُن کو اس مبارک اور پُر سعید موقع پر کہیں بھول نہ جاؤ۔ خدا نہ کرے وہ وعدے تجھے بھول جائیں۔

(۲) میں حیرت و تعجب میں ہوں کہ اس جُدائی کے ایام میں بھی تو نے اپنے عشاق سے دِل کا رشتہ منقطع کر لیا ہے حالانکہ تیرے وہ حریف تجھے ایک مدت سے دِل دے چکے ہیں۔ حیرانی تو اس بات کی ہے کہ تیرے دِل کو یہ کیسے گوارا ہوا۔

(۳) انگور کی بیٹی (شراب) کا (محبوب کی خدمت میں) سلام پہنچا دو اور اُسے یہ بھی کہہ دو کہ اب وہ باہر آ جائے۔ ہم نے اُسے دعا وافسون کی بدولت ہر بندھن سے آزاد کر دیا ہے۔

(۴) اہل محفل کی خوشی تیرے آنے والوں اور تیرا استقبال کرنے والوں کی وجہ سے ہے۔ جو کہ مجمع ہمیشہ خوش و خرم دیکھنے کی تمنا نہیں رکھتے ہیں خدا کرے کہ انہیں ہمیشہ غم ہی ملیں۔ ان کا ٹھکانہ غم ہی غم ہوں۔

(۵) چشم بد دور کزیں تفرقہ خوش باز آورد　طالع نامور و دولتِ مادرزادت

(۶) شکر ایزد کہ ازیں بادِ خزاں رخنہ نیافت　بوستانِ سمن و سرو گلِ و شمشادت

(۷) حافظ ازدست مدہ صحبتِ آں کشتیٔ نوح　ورنہ طوفانِ حوادث ببرد بنیادت

حل لغات:

★ طالع۔ نصیبہ، قسمت ★ نامور۔ مشہور ★ شکر ایزد۔ خدا کا شکر ہے ★ رخنہ نیافت۔ کوئی رخنہ واقع نہیں ہوا، کوئی خرابی نہ ہونے پائی ★ ازدست مدہ۔ ہاتھ سے مت چھوڑ ★ ببرد بنیادت۔ تیری بنیاد اکھیڑ کر لے جائے گا۔

ترجمہ:

(۵) تجھے خدا بری نظر سے بچائے کہ تو اس تفرقہ سے بخیریت واپس آ گیا اور یہ سب تیرے نامور طالع اور اس تیری فطری دولت

---

[۱] بعض نسخوں میں ''ہر آن دل'' کی جگہ ''مرا، دل'' ہے جس سے معنویت عیاں ہے۔

کی ہی بدولت ہوا ہے۔اور تو احسن طریقے سے بہتری کی طرف لوٹ آیا۔
(۶) اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ خزاں کے ہاتھوں بربادی اور کوئی خرابی نہ پائی۔تیرے باغ کے سارے سرو گل، شمشاد و چنبیلی اور گلاب خوشگوار و پُر بہار رہے۔
(۷) اے حافظ! اس نوح کی کشتی کی تو ہرگز صحبت نہ چھوڑنا' اس کی مصاحبت ترک نہ کرنا ورنہ حادثات و انقلابات کا یہ ہولناک طوفان تجھے تیری بنیاد سمیت اکھاڑ پھینکے گا۔

----***----

غزل نمبر (۵۱)

(۱) ساقی بیار بادہ کہ ماہِ صیام رفت
در دِہ قدح کہ موسمِ ناموس و نام رفت

(۲) وقتِ عزیز رفت بیا تا قضا کنیم
عمریکہ بے حضورِ صراحی وجام رفت

(۳) درتاب توبہ تواں سوخت ہمچو عُود
مَے دہ کہ عمر درسرِ سودائے خام رفت

(۴) مستم کن آنچناں کہ ندانم ز بے خودی!
درعرصۂ خیال کہ آمد کدام رفت

حل لغات:

* موسمِ ناموس و نام۔رمضان کو اس لیے کہا گیا کہ ہر شخص نام و ناموس کے لیے ضرور عبادت کرتا ہے اور گناہوں سے بچنے کی کوشش کرتا ہے۔بادہ نوشی میں دستور تھا کہ ماہِ صیام کے احترام میں دن میں شراب نہیں پیتے تھے اور عید کی خوشی بھی سب سے زیادہ ان کو ہی ہوتی تھی * قضا کنیم۔ہم اس کی قضا ادا کریں * قضا حکم دینا۔واجب و فرض کی ادائیگی، وہ نماز جس کا وقت گزر گیا ہو بعد میں ادا کی جائے * عُود۔اگربتی * سودائے خام۔بیہودہ خیالات (سودائے خام اور عود کی لفظی رعایت دیدنی ہے) * مستم کن۔مجھے مست کردے * عرصہ خیال۔خیال کے میدان میں۔

ترجمہ:

(۱) اے ساقی! شراب لا کہ رمضان المبارک کا مقدس مہینہ گزر گیا (رخصت ہوگیا) تو مجھے پیالہ بھر کے دے کہ عزت اور ناموس و نام کا زمانہ رخصت ہوگیا ہے۔
(۲) جو وقت صراحی اور جام کے بغیر گزرا وہ فضول گزرا۔اس کی تلافی کرنی چاہیے اور اب پچھلی کسر بھی نکالنی چاہیے۔وقت عزیز تو چلا گیا۔آ ساقی اس عمر کی جو کہ گزر گئی (بغیر صراحی و جام کے) تلافی ادا کریں۔
(۳) توبہ کی فکر کی آگ میں ہم اگربتی کی طرح کب تک جلتے رہیں اے ساقی شراب لا کہ یہ تمام عمر یونہی فضول ہی گزر گئی۔یعنی جب تک توبہ کے پابند رہے عود کی طرح جلتے رہے شراب لا کہ اس توبہ سے توبہ ہے۔

(۴) اے ساقی تو مجھے ایسا مست وبیخود بنادے کہ میں اسی مستی وبیخودی میں یہ نہ جان سکوں کہ میرے خیال کی دنیا میں کون آیا اور کون چلا گیا۔ یعنی کسی چیز کی مطلق خبر نہ رہے۔ محبوبِ حقیقی کے عشق میں ایسا محو ہو جاؤں کہ نیک و بد اور زمانے کے حوادث کی بھی پروانہ رہے۔

(۵) بر بوئے آنکہ جُرعۂ جامے بما رسد — در مصطبہ دعائے تو ہر صبح و شام رفت

(۶) دِل را کہ مردہ بود حیاتی زِ نَو[1] رسید — تا بوئے از نسیم میش در مشام رفت

(۷) زاہد غرور داشت سلامت نبرد راہ! — رِند از رہِ نیاز بدارالسلام رفت

(۸) زاہد تو دان و خلوتِ تنہائی و نیاز — عشاق را حوالہ بعیشِ مدام رفت[2]

حل لغات:

* جُرعہ۔ گھونٹ * مصطبہ۔ شراب خانہ * مشام۔ سونگھنے کی قوت، دماغ * نسیم میش۔ نسیم مَے اور ا۔ شراب کی خوشبو * غرور داشت۔ غرور کرتا تھا * سلامت نبرد راہ۔ سلامتی سے راستہ طے نہ کر سکا * دارالسلام۔ جنت * عشاق۔ جمع عاشق * عیش مدام۔ دائمی عیش۔

ترجمہ:

(۵) اے ساقی! صرف اس امید پر کہ شاید شرابِ جام کا ایک گھونٹ مجھے بھی مل جائے، میں اس شراب خانے میں تمہیں صبح وشام دعائیں دیتا ہوں۔ اس خیال سے کہ شاید تو مہربان ہو کر ایک گھونٹ مجھے بھی دے دے۔

(۶) یہ دِل جو کہ مُردہ ہو گیا تھا، اس کو نئے سرے سے زندگی مل گئی ہے۔ یہ تب سے ہوا کہ جب سے شراب کی خوشبو اس کے دماغ میں پہنچی۔ (یعنی معشوق کی محبت کی شراب کی خوشبو عاشق کے دماغ میں پہنچی)

(۷) زاہد کو اپنے تقویٰ وزہد پر بڑا ناز وغرور تھا جس سے وہ گمراہی کے راستے کو سلامتی سے طے نہ کر سکا جبکہ رندِ خرابات اپنی عاجزی وانکساری کے باعث بہشت میں چلا گیا، پہنچ گیا۔ زاہد کو چونکہ غرور تھا اور غرور اللہ تعالیٰ کو پسند نہیں ہے اور رِند سراپا نیاز تھا اپنی بے بضاعتی کی وجہ سے اور عجز ونیاز کی وجہ سے خدا کی بارگاہ میں عزیز ہے۔

؎ پیشِ حق یک نالہ از روئے نیاز — بہ کہ عمرے بے نیاز اندر نماز

(۸) اے زاہد! تو جان یا پھر تیری یہ گوشہ نشینی کی عبادت جانے لیکن ان عاشقوں (رندوں) کو تو ہمیشہ کا عیش سونپ دیا گیا ہے۔ یعنی اے زاہد تو جان اور تیری عبادتیں۔ عشاق کو تو عشقِ محبوب میں دائمی عیش ملا ہے۔

(۹) نقدِ دلے کہ بود مرا صرف بادہ شد — قلبِ سیاہ بود ازاں در حرام رفت

---

[1] بعض نسخوں میں زنو کی جگہ جہاں ہے جو زیادہ مناسب لگتا ہے۔

[2] بعض نسخوں میں یہ شعر موجود نہیں۔

(۱۰) دیگر مکن نصیحت حافظ کہ رہ نیافت — گم گشتہء کہ بادۂ عشقش [1] بکام رفت

حل لغات:

٭ قلبِ سیاہ۔کھوٹہ سکہ،قلب کے معنی دل بھی ہے اس رعایت سے شعراور بھی پر لطف ہوگیا ہے ٭ رہ نیافت ۔راستہ نہ ملا ٭ بکام رفت ۔بکام رفتن حلق یا گلے میں پہنچ جانا، پینا ٭ گم گشتہ: عاشق کو گم گشتہ اس لیے کہا گیا ہے کہ واعظانِ ظاہر پرست اور زاہدانِ ریا کار کی نظر میں وہ وہ گمراہ ہے مگر حقیقت یہ ہے کہ وہ سیدھی راہ پر ہے۔

ترجمہ:

(۹) جو میرے پاس دِل کی نقدی تھی وہ سب شراب پر خرچ ہوگئی۔قلب سیاہ تھا اس لیے حرام کی راہ میں چلا گیا (یعنی سیاہ دل کے لیے موزوں ترین چیز شراب تھی ایسے نا خالص سکہ کو اسی طرح برباد کیا کرتے ہیں سیاہ دل کا اس سے بہتر علاج اور کوئی نہیں ہے)

(۱۰) اے واعظ! تو حافظ کو پھر یہ پند و نصیحت نہ کر کہ اس طرح کا شخص سیدھی راہ پر نہیں آتا۔ جو گمراہ ہوگیا ہو اور عشق حقیقی کی خالص شراب پینا اس کا معمول بن چکا ہو۔ مطلب یہ کہ حافظ شراب عشق پی چکا ہے اب اس کو وعظ و نصیحت کا کچھ فائدہ نہیں ہے۔ کیونکہ گم گشتگان محبت کبھی راہ پر نہیں آتے

ے عاشق آں گوش ندارد کہ نصیحت نشود — دردِ ما نیک نہ گردد بمداوائے حکیم

----٭٭٭----

غزل نمبر (۵۲)

(۱) صبا اگر گزرے افتدت بکشورِ دوست — بیار نفحہء از گیسوئے معنبر دوست

(۲) بجانِ او کہ بشکرانہ جان بر افشانم — اگر بسوئے من آری پیامے از برِ دوست

(۳) وگر چنانچہ دوراں حضرتت نباشد بار — برائے دیدہ بیاور غبارے از درِ دوست

(۴) من گدا و تمنائے وصلِ او ہیہات — مگر بخواب بہ بینم جمال ومنظرِ [2] دوست

حل لغات:

٭ گزرے افتدت ۔تیرا گزر ہو ٭ نفحہ ۔مہک ٭ کشور ۔ملک،شہر،دیار ٭ گیسوئے معنبر ۔عنبر کی خوشبو والی زلف ٭ بجان او۔ اس کی جان کی قسم ٭ برافشانم ۔چھڑک دوں،قربان کردوں ٭ نباشد بار۔ پہنچ نہ پائے ،باریابی نہ ہوسکے ٭ ہیہات ۔افسوس۔

---

[1] بعض نسخوں میں عشقش کی جگہ تابش ہے۔ ہر دو طرح درست ہے۔ [2] بعض نسخوں میں جمال و منظر کی جگہ خیال منظر ہے۔

ترجمہ:

(۱) اے بادِ صبا! اگر تیرا گزر محبوب کے شہر میں ہو تو خدا کے لیے اس محبوب کی عنبریں زلفوں سے میرے لیے خوشبو لانا (تا کہ میرے مشامِ جاں کو کچھ قرار آ جائے۔ کچھ لطافت و راحت میسر آ جائے)

(۲) محبوب کی جان کی قسم اگر تو محبوب کی طرف سے میرے لیے کوئی پیغام لائے تو میں شکرانے کے طور پر اپنی جان نچھاور کر دوں گا (قسم ہمیشہ عزیز ترین شے کی کھائی جاتی ہے اور عاشق کے لیے جان محبوب سے عزیز کوئی چیز نہیں)

(۳) اس کے حضور اگر تجھے کبھی باریابی کا شرف حاصل ہو جائے تو میری آنکھوں کے لیے اس کے دروازے سے گرد و غبار ہی لے آنا تا کہ اسے میں اپنی آنکھ کا سرمہ بنالوں۔ معشوق کی حریم حرم میں ہوا کو بھی دخل نہیں بقول جامیؔ ؎

چوں شوم پیش تو محرم من محروم کہ نیست　　　باد را زہرۂ احرام حریم حرمت

(۴) مجھ جیسا فقیر اور اس کے وصل کی تمنا افسوس صد افسوس۔ شاید خواب میں ہی میں محبوب کے جلوے کا حسن دیکھ سکوں۔ یعنی اس کے وصال کی تمنا ناچیز کی بساط سے باہر ہے مگر خواب میں بھی دیکھ لوں تو تسکینِ خاطر حاصل ہو جائے۔

بقولِ کسے ؎　　دانم نرسد ذرّہ بخورشید ولیکن　　　شوقِ طیراں می کشد اربابِ ہمم را

(۵) دِل صنوبریم ہمچو بیدِ لرزان ست　　　زحسرتِ قد و بالائے چوں صنوبرِ دوست

(۶) اگرچہ دوست بچیزے نمی خرد مارا　　　بعالمے نفروشیم موئے از سرِ دوست

(۷) چہ باشد از شود از قیدِ[1] غم دِلش آزاد　　　چہ ہست حافظِ مسکیں غلام و چاکرِ دوست

حل لغات:

* دِل صنوبریم۔ ہمارا صنوبر جیسا دِل * دِل صنوبری۔ صنوبر درخت چلغوزہ * بچیزے نمی خرد۔ کسی چیز کے بدلے میں نہیں خریدتا * بعالمے نفروشم۔ پوری دنیا کے بدلے میں نہ فروخت کریں * چہ باشد۔ کیا ہوگا * چاکر۔ نوکر

ترجمہ:

(۵) میرا صنوبری دِل اُس صنوبر جیسے قد و قامت والے محبوب کی حسرت و آرزو میں بید کے درخت کی طرح لرزتا ہے اور کانپتا رہتا ہے۔ ظاہر ہے کہ دِل ہر وقت حرکت میں رہتا ہے اور اس کے متحرک ہونے کی اچھی وجہ بیان کی ہے۔

(۶) اگرچہ ہمارا محبوب ہمیں کسی شے کے عوض بھی نہیں خریدتا لیکن ہم اُس کے سر کا ایک بال بھی سارے جہاں کے عوض بیچنے کو تیار نہیں ہیں۔ یعنی دوست (محبوب) کی نظروں میں اگرچہ ہماری کوئی قدر و منزلت نہیں تاہم ہماری نظروں میں تو وہ پوری دنیا سے ہی عزیز ہے۔ اس لیے کہ

؎ ترا بندہ از من بہ افتد بسے　　　مرا چوں تو دیگر نیفتد کسے

(۷) حافظ کا دل اگر درد و غم کی قید سے آزاد ہو جائے تو پھر کیا ہو؟ کیونکہ وہ مسکین و غریب محبوب کا غلام اور نوکر ہے یعنی اگر اس کا دل محبوب کی چشم لطف کے ذریعے سے قیدِ غم سے آزاد ہو جائے تو کوئی بڑی بات نہیں۔

---

[1] بعض نسخوں میں قید کی جگہ بند ہے۔ مفہوم ایک ہی ہے۔

غزل نمبر (۵۳)

(۱) غمش تا در دلم ماوا گرفتہ است　　سرم چوں زُلفِ او سودا گرفتہ است

(۲) لب چوں آتشش آبِ حیات ست　　ازاں آب آتشے درما گرفتہ است

(۳) ہمائے ہمتم عمریست کزجاں!　　ہوائے آں قدِ بالا گرفتہ است

(۴) شدم عاشق ببالائے بلندش　　کہ کارِ عاشقاں بالا گرفتہ است

حل لغات:

* ماوا۔ٹھکانہ،گھر * سودا۔دیوانگی،سیاہ * لب چوں آتش۔اس کے آگ جیسے ہونٹ * ہمتم۔میری ہمت * ہوائے۔خواہش، تمنا * بالائے بلندش۔اس کا بلند وبالا قد * بالا گرفتن۔ترقی پانا،پُر رونق ہونا۔

ترجمہ:

(۱) اس کے غم نے جب سے میرے دل میں گھر کر رکھا ہے میرے سر میں اس کی سیاہ زلف کا سودا سما گیا ہے۔یعنی جب سے میں اس پر عاشق ہوا ہوں اس کی پریشان زلف کی طرح پریشان رہتا ہوں۔

(۲) اس کے آگ جیسے سرخ ہونٹ آبِ حیات ہیں اور ہمارے جسم میں اسی پانی سے ہی اب آگ سی لگی ہوئی ہے۔یعنی ہم معشوق کے لب کے بوسہ کی آرزو میں ہمیشہ پادر آتش اور بے قرار رہتے ہیں۔کیونکہ معشوق کے لبوں کا بوسہ آبِ حیات کی طرح زندگی بخش ہے۔اور شاعر ہمیشہ معشوق کے لب کو آبِ حیات سے تشبیہ دیا کرتے ہیں۔

جاں سودہ اند و ریختہ در چشمہء حیات　　زاں پس خمیرِ ما بہ لعلت سرشتہ اند۔

(۳) ایک مدت گزر گئی ہے کہ میری ہمت کے ہُما کے دل وجان سے بھی زیادہ عزیز اُس بلند قامت (محبوب) کی محبت سمائی ہوئی ہے۔یعنی میں روزِ الست سے ہی محبوب کی آرزو میں گرفتار ہوں (ہما اور ہوا کی رعایت ظاہر ہے)

(۴) میں اُس کے بلند وبالا قامت پر دِل وجان سے فریفتہ ہو چکا ہوں۔اس لیے عاشقوں کا کام (بلند وبالا) پُر رونق ہو گیا ہے۔یعنی اس کے بلند وبالا قد کے عشق سے کاروبارِ عاشقی کو بلندی مل گئی ہے یعنی رونق حاصل ہوئی ہے۔علامہ شبلی تو قدِ بالا کا ذکر کرتے کرتے عالمِ بالا میں جا پہنچے ہیں۔

شبلی از قامتِ زیبائے تو میکرد سخن　　یا تو گوئی سخن از عالم بالا می کرد

(۵) چو ما در سایہء الطاف اوئیم !!　　چرا او سایہ از ما وا گرفتہ است

(۶) نسیم صبح عنبر بوست امروز، مگر یارم رہِ صحرا گرفتہ است
(۷) ز دریائے دو چشم گوہرِ اشک جہاں در لولوِ لالا گرفتہ است
(۸) حدیثِ حافظ اے سروِ سمن بُو! بوصفِ قدِ تو بالا گرفتہ است

حل لغات:

★ سایہ الطاف۔مہربانیوں کا سایہ ★ عنبر بوست۔عنبر کی خوشبو ہے ★ مگر۔شاید ★ لولو لالا۔آبدار موتی۔ ★ حدیث: بات، اشعار۔ ★ سروِ سمن: مراد محبوب۔ ★ وصف: تعریف، صفت۔

ترجمہ:

(۵) ہم جب اس (محبوب) کے لطف و کرم کے زیر سایہ ہیں تو اُس (محبوب) نے پھر ہم سے اپنا سایہ کیوں ہٹالیا ہے۔یعنی وہ ہم پر اپنا لطف و کرم کیوں نہیں کرتا۔اپنا وصل کیوں نہیں بخشتا؟

(۶) آج صبح کی ہوا سے عنبر کی خوشبو آ رہی ہے۔شاید میرا محبوب آج جنگل کی سیر کو نکلا ہوا ہے، بیابان کی سیر کر رہا ہے۔یعنی آج نسیم صبح معنبر ہے شاید میرا محبوب صحرا کو گیا ہے اور وہاں سے نسیم اس کی عنبرین زلف سے خوشبو اڑا لائی ہے۔

(۷) میری ان دونوں آنکھوں سے آنسوؤں کے اتنے موتی بہہ رہے ہیں کہ سارا جہان گوہر ہائے آبدار سے پُر ہو گیا ہے۔یعنی میں اس قدر رویا کہ تمام جہاں کو تہِ آب کر ڈالا۔بقول امیر:

؎ طُرفہ سانچہ ہے غم و دردِ محبت جس سے ڈھلتے ہیں آٹھ پہر موتی سے آنسو دِل میں

(۸) اے چنبیلی کی خوشبو والے سرو! تیرے بلند قامت کی تعریف میں حافظ نے جو اشعار کہے وہ سب کے سب شہرت کی بلندیوں پر پہنچ گئے ہیں۔یعنی قد بالا کی تعریف کرنے سے حافظ کے کلام کو رونق و شہرت اور رفعت نصیب ہوئی ہے۔

----★★★----

غزل نمبر (۵۴)

(۱) صبحدم مُرغِ چمن با گُلِ نوخاستہ گفت ناز کم کن کہ دریں باغ بسے چوں تو شگفت!
(۲) گل بخندید کہ از راست نرنجیم ولے! ہیچ عاشق سخنِ تلخ بمعشوق نہ گفت
(۳) گر طمع داری ازاں جامِ مرصّع مئے لعل! دُرّ و یاقوت[1] بنوکِ مژہ اَت باید سُفت

---

[1] بعض نسخوں میں دُرّ یاقوت کی جگہ اے بسا دُرّ ہے جو فصیح تر ہے۔

(۴) تا ابد بوئے محبت بمشامش نرسد   ہر کہ خاکِ درِ میخانہ بہ رخسارہ نرفت

حل لغات:

★ گُلِ نوخاستہ۔ نیانیا کھلا ہوا پھول ★ شگفت۔ کھلے ★ راست۔ سچ ★ زنجم۔ میں رنجیدہ نہیں ہوں، رنج میں نہیں ہوں ★ طمع داری۔ تجھے تمنا ہے، آرزو ہے ★ جامِ مرصّع۔ ایسا جام جس پر جڑاؤ کا کام کیا گیا ہو ★ باید سفت۔ سفتن مصدر پرونا۔ پرونے چاہئیں ★ بمشامش۔ بہ مشام او۔ اُس کے مشام تک، دماغ تک ★ رُفتن۔ جھاڑو دینا۔ ★ رخسارہ: رخسار، گال۔

ترجمہ:

(۱) بُلبُل نے صبح کے وقت تازہ کھلے ہوئے پھول سے کہا کہ تو یہ ناز وانداز مت دکھا کہ یہاں پر تجھ جیسے بڑے پھول کھلے اور کھل کر مرجھا گئے۔ لہٰذا تو اپنے انجام کی طرف نظر کر۔

(۲) بُلبُل کی یہ بات سن کر پھول ہنس پڑا اور جواب یہ دیا کہ ہم سچی بات سے رنجیدۂ خاطر نہیں ہوتے لیکن کوئی معشوق بھی کبھی اپنے عاشق سے تلخ بات نہیں کیا کرتا۔ تلخ لہجہ اختیار نہیں کرتا۔

(۳) اگر تجھے اس مرصع جام سے سرخ شراب نوشی کی آرزو ہے تو تجھے اپنی پلکوں کی نوک سے دُر و یاقوت پرونے چاہئیں۔ یعنی اگر تجھے عشق میں کامیابی درکار ہے اور ساقی سے جامِ مے کی آرزو ہے تو تجھے پلکوں سے یاقوت پرونے پڑیں گے یعنی لہو کے آنسو بہانا ہوں گے بقول شاعر:

تصوّر میں زلفوں کے رویا کیا   میں بالوں میں موتی پرویا کیا

(۴) قیامت تک اس کے دماغ تک محبت کی خوشبو نہ پہنچ پائے گی جس نے شراب خانے کی خاک اپنے رخساروں (پلکوں) سے صاف نہ کی ہو۔ یعنی بغیر ریاضت وایثار اور محنتِ شاقہ کے محبوب کا وصال محال ہے۔

(۵) درگلستانِ ارم دوش چو از لُطفِ ہوا   زُلفِ سُنبل زنسیمِ سحرے می آشفت

(۶) گفتم اے مسندِ جم جامِ جہاں بینت کو   گفت افسوس کہ آں دولتِ بیدار بخُفت!

(۷) سخنِ عشق نہ آن ست کہ آید بزباں   ساقیا مَے دِہ وکوتاہ کن ایں گفت وشنفت

(۸) اشکِ حافظ خرد و صبر بدریا انداخت   چہ کند سوزِ غم عشق نیارست نہفت!

حل لغات:

★ اِرم۔ جنت ★ می آشفت۔ آشفتن مصدر بکھرنا، پریشان ہونا (یہ دونوں شعر قطعہ بند ہیں) ★ جامِ جہاں ★ بینت۔ تیرا جامِ جہاں بیں، وہ جام جس میں پوری دنیا کے حالات نظر آتے تھے جمشید کا جام، جامِ جہاں بین کو اگر آنکھ سے تشبیہ دی جائے تو لفظ بیدار اور نخفت کی لطافت دیدنی ہے ★ جم۔ نام بادشاہ کا، جمشید کا۔ مسند۔ تکیہ گاہ، کرسی صدارت ★ شنفت۔ شنفتن سننا، سونگھنا (مراد گفت وشنید) ★ کوتاہ کن۔ ختم کردے ★ خرد۔ عقل ★ نہفت۔ نہفتن مصدر چھپانا۔

ترجمہ:

(۵) جنت کے باغ میں کل جب صبح کی ہوا کی لطافت کی وجہ سے سُنبل کی زلف آشفتہ و پریشان ہو رہی تھی، بکھر رہی تھی۔

(۶) تو میں نے مسندِ شاہی سے (جو خالی پڑی تھی) کہا کہ تیرا جمشید اور اس کا جامِ جہاں نما یعنی تیرا بادشاہ اور اس کا جاہ و حشم وغیرہ کدھر گئے؟ تو اس نے کہا کہ افسوس کہ وہ جاگتی دولت سوگئی یعنی موت آئی اور وہ موت کی نیند سو گئے۔

(۷) عشق کی بات چیت ایسی نہیں ہے کہ جو کی جائے۔ زبان پر لائی جائے۔ اے ساقی! تو شراب لا اور اس بات چیت (گفت و شنید) کو سرے سے ہی ختم کردے۔

(۸) حافظ کے آنسوؤں نے اس کی عقل اور اس کے صبر کو دریا میں ڈال دیا ہے۔ وہ بیچارہ ایسا نہ کرے تو کیا کرے کہ غمِ عشق کے سوز کو چھپایا نہیں جاسکتا۔ اگرچہ رونے کا نتیجہ یہ ظاہر ہوا کہ صبر اور ہوش جاتے رہے لیکن سوزِ عشق کو پنہاں رکھنے کی بھی تو تاب نہیں لاسکتا تھا اس لیے رویا۔

----***----

غزل نمبر (۵۵)

(۱) گر زدستِ زُلفِ مشکینت خطائے رفت رفت — ور ز ہندوئے شما بر من جفائے رفت رفت

(۲) برقِ عشق از خرمنِ پشمینہ پوشے سوخت سوخت — جورِ شاہِ کامران گر بر[1] گدائے رفت رفت

(۳) گر دِلے از غمزۂ دِلدار بارے بُرد بُرد — درمیانِ جان و جاناں ماجرائے رفت رفت

(۴) در طریقت رنجشِ خاطر نباشد مے بیار — ہر کدورت را کہ بینی چوں صفائے رفت رفت

حل لغات:

خطائے رفت رفت۔ اگر کوئی غلطی ہوگئی تو ہوگئی * ہندو۔ سیاہ، مراد زلف سیاہ یا تِل * برقِ عشق۔ عشق کی بجلی * خرمن۔ کھلیان * پشمینہ پوشی۔ اونی لباس کا پہننا جو کہ صوفیاء کا طریقہ تھا * غمزہ۔ آنکھ کا اشارہ، اُدا * بارے بُرد۔ برداشت کیا * ماجرا۔ قصہ، بات * طریقت۔ راہ، باطن کی صفائی اور شریعت ظاہر کی صفائی * رنجشِ خاطر۔ دل کی رنجیدگی۔

ترجمہ:

(۱) اگر تیری مشکین زلف کے ہاتھوں سے کوئی خطا ہوگئی تو ہوگئی ہے (یعنی کوئی پرواہ نہ کر) اور اگر تیرے سیاہ خال سے ہم پر کوئی ظلم و ستم ٹوٹ پڑا، کوئی جفا ہوگئی تو ہوگئی۔ کوئی حرج نہیں، تو کیا ہوا؟ کوئی گلہ نہیں ہے۔

(۲) عشق کی بجلیوں نے اگر میری پشمینہ پوشی کے خرمن کو جلا دیا ہے تو جلا دیا ہے۔ اگر کسی فاتح بادشاہ نے ایک فقیر و مسکین پر ظلم و ستم

[1] بعض نسخوں میں بر کی جگہ با ہے۔

کردیا ہے۔تو کردیا ہے۔

(۳) اگر دلدار کے غمزے کا دِل نے بوجھ اُٹھالیا ہے تو اٹھالیا ہے اور اگر محبّ اور محبوب کے مابین بات ہوگئی ہے تو ہوگئی ہے۔ کیونکہ عاشق اور معشوق کے مابین ہزار ایسی خلاف توقع باتیں ہوجاتی ہیں۔

(۴) طریقت میں دل پر رنجیدگی نہیں لایا کرتے تو شراب لاتا کہ جس طرح کی بھی کدورت تجھے دکھائی دے اس کی صفائی ہوجائے تو وہ ختم ہوجاتی ہے۔یعنی کوئی بھی کدورت ہومئے صاف کے نوش کرنے سے جاتی رہتی ہے۔

(۵) عشقبازی را تحمل باید اے دِل پائیدار	گر ملالے بود بود و گر خطائے رفت رفت

(۶) از سخن چیناں ملالتہا پدید آید[۱] وَلے	چوگر میانِ ہمنشیناں ماجرائے[۲] رفت رفت

(۷) عیب حافظ گومکن زاہد کہ رفت از خانقاہ	پائے آزاداں چہ بندی گر[۳] بجائے رفت رفت

حل لغات:

★ عشقبازی۔عشق کرنا ★ سخن چیناں۔نکتہ چینی کرنے والے ★ ملالتہا۔رنج، پریشانیاں۔ملالتیں ★ پدید آید۔ظاہر ہوتے ہیں ★ پائے آزاداں۔آزادلوگوں کے پاؤں، آزادمرد۔

ترجمہ:

(۵) اے میرے دِل اس عشقباری میں تحمل بہت ہی ضروری ہے۔مضبوط قوتِ برداشت کی ضرورت ہے۔اگر کوئی ملال آیا تھا تو آیا تھا اور اگر کوئی غلطی ہوگئی تو ہوگئی تھی۔یعنی عشق اگر بلا ہے تو یہ بلا تو نے گلے میں ڈال لی ہے۔اور اگر عشق اختیار کرنا غلطی تھی تو اب یہ غلطی سرزد ہوچکی ہے اب تحمل اور استقلال کے بغیر کوئی چارہ نہیں جس طرح کہ حافظ اپنے اک دوسرے شعر میں کہتے ہیں

اے دِل اندر بند زلفش از پریشانی منال	مُرغِ زیرک چوں بدام افتد تحمل بایدش

(۶) اگر نکتہ چینی کرنے والوں سے تجھے کوئی رنج اٹھانا پڑا ہے تو اس کی فکر نہ کر۔اور اگر ساتھ بیٹھنے والوں کی طرف سے کوئی بات ہوگئی ہے تو سمجھ ہوگئی ہے۔یعنی دوستوں کے درمیان ہزار ہا شکر رنجی کی باتیں ہوجاتی ہیں جن سے کوئی دائمی ملالت و کدورت پیدا نہیں ہوتی البتہ سخن چینوں کی شرارتوں سے کچھ نہ کچھ فساد ہوجایا کرتا ہے۔جس طرح کہ سعدی کہتے ہیں:

میانِ دو کس جنگ چوں آتش است
سخن چین بدبخت ہیزم کش است

(۷) زاہد سے کہہ دو کہ وہ حافظؔ کی عیب جوئی بیان نہ کرے کیونکہ وہ خانقاہ سے چلا گیا ہے۔تو آزاد لوگوں کے پاؤں کو کیا باندھتا ہے؟ اگر وہ کہیں چلے گئے تو بس چلے گئے۔حافظ کے خانقاہ سے نکل جانے یعنی طریق زہد کو ترک کر کے راہِ محبت و عشق اختیار کرنے پر زاہدان ظاہر بیں اعتراض کرتے ہیں ان کو کہو کہ۔(حافظؔ) آزاد منش اور آزاد خیال آدمی ہے ایک مقام سے نکل

۱، ۲ بعض نسخوں میں آید کی جگہ آمد ہے اور ماجرائے کی جگہ ناسزائے ہے۔
۳ بعض نسخوں میں "چہ بندی گر" کی جگہ "نبند ندار" ہے جو بہتر نہیں۔

کر دوسری جگہ چلا گیا تو کیا تم اس کے پاؤں باندھ سکتے ہو؟

----***----

غزل نمبر (۵۶)

(۱) بکوئے میکدہ ہر سالکے کہ رہ دانست ۔۔۔ درے دگر زدن اندیشہء تبہ دانست

(۲) زمانہ افسرِ رِندی نداد جُز بہ کسے! ۔۔۔ کہ سرفرازیِ عالم دریں کلہ دانست

(۳) برآستانہء میخانہ ہر کہ یافت رہے ۔۔۔ ز فیضِ جامِ مَے اسرارِ خانقہ دانست

(۴) ہر آنکہ رازِ دو عالمؔ ز خطِ ساغر خواند ۔۔۔ رموزِ جامِ جم از نقشِ خاک رہ دانست

حل لغات:

* اندیشہ تبہ۔تباہی کا خیال * کلہ۔ٹوپی، کلاہ * افسر۔تاج * اسرارِ خانقاہ۔خانقاہ کے راز * خط ساغر۔ساغر (جام) پر جو ناپ کے نشانات ہوتے ہیں اس کو خطِ ساغر کہتے ہیں۔

ترجمہ:

(۱) ہر وہ سالک جس نے میخانے کے کوچے کا راستہ معلوم کرلیا ہے تو پھر اُس نے کسی دوسرے دروازے پر دستک دینا بربادی کا موجب خیال کیا ہے۔یعنی جس شخص نے ایک مرتبہ عشق کی شراب پی لی اور محبت کے کوچے میں پاؤں رکھ دیا اُس کے نزدیک پھر درِ معشوق کے بغیر دوسرے دروازے پر جانا خطرناک اور تباہ کن ہے۔

(۲) اس زمانے نے رندی کا تاج اُس شخص کے سوا کبھی کسی کو نہیں پہنایا جس نے جہاں بھر کی سرداری اسی کلاہ میں سمجھی ہے۔یعنی عشق میں صرف وہی آدمی کامیاب ہوسکتا ہے جس نے تمام دنیا کے راہ رسم کو ترک کر کے اسی مسلک کو اختیار کیا اور اپنی عزت اور سرفرازی اسی میں سمجھی۔

(۳) جس شخص کو شراب خانے کے آستانے تک کا راستہ مل گیا گویا اس نے فیضِ جام سے خانقاہ کے تمام اسرار و رموز جان لیئے۔ یعنی شرابِ محبت خانقاہ کے اندرونی اسرار سے واقف کر دیتی ہے اور بادہ خوارِ عشق کو زاہدوں کی طرز روش کے تمام اچھے اور برے پہلو نظر آجاتے ہیں۔ بقولِ خیام۔

مَے قوّتِ جسم و قوّتِ جان مست مرا ۔۔۔ مَے کاشفِ اسرار نہانست مرا

(۴) جس شخص نے بھی خطِ پیمانہ پڑھ لیا گویا اُس نے دوجہان کے راز جان لیے۔اور پھر وہ جام جمشید کے راز بھی خاک رہ گزر سے جان لیتا ہے۔یعنی ساغر مے سے اس قدر کشفِ اسرار ہوتا ہے کہ بادہ خوار نقشِ خاکِ راہ سے بھی جام جم کے تمام اشارات سمجھ جاتا ہے۔حافظ کا ہی اک دوسرا شعر ہے جس میں ساغر کی کیفیت یوں بیان کی گئی ہے:

ما در پیالہ عکسِ رُخِ یار دیدہ ایم — اے بیخبر ز لذّتِ شربِ مدامِ ما

(۵) دِلم ز نرگسِ ساقی اماں نخواست بجاں — چرا کہ شیوۂ آں ترکِ دِل سیہ دانست
(۶) ورائے طاعتِ دیوانگاں ز ما مطلب — کہ شیخِ مذہبِ ما عاقلی گنہ دانست
(۷) ز جورِ کوکبِ طالع سحر گہاں چشمم! — چناں گریست کہ ناہید[1] دید و مہ دانست
(۸) خوش آں نظر کہ لبِ جام و روئے ساقی را — ہلالِ یکشنبہ و ماہِ چاردَہ دانست[2]

حل لغات:

* نرگسِ ساقی۔ساقی کی نرگس جیسی آنکھ * ترک۔معشوق * ترکِ دل سیہ * ظالم و جفاجو تُرک۔مراد چشم * ورائے۔سوائے * عاقلی۔عقلمندی * جور۔ظلم و ستم * کوکب۔ستارہ * طالع۔طلوع ہونے والا، چڑھنے والا، نصیب * سحر گہاں۔صبح کا وقت * ناہید: زہرہ ستارہ۔ * ہلال یکشنبہ۔پہلی رات کا چاند * ماہ چاردہ۔چودھویں رات کا چاند۔

ترجمہ:

(۵) میرے دل نے خود ہی معشوق کی آنکھوں سے جان کی پناہ نہ مانگی کیونکہ وہ جانتا تھا کہ ایسے ظالم سے یہ درخواست کرنا بے سود ہے۔کیونکہ اس کو اس سیہ دِل ترک کا شیوہ معلوم ہوگیا ہے۔کہ وہ بڑا ظالم سفاک اور جفاجو ہے۔

(۶) دیوانوں کی فرمانبرداری کے علاوہ ہم سے کوئی شے مت طلب کر کہ ہمارے مذہب کے شیخ نے عقل مندی کو گناہ قرار دے رکھا ہے۔مطلب یہ کہ مذہب عشق میں عقلمند ہونا گناہ ہے عشق میں شوقِ بے پروا چاہیے عقل کی اس میں کوئی گنجائش نہیں ہے۔ جس طرح کہ عرفی نے بھی کہا ہے۔

خوش باش کہ عشق عافیت سوز — بر لشکرِ عقل گشت فیروز!
در معرضِ عشق بے محابا — عاجز شدہ عقلِ حیلہ اندوز

(۷) صبح کے وقت میری آنکھیں اپنی قسمت کے ظلم سے اتنا روئیں کہ زہرہ نے بھی دیکھ لیا اور چاند بھی جان گیا۔مطلب یہ کہ بختِ بد کے ہاتھوں میں اس قدر رویا کہ مجھے زہرہ ستارہ بھی چاند کی طرح نظر آیا اور دنیا آنکھوں میں تاریک ہوگئی کہ دن بھی رات لگنے لگا۔ظاہر ہے کہ آنکھوں میں آنسو ہونے سے سورج پوری طرح روشن دکھائی نہیں دیتا۔

(۸) وہ نظر کتنی اچھی ہے کس قدر خوش نصیب ہے کہ جس نے ساغر شراب کے کنارے اور ساقی کے چہرے کو بالترتیب پہلی اور چودھویں رات کا چاند متصور کیا۔لب جام کو اور ساقی کے چہرہ کو چودھویں رات کا چاند وجہ تشبیہ مشابہت صوری ہے۔

---

[1] بعض نسخوں میں ناہید کی جگہ خورشید ہے۔
[2] بعض نسخوں میں شعر نمبر 8 شامل غزل نہیں۔

(۹) بلند مرتبہ شاہے کہ نہُ رواقِ سپہر! نمونہء ای ز خمِ طاقِ بارگہ دانست

(۱۰) حدیثِ حافظ و ساغر کہ می زند پنہاں چہ جائے محتسب و شحنہ پادشہ دانست!

حل لغات:

★ نُہ۔نو 9 ★ رواق۔پردے ★ سپہر۔آسمان ★ خم طاقِ بارگہہ۔دربار کے دروازے کا خم (یہ شعر نعت میں ہے) ★ محتسب۔ شمار کرنے والا، مجسٹریٹ، وہ حاکم جو غلاف شرعی باتوں کی ممانعت کرے، حل کار ★ شحنہ۔کوتوال، پولیس کا سپاہی۔

ترجمہ:

(۹) وہ بڑا بلند مرتبہ بادشاہ ہے کہ یہ نو آسمان کی محرابیں جس کی بارگاہ کی محراب کے خم کا ایک نمونہ ہیں۔یقیناً وہ محبوب خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی ہوسکتے ہیں جنہوں نے ایک رات میں نو آسمانوں کو عبور کیا۔

(۱۰) حافظ کے چھپ چھپ کر شراب پینے کا حال کوتوال و پولیس تو ایک طرف بلکہ مجسٹریٹ اور بادشاہ تک کو معلوم ہے۔سبھی جانتے ہیں ایک مطلب یہ بھی ہے کہ حافظ پوشیدہ شراب پیتا ہے گویا پیتے ہوئے اُسے کسی نے دیکھا نہیں ہے۔اور نہ پیتا ہی ہے صرف لوگوں نے بہتان باندھ رکھا ہے۔

----★★★----

غزل نمبر (۵۷)

(۱) تا سرِ زلفِ تو در دستِ نسیم افتادہ است دلِ سودا زدہ از غُصّہ دونیم افتادہ است

(۲) چشمِ جادوئے تو در عین سوادِ سحرست این قدر ہست کہ این نسخہء سقیم افتادہ است[1]

(۳) در خمِ زلفِ تو آں خالِ سیہ دانی چیست؟ نقطہٴ دُودہٴ کہ در حلقہء جیم افتادہ است

(۴) سایہء قدِ[2] تو برقالبم اے عیسیٰ دَم عکسِ روحیست کہ برعظم رمیم افتادہ است

حل لغات:

★ دردست نسیم افتادہ است۔بادِنسیم کے ہاتھ میں آیا ہے ★ دونیم۔دوٹکڑے ★ غصہ۔اگرچہ عام محاورے میں مطلق خشم وقہر کے معنوں میں آتا ہے لیکن حقیقت یہ ہے کہ لفظ غصہ کے معنی وہ خشم ہے جو کسی کے خوف سے ضبط کیا جائے یعنی قہر درویش بر جانِ درویش۔★ عین۔آنکھ ★ سواد۔سیاہ رنگ ★ سحر۔جادو ★ سقیم۔ناقص، کمزور، بیمار۔اس شعر میں لفظ، عین سواد، نسخہ، سقیم، چشم، جادو، سحر کی رعایت سے قابل دید ہیں ★ دودہ۔ دودِ چراغ، کاجل، سیاہی، سیاہ نقطہ، خمِ زلف کو حلقہ جیم سے تشبیہ دی ہے اور خال کو

1۔ بعض نسخوں میں یہ مصرع یوں ہے: لیکن این ہست کہ آن نسخہ سقیم افتادہ است

2۔ بعض نسخوں میں قد کی جگہ سرو ہے۔

جیم کا نقطہ کہا ہے۔ ★ عیسیٰؑ دم: حضرت عیسیٰؑ کی پھونک حضرت عیسیٰؑ کا معجزہ تھا کہ آپ اللہ کے حکم سے مردوں کو زندہ کر دیتے تھے۔ قم باذنِ اللہ اٹھ اللہ کے حکم سے مردہ زندہ ہو جاتا تھا۔ ★ رمیم: بوسیدہ ہڈی۔ ★ عظم: استخواں، ہڈی۔ ★ عظمِ رمیم: گلی سڑی ہڈی۔

ترجمہ:

(۱) جب سے تیری زلف بادنسیم کے ہاتھوں پریشان ہوئی ہے ہمارے دیوانے دل کی حالت یہ ہے کہ وہ غصہ سے دو ٹکڑے ہو گیا ہے۔ دل کی شکستگی کے دو سبب ہیں ایک زلف کی پریشانی اور دوسرا یہ رشک کہ زلفِ معشوق غیر کے ہاتھ میں ہے (یعنی نسیم کے ہاتھ میں)

(۲) تیری جادوگر آنکھ سحر و افسون کی سیاہی سے بھری ہوئی ہے (مجسم جادو ہے) بلکہ درست تو اس قدر ہے کہ یہ نسخہ اب ناقص اور بیمار پڑ گیا ہے۔ مطلب یہ کہ تیری آنکھ ایک جادو کی کتاب (مسودہ) ہے مگر جادو کا وہ نسخہ بیمار واقع ہوا ہے۔ چشم معشوق کو بیمار کہتے ہیں مگر جب نسخہ ہی بیمار (سقیم) ہوا تو عشق کی خیر نہیں۔

(۳) تجھے پتہ ہے کہ تیری زلف کے خم میں وہ سیاہ خال ہے؟ جو سیاہی کا نقطہ ہے اور یہ وہ نقطہ ہے جو جیم کے حلقے (دائرے) میں پڑا ہوا ہے۔ زلف کے خم کو دیگر حروفِ تہجی سے بھی تشبیہ دی جاتی ہے۔ جن میں خم ہو بقول شاعر:

؎ لام نستعلیق کا ہے اُس بُتِ خوشخط کی زلف — ہم تو کافر ہوں اگر بندے نہ ہوں اس لام کے (اسلام)

(۴) اے عیسیٰؑ دم والے محبوب! میرے قالب پر تیرے قد کا سایہ روح کا عکس ہے جو کہ گویا گلی سڑی ہڈیوں پر پڑ رہا ہے۔ یعنی اے مسیحا دم معشوق تیرا سایہ میرے لیے جان بخش ہے۔

(۵) زلفِ مشکینِ تو در گلشنِ فردوسِ عذار — چیست طاؤس کہ در باغِ نعیم افتادہ است

(۶) دِلِ من در ہوسِ روئے تو اے مونسِ جاں — خاک راہیست کہ در پائے نسیم افتادہ است

(۷) ہمچو گرد این تنِ خاکی نتواند برخاست — از سرِ کوئے تو زاں رو کہ عظیم افتادہ است

(۸) آنکہ جُز کعبہ مقامش نہ بُد از یادِ لبت! — بر درِ میکدہ دیدم کہ مقیم افتادہ است

(۹) حافظِ گُم شدہ را باغمت اے جانِ عزیز — اتحادیست کہ در عہدِ قدیم افتادہ است

حل لغات:

★ عذار۔ رخسار ★ باغِ نعیم۔ جنت کے ایک باغ کا نام ★ فردوس۔ جنت ★ طاؤس۔ مور ★ ہوس۔ خواہش ★ مونس۔ اُنس کرنے والا ★ عظیم افتاد است۔ بُری طرح گرا پڑا ہے ★ بُد۔ بود کا مخف، تھا ★ مقیم۔ قیام کرنے والا ★ حافظِ گم شدہ۔ از خود رفتہ حافظ

ترجمہ:

(۵) اے محبوب! تیری مشکیں زلفیں رخسار کے باغِ بہشت میں ایک مور کی طرح ہیں جو بہشت کے چمن میں رقص کرتا پھر رہا ہے۔ عارضِ معشوق کو باغ اور زلفِ پریشاں کو طاؤس (مور) سے تشبیہ دی ہے، جو بہشت کے باغ میں پھر رہا ہو۔

(۶) اے میری جان کے مُونس! تیرا چہرہ دیکھنے کی تمنا میں میرا دِل تیرے راستے کی خاک ہے جو ہوا کے پاؤں میں پڑی ہوئی ہے۔ بادِنسیم کی راہ میں دِل کو خاک نشین کہا ہے آرزو یہ ہے کہ شاید بادِنسیم معشوق سے ہو کر آئی ہے اور اسی کے عارض سے خوشبو لائی ہے جو عاشق کے لیے موجب تسکین ہے۔

(۷) گرد کی طرح یہ خاکی جسم تیرے کوچے سے اُٹھ نہیں سکتا کیونکہ افتاد بڑی گراں ہے۔ یعنی میرا تن خاکی کی تیرے کوچہ میں اس گرانی سے گرا پڑا ہے کہ اُٹھ نہیں سکتا اور گرد کی طرح وہاں سے اُڑ کر دوسری جگہ نہیں جا سکتا جس طرح کہ امیرؔ کہتے ہیں:

نقش بیٹھا ہے مرکوچۂ جاناں میں امیرؔ کیا نگہبانوں کی طاقت کہ اُٹھائیں مجھ کو۔

(۸) وہ شخص جس کا کعبہ کے سوا کوئی اور مقام نہ تھا تیرے لب کی یاد میں کعبہ کو چھوڑ کر میخانے کے دروازے پر جا مقیم ہوا ہے۔ یعنی وہ آدمی جو ہر وقت کعبہ ہی میں معتکف رہتا تھا اب تیرے لبوں کی یاد میں کعبہ چھوڑ کر میخانے کے دروازے پر آن بیٹھا ہے

ع ہمہ جا خانہ عشق است چہ مسجد چہ کنشت

(۹) اے میری جان سے بھی عزیز محبوب! تیرے عشق سے اس حافظِ گمراہ کو ایسی وابستگی ہے کہ جو عہدِ قدیم سے قائم ہے یعنی میں روزِ ازل سے ہی تجھ پر عاشق ہوں اور میری یہ وابستگی بڑی قدیمی ہے۔ خود کو گم شدہ اس لیے کہا کہ قالوا بلیٰ کی بلا گلے میں ڈال لی، ظالم و جاہل نہ ہوتا تو ایسا کیوں کرتا؟

----***----

غزل نمبر (۵۸)

(۱) بُلبلے برگِ گُل خوش رنگ در منقار داشت	واندراں برگ ونوا خوش نالہائے زار داشت
(۲) گفتمش در عینِ وصل ایں نالہ وفریاد چیست	گفت مارا جلوہؑ[1] معشوق درایں کار داشت
(۳) یار اگر ننشست با مانیست جائے اعتراض	پادشاہِ کامراں بود از گدائے عار داشت
(۴) عارفے کو سیر کرد اندر مقامِ نیستی!	ہست شد چوں مستیؑ از عالم اسرار داشت

حل لغات:

* برگِ گُل۔ پھول کی پتی * منقار۔ چونچ۔ * گفتمش: میں نے اُسے کہا۔ * کامراں: کامیاب۔ * عارفے: خدا کو پہچاننے والا۔ * نیستی: مقام فنافی اللہ، جو عارف اس مقام پر پہنچ جاتے ہیں وہ ہمیشہ کے لیے مست ہو جاتے ہیں۔ * عالمِ اسرار: رازوں سے بھرپور جہان۔ جہان معرفت۔ * ہست: نیستی کی ضد، وجود (یہ دونوں شعر قطعہ بند ہیں)

1. بعض نسخوں میں جلوہ کی جگہ شیوہ ہے۔

ترجمہ:

(۱) ایک بلبل اپنی چونچ میں گلاب کے پھول کی خوشرنگ پتی لیے اس سرد سامان کے باوجود خوب گریہ وزاری کر رہی تھی اور نالہ و آہ و فغاں میں مشغول تھی۔

(۲) میں نے اس سے کہا تجھے محبوب کا وصل حاصل ہو گیا ہے اب کس لیے فریاد کر رہی ہے؟ تو اس نے جواب دیا کہ وصال ہی نے مجھے بے قرار کر رکھا ہے۔ (ان دونوں شعروں میں ایک ہی کیفیت کو بیان کیا گیا ہے جو عشق میں پیش آتی ہے کہ عین وصال میں بھی عاشق کو قرار حاصل نہیں ہوتا بلکہ اس کی آتش شوق اور تیز ہو جاتی ہے۔ جس طرح کہ سعدی کہتے ہیں:

گر در نفسے ہزار بارت بینم ‌‌ ‌ در آرزوئے بارِ دگر خواہم بود

میرزا بیدلؔ نے بھی اسی مضمون کو یوں ادا کیا ہے:

محوِ یاریم و آرزو باقی مست ‌ ‌ وصلِ ما انتظار را ماند

(۳) اگر وہ ہمارا دوست (محبوب) ہمارے پاس نہیں بیٹھا تو اعتراض کا کوئی مقام نہیں ہے۔ کیونکہ وہ ایک کامران بادشاہ کی طرح ہے اور جسے فقیروں سے عار آتی ہے۔ مطلب یہ کہ محبوب کے مقابلے میں ہماری کیا ہستی ہے کہ اس کی بے انصافی کی شکایت کریں۔ کوئی گدا یہ نہیں کہہ سکتا کہ بادشاہ کیوں اس کے پاس نہ بیٹھا۔

(۴) جس عارف نے نیستی کے مقام کی سیر کی وہ عالم اسرار (رازوں سے بھرپور جہان) کی مستی حاصل کرنے میں ہست ہو گیا یعنی مست ہو گیا اور مست کو اپنی ہستی کی کچھ خبر نہیں رہتی۔ جس طرح کہ سعدی کہتے ہیں۔

اے مرغِ سحر عشق ز پروانہ بیاموز ‌ ‌ کان سوختہ را جاں شد و آواز نیامد
ایں مدعیاں از خبرش بے خبرانند ‌ ‌ آں را کہ خبر شد خبرش باز نیامد

(۵) در نمی گیرد نیاز و عجز حُسنِ دوست [1] ‌ ‌ خُرم آں کز نازنیناں بختِ برخوردار داشت
(۶) خیز تا بر کلکِ آں نقاش جاں افشاں کنیم! ‌ ‌ کاین ہمہ نقشِ عجب در گردشِ پرکار داشت
(۷) گر مریدِ راہِ عشقی فکرِ بدنامی کنیم! ‌ ‌ شیخِ صنعاں خرقہ رہن خانہ خمار داشت
(۸) وقتِ آں شیریں قلندر خوش کہ در اطوارِ سیر ‌ ‌ ذکرِ تسبیحِ ملک در حلقہء زنار داشت
(۹) چشمِ حافظ زیرِ بامِ قصرِ آں حوری سرشت ‌ ‌ شیوۂ جنّاتِ تجری تحتہا الانہار داشت

حل لغات:

★ درنمی گیرد۔ اثر نہیں کرتی ★ خرم۔ خوش ★ کلک۔ قلم ★ جاں افشاں کنیم۔ جان قربان کریں ★ نقاش۔ سے مراد صانع قدرت

[1] بعض نسخوں میں مصرع اول یوں ہے: در نمیگیرد نیاز و ناز ما با حسن دوست۔

ہے ★ شیخ صنعاں۔ایک بزرگ کا نام ہے جن کے مریدوں کی تعداد سات سو تھی۔شیخ فریدالدین عطار (مشہور بزرگ اور شاعر فارسی) بھی انہی کے مُریدوں میں سے تھے۔کہتے ہیں کہ حضرت غوث الاعظم کی بددعا سے وہ ایک ترسا کی لڑکی پر عاشق ہو گئے اور اسلام کو ترک کر دیا۔آخر کار تائید غیبی نے پھران کی دستگیری کی اور وہ دوبارہ مشرف بہ اسلام ہوئے اور تقرب الٰہی سے بہرہ اندوز ہوئے ★ رہن۔گروی ★ قلندر۔وہ آدمی جو بظاہر اچھا نہ ہو لیکن اہلِ دل ہو اور نیک باطن ہو ★ سیر۔چلنا،رفتار ★ طریقہ،سلوک ★ ملک۔فرشتہ ★ تسبیح ملک۔فرشتوں کی تسبیح جو اللہ تعالیٰ کی تقدیس بیان کرتے رہتے ہیں ★ زُنار۔جنیؤ ★ حلقہ۔لفظ حلقہ مجلس درویشاں کے لیے بھی استعمال ہوتا ہے ★ حوری سرشت۔حور جیسی خصلت والی۔حور وہ عورت جس کے پوست اور آنکھوں کی سفیدی غایت درجہ کی ہو اور بالوں کی سیاہی بھی غایت درجہ کی ہو ★ شیوہ۔طور طریقہ ★ جنات۔باغ ★ تجری۔قرآن کی آیت ہے اَنَّ لَهُمْ جنٰتٌ تجری مِن تَحْتِهَا اْلا نهار (ان کے لیے بہشت ہوں گے جن کے نیچے نہریں جاری ہوں گی)

ترجمہ:

(۵) ہمارا عجز و نیاز دوست (محبوب) کے حسن پر کچھ اثر نہیں کرتا۔وہ شخص نہایت ہی خوش نصیب ہے جو معشوقوں (نازنینوں) سے مقصد حاصل کرتا ہے۔مطلب یہ کہ ہمارے عجز و نیاز نے محبوب پر کچھ اثر نہ کیا اور صرف عجز و نیاز سے فائدہ حاصل ہونا ضروری نہیں بخت بیدار چاہیے اور معشوق کی عنایت ورنہ صرف کوشش کارگر نہیں ہوتی۔

(۶) اُٹھ کہ اس نقاش کے لاجواب قلم پر اپنی جان نچھاور کر دیں جس نے اپنی پرکار کی گردش سے تمام حیرت سے بھری صورتیں پیدا کی ہیں۔بنائی ہیں۔عجیب غریب نقش بنائے ہیں۔

(۷) اگر تو کوئے عشق میں چلنے کا ارادہ رکھتا ہے تو پھر نیکنامی اور بدنامی کی کوئی پروانہ کر اور یہ خیال نہ کر کہ لوگ تجھے کیا کہیں گے۔ جب شیخ صنعان جیسے بزرگ جن کے اس قدر مرید تھے جو اپنی پارسائی میں شہرہ رکھتے تھے بدنام ہوئے اور انہوں نے بدنامی کی کوئی پروانہ کی اور کوئے عشق میں جا کر خرقہ پارسائی کو رہن مے کیا تو تجھے بدنامی کی کیا فکر ہے؟

(۸) اس خوش مزاج قلندر کا وقت خدا خوشی سے گزار دے جو کہ طریقہ سلوک میں بظاہر زنار بند نظر آئے اور لباس رندانہ ہو مگر حقیقت میں ہر وقت اللہ کی تسبیح و تحلیل میں مشغول رہتا ہو۔جس طرح کہ سعدی کہتے ہیں۔

پارسایاں روئے در مخلوق　　　　پشت بر قبلہ مے کنند نماز

(۹) حافظ کی آنکھیں اس حور سرشت محبوب کے محل کے نیچے اس طرح بہہ رہی تھیں جس طرح کہ جنت میں نہریں جاری ہوں گی۔ حافظ نے اس منظر کو کہ عاشق اپنے محبوب کے بام محل کے نیچے کھڑا رو رہا ہے کی توجیہہ اس طرح بیان کی ہے کہ گویا باغ بہشت میں حوروں کے محلوں کے نیچے نہریں جاری ہوں گی "عین" جاریہ" کثرت گریہ ظاہر کی ہے۔

----★★★----

غزل نمبر (۵۹)

(۱) بدامِ زلف تو دل مُبتلائے خویشتن ست — بکش بغمزہ کہ اینش سزائے خویشتن ست
(۲) گرت ز دست بر آید مرادِ خاطر ما — بجش زود [1] کہ خیری برائے خویشتن ست
(۳) بجانت اے بُتِ شیریں من [2] کہ ہمچوں شمع! — شبانِ تیرہ مرا دم فنائے خویشتن ست
(۴) چو ائے عشق زدی باتو گفتم اے بُلبُل — مکن ایں گُلِ خودرو [3] برائے خویشتن ست

حل لغات:

★ مبتلائے خویشتن: خود بخود مبتلا ہونے والا۔ ★ بکش غمزہ: آنکھ کے اشارے سے اسے مار ڈالا۔ ★ مراد بر آید: مراد پوری ہو، تمنا بر آئے۔ ★ بجانت۔ تیری جان کی قسم ★ شباں تیرہ۔ سیاہ رات ★ رائے زدی۔ رائے دی ★ گُلِ خودرو۔ خود بخود اگنے والا لالہ کا پھول۔ ظاہر ہے یہ کسی بلبل کے لیے نہیں ہوتا۔

ترجمہ:

(۱) تیری زلف کے جال میں یہ دل اپنے آپ پھنسا ہے۔ اے محبوب! اسے تو اپنے غمزے سے ہلاک کر دے اسے قتل کر دے اس کی یہی سزا مناسب ہے۔ اس کی خودی کی یہی سزا ہے۔

(۲) اگر ہمارے دل کی مراد تیرے ہاتھوں سے پوری ہو جائے تو پھر جلدی کر کہ نیکی اپنے لیے ہی ہوتی ہے یعنی ہر نیکی تو اپنے لیے ہی کرے گا۔ کیونکہ مَنْ عَمِلَ صَالِحًا فَلِنَفْسِهٖ ۔ جو نیکی کرتا ہے اپنے لیے کرتا ہے۔ اپنی ذات (نفس) کے لیے ہی کرتا ہے۔

(۳) اے میرے شیریں محبوب! تیری جان کی قسم میں چاہتا ہوں کہ شمع کی طرح اندھیری رات میں جل جل کر اپنی ہستی فنا کر ڈالوں۔ یعنی جس طرح شمع اندھیری راتوں میں جلتی رہتی ہے اور آخر فنا ہو جاتی ہے اسی طرح عاشق بھی ہجر کی تاریک راتوں میں آتشِ فراق سے جل کر تباہ ہو جاتا ہے۔

(۴) اے بُلبُل! جب تو نے عشق کا ارادہ ظاہر کیا ہے تو میں نے کہا کہ ایسا ہر گز نہ کرنا کیونکہ کہ یہ جو خود بخود اُگا ہوا لالے کا پھول ہے (جسے گل بیگانہ بھی کہتے ہیں) یہ صرف اپنے ہی لیے ہے۔ اس سے دل مت لگانا۔

---

[1] بعض نسخوں میں بجش زود کی جگہ بدست باش ہے۔
[2] بعض نسخوں میں من کی جگہ دھن ہے۔
[3] بعض نسخوں میں ''ایں گل خودرو'' کی جگہ ''کہ آں گل خنداں'' ہے۔

(۵) بمشکِ چین وچگل نیست حُسنِ[1] گل محتاج! | کہ نافہاش ز بند قبائے خویشتن ست
(۶) مَرو بخانہء ارباب بے مروّتِ دہر! | کہ گنجِ[2] عافیتست دَرسرائے خویشتن ست
(۷) بسوخت حافظ در شرطِ عشق وجانبازی[3] | ہنوز برسرِ عہد و وفائے خویشتن ست

حل لغات:

* چگل۔ ترکستان کے ایک مشہور شہر کا نام جو کہ ایک حُسن خیز شہر ہے اس علاقہ کے نافہ ہائے آہو بھی مشہور ہیں * اربابِ بے مرومت دہر۔ زمانے کے بے مروت لوگ * عافیتست: تیری عافیت، تیرا تحفظ۔

ترجمہ:

(۵) پھول کا حسن چین وچگل کی کستوری کا محتاج نہیں ہے کیونکہ اس کے اپنی قبا کے بند میں نافے موجود ہیں۔ مطلب یہ کہ پھول کی اپنی گرہ میں کئی نافوں کی خوشبو موجود ہے اس کو نافہ ہائے مشک کی ضرورت نہیں ہے۔ یعنی ہمارے محبوب کی خوبصورتی مکمل ہے اُسے کسی بیرونی لازمۂ حسن کی پرواہ نہیں ہے۔

(۶) زمانے کے بے مروت لوگوں کے گھر نہ جا کیونکہ ترا گنجِ عافیت اپنے گھر میں ہے۔ مطلب یہ کہ انسان کو آرام صرف اپنے گھر میں ہی نصیب ہوسکتا ہے بے مروت اہلِ زمانہ کے پاس جا کر اپنی عزت کو برباد نہیں کرنا چاہیے۔ جس طرح کہ کسی نے کہا ہے۔

گر تو خواہی عزت و دنیا و دیں | عُزلتے از مردمِ دنیا گزیں
گر نباشد خانہ ہائے زرنگار | ے تواں کردن بسر دَر کُنجِ غار

(۷) حافظ جل گیا اور شرطِ عشق و جانبازی میں وہ اب تک اپنے عہد اور اس کے ایفا پر آمادہ ہے اور قائم واستوار ہے۔ مطب یہ کہ باوجودیکہ حافظ کو عشق کی آگ نے جلا ڈالا ہے مگر وہ اپنے عہد وفا پر قائم ہے اور جان قربان کرنے پر بھی آمادہ ہے۔

----* * *----

---

[1] بعض نسخوں میں حُسن کی جگہ بُوئے ہے۔
[2] بعض نسخوں میں گنج کی جگہ کُنج ہے۔
[3] بعض نسخوں میں ''درشرطِ عشق وجانبازی'' کی جگہ ''درشرطِ عشقبازی اُو'' ہے۔

غزل نمبر (۶۰)

(۱) صوفی از پرتوِ مَے رازِ نہانی دانست — گوہر ہر کس ازیں [1] لعل توانی دانست

(۲) شرح [2] مجموعۂ گل مُرغِ سحر داند و بس — کہ نہ ہر کو ورقے خواند، معانی دانست

(۳) عرضہ کردم دوجہان بر دل کار افتادہ — بجز از عشقِ تو باقی ہمہ فانی دانست

(۴) آں شد اکنوں کہ ز افواہِ [3] عوام اندیشم — محتسب نیز ازیں [4] عیشِ نہانی دانست

حل لغات:

★ پرتو مے۔شراب کا عکس ★ مجموعہ گل۔ سے مراد پھول، چونکہ پھول کی پنکھڑیاں اس طرح یکجا ہوتی ہیں جس طرح کتاب کے ورق جلد میں۔اس لیے مجموعہ گل کہا ہے۔ ★ عرضہ کردم۔ میں نے پیش کیا ★ دِل کارافتادہ۔تجربہ کار، آزمودہ ★ آں شد اکنوں۔ وہ وقت گزر گیا ★ افواہِ عوام۔لوگوں کی بے بنیاد باتیں۔

ترجمہ:

(۱) صوفی نے شراب کے پرتو سے پوشیدہ راز جان لیا ہے۔اس لعل سے ہر شخص کا اصل جو ہر معلوم ہوسکتا ہے۔مطلب یہ کہ صوفی نے جب شراب پی تو اس کو تمام اسرارِ نہانی کا علم ہوگیا یہی نہیں بلکہ شراب ہر کسی کے جوہر کو ظاہر کر دیتی ہے۔

(۲) مجموعہ گل کی شرح وتشریح صرف اور صرف بُلبُل ہی جانتی ہے۔کیونکہ یہ کوئی ضروری نہیں ہے کہ ہر وہ آدمی جس نے کوئی ورق (صفحہ) پڑھا ہوا وروہ اس کے معانی بھی جان گیا ہو۔یعنی نہیں جانتا۔مطلب یہ ہے کہ رموزِ عشق کو صرف عاشق ہی سمجھ سکتے ہیں اور حسن معشوق سے بھی صرف وہی لوگ محظوظ ہو سکتے ہیں۔ ہر ابوالہوس کا یہ کام نہیں ہے۔

(۳) میں نے اپنے گئے گزرے تجربہ کار دل کے سامنے دو جہان کی نعمتیں پیش کیں لیکن اُس نے تیرے عشق کے سوا باقی تمام چیزوں کو فانی قرار دے دیا۔رد کر دیا۔یعنی میں نے دل کو یہ اختیار دے دیا کہ تجھے جس چیز کی ضرورت ہے اُسے لے لے۔ مگر اُس نے دونوں جہان کو فانی سمجھتے ہوئے تیری محبت کے سوا ہر شے کو رد کر ڈالا ہے۔

(۴) اب وہ زمانہ گیا کہ میں لوگوں کی بے بنیاد باتوں کی فکر کروں۔محتسب بھی اب اس عیش نہانی کو جان گیا ہے۔یعنی اب مجھے لوگوں کی باتوں کی کوئی پرواہ نہیں ہے میں نے تو عشق میں عیش نہانی حاصل کرلیا ہے اور چھپ چھپ کر شراب نوشی کرتا ہوں محتسب کو بھی اس کا پتہ ہے۔اب لوگوں کی باتوں کا کیا ڈر ہے۔

---

[1] بعض نسخوں میں ازیں کی جگہ ازآں ہے۔

[2] بعض نسخوں میں شرح کی جگہ قدر ہے۔

[3] بعض نسخوں میں افواہ کی جگہ افسوس ہے اور بعض میں ''ز ابنائے عوام ہے'' جو ٹھیک نہیں۔

[4] بعض نسخوں میں ازیں کی جگہ درین ہے۔

(۵) دِلبرا[1] آسائشِ ما مصلحتِ وقت ندید — ورنہ از جانب دل نگرانی دانست
(۶) سنگ وگلِ راکند ازیمنِ نظرلعل وعقیق — ہر کہ قدرِ نفس بادیمانی دانست
(۷) اے کہ از دفترِ عقل آیتِ عشق آموزی — ترسم ایں نکتہ بتحقیق ندانی دانست
(۸) مَے بیاور کہ نناز د بگل باغِ جہاں — ہرکہ غارت گریٔ بادِ خزانی دانست
(۹) حافظ ایں گوہرِ منظوم کہ از طبع انگیخت — اثرِ[2] تربیتِ آصفِ ثانی دانست

حل لغات:

★ آسائش۔آرام۔دل نگراں۔مشتاق دِل، دیکھنے والا، انتظار کرنے والا دِل ★ یُمن۔برکت ★ بادیمانی۔منسوب بہ یمن، ایک مشہور علاقے کا نام چونکہ یہ ملک کعبہ کے دائیں ہاتھ کی طرف واقع ہے اس لیے یمن نام ہوا۔ یہاں کے لعل مشہور ہیں ★ بادِیمانی۔یعنی یمن کی ہوا جو یمن کی طرف سے آئے نفسِ بادیمانی میں یہاں رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ایک مشہور حدیث کی طرف اشارہ ہےاوروہ یہ ہے کہ اِنّی لَا جِدُ نَفَسُ الرّحمٰن مِن جَانَبِ الیُمن :یعنی مجھے یمن کی طرف سے نفس الرحمٰن کی خوشبوآتی ہے۔گویا یہ خوشبوایک خوشخبری تھی کہ اس طرف کوئی عاشق حق ہوگا جوفنافی اللہ ہوکر بقائے ابدی حاصل کرے گا نفس الرحمٰن اس لیے کہا کہ نفس عاشق جوفنافی المعشوق ہوجائے اسے نفسِ معشوق کہاجاسکتا ہے۔اس شعر میں الفاظ یمن۔یُمن لعل و عقیق کی تجنیس اور باہمی نسبت ظاہر ہے ★ عقیق۔ایک سرخ رنگ کا قیمتی پتھر ★ دفترِعقل۔عقل کی کتاب ★ نناز د۔ناز نہیں کرتا ★ غارتگری۔لوٹ مار ★ گوہرمنظوم۔پردئے ہوئے موتی، اشعارآبدار ★ آصف ثانی۔آصف حضرت سلیمانؑ کا مشہور روزیر۔اورآصفِ ثانی سے مرادعماد بن محمود ہے جوخواجہ صاحب کے وقت میں ایک علم دوست وزیرتھااس کی طرف حافظ کے کلام میں اور بھی کئی جگہ اشارے ہیں۔

ترجمہ:

(۵) ہمارے محبوب نے ہمارے آرام کووقت کی مصلحت کے خلاف گردانا۔ورنہ اُس نے ہماری طرف سے دل کومنتظراور بیتاب ہی دیکھا۔یعنی اُسے ہماری آتش اشتیاق کاعلم تھامگراُس نے ہمیں آسائش وآرام میں رکھنا اوراپنے وصل سے مشرف کرنا مصلحت کے خلاف سمجھا ہوگاجومحروم رکھا۔

(۶) جوشخص یمن کی ہوا کی خوشبو کی قدرپہچان گیا وہ اپنی نظر کی برکت سے پتھراورخاک کولعل وعقیق بناسکتا ہے۔کیونکہ وہ بادیمانی کے سانسوں کی قدرجانتا ہے۔

(۷) اے کہ توعقل کی کتاب سے عشق کی کوئی آیت سیکھنے کامتمنی ہے۔مجھے یہ ڈر ہے کہ تو یہ نکتہ تحقیق سے ہرگزنہ سیکھ سکے گا۔نہ جان سکے گا کیونکہ عقل ناقص ہےاورعشق کی پیچ درپیچ راہوں میں وہ تیری پوری رہنمائی نہیں کرسکتی میرزاعبدالقادر بیدل فرماتے ہیں۔

---

[1] بعض نسخوں میں دلبرکی جگہ لعلش ہے۔
[2] بعض نسخوں میں اثرکی جگہ زاثر ہے۔

بحصولِ مقصدِ عافیت نہ دلیل جو نہ عصا طلب		توز آشک آنہمہ کم نہء قدمے ز آبلہ پا طلب

(۸) اے ساقی تو شراب لا کہ جس نے بادخزاں کی غارتگری کو جان لیا وہ دنیا کے باغ کے پھولوں پر ناز نہیں کرتا۔ کبھی فخر وغرور نہیں کرتا یعنی دانا وہ ہے جو دنیا کی چندروزہ بہار پر مست نہ ہو اور عشق سے مستی حاصل کرے کیونکہ عشق کو بقا ہے اور دنیا فانی ہے بقول عمر خیام:

عمرت تا کے بخود پرستی گزرد		یا در پئے نیستی و ہستی گزرد

مے خور کہ چنیں عمر کہ غم در پئے اوست		آں بہ کہ بخوابِ یار بہ مستی گزرد

(۹) اے حافظ! یہ جو تیرے گوہرِ منظوم ہیں تیرے طبع زاد ہیں۔ یہ سب کچھ آصفِ ثانی کی تربیت کا ہی اثر ہے۔ مطلب یہ کہ حافظ کی خوش بیانی (آصفِ ثانی) (ممدوح خواجہ صاحب) کی صحبت اور تربیت کا ہی نتیجہ ہے۔

-----***-----

غزل نمبر (۶۱)

(۱) حاصلِ کارگہ کون و مکاں ایں ہمہ نیست		بادہ پیش آر کہ اسبابِ جہاں ایں ہمہ نیست

(۲) از دِل و جاں شرفِ صحبتِ جاناں غرض ست		ہمہ آن ست[1] وگرنہ دل و جاں ایں ہمہ نیست

(۳) منتِ سدرہ و طوبیٰ ز پئے سایہ مکش!		کہ چو خوش بنگری اے سروِرواں ایں ہمہ نیست

(۴) دولت آنست کہ بے خونِ دل آید بہ کنار		ورنہ باسعی عمل باغِ جناں ایں ہمہ نیست

حل لغات:

* کارگہ۔ کارگاہ، چیزوں کے بنانے کی جگہ، کارخانہ وغیرہ * کون۔ ہونا، ہست ہونا، دنیا، جہاں * مکان۔ رہنے کی جگہ * کون ومکان۔ دنیا، جہان * شرفِ صحبت جاناں۔ محبوب کی قربت کا شرف * ایں ہمہ۔ یہ سب کچھ * سدرہ۔ بیری کا درخت جو ساتویں آسمان پر ہے، اُسے سدرۃ المنتہیٰ کہتے ہیں اس سے اوپر کا کسی کو بھی علم نہیں ہے حضرت جبرائیل علیہ السلام بھی اس سے اوپر نہیں گئے صرف رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس سے آگے گئے ہیں * طوبیٰ۔ بہشت کا ایک خوشبودار درخت جس کی شاخ ہر اہلِ جنت کے مکان پر ہوگی اور گوناگوں میوے اور خوشبوئیں اس سے پیدا ہوں گی * آید بکنار۔ حاصل ہوجائے * سعی بہ عمل۔ عمل کرنے کی کوشش۔

ترجمہ:

(۱) اس دنیا کے کارخانے کا جو کچھ حاصل ہے کچھ بھی نہیں ہے۔ اے ساقی! تو شراب لا کہ اس دنیا کے اسباب کی اہمیت اور

[1] بعض نسخوں میں ہمہ آن است کی جگہ غرض الست ہے۔

وقعت کچھ بھی نہیں ہے۔ مطلب یہ کہ دنیا ناپائیدار ہے اس کی محبت میں گرفتار نہ ہو شراب پی اور خوش رہ۔

(۲) دل و جان کا اصل مقصد و مطلب یہ ہے کہ صرف محبوب کی ہم نشینی (قُربت) حاصل کی جائے ورنہ اس دِل و جان کی کوئی حیثیت و اہمیت نہیں ہے۔ دِل و جان تو کچھ چیز ہی نہیں ہیں۔ یعنی دل و جان محبوبِ حقیقی پر نچھاور کرنے کے لیے ہی ہے ورنہ کچھ بھی نہیں بقول مولانا حالی۔

دِل ہو کہ جان تجھ سے کیونکر عزیز رکھیئے! دِل ہے سو چیز تیری جان ہے سو مال تیرا

(۳) اے سرورِ رواں! تو سائے کے لیے سدرہ اور طوبیٰ کا احسان مت لے۔ جب تو اچھی طرح غور و فکر کرے گا تو تجھے اس حقیقت کا بخوبی علم ہو جائے گا کہ یہ تو کچھ بھی نہیں ہیں یعنی محبوبِ حقیقی کے مشاہدہ کے سامنے ان کی کچھ حقیقت و حیثیت نہیں ہے۔ جیسا کہ کسی نے خوب کہا ہے:

نہ جنت جویم و نے حُور نہ انہار میخواہم زتو ارزانی اے زاہد ہمہ من یار میخواہم

(۴) دولت وہ ہے کہ جو دل کا خون کئے بغیر حاصل ہو۔ ورنہ سعی و عمل کی وجہ سے اگر بہشت کا باغ بھی مل جائے تو دولت تو کیا باغ بہشت بھی کچھ چیز نہیں ہے۔ حافظ صاحب کا تو یہ اصول ہے کہ دل کا خون کئے بغیر اگر بہشت نہیں مل سکتی تو نہ ملے ہم اس کے لیے اپنے دل کو عذاب میں رکھنا گوارا نہیں کرتے بقولِ شاعر:

جائے ہے جی نجات کے غم میں ایسی جنت گئی جہنم میں!

(۵) پنج روزے کہ دریں مرحلہ مہلت داری![1] خوش بیاسائے زمانے کہ زماں ایں ہمہ نیست

(۶) برلبِ بحرِ فنا منتظریم اے ساقی! فرصتے داں کہ زلب تا بدہاں ایں ہمہ نیست

(۷) زاہد ایمن مشو از بازیٔ غیرت زنہار کہ رَہِ صُومعہ تا دیرِ مغاں ایں ہمہ نیست

(۸) درد مندے چومنِ سوختہ زار و نزار ظاہرا حاجتِ تقریر و بیاں ایں ہمہ نیست

حل لغات:

★ پنج روزے۔ پانچ روز، مراد چند روزہ زندگی ★ بیاسائے۔ آرام سے گزارے ★ برلب بحرِ فنا۔ فنا کے سمندر کے کنارے ★ ایمن مشو۔ بے فکر نہ ہو ★ صومعہ۔ خانقاہ ★ دیر۔ بت خانہ، شراب خانہ ★ چومن سوختہ۔ میری طرح جلا ہوا۔

ترجمہ:

(۵) اس دنیا میں جو تجھے چند روز کی فرصت و مہلت مل گئی ہے تو اسے غنیمت سمجھ اور کچھ وقت خوشی سے گزار لے کیونکہ یہ موقع بھی تجھ سے چھین لیا جائے گا یہ چند روزہ مہلت بھی نہ رہے گی۔

(۶) اے ساقی! ہم بحرِ فنا کے کنارے منتظر کھڑے ہیں۔ فرصت کو غنیمت جان کہ لبِ بحر سے دہن بحر تک کوئی زیادہ فاصلہ نہیں

---

[1] بعض نسخوں میں داری کی جگہ یابی ہے۔

ہے۔یعنی ہستی اور نیستی زندگی اور موت کے درمیان کچھ دُوری نہیں ہے۔جس طرح کہ لب بحر اور لب دہن میں کچھ بعد نہیں ہے۔

(۷) اے زاہد! تو غیرت کی چالوں سے بے خوف نہ ہو کیونکہ مسجد اور بت خانے کے درمیان کوئی فاصلہ نہیں ہے، کوئی دوری و مسافت نہیں ہے۔مطلب یہ کہ اے زاہد! تو اپنے مشرب اور طریقے پر مغرور نہ ہو کیونکہ غیرت الٰہی کے نزدیک مسجد و دیر میں کوئی فاصلہ نہیں ہے۔جس طرح کہ کسی نے کہا ہے:

دیر کی تحقیر کر اتنی نہ اے شمعِ حرم   آج کعبہ بن گیا کل تک یہی بُت خانہ تھا

(۸) مجھ جیسے جلے ہوئے زار و نزار کی دردمندی ظاہر ہے کہ چنداں تقریر و بیان کی محتاج نہیں ہے۔یعنی مجھ جیسے سوختہ جاں زار و خستہ حال آدمی کے دل کا درد آپ جانتے ہیں، یہ محتاج بیان نہیں ہے۔

(۹) از تہتک مکن اندیشہ وچوں گُل خوش باش [1]   زانکہ تمکینِ جہاں گزراں ایں ہمہ نیست

(۱۰) نام حافظ رقم نیک پذیرفت ولے   پیشِ رنداں رقمِ سُود و زیاں ایں ہمہ نیست

حل لغات:

★ تہتک۔رسوائی و بدنامی ہونا، بے عزتی ہونا ★ تمکین۔عزت ★ ایں ہمہ نیست۔یہ سب کچھ ہی نہیں ہے، فانی ہے ★ پزیرفت۔مقبول ہوا۔پزیرائی حاصل کی ★ رقم۔لکھا جانا، نفع پانا۔

ترجمہ:

(9) تو رسوائی اور بدنامی سے نہ ڈر اور پھول کے مانند خوش رہ جو کہ جب بھی کھلتا ہے تو اس کی بھی پتی پتی ہو جاتی ہے یعنی پردہ دری ہوتی ہے مگر وہ خوش اور خنداں رہتا ہے۔چونکہ دنیا ناپائیدار ہے اور اس کی کسی چیز پر بھی اعتبار نہیں ہے اس کی عزت و ذلت بھی کچھ وقعت نہیں رکھتی (اصل عزت تو اللہ، اس کے رسول ﷺ اور مومنین کے لیے ہے)

(10) اگرچہ حافظ کے نام نے بڑی پزیرائی اور قبولیت و شہرت حاصل کی ہے مگر رندوں کے نزدیک نفع و نقصان کی کوئی اہمیت و حیثیت نہیں ہے، یہ کبھی بھی نہیں ہے۔

----***----

غزل نمبر (۶۲)

(۱) بحریست بحرِ عشق کہ ہیچش کنارا نیست [2]   آنجا جز ایں کہ جاں بسپارند چارہ نیست

---

[1] بعض نسخوں میں یہ شعر نہیں بلکہ دیگر چند اشعار ہیں۔

[2] بعض نسخوں میں یہ غزل شامل نہیں ہے۔

(۲) آندم کہ دِل بعشق دہی خوش دمے بود — درکارِ خیر حاجتِ ہیچ استخارہ نیست
(۳) ما را بمنعِ عقل مترساں و مے بیار — کاں شحنہ در ولایتِ ماہیچ کارہ نیست
(۴) از چشم خود بپرس کہ ما را کہ می کُشد! — جانا گناہِ طالع و جُرمِ ستارہ نیست

حل لغات:

* جاں سپارند۔ جان دے دیں * خوش دمے۔ اچھاوقت * استخارہ۔ طلب خیر۔ اصطلاحاً کسی کام کے انجام کی نسبت آ گہی حاصل کرنا، رات کوسوتے وقت دعائے قنوت اور کئی اور دعائیں پڑھ کر سوتے میں رات کو جوخواب دیکھتے ہیں اس کی مناسبت سے نتیجہ اخذ کرتے ہیں کہ کام کا انجام کیا ہوگا مختلف مذاہب اور طریقوں کے لوگ مختلف طور سے استخارہ کرتے ہیں۔ اس شعر کا دوسرا مصرعہ تو ضرب المثل کی صورت اختیار کر چکا ہے اور زبان زدِ خلایق ہے * مترساں۔ مت ڈرا * شحنہ۔ کوتوال * ہیچ کارہ۔ کوئی کام * کہ۔ کون * طالع۔ قسمت، نصیبہ۔

ترجمہ:

(۱) بحرِ عشق اک ایسا بحر ہے کہ جس کا کوئی بھی کنارہ نہیں ہے۔ وہاں پر تو جان قربان کر دینے کے سوا اور کوئی چارہ ہی نہیں ہے۔ بحرِ عشق بیکراں ہے اور اس میں سے سلامت نکل آنے کی اُمید خیال خام ہے اس لیے سوائے اس کے اور کوئی چارہ نہیں کہ جان دے دی جائے۔ یا تو جان رکھنی پڑے گی یا پھر دلبر:

؎ رسمِ عاشق نیست با یک دِل دو دلبر داشتن — یا ز جاناں یا زجاں بائست دل برداشتن!

(۲) اس لیے کہ اگر تو دل عشق میں دینا چاہے تو جس وقت یہ خیال آئے اُسی وقت دے دے کیونکہ یہ بڑا ہی نیک کام ہے اور نیک کام کے لیے استخارے کی کوئی ضرورت نہیں ہوتی کیونکہ نیک کام کا نتیجہ ہمیشہ نیک ہی ہوتا ہے۔

(۳) تو ہمیں عقل کے منع کرنے سے نہ ڈرا اور شراب لا کیونکہ ہمارے ملک میں یہ کوتوال کسی کام کا نہیں ہے۔ بالکل ناکارہ ہے۔ یعنی محتسب عقل سے معزول ہوتا ہے اور اُسے کچھ اختیار نہیں ہوتا اس لیے ہمیں نہ ڈراؤ عشق میں بھلا عقل کا کیا کام؟ بس تم شراب لاؤ۔

(۴) تو یہ اپنی آنکھوں سے پوچھ کہ ہمیں کون قتل کر رہا ہے؟ اسے دوست (محبوب) اس میں قسمت اور ستارے کا کوئی گناہ نہیں ہے۔ کوئی جرم نہیں ہے۔ یعنی سب کچھ ہی اُس محبوبِ حقیقی کے ہاتھ میں ہے۔

(۵) رویش بچشمِ پاک تواں دید چوں ہلال — ہر دیدہ جائے جلوۂ آں ماہ پارہ نیست
(۶) فُرصت شمر طریقۂ رِندی کہ ایں نشاں! — چوں راہِ گنج بر ہمہ کس آشکارہ نیست
(۷) نگرفت در تو گریۂ حافظ ہیچ روے! — حیراں آں دِلم کہ کم از سنگِ خارہ نیست

حل لغات:

★ ماہ پارہ۔ چاند کا ٹکڑا، محبوب ★ راہِ گنج۔ خزانے کا راستہ ★ آشکارہ۔ ظاہر، عیاں ★ سنگِ خارہ۔ سخت پتھر ★ بیچ رو۔ کسی طرح ★ نگرفت درتو۔ تجھ پر کوئی اثر نہ کیا۔

ترجمہ:

(۵) اس (محبوب) کا چہرہ ہلال کی طرح صاف اور پاک آنکھ سے ہی دیکھا جا سکتا ہے۔ ہر آنکھ اُس چاند کے ٹکڑے (محبوب) کے جلوۂ حسن کو نہیں دیکھ سکتی۔ میرزا بیدل نے بھی کیا خوب کہا ہے:

حُسن در اظہارِ شوخی رنگِ تقصیرے نداشت — چشمہا غفلت نگہ شد جلوہ محوِ ناز ماند

(٦) تو رندوں کے طور اور طریقوں کو غنیمت سمجھ کیونکہ یہ نشان خفیہ خزانے کی راہ کی طرح ہر کسی پر ظاہر نہیں ہوا کرتا۔ ہر کوئی نہیں جانتا یعنی رندی کا طریقہ عوام پر ظاہر نہیں ہے اور یہ ایک قیمتی خزانہ ہے جو صرف خاص لوگوں کو ہی پتہ ہے جس طرح خزانہ کا علم ہر کس و ناکس کے لیے خطرناک ہے اسی طرح طریقہ رندی بھی چند لوگ ہی جانتے ہیں جو خاص اور اللہ کے مقرب ہوتے ہیں۔

(۷) حافظؔ کے اس رونے دھونے نے تجھ پر کچھ اثر نہ کیا، تو کسی طور بھی اس سے متاثر نہ ہو سکا۔ میں تیرے اس دل پر حیران ہوں کہ جو سخت پتھر سے کم نہیں ہے۔ یعنی جس طرح بارش کا پانی پتھر پر اثر نہیں کرتا اسی طرح میری گریہ وزاری بھی تیرے پتھر جیسے دل پر کچھ اثر نہیں کرتی۔

----***----

غزل نمبر (٦٣)

(۱) چہ لُطف بود کہ ناگاہ رشحۂ قلمت! — حقوقِ خدمتِ ما عرض کرد بر کرمت

(۲) بنوکِ خامہ رقم کردہ سلام مرا — کہ کارخانۂ دوراں مباد بے رقمت

(۳) نگویم از منِ بیدل بسہو کردی یاد — کہ در حساب خرد سہو نیست بر قلمت

(۴) مرا ذلیل مگرداں بشکرِ ایں نعمت — کہ داشت دولتِ سرمد عزیز و محترمت

حل لغات:

★ سہو۔ غلطی سے، بھول کر ★ بیدل۔ عاشق، دیوانہ، پریشان حال، بغیر دل کے ★ مگرداں۔ مت کر ★ سرمد۔ ہمیشہ دائم از ازل تا ابد، قائم و دائم۔

ترجمہ:

(۱) وہ کیا لطف تھا اور کیا مہربانی تھی کہ اچانک تیرے قلم کی تراوش نے تیرے کرم کے سامنے میری خدمت کے حقوق پیش کر دیے

(اصل میں یہ اشعار حافظ نے اپنے کسی دوست کے خط کے جواب میں لکھے ہیں)

(۲) تو نے مجھے قلم کی نوک سے سلام تحریر کیا ہے۔ خدا کرے کہ اس زمانے کا کارخانہ تیری تحریر و نگارش کے بغیر نہ ہو۔ یعنی تجھے اور تیری نگارش کو قبولیت و پزیرائی حاصل ہو۔

(۳) میں یہ نہیں کہتا کہ تو نے مجھ عاشق و دیوانے کو بھولے سے یاد کیا ہے کیونکہ عقل کے حساب میں تیرے قلم پر غلطی ممکن ہی نہیں ہے۔ یعنی عقل نہیں مانتی کہ آپ کے قلم سے کوئی غلطی واقع ہو سکے۔

(۴) اللہ تعالیٰ نے تجھے جو عزت و حرمت کی نعمت بخشی ہے تو اس نعمت کے شکرانے میں مجھے رسوا نہ کر کیونکہ ہمیشہ کی دولت نے تجھے عزت و حرمت والا بنایا ہے تو بھی مجھے عزت بخش اور ذلت سے بچا۔

(۵) بیا کہ باسرِ زلفت قرار خواہم کرد!   کہ گر سرم برود بر ندارم از کرمت

(۶) زحالِ ما دلت آگہ شود مگر وقتے!   کہ لالہ بروید از خاکِ کشتگانِ غمت

(۷) روانِ تشنۂ ما را بجُرعۂ دریاب   چو میدہند زلالِ خضر زِ جامِ جمت

(۸) صبا ز روئے تو با ہر گُلے حدیثے کرد   رقیب کے رہِ غماز داد در حُرمت

حل لغات:

★ قرار خواہم کرد۔ میں آرام کرنا چاہتا ہوں، عہد کرنا چاہتا ہوں ★ برندارم۔ میں نہیں ہٹاؤں گا ★ مگر۔ شاید ★ بروید۔ اُگ پڑے ★ کشتگانِ غمت۔ تیرے غم میں مارے جانے والے ★ روانِ تشنہ۔ پیاسی جان، پیاسی روح ★ بجُرعہ۔ ایک گھونٹ سے ★ دریاب حاصل کر۔ پالے ★ زلالِ خضر۔ مراد آبِ حیات ★ حدیثے کرد۔ بات کہہ دی ★ غماز۔ آنکھ سے اشارہ کرنے والا، طعنہ زن ★ رقیب۔ نگہبان پاسبان (دشمن)

ترجمہ:

(۵) آ کہ میں تیری سرِ زلف کے ساتھ قرار پکڑوں گا۔ اس کے لیے اگر میرا سر بھی چلا جائے تو بھی تیرے قدموں سے اپنا سر نہیں اُٹھاؤں گا۔ مطلب یہ کہ میں اپنے دل کو تیری زلف میں قید کر کے ہمیشہ وہیں پر رہوں گا اگر میرا سر بھی کیوں نہ چلا جائے۔

(۶) ہمارے حال سے تیرا دل واقف ہو جائے گا مگر اس وقت کہ گل لالہ تیرے عشق میں مارے جانے والوں کی خاک پر اُگ پڑے گا۔ یعنی تجھے اس وقت ہمارے ارمان و حرمان کا پتہ چلے گا جب ہم نہ ہوں گے اور ہماری قبروں پر گل لالہ اُگا ہو گا۔

(۷) تو ہماری پیاسی جان کو ایک گھونٹ پلا کر اپنا لے۔ (یا ایک گھونٹ کے ذریعے سے بچا لے) خاص کر اس وقت کہ جب حضرت خضر علیہ السلام تیرے جامِ جم میں (شرابِ طہور) دے رہے ہیں یعنی آبِ حیات تیرے جام میں ڈالا جا رہا ہے۔ اور تو ہمیں پیاسوں کو ایک گھونٹ ہی بخش دے۔

(۸) بادِ صبا نے ہر پھول کے ساتھ تیرے چہرۂ (رُخسار) کی باتیں کیں نجانے اس غماز (بادِ صبا) کو دربان نے حریم حرم میں جانے کی اجازت کیسے دے دی؟ مطلب یہ ہے کہ مرشد نے مریدوں کو محبوب کے حسن و جمال سے آگاہ کر کے مقصد حاصل کر لیا

اور نفس کی مخالفانہ جدو جہد رائیگاں ہوگئی۔

(۹) دلم مقیم درِتست حرمتش میدار — بشکر آنکہ خدا داشتہ است محترمت!
(۱۰) ہمیشہ وقتِ تو اے عیسیٰ صباخوش باد — کہ جانِ عاشقِ دل خستہ زندہ شد بدمت
(۱۱) کمین گاہ است وتو خوش تیز میروی حافظ — مکن کہ گر بر آید ز شہ رَہِ عدمت

حل لغات:

★ ★ حرمتش میدار۔ اس کی عزت وقدر کر ★ اے عیسیٰ صبا۔ اے دم عیسیٰ کا معجزہ رکھنے والی صبا ★ بدمت۔ تیرے دم سے، تیری پھونک سے ★ کمین گاہ۔ وہ جگہ جہاں دشمن چھپ کر بیٹھ جائے ★ عدمت۔ تیرا اس دنیا میں نہ رہنا۔

ترجمہ:

(۹) میرا دِل تیرے در پر مقیم ہو چکا ہے تو اس کی عزت وتکریم کر۔ اس بات کے شکریہ میں کہ خدا نے تجھے محترم ومکرم کیا ہے، عزت وتو قیر بخشی ہے۔ یعنی اللہ نے تجھے عزت بخشی ہے، ہم خاک نشینوں کو اپنے آستانے پر عزت بخش۔
(۱۰) اے دمِ عیسیٰؑ کا معجزہ رکھنے والی صبا! تو ہمیشہ خوش رہے کہ اک خستہ دِل عاشق کی جان نے تیرے دم سے نئے سرے سے زندگی پائی ہے۔ صبا سے مراد مرشد یا پیغمبر بھی ہو سکتے ہیں۔
(۱۱) اے حافظ! دشمن گھات میں بیٹھے ہیں اور تو بڑی تیزی سے چلا جا رہا ایسا نہ کر کہ کہیں تیری گردعدم کی شاہراہ سے نہ اُٹھ پڑے۔ تو معدوم نہ ہو جائے۔ مارا نہ جائے۔
(نوٹ) بعض نسخوں میں شعر نمبر ۸، نمبر ۹ اور نمبر ۱۱ شامل نہیں ہیں۔

----★★★----

غزل نمبر (۶۴)

(۱) زگریہ مردم چشم نشستہ در خون ست — ببیں کہ در طلبت حالِ مردماں چون ست!
(۲) بیادِ لعل و لب و چشمِ مستِ میگونت — زجام غم مے لعلے کہ می خورم خون ست
(۳) زمشرقِ سرِ کوے آفتابِ طلعتِ تو! — اگر طلوع کند طالعم ہمایون ست
(۴) حکایتِ لبِ شیریں کلامِ فرہادست — شکنجِ طرۂ لیلےٰ مقامِ مجنون ست

حل لغات:

★ مردم۔ آنکھ کی پتلی ★ طلبت۔ تیرے حصول کی کوشش، مردم اور مردماں میں تجنیس زاید ہے ★ میگونت۔ تیرے شراب جیسے ★

مئے لعلے ۔سرخ شراب * طلعت ۔مراد چہرہ * طالعم ۔میرا نصیب * ہمایوں ۔مبارک * شیریں ۔کوہکن فرہاد کی معشوقہ اور خسرو پرویز بادشاہ کی ملکہ تھی * شکنِ طرہ ۔زلف کا پیچ وخم * لیلےٰ ۔قیس کی معشوقہ * جو کہ لَیل ۔(رات) سے ہے چونکہ سیاہ رنگ تھی اس لیے یہ نام ہوا * مجنوں ۔جنوں زدہ، دیوانہ۔

ترجمہ:

(۱) گریہ وزاری سے میری آنکھ کی پتلی خون میں ڈوبی ہوئی ہے ۔تو دیکھ کہ تیری طلب میں لوگوں کا کیا حال ہے؟ اس سے اندازہ کر کہ عاشقوں کا تیرے انتظار میں کیا حال ہوتا ہے؟ یہ انتظار اور اشتیاق کی حد ہے۔

(۲) تیرے لعل جیسے سرخ لب اور شراب کے رنگ والی مست آنکھ کی یاد میں، میں ہر وقت غم کے جام سے جو سُرخ شراب پیتا ہوں وہ شراب نہیں بلکہ خون ہے ۔یعنی تیرے عشق میں اور تیرے لعل جیسے ہونٹوں اور مست آنکھ کی یاد میں ہر وقت اپنے دِل کا خون پیتا ہوں۔

(۳) اگر گلی وکوچہ کے مشرق سے تیرے چہرے کا سورج طلوع ہو جائے تو میں سمجھوں گا کہ میری قسمت مبارک ہے یعنی اگر تو مجھے سرِ کوئے ہی نظر آجائے تو میں خود کو بہت ہی خوش نصیب سمجھوں گا۔

(۴) شیریں لب کی حکایت کلامِ فرہاد ہے اور زلفِ لیلےٰ کا خم مقامِ مجنوں ہے ۔یعنی عاشق ہمیشہ اپنے محبوب کے لبِ لعل کا ذکر کرتے ہیں اور اس کی زلف کے پیچ وخم میں ہمیشہ گرفتار رہتے ہیں۔

(۵) دِلم بجو کہ قدت ہمچو سروِ دلجوئے ست — سخن بگو کہ کلامت لطیف وموزوں ست

(۶) زدورِ بادہ بجان راحتے رساں ساقی — کہ رنجِ خاطرم از جوردورِ گردون

(۷) ازآں زماں[1] کہ زدستم برفت[2] یارِ عزیز — کنارِ دیدۂ من ہمچو رُودِ جیحوں ست

(۸) چگونہ شاد شود اندرونِ غمگینم ! — باختیار کہ از اختیار بیرون ست

(۹) زبیخودی طلبِ یار میکند حافظ! — چو مفلسے کہ طلب گارِ گنجِ قارون ست

حل لغات:

* دِلم بجو ۔میری دِلداری کر ۔دلجوئی کر * دورِ بادہ ۔شراب کا دور * دورِ گردوں ۔گردشِ فلک، گردشِ زمانہ * زدستم برفت ۔میرے ہاتھ سے نکل گیا * جیحوں ۔دریا کا نام جو خراساں اور ماوراءالنہر بلخ کے نزدیک بہتا ہے * چگونہ ۔کس طرح * گنجِ قارون ۔قارون کا خزانہ۔

ترجمہ:

(۵) اے محبوب! میری دلداری کر کہ تیرا قد وقامت سرو کی طرح دلکش ہے ۔بات کر اس طرح خاموش نہ رہ ۔کیونکہ تیرا کلام نہایت

---

[1] بعض نسخوں میں زماں کی جگہ دمے ہے۔

[2] بعض نسخوں میں برفت کی جگہ رود ہے جو بہتر نہیں لگتا۔

ہی پُرلطف اور موزوں ہے۔ تیرے کلام سے لطافت اور موزونیت ٹپکتی ہے۔

(۶) اے ساقی! دورِ ے سے جان کو راحت پہنچا کیونکہ میرے دل کا رنج دورِ گردوں کے ظلم سے ہے یعنی گردشِ آسمان اور حوادثاتِ روزگار سے میرا دل مغموم ہے اس لیے دورِ ساغرِ مے سے میرے رنج وغم کو دور کر اور دل وجاں کو راحت وخوشی بخش دے۔

(۷) اس وقت سے کہ جب سے میرا دل وجاں سے عزیز محبوب مجھ سے بچھڑ گیا ہے، میری آنکھوں کا گوشہ دریائے جیحون بن چکا ہے۔ یعنی میں محبوب کی جدائی میں اس قدر رویا ہوں کہ گویا آنکھوں سے دریا بہہ رہے ہیں۔ جس طرح کہ امیر مینائی کہتے ہیں:

؎ ہوا دونوں آنکھوں سے یہ جوشِ اشک   کہ گنگا سے جمنا مقابل ہوئے

(۸) میرا یہ غمگین دل کس طرح خوش وخرم ہو سکتا ہے جب کہ وہ میرے اختیار میں ہی نہیں ہے، اختیار سے باہر ہے۔ یعنی اپنے غمگین دل کو اپنی مرضی اور اپنے اختیار سے خوش نہیں کر سکتا یہ میرے اختیار میں ہی نہیں ہے اور جس کے اختیار میں ہے وہ بھی میرے اختیار میں نہیں ہے۔

(۹) حافظ مستی اور بیخودی میں اپنے محبوب کو ایسے تلاش کر رہا ہے کہ جیسے کوئی غریب ومفلس قارون کے خزانے کو تلاش کرتا ہے۔ گویا ایک مفلس ونادار ہے اور قارون کے خزانے کا طلب گار ہے پاس تو کچھ بھی نہیں ہے اور آرزو اس قدر بڑی ہے۔

-----***-----

غزل نمبر (۶۵)

(۱) زاں یار دلنوازم شکریست باشکایت   گر نکتہ دانِ عشقی بشنو ایں حکایت

(۲) بیمزد بود ومنّت ہر خدمتے کہ کردیم   یارب مبادکس را مخدومِ بے عنایت

(۳) رندانِ تشنہ لب را آبے نمی دہد کس!   گویا ولی شناساں رفتند از ولایت

(۴) در زلف چوں کمندش اے دِل مپیچ کانجا   سرہا بریدہ بینی بے جُرم و بے جنایت

حل لغات:

★ شکریست باشکایت ۔ شکریے کے ساتھ شکایت بھی ہے ★ بے مزد۔ بے اُجرت، بغیر حق خدمت لینے کے، مفت ★ ولی شناساں۔ اللہ کے ولیوں کو پہچاننے والے ★ جنایت۔ گناہ، گناہ کرنا۔

ترجمہ:

(۱) اس دلنواز محبوب سے مجھے اس شکریے کے ساتھ ساتھ شکایت بھی ہے اگر تو عشق کے نکات کو سمجھتا ہے، جانتا ہے تو پھر میری یہ

بات (کہانی) اچھی طرح سے سن، غور سے سن (یعنی یہ شکوہ و شکایت بھی اک عرض و درخواست ہی ہے)

(۲) ہم نے جو بھی آپ کی خدمت کی وہ بے مزد اور بے احسان تھی۔ اے میرے پروردگار کسی کا آقا و مالک اس قدر مہربان نہ ہو۔ کسی کا مخدوم بے عنایت نہ ہو۔ خدمت اور حق خدمت کا ذکر بھی عاشقانہ گفتگو میں جائز ہے۔

(۳) ان پیاس کے مارے رِندوں کو کوئی شخص پانی بھی نہیں دیتا۔ گویا اللہ کے ولیوں کو پہچاننے والے لوگ اس دنیا و ملک سے جا چکے ہیں۔ کیونکہ مشہور ہے کہ ولی را ولی می شناسد۔ ولی ولی کو پہچانتا اور جانتا ہے۔ یہ رند ولی ہیں اور ان کو کوئی پہچانتا بھی نہیں۔ اگر کوئی ہوتا تو ضرور ان کی آتشِ شوق کو سرد کرنے کے لیے شراب کا جام دیتا۔

(۴) اے دِل تو اس کی کمند جیسی زلفوں میں پیچ و تاب نہ کھا۔ (نہ اُلجھ) کیونکہ اس جگہ پر تو بے جرم اور بے گناہ بہت سے کٹے ہوئے سر دیکھے گا۔ مطلب یہ کہ زلفِ محبوب کے خم میں گرفتار نہ ہو کیونکہ وہاں بے جرم و بے گناہ کئی لوگوں کے سر کٹ چکے ہیں۔ تیرا بھی کہیں یہی انجام نہ ہو۔

(۵) ایں راہ را نہایت صورت کجا تواں بست — کش صد ہزار منزل بیش ست در بدایت

(۶) چشمت بغمزہ مارا خون خورد و می پسندی — جانا روا نباشد خون ریز را حمایت

(۷) ہر چند بردی آبم رو از درت نتابم — جور از حبیب خوشتر کز مدّعی رعایت

(۸) اے آفتابِ خوباں می سوزد[1] اندرونم — یک ساعتم بگنجان در سایہ عنایت

حل لغات:

٭ نہایت صورت۔ انتہائی صورت ٭ بدایت۔ ابتدا ہی میں، شروع ہی میں۔ ٭ خون خورد: خون پی لیا۔ ٭ روا نباشد: جائز نہیں ہوتا۔ ٭ بردی آبم: تو نے میری آبرو ختم کر دی۔ ٭ از درت نتابم: تیرے در سے منہ نہ پھیروں گا۔ ٭ خوشتر: اچھا، بہتر۔ ٭ خوباں: حسین۔

ترجمہ:

(۵) اس راستے میں انجام کی کیا صورت ہو سکتی ہے جبکہ اس کے آغاز میں ہی لاکھوں منزلیں پیش آتی ہیں۔ یعنی راہِ عشق اس قدر طویل ہے کہ اس کی ابتدائی منازل کی تعداد بھی لاکھوں سے زیادہ ہے۔ انتہائی مراحل کا تو ذکر ہی کیا۔ بقول میر:

تھی صعب عاشقی کی بدایت ہی میر پر — نہ جانیئے کہ حالِ نہایت کو کیا ہوا

(۶) تیری آنکھ نے اپنے غمزہ سے ہمارا خون کر دیا اور تجھے یہ اچھا لگا۔ اے محبوب! خونی و قاتل کی امداد کسی طور بھی روا و جائز نہیں ہے۔ قاتل کی حمایت ناروا ہے کیونکہ اعانتِ جرم، جرم کرنے کے مترادف ہے۔

(۷) ہر چند تو نے میری آبرو برباد کی لیکن میں تیرے در سے منہ نہ پھیروں گا کیونکہ دوست و محبوب کا ظلم و جور بھی دشمن کی مہربانی سے اچھا اور بہتر ہوتا ہے۔ یعنی اگرچہ تیرے عشق میں مجھے بدنامی ملی لیکن تیری محبت میرے دِل سے جا نہیں سکتی۔

---

[1] بعض نسخوں میں "می سوزد" کی جگہ "می جوشد" ہے۔

(۸) اے حسینوں کے آفتاب! میرا دل جل رہا ہے۔ کچھ دیر کے لیے مجھے اپنی مہربانی کے سایہ کے نیچے جگہ دے دے! یعنی اے محبوب! میرا سینہ آتشِ ہجر سے سوختہ ہو چکا ہے اب تو اس پر اپنا آبِ وصال ڈال دے تا کہ اسے آرام وسکون آ جائے۔ جس طرح آفتاب سے سایہ کی درخواست بے سود ہے اسی طرح محبوب سے بھی لطف کی عرض بے فائدہ ہے۔

(۹) درایں شب سیاہم گم گشتہ راہِ مقصود — از گوشۂ بروں آ اے کوکبِ ہدایت!

(۱۰) از ہر طرف کہ رفتم جز وحشتم نیفزود — زنہار ازیں بیاباں ویں راہ بے نہایت

(۱۱) عشقت رسد بفریاد گز خود بسانِ حافظ — قران زبر بخوانی بہ چار دہ روایت

حل لغات:

* راہ مقصود۔منزل کی راہ * کوکب۔ستارہ * وحشتم۔میری وحشت، میری دیوانگی * نیفزود۔زیادہ نہیں ہوتی * بے نہایت۔ جس کی کوئی انتہا نہ ہو * بساں حافظ۔حافظ کی طرح * زبر بخوانی۔حفظ پڑھے گا * چاردہ روایت۔قرآن شریف پڑھنے کی سات قرائتیں ہیں، خلفائے راشدین کے بعد بعض آدمی قرآن شریف کے پڑھنے میں غلطیاں کرتے تھے، اکابران زمانہ نے یہ اتفاق کیا کہ جس شہر میں مصحف امیر المومنین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ ہوں اس جگہ کے ماہرانِ قرآن اس مصحف کی رو سے تعلیم دیں ورنہ تعلیم قابلِ اعتبار نہ ہوگی چنانچہ (۱) امام نافع مدینہ منورہ میں (۲) امام کثیر مکہ معظمہ میں (۳) امام ابوعمر بصرہ میں (۴) امام ابن عامر شام میں (۵) امام عاصم (۶) امام حمزہ (۷) امام کسائی کوفہ میں مقرر ہوئے۔ان میں سے ہر ایک اس تہجی کے مطابق جو ان تک رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بواسطہ اساتذہ کے پہنچی تھی تعلیم دیتے تھے۔ان سات اماموں سے ہر امام کے دو راوی ہیں گویا کُل چودہ راوی ہوئے اور چودہ روائتیں ہوئیں۔ان کے دو راویوں کا نام ابو بکر اور حفص ہے (ماخوذ از رسالہ البیان الجزیل للترتیل ورسالہ مقصود القاری)

ترجمہ:

(۹) اس اندھیری رات میں میں اپنی منزل مقصود کا راستہ کھو چکا ہوں۔اے ہدایت کے ستارے! تو میری رہنمائی کر اور کسی گوشے سے باہر آ جا۔حقیقت میں یہ دنیا ایک اندھیری رات ہے اور اندھیری رات میں سالک کو گمراہ ہونے کا بڑا اندیشہ ہوتا ہے اگر کوئی ستارہ روشن ہو کر رہنمائی کرے تو منزل مقصود پر پہنچنے کی اُمید ہو سکتی ہے۔جہاز رانوں اور مسافروں کے لیے ستاروں کی اہمیت صاف ظاہر ہے۔دنیا میں آدمی کو گمراہ کرنے کے لیے کئی غول راہ اور کئی شیطان ہیں اس لئے حافظ راہنمائی کی ضرورت محسوس کرتے ہیں۔مولانا جامیؒ نے بھی ایسی ہی بات کی ہے:

راہیست پر از خطر رہِ عشق — آنجا ہمہ رہ زنانِ بے باک

بے بدرقۂ عنایتِ تو — نتواں شد ازیں رہ خطرناک

(۱۰) میں جس طرف بھی گیا اُس طرف وحشت ہی وحشت بڑھتی نظر آئی۔خبردار! اس کہیں ختم نہ ہونے والے جنگل وصحرا سے اور اس راستے سے خبردار! جس کی کوئی انتہا نہیں ہے۔یعنی عشق کی راہ بے پایاں ہے اور اس کا بیابان وحشت افزا ہے غنیمت

گنجا ہی نے بھی اس کی بے پایانی کا ذکر کچھ یوں کیا ہے:

نگردد قطع ہر گز جادۂ عشق از دویدنہا — کہ می بالد بخود ایں راہ چوں تاک از بریدنہا

(۱۱) تیری فریاد سن کر عشق تیری ضرور مدد کو پہنچے گا اگر تو حافظ کی طرح قرآن مجید حفظ کر لے اور چودہ قرأت کے ساتھ اسے پڑھے تو عشقِ الٰہی تیری مدد کرے گا تیری فریاد سنے گا۔ یعنی عاشق و معشوق کے مابین یہی ایک وسیلہ ہے اور اسی کے ذریعے سے ہی وصال محبوب ممکن ہے۔ قرآن شریف کی تلاوت اور اس کے احکام کی تعمیل اور امر و نواہی کی پابندی کے بغیر کوئی مسلمان نجات نہیں پا سکتا اور نہ مشاہدۂ ذاتِ الٰہی سے ہی فیض یاب ہو سکتا ہے۔

----***----

غزل نمبر (۶۶)

(۱) یارب سببے ساز کہ یارم بسلامت! — باز آید و برہاندم از چنگِ[1] ملامت

(۲) خاکِ رہِ آں یار سفر کردہ بیارید — تاچشمِ جہاں بیں کنمش جائے اقامت

(۳) فریاد کہ ازشش جہتم راہ بہ بستند — آں خال و خط و زلف رُخ و عارض و قامت

(۴) اِمروز کہ دردست توام مرحمتے کُن — فردا کہ شوم خاک چہ سُود اشکِ ندامت

حل لغات:

* براہاندم۔ مجھے رہائی دلائے * چشم جہاں بیں۔ سارے جہاں کو دیکھنے والی آنکھ * شش جہات۔ سے مراد، مشرق، مغرب شمال، جنوب اور اوپر نیچے، چھ اطراف * مرحمتے کن۔ رحم کر۔

ترجمہ:

(۱) اے میرے پروردگار! کوئی ایسا سبب بنا دے کہ میرا محبوب سلامتی اور خیر و عافیت کے ساتھ واپس آ جائے اور مجھے اس ملامت کی قید سے رہائی دلا دے۔ ملامت سے مراد لوگوں کی لعن وطعن ہے۔ جس سے بچنے کی حافظ نے دعا کی ہے۔

(۲) اس سفر کرنے والے محبوب کی راہ کی گرد لاؤ! تا کہ میں اُسے سارے جہان کو دیکھنے والی آنکھ میں جگہ دے دوں۔ یعنی اپنی آنکھ کا اُسے سرمہ بنالوں۔ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اس جہان کو دیکھنے والی آنکھ میں محبوب کے راستے کی خاک ڈالوں تا کہ وہ جہاں بینی چھوڑ کر صرف محبوب بینی اختیار کر لے۔

(۳) فریاد ہے کہ محبوب نے ان شش جہات (یعنی خال و خط زلف و رُخ عارض و قامت) سے میرا راستہ بند کر دیا ہے۔ یعنی ان چھ چیزوں نے مجھے اور کسی مطلب کا نہیں چھوڑا اور مجھے گرفتار کر لیا ہے اب میرے لیے ان چھ دربانوں نے شش جہات بند کر دی

---

[1] بعض نسخوں میں چنگ کی جگہ بند ہے۔

ہیں میں کسی طور بھی ان کی قید سے رہائی نہیں پا سکتا۔امیر مینائی نے ان چھ پر ایک کا اضافہ بھی کر دیا ہے۔

ناز ادا آن حیا غمزہ کرشمہ شوخی! لے گیا دل کو اُڑا کر کوئی ان ساتوں میں

(۴) آج کہ میں تیرے اختیار میں ہوں مجھ پر لطف وکرم اور رحم کر۔کل جب میں خاک ہو جاؤں گا تو تجھے ندامت اور پشیمانی کے آنسوؤں سے کیا فائدہ حاصل ہوگا۔اسی مضمون کا حامل غالب کا بھی کیا خوبصورت شعر ہے۔

کی مرے قتل کے بعد اُس نے جفا سے توبہ! ہائے اُس زود پشیمان کا پشیماں ہونا

(۵) اے آنکہ بتقریر وبیاں دم زنی از عشق! ما با تو نہ داریم سخن خیر و سلامت

(۶) درویش ! مکن نالہ ز شمشیر احبا کاین طائفہ از کشتہ ستانند غرامت

(۷) درخرقہ زن آتش کہ خمِ ابروئے ساقی برمیشکند گوشۂ محرابِ امامت

(۸) حاشا کہ من از جور و جفائے تو بنالم بیداد لطیفاں ہمہ لُطف ست و کرامت

(۹) کوتہ نکند بحثِ سرِ زلف تو حافظ! پیوستہ شد ایں سلسلہ تا روزِ قیامت

حل لغات:

★ دم زنی ۔تو دم مارتا ہے، دعویٰ کرتا ہے ★ احبا۔دوست، حبیب کی جمع ★ غرامت ۔تاوان، پشیمانی، عذاب ★شکند ۔اکھاڑ دیتے ہیں ★ محراب ۔مسجد کی مغربی دیوار کا وہ خمدار حصہ جہاں امام کھڑا ہوتا ہے خم ہونے کی وجہ سے معشوق کے ابرو سے تشبیہ دیتے ہیں ★ کوتہ نکند ۔مختصر نہیں کرتا، ختم نہیں کرتا۔

ترجمہ:

(۵) اے وہ شخص جو کہ تقریر وبیاں سے عشق کا دعویٰ کرتا ہے۔ہم تجھ سے کچھ نہیں کہتے، کوئی سروکار نہیں رکھتے۔فقط خیر وسلامت۔
یعنی اے دعویٰ کرنے والے تو صرف باتوں سے عشق کا دعویٰ کرتا ہے۔مگر تیرا دِل اس دردِ عشق سے نا آشنا ہے۔جبکہ ہم اس کے برعکس ہیں۔اس لیے ہماری تمہاری گفتگو سے کیا حاصل؟ ہم تجھ سے ترکِ تعلق کرتے ہیں۔خیر ما و خیر شما۔

(۶) اے درویش! تو دوستوں کی تلوار کا گلہ نہ کر کیونکہ یہ لوگ اپنے مقتول سے بھی تاوان وصول کر لیا کرتے ہیں۔یعنی خون بہا وصول کرتے ہیں۔مطلب یہ کہ معشوقوں کے ظلم وستم سے نالاں نہ ہو کہ یہ لوگ اسے بھی لطف ومہربانی گردانتے ہیں۔

(۷) تو اس زہد کے خرقے کو آگ لگا دے کہ ساقی کے ابرو کا خم امامت کے گوشۂ محراب کو توڑ دیتا ہے۔یعنی خرقہ زہد و پارسائی کو آگ لگا دے کیونکہ آبروئے یار کی محراب امامت کو توڑ دیتی ہے۔یعنی خشک زہد کو چھوڑ دے اور عشق الٰہی اختیار کر لے۔

بقول شاعر: ابروئے تو شد قبلہ و من سر بہ سجود چشم بددور کہ ہستم بنماز ے عجبے!

(۸) اے محبوب! ایسا ہرگز نہیں ہو سکتا کہ میں تیرے جوروستم سے نالہ وفریاد کروں یہ ناممکن ہے۔کیونکہ لطیف لوگوں کا ظلم وستم بھی

لطف وکرامت ہی ہوتا ہے۔

(۹) تیری زلف کی بحث کو حافظ مختصر نہیں کرتا۔زلف کے متعلق گفتگو بند نہیں کرتا کیونکہ یہ سلسلہ بڑا طویل اور کبھی نہ ختم ہونے والا ہے۔اس کا دامن قیامت کے دن کے ساتھ وابستہ ہے۔اس کا ذکر تمام عمر آدمی کرتا ہے تو روز اول ہی ہوتا ہے۔زلفوں کی درازی کی طرف اشارہ ہے۔

----***----

غزل نمبر (۶۷)

(۱) ساقیم خضر ست و مے آبِ حیات   توبہ از مے چوں کنم ہیہات ہات

(۲) بادۂ تلخ از لبِ شیریں لباں   در حلاوت می برد آب از نبات

(۳) چوں دم عیسیٰؑ نسیمِ او ز لُطف   مردۂ صد سالہ را بخشد حیات

(۴) جُز بآبِ آتشیں یعنی شراب   حل نمی گردد مرا ایں مشکلات

حل لغات:

* ہیہات۔ہائے افسوس * ہات۔لاؤ،دو * حلاوت۔مٹھاس * نبات۔مصری * دمِ عیسیٰ۔حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پھونک مردوں کو زندہ کردینے کا معجزہ * بآبِ آتشیں۔آبِ آتشیں،شراب کی آگ کا پانی۔

ترجمہ:

(۱) میرا ساقی حضرت خضر علیہ السلام ہیں اور میری شراب آبِ حیات ہے۔پھر میں بھلا اس شراب سے کس لیے توبہ کروں؟ توبہ توبہ ہے میری تم شراب لاؤ۔میں شراب کب چھوڑ سکتا ہوں شراب سے کیسے توبہ کرسکتا ہوں؟

(۲) یہ تلخ شراب حسینوں کے شیریں لبوں سے بھی زیادہ مٹھاس رکھتی ہے بلکہ یہ تو کوزہ مصری کو بھی مات دے جاتی ہے۔یعنی شیرینی میں قند ونبات سے بڑھ کر ہے۔مطلب یہ کہ محبوب کے ہاتھ سے شراب پینا یا محبوب کے منہ سے کوئی تلخ کڑوی بات سننا یا محبوب کے لب کا بوسہ لینا مصری اور قند سے بھی زیادہ شیریں ہے۔

(۳) محبوب کے لطف وکرم کی ہوا حضرت عیسیٰؑ کے دَم کی طرح سو سال کے مردے کو زندگی بخش دیتی ہے۔سو سال کے مرے ہوؤں کو زندہ کر دیتی ہے۔یعنی محبوب کے انفاس،اس کی خوشبو،اس کا پیغام اس کے عاشقوں کے لیے دم عیسیٰؑ کے برابر ہے۔

(۴) شراب کے علاوہ میری مشکلیں حل نہیں ہوسکتیں کیونکہ میں ایک ازلی رند ومیخوار ہوں میری ضرورت شراب ہی ہے اور اس کے سوا کوئی چیز میرے لیے مفید ثابت نہیں ہوسکتی۔یہی میری مشکلات کا حل ہے۔

(۵) روزیٔ ما بیں کہ از دیوانِ عشق — جز مئے ہجراں[1] نشد ما را برات
(۶) شاد بادا[2] روحِ آں رِندے کہ او — برسرِ کوئے مغاں یابد وفات
(۷) حاصلِ عمرِ تو حافظ درجہاں — بادۂ صافیت باقی ترّہات

حل لغات:

* جُز مئے ہجراں۔ جدائی کی شراب کے سوا، بعض نسخوں میں مئے حمرا، سرخ شراب لکھا ہوا ہے * برات۔ حصہ، قسمت، نصیبہ * دیوان۔ دربار * کوئے مغاں۔ شراب خانہ * ترہات۔ واہیات، بے ہودہ باتیں، خرافات۔

ترجمہ:

(۵) ہماری قسمت دیکھ! کہ دیوانِ عشق (عشق کے دربار) سے سرخ شراب کے سوا ہمارے نصیبے میں کچھ اور نہ آیا۔ یعنی روز الست سے ہی ہمارے حصے میں عشق آ گیا ہے۔ اور اسی کے نشہ سے ہی ہم مست و بیخود ہیں۔

(۶) اللہ کرے اس رند کی رُوح ہمیشہ خوش رہے جو کہ پیر مغاں کے کوچے میں وفات پا جائے۔ کیونکہ اس نے اسی کوچے کی محبت میں جان دی ہے اور اسی کوچے میں دفن بھی ہوا ہے ع وفاداری بشرطِ استواری اصلِ ایمان ہے۔

(۷) اے حافظ! اس دنیا میں تیری زندگانی کا حاصل صرف اور صرف صاف و مصفا شراب ہے۔ باقی جو بھی ہے وہ سب خرافات یعنی لغو و واہیات ہے۔ بے ہودہ باتیں ہیں۔

----***----

غزل نمبر (۶۸)

(۱) شربتے از لبِ لعلش نہ چشیدیم و برفت — روئے مہ پیکرِ او سیر ندیدیم و برفت
(۲) گوئی از صحبتِ ما یک بتنگ آمدہ بود — بار بربست و بگردش نرسیدیم و برفت
(۳) بسکہ ما فاتحہء و حرزِ یمانی خواندیم — وز پئیش سورۂ اخلاص دمیدیم و برفت
(۴) سر ز فرمانِ خطم گفت مکش تا نہ روم — ما سرِ خویش ز خطش نکشدیم و برفت

حل لغات:

* سیر ندیدیم۔ ہم نے جی بھر کے نہ دیکھا * حرزِ یمانی۔ وہ دُعا جو آنحضرتؐ نے حضرت علیؓ کو یمن بھیجتے وقت سکھائی تھی۔

(نوٹ) اس غزل میں ایک ہی مضمون ہے جو تسلسل سے بیان ہوا ہے۔

[1] بعض نسخوں میں مئے ہجراں کی جگہ مئے حمرا ہے۔ [2] ایک مروجہ نسخہ میں شاد بادا رواح لکھا ہوا ہے۔

ترجمہ:

(۱) ہم نے اُس محبوب کے سرخ ہونٹوں کی شراب نہ چکھی اور وہ چلا گیا۔ اس کا چاند جیسا چہرہ ابھی جی بھر کے بھی نہ دیکھا تھا کہ وہ چلا گیا۔ یعنی ہم ابھی اس محبوب کے وصال سے سیر بھی نہ ہوئے تھے کہ وہ چلا گیا۔ ظاہر ہے کہ عاشق کا اپنے محبوب کے وصال سے کبھی جی نہیں بھرتا۔ وہ کبھی سیر نہیں ہوتا۔

(۲) گویا وہ محبوب ہماری صحبت سے بڑا تنگ آ گیا تھا۔ اس لیے وہ اپنا سامان باندھ کر اس قدر تیزی سے روانہ ہوا کہ ہم اس کی گرد کو بھی نہ چھو سکے اور وہ چلا گیا اور ہم دیکھتے ہی رہ گئے۔

(۳) ہم نے کئی بار سورہ فاتحہ (الحمد شریف) اور حرز یمانی (جو حضور ﷺ نے حضرت علیؓ کو سفرِ یمن کے وقت تلقین فرمائیں) اور اس کے پیچھے سورہ اخلاص (قل ہو اللہ) شریف پڑھ کر دم کیا اور وہ چلا گیا۔ مطلب یہ کہ اس پر کچھ اثر نہ ہوا۔

(۴) اُس نے کہا کہ میرے خط کے حکم سے تم سر نہ پھیرنا تاکہ میں نہ جاؤں اور ہم نے اس کے حکم سے کبھی سرکشی نہ کی سر نہ پھیرا لیکن وہ پھر بھی چلا گیا۔ یعنی اس کے جملہ ناز و نیاز برداشت کئے اس کے احکامات کی مکمل تکمیل کی لیکن اس کے باوجود وہ ہمیں چھوڑ کر چلا گیا۔

(۵) عشوہ می داد کہ از کوئے ارادت نروم [1] — دیدی آخر کہ چساں عشوہ خریدیم و برفت

(۶) شد چماں در چمن حُسن و لطافت لیکن — در گلستانِ وصالش نچمیدیم و برفت

(۷) گفت از خود ببرد ہر کہ وصالم طلبد — ما بامید وے ازخویش بریدیم و برفت

(۸) صورتِ او بہ لطافت اثرِ صنعِ خداست — ما برویش نظرے سیر ندیدیم و برفت

(۹) ہمچو حافظ ہمہ شب نالۂ وافغاں کردیم — کاے دریغا بوداعش نرسیدیم و برفت

حل لغات:

★ عشوہ۔ فریب، حرکت محبوب جو عاشق کو فریفتہ کرے ★ چماں۔ ناز انداز سے چلنا، خراماں ہونا ★ از خود ببرد۔ اپنے آپ سے جُدا ہو جائے ★ صنع۔ صنعت، کاریگری ★ اے دریغا۔ ہائے افسوس ★ بوداعش۔ اس کو الوداع کہنے کے لیے۔

ترجمہ:

(۵) وہ (محبوب) ناز و ادا کرتا تھا (یا فریب دیتا تھا) تاکہ میں اس کی فرمانبرداری کے کوچے سے باہر نہ جاؤں۔ تو نے دیکھا کہ ہم نے آخر کس طرح دھوکا و فریب کھایا اور وہ چلا گیا۔ یعنی ہم اس محبوب کے فرمانبردار رہے تاکہ وہ ہم سے جدا نہ ہوگا۔ یہ صرف

---

[1] بعض نسخوں میں یہ شعر یوں ہے
عشوہ دادند کہ بر ما گزرے خواہد کرد۔ — دیدی آخر کہ چنیں عشوہ خریدیم و برفت

فریب تھا اور ہم دھوکا کھا گئے اور مطیع فرمان رہے مگر وہ آخر کار چلا گیا۔

(۶) وہ حسن اور لطافت کے باغ میں خراماں رہا (ناز و انداز دکھاتا رہا) لیکن ہم اس وصل کے چمن میں خراماں ٹہل بھی نہ پائے تھے کہ وہ چلا گیا۔ مطلب یہ کہ محبوب کمال حسن و لطافت کا منبع ہے مگر اس کا وصال ہمیں میسر نہیں ہے۔

(۷) اس نے کہا کہ جو کوئی بھی میرے وصل کا خواہاں ہے وہ اپنی ذات سے قطع تعلق کر لے۔ ہم نے اس کی اس اُمید پر اپنے آپ سے قطع تعلق کر لیا لیکن وہ پھر بھی نہ رُکا اور چلا گیا۔ یعنی باوجود ترکِ خودی اور خود آرائی کے بھی وہ نہ ٹھہرا اور چلا گیا۔

(۸) اس کی شکل و صورت لطافت اور نزاکت میں اللہ تعالیٰ کی کاریگری کا ایک عمدہ نمونہ ہے۔ ہم نے ابھی اس کی اس طرح کی صورت کو جی بھر کے نہ دیکھا تھا، اس کے دیدار سے سیر بھی نہ ہونے پائے تھے کہ وہ چلا گیا۔

(۹) حافظؔ کی طرح ہم تمام رات آہ و زاری کرتے رہے۔ لیکن افسوس کہ ہم اُسے الوداع کہنے کے لیے بھی نہ پہنچ سکے کہ وہ چلا گیا۔

(نوٹ) بعض نسخوں میں شعر نمبر ۵، ۷، ۸ شامل نہیں۔

----***----

غزل نمبر (۶۹)

(۱) مارا از آرزوئے تو پروائے خواب نیست — بے روئے دلفریبِ تو بودن صواب نیست

(۲) در دورِ چشمِ مستِ تو ہشیار کس ندید — کو دیدہ کز تصوّرِ چشمت بہ خواب نیست

(۳) در ہر کہ بنگری بغمے از تو مبتلاست — یک دل ندیدہ اَم کہ ز عشقت خراب نیست

حل لغات:

* صواب۔ درست، راست، صحیح * کو دیدہ۔ کونسی وہ آنکھ ہے۔ * در ہر کہ بنگری: جس کسی کو تو دیکھے گا۔

ترجمہ:

(۱) ہم کو تیری تمنا و آرزو میں نیند کی کوئی پروا نہیں ہے۔ ہم تیرے دلفریب و دلکش چہرے کے بغیر ہرگز نہیں رہ سکتے اس طرح رہنا ہمارے لیے کسی طور بھی درست نہیں ہے۔ یعنی اگر تیری صورت آنکھوں کے سامنے ہو تو دیکھتے ہوئے نیند کی پروا نہیں رہتی۔ تبھی تو تیرے دیدار کے بغیر زندگی بسر کرنا ناممکن ہے۔ عاشقانِ حق اسی لیے شب خیز ہوا کرتے ہیں۔

(۲) تیری مست آنکھوں کے دور میں کسی کو ہشیار نہیں دیکھا۔ وہ آنکھ کہاں ہے؟ جو تیری آنکھوں کے تصور سے خواب آلود نہیں ہے۔ (مست نہیں ہے) یعنی تیری مست آنکھوں کی مستی تمام عالم میں پھیلی ہوئی ہے اور کسی کو ہشیار نہیں چھوڑا وہ آنکھ کہاں ہے جو تیری آنکھوں کی مستی سے مست نہ ہو؟ ع

ز چشمِ اوست دلہا مست و مخمور

(۳) تو جس کسی کو بھی دیکھے گا اپنے ہی عشق کے غم میں مبتلا پائے گا۔ میں نے تو ایک دل بھی ایسا نہیں دیکھا جو تیرے عشق میں خراب وتباہ نہ ہوا ہو۔

(۴) ہرکو بدستِ عشقِ تو شد کشتہ بر درت — او را دراں جناب سوال و جواب نیست
(۵) حافظ چو زر بوتہ در افتاد و تاب یافت — عاشق نباشد آنکہ چو زر او بتاب نیست

حل لغات:

★ دراں جناب۔خدا کے حضورؑ اللہ کے دربار میں ★ بوتہ: ایک چھوٹا سا برتن، جس میں صراف سونا پگھلاتے ہیں (کٹھالی)

ترجمہ:

(۴) جو کوئی بھی تیرے عشق کے ہاتھوں تیرے در پر مارا گیا (وہ تو شہید ہے) اُس سے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں کوئی سوال جواب نہیں ہوگا۔یعنی کشتگانِ عشق کا روزِ قیامت کوئی حساب کتاب نہیں ہوگا۔ چونکہ وہ خنجر تسلیم کے کشتے ہیں اس لیے وہ شہید عشق ہیں۔ اور بغیر کسی باز پرس کے سیدھے جنت میں چلے جائیں گے۔

(۵) حافظ نے سونے کی طرح کٹھالی میں گل سڑ کر ہی یہ آب وتاب حاصل کی ہے۔ وہ عاشق ہی نہیں ہے جو سونے کی طرح سوز اور تاب نہ رکھتا ہو۔ یعنی جس طرح سونا کٹھالی میں ڈالنے اور آگ دینے سے معلوم ہوجاتا ہے کہ خالص ہے یا کہ ناخالص ہے اسی طرح عاشق حق بھی مصیبتوں اور تکلیفوں میں پڑ کر ہی اپنی خامی یا پختگی کا اظہار کرتا ہے۔

----***----

غزل نمبر (۷۰)

(۱) خم زلفِ تو دامِ کفر و دین ست — ز کارستانِ او یک شمّہ ایں ست
(۲) جمالت معجزِ حُسن ست لیکن — حدیثِ غمزہ ات سحرِ مبین ست
(۳) براں چشمِ سیہ صد آفریں باد — کہ در عاشق کُشی سحر آفرین ست
(۴) عجب راہیست راہِ عشق ہیہات[۱] — کہ چرخِ ہفتمش ہفتم زمین ست

حل لغات:

★ دام۔جال، پھندہ ★ شمّہ۔تھوڑا سا ★ کارستان۔کارنامہ ★ معجز۔عاجز کرنے والا، خرقِ عادت، نبی کی کرامات معجزہ، اعجاز ★ سحرِ مبیں۔ظاہر جادو، آشکارا جادو، کھلا جادو ★ عاشق کشی۔عاشق کو قتل کر دینا ★ سحر آفرین۔جادوگر، جادو پیدا کرنے والا

[۱] بعض نسخوں میں یہ مصرعہ یوں ہے: عجب علمیست علم ہیہات عشق۔

(آفریں اور آفرین میں صنعتِ تجنیس نام ہے) ✶ ہفتمش اس کا ساتواں آسمان، ساتواں آسمان سب سے اوپر کا آسمان اور ساتویں زمین سب سے نچلی زمین گویا وہ سدرۃ المنتہیٰ ہے اور یہ تحت الثریٰ ہے۔

ترجمہ:

(۱) اے محبوب! تیری زلفوں کا یہ پیچ وخم کفر اور دین کا ایک پھندہ ہے۔ اس کی کارستانی کا یہ صرف ایک تھوڑا سا حصہ ہے۔ یعنی تیری زلفوں کے خم میں کیا مسلمان اور کیا کافر سبھی گرفتار ہیں اور تیری زلفوں کے کارناموں کا یہ ایک ادنیٰ سا اور معمولی سا نمونہ ہے۔ عشق کا مذہب کفر اور اسلام سے الگ تھلگ ہے اور سچے عاشق ہر رنگ میں پائے جاتے ہیں یعنی عشق کفر اور اسلام دونوں سے ہی بلند وبالا ہے۔ بقول مولانا روم:

ملّتِ عشق از ہمہ دین ہا جُداست   عاشقاں را مذہب و ملّت خداست

(۲) اے محبوب! تیرا یہ حُسن و جمال ایک معجزہ ہے۔ لیکن تیرے غمزہ (تیری آنکھ کا اشارہ) کی بات ایک کھلم کھلا جادو ہے۔ سحرِ مبین ہے۔ یعنی محبوب کے جمال میں سحر اور معجزہ ہے سحر جادوگر ظاہر کرتے تھے اور معجزہ ان کے مقابلے پر انبیاء سے ظاہر ہوتا تھا۔ سحر کفر ہے اور معجزہ انبیاء کی خرق عادت ہے۔ اس طرح معجزے اور جادو کا مقابلہ بڑا لطیف ہے۔ یعنی محبوب میں یہ دونوں وصف پائے جاتے ہیں۔ اور اس سے مطلع کے مضمون کی بھی تائید ہو جاتی ہے۔ کہ اس کے خمِ زلف میں کفر اور ایمان دونوں ہی پھنسے ہوئے ہیں۔

(۳) اس سیاہ آنکھ پر سینکڑوں آفریں ہوں (صد شاباش ہو) کہ جو عاشق کو قتل کرنے میں سحر آفرین ہے (جادو پیدا کرنے والی ہے) یعنی تیری سیاہ آنکھ قابلِ تحسین و آفرین ہے۔ جو اشاروں اور غمزوں سے جادو کرتی ہے اور عاشق کو قتل کرنے کے لیے نت نیا جادو ایجاد کرتی ہے۔

(۴) افسوس کہ عشق کا راستہ بھی بڑا عجیب وغریب راستہ ہے کہ یہ ساتواں آسمان، ساتویں زمین ہے۔ یعنی عشق کا راستہ عجیب راستہ ہے۔ جس کا سدرۃ المنتہیٰ بھی تحت الثریٰ کے برابر ہے۔ یعنی اس پر چلتے چلتے ساتویں آسمان پر بھی پہنچ جاؤ تو بھی معلوم ہوتا ہے کہ ابھی ساتویں زمین سے چلے ہیں۔

(۵) تو پنداری کہ بد گو رفت و جاں بُرد   حسابش با کراماً کاتبین ست
(۶) ز چشمِ شوخِ تو جاں کے تواں بردن   کہ دائم باکمان اندر کمین ست
(۷) لبت را آبِ حیواں گفتم لمّا   چہ جائے آب کاں ماءِ معین ست
(۸) مشو ایجان ز کیدِ نفس ایمن! لے   کہ دِل بردو کنوں در بندِ دین ست
(۹) زجامِ عشق مے نوشید حافظ!   مدامش مستی و رِندی ازیں ست

حل لغات:

★ کراماً کاتبین ۔دو فرشتے جو ہر انسان کے دائیں بائیں شب و روز موجود ہوتے ہیں اور اس کے نیک و بد اعمال کو لکھتے رہتے ہیں' نیک اعمال کا لکھنا دستِ راست کے فرشتے کے سپرد ہے اور بُرے کاموں کی یادداشت بائیں ہاتھ والے فرشتے کے ہاتھ ۔سورۂ زخرف میں ہے وَرُسُلُنَا لَدَيْهِمْ يَكْتُبُونَ (اور ہمارے فرشتے ان کے نزدیک لکھتے ہیں) ★ کے جاں تواں بُرد ۔کیسے جان بچائی جاسکتی ہے ★ دائم ۔ہمیشہ ★ آبِ حیواں ۔آبِ حیات ★ ماءِ معین ۔آبِ رواں، جاری پانی ★ کید ۔فریب ★ مکر ۔حیلہ ★ مدامش ۔ہمیشہ۔

ترجمہ:

(۵) تیرا خیال ہے کہ بدگوئی کرنے والا چلا گیا اور جان سلامت لے گیا۔اس کا حساب تو کراماً کاتبین کے سپرد ہے۔جس نے اچھا کام کیا اُسے جزا ملے گی اور جس نے بُرا کیا اُسے سزا دی جائے گی۔

(٦) اے محبوب! تیری شوخ آنکھ سے کیسے جان بچائی جاسکتی ہے کیونکہ یہ تو ہمیشہ کمانِ ابرو لیے گھات میں بیٹھی رہتی ہے۔یعنی تیری شوخ آنکھیں ہر وقت عشاق کی جان لینے کے درپے رہتی ہیں اور تیر و کمان لے کر گھات میں رہتی ہیں۔ان سے جان بچانا بڑا دشوار کام ہے۔

(۷) میں نے تیرے ہونٹوں کو آبِ حیات کہہ دیا لیکن یہاں پر پانی کہنے کا کیا موقع و محل ہے کیونکہ پانی تو جاری و ساری ہوتا ہے۔عام بہتا ہے۔یعنی آبِ حیات تو ظلمات میں بند ہے جس سے کوئی فیضاب نہیں ہوسکتا تیرے ہونٹوں کا آبِ حیات آبِ رواں ہے جو ظاہر ہے جاری و ساری ہے اور اس سے لوگ فیضیاب ہو رہے ہیں۔فائدہ اُٹھا رہے ہیں۔

(۸) اے میری جاں! اس کی زلف کے مکر و فریب سے لاپرواہ مت ہو کہ پہلے تو وہ دِل لے گئی ہے اور اب وہ دین کی فکر میں ہے۔اُسے قید کرنے کے درپے ہے۔یعنی محبوب کی زلف دل تو لے چکی ہے اب دین بھی لے لینے کی فکر میں ہے۔

(۹) حافظ نے عشق کی شراب کے جام سے شراب پی ہے۔اس کی مدامی مستی اور رندی اسی کی ہی وجہ سے ہے۔یعنی حافظ جو ہمیشہ مست و بیخود رہتا ہے اس لیے ہے کہ اس نے اپنے محبوب کے عشق کی شراب نوش کی ہے اور یہ وہ شراب ہے جو عاشقوں کو ازل کے روز ہی پلادی جاتی ہے اور انہیں ہمیشہ مست و بیخود رکھتی ہے۔صبح ازل سے لے کر شام اجل تک۔

----★★★----

لے بعض نسخوں میں پہلا مصرعہ یوں ہے: مشو حافظ زکید زلفش ایمن۔

(نوٹ) بعض نسخوں میں شعر نمبر 9,7 شامل نہیں۔

غزل نمبر(۷۱)

(۱) دیدی کہ یار جُز سرِ جوروستم نداشت — بشکست عہدِ ما و از آن [۱] ہیچ غم نداشت

(۲) یارب مگیرش ارچہ دِل چوں کبوترم — افگند وکشت وحُرمت [۲] صَیدِ حرم نداشت

(۳) برمن جفا زنجبت بد آمد و گرنہ یار — حاشا کہ رسمِ جوروطریق ستم [۳] نداشت

(۴) [۴] دِل ایں ہمہ جفا کہ بخواری کشید ازو — ہر جا کہ رفت ہیچ کش محترم نداشت

حل لغات:

★ سرِ جوروستم۔ جوروستم کا خیال ★ مگیرش۔ اُسے نہ پکڑنا، اس کا مواخذہ نہ کرنا، گرفت نہ کرنا ★ صَیدِ حرم: حرم کا شکار، حرم شریف (خانہ کعبہ) میں شکار منع ہے ★ حرم چار دیواری کو بھی کہتے ہیں یعنی گھر کو ★ حاشا۔ دوری، پاکی، ہرگز نہیں، یہ کلمہ کسی سے انکار کرنے اور قسم کے لیے بولا جاتا ہے ★ حاشاوکلا۔ حاشاللہ ★ بخواری کشید۔ ذِلّت کے ساتھ برداشت کیں۔

ترجمہ:

(۱) تو نے دیکھا ہے کہ محبوب ظلم وستم کے علاوہ اور کوئی خیال نہیں رکھتا۔ اس نے ہم سے کیا ہوا عہد و پیمان توڑ ڈالا اور اس کا ذرا پاس وخیال نہیں کیا۔ یعنی محبوب نے وفاداری کا جو وعدہ کیا تھا وہ ایفا نہ کیا اور ہمیشہ وہ ہم پر ظلم وستم پر ہی آمادہ نظر آتا ہے۔

(۲) اے پروردگار! اس کا مواخذہ نہ کرنا اگرچہ اُس نے میرے کبوتر جیسے دِل کو گرا دیا۔ مار ڈالا (شکار کرلیا) اور حرم کے شکار کی بھی حرمت کا ذرا خیال نہ کیا۔ یعنی محبوب نے دِل کے کعبہ میں شکار کیا گویا گناہ کیا۔ اللہ اسے معاف کردے۔ سعدی نے بھی خوب کہا ہے:

ـــ خونِ صاحبِ نظراں ریختی اے کعبۂ حُسن — خونِ ایناں کہ روا داشت کہ صَیدِ حرم اند

(۳) مجھ پر جو بھی ظلم وستم ہوا وہ میری اپنی بد نصیبی کی وجہ سے ہی ہوا ہے۔ ورنہ وہ محبوب تو ہرگز ظلم وستم اور جور و جفا کے طریقوں سے آشنا نہ تھا اصل میں عاشق نہیں چاہتا کہ اس کے محبوب کی کسی طور بھی بدنامی ہو، اُس پر کوئی الزام آئے اس لیے حافظ اپنے بخت کو ہی اس کا ذمہ دار ٹھہرا رہے ہیں مگر حقیقت عیاں ہے۔

(۴) دل نے یہ سارے ظلم وستم اس کے ہاتھ سے ذِلت کے ساتھ اُٹھائے (برداشت کیئے) یہ دل جس جگہ بھی گیا وہاں ہی اس کی سخت بے عزتی ہوئی اور کسی نے بھی اس کی کوئی عزت وتوقیر نہ کی۔ یعنی عشق میں اس قدر ظلم اُٹھایا اور اتنا ذلیل ہوا کہ اب کوئی عزت باقی نہیں رہی۔

---

[۱] بعض نسخوں میں "بشکست عہد واز غمِ ما" ہے۔ — [۲] بعض نسخوں میں حرمت کی جگہ عزت ہے۔

[۳] بعض نسخوں میں "رسمِ لطف وطریق کرم" ہے۔

[۴] بعض نسخوں میں مصرع اوّل یوں ہے: ع باایں ہمہ ہرآنکہ نہ خواری کشید ازو

(۵) ساقی بیار بادہ با مدعی [1] بگو — انکارِ ماممکن چنیں جامِ، جم نداشت

(۶) ہر راہروے رہ بحریم درش نبرد — مسکین برید وادی در راہ حرم نداشت

(۷) خوش وقتِ رندِ مست کہ دنیا و آخرت — برباد داد و ہیچ غم از بیش و کم نداشت

(۸) حافظ ببر تو گوئے فصاحت کہ مدعی — ہیچش ہنر نبود و خبر نیز ہم نداشت

حل لغات:

★بادہ۔شراب ★مدعی۔مراد رقیب، دعویٰ کرنے والا ★برید وادی۔وادی طے کی ★خوش وقت۔خوشحال، اچھا وقت ★ گوے بردن۔بازی لے جانا، غلبہ حاصل کرنا ★ فصاحت۔خوش گوئی وخوش بیانی، علم معانی کی اصطلاح میں فصاحت سے مراد یہ ہے کہ کلام ان الفاظ سے خالی ہو جو بلغاٗ کے زبان زد نہ ہوں اور کلمات کی ترکیب میں ضعف نہ ہو، غیر مانوس ترکیبیں ثقیل اور درشت الفاظ نہ ہوں۔

ترجمہ:

(۵) اے ساقیؔ تو شراب لا اور مدعی سے یہ کہہ دے کہ وہ ہمارا انکار مت کرے کیونکہ ایسا جام (ساغرِ دل) جیسا کہ ہمارے پاس ہے جمشید بادشاہ کے پاس بھی نہیں تھا۔یعنی مدعی سے کہہ کہ وہ ہمیں حقارت سے نہ دیکھے اور ہماری بادہ نوشی کو برا نہ گردانے یہ تو ایسی چیز ہے کہ جمشید کو بھی نصیب نہ ہوئی تھی اور یہ چیز مئے محبت ہے، محبت کی شراب ہے۔

(۶) جس راہرو (مسافر) نے اس کے حریم ناز کی جانب قدم اٹھایا وہ اُس مسافر جیسا ہے کہ جس نے سفر تو طے کر لیا مگر حرم تک اس کی رسائی نہ ہو سکی۔اس کی مثال ایسی ہی ہے کہ اس نے عرب کے بیابانوں اور صحراؤں کا دشوار گزار راستہ تو طے کر لیا لیکن حج کا ثواب اس کے نصیب نہ ہو سکا اور اس کی محنت بارآور ثابت نہ ہوئی بقول سعدیؔ:

ترسم نہ رسی بکعبہ اے اعرابی — کایں راہ کہ تو میروی بترکستاں است

(۷) رند مست بڑے مزے سے خوشی خوشی زندگی گزارتا ہے۔جس نے اپنی دنیا اور عقبیٰ دونوں کو تباہ و برباد کر لیا اور کم اور زیادہ کی فکر میں نہ پڑا۔یعنی رندانِ مست دنیا و عقبیٰ کی کچھ پروا نہیں کرتے اور اپنی زندگی ہر حال میں خوش بسر کرتے ہیں بقول خیام:

ایدوست غمِ جہاں بیہودہ مخور — بیہودہ غمِ جہاں فرسودہ مخور

چوں بود گذشت نیست نابود پدید — خوش باش غمِ جہاں نابودہ مخور

(۸) اے حافظؔ! تو فصاحت کے میدان میں بازی جیت لے کہ تیرے کسی بھی حریف کے پاس نہ تو کوئی ہنر ہے اور نہ کوئی اس قدر آگاہی ہی رکھتا ہے۔یعنی حاسد بے ہنر تو ہے ہی بے خبر بھی ہے فصاحت و بلاغت کے میدان میں تو بازی لے جا (یہ حقیقت بھی ہے کہ خواجہ حافظ تمام شعراٗ سے بازی لے گئے)

----★★★----

[1] بعض نسخوں میں مدعی کی جگہ محتسب ہے۔

غزل نمبر (۷۲)

(۱) برو اے زاہد و دعوت نکنم سوئے بہشت — کہ خُدا در ازل از بہرِ بہشتم نہ سرشت

(۲) یک جَو از خرمن ہستی نتواند برداشت — ہر کہ در راہِ فنا و رَہِ حق دانہ نکشت!

(۳) تو و تسبیح و مصلّٰے و رَہِ زہد و ورع! — من و میخانہ و ناقوس و رَہِ دیر و کنشت

(۴) منعم از مے مکن اے صوفیِ صافی کہ حکیم — در ازل طینتِ مارا زمئے صاف سرشت

حل لغات:

★ نکنم ۔یعنی نہ کن مرا ★ دعوت ۔طعام وغیرہ کے لیے بلانا ★ سرشت ۔سرشتن مصدر گوندھنا، سرشت، آدمی کی پیدائش، طبیعت، خُو، تخلیق ★ نکشت ۔نہ بویا، کشتن مصدر سے بونا ★ زہدوورع ۔تقویٰ و پرہیز گاری، ناقوس ۔سنکھ جسے ہندو اپنی عبادت کے وقت بجاتے ہیں ★ کنشت ۔آتش کدہ ★ منعم مکن ۔تو مجھے منع نہ کر ★ طینت ۔خمیر، سرشت۔

ترجمہ:

(۱) اے زاہد تو جا! مجھ رند و مست کو جنت کی دعوت نہ دے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے میری تخلیق جنت کے لیے کی ہی نہیں ہے۔یعنی مجھے جنت کے لیے پیدا ہی نہیں کیا ہے۔ مطلب یہ کہ ہم رند و عاشق ہیں اور ہمارا مقصد صرف محبوبِ حقیقی کا مشاہدہ کرنا ہے ہم تیری جنت کے خواہاں نہیں ہیں اور نہ اس کے لیے ہم پیدا کیے گئے ہیں۔

(۲) وہ شخص اپنی ہستی کے خرمن (کھلیان) سے ایک دانہ بھی نہیں اُٹھا سکتا۔ جس نے راہ فنا اور راہِ حق میں ایک دانہ بھی نہ بویا ہو۔ یعنی جو جدوجہد نہ کرے وہ اپنی زندگی سے کچھ فائدہ نہیں اٹھا سکتا اور وہ گویا اپنی زندگی بے سود اور بے فائدہ گزار نہیں بلکہ گنوا رہا ہے۔

(۳) تو ہے تیری تسبیح ہے مصلّٰی ہے اور تقوی و پرہیز گاری ہے۔ جبکہ میں ہوں اور یہ میخانہ ہے ناقوس ہے اور بُت خانہ و کلیسا ہے۔ یعنی تو زہد و پرہیز گاری میں مشغول ہے اور میں شراب و رندی میں محو ہوں۔ تو اپنے کام میں لگا ہے اور میں اپنے کام میں مست ہوں۔ تو اس خشک زہد کو نجات کا وسیلہ گردانے ہوئے ہے اور میرے نزدیک صرف عشق ہی سب کچھ ہے تیری اور راہ ہے اور میرا اور راستہ ہے بقول شاعر:

تو و طوبیٰ و ما قامتِ یار — فکر ہر کس بقدر ہمّتِ اوست

(۴) اے صوفی! تو مجھے شراب نوشی سے مت روک کیونکہ حکیم ازل نے شروع سے ہی (ازل سے ہی) میرے مزاج میں صاف اور مصفا شراب کا خمیر ملا دیا ہے۔ یعنی حکیم نے ازل میں ہماری طینت و سرشت کو شراب صاف سے بنایا ہے۔ اس لیے ہم ترکِ عشق نہیں کر سکتے بقول امیر مینائی:

کچھ آج میں نے نئی پی ہے حضرتِ واعظ — ازل کا مست پرانا شراب خوار ہوں میں

(۵) صوفیِ صاف بہشتی نبود زانکہ چو من — خرقہ در میکدہ ہا رہنِ مئے ناب نہشت !
(۶) لذّت از حورِ بہشت و لبِ حوضش ہنود — ہر کہ او دامنِ معشوقِ خود از دست بہشت
(۷) حافظا لُطفِ حق اربا تو عنایت دارد — باش فارغ زغمِ دوزخ و شادیِ بہشت!

حل لغات:

★نہشت۔ نہشتن مصدر رکھنا، چھوڑنا ★لبِ حوضش۔اس کے لب کا کنارہ ★لطفِ حق۔اللہ تعالیٰ کی مہربانی ★باش فارغ۔فارغ ہوجا، بے نیاز ہوجا۔ ★شادیٔ بہشت: بہشت کی خوشی وعیش

ترجمہ:

(۵) یہ صوفی صافی بہشتی نہیں ہوسکتا کیونکہ اس نے میری طرح اپنا خرقہ (گدڑی) شراب خانے میں شرابِ صاف کے لیے بطور گروی نہیں رکھا۔یعنی یہ زاہد جو بظاہر شراب پینے سے روکتے ہیں اور اندرونی طور پر خود پیتے ہیں اور یہ ریا کار بغیر شراب کے ہی مست ہیں اسی لیے یہ بہشت میں نہیں جاسکتے۔

(۶) جس شخص نے اپنے محبوب کا دامن اپنے ہاتھ سے چھوڑ دیا وہ نہ تو شراب طہور سے لذت اُٹھا سکے گا اور نہ حوضِ کوثر سے اور نہ بہشت کی حور سے ہی محظوظ ہو سکے گا۔یعنی مشاہدۂ محبوب کے بغیر بہشت بھی رہنے کے قابل نہ ہوگی بقولِ غالبؔ عاشق تو بس یہ جانتے ہیں کہ:

؎ سنتے ہیں جو بہشت کی تعریف سب دُرست — لیکن خدا کرے کہ تیری جلوہ گاہ ہو

(۷) اے حافظ! اگر تجھ پر اللہ تعالیٰ کی خاص مہربانی ہوجائے، اس کی نظرِ عنایت ہوجائے تو پھر تو دوزخ کے ہر غم وفکر اور جنت کی خوشی ومسرت سے فارغ ہوجا۔یعنی اگر خدا تجھ پر مہربان ہو تو بہشت و دوزخ کی تو کچھ پروانہ کر۔

----★★★----

غزل نمبر (۷۳)

(۱) اے نسیمِ سحر آرام گہِ یار کجاست — منزل آں مہِ عاشق کُشِ عیار کجاست
(۲) شب تارست و رَہِ وادی ایمن در پیش — آتشِ طُور کجا موعدِ دیدار کجاست

(۳) ہر کہ آمد بجہاں نقشِ خرابی دارد — در خرابات نپرسید [1] کہ ہشیار کجاست

(۴) آنکس ست اہلِ بشارت کہ اشارت داند — نکتہا ہست بسے محرمِ اسرار کجاست

حل لغات:

٭ مہ عاشق کُش ۔عشاق کو قتل کردینے والا چاند (محبوب) (لفظ منزل (برج) اور ماہ کی رعایت ظاہر ہے) ٭ شب تار۔ اندھیری رات ٭ وادی ایمن ۔اس صحرا کا نام ہے جہاں حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنی زوجہ محترمہ کے ساتھ رات کے وقت جارہے تھے کہ اتفاقاً اس عفیفہ کے وضع حمل کے سبب آگ کی جستجو کرنے لگے۔ناگاہ دُور سے روشنی نظر آئی۔جب نزدیک پہنچے تو کوہ طور کے ایک درخت پرنور دیکھا۔اس جگہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو ندا آئی۔یہ ان کا سب سے پہلی معراج یہی ہے۔لفظ ایمن بمعنی صاحب جانب یمن ہے اور ماخذ از یمن ہے یعنی دائیں ہاتھ کی طرف۔چونکہ وادی مذکور حضرت موسیٰ علیہ السلام کے دائیں طرف تھی اور بعض کہتے ہیں کہ کوہ طور سے دائیں طرف تھی اس لیے یہ نام ہوا ٭ مَوعِد: وعدے کا وقت،مراد،جگہ یا میعاد۔ ٭ خرابات ۔شراب خانہ، مراد دنیا ٭ اہلِ بشارت ۔خوشخبری کے اہل،خوشخبری کے لائق۔

ترجمہ:

(۱) اے نسیم سحر! اُس محبوب کی آرام گاہ کہاں ہے؟ وہ عشاق کو قتل کردینے والے چاند کی کونسی منزل ہے؟ اس کا مکان کہاں واقع ہے؟ وہ کہاں پر قیام رکھتا ہے؟ اتنا تو بتادے؟

(۲) اندھیری رات ہے اور وادی ایمن کا راستہ سامنے ہے۔کہاں ہے کوہ طور کی آگ؟ اور وہ دیدار کا کیا ہوا وعدہ کہاں ہے؟ یعنی وہ کئے ہوئے عہد و پیان کیا ہوئے؟

(۳) اس دنیا میں جو شخص بھی آیا ہے وہ خرابی کا نقش اپنے ساتھ لایا ہے۔تو خرابات میں کسی سے یہ سوال مت کر کہ ہشیار کہاں ہے؟ یعنی جس طرح خرابات میں کوئی ہشیار نہیں ملتا اس طرح دنیا میں بھی کوئی شے باقی نہیں رہتی۔سب فانی ہیں كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ وَيَبْقٰى وَجْهُ رَبِّكَ ذُوالْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ (سورۃ رحمٰن) (ہر چیز فانی ہے اور صرف اللہ تعالیٰ کی ذات کو ہی بقاء حاصل ہے۔) بقول شاعر:

کہانیاں ہیں حکایاتِ خضر و آبِ بقا — بقا کا ذکر ہی کیا اس جہانِ فانی میں

(۴) وہ شخص بشارت کا اہل ہے جو اشارہ و کنائے سے واقف ہے۔اسرار و نکات تو بہت ہیں مگر ان رازوں کو جاننے والا کہاں ہے؟ یعنی اشارات و نکات تو بہت ہیں مگر ان کو سمجھنے والا کوئی نہیں ہے اور وہ لوگ جو ان اشارات و نکات کو سمجھتے ہیں وہ بڑے خوش قسمت اور صاحبِ بشارت ہیں:

ہر کس نہ شناسندۂ رازست وگرنہ — ایں ہاہمہ رازست کہ معلوم عوام ست

---

[1] بعض نسخوں میں پرسید کی جگہ بگوید ہے۔

(۵) ہرسرِ موئے مرا با تو ہزاراں کارست — ماکجائیم و نصیحت گرِ[1] بے کار کجاست
(۶) عاشقِ خستہ ز دردِ غمِ ہجرِ تو بسوخت — خود نپرسی تو کہ آں عاشقِ غمخوار کجاست
(۷) بادہ[2] ومطرب وگُل جُملہ مہیّاست ولے — عیش بے یار مہیا نشود یار کجاست
(۸) عقل دیوانہ شد آں سلسلہ مشکیں کو — دِل زما گوشہ گرفت ابروئے دِلدار کجاست

حل لغات:

٭ برسرِ موئے۔ ہربال کاسرا٭ عاشق خستہ۔زخمی، گھائل، خراب عاشق٭ بادہ ومطرب۔شراب اور گویّا٭ سلسلہ مشکیں۔خوشبودار زلفوں کا سلسلہ (زنجیر)

(۵) میرے ہر بال کے سرے کو تجھ سے ہزاروں کام ہیں۔ بھلا میں کہاں اور نصیحتیں کرنے والا بیکار شخص کہاں؟ یعنی نصیحتیں کرنے والا مجھے تیرے عشق سے روکتا ہے۔مگر کسی کی نصیحت کا مجھ پر کوئی اثر نہیں ہوتا کیونکہ میرے دل کو تجھ سے ہزاروں کام ہیں اور میرا ہر بال تیرے لطف واحسان کا زیر بار ہے۔

(۶) تیری جدائی کے غم کی آگ سے یہ خراب حال عاشق بُری طرح جل چکا ہے۔اور تو ہے کہ جو پوچھتا تک نہیں کہ وہ غم کھانے والا عاشق کہاں چلا گیا ہے؟ کہاں ہے وہ؟ امیر مینائی اس مضمون سے ایک قدم آگے دکھائی دیتے ہیں:

درد ہی تھا دِل بیمار کا غمخوارِ قدیم — اب یہ صورت ہے کہ وہ بھی نہیں پُرساں ہوتا

(۷) شراب۔گویّا اور پھول یہاں پر سب کچھ تو موجود ہے لیکن کیا کیا جائے کہ محبوب کے بغیر عیش وسرور حاصل ہی نہیں ہوتا وہ محبوب کہاں ہے؟ یعنی اگر محبوب پاس ہوتو ان چیزوں سے حظ اٹھایا جائے ورنہ اس کے بغیر تو بہشت بھی دوزخ نظر آتی ہے۔

جب وہی حُور نہیں خلد میں تو داورِ حشر — جھونک دیتا مجھے دوزخ میں تو احسان ہوتا

(۸) عقل دیوانی ہوگئی ہے۔وہ مشکیں (مشک بھری زنجیر) زلف کہاں ہے۔دل نے ہم سے کنارہ کشی اختیار کرلی ہے اور محبوب کا ابرو کہاں ہے؟ چونکہ عقل دیوانی ہوچکی ہے اور دیوانے کو باندھنے کے لیے زنجیر درکار ہوتی ہے اس لیے زنجیر کی ضرورت بیان کی ہے: بقول شاعر:

دِل جا کے اس کی زلف گرہ گیر میں اُلجھا — اچھا ہوا دیوانہ تھا زنجیر میں اُلجھا

(۹) دِلم از صومعہ و صحبتِ شیخ ست ملُول — یار ترسا بچہ کو خانہء خمّار کجاست

---

[1] بعض نسخوں میں نصیحت گر کی جگہ ملامت گر ہے۔
[2] بعض نسخوں میں بادہ کی جگہ ساقی اور گل کی جگہ مئے ہے۔
(نوٹ): بعض نسخوں میں شعر نمبر 9,6 شامل نہیں۔

(۱۰) حافظ از بادِ خزاں در چمنِ دہر مرنج! فکر معقول بفرما گُلِ بیخار کجاست

حل لغات:

★ صومعہ۔بت خانہ،عبادت گاہ ★ ترسا بچہ۔آتش پرست کا بچہ،مراد مُغبچہ بادہ فروش ★ فکرِ معقول بفرما۔صحیح صحیح سوچ،درست غور کر

ترجمہ:

(۹) میرا دِل عبادت گاہ اور شیخ کی صحبت سے بڑا رنجیدہ ہوگیا ہے۔وہ مُغبچہ (بادہ فروش بچہ) کہاں ہے اور شراب خانہ کہاں ہے؟ یعنی خانقاہ و شیخ کی ریاکارانہ زندگی سے مجھے نفرت ہوگئی ہے۔دِل اس پر رنجیدہ ہے۔اسی لئے مجھے رندانہ زندگی ہی اچھی لگتی ہے رنج کی وجہ کا اظہار شراب کی طلب ہے۔

(۱۰) اے حافظ! دنیا کے باغ میں تو بادِ خزاں سے رنجیدۂ خاطر نہ ہوتو آپ ہی صحیح سوچ،ذرا تو درست عقل سے کام لے کہ کانٹوں کے بغیر بھی کہیں پھول ہوتا ہے؟ بقول کسے

کدام بادِ بہاری وزید در آفاق که باز در عقبش آفتِ خزانی نیست!

----★★★----

غزل نمبر (۷۴)

(۱) خوابِ آں نرگسِ فتّانِ تو بے چیزے نیست — تابِ آں زلفِ پریشانِ تو۔بے چیزے نیست

(۲) از لبت شیر رواں بود که من می گفتم — ایں شکر که گردِ نمکدانِ تو۔بے چیزے نیست

(۳) چشمۂ آبِ حیات ست دہانت امّا — زیرِ لب چاہِ زنخدانِ تو بے چیزے نیست[1]

(۴) جاں درازئ تو بادا که یقین می دانم — درکماں ناوکِ مژگانِ تو۔بے چیزے نیست

حل لغات:

★ فتّاں۔فتنہ پرور، فتنے پیدا کرنے والی،فتنہ انگیز۔ ★ شیرِ رواں۔دُودھ ٹپکتا تھا یعنی بچپن کا زمانہ ★ نمکدان۔مراد منہ ★ دہانت۔تیرا منہ ★ چاہِ زنخدان۔ٹھوڑی کا گڑھا ★ جاں درازئ تو بادا: خدا تیری عمر دراز کرے۔ ★ ناوکِ مژگاں پلکوں کے تیر۔

ترجمہ:

(۱) تیری فتنے پیدا کرنے والی آنکھ کی نیند بے وجہ نہیں ہے اور تیری بکھری ہوئی اس زلف کے پیچ وخم کا بھی کوئی خاص مقصد ہے۔ یہ بھی بلا وجہ نہیں ہے۔یعنی یہ ضرور کسی عاشق کو بے خود کریں گے اور اس کے دل کو بھی پھنسائیں گے۔

---

[1] بعض نسخوں میں شعر نمبر 3 شامل نہیں۔

(۲) جب تیرے لب سے دودھ ٹپکتا تھا (یعنی تو بچہ تھا) تو میں نے یہ کہہ دیا تھا (پیشین گوئی کردی تھی) کہ تیرے منہ کے گرد یہ جو شکر ہے یہ بھی بے سبب نہیں ہے۔ اور میں یہ جان گیا تھا کہ ع

ابھی فتنہ ہے اور اک روز قیامت ہوگا

(۳) تیرا منہ آبِ حیات کا چشمہ ہے لیکن تیرے لبوں کے نیچے ٹھوڑی کا جو گڑھا ہے یہ بھی بلا وجہ نہیں ہے، بے معنی نہیں ہے۔ یعنی عاشق کے لیے تیرا منہ آبِ حیات کا چشمہ ہے مگر اس چشمہ کا راستہ بڑا خطرناک ہے کیونکہ چاہِ زنخدان اس کی راہ میں حائل ہے۔

(۴) خدا تیری عمر دراز کرے کہ مجھے اس بات کا یقین ہے کہ یہ جو تیرے ابرو کی کمان میں تیر ہیں یہ بھی بیکار نہیں ہیں۔ بے مقصد نہیں ہیں یعنی ان تیروں سے شکار ہونے کے لیے کئی عاشق مرنے کے لیے تیار بیٹھے ہیں اور خواجہ حافظ بالکل ہی جانثاری پر تیار ہے۔

(۵) مبتلائے بغم و محنت و اندوہِ فراق — اے دِل ایں نالہ وافغانِ تو بے چیزے نیست
(۶) دوش باد ازسرِ کویش بگلستان بگزشت — اے گُل ایں چاک گریبانِ تو بے چیزے نیست
(۷) دردِ عشق ارچہ دل از خلق نہاں می دارد — حافظ ایں دیدۂ گریانِ تو بے چیزے نیست

حل لغات:

★ محنت۔ دُکھ، تکلیف، رنج ★ اندوہ۔ غم والم ★ دوش۔ گزشتہ کل رات ★ دیدۂ گریاں۔ روتی ہوئی آنکھ۔ ★ بے چیزے نیست: بے مطلب نہیں۔ اس کا بھی کوئی مطلب ہے، بلاوجہ نہیں ہے۔

ترجمہ:

(۵) اے دِل تو جو اس رنج وغم اور جدائی کے دُکھ میں مبتلا ہے تیری اس آہ وفغاں (یہ چیخ پکار) کا کچھ مطلب ہے۔ یعنی تیرا یہ نالہ و فغاں بلاوجہ نہیں ہے مطلب یہ کہ ہم غمِ ہجر میں مبتلا ہیں اس لیے نالہ وفغاں کرنے پر مجبور ہیں۔

(۶) شاید کل رات ہوا اس کے کوچے سے گزر کر باغ میں گئی۔ اے پھول! تیرا یہ چاک گریبان بے سبب نہیں ہے۔ بلا وجہ نہیں ہے۔ یعنی اسی وجہ سے گریبان چاک ہوا ہے کہ ہوا جو محبوب کے گیسوئے معنبر کی ہوا اڑا لے گئی تھی اسی خوشبو کی وجہ سے پھول سودائے زلف میں دیوانہ ہوگیا اور اُس نے گریبان چاک کرلیا۔

(۷) اگرچہ دردِ عشق کو یہ دِل لوگوں سے چھپائے رکھتا ہے لیکن اے حافظؔ! تیری ان گریہ کرنے والی آنکھوں میں ضرور کوئی راز پوشیدہ ہے یعنی اگرچہ دِل ضبطِ راز کرتا ہے اور دردِ عشق کی بیقراری کو ظاہر نہیں ہونے دیتا لیکن پھر بھی آنکھوں کی گریہ و زاری نے عشق کا راز فاش کرڈالا ہے اور لوگ یہ سمجھنے پر مجبور ہیں کہ اس گریہ وزاری کی بھی کوئی ضرور وجہ ہے۔ جس طرح کہ کسی شاعر نے کہا ہے:

الفت کا راز اُن سے چھپایا تو تھا مگر
آنسو تھما نہ دیدۂ تر سے نکل گیا!

غزل نمبر (۷۵)

(۱) دیدمش دوش کہ سرمست وخراماں میرفت — جامِ مے برکف و در مجلسِ رنداں میرفت!

(۲) چوں ہمی گفتمش اے مُونسِ دیرینہء من — سخت می گفت دل آزردہ پریشاں میرفت

(۳) نقش خوارزم خیال لبِ جیحوں می بست — باہزاراں گلہ از ملکِ سلیماں میرفت

(۴) میشد آنکس کہ چو او جان سخن کس نشناخت — من ہمی دیدم واز کالبدم جاں میرفت

حل لغات:

* دیدمش۔اس کو دیکھا،کل اس کو میں نے دیکھا (یہ غزل خواجہ حافظ نے اپنے کسی دوست سخن شناس کو جو کہ سفر پر جارہا تھا لکھ کر دی تھی لیکن الفاظ کی نشست و برخاست اور تراکیب کی برجستگی سے یہ حافظ کی غزل نہیں لگتی ویسے بھی مختلف نسخوں میں اس کے مختلف مطلعے درج ہیں (ممکن ہے حافظ نے یہ غزل کسی دوست کی وفات پر لکھی ہو) * چوں ہمی گفتمش ۔ جب میں نے اُس سے کہا * سخت میگفت ۔اُس نے سخت لہجے میں جواب دیا * خوارزم۔ترکستان کا ایک حصہ جسے اب خیوا کہتے ہیں، اس کا ایک حصہ ترکستان اور ایک ایران میں ہے * میشد آنکس۔وہ شخص چلا گیا، رخصت ہوگیا، مرگیا * جانِ سخن۔شعر کی رُوح۔

ترجمہ:

(۱) میں نے اُسے کل رات دیکھا کہ وہ نشے میں بے خودمست خراماں جارہا تھا۔جامِ شراب اس کے ہاتھ میں تھا اور وہ رندوں کی مجلس کی جانب چلا جارہا تھا۔

(۲) جب میں نے اُس سے کہا کہ اے میرے پرانے دوست: (یہ کیا کررہے ہو؟) تو وہ مجھے سخت سُست کہتا ہوا آزردہ دل اور پریشان حال چلا جارہا تھا۔(یعنی میری بات سنی ان سنی کرتے ہوئے ذرا نہ رکا)

(۳) وہ خوارزم کا تصور کرتا ہوا اور دریائے جیحوں کے کنارے کا خیال باندھتا ہوا ہزاروں گلے شکوے لیے ہوئے سلیمان کے ملک سے (دنیا سے) ہمارے بادشاہ کے ملک سے رنجیدۂ خاطر ہوکر چلا جارہا تھا۔

(۴) وہ شخص دنیا سے رخصت ہورہا تھا جس کی طرح شعر کی روح (معنویت وشعریت) کو کوئی اور نہ سمجھتا تھا۔میں اُسے عالم نزع میں دیکھ رہا تھا اور اُس کے چلے جانے کی تکلیف سے میری جان نکل رہی تھی۔

(۵) گفتم اکنوں سخنِ خوش کہ بگوید باما — کاں شکّر لہجہء خوشگوئے سخنداں میرفت

(۶) لابہ بسیار نمودم کہ مرو سُود نداشت — زانکہ کار از نظرِ رحمتِ سلطاں میرفت

(۷) پادشاہا زکرم از سرِ جُرمش بگزر — چہ کند سوختہ از غایتِ حرماں میرفت

(۸) چوں بشد آں صنم از دیدۂ حافظ غائب — اشک ہموارہ ز رخسار بداماں میرفت [1]

حل لغات:

٭ کہ بگوید۔کون باتیں کرے گا ٭ شکر لہجہ۔میٹھے انداز میں ٭ لابہ۔خوشامد ٭ سود نداشت۔کوئی فائدہ نہ ہوا۔ ٭ غایتِ حرماں: مایوسی کی انتہا۔

ترجمہ:

(۵) میں نے اُس سے کہا کہ اب ہم سے اچھی اچھی باتیں (شیریں سخنی) کون کرے گا؟ وہ شیریں لہجے والا خوش گو سخن دان و سخن فہم تو چلا جا رہا تھا۔رخصت ہو رہا تھا۔یعنی مر رہا تھا۔

(۶) میں نے اس کی بڑی خوشامد کی، بڑی چاپلوسی کی کہ تو نہ جا مگر کچھ فائدہ نہ ہوا کیونکہ بادشاہِ رحمت کی نظرِ رحمت سے اس کا کام اپنے انجام کو پہنچ رہا تھا یعنی اس کی موت کا وقت قریب آ گیا تھا اور کوئی تدبیر بھی اُسے اب بچا نہ سکتی تھی۔

(۷) اے دنیا کے بادشاہ! تو اپنے رحم و کرم سے اس کے جرموں کو معاف کر دے۔وہ سوختہ دِل کیا کرے وہ بڑی ہی سخت محرومی کی حالت میں دنیا سے رخصت ہو رہا تھا۔

(۸) جب وہ محبوب (دوست) حافظ کی آنکھوں سے غائب ہو گیا تو لگا تار آنسو اس کے رخساروں سے گزرتے ہوئے اس کے دامن میں گرنے شروع ہو گئے۔یعنی آنکھوں سے آنسوؤں کی برسات جاری ہو گئی۔

----***----

غزل نمبر (۷۶)

(۱) ہر آں خجستہ نظر کز پے سعادت رفت — بکنجِ میکدہ و خانہ ارادت رفت

(۲) ز رطلِ دُرد کشاں کشف کرد سالکِ راہ — رموزِ غیب کہ در عالمِ شہادت رفت

(۳) بیاوِ معرفتِ من شنو کہ در سخنم — زفیضِ روحِ قُدس نکتہء سعادت رفت

(۴) مجو ز طالعِ مولودِ من بجُز رِندی — کہ ایں معاملہ با کوکبِ ولادت رفت

---

[1] بعض نسخوں میں یہ دو اشعار بھی شامل ہیں۔

ہمچوں جاں از برم آں سروِ خراماں میرفت — متنفر شدہ از بندۂ گریزاں میرفت

یار ماہ چہرۂ من بادلِ گریاں میرفت — متنفر شدہ از بندۂ گریزاں میرفت

حل لغات:

٭ خجستہ۔مبارک ٭ ارادت۔ارادہ کرنا، مرید بنانا، عقیدت ٭ رِطل۔شراب کا بڑا پیالہ ٭ پیانہ ٭ دُرد کشاں۔تلچھٹ پینے والے ٭ رُوحِ قُدس۔روح القدس، حضرت جبرائیل علیہ السلام، حضرت جبرائیل علیہ السلام وہ روح جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر نازل ہوئی تھی۔حضرت جبرائیل علیہ السلام کو روح الامین بھی کہتے ہیں روحِ اعظم اور رُوحِ مکرم بھی کہا جاتا ہے۔حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر وحی لایا کرتے تھے ٭ مجو۔مت ڈھونڈ ٭ طالعِ مولود۔پیدائش کا زائچہ۔

ترجمہ:

(۱) مبارک ہے وہ نظر جو سعادت کے پیچھے گئی گویا اپنی نظر رکھنے والا شخص شراب خانے کے گوشے سے عقیدت و ارادت کے مقام پر جا پہنچا۔یعنی طالبِ سعادت کو چاہے کہ وہ گوشہ میخانہ اور خانہ ارادت میں جائے شرابِ عشق اور ساقی و سالکِ کی پیروی کے بغیر یہ سعادت حاصل نہیں ہوسکتی۔

(۲) شراب کی تلچھٹ پینے والے رندوں کے پیالے سے عنبر کے اسرار و رموز جو کہ عالم شہادت میں ہیں وہ سب سالک پر آشکار ہوگئے۔یعنی عالم بالا کے جتنے بھی اسرار و رموز ظاہر ہوئے ان کا کشف سالک نے شراب کے پیالے کی برکت سے ہی کیا ہے۔گویا سالکِ پر جو بھی کشف ہوتا ہے عشق کی ہی بدولت ہوتا ہے۔

(۳) آ اور مجھ سے عرفان و حقائق کا کلام سن! کہ میری شاعری میں یہ جو اسرار و رموز کی سعادت بھری ہوئی ہے یہ سب روح القدس کے ہی فیضان کا نتیجہ ہے۔یعنی کلام میں روح القدس کے الفاظ سے اک خاص سعادت پیدا ہوگئی ہے۔آ اور بیان عرفان و حقایق سن! مرزا غالبؔ تو خواجہ حافظ سے بھی ایک قدم آگے بڑھ گئے ہیں:

پاتا ہوں اس سے داد کچھ اپنے کلام کی
روح القدس اگرچہ میرا ہمزباں نہیں

(۴) تو میری ولادت کے زائچے سے رِندی کے علاوہ کچھ اور مت ڈھونڈ! کیونکہ یہ معاملہ میری پیدائش کے ستارے سے ہی ہوا ہے۔یعنی میری ولادت کے ستارے میں رندی ہی ہے اور میرے نصیب میں روز ازل سے ہی رندی و مستی مکمل ہوتی ہے۔اسی لیے اب رندی کے علاوہ کوئی اور چیز ڈھونڈنا بے کار اور عبث ہے۔

(۵) ز بامداد بدستِ دِگر بر آمدہٗ — وظیفہء مے دوشیں مگر زیادت رفت
(۶) مگر بمعجزہ کوشد طبیبِ عیسیٰؑ دَم — چرا کہ کارِ من خستہ از عیادتِ رفت
(۷) ہزار شکر کہ حافظؔ زراہِ میکدہ دوش — بکُنجِ زاویہ طاعت و عبادت رفت

حل لغات:

٭ بامداد۔صبح سویرے کے وقت ٭ دوشین۔کل والا، گزشتہ کل کی ٭ طبیب عیسیٰؑ دم۔حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پھونک رکھنے والا طبیب ٭ زاویہ طاعت۔فرمانبرداری کا کونہ، گوشہ۔

ترجمہ:

(۵) تو آج صبح سویرے نرالے اور منفرد انداز میں جلوہ گر ہوا ہے۔ شاید تو کل کی رات کی شراب کا وظیفہ بھول گیا ہے، تیری یاد سے نکل گیا ہے۔ بعض شارحین نے شرابِ دوشین سے روز میثاق کا ایجاب وقبول مراد لی ہے اور مطلب یہ ہوگا کہ روز الست کا وعدہ واقرار یاد کرا اور اپنے عاشق کو اپنے دیدار سے محروم نہ رکھ بعض کے نزدیک لفظ زیادت مفرد ہے اور اس کے معنی یہ ہوں گے آج تیری طرز، تیرا طور نیا ہے اور شاید مئے دوشین کا دور معمول سے زیادہ ہو گیا ہے۔

(۶) شاید حضرت عیسیٰ علیہ السلام جیسی پھونک رکھنے والا طبیب اپنے معجزے سے مجھے نئی زندگی بخش دے کیونکہ مجھ خراب وخستہ حال کا معاملہ تیمارداری وبیمار پُرسی کی حد سے گزر چکا ہے۔ یعنی اب معمولی بیمار پرسی اور معمولی علاج ومعالجے سے میرا مرض درست نہیں ہوسکتا ہاں اگر وہ عیسیٰؑ نفس نفس طبیب اپنے معجزہ سے زندگی بخشے تو یہ جان بچ سکتی ہے۔

(۷) ہزار شکر ہے کہ کل حافظ میکدے کی راہ سے گزر کر عبادت وبندگی کی غرض سے گوطاعت وعبادت کے کونے میں جا پہنچا ہے۔ یعنی گوشہء عبادت میں پہنچنے کے لیے میخانے کی راہ سے ہو کر جانا بڑا ضروری ہے۔

----***----

غزل نمبر (۷۷)

(۱) خمے کہ ابروئے شوخِ تو در کمان انداخت — بقصدِ جانِ من زارِ ناتواں انداخت

(۲) شراب خوردہ وخوی کردہ کے شدی [۱] بچمن! — کہ آب روئے تو آتش درارغواں انداخت

(۳) بیک کرشمہ کہ نرگس بخود فروشی کرد — فریبِ چشمِ تو صد فتنہ درجہاں انداخت

(۴) زشرم آنکہ بروئے تو نسبتش کردند — سمن بدستِ صبا خاک در دہاں انداخت

حل لغات:

* بقصدِ جان۔ جان لینے کے ارادے سے * زار۔ ضعیف، کمزور * کے شدی۔ تو کب گیا تھا * ارغوان۔ سرخ رنگ کا پھول، چونکہ شراب پینے سے رنگ سرخ ہو جاتا ہے اور چہرے پر پسینے کے قطرے اس طرح لگتے ہیں کہ جیسے پھول پر شبنم کے قطرے پڑے ہوئے ہیں، اس لیے محبوب کے چہرے سے تشبیہ دی جاتی ہے * خود فروشی۔ خودنمائی، لوگوں کے سامنے اپنے باپ دادا کی تعریف کرنا، خودستائی کرنا * نسبتش کردند۔ اُسے تیرے چہرے سے نسبت دی، تشبیہ دی * سمن۔ چنبیلی کا پھول۔

ترجمہ:

(۱) یہ خم جو تیرے شوخ ابرو نے کمان میں ڈالا ہے۔ مجھے لگتا ہے کہ یہ مجھ ناتواں اور کمزور کی جان لینے کے اردے سے ہی ڈالا

---

[۱] بعض نسخوں میں کے شدی کی جگہ میروی ہے۔

ہے۔ یعنی ترے ابرو نے کمان کو خم دیا ہے اور یہ یقیناً مجھ کمزور و ناتواں پر ہی تیر اندازی کرے گا (تیر چلانے کے لیے کمان کو خم دیا جاتا ہے تا کہ تیر زیادہ زور سے نشانے پر لگے۔ ابرو کو خم دار ہونے کی وجہ سے کمان سے تشبیہ دیتے ہیں)

(۲) تو شراب نوشی کر کے پسینے میں شرابور ہو کر چمن میں کب گیا تھا۔ کہ تیرے چہرے کی آب و تاب نے گل ارغواں کو آگ لگا دی۔ کہ وہ بھی تیرا خوبصورت و دلکش چہرہ دیکھ کر رشک و حسد سے جل اٹھا۔

(۳) نرگس کے پھول نے تو بس ایک کرشمے سے ہی اپنے حسن کی نمائش کی ہے لیکن اے محبوب! تیری آنکھ کی دلکشی اور دلفریبی نے تو سینکڑوں نئے فتنے برپا کر دکھائے ہیں۔ یعنی اُس کے ایک کرشمہ کے مقابلہ میں تیری آنکھوں نے صدہا کرشمے کئے ہیں۔ اور سینکڑوں دِل اس پر شیدا و فریفتہ ہو چکے ہیں۔

(۴) اس شرم سے کہ لوگوں نے تیرے رخسار سے اُسے تشبیہ دے دی چنبیلی کے پھول نے صبا کے ہاتھ سے اپنے منہ میں مٹی ڈال لی۔ یعنی چنبیلی کو جب یہ پتہ چلا کہ تیرے رخسار سے اُسے تشبیہ دی گئی ہے تو وہ سخت شرمندہ ہوا کہ بھلا مجھے تیرے ساتھ کیا نسبت؟ ع چہ نسبت خاک را با عالمِ پاک

(۵) بیزمگاہِ چمن دوش مست بگزشتم! | کہ از دہانِ تو ام غُنچہ درگماں انداخت

(۶) بنفشہ طُرّہ مفتولِ خود گرہ می زد | صبا حکایت زُلفِ تو درمیاں انداخت

(۷) کنوں بآب مئے لعل خرقہ می شویم | نصیبۂ ازل از خود نمی تواں انداخت

(۸) نبود رنگِ[1] دو عالم کہ نقشِ[2] الفت بود | زمانہ طرحِ محبت نہ ایں زماں انداخت

حل لغات:

★بیزمگاہِ چمن۔ مراد چمن ★ بنفشہ۔ مشہور گھاس ہے جو بطور دوا استعمال کی جاتی ہے اس کا پودا پست اور شاخیں بال کی طرح باریک ہوتی ہیں اس کے پھول کو گل بنفشہ کہتے ہیں اور یہ نیلے رنگ کا ہوتا ہے ★ طُرّہ مفتول۔ پیچ دار زلف، گندھی ہوئی زلفیں ★ نصیبہ ازل۔ نصیب میں جو ازل سے لکھا گیا ★ طرح۔ بنیاد ★ طرحِ محبت۔ محبت کی بنیاد۔

ترجمہ:

(۵) کل شب جب میں چمن کے دلکش و پُر کیف مقام سے مستی و سرور کے عالم میں گزر رہا تھا تو غنچہ دیکھ کر ہی اس وہم میں پڑ گیا کہ وہ غنچہ تیرا ہی منہ ہے۔ غنچہ کو نزاکت اور ناشگفتگی کی وجہ سے محبوب کے دہن (منہ) سے تشبیہ دی جاتی ہے۔

(۶) بنفشہ اپنی پُر پیچ زلفوں کو گرہ دے رہا تھا اور جب صبا نے یہ دیکھا تو اس نے درمیان میں آ کر اس کے کان میں تیری زلفوں کی کہانی سنا ڈالی۔ مطلب یہ کہ بنفشہ اپنی زلفوں کو گرہ لگا رہا تھا یعنی خم دے رہا تھا اور انہیں سنوار رہا تھا کہ اتنے میں صبا آئی اور اس سے تیری زلفوں کی بات کرنے لگی جس سے بنفشہ شرمندہ ہو گیا۔ کہ جہاں زلفوں کی حکایت ہو وہاں میرے طرّہ کا

---

[1] بعض نسخوں میں رنگ کی جگہ نقش اور نقش کی جگہ رنگ ہے۔

کیا ذکر؟

(۷) اب میں شراب کے سرخ پانی سے اپنی گدڑی دھو رہا ہوں۔ کیونکہ ازل کے روز جو کچھ بھی قسمت میں لکھا گیا ہے اُسے کوئی مٹا نہیں سکتا۔ اور میری قسمت میں چونکہ روزِ ازل سے عشق ہی لکھا ہوا ہے اور میں مجبور ہوں اب خواہ لوگ کچھ بھی کہیں میں یہ خرقہ دھو کر ہی چھوڑوں گا تا کہ اس سے ریا کاری کے داغ دھبے دھل جائیں۔

(۸) ابھی یہ دو جہان بنے بھی نہ تھے کہ الفت ومحبت کا نقش قائم ودائم تھا۔ زمانے نے اس محبت کی بنیاد کوئی آج نہیں ڈالی۔ یعنی دنیا کے وجود سے پہلے بھی عشق کا وجود تھا۔ کوئی نیا نہیں ہے۔ بلکہ اس تمام کائنات کی تخلیق کا سبب عشق ہی ہے۔ بقولِ میر:

محبت نے ظلمت سے کاڑھا ہے نور
نہ ہوتی محبت نہ ہوتا ظہور

(۹) من از ورعِ مے ومطرب ندیدے ہرگز [۱] — ہوائے مغبچگانم در این و آں انداخت
(۱۰) جہاں بکامِ دِل [۲] اکنوں شود کہ دورِ زماں — مرا بہ بندگیءِ خواجہء زماں انداخت
(۱۱) مگر کشائشِ حافظ دریں خرابی بود — کہ قسمتِ [۳] ازلش در مئے مغاں انداخت

حل لغات:

* ورع۔ پرہیز گاری * ہوائے مغبچگانم۔ مغبچوں کی محبت نے مجھے * بکام دل اکنوں شود۔ دِلی مقصد کے مطابق ہوگا * خواجہ زماں۔ خواجہ شاہ شجاع ایران کا بادشاہ یا خواجہ عماد الدین محمود اس وزیر) * کشائش۔ کشادگی، فراخی۔

ترجمہ:

(۹) پرہیز گاری اور تقویٰ کی وجہ سے میں کبھی شراب اور مطرب کی طرف دیکھتا تک نہیں تھا۔ مگر مغبچوں کے عشق نے مجھے ان دونوں (شراب اور مطرب) میں ڈال دیا۔ یعنی عشق نے مجھے اس طرف مائل کیا ہے۔

(۱۰) اب یہ ساری دنیا میرے دِلی مقصد کے مطابق ہوگی کیونکہ اس دور (زمانے) نے مجھے خواجہ زماں (خواجہ وقت) کی بندگی پر مامور کر دیا ہے۔ چونکہ میں نے خواجہ کی بندگی اختیار کر لی ہے اسے اب زمانہ میری خواہش کے مطابق چلے گا اور میرا دلی مقصد بر آئے گا۔

(۱۱) شاید حافظ کی مقصد بر آری اسی خرابی سے حاصل ہونا تھی کہ روزِ ازل سے ہی اس کے نصیب میں یہی لکھا تھا کہ مغاں کی شراب سے سرمست وبیخود رہے اور اسی سرمستی وبیخودی میں ہی ہماری بہتری ہے۔ بقولِ آزاد:

کمال عشق یہی ہے کہ جو بظاہر حال — بگاڑ بیٹھے ہیں وہ ہی سنوار بیٹھے ہیں

----***----

[۱] بعض نسخوں میں ہرگز کی جگہ زیں پیش ہے۔
[۲] بعض نسخوں میں دل کی جگہ من ہے۔
[۳] بعض نسخوں میں قسمت کی جگہ بخشش ہے۔

غزل نمبر(۷۸)

(۱) روشن از پرتو رویت نظرے نیست کہ نیست | منتِ خاکِ درت بر بصرے نیست کہ نیست

(۲) ناظرِ روئے تو صاحب نظر انند [۱] و لے | سرِ گیسوئے تو در ہیچ سرے نیست کہ نیست

(۳) اشکِ غمازِ من [۲] ار سُرخ بر آید چہ عجب | خجل از کردۂ خود پردہ درے نیست کہ نیست

(۴) کمرِ کیں بمنِ خستہ چہ بندی کہ ز مہر! | بر میانِ دل و جانم کمرے نیست کہ نیست

حل لغات :

★ پرتو۔عکس ★ بصرے۔بینائی، آنکھ،نظر ★ صاحب نظر انند۔صاحب نظر لوگ ★ غماز۔چغل خور ★ خجل۔شرمندہ ★ بمن خستہ۔مجھ خستہ حال پر ★ کین۔کینہ ★ کمرے۔کمر،میان،میان بند،کمر بند۔

ترجمہ:

(۱) تیرے چہرے کے عکسِ نور سے کوئی نظر ایسی نہیں ہے جو کہ روشن نہ ہو اور کوئی آنکھ ایسی نہیں ہے جو کہ تیرے دروازے کی خاک کی احسان مند نہ ہو۔یعنی تیرے حُسنِ نور سے ہی تمام کائنات کو بینائی ملی ہے اور تمام روشنی کا منبع اے محبوب حقیقی تیرا ہی حسن و جمال ہے۔

(۲) تمام صاحب نظر لوگوں کی نظریں تیرے چہرے پر ہی لگی ہوئی ہیں لیکن کوئی بھی سر ایسا نہیں ہے جس میں تیری زلف کا خیال نہ سمایا ہو۔یعنی تیرے عشق اور تیرے دیدار کا شوق تو ہر شخص میں موجود ہے لیکن تیرا وصال ان لوگوں کو نصیب ہوتا ہے جن کے ضمیر روشن ہوتے ہیں۔

(۳) اگر میری آنکھوں سے نکلتے ہوئے یہ سرخ آنسو میرے عشق کی چغلی کھا رہے ہیں تو اس میں تعجب و حیرت کی کیا بات ہے کیونکہ کوئی بھی پردہ اٹھانے والا (غماز و چغل خور) ایسا نہیں ہے جسے اپنے کیے پر پشیمانی نہ ہوتی ہو۔چونکہ انہوں نے میرے عشق کا راز فاش کیا ہے لہٰذا انہیں اپنے کیے پر پشیمانی ہو رہی ہے۔آنسوؤں کی سرخی عاشقوں کی شرمندگی کی علامت ہے۔

(۴) تو مجھ خستہ جان کے برخلاف کمرِ کینہ کیوں باندھ رہا ہے؟ ظلم پر کیوں کمر باندھ رکھی ہے؟ جبکہ میرے دِل و جان کی کمر پہ محبت کا کمر بند بندھا ہوا ہے۔یعنی مجھ خستہ جان عاشق پر ظلم سراسر ناروا اور ناجائز ہے۔

(۵) تا بدامن نہ نشیند ز نسیمت گردے | سیلِ اشک از نظرم بر گزرے نیست کہ نیست

(۶) تادم از شامِ سرِ زلفِ تو ہر جا نزند | با صبا گفت و شنیدم سحرے نیست کہ نیست

---

۱ بعض نسخوں میں نظر انند کی جگہ نظرے اور سر گیسوئے کی جگہ بوئے گیسوئے ہے۔

۲ بعض نسخوں میں اشکِ من گر زغمت ہے۔

(۷) من ازیں طالع شوریدہ برنجم ورنہ — بہرہ منداز سرکویت دگرے نیست کہ نیست
(۸) از خیالِ لبِ نوشین تو اے چشمہ ءِ نوش — غرقِ آب وعراق اکنوں شکرے نیست کہ نیست

حل لغات:

* سیلِ اشک۔آنسوؤں کا طوفان * طالع شوریدہ۔بدبختی، پریشان قسمت *لبِ نوشین۔میٹھے لب * چشمہ نوش۔آبِ حیات۔

ترجمہ:

(۵) اس لیے کہ تیرے دامن پر گردوغبار جمع نہ ہو۔میری آنکھوں نے کوئی راستہ ایسا نہیں چھوڑا جہاں پر آنسوؤں کا سیلاب نہ پہنچایا ہو۔یعنی عاشق صادق گلی گلی اس قدر روتا پھرا کہ ان آنسوؤں کے پانی سے راستے کی گرد جم جائے تا کہ محبوب کے راہ چلتے وقت گرد اُڑ کر دامن پر نہ جمع ہو۔

(٦) تا کہ تیری سیاہ زلف کی سیاہی کی باتیں ہر جگہ پر نہ پھیلا دے۔کوئی ایسی سحر نہیں ہے کہ جب میں نے صبا سے تیری گفتگو نہ کی ہو۔یعنی صبا محبوب کی زلف سے خوشبو اڑا کر ہر جگہ پھیلاتی ہے اور اس کی زلفوں کی سیاہی کی باتیں کرتی ہے۔عاشق نہیں چاہتا کہ اس کے محبوب کا ذکر کوئی اور کرے۔

(۷) میں اس پریشان قسمت سے بڑی تکلیف میں ہوں۔بڑے رنج میں ہوں۔اور کوئی بھی ایسا شخص نہیں ہے کہ جو تیرے کوچے سے بہرہ مند نہ ہوا ہو۔یعنی میں خود ہی بدقسمت ہوں ورنہ محبوب تو ہر ایک پر مہربان ہے اور میرے سوا ہر کوئی اس کے در سے بہرہ مند ہوا ہے: جس طرح کہ کسی نے کہا:

برمن جفا زبختِ بد دگرنہ یار — حاشا کہ رسمِ جور وطریقِ ستم نداشت

(۸) اے میٹھے چشمے: (چشمہ حیات) کوئی مٹھاس ایسی نہیں ہے جو تیرے میٹھے لبوں کے خیال سے شرم کے پسینے میں پانی پانی نہ ہوگئی ہو۔یعنی اگرچہ شکر میٹھی ہے لیکن تیرے لبوں کی شرینی سے شرماتی ہے اور اس شرم میں اُسے پسینوں پر پسینے آرہے ہیں اور عرقِ ندامت سے وہ پانی پانی ہو چکی ہے۔

(۹) آبِ چشمم کہ برومنتِ خاکِ درِ تست — زیرِ صد منّتِ او خاک درے نیست کہ نیست
(۱۰) از وجودم قدرے نام ونشانیست کہ ہست — ورنہ از ضعف درآنجا اثرے نیست کہ نیست
(۱۱) شیر در بادیۂ عشقِ تو روباہ شود — آہ ازیں راہ کہ دروے خطرے نیست کہ نیست
(۱۲) نہ من دِل شدہ از دستِ تو خونین جگرم — از غمِ عشقِ تو پُرخُوں جگرے نیست کہ نیست

حل لغات:

* منت۔احسان * ضعف۔کمزوری * بادیہ۔جنگل * روباہ۔لومڑی * دِل شدہ۔جس کا دِل لوٹ لیا گیا ہو۔

ترجمہ:

(۹) میری آنکھوں کے آنسو تیرے دروازے کی خاک کے زیر بار ہیں (احسان مند ہیں) کسی دروازے کی بھی ایسی خاک نہیں ہے۔ جو کہ تیرے دروازے کی خاک کی احسان مند نہ ہو۔ یعنی اُس پر سینکڑوں احسانات ہیں۔

(۱۰) اب میرے وجود کا اسی قدر نام ونشان باقی ہے کہ جو ہے۔ ورنہ کمزوری کا کوئی اثر نہیں ہے کہ جو وہاں موجود نہ ہو۔ یعنی میرا وجود بڑا ضعیف وکمزور ہو چکا ہے اور اب اس کا صرف نشان ہی رہ گیا ہے۔ اور کمزوری کے جملہ آثار میرے وجود میں موجود ہیں تو سہی مگر نہ ہونے کے برابر اور ناتوانی حد سے گزر چکی ہے بقول غالبؔ:

مرگیا صدمۂ یک جنبشِ لب سے غالبؔ
ناتوانی سے حریفِ دمِ عیسیٰ نہ ہوا

(۱۱) تیرے عشق کے جنگل میں شیر بھی لومڑی ہو جاتا ہے۔ افسوس کہ دنیا کا کوئی خطرہ وڈر ایسا نہیں ہے کہ جو اس (عشق) راستے میں نہیں ہے۔ یعنی راہ عشق بڑا پُر خطر اور پُر ہول ہے۔ اور طرح طرح کے مصائب سے پُر ہے کہ شیر کا دل رکھنے والے بھی اس راہ میں ہجومِ مصائب سے گھبرا کر بزدل ہو جاتے ہیں۔

(۱۲) ایک صرف میں بیدل ہی تیرے ہاتھوں سے خونین جگر نہیں ہوں بلکہ کوئی بھی جگر ایسا نہیں ہے جو تیرے عشق کے غم سے پُر خون نہ ہوا ہو۔ یعنی اور بھی بہت سے ہیں جو کہ تیرے عشق کے ہاتھوں خونِ جگر پی رہے ہیں۔

(۱۳) ازسرِ کوئے تو رفتن نتوانم گامے — ورنہ اندر دلِ بیدل سفرے نیست کہ نیست!
(۱۴) تو خود اے شعلہ رخشندہ چہ داری در سر! — کہ کباب ازحرکانت جگرے نیست کہ نیست
(۱۵) مصلحت نیست کہ از پردہ بروں افتد راز — ورنہ در مجلسِ رنداں خبرے نیست کہ نیست
(۱۶) بجز[1] ایں نکتہ کہ حافظ ز تو ناخشنودست — درسراپائے وجودت ہنرے نیست کہ نیست

حل لغات:

★ ازسرے کوئے تو۔ تیرے کوچے سے ★ گامے۔ گام، ایک قدم ★ شعلہ رخشندہ۔ روشن شعلہ ★ بروں افتد راز۔ راز کھل جائے ★ ناخوشنودست۔ تجھ سے کوئی خوش نہیں ★ درسراپائے وجودت۔ تیرے پورے وجود میں۔

ترجمہ:

(۱۳) تیرے کوچے سے میں ایک قدم بھی چل کر باہر نہیں جا سکتا۔ ورنہ مجھ بیدل (عاشق) کے دل میں کوئی ایسا سفر نہیں ہے جو کہ نہ ہو۔ یعنی میں اس قدر ناتواں ہو چکا ہوں کہ ہزار سفر کرنے کا ارادہ کرتا ہوں مگر تیرے کوچے سے ایک قدم بھی باہر جانے کو دِل نہیں چاہتا۔ اس لیے میں وہاں سے ہل نہیں سکتا۔

(۱۴) اے چمکنے والے روشن شعلے! تیرے دماغ میں یہ کیا خیال گھر کئے ہوئے ہے کہ کوئی جگر ایسا نہیں جو تیرے عشق کی آگ سے

---

[1] بعض نسخوں میں بجز کی جگہ غیر ہے۔

کباب نہ ہو چکا ہو۔ یعنی اے محبوب تیرے دِل میں یہ کیا سودا سمایا ہے کہ تو اپنے ناز و ادا سے سب کو گھائل کر رہا ہے۔

(۱۵) یہ بات ہرگز قرینِ مصلحت نہیں ہے کہ راز پردے سے باہر آ جائے۔ ورنہ ان رندوں اور مستوں کی محفل میں کوئی ایسا راز قرینِ مصلحت نہیں ہوتا اسی لیے وہ کسی سے کچھ نہیں کہتے۔ جس طرح کہ کسی نے کہا ہے:

لب خموش و دِل پُراز آواز ہا　　ہر لبش قُفل ست و دردِل رازہا

(۱۶) اس نکتے کے سوا کہ حافظ تجھ سے خوش نہیں ہے (یعنی ناخوش ہے) تیرے سراپائے وجود میں کوئی ایسا ہنر نہیں ہے جو کہ موجود نہ ہو۔ یعنی تجھ میں تمام خوبیاں پائی جاتی ہیں اگر کوئی کمی ہے تو بس ایک یہی ہے کہ حافظ کو تو نے ناراض و ناخوش ہی رکھا ہوا ہے۔

اسی طرح کا مضمون خواجہ حافظ نے اپنے اک اور شعر میں بھی باندھا ہے:

جُز ایں قدر نتواں گفت در جمال تو عیب　　کہ خالِ مہر ووفا نیست روئے زیبارا

(نوٹ) بعض نسخوں میں شعر 14,13,12,5 شامل نہیں۔

----***----

غزل نمبر (۷۹)

(۱) کس نیست کہ افتادۂ آں زلفِ دوتا نیست　　در رہگزرے نیست کہ دامے زبلا نیست!

(۲) روئے تو مگر آئنہ لُطفِ آلٰہیست!　　حقا کہ چنیں ست دریں رُوئے ریا نیست

(۳) زاہد دہدم توبہ ز روئے تو زہے روئے،　　ہیچش زخدا شرم وز روئے تو حیا نیست

(۴) نرگس طلبد شیوۂ چشمِ تو زہے چشم،　　مسکیں خبرش از سرو در دیدہ حیا نیست

حل لغات:

* زلفِ دوتا۔ دونوں شانوں پر پڑنے والی دوہری زلف * افتادہ۔ گرا ہوا، پھنسا ہوا، عاجز * آئنہ لطفِ آلہیست۔ اللہ تعالیٰ کے خاص کرم کا آئنہ ہے * حقا۔ یقیناً * روریا۔ ظاہرداری، منافقت۔ دہدم توبہ۔ مجھے توبہ دیتا ہے * زہے۔ کلمہ تحسین واہ سبحان اللہ طنز کے لیے بھی آتا ہے * طلبد شیوۂ چشم تو۔ تیری آنکھ کے انداز چاہتی ہے۔

ترجمہ:

(۱) کوئی بھی شخص ایسا نہیں ہے جو اس کی پر پیچ زلفوں سے عاجز و درماندہ نہ ہو گیا ہو۔ کوئی بھی راستہ ایسا نہیں ہے جہاں پر بلا نے اپنا جال نہ پھیلا رکھا ہو۔ یعنی ہر جگہ پر ہی گرفتاری کا خوف ہے اور یہ سب عشق کی ہی ہمہ گیری کا اثر ہے۔

(۲) تیرا یہ چہرہ اللہ تعالیٰ کے لطف و کرم کا آئنہ ہے خدا کی قسم یقیناً ہے۔ اور میرے اس بیان میں کسی خوشامد اور ظاہر داری کا کوئی شائبہ تک نہیں ہے۔

(۳) زاہد مجھے تیرے چہرے کے دیدار سے توبہ کرنے کو کہتا ہے۔ واہ کیا بات کرتا ہے ذرا اُس کی صورت تو دیکھو! کہ نہ تو اسے خدا سے ہی کوئی شرم آتی ہے اور نہ تیرے چہرے ہی سے حیا آتی ہے۔ جو خدا کی ایسی صنعت (یعنی تیرے خوبصورت چہرے) کے دیدار سے منع کرتا ہے۔ امیر خسرو کہتا ہے کہ:

؎ مردماں درمن و بے ہوشیِ من حیرانند　　　من دراں کس کہ ترا بیند و حیراں نشود

(۴) نرگس کا پھول تیری آنکھوں سے انداز کا طالب ہے واہ کیا خوب آنکھیں ہیں۔ مگر نرگس کی آنکھ میں حیا نہیں اور اُس مسکین کو کوئی خبر بھی نہیں ہے۔ یعنی تیری آنکھ سے نرگس کی آنکھ شیوۂ کرشمہ سیکھنا چاہتی ہے مگر نرگس کی آنکھ میں شرم نہیں ہے کہ وہ کہاں اور تیری آنکھ کہاں۔ نرگس چشم اور چشم نرگس کے متعلق کسی نے خوب کہا ہے:

قلم و دوات و کاغذ ہمہ جمع کرد نرگس
کہ بہ پیشِ چشم مستت خطِ بندگی نویسد

(۵) ازبہرِ خدا زلف میار اے کہ مارا　　　شب نیست کہ صد عربدہ با بادِ صبا نیست

(۶) باز آئے کہ بے روئے تو اے شمع دِل افروز　　　دربزم حریفاں اثر نورو ضیا[1] نیست

(۷) دی می شد و گفتم صنما عہد بجا آر　　　گفتا غلط اے خواجہ دَریں عہد وفا نیست

(۸) تیمارِ غریباں سبب[2] ذکرِ جمیل ست،　　　جانا مگر ایں قاعدہ در شہرِ شما نیست

حل لغات:

★ ازبہر خدا۔ خدا کے واسطے سے ★ زلف میار۔ زلف کو مت سنوار ★ عربدہ۔ لڑائی، جنگ ★ باز آے۔ پھر آجا، واپس آجا ★ شمع دِل افروز۔ دِلوں کو روشن کرنے والی شمع ★ دی می شد۔ کل وہ جارہا تھا ★ عہد بجا آر۔ وعدہ پورا کر ★ تیمارِ غریباں۔ غریبوں کی خبر لینا ★ ذکرِ جمیل۔ اچھائی سے یاد کرنا، نیک نامی، نیکی کے ساتھ یاد کرنا۔

ترجمہ:

(۵) خدا کے لیے تو اپنی زلف کو مت سنوار کیونکہ کوئی ایسی رات نہیں آتی کہ جب صبا کے ساتھ ہمیں سینکڑوں مرتبہ لڑائی جھگڑا نہ کرنا پڑتا ہو۔ بادِ صبا سے لڑائی کرنے کی وجہ یہ ہے کہ وہ محبوب کی زلف کی خوشبو اڑا لے جاتی ہے اور جگہ جگہ پھیلاتی ہے اور عاشق کو یہ ہرگز پسند نہیں ہے۔

(۶) اے دِلوں کو روشن کرنے والی شمع! تو واپس آجا کہ تیرے درخشاں اور روشن چہرے کے بغیر دوستوں کی محفل میں نور اور روشنی کا نشان تک باقی نہیں رہا کیونکہ عشاق کے لیے معشوق کا دل افروز چہرہ ہی نور اور روشنی کا منبع ہے۔

(۷) وہ محبوب کل جارہا تھا کہ میں نے اس سے کہا اے محبوب تو اپنا وعدہ ایفا کر۔ اُس نے جواباً یہ کہا کہ اے خواجہ صاحب! آپ غلط کہہ رہے ہیں بھلا اس زمانے میں وفا کہاں رہ گئی ہے؟ یہ چیز تو کب کی ختم ہو چکی ہے۔

---

[1] بعض نسخوں میں ضیا کی جگہ صفا ہے۔　　[2] بعض نسخوں میں سبب کی جگہ اثر ہے۔

(۸) غریبوں اور ناداروں کی تیمارداری کرنا نیک نامی سے یاد کرنے کا سبب ہے (یعنی جو کوئی ان کی تیمارداری کرتا ہے اسے لوگ نیک نامی سے یاد کرتے ہیں) لیکن اے محبوب! تیرے شہر میں شاید یہ رسم نہیں ہے۔ یہ قاعدہ موجود نہیں ہے۔

(۹) چوں چشمِ تو دل میبرد از گوشہ نشیناں — دُنبال[1] تو بودن گنہ جانبِ ما نیست
(۱۰) گر پیرِ مغاں مُرشدِ من شد چہ تفاوت — در ہیچ سرے نیست کہ سرّے ز خدا نیست
(۱۱) گفتن بر خورشید کہ من چشمہء نورم — دانند بزرگاں کہ سزاوارِ سہا نیست
(۱۲) عاشق چہ کند گرنخورد تیرِ ملامت — باہیچ دلاور سپرِ تیرِ قضا نیست

حل لغات:

٭ دِل میبرد۔ دل لے اُڑی ٭ دُنبال۔ پیچھے ٭ تفاوت۔ فرق ٭ سرّ ے۔ سرّ، راز۔ ٭ ملامت: لعن طعن۔ ٭ تیر قضا: قضا کا تیر۔ ٭ سہا: ایک ستارہ ہے جو بنات النعش میں ہے۔ ٭ سپر۔ ڈھال۔

ترجمہ:

(۹) جب تیری آنکھ گوشہ نشینوں کے دِل بھی اڑا لے جاتی ہے تو پھر یہ تیرے پیچھے پیچھے آتے ہیں (یعنی تم پر عاشق ہوتے ہیں) ہمارا بھلا کیا گناہ ہے۔ یعنی تیری آنکھ گوشہ نشینوں کو بھی اپنے اوپر شیدا و فریفتہ کر لیتی ہے۔ جبکہ وہ ایک کونے میں بیٹھے ذکر حق کر رہے ہوتے ہیں۔ یہ ہمارا گناہ نہیں ہے بلکہ تیری آنکھوں کا قصور ہے۔ کسی نے خوب کہا ہے:

میں ہی تصویر نہیں دیکھتا تیری اکثر
حضرتِ شیخ بھی مانوس ہیں مخفی مخفی!

(۱۰) اگر یہ پیر مغاں میرا مُرشد راہنما بن چکا ہے تو کیا مضائقہ ہے؟ کیونکہ یہاں پر کوئی بھی سر ایسا نہیں ہے کہ جس میں اللہ تعالیٰ کا بھید نہ چھپا ہو۔ یعنی اگر چہ وہ پیر مغاں ہو یا کہ کوئی اور آدمی ہو، کسی میں اسرارِ الٰہی پوشیدہ ہیں۔

(۱۱) خورشید کے سامنے یہ کہنا کہ میں روشنی و نور کا سرچشمہ ہوں۔ یہ بزرگ جانتے ہیں کہ چھوٹے سے ستارے سہا کے لئے زیبا نہیں ہے کہ وہ سورج کے مقابلے میں منور و روشن ہونے کا دعویدار ہو۔

(۱۲) اگر کوئی عاشق تیرِ ملامت کا نشانہ نہ بنے تو کیا کرے؟ کیونکہ کوئی خواہ کتنا بھی بہادر ہو وہ تیر قضا کے سامنے ڈھال نہیں بن سکتا۔ قضا و قدر کے تیر کو نہیں روک سکتا۔

(۱۳) در صومعہء زاہد و درخلوتِ عابد[2] — جز گوشہء ابروئے تو محرابِ دُعا نیست
(۱۴) اے چنگ فرو بردہ بخونِ دلِ حافظ! — فکرت مگر از غیرتِ قرآنِ و خُدا نیست

---

[1] بعض نسخوں میں دنبال کی جگہ ہمراہ ہے مگر دنبال بہتر ہے کیونکہ عاشق ہمیشہ معشوق کے پیچھے جاتا ہے ساتھ نہیں۔

[2] بعض نسخوں میں عابد کی جگہ صوفی ہے۔

(نوٹ) بعض نسخوں میں شعر نمبر 11 شامل نہیں۔

حل لغات:

★ صومعہ۔گرجا،عبادت گاہ،خانقاہ ★ چنگ۔پنجہ ★ فرو بردن۔آ گے ڈال دینا۔

ترجمہ:

(۱۳) زاہد کی خانقاہ اور عابد کی خلوت میں تیرے گوشۂ ابرو کے سوا کوئی محرابِ دعا نہیں ہے۔یعنی ہر کوئی تیرے ہی محرابِ ابرو کو سجدہ کرتا ہے (ابرو محراب نما ہوتا ہے)

(۱۴) اے کہ تو نے حافظ کے خونِ دل میں اپنا پنجہ دے مارا ہے۔شاید تجھے قرآن پاک کی بھی عزت وحرمت کا کچھ خیال نہیں ہے؟ یعنی حافظ کے سینے میں قرآن ہے تجھے اس کا بھی کوئی خیال نہیں ہے جس دِل کا تو نے خون کر دیا ہے اس میں کلامِ الٰہی محفوظ ہے۔

----***----

غزل نمبر (۸۰)

(۱) رواقِ منظر چشم من آشیانۂ[1] تست | کرم نما و فرود آ کہ خانہ خانۂ تست

(۲) بلُطفِ خال وخط از عارفاں ربودی دِل | لطیفہائے عجب زیرِ دام و دانۂ تست

(۳) دِلت بوصلِ گُل اے بُلبلِ چمن[2] خوش باد | کہ در چمن ہمہ گُلبانگ عاشقانۂ تست

(۴) علاجِ ضُعفِ[3] دِلِ ما بلب حوالت کن | کہ ایں مفرّح یا قوت در خزانۂ تست

حل لغات:

★ رواق۔چھت کا وہ حصہ جو مکان کے سامنے بڑھا ہوا ہو،منظر،جھروکا۔یہاں مطلق بمعنی مکان ہے،جگہ ہے ★ ایوان،سائبان چھجا ''سفینۃ الاولیاء'' میں مرقوم ہے کہ خواجہ حافظؒ خواجہ بہاؤالدین نقشبند کے مرید تھے اور جب خواجہ نقشبند حج سے واپس آئے تو چند روز شیراز میں رونق افروز رہے۔خواجہ حافظ نے یہ غزل بطورِ خیر مقدم ان کی خدمت میں لکھ کر بھیجی تھی ★ لطیفہائے عجب۔عجیب و غریب لطیفے ★ گلبانگ۔بلبل کے چہکنے کی آواز،نغمہ وخوشی کا شور وغل ★ بالب حوالت کن۔تو لبوں کے حوالے کر دے۔

ترجمہ:

(۱) میری آنکھ کے جھروکے کا سائبان ہی تیرا آشیانہ ہے۔اے دوست!اے محبوب کرم فرما! آ تشریف لا کہ یہ تیرا اپنا ہی تو گھر ہے۔خواجہ حافظ اپنے مہمان کو اپنی آنکھوں میں جگہ دے رہے ہیں یعنی آئیے بسر وچشم تشریف لائیے۔

---

[1] بعض نسخوں میں آشیانہ کی جگہ آستانہ ہے۔
[2] بعض نسخوں میں چمن کی جگہ سحر ہے۔
[3] بعض نسخوں میں ضعف کی جگہ درد ہے۔

(۲) تو اپنے خال وخط کی لطافت کی بدولت اپنے عارفوں (عاشقوں) کا دِل لے گیا ہے۔ تیرے دام اور دانہ کے نیچے بڑے عجیب وغریب لطیفے موجود ہیں۔ یعنی تیرے خال وخط کی لطافت پر کئی عارف شیدا اور فریفتہ ہو گئے ہیں۔ تیرے خال وخط میں کئی لطافتیں ہیں اور تیرے ناز وادا میں کئی لطیف باتیں ہیں جن سے تو عشاق کو شیدا کر لیتا ہے۔ جیسا کہ کسی نے کہا ہے:

؎ خالِ تو دانہ دانہ و زلفِ تو دام دام مُرغے کہ دانہ چید گرفتارِ دام شد

(۳) اے بُلبُلِ چمن! تیرا دِل گُل کے وصل سے ہمیشہ خوش وخرم رہے: (خدا تجھے خوش رکھے) کہ چمن میں چاروں طرف تیرے ہی عاشقانہ نغموں کی گونج سنائی دے رہی ہے یعنی سارا باغ تیرے ہی نغمہ ہائے شوق سے گونج رہا ہے۔ تجھے وصل گل مبارک ہو (وصل گل سے) مراد زیارت حرمین شریفین ہے۔

(۴) ہمارے ضعفِ دِل کا علاج تو اپنے شیریں لبوں کے حوالے کر دے۔ کیونکہ قلب وروح کو فرحت بخشنے والی یاقوتی تیرے ہی خزانے میں پائی جاتی ہے تیرے پاس ہی موجود ہے۔ (مفرح یاقوتی طب میں ایک مشہور مفرح دوا ہے جو دِل وجگر کو قوت بخشتی ہے۔)

(۵) بہ تن مقصّرم از دولتِ ملازمتت ولے خلاصہء جاں خاکِ آستانہ تست
(۶) چہ جائے من کہ بلرزد[1] سپہرِ شعبدہ باز ازیں حِیَل کہ در انبانہء بہانہء تست
(۷) من آں نیم کہ دہم نقدِ دل بہر شوخی درِ خزانہ بمُہرِ تو و نشانہء تست
(۸) تو خود چہ لعبتی اے شہسوارِ شیریں کار کہ توسنے چو فلک رامِ تازیانہء تست
(۹) سُرودِ مجلست اکنوں فلک برقص آرد کہ شعرِ حافظِ شیریں سخن ترانہء تست

حل لغات:

★ مقصّرم۔ میں قاصر ہوں، کمتر وادنیٰ ہوں ★ ملازمت۔ تیری ملازمت تیری نوکری ★ سپہر۔ آسمان ★ حیل۔ انبانہ ★ انبار۔ تھیلا ★ نشانہء تست۔ تیرا نشانہ ہے ★ لعبتی۔ لعبت، گڑیا مراد خوبصورت اور نہایت حسین محبوب ★ توسنے۔ توسن، گھوڑا ★ سرودِ مجلست۔ تیری محفل کا نغمہ ★ شیریں سخن۔ شیریں کلام، میٹھا کلام کرنے والا۔

ترجمہ:

(۵) میں تیری ملازمت کی دولت سے اگرچہ بظاہر (جسمانی طور پر) (حضوری کی دولت سے) قاصر ہوں ورنہ میری جان کا جوہر ہے وہ آپ کے آستانے ہی کی خاک ہے۔ یعنی اگرچہ میں جسمانی طور پر آپ کی خدمت اقدس میں حاضر نہیں ہو سکتا لیکن روحانی طور پر میری جان اور میرا دِل آپ کے آستانے کی خاک ہیں۔

(۶) میں ناچیز کیا چیز ہوں کہ تیرے ان حیلوں بہانوں سے جو تیری جھولی میں ہیں۔ شعبدہ باز آسمان بھی اُن سے کانپتا ہے۔ یعنی

[1] بعض نسخوں میں بلرزد کی جگہ بلغزد ہے

آسمان بذاتِ خود بہت بڑا شعبدہ باز ہے وہ بھی حقیقت میں کوئی چیز نہیں ہے کیونکہ محبوب کے سحر وفن سے یہ بھی ڈرتا ہے۔

(۷) میں وہ نہیں ہوں۔ جو اپنے دِل کی تمام پونجی ہر شوخی پر لٹادوں۔ کیونکہ میری اس دل کی پونجی پر (دل کے خزانے پر) تیری ہی مہر ثبت ہے اور تیرا ہی نشان ہے اور کوئی اس پر قبضہ نہیں کرسکتا۔

(۸) اے شیریں کار شہسوار! تو کس قدر خوبصورت اور حسین وجمیل ہے۔ کہ آسمان جیسا گھوڑا بھی تیرے ہی تازیانے کے اشاروں پر چلتا ہے۔ وہ بھی تیرے ہی تابع ہے۔ یعنی محبوبِ حقیقی کے ہی زیرِ فرمان ہے۔

(۹) تیری محفل کے نغمات سُن سُن کر یہ آسمان بھی اب ناچنے لگے گا۔ کیونکہ شیریں سخن حافظ کی شاعری اصل میں تیرے ہی ترانے ہیں۔ یعنی یہ سب آپ کا ہی فیضان نظر ہے کہ حافظ کی شاعری روز بروز قبولیت وپزیرائی حاصل کر رہی ہے اور سبھی اسی کے فکر و فن کے گن گا رہے ہیں۔

----***----

غزل نمبر (۸۱)

(۱) ساقی بیا کہ یار ز رخ پردہ برگرفت — کارِ چراغِ خلوتیاں باز درگرفت

(۲) آں شمع سرگرفتہ دگر چہرہ بر فروخت — ویں پیرِ سالخوردہ جوانی زسر گرفت

(۳) آں عشوہ داد عشق کہ مفتی زرہ برفت — وآں لُطف کرد دوست کہ دشمن حذر گرفت

(۴) زِنہار ازاں[1] عبارتِ شیریں دِلفریب — گوئی کہ پستہء تو سخن در شکر گرفت

حل لغات:

* برگرفت۔ اٹھالیا، ہٹالیا * باز درگرفت۔ دوبارہ روشنی ہوگئی ہے، حاصل کرلی ہے یہ غزل بھی حضرت خواجہ بہاؤالدین نقشبند کے حج کے موقعہ پر ہی خواجہ حافظ نے لکھی تھی جب وہ شیراز جاتے ہوئے قیام پزیر ہوئے تھے۔ کہتے ہیں کہ خواجہ حافظ کو حضرت خواجہ نقشبند کی صحبت سے بڑا روحانی فیض حاصل ہوا تھا اور اس غزل میں اسی فیض کی جانب جابجا اشارے بھی پائے جاتے ہیں۔ * شمع سرگرفتہ۔ وہ شمع جو جل چکی ہو، ختم ہوچکی ہو * عشوہ۔ ناز ونخرہ * حذر گرفت۔ پرہیز کرگیا، بچ گیا * زنہار۔ مراد خدا کی پناہ * پستہ تو۔ محبوب کا چھوٹا سامنہ۔

ترجمہ:

(۱) اے ساقی آ! کہ محبوب نے اپنے چہرے سے پردہ ہٹالیا ہے۔ یعنی گوشہ نشینوں کی اُمیدوں کے چراغ نے دوبارہ روشنی حاصل کرلی ہے۔ یعنی گوشہ نشینوں کی محفل میں شمعِ عرفان روشن ہوئی ہے۔ جلوہ افروز ہوچکی ہے۔ اے ساقی اسی خوشی میں تو مجھے شراب دے!

---

1. بعض نسخوں میں (ازاں) کی جگہ (ازیں) ہے۔

(۲) وہ شمع جو بجھنے کو تھی اس نے اپنا چہرہ پھر جگمگالیا ہے، پھر روشن ہو چکی ہے۔گویا پرانا بوڑھا کھوسٹ از سرِ نو جوان ہو چکا ہے۔یعنی محبوب نے اپنا مشاہدہ تجلیات (جو کچھ دنوں کے لیے محجوب ہو گیا تھا) اب پھر سے حاصل ہو رہا ہے۔عرفان و فیضان کا سلسلہ پھر سے جاری ہو گیا ہے۔

(۳) عشق نے ایسی فریب کاریاں کیں کہ مفتی بھی بھٹک کر رہ گیا۔اور محبوب نے ایسا لطف کرم کیا کہ دشمن بھی ڈرنے لگا۔(پرہیز کرنے لگا) یعنی عشق کی فریب کاری سے رند اور زاہد بھی نہ بچ سکے اور محبوب کی نظر لطف و کرم کے شیدا ہو گئے، فریفتہ ہو گئے۔

(۴) اس کی دلفریب اور شیریں گفتگو سے خدا کی پناہ! گویا تیرے چھوٹے سے منہ نے باتوں میں شکر ملا دی ہے۔گویا ترے پستہ جیسے منہ نے اپنے کلام کو شکر آمیز کر ڈالا ہے۔شیریں کر دیا ہے۔پستہ اور شکر بڑے لذیذ ہو جاتے ہیں۔

(۵) بار غمے کہ خاطرِ ما خستہ کردہ بود — عیسےٰ دم خدا بفرستاد و بر گرفت

(۶) ہر سروقد کہ برمہ و خور حسن می فروخت — چوں تو دَر آمدی پئے کارِ دگر گرفت

(۷) زیں قِصّہ ہفت گنبدِ افلاک پُر صداست — کوتہ نظر بیں کہ سخن مختصر گرفت

(۸) حافظ تو ایں دُعا[1] زکہ آموختی کہ یار — تعویذ کرد شعرِ ترا و بہ زر گرفت

حل لغات:

★بار۔بوجھ ★خستہ۔خراب حال، تھکا ماندہ ★مہ وخور۔چانداور سورج ★سخن گرفتن۔بات سمجھ لینا ★پر صداست۔آواز سے پر ہے، گونج رہے ہیں ★زِکہ آموختی۔تو نے کس سے سیکھی ہے ★بزر گرفت۔سونے میں منڈھ لیا ہے۔

ترجمہ:

(۵) غم کے بوجھ نے ہمارے دِل کو خستہ و خراب کر کے رکھ دیا ہے۔اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام جیسا معجزہ رکھنے والے محبوب کو بھیج دیا جس نے اس بوجھ سے ہمارا چھٹکارا کرایا۔جس نے یہ بوجھ ہٹا لیا (یہاں پر حضرت خواجہ نقشبند کی طرف اشارہ ہے)

(۶) ہر سرو قامت جو کہ چاند اور سورج سے زیادہ حسین ہونے کا دعویدار تھا، جب تو آ گیا تو وہ یہ میدان چھوڑ کر دوسری طرف چلا گیا۔یعنی تیرے آگے سب مات کھا گئے اور دعویٰ حسن سے سبکدوش ہو گئے۔

(۷) اس قصے سے سات آسمانوں کے گنبد گونج رہے ہیں۔اس کوتاہ نظر کی طرف دیکھ کہ اس نے عشق کی حکایت کو انتہائی مختصر سمجھا ہے۔یعنی تھوڑی سی حکایت پر ہی کفایت کر لی ہے۔جبکہ اس کی طوالت کبھی نہ ختم ہونے والی ہے۔

(۸) اے حافظ! تو نے یہ کس سے دُعا سیکھی ہے؟ کہ محبوب نے تیرے کلام کو سونے کے تعویذ میں منڈھ لیا ہے (اور وہ اُسے اپنے

1. بعض نسخوں میں دعا کی جگہ سخن اور یار کی جگہ بخت ہے۔

گلے میں ڈالے پھرتا ہے) یعنی تو نے اس جادو بھرے کلام سے اپنے محبوب کا دِل موہ لیا ہے۔

-----***-----

غزل نمبر (۸۲)

(۱) شنیدہ اَم سخنے خوش کہ پیرِ کنعاں گفت — فراقِ یار نہ آں می کند کہ بتوان گفت
(۲) حدیثِ ہول قیامت کہ گفت واعظِ شہر — کنایتیست کہ از روزگار ہجران گفت
(۳) نشانِ یارِ سفر کردہ از کہ پُرسم باز — کہ ہرچہ گفت برید صبا پریشان گفت
(۴) فغاں کہ آں مہ نامہرباں دشمن دوست — بترکِ صحبتِ یارانِ خود چہ آسان گفت

حل لغات:

* پیرِ کنعان۔مراد حضرت یعقوب علیہ السلام (فراقِ حضرت یوسف علیہ السلام کی طرف اشارہ ہے) * ہولِ قیامت۔قیامت کا خوف * کنایہ ۔اشارہ * یارسفرکردہ۔سفر پر گئے محبوب۔برید،قاصد،نامہ بر * فغاں۔مراد افسوس،فریاد،دہائی۔

ترجمہ:

(۱) پیرِ کنعان سے میں نے بڑی اچھی اور عمدہ بات سنی ہے۔کہ محبوب کی جُدائی میں جو کچھ دِل پر گزرتی ہے اُسے بیان نہیں کیا جاسکتا۔حضرت یعقوب علیہ السلام مدتوں فراق یوسفؑ میں روتے رہے تھے (قصہ مشہور ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام حضرت یعقوب علیہ السلام کے محبوب بیٹے تھے۔(اس سے بڑا پیار کرتے تھے۔ان کے سوتیلے بھائیوں نے حسد سے انہیں کنویں میں ڈال دیا تھا)

(۲) واعظِ شہر نے جو قیامت کی ہولنا کی کے متعلق بیان کیا ہے۔گویا وہ محبوب کی جدائی کے دنوں کی اس نے تصویر کھینچی ہے۔یعنی اس نے قیامت کے جتنے بھی خوف وخطر بیان کئے ہیں وہ سب تو ہجر کے مصائب کا صرف ایک حصہ ہیں یعنی محبوب کی جدائی قیامت کے دن سے بھی زیادہ ہولناک ہے۔

(۳) میں سفر پر گئے اپنے محبوب کا پتہ ونشان کس سے پوچھوں؟ صبا سے قاصد نے جو بھی کہا ہے وہ بھی پریشانی کے سوا کچھ نہیں ہے۔یعنی قاصد مجھے خبر نہیں دیتا۔محض چند پریشان سی باتیں کہہ دیتا ہے جس سے تسلی نہیں ہوتی۔صبا بذاتِ خود پریشان ہوتی ہے۔اس کا خاصہ ہی پریشانی (بکھرنا) ہے اور خوشبو کی خاصیت بھی یہی ہے۔اس لیے حافظ کہتے ہیں کہ پریشانی کے سوا کچھ نہیں ہے۔

(۴) دہائی ہے کہ وہ نامہرباں محبوب جو کہ دشمن پر مہربان ہے اور اپنے دوستوں کی صحبت کو چھوڑ دینے کو کس قدر آسان گردانتا ہے۔ایسے محبوب کی ایسی سوچ پر افسوس ہی کیا جاسکتا ہے،فریاد ہی کی جاسکتی ہے کیونکہ اس کے نزدیک ترکِ صحبتِ یاراں کوئی مشکل

کام نہیں ہے۔

(۵) غمِ کہن بمئے سالخوردہ کنید | کہ تخمِ خوش دِلی اینست و پیر دھقان گفت
(۶) من ومقامِ رضا بعد ازیں و شُکرِ رقیب | کہ دِل بدردِ تو خُو کردو ترکِ درمان گفت
(۷) گرہ بباد مزن گرچہ برمراد وزد[۱] | کہ ایں سخن بمثِل باد باسلیمان گفت
(۸) مزن بچون و چرا دم کہ بندۂ مقبل | قبول کرد بجاں[۲] ہر سخن کہ جاناں گفت

حل لغات:

* مئے سالخوردہ۔مراد پرانی شراب * پیر دھقاں۔مراد بوڑھا تجربہ کار کسان * خُو کرد۔عادی ہوگیا * درمان۔علاج * گرہ بباد مزن۔ہوا میں گرہ مت لگا * وزد۔ چلے * بندۂ مقبل۔جو شخص اللہ کے حضور مقبول ہو، خوش نصیب۔

ترجمہ:

(۵) اپنے دیرینہ غم کو تم پرانی شراب سے دور کردو کیونکہ دِل کی خوشی وراحت کا یہی ایک بیج ہے اور یہی بات بوڑھے دھقان نے کہی درد ہے۔

(۶) اس کے بعد اب میں ہوں اور محبوب کی رضا ہے۔اور رقیب کا بھی شکریہ کہ دِل نے تیرے درد کی عادت ڈال لی ہے۔اور اب اس نے اپنا علاج کرنا چھوڑ دیا ہے۔یعنی اب مجھے تجھ سے کوئی شکایت نہیں ہے تیری رضا پر ہی سرِ تسلیم خم ہے اور رقیب سے بھی کوئی شکایت نہیں ہے بلکہ اس کا شکریہ کیونکہ دردِ عشق کا اب میں عادی ہوگیا ہوں:

بقول غالب: رنج سے خوگر ہوا انساں تو مِٹ جاتا ہے رنج | مشکلیں اتنی پڑیں مجھ پر کہ آساں ہوگئیں

(۷) تو ہوا پر گرہ مت لگا! (اس پر اعتبار مت کر) اگر چہ یہ تیری مراد کے مطابق ہی چلتی ہے کیونکہ یہ بات مثال کے طور پر ہوا نے حضرت سلیمان علیہ السلام سے کہی تھی۔ چونکہ ہوا بدرجہ کمال سیال اور لطیف شے ہے اس لیے اس پر گرہ لگانا فطرتاً ناممکن ہے۔ ایسی اگر ہوا موافق بھی چلے تو بھی اس پر بھروسا نہ کرنا چاہیے۔

(۸) تو چوں چرا سے دَم نہ مار کہ اللہ تعالیٰ کے حضور جو مقبول شخص ہوتا ہے وہ اپنے محبوب کی ہر بات کو دل وجان سے قبول کر لیتا ہے۔کبھی اس پر چون وچرا نہیں کرتا۔وہ محبوب کے ہر حکم کی تعمیل کرتا ہے اور اس کی زندگی تسلیم ورضا کا نمونہ بن جاتی ہے۔

(۹) بعشوۂ کہ سپہرت دہد زراہ مرد | تُرا کہ گفت کہ ایں زال ترکِ دستان گفت
(۱۰) بیار بادہ بخور زانکہ پیرِ میکدہ دوش | بے حدیثِ غفور و رحیم و رحمٰن گفت

---

۱ بعض نسخوں میں وزد کی جگہ رود ہے۔ ۲ بعض نسخوں میں بجاں کی جگہ بھی سخن ہے۔
۳ بعض نسخوں میں بعشوہ کی جگہ بجے اور زراہ مرد کی جگہ زیادمرد ہے۔
(نوٹ) بعض نسخوں میں شعر نمبر 10 شامل نہیں۔

(۱۱) کہ گفت حافظ از اندیشہء تو آمد باز — چہ ایں نکفتہ اُم آنکس کہ گفت بہتان گفت

* عشوہ۔ناز ونخرہ، مراد فریب * زراہ مرو۔راستے سے مت ہٹ * ژال۔بوڑھا، رستم کے باپ کا نام ژال اور لقب دستان تھا، * دستان: مکروفریب۔ * بادہ: شراب۔ * دوش: کل رات۔ * حدیث: بات۔ * غفورورحیم: بخشنے اور رحم کرنے والا۔ * اندیشہ: فکر،غم۔ * بہتان: جھوٹ۔

ترجمہ:

(۹) یہ آسمان تجھے جوفریب دے رہا ہے۔اس کی وجہ سے تو راستے سے گمراہ نہ ہو۔تجھے یہ بات کس نے کہی ہے کہ اس بوڑھے کھوسٹ اور مکار نے مکروحیلہ ترک کر ڈالا ہے؟

(۱۰) تو شراب لا اور پی! کیونکہ کل پیرِ مغاں نے بہت سی ایسی باتیں سنائی ہیں کہ خدا بڑا بخشنے والا ہے اور نہایت رحم کرنے والا اور بے حد مہربان ہے۔یعنی خدا غفور الرحیم ہے اور رحمٰن ہے شراب لا اور پی وہ تجھے بخش دے گا۔

(۱۱) تجھے یہ کس نے کہہ دیا ہے کہ حافظ نے تیرا خیال چھوڑ دیا ہے کیونکہ میں نے تو کوئی ایسی بات نہیں کہی ہے۔یہ جس کسی نے بھی تجھ سے کہا ہے اُس نے مجھ پر بہتان باندھا ہے۔(میں نے ایسا ہرگز نہیں کہا اور نہ ایسا کیا ہی ہے)

----***----

غزل نمبر (۸۳)

(۱) مدامم مست می دارد نسیم جُعدِ گیسویت — خرابم می کند ہر دَم فریبِ چشمِ جادویت

(۲) پس از چندیں شکیبائی شبے یارب تواں دیدن — کہ شمع دیدہ افروزیم در محرابِ ابرویت

(۳) سوادِ لوحِ بینش راعزیز از بہر آں دارم — کہ جاں رانسخہء باشد زنقشِ[۱] خالِ ہندویت

(۴) اگر خواہی کہ جاویداں جہاں یکسر بیارائی — صبا را گو کہ بردارد زمانے بُرقع از رویت

حل لغات:

* مدامم۔مجھ کو ہمیشہ * جعد۔گھنگھریالے بال، مُڑے ہوئے بال * شکیبائی۔صبر * سواد۔سیاہی، تحریر * لوح۔تختی * بینش۔بینائی * از بہرآں۔اس وجہ سے * جاویداں۔ہمیشہ کے لیے۔

ترجمہ:

(۱) مجھے ہمیشہ تیرے گھنگریالے بالوں کی خوشبودار ہوا مست بنائے رکھتی ہے۔اور تیری جادو کرنے والی آنکھوں کا فریب مجھے

۱۔ بعض نسخوں میں نقش کی جگہ خال ہے۔

خراب کرتا رہتا ہے۔ یعنی میں ہر وقت تیری زلفوں اور تیرے گیسوؤں کے خیال میں مست و سرشار رہتا ہوں۔ اور دنیا کے دیگر امور کی طرف بالکل دھیان نہیں دے سکتا اسی لیے میں خراب و برباد ہو رہا ہوں۔

(۲) اے میرے اللہ! اس قدر بھاری صبر کر لینے کے بعد کسی رات تو میں یہ دیکھ سکوں تا کہ تیرے ابرو کی محراب میں اپنی آنکھوں کا چراغ روشن کر سکوں۔ یعنی صبر حد سے گزر چکا ہے اب خدا کرے کہ میں کسی رات محبوب کے ابرو کے محراب میں اپنی آنکھوں کا چراغ روشن کر لوں یعنی مشاہدہ اور دیدار سے نور بصیرت حاصل کر لوں۔

(۳) میں اپنی اس کی بینائی (آنکھ کی پتلی) کی سیاہی کو اس لیے عزیز رکھتا ہوں کہ وہ تیرے خال کی ہمشکل ہے۔ اور میری جان کے لیے گویا تیرے خالِ سیاہ کے نقش کا ایک نسخہ ہے۔ مطلب یہ کہ آنکھ کی پتلی میں چونکہ تیری تصویر ہے اس لیے وہ مجھے عزیز ہے۔

(۴) اگر تو چاہتا ہے کہ جہان کو ہمیشہ کے لیے یکسر آراستہ و پیراستہ رکھے۔ تو صبا سے کہہ دے کہ کچھ دیر کے لیے وہ تیرے رُخ سے پردہ ہٹا دے (رُخ سے مراد مظہرِ حسنِ خدا اور اس کی شانِ جمالی ہے جس کے پرتو سے یہ ساری کائنات کو آرام و سکون اور قرار ملتا ہے)

(۵) وگر رسمِ فنا خواہی کہ از عالم بر اندازی — بیفشاں زلف تا ریزد[1] ہزاراں جاں ز ہر مویت

(۶) من و بادِ صبا مسکین دو سرگردان بے حاصل — من از افسونِ چشمت مست و او از بوئے گیسویت

(۷) من از لطفِ صبا دارم سپاسِ نکہتِ جاناں — وگرنہ کے گزر بودے سحرگاہاں ازیں سویت

(۸) سوادِ دیدہ ہر وقتے بخونِ دل ہمی دیدم — عزیزش دارم ایں ساعت بیادِ خال ہندویت

(۹) زہے ہمّت کہ حافظ راست کز دنیا واز عقبیٰ[2] — نیاید ہیچ در چشمش بجز خاکِ سرِ کویت

حل لغات:

* براندازی۔ تو اس کو ختم کر دے * بیفشاں۔ جھٹک دے * سرگرداں۔ حیران و پریشان * بے حاصل۔ بے نتیجہ * نکہتِ جاناں۔ محبوب کی خوشبو، مہک * سحرگاہاں۔ صبح سویر کے وقت * سوادِ دیدہ۔ آنکھ کی پتلی * زہے ہمّت۔ کیا خوب ہمّت ہے * راست: درست۔ ٹھیک۔

ترجمہ:

(۵) اگر تو چاہتا ہے کہ فنا کی رسم کو اس دنیا سے ہمیشہ کے لیے مٹا دیا جائے تو تو پھر اپنی زلف کو جھٹک دے تا کہ تیری ان زلفوں سے ہزاروں جانیں نکل پڑیں، ٹپک پڑیں کیونکہ تیری زلف میں ہزاروں عاشقوں کی جانیں پھنسی ہوئی ہیں۔

---

[1] بعض نسخوں میں برافشاں تا فرو ریزد ہے۔

[2] بعض نسخوں میں از دین و از عقبیٰ ہے۔

(نوٹ) بعض نسخوں میں شعر نمبر 7، 8 شامل نہیں۔

(۶) میں اور بادِ صبا دونوں مسکینوں کی پریشانی فضول ہے۔ میں تیری آنکھوں کے جادو سے مست ہوں اور وہ تیری خوشبودار زلفوں سے سرشار ہے۔ دونوں ہی بے حاصل کاوش وکوشش میں لگے ہوئے ہیں۔

(۷) میں اپنے محبوب کی خوشبو ومہک کا شکریہ صبا کی مہربانی سے ادا کرتا ہوں۔ ورنہ صبح سو کے وقت اس جانب تیرا گزر کب ہوتا تھا ؟ یعنی محبوب نے صبح سویرا ادھر کب آنا تھا کہ اس کی خوشبو مجھ تک پہنچتی۔ البتہ صبا کی مہربانی، شکریہ کہ اس نے مجھ تک محبوب کی خوشبو ومہک پہنچائی۔

(۸) میں آنکھوں کی پتلی کو اپنے دل کے خون میں ڈوبی دیکھتا تھا۔ لیکن اب مجھے وہ بڑی پیاری لگتی ہے کیونکہ اسے دیکھنے سے مجھے تیرا سیاہ تل یاد آجاتا ہے۔ جدائی میں خون کے آنسو رونے سے آنکھ کی پتلی خون دل میں ڈوبی معلوم ہوتی ہے اور اس پتلی سے خال ملتا جلتا ہے۔ اسی لیے پیاری لگتی ہے۔

(۹) واہ! حافظ کی یہ کیا خوب اور درست ہمت ہے کہ اس کی آنکھوں میں تیرے کوچے کی خاک کے سوا دنیا اور عقبیٰ کی کوئی اور چیز نہیں جچتی۔ یعنی حافظ کی نظر میں اب دنیا وعقبیٰ کی کچھ حقیقت نہیں ہے۔ اور وہ ان دونوں سے بے نیاز ہے اور اس کی آنکھوں میں اپنے محبوب کی عزت کے سوا کچھ اور نہیں ہے۔ جیسا کہ کسی نے خوب کہا ہے:

ما مقیمانِ کوئے دلداریم　　　رُخ بدنیا و دین نمیآریم

----***----

غزل نمبر (۸۴)

(۱) مردم دیدۂ ما جز برخت ناظر نیست　　　دلِ سرگشتۂ ما غیر ترا ذاکر نیست

(۲) اشکم احرام طوافِ حرمت می بندد　　　گرچہ از خونِ دل ریش دمے طاہر نیست

(۳) بستۂ دامِ قفس باد چو مُرغِ وحشی　　　طائر سدرہ اگر در طلبت سائر نیست

(۴) عاشقِ مفلس اگر قلبِ دِلش کرد نثار　　　مکنش عیب کہ بر نقدِ رواں قادر نیست

حل لغات:

* جز برخت۔ تیرے چہرے کے سوا * حرمت۔ تیرا حرم * بستۂ دام قفس۔ قفس کے جال میں پھنسا رہے * طائر سدرہ۔ مراد حضرت جبرائیل علیہ السلام * سائر۔ سیر کرنے والا۔ * قلب: کھوٹا سکہ۔ * نقدِ رواں: جاری سکہ۔

ترجمہ:

(۱) ہماری آنکھوں کی پتلیاں تیرے رُخ کے سوا کسی شے کی جانب نہیں دیکھتیں اور ہمارا حیران و بھٹکا ہوا دِل تیرے سوا کسی اور کو یاد نہیں کرتا۔

(۲) میرے آنسو تیرے حرم کے طواف کا احرام باندھتے ہیں۔ اگر وہ میرے اس زخمی دل کے خون سے ایک لحظہ کے لیے بھی پاک نہیں ہوتے۔ حج کے لیے کعبہ کے طواف کا احرام پاک ہو کر باندھا جاتا ہے اور احرام کی حالت میں طہارت قائم رکھنا لازم ہے اور اس دوران میں شکار اور خون ریزی بھی منع ہے۔ حافظ کا مطلب یہ ہے کہ میرے آنسو اگرچہ تیرے حرم کے طواف کا احرام باندھتے ہیں مگر یہ میرے زخمی دِل کے خون سے آلودہ ہیں جبکہ ان کو پاک صاف رہنا چاہیے۔ حاصل کلام یہ کہ میری آنکھیں خون کے آنسو رو رہی ہیں۔

(۳) خدا کرے کہ وہ قفس کے دام میں جنگلی پرندے کی طرح قید میں گرفتار رہے۔ اگر سدرہ کا پرندہ (حضرت جبرائیلؑ) تیری تلاش وتمنا میں پرواز نہیں کرتا۔ یعنی محبوبِ حقیقی کی طلب میں اگرچہ حضرت جبرائیل علیہ السلام سدرہ سے آگے نہیں بڑھتے گویا وہ جنگلی پرندے کی طرح سدرہ کے قفس میں ہی مقید ہیں کیونکہ حضرت جبرائیل علیہ السلام کی پرواز سدرہ سے آگے نہیں تھی۔ اس سے آگے وہ نہیں جا سکتے۔ یہ شعر انہیں کی زبان سے کہلوایا گیا ہے ؎

اگر یک سرِ موئے بالا پرم　　فروغِ تجلّے بسوزد پرم!

(۴) اگر غریب ونادار عاشق نے اپنے کھوٹے دِل کا سِکہ نچھاور کر ڈالا ہے تو اس پر اُس کی برائی نہ کر۔ اُسے برا بھلا مت کہہ۔ کیونکہ وہ کھرے اور رائج الوقت سکہ پر قدرت واستطاعت نہیں رکھتا۔ جو کچھ اس کے پاس موجود تھا اُس نے قربان کر دیا ہے۔ اس میں برائی کی کوئی بات نہیں ہے۔

(۵) عاقبت دست براں سروِ بلندش برسد!　　ہر کرا در طلبت ہمّتِ او قاصر نیست!
(۶) ازرواں بخشیءِ عیسیٰؑ نزنم پیشِ تو دم　　زانکہ در روح فزائی چودمت قادر نیست
(۷) منکہ از آتشِ سودائے تو آہے نزنم　　کے تواں گفت کہ برداغِ دِلم صابر نیست
(۸) روزِ اوّل کہ سرِ زلف تو دیدم گفتم،　　کہ پریشانی ایں سلسلہ را آخر نیست
(۹) سرِ پیوندِ تو تنہا نہ دِل حافظ راست　　.کیست آں کش سرِ پیوندِ تو درخاطر نیست

حل لغات:

★ عاقبت۔ آخرکار ★ قاصر۔ کوتاہ، کم، کمی ★ رواں بخشی عیسیٰؑ۔ حضرت عیسیٰ کا اعجازِ جاں دہی۔ حضرت عیسیٰؑ کے دم سے جان کا دوبارہ آجانا ★ سودائے تو۔ تیرا عشق، تیرا سودا، جنون ★ کے تواں گفت۔ کیسے کہا جا سکتا ہے ★ آخر نیست۔ انتہا نہیں ہے ★ سرِ پیوندِ تو۔ تیرے ساتھ تعلق کا خیال ★ کش۔ کہ اش کہ اس کو۔ اس کی۔

ترجمہ:

(۵) بالآخر اُس شخص کا ہاتھ بلند و بالا سرو تک پہنچ جاتا ہے جس کی ہمت تیری طلب کی راہ میں کسی کمی کی حامل نہ ہو۔یعنی ڈھونڈ نے والا آخر پا ہی لیتا ہے۔طلب کی راہ میں اگر چہ انسان کو کتنی بھی مشکلوں اور مصیبتوں سے کیوں نہ گزرنا پڑے وہ مردانہ واران کا مقابلہ کرتا ہوا ایک روز اپنی منزلِ مقصود پر پہنچ ہی جاتا ہے۔

(٦) میں تیرے سامنے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے اعجازِ جاں دہی کا دعویٰ نہیں کرتا کیونکہ وہ تیرے دم کے آگے رُوح فزائی پر اس قدر طاقت وقدرت نہیں رکھتا۔اتنا قادر نہیں ہے۔یعنی اگر چہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نئی زندگی بخشتے تھے لیکن ان کا ذکر تیرے سامنے نہیں کرنا چاہیے کیونکہ جو تیرے دم میں روح افزائی ہے وہ دم عیسیٰ سے بڑھ کر ہے۔

(۷) میں جو کہ تیرے عشق کی آگ سے (جلتے ہوئے) آہ بھی منہ سے نہیں نکالتا۔پھر یہ کس طرح کہا جاسکتا ہے کہ میں دِل کے داغ پر صابر و شاکر نہیں؟ یعنی میں تیرے عشق کی آگ میں جلے جارہا ہوں اور آہ تک بھی میرے لبوں پر نہیں ہے۔حالانکہ آگ جہاں بھی ہوتی ہے وہاں دھواں بھی ضرور ہوتا ہے۔

ع ممکن نہیں کہ آگ تو ہو اور دھواں نہ ہو

(۸) میں نے پہلے ہی دن جب تیری زلف کو دیکھا تھا تو یہ کہہ دیا تھا کہ اس سلسلے کی پریشانی کی کوئی انتہا نہیں ہے۔یعنی تیری پریشان زلفیں اس قدر لمبی ہیں کہ گویا اس سلسلے کی کوئی انتہا و حد نہیں اور یہ بھی اُسی وقت ہی کہہ دیا تھا کہ عشاق کی پریشانی بھی اِنہی پریشان زلفوں کی وجہ سے ہی ہے جو کہ ساری زندگی تک یونہی رہے گی۔

(۹) اے محبوب! تجھ سے تعلق (وابستگی) کا خیال صرف اس حافظ کے دِل کو ہی نہیں ہے بلکہ کون ایسا شخص ہے جس کے دل میں تیرے تعلق کا خیال موجود نہیں ہے۔

----***----

غزل نمبر (۸۵)

(۱) بے مہرِ رخت روزِ مرا نُور نماند است — وز عمرِ مرا جز شبِ دیجور نماند است

(۲) ہنگامِ وداعِ تو ز بس گریہ کہ کردم — دور از رُخِ تُو چشمِ مرا نور نماند است

(۳) من بعد چہ سود ار قدمے رنجہ کند دوست — کز جاں رمقے در تنِ رنجور نماند است

(۴) می رفت خیالِ توز چشمِ من و می گفت — ہیہات ازیں گوشہ کہ معمور نماند است

حل لغات:

* شبِ دیجور۔اندھیری رات * مہر۔سورج * ہنگامِ وداعِ تو۔تیرے جدا ہونے کے وقت * من بعد چہ سود۔اس کے بعد کیا فائدہ * قدم رنجہ کند۔قدم رنجہ کرے * معمور۔آباد، بھرا ہوا۔

ترجمہ:

(۱) تیرے چہرے کے سورج کے بغیر میرے دن میں روشنی نہیں رہی۔اور اب میری عمر میں بھی اس اندھیری و تاریک رات کے سوا کچھ باقی نہیں رہ گیا۔چونکہ عاشق کے لیے محبوب کا چہرہ سورج ہے اور جب سورج ہی نہ ہو تو پھر روشنی کہاں رہ جاتی ہے۔ گویا تمام عمر ہی ایک اندھیری رات کی طرح ہو جاتی ہے۔

(۲) تیرے جدا ہونے کے وقت میں نے اس قدر گریہ وزاری کی کہ تیرے رُخ سے دور میری آنکھوں میں نور باقی نہیں رہا۔یعنی بسیار گریہ سے میری آنکھیں بے نور ہو گئیں (ویسے بھی جب آنکھوں سے لگا تار آنسو گریں تو نظر دھندلا جاتی ہے اور اندھیرا اندھیرا سا دکھائی دینے لگتا ہے)

(۳) اس کے بعد کیا فائدہ اگر وہ محبوب یہاں آجانے کی تکلیف گوارا بھی کر لے کہ میرے اس دکھی تن بدن میں اب جان کی ایک رمق بھی باقی نہیں رہ گئی۔یعنی جب زندگی میں ہی محبوب کا وصال میسر نہ ہو سکا تو کیا اب میرے مرنے کے بعد وہ مجھے ملنے کے لیے آئے گا؟

(۴) تیرا خیال میری آنکھوں سے جا رہا تھا اور یہ کہہ رہا تھا کہ ہائے افسوس! یہ گوشہ اب آباد نہیں رہ گیا۔یعنی میرے گوشہ چشم میں پہلے تیری تصویر جا گزیں تھی گویا وہ گئی تو اب یہ گھر آباد نہ رہا۔ویران اور بے آباد ہو گیا۔

(۵) نزدیک شد آں دم کہ رقیباں بتو گویند[1] — دُور از درت ایں خستہ رنجور نماند است

(۶) وصلِ تو اجل را ز سرم دور ہمی داشت — از دولتِ ہجر تو کنوں دُور نماند است

(۷) صبر ست مرا چارۂ ہجرانِ تو لیکن — چوں صبر تواں کرد کہ مقدور نماند است

(۸) درہجر تو گر چشمِ مرا آب نماند[2] — گو خونِ جگر ریز کہ معذور نماند است

(۹) حافظ زغم از گریہ پرداخت بخندہ — ماتم زدہ را داعیہء سُور نماند است

* خستہ ورنجور۔خراب و غمگین، مراد عاشق * اجل۔موت * کنوں۔اب، ابھی * مقدور نماند است۔طاقت نہیں رہی * خونِ جگر ریز۔جگر کا خون بہالے * داعیہ۔خواہش، سبب * سور۔جشن شادی خوشی و مسرت * پرداخت۔پرداختن مصدر، مشغول ہونا، فارغ نہ ہونا۔

---

[1] بعض نسخوں میں رقیب بتو بگوید ہے۔
[2] بعض نسخوں میں نماند کی جگہ رواں است ہے۔
(نوٹ) بعض نسخوں میں شعر نمبر 3 شامل نہیں۔

ترجمہ:

(۵) اب وہ وقت بڑا نزدیک آ پہنچا ہے کہ تیرے رقیب تجھے یہ کہیں گے کہ تیرے دروازے سے دُور تیرا یہ خستہ وخراب حال اور غمگین دکھی عاشق اب باقی نہیں رہا۔یعنی وہ مرگیا ہے۔

(۶) تیرا وصال میرے سر سے موت کو دُور رکھتا تھا لیکن اب تیری جدائی کی وجہ سے موت مجھ سے دُور نہیں رہی۔یعنی جُدائی تو عاشق کے لیے موت ہے بلکہ موت سے بھی بدتر ہے اور اب جبکہ تو مجھ سے جُدا ہو گیا ہے تو اب میری موت یقینی ہے۔اب میرا بچنا محال اور بڑا دشوار ہے۔ہاں اگر تو آ جائے تو مجھے نئے سرے سے زندگی مل سکتی ہے۔

(۷) تیری جدائی میں میرا علاج صبر ہے۔لیکن صبر کیسے کیا جا سکتا ہے؟ چونکہ صبر کرنے کی اب طاقت ہی نہیں رہی۔یعنی تیری جدائی میں اگر چہ یہی چارہ ہے مگر صبر کیا کیسے جائے کہ عاشق سے صبر ہوتا ہی نہیں ہے۔

(۸) تیری جدائی میں رو رو کر اگر میری آنکھوں میں پانی باقی نہیں رہا تو ان سے کہہ دے کہ وہ خون کے آنسو رونا شروع کر دیں۔ یعنی آنکھوں میں اگر پانی نہیں رہا تو جگر میں خون تو موجود ہے۔اب انہیں کہہ دے کہ یہ خون جگر ٹپکائیں۔خون کے آنسو روئیں۔

(۹) حافظؔ غم عشق میں رونے کی وجہ سے ہنسی وخوشی سے بالکل فارغ ہو چکا ہے۔اب یہ کبھی بھی ہنستا نہیں ہے کیونکہ ماتم زدہ آدمی میں خوشی ومسرت کا جذبہ ختم ہو جاتا ہے یعنی حافظ غمِ عشق میں اس قدر روتا رہتا ہے کہ اسے کبھی ہنسنے کا خیال بھی نہیں آتا اُسے بھلا خوشی سے کیا کام؟ بقول غالب:

آگے آتی تھی حالِ دل پہ ہنسی! اب کسی بات پر نہیں آتی

----***----

غزل نمبر (۸۶)

(۱) مدتے شد کآتشِ سودائے او در جانِ ماست ویں تمنا بیں کہ دائم در دِلِ ویرانِ ماست

(۲) مردمِ چشم بخونِ ناب جگر غرقند ازاں چشمہء مہرِ رُخش در سینہء نالانِ مَاست

(۳) آبِ حیواں قطرۂ از لعلِ ہمچوں شکرش قرصِ خورعکسے ز روئے آں مہِ تابانِ مَاست

(۴) تانفخت فیہ من روحی شنیدم شد یقین برمن ایں معنی کہ مازانِ ویم وے زانِ ماست

حل لغات:

★ آتشِ سودائے۔اس کے عشق کی آگ ★ مردمِ چشم۔آنکھوں کی پُتلیاں ★ مہرِ رُخش۔اس کے چہرے کا سورج ★ خوناب۔خون اور پانی ایک کرنا، نہایت رنج وتکلیف ★ آبِ حیواں۔آبِ حیات ★ قرص۔ٹکیہ ★ خور۔خورشید سورج

★ نفخت فیہ من روحی۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے ''اس نے ان میں اپنی روح پھونک دی۔ قرآن پاک میں حضرت آدم علیہ السلام کے متعلق قرآن پاک میں ہے۔ ثابت ہوا کہ انسانی روح روح الٰہی ہے۔

ترجمہ:

(۱) ایک مدت سے اُس کے عشق کی آگ ہماری جان میں لگی ہوئی ہے اور اس کی اس تمنا کو دیکھ! کہ جو ہمیشہ سے ہمارے ویران دِل میں جاگزیں ہے۔ یعنی شروع ہی سے ہم عشق کی آگ میں جل رہے ہیں اور اس کے وصل کی آرزو ہمیشہ ہی ہمارے دِل میں موجود رہتی ہے۔

(۲) میری آنکھ کی پتلیاں جگر کے لہو میں اس لیے غرق ہیں (یعنی خون کے آنسو رو رہی ہیں) کہ اس کے چہرے کا سورج ہمارے آہ و بکا کرنے والے سینے میں موجود ہے۔ یعنی میں خون کے آنسو رو رہا ہوں اس لیے کہ میرے سینے میں (یعنی دل میں) محبوب کے چہرے کا چشمہ خورشید جلوہ گر ہے۔ ظاہر ہے جہاں چشمۂ خورشید ہوگا وہاں سرخ رنگ کا پانی تو نکلے گا۔

(۳) یہ آبِ حیات اُسی محبوب کے مصری جیسے میٹھے ہونٹوں کا اک قطرہ ہے۔ اور یہ سورج کی ٹکیہ ہمارے اُس درخشاں اور روشن چہرے والے محبوب کا ایک عکس ہے۔ یعنی ہمارے زندگی بخشنے والے کے محبوب کے شیریں لبوں کے سامنے یہ آبِ حیات ایک قطرے کی حیثیت رکھتا ہے اور اس کے درخشاں اور روشنی چہرے کے سامنے یہ سورج ایک ٹکیہ ہے۔

(۴) میں نے جس وقت ''نفخت فیہ من روحی'' سنا ہے۔ مجھے یہ یقین ہوگیا ہے کہ میں اس کا ہوں اور وہ میرا ہے۔ یعنی انسان اور خدا کا تعلق صوری ہی نہیں معنوی بھی ہے اور یہ اظہر من الشمس ہے۔ مطلب یہ کہ انسان حقیقت میں انوارِ الٰہی کا ہی پرتو ہے اور ذاتِ خدا سے اس کا تعلق خاص ہے۔ اور اگر اس تعلق کو انسان سمجھ لے تو من و تو کے تمام پردے دُور ہو جائیں۔

(۵) ہر دِلے را اطلاعے نیست بر اسرارِ غیب — محرمِ ایں سرِّ معنی دارِ علوی جانِ ماست

(۶) چند گوئی اے مذکر شرحِ دین خاموش باش — دینِ ما در ہر دو عالم صحبتِ جانانِ ماست

(۷) حافظا! تا روزِ آخر شکرِ این نعمت گزار — کاں صنم از روزِ اوّل دارد درمانِ ماست

حل لغات:

★ اسرارِ غیب۔ غیب کے راز ★ دارِ علوی۔ بلند پائے گا ★ مذکر۔ ذکر کرنے والا، ذکرِ حق کرنے والا ★ دارد: رکھتا ہے۔

ترجمہ:

(۵) ہر دل کو غیب کے اسرار کی اطلاع نہیں ہے۔ اس بلند و بالا معنی والے راز کی ہمراز صرف ہماری جان ہی ہے۔ یعنی یہ راز بڑے بلند معنی کا حامل ہے اور یہ کوئی نہیں جان سکتا۔ یہ روحانیت کے نقطے میں صرف جان اور روح ہی جان سکتے ہیں۔

(۶) واعظ! تو کب تک دین کی تشریح و تاویل کرے گا؟ خاموش رہ! ہمارا دین و مذہب تو محبوب کی ہم نشینی ہے۔ یعنی اس کا وصال ہے۔ محبوبِ حقیقی کا مشاہدہ اور وصال ہی عشاق کا دین و مذہب ہے۔

(۷) اے حافظ! تو قیامت کے دن تک اس نعمت کا شکر ادا کر کہ ازل کے دن سے ہی ہماری دوا اور ہمارا علاج ہمارا محبوب ہی ہے۔

یعنی قیامت تک اس کا شکریہ ادا نہیں کیا جا سکتا کہ عاشقوں کا علاج و معالجہ اور دوا ان کا محبوب ہی ہے۔ وہی درد دیتا ہے تو وہی علاج بھی کرتا ہے۔

----***----

غزل نمبر (۸۷)

(۱) امروز شاہِ انجمنِ دلبراں یکیست ! دلبرا گر ہزار بود دل برآن یکیست

(۲) من بہرِ آں یکے و دیں دادہ اَم بباد عیبم مکن کہ حاصلِ ہر دو جہاں یکیست

(۳) سودائیانِ عالمِ پندار را بگوئی ! سرمایہ گُم کند کہ سودوزیاں یکسیت

(۴) خلقے زباں بدعویٰ عشقش کشادہ اند، اے من غلامِ آنکہ دِلش بازباں یکسیت

(۵) حافظ! بر آستانۂ دولت نہادہ سر دولت دراں سرمست کہ باستاں یکسیت

حل لغات:

* شاہِ انجمن دلبراں: معشوقوں کی محفل کا بادشاہ، محبوب، شاہِ خوباں۔ * آں یکے: اُس ایک یعنی محبوب۔ * دادہ اَم بباد: میں نے برباد کر دیئے ہیں۔ * سودائیانِ عالم: ساری دنیا کے دیوانے، سوچ بچار کرنے والے۔ * پندار: تصور، تکیہ، خیال، گمان، مراد دنیا، اک خیالی دنیا۔ * خلقے: مخلوق، لوگ * آستان: چوکھٹ۔

ترجمہ:

(۱) آج تمام دلبروں کا بادشاہ ایک ہے۔ اگر چہ ہزاروں دلبر ہیں لیکن میرا دِل اُسی ایک پر ہی آیا ہے۔ یعنی تمام دلبروں (معشوقوں) کا بادشاہ اور تمام دلبروں کا دلبر وہ ایک محبوبِ حقیقی ہی ہے۔

(۲) میں نے اُس ایک کی خاطر ہی اپنے دل اور دین کو برباد کر ڈالا ہے۔ میری عیب جوئی مت کر کہ وہ محبوب جس کی خاطر میں نے یہ سب کچھ کیا ہے دونوں جہان میں ایک ہے۔ یعنی دونوں جہانوں کا حاصل ایک وہی ہے۔ بقول کسے:

؎ بازیچہ ایست طِفل فریب ایں متاعِ دہر بے عقل مرداں کہ بدیں مبتلا شوند

(۳) عقل اور خیال کی دنیا کے سودائیوں سے یہ بات کہہ دے کہ سرمایہ کو گم کر دو! کیونکہ یہاں پر نفع اور نقصان ایک ہی ہے۔ یعنی یہ دنیا اک خیالی دنیا ہے اور دھوکے کی جگہ ہے اور یہ چند روز کے لیے اپنے طالبوں کو خوش تو کرتی ہے لیکن اس کی حقیقت کچھ بھی نہیں ہے۔ اس کا نفع و نقصان عارضی ہے۔

(۴) عوام الناس نے اس کے عشق کے دعویٰ پر اپنی زبان کھولی ہوئی ہے لیکن میں تو اس کا غلام ہوں جس کا دل اور زبان ایک ہی ہے۔ یعنی زبان سے تو سب عشق الٰہی کے دعویدار ہیں مگر ماننا تو اُسے چاہئے کہ جس کا دل اور زبان ایک ہو۔ اور صرف زبان

سے عشق کا دیدار ہونا تو کوئی بات نہیں ہے۔

(۵) حافظ نے اپنا سر اپنے محبوب کے درِ دولت پر رکھ دیا ہے۔ رکھا ہوا ہے۔ دولت اُس سر میں ہے جو آستانے کے ساتھ ایک ہو جائے۔ یعنی سر اور آستانے میں فرق نہ رہے۔ اس کے ساتھ ایک ہو جائے فنافی المعشوق ہو جائے۔

----***----

غزل نمبر (۸۸)

(۱) الِمنۃ للہ کہ درِ میکدہ بازست — زاں رو کہ مرا بر درِ او روئے نیازست
(۲) خمہا ہمہ در جوش و خروشند ز مستی — واں مئے کہ درآنجاست حقیقت نہ مجازست
(۳) از وے ہمہ مستی و غرورست و تکبّر — و زما ہمہ بیچارگی و عجز و نیازست
(۴) شرحِ شکنِ زلف خم اندر خمِ جاناں — کوتہ نتواں کرد کہ ایں قِصّہ درازست

حل لغات:

★ المنۃ للہ۔ اللہ تعالیٰ کا احسان ہے، اس کا شکر ہے ★ زاں رو۔ اس وجہ سے ★ خمہا۔ شراب کے مٹکے ★ از وے۔ اُس کی طرف سے۔ محبوب حقیقی کی طرف سے ★ شرح۔ تفصیل، وضاحت۔

ترجمہ:

(۱) اللہ تعالیٰ کا احسان اور شکر ہے کہ میکدے کا دروازہ، کھلا ہے۔ میں اسی وجہ سے ہی اس کے دروازے پر اپنا سر نیاز سے جھکا رہا ہوں۔ چونکہ میکدے کے دروازے پر میں نیاز مند ہو کر جاتا ہوں اور اس دروازے کا میں ایک پرانا نیاز مند ہوں اس لیے میرے لیے یہ دروازہ کھلا ہے۔

(۲) شراب کے مٹکے سب کے سب ہی مستی کے سبب بڑے جوش وخروش میں ہیں اور ان میں جو شراب بھری ہوئی ہے وہ نہ تو حقیقی ہے اور نہ مجازی ہے۔ یعنی یہ محبت کی شراب ہے انگور کی شراب نہیں ہے۔ یا یہ کہ یہ شراب طہور ہے نہ کہ انگور کی حرام شراب ہے۔

(۳) مستی غرور اور تکبر اس کے شایانِ شان ہے اور بیچارگی و عاجزی اور نیاز مندی ہمارے لیے زیبا ہے۔ کیونکہ عاشق جو ٹھہرے ہمارا سرمایہ عاجزی اور نیاز مندی ہی ہے اور وہ چونکہ محبوب (اور وہ بھی شاہِ خوباں) اُسے مستی اور غرور ہی اچھا لگتا ہے۔ وہی اس کے شایانِ شان بھی ہے۔

(۴) محبوب کی پر پیچ زلف کے شکن کی تعریف مختصر بیان نہیں کی جاسکتی کیونکہ اس کی یہ کہانی بڑی طویل ہے اور اس کا سلسلہ دُور دراز تک پہنچا ہوا ہے۔ جب محبوب کی زلف کو بہت لمبا بنایا جاتا ہے تو اس کے شکن کی تعریف کیسے مختصر ہوگی؟

(۵) بارِ دلِ مجنوں و خمِ طرّۂ لیلیٰ　　رخسارۂ محمود و کفِ پائے ایازست

(۶) بر دوختہ ام دیدہ چو باز از ہمہ عالم　　تا دیدۂ من بر رُخِ زیبائے تو بازست

(۷) رازیکہ برِ خلق نہفتیم نگفتیم　　بادوست بگوئیم کہ او محرمِ رازست

(۸) درکعبۂ کوئے توہر آں کس کہ در بیاید　　از قبلۂ ابروئے تو در عَین نمازست

(۹) اے مجلسیان سوزِ دلِ حافظِ مسکیں　　از شمع پرسید کہ در سوزوگدازست

حل لغات:

* طرۂ لیلیٰ۔لیلیٰ کی زلفیں * بردوختہ اَم۔میں نے سی لی ہیں،بند کرلی ہیں * چوباز۔باز کی طرح * بازست۔کھلی ہیں * نہفتیم۔ہم نے چھپائے رکھا * کعبہ کوئے تو۔تیرے کوچے کا کعبہ * مجلسیان۔اہل محفل،محفل میں بیٹھنے والے۔

ترجمہ:

(۵) مجنوں کے دل کا بوجھ ہے اور لیلیٰ کی زلفوں کا خم ہے۔محمود کا رخسار ہے اور ایاز کے پاؤں کا تلوا ہے۔یعنی لیلیٰ کی زلف کا خم مجنون کے دِل کی پریشانی کا باعث ہے۔اور محمود کے لیے ایاز کے پاؤں کا تلوا رخسار سے بھی بڑھ کر ہے۔گویا ادھر ہر آرائش ہے۔اور ادھر پریشانی ہے۔ادھر ناز ہے اور ادھر نیاز۔

(۶) جب سے میں نے باز کی طرح اپنی آنکھیں سارے جہان سے بند کر لی ہیں تب سے میری آنکھیں تیرے حسین چہرے پر گڑ گئی ہیں۔یعنی میں جب سے تیرا عاشق ہوا ہوں ساری دنیا سے میں نے اپنی آنکھیں بند کر لی ہیں تا کہ یہ دنیا کی خواہشات پر نہ للچائیں۔یعنی میرا مطمح نظر صرف تو ہی ہے۔(باز کی عموماً آنکھیں بند رکھی جاتی ہیں اور جب شکار کرنا مقصود ہو تو کھول دیتے ہیں)

(۷) وہ راز جو ہم نے لوگوں سے چھپایا اور نہ ہم کسی کو بتائیں گے۔لیکن اپنے محبوب پر وہ ظاہر کر دیں گے کیونکہ۔وہ اس راز کا محرم ہے۔یعنی وہ راز داں ہے اور اس راز کو بخوبی جانتا ہے۔

(۸) جو شخص بھی تیرے کعبہ کے کوچے میں آتا ہے وہ تیرے ابرو کے قبلے کی جانب اپنا منہ کر کے حقیقی نماز پڑھنے لگ جاتا ہے۔یعنی جو بھی تیرے کوچے میں آ گیا اور تیرے ابرو کے محراب کو دیکھ لیا تو سمجھو کہ وہ عین نماز میں ہو گیا۔کیونکہ حضوری سے بڑھ کر کوئی عبادت نہیں ہے۔

(۹) اے میرے ہم مجلسو! حافظؔ مسکین کے دِل کے سوز کا حال شمع سے پوچھو جو کہ سوز و گداز کی کیفیت سے دوچار ہے۔یعنی سوزِ دِل کے حال سے وہی واقف ہے۔جس کے اپنے دِل میں سوز و گداز موجود ہو۔

----***----

غزل نمبر (۸۹)

(۱) میرِ من خوش میروی کاندر سراپا میرمت — ترکِ من خوش می خرامی پیشِ بالا میرمت
(۲) گفتہ بودی کہ بمیری پیش من ایں تعجیل چیست؟ — خوش تقاضا می کنی پیشِ تقاضا میرمت
(۳) عاشقِ و مہجور و مخمورم بُتِ ساقی کجاست — گو خراماں شو کہ پیشِ قدِ رَعنا میرمت
(۴) اے کہ عمرے شد کہ تا بیمارم از مژگانِ تو[1] — گو نگاہے کُن کہ پیشِ چشمِ شہلا میرمت

حل لغات:

* میر۔سردار * خوش می خرامی۔تو کیسے فراماں فرماں چل رہا ہے * میرمت۔ میں تجھ پر مرمٹ جاؤں قربان، جاؤں * ترکِ من۔اے میرے محبوب * تعجیل۔جلدی * خوش تقاضا می کنی۔تو کیا خوب تقاضا کرتا ہے * مہجور۔ہجر کا مارا، ہوا * خراماں شو۔ ٹہلتا رہ * قدرِعنا۔خوش نما قد۔ * شہد: نرگس کی قسم کا ایک پھول۔

ترجمہ:

(۱) اے میرے سردار! تو کیسے خراماں خراماں چلتا ہے۔کہ میں تیرے سراپے پر قربان ہوتا ہوں۔اے میرے محبوب! تو کیسی خوش خرامی کرتا ہے۔میں تیرے قد وقامت کے سامنے آتا ہوں۔قربان ہو جاتا ہوں۔یعنی اے محبوب! میں تیری خوش رفتاری، خوش خرامی اور تیرے سراپا اور تیرے قد کے قربان جاؤں۔

(۲) تو نے کہا تھا کہ تو کب میرے سامنے جان دے گا۔اس قدر جلدی کیوں ہے؟ تو اچھا تقاضا کرتا ہے اور میں تیرے تقاضا کرنے سے پہلے ہی مر رہا ہوں (مرتا ہوں) یعنی واہ وا! کیا خوب تقاضا ہے میں اس تقاضے پر جان صدقے کرتا ہوں۔

(۳) میں ہجر کا مارا ہوا اور مست ومخمور اک عاشق ہوں۔میرا ساقی کہاں ہے؟ اس سے یہ کہہ دے کہ وہ خراماں خراماں ادھر آجائے۔تاکہ میں اس کے خوش نما قد کے سامنے اپنی جان دے دوں، مر جاؤں۔

(۴) اے محبوب! اک عمر بیت گئی ہے کہ میں تیری پلکوں کا بیمار ہوں۔تو مجھ پر ایک نظر کر کہ میں تیری نرگس جیسی آنکھ کے سامنے جان دے دوں۔مر جاؤں۔بس ایک نظر کی ہی ضرورت ہے۔یعنی اگر تیرا وصل نصیب ہو جائے تو مرنا بھی آسان ہو جائے۔

---

[1] بعض نسخوں میں اے کہ کی جگہ آنکہ اور مژگان کی جگہ سودائے ہے۔

(۵) گفتہ لعلِ منت ہم درد بخشد ہم شفا! [1] — گاہ پیشِ درد و گہ پیش مداوا میرمت
(۶) خوش خراماں میروی چشمِ بد از روئے تو دُور — دارم اندر سرِ خیال آنکہ درپا میرمت
(۷) گرچہ جائے حافظ اندر خلوتِ وصلِ تو نیست — اے ہمہ جائے تو خوش پیش تو ہر جا [2] میرمت

حل لغات:

★ لعلِ منت ۔ میرا ہونٹ تجھ کو ★ درپا میرمت ۔ میں تیرے قدموں پر مرتا ہوں ★ ہمہ جائے تو خوش ۔ تیری ہر جگہ اچھی ہے ۔
★ خلوت: تنہائی ۔

ترجمہ:

(۵) اے محبوب تو نے یہ کہا ہے کہ میرے سرخ ہونٹ درد بھی بخشتے ہیں اور دوا بھی ۔ میں کبھی تیرے درد اور کبھی تیری دوا کے سامنے مرتا ہوں ۔ یعنی میں تیرے سرخ لبوں کی دوا بخشی اور کبھی علاج و معالجے دونوں کے سامنے مرتا ہوں (مجھے چین اور آرام کسی طور بھی نہیں ہے)

(۶) اے محبوب ! تو کیسے خراماں چلتا ہے (چشم بد دور) بُری نظر تیرے چہرے سے دُور رہے ۔ میرے سر میں یہ خیال جاگزیں ہوگیا ہے کہ تیرے قدموں پر جان چھڑک دوں ۔ یعنی تیری رفتار بڑی ہی اچھی ہے ۔ میں تیری اس خوش خرامی پر جان قربان کرتا ہوں ۔

(۷) اگرچہ حافظ کے لیے تیرے وصل کی خلوت گاہ میں کوئی جگہ نہیں ہے ۔ تیرے لیے سبھی جگہیں اچھی ہیں ، سارے مقامات اچھے ہیں ۔ میں تیرے سامنے ہر جگہ پر مرتا ہوں ۔ یعنی اے محبوب تیرے وصال کا حریم ناز نہ سہی تو جہاں پر بھی ہو وہی جگہ اچھی ہے اور میں وہاں ہی مرنے کو تیار ہوں ۔

----***----

غزل نمبر (۹۰)

(۱) کنوں کہ می دمد از بوستاں نسیمِ بہشت — من و شرابِ فرح بخش دیارِ حُور سرشت
(۲) چمن حکایتِ اُردیِ بہشت می گوید — نہ عاقل ست کہ نسیہ خرید و نقد بہشت
(۳) بہ مے عمارتِ دِل کُن کہ ایں جہانِ خراب — برآں سرشت کہ از خاکِ مابسازو خشت

---

[1] بعض نسخوں میں مصرع اول یوں ہے: گفتہ بے لعل بہم ہم درد بخشد ہم دوا ۔
[2] بعض نسخوں میں ہر کی جگہ ہمہ ہے ۔

(۴) وفا مجوے ز دشمن کہ پرتوے ندہد — چوں شمع صومعہ افروزی از چراغِ کنشت

حل لغات:

★ می دمد۔ چلتی ہے ★ نسیم۔ خوشبودار ہو ★ سرشت۔ پیدائش، طبیعت، آدمی کی خُو ★ اردی بہشت۔ ایرانی شمسی سال کے ایک مہینے کا نام جو موسمِ بہار میں آتا ہے ★ نسیہ۔ ادھار ★ بہشت۔ چھوڑ دیا ہشتن مصدر سے۔ چھوڑنا ★ عمارتِ دل کُن۔ دِل کی تعمیر کر ★ خشت۔ اینٹ ★ پرتوے ندہد۔ روشنی نہیں دیتی ★ کنشت۔ بت خانہ ★ صومعہ۔ خانقاہ۔

ترجمہ:

(۱) اب باغ سے بہشت کی ہوا چل رہی ہے۔ بس میں ہوں اور رُوح کو فرحت بخشنے والی شراب ہو اور حور کی سرشت رکھنے والا محبوب ہے۔ یعنی بہار کا موسم ہے اور حضرت خواجہ حافظ شراب و ساقی کی طلب کر رہے ہیں۔

(۲) سارا چمن بہار کے مہینے کی کہانی بیان کر رہا ہے یعنی چمن میں ہر سو بہار کا دور دورہ ہے۔ وہ شخص عقلمند نہیں ہوسکتا جو نقد چھوڑ دے اور ادھار خرید لے۔ یعنی موسم بہار موجود ہے اور سارا چمن رشکِ بہشت بنا ہوا ہے اور اس موقع کو غنیمت جاننا چاہئے اور بہشت کی باتیں چھوڑ دینی چاہئیں یعنی یہ مہینہ اردی بہشت (یعنی بہشت جیسا) مہینہ جو موجود ہے۔ بہشت کی کیا ضرورت ہے وہ بھی جو ادھار ہے اور یہ نقد ہے۔ بقولِ کسے:

نکنیم شکوہ ہرگز سر نقد و نسیہ زاہد — تو بگیر باغِ جنت بگزار کشتِ مارا

(۳) تو شراب سے دِل کی تعمیر کر کیونکہ یہ ویران جہان اس خیال میں ہے کہ ہماری خاک سے اینٹیں بنائے۔ یعنی تو عشق کی شراب سے ہمیشہ کی خوشی اور ہمیشہ کی زندگی حاصل کر کیونکہ اس دنیا کی زندگی کا کچھ اعتبار نہیں ہے۔

(۴) تو دشمن سے وفا مت طلب کر کیونکہ اگر تو بت خانے کے چراغ سے عبادت خانے کی شمع جلائے گا تو ہرگز روشنی نہ ہوگی یعنی کفر سے ہرگز اسلام کو نفع نہیں ہوسکتا۔ اسی طرح دشمن سے بھی وفا طلب کرنا بے سود ہے۔

(۵) مکن بنامہ سیاہی ملامتِ منِ مست — کہ آگہ است کہ تقدیر بر سرش چہ نوشت

(۶) گدا چرا نزند لافِ سلطنت امروز — کہ خیمہ سایہ ابرست و بزمگہ لبِ کشت

(۷) قدم دریغ مدار از جنازۂ حافظ! — کہ گرچہ غرقِ گناہ است می رود بہ بہشت

حل لغات:

★ کہ آگہ ست۔ کون باخبر ہے، کون جانتا ہے، کون آگاہی رکھتا ہے ★ چرا نزند لاف۔ کیوں نہ مارے لاف۔ لاف زنی کیوں نہ کرے؟ ★ کشت۔ کھیت ★ قدم دریغ مدار۔ قدم نہ روک۔

ترجمہ:

(۵) تو مجھ مست و بیخود کو سیاہ اعمال نامہ کی وجہ سے برا بھلا مت کہہ۔ یعنی مجھے بدبخت ہونے کا طعنہ مت دے۔ یہ کون جانتا ہے کہ تقدیر نے اس کی پیشانی پر کیا لکھا ہوا ہے۔ یعنی تجھے کیا خبر ہے کہ خدا نے میری قسمت میں کیا لکھا ہے؟ تو فائدے میں

رہے گا یا کہ میں؟

(۶) آج گداگر (فقیر) سلطنت کی کیوں لاف زنی نہ کرے (ڈینگ کیوں نہ مارے) جب کہ ابر کا سایہ اس کا خیمہ بنا ہوا ہے اور کھیت کا کنارہ اس کی بزم گاہ ہے یعنی چونکہ خیمہ اور بزم گاہ لوازم سلطنت ہیں جب گداگر کے پاس ابر کا خیمہ اور کھیت کے کنارے بزمگاہ موجود ہو تو وہ بھی گویا بادشاہ ہے اور بادشاہی کا دعویدار ہو سکتا ہے۔

(۷) مشہور ہے کہ جب خواجہ حافظ کا انتقال ہوا تو بعض علماء نے ان کی نمازِ جنازہ پڑھنے سے انکار کر دیا تھا۔ چونکہ خواجہ صاحب تمام عمر زہدانِ ریا کار اور عابدانِ ظاہردار کے خلاف رہے اور اپنے کلام میں جا بجا ان کی کوتاہ آستینی اور دست درازی پر حملہ کرتے رہے اس لیے اکثر مولوی اور فقیہہ ان کے خلاف رہتے تھے۔ شاہ منصور (اس وقت کا بادشاہ) جنازے میں شریک تھا۔ اُس نے نمازِ جنازہ نہ پڑھنے کی وجہ پوچھی تو اُن لوگوں نے جواب دیا کہ اس شخص کا تمام کلام رندانہ اور ملحدانہ ہے۔ شاہ منصور نے کہا کہ کیا ثبوت ہے؟ انہوں نے کہا کہ ابھی حافظؔ کا کلام منگوایا جائے ہم اس سے ثابت کر دیں گے کہ اس کا کلام ملحدانہ ہے۔ کہتے ہیں کہ اُسی وقت خواجہ صاحب کی غزلوں کے مسودے منگوائے گئے۔ جب پہلا ہی ورق اُٹھایا تو اس پر لکھا تھا:

قدم دریغ مدار از جنازۂ حافظؔ! که گرچه غرقِ گناه است میرود به بهشت

اس تائید غیبی کو دیکھ کر تمام لوگ خاموش ہو گئے اور خواجہ صاحب کے معتقد ہو گئے۔ نماز جنازہ ادا کی گئی اور اسی دن سے خواجہ صاحب کا نام لسان الغیب رکھا گیا۔ اور بعد میں لوگ ان کے کلام سے فال نکالنے لگ گئے۔

ترجمہ: تو حافظ کے جنازہ پر قدم رنجہ فرمانے سے دریغ نہ کر کیونکہ اگرچہ وہ گناہوں میں غرق ہے لیکن سیدھا بہشت کو جا رہا ہے۔ یعنی تو یہ سمجھتا ہے کہ وہ بڑا گناہگار شخص تھا۔ اس کا جنازہ ہرگز نہیں پڑھنا چاہیے۔ اسی لیے تو اس کی نماز جنازہ پڑھنے سے گریز کر رہا ہے۔ حالانکہ ایسا ہرگز نہیں ہے۔ یہ درست ہے کہ وہ گناہگار ہے لیکن اتنا بھی نہیں کہ جس قدر تم سمجھ رہے ہو۔ وہ تو ایک عاشق الٰہی تھا۔ دیکھ لو۔ وہ سیدھا بہشت کو جا رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ بڑا غفور الرحیم ہے۔ وہ بڑا بخشنے والا مہربان ہے۔ یہ سب اُسی کا کرم ہے۔

----***----

ردیفِ ثاء مثلّثہ (ث)

غزل نمبر(۱)

(۱) دردِ مارا نیست درماں الغیاث　　ہجر مارا نیست پایاں الغیاث

(۲) دین و دِل بردند و قصدِ جاں کنند　　الغیاث از جورِ خوباں الغیاث

(۳) دربہائے بوسہ جانے طلب!　　میکنند ایں دِلستاناں الغیاث

(۴) خونِ ما خوردند ایں کافر دِلاں　　اے مسلماناں چہ درماں الغیاث

حل لغات:

* الغیاث۔فریاد، دہائی، اے فریاد کو پہنچنے والے * جورِ خوباں۔حسینوں کے ظلم وستم * دِلستاناں۔دل اُٹھالے جانے والے حسین لوگ (محبوب) * کافر دِلاں۔مراد ظالم حسین لوگ۔

ترجمہ:

(۱) ہمارے درد کا کوئی علاج نہیں ہے، فریاد ہے۔ہمارے ہجر کی کوئی انتہا نہیں ہے، فریاد ہے۔یعنی ہے کوئی ہماری فریاد کو پہنچنے والا جو کہ ہمارے درد کا علاج کرے اور ہمارے ہجر کا مداوا کرے؟ مطلب یہ کہ درد لا دوا اور ہجر انتہا ہے۔

(۲) ہمارا دین اور دِل تو یہ لے گئے ہیں اور اب یہ ہماری جان لینے کا ارادہ کر رہے ہیں۔فریاد ہے ان حسینوں کے ظلم وستم سے، فریاد ہے۔یعنی دل و دین تو لے چکے اب ہمارے پاس اس دکھی جان کے سوا اور کیا چیز ہے؟ اسے لینے کا بھی ارادہ کر رہے ہیں یہ حسین و خوبصورت لوگ، فریاد ہے۔مطلب یہ کہ حسینوں نے دین و دل تو لوٹ لیا ہے اب ہماری جان کے درپے ہیں۔

(۳) یعنی یہ حسین (محبوب قسم کے لوگ) ایک بوسے کی قیمت میں جان لیتے ہیں۔ہے کوئی ان کے اس ظلم سے نجات دلانے والا؟ فریاد ہے۔لیکن امیر خسرو تو ایک بوسے کی قیمت میں دو جہان دے دینے سے بھی ارزانی کا ڈھنڈورہ پیٹ رہے ہیں۔وہ محبوب سے قیمت بڑھانے کا کہہ رہے ہیں:

قیمتِ بوسہ دو عالم گفتۂ ای　　نرخ بالا کن کہ ارزانی ہنوز

(۴) کافروں کا سا دِل رکھنے والے ان لوگوں نے ہمارا خون پی لیا ہے۔اے مسلمانو! اس کا کیا علاج کیا جائے، کیا چارہ کیا جائے؟ فریاد ہے۔یعنی ظاہر ہے کہ کافر اور مسلمان کا کیا مقابلہ؟

(۵) دادِ مسکیناں بدہ اے روزِ وصل　　از شبِ یلدائے ہجراں الغیاث

(۶) ہر زمانم دردِ دیگر می رسد　　زیں حریفاں بر دِل و جاں الغیاث

(۷) ہمچو حافظ روز و شب بے خویشتن گشتہ ام سوزاں و گریاں الغیاث

* دادِ مسکیناں بدہ۔ مسکین لوگوں کو انصاف دے * شب یلدا۔ سیاہ اور لمبی رات (۲۲ دسمبر کی رات جو سال میں سب سے لمبی رات ہوتی ہے اور دن سب سے چھوٹا دن ہوتا ہے۔ اس رات کو منحوس کہا جاتا ہے) ہجر کی رات چونکہ سختی کی رات ہوتی ہے اس لیے بمشکل گزرتی ہے۔ اسی لیے لمبی معلوم ہوتی ہے لیکن عشاق کے لیے ہجر کی کوئی بھی رات ہو وہ اُسے شب یلدا ہی کہتے ہیں * حریفاں۔ ہم پیشہ۔ دوست نما دشمن۔ رقیب بھی مراد لیئے جاسکتے ہیں * بے خویشتن۔ بے خود * گشتہ ام سوزاں وگریاں۔ جل رہا ہوں اور رو رہا ہوں۔

ترجمہ:

(۵) اے وصل کے دن ان مسکینوں کے ساتھ تو انصاف کر۔ جدائی کی اس اندھیری اور لمبی رات سے فریاد ہے۔ شب ہجر کی تکلیف پر وصل کے دن سے زیادہ طلب کی ہے۔

(۶) ہر وقت ان حریفوں کی وجہ سے ہمارے دِل اور ہماری جان کو اک نیا دکھ پہنچ رہا ہے، فریاد ہے۔ ابنائے وقت کی شکایت ہے یا رقیبوں کے جور وظلم سے فریاد ہے۔

(۷) میں حافظ کی طرح دن رات عالمِ بے خودی میں جل رہا ہوں اور رو رہا ہوں۔ فریاد ہے۔ یعنی میرا سینہ تو آتشِ ہجر سے جل رہا ہے اور میری آنکھیں یہ آگ بجھانے کے لیے رو رہی ہیں اور میں بے بسی کے عالم میں فریاد کر رہا ہوں۔ فریاد ہے۔

(نوٹ) بعض نسخوں میں اس ردیف کی دو تین اور غزلیں بھی شامل ہیں۔

----***----

ردیفِ جیم عربی (ج)

غزل نمبر (۱)

(۱) سزد کہ تو زہمہ[۱] دِلبراں ستانی باج چرا کہ بر سر خوبانِ عالمے چوں تاج

(۲) دو چشمِ شوخ تو برہم زدی خطا وختن بچینِ زلفِ تو ما چین د ہند دادہ خراج

(۳) بیاضِ روئے تو روشن چو عارضِ خورشید سوادِ زلفِ تو تاریک تر زظلمتِ داج

(۴) لبِ تو خضر و دہانِ تو آبِ حیوان ست قدِ تو سرو و میانِ تو موئے وگردن عاج

حل لغات:

[۱] دیوان حافظ کے کچھ نسخوں میں ہمہ کی بجائے ہمگی ہے اس سے نہ تو معنی میں فرق پڑتا ہے اور نہ وزنِ شعر میں ہی کوئی کمی آتی ہے۔

★ برہم زدی۔تو نے زیروزبر کردیا۔تہہ وبالا کردیا ★ خطاوختن۔دومشہور شہروں کے نام ★ خطا۔ترکستان کا مشہور شہر ★ ختن: چینی تاتار میں ایک مشہور شہر۔دومشہور شہروں کے نام ★ ماچین۔چین کے جنوب اور ہندوستان کے مشرق میں ایک علاقے کا نام ہے۔ ★ بیاض۔سفیدی۔سفید کاغذ کورا کاغذ۔سفید کاغذوں کی کاپی ★ عارض۔رخسار ★ داج۔تاریکی، اندھیری رات ★ عاج۔ہاتھی دانت۔

ترجمہ:

(۱) اے محبوب! تو اس لائق ہے کہ دنیا کے تمام محبوبوں سے خراج وصول کرے کیونکہ تو دنیا کے حسینوں کے سر کے تاج کی طرح ہے۔یعنی اے محبوب تو حسینانِ عالم کا شہنشاہ ہے۔باقی حسینوں سے تجھے خراج لینا چاہیے۔

(۲) تیری دو شوخ آنکھوں نے خطا اور ختن کو درہم برہم کر کے رکھ دیا ہے۔تیری زلف کے خم پر ماچین اور ہندوستان نے خراج دیا ہے۔یعنی خطا وختن کو تیری آنکھوں نے برہم کردیا۔چونکہ خطا وختن کے ہرن مشہور ہیں اور ہرن کی آنکھ کو محبوب کی آنکھ سے تشبیہ دی جاتی ہے۔اسی لیے کہا ہے کہ تیری شوخ آنکھوں نے ختن کے ہرنوں کو برہم کردیا ہے۔

(۳) تیرے چہرے کی بیاض سورج کے چہرے کی طرح روشن ہے۔تیری زلفوں کی سیاہی اندھیری رات کی تاریکی سے بھی زیادہ ہے۔اُس سے بھی بڑھ کر ہے۔یعنی محبوب کا چہرہ سورج سے بھی زیادہ روشن ہے اور زلف اندھیری رات سے بھی بڑھ کر سیاہ ہے۔

(۴) تیرا لب تو خضر ہے اور منہ آبِ حیات ہے۔تیرا قد سرو ہے۔تیری کمر بال ہے اور تیری گردن ہاتھی دانت کی ہے۔یعنی ہاتھی دانت کی طرح سفید ہے۔محبوب کے سراپا کی تعریف کی ہے۔

(۵) ازیں مرض بحقیقت کجا شفا یابم!	کہ از تو دردِ دلِ من نمی رسد بہ علاج
(۶) دہانِ تنگِ تو دادہ بآبِ خضر بقا	لبِ چو قندِ تو برد از نباتِ مصر رواج
(۷) چرا ہمی شکنی جانِ من زسنگ دلی	دلِ ضعیف کہ ہست او بنازکی چو زجاج
(۸) فتادہ در دلِ حافظ ہوائے چوں تو شہے	کمینہ بندۂ خاکِ درے تو بودے کاج

حل لغات:

★ نمی رسد بہ علاج: علاج نہیں ہوسکتا۔ ★ نبات: مصری۔ ★ رواجِ بردن: رواج یا رونق ختم کرنا۔ ★ زجاج: کانچ، شیشہ۔ ★ ہوائے: خواہش، تمنا، آرزو۔ ★ کاج: کاش، اے کاش، افسوس کہ ایسا ہوتا۔

ترجمہ:

(۵) میں اس مرض سے حقیقت میں کب شفا پا سکتا ہوں۔کیونکہ تجھ سے میرا دردِ علاج کو نہیں پہنچتا۔یعنی تو میرے دِل کے درد کا علاج نہیں کرتا۔اس لیے مجھے کب شفا حاصل ہوسکتی ہے؟ شفا تو تب حاصل ہو کہ جب تو مجھ پر مہربان ہوجائے۔

(۶) اے محبوب! تیرے تنگ مُنہ نے آبِ حیات کو زندگی بخش دی ہے اور تیرے شکر جیسے میٹھے ہونٹوں نے مصر سے مصری کے رواج کو ختم کرڈالا ہے۔اس کی رونق ختم کردی ہے۔یعنی آبِ حیات کو جو بقا حاصل ہے یا آبِ حیات میں جو ہمیشہ کی زندگی

کی خاصیت ہے وہ تیری ہی دین ہے۔

(۷) تو اس سنگدِلی سے میری جان شکنی کیوں کر رہا ہے؟ میرا ضعیف اور کمزور دِل کانچ کی طرح ہے۔ شیشے کے مانند ہے۔ سنگ اور شیشے کا مقابلہ ظاہر ہے۔

(۸) حافظؔ کے دل میں تجھ ایسے بادشاہ کا عشق سمایا ہوا ہے۔ اے کاش! وہ تیرے دروازے کی خاک کا اک ادنیٰ سا غلام ہوتا۔ یعنی حافظ کے دِل میں صرف محبوب الٰہی کا عشق ہی سمایا ہوا ہے لیکن وہ اپنے محبوب الٰہی کے درِدولت سے دُور ہے۔ اسی لیے قُرب کی حسرت کا افسوس کیا ہے۔

(نوٹ) بعض نسخوں میں جیمِ عربی کی ایک اور غزل اور جیمِ فارسی کی بھی ایک غزل شامل ہے۔

----***----

ردیف حائے حطی (ح)

غزل نمبر (1)

(۱) اگر بمذہبِ تو خونِ عاشق ست مباح	صلاحِ ماہمہ آنست کاں تراست صلاح
(۲) سوادِ موئے تو تفسیر جَاعِلُ الظُّلمات	بیاضِ روئے تو بتیانِ فائق الاصباح
(۳) زدیدہ اَم شدہ صد چشمہ درکنارِ رواں	کہ خود شنا نکند درمیان آن ملاح،
(۴) لبِ تو آبِ حیات تو ہست قوتِ رُوح	وجودِ خاکی مارا ازوست قوّتِ رواح!

حل لغات:

* مباح۔ جائز، حلال، روا * سوادِ موئے تو۔ تیرے بالوں کی سیاہی * جاعل الظلمات۔ تاریکی کا پیدا کرنے والا * بیاض۔ سفیدی، سفید کاغذ جس پر کچھ لکھا نہ ہو، ڈائری، شعراء کا کلام لکھنے والی ڈائری، کاپی * تبیان۔ معانی کا روشن اور ہویدا کرنا۔ وضاحت سے بیان کرنا۔ فائق الاصباح۔ صبح کو نمودار کرنے والا۔ رات کی سیاہی سے دن کی سفیدی پھاڑنے والا۔ یہ سب قرآنی الفاظ ہیں (سورۃ انعام سے) * شنا کردن۔ تیرنا * کنار بمعنی بغل اور کنار بمعنی کنارہ بھی ہے * قوت: طاقت، غذا مراد ہے * رواح۔ شام کا وقت۔ رات سے پہلے کا وقت۔

ترجمہ:

(۱) تیرے مذہب میں اگر عاشق کا خون جائز ہے تو پھر اس معاملے میں ہماری صلاح بھی وہی ہے جو کہ تیری ہے۔ یعنی ہم تیری رضا پر راضی ہیں اور ہمارا سر تسلیم خم ہے۔ تو جو بھی چاہے وہی کر۔

(۲) تیرے بالوں کی سیاہی جاعل الظلمات کی تفسیر ہے اور تیرے چہرے کی سفیدی فائق الاصباح کی شرح ہے۔ یعنی جو خدا نے

نوراور سفیدی پیدا کی وہ تیرا چہرہ ہے اور جو خدا نے تاریکی پیدا کی وہ تیری زلف کی سیاہی ہے۔

(۳) میری آنکھوں سے سینکڑوں چشمے میری بغل (پہلو) میں جاری ہو گئے ہیں۔ کہ خود ملاح بھی ان کے اندر تیرا کی نہیں کر سکتا۔ یعنی میں اس قدر رویا ہوں کہ گویا اک سیلاب آ گیا ہے اور سینکڑوں چشمے پھوٹ پڑے ہیں جن میں کہ ملاح کے لیے بھی تیرنا مشکل ہو گیا ہے۔ کثرت گریہ ظاہر کی ہے۔

(۴) تیرے لب آبِ حیات جیسے ہیں اور ان سے روح کو طاقت ملتی ہے۔ اور ہمارے خاکی وجود کو اس سے راحت و تازگی کی غذا ملتی ہے۔ یعنی تیرے لب ہمارے لیے روحانی قوت ہیں اور تیرے لبوں کا بوسہ ہماری شام کی غذا ہے۔

(۵) زچنگِ زلفِ کمندت کسے نیافت خلاص — نہ از کمانچہء ابرو و تیرِ غمزہ نجاح

(۶) بیا کہ خونِ دلِ خویشتن بحل کردم — اگر بمذہبِ تو خونِ عاشق ست مباح

(۷) نداد لعل لبش بوسہء بصد تلبیس — نیافت کام دلِ من ازو بصد الحاح

(۸) صلاح و توبہء و تقویٰ زما مجو زاہد — ز رند و عاشق و مجنوں کسے نجست صلاح

حل لغات:

* چنگ۔ پنجہ، چنگل * نیافت خلاص۔ رہائی نہ پائی * نجاح۔ بچاؤ، چھٹکارا * بحل کردم۔ میں نے معاف کر دیا * تلبیس۔ مکر فریب، مکاری و عیاری * الحاح۔ زاری کرنا، درخواست کرنا * نجست صلاح۔ کسی نے کوئی نیکی نہ تلاش کی۔

ترجمہ:

(۵) تیری زلف کے چُنگل سے کسی کو بھی چھٹکارا نہیں ملا۔ کوئی بھی نہیں بچ سکا۔ تیرے اُبرو کی کمان اور غمزے کے تیر سے کوئی بھی تو نہیں بچ سکا۔ یعنی نہ ابرو کی کمان سے کوئی بچ سکا اور نہ تیری زلفوں کی کمند سے ہی چھوٹا۔

(۶) آ کہ میں نے اپنے دل کا خون تجھ پر حلال کر دیا ہے۔ اگر تیرے مذہب میں عاشق کا خون جائز ہے۔ یعنی اگر تیرے نزدیک عاشق کا خون بہانا جائز ہے تو مجھے پھر بھلا کیا عذر ہو سکتا ہے؟ آ اور خنجر آزمائی کر۔

(۷) سینکڑوں حیلوں بہانوں اور فریب سے بھی اُس نے اپنے سُرخ لبوں کا بوسہ نہ دیا۔ اور میرا یہ دِل اُس سے بصد منت اور خوشامد کرنے کے باوجود بھی کوئی مقصد حاصل نہ کر سکا۔ یعنی کسی طرح بھی اس کا وصال میسر نہ ہوا۔

(۸) اے زاہد تو ہم سے نیکی، توبہ اور پرہیزگاری نہ ڈھونڈ! رِند، عاشق اور مجنون سے کسی بھی خیر و صلاح (نیکی اور اچھائی) کی جستجو نہیں کی جاتی۔ کیونکہ میں تو رند اور عاشق ہوں۔ بھلا مجھے اچھائی سے کیا کام؟ کیا نسبت؟ جس طرح کہ انہی کا ہی شعر ہے:

چہ نسبت مست بہ رندی صلاح و تقویٰ را — سماعِ وعظ کجا نغمہ رباب کجا؟

(۹) پیالہ چیست کہ بر یادِ تو کشیم مدام — وَنَحْنُ نَشْرَبُ شُرْباً كَذٰلِكَ الاقداح!

(۱۰) دُعائے جانِ تو وردِ زبانِ حافظ باد — مدام تا کہ بود گردشِ مسا و صباح

حلِ لغات:

٭ وَنَحنُ ۔اور ہم ٭ نَشرب ۔ہم نے پیئے ہیں ٭ کَذالِک ۔اس جیسے ٭ الاقداح ۔پیالے ٭ مساوصباح ۔شام اور صبح ٭ مدام ۔ ہمیشہ۔

ترجمہ:

(۹) یہ پیالہ کیا ہے؟ کیا چیز ہے؟ جو ہم تیری یاد میں ہمیشہ پیتے ہیں۔اور ہم ایسے ہی ساغروں سے شراب پیتے رہتے ہیں۔اسی طرح کہ جام پہ جام، پیالے پہ پیالہ لگاتار پیتے ہیں۔مطلب یہ کہ تیری یاد میں اے محبوب! ہم ہمیشہ پیمانوں پر پیمانے بھر بھر کر پیتے رہتے ہیں۔ایک پیالے کا تو ذکر ہی کیا۔

(۱۰) تیری جان کی دُعا حافظؔ کی زبان کا وِرد ہو۔ ہمیشہ جب تک کہ شام اور صبح کی یہ گردش جاری وساری رہے۔یعنی جب تک یہ زمانہ کی گردشِ روز شب ہے۔ جب تک یہ دنیا قائم ہے۔حافظ تیری جان کے لیے دعا کرتا ہے۔یعنی تیری جان کی دُعا کو اپنا وظیفہ بنائے ہوئے ہے۔

----٭٭٭----

غزل نمبر(۲)

(۱) ببیں ہلالِ محرّم بخواہ ساغرِ راح ۔۔۔ کہ ماہِ امن و امانست و سالِ صُلح و صلاح

(۲) عزیز دارِ زمانِ وصال را کاندم ۔۔۔ مقابلِ شبِ قدرست و روزِ استفتاح

(۳) نزاعِ برسرِ دنیائے دوں کسے نکند ۔۔۔ بآشتی ببرے نُورِدیدہ گوئے فلاح

(۴) دِلا تو فارغی از کارِ خویش ومی ترسم ۔۔۔ کہ کس درت نکشاید چوگُم کُنی مفتاح!

حلِ لغات:

٭ ساغرِ راح ۔شراب کا ساغر ٭ صلاح ۔نیکی اور صلح ٭ محترم ۔حرم کیا گیا، عربی مہینے کا نام ہے، چونکہ زمانہ جاہلیت میں اس مہینہ میں قتل ومقاتلہ (لڑائی کرنا) منع تھا (حرام تھا) اس لیے یہ نام ہوا۔عربی سال اس مہینہ سے شروع ہوتا ہے سورہ توبہ میں ہے: مِنھَا اَربَعۃ حُرُمٌ: ان میں چار ماہ حرام ہیں ۔دینِ ابراہیمی میں چار ماہ حرام تھے۔ ذیقعد ۔ذوالحجہ، محرم اور رجب ان میں لڑنا حرام تھا۔ ملک عرب میں امن تھا تاکہ لوگ نزدیک دور سے حج وعمرہ ادا کرسکیں۔(موضح القرآن) ٭ شبِ قدر ۔لیلۃ القدر ٭ استفتاح ۔فتح وکامیاب ہونا ٭ روزِ استفتاح ۔ماہِ رجب کی پندرھویں تاریخ۔وجہ تسمیہ یہ ہے کہ رحمتِ الٰہی کے دروازے اور بہشت کے دروازے اُس دن کھلتے ہیں نیز اُس دن کعبہ کا دروازہ بھی زائرین کے لیے کھولا جاتا ہے اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ اسی دن حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے پنگھوڑے میں زبان کھولی تھی ٭ دنیائے دوں ۔کمینی دنیا ٭ نزاع کردن ۔جھگڑا کرنا ٭ بآشتی ۔امن سے، آرام سے صلح سے

★ گوئے فلاح۔فلاح کی گیند ★ فارغی۔تو بےفکر ہے ★ مفتاح۔چابی۔

ترجمہ:

(۱) تو محرم کا چاند دیکھ اور شراب کا پیالہ مانگ کیونکہ امن وامان کا مہینہ ہے اور صلح ونیکی کرنے کا سال ہے۔یعنی اس مہینے میں تو قتل ومقاتلہ نہیں ہے اس میں مے نوشی کرو کیونکہ یہ سال بھی صلح وصلاح کا سال ہے۔

(۲) تم وصل کے زمانے کو غنیمت جانو!اس کی عزت کرو اور اس کی قدر کرو کیونکہ یہ وقت شبِ قدر اور یوم فتح وکامرانی وکامیابی کا مدِ مقابل ہے۔یعنی وصال کے زمانے کی انتہائی قدر ومنزلت کرو کیونکہ یہ وقت شب قدر اور بادشاہوں کے جشن کا ہم پلہ ہے۔وصل کے دن کو یوم استفتاح سمجھو!اور رات کو شبِ قدر جانو۔

(۳) اس کمینی دنیا کی خاطر کوئی شخص بھی لڑائی جھگڑا نہیں کرتا۔اے نورِ نظر!فلاح وبہتری کی گیند صلح وصفائی اور امن وآشتی کے بل پر میدان سے لے جا۔یعنی یہ کمینی دنیا اس قابل ہرگز نہیں ہے کہ اس کے لیے کوئی دانا جنگ کرے۔کیونکہ صلح وآشتی سے ہی میدان سعادت وفلاح میں فتح حاصل کی جاسکتی ہے۔

(۴) اے دِل تو اپنے کام سے فارغ ہے اور مجھے یہ ڈر ہے کہ کوئی تیرا دروازہ (یا تیرے لیئے دروازہ) نہیں کھولے گا۔اگر تو نے چابی گم کردی ہے۔یعنی تو اپنے کام سے غافل معلوم ہوتا ہے۔یعنی آخرت کی سعادت کے حصول کے لیے تو کوئی کوشش نہیں کرتا۔یادرکھ کہ تیری کشائش کا راز اسی میں ہے کہ تو عشق کی راہ میں کوشش کرے۔راہ طلب میں جدوجہد کرے کیونکہ یہی محبوب کے حریم کی چابی ہے۔اس کے بغیر کوئی بھی دروازہ نہیں کھل سکے گا۔

(۵) بیار بادہ کہ روزش بخیر خواہد بُود! — ہر آنکہ جامِ صبوحش نہد چراغِ صباح

(۶) کدام طاعتِ شائستہ آمد از منِ مست — کہ رنگِ صبح ندانم ز فالق الاصباح

(۷) زمانِ شاہِ شجاع ست و دورِ حکمتِ شرع — براحت اے دِل وجاں کوش در مسا وصباح

(۸) ببوئے صبح چوں حافظ شبے بروز آور — کہ بشگفد گُلِ عیشت زشعلۂ مصباح

حل لغات:

★ چراغِ صباح۔صبح کا سورج ★ صبوح۔وہ شراب جو صبح پی جائے ★ طاعتِ شائستہ۔مہذب عبادت،اچھی بندگی۔فالق الاصباح۔صبح کی سفیدی رات کی سیاہی سے نکالنے والا،یعنی اللہ تعالیٰ ★ حکمتِ شرع۔شریعت کی حکمت ★ مساوصباح۔شام اور صبح ★ شاہِ شجاع۔امیر مبارز الدین محمد مظفر کا بیٹا اور شیراز کا بادشاہ تھا ★ شے بروز آور۔رات کو دن بنادے،رات بھر جاگ ★ مصباح۔چراغ،صبح کی شراب کو بھی کہتے ہیں۔

ترجمہ:

(۵) شراب لا کہ اُس شخص کا دن خیر وخیریت سے گزرے گا جس کے لیے صبوحی کا پیالہ صبح کے چراغ (سورج) نے آگے بڑھادیا ہے۔یعنی جس کو طلوع آفتاب کے وقت صبوحی مل جائے وہ سارادن خیر وآرام سے گزارتا ہے۔

(۶) مجھ مست وبیخود سے بھلا مناسب وموزوں عبادت واطاعت کہاں ہوسکتی ہے۔ جب کہ میں رنگِ صبح اور الاصباح میں کوئی فرق نہیں جانتا۔ یعنی میں ایسا مست ہوں کہ مجھے صبح اور صبح کے پیدا کرنے والے میں فرق بھی معلوم نہیں ہے بھلا مجھ سے کسی شائستہ عبادت کی کیا اُمید ہوسکتی ہے۔

(۷) شاہ شجاع کا زمانہ ہے اور حکمت شرع کا دور ہے۔ اے دل اور اے جان! صبح وشام تم خوش رہنے کی کوشش کرو۔ یعنی نہایت عالم وفاضل اور مہرباں بادشاہ کا دور ہے اور شریعت وحکمت کا زمانہ ہے لہٰذا تم اس زریں عہد میں خوشی خوشی زندگی گزارو۔ عیش وراحت کی کوشش کرو۔

(۸) تو حافظ کی طرح اس اُمید پر کہ کبھی تو صبح وصال کا طلوع ہوگا۔ رات بھر اللہ تعالیٰ کی یاد میں جاگتا رہ جس طرح کہ سورج کی روشنی اور حرارت سے پھولوں کو شگفتگی ملتی ہے اسی طرح چراغ صبح کا شعلہ بھی تیرے گلِ مقصود کو کھلادے گا۔

----***----

ردیف خائے معجمہ (خ)

غزل نمبر (۱)

(۱) دِل من در ہوائے روئے فرّخ　　بود آشفتہ ہمچو موئے فرّخ
(۲) بجُز ہندوئے زلفش ہیچ کس نیست　　کہ برخوردار شد از روئے فرّخ
(۳) سیاہ نیک بخت ست آنکہ دائم　　بود ہمراز و ہمزانوئے فرّخ
(۴) شود چوں بیدِ لرزاں سروِ آزاد　　اگر بیند قدِ دِل جوئے فرّخ

حل لغات:

★ فرخ۔ مبارک، زیبارُخ، ہمایوں، فر بمعنی شکوہ، رُخ بمعنی چہرہ، اس غزل میں فرخ بطور اسم فاعل استعمال ہوا ہے فرّخ سے مراد محبوب ہے نیز متعدد کنائے بھی مراد لیے جاسکتے ہیں یعنی محبوب بھی اور مُرشد بھی ★ ہندوئے زلفش۔ اس کی زلف کا غلام، سیاہ زلف بھی مراد لی جاسکتی ہے ★ برخوردار شدن۔ کامیاب وکامران ہونا ★ سیاہ نیک بخت۔ مراد زلفیں، نیک بخت سیاہ زلفیں ★ بیدلرزاں۔ کانپتا ہوا بید۔ بید کا درخت اپنی نزاکت کی وجہ سے ہر وقت کانپتا معلوم ہوتا ہے اور کمان کی طرح جھکا ہوتا ہے۔ ★ قدِ دل جوئے فرّخ۔ محبوب کا دِل لبھانے والا قد ★ سروآزاد۔ سرو کے درخت کی ایک قسم جس پر خزاں نہیں آتی، اسی لیے اسے سرو آزاد کہتے ہیں۔

ترجمہ:

(۱) میرا دِل محبوب کے حسین اور مبارک چہرے کے عشق میں اس کے حسین گیسوؤں کی طرح پریشان رہتا ہے۔ یعنی جس طرح محبوب کی زلفیں بکھری اور پریشان پریشان رہتی ہیں یہ میرا دِل بھی اُسی طرح پریشان پریشان سا رہتا ہے۔

(۲) اُس (محبوب) کی سیاہ زلف کے سوا کوئی بھی ایسا نہیں ہے جو کہ اس کے مبارک چہرے سے بہرہ اندوز ہوا ہو۔یعنی محبوب کی سیاہ زلفوں کے سوا کوئی بھی محبوب سے فائدہ حاصل نہ کر سکا۔ظاہر ہے کہ زلف ہر وقت اس کے رخسار پر جو پڑی رہتی ہے۔

(۳) محبوب کی وہ سیاہ زلفیں بڑی نیک بخت ہیں (نصیبوں والی ہیں) جو ہمیشہ اور ہر وقت اس کی ہمراز اور ہم نشین رہتی ہیں۔ زلف کا ہمزانو ہونا تو زلف کی درازی پر دال ہے۔یعنی اس کی زلفیں بڑی لمبی ہیں۔

(۴) یہ سروِ آزاد بھی بید کے لرزتے ہوئے درخت کی طرح ہو جائے (یا بید کی طرح لرزاں ہو جائے) جو میرے محبوب کے دل لبھانے والے قد کو ایک بار دیکھ لے۔یعنی میرے محبوب کے دِل لبھانے والے قد کے سامنے یہ سروِ آزاد بھی بید کے لرزتے ہوئے درخت کی حیثیت رکھتا ہے۔

(۵) بدہ ساقی شرابِ ارغوانی بیادِ نرگسِ جادوئے فرّخ
(۶) دوتا شد قامتم ہمچوں کمانے ز غم پیوستہ چوں ابروئے فرّخ
(۷) نسیمِ مشکِ تاتاری خجل کرد شمیمِ موئے عنبر بوئے فرّخ
(۸) اگر میلِ دلِ ہرکس بجائے نیست! بود میلِ دلِ من سوئے فرّخ
(۹) غلامِ خاطرِ آنم کہ باشد! چو حافظ چاکرِ ہندوئے فرّخ

حل لغات:

* شرابِ ارغوانی۔سُرخ رنگ کی شراب،ارغوان سرخ رنگ کا پھول * نرگسِ جادوئے۔جادو کے اثر والی آنکھ * دوتا۔دوہرا، جھک جانا * قامتم۔میرا قد * خجل کرد۔شرمندہ کر دیا * مشک تاتاری۔تاتار کے علاقے کا مشک مراد بالوں کی خوشبو * شمیم: خوشبودار ہوا،خوشبو۔ * عنبر بوئے۔عنبر کی خوشبو * میل۔رجحان،رغبت * چاکر۔نوکر،غلام * ہندوئے۔زلف،سیاہ زلف۔

ترجمہ:

(۵) اے ساقی! تو سُرخ رنگ کی شراب دے۔اُس جادو کا اثر رکھنے والے محبوب کی آنکھ کی یاد میں۔یعنی محبوب کی مست آنکھ کی یاد میں سرخ رنگ کی شراب دے۔

(۶) میرا قد کمان کی طرح دوہرا ہو گیا ہے۔بالکل غم کی وجہ سے اس محبوب کے ابرو کی طرح۔یعنی ابرو کو بھی کمان کہا جاتا ہے ۔اور میرا قد چونکہ محبوب کے ابرو کے عشق (غم) سے پیوستہ ہے اس لیے میری قامت میں بھی اُسی کمان کی طرح خم آ گیا ہے۔

(۷) محبوب کی عنبریں زلف کی خوشبو نے تاتار کے مشک (خالص مشک) کی خوشبو کو شرمندہ کر کے رکھ دیا ہے۔یعنی میرے محبوب کی زلف اس قدر خوشبودار وہ قطرہ ہے کہ کستوری وعنبر بھی اپنی خوشبو پر شرمندہ ہیں۔

(۸) اگر چہ ہر اک آدمی کے دِل کی رغبت کسی نہ کسی طرف ضرور رہتی ہے۔ہمارے دِل کی رغبت تو صرف اور صرف ہمارے اپنے

محبوب کی جانب ہے۔ یعنی ہر شخص کا دِل کسی نہ کسی پر مائل ضرور ہوتا ہے مگر ہمارا دِل صرف اپنے محبوب کی طرف مائل ہے۔ جیسا کہ خواجہ حسن نے کیا خوب کہا ہے:

ہر قوم راست راہے دینے و قبلہ گاہے　　　من قبلہ راست کردم بہ طرفِ کجکلا ہے

(۹) میں اُس باہمت کا غلام ہوں جو کہ حافظ کی طرح میرے محبوب کا بندہ اور غلام ہے یعنی جو شخص محبوب کے خال و خط اور زلف و گیسو کا غلام ہے۔ میں اس کا چاکر ہوں، نوکر ہوں۔

----***----

ردیف دالِ مہملہ (د)

غزل نمبر (۱)

(۱) ابر آذاری بر آمد بادِ نو روزے وزید　　　دور میخواہم ومطرب کہ می گوید رسید

(۲) شاہداں درجلوہ و من شرمسارِ کیسہ اَم　　　اے فلک ایں شرمساری تا بہ کے باید کشید[1]

(۳) قحطِ جودست اَبروئے خود نمی باید فروخت　　　بادہ وگُل از بہائے خرِقہ می باید خرید

(۴) غالباً خواہد کشود از دولتم کارے کہ دوش　　　من ہمی کردم دُعا و صبح آمین می دمید[2]

حل لغات:

٭ آذار۔ بہار کا مہینہ، رومی مہینے کا نام جو بمطابق اپریل وچیت کے آتا ہے، جب بہار اپنے شباب پر ہوتی ہے ٭ شاہدان۔ شاہد کی جمع محبوب ٭ کیسہ۔ جیب ٭ آبرو۔ عزت ٭ خرقہ۔ گدڑی ٭ دوش۔ کل گزشتہ ٭ آمین ایسا ہی ہو، دعا قبول کر۔

ترجمہ:

(۱) بہار کا بادل اُمڈ آیا ہے اور نوروز کی ہوا چل رہی ہے میں صرف شراب کے دور اور مطرب کا خواہاں ہوں کہ کوئی یہ کہہ دے کہ لو آن پہنچا۔ یعنی بہار عنفوانِ شباب پر ہے ایسے میں مجھے صرف شراب اور مطرب چاہیے۔ بقول داغ:

میکشو مژدہ کہ گھنگور گھٹائیں آئیں　　　تم پہ رحمت ہوئی توبہ بلائیں آئیں

(۲) حسین معشوق جلوہ آرا ہیں اور میں شرمندہ ہوں کہ میرا کیسہ خالی ہے۔ اے آسمان! مجھے یہ شرمندگی و شرمساری کب تک اُٹھانا پڑے گی؟ یعنی معشوق تو جلوہ نمائی کررہے ہیں مگر میرے پاس کوئی چیز ان پر نچھاور کرنے کے لیے موجود نہیں ہے۔

---

[1] بعض نسخوں میں دوسرا مصرع یوں ہے: بارِ عشق و مفلسی صعب است می باید کشید۔

[2] ایک نہایت پرانے قلمی نسخے میں یہ شعر اس طرح ہے۔　غالباً خواہد کشود از دولتم کاریکہ دوش　　من ہمی کردم دُعا و صبح صادق می دمید
یعنی میں کل دعا مانگتا تھا کہ صبح صادق ہوتی آتی تھی۔

(مشاہدہ حقیقی تو ممکن ہے مگر مجھ میں ہی دیکھنے کی استعداد نہیں ہے) میرے اعمال ہی اس قابل نہیں ہیں جو میں مشاہدۂ محبوب کا مستحق ٹھہروں۔ بقول کسے:

چہ آید از منِ مفلس کہ سازم نذرِ سودائش — اگر جیبم میسّر گشت دامانے نشد پیدا

(۳) جود و کرم کا قحط پڑ چکا ہے اور اپنی آبرو نہیں بیچنی چاہتے (نہیں گنوانی چاہتے) شراب اور پھول کو گدڑی کی قیمت سے خریدنا چاہیے۔ یعنی دستِ سوال آبروریزی کا موجب ہے چونکہ جود و کرم اب اس دنیا میں کہیں نہیں ہے اس لیے زاہدِ خشک کو اپنا یہ زہد بیچ کر عشق اختیار کرنا چاہیے۔

(۴) غالباً وہ دولت سے میری کاربرآری کر دے گا کیونکہ کل صبح میں جب دُعا کر رہا تھا تو صبح آمین کہہ رہی تھی۔ یعنی چونکہ صبح کے وقت دعا مقبول ہوتی ہے اسی لیے خواجہ صاحب کہتے ہیں کہ شاید میرے نصیب میری یاوری کریں اور مجھے کشائش کار حاصل ہو جائے کیونکہ کل جب میں دعا کر رہا تھا تو صبح آمین کہہ رہی تھی۔

(۵) بالبے و صد ہزاراں خندہ گُل آمد بباغ — از کریمی گویا از گوشہ بوئے شنید!

(۶) دامنے گر چاک شد در عالمِ رندی چہ باک — جامہ در نیک نامی نیز می باید درید

(۷) ایں لطائف کز لبِ لعلِ تو مَن گفتم کہ گفت؟ — ویں تطاول کز سرِ زلفِ تو من دیدم کہ دید؟

(۸) عدلِ سُلطان گر نپرسد حالِ مظلومانِ عشق — گوشہ گیراں را آسائش طمع باید بُرید!

(۹) تیرِ عاشق کش ندانم بر دلِ حافظ کہ زد — ایں قدر دانم کہ از شعرِ ترش خوں می چکید

حل لغات:

★ بالبے۔ ایسی مسکراہٹ جو ہونٹوں پر ہو، مراد محبوب ★ عالم رندی۔ بغیر ڈر خوف کے شراب پینے کی کیفیت ★ دامن چاک ★ یا دامن چاک شدن بچپن میں لڑکے اور لڑکی کا منسوب ہونا، نکاح ہونا، کہا جاتا ہے کہ ایران میں رسم تھی کہ جب بچپن میں تعین نکاح ہوتا تھا تو لڑکے اور لڑکی کا دامن چاک کر دیا جاتا تھا ★ لطائف۔ لطیفہ کی جمع، دل خوشی کرنے کی باتیں، لطیف باتیں ★ تطاول۔ دست درازی، ظلم و ستم ★ عدل۔ انصاف ★ گوشہ گیراں۔ گوشہ نشیں لوگ ★ عاشق کش۔ عاشق کو مار دینے والا۔

ترجمہ:

(۵) وہ (محبوب) اپنے ہونٹوں پر مسکراہٹ اور ہزاروں قہقہے لیے ہوئے باغ میں آیا۔ گویا کسی کونے سے اُس نے اس کے لطف و کرم کی خوشبو سونگھ لی۔ یعنی صبح باغ میں پھول کھلا ہوا تھا اور مسکرا رہا تھا معلوم ہوتا تھا کہ اس نے کسی کریم کے جود و سخا کی خوشبو سونگھ لی ہے کہ اس قدر خنداں اور شاداں ہے۔

(۶) عالم رندی میں اگر چہ میرا دامن چاک ہو گیا ہے تو کیا ڈر ہے۔ نیک نامی میں بھی جامہ چاک کر دینا چاہیے۔ یعنی اگر بچپن (روزِ الست) شروع سے ہی میں رندی اور بدنامی کے ساتھ منسوب ہو چکا ہوں تاہم کوئی ڈر نہیں نیک نامی کا بھی جامہ میں

اپنے لیے قطع کرلیتا ہوں۔یعنی میری قسمت میں بدنامی لکھی گئی ہے۔چلو نیک نام ہونے کی بھی کچھ کوشش کرلی جائے۔

ع بدنام اگر ہوں گے تو کیا نام نہ ہوگا

(۷) یہ لطیف باتیں جو میں نے تیرے سرخ لبوں کے بارے میں کہی ہیں بھلا اور کس نے کہی ہیں۔اور وہ دست درازیاں (ظلم و ستم) جو میں نے تیری زلف کی دیکھی ہیں اور کس نے دیکھی ہیں؟

(۸) اگر بادشاہ کا انصاف عشق کے مظلوموں کی دادرسی نہیں کرے گا تو اس پر گوشہ نشینوں کو نا اُمید نہیں ہونا چاہیے۔یعنی مظلوموں کی دادرسی بادشاہ کا کام ہے۔اگر عشق کا بادشاہ عشق کے مظلوموں کے حال پر رحم نہیں کرے گا تو عاشقوں کو آرام کی اُمید ختم کردینی چاہیے۔

(۹) میں یہ تو نہیں جانتا کہ یہ عاشق کو ماردینے والا تیر حافظ کے دل پر کس نے مارا ہے۔البتہ میں اتنا تو ضرور جانتا ہوں کہ اس کے تو شعر سے خون ٹپک رہا تھا۔یعنی میں نہیں جانتا کہ میرے دل پر تیر کس نے مارا؟ البتہ میرے کلام کے سوز و گداز سے میرے دِل کی حالت کا پتہ لگتا ہے یعنی میرے زخمی دل کا خون میرے شعروں سے ٹپکتا ہے اسی خیال کا ماخذ غالباً شیخ سعدیؒ کا یہ شعر ہے جو انہوں نے فخرالدین ابوبکر کے مرثیہ میں لکھا تھا:

نمی دانم حدیثِ نامہ چون است ہمی بینم کہ عنوانش بخون است

----***----

غزل نمبر(۲)

(۱) اگر آن طائرِ قُدسی ز درم باز آید عمر بگزشتہ بہ پیرانہ سرم باز آید

(۲) دارم اُمید بداں اشک چوباراں کہ مگر [1] برقِ دولت کہ برفت از نظرم باز آید

(۳) گر نثارِ قدمِ یار گرامی نہ کنم! جوہرجاں بچہ کارِ دِگرم باز آید

(۴) آنکہ تاجِ سرِ مَن خاکِ کفِ پائش بود از خُدا می طلبم تا بسرم باز آید

حل لغات:

* طائرِ قُدسی۔پاک پرندہ،حضرت جبرائیل کا لقب،یہاں پر مراد محبوب ہے۔اس سے قاصد بھی مراد لیا جاسکتا ہے * باراں۔ بارش * مگر۔شاید * جوہرِ جاں۔رُوح * خاکِ کفِ پا بش۔اس کے کفِ پا کی خاک۔

ترجمہ:

(۱) اگر وہ محبوب میرے دروازے سے واپس آجائے تو میری اس بڑھاپے میں گزری ہوئی عمر واپس آجائے۔یعنی اگر وہ محبوب

[1] بعض نسخوں میں مگر کی جگہ دگر ہے۔

مجھے اپنا وصال بخش دے تو اس سے ملاپ کی خوشی و مسرت سے میں پھر سے جوان ہو جاؤں۔

(۲) مجھے اپنے ان بارش جیسے آنسوؤں سے پوری اُمید ہے کہ شاید دولت کی بجلی جو میری نظروں سے غائب ہوگئی ہے وہ دوبارہ واپس آجائے گی۔ یعنی میری اشک باری حد سے گزر چکی ہے اور اُمید ہے کہ اس بارش میں برقِ دولت یعنی مشاہدۂ محبوب پھر مجھے حاصل ہو جائے۔

(۳) اگر اُس جلیل القدر معشوق کے قدموں پر میں اپنی جان نچھاور نہ کروں تو پھر یہ جان میرے کس کام آئے گی۔ یعنی حصول مقصد کے لیے جان قربان کرنے سے بھی دریغ نہ کرنا چاہیے۔ مرزا قلی کا شعر ہے:

منم و دل خرابے بتو می سپارم اورا   بہ چہ کار خواہد آمد کہ نگاہ دارم اورا

(۴) جس کے کفِ پا کی خاک میرے سر کا تاج تھی۔ میں خدا سے چاہتا ہوں کہ وہ میرے پاس (میرے سر پر) آجائے۔ یعنی وہ عالی مرتبت ہستی (مرشد کامل) جس کے پاؤں کی خاک میرے سر کا تاج تھی اس کا قرب پھر خدا سے مانگتا ہوں دوبارہ اس کا وصال میسر آجائے۔

(۵) کوسِ نو دولتی از بامِ سعادت بزنم   گر بہ بینم کہ مہِ نَو سفرم باز آید
(۶) خواہم اندر عقبش رفت[1] چو یارانِ عزیز   شخصم ار باز نیاید خبرم باز آید
(۷) مانعش غُلغُلِ چنگ ست و شکر خوابِ صبوح   ورنہ گر بشنود آہِ سحرم باز آید
(۸) آرزو مندِ رُخِ شاہِ چو ماہم حافظ   ہمّتے تا بسلامت ز درم باز آید

حل لغات:

★ کوس۔ نقارہ ★ نو دولتی۔ نئی اقبال مندی، نئی خوش قسمتی ★ مہِ نَو۔ محبوب ★ عقبش۔ اس کے پیچھے ★ مانعش۔ اس کو مانع ہے ★ غُلغُل۔ شور ★ خوابِ صبوح۔ صبح کی نیند ★ چو ماہ۔ چاند کی طرح۔

ترجمہ:

(۵) میں نئی اقبال مندی کا نقارہ سعادت کی چھت پر سے بجاؤں گا۔ اگر میں یہ دیکھ لوں کہ میرا محبوب سفر سے واپس آ رہا ہے۔ یعنی اگر میں چاند نکلتا دیکھوں تو خوش نصیبی اور برکت کے بام پر دولت کے حصول کے اظہار پر نقارہ بجاؤں گا۔ (پرانے زمانے میں چاند کے دیکھنے اور بادشاہوں اور حکمرانوں کے تخت نشین ہونے پر نقارہ بجایا جاتا تھا)

(۶) میں اُس محبوب کے پیچھے اس طرح جاؤں گا جس طرح کہ کوئی اپنے پیارے دوستوں کے پیچھے جاتا ہے۔ اور اگر میں واپس نہیں آؤں گا تو میرے مرنے کی خبر تو آ ہی جائے گی۔ یعنی میں اپنے محبوب کی تلاش میں اپنے ہم مشرب دوستوں کے ساتھ نکل کھڑا ہوں تو دشواریوں اور مصیبتوں سے اگر بسلامت واپس نہ بھی آیا تو نام تو رہے گا کہ عشق میں جان دے دی۔

(۷) اس کے لیے ستار کی آواز اور صبح کی میٹھی نیند مانع ہے مطلب یہ کہ وہ چنگ کے نغمے اور صبح کی میٹھی نیند میں مست ہے۔ اسی وجہ

[1] بعض نسخوں میں "چو" کی جگہ "بہ" ہے۔

سے ہی اسے میری صبح کی آہ وفغاں سنائی نہیں دیتی ورنہ وہ ضرور آجاتا۔ اگر میری آہ وبکا سُن لیتا۔ یعنی اگر وہ محبوب میری صبح کی گریہ وزاری سُن لے تو اس پر ضرور اثر ہو۔

(۸) اے حافظ! میں اُس چاند جیسے بادشاہ (معشوق) کے رخسار کا آرزومند ہوں۔ دعا کر کہ وہ بخیریت میرے دروازے پر آجائے۔ تا کہ میں اُس کا چاند جیسا چہرہ دیکھ سکوں۔

----✱✱✱----

غزل نمبر (۳)

(۱) از دیدہ خونِ دل ہمہ بر روئے ما رود	برروئے ما زدیدہ ندانم چہا رود
(۲) ما در درونِ سینہ ہوائے نہفتہ ایم	برباد اگر رود دلِ[1] ما زآں ہوا رود
(۳) برخاکِ راہِ یار نہادیم روئے خویش	برروئے ما رواست اگر آشنا رود
(۴) سَیلیست آبِ دیدہ و ہرکس کہ بگزرد	گر خود دِلش ز سنگ بود ہم ز جا رود

حل لغات:

✱ ازدیدہ۔ آنکھ سے ✱ ہوائے۔ خواہش، آرزو، محبت ✱ رواست۔ جائز ہے۔ مناسب وروا ہے ✱ سلیسیت۔ سیلاب ہے۔ ✱ آبِ دیدہ: آنکھوں کا پانی، آنسو۔

ترجمہ:

(۱) آنکھوں سے ہمارے دِل کا تمام خون ہمارے چہرے پر بہہ رہا ہے۔ مجھے یہ معلوم نہیں ہے کہ ہمارے چہرے پر کیا کچھ گزرے گی؟ یعنی میں خونِ دِل روتا ہوں اور لہو کے آنسو چہرے پر جاری رہتے ہیں خدا جانے اس گریہ وزاری سے میرے چہرے کا کیا حال ہوگا؟

(۲) ہم نے اپنے سینے کے اندر ایک آرزو چھپا کر رکھی ہوئی ہے۔ اب اگر اس چھپی ہوئی آرزو میں ہمارا دل بھی برباد ہوجائے تو ہوجائے۔ یعنی ہمارے سینہ میں ایک ایسی آرزو ہے۔ جس کی وجہ سے شاید ہماری جان ہی نکل جائے۔

(۳) ہم نے اپنے محبوب کی راہ کی خاک پر اپنا چہرہ رکھا ہوا ہے۔ اور اگر یہ محبوب اب ہمارے چہرے پر بھی چلے تو روا و جائز ہے مناسب ہے۔ یعنی ہم نے اپنے محبوب کی راہ کی خاک بنے ہوئے ہیں اور اگر اب وہ محبوب گزرے تو ہمارے چہرے پر قدم رکھ کر گزرے (یہ اس کے لیے مناسب اور روا ہے)

(۴) ہماری آنکھوں کی اشک باری ایک ایسا سیلاب ہے کہ اگر کوئی شخص اس پر سے گزرے گا تو اس دن اگر پتھر کا بھی ہوگا تو وہ اپنی

[1] بعض نسخوں میں دل کی جگہ سر ہے۔

جگہ سے ہل جائے گا کیونکہ سیلاب پتھر کو اپنی جگہ سے ہٹا دیتا ہے یعنی اس کے دل میں بھی رحم پیدا ہو جائے گا سیلاب کے نتیجے پر غالب نے کیا خوب کہا ہے:

یونہی گر روتا رہا غالبؔ تو اے اہلِ جہاں! دیکھنا ان بستیوں کو تم کہ ویران ہو گئیں

(۵) مارا بآبِ دیدہ شب و روز ماجراست زاں رہگزر کہ برسرِ کویش چرا رود

(٦) خورشید خاوری کند از رشک جامہ چاک گر ماہِ مہر پرورِ من درقبا رود

(۷) حافظؔ بکوئے میکدہ دائم بصدقِ دِل! چوں صوفیاں بصُفہ دارالصّفا رود [1]

حل لغات:

★ ماجراست۔ واسطہ رہتا ہے★خورشید خاوری ۔ خاور۔ مشرق، ★ خاوری۔ مشرقی، خورشید خاوری سورج کو کہا جاتا ہے ★بصفہ۔ صفہ، ایوان خانہ و دالان ★ دارالصّفا۔ خانہ کعبہ، اصحاب صفہ۔ وہ مسلمان جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عہد پُر سعادت میں مسجد نبوی ﷺ کے اندر رہتے تھے اور ہر وقت یاد خدا میں محو و مست رہتے تھے۔ انہی اصحاب سے ہی تصوف کی بنیاد پھولی پھلی۔ یعنی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعلیمات سے ہی یہ لوگ تصوف کے بانی ٹھہرے۔

ترجمہ:

(۵) ہمیں تو ان آنسوؤں سے ہی دن رات کام ہے۔ اس لیے کہ وہ محبوب کے کوچے میں کیوں جاتے ہیں؟ یعنی میں شب روز ان آنسوؤں سے ہی گفتگو کرتا رہتا ہوں کہ وہ محبوب کے کوچے میں (کی جانب) کیوں جاتے ہیں؟ اور کوئے یار میں جانے کی کیا وجہ ہے۔ ایک وجہ غیرت ورقابت بھی ہو سکتی ہے۔

(٦) اگر میرا محبوب قبا زیب تن کر لے تو مشرق سے نکلنے والا سورج رشک سے اپنے کپڑے تار تار کر ڈالے۔ یعنی اگر میرا محبوب جلوہ آرا ہو تو خورشید بھی رشک سے جامہ پھاڑ دے۔

(۷) حافظؔ! میکدے کے کوچے میں ہمیشہ صدق دِل سے ایسے جاتا ہے جس طرح کہ صوفی خانہ کعبہ میں جاتے ہیں۔ یعنی ہمیشہ صاف دل اور صاف نیت سے میکدے میں جاتا ہے جیسے کہ صوفی خانہ کعبہ میں صدق دِل سے جاتے ہیں خواجہ حافظ کے نزدیک میکدے میں تو اور بھی صدق دِل سے جانا چاہیے کیونکہ وہاں پر شرابِ عشق کا دور ہوتا ہے۔ خواجہ کرمانی نے میکدہ کو کعبہ (بیت الحُرام) قرار دیا ہے:

بکُنجِ میکدہ آں بہ کہ معتکف باشد کسیکہ ساکنِ بیت الحرام خواہد بود

-----★★★-----

[1] بعض نسخوں میں مصرع ثانی یوں ہے: چوں صوفیانِ صومعہ دار از صفا رود۔

غزل نمبر (۴)

(۱) از سرِ کوئے تو ہر کو بملالت برود   نرود کارش و آخر بخجالت برود

(۲) سالک از نورِ ہدایت طلبد[۱] راہ بدوست   کہ بجائے نرسد گر بضلالت برود

(۳) گر دمی[۲] آخرِ عمرازمے ومعشوق بگیر   حیف اوقاف کہ یکسر بطالت برود

(۴) اے دلیلِ دلِ گم گشتہ خدارا مددے   کہ غریب ار نبرد راہ بدلالت برود

حل لغات:

* بملالت ۔ تیرا ملول، تیرا غم تیرا رنج وملال * سالِک ۔ اللہ تعالیٰ کے قرب کے راستے پر چلنے والا * ضلالت ۔ گمراہی * بطالت ۔ بیہودگی، فضولیت * خدارا مددے ۔ خدا کے لیے مدد کر * دلالت ۔ راہ دکھانا، رہنمائی * دلیلِ دلِ گُم گشتہ ۔ مراد رہبر، مُرشد۔

ترجمہ:

(۱) تیرے کوچے سے جو شخص بھی رنجیدۂ خاطر ہو کر جاتا ہے اس کا کام نہیں چلتا۔ اور بالآخر وہ خجالت ہی سے جاتا ہے۔ یعنی جو کوئی بھی تیری گلی سے رنج وملال لے کر جائے گا اس کا کام سرانجام نہیں ہوگا اور آخر اُسے شرمندگی اٹھانا پڑے گی یعنی پیرو مرشد کے بغیر کامیابی وکامرانی نصیب نہ ہوسکے گی۔ بقول سعدی:

دریں بحر جز مرد داعی نرفت   گُم آں شد کہ دنبال راعی نہ گشت

(۲) جو سالک ہے وہ نورِ ہدایت سے محبوب کی طرف راستہ ڈھونڈتا ہے کیونکہ اگر وہ گمراہی کے راستے پر چلے تو کہیں بھی نہیں پہنچ سکتا۔ یعنی کوئی بھی راہرو عشق نورِ ہدایت کی روشنی کے بغیر منزل مقصود پر نہیں پہنچ سکتا۔

(۳) تو اپنی عمر کے آخری حصے میں شراب اور محبوب سے نفع حاصل کر (عیش وراحت حاصل کر) کیونکہ اُس عمر پر افسوس ہے کہ جو سراسر باطل گزرے۔ یعنی تو نے اگر تمام عمر بیکاری میں گزاری ہے تو اس بڑھاپے میں ہی کچھ کر لے اور اگر اب بھی کچھ نہ کیا تو افسوس ایسی زندگانی پر۔ شیخ سعدی نے اسی مضمون کو ناصحانہ طرز میں ادا کیا ہے:

اے کہ پنجاہ رفت درخوابی   شاید ایں پنج روز دریابی

(۴) اے دِل گم گشتہ کی دلیل! خدا کے لیے میری مدد کر کیونکہ مسافر اگر راستہ نہ پائے تو رہنمائی سے آگے چل سکتا ہے۔ یعنی اگر مسافر کسی راہنما کی مدد کے بغیر راستہ طے نہ کرے تو وہ بھٹک جاتا ہے۔ راستہ کھو بیٹھتا ہے۔ جس طرح کہ مولینا روم مرشد کی ضرورت پر زور دیتے ہوئے کہتے ہیں کہ:

---

۱ ۔ بعض نسخوں میں طلبد کی جگہ ببرد ہے۔

۲ ۔ بعض نسخوں میں گر دمی کی جگہ کام خود اور بعض نسخوں میں گر دمی آخر کی جگہ کردہ آخر ہے یعنی تو نے اپنی عمر ختم کردی ہے۔

پیر را بگزیں کہ بے پیر ایں سفر | ہست بس پُر آفت و خوف و خطر
(۵) حکم مستوری و مستی ہمہ بر خاتمہ است | کس ندانست کہ آخر بچہ حالت برود
(۶) کاروانے کہ بود بدرقہ اش لُطفِ[1] خدا | بہ تجمل بنشیند بہ جلالت برود
(۷) حافظ از چشمہء حکمت بکف آور جامے | بو کہ از لوحِ دِلت نقشِ جہالت برود

حل لغات:

★ مستوری۔ پوشیدگی، مستی کی ضِد ★ بدرقہ۔ راہنما ★ بہ تجمل: جاہ وجلال کے ساتھ ★ جلالت۔ شان وشوکت ★ چشمہ حکمت۔ سے مراد قرآن پاک ہوسکتی ہے۔ والقران الحکیم۔

ترجمہ:

(۵) پوشیدہ عبادت اور رندی کا نتیجہ خاتمہ پر ہے۔ کوئی نہیں جانتا کہ آخر کیا حالت ہوگی۔ کس حال میں اس دنیا سے جانا ہوگا؟ یعنی پرہیزگاری اور گناہگاری کا فیصلہ انجام پر منحصر ہے۔ یعنی انجام بخیر ہونا چاہیے۔ اگر خاتمہ مستوری پر ہوا تو پہلی تمام مستی معاف ہوجائے گی اور اگر انجام مستی پر ہوا تو پہلی تمام مستوری بے کار ثابت ہوگی۔

(۶) جس قافلے کا راہنما اللہ تعالیٰ کا لطف وکرم ہو وہ شان وشوکت سے پڑاؤ ڈالتا ہے اور جاہ وجلالت سے چلتا ہے، کوچ کرتا ہے۔ یعنی اگر سالک کی راہنمائی نورِالٰہی کرے تو وہ بڑی شان وشوکت اور جاہ وجلال سے عشق کی منزلیں طے کرتا ہے۔

(۷) اے حافظؔ! تو چشمہ حکمت سے ایک جام حاصل کر۔ ہوسکتا ہے کہ تیرے دِل کی تختی سے جہالت کا نقش دور ہوجائے، مٹ جائے۔ یعنی حکمت کے دریا سے ایک جام تو بھی بھرلے۔ شاید اس کی برکت سے تیرے دِل کی جہالت ختم ہوجائے۔ جس طرح کہ امیر مینائی نے کہا ہے:

غبارِ جہل اڑا دیتا ہے فیضِ صحبتِ کامل | شعاعِ مہرِ تاباں کم نہیں سایہ کو شہپر سے

----***----

غزل نمبر (۵)

(۱) آں کس کہ بدست جام دارد | سلطانیءِ جم مدام دارد
(۲) آبے کہ خضر حیات ازو یافت | در میکدہ جو کہ جام دارد
(۳) سر رشتہء جم[2] بجام بگزار | کایں رشتہ ازو نظام دارد

---

[1] بعض نسخوں میں لطف کی جگہ حفظ ہے۔ [2] بعض نسخوں میں جم کی جگہ جان ہے۔

(۴) بیروں ز لب تو ساقیا نیست — در دورِ کسے کہ کام دارد

حل لغات:

★ سلطانئ جم۔ جمشید کی بادشاہی ★ مدام۔ ہمیشہ ★ خضر حیات۔ حضرت خضرؑ جیسی دائمی زندگی ★ سر رشتہ جم۔ سلطنت مراد ہے ★ کام۔ کامیابی، مقصد، حصول مقصد۔

ترجمہ:

(۱) وہ شخص جو اپنے ہاتھ میں جام رکھتا ہے۔ گویا وہ اپنے قبضے میں ہمیشہ جمشید کی بادشاہی رکھتا ہے۔ یعنی جس شخص نے محبت کا ایک جام پی لیا گویا وہ جمشیدِ وقت ہے اور اس کی بادشاہی دائمی ہے لیکن جمشید کی سلطانی دائمی نہ تھی جب کہ عشق کی سلطنت کو زوال نہیں ہے۔

(۲) وہ پانی کہ جس سے حضرت خضر علیہ السلام نے ابدی زندگی پائی وہ تو میکدے کے دروازے پر ڈھونڈ کہ وہ شراب کے جام میں ہے یعنی اگر تجھے آبِ حیات کی طلب ہے تو تو میخانہ میں جا کیونکہ شراب ہی آبِ حیات ہے جس طرح کہ شیخ سعدی نے کہا ہے:

گرمے بجان دہندت بستاں کہ پیشِ دانا — از آبِ خضر خوشتر خاکِ شراب خانہ

(۳) اگر تجھے جمشید کی سلطنت درکار ہے تو پھر تو جام مے سے تعلق استوار رکھ کیونکہ اس سلطنت کا نظام اُسی سے جُوا ہوا ہے۔ اُسی سے قائم ہے۔ یعنی حقیقی بادشاہی کا نظام اور بندوبست شراب کے جام سے متعلق ہے۔

(۴) اے ساقی! کسی شخص کی بھی اپنے عہد میں کامیابی تیرے لبوں سے باہر ہرگز نہیں ہے۔ یعنی مقصد کے حصول کے لیے تیرے ہی لطف وکرم کی ضرورت ہے۔ اور تیری مہربانی کے بغیر کوئی راہرو منزلِ مقصود پر نہیں پہنچ سکتا۔

(۵) ما و مے و زاہدان و تقویٰ ! — تا یار سر کدام دارد

(۶) بر سینۂ ریشِ درد منداں — لعلت نمکے تمام دارد

(۷) نرگس ہمہ شیوہ ہای مستی — از چشمِ خوشت بدام دارد

(۸) ذکرِ رُخ و زلفِ تو دِلم را — وردیست کہ صبح و شام دارد

(۹) درچاہِ ذقن چو حافظ اے جاں — حُسنِ تو دوصد غلام دارد

حل لغات:

★ تقویٰ۔ پرہیز گاری ★ ریش۔ زخم ★ لعلت۔ تیرے سرخ لب ★ وام۔ قرض ★ وردیست۔ وظیفہ ہے ★ چاہِ ذقن۔ ٹھوڑی کے نچلے حصہ میں ہلکا سا گڑھا جو خوبصورتی کا موجب ہوتا ہے۔

ترجمہ:

(۵) اب ہم ہیں اور شراب ہے اور زاہد ہے اور اس کی پرہیز گاری ہے۔ دیکھئے کہ اب محبوب کس کی جانب متوجہ ہوتا ہے؟ یعنی ہم

عشق کے جام سے مست ہیں اور زاہد کو اپنی عبادت پر ناز ہے دیکھو محبوب کی درگاہ میں کسے قبولیت ملتی ہے؟ کس کا عمل پزیرائی حاصل کرتا ہے۔ جس طرح کہ کسی نے کیا خوب کہا ہے:

زاہد بہ نماز روزہ و ضبطے دارد　　عاشق مئے دو سالہ ربطے دارد
معلوم نشد کہ یار مشغول کیست　　ہر کس بخیالِ خویش خبطے دارد

(۶) ان دردمندوں کے زخمی سینے پر تیرے یہ سرخ لب یکسر نمک پاشی کرتے رہتے ہیں یا تیرے سرخ لب نمک پاشی کا حق رکھتے ہیں۔ جس طرح کہ خواجہ حافظ ہی کا اک شعر ہے:

لب و دندانِ تو حقوقِ نمک　　داشت بر جانِ سینہ ہائے کباب

(۷) نرگس کے پھول نے یہ مستی کے تمام انداز تیری مستی بھری آنکھوں سے مانگ کر (قرض) لیے ہیں۔ یعنی چشم نرگس کی مستی اور اس کے تمام انداز محبوب کی آنکھ سے ہی مانگے ہیں اور حقیقت میں یہ سارا حسن محبوبِ حقیقی کے حسن کا ہی پرتو ہے۔

(۸) تیرے چہرے اور تیری زلف کا ذکر میرے دل کے لیے ایک وظیفہ ہے جو کہ وہ صبح و شام کرتا رہتا ہے۔ یعنی میرا دل صبح و شام تیری زلف اور تیرے خیال میں ہی رہتا ہے اور میرے دل کا اب یہی ورد ہے۔

(۹) اے میری جان! تیرے چاہِ ذقن میں حافظ جیسے دوسو (سینکڑوں) غلام پڑے ہوئے ہیں۔ یعنی زہرہ کے عشق میں چاہِ بابل میں تو صرف دو عاشق (ہاروت ماروت) اسیر ہیں لیکن اے محبوب تیرے چاہِ ذقن میں سینکڑوں عاشق قید ہیں۔

----***----

غزل نمبر (۶)

(۱) آنکہ از سنبل او غالیہ تابے دارد　　باز با دلشدگاں نازو عتابے دارد
(۲) از سرِ کشتۂ خود می گزرد[1] ہمچوں باد　　چہ تواں کرد کہ عمرست وشتابے دارد
(۳) ماہِ خورشید نمایش ز پسِ پردۂ زلف　　آفتابیست کہ در پیشِ سحابے دارد
(۴) آبِ حیواں اگر انیست کہ دارد لبِ یار[2]　　روشن ست اینکہ خضر بہرہ سرابے دارد

حل لغات:

★ دِل شدہ۔ عاشق ★ غالیہ۔ مشہور خوشبو جو مشک عنبر اور کافور وغیرہ سے ملا کر بناتے ہیں ★ سنبل۔ ایک پھول دار گھاس جو زلفوں

---

[1] اے بعض نسخوں میں می گزرد کی جگہ می گزری ہے۔
[2] بعض نسخوں میں یار کی جگہ دوست ہے۔

سے مشابہت رکھتی ہے، پیچیدہ بیل۔

ترجمہ:

(۱) وہ محبوب جس کی زلف سے غالیہ جیسی خوشبو بھی پیچ وتاب میں پڑی ہوئی ہے۔ پھر وہ ان عاشقوں کو اپنے ناز وعتاب کا نشانہ بنا رہا ہے۔ یعنی وہ محبوب جس کی معنبر زلفوں سے غالیہ بھی بل کھا رہا ہے اب ہم عاشقوں سے ناز وعتاب کرنے میں مشغول ہے۔

(۲) وہ (محبوب) اپنے مرنے والے (کشتہ) کے سر سے ہوا کی طرح گزر جاتا ہے۔ کیا کیا جائے کہ وہ زندگی ہے اور زندگی جلد گزر جاتی ہے۔ یعنی وہ جلدی سے کیوں نہ گزرے محبوب عاشق کے نزدیک زندگی کے برابر ہے عمر عزیز کے برابر ہے اور عمر عزیز جلد گزر جاتی ہے۔

(۳) اس (محبوب) کا (خورشید نما چاند) چہرہ زلف کے پردہ کے پیچھے آفتاب کی طرح ہے۔ جس کے آگے بادل آ گیا ہو۔ یعنی معشوق کا چاند جیسا چہرہ جو سورج کی طرح روشن ہے اس پر زلف کا پردہ جیسے اس کے آگے بادل آ گیا ہو۔ معلوم ہوتا ہے۔

(۴) اگر آبِ حیات یہی ہے جو کہ محبوب کے لب میں ہے (لب کے پاس ہے) تو ظاہر ہے کہ حضرت خضر علیہ السلام کے حصے میں سراب ہی آیا ہے۔ یعنی حقیقت میں حضرت خضر علیہ السلام کے حصے میں صرف سراب ہی آیا اصلی آبِ حیات تو محبوب کے لبِ لعلیں ہیں۔ امیر مینائی اسی آبِ حیات پر جان دیتے نظر آتے ہیں۔

بوسہ مِلا جو اُس لبِ شیریں کا مرگئے　　دی جان ہم نے چشمۂ آبِ حیات پر

(۵) چشمِ من کردہ بہر گوشہ رواں سیلِ سرشک　　تا سہی سروِ ترا تازہ بآبے دارد
(۶) غمزۂ شوخِ تو خونم بخطا می ریزد　　فُرصتش باد کہ خوش رائے[1] صوابے دارد
(۷) چشمِ مخمورِ تو دارد ز دِلم قصدِ جگر　　ترک مست ست مگر میلِ کبابے دارد
(۸) جانِ بیمار مرا نیست ز تو روئے سوال　　اے خوش آں خستہ کہ از دوست جوابے دارد
(۹) کے کند سوئے دِلِ خستہ حافظؔ نظرے　　چشمِ مستت[2] کہ بہر گوشہ خرابے دارد

حل لغات:

★ سیلِ سرشک۔ آنسوؤں کا سیلاب ★ غمزہ۔ آنکھوں کا اشارہ ★ رائے صوابے۔ درست، پختہ رائے ★ خستہ۔ خراب عاشق، ★ گھائل۔ زخمی، تھکاہارا ★ گوشہ خرابے۔ خراب حال کونہ۔

ترجمہ:

(۵) میری آنکھوں نے چاروں طرف آنسوؤں کے سیلاب جاری کر دیے ہیں تا کہ تیرے سروسہی (قد) کو پانی سے تر وتازہ

---

[1] بعض نسخوں میں رائے کی جگہ فکر ہے۔
[2] بعض نسخوں میں مستت کی جگہ مستش ہے۔

رکھیں۔یعنی میں اس لیے روتا ہوں کہ عشق کی کھیتی کو سیراب کردوں۔

(۶) تیرا شوخ غمزہ (غلطی) سے میری خون ریزی کرتا ہے۔خدا اُسے خوش رکھے کہ یہ اچھی اور درست رائے رکھتا ہے۔یعنی اگرچہ یہ غمزہ غلطی سے مجھے قتل کرتا ہے لیکن میری تو یہ دعا ہے کہ اسے خدا خوش رکھے کہ یہ ایسا ہی کرے۔اس کی رائے بہت اچھی ہے۔

(۷) تیری مست اور مخمور آنکھ میرے دِل کے بعداب جگر کو فریفتہ کرنے کی خواہاں ہے۔شاید وہ مست ترک ہے۔ جسے کباب کی خواہش ہے۔چونکہ شراب کے ساتھ کباب بھی چاہیے اس کی آنکھ مست ہے۔اُس نے شراب پی ہے۔اور کباب کا بھی شوق ہے۔بس دل ہی کافی نہیں اب جگر کا بھی ارادہ ہے۔تاکہ جگر کے کباب اور شراب سے لطف اٹھایا جاسکے اور مزہ دوبالا ہو جائے۔

(۸) میری بیمار جان کو تجھ سے سوال کرنے کا یارا بھی نہیں رہا۔وہ خراب حال عاشق بڑا خوش نصیب ہے جو محبوب سے ہی جواب حاصل کرے۔یعنی عاشق حقیقت میں بہت خوش نصیب ہیں جن میں محبوب سے سوال کرنے کی طاقت بھی ہو اور انہیں جواب بھی موصول ہو جائے۔

(۹) تیری مست آنکھ جو دنیا کے کونے کونے میں لوگوں کو مدہوش کر رہی ہے۔وہ حافظ کے دِل خستہ کی طرف کب نظر بھر کر دیکھے گی یعنی تیری مست نظر نے تمام لوگوں کو خراب کیا ہے اور ہر کونے میں مست و خراب تیرے عاشق پائے جاتے ہیں۔ایک صرف میں ہی نہیں ہوں اور میری طرف وہ کب دیکھ سکتا ہے؟

غزل نمبر (۷)

(۱) اگر نہ بادۂ غم دل ز یادِ ما ببرد — نہیبِ حادثہ بنیادِ ما ز جا ببرد
(۲) اگر نہ عقل بمستی۔ فرو کشد لنگر! — چگونہ ازین ورطۂ بلا ببرد
(۳) طبیبِ عشق منم بادہ [۱] خور کہ ایں معجون، — فراغت آرد و اندیشۂ بلا [۲] ببرد
(۴) دلِ ضعیفم ازاں میکشد بطرفِ چمن — کہ جاں زمرگ بدلداری [۳] صبا ببرد

حل لغات:

★ زیاد ما ببرد۔از یاد بُردن، بھلادینا ★ نہیب، خوف، ڈر، غارت، لوٹ، غنیمت ★ بنیادِ ماز جا ببرد۔بنیاد از جابردن۔جڑوں سے اکھیڑ دینا ★ ورطہ۔گرداب بھنور ★ اندیشہ۔فکر، غم، سوچ بچار، ڈر ★ دلِ ضعیفم۔میرا کمزور دِل۔

ترجمہ:

(۱) اگر یہ شراب ہمارے دل کے غم کو ہماری یاد سے دور نہ کردے گی تو حادثات کی غارتگری ہماری بنیاد کو جڑ سے اکھاڑ کر رکھ دے گی۔یعنی شراب نوشی ہی غم اور حادثات سے بچنے کی اکسیر ہے۔

۱،۲ بعض نسخوں میں خور کی جگہ دہ اور بلا کی جگہ خطا ہے۔ ۳ بعض نسخوں میں بہ دلداری کی جگہ بہ بیماری ہے۔

(۲) اگر عقل مستی میں لنگر انداز نہ ہو تو اس گردابِ بلا سے کشتی کو کس طرح نکال سکے گی؟ یعنی عقل کے لیے مستی انتہائی ضروری ہے کیونکہ وہ تب ہی لنگر انداز ہو سکے گی۔

(۳) میں مرضِ عشق کا طبیب ہوں۔ تو شراب پی کہ یہ معجون فراغت بخش ہے اور اندیشہ ہلا کر دور کر دیتی ہے۔ یعنی غم واندوہ اور تفکرات سے بچنے کے لیے صرف اور صرف ایک ہی معجون ہے اور وہ ہے شراب کہ جس سے مستی وبیخوری آتی ہے۔ شرابِ عشق ہی ہر دکھ درد اور مرض کا علاج ہے۔ جس طرح کہ کسی نے کہا ہے:

بے کیمیائے مستی تبدیل غم محال است ۔۔۔ یا مے حلال فرما یا غم حرام گرداں

(۴) میرا کمزور اور ناتواں دِل اس لیے باغ کی جانب جاتا ہے کہ جانِ صبا کی دِلداری سے موت سے چھٹکارہ حاصل کرے۔ یعنی میں باغ میں اس لیے جاتا ہوں کہ شاید بادِ صبا میرے محبوب کا پیام لے آئے جس سے دِل کو تسکین ہو جائے اور بیمار وکمزور جان کو صحت میسر آجائے۔

(۵) گزار بر ظلمات ست خضرِ راہے جو[1] ۔۔۔ مباد کاتشِ محرومی آبِ ما ببرد

(۶) فغاں کہ باہمہ کس نردِ کینہ[2] باخت فلک ۔۔۔ کہ کس نبود کہ دستے ازیں دغا ببرد

(۷) بسوخت حافظ و کس حالِ او بیار نگفت ۔۔۔ مگر نسیم پیامے خُدائے را ببرد

حلِ لغات:

٭ظلمات۔ اندھیرا، تاریکیاں ٭ آب برون۔ عزت برباد کرنا، بے آبرو ہونا ٭ نودِ۔ شطرنج کا مُہرہ ٭ دست از دعا بُردن۔ دعا کرنے کے لیے ہاتھ اُٹھانا

ترجمہ:

(۵) اگر تجھے اس تاریکی (دنیا) سے گزرنا ہے تو پھر تو خضرِ راہ کی تلاش کر۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ یہ محرومی کی آگ ہماری آبرو کو ہی لے جائے۔ (یا آبِ حیات سے ہمیں محروم کردے)

(۶) افسوس اور فریاد ہے کہ اس آسمان نے سب سے کینہ کی بازی کھیلی ہے اور کوئی بھی شخص ایسا نہیں ہے جو کہ اس کے فریب سے بازی لے گیا ہو۔ یعنی اس آسمان نے ہر کسی کے ساتھ ظلم اور فریب ہی کیا ہے اور کوئی بھی اس کے ظلم اور فریب سے بچ نہیں پایا۔

(۷) حافظ محبوب کی جدائی کی آگ میں جل کر خاک ہو گیا اور کسی نے اس کے محبوب سے اس کا حال تک بیان نہ کیا۔ شاید یہ بادِ نسیم ہی خدا کے لیے پیغام لے جائے۔ یعنی شاید نسیم ہی میرے حالِ زار سے اُسے آگاہ کردے!

----٭٭٭----

[1] بعض نسخوں میں جو کی جگہ کو ہے۔

[2] بعض نسخوں میں نردِ کینہ کی جگہ غائبانہ ہے۔

غزل نمبر(۸)

(۱) اگر روم ز پیشِ فتنہا بر انگیزد — ور از طلب بنشینم بکینہ برخیزد
(۲) وگر بر رہگزرے یک دم از وفا داری[1] — چو گرد در رہش اُفتم چو باد بگریزد
(۳) چہ گویمش کہ چرا باکساں بیامیزی — چناں کند کہ سرشکم بخون بیامیزد[2]
(۴) وگر کنم طلبِ نیم بوسہ صد افسوس — ز حقہء دہنش چو شکرّ فرو ریزد

حل لغات:

★فتنہا۔فتنہ کی جمع ★ گردِرہش۔اس کی راہ کی گرد ★ بیامیزی۔میل ملاپ ★ نیم بوسہ۔آدھا بوسہ، ذراسا ★ حقہ۔ڈبیہ،محبوب کے دہن کو موتیوں کی ڈبیہ کہا جاتا ہے۔

ترجمہ:

(۱) اگر میں اُس کے سامنے سے نہ ہٹوں تو میں کئی فتنے وفسادات اُٹھاتا ہوں اور اگر اس کی طلب چھوڑ کر بیٹھ جاؤں تو وہ (محبوب) کینے پر اُٹھ کھڑا ہوتا ہے۔یعنی اگر میں اس کی طلب میں اس کا پیچھا کرتا ہوں تو مجھے ہزاروں فتنے اٹھانا پڑتے ہیں اور اگر اس کی طلب چھوڑ کر بیٹھ جاتا ہوں تو وہ ناراض ہوجاتا ہے۔سمجھ نہیں آتی کہ میں کیا کروں؟ مطلب یہ کہ محبوب ہر نوع ستاتا ہے۔

(۲) اور اگر میں وفاداری سے اس کی راہ کی گرد کی طرح کچھ دیر کے لیے بیٹھ جاؤں تو وہ ہوا کی طرح ہوا ہوجاتا ہے۔یعنی ہوا کی طرح وہ بھاگ کھڑا ہوتا ہے۔

(۳) اب میں اُسے کیا کہوں؟ کہ تو کیوں لوگوں سے میل جول رکھتا ہے۔اس پر وہ ایسا کرتا ہے کہ میرے آنسوؤں کو خون میں ملا دیتا ہے۔مجھے خون کے آنسو رُلا دیتا ہے۔اس پر مجھے بڑی تکلیف ہوتی ہے۔

(۴) اور اگر میں اُس سے ذرا سا بوسہ بھی طلب کرتا ہوں تو ہزار افسوس کہ اس کے دہن سے شکر کی طرح جواب نکلتا ہے۔مطلب یہ کہ جواب میں اس کا مجھے بُرا بھلا کہنا میرے لیے شکر جیسا میٹھا ہے۔صد افسوس یعنی ایک بوسہ کی طلب پر وہ ہزار ہا منہ سے طنز کی باتیں کرتا ہے۔

(۵) من آں فریب کہ در نرگسِ تو می بینم — بس آبروئے کہ ہر[3] خاکِ راہ فرو ریزد
(۶) فرازو شیبِ بیابانِ عشق دامِ بلاست — کجاست شیردلے کز بلا نہ پرہیزد
(۷) تو عمر خواہ وصبوری کہ چرخِ شعبدہ باز — ہزار بازی ازیں طُرفہ[4] تر بر انگیزد

[1] بعض نسخوں میں وفاداری کی جگہ ہوالواہی ہے۔
[2] بعض نسخوں میں شعر نمبر ۳ موجود نہیں ہے۔
[3] بعض نسخوں میں ہر کی جگہ با ہے۔
[4] بعض نسخوں میں طرفہ تر کی جگہ خوب تر ہے۔

(۸) بر آستانۂ تسلیم سر بنہ حافظؔ! کہ گر ستیزہ کُنی روزگار بستیزد

حل لغات:

* آبروئے۔آبرو،عزت * فراز وشیبِ بیابانِ عشق ۔عشق کے بیابان کے نشیب وفراز (اونچ نیچ) * صبوری۔صبر * چرخ۔ آسمان * طرفہ تر۔عجیب وغریب * تسلیم۔تسلیم ورضا * ستیزہ۔لڑائی،جھگڑا * روزگار۔زمانہ،دنیا۔

ترجمہ:

(۵) وہ فریب جو میں تیری آنکھ میں دیکھتا ہوں ۔ یہ بہت سی آبروؤں کو خاک میں ملا دے گا۔یعنی تیری مست آنکھ کے فریب بہت سے لوگوں کی آبروریزی کردیں گے۔کسی نے خوب کہا ہے:

من ہماں روز کہ آں خال بدیدم و گفتم
نیم آنست بدیں دانہ کہ در دام افتم

(۶) بیابانِ عشق کے نشیب وفراز دامِ بلا ہیں ایسا شیر کے دِل والا کون ہے کہ جوان بلاؤں سے نہ ڈرے؟یعنی عشق کے بیابان میں ہزاروں خطرے اور بلائیں ہیں ایسا کوئی شیر کا دِل رکھنے والا کون ہے جوان سے کھیل کر یعنی موت سے کھیل کر عشق کی بازی لگائے۔کامیابی حاصل کرے۔

(۷) تو زندگی اور صبر طلب کر کہ یہ شعبدہ باز آسمان اس سے بھی عجیب وغریب کئی چالیں چلے گا۔یعنی اپنی خیر خیریت کے لیے ہی دعا کر اور صبر واطمینان حاصل کرنے کے لیے کوشش کر کیونکہ اس آسمان سے نجات حاصل کرنا بڑا مشکل کام ہے کہ اس کے فریب عجیب وغریب ہیں۔

(۸) اے حافظؔ! تو تسلیم ورضا کی چوکھٹ پر اپنا سر رکھ دے کیونکہ اگر تو لڑائی جھگڑا کرے گا تو پھر یہ زمانہ تجھ سے برسرِ پیکار ہو جائے گا۔مطلب یہ کہ تو اپنا سرِ تسلیم خم کردے اور ہر بات پر شاکر وصابر رہ ،ورنہ تو اس زمانے سے لڑائی نہیں کرسکتا اور اس طرح زیادہ تکلیف میں پڑ جائے گا۔ بقول اقبال: ؏ گر زمانہ با تو نسازد تو با زمانہ بساز

-----***-----

غزل نمبر (۹)

(۱) آں کیست کز روئے کرم با من وفاداری کند   بر جائے بدکارے چو من یکدم نکو کاری کند!

(۲) اوّل بہ بانگِ نائے ونئے گوید[۱] بمن پیغامِ وے   وانگہ بیک پیمانہ مے با من ہواداری[۲] کند!

[۱] بعض نسخوں میں گوید بمن کی جگہ آرد بدل ہے۔

[۲] بعض نسخوں میں ہوداری کی جگہ وفاداری ہے۔

(۳) دِلبر کہ جاں فرسود ازو کامِ دِلم نکشود اَزو | نومید نتواں بود ازو باشد کہ دِلداری کند،
(۴) گفتم گرِہ نکشودہ اَم زاں طُرّہ تا من بودہ اَم | گفتا منم فرمودہ ام تا با تو طَراری کند،

حل لغات:

* نکوکاری۔ نیک کام، نیکی * ہواداری کردن * خاطر تواضع کرنا، خیر خواہی کرنا * نے۔ بانسری * جاں فرسود۔ جان کو تکالیف دیں * طُرّہ۔ زلف * طراری۔ تیز زبانی۔ حیلہ گری۔

ترجمہ:

(۱) وہ کون ہے جو کہ ازروئے کرم مجھ سے وفاداری کرے۔ مجھ جیسے بدکار کے ساتھ تھوڑی دیر کے لیے نیکوکاری کرے۔ یعنی میں گناہگار ہوں اور اس کی مغفرت کا اُمیدوار ہوں۔ لطف وکرم اسی کا کام ہے کہ مجھ جیسے بدکار و سیاہ کار کے ساتھ وہ اپنی مہربانی کرے۔ بقول سعدی:

بداں را نیک دار اے مردِ ہوشیار | کہ نیکاں خود بزرگ و نیک رو زند

(۲) پہلے تو وہ مجھے بانسری بجا کر اس کا پیغام سنائے پھر شراب کا ایک پیالہ دے کر مجھ سے خیر خواہی کا اظہار کرے یعنی میری خاطر تواضع کرے۔

(۳) وہ محبوب کہ جس کے ظلم وستم سے میری جان ہلکان ہوگئی اور جس سے مرادِ لی مقصد حاصل نہ ہوا میں اُس سے مایوس نہیں ہوسکتا کیونکہ ہوسکتا ہے کہ وہ دِلداری کرے۔ یعنی اگرچہ ابھی تک عشق میں مجھے تکالیف کے علاوہ کچھ حاصل نہ ہوسکا تاہم مجھے اُمید واثق ہے کہ وہ محبوب بالآخر دلداری بھی کرے گا۔

(۴) میں نے کہا کہ جب سے میں ہوں۔ (جب تک زندہ رہا) تیری اس زلف کی مجھ سے گرہ نہ کھل سکی۔ اس نے جواب دیا کہ میں نے اُسے حکم دے رکھا ہے اور یہ تجھ سے شوخی وطراری کرے۔

(۵) پشمینہ پوشِ تند خو کز عشق نشنید ست بو | از مستیش رمزے بگو تا ترکِ ہشیاری کند!
(۶) چو من گدائے بے نشاں مشکل بود یارِ فلاں [1] | سلطاں کجا عیشِ نہاں با رندِ بازاری کند
(۷) زاں طُرّہ پر پیچ و خم سہل ست اگر بینم ستم | از بند و زنجیرش چہ غم آنکس [2] کہ عیاری کند
(۸) شد لشکرِ غم بے عدد از بخت می خواہم مدد | تا فخرِ دیں عبد الصمد باشد کہ غم خواری کند [3]
(۹) با چشمِ پُر نیرنگِ او حافظ مکن آہنگِ او! | کاں طُرّہ شبرنگِ او بسیار مکاری [4] کند!

---

[1] بعض نسخوں میں فلاں کی جگہ چناں ہے۔
[2] بعض نسخوں میں آنکس کی جگہ ہر کس ہے۔
[3] بعض نسخوں میں شعر نمبر 8 موجود نہیں۔
[4] بعض نسخوں میں مکاری کی جگہ طراری ہے۔

حل لغات:

* تند خو۔ تلخ مزاج۔ سخت مزاج * رند بازاری۔ وہ رند جو بیچ بازار میں رندی کرتا ہے * طرہ۔ زلف * پُر پیچ وخم۔ پیچ وخم سے پُر، بل دار * عبدالصمد خواجہ صاحب کے ایک صاحبِ اقتدار ممدوح کا نام۔ فخر الدین عبدالصمد * پُر نیرنگ۔ پُر فریب * آہنگ۔ ارادہ، قصد * شبرنگ۔ سیاہ رات کی طرح۔

ترجمہ:

(۵) وہ تند خو پشمینہ پوش صوفی جس نے عشق کی بُو بھی نہیں سونگھی اُسے تو مستی کی کوئی رمز بتادے تا کہ وہ ہوشیاری ترک کردے۔ یعنی وہ صوفی جو محض ظاہر دار ہوتے ہیں اور عشق کی مستی سے بے خبر ہوتے ہیں اور تلخ مزاج بھی۔ ان کو مستی کے راز سے آشنا کرنے کے لیے ہشیاری اور مستوری کو ترک کرنا پڑے گا۔ ذوق نے خوب کہا ہے۔

ذوقؔ جو مدرسہ کے بگڑے ہوئے ہیں مُلّا ان کو میخانہ میں لے آؤ سنور جائیں گے

(۶) مجھ جیسا کوئی بے نشان فقیر بھی ہوگا کہ جو اس کا دوست ہو۔ کیونکہ کوئی بادشاہ کسی بازاری رند کے ساتھ عیش نہاں میں کب مشغول ہوسکتا ہے؟ مصروف ہوسکتا ہے؟ یعنی وہ محبوب حقیقی جس کا آستان نہایت بلند وبالا ہے وہ ایک دنیا کے خرابات کے رند کے ساتھ تقرب اختیار کرے بہت مشکل ہے۔

(۷) اگر میں اس کی پُر پیچ وپُر خم زلفوں سے ظلم وستم سہوں تو یہ تو آسان ہے۔ کیونکہ جو شخص عیاری کرے اُسے قید وبندِ زنجیر سے کیا غم ہوسکتا ہے۔ یعنی جس طرح اک عیار وچالاک شخص کو زنجیر کی قید کا کوئی غم نہیں ہوتا اسی طرح عاشق کو محبوب کی زلف کی زنجیر سے کچھ ڈر نہیں ہوتا۔ جس طرح کہ غالبؔ کہتے ہیں:

ع خانہ زادِ زلف ہیں زنجیر سے بھاگیں گے کیوں ہیں گرفتارِ وفا زنداں سے گھبرائیں گے کیوں؟

(۸) غم کا لشکر حدِ شمار سے آگے بڑھ گیا ہے (یعنی ان گنت ہوگیا ہے) اب تو میں اپنے نصیبوں سے ہی مدد مانگتا ہوں۔ وہی میری مدد کریں گے ممکن ہے کہ فخر الدین عبدالصمد ہی میری کچھ غمخواری کریں۔

(۹) اے حافظؔ! اس کی آنکھ بڑی پُر فریب ہے تو اس کا ارادہ ترک کردے کیونکہ اس کی سیاہ زلف زبردست مکاری وعیاری کی حامل ہے۔ یعنی اس کی آنکھ جو کہ جادو کے سحر اور فریب طلسم سے پُر ہے اس سے بچتا رہ۔

----***----

غزل نمبر (۱۰)

(۱) اے پستہء تو خندہ زدہ بردہانِ قند[1] مشتاقم از برائے خُدا یک شکّر بخند

(۲) جائیکہ یارِ ما بشکّر خندہ دَم زند اے پستہ کیستی تو خدارا دِگر[2] مخند!

(۳) خواہی کہ برنخیزدت از دیدہ رودِ خون دِل در ہوائے[3] صُحبتِ رودِ کساں مبند!

(۴) گہ لُطف[4] می نمائی وگہ طعنہ می زنی مانیستم معتقدِ مردِ خود پسند

حل لغات:

★ پستہ۔مراد محبوب کا منہ، دہن محبوب کو پستہ سے تشبیہ دیتے ہیں ★ بشکر خندہ۔ہنسی خوشی کی بات، مٹھاس بکھیرنا ★ رودِ خون۔خون کی ندی ★ رودِ کساں۔مراد لوگوں کے لڑکے ★ لطف۔مہربانی، لطف کرم۔

ترجمہ:

(۱) اے محبوب تیرے پستہ جیسے منہ نے قند کے منہ کی ہنسی کا مذاق اڑایا ہے۔میں تیرا مشتاق ہوں خدا کے لیے ایک دفعہ ہنس کے بات کر۔یعنی تیرے پستہ دہن نے اپنی شیرینی کے غرور میں قند و نبات کا منہ چڑایا ہے۔خدا کے لیے ایک بار میری طرف ہو کر دیکھ۔متوجہ ہو کر تبسم کر۔

(۲) جس جگہ اور جہاں پر بھی ہمارا محبوب ہنسی خوشی کی باتیں کرے اے پستے تو کون ہے؟ وہاں پر تیری کیا حقیقت وحیثیت ہے؟ خدا کے لیے پھر کبھی خندہ زنی نہ کرنا مت ہنسنا۔تیری ہنسی میرے محبوب کی ہنسی کے مقابل کچھ بھی نہیں ہے۔

(۳) اگر تو چاہتا ہے کہ تیری آنکھوں سے خون کی ندی جاری نہ ہو تو اپنے دِل کو دوسرے لوگوں کے لڑکوں کی مصاحبت کی آرزو میں نہ باندھ۔یعنی دوسرے (غیر) لوگوں کی صحبت سے احتراز کرنے میں ہی سلامتی اور خیر وعافیت ہے۔خلوت نشینی بہتر ہے۔

(۴) اے محبوب! کبھی تو تو لطف کا اظہار کرتا ہے اور کبھی طعنہ زنی کرنے لگ جاتا ہے۔ہم خود پسند آدمی کے معتقد نہیں ہیں۔یعنی ایسے محبوب کی قدر نہیں کرتے جو کہ اپنے عشاق کی قدر نہیں کرتا داغ دہلوی نے شاید کسی ایسے ہی موقع پر کہا تھا:

؎ نہ کسی شخص کی عزت نہ کسی کی توقیر عاشق آتے ہیں تمہارے کہ غلام آتے ہیں

(۵) طوبیٰ ز قامتِ تو نیارد کہ دَم زند! زیں قصّہ بگزرم کہ سخن می شود بلند

---

[1] ۱۱۹۰ھ کے ایک قلمی نسخے میں بجائے "بردہان قند" کے "بر حدیث قند" ہے۔

[2] بعض نسخوں میں بجائے دِگر کے بخود ہے اور بجائے مخند کے مہند ہے۔

[3] بعض نسخوں میں بجائے ہوائے کے وفائے ہے۔

[4] بعض نسخوں میں بجائے لطف کے جلوہ ہے اور بجائے گہ کے گر ہے اور بجائے مرد کے شیخ ہے۔

(۶) ز آشفتگیِ حالِ من آگاہ کے شود — آں را کہ دل نگشت گرفتارِ ایں کمند
(۷) بازارِ شوق گرم شد آں شمع ۱ رُخ کجاست — تا جانِ خود بر آتشِ رویش کنم سپند!
(۸) حافظ تو ترکِ غمزۂ خوباں نمی کنی! — دانی کجاست جائے تو خوارزم یا خجند!

حل لغات:

* طوبیٰ۔ بہشت میں ایک درخت کا نام جس کی ٹہنی بہشت کے ہر گھر میں پہنچی ہوگی اور طرح طرح کے میوے اور خوشبوئیں اس سے حاصل ہوں گی۔ طوبیٰ قامت یعنی بلند و بالا قد رکھنے والا محبوب * آشفتگی۔ پریشانی، خاطر جمعی نہ ہونا * سپند۔ حرمل کالا دانہ جسے زخم چشم کے دفعیہ کے لیے جلاتے ہیں۔ * خوارزم۔ ترکستان کا ایک مشہور شہر * خجند۔ ماوراالنہر کا ایک معروف قصبہ۔

ترجمہ:

(۵) (اے دراز قامت محبوب) تیری قامت کے سامنے یہ طوبیٰ دم مارنے کا دعویٰ نہیں کرسکتا۔ میں اس قصہ کو طول نہیں دیتا کہ بات دور تک جا پہنچتی ہے۔ (یعنی زیادہ بحث کرنے سے بات کہیں کی کہیں چلی جاتی ہے) لیکن خواجہ صاحب قدِ یار کے مقابلہ میں طوبیٰ کی ناسازی قد کی بات کر ہی گئے۔ قدِ بلند اور سخن بلند پر قاسم دیوانہ کا شعر ہے:

سخن بلند شد اکنوں بلند میگویم
کہ خاطر بہوائے بلند بالا نیست

(۶) میرے حال کی پریشانی سے وہ شخص کب واقف ہوسکتا ہے جس کا دِل اس (محبوب) کی کمند میں کبھی گرفتار ہی نہ ہوا ہو۔ یعنی عشق کی راہ کی مشکلات سے وہ شخص ہرگز واقف نہیں ہوسکتا جو اس راستہ پر کبھی چلا ہی نہ ہو۔

(۷) ذوق و شوق کا بازار گرم ہے وہ شمع کے چہرے والا (محبوب) کہاں ہے؟ تا کہ میں اُس کے شمع رو چہرے کی آگ پر اپنی جان سپند کی طرح قربان کردوں۔ یعنی اگر وہ محبوب مجھے نظر آ جائے تو اس پر جان نچھاور کردوں۔

(۸) اے حافظ! تو ان حسینوں کے غمزے کا خیال نہیں چھوڑتا۔ کیا تو جانتا ہے کہ تیرا مقام کون سا ہے؟ خوارزم ہے یا کہ خجند ہے؟ یعنی تو حسینوں کے عشق سے باز نہیں آتا یاد رکھ کہ معشوق بڑے ظالم اور سفاک ہوتے ہیں اور تجھے ان سے پالا پڑے گا۔

----***----

غزل نمبر (۱۱)

(۱) اگر ز کوئے تو بوئے بمن رساند باد — بمودہ جانِ جہاں را بباد خواہم داد

---

۱ بعض نسخوں میں بجائے شمع رخ کے سروقد ہے۔

(۲) اگرچہ گرد برانگیختی ز ہستیءِ من　　غبارے از منِ خاکی بدامنت مفتاد
(۳) تو تا بروئے من اے نورِ دیدہ دربستی　　دگر جہاں درِ شادی بروئے من نکشاد
(۴) خیالِ روئے تو اَم دیدہ می کند پُر خون　　ہوائے زلفِ توام عمر می دہد برباد

حل لغات:

★ بباد دادن ۔ تباہ کر دینا، قربان کرنا ★ جانِ جہاں ۔ دنیا کی زندگی، مستعار زندگی ★ گرد انگیختی ۔ انگیختن مصدر اڑانا، گرد اُڑانا پائمال کرنا، برباد کرنا ★ نہ کشاد ۔ نہیں کھولا ★ درِ شادی ۔ خوشی کا دروازہ ۔ ★ ہوائے زلفِ تو: تیری زلف کی محبت، آرزو۔

ترجمہ:

(۱) اگر یہ ہوا تیرے کوچے کی خوشبو مجھ تک پہنچائے تو میں اس خوشخبری پر اپنی جانِ جہاں کو برباد (قربان) کردوں گا۔ یعنی صرف ہوا محبوب کی خوشبوہ لے آئے ہیں تو اس پر اپنی جان دے دوں گا۔

(۲) اگرچہ تو نے میری ہستی کی گرد کو اڑا کر رکھ دیا ہے۔ مجھے تباہ و برباد کرڈالا ہے۔ تاہم میری یہی دعا ہے کہ تیرے دامن پر میری گرد کا غبار بھی نہ پڑنے پائے۔ یعنی تجھے کوئی نہ پوچھے اور اس پر تیرا کوئی مواخذہ نہ کرے۔ لیکن خواجہ حسنؔ اسی گرد پر نالاں ہو کر کہتے ہیں:

وادی بہ باد مشتِ غبارِ من اے فلک　　خاک است دردہانِ تو حاصل نہ کینِ ما

(۳) اے میری آنکھوں کے نور! جب سے تو نے مجھ پر اپنا دروازہ بند کیا ہے۔ تب سے اس جہان نے مجھ پر خوشی و مسرت کا دروازہ نہیں کھولا۔ یعنی جب سے تو روٹھا ہے سارا جہان مجھ سے روٹھ گیا ہے۔

(۴) تیرے چہرے کا خیال میری آنکھوں سے خون برسا رہا ہے۔ اور تیری زلفوں کی محبت و آرزو میری زندگی کو برباد کئے جا رہی ہے۔ یعنی تیرے چہرے کا خیال اور تیری زلفوں کی محبت و آرزو دونوں مجھے برباد کر رہے ہیں۔

(۵) نہ در برابر چشمی نہ غائب از نظری　　نہ یاد می کنی از من نمی روی از یاد!
(۶) بجائے طعنہ اگر تیغ می زند دشمن　　ز دوست دست نداریم ہرچہ بادا باد
(۷) زدستِ عشقِ تو جاں رانمی برد حافظؔ!　　کہ جاں ز محنتِ شیریں نمی بُرد فرہاد

حل لغات:

★ برابر چشمی ۔ آنکھوں کے سامنے ★ ہر چہ بادا باد ۔ جو ہو سو ہو ★ محنت ۔ تکلیف ★ فرہاد ۔ فارس (ایران) کے ایک مشہور سنگتراش کا نام، جو شہزادی شیریں پر عاشق ہو گیا تھا۔ مگر شیریں کی شادی اس وقت کے بادشاہ خسرو پرویز سے ہوگئی۔ وعدۂ وصل کی اُمید پر فرہاد کو بیستون سے ایک نہر کھود کر شیریں کے محل تک لایا۔ شیریں کو دودھ سے بہت رغبت تھی۔ اور اُس نے بہت سی بکریاں کوہ بیستون پر رکھی ہوئی تھیں۔ جن کا وہ دودھ روزانہ پہاڑ سے منگواتی تھی۔ یہ نہر اس لیے نکالی گئی کہ دودھ بذریعہ نہر شیریں کے محل تک

پہنچ جائے اور پہاڑ تک آنے جانے کی تکلیف سے رہائی ہو۔فرہاد مدت تک دن رات پہاڑ کاٹ کاٹ کر نہر کھودتا رہا اور راہ میں جا بجا شیریں کی مورتیں (مجسمے) پہاڑ تراش کر بنائیں۔ آخر کار جب وہ نہر کو محل تک لے آیا تو خسرو پرویز کو خیال آیا کہ اب فرہاد اپنا وعدہ پورا کر چکا ہے وہ شیریں کے ایفائے وعدہ پر ضرور اصرار کرے گا۔اس پر اُس نے یہ مشہور کر دیا کہ رات شیریں کا انتقال ہو گیا۔ فرہاد یہ سن کر یاس و حرمان کا مقابلہ نہ کر سکا اور ایک تیشہ اپنے سر میں مار کر جاں بحق ہو گیا۔فرہاد کے مرنے کی خبر سن کر شیریں بھی اپنے محل کی چھت سے گر کر مر گئی اور اس طرح عاشق و معشوق کا خاتمہ ہو گیا۔اسی لیے مولینا حالیؔ نے عشق کو مخاطب کر کے یہ کہا تھا:

فرہاد کوہکن کی لی تو نے جانِ شیریں
اور قیسِ عامری کو مجنوں بنا کے چھوڑا

ترجمہ:

(۵) نہ تو، تو میری آنکھوں کے سامنے ہے اور نہ نظروں سے غائب ہے۔نہ تو مجھے کبھی یاد کرتا ہے اور نہ یاد سے نکلتا ہے۔مطلب یہ کہ تو ظاہر بھی ہے اور نہاں بھی ہے۔مرزا غالبؔ نے بھی ایسے ہی موقع پر کہا تھا:

یہ کہہ سکتے ہو ہم دل میں نہیں ہیں پر یہ بتلاؤ — کہ جب دل میں تمہی تم ہو تو آنکھوں سے نہاں کیوں ہو؟

(۶) اگر دشمن طعنہ کے بجائے تلوار بھی مارے تو بھی ہم محبوب سے دست بردار نہیں ہوں گے۔اب جو ہو سو ہو۔یعنی دشمنوں کی طعنہ زنی کی وجہ سے ہم عشق نہیں چھوڑ سکتے۔یہ تو کیا بلکہ وہ تلوار بھی مارے تو بھی ہم اپنے دوست (محبوب) سے ہاتھ نہ اُٹھائیں گے۔

(۷) حافظ تیرے عشق کے ہاتھوں سے اپنی جان نہیں بچا سکتا کیونکہ فرہاد بھی تو شیریں کے عشق کی (تکلیف) سے جان نہیں بچا سکا تھا۔یعنی تیرے عشق سے حافظ کسی طور بھی بچ نہیں سکتا۔جیسے کہ فرہاد بھی تو شیریں کے عشق سے نہ بچ سکا۔

(نوٹ) بعض نسخوں میں یہ غزل شامل نہیں ہے۔

----***----

غزل نمبر (۱۲)

(۱) بآبِ روشنِ مے عارفے طہارت کرد — علی الصباح کہ میخانہ را زیارت کرد

(۲) ہمیں کہ ساغرِ زرّینِ خور نہاں کردند — ہلالِ ابروئے ساقی بے اشارت کرد

(۳) خوشا نماز و نیاز کہ از سرِ درد — بآبِ دیدہ و خونِ جگر طہارت کرد

(۴) بہائے بادہ چوں لعل چیست جوہرِ عقل — بیا کہ سود کسے برد کایں تجارت کرد

حل لغات:

*آبِ روشن ۔شراب مراد ہے * عارف ۔خدا کو پہچاننے والا * علی الصباح ۔مرادِ صبحِ الست * ہمیں کہ ۔جونہی کہ * اشارت ۔اشارہ * خور ۔سورج * خوشا ۔اچھا، کیا خوب ہے * بہائے بادہ ۔شراب کی قیمت ۔

ترجمہ:

(۱) ایک عارف نے صاف وروشن پانی (شراب) سے (طہارت) وضو کیا ۔جس نے علی الصباح میخانے کی زیارت کا شرف حاصل کیا ۔یعنی عاشق نے روزِ الست میخانہ عشق میں مئے عشق سے وضو کیا ۔

(۲) جونہی سورج کا سنہری پیالہ نظروں سے پوشیدہ ہوگیا ۔ساقی کے ہلالِ ابرو نے شراب پینے کا اشارہ کر دیا ۔یعنی آفتاب غروب ہونے پر ساقی نے شراب پینے کا حکم دے دیا ۔صبح الست کو شراب سے وضو کیا گیا تھا اور شامِ دنیا میں شراب پینے کا دور چلا ۔

(۳) اُس شخص کی نماز اور نیاز کیا ہی خوب ہے ۔(یعنی بہت اچھی ہے) جس نے درد کی وجہ سے آنسوؤں اور اپنے جگر کے خون سے وضو کیا ۔یعنی اصلی نیاز اور نماز یہی ہے کہ انسان دردِ عشق میں خون کے آنسو روئے ۔

(۴) لعل جیسی سرخ شراب کی قیمت کیا عقل کا جوہر ہوسکتی ہے؟ آ کہ اسے خریدیں کہ جس کسی نے بھی اس کی تجارت کی ہے اُسے ہی فائدہ ہوا ہے ۔یعنی سرخ شراب کے مقابلے میں جوہرِ عقل کی کچھ قیمت نہیں ہے ۔اس لیے بہتر ہے کہ جوہرِ عقل دے کر سرخ شراب خرید لینی چاہیے یعنی ہوشیاری کو ترک کر کے مستی اختیار کرنی ضروری ہے اور یہ ایک اچھی منافع بخش تجارت ہے ۔بقول ذوق دہلوی:

ہوش کو بیچ کے لے داروئے بے ہوشی تو ذوقِ بیہوش کو آرام ہے ہوشیار کو رنج

(۵) بیا بمیکدہ و وضعِ قُربِ وجاہم بیں! اگرچہ چشم بما واعظ از حقارت کرد
(۶) نشانِ مہر و محبت زجانِ عاشق جوئے، اگرچہ خانہء دل محنتِ تو غارت کرد
(۷) اگر امامِ جماعت بخواندش امروز، خبر دہید کہ حافظ بمے طہارت کرد

حل لغات:

* وضعِ قُرب ۔قرابت کا انداز * قُرب وجاہ ۔قرابت اور مرتبہ * نشانِ مہر ومحبت ۔خلوص اور محبت کا نشان ۔بمے طہارت ۔شراب سے وضو ۔

ترجمہ:

(۵) تو میکدے میں آ اور ہمارے رتبے کے قرب کو دیکھ اگرچہ واعظ نے ہماری طرف حقارت سے نظر کی ہے ۔یعنی ظاہر پرست زاہد ہم کو حقارت کی نظر سے دیکھتا ہے ۔تو شراب خانے میں آ اور دیکھ کہ ہمیں کس قدر مرتبے کی نزدیکی حاصل ہے یعنی کیسا بلند مرتبہ حاصل ہے ۔اور ظاہر دار لوگ ہماری قدر ومنزلت سے بے خبر ہیں:

زاہد ظاہر پرست از حال ما آگاہ نیست — درحقِ ماہرچہ گوید جائے ہیچ اکراہ نیست

(۶) خلوص اور محبت کا نشان تو عاشق کی جان میں ڈھونڈ اگر چہ تیرے غم نے خانہ دِل کو ویران اور برباد کر کے رکھ دیا ہے۔یعنی اگر چہ تیرے غم سے اور تیری مصیبتوں سے دِل کا خانہ ویران ہو چکا ہے تاہم تیرے عشق اور مہر و محبت کا نشان ابھی تک اس ویران خانہ دل میں موجود ہے۔بقول امیر خسروؔ:

جاں ز تن بُردی و در جانی ہنوز — دردہا دادی و درمانی ہنوز

(۷) اگر آج جماعت کا امام حافظؔ کو بُلائے تو اُسے کہہ دو کہ حافظ نے شراب سے وضو کیا ہے۔یعنی حافظ مست و بیخود ہو چکا ہے اور آپ کے پیچھے نماز ادا کرنے کے قابل نہیں رہا کیونکہ مستی میں نماز پڑھنا جائز نہیں۔امام غزالی نے کیا خوب کہا ہے:

ما جامہ نمازی بسرِ خم کردیم — وز خاکِ خرابات تیمّم کردیم

(نوٹ) بعض نسخوں میں یہ غزل شامل نہیں ہے۔

----***----

غزل نمبر (۱۳)

(۱) بسرِّ جامِ جم آنگہ نظر توانی کرد — کہ خاکِ میکدہ کحلِ بصر توانی کرد

(۲) گدای درِ میخانہ طرفہ اکسیریست — ایں عمل بکنی خاک زر توانی کرد

(۳) مباش بے مے و مطرب بزیرِ چرخِ کبود[1] — کزیں ترانہء غم از دل بدر توانی کرد

(۴) بعزمِ مرحلہء عشق پیش نہ قدمے — کہ سُود ہا بری ار ایں سفر توانی کرد

حل لغات:

٭بسرّ جام جم۔جمشید کے جام کا راز ٭ کحل۔سرمہ ٭ بینائی، روشنی، آنکھ ٭ طرفہ اکسیر۔عجیب وغریب اکسیر ٭ چرخ کبود۔ نیلا آسمان ٭ دِل بدر کردن۔دل سے نکال دینا ٭ پیش نہ۔آگے رکھ، قدم آگے بڑھا۔

ترجمہ:

(۱) تو جامِ جم کے راز کو اس وقت جان سکتا ہے کہ جب، تو شراب خانے کی خاک کو اپنی آنکھوں کا سرمہ بنالے۔یعنی اس وقت تک تو جمشید کے جام کے اسرار سے واقف نہیں ہو سکتا جب تک کہ تو شراب خانے کی خاک کو اپنی آنکھوں میں نہ ڈالے۔ میخانے کی خاک کو سرمہ نہ بنالے۔

1. بعض نسخوں میں بجائے چرخ کبود کے طاقِ سپہر اور بعض میں طاقِ کبود ہے۔

(۲) میخانے کے دروازے کی گدائی ایک عجیب و غریب اکسیر کی حیثیت رکھتی ہے۔ اگر تو یہ عمل کرے تو تو اس مٹی کو سونا بنا سکتا ہے۔ یعنی میخانے کی گدائی کیمیا گری کے مترادف ہے۔ جس طرح کہ خواجہ حافظ ہی نے کہا ہے:

بہ ہنگام تنگ دستی در عیش کوش مستی　　کیں کیمیائے ہستی قاروں کند گدارا

(۳) تو اس نیلگوں آسمان کے نیچے شراب اور مطرب کے بغیر مت رہ کیونکہ یہی وہ ترانہ ہے کہ جس کی بدولت تو اپنے دِل کے غم نکال سکتا ہے۔ یعنی آسمانی مصائب کو شراب کی بدولت ہی دفع کیا جا سکتا ہے۔ بقول غالب:

اگلے وقتوں کے ہیں یہ لوگ انہیں کچھ نہ کہو!　　جو مئے و نغمہ کو اندوہ رُبا کہتے ہیں

(۴) عشق کے مرحلہ کو طے کرنے کے لیے تو اپنے قدم آگے بڑھا کیونکہ اگر تو یہ سفر طے کر گیا تو تجھے بہت سے فوائد حاصل ہو جائیں گے۔ یعنی اس سفر سے تجھے بڑا فائدہ پہنچے گا۔ یہ بڑا مفید سفر ہے۔

(۵) بیا کہ چارۂ ذوقِ حضور و نظمِ امُور　　بہ فیض بخشیٔ اہلِ نظر توانی کرد
(۶) گُلِ مرادِ تو آنگہ نقاب بکشاید　　کہ خدمتش چو نسیم سحر توانی کرد
(۷) تو کز سرائے طبیعت نمی روی بیروں!　　کجا بکوئے حقیقت [1] گزر توانی کرد
(۸) جمالِ یار ندارد نقاب و پردہ ولے　　غبارِ راہ بنشاں تا نظر توانی کرد

حل لغات:

★ اُمور۔ معاملات ★ ذوقِ حضور۔ حاضر ہونے کا اشتیاق ★ آنگہ۔ اس وقت ★ کوئے حقیقت۔ محبوب حقیقی کی گلی، محلہ، یعنی راہِ شریعت و طریقت ★ غبارِ راہ بنشاں۔ راستے کا غبار پرے ہٹا دے۔

ترجمہ:

(۵) آ کہ حضوری کا ذوق اور معاملات کے انتظام کی ترکیب و تدبیر اہل نظر کی فیض بخشی سے ہی ہو سکتی ہے۔ یعنی محبوب کی خدمت میں حاضر ہونے کا اشتیاق (مشاہدہ حق کا شوق) اور عشق کے امور کا جملہ نظم و نسق صرف اور صرف اہل نظر کی صحبت کے فیض سے ہی ہو سکتا ہے۔

(۶) تیری مراد کا پھول اس وقت نقاب اُٹھائے گا (کھلے گا) کہ جب تو نسیم سحر کی طرح اس کی خدمت کرے گا۔ یعنی مراد کے پھول ہمیشہ سحری کی دُعا سے ہی کھلا کرتے ہیں۔ شب بیداری اور سحر خیزی بڑی ضروری ہے۔

(۷) تیرا حال یہ ہے کہ تو طبیعت کی سرائے سے ایک قدم بھی باہر نہیں نکالتا۔ پھر بھلا تیرا گزر حقیقت کی گلی و محلے میں کیسے ہوگا؟ تو حقیقت کے کوچے میں کیسے داخل ہوگا؟

(۸) محبوب کا حسن و جمال پردے کی نقاب میں چھپا ہوا نہیں ہے لیکن تو اس کے راستے کا گرد و غبار پرے ہٹا دے تا کہ تجھے وہ نظر آ سکے۔ تو اُسے دیکھ سکے۔ یعنی اس کے راستے کا نقاب پردۂ خودی ہے اسے ہٹا دینا چاہیے۔ جس طرح کہ دارا شکوہ نے کہا ہے:

---

[1] بعض نسخوں میں بجائے حقیقت کے طریقت ہے۔

با دوست رسیدیم چو از خویش بریدیم — از خویش بریدن چہ مبارک سفرے

(۹) دِلا ز نور ریاضت گر آگہی یابی![۱] — چو شمع خندہ زناں ترکِ سر توانی کرد
(۱۰) ولے تو تالبِ معشوق و جام مے خواہی — طمع مدار کہ کارِ دِگر توانی کرد
(۱۱) گر ایں نصیحتِ شاہانہ بشنوی حافظؔ! — بشاہراہِ طریقت[۲] گزر توانی کرد

حل لغات:

* ریاضت۔کثیرِ عبادت۔نفس کشی * آگہی۔خبر۔آگاہی * طمع مدار۔توقع نہ رکھ * شاہراہِ طریقت۔محبوبِ حقیقی کو پالینے یا اس کا قرب حاصل کرنے کا راستہ،شریعت تزکیہ ظاہر اور طریقت تزکیہ باطن کو کہتے ہیں۔

ترجمہ:

(۹) اے دِل اگر تجھے ریاضت کے نور سے آگاہی ہوجائے تو تو پھر شمع کے مانند ہنستے ہنستے سر کٹانے پر آمادہ ہوسکتا ہے۔یعنی شمع کو بھی اپنا سر کٹوا کر ہی نور حاصل ہوتا ہے۔
(۱۰) لیکن جب تک تو محبوب کے لب اور شراب کے جام کی آرزو رکھتا ہے،یہ توقع مت رکھ کہ تو کوئی دوسرا کام سرانجام دے سکے گا۔یعنی تجھے ہمہ تن شراب اور محبوب میں مشغول ہونا ہوگا۔
(۱۱) اے حافظؔ !اگر تو یہ شاہانہ نصیحت سن لے تو شرطریقت کی شاہراہ پر گامزن ہوسکتا ہے۔یعنی بادشاہوں جیسی نصیحت یہ ہے کہ عشق اور شراب سے ہرگز منہ نہ موڑنا چاہیے اور ہمہ وقت اِسی میں مشغول رہنا چاہیے۔

----***----

غزل نمبر(۱۴)

(۱) بیا کہ ترکِ فلک خوانِ روزہ غارت کرد — ہلال عید بدورِ قدح اشارت کرد
(۲) ثوابِ روزہ و حج وقبول[۳] آنکس برد — کہ خاکِ میکدۂ عشق را زیارت کرد
(۳) مقامِ اصلیِ ما گوشہء خرابات ست — خُداش خیر دہاد آنکہ ایں عمارت کرد

---

۱ بعض نسخوں میں مصرعِ اول یوں ہے: گرت زنورِ ریاضت خبر شود حافظؔ۔
۲ بعض نسخوں میں بجائے طریقت کے حقیقت ہے۔
۳ عام مروجہ نسخوں میں ''حج قبول'' ہے جبکہ ''حج وقبول'' زیادہ فصیح ہے۔

(۴) نماز دَر خم آں ابروانِ محرابی کسے کند کہ بخونِ جگر طہارت کرد

حل لغات:

★ تُرکِ فلک ۔آسمان کاڈآکو، گردش اجرامِ فلکی ۔ستارہ مریخ اور بعض کے نزدیک آفتاب ہے۔ ماہِ رمضان کو خوان یغما کہا ہے اور اجرام فلکی کو ترکوں کا لشکر کہا ہے۔ سال میں ایک بار ایک عام دعوت ہوتی تھی جسے ترک خوان یغما کہتے تھے اور مشہور قصہ ہے۔ (ترکِ فلک سے مراد سلطانِ عشق اور خوانِ روزہ سے مراد زہد و ورع ہے) اور اجرام فلکی کو ترکوں کا لشکر کہا ہے۔ ★ آنکس برد۔وہ شخص لے گیا ★ گوشۂ خرابات ۔میخانے کا کونہ ★ خداش ۔خدا اُسے ★ محرابی ۔محراب کی طرح ابرو کے خمدار ہونے کی وجہ سے محرابی کہا جاتا ہے۔

ترجمہ:

(۱) آ کہ ترکِ فلک نے روزہ کے خوان کو غارت کر ڈالا ہے اور عید کے چاند نے دُور سے ہی جامِ شراب کی طرف اشارہ کر دیا ہے ۔یعنی رمضان شریف کا مہینہ ختم ہو گیا ہے آ و چلو اب شراب پئیں۔

(۲) روزہ کا ثواب اور حج کے قبول ہونے کا ثواب وہ شخص لے گیا جس نے عشق کے شراب خانے کی خاک کی زیارت کی ۔یعنی اُس شخص کی عبادت مفید ہو سکتی ہے جو دِل میں عشق کا درد رکھتا ہو۔

(۳) ہمارا اصلی مقام شراب خانے کا کونہ ہے۔ خدا اس کو جزائے خیر دے کہ جس نے یہ عمارت بنائی ہے۔ چونکہ ہم رند اور خراباتی ہیں اور ہمارا اصل ٹھکانہ اور مقام میکدے کا گوشہ ہے۔

(۴) ان محرابی ابروؤں کے خم میں وہی شخص نماز ادا کر سکتا ہے (یاد کرتا ہے) جس نے اپنے جگر کے خون سے وضو کیا ہو۔ یہ حقیقت ہے حضورِ محبوب میں نماز ادا کرنے کے لیے پانی سے نہیں بلکہ جگر کے خون سے طہارت کی ضرورت ہے کیونکہ اس کے بغیر حضوری کا حصول ناممکن ہے۔ امیر مینائی شراب ناب سے وضو کرنا ضروری بتاتے ہیں:

زاہد شرابِ ناب سے جب تک وضو نہ ہو قابل نماز پڑھنے کے مسجد میں تو نہ ہو

(۵) امام شہر کہ سجادہ می کشید بدوش بخونِ دختر رز جامہ را قسارت کرد

(۶) فغاں[1] کہ نرگسِ جماش شیخ شہر امروز نظر بدرد کشاں ازسرِ حقارت کرد

(۷) حدیثِ عشق ز حافظ شنو نہ از واعظ اگرچہ صنعتِ بسیار در عبارت کرد

حل لغات:

★ قسارت کردن ۔رنگین کرنا، رنگ دینا ★ دخترِ رز ۔انگور کی بیٹی، شراب ★ نرگس جماش ۔فریب دینے والی آنکھیں ★ درد کشاں ۔تلچھٹ پینے والے ★ حدیثِ عشق ۔عشق کی بات عشق کا قصہ، حکایت۔

---

[1] ایک پرانے قلمی نسخے میں پہلا مصرعہ اس طرح ہے ع فغانکہ نرگسِ جماش شوخ شہر آشوب۔

ترجمہ:

(۵) شہر کا امام جو اپنے کندھے پر مصلّٰی اٹھائے پھرتا تھا اُس نے بھی اپنا مصلّٰی شراب کے رنگ میں رنگ لیا ہے۔ رنگین کرلیا ہے۔ یعنی زاہدانِ ظاہر دار چونکہ چھپ چھپا کر شراب پیتے ہیں لیکن امام شہر نے شراب کے رنگ میں اپنا مصلّٰی رنگ کر اپنے کندھے پر ڈال لیا ہے۔

(۶) فریاد ہے کہ شیخ شہر کی شوخ اور پُر فریب آنکھ نے تلچھٹ پینے والوں (دُردکشوں) کو حقارت کی نظر سے دیکھا ہے۔ یعنی زاہد نے عاشقوں کو حقارت کی نظر سے دیکھا ہے۔

(۷) تو عشق کی حکایت (قصہ) حافظ سے سن نہ کہ واعظ سے اگر چہ واعظ نہایت تکلف اور رنگینی سے اپنی تقریر کو دلکش بنا دیتا ہے۔ بنا سجا کر بیان کرتا ہے لیکن اس میں وہ سوز اور گداز نہیں ہوتا جو کہ ایک دردمند عاشق کی بات میں ہوتا ہے۔ حافظ چونکہ ایک دردمند عاشق ہے اسی لیے اس کے کلام میں اثر بھی ہے۔

بقولِ غالب: حُسنِ فروغِ شمعِ سخن دور ہے اسدؔ　　پہلے دلِ گداختہ پیدا کرے کوئی

غزل نمبر (۱۵)

(۱) بُلبُلے خون جگر خورد و گُلے حاصل کرد　　بادِ غیرت بصدش حال [1] پریشاں دِل کرد
(۲) طوطیے را بہوائے [2] شکرے دِل خوش بود　　ناگہش سیلِ فنا نقشِ امل باطل کرد
(۳) قُرۃ العین من آں میوۂ دِل یادش باد　　کہ خود [3] آساں بَشد کارِ مرا مشکل کرد
(۴) سارباں بارِ من افتاد خدارا مددے　　کہ اُمیدِ کرمم ہمرہِ ایں محمل کرد

حل لغات:

★ گُلے۔ گل، پھول، ایک پھول۔ یہ غزل خواجہ حافظؔ نے اپنے ایک لڑکے کی وفات پر لکھی تھی جو کہ بچپن میں ہی فوت ہو گیا تھا، پھول سے مراد فرزند ہے اور بلبل سے والدین اور بادِ غیرت سے رشک دوراں ★ بہوائے شکرے۔ مٹھاس کی محبت ★ اَمل۔ اُمید ★ طوطی۔ سے مراد والدین، شکر سے مراد فرزند اور، سیلاب فنا سے مراد موت ہے ★ قرۃ العین۔ آنکھ کی ٹھنڈک، قرہ بمعنی ٹھنڈک خنکی، سردی، روشنی، عین بمعنی آنکھ مجازاً فرزند اور میوہ ★ بارِ من افتاد۔ میرا بوجھ گر پڑا ہے۔ ★ محمل: اونٹ کا کجاوہ۔ ★ دل یادش باد: دعائیہ جملے کے معنوں میں بھی آتا ہے، اس کی یاد میرے دل کی غذا ہو۔

---

[1] بعض نسخوں میں اس دوسرے مصرعے میں "حال" کے بجائے خار لکھا ہوا ہے۔ یعنی غیرت کی ہوا نے کانٹوں سے اُسے گھائل کر دیا۔
[2] بعض نسخوں میں بہوائے کے بجائے بخیال لکھا ہوا ہے۔
[3] بعض نسخوں میں خود کے بجائے چہ لکھا ہوا ہے۔

ترجمہ:

(۱) ایک بلبل نے اپنے جگر کا خون پی کر پھول حاصل کیا اور غیرت و رشک کی ہوا نے اس کو سو طرح سے پریشان کر کے رکھ دیا (بکھیر ڈالا) یعنی اُسے موت آ گئی۔

(۲) ایک طوطی کا دِل شکر کی آرزو میں بڑا خوش تھا کہ اچانک فنا کا ایسا سیلاب اُمڈ آیا کہ اُس نے اُمید کے نقش و نگار کو مٹا کر رکھ دیا۔ نقشِ اُمید کو باطل کر ڈالا۔

(۳) میری آنکھوں کی ٹھنڈک وہ میرے دل کی غذا اس کی یاد ہمیشہ رہے۔ وہ خود تو آسانی سے چلا گیا لیکن مجھ کو مشکلات میں (پریشانی کی حالت میں) چھوڑ گیا۔ یعنی مشکل میں پھنسا گیا۔

(۴) اے شتربان! میرا بوجھ گر گیا ہے۔ خدا کے لیے میری مدد کر! کیونکہ میں تیرے لطف و کرم کے ساتھ ہی (اسی اُمید پر ہی اس کے محمل کے ہمراہ ہوا ہوں) یعنی اے مرشد کامل میں نے تیری پیروی اسی لیے کی ہے کہ تو مجھ پر مہربان ہوگا اور دنیا کے سفر کی تکلیف میں میری مدد ہوگی۔

(۵) روئے خاکی و نمِ چشمِ مرا مدار | چرخِ فیروزہ طربخانہ ازیں کہگل کرد
(۶) آہ و فریاد کہ از چشمِ حسود مہ و مہر[1] | در لحد ماہِ کماں ابروئے من منزل کرد
(۷) نزدی شاہ رُخ وَفوتَ شد اُمکان حافظؔ | چکنم بازیءِ ایّام مرا غافل کرد

حل لغات:

٭ چرخِ فیروزہ۔ فیروزی رنگ کا آسمان ٭ طربخانہ۔ خوشیوں کا گھر ٭ کہگل۔ بھس میں ملی ہوئی مٹی، گارا، جس سے مکان کی لیپائی کی جاتی ہے ٭ ماہِ کمانِ ابرو۔ سے مراد فرزند ہے ٭ شاہ رُخ۔ نام بادشاہزادہ۔ شطرنج بازی میں جو شاطر ہو، شطرنج میں شاہ رُخ اس کشت کو کہتے ہیں جو اس طرز میں دی جائے کہ حریف کے رُخ پر بھی اس کی ضرب واقع ہو

ترجمہ:

(۵) میرے خاکی چہرے اور آنکھوں کے پانی کو خور انہ کر۔ کہ اسی فیروزی آسمان نے اس دنیا کا عشرت کدہ اسی گارے سے ہی بنایا ہے۔ یعنی اس دنیا کا عشرت کدہ اسی گارے سے ہی بنا ہے اور حقیقت میں کسی مصیبت پر آنسو بہا لینا تسکین کا موجب ہوتا ہے اور رو لینے سے دِل کا غم ہلکا ہو جاتا ہے اسی لیئے کسی کے رونے پر معترض نہیں ہونا چاہیے۔

(۶) آہ و فریاد ہے کہ چاند اور سورج کی حاسدانہ نظر سے میرے کمان جیسے ابرو رکھنے والے چاند نے قبر کی لحد میں اپنا مقام بنا لیا ہے۔ یعنی چاند میرے کمان کی ابرو والے چاند (فرزند) کو دیکھ کر حسد کرنے لگا اور وہ اس کی نظر بد سے بچ نہ سکا۔ فوت ہو گیا۔

(۷) اے حافظ! تو نے شاہ رُخ کی چال نہ چلی اور امکان ہاتھ سے جاتا رہا (موقع کھو گیا) کیا کروں کہ زمانے کی بازی نے مجھے غافل کر دیا ہے۔ مطلب یہ کہ زمانے کے ساتھ بازی کرنے میں تو نے غفلت سے کام لیا اور جو چال تو چل سکتا تھا نہ چل سکا۔

---

[1] بعض نسخوں میں مہ و مہر کے بجائے مہ چرخ لکھا ہوا ہے۔

اس لیے موقع گنوادیا۔اورزمانہ بازی لے گیا۔

----***----

غزل نمبر(۱۶)

(۱) بخت از دہانِ یار[1] نشانم نمی دہد — دولت خبر ز رازِ نہانم نمی دہد
(۲) از بہرِ بوسہء زلبش جان ہمی دہم — اِینم نمی ستاند و آنم نمی دہد
(۳) مُردم ز انتظار و[2] دریں پردہ راہ نیست — یاہست و پردہ دار نشانم نمی دہد
(۴) شکّر بصبر دست دہد عاقبت ولے — بد عہدیء زمانہ امانم نمی دہد

حل لغات:

★ بخت ودولت۔مرادخوش نصیبی،نصیب ★ رازِنہاں۔سے مرادمعشوق کا منہ ہے ★ اینم نمی ستاند۔وہ یہ چیزنہیں دیتا ★ نشانم۔پتہ نشان ★ بدعہدی زمانہ۔زمانے کی بے وفائی۔

ترجمہ:

(۱) میرے مقدر مجھے دہان یار کا پتہ نہیں دیتے اور میرا نصیبہ مجھے پوشیدہ راز کی خبر نہیں دیتا۔یعنی میرے نصیب ایسے نہیں کہ جو مجھے محبوب کے لطف وکرم سے بہرہ ورکریں اور مجھے اس کے اسرار سے آگاہ کریں۔

(۲) میں اس کے لب کے بوسہ کے بدلے میں جان دیتا ہوں لیکن میرا وہ محبوب مجھ سے یہ بھی نہیں لیتا اور وہ بھی نہیں دیتا۔یعنی نہ جان لیتا ہے اور نہ بوسہ ہی دیتا ہے۔

(۳) میں نے انتظار میں جان دے دی اور مجھے اس کے پردے میں جانے کی راہ نہ ملی۔راستہ تو موجود ہے مگر وہ پردہ ہی اُس کا مجھے پتہ نشان نہیں دیتا۔یعنی محبوبِ حقیقی کا جو پردہ (اسرار معرفت) ہے اس کا کچھ پتہ نشان نہیں ملتا۔

(۴) بالآخرصبر سے شکر میرے ہاتھ آجاتا ہے۔لیکن اس زمانے کی بے وفائی مجھے امن وامان لینے نہیں دیتی۔یعنی صبر کرنے کا نتیجہ شکر ہے اور صبر کرنے والا آخرکار کامیاب وکامران ہوجاتا ہے۔

(۵) زلفش کشید بادصبا چرخِ سفلہ بیں — کانجا بجال بادِ وزانم نمی دہد
(۶) چندانکہ برکنار چو پرگار می رویم[3] — دوراں چونقطہ رہ بمیانم نمی دہد
(۷) گفتم روم بخواب[4] کہ بینم جمالِ یار — حافظ ز آہ و نالہ امانم نمی دہد

---

[1] بعض نسخوں میں یار کی جگہ دوست ہے۔
[2] بعض نسخوں میں انتظار کی جگہ فراق ہے۔
[3] بعض نسخوں میں رویم کی جگہ می شدم اور می شوم ہے۔
[4] بعض نسخوں میں بخواب کی جگہ بباغ اور کہ کی جگہ و ہے۔

حل لغات:

★ چرخ سفلہ بیں۔ کمینی باتوں کی طرف نظر کرنے والا، آسمان ★ پرگار۔ پرکار ★ دوراں۔ زمانہ ★ روم بخواب۔ میں خواب دیکھوں، سوجاؤں۔

ترجمہ:

(۵) اس کی زلفوں کو صبح کی ہوا نے کھینچا ہے (چھیڑ دیا ہے پریشان کردیا ہے) کمینے آسمان کو دیکھ کر اس جگہ مجھے چلتی ہوا کے برابر بھی اس کے گیسوؤں کو کھینچنے (بکھیرنے) کی طاقت وجرأت نہیں دیتا۔

(۶) میں پرکار کی طرح کتنا ہی کنارے پر چلتا ہوں عین اس زمانے کی گردش مجھ کو نقطے کے مانند اس کی کمر تک رسائی حاصل کرنے کی توفیق نہیں بخشتی۔ یعنی یہ زمانہ مجھے اپنے مرکز کی طرف آنے ہی نہیں دیتا جس وجہ سے میں پریشان ہوں اور مجھے اطمینان حاصل نہیں ہورہا۔

(۷) میں نے کہا کہ میرا ارادہ تھا کہ سوجاؤں تاکہ خواب میں محبوب کا حسن وجمال دیکھ سکوں۔ مگر یہ حافظ مجھے آہ وبکا سے اک پل بھی چین نہیں لینے دیتا۔ یعنی میں اس قدر آہ وبکا کرتا ہوں کہ نیند بھی خواب وخیال ہوچکی ہے ورنہ وہ محبوب کبھی تو خواب میں بھی آجاتا ہے۔

(نوٹ) بعض نسخوں میں یہ شعر مستزاد ہے۔

جاں میدہم برائے یک بوسۂ لبش — جاں می بردرواں وزبانم نمی دہد

-----★★★-----

غزل نمبر (۱۷)

(۱) بود آیا کہ درِ میکدہا بکشایند — گرہ از کارِ فروبستہء ما بکشایند

(۲) اگر از بہر دل زاہدِ خودبیں بستند — دِل قوی دار کہ از بہرِ خدا بکشایند

(۳) درِ میخانہ بہ بستند خدایا مپسند — کہ درِخانہء تزویر و ریا بکشایند

(۴) گیسوئے چنگ ببرید بمرگ مئے ناب — تاہمہ مغبچگاں زلفِ دوتا بکشایند

حل لغات:

★ بکشایند۔ کشادن مصدر کھولنا، کھول دیں ★ خودبیں۔ خودپرست، مغرور ★ تزویر و ریا۔ مکروفریب ★ مغبچگاں۔ مغبچہ کی جمع مراد ساقی، شراب پلانے والے لونڈے ★ مئے ناب۔ خالص شراب۔

ترجمہ:

(۱) کیا ایسے ہوسکتا ہے کہ میکدوں کے دروازے کھول دیئے جائیں اور ہمارے رُکے اور بندھے ہوئے کام سے گرہ کھول دیں۔ یعنی شراب بند ہوجانے سے ہمارے تمام کام رک گئے ہیں۔ (یہ غزل اُس واقعہ سے متعلق ہے کہ جب حاکم شیراز نے میخانے بند کرادیئے تھے)

(۲) اگر خود پسند اور خود پرست زاہد کی دلداری کے لیے میخانوں کے دروازے بند کردیئے ہیں تو تو یہ پسند نہ کر بلکہ اپنے دل کو مضبوط رکھ کہ از بہر خدا یہ کھول دیئے جائیں گے۔ یعنی یہ تو زاہدوں اور مفتیوں کی دلداری کے لیے بند کئے گئے ہیں، بہت جلد کھول دیں گے۔

(۳) انہوں نے میکدے کا دروازہ بند کررکھا ہے۔ اے خدا تو یہ پسند نہ کرنا کہ یہ لوگ اب مکروفریب کے دروازے کھول دیں گے۔ یعنی میخانے بند کرنے سے مکروفریب (تزویرو ریا) کا دروازہ بند کرنا زیادہ بہتر ہے۔

(۴) خالص شراب کے سوگ میں چنگ ورباب کی زلفیں کاٹ دو! تاکہ تمام مغبچے ماتم کرنے کے لیے اپنی خم دار زلفیں کھول دیں۔ یعنی میکدوں کے بند ہونے کے سوگ و ماتم میں چنگ ورباب کی بھی زلفیں کاٹ دو! تاکہ یہ مَے فروش لونڈے بھی اس ماتم میں اپنی زلفیں کھول دیں۔

(۵) بصفائے دِلِ رندانِ صبوحی زدگاں   بس درِ بستہ بمفتاحِ دُعا بکشایند
(۶) نامہء تعزیتِ دخترِ رز بنویسید[1]   تا حریفاں ہمہ خون از مژہا بکشایند
(۷) حافظ ایں خرقہء پشمینہ[2] بہ بینی فردا   کہ چہ زنار زیرش بجفا بکشایند

حل لغات:

* مفتاح۔چابی * صبوحی زدگاں۔صبح کی شراب پینے والے * تعزیت۔موت پر اظہار افسوس * دخترِ رز۔انگور کی بیٹی، شراب * خرقہ پشمینہ۔پشم کی بنی ہوئی گودڑی۔

ترجمہ:

(۵) صبح کی شراب پینے والے رندوں کے دل کی صفائی کے باعث بہت سے بند دروازے دعا کی چابی سے کھول دیں گے۔ یعنی علی الصبح کی جانے والی دعا بڑی موثر ہوتی ہے جو ہر کسی کی قبول ہوجاتی ہے۔

(۶) انگوری شراب کے ماتم کا تعزیت نامہ لکھو! تاکہ تمام حریف (دوست) اپنی پلکوں سے خون کے آنسو بہائیں۔ پلکوں سے خون جاری کریں۔ یعنی میکدوں کے بند ہونے کے ماتم وسوگ میں تعزیت نامے تحریر کرو تاکہ دوست ان کو پڑھ کر خون کے آنسو روئیں (حافظ کی یہ غزل اصل میں ایسا ہی تعزیت نامہ ہے)

(۷) اے حافظ! تو کل (روزِ قیامت) دیکھے گا کہ اس خرقہ پشمینہ کے نتیجے سے کس قدر زنار اس کے نیچے سے کھینچ کر نکالے جائیں

۱۔ بعض نسخوں میں "بنویسیہ" کی جگہ "برخوانید" ہے۔   ۲۔ بعض نسخوں میں "خرقہ پشمینہ" کی جگہ "خرقہ کہ دارد" ہے۔

گے۔ مطلب یہ کہ یہ خرقہ پسند زاہد ریا کار ہیں اُن کی عبادت اخلاص سے خالی ہے لباس تو مسلمانوں کا ہے مگر دل کافروں کا ہے گویا خرقہ کے نیچے زنار بندھے ہیں روزِ قیامت ان کے مکر وفریب اور تزویر وریا ایک ایک کر کے دکھائے جائیں گے۔

----***----

غزل نمبر (۱۸)

(۱) بعد ازیں دستِ من و دامن آں سروِ بلند — کہ بہ بالائے چماں از بُن و بیخم برکند!

(۲) حاجتِ مطرب و مے نیست تو برقع بکشای — کہ برقص آوردم آتشِ رویت چو سپند

(۳) ہیچ روئے نشود آئنہ چہرہ[1] بخت — مگر آں روئے کہ مالند برآں سُمِ سمند

(۴) گفتم اسرارِ غمت ہرچہ بود گو می باش — صبر ازیں بیش ندارم چکنم تا کے وچند

حل لغات:

* چماں۔خرامِ ناز۔ بن وبیخ۔جڑیں * مطرب۔گویا، گانے والا * سپند: حرمل، کا دانہ جو زخم چشم کے دفعیہ کے لیے جلاتے ہیں۔
* سمند۔گھوڑا * اسرارِ غمت۔تیرے غم کے بھید۔

ترجمہ:

(۱) اس کے بعد میرا ہاتھ اور اُس بلند سرو قامت کا دامن ہوگا کہ جس نے قامتِ خرام ناز کی بدولت مجھے جڑوں سے اکھاڑ کر رکھ دیا ہے۔یعنی میں اس کا دامن کبھی ہاتھ سے نہ چھوڑوں گا۔

(۲) اگر تجھے مطرب اور شراب کی حاجت نہیں ہے تو نقاب کو اُٹھادے تاکہ تیرے چہرے کی آگ مجھے حرمل کی طرح رقص کرنے پر آمادہ کردے۔ (رقص میں لے آئے) جس طرح حرمل کا دانہ آگ پر گرتے ہی آواز کرتا ہے اور اُٹھتا ہے اُسی طرح میں تیرے چہرے کے نور کو دیکھ کر مست ہو کر رقص کرنے لگ جاؤں۔

(۳) کوئی چہرہ بھی خوش نصیبی وخوش بختی کے چہرہ کا آئنہ (مظہر) نہیں ہوسکتا۔سوائے اس چہرہ کے کہ جس پر (محبوب) کے گھوڑے کا سم نہ ملا جائے۔ مطلب یہ کہ وہی عاشق خوش نصیب ہے جو کہ محبوب کی راہ میں گرا پڑا ہو۔یعنی عشق میں ریاضت اور مجاہدۂ نفس کے بغیر کامیابی ناممکن ہے۔

(۴) میں نے تیرے غم عشق کے راز بیان کردیے ہیں اب جو بھی ہوتا ہے کہو کہ ہوجائے۔اس سے زیادہ اب مجھ میں صبر نہیں ہے کیا کروں؟ کب تک اور کس قدر صبر کروں؟ یعنی اب طاقت اخفائے راز نہیں رہی۔

جیسا کہ کسی نے کیا خوب کہا ہے:

[1] بعض نسخوں میں چہرہ کی جگہ جلہ ہے۔

؎ عہد بسیار بکردم نگویم غمِ دِل!
عاقبت جاں بدہاں آمد و طاقت برسید

(۵) مکش آں آہوئے مشکینِ مرا اے صیّاد — شرم ازاں چشمِ سیہ دار مبندش بکمند
(۶) منِ خاکی کہ ازیں در نتوانم برخاست — از کجا بوسہ زنم برلبِ آن قصرِ بلند
(۷) جُز بزلفِ تو ندارد دلِ عاشق میلے — آہ ازیں دِل کہ بصد بند نمی گیرد پند
(۸) شب و روزت بدعا عاشقِ بیدل گوید — کہ میناد سہی قامت از دہر گزند
(۹) باز مستاں دِل ازآں گیسوئے مشکیں حافظ — زانکہ دیوانہ ہماں بہ کہ بماند[1] در بند

حل لغات:

* مکش ۔مت مار * آہوی مشکیں ۔کستوری والا ہرن مراد محبوب * صیاد ۔شکاری * ازیں درنتوانم برخاست ۔اس دروازے سے نہیں اُٹھ سکتا * میلے ۔میل ،رغبت ،توجہ ،مائل ہونا * عاشقِ بیدل ۔وہ عاشق جس کے پاس دل نہ ہو ۔یعنی عاشق * باز مستاں ۔واپس نہ لے۔

ترجمہ:

(۵) اے شکاری! میرے اس مشکیں نافہ والے ہرن کوتو شکار نہ کر (قتل نہ کر) اس کی سیاہ آنکھ سے شرم کر اور اسے کمند میں نہ باندھ (نہ پھنسا) یعنی میرے سادہ اور ازخود رفتہ دل کو اپنے ظلم وستم کا نشانہ نہ بنا اور اس کے بھولپن اور اس کی سادگی پر کچھ تو شرم محسوس کر۔

(۶) میں خاکی جو اس دروازے سے اُٹھ نہیں سکتا ۔اس بلند و بالا محل کے کنارے پر کیسے بوسہ دوں؟ یعنی مجھ ناچیز وخاکسار کو اس بلند مرتبت اور عالی قدر شاہ (محبوب) کا وصل کیسے نصیب ہوسکتا ہے۔

(۷) سوائے تیری زلف کے عاشق کے دِل کی کسی اور طرف رغبت بالکل نہیں ہے ۔اس دِل پر افسوس ہے کہ جو سینکڑوں بندشوں اور پابندیوں کے باوجود بھی نصیحت وعبرت حاصل نہیں کرتا۔

(۸) دن رات یہ عاشقِ بیدل تیرے لیے ہی دعا کرتا ہے کہ تیرے سیدھے اور بلند و بالا قد کو زمانہ کوئی نقصان نہ پہنچا سکے ۔اس پر زمانے کی کوئی سختی اور تکلیف نہ آئے۔

(۹) اے حافظ! اس مشکین گیسوؤں والے محبوب سے تو اپنا دِل واپس نہ لے کیونکہ دیوانہ وہی بہتر ہوتا ہے جو قید میں بند رہے۔ طوق زنجیر میں جکڑا رہے۔

----***----

[1] بعض نسخوں میں "بماند در" کی جگہ "بود اندر" ہے۔

(نوٹ) بعض نسخوں میں شعر نمبر 8،7 شامل غزل نہیں ہیں۔

غزل نمبر(۱۹)

(۱) بُتے دارم کہ گردِ گُل زِ سُنبل سایباں دارد | بہارِ عارضش خطے بخونِ ارغواں دارد

(۲) غبارِ خط بپوشانید خورشید رخش یارب | حیاتِ جاویدانش دہ کہ حُسنِ جاویداں دارد

(۳) چو عاشق می شدم گُفتم کہ بردم گوہرِ مقصود | ندانستم کہ ایں دریا چہ موجِ بیکراں[۱] دارد

(۴) چو در رویت بخندد گُل مشو دردامش اے بُلبُل | کہ بر گُل اعتمادے نیست کو[۲] حُسنِ جواں[۳] دارد

حل لغات:

* گُل۔ پھول، مراد چہرہ * سُنبل۔ مراد زلف * ارغواں۔ ایک سرخ رنگ کے پھول کا نام * خط۔ سبزۂ نورستہ، محبوب کے چہرے پر آئے نئے نئے بال، جن سے حسن میں اضافہ ہوجاتا ہے * گوہرِ مقصود۔ مراد کا موتی * موجِ بیکراں۔ طوفانی موج * حُسنِ جواں۔ بھرپور حسن، جو اپنے شباب پر ہو۔

ترجمہ:

(۱) میں ایک ایسا محبوب رکھتا ہوں جس کے پھول سے چہرے کے گرد سنبل جیسی زلفوں نے سایہ کر رکھا ہے۔ اور اس کے رخساروں کی بہار سرخ رنگ کے پھول سے بھی رنگین تر ہے۔ خون ارغواں کا خطر رکھتی ہے یعنی اس کا پھول جیسا چہرہ اس قدر سرخ ہے کہ اس کے مقابلہ میں ارغواں کی کچھ حقیقت نہیں ہے۔

(۲) اس کے چہرے کے خط کے غبار نے اس کے چہرے کے خورشید کو نہیں چھپایا اور نہ ڈھانپا ہی ہے۔ اے خدا! تو اُسے ہمیشہ کی زندگی دے اور اس کے حسن کو بھی جاودانی بخش دے۔ یعنی اس کا حسن دائمی ہے اور اے اللہ اُسے ابدی حیات نصیب کر۔ مرزا صائب نے خطِ سبز کو بادل سے تشبیہ دی ہے:

خطِ سبزیکہ زپشتِ لبِ جاناں برخاست
رگِ ابریست کہ از چشمۂ حیواں برخاست

(۳) جب میں (اس محبوب پر) نیا نیا عاشق ہوا تو میں نے خیال کیا کہ مجھے میری مراد کا موتی مل گیا ہے لیکن مجھے یہ ہرگز معلوم نہ تھا کہ اس دریا میں کیسی کیسی اور کس قدر طوفان برپا کرنے والی موجیں ہیں۔ جیسے کہ کسی نے کہا ہے:

یہ وہ دریا ہے کہ جس کے نہیں ساحل کا پتا
یہ وہ ساحل ہے کہ لب تشنہ ہیں جس پر صدہا

---

۱ بعض نسخوں میں بیکراں کی جگہ خونفشاں ہے۔
۲ بعض نسخوں میں کو کی جگہ گو بمعنی اگرچہ ہے۔
۳ بعض نسخوں میں جواں کی جگہ جہاں ہے۔

(۴) جب پھول تیرے سامنے ہنسے تو اے بلبل! تو اس کے جال میں نہ پھنسنا (فریب میں نہ آنا) کیونکہ پھول کا کیا اعتبار اگر چہ وہ حسنِ جواں (بھرپور حسن) رکھتا ہے۔ یعنی ایسے معشوق پر عاشق ہو کہ جو لازوال حسن کا مالک ہو۔

(۵) خدارا دادِ من بستاں ازو اے شحنۂ مجلس | کہ مے بادیگراں خوردست وبامن سرگراں دارد
(۶) چو دام طُرّہ افشاند زگردِ خاطرِ عاشق | بغمازِ صبا گوید کہ رازِ من نہاں دارد
(۷) زخوفِ ہجرم ایمن کن اگر اُمیدِ آں داری | کہ از چشمِ بداندیشاں خدایت دراماں دارد
(۸) چہ افتادہ است درایں راہ کہ ہر سلطانِ معنی را | دریں درگاہ می بینم کہ سر بر آستاں دارد

حل لغات:

* شحنہ: کوتوال، حاکم۔ * شحنۂ مجلس: میرِ مجلس، امیر، سردار، حاکم اعلیٰ۔ * دامِ طرہ: زلف کا جال، پھندہ۔ * ایمن: امن و امان۔ * چہ افتادہ است: کیا گرا پڑا ہے، کیا پستی ہے۔ * سلطان معنی: مراد عالم وفاضل۔

ترجمہ:

(۵) خدا کے لیے! اے میر مجلس (حاکم اعلیٰ) تو اس سے میرا انصاف لے کہ اُس نے شراب نوشی تو دوسروں کے ساتھ کی ہے اور سر گرانی مجھ سے کر رہا ہے۔ یعنی انصاف تو یہ ہے کہ شراب اُس نے غیروں کے ساتھ پی ہے اور سرگرانی مجھ سے کر رہا ہے۔ مستی مجھ سے کر رہا ہے۔

(۶) جب وہ معشوق عاشق کے دِل کے گرد اپنی زلفوں کا جال بچھاتا ہے تو (چغل خور) صبا سے کہتا ہے کہ میرا بھید پوشیدہ رکھنا! کیونکہ بادِ صبا اُس کی خوشبودار زلف کو اڑاتی پھرے گی اور اس سے افشائے راز ہوگا۔

(۷) مجھے جدائی کے خوف سے محفوظ کر دے۔ اگر تجھے یہ اُمید ہے کہ خدا تجھے بداندیشوں کی بُری نظر سے اپنے حفظ وامان میں رکھے تو یعنی تو مجھے اپنا وصل بخش دے۔ اس طرح ہم دونوں ہر بلا سے محفوظ ہو جائیں گے۔

(۸) اس راہ میں کیا پڑا ہے کہ ہر بادشاہِ معنی کو اس درگاہ میں دیکھتا ہوں کہ اُس نے اپنا سر آستان پر رکھا ہوا ہے۔ یعنی محبوب کی درگاہ پر تمام عارفان جو کہ سلطنتِ معنی کے بادشاہ ہیں اپنا سر جھکائے ہوئے ہیں۔ خدا جانے یہاں پر کیا دھرا ہے؟ (تجاہلِ عارفانہ ہے)

(۹) بفتراک ارہمی بندی خدارا زود صیدم کن | کہ آفتہاست در تاخیر و طالب را زیاں دارد
(۱۰) زسروِ قدِ دلجویت مکن محرومِ چشمم را | بدیں سرچشمہ اش بنشاں کہ خوش آبِ رواں دارد
(۱۱) زچشمت جاں نشاید بُرد کز ہر سو ہمی بینم | کمین از گوشہ کردست و تیر اندر کماں دارد
(۱۲) بیفشاں جُرعۂ برخاک وحالِ اہلِ شوکت[۲] بیں | کہ از جمشید وکیخسرو ہزاراں[۳] داستاں دارد

---

[۱] بعض نسخوں میں شعر نمبر 8 شاملِ غزل نہیں۔
[۲] بعض نسخوں میں ''اہل شوکت بیں'' کی جگہ ''اہلِ دل بشنو'' ہے۔
[۳] بعض نسخوں میں ہزاراں کی جگہ فراواں ہے۔

(۱۳) چہ عذر از بختِ خود گویم کہ آن عیار شہر آشوب　　　بہ تلخی کشت حافظ را و شکرّ در دہاں دارد

حل لغات:

* فتراک۔شکار بند * قدِ دلجویت۔تیرا دلکش قد * کمین۔گھات، مورچہ * جُرعہ۔گھونٹ * اہل شوکت۔جاہ وجلال والے لوگ * عیار شہر آشوب۔مراد عاشق * شہر آشوب۔شہر کو فتنہ وفساد میں مبتلا کرنے والا۔

ترجمہ:

(۹) اے محبوب! اگر تو مجھے شکار بند سے باندھتا ہے تو پھر جلدی سے مجھے شکار کر لے کیونکہ دیر کرنے میں بڑا نقصان ہے بڑی خرابی ومصیبت ہے۔اس لیے جلدی کرتا کہ میں تیرا ہو جاؤں یعنی فنافی المحبوب ہو کر بقا بالمحبوب حاصل کرلوں۔

(۱۰) اپنے دِل پسند قد کے سرو سے میری آنکھ کو تو محروم نہ رکھ۔اُسے اسی چشمہ پر لگا (بٹھا) کہ آب رواں اسے بہت اچھا رکھتا ہے۔ یعنی میری آنکھوں میں بھی چشمہ آب رواں ہے اپنے موزوں قد کے سرو کو تو وہاں پر لگا دے (کیونکہ اس کی آبیاری کے لیے میرے آنسو کافی ہیں)۔ایسے ہی موقع پر کسی نے خوب کہا ہے:

تصور قامتِ محبوب کا ہے دیدۂ تر کو!　　　طریق عشق میں سرِلبِ جو اس کو کہتے ہیں

(۱۱) تیری آنکھ سے جان نہیں بچ سکتی کیونکہ میں دیکھتا ہوں کہ اُس نے ہر طرف ہی گھات لگا رکھی ہے۔تیر کمان میں جوڑ رکھا ہے۔ (تیر سے مراد تیر مژگاں اور کمان سے مراد کمان ابرو ہے) یعنی تیرے تیر مژگاں سے جان بچانا بڑا مشکل ہے کہ چاروں طرف سے ان کی زد ہے۔

(۱۲) شراب کا ایک گھونٹ خاک پر گرا دے (چھڑک دے) اور صاحبانِ جاہ وہ جلال کا حال دیکھ کہ جمشید اور کیخسر وجیسے عالی شان بادشاہوں کی ہزار ہا داستانیں اس میں مدفون ہیں۔یعنی تو بھی پی اور تھوڑی سی خاک (زمین) پر بھی گرا دے کیونکہ اس زمین میں کیخسر و اور جمشید جیسے شان وشوکت رکھنے والے بادشاہ دفن ہیں۔

(۱۳) میں اپنے مقدر کا کیا گلہ کروں؟ کہ اس شوخ شہر آشوب نے حافظ کو تلخی سے مار ڈالا ہے۔حالانکہ وہ منہ میں شکر رکھتا ہے۔ یعنی عجیب بات تو یہ ہے کہ محبوب شکر دہن ہوتے ہوئے بھی اپنے عاشقوں کو تلخی حرماں سے قتل کرتا ہے۔جس طرح کہ شیخ سعدیؒ کہتے ہیں:

اے گنج نوشدارو برخستگاں نظر کن　　　مرہم بدست و مارا مجروح میگزاری

----***----

غزل نمبر(۲۰)

(۱) بحسن[1] و خلق و وفاکس بیارِ ما نرسد — ترا دریں سخن انکارِ کارِ ما نرسد
(۲) اگرچہ حسن فروشاں بجلوہ آمدہ اند — کسے بحسن ولطافت[2] بیارِ ما نرسد
(۳) بحقِ صحبتِ دیریں کہ ہیچ محرمِ راز — بیار یک جہت حق گزارِ ما نرد
(۴) ہزار نقد ببازارِ کائنات آرند — یکے بسکۂِ صاحب عیّارِ ما نرسد

حل لغات:

* بیار ما نرسد۔ میرے محبوب تک کوئی نہیں پہنچتا، کوئی مقابلہ نہیں کرسکتا * حسن فروشاں۔ پیشہ ور حسین * بحق صحبت دیریں۔ پرانی ہم نشینی کے حق کی قسم یعنی (صحبتِ روزِ میثاق) * یک جہت۔ قول وفعل میں ایک ہی مقصد مدنظر ہو۔ عیار۔ کسوٹی۔ * صاحبِ عیار: مراد معشوق۔

ترجمہ:

(۱) حسن اخلاق اور وفا میں کوئی ہمارے محبوب تک نہیں پہنچ سکتا۔ (کوئی مقابلہ نہیں کرسکتا) تجھے اس بات میں ہماری رائے سے انکار نہیں ہوسکتا۔ یعنی یہ بات بھی تسلیم کرتے ہیں کہ ہمارا محبوب حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حسن اخلاق میں کوئی ثانی نہ ہوا اور نہ ہی ہوگا۔ قرآن کریم میں ہے وَاِنَّکَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیْم یعنی تو فی الحقیقت نہایت بزرگ خلق پر ہے۔

(۲) اگرچہ دنیا میں بہت سے حسن فروش بر سرِ عام جلوہ گر ہیں لیکن حسن اور لطافت میں ہمارے محبوب کا کوئی بھی مقابلہ نہیں کرسکتا۔ ہمارے محبوب کے حسن ولطافت کو کوئی نہیں پہنچ سکتا۔ جیسے کہ کسی نے خوب کہا ہے:

حسنِ یوسف پہ کٹیں انگشتِ زناں
سر کٹاتے ہیں تیرے نام پہ مردانِ جہاں

(۳) پرانی ہم نشینی کے حق کی قسم ہے کہ کوئی بھی محرم راز ہمارے حق گزار اور صرف ذکرِ الٰہی میں مشغول رہنے والے محبوب (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے بازی نہیں لے جاسکتا۔ یعنی اگرچہ تمام انبیاء کرام علیہ السلام کو اسرار ونکات بتائے گئے مگر ہمارے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دنیا وکائنات کے جملہ اسرار بتا دیئے گئے۔

(۴) دنیا کے بازار میں ہزار طرح کی نقدی لے آئیں لیکن ہمارے خالصِ اور معیاری سکے کی کوئی بھی برابری نہیں کرسکتا۔ یعنی

---

[1] بعض نسخوں میں پہلا مصرع اس طرح ہے: کسے بہ حسن وبلاغت بیار ما نرسد۔ یہ غزل نعتیہ بھی ہوسکتی ہے اور عاشقانہ بھی۔
[2] بعض نسخوں میں بجائے لطافت کے ملاحت ہے۔

اگرچہ دنیا میں ہزاروں مذاہب ہیں لیکن مکمل اور جامع دین صرف حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حصہ میں آیا۔ بقول امیر مینائی:

سِکّہ رائج جب سے دینِ مصطفیٰؐ کا ہوگیا — غُلغلہ ساری خدائی میں خدا کا ہوگیا

(۵) دریغ قافلہء عمر آنچناں رفتند — کہ گردِ شاں بہوائے دیارِ ما نرسد
(۶) ہزار نقش بر آید زِکلکِ صنع و یکے — بہ دلپذیریٔ نقشِ نگارِ ما نرسد
(۷) دِلا ز طعنِ[1] حسوداں مرنج و ایمن باش — کہ بد بخاطرِ اُمیدوارِ ما نرسد
(۸) چناں بزی کہ اگر خاکِ رہ شوی کس را — غبارِ خاطرے از رہگزارِ ما نرسد
(۹) بسوخت حافظ وترسم کہ شرحِ قصہء[2] او — بسمعِ بادشہِ کامگارِ ما نرسد

حل لغات:

٭ دریغ۔افسوس ٭ کلک۔قلم ٭ صنع۔صنعت،کاریگری ٭ دلپزیری۔دِل کو اچھا لگنا ٭ حسودان۔حاسد ٭ مرنج۔رنجیدہ نہ ہو ٭ غبارِ خاطر۔دل کی کدورت ٭ کامگار۔کامیاب۔

ترجمہ:

(۵) افسوس کہ عمر کا قافلہ کچھ اس طرح سے گزر گیا کہ اس کی گرد بھی ہمارے ملک کی ہوا تک کو چھو نہ سکی۔یعنی قافلہ اس قدر دور نکل گیا کہ ان کی گرد بھی ہم تک نہ پہنچ سکی۔

(۶) قدرت وصنعت کے قلم سے ہزار ہا نقش بنائے جاتے ہیں۔(یا بنائے جائیں) لیکن ایک نقش بھی ہمارے محبوب کے نقش نگاری کی دلپذیری کا مقابلہ نہیں کرسکتا۔امیر مینائی کے بقول:

شبیہ نظر ہے کس کی کہ کوئی پوری نہیں اُترتی — مٹا دیئے صانع اَزل نے ہزاروں بنا بنا کر

(۷) اے میرے دل! تو ان حاسدوں کے طعن وطنز سے رنجیدۂ خاطر نہ ہو اور بےفکر رہ کیونکہ ہمارے پُراُمید دل پر بُرائی کا کچھ اثر نہیں ہوسکتا۔یعنی پُراُمید رہنا ہی سکون کا باعث ہے۔

(۸) تو اس طرح سے زندگی بسر کر کہ اگر تو کسی کے راستے کی خاک بن جائے تو ہمارے رہگزار سے کسی کے دل کی کدورت نہ ہو (غبار نہ اُڑے،تکلیف نہ ہو) مطلب یہ کہ تو اس قدر خاکساری کر جو تجھے پامال کر کے بھی گزرے وہ غبار آلود نہ ہونے پائے۔

(۹) حافظ جل کر خاک ہوگیا ہے اور مجھے ڈر ہے کہ اس کی کہانی کا یہ بیان کامیاب وکامگار بادشاہ (یعنی سلطانِ عشق) کے کانوں

[1] بعض نسخوں میں بجائے طعن کے رنج ہے۔
[2] بعض نسخوں میں بجائے قصہ کے غصہ ہے۔

تک نہ پہنچ سکے گا۔ یعنی میں عشق کی آگ سے جل گیا اور عشق کے بادشاہ (محبوب) کو شاید اس کی خبر تک نہ ہو۔ جیسا کہ کسی نے کہا ہے:

سوختیم و سوزشِ ما بر کسے ظاہر نشد ــــ چوں چراغانِ شب ماہتاب بیجا سوختیم

----***----

غزل نمبر (۲۱)

(۱) بیا کہ رایتِ منصور پادشاہ رسید ــــ نوید فتح وبشارت بمہر وماہ رسید

(۲) جمالِ بخت زروئے ظفر نقاب انداخت ــــ کمال عدل بفریادِ دادخواہ رسید

(۳) سپہر دورِ خوش اکنون زند کہ ماہ آمد ــــ جہان بکام دل اکنون رسد کہ شاہ رسید

(۴) ز قاطعانِ طریق آن زماں شوند ایمن ــــ قوافلِ دِل و دانش کہ مرد راہ رسید

حل لغات:

* رایت۔ جھنڈا * نوید۔ خوشخبری * بشارت۔ ایسی خوشخبری جو امر واقع ہونے سے پہلے دی جائے * ظفر۔ کامیابی * دادخواہ۔ انصاف مانگنے والا * سپہر۔ آسمان * دورِ خوش زند۔ خوشی سے گردش کر رہا ہے * قاطعانِ طریق۔ راستہ کاٹنے والے۔ ڈاکو رہزن * قوافل۔ جمع قافلہ * مردِ راہ۔ محافظ۔

ترجمہ:

(۱) آ کہ کامیاب و فتح یاب بادشاہ (منصور) کا جھنڈا پہنچ گیا ہے۔ فتح و بشارت کی خوشخبری سورج اور چاند تک پہنچ گئی ہے۔ (یہ غزل خواجہ حافظ نے اپنے ممدوح بادشاہ منصور کی تعریف میں لکھی ہے)

(۲) مقدر کے حسن نے فتح و نصرت کے چہرے سے نقاب اُٹھا دیا ہے۔ گویا عدل کا کمال انصاف چاہنے والے کی فریاد کو پہنچ گیا ہے یعنی ہر انصاف چاہنے والے کو انصاف ملے گا۔

(۳) آسمان اب خوشیوں بھری گردش کر رہا ہے۔ (یعنی اب اچھا زمانہ آئے گا) کیونکہ چاند نکل آیا ہے۔ اب دنیا کی ہر دلی مراد پوری ہو گی کیونکہ بادشاہ جو آن پہنچا ہے۔

(۴) اب دِل و دانش کے قافلے رہزنوں اور ڈاکوؤں لٹیروں سے بے خوف ہو جائیں گے کیونکہ اب راہبر کارواں (محافظ) جو آ گیا ہے۔ یعنی قافلوں کو رہزنوں سے بچانے کے لیے بھی بہادر اور منتظم بادشاہ کی ضرورت ہوتی ہے۔

(۵) عزیزِ مصر برغمِ برادران غیورؔ! ــــ ز قعرِ چاہ بر آمد باوجِ ماہ رسید

(۶) کجاست صوفیٔ دجال چشم [1] ملحد شکل — بگو بسوز کہ مہدیٔ دیں پناہ رسید
(۷) صبا بگو کہ چہا برسرم دریں غمِ عشق — ز آتشِ دل سوزان و برقِ آہ رسید
(۸) ز شوقِ روئے تو جاناں بریں اسیر فراق — ہماں رسید کز آتش ببرگِ گاہ رسید
(۹) مرو بخواب کہ حافظ بہ بارگاہِ قبول — ز وردِ نیم شب و درسِ صبحگاہ رسید

حل لغات:

* عزیزِ مصر۔ مصر کے پرانے بادشاہوں کو عزیزِ مصر کے لقب سے یاد کیا جاتا تھا، یہاں پر مراد حضرت یوسف علیہ السلام ہیں جو آخر کار عزیزِ مصر ہوئے * برغم۔ برعکس۔ برخلاف * غیورؔ۔ بہت غیرت کرنے والا * زقعرِ چاہ۔ کنویں کی گہرائی * دجال۔ بائیں آنکھ سے کانا ہوگا، قیامت کے قریب مشرق کی جانب سے آئے گا اور مدینہ کا قصد کرے گا۔ یہاں تک کہ کوہِ اُحد کے پیچھے فروکش ہوگا۔ پھر فرشتے اس کا منہ پھیر دیں گے اور وہ آخر کار شام میں جا کر ہلاک ہوگا۔ اس کے پاس ایک باغ بہشت کے طور پر اور کچھ آگ دوزخ کے نمونہ کی ہوگی۔ یہ دکھا کر وہ لوگوں سے اپنی خدائی کا اقرار کروانا چاہے گا۔ منافق اور کافر اس کے دھوکے میں آجائیں گے۔ مہدی آخرالزماں کے آنے کا بھی وہی وقت ہوگا * ملحد۔ راہِ حق سے برگشتہ ہونے والا از الحاد * چہابرسرم۔ میرے سر پر کیا گزری * اسیر۔ قیدی * بارگاہِ قبول۔ قبولیت کی درگاہ * وردِ نیم شب۔ صبح کا وظیفہ۔

ترجمہ:

(۵) عزیزِ مصر (حضرت یوسف علیہ السلام) غیرت مند بھائیوں کے خلاف کنویں کی تہہ (گہرائی) سے نکل کر چاند کی بلندی تک پہنچ گئے۔ یعنی جس طرح حضرت یوسف علیہ السلام کو بھائیوں نے کنویں میں ڈال دیا تھا مگر خدا نے انہیں وہاں سے نکال کر ان کے بھائیوں کے خلاف منشاء اور خلافِ مراد عزیزِ مصر بنا دیا۔ اسی طرح منصور بادشاہ بھی اپنے رشتے داروں کے خلافِ مراد شاہِ شیراز بن گیا۔

(۶) دجال آنکھ اور ملحد جیسی شکل والا صوفی کہاں ہے؟ اس سے کہہ دو کہ وہ جلتا رہے کہ دین کی پشت پناہی کرنے والا مہدیؒ آ گیا ہے۔ مہدی دین پناہ آ گیا ہے۔ اب دین کو کچھ خطرہ نہیں ہے۔

(۷) اے بادِ صبا! تو ہی اُس سے کہہ دے کہ اس غم میں جلتے ہوئے دل کی آگ اور آہ کی بجلی سے میرے سر پر کیا گزری ہے؟ یعنی غمِ عشق میں دل سوزاں کی آگ اور آہ کی بجلی سے جو کچھ مجھ پر گزری اے صبا تو ہی بتا دے!

(۸) اے میرے محبوب! تیرے چہرے کے دیدار کے شوق میں اس ہجر کے قیدی پر وہی کچھ بیتی جو کہ آگ سے گھاس کی پتی پر بیتتی ہے۔ یعنی جدائی میں دیدار کے شوق کی آگ نے جلا ڈالا ہے۔

(۹) اے حافظؔ! تو غفلت کی نیند میں نہ سو (محو نہ ہو) کہ تیرا آدھی رات کا وِرد اور صبح کا وظیفہ قبولیت کی بارگاہ میں پہنچ گیا ہے۔ یعنی حافظ کو قبولیت کا درجہ شب بیداری اور سحر خیزی کی وجہ سے ہی ملا ہے۔ اور حقیقت بھی یہی ہے کہ خواجہ حافظ شب بیدار اور سحر خیز تھے۔

---

[1] بعض نسخوں میں دجال چشم کی جگہ دجال کیش ہے۔

(نوٹ) بعض نسخوں میں یہ غزل شامل نہیں ہے۔

-----***-----

غزل نمبر (۲۲)

(۱) بنفشہ دوش بُگل گفت و خوش نشانے داد — کہ تابِ من بجہاں طرۂ فلانے داد
(۲) دِلم کہ مخزنِ[۱] اسرار بود دستِ قضا — درش بہ بست کلیدش بدلستانے داد
(۳) شکستہ وار بدرگاہت آمدم کہ طبیب ، — بمومیائی لطفِ توام نشانے داد
(۴) برو معالجۂ خود کن اے نصیحت گوئے! — شراب و شاہد و ساقی[۲] کرا زیانے داد؟

حل لغات:

* دوش۔کل گزشتہ * مخزن اسرار۔بھیدوں کا خزانہ * مومیائی۔ایک مشہور دوا کا نام جو شکستہ اعضا کے جوڑنے کے کام آتی ہے
* زیانے: زیان، نقصان۔

ترجمہ:

(۱) بنفشہ نے کل پھول سے کہا اور کیا خوب کہا (بڑے پتے کی بات کہی) کہ فلاں محبوب نے ساری دنیا کو میری طرح اپنی زلفوں کے پیچ وتاب میں مبتلا کر دیا ہے۔یعنی بنفشہ کو جو پیچ وتاب حاصل ہوا ہے محبوب کی پیچ وار زلف سے حاصل ہوا ہے کیونکہ محبوب کی زلف پیچ وتاب میں ہے۔
جیسا کہ مومن نے کہا ہے:

دیکھا نہ ہے یہ رشک و حسد وہ کہ آج — سُنبل کو تیری زلف کا سا پیچ و تاب تھا

(۲) میرا یہ دل جو بھیدوں کا خزانہ تھا، قضا کے ہاتھوں نے اس کا دروازہ بند کر دیا اور اس دروازے کے قفل کی چابی ایک محبوب کے حوالے کر دی ہے۔یعنی میرا دل جو بھیدوں کا خزانہ ہے اس پر میرا کچھ اختیار نہیں ہے کیونکہ چابی تو اُسی محبوب کے ہاتھ میں ہے۔
(۳) میں تیرے دربار میں شکستہ ہو کر آیا ہوں کیونکہ طبیب نے مجھے بڑے لطف وکرم کی مومیائی کا پتہ دیا ہے۔یعنی میں شکستہ حال ہوں اور تیرے ہی لطف وکرم کی امید پر تیرے دربار میں حاضر ہوا ہوں۔
(۴) اے ناصح (نصیحت کرنے والے) تو جا اور اپنا علاج کرا کہ شراب، محبوب اور ساقی نے کس کو نقصان پہنچایا ہے؟ مطلب یہ کہ نصیحت کرنے والے کے اپنے دماغ میں فتور بھرا ہوا ہے۔اسی لیے تو ہمیں شراب اور شاہد سے منع کر رہا ہے۔پہلے اسے اپنے

---

۱ بعض نسخوں میں مخزن کی جگہ خزانہ ہے۔ ۲ بعض نسخوں میں ''شاہ وساقی'' کی جگہ شاہدِ شیریں ہے۔

ہوش کی دوالینی چاہیے کیونکہ عشق کے درد کی دوا پوچھنے اور بتانے والے سب احمق ہیں بقول کسے:

جب پوچھتا ہوں ان سے دوا دردِ عشق کی ۔۔۔ کہتے ہیں پہلے ہوش کی اپنے دوا کرو!

(۵) تنش درست ودِلش شاد باد و خاطر خوش ۔۔۔ کہ دستِ دادو دہش[1] داد ناتوانے داد

(۶) گزشت برمنِ مسکین وبا رقیباں گفت ۔۔۔ دریغ عاشق مسکینِ من کہ جانے داد

(۷) خزینہء دلِ حافظ ز گوہرِ اسرار! ۔۔۔ بیمنِ عشق تو سرمایہء جہانے داد

حل لغات:

* خاطر۔طبیعت دل * دادودہش۔سخاوت وبخشش * دریغ۔افسوس * یمن۔برکت

ترجمہ:

(۵) اُس شخص کا تن بدن صحت مند دِل خوش اور طبیعت شاد رہے۔جس کی بخشش کے ہاتھ نے ایک کمزور وناتواں کی دستگیری کی ہے۔یعنی جو آدمی سخی ہو اللہ تعالیٰ اُسے ہمیشہ سلامت رکھے۔

(۶) محبوب مجھ مسکین (کی قبر) پر سے گزرا اور رقیبوں سے اُس نے کہا کہ افسوس میرے مسکین عاشق پر کہ اس نے اپنی جان دے دی۔گویا یہ معشوقانہ انداز اور چھیڑ ہے کہ قاتل ہو کر افسوس کرے اور وہ بھی قتل کردینے کے بعد بقول غالبؔ:

کی مِرے قتل کے بعد اُس نے جفا سے توبہ ۔۔۔ ہائے اُس زود پشیماں کا پشیماں ہونا

(۷) حافظ کے دِل کے خزینے نے تیرے عشق کی بدولت اسرار و رموز کے موتیوں سے ساری دنیا کا سرمایہ بخش دیا ہے۔یعنی تیرے عشق کی برکت سے ہی حافظ کا دِل اسرارِ معرفت کا خزینہ تھا اور سارے جہان کو اسی خزینہ میں سے ہی گوہر اسرار کا حصہ ملا ہے۔مطلب یہ کہ جہان بھر کے گوہرِ مراد حافظ ہی کا عطیہ ہیں۔

----***----

غزل نمبر (۲۳)

(۱) پیرانہ سرم عشقِ جوانے بسر افتاد ۔۔۔ واں راز کہ در دِل بنہفتم بدر افتاد

(۲) از راہِ نظر مُرغِ دلم گشت ہوا گیر! ۔۔۔ اے دیدہ نظر کن کہ بدامِ کہ در افتاد

(۳) دردا کہ ازاں آہوئے مشکینِ سیہ چشم ۔۔۔ چوں نافہ بسے خونِ دلم در جگر افتاد

---

[1] بعض نسخوں میں "دستِ دادودہش دادی کی جگہ "دست دادش دیاری" ہے۔

[2] بعض نسخوں میں شعر نمبر 6 کا مصرع ثانی یوں ہے: دریغ حافظ مسکین من چہ جانے داد اور شعر نمبر 7 شامل غزل نہیں۔

(۴) بارِ غمِ او عرض بہر کس کہ نمودم　　عاجز شد و ایں قرعہ بنامم زسر[1] افتاد

حل لغات:

* پیرانہ سرم۔ بڑھاپے میں، میں بوڑھا ہوں * بدام درافتادن۔ جال میں پھنسنا * دردا۔ افسوس * آہوئے مشکیں۔ مشکیں ہرن مراد محبوب * نافہ۔ مشک کی تھیلی جو ایک قسم کے ہرن کے پیٹ میں ہوتی ہے کہتے ہیں کہ خون منجمد ہوکر ہرن کی ناف میں اکٹھا ہوتا رہتا ہے۔ جب تھیلی بھر جاتی ہے تو ناف میں ایک قسم کی خارش پیدا ہو جاتی ہے۔ اس لیے ہرن درختوں اور پتھروں سے اپنی ناف رگڑتا ہے جس پر نافہ الگ ہوکر گر پڑتا ہے * بارِ غم۔ غم کا بوجھ * قرعہ۔ فال۔

ترجمہ:

(۱) بڑھاپے میں مجھے ایک جوان سے عشق ہو گیا ہے۔ اور وہ راز جو میں نے اپنے دِل میں چھپایا تھا وہ اب آشکار ہو گیا ہے۔ کھل گیا ہے۔ وہ راز، راز نہیں رہا۔ مطلب یہ کہ بڑھاپے کے عشق نے مجھے رسوا کر دیا۔

(۲) آنکھوں کے راستہ سے میرے دِل کا پرندہ اُڑ پڑا ہے (اڑ گیا ہے) اے آنکھ دیکھ! کہ کس کے جال میں جا پھنسا ہے؟ یعنی میرا دِل آنکھوں کے راستہ سے نکل کر کہیں چلا گیا ہے۔

(۳) افسوس! اس سیاہ آنکھوں والے مشکیں ہرن (محبوب) کی وجہ سے نافے کی طرح میرے دل کا بہت سا خون جگر میں پڑ گیا ہے۔ یعنی میرا محبوب کے عشق میں بڑا بُرا حال ہے۔ میں بڑا غمگین ہوں۔

(۴) جس کسی سے بھی میں نے اپنے محبوب کے غم عشق کا ماجرا بیان کیا ہے وہ عاجز ہو گیا اور یہ قرعہ اُلٹ کر میرے نام ہی پڑا۔ یعنی قرعہ میرے نام پر شروع سے ہی پڑا اور ہم ازل سے ہی غمگین و غمزدہ ہیں۔

(۵) از رہگذرِ خاکِ سر کوئے شما بود　　ہر نافہ کہ در دستِ نسیمِ سحر افتاد!

(۶) مژگانِ تو تا تیغِ جہانگیر بر آورد　　بس کشتہء دِل زندہ کہ بَر یکدگر افتاد

(۷) ایں بادہ کہ پرورد کہ خمارِ خرابات　　از بوئے بہشتیش زخود بیخبر افتاد

(۸) بس تجربہ کردیم دریں دارِ مکافات　　با دُرد کشاں ہر کہ در افتاد بر افتاد

حل لغات:

* نافہ۔ مشک کی تھیلی، جو خاص ہرن کے پیٹ سے نکلتی ہے * تیغِ جہانگیر۔ دنیا کو فتح کرنے والی تلوار * خرابات۔ شراب خانہ، دنیا * درافتادن۔ لڑنا، مقابلہ کرنا * دارِ مکافات۔ بدلے کا جہان، جس میں کیے ہوئے کا بدلہ ملتا ہے * طینت۔ سرشت، فطرت، طبیعت * دست کش۔ وہ چیز جو ہاتھ کی مالش سے فرسودہ ہو گئی ہو۔

ترجمہ:

(۵) ہر نافہ جو نسیم سحر کے ہاتھ لگا وہ تمہارے کوچہ کی خاک کی راہ سے تھا یعنی جتنی بھی خوشبو نسیم سحر کے پاس ہے وہ سب تیرے ہی

[1] بعض نسخوں میں "بنامم زسر" کی جگہ "بنام بشر" ہے۔　(نوٹ)　بعض نسخوں میں شعر نمبر 7,4 شامل غزل نہیں ہیں۔

کوچے سے اڑا کر لائی ہے۔یعنی دنیا میں تمام حسن وخوبی محبوبِ حقیقی کی ہی مرہونِ منت ہے۔

(۶) تیری پلکوں نے جب سے دنیا کو فتح کرنے والی تلوار نکالی ہے۔ بہت سے زندہ دل قتل ہو ہو کر ایک دوسرے پر گر پڑے ہیں۔یعنی تیری پلکوں کے خنجر نے کشتوں کے پشتے لگا دیئے ہیں۔کسی نے خوب کہا ہے کہ:

کشتگانِ خنجرِ تسلیم را
ہر زماں از غیب جائے دیگر ست

(۷) یہ شراب کس نے کشید کی ہے؟ کہ خرابات کا مے فروش اس کی بہشتی خوشبو سے اپنے آپ سے بے خبر ہو گیا ہے۔یعنی شراب عشق یا شرابِ طہور کا ساقی پہلے ہی اس شراب سے سرمست وبیخود ہو گیا ہے اور وہ اس کائنات کو عدم سے وجود میں لایا ہے۔

(۸) اس دارِ مکافات (دنیا) میں بہت آزمایا ہے کہ جو شخص بھی ان تلچھٹ پینے والوں سے اُلجھا ہے وہ خستہ حال ہو کر آخر گر پڑا ہے۔یعنی یہ دنیا دارِ مکافات ہے۔یہاں پر جو کوئی جو کچھ بھی کرتا ہے اس کا بدلہ اُسے ضرور ملتا ہے۔سزا و جزا یقینی ہے۔

(۹) گر جاں بدہد سنگِ سیہ لعل نگردد   باطینتِ اصلی چہ کند بد گہر افتاد

(۱۰) حافظ کہ سرِ زلف بتاں دست خوشش[۱] بود   بس طرفہ حریفست کش اکنوں بسر افتاد

حل لغات:

* طینت۔سرشت، فطرت، طبیعت * دست کش۔وہ چیز جو ہاتھ کی مالش سے فرسودہ ہوگئی ہو۔

ترجمہ:

(۹) اگر سیاہ پتھر اپنی جان بھی دے دے تو بھی کبھی لعل نہیں بن سکتا۔وہ اپنی اصلی فطرت اور سرشت کو کیا کرے کہ اس کا خمیر ہی برا واقع ہوا ہے۔یعنی اس کی فطرت ہی ایسی ہے۔

(۱۰) حافظ! جو محبوب کی زلف سے کھیلا کرتا تھا اب وہ ایک ایسے محبوب پر فریفتہ ہو چکا ہے جو کہ غضب کا حریف ہے۔اور اب وہ سر کے بل گرا پڑا ہے۔یعنی محبوب کی زلف سے دست درازی کرنا کوئی آسان کام نہیں ہے۔یہ بڑا کٹھن اور مشکل شغل ہے۔

----***----

غزل نمبر (۲۴)

(۱) بریدِ بادِ صبا دوشم آگہی آورد!   کہ روزِ محنت و غم رو بکو تہی آورد

(۲) بمطربانِ صبوحی دہیم جامہء پاک   بدیں نوید کہ بادِ سحر گہی آورد

(۳) نسیمِ زلف تو شد خضرِ راہم اندر عشق   زہے رفیق کہ بختم بہمرہی آورد

---

[۱] بعض نسخوں میں خوشش کی جگہ کشش ہے۔

(۴) بیا بیا کہ طہورِ بہشت را رضوان | دریں جہان زبرائے دلِ رہی آورد

حل لغات:

* برید۔نامہ بر، پیغام لانے والا * آ گہی۔آ گاہی،خبرداری * بمطربانِ صبوحی۔صبح کی شراب پینے والے * سحر گہی۔صبح کے وقت کی * خضرِ راہم۔میرے راستے کا رہبر و راہنما۔

ترجمہ:

(۱) بادِ صبا کا کل قاصد میرے پاس یہ خبر لایا کہ اب رنج وغم اور درد واندوہ کا دور ختم ہونے کو ہے۔یعنی محنت وغم کا دن اب گھٹتا جارہا ہے اور خوشی ومسرت کا دور دورہ ہونے والا ہے۔

(۲) ہم صبح کی شراب پینے والے مطربوں کو اپنا جامہ پاک (خرقہ وتقویٰ) دیں گے۔اس خوشخبری کے عوض جو کہ بادِ سحر لائی ہے۔یعنی ہم خرقہ وتقویٰ وزہد کو رہن شراب عشق کر دیں گے کیونکہ کاروبارِ عشق میں اب کشائش کی نوید جو سنائی گئی ہے۔

(۳) تیری زلف کی ہوا عشق میں میرے لیئے راہنما بن گئی ہے۔بہت ہی اچھا ساتھی ہے جو کہ میرے بخت نے میرے ہمراہ کیا ہے۔یعنی تیرا لطف وکرم راہنما بنا ہوا ہے اور اب عشق کی منزلیں آسانی سے طے ہو سکیں گی۔

(۴) آ آ کہ تجھ جیسی حورِ بہشت کو رضوان اس دنیا میں بندہ کے لیے لایا ہے۔یعنی تجھ جیسی حور نشراد کو بہشت سے نکال کر دنیا میں میرے لیے لا گیا ہے۔جیسا کہ کسی نے خوب کہا ہے:

حور ہے یارب جو مومن کے لیے! | بھیج دے دنیا میں دو دن کے لیے!

(۵) بخیرِ خاطرِ ما کوش کایں کلاہِ نمد | بسے شکست کہ برافسرِ شہی آورد

(۶) چہ ناگہاں کہ رسید از دِلم بخرگہِ ماہ | چو یادِ عارضِ آں ماہِ خرگہی آورد

(۷) رساند رایتِ منصور بر فلک حافظؔ | چو التجا بجنابِ شہنشہی آورد

حل لغات:

* کوش۔کوشش کر * افسر۔تاج * خرگاہ۔مرادمحبوب * رایت۔جھنڈا * منصور۔فتحیابی (بادشاہ کا بھی نام ہے)

ترجمہ:

(۵) تو ہماری خاطر جمعی کے لیے کوشش کر کیونکہ نمدے کی یہ کلاہ اکثر شہنشاہیت کے تاج کو شکست دے چکی ہے۔یعنی درویشوں کی خاطر داری ضروری ہے اور بادشاہ بھی درویشوں کے مقابلے میں پیچھے ہیں۔

(۶) یہ کیا چیز تھی جو میرے دل سے نکل کر اُس محبوب کے خلوت کدے تک پہنچ گئی جب کہ اس چیز نے مجھے شاہی محل کے اُس چاند کے رخسار نے بیتاب کر کے رکھ دیا ہے۔

(۷) حافظؔ نے بادشاہ منصور کا جھنڈا آسمان پر پہنچا دیا ہے۔جب اُس نے شہنشاہی کے حضور اپنی التجا کی ہے۔یعنی حافظ نے رب

العزت میں دعاوالتجا کی تو منصور بادشاہ کا جھنڈا آسمان پر پہنچ گیا۔
(نوٹ) بعض نسخوں میں یہ غزل شامل نہیں ہے۔

----***----

غزل نمبر (۲۵)

(۱) بکوئے میکدہ یارب سحر چہ مشغلہ بود — کہ جوشِ شاہدو ساقی و شمع و مشعلہ بود
(۲) حدیثِ عشق کہ از حرف وصوت مستغنیست — بنالہء دف ونے در خروش و ولولہ بود
(۳) مباحثے کہ دراں حلقہء[1] جنوں می رفت — ورائے مدرسہ و قال و قیل و مسئلہ بود
(۴) دِل از کرشمہء ساقی بشکر بود ولے — ز نا مساعدتِ بخش اند کے گلہ بود

حل لغات:

* مشغلہ۔شغل، کام، مشغلہ * مشعل، شمع * مشعل * حدیث۔بات، سخن، حکایت * ورای۔بہت پرے، بالاتر، باہر * نامساعدتِ بخش۔نصیبے کی ناسازگاری

ترجمہ:

(۱) اے میرے اللہ! صبح کو میکدے میں کیا شغل تھا کہ محبوب وساقی اور شمع ومشعل کے جوش سے ایک ہنگامہ عشرت بپا تھا؟ یعنی میکدے میں محبوب بھی تھا اور شمع بھی روشن تھی اور ساقی بھی جام پر جام لنڈھا رہا تھا۔

(۲) عشق کی حکایت جو حرف وصوت (آواز) سے مستغنی ہے۔دف اور نے کی آواز سے شور اور ولولہ میں تھی یعنی عشق کی حکایتِ بیان کی محتاج نہیں ہے۔ بقول کسے:

اگرچہ تفسیر زباں روشن گر است — لیک عشقِ بے زبان روشن تر است

(۳) اُس جنون کی محفل میں جو مباحثے ہوتے ہیں۔وہ مدرسہ کی قیل وقال اور مسئلہ کے اصولوں سے باہر تھے۔بہت پرے تھے۔ یعنی عشق کے مضامین مباحثے منطق اور فلسفہ کے تحت ہرگز نہیں ہوتے۔یہ تو ایک لدنی علم ہے۔اس میں حجت اور دلیل کا کچھ کام نہیں ہے۔یعنی اس میں چوں وچرا کی گنجائش ہی نہیں ہے۔

(۴) ساقی کے کرشمہ سے دِل شکر گزار تھا لیکن اُسے اپنے نصیبوں کی ناسازگاری کا تھوڑا سا گلہ تھا۔یعنی ساقی موجود تھا اور دِل اس کے ناز وادا کا شکر گزار تھا لیکن بدنصیبی سے گلہ تھا کہ بوس وکنار سے محروم رہا۔شکر یہ محبوب کا ہے اور گلہ مقدر سے ہے۔یہی طریق ادب ہے ورنہ گلہ محبوب سے ہونا چاہیے تھا۔

---

[1] بعض نسخوں میں بجائے حلقہ کے مجلس ہے۔

(۵) قیاس کردم ازاں چشم جادو آنہء مست — ہزار ساحر چوں سامریش در گلہ بود
(۶) بگفتمش بلبم بوسہء حوالت کن!! — بخندہ گفت کیت بامن ایں معاملہ بود
(۷) ز اخترم نظر سعد در رہ است کہ دوش — میانِ ماہ و رُخِ یارِمن مقابلہ بود
(۸) دہانِ یار کہ درمانِ دردِ حافظ داشت — فغاں کہ وقتِ مروّت چہ تنگ حوصلہ بود

حل لغات:

٭ ساحر۔جادوگر ٭ سامری۔حضرت موسیٰ علیہ السلام کے وقت کا ایک مشہور جادوگر شہر سامرہ کا رہنے والا تھا جس وجہ سے سامری نام مشہور ہوا۔اور اُس نے فرعون کے دربار میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کا مقابلہ بھی کیا تھا۔لیکن یدِ بیضا اور عصا کے معجزات کو دیکھ کر حضرت موسیٰ علیہ السلام پر ایمان لے آیا تھا ٭ کیت۔تو کون ہے؟ کب سے ٭ نظرِ سعد۔نیک نظر ٭ درمان۔علاج، چارہ، مرہم

ترجمہ:

(۵) میں نے اس کی مست اور جادوگر آنکھ سے قیاس کیا کہ سامری جیسے ہزاروں جادوگر بھی اُس سے عاجز آ گئے تھے یا پھر اس گلہ میں تھے۔اس کے پیرو تھے۔یعنی محبوب کی آنکھ زبردست جادوگر ہے اور اس کے مقابلہ میں سامری جیسا جادوگر بھی ہیچ ہے۔

(۶) میں نے اُس سے کہا کہ میرے لبوں کو ایک بوسہ حوالہ کردے (بوسہ دے دے) اُس نے ہنس کر یہ جواب دیا کہ تیرا میرا اس قسم کا لین دین کب طے ہوا تھا؟ یعنی مجھے اپنے لب کا بوسہ نہ دیا اور یہ کہہ دیا کہ میرے اور تیرے درمیان کوئی ایسا لین دین نہیں ہے۔

(۷) راستے میں خوش نصیبی میرے ستارے کی بلندی دیکھ رہی ہے کیونکہ کل چاند اور میرے محبوب کے چہرے کے مابین مقابلہ تھا۔ یعنی جس طرح چاند اور زہرہ مشتری کے آپس میں ملنے سے مبارک ساعت وجود میں آتی ہے اور خوش نصیبی کی اُمید ہو جاتی ہے اسی طرح میرے محبوب کا چہرہ جو چاند اور زہرہ مشتری کی طرح مبارک ہے چاند کے ساتھ مقابل ہوا ہے یعنی قرآن سعد ہوا ہے۔مبارک ساعت ہے۔

(۸) دہنِ محبوب جس کے پاس حافظ کے درد کا مداوا تھا۔دُہائی ہے کہ لطف و مہربانی کے وقت وہ کس قدر تنگ دِل ثابت ہوا ہے۔ (اس کے منہ سے مروّت کا ایک لفظ بھی نہ نکلا) یعنی بوسہ دینے میں محبوب فیاضی نہیں کرتا بلکہ بڑی کنجوسی سے، کام لیتا ہے۔

-----٭٭٭-----

غزل نمبر (۲۶)

(۱) بوئے خوشِ تو ہر کہ ز بادِ صبا شنید — از یار آشنا سخنِ آشنا شنید
(۲) اینش سزا نہ بود دلِ حق گزارِ من! — کز غمگسارِ خود سخنِ ناسزا شنید
(۳) اے شاہِ حُسن چشم بحالِ گدا فگن [1] — کایں گوش بس حکایتِ شاہ وگدا شنید

[1] بعض نسخوں میں مصرع اول یوں ہے: اے پادشاہ سایہ زدرویش وامگیر۔

(۴) خوش می کنم بادۂ مشکیں مشامِ جاں کز دلق پوشِ صومعہ بوئے ریا شنید

حل لغات:

* آشنا۔دوست، محبوب، یار آشنا سے مراد عارف ہے * سخن ناسزا۔نا مناسب باتیں * فگن۔ڈال دے * مشام۔دماغ سونگھنے کی قوت۔

ترجمہ:

(۱) بادِصبا سے جس کسی نے بھی تیری خوشبو سونگھی ہے اس نے محبت والے دوست سے جانی پہچانی باتیں سنی ہیں۔بادِصبا محبوب کی عنبرین زلف سے خوشبو عاشق کے مشام جاں تک لاتی ہے۔اس طرح عارف و سالک محبوب حقیقی کے نفحات سے مشام جاں کو معطر کرتا ہے۔

(۲) میرے حق گزار دل کے لیے یہ سزا ہرگز لائق نہ تھی کہ اُس نے اپنے غمگسار سے نامناسب باتیں سنیں یعنی لوگوں کے طعن وطنز سے نہ بچ سکا۔عشق میں ایسا ہی ہوتا ہے کہ ہر کسی سے باتیں سننا پڑتی ہیں۔

(۳) اے حُسن کے بادشاہ! فقیر کے حال پر اک نظر ڈال کیونکہ اس کے کانوں نے بادشاہوں اور فقیروں کی بہت سی باتیں سنی ہیں۔یعنی میں نے بادشاہوں کی فقیروں پر نظر عنایت فرمانے کی بہت سی حکایات سُنی ہیں۔تو اقلیم حسن کا بادشاہ ہے اور میں عشق کے شہر کا فقیر ہوں لہٰذا مجھ پر اپنا لطف وکرم فرما۔

(۴) میں اپنے دماغ کو شراب کی مشکیں خوشبو سے خوش کرتا ہوں۔(معطر کرتا ہوں) کیونکہ اس نے عبادت گاہ کے خرقہ پوش سے ریاکاری کی بو سونگھی ہے۔یعنی زاہدانِ ظاہر دار کی ریاکاریاں دیکھ کر میرا دِل اداس ہو گیا ہے۔اور اب اسے خوش کر رہا ہوں۔یعنی ریاکاری کی عبادت سے تو شراب نوشی اچھی ہے۔

(۵) سرِّ خدا کہ عارفِ سالک بکس نگفت در حیرتم کہ بادہ فروش از کجا شنید
(۶) ما بادہ زیرِ خرقہ نہ امروز می کشیم صدبار پیرِ میکدہ ایں ماجرا شنید
(۷) یارب کجاست محرمِ رازے کہ یک زماں دِل شرح آں دہد کہ چہ دید و چہا شنید
(۸) ماے ببانگِ چنگ نہ امروز می کشیم[۱] بس دیر[۲] شد کہ گنبدِ چرخ ایں صدا شنید

حل لغات:

* سرّ۔بھید، خفیہ راز * خرقہ۔گودڑی * چہ دید و چہا شنید۔کیا دیکھا اور کیا سنا * ببانگِ چنگ۔رباب کی آواز * گنبدِ چرخ۔آسمان۔

---

۱ بعض نسخوں میں کشیم کی جگہ خوریم ہے۔
۲ بعض نسخوں میں دیر کی جگہ دور ہے۔

ترجمہ:

(۵) خدا کا خفیہ راز جو عارف وسالک نے کبھی کسی کو نہ بتایا میں سخت حیراں ہوں کہ وہ راز ایک شراب بیچنے والے نے کہاں سے سن لیا؟ یعنی معرفتِ الٰہی کے اسرار ورموز جو صرف نبیوں کو بتائے گئے وہ رندوں کو کیسے معلوم ہو گئے؟

(٦) ہم کوئی آج سے ہی گودڑی کے نیچے شراب نہیں چھپاتے (نہیں پیتے) پیرانِ میکدہ نے یہ سو بار ماجرا سنا ہے۔ یعنی ہماری شراب نوشی کی بڑی دھوم ہے ہم کوئی آج نئی شراب نوشی نہیں کر رہے۔

(٧) اے میرے اللہ! وہ بھیدوں کے جاننے والا کہاں ہے؟ کہ تھوڑی دیر کے لیے اس امر کی مفصل کیفیت بیان کرے کہ اس نے کیا کچھ دیکھا ہے اور کیا کچھ سنا ہے؟ وہ راز جاننے والا کوئی رند اور خراباتی ہی ہو سکتا ہے زاہد ریا کار ہرگز نہیں:

کب زاہدوں کو مسئلۂ عشق کا ہے فہم　　　نا محروموں سے راز کی کیا گفتگو کریں؟

(٨) ہم چنگ ورباب کی آواز کے ساتھ آج ہی شراب نہیں پیتے بلکہ مدت ہو گئی ہے کہ آسمان نے یہ آواز سنی تھی۔ یعنی ہم آج مینوش نہیں ہوئے بلکہ روزِ ازل سے ہی شرابِ عشق سے سرمست وبیخود چلے آ رہے ہیں۔

(٩) ساقی بیا کہ عشق ندا می کند بُلند!　　　آنکس کہ گفت قصۂ ما ہم زما شنید

(١٠) پندِ حکیم عینِ صوابست و محضِ خیر،　　　فرخندہ بخت آنکہ بسمعِ رضا شنید

(١١) حافظ وظیفۂ تو دُعا گفتن ست و بس　　　در بندِ آں مباش کہ نشنید یا شنید

حل لغات:

✵ ما ہم۔ ہم سے ہمارا ہی ✵ فرخندہ بخت۔ خوش نصیب ✵ نشنید یا شنید۔ سنی گئی یا نہ سنی گئی۔

ترجمہ:

(٩) اے ساقی آ! کہ عشق بلند آواز سے پکار رہا ہے کہ جس شخص نے بھی ہمارا قصہ بیان کیا ہے اس نے ہم سے ہی سن کر کیا ہے۔ یعنی جس شخص نے بھی حدیثِ عشق بیان کی ہے اُسے وہ باتیں عشق ہی سکھاتا ہے۔

(١٠) دانا اور حکیم شخص کی نصیحت درست اور خیر پر مبنی ہوتی ہے۔ وہ شخص بڑا خوش نصیب ہے جس نے رضا کے کانوں سے کوئی بات سنی، قبول کر لی۔ اور اُس پر عمل بھی کیا۔ اسے پزیرائی بخشی۔

(١١) اے حافظ! تیرا وظیفہ وورد صرف دعا ہے اور بس۔ تو اس فکر میں مت رہ کہ کسی نے سنا کہ نہ سنا۔ یعنی ہمارا کام تو صرف اپنے اعمال وافعال کو شریعت کے دائرے کے اندر رہ کر بجا لانا ہے قبول کرنا یا نہ کرنا خدائے بزرگ وبرتر کا کام ہے۔ بقول امیر مینائی:

ملنے نہ ملنے سے ہمیں کیا کام سے ہے کام　　　جب تک کہ دم میں دم ہے تیری جستجو کریں

----✵✵✵----

غزل نمبر (۲۷)

(۱) برسر آنم کہ گر ز دست بر آید　　دست بکارے زنم کہ غصہ سر آید
(۲) منظرِ[1] دل نیست جائے صحبتِ اغیار　　دیو چو بیروں رود فرشتہ در آید
(۳) صحبتِ حکامِ ظلمتِ شبِ یلداست　　نور ز خورشید خواہ بو کہ بر آید
(۴) بر درِ اربابِ بے مروّتِ دنیا　　چند نشینی کہ خواجہ کے بدر آید

حل لغات:

٭ دست بکارے زنم۔کوئی ایسا کام کروں ٭ سر آید۔ سر آمدن مصدر، ختم ہو جائے ٭ منظر۔دریچہ جو سر بام ہو اور جہاں سے چاروں طرف نظارہ کیا جا سکے ٭ دیو۔شیطان ٭ ظلمت: تاریکی۔ ٭ شب یلدا: اندھیری رات۔ ٭ بے مروت: بے مہر، بے وفا

ترجمہ:

(۱) میں اس خیال میں ہوں کہ اگر ہو سکے تو کوئی ایسا کام کروں کہ جس سے یہ رنج و غصہ (ڈر) ختم ہو جائے۔یعنی میں کوئی ایسا کام کرنے کا خواہاں ہوں جس کی برکت سے دنیا کے رنج و غم اور مصیبتوں سے نجات پا جاؤں۔یعنی عشق اختیار کروں تا کہ دنیاوی حوادث کا مجھ پر کچھ اثر نہ ہو۔

(۲) دل کا منظر غیروں کی صحبت کی جگہ نہیں ہے۔ جب شیطان باہر چلا جاتا ہے تو پھر فرشتہ اندر آ جاتا ہے۔یعنی دِل صرف اور صرف محبوبِ حقیقی کے رہنے کی جگہ ہے۔ جب اس سے شیطانی وسوسے دور ہو جاتے ہیں تو پھر یہ فرشتے کی طرح پاک اور صاف ہو جاتا ہے۔ ماسوا اللہ کا خیال جہاں بھی ہو گا وہاں خدائے بزرگ و برتر کا خیال کیسے آ سکتا ہے؟

جیسا کہ اقبال نے بھی کہا ہے:

شعلہ بن کر پھونک دے خاشاکِ غیر اللہ کو　　خوفِ باطل کہ ہے غیرت گرِ باطل بھی تو

(۳) حکام سے میل ملاپ اندھیری رات کی تاریکی ہے۔ روشنی اور نور تو سورج سے مانگ کہ شاید تجھے حاصل ہو جائے۔یعنی حکام کی صحبت سے دل میں اندھیرا ہو جاتا ہے۔ اگر تو نورِ معرفت کا خواہاں ہے تو پھر آفتاب سے طلب کر یعنی حکام کے بجائے خدا کے حضور دست بستہ ہو کر عرض کرتا کہ تجھے نورِ معرفت حاصل ہو سکے۔

(۴) تو اس دنیا کے بے مروّت بے مہر اور بے وفا لوگوں کے دروازے پر کب تک بیٹھا رہے گا اور یہ توقع دل میں بٹھائے رکھے گا کہ خواجہ (صاحب) کب باہر نکلتے ہیں؟ یعنی اگر انسان خدا کے دروازہ پر اس قدر عجز و نیاز کرے تو حقیقت یہی ہے کہ وہ فرشتوں سے بھی بازی لے جائے۔

---

[1] بعض نسخوں میں منظر کی جگہ خلوت ہے اور اغیار کی جگہ اضداد ہے۔

(۵) بگزرد ایں روزگارِ تلخ تر از دہر! — بارِ دِگر روزگار چوں شکر آید
(۶) صالح و طالح متاعِ خویش نمودند — تا کہ قبول افتد و چہ در نظر آید
(۷) بُلبُلِ عاشق تو عمر خواہ کہ آخر! — باغ شود سبز و سرخ[1] گل بدر آید
(۸) صبر و ظفر ہر دو دوستانِ قدیم اند، — بر اثرِ صبر نوبتِ ظفر آید
(۹) غفلتِ حافظ دریں سراچہ عجب نیست — ہر کہ بمیخانہ رفت بے خبر آید

حل لغات:

* روزگارِ تلخ۔زمانے کی سختیاں، تلخیاں اور کڑواہٹیں * صالح۔نیک، طالح، بد * متاع۔پونجی، سازوسامان * گل بدرآورد۔ پھول کھل جائے گا * ظفر۔فتحیابی، کامیابی * سراچہ۔چھوٹی سی سرائے مراد دنیا۔

ترجمہ:

(۵) اس دور کی سختیوں اور تلخیوں سے جو کہ زہر سے بھی کڑوی ہیں گزر کر آگے نکل جاتا۔ کہ دوسری بار شکر جیسا میٹھا اور شیریں دور آئے یعنی زندگی میں مصائب سے ہرگز گھبرانا نہیں چاہیے بلکہ ان کا مردانہ وار مقابلہ کرنا ضروری ہے تاکہ عیش وراحت میسر آسکے۔

(۶) نیک اور بد دونوں نے اپنی اپنی پونجی پیش کردی ہے۔ اب دیکھئے کہ کس کی متاع کو قبولیت حاصل ہوتی ہے۔ اور کون منظورِ نظر ہوتا ہے؟ یعنی دنیا میں ہر طرح کے لوگ نیک اور بد پائے جاتے ہیں لیکن کسی کو بھی یہ معلوم نہیں ہے کہ بالآخر کون کامیاب ہوتا ہے۔ کس کے اعمال اچھے ہیں اور کسی کے برے ہیں۔ کس کا عمل قبول ہوتا ہے اور کسی کا رد ہوتا ہے۔ یہ خدا ہی جانتا ہے۔

(۷) اے بُلبُل عاشق! تو اپنی لمبی عمر کے لیے دعا کر کہ بالآخر باغ سرسبز ہوگا اور سرخ پھل کھل آئیں گے۔ یعنی زندگی ہوئی تو وصال بھی میسر ہوجائے گا۔ ع پیوستہ رہ شجر سے اُمیدِ بہار رکھ

(۸) صبر اور فتح مندی دونوں ہی پرانے دوست ہیں۔ صبر کے پیچھے پیچھے فتح مندی کی باری آتی ہے۔ یعنی صبر کا انجام ہمیشہ اچھا اور دیرپا ہوتا ہے۔ صبر کرنے کے بعد کامیابی نصیب ہوتی ہے۔ بمصداق اَلصَّبرُ مِفتاحُ الفَرحِ۔ صبر آسائش کی چابی ہے۔

(۹) دنیا کی اس سرائے میں حافظ کی غفلت پر کچھ تعجب نہیں ہے کیونکہ جو شخص بھی میکدے میں چلا جاتا ہے وہ مست و بیخود ہو کر ہی واپس نکلتا ہے۔ باہر آتا ہے۔ مطلب یہ کہ دنیا غفلت کا مقام ہے اور اس میں جو بھی آتا ہے غافل ہوجاتا ہے۔ جس طرح شراب خانے میں جو شخص بھی جائے گا وہ مست و بیخود ہوجائے گا۔ اسی لیے حافظ کہہ رہے ہیں کہ میری غفلت پر تعجب مت کر:

در کارخانہ کہ بنائش بہ غفلت است — ہشیار زیستن نہ ز قانونِ حکمت ست

----***----

[1] بعض نسخوں میں سرخ کی جگہ شاخ ہے اور بدر کی جگہ بر ہے۔

غزل نمبر (۲۸)

(۱) پیش ازینت بیش ازیں غمخواری عشاق بود — مہر ورزیٔ تو باما شہرۂ آفاق بود [1]

(۲) یاد باد آں صحبتِ شبہا کہ بازلفِ توام [2] — بحثِ سرِ عشق و ذکر حلقہء عشاق بود

(۳) حُسنِ مہ رویانِ مجلس گرچہ دِل می بُرد و دین — عشق ما بر لُطفِ طبع و خوبیٔ اخلاق بود [3]

(۴) از دمِ صبحِ ازل تا آخرِ شامِ ابد! — دوستی و مہر بریک عہد و یک میثاق بود

حل لغات:

* شہرۂ آفاق۔زمانے بھر کی مشہوری * یادباد۔تجھے یاد ہوگا * مہ رویاں۔چاند جیسے چہرے والے،مراد حسین لوگ * میثاق۔عہد وپیان * ازل۔ہمیشگی،وہ زمانہ جس کی ابتدا نہ ہو * ابد۔وہ زمانہ جس کی انتہا نہ ہو۔

ترجمہ:

(۱) اے محبوب! تو اس سے پہلے اپنے عاشقوں کی غم خواری زیادہ کرتا تھا اور ہم سے تیری محبت ساری دنیا میں مشہوری کی حامل تھی۔آفاقی شہرت رکھتی تھی۔حقیقت میں بڑی محبت تھی ورنہ فرشتوں کو سجدہ کرنے کا حکم کیوں ہوتا؟ مرزا غالب کو کچھ یوں گلہ ہے:

ہیں آج کیوں ذلیل کہ کل تک نہ تھی پسند — گستاخیٔ فرشتہ ہماری جناب میں!

(۲) تجھے وہ راتوں کی صحبتیں تو یاد ہوں گی کہ جب تیری زلف کے ساتھ ہم عشق کے رازوں کی بحث اور عشاق کے حلقہ کا ذکر کیا کرتے تھے۔یعنی وصل کی وہ حالت جس میں عشق وعاشقی کے اسرار ورموز پر مبنی باتیں ہوتی تھیں اور اب ہم ایک دوسرے سے جُدا ہیں۔وہ گزرا ہوا زمانہ یاد کر اور ہمیں پھر اپنے وصل سے ہمکنار کر۔

(۳) اگر چہ چاند جیسے حسینوں کا حسن دل اور دین چھین لیتا تھا لیکن ہمارا عشق لطفِ طبع اور اخلاق کی خوبی کا حامل تھا۔یعنی اگر چہ محبوب حُسنِ صورت جیسی صورت کا نمونہ تھا اور ہم بھی حسن سیرت کے دلدادہ تھے لیکن شکایت یہ ہے کہ تیرا اخلاق اب ایسا پُر لطف نہیں رہا جیسا کہ پہلے کبھی تھا۔

(۴) صبح ازل کی ابتدا سے ابد کی شام کے آخر تک دوستی اور محبت ایک ہی عہد اور ایک ہی پیمان پر استوار رہی۔یعنی عشق کی ابتدا اور انتہا اُسی وعدۂ روزِ الست پر ہے اور وہی عہد وپیمان قائم ہیں اور قائم رہیں گے ان میں تبدیلی نہ آئے گی۔

---

[1] بعض نسخوں میں مصرع ثانی یوں ہے کوکب بختِ مرا صد جلوہ در آفاق بود۔

[2] بعض نسخوں میں "بازلفِ توام" کی جگہ "بانوشیں لباں" ہے۔

[3] بعض نسخوں میں مصرع ثانی یوں ہے: بحثِ ما در لطفِ طبع وخوبیٔ اخلاق بود۔

(۵) سایۂ معشوق اگر افتاد بر عاشق چہ شد — ما باو محتاج بودیم او بما مشتاق بود
(۶) پیش ازیں کیں سقفِ سبزہ طاقِ مینا برکشید — منظرِ چشم مرا ابروئے جاناں طاق بود
(۷) رشتۂ تسبیح اگر بگسست معذورم بدار — دستم اندر ساعدِ[1] ساقی سیمیں ساق بود
(۸) بر درِ شاہم گدائے نکتۂ درکار کرد — گفت بر ہر خواں کہ بنشستم خدا رزّاق بود!
(۹) شعر حافظؔ در زمانِ آدم اندر باغِ خلد — دولتِ[2] نسرین و گُل را زینتِ اوراق بود

حل لغات:

٭ مشتاق۔شوق رکھنے والا، اشتیاق رکھنے والا ٭ کہن۔پرانی ٭ سقف۔چھت، مراد آسمان ٭۔طاق مینا۔آسمان ٭ ساعد۔بازو، کلائی ٭ سیمیں۔چاندی جیسی ٭ ساق۔پنڈلی ٭ نکتہ۔راز کی بات، پتے کی بات ٭ باغِ خلد۔بہشت کا باغ ٭ اوراق۔ورق کی جمع۔

ترجمہ:

(۵) اگر محبوب کا سایہ عاشق پر پڑ گیا تو پھر کیا ہوا؟ کیونکہ ہم اُسی کے محتاج تھے اور وہ ہمارا مشتاق تھا۔یعنی دونوں عاشق اور معشوق ایک دوسرے کے محتاج رہے ہیں اس میں تعجب کی کوئی بات نہیں ہے۔اگر عاشق معشوق کا محتاج ہے تو معشوق بھی تو عاشق کا مشتاق رہا ہے۔ ع عشق اول در دلِ معشوق پیدا می شود

(۶) اس سے پیشتر کہ یہ سبز چھت اور مینائی طاق (آسمان) تعمیر ہوا۔میری آنکھوں کے سامنے محبوب کا ہی ابرو طاق تھا یعنی منظر کا طاق (محراب) محبوب کے ابرو تھے۔مطلب یہ کہ ابتدائے آفرینش سے بھی پہلے میں محبوبِ حقیقی پر فریفتہ تھا۔ بقول جامیؔ!

نخستیں جنبش آمد جنبش عشق! — حریفاں را نہ اکنوں مے طلپد دِل!

(۷) اگر تسبیح کا تاگا ٹوٹ گیا ہے تو اس میں مجھے تو معذور سمجھ کیونکہ میرا ہاتھ چاندی جیسی پنڈلی والے ساقی کی کلائی میں تھا۔یعنی اگر میں زہد و عبادت کرنے میں قاصر رہا تو مجبوری کی وجہ سے رہا کیونکہ میرا ہاتھ اس وقت معشوق کے ہاتھ میں رہا اور اب مجھے نہ تو زہد و عبادت ہی کی ضرورت ہے اور نہ مجھے فرصت ہی ہے۔

(۸) بادشاہ کے دروازے پر بیٹھے ہوئے کسی فقیر نے بڑے پتے (راز) کی بات بتائی۔اس نے کہا میں جس دسترخوان پہ بھی بیٹھا خدا رزاق تھا۔یعنی تجھے کہیں سے بھی روزی ملے خدا ہی پہنچاتا ہے۔ بقول کسے:

شکر بجا آر کہ مہمانِ تو — روزیٔ خورد مے خورد از خوانِ تو

(۹) اس زمانے میں بھی حافظؔ کے اشعار باغ بہشت کے نسرین و گل کے اوراق کی زینت بنے ہوئے تھے جبکہ حضرت آدم علیہ

---

[1] بعض نسخوں میں ساعد کی جگہ دامن ہے مگر ساعد بہتر ہے۔
[2] بعض نسخوں میں دولت کی جگہ دفتر ہے۔

السلام بہشت میں رہتے تھے۔یعنی ابتدائے آفرینش میں ہی پھولوں کی پتیوں پر لکھے ہوئے تھے۔واقعی خواجہ حافظ کے اشعار پھولوں کی پتیوں پر لکھے جانے کے قابل ہیں، یہ کوئی شاعرانہ تعلّی نہیں ہے۔

-----***-----

غزل نمبر(۲۹)

(۱) تا ز میخانہ ومئے نام و نشاں خواہد بود ۔۔۔ سرِ ما خاکِ رہِ پیرِ مغاں خواہد بود

(۲) حلقہء پیرِ مغا نم ز ازل درگوش ست! ۔۔۔ ما ہمانیم کہ بودیم وہماں خواہد بود

(۳) برسرِ تُربتِ ما چوں گزری ہمّت خواہ ۔۔۔ کہ زیارتگہِ رندانِ جہاں خواہد بود

(۴) بر زمینے کہ نشانِ کفِ پائے تو بود! ۔۔۔ سالہا سجدۂ صاحبِ نظراں خواہد بود[1]

حل لغات:

* تا۔تک، جب تک * خواہد بود۔باقی رہے گا * ازل۔شروع سے جس کی کوئی ابتدا نہیں ہے * حلقہ۔گھیرا، ولایت میں غلاموں کے کانوں میں ایک حلقہ بالا، چھلا، سونے کا ڈال دیتے تھے * جسے حلقہ بگوش کہتے تھے،مطیع،فرمانبردار،غلام ہمّت خواہ۔دُعا کر * صاحبِ نظراں۔اہل نظر، باطنی نگاہ رکھنے والے۔

ترجمہ:

(۱) جب تک شراب خانے اور شراب کا نام ونشان باقی رہے گا ہمارا یہ سر پیر مغاں کے راستے کی خاک بنا رہے گا یعنی جب تک دنیا میں عشق ومحبت کا سلسلہ قائم ہے اور ظاہر ہے کہ یہ سلسلہ ہمیشہ قائم رہے گا ہم اپنے محبوب کی رہگزر کی خاک بنے رہیں گے۔

(۲) ازل کے روز سے ہی پیر مغاں کا حلقہ ہمارے کان میں پڑا ہوا ہے۔ہم اُس کے حلقہ بگوش ہیں اور تا ابد حلقہ بگوش ہی رہیں گے۔اور جو ہم نے کہا ہے ایسا ہی رہے گا۔یعنی ہم پیر مغاں کے آج حلقہ بگوش نہیں ہوئے بلکہ روز الست ہی سے ہم اس کے غلام ہیں اور ہمیں وہ قالو ابلیٰ یاد ہے ہم ابھی بھی اُسی وعدہ پر قائم ہیں اور قائم ہی رہیں گے۔

(۳) جب ہماری قبر سے تمہارا گزر ہو تو دعا کر! کیونکہ ہماری تربت ساری دنیا کے پرندوں کی زیارت گاہ بنے گی۔گویا یہ شعر تو خواجہ صاحب کی پیش گوئی تھی۔کیونکہ ہر ہفتے ان کی تربت پر بھاری میلہ ہوتا ہے لوگ ان کے اشعار پڑھتے اور دعا کرتے ہیں۔بلا شبہ ان کی تربت آج بھی رندان جہاں کی زیارت گاہ بنی ہوئی ہے اور بنی رہے گی۔

---

[1] بعض نسخوں میں شعر نمبر 4، 7 شامل غزل نہیں ہیں۔

(۴) جس زمین پر تیرے کفِ پا کا نشان ہو وہ زمین سالہا سال تک اہل نظر لوگوں کی سجدہ گاہ رہے گی۔ یعنی جس زمین پر تیرے پاؤں کے تلوے کا نشان ہوگا وہاں برسوں تک اہل نظر سجدے کریں گے۔ جس طرح پنجابی کے مشہور غزل گو شاعر پیر فضل گجراتی نے کہا ہے:

اُس تھاویں تھاواں تھاواں دے دیوانے آ کے نچن گے
میں گیت محبت تیری دے جس تھاویں بہہ کے گوں گیا

(۵) برو اے زاہدِ خود بیں کہ زچشمِ من وتو! | رازِ ایں پردہ نہانست ونہاں خواہد بود
(۶) ترکِ عاشق کشِ من مست بروں رفت امروز | تا کرا خونِ دل امروز[1] رواں خواہد بود
(۷) عیب مستاں مکن اے خواجہ کزیں کہنہ رباط | کس ندانست کہ رحلت بچساں خواہد بود
(۸) چشم آں دم[2] کہ زشوقِ تو نہد سرِ بلحد | تا دمِ صبح قیامت نگراں خواہد بود
(۹) بختِ حافظ گر ازیں گونہ مدد خواہد کرد | زلفِ معشوقہ بدستِ دگراں خواہد بود

حل لغات:

* خود بیں۔ مغرور * ترکِ عاشق کش۔ عاشق کو مار دینے والا محبوب * کہنہ رباط۔ پرانی سرائے مراد دنیا * نگراں۔ کھلی، دیکھتی ہوئی * این گونہ۔ اس طرح۔

(۵) اے مغرور زاہد تو جا کہ میری اور تیری آنکھ سے اس پردے کا راز پوشیدہ ہے اور پوشیدہ ہی رہے گا۔ یعنی ازل کے رازوں کو نہ تو سمجھ سکتا ہے اور نہ میں اور اے مغرور زاہد وہ آنکھ جو من وتو میں تمیز کرتی ہے وہ پردۂ معرفت کے اندر نہیں دیکھ سکتی۔ تو واحد و مطلق کے اسرار کو کیا جانے؟ من وتو کا پردہ اُٹھا اور پردہ کے اندرونی راز کو سمجھ۔

(۶) عاشق کو مار دینے والا میرا محبوب مستی کے عالم میں باہر نکلا ہے۔ دیکھئے کہ آج کس کس کے دل کا خون ہوتا ہے۔ رواں ہوتا ہے۔ بقول داغؔ:

کسی کی شامت آئے گی کسی کی جان جائے گی | کسی کی تاک میں وہ بام پر بن ٹھن کے بیٹھے ہیں

(۷) اے خواجہ! تو مستوں کی عیب جوئی نہ کر کہ اس پرانی سرائے (دنیا) میں یہ کسی کو بھی معلوم نہیں ہے کہ وہ کب رحلت کر جائے۔ اور کیسے رخصت ہو جائے گا؟ یعنی جب یہ کسی کو معلوم ہی نہیں ہے کہ کب وہ رحلت کر جائے گا تو پھر کسی کا دِل دکھانے کا کیا مقصد؟ کسی کے ساتھ برائی چہ معنی دارد؟

(۸) میری آنکھ جس وقت تیرے شوق دیدار میں اپنا سر لحد میں رکھے گی تو قیامت کی صبح طلوع ہونے تک کھلی رہے گی۔ دیکھتی رہے گی۔ یعنی شام اجل سے لے کر صبح قیامت تک محبوب کے مشاہدہ کے لیے میری آنکھ نرگس کی آنکھ کی طرح کھلی رہے گی۔

---

[1] بعض نسخوں میں "تا کرا خونِ دل امروز" کی جگہ "تا دگر خون کہ از دیدہ" ہے
[2] بعض نسخوں میں آں دم کی جگہ آں شب ہے۔ اور نہد کی جگہ نہم ہے۔

(۹) اگر حافظ کے مقدر اسی طرح اُس کی مدد کرتے رہے تو محبوب کی زلف دوسروں کے ہاتھ میں ہوگی۔یعنی حافظ کی قسمت اگر ایسی ہی رہی جس طرح کہ اب ہے تو پھر ضرور حافظ محروم ہو جائے گا اور رقیب یار کی صحبت سے فیضاب ہو جائے گا۔

----***----

غزل نمبر (۳۰)

(۱) ترسم کہ اشک درغمِ ما پردہ درشود — ویں رازِ سر بمہر بعالم سمر شود
(۲) گویند سنگِ لعل شود در مقامِ صبر — آرے شود و لیک بخونِ جگر شود
(۳) خواہم شدن بمیکدہ گریان و داد خواہ — کزدستِ غم خلاص دِل[۱] آنجا مگر شود
(۴) این سرکشی کہ در سرِ سروِ بلندِ تست[۲] — کے باتو دستِ کوتہ ما در کمر شود

حل لغات:

* سمر۔مشہور کہانی، مجازاً بمعنی سخن * آرے۔ہاں * لیک۔لیکن * دادخواہ۔انصاف کا طالب * کوتاہ۔چھوٹا، ٹھگنا۔

ترجمہ:

(۱) مجھے اس کا ڈر ہے کہ میرے یہ آنسو میری پردہ دری کر دیں گے۔اور عشق کا یہ پوشیدہ راز ساری دنیا میں کہانی وفسانے کی طرح مشہور ہو جائے گا۔کیونکہ عاشق کی گریہ وزاری سے رازِ عشق ظاہر ہو جاتا ہے۔جس طرح کہ شیخ سعدیؒ نے کہا ہے:

ماجرائے دِل نمیگویم بکس — آبِ چشم ترجمانے میکند!

(۲) کہتے ہیں کہ پتھر بھی اگر صبر کرے تو لعل بن جاتا ہے۔بے شک بن جاتا ہے۔مگر خون جگر خرچ کر کے ہی بنتا ہے۔یعنی پتھر کو لعل بننے میں کئی سو سال روشنی اور گرمی کے کیمیائی اثرات سے گزرنا پڑتا ہے۔اسی طرح انسان کو بھی راہِ طلب میں کچھ صبر سے ہی ملتا ہے۔لیکن صبر دشوار ترین کام ہے اس میں دل وجگر کا خون کرنا پڑتا ہے۔

(۳) میں میکدے میں روتا فریاد کرتا ہوا اور انصاف مانگتا ہوا جاؤں گا کہ شاید وہاں پر ہی غم کے ہاتھوں سے مجھے نجات مل جائے۔ سچ ہی کہا ہے غالبؔ نے کہ ع موت سے پہلے آدمی غم سے نجات پائے کیوں؟

(۴) یہ سرکشی جو تیرے سرو جیسے بلند قامت کے سر میں پائی جاتی ہے۔ہمارا یہ کوتاہ ہاتھ بھلا کب تیری کمر تک پہنچ سکتا ہے؟ یعنی

---

[۱] بعض نسخوں میں دل کی جگہ من ہے۔
[۲] بعض نسخوں میں یہ شعر یوں ہے:

ایں سرکشی کہ کنگرۂ کاخِ وصل راست
سرہا بر آستانہ او خاک در شود

محبوبِ حقیقی تک رسائی ہر کس و ناکس کا کام ہرگز نہیں ہے اور یہ سعادت ہرگز حاصل نہیں ہوسکتی تا نہ بخشد خدائے بخشندہ۔

(۵) ایں قصرِ سلطنت کہ تواش ماہ منظری[1]! — سرہا بر آستانہ او خاکِ در شود!

(۶) از ہر کنار تیرِ دعا کردہ ام رواں — باشد کزیں میانہ یکے کارگر شود

(۷) از کیمیائے مہر تو زر گشت روئے من — آرے! بیمنِ ہمّتِ تو خاک زر شود

(۸) اے دل حدیثِ ما بر دِلدار عرضہ کُن[2] — لیکن چناں مکُن کہ صبا را خبر شود

حل لغات:

* قصر۔محل * ماہِ منظری۔چاند جیسا نظارہ * ہر کنار۔ہر طرف * یمن۔برکت * عرضہ کن۔عرض کر، پیش کر۔

ترجمہ:

(۵) یہ شاہی محل جس میں تو چاند جیسا نظارہ پیش کر رہا ہے ایسے محلوں کے بے شمار مالکوں کے سر اس آستانے کے دروازے کی خاک بن چکے ہیں۔یعنی یہ دنیا فانی ہے اور بقا صرف محبوبِ حقیقی کا عشق اختیار کرنے والے کو ہی ملتی ہے۔

(۶) میں نے چاروں طرف دعاؤں کے تیر چلائے ہیں۔ممکن ہے کہ ان میں سے کوئی ایک ہی کارگر ہو جائے۔یعنی نشانے پر جا لگے۔میری کوئی تو دعا قبول ہو ہی جائے گی۔

(۷) تیرے عشق کے کیمیا سے میرا چہرہ سونا بن گیا۔اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ تیری ہمت کی برکت سے مٹی بھی سونا بن جاتی ہے۔یعنی تیرے عشق میں مجھ پر اس قدر مصیبتیں پڑی ہیں کہ یہ میرے چہرے کا رنگ زرد (سونے جیسا) ہوگیا ہے یہ ہے عشق کی کیمیا گری:

حافظ از دولتِ عشق تو سلیمانی یافت! — یعنی از وصلِ تواش نیست بجز باد بدست

(۸) اے ہمارے دِل! تو ہمارا قصہ ہمارے محبوب کے سامنے پیش کر۔لیکن اس انداز سے بیان کرنا کہ کہیں صبا کو اس کی خبر نہ ہونے پائے۔یعنی خلوت میں اور آہستہ آہستہ تاکہ بادِ صبا بھی سننے نہ پائے کیونکہ وہ بڑی غماز ہے۔(چغل خور ہے)

(۹) روزے اگر غمے رسدت تنگدل مباش — رو شکر کن مباد کہ از بد بتر شود[3]

(۱۰) اے دِل صبور باش مخور غم کہ عاقبت — از شام صبح گردد و از شب سحر شود

(۱۱) در تنگنائے حیرتم از نخوتِ رقیب — یارب مباد آنکہ گدا معتبر شود

---

[1] ایک پرانے قلمی نسخے میں پہلا مصرعہ اس طرح ہے: ع زیں سرکشی کہ کنگرۂ وصل اوج یافت۔

[2] بعض نسخوں میں مصرعہ اول یوں ہے: اے جان حدیثِ ما بر دلدار باز گو۔

[3] بعض نسخوں میں شعر نمبر 12,10,9 اور 13 شامل غزل نہیں ہیں۔

(۱۲) بس نکتہ غیر حُسن بباید کہ تا کسے   مقبول طبع مردمِ صاحب نظر شود

حل لغات:

* بدبترشود۔ بد سے بدتر ہوجائے * صبور۔ صبر والا * نخوت۔ تکبر * تنگنائے رقیب۔ رقیب کی تنگ نظری * بس۔ بہت، بہت سے۔

ترجمہ:

(۹) اگر تجھے کسی روز رنج وغم ملے تو دل تنگ مت کر بلکہ شکر بجالا کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ تیرا حال بد سے بدتر ہو جائے۔ یعنی تو جس حال میں بھی ہے خدا کا شکر کر کیونکہ تیری حالت بد سے بدتر بھی ہو سکتی ہے۔

(۱۰) اے میرے دل! تو صبر کرنے والا ہو جا، غم نہ کر کیونکہ بالآخر شام کے بعد صبح اور رات کے بعد سحر نمودار ہو کے رہتی ہے۔ یعنی صبر کر کہ ہر رنج کے بعد مسرت میسر آتی ہے۔

(۱۱) مجھے رقیب کے تکبر اور غرور پر حیرت ہے۔ اے خدا! کہیں ایسا نہ ہو کہ کوئی گدا معتبر ہو جائے۔ یعنی رقیب جو خستہ حال تھا جب محبوب کا منظور نظر ہوا تو اس میں اس قدر غرور آ گیا کہ مجھے اس کی حالت پر حیرت ہونے لگی۔

(۱۲) اس حسن کے علاوہ بھی بہت سے نکات (خوبیاں) ہونے چاہئیں تب جا کر کہیں انسان کو اہل نظر میں مقبولیت حاصل ہوتی ہے۔ یعنی صاحبِ نظر آدمی کو صرف حسنِ صورت ہی کے ذریعے متوجہ نہیں کیا جاتا بلکہ اور نکات بھی ہیں۔ اور بھی بڑی خوبیاں درکار ہیں۔

(۱۳) مہرِ تو در درونم و عشق تو در سرم!   باشیر در دروں شد و باجان بدر شود

(۱۴) حافظ سراز لحد بدر آرد بپائے بوس   گرخاکِ او بپائے شما بے سپر شود [1]

حل لغات:

* مہرتو۔ تیری محبت * لحد۔ قبر۔

ترجمہ:

(۱۳) میرے دل میں تیری محبت ہے اور میرے سر میں تیرا عشق سمایا ہوا ہے۔ یہ چیزیں دودھ کے ساتھ (یعنی شیر خوارگی کے عالم میں) داخل ہوئی تھیں اور جان کے ساتھ باہر نکلیں گی۔ یعنی بچپن میں تیری محبت میرے دل میں آئی جو کہ مرتے دم تک اندر ہی رہے گی۔ خواجہ صاحب نے یہ خیال خواجو سے لیا ہے اور دوسرا مصرعہ انہی کا ہے۔

کے برکنم دل از رُخِ جاناں کہ مہراد   باشیرِ دردِل آمد و باجان بدرشود

---

[1] بعض نسخوں میں یہ شعر یوں ہے:

حافظ چو نافہ سرِ زلفش بدستِ تُست
دم درکش ارنہ بادِ صبا راخبر شود

(۱۴) حافظ قدم بوسی کے لیے قبر سے سر باہر نکالے گا اگر چہ اس کی خاک تمہارے پاؤں سے پامال ہو جائے گی۔ یعنی تیرے پاؤں سے پامال ہونے کے لیے حافظ قبر سے نکل کر تیری قدم بوسی کرے گا۔

-----***-----

غزل نمبر (۳۱)

(۱) تنت با نازِ طبیباں نیاز مند مباد — وجودِ نازکت آزردہ از گزند مباد

(۲) سلامتِ ہمہ آفاق در سلامتِ تست — بہیچ عارضہ شخصِ تو دردمند مباد

(۳) دریں چمن چو در آید خزاں بیغمائی — رہش بسروِ سہی قامتِ بلند مباد

(۴) دراں بساط کہ حُسنِ تو جلوہ اندازد[1] — مجالِ طعنہء بدبین بد پسند مباد

حل لغات:

* تنت۔ تیرا جسم * گزند۔ نقصان، تکلیف * ہمہ آفاق۔ سارا جہاں * عارضہ۔ بیماری * شخص تو۔ مراد جسم * بہ یغما در آور دن۔ لوٹ مار کرنا * بساط۔ پونجی، گھر کا سامان، مقام۔

ترجمہ:

(۱) (خدا کرے) کہ تیرا جسم طبیبوں کے ناز کا نیاز مند نہ ہو۔ اور یہ تیرا نازک وجود کسی بھی تکلیف سے کبھی آزردہ نہ ہو۔ (خواجہ نے یہ غزل کسی عزیز کے بیمار ہونے پر لکھی ہے اور سارے اشعار دعائیہ ہیں)

(۲) سارے جہان کی سلامتی تیری سلامتی میں ہے۔ تیرا وجود کسی بھی بیماری سے دردمند نہ ہونے پائے۔ کیونکہ تو سلامت ہے تو دنیا سلامت ہے۔

بقول سعدیؒ:

اے در بقائے عمر تو خیر جہانیاں!
باقی مباد ہر کہ نخواہد بقائے تو

(۳) اس باغ میں جب خزاں لوٹ مار کرنے کے لیے آئے تو اُسے بلند قامت (سرو قد) کی جانب راستہ نہ ملے۔ یعنی تیرا بلند قامت ہر آفت سے محفوظ رہے۔ اسے کوئی گزند نہ پہنچے۔

(۴) جس مقام پر یہ تیرا حسن جلوہ افروزی کرے (خدا کرے) کہ وہاں پر بدبین اور بداندیش (حاسد) کو طعنہ زنی کی مجال نہ ہو۔

---

[1] بعض نسخوں میں اندازد کی جگہ آغازد ہے۔

یعنی ایسے لوگوں کے طعنوں کا نشانہ نہ بنے۔

(۵) جمالِ صورت و معنی ز یمنِ ہمت تست[1] — کہ ظاہرت وژم و باطنت نژند مباد
(۶) ہر آنکہ روئے چو ماہت بچشمِ بد بیند — بر آتشِ تو بجز چشمِ[2] اوسپند مباد
(۷) شفا ز گفتہء شکر فشانِ حافظ جوئے — کہ حاجتت بعلاجِ گلاب و قند مباد

حل لغات:

* یمن۔برکت * وژم۔علیل * نژند۔افسردہ * سپند۔حرمل، جو نظر بد کے لیے جلاتے ہیں * گفتہ شکر فشاں۔میٹھی وشیریں باتیں۔

ترجمہ:

(۵) یہ ظاہر و باطن کا حسن و جمال تیری دُعا اور لطف کی برکت سے ہے۔تیرا جسم کبھی علیل نہ ہو اور تیرا دل کبھی افسردہ نہ ہو۔غمگین نہ ہو۔یعنی حسن صورت اور حسن سیرت یہ تیرا صوری اور معنوی حسن و جمال ہی اصل میں تیرے حسن کی رونق ہے۔خدا تجھے کبھی افسردۂ خاطر نہ کرے۔

(۶) جو شخص بھی تیرے چاند جیسے چہرے کو نظر بد سے دیکھے تیری آگ پر سوائے اس کی آنکھ کے اور کوئی سپند نہ ہو۔مطلب یہ کہ جو بھی تجھے نظر بد سے دیکھے اس کی آنکھ ہی آگ پر سپند کی طرح جلے۔

(۷) حافظ کے میٹھے اور شیریں کلام سے تو شفا طلب کر کہ تجھے علاج و شفا کے لیے کسی گلاب اور قند کی ضرورت ہی نہ رہے۔یعنی دوا کی نسبت حافظ کی دعا تیرے حق میں زیادہ مفید ہے۔

----***----

غزل نمبر (۳۲)

(۱) ترکِ من چوں جعدِ مشکیں گردِ کاکُل بشکند — لالہ را دل خون شود بازارِ سنبل بشکند
(۲) درخراماں سروِ گلنارش کند میلِ چمن! — سرو را ازپا در انداز و دلِ گُل بشکند
(۳) تاخیالِ ابروئے جاناں زچشم دُور شد — اندرین رہ سیلھا باشد کہ صد پُل بشکند

---

[1] بعض نسخوں میں ”یمن ہمت تست“ کی جگہ ”زامن صحبت تست“ ہے۔

[2] بعض نسخوں میں ”چشم او“ کی جگہ ”جان او“ ہے اور بعض نسخوں میں مصرعہ ثانی یوں ہے:

بجز بر آتش غم جانِ اوسپند مباد

(۴) چوں نسیمِ صبحگاہی پردۂ گُل بر درد   خارِ غم اندر دل مجروح بُلبُل بشکند
(۵) حافظا ایں سرِّ وحدت را ز دستِ خود مدہ   تا خیال زہد و تقویٰ را توکل بشکند

حل لغات:

* ترکِ من۔ میرا محبوب * جعد مشکیں۔ خوشبودار زلفیں * کاکل۔ زلف کے وہ بال جو ماتھے پر پڑتے ہیں * سرو گلنار۔ سرو قد و گل رو محبوب * سیلھا۔ سیلاب * صبحگاہی۔ صبح کے وقت * مجروح۔ زخمی۔

ترجمہ:

(۱) جب میرا محبوب اپنی خوشبودار زلف کو کل کے گرد چھوڑتا ہے۔ تو گل لالہ کا دل خون ہو جاتا ہے اور سنبل کی رونق ماند پڑ جاتی ہے۔ یعنی محبوب کی زلف کے آگے سنبل کی کوئی حیثیت نہیں ہے۔

(۲) اگر اس کا گلنار سرو (قد) سیر کے لیے باغ جانے کا ارادہ کرے تو سرو کو گرا دے اور پھول کا دل توڑ دے یعنی سرو اس کی بلند قامت کا مقابلہ نہ کر سکنے کے باعث اپنی سرکشی ترک کر ڈالے اور پھول اس کے رخساروں کی رنگت اور لطافت کو دیکھ کر افسردہ ہو جائے بقول داغ دہلوی:

باغ میں گل کھلے جاتے ہیں کہ وہ آتے ہیں
اُنگلیاں سرو اٹھاتے ہیں کہ وہ آتے ہیں

(۳) جب سے محبوب کے ابرو کا تصور میری آنکھ سے دور ہو گیا ہے تب سے اس راستے میں بہت سے سیلاب آ کر سینکڑوں پل توڑ رہے ہیں۔ یعنی جدائی محبوب میں اس قدر رویا ہوں کہ آنکھوں سے سیلاب جاری ہیں۔

(۴) جب نسیم صبح پھول کا پردہ چاک کرتی ہے۔ تو بُلبُل کے زخمی دل کے اندر غم کا کانٹا ٹوٹ جاتا ہے۔ یعنی پھول کے کھلنے پر بلبل کا عشق دوبالا ہو جاتا ہے اور ساتھ ہی عشق کا غم بھی اس کے دل میں گھر کر لیتا ہے۔

(۵) اے حافظ! تو وحدت کے اس راز کو اپنے ہاتھ سے نہ جانے دے تا کہ زہد اور پرہیزگاری کے گمان و خیال کو توکل توڑ کر رکھ دے۔ یعنی زہد و تقویٰ پر غرور ہرگز نہ کرنا چاہیے۔

(نوٹ) بعض نسخوں میں یہ غزل شامل نہیں ہے۔

----***----

غزل نمبر (۳۳)

(۱) جاں بے جمالِ جاناں میلِ جہاں ندارد   ہر کس کہ ایں ندارد حقا کہ آں ندارد
(۲) باہیچکس نشانے زاں دلستاں ندیدم   یا من خبر ندارم یا او نشاں ندارد

(۳) ہر شبنمے دریں رہ صد موجِ آتشیں ست — دردا کہ ایں مُعمّا شرح و بیاں ندارد
(۴) سرِ منزلِ قناعت نتواں زدست دادن — اے ساربان فروکش کایں رہ کراں ندارد

حل لغات:

* میل جہاں۔ جہان کی رغبت * حقا۔ خدا کی قسم * دلستاں۔ دلبر، دل لینے والا * دردا۔ افسوس * معما۔ چیستان، پہیلی * از دست دادن۔ ترک کر دینا * فروکش۔ اُتر آ۔

ترجمہ:

(۱) میری جان جمالِ محبوب کے بغیر دنیا کی طرف بالکل رغبت نہیں رکھتی۔ جس شخص کے پاس یہ جمال محبوب نہیں ہے خدا کی قسم وہ جان بھی نہیں رکھتا۔ یعنی جمالِ محبوب کے بغیر یہ جان کوئی حیثیت نہیں رکھتی اور محبوب کے وصال کے بغیر یہ زندگی کسی کام کی نہیں ہے۔

(۲) مجھے کسی شخص سے بھی اس دلبر کا نام ونشان تک نہ ملا۔ یا پھر مجھے ہی اس دلبر کے نام ونشان کا کچھ پتہ نہیں ہے۔ یعنی یا تو مجھے خود علم نہیں ہے یا یہ کہ اس کی ذات کا علم ہی دنیا میں موجود نہیں ہے۔

(۳) عشق کی راہ میں شبنم کے ایک قطرے کے اندر سو آتشیں موجیں موجود ہیں اور ایک ایک ذرہ میں آفتاب جلال پایا جاتا ہے۔ یعنی اس راہ میں ہر شبنم کا قطرہ بھی سو آتشیں موجوں کے برابر ہے۔ افسوس کہ اس معمے کی شرح نہیں ہو سکتی کیونکہ اس کا ایک ایک قطرہ بحرِ بیکراں کی حیثیت رکھتا ہے۔ بقول ذوقؔ:

دانۂ خرمن ہے ہمیں قطرہ ہے دریا ہم کو — آئے ہے جُز میں نظر کل کا تماشا ہم کو

(۴) ہم قناعت کی منزل کا سرا اپنے ہاتھ سے نہیں دے سکتے۔ اے ساربان! اُتر آ کہ یہ ایک ایسا راستہ ہے کہ اس کا کوئی کنارہ نہیں ہے۔ یعنی انسان کہاں تک چلے کہ اس راستے کی کوئی انتہا ہی نہیں ہے اور یہ راستہ کبھی طے ہو ہی نہیں سکتا۔ بقول غنیمت کنجاہی:

ع جادۂ عشق قطع نمی گردد از دویدنہا

(۵) چنگِ خمیدہ قامت میخواندت بعشرت — بشنو کہ پندِ پیراں ہیچست زیاں ندارد
(۶) گر خود رقیب شمع ست احوال ازو بپوشاں — کآں شوخِ سربریدہ بندِ زباں ندارد
(۷) ذوقے چناں ندارد بے دوست زندگانی — بے دوست زندگانی ذوقے چناں ندارد [1]
(۸) احوال گنجِ قاروں کایّام داد ہرباد — درگوشِ گل فرد خواں تا زر نہاں ندارد

[1] بعض نسخوں میں شعر نمبر 7 اور شعر نمبر 9 شامل غزل نہیں ہیں۔

حل لغات:

٭ چنگِ خمیدہ قامت۔کمان کی طرح خم دار رباب (ساز) ٭ سر بریدہ۔کٹا ہوا سر۔شمع کا گل کترا جاتا ہے تو اس کی زبان اور تیز ہو جاتی ہے، روشنی بڑھ جاتی ہے ٭ ذوقے۔ذوق، شوق، مزہ ٭ بر باد دادن۔تباہ کرنا ٭ زرِ گل۔پھول کے اندر جو زرد مادہ ہوتا ہے جسے زرِ گل کہتے ہیں۔

ترجمہ:

(۵) خم دار رباب (ساز) تجھے عیش وعشرت کی طرف بلا رہا ہے۔بوڑھوں کی نصیحت سُن! کہ اس سے تجھے کوئی نقصان نہ پہنچ سکے گا کیونکہ عمر رسیدہ شخص تجربہ کار ہوتا ہے زمانے کی اونچائی اور پستی سے بخوبی واقف ہوتا ہے۔اس کی نصیحت پر عمل کرنے سے فایدہ ہی ہوتا ہے نقصان ہر گز نہیں ہوتا۔

(۶) رقیب اگر خود شمع بھی ہو تو اس سے تو اپنے دل کا حال چھپائے رکھ۔کیونکہ اس سر بریدہ وشوخ کی زبان قابو میں نہیں ہے۔شمع کا گُل کترنے کی وجہ سے اُسے سر بریدہ کہا ہے۔یعنی عشق کا راز شمع محفل تک کو نہیں بتانا چاہیے۔

(۷) محبوب کے بغیر زندگی کا کچھ مزہ نہیں ہے اور محبوب کے سوا زندہ رہنے میں کچھ لطف نہیں ہے دونوں مصرعوں میں ایک ہی جملہ ہے صرف الفاظ وتراکیب میں تقدم وتاخیر ہے۔مضمون کو پُر زور بنانے کے لیے اعادہ کیا گیا ہے۔

(۸) قارون کے خزانے کا احوال جس کو زمانے نے برباد کر کے رکھ دیا ہے۔پھول کے کان میں کہو تا کہ وہ بھی زر کو چھپا کر نہ رکھے۔کیونکہ بخیل کے خزانے کا وہی حال ہوتا ہے جو کہ قاروں کا ہوا۔

(۹) آں را کہ خواندی استاد گر بنگری بہ تحقیق! — صنعت گری ست امّا طبع رواں ندارد!

(۱۰) اے دِل طریقِ رندی از محتسب بیاموز — مست ست ودرحقِ او ایں کس گماں ندارد

(۱۱) کس در جہاں ندارد یک بندۂ ہمچو حافظؔ! — زیرا کہ چوں تو شاہے کس در جہاں ندارد

حل لغات:

٭ صنعت گری۔ملمع سازی، کاریگری ٭ محتسب۔کوتوال، حاکم اعلیٰ جو شرعی حد لگاتا ہے ٭ بندہ۔غلام۔ ٭ زیرا کہ: کیونکہ۔

ترجمہ:

(۹) جسے تو نے استاد کہا ہے۔اگر تو غور کی نظر سے دیکھے تو تجھے پتہ چلے گا کہ یہ تو محض کاریگری وصنعت گری ہے اس کی طبیعت میں روانی نہیں ہے۔یعنی شعر کہنے کے لیے صنائع بدائع ہی کافی نہیں ہیں بلکہ طبیعت کی روانی اور خیالات اور الفاظ کی آمد بھی نہایت ضروری ہے۔اسی لیے خواجہ صاحب کہہ رہے ہیں کہ جسے تو استاد شاعر کہہ رہا ہے اس کے کلام میں صنائع بدائع تو ہیں لیکن طبیعت کی روانی موجود نہیں ہے۔

(۱۰) اے دِل! تو رندی کا طریقہ محتسب سے سیکھ۔وہ مست ہے اور اس کے حق میں کسی کو یہ گمان تک بھی نہیں ہے کہ وہ مست اور بیخود ہے۔

(۱۱) جہاں میں کوئی شخص بھی حافظ کی طرح کا غلام نہیں رکھتا کیونکہ کسی کو بھی جہان میں تجھ ایسا بادشاہ نہ مل سکا ہے۔ یعنی بادشاہی میں تیرا کوئی ثانی نہیں ہے اور تیرا غلام ہونے کی وجہ سے میں غلاموں میں لاثانی ہوں۔

----***----

غزل نمبر (۳۴)

(۱) جہاں بر ابروئے عید از ہلال وسمہ کشید — ہلالِ عید بر ابروئے یار باید دید

(۲) شکستہ گشت چو پشتِ ہلال قامتِ من — کمانِ ابروئے یارم کہ بارِ وسمہ کشید

(۳) مپوش روئے و مشو درہم از تفرجِ حُسن — کہ خواند خطِ تو بر روئے واَن یکادُ دمید

(۴) مگر نسیمِ تنت صبح در چمن بگزشت — کہ گُل بوئے خوشست ہمچو صبح جامہ درید

حل لغات:

* وسمہ۔ خضاب وغیرہ * بار۔ بوجھ * تفرج حسن۔ نظارۂ حسن * ان یکادُ۔ وَانّ یَکَادُ قرآن پاک کی آیت ہے کہ جسے نظر بد سے محفوظ رکھنے کے لیے پڑھ کر دم کرتے ہیں وَ اَن یُکادُ الذین کَفرُو وَ لَیزْلقو نَکَ بَابصَارِھما ہر آئنہ نزدیک ہے کہ کافر تجھے لغزش دیں اور ہلاک کر ڈالیں اپنی تیز آنکھوں سے * درید۔ دریدن مصدر پھاڑنا۔

ترجمہ:

(۱) جہان نے عید کے ابرو پر ہلال کا وسمہ لگایا ہے۔ عید کا چاند محبوب کے ابرو پر دیکھنا چاہیئے۔ یعنی عید کے ابرو پر ہلال کا وسمہ لگا ہے یعنی ہلال عید نکل آیا ہے۔ عید کا چاند دیکھنے سے پہلے ابروئے یار کو دیکھنا چاہیے جو کہ ہلال عید سے مشابہت رکھتا ہے۔ گویا عید دنیا کے چہرے پر ابرو کے مانند ہے اور ہلال سے اس کی زیب و زینت ہوتی ہے۔ لوگ عید کا چاند دیکھ کر خوش ہوتے ہیں اور ہماری نظروں میں محبوب کا ابرو ہی عید کا چاند ہے۔

(۲) میرا قد ہلال کی پشت کے مانند جھک گیا ہے جب کہ میرے محبوب کے ابرو کی کمان نے وسے کا بوجھ اٹھایا ہوا ہے۔ (ابروئے یار وسمہ لگانے سے اور بھی دلکش ہو جاتا ہے اور عاشق کا شوق اور تیز ہو جاتا ہے) کیونکہ ابروئے یار نازک ہے جو وسمہ کا بوجھ برداشت کئے ہوئے ہے اور میرے شوق و عشق میں خم آ چکا ہے۔

(۳) اے محبوب! تو اپنا چہرہ مت چھپا اور اپنے حسن کے نظارے سے لوگوں پر خفا نہ ہو۔ تیرے خط نے نظر بد کی آیت وَانْ یُکاد پڑھ کر تیرے چہرے پر پھونک ماردی ہے۔

---

۱ بعض نسخوں میں "کہ بار وسمہ کے بجائے "چوں وسمہ بار" ہے۔

(۴) شاید تیرے بدن کی خوشبودار ہوا صبح باغ میں سے ہو کر گزری ہے کہ پھول نے تیری خوشبو سے صبح کی طرح اپنا جامہ پھاڑ ڈالا ہے۔ یعنی پھول نے رشک سے اپنا جامہ چاک کر ڈالا ہے۔

(۵) بیا کہ باتو بگویم غمِ ملالتِ دِل — چراکہ بے تو ندارم مجال گفت و شنید

(۶) نبود چنگ و رباب و گُل و نبید[۱] کہ بود — گِل وجود من آغشتہء شراب و نبید

(۷) بہائے وِصل تو گرجاں بود خریدارم — کہ جنس خوب مبصر بہرچہ دید خرید

(۸) مریز آبِ سرشکم کہ بے تو دور از تو![۲] — چو باد می شد و در خاکِ راہ می غلطید

حل لغات:

* ملالت۔ملال * مجال۔طاقت * نبید۔جَو کی شراب * گِل۔مٹی * آغشتہ۔آلودہ * بہائے وصل۔وصل کی قیمت * مبصر۔دیکھنے والا * آبِ سرشکم۔میرے آنسوؤں کا پانی۔

ترجمہ:

(۵) آ کہ میں تجھ سے اپنے دِل کے ملال کا غم بیان کروں کیونکہ تیرے سوا کچھ کہنے اور سننے کی طاقت نہیں ہے۔ یعنی تو جو کہ میرا ہمراز ہے اور تجھ سے ہی دل کے راز اور غم و درد کی بات کی جاسکتی ہے۔

(۶) چنگ و رباب اور پھول اور شراب یہ چیزیں موجود نہ تھیں کیونکہ میرے وجود کی مٹی شراب اور نبید سے آلودہ (تر) تھی۔ یعنی ابتدائے آفرینش سے بھی پہلے میرے وجود کی مٹی کو شراب سے تر کیا (گوندھا) گیا تھا۔ یہ شراب نوشی کوئی میری نئی بات نہیں ہے۔

(۷) اگر تیرے وصل کی قیمت اگر جان بھی ہے تو میں تیرے وصل کا خریدار ہوں کیونکہ اہل نظر آدمی اچھی جنس کو جس قیمت پر بھی ملے خرید لیتا ہے۔ یعنی جان دے کر ترا وصل خریدنے کو تیار ہوں۔ بلکہ عاشق تو یہ کہتے ہیں کہ

ع نرخ بالا کن کہ ارزانی ہنوز

(۸) تو میرے ان آنسوؤں کی آبروریزی نہ کر کہ تیرے سوا اور تجھ سے دور یہ آنسو ہوا کے مانند رواں اور راستے کی خاک میں گرتے تھے۔ یعنی تیری جدائی میں میں اتار دیا ہوں کہ میرے آنسو خاکِ راہ میں گر رہے ہیں اور تو میرے آنسوؤں کی کوئی پروا نہیں کر رہا۔

---

۱ بعض نسخوں میں "گل و نبید" کے بجائے "نبید و عود" ہے۔

۲ بعض نسخوں میں شعر نمبر 12,11,8 شامل غزل نہیں ہیں۔

(۹) چو ماه روئے تو در زیرِ [1]زلف می دیدم شبم بروئے تو روشن چو روز می گردید
(۱۰) بلب رسید مرا جان و برنیامد کام! بسر رسید امید و طلب بسر نرسید
(۱۱) ز انقلابِ زمانہ طمع مدار اے چرخ، چوں صبح بر رُخِ عالم ازیں صفت خندید
(۱۲) دِلم ززلفِ تو شوریدہ بود می دانم کہ پیشِ روئے تو برخود چو برق می خندید
(۱۳) زشوقِ لعلِ [2]تو حافظ نوشت شعرے چند بخواں زنظمش و درگوش کن [3] چومروارید

حل لغات:

* ماہ۔چاند،مراد چہرہ * برنیامد کام۔مراد برنہ آئی * چرخ۔آسمان * شوریدہ۔دیوانہ * مروارید۔موتی،اپنے اشعار کوموتیوں سے تشبیہ دی ہے۔

ترجمہ:

(۹) جب تیرے چہرے کا چاند میں تیری زلف کے نیچے دیکھتا تھا تو میری رات تیرے چہرے سے دن کی طرح روشن ومنور ہوجاتی تھی۔جیسے زلف کی رات کو تیرے چہرے کا چاند روشن کرتا ہے اُسی طرح تیرے رخسار کے دیدار سے میری رات چمک اُٹھتی ہے۔

(۱۰) میری جان لبوں پر آچکی ہے لیکن میری مراد برنہ آسکی (مقصد حاصل نہ ہوسکا) اُمید تو ختم ہوگئی لیکن طلب ابھی تک ختم نہیں ہوسکی۔یہی طلب تو زندگی ہے اسے بہرصورت قائم رہنا چاہیے۔

(۱۱) اے آسمان! تو زمانے کے انقلاب سے یہ اُمید ہرگز نہ رکھ کہ صبح کے مانند زمانے کے چہرے پراسی طرح ہنسی وخوشی رہے گی۔ یعنی زمانہ ہمیشہ ہی انقلابات کا محور رہا ہے اور یہ اُمید عبث ہے کہ خوشحالی ہمیشہ رہے گی۔

(۱۲) میں جانتا ہوں کہ میرا دِل تیری زلف کا دیوانہ تھا کہ تیرے چہرے کے سامنے بجلی کی طرح اپنے اوپر ہنستا تھا۔جیسے بجلی بادلوں میں ہنستی ہے ایسے ہی میرا یہ دِل تیری زلف کی شوریدگی میں بجلی کی طرح چمکتا تھا۔

(۱۳) تیرے سُرخ لبوں کے شوق میں حافظ نے یہ چند شعر لکھے ہیں۔اس کی نظم (غزل) کو تو پڑھ اور موتیوں کی طرح انہیں اپنے کانوں میں ڈال لے۔(موتیوں کے آویزے مشہور ہیں)

----***----

[1] بعض نسخوں میں زیر کی جگہ شام ہے۔
[2] بعض نسخوں میں لعل کی جگہ روئے ہے۔اور شعرے کی جگہ حرفے ہے۔
[3] بعض نسخوں میں کن کی جگہ کش ہے۔مفہوم ایک ہی ہے۔

غزل نمبر (۳۵)

(۱) جمالت آفتابِ ہر نظر باد ز خوبی روئے خوبت خوب تر باد
(۲) ہمائے[1] اوج شاہیں شہپرت را دل شاہانِ عالم زیرِ پر باد
(۳) دِلے کو بستہء زلفت نباشد[2] ہمیشہ غرقہ در خونِ جگر باد
(۴) بُتا چوں غمزہ ات ناوک کشاید[3] دلِ مجروحِ من پیشش سپر باد

حل لغات:

* روئے خوبت۔ تیرا خوبصورت چہرہ * اوج۔ بلندی * شہپرت۔ تیرا شہ پر * غرقہ درخونِ جگر۔ جگر کے خون میں غرق * ناوک۔ تیر * سپر۔ ڈھال * بتا۔ اے بت (محبوب)

ترجمہ:

(۱) خدا کرے کہ تیرا حسن و جمال ہر نظر کے لیے سورج بن کے چمکے۔ اس حسن کی بدولت تیرا خوبصورت چہرہ اور زیادہ خوبصورت ہو جائے۔ یعنی ہر نظر کو تیرا حسن و جمال روشنی بخشے۔
(۲) تیرے ہمائے اقبال کے پر باز کے شہپر کے مانند ہیں (خدا کرے کہ) دنیا بھر کے بادشاہوں کے دِل ان پروں کے نیچے رہیں۔ یعنی تمام دنیا کے بادشاہ تیری زلف کے دام میں گرفتار ہیں۔
(۳) وہ دِل جو تیری زلف کا قیدی نہیں ہوا وہ ہمیشہ جگر کے خون میں غرق اور ڈوبا رہے۔ یعنی زلفِ محبوب سے وابستگی نہایت ضروری ہے کیونکہ محبت کے بغیر زندگی زندگی نہیں ہے۔
(۴) اے محبوب! جب تیرا غمزہ تیر چلائے تو میرا یہ زخمی و گھائل دِل اس کے آگے ڈھال بن جائے! یعنی خدا کرے کہ تیرے غمزے کا تیر میرے ہی دِل پر لگ جائے۔

(۵) چوں لعلِ شکّرینت بوسہ بخشد مذاقِ جانِ من زو پُر شکّر باد
(۶) مرا از تست ہردم تازہ عشقے ترا ہر ساعتے حُسنِ دِگر باد
(۷) بجاں مشتاقِ روئے تست حافظؔ! ترا برحالِ مشتاقاں نظر باد

---

[1] بعض نسخوں میں اوج کی جگہ زلف ہے۔
[2] بعض نسخوں میں "بستہ زلفت" کی جگہ عاشقِ رویت ہے۔
[3] بعض نسخوں میں کشاید کی جگہ فشاند ہے۔

حل لغات:

* لعل شکر ینت۔ تیرے میٹھے اور سرخ لب * ہر ساعتے۔ ہر گھڑی * مشتاقاں۔ اشتیاق وشوق رکھنے والے، عاشق۔

ترجمہ:

(۵) جب تیرے میٹھے اور سُرخ لب بوسہ عطا کریں تو اس سے میری جان کا مذاق پُرشکر ہو جائے۔ یعنی کہ تیرے میٹھے لب کے بوسہ سے میری جان کی زبان میں شیرینی آ جائے گی۔

(۶) مجھے ہر لحہ اور ہر گھڑی تازہ عشق ہوتا ہے۔ خدا تجھے ہر گھڑی مزید حسن و جمال بخش دے۔ یعنی ہر ساعت تیرا حسن بھی دوبالا ہو اور میرا عشق بھی تازہ ہو۔

(۷) حافظ دل وجان سے تیرے دیدار کا مشتاق ہے (خدا کرے) کہ تو ان مشتاقوں (عاشقوں) کے حال پر نظر عنایت کرے یعنی مشتاقوں کے حال پر تیرے لطف وکرم کی نظر رہے۔

(نوٹ) بعض نسخوں میں یہ شعر مستزاد ہے۔ کسے کو کشتۂ دردیت نباشد چو زلفت درہم وزیروز برباد

----***----

غزل نمبر (۳۶)

(۱) چو رویت مہر و مہِ تاباں نباشد چو قدت سرو در بستاں نباشد

(۲) چو لعل و لولوت در دِل فروزی دُرِ دریا و لعلِ کاں نباشد

(۳) میانِ خطِ سبزت لعلِ نوشین! عجب گر چشمۂ حیواں نباشد

(۴) چو فندق پستہ اش خندد بحالم چرا با دامِ من گریاں نباشد

حل لغات:

* تاباں۔ روشن * لولوء۔ موتی۔ * دُر: موتی۔ * لعل نوشیں: لبِ لعلیں، محبوب کے ترخ شراب جیسے لب۔ * چشمہ حیواں: آبِ حیات۔ * فندق۔ اخروٹ، بیر کے برابر ایک سرخ ولایتی پھل، معشوق کا ہونٹ * بادام۔ ایک خشک میوہ مجازاً آنکھ * گریاں: رونا۔

ترجمہ:

(۱) تیرے چہرے کی طرح یہ چاند اور سورج روشن نہیں ہیں۔ اور باغ میں کوئی سرو بھی تیرے قد کے مقابلہ میں موزوں نہیں ہے۔ یعنی چاند اور سورج روشنی میں تیرے چمکتے چہرے کا مقابلہ نہیں کر سکتے اور باغ میں سرو تیرے قد وقامت کے سامنے ہیچ ہے۔

(۲) تیرے لعل جیسے لبوں اور موتیوں جیسے دانتوں کی دلفریبی کے سامنے سمندر کے موتی اور کان کے لعل بھی ہیچ ہیں۔ مطلب یہ کہ جو

دلفریبی اور دلکشی تیرے سرخ لبوں اور موتی جیسے سفید چمکتے ہوئے دانتوں میں پائی جاتی ہے وہ کان کے سرخ لعل اور سمندر کے موتیوں میں بھی نہیں ہے۔

(۳) تیرے خط سبز اور شیریں و میٹھے لبوں کے درمیان بڑے تعجب کی بات ہے کہ اگر آب حیات کا چشمہ نہ ہو۔یعنی جس طرح ظلمات کے اندر آب حیات چمکتا ہے اُسی طرح تیرے خطِ سبز کے اندر سرخ لب بھی چشمہ آب حیات ہیں۔

(۴) فندق کی طرح اس کے پستہ لب میرے حال پر خندہ زنی کرتے ہیں۔پھر میری یہ آنکھیں کیوں نہ روئیں؟ یعنی وہ میرے حالِ زار پر بجائے ہمدردی کے ہنستا ہے اور میں اس پر روؤں نہ تو کیا کروں؟

(۵) سوادِ کُفرِ زلفِ او کہ دِل را　　بروئے تو ازآں ایماں نباد

(۶) بتو نسبت نباشد ہیچ تن را　　نہ تن باللہ کہ مثلت جاں نباشد

(۷) اگرچہ ہست شیریں شعرِ حافظؔ!　　چو لعلِ خسروِ خوباں نباشد

حل لغات:

* سواد۔تاریکی * مثلت۔تیری مثال، تیری طرح * خسروخوباں۔حسینوں کا بادشاہ۔

ترجمہ:

(۵) تیری زلف کی سیاہی دِل کے لیے کفر ہے لیکن میرے نزدیک اس سے بڑھ کر ایمان کو مضبوط کرنے والی اور کوئی چیز نہیں ہے یعنی محبوب کی زلف کی سیاہی اگر چہ کفر آفرین ہے مگر عاشق کے نزدیک یہ ایمان کی پختگی کا باعث ہے۔ظہیر فاریابی کہتا ہے:

بر رُخِ ملّتِ او رنگِ سُلمانی نیست
ہر کہ در بتکدۂ عشق تو کافر نشود

(۶) کسی جسم کو بھی تجھ سے کوئی نسبت نہیں ہوسکتی۔جسم کیا بلکہ خدا کی قسم کوئی جان بھی تیری طرح نہیں ہے۔یعنی جسم تو اپنی جگہ پر جان بھی لطافت اور پاکیزگی میں تیرے وجود کے مقابل نہیں آسکتی۔

(۷) اگرچہ خواجہ حافظ کا کلام بڑا دلکش اور شیریں ہے لیکن حسینوں کے بادشاہ (محبوب) کے سرخ اور میٹھے لبوں سے زیادہ دلکش اور شیریں نہیں ہے۔

(نوٹ): بعض نسخوں میں یہ غزل شامل نہیں ہے۔

----***----

غزل نمبر (۳۷)

(۱) چو آفتابِ مے از مشرق پیالہ بر آید ز باغِ عارض ساقی ہزار لالہ برآید
(۲) نسیم در سرِ گُل بشکند کلالہء سُنبل! چوں داز میان چمن بوئے آں کلالہ برآید
(۳) حکایت شبِ ہجراں نہ آن شکایتِ حالست کہ شمہء زبیانش بصد رسالہ برآید
(۴) ز گردِ خوانِ نگونِ فلک مدار توقع [1] کہ بے ملالتِ صد غصہ یک نوالہ برآید

حل لغات:

* عارض۔رخسار * لالہ۔گل لالہ،بنفشے کا پھول * کلالہ۔پیچ دار زلف،بال * سنبل۔خوشبودار گھاس مراد زلف * شمہ۔ تھوڑا سا * خوان نگوں۔اوندھا دسترخوان مراد آسمان۔

ترجمہ:

(۱) جب شراب کا سورج مشرق سے طلوع ہوتا ہے تو ساقی کے رخسار کے باغ سے گل لالہ کے ہزاروں پھول اُگ آتے ہیں۔ یعنی جب محبوب شراب پیتا ہے تو اس کا چہرہ لالے کی طرح سرخ ہوجاتا ہے۔یعنی شرابِ عشق سے چہرے پر نور آجاتا ہے۔
(۲) بادِ نسیم پھول کے سر پر سنبل کے پیچ وخم کھول دیتی ہے۔جب باغ کے درمیان سے اُس زلف کی خوشبو آتی ہے۔یعنی پھول میں وہ خوشبوئیں اور سنبل میں وہ پیچ وتاب نہیں ہے جو کہ محبوب کی زلف میں موجود ہے۔
(۳) جدائی کی رات کی کہانی ایسے حال کی شکایت نہیں ہے کہ اس کے بیان کا ایک تھوڑا سا حصہ بھی سو کتابوں میں آجائے۔یعنی جدائی کی رات کی مصیبتیں بیان کرنے کے لیے سو کتابوں کی ضرورت ہے۔
(۴) تو آسمان کے اوندھے دسترخوان سے یہ اُمید نہ رکھ کر سو غصہ کی ملالت کے سوا ایک نوالہ بھی تجھے حاصل ہوجائے۔یعنی دورِ فلک سے ایک نوالہ بھی حاصل کرنے کے لیے سینکڑوں تکلیفیں اُٹھانا پڑتی ہیں۔

(۵) گرت چوں نوحؑ نبی صبر ہست درغمِ طوفاں بلا بگردد و کامِ ہزار سالہ برآید
(۶) بسعیء خود نتواں بُرد پے بگوہرِ مقصود خیال باشد کایں کار بے حوالہ برآید
(۷) نسیمِ وصل [2] تو گر بگزرد بتُربتِ حافظؔ زخاکِ کالبدش صد ہزار نالہ برآید

حل لغات:

* نوح۔حضرت نوح علیہ السلام جن کی بددعا سے زبردست طوفان آیا تھا اور اسے طوفان نوح کے نام سے یاد کیا جاتا ہے

[1] بعض نسخوں میں ''مدار توقع'' کی جگہ ''طمع نتواں داشت'' ہے۔
[2] بعض نسخوں میں وصل کی جگہ زلف، گر کی جگہ چوں اور نالہ کی جگہ لالہ ہے۔

* حوالہ۔ سپردگی۔ دوسرے کو کوئی چیز دینا، سپرد کرنا * زخاکِ کالبدش۔ اس کے جسم کی مٹی سے۔ * تربت: قبر، کالبد۔
* ڈھانچا: وجود۔

ترجمہ:

(۵) اگر تو غم کے طوفان میں حضرت نوح علیہ السلام کی طرح صبر کرے گا تو بلا ٹل جائے گی اور ہزار سالہ مقصد و مدعا حاصل ہوجائے گا۔ یعنی مصائب میں تو صبر سے کام لے تو بالآخر تو کامیاب ہوجائے گا۔

(۶) صرف اپنی ذاتی کوشش سے گوہر مقصود حاصل نہیں ہوسکتا۔ یہ خیال خام ہے کہ یہ کام کسی حوالہ کے بغیر سرانجام دیا جاسکتا ہے۔ یعنی گوہر مقصود کوشش و سعی سے حاصل نہیں ہوسکتا۔ خدا پر توکل اور اس کی عنایت پر انحصار کرنا چاہیے اپنے تمام کام اُسی کے حوالے کردینے چاہئیں۔

(۷) اگر تیرے وصل کی بادِ نسیم حافظ کی تربت (قبر) سے ہوکر گزرے گی تو پھر اس کے جسم کی خاک سے سینکڑوں (لاکھوں) نالے برآمد ہوں گے۔ یہ حقیقت ہے کہ محبوب کے کوچے کی ہوا سے عاشق کی خاک میں بھی جان آجاتی ہے۔

----***----

غزل نمبر (۳۸)

(۱) چو بادِ عزمِ سرکوئے یار خواہم کرد — نفس بوئے خوشش مشکبار خواہم کرد
(۲) ہر آبروئے کہ اندوختم زدانش ودین! — نثارِ خاکِ رہِ آں نگار خواہم کرد
(۳) بہرزہ بے مے و معشوق عمر می گزرد — بطالتم بس از امروز کار خواہم کرد
(۴) صبا کجاست کہ ایں جان خوں گرفتہ چو گُل — فدائے نکہتِ گیسوئے یار خواہم کرد

حل لغات:

* مشکبار۔ خوشبودار * آبروئے۔ عزت * ہرزہ۔ فضول * بطالتم۔ میری بیکاری سے * خون گرفتہ۔ خون شدہ۔

ترجمہ:

(۱) جب میں ہوا کی طرح محبوب کی گلی میں جانے کا عزم کروں گا تو اپنی سانسوں کو اُس کی خوشبو سے خوشبودار بناؤں گا، کروں گا۔ یعنی محبوب کے وصل کی خوشبو سے اپنے سانسوں کو معطر کروں گا۔

(۲) جو عزت اور آبرو میں نے دین اور عقل کی بدولت حاصل کی ہے اُس محبوب کے راستے کی خاک پر نچھاور کردوں گا۔ یعنی دین و دانش اسی لیے ہیں کہ ان کو راہِ عشق میں صرف کردیا جائے۔

(۳) شراب اور محبوب کے سوا عمر فضول گزرتی ہے، بیکاری میں جو گزری سو گزری لیکن آج سے میں کام کروں گا۔ یعنی محبوب کے

بغیر جتنی بھی عمر گزرے اُسے بیکار سمجھنا چاہیے وہ بیہودہ ہی گزری۔لہٰذا آئندہ کے لیے میں مئے ومحبوب کا شغل اختیار کروں گا۔

(۴) بادِ صبا کہاں ہے کہ پھول کی طرح یہ خون شدہ جان محبوب کے گیسوؤں پر قربان کر دوں گا۔عاشق کی جان جدائی کی مصیبتوں سے خون شدہ ہو جاتی ہے۔بادِ صبا جو محبوب کی زلف سے خوشبو اڑاتی ہے حافظ اسی لیے کہتے ہیں کہ اگر بادِ صبا محبوب کی زلف کی خوشبو لائے تو میں اس کی اس خوشبو پر اپنی جان قربان کر دوں گا۔

(۵) چو شمع صبح دمم شد ز مہر او روشن — کہ عمر در سرِ ایں کاروبار خواہم کرد

(۶) بیادِ چشمِ تو خود را خراب خواہم ساخت، — بنائے عہدِ قدیم استوار خواہم کرد

(۷) نفاق و زَرق نبخشد صفائے دِل حافظؔ! — طریقِ رندی و عشق اختیار خواہم کرد

حل لغات:

* شمع صبحدم۔یعنی شمع آخرِ شب * بنائے عہدِ قدیم۔پرانے وعدے کی بنیاد * نفاق: دوروئی، دل میں کچھ ظاہر میں کچھ۔ * زرق۔مکاری وعیاری، ریاکاری * طریقِ رندی۔رندی ومستی کا راستہ۔

ترجمہ:

(۵) شمع آخر شب کی طرح صبح کے وقت مجھے اس کی محبت سے معلوم ہوگیا ہے کہ میں کاروبار محبت میں ہی اپنی تمام عمر صرف کر دوں گا۔یعنی شمع کے مانند میں نے بھی عشق کے ہی کاروبار میں گزاری ہے۔اور جلالت کا سورج طلوع ہونے پر میرا اختتام ہو جائے گا۔

(۶) تیری آنکھوں کی یاد میں میں اپنے آپ کو خراب وبرباد کرلوں گا اور پرانے وعدے کی بنیاد کو مضبوط و پختہ کروں گا۔یعنی تیری مست آنکھوں کی یاد میں خود کو خراب کرلوں گا اور صبح الست کے دعوے کو مضبوط کروں گا۔

(۷) اے حافظؔ! نفاق اور ریاکاری سے دِل کی صفائی حاصل نہیں ہوسکتی لہٰذا میں نے یہ فیصلہ کرلیا ہے کہ آئندہ رندی وعشق کے راستے پر چلوں گا۔یعنی روشن ضمیری حاصل کرنے کے لیے رندی وعشق کا راستہ اختیار کرنا ضروری ہے۔

----***----

غزل نمبر (۳۹)

(۱) چہ مستی است ندانم کہ رو بما آورد — کہ بود ساقی وایں بادہ از کجا آورد

(۲) دِلا چو غنچہ شکایت زبختِ[1] بستہ مکن، — کہ بادِ صبح نسیمِ گرہ کشا آورد

[1] بعض نسخوں میں بخت کی جگہ کار ہے۔

بغیر جتنی بھی عمر گزرے اُسے بیکار سمجھنا چاہیے وہ بیہودہ ہی گزری۔لہٰذا آئندہ کے لیے میں مئے ومحبوب کا شغل اختیار کروں گا۔
(۴) بادِ صبا کہاں ہے کہ پھول کی طرح یہ خون شدہ جان محبوب کے گیسوؤں پر قربان کردوں گا۔عاشق کی جان جدائی کی مصیبتوں سے خون شدہ ہوجاتی ہے۔بادصبا جو محبوب کی زلف سے خوشبو اڑاتی ہے حافظ اسی لیے کہتے ہیں کہ اگر بادصبا محبوب کی زلف کی خوشبو لائے تو میں اس کی اس خوشبو پر اپنی جان قربان کردوں گا۔

(۵) چو شمع صبح دم شد ز مہر او روشن — کہ عمر دَر سرِ ایں کاروبار خواہم کرد
(۶) بیادِ چشمِ تو خود را خراب خواہم ساخت، — بنائے عہدِ قدیم استوار خواہم کرد
(۷) نفاق و زَرق نبخشد صفائے دِل حافظ! — طریقِ رندی و عشق اختیار خواہم کرد

حل لغات:

* شمع صبحدم۔یعنی شمع آخرِ شب * بنائے عہدِ قدیم۔پرانے وعدے کی بنیاد * نفاق: دوروئی، دل میں کچھ ظاہر میں کچھ۔ * زرق۔مکاری وعیاری، ریاکاری * طریق رندی۔رِندی و مستی کا راستہ۔

ترجمہ:

(۵) شمع آخر شب کی طرح صبح کے وقت مجھے اس کی محبت سے معلوم ہوگیا ہے کہ میں کاروبار محبت میں ہی اپنی تمام عمر صرف کر دوں گا۔یعنی شمع کے مانند میں نے بھی عشق کے ہی کاروبار میں گزاری ہے۔اور جلالت کا سورج طلوع ہونے پر میرا اختتام ہوجائے گا۔
(۶) تیری آنکھوں کی یاد میں میں اپنے آپ کو خراب و برباد کرلوں گا اور پرانے وعدے کی بنیاد کو مضبوط و پختہ کروں گا۔یعنی تیری مست آنکھوں کی یاد میں خود کو خراب کرلوں گا اور صبح الست کے دعوے کو مضبوط کروں گا۔
(۷) اے حافظ! نفاق اور ریاکاری سے دِل کی صفائی حاصل نہیں ہوسکتی لہٰذا میں نے یہ فیصلہ کرلیا ہے کہ آئندہ رندی و عشق کے راستے پر چلوں گا۔یعنی روشن ضمیری حاصل کرنے کے لیے رندی و عشق کا راستہ اختیار کرنا ضروری ہے۔

----***----

غزل نمبر (۳۹)

(۱) چہ مستی است ندانم کہ رو بما آورد — کہ بود ساقی واین بادہ از کجا آورد
(۲) دِلا چو غنچہ شکایت زبختِ [1] بستہ مکن، — کہ بادِ صبح نسیمِ گرہ کشا آورد

[1] بعض نسخوں میں بخت کی جگہ کار ہے۔

(۳) رسیدن گُل و نسرین بخیر و خوبی باد — بنفشہ شاد و خوش[1] آمد سمن صفا آورد
(۴) علاجِ ضُعفِ دِلِ ما کرشمہء ساقیست — بر آر سر کہ طبیب آمد و دوا آورد

حل لغات:

٭ بادہ۔شراب ٭ بخت بستہ۔بندھی ہوئی قسمت ٭ گل ونسرین۔گلاب اور سیوتی کے پھول ٭ سمن۔چنبیلی کا پھول ٭ کرشمہ۔ ناز ونخرہ کی شوخی۔آنکھ کی جھپکی۔

ترجمہ:

(۱) یہ کیسی مستی ہے؟ یہ میں نہیں جانتا کہ کون میرے سامنے آیا ہے؟ ساقی کون تھا اور یہ شراب وہ کہاں سے لایا؟ یعنی یہ عشق کی مستی ہے اور شراب عشق کی حقیقت کچھ معلوم نہیں ہے۔

(۲) اے دِل! تو غنچے کی طرح اپنی بندھی ہوئی قسمت کی شکایت نہ کر کیونکہ صبح کی ہوا نسیم گرہ کشا کو لائی ہے۔جس طرح صبح کی ہوا سے غنچوں کو شگفتگی حاصل ہوتی ہے اسی طرح تیرے فیض کی نسیم سے نصیبوں کو بھی شگفتگی مل جاتی ہے۔کسی نے خوب کہا ہے:

درِفیض است ومنشیں از کشائش نا امید اینجا — برنگِ دانہ از ہر قفل مے روید کلید اینجا

(۳) گلاب اور سیوتی کے پھولوں کا پہنچنا خیر خیریت سے ہو۔بنفشہ خوش وشاد آیا اور چنبیلی کا پھول صفائی لے کر آیا ہے۔یعنی باغ میں گلاب اور سیوتی کی آمد آمد ہے۔بنفشہ خوش وخرم ہے اور چنبیلی اپنی نزاکت اور لطافت کی بدولت صفائی لے کر پہنچی ہے۔ یعنی یہ وقت عشاق کی تفریح کا وقت ہے۔

(۴) ہمارے دل کے ضعف کا علاج ساقی کا کرشمہ ہے۔تو سر اٹھا کہ طبیب آن پہنچا ہے اور ساتھ دوا بھی لایا ہے۔چونکہ شرابِ عشق مفرح القلوب ہے اور اس مفرح کے لیے بہار کا موسم بہترین ہے۔

(۵) صبا بخوشخبری ہُد ہُدِ سلیمان ست — کہ مژدہٴ طرب از گلشنِ سبا آورد
(۶) چہ راہ می زند ایں مطربِ مقام شناس — کہ درمیانِ غزل قولِ آشنا آورد
(۷) تو نیز بادہ بچنگ آر و راہِ صحرا گیر — کہ مُرغِ نغمہ سرا سازِ خوش نوا آورد
(۸) مُریدِ پیرِ مغانم زمن مرنج اے شیخ — چرا کہ وعدہٴ تو کردی و او بجا آورد

حل لغات:

٭ ہُد ہُد۔مشہور پرندہ جس نے حضرت سلیمان علیہ السلام کو سبا کی ملکہ بلقیس کی سلطنت کی خبر دی تھی ٭ مطرب۔گویا ٭ مطرب مقام شناس۔وہ مطرب ہوتا ہے جو سننے والوں کے مزاج سے آشنا ہو اور مناسب اور حسبِ منشاء موقع ومحل کے مطابق نغمہ گائے ٭ بادہ بچنگ آر۔شراب ہاتھ میں لے،شراب پر قبضہ کر ٭ بجا آورد۔وہ پورا کرے،اُس نے پورا کیا۔

[1] بعض نسخوں میں خوش کی جگہ کش ہے۔اور سمن کی جگہ سخن ہے۔

ترجمہ:

(۵) خوشخبری کی بدولت صبا حضرت سلیمانؑ کا ہُد ہُد بن گئی کیونکہ وہ سبا کے باغ سے خوشخبری لائی تھی۔صبا موسم بہار کی خوشخبری لائی ہے اور وہ سلیمان علیہ السلام کے ہُد ہُد کے برابر ہے۔

(٦) یہ مقام شناس مطرب کیا ہی اچھا گاتا ہے کہ غزل کے درمیان میں محبوب کی بات لے آیا ہے یعنی مطرب مقام شناس ہے کہ اُس نے غزل میں حقائق و معارف کی نغمہ سرائی شروع کردی ہے۔

(۷) تو بھی شراب ہاتھ میں لے اور صحرا کا راستہ اختیار کر کہ گانے والا پرندہ کیا آواز ،کیا ہی اچھا ساز لایا ہے۔یعنی باغ میں بُلبُل بہار کی خوشی میں نغمہ سرائی کر رہی ہے ہمیں بھی باغ میں جانا چاہیے بقول سعدیؒ:

؎ موسم نغمۂ چنگ است کہ در بزمِ صبوح　　　　بُلبُلاں راہ چمن نالہ و غوغا برخاست

(۸) میں پیرِ مغاں کا مُرید ہوں اے شیخ تو مجھ سے رنجیدۂ خاطر نہ ہو۔(ناراض نہ ہو) کیونکہ وعدہ تو تو نے کیا مگر پورا (ایفا) اُس نے کیا۔اُس کے ہاتھوں ہوا۔یعنی جب میں نے تیری مریدی اختیار کی تھی تو تو نے وعدہ کیا تھا کہ تو مجھے جملہ اسرارِ معرفت بتا دے گا لیکن تجھ سے اپنے وعدے کا پاس نہ ہو سکا لیکن پیر مغاں نے مجھے وہ جملہ اسرارِ معرفت بتا دیے۔

(۹) بہ تنگ چشمیٔ آں ترکِ لشکری نازم　　　　کہ حملہ برمنِ مسکیں [1] یک قبا آورد

(۱۰) فلک غلامیٔ حافظ کنوں بطوع کند　　　　کہ التجا بدرِ دولتِ شما آورد

حل لغات:

☼ قبا۔جُبّہ ☼ بطوع۔اطاعت سے،رغبت کے ساتھ،فرمانبرداری۔

ترجمہ:

(۹) میں اُس لشکری (جنگ جو) ترک کی تنگ نظری پر نازاں ہوں جس نے مجھ مسکین یک جبہ پر حملہ کر دیا۔یعنی سپاہی اُس پر حملہ کرتا ہے جو مسلح ہو۔مگر میرے ترک نے مجھ نہتے اور غریب پر حملہ کیا جس کے پاس صرف ایک کپڑا ہی تھا۔

(۱۰) اب یہ آسمان حافظ کی غلامی خوشی سے کرتا ہے کیونکہ حافظ اب تیرے درِ دولت پر التجا لایا ہے۔چونکہ حافظ نے اب محبوب کے آستانے پر سر رکھ دیا ہے اس لیے اب آسمان بھی حافظ کے تابع ہو گیا ہے۔یعنی انسان اگر اللہ تعالیٰ کی اطاعت قبول کرلے تو دنیا کی ہر چیز اس کے زیرِ فرمان ہو جاتی ہے۔جس طرح کہ شیخ سعدیؒ کہتے ہیں:

؎ توہم گردن از حکمِ داور مپیچ　　　　کہ گردن نہ پیچید زحکمِ تو ہیچ

----☼☼☼----

[1] بعض نسخوں میں مسکین کے بجائے درویش ہے۔

غزل نمبر (۴۰)

(۱) چو دست برسرِ زلفش زنم بتاب رود　　　ور آشتی طلبم برسرِ عتاب رود
(۲) چو ماہِ نَو رہِ نظار گانِ بیچارہ ؎۱　　　زند بگوشۂ ابرو د در نقاب رود
(۳) طریقِ عشق پُر آشوب؎۲ وفتنہ است اے دِل　　　بیفتد آنکہ دریں راہ باشتاب رود
(۴) گدائی درِ جاناں بسلطنت مفروش　　　کسے ز سایۂ ایں در بآفتاب رود

حل لغات:

٭ بتاب رود۔ بتاب رفتن، غصے میں آنا، ناراض ہونا، عتاب کا اظہار کرنا ٭ ماہِ نَو۔ ہلال، پہلی رات کا چاند ٭ پُر آشوب۔ پُر فساد ٭ گدائی۔ گداگری۔

ترجمہ:

(۱) جب میں اس کی زلفوں کو چھوتا ہوں تو وہ پیچ وتاب کھانے لگتا ہے (ناراض ہوجاتا ہے) اور اگر میں اس سے صلح وآشتی کا خواہاں ہوتا ہوں تو وہ عتاب کا اظہار کرنے لگ جاتا ہے۔

(۲) نئے چاند کی طرح وہ اپنے ابرو کے گوشے سے دیکھنے والوں کو مارتا ہے (لوٹتا ہے) اور پھر نقاب میں چھپ جاتا ہے۔یعنی محبوب ہلال کی طرح (جوتھوڑی دیر رہتا ہے اور جلد چھپ جاتا ہے) جلوہ فرمائی کرکے پردے میں ہوجاتا ہے۔بقوی سعدیؒ:

دیدار مے نمائی وپرہیز مے کنی　　　بازارِ خویش و آتشِ ما تیز مے کنی

(۳) اے دِل اس عشق کا راستہ بڑا فتنہ وفساد سے پُر ہے۔جو شخص بھی اس راستے پر جلدی اور تیزی سے چلتا ہے وہ گر پڑتا ہے۔یعنی عشق کے راستے پر چلنا بڑا کٹھن اور مشکل کام ہے۔

راہ پر از چاہ تو زاں بے خبر!　　　تاچہ رود مور بغیر نیل در

(۴) تو محبوب کے دروازے کی گدائی سلطنت کے عوض مت بیچ۔کیا کوئی آدمی اس دروازے کے سایہ سے سورج کی جانب جاتا ہے؟ یعنی محبوب کے دروازے کی گدائی بھی بادشاہی سے بہتر ہے۔

(۵) حباب راچو فتد بادِ نخوت اندر سر　　　کلاہ داریش اندر سرِ سراب رود
(۶) شب شراب خرابم کند بہ بیداری　　　دِگر بروز حکایت کنم بخواب رود

---

۱ بعض نسخوں میں ''نظار گانِ بیچارہ'' کے بجائے بیچار گانِ نظارہ ہے۔
۲ بعض نسخوں میں ''پُر آشوب وفتنہ'' کی جگہ ''پُر از شور وفتنہ ہے۔''

(۷) مرا تو عہد شکن خواندۂ و می ترسم[1] که با تو روزِ قیامت ہمیں خطاب رود
(۸) دِلا چو پیر شدی حسن و نازکی مفروش که ایں معامله با عالمِ شباب رود

حل لغات:

* بادِنخوت۔غرور کی ہوا * حباب۔بُلبُلہ * سراب۔فریب،وہ ریت جو چاندنی رات میں دور سے پانی نظر آتی ہے * حکایت۔ بمعنی شکایت ہے * عہد شکن۔وعدہ توڑنے والا،بے وفا * مفروش۔مت بیچ،خودنمائی مت کر۔

ترجمہ:

(۵) بُلبُلے کے سر میں جب غرور کی ہوا بھر جاتی ہے تو اس کی کلاہ داری (شان وشوکت) ریت میں دھنس جاتی ہے۔ریت میں مل جاتی ہے۔یعنی سراب کے مانند جہاں پہلے پانی دکھائی دیتا ہے وہاں پانی کا نشان تک نہیں ہوتا۔مطلب یہ کہ انسان کو غرور نہیں کرنا چاہیے۔

(۶) شراب نوشی کی رات کو وہ مجھے جگا جگا کر خراب کرتا ہے اور اگر دن میں میں اپنا حال دل عرض کروں تو پھر وہ سوجاتا ہے۔غرضکہ وہ میری طبیعت کے خلاف کام کرتا ہے۔

(۷) مجھے تو نے وعدہ توڑنے والا (بے وفا) کہا ہے میں ڈرتا ہوں کہ قیامت کے روز تجھے یہی خطاب دیا جائے گا۔یعنی قیامت کا روز جو انصاف کا روز ہوگا تجھے بے وفا کہا جائے گا۔گویا حقیقت میں بے وفا تو تو ہے نہ کہ میں۔

(۸) اے دِل جب تو بوڑھا ہوگیا تو حسن ونزاکت نہ دکھا کیونکہ اس طرح کی باتیں جوانی کو ہی زیب دیتی ہیں۔یعنی بڑھاپے میں رعنائی وخوبصورتی کا اظہار نہیں کرنا چاہیے یہ باتیں عالم شباب کی باتیں ہیں۔بقول امیر خسرؔو:

پیری و شاہد پرستی ناخوش است خسروا تا کے پریشانی ہنوز

(۹) سواد نامہء موئے سیاہ چوں شد طے بیاض کم نشود در صد انتخاب رود!
(۱۰) تو خود حجابِ خودی حافظ ازمیاں برخیز[2] خوشا کسیکہ دریں راہ بے حجاب رود

حل لغات:

* سواد۔سیاہی،مسودہ * طے۔لپٹنا،ختم کرنا،ایک بیماری کا نام ہے جس سے بال حلقہ دار ہوجاتے ہیں * بیاض۔سفیدی،سادہ و سفید اوراق کی کاپی،جس میں اپنا یا دیگر شعراء کا کلام منتخب لکھا کرتے ہیں * خودی۔خودائی۔تو خود۔

ترجمہ:

(۹) جب سیاہ بالوں کے مسودہ کی سیاہی ختم ہوگئی تو یہ سفیدی کم نہیں ہوئی اگر چہ اس میں سے سینکڑوں انتخاب کر لیے جائیں۔یعنی

[1] بعض نسخوں میں شعر نمبر 7 ,8 شامل غزل نہیں ہیں۔
[2] بعض نسخوں میں مصرعہ اول یوں ہے۔حجاب راہ توئی حافظ ازمیاں برخیزد۔

جب بالوں کی سیاہی ختم ہو جاتی ہے پھر سفید بال ہو جاتے ہیں تو سفیدی میں کمی نہیں ہو سکتی۔

(۱۰) اے حافظ! اپنا حجاب تو خود آپ ہے تو آپ درمیان سے اُٹھ جا۔ کیونکہ وہ آدمی خوش قسمت ہے جو بے حجاب ہو کر چلے۔ یعنی خدا اور انسان کے درمیان کوئی پردہ نہیں ہے انسان خود ہی پردہ ہے۔ اس کے خیالات من و مائی ہی پردہ ہیں جو انسان اور خدا کے درمیان حائل ہے حضرت خواجہ معین الدین چشتی کا شعر ہے:

شہودِ من طلبی از وجود خود بگزر
کہ جُز وجودِ تو اورا حجاب دیگر نیست

----***----

غزل نمبر (۴۱)

(۱) حسبِ حالے ننوشتیم وشد ایامے چند — قاصدے[1] کو کہ فرستم بتو پیغامے چند

(۲) مابداں مقصدِ عالی[2] نتوانیم رسید، — ہم مگر پیش نہد لُطفِ شما گامے چند

(۳) چوں مے ازخم بسبو رفت وگُل افگند نقاب — فرصتِ عیش نگہدار وبزن جامے چند

(۴) قند آمیختہ با گُل نہ علاجِ دلِ ماست — بوسۂ چند بیامیز بدشنامے چند

حل لغات:

* شد ایامے چند۔ کئی دن ہو گئے، کئی دن گزر گئے * مابداں مقصدِ عالی: ہم اُس بلند مقصد کے لیے * سبو۔ شراب کی صراحی * خم۔ مٹکا، گھڑا * قند آمیختہ با گُل۔ مشہور دوا، گلقند، جو مفرحِ قلب ہے۔

ترجمہ:

(۱) کئی دن گزر گئے کہ ہم نے اپنے حسبِ حال کچھ تحریر نہ کیا۔ قاصد کہاں ہے کہ میں تمہاری طرف کچھ (چند) پیغام بھیجوں؟ یعنی مدت ہوئی کہ ہم نے اپنے محبوب کو کوئی نامہ حسبِ حال نہیں لکھا۔ اگر کوئی قاصد مل جائے تو اس کے ہاتھ کوئی پیغام ارسال کریں۔

(۲) ہم اُس بلند و عالی مقصد تک نہیں پہنچ سکتے۔ ہاں اگر تیرا لطف و کرم کچھ قدم آگے بڑھائے تو پھر پہنچ سکتے ہیں۔ یعنی ہم اپنی منزل مقصود تک اس صورت میں پہنچ سکتے ہیں کہ اگر تیرا لطف رہنمائی کرے۔ بقول جامیؒ!

بے بدرقہ عنایتِ تو نتواں شد ازیں رہِ خطرناک

---

[1] بعض نسخوں میں قاصدے کی جگہ محرمے ہے۔

[2] بعض نسخوں میں ''بداں مقصدِ عالی'' کی جگہ ''بآں مقصدِ اعلیٰ'' ہے۔

(۳) جب شراب گھڑے سے صراحی میں پہنچی تو پھول نے اپنا نقاب اُٹھادیا۔تو عیش کی فرصت (مہلت) کوغنیمت سمجھ اور چند جام نوشی کرلے۔یہی بہار کا دور دورہ ہے اور شراب سامنے موجود ہے تو ایسے وقت کو غنیمت سمجھنا چاہیے یعنی ایام جوانی میں کچھ کر گزرنا چاہیے۔بقول حالیؔ!

کھیتوں کو دے لو پانی اب بہہ رہی ہے گنگا	کچھ کرلو نوجوانو اُٹھتی جوانیاں ہیں

(۴) پھول میں ملا ہوا قند (گلقند) ہمارے قلب کا علاج نہیں ہے بلکہ چند بوسے اور چند گالیاں ملا کردے۔یعنی دل کا علاج گلقند نہیں ہے۔بلکہ قند کی جگہ چند بوسے اور گل کی جگہ چند گالیاں ملا کردے۔یہی دل کا علاج ہے۔پھول بھی ذائقے میں تلخ ہوتا ہے اور دشنام بھی اور بوسہ اور قند ہر دو شیریں ہوتے ہیں۔گویا یہ گلقند کا اچھا بدل تجویز کیا ہے۔

(۵) اے گدایانِ خرابات خدا یارِ شماست	چشمِ انعام ندارید ز انعامے چند
(۶) زاہد از کوچہء رنداں بسلامت بگزر	تا خرابت نکند صحبتِ بدنامے چند
(۷) عیب مے جملہ بگفتی ہنرش نیز بگو!	نفیِ حکمت مکن از بہرِ دل عامے چند
(۸) پیرِ میخانہ چہ خوش گفت بہ دُردی کشِ خویش	کہ مگو حال دل سوختہ با خامے چند
(۹) حافظ از تابِ[۱] رُخِ مہر فروغِ تو بسوخت	کامگارا نظرے کن سوئے ناکامے چند

حل لغات:

٭ خرابات۔میخانہ ٭ بسلامت بگزر۔سلامتی کے ساتھ گزر جا ٭ ہنرش نیز بگو۔ہنر بھی بیان کردے ٭ دُردی کش۔تلچھٹ پینے والا ٭ تابِ رُخِ مہر۔سورج جیسے روشن چہرے کی تابنا کی۔ ٭ اِنعام: نعمت دنیا، تحفہ دینا۔ ٭ اَنعام: نَعم کی جمع چار پائے، حیوان۔

ترجمہ:

(۵) اے میخانے کے گداگرو! خدا تمہارا مددگار ہے۔ان چند حیوانوں سے انعام کی اُمید نہ رکھو! یعنی اے رندانِ بادہ پرستو! خدا تمہارا معاون و مددگار ہے تم ان دنیاداروں سے انعام کی اُمید مت رکھو! کیونکہ زاہدانِ ریا کار سے قدردانی کی توقع نہیں ہونی چاہیے۔

(۶) اے زاہد! تو ان رندوں کے کوچے سے بخیر و عافیت گزر جا تا کہ ان چند بدنامِ زمانہ آدمیوں کی صحبت تجھے خراب نہ کردے۔کیونکہ یہ لوگ بدنام ہیں اور ان کی صحبت سے تو بھی بدنام اور خراب نہ ہوجائے۔(ریا کار زاہدوں کی بداعمالی کا ذکر ہے)

(۷) تو نے شراب کی تمام برائیاں تو بیان کردی ہیں اب اس کی اچھائیاں بھی بیان کردے۔تو چند آدمیوں کا دل رکھنے کی خاطر حکمت کی نفی نہ کر۔چونکہ تو نے شراب کے عیب بیان کئے ہیں لہٰذا اس کے فوائد بھی بیان کر۔مشہور ہے کہ حکیم کا کوئی قول و فعل

---

[۱] بعض نسخوں میں تاب کی جگہ شوق ہے۔

حکمت سے خالی نہیں ہوتا۔ اگر چہ بظاہر ہمیں مصلحت کے خلاف نظر آئے۔ مگر اس میں بھی کوئی نہ کوئی حکمت ضرور ہوتی ہے اگر اللہ تعالیٰ (جو سب سے بڑا حکیم ہے) نے شراب پیدا کی تو اس میں جہاں کئی عیوب دکھائی دیتے ہیں وہاں پر کوئی ہنر بھی ضرور پنہاں ہوگا کیونکہ اللہ نے کوئی چیز بے فائدہ پیدا ہی نہیں کی۔

(۸) پیر مغاں نے اپنے تلچھٹ پینے والے سے کیا اچھی بات کہی کہ اپنے جلے ہوئے دل کا حال ان چند خام طبع لوگوں سے بیان نہ کرنا۔ یعنی خام طبع لوگوں پر عشق کے راز کا اظہار نہیں کرنا چاہیے۔ سوختہ دِلوں کا حال صرف سوختہ دِل ہی جان سکتے ہیں۔

(۹) حافظؔ تیرے سورج جیسے روشن چہرے کی تابنا کی سے جل گیا ہے۔ اسے کامیاب و کامگار! تو ہم ناکام و نامراد لوگوں پر بھی کچھ نظر کر۔ کیونکہ محبوب کی ایک عنایت کی نظر سے سوختہ جان عاشق میں دوبارہ جان پڑ سکتی ہے۔

----***----

غزل نمبر (۴۲)

(۱) حُسنِ تو ہمیشہ در فزوں باد   رویت ہمہ سال لالہ گوں باد

(۲) اندر سرِ من ہوائے عشقت،   ہر روز کہ ہَست در فزوں باد

(۳) قدِ ہمہ دلبرانِ عالم   در خدمتِ قامتت نگوں باد

(۴) ہر سرو کہ در چمن بر آید   پیشِ الفِ قدت چو نوں باد

حل لغات:

٭ فزوں باد۔ بڑھتا رہے ٭ لالہ گوں۔ گل لالہ کی طرح سرخ (اس غزل کے تمام اشعار دُعائیہ ہیں) ٭ ہوائے عشقت۔ عشق کا سودا۔ آرزو ٭ ہر روز کہ ہست۔ روز بروز آج سے کل زیادہ ٭ دِلبرانِ عالم۔ دنیا بھر کے حسین ٭ الفِ قدت۔ تیرے الف جیسے سیدھے قد کے سامنے۔

ترجمہ:

(۱) تیرا حسن ہمیشہ بڑھتا رہے اور تیرا چہرہ سال بھر لالے کے پھول کی طرح سرخ و شاداب رہے۔ یعنی ہمیشہ لالہ کی طرح سرخ و شگفتہ اور شاداب و خوش خرم رہے۔

(۲) میرے سر (دماغ) میں تیرے عشق کا سودا روز بروز بڑھتا ہی چلا جائے۔ روز بروز زیادہ ہوتا جائے۔

(۳) ساری دنیا کے حسینوں کے قد تیرے قد و قامت کی خدمت میں خمیدہ (جھکے ہوئے) رہیں۔ یعنی تمام حسینوں کا قد تیرے بلند قد کے سامنے خمیدہ رہے۔ (خدمت میں جھکنا مشہور ہے)

(۴) باغ میں جو بھی سرو نکلے تیرے الف جیسے سیدھے قد کے سامنے تیری خدمت میں حرفِ نون کی طرح رہے یعنی جھکا ہوا

رہے۔یعنی تیرے الف (ا) جیسے راست اور سہی قد کے مقابلہ میں نون (ن) کی طرح خمیدہ ہو۔بقول کسے:

قامت شیوۂ رفتار چو بنیاد کند! سرورا بندۂ خود ساز سازد و آزاد کند

(۵) چشمے کہ نہ فتنہء تو باشد! چوں[1] گوہرِ اشک غرقِ خوں باد
(٦) ہر جا کہ دلیست در غمِ تو بے صبر وقرار و بے سکوں باد
(۷) چشمِ تو ز بہرِ دِل ربائی، در کردنِ سحر ذوفنوں باد
(۸) ہرکس کہ بہ ہجرِ تو نسازد از حلقہء وصل تو بروں باد[2]
(۹) لعل تو کہ ہست جانِ حافظ! دُور از لب ہر خسیسِ[3] دوں باد

حل لغات:

٭ گوہراشک۔آنسوؤں کے موتی ٭ دلیست۔دل است، دل ہے (ہو) ٭ ذوفنون۔صاحب فن، صاحب ہنر، ماہر ٭ ہجرتو نسازد۔تیری جدائی سے بنا کرنہ رکھے۔موافقت نہ رکھے ٭ خسیس۔کمینہ، تنگ نظر ٭ دون۔سفلہ، کمینہ

ترجمہ:

(۵) وہ آنکھ کہ جو تیری مفتون نہ ہو وہ آنسوؤں کے گوہر کی طرح خون میں ڈوبی رہے۔یعنی جو آنکھ تیری عاشق نہ ہو وہ ہمیشہ خون کے آنسو روتی رہے۔

(٦) جہاں کہیں بھی کوئی دل ہو وہ تیرے غم میں ہی بے صبر و بے قرار اور بے سکون رہے۔یعنی تمام دل تیرے عشق میں بیقرار رہیں۔

(۷) تیری آنکھ دل اڑانے کے لیے جادو کے شیوہ میں کئی فنوں کی استاد ہو۔یعنی تیری آنکھ دل لے لینے (دِل ربائی) میں جادو کے فن کو بھی پیچھے چھوڑ جائے۔

(۸) جو بھی کوئی تیرے ہجر سے موافقت نہ رکھے، وہ تیرے وصل کے حلقہ سے سدا باہر ہی رہے۔یعنی جو تیری جدائی برداشت نہ کرے اُسے تیرے وصل کا بھی کوئی حق نہیں ہے۔

(۹) تیرے لعل جیسے سرخ لب جو کہ حافظ کی جان ہیں، ہر کمینہ اور تنگ نظر سے دُور رہیں۔یعنی تیرے سرخ لبوں کا بوسہ جو کہ حافظ کے لیے رُوح پرور اور جان بخش ہے، ہر خسین و اغیار کے نصیب میں نہ ہو۔

-----٭٭٭-----

[1] بعض نسخوں میں چوں کی جگہ از ہے۔
[2] بعض نسخوں میں شعر نمبر 8 کا مصرعہ اول یوں ہے: ہر دل کہ ز عشقِ تست خالی۔
[3] بعض نسخوں میں خسیس کی جگہ دہان ہے۔

غزل نمبر (۴۳)

(۱) خسروا گوئے فلک درخمِ چوگانِ توباد — ساحتِ کون و مکاں عرصہء میدانِ توباد
(۲) ہمہ آفاق گرفت و ہمہ اطراف کشاد — صیتِ خُلق تو کہ پیوستہ نگہبان توباد
(۳) زلفِ خاتونِ ظفر شیفتہء پرچمِ تست — دیدۂ فتحِ اَبد عاشقِ جولانِ توباد
(۴) اے کہ انشائے عُطارد صفتِ شوکتِ تست — عقل کُل چاکرِ طغرا کشِ دیوانِ توباد

حل لغات:

٭ چوگان۔ ہاکی اور پولو کی مشہور کھیلوں میں جوخم دار بلا استعمال ہوتا ہے ٭ ساحت۔ میدان ٭ کون ومکاں۔ دنیا ٭ آفاق۔ جہان ٭ صیت۔ آوازہ، شہرت ٭ شیفتہ۔ عاشق ٭ ظفر۔ کامیابی ٭ فتح ابد۔ دائی فتح ٭ جولاں۔ میدان ٭ عطارد۔ دوسرے آسمان پر ایک ستارہ ہے جسے دبیر فلک بھی کہتے ہیں، علم سیارگان میں اسے کاتب تقدیر کہا جاتا ہے ٭ عقل کل۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام کا لقب، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ سلم کے نور کو بھی کہتے ہیں ٭ طغرا کش۔ وہ منشی جس کے پاس شاہی دستخط یا مہر ہو، خطِ پیچیدہ جس میں بادشاہ کا نام اور لقب فرمانوں پر لکھا جاتا ہے۔

(۱) اے بادشاہ! آسمان کی گیند تیرے چوگان کے خم میں ہو۔ کون ومکاں کی وسعت وفراخی تیرے میدان کی وسعت وفراخی ہو۔ یعنی اے بادشاہ! اے میرے ممدوح! آسمان کی گیند تیرے زیر فرمان رہے اور تمام دنیا اور تختہ زمین تیرا میدان ہو۔ یعنی یہ زمین اور آسمان تیرے تابع ہوں۔

(۲) سارے جہان پر قبضہ کرلیا اور تمام اطراف فتح کرلیں تیرے اخلاق کی شہرت نے جو ہمیشہ تیری نگہبان ہو۔ یعنی تیرے اخلاق کی شہرت نے ساری دنیا کو اپنے تابع کرلیا ہے۔ خدا کرے کہ تیری خوش اخلاقی ہمیشہ تیری نگہبان رہے۔

(۳) فتح کی خاتون کی زلف تیرے پرچم کی دلدادہ ہے۔ دائمی فتح کی آنکھ تیری جولانی پر فریفتہ ہے۔ یعنی فتح ونصرت تیرے پرچم کی عاشق ہے اور تیرا لشکر جدھر بھی جولانی کرے دائمی فتح اس کے قدم چومے۔

(۴) اے کہ عطارد جیسی شان وشوکت رکھنے والا سیارہ تیری صفت ہے (تیری تعریف کرے) اور حضرت جبرائیل علیہ السلام تیرے دیوان کے طغرا کش کا نوکر ہو (یا طغرا کش نوکر ہو) یعنی تمام دنیا کا علم وعقل اور تحریر وتقریر تیری مدح سرائی میں مشغول ہیں خدا کرے عقل کل یعنی حضرت جبرائیل علیہ السلام تیرے دفتر کے منشی کا چاکر ہو۔

(۵) طیرۂ جلوۂ طوبیٰ قدِ دلجوئے توشد — غیرتِ خلدِ بریں ساحتِ ایوانِ توباد
(۶) نہ بہ تنہا حیوانات و نباتات و جماد — ہرچہ در عالم امرست بفرمانِ توباد

(۷) حافظِ خستہ با خلاص ثنا خوانِ تو شد لطفِ عام تو شفا بخشِ ثنا خوان تو باد

حل لغات:

٭ طوبیٰ۔ بہشت کے ایک درخت کا نام جو طرح طرح کے پھل دیتا ہے اور طرح طرح کی خوشبوئیں ٭ طیرہ۔ شرمندگی، غصہ غضب ، خِفّت، ہنکی ٭ ساحت: صحن۔ ٭ ایوان: محل۔ ٭ حیوانات۔ زندگی ہونا، زندگی مجازاً بمعنی جاندار، حیوان ٭ نباتات۔ جمع نبات، گھاس ہر قسم کا سبزہ درخت جو زمین سے اُگے ٭ جماد۔ بے جان چیز، پتھر معدنیات وغیرہ، جمع جمادات ٭ عالم امر ٭ عالم ارواح ۔عالم ملائکہ ٭ ثناخوان۔ تعریف کرنے والا، مدح کرنے والا۔

ترجمہ:

(۵) تیرا دلکش قد جلوۂ طوبیٰ کے لیے خجلت کا موجب ہے۔ خدا کرے کہ خُلدِ بریں کے لیے تیرے ایوان کا صحن رشک کا باعث بنے۔ یعنی تیرے بلند قامت کو دیکھ کر طوبیٰ بھی خجل ہے اور خدا کرے تیرے ایوان کا میدان رشکِ فردوس بن جائے۔

(۶) نہ صرف حیوانات، نباتات، اور جمادات، بلکہ عالمِ امر میں بھی جو کچھ ہے وہ سب تیرے زیرِ فرمان رہے۔ یعنی نہ صرف مادی دنیا بلکہ روحانی دنیا بھی خدا کرے کہ تیرے تابع ہو۔

(۷) حافظِ خستہ جان پورے اخلاص سے تیرا مدح خوان ہوا ہے۔ خدا کرے کہ تیرا لطفِ عام تیرے ثنا خوان کے لیے شفا بخش ہو۔ یعنی میں خلوصِ دل سے تیری مدح سرائی کرتا ہوں خدا کرے کہ تیرا لطفِ عام میرے لیے شفا بخش ثابت ہو۔ تیری ثنا یعنی نعت سے میرا بیمار دِل شفایاب ہو (یہ غزل نعتیہ غزل ہے)

(نوٹ): بعض نسخوں میں یہ غزل شامل نہیں ہے۔

----٭٭٭----

غزل نمبر (۴۴)

(۱) خوش ست خلوت اگر یار یارِ من باشد نہ من بسوزم و او شمعِ انجمن باشد

(۲) من آن نگینِ سلیمان بہیچ نستانم کہ گاہ گاہ [1] درودستِ اہرمن باشد

(۳) روا مدار خدایا کہ در حریمِ وصال رقیب محرم و حرمان نصیب من باشد

(۴) ہمائے گو مفگن سایۂ شرف ہرگز دراں دیار کہ طوطی کم از زغن باشد

حل لغات:

٭ خلوت: تنہائی۔ ٭ نگینِ سلیمانؑ: حضرت سلیمانؑ کی انگوٹھی، انگوٹھی کا نگینہ۔ ٭ رقیب: پاسبان، نگہبان، ایک معشوق پر دو

[1] بعض نسخوں میں درو کی جگہ بردہے۔

عاشق۔ * حریم وصال: وصال کی جلوہ گاہ۔ * سایہ شرف: بزرگی کا سایہ۔ * ہما: ایک مشہور پرندہ جس کی نسبت مشہور ہے کہ جس آدمی پر اس کا سایہ پڑے وہ بادشاہ بن جاتا ہے۔ * زغن: چیل۔

ترجمہ:

(۱) تنہائی بہت اچھی ہے اگر محبوب میرا محبوب ہو۔ یہ نہیں کہ میں جلوں اور وہ شمع انجمن بنا رہے۔ یعنی تنہائی صرف اسی صورت میں خوب ہے کہ جب محبوب مہربان ہو۔ یہ نہیں کہ وہ شمع محفل ہو اور میں پرے بیٹھا جلتا رہوں۔

(۲) میں حضرت سلیمان علیہ السلام کی انگوٹھی کو مفت میں بھی نہیں لیتا۔ کہ جس پر کبھی کبھی شیطان (دیو) کا قبضہ بھی ہو جائے۔ یعنی وہ انگوٹھی جس کی بدولت (برکت سے) حضرت سلیمان علیہ السلام حکومت کرتے تھے، میرے نزدیک اس کی کوئی قیمت و اہمیت نہیں ہے کیونکہ اس پر کبھی کبھی دیو کا بھی قبضہ ہو جاتا ہے۔ مطلب یہ کہ اس دنیا کی دولت و حکومت ناپائیدار ہے۔ کبھی ایک کے پاس کبھی دوسرے کے پاس۔

(۳) اے میرے پروردگار! یہ روا نہ رکھ کہ حریم وصال میں رقیب تو محرم ہو جائے اور مایوسی میرے نصیبوں میں آئے۔ یعنی اے خداوند کریم وصال صرف میرا مقدر ہونا چاہیے اور مایوسی رقیب کا۔

(۴) ہُما سے کہہ دو کہ وہ بزرگی کا سایہ نہ ڈالے۔ اس ملک میں جہاں طوطی، زاغ و زغن سے کم درجہ پر ہو۔ یعنی جہاں طوطی کو زاغ و زغن کی طرح منحوس سمجھا جائے۔ وہاں خدا کسی کو شرف سلطنت نہ بخشے۔ مطلب یہ کہ ناقدر شناس اور ظالم بادشاہ گر نہ ہوں تو اچھا ہے۔

(۵) بیانِ شوق چہ حاجت کہ حال [1] آتشِ دِل — تواں شناخت ز سوزی کہ در سخن باشد
(۶) ہوائے کوئے تو از سر نمی رود مارا [2] — غریب را دلِ آوارہ در [3] وطن باشد
(۷) بسانِ سوسن اگر دہ زباں شود حافظؔ! — چو غنچہ پیشِ تواش مُہر بر دہن باشد

حل لغات:

* آتشِ دل۔ دل کی آگ * ہوائے۔ ہوا، سودا، خیال، آرزو، شوق * سوسن۔ ایک پھول جس کی لمبی لمبی بیشمار پتیاں زبان سے مشابہ ہوتی ہیں۔

ترجمہ:

(۵) شوق کے بیان کرنے کی کیا ضرورت ہے جب کہ دِل کی آگ کا حال اس سوز سے معلوم ہو سکتا ہے جو کہ میرے کلام میں موجود ہے۔ یعنی شوق کے اظہار کی کوئی ضرورت نہیں ہے کیونکہ میرے دل کی آگ کا حال اس سوز سے معلوم ہو رہا ہے جو

---

[1] بعض نسخوں میں "حال" کی جگہ "سوز" ہے۔
[2] بعض نسخوں میں "مارا" کی جگہ آری ہے۔
[3] بعض نسخوں میں "آوارہ در" کی جگہ "سرگشتہ با" ہے۔

میرے کلام میں موجود ہے۔ مجھے بیان کرنے کی کیا ضرورت ہے۔ یعنی اگر دِل پُر درد ہو تو کلام میں سوز خود بخود پیدا ہو جاتا ہے۔ ورنہ نہیں بقول غالب:

حُسنِ فروغ شمع سخن دور ہے اسد پہلے دلِ گداختہ پیدا کرے کوئی

(۶) تیری گلی کا سودا میرے سر سے نہیں نکلتا۔ (نہیں جاتا) غریب (مسافر) کے آوارہ دل میں اس کے وطن کی ہی یاد متمکن رہتی ہے۔ یعنی تیری گلی کا سودا دِل سے دور نہیں ہوتا اگرچہ مسافر اپنے وطن سے دور ہوتا ہے مگر اس کا خیال وطن میں ہی رہتا ہے۔

(۷) سوسن کے پھول کی طرح اگر حافظ دس زبانوں والا بھی ہو جائے تو تیرے سامنے غنچے کی طرح اُس کے منہ پر مہر لگی ہوگی۔ یعنی میں تیرے سامنے بول نہ سکوں گا بقول کسے:

فریاد ازاں لحظہ کہ دردلم آں شوخ پُرسد ز من و قوتِ گفتار نہ باشد

----***----

غزل نمبر (۴۵)

(۱) خوش آمد گُل وزاں خوشتر نباشد کہ در دستت بجُز ساغر نباشد

(۲) زمانِ خوشدلی دریاب دریاب کہ دائم در صدف گوہر نباشد

(۳) غنیمت دان و مے خور در گلستان کہ گُل تا ہفتہء دیگر نباشد

(۴) عجب راہیست راہِ عشق کانجا کسے سر برکند کش سر نباشد [1]

حل لغات:

* خوشتر۔خوب تر * گل ۔سے مراد موسم بہار ہے، موسم گُل * صدف۔سیپی * دریاب۔حاصل کر * مے خور۔شراب پی * سر برکندن۔سر اٹھانا۔سرکشی کرنا۔

ترجمہ:

(۱) موسم بہار کی آمد خوب ہے اور اس سے خوب تر نہیں ہے کہ تیرے ہاتھ میں جام کے سوا کچھ نہ ہو۔ یعنی بہار آ گئی ہے اور اس میں اچھا کیا ہو سکتا ہے کہ ہاتھ میں ساغرِ شراب ہو۔

(۲) خوشدلی وخوشحالی کا زمانہ میسر آئے تو اُسے غنیمت سمجھ کیونکہ سیپ میں کوئی موتی ہمیشہ نہیں رہتا۔ یعنی خوشدلی کا وقت چونکہ ہمیشہ حاصل نہیں ہوتا اس لیے اسے غنیمت جاننا چاہیے۔ مشہور ہے کہ سیپ میں موتی خاص موسم میں بنتا ہے۔

[1] بعض نسخوں میں شعر نمبر 4 ,10 شامل غزل نہیں ہیں۔

(۳) غنیمت جان اور باغ میں شراب نوشی کر کیونکہ پھول دوسرے ہفتہ تک نہ رہے گا۔ یعنی موسم بہار کو غنیمت جان اور باغ میں شراب پی کیونکہ بہار کے موسم کو ثبات نہیں ہے۔ مطلب یہ کہ جوانی کے زمانہ کو ضائع نہ کر۔

(۴) عشق کا رستہ عجیب رستہ ہے کہ اس جگہ وہی شخص سر اُٹھاتا ہے جس کا سر نہیں رہتا۔ یعنی راہِ عشق میں سرفرازی صرف اُسے حاصل ہوسکتی ہے جو اپنا سر قربان کردے۔ بقول کسے:

بے فغائے خود میسّر نیست دیدارِ شما می فروشد خویش را اوّل خریدارِ شما

(۵) بشوئی اوراق اگر ہمدرس مائی کہ علمِ عشق در دفتر نباشد

(۶) زمن بنیوش و دِل درشاہدے بند کہ حُسنش بستہء زیور نباشد

(۷) بیا اے شیخ در[1] خمخانہء ما شرابے خور کہ در کوثر نباشد

(۸) ایا پُر لعل کردہ جامِ زرّیں! بجشا برکسے کش زر نباشد

حل لغات:

* ہمدرس۔ہم جماعت، ہم مشرب * زمن بنیوش۔ میری بات سن، مجھ سے سُن * خمخانہ۔شراب خانہ * ایا۔اے شخص۔ * جامِ زریں: سنہری پیالہ۔ * لعل: سُرخ شراب۔

ترجمہ:

(۵) اگر تو ہمارا ہم جماعت ہے تو اوراق دھوڈال کیونکہ عشق کا علم دفتر (کتاب) میں نہیں ہوتا۔ یعنی یہ ایسا علم ہے جو کہ کتابوں میں نہیں ہے: بقول کسے:

در کنز و ہدایہ نتواں دید خدا را درصفحہء دِل بیں کہ کتابے بہ ازیں نیست

(۶) مجھ سے سن اور ایسے محبوب سے دِل لگا کہ جس کا حسن زیور کا محتاج نہ ہو۔ یعنی تو اس محبوب حقیقی سے دل لگا جس کا حسن مطلق ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ سے دل لگانا چاہیے۔

(۷) اے شیخ! تو ہمارے شراب خانے میں آ اور ایسی شراب پی جو کہ کوثر میں بھی نہ ہو۔ یعنی اے زاہد تو جس شراب کے لیے ترس رہا ہے اس سے کہیں بہتر ہماری شراب ہے یعنی شرابِ عشق شرابِ کوثر سے بھی بہتر ہے۔ اچھی ہے۔

(۸) اے شخص کہ تو نے سنہری پیالہ شراب سے بھرلیا ہے یہ کسی ایسے آدمی کو عطا کردے کہ جس کے پاس زر نہ ہو۔ تا کہ وہ مالدار ہوجائے۔ یعنی شراب لعل و زر سے بھی بہتر ہے۔

(۹) شرابِ بے خمارم بخش یارب! کہ با او ہیچ دردِ سر نباشد!

---

[1] بعض نسخوں میں "در" کی جگہ "دار" ہے۔

(۱۰) بنامِ ایزد بُتِ سمیں تنم ہست، — کہ در بُت خانہء آذر نباشد
(۱۱) من از جاں بندۂ سلطان اویسم — اگرچہ یادش از چاکر نباشد
(۱۲) بہ تاجِ عالم آرایش کہ خورشید — چنیں زیبندہ افسر نباشد
(۱۳) کسے گیرد خطا در نظمِ حافظ! — کہ ہیچش لُطف در گوہر نباشد

حل لغات:

* شراب بے خمار۔ ایسی شراب جس میں خمار نہ ہو، یعنی ایسی شراب جس کا نشہ نہ اترے، اور خمار (نشہ کی ٹوٹ) نہ آئے۔ * ایزد۔ اللہ تعالیٰ * بت سمیں۔ چاندی جیسے جسم والا محبوب * آذر۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے چچا جو بت گر تھے * سلطان اویس۔ خواجہ حافظ کے ممدوح بغداد کے فرمانروا سلطان احمد بن اویس جو سخن سنج سخن شناس اور شاعر بھی تھے۔ خواجہ صاحب کے قدر دان بھی تھے انہوں نے خواجہ صاحب کو کئی بار اپنے ہاں آنے کی دعوت بھی دی تھی * عالم آرایش۔ جہان کو سجانے والا * زیبندہ۔ زیبائش کرنے والا * خطا گرفتن۔ غلطی پکڑنا۔

ترجمہ:

(۹) اے میرے خدا! مجھے بے خمار شراب عطا کر دے۔ کہ اس کے ساتھ ذرا بھی دردِ سر نہ ہو۔ یعنی وہ شراب جس کے نشہ کے بعد خمار یعنی دردِ سر نہ ہو۔ ظاہر ہے وہ کونسی شراب ہے۔

(۱۰) خدا کی قسم میرا محبوب چاندی جیسا جسم رکھتا ہے کہ ایسا آذر کے بت خانے میں بھی نہ ہوگا۔ یعنی ہمارا محبوب سب سے حسین و خوبصورت ہے۔ اس کا کوئی ثانی نہیں ہے۔

(۱۱) میں دِل و جان سے سلطان اویس کا غلام ہوں۔ اگر چہ اُسے مجھ نوکر کی یاد تک نہ آتی ہوگی۔ یعنی وہ تو ہر وقت میرے دِل میں رہتے ہیں مگر شاید میری یاد بھی اُنہیں نہ آتی ہو۔

(۱۲) (یہ شعر قطعہ بند ہے) اُس کے تاج کی قسم جو کہ ایک جہان کو آراستہ کرنے والا ہے۔ کہ سورج بھی تاج کو ایسی زیب و زینت نہیں دیتا۔ یعنی میرے ممدوح کا تاجِ عالم آرا کی قسم ہے کہ سورج کا تاج بھی ایسا خوبصورت نہیں جیسا میرے ممدوح کا تاج ہے۔ عالم آرا ہے۔

(۱۳) وہی شخص حافظ کے کلام (نظم و غزل) پر نکتہ چینی کرتا ہے جس کو در اور گوہر میں کوئی لطف حاصل نہیں ہوتا۔ اصل میں ایسے لوگ خود بدگوہر ہیں اور وہی لوگ کلام حافظ پر نکتہ چینی کرتے ہیں۔

----***----

غزل نمبر(۴۶)

(۱) خستگاں را چو طلب باشد و قوت نبود — گر تو بیداد کنی شرطِ مروّت نبود
(۲) ما جفا از تو ندیدم و تو ہم نپسندی[1] — آنچہ در مذہب اربابِ فتوّت[2] نبود
(۳) تا کہ افسوں نکند جادوئے چشمِ تو مدام — نور در سوختنِ شمعِ محبت نبود
(۴) چوں چنیں نیک ز سررشتہء خود بیخبرم — آں مبادا کہ مددگاریِ فرصت نبود[3]

حل لغات:

* خستگاں۔ٹوٹے ہوئے دِل والے،مراد عشاق * مروّت۔مردی، وفا * اربابِ فتوت۔صاحبانِ جوان مردی ومروّت * افسوں۔سحر،طلسم،جادو * مدام۔ہمیشہ۔ * مبادا: کہیں ایسا نہ ہو۔

ترجمہ:

(۱) خستہ حال عاشقوں کو جب طلب ہو لیکن ان میں حاصل کرنے کی طاقت نہ ہو تو پھر ایسے میں اگر تو اُن پر ظلم کرے گا تو وہ مہربانی سے دور ہوگا۔یعنی یہ شرطِ مروت نہ ہوگی کہ تو ان کے ساتھ بے انصافی کرے۔

(۲) ہم نے تجھ سے جفا نہیں دیکھی اور تو بھی اسے پسند نہیں کرتا۔وہ بات جو صاحبانِ جوان مردی ومروت کے مذہب میں نہ ہو۔ یعنی تجھے جفا کرنی بھی نہیں چاہیے۔کیونکہ یہ تمہاری شان کے ہی خلاف ہے۔

(۳) تیری آنکھ کا جادو جب تک فسوں نہیں پھونکتا محبت کے چراغ کی جلن میں کبھی نور (روشنی) نہیں ہوسکتا۔یعنی اگرچہ عاشق عشق کی آگ میں جلا کرے مگر جب تک تیری آنکھ اس پر سحر وفسوں نہ کرے وہ فیض نہیں اُٹھا سکتا۔تیرے لُطف وکرم کی شمولیت ضروری ہے۔

(۴) جب میں اپنے آپ (اپنی ذات کے آغاز وانجام) سے اس قدر بے خبر ہوں تو کہیں ایسا نہ ہو کہ جو مہلت وفرصت مجھے ملی ہے وہ میری مددومعاون ہی نہ ہوسکے۔یعنی مجھے اپنی ذات اس کے آغاز وانجام اور فرصت ومہلت کے بارے میں کچھ علم نہیں ہے مجھے ڈر ہے کہ میں کہیں عمر کی کمی کی وجہ سے محروم ہی نہ رہ جاؤں اور اپنا مقصد حاصل نہ کر پاؤں۔

(۵) ہر کہ آئینۂ صافی نشد از زنگِ ہوا — دیدہ اش قابلِ رخسارۂ حکمت نبود
(۶) خیرہ آں دیدہ کہ آبش نبرد گریہء عشق — تیرہ آں دِل کہ درو نورِ مودّت[4] نبود

---

[1] بعض نسخوں میں نپسندی کی جگہ خود پسندی ہے۔
[2] بعض نسخوں میں فتوّت کی جگہ طریقت ہے۔
[3] بعض نسخوں میں شعر نمبر 5,4,3 شاملِ غزل نہیں ہیں۔
[4] بعض نسخوں میں نورِ مودّت کی جگہ شمعِ محبت ہے۔

(۷) چوں طہارت نبود کعبہ و بتخانہ یکے ست　　نبود خیر دراں خانہ کہ عصمت نبود
(۸) دولت از مرغِ ہمایوں طلب وسایہء او　　زانکہ با زاغ وزغن شہپرِ دولت نبود

حل لغات:

* صافی۔صاف، مصفا * خیرہ۔چندھیائی ہوئی * تیرہ۔سیاہ * مودّت۔دوستی، محبت * طہارت۔پاکیزگی * عصمت۔پاکدامنی * ہمایوں۔ہُما پرندہ، مبارک * زاغ وزغن۔کوا اور چیل۔

ترجمہ:

(۵) جس آدمی کے دل کے شیشہ سے ہوس کا زنگ نہیں اُترا اور وہ شیشے کی طرح صاف نہیں ہوا اس کی آنکھ اس قابل نہیں ہے کہ رخسارِ حکمت کی زیب و زینت بن سکے۔یعنی وہ حکیم مطلق کے مشاہدہ کے ہرگز قابل نہیں ہوتا۔

(۶) اُس کی آنکھ بے نور اور تاریک ہو جائے کہ جس کے آنسو عشق میں رونے سے ختم نہ ہو جائیں۔اور وہ دِل سیاہ ہو جائے جس میں محبت کا نور نہ ہو۔یعنی جو آنکھ عشق میں رو رو کر اپنا پانی زایل نہ کر دے وہ آنکھ کس کام کی؟اور جس دل میں محبت کا نور نہ ہو وہ سیاہ ہے۔

(۷) اگر انسان کو غلط خواہشات سے پاکیزگی حاصل نہیں ہے تو اس کے لیے کعبہ و بت خانہ ایک ہی ہیں۔اس گھر میں کبھی خیر نہیں ہو سکتی کہ جس میں پاکدامنی نہ ہو۔جب صفائی اور اخلاص ہی نہ ہو تو مسجد ہو کہ بت خانہ کچھ حاصل نہیں ہوتا۔

(۸) تو دولت مبارک پرندے اور اس کے سائے سے طلب کر کیونکہ کوے اور چیل میں دولت کا شہپر نہیں ہوتا۔یعنی مرشد کامل سے ہی مانگنا چاہیے کسی اور سے مانگنا اچھا نہیں ہے۔ہر کس و ناکس کا یہ کام نہیں ہے۔

(۹) گر مدد خواستم از پیرِ مغاں عیب مکن　　شیخ ما گفت کہ در صومعہ ہمّت نبود
(۱۰) حافظاؔ علم و ادب ورز کہ در مجلسِ شاہ　　ہر کرا نیست ادب لائقِ صحبت نبود

حل لغات:

* صومعہ۔بت خانہ، عبادت خانہ * ہمت۔دعا اور بلند ارادہ * ورز۔ورزیدن مصدر حاصل کرنا، اختیار کرنا۔

(۹) میں نے اگر پیر مغاں سے مدد مانگی تو اس پر اعتراض نہ کر کیونکہ ہمارے پیر و مرشد نے کہا ہے کہ عبادت خانے میں بلند ارادے والے لوگ نہیں ہوتے۔یعنی عبادت خانوں میں مستجاب الدعوات لوگ نہیں ملتے میں اسی لیے پیر مغاں کی دعا کا طالب ہوا ہوں۔

(۱۰) اے حافظؔ! تو علم و ادب حاصل کر کیونکہ جس شخص کے پاس ادب نہ ہو وہ شاہ کی مجلس میں بیٹھنے کے ہرگز قابل نہیں ہو سکتا۔

بقول رومیؔ:　　از خدا جویم توفیقِ ادب * بے ادب محروم ماند ز فضلِ رب

----***----

غزل نمبر(۴۷)

(۱) دِلبر برفت و دِل شدگاں را خبر نکرد ! یادِ حریفِ شہر و رفیقِ سفر نکرد
(۲) یا بختِ من طریقِ محبت فرو گزاشت، یا او بشاہراہِ حقیقت گزر نکرد
(۳) من ایستادہ تا کنمش جاں فِدا چو شمع او خود گزر بمن چو نسیمِ سحر نکرد
(۴) گفتم مگر بگریہ دِلش مہرباں کنم درسنگِ خارہ قطرۂ باراں اثر نکرد[۱]

حل لغات:

* دِل شدگاں۔جمع دل شدہ، جس کا دِل قابو میں نہ ہو، عاشق * طریقِ محبت: محبت کا راستہ، طریقت * نسیمِ سحر۔صبح کی تازہ ہوا * سنگِ خارہ۔سخت پتھر۔ * باراں: بارش۔

ترجمہ:

(۱) دِلبر چلا گیا اور عاشقوں (دِل دینے والوں) کو خبر تک نہ ہوئی۔شہر کے دوست اور سفر کے ساتھی کو بھی یاد نہ کیا۔یعنی دلبر بڑی آسانی کے ساتھ عاشقوں کے دِل اڑا کر لے گیا اور کسی کو خبر تک نہ ہوئی بلکہ یہاں تک کہ اُس نے اپنے پرانے شہر کے دوست اور سفر کے ساتھی یعنی مجھ کو بھی یاد نہ کیا۔

(۲) یا تو میرے مقدروں نے محبت کے راستے کو چھوڑ دیا ہے یا پھر محبوب نے ہی حقیقت کی شاہراہ پر گزر نہ کیا۔یعنی یا تو میرا ہی قصور ہے کہ میں نے محبت کا راستہ ترک کرڈالا یا پھر میں کسی دوسرے راستے پر چل رہا ہوں اور یا محبوب ہی میری حقیقت کو نہ سمجھ سکا اور مجھے اطلاع کئے بغیر اکیلا ہی روانہ ہوگیا۔

(۳) میں اس انتظار میں کھڑا رہا کہ شمع کے مانند اس پر جان نچھاور کروں لیکن اُس نے صبح کی تازہ ہوا کی طرح میری طرف گزر ہی نہ کیا۔یعنی بدقسمتی سے وہ اس طرف ہی نہ آیا۔

(۴) میں نے کہا کہ شاید رونے دھونے سے ہی اُسے میں موم کرلوں گا لیکن بارش کا قطرہ اُس کے سخت پتھر جیسے دِل پر کچھ اثر نہ کر سکا۔یعنی میرے رونے دھونے کا اس پر کچھ اثر نہ ہوا۔بقول جامیؒ:

چہ سود گریہء خوں چشم اشکبارِ مرا کہ نیست ہیچ اثر گریہ ہائے زارِ مرا

(۵) ہرکس کہ دید روئے تو بوسید چشمِ من کارے کہ کرد دیدۂ من بے نظر نکرد
(۶) در حیرتم کہ بہرچہ شد ہمدمِ رقیب خرمہرہ ہیچکس چو قرینِ گہر نکرد

---

[۱] بعض نسخوں میں مصرعہ ثانی یوں ہے: چوں سخت بود در دلِ سنگش اثر نکرد۔

(۷) بکلکِ زباں بریدۂ حافظ در انجمن   باکس نگفت رازِ تو تا ترکِ سر نکرد

حل لغات:

٭ بوسید۔ بوسیدن مصدر چومنا ٭ بہر چہ۔ کس لیے، کیوں ٭ خرمہرہ۔ مونگا، کوڑی ٭ بِکلک۔ قلم، کائی وغیرہ کا قلم ٭ زباں بریدہ۔ کٹی ہوئی زبان ٭ قلم کبھی نہیں لکھتا جب تک کہ اس کا سر قطع نہ کیا جائے ٭ ترک سر نکرد۔ سر قلم نہ کرلیا۔

ترجمہ:

(۵) جس کسی نے بھی تیرا چہرہ دیکھا اُس نے ہی میری آنکھوں کو چُوما۔ میری آنکھ نے جو کام بھی کیا بغیر دیکھے نہ کیا۔ یعنی اُس نے میرے انتخاب کی تعریف کی اور یہ تسلیم کیا کہ میری آنکھوں نے غلطی نہیں کی اور بغیر دیکھے کچھ نہ کیا بلکہ ایک بڑے خوبصورت چہرے والے محبوب کو چنا۔

(۶) میں حیرت میں ہوں کہ وہ رقیب کا ہمدم کس وجہ سے بن گیا؟ جبکہ کوئی بھی شخص موتی اور کوڑی کو برابر نہیں سمجھتا۔ کوڑی اور موتی دونوں سمندر سے نکلتے ہیں لیکن کوڑی نہایت کم قیمت اور موتی نہایت قیمتی ہوتا ہے۔ اور کوڑی کے ساتھ نہیں پرو دیا جا سکتا۔ یہی حیرانی ہے کہ محبوب کے پاس رقیب کیسے پہنچ گیا؟

(۷) حافظ کے زبان بریدہ قلم نے انجمن میں کسی سے تیرا راز بیان نہ کیا جب تک کہ اُس نے اپنا سر نہ کٹوا لیا۔ یعنی محب اور محبوب کے راز کو جب تک کہ اپنی جان سے ہاتھ نہ دھو بیٹھے ظاہر نہیں کر سکتا۔

----٭٭٭----

غزل نمبر (۴۸)

(۱) دِل از من بردو رُو از من نہاں کرد   خدارا با کہ این بازی تواں کرد

(۲) شبِ تنہائیم در قصدِ جاں بود   خیالش لطفہائے بیکراں کرد

(۳) چرا چوں لالہ خونین دِل نباشم   کہ بامن نرگسِ او سرگراں کرد

(۴) صبا گر چارہ داری وقتِ وقت ست   کہ دردِ اشتیاقم قصدِ جاں کرد

حل لغات:

٭ نہاں کرد۔ چھپالیا ٭ قصد جاں۔ جان لینے کا ارادہ ٭ لالہ خونیں! خون جیسا سرخ لالے کا پھول ٭ قصدِ جاں کرد۔ قصدِ جاں کردن جان کو ہلاک کرنے کا ارادہ کرنا۔

ترجمہ:

(۱) وہ مجھ سے دل چھین کر لے گیا۔ اور اس نے اپنا چہرہ مجھ سے چھپالیا۔ خدارا کوئی مجھے بتائے کہ یہ کھیل کب تک کھیلا جا سکتا

ہے؟ یعنی دل لے کر بیقرار کر ڈالا اور میں دید کا مشتاق ہی رہا اور پھر وہ کہیں چھپ گیا۔ خدا کے لیے یہ مجھے بتاؤ کہ یہ حالت (صورتحال) کب تک یونہی رہے گی۔

دیدامی نمائی و پرہیزمی کنی — بازارِ خویش آتشِ ما تیزمی کنی

(۲) جدائی کی رات کا ارادہ میری جان لینے کا تھا۔ لیکن محبوب کے خیال نے مجھ پر بڑی مہربانی کردی۔ یعنی میں جدائی کی رات غم والم کی تاب نہ لاتے ہوئے جان دے دیتا مگر اُس (محبوب) کی یاد نے مجھے بچالیا۔ بقول کسے:

درازیٔ شبِ ہجر است جانگداز ضرور — ولیک میگزارد بر اُمیدِ صبحِ وصال

(۳) لالہ کے پھول کی طرح میرا دِل خون کیوں نہ ہو جائے جبکہ اُس کی آنکھوں نے مجھ سے سرگرانی کا اظہار کیا ہے۔ یعنی محبوب کی خفگی کی وجہ سے میرا دِل خون ہو چکا ہے۔

(۴) اے بادِ صبا! اگر تو میرا کچھ چارہ کر سکتی ہے تو اب اس کا وقت ہے کیونکہ میرے دردِ اشتیاق نے میری جان لینے کا ارادہ کر رکھا ہے۔ یعنی اے صبا اگر تو کوئی پیغام لاسکتی ہے تو لا ابھی وقت ہے۔

(۵) بد انساں سوخت چوں شمعم کہ برمن — صراحی گِریہ و بربط فغاں کرد

(۶) میانِ مہرباناں کے تواں گفت — کہ یارِ من چنیں گفت وچناں کرد

(۷) عدو با جانِ حافظ آں نکردے — کہ تیرِ چشم آں ابرو کماں کرد

حل لغات:

* بربط۔ ایک ساز کا نام * چنیں وچناں۔ ایسا ویسا * عدو۔ دشمن مراد غیر۔

ترجمہ:

(۵) اُس نے مجھے شمع کی طرح ایسے جلایا کہ میری حالت زار پر صراحی روئی اور بربط نے بین کیئے، فریاد کی۔ یعنی دونوں نے میرے ساتھ ہمدردی کا اظہار کیا۔

(۶) دوستوں اور مہربانوں سے میں کیسے کہوں کہ میرے دوست (محبوب) نے یہ کیا اور وہ کیا۔ یعنی محبوب کے جور و ستم کا ذکر کِس سے کروں؟

(۷) دُشمن بھی حافظ کی جان کے ساتھ ایسا سلوک نہ کرتا جو کہ اس (محبوب) کے ابرو کمان کی آنکھ کے تیر نے کیا ہے۔ یعنی جو برتاؤ میرے ساتھ اپنوں نے کیا وہ کوئی بیگانہ اور غیر بھی نہیں کرتا۔

----***----

غزل نمبر (۴۹)

(۱) دِلا بسوز کہ سوزِ تو کارہا بکند — دعائے نیم شبی دفعِ صد بلا بکند

(۲) عتابِ یارِ پریچہرہ عاشقانہ بکش — کہ یک کرشمہ تلافیٔ صدجفا بکند
(۳) زمُلک تا ملکوتش حجاب بر گیرند [1] — ہر آنکہ خدمتِ جامِ جہاں نما بکند
(۴) طبیبِ عشق مسیحا دمست و مشفق لیک — چو درد در تو نہ بیند کرا دوا بکند

حل لغات:

* دُعائے نیم شبی۔آدھی رات کے وقت کی دُعا * عتاب۔قہر، ستم * کرشمہ۔ناز وغمزہ۔آنکھ کا اشارہ * ملکوتش۔ملکوت، عالمِ ملکوت، فرشتوں کی دنیا * جام جہاں نما۔جمشید کا جام جس میں ساری دنیا کے حالات نظر آجاتے تھے * مسیحا۔مسیحا نفس، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرح دم اعجاز رکھنے والا۔

ترجمہ:

(۱) اے دِل! تو جل کہ تیرے جلنے سے بہت سے کام ہوسکتے ہیں۔آدھی رات کی دُعا سے سینکڑوں بلائیں دور ہوسکتی ہیں۔ دعائے نیم شب یادُعائے سحرگہی عموماً قبول ہوتی ہے۔

(۲) اُس پری چہرے والے محبوب کا عتاب تو عشاق کی طرح برداشت کر کیونکہ ایک کرشمے سے سو جفاؤں کی تلافی ہوسکتی ہے۔ یعنی محبوب کے جور و جفا کو برداشت کرتا رہ کیونکہ اس کی ایک ادا سب کی تلافی کردے گی۔ایک مہربانی کی نظر سارے غم والم کو دور کرڈالے گی۔

(۳) جس نے بھی جام جہاں نما کی خدمت کی اُسے اس دنیا سے فرشتوں کی دنیا تک کے تمام حالات نظر آجائیں گے۔اور اس شخص کی آنکھوں سے تمام پردے اٹھا دیئے جائیں گے۔یعنی عشق الٰہی اختیار کرنے سے آسمانوں اور زمینوں کے تمام حالات کا علم ہوجاتا ہے۔

(۴) عشق کا طبیب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرح دم اعجاز رکھنے والا اور مہربان ہے لیکن جب وہ تجھ میں درد ہی نہیں دیکھ پاتا تو پھر دوا کس کی کرے؟ یعنی عشق کا طبیب مردوں کو بھی زندہ کرسکتا ہے لیکن اگر تیرے دل میں درد ہی نہ ہو تو علاج کیا کرے۔ یعنی پہلے درد پیدا کر اور پھر علاج کا طالب ہو۔

(۵) تو با خدائے خود انداز کار و دِل خوش دار — کہ رحم اگر نکند مدّعی خدا بکند
(۶) زبختِ خُفتہ ملُولم بود کہ بیدارے — بوقتِ فاتحہ صبح یک دُعا بکند
(۷) بسوخت حافظؔ و بوئے ززلفِ یار نبرد — مگر دلالتِ ایں دولتش صبا بکند

حل لغات:

* مدعی۔دعویٰ کرنے والا۔مجازاً دُشمن * بختِ خفتہ۔سویا ہوا مقدر * بود کہ۔شاید، ممکن ہے * دلالت۔رہنمائی کرنا، ذریعہ، وسیلہ

---

[1] بعض نسخوں میں برگیرند کی جگہ بردارند ہے۔

ترجمہ:

(۵) تو اپنے دل کا معاملہ اپنے خدا پر چھوڑ دے اور اپنے دل کو خوش رکھ۔ کیونکہ اگر مدعی رحم نہیں کرتا ہے تو پھر خدا رحم کرے گا۔ یعنی اللہ تعالیٰ پر بھروسا کر اور دشمن کی پروانہ کر کہ وہ کیا کر سکتا ہے؟

مدعی لاکھ برا چاہے تو کیا ہوتا ہے — وہی ہوتا ہے جو منظور خدا ہوتا ہے

(۶) میں اپنی سوئی ہوئی قسمت سے بڑا رنجیدہ ہوں۔ ممکن ہے کہ کوئی بیدار صاحب دل صبح کے وقت ایک دعا ہی کر دے۔ کیونکہ صبح کے وقت کی (دعائے سحر گہی) ضرور قبول ہوتی ہے۔

(۷) حافظ جل گیا اور اُس نے محبوب کی زلف کی خوشبو نہ سونگھی۔ شاید یہ صبا ہی اس دولت کو اُس کے پاس لے آئے۔ یعنی محبوب کی زلف کی خوشبو لے آئے اور میرے مشام جاں میں جان آ جائے۔

----***----

غزل نمبر (۵۰)

(۱) دیدی اے دِل کہ غمِ یار دِگر بار چہ کرد — چوں بشد دِلبر و بایارِ وفادار چہ کرد

(۲) آہ ازاں نرگسِ جادو کہ چہ بازی انگیخت — وائے ازآں مست کہ بامردمِ ہشیار چہ کرد

(۳) اشکِ من رنگِ شفق یافت ز بیمہریٔ یار — طالعِ بے شفقت بیں کہ دریں کار چہ کرد

(۴) ساقیا جام مَیم دہ کہ نگارندۂ غیب — نیست معلوم کہ در پردۂ اسرار چہ کرد

حل لغات:

* چو بشد دلبر۔ جب دلبر چلا گیا * نرگس۔ مراد نرگس کی طرح آنکھ * نرگسِ جادو۔ یعنی جادوگر آنکھیں * بازی۔ سحر، افسوں * بیمہریٔ یار۔ دوست کی بے وفائی * طالع۔ قسمت * نگارندۂ غیب۔ غیب کا لکھنے والا، کاتب تقدیر۔

ترجمہ:

(۱) اے دِل! تو نے دیکھا کہ محبوب کے غم نے دوبارہ کیا کیا؟ جب دِلبر چلا گیا تو اُس نے وفادار عاشق کے ساتھ کیا کیا؟ یعنی دلبر نے اپنے وفادار عاشق کے ساتھ بے وفائی کی۔

(۲) آہ اُس جادو بھری آنکھ نے کیسی بازی کی۔ افسوس! اُس مست نے ہوشیار لوگوں کے ساتھ کیا کیا؟ یعنی اس کی مست آنکھ نے ہوشیار لوگوں کو بھی مست کر ڈالا۔

(۳) میرے آنسوؤں نے محبوب کی بے وفائی و بے مروتی سے شفق کا رنگ اختیار کر لیا ہے۔ میری بے مہر قسمت تو دیکھ کہ اُس نے اس کام میں کیسا سلوک کیا۔ یعنی میری بدنصیبی دیکھ کہ یار کی جدائی میں میں خون کے آنسو رو رہا ہوں۔

(۴) اے ساقی! تو مجھے جامِ شراب دے کہ کاتب تقدیر نے معلوم نہیں ہے کہ پردۂ اسرار میں کیا کیا ہے؟ یعنی تقدیر میں پردہ راز میں کیا لکھ رکھا ہے۔

(۵) آنکہ پرنقش زد ایں دائرۂ مینائی — کس ندانست کہ در گردشِ پرکار چہ کرد
(٦) برقے از پردۂ[1] لیلیٰ بدرخشید سحر — وہ کہ باخرمنِ مجنونِ دل افگار چہ کرد
(٧) برقِ عشق آتشِ غم در دلِ حافظ زد وسوخت[2] — یارِ دیرینہ بہ بیند کہ بایار چہ کرد

حل لغات:

* دائرہ مینائی۔آسمان * افگار۔زخمی * برقِ عشق۔عشق کی بجلی

ترجمہ:

(۵) جس نے یہ آسمان آراستہ وپیراستہ کیا ہے۔کسی کو بھی معلوم نہیں ہے کہ اُس کی پرکار کی گردش میں کیا چھپا رکھا ہے۔یعنی صانع مطلق کی صنعت کی وسعت اور حکمت کا کسی کو بھی علم نہیں ہے۔
(٦) صبح کو لیلیٰ کے پردے سے بجلی چمکی۔خدا جانے کہ اُس نے مجنون کے خرمن کے ساتھ کیا سلوک کیا؟ یعنی اُس نے مجنون کے خرمنِ دِل کو جلا کر رکھ دیا۔یہ تجلی تجلی رخسارِ لیلیٰ تھی۔
(٧) عشق کی بجلی نے حافظ کے دِل میں غم کی آگ لگا کر اُسے جلا ڈالا۔تو دیکھ کہ ایک پرانے دوست نے دوست کے ساتھ کیا سلوک کیا؟ یعنی ازلی محبوب نے عاشق کے دِل کو آتشِ عشق سے جلا ڈالا ہے۔

----***----

غزل نمبر (۵۱)

(۱) دست در حلقہء آں زلفِ دوتا نتواں کرد — تکیہ بر عہدِ تو و بادِ صبا نتواں کرد
(۲) آنچہ سعی ست من اندر طلبت بنمودم! — ایں قدر ہست کہ تغیرِ قضا نتواں کرد
(۳) دامنِ دوست بصد خونِ دل افتاد بدست — بفسونیکہ کند خصم رہا نتواں کرد
(۴) عارضش رابمثلِ ماہِ فلک نتواں گفت — نسبتِ دوست بہر بے سروپا نتواں کرد

---

[1] بعض نسخوں میں بجائے پردہ کے منزل ہے۔
[2] بعض نسخوں میں مصرعاوّل یوں ہے: فکرِ عشق آتشِ غم درخرمنِ حافظ می سوخت

حل لغات:

* زلفِ دوتا۔خم دار * طلبت ۔تیری طلب * تغییر۔تبدیلی * خصم۔دشمن * عارضش ۔اس کے رخسار۔

ترجمہ:

(۱) اس کی خمدار زلفوں کے حلقہ میں ہم ہاتھ نہیں ڈال سکتے اور تیرے وعدے اور بادِ صبا پر ہم اعتبار نہیں کر سکتے ۔یعنی عاشق کو بادِ صبا اور بادِ بہار پر اعتبار نہیں ہوتا۔اور محبوب کی زلف سے کسی اُمید کے پورا ہونے کا خیال خام ہوا کرتا ہے۔

(۲) تیری طلب میں جس قدر بھی کوشش ہوسکتی تھی میں نے کی۔البتہ یہ بات ضرور ہے کہ میں تقدیر کو تبدیل نہیں کر سکتا۔یعنی سعی لازم ہے مگر اس کا نتیجہ سعی پر منحصر نہیں ہے یہ خدا پر چھوڑ دینا چاہیے بقول مولینا روم:

گفت پیغمبر باآوازِ بلند | بر توکل زانوے اشتر بہ بند

(۳) محبوب کا دامن سینکڑوں بار خونِ دل پینے کے بعد ہاتھ میں آیا ہے۔دشمن خواہ کیسے ہی حیلوں اور فسون سے کام لے اُسے چھوڑیں گے نہیں۔یعنی ہزار ہا مصیبتوں کے بعد محبوب کا دامن ہاتھ لگا ہے اب غیروں کے حیلوں اور مکروں سے ہم چھوڑیں گے نہیں۔

(۴) اس (محبوب) کے رخساروں کو ہم آسمان کے چاند سے تشبیہ نہیں دے سکتے کیونکہ محبوب کو ایک بے سروپا سے نسبت نہیں دے سکتے۔یعنی محبوب کے چہرہ کے سامنے آسمان کے چاند کی کوئی حیثیت واہمیت نہیں ہے۔

(۵) سروبالائے من آں دم[۱] کہ درآید بسماع | چہ محل جامہء جاں را کہ قبا نتواں کرد
(۶) مشکلِ عشق نہ در حوصلہء دانشِ ماست | حلِ ایں نکتہ بدیں فکر خطا نتواں کرد
(۷) غیرتم کشت کہ محبوبِ جہانی لیکن ، | روز و شب عربدہَ باخلقِ خدا نتواں کرد
(۸) من چہ گویم کہ ترا نازکیِ طبعِ لطیف | تابحدیست کہ آہستہ دعا نتواں کرد

حل لغات:

* چہ محل۔کیا موقع ہے * عربدہ۔جنگ * طبعِ لطیف ۔نرم ونازک طبع۔

ترجمہ:

(۵) جس وقت میرا سرو قامت محبوب نغمہ سرائی کرتا ہے (سماع میں آتا ہے) وہاں پر کیا موقع ہے کہ جامہ جاں کو تار تار نہ کیا جائے ؟یعنی میرا بلند قامت محبوب جب سماع کی محفل میں آتا ہے تو وجد کی کیفیت ہوجاتی ہے۔اور سماع سننے والے جامہ کو چاک کردیں گے۔بلکہ کپڑے پھاڑنے کے بجائے لوگ جان قربان کردیں گے۔

(۶) عشق کی مشکل ہماری عقل کے حوصلہ میں نہیں ہے۔یہ ایک ایسا نکتہ ہے کہ اس کا حل اس فکر خطا سے نہیں کیا جاسکتا۔یعنی ایسے

---

[۱] بعض نسخوں میں آں دم کے بجائے آنگہ ہے۔

میں نورِ ہدایت اور ہدایتِ ایزدی کی ضرورت ہے۔ یا پھر عشق کی مشکلات کو ذوق اور شوق سے حاصل کیا جا سکتا ہے لیکن اول الذکر کی اہمیت روشن ہے۔

(۷) مجھے غیرت نے مار ڈالا ہے کہ ساری دنیا تجھ پر عاشق ہے لیکن مجھ سے اس کا تدارک نہیں ہو سکتا کیونکہ تمام خلقِ خدا (ساری دنیا) سے لڑا نہیں جا سکتا۔ یعنی ساری دنیا تجھ پر فریفتہ ہے اور میں کس کس سے لڑوں۔ جنگ کروں؟

(۸) میں کیا کہوں؟ کہ تیری نرم و نازک طبع اس قدر لطیف ہے کہ اس کی نزاکت و لطافت کو دیکھتے ہوئے ہم آہستگی کے ساتھ بھی دعا نہیں کر سکتے۔ یعنی تجھے آہستہ دعا سننے کی بھی تاب نہیں ہے۔ میں کیسے عرض حال کروں؟

(۹) نظر پاک تواند در رُخِ جاناں دیدن — کہ در آئینہ نظر جز بصفا نتواں کرد

(۱۰) بجز ابروئے تو محرابِ دلِ حافظ نیست — طاعتِ غیرِ تو در مذہبِ ما نتواں کرد

حل لغات:

* جز بصفا۔ صفائی کے بغیر، سوا * بجز ابروئے تو۔ تیرے ابرو کے سوا۔

ترجمہ:

(۹) صرف پاک نگاہوں سے ہی محبوب کے چہرے کو دیکھا جا سکتا ہے کیونکہ شیشے میں صفائی کے بغیر نظر نہیں ڈالی جا سکتی، نہیں دیکھا جا سکتا' صوفیا کے نزدیک یہ دنیا ایک آئینہ ہے اور اس آئینے میں جھانک کر ہی ہم خدا کو دیکھ سکتے ہیں۔ بقول کسے:

دیدم جمالِ دوست بہر ذرّہ آشکار — ذرّاتِ کون مرأتِ آن یار شد مرا

(۱۰) تیرے ابرو کے سوا حافظ کے دِل کا کوئی اور محراب نہیں ہے کیونکہ ہمارے مذہب میں تیرے بغیر کسی اور کی بندگی نہیں کی جا سکتی۔ یعنی ہمارا محراب صرف محبوب ہے اس کے سوا کسی اور کی طرف ہماری نماز جائز ہی نہیں۔ مطلب یہ کہ اطاعت کے لیے ضروری ہے کہ خالص اللہ تعالیٰ کے لیے ہو۔ عشاق کا محراب اور قبلہ صرف ابروئے جاناں ہے:

ہے پرے سرحدِ ادراک سے اپنا مسجود — قبلہ کو اہلِ نظر قبلہ نما کہتے ہیں

-----***-----

غزل نمبر (۵۲)

(۱) دانی کہ چنگ و عود چہ تقریر[۱] می کنند — پنہاں خورید بادہ کہ تکفیر می کنند

(۲) ناموس و عشق و رونقِ عشاق می برند — عیب[۲] جوان و سرزنشِ پیر می کنند

[۱] بعض نسخوں میں تقریر کے بجائے تعزیر ہے اور بعض ناقدین کا یہ کہنا بجا ہے کہ "بادہ خواری مستوجب تکفیر نہیں ہے۔"

[۲] بعض نسخوں میں عیب کے بجائے منع ہے۔

(۳) جز قلبِ تیرہ ہیچ نشد حاصل و ہنوز باطل دریں خیال کہ اکسیر می کند
(۴) گویند رمزِ عشق مگوئید و مشنوئید مشکل حکایتے ست کہ تقریر می کند

حل لغات:

* تکفیرمی کند۔کفر کا فتویٰ لگا رہے ہیں * چنگ وعود۔سازوں کے نام * ناموس۔عزت * سرزنش۔ملامت،ڈانٹ ڈپٹ
* قلبِ تیرہ۔سیاہ دل * اکسیر۔کیمیا * رمزِعشق۔عشق کی رمز(راز)

ترجمہ:

(۱) کیا تو یہ جانتا ہے کہ یہ چنگ وعود۔رباب وباجہ۔کیا کہہ رہے ہیں؟ شراب نوشی چھپ کر کرا کیونکہ یہ لوگ کفر کا فتویٰ لگا دیتے ہیں۔یعنی بادہ نوشی چھپ کر ہی کرنی چاہیے ورنہ مفتی اور زاہد تم پر کفر کا فتویٰ لگا دیں گے۔
(۲) (یہ لوگ) عشق کی عزت وناموس اور عشاق کی رونق مٹا رہے ہیں۔جوانوں میں عیب نکالتے ہیں۔اور بوڑھوں کو ملامت کا نشانہ بناتے ہیں۔(یہ شعر قطعہ بند ہے) یعنی بہتر ہے کہ ان لوگوں پر اپنی مستی کا اظہار نہ کیا جائے۔
(۳) سیاہ دل کے سوا (یا کھوٹے سکہ کے سوا) انہیں کچھ حاصل نہیں ہوتا۔اور یہ اب تک ناحق ہی اس خیال میں ہیں کہ اکسیر بناتے ہیں۔یعنی ان کا خیال ہے کہ وہ سونا بنا رہے ہیں جبکہ وہ اپنے دل کو سیاہ کر رہے ہیں اور بجائے کیمیا کے سیاہ (ناخالص) سکہ ان کے ہاتھ آتا ہے۔بقول کسے:

خواجہ پندارد کہ دارد حاصلے حاصل خواجہ بجز پندار نیست

(۴) کہتے ہیں کہ عشق کی رمزیں مت کہو۔اور نہ سنو ہی! مگر یہ انتہائی مشکل بات ہے۔جو یہ لوگ کہتے ہیں۔یعنی رازِ عشق کا پوشیدہ رکھنا آسان بات نہیں ہے۔

(۵) تشویشِ وقت پیرِ مغاں میدہند باز ایں سالکاں نگر کہ چہ با پیر می کند
(۶) صد ملکِ دل بہ نیم نظر می تواں خرید خوباں دریں معاملہ تقصیر می کند
(۷) ما از برونِ در شدہ مغرور صدفریب تاخود درونِ پردہ چہ تقریر[1] می کند
(۸) قومے بجد وجہد گرفتند[2] وصلِ دوست قومے دگر حوالہ بتقدیر می کند

حل لغات:

* تشویش۔پریشانی * نیم نظر۔آدھی نظر،نیم نگاہی * برونِ در۔دروازے سے باہر * بجد وجہد۔کوشش سے۔

ترجمہ:

(۵) پیر مغاں کے وقت کو پریشان کر رہے ہیں۔ان سالکوں کو دیکھ کہ یہ پیر کے ساتھ کیسا برتاؤ کر رہے ہیں۔یعنی مرید اپنے پیر

[1] بعض نسخوں میں تقدیر کی جگہ تدبیر ہے۔
[2] بعض نسخوں میں گرفتند کی جگہ نہادند ہے۔

کے لیے بعض اوقات تشویش کا باعث بن جاتے ہیں کیونکہ وہ اپنے پیر کے اوقات گرامی کی قدر و قیمت کو نہیں جان پاتے جس سے انہیں تشویش ہوتی ہے۔

(۶) دل کے سینکڑوں ملک نیم نگاہی سے خریدے جاسکتے ہیں لیکن محبوب اس معاملے میں کوتاہی کررہے ہیں۔یعنی حسین لوگ صرف ایک نظر بلکہ نیم نظر کی بدولت کئی دلوں کی مملکت خرید سکتے ہیں۔اگر وہ یہ سودا نہ کریں تو ان کی کوتاہی ہے۔مولینا غنیمت کنجاہی بھی ایسی ہی خرید وفروخت کی بات کررہے ہیں:

برآمد بردرِ مکتب خروشم ۔۔۔ کہ من سی پارۂ دِل می فروشم

بگفتا قیمتش گفتم نگاہے ۔۔۔ بگفتا کمترک گفتم کہ گاہے

(۷) ہم دروازے کے باہر ہی سینکڑوں مکروفریب پر مغرور ہیں۔خدا جانے کہ وہ پردے کے اندر کیا کہتے ہیں۔یعنی ہمیں درون پردہ کا راز معلوم نہیں ہے صرف دروازہ کے باہر کھڑے ہیں اس صورت حال پر بھی ہم کتنے مغرور ہیں۔ہم اس قدر دھوکے میں ہیں خدا جانے کہ اندرون پردہ کیا کچھ ہے۔

(۸) ایک قوم (گروہ) نے اپنی جدوجہد سے محبوب کا وصل حاصل کرلیا ہے اور دوسرا گروہ اپنے تمام تر معاملات تقدیر کے سپرد کررہا ہے۔یعنی کچھ لوگ تقدیر کوشش سے بنانے کے قائل ہیں اور ایک اسے تقدیر کا سکہ گردانتے ہیں (مسئلہ جبر وقدر کی طرف اشارہ ہے)

(۹) فی الجملہ اعتماد مکن برثباتِ دہر ۔۔۔ کایں کارخانہ ایست کہ تغییر می کند

(۱۰) مَے خور کہ شیخ و حافظ و مفتی[1] و محتسب، ۔۔۔ چوں نیک بنگری ہمہ تزویر می کند

حل لغات:

٭ فی الجملہ۔حاصل کلام یہ ہے،مختصر یہ ہے ٭ ثباتِ دہر۔زمانے کی پائیداری ٭ تزویر۔ریاکاری،مکروفریب۔

ترجمہ:

(۹) مختصر یہ کہ زمانے کی پائیداری پر بھروسا مت کر کیونکہ یہ ایک ایسا کارخانہ ہے کہ جسے تغیر وتبدیل کرتے رہتے ہیں۔یعنی یہ دنیا ناپائیدار ہے۔قابل اعتماد نہیں ہے۔اس پر ہمیشہ انقلابات آتے رہتے ہیں اس کا مطلق اعتبار نہیں ہے۔

(۱۰) شراب نوشی کر کہ کیا شیخ و حافظ اور کیا مفتی و محتسب ان سب کو جب تو بغور دیکھے گا تو تجھے پتہ چلے گا کہ ان سب نے ہی مکروفریب (ریاکاری) کا جال بچھا رکھا ہے۔یعنی ریاکاری مے خواری سے بدرجہا بری چیز ہے۔

---- ٭٭٭ ----

[1] بعض نسخوں میں مفتی کے بجائے قاضی ہے۔

غزل نمبر (۵۳)

(۱) در نظر بازیٔ ما بیخبراں حیرانند ! من چنینم کہ نمودم دگر ایشاں دانند
(۲) عاقلاں نقطۂ پرِ کارِ وجودند ولے عشق داند کہ دریں دائرہ سرگردانند
(۳) وصفِ رُخسارۂ خورشید زخفاش مُپرس[1] کہ دریں آئینہ صاحب نظراں حیرانند
(۴) گر شوند آگہ از اندیشۂ مامُغبچگاں ! بعدازیں خرقۂ صوفی بگرو نستانند

حل لغات:

* نظر بازی ۔ دید بازی، دیدار بازی * عاقلاں ۔ عقل مند لوگ، دانشور * خفاش ۔ چمگادڑ * مغبچگاں ۔ میخانے میں شراب پلانے والے حسین اور چھوٹے چھوٹے بچے * خرقہ ۔ گدڑی * صوفی ۔ ظاہر دار۔

ترجمہ:

(۱) ہماری نظر بازی پر یہ بے خبر لوگ حیران ہیں۔ میں تو ویسا ہی ہوں جیسا کہ دکھائی دیتا ہوں باقی وہ جانیں یا اُن کا کام۔ یعنی یہ معترض لوگ' ظاہر دار جو ہم پر نکتہ چینی کرتے ہیں اصل میں یہ خود ہی شاہد پرست ہیں اور نظر باز ہیں اور یہ ریا کاری کی وجہ سے خود کو ظاہر نہیں کرتے۔ ان کا ظاہر اور ہے اور باطن اور ہے۔

(۲) عقلمند و ہوشمند لوگ وجود کے دائرے میں پرکار کا نقطہ ہیں۔ عشق جانتا ہے کہ وہ اس دائرے میں ٹھیک رہے ہیں۔ سرگردان و حیران ہیں۔ یعنی انسانی وجود اور ہستی ایک موہوم نقطہ ہے جو گردشِ پرکار سے مختلف صورتیں پیدا کرتا ہے۔ بقول کسے:

ہمہ از وہم تست ایں صورتِ غیر کہ نقطہ دائراست ازسرعتِ سیر

(۳) سورج کے رخسار کی تعریف تو چمگادڑ سے مت پوچھ کیونکہ اس آئینے میں صاحبِ نظر لوگ بھی بڑے حیران و ششدر ہیں۔ یعنی آفتابِ حقیقت کے انوار کی تجلیات اہل نظر تو کیا بلکہ بڑے بڑے عارف لوگ بھی نہیں دیکھ سکتے۔

(۴) اگر یہ میخانے کے چھوٹے چھوٹے شراب پلانے والے بچے (مغبچے) ہمارے خیال سے واقف ہو جائیں تو اس کے بعد یہ صوفی کی گدڑی بھی گروی نہیں رکھیں گے۔ یعنی عاشقانِ صادق کے اخلاص کے مقابلہ میں ریا کار زاہد کے زہد کی کچھ اہمیت نہیں ہے۔

(۵) لافِ عشق و گلہ از یار زہے لافِ خلاف[2] عشقبازاں چنیں مستحقِ ہجرانند
(۶) جلوہ گاہِ رُخِ او دیدۂ من تنہا نیست ماہ و خورشید ہمیں آئینہ می گردانند

---

[1] بعض نسخوں میں مصرعہ اول یوں ہے: "وصل خورشید بشب پرۂ اعمیٰ نرسد" جو بہتر نہیں۔
[2] بعض نسخوں میں خلاف کی جگہ دروغ ہے۔

(۷) مگرم چشمِ سیاہ تو بیاموزد کار ورنہ مستوری و مستی ہمہ کس نتوانند
(۸) مفلسانیم و ہوائے مے و مطرب داریم آہ اگر خرقۂ پشمیں بگرو نستانند

حل لغات:

٭ لافِ عشق۔عشق کی ڈینگیں مارنا ٭ لاف زنی کرنا، دعویدار ہونا ٭ لاف خلاف۔جھوٹا دعویٰ، فضول بات ٭ جلوہ گاہِ رُخ او۔ اس کے چہرے کی جلوہ گاہ ٭ مگرم۔شاید مجھے ٭ بیاموزد۔سکھادے ٭ مستوری۔پوشیدگی ٭ بگرو: گروی رکھنا۔

ترجمہ:

(۵) عشق کی ڈینگیں مارنا اور محبوب کی شکایت کرنا یہ سب فضول اور واہیات باتیں ہیں۔اس طرح کے عاشق حضرات جدائی کے ہی مستحق ہیں کیونکہ ایسے لوگوں کی لافِ عشق بیہودہ اور باطل ہے ایسے عاشق کبھی وصل حاصل نہیں کر سکتے یہ لوگ جدائی کے ہی سزاوار ہیں۔

(۶) اس (محبوب) کے چہرے کی جلوہ گاہ صرف میری آنکھ ہی نہیں ہے بلکہ چاند اور سورج بھی یہی آئینہ پھرا رہے ہیں۔یعنی صرف میں ہی محبوبِ مطلق کے جلوہ کا دلدادہ نہیں بلکہ یہ ساری کائنات اُسی کے عشق میں سرگردان ہے۔

(۷) ہاں مگر یہ بڑی سیاہ آنکھ مجھے سکھلا دے (تو ہو سکتا ہے) ورنہ مستوری اور مستی ہر کسی شخص کے بس کی بات نہیں ہے کیونکہ مستوری اور مستی دونوں ایک دوسرے کی ضد میں اور ان دونوں کا اکٹھا ہونا محال ہے۔ہاں اس صورت میں یہ ہو سکتا ہے کہ اگر تیری آنکھ میری مدد کرے (سکھادے) کیونکہ آنکھ مست بھی ہے اور مستور بھی ہے۔

(۸) ہم مفلس اور غریب لوگ ہیں شراب اور مطرب کی آرزو رکھتے ہیں۔افسوس ہوگا کہ اگر ہمارے پینے کے خرقہ کو رہن (گروی نہ رکھیں۔یعنی شراب پینے کی استطاعت نہیں ہے صرف ایک پشمینے کی گدڑی ہے اگر میفروش اسے گروی رکھ کے شراب دے دیں تو اچھا ہے ورنہ ہمارا یہ مدعا حاصل نہ ہو سکے گا۔

(۹) اگر بنز ہتگاہ ارواح برد بوئے تو باد عقل وجاں گوہرِ ہستی بہ نثار افشانند
(۱۰) زاہد ار رندیِ حافظ نکند فہم چہ باک[1] دیو بگریزد ازاں قوم کہ قرآں خوانند

حل لغات:

٭ نزہستگاہ۔پاکیزہ مقام، مراد عالم ارواح ٭ ارواح۔رُوح کی جمع ٭ دیو۔شیطان، اہرمن۔

ترجمہ:

(۹) اگر روحوں کی نزہتگاہ میں ہوا تیری خوشبو لے جائے تو پھر یہ عقل اور یہ جان اپنی ہستی کے گوہر نچھاور کر دیں گی۔یعنی اس دنیا (عالم سفلی) کے لیے ہی تیری خوشبو فرحت کا باعث نہیں ہے بلکہ عالم اروح میں بھی اگر تیری خوشبو چلی جائے تو روح وجان اور عقل ودانش سب تجھ پر نثار ہو جائیں گے۔

(۱۰) یہ زاہد اگر حافظ کی رندی کے راز کو نہ سمجھے تو کچھ مضایقہ نہیں ہے کیونکہ شیطان اُس قوم سے جو کہ قرآن پڑھے بھاگ جاتا ہے۔

[1] بعض نسخوں میں باک کی جگہ غم ہے۔

یعنی قرآن پڑھنے والوں سے جس طرح شیطان بھاگتا ہے اُسی طرح یہ لوگ بھی مجھ سے نفرت کرتے ہیں یہ لوگ وہ ہیں جو زہد خشک اور ریا آمیز عبادت رکھتے ہیں۔ اصل میں حافظ کے نزدیک رندی عشق الٰہی کا نام ہے جس میں ریا اور منافقت کا شائبہ تک نہ ہو۔ خواجہ حافظ چونکہ خود بھی حافظِ قرآن تھے اسی لیے انہوں نے یہ کہا کہ ریا کار زاہد میری حقیقت کو نہیں سمجھ سکتے۔

----***----

غزل نمبر (۵۴)

(۱) دوش وقتِ سحر از غصّہ نجاتم دادند | و ندراں ظلمتِ شب آبِ حیاتم دادند

(۲) بیخود از شعشہء پرتوِ ذاتم کردند | بادہ از جامِ تجلّیِ صفاتم دادند

(۳) چہ مبارک سحرے بود و چہ فرخندہ شبے | آں شب قدر کہ ایں تازہ براتم دادند

(۴) چوں من از عشقِ رخش بیخود وحیراں گشتم | خبر از واقعہء لات و مناتم دادند

حل لغات:

* دوش۔ کل کی گزری ہوئی رات، گزشتہ شب * دوش وقت سحر۔ کل سحری کے وقت، علی الصبح * غصہ۔ سے مراد یہاں طبیعت کی پژمردگی ہے، کہا جاتا ہے کہ شروع شروع میں خواجہ حافظ اس قدر پختہ اور جامع شعر نہ کہا کرتے تھے بلکہ اپنے ہم عصروں میں لغوگو اور ہزل گو کے نام سے زیادہ مشہور ہو گئے تھے۔ انہی دنوں ایک مشاعرے میں انہوں نے ایک ایسی ہی غزل سنائی اور لوگوں نے یہ غزل سنی اور آپ کو سخت سُست کہنے کے علاوہ آپ کا از حد مذاق بھی اُڑایا جس سے آپ دلبرداشتہ و پژمردہ ہو گئے اور بابا کوہی کے مزار پر آپ نے چلہ کھینچا۔ جس پر حضرت خواجہ خضرؑ آپ سے ملے اور ان پر علوم وفنون اور فنِ شاعری کے دروازے کھول دیئے گئے۔ اس واقعہ کے بعد آپ نے یہ پہلی غزل لکھی۔ ایک روایت یہ بھی ہے کہ آپ نے اُسی رات خدا کی بارگاہ میں رو رو کر عرض کی کہ فن و فکر یعنی شعر وشاعری میں ارتقاء کی صورت حاصل ہو جائے تو خواب میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے اپنی زبان ان کے دہن میں ڈالی اور کہا کہ جاؤ تجھ پر فصاحت و بلاغت کے دروازے کھول دیئے گئے۔ چنانچہ اس واقعہ کے بعد صبح اٹھ کر آپ نے یہ غزل لکھی * ظلمتِ شب۔ رات کی تاریکی * آب حیاتم۔ آبِ حیات۔ امرت جو کہ تاریکی میں ہے * شعشہ۔ کرن، روشنی آفتاب * فرخندہ۔ مبارک * شبِ قدر۔ ماہِ رمضان کی ستائیسویں رات، مبارک اور پر سعادت رات * لات ومنات۔ بتوں کے نام جو اسلام آنے سے پہلے کعبہ میں رکھے گئے تھے۔

ترجمہ:

(۱) کل سحری کے وقت مجھے غم وغصہ سے نجات دے دی گئی۔ گویا رات کے اس اندھیرے میں مجھے آبِ حیات پلا دیا گیا۔ یعنی میرے سینے کو اسرارِ معرفت سے پُر کر دیا گیا۔ اور عمر بھر کی ریاضت کا پھل مجھے مل گیا۔

(۲) مجھے پرتوِ ذات کے نور سے مست و بیخود کر دیا گیا۔ اور تجلّی صفات کے لبریز جام سے شراب پلا دی گئی۔ یعنی مجھے پرتو ذات کی

روشنی دکھائی گئی اور تجلی صفات کا جام پلایا گیا۔

(۴) وہ کیسی اور کس قدر مبارک سحر تھی اور کیسی پر سعادت رات تھی؟ گویا وہ شب قدر تھی کہ جس رات مجھے میرا تازہ حصہ و بخرہ (یعنی مقدر) دے دیا گیا۔ یعنی وہ شب بمنزلہ شب قدر تھی کہ جس رات مجھے پرتو ذات اور تجلی صفات کے انوار سے نوازا گیا۔ اور میرا سینہ روشن ہوگیا۔

(۴) جب میں اس کے چہرہ کے عشق میں حیران و بیہوش ہوگیا تو مجھے لات اور منات کے واقعہ سے باخبر کیا گیا۔ یعنی لات و منات کے واقعہ کی یاد دلائی کہ تو نے جو کچھ بھی عشق الٰہی میں حاصل کیا ہے کیا وہ لات و منات یا بتانِ مجازی کے عشق میں حاصل ہوسکتا ہے؟

(۵) من اگر کام روا گشتم و خوشدل چہ عجب — مستحق بودم[1] و اینہا بزکاتم داد ند

(۶) بعد ازیں روئے من و آئینۂ حُسنِ نگار[2] — کہ در آنجا جز از جلوۂ ذاتم داد ند

(۷) ہاتف آں روز بمن مژدۂ ایں دولت داد — کہ ببازارِ غمت صبرو ثباتم داد ند[3]

(۸) ایں ہمہ قند[4] و شکر کز سخنم می ریزد — اجرِ صبریست کزاں شاخ نباتم داد ند

حل لغات:

* کام روا گشتن۔ مقصد پورا ہونا، مقصد حاصل ہونا * حُسنِ نگار۔ محبوب کا حسن * مژدہ۔ خوشخبری * ہاتف۔ غیب کی خبر دینے والا، فرشتہ * شاخِ نبات۔ قند، مصری، خواجہ حافظ کی معشوقہ کا نام، مجاز اً قلم، خامہ۔ * قند: مصری، چینی۔

ترجمہ:

(۵) اگر میرا مقصود پورا ہوگیا اور میں خوشدل ہوگیا تو اس میں تعجب کی کوئی بات نہیں ہے۔ میں حقدار تھا اور جو کچھ مجھے ملا زکوٰۃ کے طور پر ملا۔ یعنی مجھے جو خوشدلی اور کامیابی حاصل ہوئی یہ کوئی تعجب کی بات نہیں ہے۔ یہ میرا حق تھا۔ یعنی میں مسکین وغریب تھا اور مجھ پر مالِ زکوٰۃ کے طور پر صرف ہوسکتا تھا۔

(۶) اس کے بعد میرا چہرہ ہے اور محبوب کے حسن کا آئینہ ہے کیونکہ اس جگہ مجھے جلوۂ ذات کی خبر دی گئی۔ میں آئینۂ ذات دیکھنے میں مشغول ہوں اور اس میں مجھے جلوۂ ذات دکھایا گیا ہے۔ یعنی مجازی محبوب کے آئینہ میں مجھے محبوبِ حقیقی کا جلوہ نظر آتا ہے۔

(۷) ہاتف نے مجھے اُس روز دولت کی خوشخبری دی جس دن تیرے عشق کے بازار میں مجھے صبر و ثبات عطا کیا گیا۔ یعنی خوشخبری دی جس دن تیرے عشق کے بازار میں مجھے صبر و ثبات عطا کیا گیا۔ مطلب یہ کہ خوشخبری دی گئی ہے کہ مجھے اس صبر کے بدلے میں محبوب کا وصل حاصل ہوگا۔ اور اسی صبر و استحکام کی وجہ سے ہی مجھے مشاہدہ حق نصیب ہوا۔

---

[1] بعض نسخوں میں بودم کے بجائے بنمودم ہے۔ [2] بعض نسخوں میں حسنِ نگار کے بجائے وصفِ جمال ہے۔

[3] بعض نسخوں میں مصرعہ ثانی یوں ہے: کہ بداں جور و جفا صبر و ثباتم دادند

[4] بعض نسخوں میں قند کی جگہ شہد ہے۔

(۸) یہ تمام شہد و شکر جو کہ میرے کلام (اشعار) سے ٹپکتا ہے۔ اسی صبر و استقامت کا ہی پھل ہے جو اُس شاخِ نبات سے مجھے دیا گیا۔ یعنی میری شیریں کلامی و شیریں سخنی شاعری میں ریاضت اور استقامت کی وجہ سے ہے۔

(۹) کیمیا نیست عجب بندگیٔ پیرِ مغاں — خاکِ او گشتم و چندیں درجاتم دادند
(۱۰) بحیاتِ ابد آں روز رسانید مرا — خطِ آزادگی از حسنِ مماتم دادند
(۱۱) عاشق آں دم کہ بدامِ سر زلف تو فتاد — گفت کز بندِ غم و غصہ نجاتم دادند
(۱۲) شکّرِ شکر بشکرانہ بیفشاں اے دِل — کہ نگارِ خوشِ شیریں حرکاتم دادند
(۱۳) ہمّتِ حافظ و انفاسِ سحر خیزاں بود — کہ ز بندِ غمِ ایّام نجاتم دادند

حل لغات:

* کیمیا۔ زرِ خالص۔ تانبے اور چاندی کو سونا بنانا، مجازاً عشق کو بھی کیمیا کہتے ہیں * حیاتِ ابد۔ ہمیشہ کی زندگی * آں دم۔ اسی وقت، جس وقت * حسنِ مماتم۔ حسن خاتمہ * نجاتم۔ خاتمہ * شکرِ شکر۔ شکریے کی شکر * بیفشاں۔ نچھاور کردے * انفاس۔ جمع نفس، سانس۔

ترجمہ:

(۹) پیرِ مغاں کی غلامی و بندگی بھی عجیب کیمیا ہے کہ میں اس کی خاکِ پا بنا اور مجھے اتنے بلند درجات عطا کر دیئے گئے۔ یعنی مجھے عرفان کے درجات عطا کر دیئے گئے۔ یعنی مجھے عرفان کے درجات پیرِ مغاں (مرشد کامل) کی غلامی و اطاعت ہی کی بدولت ملے ہیں۔

(۱۰) مجھے اس روز حیاتِ دوام کے مقام پر پہنچا دیا گیا اور حسن خاتمہ (موت کے قلعہ) سے آزادگی کا پروانہ دے دیا گیا۔ یعنی موت سے آزاد کر کے ابدی زندگی عطا کر دی گئی اور میں نے فنا المعشوق ہو کر بقاباللہ کا درجہ پالیا۔

(۱۱) جس وقت عاشق تیری زلف کے دام میں گرفتار ہوا وہ بول اٹھا کہ مجھے غم و غصہ کی قید سے رہائی حاصل ہو گئی ہے کیونکہ یہ حقیقت ہے کہ عشق کی قید میں آ کر انسان باقی قیدوں سے آزاد ہو جاتا ہے۔

(۱۲) اے دِل تو شکریے کی شکر شکرانے کے طور پر نچھاور کر دے کہ مجھے شیریں اور خوبصورت محبوب عنایت ہوا ہے۔ یعنی اے دِل تو شکر کر کہ تجھے شیریں ادا محبوب جو مل گیا ہے۔

(۱۳) یہ حافظ کی دُعا اور سحری کے وقت اٹھنے والوں کے دم کی برکت تھی کہ مجھے غم ایام کی قید سے نجات (رہائی) دی گئی۔ یعنی حافظ کی دعا اور حوصلے (عبادت و ریاضت) کی وجہ سے ہی یہ بلند مرتبہ حاصل ہوا ہے۔

(نوٹ) بعض نسخوں میں شعر نمبر 4 اور نمبر 9 تا نمبر 12 شامل غزل نہیں ہیں۔

----***----

غزل نمبر (۵۵)

(۱) دوش دیدم کہ ملائک درِ میخانہ زدند | گِلِ آدم بسر شتند و بہ پیمانہ زدند
(۲) ساکنان حرم و سرِّ عفافِ ملکوت | با منِ راہ نشیں بادۂ مستانہ زدند
(۳) شکرِ ایزد[۱] کہ میان من و او صلح فتاد | حوریاں رقص کناں ساغرِ شکرانہ زدند
(۴) جنگِ ہفتاد و دو مِلّت ہمہ را عذر بنہ | چوں ندیدند حقیقت رہِ افسانہ زدند

حل لغات:

* دوش۔گذشتہ رات،کل رات * مراد ابتدائے آفرینش * ملائک۔ملک کی جمع فرشتے * ساکنانِ حرم۔حرم کے رہنے والے، مقدس دنیا کے رہنے والا * عفافِ ملکوت۔فرشتوں کی پرہیز گاری و پاکیزگی یعنی عالم ارواح * حوریاں۔حوریں،حوراں یا حوریاں جمع الجمع ہے،حور خود جمع ہے * ہفتاد و دو ملّت۔بہتر فرقے ،اہل سنت جماعت کو چھوڑ کر اسلام میں باقی بہتر فرقے ہیں۔

ترجمہ:

(۱) کل رات میں نے دیکھا کہ فرشتے میخانے کا دروازہ کھٹکھٹا رہے تھے۔انہوں نے آدم کی مٹی کو گوندھا اور اُس کے پیمانے بنانے لگے۔یعنی جب ابتدائے آفرینش حضرت آدم علیہ السلام کی مٹی کا خمیر تیار کیا گیا تو اُس وقت اس میں شراب عشق ڈالی گئی گویا ابتداء سے ہی انسان کے حصہ میں عشق و مستی آئی۔

(۲) عالم ارواح کی پاکیزگی اور مقدس حرم کے رہنے والوں نے مجھ راہ نشیں کے ساتھ مست شراب پی۔یعنی روز الست (جب خالق و مخلوق کے مابین قول و فعل قرار ہوئے) ہم بزم عشق میں جام الٰہی پیتے تھے۔

(۳) اللہ کا شکر ہے کہ میرے اور اس کے مابین صلح ہوگئی۔اور اس صلح کی خوشی میں بہشت کی حوروں نے بھی رقص کرتے ہوئے شکرانے کے جام پیئے۔یعنی عاشق و معشوق کے درمیان صلح ہونے پر خوشی کی گئی۔

(۴) بہتر فرقے جو کہ آپس میں ہی لڑائی جھگڑا کر رہے ہیں۔تو ان کو اس معاملے میں معذور سمجھ۔جب انہیں حقیقت کا پتہ نہ چلا تو یہ افسانے بیان کرنے لگ گئے۔یعنی مذہب میں فرقہ بندی کی وجہ لوگوں کی نفس پرستی ہے۔جس وجہ سے انہوں نے اختلاف رائے سے کام لیتے ہوئے افسانہ طرازیوں سے کام لینا شروع کر دیا اور حقیقی مذہب کا دامن چھوڑ دیا۔جو اہل سنت والجماعت کا ہے۔(گویا خواجہ حافظ کا بھی یہی مذہب و مسلک تھا)

(۵) آسماں بارِ امانت نتوانست کشید! | قُرعہء فال بنام منِ دیوانہ زدند!

---

[۱] بعض نسخوں میں ایزد کے بجائے آنرا ہے اور حوریاں کی جگہ صوفیان ہے۔

(۶) نقطہء عشق دلِ گوشہ نشیناں خوں کرد — ہمچوں آں خال کہ بر عارضِ جانانہ زدند
(۷) ما بصد خرمنِ پندار ز رہ چوں نرویم — چوں رہِ آدمِ خاکی بیکے دانہ زدند
(۸) آتش آں نیست کہ بر شعلہء او خندد شمع — آتش آنست کہ در خرمنِ پروانہ زدند
(۹) کس چو حافظ نکشاد از رُخِ اندیشہ نقاب — تا سرِ زلفِ سخنِ عروسانِ شانہ زدند[1]

حل لغات:

* بارِامانت۔ بارِاطاعت وحدودِشرعی، اور بعض کے نزدیک ادراک وشعور اور بعض اس سے مراد عشق الٰہی لیتے ہیں * قرعہ فال۔ فال کی پرچی بحث وتحیص کا نتیجہ * عارض۔ رخسار * پندار۔ غرور وتکبر، عقل وفہم * خرمن۔ انبار، ڈھیر * خندد۔ خندیون مصور ہنسا * شانہ۔ کنگھی۔

ترجمہ:

(۵) آسمان بھی بارِامانت کو نہ اُٹھا سکا جس وجہ سے فال کا قُرعہ مجھ دیوانے کے نام نکال دیا گیا۔ قرآن پاک میں مشہور آیت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آسمانوں زمینوں اور پہاڑوں کو حکم دیا کہ امانت کا بوجھ اُٹھاؤ انہوں نے یہ بار اٹھانے سے اپنے تئیں معذور کہا (ان میں طاقت نہ تھی) اور یہ بار انسان نے خاموشی سے اٹھالیا اس نے ایسا جہالت کی وجہ سے کیا۔ پنجابی کے بے نظیر شاعر مولوی غلام رسول عالمپوریؒ نے خوب کہا ہے:

بار امانت چا نہ سکے زمین فلک بے چارے
اِنس ظلوم جھول اٹھایا ہن کیوں عہدوں ہارے

(۶) عشق کے نقطہ نے گوشہ نشینوں کے دِل کو خون کر دیا۔ اس خال کی مانند جو کہ محبوب کے رخسار پر لگا ہوا ہے۔ یعنی محبوبِ حقیقی نے اپنے خوبصورت چہرے کا خال دکھا کر دل پر عشق کا نکتہ لگایا اور اس کے دِل کو خون کر دیا۔ مطلب یہ کہ جیسے محبوب کے رخسار کے خال نے عاشقوں کے دِل کا خون کیا اُسی طرح عشق کے نکتہ نے ان کے دِل کا خون کر دیا۔

(۷) ہم تکبر وغرور (یا عقل وفہم) کے سینکڑوں انباروں کے باوجود کس طرح نہ بھٹکیں (گمراہ نہ ہوں) جبکہ خاکی (آدم) گندم کے ایک دانہ کے لیے بھٹک گئے۔ یعنی حضرت آدم علیہ السلام ایک دانہ کے لیے بہشت سے نکال دیئے گئے۔ اور (گناہگار ہوئے) ہم جو کہ خرمن کے خرمن غرور وتکبر (کسی فہم وفراست) کے رکھتے ہیں کس طرح سیدھے راستے سے بھٹک نہ جائیں۔

(۸) آگ وہ نہیں ہے کہ جس کے شعلے پر شمع ہنستی ہے۔ (جس سے روشنی ہوتی ہے) آگ تو وہ ہے جو کہ پروانے کے خرمن میں لگائی گئی ہے یعنی جس میں پروانہ جل رہا ہے۔ مطلب یہ کہ شمع کا جلنا اور ہے اور پروانہ کا جلنا اور ہے۔ گویا شمع جلتی کیا ہے آگ کے شعلے پر ہنستی ہے۔ لیکن پروانہ بیچارہ جل مرتا ہے۔

---

[1] بعض نسخوں میں مصرعہ ثانی اس طرح ہے: تا سرِ زلف سخن را بالقلم شانہ زدند

(۹) حافظ کی طرح کسی نے بھی چہرۂ خیال سے نقاب نہیں اٹھایا۔ جب شعر و شاعری یعنی عروس سخن کی زلف میں قلم کنگھی کی گئی ہے ۔یعنی جب سے عروس سخن کی زلف کو سنوار اگیا ہے اور جب سے دنیا میں شاعری شروع ہوئی ہے) کسی شاعر نے بھی حافظ شیرازی کی طرح اعلیٰ و بلند خیالات کا اظہار نہیں کیا۔ (ان کا یہ دعویٰ برحق ہے)

(نوٹ) بعض نسخوں میں شعر نمبر 6، نمبر 7 شامل غزل نہیں ہیں۔

-----***-----

غزل نمبر (۵۶)

(۱) دلِ من بدورِ رویت زچمن فراغ دارد — کہ چو سروپائے بندست و چو لالہ داغ دارد

(۲) سرِ ما فرو نیاید بکمانِ ابروئے کس[۱] — کہ درونِ گوشہ گیراں زجہاں فراغ دارد

(۳) شب تیرہ چوں سر آرم رہ پیچ پیچ زلفت[۲] — مگر آں کہ شمع رویت برہم چراغ دارد

(۴) زبنفشہ تاب دارم کہ ززُلفِ او زند دَم — تو سیاہِ کم بہا بیں کہ چہ در دماغ دارد

حل لغات:

* فراغ۔فراغت * گوشہ گیراں۔اہل تنہائی، گوشے (کونے) میں بیٹھ کر ذکر اللہ کرنے والے، * شبِ تیرہ۔اندھیری سیاہ رات * تاب دارم۔تاب داشتن۔غصہ رکھنا، ناراض ہونا۔

ترجمہ:

(۱) میرا یہ دل تیرے چہرے کے حسن کے دور میں باغ سے بالکل بے نیاز ہے۔ (فراغت رکھتا ہے) کیونکہ وہ سرو کی طرح پابند ہے اور گل لالہ کی طرح داغ رکھتا ہے۔یعنی مجھے باغ کی سیر سے کیا مطلب؟ کیونکہ تیرے عشق کی وجہ سے میرا دل باغ کا نمونہ بنا ہوا ہے۔جس طرح باغ میں سرو پابند (پابہ گل) ہوتا ہے میرا دل بھی گل لالہ کی طرح ہے۔یعنی وہ بھی داغدار ہے اور میرا دِل بھی داغ رکھتا ہے ایسی ہی کیفیت کا اظہار میرزا عبدالقادر بیدلؔ اس طرح کرتے ہیں:

ستمت گر ہوست کشد کہ بسیر و سروِ سمن درآ — تو زغنچہ کم نہ دمیدہ ای درِ دل کشا بچمن درآ

(۲) ہمارا سر کسی محبوب کی کمان ابرو کے آگے نہیں جھکتا کیونکہ گوشہ نشینوں کا دِل جہان سے بے نیاز (فارغ) ہوتا ہے۔یعنی ہم چونکہ گوشہ نشین ہیں اور جہان سے فراغت رکھتے ہیں۔کسی کی کمان ابرو کے آگے سر نہیں جھکاتے۔بقول کسے:

---

۱ بعض نسخوں میں مصرعہ اول یوں ہے: بجز آں کمال ابرو نکشید دل بہیچم۔

۲ بعض نسخوں میں مصرعہ اول یوں ہے: شب ظلمت و بیاباں بکجا تواں رسیدن۔

ہزاردام سے نکلا ہوں ایک جنبش میں　　جسے غرور ہو آئے کرے شکار مجھے

(۳) سیاہ اندھیری رات میں تیری زلفوں کے پیچ در پیچ راہ کو کس طرح طے کروں؟ ہاں اگر تیرے رخساروں کی شمع میرے راستے پر چراغ رکھے تو پھر ایسے ہوسکتا ہے۔یعنی کفرستانِ عالم میں نورِ ایمان کی ہدایت بہت ضروری ہے۔

(۴) مجھے بنفشہ پر غصہ آتا ہے کہ وہ اُس محبوب کی زلف کی برابری کرتا ہے۔تو اس کم قیمت چیز کو دیکھ کہ اس کے دماغ میں کیا سمایا ہوا ہے؟ (یعنی بنفشہ جس سے محبوب کی زلف کو تشبیہ دی جاتی ہے) ایک کم حیثیت والی چیز محبوب کی زلف کا مقابلہ کرنے کا خیال لیئے ہوئے ہے۔یہ بدماغی نہیں تو اور کیا ہے؟

(۵) بفروغِ چہرہ زلفت ہمہ شب زند رہِ دِل!　　چہ دلاورست دزدے کہ بکف چراغ دارد [1]

(۶) سزدار چو ابرِ بہمن کہ بریں چمن بگریم،　　طرب آشیاں بُلبُل بنگر کہ زاغ دارد

(۷) من و شمعِ صبحگاہی سزد ار بہم بگرییم　　کہ بسوختیم و ازما بُتِ ما فراغ دارد

(۸) بچمن خرام بنگر بر تختِ گُل کہ لالہ　　بہ ندیمِ شاہ ماند کہ بکف ایاغ دارد

(۹) سرِ درسِ عشق دارد دلِ درد مندِ حافظ　　کہ نہ خاطرِ تماشا نہ ہوائے باغ دارد

حل لغات:

* بفروغ چہرہ۔رخ کی روشنی * چہ دلاور۔کیا دلیر۔بے باک * بہمن۔شمسی مہینے کا نام فارسی کا گیارہواں مہینہ بمطابق پھاگن (خزاں کا موسم) * زاغ۔کوا * سزد۔بجا ہے * خرام۔چہل قدمی،ٹہل ٹہل کر چلنا * ایاغ۔پیالہ،جام * ہوائے! ہوا،آرزو، محبت،سودا۔

ترجمہ:

(۵) تیرے چہرے کی روشنی میں تیری زلف رات بھر دل کو لُوٹتی ہے۔کیا دلاور چور ہے کہ ہاتھ میں چراغ لیئے ہوئے ہے۔یعنی بڑا دلیر چور ہے کہ جو چراغ ہاتھ میں لے کر چوری کرتا ہے۔(اس شعر کا دوسرا مصرعہ ضرب المثل کا درجہ اختیار کیئے ہوئے ہے)

(۶) جائز وروا ہے اگر میں اس باغ میں بہمن کے بادل کی طرح گریہ وزاری کروں۔دیکھ کہ بلبل کا آشیانہ کوے کے قبضہ میں آچکا ہے۔یعنی دنیا کی ناپائیداری اور انقلاباتِ زمانہ کو دیکھ!

(۷) اگر میں اور صبح کی شمع دونوں مل کر روئیں تو بجا ہے کیونکہ ہم تو جل چکے اور ہمارا محبوب ہم سے بڑی بے نیازی کر رہا ہے صبح کی شمع تھوڑی دیر کی مہمان ہوتی ہے جو قریباً ساری جل چکی ہے اور عاشق بھی عشق کی آگ میں جل چکا ہے۔تو یہ بھی شمع آخرِ شب کی ہی طرح ہے۔یعنی شمع اور عاشق کی ایک ہی حالت ہے اور دونوں کو مل کر رونا چاہیے۔

(۸) تو باغ میں ٹہل ٹہل کر چل (چہل قدمی کر) اور دیکھ کہ پھول کے تخت پر لالہ بادشاہ کے مصاحب کی طرح ہاتھوں میں جام لیئے ہوئے ہے۔یعنی ہر طرف بہار کی آمد آمد ہے اور اس خوشی میں گل لالہ (جسے جام سے تشبیہ دیتے ہیں) نے بھی شراب کا پیالہ اٹھا رکھا ہے۔

---

[1] بعض نسخوں میں شعر نمبر 5 شامل غزل نہیں۔

(۹) حافظ کے دردمند دِل کو عشق کے درس کا خیال رہتا ہے (یعنی عشق کا درس پڑھنے کی دُھن ہے) کیونکہ نہ تو اُسے کچھ تماشے کا خیال ہے اور نہ باغ کی سیر کی ہی آرزو ہے۔ یعنی حافظ کو باغ کی سیر کی کوئی ضرورت نہیں ہے اور اگر وہ چمن کی سیر کرے بھی تو محض کتابِ قدرت سے عشق کا درس لینے کی خاطر کرتا ہے۔

----***----

غزل نمبر (۵۷)

(۱) داد گرا فلک ترا جُرعہ کشِ پیالہ باد — دشمنِ دل سیاہ تو غرقہ بخوں چو لالہ باد
(۲) ذروۂ کاخِ رفعت رست نفرط ارتفاع — راہروانِ وہم را رہِ ہزار سالہ باد
(۳) زلفِ سیاہ پرچمت چشم و چراغِ عالم ست — جاں ز نسیمِ دولتت درشکنِ کلالہ باد
(۴) اے مہِ برجِ معدلت مقصدِ کُل ز آدمی — بادۂ صاف دائمت در قدح و پیالہ باد

حل لغات:

* دادگرا: اے انصاف کرنے والے * جُرعہ۔ گھونٹ * جرعہ کش۔ گھونٹ پینے والا * ذروہِ کاخ۔ کسی چیز کا سب سے اونچا حصہ، محل کے کنگرہ کی اونچائی * فرط۔ حدّ سے بڑھنا * ارتفاع۔ بلندی، رفعت * کلالہ۔ زلف، گیسو * شکنِ کلالہ۔ پیچ در پیچ زلف * برجِ معدلت۔ برجِ عدل۔

ترجمہ:

(۱) اے انصاف کرنے والے میرے ممدوح بادشاہ! آسمان تیرے پیالے کا جرعہ کش ہو (خوشہ چین ہو) اور تیرا سیاہ دِل دشمن گلِ لالہ کی طرح خون میں غرق رہے۔ (یہ غزل خواجہ نے کسی بادشاہ یا امیر ممدوح کو لکھ کر بھیجی ہوگی دعائیہ اور مدحیہ ہے)

(۲) تیری رفعت و بلندی کے محل کا کنگرہ بڑی اونچائی پر پہنچ گیا ہے (یعنی تجھے بلند اقبالی حاصل ہوئی ہے) خدا کرے کہ وہ وہم کے مسافروں کے لیے ہزار سال کا رستہ ہو۔ یعنی جس بلندی پر وہم بھی ایک ہزار سال میں پہنچے اس کی رفعت پر پہنچنے کے لیے کیا کچھ کرنا ہوگا؟ مطلب یہ ہے کہ تیری رفعت حدِ رفعت سے بھی تجاوز کر چکی ہے۔

(۳) تیری سیاہ پھریرے والی زلف اس دنیا کے لیے چشم و چراغ کی طرح ہے۔ اور جان اس کی دولت کی نسیم (خوشبو) سے زلف پیچیدار کی شکن میں ہو۔ یعنی تیری زلف اس جہان کے لیے بمنزلہ چراغ ہے اس کی خوشبو کے لیے جان اس میں اسیر رہے۔

(۴) اے بُرجِ انصاف کے چاند! تو خلقتِ انسانی کا مقصدِ کُل ہے۔ تیرے جام اور ساغر میں ہمیشہ صاف شراب بھری رہے۔ یعنی اے بادشا! تو جو کہ تمام انسانی خلقت کا واحد مقصد ہے۔ تیرے جام میں ہمیشہ صاف و مصفا شراب رہے۔ (تا کہ میں بھی جرعہ کشی کا فیضان حاصل کرسکوں)

(۵) چوں بہوائے قامت زہرہ شود ترانہ ساز — حاسدت از سماعِ آں ہمدمِ آہ و نالہ باد

(۶) نہ طبقِ سپہر وآں قرصہءِ سیم وزر کہ ہست — ازلبِ خوانِ حشمتت سہل تریں نوالہ باد

(۷) دخترِ فکر بکرِ من ہمدم صحبت تو شد — مہرِ چنیں عروس را ہم بکفت احوالہ باد

(۸) حافظ تو دریں غزل حُجتِ بندگی نوشت — لُطفِ عبید پرورت شاہدِ ایں قبالہ باد

حل لغات:

بہوائے قامت ۔ تیرے قد کی آرزو ✵ زہرہ ۔ ستارے کا نام جسے رقاصہ فلک بھی کہتے ہیں ✵ نہ طبق سپہر ۔ آسمان کے نوطبق ✵ قرصہ ۔ ٹکی ✵ قرصۂ سیم وزر: مراد ہے چاند اور سورج ۔ ✵ نوالہ: لقمہ ۔ ✵ حجت بندگی: غلامی کا دعویٰ ۔ ✵ لطفِ عبید پرورت: تیرا بندہ پرور لطف وکرم ۔ ✵ قبالہ: وثیقہ، ضمانت نامہ ۔

ترجمہ:

(۵) جب تیرے بلند قامت کی آرزو میں زہرہ نغمہ زنی کرے تو اُسے سن کر حاسد آہ و نالہ میں مصروف رہے ۔ یعنی جب زہرہ تیری مدح سرائی کرے تو دشمن سن کر آہ و نالہ کریں ۔

(۶) آسمان کے نوطبق اور سونے چاندی کی ٹکیاں (یعنی چاند سورج) تیری شان وشوکت کے دسترخوان پر آسانی سے نوالہ ہوجائیں ۔ یعنی تیرے خوان شوکت پر چاند اور سورج روٹی کے برابر ہوں مطلب یہ کہ ساری دنیا پر تیرے جاہ وجلال کا سکہ بیٹھ جائے ۔

(۷) میری کنواری فکر کی بیٹی (نایاب افکار) تیری صحبت کی ہمدم بنی ہوئی ہے ایسی عروس (دلہن) کا حق مہر بھی تیرے ہاتھ کے حوالے ہو ۔ یعنی میں نے جو اشعار تیری مدح میں لکھے ہیں ان کا صلہ تیرے ہی ہاتھ میں ہے ۔

(۸) تیرے حافظ نے اس غزل میں تیری غلامی کا دعویٰ پیش کیا ہے ۔ خدا کرے کہ تیرا بندہ پرور لطف وکرم اس میری تحریر کا گواہ ہو ۔ یعنی حافظ نے یہ غزل تیری مدح میں لکھی ہے گویا وہ تیرا غلام ہے اور اس نے اس غلامی کے ثبوت میں یہ قبالہ لکھا ہے ۔ اگرچہ لطف وکرم اس قبالے کا گواہ ہوجائے تو یہ وثیقہ مکمل ہوجائے ۔

(نوٹ): بعض نسخوں میں یہ غزل شامل نہیں ہے ۔

----✵✵✵----

غزل نمبر (۵۸)

(۱) دیریست کہ دِلدار پیامے نفرستاد — ننوشت کلامے [1] و سلامے نفرستاد

[1] بعض نسخوں میں کلامے کی جگہ سلامے ہے ۔

(۲) صدنامہ فرستادم وآں شاہِ سواراں — پیکے ندوانید و پیامے نفرستاد
(۳) سوئے من وحشی صفتِ عقل رمیدہ — آہو روشے کبک خرامے نفرستاد
(۴) دانست کہ خواہد شدنم مرغِ دل ازدست — وزآں طرّہ[۱] چوں سلسلہ دامے نفرستاد

حل لغات:

* دیر یست۔ بہت دیر ہوگئی ہے، مدت ہوئی * پیکے۔ پیک، قاصد * عقل رمیدہ۔ جس کی عقل بھاگ جائے، مراد بے وقوف * کبک۔ چکور * طرّہ۔ زلف۔ * سلسلہ۔ زنجیر۔ * دامے: جال، پھندہ۔

ترجمہ:

(۱) بڑی دیر ہوگئی ہے کہ محبوب نے کوئی پیغام نہیں بھیجا۔ نہ تو کوئی خط تحریر کیا ہے اور نہ کوئی سلام ہی بھیجا ہے۔ یعنی عرصہ دراز سے سلسلہ پیام وسلام بند ہے (اللہ خیر کرے)

(۲) میں نے سینکڑوں خط ارسال کیئے لیکن اُس شاہ سوار (سواروں کے بادشاہ) نے نہ تو کوئی قاصد ہی دوڑایا اور نہ کوئی پیام ہی بھیجا۔ یعنی میرے مکتوبات کا بھی کوئی جواب نہ آیا۔

(۳) اُس (محبوب) نے مجھ وحشی جیسے ہوش باختہ شخص کی طرف کوئی ہرن جیسا اور چکور کی سی رفتار رکھنے والا قاصد روانہ نہ کیا۔ یعنی مجھ وحشت زدہ اور دیوانہ کی طرف کوئی آہو روش یا کبک خرام قاصد (یعنی تیز رفتار والا قاصد) نہ بھیجا۔

(۴) وہ جانتا تھا کہ میرا مرغِ دل ہاتھ سے نکل جائے گا۔ اُس نے اس زنجیر جیسی زلف کا کوئی جال نہ بھیجا۔ یعنی محبوب کو یہ علم تھا کہ میرا مرغِ دل ہاتھ سے نکل جائے گا اس کی گرفتاری کے لیے کوئی جال نہ بھیجا کیونکہ وہ جانتا تھا کہ میرا مرغ دل بغیر دام وجال کے بھی میرے قبضہ سے نکل کر اس کی زلف کا اسیر ہوجائے گا۔

(۵) فریاد کہ آں ساقیٔ شکّر لبِ سرمست — دانست کہ مخمورم و جامے نفرستاد
(۶) چنداں کہ زدم لافِ کراماتِ ومقامات — ہیچم خبر از ہیچ مقامے نفرستاد
(۷) حافظ بادب باش کہ درخواست[۲] نباشد — گر شاہ پیامے بغلامے نفرستاد

حل لغات:

* شکرلب۔ میٹھے لب والا * لاف۔ ڈینگ * درخواست۔ عرض، تقاضا۔

ترجمہ:

(۵) فریاد ہے کہ اُس سرمست اور میٹھے لبوں والے ساقی (محبوب) نے یہ جانتے ہوئے بھی کہ میں خمار زدہ ہوں۔ (شرابی ہوں)

---

[۱] بعض نسخوں میں طرّہ کی جگہ خط ہے۔ [۲] بعض نسخوں میں درخواست کی جگہ واخواست بمعنی مطالبہ ہے۔

کوئی شراب کا پیالہ نہ بھیجا۔

(۶) میں نے عشق کے مقامات اور کرامتوں سے متعلق جتنی بھی لافیں ماریں' اُس نے مجھے کسی بھی مقام کی کوئی خبر تک نہ دی۔یعنی میں نے جس قدر بھی کرامات و مقامات طریقت کی لافیں ماریں' اُسی قدر معرفت کے مقامات سے بے خبر رہا۔

(۷) اے حافظ! تو ادب اختیار کر کہ یہ عرض بجا نہیں ہے۔ اگر بادشاہ نے غلام کو پیغام نہیں بھیجا (یعنی بادشاہ سے یہ بازپُرس نہیں کی جاسکتی) غلام یہ عرض بھی پیش نہیں کر سکتا کیونکہ یہ سوئے ادب ہے۔

----***----

غزل نمبر (۵۹)

(۱) دی پیرِ مے فروش کہ ذکرش بخیر باد — گفتا شراب نوش و غمِ دل ببر ز یاد

(۲) گفتم بباد می دہدم بادہَ نام و ننگ — گفتا قبول کن سخن و ہرچہ بادباد

(۳) سود و زیانِ مایہ چو خواہد شدن ز دست — از بہرایں معاملہ غمگیں مباش و شاد

(۴) بے خارگل نباشد و بے نیش نوش ہم — تدبیر چیست وضعِ جہاں ایں چنیں فتاد[1]

حل لغات:

* ذکرش بخیر بادو: اس کی خیر ہو، مبارک ذکر، اچھا ذکر۔ * نام و ننگ: عزت و ناموس۔ * سود و زیاں: نفع و نقصان۔ * نیش: زہر۔

ترجمہ:

(۱) کل شراب بیچنے والے پیر و مُرشد کہ اس کی خیر ہو، نے مجھے کہا کہ شراب پی اور دل کے غم کو فراموش کر دے۔ دِل سے بھلا دے، نکال دے۔ یعنی پیر مغاں (مرشدِ کامل) نے ارشاد کیا کہ شرابِ حقیقی نوش کر اور دنیا کے بکھیڑوں کو بھول جا۔ بقول کسے:

پیتا ہوں اس لیئے کہ جل جائے جوانی — واللہ میں کسی شوق کے مارے نہیں پیتا

(۲) میں نے کہا کہ یہ شراب عزت و ناموس کو برباد کر ڈالتی ہے۔ اُس نے کہا کہ میری بات مان اور جو ہو سو ہو! یعنی شراب پیو آگے جو ہوتا ہے ہونے دو۔

(۳) جب نفع اور نقصان اور ساری پونجی ہاتھ سے چلی ہی جائے گی تو پھر اس معاملے میں کیسی خوشی اور کیسا غم؟ یعنی شاد و غمگین نہ ہو' کوئی پروا نہ کر کیونکہ یہ سب جانے والی چیزیں ہیں۔ تو بہرحال خوش رہ۔

---

1. بعض نسخوں میں شعر نمبر 4 تا 6 شامل غزل نہیں ہیں۔

(۴) گلاب کا پھول کانٹے کے بغیر نہیں ہوتا اور تریاق زہر کے بغیر نہیں ہوا کرتا۔ اس کی کیا تدبیر کی جاسکتی ہے؟ کہ اس دنیا کا طور و طریق ہی ایسا ہے۔ ایسی ہی وضع ہے۔ (یعنی خوشی کے ساتھ غم بھی ہیں اور زندگی کے ساتھ موت بھی)

(۵) پُر کن ز بادہ جام دمادم بگوشِ ہوش! — بشنو ازو حکایتِ جمشید و کیقباد

(۶) در آرزوئے آنکہ رسد دل براحتے — جاں درونِ سینہ غمِ عشق او نہاد

(۷) بادت بدست باشد اگر دِل نہی بہیچ — در معرضے کہ تختِ سلیماں رود بباد

(۸) حافظؔ گرت ز پندِ حکیماں ملالت ست — کوتہ کنیم قصّہ کہ عمرت دراز باد

حل لغات:

٭ جمشید و کیقباد! ایران کے قدیم بادشاہوں کے نام ٭ رسد دِل براحتے۔ دل کو خوشی پہنچے گی، نصیب ہوگی ٭ بادت بدست باشد۔ تیرے ہاتھ میں ہوا ہو، یعنی تیرا ہاتھ خالی ہو ٭ عمرت دراز باد۔ تیری عمر دراز ہو۔

ترجمہ:

(۵) تو شراب سے پیالہ بھر لے اور لحہ بہ لحہ پیرِ مے فروش سے ہوش کے کانوں سے جمشید اور کیقباد جیسے عظیم الشان بادشاہوں کی کہانی سن۔ یعنی یہ دنیا فانی ہے اور یہاں کوئی ہمیشہ نہیں رہ سکتا۔

(۶) اس آرزو میں کہ دل کو ضرور خوشی ملے گی۔ اس جان نے سینے کے اندر اُس کے عشق کا غم رکھ دیا ہے۔ یعنی غم عشق اسی لیے قبول کیا ہے کہ وصال کی خوشی بھی ضرور نصیب ہوگی۔ (جوئیندہ یابندہ)

(۷) اگر تو کسی بے قدر و قیمت چیز سے دِل وابستہ کرلے گا تو تو خالی ہاتھ ہی رہے گا کیونکہ حضرت سلیمانؑ کا تخت بھی ہوا پر ہے یعنی ایسی چیز کی کوئی پختہ بنیاد نہیں ہے۔

(۸) اے حافظؔ! اگر تجھے داناؤں اور عقلمندوں کی نصیحت سے رنج و ملال پہنچتا ہے تو ہم اس قصّہ کو مختصر کردیتے ہیں اللہ تمہاری عمر دراز کرے۔ یعنی تو ان کی نصیحت کا برا مت مان ہم تیری عمر کی درازی کی دعا دیتے ہیں۔

----٭٭٭----

غزل نمبر (۶۰)

(۱) دوش در حلقہء ما قصّہء گیسوئے تو بود — تا دلِ شب سخن از سلسلہء موئے تو بود

(۲) دِل کہ از ناوکِ مژگانِ تو درخوں می گشت — باز مشتاقِ کماں خانہء ابروئے تو بود

(۳) ہم عفا اللہ صبا کز تو پیامے می داد — ورنہ در کس نہ رسیدیم کہ در کوئے تو بود

(۴) عالم از شور و شرِ عشق خبر ہیچ نداشت — فتنہ انگیزِ جہاں غمزہَ جادوئے تو بود

حل لغات :

٭ دوش۔گزشتہ کل رات ٭ درحلقہ ءما۔ہماری بزم میں، ہمارے حلقے میں ٭ ناوک مژگاں۔پلکوں کے تیر ٭ عفااللہ۔اللہ اُسے معاف فرمائے۔خدااُسے خوش رکھے،کلمہ تحسین،خدا جزائے خیر دے ٭ شوروشر۔فتنہ وفساد۔

ترجمہ:

(۱) کل رات ہماری بزم میں تیرے گیسوؤں کا تذکرہ ہورہا تھا۔اورآدھی رات تک تیرے بالوں کی گفتگو کا سلسلہ جاری رہا۔یعنی تیری لمبی اورطویل زلفوں کی باتیں نصف رات تک ہوتی رہیں اور یہ سلسلہ ختم ہونے کونہ آتا تھا مگر ہم نے رات کے ڈھل جانے کی وجہ سے یہ سلسلہ مختصر کرڈالا۔

(۲) وہ دل جوتیری پلکوں کے تیر سے خون ہوگیا تھا۔اس کے باوجود وہ پھر تیرے ابروکے کمان خانے کے لیے بے تاب اورمشتاق تھا(ہے)یعنی وہ دل جسے تیری پلکوں کے تیر نے شکار کرڈالا پھر تیرے ابروکی کمان کا شکار ہونے کے لیے بیتاب ہے۔(یعنی مشاہدۂ محبوب حقیقی کے لیے ایک جان کیا سو جائیں بھی قربان کی جاسکتی ہیں۔

(۳) اللہ صبا کو جزائے خیر دے کہ وہ تیرا پیغام لاتی ہے ورنہ ہمیں توکوئی بھی ایسا نہ ملا جو تیری گلی میں جاسکتا ہو۔یعنی یہ بادِصبا کو ہی شرف حاصل ہے کہ وہ محبوب کے کوچے میں جاسکتی ہے ورنہ کسی اورکا وہاں پرگزرکہاں؟اسی لیے اُسے جزائے خیر کی دُعا دی ہے۔

(۴) عشق کے شوروشر سے دنیا بالکل بے گانہ تھی کہ تیری جادوبھری آنکھ نے ساری دنیا میں فتنہ وفساد برپا کرڈالا۔یعنی دنیا میں جو بھی شوروشر کا ہنگامہ برپا ہے یہ سب تیری ہی جادوبھری آنکھ کا قصور ہے۔

(۵) منِ سرگشتہ ہم از اہلِ سلامت بودم   دامِ راہم شکنِ طُرّۂ ہندوئے تو بود

(۶) بکشا بندِ قبا تا بکشاید دلِ من   کہ کشادے کہ مرا بود ز پہلوئے تو بود

(۷) بوفائے تو کہ بر تربتِ حافظ بگزر   کز جہاں می شد ودر آرزوئے روئے تو بود

حل لغات :

٭ سرگشتہ۔سرِ پھرا،دیوانہ ٭طُرّۂ ہندو۔سیاہ زلف ٭ تا بکشاید دلِ من۔تاکہ میرا دِل بھی کھل جائے مجھے بھی کشادگی حاصل ہو ٭ تربت۔قبر۔

ترجمہ:

(۵) میں سرگردان وسرپھرا بھی اُن لوگوں میں سے تھا جو سلامتی کی زندگی گزاررہے ہیں لیکن تیری سیاہ زلف میری آسودگی کے راستے کی دیواربن گئی۔گویا میری یہ ساری دیوانگی وپژمردگی تیری سیاہ زلف کی ہی وجہ سے ہے۔

(۶) تواپنی قبا کے یہ بند کھول دے تاکہ میرے دِل کو بھی کشادگی حاصل ہوجائے کیونکہ مجھے جو کشادگی حاصل تھی تیرے ہی پہلو میں ہونے کی وجہ سے تھی۔یعنی میری کشائش اور راحت تیری پہلونشینی کی وجہ سے تھی۔

(۷) تجھے تیری وفا کی قسم کبھی توحافظ کی قبر پر سے بھی گزرفرما!کہ جب کہ میں اس دنیا سے گزررہا تھا تو تیری صورت دیکھنے کی

آرزو میں بیتاب دکھائی دے رہا تھا۔ یعنی تیرے دیدار کی آرزو لیے اس دنیا سے رخصت ہو گیا۔

----***----

غزل نمبر (۶۱)

(۱) در ازل پرتوِ حُسنت زتجلّی دَم زد ۔ عشق پیدا شد و آتش بہمہ عالم زد
(۲) جلوہٴ کرد رخش دید ملک عشق نداشت ۔ عینِ آتش شد ازیں غیرت د بر آدم زد
(۳) مدعی خواست کہ آید بتما شاگہِ راز ۔ دستِ غیب آمد و بر سینہء نامحرم زد
(۴) جانِ علوی ہوسِ چاہِ زنخدانِ تو داشت ۔ دست در حلقہء آں زلفِ خم اندر خم زد

حل لغات:

* دم زد۔ دم زدن دم مارنا، رونق پیدا کرنا * عینِ آتش شد۔ سراپا آگ بن گیا * مدعی۔ دعویدار، مجازاً شیطان * جان علوی۔ روح، پاک جان * چاہِ زنخداں۔ ٹھوڑی کا گڑھا۔

ترجمہ:

(۱) روزِ ازل (شروع میں ہی) تیرے حسن کی تجلیوں نے ضیاء پاشیاں کی تھیں تو عشق پیدا ہوا اور اُس نے ساری دنیا کو آگ لگا دی۔ یعنی دنیا کی پیدائش کے وقت ہی تیرا حسن جلوہ ریز تھا اور عشق کی آفرینش ہوئی تو آتش عشق نے پوری کائنات کو اپنی لپیٹ میں لے لیا۔ گویا حُسن و عشق ازل سے ہی موجود ہیں۔

(۲) محبوب جلوہ گر ہوا اور فرشتوں نے نظارہ کیا مگر عشق سے وہ بے بہرہ نکلے۔ اس غیرت سے محبوب سرتا پا آگ بن گیا اور یہ آگ حضرت انسان (آدم) کو لگا دی۔ یعنی عشق کی آگ صرف انسان کے حصے میں ہی آئی۔ عشق کی نعمت صرف انسان کا ہی مقدر بنی۔

(۳) مدعی نے جلوہ گہِ راز میں آنا چاہا لیکن غیب سے ایک ہاتھ نکلا اور نامحرم کے سینے پر جا لگا۔ یعنی شیطان نے خداوند کریم کی بزم راز میں داخل ہونے کی کوشش کی لیکن اُسے مردود ہو کہ بزم سے نکلنا پڑا۔

(۴) پاک جان (روح) کو تیرے چاہِ زنخدانِ کا عشق تھا (اُسے ہوس تھی۔) اُس نے تیری پیچ در پیچ زلفوں کے حلقے میں ہاتھ ڈال دیا۔ یعنی انسانی جان (روح) کو ازل سے ہی عشق نصیب ہو چکا تھا۔

(۵) عقل میخواست کزاں شعلہ چراغ افروزد ۔ برقِ غیرت بدرخشید وجہاں برہم زد
(۶) دیگراں قُرعہء قسمت ہمہ برعیش زدند ۔ دِلِ غمدیدہٴ ما بود کہ ہم بر غم زد
(۷) نظری کرد بیند بجہاں صورتِ خویش ۔ خیمہ در آب و گلِ مزرعہء آدم زد

(۸) حافظؔ آں روز طرب نامہء عشق تو نوشت　　　　که قلم بر سر اسباب ودلِ خرم زد

حل لغات:

٭ برق غیرت۔ غیرت کی بجلی ٭ قرعہ قسمت۔ قسمت کی فال ٭ مزرعہ آدم۔ آدم کی کھیتی ٭

ترجمہ:

(۵) عقل نے چاہا تھا کہ وہ اس شعلے سے چراغ روشن کرے کہ یکا یک غیرت کی بجلی چمکی اور اُس نے پورے جہان کو درہم برہم کر ڈالا۔ یعنی عقل عشق کے مقابل ہیچ رہی اور ہیچ ہے۔

(۶) اور ہر کسی (دوسروں) نے اپنی قسمت کا قرعہ عیش پر ڈالا لیکن غمدیدہ واحد دِل تھا جس نے غم کا قرعہ ڈالا۔ یعنی ہمارے تنہا دِل نے اُس غم پر قرعہ ڈالا صرف ہمارے حصے میں ہی غم آیا۔ باقی سب لوگوں کی عیش کی فال نکلی۔

(۷) اُس (محبوبِ حقیقی) نے ایک نظر کی کہ دنیا کے آئینے میں اپنی صورت دیکھے چنانچہ اس نے آدم کی کھیتی کے پانی اور مٹی میں خیمہ لگادیا۔ یعنی محبوبِ حقیقی نے اپنی ذات سے آگاہی کرانے کے لیے دنیا پیدا کی۔

(۸) حافظؔ نے اس روز جب تیرے عشق کا طرب نامہ لکھا تھا تو اس نے اُسی روز دنیاوی اسباب اور شادماں دِل کو قلمزد کر ڈالا تھا۔ یعنی جب سے تیرا عشق نصیب ہوا دنیاوی خوشیوں کو چھوڑ دیا اور ہر خوشی وراحت کو ترک کر ڈالا تھا۔

(نوٹ) بعض نسخوں میں یہ شعر مستزاد ہے:

خواست تا جلوہ کند صورتِ خود را محبوب　　　　خیمہ درمعرکہء آب وگلِ آدم زد

----٭٭٭----

غزل نمبر (۶۲)

(۱) دوش می آمد و رُخسارہ بر افروختہ بود　　　　تا کجا باز دلِ غمزدہٗ سوختہ بود

(۲) رسمِ عاشق کشی و شیوۂ شہر آشوبی　　　　جامہء بود کہ برقامتِ او دوختہ بود

(۳) کُفرِ زلفش رہِ دیں میزد وآں سنگیں دِل　　　　در رہش مشعلے از چہرہ بر افروختہ بود

(۴) دِل بسے خوں بکف آورد ولے دیدہ بریخت　　　　اللہ اللہ کہ تلف کرد و کہ اندوختہ بود

حل لغات:

٭ دوش۔ کل رات ٭ افروختہ۔ افروختن مصدر جگمگانا، چمکنا، روشن ہونا ٭ شہر آشوبی۔ شہر میں ہنگامہ اور انقلاب پیدا ہونا ٭ عاشق کشی۔ عاشق کو مارنا قتل کرنا ٭ کفر زلفش۔ اس کی زلفوں کا کفر یعنی سیاہی ٭ مشعلے۔ مشعل ٭ اندوختہ: جمع، پکا ہوا۔

ترجمہ:

(۱) کل رات وہ محبوب آ رہا تھا تو اس کا چہرہ چمک رہا تھا، نہیں معلوم پھر وہ کب تک اپنے غمگین دل کو جلاتا رہا۔ یعنی نتیجہ یہ ہوا کہ پھر وہ غمزدہ وسوختہ ہو گیا۔

(۲) عاشق کشی کی رسم اور دستورِ فتنہ وفساد برپا کرنے کے طریقہ سے اس کا لباس تیار کیا گیا تھا۔ جو اس نے زیب تن کر رکھا تھا۔ یعنی عاشق کشی کی رسم اور شہر بھر کو پریشان کرنے کا طریقہ اس کے جسم پر سلا ہوا تھا۔

(۳) اس کی زلفوں کی سیاہی چین کی راہ لوٹ رہی تھی اور وہ سنگدل راستے میں اپنے چہرے کی مشعل روشن کئے ہوئے تھا۔ یعنی اگر تجلی ذات کی جلوہ فرمائی نہ ہوتی تو حسن کی کرشمہ سازیاں عشاق کو معرفت کی منزل تک نہ پہنچنے دیتیں!

(۴) دل نے بہت سا خون جمع کیا تھا لیکن آنکھ نے گرا دیا۔ اللہ اللہ کس نے ضائع کر دیا اور کس نے جمع کیا؟ یعنی دل نے جمع کیا اور محبوب کی آنکھ نے گرا دیا۔ ضائع کر ڈالا۔

(۵) یار مفروش بدنیا کہ بسے سود نکرد — آنکہ یوسف بزرِ ناسرہ بفروختہ بود
(۶) جانِ عشاق سپندِ رُخ خود می دانست ، — و آتشِ چہرہ بریں کار بر افروختہ بود
(۷) گرچہ می گفت کہ زارت بکشم می دیدم — کہ نہانش نظرے بامنِ دِل سوختہ بود
(۸) گفت وخوش گفت برو خرقہ بسوزاں حافظ ! — یارب ایں قلب شناسی زکہ آموختہ بود

حل لغات:

* ناسرہ: کھوٹا۔ * سپند: حرمل، کالا دانہ۔ * زارت بکشم: بُری طرح ماروں گا، ذبح کروں گا۔ * خرقہ بسوزاں: گدڑی جلا دے۔
* قلب شناسی: کھوٹے اور کھرے کی پہچان۔

ترجمہ:

(۵) دنیا کے عوض تو محبوب کو فروخت نہ کر کیونکہ جس نے حضرت یوسف علیہ السلام کو کھوٹے داموں فروخت کر ڈالا تھا، اُسے کچھ فائدہ نہ ہوا۔ یعنی دنیا کھوٹا سکہ ہے اور محبوب کی کوئی قیمت نہیں ہے۔ انمول ہے۔ اسے کھوٹے سکے کے بدلے میں مت بیچ۔

(۶) وہ عاشقوں کی جان کو اپنے رُخ کا سپند گردانتا تھا۔ اسی لیے اُس نے (محبوب نے) اپنے چہرے کی آگ روشن کی تھی۔ یعنی عاشقوں کی جان جلانے کی خاطر ہی اُس نے اپنے حسن کی آگ بھڑکائی۔

(۷) اگرچہ وہ (محبوب) کہتا تھا کہ میں تجھے بری طرح ماروں گا۔ اور میں دیکھ رہا تھا کہ اس کی پوشیدہ نظریں مجھ دلِ سوختہ پر ہی تھیں۔ میرے جلے ہوئے دل پر ہی لگی ہوئی تھیں۔

(۸) اُس نے کہا اور بہت اچھا کہا کہ اے حافظ جا! تو اپنی گدڑی کو جلا دے۔ اے اللہ! اُس نے یہ قلب شناسی (کھوٹے اور کھرے کی پہچان) یا دل کا راز جان لینے کی ادا کس سے سیکھی ہے؟

----***----

غزل نمبر (۶۴)

(۱) دوش آگہی ز یارِ سفر کردہ داد باد ۔۔۔ من نیز دل بباد دہم ہرچہ باد باد
(۲) درچینِ طُرّہَ تو دلِ بے حفاظِ من، ۔۔۔ ہرگز نگفت مسکنِ مالوف یاد باد
(۳) دِل خوش شدم[۱] بیادِ تو ہر گہ کہ در چمن! ۔۔۔ بند قبائے غنچہء گل می کشاد باد
(۴) طرفِ کلاہِ شاہیت آمد بخاطرم ۔۔۔ آنجا کہ تاج برسرِ نرگس نہاد باد

حل لغات:

٭ دوش۔کل رات، آ گہی۔آ گاہی، خبر ٭ داد باد۔ بباد دادن، ضائع کرنا، تباہ کرنا ٭ ہرچہ باد باد۔ جو ہو سو ہو ٭ بے حفاظ۔ بے مروت ٭ چین طُرّہ۔شکن زلف ٭ وطن مالوف۔ پیارا وطن ٭ بندِ قبا۔قبا کا بند ٭ طرفِ کلاہ۔کلاہ کا گوشہ۔

ترجمہ:

(۱) کل رات ہوا نے مجھے سفر پر گئے ہوئے محبوب کی خبر دی۔ کہ میں بھی دِل کو برباد کروں گا آگے جو ہونا ہے ہو جائے۔یعنی مجھے محبوب کے عشق کا سودا ہو چکا ہے اب جو ہو سو ہو۔

(۲) میرے بے مروت دِل نے تیری زلفوں کے شکن (خم) میں کبھی بھی اپنے وطن مالوف کو یاد نہیں کیا۔یعنی جب سے میرا دِل پہلو سے جُدا ہوا تیری زلف کے شکن میں جا اٹکا اور اس نے کبھی وطن مالوف یعنی ہمارے پہلو کو یاد نہیں کیا۔

(۳) تیری یاد میں میرا دل خوش ہوتا تھا جبکہ چمن میں غنچہ وگل کی قبا کو ہوا کھولتی تھی۔ یعنی جس طرح ہوا غنچہ وگل کو کھلا رہی تھی اُسی طرح تیری یاد بھی میرے دِل کو مسرت وراحت بخش رہی تھی۔

(۴) تیرے شاہی تاج کے گوشے کا مجھے خیال آیا ہی تھا کہ ہوا نے نرگس کے سر پر تاج رکھ دیا۔یعنی جب ہوا نے نرگس کے سر پر تاج رکھا تو مجھے یکا یک تیرے شاہی تاج کا خیال آ گیا۔

(۵) کارم بداں رسید کہ ہمراہِ[۲] خود کنم ۔۔۔ ہر شام برقِ لامع و ہر بامداد باد
(۶) ازدست رفتہ بود وجودِ ضعیفِ من ۔۔۔ صبحم بوئے وصلِ تو جاں باز داد باد
(۷) امروز قدرِ پندِ عزیزاں شناختم ۔۔۔ یارب روانِ ناصحِ ما از تو شاد باد
(۸) تاریخ عیشِ ما شبِ دیدارِ دوست بود ۔۔۔ عہدِ شباب وصحبتِ احباب یاد باد[۳]

---

۱ بعض نسخوں میں "دل خوش شدم" کے بجائے "خون شد دلم" ہے۔
۲ بعض نسخوں میں ہمراہ کے بجائے ہمراز ہے۔
۳ بعض نسخوں میں شعر نمبر 4، 8 شامل غزل نہیں ہیں۔

(۹) حافظ نہادِ نیکِ تو کامت بر آورد جانہا فدائے مردمِ نیکو نہاد باد

حل لغات:

* برقِ لامع۔ چمکنے والی بجلی * بامداد۔ صبح * از دست رفتہ بودن۔ بے قابو ہونا * پندِ عزیزاں۔ عزیز دوستوں کی نصیحت * رواں جان، روح * عہدِ شباب۔ جوانی کا زمانہ * نہاد نیک۔ نیک خصلت، نیک فطرت، نیک طبع۔

ترجمہ:

(۵) میرا کام یہاں تک پہنچ گیا ہے کہ اب ہر ہر شام میرے ساتھ چمکنے والی بجلی اور روشن صبح ہو۔ یعنی میرا کام یہاں تک پہنچ گیا ہے کہ ہر شام چمکنے والی بجلی اور آندھی اپنے ساتھ رکھتا ہوں۔ خطرات سے بالکل نہیں ڈرتا۔

(۶) میرا کمزور وناتواں جسم بے قابو ہو چکا تھا کہ صبح کی ہوا نے تیرے وصل کی خوشبو سے اس میں پھر سے جان ڈال دی۔ یعنی جدائی کی مصیبتوں سے میں بے جان ہو چکا تھا کہ تیرے وصل کی اُمید سے پھر بے جان جسم میں جان آ گئی۔

(۷) مجھے آج عزیزوں کی نصیحت کی قدر و قیمت معلوم ہوتی ہے۔ اے میرے خدا! تیرے فضل وکرم سے ناصح کی روح خوش وخرم رہے۔ یعنی عزیزوں کی نصیحت مان لینے ہی میں بہتری ہے۔

(۸) ہماری عیش کی تاریخ محبوب کے دیدار کی رات تھی۔ جوانی کا وہ زمانہ اور دوست احباب کی وہ ہم نشینی سدا یاد رہے گی۔ یعنی یہ کبھی نہ بھولنے والی چیزیں ہیں۔ مطلب یہ کہ محبوب سے وصل کی رات، جوانی کا زمانہ اور دوستوں کی ہم نشینی انسان زندگی بھر یاد رکھتا ہے۔

(۹) اے حافظ! تیری نیک فطرت تیرے مقصد کو پورا کر کے چھوڑے گی۔ ایسے نیک فطرت لوگوں (مردوں) پر جائیں قربان ہوں! یعنی مقصد بر آری کے لیے نیک نیت و نیک فطرت ہونا ضروری ہے۔

-----***-----

غزل نمبر (۶۴)

(۱) دراں ہوا کہ جُز برق اندر طلب نباشد گرخرمنے بسوزد چندیں عجب نباشد

(۲) مرغیکہ باغمِ دل شد الفتیش حاصل بر شاخسارِ عمرش برگِ طرب نباشد

(۳) درکارخانۂ عشق از کفر ناگزیر است آتش کرا بسوزد گر بولہب نباشد

(۴) درکیشِ جاں فروشاں فضل و ہنر نہ بند اینجا نسب نگنجد اینجا حسب نباشد [1]

[1] بعض نسخوں میں شعر نمبر 4, 8 شاملِ غزل نہیں ہیں۔

حل لغات:

٭ ہوا۔آرزو،عشق،سودا ٭ خرمن۔اناج کا انبار ٭ شاخسار۔ٹہنیاں ٭ شد الفتیش۔اُسے اُلفت ہوگئی ٭ برگِ طرب۔خوشی کا پتہ ٭ بولہب۔آنحضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چچا جو کافروں کے سردار تھے ٭ کیش۔طریقہ،مذہب۔

ترجمہ:

(۱) جس عشق میں سوائے بجلی کی طلب کے کوئی اور چیز نہ ہو۔اگر خرمن بھی جل جائے تو چنداں تعجب کی بات نہیں ہے۔یعنی عشق طلبِ برق کا ہی نام ہے۔اور برق جلائے گی نہیں تو اور کیا کرے گی؟

(۲) وہ مرغ (پرندہ) جسے عشق کے غم کے ساتھ الفت ومحبت ہو اس کی عمر کی شاخ پر خوشی کا ایک پتہ بھی نہ ہوگا۔یعنی جو ہمیشہ غم دل میں ہی گرفتار رہے وہ اپنی عمر میں کبھی خوش نہیں ہوسکتا۔

(۳) عشق کے کارخانہ میں کفر کا ہونا ناگزیر ہے۔(لازمی ہے) کیونکہ اگر ابولہب نہ ہوگا تو پھر دوزخ کی آگ کسے جلائے گی؟ یعنی بت پرستی کا راستہ طے کرنے کے بعد خدا پرستی حاصل ہوتی ہے۔عشق مجازی حقیقی عشق کا پُل ہے۔

(۴) جانبازوں کے مذہب میں فضل وہنر کی کچھ زیب وزینت نہیں ہے۔اس جگہ پر حسب ونسب کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔یعنی عاشقوں کے مذہب میں فضل وہنر اور حسب ونسب کی کوئی حقیقت نہیں یہاں پر تو وہی محترم ہے جو جان نچھاور کردینے میں سب سے آگے ہے۔

(۵) در محفلے کہ خورشید اندر شمارِ ذرّہ است — خود را بزرگ دیدن شرطِ ادب نباشد
(۶) مَے خور کہ عمرِ سرمد گر در جہاں تواں یافت — جُز بادۂ بہشتی ہیچش سبب نباشد
(۷) حافظ وصالِ جاناں باچوں تو تنگدستے — روزے شود کہ با او پیوندِ شب نباشد

حل لغات:

٭ خورشید۔سورج ٭ عمر سرمد۔دائمی زندگی،حیاتِ جاوید ٭ تنگدستے:مفلس ونادار۔ ٭ پیوندِ شب نباشد۔رات کے ساتھ تعلق وجوڑ نہ ہوگا۔

ترجمہ:

(۵) ایسی محفل میں جہاں پر سورج تک کو ایک ذرہ کے برابر گردانا جاتا ہے۔(وہاں) خود کو بزرگ وبرتر جاننا شرطِ ادب نہیں بلکہ سوئے ادب ہے۔یعنی بزرگوں کی مجلس میں اپنی بزرگی کی لافیں مارنا نہایت بے ادبی کے مترادف ہے۔

(۶) تو شراب پی کہ اگر دنیا میں ہمیشہ کی زندگی حاصل کی جاسکتی ہے تو صرف اور صرف بہشتی شراب کے ذریعے سے ہی حاصل ہوسکتی ہے یعنی یہی وجہ ہے،سبب ہے کہ جس وجہ سے دائمی زندگی مل سکتی ہے۔یعنی اگر محبوب حقیقی سے عشق ہوگا تو بہشت میں شرابِ طہور ملے گی اور پھر کبھی موت نہ آئے گی۔یہ ہے دائمی زندگی۔

(۷) اے حافظ! تیرے جیسے مفلس وتنگدست کومحبوب کا وصل اسی دن میسر آئے گا کہ جس کا رات کے ساتھ کوئی تعلق وجوڑ نہ ہوگا یعنی قیامت کے روز ہی محبوب حقیقی کا وصال حاصل ہوگا۔ روز حشر کو ہی وصل نصیب ہوگا۔ جس کی کوئی شب (رات) نہیں ہے۔

(نوٹ) بعض نسخوں میں یہ غزل شامل نہیں ہے۔

----***----

غزل نمبر (۶۵)

(۱) دلم جز مہر مہ رویاں طریقے برنمی گیرد　　ز ہر در می دہم پندش ولیکن در نمی گیرد

(۲) خدارا اے نصیحت گو از حدیثِ مطرب وے گو　　کہ نقشے در خیالِ ما ازیں خوشتر نمی گیرد

(۳) صراحی می کشم پنہاں و مردم دفتر انگارد　　عجب گر آتشِ ایں زرق در دفتر نمی گیرد

(۴) نصیحت کم کُن و مارا بفریادِ دف و نے بخش　　کہ غیر از راستی نقشے دریں جوہر نمی گیرد

حل لغات:

* مہ رویاں۔ مہ رخوں * ز ہر در۔ ہر طرح سے، ہر انداز سے * نصیحت گو۔ نصیحت کرنے والا * حدیث مطرب و مے۔ شراب اور گویئے کی بات * صراحی کشیدن۔ شراب پینا * دفتر: کتاب۔ * زرق: مکاری۔ * راستی۔ سچائی * دف و نے۔ دف (ڈفلی) اور بانسری۔

ترجمہ:

(۱) میرا دل سوائے مہ رخوں کی محبت کے کوئی دوسرا راستہ اختیار نہیں کرتا۔ میں ہر طرح اور ہر انداز سے اسے سمجھا تا ہوں لیکن اس پر کسی بات کا کچھ اثر نہیں ہوتا۔ یہ دل مانتا ہی نہیں ہے۔

(۲) خدا کے لیے اے نصیحت کرنے والے! مے و مطرب کی ہی باتیں کرو! کیونکہ ہمارے خیال میں اس سے اچھی اور دلپسند بات اور کوئی نہیں ہے۔ یعنی رند و مست کے لیے شراب و مطرب کی بات سے اور کونسی بات بہتر ہو سکتی ہے؟

(۳) میں تو چھپ کر شراب نوشی کرتا ہوں لیکن لوگ اسے دفتر سمجھتے ہیں۔ حیرت و تعجب کی بات ہے کہ اگر آگ اس دفتر کو نہ جلا ڈالے۔ یعنی میری رندی ریا کاری پر مبنی نہیں ہے۔ ورنہ میرا نامہ اعمال جل کر خاک بن جاتا ہے۔

(۴) تو مجھے نصیحت کم کر۔ ڈفلی اور بانسری کی پُر سوز صداؤں کے سپرد کر دے کیونکہ یہ جوہر سوائے راستی کے اور کوئی نقش قبول ہی نہیں کرتا۔ یعنی مجھے فریاد و اظہار کی اجازت دے کیونکہ سچائی کے بغیر اس جوہر سے کوئی نقش نہیں بنتا۔

(۵) میانِ گریہ می خندم کہ چوں شمع اندریں مجلس　　زبانِ آتشینم ہست لیکن در نمی گیرد

(۶) سروچشمے بایں [1] خوبی تو گوئی چشم ازو برگیر — بروکایں وعظِ بے معنی مرا در سر نمی گیرد
(۷) نصیحت گوئے رنداں را کہ باحکمِ [2] خدا جنگست — دِلش بس تنگ می بینم چرا [3] ساغر نمی گیرد
(۸) چہ خوش صیدِ دلم کردی بنازم چشم مستت را — کہ کس آہوئے [4] وحشی راازیں خوشتر نمی گیرد

حل لغات:

* زبانِ آتشینم ۔میری آگ کی زبان ہے * سروچشمے ۔سراپا * نصیحت گوئے ۔نصیحت کرنے والا * چشم مستت ۔تیری مست آنکھ۔ * صید:شکار۔

ترجمہ:

(۵) میں اس مجلس میں گریہ وزاری کرر ہاہوں اور میری زبان شمع کے مانند آگ کی ہے لیکن اس پر کچھ اثر نہیں ہوتا اس لئے میں اس پر ہنستا ہوں ۔یعنی میں شمع کے مانند ہنستے ہوئے رودیتا ہوں ۔میری زبان اگر چہ آگ کی ہے مگر اس پر میرے رونے کا کچھ اثر نہیں ہوتا۔جس طرح شمع روتی بھی رہتی ہے اور جلتی بھی ہے۔ایسی ہی میری کیفیت ہے۔

(۶) میرے محبوب کا سراپا اس قدر خوبصورت ہے اور تو کہتا ہے کہ اسے نہ دیکھ۔تم جاؤ کہ یہ بے معنی وعظ ہے اور مجھ پر کچھ اثر نہیں کرتا۔کیونکہ کہ محبوب کے حسن کا نظارہ ہی اصل میں عاشق کی زندگی کا مقصد ومدعا ہے۔

(۷) رندوں کو نصیحت کرنے والا خدا کے حکم سے لڑائی کرتا ہے۔میں دیکھ رہا ہوں کہ اس کا دِل بڑا تنگ ہے پتہ نہیں وہ کیوں شراب نوشی نہیں کرتا۔یعنی اگر وہ شراب نوشی کرتا تو اس کے دل میں فراخی آجاتی اور امر الٰہی کے خلاف لڑائی نہ کرتا۔(رندوں سے نہ الجھتا)

(۸) تو نے کس خوبی سے میرے دِل کا شکار کیا ہے۔مجھے تیری مست آنکھ پر ناز ہے کیونکہ کوئی شخص (شکاری) بھی وحشی ہرن کو اس سے بہتر طریقے سے شکار نہیں کرتا۔یعنی کوئی بھی آہوئے حسن کو اس سے بہتر طریق پر نہ پکڑ سکا۔

(۹) سخن دراحتیاجِ ما و استغنائے معشوق ست — چہ سُود افسونگری اے دِل کہ در دلبر نمی گیرد
(۱۰) خدارا رحمے اے منعم کہ درویشِ سرِ کویت — درِ دیگر نمی داند رہِ دیگر نمی گیرد
(۱۱) من از پیر مغاں دیدم کرامتہائے مردانہ — کہ ایں دلق ریائی راںجامے برنمی گیرد
(۱۲) بایں [5] شعرِ تروشیریں زشاہنشاہ عجب دارم — کہ سرتا پائے حافظ را چرا در زر نمی گیرد

---

[1] بعض نسخوں میں "بایں خوبی" کی جگہ "چنیں دلکش" ہے۔
[2] بعض نسخوں میں خدا کی جگہ قضا ہے۔
[3] بعض نسخوں میں چرا کی جگہ مگر ہے۔
[4] بعض نسخوں میں آہوئے کی جگہ مرغان ہے۔
[5] بعض نسخوں میں بایں کی جگہ بدیں ہے۔
(نوٹ): بعض نسخوں میں شعر نمبر 4 ، 11 کی جگہ مختلف اشعار ہیں۔

حل لغات:

* احتیاج۔ضرورت * استغنائے۔بے نیازی، بے پروائی * منعم۔نعمت والا، مالدار، صاحبِ نعمت، امیر * دلق۔گدڑی * دلقِ ریائی۔ریاکاری کی گدڑی * شعرتر و شیریں۔مؤثر اور شیریں کلام۔

ترجمہ:

(۹) کلام تو ہماری احتیاج اور محبوب کے استغنا سے متعلق ہے۔اے میرے دِل اس افسوں (جادو منتر) سے کیا حاصل جو کہ محبوب پر اثر ہی نہیں کرتا۔یعنی وہ جادو کیا جادو ہے جو محبوب پر نہ چلے؟

(۱۰) اے امیر! تجھے خدا کا واسطہ ہے رحم کر کہ تیری گلی کا فقیر دوسرا دروازہ جانتا ہی نہیں ہے اور یہ دوسری راہ اختیار نہیں کرے گا۔یعنی عاشق تو معشوق کے در کا فقیر ہے دوسرے دروازے پر اُسے کیا کام۔کیا لینا؟

(۱۱) میں پیرِ مغاں (مرشد کامل) سے مردانہ کرامتیں دیکھ چکا ہوں کہ وہ اس ریاکاری کی گدڑی کو شراب کے ایک جام کے عوض نہیں لیتا۔یعنی مرشد کامل کے ہاں اس ریاکارانہ عبادت و ریاضت کی کوئی قدر و قیمت نہیں ہے۔

(۱۲) مجھے بادشاہ پر تعجب اس لیے ہے کہ وہ حافظؔ کے مؤثر اور شیریں کلام کو سر سے پاؤں تک سونے میں کیوں منڈھا نہیں لیتا؟ یعنی تعجب تو یہ ہے کہ وہ حافظ کے ایسے کلام شیریں کی قدر کیوں نہیں کرتا؟

----***----

غزل نمبر (۶۶)

(۱) دیدم بخوابِ خوش کہ بدستم پیالہ بود — تعبیر رفت و کار بدولت حوالہ بود
(۲) چل سال رنج و غصّہ کشیدیم وعاقبت، — تدبیر[۱] مابدستِ شرابِ دو سالہ بود
(۳) آں نافہء مراد کہ می خواستم زغیب[۲] — درچینِ زلفِ آن بُتِ مشکیں کلالہ بود
(۴) ازدست بُردہ بود وجودم خمارِ عشق[۳] — دولت مساعد آمد و مے درپیالہ بود

حل لغات:

* خوابِ خوش۔اچھا خواب * چل سال۔چالیس سال * شراب دوسالہ۔دو سال کی (پرانی) شراب جس میں نشہ زیادہ ہوتا ہے * نافہ۔مشک کی تھیلی جو ایک خاص ہرن کے پیٹ (ناف) میں ہوتی ہے (کستوری) * مساعد۔مدد، یاوری۔موافقت

---

[۱] بعض نسخوں میں "تدبیر ما" کے بجائے تدبیر آں بجام ہے۔
[۲] بعض نسخوں میں غیب کے بجائے بخت ہے۔
[۳] بعض نسخوں میں "وجودم خمارِ عشق" کے بجائے "خمارِ غم سحر" ہے۔

ترجمہ:

(۱) میں نے ایک بہت اچھا خواب دیکھا کہ میرے ہاتھ میں شراب سے بھرا پیالہ ہے۔اس کی تعبیر جو پوچھی تو پتہ چلا کہ مجھے اقبال مندی حاصل ہوگئی ہے یعنی میرا مقصد حاصل ہوگیا ہے۔

(۲) ہم چالیس سال تک دُکھ درد اٹھاتے رہے اور آخرِ کار ہماری مراد دو سال پرانی شراب سے پوری ہوگئی۔یعنی ہماری کشادکار صرف یہ دوسالہ شراب ہی تھی ۔جس سے سارے دکھ درد جاتے رہے۔دوسالہ شراب کے بارے میں خود حافظ نے ایک اور جگہ بھی کہا ہے کہ:

مئے دو سالہ و محبوب چاردہ سالہ   ہمیں بس است مرا صحبتِ صغیر وکبیر

(۳) وہ نامہء مراد جسے حاصل کرنے کے لیے میں دن رات دعائیں مانگتا تھا۔وہ اس مشکیں گیسو والے محبوب کی زلفوں کے خم میں تھا۔یعنی وہ خوشبو (کستوری) جسے میں از حد چاہتا تھا وہ مجھے محبوب کی زلف کے خم میں سے ہی ملی۔

(۴) عشق کا خمار میرے تن بدن کو بے جان کر چلا تھا کہ میری قسمت نے یاوری کی اور میرے پیالے میں شراب بھر دی گئی۔یعنی عشق کے خمار سے میں بری طرح بدحواس ہو چکا تھا کہ میری قسمت مجھ پر مہربان ہوگی اور یکا یک میں نے دیکھا کہ شراب میرے پیالے میں تھی۔

(۵) نالاں و داد خواہ بہ میخانہ می روم   کانجا کشادِ کارِ من از آہ و نالہ بود[1]

(۶) خوں می خورم ولیک نہ جائے شکایت ست   روزیٔ ما زخوانِ کرم ایں نوالہ بود[2]

(۷) برطرفِ گلشنم نظر[3] افتاد وقتِ صبح!   آں دَم کہ کارِ مُرغِ چمن آہ و نالہ بود

(۸) ہرکو نہ کاشت مہر وز خوبی گُلے نچید   درہگزارِ باد نگہبانِ لالہ بود

حل لغات:

* نالاں۔روتے ہوئے * دادخواہ۔فریاد کرتے ہوئے انصاف طلب کرتے ہوئے * روزیٔ ما۔ہماری روزی، ہمارا رزق * نوالہ۔لقمہ * مرغِ چمن۔چمن کا پرندہ * مہر۔محبت۔

ترجمہ:

(۵) میں روتا اور فریاد کرتا ہوا میخانے کی طرف جا رہا ہوں کیوں کہ وہاں پر رونے دھونے سے ہی میرا کام ہو جاتا ہے۔یعنی میرے کام کی کشائش بہ آہ و نالہ ہی ہے۔(فریاد وفغاں ہی ہے)

(۶) میں دِل کا خون پی رہا ہوں لیکن یہ کوئی شکایت و گلے کا مقام نہیں ہے کیونکہ اُس کے لطف وکرم کے دستر خوان سے میرا یہی

---

۱ بعض نسخوں میں شعر نمبر 5, 9 شامل غزل نہیں ہیں۔

۲ بعض نسخوں میں یہ شعر یوں ہے: برآستانِ میکدہ خون میخورم مدوم۔روزئی ماز خوانِ قدر ایں نوالہ بود۔

۳ بعض نسخوں میں نظر کی جگہ گزر اور مرغِ چمن کی جگہ مرغِ سحر ہے۔

نوالہ تھا۔ یہی میری روزی تھی جو کہ میں کھا پی رہا ہوں۔

(۷) صبح سویرے میری نظر جب گلشن کے گوشہ پر پڑی تو اس وقت چمن کا پرندہ آہ و نالہ کرنے میں مشغول تھا۔ یعنی وہ چہچہا رہا تھا (نغمہ سرائی کرنے میں مشغول تھا۔ بول رہا تھا۔ اور اس کی آواز بڑی بھرائی ہوئی تھی۔

(۸) جس کسی نے بھی محبت کا بیج نہ بویا اُس نے خوبی کا پھول حاصل نہ کیا گویا وہ آندھی کے راستے میں لالہ کے پھول کا نگہبان تھا۔ یعنی جس کے سینے میں محبت نہ ہو وہ حسن و خوبی کے پھول نہیں چن سکتا۔

(۹) آتش فگند در دلِ مُرغاں نسیمِ باغ — زاں داغِ سر بمہر کہ درجانِ لالہ بود

(۱۰) آں شاہِ تُند حملہ کہ خورشیدِ شیر گیر — پیشش بروزِ معرکہ کمتر غزالہ بود

(۱۱) دیدم کہ شعرِ دلکشِ حافظ بمدحِ شاہ — [1]ہر بیت ازآں سفینہ بہ از صدرسالہ بود

حل لغات:

٭ آتش فگند۔ آگ بھر دی، ڈال دی، آگ لگا دی ٭ شاہِ تُند حملہ۔ زبردست حملہ آور بادشاہ ٭ خورشید شیر گیر۔ شیر کا شکار کرنے والا سورج، بارہ برجوں میں ایک برج کا نام اسد ہے جب سورج اس برج میں پہنچتا ہے تو نام کی مناسبت سے اُسے شیر گیر کہا جاتا ہے ٭ بیت۔ شعر ٭ سفینہ۔ کشتی، ناؤ، بحری جہاز، مجموعہ، لیکن یہاں وہ سفینہ مراد ہے کہ شاعر اپنی غزل ایک کشتی نما چیز پر لکھ کر چسپاں کر دیتا تھا اور بادشاہ سمیت دوسرے ارکانِ دولت بھی شاعر سے وہ قصیدہ اسی طرح دریا یا تالاب کی سیر کرتے ہوئے سنتے تھے اسے سفینہ شعر یا سفینہ غزل بھی کہتے تھے۔ سفینہ غزل۔ مجموعہ کلام کو بھی کہا جاتا ہے ٭ رسالہ: گھڑ سواروں کا دستہ، مقررہ وقت پر شائع ہونے والا مضامین کا مجموعہ۔

ترجمہ:

(۹) باغ کی نسیم نے پرندوں کے دِل میں آگ لگا دی۔ اُس سر بمہر داغ سے جو کہ لالہ کے پھول کے سینے پر تھا۔ یعنی ہر طرف بہار آ گئی اور گل لالہ کے کھلنے پر پرندوں کا اشتیاق اور بڑھ گیا گویا ان کی آتش شوق اور تیز ہو گئی، بھڑک اُٹھی۔

(۱۰) وہ ایسا زبردست حملہ کرنے والا بادشاہ ہے کہ شیر کا شکار کرنے والا سورج بھی جنگ کے روز اُس کے مقابلے میں ہرن سے بھی کمتر ہے۔ یعنی پوری کائنات میں اُس سے بڑھ کر کوئی حملہ آور نہیں ہے۔

(۱۱) میں نے دیکھا کہ حافظ نے جو دلکش و خوبصورت اشعار بادشاہ کی تعریف میں لکھے ہیں، ان کے اس مجموعے کا ہر شعر (حسن کے) سو رسالوں سے اچھا تھا۔ یعنی وہ قصیدہ نہایت جامع اور خوبصورت تھا۔

----٭٭٭----

[1] بعض نسخوں میں ہر کی جگہ یک اور سفینہ کی جگہ قصیدہ ہے۔

غزل نمبر (۶۷)

(۱) دمے باغم بسر بردن جہاں یکسر نمی ارزد — بہ مے فروش دلقِ ماکزیں بہتر نمی ارزد
(۲) بکوئے مے فروشانش بجامے بر نمی گیرند — زہے سجادۂ تقویٰ کہ یک ساغر نمی ارزد
(۳) شکوہِ تاجِ سلطانی کہ بیمِ جاں درودرج ست — کلاہِ دلکش ست امّا بدردِ سر نمی ارزد
(۴) رقیبم سرزنش ہا کرد کز ایں باب سر برتاب — چہ افتاد ایں سرِ ماراکہ خاکِ در نمی ارزد

حل لغات:

٭ دلق۔گدڑی ٭ بہتر نمی ارزد۔اس سے بہتر قیمت نہیں پاسکتی ٭ سجادۂ تقویٰ۔پرہیزگاری کا مصلا ٭ شکوہِ تاج سلطانی۔بادشاہی تاج کی شان وشوکت وجاہِ جلال ٭ سرزنش کردن۔تنبیہ کرنا،تادیب کرنا،ملامت کرنا۔

ترجمہ:

(۱) ایک لمحے کے لیے بھی غم کے ساتھ زندگی بسر کرنا تمام جہان سے زیادہ قیمتی ہے۔پس تو ہماری گدڑی شراب کے عوض بیچ دے کیونکہ اس سے بہتر اس کی قدر و قیمت ہو ہی نہیں سکتی۔اس سے بہتر قیمت پا ہی نہیں سکتی۔

(۲) شراب بیچنے والوں کے محلے میں اسے ایک جام کے عوض بھی نہیں لیتے۔پرہیزگاری کے مصلّے کی کیا بات ہے اس کے کیا کہنے؟ کہ اُسے ایک پیالے کے عوض بھی کوئی خریدنے کو تیار نہیں ہوتا۔یعنی ایک جام کے بدلے میں بھی کوئی نہیں لیتا۔

(۳) بادشاہی تاج کی شان وشوکت وجاہ وجلال میں جان کا خوف شامل ہے۔تاج تو عمدہ ہے لیکن اسے دردِ سر کے عوض بھی نہیں خرید سکتے۔یعنی ایسا شاہانہ جاہ وجلال جس میں جان جانے کا خطرہ ہو قلب کے سکون کے مقابلے میں اس کی کوئی حقیقت نہیں ہے۔

(۴) رقیب نے مجھے ملامت کی کہ اس در سے اپنا سر اٹھالے! ہمارے اس سر پر کیا پڑی (کیابنی) کہ یہ سر تو اس در کی خاک کے بھی قابل نہیں ہے۔یعنی ہمارا سر تو اُس خاکِ در کے بھی لائق نہیں ہے۔

(۵) ترا آں بہ کہ روئے خود ز مشتاقاں بپوشانی — کہ سودائے جہانداری غمِ لشکر نمی ارزد
(۶) بشو ایں نقشِ دلتنگی کہ در بازارِ یکرنگی — بنعمتہائے گوناگوں مئے احمر نمی ارزد
(۷) دیار و یار مردم را مقیدّ می کند لیکن — چہ جائے پارس کایں محنت جہاں یکسر نمی ارزد
(۸) بس آساں می نمود اوّل غمِ دریا ببوئے سود — غلط گفتم کہ موجش بصد گوہر نمی ارزد

حل لغات:

* سودائے جہانداری۔ جہانداری کا سودا، بادشاہی کا خیال * مئے احمر۔ سرخ رنگ کی شراب * مقیدمی کند۔ قید کر دیتے ہیں * پارس۔ایران * بوئے سود۔ نفع کی وجہ سے۔

ترجمہ:

(۵) تیرے لیے یہی اچھا ہے اے دوست کہ تو اپنا چہرہ اپنے مشتاقوں سے چھپا کر رکھے کیونکہ ساری دنیا پر حکومت کرنے کی شادمانی لشکر کے غم سے زیادہ نہیں ہے۔ یعنی سودائے جہانداری کا غم وفکر حکومت کرنے کی خوشی سے کہیں زیادہ ہے۔

(۶) تو تنگدِلی کا یہ نقش دھودے کیونکہ بازارِ یکرنگی میں یہ سرخ شراب طرح طرح (قسم قسم) کی نعمتوں کے عوض بھی نہیں ملتی۔ یعنی قسم قسم کی نعمتوں کے عوض بھی یہ میسر نہیں آسکتی۔ لائق نہیں۔

(۷) انسان کو وطن اور دوست قید کر کے رکھ دیتے ہیں لیکن پارس کی کیا حقیقت ہے کہ اس محنت کے عوض میں یہ جہاں بھی کچھ قیمت نہیں رکھتا۔ یعنی محنت کی عظمت مسلم ہے۔

(۸) پہلے پہل دریا کا غم نفع کی وجہ سے بڑا آسان لگتا تھا۔ میں نے یہ غلط کہا ہے کیونکہ سینکڑوں موتی بھی اس کی ایک لہر کے مقابلے میں کچھ نہیں ہیں۔ کچھ حیثیت نہیں رکھتے۔

(۹) برو بگنجِ قناعت جو بکنجِ عافیت بنشیں — کہ یکدم تنگدِل بودن بہ بحرو بر نمی ارزد

(۱۰) چو حافظ در قناعت کوش واز دنیائے دوں بگزر! — کہ یک جو منتِ دوناں بصد من زر نمی ارزد

حل لغات:

* کنجِ عافیت۔ آرام کا کونہ، گوشۂ تنہائی * دنیائے دوں۔ کمینی دنیا۔

ترجمہ:

(۹) تو جا اور قناعت کا خزانہ ڈھونڈ! اور کنج عافیت میں بیٹھ جا! کیونکہ ایک لمحے کے لیے بھی تنگدل ہونا بحرو بر کی دولت کی برابری میں ہیچ ہے۔ یعنی ایک لمحے کی تنگدلی کے عوض بحرو بر بھی اگر مل جائیں تو اس کی کوئی حقیقت نہیں ہے۔

(۱۰) تو حافظ کی طرح قناعت کی کوشش کر اور اس کمینی دنیا کے خیال کو ترک کر دے کیونکہ کمینے لوگوں کا ایک جو کے برابر احسان سو من سونے کے عوض بھی برداشت کرنا اچھا نہیں ہے۔ یعنی کمینے کا جو بھر احسان بھی سو من سونے کے عوض گوارا نہیں ہے۔

(نوٹ) بعض نسخوں میں یہ غزل شامل نہیں ہے۔

----***----

غزل نمبر (٦٨)

(١) دوستاں دخترِ رز توبہ ز مستوری کرد — شُد برِ محتسب و کار بدستوری کرد

(٢) آمد از پردہ بمجلس عرقش پاک کنید! — تا نگویند حریفاں کہ چرا دوری کرد

(٣) مژدگانے بدہ اے دِل کہ دگر مطربِ عشق — راہِ مستانہ زد و چارۂ مخموری کرد

(٤) [1] جائے آنست کہ درعقدِ وصالش گیرند — دُخترِ رز کہ بخُمِ ایں ہمہ مستوری کرد

حل لغات:

* مستوری۔ پردہ پوشی * دختر رز۔ انگور کی بیٹی، شراب * عرقش پاک کنید۔ اس کا پسینہ صاف کرو * مژدگانی۔ اُجرت۔ مزدوری * چارۂ مخموری۔ نشہ کا علاج۔ مداوا * درعقد گرفتن۔ نکاح کرنا، نکاح میں لانا۔

ترجمہ:

(١) اے میرے دوستو! انگور کی بیٹی (شراب) نے پردہ پوشی سے توبہ کر لی ہے۔ وہ محتسب کے پاس گئی اور اس سے اُس نے با قاعدہ اجازت نامہ لے لیا ہے۔ یعنی محتسب نے عام شراب پینے کی اجازت دے دی ہے۔

(٢) وہ پردہ سے نکل کر بزم میں آ گئی ہے اس کا پسینہ صاف کر دو (پونچھ دو) تاکہ دوست وہمنشیں یہ نہ کہیں کہ اُس نے دوری کیوں اختیار کی۔ یعنی وہ کیوں الگ تھلگ رہی۔ یعنی وہ ہمیشہ پردے میں نہیں رہی اور آج ہی ہمارے سامنے نہیں آئی۔ مطلب یہ کہ شراب صراحی سے نکل کر جام میں آ گئی ہے۔

(٣) اے میرے دِل تو اس خوشخبری کے عوض اُجرت دے کہ عشق کے مطرب نے پھر نشے کے صدمات کا علاج مست کر دینے والے نغمات سے کیا ہے۔ یعنی تو گویے کو نذرانہ پیش کر کہ اُس نے ہم مستوں اور بے خودوں کو اپنی جادو بھری آواز سے مست وبیخود بنا ڈالا ہے گویا اُس نے ہم مستوں کا علاج کیا ہے۔

(٤) وقت کا تقاضا ہے کہ اس سے وصل کا تعلق استوار کر لیا جائے (نکاح میں لایا جائے) کیونکہ انگور کی بیٹی (شراب) نے مٹکے کے اندر اتنے عرصے تک پردہ نشینی کی ہے۔ یعنی انگور کی بیٹی کے ساتھ نکاح کر لینا بہتر ہے کیونکہ یہ بڑی پارسا ہے اور مدت تک پردے میں ہی رہی ہے۔

(٥) نہ بہفت آب کہ رنگش بصد آتش نرود — آنچہ باخرقۂ زاہد مئے انگوری کرد

(٦) غنچۂ گلبنِ وصلم زنسیمش بشگفت، — مُرغِ خوشخوان طرب از برگِ گُلِ سوری کرد

---

[1] بعض نسخوں میں شعر نمبر 4 شامل نہیں ہے۔

(۷) حافظ افتادگی از دست مدہ زانکہ حسود — عرضِ مال و دلِ ودیں درسرِ مغروری کرد

حل لغات:

* خرقہ۔گدڑی * مے انگوری۔شرابِ انگور،انگوروں سے نکالی ہوئی شراب * طرب۔خوشی * گُلِ سوری۔سرخ رنگ کا پھول * افتادگی۔پستی۔فروماندگی،عاجزی۔

ترجمہ:

(۵) نہ صرف سات پانی سے دھونے بلکہ سو بار آگ میں جلانے سے بھی اس کا وہ رنگ نہ اُترے گا جو کہ زاہد نے شرابِ انگور سے اپنی گدڑی کو دے لیا ہے۔یعنی زاہد نے جو اپنی گدڑی کو ریا کاری کا رنگ دے رکھا ہے یہ کبھی نہیں جا سکتا۔یا پھر عشق حقیقی کا رنگ تمام رنگوں سے پختہ اور کبھی نہ جانے والا رنگ ہے۔

(۶) میرے وصل کے پودے کا غنچہ اُس کی نسیم سے کھلا ہے۔سریلی آواز والے پرندے نے سرخ پھول کی پنکھڑی سے خوشی کا جشن منایا ہے۔یعنی محبوب نے وصل بخشنے کا ارادہ کر لیا ہے اور یہ بات مجھے بادِ نسیم نے بتائی ہے۔اور میری امیدوں کی کلی کھل سکتی ہے۔دیکھو اس خوشی سے پرندے بھی پھولوں کی پتیوں پر چہچہا رہے ہیں۔

(۷) اے حافظ! تم اپنی اس عاجزی کو اپنے ہاتھ سے نہ جانے دینا کیونکہ حاسد نے اپنے دِل اور دین کے مال کو اسی غرور کی وجہ سے ہی تباہ و برباد کر ڈالا ہے۔یعنی عاجزی سے ہی سب کچھ ملتا ہے۔

----***----

غزل نمبر (۶۹)

(۱) درختِ دوستی بنشاں کہ کامِ دل ببار آرد — نہالِ دشمنی برکن کہ رنجِ بے شمار آرد

(۲) چو مہمانِ خراباتی بعشرت باش بارِنداں — کہ دردِ سرکشی جاناں گرت مستی خمار آرد

(۳) شبِ صحبت غنیمت دان و دادِ خوشدلی بستاں[1] — بسے گردش کند گردوں بسے لیل و نہار آرد

(۴) عماری دارِ لیلےٰ را کہ مہر و ماہ در حکمت — خدایا[2] در دِل اندازش کہ برمجنوں گزار آرد

حل لغات:

* کامِ دِل۔دِل کا مقصد * ببار آرد۔پھل لائے * مہمان خراباتی۔شراب خانے کا میخوار * گردوں۔آسمان * شبِ

---

[1] بعض نسخوں میں ''دادِ خوشدلی بستاں'' کی جگہ ''کہ بعد از روزگارِ ما'' ہے۔

[2] بعض نسخوں میں خدایا کی جگہ خدارا ہے۔

صحبت۔ملاقات کی رات ٭ عماری دار۔ساربان۔کجاوہ کش۔

ترجمہ:

(۱) تو دوستی کا درخت لگا کہ وہ ایسا پھل دے گا کہ جس سے دِلی مقصد بر آئے گا۔تو دشمنی کے درخت کو اکھاڑ دے کہ اس سے بے شمار رنج وغم پیدا ہوتے ہیں۔یعنی محبت اور دوستی ہی سے دِلی مراد حاصل ہوگئی ہے۔دشمنی تو اور بھی مصیبتیں لاتی ہے۔

(۲) تو میخانے کے مہمان کی طرح رندوں کے ساتھ عیش ونشاط سے رہ۔(عیش کر) کیونکہ اگر مستی سے خمار پیدا ہوگا تو دردِسر بھی مول لینا پڑے گا۔یعنی اگر تو میخانے کا مہمان ہے تو رندوں کے ساتھ اچھا برتاؤ کر۔اگر تو مستی کا شکار ہوگا تو پھر تجھے تکلیف بھی اُٹھانا پڑے گی۔

(۳) اس ملاقات کی رات کو تو غنیمت جان اور خوشدلی کی داد لے کہ یہ راتیں اور دن یونہی آئیں گے اور یہ آسمان یونہی گردش کرتا رہے گا۔یعنی دوستوں سے رات کی ہم نشینی غنیمت جان اور زمانے کی کوئی فکر مت کر۔یہ یونہی آتا جاتا رہے گا۔اچھے برے دن آتے جاتے رہتے ہیں۔

(۴) عماری میں بیٹھنے والی لیلےٰ کہ جس کے حکم کے تابع چاند اور سورج ہیں۔اے پروردِگار! یہ بات اس کے دل میں ڈال دے کہ وہ مجنوں کی جانب بھی گزر کرے۔یعنی اس کے دل میں یہ خیال آجائے کہ مجنوں بھی راہ میں ہے۔

(۵) بہارِ عمر خواہ اے دِل وگرنہ ایں چمن ہر سال چونسریں صد گُل آرد بار و چوں بُلبُل ہزار آرد
(۶) خدارا چوں دلِ ریشم قرارے بست با زُلفت بفرما لعل نوشیں را کہ جاں را بر قرار آرد[1]
(۷) زکار افتادۂ اے دِل کہ صدمن بارِ غم داری بردیک جُرعہ مَے درکش کہ درحالت بکار آرد
(۸) دریں باغ ار خدا خواہد دریں[2] پیرانہ سر حافظ نشیند برلبِ جوئے وسروے درکنار آرد

حل لغات:

٭ بہارِ عمر: زندگی کی بہار۔ ٭ دلِ ریشم۔میرا زخمی دل ٭ از کار افتادن۔بے کار ہوجانا ٭ پیرانہ۔بڑھاپا۔

ترجمہ:

(۵) اے دِل تو عمر کی بہار سے لطف اُٹھا۔ورنہ اس باغ میں ہر سال سینکڑوں پھول پیدا ہوں گے اور بُلبُل جیسے ہزاروں پرندے آئیں گے۔یعنی عمر کو غنیمت سمجھ اور اس سے پوری طرح لطف اندوز ہو کیونکہ یہ گزر جائے گی اور ہاتھ کچھ نہ آئے گا۔

(۶) خدا کے واسطے کہ جب میرے زخمی دل نے تیری زلفوں کے ساتھ اقرار باندھ لیا ہے۔(عہد کرلیا ہے) تو تو اپنے میٹھے لبوں کو حکم دے کہ وہ میری جان کو قرار بخشیں آرام بخشیں۔

(۷) اے دِل تو ناکارہ ہوگیا ہے کہ تجھ پر سینکڑوں من غم کا بوجھ آن پڑا ہے۔تو جا اور ایک گھونٹ شراب پی تاکہ تیری حالت درست

---

[1] بعض نسخوں میں ''جاں را بر قرار آرد کی جگہ ''زودش با قرار آرد'' ہے۔

[2] بعض نسخوں میں دریں کی جگہ گر ہے۔

ہو جائے یعنی معمول پر آجائے۔

(۸) اس باغ (دنیا) میں عالم پیری میں حافظ خدا سے ملتجی ہے کہ اسے ایسا موقع ملے کہ وہ نہر کے کنارے بیٹھے اور اس کا سرو (معشوق) اس کے پہلو میں آجائے۔ حافظ کی اس بڑھاپے میں یہی آرزو ہے کہ باغ میں نہر کے کنارے ان کا محبوب ان سے ہمکنار ہو۔

(نوٹ) بعض نسخوں میں شعر نمبر 7 شاملِ غزل نہیں۔

----***----

غزل نمبر (۷۰)

(۱) دوش از جنابِ آصف پیکِ بشارت آمد — کز حضرتِ سلیماں عشرت اشارت آمد

(۲) خاکِ وجودِ ما را از آبِ بادہ[1] گِل کُن — ویران سرائے دِل را گاہِ عمارت آمد

(۳) ایں شرحِ بے نہایت کز حُسنِ یار[2] گفتند — حرفیست از ہزاراں کاندر عبارت آمد

(۴) عیبم بپوش زنہار اے خرقہء مے آلود — کاں پاک دامن اینجا بہرِ زیارت آمد[3]

حل لغات:

* دوش۔ کل رات * آصف۔ حضرت سلیمانؑ کے وزیر تھے، مراد مرشد کامل، محبوب، حافظ کے ممدوح کا نام بھی ہے * پیک۔ قاصد * گِل کُن۔ گارا بنا، گوندھ * نہایت۔ جس کی کوئی حد نہ ہو * خرقہء مے آلود۔ شراب سے بھری ہوئی گدڑی۔

ترجمہ:

(۱) کل رات حضرتِ آصف کی بارگاہ سے خوشخبری کا قاصد آیا۔ (یعنی خوشخبری لایا) کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کی بارگاہ سے عیش و عشرت کی اجازت مل گئی ہے۔ یعنی محبوب کی طرف سے وصال کی خوشخبری آئی ہے۔

(۲) ہمارے وجود کی خاک کو شراب کے پانی سے گوندھ (اس کا گارا بنا) کیونکہ اب اس دِل کے ویرانے کی تعمیر کا وقت آ گیا ہے۔ یعنی یہ شراب ازل سے ہی ہمارے ضمیر میں شامل ہے۔

(۳) یہ جو حسن یار کی بے نہایت شرح بیان کی گئی ہے۔ یہ اس کی تعریف کے ہزاروں حروف میں سے ایک حرف ہے جو کہ عبادت میں آیا ہے۔ یعنی یہ تو اس کی تعریف کے جو ہزارہا حرف ہیں ان میں سے ایک ہے جس کو شرح و بیان میں لایا گیا ہے۔ مطلب یہ کہ تعریف بیان سے باہر ہے۔

---

[1] بعض نسخوں میں بادہ کے بجائے دیدہ ہے جو غزل کی لے شادیانہ کے مناسب نہیں۔

[2] بعض نسخوں میں حسن یار کے بجائے زلف یار ہے۔

[3] بعض نسخوں میں "بہر زیارت آمد" کے بجائے "اینجا بہر طہارت آمد" ہے۔

(۴) اے شراب سے آلودہ گدڑی! ہاں تو میرے عیب چھپالے کہ وہ پاک دامن (مرشد یا محبوب) اس جگہ پر زیارت کے لیے آیا ہے۔ یعنی وہ پاکدامن محبوب میری ملاقات کے لیے آرہا ہے۔

(۵) امروز جائے ہرکس پیدا شود زخوباں — کاں[1] ماہِ مجلس آرا اندر صدارت آمد

(۶) بر تختِ جم کہ تاجش محرابِ آفتاب[2] ست — ہمّت نگر کہ مورے با ایں حقارت آمد

(۷) از چشمِ شوخش اے دِل ایمانِ خود نگہدار — کاں جادوئے کماں کش برعزمِ غارت آمد

(۸) دریاست مجلسِ[3] شاہ دریاب وقت وبشناس — ہاں اے زیاں رسیدہ وقتِ تجارت آمد

(۹) آلودۂ تو حافظ فیضے زشاہ درخواہ — کاں عُنصرِ سماحت بہرِ طہارت آمد

حل لغات:

* مجلس آرا۔ مجلس کو سجانے والا * تختِ جم۔ جمشید کا تخت، شہانہ تخت، مسند * ایمانِ خود نگہدار۔ اپنے ایمان کی حفاظت کر * زیاں رسیدہ جس کا نقصان ہو چکا ہو، نقصان رسیدہ * آلودۂ۔ لتھڑا ہوا، بھرا ہوا * ساحت۔ جوانمردی۔

ترجمہ:

(۵) آج ہر حسین کا مقام و مرتبہ ظاہر ہو جائے گا۔ کیونکہ آج وہ مجلس کو آراستہ کرنے والا چاند (محبوب) صدر مجلس بن کر آرہا ہے، آیا ہے۔ یعنی تمام حسین اس کے سامنے ہیچ ہوں گے اور وہ شاہِ خوباں کرسئ صدارت پر متمکن ہوگا۔ یعنی تمام مغرور حسینوں کو اپنے درجے اور مرتبے کا پتہ چل جائے گا کیونکہ وہ صدرِ محفل ہوگا۔

(۶) جمشید بادشاہ کے تخت پر جس کا تاج سورج کی محراب ہے تو ہمت دیکھ ایک حقیری چیونٹی ہونے کے باوجود آ گئی ہے۔ آ بیٹھی ہے یعنی جمشید جو اس قدر شان و شوکت رکھنے والا بادشاہ تھا اس پر چیونٹی بیٹھ گئی ہے جسے ہم حقیر سمجھتے ہیں اس کا حوصلہ و ہمت تو دیکھو!

(۷) اے دِل اس کی شوخ آنکھوں سے اپنے ایمان کو بچالے کیونکہ وہ جادوگر (محبوب) کمان کھینچے ہوئے غارت گری کے ارادے سے ہی آیا ہے۔ یعنی محبوب کی جادو بھری آنکھ جو کہ ہر وقت کمان کی طرح کھنچی رہتی ہے، سے بچنا بڑا مشکل کام ہے۔ بہر حال اپنے ایمان کی سلامتی بہت ضروری ہے۔

(۸) بادشاہ کی مجلس دریا ہے تو اس وقت کی قدر کر اور اسے غنیمت جان۔ ہاں اے نقصان اُٹھائے ہوئے! اب تجارت کا وقت آن پہنچا ہے۔ یعنی تو تمام گزشتہ نقصانات کی تلافی کر لے۔

(۹) اے حافظ تو گناہوں سے بھرا پڑا ہے۔ بادشاہ سے فیض یابی کی درخواست کر کیونکہ وہ تمام آلودگیاں دھونے اور پاکیزگی وطہارت کے لیے ہی آیا ہے۔

----***----

[1] بعض نسخوں میں ماہ کی جگہ شمع ہے۔

[2] بعض نسخوں میں محراب آفتاب کی جگہ معراج آسمان ست ہے۔

[3] بعض نسخوں میں شاہ کی جگہ او اور شناس کی جگہ دریاب ہے۔

غزل نمبر (۱۷)

(۱) درنمازم خمِ ابروئے توچوں [1] یاد آمد حالتے رفت کہ محراب بفریاد آمد
(۲) ازمن اکنوں طمعِ صبرودل وہوش مدار کاں تحمل کہ تو دیدی ہمہ برباد آمد
(۳) بادہ صافی شدو مُرغانِ چمن مست شدند موسم عاشقی و کار بہ بنیاد آمد
(۴) بوئے بہود ز اوضاعِ جہاں می شنوم شادی آورد گُل و بادِ صبا شاد آمد

حل لغات:

* خمِ ابروے۔ابروکاخم (جھکاؤجومحراب کے مانند ہوتا ہے) * اکنوں۔اب * بادۂ صافی۔صاف شراب * بہ بنیاد آمد۔شروع ہوگیا،مضبوط ہوگیا * بہبود۔بہتری بھلائی

ترجمہ:

(۱) نماز کی حالت میں جب مجھے تیرے ابرو کی محرابِ کی یاد آئی تو مجھ پر ایک ایسی حالت طاری ہوگئی کہ محرابِ مسجد بھی فریاد کرنے لگ گئی۔یعنی مسجد کی محراب محبوب کے ابرو کی محراب کے سامنے ہیچ ہے۔اور مجاہدہ سے مشاہدہ کا مرتبہ بہت بلند ہے۔

(۲) اب تو مجھ سے دل کے صبر اور ہوش کی طمع مت رکھ کیونکہ وہ پہلا سا تحمل جو کہ تو نے دیکھا تھا اب وہ سب برباد ہو چکا ہے۔یعنی اے محبوب تجھے جب سے دیکھ لیا ہے صبرِ دِل اور ہوش سب کچھ گنوا بیٹھے ہیں۔

(۳) شراب صاف ہوگئی ہے اور چمن کے پرندے مست وبیخود ہو گئے ہیں گویا عاشقی کا یہی موسم ہے جو آپہنچا ہے اور مقصد برآری کا وقت آ گیا ہے۔یعنی دلی مقصد کے پورا ہونے کا وقت آ گیا ہے۔ہم شراب نوشی کریں گے بہار جو آپہنچی ہے۔

(۴) آج میں اس زمانے کے طور اطوار سے بھلائی و بہتری کی بوسونگھ رہا ہوں کیونکہ پھول بھی خوشیاں منا رہے ہیں اور بادِ صبا بھی خوش وخرم دکھائی دے رہی ہے۔خوش خوش نظر آ رہی ہے۔یعنی بہار آ گئی ہے۔

(۵) اے عروسِ ہنر از دہر [2] شکایت منمائے حُجلہء حُسن بیارائے کہ داماد آمد
(۶) برزلیخا ستم اے یوسفِ مصری مپسند! زانکہ از عشق برو ایں ہمہ بیداد آمد
(۷) دلفریبانِ نباتی ہمہ زیور بستند، دلبرِ ماست کہ باحُسنِ خدا داد آمد
(۸) زیرِ بارند درختاں کہ تعلق دارند اے خوشا سروکہ از بندِ [3] غم آزاد آمد
(۹) مطرب از گفتہء حافظ غزلے نغز بخواں تا بگویم کہ ز عہدِ طربم یاد آمد

---

[1] بعض نسخوں میں چوں کے بجائے با ہے۔ [2] بعض نسخوں میں چوں دہر کے بجائے بخت ہے۔
[3] بعض نسخوں میں بند کے بجائے بار ہے۔

حل لغات:

* عروس۔دُلہن * حجلہ۔وہ کمرہ یا کوٹھڑی جس میں دلہن کو آراستہ کر کے بٹھاتے ہیں * بیداد۔ظلم، ناانصافی * دلفریبان نباتی۔ حسینانِ چمن، خوبصورت پھول اور پودے * زیر بار۔جھکے ہوئے * نغز۔عمدہ اور پاکیزہ۔

ترجمہ:

(۵) اے ہنر کی دلہن! تو اس زمانے کی شکایت مت کر بلکہ اپنے حسن کے خلوت کدہ کو آراستہ و پیراستہ کر کہ داماد آ گیا ہے۔تیرا دولہا آن پہنچا ہے۔یعنی اگرچہ لوگ ہنر کی قدر نہیں کرتے مگر ہم جو ہنر کے قدر دان ہیں۔

(۶) اے مصر کے یوسف تو زلیخا پر یہ ظلم وستم کرنا پسند مت کر کیونکہ عشق کی وجہ سے اس پر یہ ظلم وستم ٹوٹ چکا ہے۔یعنی عشق کی بدولت ہی اس پر اس قدر ظلم وجور ٹوٹا ہے۔

(۷) نباتات کی دنیا کے تمام حسینوں (پھولوں اور پودوں) نے خود کو زیور سے آراستہ و پیراستہ کیا ہے صرف ایک ہمارا محبوب ہی ایسا ہے کہ جو حسن خداداد لے کے آیا ہے۔یعنی وہ زیور کا محتاج نہیں ہے۔

(۸) تمام درخت اور پودے قیدِ تعلق کی وجہ سے زیر بار ہیں۔(جھکے ہوئے ہیں) لیکن سرو کے درخت کے کیا کہنے؟ کہ وہ ہر طرح کے غم سے آزاد رہتا ہے۔اس پر خزاں کی پژمردگی نہیں آتی۔

(۹) اے مطرب! (گویے) تو حافظ کے کلام سے ایک عمدہ اور پاکیزہ غزل پڑھ (تاکہ اسے) سن کر میں یہ کہہ سکوں کہ مجھے عیش و نشاط کا وہ زمانہ دوبارہ یاد آ گیا۔

----***----

غزل نمبر (۷۲)

(۱) دلے کہ غیب نمایست و جامِ جم دارد | زخاتمِ کہ ازو[۱] گُم شود چہ غم دارد
(۲) بخط و خالِ گدایاں مدہ خزینہء دِل | بدستِ شاہ و شے دہ کہ محترم دارد
(۳) نہ ہر درخت تحمل کند جفائے خزاں | غلام ہمّتِ سروم کہ ایں قدم دارد
(۴) رسید موسمِ آں کز طرب چو نرگسِ مست | نہد بپائے قدح ہر کہ شش درم دارد

حل لغات:

* جام جم۔جمشید کا جام جہاں نما * خاتمے۔خاتم، انگوٹھی، حضرت سلیمانؑ کی انگوٹھی جس پر اسم اعظم کندہ تھا اور اس کی بدولت ہی ساری مخلوق آپ کے تابع تھی * بخط و خال گدایاں۔فقیروں کے خط و خال پر * تحمل کند۔برداشت کر سکتا ہے * طرب۔

---

۱ بعض نسخوں میں "ازو" کے بجائے "دمے" ہے۔

خوشی * قدح۔ پیالہ، جام۔

ترجمہ:

(۱) وہ دل جو کہ غیب کی باتیں جانتا ہے (بتانے والا ہے) اور جام جم کی صفت رکھتا ہے۔ اُسے کیا پروا ہے کہ اگر انگوٹھی گم بھی ہو جائے۔ یعنی عارف و کامل کا دِل جام جہاں نما ہے اگر دنیاوی اسباب سے محروم ہے تو کچھ غم نہیں ہے کیونکہ محبت کے طفیل اُسے ہر آگاہی حاصل ہے۔

(۲) فقیروں کے خط و خال پر تو دل کا خزانہ نچھاور مت کر بلکہ اسے تو کسی بادشاہ جیسے کے حوالے کر دے تاکہ وہ اسے عزیز رکھے اس کی قدر کرے۔ یعنی محبوب حقیقی کے سامنے جو شاہِ خوباں ہے، بتان ظاہری گداؤں کے مانند ہیں۔ اس لیے تو دل کی دولت شاہدِ معنی کے سپرد کر کہ وہی اسے عزیز رکھ سکتا ہے، قدر کر سکتا ہے۔

(۳) ہر درخت خزاں کے ظلم کو برداشت نہیں کر سکتا۔ میں اُس سرو کی ہمت کا غلام ہوں کہ جس میں یہ جوانمردی پائی جاتی ہے۔ یعنی وہ جس طرح جفائے خزاں سے محفوظ ہے اُسی طرح آزاد (رند) لوگ بھی زمانے کے غم سے آزاد رہتے ہیں۔

(۴) وہ موسم آ گیا ہے کہ جس میں خوشی سے مست نرگس کی طرح جس کے پاس بھی چھ درم ہوں گے وہ شراب کے پیالے کی نذر کر دے۔ وہ جام شراب کے پاؤں کی نذر کر دے۔

(۵) زراز بہائے مے اکنوں چو گُل دریغ مدار — کہ عقلِ کل بصدت عیب متہم دارد

(۶) زسرِّ غیب کس آگاہ نیست قصہ مخواں — کدام محرمِ دل رہ دریں حرم دارد

(۷) دِلم کہ لاف تجرّد زدے کنوں صد شغل — ببوئے زلفِ تو با بادِ صبحدم دارد

(۸) مرادِ دل زکہ جویم[1] کہ نیست دلدارے — کہ جلوۂ نظر و شیوۂ کرم دارد

(۹) زجیبِ خرقہء حافظ چہ طرف بتواں بست — کہ ما صمد طلبیدیم و او صنم دارد

حل لغات:

* متہم۔ تہمت زدہ، بدنام * عقلِ کُل۔ جبریلؑ یا نور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم * سرِّ غیب۔ غیب کا راز * تجرد۔ تنہا، فارغ، یکتا * یگانہ۔ تنہا * شیوۂ کرم۔ لطف و کرم کا طریقہ * جیب۔ گریبان، پیرہن * خرقہ۔ گدڑی * صمد۔ بے نیاز، اللہ کا صفاتی نام * صنم۔ بُت۔

ترجمہ:

(۵) تو اس موسم میں گل کی طرح زر کو شراب پر خرچ کرنے سے دریغ مت کر ورنہ عقلِ کل تجھ پر سینکڑوں عیب لگا دے گی۔ یعنی اپنی دولت کو عزیز مت کر۔ ورنہ عقل کل تجھ پر سینکڑوں عیب لگا دے گی۔ یعنی اپنی دولت کو عزیز مت گردان شراب پر خرچ کر

---

[1] بعض نسخوں میں جویم کی جگہ پرسم ہے۔

دے۔اس کا یہی مصرف ہے۔

(۶) غیب کے راز سے کوئی بھی آگاہ نہیں ہے۔فضول باتیں مت کر۔کون سا ایسا محرم ہے جو کہ حرم میں راہ رکھتا ہے۔یعنی غیب کے راز جاننے کی باتیں سب فضول باتیں ہیں یہ قصے اور کہانیاں ہیں۔حریم محبوب میں کسی بھی محرم دل کو راستہ نہیں ملتا۔

(۷) میرا وہ دل جو تنہا ہونے کی ڈینگیں مارا کرتا تھا اب تیری زلف کی خوشبو اور صبح کی ہوا کے ساتھ سینکڑوں شغل رکھتا ہے۔یعنی جب سے عشق اختیار کیا ہے تیرا تصور میرے ساتھ رہتا ہے۔

(۸) میں اپنے دِل کی مراد کس سے ڈھونڈوں؟ کس سے مانگوں، کہ کوئی دلدار ایسا نہیں ہے جو نظر کے لیے جلوہ اور لطف و کرم کا طریقہ رکھتا ہو۔یعنی کوئی بھی محبوب باوفا نہیں ہے۔

(۹) حافظ کے خرقہ و جیب سے (گدڑی سے) نفع کی کیا توقع ہوسکتی ہے؟ کہ ہم خدا کے طلبگار ہیں اور اس کی آستین میں بُت چھپے ہوئے ہیں۔یعنی ایسا مرشد جس کا ظاہر اس کے باطن کے مطابق نہیں ہے اس سے استفادہ نہیں کیا جا سکتا۔

----***----

غزل نمبر (۷۳)

(۱) دست از طلب ندارم تا کامِ من بر آید | یا جان[1] رسد بجانان یا جان ز تن برآید

(۲) بکشائی تربتم را بعد از وفات بنگر | کز آتشِ درونم دُود از کفن برآید

(۳) بنمائے رُخ کہ خلقے والہ شوند و حیران | بکشائے لب کہ فریاد از مرد وزن برآید

(۴) جاں بربست و حسرت در دل کہ لبانش | نگرفتہ ہیچ کامے جان از بدن برآید

حل لغات:

* جاناں۔محبوب * تربتم۔میری قبر * والہ شوند۔فریفتہ ہونا، عاشق ہونا * ہیچ کامے۔کوئی کام۔

ترجمہ:

(۱) جب تک میری دِلی مراد نہ پوری ہوگی میں طلب وتلاش کو نہ چھوڑوں گا۔یا تو میری جان جانان تک پہنچ جائے یا پھر میرے جسم سے ہی نکل جائے۔

(۲) میرے مرنے کے بعد میری قبر کو کھولنا اور دیکھنا کہ میرے دل کی آگ کے سبب اور کفن سے دھواں نکل رہا ہوگا۔بقول میر تقی میر:

---

[1] بعض نسخوں میں جان کی جگہ تن ہے۔

یہ قبر کسی دل جلے کی ہے میر! | کہ روز یہاں سے دھواں سا اُٹھتا ہے

(۳) تو اپنا چہرہ دکھا کہ لوگ حیران وشیدا ہوئے جارہے ہیں۔تو اب اپنے لب کھول کہ لوگ فریاد کررہے ہیں۔یعنی ہر کوئی محبوبِ حقیقی کے چہرے کا والہ وشیدا ہے اور اس کی گفتگو سننے کو ترس رہا ہے۔

(۴) میری جان لبوں پر آچکی ہے اور دل میں یہ حسرت ہے کہ میں نے اس کے لبوں سے کوئی مقصد حاصل نہ کیا۔بس اسی طرح یہ جان بدن سے نکل جائے گی۔یعنی میری زندگی بیکار ہی گزرگئی اور محبوب سے کوئی مراد حاصل نہ ہوسکی۔

(۵) از حسرتِ دہانت جانم بتنگ آمد | خود کام تنگدستاں کے زآں دہن برآید

(۶) گفتم بخویش کزوے برگیر دل دلم گفت! | کارِ کیسَت ایں کو با خویشتن برآید

(۷) ہریک شکن ززلفت پنجاہ شست دارد | چوں ایں دلِ شکستہ با آں شکن برآید

(۸) بربوئے آنکہ درباغ آید گُلے چورویت | آید نسیمِ و ہردم گردِ چمن برآید

حل لغات:

* خودکامِ تنگدستاں۔تنگدستوں کی تمنا * کارِ کیست۔یہ کام وہ شخص کرسکتا ہے * پنجاہ شست دارد۔پچاس نشانے باندھ رکھے ہیں مراد ہے پیچ در پیچ شکن در شکن * چورویت۔تیرے چہرے کی طرح۔

ترجمہ:

(۵) تیرے منہ کی حسرت میں میری جان تنگ آگئی ہے۔بھلا ان تنگدستوں کی تمنا اس سے کب پوری ہوگی؟ ہوسکتی ہے؟ یعنی اس تنگ دہن (غنچہ دہن) کے محبوب سے کسی کی بھی تمنا پوری ہوتی نظر نہیں آتی۔

(۶) میں نے اپنے آپ سے کہا کہ اس سے دل کا تعلق ہٹالینا چاہیے۔دل نے جواب دیا کہ یہ کام وہ شخص کرسکتا ہے جو اپنے دل پر (اپنے آپ پر) قابو رکھتا ہو۔

(۷) تیری زلف کے ہر شکن (پیچ) نے پچاس نشانے باندھ رکھے ہیں۔یہ شکستہ دِل بھلا اس شکن (پیچ) کے مقابلے کی کیسے تاب لاسکتا ہے؟ مطلب یہ کہ زلفوں میں بندھا دل باہر نہیں نکل سکتا، آزاد نہیں ہوسکتا۔

(۸) اس اُمید پر کہ باغ میں تیرے چہرے جیسا کوئی پھول نظر آئے، بادِ نسیم آتی ہے اور ہر وقت چمن کے اردگرد پھیرے لگاتی رہتی ہے۔یعنی بادِ نسیم بھی تیرے خوبصورت چہرے کی والہ وشیدا ہے۔

(۹) ہردم چو بیوفایاں نتواں گرفت یارے | مائیم وآستانش تاجان ز تن برآید

(۱۰) برخیز تا چمن را از قامت و میانت | ہم سرو درِ برآید ہم نارون برآید

(۱۱) گویند ذکرِ خیرش درخیل عشقبازاں | ہر جا کہ نامِ حافظؔ در انجمن برآید

حل لغات:

* نتواں گرفتہ یارے۔محبوب سے دل نہیں لگا سکتے * ناروں۔انار کا درخت * خیل۔گروہ،ٹولہ۔

ترجمہ:

(۹) بے وفاؤں کی طرح ہر دم ہم کسی دوسرے محبوب سے دِل نہیں لگا سکتے۔بس ہم ہیں اوراس کا آستانہ ہے یہاں تک کہ یہ جان تن بدن سے نکل جائے۔یعنی ہم بے وفاؤں کی طرح ہر گھڑی نیا یار نہیں بناتے۔

(۱۰) تو اُٹھ! کہ چمن میں تیری قامت وقد اور کمر سے انار وگلنار ہم آغوش ہوں۔یعنی تیرے قامت وقد کو دیکھ کر چمن کے سرو اور انار کے درخت تیری آغوش میں آئیں۔

(۱۱) عاشقوں کے گروہ میں اس کا ذکر خیر کرتے ہیں (اس کا اچھے لفظوں سے ذکر کرتے ہیں) جس جگہ پر بھی انجمن میں حافظؔ کا نام آتا ہے۔یعنی عشاق کی محفل میں حضرت حافظؔ کا ذکر اچھے لفظوں کے ساتھ کیا جاتا ہے۔

(نوٹ) بعض نسخوں میں اشعار نمبر 6 تا 10 شامل غزل نہیں ہیں۔

----***----

غزل نمبر (۷۴)

(۱) در ازل ہر کو بفیضِ دولت ارزانی بود ۔۔۔ تا ابد جام مرادش ہمدمِ جانی بود

(۲) من ہماں ساعت کہ از مے خواستم شد توبہ کار ۔۔۔ گفتم ایں شاخ ار دہد بارے پشیمانی بود

(۳) خود گرفتم کافگنم سجادہ چوں سوسن بدوش ۔۔۔ ہمچو گُل برخرقہ رنگِ مے مُسلمانی بود

(۴) خلوتِ مارا فروغ از عکسِ جامِ بادہ باد ۔۔۔ زانکہ کُنجِ اہلِ دل باید کہ نورانی بود

حل لغات:

* ازل۔شروع سے،روز الست کے دن سے * ساعت۔گھڑی * بارے۔بار،پھل * سجادہ۔مصلا * سوسن۔ایک قسم کا پھول جو نیلے رنگ کا ہوتا ہے * خلوت۔تنہائی،کنج نشینی۔

ترجمہ:

(۱) روزِ ازل سے ہی جس کو یہ اقبال مندی کا فیض عطا ہوتا ہے۔ابد تک اس کی مراد کا پیالہ ہمدم وجانی (دوست) بنا رہتا ہے۔یعنی کوئی بھی سعادت مندی ازل سے ہی نصیب کا حصہ بنتی ہے۔

(۲) میں جس گھڑی شراب سے تائب ہونا چاہتا تھا میں اُسی وقت دِل میں یہ کہا تھا کہ اگر اس شاخ کو کوئی پھل لگا تو وہ پشیمانی کے سوا کچھ اور نہ ہوگا۔یعنی پشیمانی کے علاوہ کچھ حاصل نہ ہوگا۔

(۳) میں نے مان لیا میں نے فرض کیا کہ اگر میں سوسن کے پھول کی طرح اپنے کندھے پر مصلا ڈال لوں تو پھول کی طرح میری گدڑی پر جو شراب کا رنگ ہوگا کیا وہ مسلمانی ہوگی؟

(۴) ہماری خلوت کو شراب کے پیالے کے عکس سے فروغ حاصل رہے کیونکہ اہل دِل کا گوشہ تنہائی نورانی و روشن ہونا چاہیے۔ یعنی شراب محبت کی روشنی سے ہی فروغ حاصل ہوتا ہے۔

(۵) بے چراغِ جام در خلوت نمی آرم [۱] نشست — وقتِ گُل مستوری مستاں ز نادانی بود! [۲]

(۶) مجلسِ انس و بہار و بحث عشق [۳] اندر میاں — جام مے نگرفتن از جاناں گراں جانی بود [۴]

(۷) ہمتِ عالی طلب جام مرصّع گو مباش — رِند را آبِ عنب یاقوتِ رمانی بود

(۸) نیک نامی خواہی اے دِل بابداں صحبت مدار — خود پسندی جان من برہانِ نادانی بود

حل لغات:

* خلوت۔تنہائی * مستوری۔پردے میں، چھپ کر بیٹھنا * انس۔محبت * آبِ عنب۔انگور کا پانی، شراب، انگور کی شراب * جامِ مرصع۔وہ جام جس پر سونے چاندی کے تاروں سے کام کیا گیا ہو، جڑاؤ کام * یاقوتِ رمانی۔سرخ انار * برہانِ دلیل۔

ترجمہ:

(۵) میں چراغِ جام کے بغیر خلوت میں نہیں بیٹھ سکتا۔ بہار کے موسم میں رندوں اور مستوں کا چھپ کر پردے میں بیٹھنا نادانی ہے۔ یعنی رند ریاکاری کا ہرگز مظاہرہ نہیں کرتے۔

(۶) محبت کی محفل بجی ہوئی ہو اور بہار کا سماں ہو اور عاشقی اور پیار کی باتیں ہو رہی ہوں۔ ایسے سمے میں محبوب کے ہاتھوں سے شراب کا پیالہ نہ لینا جان کو بوجھل بناتا ہے۔ سستی اور کاہلی ہے۔

(۷) تو بلند ہمتی کی طلب کر اگرچہ جام مرصع میسر نہ ہو۔ کیونکہ رند اور مست کے لیے انگوری شراب ہی سرخ (یاقوت جیسے) انار کے مانند ہے۔

(۸) اے دِل اگر تو نیک نامی کا خواہاں ہے تو بُروں سے ملنا جلنا ترک کردے۔ اے میری جان خود پسندی نادانی کی دلیل ہے۔ یعنی خود پسند ہونا بیوقوفی کی دلیل ہوتی ہے۔

---

۱ بعض نسخوں میں آرم کی جگہ یارم ہے۔
۲ بعض نسخوں میں مصرعہ ثانی یوں ہے: زانکہ کنج اہل دل باید کہ نورانی بود
۳ بعض نسخوں میں عشق کی جگہ شعر ہے۔
۴ بعض نسخوں میں مصرعہ ثانی یوں ہے: نستدن جام مے از جاناں گراں جانی بود۔

(۹) گرچہ بے ساماں نماید کارِ ما سہلش[1] مبیں — کاندریں کشور گدائی رشکِ سلطانی بود
(۱۰) خوش بود خلوت ہم اے صوفی ولیکن گردرو — بادۂ ریحانی و ساقی مستِ ریحانی بود
(۱۱) دی عزیزے گفت حافظ می خورد پنہاں شراب — اے عزیزِ من گناہ آں بہ کہ پنہانی بود

حل لغات:

✽ بے ساماں۔بے سہارا ✽ کشور۔ولایت ✽ گدائی۔فقیری ✽ خلوت۔تنہائی ✽ بادہ ریحانی۔خوشبودار شراب ✽ دی۔گزشتہ کل۔

ترجمہ:

(۹) اگرچہ ہمارا کام بے سروساماں دکھائی دیتا ہے۔لیکن تو اسے آسان نہ سمجھ کیونکہ اس ولایت کی فقیری پر بادشاہی بھی رشک کرتی ہے۔بقول علامہ اقبال:

یہ وہ گوہر ہے کہ: جو ملتا نہیں ہے بادشاہوں کے خزینوں میں

(۱۰) اے صوفی! تنہائی اچھی ہوتی ہے لیکن اس صورت میں کہ خوشبودار شراب اور ساقی اس شراب سے مست ہو۔یعنی تنہائی میں شراب کا ہونا ناگزیر ہے۔پھر وہ تنہائی تنہائی نہیں رہتی۔

(۱۱) کل ایک عزیز نے کہا کہ یہ حافظ چوری چھپے شراب نوشی کرتا ہے۔اے میرے عزیز وہ گناہ بہتر ہے کہ جو چوری چھپے کیا جائے۔یعنی اعلانیہ اور ظاہر میں گناہ کرنا بدتر ہے۔

(نوٹ) بعض نسخوں میں شعر نمبر 6 اور نمبر 10 شاملِ غزل نہیں ہیں۔

-----✽✽✽-----

غزل نمبر (۷۵)

(۱) دِلم بے جمالت صفائے ندارد — چو بیگانہء کآشنائے ندارد
(۲) متاعِ دلِ پاکِ عشاقِ مسکین! — ببازارِ حُسنش بہائے ندارد
(۳) دِلا جام و ساقیِ گلرخ طلب کن، — کہ چوں گُل زمانہ بقائے ندارد
(۴) اگرچہ دِلم رفت لیکن غمش نیست — بجز آں خمِ زلف جائے ندارد

حل لغات:

✽ دِلم بے جمالت! میرا دل تیرے حسن و جمال کے بغیر ✽ بہائے۔قیمت ✽ متاع۔سرمایہ،پونجی ✽ ساقیٔ گلرخ۔پھول جیسے

[1] بعض نسخوں میں "سہلش مبیں" کی جگہ "عیبش مکن" ہے۔

چہرے والا ساقی۔

ترجمہ:

(۱) میرا دل تیرے حُسن و جمال کے بغیر صفائی نہیں رکھتا اور تیرا سلوک میرے ساتھ ایسا ہے کہ گویا بالکل بیگانہ ہے۔یعنی ایسا بیگانہ ہے کہ جس کا کوئی آشنا نہ ہو۔

(۲) مسکیں عشاق کے دِلوں کی پونجی اُس کے حسن و جمال کے بازار میں کچھ قدر و قیمت نہیں رکھتی۔یعنی اُس کے حسن و جمال کے سامنے عشاق کے دِل کچھ حیثیت نہیں رکھتے۔

(۳) اے دِل! تو شراب کا پیالہ پھول جیسے چہرے والے ساقی سے طلب کر کیونکہ زمانہ بھی پھول کی طرح کوئی بقا نہیں رکھتا۔یعنی دونوں فانی ہیں۔اسی لیے شراب سے اس غم کو غلط کرنا چاہیے۔

(۴) اگرچہ میرا دِل میرے ہاتھ سے نکل گیا ہے لیکن مجھے اس کی کوئی فکر نہیں ہے کیونکہ محبوب کی زلف کے سوا اس کی کوئی جگہ نہیں ہے، کوئی اور ٹھکانہ نہیں ہے۔

(۵) ازیں سینۂ تنگ ترسم کہ تیرش رود جائے وانگہ دوائے ندارد

(۶) ہمہ چیز دارد دلارام لیکن! دریغا کہ با ما وفائے ندارد

(۷) چو ماہ است روشن کہ بے مہرِ رویش دِل و جانِ حافظ صفائے ندارد

حل لغات:

٭ تیرش۔اس کا تیر ٭ دِلآرام۔محبوب ٭ بے مہر رویش۔اس کے چہرے کے سورج کے بغیر۔

ترجمہ:

(۵) میں اُس تنگ سینے سے ڈرتا ہوں کہ اس کا تیر ایسی جگہ پر چلایا جائے کہ جہاں پر اس کا کچھ علاج و معالجہ نہ کیا جا سکے۔ یعنی مجھے اپنے تنگ سینے سے ڈر لگ رہا ہے کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ تیر اس میں کسی ایسی جگہ نہ لگ جائے کہ جس کا علاج کرنا ہی ممکن نہ ہو۔

(۶) محبوب کے پاس ہر چیز موجود ہے لیکن افسوس کہ وہ ہمارے ساتھ وفا نہیں کرتا گویا اس کے پاس وفا ہے ہی نہیں یہی ایک چیز ہے کہ جو وہ نہیں رکھتا ورنہ دنیا کی ہر چیز رکھتا ہے۔

(۷) یہ بات ماہتاب کی طرح روشن ہے کہ تیرے سورج جیسے چہرے کے بغیر حافظؔ کے دل و جان کی صفائی ہرگز نہیں ہو سکتی۔یعنی تیرے چہرے کی ضیاء کے بغیر حافظ کے دل و جان کی صفائی ناممکن ہے۔

(نوٹ): بعض نسخوں میں یہ غزل شامل نہیں ہے۔

----٭٭٭----

غزل نمبر(۷۶)

(۱) دِل شوقِ لبت مدام دارد | یارب زلبت چہ کام دارد
(۲) جاں شربتِ مہرو بادۂ شوق | در ساغرِ دل مدام دارد
(۳) شوریدۂ زلفِ یار دائم، | در دامِ بلا مقام دارد
(۴) آخر نرسد کہ باز پرسیم | کآں دلبرِ ما چہ نام دارد

حل لغات:

*لبت۔تیرے لب * مدام۔ہمیشہ * مہر۔محبت * بادہ۔شراب * شوریدہ۔دیوانہ * باز پرسیم۔ہم پوچھ لیں، باز پُرسی کرسکیں

ترجمہ:

(۱) میرے دل کو ہمیشہ تیرے لبوں کا ہی شوق رہتا ہے۔نجانے تیرے لبوں سے اسے کیا کام ہے؟ کیا غرض ہے اور کیا مدعا و مطلب ہے؟

(۲) یہ میری جان ہمیشہ تیری محبت اور تیرے شوق کی شراب ہی اپنے دِل کے ساغر میں رکھتی ہے۔یعنی محبت کے شربت اور شوق کی شراب پر ہی اس کی گزراوقات ہے۔

(۳) محبوب کی زلف کا دیوانہ ہمیشہ ہی مصیبتوں اور آفتوں کے جال میں پھنسا رہتا ہے۔ہر وقت اُسے تیرا جو خیال رہتا ہے اس لیے اُسے پریشانیوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔

(۴) اُس تک رسائی ہی نہیں ہے کہ اُس سے باز پرس کرسکیں کہ اُس ہمارے دلبر کا نام کیا ہے؟ یعنی محبوبِ حقیقی تک رسائی ہی نہیں ہے ورنہ اُس سے اس کا نام ہی پوچھ لیں۔

(۵) بایار کجا نشیند آں کو | اندیشہء خاص و عام دارد
(۶) خرم دِل آں کسے کہ صحبت | با یار علیٰ الدّوام دارد
(۷) تاصید کند دلے بشوخی | برگل ز بنفشہ دام دارد
(۸) حافظ چو دمے خوش است مجلس | اسبابِ طرب تمام دارد

حل لغات:

* علیٰ الدّوام۔ہمیشہ کے لیے * صَید۔شکار * گل بنفشہ۔بنفشہ کا پھول، مراد زلف * اسبابِ طرب۔خوشی کا سامان راحت کے اسباب۔

(۵) بھلا وہ شخص محبوب کی ہم نشینی کہاں حاصل کر سکتا ہے کہ جسے خاص و عام کا ہی اندیشہ رہتا ہو؟ یعنی محبوب کی ہم نشینی کے لیے ضروری ہے کہ فکرِ پرواز بلند و بالا ہو۔

(٦) وہ شخص نہایت ہی خوش قسمت و خوش دِل ہے کہ جو ہمیشہ یاد (محبوب) کے ساتھ صحبت رکھتا ہے۔ یعنی یہ سعادت ہر کسی کو حاصل نہیں ہوتی۔

(٧) تاکہ وہ اپنی شوخی سے دِل کا شکار کرے اِسی لیے اُس (محبوب) نے اپنے پھول سے چہرے پر زلفوں کا جال بچھا رکھا ہے (پھول سے مراد چہرہ اور بنفشہ سے مراد زلف ہے)

(٨) اے حافظؔ ایک لمحے کے لیے محبوب کی مصاحبت خوشیوں سے بھری پڑی ہے گویا راحت و خوشی کے جملہ اسباب موجود ہیں۔ یعنی محبوب سے گھڑی پل ملنا بھی سینکڑوں خوشیوں کا پیش خیمہ ہے۔

(نوٹ) بعض نسخوں میں یہ غزل شامل نہیں ہے۔

----***----

غزل نمبر (٧٧)

(۱) رو برہش نہادم وبرمن گزر نکرد | صد لُطف چشم داشتم ویک نظر نکرد

(۲) سیلِ سرشکِ ما ز دلش کیں بدر نبرد | درسنگِ خارہ قطرۂ باراں اثر نکرد

(۳) ماہی ومُرغ دوش نخفت ازفغانِ من | واں شوخ دیدہ بیں کہ سر از خواب برنکرد

(۴) میخواستم کہ میرمش اندر قدم چو شمع | او خود گزر بمن چو نسیمِ سحر نکرد

حل لغات:

* چشم داشتن۔ اُمید رکھنا * سیل سرشک۔ آنسوؤں کا سیلاب مراد عاشق کے آنسو * سنگِ خارہ۔ سخت پتھر، مراد معشوق کا دِل * ماہی۔ مچھلی * مرغ۔ پرندہ * دوش۔ کل رات * میرمش۔ اسی پر جان لٹادوں۔ قربان ہو جاؤں۔

ترجمہ:

(۱) اس کے انتظار میں میں نے اپنے چہرے کو فرش راہ کر رکھا تھا لیکن اس نے میرے ہاں سے گزر نہ کیا۔ مجھے اس سے سینکڑوں نوازشوں کی توقع تھی مگر اُس نے میری طرف ایک نظر بھی نہ کی۔

(۲) ہمارے آنسوؤں کا سیلاب اُس کے دِل سے کینہ نہ نکال سکا۔ گویا بارش کے قطروں نے اس کے سخت پتھر جیسے دِل پر کوئی اثر نہ کیا۔

(۳) کل رات میری فریاد کی وجہ سے مچھلیاں اور پرندے سو نہ سکے مگر اُس شوخ چشم (محبوب) کو دیکھ کہ وہ کیسی میٹھی نیند سوتا رہا۔

نیند سے سر نہ اٹھایا۔

(۴) میں نے چاہا تھا کہ شمع کی طرح اس کے قدموں پر اپنی جان نچھاور کر ڈالوں لیکن وہ نسیم سحر کی طرح میرے پاس تک نہ آیا۔ یعنی محبوب نے نسیم سحر کی طرح گزر نہ کیا۔

(۵) یارب تُو آں جوانِ دلاور نگاہدار — کز تیرِ آہ گوشہ نشیناں حذر نکرد

(۶) جاناں کدام سنگدِل بے کفایت ست — کاو پیشِ زخمِ تیغ توجاں را سپر نکرد

(۷) شوخی نگر کہ مرغِ دلِ بال و پر کباب — سودائے خامِ عاشقی از سر بدر نکرد

(۸) حافظ حدیثِ عشقِ تو از بسکہ دلکش ست — نشنید کس کہ اَز سرِ رغبت زبر نکرد

حل لغات:

٭ دلاور۔ بہادر ٭ نگاہدار۔ نگاہ میں رکھ، نگہبان ہو ٭ جانا۔ اے جان! اے محبوب ٭ سپر۔ ڈھال ٭ سودائے خام۔ عشق کا سودا ٭ حدیث عشق۔ عشق کی کہانی، بات، قصہ ٭ بے کفایت۔ بے سلیقہ۔

ترجمہ:

(۵) اے میرے پروردگار! تو اس جوان بہادر کا نگہبان ہو جس نے گوشہ نشینوں کے تیر کا کچھ خوف نہ کیا۔ یعنی جس نے گوشہ نشینوں کی آہ کے تیر سے کچھ خوف نہ کیا۔ مظلوموں کی آہ سے بچنے کے بارے میں مرزا بیدلؔ نے کیا خوب کہا ہے:

حذر از آہِ مظلوماں کہ ہنگامِ دعا کردن — اجابت از درِ حق بہرِ استقبال می آید

(۶) اے محبوب! وہ کون سنگدل اور بے کفایت ہے کہ جس نے تیری تلوار کے زخم کے آگے اپنی جان کو ڈھال نہ بنایا۔ یعنی عشاق اپنے محبوب کی تیغ ناز کے آگے اپنی جانوں کو بطورِ ڈھال استعمال کرتے ہیں۔

(۷) شوخی تو دیکھو کہ دِل کے پرندے کے بال و پر کباب ہو چکے ہیں لیکن پھر بھی اس نے اپنے سر سے عشق کا سودا نہیں نکالا۔ یعنی باوجودیکہ میرے دل نے عشق میں بے انتہا مصیبتیں اُٹھائیں لیکن تیرے سودائے عشق کو ہاتھ سے نہ جانے دیا اور بدستور تیری عاشقی کا دم بھرتا رہا۔

(۸) اے حافظ! تیرے عشق کی کہانی بڑی ہی دلکش ہے۔ کوئی بھی ایسا نہیں ہے کہ جس نے اُسے سُن کر شوق سے حفظ نہ کرلیا ہو۔ یا حفظ کرنے کی کوشش نہ کی ہو۔

(نوٹ) بعض نسخوں میں یہ غزل شامل نہیں ہے۔

----٭٭٭----

غزل نمبر (۷۸)

(۱) راہے بزن کہ آہے برسازِ آں تواں زد — شعرے بخواں کہ با او رطلِ گراں تواں زد
(۲) برآستانِ جاناں گر سر تواں نہادن — گلبانگِ سر بلندی بر آسماں تواں زد
(۳) درخانقاہ نگنجد اسرارِ عشق ومستی! — جامِ مئے مغانہ ہم بامغاں تواں زد
(۴) شدرہزنِ سلامت زلفِ تو ویں عجب نیست — گر راہزن تو باشی صد کارواں تواں زد

حل لغات:

* رطلِ گراں ۔شراب کا بڑا پیالہ * گلبانگ ۔آوازِ خوشخبری ۔خوشی کے وقت کا شوروغل * نگنجد ۔گنجیدن مصدر سمانا، نہیں سمانا * مغانہ ۔آتش پرستوں کا قاعدہ قانون * مغاں ۔پیر مغاں (مراد مرشد کامل) * رہزن ۔لٹیرا، لوٹنے والا۔

ترجمہ:

(۱) (اے مطرب) ایک ایسا نغمہ گا کہ اس کے ساز پر دل آہیں بھرے ۔کوئی ایسا شعر پڑھ کہ اس کے ساتھ شراب سے بھرا بڑا پیالہ پیا جاسکے ۔تا کہ مے نوشی کا لطف آ جائے۔

(۲) اگر محبوب کے آستانے پر سر رکھا جاسکے تو ہم پھر سر بلندی کے آسمان کو چھوتا ہوا نعرہ لگا سکتے ہیں ۔یعنی جسے محبوب کے آستانے پر سر رکھنے کی سعادت ملی ہے اس کا بخت آسمان کی سربلندی کو چھو سکتا ہے۔

(۳) عشق اور مستی کے اسرار خانقاہ میں نہیں سما سکتے ۔آپ شرابِ مغاں کا پیالہ پیر مغاں کے ساتھ ہی پی سکتے ہیں ۔یعنی عشق الٰہی کے اسرار خانقاہوں میں نہیں سما سکتے ۔شرابِ عرفان کا پیالہ کسی مرشدِ کامل ہی کے ساتھ بیٹھ کر نوش کیا جاسکتا ہے۔

(۴) تیری زلفیں اگر سلامتی پر ڈاکا ڈال رہی ہیں تو اس پر کچھ تعجب نہیں ہے ۔اور اگر تو خود ڈاکا زنی کرے (ڈاکے ڈالے) تو سینکڑوں قافلے لوٹے جاسکتے ہیں ۔ظاہر ہے جب تیری زلف اس قدر رہزن ہے تو تو خود بڑا راہزن ثابت ہو سکتا ہے۔

(۵) گر دولتِ وصالت خواہد درے کشودن — سرِ ما برین تخیّل بر آستاں تواں زد!
(۶) قدِ خمیدۂ ما سہلت نماید امّا — برچشمِ دشمنانت تیر از کماں تواں زد
(۷) از شرم در حجابم ساقی تلطفے کن — باشد کہ بوسہء چند براں دہاں تواں زد
(۸) بر جوئبارِ چشم گر سایہ افگند دوست — برخاکِ رہگزارش آبِ رواں تواں زد

حل لغات:

* گر دولتِ وصالت ۔گر تیرے وصل کی دولت * قدِ خمیدۂ ما ۔ہمارا جھکا ہوا قد * تلطف کردن ۔لطف و کرم کرنا، مہربانی کرنا

٭ جوئبار۔ ندی، نہر۔

ترجمہ:

(۵) تیرے وصال کی دولت اگر ایک دروازہ کھولنا چاہے تو ہم اسی خیال سے اپنا یہ سر تیرے آستان پر رکھ سکتے ہیں۔ یعنی تیرے وصل کی اُمید پر ہم اپنا سرِ خم تسلیم خم کرنے پر مجبور ہیں۔

(۶) اگر چہ ہمارا یہ جھکا ہوا قد تمہاری نظر میں ہیچ ہے۔ (کچھ وقعت نہیں رکھتا) لیکن ہم اس کمان سے تمہارے دشمنوں کی آنکھ پر تیر مار سکتے ہیں۔

(۷) شرم کے مارے مجھے حجاب آ رہا ہے۔ اے ساقی! تو اپنا لطف و کرم کر! ممکن ہے کہ میں اس کے منہ کے چند بوسے لے سکوں۔ یعنی شراب نوشی کر سکوں۔

(۸) میری آنکھ کی نہر پر اگر محبوب (اپنے لطف و کرم) کا سایہ ڈال دے تو اس کے راستے کی خاک پر بہتے ہوئے پانی سے چھڑکاؤ کیا جا سکتا ہے۔ یعنی اس کی خاکِ راہ پر آنسوؤں کا پانی چھڑکا جا سکتا ہے۔ اگر وہ اپنے وصل سے ہمکنار کرے تو۔

(۹) درویش را نباشد منزل[1] سرائے سلطاں — مائیم و کہنہ دلقے کاتش دراں تواں زد

(۱۰) اہلِ نظر دو عالم در یک نظر ببازند — عشق ست و داؤ اوّل برنقدِ جاں تواں زد

(۱۱) باعقل و فہم و دانش دادِ سخن تواں داد — چوں جمع شد معانی گوئے بیاں تواں زد

(۱۲) عشق و شباب و رندی مجموعہ مراد ست — ساقی بیا کہ جامے در ایں زماں تواں زد

(۱۳) حافظ بحق قُرآں کز زرق و شید باز آ — باشد کہ گوئے عیشے درایں میاں تواں زد

حل لغات:

٭ سرائے سلطان۔ بادشاہ کا محل ٭ دلقے۔ دلق، گدڑی ٭ کہنہ۔ پرانی ٭ نقدِ جاں۔ جان کی پونجی، روح، جان ٭ دادِ سخن۔ شعر کی داد ٭ گوئے بیاں۔ بیان کی گیند ٭ مجموعہ مراد۔ مرادوں کا مجموعہ ٭ زرق و شید۔ مکر و فریب، گوئے عیشے۔ عیش کی گیند۔

ترجمہ:

(۹) درویش کا مقام (ٹھکانہ) بادشاہ کا محل نہیں ہو سکتا ہے۔ ہم ہیں اور یہ پرانی گدڑی ہے کہ جس کو آگ لگائی جا سکتی ہے۔ یعنی ریاکاری کے جبّے کو آگ لگا دینی چاہیے۔

(۱۰) جو صاحبانِ نظر ہیں وہ دونوں جہانوں کو ایک نظر میں ہار دیتے ہیں۔ یہ عشق ہے کہ اس میں پہلے داؤ میں ہی جان کی نقدی گنوائی جا سکتی ہے۔ یعنی عشق میں سب سے پہلے جان سے بے نیاز ہونا پڑتا ہے اور عشق حقیقی میں پہلی بازی جان کی ہی لگائی جاتی ہے۔

(۱۱) عقل فہم اور دانائی سے داد دی جا سکتی ہے۔ جب معنی جمع ہو گئے تو بیان کی گیند میدان سے لے جائی جا سکتی ہے۔ تو بیان کی گیند میدان میں پھینکی جا سکتی ہے۔ یعنی سخنور کے لیے عقل و فہم اور دانائی کے ساتھ ساتھ بیان و معانی جیسے علوم پر بھی دسترس

---

[1] بعض نسخوں میں منزل کی جگہ برگ ہے

ضروری ہے۔

(۱۲) عشق، جوانی اور رندی دل کی مرادوں کا مجموعہ ہے۔ اے ساقی تو آ کہ ایسے زمانے (سے) میں ہی مے نوشی کی جاسکتی ہے۔ اس وقت شراب پی سکتے ہیں۔

(۱۳) اے حافظ! مجھے قرآن کی قسم تو اس مکروفریب سے باز آجا! ممکن ہے کہ تو اس اثنا میں عیش کی گیند میدان سے لے جاسکے۔ بازی جیت سکے۔

(نوٹ) بعض نسخوں میں شعر نمبر 7, 8, 11 شامل غزل نہیں ہیں اور بعض میں یہ شعر مستزاد ہے:

بہ عزمِ کامرانی فالے بزن چودانی — باشد کہ گوئے دولت دریں میاں تو راں زد

----***----

غزل نمبر (۷۹)

(۱) روزِ وصل دوست داراں یاد باد — یاد باد آں روزگاراں یاد باد

(۲) [1] ایں زماں درکس وفاداری نہ ماند — زآں وفاداراں و یاراں یاد باد

(۳) کامم از تلخیِ غم چوں زہر گشت! — بانگِ نوشِ بادہ [2] خواراں یاد باد

(۴) من کہ در تدبیرِ غمِ بیچارہ اَم — چارۂ آں غمگساراں یاد باد

حل لغات:

* یاد باد۔ یاد رہے * این زماں۔ اس زمانے میں، آج کل * بانگِ نوش بادہ خواراں۔ شراب پینے والوں کی صدائے نوشانوشی * تدبیرغم۔ غم کی چارہ گری۔

ترجمہ:

(۱) دوستوں سے ملنے کا وہ دن تمہیں یاد رہے۔ یاد رہے وہ زمانہ تمہیں یاد رہے! یعنی کیا تجھے وہ دوستوں سے ملنے کا زمانہ یاد ہے؟ اور اگر تمہیں یاد نہ ہو تو ضرور یاد رکھنا چاہیے۔

(۲) اس زمانے میں کسی میں بھی وفاداری باقی نہیں رہی۔ ان یاروں اور وفاداروں کی وفاداری تمہیں یاد رہے۔ یعنی آج کل ایسا دور ہے کہ کوئی وفادار دوست نہیں ملتا۔ پہلے وقتوں کے وفادار دوستوں کی یاد تازہ رہے۔

(۳) میرا حلق غم کی تلخی سے زہر کی طرح ہوگیا ہے۔ شراب پینے والوں کی صدائے نوشانوشی یاد رہے۔ یعنی وہ آواز جو شراب پینے والے پیتے وقت لگایا کرتے ہیں، وہ یاد رہے۔

---

[1] بعض نسخوں میں شعر نمبر 2، 4 شامل غزل نہیں ہے۔ [2] بعض نسخوں میں بادہ کی جگہ شاد ہے۔

(۴) میں تو غم کی چارہ گری کرنے میں، عاجز ہو چکا ہوں۔ اُن غم گساروں کی چارہ سازی یاد رہے۔ یعنی مجھ سے تو اب اس غم کو دور کرنے کی کوئی تدبیر نہیں ہو پاتی لیکن وہ دوست جنہوں نے اس کی چارہ سازی کرنے کی کوشش کی، وہ یاد رہے۔

(۵) گرچہ یاراں فارغند از یادِ من — ازمن ایشاں را ہزاراں یاد باد

(۶) مبتلا گشتم دریں دام بلا[1] — کوششِ آں حق گزاراں یاد باد

(۷) رازِ حافظ بعد ازیں ناگفتہ بہ — اے دریغا از رازداراں یاد باد

حل لغات:

٭ فارغ اند از یاد من: مجھے بھلا دیا ہے، میری یاد سے فارغ ہیں۔ ٭ دام: پھندہ، چال۔ ٭ ناگفتہ بہ: نہ کہنا بہتر ہے۔ ٭ دریغا: افسوس۔

ترجمہ:

(۵) اگرچہ یار دوست میری یاد سے بالکل فارغ ہو چکے ہیں (مجھے بھول چکے ہیں) لیکن مجھ کو ان کی یاد ہزار بار آتی ہے۔ یعنی اگرچہ دوست مجھے یاد نہیں کرتے لیکن خدا کرے کہ مجھے ان کی یاد ہزار بار آئے۔

(۶) میں بلا کے اس پھندہ میں پھنس گیا ہوں۔ ان حق گزاروں کی کوشش یاد رہے۔ یعنی میں تو اس دنیائے دُوں کے جال میں گرفتار ہو چکا ہوں مگر جن دوستوں (صاحبانِ طریقت) نے مجھے اس سے بچانے کی کوششیں کی ان کی کوششوں کو یاد رکھوں گا۔

(۷) اب اس کے بعد حافظ کے راز کے متعلق کچھ نہ کہنا ہی بہتر ہے لیکن راز داروں سے افسوس یاد رہے۔ یعنی راز داروں کی یاد سلامت رہے۔

-----٭٭٭-----

غزل نمبر(۸۰)

(۱) رسید مژدہ کہ ایامِ غم نخواہد ماند — چناں نماند و چنیں نیز ہم نخواہد ماند

(۲) من ارچہ در نظرِ یار خاکسار شدم! — رقیب نیز چنیں محترم نخواہد ماند

(۳) چو پردہ دار بشمشیر میزند ہمہ را — کسے مقیمِ حریمِ حرم نخواہد ماند

(۴) توانگرا دلِ درویشِ خود بدست آور — کہ مخزنِ زر و گنجِ درم نخواہد ماند

---

[1] بعض نسخوں میں دامِ بلا کی جگہ بند وبلا ہے۔

حل لغات:

٭ مژدہ۔خوشخبری ٭ نخواہد ماند۔نہ رہے گا ٭ خاکسارشدم۔میں ذلیل ہوگیا ٭ حریم حرم۔خانہ کعبہ ٭ توانگر۔مال دار،دولت مند ٭ مخزن۔گنجینہ،خزانہ۔

ترجمہ:

(۱) مجھے یہ خوشخبری ملی ہے کہ غم کا زمانہ باقی نہ رہے گا۔جب ویسا زمانہ باقی نہ رہا تو ایسا زمانہ بھی باقی نہ رہے گا۔یعنی جب عیش کا زمانہ نہ رہا تو غم کا زمانہ بھی نہ رہے گا۔

(۲) میں اگر چہ محبوب کی نگاہوں میں حقیر و ذلیل ہوگیا ہوں لیکن رقیب بھی اس کی نگاہوں میں ایسا محترم نہ رہے گا۔یعنی اگر چہ محبوب کی نگاہوں میں میرا کچھ مقام نہیں رہا لیکن رقیب کی بھی وہ قدر و منزلت نہیں رہے گی۔

(۳) جب کہ وہ پردہ دار، پردہ نشین سب کو تلوار سے قتل کر رہا ہے تو کوئی بھی حریم حرم میں مقیم نہ رہے گا۔یعنی حریم حرم میں شکار (قتل) کرنا منع ہے۔لیکن وہ (محبوب) کسی کا کچھ لحاظ نہیں کرتا۔

(۴) اے امیر: اے توانگر! تو درویش کا دِل خوش کر دے کیونکہ روپے کا خزانہ اور درم کا گنجینہ باقی نہ رہے گا۔یعنی یہ دنیا اور اس کے سبھی اسباب فانی ہیں تو یہ خزانہ درویش پر خرچ کر دے۔تا کہ وہ خوش ہو جائے۔

(۵) غنیمتے شمر اے شمع وصلِ پروانہ — کہ ایں معاملہ تاصبحدم نخواہد ماند
(۶) سروشِ عالمِ غیبم بشارتے خود داد[1] — کہ بردرِ کرمش کس وژم نخواہد ماند
(۷) بریں رواقِ زبرجد نوشتہ اند بزر — کہ جُز نکوئی اہلِ کرم نخواہد ماند
(۸) سرودِ مجلسِ جمشید گفتہ اند ایں بود — کہ جامِ بادہ بیاور کہ جم نخواہد ماند

حل لغات:

٭ غنیمتے شمر۔غنیمت سمجھ،غنیمت جان،شمار کر ٭ سروش۔غیب کی دنیا کا فرشتہ ٭ رواق۔چھت ٭ زبرجد۔آب زر سے ٭ سرود۔گانا،نغمہ ٭ مجلس جمشید۔جمشید بادشاہ کی مجلس ٭ جم۔جمشید کا مخفف۔٭ وژم: نحس مراد افسردہ۔

ترجمہ:

(۵) اے شمع! تو پروانے کے وصل کو غنیمت جان کیونکہ صبح تک یہ معاملہ باقی نہیں رہے گا۔یعنی صبح ہونے تک تو بھی نہ رہے گی اور پروانہ بھی جل کر خاکستر ہو چکا ہوگا لہٰذا تو اس گھڑی پل کے ملاپ کو ہی غنیمت جان!

(۶) غیب کی دنیا کے فرشتے نے یہ کیا اچھی خوشخبری دی ہے کہ اُس کے لطف و کرم کے دروازے پر کوئی بھی افسردہ و غمگین (محروم) نہیں رہے گا۔یعنی اللہ تعالیٰ کی بارگاہ سے کوئی بھی خالی ہاتھ نہیں لوٹتا۔

---

[1] بعض نسخوں میں شعر نمبر 6 شامل غزل نہیں ہے۔

(۷) اس نیلے آسمان (کی چھت محراب) پر یہ سونے کے پانی سے لکھا ہوا ہے کہ سوائے اہلِ کرم کی نیکیوں کے اور کچھ بھی باقی نہ رہے گا۔یعنی سخاوت کرنے والوں کا نیکی کے سوا کچھ باقی نہ رہے گا۔

(۸) کہا جاتا ہے کہ جمشید بادشاہ کی محفل کا نغمہ یہ تھا۔شراب کا پیالہ لاؤ! کیونکہ یہ جم باقی نہیں رہے گا۔بقول ظہیر الدین بابر:

ع بابر بہ عیش کوش کہ عالم دوبارہ نیست

(۹) چہ جائے شکر و شکایت زنقشِ نیک و بدست ــ کہ کس ہمیشہ گرفتارِ غم نخواہد ماند[1]

(۱۰) ز مہربانیٔ جاناں طمع مبر حافظؔ! ــ کہ نقشِ مہرونشانِ ستم نخواہد ماند

حل لغات:

* نقشِ نیک وبد۔اچھا بُرا قسمت کا لکھا ہوا * جاناں۔محبوب۔

ترجمہ:

(۹) تقدیر کے اچھے برے لکھے پر شکر اور شکایت کا کیا مقام ہے؟ کیونکہ کوئی بھی ہمیشہ غم میں مبتلا نہ رہے گا۔یعنی ہمیشہ دکھ کے ساتھ سُکھ بھی ہے اور دونوں زندگی کا لازمی حصہ ہیں۔یہی انسانی فطرت ہے اور یہی نوشتۂ تقدیر ہے۔

(۱۰) اے حافظؔ! تو محبوب سے مہربانی کی طمع مت کر کیونکہ محبت اور ستم کا نقش ونشان باقی نہ رہے گا۔یعنی محبوب کی مہربانی سے مایوس نہ ہو یہ ستم وظلم باقی نہ رہے گا۔

----***----

غزل نمبر (۸۱)

(۱) روشنیٔ طلعتِ تو ماہ ندارد ــ پیشِ تو گُل رونقِ گیاہ ندارد

(۲) جانبِ دلہا نگاہدار کہ سلطان ــ ملک نگیرد گر سپاہ ندارد

(۳) دیدہ اَم آں چشمِ دل سیہ کہ تو داری ــ جانبِ ہیچ آشنا نگاہ ندارد

(۴) اے شہِ خوباں بعاشقاں نظرے کن ــ ہیچ شہے چوں تو ایں سپاہ ندارد

حل لغات:

* طلعت۔دیدار، رخ، صورت * گیاہ۔سبزہ گھاس * سپاہ۔لشکر * دِل سیہ۔سخت دِل * شہِ خوباں۔حسینوں کا سردار، سب سے بڑھ کر خوبصورت، حسینوں کا بادشاہ۔

---

[1] بعض نسخوں میں دوسرا مصرعہ یوں ہے: کہ بر صفحۂ ہستی رقم نخواہد ماند۔

ترجمہ:

(۱) چاند میں بھی تیرے چہرے جیسی روشنی نہیں ہے اور تیرے مقابل یہ پھول خوبصورتی کے لحاظ سے معمولی گھاس کے برابر بھی نہیں ہے۔ یعنی چاند بھی تیرے رُخ کے مقابل ہیچ ہے اور پھول میں بھی وہ شادابی اور شگفتگی نہیں ہے جو کہ تیرے دلکش و دلفریب چہرے میں پائی جاتی ہے۔

(۲) تو ان دِلوں کی جانب خیال کر اور (ان پر قابو پالے) کیونکہ بادشاہ لاؤلشکر کے بغیر ہرگز کوئی ملک فتح نہیں کر سکتا۔ یعنی عوام (عشاق) کے دل (اے شاہِ خوباں) لاؤلشکر کے مترادف ہیں۔ جنہیں اگر تو خوش رکھے گا تو ان کی دعائیں تیرا ساتھ دیں گی۔

(۳) میں نے دیکھا ہے کہ تیری سخت دِل آنکھیں کسی آشنا کی طرف بھی اک نظر بھر کے نہیں دیکھتیں۔ یعنی محبوب سنگدل واقع ہوا ہے اور وہ کسی کی جانب اک نظر بھی نہیں دیکھتا۔

(۴) اے حسینوں کے بادشاہ! ان عشاق پر بھی اک نظر ڈال کیونکہ کوئی بھی بادشاہ اس قدر فوج کا مالک نہیں ہے۔ یعنی تو حسن کا بادشاہ ہے اور ہر کوئی تیرے حُسن پر شیدا و فریفتہ ہے۔

(۵) نے منِ تنہا کشم تطاولِ زلفت — کیست بدل داغِ ایں سیاہ ندارد
(۶) شوخیء نرگس نگر کہ پیشِ تو بشگفت — چشم دریدہ، ادب نگاہ ندارد
(۷) رطلِ گرانم دہ اے مریدِ خرابات — شادیءِ شیخے کہ خانقاہ ندارد
(۸) گو برو ہر دو آستیں بخونِ جگر شوئی — ہر کہ دریں آستانہ راہ ندارد

حل لغات:

* تطاول۔ ظلم وستم * نرگس۔ ایک پھول کا نام جسے شعراء آنکھ سے تشبیہ دیتے ہیں * چشمِ دریدہ۔ پھٹی ہوئی آنکھ * رطل گراں۔ شراب کا بڑا پیالہ * خرابات۔ شراب خانہ * آستین۔ بازو۔

ترجمہ:

(۵) میں اکیلا ہی تیری زلفوں کے ظلم وستم برداشت نہیں کر رہا۔ وہ کون ہے کہ جس کے دل میں تیری اس سیاہ زلف کا داغ نہیں ہے؟ یعنی تمہارے اور بھی بہت سے عاشق ہیں جو تیری زلفوں کے مظالم سہہ رہے ہیں۔

(۶) نرگس کے پھول کی شوخی تو دیکھ کہ تیرے سامنے کھلی ہے۔ اس پھٹی ہوئی آنکھ والی کو ذرا بھی ادب ملحوظ خاطر نہیں ہے۔ یعنی نرگس تیری نگاہ کے مقابلے میں آئی ہے۔ اس شوخ دیدہ کی نگاہ میں آب بھی نہیں ہے۔

(۷) اے شراب خانے کے مرید! مجھے تو شراب کا بڑا پیالہ بھر کردے۔ اس شیخ کی خوشی میں کہ جو صاحبِ خانقاہ نہیں ہے۔ کیونکہ خانقاہوں میں ریاکاری سے کام لیا جاتا ہے اور اسرارِ عشقِ الٰہی خانقاہوں میں کبھی نہیں سماتے۔ ان اسرار سے کوئی رند و گوشہ

نشین ہی آ گاہی دلا سکتا ہے۔

(۸) اُس سے کہہ دو کہ وہ جائے اور اپنی آستین کو جگر کے خون سے دھو لے۔ وہ جو کوئی اس آستانے تک آنے کی راہ نہیں پا سکا ہے۔ یعنی جسے اُس کے آستانے پر آنے کی توفیق نہیں مل سکی ہے۔ وہ آستانہ محبوب حقیقی کا آستانہ ہے۔

(۹) تاچہ کند بارُخِ تو دُودِ دلِ من! آئنہ دانی کہ تابِ آہ ندارد

(۱۰) خوں خورو خامش نشیں کہ آں دلِ نازک طاقتِ فریادِ داد خواہ ندارد

(۱۱) گوشہء ابروئے تست منظرِ چشمم [1] خوشتر ازیں گوشہ بادشاہ ندارد

(۱۲) حافظؔ اگر سجدہٌ تو کرد مکن عیب کافرِ عشق اے صنم گناہ ندارد

حل لغات:

* دُود۔ دھواں * دادخواہ۔ انصاف لینے والا * گوشہ ابروئے تست۔ تیری آنکھ کا کنار * صنم۔ بُت، معشوق۔

ترجمہ:

(۹) دیکھئے کہ میرے دِل کا دھواں تیرے رخساروں کی کیا حالت کرے (تیرے چہرے پر کیا اثر کرے) تجھے معلوم ہے کہ آئنہ بھاپ کی برداشت نہیں رکھتا۔ یعنی ہماری آہ ہرگز بے اثر نہیں جاسکتی۔

(۱۰) تو خون کے گھونٹ پی اور خاموش بیٹھ جا کہ وہ نازک دِل دادخواہ کی فریاد سننے کی تاب نہیں رکھتا ہے۔ یعنی اس میں فریاد سننے کی طاقت ہی نہیں ہے۔ محبوب نازک دِل جو ٹھہرا۔

(۱۱) تیرے ابرو کا گوشہ میری آنکھ کی نظارہ گاہ ہے (میری جان کی منزل ہے) اور اس منزل (نظارہ گاہ) سے بہتر گوشہ تو بادشاہ کے نصیب میں بھی نہیں ہے۔ یعنی اے محبوب تیرے ابرو کا گوشہ جو مجھے حاصل ہے ایسا مقام تو کسی بادشاہ کو بھی میسر نہیں ہے۔

(۱۲) حافظ نے اگر تجھے سجدہ کر دیا ہے تو اسے تو عیب گردان۔ (برا بھلا مت کہہ) اے محبوب! عشق کا کافر گناہ نہیں کرتا۔ یعنی محبت میں محبوب کو سجدہ بھی روا ہے چونکہ عاشق صنم پرست ہوتا ہے اُسے گناہ سے کوئی سروکار نہیں ہوا کرتا۔ بلکہ اُسے یہ معلوم ہی نہیں پڑتا کہ گناہ بھی کوئی چیز ہے۔

درویش شاعر ساغر صدیقی نے شاید ایسے ہی موقع پر کہا ہے:

آؤ اک سجدہ کریں عالم مدہوشی میں
لوگ کہتے ہیں کہ ساغر کو خدا یاد نہیں

(نوٹ) بعض نسخوں میں شعر نمبر 6,4 شاملِ غزل نہیں ہے۔

----***----

[1] بعض نسخوں میں منظر چشمہ کی جگہ منزل جانم ہے۔

غزل نمبر (۸۲)

(۱) رسید مژده که آمد بہار و سبزه دمید
وظیفه گر برسد مصرفش گلست و نبید

(۲) صفیر مُرغ بر آمد بطِ شراب کجاست
فغاں فتاد ز بُلبُل نقابِ گُل که درید

(۳) نه رویۓ[1] ساقئ مہوش گلے بچیں امروز
که گردِ عارضِ بُستان خطِ بنفشه دمید

(۴) چناں کرشمۂ ساقی دِلم ز دست ببرد
که با کسے[2] دگرم نیست رویۓ گفت وشنید

حل لغات:

٭ مژده۔خوشخبری ٭ وظیفہ۔روزینہ ٭ صفیر۔آواز، پرندوں کی آواز ٭ بطِ شراب۔شراب کی صراحی جو بطخ کی شکل کی بنی ہوتی ہے اُسے تالاب میں تیراتے ہیں اور شراب نوشی کرتے ہیں ٭ مہوش۔چاند جیسے چہرے والا ٭ عارض۔رخسار ٭ کرشمہ۔نازوادا کا اشارہ۔

ترجمہ:

(۱) خوشخبری ملی ہے کہ بہار آ گئی ہے۔سبزہ اُگ پڑا ہے اور ایسے میں اگر وظیفہ مل جائے تو اُسے پھول اور شراب کے لیے صرف کر دینا چاہیے۔یعنی بہار کی آمد پر اس خوشی کے موقع پر جس قدر بھی شراب اور پھولوں پر خرچ کر لیا جائے اتنا ہی کم ہے۔

(۲) چمن کے پرندے نے آواز دی کہ شراب کی صراحی کہاں ہے؟ بُلبُل نے فریاد کی کہ پھولوں کی نقاب کو کس نے چاک کر ڈالا ہے؟ یعنی بہار کی آمد آمد ہے اور چمن کے پرندے چہچہا رہے ہیں اور پھول کھل اُٹھے ہیں۔

(۳) تو آج چاند جیسے چہرے والے ساقی کے رُخ سے پھول چن لے! کیونکہ اُس کے عارضِ چمن کے اردگرد بنفشے کا خط نمودار ہوا ہے۔یعنی وہ بالغ ہو گیا ہے۔ساقی یعنی محبوب ایام بلوغت کو پہنچ گیا ہے۔

(۴) ساقی (محبوب) کے کرشمے نے میرا دِل اس طرح میرے ہاتھ سے لے لیا کہ میں کسی دوسرے کے ساتھ گفت وشنید کے قابل ہی نہ رہا۔یعنی محبوب نے نازوادا سے اس طرح میرا دل چھین لیا کہ مجھے کچھ خبر نہ ہوئی اور میں کسی سے کچھ بھی نہ کہہ سکا۔

(۵) من ایں مرقع رنگیں چو گُل نخواہم سوخت
که پیر باده فروشش بجُرعۂ نخرید

(۶) بکوئے عشق منہ بے دلیلِ راه قدم
که گُم شد آنکه دریں ره برہبرے نرسید

(۷) زمیوۂ ہائے بہشتی چه ذوق دریابد
کسے[3] که سیب زنخدانِ شاہدے نگزید

(۸) مکن ز غُصه شکایت که در طریق ادب
براحتے نرسید آنکه زحمتے نکشید

---

[1] بعض نسخوں میں رویۓ کی جگہ برگ ہے۔ [2،3] بعض نسخوں میں کسے کی جگہ ہر آنکہ ہے۔

حل لغات:

٭جُرعہ۔گھونٹ،شراب کا گھونٹ ٭ رنگین مرقع۔مراد گدڑی ٭ کوئے عشق ۔عشق کی گلی،کوچہ ٭ ذوق ۔لذت،شوق،مزہ، ٭ سیبِ زنخداں ۔محبوب کی ٹھوڑی کا سیب ٭ چاہِ زنخداں ۔محبوب کی ٹھوڑی کا کنواں ہلکا سادہ گڑھا جوٹھوڑی میں ہوتا ہے خوبصورت لگتا ہے ٭ طریق ادب۔ادب کا طریقہ۔ادب کا راستہ۔

ترجمہ:

(۵) میں اس رنگین مرقع جیسی گدڑی کو پھول کی طرح جلادوں گا کیونکہ پیر مغاں نے اسے شراب کے ایک گھونٹ کے عوض میں بھی نہیں خریدا۔یعنی یہ ریا کاری کی گدڑی ہے اسے جلا دینا ہی بہتر ہے۔

(۶) تو عشق کے کوچہ میں بغیر کسی رہبر کے قدم مت رکھ کیونکہ جس کسی نے بھی بغیر رہبر کے اس کوچے میں قدم رکھا وہی راستہ بھول گیا۔یعنی عشق الٰہی کے کوچہ میں بغیر مرشد کامل کے قدم نہ رکھ کیونکہ رہبر کے بغیر معرفت میں قدم رکھنا گمراہی کو دعوت دینا ہے۔

(۷) بہشت کے میووں سے اُسے بھلا کیا لذت حاصل ہوسکتی ہے کہ جس کسی نے محبوب کی ٹھوڑی کے سیب کا مزہ نہ اٹھایا ہو، نہ چکھا ہو۔یعنی محبوب کی ٹھوڑی کے سیب کا مزہ بہشتی میوے سے زیادہ لذیذ اور پُر لطف ہے۔

(۸) تو رنج وغم کی شکایت نہ کر اس لیے کہ جس کسی نے بھی ادب کے راستے میں تکلیف نہیں اُٹھائی اُسے ہرگز راحت نصیب نہ ہوسکی۔یعنی ہر دکھ کے بعد سکھ ضرور ملتا ہے۔مایوس نہیں ہونا چاہیے۔

(۹) عجائبِ رہِ عشق اے رفیق بسیار ست ۔۔۔ ز پیشِ آہوئے ایں دشت شیرِ نر برمید!
(۱۰) خدائے را مددے اے دلیلِ راہِ حرم، ۔۔۔ کہ نیست بادیہء عشق راکرانہ پدید
(۱۱) گُلے نچید زبُستانِ آرزو دِلِ من، ۔۔۔ مگر نسیم مروّت دریں چمن نہ وزید
(۱۲) شراب نُوش کن و جام زر بصوفی دہ ۔۔۔ کہ بادشاہ زکرم جرمِ صوفیاں بخشید
(۱۳) بہار می گزرد مہر گُسترا در یاب ۔۔۔ کہ رفت موسم و حافظ ہنوز مَے نچشید[1]

حل لغات:

٭ عجائب۔عجب کی جمع ٭ دشت ۔میدان،جنگل ٭ بادیہ عشق۔عشق کا بیابان ٭ کرانہ۔کنارا۔ ٭ گلے نچید: کوئی پھول چُنا۔ ٭ جام زر:سنہری پیالہ۔ ٭ مہر گُسترا:اے مہربانی کرنے والے۔

ترجمہ:

(۹) اے دوست !عشق کے راستے میں عجائبات بہت ہیں (بڑے عجوبے ہیں) اس دشت کے ہرن کے سامنے شیر نر بھاگ

---

[1] بعض نسخوں میں مقطع یوں ہے:شراب نوشی کن وجام زر بحافظ دہ۔کہ پادشہ بکرم محرمِ صوفیاں بخشید۔

جانے پر مجبور ہو جاتا ہے۔یعنی شیر بھی اس عشق کے جنگل میں بھاگ اٹھتا ہے۔

(۱۰) اے حرم (کعبہ) کے راستے کے رہبر خدا کے لیے میری مدد کر کہ عشق کے بیابان کا کہیں کنارا دکھائی نہیں دیتا۔یعنی عشق کے بیابان کا کوئی کنارہ نہیں ہے سمندر کی طرح یہ بھی گویا بے کنار ہے۔

(۱۱) میرے دل نے آرزو کے چمن سے کوئی پھول نہیں چنا۔شاید اس چمن میں مروت کی نسیم چلی ہی نہیں ہے۔یعنی مروت کی نسیم چلتی تو کلیاں پھول بنتیں اور میں بھی کوئی نہ کوئی پھول چن لیتا۔

(۱۲) تو شراب نوشی کر لے اور یہ سنہری جام صوفی کے حوالے کر دے کیونکہ بادشاہ نے ازراہِ کرم صوفیوں کے جُرم کو معاف کر دیا ہے ۔یعنی اسی خوشی میں کہ بادشاہ نے اپنے لطف و کرم سے صوفیوں کی خطاؤں کو معاف کر ڈالا ہے تو یہ سنہری جام ان کے حوالے کر دے (صوفیوں کا جرم ریا کاری ہے)

(۱۳) اے میرے مہربان! بہار گزر رہی ہے اے مہربان کرم فرما اور تو یہ موقع ہاتھ سے نہ جانے دے کیونکہ حافظؔ نے ابھی تک شراب نہیں چکھی۔شراب نہیں پی۔یعنی صرف اپنے تلطف کی اک نظر کر!

(نوٹ) بعض نسخوں میں شعر نمبر 11,8 شامل غزل نہیں ہیں۔

----***----

غزل نمبر (۸۳)

(۱) روزِ ہجران وشبِ فُرقتِ یار آخر شد ‏ ‏ زدم ایں فال وگزشت اختر وکار آخر شد

(۲) آں ہمہ ناز و تنعم کہ خزاں می فرمود ‏ ‏ عاقبت درقدمِ بادِ بہار آخر شد

(۳) بعدازیں نور بہ آفاق دہیم از دلِ خویش ‏ ‏ کہ بخورشید رسیدیم وغبار آخر شد

(۴) آن پریشانئ شبہائے دراز و غمِ دِل ‏ ‏ ہمہ درسایہء گیسوئے نگار آخر شد

حل لغات:

* زدم ایں فال۔میں نے یہ فال نکالی * گزشت اختر۔ستارے کی نحوست ختم ہوئی * عاقبت۔آخر کار * آفاق۔دنیا، جہان * خورشید۔سورج * نگار۔محبوب۔

ترجمہ:

(۱) محبوب کی جدائی کا دن اور جدائی کی رات ختم ہو گئی۔میں نے یہ فال نکالی تو ستارے کی نحوست (بدبختی) کے زمانہ کے اختتام کے دن آ گئے۔یعنی برے دن ختم ہو گئے۔اب وصل نصیب ہو گا۔

(۲) وہ تمام ناز نخرے جو خزاں کر رہی تھی۔بالآخر وہ سب بہار کے آنے کی وجہ سے ختم ہو کر رہ گئے۔یعنی بہار کے آنے سے خزاں

کے سارے چونچلے ختم ہوگئے۔(اور بہار آ گئی)

(۳) ہم اس کے بعد اپنے دل کے نور سے پوری دنیا کو منور کردیں گے کیونکہ ہم خورشید تک پہنچ گئے ہیں اور ہم نے راستے کے غبار کو ختم کرڈالا ہے۔یعنی ہم روشنی کے سرچشمے تک پہنچ گئے ہیں اندھیرا جاتا رہا ہے اور اب ہم اپنے دِل کے نور سے پوری دنیا کو منور کردیں گے۔

(۴) وہ طویل راتوں کی پریشانی اور دِل کا غم سب کے سب محبوب کے گیسوؤں کے سائے میں جاتے رہے۔یعنی جب محبوب کا وصل نصیب ہوا تو جدائی کی طویل ترین راتوں کی پریشانی اور دِل کا غم سب کچھ ختم ہوگیا۔

(۵) اے[1] ساقیا عمر درازو قدحت پُر مےء باد — کہ بسعیٔ توأم اندوہِ خمار آخر شد
(۶) شکر ایزد کہ باقبال کُلہ گوشہء گل — نخوتِ بادِ دے وشوکتِ خار آخر شد
(۷) باورم نیست زبدِ عہدی ایّام ہنوز — قصّہء غصہ کہ در دولتِ یار آخرشد
(۸) صبح اُمید کہ بُد معتکفِ پردۂ غیب — گو بروں آئے کہ کارِشب تار آخرشد
(۹) گرچہ آشفتگی کارِ من از زلفِ تو بود — حلِّ ایں عقدہ ہم ازروئے نگار آخرشد
(۱۰) درشمار ارچہ نیاورد کسے حافظ را — شکر کآں محنتِ بے حدّو شمار آخرشد

حل لغات:

* قدحت۔تیرا شراب کا پیالہ * اندوہِ خمار۔خمار کا غم،فکر * شکرایزد۔خدا کا شکر ہے * باورم نیست۔مجھے یقین نہیں ہے * شبِ تار۔اندھیری رات * آشفتگی۔برہمی،پریشانی * درشمارارچہ نیاورد۔اگرچہ کوئی بھی شخص شمار میں نہیں لاتا۔

ترجمہ:

(۵) اے ساقی! تیری عمر دراز ہو اور تیرا پیالہ شراب سے پُر رہے کیونکہ تیری کوشش کی بدولت میرے رنج وغم کا خمار جاتا رہا ہے۔ یعنی تیری کوشش سے مجھے اب خمار کی کوئی فکر نہیں۔

(۶) خدا کا شکر ہے کہ پھول کے کلاہ کے گوشہ کی بدولت سرد ہوا کا غرور ٹوٹ گیا اور کانٹوں کی تیزی کی شان وشوکت جاتی رہی۔

(۷) مجھے ابھی تک زمانے کی بدعہدی سے یقین نہیں آرہا کہ محبوب کی وجہ سے جو رنج وغم کا قصہ آخر کو پہنچا مجھے پھر یاد نہ آئے گا۔ یعنی اگرچہ محبوب کے وصل کی بدولت رنج والم جاتا رہا ہے لیکن زمانے کی بدعہدی سے مجھے یہ ڈر ہے کہ کہیں پھر وہی رنج والم کا زمانہ واپس نہ آجائے۔

(۸) صبح اُمید جو غیب کے پردے میں اعتکاف میں بیٹھی ہوئی تھی۔اُس سے کہہ دو کہ باہر آجائے (طلوع ہوجائے) کیونکہ تاریک رات اب اپنے اختتام کو پہنچ چکی ہے۔اندھیری رات کا کام اب تمام ہو چکا ہے۔

---

[1] بعض نسخوں میں یہ شعر یوں ہے: ساقیا لطف نمودی قدحت پرمے باد۔ کہ بتدبیر تو تشویش خمار آخر شد۔

(۹) اگرچہ میرے کام کی پریشانی تیری زلفوں کی ہی وجہ سے تھی۔لیکن آخر کار یہ گرہ بھی تیرے ہی چہرے کی بدولت کشادہ ہوگئی۔
یعنی تیری زلف تیرے چہرے پرآن پڑی تھی اور میں پریشان ہوگیا اور جب تیری یہ زلف تیرے چہرے سے ہٹ گئی تو میری پریشانی بھی ختم ہوگئی۔

(۱۰) اگرچہ حافظ کو کوئی شخص بھی کسی گنتی میں نہیں لاتا۔تاہم شکر ہے کہ وہ بے حدو بے شمار رنج وغم باقی نہ رہا۔یعنی ہجر کی شب ختم ہوئی اور وصل کا روز طلوع ہوگیا۔

(نوٹ) بعض نسخوں میں شعر نمبر 9,3, شامل نہیں ہیں۔

----***----

غزل نمبر(۸۴)

(۱) زاہدِ خلوت نشیں دوش بمیخانہ شد	از سرِ پیماں گزشت [1] بر سرِ پیمانہ شد
(۲) شاہد عہد شباب آمدہ بودش بخواب	باز بہ پیرانہ سر عاشق و دیوانہ شد
(۳) مغبچہء می گزشت راہزنِ عقل ودیں [2]	در پئے آں آشنا ازہمہ بیگانہ شد
(۴) آتشِ رخسارِ گل خرمنِ بُلبُل بسوخت	چہرۂ خندانِ شمع آفتِ پروانہ شد

حل لغات:

* زاہدِ خلوت نشیں۔خلوت (تنہائی) میں رہنے والا زاہد * دوش۔کل رات * شاہد۔محبوب * پیرانہ سر۔بڑھاپا * مغبچہ۔ چھوٹے چھوٹے (اورخوبصورت) بچے جو میخانہ میں شراب پلاتے ہیں ان کو مغبچگان کہتے ہیں * خرمنِ بلبل۔بلبل کا کھلیان (کھلواڑہ)

ترجمہ:

(۱) گزشتہ شب تنہائی میں رہنے والا زاہد میخانے میں چلا گیا۔اُس نے روزِ ازل جو عہد و پیمان کیا تھا اُسے یکسر توڑ ڈالا اور شراب کا پیالہ نوش کرنے لگا۔یعنی کل رات زاہد میخانہء معرفت کی جانب گیا اور اُس نے اپنی ظاہریت کے لباس کو ترک کر دیا اور شرابِ حقیقت کے پیالے کے لیے مضطرب ہوگیا۔

(۲) خواب میں اُسے جوانی کے زمانے کا محبوب دکھائی دیا۔اور وہ پھر بڑھاپے میں عاشق و دیوانہ ہوگیا۔یعنی جوانی کے عالم کی یاد تازہ ہوگئی۔

(۳) دین اور عقل کو غارت کر دینے (لوٹ لینے) والا ایک مغبچہ میرے قریب سے گزر رہا تھا کہ وہ خلوت نشین زاہد اس دوست (آشنا) کی خاطر سب سے بیگانہ ہوگیا،سب کو بھلا بیٹھا۔

(۴) پھول کے رخساروں کی آگ نے بُلبُل کے کھلیان کو جلا ڈالا (بُلبُل بیتاب ہوگئی) شمع کا ہنستا ہوا چہرہ پروانے کے لیے آفت کا

---

[1] بعض نسخوں میں بر کی جگہ با ہے۔ [2] بعض نسخوں میں عقل ودیں کی جگہ دین ودل ہے۔

پر کالا بن گیا۔ یعنی پھول کی خوبصورتی پر بُلبُل مرمٹی اور شمع کی آگ پر پروانہ جل بجھا۔ پھول، شمع، آگ بلبل اور پروانہ کے الفاظ دیدنی ہیں۔

(۵) گریۂ شام و سحر شکر کہ ضائع نگشت — قطرۂ بارانِ ما گوہرِ یکدانہ شد
(۶) نرگس ساقی بخواند آیتِ افسوں گری — حلقہء اَورادِ مَا گردشِ پیمانہ شد
(۷) صوفئِ مجلس کہ وی جام و قدح می شکست — دوش [1] بیک جُرعہ مے عاقل و فرزانہ شد
(۸) منزلِ حافظ کنوں بارگہِ کبریاست [2] — دِل بر دلدار رفت جاں برجانانہ شد

حل لغات:

* گریہ۔ رونا، دھونا * گوہر یکدانہ۔ قیمتی موتی، یکتا موتی * آیتِ افسوں۔ جادو کی آیت * اوراد۔ وِرد کی جمع، وظیفے * قدح۔ پیالہ، جام * جُرعہ۔ گھونٹ * دی۔ وہ، جو * بارگاہِ کبریا۔ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ۔

ترجمہ:

(۵) اللہ کا شکر ہے کہ صبح اور شام کی گریہ وزاری ضائع نہیں گئی۔ ہماری بارش کا قطرہ (یعنی آنسوؤں کا قطرہ) ایک قیمتی موتی بن گیا ہے۔ یعنی محبوب کے ہجر میں نکلا ہوا آنسو قیمتی موتی سے کم نہیں ہوتا۔
(۶) ساقی کی آنکھوں نے جادوگری کی آیت پھونکی (پڑھی) اور ہمارے وظیفہ (وِرد) کا پیالہ شراب گردش کرنے لگ گیا۔ یعنی ساقی نے اپنے لطف کرم کی نگاہ ڈالی تو ہمارا جامِ شراب گردش میں آ گیا۔
(۷) صوفئ مجلس جو (برسوں) جام وساغر کو توڑ رہا تھا، شراب کے ایک ہی گھونٹ سے وہ عاقل وفرزانہ بن گیا۔ یعنی وہ صوفی جو کل تک شراب کے جام توڑنے پر بضد تھا آج اُس نے شراب چکھی تو عقلمند و دانا ہوگیا۔ یعنی صوفی بھی شراب پینے پر مجبور ہوگیا اور ایسا کر کے اُس نے دانا و عقلمند ہونے کا ثبوت دیا۔
(۸) حافظ کا اب مقام صرف اللہ تعالیٰ کی بارگاہ ہے۔ دِل دِلدار کے پاس چلا گیا ہے اور جان جاناں (محبوب) کے حوالے ہوگئی ہے۔

----***----

غزل نمبر (۸۵)

(۱) نفس بر آمد و کام از تو برنمی آید — فغاں کہ بختِ من از خواب برنمی آید
(۲) مگر بروئے دِل آرائے یارِ من ورنہ — بہیچ گونہ دگر کار برنمی آید
(۳) دریں خیال بسر شد دریغ عمرِ عزیز — بلائے زلفِ سیاہت بسر نمی آید

[1] بعض نسخوں میں دوش کی جگہ باز ہے۔
[2] بعض نسخوں میں ''کبریاست کی جگہ'' پادشاہت ہے۔

(۴) چناں بحسرتِ خاکِ درِ تو می میرم   کہ آبِ زندگیم در نظر نمی آید

حل لغات:

٭ نفس ۔دم، سانس ٭ فغاں ۔فریاد ٭ دل آراء ۔محبوب، دل آویز ٭ دریغ ۔افسوس ٭ آب زندگیم ۔میری زندگی کا پانی ۔آبِ حیات۔

ترجمہ:

(۱) میرا دم باہر نکل رہا ہے (عمر ختم ہونے کو ہے) لیکن تجھ سے میری دِلی مراد پوری نہ ہوسکی۔ فریاد ہے کہ میرا بخت خواب سے بیدار نہ ہوسکا۔ یعنی عمر تمام ہوئی اور محبوب سے کوئی مقصد حاصل نہ ہو پایا۔

(۲) شاید میرے محبوب کے دل آویز و دلکش چہرے کی بدولت ہی میرا کام بن جائے۔ ورنہ کسی دوسرے طریقے سے میری تمنا پوری ہوتی نظر نہیں آتی۔

(۳) افسوس کہ میری یہ عمرِ عزیز اسی خیال میں ہی پوری ہوگئی (گزر گئی) لیکن تیری ان سیاہ زلفوں کی بلا (مصیبت) رد نہ ہوسکی۔ یعنی تمام عمر مجھے تمہارا وصال میسر نہ آسکا اور میں ہجر کی بلا کا ہی گرفتار رہا۔

(۴) تیرے دروازے کی خاک بننے کی حسرت میں، میں مرے جا رہا ہوں کیونکہ مجھے اس کے سوا کہیں اور آبِ زندگی (آبِ حیات) دکھائی نہیں دے رہا۔

(۵) بسے حکایتِ دل ہست با نسیمِ سَحر   ولے بہ بخت[1] من امشب سحر نمی آید

(۶) قدِ بلند ترا تا ببر نمی گیرم   درختِ کام[2] مرا دم ببر نمی آید

(۷) مُقیمِ زلفِ تو شد دل کہ خوش ہوائے داشت   وزاں غریب بلاکش خبر نمی آید

(۸) فدائے دوست نکردیم عمر و مال دریغ   کہ کارِ عشق زما ایں قدر نمی آید

حل لغات:

٭ بسے ۔بہت سی۔ ٭ ببر گرفتن ۔آغوش میں لینا۔ ٭ ببر آمدن ۔بارآور ہونا۔ ٭ ہوائے: ہوا، خواہش، آرزو، محبت، سودا۔ ٭ دریغ: افسوس۔

(۵) میرا دِل صبح کی ہوا کے ساتھ بہت سی باتیں کرنے کا آرزومند ہے لیکن میری بدقسمتی سے آج کی رات کی صبح ہونے میں ہی نہیں آتی۔ یعنی ہجر کی رات بڑی لمبی ہوتی ہے اور عاشق وصل کے دن کی آرزو کو حسرت بنالیتا ہے۔ جدائی ختم ہو تو تب ہی محبوب سے باتیں ہوں۔

(۶) جب تک میں تیرے بلند قد و قامت سے بغل گیر نہ ہو جاؤں تب تک میری مراد کا درخت بارآور نہیں ہوسکتا۔ یعنی میری مراد کے درخت کا پھل وصل محبوب ہے اور کچھ نہیں ہے۔

۱۔ بعض نسخوں میں بخت کی جگہ صحبت ہے۔   ۲۔ بعض نسخوں میں کام کی جگہ بخت ہے۔

(۷) میرے دِل کی یہ خوش گوار آرزو تھی اور اس نے تیری زلف کو اپنا مقام بنالیا۔ (اس میں مقیم ہو گیا) اور اب اک عرصہ ہو گیا ہے کہ اُس غریب بلاکش کی کوئی خیر خبر نہیں آئی۔ اللہ کرے خیریت سے ہی ہو۔

(۸) افسوس کہ ہم اپنی عمر اور اپنے مال کو اپنے دوست (محبوب) پر نچھاور نہ کر سکے اور عشق میں ہم سے اتنا بھی کام نہ ہو سکا۔ یعنی یہ حسرت ہے کہ ہم اپنے محبوب پر اپنی زندگی کو نچھاور کر دیں۔

(۹) ہمیشہ تیرِ سحر گاہِ من خطا نشدی — کنوں چہ شد کہ یکے کارگر نمی آید

(۱۰) زبسکہ شد دلِ حافظؔ رمیدہ از ہمہ کس — کنوں زحلقہء زلفت بدر نمی آید

حل لغات:

* تیرِ سحر گاہ۔ صبح کی دعا، آہ * حلقہء زلفت۔ زلفوں کا حلقہ، دائرہ، پیچ۔

ترجمہ:

(۹) میرا صبح کا تیر (صبح کی دُعا) کبھی خالی نہ جاتا تھا۔ نجانے اب کیا ہو گیا ہے کہ ایک بھی تیر ٹھیک نشانے پر نہیں بیٹھتا۔ ایک تیر بھی کارگر ثابت نہیں ہوتا۔ یعنی صبح کی دُعا میں وہ پہلی سی تاثیر نہیں رہی۔ (دُعا قبول نہیں ہوتی)

(۱۰) حافظ کا دل ہر کسی سے ہی دور بھاگتا تھا (یعنی تمام لوگوں سے گریزاں تھا) اور اب یہ عالم ہے کہ زلف کے حلقے سے باہر ہی نہیں آ رہا۔

(نوٹ): بعض نسخوں میں یہ غزل شامل نہیں ہے۔

----***----

غزل نمبر (۸۶)

(۱) سالہا دل طلبِ جامِ جم از ما می کرد — و آنچہ خود داشت زبیگانہ تمنّا می کرد

(۲) گوہرے کز صدفِ کون و مکاں بیروں[1] بود — طلب از گُم شدگانِ لبِ دریا می کرد

(۳) مشکلِ خویش بر پیرِ مغاں بُردم دوش — کو بتائیدِ نظر حلِ معمّا می کرد

(۴) بیدلے در ہمہ احوال خدا با او باد — او نمی دیدش واز دُور خدارا[2] می کرد

حل لغات:

* جامِ جم۔ بادشاہ کا جام، جامِ جہاں نما، (ایک صوفی کا دلِ باصفا بھی مراد لیا جا سکتا ہے) * صدف۔ سیپی، سیپ * کون و

---

[1] بعض نسخوں میں بیروں کی جگہ چنیں ہے۔

[2] بعض نسخوں میں خدارا کی جگہ خدایا ہے۔

مکاں۔پوری کائنات، جہان * معما۔پہیلی، گنجھلکہ ،لاینحل نکتہ * بیدلے۔بیدل، عاشق۔

ترجمہ:

(۱) کئی سالوں سے ہمارا یہ دل جامِ جہاں نما کا طلب گار تھا۔جو چیز خود اس کے ہاں موجود تھی وہ غیر سے مانگتا رہا۔یعنی قلب صاف کی طلب رکھے ہوئے تھا جبکہ یہ خود اس کا حامل تھا۔دوسروں سے فضول طلب کرتا رہا۔

(۲) وہ قیمتی و نایاب موتی جو کہ پوری کائنات سے باہر تھا، وہ اسے دریا کے کناروں کے گمشدگان سے طلب کرتا رہا۔یعنی یہ دل محبوبِ حقیقی کا جلوہ اغیار سے طلب کرتا رہا جبکہ خود اس کے اندر موجود تھا۔

(۳) میں اپنی اس مشکل کو کل رات پیرِ مغاں (مرشد کامل) کے پاس لے گیا تو اس نے اپنی نظر کی مدد سے اس معمے کو حل کر ڈالا۔

(۴) ایک عاشق بیدل کہ ہر حال میں خدا اس کے ساتھ ہو۔وہ اسے (خدا کو) تو نہیں دیکھتا تھا لیکن دور سے ہی خدا کا واسطہ دے رہا تھا۔فریاد کناں تھا۔

(۵) دیدمش خرّم وخنداں قدحِ بادہ بدست — واندراں آئنہ صد گونہ تماشا می کرد

(۶) گفتم ایں جامِ جہاں بیں بتو کے داد حکیم — گفت آں روز کہ ایں گنبدِ مینا می کرد

(۷) آن ہمہ شعبدہ ہا عقل کہ می کرد آں جا — سامری پیشِ عصا دید بیضا می کرد

(۸) گفت آں یار کزو گشت سرِ دار بلند — جُرمش آں بود کہ اسرار ہویدا می کرد

* خرم وخنداں۔خوش اور ہنستا ہوا * قدح۔پیالہ * جام جہاں۔جام جہاں نما * گنبدِ مینا۔آسمان * سامری۔حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زمانے کا مشہور جادوگر * عصا۔حضرت موسیٰ علیہ السلام کی لاٹھی * بیضا۔ید بیضا، سفید ہاتھ۔معجزہ بیضا، حضرت موسیٰ علیہ السلام کا ہاتھ سفید ہو جاتا تھا اگر بیمار پر پھیرتے تو تندرست ہو جاتا تھا * دار۔سولی * ہویدا۔ظاہر، آشکار۔فاش۔

ترجمہ:

(۵) میں نے اُسے خوش وخرم اور ہنستے ہوئے ہاتھ میں شراب کا پیالہ لیے ہوئے دیکھا۔اُسے اُس آئینے میں سینکڑوں جلوے دکھائی دے رہے تھے اور وہ سو طرح سے انہیں دیکھ رہا تھا۔

(۶) میں نے اُس سے کہا کہ یہ جام جہاں نما حکیم مطلق نے تجھے کب عنایت کیا؟ اُس نے جواب دیا کہ اس روز عنایت کیا کہ جب اُس نے یہ آسمان بنایا تھا۔(یعنی روزِ ازل سے)

(۷) وہ سب شعبدے بازیاں کہ جو عقل وہاں کرتی تھی وہ ایسے ہی تھیں کہ جیسے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے یدِ بیضا اور عصا کے سامنے سامری جادوگر کی جادوگریاں۔یعنی عقل سمجھنے سے قاصر تھی۔

(۸) اس نے کہا کہ جس سے سولی کا سر بلند ہوا (یعنی جسے دار پر چڑھایا گیا) اس کا جرم صرف اس قدر تھا کہ وہ پوشیدہ رازوں کو آشکار کرتا تھا۔

(۹) فیضِ روح القدس ار باز مدد فرماید — دیگراں ہم بکنند آنچہ مسیحا می کرد

(۱۰) گفتمش سلسلۂ زلفِ بتاں دانی[۱] چیست　　گفت حافظ گلۂ از شبِ یلدامی کرد

حل لغات:

* رُوح القدس: حضرت جبریلؑ اور حضرت عیسیٰؑ مراد لیے جاسکتے ہیں۔ * مسیحا: حضرت عیسیٰ علیہ السلام * شب بلدا۔ اندھیری رات۔

ترجمہ:

(۹) روح القدس کا فیض اگر پھر مدد کرے تو دوسرے لوگ بھی وہی کام کریں گے جو کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کرتے تھے۔ یعنی روح القدس کے فیضان کے بغیر کوئی انسان پر حیرت کارنامہ سرانجام نہیں دے سکتا۔

(۱۰) میں نے اُس سے کہا کہ تجھے معلوم ہے کہ بتوں کی زلف کا سلسلہ کیا ہے؟ اُس نے کہا کہ حافظ اندھیری رات کی شکایت کرتا ہے۔ یعنی بتوں کی زلف گویا طویل ترین اندھیری رات کی طرح ہے۔

----***----

غزل نمبر (۸۷)

(۱) ساقی حدیثِ سرو و گُل و لالہ می رود　　ویں بحث با ثلاثۂ غسالہ می رود

(۲) مے دہ[۲] کہ نوعروسِ چمن حدِّ حُسن یافت　　کار ایں زماں زصنعتِ دلالہ می رود

(۳) شکر شکن شوند ہمہ طوطیانِ ہند　　زیں قندِ پارسی کہ بہ بنگالہ می رود

(۴) طیِ مکاں ببیں و زماں درسلوکِ شعر!　　کایں طفلِ یکشبہ رہِ یک سالہ می رود

حل لغات:

* حدیث۔ بات، گفتگو * ثلاثہ۔ تین * غسالہ۔ غسل دینے والی عورت، صبح کی شراب، یہ غزل حضرت خواجہ حافظ نے غیاث الدین حاکم بنگال کولکھ کر بھیجی تھی۔ سرو، گل اور لالہ سلطان کی تین کنیزوں کے نام تھے جو اُسے غسل دینے کی خدمت پر مامور تھیں۔ ثلاثہ غسالہ۔ شراب کے وہ تین جام ہوتے ہیں جو صبح کے وقت پے جاتے ہیں * نوعروسِ چمن۔ چمن کی نئی دلہن * دلالہ۔ کٹنی، مشاطۂ دلہن اور عورتوں کو آراستہ کرنے والی * شکر شکن۔ شیریں لب * قند پارسی۔ فارسی کلام مراد ہے * طی مکان۔ مکان اور منزل کا طے کرنا * سلوکِ شعر۔ شعر گوئی۔

ترجمہ:

(۱) اے ساقی! سرو، گُل اور لالہ کی گفتگو جاری ہے۔ اور یہ بحث اُن تین نہلانے والیوں کے بارے میں ہو رہی ہے۔ یعنی اُن تین

۱۔ بعض نسخوں میں دانی کی جگہ ازبے ہے اور شب یلدا کی جگہ دل شیدا ہے۔　　۲۔ بعض نسخوں میں دہ کی جگہ خود ہے۔

جاموں کے متعلق بات ہو رہی ہے جو صبح کے وقت نوش کیئے جاتے ہیں۔یعنی بات مطلقاً شراب کی چل رہی ہے۔

(۲) تو شراب دے کہ چمن کی نئی نویلی دلہن نے حسن و جمال میں کمال حاصل کرلیا ہے۔اب اس وقت دلالہ کی کاریگری کے بغیر کام نہیں چلتا۔یعنی شراب کے بغیر چمن کی بہار سے لطف اندوز نہیں ہوا جا سکتا۔

(۳) ہندوستان کے تمام طوطی شیریں کلام بن جائیں گے۔فارسی کی اس شیرینی سے جو کہ بنگال کو بھیجی جا رہی ہے۔یعنی جب میری یہ غزل بنگال پہنچے گی تو تمام ہندوستان کے شعراء شیریں کلام و خوش بیان ہو جائیں گے۔شرینی کی لذت سے بہرہ یاب ہو جائیں گے۔

(۴) تو دیکھ کہ شعر کس طرح زمان و مکان کی منزلیں طے کر رہا ہے۔گویا ایک رات کے لڑکے نے ایک سالہ راستے کو طے کرلیا ہے۔یعنی یہ غزل جو کہ ایک رات کو کہی گئی بہت جلد مشہور ہو کر بنگال تک جا پہنچی ہے۔

(۵) بادِ بہاری وزد از بوستانِ شاہ — وز ژالہ بادہ در قدحِ لالہ می رود

(۶) آں چشمِ جادوانہء عابد فریب بیں — کش کاروانِ سحر ز بدنبالہ می رود

(۷) خوے کردہ می خرامد و بر عارضِ سمن — از شرم روئے او عرق از ژالہ می رود

(۸) ایمن مشو ز[1] عشوۂ دنیا کہ ایں عجوز — مکارہ می نشیند و محتالہ می رود

حل لغات:

* می وزد۔چل رہی ہے * ژالہ۔اولہ، شبنم کے قطرے * چشمِ جادو آنہ۔جادوئی آنکھیں * دنبالہ۔پیچھے، عقب * خوے۔پسینہ * عشوہ۔ناز نخرے * عجوز۔بڑھیا * محتالہ۔فریب دینے والی، حیلہ گر۔

ترجمہ:

(۵) بادشاہ کے باغ کی طرف سے بادِ بہاری چل رہی ہے اور شراب ژالوں کی طرح لالہ کے پیالے میں گر رہی ہے۔یعنی لالہ کے پیالے میں شراب شبنم کی طرح ٹپک رہی ہے۔

(۶) وہ جادو کی اور عابد کو فریب دینے والی آنکھیں دیکھ! کہ جس کے پیچھے پیچھے جادو کا قافلہ چل رہا ہے۔یعنی محبوب کی آنکھیں جادوئی فریب کاریوں کی حامل ہیں۔

(۷) وہ (محبوب) پسینے میں شرابور ہو کر ٹہل رہا ہے اور اس کے چہرے سے شرمندہ ہو کر چنبیلی کے رخساروں پر شبنم کا عرق ٹپک رہا ہے۔یعنی اس کے رخساروں سے شرمندہ ہو کر چنبیلی کے پھول کو بھی پسینہ آ گیا ہے۔

(۸) تو دنیا کے مکر و فریب (ناز نخروں) سے بے خوف مت ہو کیونکہ یہ بوڑھی عورت بیٹھتی ہے تو مکر و فریب (ناز نخروں) سے کام لیتی ہے اور اگر چلتی ہے تو چلنے میں حیلے بہانے بناتی ہے۔

---

[1] بعض نسخوں میں ''ایمن مشوز'' کی جگہ ''از رہ مشوبہ'' ہے۔

(۹) [1] چوں سامری مباش کہ زر داد از خری — موسیٰ بہشت و از پے گوسالہ می رود
(۱۰) حافظ زشوقِ مجلسِ سلطاں غیاثِ دیں — خامش مشوکہ کارِ تو از نالہ می رود

حل لغات:

* سامری۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے دور کا مشہور جادوگر * گوسالہ۔ گائے کا بچھڑا، سامری ایک جادوگر تھا' جب حضرت موسیٰ علیہ السلام کوہ طور پر گئے تو اُس نے سونے کا ایک گوسالہ بنایا اور بنی اسرائیل کو اس کی پرستش پر لگا دیا۔ اسی کام میں اس نے ایک تو اپنا روپیہ گوسالہ بنانے میں تباہ کیا اور دوسرے حضرت موسیٰ کا ساتھ چھوڑ دیا۔ اور یوں اُس نے پوری قوم کو گمراہ کر دیا * سلطان غیاث دین۔ حاکم بنگال۔

ترجمہ:

(۹) تو سامری کی طرح مت ہو کہ اُس نے بیوقوفی سے روپیہ برباد کر دیا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کو چھوڑ کر بچھڑے کے پیچھے پیچھے چلنے لگا۔ یعنی گمراہ ہو گیا۔

(۱۰) اے حافظ! تو سلطان غیاث الدین کی بزم کے شوق سے چپ مت رہ کہ تیرا کام تو اب نالہ وفغاں سے بھی گزر چکا ہے۔ یعنی نالہ وفغاں سے ہی تیرا کام بنے گا۔

----***----

غزل نمبر (۸۸)

(۱) سرو چمانِ من چرا میلِ چمن نمی کند — ہمدمِ گُل نمی شود یادِ سمن نمی کند
(۲) تا دلِ ہرزہ گردِ من رفت بچینِ زلفِ او — زاں سفرِ درازِ خود یادِ [2] وطن نمی کند
(۳) پیشِ کمانِ ابرویت لابہ ہمی کنم ولے — گوش کشیدہ است ازاں گوش بمن نمی کند
(۴) چوں زنسیم می شود زلفِ بنفشہ پُر شکن — وہ کہ دِلم چو یادِ آں عہد شکن نمی کند

حل لغات:

* چماں: اسم حالیہ چمیدن مصدر سے، ناز وادا سے چلنا * میل: رغبت۔ * سمن۔ چنبیلی کا پھول مراد محبوب۔ * ہرزہ گرد: آوارہ، توڑنے والا، * چین زلف: زلفوں کے زخم۔ * لابہ: خوشامد۔ * گوش نمی کند: میری بات پر کان نہیں دھرتا۔ * وہ: افسوس * عہد شکن۔ بدعہد، وعدہ توڑنے والا۔

---

[1] بعض نسخوں میں شعر نمبر 9 شامل غزل نہیں ہے۔
[2] بعض نسخوں میں یاد کی جگہ عزم ہے۔

ترجمہ:

(۱) میرا ناز و ادا سے ٹہلنے والا سرو چمن میں جانے کی خواہش کیوں نہیں کرتا۔ کیا وجہ ہے کہ وہ پھول کا ہمدم نہیں بنتا اور چنبیلی کی یاد کیوں نہیں کرتا۔

(۲) جب سے میرا آوارہ گرد دِل اس کی زلفوں کے خم میں پھنس گیا ہے تب سے وہ اپنے اس لمبے سفر کی وجہ سے اپنے وطن کو کبھی یاد نہیں کرتا۔ یعنی جب سے یہ دل اس کی زلفوں میں پھنسا ہے تب سے اُسے دنیا و ماسوا کی یاد باقی نہیں رہی۔

(۳) میں تیرے ابرو کی کمان کے آگے بڑی خوشامد کر رہا ہوں لیکن وہ چونکہ مجھ سے کمان کی طرح کھچا اور تنا ہوا ہے اور میری بات پر کان نہیں دھرتا۔ (میری سنتا ہی نہیں ہے)

(۴) بادِ نسیم سے جب بنفشے کی زلف پُرشکن ہو جاتی ہے تو ہائے افسوس اس وقت میرا دِل اُس عہد شکن کو کیونکر یاد نہ کرے؟ یعنی جب باد نسیم اس کی زلفوں کی خوشبو میرے پاس لاتی ہے تو پھر میرا دِل اُس وعدہ شکن محبوب کو کیسے یاد نہ کرے؟

(۵) باہمہ عطرِ[1] دامنت آیدم از صبا عجب	کز گزرِ تو خاک را مُشکِ ختن نمی کند
(۶) ساقیٔ سیم ساقِ من گر ہمہ زہری[2] دہد	کیست کہ تن چو جامِ مَے جُملہ دہن نمی کند
(۷) دل بامیدِ وصلِ[3] تو ہمدم جاں نمی شود	جاں بہوائے کوئے تو خدمتِ تن نمی کند
(۸) دی گلہ ز طرّہ اَش کردم و از سرِ فسوں	گفت کہ ایں سیاہِ کج گوش بمن نمی کند

حل لغات:

٭ مُشکِ ختن۔ ختن کا مشک' کستوری ٭ سیم ساق۔ چاندی کی پنڈلی، ایسی پنڈلی جو چاندی کی طرح سفید ہو ٭ ہوا۔ خواہش ٭ طرہ اش۔ اس کی زلفوں کی چوٹی' ٭ سرِ فسوں۔ فریب کی راہ سے ٭ سیاہ کج۔ بے ڈھنگا' بے ڈول۔

ترجمہ:

(۵) تیری اسی عطر دامنی کے باوجود مجھے صبا پر تعجب ہوتا ہے کہ پھر بھی وہ تیری رہگور کی خاک کو مشکِ ختن کیوں نہیں بناتی۔ یعنی اے محبوب تو سراپا معطر ہے اور یہ صبا کیوں تیری رہگور کی خاک کو مشکِ ختن نہیں بناتی؟

(۶) چاندی جیسی سفید پنڈلی رکھنے والا میرا ساقی اگر مجھے زہر ہی زہر (یعنی درد ہی درد) دے دے تو پھر ایسا کون ہے کہ جو شراب کے پیالے کی طرح سراسر منہ کی شکل میں تبدیل نہ کر لے۔ یعنی جام کی طرح ہمہ تن دہن نہ بن جائے۔

(۷) میرا یہ دل تیرے وصل کی اُمید میں جان کا ہمدم نہیں بنتا۔ اور یہ جان اس کے کوچے کی آرزو میں تن بدن کی خدمت سرانجام نہیں دیتی۔ یعنی یہ دل و جان دونوں ہی تیرے وصل کی اُمید میں بیتاب ہیں۔

(۸) کل میں نے اس کی زلفوں کا گلہ کیا تو اُس نے از راہ فریب مجھ سے کہا کہ یہ بے ڈھنگا اور بے ڈول میری بات نہیں مانتا۔ یعنی

---

[1] بعض نسخوں میں عطر کی جگہ عطف ہے۔
[2] بعض نسخوں میں زہر کی جگہ درد ہے۔
[3] بعض نسخوں میں وصل تو کی جگہ روئے او ہے۔

یہ سیاہ زلف میری بات نہیں مانتی۔ میں کیا کروں؟

(۹) دست مکش و جفا مکن آبِ رُخم کہ فیضِ ابر! بے مددِ سرشکِ من دُرِّ عدن نمی کند!

(۱۰) لخلخہ سائے شد صبا دامنِ پاکت از چہ رو خاکِ بنفشہ زار را مُشکِ ختن نمی کند!

(۱۱) کشتۂ غمزۂ تو شد حافظِ ناشنیدہ پند تیغ سزا ست ہرکرا درکِ سخن[1] نمی کند!

حل لغات:

* دُرِّ عدن۔ خلیج عدن کے موتی مشہور ہیں * سرشک۔ آنسو * لخلخہ۔ چند خوشبوؤں کا مرکب جو دماغی تقویت کے لیے مشہور ہے * سائے۔ مانند۔ از چہ رو۔ کس وجہ سے؟ * درکِ سخن۔ شعر کو سمجھنا، شعر فہمی۔

ترجمہ:

(۹) تو اس ناروا و ناخوش سلوک سے ہاتھ اُٹھالے اور یہ ظلم وستم نہ کر۔ میں اپنے چہرے کی آبرو ہوں کہ بادل کی فیاضی میرے ان آنسوؤں کی مدد کے بغیر عدن کے موتی نہیں بنا پاتی۔ یعنی میرے یہ آنسو بڑے اہم ہیں کہ بہار کا بادل اس وقت تک موتی نہیں بنا پا جب تک کہ ان میں میرے آنسوؤں کے قطرے شامل نہ ہوں۔

(۱۰) بادِ صبا خوشبوئیں پھیلا رہی ہے اور تیرا منزہ و پاکیزہ دامن کس لیے بنفشے کے کھیت کو مشک ختن نہیں بناتا ؟ یعنی تو سراپائے مشک وکستوری ہے تو پھر کس لیے بنفشہ زار کو مشک ختن نہیں بناتا؟ کیوں فیض نہیں بانٹتا۔

(۱۱) تیری پند و نصیحت نہ سننے والا حافظ تیرے غمزے کا کشتہ ہوگیا۔ (غمزے سے ہلاک ہوگیا) واقعی جس پر بات اثر نہیں کرتی اس کی سزا تلوار ہے۔ یعنی اُسے جینے کا کوئی حق نہیں ہے کہ جو درکِ سخن نہیں رکھتا۔ بھرتری ہری داس نے خوب کہا تھا کہ:

پھول کی پتی سے کٹ سکتا ہے ہیرے کا جگر
مردِ ناداں پر کلامِ نرم و نازک بے اثر

----***----

غزل نمبر (۹۰)

(۱) سمن بویاں غبارِ غم جو بنشینند بنشانند پریرویاں قرارِ دل چو بستیزند بستانند

(۲) بفتراکِ بلاجانہا[2] چو بر بندند بر بندند ززلفِ عنبریں دِلہا چو بفشانند بفشانند

(۳) زچشم لعل رمانی چو می بارند می خندند ز رویم رازِ پنہانی چو می بینند می خوانند

[1] بعض نسخوں میں درک کی جگہ درو ہے۔ [2] بعض نسخوں میں بلا جانہا کی جگہ جفادلہا ہے۔

(۴) بعمرے یک نفس باما چوبنشیند برخیز ند　　نہالِ شوق درخاطر چوبنشیند بنشانند

حل لغات:

* سمن بویاں۔چنبیلی جیسی خوشبور کھنے والے حسین، معشوق * پریویاں۔پری جیسے چہرے والے * فتراک۔وہ تسمہ جو گھوڑی کی زین کے ساتھ ہوتا ہے اور شکاری اُس سے شکار باندھتا ہے'شکار بند * عنبر ین۔عنبر کی خوشبو * لعل رمانی۔رمان کے لعل مشہور میں'انتہائی سرخ' نامراد آنسو'خونی آنسو * نہالِ شوق۔عشق کا پودا۔

ترجمہ:

(۱) چنبیلی جیسی خوشبور کھنے والے یہ معشوق جب پاس بیٹھتے ہیں تو عاشقوں کے دلوں میں غم کا غبار بٹھا دیتے ہیں۔(یعنی دلوں کا غبار باقی نہیں رہتا) اور جب یہ پری جیسا چہرہ رکھنے والے معشوق اٹھتے ہیں تو دلوں کا سکون وقرار لوٹ لیتے ہیں۔

(۲) بلا کے شکار بند میں جب وہ جانیں باندھتے ہیں تو خوب باندھتے ہیں اور جب اپنی خوشبودار زلفوں کو جھٹکتے ہیں تو اس سے دِلوں کو بھی جھٹک دیتے ہیں۔

(۳) اور جب میری آنکھوں سے خونی آنسو برستے ہیں تو یہ ہنستے ہیں اور جب میرے چہرے سے پوشیدہ راز کو دیکھ لیتے ہیں تو مجھے بلا لیتے ہیں۔یعنی جان جاتے ہیں کہ اب عاشقِ زار کی حالت بہت دگرگوں ہے۔

(۴) زندگی بھر میں جب وہ ایک لمحے کے لیے ہمارے پاس بیٹھتے ہیں تو اُٹھ پڑتے ہیں اور جب وہ اُٹھ جاتے ہیں تو دل میں عشق و چاہت کا پودا لگا دیتے ہیں۔

(۵) چومنصور از مراد آنا نکہ بردارند بردارند　　کہ با ایں درد اگر در بند درمانند درمانند[1]

(۶) سرشکِ گوشہ گیراں را چو دریا بند دُریا بند　　رُخ از مہرِ سحر خیزاں نگردانند نگردانند

(۷) بدیں حضرت چومشتاقاں نیاز آرند ناز آرند　　بدیں درگاہ حافظ راچو می رانند می رانند[2]

حل لغات:

* بردارند۔مراد پالیتے ہیں * بردارند۔سولی پر چڑھ جاتے ہیں * سرشک۔آنسو * سحر خیزاں۔سحری کے وقت اٹھنے والے * نیاز آرند۔عاجزی کریں * ناز آرند۔فخر و ناز کریں۔

ترجمہ:

(۵) جو منصور کی طرح سولی پر چڑھ جاتے ہیں وہ اپنی مراد کو پالیتے ہیں۔اور جو لوگ اس درد کے علاج کی فکر میں رہتے ہیں وہ عاجز وقاصر رہتے ہیں۔یعنی عشق کی راہ میں جو لوگ منصور کی طرح سولی پر چڑھ جاتے ہیں وہی اپنی مراد کو پاتے ہیں اور جو دورِد

---

[1] بعض نسخوں میں شعر نمبر 5 کا مصرعہ ثانی شعر نمبر 7 کے مصرع کے ساتھ ہے اور شعر نمبر 7 کا مصرعہ ثانی شعر نمبر 5 کے ساتھ ہے۔

[2] بعض نسخوں میں رانند کی جگہ خوانند ہے جو زیادہ موزوں ہے۔

عشق کے علاج کی طلب کرتے ہیں وہ درماندہ اور عاجز لوگ ہیں۔

(۶) اگر وہ گوشہ نشینوں کے آنسو پاتے ہیں تو گویا وہ موتی پا لیتے ہیں۔اور اگر یہ جان لیں تو سحری کے وقت اٹھنے والوں کی محبت سے کبھی روگردانی نہ کریں۔یعنی یہ حسین اگر گوشہ نشینوں کے آنسو دیکھ لیں تو موتی سمجھیں اور اگر سحری کے وقت اٹھنے والوں کی یہ قدر و منزلت پہچان لیں تو پھر کسی اور کی طرف ہرگز منہ نہ کریں۔

(۷) جو اس (عشق کی) بارگاہ میں عاشقوں کی طرح عاجزی کرتے ہیں انہیں سرفرازی ملتی ہے۔اور وہ جب حافظ کو اس (اپنی) بار گاہ سے نکال دیتے ہیں تو پھر بلا نکال ہی دیتے ہیں۔یعنی حافظ سراپا عجز و نیاز کا پتلا ہے (عاشق صادق ہے) اسی لیے اسے ہمیشہ محبوب کی بارگاہ میں سرفرازی نصیب ہوتی ہے۔

----***----

غزل نمبر (۹۰)

(۱) سحرم دولتِ بیدار ببالیں آمد — گفت برخیز کہ آں خسروِ شیریں آمد

(۲) قدحے درکش و سرخوش بتماشا بخرام — تا بہ بینی کہ نگارت بچہ آئین آمد

(۳) مژدگانے بدہ اے خلوتیِ نافہ کشائے — کہ زصحرائے ختن آہوئے مشکیں آمد

(۴) گریہ آبے برخِ سوختگاں باز آورد — نالہ فریاد رسِ عاشقِ مسکیں آمد

حل لغات:

* دولتِ بیدار: نصیبہ، خوش بختی۔ * بالیں۔سرہانے * خسرو شیریں * شیریں اُدا بادشاہ، خسرو پرویز شیریں کا عاشق (حسین محبوب) * قدحے۔قدح، پیالہ * آئین۔طرز، طریقہ، سجاوٹ، ناز و ادا * مژدگانے۔خوشخبری کا انعام * خلوتی۔خلوت نشین * آہوئے مشکین۔مشک پیدا کرنے والا ہرن، مراد محبوب * برخِ سوختگاں۔عشق میں جلے ہوئے چہرے * آبے۔چمک دمک

ترجمہ:

(۱) صبح کے وقت وہ دولت بیدار میرے سرہانے آئی اور مجھ سے کہا کہ اُٹھ! کہ وہ حسین محبوب آ رہا ہے۔یعنی صبح کے وقت وہ میرا حسین محبوب میرے سرہانے آیا اور اُس نے مجھ سے کہا کہ اُٹھ تیرا حسینوں کا سردار محبوب تیرے سرہانے کھڑا ہے۔

(۲) شراب کا پیالہ اُٹھا، پی اور سیر کے لیے نکل جا تاکہ تو دیکھے کہ تیرا وہ محبوب کس ناز و ادا سے ٹہلتا ہوا آ رہا ہے۔کس ناز و ادا اور کس شان و شوکت سے آ رہا ہے۔

(۳) اے گوشہ تنہائی میں بیٹھنے والے ذرا مشک کا نافہ کھول کر اسے خوشخبری کا انعام پہنچا دے کہ وہ ختن کے صحرا سے ایک مشکیں آہو

آرہا ہے۔یعنی محبوب آرہا ہے۔

(۴) ان آنسوؤں نے دل جلوں کے چہروں پر پھر آب وتاب (چمک دمک) پیدا کردی ہے۔شاید عاشقِ مسکین کے نالے اس کے لیے فریادرس بن گئے ہیں۔یعنی غریب ومسکین عاشق کی آہ وبکا ہی اس کی فریاد کو پہنچ رہی ہے۔

(۵) مُرغِ دل باز ہوا دارِ کمان ابرویست — کہ کمیں صید گہش جان ودِل و دیں آمد

(٦) در ہوا چند معلق زنی و جلوہ کنی — اے کبوتر نگراں باش کہ شاہیں آمد

(۷) ساقیاے بدہ وغم مخور از دشمن و دوست — کہ بکامِ دل ما آں بشد و ایں آمد

(۸) [1] شادیٔ یارِ پچہرہ بدہ بادۂ ناب — کہ مئے لَعل دوائے دلِ غمگیں آمد

حل لغات:

٭ مرغِ دل۔دِل کا پرندہ ٭ کمین۔گھات ٭ صید گہش۔شکارگاہ ٭ شاہیں۔باز،شہباز ٭ بکام دل ما۔ہمارے دل کی مرضی کے مطابق ٭ بادۂ ناب۔خالص شراب۔

ترجمہ:

(۵) میرے دل کا پرندہ (دِل) پھر اُسی ابرو کی کمان کی پاس داری کررہا ہے کیونکہ جان،دل اور دین اس کی شکارگاہ ہے۔وہ ان کی گھات میں ہے۔

(٦) ہوا میں تو کب تک قلابازیاں کھاتا اور جلوہ دکھاتا رہے گا؟اے کبوتر!ذرا ہوشیاری سے کام لے کہ وہ شہباز آرہا ہے۔یعنی یہ دل محبوب کے سامنے اس طرح ہے کہ جیسے شاہین کے سامنے کبوتر ہو۔

(۷) اے ساقی!تو شراب پلا اور دوست ودشمن کی پرواہ مت کر۔کیونکہ ہماری مرضی کے مطابق ہی غم ختم ہوا اور خوشی ومسرت کا وقت آ گیا ہے۔یعنی یہ ہماری بڑی پرانی خواہش تھی جو کہ پوری ہوگئی۔

(۸) اُس پری جیسے چہرے والے محبوب کی خوشی میں تو خالص شراب دے دے کیونکہ سرخ رنگ کی شراب ہی غمگین وحزین دِل کا علاج ہے۔اس کے لیے مفرح ہے۔

(۹) رسمِ بد عہدیٔ ایّامِ چو دید ابرِ بہار — گریہ اش بر سمن و سنبل ونسریں آمد

(۱۰) چوں صبا گفتہء حافظ بشنید از بُلبُل — عنبر افشاں بتماشائے ریاحیں آمد

حل لغات:

٭ رسمِ بدعہدی ایام۔زمانے کی بدعہدی کا دستور ٭ سمن۔چنبیلی ٭ عنبرافشاں۔عنبر چھڑکتی ہوئی ٭ گفتہ حافظ۔حافظ کا کلام ٭ ریاحین۔پھول،مراد بہار۔

[1] بعض نسخوں میں شعر نمبر 8 شاملِ غزل نہیں ہے۔

ترجمہ:

(۹) بہار کے بادل نے جب زمانے کی بدعہدی کا دستور دیکھا تو وہ دیکھتے ہی چنبیلی و سنبل اور سیوتی کے پھولوں کی حالت پر گریہ وزاری کرنے لگ گیا۔ یعنی جان گیا کہ اس زمانے کو پتا نہیں ہے کہ سب کچھ فانی ہے۔

(۱۰) بادِ صبا نے جب بلبل کی زبان سے حافظ کا کلام سنا تو وہ عنبر بکھیرتی (چھڑکتی) ہوئی گل و ریحان کی سیر کے لیے نکل پڑی، سیر کے لیے آ گئی اور حافظ کے پرمغز و دلکش کلام کی داد دینے لگی۔

----***----

غزل نمبر (۹۱)

(۱) ستارۂ بدرخشید و ماہِ مجلس شد — دلِ رمیدۂ مارا انیس[۱] و مونس شد

(۲) نگارِ من کہ بمکتب نرفت و خط ننوشت — بغمزۂ مسئلہ آموزِ صد مدرّس شد

(۳) طرب سرائے محبت کنوں شود معمور — کہ طاق ابروئے یارِ منش مہندس شد

(۴) بوئے او دلِ بیمارِ عاشقاں چو صبا — فدائے عارضِ نسرین و چشمِ نرگس شد

حل لغات:

٭ درخشید۔ چمکا ٭ انیس۔ محبت کرنے والا ٭ دلِ رمیدہ۔ آوارہ دِل ٭ نگارِ من۔ میرا محبوب، مراد حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم (یہ شعر نعتیہ ہے) ٭ طرب سرائے محبت۔ محبت کا عیش محل ٭ معمور۔ آباد، بھرا ہوا ٭ مہندس۔ انجینئر۔ علم ہندسہ دان ٭ عارض۔ رخسار۔

ترجمہ:

(۱) ایک ستارہ چمکا اور ماہتابِ محفل بن گیا۔ اور ہمارے وحشی و آوارہ دِل کا وہ غم خوار اور مونس و ہمدم ہو گیا۔ یعنی مضطرب دل کے لیے سکون کا باعث بن گیا۔

(۲) میرا محبوب جو نہ تو کبھی مدرسے میں گیا اور نہ اُس نے کچھ لکھنا ہی سیکھا۔ اس نے اپنے ناز و ادا کے ایک اشارے سے سینکڑوں ایسے مسئلے سکھائے کہ جنہیں سینکڑوں معلم سکھاتے ہیں۔ یعنی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اُمی ہونے کے باوجود حقایق و معارف کی تعلیم دینے سے اساتذہ عالم کے استاد بن گئے۔

(۳) محبت کا عیش محل اب آباد ہو جائے گا کیونکہ میرے محبوب کے ابرو کی محراب اس کی مہندس ہے۔ یعنی محبوب نے اپنے ناز و ادا کا بازار گرم کر دیا ہے اور اب عشاق کے لیے یہ خوشخبری ہے کہ محبت کا عشرت کدہ آباد ہو جائے گا۔ سب کو محبوب کا دیدار میسر ہو گا۔

---

۱ بعض نسخوں میں انیس کی جگہ رفیق ہے۔

(۴) اس کی محبت کی بو میں بیمار عاشقوں کا دِل صبا کی طرح سیوتی کے پھول جیسے رخسار اور نرگس جیسی آنکھوں پر نچھاور ہو گیا، فریفتہ ہو گیا۔ یعنی جس طرح صبا پھولوں کی خوشبو پر فریفتہ ہے اسی طرح ہمارا دل بھی اس کی آرزو میں نسرین کے رخسار اور نرگس کی آنکھ پر نثار ہو رہا ہے۔

(۵) بصدرِ مصطبہ اَم می نشاند اکنوں یار[1] — گدائے شہر نگہ کن کہ میرِ مجلس شد

(۶) لب از ترشحِ مے پاک کن برائے خدا — کہ خاطرم بہزاراں گنہ موسوس شد

(۷) کرشمہء تو شرابے بعاشقاں پیمود — کہ علم بیخبر افتاد و عقل بیحس شد

(۸) خیالِ آبِ خضر بست و جامِ کیخسرو — بجُرعہ نوشیٔ سلطاں ابوالفوارس شد

حل لغات:

* مصطبہ۔میکدہ، شراب خانہ * ترشح۔قطرہ، چھینٹے * موسوس۔وسوسوں سے بھرپور * کرشمہ۔ناز و ادا کا اشارہ، آنکھ کا اشارہ، شعبدہ، کرامت * آبِ خضر۔آبِ حیات * جامِ کیخسرو۔بادشاہ کا جام، عاشق محبوب کے ناز و غمزہ کی شراب کو آبِ حیات اور جام کو جامِ کیخسرو قرار دیتے ہیں۔ * ابوالفوارس: سارے ایران کا باپ، سردار، بادشاہ۔

ترجمہ:

(۵) میرے محبوب نے مجھے شراب خانے کی مسندِ صدارت پر بٹھا دیا ہے۔ تم دیکھو کہ شہر کا ایک فقیر و مسکین میر مجلس بن گیا ہے۔ یعنی مجھے یہ مرتبہ رند و میخوار ہونے کی وجہ سے ہی ملا ہے۔

(۶) خدا کے لیے تو اپنے لبوں کو شراب کے قطروں سے صاف کر لے۔ کہ اس طرح تو میرا دل گناہ کے ہزاروں وسوسوں میں پڑ گیا ہے۔ کیونکہ عاشق شکی مزاج ہوتا ہے اور وہ اسی لیے محبوب کی ہر حرکت اور ہر ادا کا بغور جائزہ لیتا ہے۔ اسی لیے تو غالب نے کہا تھا کہ:

نہ ہم پوچھیں نہ تم آئے کہیں سے
پسینہ پونچھیے اپنی جبیں سے

(۷) تیرے حسن و جمال کے کرشمے نے عاشقوں کو ایسی شراب پلائی ہے کہ جس سے ان کا علم بے خبر پڑا ہے اور ان کی عقل بے حس ہو گئی ہے۔ عقل بیکار ہو گئی ہے۔ یعنی تیرے حسن کے کرشمے دیکھ کر بڑے بڑے دانا اور عالم و فاضل بے عقل اور بے علم ہو جاتے ہیں۔

(۸) کیخسرو کے جام اور آبِ حیات کا خیال کیا باندھا کہ اس کے ایک دو گھونٹ پینے سے ہی بادشاہ ابوالفوارس (شاہ شجاع فرمانروائے ایران) بن گیا۔

---

1. بعض نسخوں میں یار کی جگہ دوست ہے۔

(۹) چو زر عزیز وجودست شعرِ[1] من آرے — قبولِ دولتیاں کیمیائے ہرمس شد

(۱۰) زراہِ میکدہ یاراں عناں بگردانید — چراکہ حافظِ ازیں راہ رفت ومفلس شد

حل لغات:

* زر۔سونا * دولتیاں۔حسن والے * مس۔تانبا * عناں بگردانید۔لوٹ جاؤ' باگ موڑ دو * مفلس۔غریب' نادار۔

ترجمہ:

(۹) میرے اشعار سونے کی سی قدر و قیمت کے حامل ہیں۔حسن و دولت والے بھی اسے پسند کرتے ہیں اور یہ ہر تانبے کے لیے گویا کیمیائی عمل کا حامل ہے۔یعنی میرا کلام قبولیت و پزیرائی میں سب پر بازی لے گیا ہے۔

(۱۰) اے دوستو! تم سب میکدے کی جانب سے اپنی باگ موڑ لو (لوٹ جاؤ) واپس چلے آؤ کیونکہ حافظ اسی راستے پر چلا تھا اور مفلس و نادار ہو کر رہ گیا ہے۔شراب نوشی سے قلاش ہو گیا ہے۔

----***----

غزل نمبر (۹۲)

(۱) ساقی ار بادہ ازیں دست بجام اندازد — عارفاں را ہمہ در شربِ مدام اندازد

(۲) ورچنیں زیرِ خمِ زلف نہد دانۂ خال — اے بسا مُرغِ خرد را کہ بدام اندازد

(۳) آں زماں وقتِ مئے صبح فروغ ست کہ شب — گردِ خرگاہِ افق پردۂ شام اندازد

(۴) روز در کسبِ ہنر کوش کہ مئے خوردنِ روز — دِل چو آئینہ در زنگِ ظلام اندازد

حل لغات:

* شربِ مدام۔ہمیشہ کے لیے شرابی * عارفاں۔عارف کی جمع خداشناس * خم زلف۔زلف کا پیچ * دانہ خال۔وہ سیاہ نقطہ جو حسین خوبصورتی کے لیے اپنے چہرے پر لگاتے ہیں۔اُسے جال میں پھنسانے کا دانہ کہا جاتا ہے * مرغِ خرد۔عقلمند پرندہ * فروغِ۔روشنی * خرگاہ۔خیمہ * اُفق۔آسمان کا کنارہ * زنگ ظلام۔تاریکی کا زنگ۔

ترجمہ:

(۱) ساقی اگر اس ہاتھ سے شراب پیالے میں ڈالے تو سبھی خدا کو پہچاننے والے ہمیشہ ہمیشہ کے لیے شرابی ہو جائیں۔یعنی اگر ساقی اسی طرح لطف و کرم فرمائے ہر کسی کو شراب پلائے تو سبھی لوگ (زاہد و پرہیزگار بھی) ہمیشہ ہمیشہ کے لیے شرابی بن جائیں۔

---

[1] بعض نسخوں میں شعر کی جگہ نظم ہے اور ہر کہ جگہ ایں ہے۔

(۲) اور اگر وہ محبوب اسی طرح اپنی زلفوں کے خم کے نیچے خال کا دانہ رکھے تو عقل وخرد کے بہت سے پرندے دام میں پھنس سکتے ہیں۔یعنی محبوب اگر اسی طرح بن ٹھن کر سامنے (گھر سے باہر) آئے تو ہر کوئی اُس کے حسن کے دام میں گرفتار ہوسکتا ہے۔

(۳) وہ زمانہ (وہ وقت) صبح کو روشن کرنے والی شراب پینے کا ہے۔جب رات آسمان کے خیمے کے اردگرد شام کا پردہ ڈال دیتی ہے۔یعنی رات کو شغل مے نوشی کرنا چاہیے۔

(۴) دن کے وقت تو کوئی ہنر سیکھنے کی کوشش کر کیونکہ دن میں شراب نوشی کرنے سے دل کو آئینے کی طرح زنگ لگ جاتا ہے۔یعنی دن کو شراب نہیں علم وہنر میں کوشش کرنی چاہیے اور رات اس شغل کے لیے وقف کردینی چاہیے۔

(۵) اے خوشا مد حالتِ آں مست کہ در پائے حریف — سر و دستار نداند کہ کدام اندازد

(۶) زاہدا[1] سر بُکلہ ءِ گوشہء خورشید بر آر — بختت ار قرعہ بدیں ماہِ تمام اندازد

(۷) زاہدِ خام طمع برسرِ انکار بماند[2] — پختہ گردد چو نظر برمئے جام اندازد

(۸) بادہ با محتسبِ شہر نوشی حافظ![3] — کہ خورد بادہ اَت وسنگ بجام اندازد

حل لغات:

* اے خوشا۔کیسا اچھا ہے، کیسا خوش قسمت ہے * بکلہ ءِ گوشہ خورشید۔سورج کی ٹوپی کے کونے سے * قرعہ۔پرچی،فال * خام طمع۔لالچی،حرصی جس میں پختگی نہ ہو * سنگ بجام اندازد۔جام میں پتھر ڈال دے گا، جام توڑ دے گا۔

ترجمہ:

(۵) کیا ہی اچھی حالت ہے اُس مست کی جسے یہ بھی پتہ نہیں ہے کہ اس کا سر اور پگڑی حریف کے پاؤں میں کون ڈال دیتا ہے۔یعنی اُسے سر اور پگڑی کی تمیز نہیں کہ کس کو حریف کے پاؤں میں ڈالے۔

(۶) اے زاہد! تو سورج کی ٹوپی کے کونے سے اپنا سر تو ذرا باہر نکال۔اگر تیری قسمت اُس ماہِ کامل کے نام پر فال نکالے تو یعنی قسمت کی یاوری کے بغیر ماہ کامل پر کمند نہیں ڈالی جاسکتی۔

(۷) خام طمع رکھنے والا زاہد شراب پینے سے انکار ہی کرتا رہ گیا۔اور اگر وہ شراب کے پیالے پر اک نظر ڈال لیتا تو پختہ ہوجاتا، اس کے خیال وعقیدے میں پختگی آجاتی اگر وہ شراب کو دیکھ ہی لیتا تو۔

(۸) اے حافظ! تو شہر کے کوتوال کے ساتھ بیٹھ کر ہرگز شراب نوشی نہ کرنا کیونکہ وہ تیری شراب پی تو لے گا لیکن تیرے جام میں پتھر ڈال دے گا یعنی تیرا عیش خراب وبرباد کر ڈالے گا۔

----***----

[1] بعض نسخوں میں زاہدا کی جگہ حافظا ہے اور یہ مقطع ہے۔
[2] بعض نسخوں میں مصرع اول یوں ہے، زاہدِ خام کہ انکارے و جام کند۔
[3] "حافظ کی جگہ زنہار ہے اور کہ خورد کی جگہ بخورد ہے۔

غزل نمبر (۹۳)

(۱) سحر چوں خسروِ خاور علم بر کوہساراں زد | بدستِ مرحمت یارم درِ امیدواراں زد

(۲) چو پیشِ صبح روشن شد کہ حالِ مہر گردوں چیست | بر آمد خندۂ خوش بر غرورِ کامگاراں زد

(۳) نگارم دوش در مجلس بعزمِ رقص چوں برخاست | گرہ بکشود از گیسو[1] و بر دلہائے یاراں زد

(۴) من از رنگِ صلاح آں دم بخونِ دل بشستم دست | کہ چشم بادہ پیمایش صلا بر ہوشیاراں زد

حل لغات:

* خسروِ خاور۔ مشرق کا بادشاہ، سورج * سوعلم بر کوہساراں زد۔ پہاڑوں پر اپنا جھنڈا گاڑا۔ یعنی طلوع ہوگیا * مہر۔ سورج * گردوں۔ آسمان * کامگاراں۔ کامیاب و بامراد * نگارم۔ میرا محبوب * دوش۔ کل رات * رنگِ صلاح۔ سلامتی کا رنگ * صلا۔ دعوت، دعویٰ، چیلنج، آوازہ۔

ترجمہ:

(۱) جب صبح کو مشرق کے بادشاہ (سورج) نے پہاڑوں پر اپنا جھنڈا گاڑا تو میرے محبوب نے رحمت کے ہاتھوں سے اُمیدواروں کے دروازے کھٹکھٹائے۔ یعنی جب صبح کا سورج طلوع ہوا تو میرے محبوب نے اپنے عشاق کو عام صلائے دیدی۔ دیدار کی عام دعوت دی۔

(۲) اور جب صبح کے سامنے یہ واضح ہوگیا کہ گردش کرنے والے سورج کی حال حقیقت کیا ہے تو اُسے ہنسی آ گئی اور اُس نے کامیاب و کامگار لوگوں کے غرور پر ایک خوشی سے قہقہ لگادیا۔

(۳) میرا محبوب جب کل رات رقص کرنے کے لیے محفل میں اُٹھا تو اُس نے اپنی زلف کی گرہ کھول کر یاروں کے دلوں پر لگادی۔ یعنی اس نے اُٹھتے ہی یاروں کے دلوں کو موہ لیا۔

(۴) میں نے سلامتی کے رنگ سے اُسی وقت خون دِل سے اپنے ہاتھ دھولئے جبکہ اس کی شرابی آنکھوں نے ہوشیاروں پر آوازہ لگایا۔ یعنی محبوب کی شرابی و نشیلی آنکھ نے ہوشیاروں کو چیلنج کردیا۔

(۵) کدام آہن دِلش آموخت ایں آئینِ عیاری | کز اول چوں بروں آمد رہِ شب زندہ داراں زد

(۶) خیال شہسواراں پخت و شد ناگہ دلِ مسکین | خدا وندا نگہدارش کہ بر قلبِ سواراں زد

---

[1] بعض نسخوں میں گیسو کی جگہ ابرو ہے۔

(نوٹ) بعض نسخوں میں شعر نمبر 5 کی بجائے یہ شعر شاملِ غزل ہے۔

در آب و رنگِ رخسارش چہ جان دادیم و خون خوردیم۔ چو نقش دست داد اول رقم بر جانسپاراں زد۔

(۷) منش با خرقۂ پشمیں کجا اندر کمند آرم — زرہ موئے کہ مژگانش رہِ خنجر گزاراں زد

(۸) نظر بر قُرعۂ توفیق و یمنِ دولتِ شاہ است — بدہ کامِ دلِ عاشق[1] کہ فالِ بختیاراں زد

حل لغات:

* آئین۔ طریقہ، طرز، دستور * آہن۔لوہا * شب زندہ داراں۔ راتوں کو جاگنے والے، عبادت کرنے والے * قلبِ سواراں۔ سواروں کے قلب پر، سواروں کے درمیان * خرقہ پشمیں۔ اُون کی گدڑی * قرعہ۔ فال، پرچی * بختیاراں۔ بخت والے، اقبال مند * یمن۔ برکت۔

ترجمہ:

(۵) کس لوہے کے دل والے نے اُسے یہ عیاری و مکاری کے طریقے سکھائے ہیں؟ کہ اُس نے پہلے پہل گھر سے باہر آتے ہی راتوں کو جاگنے والے زاہدوں اور عابدوں کی پرہیز گاری کی دولت پر ہی ڈاکا ڈالا۔

(۶) میرا یہ مسکین و غریب دِل شہسواروں کا خیال پختہ کرتا ہوا راہی ہوگیا۔ یعنی جاتا رہا۔ اے خداوند کریم! اُسے اپنی حفظ و امان میں رکھنا کہ سواروں کے قلب پر وہ حملہ آور ہوگیا ہے۔

(۷) میں اس اپنی اونی گدڑی سے اس محبوب کو کس طرح اپنی کمند میں لاؤں (کیسے پھنساؤں؟) کہ جس کی پلکوں نے خنجر چلانے والوں پر ہلہ بول دیا ہے۔

(۸) میری نظر اب صرف بادشاہ کی دولت کی برکت اور توفیق کے قرعے پر جمی ہوئی ہے۔ تو ایک عاشق کی امید پوری کردے کہ اس کی اقبال مندی کی فال نکل آئی ہے۔

(۹) شہنشاہ مظفر فر شجاعِ ملک و دین منصور — کہ جودِ بیدریغش خندہ بر ابرِ بہاراں زد

(۱۰) ازاں ساعت کہ جامِ مے بدستِ او مشرف شد — زمانہ ساغرِ شادی بیادِ میگساراں زد

(۱۱) زشمشیرِ سر افشانش ظفر آں روز بدرخشید — کہ چوں خورشید انجم سوز تنہا بر ہزاراں زد

(۱۲) تعالیٰ اللہ زہے ذاتے کہ تا نیرنگِ ہستی یافت — صفائے جوہر پاکش دم از پرہیز گاراں زد

(۱۳) دوامِ ملک و عمرِ او بخواہ از لطفِ حق حافظ[2] — کہ چرخ ایں سکۂ دولت بنامِ شہسواراں زد

حل لغات:

* مظفر فر۔ شان وشوکت کا فتحیاب، شان و شوکت والا مراد ہے * ساعت: گھڑی، لمحہ۔ * مشرف شد: شرف حاصل کیا۔ * میگساراں: میخوار۔ * شمشیر سر افشاں۔ سروں کو کاٹ کر گرانے والی تلوار * درخشید۔ چمکی۔ * تعالیٰ اللہ: اللہ اسے بلند کرے،

---

1. بعض نسخوں میں عاشق کی جگہ حافظ ہے۔ اور یہ مقطع ہے۔
2. بعض نسخوں میں حافظ کی جگہ ایدل ہے۔

بلندی بخشے۔ ٭ دم زدن: دعویٰ کرنا، دم مارنا۔ ٭ زہے: واہ، اللہ اللہ۔ ٭ لطفِ حق: اللہ تعالیٰ کی مہربانی۔ ٭ دوام: ہمیشی، ٭ چرخ آسمان۔

ترجمہ:

(۹) شہنشاہ مظفر شجاع الدین منصور ملک ودین کا ایک فاتح بادشاہ ہے کہ جس کی بے دریغ سخاوت و بخشش نے بہار کے بادل کی ہنسی اڑائی ہے۔یعنی وہ بیدریغ سخاوت و بخشش کرتا ہے۔

(۱۰) اس وقت سے کہ جب سے شراب کے پیالے نے اس کے ہاتھ میں آنے کا شرف حاصل کیا ہے۔سارے زمانے نے گویا شراب نوشی کرنے والوں کی یاد میں خوشی کے جام اڑائے ہیں۔

(۱۱) اس کی سروں کو کاٹ کر گرانے والی تلوار سے اس دن فتح روشن ہوئی کہ جب ستاروں کو روشنی دینے والے اکیلے سورج نے ہزاروں پر ہلہ بول دیا۔حملہ کیا۔یعنی بادشاہ بڑا سعادت مند و اقبال مند ہے۔

(۱۲) اللہ اللہ کیا ہی اچھی ذات ہے جب سے دنیا کی نیرنگیاں جلوہ ریز ہوئی ہیں اس کے پاک جوہر کی صفائی نے پرہیزگاری کا دعویٰ کیا ہے۔

(۱۳) اے حافظ! تو اللہ تعالیٰ کے لطف و کرم سے اس کے ملک اور اس کی عمر کی ہمیشگی کی دُعا کر کیونکہ آسمان نے دولت و اقبال کا یہ سکہ شہسواروں کے نام جاری کیا ہے۔شہسواروں کے نام پر رکھا ہے۔

----٭٭٭----

غزل نمبر (۹۴)

(۱) سحر بُلبُل حکایت با صبا کرد — کہ عشقِ گُل بما دیدی چہا کرد
(۲) غلامِ ہمتِ آں نازنینم — کہ کارِ خیر بے روئے ریا کرد
(۳) خوشش بادا نسیمِ صبحگاہی — کہ وردِ شب نشیناں را دوا کرد
(۴) من از بیگانگاں ہرگز نالم — کہ بامن ہرچہ کرد آں آشنا کرد

حل لغات:

٭ حکایت ۔قصہ، کہانی ٭ چہا۔کیا، کیا کچھ ٭ ہمت ۔ارادہ، حوصلہ، دعا ٭ شب نشیناں ۔راتوں کو جاگنے والے ٭ بیگانگاں ۔ بیگانے، غیر۔

ترجمہ:

(۱) بلبل نے صبح کے وقت صبا سے اپنی داستان بیان کرتے ہوئے کہا کہ کیا تو نے دیکھا ہے کہ پھول کے عشق نے مجھ سے کیا کیا؟

یعنی پھول سے میرے عشق کا کیا انجام ہوا؟

(۲) میں اُس خوبصورت نازنین محبوب کی ہمت کا غلام ہوں کہ جس نے دکھاوے کی رُو رعایت کے بغیر نیکی کا کام کیا ہے۔ یعنی جس کی نیکی کا کام بے ریا ہے۔

(۳) صبح کے وقت چلنے والی بادِ نسیم دلشاد و خوش رہے کہ جس نے رات کو جاگنے والوں کے دکھ درد کی دوا کی ہے۔ یعنی اس نے عاشقوں کو محبوب کا جانفزا پیغام دیا ہے۔ اس خوشی میں دعا دی ہے۔

(۴) مجھے ان غیروں اور بیگانوں سے قطعی طور پر کوئی گلہ و شکایت نہیں ہے کیونکہ مجھ سے جو کچھ بھی کیا ہے اس میرے دوست نے ہی کیا ہے۔ انہوں نے ہی میرا یہ حال کیا ہے کسی غیر نے نہیں کیا۔ جس طرح کہ حفیظ جالندھری نے کہا ہے:

دیکھا جو تیر کھا کے کمیں گاہ کی طرف
اپنے ہی دوستوں سے ملاقات ہوگئی

(۵) نقاب گُل کشید از [1] زلفِ سُنبل! اگر بند قبائے غنچہ وا کرد
(۶) ازاں رنگ و رخم خوں دردل انداخت [2] وزآں گُلشن بخارم مبتلا کرد
(۷) بہر سو بُلبُلِ بیدل [3] در افغاں تنعم درمیاں بادِ صبا کرد
(۸) گر از سلطاں طمع کردم خطا بود ور از دلبر وفا جستم جفا کرد

حل لغات:

* غنچہ۔ بندکلی، ڈوڈا * خون دردِل انداخت۔ دِل خون کرڈالا ہے * افغاں: نالہ وفغاں: فریاد۔ * بیدل، عاشق۔ * طمع: لالچ، توقع * تنعم۔ نازونعمت، عیش۔

ترجمہ:

(۵) سُنبل کی زلف سے پھول کی نقاب اتارڈالی۔ اگر غنچے کی قبا کا بند کھول دیا ہے یعنی اگر پھول کے چہرے سے سُنبل کی زلف کا نقاب اتارڈالا ہے تو غنچہ کی قبا کا بند بھی کھول دیا ہے۔

(۶) اُس نے اپنے رنگ وروپ سے میرے دل کا خون کرڈالا ہے۔ اوراس گلشن کے اندر مجھے کانٹوں میں مبتلا کر کے رکھ دیا ہے۔ یعنی کانٹوں میں اُلجھا دیا ہے۔

(۷) عاشق و بیدل بُلبُل ہرطرف نالہ وفغاں کررہی ہے۔ اور درمیان میں بادِ صبا نے میش اڑائے ہیں یعنی ناز وادا میں مست پھر

[1] بعض نسخوں میں از کی جگہ "ز" اور اگر کی جگہ "گرہ" ہے۔
[2] بعض نسخوں میں انداخت کی جگہ افتاد ہے۔
[3] بعض نسخوں میں بیدل کی جگہ عاشق ہے اور درمیاں کی جگہ از میاں ہے۔

رہی ہے۔مطلب یہ کہ عاشق کی جان پر بنی ہوئی ہےاور بادِ صبا کو ٹہلنے کی پڑی ہوئی ہے۔بقول انشاء

نہ چھیڑ اے نکہت بادِ بہاری راہ لگ اپنی
تجھے اٹھکیلیاں سوجھی ہیں ہم بیزار بیٹھے ہیں

(۸) اگر میں نے بادشاہ سے کسی چیز کے متعلق طمع کی تو وہ میری غلطی تھی۔اوراگر میں محبوب سے وفا کا خواستگار ہوا تو اُس نے جفا کی۔یعنی اُس نے غلطی کی۔

(۹) وفا از خواجگانِ شہر بامن کمالِ دین و دولت بوالوفا کرد
(۱۰) بشارت بر بکوئے مے فروشاں کہ حافظ توبہ از زہد و ریا کرد

حل لغات:

٭ خواجگانِ شہر۔عمائدین شہر ٭ بزرگانِ شہر ٭ بوالوفا۔حافظ کے ایک ممدوح خواجہ ابوالوفا کمال الدین ٭ بشارت بردن۔خوشخبری لے جانا۔

ترجمہ:

(۹) اس شہر کے بزرگوں (سرداروں) میں سے جس شخص نے مجھ سے وفا کی وہ دین ودولت کے کمال ابولوفا ہیں۔یعنی سارے شہر میں خواجہ ابوالوفا کمال الدین ہیں جنہوں نے مجھ سے وفا کی۔

(۱۰) شراب بیچنے والوں کے کوچے میں یہ خوشخبری لے جاؤ کہ حافظ نے پرہیزگاری اور دکھاوے کی عبادت سے توبہ کرلی ہے۔یعنی وہ آج کل بے ریا عبادت کرنے میں مصروف ومشغول ہے۔

----٭٭٭----

غزل نمبر (۹۵)

(۱) شاہداں گر دِلبری زینساں کنند زاہداں را رخنہ در ایماں کنند
(۲) ہر کجا آں شاخِ نرگس بشگفد! گُلرخانش دیدہ نرگس داں کنند
(۳) یارِ ما چوں سازو آہنگِ سماع قُدسیاں بر عرش دست افشاں کنند

(۴) رُخ نماید آفتابِ دولتت [1] گرچو صحت آئنہ رخشاں کنند

حل لغات:

* شاہداں۔شاہد کی جمع' محبوب * رخنہ۔دیوار کا سوراخ۔خرابی * شاخِ نرگس۔نرگس کے پھولوں کی ڈالی * آہنگِ سماع۔ گانے کا ارادہ * قُدسیاں۔فرشتے * دست افشاں۔ہاتھ جھٹکنا، رقص کرتے ہوئے ہاتھوں کے اشاروں سے تال دینا۔
* آفتابِ دولتت۔تیری دولت کا سورج۔

ترجمہ:

(۱) اگر یہ دلبر اسی انداز سے دلبری کرتے رہیں گے تو پھر ان زاہدوں اور پرہیزگاروں کے ایمان میں رخنہ اندازی بھی ہوتی رہے گی۔یعنی ان کے ایمان خراب وتباہ کر کے رکھ دیں گے۔

(۲) وہ نرگس کے پھولوں کی ڈالی جس جگہ شگوفے کھلائے گی وہاں پر یہ گلرخ اپنی اپنی آنکھوں کو نرگستان بنا دیں گے۔یعنی گل و گلعذار کا عجیب سماں پیدا ہو جائے گا۔

(۳) ہمارا محبوب جب گانے کا ارادہ کرتا ہے تو فرشتے آسمان پر اپنے ہاتھوں کے اشاروں سے تال ملاتے ہوئے ناچتے ہیں۔

(۴) تیری دولت کا آفتاب اپنا چہرہ دکھا دیتا ہے۔اگر یہ لوگ تیری صبح کی طرح دل کے شیشے کو روشنی کریں تو یعنی مشاہدۂ حقیقی کے لیے دِل کی صفائی وروشنی ضروری ہے کیونکہ اس صفائی وروشنی کے بغیر محبوبِ حقیقی کے جمال سے بہرہ اندوز نہیں ہوا جا سکتا۔

(۵) مردمِ چشمم بخون آغشتہ شد [2] از کجا ایں ظلم بر انساں کنند

(۶) عاشقاں را بر سرِ خود حکم نیست ہرچہ فرمانِ تو باشد آں کنند

(۷) پیشِ چشمم کمترست از قطرۂ! آں حکایتہا کہ از طوفاں کنند

(۸) کُن نگاہے از دو چشمت تا رواں مرگ را بر بیدلاں آساں کنند

حل لغات:

* مردمِ چشم۔میری آنکھوں کی پُتلیاں * بخون آغشتہ۔خون سے لبریز * فرمانِ تو۔تیرا حکم * پیشِ چشم۔میری نظر میں * رواں۔جان * بیدلاں۔بیدل کی جمع عاشق۔

ترجمہ:

(۵) میری آنکھوں کی پُتلیاں خون سے بھر گئی ہیں (خون آلود ہو گئی ہیں) انسانوں پر یہ (اس قسم کا) ظلم انسان کہاں سے کرتے ہیں؟ یعنی یہ کس مذہب میں جائز ہے؟

---

[1] بعض نسخوں میں دولت کی جگہ طلعتش اور صحت کی جگہ شمعت ہے۔

[2] بعض نسخوں میں از کی جگہ در ہے۔

(۶) عاشقوں کو اپنی مرضی سے کچھ کرنے کا کوئی اختیار نہیں ہے۔ یہ لوگ وہی کچھ کرتے ہیں جو کہ تیرا حکم ہوتا ہے اور تیرے حکم کے بغیر یہ کچھ بھی نہیں کرتے۔ (محض مجبور ہیں۔

(۷) میری آنکھوں کے سامنے ان حکایات کی حیثیت جو طوفانِ نوح کے متعلق بیان کی جاتی ہیں، کی حیثیت ایک قطرے سے بھی کم ہے۔ یعنی میری آنکھیں گریہ وزاری کا طوفانِ عظیم برپا کر دیتی ہیں۔

(۸) اے محبوب تو اپنی دونوں آنکھوں سے اپنے لطف وکرم کی اک نظر ڈال تا کہ موت کے وقت تیرے ان بیدل عاشقوں کی جان آسانی سے نکل جائے۔

(۹) عیدِ رخسارِ تو کو تا عاشقاں — در وفایت جان و دِل قرباں کنند

(۱۰) اے جوانِ سروقد گوئے بزن [1] — پیش ازاں کز قامت چوگاں کنند

(۱۱) خوش برآئے از غُصہ اے دِل کااہل راز — عیشِ خود در بوتہء ہجراں کنند

(۱۲) سرمکش حافظ ز آہِ نیمِ شب — تا چو صبحت آئنہ رخشاں کنند

حل لغات:

* در وفایت۔ تیری وفا میں * گوئے۔ گیند * چوگان۔ ہاکی کے مانند کھونڈی * بوتہ ہجراں۔ جدائی کی کٹھالی * آہِ نیم شب آدھی رات کی آہ۔

ترجمہ:

(۹) تیرے رخساروں کی عید کہاں ہے؟ تا کہ یہ عاشق وفا کے اظہار میں تجھ پر اپنی جان اور دل دونوں نچھاور کر دیں۔ یعنی تو اپنا چہرہ دکھا تا کہ یہ عاشق اس خوشی میں اپنی جان ودِل قربان کر دیں۔

(۱۰) اے بلند قامت والے جوان! تو گیند پر ضرب لگا اور بازی جیت لے۔ اس سے پہلے کہ تیرا یہ قد کھونڈی کی طرح خم کھا جائے، جھک جائے۔

(۱۱) اے دِل! تو رنج وغم کی حالت میں بھی خوش وخرم رہ (یعنی رنج وغم سے بھی بخوشی عہدہ براہو) کیونکہ جو اہل راز ہیں وہ جدائی کی کٹھال میں عیش وعشرت کرتے ہیں۔

(۱۲) اے حافظ! تو آدھی رات کی آہوں کو نہ چھوڑ تا کہ تیرے دِل کا شیشہ صبح کی طرح روشن کر دیں۔ یعنی روشنیٔ قلب کے لیے آدھی رات کو عبادت میں رونا دھونا ضروری ہے۔

(نوٹ) بعض نسخوں میں شعر نمبر 8, 9 شامل غزل نہیں ہیں۔

----***----

[1] اے بعض نسخوں بزن کی جگہ ببر ہے۔

غزل نمبر(۹۶)

(۱) شرابِ بیغش و ساقیِ خوش دو دامِ رہند — کہ زیرکانِ جہاں از کمندِ شاں نرہند

(۲) من ارچہ عاشقم و رندومست و نامہ سیاہ — ہزار شکر کہ یارانِ شہر بے گنہند

(۳) مبیں حقیر گدایانِ عشق را کایں قوم — شہانِ بے کمرو خسروانِ بے کلہند

(۴) جفا نہ شیوۂ درویشی ست و راہروے — بیار بادہ کہ ایں سالکاں نہ مردِ رہند

حل لغات:

* بیغش۔ملاوٹ کے بغیر' صاف و مصفا * زیرکاں۔سمجھ دار۔دانا * نامہ سیاہ۔گنہگار * شہانِ بے کمر۔پیٹی کے بغیر بادشاہ * خسروانِ بے کلہند۔تاج کے بغیر بادشاہ * سالکان۔سالک کی جمع' راہرو طریقت۔

ترجمہ:

(۱) خالص شراب اور خوش مزاج ساقی دونوں اس راستے کے بچھے ہوئے ایسے جال ہیں کہ دنیا بھر کے دانا وعقلمندان کے حلقوں سے رہائی حاصل نہیں کر سکتے۔یعنی شراب اور ساقی دو ایسے نشے میں کہ عقلمند سے عقلمند بھی بن پیئے نہیں رہ سکتا۔

(۲) میں اگر چہ ایک عاشق رند و بدمست اور گنہگار ہوں لیکن اس پر ہزار ہزار شکر ہے کہ اس شہر میں میرے تمام دوست بے گناہ ہیں۔یعنی ان میں سے کوئی بھی عاشق اور رندومست نہیں ہے۔میرا گناہ یہ ہے کہ میں ایک عاشق رند اور مست شرابی ہوں۔شرابِ محبت کا ہمنوا ہوں۔یہی میرا جرم ہے۔

(۳) تو عشق کے ان فقیروں کو بنظرِ حقارت مت دیکھ! کیونکہ یہ لوگ کمر بند کے بغیر بادشاہ ہیں اور تاج کے بغیر تاجدار ہیں۔یعنی یہ ایسے بادشاہ ہیں اور ان کے ہاں ایسے خزینے ہیں کہ جن کے بارے میں اقبال نے کہا تھا:

اگر کچھ مرتبہ چاہے تو کر خدمت فقیروں کی
نہیں ملتا یہ گوہر بادشاہوں کے خزینوں میں

(۴) ظلم و جفا فقیری اور طریقت کا شیوہ ہرگز نہیں ہے۔تو شراب لا کہ یہ لوگ طریقت شناس نہیں ہیں یعنی سالک وخداشناس ہرگز نہیں ہیں۔کیونکہ مردانِ راہِ حق جور وستم روا نہیں رکھتے۔تو شراب پی اور یہ ظلم وستم چھوڑ دے۔

(۵) مکن کہ کوکبۂ دلبری شکستہ شود — چو چاکراں بگریزند و بندگاں بجہند

(۶) غلام ہمتِ دُردی کشانِ یک رنگم — نہ آں گروہ کہ ازرق لباس و دِل سیہند

(۷) قدم منہ بخرابات جُز بشرطِ ادب — کہ ساکنانِ درش محرمانِ پادشہند

(۸) بہوش باش کہ ہنگامِ بادِ استغنا هزار خرمنِ طاعت بہ نیم جو بدہند
(۹) جنابِ عشق بلندست ہمتِ حافظؔ ! کہ عاشقاں رہ بے ہمتاں بخود ندہند

حل لغات:

* کوکبۂ دلبری۔ دلبری کا جاہ وحشم' دلبری کی شان وشوکت' عزت ووقار * ہمت۔ حوصلہ' دُعا * دُردی کشاں۔ تلچھٹ پینے والے * ازرق۔ نیلا' مکر دریا کا لباس' دا۔ * خرابات۔ شراب خانہ' دُنیا * ہنگامِ بادِ استغنا۔ بے پروائی کی ہوا چلنے کے وقت * خرمن۔ کھلیان * جنابِ عشق۔ عشق کی بارگاہ' ہے * ہمتے۔ حوصلہ۔ دعا' توفیق۔

ترجمہ:

(۵) تو کوئی ایسا کام ہرگز نہ کر کہ جس سے دلبری کی شان وشوکت قائم نہ رہے (دِلبر کا جاہ وحشم ٹوٹ جائے) جبکہ غلام بھاگ جائیں گے اور غلام چلے جائیں گے۔ یعنی تو ان عاشقوں کا دِل نہ دکھا کیونکہ تیری شان وشوکت انہی کے دم سے قائم ہے۔ اور اگر یہ لوگ (غلام ونوکر) نہ ہوئے تو تیرا اسارا دبدبہ ختم ہو جائے گا۔

(۶) میں ایک رنگ کی تلچھٹ پینے والوں کی ہمت کا غلام ہوں۔ نہ کہ اُن لوگوں کا کہ جنہوں نے مکر وریا کاری کو اپنا لباس بنا رکھا ہے۔ کیونکہ جن کے لباس نیلے (مکر وریا کے) ہیں ان کے دل سیاہ ہو چکے ہیں۔

(۷) تو شراب خانے میں ادب کی شرط پوری کیے بغیر قدم مت رکھ کیونکہ اس کے دروازے پر رہنے والے بادشاہ کے محرم راز ہیں۔ یعنی بادشاہوں جیسی طبع رکھتے ہیں۔ ان کا ادب ضروری ہے ورنہ تجھے نقصان اٹھانا پڑے گا۔

(۸) تو ذرا اس عقل وہوش سے کام لے کہ بے پروائی وبے نیازی کی ہوا چلنے کے وقت عبادت وریاضت کے ہزاروں کھلیان قدر وقیمت میں آدھے جو کے برابر بھی نہیں رہتے۔ یعنی اُس بے نیاز کی عبادت پر فخر ہرگز نہ کرنا چاہیے۔

(۹) اے حافظؔ! عشق کی بارگاہ بڑی بلند وبالا ہے تو ذرا ہمت سے کام لے کیونکہ عاشق لوگ بے ہمتوں کو اپنی جانب راہ نہیں دیتے۔ راہ پر نہیں لگاتے۔ پاس تک نہیں آنے دیتے۔

----***----

غزل نمبر (۹۷)

(۱) شاہد آن نیست کہ موئے ومیانے دارد [1] بندۂ طلعتِ آں باش کہ آنے دارد
(۲) شیوۂ حُور و پری خوب [2] لطیف ست وَلے خوبی آنست و لطافت کہ فلانے دارد

---

[1] بعض نسخوں میں یہ مصرع یوں ہے: شاہد آنست کہ ایں دارد وآنے دارد
[2] بعض نسخوں میں خوب کی جگہ گرچہ ہے۔

(۳) چشمۂ چشم مرا اے گُلِ خنداں دریاب — کہ با اُمید تو خوش آبِ روانے دارد
(۴) مُرغِ زیرک نشود در چمنش نغمہ[1] سرائے — ہر بہارے کہ ز دنبال خزانے دارد

حل لغات:

٭ شاہد۔محبوب ٭ موئے ومیانے۔زلف وکمر ٭ طلعت۔جمال،حسن ٭ آن۔شان وشوکت،آن بان،غیرت ٭ شیوہ۔طور، طریقہ ٭ لطیف۔پُر لطف ٭ گُلِ خنداں۔کھلتا ہوا پھول ٭ آبِ روانے۔بہتا ہوا پانی ٭ مرغِ زیرک۔دانا پرندہ ٭ دنبال۔ پیچھے۔

ترجمہ:

(۱) محبوب کی خوبی صرف یہی نہیں ہے کہ وہ زلفوں والا اور باریک کمر والا ہو۔تو اُس صورت کا غلام بن جس میں شانِ محبوبی بھی ہو اور آن بان بھی ہو۔یعنی صرف حسن وجمال اور بالوں کی خوبصورتی اور کمر کی دلکشی ہی محبوبیت کی شان نہیں ہے ادائیں بھی دلفریب ہونی چاہئیں۔

(۲) حور وپری کے ناز وانداز بڑے پُر لطف ہیں مگر اصلی خوبی اور لطافت تو وہ ہے کہ جو دوسرے لوگ کہیں کہ ہاں فلاں محبوب میں یہ خوبی پائی جاتی ہے۔فلاں شخص اس خوبی کا حامل ہے۔

(۳) اے کھلتے مسکراتے ہوئے پھول! تو میری ان آنکھوں کے چشمے کو دیکھ کہ یہاں تیری اُمید کے مطابق کتنا اچھا پانی بہہ رہا ہے۔یعنی اے محبوب تو تو ہنس مسکرا رہا ہے مگر میری آنکھیں رونے دھونے میں مصروف ہیں۔

(۴) دانا وعقل مند پرندہ ایسے چمن میں نغمہ سرائی نہیں کرتا کہ جس میں ہر بہار کے پیچھے خزاں آجاتی ہے۔یا خزاں آجانے کا اندیشہ ہو۔

(۵) خمِ ابروئے تو در صنعتِ تیر اندازی — [2]بستد از دست ہر آنکس کہ کمانے دارد
(۶) گوئے خوبی کہ بُرد از تو کہ خورشید آنجا — نہ سوارے ست کہ در دست عنانے دارد
(۷) دِلنشین[3] شد سخنم تاتو قبولش کردی — آرے آرے سخنِ عشق نشانے دارد
(۸) در رَہِ عشق نشد کس بیقیں محرمِ راز! — ہر کسے برحسبِ فہم گمانے دارد

حل لغات:

٭ خمِ ابروئے تو۔تیرے ابرو کا خم ٭ گوئے۔گیند ٭ عنانے۔عنان،لگام،باگ دوڑ ٭ سخنم۔میرا کلام،میری شاعری ٭ محرمِ راز بھید سے واقف۔

---

[1] بعض نسخوں میں نغمہ کی جگہ پردہ ہے۔ [2] بعض نسخوں میں بستد کی جگہ بردہ ہے۔
[3] بعض نسخوں میں دلنشیں کی جگہ دلنشاں ہے۔

ترجمہ:

(۵) تیرے ابرو کے خم تیراندازی کی صنعت میں بہت آگے بڑھ گئے ہیں۔ یہ ہر صاحب کمان کے ہاتھوں سے کمان چھین چکے ہیں۔ چھین لیتے ہیں۔ یعنی اے محبوب تیراندازی تو کوئی آپ کے ابروؤں سے سیکھے کہ جنہوں نے تیراندازی کی صنعت میں اپنا سکّہ بٹھا دیا ہے۔

(۶) خوبی حسن و جمال کے میدان میں (اے میرے محبوب!) تجھ سے کون بازی لیجا سکتا ہے؟ تجھ سے کون بڑھ سکتا ہے؟ جبکہ مقابلے میں سورج بھی اک ایسا سوار ہے کہ جس کے ہاتھوں میں باگ وڈور نہیں رہی ہے۔ یعنی تو سب سے بڑھ کر حسین ہے۔ مطلب یہ کہ اے محبوب حقیقی تیرے حسن و جمال سے بڑھ کر کون حسین ہو سکتا ہے کہ جس کے مقابلے میں سورج کا حسن بھی ہیچ ہے۔

(۷) جب سے تو نے (اے محبوب!) میرے کلام کو قبولیت بخشی ہے، تو نے پسند کیا ہے۔ تب سے ہی میرا یہ کلام ہر اس کہ دل میں گھر کرنے لگا ہے ہاں! ہاں! بیشک بیشک عشق و محبت پر مبنی کلام ایک نشان (اثر) رکھتا ہے۔ یعنی عشق و محبت کی باتیں بڑی پُر اثر اور دلچسپ و دلنشیں ہوتی ہیں۔

(۸) عشق کی راہ میں کوئی بھی شخص یقینی طور پر محرم راز ہونے کا دعویٰ نہیں کر سکتا اور نہ کوئی اس کے بھیدوں سے واقف ہی ہوا ہے۔ بلکہ ہر کوئی اپنی اپنی سوجھ بوجھ کے مطابق ہی گمان رکھتا ہے۔

(۹) باخراباتِ نشیناں ز کرامات ملاف ہر سخن جائے [1] و ہر نکتہ مکانے دارد

(۱۰) مدّعی گر برود نکتہ [2] بہ حافظ مفروش! کِلکِ ما نیز زبانے و بیانے دارد

حل لغات:

٭ خرابات نشیناں۔ میخانے میں بیٹھنے والے ٭ ملاف۔ لاف زنی نہ کر، ڈینگیں مت مار ٭ نکتہ۔ باریکی ٭ مدعی۔ دعویدار ٭ کِلک: قلم۔

ترجمہ:

(۹) تو میخانے میں بیٹھنے والے رندوں کے ساتھ کرامات سے متعلق ڈینگیں مت مار۔ اس لیے کہ ہر بات کا موقع اور محل ہوا کرتا ہے۔ یعنی ہر کلام کے لئے ایک موقع اور ہر نکتے کے لیے ایک مقام ہوا کرتا ہے۔ یعنی تو ان رندوں اور مستوں کی ظاہری حالت پر نہ جا اور ان کے سامنے اپنی بزرگی کی لاف زنی نہ کر کیونکہ ان رندوں کے سینے اسرار سے بھرے ہوئے ہیں۔

(۱۰) مدعی سے کہہ دو کہ وہ چلا جائے اور حافظ کے سامنے نکات بیانی کا دعویٰ نہ کرے کیونکہ ہمارے قلم کی بھی زبان ہے اور

---

[1] بعض نسخوں میں جائے کی جگہ وقتے ہے۔
[2] بعض نسخوں میں "گر برود نکتہ" کی جگہ "کولغز و نکتہ" ہے۔

اس میں بڑی قوتِ بیان ہے۔یعنی ہمارے قلم میں بھی زبان و بیان کی جملہ خوبیاں پائی جاتی ہیں۔یہ بھی بڑے جو ہر دکھا سکتا ہے۔

(نوٹ) بعض نسخوں میں یہ شعر مستزاد ہے:

مردمِ دیدہ تیمّم کند از خاکِ درت گر چہ در خانہءِ خود آبِ روانے دارد

----***----

غزل نمبر (۹۸)

(۱) شراب و عیش نہاں چیست کارِ بے بنیاد زدیم بر صفِ رندان و ہرچہ بادا باد

(۲) گرِہ ز دل بکشا وز سپہر یاد مکن کہ فکر ہیچ مہندس چنیں گرہ نکشاد

(۳) زانقلابِ زمانہ عجب مدار کہ چرخ! ازیں فسانہ و افسوں ہزار[1] دارد یاد

(۴) قدح بشرطِ ادب گیر زانکہ ترکیبش زکاسہء سرِ جمشید و بہمن ست و قباد

حل لغات:

* عیش نہاں۔پوشیدہ عیش * ہر چہ بادا باد۔جو ہو سو ہو۔کچھ بھی ہو جائے * سپہر۔آسمان * مہندس۔حساب دان، انجینئر، فلسفی * چرخ۔آسمان * افسوں۔شعبدہ بازی * قدح۔پیالہ، جمشید، بہمن، قباد (کیقباد) ایران کے قدیم بادشاہوں کے نام۔

ترجمہ:

(۱) یہ شراب نوشی اور پوشیدہ عیش و عشرت بے بنیاد کام ہے۔اسی لیے ہم رندوں کی صف میں بیٹھ گئے ہیں۔اب جو ہو سو ہو۔اب اس کی ہمیں کوئی پروا نہیں ہے کیونکہ رند در پردہ عیش کے قائل نہیں ہیں۔

(۲) تو اپنے دِل کی گرہ کو کھول دے اور اس آسمان کی (گردش فلک کی) کوئی فکر نہ کر کیونکہ ابھی مہندس (انجینئر) کی فکر اس گرہ کو کھول نہیں سکی ہے۔یعنی یہ ایک ایسی گتھی ہے کہ جسے کوئی بھی دانا و فلسفی سلجھا نہیں سکا۔

(۳) تو زمانے کے انقلاب پر تعجب مت کر کہ آسمان کو اس طرح کے ہزاروں فسانے یاد ہیں۔یعنی گردش فلک پر حیرت زدہ ہونے کی کوئی ضرورت نہیں ہے کہ اُسے اسی قسم کی ہزاروں شعبدہ بازیاں آتی ہیں۔

(۴) تو شراب کے پیالے کو نہایت ادب سے پکڑ کیونکہ اس کی ترکیب میں (بناوٹ میں) ایران کے عظیم الشان بادشاہوں بہمن کیقباد اور جمشید کی کھوپڑیاں استعمال ہوئی ہیں۔

(۵) کہ آگہ ست کہ جمشید[2] و کے کجا رفتند کہ واقف ست کہ چوں رفت تختِ جم برباد

[1] بعض نسخوں میں "وافسوں ہزار" کی جگہ "ہزاراں ہزار" ہے۔ [2] بعض نسخوں میں جمشید کے بجائے کاؤس ہے۔

(۶) زحسرتِ لبِ شیریں ہنوز می بینم — کہ لالہ مید مد از خاکِ تُربتِ[1] فرہاد
(۷) مگر کہ لالہ بدانست بیوفائی دہر — کہ تا بزاد و بشد جام مے زکف ننہاد
(۸) نمی دہند اجازت مرا بسیرو سفر — نسیمِ خاک مصلّٰی و آبِ رُکنا آباد

حل لغات:

٭ جمشید و کے۔جمشیداور کیانی بادشاہ ٭ تختِ جم۔جمشید کا تخت ٭ لبِ شیریں۔شیریں کے لب ٭ تربتِ فرہاد۔فرہاد(شیریں کے عاشق) کی قبر ٭ تابزاد۔جب سے پیدا ہوا' کھلا ٭ بشد۔مرگیا' مرجھایا ٭ مصلّٰی وآب رکنا باد۔شیراز کی مشہور سیرگاہیں' جہاں خواجہ حافظ کی قبر ہے اور یہیں پر ہی وہ رہتے رہے۔

ترجمہ:

(۵) کون جانتا ہے کہ جمشید و کیقباد کہاں ہیں؟ کہاں چلے گئے ہیں؟ کون جانتا ہے کہ جمشید کا تاج وتخت کس طرح تباہ و برباد ہوا؟ اور وہ لوگ کہاں پر چلے گئے؟

(۶) میں ابھی تک یہ دیکھ رہا ہوں کہ شیریں کے لبوں کی حسرت کی وجہ سے فرہاد کی قبر کی خاک پر لالہ اُگ رہا ہے۔یعنی اُسے حسرت تھی کہ وہ شیریں کے سرخ لب کو چُومے۔

(۷) شاید لالہ کے پھول کو زمانہ کی بے وفائی سے پوری واقفیت ہے۔یہی وجہ ہے کہ وہ جب سے پیدا ہوا(کھلا)اور جب سے مرا مرجھایا اس نے اپنے ہاتھوں سے شراب کا پیالہ نہیں چھوڑا۔(لالے کی صورت جام کی سی ہوتی ہے)اسی لیے لالہ کے پھول کو جام بدست کہا جاتا ہے۔

(۸) مجھے سرزمین مصلا کی آب وہوا اور رکنا آباد کا چشمہ اپنے علاوہ کسی دوسری جگہ کی سیر وتفریح کی اجازت نہیں دیتے یعنی شیراز کی محبت مجھے کسی دوسری جگہ جانے کی اجازت نہیں دیتی۔خواجہ صاحب کو بڑی قدردانی سے ہندوستانی شاہِ بنگال نے دعوت دی لیکن آپ نے یہ دعوت قبول نہ کی(یہ اشارہ اسی طرف ہے)

(۹) بیابیا کہ زمانے زمئے خراب شویم! — مگر رسیم بگنجے دریں خراب آباد
(۱۰) بنوش بادۂ صافی بنالۂ دف و چنگ[2] — کہ بستہ اند بر ابریشم طرب دِل شاد
(۱۱) ز دست اگر تہم جامِ مَے مکن عیبم — کہ پاک تر بہ ازنیم حَریف دست نداد
(۱۲) رسید درغمِ عشقش بہ حافظ آنچہ رسید — کہ چشمِ زخمِ زمانہ بعاشقاں مرساد

---

[1] بعض نسخوں میں''خاکِ تربت''کے بجائے''خون دیدہ''ہے۔
[2] بعض نسخوں میں یہ مصرع یوں ہے:قدح مگیر چو حافظ مگر بنالہ جنگ۔اور یہ مقطع ہے۔

حل لغات:

٭ دریں خراب آباد۔ مراد دنیا' ویرانہ ٭ بادۂ صافی۔صاف شراب ٭ دف وچنگ۔ ڈفلی اور رباب ٭ طرب۔خوشی ٭ حریف۔ دوست' مدِ مقابل ٭ مرساد: خدانہ پہنچائے۔

ترجمہ:

(۹) آ آ کہ کچھ دیر کے لیے ہم شراب سے بدمست وخراب ہوجائیں۔شاید کہ اس خراب آباد ویرانے میں کوئی خزانہ ہی پالیں۔ کیونکہ خزانہ عموماً خراب آباد (ویران جگہ) پر ہی ہوتا ہے (مشہور ہے)

(۱۰) تو ڈفلی اور رباب جیسے سازوں کے نغموں کے ساتھ شراب پی کیونکہ دل کی خوشی اسی راز کی تار کے ساتھ باندھی گئی ہے۔یعنی سازورباب اور نغمہ وشراب ہی دل کو خوش رکھ سکتے ہیں۔

(۱۱) میں اگر شراب کا پیالہ اپنے ہاتھوں سے نہ رکھوں تو تم مجھے برا بھلامت کہو! کیونکہ میں نے اس زمانے میں اس سے بہتر کوئی دوست نہیں پایا۔اس سے اچھی چیز میرے ہاتھ میں نہیں آئی۔

(۱۲) حافظ کو جو کچھ بھی پہنچا اس عشق کے غم میں ہی پہنچا۔یعنی حافظ پر جو بھی بپتا پڑی اسی عشق کی وجہ سے ہی پڑی۔اللہ کرے کہ ان عاشقوں کو زمانے کی بری نظر نہ لگے۔

(نوٹ) بعض نسخوں میں آخری دو شعر شامل غزل نہیں ہیں۔

----٭٭٭----

غزل نمبر (۹۹)

(۱) صوفی نہاد دام و سرِ حُقّہ[۱] باز کرد — بنیادِ مکر با فلکِ حقہ باز کرد

(۲) بازیِٔ چرخ بشکندش بیضہ در کُلاہ — زیرا کہ عرضِ شعبدہ با اہلِ راز کرد

(۳) ساقی بیا کہ شاہدِ رعنائے صُوفیاں! — دیگر بجلوہ آمد و آغازِ ناز کرد

(۴) ایں مطرب از کجاست کہ سازِ عراق ساخت — وآہنگِ بازگشت زراہِ[۲] حجاز کرد

حل لغات:

٭ حقہ۔ڈبیہ' جس میں جواہرات وغیرہ رکھا کرتے ہیں، پٹاری۔ ٭ حقہ باز۔بازی گر'مداری' حیلہ گر ٭ چرخ۔آسمان ٭ بیضہ در کلاہ۔ٹوپی میں انڈا ٭ زیرا کہ۔کیوں کہ ٭ شاہدِ رعنائے صوفیاں۔صوفیوں کا بانکا محبوب ٭ مطرب۔گویا ٭ سازِ عراق۔موسیقی کا

---

۱ بعض نسخوں میں حقہ کی جگہ حلقہ ہے۔

۲ بعض نسخوں میں زراہ کی جگہ براہ ہے۔

ایک مقام ✽ سازِ حجاز۔ موسیقی کا ایک مقام ✽ ساز آہنگ اور عراق وحجاز کی رعائتیں دیدنی ہیں۔

ترجمہ:

(۱) صوفی نے جال بچھایا اور تماشا کرنے کے لیے (تماشا) کی پٹاری کھولی۔ اور شعبدہ باز آسمان کے ساتھ مکروفریب کی بنیاد رکھی ۔یعنی ریاکار صوفی نے اپنے دامِ فریب میں لوگوں کو پھنسانے کے لیے چال چلی۔

(۲) آسمان کی شعبدہ بازی ٹوپی میں اس کا انڈا توڑ ڈالے گی (اُسے رسوا کر کے رکھ دے گی) کیونکہ اُس نے اہلِ راز کے ساتھ عیاری وشعبدہ بازی کی ہے۔

(۳) اے ساقی تو آ کہ صوفیوں کے بانکے محبوب نے پھر جلوہ گر ہو کر ناز وانداز کا آغاز کر دیا ہے یعنی صوفیوں کا محبوب دکھاوے اور نمائش کا پُتلا ہے اور حافظ کو ایسے محبوب سے نفرت ہے۔ کیونکہ صوفی اور ایسا محبوب دونوں ریاکار ہیں۔ اور ریاکاری سے حافظ کو بیر ہے۔

(۴) یہ گانے والا کہاں کا ہے؟ کہاں سے آیا ہے؟ کہ جس نے عراق کا ساز چھیڑا اور حجاز کے راستے سے واپسی کا ارادہ کیا۔ یعنی اُس نے عراقی سُر نکالیں اور پھر حجازی لی سُر نکالی۔

(۵) اے دِل بیا کہ ما بہ پناہِ خُدا رویم — زانچہ آستین کوتہ و دستِ دراز کرد
(۶) صنعت مکن کہ ہر کہ محبت نہ راست باخت — عشقش بروئے دِل درِ محنت[1] فراز کرد
(۷) اے کبکِ خوشخرام کہ خوش[2] می روی بناز — غُرّہ مشو کہ گربہء عابد نماز کرد
(۸) فردا کہ پیش گاہِ حقیقت شود پدید — شرمندہ رہروے کہ نظر[3] بر مجاز کرد
(۹) حافظ مکن ملامتِ رِنداں کہ در ازل — مارا خُدا ز زہدِ ریا بے نیاز کرد

حل لغات:

✽ آستین کوتاہ۔ چھوٹا اور تنگ بازو ✽ صنعت مکن۔ بناوٹ نہ کر ✽ کبکِ خوشخرام۔ دلکش چال والا چکور، مراد محبوب ✽ غرہ مشو۔ غرور مت کر ✽ گربہ۔ بلی ✽ فردا۔ آنے والا کل ✽ ملامت: بُرا بھلا کہنا۔

ترجمہ:

(۵) اے دِل تو آ کہ ہم اللہ تعالیٰ کی پناہ میں چلے جائیں۔ اُس سے پناہ طلب کریں، اس ظلم وستم سے جو کہ چھوٹی اور تنگ آستین رکھنے والوں نے دست دراز کر کے کیا۔

(۶) تو بناوٹ مت کر کیونکہ جس کسی نے بھی محبت میں راستبازی کا دامن چھوڑا، عشق نے اس کے دل کے آگے درد اور غم کا دروازہ

[1] بعض نسخوں میں محنت کی جگہ معنی ہے۔
[2] بعض نسخوں میں خوش کی جگہ کجا ہے اور عابد کی جگہ زاہد ہے۔
[3] بعض نسخوں میں نظر کی جگہ عمل ہے۔

کھول دیا۔یعنی جھوٹی محبت اور ریا کاری کا نتیجہ برا ہی نکلتا ہے۔

(۷) اے کبکِ خوشخرام تو جو کہ خوشی کے ساتھ ٹہل رہا ہے ،مغرور مت ہو کہ عابد کی بلی نے نماز ادا کر لی ہے یعنی وہ فارغ ہو چکی ہے تجھ سے نمٹ لے گی۔

(۸) جب کل بارگاہِ حقیقی کی عدالت ظاہر ہو گی تو وہ راہرِ وطریقت شرمندہ ہو گا جس نے صرف مجاز پر ہی نظریں جمائے رکھیں۔یعنی مجاز کو چھوڑ کر حقیقت کی طرف آنا چاہیے۔

(۹) اے حافظ! تو ہم رندوں کو برا بھلا مت کہہ کیونکہ ازل کے روز سے ہی ہمیں خدا نے دکھاوے کی پرہیزگاری سے بے نیاز کر دیا ہے۔

----***----

غزل نمبر (۱۰۰)

(۱) صوفی ار بادہ باندازہ خورد نوشش باد — ورنہ اندیشہء ایں کار فراموشش باد

(۲) آنکہ یک جُرعۂ مے از دست تواند دادن — دستِ با شاہد مقصود در آغوشش باد

(۳) کیست آں شاہسوارِ خوش وخُرّم کہ دو کون — بستہء بندِ قبا و علمِ دوشش باد

(۴) نرگسِ مست نوازش کُن مردم دارش — خونِ عاشق بخورد گر[1] بقدح نوشش باد

حل لغات:

* بادہ۔شراب * نوشش باد۔اس کے لیے بہتر ہے' تریاق بن جائے * جُرعہ۔گھونٹ * شاہد۔محبوب * دوکون۔دو جہان * علم۔جھنڈا * نرگس مست۔مست آنکھ۔

ترجمہ:

(۱) صوفی اگر اندازے سے شراب پیئے تو اس کے لیے وہ بڑی اچھی ہے ورنہ وہ اس کام (شراب نوشی) کی فکر کو ہی فراموش کر ڈالے۔یعنی اگر صوفی مبتدی ہے تو اپنی استعداد کے مطابق شرابِ معرفت نوش کرے (طالب ہو) تو اچھی بات ہے ورنہ وہ اس شرابِ معرفت کے خیال کو ہی اپنے دِل ودماغ سے نکال ڈالے۔

(۲) ہر وہ شخص جو شراب کا ایک گھونٹ اپنے ہاتھ سے دے سکتا ہے۔اللہ کرے کہ وہ شاہدِ مقصود سے ہم آغوش رہے۔یعنی جو شخص شراب کا ایک گھونٹ ہاتھ سے دے سکتا ہے وہ شاہد مقصود سے ہم آغوش ہو سکتا ہے۔

(۳) کون ہے وہ خوش وخرم شاہسوار؟ کہ دونوں جہاں اس کی قبا کے بند اور کندھے جھنڈے سے بندھے ہوئے ہیں۔یعنی وہ کون

[1] بعض نسخوں میں بقدح گر بخورد ہے۔

محبوب ہے کہ جو اس قدر شان وشوکت رکھتا ہے؟ اور جو اس شکوہ وجاہ کا مالک ہے کہ دونوں جہان میں اس کا ثانی نہیں ہے۔

(۴) جس کی مست آنکھ اپنے لطف وکرم سے لوگوں کو نوازا کرتی ہے۔ وہ اگر پیالے میں عاشق کا خون نوش کرے تو وہ اس کے لیے تریاق بن جائے۔

(۵) چشمم از آئینہ دارانِ خط و خالش گشت — لبم از بوسہ ربایانِ لب نوشش [1] باد

(۶) گرچہ از کبرو سخن بامنِ درویش نکرد [2] — جاں فدائے شکریں پستہء خاموشش باد

(۷) شاہِ ترکاں سخنِ مدعیاں می شنود — شرمے از مظلمہء خونِ سیادش باد

(۸) پیرِ ما گفت خطا بر قلمِ صنع نرفت — آفریں بر نظرِ پاک خطا پوشش باد

(۹) بغلامیءِ تو مشہورِ جہاں شد حافظ! — حلقہء بندگیِ زلفِ تو درگوشش باد

حل لغات:

* بوسہ ربایان۔ بوسہ لینے والوں میں * کبر۔ غرور * سخن۔ بات * شکریں پستہ۔ میٹھے لب * شاہِ ترکاں۔ ترکوں کا بادشاہ' مراد افراسیاب * سخنِ مدعیاں۔ دشمنوں کی بات * سیادش۔ کیکاوس (شاہِ ایران) کا بیٹا' جو افراسیاب کی بیٹی پر عاشق ہو گیا تھا۔ دشمنوں نے افراسیاب کو سیادش کی طرف سے بدظن کر ڈالا اور امیر افراسیاب نے سیادش کو ناحق قتل کر دیا تھا * برقلمِ صنع۔ صانع قدرت کے قلم سے * حلقہ بندگیٔ زلف۔ زلف کی غلامی کا حلقہ' ولایت میں معمول ہے کہ غلاموں کے کان میں ایک سونے یا چاندی کا حلقہ ڈال دیا کرتے ہیں' حلقہ بگوش' مطیع وفرمانبردار۔

ترجمہ:

(۵) میری آنکھ اس کے خط وخال کی آئینہ بن گئی ہے۔ اور (خدا کرے کہ) میرا لب اس کے زندگی بخشنے والے لبوں کا بوسہ لینے والا ہو جائے' یعنی جس طرح میری آنکھ اُس محبوب کے حسن کا شیشہ بن گئی ہے اُسی طرح اب میرا لب بھی اُس محبوب کے جانفزا لبوں کا بوسہ لینے والا بن جائے۔

(۶) اُس نے اگرچہ فخر وناز کی وجہ سے مجھ فقیر سے کوئی بات تک نہ کی۔ پھر بھی اس کے خاموش اور میٹھے لبوں پر میری یہ جان نچھاور ہو جائے۔ یعنی محبوب نظر التفات کرے یا نہ ہماری جان تو اس پر قربان ہے۔

(۷) ترکوں کا بادشاہ (یعنی شاہِ خوباں) دشمنوں (رقیبوں) کی بات پر کان دھرتا ہے۔ اللہ کرے کہ اُسے سیاوش (یعنی عاشق) کا خون بہانے سے شرم آئے۔ یعنی محبوب جس نے رقیبوں کی باتیں سن کر اس قدر برہمی کا اظہار کیا ہے اللہ کرے کہ وہ اپنے عاشق صادق کا خون نہ بہائے۔

(۸) ہمارے پیرومرشد نے کہا ہے کہ صانع قدرت کے قلم سے غلطی نہیں ہوتی۔ اس کی پاک اور خطاپوش نظر پر صد آفرین ہو۔ یعنی

---

[1] بعض نسخوں میں لب نوشش کے بجائے "برد و دوشش باد" ہے۔

[2] بعض نسخوں میں نکرد کے بجائے نگفت ہے۔

حق تعالیٰ جو بھی کرتا ہے بہتر کرتا ہے۔اس میں صانع قدرت کے قلم کی کوئی خطا نہیں ہے۔

(۹) تیری غلامی کی وجہ سے حافظ ساری دنیا میں مشہور ہو گیا ہے۔تیری زلف کی غلامی کا حلقہ (اللہ کرے) کہ اس کے کان میں ہو یعنی یہ تیرا حلقہ بگوش رہے۔

(نوٹ) بعض نسخوں میں شعر نمبر 3 شامل غزل نہیں ہے۔

----***----

غزل نمبر (۱۰۲)

(۱) صبا وقتِ سحر بوئے ززلفِ یارمی آورد ‏ ‏ دلِ شوریدۂ مارا ز نودر کار می آورد

(۲) ز رشکِ تارِ زلفِ یار بربادِ سحر می داد ‏ ‏ صبا ہر نافۂ مشکے کہ از تاتار می آورد

(۳) فروغِ ماہ می دیدم زبام قصرِ او روشن ‏ ‏ کہ روئے از شرمِ اوخورشید در دیوار می آورد

(۴) عفی اللہ چینِ ابرویش اگرچہ ناتوانم کرد ‏ ‏ برحمت [1] ہم پیامے برسرِ بیمار می آورد

حل لغات:

* دلِ شوریدہ۔دیوانہ دِل * نافہ: مشک کی وہ تھیلی جو ہرن کی ناف میں ہوتی ہے۔* تاتار: چین کے علاقے ختن اور تاتار مشک پیدا کرنے والے ہرنوں کے لیے مشہور ہیں۔* فروغ ماہ۔چاند کی روشنی * خورشید۔سورج * عفی اللہ۔اللہ معاف کرے۔

ترجمہ:

(۱) بادِ صبا صبح کے وقت محبوب کی زلف کی خوشبو لاتی تھی۔اور ہمارے دیوانے دل میں نئے سرے سے جوش اور امنگ بھر دیتی تھی۔اور ہمارا دیوانہ دِل امنگ اور ترنگ کے جوش میں محو ہو جاتا تھا۔

(۲) صبا صبح کے وقت زلفِ یار کے تار کے رشک کی وجہ سے ہر نافہ مشک کو جو کہ تاتار سے لا رہی تھی برباد کر رہی تھی (یعنی مشکِ تاتار سے زلفِ یار کی خوشبو بہتر ہے۔

(۳) میں اُسی چاند (محبوب کے نور) کی روشنی اس کے محل کی چھت پر سے دیکھ رہا تھا۔کہ اُس سے سورج بھی شرمندہ ہو کر اپنا منہ دیوار میں چھپا رہا تھا۔اپنا لطف و کرم کرتا تھا۔

(۴) اللہ تعالیٰ معاف کرے کہ اگر چہ اُس کے ابرو کے خم نے مجھے کمزور کر دیا ہے۔لیکن پھر بھی وہ بیمار کے سر پر مہربانی کا پیام لا رہا تھا۔یعنی بیمار کے سر پر اپنی رحمت کا سایہ رکھتا تھا۔

(۵) سراسر بخششِ جاناں طریقِ لطف واحساں بود ‏ ‏ اگر تسبیح می فرمود اگر زنار می آورد

---

[1] بعض نسخوں میں برحمت کی جگہ بعشوہ ہے۔

(۶) من آں شاخِ[1] صنوبر را زباغِ سینہ برکندم — کہ ہر گُل کز غمش بشگفت محنت بار می آورد
(۷) زبیمِ غارتِ چشمش[2] دِلِ خونیں رہا کردم — دلے می ریخت خون درراہ بدیں ہنجار می آورد
(۸) خوش آں وقت وخوش آں ساعت کہ آں زلفِ گرہ بندش — بدز دیدے چناں دلہا کہ خصم اقرار می آورد

حل لغات:

* جاناں۔محبوب * زنار۔جینو جسے ہندو گلے میں ڈالے رکھتے ہیں * شاخ صنوبر۔صنوبر (سرو جیسا ایک درخت) کی شاخ * بار۔پھل * بیم۔خوف * ہنجار۔طریق * ساعت۔گھڑی * خصم۔دشمن۔

ترجمہ:

(۵) محبوب کی بخشش سراسر لطف واحسان کے طریق پرتھی۔چاہے وہ تسبیح دیتا تھا چاہے زُنار پہناتا تھا۔یعنی پیرِ طریقت کسی بھی کام کرنے کا حکم دیتا تھا اُس میں اس کے لطف وکرم اور بخشش واحسان کی حکمت چھپی ہوتی تھی۔

(۶) میں نے اپنے سینے کے چمن سے صنوبر کی وہ شاخ اُکھاڑ ڈالی ہے کہ جو پھول بھی اُس کے غم کا اُسیر کھلتا تھا۔وہ رنج وغم کا ہی پھل دیتا تھا۔

(۷) اس کی آنکھوں کی لوٹ مار کے خوف سے میں نے اپنے خون شدہ دل کو چھوڑ دیا۔وگرنہ وہ راہ میں خون بہاتی تھیں اور اُسے اسی طریق پر لا رہی تھیں۔یعنی اس کی آنکھیں بڑی غارت گر اور خونریز ہیں۔

(۸) وہ وقت کیسا اچھا تھا اور وہ ساعت کیسی اچھی تھی کہ اس کی گھونگریالی زُلف اس طرح دِلوں کو چُراتی تھی۔کہ دشمن بھی اس کے قائل تھے۔یعنی محبوب کی زلف گرہ گیر دل چرانے میں ماہر تھی۔

(۹) بقولِ مطرب و ساقی بروں رفتم گہ و بیگہ — کزآں راہِ گراں قاصد خبر دشوار می آورد
(۱۰) عجب می داشتم دی شب زحافظ جام و پیمانہ — ولے منعش نمی کردم کہ صوفی وار می آورد

حل لغات:

* مطرب۔گویا * گہ وبیگہ۔وقتاً فوقتاً 'وقت بے وقت * عجب۔تعجب' حیرت۔ * دی شب: کل گزشتہ رات۔ * صوفی دار: صوفی کی طرح۔

ترجمہ:

(۹) میں ساقی اور مطرب کے کہنے کے مطابق وقت بے وقت باہر گیا (باہر نکلتا تھا) کیونکہ اس سخت ودشوار راستہ سے قاصد بڑی مشکل سے پیغام لاتا تھا۔

---

[1] بعض نسخوں میں شاخ کی جگہ مشکل ہے۔
[2] بعض نسخوں میں چشمش کی جگہ عشقش ہے۔

(۱۰) کل (گزشتہ) رات۔ میں حافظ کے پاس شراب کا پیالہ دیکھ کر تعجب میں پڑ گیا تھا لیکن میں اُسے منع نہیں کرتا تھا کیونکہ وہ اسے صوفی کی طرح لا رہا تھا۔

(نوٹ) بعض نسخوں میں شعر نمبر 2 شاملِ غزل نہیں ہے۔

----***----

غزل نمبر (۱۰۳)

(۱) صبا بہ تہنیتِ پیرِ مے فروش آمد — کہ موسم طرب وعیش و نازو نوش آمد
(۲) ہوا مسیح نفس گشت و باد نافہ کشا — درخت سبز شد و مرغ در خروش آمد
(۳) تنورِ لالہ چناں بر فروخت بادِ بہار — کہ غنچہ غرقِ عرق گشت و گُل بجوش آمد
(۴) بگوشِ ہوش زمن بشنو وبعشرت کوش — کہ ایں سخنِ سحر از ہاتفم بگوش آمد

حل لغات:

* تہنیت۔ مبارکباد * طرب وعیش۔ خوشی وعیش * مسیح نفس۔ دم عیسیٰ کی تاثیر * مرغ۔ پرندہ * خروش۔ شوروغل، پرندوں کا چہچہانا * تنورِ لالہ۔ لالہ کا تنور، سرخ ہونے کی وجہ سے اسے تنور کہا ہے * برفروخت۔ اس طرح بھڑکایا ہے * عرق۔ پسینہ * بگوشِ ہوش۔ ہوش کے کان میں * کوش۔ کوشش کر، ہاتفم * ہاتف، غیب کا فرشتہ۔

ترجمہ:

(۱) بادِ صبا شراب بیچنے والے بوڑھے کو مبارکباد دینے کے لیے آئی ہے کیونکہ خوشی وعیش اور نغمہ ومے نوشی کرنے کا موسم آ گیا ہے۔ یعنی بہار کا موسم آ گیا ہے اور بادِ صبا پیرِ مے فروش کو مبارکباد دینے کے لیے آئی ہے۔

(۲) ہوا بھی دم عیسیٰ کی تاخیر کی حامل ہوگئی ہے اور بادِ صبا نے مشکِ نافہ بکھیر دیا ہے۔ درخت سرسبز ہو گئے ہیں اور پرندے چہچہانے لگ پڑے ہیں۔

(۳) بہار کی ہوا نے گُل لالہ کے تنور کو اس طرح بھڑکایا (روشن کیا) ہے کہ غنچے کو پسینہ آ گیا ہے اور پھول جوش مارنے لگا ہے۔ گویا چاروں طرف اک آگ سی لگ گئی ہے یعنی بہار آ گئی ہے۔

(۴) تو ہوش کے کانوں سے میری نصیحت سن۔ اور عیش وعشرت میں مشغول ہو جا۔ کیونکہ میں نے یہ بات صبح کے وقت ہاتف کی زبان سے سنی ہے۔ یعنی یہ ہاتف نے مجھے خبر دی ہے کہ عیش وطرب میں مصروف ہو جا کیونکہ بہار کی آمد آمد ہے۔

(۵) زفکرِ تفرقہ باز آئی تا شوی مجموع! — بحکمِ آنکہ چو شد اہرمن سروش آمد
(۶) زمُرغِ صبح ندانم کہ سوسنِ آزاد — چہ گوش کرد کہ با دہ زباں خموش آمد

(۷) چہ جائے صحبتِ نامحرم ست مجلس اُنس | سرِ پیالہ بپوشاں کہ خرقہ پوش آمد
(۸) بگویمیت سخنِ خوش بیا د بادہ بنوش | کہ زاہد از برِ ما رفت وبادہ نوش آمد
(۹) زخانقاہ بمیخانہ می رود حافظؔ! | مگر زمستیءِ زہد و ریا بہوش آمد

حل لغات:

* تفرقہ۔فرقہ بازی * مجموع۔جمع' اکٹھے' دل جمعی' اطمینان * اہرمن۔شیطان * سروش۔فرشتہ' فرشتہ رحمت * سوسن۔پھول جس کی پتیاں زبان کی طرح ہوتی ہیں * مجلس اُنس۔عشق ومحبت کی محفل * خرقہ پوش۔گدڑی پہنے ہوئے * سخنِ خوش۔خوشی کی بات' اچھی بات * ریا۔دکھاوا' ریا کاری۔

ترجمہ:

(۵) فرقے بازی کی فکر سے تو باز آجا تا کہ تجھے اطمینان نصیب ہوجائے۔اس لیے کہ جب شیطان نکل جائے تو پھر فرشتہ داخل ہوجاتا ہے۔یعنی ماسوا اللہ کے مشغول ہونا پریشانی وگمراہی میں پھنسنا ہے۔

(۶) مجھے کچھ پتہ نہیں ہے کہ آزادسوسن نے سحری کے پرندے کی زبان سے کیا سن لیا ہے کہ وہ دس زبانیں رکھتے ہوئے بھی خاموش ہے۔اس کے منہ پر چپ لگ گئی ہے۔

(۷) بھلاعشق ومحبت کی محفل میں نامحرم کا کیا کام ہے؟ یعنی کوئی جگہ نہیں ہے۔تم شراب کے پیالے کوڈھانپ دو کہ وہ صوفی گدڑی پہنے آگیا ہے۔

(۸) میں تجھ سے ایک اچھی بات کہتا ہوں وہ یہ کہ تو آ اور شراب پی کیونکہ زاہد ہمارے پہلو سے اُٹھ گیا ہے اور شراب پینے والا (محبوب) آگیا ہے۔یعنی ہمارے ہاں سے جو زاہد ہوگیا وہ شراب نوش ہوکر لوٹا ہے۔

(۹) حافظؔ خانقاہ سے میخانے کی طرف جارہا ہے۔شاید اُسے زہد وریا کے نشہ سے ہوش آگیا ہے۔یعنی اس کا زہد وریا کا نشہ اُتر گیا ہے اوراُسے ہوش آچکا ہے۔

----***----

غزل نمبر (۱۰۴)

(۱) طائرِ دولت اگر باز گزارے بکند | یار باز آید و باوصل قرارے بکند
(۲) دیدہ را دستگہ دُرّ و گہر گرچہ نماند | بخورد خُونے و تدبیرِ نثارے بکند
(۳) شہر خالیست زعشاق مگر کز طرفے | مردے ازغیب بروں آیدو کارے بکند

(۴) کس نیارد برِ او دَم زدن[۱] ازقصہء ما   مگرش بادِ صبا گوش گزارے بکند

حل لغات:

* طائرِ دولت۔خوش نصیبی کا پرندہ * دستگہ۔طاقت * کزطرفے۔کس طرف سے * دم زدن۔دم مارنا۔

ترجمہ:

(۱) اگر خوش نصیبی کا پرندہ پھر سے ادھر گزر کرے تو محبوب پھر سے آجائے اور وصل کا اقرار کرے۔یعنی اگر میرے نصیب میری مدد کریں تو محبوب آجائے اور میرے ساتھ وصل کا اقرار کرے۔

(۲) اگر چہ میری آنکھوں میں گوہر و موتی پیدا کرنے کی طاقت باقی نہیں رہی لیکن پھر بھی وہ خونِ جگر پی کر کوئی نہ کوئی چیز نچھاور کرنے کی تدبیر نکال ہی لیں گی۔یعنی اگر چہ محبوب کے ہجر میں رو رو کر میری آنکھوں سے میرے آنسوؤں کے موتی ختم ہو چکے ہیں لیکن اگر وہ (محبوب) آجائے تو میرا خونِ جگر پئیں اور انہیں برسائیں۔

(۳) سارا شہر عاشقوں سے خالی پڑا ہے شاید کسی نہ کسی طرف سے کوئی نہ کوئی مرد اچانک اس طرف آجائے اور وہ کام کر ڈالے۔یعنی کوئی نہ کوئی تو عاشق (مردِ حق) ضرور آئے گا جو یہ کارنامہ سرانجام دے گا۔

(۴) کوئی بھی شخص ہماری داستان کو اس کے سامنے بیان نہیں کرسکتا۔شاید بادِ صبا ہی کچھ نہ کچھ اُس کے کان تک پہنچا دے۔یعنی بادِ صبا ہی اس (محبوب) تک رسائی حاصل کرسکتی ہے۔

(۵) دادہ اَم بازِ نظررا بہ تذروئے پرواز   باز خواند مگرش بخت[۲] وشکارے بکند
(۶) کو کریے کہ ز بزم طربش غمزدہَ   جُرعہء درکشد و دفعِ خمارے بکند
(۷) یا وفا یا خبر وصلِ تو یا مرگِ رقیب   بازیٔ چرخ[۳] ازیں یک دوسہ کارے بکند
(۸) دوش گفتم بکند لعلِ لبش چارہَ دِل[۴]   ہاتفِ غیب ندا داد کہ آرے بکند
(۹) حافظاؔ گر نروی از درِ او ہم روزے   گزرے برسرت ازگوشہ کنارے بکند

حل لغات:

* تذرو۔چکور'جو ایک خوش رفتار جنگلی پرندہ ہے * کوکریے۔کہاں ہے سخی * جُرعہ۔گھونٹ * بازیٔ چرخ۔آسمان کی حیلہ بازی' گردشِ فلک * دوش۔کل رات * ہاتف۔غیب کا فرشتہ * روزے۔ایک روز * گوشہ۔کونہ' کنارہ' کنارے * کنار۔آغوش' ہم کنار ہونا' ہم آغوش ہونا۔

---

[۱] بعض نسخوں میں زدن کی جگہ زند ہے۔
[۲] بعض نسخوں میں بخت کی جگہ نقش ہے۔
[۳] بعض نسخوں میں بازیٔ چرخ کی جگہ "بود آیا کہ فلک" ہے۔
[۴] بعض نسخوں میں دل کی جگہ من ہے

ترجمہ:

(۵) میں نے نظر کے شہباز کو ایک چکور کے تعاقب میں چھوڑا ہے (اڑایا ہے) شاید قسمت اس کو باز کے نام سے پکارے اور وہ شکار کر لے۔یعنی شاید وہ محبوب رام ہو جائے۔

(۶) ایسا سخی کہاں ہے؟ کہ جس کی نشاط و خوشی کی بزم سے کوئی غم کا مارا ایک گھونٹ (شراب) پی کر اپنا خمار رفع کر لے۔یعنی ایسے کریم ساقی کی طلب ہے کہ جس کی بزم طرب سے ایک گھونٹ شراب پی کر اعضا شکنی کے درد کو دُور کر لیا جائے۔

(۷) یا تو تیری جانب سے وفا کا اظہار ہو یا پھر تیرے وصل کی خوشخبری ملے اور یا پھر رقیب کے مرنے کی خبر سنائی دے۔اے کاش! آسمان کی گردش (حیلہ بازی) ان تینوں کاموں میں سے ایک ہی کر دے۔

(۸) کل رات میں نے کہا کہ اس کے سرخ ہونٹ دل کا علاج کریں گے۔آسمان سے ہاتف نے آواز دی کہ ہاں ضرور کریں گے۔کیونکہ عاشق کا علاج محبوب کے سرخ لبوں کا بوسہ ہے۔

(۹) اے حافظ! تو اگر اس کے دروازے سے کہیں اور نہ جائے گا تو وہ (محبوب) ایک روز کسی گوشے سے تیرے پاس ضرور بالضرور چلا آئے گا۔تجھ سے ہمکنار ہو جائے گا۔

غزل نمبر (۱۰۵)

(۱) عکس روئے تو چو در آئینہ جام افتاد — عارف[1] از پر توِ مے در طمعِ خام افتاد

(۲) جلوهٔ کرد رخش روزِ ازل زیرِ نقاب — عکسے از پر توِ آں بر رُخِ افہام افتاد

(۳) ایں ہمہ عکسِ مَے و نقشِ مخالف[2] کہ نمود — یک فروغِ رُخِ ساقیست کہ در جام افتاد

(۴) غیرتِ عشق زبانِ ہمہ خاصاں ببرید — از کجا سرِّ غمش در دہنِ عام افتاد

حل لغات:

☆ عکس روئے تو۔تیرے چہرے کا عکس ☆ عارف۔خداشناس ☆ روزِ ازل۔شروع سے۔الست کے روز سے ☆ فروغ۔روشنی' جلوہ ☆ دہن۔منہ۔

ترجمہ:

(۱) تیرے چہرے کا عکس جب جام کے شیشے میں پڑا تو عارف (خداشناس) شراب کے عکس (جلوے) سے خام طمع میں مبتلا ہو گیا۔یعنی جب آئینہ دِل پر تیرے جمال نے تجلی دکھائی تو عارف شرابِ عرفان کے عکس ہی سے اس کا متمنی ہو گیا۔

---

[1] بعض نسخوں میں عارف کی جگہ عاشق ہے۔

[2] بعض نسخوں میں مخالف کی جگہ نگارین ہے۔

(۲) روزِ ازل اس کے چہرے نے زیرِ نقاب اپنا جلوہ دکھایا تو اس کے پرتو کی ایک جھلک عقل کے چہرے پر پڑ گئی۔ یعنی ازل سے ہی ہم اس محبوبِ حقیقی کے جمال کے شیدا و دیوانے ہیں۔

(۳) شراب کا یہ سارا عکس اور طرح طرح کے نقش جو ظاہر ہوئے ہیں۔ یہ سب کچھ ساقی کے ہی چہرے کا ایک جلوہ ہے جو کہ پیالے میں پڑ رہا ہے۔ یعنی محبوبِ حقیقی کے جمال کا نور ہی کائنات کی ہر چیز میں جھلک دکھا رہا ہے۔

(۴) عشق کی غیرت نے محبوب کے تمام خاص مصاحبوں کی زبان کاٹ لی ہے۔ حیرانی تو یہ ہے کہ غم کا راز جو کہ پوشیدہ تھا عوام الناس کی زبان پر کیسے آ گیا ہے؟ یعنی عشق کی غیرت نے تمام خاصانِ خدا کی زبانوں کو خاموش کرا دیا ہے۔ اور ہر کوئی اس کے حسن کے نظارے میں اس طرح محو ہو گیا ہے کہ اُسے بولنے کی فرصت ہی نہیں ہے۔ خیر حیرت تو اس بات کی ہے کہ لوگوں کو اس کے عشق کی کیسے خبر ہو گئی۔ ایسا ہی ان کا ایک اور شعر بھی ہے:

سرِّ خدا کہ عارف سا لک بکس نگفت
در خیر تم کہ بادہ فروش از کجا شنید

(۵) ہر دمش با منِ دل سوختہ لُطفِ دگرست — ایں گدا بیں کہ چہ شائستہ انعام افتاد
(۶) پاک بیں از نظرِ پاک بمقصود رسید! — احول از چشمِ دوبیں در طمعِ خام افتاد
(۷) زیرِ شمشیرِ غمش رقص کناں باید رفت — کانکہ شد کشتۂ او نیک سر انجام افتاد
(۸) درخمِ زلفِ تو آویخت دل از چاہِ زنخ — آہ کز چاہ بروں آمد و در دام افتاد

حل لغات:

* سوختہ۔ جلا ہوا * احول۔ بھینگا * رقص کناں۔ ناچتے ہوئے * خم۔ بَل۔ پیچ * چاہِ زنخ۔ چاہ زنخداں، تھوڑی میں ہلکا سا گڑھا۔ کنواں جو کسی بھی حسین چہرے کے حسن میں اضافے کا باعث بنتا ہے۔

ترجمہ:

(۵) ہر پل مجھ دل جلے پر اس کی ایک نئی مہربانی ہے۔ اس فقیر کو دیکھو! کہ یہ کیسے انعام کے قابل ہو گیا ہے۔ کیسے انعام کے لائق بن گیا ہے۔

(۶) پاک نظر سے دیکھنے والا پاک نگاہی کی بدولت اپنے مقصود تک پہنچ گیا ہے۔ بھینگا' ایک چیز کو دو دیکھنے والی آنکھ کے سبب طمع خام میں مبتلا ہو گیا ہے۔

(۷) اس کی شمشیرِ غم کے نیچے ناچتے ہوئے جانا چاہیے کیونکہ جو اس کے ہاتھوں سے مارا گیا اس کا انجام اچھا ہوا۔ مطلب یہ کہ کشتہ محبوب ہی اصل میں محبوب کے قرب کا اہل ہے۔

(۸) یہ دل چاہِ زنخداں سے نکل کر تیری زلف کے پیچ میں لٹک گیا ہے۔ افسوس کہ یہ کنوئیں سے نکل کر جال میں جا پھنسا۔ یعنی دل

محبوب کی تھوڑی پر فریفتہ ہوا اور پھر اس کی زلفوں کا اسیر ہو کر رہ گیا۔

(۹) آں شدا اے خواجہ کہ در صومعہ بازم بینی [۱] — کارِ ما با رُخِ ساقی ولبِ جام افتاد
(۱۰) من زمسجد بخرابات نہ خود افتادم — اینم از روزِ [۲] ازل حاصلِ فرجام افتاد
(۱۱) چہ کند کز پئے دوران نرود چوں پرگار — ہر کہ در دائرۂ گردشِ ایام افتاد
(۱۲) صوفیاں جُملہ حریفند و نظر باز ولے — زیں میان حافظِ دِل سوختہ بدنام افتاد

حل لغات:

* صومعہ۔ خانقاہ، عبادت خانہ * خرابات۔ شراب خانہ * فرجام، انجام، انتہا، آخر * پرگار۔ پرکار * صوفیاں۔ صوفی کی جمع * حریفند۔ حریف، ساتھی، مدِّ مقابل، دوست * نظر باز۔ دیکھنے کا مزہ اٹھانے والا۔

ترجمہ:

(۹) وہ وقت گیا اے خواجہ! کہ تو پھر مجھے خانقاہ میں دیکھے کیونکہ ساقی کے چہرے اور جام کے لبوں سے میرا واسطہ پڑ گیا ہے۔ یعنی وہ دن گئے کہ جب ہم عبادت خانے میں ہی رہتے تھے۔ اب تو ہمارا واسطہ ساقی اور جام سے پڑ چکا ہے ہم اب رندِ خرابات بن چکے ہیں۔

(۱۰) میں مسجد سے نکل کر میخانے میں خود بخود نہیں آ پڑا۔ بلکہ ازل سے ہی میرے انجام کا یہ حاصل لکھ دیا گیا ہے۔ یعنی روز ازل سے ہی ہم رند و شراب نوش ہیں اور اسی طرح رہیں گے۔

(۱۱) پرکار کی طرح وہ اگر زمانے کے پیچھے پیچھے چکر نہ لگائے تو کیا کرے؟ جو کوئی بھی گردش ایام کے دائرہ میں پڑا ہوا ہے۔ یعنی گردشِ ایام میں جو پھنس جاتا ہے وہ زمانے کے پیچھے پیچھے بھاگتا ہے، چکر لگاتا ہے۔

(۱۲) سارے صوفی ایک دوسرے کے حریف اور نظر باز ہیں لیکن ان کے درمیان صرف ایک دِل جلا حافظ ہی ایسا ہے جو کہ بُری طرح بدنام ہو چکا ہے۔ یعنی بڑے بڑے پارسا و صوفی دید باز اور نظر باز ہیں (محبوب کے جلوے کی دید کا مزا اٹھانے والے ہیں) اور انہیں کوئی کچھ نہیں کہتا اور ایک حافظ ہی ہے جو کہ اس معاملے میں بدنام ہو گیا ہے۔

(نوٹ) بعض نسخوں میں شعر نمبر 2, 6 شامل غزل نہیں ہیں اور بعض میں یہ دو شعر ہیں:

حسنِ روئے تو بیک جلوہ کہ در آئینہ کرد — ایں ہمہ نقش در آئینۂ اوہام افتاد
من کہ در زمرۂ عشان برندی علَم — طبلِ پنہاں چہ زنم طشتِ من از بام افتاد

----***----

[۱] بعض نسخوں میں بینی کی جگہ یابی ہے۔ [۲] بعض نسخوں میں روز کی جگہ عہد ہے۔

غزل نمبر (۱۰۶)

(۱) عشقت نہ سرسریست کہ از سر بدر شود　　مہرت نہ عارضیست کہ جائے دِگر شود
(۲) عشقِ تو در وجودم و مہر تو در دِلم　　با شیر در دروں شد و باجاں بدر شود
(۳) دردیست دردِ عشق کہ اندر علاجِ او　　ہر چند سعئ بیش نمائی بتر شود
(۴) اوّل منم یکے کہ دریں شہر ہر شبے　　فریادِ من بگنبدِ افلاک برشود

حل لغات:

* نہ سرسریست۔سرسری نہیں ہے * مہرت نہ عارضیت۔تیری محبت عارضی نہیں ہے * مہر۔محبت * شیر۔دودھ * سعی۔کوشش * گنبد افلاک۔آسمان کا گنبد یعنی آسمان۔

ترجمہ:

(۱) تیرا عشق سرسری نہیں ہے کہ سر سے باہر نکل جائے۔تیری محبت عارضی نہیں ہے کہ کسی اور جگہ چلی جائے۔یعنی تیرا عشق دائمی ہے اور تیری محبت ازل سے تا ابد قائم ودائم رہے گی۔

(۲) تیرا عشق میرے وجود میں اور تیری محبت میرے دل میں ہے۔اور یہ دونوں چیزیں ماں کے دودھ کے ساتھ میرے اندر داخل ہوئیں تھیں اور جان کے ساتھ باہر نکلیں گی۔

(۳) دردِ عشق ایک ایسا درد ہے کہ اس کے علاج ومعالجے میں تو جس قدر بھی کوشش کرے گا یہ درد (مرض) اُسی قدر بڑھتا ہی چلا جائے گا۔بقول شاعر:

مریض عشق پہ رحمت خدا کی　　مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی

(۴) اس شہر میں میں پہلا شخص ہوں کہ ہر رات میری فریاد آسمانوں سے بھی پرے (اوپر) جاتی ہے۔یعنی میری آہِ نیم شبی عرش تک کو ہلا کر رکھ دیتی ہے۔اور یہ شرف صرف مجھ کو حاصل ہے۔

(۵) وزانکہ من سرشک فشانم بزندہ رُود　　کشتِ عراق جُملہ بیکبار ترشود
(۶) دی درمیانِ زلف بدیدم رُخِ نگار　　برہیئتے کہ ابر محیطِ قمر شود
(۷) گفتم کہ ابتدا کنم از بوسہ گفت نے　　بگزار تاکہ ماہ ز عقرب بدر شود
(۸) اے دِل بیادِ لعلش اگر بادہ می خوری　　مگزار ہاں کہ مدعیاں را خبر شود

(۹) حافظ سر از لحد بدر آرد بپائے بوس　　گر خاکِ او بپائے شما پے سپر شود

حل لغات:

* سرشک۔آنسو * زندہ رود۔ندی اصفہان کی مشہور نہر * کشت۔کھیتی * عراق۔عراق سے مراد عراق عجم ہے * نگار۔محبوب * دی۔کل رات * ابرِ محیط قمر۔چاند کے گرد گھیرا ڈالے رہو * عقرب۔آسمانی برج کا نام * مدعیاں۔مدعی کی جمع دعویٰ کرنے والے دشمن * لحد قبر' قبر کی سامی۔

ترجمہ:

(۵) میں زندہ رود (نہر) پر اس لیے اپنے آنسو بہاتا ہوں تاکہ عراق کی ساری کھیتی ایک دم تروتازہ ہوجائے۔یعنی اس نہر کے پانی سے مل کر میرے آنسو ایک سیلاب کی صورت اختیار کرلیں اور عراق کے سارے کھیت سیراب ہوجائیں۔(عاشق کی بسیار گریہ وزاری کی طرف اشارہ ہے)

(۶) میں نے کل رات اپنے محبوب کا چہرہ اس کی زلفوں کے درمیان کچھ اس طور پر دیکھا کہ جیسے چاند بادلوں میں گھرا ہوا ہو۔یعنی محبوب کا چہرہ اس کی زلفوں کے درمیان ایسے دیکھائی دیا کہ جیسے چاند بادلوں کے بیچ گھرا ہوا ہو۔

(۷) میں نے اپنے محبوب سے کہا کہ میں بوسہ سے ابتدا کرتا ہوں تو اُس (محبوب) نے کہا کہ نہیں۔ٹھہر جا کہ چاند کو بُرج عقرب سے نکل آنے دے۔یعنی جب تک رخسار سے زلف ہٹا نہ لی جائے بوسہ نہیں لیا جاسکتا۔

(۸) اے دِل اگر تو اس (محبوب) کے سرخ لبوں کی یاد میں شراب پیتا ہے تو خبردار! مدعیوں کو اس بات کا پتہ نہیں چلنا چاہیے۔ انہیں قطعاً خبر نہیں ہونی چاہیے۔

(۹) حافظ تیرے پاؤں پر بوسہ دینے کے لیے اپنے سر کو قبر سے باہر نکال لے گا۔اگر اس کی خاک تمہارے پاؤں سے پامال ہوگی تو یعنی تمہارے پاؤں سے روندی جائے۔تو تمہارے پاؤں چوم لوں گا۔

(نوٹ) بعض نسخوں میں یہ غزل شامل نہیں ہے۔

----***----

غزل نمبر (۱۰۷)

(۱) غلامِ نرگسِ مستِ تو تاجدارانند　　خرابِ بادۂ لعلِ تو ہوشیارانند

(۲) ترا صبا و مرا آبِ دیدہ شد غماز　　وگرنہ عاشق ومعشوق رازدارانند

(۳) بزیرِ زلفِ دوتا چوں گزر کنی بنگر　　کہ از یمن و یسارت چہ بیقرارانند[۱]

[۱] بعض نسخوں میں اس کا قافیہ سوگوارانند ہے اور مابعد کے شعر کا قافیہ بیقرارانند ہے۔

(۴) گزار کن چوصبا بر بنفشہ زار و بیں — کہ از تطاولِ زلفت چہ سوگوارنند

حل لغات:

* نرگس۔پھول جو آنکھ سے مشابہ ہوتا ہے‘ مراد آنکھ * تاجدارانند۔تاجدار کی جمع بادشاہ * لعل۔مراد سرخ مراہونٹ * آب دیدہ۔آنکھ کا پانی‘ آنسو * غماز۔چغل خور * زلفِ دوتا: دوہری لٹ،ایک لٹ دائیں شانے پر اور ایک بائیں شانے پر۔ * یمین: دائیں۔ * یسار: بائیں۔ * بنفشہ: ایک خوشبودار گھاس جسے زلف سے تشبیہ دی جاتی ہے، دوائیوں کے کام بھی آتی ہے۔ * تطاول: دست دارزی (ظلم)

ترجمہ:

(۱) بادشاہ تیری مست آنکھوں کے غلام ہیں اور تیرے سُرخ ہونٹوں کے عشق نے عقلمندوں کو دیوانہ کر کے رکھ دیا ہے۔یعنی وہ تیرے سرخ لبوں کی شراب سے مست وخراب ہو چکے ہیں۔

(۲) بادِ صبا نے تیرے متعلق اور آنکھ کے آنسوؤں نے میرے متعلق چغلی کھائی۔ وُرنہ عاشق اور معشوق تو ایک دوسرے کے راز دار ہوتے ہیں۔یعنی صبا تیری زلفوں سے خوشبو اڑا لائی ہے جو اِدھراُدھر پھیل گئی ہے اور اس سے تیرا معشوقانہ پن مشہور ہو گیا ہے۔اور میرے آنسو مجھے رسوا کر رہے ہیں جو میں تیری یاد میں بہاتا ہوں۔اس طرح صبا تیرے لیے اور میرے آنسو میرے لیے دونوں چغلخور ثابت ہوئے جنہوں نے ہمیں مشہور ورسوا کر دیا۔

(۳) جب تو کہیں پرے گزرتا ہے تو تو اپنی زلفِ دوتا کو اٹھا کر دیکھ کہ دائیں اور بائیں تیری زلف کے نیچے کتنے لوگ بیقرار ہیں، تڑپ رہے ہیں۔یعنی زلفِ محبوب میں بے شمار عاشق پھنسے ہوئے ہیں۔

(۴) تو صبا کی طرح بنفشے کے کھیت پر سے گزر اور دیکھ کہ تیری زلفوں کے ظلم وستم (دست درازی) سے کتنے لوگ ہیں جو کہ سوگوار ہیں۔غمگین وحزین ہیں۔

(۵) رقیب در گزر و بیش ازیں مکن نخوت — کہ ساکنانِ درِ دوست خاکسارانند

(۶) نصیبِ ماست بہشت اے خدا شناس برو‘ — کہ مستحقِ کرامت گناہگارانند

(۷) نہ من برآں گُلِ عارض غزل سرایم وبس — کہ عندلیبِ تو از ہر طرف ہزارانند

(۸) تو دستگیر شو اے خضر[1] پے خجستہ کہ من — پیادہ میروم و ہمرہاں سوارانند

حل لغات:

* نخوت۔غرور * نصیب۔حصہ‘ بخرہ * خدا شناس۔خدا کو پہچاننے والے مراد واعظ * گُلِ عارض۔رخسار کے پھول * عندلیب۔بُلبُل * دستگیر شو۔مدد کر‘ مرا ہاتھ پکڑ * اے خضر پے خجستہ۔اے مبارک قدم خضر۔

---

[1] بعض نسخوں میں خضر کی جگہ پیک ہے۔

ترجمہ:

(۵) اے رقیب! بس بس تو اس سے زیادہ غرور مت کر کیونکہ دوست (محبوب) کے دروازے پر رہنے والے خاکسار ہوتے ہیں۔ یعنی محبوبِ حقیقی کی درگاہ میں انہی لوگوں کو رسائی حاصل ہوتی ہے جو عاجز اور خاکسار ہوتے ہیں۔ مغرور لوگ اس کی درگاہ میں مقبول نہیں ہوتے۔

(۶) اے خداشناس (واعظ) جا بہشت ہمارا حصہ (نصیب) ہے کیونکہ بخشش کے حقدار تو صرف گناہگار ہی ہوتے ہیں۔ یعنی: اگر گناہگار نہ ہوں گے تو اس کی بخشش کس کام آئے گی؟

(۷) صرف اک میں (اکیلا) ہی تیرے پھول جیسے رخساروں پر غزل نہیں گاتا (کہتا) بلکہ ہر طرف ہزاروں کی تعداد میں تیرے عاشق تیرے گیت گا رہے ہیں۔ یعنی میں ہی تیرے عشق میں نغمہ سرا نہیں بلکہ دنیا میں ہزاروں عاشق تیری محبت کے گیت گا رہے ہیں۔

(۸) اے مبارک قدم خضر! تو میری مدد کر (دستگیری کر) کیونکہ میں پا پیادہ جا رہا ہوں اور میرے تمام ساتھی سوار ہیں۔ یعنی میں مسکین و عاجز اور گناہگار ہوں جبکہ میرے ساتھی نیک پارسا و پرہیزگار ہیں۔

(۹) بیا بمیکدہ وچہرہ ارغوانی کن — مرو بصومعہ کآنجا سیاہکارانند

(۱۰) خلاص حافظ ازاں زلفِ تابدار مباد — کہ بستگانِ کمندِ تو رستگارانند

حل لغات:

* ارغوانی کن: سرخ کرلے۔ * صومعہ: عبادت گاہ، خانقاہ۔ * خلاص: رہائی۔ * زلفِ تابدار: پیچدار زلف۔ * مباد۔ نہ ہو، نہ رہے۔ * رستگار: آزاد۔

(۹) تو میخانے میں آ اور اپنے چہرے کو ارغوانی شراب سے ارغوانی رنگ کا کرلے (سرخ کرلے) خانقاہ میں تم ہرگز نہ جانا کیونکہ وہاں تو سبھی سیاہ کار ہیں۔ گناہگار لوگ ہیں۔

(۱۰) خدا کرے کہ حافظ کو اے محبوب تیری اس پیچ دار زلفوں سے کبھی رہائی نہ مل سکے کیونکہ تیری زلفوں کے قیدی ہی اصل میں آزاد لوگ ہیں۔ یعنی جو تیری زلف کے اسیر ہو جاتے ہیں حقیقت میں آزاد ہو جاتے ہیں۔

(نوٹ) بعض نسخوں میں شعر نمبر 5 شاملِ غزل نہیں ہے۔

----***----

غزل نمبر (۱۰۸)

(۱) قتلِ ایں خستہ بشمشیرِ تو تقدیر نبود | ورنہ ہیچ از دلِ بیرحمِ تو تقصیر نبود
(۲) یارب آئینۂ حُسنِ[1] تو چہ جوہر دارد | کہ درو آہِ مرا قوّتِ تاثیر نبود
(۳) سر ز حیرت بدرِ میکدہ ہا برکردم | چوں شناسائے تودر صُومعہ یک پیر نبود
(۴) منِ دیوانہ چو زلفِ تو رہا می کردم | ہیچ لائق ترم از حلقہءِ زنجیر نبود

حل لغات:

٭ خستہ۔مجروح، زخمی، خراب ٭ تقصیر۔کوتاہی، کسر ٭ قوتِ تاثیر۔اثر کرنے کی طاقت ٭ صومعہ۔خانقاہ، عبادت خانہ ٭ حلقۂ زنجیر۔زنجیر کا گھیرا۔

ترجمہ:

(۱) تیری تلوار سے قتل ہونا اُس زخمی کے نصیب میں ہی نہیں لکھا تھا ورنہ تیرے بے رحم دل نے تو کوئی کسر نہ چھوڑی تھی۔یعنی میری قسمت میں ہی نہیں تھا کہ میں تیرے جور و ظلم کی تلوار سے قتل ہوں ورنہ تو نے تو بے رحمی کی کوئی کسر اٹھا نہ رکھی تھی۔

(۲) اے میرے اللہ! میں حیران ہوں کہ تیرے حسن و جمال کے شیشے میں کونسا جوہر ہے کہ میری آہ میں اتنی طاقت نہیں کہ اس پر اثر کر سکے؟ یعنی میری آہ بے اثر ہو کر رہ گئی ہے۔

(۳) میں نے حیرت میں میکدے کے دروازے پر اپنا سر رکھ دیا کیونکہ خانقاہ میں مجھے ایک بھی پیر مجھے پہچاننے والا نہ ملا تھا۔یعنی خانقاہ میں تو مکر و ریا کے اہل لوگ ہوا کرتے ہیں جبکہ میخانے میں رند و حق شناس لوگ ہوتے ہیں۔

(۴) تیری زلفوں سے مجھ دیوانے کو رہائی دے دی گئی حالانکہ تیری زلفوں کی زنجیر سے زیادہ بہتر اور کوئی چیز میرے لیے نہ تھی۔یعنی ایک عاشق و دیوانے کا حلقۂ زلف سے بہتر کوئی ٹھکانہ نہیں۔

(۵) نازنین تر ز قدت در چمنِ حُسن[2] نزست | خوشتر از نقشِ تو در عالم تصویر نبود
(۶) تامگر ہمچو صبا باز بزلفِ[3] تو رسم | حاصلم[4] دوش بجُز نالہءِ شبگیر نبود
(۷) آں کشیدم ز تو اے آتشِ ہجراں کہ چو شمع | جُز فنائے خودم ازدستِ تو تدبیر نبود
(۸) آیتے بُد ز عذاب اندُہِ حافظ بے تو | کہ بر ہیچکسش حاجتِ تفسیر نبود

[1] بعض نسخوں میں "یارب ایں آئینہ حسن" ہے۔
[2] بعض نسخوں میں حسن کی جگہ ناز ہے۔
[3] بعض نسخوں میں بزلف تو کی جگہ بکوئے تو ہے۔
[4] بعض نسخوں میں حاصلم کی جگہ کارمن ہے۔

حل لغات:

٭ نازنین۔خوبصورت ٭ نرست۔نہیں پیدا ہوا ٭ خوشتر۔اچھا' خوب ٭ دوش۔کل رات ٭ نالہء شبگیر۔آخر رات کو اُٹھ کر رونا ٭ آتش ہجراں۔جدائی کی آگ ٭ آیتے:ایک ایسی آیت۔ ٭ بد:بودد، کا مخفف تھا۔

ترجمہ:

(۵) حسن کے چمن میں تیرے قد و قامت سے زیادہ خوبصورت کوئی شے پیدا ہی نہیں ہوئی اور تصویروں کی دنیا میں تیری تصویر سے بڑھ کر کوئی تصویر بنی ہی نہیں ہے۔

(٦) اس اُمید پر کہ شاید میں بادِ صبا کی طرح پھر تیری زلف تک رسائی حاصل کرلوں، کل رات مجھے نالۂ شبگیر کے سوا کوئی دوسرا شغل نہ تھا۔یعنی میرا خیال تھا کہ مجھے تیرا وصل نصیب ہو جائے گا لیکن سوائے نالہ شبگیر کے کچھ حاصل نہ ہوا۔

(۷) اے جدائی کی آگ کی شمع! میں نے تجھ سے بڑے رنج وغم اٹھائے ہیں۔کہ شمع کی طرح تیرے ہاتھ سے رہا ہونے کی اس کے سوا اور کوئی تدبیر نہ تھی کہ میں خود کو فنا کر ڈالوں۔

(۸) تیرے بغیر حافظ کا درد وغم عذاب کی ایک ایسی آیت تھا کہ کسی کے لیے بھی اس کی تفسیر کی کوئی ضرورت نہ تھی۔کسی کے پاس اس کی تفسیر کرنے کی ضرورت ہی نہ تھی۔یعنی اے محبوب تو ہی اس کی تفسیر بیان کرسکتا تھا اور کسی کو اس کی کچھ خبر نہ تھی۔

-----٭٭٭-----

غزل نمبر(۱۰۹)

(۱) گر مے فروش حاجتِ رنداں روا کند — ایزد گنہ ببخشد و دفعِ بلا کند

(۲) در کارخانہء کہ رہِ علم و عقل[1] نیست — وہم ضعیف ، رائے فضولی چرا کند

(۳) مطرب بساز عود کہ کس بے اجل نمرد — واں کو نہ ایں ترانہ سراید خطا کند

(۴) گر رنج پیشت آید و گر راحت اے حکیم — نسبت مکن بغیر کہ اینہا خدا کند

حل لغات:

٭ روا کند۔ضرورت پوری کرے ٭ ایزد۔اللہ تعالیٰ ٭ رائے فضولی۔بیہودہ رائے ٭ مطرب۔گویّا ٭ عود۔ایک ساز کا نام' رباب ٭ ترانہ۔راگ' گانا ٭ خطا: غلطی، قصور، گناہ۔ ٭ رنج: غصہ، غم۔ ٭ راحت: خوشی۔ ٭ حکیم: دانا۔

[1] بعض نسخوں میں عقل کی جگہ فضل اور وہم کی جگہ فہم ہے۔

ترجمہ:

(۱) اگر شراب بیچنے والا رندوں کی حاجت روائی کرے گا تو اللہ تعالیٰ اس کے گناہوں کو بخش دے گا اور اس کی بلاؤں کو دفع کر دے گا۔یعنی اگر وہ ہم رندوں کو شراب دے گا۔تو اس کے بدلہ میں اللہ تعالیٰ اس کے گناہ بخش دیں گے اور اس کی مصیبتوں اور بلاؤں کو دور کر دیں گے۔

(۲) جس کارخانے میں علم وعقل کو بھی کوئی راستہ نہیں ملتا۔(یعنی دخل حاصل نہ ہو) وہاں پر کمزور خیال (کم عقل) اور بیہودہ رائے کا اظہار کیوں کرتا ہے۔یعنی جہاں پر علم وعقل کی کوئی قدر نہ ہو کوئی بس نہ چلے وہاں پر کم عقلی اور فضولی قسم کی رائے کے اظہار کا کچھ کام نہیں ہے۔

(۳) اے مطرب! تو رباب بجا کر گانا سنا کہ کوئی بھی بے موت نہیں مرا۔اور جو کوئی بھی یہ نغمہ نہیں گا تا وہ سخت غلطی پر ہے، غلطی کرتا ہے۔یعنی تو یہ گیت سنا کہ کوئی بے موت نہیں مرتا اور زندگی کو غنیمت سمجھ کر انتہائی کوشش سے کام لیتے ہوئے زندگی کا اصل مقصد حاصل کرنا چاہیے۔اور موت کا تصور تک ذہن بھی نہیں لانا چاہیے۔

(۴) اے حکیم! اے دانا! اگر تجھے غم سے پالا پڑے اور اگر خوشی میسر آئے تو تو کسی بھی حالت کو غیر سے منسوب مت کر کیونکہ یہ سب کچھ خدا کی ہی طرف سے ہے اور وہی سب کچھ کرتا ہے۔

(۵) مارا کہ دردِ عشق و بلائے خمار ہست[1] ... یا وصلِ دوست یا مئےِ صافی دوا کند

(۶) حقا کہ در زماں[2] برسد مژدۂ امان ... گر سالکے بعہدِ امانت وفا کند

(۷) ساقی بجامِ عدل بدہ بادہ تا گدا ... غیرت نیاورد کہ جہاں پُر بلا کند

(۸) جاں رفت درسرِ مے وحافظ زغصہ[3] سوخت ... عیسیٰ دمے کجاست کہ احیائے ما کند

حل لغات:

* بلائے خمار۔خمار کی تکلیف * مئے صافی۔صاف وخالص شراب * حقا۔حق یہ ہے سچ یہ ہے، خدا کی قسم * مژدہ۔خوشخبری * سالک۔راہیِ طریقت * جامِ عدل۔عدل کا پیالہ * بادہ۔شراب۔ * عیسیٰ دمے: حضرت عیسیٰؑ کی طرح، اپنے دم سے بیماروں کو اچھا کرنے والا، عیسیٰ نفس محبوب۔

ترجمہ:

(۵) ہم کو عشق کا درد ہے اور خمار کی تکلیف ہے۔اس کا علاج محبوب کا وصل ہے اور صاف وخالص شراب ہے۔یعنی دردِ عشق کا علاج صرف اور صرف خالص شراب ہے۔

---

[1] بعض نسخوں میں ہست کی جگہ گشت ہے جس کا کوئی علاج نہیں ہے۔

[2] بعض نسخوا میں "حقا کہ درزمان" کی جگہ حقا کزیں غماں ہے۔

[3] بعض نسخوں میں "زغصہ" کی جگہ "بعشق" ہے۔

(۶) خدا کی قسم سچ یہ ہے کہ اُس وقت امن کی خوشخبری ملے گی جب طریقت کا راہی امانت کا کیا وعدہ پورا کرے گا۔یعنی خدا سے الست کے روز کیا گیا وعدہ وفا کرے تو سالک کو فوراً امن وعافیت کی نوید مل جائے۔

(۷) اے ساقی تو عدل کے پیالے میں مجھے شراب دے تا کہ فقیر غیرت میں آ کر دنیا کو مصیبتوں سے پُر نہ کردے۔یعنی ایسی شراب کہ جس سے گداگر کو غیرت نہ آئے اور زمانے کو بلاؤں سے نہ بھر دے۔

(۸) شراب کے خیال میں جان چلی گئی اور حافظ عشق کی آگ سے جل گیا۔وہ عیسیٰ نفس (محبوب) کہاں ہے؟ کہ وہ آئے اور ہم کو زندہ کردے۔یعنی محبوب کی جدائی میں ہم مر رہے ہیں اور شرابِ محبت کے بغیر برا حال ہے اے کاش وہ عیسیٰ دم محبوب آئے اور ہمیں زندگی بخش دے۔

----***----

غزل نمبر (۱۱۰)

(۱) کِلکِ مشکیں تو روزے کہ مرا[1] یاد کند — ببرد اجرِ دوصد بندہ کہ آزاد کند

(۲) قاصدِ حضرتِ[2] سلمیٰ کہ سلامت بادا — چہ شود گر بسلامے دلِ ما شاد کند

(۳) یارب اندر دلِ آں خسرو شیریں انداز — کہ برحمت گزرے برسرِ فریاد کند

(۴) حالیا عشوۂ عشقِ تو[3] ز بنیادم برد — تا دگر فکرِ حکیمانہ چہ بنیاد کند

حل لغات:

* کِلکِ مشکیں۔خوشبودار قلم * بندہ۔غلام * سلمیٰ۔مراد محبوبہ' معشوقہ کا ایک فرضی نام * خسروِ شیریں۔شیریں لب شاہِ خوباں' فرہاد کی معشوقہ شیریں' خسرو شیریں سے مراد اصل میں ممدوح ہے اور فرہاد اپنے آپ کو کہا ہے * حالیا۔اب * عشوہ۔کرشمہ' ناز و انداز۔

ترجمہ:

(۱) اے محبوب! جس روز تیرا یہ خوشبودار قلم مجھے یاد کرے گا۔اُسے دوصد غلاموں کو آزاد کرنے کا اجر ملے گا۔یعنی جس روز تیرا مشکیں قلم ہمارے نام خط وغیرہ لکھے گا۔میرا حال احوال پوچھے گا تو میں خوش ہو جاؤں گا تجھے دوسو غلام آزاد کرنے کا ثواب ملے گا۔

---

[1] بعض نسخوں میں مرا کی جگہ زما ہے۔
[2] بعض نسخوں میں حضرت کی جگہ منزل اور بادا کی جگہ بادش ہے۔
[3] بعض نسخوں میں عشق کی جگہ ناز اور فکر کی جگہ بارہ ہے۔

(۲) سلمیٰ کے قاصد کو خدا سلامت رکھے! شاد و آباد رکھے۔ کیسا ہی اچھا ہو اگر ایک دن وہ اپنے سلام سے ہمارے دل کو خوش کرے۔ یعنی کسی روز وہ محبوب مجھے بھی سلام بھیجے۔

(۳) اے خدا! اُس خسرو شیریں ادا (محبوب و ممدوح) کے دل میں یہ بات ڈال دے کہ وہ رحم و کرم سے کبھی فرہاد کی طرف بھی آ نکلے۔ اپنے فرہاد کے پاس لطف و کرم سے آئے۔

(۴) اب تو تیرے عشق کے کرشمے نے مجھے ہلا کر رکھ دیا ہے۔ بنیاد سے ہی اکھاڑ پھینکا ہے۔ دیکھئے کہ اب دوسری بار تیری حکیمانہ فکر کیا کرے؟ یعنی کیا میری بنیاد دوبارہ رکھی جائے گی؟

(۵) گوہرِ پاکِ تو از مدحتِ ما مستغنیست — فکرِ مشاطہ چہ با حُسنِ خداداد کند

(۶) امتحاں کن کہ بسے گنجِ مرادت بد ہند — گر خرابے چو مرا لُطفِ تو آباد کند

(۷) شاہ را بہ بود از طاعتِ صد سالہ و زہد — قدرِ یک ساعت عمرے کہ درو داد کند

(۸) رہ نبردیم بمقصودِ خود اندر شیراز — خُرم آں روز کہ حافظؔ رہِ بغداد کند

حل لغات:

* مستغنیست ۔ بے نیاز ہے * مشاطہ۔ حسین عورتوں کو آراستہ کرنے والی عورت * گنج مرادت۔ تیری مرادوں کا خزانہ۔ * طاعتِ صد سالہ: سو سال کی عبادت و ریاضت۔ * ساعت: گھڑی، پل، لمحہ۔ * بہ بود: اچھا تھا * داد: انصاف۔ * خرم: خوشی، مبارک، اچھا * رہ نبردیم بمقصودِ خود: ہم اپنا مقصد حاصل نہ کر سکے۔

ترجمہ:

(۵) تیرا پاک وجود جو کہ ہماری تعریف و توصیف سے بے نیاز ہے۔ اس لیے کہ خداداد حسن کی دلکشی و خوبصورتی میں مشاطہ کیا اضافہ کر سکتی ہے؟ یعنی خداداد حسن مشاطہ کا محتاج نہیں ہے۔ بقول شاعر:

ع نہیں محتاج زیور کا جسے خوبی خدا نے دی۔

(۶) تو آزما کر دیکھ لے کہ تجھے مرادوں کے بہت سے خزانے مل جائیں گے۔ اگر تیری مہربانی میرے ویرانے کو آباد کر دے یعنی اگر مجھ جیسے برباد کو تیرا لطف و کرم آباد کر دے گا تو تجھے بہت سے مراد کے خزانے مل سکتے ہیں۔

(۷) بادشاہ کے لیے سو سال کی اطاعت و عبادت اور زہد و تقویٰ سے کہیں بہتر ہے کہ عمر بھر میں ایک ساعت وہ داد و انصاف میں صرف کر دے۔ یعنی تمام عمر میں اس کے عدل و انصاف کی ایک گھڑی سو سال کی عبادت اور پارسائی سے بہتر ہے۔

(۸) شیراز میں رہ کر ہم اپنا مقصد حاصل نہ کر سکے۔ وہ ایک بڑا اچھا دن ہو گا جبکہ حافظؔ بغداد کا سفر کریں گے۔ یعنی شیراز میں رہ کر تو دِلی مراد بر نہ آ سکی اب بغداد (شاہ جیلانی غوثِ اعظمؒ) کی بارگاہ میں حاضر ہوں گے۔

----***----

غزل نمبر(۱۱۱)

(۱) گفتم کیم دہان و لبت کامراں کنند — گفتا بچشم ہرچہ تو گوئی ہماں[1] کنند
(۲) گفتم خراجِ مصر طلب می کند لبت — گفتا دریں معاملہ کمتر زیاں کنند
(۳) گفتم بنقطہء دہنت خود کہ بُرد راہ — گفت ایں حکایتست کہ بانکتہ داں کنند
(۴) گفتم صنم پرست مشو با صمد نشیں — گفتا بکوئے عشق ہمیں و ہماں کنند

حل لغات:

* کیم۔کے ام، مجھے کب * کامراں۔کامیاب و کامگار کرنا، مراد برلانا * خراج۔زمین کا محصول * زیان۔نقصان * بنقطہء دہنت۔تیرے دہن کا نقطہ، منہ * نکتہ داں۔نکتہ کو جاننے والا * صنم پرست۔بت پرست، معشوق پرست * صمد۔بے نیاز جس کو احتیاج نہ ہو، اللہ تعالیٰ۔

ترجمہ:

(۱) میں نے کہا کہ تیرے دہن ولب کب میری مراد پوری کریں گے؟ اُس (محبوب) نے جواب دیا کہ تو آنکھوں سے جو کچھ بھی کہے گا وہی کریں گے۔یعنی یہ تو تیرے ہیں اور تیری ہی بات مانیں گے۔جیسا تو چاہتا ہے ویسا ہی ہوگا۔
(۲) میں نے کہا کہ تیرے لب کی شیرینی مصر (مصری) کا خراج طلب کرتی ہے۔(جو کہ مصری کا سرچشمہ ہے) اس نے جواب دیا کہ اس معاملے میں یہ بات ٹھیک ہی ہے لیکن پھر بھی اس میں کچھ گھاٹا ہی ہے۔یعنی اس معاملے میں لوگ جو کہتے ہیں نفع زیادہ ہے اور نقصان کم ہے۔
(۳) میں نے کہا کہ تیرے دہن کے نقطہ تک کون پہنچا؟ کس نے رسائی حاصل کی؟ تو اُس نے جواب دیا کہ یہ ایک ایسی بات (نکتہ) ہے کہ جو کوئی نقطہ داں ہی سمجھ سکتا ہے۔اور یہ کسی نکتہ داں سے ہی پوچھ۔
(۴) میں نے کہا کہ تو بت پرست مت بن، خدا پرست بن۔اُس نے جواب دیا کہ عشق کے کوچے میں یہ بھی کرتے ہیں اور وہ بھی کرتے ہیں۔یعنی عشق حقیقی کے ساتھ عشق مجازی بھی کیا جاتا ہے۔مجاز کے بعد ہی حقیقت کا سراغ لگتا ہے۔

(۵) گفتم ہوائے میکدہ غم می برد ز دِل — گفتا خوش آں کساں کہ دِلے شادماں کنند
(۶) گفتم شراب وخرقہ نہ آئینِ مذہب ست — گفت ایں عمل بمذہبِ پیرِ مغاں کنند
(۷) گفتم زلعل نوشیں لباں پیر را چہ سُود — گفتا ببوسہء شکرینش جواں کنند

[1] بعض نسخوں میں ہماں کی جگہ چناں ہے۔

(۸) گفتم کہ خواجہ کے بسرِ حجلۂ می رود — گفت آں زماں کہ مشتری و مہ قِراں کنند
(۹) گفتم دعائے دولتِ تو[۱] وردِ حافظ ست — گفت ایں دُعا ملائکِ ہفت آسماں کنند

حل لغات:

٭ ہوائے میکدہ۔ میخانے کی محبت' شوق' آرزو ٭ خرقہ۔ گدڑی ٭ پیر مغاں ٭ پیر مغاں۔ مراد و مرشد کامل' میخانے کا منتظم اعلیٰ ٭ لعل۔ استعارہ لب سے ہے ٭ نوشیں لباں۔ شکریں لب ٭ حجلہ۔ وہ آراستہ کمرہ جس میں دلہن کو آراستہ کر کے بٹھایا جاتا ہے ٭ قرآن۔ دو ستاروں کا ایک بُرج میں جمع ہونا قران کہلاتا ہے' اگر دونوں سعد سیارے ہیں تو قران السعدین ٭ مشتری۔ سیارہ سعد ہے چاند اور مشتری جب ایک برج میں جمع ہوتے ہیں تو قران السعدین کہلاتا ہے ٭ ملائک ہفت آسماں۔ ساتوں آسمانوں کے فرشتے۔

ترجمہ:

(۵) میں نے کہا کہ میخانے کی آرزو دل سے غم دُور کر دیتی ہے۔ اُس نے جواب دیا کہ وہی لوگ اچھے ہیں جو کہ کسی کے دل کو خوش کرتے ہیں۔

(٦) میں نے کہا کہ شراب اور گدڑی مذہب کا دستور نہیں ہے، کسی مذہب کا بھی اصول نہیں ہے۔ تو اس نے کہا کہ پیر مغاں کے مذہب میں یہ عمل کیا جاتا ہے۔

(۷) میں نے کہا کہ تیرے سرخ اور میٹھے لبوں سے بھلا ان بوڑھوں کو کیا فائدہ؟ تو اس نے جواب دیا کہ اس کے (لب لعل نوشیں) کے بوسے انہیں جوان کر دیتے ہیں۔

(۸) میں نے کہا کہ جناب خواجہ صاحب اُس کمرہ میں کب جائیں گے جو کہ دلہن کے لیے آراستہ کیا گیا ہے؟ تو اس نے جواب دیا کہ اس وقت کہ جب مشتری اور چاند ایک برج میں اکٹھے ہوں گے۔ (کیونکہ مشتری اور چاند کا اکٹھے ہونا مبارک سمجھا جاتا ہے)

(۹) میں نے کہا کہ تیری دعائے دولت ہی حافظ کا وظیفہ ہے۔ ورد ہے اس نے کہ جواب دیا کہ یہ تو ساتوں آسمانوں کے فرشتے بھی کرتے ہیں۔ یعنی میں نے اپنے ممدوح سے کہا کہ تیری حکومت و دولت کے لیے ہی میں دن رات دعا کرتا ہوں اُس نے کہا کہ یہی دُعا ساتوں آسماں کے فرشتے بھی کرتے ہیں۔

----٭٭٭----

---

۱ بعض نسخوں میں تو کی جگہ او ہے جو بہتر ہے کیونکہ ممدوح غائب ہے حاضر نہیں۔

غزل نمبر (۱۱۲)

(۱) کسیکہ حُسنِ رُخِ[۱] دوست در نظر دارد — محقق ست کہ او حاصلِ بصر دارد

(۲) چوخامہ برخطِ[۲] فرمانِ او سرِ طاعت — فتادہ ایم مگر او بہ تیغ بردارد

(۳) کسے بوصلِ تو چوں شمع یافت پروانہ — کہ زیرِ تیغ تو ہردم سرے دگر دارد

(۴) بپائے بوسِ تو دستِ کسے رسید کہ او — چو آستانہ بدیں درہمیشہ سر دارد

حل لغات:

* محقق۔تحقیق کیا ہوا' تسلیم کیا ہوا' امرمسلم * خامہ۔قلم * تیغ بر۔تلوار اٹھائے ہوئے' تیغ بردار * زیرِ تیغ۔تلوار کے نیچے * بپائے بوسِ تو۔تیری قدم بوسی۔

ترجمہ:

(۱) جو کوئی شخص محبوب کے حسن اور اس کے خط کو پیش نظر رکھتا ہے (مشاہدہ کررہا ہے) حقیقت میں وہی محقق ہے اور حاصل بصارت وہی شخص ہے۔یعنی جس کسی نے بھی محبوب کا دیدار کرلیا گویا اُسے حاصل دید میسر آ گیا ہے کیونکہ اس سے بڑھ کر کوئی چیز قابل دید ہے ہی نہیں۔

(۲) میں نے قلم کے مانند اس کے فرمان کے آگے اپنا سر جھکا دیا ہے۔اب مجھے اُمید ہے کہ شاید کبھی اس کی تلوار اس سر کو قلم کر ڈالے۔ ع سر تسلیم خم ہے جو مزاج یار میں آئے۔

(۳) اُسی شخص کو تیرے وصل کا پروانہ ملتا ہے جو ہر لحظہ شمع کی طرح تیری تلوار کے نیچے اپنا سر رکھتا ہے۔یعنی راہِ عشق میں محبوب کا قرب پانے کے لیے دل وجان سے ہاتھ دھونا ہی پڑتے ہیں۔سر قربان کرنا ہی پڑتا ہے کیونکہ بقول حضرت احمد جام:

کشتگانِ خنجرِ تسلیم را
ہر زماں از غیب جانے دیگر ست!

(۴) اے محبوب تیری قدمبوسی اُسی کو حاصل ہوسکتی ہے، اس شرف سے وہی باریاب ہوسکتا ہے جو تیرے آستانے پر چوکھٹ کی طرح ہمیشہ (ہر لحظہ) اپنا سر رکھتا ہو۔کہ نہ جانے کب محبوب کا گزر ہو اور کب یہ شرف حاصل ہوجائے؟

(۵) ز زہدِ خشک ملولم بیار[۳] بادۂ ناب — کہ بوئے بادہ دماغم مدام تر دارد

---

۱ بعض نسخوں میں حسن رخ کی جگہ حسن وخط ہے۔

۲ بعض نسخوں میں برخطِ کی جگہ در رہ اور فتادہ کی جگہ نہادہ ہے۔

۳ بعض نسخوں میں بیار کی جگہ کجاست ہے۔

(۶) بزد رقیبِ تو روزے بسینہ اَم تیرے	زبسکہ تیرِ غمت سینہ بے سپردارد
(۷) کسیکہ از رہِ تقویٰ قدم بروں ننہاد	بعزمِ میکدہ اکنوں سرِ[1] سفر دارد
(۸) ز بادہ ہیچت اگر نیست ایں نہ بس کہ ترا	دمے ز وسوسۂ عقل بیخبر دارد
(۹) دلِ شکستۂ حافظ بخاک خواہد بُرد	چو لالہ داغِ ہوائے کہ بر جگر دارد

حل لغات:

* زہدِ خشک۔خشک پرہیزگاری * ملولم۔رنجیدہ ہوں بیزار ہوں * بادۂ ناب۔خالص شراب * مدام۔ہمیشہ * بزد۔مارا * بے سپر۔بے ڈھال * رہِ تقویٰ۔پرہیزگاری کا راستہ * اکنوں۔اب * ز بادہ ہیچت اگر نیست۔اگر تجھے شراب سے کچھ حاصل نہیں * ہوائے۔ہوا' آرزو' محبت' شوق۔

ترجمہ:

(۵) میں اس خشک پرہیزگاری سے بڑا بیزار ہوں۔تو خالص شراب دے کہ خالص شراب کی بو میرے دماغ کو ہمیشہ تروتازہ رکھتی ہے۔یعنی مکروریا کی پرہیزگاری سراسر دردِ سر ہے۔

(۶) تیرے رقیب نے ایک روز میرے سینے پر تیر مارا۔اس وجہ سے کہ تیرے غم کے تیر کے آگے میرا یہ سینہ ڈھال کے بغیر کھلا پڑا ہے۔یعنی عشاق کو رقیبوں کی باتیں سننا ہی پڑتی ہیں جو کہ تیروں کی طرح لگتی ہیں۔

(۷) جس شخص نے پرہیزگاری کے راستے سے باہر کبھی قدم نہ رکھا تھا وہ اب میخانے کی جانب جانے کے ارادہ سے سفر کی تیاری میں مصروف ہے۔یعنی وہ شرابِ محبت کا دلدادہ ہوگیا ہے۔

(۸) شراب سے اگر تجھے کچھ حاصل نہیں ہے تو کیا یہ کم ہے کہ تھوڑی دیر کے لیے یہ تجھے عقل کے وسوسوں سے بے خبر کر کے رکھ دیتی ہے۔یعنی اس کے نشہ سے تجھے دنیا و مافیہا کی یاد تک بھول جاتی ہے۔دکھ درد اور غمِ دل سے محو ہو جاتے ہیں۔

(۹) حافظ کا ٹوٹا ہوا یہ دل قبر میں بھی اس کے ساتھ ہی جائے گا۔(خاک میں مل جائے گا) گُل لالہ کی طرح کہ وہ بھی آرزو و محبت کا داغ اپنے جگر پر رکھتا ہے۔یعنی مرنے کے بعد بھی یہ داغ مٹ نہیں سکے گا جو کہ محبوب نے اپنی جدائی سے لگایا ہے۔

(نوٹ) بعض نسخوں میں شعر نمبر 6 شامل غزل نہیں ہے۔

----***----

[1] بعض نسخوں میں سرِ کی جگہ راہِ ہے۔

غزل نمبر (۱۱۳)

(۱) گر من از باغِ تو یک میوہ بچینم چہ شود ‌ ‌ ‌ ‌ پیش پائے بچراغِ تو بہ بینم چہ شود

(۲) یارب اندر کنفِ سایہء آں سروِ بُلند ‌ ‌ ‌ ‌ گر منِ سوختہ یک دم بنشینم چہ شود

(۳) آخر اے خاتمِ جمشد سلیمان[۱] آثار ‌ ‌ ‌ ‌ گر فتد عکسِ تو بر لعلِ نگینم چہ شود

(۴) زاہدِ[۲] شہر چو مہرِ ملک و شحنہ گزید ‌ ‌ ‌ ‌ من اگر مہرِ نگارے بگزینم چہ شود

حل لغات:

* میوہ بچینم ۔ایک پھل چُن لوں * کنف ۔حمایت * خاتم جمشید سلیمان آثار ۔حضرت سلیمان کے مرتبے والی انگوٹھی * شحنہ ۔ کوتوال۔

ترجمہ:

(۱) تیرے باغ سے اگر میں ایک پھل چن لوں تو کیا ہو جائے گا؟ اور اگر میں تیرے چراغ کو ذرا نزدیک سے دیکھ لوں تو کیا ہوگا؟ اس کا مشاہدہ کرلوں تو کیا ڈر ہے؟

(۲) اے خدا! اگر میں دل جلا اُس سروِ بلند قامت کے سایہ حمایت (پناہ) میں گھڑی پل کے لیے بیٹھ جاؤں تو کیا ہے؟ کیا ہوگا؟ کیا ڈر ہے کہ اس سوختہ دِل کو ذرا آرام آ جائے گا۔

(۳) اے حضرت سلیمان علیہ السلام کے مرتبے والی انگوٹھی! اگر تیرا عکس میرے نگینے کے لعل پر پڑ جائے تو کیا ہوگا؟ کیا مضائقہ ہے؟ کوئی بڑی بات تو نہیں ہے کہ مجھے بھی یہ فیضان حاصل ہو جائے۔

(۴) اس شہر کا جب زاہد بھی بادشاہ اور کوتوال سے محبت کرنے لگ گیا ہے تو میں بھی کسی نہ کسی محبوب سے محبت کرنے لگ جاؤں تو کیا ہو جائے گا؟ اس سے کیا افتاد آ پڑے گی؟ کونسی قیامت آ جائے گی؟

(۵) صرف شد عمرِ گرانما یہ بمعشوقہء و مے ‌ ‌ ‌ ‌ تا از آنم چہ بہ پیش آید ازینم چہ شود

(۶) عقلم از خانہ بدر رفت و اگر مے اینست ‌ ‌ ‌ ‌ دیدم از پیش کہ در خانہءِ دینم چہ شود

(۷) منکہ در کوئے بُتاں منزل و ماوا دارم ‌ ‌ ‌ ‌ گر دہی جائے بفردوسِ برینم چہ شود

(۸) خواجہ دانست کہ من عاشقم و ہیچ نہ گفت ‌ ‌ ‌ ‌ حافظ ار نیز بداند کہ چنینم چہ شود

---

۱ بعض نسخوں میں سلیمان کی جگہ ہمایوں اور لعل کی جگہ نقش ہے۔

۲ بعض نسخوں میں زاہد کی جگہ واعظ ہے۔

حل لغات:

* عمرِ گرانمایہ۔قیمتی عمر * عقلم از خانہ بدرورفت ۔عقل کا خزانہ خالی ہوگیا * کوئے بتاں ۔حسینوں کی گلی، کوچہ * ماوا۔ٹھکانہ * خواجہ۔آقا، مالک۔

ترجمہ:

(۵) معشوقہ اور شراب میں ہی میری یہ قیمتی عمر گزرگئی۔اب دیکھئے کہ اس سے کیا ظاہر ہوتا ہے، کیا رونما ہوتا ہے۔یعنی عمر گرانمایہ تو شراب وشباب میں ہی گزرگئی۔اب اس کے آگے نجانے کیا ہوگا؟

(۶) اگر شراب پینے کا یہی حاصل ہے تو پھر عقل کا خزانہ خالی ہو چکا ہے۔نیز اس سے یہ بھی جان لینا چاہیے کہ دین کے خانے پر کیا آفت نازل ہوگی؟ دین پر جو آفت گزرے گی وہ ظاہر ہے۔

(۷) میرا گھر اور مقام چونکہ حسینوں (معشوقوں) کی گلی میں ہے۔اگر تو مجھے بہشت بریں میں جگہ دے دے تو کیا مضائقہ ہے؟ یعنی محبوب کی گلی کے سامنے یہ بہشت بریں بھی ہیچ ہے۔

(۸) خواجہ یہ جان گیا تھا کہ میں ایک عاشق ہوں اور اُس نے کچھ نہ کہا اور اگر حافظ بھی یہ جان جائے کہ میں تو ایسا ہی ہوں تو کیا ہوگا،یعنی کیسا اچھا ہوگا؟

(نوٹ) بعض نسخوں میں شعر نمبر 7 شامل غزل نہیں ہے۔

-----***-----

غزل نمبر (۱۱۴)

(۱) گداخت جاں کہ شود کارِ دل تمام ونشد ــ بسوختیم دریں آرزوئے خام و نشد
(۲) فغاں کہ در طلبِ گنجِ[۱] گوہرِ مقصود ــ شدم خراب جہانے ز غم تمام و نشد
(۳) دریغ و درد کہ در جستجوئے گنجِ حضور ــ بسے شدم بگدائی برِ کرام و نشد
(۴) بطعنہ گفت شبے میرِ مجلس تو شوم ــ شدم بمجلسِ او کمترین غلام و نشد[۲]

حل لغات:

* گداخت ۔گھل گئی، پگھل گئی * آرزوئے خام۔وہ آرزو جو پوری نہ ہو،ناپختہ۔ادھوری آرزو * فغاں۔فریاد * گنجِ گوہرِ مقصود۔گوہر مقصود کا خزانہ * دریغ۔افسوس * گنجِ حضور۔حضوری کا خزانہ *بطعنہ گفت۔طنزاً کہا۔

---

۱ بعض نسخوں میں گنج گوہر کی جگہ گنجنامہ ہے۔
۲ بعض نسخوں میں یہ شعر یوں ہے: بلابہ گفت شبے میر مجلس تو شوم،شدم برغبتِ خویشش کمیں غلام ونشد۔

ترجمہ:

(۱) میری جان اسی دُھن میں گھل گئی کہ دل کا کام مکمل ہو جائے مگر نہ ہو سکا۔ اور ہم اسی ادھوری آرزو میں ہی جل کر خاک ہو گئے مگر وہ پوری نہ ہو سکی۔

(۲) دہائی ہے، فریاد ہے کہ میں گوہر مقصود کے خزانے کی تلاش میں تمام دنیا میں خراب ہوا لیکن کہیں سے بھی وہ مجھے حاصل نہ ہو سکا۔

(۳) افسوس ہے کہ حضوری کے خزانہ کی جستجو میں میں بہت سے اہل کرم لوگوں کے پاس فقیر بن کر گیا لیکن کسی سے بھی یہ خزانہ نہ مل سکا۔ یعنی میں بڑے بڑے پارساؤں اور بزرگوں کی محفل میں ایک گداگر کی صورت میں گیا مگر کسی سے حضوری کی دولت نہ مل سکی۔

(۴) اُس نے طنزاً ایک رات کہا کہ میں تیری مجلس کا میر مجلس بنوں گا۔ تیری مجلس کی رونق بڑھاؤں گا۔ میں نے مجلس میں اس کا کمتریں غلام ہونا قبول کر لیا لیکن وہ نہ آیا۔ (وہ میر مجلس نہ بنا)

(۵) پیام کرد[۱] کہ خواہم نشست با رِنداں	بشد برندی و دردی کشیم نام و نشد
(۶) رواست در برِ اگر می تپد کبوترِ دِل	کہ دید در رَہِ خود پیچ وتابِ دام و نشد
(۷) بکوئے عشق منہ بے دلیلِ راہ قدم	کہ من بخویش نمودم صد اہتمام و نشد
(۸) بداں ہوس کہ ببوسم بمستی آں لبِ لعل	چہ خوں کہ در دلم افتاد ہمچو جام و نشد
(۹) ہزار حیلہ برانگیخت حافظؔ ازسرِ مہر!	بداں ہوس کہ شود آں حریف[۲] رام و نشد

حل لغات:

٭ پیام کرد۔ اس نے پیغام بھیجا ٭ رواست۔ جائز ہے، بجا ہے ٭ دام۔ جال، پھندہ ٭ بکوئے عشق۔ عشق کی گلی، کوچہ ٭ منہ۔ نہ رکھ ٭ بے دلیل۔ رہنما کے بغیر ٭ لبِ لعل۔ سُرخ لب ٭ ہزار حیلہ۔ ہزاروں تدبریں، ہزاروں جتن۔

ترجمہ:

(۵) اُس نے پیغام دیا (بھیجا) کہ میں رندوں کے ساتھ نشست کروں گا۔ (مل بیٹھوں گا) میرا نام رندوں اور تلچھٹ پینے والوں میں مشہور ہو گیا لیکن وہ نہ آسکا۔ وہ رند نہ بن سکا۔

(۶) دِل کا کبوتر اگر پہلو میں تڑپ رہا ہے تو بجا ہے، جائز ہے کیونکہ اس نے اپنے راستے میں جال کے حلقے دیکھے، پیچ وتاب دیکھے۔ (قید ہوا) اور آزاد نہ ہوا یعنی ان سے بچ نہ سکا۔

(۷) عشق کے کوچے میں تم بغیر کسی رہنما کے قدم ہرگز نہ رکھنا کیونکہ میں نے از خود بہت کوشش کر کے دیکھ لی اور کچھ حاصل نہ ہوا۔ کہ میں نے اس میں سو طرح کے اہتمام کئے لیکن کوئی فائدہ نہ ہوا۔

۱۔ بعض نسخوں میں کرد کی جگہ داد ہے۔

۲۔ بعض نسخوں میں حریف کی جگہ نگار ہے۔

(۸) اس شوق میں کہ میں مستی کی حالت میں اُس محبوب کے سرخ ہونٹوں کا بوسہ لوں، جام کی طرح میرا دِل خون سے بھر گیا اور یہ آرزو پوری نہ ہو سکی اس کے لبِ لعلیں کا بوسہ نصیب نہ ہو سکا۔

(۹) حافظ نے اس محبت میں بہت سوچ سمجھ کر ہزاروں تدبیریں کیں، ہزاروں جتن کئے۔ اس تمنا میں کہ وہ حریف (دوست) رام ہو جائے لیکن ایسا نہ ہو سکا۔

----***----

غزل نمبر (۱۱۵)

(۱) کے شعرِ تر انگیزد خاطر کہ حزیں باشد[۱]	یک نکتہ دریں معنی گفتیم و ہمیں باشد
(۲) از لعلِ تو گر یابم انگشتری زنہار	صد ملکِ سلیمانم در زیرِ نگیں باشد
(۳) غمناک نباید بود از طعنِ حسود اے دِل	شاید کہ چو وا بینی خیرِ تو دریں باشد
(۴) ہر کو نکند فہمی ایں کِلکِ خیال انگیز	نقشش بتراش[۲] ارخود صورتگرِ چیں باشد

حل لغات:

* شعرِ تر۔ عمدہ و تازہ شعر * خاطر۔ دل * حزین۔ غمگین * لعلِ تو۔ تیرے لب لعلین * زیرِ نگیں۔ زیر حکومت * انگشتری زنہار۔ امان کی انگوٹھی * طعن حسود۔ حاسد کے طعنے * کِلکِ خیال انگیز۔ عمدہ خیالات پیدا کرنے والا قلم، پرواز تخیل رکھنے والا قلم، خیال پسند قلم۔

ترجمہ:

(۱) جب دِل ہی غمگین ہو تو پھر اس سے عمدہ و تازہ شعر کیسے نکل سکتا ہے؟ اس بارے میں ہم نے یہ ایک اہم نکتہ بیان کر دیا ہے اور یہی کافی ہے۔ کیونکہ ایسا یقیناً ہوتا ہے۔ یعنی شعر کہنے کے لیے خاطر جمعی ضروری ہے۔ بقول ذوق:

اے ذوقؔ کیا خاک ہو اپنا دیوان جمع
جبکہ نہیں خاطرِ پریشان جمع

(۲) اگر مجھے تیرے سُرخ لبوں کے فرمان کے مطابق امان کی انگوٹھی مل جائے تو پھر حضرت سلیمان علیہ السلام کے سینکڑوں ملک میرے ماتحت ہو سکتے ہیں۔ ان پر میری حکومت ہو جائے گی۔

(۳) اے میرے دل حاسد کے طعن وطنز سے تجھے غمگین وافسردہ نہیں ہونا چاہیے۔ اگر تو غور سے دیکھے تو شاید اسی میں تیری بہتری و اچھائی ہو۔

---

۱ بعض نسخوں میں حزیں باشد کی جگہ خوش انگیزد ہے۔

۲ بعض نسخوں میں بتراش کی جگہ بخرام ہے۔

(۴) جو شخص میرے اس خیال انگیز قلم (کے رشحات) کو سمجھ لے، تحریر کو جان لے تو تو اس کی تصویر اُتار لے، خواہ وہ چین کا مصور ونقاش ہی کیوں نہ ہو۔ (چین کے نقاش مشہور تھے)

(۵) جامِ مے و خونِ دل ہر یک بہ کسے دادند — در دائرۂ قسمت اوضاع چنیں باشد
(۶) در کارِ گلاب و گُل حکمِ ازلی ایں بود — کآں شاہدِ بازاری وآں پردہ نشیں باشد
(۷) آں نیست کہ حافظ را مستی [1] رود از خاطر — کایں سابقہ رندی [2] تا روزِ پسیں باشد

حل لغات:

* اوضاع۔ تقسیم * شاہد بازاری۔ بازاری محبوب * روزِ پسیں۔ قیامت کا دن * خاطر۔ دِل۔

ترجمہ:

(۵) کسی کو شراب کا جام دیا جاتا ہے اور کسی کو دِل کا خون۔ قسمت کے دائرے میں اس طرح پر تقسیم ہوئی ہے۔ یعنی کسی کو خوشی دی جاتی ہے اور کسی کو غم۔ ازل سے ہی یہ سلسلہ جاری وساری ہے۔ اس دنیا میں قسمت کا چکر یونہی چلتا رہتا ہے۔

(۶) گلاب اور گل کے بارے میں ازل سے ہی یہ حکم ہوا تھا کہ یہ بازاری محبوب بن جائے اور وہ پردہ نشیں ہوجائے۔ یعنی یہ بازاری معشوق ہوگا اور وہ پردہ نشین ہوگا۔ یہ حکم ازلی ہے۔

(۷) اس طرح کبھی نہیں ہوسکتا کہ حافظ کے دِل سے مستی چلی جائے کیونکہ یہ ازل رندی طریقہ ہے جو قیامت کے دن تک قائم رہے گا۔ یعنی یہ مستی اور رندی قیامت (ابد) تک قائم رہے گی۔

----***----

غزل نمبر (۱۱۶)

(۱) گُل بے رُخِ یار خوش نباشد — بے بادہ بہار خوش نباشد
(۲) طرفِ چمن و ہوائے [3] بستاں — بے لالہ عذار خوش نباشد
(۳) رقصیدنِ سرو و حالتِ گل — بے صَوتِ ہزار خوش نباشد
(۴) باغ و گُل و مُل خوش ست لیکن — بے صحبتِ یار خوش نباشد

حل لغات:

* بے بادہ۔ شراب کے بغیر * طرفِ چمن۔ چمن کا گوشہ کنارہ * ہوائے بستاں۔ باغ کی ہوا * عذار۔ رخسار * حالتِ گل۔

---

[1] بعض نسخوں میں رود کی جگہ رندی بشد ہے۔
[2] بعض نسخوں میں رندی کی جگہ پیشین ہے۔
[3] بعض نسخوں میں ہوائے کی جگہ طواف ہے۔

پھولوں کا وجد * صوتِ ہزار۔بلبل کا نغمہ * مُل۔شراب۔

ترجمہ:

(۱) پھول محبوب کے چہرے کے بغیر اچھا معلوم نہیں ہوتا اور بہار میں شراب کے بغیر بالکل لطف نہیں آتا۔یعنی پھول تبھی اچھا دکھائی دیتا ہے جب محبوب بھی پاس بیٹھا ہوا ہو۔اور اگر شراب میسر نہ ہو تو پھر بہار کس کام کی؟

(۲) چمن کا کنارہ اور باغ کی ہوا بغیر اُس لالہ عذار (لالے کی طرح رخسار والے) محبوب کے کسی کو بھی اچھا نہیں لگتا۔یعنی یار کے رُخِ لالہ کے بغیر سب کچھ بے کیف و بے مزہ ہے۔

(۳) پھول کی حالتِ وجد اور سرو کا رقص کرنا بلبل کے نغمہ کے بغیر بے کیف و بے مزہ ہے۔یعنی کھلے ہوئے پھولوں جو کہ ٹہنیوں پر لہلہاتے (وجد و رقص کرتے ہیں) بلبل کے گانے کے بغیر کچھ مزہ نہیں دیتے۔

(۴) باغ پھول اور شراب یہ تینوں چیزیں بہت اچھی ہیں، خوب ہیں مگر محبوب کی صحبت کے بغیر یہ بالکل اچھی نہیں لگتیں۔بالکل مزہ نہیں دیتیں۔

(۵) ہر نقش کہ دستِ عقل بندد ۔ بے نقشِ نگار خوش نباشد

(۶) با یارِ شکر لب و گُل اندام ۔ بے بوس و کنار خوش نباشد

(۷) جاں نقدِ محقّرست حافظ ۔ از بہرِ نثار خوش نباشد

حل لغات:

* نقش۔تصویر * نگار۔محبوب * شکرلب۔میٹھے لب * گل اندام۔پھول جیسا بدن رکھنے والا * نقدِ محقّر۔حقیر پونجی۔

ترجمہ:

(۵) ہر وہ تصویر جو کہ عقل کو بھی حیران کر دے ہمیں محبوب کی تصویر کے بغیر بالکل پسند نہیں ہے۔یعنی کوئی صورت بھی ہمارے محبوب سے بڑھ کر خوبصورت نہیں ہے۔

(۶) اگر کوئی شیریں لب اور پھول جیسا بدن رکھنے والا محبوب پاس ہو تو بوس و کنار کے بغیر رہنا کچھ اچھا نہیں ہے۔بے سرور و بے کیف ہے۔

(۷) اے حافظ! یہ جان تو ایک حقیر سی پونجی ہے۔محبوب پر نچھاور کرنے کے لائق ہرگز نہیں ہے کیونکہ جان تو پہلے ہی اُس کی ہے۔ بقول غالب:

جان دی ' دی ہوئی اُسی کی تھی
حق تو یہ ہے کہ حق ادا نہ ہوا

(نوٹ) بعض نسخوں میں یہ غزل شامل نہیں ہے۔اور بعض میں شعر نمبر 4 ناپید ہے۔

----***----

غزل نمبر (۱۱۷)

(۱) گفتم غمِ تو دارم گفتا غمت سر آید — گفتم کہ ماہِ من شو گفتا اگر بر آید

(۲) گفتم ز مہرواں رسمِ وفا بیاموز — گفتا ز ماہ رویاں[1] ایں کار کمتر آید

(۳) گفتم کہ بوئے زلفت گمراہِ عالمم کرد — گفتا اگر بدانی[2] ہم اُوت رہبر آید

(۴) گفتم دلِ رحیمت کے عزمِ صلح دارد — گفتا بکش[3] جفارا تاوقتِ آں در آید

حل لغات:

* سر آید۔ختم ہو جائے گا' رفع ہو جائے گا * بر آید: نکلے، نکل آئے۔ * مہرواں۔محبت کرنے والے * ہم اوت۔وہی تیری
* دلِ رحیمت۔تیرا رحم کرنے والا دل۔

ترجمہ:

(۱) میں نے کہا کہ مجھے تیرے عشق کا غم ہے تو اُس نے جواب دیا کہ تیرا یہ غم ختم ہو جائے گا۔میں نے کہا کہ تو میرا چاند بن جا تو اُس نے جواب دیا کہ اگر وہ طلوع ہو جائے تو، اگر ایسا اتفاق ہوا تو۔

(۲) میں نے کہا کہ تو محبت کرنے والوں سے وفا کا طور طریقہ سیکھ تو اُس نے جواب دیا کہ چاند جیسے چہرے والے (محبوب) ایسا کام نہیں کیا کرتے۔یعنی معشوقوں سے یہ کام مشکل سے ہی ہوتا ہے۔

(۳) میں نے کہا کہ تیری زلف کی خوشبو نے مجھے جہان میں گمراہ کر کے رکھ دیا ہے۔اُس نے جواب دیا کہ اگر تو جان لے تو ہی وہ تیری رہبری کر سکتی ہے۔اُس سے تجھے سیدھا راستہ دکھائی دے سکتا ہے۔

(۴) میں نے کہا کہ تیرا رحم کرنے والا دِل کب صلح کا ارادہ رکھتا ہے؟ تو اس نے جواب دیا کہ ابھی تو جفائیں اُٹھا کہ اس کا وقت آ جائے۔یعنی صلح کرنے کا وقت بھی آ جائے گا۔

(۵) گفتم کہ بر خیالت راہِ نظر بہ بندم — گفتا کہ شبروست ایں از راہِ دیگر آید

(۶) گفتم خوش آں ہوائے کز باغ خلد[4] خیزد — گفتا خنک نسیمے کز کوئے دلبر آید

(۷) گفتم کہ نوشِ لعلت مارا بآرزو کشت — گفتا تو بندگی کُن کاں بندہ پرور آید

---

[1] بعض نسخوں میں ماہ رویاں کی جگہ خوبرویاں ہے۔

[2] بعض نسخوں میں "گفتا اگر بدانی" کی جگہ "گفتا کہ بندگی کن" ہے۔

[3] بعض نسخوں میں جفارا" کی جگہ "مگوئی باکس" ہے۔

[4] بعض نسخوں میں باغ خلد کی جگہ باغ عشق اور بعض میں بادِ صبح ہے۔

(۸) گفتم زمانِ عشرت دیدی کہ چو سر آمد ۔ گفتا خموش حافظ! کایں غُصّہ ہم سر آید

حل لغات:

* شبروست ۔رات کو چلنے والا (چور) * باغ خلد ۔جنت کا باغ * خنک ۔ٹھنڈی * نوش لعلت ۔تیرے سرخ لب کی آرزو
* زمانِ عشرت ۔خوشی کا وقت' عیش کا زمانہ۔

ترجمہ:

(۵) میں نے کہا کہ تیرے خیال اور تصور کے لیے نظر کا راستہ بند کردوں گا۔اُس نے جواب دیا کہ یہ رات کو چلنے والا (چور) ہے۔ دوسرے راستے سے آجائے گا۔

(٦) میں نے کہا کہ وہ کیا اچھی ہوا ہے جو کہ جنت کے باغ سے آتی ہے۔اُس نے جواب دیا کہ وہ نسیم ٹھنڈک بخشتی ہے جو کہ محبوب کے کوچے سے آتی ہے۔

(۷) میں نے کہا کہ تیرے سرخ لبوں کی آرزو نے ہم کو مار ڈالا ہے۔اُس نے جواب دیا کہ اس کی غلامی کر (بندگی کر) کیونکہ وہ بندہ پرور ثابت ہوگا۔(بندہ پروری کرے گا)

(۸) میں نے کہا کیا تو نے دیکھا کہ عیش وعشرت کا وقت کس طرح جلدی سے گزر گیا ہے۔اُس نے جواب دیا اے حافظ! خاموش ہوجا کہ یہ غم بھی گزر جائے گا۔یہ بھی نہیں رہے گا۔

----***----

غزل نمبر (۱۱۸)

(۱) گوہرِ مخزنِ اسرار ہمان ست کہ بود ۔ حقہءِ مہر بدان مُہر و نشان ست کہ بود

(۲) از صبا پرس کہ مارا ہمہ شب تا دمِ صبح ۔ بوئے زُلفِ تو ہماں مونسِ جان ست کہ بود

(۳) طالبِ لعل و گُہر نیست وگرنہ خورشید ۔ ہمچناں در عملِ معدن و کان ست کہ بود

(۴) رنگِ خونِ دلِ مارا کہ نہاں کرد خطت[1] ۔ ہمچناں از لبِ لعلِ تو عیان ست کہ بود

حل لغات:

* مخزنِ اسرار ۔رازوں کا خزانہ * حُقہ ۔ڈبیہ * مونس ۔غمخوار' مددگار' انس کرنے والا * معدن ۔کان * نہاں کرد ۔پوشیدہ کردیا
*لبِ لعل ۔سرخ لب۔

[1] بعض نسخوں میں ''کرد خطت'' کی جگہ میداری ہے اور راز کی جگہ در ہے۔

ترجمہ:

(۱) رازوں کے خزانے کا موتی اب بھی وہی ہے جو کہ پہلے تھا۔ محبت کے جواہرات کی ڈبیہ پر وہی مُہر اور نشان ثبت ہیں جو کہ اس سے پہلے بھی تھے۔ یعنی محبت ازل سے ہی ویسی کی ویسی ہی ہے جیسے کہ پہلے تھی۔ اور وہ راز (کُنتُ کنزاً مخفیا) بھی ویسے کا ویسا ہی ہے۔ یعنی یہ راز رازوں کے خزانے کا موتی ہے۔

(۲) تو صبا سے پوچھ لے کہ رات سے صبح تک تیری زلف کی خوشبو ویسے ہی ہماری جان کی ہمدرد و غمخوار ہے جس طرح کہ وہ اس سے پہلے بھی تھی۔ یعنی تیری زلف کی خوشبو ہی ایک ہماری ہمدرد ہے۔

(۳) لعل و گوہر کا کوئی طلبگار ہی نہیں ہے ورنہ اس سورج کا عمل تو کانوں میں ویسے کا ویسا ہی جاری و ساری ہے جیسا کہ پہلے تھا۔ یعنی کوئی طالب ہی نہیں ہے ورنہ لعل و گوہر تو آج بھی پہلے کی طرح موجود ہیں اور سورج کا عمل پہلے روز کی طرح اُس طرح کانوں میں جاری ہے (سورج سے لعل و گوہر کو رنگ ملتا ہے) یعنی کوئی شخص خورشیدِ معرفت کا طالب ہی نہیں ورنہ وہ تو اُسی طرح عمل کر رہا ہے۔ یا مرشد کامل تو موجود ہے کوئی مرید ہی عقیدت مند نہیں ہے جو فیضان حاصل کر سکے۔

(۴) ہمارے دِل کے خون کے رنگ کو کہ جس کو تیرے خط نے پوشیدہ کر ڈالا تھا۔ اُسی طرح تیرے سرخ لبوں سے ظاہر ہے جیسا کہ پہلے تھا۔ یعنی وہ رنگ (خونِ دِل کا رنگ) اب تیرے ہونٹوں سے ظاہر ہو رہا ہے۔

(۵) عاشقاں بندۂ ارباب[1] امانت باشند — لاجرم چشم گہر بار ہمان ست کہ بود

(۶) کشتۂ غمزۂ خود را بزیارت می آئی — زانکہ بیچارہ ہماں دل نگران ست کہ بود

(۷) زُلفِ ہندوئے تو گفتم کہ وگر رہ نزند — سالہا رفت وبداں سیرت وشان ست کہ بود

(۸) حافظا باز نما قصۂ خونابۂ چشم — کہ دریں چشمہ ہماں آبِ روان ست کہ بود

حل لغات:

٭ بندۂ اربابِ امانت۔ امانت داروں کے غلام ٭ لاجرم۔ ضرور بالضرور، لازمی ٭ کشتۂ غمزہ۔ ناز و ادا کے شہید ٭ زُلفِ ہندوئے تو۔ تیری سیاہ زلف ٭ رہ نزند۔ راہزنی نہ کرے ٭ سیرت وشان۔ خصلت وروش ٭ باز نما۔ پھر دکھا' پھر سنا ٭ قصۂ خونابۂ چشم آنکھوں کی خونباری کا ماجرا۔

ترجمہ:

(۵) عاشق لوگ تو امانت داروں کے غلام ہوا کرتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ آنکھ اُسی طرح موتی برساتی ہے جیسے کہ پہلے برساتی تھی۔ یعنی یہ آنسو جو عاشق بہاتے ہیں یہ موتی ہیں اور یہ امانت ہیں محبوب کی جو عاشق انہیں امانت دار (محبوب) کو لوٹاتے ہیں۔

(۶) تو اپنے ناز و ادا کے شہید کو دیکھنے کے لیے تو آ! (اس کی زیارت تو کر) کیونکہ وہ بیچارہ دِل اُسی طرح تیرا منتظر ہے جیسا کہ پہلے تھا۔ یعنی دِل اب بھی تیری آرزوئے وصال میں فرشِ راہ بنا ہوا ہے اگرچہ عاشق تیری ناز و ادا سے شہید ہو چکا ہے۔

---

[1] بعض نسخوں میں "بندۂ ارباب" کے بجائے "محرم اسرار" ہے۔

(۷) میں نے کہا تھا کہ تیری سیاہ زلف دوسری مرتبہ راہزنی نہ کرے گی۔ کئی سال گزر گئے لیکن اس کی وہی خصلت وروش ہے جیسے کہ پہلے تھی۔ یعنی تیری سیاہ زلف اب بھی ہمیں لوٹ رہی ہے اور اس کی وہ پہلے والی روش وخصلت آج تک نہیں بدلی۔
(۸) اے حافظ! تو اپنی آنکھوں کے خون برسانے کا قصہ پھر سے سنا! کہ اس چشمہ میں اُسی طرح سے پانی جاری وساری ہے جیسا کہ پہلے جاری وساری تھا۔ یعنی یہ آنکھیں روز اول سے ہی خون برسا رہی ہیں۔

----***----

غزل نمبر (۱۱۹)

(۱) کنوں کہ درچمن آمد گل از عدم بوجود — بنفشہ در قدمِ او نہاد سر بسجود
(۲) بنوش جامِ صبوحی بنالہء دف و چنگ — ببوس غبغبِ ساقی بنغمہء نے و رُود[۱]
(۳) بباغِ تازہ کُن آئینِ دینِ زردشتی — کنوں کہ لالہ بر افروخت آتشِ نمرود
(۴) زدستِ شاہدِ سیمیں[۲] عذار عیسیٰؑ دم — شراب نوش و رہا کُن حدیث عادو ثمود

حل لغات:

* کنوں۔اب * عدم۔نیستی * بنفشہ۔خوشبودار گھاس جسے زلف سے تشبیہ دی جاتی ہے۔(دواؤں کے کام بھی آتی ہے) * صبوحی۔صبح کو پی جانے والی شراب * بنالہء ودف و چنگ۔ ڈفلی اور رباب کی آواز' غبغب۔تھوڑی کا نیچے ڈھلکا ہوا گوشت * دینِ زردشتی۔زردشت کا دین * زردشت۔آتش پرستی کے دین کا بانی * آتشِ نمرود۔نمرود کی آگ' مشہور ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو نمرود نے آگ میں پھینک دیا تھا * شاہدِ سیمیں عذار۔چاندی جیسے رخساروں والا محبوب * عیسیٰ دُم۔ زندگی بخش سانس مراد۔

ترجمہ:

(۱) چمن کے اندر اب کہ پھول نیستی (عدم) سے وجود میں آیا ہے تو بنفشے نے اس کے قدموں میں اپنا سر رکھ کر سجدہ کیا ہے۔ یعنی اس کی خوبصورتی کے آگے اپنا سر جھکا دیا ہے اور اُسے خراج تحسین پیش کیا ہے۔
(۲) تو صبح کی شراب کا جام ڈفلی اور رباب کی آواز کے ساتھ نوش کر! ساقی کے غبغب کا بوسہ بانسری اور رُود کے ساز کے نغمہ کے ساتھ لے۔ یعنی صبح شراب پی تو سازوں کی آواز کے ساتھ اور ساقی کی تھوڑی کا بوسہ بانسری اور رُود کے سازوں کے ساتھ لے۔ شراب کے ساتھ ساز وآواز بھی ضروری ہے۔

۱۔ بعض نسخوں میں رُود کی جگہ عود ہے۔
۲۔ بعض نسخوں میں سیمیں کی جگہ نازک ہے۔

(۳) تو اس دنیا کے باغ میں زردشت کے دین و دستور کے طریقہ کو تازہ کردے (جاری کردے) کہ اب گُلِ لالہ نے غرور کی آگ کو بھڑکا دیا ہے۔یعنی گل لالہ کھل چکا ہے (بوجہ سرخی لالہ کو آگ سے تشبیہ دی جاتی ہے)۔

(۴) تو چاندی جیسے رخساروں اور زندگی بخش سانس والے محبوب سے شراب پی اور قوم عاد اور قوم ثمود کے قصوں کو چھوڑ دے (یہ دونوں قومیں برے اعمال کی وجہ سے اللہ نے تباہ و برباد اور نیست و نابود کر دی تھیں)

(۵) جہاں چو خُلدِ بریں شد بدورِ سوسن و گُل ولے چہ سُود کہ دروے نہ ممکن ست خلود

(۶) شداز فروغِ[1] ریاحین چو آسماں گلشن زیمنِ اخترِ میمون وطالعِ مسعُود

(۷) چوگُل سوار شود بر ہوا سلیماںؑ وار سحر گہ مُرغ در آید بنغمۂ داؤد

(۸) بدورِ گُل منشیں بے شراب و شاہد و چنگ کہ ہمچو دورِ[2] بقا ہفتۂ بود معدود

حل لغات:

*خلدِ بریں۔بہشت بریں *سوسن۔چنبیلی کا پھول *گُل۔گلاب کا پھول *خلود۔ہمیشہ رہنا' ہمیشگی *یمن۔برکت *اخترِ میموں۔مبارک ستارہ *طالع۔مقدر *مسعود۔نیک' اچھا *ریاحین۔ریحان کی جمع نیاز بو کے پھول *فروغ۔روشنی۔مراد کثرت۔ *سلیماں وار: حضرت سلیماں کی طرح۔ *نغمہ داؤد: حضرت داؤدؑ بڑے خوش الحان تھے آپ کی آواز نغمہ داؤد کے نام سے مشہور ہے۔(خوش آواز، سریلی آواز)

ترجمہ:

(۵) یہ جہان چنبیلی اور گلاب کے پھولوں کی کثرت کی وجہ سے بہشت کا نمونہ بن گیا ہے لیکن اس کا کیا فایدہ؟ جب کہ اسے بقا نہیں ہے کیونکہ یہ پھول ہمیشہ نہیں رہ سکتے۔

(۶) نیاز بو کے پھولوں کی کثرت سے یہ باغ آسمان کی طرح بن گیا ہے۔یہ سب نیک نصیبہ اور مبارک ستارے کی وجہ سے ہوا ہے۔اسی کی برکت سے ہوا ہے۔

(۷) حضرت سلیمان علیہ السلام کی طرح پھول ہوا (کے تخت) پر سوار ہوتا ہے۔صبح کے وقت جب بلبل لحن داؤدی سے نغمہ سرا ہوتی ہے۔یعنی پھول انتہائی خوشی کا مظاہرہ کرتا ہے جب بلبل صبح کو گانا گاتی ہے۔

(۸) تو اس موسم بہار میں شراب' محبوب اور رباب کے ساز کے بغیر نہ بیٹھ کیونکہ اسے بھی ہرگز بقا حاصل نہیں ہے یہ بھی گنتی کے چند روز (ہفتہ سات دنوں) تک باقی رہے گا۔یعنی موسم بہار چند روز تک قائم رہے گا لہٰذا اسے عیش سے گزارنا چاہیے۔

(۹) بیار جام لبالب[3] بیادِ آصفِ عہد وزیرِ ملکِ سلیماںؑ عمادِ دیں محمود

---

[1] بعض نسخوں میں فروغ کی جگہ خروج، گلشن کی جگہ روشن اور ''زیمن'' کی جگہ ''زمین بہ'' ہے۔

[2] بعض نسخوں میں دور کی جگہ روز ہے۔

[3] بعض نسخوں میں ''بیار جام لبالب'' کی جگہ ''بخواہ جام صبوحی'' ہے۔

(۱۰) بود کہ مجلسِ حافظ بیمنِ تربیتش ہر آنچہ می طلبد جملہ باشدش موجود

حل لغات:

* بیاد آصفِ عہد۔ آصف دوراں کی یاد میں' آصفِ وقت' ملک سلیمان عمادالدین' ابواسحٰق شاہ فارس کا ایک وزیر جو خواجہ حافظ کا ممدوح تھا * یمن۔ برکت * تربیتش۔ اس کی تربیت سے۔

ترجمہ:

(۹) اس دور کے آصف کی یاد میں جو کہ وزیر ملک سلیمان عمادالدین ہے تو کناروں تک بھرا ہوا پیالہ لا۔ یعنی آصفِ عہد کی یاد میں جام بھر لا۔ عمادالدین محمود جو کہ ملک سلیمان کا وزیر ہے۔

(۱۰) حافظ کی مجلس میں اس کی برکت اور تربیت سے جس چیز کا بھی وہ طلبگار ہے، وہ سب کچھ موجود ہوگا۔ یعنی خواجہ کے ممدوح کی برکت اور تربیت سے حافظ کی مجلس میں ہر چیز موجود ہے۔ کوئی جو کچھ بھی مانگے اُسے وہی ملتا ہے۔

---- * * * ----

غزل نمبر (۱۴۰)

(۱) گفتم کہ خطا کردی و تدبیر نہ ایں بود گفتا چہ تواں کرد کہ تقدیر چنیں بود

(۲) گفتم کہ خداداد مرادت بوصالش گفتا کہ مرادم بوِصالش نہ ہمیں بود

(۳) گفتم کہ قرینِ بدت افگند بدیں روز گفتا کہ مرابختِ بدِخویش قریں بود

(۴) گفتم زمن اے ماہ چرا مہر بریدی گفتا کہ فلک بامنِ بدمہر بکیں بود

حل لغات:

* چہ تواں کرد۔ کیا کیا جاسکتا ہے * چنیں بود۔ ایسی تھی * مرادت۔ تیری مراد * قرین۔ نزدیک * بدیں روز۔ آج کل * ماہ۔ چاند' محبوب * مہر۔ محبت۔

ترجمہ:

(۱) میں نے کہا کہ تو نے غلطی کی ہے کیونکہ تدبیر ایسی نہ تھی۔ اُس نے جواب دیا کہ اب کیا کیا جاسکتا ہے۔ تقدیر میں ہی ایسا ہونا لکھا تھا۔ تقدیر ہی ایسی تھی۔

(۲) میں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے تیری مراد اس کے وصل سے پوری کردی۔ اُس نے جواب دیا کہ میری مراد صرف اس کا وصال ہی نہ تھی۔ یعنی اس کا وصل ہی میری مراد نہ تھی بلکہ کچھ اور بھی آرزو تھی جو کہ پوری نہ ہوسکی۔

(۳) میں نے کہا کہ تیری بری صحبت (ہمنشینی) نے تجھے بدحال کر کے رکھ دیا ہے؟ اُس نے جواب دیا کہ یہ میری اپنی بدنصیبی کا کیا دھرا ہے۔ یعنی میرا بخت بد میرا ہمنشیں تھا اُسی نے سب کیا ہے۔

(۴) میں نے کہا اے چاند جیسے میرے محبوب! تو نے مجھ سے محبت کا تعلق کیوں قطع کر لیا؟ اس نے جواب دیا کہ یہ آسمان مجھ بدمہرو بدقسمت سے اپنے دِل میں کینہ رکھتا تھا۔ اس نے مجھ سے پرانا بدلہ لیا ہے۔

(۵) گفتم کہ بسے جامِ طرب خوردی ازیں پیش — گفتا کہ شفاء در قدحِ باز پسیں بود

(۶) گفتم کہ تو اے عمر چرا زود برفتی — گفتا کہ فلانے چہ کنم عمر ہمیں بود

(۷) گفتم کہ بسے خطِ خطا[1] برتو کشید ند — گفتا ہمہ آں بود کہ برلوحِ جبیں بود

(۸) گفتم کہ نہ وقتِ سفرت بود چنیں زود — گفتا کہ مگر مصلحتِ وقت چنیں بود

(۹) گفتم کہ زحافظ بچہ علّت شدہَ دور — گفتا کہ ہمہ وقت مرا داعیہ ایں بود

حل لغات:

٭ جامِ طرب۔ خوشی وعیشی کا جام ٭ قدح۔ پیالہ ٭ پسیں۔ آخری ٭ زدو بر فتے۔ جلد گزر گئی ٭ لوحِ جبیں۔ پیشانی کی تختی مراد قسمت ٭ وقتِ سفرت۔ تیرے سفر کا وقت ٭ علّت۔ بنا وجہ ٭ داعیہ۔ ارادہ، آرزو۔

ترجمہ:

(۵) میں نے کہا کہ اس سے قبل تو نے بہت سے خوشی کے جام پیئے! اُس نے جواب دیا کہ شفا تو آخری جام میں موجود تھی۔ سارا نشہ وسرور اُسی میں تھا۔

(۶) میں نے کہا کہ اے میری عمر! تو کیوں جلدی سے ہی گزر گئی ہے؟ اُس نے جواب دیا کہ اے فلاں! میں کیا کروں؟ کہ یہ زندگی ہی اتنی تھی۔ عمر ہی اتنی تھی۔

(۷) میں نے کہا کہ لوگوں نے تیرے اعمال نامے پر خطاؤں کے بہت سے خط کھینچ دیئے ہیں۔ اُس نے جواب دیا کہ یہ سب کچھ وہی ہوا ہے جو کہ پیشانی کی لوح پر لکھا تھا۔ یعنی جو تقدیر میں تھا وہی ہوا ہے۔

(۸) میں نے کہا کہ تیرے اس قدر جلد سفر کر جانے کا تو وقت نہ تھا؟ تو اُس نے جواب دیا کہ شاید یہی وقت کی مصلحت تھی۔ اسی میں اچھائی تھی کہ میں جلد سفر پر روانہ ہو جاؤں۔

(۹) میں نے کہا کہ آخر کس وجہ سے تو حافظ سے علیحدہ ہوا؟ دُور ہو گیا؟ تو اُس نے جواب دیا کہ ہر وقت میری خواہش وآرزو یہی تھی۔ میں یہی چاہتا تھا۔ میرا یہی ارادہ تھا۔

(نوٹ) بعض نسخوں میں یہ غزل شامل نہیں ہے۔

---- ٭ ٭ ٭ ----

[1] بعض نسخوں میں خطا کی جگہ جفاہے۔

غزل نمبر (۱۲۱)

(۱) گرچہ بر واعظِ شہر ایں سخن آساں نشود — تا ریا ورزد و سالُوس مُسلماں نشود
(۲) رندی آموز و کرم کن کہ نہ چنداں ہنر ست — حیوانے کہ ننوشد مے و انساں نشود
(۳) گوہرِ پاک بباید کہ شود قابلِ فیض — ورنہ ہر سنگے و گلے لُو لُو و مرجاں نشود
(۴) اسمِ اعظم بکند کارِ خود اے دِل خوش باش — کہ تلبیس و حیل دیو مُسلماں[1] نشود

حل لغات:

* ریا۔ دکھاوا' مکروفریب، ریا کاری * سالُوس۔ مکروفریب * رندی آموز۔ رندی (شراب نوشی) سیکھ * حیوانے کہ ننوشد۔ وہ حیوان (جاندار) جو شراب نہ پئے * گوہر پاک۔ پاک فطرت * لُولُو و مرجان۔ موتی اور مونگا' جواہرات * اسم اعظم: اللہ تعالیٰ کا ذاتی نام، بہت بڑا نام، بعض کے نزدیک لفظ اللہ ہی اسم اعظم ہے۔ * تلبیس وحیل: مکروحیلہ۔ * دیو: شیطان۔

ترجمہ:

(۱) اگرچہ اس شہر کے واعظ پر یہ بات بڑی ہی گراں گزرے گی (یعنی اُسے پسند نہ آئے گی) لیکن سچی بات تو یہ ہے کہ جب تک وہ ریا کاری اور مکروفریب سے کام لیتا رہے گا تب تک وہ صحیح مسلمان نہیں ہوگا۔

(۲) تو رندی و شراب نوشی کا طریق سیکھ اور کرم کر کیونکہ یہ کوئی ہنر کی بات نہیں ہے۔ وہ حیوان جو جب تک شراب نہ پئے کبھی انسان نہیں ہوسکتا۔ یعنی حیوان (چوپائے) اگرچہ شراب نہیں پیتے وہ انسان بھی تو نہیں ہوتے۔ اسی طرح زاہد بد اخلاق اگرچہ شراب نوشی نہیں کرتا مگر اس طرح وہ انسان نہیں بنتا تو وہ گویا ان چوپاؤں کے مانند ہے جو شراب نہیں پیتے۔ یہ کوئی ہنر کی بات نہیں ہے۔ تجھے چاہیے کہ تو رند بنے کیونکہ رند شراب نوش جو خوش اخلاق ہے وہ بدخو زاہد سے کہیں بہتر ہے۔

(۳) جو پاک فطرت ہوتا ہے وہی فیض کے قابل ہوتا ہے۔ ورنہ ہر اینٹ پتھر' موتی و مونگا یعنی جواہرات نہیں ہوسکتے۔ یعنی فیض اُسے ملتا ہے جو پاک طینت و پاک فطرت ہوتا ہے۔ ہر کس و ناکس کو یہ دولت نہیں ملتی۔

(۴) وہ اسم اعظم ہی ہے جو کہ اپنا کام دکھاتا ہے۔ اے دِل تو خوش رہ! اگرچہ فریب کاری و حیلہ گری سے دیو مسلمان نہیں ہوسکتا۔ یعنی اسم اعظم خود اثر کرتا ہے اور اللہ ہی کا ذکر اطمینان قلب کا باعث ہے۔

(۵) درد مندیکہ کند دردِ نہاں پیشِ طبیب — دردِ او بے سببے قابلِ درماں نشود
(۶) عشق می ورزم و اُمید کہ ایں فنِ شریف — چوں ہنر ہائے دِگر موجبِ حرماں نشود

---

[1] بعض نسخوں میں مسلمان کی جگہ سلیمان ہے۔

(۷) دوش می گفت کہ فردا بدہم کامِ دِلت — سببے ساز خدایا کہ پشیماں نشود

(۸) حُسنِ خلقے زخُدا می طلبم روئے[1] ترا — تا دِگر خاطرِ ما از تو پریشاں نشود

حل لغات:

* دردِنہاں: پوشیدہ درد، بیماری۔ * قابل درماں: علاج کے قابل۔ * عشق می ورزم۔ میں عشق اختیار کرتا ہوں * این فن شریف۔یہ اچھا اور پاکیزہ مشغلہ (فن) * دوش۔گزشتہ شب * فردا۔آنے والا کل * حسن خُلقے۔حسن خلق۔حسنِ صورت۔حسن اخلاق

ترجمہ:

(۵) جو دردمند (بیمار) اپنی بیماری اپنے طبیب سے پوشیدہ رکھتا ہے بے شک اس کی بیماری علاج کے قابل نہیں ہوتی۔اس کا علاج کیا ہی نہیں جاسکتا۔

(۶) میں نے عشق کا شغل اختیار کرلیا ہے اور اب یہ امید ہے کہ یہ اچھا اور پاکیزہ مشغلہ (فن) دوسرے ہنروں کی طرح مایوسی و محرومی کا سبب ثابت نہ ہوگا۔

(۷) کل رات وہ کہہ رہا تھا کہ آئندہ کل کو میں تیرے لبوں کا مقصد پورا کردوں گا۔اے میرے اللہ! کوئی ایسا سبب بنادے کہ اُسے پچھتانا نہ پڑے۔یعنی وہ میرا مقصد پورا کردے۔

(۸) میری اللہ تعالیٰ سے یہی دُعا ہے کہ وہ تجھ میں حسن صورت کے ساتھ حُسنِ سیرت بھی پیدا کردے تاکہ پھر کبھی میرا دل تجھ سے پریشان نہ ہو۔

(۹) ہرکہ درپیشِ بُتاں از سرِ جاں می لرزد — بے تکلف تنِ او لایقِ قرباں نشود

(۱۰) ذرّہ را تا نبود ہمّتِ عالی حافظؔ! — طالبِ چشمہء خورشیدِ درخشاں نشود

حل لغات:

* بتاں: بت کی جمع' محبوب * می لرزد۔کانپتا ہے * تکلف۔اوپرے دل سے کوئی کام کرنا' بناوٹ * ہمتِ عالی۔بلند ہمتی * خورشید۔سورج * درخشاں۔چمکتا ہوا۔

ترجمہ:

(۹) جو کوئی بھی بتوں (محبوبوں) کے سامنے جان کے خیال سے کانپتا ہے، بے شک اس کا جسم قربان کرنے کے قابل نہیں ہوتا۔ یعنی عشق میں سروجان جانے کا اندیشہ تک نہیں کیا جانا چاہیے۔

(۱۰) اے حافظؔ! جب تک ذرے میں بلند ہمتی پیدا نہ ہوسکے، اس میں بلند ہمتی کا جوہر موجود نہ ہو، وہ چمکنے والے سورج کے چشمہ کا طلب گار نہیں ہوسکتا۔

(نوٹ) بعض نسخوں میں شعر نمبر 5, 7 شامل غزل نہیں ہیں۔

---

[1] بعض نسخوں میں روئے کی جگہ خوئے ہے۔

غزل نمبر (۱۲۲)

(۱) کارم ز دورِ چرخ بسامان نمی رسد — خوں شد دلم ز درد بدرمان نمی رسد
(۲) چوں خاکِ راہ پست شدم ہمچو بادو باز — تا آبرو نمی رودم نان نمی رسد
(۳) از دستبردِ جورِ زماں اہلِ فضل را — ایں غُصّہ بسکہ دست سویٔ جان نمی رسد
(۴) سیرم زجانِ خود بدل راستاں و لے — بیچارہ را چہ چارہ کہ فرمان نمی رسد

حل لغات:

* دورِ چرخ۔آسمان کی گردش * درماں۔علاج * باد۔ہوا * آبرو۔عزت * دستبردِ جور۔ظلم کی لوٹ مار * سیرم زجانِ خود۔ میں اپنی جان سے سیر ہوں، بیزار ہوں۔

ترجمہ:

(۱) میرا کوئی کام آسمان کی گردش کے باعث سرانجام نہیں پاتا۔یعنی میری کوئی مراد پوری نہیں ہوتی۔میرا دل دردِ عشق سے خون ہو چکا ہے اور اس کے علاج و معالجے کی کوئی صورت نظر نہیں آتی۔

(۲) میں راہ کی خاک کی طرح پست ہو چکا ہوں مگر پھر بھی میں جب تک بے آبرو نہیں ہوتا مجھے روٹی میسر نہیں آتی۔یعنی روٹی کمانے کے لیے بہت بے آبرو ہونا پڑتا ہے۔عزت کو داؤ پر لگانا پڑتا ہے۔

(۳) علم و ادب اور فضل والوں کے لیے اس زمانے کی لوٹ مار سے یہی غصہ کافی ہے کہ وہ اپنی مراد کو نہیں پہنچتے۔ان کی کوئی دلی مراد پوری نہیں ہو پاتی۔ان کے لیے یہی سزا کافی ہوتی ہے۔

(۴) سچے لوگوں کے دل کی قسم! میں اپنی جان سے بھی سیر (بیزار) ہوں لیکن بے چارہ کے لیے کیا چارہ جبکہ اس کا حکم ہی نہیں پہنچا۔ یعنی قضا ہی نہیں آتی۔

(۵) تا صد ہزار خار نمی روید از زمین — از گُلبنے گُلے بگلستان نمی رسد
(۶) یعقوبؑ را دو دیدۂ حسرت سفید شد — آوازۂ ز مصر بکنعاں نمی رسد
(۷) بے پارۂ نمی کنم از ہیچ استخواں — تا صد ہزار زخم بدنداں نمی رسد
(۸) ازحشمتِ اہلِ جہل بکیواں رسیدہ اند — جز آہِ اہلِ فضل بکیواں نمی رسد

حل لغات:

* صد ہزار خار۔لاکھ کانٹے * گلبنے۔گلبن پودا * دو دیدۂ حسرت۔حسرت بھری آنکھیں * پارہ۔ٹکڑا * استخوان۔ہڈی * اہل

جہل ۔ بیوقوف لوگ * بکیواں ۔ کیواں زحل ستارہ جو کہ ساتویں آسمان پر ہے، مراد بہت بلندی۔

ترجمہ:

(۵) جب تک زمین سے لاکھ کانٹے نہیں اُگ پڑتے تب تک باغ میں شاخِ گُل پر کوئی پھول نہیں لگتا، نہیں کھلتا۔ یعنی دنیا میں کوئی چیز محنت وطلب کے بغیر حاصل نہیں ہوتی۔ پھول بھی تب تک نہیں کھلتا جب تک کہ ہزاروں کانٹے زمین پر پیدا نہیں ہو جاتے۔

(۶) حضرت یعقوبؑ کی دونوں حسرت بھری آنکھیں سفید ہوگئی تھیں (بے نور ہوگئی تھیں) لیکن مصر سے کنعان تک کوئی آواز نہ پہنچتی تھی۔ یعنی مصر سے (جہاں پر حضرت یوسف علیہ السلام حکمران تھے) کنعان (جہاں حضرت یعقوب علیہ السلام رہتے تھے) وہ اپنے بیٹے کی جدائی میں اس قدر روئے تھے کہ اندھے ہو گئے تھے۔ اور جب انہیں یہ خبر ملی کہ وہ زندہ وسلامت ہیں اور مصر کے حکمران ہیں اور ان کی قمیص ان کی تصدیق کے لیے ان کے پاس آئی تو انہوں نے اسے اپنی آنکھوں سے لگایا تو بینائی واپس آ گئی تھی۔

(۷) میں کسی ہڈی سے گوشت کے ٹکڑے کو علیحدہ نہیں کر سکتا۔ جب تک کہ دانتوں کو لاکھ زخم نہیں پہنچ جاتے۔ یعنی کوئی کام بغیر محنت و تکلیف کے سرانجام نہیں پاتا۔

(۸) دبدبہ وشان وشوکت کی بدولت بیوقوف لوگ ساتویں آسمان پر پہنچ گئے ہیں۔ یعنی بلند مراتب ومناصب حاصل کر چکے ہیں۔ لیکن اہل علم وادب وکمال کی آہوں کے سوا کوئی چیز وہاں پر نہیں پہنچ پاتی۔ یعنی جاہل بلند مرتبے پر فائز ہو چکے ہیں اور عالم و فاضل قسم کے لوگ صرف آہیں بھر رہے ہیں۔

(۹) صوفی بشوے زنگِ دلِ خود بآبِ مے — زیں شُست وشوے خرقہءِ غُفراں نمی رسد

(۱۰) حافظ صَبُور باش کہ در راہِ عاشقی — ہر کس کہ جاں نداد بجاناں نمی رسد

حل لغات:

*بآبِ مے ۔ شراب کے پانی سے (شراب) *شُست شوئے ۔ نہانا دھونا * صبور باش ۔ صبر کر * جاں ۔ جان * جاناں ۔ محبوبہ۔

ترجمہ:

(9) اے صوفی! تو شراب کے پانی سے اپنے دل کے زنگ کو دھوڈال کیونکہ اس ظاہری نہانے دھونے سے بخشش کا لباس نہیں مل سکتا۔ یعنی شرابِ محبت سے دل کے زنگ کو اتارنا چاہیے ورنہ ظاہری نہانے دھونے سے باطن کی صفائی نہیں ہو سکتی۔

(10) اے حافظ! تو صبر کر کہ عشق کی راہ میں جس شخص نے اپنی جان نہیں دی (نچھاور نہیں کی) وہ اپنے محبوب تک رسائی حاصل نہیں کر سکا۔ وہ محبوب تک ہرگز نہیں پہنچ سکا۔

(نوٹ) بعض نسخوں میں یہ غزل شامل نہیں ہے۔

غزل نمبر (۱۲۳)

(۱) مرا برندیٔ[1] عشق آں فضول عیب کند ۔۔۔ کہ اعتراض بر اسرارِ علم غیب کند
(۲) کمالِ صدقِ[2] محبت ببیں نہ نقصِ گناہ ۔۔۔ کہ ہر کہ بے ہنر افتد نظر بعیب کند
(۳) چناں بزد[3] رہِ اسلام غمزۂ ساقی ۔۔۔ کہ اجتناب زصہبا مگر صہیب کند
(۴) زعطرِ حورِ بہشت آں[4] زماں برآید بوئے ۔۔۔ کہ خاکِ میکدۂ ما عبیرِ جیب کند

حل لغات:

٭ برندیٔ عشق ۔عشق کی رندی ٭ کمالِ صدق محبت ۔محبت کی سچائی کا کمال ٭ غمزہ ۔آنکھ کا اشارہ' ناز و ادا ٭ صہیب ۔حضرت صہیب رومیؓ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے جلیل القدر صحابی جو روم کے رہنے والے تھے ۔روم سے آ کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر شرف بہ اسلام ہوئے ۔خواجہ حافظ نے صہبا اور صہیب میں شاعرانہ تناسب پیدا کر دیا ہے ۔ ٭ عبیر ۔خوشبو' چند خوشبوؤں کا مرکب ٭ جیب ۔کیسہ' کھیسہ ۔

ترجمہ:

(۱) صرف فضول قسم کا شخص ہی مجھ پر عشق کی رندی کا عیب لگاتا ہے ۔اور یہ وہ شخص ہے کہ جو غیب کے علم کے خفیہ اسراروں پر نکتہ چینی کرتا ہے، اعتراض کرتا ہے ۔

(۲) تو صدقِ محبت کے کمال کو دیکھ نہ کہ نقصِ گناہ کو کیونکہ جو کوئی بھی بے ہنر ہوتا ہے وہ عیب پر ہی نگاہ رکھتا ہے ۔اُسے عیب ہی نظر آتے ہیں ۔کیونکہ خود بے ہنر ہوتا ہے ۔

(۳) ساقی نے اپنے غمزوں (ناز و ادا) سے اسلام کی راہ میں کچھ اس طرح سے لوٹ مار کی ہے کہ انگوروں کی شراب سے پرہیز صرف حضرت صہیب رومی ہی کریں گے اور کوئی نہیں ۔

(۴) بہشت کی حور کے عطر کی خوشبو اس وقت آتی ہے جب وہ ہمارے میخانے کی خاک کو اپنی جیب کے لیے عبیر بنا لیتی ہے یعنی اپنی جیب میں رکھ لیتی ہے ۔

---

[1] بعض نسخوں میں برندی دعشق ہے ۔
[2] بعض نسخوں میں صدق و محبت ہے اور بعض میں صدق کی جگہ سر ہے ۔
[3] بعض نسخوں میں بزد کی جگہ زند ہے ۔
[4] بعض نسخوں میں زماں کی جگہ نفس ہے ۔

(۵) کلیدِ گنجِ سعادت قبول اہلِ دل ست — مباد کس[۱] کہ دریں نکتہ شک و ریب کند
(۶) شبانِ وادیٔ ایمن گہے رسد بمراد — کہ چند سال بجاں خدمتِ شعیبؑ کند
(۷) زدیدہ خوں بچکاند فسانہء حافظ! — چو یادِ عہدِ شباب وزمان شیب کند[۲]

حل لغات:

* کلیدِ گنجِ سعادت ۔ نیک بختی کے خزانے کی چابی * ریب ۔ شک وشبہ * شبان ۔ چرواہا' مراد حضرت موسیٰ علیہ السلام' اور حضرت شعیب علیہ السلام جو آپ کے خسر تھے جن کی آپ بکریاں چراتے تھے * وادیٔ ایمن ۔ جہاں حضرت موسیٰ علیہ السلام آگ لینے کے لیے اپنی زوجہ محترمہ کے ساتھ گئے تھے اور آپ کو جلوۂ خدا نظر آیا * زمانِ شیب ۔ بڑھاپے کا زمانہ۔

ترجمہ:

(۵) نیک بختی کے خزانے کی چابی صرف اور صرف اہل دل کی قبولیت میں ہے ۔ خدا کرے کہ کوئی بھی ایسا شخص نہ ہو جو کہ اس نکتے میں شک وشبہ کا شکار ہو۔ یعنی اس بات میں شک وشبہ سے کام نہ لے۔

(۶) وادیٔ ایمن کا چرواہا (حضرت موسیٰؑ) تب اپنی مراد کو پہنچ جاتا ہے جب کہ کچھ مدت دل وجاں سے حضرت شعیب علیہ السلام کی خدمت سرانجام دے۔ یعنی ہر کہ خدمت کرد او مخدوم شد کے مصداق خدمت کے صلہ میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کو پیغمبری ملی اور حضرت شعیب علیہ السلام نے اپنی بیٹی بھی آپ سے بیاہ دی۔

(۷) حافظ کی داستان حیات سننے والا خون کے آنسو روتا ہے ۔ جب وہ اپنی جوانی کے زمانے اور بڑھاپے کے وقت کو یاد کرتا ہے۔ یعنی بیان کرتا ہے۔

-----***-----

غزل نمبر (۱۲۴)

(۱) مژدہ اے دِل کہ مسیحا نفسے می آید — کہ ز انفاسِ خوشش بوئے کسے می آید
(۲) از غم و درد[۳] مکن نالہء و فریاد کہ دوش — زدہ اَم فالے و فریاد رسے می آید
(۳) زآتشِ وادیٔ ایمن نہ منم خرّم وبس — موسیٰ[۴] اینجا بامیدِ قبسے می آید

---

۱ بعض نسخوں میں کس کہ کی جگہ آنکہ ہے۔
۲ بعض نسخوں میں مصرع ثانی یوں ہے: چویادوقت وزمان شباب وشیب کند۔
۳ بعض نسخوں میں غم و درد کی جگہ غم ہجر ہے۔

(۴) ہیچکس نیست کہ درکوئے تواش کارے[1] نیست　　　　ہر کس اینجا بامید ہوسے می آید

حل لغات:

* مژدہ۔خوشخبری * مسیحا نفسے ۔عیسیٰ نفس، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے دم والا * انفاس۔نفس (سانس) کی جمع * دوش۔گزشتہ رات * زدہ ام فالے۔میں نے فال نکالی ہے * وادیٔ ایمن ۔وہ وادی جہاں حضرت موسیٰ علیہ السلام کو پیغمبری ملی * خرم۔خوشی * قبسے ۔آگ کا انگارہ * بامید ہوسے۔کسی نہ کسی غرض کی وجہ سے۔

ترجمہ:

(۱) اے دِل تجھے خوشخبری ہو کہ ایک عیسیٰ نفس آ رہا ہے کیونکہ اُس کے اچھے اور عمدہ سانسوں سے کسی کی خوشبو آ رہی ہے۔یعنی ایک ایسا مرشد کامل آ رہا ہے کہ اس کا فیضان دور سے ہی نظر آ رہا ہے۔

(۲) تو درد وغم کی وجہ سے فریاد مت کر کیونکہ کل رات میں نے یہ فال نکالی ہے کہ تیری فریاد سننے کے لیے ایک فریادرس آ رہا ہے۔ جو پہنچنے ہی والا ہے۔

(۳) ایک میں ہی صرف وادیٔ ایمن کی آگ سے خوش وخرم نہیں ہوں بلکہ حضرت موسیٰ علیہ السلام جیسے عظیم الشان پیغمبر بھی آگ کا انگارہ لینے کی اُمید سے وہاں پر گئے تھے۔یعنی ایک میں ہی محبوبِ حقیقی کے جلوے سے مسرور نہیں ہوں حضرت موسیٰ علیہ السلام بھی تجلی ذات کے لیے وہاں پر جایا کرتے تھے۔

(۴) یہاں پر کوئی شخص ایسا نہیں ہے کہ جس کو تیرے کوچے سے کام نہ ہو۔یہاں پر جو شخص بھی آتا ہے وہ کوئی نہ کوئی امید لے کر ہی آتا ہے۔اپنی غرض کے حصول کی اُمید پر ہی آتا ہے۔

(۵) کس ندانست کہ منزلگہِ مقصود[2] کجاست　　　　ایں قدر ہست کہ بانگِ جرسے می آید
(۶) جُرعہ دہ کہ بمیخانہء اربابِ کرم　　　　ہر حریفے زپئے ملتمسے می آید
(۷) خبرِ بُلبُلِ ایں باغ مپرسید[3] کہ من!　　　　نالہء می شنوم کز قفسے می آید
(۸) دوست را گر سرِ پرسیدنِ بیمارِ غم ست　　　　گو بیا[4] خوش کہ ہنوزش نفسے می آید
(۹) یاد دارد سرِ صیدِ دلِ حافظ یاراں　　　　شاہبازے بشکارِ مگسے می آید

حل لغات:

* بانگ جرس۔گھنٹی کی آواز * جُرعہ۔گھونٹ * ملتمس۔التماس کرنے والا * قفس۔پنجرہ * نفسے ۔نفس، سانس * صیدِ دل۔ دل کا شکار۔ * مگسے :مگس، مکھی، مراد ادنیٰ وحقیر۔

---

[1] بعض نسخوں میں غم کارے کی جگہ راہی ہے۔
[2] بعض نسخوں میں مقصود کی جگہ معشوق ہے۔
[3] بعض نسخوں میں مپرسید کی جگہ پرسید ہے۔
[4] بعض نسخوں میں بیا کی جگہ براں ہے۔

ترجمہ:

(۵) کسی شخص کو بھی اپنی منزل مقصود کا کچھ اُتا پتہ نہیں ہے کہ کہاں پر پہنچنا ہے۔بس اسی قدر ہی معلوم ہے کہ قافلہ رواں دواں ہے اور برابر گھنٹی کی آواز آ رہی ہے۔اور سب چلے جا رہے ہیں اور منزل مقصود کا کچھ پتہ نہیں۔

(۶) تو ہمیں شراب کا ایک گھونٹ عطا کر دے کہ اربابِ کرم کے شراب خانے میں ہر حریف کوئی نہ کوئی التجا و التماس ہی لے کر آتا ہے۔یعنی اہل معرفت سے فیضانِ روح کی درخواست کی گئی ہے۔

(۷) اس باغ کی بُلبُل کا حال مجھ سے نہ پوچھو! کہ میں ایک نالہ سُن رہا ہوں جو کہ قفس کی جانب سے آ رہا ہے۔یعنی بُلبُل کو صیاد نے قفس میں ڈال دیا ہے۔

(۸) اگر دوست کا بیمارِ غم یعنی عشق کے بیمار کا حال پوچھنے کا خیال ہے تو اُسے کہہ دو خوشی سے چلا آئے کہ ابھی سانس آ رہی ہے۔یعنی ابھی میں زندہ ہوں ابھی سینے میں سانس آ رہی ہے۔

(۹) دوستو! محبوب کا خیال ہے کہ وہ حافظ کے دِل کو شکار کر لے۔گویا ایک شہباز مکھی کے شکار کے لیے آ رہا ہے۔شہباز مرشدِ کامل ہے اور مرید اس کے سامنے ایک ادنیٰ مکھی کی طرح ہے۔

----***----

غزل نمبر (۱۲۵)

(۱) مطربِ عشق عجب ساز و نوائے دارد — نقشِ ہر پردہ[1] کہ زد راہ بجائے دارد

(۲) عالم از نالہء عشاق مبادا خالی — کہ خوش آہنگ و فرح بخش نوائے[2] دارد

(۳) پیرِ دُردِ کشِ ما گرچہ ندارد زر و زور — خوش عطا بخش و خطا پوش خدائے دارد

(۴) از عدالت نبود دور گرش پر سد حال — پادشاہے کہ بہمسایہ گدائے دارد

حل لغات:

* مطرب عشق۔عشق کا گویّا' مراد مرشدِ کامل * ساز و نوائے۔ساز اور آواز * عالم۔جہان * مبادا خالی۔خالی نہ ہو * پیرِ دُرد کش۔تلچھٹ پینے والوں کا مرشد * پادشاہے۔بادشاہ مراد محبوب۔

ترجمہ:

(۱) عشق کا گویّا عجیب و غریب ساز اور آواز رکھتا ہے کیونکہ وہ جس سُر کو بھی چھیڑتا ہے اُس سے اک نئے مقام کا پتا دیتا ہے۔یعنی

---

[1] بعض نسخوں میں پردہ کی جگہ نغمہ ہے۔

[2] بعض نسخوں میں نوائے کی جگہ ہوائے ہے۔

مرشد کامل کی ہر بات ہی نکاتِ عرفان کی حامل ہے۔

(۲) اللہ کرے کہ یہ جہان عاشقوں کی فریاد و نغاں سے خالی نہ ہو کیونکہ اس کے سننے سے طبیعت خوش ہو جاتی ہے اور دِل کو راحت نصیب ہو جاتی ہے۔ یعنی عاشقانِ حقیقی سے یہ جہان کبھی خالی نہیں ہوتا۔ انہی کے فیضان سے ہی راحتؔ و خوشی حاصل ہوتی ہے۔

(۳) اگر چہ ہم تلچھٹ پینے والوں کا مرشد روپیہ پیسہ اور زر روز ور نہیں رکھتا ہے لیکن وہ ایسا خدا رکھتا ہے جو کہ بڑا سخی ہے اور خطاؤں سے درگزر کرنے والا ہے۔

(۴) اگر ایک بادشاہ اپنے پڑوسی فقیر کا حال چال پوچھ لے تو یہ بات انصاف سے دور نہیں ہے۔ یعنی اگر وہ محبوب اپنے پڑوسی عاشق کی خیر خیریت دریافت کر لے تو یہ عین انصاف ہے۔

(۵) محترم دار دِلم کایں مگسِ قند پرست — تا ہوا خو خواہِ تو شد فرّ ہمائے دارد
(۶) اشکِ خونیں بطبیباں بنمودم گفتند — دردِ عشق ست و جگر سوز دوائے دارد
(۷) ستم از غمزہ میاموز کہ در مذہبِ عشق — ہر عمل اجرے و ہر کردہ جزائے دارد
(۸) نغز گفت آں بُتِ ترسا بچہ[1] بادہ فروش — شادیٔ روئے کسے خور کہ صفائے دارد
(۹) خُسروا حافظِ درگاہ نشیں فاتحہ خواند — وز زبانِ تو تمنّائے دعائے دارد

حل لغات:

* مگس قند پرست۔ کھانڈ کی پجارن مکھی * فرِّ ہمائے۔ ہما کی سی شان * اشک خونیں۔ خونی آنسو * غمزہ۔ آنکھ کا اشارہ، ناز و ادا * نغز گفت۔ کیا عمدہ کہا ہے، خوب کہا ہے * ترسا بچہ۔ مغبچہ * بادہ فروش۔ شراب بیچنے والا * خسروا۔ اے بادشاہ!

ترجمہ:

(۵) میرے دِل کو محترم سمجھو اس کی قدر کرو کیونکہ کھانڈ کی یہ پجارن مکھی جب سے تیری خیر خواہ ہوئی ہے اُسے ہما کی سی شان و شوکت حاصل ہو گئی ہے۔ یعنی تیرے فیضان سے ہر ادنیٰ بھی ذی شان ہے۔

(۶) طبیبوں کو میں نے اپنے خونی آنسو دکھائے تو انہوں نے کہا کہ یہ عشق کا مریض ہے۔ اس کی دوا صرف جگر سوزی ہے۔ یعنی عشق کے درد کی دوا جگر کا سوز ہے۔

(۷) تو اپنے ان غمزوں سے ظلم و ستم کرنا مت سیکھ کیونکہ عشق کے مذہب میں ہر عمل کا ایک اجر ہے اور ہر کام کی ایک جزا ہے۔ یعنی ہر عمل کا بدلہ ضرور بالضرور ملتا ہے۔ لہٰذا تو جفا کاری پر اپنی کمر مت باندھ۔

(۸) شراب بیچنے والے کے اُس حسین لڑکے نے کیا خوب کہا ہے کہ کسی ایسے خوش رو کو دیکھ کر (یا کے ساتھ) خوب پیو جو کہ صفائی رکھتا ہو۔

(۹) اے بادشاہ! درگاہ نشیں حافظ نے فاتحہ پڑھی ہے لیکن وہ تیری زبان سے بھی دُعا کی تمنا رکھتا ہے۔ یعنی تجھ سے بھی دعائے خیر کا طالب ہے۔

---

[1] بعض نسخوں میں بچہ کے بجائے پسر ہے۔ مفہوم میں فرق نہیں۔

غزل نمبر (۱۲۶)

(۱) من و انکارِ شراب ایں چہ حکایت باشد | غالباً ایں قدرم عقل کفایت باشد
(۲) منکہ شبہارہِ تقویٰ زدہ ام باِدف و چنگ[۱] | ایں زماں سر برہ آرم چہ حکایت باشد
(۳) زاہد ار راہ برندی نبرد معذور ست | عشق کاریست کہ موقوفِ ہدایت باشد
(۴) تا بغایت رہِ میخانہ نمی دانستم | ورنہ مستوریءِ ما تا بچہ غایت باشد

حل لغات:

* چہ حکایت۔کیا ماجراہے' کیا بات ہے * کفایت۔کافی * رہِ تقویٰ۔پرہیز گاری کا راستہ * باِدف و چنگ۔ڈفلی اور رباب کے ساتھ * راہ برندی نبرد۔رندی کی راہ پرنہیں چلا * موقوفِ ہدایت۔ہدایت پر موقوف * مستوری۔گوشہ نشینی، پرہیز گاری * غایت: حد۔

ترجمہ:

(۱) میں اور شراب سے انکار، بھلا یہ کیا بات ہوئی؟ غالباً اسی قدر عقل ہی میرے لئے کافی ہے۔یعنی اتنی ہی دانائی کافی ہے کہ میں شراب سے انکار نہ کروں۔شراب نوشی چھوڑ کر زیادہ دانا بننے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔مطلب یہ کہ شراب نہ ترک کرنا بھی بڑی دانائی وہوشمندی کی علامت ہے۔

(۲) میں کہ جس نے پرہیز گاری کے خلاف بہت سی راتیں ڈفلی اور رباب کے ساتھ گزاری ہیں۔اس وقت پھر اگر میں پرہیز گاری کے راستے پر گامزن ہو جاؤں تو یہ کیسی عجیب بات ہوگی۔یعنی میں رندی ترک کر کے پرہیز گاری اختیار نہیں کرسکتا۔

(۳) زاہد اگر رندی کے راستے پر نہ چلے تو سمجھو کہ وہ بیچارہ معذور ہے، کیونکہ عشق ایک ایسا کام ہے جو کہ ہدایت پر موقوف ہے۔یعنی محبت کا سفر رہبر کے بغیر طے نہیں ہوسکتا اور زاہد رہبر نہ ہونے کی وجہ سے عشق کا مرحلہ طے کرنے سے معذور ہے۔

(۴) مجھے آج تک میخانے کے راستے کی غایت کا علم نہ تھا۔ورنہ میری یہ گوشہ نشینی کسی حد تک پہنچ گئی ہوتی۔یعنی میں میخانہ عرفان کی غایتِ راہ سے واقف نہ تھا ورنہ میری مستوری زیادہ دیر نہ رہتی۔مطلب یہ کہ ہم میخانے کے راستے سے ناواقف تھے اس لیے متقی بنے بیٹھے ہیں۔

(۵) بندۂ پیرِ مغانم کہ ز جہلم برہاند | پیرِ ما ہرچہ کند عینِ رعایت[۲] باشد
(۶) زاہد و عجب و نماز و من و مستی و نیاز[۳] | تا خود او را زمیاں باکہ عنایت باشد
(۷) دوش ازیں غُصّہ نخفتم کہ حکیمے می گفت | حافظ ار بادہ[۴] خورد جائے شکایت باشد

---

۱ بعض نسخوں میں چنگ کی جگہ نے اور ایں زماں کی جگہ ناگہاں ہے۔
۲ بعض نسخوں میں رعایت کی جگہ ولایت ہے۔
۳ بعض نسخوں میں نیاز کی جگہ رندی ہے۔
۴ بعض نسخوں میں بادہ خورد کی جگہ مست بود ہے۔

حل لغات:

* بندۂ پیر مغانم۔ میں پیر مغاں کا غلام ہوں * ز جہلم برہاند۔ مجھے جہالت سے نجات دلائی * عجب۔ تکبر * دوش۔ گزشتہ رات * بادہ۔ شراب۔

ترجمہ:

(۵) میں پیر مغاں کا غلام ہوں کہ جس نے مجھے جہالت سے نجات دلائی ہے۔ میرا پیر (مرشد) جو کچھ بھی کرتا ہے وہ عین رعایت ہوتی ہے۔ یعنی میرے مرشد نے مجھے جہالت سے نکال کر باطن کی برکت سے راہِ صدق پر گامزن کیا۔

(٦) زاہد تکبر و نماز میں مست ہے اور میں مستی و نیاز میں محو ہوں۔ اب دیکھیئے کہ ہم دونوں میں سے کس ایک پر اس کا لطف و کرم ہوتا ہے۔ یعنی زاہد اپنے زہد و عبادت پر مغرور ہے اور میں عشق میں مست ہوں اور سراپا نیاز ہوں۔ دیکھیئے کہ اب محبوب کے ہاں کسے قبولیت حاصل ہوتی ہے۔

(۷) میں کل رات اس رنج و غم سے نہ سو سکا کہ ایک حکیم کہہ رہا تھا کہ اگر حافظ شراب نوشی کرے گا تو جائے شکایت ہوگی کیونکہ حافظ بادہ است سے سرمست ہے۔ اسے بھلا اس دنیا کی شراب کی کیا ضرورت ہے۔

----***----

غزل نمبر (۱۲٦)

(۱) مسلماناں مرا وقتے دلے بود که باوے گفتمے گر مُشکلے بود
(۲) دلے ہمدرد و یارے مصلحت بیں که استظہارِ ہر اہلِ دلے بود
(۳) بگردابے چو می افتادم از غم بتدبیرش اُمیدِ ساحلے بود
(۴) زمن ضائع شد اندر کوئے جاناں چه دامنگیر یارب منزلے بود

حل لغات:

* دلے بود۔ دل تھا * مصلحت بیں۔ مصلحتِ وقت کو سمجھنے والا * استظہار۔ قوی پشت، مددگار۔ * بگردابے۔ گرداب بھنور * کوئے جاناں۔ محبوب کا کوچہ، گلی، محلہ۔

ترجمہ:

(۱) اے مسلمانو! کبھی میرے سینے میں بھی دل تھا۔ یعنی ایسا دل تھا کہ اگر کوئی مشکل مجھے پیش آتی تھی تو میں اس سے کہہ دیتا تھا، بیان کر دیتا تھا اور وہ مشکل آسان ہو جاتی تھی۔

(۲) وہ بڑا ہمدرد اور مصلحتِ وقت کو سمجھنے والا دوست تھا۔ کہ ہر صاحب دل اُس سے قوی پشت ہوتا تھا۔ یعنی ہر اہل دل کی مدد کرتا تھا۔

(۳) جب میں رنج وغم کی وجہ سے بھنور میں گر پڑتا تھا تو دل کی تدبیر سے کنارے پر پہنچنے کی اُمید ہوتی تھی۔ جس سے ڈھارس بندھ جاتی تھی۔
(۴) دل مجھ سے محبوب کے کوچے میں گم ہو گیا ہے۔ اے میرے خدا! وہ کیسی دامنگیر منزل تھی؟ یعنی میرا دل کوچہ جاناں میں گیا تو بس وہیں کا ہی ہو کر رہ گیا۔

(۵) بحالِ ایں پریشاں [1] رحمت آرید — کہ وقتے کاروانِ کاملے بود
(۶) مرا تا عشق تعلیمِ سخن کرد — حدیثم نکتۂ ہر محفلے بود
(۷) ہنر بے عیب حرماں نیست لیکن — زمن محروم تر کے سائلے بود
(۸) سر شکم در طلب دُرہا فشانید — ولے از وصلِ او بے حاصلے بود
(۹) مگو دیگر کہ حافظ نکتہ دانست — کہ ما دیدیم مُحکم غافلے [2] بود

حل لغات:

* رحمت آرید۔ رحم کرو * تعلیم سخن۔ شاعری کی تعلیم * حرماں۔ محرومی * سرشکم۔ میرے آنسو * دُرہا فشانید۔ موتی بکھیرے * محکم۔ سخت' مضبوط۔

ترجمہ:

(۵) اس پریشان حال پر اپنا رحم وکرم کرو کہ یہ کبھی (ایک زمانے میں) کامل کاروان تھا۔ یعنی میرا دل جو کبھی کامل تجربہ کار تھا اب محبوب کی گلی میں پڑا ہوا ہے۔ اس پر رحم کرو۔
(۶) جب سے مجھے عشق نے سخن کی تعلیم دی ہے تب سے میری باتیں ہر محفل کے لیے نکات بن گئی ہیں۔ یعنی میرے کلام کو یہ ساری قبولیت و پزیرائی عشق کی وجہ سے ہی حاصل ہوئی ہے۔
(۷) اگر کوئی ہنر بھی بدنصیبی سے بے عیب نہیں ہوتا لیکن مجھ سے زیادہ محروم کبھی کوئی سائل نہ تھا۔ یعنی میں ایک ایسا ہنرمند ہوں (سخنور ہوں) کہ اب تک راحت وخوشی سے محروم ہوں یعنی بہت بڑا ہنرمند (سخنور) ہوں۔
(۸) میرے آنسوؤں نے محبوب کی طلب میں موتی برسائے لیکن اس کے وصال سے بے حاصلی ہی رہی۔ یعنی میری آنکھیں محبوب کی طلب میں گریہ وزاری کرتی ہیں لیکن پھر بھی محبوب کا وصل نصیب نہ ہو سکا۔
(۹) تم پھر نہ کہنا کہ حافظ بڑا نکتہ دان ہے۔ ہم نے دیکھا ہے کہ وہ تو بڑا سخت غافل انسان تھا۔ یعنی واقعی حافظ بڑا نکتہ دان ہے کہنے والا ہی بڑا سخت غافل انسان ہے۔

----***----

[1] بعض نسخوں میں بحالِ ایں پریشان کی جگہ بریں جانِ پریشان اور بعض میں بریں مست پریشان ہے۔
[2] بعض نسخوں میں غافلے کی جگہ جاہلے ہے۔
(نوٹ) بعض نسخوں میں شعر نمبر 8 شاملِ غزل نہیں ہے۔

غزل نمبر (۱۲۷)

(۱) معاشران ز حریفِ شبانہ یاد آرید — حقوقِ بندگیِ مخلصانہ یاد آرید
(۲) چو درمیانِ مراد آورید دستِ اُمید — زعہدِ صحبتِ ما در میانہ یاد آرید
(۳) چو عکسِ[1] بادہ کند جلوہ در رُخِ ساقی — ز زہدِ من بسرود و ترانہ یاد آرید
(۴) بوقتِ سرخوشی از آہ و نالہء عشاق — بصوتِ نغمہء چنگ و چغانہ یاد آرید

حل لغات:

* معاشراں۔اے دوستو! * حریفِ شبانہ۔رات کا ہم نشیں * میان۔کمر * عکس بادہ۔شراب کا عکس، پرتو * سرود۔گانا، نغمہ * صوت۔آواز * چنگ و چغانہ۔رباب اور ڈفلی۔

ترجمہ:

(۱) اے میرے دوستو! رات کے ہم نشین کو یاد کرو اور اس کی پُر خلوص بندگی (خدمت) کے حقوق کو یاد کرو۔یعنی رات کا ہم نشیں کس قدر پرخلوص تھا۔

(۲) جب تم اُمید کے ہاتھ کو مراد کی کمر میں لاؤ تو اس وقت ہماری صحبت کے زمانہ کو بھی یاد کر لینا۔یعنی جب تم اپنے مقصد کو حاصل کرلو تو ہمیں بھی خیال میں لاؤ ہمیں بھی یاد کرلیا کرو۔

(۳) جب شراب کا عکس ساقی کے چہرے پر جلوہ آرائی کرے تو تم میری پرہیزگاری کو راگ و رنگ کے ساتھ یاد کرو۔یعنی میرے زہد کا ذکر سرود و ترانہ کے ساتھ کرو۔

(۴) سرود و مستی کے وقت عاشقوں کی آہ اور نالہ کو چنگ و چغانہ کے سازوں کی آواز کے ساتھ یاد کرو۔یعنی ساز و آواز (نغمہ سرائی) کے ساتھ یاد کرو۔

(۵) نمی خورید زمانے غمِ وفاداراں — ز بیوفائیِ دورِ زمانہ یاد آرید
(۶) سمندِ دولت اگر تُند و سرکشست[2] ولے — ز ہمرہاں بسرِ تازیانہ یاد آرید
(۷) بوقتِ[3] مرحمت اے ساکنانِ صدرِ جلال — زروئے حافظ و آں آستانہ یاد آرید

---

[1] بعض نسخوں میں عکس کی جگہ لطف اور ''ز زہدِ من'' کی جگہ زعاشقاں ہے۔

[2] ''تند و سرکشت وے'' کی جگہ ''چند سرکشیدہ رود'' ہے۔

[3] بوقت کی جگہ بوجہ ہے۔

حل لغات:

* دورِ زمانہ۔زمانے کی گردش * سمندِ دولت ۔دولت کا گھوڑا * تازیانہ۔دُرہ 'چھانٹا * بوقتِ مرحمت۔لطف وکرم کے وقت * ساکنانِ صدرِجلال۔جاہ وجلال کی مسند پر بیٹھنے والو!

ترجمہ:

(۵) کسی وقت بھی تم اپنے وفاداروں کا غم نہیں کھاتے،اُن سے ہمدردی نہیں کرتے۔ذرا زمانے کی گردش کی بیوفائی کو تو یاد کرو۔

(٦) اگرچہ دولت کا گھوڑا بڑا تند اور سرکش ہے۔لیکن تازیانے کے ذریعے سے یاد کرو! یعنی اگر تم دوست کے گھوڑے پر سوار ہو اور تمہاری طبیعت میں بھی سرکشی آ گئی ہے تو اس گھوڑے کو تازیانہ لگا کر قابو میں لاؤ اور ان اپنے پیادہ ساتھیوں کو ہمراہ لے لو۔

(۷) اے مسندِ جلالت کے بیٹھنے والو! ذرا لطف وکرم کے وقت حافظؔ کے چہرے اور اس کے آستانہ کو یاد کرو۔یعنی اس پر بھی لطف و عنایات کی نظر ڈالو۔

----***----

غزل نمبر (۱۲۸)

(۱) من و صلاح و سلامت کس ایں گماں نبرد — کہ کس برندِ خرابات ظنّ آں نبرد

(۲) من ایں مرقع پشمینہ[1] بہرِ آں دارم — کہ زیرِ خرقہ کشم مے کس ایں گماں[2] نبرد

(۳) مباش غُرّہ بعلم و عمل فقیہِ زماں — کہ ہیچکس زقضائے خدائے جاں نبرد

(۴) مشو فریفتۂ رنگ و بو قدح درکش — کہ زنگِ غم ز دِلت جز مے مغاں نبرد

حل لغات:

* ظن۔گمان * مرقع۔تصویروں کی کتاب' فقیروں کی گدڑی' جس میں رقعہ پر رقعہ سیا ہو' پیوند پر پیوند لگے ہوں * خرقہ۔گدڑی * غرہ مباش۔غرور نہ کر * فقیہہ زماں۔اپنے زمانے کا بڑا فقیہ' علم فقہ کا ماہر * قدح درکش۔پیالہ پی لے * مغاں۔پیر مغاں۔

ترجمہ:

(۱) میں' نیکی اور سلامتی؟ کوئی شخص بھی میرے متعلق یہ گمان مت کرے کیونکہ کوئی آدمی بھی میخانے کے رند کے متعلق ایسا اچھا گمان نہیں رکھتا۔یعنی میں ایسا ہوں کہ مجھ پر کوئی شخص بھی نیک ہونے کا گمان نہیں کرسکتا۔

---

[1] بعض نسخوں میں پشمینہ کی جگہ دیرینہ ہے۔

[2] بعض نسخوں میں مے کش ایں گمان'' کی جگہ ''مے کہ گمان'' ہے۔

[3] بعض نسخوں میں زمان کی جگہ مدام ہے۔

(۲) میں نے یہ اُون کی گدڑی اس لیے پہن رکھی ہے کہ اس کے نیچے شراب چھپائے پھروں اور کسی کو شک وشبہ تک نہ ہو۔یعنی ریا کار صوفیوں نے محض دکھاوے کے لیے فقیرانہ لباس پہنا ہے تا کہ وہ شراب نوشی کریں اور ان کے لباس کی وجہ سے کوئی بھی ان پر شک نہ کر سکے۔

(۳) اے اپنے زمانے کے سب سے بڑے فقیہ! تو اپنے علم وعمل پر غرور نہ کر کیونکہ یہاں سے کوئی شخص بھی قضائے الٰہی سے اپنی جان بچا کر نہیں لیجا سکا۔

(۴) تو اس دنیا کے رنگ وبو کا فریب مت کھا۔شراب کا پیالہ پی لے کیونکہ پیر مغاں کی شراب کے علاوہ کوئی بھی چیز تیرے دِل کا زنگ دور نہیں کر سکتی۔

(۵) اگرچہ دیدہ بود پاسبانِ تو اے گُل [1] — بہوش باش کہ نقدِ تو پاسبان نبرد

(٦) سخن بنزدِ سخندان ادا مکن حافظؔ — کہ تحفہ کس دُرّ و گوہر بہ بحر و کان نبرد

حل لغات:

* پاسبان۔نگہبان * نقدِتو۔تیری نقدی * سخن۔کلام،شعر،بات * سخندان۔شاعر۔ * دُرّ و گوہر: موتی وجواہرات۔

ترجمہ:

(۵) اگرچہ اے پھول! تیری آنکھ نگہبان ہے، تیری نگہبانی کرتی ہے لیکن ہوشیار رہ کہ کہیں تیری یہ نقدی تیرا پاسبان ہی نہ لے اُڑے۔

(٦) اے حافظؔ! تو اپنا کلام سخندانوں کے سامنے مت پڑھ کیونکہ کوئی شخص بھی موتی اور گوہر کا تحفہ سمندر اور کان کے پاس نہیں لے جاتا۔یعنی اے حافظ بڑے بڑے سخنور ہیں جو کہ شاعری کے جملہ محاسن ونکات پر عبور رکھتے ہیں تو ان کے ہاں (ان کے سامنے) اپنے فن شاعری کی نمائش مت کر۔

(نوٹ) بعض نسخوں میں پہلے دوشعر موجود نہیں ہیں۔

----***----

غزل نمبر (۱۲۹)

(۱) مرا مے دِگر بارہ از دست برد — بمن باز آورد و مے دست برد

(۲) ہزار آفرین بر مئے سرخ باد — کہ از روئے ما رنگ زردی ببرد

(۳) بنازیم دستے کہ انگور چید — مریز او پائے کہ درہم فشرد

---

[1] بعض نسخوں میں گل کی جگہ دل ہے۔

(۴) برو زاہدا خوردہٗ برمن مگیر — کہ کارِ خدائی نہ کاریست خرد

حل لغات:

٭ از دست بردن' بے خود بنا دینا ٭ دستبرد۔لوٹ مار ٭ ہزار آفرین۔ ہزار شاباش ٭ چید۔چیدن' چننا' چنے ٭ فشرد۔فشردن مصدر نچوڑنا' نچوڑا ٭ خوردہٗ برمن مگیر: مجھ پر نکتہ چینی مت کر، مرے عیب مت بیان کر ٭ خُرد۔خورد، چھوٹا، معمولی۔

ترجمہ:

(۱) مجھے شراب نے پھر سے (دوبارہ) بے خود بنا کے رکھ دیا ہے۔شراب نے پھر مجھ پر لوٹ مار کر دی ہے۔یعنی شراب نے پھر میرے ہوش وحواس گنوا دیے ہیں اور اس شراب سے ہی میرے کھوئے ہوئے حواس بحال ہو گئے ہیں۔

(۲) سرخ رنگ کی شراب پر ہزار شاباش کہ اس کی بدولت ہمارے چہرے کی زردی زائل ہو کر رہ گئی ہے۔یعنی اس سے چہرے کا رنگ سرخ ہو گیا ہے۔شراب سے رنگ سرخ ہو جاتا ہے۔

(۳) مجھے اس ہاتھ پر بڑا ناز ہے کہ جس نے انگوروں کو چُنا ہے اور ان پاؤں پر بھی کہ جنہوں نے انہیں نچوڑا ہے اور پھسلے نہیں یعنی اللہ کرے کہ وہ ہاتھ اور پاؤں سلامت رہیں جنہوں نے انگور چنے اور انہیں نچوڑ کر شراب تیار کی ہے۔

(۴) اے زاہد تو جا! میرے عیب مت بیان کر کیونکہ اللہ تعالیٰ کا کوئی کام بھی چھوٹا اور ادنیٰ نہیں ہوتا۔یعنی اُس ازلی حکیم کے ہر کام میں کوئی نہ کوئی حکمت پنہاں ہے اور تجھے اس کی کوئی خبر نہیں ہے۔

(۵) مرا از ازل عشق شد سر نوشت — قضائے نبشتہ نشاید سترد
(۶) مزن دم زحکمت کہ در وقتِ مرگ — ارسطو دہد جاں چو بیچارہ گُرد
(۷) مکن رنجِ بیہودہ خرسند باش — قناعت کن اینست اطلس چو برد[1]
(۸) چناں زندگانی کُن اندر جہاں — کہ چوں مردہ باشی نگویند مُرد
(۹) شود مستِ وحدت ز جامِ الست — ہر آنکو چو حافظ مئے صاف خورد

حل لغات:

٭ سرنوشت۔قسمت کا لکھا ٭ قضا۔تقدیر ٭ مزن دم۔دم نہ مار' دعویٰ نہ کر ٭ گُرد۔دیہاتی' جنگلی ٭ خرسند۔خوش خرم ٭ اطلس۔ قیمتی کپڑا ٭ برد۔بردِ یمانی مشہور کپڑا ہے' چادر ہے۔ ٭ کہ چوں مُردہ باشی: کہ جب تو مر جائے۔ ٭ جامِ الست: ازلی جام۔ ٭ مستِ وحدت زجام الست: جو روز ازل سے ہی مست ہو۔

ترجمہ:

(۵) میری قسمت میں عشق ازل سے ہی لکھ دیا گیا ہے اور تقدیر کا لکھا ہوا کبھی مٹایا نہیں جا سکتا۔یعنی ہم جو عشق اختیار کیے ہوئے

---

[1] بعض نسخوں میں چو کی جگہ بہ ہے۔

ہیں یہ ہماری قسمت میں ازل سے ہی لکھ دیا گیا ہے اور اسے کوئی بھی مٹا نہیں سکتا۔ ہم عشق کرنے پہ مجبور ہیں۔

(۶) تو حکمت کا دعویٰ مت کر کہ موت کے وقت ارسطو نے بھی بیچارگی میں جان دے دی تھی۔ یعنی موت کے آگے کسی کا کوئی چارہ نہیں چلتا یہاں سبھی بے بس ہیں خواہ کوئی کتنا بھی بڑا دانا فلاسفر یا حکیم ہو۔

(۷) تو بے فائدہ رنج و غم ہرگز نہ کر اور خوش و خرم رہ۔ قناعت کر کہ اگر اطلس اور بردیمانی کا تیرے پاس کپڑا نہیں ہے تو کیا ہے؟ یا اگر اطلس نہیں ہے تو چادر پر صبر (گزارہ) کر جس طرح کہ پنجابی زبان کے اولین صوفی شاعر حضرت بابا فرید الدین شکر گنج فرماتے ہیں:

رُکھی سُکھی کھائیکے ٹھنڈا پانی پیؤ !
ویکھ پرائی چوپڑی نہ ترساویں جیؤ !

(۸) اس دنیا میں تو اس طرح سے زندگی بسر کر کہ جب تو مرجائے تو لوگ تجھے مُردہ نہ کہیں۔ یعنی یہ نہ کہیں کہ فلاں شخص مر گیا ہے۔ بلکہ تیرے اچھے کاموں کی وجہ سے تجھے زندہ گردانیں۔

(۹) ہر وہ شخص کہ جس نے حافظ کی طرح صاف و مصفا شراب پی تو وہی شخص الست کا ساغر پی کرے وحدت سے مست و سرشار ہوگا۔ یعنی صاف اور خالص شراب مئے وحدت کی طرح ہے۔

(نوٹ) بعض نسخوں میں یہ غزل شامل نہیں ہے۔

غزل نمبر (۱۳۰)

(۱) مرا مہرِ سیہ چشماں ز دل[۱] بیروں نخواہد شد — قضائے آسمان ست این و دیگر گوں نخواہد شد
(۲) مرا روزِ ازل کارے بُجز رندی نفر مود ند — ہر آں قسمت کہ آنجا شد کم و افزوں نخواہد شد
(۳) مجالِ من ہمیں باشد کہ پنہاں مہر[۲] او ورزم — کنار و بوس و آغوشش چہ گویم چوں نخواہد شد
(۴) شرابِ لعل و جائے امن و یارِ مہرباں ساقی — دلا کے بہ شود کارت اگر اکنوں نخواہد شد

حل لغات:

٭ مہر سیہ چشماں۔ سیاہ آنکھوں والی حسیناؤں کی محبت ٭ قضائے آسمانست۔ قضائے الٰہی ٭ روزِ ازل: ازل کے دن سے، شروع سے ہی۔ ٭ کم و افزوں: کم اور زیادہ۔ ٭ مجال: طاقت، اختیار۔ ٭ شرابِ لعل: سرخ شراب (لبِ لعلیں)

ترجمہ:

(۱) ان سیاہ چشم حسینوں کی محبت میرے دِل سے نہیں نکلے گی۔ یہ تقدیر کا لکھا ہوا ہے یعنی قضائے الٰہی تبدیل نہیں ہوگی۔ مطلب یہ

---

۱ بعض نسخوں میں دل کی جگہ سر ہے۔
۲ بعض نسخوں میں مہر کی جگہ عشق ہے۔

کہ عشق کی یہ دیوانگی ازل ہی سے ہمارے مقصد میں لکھ دی گئی ہے۔اس میں کچھ تغیر وتبدّل نہیں ہوسکتا۔

(۲) ازل کے دن سے ہی مجھے رندی کے علاوہ کسی اور کام کے لیے حکم نہیں دیا گیا۔اس وقت جو کچھ بھی میری تقدیر میں لکھا گیا۔ اس میں کمی اور زیادتی نہیں ہوسکتی۔بعینہٖ وہی کچھ ہورہا ہے جو کہ لکھا جاچکا ہے۔

(۳) مجھے صرف اسی قدر طاقت واختیار ہے کہ میں پوشیدہ طور پر اس سے محبت کروں باقی رہا بوس وکنار اور اُس سے ہم آغوش ہونا تو جب ایسا ہوگا ہی نہیں تو اسکے بارے میں کیا کہوں؟

(۴) سُرخ شراب، اَمن کی جگہ، مہربان دوست اور ساقی ہے۔اے میرے دِل! اگر تیرا کام اب بہتر نہ ہوگا تو پھر کب ہوگا؟ یعنی اگر اب کوئی اچھا کام نہ ہوا تو پھر کب ہوگا؟

(۵) بیا تا در صفِ رنداں بہ بانگِ چنگ مے نوشیم — کہ سازِ شرع زیں افسانہ بے قانوں نخواہد شد

(۶) شبے مجنوں بلیلیٰ گفت کاے محبوب بے ہمتا — ترا عاشق شود پیدا ولے مجنوں نخواہد شد

(۷) رقیب آزار ہا فرمود و جائے آشتی نگزاشت — مگر آہِ سحر خیزاں سوئے گردوں نخواہد شد

(۸) بیا تا در مئے صافیت رازِ دہر بنمائیم — کہ کارِ عشق ازیں افسانہ بے افسوں نخواہد شد

(۹) مشو اے دیدہ نقشِ غم زلوحِ سینۂ حافظ! — کہ زخمِ تیرِ دلدار است و رنگِ[1] خوں نخواہد شد

حل لغات:

٭ بانگِ چنگ۔نغمۂ رُباب کے ساتھ ٭ قانون۔سُر ٭ بے ہمتا۔بے مثال، بے نظیر ٭ آشتی۔صلح ٭ آہِ سحر خیزاں۔صبح کو اُٹھ کر آہ کرنے والے یعنی عاشق ٭ دہر۔زمانہ ٭ افسوں۔منتر، اثر ٭ لوح۔تختی ٭

ترجمہ:

(۵) تو آ کہ رندوں کی صف میں نغمہ رباب کے ساتھ ہم شراب نوشی کریں کیونکہ شرع کا ساز اس فسانے سے بے سُرا نہیں ہوجائے گا۔یعنی اہل حال لوگوں کی صحبت سے شریعت کا کچھ نہ بگڑے گا۔

(۶) ایک رات مجنوں نے لیلیٰ سے کہا کہ اے بے مثال محبوب! تیرے چاہنے والے عاشق تو بے شمار پیدا ہوجائیں گے لیکن مجنوں کوئی نہ ہوگا۔یعنی عاشق صادق ہر کوئی نہیں ہوسکتا۔

(۷) رقیب نے ہمیں بڑی تکلیفیں دی ہیں اور صلح کی کوئی گنجائش نہیں چھوڑی ہے۔کیا صبح کو اٹھنے والوں کی آہ آسمان پر نہیں جائے گی؟ یعنی رقیب کو مظلوم کی آہ سے ڈرنا چاہیے کیونکہ مظلوم کی آہ عرش پر جا کر ظالم کو تباہ و برباد کردیتی ہے جس طرح کہ میرزا عبدالقادر بیدل نے کہا ہے:

---

[1] بعض نسخوں میں رنگ کی جگہ نقش ہے۔

بترس از آہِ مظلوماں کہ ہنگام دعا کردن
اجابت از درِ حق بہرِ استقبال می آید

(۸) آ کہ میں تجھے اس صاف و مصفا شراب میں زمانے کے راز دکھاؤں کیونکہ عشق ایک ایسا طلسم ہے کہ اس عمل سے بے اثر نہیں ہوگا۔ یعنی عشق کا کام بغیر اس افسون وافسانہ کے نہ ہوگا۔

(۹) اے میری آنکھ! تو حافظ کے سینے کی تختی سے غم کے نقش کو نہ دھو کیونکہ یہ دلدار کے تیر کا زخم ہے اور خون کے رنگ کا اثر زائل نہیں ہوگا۔ یعنی خون کا رنگ نہیں دھویا جا سکے گا۔

----***----

غزل نمبر (۱۳۱)

(۱) معاشران گرہ از زلفِ یار باز کنید — شبے خوشست بایں[1] قصہ اش دراز کنید
(۲) حضورِ مجلس[2] انس ست و دوستاں جمع اند — واں یکاد بخوانید و در فراز کنید
(۳) رباب و چنگ ببانگِ بلند می گویند — کہ گوشِ ہوش بہ پیغام اہل راز کنید
(۴) ہر آنکسے کہ دریں حلقہ نیست زندہ بعشق — برو چو مُردہ[3] بفتوائے من نماز کنید

حل لغات:

* معاشران ۔ اے دوستو، اے ساتھیو! اے مصاحبو! * حضورِ مجلس انس است ۔ بزم محبت سجی ہوئی ہے * واں یکاد ۔ آیت قرآنی کی طرف اشارہ ہے جسے پڑھ کر نظرِ بد سے محفوظ رکھنے کے لیے دم کرتے ہیں * ببانگ بلند ۔ اونچی آواز * رباب و چنگ ۔ سازوں کے نام * ہر آنکسے ۔ ہر وہ شخص ۔

ترجمہ:

(۱) اے میرے ساتھیو! ذرا میرے محبوب کی زلف سے گرہ تو کھول دو! بڑی اچھی رات ہے اور اس کی زلفوں کا قصہ بھی طویل تر کر دو۔ یعنی محبوب سے ہم نشینی کی رات ہے اور اے محبوب کی زلف کی گرہ کھول کر اور بھی لمبی کر دو اور عشق و محبت کی پر لطف باتوں میں گزار دو۔

(۲) بزم محبت سجی ہوئی ہے اور دوست واحباب جمع ہیں ۔ بس اب قرآنی آیت وانّ یکاد: پڑھ کر دروازے کو بند کر ڈالو ۔ یعنی محبت کی بزم اک خاص حضوری ہے اسے کہیں نظر نہ لگ جائے ۔ تم نظر بد سے محفوظ رکھنے کے لیے وان یکاد پڑھ کر دم کر دو۔

---

[1] بعض نسخوں میں قصہ کی جگہ صلہ ہے۔
[2] بعض نسخوں میں مجلس کی جگہ خلوت ہے۔
[3] بعض نسخوں میں چو مردہ کی جگہ نمردہ ہے۔

(۳) رباب اور چنگ اونچی آواز سے یہ کہہ رہے ہیں کہ تم ہوش کے کان اہل راز کے پیغام پر لگاؤ یعنی رباب و چنگ بھی یہ کہہ رہے ہیں کہ تم صاحب دل لوگوں کی باتیں گوشِ ہوش سے سنو۔

(۴) ہر وہ شخص جو کہ اس دنیا میں عشق سے زندہ نہیں ہے۔ اس پر میرا فتویٰ ہے کہ وہ مُردہ ہے اور جاؤ اس کی نمازِ جنازہ ادا کردو۔ یعنی زندگی جاوید عشق کی بدولت حاصل ہوتی ہے اور جو عشق سے خالی ہیں وہ بظاہر زندہ ہیں مگر حقیقت میں مردہ ہیں۔ جس طرح کہ پنجابی کے آتش بیاں شاعر مولوی غلام رسولؒ نے فرمایا ہے:

ع عشق بناں دل مُردہ غافل، کس گنتی وِچ آوے

(۵) میانِ عاشق و معشوق فرق بسیارست — چو یار ناز نماید شما نیاز کنید

(۶) بجانِ دوست کہ غم پردۂ شما ندرد — گر اعتماد بر الطافِ کارساز کنید

(۷) نخست موعظہء پیر میفروش اینست [1] — کہ از معاشرِ نا جنس احتراز کنید

(۸) اگر طلب کند انعامے از شما حافظ — حوالتش بہ لبِ یارِ دِل نواز کنید

حل لغات:

* نیاز۔ احتیاج، عاجزی * بجانِ دوست۔ محبوب کی جان کی قسم * الطاف۔ عنایات، لطف و کرم * نخست۔ سب سے پہلا * موعظہ۔ نصیحت * معاشر۔ ساتھی * احتراز پرہیز * دلنواز۔ دل کو نوازنے والا، فرحت بخشنے والا۔

ترجمہ:

(۵) عاشق اور معشوق کے درمیان بہت زیادہ فرق ہے۔ جب محبوب ناز دکھائے تو تم نیاز کا اظہار کرو۔ یعنی محبوب کا شیوہ ادا و ناز ہے اور عاشق کا کام صرف نیاز (عجز) کا اظہار کرنا ہے۔

(۶) محبوب کی جان کی قسم کہ غم تمہاری پردہ دری نہیں کرے گا۔ اگر تم اُس کارسازِ حقیقی کے لطف و کرم پر بھروسا کرو گے تو یعنی اُس کارسازِ حقیقی کی عنایات پر بھروسا تمہیں ہر غم اور ہر دکھ سے بچائے گا۔

(۷) پیرِ مے فروش کی پہلی و اولین نصیحت یہ ہے کہ نا جنس ساتھی (کی صحبت) سے تم پرہیز کیا کرو۔ یعنی نا اہل اور نا موافق کی صحبت سے نقصان ہوتا ہے۔ کیونکہ بقول شاعر:

کند ہم جنس باہم جنس پرواز
کبوتر با کبوتر قاز با قاز

(۸) اگر حافظ تم سے انعام طلب کرے تو تم اس کو محبوب کے دلنواز لبوں کے حوالے کردو کیونکہ یہی اُس عاشقِ صادق کا انعام ہے اور یہی اس کی طلب بھی ہے۔

----***----

[1] بعض نسخوں میں ”پیر محبت ایں حرف ست“ ہے اور معاشر کی جگہ مصاحب ہے۔

غزل نمبر (۱۳۲)

(۱) مرا بوصلِ تو گر زانکہ دسترس باشد — دِگر ز طالعِ خویشم چہ ملتمس باشد
(۲) اگر بہر دو جہاں یک نفس زنم با دوست — مرا زہر دو جہاں حاصل آں نفس باشد
(۳) برآستانِ تو غوغائے عاشقاں چہ عجب — کہ ہر کجا شکرستاں بود مگس باشد
(۴) رہِ خلاص کجا باشد آں غریقے را — کہ سیلِ محنتِ عشقش زپیش و پس باشد

حل لغات:

* دسترس۔رسائی * طالع ۔مقدر،نصیب * یک نفس ۔ایک لمحہ * غوغائے عاشقاں ۔عاشقوں کا شوروغل * شکرستان۔شکر * مگس۔مکھی * غریقے۔غریق،غرق ہونے والا * سیل۔طوفانِ آب،سیلاب،سیلاب۔

ترجمہ:

(۱) اگر مجھ کو تیرے وصال پر دسترس حاصل ہو جائے (تیرا وصل میسر آ جائے) تو پھر مجھے اپنے نصیبوں سے اور کس بات کی آرزو ہو سکتی ہے؟ مجھے اور کیا چاہیے؟ یعنی کوئی اور آرزو باقی نہ رہے۔

(۲) اگر میں دونوں جہانوں میں اپنے محبوب کے ساتھ ایک لمحہ کے لیے بھی سانس لوں (گزاروں) تو دونوں جہانوں کا حاصل میرے لیے وہی ایک سانس ہی ہوگا۔ یعنی وہی لمحہ میری زندگی کا حاصل ہوگا جو کہ محبوب کے ساتھ گزرے گا۔

(۳) تیرے دروازے پر اگر عاشقوں کا شوروغل ہو تو کیا تعجب ہے؟ (کوئی تعجب نہیں' کیونکہ جہاں کہیں بھی میٹھا ہوتا ہے وہاں پر مکھیاں ضرور آتی ہیں جمع ہو جاتی ہیں) یعنی جہاں حسن ہوگا وہاں عشق بھی ضرور ہوگا۔

(۴) اُس غرق ہونے والے کے لیے نجات کی راہ کہاں ہوگی؟ کہ جس کے آگے پیچھے عشق کے غم والم کا طوفان اُمنڈ آیا ہو۔ یعنی عشق کے سیلاب کے غریق کے لیے نجات کا کوئی راستہ نہیں ہے۔

(۵) چہ حاجتست بشمشیر قتلِ عاشق را — کہ نیم جانِ مرا یک کرشمہ بس باشد
(۶) ہزار بار شود آشنا و دیگر بار — مرا بیند و گوید کہ ایں چہ کس باشد
(۷) ازیں سبب کہ مرا دستِ بخت کوتاہ است — کیم بسروِ بلندِ تو دسترس باشد
(۸) خوشست بادۂ رنگین و صحبتِ جاناں — مدام حافظِ بیدل دریں ہوس باشد

حل لغات:

* چہ حاجتست ۔کیا ضرورت ہے * نیم جاں۔کمزور،ناتواں * کرشمہ۔کرامت۔ناز وادا کا اشارہ' آنکھ کا اشارہ * ایں چہ کس

باشد۔ یہ کون شخص ہے؟ * بخت کوتاہ۔ کم نصیبی * دسترس ۔رسائی * خوشست۔ بہت اچھی ہے بہت خوب ہے * مدام ۔ ہمیشہ * بیدل۔ عاشق۔

ترجمہ:

(۵) عاشق کا خون کرنے کے لیے بھلا تلوار کی کیا ضرورت ہے؟ کیونکہ مجھ نیم جان کے لیے تو تیری آنکھ کا اک اشارہ ہی کافی ہے۔ میں تو اُسی سے ہی قتل ہو جاؤں گا۔

(٦) وہ ہزار بار میرا آشنا بنتا ہے (یعنی ملتا ہے) مگر ہر دوسری بار وہ مجھے دیکھ کر یہ کہتا ہے کہ یہ کون شخص ہے؟ یعنی تجاہل عارفانہ سے کام لیتا ہے۔

(۷) اس سبب سے کہ میرے نصیبوں کے بخت کا ہاتھ چھوٹا ہے۔ تیرے سروِ بلند پر مجھ کو کس طرح دسترس حاصل ہو گی؟ یعنی میری کوتاہ بختی سے محبوب کے در تک رسائی نہیں ہو سکتی؟

(۸) رنگین شراب اور دوست (محبوب) کی صحبت بہت ہی خوب ہے۔ حافظ بیدل کو ہمیشہ یہی ہوس رہتی ہے۔ یہی تمنا رہتی ہے۔ یعنی حافظ ہمیشہ شراب اور محبوب کے شباب ہی کا رسیا رہتا ہے۔

(نوٹ) بعض نسخوں میں یہ غزل شامل نہیں ہے۔

----***----

غزل نمبر (۱۳۳)

(۱) میزنم ہر نفس از دستِ فراقت فریاد — آہ اگر نالہء زارم نرساند بتو باد
(۲) چکنم گر نکنم نالہ و فریاد و فغاں — کز فراقِ تو چنانم کہ بداندیش مباد
(۳) روز و شب غصہ وخوں میخورم و چوں نخورم — چوں ز دیدارِ تو دورم بچہ باشم دِل شاد
(۴) تا تو از چشم من سوختہ دِل دور شدی — اے بسا چشمہء خونین کہ دِل از دیدہ کشاد

حل لغات:

* ہر نفس۔ ہر سانس، ہر لحہ، ہر وقت * بداندیش۔ بُری سوچ رکھنے والا، دشمن * مباد۔ نہ رہے، نہ ہو * خون میخورم۔ خون پیتا ہوں * سوختہ۔ دِل جلا۔

ترجمہ:

(۱) میں ہر لمحہ تیری جدائی کے ہاتھ سے فریاد کر رہا ہوں۔ بہت افسوس ہے کہ اگر ہوا میرے نالۂ زار کو تجھ تک نہ پہنچائے تو۔ یعنی مجھے اُمید واثق ہے کہ ضرور ہوا تجھ تک پہنچائے گی۔

(۲) اگر میں نالہ وفریاد اور فغاں نہ کروں تو پھر کیا کروں؟ کیونکہ تیری جدائی میں میرا یہ حال ہوگیا ہے کہ ایسا حال دشمن کا بھی نہ ہو۔ یعنی محبوب کی جدائی میں جو میرا بُرا حال ہے ایسا تو کسی دشمن کا بھی نہ ہوا ہوگا۔

(۳) میں دن رات غم کھاتا اور جگر کا خون پیتا ہوں۔ اور کیوں نہ پیوں؟ جب کہ تیری دید سے دُور ہوں تو میرا یہ دل کیونکر خوش رہ سکتا ہے؟ کیسے خوش ہو؟

(۴) تو جب سے مجھ دِل جلے کی نگاہوں سے دُور ہوا ہے تب سے اس دِل نے کتنے ہی خون کے چشمے بہائے ہیں۔ یعنی تیری فرقت میں میری آنکھوں سے خون کے آنسو بہہ رہے ہیں۔

(۵) از بنِ ہر مژہ صد قطرۂ خوں بیش چکید — خوں بر آورد دِل از دستِ فراقت فریاد

(۶) حافظِ دِل شدہ مستغرقِ یادت شب و روز — تو ازیں بندۂ دِل خستہ بُکلّی آزاد

حل لغات:

* ازبُنِ ہر مژہ۔ پلکوں کی جڑوں سے * دِل شدہ۔ جس کے پاس دل نہ رہا ہو' گویا بیٹھا ہو' مراد عاشق * مستغرق۔ غرق شدہ۔

ترجمہ:

(۵) میری پلکوں کی جڑوں سے خون کے سینکڑوں قطرے ٹپک رہے ہیں اور یہ دِل تیری جدائی کے ہاتھوں سے خونبار ہو چکا ہے۔ فریاد ہے، دہائی ہے۔

(۶) حافظِ بیدل رات دن تیری یاد میں محو و مستغرق ہے لیکن تو اے میرے محبوب! اس خستہ دل بندے سے بالکل بے پروا اور آزاد ہے۔ تجھے کچھ پروا نہیں ہے۔

(نوٹ) بعض نسخوں میں یہ غزل شامل نہیں ہے۔

----***----

غزل نمبر (۱۳۴)

(۱) مژدہ اے دِل کہ دِگر بادِ صبا باز آمد — ہُد ہُد خوشخبر از طرفِ سبا باز آمد

(۲) برکش اے مُرغِ سحر نغمۂ داؤدی را[۱] — کہ سلیمانِ گُل از طرفِ ہوا باز آمد

(۳) لالہ بوئے مئے نوشیں نشنید[۲] از دم صبح — داغِ دِل بود بامیدِ دوا باز آمد

(۴) عارفے کو کہ کند فہم زبانِ سوسَن — تا بگوید[۳] کہ چرا رفت و چرا باز آمد

---

۱ بعض نسخوں میں را کی بجگہ باز ہے۔
۲ بعض نسخوں میں مئے دوشیں بشنید ہے
۳ بعض نسخوں میں بگوید کی جگہ بپرسد ہے۔

حل لغات:

* مژدہ۔خوشخبری * سبا۔شہر کا نام جہاں پر بلقیس حکومت کرتی تھی * نغمہء داؤدی۔حضرت داؤد علیہ السلام بڑے خوش الحان تھے ان کی خوش الحانی کو نغمہء داؤدی کہا جاتا ہے * مئے نوشیں۔شیریں شراب * سوسن۔زبان سے مشابہ پھول جس کی پتیاں زبان جیسی ہوتی ہیں۔

ترجمہ:

(۱) اے دِل تجھے خوشخبری ہو کہ بادِ صبا پھر آ گئی ہے۔خوشخبری دینے والا ہُد ہُد مُلکِ سبا کی طرف سے لوٹ آیا ہے۔یعنی ہُد ہُد خوشخبری لے کر پھر آ گیا ہے۔مطلب یہ کہ بادِ صبا محبوب کی طرف سے ہو کر آئی ہے۔اس کا کوئی نہ کوئی پیغام ضرور لائی ہو گی یہی خوشخبری ہے۔

(۲) اے مرغ سحر! صبح کے پرندے (بلبل) تو نغمہء داؤدی سنا کہ پھولوں کا سلیمان (بادشاہ) ہوا کی طرف سے واپس آ گیا ہے۔ پھر آ گیا ہے۔

(۳) گُلِ لالہ نے شیریں شراب کی خوشبو صبح سے نہیں سونگھی۔کیونکہ اس کے دِل پر داغ تھا جو کہ دوا کی اُمید سے پھر آ گیا ہے۔ یعنی یہ لالہ کا پھول نہیں ہے جو کہ بادِ صبا سے میٹھی شراب کی بو سونگھ کر باہر آ گیا ہے بلکہ یہ ایک عاشق کے دِل کا داغ ہے جو کہ علاج کی آرزو سے نکلا ہے۔

(۴) ایسا عارف (خداشناس) کہاں ہے کہ جو سوسن کے پھول کی زبان کو سمجھ سکے؟ تا کہ وہ یہ بتائے کہ کیوں گیا اور کیوں پھر آیا۔ یعنی حقائق و معارف سمجھنے والا عارف کوئی نہیں ملتا۔

(۵) مردمی کرد و کرم بختِ خداداۂ من [1] — کاں بُتِ سنگدل ازراہِ وفا باز آمد

(۶) چشمِ من از پئے ایں قافلہ بس آہ کشید [2] — تا بگوشِ دلم آوازِ درا باز آمد

(۷) گرچہ ما عہد بصلح شکستیم و گنہ حافظ کرد [3] — لُطفِ او بیں کہ ازدرِ ما باز آمد

حل لغات:

* مردمی۔مروّت، جوانمردی، بہادری * آوازِ درا۔گھنٹی کی آواز، جو قافلے والے بجاتے ہیں * لطف۔مہربانی، لطف و کرم۔

ترجمہ:

(۵) میرے خداداد نصیبوں نے بڑی جوانمردی اور مروت دکھائی اور لطف و مہربانی کی کہ وہ سنگدل محبوب پھر وفا کے راستے سے میری طرف لوٹ آیا۔

---

۱ بعض نسخوں میں خداداۂ من کی جگہ خداداد بمن ہے اور سنگدل کی جگہ ماہرخ ہے۔

۲ بعض نسخوں میں مصرع اول یوں ہے: چشم من در راہ ایں قافلہ راہ بماند اور بعض نسخوں میں قافلہ بس آب کشید ہے۔

۳ بعض نسخوں میں مصرع اول یوں ہے: گرچہ حافظ در رنجش زد و پیاں بشکست۔

(۶) میری آنکھوں نے اُس قافلے کے پیچھے بہت سرد آہیں بھریں کہ جب بھی گھنٹی کی آواز میرے دِل کے کانوں میں آپڑی۔ یعنی

یاران تیز گام نے محمل کو جا لیا
ہم محوِ جرس نالہء آہ و فغاں رہے

(۷) ہم نے اگر چہ وعدہ کو توڑ ڈالا اور حافظ نے گناہ کیا۔ پھر بھی اس کے لطف وکرم کو دیکھو! کہ وہ صلح کے لیے' پھر ہمارے دروازے سے پھر آ گیا ہے۔لوٹ آیا ہے۔

----***----

غزل نمبر (۱۳۵)

(۱) نقدہا را بود آیا کہ عیارے گیرند — تاہمہ صُومعہ داراں پئے کارے گیرند
(۲) مصلحت دیدمن آنست کہ یاراں ہمہ کار — بگزارند و خمِ طرۂ یارے گیرند
(۳) خوش گرفتند حریفاں سر زُلفِ ساقی — گرفلک شان بگزارد کہ قرارے گیرند
(۴) یارب ایں بچہء ترکاں چہ دلیرند بخون — کہ بہ تیر مژہ ہر لحظہ شکارے گیرند

حل لغات:

* عیارے۔کسوٹی * صومعہ۔خانقاہ۔عبادت گاہ * خم طُرّہ۔زلف کا خم * حریفاں: حریف، دوست، ساتھی۔ * بچہ ترکاں: ترک بچے، حسین لوگ۔ * تیر مژہ: پلکوں کا تیر۔

ترجمہ:

(۱) اے کاش کہ عمل کی نقدی کو کسوٹی پر پرکھنے کا کچھ کیا جائے تا کہ تمام خانقاہ والے (عابدوزاہد) اصل کام پر توجہ دیں، اصل کام میں مشغول ہوں۔یعنی کیا ہی بہتر ہو کہ اگر تمام لوگوں کے اعمال کی اصلیت کو کسوٹی پر پرکھا جاسکے تا کہ منافقوں کا پتہ چل جائے اور بعدازیں عابدوزاہد لوگ اصل کام کی طرف توجہ دے سکیں۔اس میں مشغول ہو سکیں۔

(۲) میرے نزدیک تو اب یہی ایک مصلحت رہ گئی ہے کہ سارے دوست سارے کام چھوڑ چھاڑ کر محبوب کی زلف کے خم کی طرف مشغول ہو جائیں۔یعنی محبوب کی زلفوں کا حلقہ تھام لیں کیونکہ محبوب کی زلف سے وابستگی ہی دنیا کے تمام غموں سے نجات کا ذریعہ ہے۔

(۳) دوستوں اور ساتھیوں نے ہنسی خوشی کے ساتھ ساقی کی زلفوں کو تھام لیا ہے لیکن اگر آسمان انہیں اس کی مہلت دے دے تو پھر یہ قرار حاصل کرلیں۔یعنی آسمان کی گردش کسی کو سکون سے نہیں رہنے دیتی۔

(۴) اے میرے اللہ! یہ ترک بچے (حسینان) خون کرنے میں کس قدر دلیر ہیں کہ ہر پل اور ہر لمحے اپنی پلکوں کے تیروں سے دلوں کو شکار کرتے پھرتے ہیں۔

(۵) رقص برشعرِ تر[1] و نالہء نے خوش باشد — خاصہ رقصے کہ دردستِ نگارے گیرند
(۶) قوّتِ بازوِ پرہیز بخوباں مفروش — کہ دریں خیل حصارے بسوارے گیرند
(۷) زاغ چوں شرم ندارد کہ نہدپا بر گل — بُلبلاں را سزد ار دامنِ خارے گیرند
(۸) تاکند اہلِ نظر خاک رہست کحلِ بصر — عمر ہاشد کہ سر راہگزارے گیرند
(۹) حافظ ابنائے زماں راغمِ مسکیناں نیست — زاں میاں گربتواں بہ کہ کنارے گیرند

حل لغات:

* شعرتر۔عمدہ شعر * خاصہ۔خصوصاً * نگارے۔نگار،محبوب * خوباں۔حسینان * خیل۔لشکر * حصارے۔قلعہ * زاغ۔ سوا * کحل بصر۔آنکھوں کا سُرمہ * ابنائے زماں۔زمانے کے بیٹے،دنیادار۔

ترجمہ:

(۵) عمدہ شعر اور بانسری کی آواز پر ناچنا بڑا اچھا لگتا ہے۔خاص کر ایسے ناچ میں کہ جس میں محبوب کے ہاتھوں میں ہاتھ ہو۔یعنی نغمہ وساز آواز کے ساتھ ساتھ رقص کا مزہ اُس وقت دوبالا ہو جاتا ہے جبکہ محبوب بھی ساتھ ہو۔

(۶) تو اپنی پرہیزگاری کی طاقت کا اظہار ان حسینوں کے آگے مت کر کیونکہ یہ ایک ایسا لشکر ہے کہ ان کا ایک سوار بھی دل کا قلعہ فتح کرنے کے لیے کافی ہے۔

(۷) کوّے کو جب پھول پر پاؤں رکھنے سے شرم نہیں آتی تو بلبلوں کے لیے مناسب ہے کہ وہ خاروں کے دامن کو پکڑلیں کیونکہ اُن کو پھر کانٹوں کا دامن تھام لینے میں کیا قباحت ہے؟

(۸) تاکہ اہل نظر تیری راہ کی خاک کو اپنی آنکھوں کا سُرمہ بنائیں۔اسی غرض سے انہیں اک عمر گزر گئی ہے کہ وہ تیری راہ گزر پر بیٹھے ہوئے ہیں۔

(۹) اے حافظ! ان دنیاداروں کو غریبوں اور مسکینوں کا کوئی غم فکر نہیں ہے۔اگر ہو سکے تو بہتر یہی ہے کہ ان سے کنارہ کشی اختیار کرلی جائے۔

(نوٹ) بعض نسخوں میں شعر نمبر 7, 8 شامل غزل نہیں ہیں۔

----***----

[1] بعض نسخوں میں تر کی جگہ خوش اور رقصے کی جگہ وقتے ہے۔

غزل نمبر (۱۳۶)

(۱) نفس بر آمد و کام از تو بر نمی آید — فغاں کہ بختِ من ازخواب بر[1] نمی آید

(۲) دریں خیال بسر شد زمانِ عمر و ہنوز — بلائے زلفِ سیاہت بسر نمی آید

(۳) مُقیم زلفِ تو شد دِل کہ خوش سوادے دید — وزآں غریب بلاکش خبر نمی آید

(۴) قدِ بلندِ ترا تا ببر نمی گیرم — درختِ بخت مرادم [2] ببر نمی آید

حل لغات:

✸ نفس برآمد۔دم نکل گیا ✸ بسر شد۔گزرگئی ✸ خوش سوادے۔اچھاٹھکانہ ✸ ببر نمی گیرم۔بغل گیرنہیں ہوں گا ✸ ببر نمی آید۔پھل نہیں لائے گا۔

ترجمہ:

(۱) میرا دَم نکل گیا ہے لیکن تجھ سے میری دِلی مراد پوری نہیں ہوسکی۔دہائی ہے کہ میرا مقدر خواب سے بیدار نہیں ہوسکا۔یعنی میری زندگی تمام ہوگئی ہے اور محبوب سے وصل نہیں ہوسکا۔

(۲) میری زندگی کی عمر اسی خیال میں گزر گئی لیکن ابھی تیری سیاہ زلف کی بلا میرا پیچھا نہیں چھوڑتی۔میرے پیچھے دن رات پڑی ہوئی ہے۔

(۳) میرا دِل تیری زلفوں کا مقیم ہوگیا ہے کیونکہ اس نے اچھا ٹھکانہ دیکھا ہے لیکن اس مصیبت زدہ دل کی کوئی خبر نہیں آتی۔اس کا کوئی سراغ نہیں ملتا۔

(۴) میں جب تک تیرے بلند قامت قد کو اپنی آغوش میں نہیں لے لیتا میری مراد کا درخت مجھے ہم آغوش نہیں ہونے دیتا۔یعنی میری قسمت میری یاوری نہیں کرتی۔

(۵) زشستِ صدق کشادم ہزار تیر دُعا — ازاں میانہ [3] یکے کارگر نمی آید

(۶) کمینہ شرطِ وفا ترکِ سربود حافظ — برو اگر ز تو ایں کار بر نمی آید [4]

---

[1] بعض نسخوں میں بر کی جگہ در ہے۔

[2] بعض نسخوں میں درخت کام و مرادم ہے۔

[3] بعض نسخوں میں ''ازاں میانہ'' کی جگہ ''دلے چہ سود'' ہے۔

[4] بعض نسخوں میں مقطع کی جگہ یہ مقطع ہے: زبسکہ شد دلِ حافظ رمیدہ از ہمہ کس۔کنوں زحلقہء زلفت بدر نمی آید۔علاوہ ازیں یہ شعر مستزاد ہے:

باز چشمِ من انداخت خاکے ازکویش — کہ آب زندگیم درنظر نمی آید

حل لغات:

* شست۔نشانہ،ہدف * کمینہ۔ادنیٰ۔ * ترکِ سر: سر کا چھوڑنا، قربان کرنا، سر دینا۔

ترجمہ:

(۵) میں نے سچائی کی شست سے دعاؤں کے ہزاروں تیر چلائے ہیں لیکن ان میں سے ایک تیر بھی کارگر نہیں ہوا۔ایک بھی اپنے نشانے پر نہیں لگا۔

(۶) اے حافظ! وفا کی ادنیٰ شرط اپنے سر کا خیال ترک کر دینا ہے۔(یعنی سر دینا ہے) اور اگر تجھ سے یہ کام نہیں ہو سکتا تو پھر جا اپنا راستہ لے۔اپنا کام کر۔

(نوٹ) بعض نسخوں میں یہ غزل بارہ اشعار پر مشتمل ہے۔

----***----

غزل نمبر(۱۳۷)

(۱) نہ ہر کہ چہرہ بر افروخت دلبری داند	نہ ہر کہ آئینہ سازد سکندری داند
(۲) نہ ہر کہ طرفِ کلہ کج نہاد و تند نشست	کلاہ داری و آئین سروری داند
(۳) ہزار نکتۂ باریک تر ز مُو اینجاست	نہ ہر کہ سر بتراشد [۱] قلندری داند
(۴) در آبِ دیدۂ خود غرقہ ام چہ چارہ کنم	کہ در محیط نہ ہر کس شناوری داند

حل لغات:

* چہرہ برافروختن۔ ہارشنگار کرنا' روشن کرنا، اُجلا کرنا، نکھارنا۔ * کلہ۔ٹوپی' * کج۔ٹیڑھا * کُلاہ داری۔سرداری وسروری * باریک ترزمو۔بال سے بھی باریک * قلندری۔درویشی' مست بے پرواہ فقیروں کی ایک قسم ہے یعنی بظاہر بُرا ہو اور روحانی طور پر پہنچا ہوا ہو * محیط۔دریا' سمندر * شناوری۔تیراکی۔

ترجمہ:

(۱) یہ ضروری نہیں ہے کہ جو کوئی آئینہ بنانے کے فن سے واقف ہو وہ سکندری بھی جانے۔یعنی ہر آئینہ ساز سکندر کے کمالات سے آگاہ نہیں ہو سکتا۔

(۲) یہ ضروری نہیں کہ جو شخص ٹوپی ٹیڑھی رکھے اور تن کر بھی بیٹھے، وہ سرداری اور سروری کے اسرار و رموز سے بھی واقف ہو۔تاجداری کے گُر بھی جانتا ہو۔

(۳) اس جگہ پر بال سے بھی باریک ہزاروں نکتے ہیں۔یہ ضروری نہیں کہ جو کوئی سر منڈائے وہ قلندری بھی جانتا ہو۔یعنی راہ

---

[۱] بعض نسخوں میں بتراشد کی جگہ نتراشد ہے۔

حقیقت میں ہزار ہا نکات ایسے ہیں جو بال سے بھی زیادہ باریک ہیں اور یہ ضروری نہیں کہ جو کوئی سر منڈائے اور لباس قلندروں کا پہنے ہوئے ہو وہ قلندری کے اسرار سے بھی واقف ہو۔

(۴) میں اپنی آنکھوں کے آنسوؤں میں غرق ہوں اب کیا چارہ کروں؟ کیونکہ ہر کوئی سمندر میں تیرنے کا فن نہیں جانتا۔ تیرا کی کے فن سے واقف نہیں ہوتا۔

(۵) غلام ہمّتِ آں رندِ عافیت سوزم — کہ در گدا صفتی کیمیا گری داند

(۶) سوادِ[1] نُقطہء بینش ز خالِ تست مرا — کہ قدرِ گوہر یک دانہ گوہری داند

(۷) بباختم دلِ دیوانہ و ندانستم — کہ آدمی بچہء شیوۂ پری داند

(۸) بقد و چہرہ ہر آنکس کہ شاہِ خوباں شد — جہاں بگیرد اگر داد گستری داند

حل لغات:

* عافیت سوز۔ آرام وسکون جلا دینے والا * کیمیا گری۔ سونا بنانے کا فن * سوادِ نقطہء بینش۔ آنکھوں کی پتلیوں کی سیاہی * ز خالِ تست۔ تیرے خال کی وجہ سے ہے * گوہر یکدانہ۔ قیمتی موتی، یکتا موتی * آدمی بچہ۔ انسان کا بچہ * شیوۂ پری۔ پری کے ناز وانداز * شاہِ خوباں۔ حسینوں کا بادشاہ * داد گستری۔ انصاف۔

ترجمہ:

(۵) میں آرام وسکون کو جلا دینے والے رند کی ہمت کا غلام ہوں جو کہ گدایانہ صفات کا مالک ہو اور کیمیا گری کے علم کا بھی ماہر ہو۔ یعنی گدایانہ طور طریقے میں رہتے ہوئے سونا بنانا بھی جانتا ہو یعنی فیض باطنی کا بھی حامل ہو۔

(۶) تیرے سیاہ خال کی بدولت ہی میری آنکھوں کی پتلیوں کو بینائی مل رہی ہے کیونکہ گوہر یکتا (بے مثل موتی) کی قدر و قیمت کوئی جوہری ہی جانتا ہے۔ کسی دوسرے کو اس کی کیا خبر ہے۔ بقول کسے:

قدرِ زر زرگر بداند قدرِ جوہر جوہری

(۷) میں نے اپنے دیوانے دِل کو ہار دیا ہے اور میں یہ نہیں جانتا تھا کہ انسان کا بچہ پری کے ناز وانداز سے بھی واقف ہوسکتا ہے۔ یعنی میرا محبوب پری جیسے ناز وانداز کا حامل ہے۔

(۸) ہر کوئی جو کہ چہرے اور قد وقامت کی بدولت حسینوں کا بادشاہ بن جائے تو وہ اس دنیا کو فتح کرسکتا ہے اگر انصاف کرنا جانتا ہے۔ یعنی انصاف کی بدولت ساری دنیا کو فتح کیا جاسکتا ہے۔

(۹) وفائے عہد نکو باشد ار بیاموزی — وگرنہ ہر کہ تو بینی ستمگری داند

(۱۰) تو بندگی چو گدایاں بشرطِ مزد مکن — کہ خواجہ[2] خود روشِ بندہ پروری داند

---

[1] بعض نسخوں میں سواد کی جگہ مدار ہے۔ [2] بعض نسخوں میں خواجہ کی جگہ دوست ہے۔

(۱۱) زشعرِ دلکشِ حافظ کسے شود آگاہ — کہ لُطفِ طبع[۱] وسخن گفتنِ دری داند

حل لغات:

٭ نکو۔اچھا' نیک ٭ مزد۔مزدوری ٭ خواجہ۔مالک' آقا ٭ روش۔طور طریقہ' انداز ٭ دری۔فارسی زبان۔

ترجمہ:

(۹) وفائے عہد بڑی اچھی بات ہے اگر تو سیکھ جائے تو ورنہ ظلم وستم کرنا تو ہر کسی کو آتا ہے۔یعنی اچھی بات اور عمدہ بات یہی ہے کہ وعدہ کر کے اُسے نبھایا جائے۔پورا کیا جائے۔

(۱۰) تو ان فقیروں کی طرح مزدوری کی شرط پر بندگی مت کر کیونکہ مالک وآقا خود ہی بندہ پروری کے طور طریقوں (انداز) سے واقف ہے:

مرزا غالب نے بھی کچھ ایسی ہی بات کی تھی:

طاعت میں تار ہے نہ مئے انگبیں کی لاگ
دوزخ میں ڈال دے کوئی لے کر بہشت کو

(۱۱) حافظ کے دلکش شعروں (غزلیات) سے وہی شخص آگاہ ہوسکتا ہے جو لطیف طبع کا حامل ہو اور فارسی زبان میں شعر کہنے جانتا ہو۔یعنی فارسی زبان کے اسرار ورموز سے واقف ہو۔

(نوٹ) بعض نسخوں میں شعر نمبر 5 شامل غزل نہیں ہے۔

----٭٭٭----

غزل نمبر (۱۳۸)

(۱) نیست در شہر نگارے کہ دلِ ما ببرد — بختم ار یار شود رختم ازیں جا ببرد

(۲) کوحریفے خوش وسرمست[۲] کہ پیش کرمش — عاشقِ سوختہ دِل نامِ تمنّا ببرد

(۳) درخیال ایں ہمہ لعبت بہوس می بازم — بُو کہ صاحب نظرے نام تماشا ببرد

(۴) راہِ عشق ازچہ کمینگاہِ کمانداراں ست — ہرکہ دانستہ رود صرفہ ز اعدا ببرد

حل لغات:

٭ نگارے۔نگار' محبوب' رختم' میرا اسباب' ساز وسامان ٭ کوحریفے۔کہاں ہے ساتھی' دوست ٭ لعبت بہوس باختن۔گڑیوں کا

---

۱ بعض نسخوں میں طبع کی جگہ نظم ہے۔ ۲ بعض نسخوں میں حریفے کش سرمست ہے۔

کھیل دکھانا، گڑیاں کھیلنا * کمینگاہ۔گھات * صرفہ زاعدا۔دشمن سے بچنا۔دشمن پر فتح پانا۔

ترجمہ:

(۱) اس بھرے شہر میں کوئی ایسا محبوب نہیں ہے کہ جو ہم سے ہمارا دِل چھین لے۔اگر میرے نصیب میری یاوری کریں تو میرا سروسامان یہاں سے لے جائے۔

(۲) ایسا خوش جمال وسرمست دوست کہاں ہے جو کہ اس کے لطف وکرم کے سامنے کوئی دِل جلا عاشق اپنے دِل کی تمنا کا نام بھی لے۔

(۳) میں اس تمام کھیل میں اس وجہ سے مشغول ہوں اور آرزو کر رہا ہوں کہ شاید کوئی صاحب نظر تماشائی مل جائے۔اسے دیکھنے کا ارادہ کرے۔

(۴) عشق کے راستے میں جگہ جگہ پر کمانڈار گھات میں بیٹھے ہوئے ہیں لیکن جو کوئی بھی راہی سوچ سمجھ کر چلتا ہے وہ دشمنوں پر فتحیاب ہوجاتا ہے۔وہ دشمنوں سے بچ جاتا ہے۔

(۵) سحر با معجزہ پہلو نزند دل خوش دار — سامری کیست کہ دست از یدِ بیضا ببرد

(۶) جام مینائی مئے سدِّ رہِ تنگ دلیست — منہ از دست کہ سیلِ غمت ازجا ببرد

(۷) باغبانا ز خزاں بے خبرت می بینم — آہ ازآں روز کہ بادت گُلِ رعنا ببرد

(۸) رہزنِ دہر نخفتہ است مشو ایمن ازو — اگر امروز نبردست کہ فردا ببرد

حل لغات:

* سحر۔جادو * سامری۔حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زمانے کا مشہور جادوگر * یدِ بیضا۔روشن اور سفید ہاتھ، حضرت موسیٰ علیہ السلام کا ہاتھ جو بچپن میں آگ میں جل گیا تھا۔اللہ تعالیٰ نے اس کے عوض انہیں ان کا ہاتھ ایسا منور کردیا کہ جب وہ اپنی بغل میں ڈال کر نکالتے تو سورج کی طرح روشن نظر آتا تھا۔مجازاً کرامات * جامِ مینائی۔شراب کا جام *سدِّ راہ۔راہ کی بندش، تنگدلی * گُل رعنا۔حسین پھول * رہزن دہر۔زمانے کا لیٹرا ڈاکو * امروز۔آج * فردا۔کل آنے والا۔

ترجمہ:

(۵) جادو کسی طور پر بھی معجزہ سے مقابلہ نہیں کرسکتا۔تو اپنے دِل کو خوش رکھ۔سامری کون ہے؟ جو کہ یدِ بیضا کے مقابلے میں آسکے۔اس پر بازی لے جاسکے؟

(۶) شراب کے جام سے دِل کی تنگی دُور ہوجاتی ہے۔اسے تو ہاتھ سے مت رکھو ورنہ یہ غم کا سیلاب (طوفان) تجھے بہا کرلیجائے گا۔

(۷) اے باغبان! میں تجھے خزاں سے بے خبر دیکھ رہا ہوں۔افسوس ہے اُس دن پر کہ جس دن یہ ہوا تیرے خوشنما پھولوں کو تباہ و برباد کرڈالے گی۔

(۸) زمانے کا لٹیرا سویا ہوا نہیں ہے۔تو اس سے کبھی بے خوف نہ رہ۔اس نے مجھے اگر آج نہیں لُوٹا تو کل کو ضرور لوٹ لے گا۔یعنی زمانے کا لٹیرا ہر وقت تیری گھات میں لگا ہوا ہے جو کہ انجام کار تجھے لوٹ کر ہی چھوڑے گا۔

(۹) بانگ گاوے چو صدا باز دہد عشوہ مخر — کے سہا عکس ز خورشید مصفا ببرد
(۱۰) علم و فضلے کہ بچل سال دلم جمع آورد — ترسم آں نرگس مستانہ بیک[1] جا ببرد
(۱۱) حافظ ار جاں طلبد نرگسِ[2] مستانہء او — خانہ از عمر پرواز و بہل تا ببرد

حل لغات:

* بانگِ گاوے۔گائے کی آواز، ساحری کے بچھڑے کی آواز * عشوہ مخر۔عشوہ خریدن' فریب کھانا، فریب نہ کھا۔ * سہا۔ستارہ * بچل سال۔چالیس سال * پرداز۔خالی کردے * بہل۔چھوڑ دے۔

ترجمہ:

(۹) سامری کا بچھڑا آواز دے تو فریب میں مت آ کیونکہ سورج کی درخشاں روشنی سہاستارے سے ماند نہیں پڑسکتی۔یعنی صوفی کے سارے اعمال اچھے اور درست نہیں ہوتے۔ان میں ریاکاری بھی ملی ہوئی ہوتی ہے۔

(۱۰) علم وفضل جو میرے دِل نے چالیس سال تک جمع کیا۔مجھے ڈر ہے کہ وہ نرگس مستانہ کہیں ایک دم اسے تباہ وبرباد نہ کر ڈالے۔ کیونکہ اس محبوب کی مست آنکھ سب کچھ ایک ہی نظر میں تباہ کر دیتی ہے۔

(۱۱) اے حافظ اگر اُس محبوبہ کی مست آنکھ جان طلب کرتی ہے تو گھر کو عمر سے خالی کر دے اور اُسے آنے دے تا کہ وہ لے جائے۔یعنی محبوب اگر جان لینے کی تمنا رکھتا ہے تو فوراً دے دے یہ سودا مہنگا نہیں ہے۔

(نوٹ) بعض نسخوں میں شعر نمبر 5 کا مصرع ثانی شعر نمبر 9 کے ساتھ اور شعر نمبر 9 کا شعر نمبر 5 کے ساتھ پیوست ہے۔

----***----

غزل نمبر (۱۳۹)

(۱) نفس بادِ صبا مشک فشان خواہد شد — عالمِ پیر دگر بارہ جوان خواہد شد
(۲) ارغواں جامِ عقیقے بہ سمن خواہد داد — چشمِ نرگس بشقایق نگراں خواہد شد
(۳) گُل عزیز ست غنیمت شمریدش صحبت — کہ بباغ آمد ازیں راہ و آزآں خواہد شد

---

[1] بعض نسخوں میں ''بیک جا'' کی جگہ بغما ہے۔

[2] بعض نسخوں میں نرگس کی جگہ غمزہ ہے اور عمر کی جگہ غیر ہے۔

(۴) ایں تطاول کہ کشید از غمِ ہجراں بُلبُل تاسرا پردۂ گُل نعرہ زناں خواہد شد

حل لغات:

* نفس بادِ صبا۔بادِصبا کے جھونکے * مشک فشاں۔مشک بکھیرنا * بشقائق۔لالہ کا پھول * غنیمت شمر یدش صحبت۔اس کی صحبت کوغنیمت سمجھ * تطاول۔ظلم' تکلیف'زیادتی * سراپردہ خیمہ۔

ترجمہ:

(۱) بادِ صبا کے جھونکے مشک بکھیر رہے ہیں۔گویا یہ بوڑھی کھوسٹ دنیا دوبارہ جوان ہونے والی ہے یعنی صبا محبوب کی زلف کی خوشبو لے کر آئی ہے اور اب اس پر کیف فضا سے دنیا دوبارہ جوان ہو جائے گی۔

(۲) ارغوان کا پھول چنبیلی کے پھول کو عقیق کا جام دے گا اور نرگس کے پھول کی آنکھ گُلِ لالہ کی طرف دیکھے گی۔اس کی دیکھ بھال کرے گی۔حفاظت کرے گی۔

(۳) پھول بڑی ہی پیاری شے ہے تو اس کی صحبت کو غنیمت سمجھ۔کیا تو نہیں دیکھتا کہ وہ اس راستے سے باغ میں آیا ہے اور اس راستے سے چلا جائے گا۔

(۴) جدائی کے غم میں بُلبل نے جو ظلم اور صدمے برداشت کیے۔اس وجہ سے ہی وہ پھول کے خیمے تک فریاد کرتی ہوئی جائے گی، اُسے سنائے گی۔

(۵) اے دِل ار عشرتِ امروز بفردا فگنی مایۂ نقدِ بقا را کہ ضماں خواہد شد

(۶) ماہِ شعبان مدہ[۱] از دستِ قدح کایں خورشید از نظر تا شب عیدِ رمضاں خواہد شد

(۷) مطربا مجلس اُنست غزل خوان و سرود چند گوئی کہ چنیں ست[۲] وچناں خواہد شد

(۸) گر ز مسجد بخرابات شدم عیب[۳] مکن مجلس وعظ درازست و زماں خواہد شد

(۹) حافظ از بہر تو آمد سوئے اقلیمِ وجود قدمے نہ بوداعش کہ رواں خواہد شد

حل لغات:

* عشرت امروز۔آج کی عیش وعشرت * مایہ نقد۔موجود سرمایہ * ضماں۔ضامن * قدح۔پیالہ'جام * مجلس اُنس۔بزم محبت * چنیں وچناں۔ایسا'ویسا * خرابات۔میخانہ * اقلیم وجود۔ہستی کی ولایت * بوداعش: وداع کے وقت رخصت کرتے وقت۔

ترجمہ:

(۵) اے میرے دِل آج کی عیش وعشرت کو اگر تو کل پر ڈال دے گا تو پھر تو یہ تو بتا کہ زندگی کا جو سرمایہ تجھے اس وقت حاصل ہے

---

۱ بعض نسخوں میں مدہ کی جگہ منہ ہے۔ ۲ بعض نسخوں میں است کی جگہ رفت ہے۔
۳ بعض نسخوں میں عیب کی جگہ خردہ مگیر ہے۔

اس کے باقی رہنے کی ضمانت کون دے گا؟ یعنی آج اگر تجھے عیش ونشاط حاصل ہے تو آج ہی عیش کر کل پر اسے مت ڈال۔

ع بابر بعیش کوش کہ عالم دوبارہ نیست

(۶) تو شعبان کے مہینے میں شراب کا جام اپنے ہاتھ سے مت دے کیونکہ یہ سورج رمضان کی عید کی رات تک نگاہوں سے چھپا رہے گا۔ یعنی رمضان کا پورا مہینہ غائب رہے گا۔

(۷) اے گویے! یہ محبت کی محفل ہے۔ غزل سنا اور نغمہ سرا ہو۔ تو کب تک یہ کہتا رہے گا کہ ایسا ہوگا اور ویسا ہوگا؟ یعنی بزم محبت میں چناں وچنیں کا ذکر چھوڑ کوئی غزل سنا۔

(۸) اگر میں تھوڑی دیر کے لیے مسجد سے میخانے میں چلا گیا تو تم مجھے بُرا بھلا مت کہو کیونکہ وعظ کی مجلس لمبی ہے اور بہت دیر تک قائم رہے گی۔ اور ادھر زمانہ بیت جائے گا یعنی عمر کا زمانہ ختم ہو جائے گا۔

(۹) یہ حافظ تیرے ہی لیے ہستی کی ولایت میں آیا ہے۔ تو اسے رخصت کرنے کے لیے آگے قدم بڑھا نہیں تو وہ روانہ ہو جائے گا۔ چلا جائے گا۔

----***----

غزل نمبر (۱۴۱)

(۱) نقد صوفی نہ ہمہ صافی و بیغش باشد — اے بسا خرقہ کہ مستوجب[1] آتش باشد

(۲) صوفیٔ ما کہ ز وردِ سحری مست شدے — شامگاہش نگراں باش کہ سرخوش باشد

(۳) خوش بود گر محکِ تجربہ آید بمیان — تاسیہ روئے شود ہر کہ درو غش باشد

(۴) ناز پروردِ تنعم نبرد راہ بدوست — عاشقی شیوۂ رندانِ بلاکش باشد

حل لغات:

* نقد صوفی۔ صوفی کی نقدی، پونجی سرمایہ * بیغش۔ کھوٹ کے بغیر * خرقہ۔ گدڑی * مستوجب آتش۔ آگ دینے کے لائق * ز ورد سحری۔ سحری کا ورد * سرخوش۔ مست * محک۔ کسوٹی * ناز پرور۔ تنعم: ناز و نعمت میں پلا ہوا * رندانِ بلاکش۔ عشق ومحبت کی مصیبتیں جھیلنے والے۔

ترجمہ:

(۱) صوفی کی پونجی (اعمال وکردار) صاف اور کھری نہیں ہوتی۔ بہت سی گدڑیاں ایسی ہوتی ہیں جو کہ آگ میں جلانے کے قابل

---

[1] بعض نسخوں میں مستوجب کی جگہ شائستہ ہے مگر مفہوم ایک ہی ہے۔

ہوتی ہیں۔یعنی صوفی کی پونجی ساری کی ساری کھری نہیں ہوتی۔اس میں بھی کچھ نہ کچھ ریا کاری کی ملاوٹ ضرور ہوتی ہے۔ اور ہر صوفی کا دِل صاف نہیں ہوتا بقول رومیؒ:

اے بسا ابلیس آدم روئے ہست
بس بہر دستے نہ باید داد دست

(۲) ہمارا صوفی جو کہ صبح کے ورد سے سرمست رہا کرتا تھا۔اب تم اُسے شام کے وقت دیکھنا کہ وہ کس طرح مست وبیخود ہو جاتا ہے۔یعنی نشے سے مست ہو جائے گا۔

(۳) کیا ہی اچھی بات ہو کہ اگر تجربے کی کسوٹی کو درمیان میں لایا جائے تا کہ جو جھوٹا ہو اس کا منہ کالا ہو۔اسے بے عزت کیا جا سکے۔

(۴) ناز ونعمت میں پلے ہوئے شخص کی محبوب تک رسائی نہیں ہو سکتی کیونکہ عشق ومحبت کی مصیبتیں جھیلنا تو صرف بلا کی شراب پینے والے رندوں کا ہی کام ہے۔یعنی عاشقی رندانِ بلاکش ہی کا شیوہ ہے۔یہ کوئی آسان کام نہیں ہے۔

(۵) خطِ ساقی گر ازیں گونہ زند نقش برآب   اے بسا رُخ کہ بخونابہ منقش باشد
(۶) غمِ دنیائے دنی چند خوری بادہ بخور   حیف باشد دلِ دانا کہ مشوّش باشد
(۷) دلق و سجادۂ حافظ ببرد بادہ فروش   گر شراب از کفِ آں ساقی مہوش باشد[1]

حل لغات:

* منقش۔نقش دار چہرے پر خونین آنسوؤں کا رنگ ہو' خونی آنسوؤں سے چہرہ تر ہو * دنیائے دنی۔کمینی دنیا * بادہ بخور۔ شراب پی * مشوش۔تشویش میں مبتلا ہونا' پریشان ہونا * دلق۔گدڑی۔سجادہ۔مصلاّ' جائے نماز * مہوش۔چاند جیسا۔

ترجمہ:

(۵) اگر ساقی کا خط اسی طرح رخساروں پر نکلتا رہا تو پھر بہت سے چہرے خونین آنسوؤں سے رنگین ہو جائیں گے تر ہو جائیں گے ۔یعنی رخسار پر خط حسین دکھائی دیتا ہے اور اگر اسی طرح یہ خط دیدہ زیب دکھائی دیتا رہا تو جانے کتنے لوگ اس کی محبت میں گرفتار ہو کر رہ جائیں گے۔جو خون کے آنسو روئیں گے۔

(۶) اس کمینی دنیا کا تو کب تک غم کھائے گا؟ شراب پی۔افسوس کا مقام ہے کہ ایک عقلمند کا دل بھی اس کے لئے فکر مند ہو جائے ہے کہ جو اس کی تشویش میں مبتلا ہو جائے۔یعنی اس دنیا کا غم فکر ہرگز نہ کرنا چاہیے یہی عقلمندی ہے۔

(۷) حافظ کی گدڑی اور مصلاّ شراب بیچنے والا لے جائے گا اگر وہ چاند جیسے چہرے والا ساقی اپنے ہاتھوں سے شراب پلائے گا۔

---

[1] بعض نسخوں میں مصرع ثانی یوں ہے: شرابش کفِ ساقی مہوش باشد۔

(نوٹ) بعض نسخوں میں یہ غزل شامل نہیں ہے۔

-----***-----

غزل نمبر (۱۴۱)

(۱) نسبتِ رویت اگر باماہ وپروین کردہ اند — صورتِ نادیدہ تشبیہے بتخمیں کردہ اند

(۲) شمہء از داستانِ عشق شور انگیزِ ماست — ایں حکایتہا کہ از فرہاد وشیریں کردہ اند

(۳) نکہتِ جان بخش دارد خاکِ کوئے گلرخاں — عارفاں زانجا مشامِ عقل مشکیں کردہ اند

(۴) خاکیاں بے بہرہ انداز جُرعہء کاس الکرام — ایں تطاول بیں کہ باعشاقِ مسکیں کردہ اند

حل لغات:

* تخمین۔اندازہ، تخمینہ * ماہ۔چاند * پروین۔سات ستاروں کا گچھا * شمہ۔تھوڑا سا' ذرا سا' چھوٹا سا ٹکڑا، حصہ * نکہت۔خوشبو * گلرخاں۔ پھولوں جیسے چہرے والے * عارفاں ۔ خدا شناس لوگ * عقل مشکیں۔ معطر دماغ * جُرعہ ۔گھونٹ * تطاول ۔زیادتی ،ظلم۔ * کاس الکرام :اعلیٰ ترین شراب۔

ترجمہ:

(۱) اگر تیرے چہرے کو لوگوں نے چاند اور ستاروں سے نسبت دی ہے تو گویا انہوں نے ایک ان دیکھی صورت کو اپنے اندازے اور خیال کے مطابق تشبیہ دی ہے۔یعنی تیری صورت کو دیکھا کسی نے بھی نہیں ہے اور محض خیال وقیاس آرائی کی بنا پر ہی چاند اور ستاروں سے تشبیہ دے دی ہے۔ بھلا ان کو تیرے چہرے سے کیا نسبت؟

(۲) ہمارے شور انگیز عشق کی کہانی کا ایک چھوٹا سا حصہ ہے۔ یہ کہانی جو شریں وفرہاد کے عشق کے متعلق بیان کی جاتی ہے۔یعنی ہمارے عشق شور انگیز کی کہانی بڑی اہم اور طویل ہے۔

(۳) پھولوں جیسے چہرے کے کوچے کی خاک میں جان بخشنے والی خوشبو ہے۔یہی وہ جگہ ہے کہ جہاں سے خدا شناس لوگوں نے مشام عشق کو معطر کیا ہے۔

(۴) یہ خاکی انسان اعلیٰ ترین شراب کے گھونٹ سے محروم ہیں۔تو اس ظلم وزیادتی کو دیکھ جو کہ ان مسکین عاشقوں کے ساتھ کی گئی ہے۔یعنی خاکی انسان عشق کی شراب سے بے بہرہ رکھے گئے ہیں۔ جسے عالم بالا کے رہنے والے نوش کرتے ہیں۔اور یہ ان غریب عاشقوں کے ساتھ انصاف نہیں ہے بلکہ برابر زیادتی ہے،ظلم ہے جو کہ ان پر ہو رہا ہے۔

(۵) شہپرِ زاغ و زغن زیبائے صیدو قید نیست — کایں کرامت ہمرہِ شہباز وشاہیں کردہ اند

(۶) ساقیا مے دہ کہ باحکمِ ازل تدبیر نیست — قابلِ تغیر نبود آنچہ تعیین کردہ اند

(۷) ازخرد بیگانہ شوچوں جانش اندر بر بکش — دُخترِ رز را کہ نقدِ عقل کابیں کردہ از

(۸) درسفالین کاسہء رِنداں بخواری منگرید — کایں حریفاں خدمتِ جام جہاں بیں کردہ اند

حل لغات:

* شہپر۔ بڑا پر * زاغ۔ کوا * زغن۔ چیل * شہباز وشاہین۔ بڑا باز اور عقاب * ازل۔ شروع سے ٗروز ازل سے * تغیر۔ تبدیلی * تعیین۔ مقرر ٗطے * خرد۔ عقل * دخترِ رز۔ انگور کی بیٹی ٗ شراب * کابیں۔ مہر * کاسۂ سفالین۔ مٹی کے پیالے * جام جہاں۔ جام جہاں بیں ٗ جمشید کا جام جس میں اُسے دنیا کے راز دکھائی دیتے تھے اور وہ اس میں آنے والے حالات کا جائزہ لے لیتا تھا۔

ترجمہ:

(۵) کوے اور چیلوں کے شہپر قید اور شکار کرنے کے قابل نہیں ہیں کیونکہ یہ مقام ومرتبہ تو صرف شہباز اور شاہین کو ہی عطا کیا گیا ہے۔ یعنی چیل اور کوؤں (یعنی دنیاداروں) سے دنیا بھری پڑی ہے لیکن شہباز اور شاہین (یعنی اولیا اللہ) بہت ہی کم ہیں۔

(۶) اے ساقی! تو شراب دے کیونکہ ازل کے روز جو کچھ بھی لکھ دیا گیا ہے، جو مقرر کر دیا گیا ہے اُسے کوئی تدبیر بدل نہیں سکتی۔ یعنی تقدیر کو تدبیر سے ہرگز تبدیل نہیں کیا جا سکتا۔

(۷) تو عقل وخرد سے بیگانہ ہو جا اور انگور کی بیٹی (شراب) کو اپنی آغوش میں لے بھیج کیونکہ (دخترِ رز کے لیے عقل کی پونجی کا حق مہر مقرر کیا گیا ہے۔

(۸) تو ان رندوں کے مٹی کے پیالے کو حقارت کی نظر سے مت دیکھ کیونکہ یہ وہ دوست ہیں کہ جنہوں نے جام جہاں کی خدمت سر انجام دی ہے۔ یعنی یہ لوگ حقائق ومعارف کے جاننے والے ہیں۔

(۹) تیر مژگانِ دراز و غمزۂ جادو نکرد — آنچہ آں زلفِ دراز و خالِ مشکیں کردہ اند

(۱۰) یک شکر انعامِ ما بود ولبت رخصت نداد — ہم تو انصافش بدہ شیریں لباں ایں کردہ اند

(۱۱) شاہداں از آتشِ رخسارِ رنگیں دم بدم — زاہداں را رخنہا اندر دِل و دیں کردہ اند

(۱۲) شعرِ حافظ را کہ یکسر مدحِ احسان شناست — ہر کجا بشنیدہ اند از لُطفِ تحسیں کردہ اند

حل لغات:

* تیر مژگانِ دراز۔ لمبی پلکوں کے تیر * خالِ مشکیں۔ خوشبودار تل ٗ سیاہ تل * یک شکر۔ ایک بوسہ * لبت رخصت نداد۔ تیرے لب نے اجازت نہ دی * شاہداں۔ شاہد کی جمع ٗ محبوب * مدح۔ تعریف * لطف۔ مہربانی * تحسین۔ تعریف ٗ ستائش۔

ترجمہ:

(۹) تیری لمبی پلکوں کے تیروں اور جادو بھرے غمزوں نے وہ کام نہیں کیا جو کہ اس دراز زلف اور مشکیں تل نے کر دکھایا ہے۔ یعنی تیری پلکوں کے تیروں سے تیرا خال سیاہ زیادہ دلکش ہے۔

(۱۰) ایک شکر کی ڈلی (میٹھی بوسہ) ہمارا انعام تھا لیکن تیرے لبوں نے اس کی اجازت نہ دی۔ اب تو خود ہی اس کا انصاف کر کہ تیرے شیریں لبوں نے یہ کیا کیا ہے؟

(۱۱) ان محبوبوں نے اپنے رنگین رخساروں کی آگ سے لحہ بہ لحہ زاہدوں کے دل اور دین میں رخنے ڈال دیئے ہیں۔ یعنی حسینان جہاں نے بڑے بڑے پرہیزگاروں تک کو نہیں چھوڑا۔ ان کے بھی دلوں اور دین میں رخنہ اندازی کر کے چھوڑی ہے۔

(۱۲) حافظ کے اشعار جو کہ سراسر تیرے احسانات کی تعریف وستائش میں ہیں۔ جس جگہ پر بھی اور جس کسی نے بھی یہ سنے ہیں اُسی نے ہی ان کی تعریف وتحسین کی ہے۔ اور ان سے لطف اٹھایا ہے۔

(نوٹ) بعض نسخوں میں یہ غزل شامل نہیں ہے۔

----***----

غزل نمبر (۱۴۲)

(۱) واعظاں کیں جلوه بر محراب و منبر می کنند — چوں بخلوت می روند آں کارِ دیگر می کنند

(۲) مشکلے دارم ز دانشمندِ مجلس باز پُرس — توبہ فرمایاں چراخود توبہ کمتر می کنند

(۳) گوئیا باور نمی دارند روزِ داوری — کایں ہمہ قلب و دغل درکارِ داور می کنند

(۴) یارب ایں نودولتاں رابرخرِ خود شاں نشاں — کایں ہمہ ناز از غلامِ ترک واستری کنند

حل لغات:

* بخلوت۔ تنہائی * کارِ دیگر۔ دوسرا کام * باز پُرس۔ پوچھ گچھ * گوئیا۔ گویا * باور۔ یقین * قلب ودغل۔ کھوٹا اور جعلی * نودولتاں۔ نئے دولت مند لوگ * برخرِ خودشاں۔ انہی کے گدھوں پر * نشاں۔ بٹھادے * غلام ترک۔ تُرک غلام * استر۔ خچر۔

ترجمہ:

(۱) یہ واعظ لوگ جو محراب ومنبر پر جلوہ گری کرتے ہیں۔ جب یہ تنہائی میں جاتے ہیں تو پھر دوسرا ہی کام کرتے ہیں۔ یعنی یہ ریا کار واعظ ومولوی صاحبان جو کہ محرابوں اور منبروں پر بیٹھ کر لوگوں کو وعظ ونصیحت کرتے ہیں۔ خود ان کی یہ حالت ہوتی ہے کہ جب تنہا ہوتے ہیں تو سب کچھ کر گزرتے ہیں:

جس طرح پنجابی کے عظیم صوفی شاعر سید وارث شاہ نے کہا ہے

ع وارث شاہ وچ حُجریاں فعل کردے مُلاں جوترے لاؤن ویاہیاں نوں

(۲) مجھے ایک مشکل درپیش ہے۔ کہ مجلس کے دانشمند سے اس بات کی پوچھ گچھ کرنے میں مشکل پیش آرہی ہے کہ یہ جو توبہ کرنے کا

حکم صادر کرتے ہیں یہ خود توبہ کیوں نہیں کرتے؟

(۳) گویا انہیں قیامت کے دن پر یقین ہی نہیں ہے کیونکہ یہ سب لوگ اللہ تعالیٰ کے ساتھ دغا اور فریب کما رہے ہیں۔کھوٹ اور جعلسازی برت رہے ہیں۔

(۴) اے اللہ تعالیٰ! ان نئے امیروں کو انہی کے گدھوں پر بٹھا دے کیونکہ یہ سارا فخر و ناز ترک غلاموں اور خچروں کی وجہ سے کر رہے ہیں۔یعنی یہ امر گھوڑوں کے لائق نہیں ہیں۔پہلے یہ گدھوں پر سوار ہوتے تھے۔اب بھی انہیں گدھوں پر سوار کردے انہیں اس بے جا فخر و نازکی سزا دے۔

(۵) بندۂ پیر خراباتم کہ درویشانِ او — گنج را از بے نیازی خاک برسر می کنند

(٦) اے گدائے خانقاہ باز آ کہ در دیرِ مغاں — می دہند آبے و دلہا را توانگر می کنند

(۷) حُسنِ بے پایانِ اوچندانکہ عاشق می کشد — زمرۂ دیگر بعشق ازغیب سربر می کنند

(۸) خانہ خالی کن دِلا تا منزلِ جاناں شود — کیں ہوسناکاں دِل وجاں جائے دیگری کنند

حل لغات:

* بندہ۔غلام * خرابات۔میخانہ * گنج۔خزانہ * دیرِ مغاں۔آتش پرستوں کی عبادت گاہ * حُسنِ بے پایاں۔بے انتہا حُسن * زُمرہ۔آدمیوں کی جماعت،گروہ * جاناں۔محبوب * ہوسناکاں۔اہل ہوس۔

ترجمہ:

(۵) میں میخانے کے اُس مرشد کا غلام ہوں کہ جس کے مُرید بڑی بے پروائی سے خزانے کے سر پر خاک ڈالتے ہیں۔یعنی وہ دنیا کے ان خزانوں کو کچھ بھی نہیں سمجھتے۔

(٦) اے خانقاہ کے درویش! تو اِدھر واپس آجا کہ آتش پرستوں کی عبادت گاہ میں پانی پلا کر دلوں کو مالدار و توانگر بنا دیتے ہیں۔ یعنی تو بھی ہم سے پانی (شراب) پی لے۔

(۷) اس کا بے نہایت و بے حد حُسن جس قدر عاشقوں کو قتل کرتا ہے۔عشق کی وجہ سے اُتنے ہی اور عاشق غیب سے پیدا ہو جاتے ہیں۔یعنی یہ عشاق: ع ہر زماں ازغیب جانے دیگر است، کے مصداق ہیں

(۸) اے میرے دِل تو! گھر کو خالی کردے تاکہ اس میں محبوب آکر بس جائے، کیونکہ ہوس پرستوں نے اپنے دلوں اور اپنی جانوں کو دوسروں کی جگہ بنا رکھا ہے۔

(۹) آہ آہ از دستِ صرافانِ گوہر ناشناس — ہرزماں خرمہرہ را با دُر برابر می کنند

(۱۰) بردرِ میخانۂ عشق اے ملک تسبیح گوئے — کاندر آنجا طینتِ آدم مخمّر می کند

(۱۱) صبحدم از عرش می آمد خروشِ باز گفت — قُدسیاں گوئی کہ شعرِ حافظ ازبر می کند

حل لغات:

* صرافاں: صراف، سنیارے، جوہری * گوہرناشناس، موتی کی قدر و قیمت نہ پہچاننے والا۔ * خرمہرہ: کوڑی۔ * دُر: موتی * ملک: فرشتہ۔ * تسبیح گوئے: تسبیح پڑھ۔ * طینتِ آدم: آدمی کی سرشت۔ * تخمر: خمیر کرنا۔ گوندھنا * خروش: شور۔ * قدسیاں: فرشتے

(۹) موتی کی قدر و قیمت نہ پہچاننے والے صرافوں کے ہاتھوں سے فریاد ہے۔ جو کہ ہر وقت کوڑی کو موتی کے برابر کر رہے ہیں۔ یعنی زمانے کی قدر ناشناسی کا گلہ ہے۔ کہتے ہیں کہ لوگ کور ذوق ہیں اور جوہر شناسی سے محروم ہیں۔ جو کوڑی اور موتی میں تمیز نہیں کر سکتے۔

(۱۰) اے فرشتو! عشق کے میخانے کے دروازے پر تسبیح پڑھو! کیونکہ اسی جگہ پر آدمی کی سرشت کا خمیر تیار کیا جاتا ہے۔ یعنی عشق ہر انسان کی سرشت میں شامل ہے۔ اس سے اس کا خمیر تیار کیا گیا ہے۔

(۱۱) صبح کے وقت عرش سے ایک شور کی آواز آ رہی تھی۔ تو یار نے کہا کہ گویا فرشتے حافظؔ کے اشعار زبانی یاد کر رہے ہیں۔ یعنی حافظ کے کلام کو عرش پر بھی پزیرائی حاصل ہے۔

----***----

غزل نمبر (۱۴۳)

(۱) ہر کہ شد محرمِ دِل در حرمِ یار بماند — وانکہ ایں کار ندانست دراں کار بماند

(۲) اگر از پردہ بروں شد دلِ من عیب مکن — شکرِ ایزد کہ نہ در پردۂ پندار بماند

(۳) صوفیاں واستدند از گرِدمَے ہمہ رخت — خرقہء ماست کہ درخانہء خمار بماند

(۴) خرقہ پوشاں ہمگی مست گذشتند وگذشت — قصِہء ماست کہ در ہر سرِ بازار بماند

حل لغات:

* حرمِ یار۔ حریم ناز، محبوب کا حرم، گھر * شکرِ ایزد۔ اللہ کا شکر ہے * پندار۔ خود پرستی * خرقہ پوشاں۔ گدڑی پہننے والے * ہمگی۔ تمام۔

ترجمہ:

(۱) جو شخص بھی دل کا محرم ہو گیا اس کا مسکن یار کا حرم ہو گیا۔ اور جو شخص دل کی محرمی کا راز نہ جان سکا تو سمجھو کہ وہ اپنے اصل مقصد سے محروم رہ گیا۔ اپنی دِلی مراد کو نہ پہنچ سکا۔

(۲) اگر یہ میرا دِل ظاہری پردے سے باہر ہو گیا ہے تو تو اُسے بُرا بھلا مت کہہ۔ اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ اس نے خود پرستی کے

پردے میں رہنا گوارانہ کیا۔یعنی فخر وغرور نہ کیا۔ظاہری عزت وناموس سے انسان بزدل اور ناکارہ ہوجاتا ہے۔جرأت رندانہ پیدا کرنے کے لیے تمام ظاہری پردے اتارنا ضروری ہیں۔

(۳) صوفیوں نے سارا اسباب شراب کے رہن سے چھڑالیا ہے۔صرف ایک ہماری ہی گدڑی ہے جو کہ شراب فروشوں کے گھر میں رہن پڑی ہوئی ہے۔

(۴) تمام گدڑی پہننے والے مستی وبیہوشی میں ہی گزر گئے اوران کا قصہ بھی تمام ہوگیا۔مگر یہ ہمارا ہی قصہ ہے جو کہ ہر جگہ اور ہر بازار میں لوگوں کی زبانوں پر ہے۔یعنی ہمارا چرچا بدستور باقی ہے۔

(۵) داشتم دلقے و صد عیب مرا می پوشید — خرقۂ رہنِ مے و مُطرب شد و زنّار بماند

(۶) ازصدائے سخنِ عشق ندیدم خوشتر — یادگارے کہ دریں گنبدِ دوّار بماند

(۷) ہر مئے لعل کزاں جامِ بلوریں ستدم — آبِ حسرت شد و در چشمِ گہربار بماند

(۸) جُز دلم کو ز ازل تا بابد عاشقِ اوست — جاوداں کس نشنیدم کہ دریں کار بماند

حل لغات:

* دلقے۔دلق،گدڑی * خرقہ۔گدڑی * رہن مئے ومطرب۔شراب اور گویے کے لیے رہن * زنار۔جینو،جو ہندو اپنے گلے میں ڈالے رکھتے ہیں * ازصدائے سخن عشق۔عشق کی گفتگو (اشعار) کی آواز * خوشتر۔اچھی * گنبدِ دوار۔آسمان * مئے لعل۔سُرخ شراب۔جامِ بلوریں۔شیشے کا جام * ازل۔شروع سے * ابد۔ہمیشہ * جاویداں۔ہمیشہ۔

ترجمہ:

(۵) میرے پاس ایک گدڑی تھی کہ جس نے میرے سینکڑوں عیب چھپارکھے تھے۔اب وہ گدڑی مئے ومطرب کے ہاں رہن (گروی) ہوگئی ہے۔اورصرف زنار باقی رہ گیا ہے۔

(۶) میں نے یہاں پرسخن عشق کی آواز سے کوئی اچھی آواز نہیں دیکھی کہ جو اس زمانے (جہاں) میں یادگار کے طور پر باقی رہ گئی ہو۔یعنی عشق پر مبنی اشعار ہی دستبردِ زمانہ سے محفوظ رہتے ہیں۔انہیں ہی دوام حاصل ہے۔

(۷) میں نے جو ہر سرخ شراب شیشے کے جام میں لی۔وہ آب حسرت بن گئی اور چشم گہربار میں رہ گئی یعنی میں نے جتنی بھی شراب پی دوسری دفعہ پینے کی حسرت میں وہ ساری شراب آنسو بن کر نکل گئی۔

(۸) میرے دِل کے سوا کون ہے جو کہ اس کا ازل سے ابد تک عاشق رہا ہے۔کوئی نہیں سنتا کہ جو ہمیشہ اس کام میں رہا ہو۔یعنی میرا دل ازل سے ہی اس کا عاشقِ صادق ہے اور بدستور ہمیشہ اُس پر فریفتہ رہے گا۔

(۹) گشت بیمار کہ چوں چشمِ تو گردد نرگس — شیوۂ آں نشدش حاصل و بیمار بماند

(۱۰) برجمالِ توچناں صورتِ چیں حیراں شد — کہ حدیثش ہمہ جا بر در و دیوار بماند

(۱۱) بتماشاگہ زلفش دلِ حافظ روزے شد کہ باز آید و جاوید گرفتار بماند

حل لغات:

* نرگس۔ پھول جو آنکھ سے مشابہ ہوتا ہے * شیوہ۔ انداز' طور طریقہ * بر جمالِ تو۔ تیرے حسن و جمال پر * صورتِ چیں۔ چین کی بنی ہوئی تصویر * روزے۔ ایک روز' * جاوید۔ ہمیشہ۔

ترجمہ:

(۹) اس حسرت میں نرگس بیمار ہوگئی کہ تیری آنکھ جیسی ہو جائے اُسے اس کا انداز تو حاصل نہ ہو سکا اور بیمار کی بیمار رہ گئی۔ یعنی نرگس کا پھول تیری آنکھ کی برابری کی وجہ سے بیمار ہوا ہے۔

(۱۰) چین کی بنی ہوئی تصویر تیرے حسن و جمال پر کچھ ایسی حیران ہوئی کہ اس کا ذکر ہر در اور ہر دیوار پر باقی رہ گیا۔ یعنی چینی مصوروں کی تصویریں تیرا حسن و جمال دیکھ کر حیران ہیں اور ہمیشہ حیرت میں ڈوبی رہیں گی۔

(۱۱) حافظ کا دِل ایک دن اس کی زلف کی تماشا گاہ میں اس خیال سے گیا کہ تماشا دیکھ کر واپس آ جائے گا لیکن وہ ہمیشہ کے لیے گرفتار ہو کر رہ گیا۔ زلف کا قیدی ہو گیا۔

----***----

غزل نمبر (۱۴۴)

(۱) ہر آنکہ خاطر مجموع و یارِ نازنین دارد سعادت ہمدم اوگشت و دولت ہمنشیں[۱] دارد

(۲) جنابِ[۲] عشق را درگہ بسے بالاتر از عقل ست کسے آں آستاں بُوسد کہ جاں در آستیں دارد

(۳) بخواری منگر اے منعم ضعیفان وفقیراں[۳] را کہ صدرِ مسندِ عزّت فقیر رہ نشیں دارد

(۴) دہانِ تنگ شیرینت مگر مہر[۴] سلیمان ست کہ نقشِ خاتمِ لعلش جہاں زیرِ نگیں دارد

حل لغات:

* خاطر مجموع۔ جمعیت خاطر' دل جمعی * ہمنشیں۔ ہمقرین' ہم صحبت' ہم مجلس * درگہ۔ درگاہ * آستین۔ ہتھیلی * بخواری۔

[۱] دیوان حافظ نسخہ قزوینی (طبع تہران) میں اس غزل کا دوسرا مصرع یوں ہے: سعادت ہمدمِ اوگشت و دولت ہمقرین دارد۔
(معنوی لحاظ سے دونوں الفاظ درست ہیں)

[۲] بعض نسخوں میں جناب کی جگہ حریم ہے۔

[۳] بعض نسخوں میں فقیراں کی جگہ نحیفاں، عزت کی جگہ عشرت اور فقیر کی جگہ گدا ہے۔

[۴] بعض نسخوں میں مہر کی جگہ مُلک ہے۔

حقارت سے * منعم ۔مال دار * صدرِ مسندِ عزت ۔مجلس میں سب سے اونچی جگہ کے اہل * دہانِ تنگ شیرینت ۔تیرا تنگ اور شیریں مُنہ * نقشِ خاتم لعلش ۔خاتم لعل کا نقش (خاتم ۔انگوٹھی)

ترجمہ:

(۱) جس شخص کو جمعیتِ خاطر اور نازنین محبوب کی ہم نشینی حاصل ہے ۔گویا سعادت اس کی ہمدم اور دولت ہمقرین ہے ۔یعنی وہ شخص دنیا کا خوش بخت انسان ہے جو کہ دل جمعی اور نازنین محبوب کی ہم نشینی رکھتا ہے۔

(۲) جنابِ عشق کی درگاہ عقل وخرد سے بہت ہی بلند و بالا ہے ۔اس کی دہلیز کو وہی چوم سکتا ہے جو کہ جان اپنی ہتھیلی پر رکھتا ہو ۔یعنی جان کی کچھ پروانہ کرتا ہو۔

(۳) اے مالدار شخص تو ان کمزوروں اور فقیروں کو حقارت کی نظر سے مت دیکھ کیونکہ مسندِ عزت کی صدارت راستے میں بیٹھنے والے فقیروں کو ہی ملتی ہے۔

(۴) تیرا تنگ اور شیریں مُنہ شاید حضرت سلیمان علیہ السلام کی مُہر ہے کہ اس کے لعل کی خاتم کا نقش دنیا کو زیرِ نگیں رکھتا ہے ۔یعنی تیرے لب لعلیں حضرت سلیمان علیہ السلام کی طرح سارے جہان پر حکمرانی کر رہے ہیں ۔تیرے حسن و جمال پر ساری دنیا فریفتہ وشیدا ہے۔

(۵) چو بر روئے زمیں باشی توانائی غنیمت داں — کہ دوراں ناتوانیہا بسے زیرِ زمیں دارد
(۶) بلا گردان جان و دلِ دعائے مستمنداں ست — کہ بیند خیر ازاں خرمن کہ ننگ از خوشہ چیں دارد
(۷) صبا از عشقِ من رمزے بگو باآں شہِ خوباں — کہ صد جمشید و کیخسرو غلامِ کمتریں دارد
(۸) لب لعل و خطِ مشکیں چو آتش ہست وانیش نیز[۱] — بنازم دلبرِ خود را کہ حُسنش آن و ایں دارد
(۹) اگر گوید نمی خواہم چو حافظ بندۂ[۲] مفلس — بگوئیدش کہ سلطانی گدائے رہ نشیں دارد

حل لغات:

* توانائی ۔طاقت * ناتوانی ۔کمزوری * دعائے مستمنداں ست ۔نادار ضرورت مندوں کی دعا سے * ننگ ۔عار * شہِ خوباں ۔حسینوں کا بادشاہ * جمشید ' کیخسرو ۔ایران کے قدیم اور عظیم الشان بادشاہ * لبِ لعل ۔لعل جیسے لب * خطِ مشکیں ۔مشک جیسا خط * مفلس ۔غریب' نادار۔

ترجمہ:

(۵) تو جب تک روئے زمین پر ہے تو اپنی قوت وطاقت کو غنیمت جان کیونکہ اس زمانے نے بہت سے کمزوروں کو زمین کے نیچے

---

[۱] بعض نسخوں میں نیز کی جگہ ہست اور بعض میں نیست ہے۔
[۲] بعض نسخوں میں بندہ کی جگہ عاشق ہے۔

پہنچادیا ہے۔

(۶) نادار و عاجز ضرورت مندوں کی دعا سے جان اور دِل کی بلائیں دور ہو جاتی ہیں۔اس کھلیان سے کسی کو بھلائی کی کیا اُمید ہو سکتی ہے۔جسے کچھ اٹھانے والوں سے عار ہو۔یعنی جس مال سے کسی ضرورت مند کو نفع حاصل نہ ہو اُس سے مالک کو کچھ فائدہ نہیں پہنچتا لہٰذا لازم ہے کہ تو حاجت مندوں کی حاجت پوری کرے۔کیونکہ ان کی دعاؤں سے بلائیں دُور ہو جاتی ہیں۔

(۷) اے بادِ صبا! حسینوں کے اُس بادشاہ سے میرے عشق کا حال کہہ دے کہ جس کے سینکڑوں جمشید اور کیخسرو جیسے عظیم الشان بادشاہ غلام ہیں۔

(۸) لعل جیسے سُرخ لب اور مشک جیسا خط آگ اور پانی کے مانند ہیں۔مجھے اپنے محبوب پر ناز ہے کہ اس کے حسن و جمال میں وہ بھی ہے اور یہ بھی ہے۔یعنی لب لعل اور خط مشکیں دونوں خوبیوں کا حامل ہے۔مراد آگ اور پانی کا سنگم ہے۔

(۹) اگر وہ (محبوب) یہ کہے کہ میں حافظ جیسے مفلس و نادار بندے نہیں چاہتا ہوں تو اُس سے کہہ دو کہ وہ گدائے راہ نشیں ہے اور بادشاہی مرتبہ رکھتا ہے۔اگرچہ راستے میں بیٹھنے والا فقیر ہے لیکن بادشاہی کا مالک ہے۔

----***----

غزل نمبر (۱۴۵)

(۱) ہر آنکہ جانب اہل وفا[1] نگہدارد — خداش در ہمہ حال از بلا نگہدارد

(۲) گرت ہواست کہ معشوق نگسلد پیوند[2] — نگاہ دار سر رشتہ تا نگہدارد

(۳) حدیثِ دوست نگویم مگر بحضرتِ دوست — کہ آشنا سخنِ آشنا نگہدارد

(۴) سر و زر و دِل و جانم فدائے آں محبوب — کہ حقِ صحبتِ مہر و وفا[3] نگہدارد

حل لغات:

* نگہدارد۔نظر رکھتا ہے * نگسلد پیوند۔قطع تعلق نہ کرے * ہوا۔تمنا * حدیثِ دوست۔محبوب کی بات * آشنا۔دوست * حقِ صحبت و وفا۔محبت اور وفا کی صحبت کا حق۔

ترجمہ:

(۱) ہر وہ شخص جو وفاداروں کی جانب اپنا خیال رکھتا ہے۔اللہ تعالیٰ ہر حال میں اُس شخص کو بلاؤں اور مصیبتوں سے محفوظ رکھتا ہے۔

---

۱ بعض نسخوں میں وفا کی جگہ خدا ہے۔

۲ بعض نسخوں میں پیوند کی جگہ پیمان ہے۔

۳ بعض نسخوں میں مہر و وفا کی جگہ صحبت و عہدِ وفا ہے۔

(۲) اگر تیری یہی آرزو ہے کہ محبوب تجھ سے قطع تعلق نہ کرے تو پھر تو بھی رشتہ وروابط کی حفاظت کرتا کہ وہ بھی تیرا لحاظ رکھے۔ نگاہ رکھے۔ تو تعلق نبھائے گا تو وہ بھی ضرور پاسداری کرے گا۔

(۳) میں دوست کی باتیں سوائے دوست کی حضوری کے ہرگز نہیں کہتا کیونکہ دوست' دوست کی بات کا ہمیشہ خیال رکھتا ہے۔ کیونکہ آشنا ہی آشنا کی بات کا پالن کرتا ہے۔

(۴) یہ سر یہ زر یہ دِل اور یہ جان میرا سب کچھ اس محبوب پر فدا ہو۔ جو کہ مہر و وفا کے حق کی صحبت کا بڑا خیال رکھتا ہے۔ یعنی وفا کے حق صحبت کو محفوظ رکھتا ہے۔

(۵) دِلا معاش چناں کن کہ گر بلغزد پائے — فرشتہ ات بدو دستِ دعا نگہدارد
(۶) نگہ نداشت دلِ ماو جائے رنجش نیست[1] — زدستِ بندہ چہ خیزد خدا نگہدارد
(۷) صبا[2] درآں سرِ زلف ار دِل مرا بینی — زروئے لُطف بگویش کہ جا نگہدارد
(۸) غبارِ راہ گزارت کجاست تا حافظ — بیادگارِ نسیمِ صبا نگہدارد

حل لغات:

٭ معاش۔ زندگی ٭ اگر بلغزد پائے۔ اگر پاؤں پھسل جائے ٭ جائے رنجش۔ رنج و شکایت کا مقام ٭ ار۔ اگر ٭ زروئے لطف۔ لطف و کرم کی رو سے ٭ غبارِ راہ گزارت۔ تیری رہ گزر کا غبار۔

ترجمہ:

(۵) اے میرے دِل! تو زندگی اس طرح سے گزار کہ اگر کہیں تیرا پاؤں پھسل بھی جائے تو تیرے لیے فرشتے دونوں ہاتھ اُٹھا کر دُعا کریں اور تیری نگہبانی کریں۔ یعنی ایسی پاکیزہ زندگی گزار کہ انسان تو انسان فرشتے تک تیری حفاظت کے لیے دعا مانگیں۔

(۶) اُس نے ہمارے دِل کی نگہداشت نہ کی تو اس میں رنجش کا کوئی مقام نہیں ہے کیونکہ بندے کے ہاتھوں سے کیا بن سکتا ہے۔ خدا خود نگہبانی کرتا ہے۔

(۷) اے بادِ صبا! اگر تو اس کی زلفوں میں میرے دِل کو دیکھے تو اُسے لطف و کرم سے کہنا کہ وہ جہاں بھی پہنچ گیا ہے وہاں پر ہی جما رہے۔ اپنے پاؤں جمائے رکھے۔

(۸) تیری راہ گزر کا غبار کہاں ہے تا کہ حافظ اُسے بادِ صبا کی یادگار میں سنبھال کر رکھے۔ یعنی بادِ صبا کی یادگار کے طور پر اس کو نگاہ میں رکھے۔

-----٭٭٭-----

---

[1] بعض نسخوں میں یہ مصرع یوں ہے: چو گفتمش کہ دل مرا نگاہ دار، چہ گفت۔
[2] بعض نسخوں میں در کی جگہ بر ہے۔

غزل نمبر(۱۴۶)

(۱) ہمائے اوجِ سعادت بدامِ ما افتد — اگر ترا گزرے بر مقامِ ما افتد
(۲) حباب وار بر اندازم از نشاط کلاہ — اگر ز روئے تو عکسے بجامِ ما افتد
(۳) ببارگاہِ تو چوں باد را نباشد راہ[1] — کے اتفاقِ مجالِ سلامِ ما افتد
(۴) چو جاں فدائے لبت شد خیال می بستم — کہ قطرۂ ز زلالت بکامِ ما افتد

حل لغات:

* ہمائے اوج۔ اوج سعادت کا ہُما۔ خوش نصیبی کی بلندی کا ہُما * حباب۔ بُلبُلہ * نشاط۔ خوشی * کُلاہ۔ ٹوپی * باد۔ ہوا * مجال۔ طاقت وجرأت * قطرۂ زلالت۔ صاف شیریں اور ٹھنڈے پانی کا قطرہ۔

ترجمہ:

(۱) بلند اقبال کا ہما ہمارے جال میں پھنس جائے، گرفتار ہو جائے اگر (اے محبوب) تیرا گزر ہمارے مقام وٹھکانے پر ہو تو۔
(۲) بُلبُلے کی طرح ہم خوشی سے باغ باغ ہو کر ٹوپی اُچھال دیں۔ اگر تیرے چہرے کا عکس ہمارے شراب کے پیالے میں پڑ جائے یعنی اگر تو ہماری محفل میں اپنے ہاتھ سے ہمیں شراب کا جام دے تو حباب کی طرح خوشی سے اپنی ٹوپی اچھالتا پھروں۔
(۳) جب تیری بارگاہ میں ہوا کو بھی رسائی حاصل نہیں ہے تو اُسے پھر ہمارا اسلام کہنے کی جرأت کا موقعہ کیسے مل سکتا ہے۔ ہمارا اسلام پہنچانے کا اتفاق کیسے ہو سکتا ہے۔
(۴) جب میری جان تیرے لبوں پر نچھاور ہو گئی تو میں خیال کرتا تھا کہ تیرے صاف شیریں اور ٹھنڈے پانی کا ایک قطرہ میرے حلق میں پڑ جائے گا۔ یعنی تیرے لبوں کا بوسہ میسر آ جائے گا۔

(۵) خیالِ زلفِ تو گفتا کہ جاں وسیلہ مساز — کزیں شکار فراواں بدامِ ما افتد
(۶) ملوک را چو رہِ خاک بوس ایں در نیست — کے التفاتِ جوابِ سلامِ ما افتد
(۷) بنا امیدی ازیں در مرو بزن فالے — بود کہ قُرعہء دولت بنامِ ما افتد
(۸) شبے کہ ماہِ مراد از افق طلوع کند[2] — بود کہ پرتوِ نورے ببامِ ما افتد
(۹) زخاکِ کوئے تو ہرگہ کہ دم زند حافظ — نسیمِ گلشنِ جاں در مشامِ ما افتد

---

[1] بعض نسخوں میں راہ کی جگہ یار ہے۔
[2] بعض نسخوں میں طلوع کند کی جگہ شود طالع ہے۔

حل لغات:

* فراواں ۔ بہت سے' زیادہ * دام ۔ پھندہ' جال * ملوک ۔ ملک کی جمع بادشاہ * التفات ۔ توجہ * بزن فالے ۔ فال نکال * ماہ مراد ۔ مراد کا چاند * اُفق ۔ آسمان کا کنارہ جہاں سے سورج نکلتا اور غروب ہوتا ہے * پرتو نورے ۔ نور کا عکس' سایہ * مشام ۔ دماغ ۔

ترجمہ:

(۵) تیری زلف کے خیال نے کہا کہ تو جان کو وسیلہ نہ بنا کیونکہ اس جسم کے بہت سے شکاری ہمارے جال میں پھنس جاتے ہیں ۔ گرفتار ہو جاتے ہیں ۔

(۶) اس کے در کی خاک بوسی کا شرف جبکہ بادشاہوں کو بھی حاصل نہیں ہوتا تو ہمارے سلام کی جانب اس کی توجہ کب ہو سکتی ہے ۔ یعنی محبوب حقیقی کی بارگاہ میں بادشاہوں کو بھی خاک بوسی کا شرف نصیب نہیں ہوتا تو پھر بھلا ہمارے سلام کی وہاں کیا حیثیت ہے؟

(۷) تو اُس کے دروازے سے نا امید ہو کر مت جا ۔ فال نکال شاید دولت و سعادت کا قُرعہ ہمارے نام پر ہی پڑ جائے ۔ ہماری قسمت ہی بار آور ہو جائے ۔

(۸) جس رات افق سے مراد کا چاند طلوع ہو جائے تو شاید تیرے نور کا عکس (سایہ) بھی ہماری بام (چھت) پر پڑ جائے ۔

(۹) جب کبھی بھی حافظ تیری گلی کی خاک کا دم بھرتا ہے ۔ (ذکر کرتا ہے) تو گلشن جان کی ہوا ہمارے دماغ کو معطر و تر و تازہ کر دیتی ہے ۔

----***----

غزل نمبر (۱۴۷)

(۱) ہرکہ را با خطِ سبزت سرِ سودا[۱] باشد پائے ازیں دائرہ بیروں ننہد تا باشد

(۲) درقیامت کہ سر از خاکِ لحد برگیرم[۲] داغِ سودائے توام سرِّ سویدا باشد

(۳) ظلِّ ممدود خمِ زلف توام برسرِ باد کاندریں سایہ قرارِ دلِ شیدا باشد

(۴) چوں دِلے من دَمے از پردہ بروں آئے درآئے[۳] کہ دگر بارہ ملاقات نہ پیدا باشد

---

۱ بعض نسخوں میں سرِ سودا کی جگہ سرِ زلفت ہے ۔

۲ بعض نسخوں میں مصرعِ اوّل یوں ہے: من چو از خاک لحد لالہ صفت برخیزم ۔

۳ بعض نسخوں میں مصرعِ اوّل یوں ہے: چوں گل وئے دمے از پردہ بروں آئے و درآئے ۔

حل لغات:

* خطِ سبزت۔ تیرا سبزۂ خط * لحد۔ قبر * سویدا۔ سیاہ نقطہ جو دِل پر ہوتا ہے * ظلِ ممدود۔ لمبا سایہ * دِگر بارہ۔ دوبارہ۔

ترجمہ:

(۱) جس کسی کو بھی تیرے سبزۂ خط کا سودا ہو جاتا ہے وہ جب تک بھی زندہ رہے گا اس دائرہ سے اپنا پاؤں باہر نہیں نکال سکے گا۔ یعنی اسی جنون میں ہی اس کی زندگی گزر جائے گی۔

(۲) قیامت کے روز جب میں اپنی قبر کی خاک سے اپنا سر اُٹھاؤں گا تو تیرے سودا کا داغ میرے دِل کے داغ کا راز ہوگا۔ یعنی میرے دِل میں تیرے ظلم وستم کا سیاہ داغ ہوگا۔

(۳) تیری طویل اور سیاہ زلف کا لمبا سایہ میرے سر پر ہے کیونکہ اس سایہ میں میرے اس شیدا دِل کو آرام وسکون حاصل ہوتا ہے۔ اطمینانِ خاطر میسر آتا ہے۔

(۴) تو میرے دِل کی طرح پل بھر کے لیے پردے سے باہر آجا اور چلا آ کہ دوسری بار ملاقات نہ ہو سکے گی۔ یعنی وقت کی قدر کرنی چاہیے اور اسے غنیمت جاننا چاہیے۔

(۵) تا کے ای دُرِ گرانمایہ روا خواہی داشت[1] کز غمت دیدۂ مردم ہمہ دریا باشد

(۶) از بُنِ ہر مژہ اَم آبِ روانست بیا! اگرت میلِ لبِ جوئے و تماشا باشد

(۷) چشمت از ناز بہ حافظ نکند میل آرے سرگرانی صفتِ نرگسِ شہلا باشد

حل لغات:

* دُرِ گرانمایہ۔ بیش قیمت موتی * دیدۂ مردم۔ آنکھوں کی پتلیاں * از بن ہر مژہ۔ ہر پلک کی جڑ سے * میل۔ توجہ، رغبت * نرگسِ شہلا۔ نرگس کا وہ پھول جس میں بجائے زردی کے سیاہی ہوتی ہے۔

ترجمہ:

(۵) اے بیش قیمت موتی! آ کہ تو کب تک یہ جائز رکھے گا کہ تیرے غم سے لوگوں کی آنکھیں دریا کی طرح بہتی رہیں۔ یہ ظلم وستم تو ان پر کب تک روا رکھے گا؟

(۶) میری ہر پلک کی جڑ سے پانی بہہ رہا ہے۔ آ کہ اگر تجھے نہر کے کنارے اور نظارے کا شوق ہے تو آ کر نظارے کر لے۔ لطف اُٹھا لے۔

(۷) تیری آنکھ ناز کی وجہ سے حافظ کی جانب توجہ ورغبت نہیں کرتی۔ ہاں! یہ نرگسِ شہلا کی طرح سرگرانی کی حامل ہے۔ یعنی نرگسِ شہلا کی سرگرانی صفت ہے۔ سرگرانی سے مراد غرور وتکبر ہے۔

----***----

[1] بعض نسخوں میں مصرع اوّل یوں ہے: تو خودا ے گوہرِ یک دانہ کجائی آخر۔

غزل نمبر (۱۴۸)

(۱) ہرگزم مہرِ تو از لوحِ دِل و جان نرود ہرگز از یادِ من آن سروِ خراماں نرود
(۲) آں چناں مہرِ توام در دِل وجاں جائے گرفت کہ گرم سر برود مہر تو از جاں نرود
(۳) از دماغِ من سرگشتہ خیالِ رُخِ دوست بجفائے فلک و غُصّۂ دوراں نرود
(۴) آنچہ از بارِ غمت در دلِ مسکینِ من ست برود دِل زمن و از دلِ من آں نرود

حل لغات:

٭ مہرتو۔ تیری محبت ٭ لوحِ دل۔ دل کی تختی ٭ سروِخراماں۔ مراد محبوب ٭ جائے گرفت۔ گھر کرلیا ہے ٭ سرگشتہ خیال۔ حیران و پریشان خیال ٭ بارِغمت۔ تیرے غم کا بوجھ۔

ترجمہ:

(۱) میری دِل وجان کی تختی سے تیری محبت ہرگز ہرگز نہ مٹ سکے گی۔ وہ سروخراماں (محبوب) کبھی بھی میری یاد سے فراموش وگم نہ ہو سکے گا۔

(۲) میرے دِل ودماغ میں تیری محبت نے ایسا گھر کرلیا ہے کہ اگر میرا سر بھی چلا جائے تو تب بھی تیری محبت میری جان سے نہ جاسکے گی۔ یعنی میرے مرنے کے بعد بھی تیری محبت میری جان میں باقی رہے گی۔

(۳) مجھ حیران و پریشان کے دماغ سے محبوب کے رُخ کا خیال آسمان کی جفا اور زمانے کے غم کے باوجود کبھی مٹ نہیں سکتا۔ کبھی جانہیں سکتا۔

(۴) تیرے غم کا جو بوجھ مجھ مسکین کے دِل پر ہے۔ اگر میرا دِل بھی چلا جائے تو تب بھی یہ بوجھ میرے دل سے نہ جاسکے گا۔ یعنی تیرا عشق اور تیری محبت ہرگز میرے دِل سے نہیں جاسکتے۔

(۵) در ازل بستِ دِلم باسرِ زلفت پیوند تا ابد سر نکشد و ز سرِ پیماں نرود
(۶) گر رود از پےِ خوباں دلِ من معذور ست درد دارد چہ کند کز پےِ درماں نرود
(۷) ہر کہ خواہد کہ چو حافظ نشود سرگرداں دِل بخوباں ندہد در پےِ ایناں نرود

حل لغات:

٭ ازل۔ شروع سے ہی ٭ پیوند۔ عہد، تعلق ٭ تا ابد۔ ہمیشہ تک ٭ پےِ خوباں۔ حسینوں کے پیچھے ٭ درماں۔ علاج ٭ سرگرداں۔ حیران و پریشان ٭ در پےِ ایناں۔ ان کے پیچھے۔

ترجمہ:

(۵) روزِ ازل سے ہی میرے دِل نے تیری زلف کے ساتھ عہد باندھ لیا تھا اور یہ ابد تک اس عہد سے کبھی نہ پھرے گا اور نہ وعدہ توڑے گا۔ بلکہ اُسی پر ہی قائم و دائم رہے گا۔

(۶) میرا یہ دِل اگر ان حسینوں کے پیچھے جاتا ہے تو یہ بیچارہ معذور و مجبور ہے۔ یہ بیچارہ درد میں مبتلا ہے اور علاج معالجے کے لیے بھاگ دوڑ نہ کرے تو پھر کیا کرے؟ یعنی حسینوں کے پیچھے جانا میری مجبوری ہے۔

(۷) جو شخص بھی چاہتا ہے کہ وہ حافظ کی طرح سرگردان و پریشان نہ ہو تو اسے چاہیے کہ وہ ان حسینوں کو ہرگز اپنا دِل نہ دے اور ان کے پیچھے ہرگز نہ جائے۔

(نوٹ) بعض نسخوں میں یہ غزل شامل نہیں ہے۔

----***----

غزل نمبر (۱۴۹)

(۱) ہوسِ بادِ بہارم بسوئے صحرا بُرد | باد بوئے تو بیاورد و قرار ازما بُرد

(۲) ہر کجا بود دِلے چشمِ تو بُرد از راہش | نہ دلِ خستۂ بیمارِ مرا تنہا بُرد

(۳) جامِ مے دی زلبت دم زرواں بخشی زد | آبرو از لبِ جاں بخش رواں بخشا بُرد

(۴) راہِ ما غمزۂ آں ترکِ کماں ابرو زد | رختِ ما ہندوِ آں سروِ سہی بالا بُرد

حل لغات:

٭ ہوس۔لگن ٭ چشم تو برد۔تیری آنکھ لے گئی ٭ دِلِ خستہ۔زخم رسیدہ دِل ٭ ازلب جاں بخش۔تیرے زندگی بخش لب سے ٭ راہ زدن: لوٹ لینا ٭ رختِ ما۔ہمارا سرو سامان ٭ سروِ سہی بالا۔سروقد سیاہ زلفوں والا (محبوب) ٭ دم زدن: دعوےٰ کرنا۔

ترجمہ:

(۱) بادِ بہاری کی لگن مجھے صحرا کی جانب لے گئی۔ ہوا تیری خوشبو لائی تھی اور مجھے بے تاب و بیقرار کر کے چلی گئی۔ میرا سکون و آرام لے اُڑی۔

(۲) جس جگہ پر بھی کوئی دِل تھا۔ تیری آنکھ نے اس کو راستے سے بھٹکا دیا۔ نہ کہ صرف میرے ہی خستہ و بیمار دِل کو مجھ سے چھین لیا۔ یعنی اور بہت سوں سے تو نے یہی کچھ کیا ہے۔

(۳) کل شراب کے پیالے نے تیرے لبوں کے سامنے جاں بخشی کا دعویٰ کیا لیکن حقیقت تو یہ ہے کہ اس جاں بخشنے والے پیالے نے تیرے لبوں سے ہی یہ کمال حاصل کیا۔ یعنی تو نے شراب پی اور تیرے جان بخش ہونٹوں کے چھوٹے سے جام شراب نے

جاں بخشی کا دعویٰ کر دیا تو گویا اُس نے جان بخشنے والے کے لبِ جاں بخش (جس نے شرابِ جام کو یہ صفت عطا کی) کو رسوا کر دیا اور اس کے مقابلے میں دم مارا جو اس کی کم ظرفی کی علامت تھا۔

(۴) کمان جیسے ابرو والے اُس ترک کے غمزے نے ہمارا راستہ لوٹ لیا۔ اُس سیدھے قد سرو کی زلف اور خط و خال نے ہمارا تمام مال و اسباب لوٹ لیا۔

(۵) دلِ سنگینِ تُرا اشکِ من آورد براہ — سنگ را سیل تواند بِرہِ دریا بُرد

(٦) بحثِ بُلبُل بِر حافظؔ مکن ازخوش نفسی — پیشِ طوطی نتواں صوتِ ہزار آوا بُرد

حل لغات:

٭ دلِ سنگین۔ پتھر دِل ٭ اشک۔ آنسو ٭ سیل۔ سیلاب' طوفانِ آب ٭ خوش نفسی۔ خوش کلامی ٭ صوتِ ہزار۔ بلبل ہزار داستان۔

ترجمہ:

(۵) تیرے پتھر جیسے سخت دِل کو میرے آنسو سیدھی راہ پر لے آئے کیونکہ سیلاب (طوفان) پتھر کو دریا کے راستے پر لے جا سکتا ہے۔ یعنی میری گریہ وزاری سے تیرا سخت پتھر جیسا دل نرم ہو گیا۔

(٦) تو حافظؔ کے سامنے بلبل کی خوش کلامی کا ذکر مت چھیڑ کیونکہ طوطی کے آگے بلبل ہزار داستان کی آواز کا تذکرہ بالکل ہی بیجا ہے۔ نامناسب ہے۔ یعنی حافظ گویا طوطی مقال ہے اور انتہائی فصیح و بلیغ شاعر ہے۔ اس کے سامنے بلبل کی کیا حیثیت ہے؟

----٭٭٭----

غزل نمبر (۱۵۰)

(۱) یاد باد آنکہ نہایت[۱] نظرے باما بود — رقمِ مہر تو برچہرۂ ما پیدا بود

(۲) یاد باد آنکہ چو چشمت بعتابم می کشت[۲] — معجزِ عیسویت در لبِ شکر خا بود

(۳) یاد باد آنکہ مہِ من چو کلہ بشکستے — در رکابش مہِ نَو پیکِ جہاں پیما بود

(۴) یاد باد آنکہ رخت شمعِ طرب می افروخت — ویں دِل سوختہ پروانۂ بے پروا بود

[۱] بعض نسخوں میں نہایت کی جگہ نہانت ہے۔

[۲] بعض نسخوں میں مصرعِ اول یوں ہے: یاد باد آنکہ نگارم چو کمر بربستی۔

حل لغات:

* یاد باد آنکہ۔وہ زمانہ یاد ہوگا جب * پیدا۔ظاہر * معجز عیسویت۔دم عیسیٰ کا معجزہ * لب شکر خا۔شیریں لب * کُلہ بشکستے۔ تو ٹیڑھی ٹوپی رکھتا تھا * پیک۔قاصد * جہاں پیا۔دنیا کا چکر لگانے والا * شمع طرب۔خوشی کی شمع۔

ترجمہ:

(۱) وہ زمانہ تو یاد ہوگا کہ جب ہم پر بے حد نظر عنایت تھی اور تیری محبت کا نقش ہمارے چہرے سے ظاہر تھا۔بقول مومن:

ع کبھی تم بھی ہم پہ تھے مہربان تجھے یاد ہو کہ نہ یاد ہو

(۲) وہ دَور یاد ہوگا جب تیری آنکھ مجھے عتاب سے قتل کر ڈالتی تھی اور تیرے انتہائی میٹھے لبوں میں دم عیسیٰ کا معجزہ تھا۔یعنی تیرے میٹھے لب اعجازِ عیسوی کے حامل تھے۔

(۳) وہ سماں یاد ہوگا جب اے میرے چاند! تو ٹیڑھی ٹوپی رکھتا تھا۔اور رکاب میں نیا چاند جہاں پیا قاصد کی طرح دوڑتا تھا۔

(۴) وہ عہد تو یاد ہوگا جب تیرے چہرے نے خوشی ونشاط کی شمع روشن کی تھی اور میرا یہ جلا اور بھنا ہوا دِل بے پروا پروانہ بنا ہوا تھا۔

(۵) یاد باد آنکہ چو یاقوت قدح خندہ زدے — درمیانِ من و لعلِ تو حکایت ہا بود

(۶) یاد باد آنکہ دراں بزمگہِ خُلق و ادب — آنکہ او خندۂ مستانہ زدے صہبا بود

(۷) یاد باد آنکہ صبوحی زدہ در مجلسِ انس! — جز من و یار نبودیم و خدا باما بود

(۸) یاد باد آنکہ خرابات نشیں بودم و مست — آنچہ در مجلسم[1] امروز کم ست آنجا بود

(۹) یاد باد آنکہ با صلاحِ شامی شد راست — نظمِ ہر گوہرِ ناسُفتہ کہ حافظ را بود

حل لغات:

* یاقوت قدح۔یاقوت کا پیالہ،سرخ شراب سے بھرا پیالہ جو یاقوت کی طرح دکھائی دیتا ہے * خندہ زدہ۔کھلکھلا کر ہنستا تھا * لعل۔لبِ لعلیں۔سُرخ و میٹھے لب * خُلق وادب۔اخلاق وآداب * خندۂ مستانہ۔مستوں کا قہقہہ * صبوحی۔صبح کو پی جانے والی شراب * مجلس انس۔بزم محبت * خرابات۔میخانہ * گوہر ناسُفتہ۔ان بیندھ موتی،یعنی بغیر اصلاح وترتیب کے اشعار۔

ترجمہ:

(۵) وہ نظارہ تو یاد ہوگا جب شراب کا بڑا پیالہ یاقوت کی طرح کھلکھلا کر ہنس اُٹھتا تھا اور میرے اور تیرے لبِ لعلیں کے مابین ہوا کرتی تھیں۔

(۶) وہ منظر تو یاد ہوگا کہ جب اخلاق وآداب کی اُس محفل میں جو مستوں کی طرح قہقہہ لگاتی تھی اور وہ انگوروں کی سرخ شراب تھی جو خندۂ مستانہ کرتی تھی۔

---

[1] بعض نسخوں میں مجلسم کی جگہ مسجدم ہے۔

(۷) وہ وقت تو یاد ہوگا کہ جب صبح کی شراب پی کر محبت کی محفل میں میرے اور میرے محبوب کے سوا کوئی اور نہ ہوتا تھا سوائے اللہ تعالیٰ کے کہ وہی ہمارے ساتھ تھا۔

(۸) وہ ماحول تو یاد ہوگا کہ جب میں میخانے میں بیٹھا مست و بیخود رہتا تھا اور وہ شے جو آج میری مجلس میں کم ہے وہ وہاں پر فراواں تھی۔ وہاں سب کچھ تھا۔

(۹) وہ فضا تو یاد ہوگی جب تمہاری اصلاح ہی سے سیدھی ہوتی تھی ہر وہ نظم (غزل) جو بن پروئے موتیوں کی طرح حافظ کہتا تھا۔ یعنی بے ترتیب و بکھرے ہوئے اشعار تیری ہی نظرِ اصلاح سے تکمیل پاتے تھے۔

----***----

غزل نمبر (۱۵۱)

(۱) یاد باد آنکہ سرِکوئے توام منزل بود	دیدہ را روشنی از خاکِ درت حاصل بود
(۲) راست چوں سوسن و گُل از اثرِ صحبتِ پاک	برزبان بود مرا ، آنچہ ترا در دل بود
(۳) دِل چو از پیرِ خرد نقدِ معانی می جست	عشق می گفت بشرحِ آنکہ برو مشکل بود
(۴) آہ ازیں جورو تُظلم کہ دریں دامگہ است	وائے زاں عیش و تنعم[۱] کہ دراں منزل بود

حل لغات:

* دیدہ۔ آنکھ * خاکِ درت۔ تیرے دروازے کی خاک * سوسن۔ چنبیلی کا پھول * گُل۔ گلاب کا پھول * پیرِ خرد۔ عقل کا پیر * نقدِ معانی۔ معنی کی نقدی (پونجی) * جورو تظلم۔ ظلم وستم * دام گاہ۔ کمین گاہ، مراد دنیا۔

ترجمہ:

(۱) تجھے وہ دن یاد ہوں گے جب تیرے کوچے میں میری منزل تھی اور تیرے دروازے کی خاک سے میری آنکھوں کو روشنی حاصل ہوتی تھی۔

(۲) چنبیلی اور گلاب کے پھولوں کی طرح ٹھیک تیری پاک صحبت کے اثر سے جو کچھ تیرے دِل میں ہوتا تھا وہ میری زبان پر آجاتا تھا۔ (ہوتا تھا)

(۳) دِل جب پیرِ خرد سے معنی کی نقدی طلب کرتا تھا اور عشق اُن باتوں کو تفصیل سے بیان کرتا تھا کہ جن کی شرح کرنی عقل مشکل گردانتی تھی۔ یعنی عقل کے بس کی بات نہیں ہے کہ وہ محبت کے اسرار و رموز کی شرح کرے یہ کام تو صرف عشق ہی سرانجام

---

[۱] بعض نسخوں میں عیش و تنعم کی جگہ سوز و نیاز ہے۔

دے سکتا ہے۔

(۴) فریاد ہے اُس ظلم وستم سے کہ جواس کمین گاہ میں ہے۔اس دنیا میں ہے۔آہ!افسوس! اُس عیش ونشاط پر کہ جواُس مقام میں تھی۔یعنی جو عالم عدم میں تھی۔

(۵) در دِلم بود کہ بے دوست نباشم ہرگز — چہ تواں گفت کہ سعیِ من ودِل باطل بود

(۶) دوش بر یادِ حریفاں بخرابات شدم — خُمِ مے دیدم وخوں دردِل و پا در گِل بود

(۷) بس بگشتم کہ بپرسم سببِ دردِ فراق — مُفتیِ عقل دریں مسئلہ لا یعقل بود

(۸) راستی خاتمِ فیروزۂ بُواسحاقی — خوش درخشید ولے دولتِ مستعجل بود

(۹) دیدی آں قہقہۂ کبکِ خراماں حافظؔ — کہ ز سرِ پنجۂ شاہینِ قضا غافِل بود

حل لغات:

* چہ تواں گفت۔کیا کہہ سکتے ہیں * سعیٔ من۔میری کوشش * باطل۔بے سود * دوش۔کل رات * حریفاں۔حریف دوست * خرابات۔شراب خانہ * خمِ مَے۔شراب کا مٹکا * سبب دردِ فراق۔جدائی کے درد کی وجہ * لایعقل۔جاہل * راستی۔سچ یہ ہے * خاتم فیروزہ بواسحاقی۔بواسحاقی فیروزے کی اُس کان کا نام ہے جونیشاپور میں واقع ہے۔شیراز کے بادشاہ ابواسحاق (ممدوح خواجہ حافظ) کے نام پر کان کا یہ نام رکھا گیا۔یعنی ابواسحاق کی حکومت بڑی شاندار تھی مگر زیادہ عرصے تک نہ رہی * مستعجل۔جوجلد جاتی ہے،ناپائیدار * کبک خراماں۔ٹہلنے والا چکور * شاہین۔شہباز۔

ترجمہ:

(۵) میرے دِل میں یہ تھا کہ میں کبھی بھی دوست (محبوب) کے بغیر نہیں رہ سکوں گا۔کیا کہا جاسکتا ہے؟ کہ میری اور میرے دِل کی ایسی تمام کوشش فضول تھی۔لاحاصل تھی۔

(۶) میں کل رات اپنے دوستوں کی یاد میں میخانے کی طرف گیا تو میں نے شراب کے مٹکے کو دیکھا۔اس کے دل میں خون بھرا ہوا تھا (اور وہ مٹی میں پھنسا ہوا تھا۔کیچڑ میں دھنسا ہوا تھا)۔

(۷) میں محبت کی دنیا میں مارا مارا پھرا کہ کسی سے جدائی کے درد کی وجہ پوچھوں لیکن اس مسئلے میں عقل کا مفتی بالکل ہی جاہل نکلا۔عشق کے اسرار و رموز عقل بیچاری کیا جانے؟

(۸) سچ تو یہ ہے کہ جب ابواسحاق فیروزہ کی انگوٹھی (مُہر) خوب چمکی لیکن یہ ایسی دولت تھی کہ جوجلد ختم ہوجاتی ہے۔اور جلد ختم ہوگئی۔

(۹) اے حافظؔ! تونے اُس ٹہلتے ہوئے چکور کو قہقہہ لگاتے ہوئے دیکھا ہے؟ جو کہ قضا کے شہباز کے پنجے سے بالکل بے خبر تھا۔

----***----

غزل نمبر (۱۵۲)

(۱) یاری اندر کس نمی بینم یاراں را چہ شد　　دوستی کو آخر آمد دوست داراں راچہ شد

(۲) آبِ حیواں تیرہ گوں شُد خضر فرخ پے کجاست　　خوں چکید از شاخِ گُل بادِ بہاراں راچہ شد

(۳) صد ہزاراں گُل شگفت و بانگِ مُرغے برنخاست　　عندلیباں راچہ پیش آمد ہزاراں راچہ شد

(۴) لعلے از کانِ مروّت برنیامد سالہاست　　تابشِ خورشید و سعئ ابرو[1]باراں راچہ شد

حل لغات:

* کو۔کہاں ہے * آخر آمد۔ختم ہوگئی * چہ شدہ کیا ہوا؟ * آب حیواں۔آب حیات * تیرہ گوں شد * سیاہ ہوگیا، کالا ہوگیا * خضرِ فرخ پے۔مبارک قدم خضر * صد ہزاراں۔لاکھوں * عندلیباں۔عندلیب، بلبل * ہزاراں * ہزار، بلبل، چہچہانے والے پرندے * تابشِ خورشید۔سورج کی حرارت * سعئ ابروباراں۔بادل اور برسات کی کوشش۔

ترجمہ:

(۱) کسی میں بھی دوستی نظر نہیں آ رہی نجانے دوستداروں کو کیا ہوگیا ہے؟ دوستی کہاں ہے؟ ختم ہوگئی ہے ان دوستداروں کو کیا ہوگیا ہے؟ بقول میر: ع یاالٰہی اس دور میں محبت کو کیا ہوا؟

(۲) آب حیات تاریک ہوگیا ہے۔مبارک قدم خضرؑ کہاں ہے؟ پھول کی شاخ سے خون ٹپک رہا ہے۔بادِ بہاری کو کیا ہوگیا ہے؟ یعنی کوئی جب دائمی زندگی کا خواستگار ہی نہیں ہے تو خضرؑ (رہبر) ہو بھی تو وہ کیا کرے؟ اب آب حیات سے کیا ہو؟ جب کوئی پھولوں کے چاہنے والا ہی نہیں ہے تو ان کی شاخوں سے خون ہی ٹپکے گا۔امرت کہاں سے آئے گا۔

(۳) چمن میں لاکھوں پھول کھلے ہوئے نظر آتے ہیں مگر ان پر کوئی پرندہ نغمہ سرائی کرتا ہوا دکھائی نہیں دے رہا۔نجانے ان عندلیبوں پر کیا گزری اور ان ہزاروں کو کیا ہوا؟

(۴) کتنے سال گزر گئے کہ مروّت کی کان سے کوئی لعل نہیں نکلا۔اس سورج کی حرارت، بادل اور برسات کی کوشش کو کیا ہوگیا؟ یعنی آج کل کوئی مردِ حق پیدا نہیں ہوتا۔کارکنانِ قدرت کو کیا ہوگیا ہے؟

(۵) زہرہ سازِ حق خود نمی گیرد[2] مگر عودش بسوخت　　کس ندارد شوقِ مستی میکساراں را چہ شد

(۶) کس نمی گوید کہ یارے داشت حقِ دوستی　　حق شناساں راچہ حال افتاد، یاراں راچہ شد

(۷) گوئے توفیق و کرامت درمیاں افگندہ اند　　کس بمیداں درنمی آرد سواراں راچہ شد

---

[1] بعض نسخوں میں ابر کی جگہ باد ہے۔

[2] بعض نسخوں میں نمی گیرد کی جگہ نمی سازد ہے۔

(۸) حافظ اسرارِ الٰہی کس نمی داند خموش — از کہ می پُرسی کہ دورِ روزگاراں راچہ شد

حل لغات:

٭ زہرہ۔ایک ستارے کا نام۔اس عورت کا نام بھی ہے جس پر ہاروت ماروت دونوں فرشتے عاشق ہو گئے تھے،اسے رقاصہ فلک بھی کہتے ہیں۔٭ عود۔ایک ساز (بربط) کا نام بھی ہے اور اگربتی کو بھی کہتے ہیں۔٭ چہ حال افتاد۔کیا بپتا پڑی ٭ گوئے توفیق و کرامت۔توفیق و کرامت کی گیند ٭ اسرارِ الٰہی۔اللہ تعالیٰ کے بھید۔

ترجمہ:

(۵) زہرہ اپنا ساز نہیں اٹھاتی شاید اس کا بربط جل گیا ہے۔یہاں پر کسی کو بھی شوق و مستی کا ذوق تک نہیں ہے۔میخواروں کو کیا ہو گیا ہے؟

(۶) یہ کوئی بھی نہیں کہتا کہ مجھ پر فلاں دوست کا حق دوستی ہے۔حق پہچاننے والوں پر کیا بپتا آن پڑی ہے اور ان یاروں کو کیا ہو گیا ہے؟

(۷) بزرگی اور توفیق کی گیند درمیان میں گری پڑی ہے۔اور کوئی بھی میدان کی جانب منہ نہیں کر رہا۔نجانے ان سواروں کو کیا ہو گیا ہے۔

(۸) اے حافظ! اللہ تعالیٰ کے بھیدوں کو کوئی نہیں جانتا۔تو خاموش ہو جا۔تو کس سے پوچھ رہا ہے کہ زمانے کی گردش کو کیا ہو گیا ہے؟

(اس غزل میں شاعر نے اپنے زمانے کے لوگوں کی تصویر کشی کی ہے جو کہ عہد حاضر کے مسلمانوں کی بھی صحیح عکاسی کرتی ہوئی دکھائی دیتی ہے۔)

----٭٭٭----

غزل نمبر (۱۵۳)

(۱) یک دو جامم دے سحر گہ اتفاق افتادہ بود — وز لبِ ساقی شرابم در مذاق افتادہ بود

(۲) از سرِ مستی دِگر با شاہدِ عہدِ شباب — رجعتے می خواستم لیکن طلاق افتادہ بود

(۳) نقش می بستم کہ گیرم بوسہء[۱] زاں چشمِ مست — طاقت و صبر از خم ابروش طاق افتادہ بود

(۴) ساقیا جامِ دمادم دہ کہ در سیرِ طریق — ہر کہ عاشق وش نباشد[۲] در نفاق افتادہ بود

---

۱ بعض نسخوں میں بوسہ کی جگہ گوشہ ہے۔

۲ بعض نسخوں میں جاشد کی جگہ نیامد ہے۔

حل لغات:

٭ دے سحر گہ۔کل صبح کے وقت ٭ مذاق ۔لذت ٭ شاہدِ عہد شباب ۔دورِ جوانی کا محبوب ٭ رجعتے می خواستم۔میں رجوع کرنا چاہتا تھا،طلاق دی ہوئی عورت کی طرف مرد کا رجوع کرنا ٭ نقش می بستم۔میں تصور باندھتا تھا ٭ طاق افتادن ۔اکیلا چھوڑ جانا ٭ دمادم ۔لگاتار ٭ سیر طریق۔طریقت کی سیر میں ٭ نفاق۔منافق۔

ترجمہ:

(۱) کل صبح کے وقت مجھے شراب کے اک دو جام نوش کرنے کا اتفاق ہوا تھا اور ساقی کے لبوں سے شراب ٹپک کر میرے دہن میں پڑی تھی اور میں اس کی لذت اُٹھا رہا تھا۔

(۲) میں مستی کی وجہ سے دوسری بار پھر دورِ جوانی کے محبوب کے ساتھ رجوع کرنا چاہتا تھا لیکن طلاق ہو چکی تھی۔یعنی میں مستی کے عالم میں دوبارہ جوانی کے زمانہ کا عیش کرنا چاہتا تھا لیکن عہد جوانی رخصت ہو چکا تھا۔

(۳) میں تصور باندھ رہا تھا کہ اس کی مست و بے خود آنکھ کا بوسہ لُوں لیکن اس کے ابروئے خم کی تیغ کے ڈر سے طاقت اور صبر نے جواب دے دیا تھا۔یعنی میں سخت بیتاب و مضطرب ہو گیا تھا۔

(۴) اے ساقی!تو مجھے جام شراب لگاتار دیئے جا۔کیونکہ سیر طریقت میں جو کہ عاشقانہ مزاج کا حامل نہیں ہے وہ منافق گردانا جاتا ہے۔

(۵) اے معبّر مژدہَ فرما کہ دوشم آفتاب — درشکر خوابِ صبوحی ہم وثاق افتادہ بود

(۶) درمقاماتِ طریقت ہرکجا کردیم سیر — عافیت را با نظر بازی فراق افتادہ بود

(۷) گر نبودے شاہ یحییٰ نصرت الدّین ازکرم [۱] — کارِ ملک و دیں زنظم و اتساق افتادہ بود

(۸) حافظ آں ساعت کہ ایں نظمِ پریشاں می نوشت — طائرِ شوقش [۲] بدام اشتیاق افتادہ بود

حل لغات:

٭ معبّر۔تعبیر بیان کرنے والا ٭ مژدہ فرما۔خوشخبری دے کر اچھی خبر سنا ٭ صبوحی۔صبح کو پی جانے والی شراب'مراد شراب کی صراحی ٭ وثاق:گھر،خانہ۔ ٭ اتساق:راست کرنا،ترتیب دینا۔ ٭ طریقت۔قرب خدا حاصل کرنے کی راہ ٭ فراق۔جدائی ٭ شاہ یحییٰ نصرت الدین۔یزد کا حاکم اور خواجہ حافظ کا ممدوح ٭ ساعت۔گھڑی ٭ نظمِ پریشان۔بکھری ہوئی نظم و غزل ٭ اشتیاق۔شوق ومحبت۔

ترجمہ:

(۵) اے تعبیر بیان کرنے والے مجھے تو اچھی سی خبر سنا کہ کل رات میں نے صبح کی میٹھی نیند میں سورج کو دیکھا کہ جو میرے گھر میں

---

۱ بعض نسخوں میں مصرع اول یوں ہے: اگر نکردی نصرت دین شاہ یحییٰ ازکرم

۲ بعض نسخوں میں شوقش کی جگہ فکرش ہے۔

میرا مہمان تھا۔ میرا ہم خانہ تھا، ہم منزل تھا۔ یعنی یہ خوشخبری سنا کہ وہ حسن کا آفتاب (محبوب) میرے گھر آئے گا؟ کیونکہ صبح کا خواب سچا ہوتا ہے۔

(۶) طریقت کے مقامات میں، میں نے جس جگہ اور جہاں کہیں بھی دیکھا، سکون و آرام کو نظر بازی کے ساتھ نفاق (جدائی) میں ہی دیکھا۔ یعنی عشق اور عافیت دونوں ایک ساتھ ہرگز نہیں رہ سکتے۔

(۷) اگر بادشاہ یحییٰ نصرت الدین کا لطف و کرم نہ ہوتا تو ملک اور دین کے کام میں زبردست ابتری پیدا ہو جاتی۔ یعنی دین و ملک کا نظم و نسق خلل پزیر ہو جاتا۔

(۸) جس پل حافظ یہ پریشان غزل تحریر کر رہا تھا اس کے شوق کا پرندہ محبت کے دام میں گرفتار تھا۔ یعنی عشق میں اسیر تھا۔

-----***-----

غزل نمبر (۱۵۴)

(۱) یارم چو قدح بدست گیرد — بازارِ بتاں شکست گیرد

(۲) در بحر فتادہ ام چو ماہی — تا یارِ مرا بشست گیرد

(۳) در پاش فتادہ ام بزاری — آیا بود آنکہ دست گیرد

(۴) ہرکس کہ بدید چشمِ او گفت — کو محتسبے کہ مست گیرد

(۵) خرم دِل آنکہ ہمچو حافظ — جامے ز مئے الست گیرد

حل لغات:

* قدح۔ شراب کا بڑا پیالہ * بازارِ بتاں۔ حسینوں کا بازار * بحر۔ سمندر، دریا * ماہی۔ مچھلی * بشست۔ مچھلی پکڑنے والا کانٹا، شکار * در پاش۔ اُس کے پاؤں میں * فتادہ ام۔ گرا ہوا ہوں * بزاری۔ عاجزی سے * کو محتسبے۔ کہاں ہے کوتوال * خرم خوش * مئے الست۔ بادۂ ازل مراد ہے عشق کی شراب، یعنی اشارہ ہے اُس عہد اور اُس تعلق کی طرف کہ جو روزِ الست اللہ اور بندے کے درمیان پیدا ہوا یعنی عشق کا تعلق۔

ترجمہ:

(۱) جب میرا یار (محبوب) شراب کا بڑا پیالہ اپنے ہاتھ میں لیتا ہے تو حسینوں کا بازار ماند پڑ جاتا ہے۔ یعنی میرے محبوب کے ہاتھ میں جام اس قدر خوبصورت دکھائی دیتا ہے کہ تمام حسینوں کے چہرے بے رونق پڑ جاتے ہیں اور اُن کا حسن ماند دکھائی دینے لگتا ہے)

(۲) میں مچھلی کی طرح سمندر میں پڑا ہوا ہوں اور اس انتظار میں ہوں کہ میرا محبوب آئے اور آ کر مجھے شکار کر لے۔ یعنی کانٹا

لگائے اور شکار کر لے۔

(۳) میں بڑی عاجزی وانکساری کے ساتھ اُس کے پاؤں میں گرا ہوا ہوں۔اس لیے کہ شاید وہ (میرا محبوب) آ کر میرا ہاتھ پکڑ لے۔میری دستگیری کرے۔

(۴) جس شخص نے بھی اُس کی آنکھوں کو دیکھا ہے وہی بول اُٹھا ہے کہ کہاں ہے کوتوال؟ کہ جو اس مست کو بھی پکڑ لے۔گرفتار کر لے۔یعنی محبوب کی آنکھ مست ہے اور کوتوال مستوں کو گرفتار کر لیتا ہے۔محبوب کو کیوں نہیں پکڑتا؟

(۵) وہ شخص بڑا ہی خوش دِل ہے جو کہ حافظ کی طرح شرابِ الست کا جام اپنے ہاتھ میں لیتا ہے۔یعنی عشق کے عہد و پیمان کا جام نوش کرتا ہے۔

----***----

ردیفِ ذالِ معجمہ (ذ)

غزل نمبر (۱)

(۱)	بنویس دِلا بیار کاغذ	بفرست بآں نگار کاغذ
(۲)	اے بادِ صبا ببر بآں شوخ	از عاشقِ بیقرار کاغذ
(۳)	ہرگز ننویسد او جوابے	گر بنویسم ہزار کاغذ
(۴)	تا نامِ تو نقش شد بر او ماند	بر صفحہء روزگار کاغذ
(۵)	بنویس زروئے مہربانی	بر حافظِ دل فگار کاغذ

حل لغات:

* بفرست۔بھیج دے،ارسال کر دے * نگار۔محبوب * ببر بآں شوخ۔اس شوخ کے پاس لے جا۔ * ننویسد: نہیں لکھے گا،تا نام تو نقش شد: جب سے تیرا نام اس پر نقش ہوا،خط تحریر ہوا۔ * صفحہ روزگار: زمانے کا صفحہ۔ * زروئے مہربانی: براہِ مہربانی۔ * دل فگار: زخمی دل والا۔

ترجمہ:

(۱) اے میرے دِل تو کاغذ لا اور لکھ! اُسی محبوب کو خط بھیج دے،ارسال کر دے۔

(۲) اے بادِ صبا! اُس میرے شوخ محبوب کے پاس مجھ بیقرار عاشق کا یہ خط لے جا،پہنچا دے۔

(۳) وہ (میرا محبوب) میرے اس خط کا جواب ہرگز نہ لکھے گا۔اگرچہ میں اُسے روزانہ ایک ہزار خط بھی تحریر کر ڈالوں۔

(۴) اے محبوب! جب سے اس خط پر تیرا نام نقش ہوا ہے تب سے ہی زمانے کے صفحہ پر یہ خط باقی ہے،دائم و قائم ہے۔یعنی تیرے

نام کی وجہ سے ہی یہ کاغذ (نامہ) دوام حاصل کر گیا ہے۔
(۵) ازراہِ مہربانی تو لکھ زخمی دِل والے حافظ کو اپنا عنایت نامہ! یعنی ازراہ عنایت تو اپنے دلفگار عاشق حافظ کو ایک خط ضرور تحریر کر۔

----***----

غزل نمبر (۲)

(۱) اے ذوقِ شہدِ لعل تو درکامِ من لذیذ — حلوای قند گرسنہ را در دہن لذیذ
(۲) دندانِ یار در دہنِ تنگ خوش نمود — در کامِ حُقّہ دانۂ دُرِ عدن لذیذ
(۳) شہد و شکر ہر آنچہ ببازار عالم ست — شیریں ازوست در دہنم ایں سخن لذیذ
(۴) حظے رسد بعنبرِ زلفت دماغ را — باشد بمغز نفحۂ مشکِ ختن لذیذ

حل لغات:

* کام۔حلق، گلا * گرسنہ۔بھوکا * دہن تنگ۔تنگ منہ * حقہ۔ڈبیہ، جس میں موتی رکھتے ہیں * دُرِ عدن۔عدن کے موتی، مشہور ہیں * دردہنم۔میرے منہ میں * سخن۔بات، شعر * حظے۔حظ، مزہ، لطف * عنبر۔خوشبو * مشک ختن۔ختن کا مشک، جو خالص ہوتا ہے۔

ترجمہ:

(۱) اے میرے محبوب! تیرے ہونٹوں کے شہد کا مزہ میرے حلق میں بڑا ہی لذیذ لگتا ہے۔جس طرح کہ بھوکے کے منہ میں حلوائے قند بڑا لذیز ہوتا ہے۔یعنی محبوب کے ہونٹ انتہائی شریں اور لذیذ ہیں۔
(۲) محبوب کے تنگ اور چھوٹے منہ میں دانت بڑے ہی اچھے لگتے ہیں۔بالکل اسی طرح کہ جیسے ڈبیہ میں عدن کے قیمتی موتی بڑے خوبصورت دکھائی دیتے ہیں۔(منہ کو موتیوں کی ڈبیہ اور دانتوں کو عدن کے موتی کہا ہے)
(۳) کیا شہد اور کیا شکر جو کچھ بھی اس دنیا کے بازار میں ہے اُس (محبوب) کی بدولت ہی شیریں ہے اور یہ بات بھی میرے مُنہ میں لذیذ لگتی ہے۔یعنی محبوب کے حسن کی تعریف بھی شہد وشکر سے شیریں اور لذیذ ہے۔
(۴) اے محبوب! تیری ان عنبریں زلفوں کی خوشبو سے میرے دماغ کو بڑا لطف اور مزہ حاصل ہوتا ہے کیونکہ مشک ختن کی خوشبو دماغ کو بڑی لذیز لگتی ہے۔

(۵) مارا بباغ دیدہ ز اشکِ سفیدو سُرخ — حظے ست چوں بباغِ گل ویاسمن لذیذ
(۶) گرخلق را بکام بود لذّت از بہی — بیمار عشق را شدہ سیبِ ذقن لذیذ
(۷) عشقِ رخت بخاطرِ حافظ ز جُملہ بہ — در مغزِ بُلبُل ازہمہ بوئے چمن لذیذ

حل لغات:

* ھکے۔حظ لذت * گل ویاسمن۔گلاب اور چنبیلی کے پھول * بہی۔نام ایک میوہ کا جس کا تخم بہدانہ ہے * سیب ذقن۔ٹھوڑی کا سیب، تھوڑی کے نچلے حصے کو کہتے ہیں جو اُبھرا ہوا ہوتا ہے۔

ترجمہ:

(۵) ہماری آنکھوں کے چمن میں سفید اور سُرخ آنسوؤں سے وہ لذت حاصل ہوتی ہے جو کہ باغ میں گلاب اور چنبیلی کے پھولوں سے مزہ آتا ہے۔

(٦) اگر دنیا کے حلق کو بہی (پھل) سے بڑی لذت حاصل ہوتی ہے تو عشق کے بیمار کے لیے ٹھوڑی کے سیب سے بھی بڑا مزہ آتا ہے۔بڑا لذیذ لگتا ہے۔

(۷) حافظ کے دِل کو تیرے چہرے کا عشق سب سے ہی بہتر ہے اور بُلبُل کے دماغ میں چمن کی خوشبو تمام لذتوں سے بڑھ کر ہے۔ یعنی جیسے بُلبُل کو چمن کی خوشبو اچھی لگتی ہے اُسی طرح حافظ کو محبوب کی خوبصورتی اچھی لگتی ہے۔

----***----

غزل نمبر (۳)

(۱) اے گفتگوئے لعلِ تو در کامِ جان لذیذ — ذکرِ لبت چو طعم شکّر دردہان لذیذ

(۲) دندانِ تست قطرہَ شیر و شکّر لبت — در کامہاست شیر و شکّر بہر آن لذیذ

(۳) خونِ دل و کباب جگر ہر دو بہرِ تست — باشد بہم کباب دمئے ارغوان لذیذ

(۴) گفتم حدیثِ لُطفِ تو آمد سخن لطیف — کردم بیان وصف لبت شد بیان لذیذ

حل لغات:

* لعل تو۔تیرے لب * طعم۔مزہ لینا' چکھنا * قطرہ شیر۔دودھ کا قطرہ * کام۔حلق' کی جمع * شیر وشکر۔دودھ اور شکر * مئے ارغوان۔سرخ رنگ کی شراب * حدیث لطف۔لطف وکرم کی بات' مہربانی کی بات * سخن لطیف۔باریک بات' پُرلطف بات۔

ترجمہ:

(۱) اے میرے محبوب! تیرے لب کی بات جان کے حلق میں بڑی لذیذ لگتی ہے۔اور تیرے لبوں کی شیرینی منہ میں شکر کے ذائقہ جیسی ہے، بڑی میٹھی ہے۔

(۲) تیرے دانت دودھ کے قطروں کی طرح اور تیرے لب شکر کی طرح شیریں ہیں۔یہی وجہ ہے کہ دودھ اور شکر حلق میں بڑے لذیذ معلوم ہوتے ہیں۔بڑے مزہ دار لگتے ہیں۔

(۳) خونِ دل اور کبابِ جگر دونوں ہی تیرے لیئے ہیں۔ کباب اور سُرخ رنگ کی شراب جب دونوں اکٹھے ہو جائیں تو لذت دوبالا ہو جاتی ہے۔ بڑے لذیذ ہو جاتے ہیں۔

(۴) میں نے جب تیرے لطف و کرم کی بات کی تو بات بھی لطف کی حامل ہوگئی۔ (یعنی شعر میں باریکی آ گئی) اور جب میں نے تیرے لبوں کی تعریف بیان کی تو بیان و زبان میں بھی لذت آ گئی۔

(۵) دِل ناوکِ تو خواست کہ باشد ہمائے را — نسبت بطعمہائے دگر استخوان لذیذ
(۶) او راز بسکہ چاشنیِ حُسنِ دلبریست — پیوستہ حرفِ او گزرد بر زبان لذیذ
(۷) حافظ لبے ز شیرۂ جاں پخت حلوہٗ — در آرزوئے آں لب و نیامد چناں لذیذ

حل لغات:

* ناوک۔ تیر * طعمہائے دِگر۔ دوسرے کھانے * استخوان۔ ہڈی * ہُما۔ مبارک پرندہ' جو صرف ہڈیاں کھاتا ہے * زبسکہ۔ بہت زیادہ * چاشنی۔ لذت' مزہ * شیرۂ جاں۔ جان کی شیرینی۔

ترجمہ:

(۵) میرے دِل نے تیرے تیر کی چاہت کی آرزو کی کیونکہ ہُما کو تمام دوسرے کھانوں کی نسبت ہڈیاں زیادہ مزے دار و لذیذ لگتی ہیں۔

(۶) اُسے دلبری کے حسن و جمال سے کہیں زیادہ لذت حاصل ہوتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اس کی باتیں ہمیشہ ہی زبان کو بڑی اچھی اور لذیذ لگتی ہیں۔

(۷) حافظ نے جان کی شیرینی سے کئی بار حلوہ پکایا ہے لیکن محبوب کے لبوں کی آرزو میں ایسا لذت دار کبھی نہیں بن سکا۔ یعنی محبوب کے لب حلوہ سے بڑھ کر لذیذ و مزے دار ہیں۔ وہ چیز ہی کچھ اور ہے۔ وہ لذت کسی چیز میں نہیں ہے جو کہ لب یار میں ہے۔

----***----

ردیف رائے مہملہ (ر)

غزل نمبر (۱)

(۱) اَلا اے طوطیٔ گویائے اسرار — مبادا خالیت شکّر ز منقار[1]
(۲) سرت سبز و دِلت خوش باد جاوید — کہ خوش نقشے نمودی از خطِ یار
(۳) سخنِ سربستہ گفتی با حریفاں — خدا را زیں مُعمّا پردہ بردار

[1] بعض نسخوں میں مصرع ثانی یوں ہے: مبادا زشکّر خالیت منقار

(۴) بروئے ما زن از ساغر گُلا بے　　　که خواب آلوده ایم اے بختِ بیدار

حل لغات:

٭ اَلا۔ جان لے' آگاہ ہو' کلمہ تنبیہ ٭ گویائے اسرار۔ رازوں کو بیان کرنے والا ٭ مبادا۔ اللہ نہ کرے کہیں ایسا نہ ہو ٭ منقار۔ چونچ ٭ جاوید۔ ہمیشہ ٭ سخن سربستہ۔ پوشیدہ بات' راز کی بات ٭ مُعمّا۔ چلسیتان' پہیلی ٭ گُلا بے۔ گلاب کی طرح سرخ شراب ٭ خواب آلودہ ایم۔ ہم سوئے ہوئے ہیں۔

ترجمہ:

(۱) ہاں اے رازوں کے بیان کرنے والے طوطی! اللہ کرے کہ کبھی تیری چونچ شکر سے خالی نہ ہو۔ یعنی تو ہمیشہ اسی طرح اسرار عرفان بیان کرتا رہے۔ ہمیشہ تو بامراد رہے۔

(۲) ہمیشہ تیرا سر سبز اور تیرا دِل خوش وخرم رہے۔ کیونکہ تو نے مجھے یار کے خط کی بڑی اچھی تصویر دکھائی ہے۔ خطِ یار کا اچھا نقش دکھایا ہے۔

(۳) تو نے دوستوں سے بڑے راز کی باتیں کہی ہیں۔ تجھے خدا کا واسطہ ہے کہ تو اس راز سے بھی پردہ اٹھا دے۔ اس معمے کو بھی کھول دے۔

(۴) ہمارے چہرے پر تو اس گلابی ساغر سے شراب چھڑک۔ اے جاگتے بختو! کہ ہم ابھی تک سوئے ہوئے ہیں تا کہ یہ بھی بیدار ہو جائیں۔ بیدار کرنے کے لیے منہ پر پانی چھڑکا جاتا ہے حافظ اپنے خوابیدہ بخت کو جگانے کے لیے ساقی سے فرمائش کر رہے ہیں۔

(۵) چہ رَہ بود اینکہ زد در پردہ مطرب　　　کہ می رقصند باہم مست و ہشیار

(۶) ازآں افیوں کہ ساقی در مے افگند　　　حریفاں را نہ سر ماند نہ دستار

(۷) خِرد ہر چند نقدِ کائنات ست　　　چہ سنجد پیشِ عشقِ کیمیا کار

(۸) سکندر را نمی بخشند آبے　　　بزور و زر میسّر نیست ایں کار

حل لغات:

٭ چہ رہ بود اینکہ۔ خدا جانے وہ کونسا راگ تھا ٭ مطرب۔ گویا ٭ افیون۔ نشے والی چیز مراد ہے ٭ حریفاں۔ دوست ٭ خِرد۔ عقل ٭ نقدِ کائنات۔ کائنات کی دولت (پونجی) ٭ چہ سنجد۔ کیا قیمت ہے، کیا وزن ہے؟ حیثیت کیا ہے؟ ٭ سکندر۔ یونان کا مشہور فاتح جس نے دنیا کو فتح کرنے کا بیڑا اُٹھایا تھا' کہا جاتا ہے کہ اس کی ملاقات حضرت خضر علیہ السلام سے بھی ہوئی تھی اور سکندر نے ان سے آبِ حیات طلب کیا تھا لیکن اُسے آبِ حیات پینے کا شرف حاصل نہ ہو سکا۔

ترجمہ:

(۵) خدا جانے وہ کونسا راگ تھا کہ جو میں نے ساز پر گایا کہ اُس رات سے مست اور ہوشیار دونوں ہی باہم ناچ رہے ہیں۔ دونوں

رقص کرنے لگے ہیں۔

(۶) اس افیون سے کہ جو ساقی نے شراب میں ڈالی، اُس سے دوستوں کو نہ تو اپنے سروں کا ہوش رہا اور نہ وہ اپنی پگڑیاں ہی سنبھال سکے۔ یعنی سرورِ مئے سے عاقل و عاشق دونوں از خود رفتہ ہو گئے ہیں اور کثرتِ رقص کی وجہ سے وہ سر اور دستار سے ہاتھ دھو بیٹھے ہیں۔

(۷) عقل و خرد اگر چہ کائنات کی دولت (پونجی) ہے لیکن عشق کے کیمیا گر کے آگے یہ کیا حیثیت رکھتی ہے؟ اس کی کیا قدر و قیمت رہ جاتی ہے؟ یعنی عشق عقل سے کہیں بہتر ہے۔

(۸) سکندر اعظم کو آبِ حیات نہیں بخشا گیا۔ اسے اس کا ایک گھونٹ تک نہیں دیا گیا۔ یہ کام طاقت اور دولت سے ہرگز نہیں کیا جا سکتا۔

(۹) بیادِ حالِ اہلِ درد بشنو! بلفظِ اندک و معنی بسیار

(۱۰) بمستوراں مگو اسرارِ مستی حدیثِ جاں مپرس[1] از نقشِ دیوار

(۱۱) بُتِ چینی عدوئے دین و دل ست خداوندا دِل و دینم نگہدار

(۱۲) خداوندی بجائے بندگاں کرد خداوندا از آفاتش نگہدار

(۱۳) یمن دولتِ منصور شاہی علم شد حافظؔ اندر نظمِ اشعار

حل لغات:

* اندک۔ تھوڑے، کم * بسیار۔ زیادہ * مستوران۔ گوشہ نشین لوگ، تنہائی میں عبادت کرنے والے * بُتِ چینی۔ چین کا معشوق، چین کے بت اور تصویریں بڑی دلکش ہوتی ہیں اور حسینوں کو بُت چینی کہتے ہیں * عدو۔ دشمن * خداوندی۔ مراد مالکوں کی طرح خواجگی۔ آقائی * یمن۔ برکت * منصور۔ شاہِ فارس خواجہ حافظ کے ممدوح شاہ منصور۔

ترجمہ:

(۹) تم آؤ اور اہل درد کا حال سنو! ان کے الفاظ تو اگر چہ بہت ہی تھوڑے ہیں مگر ان کے معنی بہت زیادہ ہوتے ہیں۔ ہر لفظ میں معنی کا اک جہان چھپا ہوتا ہے۔

(۱۰) مستی و بے خودی کے راز ان گوشہ نشینوں سے مت بیان کرو! جان (روح) کی حقیقت کیا ہے؟ دیوار کی تصویر (بے جان) سے ہرگز نہ پوچھو! یعنی ظاہر دار زاہدوں اور عابدوں سے عشق کے اسرار و رموز نہ بیان کر کیونکہ یہ لوگ دیوار کی تصویر کی طرح بے جان ہیں۔ جو نمائشی عبادت کرتے ہیں ان کا ایمان دیوار کی تصویر کی طرح ہے اور جو محبوبِ حقیقی سے عشق کرتے ہیں وہی زندہ ہیں۔

---

[1] بعض نسخوں میں ''مپرس از'' کی جگہ ''مگو با'' ہے۔

(۱۱) چین کے حسین دین اور دل دونوں کے دشمن ہیں۔اے میرے اللہ! تو میرے دِل اور میرے دین دونوں کی حفاظت کرنا۔ کیونکہ اب میرے دِل اور دین کی خیر نظر نہیں آتی۔

(۱۲) بندوں کے حق میں اُس نے آقائی کی ہے۔اے میرے اللہ! اُسے جملہ بلاؤں سے محفوظ رکھنا (یعنی شاہ منصور جن کا ذکر اگلے شعر میں آرہا ہے انہیں دعا دی گئی ہے۔)

(۱۳) منصور بادشاہ کی برکت سے ہی یہ حافظ نظم وغزل کہنے میں شہرت اور کمال کا اہل ہوا ہے اور ہر طرف اس نے اپنے کمال اور فن کا سکہ بٹھا دیا ہے۔

(نوٹ) بعض نسخوں میں شعر نمبر 7 شامل غزل نہیں ہے۔

----***----

غزل نمبر (۲)

(۱) اے بادِ مُشک بو بگور سوئے آں نگار — بکشا گرہ ز زُلفش و بوئے بمن بیار

(۲) با او بگو کہ اے مہِ نامہربانِ من — باز آ کہ عاشقانِ تو مردند ز انتظار

(۳) دل دادہ ایم و مہرِ تو از جاں خریدہ ایم — بر ما جفا و جورِ فراقت روا مدار

(۴) کردی چو روزگار فراموش بندہ را — زنہار عہد[1] یارِ وفا دار گوش دار

حل لغات:

* بادِ مُشک بو۔مشک کی سی خوشبو رکھنے والی ہوا * نگار۔محبوب * مردند ز انتظار۔انتظار میں مر گئے * مہر۔محبت * روزگار۔زمانہ * زنہار۔خبردار * گوش دار۔گزارش سن۔

ترجمہ:

(۱) اے کستوری جیسی خوشبو رکھنے والی ہوا! تو میرے اُس محبوب کی طرف گزر کر۔اس کی زلف کی گرہ کھول اور اس کی خوشبو میرے پاس لا۔میری طرف لا۔

(۲) تو اُس سے کہہ دے کہ اے میرے نامہربان چاند! واپس آجا کہ تیرے یہ عاشق تیرے انتظار میں ہی مر گئے ہیں۔مر رہے ہیں۔

(۳) ہم نے اپنا دِل دے کر تیری محبت کو جان کے عوض خریدا ہے۔اے محبوب! تو ہم پر اب اپنی جدائی کے ظلم وستم نہ ڈھا۔ظلم وستم نہ کر۔

(۴) اے محبوب! تو نے زمانے کی طرح اپنے غلام کو بھلا ڈالا ہے۔دیکھ۔خبردار تو وفادار دوست کے وعدے کو یاد رکھ۔اُسے پورا کر۔ اس کی گزارش سن۔

---

[1] بعض نسخوں میں عہد کی جگہ عرض ہے۔

(۵) اے دِل بساز باغمِ ہجران وصبر کن — اے دیدہ درفراقش ازین بیش خوں مبار
(٦) بارے[1] خیالِ دوست زپیشِ نظر مشوی — چوں بر وصالِ یار نداریم اختیار
(۷) حافظؔ تو تا بکے غمِ مالِ جہاں خوری — بسیار غم مخور کہ جہاں نیست پائیدار

حل لغات:

٭ غمِ ہجراں۔جدائی کا غم۔ ٭ خوں مبار: زیادہ خون نہ برسا۔ ٭ بارے: تھوڑی دیر کے لیے۔ ٭ بارے۔ایک بارٗ ذرا بھی ٭ تا بکے۔کب تک۔

ترجمہ:

(۵) اے میرے دِل تو! جدائی کے غم کے ساتھ نباہ کر اور صبر سے کام لے۔اے میری آنکھ تو اُس کی جدائی میں اس سے زیادہ خون نہ برسا۔زیادہ گریہ وزاری نہ کر۔

(٦) تو اپنی نظر کے سامنے سے تھوڑی دیر کے لیے اپنے محبوب کے خیال کو دور نہ کر کیونکہ ہمیں محبوب کے وصال پر ذرا بھی اختیار نہیں ہے۔یعنی اگر چہ ہم محبوب کے وصال پر اختیار وقدرت نہیں رکھتے ہیں پھر بھی ہم کم از کم اس کا خیال تو ضرور رکھ سکتے ہیں۔

(۷) اے حافظؔ! تو کب تک اس جہان کے مال کا غم کھاتا رہے گا؟ بہت زیادہ غم نہ کھا کیونکہ اس جہان کو ہرگز پائیداری حاصل نہیں ہے۔یہ ہمیشہ نہیں رہے گا۔

(نوٹ) بعض نسخوں میں یہ غزل شامل نہیں ہے۔

----٭٭٭----

غزل نمبر(۳)

(۱) اے بردہ گوئے حُسن زخوبانِ روزگار — قدت براستی چو سہی سروِ جوئبار
(۲) الحق وجودِ نقش و نشانِ دہانِ تو — موہوم نقطہ ایست نہ پنہاں نہ آشکار
(۳) دادیم دل بدستِ خط و زلف و خالِ تو — ازدستِ ہرسہ تاچہ کشد ایں دل فگار
(۴) بادا ہزار دشمن اگر یار بامن ست — دانم مصاف را و نترسم ز کار زار

حل لغات:

٭ گوئے بردن۔بازی جیت جانا ٭ قدت۔تیرا قد ٭ براستی۔سیدھا ٭ سہی سرو۔دوشاخہ سرو جس کی دونوں شاخیں سیدھی اوپر کو

[1] بعض نسخوں میں بارے کی جگہ آرے ہے۔

چلی گئی ہوں' مجاز اً محبوب * جوئبار۔ نہر' ندی * الحق۔ خدا کی قسم * موہوم نقطہ۔ خیالی نقطہ * پنہاں۔ چھپا ہوا * آشکار۔ ظاہر * دِل فگار۔ زخمی دِل۔ مراد عاشق * تا چہ کشد۔ کس قدر مصیبتیں اُٹھاتا ہے * باد ا۔ پروا نہیں * مصاف۔ لڑائی کا فن * کارزار۔ میدان جنگ۔

ترجمہ:

(۱) اے زمانے کے حسینوں سے حسن کی بازی جیت کر لے جانے والے! تیرا قد سیدھائی میں نہر کے کنارے کے سرو جیسا ہے۔ یعنی اے محبوب تو سب سے بڑھ کر حسین ہے تیرا مقابلہ کوئی نہیں کر سکتا۔

(۲) خدا کی قسم تیرے مُنہ کے نقش ونشان کا وجود ایک خیالی نقطے کی طرح ہے جو نہ تو چھپا ہوا ہے اور نہ ہی ظاہر ہے۔

(۳) ہم نے اپنے دل کو تیرے خط' زلف اور خال کے ہاتھ میں دے دیا ہے۔ دیکھئے کہ یہ زخمی دِل ان تینوں کے ہاتھ سے کیا کیا مصیبتیں اُٹھاتا ہے۔

(۴) اگر میرا یار میرے ساتھ ہے تو پھر ہزاروں دشمن بھی ہوں تو کچھ پروا نہیں ہے۔ میں لڑائی کے گر جانتا ہوں اور جنگ کے میدان سے ہرگز نہیں ڈرتا۔

(۵) عشقت چو در سراچۂ دِل خانہ گیر شد — زیں در اگر بدر شوم آیم باضطرار

(۶) اگر سرد پیش قدِ تو سر می کشد مرنج — عقلِ طویل را نبود ہیچ اعتبار

(۷) منصوبۂ ہوائے تو حافظ کنوں چو باخت — در ششدرِ غمت دِلش افتادہ مُہرہ وار

حل لغات:

* سراچہ: چھوٹی سی سرائے۔ * دلِ خانہ گیر شد: دل گھر کر گیا ہے۔ * عقل طویل: دراز قد کی عقل، کلّ طویلٍ احمقٌ: ہر لمبا قد احمق ہوتا ہے۔ * کنوں: اب۔ * ششدر: شطرنج کی بازی میں وہ مقام جہاں گوٹ پھنس جائے تو مخالف گوٹ کو راہ دینے کے سوا کوئی چارہ نہیں رہ جاتا۔ * باختن: جوا کھیلنا، چال چلنا۔ بازی لگانا۔

ترجمہ:

(۵) تیرا عشق جب دِل کی سرائے میں گھر کر گیا ہے تو اگر میں اس دروازے سے باہر چلا جاؤں تو بے چین ومضطرب ہو جاؤں گا۔ سکون تباہ ہو جائے گا۔

(۶) اے محبوب! اگر تیرے (یعنی تیرے قد و قامت کے) سامنے یہ سرو سر اُٹھاتا ہے تو غم نہ کر کہ دراز قد کی عقل کا کچھ اعتبار نہیں ہوتا۔ یعنی تیرے قامت بالا کی برابری کا دعویٰ حماقت کی دلیل ہے۔

(۷) حافظ نے اب جو تیرے عشق کی بازی لگائی ہے، گوٹ کھیلی ہے (چال چلی ہے) تو مُہرہ کی طرح اس کا دل تیرے غم کے ششدر میں پھنس گیا ہے۔ سمجھ میں نہیں آتا کہ کیا کرے؟ اس کا علاج صرف یہ ہے کہ محبوب ہی اپنے عاشق کو کوئی موافق راہ دے دے۔

(نوٹ) بعض نسخوں میں یہ غزل شامل نہیں ہے۔

----***----

غزل نمبر (۴)

(۱) اے خرم از فروغ لالہ زار عمر! باز آ کہ ریخت بے گُلِ رویت بہارِ عمر
(۲) از دیدہ گر سرشک چو باراں رود[۱] رواست کاندر غمت چو برق بشد روز گارِ عمر
(۳) بے عمر زندہ اَم من زیں پس عجب مدار روزِ فراق را کہ نہد در شمارِ عمر
(۴) اندیشہ از محیطِ فنا نیست ہر گزم[۲] بر نُقطۂ دہانِ تو باشد مدارِ عمر

حل لغات:

* خرم: خوشی۔ * فروغِ رخت: تیرے چہرے کی روشنی۔ * بے گُلِ رویت: تیرے چہرے کے پھول کے بغیر۔ * سرشک: آنسو۔ * باراں: بارش۔ * برق۔ بجلی۔ * روزِ فراق: جدائی کا دن۔ * اندیشہ: ڈر، خطرہ، فکر و اندیشہ۔ * محیطِ فنا: فنا کا سمندر * مدار: مرکز، نقطہ، جس پر پرکار گھومتی ہے۔

ترجمہ:

(۱) اے میرے محبوب! تیرے چہرے کی روشنی سے زندگی کے لالہ زار میں سرسبزی و شادابی آگئی ہے۔ تو واپس آجا کہ عمر کی بہار تیرے چہرے کے پھول کے بغیر افسردہ پڑ گئی ہے۔

(۲) آنکھوں سے اگر یہ آنسو بارش کی طرح بہہ رہے ہیں تو روا ہے کیونکہ تیرے رنج و غم میں زندگی کا زمانہ بجلی کے مانند گزر چکا ہے۔

(۳) میں عمر کے بغیر ہی زندہ ہوں۔ تو اس پر تعجب زدہ نہ ہو کیونکہ جدائی کے ایام کو زندگی کے دنوں میں کون گنتا ہے؟ یعنی فراق کی عمر زندگی میں شمار نہیں کی جاتی۔

(۴) فنا کے سمندر سے مجھے کوئی فکر و اندیشہ نہیں ہے کیونکہ زندگی کا دارومدار تیرے منہ کے نقطہ پر ہے۔ یعنی تیرا منہ ایک خیالی نقطہ ہے اور زندگی کا اسی خیالی نقطے پر ہی دارومدار ہے۔

(۵) در ہر طرف زخیلِ حوادث کمینگہ است زاں رو عناں گستہ دواند سوارِ عمر

---

[۱] بعض نسخوں میں رود کی جگہ چکد ہے۔
[۲] بعض نسخوں میں ہرگز کی جگہ ہر کہ را ہے۔

(۶) ایں یک دو دَم کہ دولتِ دیدار ممکن ست / دریاب کارِ دِل کہ نہ پیداست کارِ عمر
(۷) تا کے مئے صبوح و شکرِ خوابِ صبح دم[۱] / بیدار گرد[۲] ہاں کہ نماند اعتبار عمر
(۸) دی درگزار بود و نظر سوئے ما نہ کرد / بیچارہ دِل کہ ہیچ ندید از گزارِ عمر
(۹) حافظؔ! سخن بگوئے کہ بر صفحۂ جہاں / ایں نقش ماند از قلمت یادگارِ عمر

حل لغات:

* خیل حوادث: حادثوں کا لشکر۔ * کمین گاہ: گھات، مورچہ۔ * عناں گستہ: تیزی سے دوڑانے والا۔ * دریاب: دِل کا مقصد پالے۔ * پیدا: ظاہر۔ * تا کے: کب تک۔ * مئے صبوح: صبح کی شراب۔ * خواب صبحدم: صبح کی نیند۔ * دی: کل گزشتہ۔ * گزار عمر: عمر کی رہ گزار۔ * سخن بگو: شعر کہہ۔

ترجمہ:

(۵) ہر طرف حادثوں کا لشکر گھات میں ہے۔اسی لئے عمر کا سوار بڑی تندی اور تیزی سے دوڑا رہا ہے۔غالب نے بھی کچھ اسی طرح کی بات کی ہے:

رَو میں ہے رَخشِ عمر کہاں دیکھئے تھمے ؟
ہے ہاتھ میں لگام نہ پا ہے رکاب میں

(۶) یہ ایک دو لمحے کہ جن میں محبوب کے دیدار کی دولت کا حاصل ہونا ممکن ہے تو اپنے دل کا مقصد پالے۔کیونکہ زندگی کا مدعا حاصل ہونے کے بالکل آثار بظاہر تو دکھائی نہیں دے رہے۔

(۷) یہ صبح کی شراب اور یہ صبح کی نیند بھلا تجھے کب تک یونہی میسر آئے گی؟ ہاں بیدار ہو جا کہ اس زندگی کا کوئی بھروسہ اور اعتبار نہیں ہے۔

(۸) کل جب کہ وہ راستہ گزر رہا تھا تو اس نے ہماری طرف دیکھا تک نہیں۔اک نظر بھی نہیں کی۔یہ بیچارہ دل ہے کہ اس نے عمر (زندگی) کی راہ گزر میں کچھ بھی حاصل نہ کیا۔

(۹) اے حافظؔ! تو شعر کہہ کہ اس زمانے کے صفحہ پر تیرے قلم سے بنا ہوا یہ نقش زندگی کی یادگار بن کر ہمیشہ ہمیشہ کے لیے قائم رہے گا بقول ذوق:

رہتا ہے نام سخن سے زندہ جہاں میں ذوقؔ
اولاد سے تو ہے یہی دوپشت چار پشت

----***----

۱ بعض نسخوں میں صبح دم کی جگہ بامداد ہے(معانی ایک ہی ہیں)
۲ بعض نسخوں میں بیدار گرد کی جگہ ہشار گرد اور نماند کی جگہ گذشت ہے۔

غزل نمبر (۵)

(۱) اے صبا نکہتے از خاک درِ یار بیار — ببر اندوہِ دل مژدۂ دِلدار بیار
(۲) نکتہء روح فزا از دہنِ یار بگو — نامہء خوشخبر از عالمِ اسرار بیار
(۳) تا معطّر کنم از لُطفِ نسیمِ تو مشام — شمہء از نفحاتِ نفسِ یار بیار
(۴) بوفائے تو کہ خاکِ رہِ آں یارِ عزیز — بے غباریکہ پدید آید از اغیار بیار

حل لغات:

✵ نکہت یا نَکہت۔خوشبو ✵ اندوہ۔غم ✵ مژدہ۔خوشخبری ✵ نکتہ روح فزا۔روح تازہ کرنے والا نکتہ ✵ مشام۔دماغ ✵ شمہ۔ تھوڑی سی'نفحات' نفحہ کی جمع خوشبوئیں ✵ نفس۔سانس ✵ بوفائے تو۔تجھے تیری وفا کی قسم۔

ترجمہ:

(۱) اے بادِ صبا! تو دریار کی خاک سے میرے لیے خوشبو اور میرے دِل کے غم کو دُور کردے اور میرے دلدار کی خوشخبری مجھ تک پہنچادے۔

(۲) محبوب کے منہ سے روح تازہ کرنے والا نکتہ بیان کر اور رازوں کی دنیا سے خوشخبری کا نامہ لا۔یعنی محبوب کے منہ سے نکلی ہوئی یا اس کے متعلق کوئی رمز بیان کر۔محبوب حقیقی کے عالم اسرار میں سے کوئی روح افزا خوشخبری سنا۔

(۳) تا کہ میں تیرے لطف وکرم کی نسیم سے اپنے دماغ کو تازہ کرلوں۔اُس محبوب کی پاکیزہ سانسوں میں سے کچھ سانسیں میرے لیئے لا۔

(۴) تجھے تیری وفا کی قسم! تو اُس پیارے محبوب کے راستے کی خاک لا۔جو کہ غیروں کے غبار سے پاک ہو،وہ لا۔یعنی وہ خاک' بغیر اُس غبار کے کہ جو غیروں نے اُٹھایا ہے وہ میرے لیے لا۔

(۵) روزگاریست کہ دِل چہرۂ مقصود ندید — ساقیا آں قدحِ آئنہ کردار بیار
(۶) گردے از رہگزرِ دوست بکوریٔ رقیب — بہرِ آسائشِ ایں دیدۂ خونبار بیار
(۷) دلِ دیوانہ ز زنجیر نمی آید باز — حلقہء از خمِ آں طُرّۂ طرار بیار
(۸) خامی و سادہ دِلی شیوۂ جانبازاں نیست — خبرے از برِ آں دلبرِ عیّار بیار

حل لغات:

✵ روزگاریست۔زمانہ ہوا'ایک مدت گزرگئی ✵ قدح۔شراب کا بڑا پیالہ ✵ گردے۔گرد'غبار ✵ دیدۂ خونبار۔خون برسانے

والی آنکھ * خم۔بل، پیچ *طرۂ طرار۔ پیچ دارزلف۔خم دار زلف * شیوۂ جانبازاں۔جانثار عاشقوں کا طریقہ * بر۔پہلو، آغوش * عیار۔ہوشیار و چالاک۔

ترجمہ:

(۵) ایک مدت گزر گئی کہ دل نے مقصود کا چہرہ تک نہیں دیکھا ہے۔پس اے ساقی! آئینے جیسا شراب کا بڑا پیالہ لاکر مجھے دے۔ یعنی وہ پیالہ جو آئینے کی طرح درخشاں ہے وہ لاکر مجھے دے یہی میرا دلی مقصود ہے۔

(۶) تو محبوب کی راہ گزر سے کچھ غبار رقیب کو اندھا کرنے کے لیے اور میری ان خون برسانے والی آنکھوں کی راحت وخوشی کے لیے لا۔راحت وآرام کی غرض سے لا۔

(۷) میرا یہ دیوانہ دل زنجیر سے باز نہیں آتا۔تو ان پیچ دار زلفوں کا ایک حلقہ لا: یعنی میرے دل کو محبوب کا زلف کا قیدی بنادے۔

(۸) سادہ دلی اور خامی جانثار عاشقوں کا طریقہ نہیں ہے۔اُس چالاک وہوشیار دلبر کی تو کوئی خبر لادے۔یعنی ہم جانثار عاشقوں کو چالاک وہوشیار دلبر کی ہی خبر سے تسکین وراحت نصیب ہوگی۔

(۹) شکر آں را کہ تو در عشرتی اے مُرغِ چمن — باسیرانِ قفس مژدۂ گُلزار بیار
(۱۰) کامِ جاں تلخ شد از صبر کہ کردم بے دوست — عشوۂ زاں لبِ شیرینِ شکّر بار بیار
(۱۱) دلقِ حافظ بچہ ارزد بمیش رنگیں کن — وانگہش مست و خراب از سرِ بازار بیار

حل لغات:

* در عشرتی۔تو آرام سے ہے * مژدۂ گلزار۔بہار کی خوشخبری * قفس۔پنجرہ * کامِ جاں۔جان کا حلق * عشوہ۔ناز وکرشمہ * دلق۔گدڑی * بچہ ارزد۔کچھ وقعت نہیں۔

ترجمہ:

(۹) اے مرغِ چمن! اس شکرانے میں کہ تو آرام سے ہے۔قفس کے اسیروں کے پاس بہار کی خوشخبری لا۔یعنی اس بات کے شکرانے میں کہ تو چمن میں آرام سے ہے اور ہم قفس میں اسیر ہیں۔ہمیں بھی بہار کی خوشخبری سنادے کہ ہم بھی بہت جلد آزاد ہوجائیں گے۔

(۱۰) میں نے محبوب کے بغیر جو صبر کیا اُس نے میری جان کے حلق کو تلخ کر ڈالا۔اب تدارک کے لیے تو اس شکر جیسے لبوں والے محبوب کا کوئی ناز وکرشمہ ہی میرے لیے لا۔

(۱۱) حافظ کی گدڑی کی کوئی وقعت نہیں ہے۔اسے شراب سے رنگین کردے اور پھر اسے مست وخراب کر کے بازار میں لا۔تاکہ رندوں اور مستوں میں اس کی قدر ومنزلت بڑھ سکے۔

(نوٹ) بعض نسخوں میں شعر نمبر 7 شامل غزل نہیں ہے۔

غزل نمبر (۶)

(۱) اے صبا نکہتے از کوئے فلانے بمن آر — زار و بیمارِ غم راحتِ جانے بمن آر
(۲) قلبِ بیحاصل ما را بزن اکسیرِ مراد — یعنی از خاکِ درِ دوست نشانے بمن آر
(۳) در کمینگاہِ نظر بادلِ خویشم جنگ ست — ز ابرو وغمزۂ او تیر و کمانے بمن آر
(۴) در غریبی و فراق و غمِ دِل پیر شدم — ساغرِ مے زکفِ تازہ جوانے بمن آر

حل لغات:

* نکہت۔خوشبو * فلانے۔فلاں' کوئی ،مراد محبوب * زارو بیمار غم۔میں جوغم کا بیماراورغم کا ماراہواہوں * بزن اکسیرِ مراد۔مراد کی اکسیر بنادے * نشانے۔نشانی * کمین گاہ۔گھات کی جگہ * ابرو۔بھوئیں * غمزہ۔پلکیں * درغریبی وفراق وغم دِل پیر شدم ۔مسافرت کی تکالیف اورمحبوب کی جدائی اور محبت کے رنج والم نے مجھ جوان کو بوڑھا کر کے رکھ دیا ہے۔

ترجمہ:

(۱) اے بادِ صبا! تو میرے محبوب کی گلی سے میرے پاس خوشبو لا۔میں جو کہ غم کا بیمار ہوں اورغم کا مارا ہوا ہوں۔میری جان کے لیے راحت وآرام لا۔

(۲) ہمارے نامراد دل کو تو مراد کی اکسیر بنادے یعنی اے صبا! محبوب کے در کی خاک سے کچھ نشانی لے کر آ تا کہ ہمیں بھی کچھ سکون وراحت میسر آ سکے۔

(۳) نظر کی گھات کی جگہ میں میری اپنے دل سے جنگ ہے۔ایسے میں تو میرے لیے میرے محبوب کے ابروؤں کی کمان اور پلکوں کے تیر لا تا کہ لڑائی جیتی جاسکے۔

(۴) مجھ نو جوان کو مسافرت کی تکلیفوں اورمحبوب کی جدائی اور محبت کے رنج والم نے بوڑھا کر کے رکھ دیا ہے۔اب تو میرے لیے ایک نوجوان کے ہاتھ سے شراب کا پیالہ لا۔

(۵) منکراں راہم ازیں مئے دوسہ ساغر بچشاں — و گر ایشاں نستانند روانے بمن آر
(۶) ساقیا عشرتِ امروز بفردا مفگن — یا ز دیوانِ قضا خطِ امانے بمن آر
(۷) دِلم از دست بشد دوش کہ[1] حافظ می گفت — ای صبا نکہتے از کوئے فلانے بمن آر

---

[1] بعض نسخوں میں کہ کے بجائے چو ہے۔

حل لغات:

* دوسہ ساغر بچشاں ۔دو تین پیالے پلادے * روانے ۔روانی سے، جلدی سے * عشرت امروز ۔آج کی عیش وخوشی * دیوانِ قضا ۔قضا کی عدالت * خط امانے ۔اماں کا پروانہ * دِلم از دست بشد ۔مرا دل ہاتھ سے جاتا رہا * دوش ۔کل رات۔

ترجمہ:

(۵) اس شراب کے ان منکروں کو بھی دو تین پیالے پلا دے۔اور اگر وہ یہ نہ لیں تو پھر جلد میرے لیے لا دے۔ مجھے دے دے۔ میں تو پھر پیوں گا ہی۔

(۶) اے ساقی! آج کی عیش وعشرت تو کل پر مت ڈال۔ یا پھر تو قضا کی عدالت سے امان کا پروانہ مجھے لا کر دے دے۔ یعنی اس بات کی تو پرواہ مت کر کہ میں کل تک زندہ رہوں گا۔ حاصل یہ کہ کل کا کوئی اعتبار نہیں۔ جو عیش ونشاط آج ہو سکے اُسے کل پر مت ڈال۔

(۷) کل رات میرا دل ہاتھ سے جاتا رہا (بے قابو ہو گیا) کہ حافظ کہتا تھا اے بادِ صبا! تو اُس محبوب کی گلی سے میرے پاس محبوب کی خوشبو لا۔

----***----

غزل نمبر (۷)

(۱) دِلا چندم بریزی خوں ز دیدہ شرم دار آخر — تو نیز اے دیدۂ خوابی کُن مرادِ دِل برآر آخر

(۲) منم یارب کہ جاناں را عارض بوسہ می چینم — دعائے صبحدم دیدی کہ چوں آمد بکار آخر

(۳) چو باد از خرمن خاماں[1] ربودن خوشۂ تا چند — زہمت توشۂ بردار و خود تخمے بکار آخر

(۴) مرادِ دینی و عُقبیٰ بمن بخشید روزی بخش — بگوشم قولِ چنگ اوّل بدستم زلفِ یار آخر

حل لغات:

* چندم بریزی خوں ۔میرا خون کب تک بہائے گا؟ * جاناں ۔محبوب * عارض ۔رخسار * بوسہ می چینم ۔بوسہ لیتا ہوں * خرمن ۔کھلیان * ربودن خوشۂ تاچند ۔یہ خوشہ چینی کب تک * تخمے تخم ۔بیج * دینی و عقبیٰ ۔دین اور آخرت، یعنی دین ودنیا * قول چنگ ۔آواز چنگ مراد دنیا * زلفِ یار آخر ۔مراد محبوب حقیقی کا وصال۔

ترجمہ:

(۱) اے میرے دِل تو کب تک میری آنکھوں سے خون بہائے گا (خون کے آنسو رُلائے گا) اے آنکھ آخر تو بھی کچھ شرم کر۔

---

[1] بعض نسخوں میں خاماں کے بجائے خبراں ہے۔

سوجا اور میرے دِل کی مراد پوری کردے۔

(۲) اے میرے خدا میں ہی ہوں کہ جو محبوب کے رخسار کا بوسہ لیتا ہوں۔ تو نے دیکھا کہ آخر صبح کی دعا نے کیسے اثر دکھایا ہے؟ یعنی میری یہ کامیابی و کامگاری صبح کی دعا کی ہی مرہون منت ہے۔

(۳) تو ہوا کے مانند ان خام طبعوں کے کھلیان سے کب تک خوشہ چینی کرے گا؟ تو خود ہمت سے کام لے اور اپنا توشہ خود اُٹھا اور خود بیج بو۔ یعنی دوسروں کے کھلیان کی محتاجی چھوڑ دے اور خود کاشت کاری کر اور بیج بو کر فصل حاصل کر۔ اور یہ آس مت لگائے رہ کہ کب ہوا آئے اور دوسروں کا خوشہ اُڑا کر لائے کہ میرا کام بن جائے۔

(۴) مخلوق کو روزی بخشنے والے نے دین و دنیا کی مراد مجھے بخش دی ہے۔ پہلے نغمہء رباب میرے کان میں آیا اور پھر میرے ہاتھوں میں زلف و یار آ گئی۔ یعنی پہلے دنیا عطا ہوئی اور پھر محبوبِ حقیقی کا وصال نصیب ہو گیا۔

(۵) نگارستانِ چین دانم نخواہد شد سرایت لیک — بنوکِ کلکِ رنگ آمیز نقشے مئے نگار آخر

(۶) دلا ور ملکِ شب خیزی گر از اندوہ نگریزی — دم صحبت بشارتہا بیارد زآں نگار آخر

(۷) بُتے چوں ماہ زانو زدمَے چو لعل پیش آورد — تو گوئی تائبم حافظؔ زساقی شرم دار آخر

حل لغات:

٭ نگارستانِ چین۔ چین کا نگار خانہ، جہاں تصویریں بنائی جاتی ہیں، وہ جگہ جو نقش و نگار سے آراستہ ہو ٭ ملک شب خیزی۔ راتوں کو جاگ کر عبادت کرنے والوں کا ملک ٭ بشارت ہا بیارد۔ بہت سی خوشخبریاں دے گا ٭ بُتے چوں ماہ۔ چاند جیسا محبوب ٭ لعل۔ شراب۔

ترجمہ:

(۵) مجھے پتہ ہے کہ تو چین کے نگار خانے جیسا اپنا گھر نہیں بنا سکتا۔ آخر تو قلم تو اُٹھا! کوئی نہ کوئی نقش تو بنا۔ شاید تیرا یہ گھر چین کا نگار خانہ بن جائے ہو سکتا ہے کہ تیری یہ رنگ آمیزی دلکش ترین نقاشی کا پیش خیمہ بن جائے۔

(۶) اے میرے دِل اگر تو راتوں کو جاگنے والوں کے ملک میں غم سے نہیں بھاگے گا تو پھر صبح کا وقت تیرے پاس محبوب کی صحبت کی بہت سی خوشخبریاں لائے گا۔

(۷) چاند جیسا محبوب بیٹھا ہوا ہے اور سامنے (پاس) سرخ شراب رکھی ہوئی ہے۔ اے حافظؔ تو کہتا ہے کہ میں نے توبہ کر لی ہوئی ہے۔ اب آخر ساقی سے تو کچھ شرم کر۔

(نوٹ) بعض نسخوں میں یہ غزل شامل نہیں ہے۔

----٭٭٭----

غزل نمبر (۸)

(۱) دیگر ز شاخِ سروِ سہی بُلبلِ صبور — گُلبانگ زد کہ چشمِ بد از روئے گل بدُور
(۲) اے گل بشکرِ آنکہ شگفتی بکامِ[۱] دِل — با بُلبُلانِ بیدلِ شیدا مکن غرور
(۳) زاہد اگر بحور و قصورست اُمیدوار — مارا شرابخانہ قصور ست دیار حُور
(۴) ازدستِ غیبتِ تو شکایت نمی کنم — تا نیست غیبتے ندہد[۲] لذّتِ حضور

حل لغات:

* سروِ سہی۔ دوشاخہ سرو جس کی دونوں شاخیں سیدھی اوپر چلی جاتی ہیں * صبور۔ صبر * گلبانگ۔ خوشی کی آواز * بُلبُلانِ بیدل شیدا۔ عاشق اور شیدا بُلبُلیں * قصور۔ جمع قصر، محل * از دستِ غیبت۔ تیری دوری سے * حضور۔ حضوری، حاضری۔

ترجمہ:

(۱) پھول کی شاخ پر بیٹھی ہوئی اور صبر کرنے والی بُلبُل نے پھر یہ آواز لگائی ہے کہ پھول کے چہرے سے چشم بد دور رہے۔ یعنی اُس کی یہی نغمہ سرائی ہے۔

(۲) اے پھول! اس شکریے میں کہ کہ تو اپنی دِلی مراد کے مطابق کھلا ہے۔ لہٰذا اب تو ان عاشق اور شیدا بُلبُلوں سے غرور و تمکنت سے پیش مت آ۔

(۳) زاہد اگر حور و قصور کا اُمیدوار ہے تو کیا ہوا؟ کہ ہمارے لیے تو شراب خانہ مقصود ہے اور ہمارا محبوب حور ہے۔ یعنی ہم میخانے کو محل اور معشوق کو حور سمجھتے ہیں۔

(۴) مجھے تیری دوری کی کوئی شکایت نہیں ہے۔ کوئی گلہ نہیں کرتا کیونکہ جب تک دوری نہ ہو حضوری کی لذّت سے بہرہ ور نہیں ہوا جاسکتا۔

(۵) گر دیگراں بعیش وطرب خُرّم اند وشاد — مارا غمِ نگار بود مایۂ سرُور
(۶) مے خور ببانگِ چنگ ومخور غصّہ در کسے — گوید ترا کہ بادہ مخور گو ہُوَ الْغَفُور
(۷) حافظ شکایت ازغمِ ہجراں چہ می کنی — در ہجر وصل باشد و در ظلمت ست نور

حل لغات:

* گر دیگراں۔ اگر اغیار * بعیش وطرب۔ عیش ونشاط * خرم۔ خوش * نگار۔ محبوب * ہوالغفور۔ وہ اللہ بخشنے والا ہے۔ غفور

---

[۱] بعض نسخوں میں ''شگفتی بکامِ دل'' کی جگہ تو بے پادشاہِ حُسن ہے۔
[۲] بعض نسخوں میں ندہد کی جگہ نبود ہے۔

الرحیم ہے * ظلمت۔تاریکی' اندھیرا۔

ترجمہ:

(۵) اگر دوسرے (اغیار) عیش ونشاط سے خوش وخرم ہیں تو ہمارے لیے تو بس محبوب کے غم کا سرور ہی سرمایہ ہے۔یعنی محبوب کا غم سرمایہ سُرُور ہے۔

(۶) تو چنگ ورباب کے ساز کے نغمہ کے ساتھ شراب نوشی کر اور غم مت کھا۔اور اگر کوئی تجھ سے یہ کہے کہ تو شراب ہرگز نوش نہ کر تو اُس سے کہہ دے کہ وہ (اللہ) بخشنے والا ہے۔

(۷) اے حافظ! تو ہجر کے غم کی کیا شکایت کرتا ہے؟ کیونکہ جدائی ہی میں وصل اور تاریکی ہی میں روشنی ہوتی ہے۔لہٰذا تجھے گھبرانے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔

----***----

غزل نمبر (۹)

(۱) روئے بنما و مرا گو کہ دِل از جاں برگیر — پیشِ شمع آتشِ پروانہ بجاں گو درگیر

(۲) برلبِ تشنہء من بین د مدار آب دریغ — برسرِ کشتہء خویش آئی و ز خاکش برگیر

(۳) چنگ بنواز و بساز ار نبود عُود چہ باک — آتشم عشق و دِلم عُود تنم مجمر گیر

(۴) درسماع آئی وز سر خرقہ برانداز برقص — ورنہ در گوشہ نشیں دلقِ ریا دربر گیر

حل لغات:

* دل از جاں برگیر۔جان سے دِل نکال دے * تشنہ۔پیاسا * مدار آب دریغ۔پانی دینے میں دریغ نہ کر * برسرکشتہ خویش۔ اپنے شہید کے سرہانے * عود۔ساز کا نام۔ایک خوشبودار لکڑی بھی ہے جو آگ پر جل کر خوشبو دیتی ہے (اگربتی) * مجمر۔انگیٹھی * سماع۔راگ ورنگ کی مجلس * خرقہ۔گدڑی * دلق۔گدڑی' ریاکاری کی گدڑی۔

ترجمہ:

(۱) اے محبوب تو اپنا چہرہ دکھا اور مجھ سے یہ کہہ کہ جان دِل سے نکال دے۔جان دِل سے اُٹھالے اور کہہ دے کہ شمع کے سامنے پروانے کی آگ کو اپنے تن بدن میں لگالے۔

(۲) میرے پیاسے لبوں کو دیکھ اور پانی دینے میں دریغ مت کر۔اپنے شہید کے سرہانے آ اور اُسے خاک سے اُٹھالے۔

(۳) تو چنگ ورباب بجا اور سروں کو درست کر اگر عود کا ساز نہیں ہے تو کیا مضائقہ ہے۔تو میرے عشق کو آگ' دل کو عود اور میرے تن بدن کو انگیٹھی جان لے۔

(۴) تو اس راگ ورنگ کی مجلس میں آ اور ناچتے ہوئے اپنے سر سے یہ گدڑی اتار دے۔ نہیں تو ایک گوشے میں جا کر بیٹھ جا اور ریا کاری کی گدڑی پہن لے۔

(۵) دوست گو یار شود ہر دو جہاں دشمن باش | بخت گو روئے[1] کن و روئے زمین لشکر گیر
(۶) ترکِ درویش مگیر ار نبود سیم و زرش | در غمش سیم شمار اشک و رخش را زر گیر
(۷) میل رفتن مکن اے دوست دَمے با ما باش | برلبِ جوئے طرب جوئے و بکف ساغر گیر
(۸) رفتہ گیر از برم ایں آتش و آبِ دل و چشم! | گونہ ام زرد و لبم خشک چشم[2] تر گیر

حل لغات:

٭ بخت گو روئے کن۔ بخت اگر ساز گار ہے ٭ ترکِ درویش میگر۔ درویش سے قطع تعلق مت کر ٭ میل۔ رغبت، توجہ ٭ میل رفتن مکن۔ جانے کا ارادہ مت کر ٭ طرب۔ خوشی ٭ جُو۔ ندی ٭ رفتہ گیر از برم۔ میرے قابو سے نکلا ہوا سمجھ۔

ترجمہ:

(۵) اگر دوست یار و مددگار ہے تو پھر چاہے سارا جہان ہی دشمن بن جائے کچھ پروا نہیں ہے۔ اگر بخت ساز گاری و یاوری کرے تو پھر ساری زمین لشکر بن کر بھی چڑھائی کر ڈالے تو بھی ذرا نہ ڈریں گے۔

(۶) تو درویش سے قطع تعلقی نہ کر اگر چہ اُس کے پاس سونا اور چاندی نہ ہو تو اس کے غم میں آنسوؤں کو چاندی اور اُس کے چہرے کو سونا خیال کر لے۔

(۷) اے دوست تو جانے کا ہرگز ارادہ نہ کر۔ تھوڑی دیر تو ہمارے پاس ٹھہر۔ اس نہر کے کنارے پر خوشی تلاش کر اور اپنے ہاتھوں میں شراب کا پیالہ لے لے۔

(۸) میرے دِل کی آگ اور میری آنکھوں کا پانی ہر دو میرے قابو سے باہر سمجھ لے اور میرے چہرے کا زرد رنگ۔ لب خشک اور دونوں آنکھوں کو تو تر جان جو دن رات آنسو بہاتی ہیں۔

(۹) صوف برکش زسر و بادۂ صافی درکش | سیم در باز و بروٗ[3] سیمبرے در برگیر
(۱۰) حافظ آراستہ کن بزم و بگو واعظ را | کہ بہیں مجلسم وترکِ سرِ منبر برگیر

حل لغات:

٭ صوف۔ کمبل ٭ برکش: برکشیدن سے کھینچ لے، اتار دے۔ ٭ درباز: ہار دے ٭ سیمبرے۔ سیم بر، چاندی جیسے سفید بدن والا

۱۔ بعض نسخوں میں روئے کی جگہ پشت ہے۔
۲۔ بعض نسخوں میں چشم کی جگہ دہانم اور بعض میں کنارم ہے۔
۳۔ بعض نسخوں میں بروٗ کی جگہ بزدہ ہے۔

محبوب * آراستہ کن۔سجالے۔

ترجمہ:

(۹) تو اپنے سر سے یہ کمبل اُتار ڈال اور صاف و مصفا شراب پی۔اس سونے اور چاندی کو ہار دے۔اور کسی چاندی جیسے تن بدن والے سفید محبوب کو اپنی آغوش میں لے لے۔

(۱۰) اے حافظ! تو مجلس کو آراستہ و پیراستہ کرلے اور واعظ سے کہہ دے کہ میری بزم کا نظارہ کر اور اس منبر کو چھوڑ دے۔یعنی ہماری محفل میں خلوص و محبت اور ایثار ہے اور واعظ کی مجلس میں ریاکاری، دروغ گوئی اور بے عملی ہے۔

-----***-----

غزل نمبر (۱۰)

(۱) روئے بنما و وجودِ خودم از یاد ببر ‏ خرمنِ سوختگاں را ہمہ گو باد ببر

(۲) ماکہ[1] داریم دلِ و دیدہ بطوفانِ بلا ‏ گو بیا سیلِ غم و خانہ ز بنیاد ببر

(۳) زلف چوں عنبرِ خامش کہ ببوید ہیہات ‏ اے دِل خام طمع ایں سخن از یاد ببر

(۴) سینہ گو شعلہ آتش کدۂ پارس بکش ‏ دیدہ گو آبِ رُخِ دجلہء بغداد ببر

حل لغات:

* روئے بنما۔چہرہ دکھلا * از یاد ببر۔میری یاد سے بھلا دے * خرمنِ سوختگاں۔دل جلوں کا کھلیان * سیل۔طوفان آب * زبنیاد ببر۔بنیاد سے اکھاڑ کر رکھ دے * عنبر۔مشک' مشہور خوشبو کا نام * ہیہات۔افسوس۔آہ * آتش کدۂ پارس۔فارس (ایران) کا مشہور آتش کدہ * دجلہ۔بغداد کا مشہور دریا جو عراق کو سیراب کرتا ہے۔

ترجمہ:

(۱) اے محبوب تو اپنا چہرہ دکھلا دے اور میرا وجود میری یاد سے بھلا دے۔ہوا سے کہہ دے کہ جلے ہوؤں کے کھلیان کو اڑا دے۔برباد کردے۔یعنی مجھے اپنا چہرہ دکھا کر مجھے ایسا مست و بیخود بنا دے کہ مجھے اپنا خیال تک نہ آئے۔

(۲) ہم نے اپنے دِل اور آنکھوں کو بلاؤں کے طوفان کے حوالے کردیا ہے۔اب تم غم کے سیلاب سے کہہ دو کہ وہ آجائے اور گھر کو اس کی بنیادوں سے اکھاڑ ڈالے۔تباہ و برباد کرڈالے۔

(۳) افسوس! اس خام عنبر جیسی محبوب کی زلفوں کی خوشبو کو کون سونگھ سکتا ہے۔اے خام طمع دل! تو یہ بات بھول جا کہ اس کی خوشبو

---

[1] بعض نسخوں میں کہ کی جگہ چو ہے۔

دار زلفوں تک رسائی ہو سکتی ہے۔

(۴) سینے سے کہہ دو کہ فارس کے آتش کدہ کی آگ کو بجھا دے۔ آنکھ سے کہہ دو کہ وہ دریائے دجلہ کی عزت خاک میں ملا دے۔ یعنی سینے میں اس قدر آگ ہے کہ اس سے آتش کدہ فارس شرمندہ ہو جائے۔ آنکھوں میں اس قدر آنسوؤں کا سیلاب ہے کہ اس سے دریائے دجلہ کی آبرو باقی نہ رہے۔

(۵) سعی نا کردہ[1] دریں راہ بجائے نرسی ... مزد اگر می طلبی طاعتِ استاد ببر

(۶) دوش می گفت بموگانِ درازت بکشم ... یارب از خاطرش اندیشۂ بیداد ببر

(۷) روزِ مرگم نفسے وعدۂ دیدار بدہ ... وانگہم تا بلحد فارغ و آزاد ببر

(۸) دولتِ پیر مغاں باد کہ باقی سہل ست ... دیگرے گو برو د نامِ من ازیاد ببر

حل لغات:

* سعی۔کوشش، دوڑ دھوپ * مزد۔مزدوری * دوش۔کل رات * اندیشۂ بیداد۔ظلم کا خیال * نفسے۔ایک لمحے کے لیے * لحد۔قبر * پیر مغاں۔آتش پرستوں کا پیر، میخانے کا منتظم اعلیٰ، مراد مرشد۔

ترجمہ:

(۵) تو اس راستے میں کوشش کے بغیر ہرگز اپنی مراد حاصل نہ کر سکے گا۔ اگر تو مزدوری کا طالب ہے تو پھر اپنے استاد کی خدمت کر۔ یعنی عشق کے راستے (طریقت) میں ہرگز مرشد کے بغیر منزل نہیں مل سکے گی کیونکہ مرشد کی خدمت ہی تجھے تیری ریاضت کی اُجرت دلوا سکتی ہے۔ لَیۡسَ لِلۡاِنۡسَانِ اِلَّا مَا سَعٰی۔

(۶) کل رات وہ (محبوب) کہہ رہا تھا کہ میں تجھے اپنی ان لمبی پلکوں سے قتل کر ڈالوں گا۔ اے میرے اللہ! تو اس کے دل سے یہ ظلم وستم کا خیال تک مٹا دے۔

(۷) اے محبوب! تو میرے مرنے کے دن ایک لمحہ کے لیے اپنے دیدار کا وعدہ کر اور پھر مجھے وہاں سے بے فکری کے ساتھ آزادانہ طور پر قبر تک لے جا۔ یعنی تو صرف مجھے اپنے دیدار سے فیض یاب کر دے پھر بے شک مجھے مار ڈال۔ (موت آجائے)

(۸) پیر مغاں کی دولت قائم ودائم رہے کہ باقی کی چیزیں تو معمولی ہیں۔ اگر یہ چلی بھی جائیں تو کچھ اندیشہ نہیں ہے خواہ میرا نام بھی فراموش ہو جائے۔

(۹) بعد ازیں چہرۂ زردِ من وخاکِ درِ دوست ... بادہ پیش آر و بیک جا غم از یاد ببر

(۱۰) حافظ اندیشہ کن از نازکئ خاطرِ یار ... برو از درگہش ایں نالہ و فریاد ببر

---

[1] بعض نسخوں میں ناکردہ کی جگہ نابردہ اور نرسی کی جگہ نرسید ہے۔ (سب الفاظ اچھے ہیں)

حل لغات:

* بادہ شراب۔ * اندیشہ کن۔فکر کر،خیال کر۔ * نازکیٔ خاطر یار: یار کے دل کی نزاکت،محبوب کے نازک دِل کا خیال۔

ترجمہ:

(۹) اس کے بعد میرا زرد چہرہ ہو اور دوست کے دروازے کی خاک۔شراب سامنے لا اور ایک دم غم میرے دِل سے بھلا دے۔ یعنی اب میں ہوں زرد چہرہ ہے اور محبوب کے دروازے کی خاک ہے تو ایک جام شراب لا دے جس سے تمام غم بھول جائیں۔

(۱۰) اے حافظؔ! تو محبوب کے نازک دِل کا خیال کر اور اس کی بارگاہ سے چلا جا! اور یہ رونا دھونا اپنے ساتھ ہی لے جا۔یعنی نالہ و فریاد مت کر۔

(نوٹ) بعض نسخوں میں شعر نمبر 9 شامل غزل نہیں ہے۔

----***----

غزل نمبر (۱۱)

(۱)	ساقیا مایۂ شباب بیار	یک دو ساغر شرابِ ناب بیار
(۲)	داروئے دردِ عشق یعنی مے	کوست درمانِ شیخ و شاب بیار
(۳)	آفتاب ست و ماہ و بادہ وجام	درمیانِ مہ آفتاب بیار
(۴)	غم دوراں مخور کہ رفت و نرفت	نغمۂ بربطہ و رباب بیار

حل لغات:

* مایۂ شباب۔جوانی کا سرمایہ * شرابِ ناب۔خالص شراب * داروئے دردِ عشق۔عشق کے مرض کی دوا * شیخ وشاب۔بوڑھا اور جوان * درمان۔علاج * آفتاب۔سورج * ماہ۔چاند * بادہ۔شراب * غم دوراں۔زمانے کا غم * بربط ورباب۔ڈفلی اور رباب۔

ترجمہ:

(۱) اے ساقی! تو جوانی کا سرمایہ لا اور ایک دو پیالے خالصِ شراب کے مجھے پلا دے۔یعنی شراب جوانی کا سرمایہ ہے اور جوانی شراب خالصِ سے برقرار رہتی ہے۔

(۲) عشق کی بیماری کی دوا یعنی شراب ہے جو کہ جوان اور بوڑھے کی بیماری کا علاج ہے وہ شے لا۔یعنی شراب لا۔

(۳) شراب سورج ہے اور پیالہ چاند ہے۔تو چاند میں سورج ڈال کر لا۔یعنی چاند کے پیالے میں سورج کی شراب ڈال کر لا۔

(۴) تو اس زمانے کا غم بالکل نہ کھا کہ وہ ختم ہوا یا کہ نہیں ہوا۔ تو بس مجھے بربط و رباب کا نغمہ سنا کہ یہی اندوہ ربا ہے۔

(۵) میکند عقل سرکشی تمام — گردنش را ز مئے طناب بیار
(٦) بزن ایں آتشِ مرا آبے — یعنی آں. آتشِ چو آب بیار
(۷) گُل اگر رفت گو بشادی رو! — بادۂ ناب چوں گُلاب بیار
(۸) غُلغلِ قمری ار نماند رواست — قُلقُلِ شیشۂ شراب بیار

حل لغات:

* طناب۔رسی * بزن ایں آتش مرا آبے۔میری یہ آگ پانی سے بجھادے * گل۔گلاب کا پھول * بادۂ ناب۔خالص شراب * غُلغُل۔شوروغل * قمری۔فاختہ۔قُلقُل۔صراحی سے شراب کے نکلنے کی آواز۔

ترجمہ:

(۵) عقل سراسر سرکشی کررہی ہے۔اس کی گردن کے لیے شراب کی رسی لاؤ۔یعنی عقل سرکش ہے اسے شراب کی رسی سے ہی باندھ کر درست رکھا جاسکتا ہے۔

(٦) تو میری یہ آگ پانی سے بجھادے۔یعنی وہ پانی جیسی آگ (شراب) لا۔شراب کو آتشِ سیال بھی کہا جاتا ہے۔

(۷) پھول اگر چلا گیا ہے تو اس سے کہو کہ خوشی سے جائے۔تم صرف گلاب جیسی خالص شراب لاؤ کیونکہ اُس کا میں مشتاق ہوں۔

(۸) اگر قمری کا شوروغل نہیں رہا تو بجا ہے۔تم شیشۂ شراب کی وہ قلقل لاؤ۔یعنی اگر چمن میں قمری کی کوکو کا شور نہیں ہے تو تم صراحی سے شراب انڈیل کر جام میں ڈالو اور قُلقل کا شور برپا کرو!

(۹) یاصواب ست یا خطاخوردن — گر خطاہست و گر صواب بیار
(۱۰) وصلِ او جز بخواب نتواں دید — داروئے کوست اصلِ خواب بیار
(۱۱) گرچہ مستم سہ چار جامِ دِگر — تا بکُلی شوم خراب بیار
(۱۲) یک دو رطلِ گراں بہ حافظ دہ — گرگناہست وگر ثواب بیار

حل لغات:

* صواب۔درست * خوردن۔پینا * دارو۔علاج * کوست۔کہاں ہے * تابکلی شوم خراب۔تا کہ میں پوری طرح مست و خراب ہوجاؤں * رطل گراں۔بڑا پیالہ۔

ترجمہ:

(۹) شراب پینا درست ہے یا کہ غلط ہے؟ کچھ بھی ہو درست ہو کہ یا کہ خطا تم شراب لاؤ۔یعنی اس بحث میں وقت مت ضائع کرو بس شراب نوشی کیئے جاؤ۔

(۱۰) اس (محبوب) کا ملاپ سوائے خواب کے نہیں دیکھا جا سکتا۔ وہ دوا کہ جس سے نیند آ جائے وہ لاؤ' یعنی اس محبوب کو صرف خواب میں ہی دیکھا جا سکتا ہے اے کاش کوئی نیند لانے والی دوا ہی لا دے؟

(۱۱) اگرچہ میں مست و بیخود ہوں لیکن تین چار پیالے مجھے اور لا کر دو تا کہ میں پورے طور پر مست و خراب ہو جاؤں۔ یہ تھوڑا بہت ہوش بھی باقی نہ رہے۔

(۱۲) تو ایک دو بڑے شراب کے پیالے حافظ کو دے۔ خواہ گناہ ہو یا ثواب تو بس لے آ۔ یعنی گناہ و ثواب کے چکر میں مت پڑ بس مجھے شراب کے بڑے ایک دو پیالے دے دے۔

(نوٹ) بعض نسخوں میں یہ غزل شامل نہیں ہے۔

----***----

غزل نمبر (۱۲)

(۱) شب قدرست[۱] وطے شد نامۂ ہجر	سَلَامٌ هِيَ حَتّٰى مَطْلَعِ الْفَجْرِ
(۲) دلا در عاشقی ثابت قدم باش	کہ در ایں راہ نباشد کار بے اجر
(۳) من از رندی نخواہم کرد توبہ	وَلَو آذیتنی بالہجر والحجر
(۴) دِلم رفت و ندیدم روئے دِلدار	فغاں ازایں تطاول آہ ازیں زجر

حل لغات:

* شب قدر۔ ماہِ رمضان کی ستائیسویں تاریخ (رات) جو کہ بڑی فضیلت والی ہے * طے شد۔ تمام ہوا * نامہ ہجر۔ جدائی کا خط * سلامٌ فِیہِ حتّٰی مطلع الفجر۔ (سورۂ قدر کی آخری آیت ہے) سلامتی ہی سلامتی ہے اس میں طلوع فجر تک * ثابت قدم باش۔ ثابت قدم رہ * اجر۔ مزدوری' ثواب * وَلَو آذیتنی۔ اگرتم مجھے ایذا دو * بالہجر۔ جدائی سے * والحجر۔ پتھروں سے * فغاں۔ فریاد ہے * تطاول۔ زیادتی * زجر۔ زبردستی' جھڑکی' عتاب۔

ترجمہ:

(۱) آج کی شب ''شب قدر'' کی شب ہے (یعنی وصل کی رات ہے) اور جدائی کا دور اپنے اختتام کو پہنچ چکا ہے۔ اب سلامتی ہی سلامتی ہے اس میں طلوع فجر تک یعنی جب عاشق کا دل تجلیات سے منور ہوتا ہے تو پھر صبح تک سلامتی ہی سلامتی ہے۔

(۲) اے میرے دِل! تو عشق کی راہ میں ثابت قدم رہ کیونکہ اس راستے میں کوئی کام بھی بغیر اجر کے نہیں ہوتا۔ یعنی فکر کرنے کی

---

[۱] دیوان حافظ نسخہ وقزوینی طبع تہران میں ''شب قدر'' کے بجائے ''شب وصل است'' لکھا ہوا ہے۔ مگر شعر کی معنویت میں کوئی فرق نہیں پڑتا۔ کیونکہ شب قدر سے بھی مراد شب وصال ہی ہے۔ بعض نسخوں میں اس کی جگہ وصلت بھی درج ہے۔

کوئی بات نہیں ہے اگر تو نے عشق کیا ہے تو تجھے اس کا اجر بھی ضرور ملے گا۔ تم اپنی دلی مراد ضرور پاؤ گے۔

(۳) میں رندی و شراب نوشی سے توبہ نہیں کروں گا خواہ تو مجھے پتھروں سے سنگسار کرے یا جدائی سے ایذا دے۔ یعنی یہ رندی و شراب نوشی مجھے ازل سے ہی سونپی گئی ہے میں اسے ہرگز ترک نہیں کر سکتا۔

(۴) میرا دِل چلا گیا لیکن میں نے اپنے دلدار کا چہرہ تک نہ دیکھا۔ فریاد ہے اس زبردستی پر اور افسوس ہے اس ڈانٹ اور جھڑکی پر۔ یعنی اس پر افسوس ہی کیا جا سکتا ہے۔ اور کیا کیا جائے۔

(۵) بر آ اے صبحِ روشن دِل خدارا — کہ بس تاریک می بینم شبِ ہجر

(۶) وفا خواہی جفاکش باش حافظؔ! — فَاِنَّ الرِّبحَ وَالْخُسرانَ فِي التَّجرَ

حل لغات:

* تاریک۔ اندھیری * جفاکش۔ ظلم کو سہنے والا * فَاِنَّ۔ بیشک * ربح۔ نفع * خُسران۔ خسارہ * فِی التجر۔ تجارت میں۔

ترجمہ:

(۵) اے روشن دِل صبح! خدا کے لیے تو طلوع ہو جا کیونکہ میں جدائی کی رات کو بہت تاریک (اندھیری) دیکھ رہا ہوں۔ یعنی اے روئے محبوب خدا کے لیے مجھے اپنے وصل سے ہمکنار کر دے کہ تیرے بغیر ہر طرف اندھیرا ہی اندھیرا ہے۔

(۶) اے حافظؔ! اگر تو وفا کی طلب رکھتا ہے تو محبوب کی جفاؤں کو برداشت کر۔ اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ تجارت میں نفع اور نقصان دونوں ہی پائے جاتے ہیں۔

----***----

غزل نمبر (۱۴)

(۱) صبا ز منزلِ جاناں گزر دریغ مدار — وزو بعاشقِ مسکیں [1] خبر دریغ مدار

(۲) بشکر آنکہ شگفتی بکامِ دل اے گُل — نسیمِ وصل ز مرغِ سحر دریغ مدار

(۳) مرادِ ما ہمہ موقوفِ یک کرشمۂ تُست — ز دوستانِ قدیم ایں قدر دریغ مدار

(۴) حریفِ بزمِ [2] تو بودم چو ماہِ نَو بودی — کنوں کہ ماہِ تمامی نظر دریغ مدار

[1] بعض نسخوں میں مسکین کی جگہ بیدل ہے۔

[2] بعض نسخوں میں بزم کی جگہ عشق ہے۔

حل لغات:

* دریغ۔افسوس' حسرت' غم' دریغ کرنا' بچنا' گریز کرنا * شگفتی بکام بخت اے گل۔کھل کر تجھے تیرا مقصد مل گیا ہے * کرشمہ۔ ناز وغمزہ' آنکھ کا اشارہ' کرامت * حریف۔دوست' ساتھی' شریک * کنوں۔اَب۔

ترجمہ:

(۱) اے بادِ صبا! تو منزل جاناں پر جانے سے گریز نہ کر اور ایک مسکین کی خبر اس (محبوب) تک پہنچانے سے مت دریغ کر۔

(۲) اے پھول! اس شکرانے میں کہ تو اپنے مقصد کے مطابق کھلا ہے۔اے صبح کے پرندے (بُلبُل) تو وصل کی ہوا کے لیے مت دریغ کر۔یعنی مرغِ سحر (بلبل) کو وصل سے محروم نہ رکھ۔

(۳) ہماری دِلی مراد تیرے ایک کرشمے پر موقوف ہے۔اے محبوب! تو اپنے ان پرانے دوستوں پر اپنا لطف وکرم کرنے سے مت دریغ کر۔

(۴) جب تو ماہِ نو (ہلال) تھا تو میں تیری بزم میں شریک تھا۔(تیرا ہمنشیں تھا) اب جبکہ تو ماہِ تمام (پورا چاند) ہے تو اپنی نظروں کے کرشمے سے مت دریغ کر۔یعنی اے محبوب جب تو ابھی کم سن تھا تو تب سے میں تیرا عاشق ہوں اب جبکہ تو نو جوان ہو چکا ہے تو مجھ سے اپنی نظروں کو نہ بچا۔

(۵) جہان و ہر چہ دروہست سہل و مختصر ست ز اہلِ معرفت ایں مختصر دریغ مدار

(۶) مکارمِ تو بآفاق می برد شاعر از وظیفہء و زادِ سفر دریغ مدار

(۷) چو ذکرِ خیر طلب می کنی سخن اینست کہ دربہائے سخن سیم وزر دریغ مدار

(۸) کنوں کہ چشمہء نوش ست لعل شیرینت[1] سخن بگوئے وز طوطی شکر دریغ مدار

(۹) غبارِ غم برود حال بہ[2] شود حافظ! تو آبِ دیدہ ازیں رہ گزر دریغ مدار

حل لغات:

* سہل۔آسان * مختصر۔چھوٹا * مکارم۔اوصاف' خوبیاں * مکارم توبآفاق می برد۔تیرے اوصاف کو دنیا میں پھیلا رہا ہے * زادِ سفر۔سفر کا توشہ * سخن۔بات' کلام * بہائے سخن۔کلام کی قیمت * سیم وزر۔چاندی اور سونا * کنوں۔اب * چشمہ نوش۔تریاق کا چشمہ * لعل شرینت تیرے لعل جیسے شیریں لب * غبارغم برود۔غم کا غبار دب جائے گا' چلا جائے گا * حال بہ شود۔ حالت بہتر ہو جائے گی۔(سنبھل جائے گی)

---

1 بعض نسخوں میں "چشمہ نوش ست لعل شیرینت" کی جگہ چشمہ قند ست لعل نوشینت ہے۔

2 بعض نسخوں میں بہ کی جگہ خوش ہے۔

ترجمہ:

(۵) یہ جہان اور اس میں جو کچھ بھی موجود ہے بڑا آسان اور مختصر ہے۔ تو اہل معرفت ہے۔ اسی مختصر (پونجی) کومت بچائے رکھ۔ یعنی جو اہل معرفت ہیں تو ان سے اس مختصر پونجی کو ست بچائے رکھ۔

(۶) یہ شاعر تیرے اوصاف کو دنیا بھر میں پھیلا رہا ہے اہل دنیا پر تیرے اوصاف ظاہر کر رہا ہے۔ اے سخی! تو بھی اس سے وظیفے اور سفر کے توشے سے مت دریغ کر یعنی اے ممدوح! تو اگر نیک نامی کا خواہاں ہے تو پھر شاعر پر اپنے انعام واکرام کی بارش کر کیونکہ اس کے مدحیہ اشعار کی بدولت دنیا میں تیرا ذکرِ خیر ہمیشہ باقی رہے گا۔

(۷) اگر تجھے ذکر خیر کی طلب ہے تو بات صرف یہ ہے کہ سخن وکلام کی قیمت کے عوض تو سونے اور چاندی سے مت دریغ کر۔ یعنی شعروسخن کی دولت کے مقابل سونا و چاندی کچھ حیثیت نہیں رکھتے۔

(۸) تیرے یہ لعل جیسے شیریں لب تریاق کا سرچشمہ ہیں۔ ہم سے کوئی بات کر اور تو طوطی کو شکر (مٹھاس) دینے میں مت دریغ کر۔ طوطی سے اس مٹھاس کو نہ بچائے رکھ۔

(۹) اے حافظ! غم کا غبار دب جائے گا اور تیری حالت بہتر ہو جائے گی (سنبھل جائے گی) تو اسی راستے سے اپنی آنکھوں کے پانی کومت بچائے رکھ۔ یعنی آنسو بہا اور راستے میں چھڑکا ؤ کر کیونکہ آنسو بہانے سے دل کا غم ہلکا ہو جاتا ہے۔

(نوٹ) بعض نسخوں میں شعر نمبر 3, 7 شامل غزل نہیں ہیں اور بعض نسخوں میں یہ شعر زائد ہے: ۔

مسافراں کہ بہ ہمت کنند سیرِ بسیط
برائے مقدمِ ایشاں سفر دریغ مدار

(وہ مسافر لوگ جو بڑی کوشش سے اس وسیع وعریض دنیا کی سیر کرتے ہیں، ان کی پیشوائی کے لیے سفر کرنے سے دریغ مت کر)

-----***-----

غزل نمبر (۱۴)

(۱) عیدست و موسمِ [1] گُل ویاراں در انتظار	ساقی بروئے شاہ ببیں ماہ ومئے بیار
(۲) دِل برگرفتہ بودم از ایّام گُل وَلے	کارے نکرد [2] ہمّتِ پاکان روز گار
(۳) گرفوت شد سحور چہ نقصانِ صبوح ہست	ازمے کنند روزہ کشاں طالبانِ یار
(۴) جز نقدِ جاں بدست ندارم شراب کو	کاں نیز بر کرشمہء ساقی کنم نثار

---

[1] بعض نسخوں میں موسم کی جگہ آخر ہے۔

[2] بعض نسخوں میں نکرد کی جگہ بکرد اور روزگار کی جگہ روزہ دار ہے جو زیادہ موزوں ہے۔

حل لغات:

٭ موسمِ گل ۔بہار ٭ دِل برگرفتہ بودم ۔میں تو دِلگیر تھا ٭ ایامِ گُل ۔فصلِ گُل' بہار کا موسم ٭ سحور۔سحر کی جمع' سحری رمضان مراد ہے ٭ صبوح ۔صبح کی شراب ٭ نقدِ جان ۔جان کی پونجی ٭ کرشمہ۔ناز وادا' کرامات' آنکھ کا اشارہ۔

ترجمہ:

(۱) عید ہے' بہار کا موسم ہے اور دوست انتظار میں ہے ۔اے ساقی! بادشاہ کے چہرہ پر چاند دیکھ اور شراب لا۔یعنی بادشاہ کے چہرے کو دیکھ کر عید کا سماں پیدا ہو گیا ہے تو اس خوشی کے موقع پر شراب لا۔

(۲) میں بہار سے دلگیر ہو چکا تھا لیکن زمانے کی پاک و بزرگ ہستیوں کی دعاؤں نے بھی کچھ کام نہ دکھایا۔یعنی میں نے بہار میں توبہ کرنے اور شراب نہ پینے کا ارادہ کر لیا تھا لیکن اس ارادے پر ثابت قدم نہ رہ سکا۔اور بزرگانِ زمانہ کی دعائیں بھی کوئی اثر نہ دکھا سکیں۔میری توبہ قائم نہ رکھ سکیں۔اور بہار کے آتے ہی میں پھر مے نوشی میں مشغول ہو گیا۔

(۳) اگر سحری فوت (قضا) ہو گئی ہے تو پھر کیا حرج ہے؟ کہ صبح کی شراب تو موجود ہے! کیونکہ محبوب کے طالب شراب سے ہی روزہ افطار کرتے ہیں۔

(۴) میرے پاس جان کی پونجی کے سوا کچھ بھی نہیں ہے۔شراب کہاں ہے؟ کہ میں وہ بھی ساقی پر نچھاور کر رہا ہوں۔یعنی میں مستی میں اس کو بھی ساقی کے کرشمے پر نثار کر دوں۔

(۵) خوش دولتیست خرّم و خوش خسروے کریم — یارب ز چشمِ زخمِ زمانش نگاہ دار
(۶) مَے خور بشعرِ بندہ کہ زیبے دِگر دہد — جامِ مرصّع تو بدیں دُرِّ شاہوار
(۷) دِل درجہاں مبند وز مستی سوال کن — از فیضِ جام و قِصّہ جمشیدِ کامگار
(۸) اے دِل جنابِ عشق بلندست ہمتّے — نیکو شنو حدیث و تو ایں قصّہ گوش دار

حل لغات:

٭ خوش خسروے ۔اچھا بادشاہ ٭ کریم ۔سخی ٭ مَے خور۔شراب پی ٭ زیبے ۔زیب و زینت ٭ جامِ مرصّع ۔جڑاؤ ساغر ٭ دُرِ شاہوار۔قیمتی موتی (غزل) ٭ جمشید۔قدیم ایران کا عظیم الشان بادشاہ ٭ کامگار۔کامیاب و کامران ٭ جنابِ عشق ۔عشق کی بارگاہ ٭ ہمتّے ۔ہمت' حوصلہ چاہیے۔

ترجمہ:

(۵) کیا اچھی اور مبارک دولت اور کیا اچھا سخی بادشاہ ہے ۔اے میرے خدا! اسے تو زمانے کی بُری نظروں سے ہمیشہ ہمیشہ کے لیے دُور رکھ! بچائے رکھ۔

(۶) تو شعر و نغمہ کے ساتھ شراب نوشی کر کیونکہ تیرے مرصع جام کو یہ دُرِ شاہوار (اشعار) اور بھی زیب و زینت بخشیں گے ۔یعنی اور

بھی زیب وزینت بڑھ جائے گی۔

(۷) تو اس جہان سے ہرگز دل نہ لگا اور مستی کے ساتھ سوال کر کہ جام کا فیض کیا ہے اور کامیاب و کامگار جمشید بادشاہ کا قصہ کیا ہے؟ یعنی جامِ شراب کے سامنے جام جمشید کی کوئی حیثیت نہیں ہے۔

(۸) اے دِل! عشق کی بارگاہ بڑی بلند و بالا ہے۔تو ذرا ہمت و حوصلے سے کام لے۔تو یہ بات اچھی طرح سے سن اور اس قصے پر کان لگا۔یعنی عشق کا راستہ بڑا ہی کٹھن اور دشوار ہے اس میں بڑے حوصلے اور ہمت سے کام لینا پڑتا ہے۔

(۹) زانجا کہ پردہ پوشی لُطفِ[۱] عمیم تُست — برنقدِ ما بپوش کہ قلبے ست کم عیار[۲]

(۱۰) ترسم کہ روزِ حشر عناں بَر عناں رود — تسبیحِ شیخ و خرقہء رندِ شراب خوار

(۱۱) حافظ ! چورفت روزہ و گُل نیز می رود — نا چار بادہ نوش کہ از دست رفت کار

حل لغات:

* لُطفِ عمیم۔عام لطف وکرم * نقدِ ما۔ہماری پونجی * قلب۔کھوٹا سکہ * کم عیار۔ملاوٹ والا سکہ یا سونا * عناں برعناں۔ برابر، ساتھ ساتھ * خرقہ۔گدڑی۔

ترجمہ:

(۹) اس لیے کہ تیرے عام لطف وکرم کی پردہ پوشی ہوگی۔تو ہماری پونجی پر بھی پردہ ڈال کیونکہ یہ کھوٹی ہے اور بے قدر و قیمت ہے۔ یعنی اسے بھی قبول کر لے کیونکہ تو بڑا لطف وکرم کرنے والا اور پردہ پوش ہے۔

(۱۰) مجھے اندیشہ ہے کہ حشر کے روز شیخ کی تسبیح اور رند خراب کی گدڑی ایک دوسرے کے ساتھ ساتھ چلیں گے، یعنی باہم برابر ہوں گے۔کیونکہ شیخ پر پُر ریا عبادت کا الزام ہے اور رند کھلم کھلا شراب نوشی کرتا ہے۔اس لیے دونوں کا فعل برابر قرار دے دیا جائے گا۔

(۱۱) اے حافظ! جب رمضان کا مہینہ رخصت ہو چکا ہے اور موسم گُل بھی جا رہا ہے۔تو تو ناچار شراب پی' مجبوراً شراب نوشی کر۔ کیونکہ کام ہاتھ سے نکل گیا ہے۔موقع ہاتھ سے نکلا جا رہا ہے۔

(نوٹ) بعض نسخوں میں شعر نمبر 8 شامل غزل نہیں ہے۔

----***----

۱ بعض نسخوں میں لطف کی جگہ عفو ہے مگر معنویت میں فرق نہیں۔

۲ بعض نسخوں میں مصرع ثانی یوں ہے: بر قلبِ ما بَبخش کہ نقدیست کم عیار۔

غزل نمبر (۱۵)

(۱) عاشقِ یارم مرا باکفر و با ایماں چہ کار — تشنہء دردم مرا با وصل و باہجراں چہ کار
(۲) ازلبِ جاناں نمی یابم نشانِ زندگی — پس مرا اے جانِ من با جان و با جاناں چہ کار
(۳) کُشتہء عشقم مرا از شحنہء دوراں چہ غم — مفلسِ عورم مرا با زمرۂ دیواں چہ کار
(۴) قبلہ ومحرابِ من ابروئے دلدارست وبس — ایں دلِ شوریدہ را با ایں چہ و با آں چہ کار

حل لغات:

٭ چہ کار۔کیا کام ہے ٭ تشنہ۔پیاسا ٭ وصل۔ملاپ ٭ ہجراں۔جدائی ٭ لبِ جاناں۔محبوب کے لب ٭ شحنہ۔کوتوال ٭ عور ننگا' عریاں ٭ زمرۂ دیواں۔دفتر والے سرکاری اہل کار ٭ ابروئے دِلدار۔محبوب کے اَبرو ٭ دلِ شوریدہ۔دیوانہ دِل۔

ترجمہ:

(۱) میں تو بس اپنے یار کا عاشق ہوں مجھے اس کفر اور ایمان سے بھلا کیا کام ہوسکتا ہے؟ میں تو درد کا پیاسا ہوں۔ مجھے ملاپ اور جدائی سے کیا غرض ہوسکتی ہے؟

(۲) میں تو اپنے محبوب کے ہونٹوں سے زندگی کا نشان نہیں پاتا۔پس اے میری جان! مجھے جان اور جاناں سے کیا کام ہوسکتا ہے؟ یعنی جب محبوب مجھے اپنے لبوں کے بوسہ سے زندگی نہیں بخشتا تو جان اور جاناں سے پھر کیا غرض ہے؟

(۳) میں عشق کا مارا ہوا ہوں اور مجھے اس زمانے کے کوتوال کا کیا غم ہوسکتا ہے؟ میں ایک ننگا اور مفلس عاشق ہوں مجھے بھلا ان سرکاری اہلکاروں سے کیا واسطہ؟

(۴) میرا قبلہ اور میری محراب تو بس محبوب کے ابرو ہیں۔اس دیوانے دل کو اِس سے اور اُس سے کیا کام، کیا سروکار؟ بس اسی قدر ہی سروکار ہے اور کچھ نہیں ہے۔

(۵) چونکہ اندر ہر دو عالم یار می باید مرا — با بہشت و دوزخ و با حُور و با غلماں چہ کار
(۶) ہر کہ از خود شد مجرد در طریقِ عاشقی — ازغم و دردش چہ آگاہی و با درماں چہ کار
(۷) صورتِ مرداں چہ خواہی سیرتِ مرداں گزیں — مردِ عاشق پیشہ را با صورتِ ایواں چہ کار
(۸) حافظا! اگر عاشق و مستی دگر رہ باز گوئے — عاشقِ یارم مرا با کفر و با ایماں چہ کار

حل لغات:

٭ غلمان۔بہشتِ بریں کے نوخیز وخوبصورت (امرد) لڑکے جو جنتیوں کی خدمت پر مامور ہوں گے ٭ مجرد۔آزاد' بیگانہ لاتعلق' خود

سے بھی جدا و تنہا ٭ سیرتِ ۔کردار، عادات و اخلاق، طور و اطوار ٭ صورتِ ایواں ۔محل کی تصویر (مراد نقش دیوار) ٭ دگر رہ باز گوئے ۔تو پھر دوسری دفعہ کہہ۔

ترجمہ:

(۵) مجھے چونکہ دونوں جہان میں محبوب کی ہی آرزو ہے اس لیے مجھے بھلا بہشت اور دوزخ کی حوروں اور غلمانوں سے کیا سروکار ہوسکتا ہے؟ کیونکہ میں تو بس محبوبِ حقیقی ہی کا طالب ہوں۔

(۶) جو کوئی بھی عشق کی راہ میں خود سے بھی آزاد و بیگانہ ہوگیا بھلا اُسے درد و غم سے کیا آگاہی اور علاج سے کیا تعلق ہوسکتا ہے؟ یعنی اُسے درد و غم کی کیا خبر اور علاج سے کیا کام؟

(۷) تو مردوں کی صورت کی کیا خواہش رکھتا ہے؟ مردوں کی سیرت کو اپنا بھلا عاشق پیشہ مرد کو محل کی تصویر سے کیا واسطہ؟ یعنی سیرت کے بغیر صورت نقش بر دیوار کے مانند ہے لہٰذا صورت کے بجائے سیرت پر توبہ دینی چاہیے۔

(۸) اے حافظؔ! اگر تو عاشق اور مست ہے تو پھر دوسری مرتبہ کہہ کہ میں تو اپنے یار کا عاشق ہوں اور مجھے اس کفر اور ایمان سے بھلا کیا کام ہوسکتا ہے؟

(نوٹ) بعض نسخوں میں یہ غزل شامل نہیں ہے۔

----٭٭٭----

غزل نمبر (۱۶)

(۱) گر بود عمر بمیخانہ روم بارِ دِگر ۔۔۔ بجز از خدمتِ رنداں نکنم کارِ دِگر

(۲) خرّم آں روز کہ بادیدۂ گریاں بروم ۔۔۔ تا زنم آبِ درِ میکدہ یک بارِ دگر

(۳) معرفت نیست دریں قوم خُدایا مددے[1] ۔۔۔ تا برم گوہرِ خود را بخریدارِ دگر

(۴) عافیت می طلبد خاطرم ار بگزارند ۔۔۔ غمزۂ شوخش و آں طُرّۂ طرّارِ دِگر

حل لغات:

٭ بارِ دگر ۔دوسری بار ٭ کارِ دگر ۔دوسرا کام، کوئی اور کام ٭ خرم ۔خوش و خرم ٭ دیدۂ گریاں ۔روتی ہوئی آنکھ ٭ معرفت ۔پرکھنے اور پہچاننے کا جوہر ٭ عافیت ۔امن و سکون و آرام ٭ طُرّۂ طرار ۔پُر پیچ زلف۔

ترجمہ:

(۱) اگر مجھے اور زندگی مل جائے تو میں دوبارہ میکدہ کو جاؤں گا اور رندوں کی خدمت سرانجام دینے کے سوا کوئی دوسرا کام ہرگز نہ

[1] بعض نسخوں میں ''خدایا مددے'' کی جگہ ''خدارا سبب'' ہے۔

کروں گا۔یعنی اگر مجھے دوبارہ زندگی عطا کردی جائے تو پھر بھی میں رندوں کی خدمت کے سوا کوئی اور کام نہ کروں گا اور اپنی ساری عمر اسی میں گزار دوں گا۔

(۲) وہ دن کتنا اچھا اور مبارک ہوگا کہ جب میں روتی ہوئی آنکھ کے ساتھ میخانے کے دروازہ پر پہنچوں گا اور وہاں دروازے کی خاک پر چھڑکاؤ کروں گا۔

(۳) اس قوم میں پرکھنے اور پہچاننے کا جوہر موجود نہیں ہے۔اے میرے اللہ! میں اپنا یہ گوہر کسی دوسرے خریدار کے پاس لے جاؤں گا۔یعنی یہاں پر کوئی بھی جوہر شناس نہیں۔میں کہیں اور کسی دوسرے قدردان کے پاس جاؤں گا۔

(۴) میرا دِل سکون و آرام کا طلب گار ہے۔اگر مجھے اس کا شوخ غمزہ اور اس کی پیچ دار زلفیں ایسا کرنے کی اجازت عطا کریں تو یعنی اس کے شوخ غمزے اور اس کی پیچ دار زلفوں نے میرا سکون و آرام تباہ کر رکھا ہے۔

(۵) گر مساعد شودم دائرۂ چرخِ کبود — ہم بچرخ[1] آورمش باز بپرکارِ دگر
(۶) رازِ سر بستۂ ما بیں کہ بدستاں گفتند! — ہر زماں با دف و نے برسرِ بازارِ دِگر
(۷) یار اگر رفت وحقِ صحبتِ دیریں نشناخت — حاش لِلّٰہ کہ رَوم من زپےِ یارِ دِگر
(۸) ہر دم از درد بنالم کہ فلک ہرساعت — کندم قصدِ دلِ زار بآزارِ دِگر
(۹) باز گویم نہ دریں واقعہ حافظ تنہاست — غرقہ گشتند دریں بادیہ بسیارِ دِگر

حل لغات:

٭ مساعد۔موافق ٭ چرخ کبود۔نیلا آسماں ٭ رازسربستہ۔پوشیدہ راز ٭ دف۔ڈفلی ٭ نَے۔بانسری ٭ حاش لِلّٰہ۔خدا کی پناہ' خدا نہ کرے ٭ ہرساعت۔ہر گھڑی ٭ قصد۔ارادہ ٭ غرقہ۔غرق ٭ بادیہ۔جنگل۔

ترجمہ:

(۵) اگر یہ نیلا آسمان میرا ساز گار وموافق ہوجائے تو میں اسے پھر دوسری پرکار سے چکر میں لاؤں۔یعنی اگر میرا یہ بخت میری یاوری کرے تو پھر کسی نہ کسی تدبیر سے محبوب کو قابو میں لاؤں۔

(۶) ہمارے پوشیدہ راز کو دیکھو کہ جسے نغمے کی طرح ڈفلی اور بانسری کے سازوں کے ساتھ گایا گیا۔اور سر بازار اسے داستان کی طرح سنایا گیا۔یعنی میرے رازِ محبت کو تمام دنیا میں نشر کردیا گیا۔سمجھ میں نہیں آتا کہ میرے اس رازِ عشق سے زمانہ کیسے آگاہ ہوگیا۔

(۷) محبوب اگر چلا گیا ہے تو اُس نے ہماری پرانی صحبت کے حق کو نہیں پہچانا۔خدا نہ کرے کہ میں اب کسی دوسرے محبوب کے پیچھے

---

[1] بعض نسخوں میں بچرخ کی جگہ بدست ہے۔

ہولوں (جاؤں) یعنی مجھ سے یہ نہیں ہوسکتا کہ میں کسی دوسرے سے دوستی کرلوں۔ یعنی محبوب کی بے وفائی سے دل برداشتہ ہو کر بھی کسی اور کو دوست نہیں بناؤں گا۔

(۸) میں درد سے ہر گھڑی آہ و فریاد کرتا ہوں اور یہ آسمان ہر پل نئے دکھ اور درد کے ساتھ میرے دل زار کو تڑپانے اور ستانے کا ارادہ کرتا ہے۔

(۹) میں یہ پھر کہہ رہا ہوں کہ حافظ اس واقعہ میں اکیلا و تنہا نہیں ہے بلکہ اس جنگل میں اور بھی بہت سے لوگ غرق ہو چکے ہیں۔ یعنی ایک مجھے ہی محبوب کا عشق نہیں لگا اور بھی بہت سوں کو اس عشق نے تباہ و برباد کر کے رکھ دیا ہے۔

-----***-----

غزل نمبر (۱۷)

(۱) نصیحتے کنمت بشنو و بہانہ مگیر — ہر آنچہ ناصحِ مشفق بگویدت بپزیر
(۲) ز وصلِ رائے جواناں تمتعے بردار[۱] — کہ در کمینگہِ عمرست مکرِ عالمِ پیر
(۳) نعیمِ ہر دو جہاں پیشِ عاشقاں کم جوئے[۲] — کہ ایں متاع قلیل ست و آں بہائے حقیر
(۴) معاشرے خوش و رودے بساز می خواہم — کہ دردِ خویش بگوئیم بنالہء بم وزیر

حل لغات:

* ناصح مشفق۔ شفقت بھری نصیحتیں کرنے والا * بپزیر۔ قبول کر * تمتعے۔ فایدہ * کمینگہ۔ گھات کی جگہ * مکرِ عالم پیر۔ بوڑھی دنیا کا فریب * نعیم۔ نعمتیں * متاع۔ پونجی * قلیل۔ کم * بہائے حقیر۔ ذلیل شے * معاشرے خوش۔ اچھا دوست * بم وزیر۔ ساز کا اونچا اور نیچا سر۔

ترجمہ:

(۱) میں تجھے ایک نصیحت کر رہا ہوں اور تو اسے دھیان سے سن اور بہانہ نہ کر کہ تجھے مہربان ناصح جو کچھ بھی کہے اُسے قبول کرلے۔ اس کی نصیحت پر عمل پیرا ہو۔

(۲) نوجوانوں کے چہرہ کے وصل سے فایدہ اُٹھا کہ یہ بھوڑی کھوسٹ دنیا ہر وقت تیری زندگی کی گھات میں بیٹھی ہوئی ہے اور کسی وقت بھی تجھ پر حملہ آور ہوسکتی ہے۔ یعنی وقت کو غنیمت اور جان اس کی قدر کر۔

(۳) ان عاشقوں کے پاس سے دونوں جہان کی نعمتیں تلاش مت کر کیونکہ یہ بہت کم اور تھوڑی پونجی ہے اور ادنیٰ و ذلیل شے ہے۔

---

[۱] بعض نسخوں میں مصرع اول یوں ہے: وصالِ روئے جواناں غنیمتے دانید۔
[۲] بعض نسخوں میں ''کم جوئے'' کی جگہ بجوئے اور بعض ہیں ہیچ ست ہے اور بہائے حقیر کی جگہ عطائے کثیر ہے۔

یعنی عاشقوں کے آگے یہ دونوں جہاں کچھ بھی نہیں ہیں۔

(۴) میں ایک خوبصورت دوست اور اچھا و دلکش ساز چاہتا ہوں تاکہ اس کے اونچے اور نیچے سُروں میں اپنے دل کے درد کا حال بیان کرسکوں۔

(۵) بران سرم کہ ننوشم مے و گنہ نکنم — اگر موافقِ تدبیرِ من شود تقدیر
(۶) دلِ رمیدۂ مارا کہ پیش می گیرد — خبر دہید ز مجنونِ خستہ از زنجیر
(۷) چوں قسمتِ ازلی بے حضورِ ما کردند — گر اند کے نہ بوفقِ رضاست خُردہ مگیر
(۸) بعزم توبہ نہادم قدح زکف صدبار — ولے کرشمہء ساقی نمی کند تقصیر

حل لغات:

* برآں سرم۔ میرا یہ ارادہ ہے' میں اس خیال میں ہوں * دلِ رمیدہ۔ وحشی دِل' آوارہ' بھاگا ہوا * قسمتِ ازلی۔ ازل کی تقسیم * بے حضورِ ما۔ ہماری عدم موجودگی میں * خردہ مگیر۔ مواخذہ نہ کر' اعتراض نہ کر * قدح۔ شراب کا بڑا پیالہ * کرشمہ۔ ناز و ادا' کرامت۔

ترجمہ:

(۵) میں اس خیال میں ہوں کہ شراب نوشی نہ کروں اور گناہ نہ کروں۔ اب دیکھو کہ اگر میری تقدیر تدبیر کے موافق ہو تو سب کچھ ہوسکتا ہے۔ یعنی اگر خدا کو منظور ہوا اور اگر تقدیر اس کے خلاف نہ ہوئی تو ترکِ مینوشی ہوسکتی ہے۔

(۶) ہمارے وحشی و آوارہ دل کو بھلا کون روک سکتا ہے؟ کون گرفتار کرسکتا ہے؟ تم ذرا یہ خبر زنجیر میں جکڑے ہوئے مجنون کو دے دو۔ یعنی ہمارا دیوانہ وحشی دل بے قابو ہوکر بھاگ گیا ہے کوئی ہمت کرے اور اس مجنوں کو آ کر پکڑے اور ہمیں بتائے کہ اس کا کیا حال ہے؟

(۷) جب روز ازل ہی ہماری قسمت ہماری عدم موجودگی میں تحریر کردی گئی ہے تو اگر اب ہم سے تیری رضا کے خلاف کوئی عمل (بات) ہوجائے تو ہم سے مواخذہ نہ کرنا۔ اعتراض نہ کرنا۔

غالب نے بھی خوب کہا ہے:

پکڑے جاتے ہیں فرشتوں کے لکھے پر ناحق
آدمی کوئی ہمارا بھی دم تحریر تھا

(۸) توبہ کے ارادہ سے میں نے شراب کے پیالے کو سو بار ہاتھوں سے چھوڑ رکھا لیکن ساقی کے ناز و ادا اور نخرے ہرگز تقصیر نہیں کرتے۔ یعنی ساقی کی کرشمہ سازیوں کا نتیجہ ہے کہ میں ابھی تک شراب نوشی پر قائم ہوں۔

(۹) چو لالہ در قدحم ریز ساقیا مئے ناب — کہ نقشِ خالِ نگارم نمی رود زضمیر

(۱۰) مئے دوسالہ و محبوبِ چاردہ سالہ ۔ ہمیں بس ست مرا صحبتِ صغیر و کبیر
(۱۱) نگفتمت کہ حذر کن ززُلفِ او اے دِل ۔ کہ می کنند دراں حلقہ باد در زنجیر
(۱۲) بیار ساغرِ یا قوت وفیض دُرِّ خوشاب[1] ۔ حسود گو کرمِ آصفی ببین و بمیر

حل لغات:

* مئے ناب۔خالص شراب * مئے دوسالہ۔دوسال پرانی شراب' ذوآتشہ * محبوب چاردہ سالہ۔چودہ سالہ محبوب * صغیرو کبیر۔چھوٹا اور بڑا' چھوٹے بڑے لوگ' دومعروف کتابوں کے بھی نام ہیں' صغریٰ کبریٰ * حذرکن۔ڈرتارہ' پرہیز کر * ساغریا قوت۔یاقوت کا بنا ہوا ساغر' سرخ شراب سے بھرا ہوا ساغر ہو یا کوئی دکھائی دیتا ہو * دُرِّ خوشاب۔بہت آب وتاب رکھنے والا موتی' عمدہ اشعار مراد ہیں * حسود۔حسد کرنے والا * آصفی۔آصف حضرت سلیمان علیہ السلام کا وزیر تھا لیکن یہاں پر سلطان قطب الدین والیٔ اصفہان کا وزیر عمادالدین محمود (ممدوحِ حافظ) مراد ہے۔

ترجمہ:

(۹) اے ساقی! تو میرے پیالے میں گل لالہ جیسی سرخ شراب ڈال دے کیونکہ میرے دل سے اُس محبوب کے تل کا خیال دور نہیں ہوسکتا۔نہیں مٹتا۔

(۱۰) دوسال کی پرانی شراب ہو اور چودہ سال کا محبوب ہو۔بس مجھے چھوٹے بڑے کی یہی صحبت کافی ہے۔اور مجھے کچھ نہیں چاہیے۔

(۱۱) اے دِل کیا میں نے تجھ کو نہیں کہا تھا کہ اس کی زلفوں سے ڈرتا رہ کیونکہ اس کی زلف کے حلقہ میں ہوا تک کو بھی قید کر لیتے ہیں۔یعنی محبوب کی زلف بڑی دور رس ہے اور ہر کسی کو جکڑ لیتی ہے۔

(۱۲) یاقوت کا بنا ہوا ساغر اور بہت آب وتاب رکھنے والے موتی کا فیض لا۔اور حسد کرنے والوں سے کہہ دے کہ آصف کا لطف و کرم دیکھے اور مرجائے۔یعنی عمادالدین محمود آصف بڑا ہی سخی اور کریم ہے۔

(۱۳) بنوش بادہ و عزمِ وصالِ جاناں کن ۔ سخن شنو کہ زنندت زبامِ عرش صفیر
(۱۴) حدیثِ توبہ دریں بزم گاہ مگو واعظ[2] ۔ کہ ساقیانِ کماں ابرویت زنند بہ تیر
(۱۵) چہ جائے گفتۂ خاجو و شعرِ سلمان ست ۔ کہ شعرِ حافظِ شیراز بہ ز شعرِ ظہیر

حل لغات:

* بادہ۔شراب * جاناں۔محبوب * صفیر۔آواز * حدیث۔بات' قصہ' کہانی * گفتۂ خاجو۔خواجو کے اشعار' حافظ کے پیشترو

---

1. بعض نسخوں میں مصرع اول یوں ہے: بیار ساغرِ دُرِّ خوشاب اے ساقی!
2. بعض نسخوں میں واعظ کی جگہ حافظ ہے اور شعر بطور مقطع آیا ہے۔

فارسی کے مشہور شاعر خواجو۔ ٭ سلمانؔ۔ مشہور فارسی غزلگو شاعر (ان دونوں شعراء کی حافظ نے بہت حد تک غزل میں تقلید کی ہے خصوصاً خواجو کی) ٭ ظہیر: ظہیر فاریابی فارسی ادب کا مشہور شاعر۔

ترجمہ:

(۱۳) تو شراب نوشی کر اور محبوب کے وصل کا ارادہ کر لے۔ بات سُن کہ تجھے بامِ عرش سے آواز دے رہے ہیں۔ یعنی محبوب کے وصل کے لیے اور شراب نوشی کرنے کے لیے تجھے عرش سے آواز دی جا رہی ہے۔

(۱۴) اے واعظ! تو اس محفل میں توبہ کا ذکر نہ کر کیونکہ کمان والے ساقی کے ابرو تجھے تیر ماریں گے۔ تیروں سے مار ڈالیں گے۔

(۱۵) خواجو کے اشعار اور سلمانؔ کے شعروں کا مقام ہی کیا ہے؟ کیونکہ حافظ شیرازی کے اشعار تو ظہیر کے کلام سے بھی بہتر مقام کے حامل ہیں۔ یعنی حافظ شیرازی کا کلام ان تینوں شاعروں کے کلام پر فوقیت رکھتا ہے۔ اور یہ ایک حقیقت بھی ہے۔ شاعرانہ تعلّی ہرگز نہیں ہے۔

(نوٹ) بعض نسخوں میں شعر نمبر 11, 13, 15 شاملِ غزل نہیں ہیں اور بعض میں شعر 10 کی جگہ شعر 11 ہے:

----٭٭٭----

غزل نمبر (۱۸)

(۱) یوسفِ گُم گشتہ باز آید بکنعاں غم مخور — کلبہء احزاں شود روزے گُلستاں غم مخور

(۲) اے[1] دلِ غم دیدہ حالش بہ شود دِل بد مَکن — ویں سرِ شوریدہ باز آید بساماں غم مخور

(۳) دورِ گردوں گر دو روزے برمرادِ ما نگشت[2] — دائماً یکساں نماند کارِ دوراں غم مخور

(۴) گر بہارِ عمر باشد باز برطرفِ تختِ چمن — چترِ گُل برسرکشی اے مُرغِ خوشخواں غم مخور

حل لغات:

٭ یوسفِ گُم گشتہ: کھویا ہوا یوسف ٭ کلبہ احزاں۔ غموں کی کوٹھڑی ٭ کنعان۔ حضرت یوسف علیہ السلام کا شہر' اس شعر میں حضرت یوسف علیہ السلام کے مشہور واقعہ کی تلمیح ہے۔ لیکن یہاں پر حضرت یوسف سے مراد محبوب ہے ٭ بہ شود۔ بہتر ہو جائے گی' سدھر جائے گی ٭ سرِ شوریدہ۔ دیوانہ سر ٭ دورِ گردوں۔ آسمان کی گردش ٭ دائما۔ ہمیشہ ٭ دوراں۔ زمانہ ٭ چتر۔ چھتر' چھتری جو بادشاہوں کے جلوس کے وقت ان کے سروں پر سایہ فگن ہوتی ہے۔

---

[1] بعض نسخوں میں اے کی جگہ ایں ہے۔

[2] بعض نسخوں میں نگشت کی جگہ نرفت اور ''نماند کار'' کی جگہ ''نباشد حال'' ہے۔

ترجمہ:

(۱) کھویا ہوا یوسف پھر کنعان میں لوٹ آئے گا تو غم نہ کر اور یہ غموں کی کوٹھڑی ایک دن گلستان بن جائے گی تو غم نہ کھا۔ یعنی وہ محبوب جس کی جدائی میں میری یہ حالت ہوگئی ہے وہ پھر لوٹ آئے گا اور میرے غموں کی کوٹھڑی ایک دن مسرت وشادمانی کا مرکز بن جائے گی۔

(۲) اے میرے غم کے مارے ہوئے دِل! تیری یہ حالت بہتر ہو جائے گی تو بددل مت ہو۔ اس دیوانے سر کو پھر سے ساز و سامان میسر آجائے گا یعنی سامان راحت وخوشی مل جائے گا۔

(۳) اس آسمان کی گردش ایک دو دن بھی اگر ہماری مراد ومنشاء کے مطابق نہیں ہوئی تو تو غم نہ کر' مطلب یہ کہ زمانے کا حال ہمیشہ ایک جیسا نہیں رہتا۔ غم نہ کھا۔

(۴) اگر عمر کی بہار ہوئی (باقی ہے) تو پھر چمن کے تخت پر اے بُلبُل پھولوں کا تاج پھر تیرے سر پر ہوگا تو غم نہ کھا۔ یعنی یوں زندگی میں پھر بہار آجائے گی تو غم نہ کر۔

(۵) ہاں مشو نومید چوں واقف نہ از سرِ غیب	باشد اندر پردہ بازیہائے پنہاں غم مخور
(۶) ہر کہ سرگرداں بعالم گشت و غمخواری نیافت	آخر الامر او بغمخواری رسد ہاں غم مخور
(۷) در بیاباں گر بشوقِ کعبہ خواہی زد قدم	سرزنشہا گر کند خارِ مغیلاں غم مخور
(۸) حالِ ما در فرقتِ جاناں وابرامِ رقیب	جُملہ می داند خدائے حال گرداں غم مخور

حل لغات:

* نومید۔ نا اُمید * بازیہائے پنہاں۔ پوشیدہ کھیل * ہاں۔ خبردار * سرگرداں۔ حیران وپریشان * آخرالامر۔ آخرکار * سرزنش۔ ملامت' بُرا بھلا کہنا * خارِ مغیلاں۔ کیکر کے کانٹے * ابرام۔ ستانا، تنگ کرنا۔ * خدائے حال گرداں۔ حالت کو بدلنے والا خدا۔

ترجمہ:

(۵) خبردار! تم کبھی نا اُمید نہ ہو۔ جب کہ تو غیب کے بھیدوں سے واقف نہیں ہے۔ پردے کے اندر پوشیدہ کھیل ہوتے ہیں تو غم نہ کھا۔ یعنی تجھے کیا خبر کہ پس پردہ تیرے لیے ایسے خوشگوار احوال موجود ہوں کہ جو تیرے تصور میں بھی نہ ہوں۔ یعنی نا امیدی گناہ ہے۔

(۶) جو شخص اس جہان میں حیران وپریشان پھرا اور اُسے کوئی غمخوار تک نہ ملا، اُسے گھبرانا نہیں چاہیے کہ آخر اُسے ضرور بالضرور غمخوار مل جائے گا تو غم نہ کھا۔

(۷) اگر تو کعبۃ اللہ جانے کے شوق میں بیابان نوردی کرے (قدم رکھے) اور کیکر کے کانٹے تجھے بُرا بھلا کہیں (تجھے تکلیف پہنچائیں) تو تو غم نہ کھا۔

(۸) محبوب کے ہجر میں ہمارا حال اور رقیب کا ستانا (تنگ کرنا) یہ سب کچھ حالت کو بدل دینے والا خدا تعالیٰ ہی جانتا ہے تو غم نہ کھا۔یعنی ہم سخت تکلیف میں مبتلا ہیں۔اور ہمارا جو حال ہے وہ اللہ ہی جانتا ہے یا ہم جانتے ہیں۔

(۹) اے دل ار سیلِ فنا بنیادِ ہستی برکند — چوں ترا نوح ست کشتیباں زطوفاں غم مخور

(۱۰) گرچہ منزل بس خطرناکست و مقصد ناپدید[۱] — ہیچ راہے نیست کو را نیست پایاں غم مخور

(۱۱) حافظا در کنجِ فقرو خلوتِ شبہائے تار — تابود وِردت دعا و درسِ قُرآں غم مخور

حل لغات:

* ار۔اگر * سیل فنا۔فنا کا طوفان' سیلاب * ناپدید۔گم' جو ظاہر نہ ہو * پایاں۔اختتام۔انجام * کورانیست پایاں: کہ اورا پایاں نیست،جس کی انتہا نہ ہو۔ * کُنج۔گوشہ' کونہ * خلوت۔تنہائی۔شبہائے تار۔اندھیری راتیں۔

ترجمہ:

(۹) اے دِل!اگر فنا کا سیلاب تیری بنیاد کو جڑوں سے اکھیڑ ڈالے تو تجھے اس کی بالکل پرواہ نہیں کرنی چاہیے کیونکہ حضرت نوح علیہ السلام تیرے کشتیبان ہیں تو غم نہ کھا۔

(۱۰) اگر چہ منزل بہت ہی خطرناک ہے اور زندگی کا دلی مقصد گم ہے۔تاہم گھبرانے کی کوئی بات نہیں ہے کیونکہ کوئی ایسا راستہ نہیں ہے کہ جس کا اختتام وانجام نہ ہو تو غم نہ کھا۔

(۱۱) اے حافظ! فقر کے کونے اور اندھیری راتوں کی تنہائی میں جب تک تیرا ورد دعا و درس قرآن ہے تجھے کوئی فکر نہ کرنی چاہیے۔تو غم نہ کھا۔

(نوٹ) بعض نسخوں میں شعر نمبر 6 شامل غزل نہیں ہے۔

-----***-----

ردیف زائے (ز)

غزل نمبرا

(۱) اے سروِ نازِ حُسن کہ خوش میروی بناز — عشاق را بنازِ تو ہر لحظہ صد نیاز

(۲) فرخندہ باد طالع نازت[۲] کہ در ازل — ببریدہ اند بر قدِ سروت قبائے ناز

---

۱ بعض نسخوں میں ناپدید کی جگہ بس بعید ہے۔

۲ بعض نسخوں میں ''طالع نازت'' کے بجائے ''طلعت خوبت'' ہے۔

(۳) آں را کہ بوئے عنبرِ زُلفِ تو آرزوست | چوں عود گو بر آتشِ سوزاں [1]بسوز و ساز
(۴) از طعنۂ رقیب نگرد عیار کم! | چوں زر اگر برند مرا در دہانِ گاز

حل لغات:

* خوش میروی بناز۔اداوانداز سے ٹہل رہا ہے * نیاز۔عاجزی * فرخندہ۔مبارک * طالع۔بخت * عنبر۔خوشبو' ایک مشہور خوشبو کا نام * عُود۔خوشبودار لکڑی جسے آگ پر جلاتے ہیں اور وہ خوشبو دیتی ہے، اگربتی * آتش سوزاں۔جلا دینے والی آگ * عیار کم۔کم قیمت * گاز۔ایک قسم کی قینچی۔

ترجمہ:

(۱) اے نازِ حُسن کے سرو! تو جس ناز سے خوش خوش ٹہل رہا ہے عاشقوں کو اس پر ہر پل اور ہر لحہ سینکڑوں نیاز ہیں۔یعنی عاشق ہر لحہ اے محبوب تیرے ناز پر سینکڑوں ہدیہ ہائے نیاز پیش کرتے ہیں۔تو فخر وناز کرتا ہے اور عاشق نیازمندی کا مظاہرہ کرتے ہیں۔

(۲) تیرا نازوں بھرا بخت تجھے مبارک ہو کیونکہ ازل میں ہی تیرے سروقد پر قبائے ناز بڑے موزوں انداز سے قطع کی گئی ہے۔یعنی اے محبوب تجھے روز ازل (شروع سے ہی) اللہ تعالیٰ نے نہایت حسین وجمیل بنایا ہے اور تجھے ناز وادا کی وہ قبا عطا کی ہے جو کہ تیرے سروقد کے لیے نہایت ہی جاذبِ نظر اور موزوں ہے۔

(۳) جس کسی کو بھی تیری عنبرین زلفوں کی خوشبو کی آرزو ہے اُن سے کہہ دو کہ وہ عُود کی طرح ہمیشہ جلا دینے والی آگ پر جلا کرے۔یعنی اے محبوب! جسے تیرے وصال کی آرزو ہے اُسے چاہیے کہ وہ پہلے عشق کی آگ میں جلے۔

(۴) رقیب کے ان طعنوں سے میری قدر و قیمت کم نہ ہو سکے گی اگرچہ سونے کی طرح مجھ کو ریزہ ریزہ کاٹ دیا جائے یعنی اگر مجھے ٹکڑے ٹکڑے بھی کر دیا جائے تو بھی میری محبت میں کمی نہ آئے گی۔

(۵) پروانہ را ز شمع بود سوزِ دل ولے | بے شمع عارضِ تو دلم را بود گداز
(۶) دِل کز طوافِ کعبۂ کویت وقوف یافت | از شوقِ آں حریم ندارد سر حجاز
(۷) ہر دم بخونِ دیدہ چہ حاصل [2]وضو چونیست | بے طاقِ ابروئے تُو نمازِ مرا جواز
(۸) صوفیِ ماکہ [3]توبہ زِ مے کردہ بُود دوش | بشکست عہد چوں درِ میخانہ دید باز
(۹) چوں بادہ مست [4]برسرِ خم رفت کف زناں | حافظ کہ دوش ازلبِ ساغر شنید راز

---

[1] بعض نسخوں میں سوزاں کی جگہ سودا ہے۔ [2] بعض نسخوں میں حاصل کے بجائے حاجت ہے۔
[3] بعض نسخوں میں صوفیِ ماکہ کے بجائے "صوفی کہ بے تو" ہے۔
[4] بعض نسخوں میں مست کے بجائے باز ہے۔

حل لغات:

* عارض۔رخسار * گداز۔نرمی'سوز وگداز * وقوف۔واقفیت'شعور'آگاہی' * حریم۔چاردیواری * طاق ابروئے۔بھنوؤں کی محراب * جواز۔جائز ہونا * دوش۔کل رات * بادہ۔شراب * خم۔مٹکا۔

ترجمہ:

(۵) پروانے کوتو شمع سے دل کا سوز حاصل ہوتا ہے لیکن اے محبوب! میرے دِل کو تیرے رخسار کی شمع کے بغیر (ہجر آتش سے) سوز وگداز عطا ہوتا ہے۔

(۶) میرا دل جس نے تیرے کوچے کے کعبہ کے طواف سے آگاہی حاصل کی ہے، اُس حریم ناز کے شوق سے یہ حجاز جانے کا کوئی خیال نہیں رکھتا۔یعنی حریم ناز کے شوق میں اس کا حجاز جانے کا کوئی ارادہ نہیں ہے۔

(۷) ہر گھڑی اور ہر پل آنکھوں کے خون سے وضو کرنے سے کیا حاصل ہوگا جبکہ تیرے ابروؤں کی محراب کے بغیر میری نماز جائز ہی نہیں ہوتی۔

(۸) ہمارا صوفی جس نے کل رات شراب نوشی سے توبہ کی تھی، جب اُس نے شراب خانے کا دروازہ کھلا دیکھا تو اُس نے توبہ کو توڑ ڈالا۔

(۹) حافؔظ مست شراب کی طرح بیخود ہو کر شراب سے بھرے مٹکے کے سر پر تالیاں بجاتا ہوا گیا جب کل رات اُس نے جام کے لب سے راز کی بات سنی تو۔یعنی لبِ ساغر سے جب سرورِ مے کا پتہ چلا تو مستانہ وار تالیاں بجاتا ہوا شراب کے مٹکے تک جا پہنچا تا کہ مزید شراب پیئے

----***----

غزل نمبر (۲)

(۱) براہِ میکدہ عشاق راست در تگ و تاز — ہماں نیاز کہ حجاج را براہِ حجاز

(۲) چہ گویمت کہ ز سوزِ دروں چہ می بینم — ز اشک پرس حکایت کہ من نیم غماز

(۳) غرض کرشمہء حسن ست ورنہ حاجت نیست — جمالِ دولتِ محمود را بزلفِ ایاز

(۴) بپیچ در نروم بعدازیں زحضرتِ دوست — چو کعبہ یافتم آیم ز بُت پرستی باز

حل لغات:

* تگ وتاز * دوڑ دھوپ * حجاج۔حاجی کی جمع * سوزِ دروں۔باطنی جلن * غماز۔چغلخور * حضرتِ دوست۔محبوب کا آستانہ۔

ترجمہ:

(۱) میخانے کے راستے میں عاشقوں کی دوڑ میں وہی نیاز ہوتا ہے جو کہ حجاز مقدس کے راستے میں حاجیوں میں پایا جاتا ہے۔یعنی عاشق لوگوں کی دوڑ دھوپ میں وہی عاجزی ہوتی ہے جو کہ حجاز کے راستے میں حاجیوں میں پائی جاتی ہیں۔گویا عشاق بھی حجاج ہی کی طرح ہیں۔

(۲) میں کیا کہوں کہ میں اندرونی سوزش سے کیا کچھ دیکھ رہا ہوں یعنی مجھے کس سوزِ دل کی دولت میسر آ گئی ہے۔تم میرے ان آنسوؤں سے ہی پوچھ لو(جو قصہ ہے)میں کوئی چغلخور نہیں ہوں۔یعنی میرے یہ آنسو میری اندرونی سوزش کے ترجمان ہیں انہی سے پوچھ لو۔

(۳) اس سے صرف حسن کا کرشمہ مقصود ہے ورنہ محمود کی دولت کے جمال کو ایاز کی زلفوں کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔یعنی اللہ تعالیٰ کو حسن کی معجز نما طاقت کا اظہار منظور تھا کہ اگر حسن غلام میں بھی ہو تو بادشاہ کو اس کا غلام کر دیتا ہے۔

محمود غزنوی کہ ہزاراں غلام داشت — عشق چناں گزشت کہ غلامِ غلام شد

(۴) میں اس کے بعد اب محبوب کے دروازہ سے کسی اور کے در پر نہیں جاؤں گا۔جب مجھے کعبہ مل گیا ہے تو پھر بت پرستی کی کیا ضرورت ہے؟اس سے باز آ جاؤں گا۔

(۵) شبے چنیں بہ سحر گہ زبخت می خواہم — کہ با تو شرحِ سرانجامِ خود کنم آغاز

(۶) تنم زہجرِ تو چشم از جہاں فرو می دوخت — اُمیدِ دولتِ وصلِ تو داد جانم باز

(۷) چہ حلقہ ہا کہ زدم بر درِ دل از سرِ سوز — بوئے روزِ وصالِ تو در شبان دراز

(۸) چوں غنچہ سرِّ نہفتہ نہاں کجا ماند — دلِ مرا کہ نسیمِ صباست محرمِ راز

(۹) زشوقِ مجلسِ آں ماہِ خرگہے حافظ — گرت چو شمع جفائے رسد بسوز و ساز

حل لغات:

٭ شبے چنیں۔ایسی رات ٭ چشم از جہاں فرومیدوخت۔جہان سے آنکھیں بند کر لی ہیں ٭ حلقہ۔زنجیر،کنڈی ٭ حلقہ زدن۔دروازہ کھٹکھٹانا ٭ سرِ نہفتہ۔پوشیدہ بھید ٭ خرگہے:خرگاہ،بڑا خیمہ۔٭ ماہ خرگہے۔وہ چاند جس کے گرد حالہ ہو،مراد چاند جیسا محبوب۔

ترجمہ:

(۵) میں صبح کی دُعا میں اپنے نصیب سے ایک ایسی رات کا خواہش مند ہوں،طالب ہوں کہ جس میں تجھ سے اپنے انجام کا حال بیان کرنا شروع کر دوں۔یعنی داستان حیات اور احوال قلب سنانا شروع کر دوں اور انجام تک سنا ڈالوں۔

(۶) میرے تن بدن نے تیری جدائی میں اس جہان سے اپنی آنکھیں بند کر لی ہیں اور تیرے وصل کی دولت کی اُمید نے مجھ میں

تازہ روح پھونک دی ہے۔یعنی تیرے وصل کی اُمید نے مجھے دوبارہ جان عطا کی ہے۔

(۷) میں نے ہجر کی طویل راتوں میں روزِ وصل کی امید کرتے ہوئے دِل کے دروازے پر سوز و گداز کے ساتھ بارہا دستک دی ہے۔لیکن مجھے کوئی جواب نہ مل سکا ہے۔یعنی امید وصل میں اس کے دروازے پر لمبی راتوں میں فریاد کی ہے۔

(۸) غنچے کی طرح دل کا پوشیدہ بھید کہاں تک چھپا رہ سکتا ہے۔ جب کہ بادِ صبا اس کی محرم راز ہے۔یعنی جس طرح بادِ صبا اس کی خوشبو کو دور اُڑا لے جاتی ہے اسی طرح نسیم سحری عاشق کا راز فاش کر دیتی ہے۔

(۹) اے حافظؔ! اُس ہالہ دار چاند (مہوش محبوب) کی بزم کے شوق میں شمع کی طرح تجھ پر جو ظلم و ستم بھی ڈھایا جائے (ٹوٹ پڑے) تو خود کو جلائے جا اور نباہے جا۔

(نوٹ) بعض نسخوں میں یہ غزل شامل نہیں ہے۔

----***----

غزل نمبر (۳)

(۱) بر نیامد از تمنائے لبت کامم ہنوز	بر اُمیدِ جامِ لعلت دُردی آشامم ہنوز
(۲) روز اوّل رفت دینم درسرِ زلفینِ تو	تاچہ خواہد شد دریں سودا سرانجامم ہنوز
(۳) ازخطا گفتم شبے موئے ترا مشکِ ختن	می زند ہر لحظہ تیرے[۱] مو بر اندامم ہنوز
(۴) نامِ من رفتست روزے برلبِ جاناں بسہو	اہلِ دل را بوئے جاں می آید از نامم ہنوز

حل لغات:

٭ کامم۔میرا مقصد ٭ ہنوز۔اب تک ٗ ابھی تک ٭ دردِ آشامم ہنوز۔میں اب تک تلچھٹ پینے والا ہوں ٭ روزِ اوّل۔ازل کے روز ٭ سودا۔جنون ٭ مُشکِ ختن۔ختن کا مشک ٗ خالص مشک ٭ بر اندام۔میرے جسم پر ٭ بسہو۔بھولے سے۔

ترجمہ:

(۱) تیرے لبوں سے اے محبوب! میرا ابھی تک دلی مقصد پورا نہ ہوسکا اور میں تیرے لب لعلیں کی اُمید میں ابھی تک تلچھٹ پی رہا ہوں۔یعنی آرزو تھی کہ تیرے لبوں کا بوسہ لُوں لیکن ابھی تک میں ناکام ہوں اور تلچھٹ پی رہا ہوں۔

(۲) روزِ اول ہی تیری زلف کی لگن میں میرا دین کھو گیا۔اب دیکھئے کہ اس جنون کا کیا انجام ہوتا ہے! یعنی میں ازل کے روز ہی تیری زلفوں کا اسیر ہو گیا تھا اور اب دیکھیے کہ اس محبت میں میرا کیا انجام ہوتا ہے۔

(۳) اے محبوب! ایک رات میں نے غلطی سے بالوں کو مشک ختن کہہ دیا تھا۔اس وقت سے اب تک وہ ہر لحظہ میرے جسم پر تیر برسا

---

[۱] بعض نسخوں میں بجائے ''تیرے کے'' نیشے ہے۔

رہا ہے۔یعنی میں نے جو تیری زلفوں کو مشک ختن کہا تو اس کی سزا میں تیرے بال مجھ پر تیر چلا رہے ہیں۔

(۴) محبوب کے لبوں پر ایک دن بھولے سے میرا نام آ گیا تھا۔اور ابھی تک اہل دل کو میرے نام سے جان کی خوشبو آ رہی ہے۔

(۵) پرتوِ روئے تُرا در خلوتم دید آفتاب — می دود[1] چوں سایہ ہر دم برلبِ بامم ہنوز

(۶) درازل دادست ما را ساقیِ لعلِ لبت — جُرعہ جامے کہ من سرگرم[2] آں جامم ہنوز

(۷) ساقیا یک جُرعہ دہ[3] زاں آبِ آتش گوں کہ من — درمیانِ پختگانِ عشقِ او خامم ہنوز

(۸) اے کہ گفتی جان بدہ تا باشدت آرامِ دِل — جاں بغمہایش سپردم نیست آرامم ہنوز

(۹) درقلم آورد حافظؔ! قصۂ لعلِ لبش — آبِ حیواں می رود ہردم زاقلامم ہنوز

حل لغات:

* پرتو۔عکس، جھلک * لعل لبت۔تیرے سرخ لب * جُرعہ۔گھونٹ * اُبِ آتش گوں۔آتشیں پانی (شراب) * تاباشدت آرامِ دِل۔تاکہ مجھ کو سکون دل حاصل ہو * لعل لبش۔اس کے سرخ ہونٹ * آبِ حیواں۔آبِ حیات * اقلام۔اقلام جمع قلم میرے قلم۔

ترجمہ:

(۵) جب سے آفتاب نے تیرے پرتو جمال کو میری خلوت میں دیکھ لیا ہے تب سے ہی ہر روز وہ سائے کی طرح میرے در و بام پر سائے کی طرح دوڑ رہا ہے یعنی جب سے میری تنہائی میں تجلیاتِ الٰہی کا نزول ہوا ہے۔اس کے مشاہدہ کے لیے آفتاب میرے در و بام پر ہر وقت موجود رہتا ہے۔اور ان تجلیات سے کسبِ نور کرتا ہے۔یعنی محبوب کی شانِ تابندگی آفتاب کی چمک سے کہیں زیادہ ہے۔زبردست مبالغہ ہے۔

(۶) ازل کے روز ہی تیرے سرخ لبوں کے ساقی نے مجھے ایسے جامِ شراب کا گھونٹ پلایا کہ اب تک میں اُسی کے نشہ میں سرمست و بیخود ہوں۔بُری طرح مدہوش ہوں۔

(۷) اے ساقی! تو مجھے اُس آگ جیسے پانی (شراب) کا ایک گھونٹ دے دے کیونکہ میں ابھی اُس (محبوب) کے پختہ عاشقوں میں خام ہوں۔

(۸) اے وہ کہ تو نے کہا ہے کہ جان دے دے تاکہ سکونِ دِل حاصل ہو سکے۔میں نے اپنی جان تو اس کے غموں کے حوالے کر دی ہے۔لیکن ابھی تک مجھے سکونِ دل حاصل نہیں ہو سکا۔

---

1. بعض نسخوں میں می دود کی جگہ می رود ہے (معنویت میں فرق نہیں)
2. بعض نسخوں میں سرگرم کی جگہ مدہوش ہے۔
3. بعض نسخوں میں "دہ" کا لفظ حذف شدہ ہے جو کسی طور بہتر نہیں ہے۔

(۹) حافظ نے اس کے سرخ ہونٹوں کے قصہ کو رقم کیا تھا اور آج تک میرے قلم سے آبِ حیات ٹپک رہا ہے۔ یعنی حافظ نے اس کے سرخ رنگ اور میٹھے لبوں کی تعریف اپنے قلم سے لکھی تھی کہ جس کی وجہ سے اب تک اس سے آبِ حیات بہہ رہا ہے۔

----***----

غزل نمبر (۴)

(۱) صبا بمقدمِ گُل راحِ روح بخشد باز — کجاست بُلبُلِ خوشگوئے گو بر آر آواز

(۲) دِلا ز ہجر مکن نالہ زانکہ در عالم — غم ست و شادی و خار وگُل ونشیب و فراز

(۳) دوتا شدم چوں کماں از غم و نمی گویَم — ہنوز ترکِ کماں ابروانِ تیر انداز

(۴) حکایتِ شبِ ہجراں بدشمناں مکید — کہ نیست سینۂ اربابِ کینہ محرمِ راز

حل لغات:

* بمقدمِ گُل۔ پھول کے آنے پر (بہار کے آنے پر) * راحِ روح بخشد۔ روح کو راحت بخش رہی ہے * ہجر۔ جدائی * نشیب وفراز۔ پستی اور بلندی * دوتا شدم۔ دوہرا ہوگیا ہوں * شبِ ہجراں۔ جدائی کی رات * کینہ۔ بغض۔

ترجمہ:

(۱) صبا پھول کے آنے کا خیر مقدم کر رہی ہے اور اس خوشی میں روح کو راحت دینے والی شراب بخش رہی ہے۔ خوش آواز بُلبُل کہاں ہے؟ اُسے کہو کہ وہ نغمہ سرا ہو جائے (چہچہائے)

(۲) اے میرے دِل! تو جدائی کی وجہ سے نالہ وفریاد نہ کر کیونکہ اس دنیا میں غم کے ساتھ خوشی، پھول کے ساتھ کانٹے اور پستی کے ساتھ بلندی ہے۔ یعنی اگر تجھے دنیا میں مشکلات ومصائب کا سامنا ہے تو تجھے صبر سے کام لینا چاہیے کیونکہ جہان میں غم ہے تو خوشی بھی ہے۔ کانٹے ہیں تو پھول بھی ہیں۔ بدلہ بھی ہے اور جزا بھی ہے۔ مطلب یہ کہ حالات کا مردانہ وار سامنا کرنا چاہیے۔

(۳) میں تیرے غم کی وجہ سے کمان کی طرح دوہرا (خمدار) ہوگیا ہوں، جھک گیا ہوں۔ اور نہیں کہتا ہوں کہ میں اُس کمان جیسے ابروؤں والے تیر انداز (محبوب) کا عشق ترک کر دوں۔

(۴) ہجر کی رات کا قصہ دشمنوں سے مت کہو، مت بیان کرو کیونکہ کینہ وبغض رکھنے والوں کا سینہ کبھی محرمِ راز نہیں ہوسکتا۔ مطلب یہ کہ کینہ باز منافق محرمِ راز نہیں ہوسکتا۔

(۵) زطرّہ تو پریشانیِ دِلم شد فاش — ز مشک نیست غریب آرے ار بود غمّاز

(۶) ہزار دیدہ بروئے تو ناظرند و توخود — نظر بروئے کسے بر نمی کُنی آغاز

(۷) اگر بسوزدت اے دل ز درد نالہ مکن — دَم از محبتِ او می زن و بدرد بساز

(۸) غبارِ خاطرِ ما چشمِ خصم کور کند — تورخ بخاک نہ اے حافظ ازمقامِ نیاز

حل لغات:

* طرّہ۔زلف * آرے۔ہاں * ار۔اگر * غماز۔چغلخور * ہزاردیدہ۔ہزارآنکھیں * ناظرند۔دیکھتی ہیں * اگر بسوزدت۔ اگر تجھے جلادے * غبارِخاطرِ ما۔ہمارے دِل کا غبار * خصم۔دشمن * کور۔اندھا * نیاز۔عاجزی۔

ترجمہ:

(۵) اے محبوب! تیری زلف سے میری پریشانی کا راز افشا ہوگیا ہے۔ہاں! مشک سے کیا تعجب ہے کہ اگر وہ غمازی کرے کیونکہ مشک کی خصوصیت ہے کہ وہ اپنی خوشبو دور دور تک پھیلاتی ہے اور چونکہ کستوری میں محبوب کی زلف کی خوشبو شامل ہے اس لیے راز اب راز نہیں رہا بلکہ فاش ہوگیا ہے۔

(٦) ہزاروں آنکھیں تیرے چہرے کی جانب دیکھتی ہیں لیکن تو خود اے محبوب! کسی کے بھی چہرے کو ایک نظر اٹھا کر نہیں دیکھتا۔ کسی پر بھی ناز بھری نظر نہیں کرتا۔

(۷) اے میرے دِل! اگر تجھے وہ (محبوب) جلائے بھی تو تو درد سے فریاد مت کر۔اس کی محبت کا دم بھرے جا اور اس کے درد کے ساتھ بنا کے رکھ (موافقت کر)

(۸) ہمارے دل کا غبار دشمن کی آنکھ کو اندھا کر دیتا ہے۔اے حافظ! تو اپنا چہرہ نہایت عاجزی سے خاک پر رکھ دے۔

(نوٹ) بعض نسخوں میں یہ غزل شامل نہیں ہے اور بعض میں تین اشعار زائد ہیں۔

----***----

غزل نمبر (۵)

(۱) منم غریبِ دیار و توئی غریب نواز — دمے بحالِ غریبِ دیارِ خود پرداز

(۲) بہر کمند کہ خواہی بگیر و بازم بند — بشرطِ آنکہ ز کارم نظر نگیری باز

(۳) برآستینِ خیالِ تو می دہم بوسہ — برآستانِ وصالت چو نیست دستِ نیاز

(۴) نہ ایں زمانِ منِ شوریدہ دِل نہادم روئے — برآستانِ تو کاندر ازل نہادم باز

حل لغات:

* غریب۔پردیسی، مسافر * غریب نواز۔پردیسی پر لطف وکرم کرنے والا * خود پرداز۔توجہ کر * بگیر۔پکڑ لے * بازم بند۔

پھر مجھے باندھ لے * آستین خیال۔تصور کی آستین * نیاز۔عاجزی * شوریدہ دل۔دیوانہ دل۔

ترجمہ:

(۱) میں مسافر اور بے وطن ہوں اور تو مسافر اور بے وطن کو نوازنے (لطف و کرم کرنے) والا ہے۔ پل بھر کے لیے تو اپنے اس پردیسی و مسافر کے حال پر توجہ کر۔

(۲) تو جس کمند سے چاہے مجھے پکڑ کر گرفتار کرلے (باندھ دے) لیکن شرط یہ ہے کہ اے محبوب! تو پھر میرے کام سے نظر نہ ہٹائے۔یعنی غفلت نہ کرے۔میری مراد کا خیال رکھے۔

(۳) میں تیرے خیال و تصور کی آستین پر بوسہ دیتا ہوں جبکہ تیرے وصال کے آستانہ پر میرے عاجز ہاتھ کی رسائی نہیں ہوتی۔یعنی خیالوں میں ہی میں تجھ تک رسائی حاصل کر لیتا ہوں۔

(۴) میرے اس دیوانے دِل نے صرف آج ہی تیرے آستانے پر اپنا سر نہیں رکھا ہے بلکہ میں تو یونہی ازل سے ہی یہاں پر اپنی جبینِ نیاز کو جھکائے ہوئے ہوں۔

(۵) دِلا منال زشامے کہ صبح درپے اوست — کہ نیش ونوش بہم باشد و نشیب وفراز

(۶) گرم چو خاکِ زمیں خوار می کنی سہل ست — خرام می کُن وبرخاک سایہ می انداز

(۷) درونِ سینہ دِلم چوں کبوتراں بطپید — چہ آتشے ست کہ برجانِ ما نہادی باز

(۸) خیال قدِ بلندِ تو می کند دلِ من — تو دستِ کوتہ من بین و آستین دراز

(۹) حدیثِ دردِ من اے مدّعی نہ امروزست — کہ حافظِ از ازل او رند بود و شاہد باز

حل لغات:

* نیش ونوش۔زہر اور تریاق * نشیب وفراز۔پستی اور بلندی * بطپید۔طپیدن مصدر تڑپنا * دستِ کوتہ من۔میرا چھوٹا ہاتھ * مدّعی۔دعویدار۔شاہد باز۔امردوں اور حسین عورتوں کے ساتھ میل جول رکھنے والا،حسن پرست۔

ترجمہ:

(۵) اے میرے دِل! تو ایسی شام پر آنسو نہ بہا کہ جس کے پیچھے صبح ہونے والی ہے۔کیونکہ زہر اور تریاق اور پستی و بلندی ہر دو ساتھ ساتھ ہیں سچ ہے کہ

ع جہاں بجتی ہیں شہنائیاں وہاں ماتم بھی ہوتے ہیں

(۶) مجھ کو اگر تو زمین کی خاک کے مانند ذلیل کرے تو کوئی پروا نہیں ہے۔لیکن تو اس پر خرام ناز سے چل اور اس خاک پر اپنا مبارک سایہ ڈال تارہ کیونکہ یہی بات عاشق کے لیے باعثِ تسکین ہے۔

(۷) میرا یہ دل میرے سینے میں کبوتر کی طرح تڑپ رہا ہے۔یہ کیسی آگ ہے جو کہ تو نے میری جان لگا دی ہے؟ جس میں تو نے مجھے ڈال رکھا ہے؟

(۸) میرا دِل! (اے محبوب!) تیرے بلند وبالا قد کا خیال کرتا ہے۔اور تو میرے چھوٹے ہاتھ اور لمبی آستین کو دیکھ۔یعنی تیرے بلند قد کا خیال میرے لیے چھوٹا منہ اور بڑی بات ہے۔کہاں تیری بلندی اور کہاں میری پستی؟

(۹) اے مدعی! میری یہ دردوں بھری کہانی کوئی آج کی بات نہیں ہے بلکہ حافظ تو ازل سے ہی رند (شراب نوش) اور شاہد باز ہے۔(معشوق پرست ہے)

(نوٹ) بعض نسخوں میں یہ غزل شامل نہیں ہے۔

----***----

غزل نمبر (۶)

(۱) منم کہ دیدہ بدیدارِ دوست کردم باز ۔۔۔ چہ شکر گویمت اے کارسازِ بندہ نواز

(۲) نیاز مندِ بلا گو رخ ازغبار مشوے ۔۔۔ کہ کیمیائے مرادست خاکِ کوئے نیاز

(۳) بیک دو قطرہ کہ ایثار کردی اے خواجہ[۱] ۔۔۔ بسا کہ در رُخ دولت کنی کرشمہ و ناز

(۴) طہارت ار نہ بخونِ جگر کند عاشق ۔۔۔ بقولِ مفتیِ عشقش درست نیست نماز

حل لغات:

* کارساز بندہ نواز۔کام بنانے والے، بندہ کو نوازنے والے * کیمیائے مراد۔مراد کی کیمیا * کوئے نیاز۔عجز کی گلی * ایثار۔قربان * کرشمہ۔کرامت، ناز و ادا کا اشارہ۔ * ایثار: نچھاور کرنا۔ * طہارت: پاکی، پاکیزگی۔ * مفتی: ملا، فتویٰ دینے والا، فقیہ۔

ترجمہ:

(۱) میں وہ ہوں کہ جس نے محبوب کے دیدار کے لیے اپنی آنکھوں کو کھول کر رکھا ہوا ہے۔اے بگڑے کام بنانے والے اور بندہ کو اپنے لطف وکرم سے نوازنے والے تیرا کیسے شکریہ ادا کروں؟

(۲) عشق کے نیاز مند سے کہہ دو کہ وہ اپنے چہرے سے غبار کو مت دھوئے کیونکہ عاجزی کے کوچے کی خاک بھی گویا مراد کی کیمیا کے برابر ہے۔مطلب یہ کہ مصائب عشق کو نیاز مندی سے برداشت کرنا چاہیے۔

(۳) اے خواجہ! ان دو قطروں (اشکوں) کے بدلہ میں جو تو نے نچھاور کئے ہیں تو محبوب کے دیدار کی دولت پر جتنا بھی چاہے ناز کر سکتا ہے کیونکہ یہی اصل سرمایہ اور پونجی ہے جس کا کوئی نعم البدل نہیں ہے۔مطلب یہ کہ عشق میں آنسو بہانے سے عشق کی دولت حاصل ہوتی ہے۔

---

[۱] بعض نسخوں میں خواجہ کی جگہ دیدہ ہے۔

(۴) عاشق اگر اپنے جگر کے خون سے وضو نہ کرے تو اس کے متعلق عشق کے مفتی کا فتویٰ یہ ہے کہ اس کی نماز ہرگز درست نہیں ہے۔ یعنی دل کے گزند کے بغیر نماز جائز نہیں ہوتی۔

(۵) زمشکلاتِ طریقت عناں متاب اے دِل — کہ مردِ راہ میندیشد از نشیب و فراز
(٦) دریں مقامِ مجازی بُجز پیالہ مگیر — دریں سراچہء بازیچہ غیرِ عشق مباز
(۷) من از نسیمِ سخن چیں چہ طرف بربندم — چوسروِ راست دریں باغ نیست محرمِ راز
(۸) اگرچہ حُسنِ تو ازعشقِ غیر مستغنی ست — من آں نیم کہ ازیں عشقبازی آیم باز
(۹) غزل سرائیِ ناہید صرفہ نبرد — درآں مقام کہ حافظ بر آورد آواز

حل لغات:

* طریقت۔ اللہ تعالیٰ کی قربت کا راستہ * عناں متاب۔ مُنہ نہ موڑ * سراچہ۔ سرائے' دنیا * بازیچہ۔ کھیل * مباز۔ مت کھیل * سخن چیں۔ چغل خور * سروِراست۔ سیدھا سرو * مستغنی۔ بے نیاز، بے پروا * ناہید۔ مطربہ فلک' زہرہ ستارہ * صرفہ نبرد۔ غلبہ نہیں پاتی' کارگر نہیں ہوتی۔

ترجمہ:

(۵) اے دِل تو طریقت کی مشکلوں سے منہ مت موڑ کیونکہ جو راستہ سے آگاہ ہوتا ہے وہ راستے کی اونچ نیچ سے نہیں ڈرتا۔ بالکل نہیں گھبراتا۔

(٦) تو اس مجازی مقام میں شراب نوشی کے سوا کچھ اور مت کر۔ اور اس سرائے (دنیا) میں عشق کی کھیل کود کے سوا کوئی دوسرا کھیل ہرگز نہ کھیل۔ یعنی اس فانی و عارضی دنیا میں سوائے عشق حقیقی کے اور کھیل نہ کھیل۔

(۷) میں اس چغلخور نسیم سے اپنی بہتری کی کیا اُمید رکھوں؟ جبکہ اس باغ میں جو کہ سیدھا سرو ہے وہ بھی محرم راز نہیں ہے۔ یعنی نسیم جو کہ یہاں سے خوشبو کے جھونکے وہاں لے جاتی ہے اور وہاں سے یہاں لاتی ہے اس لحاظ سے یہ چغلخور بھی ہے اور یہ عشاق کے رازوں کو بھی فاش کر دیتی ہے۔ اس سے فائدے کی کیا اُمید رکھوں؟

(۸) اگرچہ تیرا حسن و جمال غیر کے عشق سے بالکل بے نیاز و بے پروا ہے لیکن میں وہ نہیں ہوں جو کہ تیری اس عشقبازی سے باز آؤں گا؟ یعنی اے اللہ اگرچہ تیری ذات ہمارے عشق سے مستغنی ہے لیکن میں ایسا بندہ نہیں ہوں جو کہ تیری محبت سے باز آجاؤں۔

(۹) ناہید کی غزل سرائی بھی کارگر نہیں ہوتی یعنی اُس کے غزل گانے کی کوئی وقعت نہیں ہے۔ اُس مقام میں کہ جہاں پر حافظ اپنی آواز بلند کرتا ہے۔ یعنی حافظ کی غزل کے آگے ناہید بھی سر تسلیم خم کئے ہوئے نظر آتی ہے۔ اس کا کوئی ثانی نہیں ہے۔ اس کا غزل میں بڑا بلند مقام ہے۔

(نوٹ) بعض نسخوں میں شعر نمبر 7, 8 شامل غزل نہیں ہیں۔

غزل نمبر (۷)

(۱) ہزار شکر کہ دیدم بکامِ خویشت باز — ترا بکام خود باتو خویش را دمساز[1]
(۲) روندگانِ حقیقت رہِ بلا سپردند — رفیق عشق چہ غم دارد از نشیب وفراز
(۳) غمِ حبیب نہاں بہ زجستجوئے[2] رقیب — کہ نیست سینہء اربابِ کینہ محرمِ راز
(۴) چہ فتنہ بود کہ مشاطہء قضا انگیخت — کہ کرد نرگسِ مستش سیہ بسرمۂ ناز

حل لغات:

* دمساز۔دلداری کرنے والا * روزگانِ حقیقت۔حقیقت کی راہ پر چلنے والے * نشیب وفراز۔اونچ نیچ * سینہ اربابِ کینہ۔کینہ رکھنے والوں کا سینہ * مشاطہ۔بناؤ سنگھار کرنے والی عورت * قضا۔موت' اجل۔

ترجمہ:

(۱) ہزار شکر ہے کہ میں نے پھر تجھے اپنے دلی مقصد کے مطابق پایا ہے (دیکھا ہے) تجھے اپنے مقصد کے مطابق اور اپنے آپ کو تیرا دمساز بنایا ہے۔اپنے آپ کو تیرا ہمدم پایا ہے۔

(۲) حقیقت کی راہ پر چلنے والے بلا کے راستوں پر چلتے ہیں۔بھلا جو عشق کا دوست (ساتھی) ہوتا ہے اسے راستے کی اونچ نیچ کی کیا پرواہ ہوسکتی ہے؟ کوئی فکر وغم نہیں ہوتا۔

(۳) محبوب کا غم رقیب کی جستجو وتلاش سے پوشیدہ رکھنا ہی بہتر ہے کیونکہ کینہ رکھنے والوں کا سینہ ہرگز محرم راز نہیں ہوسکتا۔یعنی محبوب کے غم کو رقیب کی گفتگو سے پوشیدہ رکھنا چاہیے۔اس لیے کہ صاحبِ کینہ دل والوں کا محرم راز نہیں ہوتا۔

(۴) وہ کیا فتنہ تھا کہ جو قضا کی مشاطہ نے برپا کیا کہ اس کی نرگسی مست آنکھ کو ناز کے سرمہ سے سیاہ کر کے رکھ دیا۔یعنی وہ کیا فتنہ تھا کہ جو قضاوقدر کی مشاطہ نے برپا کیا۔اس طرح کہ اُس نے تیری مست نرگسی آنکھ میں ناز کا سرمہ لگادیا۔جس سے ساری دنیا میں ہلچل سی مچ گئی۔

(۵) بدیں سپاس کہ مجلس منوزست بدوست — گرت چو شمع جفائے رسد بسوز و ساز
(۶) ملامتے کہ بروئے من آمد ازغمِ عشق[3] — زاشک پرس حکایت کہ من نیم غماز

---

[1] بعض نسخوں میں مصرعہ ثانی یوں ہے: زروئے صدق وصفا گشت بادلم دمساز۔
[2] بعض نسخوں میں جستجوئے کی جگہ گفتگوئے ہے۔
[3] بعض نسخوں میں مصرع اول یوں ہے: چہ گویمت کہ سوزِ دروں چہ می بینم۔

(۷) اُمید قدِ تو میداشتم زبختِ بلند — نسیم زلف تو می خواستم زعمرِ دراز
(۸) بہ نیم بوسہ دعائے بخر ز اہلِ دِلے — کہ کیدِ دشمنت ازجان و جسم دارد باز
(۹) فگند زمزمہء عشق در حجاز وعراق — نوائے بانگِ غزلہائے حافظِ شیراز

حل لغات:

* سپاس۔شکریہ * سوز و بساز۔جلن کے ساتھ موافقت پیدا کر * ملامتے۔ملامت۔لعن طعن کرنا' برا بھلا کہنا * غماز۔چغل خور * قدِ تو۔تیرا قد * نیم بوسہ۔آدھا بوسہ * دعائے بخرز اہل دلے * اہل دل کی دعائیں خرید لے * کید۔مکر * زمزمہ عشق۔ عشق کا نغمہ * حجاز وعراق۔ملک ہونے کے علاوہ موسیقی کے بھی دو مقام ہیں۔

ترجمہ:

(۵) اس شکرانے میں کہ محفل محبوب کے حسن سے روشن ومنور ہے۔اگر تجھے شمع کی طرح جفا پہنچے تو تو پھر جل جل کے اُس کے ساتھ موافقت پیدا کر۔یعنی اسی کے سوز کے ساتھ نبھا۔جل جل کے فنا ہو جا۔گلہ مت کر۔

(۶) تیرے عشق کے غم کی وجہ سے مجھے جس ملامت سے دوچار ہونا پڑا اُس کی کیفیت تو میرے ان آنسوؤں سے پوچھ کہ میں کوئی چغلخور نہیں ہوں۔یعنی میرے آنسو خود اس کیفیت کی غمازی کر رہے ہیں۔مجھ سے تم کیا پوچھ رہے ہو؟

(۷) میں اپنی بلند اقبالی سے یہ اُمید رکھتا تھا کہ تیرے سایہ قد میں پناہ لوں گا۔اور اپنی طویل عمر سے توقع تھی کہ بادِ نسیم تیری زلفوں سے ہو کر مجھ تک آئے گی۔مطلب یہ کہ بخت اور عمر دونوں میں عاشق کو مراد حاصل نہیں ہوتی ہیں۔

(۸) اے محبوب! تو آدھا بوسہ دے کر اس کے بدلہ میں کسی صاحبِ دل کی دعا لے تا کہ تیرے دشمن کا مکروفریب تیرے جسم اور تیری جان سے دُور رہے۔

(۹) حافظ شیرازی کے نغموں کے ترنم نے حجاز اور عراق میں عشق کی دھوم مچا دی ہے جب سے اس نے اپنی غزلوں کی آواز بلند کی ہے۔پوری فضا نغمہ ریز ہو گئی ہے۔ہر طرف اُس کی غزل کا شہرہ ہے۔

(نوٹ) بعض نسخوں میں شعر نمبر 7, 8 شامل غزل نہیں ہیں۔

اور یہ شعر مستزاد ہے: غرض کرشمہ حسن است ورنہ حاجت نیست — جمالِ دولتِ محمود را بزلفِ ایاز

اور بعض نسخوں میں یہ شعر بھی شامل ہے:

زہائے ہائے شبانہ نگشتہ ام واقف
بحالِ من ز ترحم بہ نیم شب پرواز

----***----

غزل نمبر(۸)

(۱) بیا و کشتیٔ ما در شطِ شراب انداز ‏ غریو و ولولہ درجانِ شیخ و شاب انداز
(۲) مرابکشتیٔ بادہ در افگن اے ساقی ‏ کہ گفتہ اند نکوئی کن و در آب انداز
(۳) زکوئے میکدہ برگشتہ ام ز راہِ خطا ‏ مرا دِگر ز کرم در رَہِ صواب انداز
(۴) بیار ازاں مئے گُلرنگِ مشکبو جامے ‏ شرارِ رشک وحسد در دلِ گلاب انداز

حل لغات:

* شط۔دریا * غریو۔خروش، غلغلہ * شیخ وشباب۔بوڑھااور جوان * شطِ شرَاب۔قدح شراب * بادہ۔شراب * نکوئی۔نیکی * درآب انداز۔پانی میں ڈال دے، دریا میں ڈال دے * برگشتہ ام۔ بھٹک گیا ہوں * رہِ صواب۔سیدھی اور درست راہ * زراہِ خطا۔بھولے سے، سہواً * مئے گلرنگ۔پھول کے رنگ کی (سرخ) شراب * مشکبو جامے۔خوشبودار جام۔

ترجمہ:

(۱) اے دوست! آ! ہماری کشتی کوشراب کی نہر(دریا) میں ڈال دے اور بوڑھوں اور جوانوں کی جان میں ولولہ وغلغلہ (جوش و خروش) کی ہلچل پیدا کردے۔

(۲) اے ساقی! تو مجھے شراب کی کشتی میں ڈال دے کیونکہ کہا جاتا ہے کہ نیکی کراور دریا میں ڈال۔یعنی جس طرح یہ مثل مشہور ہے کہ نیکی کراور دریا میں ڈال اسی طرح تو بھی نیکی کراور مجھے شراب کی کشتی میں ڈال دے۔

(۳) میں بھولے سے (غلطی سے) شراب خانے کے دروازہ سے لوٹ آیا ہوں۔ مجھے تو پھر براہِ کرم سیدھے اور درست راستے پر لگادے۔یعنی شراب خوراور رند کے لیے یہی سیدھا راستہ ہے۔

(۴) تو اس گلرنگ اور خوشبودار شراب کا ایک جام لا۔اور رشک وحسد کے شرارے گلاب کے دل میں ڈال دے۔یعنی گلاب بھی شراب کے رنگ اور خوشبو پر رشک وحسد کرے۔

(۵) اگرچہ مست و خرابم تو نیز لُطفے کُن ‏ نظر بریں دلِ سرگشتہء خراب انداز
(۶) بہ نیم شب اگرت آفتاب می باید ‏ ز روئے دُخترِ گلچہرِ رز نقاب انداز
(۷) مہل کہ روزِ دفاتم بخاک بسپارند ‏ مرا بمیکدہ بر، در خُمِ شراب انداز
(۸) اگر تو یک سَرِ مُو سرکشید دلِ حافظ ‏ بگیر و در خمِ زلفش بہ پیچ وتاب انداز[1]

حل لغات:

* مست وخرابم۔مست ومدہوش * لُطفے کن۔مہربانی کر * سرگشتہ۔پریشان * نیم شب۔آدھی رات * دخترِ گلچہرِ رز * انگور کی گل چہرہ دختر۔انگوری شراب * مہل۔ایسا مت کر٬ مت چھوڑ * خم شراب۔شراب کا مٹکا * یک سرِمُو۔ایک بال کے برابر * سرکشید۔سرکشی کرے۔

ترجمہ:

(۵) میں اگرچہ مست اور مدہوش ہو چکا ہوں لیکن تو میرے حال پر مہربانی کر اور اس خراب و پریشان حال پر ایک نظر ڈال۔لطف و کرم کر۔

(۶) اگر تجھے آدھی رات کو سورج چاہیے (یعنی تیری خواہش ہو کہ آدھی رات کو سورج نکل آئے) تو تو پھر انگور کی گل چہرہ بیٹی کے چہرے سے نقاب اتار دے۔یعنی سُرخ شراب آدھی رات کو بھی آفتاب کی طرح جلوہ ریز ہوتی ہے۔

(۷) تم ایسا نہ کرنا کہ مرنے کے بعد مجھے سپردِ خاک کر ڈالیں بلکہ میخانے کے اندر شراب کے مٹکے میں مجھے ڈال دینا۔یعنی میری موت کے بعد جب مجھے خاک میں دفن کریں تو تو مجھے شراب خانے میں لے جا کر شراب کے مٹکے میں ڈال دینا۔

(۸) اے محبوب! اگر تجھ سے ایک بال کے برابر بھی حافظ کا دِل سرکشی کرے تو تم اُسے پکڑ کر زلفوں کے خم کے اندر اس کے پیچ و تاب میں ڈال دینا۔اس طرح اسے سزا دینا۔

-----***-----

غزل نمبر(۹)

(۱) حالِ خونیں دلاں کہ گوید باز   وزفلک خونِ جم[۲] کہ جوید باز

(۲) جُز فلاطونِ خُم نشینِ شراب   سرِّ حکمت بما کہ گوید باز

(۳) شرمش از چشمِ مے پرستاں باد   نرگسِ مست اگر بروید باز

(۴) ہر کہ چوں لالہ کاسہ گرداں شد   زیں جفا رُخ بخوں بشوید باز

۱۔ بعض نسخوں میں اس مقطع کی جگہ یہ مقطع ہے:۔

زجورِ چرخ چو حافظ بجان رسید دلت
بسوئے دیوِ محن ناوکِ شہاب انداز

۲۔ بعض نسخوں میں جم کی جگہ خُم ہے جو زیادہ موزوں ہے۔

حل لغات:

* خونیں دلاں۔خون ہوئے دل * کہ گوید باز۔کون بیان کرے * خون جم۔جمشید کا خون * فلاطون۔یونان کا مشہور فلسفی و حکیم جو سقراط کا شاگرد اور ارسطو کا استاد تھا * فلاطونِ خم نشیں' مٹکے میں بیٹھنے والے افلاطون۔کہا جاتا ہے کہ افلاطون حکیم نے زمین کے اندر ایک مٹکا دبا رکھا تھا جس میں وہ اکثر بیٹھ کر حقیقت و معرفت کے راز معلوم کرتا تھا۔اور شاگردوں کو درس دیتا تھا۔اسی نسبت سے شراب کو افلاطونِ خم نشیں کہا ہے کہ یہ شراب ہی اصل میں رموزِ حکمت بیان کرسکتی ہے۔گویا شراب کا مٹکا افلاطون کا مٹکا ہے * مے پرستاں۔شراب پینے والے' شرابی * کاسہ گرداں۔کاسہ ہاتھ میں لئے پھرنے والے، گداگر۔

ترجمہ:

(۱) کون ہے جو ان عاشقوں کے خون ہوئے دِلوں کا حال بیان کرے؟ اور کون ہے جو اس آسمان سے جمشید بادشاہ کے خون کا بدلہ لے سکے۔یعنی نہ تو کوئی ان عشاق کے خون شدہ دِلوں کا حال بیان کرسکتا ہے۔اور نہ اس آسمان سے جمشید کے خون کا بدلہ ہی لے سکتا ہے۔

(۲) سوائے مٹکے میں بیٹھنے والے افلاطون کے ایسا کون ہے کہ جو ہم پر حکمت کے اسرار فاش کرے؟ یعنی پیر مغاں افلاطون کی طرح اسرارِ حکمت سے باخبر ہے۔ہم کو اسرار محبت سے اور کون آگاہ کرسکتا ہے یعنی اور کوئی دوسرا شخص ایسا نہیں کرسکتا۔

(۳) شراب پینے والوں کی آنکھوں سے اُسے شرم آنی چاہیے۔اگر پھر کبھی یہ مست نرگس اُگ پڑے تو یعنی اگر مست نرگس پھر اُگ پڑے تو اسے شرابیوں سے آنکھ ملاتے ہوئے شرم آنی چاہیے۔ان کی آنکھوں کی مستی دیکھ کر اسے شرمندگی ہونی چاہیے۔

(۴) جو لالہ کا طرح پیالہ ہاتھ میں لے لے یعنی بھیک مانگے وہ یقیناً اسی جفا کی وجہ سے اپنے خون سے ہاتھ منہ دھوئے گا۔یعنی اس پر مصیبتوں کے پہاڑ ٹوٹ پڑیں گے۔یہ بڑا مشکل کام ہے۔

(۵) بس کہ در پردۂ چنگ گفت سخن ‍ ‍ ‍ ‍ بُبرش موئے تا نگوید[1] باز
(۶) بکشاید دِلم چو غُنچہ اگر ‍ ‍ ‍ ‍ ساغرِ لالہ گوں[2] ببوید باز
(۷) گرد بیت الحرامِ خم حافظ ‍ ‍ ‍ ‍ گر نمیرد بسر بپوید باز

حل لغات:

* چنگ۔رباب * ببرش موئے۔بال کاٹ دے' رباب کے تاروں کو اس کے بال کہا گیا ہے * لالہ گوں۔گل لالہ جیسے رنگ والا' سرخ * بیت الحرام۔خانہ کعبہ * خم۔شراب کا مٹکا * بوید۔پوئیدن' مصور دوڑنا۔

ترجمہ:

(۵) رباب نے چونکہ پردے ہی پردے میں راز کی بات کہہ دی ہے۔تو اس کے اس جرم میں اس کے بال کاٹ دے (اس کی

---

[1] بعض نسخوں میں بجائے نگوید کے نموید ہے۔
[2] بعض نسخوں میں بجائے لالہ گوں کے ازلطش ہے۔

تاریں توڑ ڈال) تا کہ یہ پھر کبھی ایسی حرکت نہ کر سکے۔ یعنی اس کی نوحہ گری ہمیشہ کے لیے ختم ہو جائے۔
یاد رہے کہ فارسی ادب میں چنگ اور نے کو فطری باتیں بتانے کا اہم ذریعہ قرار دیا گیا ہے مے خواروں کے لیے چنگ اور صوفیوں کے لیے نے (بانسری)

(۶) اگر وہ محبوب غنچے کی طرح میرے دل کو کھلا دے تو پھر اس سے گل لالہ جیسے شراب کے جام کی خوشبو آئے۔ یعنی میرے دل سے جو کہ لالہ کی طرح سُرخ ہے۔

(۷) حافظؔ اگر خم شراب کے کعبہ کے گرد طواف کرتا ہوا نہیں مرے گا۔ تو پھر اسے سر کے بل دوڑ کر طواف کرنا پڑے گا۔ یعنی حافظ کا خُم کے بیت الحرام کا طواف اگر زندگی ہے تو سر کے بل کرے گا۔

----***----

غزل نمبر (۱۰)

(۱) خیز و در کاسہء زر آبِ طربناک انداز — پیش زانکہ کہ شود کاسہء سرخاک انداز
(۲) عاقبت منزلِ ما وادئ خاموشاں ست — حالیا غُلغُلہ در گنبدِ افلاک انداز
(۳) مِلکِ ایں مزرعہ دانی کہ ثباتے نکند[۱] — آتشے از جگرِ جام در املاک انداز
(۴) بسرِ سبزِ تو اے سرو کہ چوں[۲] خاک شوم — ناز از سربنہ و سایہ برآں خاک انداز

حل لغات:

* خیز۔ اُٹھ * کاسہء زر۔ سونے کا پیالہ * آبِ طربناک۔ خوشی و مسرت کا پانی' (شراب) * وادئ خاموشاں۔ قبرستان * حالیا۔ اب' ان دنوں * مزرعہ۔ کھیت * املاک۔ مال و دولت' جائیداد * بسرِ سبزِ تو۔ تجھے تیری سرسبزی کی قسم۔ * از سربنہ: سر سے خیال نکال دے۔

ترجمہ:

(۱) اے ساقی! تو اُٹھ اور اس سونے کے پیالے میں سرور و نشاط کا پانی (شراب) ڈال دے۔ اس سے پہلے کہ سر کا پیالہ پامال ہو جائے، خاک ہو جائے۔ اسے خاک میں ڈالا جائے۔ یعنی اے ساقی تو شراب پلا کہ اس سے پہلے کہ یہ کھوپڑی خاک میں مل جائے۔ (موقعہ کو غنیمت جاننے پر زور دیا گیا ہے۔)

(۲) آخر کار ہمارا ٹھکانہ چپ رہنے والوں کی وادی (قبرستان) میں ہی ہے۔ تو اس وقت شراب نوشی سے اس گنبدِ افلاک میں شور و

---

۱ بعض نسخوں میں نکند کی جگہ ندید ہے۔
۲ بعض نسخوں میں چوں کی جگہ گر ہے۔

غل برپا کردے۔ ہلچل مچادے۔ یعنی جب زندگی کا انجام موت ہے تو پھر زندگی کی لطافتوں سے بھرپور فائدہ اٹھانا چاہئے۔

(۳) تجھے پتہ ہے کہ اس جہان کو کسی طور بھی ثبات نہیں ہے۔ (یعنی یہ ایسی کھیتی ہے کہ جو لازماً کاٹ لی جائے گی) اس لیے تو اپنے ساغر کے جگر سے آگ پیدا کر کے اسے پھونک دے۔ یعنی دنیا فانی ہے لہٰذا شراب پی کر عشق کی مستی میں اس دنیا کے بکھیڑوں سے آزاد ہو جا۔

(۴) اے سرو! تجھے تیری سرسبزی کی قسم ہے۔ جب میں موت کا شکار ہو جاؤں تو تم اس ناز و انداز کو چھوڑ دینا اور میری قبر کی خاک پر سایہ فگن ہو جانا تا کہ مجھے تسکین پہنچ سکے۔

(۵) دلِ مارا کہ ز مارِ سرِ زلفِ تو بخست — ازلبِ خود بشفا خانہء تریاک انداز

(۶) غُسل در اشک زدم کاہلِ طریقت گویند — پاک شو اوّل دپس دیدہ برآں پاک انداز

(۷) یارب آن زاہدِ خود بیں کہ بجُز عیب ندید — دُودِ آہیش در آئینہء ادراک انداز

(۸) چشمِ آلودہ نظر ازرُخِ جاناں دُورست — بر رُخِ او نظر از آئینہء پاک انداز

(۹) چوں گُل از نکہتِ اوجامہ قباکُن حافظ — ویں قبا در رہِ آں قامتِ چالاک انداز

حل لغات:

٭ مار۔ سانپ ٭ تریاک۔ زہر مُہرہ ٭ اشک۔ آنسو ٭ اہل طریقت۔ اللہ کی تربیت کے راستے پر چلنے والے ٭ خود بیں۔ مغرور ٭ ادراک۔ عقل وفہم ٭ چشم آلودہ نظر۔ ناپاک نظر ٭ نکہت۔ نگہت' خوشبو ٭ جامہ قبا کن۔ جامہ چاک کرلے ٭ قامتِ چالاک۔ لمبے قد والے' محبوب۔

ترجمہ:

(۵) ہمارے دل کو تیری زلفوں کے سانپ نے ڈس کر زخمی کر ڈالا ہے۔ اے محبوب تو اپنے لبوں کے زہر مہرہ سے تندرست کر دے۔ شفا خانہ تریاق میں پہنچادے۔ یعنی اے محبوب اپنے ہونٹوں کو عاشق کے ہونٹوں سے لگادے۔

(۶) ان آنسوؤں سے میں نے غسل کیا ہے کیونکہ طریقت والے کہتے ہیں کہ پہلے خود پاک ہو جاؤ اور پھر اُس پاک محبوب پر نظر ڈالو۔ یعنی اُس پاک محبوبِ حقیقی پر نظر ڈالنے سے پہلے نظروں کا پاک ہونا بھی لازمی ہے۔ اور یہ پاک نگاہی اشکوں سے ہی آتی ہے۔ قرآن پاک کی حرمت کے سلسلے میں بھی حکم خداوندی یہی ہے۔

(۷) اے اللہ! اُس مغرور زاہد کی عقل کے آئینے میں اس کی آہوں کا دھواں ڈال دے کہ جو عیب کے سوا کچھ دیکھتا ہی نہیں ہے۔ یعنی خدا کرے کہ کسی مظلوم کی بددعا سے مغرور زاہد کی عقل و دانش پر پردہ پڑ جائے۔

(۸) ناپاک نظر والی آنکھ اس پاک چہرے والے محبوب کے چہرے سے دُور ہے۔ اگر تو اس پاک محبوب کا چہرہ دیکھنے کا متمنی ہے تو پھر پاک چہرے پر پاک آئینے سے نظر ڈال۔

(۹) اے حافظ! تو پھول کی طرح اس کی خوشبو سے اپنے جامے کو پھاڑ ڈال۔ اور پھر اس چاک شدہ جامے کو اس لمبی قامت (شوخ) محبوب کی راہ میں ڈال دے۔ قدموں پر نچھاور کر دے۔

(نوٹ) بعض نسخوں میں یہ شعر مستزاد ہے:

با چنیں دیدۂ آلودہ ترا نتواں دید
دیدہ از خود دہ بر خود نظر پاک انداز

-----***-----

غزل نمبر (۱۱)

(۱) دِلم ربودۂ لولی وشیست شور انگیز — دروغ وعدہ و قتّال وضع ورنگ آمیز

(۲) فدائے پیرہنِ چاکِ ماہرویاں باد — ہزار جامۂ تقویٰ و خرقۂ پرہیز

(۳) فرشتہ عشق نداند کہ چیست قصہ مخواں[1] — بخواہ جامِ شرابے[2] بخاک آدم ریز

(۴) غلامِ آں کلماتم کہ آتش افروزد — نہ آبِ سرد زند در سخن بر آتشِ تیز

حل لغات:

* لولی وشیست: لولی وش۔ موتی کے جسم والا، مطرب ورقاص مراد ہے * دروغِ وعدہ۔ وعدے کا جھوٹا * قتال وضع۔ وضع کا قاتل * رنگ آمیز۔ رنگ باز، حیلہ ساز * ماہرویاں۔ چاند جیسے چہرے والے * خرقہ گدڑی * بخاک آدم ریز۔ آدم کی خاک پر گرا دے * آتش فروزودن۔ آگ بھڑکانا * سخن۔ شعر، کلام، بات۔

ترجمہ:

(۱) میرا دِل اک حسین اور شوخ وشنگ (مطربہ صفت) رقاص نے چھین لیا ہے جو کہ وعدے کا بڑا جھوٹا اور قاتل کی وضع کا (رنگباز) حیلہ ساز ہے۔ بڑا فریبی ہے۔ چالاک وہوشیار ہے۔

(۲) ان چاند جیسے چہرے والے حسینوں کی چاک پیراہنی پر پرہیزگاری کے ہزاروں لباس اور پارسائی کی ہزاروں گدڑیاں نچھاور ہو جائیں۔ قربان ہو جائیں۔ یعنی ان حسینوں کی چاک پیراہنی پر تقویٰ و پرہیزگاری کی ہزاروں گدڑیاں قربان کی جاسکتی ہیں۔

(۳) فرشتے کو کیا خبر کہ یہ عشق کیا چیز ہے؟ قصہ کہانی کو چھوڑ اور شراب کا پیالہ طلب کر اور اسے آدم کی خاک پر گرا دے تا کہ اس شراب محبت سے آدم کی خاک میں بھی مستی و بیخودی در آئے۔

---

[1] بعض نسخوں میں قصہ مخواں کی جگہ اے ساقی ہے۔

[2] بعض نسخوں میں جام شراب کی جگہ جام وگلابے ہے۔

(۴) میں تو اُن کلمات کا غلام ہوں جو کہ آگ کو اور بھی بھڑکا ڈالتے ہیں۔ نہ کہ ان کلمات کا جو کہ تیز آگ پر پانی ڈال دیتے ہیں۔
یعنی میں ان کا غلام نہیں ہوں جو تیز آگ پر گفتگو سے ٹھنڈا پانی ڈال دیتے ہیں۔

(۵) فقیر و خستہ بدرگاہت آمدم رحمے — کہ جز وِلائے توام نیست ہیچ دستاویز
(۶) بیا کہ ہاتفِ میخانہ دوش بامن گفت — کہ درمقامِ رضا باش واز قضا مگریز
(۷) پیالہ درکفنم بند تا سحرگہِ حشر — بے ز دل بَرم ہولِ روزِ رستاخیز
(۸) میان عاشق ومعشوق ہیچ حائل نیست — توخود حجابِ خودی حافظ ! ازمیاں برخیز

حل لغات:

* خستہ۔خراب * بدرگاہت۔تیری بارگاہ میں * وِلا۔محبت * دستاویز۔سند' وسیلہ * دوش۔کل رات * نگریز۔نہ بھاگ * ہاتف میخانہ۔میخانے کا ہاتف * سحر گہِ حشر۔صبح قیامت * روزِ رستاخیز۔روزِ حشر * درمیان۔رمیان * حجاب۔پردہ * برخیز۔اُٹھ جا۔

ترجمہ:

(۵) اے محبوب میں فقیر اور خستہ خراب ہو کر تیری بارگاہ میں آیا ہوں۔تو مجھ پر رحم فرما کیونکہ تیری محبت کے سوا میرے پاس کوئی آسرا اور سیلہ نہیں ہے۔یہی سہارا ہے۔

(۶) آ کہ کل رات میخانے کے ہاتف نے مجھ سے کہا ہے کہ تو رضا وتسلیم کے مقام پر ہی فائز رہ اور قضا وقدر سے مت دور بھاگ۔
یعنی جو بھی تیرے ساتھ گزرے اس پر شکر کر اور راضی بہ رضا رہ۔

(۷) میرے کفن میں تم شراب کا پیالہ باندھ دینا تا کہ میں صبح قیامت کو شراب نوشی کر کے حشر کے روز کے خوف و ہراس کو دور کرسکوں۔بے خوف ونڈر ہو جاؤں۔(شراب دلیر کر دیتی ہے)

(۸) عاشق اور معشوق کے درمیان کوئی بھی چیز حائل نہیں ہے۔اے حافظ! تو آپ خود ہی اپنا حجاب ہے، پردہ ہے لہٰذا تو درمیان سے اُٹھ جا۔یعنی موتوا قبل ان تموتوا مر جانے سے پہلے مر جانے کی طرف اشارہ ہے۔جب تو ختم ہو جائے گا تو خود بخود اپنے محبوبِ حقیقی سے واصل ہو جائے گا۔بعض نسخوں میں مقطع یوں ہے:

نقاب و پردہ ندارد نگارِ دلکشِ ما
تو شود حجابِ خودی حافظ ازمیاں برخیز

----***----

غزل نمبر (۱۲)

(۱) روزِ عیش و طرب وماہِ صیام ست امروز — کامِ دل حاصل وایّام بکام ست امروز
(۲) گو عروسِ فلکی رُخ منمائے ازمشرق — کہ مَرا دیدنِ آں ماہِ تمام ست امروز
(۳) زاہدے راکہ نبودے چو صوامع جائے — بیں کہ درکنجِ خرابات مقام ست امروز
(۴) صبح دم بُلبُلِ مست ازچہ سبب می نالد — کارِ اوچوں زبہاراں بنظام ست اِمروز

حل لغات:

* روزِ عیش وطرب۔عیش ونشاط کادن * ماہِ صیام۔رمضان * ایام بکام ست۔زمانہ سازگار ہے * عروسِ فلکی۔آسمان کی دلہن یعنی سورج * صوامع۔صومعہ کی جمع خانقاہ * کنج خرابات۔میخانے کا گوشہ * ازچہ سبب می نالد۔کس وجہ سے رورہی ہے۔

ترجمہ:

(۱) آج عیش ونشاط اور عیدرمضان کادن ہے۔دِل کا مقصد حاصل ہےاورزمانہ بھی آج موافق وسازگار ہے۔یعنی شراب نوشی کے جواز کاوقت ہےاورکوئی عذربھی مانع شراب نہیں ہوسکتا۔

(۲) آسمان کی دلہن (سورج) سے کہہ دوکہ وہ مشرق سے اپنا چہرہ نہ دکھائے۔کیونکہ آج کی رات مجھے اُسی مہ کامل (محبوب) کو دیکھنا ہے۔اُسی کادیدارکرنا ہے۔

(۳) وہ زاہدکہ جسے عبادت خانہ کے سواکوئی دوسری جگہ پسندنہ تھی۔تودیکھ کہ آج اس کامقام بھی میخانے کے گوشے میں بناہوا ہے۔وہ بھی خراباتی ہوگیا ہے۔

(۴) صبح کے وقت مست بُلبُل کس وجہ سے رورہی ہے؟ جبکہ آج بہار کی وجہ سے اس کی مرادپوری ہوگئی ہے۔پھریہ آہ ونالہ وفغاں کس لیے کررہی ہے؟نالہ بلبل بعیدازقیاس ہے کیونکہ اس کا کام بہار کی آمد سے ہی تووابستہ ہے۔

(۵) محتسب بیہدہ گو پند مدہ رنداں را — کانکہ بےشاہدومے نیست کدام ست امروز
(۶) گو بگویند خلائق کہ ہمی حافظ را — چشم بر روئے نگارولبِ جام ست امروز

حل لغات:

* محتسب۔کوتوال * بیہدہ۔بیہودہ نکما،ناشائستہ * گو:گفتن مصدر سے کہہ دے * شاہد۔محبوب * خلائق۔خلقت کی جمع،لوگ * نگار۔محبوب۔

ترجمہ:

(۵) بیہودہ کوتوال سے تم کہد وکہ وہ ان رندوں کومت نصیحت کرے۔آج کون ایساشخص ہے جوکہ محبوب اورشراب سے لطف اندوز

ہونے کی خواہش نہیں رکھتا یا لطف نہیں اٹھا رہا؟ یعنی محتسب کی یہ نصیحت فضول ہے کہ شراب پینا اور معشوق رکھنا گناہ ہے۔

(٦) اگر یہ مخلوق کہتی ہے تو کہنے دو کہ آج حافظ کی آنکھ محبوب کے چہرے اور شراب کے پیالے پر جمی ہوئی ہے۔ اب مجھے ان لوگوں کی کوئی پروا نہیں ہے کیونکہ مجھے جام شراب کے ساتھ ساتھ دیدار شباب بھی حاصل ہے۔

(نوٹ) بعض نسخوں میں یہ غزل شامل نہیں ہے۔

----***----

غزل نمبر (١٣)

(١) زلفینِ سیہ خم بخم اندر زدہٗ باز — وقتِ من شوریدہ بہم برزدہٗ باز

(٢) زاں روئے نکو چشمِ بداں دُور کہ امروز — بر مہ زدہٗ طعنہ و بر خور زدہٗ باز

(٣) بر ساغرِ عیشم زدہٗ سنگ و لیکن — با تو چہ تواں گفت کہ ساغر زدہٗ باز

(٤) ازدودِ دل خستہ ام اے دوست حذر کن — کآتش بمن سوختہ دِل برزدہٗ باز

حل لغات:

* زلفین۔ دونوں زلفیں * خم بخم۔ پیچ در پیچ * بہم برزدہ۔ تو نے درہم برہم کردیا ہے' پریشان کردیا ہے * روئے نکو۔ خوبصورت چہرہ * خور۔ سورج * بر ساغر عیشم زدہ سنگ۔ تو نے میرے عیش کے پیالہ پر پتھر مارا ہے * دُود۔ دھواں * حذر کن۔ ڈر' خوف کر' پرہیز کر۔

ترجمہ:

(١) اے محبوب! تو نے پھر اپنی ان سیاہ زلفوں کو پیچ در پیچ بنا رکھا ہے اور مجھ دیوانے کو پریشان کر کے رکھ دیا ہے۔ میری جمعیتِ خاطر کو درہم برہم کر کے رکھ دیا ہے۔

(٢) اُس خوبصورت چہرے سے بڑی آنکھیں دور رہیں۔ کیونکہ آج تو نے پھر چاند اور سورج دونوں کو ہی شرمندہ کر کے رکھ دیا ہے۔ تو ان دونوں پر ہی طعنہ زنی کر رہا ہے۔ یعنی محبوب کے حسن کی تابانی نے آج مہ و سورج کو بھی مات کر دیا ہے (چشم بدور)

(٣) تو نے میرے عیش و عشرت کے پیالے پر پتھر مار دیا ہے مگر تجھ سے کیا کہا جا سکتا ہے کہ تو تو خود شراب سے بدمست ہو چکا ہے۔ زبردست نشے میں ہے۔

(٤) اے میرے دوست! اے میرے محبوب! تو میرے اس خستہ و خراب دل سے ڈر کیونکہ تو نے پھر مجھ سوختہ دل کے سینے میں آگ لگادی ہے لہٰذا میرے دل زار کی آہ سے بچ۔

(۵) من سر چو قلم برسرِ سودائے تو دارم — با آنکه منِ سرزده را سرزدۂ باز
(۶) نقدِ سرۂ قلب کہ پالودہ اَم ازچشم — برسکّہ رویم ہمہ بر زر زدۂ باز
(۷) ازغالیہ برہم زدۂ خوش شکر و قند — امروز ہمہ بر گل وشکر زدہ باز
(۸) شہبازِ غمت راست کبوتر دلِ حافظؔ! — ہُشدار کہ برصیدِ کبوتر زدۂ باز

حل لغات:

* سودائے تو۔تیرا جنون' تیرا عشق * سرزدہ۔دیوانہ * نقدِسرۂ قلب۔دل کی کھری نقدی (پونجی) * پالودہ۔پالودن مصدر پاک صاف کرنا * غالیہ۔خوشبو' عنبرومشک سے تیارشدہ خوشبو' پوڈر * قند۔مصری * شہبازِ غمت۔تیرے غم کا شہباز * صید۔شکار۔

ترجمہ:

(۵) میں قلم کی طرح اپنے سر میں تیرا ہی سودا رکھتا ہوں، باوجود اس کے کہ تو نے مجھ سر پھرے کو دیوانہ بنا رکھا ہے۔یعنی مجھ سرگشتہ و پریشان کو اور بھی پریشان کر ڈالا ہے۔یعنی جس طرح قلم کو تراشنے کے بعد اس کا سر روشنائی میں دھرا جاتا ہے بعینہ میں سر کٹنے کے باوجود سودائے عشق پر سر دھرے بیٹھا ہوں۔

(۶) میں نے اپنے دل کی خالص اور کھری نقدی کو اپنی آنکھوں سے صاف کیا ہے اور تو نے میرے چہرے کے سکہ پر سراسر سنہری نقوش بنا دیے ہیں۔

(۷) اے محبوب! تو نے غالیہ مل کر شکر وقند کو خراب کر کے رکھ دیا ہے۔گویا آج پھر تو نے گل وشکر کو بھی مات دے دی ہے۔سب کو شرمندہ کر کے رکھ دیا ہے۔

(۸) اے محبوب! تیرے عشق کے شہباز کے لیے حافظ کا دل کبوتر کی طرح ہے۔ہوشیار ہو! کہ تو نے کبوتر کے شکار کے لیے باز کو چھوڑا ہوا ہے۔

(نوٹ) بعض نسخوں میں یہ غزل شامل نہیں ہے۔

----***----

غزل نمبر (۱۴)

(۱) درآ کہ در دلِ خستہ تواں در آید باز
بیا کہ در دلِ[1] مردہ رواں در آید باز

(۲) بیا کہ فرقتِ تو چشم من چناں بربست
کہ فتح باب وصالت مگر کشاید باز

(۳) بہ پیش آئنہ دل ہر آنچہ می دارم
بجز خیال جمالت نمی نماید باز

(۴) غمے کہ چوں سپہ زنگ ملکِ دل بگرفت
ز خیلِ شادی روم رخت زداید باز

حل لغات:

* تواں۔طاقت،توانائی * رواں۔روح، جان * فرقت۔جدائی * فتح باب۔دروازہ کھلنا * بجز خیال جمالت۔تیرے حسن کے خیال کے سوا * سپہ زنگ۔زنگی لشکر * ملک دل بگرفت۔ملک دل پر قبضہ کرلیا ہے * خیل۔لشکر۔ * زداید: زدودن مصدر سے زنگ چھڑانا، پاک کرنا * روم۔جسم کے نرم و نازک بال۔

ترجمہ:

(۱) اے محبوب! تو آ کہ میرے دلِ خستہ وزار میں پھر توانائی آجائے۔تو آ کہ میرے اس مردہ جسم میں جان پڑجائے۔یعنی محبوب کی آمد سے عاشق بے جان میں پھر جان پڑسکتی ہے۔

(۲) آ کہ تیری جدائی نے میری آنکھ اس طرح بند کر دی ہے کہ شاید وہ اس وقت کھل سکے جب کہ تیرے وصل کا دروازہ کھولا جائے۔یعنی تیرے وصال سے ہی مجھے نئی زندگی مل سکتی ہے۔

(۳) میرے دِل کے شیشے کے سامنے جو شے بھی آتی ہے وہ تیرے حسن و جمال کے خیال کے سوا کسی اور صورت میں دکھائی نہیں دیتی۔یعنی مجھے ہر شے میں محبوبِ حقیقی کا ہی جمال نظر آتا ہے۔

(۴) اے محبوب! تیرے غم نے زنگی لشکر کی طرح میرے دل کے ملک پر قبضہ کر رکھا ہے۔تیرے رومی چہرے کے لشکر نشاط کی وجہ سے دوبارہ پاک (روشن) کرالیا ہے۔حبشی سیاہ رنگ ہوتے اور رومی سفید رنگ۔شاعر کے خیال کے مطابق غم نے چہرہ سیاہ کر دیا تھا لیکن خوشی کے لشکر نے چہرے کو دوبارہ سفید کر دیا ہے۔یوں رومی چہرے کے لشکر نے زنگی لشکر کو ہرا دیا ہے۔

(۵) زخوفِ بادیہ دل بد مکن بہند احرام
کہ مردِراہ نیندیشد ارچہ ناید باز

(۶) بداں مثل کہ شب آبستن آمدہ ست بروز
ستارہ می شمرم تا کہ شب چہ زاید باز

(۷) بیا کہ بُلبُلِ مطبوعِ خاطرِ حافظ
بوئے گلشنِ وصلِ تو می سراید باز

[1] بعض نسخوں میں دل کی جگہ تن ہے۔

حل لغات:

* بادیہ۔جنگل * بداں مثل۔اس مثل کے مطابق * شب آبستن آمدہ ست بروز۔رات دن سے حاملہ ہوتی ہے * مطبوعِ خاطر۔دِل پسند۔ * چہ زاید: کیا جنتی ہے، پیدا کرتی ہے۔ * می سراید: گاتی ہے۔

ترجمہ:

(۵) تو جنگل کے خوف سے پریشان خاطر نہ ہو (بلکہ) احرام باندھ لے کیونکہ جو راہی باخبر ہوتا ہے اُسے اپنی سلامتی سے واپسی کے متعلق کچھ اندیشہ وخوف نہیں ہوتا۔یعنی جنگل سے ڈرنا مردوں کا شیوہ نہیں۔وہ راہ کی دشواریوں کی پروا نہیں کرتے لہٰذا تیار ہو اور منزل مراد کی راہ لے۔

(۶) اسی مشہور مثل کے مطابق کہ رات دن سے حاملہ ہوتی ہے، میں ستارے گنتا ہوں۔اب دیکھئے کہ رات کیا جنتی ہے؟ یعنی یہ انتظار ہے کہ رات پھر کیا جنے گی؟ یعنی میری اختر شماری کیا رنگ دکھاتی ہے۔

(۷) اے محبوب! آ کہ حافظ کے دل کا پسندیدہ بُلبُل پھر تیرے وصل کے گلشن میں نغمہ سرائی میں مشغول ہو چکا ہے۔یعنی تیرے وصل کی اُمید پر گیت گا رہی ہے۔یعنی اُمید وصل سے حافظ کی طبیعت چہک رہی ہے۔

----***----

(نوٹ) بعض نسخوں میں یہ غزل شامل نہیں ہے اور بعض میں شعر 5 شامل نہیں ہے۔

ردیفِ سینِ مهمله(س)

غزل نمبر(۱)

(۱) اے صبا گر بگزری بر ساحلِ رودِ ارس — بوسہ زن بر خاکِ آں وادی و مشکیں کن نفس
(۲) منزلِ سلمٰی کہ بادش ہردم از ما صد سلام — برصدائے سارباں بینی و آہنگِ جرس
(۳) محملِ جاناں ببوس آنگہ بزاری عرضہ دار — کز فراقت سوختم اے مہرباں فریادرس
(۴) عشرتِ شبگیر کُن مے نوش کاندر راہِ عشق — شبرواں را آشنائی ہاست با میرِ عسس

حل لغات:

* رُودِ ارس۔ایران کا مشہور سرحدی دریا جو روس اور ایران میں بہتا ہے * نفس۔جمع انفاس' سانس * سلمٰی۔مراد محبوب * آہنگِ جرس۔گھنٹی کی آواز * محمل جاناں۔محبوب کا محمل (کجاوہ) * عرضہ دار۔عرض کر * فریادرس۔فریاد کو پہنچنے والا * عشرتِ شبگیر کن۔رات کے پچھلے پہر عیش کر * شبرواں۔چور۔ڈاکو لٹیرے * عسس۔چوکیدار * میر عسس: مراد کوتوال۔

ترجمہ:

(۱) اے بادِ صبا! اگر تو رودِ ارس کے ساحل پر سے گزرے تو تو اُس وادی کی خاک کو چومنا اور اپنی سانسوں کو خوشبودار بنالینا ،معطر کرلینا۔

(۲) ہمارے محبوب کی وہ منزل کہ جس پر ہماری طرف سے ہر پل سینکڑوں سلام ہوں۔اس کا اتہ پتہ ساربان اور گھنٹی کی آواز سے چل سکتا ہے۔

(۳) پھر تو اس محملِ جاناں کو بوسہ دینا اور بڑی عاجزی سے عرض کرنا کہ میں تو تیری جدائی میں جل بجھ چکا ہوں اے مہربان تو اس کی فریادرسی کر۔اُسے انصاف دے۔

(۴) تو رات کے پچھلے پہر عیش کر اور شراب پی کیونکہ عشق کی راہ میں چوروں کی کوتوال کے ساتھ دوستی ہوتی ہے۔یعنی رات کو جاگ کر عبادت کر کہ اللہ کو ایسے لوگ عزیز ہوا کرتے ہیں۔

(۵) دل برغبت می سپارد جاں بچشمِ مستِ یار — گرچہ ہشیاراں ندادند اختیارِ خود بکس
(۶) من کہ قولِ ناصحاں راخواندے بانگِ رباب — گوشمالی خوردم ازہجراں کہ اینم پندبس
(۷) طوطیاں درشکرستان کامرانی می کند — وز تحسرّ دست بر سر می زند مسکیں مگس
(۸) عشقبازی کارِ بازی نیست اے دِل سر بباز — زانکہ گوئے عشق نتواں زد بچوگانِ ہوس
(۹) نامِ حافظ گر برآید برزبانِ کلکِ دوست — از جنابِ حضرتِ شاہم بس ست ایں ملتمس

حل لغات:

٭ رغبت۔شوق ٗتوجہ ٭ تحسرُّ۔حسرت ٭ مگس۔مکھی ٭ کارِبازی۔کھیل کود ٭ سر بباز: سرکی بازی لگادے۔ ٭ گوے۔گیند ٭ چوگان۔کھونڈی ٗبلا ٭ کلکِ دوست۔محبوب کاقلم ٭ بس ست۔کافی ہے ٗبہت ہے۔

(۵) میرا دِل بڑے شوق سے محبوب کی مست آنکھ پر اپنی جان نچھاور کرتا ہے۔اگرچہ سمجھدار اور ہوشیار لوگ اپنے اختیار کو کسی دوسرے کے اختیار میں نہیں دیا کرتے۔یعنی میرا دل محبوب کے ہی اختیار میں ہے۔

(۶) میں تو نصیحت کرنے والوں کی باتوں کو رباب کا نغمہ سمجھتا تھا۔اور اب میں نے محبوب کے ہجر سے سزا پالی ہے اور میرے لیے یہی نصیحت ہی کافی ہے۔یعنی اسی قدر ہی سزا کافی ہے۔

(۷) طوطیاں تو شکرستان میں بڑے مزے سے زندگی بسر کررہے ہیں لیکن یہ عاجز ولاچار مکھی حسرت سے اپنے سر پر ہاتھ ماررہی ہے یعنی اغیار عیش ونشاط میں مشغول ہیں اور میں محبوب کے فراق میں کف افسوس مل رہا ہوں۔

(۸) اے دِل! یہ عشقبازی کوئی بچوں کا کھیل نہیں ہے (کھیل تماشا نہیں ہے) سر دے کہ ہوس کی کھونڈی سے عشق کی گیند حاصل کر کے بازی نہیں جیتی جاسکتی۔یعنی عشق نہایت ہی کٹھن اور مشکل ہے۔یہ کوئی آسان کام نہیں ہے۔

(۹) اگر حافظ کا نام محبوب کے قلم کی زبان پر آجائے تو میرے لیے بادشاہ کی درگاہ سے اس آرزو کا پورا ہونا ہی کافی ہے۔میری یہی

التماس ہے۔اور کچھ بھی نہ چاہتا ہوں۔

----***----

غزل نمبر (۲)

(۱) جاناں ترا کہ گفت کہ احوالِ ما مپرس — بیگانہ گرد و قصّۂ ہیچ آشنا مُپرس
(۲) زانجا کہ لُطفِ شاملِ خلقِ کریم تست — جُرمِ گزشتہ[۱] عفو کن و ماجرا مُپرس
(۳) خواہی کہ روشنت شود احوالِ سرِ وعشق[۲] — از شمع پرس قصّہ ز بادِ صبا مُپرس
(۴) ہیچ آگہی زعالمِ درویشیش نبود — آں کس کہ باتو گفت کہ درویش را مُپرس

حل لغات:

* جاناں۔اے محبوب * آشنا۔دوست' محبوب * لطف۔مہربانی * خلق۔اخلاق * عفو کن۔معاف کردے * سرِ عشق۔عشق کا راز * آگہی۔آگاہی۔

ترجمہ:

(۱) اے میرے محبوب! تجھے یہ کس نے کہا ہے کہ ہمارا حال نہ پوچھ؟ ہم سے بیگانہ بن جا اور کسی بھی دوست و آشنا کی خبر تک نہ لے؟
(۲) چونکہ تو مہربان ہے اور یہ تیرے کریمانہ اخلاق میں شامل ہے۔اسی لیے گزرا ہوا گناہ بخش دے اور ہم سے کسی بھی طرح کی باز پرس نہ کر۔اور تیرے اخلاق کا تقاضا بھی یہی ہے کہ تو ایسا ہی کرے۔
(۳) اگر تیری یہ خواہش ہے کہ عشق کا راز تجھ پر کھل جائے تو پھر اس شمع سے قصہ دریافت کر اور بادِ صبا سے ہرگز نہ پوچھ۔کیونکہ بادِ صبا اس راز کی آگہی نہیں رکھتی ہے بلکہ شمع کو یہ علم ہے۔
(۴) اس شخص کو درویشی کے عالم و مقام سے کچھ بھی تو آگاہی نہ تھی۔جس شخص نے تجھ سے یہ کہہ دیا ہے کہ تو درویش کی حقیقت بھی نہیں جانتا۔

(۵) ازدلق پوشِ صُومعہ نقدِ طلب مجوی — یعنی زمفلسانِ سخن کیمیا مُپرس
(۶) دردفترِ طبیبِ خرد بابِ عشق نیست — اے دِل بدرد خُو کن ونامِ دوا مُپرس
(۷) نقشِ حقوقِ خدمت واخلاص وبندگی — ازلوحِ سینہ محو کن ونامِ ما مُپرس

---

۱ بعض نسخوں میں گزشتہ کی جگہ ناکردہ ہے۔
۲ بعض نسخوں میں مصرع اول یوں ہے: من ذوقِ سوزِ عشقِ تو دارم نہ مدعی۔

(۸) ماقصۂ سکندر و دارا نخوانده ایم — ازما بجز حکایتِ مہر و وفا مپرس
(۹) حافظ رسید موسمِ گُل معرفت مخواں — دریاب نقدِ عمر[1] و زچون وچرا مپرس

حل لغات:

٭ دلق۔گدڑی ٭ صومعہ۔خانقاہ، عبادت گاہ ٭ نقد۔مرادعیش ٭ خرد۔عقل ودانش ٭ خُو۔عادت ٭ لوحِ سینہ۔سینے کی تختی ٭ محوکن۔مٹادے ٭ سکندر۔یونان کامشہور حکمران، سکندراعظم ٭ دارا۔ایران کا بادشاہ جسے سکندر نے شکست دی تھی ٭ موسم گل۔بہار کا موسم ٭ معرفت مخواں۔معرفت کی باتیں مت کر ٭ نقدِعمر۔زندگی کا سرمایہ، زندگی کی نقدی، پونجی۔

ترجمہ:

(۵) تو خانقاہ کے گدڑی پہننے والے سے عشق کی پونجی مت طلب کر۔یعنی شعر گوئی کے مفلسوں سے کیمیا گری کی باتیں نہ پوچھ! مطلب یہ کہ عشق کی پونجی صرف عشاق (رندوخراب) لوگ ہی رکھتے ہیں۔

(۶) عقل کے طبیب کی کتاب میں عشق کا کوئی باب نہیں ہے۔اے میرے دِل! تو درد کا عادی بن جا اور کسی دوادارو کا نام تک مت پوچھ کیونکہ محبوب کا درد ہی اصل میں دوا ہے۔

(۷) تو بےلوث خدمت اور سچی محبت اور بندگی کے حقوق کا نقش اپنے سینے کی تختی سے مٹا ڈال اور ہمارا نام تک مت پوچھ۔

(۸) ہم نے سکندر اور دارا کے قصے کہانیاں نہیں پڑھی ہیں۔تو ہم سے عشق اور وفا کی کہانی کے سوا کچھ مت پوچھ یعنی ہمیں اس دنیا کے بادشاہوں کے قصوں سے کیا نسبت ہم سے تو عشق ووفا کے متعلق کچھ پوچھو!

(۹) اے حافظ! بہار کا موسم آ گیا ہے (تو اس کی قدر کر) اور معرفت کی باتوں کو چھوڑ۔زندگانی کا سرمایہ حاصل کر اور چون وچرا نہ کر۔اس کے متعلق کچھ مت پوچھ۔

(نوٹ) بعض نسخوں میں شعر نمبر 7 شاملِ غزل نہیں ہے۔

----٭٭٭----

غزل نمبر (۳)

(۱) دارم از زلف سیاہت گِلہ چنداں کہ مُپرس — کہ چناں زو شدہ اَم بے سروساماں کہ مُپرس
(۲) کس بامیّدِ وفا ترکِ دل ودین مکناد — کہ چنانم من ازیں کردہ پشیماں کہ مُپرس
(۳) بہرِ یک[2] جُرعہ کہ آزار کشش در پے نیست — زحمتے می کشم ازمردمِ ناداں کہ مُپرس

---

[1] بعض نسخوں میں عمر کی جگہ وقت ہے۔ [2] بعض نسخوں میں بہر یک جرعہ کے بجائے بیکے جرعہ ہے جو خوش آہنگ نہیں۔

(۴) گوشہ گیری[1] وسلامت ہوسم بود ولے — فتنہ می کند آں نرگسِ فتاں کہ مپرس

حل لغات:

* گلہ چنداں۔اس قدر گلہ'اتنا گلہ * مکناد۔نہ کرے * بہر یک جُرعہ۔ایک گھونٹ کے لیے * آزار۔دکھ درد * گوشہ گیری۔ گوشہ نشینی * نرگسِ فتاں۔فتنے برپا کرنے والی آنکھ۔

ترجمہ:

(۱) اے محبوب! مجھے تیری ان سیاہ زلفوں سے اس قدر گلہ وشکایت ہے کہ نہ پوچھ! کیا بتاؤں؟ اس کے ہاتھوں سے میں ایسا بے سروساماں ہوکررہ گیا ہوں کہ تو نہ ہی پوچھے تو بہتر ہے۔کہ میں کیا کہوں؟

(۲) کوئی بھی شخص وفا کی اُمید میں اپنے دین ودِل کو اس طرح ترک نہ کرے جس طرح کہ میں نے کیا ہے۔اور نہ ایسا کرے اب میں اتنا پچھتا رہا ہوں کہ کچھ نہ پوچھ۔

(۳) شراب کے ایک گھونٹ کی خاطر جس میں کسی کو بھی کوئی دکھ نہیں ہے۔میں ناواقف قسم کے لوگوں سے اس قدر زحمتیں اُٹھا رہا ہوں کہ تو نہ پوچھ! یعنی ناقابل بیان ہیں۔میں کیا بیان کروں؟

(۴) میری آرزو تھی کہ میں گوشہ نشین ہوکر امن وسلامتی سے زندگی گزاروں گا لیکن اُس فتنہ انگیز آنکھ نے وہ فتنے برپا کئے ہیں کہ نہ پوچھ۔یعنی محبوب کی فتنہ انگیز آنکھ نے میرا یہ ارمان درہم برہم کر کے رکھ دیا ہے۔

(۵) زاہد ازما باسلامت بگزر کاں مئے لعل — دِل ودین می بُرد از دست بدانساں کہ مپرس

(۶) گفتم از گوئے فلک صورتِ حالے پرسم — گفت آں می کشم اندرخمِ چوگاں کہ مپرس

(۷) گفتمش زلف بکینِ[2] کہ کشادی گفتا — حافظ ایں قصہ درازست بقرآں کہ مپرس

حل لغات:

* مئے لعل۔سرخ شراب * گوئے۔گیند * خم چوگاں۔بلے کی لپیٹ' کھونڈی کا جھکاؤ * کین۔کینہ'بغض'دشمنی * بقراں۔ قرآن کی قسم۔

ترجمہ:

(۵) اے زاہد! تو ہمارے پاس سے سلامتی کے ساتھ گزر جا۔کیونکہ وہ سرخ شراب دل اوردین کو ہاتھوں سے اس طرح لی جاتی ہے کہ نہ پوچھ۔یعنی دین ودِل کو تباہ وبرباد کر کے رکھ دیتی ہے۔مطلب یہ کہ اے زاہد تو اپنے دل اوردین کو بچا کر لے جا ورنہ یہ شراب انہیں تباہ وبرباد کردے گی۔

---

[1] گوشہ گیری کے بجائے پارسائی اور فتنہ کی جگہ شیوہ ہے۔

[2] بعض نسخوں میں بکین کی جگہ بخون اور کشادی کی جگہ شکستی ہے۔

(۶) میں نے کہا کہ میں آسمان کی گیند سے ساری صورتحال دریافت کروں گا۔اس نے جواب دیا کہ اُسے تو میں بلے کی لپیٹ میں اس طرح قید رکھتا ہوں کہ نہ پوچھ۔یعنی آسمان خود چکر میں ہے اور جو چیز اس کے چکر میں آتی ہے اس کا کیا حال ہوتا ہے نہ پوچھ۔

(۷) میں نے اُس سے کہا کہ تو نے کس کینے سے' کسی پر ظلم ڈھانے کے لیے اپنی زلف کو کھولا ہے؟ اُس نے جواب دیا کہ اے حافظ! یہ قصہ بہت طویل ہے۔قرآن کی قسم نہ پوچھ!

----***----

غزل نمبر (۴)

(۱) دردِ عشقے کشیدہ اَم کہ مُپرس — زہرِ ہجرے چشیدہ ام کہ مُپرس
(۲) گشتہ ام درجہان و آخرِ کار — دِلبرے برگزیدہ ام کہ مُپرس
(۳) آں چناں در ہوائے خاکِ درش — می رود آبِ دیدہ ام کہ مُپرس
(۴) بے تو در کلبۂ گدائِ خویش — رنجہائے کشیدہ ام کہ مُپرس

حل لغات:

* مُپرس۔نہ پوچھ * زہر ہجرے۔جدائی کا زہر * گشتہ ام۔پھرا ہوں * برگزیدہ۔گزیدن مصدر، پسند کرنا' چننا * آنچناں۔اس طرح' اسی لگن میں * کلبہ۔کوٹھڑی۔جھونپڑی۔

ترجمہ:

(۱) میں نے عشق میں وہ درد اٹھایا ہے کہ تو کچھ نہ پوچھ!اور جدائی میں وہ زہر چکھا ہے کہ کچھ نہ پوچھ لیکن کیا بیان کروں؟ کچھ بتایا نہیں جا سکتا۔

(۲) ساری دنیا میں میں مارا مارا پھرا ہوں اور تب جا کے کہیں ایسے محبوب کو چنا ہے۔وہ محبوب کیسا ہے؟ کچھ نہ پوچھو!

(۳) اس لگن میں کہ میں اس کے دروازے کی خاک کو بوسہ دوں' میری ان آنکھوں سے اس طرح پانی (آنسو) بہا ہے کہ کچھ نہ پوچھ۔یعنی دلبر کی جدائی میں بہت ہی رویا ہوں۔

(۴) اے محبوب! میں نے تیرے بغیر اپنی اس فقیرانہ جھونپڑی میں وہ رنج وغم اُٹھائے ہیں کہ کچھ نہ پوچھ۔یعنی ہجر میں بڑے صدمے برداشت کیئے ہیں۔

(۵) من بگوشِ خود از دہانش دوش — سخنہائے شنیدہ اَم کہ مُپرس
(۶) سوئے من لب چہ می گزی کہ مگوی — لبِ لعلے گزیدہ ام کہ مپرس

(۷) ہمچو حافظِ غریب در رَہِ عشق بمقامے رسیدہ ام کہ مپرس

حل لغات:

* گوش۔کان * دہانش۔اس کا منہ * سخنہائے۔سخن کی جمع بات' شعر * گزی۔گزیدن' کاٹنا' لب کاٹنا * غریب۔مسافر' بے بس

ترجمہ:

(۵) میں نے کل رات اُس کے منہ سے ایسی باتیں اور ایسے شعر سنے ہیں کہ کچھ نہ پوچھ! یعنی محبوب کے منہ سے میرے کانوں نے ایسے سخن سنے ہیں کہ بیان نہیں کرسکتا۔

(۶) تو میری طرف دیکھ کر اپنے لب کیا کاٹتا ہے؟ اور اشارے سے مجھے بتاتا ہے کہ تو چپ رہ۔ میں نے ایک ایسے سرخ ہونٹ کو کاٹا ہے (بوسہ لیا ہے) کہ کچھ نہ پوچھ۔

(۷) میں عشق کی راہ میں غریب و بے بس حافظ کی طرح سفر کر کے ایسے مقام پر پہنچ گیا ہوں کہ کچھ نہ پوچھ۔ یعنی یہ بات بیان نہیں کی جاسکتی کہ کس مقام پر ہوں۔

----***----

غزل نمبر (۵)

(۱) درضمیرِ ما نمی گنجد بغیر از دوست کس — ہر دو عالم را بدشمن دِہ کہ مارا دوست بس

(۲) یارِ گندم گونِ ما گر میل کردے نیمِ جَو — ہردو عالم پیش چشمِ ما نمودے یک عدس

(۳) می روی چوں شمع و جمعے از پس وپیشت دواں — نے غلط گفتم نباشد شمع را خود پیش وپس

(۴) غافل ست آں کو بشمشیر از تو می پیچد عناں — قند را لذّت مگر نیکو نمی داند مگس

حل لغات:

* ضمیر۔دل * نمی گنجد۔نہیں سماتا * گندم گوں۔گندمی رنگ کا * میل۔رغبت' مائل * عدس۔مسور کی دال * پیش وپس۔آگا پیچھا * عناں۔لگام * قند۔مٹھاس' شہد * نیکو۔خوبی * مگس۔مکھی۔

ترجمہ:

(۱) ہمارے دل میں محبوب کے سوا کسی اور دوسرے کے سمانے کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔ تو یہ دونوں جہان ہمارے دشمن کے حوالے کردے کیونکہ ہمارے لیے بس ہمارا محبوب ہی کافی ہے۔ یعنی ہمیں صرف محبوب چاہیے باقی دونوں جہاں ہمارے رقیب کو دیدیں۔

(۲) ہمارا گندمی رنگ کا محبوب اگر آدھے جو کے برابر بھی (ذرا سا بھی) ہماری جانب مائل ہوتا تو یہ دونوں جہان ہماری آنکھوں

میں مسور کی دال کے ایک دانہ کے برابر بھی حیثیت نہ رکھتے۔یعنی کچھ اہمیت وحیثیت نہ رکھتے۔
(۳) تو شمع کے مانند روشنی بکھیرتا ہوا چلا جارہا ہے اور لوگ تیرے آگے پیچھے دوڑے چلے آرہے ہیں۔نہیں میں نے غلط کہہ دیا ہے کہ شمع کا تو آگا پیچھا ہی نہیں ہوتا۔یعنی محبوب ہر طرف روشنی بکھیرتا ہے۔
(۴) جو کوئی تلوار کی وجہ سے تیری طرف سے باگ موڑ لیتا ہے۔(سامنے آنے سے ہچکچاتا ہے) وہ سخت غافل ہے۔شاید مکھی بھی قند کی لذت سے اچھی طرح آگاہ نہیں ہے۔یعنی جو کوئی رنج وغم دیکھ کر عشق سے کتراتا ہے وہ محبوب کی خوبصورتی اور شیریں سخنی سے آگاہ نہیں ہے۔

(۵) خاطرم وقتے ہوس کردے کہ بینم چیزہا — تا ترا دیدم نکردم جز بدیدارت ہوس
(۶) مرد ماں راازعسس شب گر خیالے درسرست — من چنانم کز خیالم باز نشانسد عسس
(۷) کویت از اشکم چو دریا گشت ومی ترسم کہ باز — برسر آیند ایں رقیبانِ سبکسارت چوخس
(۸) حافظا! ایں رہ بپائے لاشہء لنگِ تو نیست — بعدازیں بنشیں کہ گردے برنہ خیزد زیں فرس

حل لغات:

* عسس۔کوتوال،چوکیدار * خس۔تنکا * چوخس۔تنکے کی طرح * لنگ۔لنگڑاپن * فرس۔گھوڑا۔ * لاشہ:لاش۔ * لاشہ رزگِ تو،تیرا مردہ جسم * گردے برنخیزد: گرد نہ اڑے۔

ترجمہ:

(۵) کسی زمانے میں میرے دل کو بڑی ہوس تھی کہ میں چیزیں دیکھوں لیکن جب میں نے تجھے دیکھا تو پھر کسی دوسری چیز کو دیکھنے کی حسرت باقی نہ رہی۔یعنی تیرے دیدار کے سوا کسی بات کی آرزو نہ رہی۔
(۶) اگر رات کو لوگوں کے سر میں کوتوال کا خیال رہتا ہے تو میرا حال ایسا ہے کہ کوتوال مجھے اپنے خیال وقیاس سے پہچان نہیں سکتا۔یعنی لوگ رات کے وقت کوتوال سے ڈرتے ہیں تو ڈرا کریں مجھے اس کی کیا پروا ہے کیونکہ اسے میری حالت سے ذرا بھی آگاہی نہیں ہے۔
(۷) میرے آنسوؤں سے تیرا کوچہ دریا کی طرح ہوگیا ہے لیکن ڈر یہ ہے کہ کہیں یہ تیرے ہلکے (بے وقعت) رقیب تنکوں کی طرح بہتے ہوئے یہاں پھر نہ آجائیں۔اب یہی اندیشہ ہے۔
(۸) اے حافظ! عشق کی یہ کٹھن اور مشکل راہ تیرے لنگڑے (مردہ) جسم سے طے نہیں ہوسکتی۔تو بس اب بیٹھا رہ کہ کہیں یہ گھوڑا اس راہ میں غبار کی طرح پامال نہ ہوجائے۔یعنی راہِ عشق میں اے حافظ تیرا لنگڑا گھوڑا نہ دوڑ سکے گا۔ڈر ہے کہ وہ اپنی ہی گرد میں ہلاک ہوجائے گا۔
(نوٹ) بعض نسخوں میں یہ غزل شامل نہیں ہے۔

----***----

غزل نمبر(٦)

(۱) دِلا رفیقِ سفر بختِ نیک خواہت بس — نسیمِ روضۂ شیراز پیکِ راہت بس
(۲) دِگر ز منزلِ جاناں سفر مکن درویش — کہ سیرِ معنوی و کنجِ خانقاہت بس
(۳) بصدرِ مصطبہ بنشیں و ساغرِ مے نوش — کہ ایں قدر زجہاں کسبِ مال وجاہت بس
(۴) زیادتے مطلب کار برخود آسان کن — کہ شیشۂ مے صاف وبُتے چوماہت بس

حل لغات:

* رفیق سفر۔سفر کا ساتھی * نسیم روضہ شیراز۔شیراز کے باغ کی ہوا * پیک۔قاصد * سیرِ معنوی۔روحانی سیر * کنج۔گوشہ * بصدر مصطبہ۔شراب خانے کی مسند * زیادتے مطلب۔زیادہ کی طلب نہ کر۔ * شیشہ مۓ صاف۔صاف شراب کی صراحی۔

ترجمہ:

(۱) اے میرے دِل! تیرے سفر کا ساتھی تیرا نیک نصیب ہی کافی ہے۔شیراز کے باغ کی ہوا ہی تیرے لیے قاصد کے فرائض سرانجام دینے کے لیے کافی ہے۔

(۲) اے درویش!تو دوبارہ منزل محبوب سے سفرمت کر کیونکہ تجھے روحانی سیر اوراس خانقاہ (عبادت گاہ) کا گوشہ ہی کافی ہے یعنی گوشہ نشین ہوکر سیر معنوی میں محو رہ۔

(۳) توشراب خانے کی مسند پر بیٹھ اور شراب نوشی کر کیونکہ تجھے اس دنیا میں اسی قدر مال وجاہ کا مل جانا ہی کافی ہے۔یعنی یہی سب سے بڑی دولت ہے اور کیا چاہیے؟

(۴) تو زیادہ کی طلب چھوڑ اور اپنے کام کو اپنے اوپر آسان کر لے کیونکہ تیرے لیے صاف شراب کی صراحی اور چاند جیسا خوبصورت وحسین محبوب ہی کافی ہے۔

(۵) فلک[۱] بمردمِ ناداں دہد زمامِ مراد — تو اہلِ دانش و فضلی ہمیں گناہت بس
(۶) وگر کمیں بکشاید غمے زکشورِ[۲] دل! — حریمِ درگہِ پیرِ مغاں پناہت بس
(۷) ہوائے مسکنِ مالوف وعہدِ یارِ قدیم — ز رہروانِ سفر کردہ عذر خواہت بس
(۸) بمنّتِ دِگراں خُو مکن کہ دوجہاں — رضائے ایزد و انعامِ پادشاہت بس

---

۱ بعض نسخوں میں فلک کی جگہ زمان ہے جو بحوالہ متن مناسب نہیں ہے۔
۲ بعض نسخوں میں کشور کی جگہ گوشہ ہے۔

(۹) ہیچ وردِ دگر نیست حاجتت اے حافظ! دُعائے نیمِ شب و وِردِ صبح گاہت بس

حل لغات:

* زمامِ مراد۔ مراد کی باگ ڈور * کمیں۔گھات * کشورِ دل۔ دل کا ملک * حریم۔ چاردیواری * ہوائے مسکنِ مالوف۔ پیارے وطن کی لگن * عہدِ یارِ قدیم۔ پرانے دوست کا عہد * رہروانِ سفر۔ سفر پر جانے والے راہی * منّتِ دِگراں۔ غیروں کا احسان * رضائے ایزد۔ اللہ تعالیٰ کی رضا * دعائے نیم شب۔ آدھی رات کی دعا * وِردِ صبح گاہت۔ تیرا صبح کا وظیفہ۔

ترجمہ:

(۵) یہ آسمان ہمیشہ جاہل و نادان آدمی کے ہاتھوں میں ہی مراد کی باگ ڈور دیتا ہے۔تو صاحب دانش اور صاحبِ فضیلت ہے بس تیرے لیے یہی گناہ کافی ہے۔جس طرح کہ علامہ اقبال کہتے ہیں کہ

ع خراں برتخت و یوسف بچا ہے

(۶) اگر دل کے ملک پر یہ غم حملہ کے لیے گھات لگائے تو پھر پیر مغاں کی درگاہ کی چاردیواری میں پناہ لے لینی چاہیے کیونکہ تیرے لیے یہی کافی ہے۔

(۷) پیارے وطن کی لگن اور پرانے دوست (محبوب) کا وعدہ۔سفر پر جانے والے راہیوں سے تیرے لیے کافی عذر خواہ ہے یعنی پیارے وطن کی محبت اور پرانے دوست کے ساتھ وعدے بھی کیے ہوئے ہیں۔ایسے میں سفر کرنے والوں کے ساتھ نہ جانے کے لیے معذرت کر لینا ہی کافی ہے۔

(۸) تو غیروں کا احسان لینے کی خومت ڈال کیونکہ تجھے ان دونوں جہانوں میں اللہ تعالیٰ کی رضا اور بادشاہ کا انعام ہی کافی ہے۔ تیری کامیابی وکامرانی اسی میں پوشیدہ ہے۔

(۹) اے حافظ! تجھے اور کسی وظیفے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔یہ آدھی رات کی دعا اور صبح سویرے کا وظیفہ ہی تیرے لیے کافی ہے۔

----***----

غزل نمبر (۷)

(۱) گلعذارے زگلستانِ جہاں ما را بس زین چمن سایہء آں سروِ رواں ما را بس

(۲) من و ہم صحبتی اہلِ ریا دوُرم باد از گر انانِ جہاں رطلِ گراں ما را بس

(۳) قصرِ فردوس بپاداشِ عمل می بخشند ماکہ رندیم وگدا دیرِ مغاں ما را بس

(۴) بنشیں برلبِ جوئے وگزرِ عمر ببیں کایں اشارت زجہانِ گزراں ما را بس

حل لغات:

* گلعذارے۔ پھول سے رخسار والا محبوب * مراد مُرشد کامل۔ سرِ رواں۔ معشوق * گرانانِ جہاں۔ دنیا سے بے تعلق لوگ * رطل گراں۔ شراب کا بڑا پیالہ *

ترجمہ:

(۱) اس دنیا کے باغ میں ہمارے لیے ایک پھول جیسے رخساروں والا ہی (محبوب) کافی ہے۔ اس چمن سے ہمیں صرف اُسی سرو رواں (محبوب) کا سایہ ہی کافی ہے۔

(۲) میں اور ریاکاروں کی صحبت؟ یہ چیز مجھ سے دور ہی رہے۔ ہمارے لیے یہی کافی ہے کہ اس دنیا کی بھاری چیزوں میں سے میں شراب کا ایک بھاری پیالہ نوش کروں۔

(۳) بہشت کا محل نیک اور اچھے اعمال کے صلے میں دیا جاتا ہے۔ ہم جو کہ رند اور گدا ہیں ہمارے لیے پیر مغاں کا شراب خانہ ہی کافی ہے۔ یعنی بہشت کا محل تو نیک و پارسا لوگوں کو بخشا جائے گا۔ ہم تو رند و گدا ہیں ہمارے لیے میخانہ ہی کافی ہے۔

(۴) تو اس نہر کے کنارے پر بیٹھ اور عمر کا گزرنا دیکھ کیونکہ اس گزرنے اور فنا ہونے والی دنیا میں ہمارے لیے یہی اشارہ کافی ہے۔ یعنی ندی کے پانی کا بہنا اور واپس نہ آنا اس حقیقت کا مظہر ہے کہ بیتی عمر کے لمحے واپس نہیں آتے۔

(۵) نقدِ بازارِ جہاں بنگر و آزارِ جہاں — گر شما را نہ بس ایں سود و زیاں ما را بس
(۶) یار با ماست چہ حاجت کہ زیادت طلبیم — دولتِ صحبتِ آں مونسِ جاں ما را بس
(۷) از درِ خویش خدا را بہ بہشتم مفرست — کہ سرِ کوئے تو از کون و مکاں ما را بس
(۸) نیست ما را بجز از وصلِ تو در سر ہوسے — ویں تجارت زمتاعِ دو جہاں ما را بس
(۹) حافظ از مشربِ قسمت گلہِ بے انصافیست — طبع چوں آب و غزلہائے رواں ما را بس

حل لغات:

* نقدِ بازارِ جہاں۔ بازارِ دنیا کی نقدی (پونجی) * چہ حاجت۔ کیا ضرورت ہے * دولتِ صحبت۔ ہم نشینی کی دولت * کون و مکاں۔ کائنات * متاعِ دو جہاں۔ دونوں جہان کا سرمایہ * مشربِ قسمت۔ نوشتۂ تقدیر۔

ترجمہ:

(۵) تو دیکھ کہ اس دنیا کے بازار سے کس قدر تکالیف اٹھانے کے بعد سرمایہ ہاتھ میں آتا ہے۔ اگر تیرے لیے یہ نفع و نقصان کافی نہیں ہے ہمارے لیے تو کافی ہے۔ یعنی دنیا میں تکالیف زیادہ ہیں اور نفع کم ہے اس حقیقت سے عبرت حاصل کرنی چاہئے۔

(۶) محبوب ہمارے ساتھ ہے پھر کیا ضرورت ہے کہ ہم زیادہ کی طلب کریں؟ ہمارے لیے اُس مونسِ جاں کی صحبت کی دولت ہی کافی ہے۔

(۷) خدا کے لیے تو مجھے اپنے در سے اُٹھا کر بہشت میں نہ بھیج کیونکہ تیرا کوچہ ساری کائنات سے بہتر ہے اور ہمارے لیے یہی کافی ہے۔

(۸) ہمارے سر (دماغ) میں تیرے ملاپ کے سوا اور کوئی سودا نہیں ہے۔ یہ تجارت ہمارے لیے دونوں جہان کے سرمائے سے افضل و بہتر ہے۔

(۹) اے حافظ! قسمت کے لکھے کی شکایت کرنا سراسر بے انصافی ہے۔ ہمارے لیے پانی جیسی تیز رو طبیعت اور رواں غزلیں ہی کافی ہیں۔ یعنی ہمارے لیے طبیعت میں پانی کی طرح صفائی اور غزلوں میں روانی ہی کافی ہے۔ ہم اپنی تقدیر پر بہت خوش ہیں۔

(نوٹ) بعض نسخوں میں یہ غزل شامل نہیں ہے۔

----***----

ردیفِ شین معجمہ (ش)

غزل نمبر (۱)

(۱) اگر رفیقِ شفیقی درست پیماں باش — حریفِ حجرۂ[۱] و گرمابۂ و گلستاں باش
(۲) شکنجِ زلفِ پریشان بدستِ باد مدہ — مگو کہ خاطرِ عشاق گو پریشاں باش
(۳) گرت ہواست کہ باخضر ہمنشیں باشی — نہاں ز چشمِ سکندر چو آبِ حیواں باش
(۴) رموزِ[۲] عشق نوازی نہ کارِ ہر مُرغیست — بیا نو گُلِ ایں بُلبُلِ غزل خواں باش

حل لغات:

* رفیق۔ساتھی، دوست * شفیقی۔مہربان * گرمابہ۔حمام * شکنج۔شکن۔بل، پیچ * خضر۔حضرت خضر علیہ السلام اللہ کے مشہور نبی * سکندر۔یونان کا مشہور حکمران و فاتح * آبِ حیواں۔آبِ حیات * رموز۔رمز کی جمع، اشارہ، چھپی بات۔

ترجمہ:

(۱) تو اگر مہربان دوست ہے تو اپنے کیے ہوئے وعدہ پر قائم رہ، اسے پورا کر اور حجرے، حمام اور باغ میں ساتھی بن تب بات ہے۔ یعنی ہر حالت میں رفاقت کا حق ادا کر۔ موسمی یار نہ بن۔

(۲) تو اپنی پریشان (بکھری ہوئی) زلف کا خم ہوا کے ہاتھوں میں مت دے اور یہ کبھی نہ کہہ کہ ان عاشقوں کا دِل اگر پریشان ہوتا ہے تو ہو جائے۔ یعنی عشاق کے دِل محبوب کی زلف کے بکھرنے سے پریشان ہو جاتے ہیں۔ محبوب کو چاہیے کہ اپنی زلف کو

---

[۱] بعض نسخوں میں حجرہ کے بجائے خانہ ہے۔ [۲] بعض نسخوں میں رموز کی جگہ زبور بمعنی راگ ہے۔

ہوا میں مت لہرائے۔ ایک اور جگہ حافظ یوں فرماتے ہیں کہ ع زلف بر باد مدہ تا نکنی بر بادم
(۳) اگر تیری یہ آرزو ہے کہ تو خضرؑ کا ہمنشیں بن جائے تو پھر تو سکندر کی نگاہوں سے آبِ حیات کی طرح چھپارہ۔ یعنی اگر تو ہمیشہ کی زندگی چاہتا ہے تو اپنے آپ کو دنیا سے پوشیدہ رکھ۔
(۴) عشق کے بھیدوں کو سریلے انداز میں بیان کرنا ہر پرند کے بس کی بات نہیں ہے تو آ اور اس غزل سرا بلبل (حافظ) کا گل نوخیز بن جا۔ یعنی اسرارِ معرفت ہر شخص کا کام نہیں ہے کہ بیان کرے بلکہ یہ عاشق الٰہی کا حوصلہ ہے (حافظ) کا ہی ہے کہ اُسے بیان کرے۔

(۵) طریقِ خدمت و آئینِ بندگی کردن — خدائے را کہ رہا کن بیا[1] و سُلطاں باش
(۶) دگر بصیدِ حرم تیغ بر مکش زنہار — از آنچہ بادلِ ما کردۂ پشیماں باش
(۷) توشمعِ انجمنی یک زبان ویکٔ دِل شو — خیالِ کوششِ پروانہ بین و خنداں باش
(۸) کمالِ دلبری و حُسن در نظر بازیست — بشیوۂ نظر از ناظرانِ[2] دوراں باش
(۹) خموش حافظ و از جورِ یار نالہ مکن — ترا کہ گفت کہ برروئے خوب حیراں باش

حل لغات:

* طریق۔طریقہ * آئین۔دستور، قاعدہ * صیدحرم۔حرم کے طائر کا شکار، جو کہ منع ہے، دل کو طائرِ حرم کہا گیا ہے * شمع انجمنی۔ بزم کی شمع * خنداں۔ ہنستا ہوا * نظر بازی۔ دید بازی، عشقبازی * شیوۂ نظر۔ اندازِ نظر * جور۔ ظلم، جفا * روئے خوب۔ خوبصورت چہرہ۔

ترجمہ:

(۵) تو خدمت کرنے کا طریقہ اور بندگی کرنے کا دستور و اصول خدا کے لیے چھوڑ دے۔ آ اور بادشاہ بن جا۔ یعنی شراب نوشی اور رندی و آزادگی کسی بادشاہی سے کم نہیں ہے۔
(۶) تو پھر دوبارہ کبھی حرم کے پنچھی کے شکار کرنے کے لیے تلوار مت اٹھانا۔ تو نے ہمارے دل کے ساتھ جو کچھ بھی کیا ہے اب اس پر پشیمان ہو۔
(۷) تو شمع انجمن ہے ایک دل اور ایک زبان ہو جا۔ تو پروانے کی کوشش کا خیال کر اور ہر وقت خوش و خرم رہ۔ مسکراتا ہوا نظر آ۔ مطلب یہ کہ خوبصورت چیز کو بار بار دیکھنا اس کی خوبی کی تصدیق کرنا ہے اور اسی نظر بازی سے حسن و دلبری کا کمال مسلّم ہوتا ہے۔ ع ہے دیکھنے کی چیز اسے بار بار دیکھ

---

[1] بعض نسخوں میں بیا کے بجائے بما ہے۔
[2] بعض نسخوں میں ناظران کی جگہ نادراں ہے۔

(۸) حسن اور دلبری کا سارا کمال تو نظر بازی میں پوشیدہ ہے۔ تو انداز نظر میں زمانہ کے نظر بازوں کی طرح رہ، ان کا طریق اختیار کرلے۔ اب آتشِ عشق میں خود ہی جل۔

(۹) اے حافظ! تو خاموش رہ اور محبوب کے ظلم وستم سے مت فریاد کر۔ تجھے یہ کس نے کہا ہے کہ تو خوبصورت چہرہ دیکھ اور حیران ہوجا؟ عاشق ہوجا؟

----***----

غزل نمبر (۲)

(۱) اے دِل غلامِ شاہِ جہاں باش وشاہ باش — پیوستہ در حمایتِ لُطفِ الٰہ باش
(۲) ازخارجی ہزار بیک جو نمی خرند — گو کُوہ تا بکوہ منافق پناہ باش
(۳) چوں احمدؐ شفیع بود روزِ رستخیز — گو ایں تنِ بلاکشِ من پُرگناہ باش
(۴) آں راکہ دوستیِ علیؓ نیست کافرست — گو زاہدِ زمانہ و گو شیخِ راہ باش

حل لغات:

* اِلٰہ۔ اللہ تعالیٰ * لُطفِ اِلٰہ۔ اللہ تعالیٰ کا لطف وکرم * خارجی۔ دین اسلام سے خارج' منافق' رافضیوں کا مخالف فرقہ ہے جو اصحاب یعنی حضرت ابوبکرؓ حضرت عمرؓ حضرت عثمانؓ کو اچھا کہتے ہیں اور حضرت علیؓ کو نہیں مانتے۔ اصل میں خارجی وہ لوگ تھے جو جنگ صفین میں پہلے تو حضرت علیؓ کے طرف دار تھے بعد میں ان کے مخالف ہوگئے تھے * شفیع۔ شفاعت کرنے والا * روز رستخیز۔ قیامت کادن * زاہدِ زمانہ۔ زمانے کا زاہد * شیخ راہ۔ شیخ طریقت۔

ترجمہ:

(۱) اے دِل تو دنیا جہان کے بادشاہ کا غلام ہوجا اور شاہ بن جا اور ہمیشہ اللہ تعالیٰ کے لطف وکرم کے سایہ میں رہ، حمایت میں رہ۔ یعنی اللہ تعالیٰ کی غلامی وبندگی دنیا کی شاہی ہے اور اُس کے لطف وکرم میں ہی ہر شے سے امان ملتی ہے۔

(۲) ہزار خارجیوں کو ایک جو کے عوض نہیں خریدتے۔ وہ ایک پہاڑ سے دوسرے پہاڑ تک (ساری دنیا) منافقوں کی پناہ میں ہوں یعنی جو لوگ منافق ہیں ان کی کوئی قدر وقیمت نہیں ہے۔

(۳) جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم قیامت کے دن میری شفاعت فرمائیں گے تو مجھے کچھ پروا نہیں ہے اگر میرا بلاکش سارا تن بدن سرا سر گناہوں سے لبریز ہوجائے۔ یعنی مجھے اپنے گناہوں کا خوف نہیں ہے کیونکہ میرا ایمان ہے کہ قیامت کے روز رسول پاک ﷺ میری شفاعت فرمائیں گے۔

(۴) جس شخص کے دل میں حضرت علیؓ کی محبت جاگزیں نہیں ہے وہ کافر ہے اگرچہ وہ زمانے کا زاہد و پرہیزگار ہو یا شیخ طریقت

ہو۔حدیث پاک ہے کہ مومن وہ ہے جوحضرت علیؓ سے دوستی رکھتا ہے۔

(۵) امروز زندہ اَم بولائے تو یا علیؑ — فردا بروحِ پاکِ اماماں گواہ باش
(۶) قبرِ امامِ ہشتم سلطانِ دین رضا — ازجاں ببوس و بردرِ آں بارگاہ باش
(۷) دستت نمی رسد کہ بچینیء گلے زشاخ — بارے بپائے گُلبنِ ایشاں گیاہ باش
(۸) مردِ خدا کہ زاہد تقویٰ طلب بود — خواہی سفید جامہ و خواہی سیاہ باش
(۹) حافظ طریقِ بندگیِ شاہ پیشہ کُن — وآنگاہ در طریق چو مردانِ راہ باش

حل لغات:

* وِلا۔محبت * فردا۔کل،محشر میں * امام ہشتم۔آٹھویں امام * رضا۔امام علی رضا،جن کا روضہ ایران کے شہر مشہد میں ہے۔
* گلبن۔گلاب کا پودا یا اس کی جڑ * گیاہ۔گھاس * تقویٰ۔پرہیز گاری * طریق بندگی۔بندگی کا طریقہ۔

ترجمہ:

(۵) اے حضرت علیؓ! آج میں آپ کی محبت ہی کی وجہ سے زندہ ہوں۔مجھے پاک اماموں کی روحوں کی قسم کل حشر کے دن گواہ رہنا۔یہ شعر حافظ کی اہل بیت کے ساتھ عقیدت کا عکاس ہے۔

(۶) تو دین کے بادشاہ آٹھویں امام حضرت امام احمد رضا کی قبر پر دل وجاں سے بوسہ زن ہوجا۔اوراس درگاہ کا مجاور بن جا۔اس کی درگاہ کے دروازے پر پڑا رہ۔

(۷) اگر تیرا ہاتھ وہاں تک نہیں پہنچتا کہ تو شاخ سے پھول توڑ لے(چن لے)تو تو ان کے گلاب کے پودے کے نیچے کی گھاس بن جاتا کہ ان کے ساتھ تیری وابستگی واضح ہوسکے۔

(۸) جو مردِ حق ہوتا ہے وہ پرہیزگار وزاہد ہوتا ہے۔خواہ وہ سفید لباس پہن لے یا کہ سیاہ لباس زیب تن کرلے۔یعنی کچھ بھی پہن لے وہ اگر پرہیزگار نہیں ہے تو کچھ بھی نہیں ہے۔یعنی زہد وتقویٰ کے لیے خاص رنگ کا لباس ضروری نہیں۔
بقول شیخ سعدیؒ: ہرچہ خواہی پوش در عمل کوش

(۹) اے حافظ!تو بادشاہ کی بندگی کے طریقے کو اپنی زندگی کا معمول بنالے اور پھر اس طریقت کی راہ میں مردانِ طریقت کی طرح زندگی گزار۔اشعار بالا کے تناظر میں یہ شعر حضرت علیؓ کی شان میں ہے۔

(نوٹ) بعض نسخوں میں یہ غزل شامل نہیں ہے۔

----***----

غزل نمبر (۳)

(۱) باز آی ودلِ تنگِ مرا مونسِ جاں باش — ویں سوختہ رامحرم اسرارِ نہاں باش
(۲) زاں بادہ کہ در مصطبۂ عشق فروشند — مارا دوسہ ساغر بِدہ وگو رمضاں باش
(۳) درخرقہ چوآتش زدی اے عارفِ سالک — جھدے کُن وسر حلقۂ رندانِ جہاں باش
(۴) آن یار کہ گفتا بتوام دل نگران ست — گو میرسم اکنوں بسلامت نگراں باش

حل لغات:

٭ باز آی۔واپس آجا۔ ٭ سوختہ: جلے ہوئے مراد دل جلے۔ ٭ مونس۔غم خوار' ہمدم ٭ اسرار نہاں۔چھپا ہوا راز ٭ مصطبہ۔میخانہ ٭ خرقہ۔گدڑی ٭ جھدے کن۔کوشش کر ٭ سر: سردار۔ ٭ دل نگراں است: دل مغموم ہے، منتظر ہے۔ ٭ نگراں باش۔متوجہ ہوجا۔منتظر رہ۔

ترجمہ:

(۱) اے میرے محبوب! تو واپس آجا اور میرے غم زدہ دِل کے لیے غم خوار و ہمدرد بن جا۔اور اس دِل جلے کے پوشیدہ راز کا محرم ہوجا۔مطلب یہ کہ وصال یار میں عاشق کے دل وجان کو تقویت ملتی ہے اور رازِ دل کہنے کا موقعہ ملتا ہے۔

(۲) اُس شراب سے کہ جو عشق کے میخانہ میں بکتی ہے، ہمیں دو تین پیالے بھر کے دے دے اگرچہ رمضان ہی کا مہینہ کیوں نہ ہو۔مجھے اس کی کوئی پروا نہیں ہے۔تو دو تین گھونٹ ہی دے دے۔

(۳) اے رہرو طریقت، اے خدا کو پہچاننے والے! جب تو نے اپنے خرقے (ریا کارانہ گودڑی) کو آگ لگادی ہے تو پھر کوشش کر اور دنیا جہان کے رندوں کے حلقے کا سردار بن جا۔

(۴) وہ محبوب کہ جس نے یہ کہا ہے کہ میرا دل تیرے لئے مغموم (یا منتظر) ہے اُس سے یہ کہہ دو کہ میں ابھی پہنچتا ہوں۔خیر وسلامتی سے وہ ادھر دھیان رکھے، متوجہ رہے۔

(۵) خون شد دِلم از حسرتِ آن لعلِ رواں بخش — آں دُرجِ محبّت بہماں مہرونشاں باش
(۶) تا بر دلش از غُصّہ غبارے نشیند — اے سیلِ سرشک از عقبِ نامہ رواں باش
(۷) حافظ کہ ہوس می کندش جامِ جہاں بیں — گو در نظرِ آصفِ جمشید مکاں باش

حل لغات:

٭ لعلِ رواں بخش۔جاں بخش لب لعلیں ٭ دُرج۔ڈبیہ ٭ سیل سرشک۔آنسوؤں کا سیلاب ٭ عقبِ نامہ۔خط کے پیچھے

* جامِ جہاں بیں۔ جمشید کا جام جس میں دنیا کے حالات نظر آتے تھے * آصف و جمشید۔ جمشید جیسے مرتبہ والے سلطان قطب الدین والیٔ اصفہان کے وزیر کا نام۔

ترجمہ:

(۵) اُس جاں بخش لبِ لعلیں کی حسرت میں میرا دل خون ہوگیا ہے۔ وہ محبت کی ڈبیہ اُسی مہر و نشان کے ساتھ قائم رہے۔ یعنی عاشق کی رسائی محبوب کے سُرخ ہونٹوں تک نہیں ہو سکی جس وجہ سے عاشق کے دل کا خون ہوگیا ہے۔

(۶) اس کے دل پر تاکہ رنج و غصہ سے غبار نہ بیٹھ جائے۔ اے آنسوؤں کے طوفان خط کے پیچھے تو بھی روانہ ہو جا۔

(۷) حافظ کو ایسا جام جس میں دنیا بھر کے حالات نظر آجائیں۔ حاصل کرنے کی لگن ہے۔ اُس سے کہہ دے کہ جمشید جیسے مرتبے والے آصف کی نظر میں رہے۔

(نوٹ) بعض نسخوں میں یہ شعر مقطع سے پہلے ہے:

؎ اے زاہد اگر وصلت دہت دست۔ از ہمتِ پیران دو عالم باما باش

(اے زاہد! اگر تجھے صراحی کا وصل حاصل ہو جائے تو دونوں جہان کے بزرگوں کی بدولت (باطنی توجہ سے) امن میں رہ۔

-----***-----

غزل نمبر (۴)

(۱) باغباں گر پنج روزے صحبتِ گل بایدش — بر جفائے خارِ ہجراں صبرِ بُلبُل بایدش

(۲) اے دِل اندر بندِ زلفش از پریشانی منال — مُرغِ زیرک چوں بدام افتد تحمل بایدش

(۳) باچنیں زلف ورُخ بادش [1] نظر بازی حرام — ہر کہ روئے یاسمین و جعدِ سنبل بایدش

(۴) رندِ عالم سوز را با مصلحت بینی چہ کار — کار ملک ست آنکہ تدبیر و تحمل [2] بایدش

حل لغات:

* صحبت گل بایدش: پھول کی صحبت درکار ہے۔ * خار ہجراں۔ جدائی کا کانٹا * بند زلفش۔ اس کی زلف کی قید * مُرغِ زیرک۔ دانا پرندہ * جعد۔ زلف کی چوٹی' جعد سنبل مراد گھنگریالے بال * رندِ عالم سوز۔ دنیا کو جلا دینے والا رند۔ * ملک: بادشاہ اور اگر مُلک پڑھا جائے تو سلطنت مراد ہے۔

---

[1] بعض نسخوں میں بادش کی جگہ بادا ہے۔

[2] بعض نسخوں میں تحمل کی جگہ تامل ہے جو زیادہ قرین قیاس ہے۔

ترجمہ:

(۱) اے باغبان اگر تجھے پھول کی چند روزہ ہم نشینی کی آرزو ہے تو پھر تجھے کانٹے کی جفاؤں کو بُلبُل کی طرح برداشت کرنا ہوگا۔ صبر سے کام لینا ہوگا۔یعنی آسائش وآسودگی کے لیے مشکلات کا سامنا کرنا ہی پڑتا ہے۔

(۲) اے میرے دِل! تو اس کی زلفوں کی قید کی پریشانی سے فریاد مت کر کیونکہ جب دانا پرندہ گرفتار ہوجائے تو اس کے لیے برداشت لازم ہوجاتی ہے۔تحمل ضروری ہوجاتا ہے۔مطلب یہ کہ مصائب کا صبر سے سامنا کرنا چاہیے۔

(۳) جس کسی کی بھی نگاہ میں محبوب کی زلف اور چہرہ ہواس کے لیے چنبیلی کے رُخ اور سنبل کی زلف پر نظر ڈالنا حرام ہے۔یعنی جس کسی کا محبوب اس قدر حسین وجمیل ہواس کا کسی اور چہرے پر نظر ڈالنا یکسر ناجائز ہے۔

(۴) اس جہان کو جلا دینے والے رند کو مصلحت بینی کی بھلا کیا ضرورت ہے؟ یہ کام تو ملک داری کا کام ہے۔اوراس کے لیے تدبر اورتحمل کی ضرورت ہے۔

(۵) تکیہ برتقویٰ ودانش درطریقت کافری ست ۔۔۔ راہرو گر صدہنر باشد توکّل بایدش

(۶) نازہا زیں نرگسِ مستانہ می باید کشید ۔۔۔ ایں دلِ شوریدہ گرآں زلف[۱] وکاکل بایدش

(۷) ساقیا در گردشِ ساغر تعلّل تا بچند ۔۔۔ دور چوں باعاشقاں افتد تسلسل بایدش

(۸) کیست حافظ تانوشد بادہ بے آوازِ چنگ ۔۔۔ عاشقِ مسکین چرچندیں تحمل[۲] بایدش

حل لغات:

* تقویٰ۔پرہیزگاری * طریقت۔شریعت کے مطابق چلنے کا راستہ،درویشی،فقیری * تکیہ کردن۔بھروسا کرنا * دل شوریدہ۔ دیوانہ دِل * کاکل۔ماتھے پہ لٹکے ہوئے بال مرادزلف * تعلّل۔لیت ولعل،دیر کرنا * چنگ۔رباب۔

ترجمہ:

(۵) طریقت میں پرہیزگاری اورعقل ودانش پر بھروسا کرنا کفر ہے۔اگرچہ سالک میں ہزار ہا ہنر بھی موجود ہوں پھر بھی اُسے توکل سے کام لینا چاہیے۔

(۶) اس نرگس مستانہ کے ناز اٹھانے ہی پڑیں گے۔اگراس دیوانے دل کو زلف اور کاکل کی آرزو ہے محبوب کی زلف وکاکل کا طالب ہے۔مطلب یہ کہ وصال یار کی خاطر محبوب کی بہت زیادہ ناز برداری کرنا پڑے گی۔

(۷) اے ساقی! پیالے کی گردش میں کب تک تاخیر ہے،کب تک لیت ولعل ہے کہ جب عاشقوں کی باری آجائے (دور چلے) تو اسے جاری ہی رہنا چاہیے بغیر کسی تاخیر کے لگاتار۔یعنی سرور وکیف کے لیے گردش جام کا تسلسل قائم رہنا چاہیے۔

---

۱ بعض نسخوں میں زلف کی جگہ جعد ہے۔

۲ بعض نسخوں میں تحمل کی جگہ تجمل (بمعنی ٹھاٹھ باٹھ) ہے۔

(۸) حافظ کون ہے کہ رباب کے نغمے کے بغیر شراب نوشی نہ کرے؟ کیونکہ وہ تو ایک رند اور عاشق ہے اور رند و عاشق کو اس قدر صبر و تحمل کی کیا ضرورت ہے کہ وہ صبر و تحمل سے کام لے؟

----***----

غزل نمبر (۵)

(۱) ببرد از من قرار و طاقت و ہوش — بُتِ سنگیں دل و سیمیں بنا گوش
(۲) نگارے چابکے شوخے پریوش [۱] — حریفے مہوشے ترکِ قبا پوش
(۳) ز تابِ آتشِ سودائے عشقش — بسانِ دیگ دائم می زنم جوش
(۴) چو پیراہن شوم آسودہ خاطر — گرت ہمچوں قبا گیرم در آغوش

حل لغات:

* بُتِ سنگیں۔ پتھر دل محبوب * سیمیں بنا گوش۔ جس کے کان کی لو چاندی جیسی ہو * نگارے۔ نگار، محبوب * چابکے۔ چالاک * شوخے۔ شوخ و شنگ * پریوش۔ پری کی طرح * بسان دیگ۔ دیگ کی طرح * دائم۔ ہمیشہ * پیراہن۔ قمیص۔

ترجمہ:

(۱) میرا چین و قرار اور طاقت و ہوش ایک ایسا حسین دلبر اڑا کر لے گیا ہے کہ جس کا دل تو پتھر کا ہے اور کان کی لو چاندی جیسی ہے ۔یعنی بڑا حسین محبوب ہے۔ وہ اصل میں محبوب حقیقی ہے اور سیمیں بنا گوش اس کی صفات ہیں۔

(۲) محبوب بڑا چالاک و شوخ ہے اور پری کے مانند ہے۔ چاند جیسا حسین ہے اور ترک قبا پہنے ہوئے ہے۔ یعنی بڑا بہادر اور دلیر بھی ہے۔

(۳) اُس کے عشق کی آگ کی تپش سے میں دیگ کی طرح ہمیشہ جوش مار رہا ہوں۔ یعنی اس کے عشق کا سودا ہر وقت مجھے بے تاب و مضطر رکھتا ہے۔

(۴) میں قمیص کی طرح آسودہ دل ہو جاؤں اگر اُس محبوب کو ایک بار اپنی آغوش میں لے لوں تو یعنی میری تمام پریشانیاں اور بے تابیاں ختم ہو جائیں اگر وہ محبوب میری آغوش میں آ جائے۔

(۵) اگر بوسیدہ گردد استخوانم — نگردد مہرش از جانم فراموش
(۶) دِل و دینم دِل و دینم ببردہ ست — بر و دوشش بر و دوشش بر و دوش
(۷) دوائے تو دوائے تست حافظ! — لبِ نوشش لبِ نوشش لبِ نوش

---

[۱] بعض نسخوں میں ''شوخ پری وش'' کی جگہ شنگے کلہدار ہے۔

حل لغات:

* استخواں ۔ہڈیاں * بوسیدہ۔گھلنا سڑنا * مہر ۔محبت * ببردہ ۔بردن مصدر، لے جانا' * بر ۔سینہ * دوش، کندھا * لب نوشش ۔اس کے شیریں لب۔

ترجمہ:

(۵) اگر چہ میری یہ ہڈیاں گھل سڑ بھی جائیں تو پھر بھی اُس محبوب کی محبت میرے دل و جان سے نہیں جاسکتی۔ میں اسے ہرگز بھول نہیں سکتا۔

(۶) وہ محبوب میرا دل اور دین میرا دل اور دین لے گیا ہے۔اس کا سینہ اور کندھا اس کا سینہ اور کندھا!

(۷) اے حافظ! تیرے درد کی دوا اور تیرا علاج اُس کے شیریں لب ہیں اس کے میٹھے لب ہیں فقط اس کے شیریں لب ہیں۔اور کچھ نہیں ہے۔

(نوٹ) آخری دو شعروں میں لفظی تکرار محض شدتِ جذبات کے اظہار کے لیے ہے اس میں کوئی جدت نہیں ہے۔

----***----

غزل نمبر(۶)

(۱) بجد و جہد چو کارے نمی رود از پیش | بکردگار رہا کردہ بہ مصالحِ خویش
(۲) بپادشاہیِ عالم فرو نیارد سر | اگر ز سرِّ قناعت خبر شود درویش
(۳) زسنگِ تفرقہ خواہی کہ منحنی نہ شوی | مشو بسانِ ترازو تو درپۓ کم و بیش
(۴) ریائے زاہدِ سالوس جانِ من فرسود | قدح بیار و بزن مرہمے بریں دلِ ریش

حل لغات:

* بجد و جہد ۔کوشش سے * فرو ۔نیچے * قناعت ۔تھوڑے پر راضی ہونا * سنگ ۔پتھر * تفرقہ ۔فرقہ بازی * منحنی ۔خمیدہ' جھکا ہوا، ناتواں، جھکنا * ریا ۔ریاکاری * سالوس ۔مکروفریب * قدح ۔شراب کا پیالہ۔ * مصالح: مصلحتیں، مفادات

ترجمہ:

(۱) جب جدوجہد کرنے سے بھی کوئی مقصد حاصل نہیں ہوتا تو پھر اپنی تمام مصلحتوں کو اپنے پروردگار کے سپرد کردینا بہتر ہے۔اس کے بھروسے پر زندگی بسر کرنا شروع کردینا چاہیے۔

(۲) اگر فقیر و درویش کو قناعت کا راز معلوم ہوجائے تو پھر بھی وہ دنیا جہان کے بادشاہ کے سامنے اپنا سر خم نہ کرے۔کسی کے سامنے بھی نہ جھکے۔

(۳) اگر تو چاہتا ہے کہ تفرقہ کے پتھر سے بھی تو خمیدہ سر نہ ہو تو تو ترازو کی طرح کم اور زیادہ کے پیچھے مت ہو۔ اس خیال کو اپنے دل سے نکال دے۔

(۴) مکار اور پُر فریب زاہد کی ریاکاری نے میری جان کو گھن کی طرح چاٹ لیا ہے۔ تو شراب کا بڑا پیالہ بھر کے لا اور اس زخمی دِل پر مرہم رکھ دے۔ یعنی میں شراب پیوں اور پُر سکون ہو جاؤں۔

(۵) بنوش بادہ کہ قسّامِ صنع قسمت کرد — در آفرینش از انواع نوشدارو و نیش
(۶) ریا حلال شمارند و جامِ بادہ حرام — زہے طریقت و ملّت زہے شریعت و کیش
(۷) بدلربائی اگر خود سر آمدی چہ عجب — کہ نورِ حُسنِ تو بود از اساسِ عالم پیش
(۸) دہانِ تنگِ تو دِلخواہِ جانِ حافظ شد — بجان بود خطرم زیں دلِ محال اندیش

حل لغات:

* بادہ۔ شراب * قسامِ صنع ۔ صنعت عالم کے تقسیم کرنے والے (خدا) * نوش دارو: تریاق، زہر مہرہ۔ * نیش: زہر، ڈنک۔
* ریا۔ ریا کاری دکھلاوے کا عمل * بادہ۔ شراب * کیش ۔ مذہب، مشرب * خودسر۔ مغرور * سر آمدی: تو سردار بن گیا ہے۔
* اساس۔ بنیاد * دہان ۔ مُنہ * محال اندیش: مشکل (ناممکن) بات سوچنے والا۔

ترجمہ:

(۵) تو شراب پی کہ صنعتِ عالم کے تقسیم کرنے والے (خدا) نے روزِ ازل سے ہی طرح طرح کا زہر اور زہر مہرہ کی تقسیم کر دی ہوئی ہے۔ یعنی اس دنیا کی فکر مت کر جو ہونا ہے وہ سب لکھا جا چکا ہے۔ تو شراب نوشی کر اور خوش رہ، فکر چھوڑ دے۔

(۶) ریاکاری کی (عبادت) کو حلال اور شراب نوشی کو حرام گردانتے ہیں۔ واہ کیا مسلک و مذہب ہے اور کیا شریعت و مشرب ہے؟ یعنی کیا اچھا طریقہ ہے اور کیا ہی اچھا دین ہے ان کا۔

(۷) اگر تو دلربائی کی وجہ سے مغرور (سردار) ہو گیا ہے تو اس پر کیا تعجب ہے؟ کیونکہ تیرے حسن کا نور تو اس دنیا کی بنیاد رکھنے سے بھی بہت پہلے موجود تھا۔ کلیتہً نعتیہ شعر ہے۔

(۸) اے محبوب! تیرے چھوٹے اور تنگ منہ پر حافظ کی جان والہ و شیدا ہو چکی ہے لیکن اس دل سے جو کہ ہمیشہ ناممکن باتوں کا خیال کرتا ہے میری جان کو اس سے خطرہ ہے۔

(نوٹ) بعض نسخوں میں یہ غزل شامل نہیں ہے۔

----***----

غزل نمبر (۷)

(۱) بدورِ لالہ قدح گیر و بے ریا می باش — بوئے گُل نفسے ہمدمِ صبا می باش
(۲) نگویمت کہ ہمہ سال مَے پرستی کُن — سہ ماہ مَے خور و نہ مَاہ پارسا می باش
(۳) چو پیرِ سالکِ عشقت بمَے حوالہ کند — بنوش و منتظرِ رحمتِ خدا می باش
(۴) گرت ہواست کہ چوں جم بسّرِ غیب رسی — بیا و ہمدمِ جامِ جہاں نما می باش

حل لغات:

* بدورِ لالہ۔گُلِ لالہ کا دور (بہار) * قدح گیر۔ پیالہ پکڑ * مَے پرستی۔شراب نوشی * سہ۔تین * نُہ۔نوں * پارسا۔پرہیزگار * سالکِ عشقت۔عشق کے راستے کا رہبر * جم۔جمشید کا مخفف * جامِ جہاں نما۔جمشید کا وہ جام جس میں وہ دنیا بھر کے حالات دیکھ لیتا تھا۔

ترجمہ:

(۱) تو بہار کے زمانہ میں شراب کا پیالہ لے اور ریاکاری کو ترک کردے اور پھول کے عشق میں ایک لمحہ بادِ صبا کے ساتھ بھی بسر کر کے دیکھ۔یعنی بہار میں شراب نوشی کا مزہ ہی کچھ اور ہے۔

(۲) میں تجھے یہ تو نہیں کہتا کہ تو سارا سال ہی شراب نوشی کئے جا۔تو لیکن یہ ضرور کہتا ہوں کہ سال میں تین مہینے شراب نوشی کر اور نو مہینے پارسائی کو اپنائے رکھ۔معرفت کے رنگ میں سال کے تین مہینوں (رجب، شعبان اور رمضان) میں معرفت کی شراب پینا (اعتکاف وعبادات کرنا) مستحسن ہے اور باقی نو مہینوں میں ریاکاری کی پارسائی کی جاسکتی ہے۔

(۳) جب تیرا پیر و مرشد جو کہ عشق کے راستے کا راہنما ہے۔تجھے شراب کے سپرد کرڈالے تو پھر تو پیئے جا اور اپنے آپ کو اللہ کی رحمت کے حوالے کردے، اس کی رحمت پر نظر رکھ۔مطلب یہ کہ مرشد کامل کے ہر حکم کی بجا آوری میں خدا کی رحمتیں برستی ہیں۔

(۴) اگر تیری خواہش ہے کہ تو بھی جمشید بادشاہ کی طرح غیب کے رازوں سے واقف ہوجائے تو پھر آ اور جامِ جہاں نما کا ہمدم بن جا یعنی شراب نوشی کو اپنالے۔

(۵) چوں غُنچہ گرچہ فرد بستگیست کارِ جہاں — تو ہمچو بادِ بہاری گرہ کشا می باش
(٦) وفا مجوئے ز کس ور سخن نمی شنوی — بہرزہ طالبِ سیمرغ وکیمیا می باش
(۷) مُریدِ طاعتِ بیگانگاں مشو حافظؔ! — ولے معاشرِ رندانِ آشنا[1] می باش

[1] بعض نسخوں میں آشنا کی جگہ پارسا ہے مگر بیگانگاں کے تناسب وتضاد کے لحاظ سے آشنا موزوں ہے۔

حل لغات:

* فرد بستگی۔گرہ بندی * سیمرغ۔ایک مشہور خیالی پرندہ * کیمیا۔سونا بنانے کا عمل جو کہ صرف خیال کی بات ہے * طاعتِ بیگانگاں۔غیروں کی فرمانبرداری۔

ترجمہ:

(۵) اگرچہ اس دنیا کا کام غنچے کی طرح گرہ بندی ہی ہے لیکن تو بہار کی ہوا کی طرح گرہ کھولنے والا بن۔یعنی دنیا کے کسی بھی فرد کو مت ستا بلکہ اُسے ہو سکے تو خوش کر۔جس طرح کہ بہار کی ہوا پھولوں کو خوش کرتی ہے۔یعنی دنیا مشکلات کے اسباب پیدا کرتی ہے۔تو لوگوں کی مشکلات کو دور کر اور بادِ بہاری کی طرح نویدِ مسرت دے۔

(۶) تو کسی سے بھی اس دنیا میں وفا مت ڈھونڈ!اگر تو میری یہ بات نہیں سنتا تو پھر سیمرغ اور کیمیا کی تلاش کرتا رہ۔یعنی یہ سب خیالی باتیں ہیں دنیا میں وفا موجود نہیں ہے۔اور یہ اُمید رکھنا سراسر عبث ہے۔

(۷) اے حافظ!تو غیروں اور بیگانوں کی فرمانبرداری کا طریقہ مت اختیار کر!بلکہ تو آشنا رندوں کا ہم نشیں بن جا۔رندوں کو جاننے والوں کی صحبت میں رہ۔یعنی اسرارِ معرفت اور رموزِ دین سے ناواقف لوگوں سے دور رہ اور آشنایان احوال کی صحبت اختیار کر۔

----***----

غزل نمبر (۸)

(۱) من خرابم ز غمِ یارِ خراباتیِ خویش — می زند غمزۂ او ناوکِ غم بر دلِ ریش

(۲) با تو پیوستم و از غیرِ تو دل ببریدم — آشنائے تو ندارد سرِ بیگانہ و خویش

(۳) بہ عنایت نظرے کُن کہ منِ دل شدہ را — نرود بے مددِ لُطفِ تو کارے از پیش!

(۴) آخر اے پادشہِ حُسن و ملاحت چہ شود — گر لبِ لعلِ تو ریزد نمکے بر دلِ ریش

حل لغات:

* خراباتی۔شرابی * غمزہ۔آنکھ کا اشارہ * ناوک۔تیر * ریش۔زخم * پیوستم۔پیوستن مصدر، ملنا * سر۔خیال * دِل شدہ۔جس کا دل اس کے ہاتھ سے جا چکا ہو،عاشق * ملاحت،سانولا پن،نمکینی حسن،مراد خوبصورتی * لبِ لعل۔سرخ لب۔ریش؛زخم

ترجمہ:

(۱) میں اپنے خراباتی دوست کے غم میں تباہ حال ہو چکا ہوں۔اس کا غمزہ میرے زخمی دل پر غم کا تیر چلاتا ہے۔یعنی اس کی ادا و ناز سے بڑی تکلیف میں ہوں۔جو ہر لحظہ دِل پر غم کے تیر برساتا ہے۔

(۲) میں نے غیروں سے دل قطع کر کے صرف اور صرف تجھ سے ہی لگالیا ہے۔ تیرے آشنا کو اپنے اور کسی غیر کا بالکل خیال نہیں ہوتا۔ کسی کی بھی کچھ خبر نہیں ہوتی۔ یعنی تیرے آشنا کو یہ بھی پتہ نہیں کہ اس کا اپنا کون ہے اور پرایا کون ہے۔

(۳) اے محبوب! تو مجھ پر اپنی عنایت بھری نظر کر کیونکہ تیرے لطف و کرم کی معاونت کے بغیر اس دنیا و آخرت میں میرا کوئی کام بھی نہیں سنور سکتا، بن سکتا۔

(۴) اے حسن و ملاحت کے بادشاہ! آخر کیا ہو جائے گا؟ اگر تیرے یہ سرخ لب میرے زخمی دل پر تھوڑا سا نمک چھڑک دیں تو؟ مطلب یہ کہ محبوب کا ایک بوسہ اگر مل جائے تو لبِ لعلین کی نمک پاشی سے زخمی دل اور بھڑک اٹھے گا۔

(۵) خرمنِ صبرِ منِ سوختہ دِل داد بباد　　چشمِ مستِ تو کہ بکشاد کمیں از پس و پیش

(۶) گر چلیپائے سرِ زلف زہم بکشاید　　بس مُسلماں کہ شود کشتہ آں کافر کیش

(۷) پسِ زانو منشین و غمِ بیہودہ مخور　　کہ زغم خوردنِ تو رزق نگردد کم و بیش

(۸) چونکہ ایں کوشش بیفایدہ سودے ندہد　　پس میازار دلِ خود زغم اے دُور اندیش

حل لغات:

* خرمن۔ کھلیان، کھلواڑہ * کمیں۔ گھات * چلیپا۔ صلیب * کیش۔ مشرب، دین و مذہب * پس زانو منشیں۔ زانو کے پیچھے نہ بیٹھ یعنی فکر نہ کر * سودے۔ سود، فایدہ * میازار۔ مت ستا۔

ترجمہ:

(۵) مجھ سوختہ دل کے صبر کا پیمانہ تباہ و برباد کر کے رکھ دیا ہے۔ تیری اس مست آنکھ نے جو کہ آگے اور پیچھے سے مجھ پر گھات لگا کر حملہ آور ہو سکتی ہے۔

(۶) اگر کسی بُتِ کافر کی صلیب جیسی زلف بکھر جائے (کھل جائے) تو بہت سے مسلمان اُس کے ناز و ادا کے (کافر مذہب) شہید ہو جائیں۔ یعنی اُس پر مر مٹیں۔

(۷) تو زانو کے پیچھے مت بیٹھ یعنی فکر و اندیشہ مت کر اور فضول غم نہ کھا کیونکہ تیرے غم کھانے سے رزق میں کمی یا زیادتی ہرگز نہیں ہو سکتی۔ یعنی سب روز ازل ہی لکھ دیا گیا ہے۔

(۸) کیونکہ تیری اس بے فایدہ کوشش سے تجھے کوئی نفع حاصل نہیں ہو سکتا اس لیے اے دُور اندیش! غم کرنے سے اپنے دل کو اور زیادہ غمگین مت کر اور تکلیف نہ دے۔

(۹) پرسشِ حالِ دلِ سوختہ کن بہرِ خدا　　نیست از شاہ عجب گر بنوازد درویش

(۱۰) حافظ از نوشِ لبِ لعل تو کامے نگرفت　　کہ نزد بر دلِ ریشش دو ہزاراں سرِ نیش

حل لغات:

* پرسش حال۔حال پوچھنا * دل سوختہ۔جلا ہوا دل * نوش۔تریاق * لب لعل۔لب سرخ * نیش۔ڈنک۔ * کامے نگرفت: کوئی مقصد پورا نہ ہوا۔

ترجمہ:

(۹) اے محبوب خدا کے لیے تو اس دل جلے دل کا حال چال پوچھ لے۔اگر بادشاہ فقیر پر اپنی نوازش کرے تو اس پر تعجب کی کوئی بات نہیں ہے۔اس پر تعجب نہیں ہونا چاہیے۔

(۱۰) حافظؔ نے تیرے سرخ لبوں کے تریاق سے کوئی فائدہ حاصل نہ کیا جب تک کہ اُس کے زخمی دل پر دو ہزار زہریلے ڈنک نہیں مارے گئے یعنی حافظ کو لب لعلیں کا تریاق کوئی آسانی سے نہ دستیاب ہو سکا بلکہ بے انتہا اذیت اور تکلیف کے بعد ہی میسر ہوا ہے۔

(نوٹ) بعض نسخوں میں یہ غزل شامل نہیں ہے۔

----***----

غزل نمبر (۹)

(۱) چو بر شکست صبا زلفِ عنبر افشانش — بہر شکستہ کہ پیوستہ تازہ شد جانش

(۲) کجاست ہم نفسے تا کہ شرحِ غُصّہ[1] دہم — کہ دِل چہ می کشد ازروزگارِ ہجرانش

(۳) نسیمِ[2] صبح وفا نامۂ کہ بُرد بدوست — زخونِ دیدۂ ما بود مُہرِ عنوانش

(۴) زمانہ ازورقِ گُل مثالِ روئے توبست — ولے ز شرمِ تو در غنچہ کرد پنہانش

حل لغات:

* برشکست۔مراد زلف کھولنا، بکھیرنا * پیوست۔مراد زلف کا خم * ہم نفسے۔ہمدم، ہم راز * شرحِ غُصّہ۔غم کی شرح، رنج کی تفصیل * نسیم صبح۔صبح کی تازہ وخوشبودار ہوا * وفا نامہ۔دوست کو وفا بھرا لکھا ہوا خط * ورقِ گُل۔پھول کی پتی۔

ترجمہ:

(۱) جب بادِصبا نے اس (محبوب) کی عنبریں زلف کو بکھیر دیا تو جس شکستہ دل کو اس نے چھولیا اس کی روح میں تازگی آ گئی۔اس کی جان تازہ ہوگئی۔جان میں شگفتگی آ گئی۔تازگی آ گئی۔مطلب یہ کہ محبوب کی زلفوں کا بکھرنا عاشقوں کے لیے جانفزا ثابت ہوا۔

(۲) میرا ہمدم و ہم نفس کہاں ہے؟ تا کہ میں اُسے اپنے غم و رنج کی داستان کھول کر سناؤں۔اور اُسے بتاؤں کہ محبوب کی جدائی سے مجھ پر کیا کیا مصیبت بیت رہی ہے کیا کیا گزر رہی ہے؟

---

[1] بعض نسخوں میں غصہ کی جگہ عرضہ ہے۔ [2] بعض نسخوں میں نسیم کی جگہ برید ہے۔

(۳) صبح کی ہوا جو تیرا وفا بھرا خط محبوب کے پاس لے گئی۔ اُس پر جو مہر لگی تھی وہ میری آنکھوں کے خون سے لگی ہوئی تھی۔ یعنی اس کے سرنامے پر جو مہر لگی تھی وہ میرے خونین آنسوؤں سے لگی ہوئی ہے۔
(۴) اس دنیا، اس زمانے نے تیرے چہرے کو پھول سے تشبیہ دی لیکن تجھ سے شرم کے مارے اس کو غنچہ میں چھپا دیا۔ تجھ سے شرم کے مارے اُسے کلی میں چھپا دیا۔ یعنی غنچہ میں پتی اس نے چھپی ہوئی ہے گویا اس کو محبوب کے چہرے سے شرم آتی ہے۔

(۵) بسے شدیم[1] و نشد عشق را کرانہ پدید — تبارک اللہ ازیں رہ کہ نیست پایانش!
(۶) جمالِ کعبہ مگر عذرِ رہروان خواہد — کہ جانِ زندہ دِلاں سوخت در بیابانش
(۷) دِلم کہ مہرِ تو از غیرِ تو نہاں می داشت — ببیں کہ دیدہ کند فاش پیشِ یارانش
(۸) بدیں شکستۂ بیت الحزن کہ می آرد — نشانِ یوسفِ دل از چہ زنخدانش

حل لغات:

* کرانہ۔ کنارہ * پدید۔ ظاہر * تبارک اللہ۔ سبحان اللہ * پایان۔ انتہا * جمالِ کعبہ۔ کعبے کا حسن و جمال * مہر۔ محبت * فاش۔ ظاہر * بیت الحزن۔ غم کا گھر۔ * کہ می آرد: کون لاتا ہے * از چہ زنخدانش: اس کے چاہِ زنخداں سے، تھوڑی کے کنوئیں سے۔

ترجمہ:

(۵) ہم بہت پھرے، بہت سفر کیا۔ مگر اس عشق کا کہیں کوئی کنارہ ہمیں نہ مل سکا۔ سبحان اللہ! یہ کیسا راستہ ہے۔ جس کی کوئی انتہا ہی نہیں ہے۔ جو کہیں ختم ہونے میں ہی نہیں آتا۔ یعنی عشق (الٰہی) کا صحرا ایسا ہے جس کا کہ کوئی کنارہ نہیں ہے۔
(۶) خانہ کعبہ کا حسن و جمال اپنی راہ میں چلنے والوں سے عذر خواہی کرتا ہے کیونکہ زندہ دلوں کی جان اس کے بیابان میں جل چکی ہے۔ یعنی حجاز کے رہروؤں کو عرب کے بیابان میں جس قدر تکلیف سے دوچار ہونا پڑتا ہے کعبے کی زیارت سے ان سب کی تلافی ہو جاتی ہے۔
(۷) میرا یہ دل تو تیری محبت کو تیرے اغیار سے چھپاتا تھا مگر تو دیکھ کہ یہ آنکھیں اسے کس طرح دوستوں کے سامنے ظاہر کر رہی ہیں یعنی میرا دل تو عشق کا راز چھپاتا تھا لیکن میرے ان آنسوؤں نے اس کی بھرپور غمازی کر ڈالی ہے۔
(۸) دیکھئے کہ اس دل کے شکستہ غم خانے میں دل کے یوسف کا نشان اس کے چاہِ زنخداں سے کون بتلاتا ہے، کون پتہ لاتا ہے؟

(۹) بگیرم آں سرِ زلف و بدست خواجہ دہم — کہ دادِ من بستاند مگر ز دستانش[2]
(۱۰) سحر بطرفِ چمن می شنیدم از بُلبُل — نوائے حافظِ خوش لہجۂ غزل خوانش

---

[1] بعض نسخوں میں بسے شدیم کی جگہ تو خفتہ ای ہے۔
[2] بعض نسخوں میں مصرعہ ثانی بطور مقطع یوں ہے: کہ سوخت حافظِ بیدل ز مکر و دستانش۔

حل لغات:

* دادِمن۔میرا انصاف * نوائے حافظ۔حافظ کی آواز * خوش لہجہ۔خوش فکر۔ * خواجہ: آقا، مالک، خدا بھی مراد ہوسکتا ہے۔

ترجمہ:

(۹) میں اس کی زلف کے سرے کو پکڑ کر خواجہ کے حوالے کردوں شاید وہ اُس کے مکروفریب سے میرا انصاف دلا دے۔میرا انصاف لے۔(مجھے انصاف مل جائے) طلب وصل کا انداز غور طلب ہے۔

(۱۰) میں علیٰ الصبح چمن کے کنارے بُلبُل سے سن رہا تھا حافظ خوش لہجہ وخوش فکر کی آواز۔یعنی صبح سویرے چمن کے ایک گوشے میں بُلبُل خوش لہجہ حافظ کی غزل گا رہی تھی۔

(نوٹ) بعض نسخوں میں شعر نمبر 7 ,10 ناپید ہیں۔

----***----

غزل نمبر (۱۰)

(۱) چو جام لعلِ تو نوشم کجا بماند ہوش — چو چشمِ مستِ تو بینم بجا نماند گوش

(۲) منم غلامِ تو در زانکہ ازمن آزادی — مرابکوزہ فروشِ شراب خانہ فروش

(۳) ببوئے آنکہ ز میخانہ کوزہٗ یابم — روم سبوئے خراباتیاں کشم بردوش

(۴) مراںگوے کہ خاموش باش ودَم درکش — کہ درچمن نتواں یافت مُرغ راخاموش

حل لغات:

* جام لعل۔لبِ لعلیں کا ساغر * کوزہ فروش۔پیالے بیچنے والا * بوئے آنکہ: اس آرزو پر، اس امید پر۔ * سبو: مٹکا۔ * خراباتیاں: رنداور شرابی لوگ۔ * دَم درکش۔دَم کھینچ لے۔

ترجمہ:

(۱) میں جب تیرے سُرخ ہونٹوں کا جام نوش کرتا ہوں (یعنی تیرا بوسہ لیتا ہوں) تو بیہوش ہوجاتا ہوں۔اور جب میں تیری مست آنکھوں کو دیکھتا ہوں تو میرے کان اپنی جگہ نہیں رہتے (مجھے کچھ اور سنائی نہیں دیتا یعنی بوسہ لیتا ہوں تو مدہوش ہوجاتا ہوں اور تیری آنکھیں دیکھتا ہوں تو بیخود ہوجاتا ہوں۔

(۲) میں تو تیرا غلام ہوں تو مجھے قبول کرلے۔کہ تو مجھ سے آزاد و بے نیاز ہے۔تو مجھے شراب خانہ کے کوزہ فروش کے ہاتھ فروخت کرڈال کیونکہ اس کی غلامی میں وافر شراب پینے کو ملے گی۔

(۳) میں اس اُمید میں کہ شراب خانہ سے ایک پیالہ حاصل کروں، ادھر جاتا ہوں۔رندوں اور میخواروں کے سبو اپنے کندھے پر

اٹھاتا ہوں۔ کہ شاید اسی طرح ہی دو گھونٹ شراب کے میسر آجائیں۔ یعنی شراب کے لیے مے نوشوں کی خدمت کرتا ہوں۔

(۴) تو مجھ سے یہ نہ کہہ کہ خاموش ہوجا اور دم کھینچ لے۔ (چپ ہوجا) کیونکہ چمن میں کوئی بلبل بھی خاموش نہیں رہ سکتی۔ یعنی یہ کس طرح ہوسکتا ہے کہ شاعر غزل نہ کہے، غزل خوانی نہ کرے؟ مطلب یہ کہ اس چمنِ جہاں میں ہر مرغ بلبل کو اپنا حال بیان کرنے کا حق حاصل ہے۔

(۵) اگر نشانِ توجویم کدام صبر و قرار — وگر حدیثِ تو گویم کدام طاقت و ہوش

(۶) شرابِ پختہ بخامانِ دِل فسردہ مدہ — کہ بادہ آتشِ تیزست و پختگاں در جوش

(۷) نعیمِ روضۂ جنّت بذوقِ آں نہ رسد — کہ یار نوش کند بادہ و تو گوئی نوش

(۸) مرا چو خلعتِ سلطانِ عشق می دادند — ندا زدند کہ حافظ خموش باش خموش

حل لغات:

* حدیث۔ بات * خاماں۔ ناتجربہ کار * فسردہ۔ بجھے ہوئے دل والے * نعیم روضہ: بہشت کے باغ۔ * بادہ: شراب۔ * خلعت: بادشاہ کی طرف سے دیا جانے والا انعام۔ کپڑے و دیگر اسباب۔

ترجمہ:

(۵) اگر میں تیرا اَتا پتا ڈھونڈوں تو پھر صبر و قرار کہاں سے لاؤں؟ اور اگر تیری باتیں کروں تو طاقت و ہوش کہاں سے لاؤں؟ یعنی کسی طور بھی مجھے چین و قرار نہیں ہے۔

(۶) تو یہ پختہ شراب بجھے ہوئے دل والوں اور ناتجربہ کاروں کو مت دے کیونکہ شراب تیز آگ کی طرح ہوتی ہے اور پختہ کار رند جوش میں ہیں۔ مطلب یہ کہ پرانی شراب کم تجربہ رکھنے والے عاشقوں کو نہ دے بلکہ ان پختہ کار عاشقوں کو دے جو مدت سے عشق کی تکالیف برداشت کرتے آرہے ہیں۔

(۷) بہشت کے باغ کی نعمتیں اس کے مزے کو نہیں پہنچ سکتیں، اس کی لذت نہیں پاسکتیں کہ محبوب شراب نوشی کرے اور تو یہ کہے کہ پی پی۔ (پی جا) یعنی جو لطف ''یار پیے اور تو پلائے'' میں ہے جنت کی نعمتوں میں نہیں ہے۔

(۸) مجھے جب عشق کے سلطان کی طرف سے خلعت عطا کی گئی تو غیب سے آواز آئی کہ اے حافظ! تو خاموش ہوجا خاموش ہوجا۔ یعنی تیرے کارنامہ کے مطابق یہ انعام نہیں ہے یا یہ کہ تجھے جو خلعت دی گئی ہے لوگوں کو اس کی عظمت کا اندازہ ہی نہیں ہے۔ بس خاموش ہوجا۔ اور اس خلعت نوازی کا راز مت کھول۔

(نوٹ) بعض نسخوں میں یہ غزل موجود نہیں ہے۔

----***----

غزل نمبر(۱۱)

(۱) خوشا شیراز و وضعِ بے مثالش | خداوندا نگہدار از زوالش
(۲) ز رکنابادِ ما صد لوحش اللہ | کہ عمرِ خضر می بخشد زُلالش
(۳) میانِ جعفر آباد ومصلّٰی | عبیر آمیز می آید شمالش
(۴) بشیراز آی و فیضِ رُوحِ قُدسی | بخواہ[1] از مردمِ صاحب کمالش

حل لغات:

* خوشا۔ واہ واہ! * وضع ۔ ڈھنگ' طرز (اس غزل کے ابتدائی چھ اشعار شیراز اور وہاں کی بہار کی تعریف میں ہیں) * رکناباد۔ شیراز کا مشہور چشمہ * لوحش اللہ۔ خدا سے آباد رکھے * زلال۔ میٹھا پانی * جعفر آباد۔ علاقے کا نام * مصلّٰی۔ شیراز کی مشہور تفریح گاہ * عبیر آمیز۔ عبیر کی طرح معطر * شمال۔ بادِ شمالی * روحِ قدسی ۔ پاک روح' حضرت جبریلؑ کی طرف اشارہ کیا جاتا ہے۔

ترجمہ:

(۱) واہ وا! شیراز کیسا اچھا شہر ہے اور اس کی وضع بے مثال کے کیا کہنے؟ اے اللہ! اس شہر کو زوال سے ہمیشہ بچائے رکھنا۔

(۲) رکناباد چشمے کا کیا کہنا! خدا اسے ہمیشہ آباد رکھے۔ اس کا میٹھا اور صاف پانی خضر کی عمر عطا کرتا ہے۔ یعنی اس کا پانی زندگی بخش ہے۔

(۳) جعفر آباد اور مصلّٰی کے درمیان اس کی شمالی ہوا بڑی عبیر آمیز ہوتی ہے۔ یعنی خوشبو سے بھری ہوئی آتی ہے۔

(۴) اے دوست! تو شیراز میں آ اور رُوحِ قدس کا فیض وہاں کی صاحب کمال ہستیوں سے حاصل کر۔ یعنی شیراز میں بڑے باکمال اور ہنر مند لوگ ہو گزرے ہیں ان عظیم ہستیوں سے فیضان حاصل کر۔ دنیاوی بھی اور روحانی بھی۔

(۵) کہ نامِ قندِ مصری بُرد آنجا | کہ شیریناں ندادند انفعالش
(۶) صبا زآں لولئ شنگولِ سرمست | چہ داری آگہی چونست حالش
(۷) مکن بیدار ازیں خوابم خدارا | کہ دارم عشرتے[2] خوش باخیالش
(۸) گر آں شیریں پسر خونم بریزد | دِلا چوں شیرِ مادر کُن حلالش
(۹) چرا حافظ چو می ترسیدی از ہجر | نکردی شکرِ ایامِ وصالش

---

[1] بعض نسخوں میں بخواہ کی جگہ بجوئی ہے۔

[2] بعض نسخوں میں عشرتے کی جگہ خلوتے ہے۔

حل لغات:

* قندمصری۔کوزہ مصری * انفعالش۔شرمندگی * شیریناں۔مراد شیریں لب معشوق * لولی۔رقاصہ، محبوبہ * شنگول۔شوخ اور حسین * عشرتے۔عشرت، راحت ونشاط * شیریں پسر۔شیریں نوجوان * شیر مادر۔ماں کا دودھ۔

ترجمہ:

(۵) یہاں پر شیراز میں کوزہ مصری کا نام کس نے لیا ہے؟ کہ وہاں کے میٹھے لبوں والے حسینوں نے اُسے شرمندہ کر کے نہ رکھ دیا ہو۔یعنی حسینانِ جہاں شیراز کی شیریں لب حسیناؤں کے سامنے ہیچ ہیں۔

(۶) اے بادِ صبا! ذرا مجھے تو یہ تو بتا کہ اُس سرمست شوخ اور حسین محبوبہ سے کیا کچھ آ گاہی ہے۔اس کا کیا حال ہے؟ وہ حسین کیسا ہے۔؟ دلبر لولیاں یہاں عوام کے دلوں کو بہلانے کے لیے اکثر بازاروں میں رقصاں ملتی تھیں۔

(۷) تجھے خدا کا واسطہ ہے تو مجھے اس خواب سے بیدار نہ کرنا۔کیونکہ میں اُس محبوب کے تصور میں عیش ونشاط اور خوشی ولذت حاصل کئے ہوئے ہوں۔مجھے اس کے خیال کے ساتھ خلوت حاصل ہے۔

(۸) اگر وہ شیریں نوجوان میرا خون بھی کر ڈالے تو اے میرے دل! تو اُسے وہ خون ماں کے دودھ کی طرح حلال کر دینا۔یعنی جس طرح ماں بچے کو دودھ پلا کر پالتی پوستی ہے اور پھر اپنے اس حق کو معاف کر دیتی ہے تو بھی اُس شیریں نوجوان کو یہ خون معاف کر دینا۔

(۹) اے حافظ! اگر تجھے اُس (محبوب) کی جدائی کا ڈر (اندیشہ) تھا تو تُو نے پھر وصل کے دنوں کا کیوں شکر اَدا نہ کیا؟ یقیناً اگر تم وصل کے زمانے میں اس کا شکر ادا کرتے تو پھر تجھے یہ دن دیکھنے نصیب نہ ہوتے۔

----***----

غزل نمبر (۱۲)

(۱) درعہدِ پادشاہِ خطا بخش جُرم پوش — حافظ قرابہ کش شد و مُفتی پیالہ نوش

(۲) صوفی زکُنجِ صومعہ درپائے خم نشست — تادید محتسب کہ سبو می کشد بدوش

(۳) احوالِ شیخ وقاضی و شرب الیہودِ شاں — کردم سوال صبحدم از پیرِ مَے فروش

(۴) گفتا نہ گفتنی ست سخن گرچہ محرمی — درکش زبان و پردہ نگہدار و مے بنوش

حل لغات:

* قرابہ۔صراحی، سبو، گھڑا * قرابہ کش۔منہ سے صراحی لگا کر شراب پینے والا * کُنج۔گوشہ * صومعہ۔خانقاہ، عبادت گاہ * خم۔مٹکا * محتسب۔کوتوال * سبو۔شراب کا مٹکا * دوش۔کندھا * شرب الیہود۔خفیہ، اصل میں یہودی اسلامی دور میں چھپ کر

شراب پیتے تھے اس لئے یہ محاورہ بن گیا۔شراب نوشی ٭ نہ گفتنی ۔نہ کہنے کے قابل۔

ترجمہ:

(۱) اس خطا بخش دینے والے اور گناہوں پر پردہ ڈال دینے والے بادشاہ کے عہد میں حافظ شراب کی صراحی پی رہا ہے اور مفتی پیالہ نوش بن گیا ہے۔دورِ شاہ شجاع میں کھلم کھلا شراب نوشی کی طرف اشارہ ہے۔

(۲) صوفی بھی خانقاہ کے گوشے سے نکل کر شراب کا مٹکا لے کر بیٹھ گیا ہے جب اُس نے دیکھا کہ کوتوال بھی شراب کا گھڑا کندھے پر اٹھائے لیے جا رہا ہے (یعنی شراب نوش بن گیا ہے) یعنی تعیش پسندی کے باعث کسی کو بھی اپنے مقام و مرتبہ کا احساس نہیں رہا۔

(۳) شیخ، قاضی، شہر اور ان کی خفیہ شراب نوشی کے متعلق میں نے صبح کو شراب بیچنے والے بوڑھے سے سوال کیا۔یعنی شیخ اور قاضی شہر کی پرہیزگاری سے متعلق میں نے ہر مے فروش سے پوچھا۔

(۴) تو اُس نے جواب دیا کہ یہ بات ہرگز کہنے کے قابل نہیں ہے۔اگر چہ تو محرمِ راز ہے لیکن اس معاملے میں تو اپنی زبان کو بند رکھ پردہ پوشی کر اور شراب نوشی کر۔یعنی ہر شخص شراب کا رسیا بن گیا ہے۔

(۵) ساقی بہار می رسد و جامِ[۱] مے نماند ‌ ‌ ‌ فکرے بکن کہ خونِ دل آمد زغم بجوش

(۶) عشق ست و مفلسی و جوانی و نَو بہار ‌ ‌ ‌ عذرم پزیر و جُرم بذیلِ کرم بپوش

(۷) اے پادشاہِ صورت و معنی کہ مثلِ تو ‌ ‌ ‌ نادیدہ ہیچ دیدہ و نشنیدہ ہیچ گوش

(۸) چنداں بماں کہ خرقۂ ازرق کند قبول ‌ ‌ ‌ بختِ جوانت ازفلکِ پیر ژندہ پوش

حل لغات:

٭ فکرے بکن ۔یعنی شراب کی کچھ فکر کر ٭ ذیل ۔دامن ٭ صورت و معنی ۔ظاہر و باطن ٭ خرقہ ۔گدڑی ٭ ازرق ۔نیلا رنگ' جو بدنامی کی علامت ہے ٭ ژندہ پوش ۔خرقہ پوش۔ ٭ ژندہ کے لغوی معنی پرانا کپڑا ہے، گدڑی، چیتھڑا۔

ترجمہ:

(۵) اے ساقی! بہار آ رہی ہے اور جام شراب کوئی نہیں ہے۔کچھ شراب کے بارے میں بھی فکر کر کیونکہ دکھ اور غم کی وجہ سے دل کا خون جوش میں آ رہا ہے۔

(۶) عشق ہے اور غریبی ہے' جوانی اور بہار کی شروعات ہیں۔تو میرے عذر کو قبول کر لے اور میرے گناہوں کو اپنے لطف و کرم کے دامن میں چھپا لے۔

(۷) اے ظاہر و باطن کے بادشاہ! کہ تیرے جیسا نہ تو کسی آنکھ نے دیکھا اور نہ کسی کان نے ہی سنا۔یعنی تو صورت و سیرت میں بے

---

[۱] بعض نسخوں میں جام کی جگہ وجہ ہے۔

[۲] بعض نسخوں میں یہ مقطع بھی ملتا ہے: حافظ چہ آتشے است کہ از سوزِ آہِ تو ...... افتادہ در ملائکِ ہفت آسماں خروش۔

مثال و بے نظیر ہے۔

(۸) اتنی دیر تک زندہ و سلامت رہ کہ تیرا جوان نصیب خرقہ پہننے والے بوڑھے آسمان سے اس کا نیلا خرقہ وراثت میں قبول کر لے یعنی تو اتنی مدت تک زندہ رہے کہ بوڑھا آسمان مرجائے اور اس کی جگہ تو اس کی نیلی گدڑی پہن لے۔ مطلب یہ کہ تو تا بہ ابد زندہ رہے۔

(۹) تاچند ہمچو شمع زباں آوری کنی ۔۔۔ پروانۂ مراد رسید اے مُحب خموش

(۱۰) دیشب ندا ز غیب بگوشِ دِلم رسید ۔۔۔ حافظ تو غُصّہ کم خورد بنشیں و مے بنوش

حل لغات:

* تاچند۔کب تک * زباں آوری کنی۔باتیں بناتا رہے گا * دی شب۔کل رات' گزشتہ۔

ترجمہ:

(۹) تو کب تک شمع کی طرح باتیں بناتا رہے گا۔دِلی مقصد و مراد کا پروانہ آن پہنچا ہے۔اے محب! تو خاموش ہو جا۔عاشق محبوب کی جدائی میں شمع کی طرح اضطراب کا اظہار کر رہا ہے لیکن اب جبکہ پروانہ مراد آ پہنچا ہے، محبوب کا قرب حاصل ہو گیا ہے۔تو یہ بیقراری کیوں ہے؟

(۱۰) کل رات غیب سے میرے دِل کے کان میں آواز آئی کہ اے حافظ! تو رنج و غم نہ کر' آرام سے بیٹھ جا اور شراب نوشی کر۔

----***----

غزل نمبر (۱۳)

(۱) دِلم رمیدہ شد و غافلم منِ درویش ۔۔۔ کہ آں شکاری سرگشتہ راچہ آمد[1] پیش

(۲) چو بید برسرِ ایمانِ خویش می لرزم ۔۔۔ کہ دِل بدستِ کماں ابرویست کافر کیش

(۳) خیالِ حوصلۂ بحری پزم ہیہات ۔۔۔ چہاست برسرِ ایں قطرۂ محال اندیش

(۴) بکوئے میکدہ گریان و سرفگندہ روم ۔۔۔ چراکہ شرم ہمی آیدم زحاصلِ خویش

حل لغات:

* رمیدہ شد۔بھاگ گیا ہے' ہاتھ سے نکل گیا ہے' اڑالیا گیا ہے * سرگشتہ۔حیران و پریشان * بید۔ایک درخت جس کے پتے ہر وقت لرزتے رہتے ہیں * کافر کیش۔کافر مذہب * می پزم۔میں پختہ کر رہا ہوں * ہیہات۔افسوس * گریاں۔روتے ہوئے۔

---

[1] چہ آمد دراصل چہ آید ہے۔

ترجمہ:

(۱) میرا دِل میرے ہاتھوں سے نکل گیا ہے اور درویش اس سے بے خبر ہی رہا۔ کہ اس حیران و پریشان شکاری (دل) پر کیا مصیبت آن پڑی ہے۔ اسے کونسا حادثہ پیش آ گیا ہے۔

(۲) بید کے درخت کی طرح میں اپنے ایمان کے خیال سے لرز رہا ہوں کیونکہ میرا دِل ایک کافر مذہب کے قبضہ میں آ چکا ہے۔ یعنی عنقریب مجھے اپنے ایمان کے چھن جانے کا اندیشہ ہے کیونکہ ایک کمان ابرو کافر مذہب نے میرے دل کو چھین لیا ہے اور اب وہ ہرگز میرے ایمان کو بھی نہ چھوڑے گا۔

(۳) افسوس کہ میں سمندر کے حوصلہ کا خیال پختہ کر رہا ہوں، پکار رہا ہوں افسوس ہے کہ یہ ناممکن باتیں سوچنے والے اس قطرے پر کیا بیتی ہے؟ یعنی میرا دِل بلند ظرف محبوب کے تصور کی مشق میں مصروف ہے لیکن یہ ممکن نہیں ہے۔ افسوس! کہ یہ بیچارہ دل خطروں میں گھر گیا ہے۔ خدا ہی جانے کہ اس پر کونسی بپتا آن پڑی ہے۔

(۴) میں میخانے کے کوچے میں سر کو جھکائے روتے ہوئے جا رہا ہوں کیونکہ مجھے اپنے عملوں سے شرم آ رہی ہے۔ یعنی میں گناہگار ہوں اور میری بداعمالیاں اس کثرت سے ہیں کہ میں شرم کے مارے اُس کے حضور ندامت سے روتا ہوا سر کو جھکاتے جاؤں گا۔

(۵) نہ عمرِ خضر بماند نہ ملکِ اسکندر — نزاع برسرِ دنیائے دُوں مکن درویش
(۶) بنازم آں مژۂ شوخِ عافیت کش را — کہ موج می زندش آبِ نوش برسرِ نیش
(۷) ز آستینِ طبیباں ہزار خوں بچکد — گرم بتجربہ دستے نہند بر دلِ ریش
(۸) توبندہ ای گلہ از پادشہ[1] مکن اے دِل — کہ شرطِ عشق نباشد شکایت ازکم وبیش
(۹) بداں کمر نرسد دستِ ہرگدا حافظؔ! — خزینہ بکف آور گنجِ قاروں بیش

حل لغات:

٭ خضر۔ حضرت خضر علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے مشہور نبی جو ابھی تک زندہ ہیں ٭ مژہ۔ پلک ٭ عافیت کش۔ آرام کو فنا کر دینے والی، چین وسکون کو لوٹنے والی ٭ نیش۔ ڈنک ٭ آستین۔ قمیص کا بازو ٭ ریش۔ زخم ٭ کم وبیش۔ کمی اور زیادتی ٭ خزینہ۔ خزانہ ٭ گنج قاروں۔ قارون کا خزانہ، قارون حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زمانے کا امیر ترین شخص جس کے خزانوں کی چابیاں چالیس اونٹ اٹھاتے تھے۔ ٭ آبِ نوش: تریاق۔

ترجمہ:

(۵) یہاں پر نہ تو عمر خضر ہی رہے گی اور نہ سکندر یونانی کا ملک ہی رہے گا۔ اے درویش! تو اس کمینی دنیا کے خیال پر (اس کے لیئے) لڑائی جھگڑا مت کر۔

[1] بعض نسخوں میں پادشہ کی جگہ دوستاں ہے اور اے دل کی جگہ حافظ ہے اور یوں یہ شعر بطور مقطع آیا ہے جبکہ شعر نمبر 9 ناپید ہے۔

(۶) آرام اور چین کو لوٹنے والی اُس شوخ و شنگ پلک پر مجھے بڑا ناز ہے کہ جس کی نوک پر آبِ حیات لہراتا ہوا دکھائی دیتا ہے۔ یعنی اگرچہ محبوب کے پلکوں کے تیر دِل کو زخمی کر دیتے ہیں لیکن ان کی نوک پر تریاق بھی ہے۔ جس سے زخم بھر جاتا ہے۔

(۷) طبیبوں کی آستین سے بے اندازہ خون ٹپک پڑے۔ اگر وہ آزمائش کے طور پر میرے اس زخمی دل پر اپنا ہاتھ رکھ دیں تو یعنی یہ طبیب لوگ اگر میرے مرض کی تشخیص کرنے کے لیے میرے دل پر اپنا ہاتھ رکھیں تو ان کی آستینوں سے وہی خون ٹپکنے لگ جائے جو ہمارے زخمی دل سے مسلسل بہہ رہا ہے۔

(۸) اے دِل! تو غلام ہے اور بادشاہ کے متعلق گلہ مت کر کیونکہ عشق میں تھوڑے، بہت گلہ کی بھی کوئی گنجائش نہیں ہے۔ یعنی عشق میں گلہ و شکایت ناجائز ہے۔

(۹) اے حافظؔ! ہر فقیر و درویش کا ہاتھ اس کی کمر تک نہیں پہنچ سکتا۔ تو ایسا خزانہ اپنے ہاتھ میں لا کہ جو قاروں کے خزانے سے بھی زیادہ ہو! محبوب کی کمر تک ہاتھ پہنچانے کے لیے قارون کے خزانے سے بھی زیادہ دولت ہونی چاہیے۔ غریب اور نادار فقیروں کو یہ نعمت وسعادت کہاں نصیب ہوسکتی ہے محبوبِ حقیقی کے دیدار کے لیے نیک اعمال کا بہت بڑا خزینہ ہونا چاہیے۔

-----***-----

غزل نمبر (۱۴)

(۱) سحر زہاتفِ غیبم رسید مژدہ بگوش — کہ دورِ شاہ شجاع ست مے دلیر بنوش

(۲) شدا آنکہ اہلِ نظر برکنارہ می رفتند — ہزار گونہ سخن بر دہان و لب خاموش

(۳) ببانگِ [1] چنگ بگوئیم آں حکایت ہا — کہ از نہفتنِ او دیگِ سینہ می زد جوش

(۴) شرابِ خانگی از بیمِ محتسب خوردن [2] — بروئے یار بنوشیم و بانگِ نوشانوش

حل لغات:

* ہاتف۔ فرشتہ * شاہ شجاع۔ شیراز کا مشہور بادشاہ * ہزار گونہ۔ ہزار قسم کی * ببانگِ چنگ۔ رباب کی آواز (نغمہ) کے ساتھ * شرابِ خانگی۔ گھر کی تیار کی ہوئی شراب، گھر میں محتسب کے خوف سے چھپ کر پی جانے والی شراب * محتسب۔ کوتوال * نوشانوش۔ پیو پیو۔

ترجمہ:

(۱) صبح ہاتف نے غیب سے میرے کان میں یہ خوشخبری سنائی کہ اب شاہِ شجاع کا دورِ حکومت ہے۔ خوب کھل کر شراب نوشی کر۔

---

[1] بعض نسخوں میں ببانگ کی جگہ بصوت ہے اور او کی جگہ آن ہے (مفہوم ایک ہی ہے) اور نہفتن کی جگہ شنیدن ہے۔

[2] بعض نسخوں میں مصرعِ اوّل یوں ہے: شرابِ خانگی ترسِ محتسب خوردہ۔

دلیرانہ شراب پی۔ شجاع کی شراب نوشی کی عام اجازت کی طرف اشارہ ہے۔

(۲) اب وہ زمانہ نہیں رہا' گزر چکا ہے۔ جب کہ صاحبانِ نظر لوگوں سے الگ تھلگ رہا کرتے تھے منہ پر تو ہزاروں قسم کی باتیں ہوتی تھیں لیکن کہتے نہ تھے خاموش رہتے تھے۔ یعنی خوفِ حاکم سے دل کی باتیں زبان پر نہیں آیا کرتی تھیں۔

(۳) اب ہم اُن باتوں کو رُباب کے بلند آواز نغموں کے ساتھ (یعنی ڈنکے کی چوٹ پر) بیان کرتے ہیں۔ کیونکہ اُنہیں چھپانے سے ہمارے سینے کی دیگ جوش مارنے لگ جاتی ہے۔ یعنی مانعِ شراب دور میں جو جذبات دل کے دبنے سے سینوں میں جو جلن تھی جاتی رہی ہے۔

(۴) وہ دن گئے جب کہ ہم گھر میں چھپ کر کوتوال کے خوف سے شراب پیتے تھے؟ اب تو ہم محبوب کے سامنے مینوشی کا شغل کریں گے اور شراب پیو شراب پیو کی آواز بلند کریں گے۔

(۵) زکوئے میکدہ دوشش بدوش می بردند — امامِ شہر کہ سجّادہ می کشید بدوش
(۶) دِلا دلالتِ خیرت کنم براہ نجات — مکن بفسق مباہات و زہد ہم مفروش
(۷) محلِّ نورِ تجلیست رائے انورِ شاہ — چو قُربِ او طلبی درصفائے نیت کوش
(۸) بجز ثنائے جلالش مساز وردِ ضمیر — کہ ہست گوشِ دلش محرمِ پیامِ سروش
(۹) رموزِ مصلحتِ ملک [1] خسرواں دانند — گدائے گوشہ نشینی تو حافظا مخروش

حل لغات:

* دوشش۔ کل رات * بدوش۔ کندھے پر * سجادہ۔ مصلا * دلالت خیرت۔ بہتر رہنمائی * فسق۔ گناہ * مباہات۔ بے جا فخر * محلِ نور۔ نور کا مقام * رائے انورِ شاہ۔ بادشاہ کی روشن رائے * قُرب۔ نزدیکی * کوش۔ کوشش کر * ثنا۔ تعریف * پیام سروش۔ الہامی' فرشتے کا پیام * رموز۔ رمز کی جمع * رموزِ مصلحت۔ مصلحت کے راز * خُسرواں۔ خسرو کی جمع بادشاہ۔

ترجمہ:

(۵) کل رات (میں نے دیکھا) کہ امام شہر کو شراب خانے کے کوچے میں کندھوں پر اٹھا کر لے جا رہے تھے۔ یہ وہی امام شہر تھا کہ جو کل تک اپنے کندھے پر نماز کا مصلا (جائے نماز) اٹھائے پھرتا تھا۔ مطلب یہ کہ پارسا لوگ بھی بسیار نوشی سے مدہوش ہو کر گر پڑتے ہیں جنہیں کندھوں پر اٹھا کر گھر پہنچانا پڑتا ہے۔

(۶) اے دل! میں تجھے نجات کی راہ کا ایک بہتر اور اچھا راستہ بتاتا ہوں کہ تو اپنے گناہوں پر فخر نہ کر اور پرہیزگاری میں ریاکاری کی آمیزش نہ کر۔ یعنی یہ نجات کا بہترین راستہ ہے۔

(۷) بادشاہ کی روشن رائے نورِ تجلّی کے اُترنے کا مقام ہے اگر تجھے اُس کے قرب کی خواہش ہے تو تو اپنی نیت کی صفائی کی کوشش

[1] بعض نسخوں میں "رموزِ مصلحتِ ملک" کی جگہ "صلاحِ مملکتِ خویش" ہے۔

کر کیونکہ بادشاہوں کی رائے نورِ تجلی سے کمتر نہیں ہوتی۔

(۸) اس کے جلال کی تعریف کے سوا تو کسی بھی شے کو اپنے دل کا ورد و وظیفہ نہ بنا کیونکہ اس کے دل کے کان پیام سروش کے محرم راز ہیں۔

(۹) مملکت کی مصلحت کے راز صرف بادشاہ ہی جان سکتے ہیں۔ اے حافظ! تو ایک گوشہ نشین فقیر و درویش ہے شور و غل نہ مچا۔ (خاموش ہوجا)

----***----

غزل نمبر (۱۵)

(۱) شرابِ تلخ می خواہم کہ مرد افگن بود زورش — کہ تا یک دم بیاسایم ز دنیا و شر و شورش

(۲) بیاور مے کہ نتواں شد زمکرِ آسماں ایمن — بہ لعبِ زہرہِ چنگے و بہرام[1] سلحشورش

(۳) کمندِ صید بہرامے بیفگن جامِ جم بردار — کہ من پیمودم ایں صحرا نہ بہرام ست و نہ گورش

(۴) نظر کردن بہ درویشاں منافیَ بزرگی نیست — سلیماں با چناں حشمت نظر ہا بود با مورش

حل لغات:

* تلخ۔ تیز * مرد افگن۔ مرد کو گرا دینے والی * شر و شورش۔ اس کا شور و شر * ایمن۔ امن و امان' بے خوف * لعب: کھیل * بہ لعبِ زہرہَ چنگے۔ گانے بجانے والی زہرہ (ستارہ) کا کھیل * سلحشورش۔ سلحشور۔ سپاہی ہتھیار رکھنے والا' مراد خون ریزی * کمندِ صید بہرامے۔ بہرام کی سی شکار کرنے والی کمند (بہرام گور گو) ایران کے قدیم جنگجو بادشاہ کا نام جسے گورخر کے شکار کا بہت شوق تھا جس کی وجہ سے وہ بہرام گور کے نام سے مشہور ہو گیا تھا۔ * نہ بہرام ست نہ گورش۔ نہ کہیں بہرام ہے اور نہ اس کا شکار ہے (اس کا گورخر) * منافی بزرگی نیست۔ بزرگی کے منافی نہیں * حشمت۔ جاہ و حشم * مور۔ چیونٹی۔

ترجمہ:

(۱) میں ایسی تیز شراب کا خواہاں ہوں کہ جو مرد کو گرا دینے کی طاقت رکھتی ہے۔ تاکہ میں ایک پل کے لیے اس دنیا اور اس کے شور و شر سے سکون و آرام پا سکوں، راحت و خوشی حاصل کر سکوں۔ وہ صرف شرابِ محبت ہے جس سے دنیا کے شور و شر سے سکون ملتا ہے۔

(۲) تو شراب لا کہ اب اس آسمان کے مکر و فریب سے امن و امان میں نہیں رہا جا سکتا۔ اس گانے بجانے والی زہرہ (ستارہ) کے کھیل تماشے اور اس کے ہتھیار بند بہرام کی وجہ سے۔

(۳) تو بہرام کی سی شکار کرنے والی کمند کو اپنے ہاتھ سے گرا دے اور جمشید بادشاہ کی طرح پیالہ پکڑ لے۔ میں نے یہ جنگل گھوم پھر کر

[1] بعض نسخوں میں بہرام کی جگہ مریخ ہے۔

دیکھ لیا ہے اور مجھے کہیں بھی نہ تو بہرام ہی ملا ہے اور نہ اس کا شکار (گورخر) ہی کہیں دکھائی دیا ہے۔ دونوں ہی لاپتہ ہیں۔

(۴) درویشوں اور فقیروں پر نظر رکھنے (کرنے) پر بزرگی میں کوئی فرق نہیں آتا۔ حضرت سلیمانؑ کو دیکھ کہ وہ اس قدر جاہ وحشمت رکھتے ہوئے بھی ایک معمول چیونٹی پر بھی نظر رکھتے تھے، اس کا بھی انہیں خیال تھا۔ یعنی کسی بڑے کا کمتر کی طرف متوجہ ہونے سے اس کی بزرگی کو کم نہیں کرتا بلکہ اس سے کمتر کو تقویت ملتی ہے۔

(۵) بیا تا در مئے صافیت رازِ دہر بنمایم | بشرطِ آنکہ ننمائی بکج طبعانِ دل کورش
(۶) شرابِ لعل می نوشم من از جامِ زمرّد گوں | کہ زاہد افعیِ وقتست می سازم ازیں کورش
(۷) ساطِ عہدِ[1] دوں پر ور ندارد شہدِ آسائش | مذاقِ حرص وآز اے دِل بشو از تلخ وازشورش
(۸) کمانِ ابروئے جاناں نمی پیچد سر از حافظ | ولیکن خندہ می آید بریں بازوئے پُر زورش

حل لغات:

* مئے صافی۔صاف شراب * دہر۔زمانہ * کج طبعاں۔ٹیڑھی طبیعت والے * دل کورش۔دل کے اندھے * شرابِ لعل۔سرخ شراب * جامِ زمرّد گوں۔زمرّد کے رنگ والے پیالے * زُمرّد قیمتی پتھر جو سبز رنگ کا ہوتا ہے * افعی۔اژدھا * کور۔اندھا (کہتے ہیں کہ زمرد کے دکھلانے سے اژدھا اندھا ہو جاتا ہے) * ساط: دسترخوان۔

ترجمہ:

(۵) تو آ کہ میں تجھے صاف ومصفا شراب میں دنیا بھر کا راز دکھادوں لیکن شرط یہ ہے کہ ٹیڑھی طبیعت اور دل کے اندھے لوگوں پر تو اس کو ظاہر نہ کرنا۔ یعنی شرابِ محبت پی کر صوفی رازِ کائنات سے آگاہی حاصل کرسکتا ہے لیکن اس کے ساتھ شرط یہ ہے کہ اس صفائی قلب کا اظہار دل کے اندھوں کے سامنے نہ کرے یعنی کمالاتِ محبت کو اہل دنیا سے پوشیدہ رکھنا چاہیے۔

(۶) میں زمرد رنگ کے جام سے شراب نوشی کرتا ہوں کیونکہ زاہد وقت کا ایک اژدہا ہے اس لیے اسے اندھا کرتا ہوں۔ یعنی زمردیں جام سے شراب نوشی ہوگی تو زاہد جسے شراب سے نفرت ہے یقیناً وہ اپنی آنکھیں بند کر لے گا اور اس غیر شرعی فعل کو دیکھنا پسند نہ کرے گا تو آنکھیں بند کر لے گا اور یہ اُسے اندھا کر دینے کے مترادف ہے۔

(۷) کمینہ پرور زمانے کے دسترخوان پر آرام وآسائش کا شہد بالکل نہیں ہے۔ اے میرے دِل تو! حرص ولالچ کے مذاق کو اس کی تلخی اور شور (نمکینی) سے دھوڈال۔

(۸) محبوب کے ابرو کی کمان حافظ سے سر نہیں پھیرتی۔ لیکن مجھے اس کے طاقتور بازو پر ہنسی آتی ہے۔ ہنسی اس وجہ سے آتی ہے کہ وہ حافظ جیسے ناتواں شخص کو طاقتور بازو کا نشانہ بناتا ہے۔

----***----

[1] بعض نسخوں میں عہد کی جگہ دہر ہے۔

غزل نمبر(۱۶)

(۱) صوفی گلے بچین و مرقع بہ خار بخش — ویں زہدِ خشک را بمئے خوشگوار بخش

(۲) طامات و زرق[1] در رَہِ آہنگِ چنگ بِہ — تسبیح و طیلساں بمے و میکسار بخش

(۳) زہدِ گراں کہ ساقی وشاہد نمی خرند — /درحلقۂ چمن بہ نسیمِ بہار بخش

(۴) راہم شرابِ لعل زد اے میرِ عاشقاں — خونِ مرا بچاہِ زنخدانِ یار بخش

حل لغات:

* گلے بچیں۔ پھول چُن * مرقع بہ خار بخش۔ اپنی گدڑی کانٹوں کو بخش دے * طامات وزرق۔ شیخی اور مکاری * آہنگِ چنگ۔ آواز اور ساز، رباب کا نغمہ * طیلسان۔ چادر جو قاضی اور خطیب کندھے پر ڈالتے ہیں * زہدِ گراں۔ گراں قدر زہد * شاہد۔ محبوب * شرابِ لعل۔ سُرخ شراب * چاہِ زنخداں۔ ٹھوڑی کے درمیان میں ہلکا سا گڑھا جو باعث زینتِ حسن ہوتا ہے۔ * راہ زدن: لوٹ لینا۔

ترجمہ:

(۱) اے صوفی! تو پھول چُن لے اور اپنی یہ گدڑی کانٹوں کو بخش دے اور تو اپنی یہ خشک پرہیز گاری اس خوشگوار شراب کے بدلے میں دے دے۔ پرہیز گاری شراب کی نذر کر دے۔

(۲) تو اپنی شیخی اور مکاری کو رباب کے نغموں کے راستہ میں ڈال دے اور اپنی اس تسبیح اور چادر کو شراب اور شرابی کے سپرد کر دے۔ کہ یہ اسی قابل ہیں۔ یعنی ریاکاری کو چھوڑ کر صداقت کا راستہ اختیار کرنا چاہیے۔

(۳) یہ تیرا قیمتی زہد جسے ساقی اور محبوب نہیں خریدتے (یعنی ان کی نظر میں اس کی کچھ اہمیت نہیں ہے) تو اسے باغ کے حلقے میں بہار کی بادِ نسیم کے سپرد کر دے۔

(۴) اے عاشقوں کے امیر! مجھ پر سُرخ شراب نے ڈاکا ڈال دیا ہے۔ میرا خون تو محبوب کے چاہِ زنخداں کو بخش دے۔ یعنی اگر محبوب کے چاہِ زنخداں میں جان جاتی ہے تو باز پرس مت کرنا۔

(۵) یارب بوقتِ گُل گُنہِ بندہ عفو کن — ویں ماجرا بسروِ لبِ جوئبار بخش

(۶) اے آنکہ رَہ بمشربِ مقصود بردہ ای — زیں بحرِ قطرۂ بمن خاکسار بخش

---

[1] بعض نسخوں میں زرق کی جگہ شطح (بمعنی بے حیائی) ہے۔

(۷) شکرانۂ کہ روئے ترا چشم بد ندید[1] | مارا بعفو و لُطفِ خداوندگار بخش
(۸) ساقی چو شاہ نوش کند بادہٗ صبُوح! | گو جامِ زر بہ حافظِ شب زندہ دار بخش

حل لغات:

* وقتِ گل۔ بہار کے وقت، بہار کا موسم * سرِلبِ جوئبار۔ نہر کے کنارے سرد سے مراد ہے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم * راہ بُردہ۔ تو نے راستہ طے کرلیا ہے * بمشربِ مقصود۔ مراد منزل مقصود * عفو۔ بخشش * لطف۔ مہربانی * نوش کند۔ پیتا ہے * بادۂ صبوح۔ صبح کو پی جانے والی شراب * شب زندہ دار۔ رات کو جاگ کر عبادت کرنے والا۔

ترجمہ:

(۵) اے میرے پروردگار! اس بہار کے موسم میں تو اس بندے کا گناہ معاف کردے اور ندی کے کنارے کے سرو (حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے طفیل بخش دے۔

(۶) اسے کہہ کہ تو جو منزل مقصد کے مشروب پر پہنچ گیا ہے، اس سمندر سے ایک قطرہ مجھ خاکسار کو بھی عطا کردے۔ یعنی تو جو راستہ طے کر کے منزل مقصود پر پہنچ گیا ہے۔ (عرض کیجا رہی ہے) کہ کچھ فیضان مجھ خاکسار کو بھی عنایت ہو جائے۔

(۷) تو اس شکرانہ میں کہ تیرے پاک چہرے پر کسی کی نظر بد نہیں پڑی۔ ہمیں تو خدائی لطف وکرم اور اس کے عفو کے حوالے کردے یعنی بخش دے۔

(۸) اے ساقی! جب بادشاہ صبح کی شراب پینے لگے تو تم اُسے کہنا کہ ایک سنہری پیالہ شب بیداری کرنے والے (شب زندہ دار) حافظ کو بھی بخش دیجئے گا۔

----***----

غزل نمبر (۱۷)

(۱) فکرِ بُلبُل ہمہ آنست کہ گُل شد یارش | گُل در اندیشہ کہ چون عشوہ کند درکارش
(۲) دِل ربائی ہمہ آن نیست کہ عاشق بکشند | خواجہ آنست کہ باشد غمِ خدمت گارش
(۳) جائے آنست کہ خون موج زند در دلِ لعل | زین تغابن کہ خزف می شکند بازارش
(۴) بُلبُل از فیضِ گُل آموخت سخن ورنہ نبود | این ہمہ قول و غزل تعبیہ در منقارش

[1] بعض نسخوں میں مصرع اول یوں ہے: شکرانہ را کہ چشم تو روئے بتاں ندید اور بعض میں بتاں کی بداں ہے۔

حل لغات:

عشوہ۔ناز و انداز * دلربائی۔دلبری * خواجہ۔آقا و مالک * جائے آنست۔وقت وہ ہے' موقع محل وہ ہے * تغابن،نقصان، خسارہ،افسوس'حسرت * خزف۔ٹھیکری * تعبیہ: چھپانا،آراستہ کرنا۔ * ایں ہمہ قول وغزل تعبیہ درمنقارش۔یہ نغمے اور چہچہے بلبل کے پاس کہاں تھے؟

ترجمہ:

(۱) بلبل کا بس یہی خیال ہے کہ کسی نہ کسی طرح پھول اس کا محبوب بن جائے۔اور پھول اس سوچ بچار میں ہے کہ وہ کس طرح اُس پر اپنے ناز و انداز کا وار کرے؟ یعنی عاشق سمجھ رہا ہے کہ معشوق کو اس نے رام کرلیا ہے جبکہ معشوق ستم ڈھانے کی تدبیریں کررہا ہے۔

(۲) دلبری صرف اسی کا نام نہیں ہے کہ عاشقوں کا خون کریں (قتل کریں) آقا حقیقت میں وہ ہے کہ جسے اپنے خدمتگاروں کا خیال ہو۔فکر ہو یعنی معشوق کو چاہیے کہ وہ اپنے عاشق کو قتل کرنے کے بجائے اس کی دادرسی کرے۔

(۳) اب وقت وہ ہے کہ لعل کے دل میں خون جوش مارنے لگے۔اس افسوس وحسرت میں کہ ٹھیکری نے اس کے بازار کو سرد کر کے رکھ دیا ہے۔یعنی ٹھیکری (سرخ سفال) کی وجہ سے لعل کا بازار پھیکا پڑ گیا ہے تو اس کا دل خون ہوجاتا ہے مطلب یہ کہ آج کل نااہل لوگ عیش ونشاط میں مشغول ہیں اور باکمال لوگ غم والم کا شکار ہیں لہٰذا اس افسوس وحسرت سے اہل کمال کے دِل خون ہوگئے ہیں۔

(۴) بلبل کو یہ نغمہ سرائی پھول کے فیض سے عطا ہوئی ہے،اُسی کے فیضان سے سیکھی ہے۔ورنہ یہ نغمے اور یہ چہچہے بلبل کے پاس کہاں تھے؟اس کی چونچ میں یہ صدائیں اور یہ ترانے گل کے فیض سے ہی در آئے ہیں۔

(۵) آں سفر کردہ کہ صد قافلۂ دل ہمراہِ اوست — ہر کجاہست خدایا بسلامت دارش

(۶) اگر از وسوسۂ نفس و ہوا دُور شدی — بیشکے رہ ببری در حرمِ دیدارش

(۷) اے کہ از کوچۂ معشوقۂ ما می گزری — باخبر باش کہ سر می شکند دیوارش

(۸) صحبتِ عافیت گرچہ خوش افتاد اے دِل — جانبِ عشق عزیزست فرو مگزارش

حل لغات:

* آں سفر کردہ۔وہ مسافر * وسوسۂ نفس وہوا۔نفس اور ہوس کے وسوسے * حرم۔چاردیواری * کوچۂ معشوقہ۔معشوقہ کی گلی * صحبتِ عافیت۔آرام وسکون کی مصاحبت * فرومگزارش۔اسے مت چھوڑنا۔

ترجمہ:

(۵) وہ مسافر محبوب کہ جس کے ساتھ دلوں کے سینکڑوں قافلے ہیں۔اے میرے خدا! وہ جہاں کہیں بھی ہے بس سلامت رہے۔

آباد وخوش خرم رہے۔

(٦) نفس اور ہوس کے وسوسوں سے تو اگر دور رہے گا تو پھر تو یقیناً اُس (محبوب) کے دیدار کی چار دیواری میں پہنچ جائے گا۔ یعنی من عَرَفَ نفسہٗ فقد عَرَفَ رَبّہٗ کے مقام پر پہنچنے کے لیے ضروری ہے کہ دل کو نفس اور ہوس کے وسوسوں سے پاک کیا جائے۔

(٧) اے کہ تو جو ہمارے معشوق کی گلی سے گزر رہا ہے۔ ذرا ہوشیار ہو جا کہ اس کی دیوار سر پھوڑ دیتی ہے۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ تو بھی کسی ایسے ہی حادثے کا شکار ہو جائے۔

(٨) اے میرے دِل اگرچہ تجھے آرام وسکون کی مصاحبت اچھی لگی ہے لیکن عشق کا پہلو بھی بڑا پیارا ہے لہٰذا اسے تم ترک نہ کرنا۔ اسے نہ بھولنا۔

(٩) صوفی ارسرِ خوش ازنیست کہ [1] کج کردکلاہ   بدو جامِ دِگر آشفتہ شود دستارش

(١٠) دِلِ حافظ کہ بدیدارِ تو خوگر شدہ ست   نازِ پروردِ وصال ست مجو آزارش

حل لغات:

✱ کج کردکلاہ۔ ٹوپی ٹیڑھی رکھ لی ہے ✱ خوگر۔ عادی ✱ آزارش۔ دکھ درد۔

ترجمہ:

(٩) اگر اس سبب سے صوفی سرمست وبیخود ہے کہ اُس نے ٹوپی ٹیڑھی رکھ لی ہے تو یہ اس کی بھول ہے۔ شراب کے ایک دو اور پیالے پینے سے اس کی پگڑی بکھر جائے گی۔ یعنی ریا کار صوفی کی یہ غلط فہمی ہے کہ کج کلاہی سے اس کی شان بلند ہو گئی مگر شراب کے دو جام سے ایسا ہوش باختہ ہوگا کہ اسے پگڑی کے بکھرنے کی بھی خبر نہ ہوئی۔

(١٠) حافظ کا دل جو تیرے دیدار کا عادی ہو گیا ہے، وہ وصل کے نازوں کا پالا ہوا ہے تو اُسے جدائی کا آزار نہ دے۔ ہجر سے اس کی ایذا رسانی نہ کر۔

----✱✱✱----

غزل نمبر (١٨)

(١) کنارِ آب وپائے بید طبعِ شعر ویارے خوش   معاشر دلبرِ شیریں وساقی گلعذارے خوش

(٢) الا اے دولتِ طالع کہ قدرِ وقت می دانی   گوارا بادت ایں عشرت کہ داری روزگارے خوش

(٣) عروسِ طبع را زیور ز فکرِ بکر می بندم   بود کز نقشِ ایام بدست افتد نگارے خوش

---

[1] بعض نسخوں میں ''صوفی ازسرِ خوش این ست، کی جگہ صوفی سرخوش ازیں دست'' ہے۔

(۴) شبِ صحبت غنیمت داں و دادِ خوشدلی بستاں — کہ مہتابِ دل افروزست طرفِ لالہ زارے خوش

حلِ لغات:

* بید۔ایک درخت کا نام جس کے پتے ہر وقت لرزتے رہتے ہیں * معاشر۔دوست * گلعذارے۔پھول سے رخساروں والا (محبوب) * اَلا۔آگاہ ہو * دولتِ طالع۔بیدار بخت' خوش نصیب * عروسِ طبع۔طبیعت کی دُلہن * فکرِ بکر۔فکرِ نو * نگارے۔محبوب * شبِ صحبت۔ہم نشینی کی رات * طرف۔کنارہ۔

ترجمہ:

(۱) پانی کا کنارہ ہو' بید کے درخت کا سایہ ہو اور شاعرانہ طبیعت ہو اور خوبصورت محبوب ہو۔میٹھے لبوں والا محبوب پہلو میں ہو اور پھول سے رخساروں والا ساقی ہو تو کیا کہنے۔واہ!واہ!

(۲) اے بیدار بخت و خوش نصیب! تو وقت کی قدر و قیمت جانتا ہے۔تیرے لیے یہ عیش و عشرت سازگار ہو کہ تو اچھا زمانہ رکھتا ہے' تجھے موافق زمانہ میسر ہے۔

(۳) میں اپنی طبیعت کی دُلہن کو اچھوتی فکر سے زیور پہنا رہا ہوں کیونکہ ہو سکتا ہے کہ زمانے کی سازگاری سے وہ دل پسند محبوب مجھے مل جائے۔میرے ہاتھ آ جائے۔

(۴) تو ہم نشینی کی رات کو غنیمت جان اور خوش دِلی کی داد لے کیونکہ دِل افروز چاندنی ہے اور چمن کا کنارہ بھی بہت اچھا ہے۔طرب افزا ہے۔

(۵) چہ مے در کاسۂ چشم ست ساقی را بنامِ ایزد — کہ مستی می کند با عقل و می آرد[1] خمارے خوش

(۶) ہر آنکس را کہ بر خاطر زعشق دلبرے بار یست — سپندے گو بر آتش نہ کہ دارد کاروبارے خوش

(۷) بغفلت عمر شد حافظ بیا باما بمیخانہ — کہ شنگولانِ سرمستت[2] بیاموزند کارے خوش

حلِ لغات:

* بنام ایزد۔نام خدا' خدا کی قسم * خمارے۔خمار' نشہ * سپندے۔حرمل جسے نظر بد دور کرنے کے لیے آگ پر جلاتے ہیں * شنگولاں۔واحد شنگول' حسین اور شوخ۔

ترجمہ:

(۵) خدا کی قسم! ساقی کی آنکھوں کے پیالے میں یہ کیسی شراب ہے؟ کہ جو عقل و خرد کے ساتھ مستی کرتی ہے اور اچھا (عمدہ) نشہ لاتی ہے۔(یہ شراب محبت ہے)

(۶) جس شخص کے دِل پر کسی نہ کسی محبوب کے عشق کا بوجھ ہے (اُس پر عشق کا قبضہ ہے) اُسے کہہ دو کہ حرمل کو آگ پر رکھ کر جلائے

---

[1] بعض نسخوں میں می آرد کی جگہ می بخشد ہے۔

[2] بعض نسخوں میں سرمستت کی جگہ خوشباشت ہے۔

کیونکہ اُسے اچھا کاروبار میسر ہے۔تا کہ اُسے کسی کی نظر نہ لگ جائے۔

(۷) اے حافظ! عمر تو ساری تیری غفلت میں ہی گزر گئی ہے۔ابھی بھی ہمارے ساتھ میخانے میں آ جا کہ شوخ اور حسین لوگ تجھے اچھا ہنر سکھائیں گے۔یعنی مرشد کامل کی صحبت کے بغیر جو وقت گزرا وہ اکارت ہی گیا اے حافظ! اب مُرشد کامل کی صحبت میں بیٹھ اور مریدانِ خاص کی صحبت میں رہ کر محبت کی منازل طے کر۔

----***----

غزل نمبر (۱۹)

(۱) ما آزمودہ ایم دریں شہر بختِ خویش — باید بروں کشید ازیں ورطہ رختِ خویش

(۲) ازبسکہ دست می گزم و آہ می کشم — آتش زدم چوگل بتنِ لختِ لختِ خویش

(۳) دوشم ز بُلبلے چہ خوش آمد کہ می سُرود — گُل گوش پہن کردہ زشاخِ درختِ خویش

(۴) کاے دِل صبور[۱] باش کہ آں یارِ تندخوئے — بسیار تند خوئے[۲] نشیند ز بختِ خویش

حل لغات:

* ورطہ۔گرداب بھنور' مراد دکھ اور مصیبت * دست می گزم۔اپنا ہاتھ کاٹتا ہوں * دوشم۔میں کل رات، مجھے کل رات * سُرود۔نغمہ * صبور۔صبر کرنے والا * تُند خو۔تند مزاج' سخت مزاج' بدمزاج۔

ترجمہ:

(۱) ہم نے اس شہر میں اپنے بختوں کو آزما کر دیکھ لیا ہے اور ہم اس نتیجے پر پہنچے ہیں کہ ہمیں اس تباہی و بربادی سے اپنا سروسامان باہر نکال لینا چاہیے۔یعنی اٹھا لینا چاہیے یہاں سے ہم کو چلے جانا چاہیے۔گوشہ نشیں ہو جانا چاہیے۔

(۲) میں اکثر اپنے ہاتھوں کو کاٹتا ہوں اور آہیں بھرتا ہوں۔اور پھول کی طرح اپنے پارہ پارہ جسم کو آگ لگائے ہوئے ہوں۔(پھول کی پتیاں سرخ رنگ کی ہوتی ہیں اور ایسے لگتا ہے کہ اُسے آگ لگی ہوئی ہے) اسی نسبت سے خود کو آگ لگائے ہوئے کہا ہے۔

(۳) کل رات مجھے بُلبُل کا نغمہ کتنا اچھا لگا کہ جب وہ گا رہی تھی اور اُس نغمہ کو سننے کے لیے پھول اپنے پودے کی شاخ سے کان کھولے ہوئے تھا۔ہمہ تن گوش بنا ہوا تھا۔یعنی پھول اس کا نغمہ سن رہا تھا۔

(۴) اے میرے دل تو صبر کر اور وہ تند مزاج محبوب اپنی قسمت کی وجہ سے بڑا تیز طرار ہو رہا ہے۔یعنی اپنے بخت کی بدولت بڑا

---

[۱] بعض نسخوں میں صبور کی جگہ شاد ہے۔

[۲] بعض نسخوں میں خوئے کی جگہ روئے ہے۔

بدمزاج بن کر بیٹھا ہوا ہے اور اس کے مزاج میں یہ تلخی اپنی ناپائیداری کی وجہ سے آئی ہے۔

(۵) گر موج خیز حادثہ سر برفلک زند — عارف بآبِ ترنکند رختِ بختِ خویش
(۶) خواہی کہ سخت وسُستِ جہاں برتونگزرد — بگور زعہدِ سُست وسخنہائے سختِ خویش
(۷) اے حافظ! ار مراد میسّر شدے مدام — جمشید نیز دُور نماندے ز تختِ خویش

حل لغات:

* موج خیز۔ٹھاٹھیں مارنے والا * رخت۔سازوسامان * عہدِ سُست۔کمزور عہد * سخت وسُست۔زمانے کے ناموافق حالات * مدام۔ہمیشہ * جمشید۔ایران کا قدیم شان وشکوہ والا بادشاہ۔

ترجمہ:

(۵) ٹھاٹھیں مارنے والا اگر کوئی حادثہ آسمان سے جاٹکرائے تو خدا کو پہچاننے والا اپنے مقدر کے دامن کو اُس پانی سے تر نہیں ہونے دے گا۔یعنی عارف اپنے دل کو اُس سے متاثر نہیں ہونے دیتا۔اگرچہ وسوسوں کا ایک طوفان بھی کیوں نہ آجائے۔ شاعر نے حادثہ کو سمندر اور بلاؤں کو موجیں کہا ہے۔

(۶) اگر تیری یہ خواہش ہے کہ زمانے کے ناموافق حالات تجھ پر اثر انداز نہ ہوں تو تو پھر کمزور عہد و پیاں مت باندھ اور سخت کلامی کو چھوڑ دے۔یعنی سخت کلامی اور عہد شکنی ترک کردے۔مطلب یہ کہ خوش کلامی کامیاب زندگی کی ضمانت ہے۔

(۷) اے حافظ! اگر دِلی مراد ہمیشہ ہی پوری ہونے والی چیز ہوتی تو جمشید بادشاہ کبھی بھی اپنے تاج وتخت سے محروم نہ ہوتا۔اور ہمیشہ تاج وتخت اُسی کے پاس ہی رہتا۔مطلب یہ کہ سب کی مرادیں ہمیشہ پوری نہیں ہوتیں۔

(نوٹ) بعض نسخوں میں شعر نمبر 5 کی جگہ یہ شعر ہے:

وقتست کز فراقِ تو وز سوزِ دروں
آتش در افگنم بہمہ رخت وبختِ خوش

----***----

غزل نمبر(۲۰)

(۱) مجمع خوبی ولُطف ست عذار چومہش[۱] — لیکنش مہر و وفانیست خُدایا بدہش
(۲) دِلبرم شاہد[۲] وطِفل ست ببازی روزے — بکشد زارم و در شرعِ نباشد گنہش

---

۱ بعض نسخوں میں عذار چومہش کی جگہ رخِ ہمچو ماہ ہے۔ ۲ بعض نسخوں میں شاہد کی جگہ کوچک ہے۔

(۳) چاردہ سالہ بُتے چابک وشیریں دارم — کہ بجاں حلقہ بگوش ست مہِ چاردہش
(۴) من ہماں بہ کہ ازو نیک نگہدارم دل — کہ بدونیک ندیدہ است و ندارد نگہش

حل لغات:

* مجمع خوبی۔حسن ولطافت کا مجموعہ * عذار۔رخسار * شاہد۔محبوب * طفل۔بچہ'کم سن * بازی۔کھیل * چاردہ سالہ بتے۔ چودہ سالہ محبوبہ * من ہماں بہ۔یہی بہتر ہے کہ میں۔

ترجمہ:

(۱) اس محبوب کا چاند جیسا چہرہ ہے اوراس کے رخسار حسن ولطافت کی خوبیوں کا مجموعہ ہیں لیکن ان میں وفا بالکل نہیں ہے۔اے میرے خدا! یہ خوبی بھی اسے عطا کر دے۔

(۲) میرا محبوب ابھی کم سن ہے اور کسی دن کھیل ہی کھیل میں مجھ دکھی کو مار ڈالے گا اور شریعت کی رُو سے اس پر کوئی گناہ نہ ہوگا۔کوئی مواخذہ نہ ہوگا کیونکہ وہ ابھی بالغ نہیں ہے اور شریعت میں حد بالغ پر لگتی ہے۔

(۳) میرا محبوب ابھی چودہ سال کا ہے لیکن بڑا چالاک اور دلکش ہے۔یہ چودھویں کا چاند دل وجان سے اس کا غلام ہے۔یعنی وہ بہت ہی حسین وخوبرو ہے۔

(۴) میرے لیے یہی بہتر ہے کہ اب میں اپنے دل کو اس سے حفاظت میں رکھوں (بچائے رکھوں) کیونکہ اُس نے ابھی تک اچھا بُرا نہیں دیکھا اور نہ اس کے نزدیک اچھا برا کچھ موجود ہی ہے۔

(۵) بوئے شیر ازلبِ ہمچوں شکرش می آید — گرچہ خوں می چکد ازشیوۂ چشمِ سیہش
(۶) درپے[1] آں گُلِ نو رُستہ دلِ ما یارب — خود کجاشد ندیدم دریں چند گہش
(۷) یار دلدارِ من ار قلب بدینساں شکند — ببرد زود بسرداریِ خود پادشہش
(۸) جاں بشکرانہ کنم صرف گرآں دانۂ دُر[2] — صدفِ دیدۂ حافظ شود آرام گہش

حل لغات:

* بوئے شیر۔دودھ کی بو * گُل نورستہ۔گُل نوخیز'نیا کھلا پھول * گہش: مراد ہے اس کو چند دنوں سے * ار۔اگر * قلب۔ قلب کے معنی دل کے ہیں'فوج میں بھی میدان جنگ میں ایک قلب لشکر ہوتا ہے'اوراس شخص کو بڑا بہادر شمار کیا جاتا ہے جو دشمن کے لشکر کے قلب (درمیانی حصہ) تک پہنچ جائے۔خواجہ نے اس میں ایک عجیب صنعت ذومعنی پیدا کر دی ہے۔اوراس میں دونوں موجود ہیں * دانۂ دُر۔موتی کا دانہ'محبوب کی صفت * صدف۔سیپ۔

---

[1] بعض نسخوں میں درپے کی جگہ از پسے ہے۔
[2] بعض نسخوں میں دانہ در کی جگہ دردانہ ہے اور دیدہ کی جگہ سینہ ہے۔

ترجمہ:

(۵) اس کے میٹھے اور شیریں لبوں سے دُودھ کی بُو آتی ہے۔ اگر چہ اُس کی سیاہ آنکھوں کی اُدا سے خون ٹپکتا ہے۔

(۶) اے میرے خدا! ہمارا دِل اُس نئے کھلے پھول کے پیچھے کہاں چلا گیا ہے کہ چند روز سے ہم اُسے دیکھ نہیں سکے۔

(۷) میرا یار دلدار اگر اسی طرح میری دل شکنی کرتا رہا تو بادشاہ جلد ہی اُسے اپنی سرداری میں لے لے گا۔ یعنی سپہ سالار بنا دے گا۔ تا کہ وہ فوج کا درمیانی حصہ توڑ کر رکھ دے۔ یعنی محبوب طاقتور دل شکن ہے اس لیے بادشاہ اسے صف شکن سمجھ کر فوج کا سردار بنا لے گا۔

(۸) میں اپنی یہ جان اس شکرانے میں نذر کر دوں اگر وہ دُردانہ (محبوب) حافظ کی آنکھ کی سیپی کو اپنی آرام گاہ بنا لے۔

----***----

غزل نمبر (۲۱)

(۱) مرا کاریست مشکل با دِلِ خویش — کہ گفتن می نیارم مشکلِ خویش

(۲) خیالت داند و جانِ من از غم — کہ ہر شب درچہ کارم بادلِ خویش

(۳) ز واپس ماندگاں یادے کُن آخر — چہ رانی تند یارا محملِ خویش

(۴) بسے گشتم چو مجنوں کوہ و صحرا — مگر یابم سراغ از منزلِ خویش

حل لغات:

٭ مرا کاریست مشکل مجھے ایک مشکل کام آپڑا ہے ٭ جانِ من۔ میری رُوح ٭ زواپس ماندگان۔ پیچھے رہنے والے ٭ محمل۔ کجاوہ ٭ بسے گشتم۔ میں بہت پھرا ہوں۔

ترجمہ:

(۱) مجھے اپنے دل کے ساتھ ایک بڑا مشکل کام آپڑا ہے۔ ایسا مشکل ہے میں اپنی اس مشکل کو بیان نہیں کر سکتا۔ یعنی سخت مشکل کام ہے۔

(۲) تیرا خیال اور میری جان یہ دونوں ہی جانتے ہیں کہ میں غم سے ہر رات اپنے دل کے ساتھ کس کس مصیبت میں مبتلا رہتا ہوں۔

(۳) جو تیرے پیچھے رہ گئے ہیں آخر اُن کو بھی تو یاد کر۔ اے دوست (محبوب) تو اپنا محمل تیز چلا رہا ہے۔ اور میں پیچھے رہ گیا ہوں۔

(۴) میں مجنوں کی طرح پہاڑوں اور جنگلوں میں بہت ہی پھرا اور گھوما ہوں کہ شاید کہیں مجھے میری منزل کا سُراغ مل جائے۔ کچھ اتا پتا مل جائے۔

(۵) مرا در اوّلِ منزل رہ افتاد — کم آمد کشتیم در ساحلِ خویش
(۶) چہ فرصتہا کہ گم کردم دریں راہ — ز نجبتِ خوابناکِ غافلِ خویش
(۷) کم از جولانے آخر در رَہِ ما — چو حافظ خاک کرد آب و گلِ خویش

حل لغات:

* افتاد۔عاجزی * بجتِ خوابناک۔سوئی ہوئی قسمت * آب وگل۔پانی اور مٹی مراد وجود انسانی * جولانی۔چلنا آنا *

ترجمہ:

(۵) پہلی منزل میں ہی میں راستہ گم کر بیٹھا (میں تھکاوٹ سے لاچار و عاجز ہو گیا ہوں) کہ میری کشتی اپنی منزل (ساحل) سے ہمکنار نہ ہو سکی۔

(۶) میں نے کیسی کیسی اور کتنی ہی فرصتیں (مواقع) اس راستے میں گم کر دیں (کھودیں) اور یہ سب کچھ اپنی بے خبر اور سوئی ہوئی قسمت کی وجہ سے ہی ہوا۔

(۷) تو آخر ہمارے راستے میں کیوں جولانی نہیں کرتا (کیوں نہیں آتا) جبکہ حافظ نے اپنے وجود تک کو خاک کر لیا ہے۔یعنی حافظ نے اپنا وجود مٹی کر کے راہ میں ڈال لیا ہے لہٰذا کبھی تو اس راستے پر آ جا۔

(نوٹ) بعض نسخوں میں یہ غزل ناپید ہے۔

-----***-----

غزل نمبر (۲۲)

(۱) ہاتفے از گوشۂ میخانہ دوش — گفت ببخشند گنہ مے بنوش
(۲) عفوِ [1] الٰہی بکند کارِ خویش — مژدۂ رحمت برساند سروش
(۳) ایں خردِ خام بمیخانہ بر — تا مے لعل آوردش خوں بجوش
(۴) عفوِ خُدا بیشتر از جُرمِ ماست — نکتہء سربستہ چہ گوئی [2] خموش

حل لغات:

* ہاتف۔غیبی فرشتہ * عفوِ الٰہی۔خدا کی بخشش * مژدہ۔خوشخبری * سروش۔فرشتہ الہام حضرت جبریلؑ * خرد۔عقل * مے

[1] بعض نسخوں میں عفو کی جگہ لطف ہے۔
[2] بعض نسخوں میں گوئی کی جگہ دانی ہے۔

لعل۔سرخ شراب * عفوِ خدا۔اللہ تعالیٰ کی بخشش * نکتہ سربستہ۔پوشیدہ راز۔

ترجمہ:

(۱) کل میخانہ کے گوشہ سے غیبی فرشتہ نے کہا کہ تم شراب پیو کہ گناہ بخش دیے جائیں گے۔یعنی شرابِ محبت نوش کرنے سے گناہ معاف کر دیے جاتے ہیں۔

(۲) اللہ تعالیٰ کی بخشش اپنا کام کرے گی۔رحمت کا فرشتہ یہ خوشخبری پہنچا رہا ہے۔

(۳) تم اس خام عقل کو میخانہ میں لے جاؤ تا کہ سُرخ شراب سے اس کے خون میں جوش پیدا ہو جائے۔ولولہ و تازگی آ جائے۔ عقل جب تک عشقِ الٰہی سے بیگانہ ہے خام ہے۔پختگی محبت سے ہی آتی ہے۔

(۴) اللہ تعالیٰ کی بخشش ہمارے گناہوں سے کہیں بڑھ کر ہے۔تو اس چھپے ہوئے راز کو کیوں فاش کرتا ہے؟ خاموش رہ۔

(۵) گرچہ وصالش نہ بکوشش دہند — ہر قدر اے دِل کہ توانی بکوش

(۶) گوشِ من وحلقۂ گیسوئے یار — روئے من و خاکِ درِ میفروش

(۷) داورِ دیں شاہِ شجاع آنکہ کرد — روحِ قُدس حلقۂ امرش بگوش

(۸) اے ملک العرش مرادش بدہ — وز خطرِ چشم بدش دار گوش

(۹) رندیِ حافظ نہ گنا ہست صعب — با کرمِ پادشہِ عیب پوش

حل لغات:

* توانی۔جس قدر ہو سکے * بکوش۔کوشش کر * درِ میفروش۔شراب بیچنے والے کا دروازہ * داورِ دین۔دین کا حاکم' داور' بمعنی منصف * شاہ شجاع۔خواجہ حافظ کا ممدوح۔شیراز کا بادشاہ * روحِ قُدس۔جبریلؑ * ملک العرش۔عرش کا بادشاہ * دار گوش۔ بچائے رکھ * صعب۔سخت' دشوار * عیب پوش۔عیب پر پردہ ڈالنے والا۔

ترجمہ:

(۵) اگرچہ اُس محبوب کا وصال کوشش سے حاصل نہیں کیا جا سکتا لیکن پھر بھی اے دل! جس قدر بھی ہو سکے تو کوشش کر۔

(۶) میرے کان میں محبوب کی زلف کا حلقہ ہے (یعنی میں محبوب کی زلف کا غلام ہوں) اور شراب بیچنے والے (یعنی مرشد کامل) کے دروازے کی خاک پر منہ رکھے پڑا ہوں شاید دیدار یار ہو جائے۔

(۷) شاہ شجاع دین کا وہ منصف و حاکم ہے کہ جس کے حکم کا حلقہ روح القدس (حضرت جبریلؑ) کے کان میں ہے۔یعنی حضرت جبریلؑ جیسے بھی اس کے حکم کی تعمیل کرتے ہیں۔(یہ شعر شاہ شجاع کی تعریف میں ہے)

(۸) اے عرش کے بادشاہ! تو مجھے میری مراد سے ہمکنار کر دے۔اور اُس کو (شاہ شجاع کو) بُری نظروں سے بچائے رکھ۔ہر بلا سے محفوظ رکھ۔

(۹) حافظ کی رندی وشراب نوشی کوئی ایسا سخت گناہ نہیں ہے کہ جب عیبوں پر پردہ ڈالنے والے بادشاہ کے لطف وکرم کے سامنے۔ یعنی بادشاہ (شاہ شجاع) اس گناہ کو بھی معاف کرے گا۔

----***----

غزل نمبر (۲۳)

(۱) یارب آں نَوگلِ خنداں کہ سپردی بمنش — می سپارم بتو از چشمِ حسودِ چمنش
(۲) ہمرہِ اوست دِلَم باد بہر جا کہ رود — ہمتِ اہلِ کرم بدرقۂ جان و تنش
(۳) گربسر منزلِ سلمٰے رسی اے بادِ صبا — چشم دارم کہ سلامے برسانی ز منش
(۴) بادب نافہ کشائی کُن ازآں زلفِ سیاہ — جائے دلہائے عزیزست بہم مزنش

حل لغات:

* نَوگل خنداں۔ ہنستا ہوا تازہ پھول * بدرقہ۔ درقہ' ساتھی' ڈھال' مراد محافظ * ہمت۔ دعا * سلمٰے۔ مراد محبوب * نافہ۔ مشک کی تھیلی جو ہرن کی ناف میں ہوتی ہے۔

ترجمہ:

(۱) اے میرے خدا! تو نے جو تازہ ہنستا ہوا پھول مجھے بخشا ہے، میں باغ کے حاسدوں کی بُری نظروں سے بچانے کے لیے اُسے تیرے حوالے کرتا ہوں۔ تجھے سونپتا ہوں۔
(۲) وہ (محبوب) جہاں کہیں بھی جائے میرا یہ دل اُس کے ساتھ ہے۔ اہل کرم کی دُعا اس کے جان وبدن کی محافظ ہو۔ رہنما ہو۔
(۳) اے بادِ صبا! اگر تو میرے محبوب کی منزل تک پہنچے تو مجھے یہ اُمید ہے کہ اُسے میرا اسلام ضرور پہنچا دے گی۔
(۴) تو اُس سیاہ زلف کی بڑے مودبانہ طریقے سے نافہ کشائی کر (خوشبو پھیلا) کیونکہ اس میں عاشقوں کے دلوں کی جگہ ہے اُسے پریشان نہ کرنا۔

(۵) چوں[۱] دِلم حقِّ وفا باخط و خالش دارد — محترم دار در آں طُرۂ عنبر شکنش
(۶) گرچہ از کوئے وفا گشت بصد مرحلہ دُور — دور باد آفتِ دورِ فلک ازجان وتنش
(۷) در مقامیکہ بیادِ لبِ او مے نوشند — سفلہ آں مست کہ باشد خبراز خویشتنش
(۸) عِرض[۲] ومال از درِ میخانہ نشاید اندوخت — ہرکہ ایں آب خورد رخت بدریا فگنش

---

[۱] بعض نسخوں میں چوں کی جگہ گو ہے۔ [۲] بعض نسخوں میں عرض کی جگہ عز ہے۔

حل لغات:

* طرّہ۔زلف، زلف کی چوٹی * عنبرشکن۔عنبر کی خوشبو کو شرمندہ کرنے والی (عنبر فشاں) * آفتِ دورِ فلک۔گردش آسمان کی بلا * عرض، عزت و ناموس * سفلہ۔کمینہ * آب خورد۔مراد شراب پیئے۔

ترجمہ:

(۵) چونکہ میرا دِل اُس (محبوب) کے خط و خال سے وفا کا حق رکھتا ہے تو تم میرا یہ دل اس عنبر فشاں زلفوں کی چوٹی میں ادب و احترام سے رکھنا۔

(۶) وہ اگر چہ وفا کے کوچے سے سینکڑوں مرحلے دُور چلا گیا ہے لیکن پھر بھی میں یہ دُعا دے رہا ہوں کہ گردش آسمان کی بلا اس کے جسم و جان سے دور ہی رہے۔

(۷) اُس مقام پر کہ جہاں اس محبوب کے لبوں کی یاد میں شراب نوشی کرتے ہیں۔وہ مست کمینہ ہے کہ جس کو اپنے تن بدن کا ہوش رہتا ہو۔یعنی جو مدہوش نہ ہو وہ کمینہ ہے۔

(۸) شراب خانے کے دروازے پر عزت اور مال اکٹھا نہیں کرنا چاہیے۔جو کوئی بھی یہ شراب پیتا ہے اس کے سارے ساز و سامان کو تو دریا بُرد کر دے۔

(۹) ہر کہ ترسد زملال اندہِ عشقش نہ حلال   سر ما و قدمش یا لبِ ما و دہنش

(۱۰) شعر حافظ ہمہ بیت الغزلِ معرفت ست   آفریں برنفسِ دلکش ولطفِ سخنش

حل لغات:

* اندہ۔غم * بیت الغزل۔غزل کا بہترین شعر۔ * لُطفِ سخنش: شعریت کی لطافت۔

ترجمہ:

(۹) ہر وہ شخص جو رنج و غم سے ڈرتا ہے اُس پر عشق کا غم حرام ہے۔ہمارا سر اور اس کا قدم ہوگا یا ہمارے لب اور اس کا دہن ہوگا۔

(۱۰) حافظ کا کلام سارے کا سارا ہی عرفانِ وحقیقت سے لبریز ہے۔اس کے دِل کھینچ لینے والے انداز اور شعریت کی لطافت پر آفرین ہو۔یعنی لطف سخن کے کیا کہنے؟

(نوٹ) بعض نسخوں میں شعر نمبر 2 موجود نہیں ہے۔

----***----

غزل نمبر (۲۴)

(۱) اے ہمہ شکلِ تو مطبوع وہمہ جائے تو خوش — دِلم از عشوۂ شیرینِ شکر خائے تو خوش
(۲) ہمچو گلبرگِ ترے[1] ہَست وجودِ تو لطیف — ہمچو سروِ چمنے ہست[2] سراپائے تو خوش
(۳) ہم گلستانِ خیالم زتو پُرنقش و نگار — ہم مشامِ دلم اززلفِ سمنسائے توخوش
(۴) شیوۂ[3] نازِ توشیریں خط و خال تو ملیح — چشم و ابروئے تو زیبا قدِ بالائے تو خوش

حل لغات:

* مطبوع۔پسند طبع' پسندیدہ * عشوہ۔نازوادا * گلبرگ۔گلاب کی پتی * مشامِ دلم۔میرے دل کا دماغ * زلف سمنسائے۔ خوشبودارزلف * شیوہ۔انداز * ملیح نمکین۔سانولاسلونا۔

ترجمہ:

(۱) اے میرے محبوب! تیرا سراپا ہی خوب ہے اور مرغوب طبع ہے (پسندیدہ ہے) اور میرا یہ دِل تیری میٹھی شکر چبانے والی (شیریں) اور لطیف اداؤں سے خوش ہے۔

(۲) تروتازہ گلاب کی پتی کی طرح تیرا جسم نرم وملائم ہے۔تیرا سراپا چمن کے سرو کی طرح بڑا خوبصورت ہے یعنی تو خوبصورتی کا شاہکار ہے۔

(۳) میرے خیالوں کا چمن تیرے ہی نقش ونگار سے بھرا ہوا ہے اور میرے دل کا دماغ بھی تیری سمن (چنبیلی کے پھول) جیسی خوشبودار زلف سے خوش ہے۔

(۴) تیرے ناز کا انداز بڑا پُر لطف ہے اور تیرے خط وخال نمکین ہیں۔تیری آنکھیں اور تیرے ابرو بڑے حسین ہیں اور تیرا لمبا قد بڑا ہی دلکش وموزوں ہے۔

(۵) پیشِ چشمِ تو بمیرم کہ بدیں[4] بیماری — می کند دردِ مرا ازرُخِ زیبائے تو خوش
(۶) در رَہِ عشق کہ ازسیلِ فنا[5] نیست گزار — می کُنم خاطرِ خود را بتمنائے تو خوش
(۷) دربیابانِ فنا[6] گرچہ ز ہر سو خطر ست — می رود حافظِ بیدل بتولائے تو خوش

---

[1] بعض نسخوں میں ترے کی جگہ طُرّے (بمعنی اُگنا) ہے۔ [2] بعض نسخوں میں چمنے ہست کی جگہ چمنِ خلد ہے۔
[3] بعض نسخوں میں شیوہ اور قد کے بعد واؤ عاطفہ ہے۔ [4] بعض نسخوں میں مصرع اول یوں ہے: شکر چشمہ توچہ گویم کہ بداں بیماری
[5] بعض نسخوں میں فنا کی جگہ بلا اور بتمنائے تو کی جگہ بتماشائے تو ہے۔ [6] بعض نسخوں میں فنا کی جگہ طلب ہے۔

حل لغات:

* رُخِ زیبا۔حسین چہرہ * سیلِ فنا۔فنا کا سیلاب * حافظ بیدل۔عاشق حافظ * تولا۔محبت،دوستی۔

ترجمہ:

(۵) میں تیری آنکھوں کے سامنے مرجاؤں کیونکہ اس بیماری میں میرے دُکھ کی دوا تیرا حسین ودلکش چہرہ ہی ہوسکتا ہے۔یعنی

ع در بند عشق دارد بجز دیدار بست۔

(۶) عشق کی راہ میں فنا کے سیلاب سے بچنا ممکن ہی نہیں ہے لیکن میں اپنے دِل کو بڑی تمنا سے خوش رکھے ہوئے ہوں۔مطمئن کئے ہوئے ہوں۔

(۷) فنا کے بیابان میں اگر چہ چاروں طرف خطرات ہی خطرات ہیں۔لیکن حافظِ بیدل تیری محبت میں خوشی خوشی جارہا ہے۔یعنی عشاق عشق کے خطرات کا خندہ پیشانی سے سامنا کرتے ہیں بلکہ جان بوجھ کر ازخود انہیں دعوت دیتے ہیں۔

----***----

غزل نمبر (۲۵)

(۱) دوش با من گفت پنہاں راز دانے تیز ہوش ۔۔۔ کز شما پنہاں نشاید داشت رازِ میفروش

(۲) گفت آساں گیر برخود کارہا کز روئے طبع ۔۔۔ سخت می گیرد[۱] جہاں بر مردمانِ سخت کوش

(۳) وانگہم در داد جامے کز فروغش برفلک ۔۔۔ زہرہ در رقص آمد و بربط زناں می گفت نوش

(۴) تانگردی آشنا زیں پردہ بوئے[۲] نشنوی ۔۔۔ گوشِ نامحرم نباشد جائے پیغامِ سروش

حل لغات:

* دوش۔کل رات * پنہاں۔پوشیدہ * سخت کوش۔سخت محنت کرنے والا‘ سخت طبع * فروغش۔اس کی روشنی سے * زہرہ۔ستارہ‘ جسے رقاصہ فلک بھی کہتے ہیں * بربط۔ایک ساز کا نام (دف) * سروش۔غیبی فرشتہ‘ خوشخبری دینے والا فرشتہ،الہام۔

ترجمہ:

(۱) کل رات مجھے ایک تیز ہوش رکھنے والے راز دان نے خفیہ طور پر کہا کہ تم سے شراب بیچنے والے کا راز پوشیدہ نہیں رکھنا چاہیے۔

(۲) اُس نے کہا کہ اپنے سارے کام آسانی سے سرانجام دے کیونکہ یہ دنیا سخت محنت کرنے والوں (سخت طبع رکھنے والوں) پرسختی کرتی ہے۔سختی سے پیش آتی ہے۔

(۳) پھر مجھے اُس نے شراب کا ایک ایسا پیالہ دیا کہ جس کی روشنی سے آسمان پرزہرہ ناچنے لگی اور دف بجاتی ہوئی کہنے لگی کہ

---

۱ بعض نسخوں میں می گیرد کی جگہ می گردد ہے۔ ۔۔۔ ۲ بعض نسخوں میں بوئے کی جگہ رمزے ہے۔

شراب نوشی کر۔

(۴) تو جب تک پوشیدہ رازوں سے آگاہ نہیں ہو سکے گا تو اس پردۂ ساز سے تجھے کچھ سنائی نہ دے گا کیونکہ نامحرم کے کان نوائے سروش کے قابل نہیں ہوتے۔

(۵) درحریمِ عشق نتواں زد دم از گفت و شنید | زانکہ آنجا جُملہ اعضا چشم باید بود و گوش

(۶) در بساطِ نکتہ داناں خود فروشی شرط نیست | یا سخن دانستہ گو اے مرد بخرد[1] یا خموش

(۷) بادلِ خونیں لبِ خنداں بیاور ہمچو جام | نے گرت زخمے رسد آئی چو نے اندر خروش

(۸) گوش کن پند اے پسر وز بہرِ دنیا غم مخور | گفتمت چوں دُرّ حدیثے گر توانی دار گوش

(۹) ساقیا مے دہ کہ رندیہائے حافظ عفو[2] کرد | خسروِ صاحبقرانِ جُرم بخش و عیب پوش

حل لغات:

* حریم۔چاردیواری * بساط۔مراد محفل * خودفروشی۔لوگوں کے سامنے اپنے باپ دادا کی تعریف کرنا' خودنمائی * لب خنداں۔ ہنستے ہوئے لب * خروش۔شوروغل * گوش کن۔کان کر'سن لے * رندیہائے۔رندی و مستی * عفو۔معافی، درگزر * خسرو۔ بادشاہ * صاحبقراں۔وہ شخص جس کی ولادت کے وقت زحل اور مشتری کا قران ہوا ہو۔یعنی یہ دونوں ستارے ایک برج میں ہوں۔ یہ بات بہت شاذ ونوں میں ہوتی ہے اور ایسے وقت کی پیدائش کا آدمی نہایت ہی اقبال مند ہوتا ہے۔

ترجمہ:

(۵) عشق کے حرم میں گفت وشنید کے لیے دم نہیں مارا جاسکتا لہٰذا وہاں پر تمام اعضا کو آنکھ اور کان ہو جانا چاہیے۔تب گفت وشنید کے لیے دم مارا جاسکتا ہے۔یعنی عشق میں کچھ کہنے کے بجائے صرف دیکھتے اور سنتے رہنے کی ضرورت ہوتی ہے۔

(۶) نکتہ دانوں کی محفل میں بے جا فخر و ناز اور اپنی تعریف آپ کرنا شرط نہیں ہے۔اے مرد! یا تو تو سوچ سمجھ کر بات کر اور یا پھر خاموش رہ۔

(۷) تو رنجیدہ وغمگین ہونے کے باوجود بھی جام کی طرح ہنستا ہوا رہ لیکن ایسا کبھی نہیں ہونا چاہیے کہ تجھ کو کوئی تکلیف پہنچے اور تو بانسری کی طرح شوروغل مچانے لگ جائے۔

(۸) اے میرے بیٹے! تو نصیحت سُن! اور اس دنیا کے لیے کوئی غم نہ کھا۔میں نے تجھے یہ موتیوں جیسی بات (نصیحت) کی ہے۔ اگر ہو سکے تو اسے غور سے سنو اور یاد رکھو۔

(۹) اے ساقی! تو شراب دے کہ حافظ کی رندی و مستی کو گناہ معاف کر دینے اور عیب چھپا لینے والے نہایت اقبال مند بادشاہ نے معاف کر دیا ہے۔

---- *** ----

[1] بعض نسخوں میں بخرد کی جگہ عاقل ہے۔ [2] بعض نسخوں میں عفو کی جگہ فہم ہے۔

ردیفِ صادِ مہملہ (ص)

غزل نمبر(۱)

(۱) از رقیبت دِلم نیافت خلاص — زانکہ القاصُّ لایحبُّ القاص
(۲) محتسب خُم شکست و من سرِ او — سنٌّ بِالسّن والجُروح قصاص
(۳) مطربِ ما رہے بزد کہ بچرخ — مشتری ہمچو زہرہ شد رقاص
(۴) گوہر از بحر کے بروں آرد — ترکِ سر تا نمی کند غوّاص

حل لغات:

٭ خلاص۔نجات ٭ القاص۔قصّہ گو ٭ لایحب۔محبت نہیں کرتا ٭ محتسب۔کوتوال ٭ خُم۔مٹکا ٭ سن بالسن۔دانت کا بدلہ دانت ہے والجروح قصاص؛زخم کا بدلہ زخم ٭ غواص۔غوطہ خور۔

ترجمہ:

(۱) میرے دِل نے تیرے رقیب سے خلاصی نہیں پائی کیونکہ کوئی بھی قصہ گو دوسرے قصہ گو سے محبت نہیں کرتا۔اُسے اچھا نہیں سمجھتا۔

(۲) کوتوال نے شراب کا گھڑا توڑ دیا اور میں نے اس کی اس حرکت پر اس کا سر پھوڑ دیا۔گویا شریعت میں دانت کا بدلہ دانت ہے اور زخم کا بدلہ زخم ہے۔

(۳) ہمارے گویے نے اک ایسا ساز چھیڑا کہ اس کی آواز پر آسمان پر مشتری ستارہ زہرہ کی طرح وجد میں آ گیا۔ناچنے لگ گیا۔

(۴) غوطہ خور سمندر سے کوئی موتی کب باہر نکال سکتا ہے جب تک کہ وہ اپنے سر سے ہاتھ نہیں دھو لیتا۔یعنی جان کو خطرے میں ڈال کر ہی کوئی کارنامہ سرانجام دیا جا سکتا ہے۔

(۵) نقدے از عشق جوئی نہ از عقل — تا کہ خالصِ شوی چو زرِ خلاص
(۶) حافظ اوّل زمصحفِ رُخِ دوست! — خواند الحمد و سورۂ اخلاص

حل لغات:

٭ زر۔سونا ٭ خلاص۔کھرا،خالص ٭ مصحف۔صحیفہ،قرآن ٭ الحمد۔سورۃ الحمد ٭ اخلاص۔سورۃ اخلاص۔قل ھواللہ احد الخ

ترجمہ:

(۵) تو عشق سے نقدی طلب کر نہ کہ عقل سے تاکہ تو کھرے اور خالص سونے کی طرح کھرا اور خالص ہو جائے۔یعنی انسان کوئی

بھی سچی لگن اور محنت سے کام کرے تو کامیابی اس کا مقدر بن سکتی ہے۔ اوراس جذبہ کے تحت انسان دولت حاصل کر لیتا ہے۔

(۶) حافظ نے سب سے پہلے محبوب کے رُخ مصحف (قرآن) سے سورۃ الحمد پڑھی اور پھر سورۃ اخلاص کی تلاوت کی۔ یعنی عاشق کے لیے محبوب کا رخ مصحف (قرآن) کے مانند ہے۔

----***----

غزل نمبر (۲)

(۱) نیست کس را از کمندِ سرِ زلفِ تو خلاص — می کشی عاشقِ مسکین نترسی ز قصاص

(۲) عاشقِ سوختہ دل تا بہ بیابانِ فنا — نرود در حرمِ دِل نشود خاص الخاص

(۳) جاں نہادم بمیاں شمع صفت اَز سرِ شوق — کردم ایثارِ تنِ خویش ز روئے اخلاص

(۴) آتشے در دلِ دیوانہء ما در زدہَ! — کہ چو دودیم ہمیشہ بہوایت رقاص

حل لغات:

* خلاص۔رہائی * قصاص۔بدلہ' عوضانہ * سوختہ دِل۔دِل جلا * حرم۔چار دیواری' احاطہ * شمع صفت۔شمع کی طرح * رقاص۔ناچنے والی۔

ترجمہ:

(۱) اے محبوب! تیری زلفوں کی کمند سے کسی بھی شخص کو رہائی ملنا ممکن نہیں ہے۔ تو عاشق مسکین کو قتل کرتا ہے اور قصاص سے بھی بالکل نہیں ڈرتا۔

(۲) دِل جلا عاشق جب تک فنا کے بیابان میں نہیں چلا جاتا اسے دل کے خاص الخاص حرم میں کوئی مقام حاصل نہیں ہوسکتا ہے۔ یعنی اُسے حرمِ دل میں خاص مقام حاصل نہیں ہوتا۔

(۳) شمع کی طرح میں نے اپنی جان بڑے شوق سے درمیان میں رکھ دی اور بڑے خلوص سے اپنا تن بدن نچھاور کر دیا۔ قربان کر ڈالا۔

(۴) تو نے ہمارے دیوانے دل میں ایسی آگ لگائی ہے کہ ہم تیری لگن میں دھوئیں کی طرح رقص کر رہے ہیں۔ ناچ رہے ہیں۔

(۵) کیمیائے غمِ عشقِ تو تنِ خاکی را — زرِ خالص کند ارچند بود ہمچو رصاص

(۶) بہواداریٔ آں شمع چو پروانہ وجود — تا نسوزی نشوی از خطرِ عشق خلاص

(۷) ناوکِ غمزہَ اودست ببرد از رستم — حاجبِ ابروئے او بُرد گرو از وقاص

(۸) قیمتِ دُرِّ گرانمایہ چہ دانند عوام   حافظا گوہرِ یک دانہ مدہ جُز بخواص

حل لغات:

* کیمیا۔ سونا بنانے کا عمل * رصاص۔ قلعی * ہواداری۔ محبت' آرزو * خلاص۔ نجات' خلاصی * ناوکِ غمزہ۔ ناز وادا کا تیر * رُستم۔ ایران کا ایک بہت بڑا پہلوان جرنیل * وقاص۔ رسول اکرم صلی اللہ وآلہ وسلم کے مشہور صحابی حضرت سعد بن ابی وقاصؓ جو اسلامی فوج کے سپہ سالار تھے اور جس نے حضرت عمرؓ کے عہدِ خلافت میں ایران پر حملہ کیا تھا۔ (فاتح ایران) وقاص کے لغوی معنی ہیں گردن توڑنے والا، پختہ کار کمان گر بھی مراد ہو سکتا ہے۔ * دُرِّ گرانمایہ۔ بیش قیمت موتی * گوہر یکدانہ۔ یکتا موتی *

ترجمہ:

(۵) تیرے عشق کے غم کی کیمیا ہمارے جسم کی خاک کو خالص اور کھرا سونا بنا دے گی اگر چہ وہ قلعی کے مانند ہے۔ یعنی عشق کا غم گویا کیمیا کی طرح ہے اور اسی سے خاکی جسم سونا بنتا ہے۔ یعنی جب تک محبوب کی خاطر ہمہ تن سوختہ نہ جائے خطرات عشق سے نجات نہیں مل سکتی۔

(۶) اُس شمع کے چہرے والے (محبوب) کے عشق میں پروانے کی طرح تو جب تک اپنے جسم کو نہ جلائے گا عشق کے خطرات سے نجات نہیں پا سکے گا۔

(۷) اُس محبوب کے ناز وادا کا تیر رستم پہلوان سے بھی بازی لے گیا ہے۔ اور اس کے ابرو کے دربان نے حضرت وقاصؓ کو بھی مات دے دی ہے۔

(۸) بیش قیمت موتی کی قدر عوام الناس بھلا کیا جانیں؟ اے حافظ! تو یہ یکتا موتی خواص کے علاوہ کسی کو مت دے۔ یعنی عشق کے اسرار و رموز سے ہر کسی کو آگاہ نہیں کرنا چاہیے۔ ع قدرِ زر زرگر بداند قدرِ جوہر جوہری

----***----

ردیفِ ضاد (ض) (جو بعض نسخوں میں شامل نہیں ہے)

غزل نمبر (۱)

(۱) بیا کہ می شنوم بوئے جاں ازآں عارض   کہ یافتم دِلِ خود را نشاں ازآں عارض

(۲) بگل بماندہ قدِ سروِ ناز ازآں قامت   خجل شدہ است گلِ گلستاں ازآں عارض

(۳) معانی کہ زحُوراں بہ شرح می گویند   زحُسن ولُطف بپرس ایں بیاں ازآں عارض

(۴) گرفتہ نافۂ چیں بوئے مُشک ازآں گیسو   گلاب یافتہ بوئے چناں ازآں عارض

حل لغات:

* بگِل بماند: مٹی میں گڑ گیا۔ * عارض۔ رخسار * قامت۔ قد * سرو ناز۔ مراد محبوب * خجل۔ شرمندہ * معانی۔ کیفیت ومطالب * نافہ چین۔ مشک کی تھیلی جو چین کے علاقے تاتار کے ہرن کی ناف میں ہوتی ہے۔

ترجمہ:

(۱) آ کہ میں اس رخسار سے جان کی خوشبو سونگھ رہا ہوں کیونکہ میں نے اپنے دل کا نشان اُس رخسار سے پالیا ہے۔ یعنی اپنے دِل کا پتہ اس کے رخسار سے پالیا ہے۔

(۲) محبوب کے قامت سے شرم کی وجہ سے خوبصورت سرو کا قد زمین میں گڑ گیا ہے۔ اور اُس کے رخسار سے چمن کا پھول شرمندہ ہو گیا ہے۔ یعنی محبوب کا قد اس قدر موزوں اور سیدھا ہے کہ سرو بھی زمین میں دھنس گیا ہے اور اس کے رخسار کی رنگت دیکھ کر پھول بھی شرمندہ ہو گیا ہے۔

(۳) وہ مطلب و کیفیت جو حسن و لطافت کے مطابق لوگ حوروں کے باب میں تفصیل سے بیان کرتے ہیں۔ اس کے متعلق اگر تجھے کچھ جاننے کی خواہش ہے تو تو یہ محبوب کے رخساروں سے دریافت کر۔ یعنی ہمارے محبوب کے حسن و لطافت کے مقابلے میں حوروں کے حسن و لطافت کی کچھ وقعت نہیں ہے۔

(۴) چین کے نافہ نے مشک کی خوشبو محبوب کی زلفوں سے حاصل کی ہے۔ اور گلاب کے پھول کو ایسی خوشبو اُس کے رخساروں سے عطا ہوئی ہے۔

(۵) بشرم رفتہ تنِ یاسمین ازآں اندام — بخوں نشستہ گُلِ ارغواں ازآں عارض

(۶) بشرمِ روئے تو خورشید گشتہ غرقِ عرق — نزار ماندہ مہِ آسماں ازآں عارض

(۷) زنظمِ دلکشِ حافظ چکید آبِ حیات — چنانکہ خوی شدہ جاناں چکاں ازآں عارض

حل لغات:

* تنِ یاسمین۔ چنبیلی کا وجود * بشرم رفتہ: شرمندہ ہو گیا ہے * تن/ اندام: بدن۔ * گُل ارغواں: سرخ پھول۔ * مہر۔ خورشید * زمہر روئے تو۔ تیرے چہرے کے سورج سے * غرق عرق۔ پسینے میں غرق * چکید۔ چکیدن' مصدر، ٹپکنا * خوی۔ پسینہ * چکاں۔ ٹپکتا ہے۔

ترجمہ:

(۵) محبوب کے تن بدن سے چنبیلی کا وجود شرمندہ ہو گیا ہے اور گل ارغوان اُس کے رخسار دیکھ کر حیا سے خون میں لت پت ہو چکا ہے۔ مطلب یہ کہ محبوب کا جسم بے حد نازک اور رخسار نہایت سرخ ہیں۔

(۶) تیرے رُخ کے آفتاب سے سورج بھی شرم کے پسینے میں ڈوب چکا ہے۔ اور اُس کے رخسار سے آسمان کا چاند ماند پڑ چکا ہے۔

(۷) حافظ کی اس دلکش نظم (غزل) سے تو آبِ حیات اس طرح ٹپک رہا ہے جس طرح کہ اس (محبوب) کے رخسار سے پسینہ ٹپکتا ہے۔

-----***-----

غزل نمبر (۲)

(۱) حُسن و جمالِ توجہاں جُملہ گرفت طول وعرض	شمسِ فلک خجل شدہ از رُخِ خوبِ ماہِ ارض
(۲) از رُخِ تست مقتبس خور ز چہارم آسمان	ہمچو زمین ہفتمیں ماندہ بزیرِ بارِ قرض
(۳) دیدن حُسنِ روئے تو بر ہمہ خلق واجب ست	بسجدۂ درگہِ تو شد بر ہمہ شاہِ ارض فرض
(۴) گرلبِ روح پرورت گلشکرے نجشدم	کے تنِ درد مندِ من رستہ شود ازیں مرض
(۵) بوسہ بخاکِ پائے او دست کجا دہد ترا	قصۂ شوق حافظا خود کہ رساندش بعرض

حل لغات:

٭ مقتبس ۔اقتباس کرنے والا' حاصل کرنے والا ٭ ہفتمیں ۔ساتواں ٭ بر ہمہ خلق ۔ساری دنیا پر ٭ ارض ۔زمین ٭ لبِ روح پرورت ۔تیرے جاں بخش لب ٭ گلشکرے ۔گلقند ٭ رستہ ۔رستن مصدر، نجات پانا ٭ بوسہ بخاکِ پائے او ۔اس کی خاکِ پا کا بوسہ۔

ترجمہ:

(۱) اے میرے محبوب تیرے حسن و جمال نے سارے جہان کے طول وعرض پر قبضہ کرلیا ہے۔زمین کے چاند کے حسین چہرے سے آسمان کا سورج شرمندہ ہے۔

(۲) اے محبوب! تیرے چہرے کے حُسن سے چوتھے آسمان کا سورج روشنی حاصل کرتا ہے اور زمین کے ساتویں طبقہ کی طرح قرض دار بن چکا ہے یعنی سورج رخ محبوب سے روشنی حاصل کر کے روئے زمین پر پھیلاتا ہے یوں ساری زمین بھی تیرے حسن کے نور کی قرضدار بن چکی ہے۔

(۳) اے محبوب! تیرے چہرے کے حسن کا دیدار ساری مخلوق پر واجب ہے اور اس زمین کے تمام بادشاہوں پر تیری درگاہ کا سجدہ فرض ہو چکا ہے۔

(۴) اے محبوب! اگر تیرے جان بخشنے والے لب مجھے گلقند عطانہ کریں تو میرا یہ دردمند جسم اس بیماری (عارضہ عشق) سے ہرگز نجات حاصل نہیں کرسکتا۔

(۵) اُس (محبوب) کی خاکِ پا کا بوسہ تجھے بھلا کہاں نصیب ہوسکتا ہے؟ اے حافظ! ہمارا یہ قصہ شوق اس کی خدمت میں کون پہنچا

سکتا ہے؟ کیونکہ اس کی درگاہ تو بہت ہی بلند و بالا ہے۔

----***----

ردیفِ طائے مہملہ (ط) (جو بعض نسخوں میں شامل نہیں ہے)

غزل نمبر(۱)

(۱) گردِ عذارِ یارِ من تا بنوشت حُسنِ خط — ماہ زحُسنِ روئے او راست فتادہ درغلط

(۲) از ہوسِ لبش کہ آں زآبِ حیات خوشتر ست — گشت رواں زدیدہ اَم چشمہءِ آب ہمچو شط

(۳) خالِ سیاہ را بر آں عارضِ سیم رنگ بیں — راست زمشک ماند آں بر رُخِ ماہ یک نقط

(۴) موئے کشادہ کردہ خوے تا بچمن درآمدی — شد رُخِ گُل چو زعفراں مُشکِ گلاب شد سقط

حل لغات:

* عذار۔رخسار * حُسن خط۔محبوبوں کے منہ کے گرد کا نیا سبزہ * خوشترست۔اچھا ہے،بہتر ہے * شط۔نہر * عارض۔رخسار * سیم رنگ۔چاندی جیسے رنگ کا * نقط۔نقطہ،تل کے لیے استعارہ ہے * خوئے کردہ:پسینہ پسینہ ہوکر۔ * سقط:مرجھا کر گرنا۔

ترجمہ:

(۱) میرے محبوب کے رخساروں کے گرد جب سے حسن نے خط لکھا ہے(کھینچا ہے) تب سے ہی چاند اُس کے چہرے کے حسن و جمال سے واقعی غلطی میں پڑ گیا ہے۔یعنی محبوب کے رُخ پر سبزۂ خط کے ظاہر ہونے پر اور بھی زیادہ روشن ہو گیا ہے یہاں تک کہ چاند بھی اس غلط فہمی میں پڑ گیا ہے کہ یہ سورج کدھر سے طلوع ہو گیا ہے؟

(۲) اُس محبوب کے لبوں کی چاہ میں جو کہ آبِ حیات سے بھی بہتر ہیں۔میری آنکھوں سے نہر کی طرح پانی بہنا شروع ہو گیا ہے۔یعنی چشمہ جاری ہو گیا ہے۔

(۳) تو اس محبوب کے چاندی جیسے رخسار پر سیاہ خال کو دیکھ(جو کہ بالکل مشک کا ایک نقطہ ہے) جو چاند کے منہ پر پڑا ہے۔یعنی محبوب کے چہرے پر تل ایسے لگتا ہے جیسے چاند پر ایک مشکیں نقطہ لگا ہوا ہے۔

(۴) اے محبوب! جب سے تو بال کھولے اور پسینہ میں شرابور ہوئے چمن میں آیا ہے۔سرخ گلاب کا چہرہ زعفران کی طرح زرد ہو گیا ہے اور گلاب کی خوشبو اڑ گئی ہے۔یعنی مشکیں زلف نے گلاب کی خوشبو کو اڑا کے رکھ دیا ہے۔

(۵) گہ بہواش می دہم گرد مثالِ جان و دِل — گاہ بآب می کشم آتشِ عشق ہمچو بط

(۶) گر بغلامی خودم شاہ قبول می کند — تا بمبارکی دہم بندہ بہ بندگیش خط

(۷) آبِ حیات حافظا! گشتہ خجل زنظمِ تو — کس بہوائے عشق او شعر نکفتہ زیں نمط

حل لغات:

* بہواش۔اس کی خواہشیں * بط۔بطخ * تابمبار کی دہم۔تاکہ میں مبارکباد دوں * خجل۔شرمندہ * نظم۔بمعنی غزل * بہوائے۔خواہش۔آرزو کے لیے۔ * نمط: طور، طریقہ، دستور۔

ترجمہ:

(۵) اس کی خواہش میں کبھی میں گرد کی طرح جان و دِل برباد کرتا ہوں اور کبھی بطخ کی طرح عشق کی آگ کو (آنسوؤں کے) پانی سے بجھاتا ہوں۔

(۶) اگر وہ بادشاہ مجھے اپنی غلامی میں قبول کرلے تو میں اسے مبارک خیال کر کے اس کی بندگی کی اُسے تحریر لکھ کر دے دوں۔یعنی میں اس کا غلام بن جاؤں۔یہ لکھ کر دے دوں۔

(۷) اے حافظ! تیری غزل سے آبِ حیات شرمندہ ہوگیا ہے۔کسی بھی شاعر نے اُس محبوب کے عشق میں اس طرح کے شعر نہیں کہے۔اس نسبت سے تو سب پر بازی لے گیا ہے۔

----***----

ردیفِ ظائے معجمہ (ظ) (جو بعض نسخوں میں شامل نہیں ہے)

غزل نمبر (۱)

(۱) زچشمِ بد رُخِ خوبِ ترا خدا حافظ — کہ کرد جُملہ نکوئی بجائے ما حافظ
(۲) اگرچہ خونِ دِلت خورد لعلِ او بستان — بکامِ دِل زلبش بوسہ خوں بہا حافظ
(۳) بزلف و خالِ بتاں دِل مبند دیگر بار — اگر بجستی ازیں بند و ایں بلا حافظ
(۴) بیا کہ نوبتِ صلح ست و دوستی و صفا — کہ با تو نیست مرا جنگ و ماجرا حافظ

حل لغات:

* رُخِ خوب۔خوبصورت چہرہ * جُملہ۔یکسر، تمام * نکوئی۔نیکی * لعل۔لبِ لعلیں * خوں بہا۔تاوان، قتل کا معاوضہ * اگر بجستی ازیں بند و بلا۔اگر اس قید و بند سے رہائی حاصل کرلے * ماجرا۔گزرے دنوں میں جو کچھ ہو، گزرا ہو۔

ترجمہ:

(۱) اے محبوب! تیرے خوبصورت چہرے کو خدا بری نظر سے بچائے رکھے۔ جس نے اے حافظؔ! ہمارے ساتھ یکسر نیکی کی ہے۔ بھلائی کی ہے۔

(۲) اگرچہ اس کے سُرخ لبوں نے تیرے دِل کا خون پیا ہے لیکن اے حافظؔ! اب تو بھی خونبہا کے طور پر اپنے دِلی مقصد کے تحت اس کے لبوں کا بوسہ لے لے۔

(۳) دوسری مرتبہ تو ان معشوقوں کے زلف و خال سے دِل مت لگا۔ اگر اے حافظؔ! تو اس قید و بند اور بلا سے رہائی حاصل کر چکا ہے تو دوبارہ ہرگز نہ پھنس۔ مطلب یہ کہ ایک بار اگر بلائے عشق سے رہائی پالی جائے تو پھر اس بلا سے دور ہی رہنا چاہئے۔

(۴) تو آ کہ اب صلح و صفائی اور دوستی کا وقت ہے کیونکہ اے حافظؔ! تیرے ساتھ میری کوئی جنگ اور گزرے ہوئے دنوں کی کوئی شکایت وغیرہ نہیں ہے۔

(۵) تو از کجا و اُمیدِ وصالِ او ز کجا — بدامنش نرسد دست ہر گدا حافظؔ
(۶) چہ ذوق یافت دلِ من ز وصلِ آں محبوب — مراست تحفۂ جاں بخشِ غمزدا[1] حافظؔ
(۷) بیا بخواں غزلِ خوب و طُرفہ و پُر سوز — کہ شعرِ تُست فرح بخش وجانفزا حافظؔ

حل لغات:

* تو از کجا۔ تو کہاں * وصالِ او ز کجا' اس کا وصال کہاں * ذوق۔ لذت * غمزدا۔ غم مٹانے والا * غزلِ خوب۔ خوبصورت غزل * طرفہ۔ نادر، شگفتہ * پُرسوز۔ سوز سے لبریز * جانفزا۔ جان کو تازگی بخشنے والا۔

ترجمہ:

(۵) بھلا تو کہاں اور اس کے وصل کی اُمید کہاں؟ اے حافظؔ! اس کے دامن تک ہر کسی گدا کا ہاتھ نہیں پہنچ سکتا۔ یعنی محبوب حقیقی تک ہر کسی کی رسائی نہیں ہو سکتی۔

(۶) اس محبوب کے وصل سے میرے دل نے کیا ہی لذت حاصل کی ہے۔ اے حافظؔ! میرے لیے یہ ایک جاں بخشنے اور غم کو مٹا دینے والا تحفہ ہے۔

(۷) تو آ اور اچھی اچھوتی اور سوز سے بھری ہوئی غزل پڑھ کیونکہ اے حافظؔ! تیرے شعر سرور بخشنے اور جان کو تر و تازگی بخشنے والے ہیں۔

---

[1] بعض نسخوں میں غمزدا کے بجائے دلربا ہے۔ جس سے یہ مفہوم متبادر ہوتا ہے کہ وصالِ یار میرے لئے محبوب کا جان بخش تحفہ ہے۔ اور یہ زیادہ موزوں لگتا ہے۔

ردیفِ عین مهمله (ع)

غزل نمبر (۱)

(۱) قسم بہ حشمتِ جاہ و جلالِ شاہِ شجاع — کہ نیست باکسم ازبہرِ مال و جاہ نزاع

(۲) بفیضِ جُرعہءِ جامِ تو تشنہ ایم ولے — نمی کنیم دلیری نمی دہم صداع

(۳) خدائے رابہ میَم شست وشوئے خرقہ کنید — کہ من نمی شنوم بوئے خیر ازیں اوضاع

(۴) ببیں[1] کہ رقص کناں می رود بنالۂ چنگ — کسیکہ اذن نمی دادے استماعِ سماع

حل لغات:

* حشمت وجاہ۔جاہ وجلال * شاہ شجاع۔ایران کے بادشاہ اور خواجہ حافظ کے ممدوح * جُرعہ۔گھونٹ * صداع۔دردسر،زحمت، تکلیف * شست شوی۔دھونا * خرقہ۔گدڑی * اوضاع۔وضع کی جمع طریقے * بنالہ چنگ۔رباب کے نغمے کے ساتھ۔
* اذن:اجازت۔ * استماع۔سننا * سماع۔راگ،رقص وسرود۔

ترجمہ:

(۱) قسم ہے مجھے شاہ شجاع کے جاہ وجلال اور عظمت کی کہ میرا کسی کے ساتھ بھی مال ومرتبہ کے لیے کوئی جھگڑا نہیں ہے،کوئی تنازع نہیں ہے۔

(۲) ہم تیرے ساغر کے فیض کے گھونٹ کے پیاسے ہیں لیکن ہم جرأت نہیں کرتے اور کسی کو بھی زحمت نہیں دے سکتے،تکلیف نہیں دے سکتے۔یعنی نہ خود جام اٹھا سکتے ہیں اور نہ ساقی سے ہی طلب کر سکتے ہیں تا کہ ایسا نہ ہو کہ ہماری یہ حرکت کسی کے لیے دردِسر کا باعث بن جائے۔(یعنی محتسب کے لیے)

(۳) خدا کا واسطہ ہے کہ میری گدڑی کو تم شراب سے دھوڈالو! کیونکہ مجھے اس کی وضع سے خیر و بھلائی کی بُو نہیں آ رہی۔

(۴) دیکھو! کہ وہ خود رباب کے نغمے کے ساتھ ناچتا ہوا جا رہا ہے جو کہ کسی کو گانا سننے کی بھی کبھی اجازت نہیں دیتا تھا۔

(۵) بعاشقاں نظرے کن بشکرِ ایں نعمت — کہ من غلامِ مطیعم تو بادشاہِ مطاع

(۶) برو و ادیب و نصیحت مگو کہ دیگر تو — نہ بینم پس ازیں ہیچگہ بکنجِ بقاع

(۷) ز زہدِ حافظ وطاماتِ او ملول شدم — بساز رود و غزل گوئے برسرود و سماع[2]

---

[1] بعض نسخوں میں ببیں کی جگہ بیا اور ''اذن نمی دادے'' کی جگہ رخصہ نفرمودی'' ہے مگر مفہوم میں فرق نہیں ہے۔

[2] بعض نسخوں میں ''سرود وسماع'' کے بجائے ''سرودِ سماع'' (بمعنی قوالی کی لے) ہے۔

حل لغات:

* مطیع۔فرمانبردار * مطاع۔اطاعت کیا گیا،مخدوم * ادیب۔ادب سکھانے والا * بکنج بقاع۔مکانوں کا گوشہ * طامات۔ فضول گوئی،لغوگوئی * سرود۔نغمہ * سماع۔گانا،سرود سننا۔

ترجمہ:

(۵) تو اس نعمت کے شکرانے میں ان عاشقوں پر عنایت کی نظر کر کیونکہ میں تو تمہارا ایک فرمانبردار خادم ہوں اور تو میرا مخدوم بادشاہ ہے۔

(۶) اے ادب سکھانے والے! تو جا اور مجھے کچھ نصیحت مت کر کیونکہ اس کے بعد تو مجھے کبھی مکانوں کے گوشے میں ہرگز نہ دیکھے گا' یعنی اب میں گوشہ نشینی چھوڑ کر رندی و مستی کو اختیار کر رہا ہوں۔

(۷) میں حافظ کے خشک زہد اور اس کی بیہودہ و فضول گوئی سے سخت رنجیدہ ہو چکا ہوں۔تو ساز درست کر اور نغمہ و سرود کے ساتھ کوئی غزل شروع کر۔

(نوٹ) بعض نسخوں میں شعر نمبر 6 ناپید ہے اور بعض میں اگلی غزل نمبر 2 کے شعر نمبر 5 ,6 اس غزل میں شامل کئے گئے ہیں۔

----***----

غزل نمبر (۲)

(۱) بفرِ دولتِ گیتی فروزشاہِ شجاع — کہ ہست در نظرِ من جہاں حقیر متاع

(۲) صراحیے وحریفے خوشم ز دنیا بس — کہ غیر ازیں ہمہ اسباب تفرقہ است وصداع

(۳) زمسجدم بخرابات می فرستد عشق! — بسر ہمی روم اے جاں نمی کنیم نزاع

(۴) بس ست وردِ شبانہ مئے مغانہ بیار — حریفِ بادہ رسید اے رفیق توبہ وداع

حل لغات:

*فر۔شان وشوکت' دبدبہ * گیتی۔جہان' دنیا * فروز۔روشنی * شاہ شجاع۔ایران کا بادشاہ * متاع۔پونجی * حریفے۔ دوست' ساتھی * ہمہ اسباب۔سارا سامان * تفرقہ۔فرقہ بازی' پھوٹ * صداع۔دردسر * خرابات۔میخانہ * نزاع۔لڑائی جھگڑا * وردِ شبانہ۔رات کا وظیفہ * مئے مغانہ۔مغچوں کی شراب' جو کہ مغچے (کم سن اور نوخیز لڑکے) پلائیں۔

ترجمہ:

(۱) اس جہان کو روشن کرنے والے شاہ شجاع کے جاہ و جلال کی قسم کہ اب یہ دنیا میری نظر میں ایک حقیر پونجی کی حیثیت اختیار کر گئی ہے۔

(۲) اس دنیا میں اب میرے لیے صرف ایک صراحی اور ایک من پسند ساتھی ہی کافی ہے کیونکہ اس کے علاوہ باقی سب جھوٹ اور دردسر

کا ہی باعث ہیں۔ حافظ کا اسی مفہوم میں ایک اور شعر بھی ہے:

مئے دوسالہ و محبوبِ چاردہ سالہ ہمیں بس است مرا صغیر و کبیر

(۳) عشق اب مجھے مسجد سے شراب خانے کی طرف بھیج رہا ہے۔ اے میری جان! میں بھی اپنے سر کے بل جا رہا ہوں اور کسی سے کوئی لڑائی جھگڑا نہیں کر رہا۔

(۴) میرے لیے اب یہی رات کا وظیفہ کافی ہے کہ تو میرے لئے مئے مغانہ لے کر آ کیونکہ میرے ساتھ شراب پینے والا ساتھی آ گیا ہے اور اے توبہ کے رفیق تجھے الوداع کہتا ہوں۔ یعنی حافظ توبہ کے ارادے تو باندھتا ہے مگر اسباب ہی کچھ ایسے ہیں کہ توبہ کو الوداع کہنا پڑتا ہے۔

(۵) ہنر نمی خرد ایام و غیر از ایں نیست کجا روم بتجارت بایں کساد متاع

(۶) بیار مے کہ چو خورشیدِ مشعل افراز رسد بکلبہء درویش نیز فیضِ شعاع

(۷) جبیں و چہرہءِ حافظ خدا جدا نکناد ز خاکِ بار گہہِ کبریائے شاہ شجاع

حل لغات:

* بایں کساد۔ اس کساد بازاری میں، کھوٹی پونجی میں * مشعل افروز۔ مشعل (شمع) روشن کرنے والا * کلبہ۔ جھونپڑی * شعاع۔ کرن * جبین۔ پیشانی * نکناد۔ نہ کرے * بار گہہِ کبریا۔ بڑی بارگاہ۔

ترجمہ:

(۵) یہ زمانہ ہنر کا خریدار نہیں بنتا اور میرے پاس اس ہنر کے سوا کچھ اور نہیں ہے۔ اس کھوٹی پونجی کے ساتھ میں تجارت کرنے کے لیے اور کہاں جاؤں؟ جہاں میرے اس ہنر کی قدر و قیمت پڑے۔ یعنی سخن گوئی کی اس زمانے میں کوئی قدر و قیمت نہیں ہے۔

(۶) تو شراب لا کیونکہ جب یہ سورج مشعل روشنی کرتا ہے تو اس کی کرنیں فقیر کی جھونپڑی میں بھی پہنچ جاتی ہیں۔ وہاں پر بھی روشنی ہو جاتی ہے۔ یعنی جب اللہ کی رحمت کا سمندر جوش میں آتا ہے۔ تو خطا کار اور بے گناہ سبھی کو فیض پہنچتا ہے۔

(۷) اللہ تعالیٰ حافظ کے چہرے اور پیشانی کو شاہ شجاع کی بلند و بالا درگاہ کی خاک سے کبھی جدا نہ کرے۔

(نوٹ) بعض نسخوں میں یہ غزل ناپید ہے۔

----***----

غزل نمبر (۳)

(۱) بامداداں کہ زخلوت گہِ کاخِ ابداع شاہِ خاور فگند برہمہ اطراف شعاع

(۲) برکشد آئنہ ازجیبِ اُفق چرخ زناں بنماید رُخِ گیتی بہزاراں اَنواع

(۳) وز زوایائے طربخانۂ جمشیدِ فلک ارغنوں ساز کند زہرہ بآہنگِ سماع
(۴) چنگ در غُلغُلہ آید کہ کجا شد منکر جام در قہقہہ آید کہ کجا شد مناع

حل لغات:

* باماداں۔صبح کے وقت * خلوت۔تنہائی * کاخ۔محل' مکان * ابداع۔ایجاد' کوئی نئی چیز شروع کرنا * شاہِ خاور۔سورج * جیب۔گریبان۔اُفق۔آسمان کا کنارہ جہاں سے سورج طلوع اور غروب ہوتا ہے * گیتی۔دنیا * انواع۔طریقے' قسمیں' نوع کی جمع * زوایائے: مراد گوشے۔ * طرب خانہ جمشید۔شاہ جمشید کا راحت کدہ * ارغنوں۔باجہ * زہرہ۔ستارہ' جسے رقاصہ فلک بھی کہتے ہیں * باہنگِ سماع۔نغمہ وسرود کے ارادے سے * چنگ۔رباب * غُلغُلہ۔شوروغل * منّاع۔منع کرنے والا۔ * منکر: انکار کرنے والد، نہ ماننے والا۔

ترجمہ:

(۱) صبح کے وقت ایجاد کے عمل میں (آسماں) کی خلوت گاہ سے مشرق کا بادشاہ (سورج) ہر طرف اپنی کرنیں پھیلاتا ہے۔اپنی شعائیں ڈالتا ہے۔یعنی دنیا کو روشن کرتا ہے۔

(۲) جب گردش کرنے والے آسمان کے افق کی جیب سے یہ آئنہ نکالتا ہے (یعنی چکر لگاتا ہے) تو یہ ہزاروں طریقوں اور قسموں سے دنیا کا چہرہ دکھاتا ہے یعنی بے شمار اقسام کے چہرے نمایاں طور پر نظر آنے لگتے ہیں۔

(۳) آسمان کے جمشید کے راحت کدہ کے گوشوں میں زہرہ نغمہ وسرود کے ارادے سے بزم سرود (گانے بجانے کی محفل) سجاتی ہے۔آراستہ کرتی ہے۔

(۴) رباب شوروغل مچاتا ہے کہ منکر کہاں چلا گیا ہے۔شراب کا پیالہ قہقہے لگاتا ہے کہ منع کرنے والا کدھر غائب ہوگیا ہے؟

(۵) وضعِ دوراں بنگر ساغرِ عشرت برگیر کہ بہر حال ہمیں ست بہیں اوضاع
(۶) طرّہَ شاہدِ دنیا ہمہ مکرست و فریب عارفاں برسرِ ایں نکتہ نجویند نزاع
(۷) عمرِ خسرو طلب ار نفعِ جہاں می طلبی کہ وجودیست عطا بخش و کریم و نفّاع
(۸) مظہرِ لُطفِ ازل روشنئ چشمِ امل جامع علم و عمل جانِ جہاں شاہِ شجاع
(۹) حافظ ار بادہ خوری باصنمِ گل رخ خور کہ ازیں بہ نبود در دوجہاں ہیچ متاع

حل لغات:

* وضعِ دوراں۔زمانے کا رنگ ڈھنگ * ساغرِعشرت۔خوشی کا پیالہ * بہمیں: یہی، اسی سے۔ * اوضاع۔طریقے * طرۂ۔زلف * شاہد۔محبوب * نزاع۔لڑائی جھگڑا * عمر خسرو۔بادشاہ کی درازی عمر * نفاع۔نفع بخشنے والا * مظہر لُطفِ ازل۔ازل کی مہربانی کا آئینہ * بادہ۔شراب * باصنمِ گل رُخ۔پھول جیسے چہرے والے معشوق کے ساتھ * متاع۔پونجی۔

ترجمہ:

(۵) تو اس زمانے کا رنگ ڈھنگ دیکھ اور خوشبوؤں بھرا پیالہ اُٹھالے کیونکہ ہر حال میں (زمانے کا) یہی ایک طریقہ ہے جو کہ جو سب سے اعلیٰ و بہتر ہے۔ یعنی اب زمانے کا یہی دستور بن گیا ہے کہ شراب پیو اور عیش وعشرت سے زندگی بسر کرو۔

(۶) دنیا کی محبوبہ کی زلف سراسر مکروفریب ہے۔ جو خدا کو پہچانتے ہیں وہ اس نکتے پر ہرگز لڑائی جھگڑا نہیں کرتے ہیں، بحث وتکرار نہیں کرتے ہیں۔ یعنی عارف لوگ جانتے ہیں کہ دنیا کے محبوب سراپا مکروفریب ہیں ان سے وفا کی امید عبث ہے۔

(۷) اگر تو اس دنیا میں نفع کا خواہش مند ہے تو پھر بادشاہ کی درازی عمر کے لیے دعا گو ہوجا کیونکہ اس کا وجود نہایت کریمانہ اور نفع دینے والا ہے۔

(۸) ازل کے لُطف وکرم کا آئینہ، چشمِ امید کی روشنی، علم وعمل کا جامع اور اس جہان کی جان صرف شاہ شجاع ہے۔ یعنی شاہ شجاع پوری دنیا میں ایک بہترین انسان ہے۔

(۹) اے حافظ! اگر تو شراب نوشی کرے تو بس پھول جیسے چہرے والے معشوق کے ساتھ بیٹھ کر کر کیونکہ ان دونوں جہانوں میں اس سے اچھی اور بہتر کوئی دوسری پونجی نہیں ہے۔ یعنی محبوب کے ساتھ شراب کا لطف دنیا کی تمام تر نعمتوں کے لطف سے بڑھ کر ہے۔

(نوٹ) بعض نسخوں میں یہ غزل شامل نہیں ہے۔

----***----

غزل نمبر (۴)

(۱) در وفائے عشقِ تو مشہورِ خوبانم چو شمع — شب نشینِ کوئے سرِ بازاں و رندانم چو شمع

(۲) کوہِ صبرم نرم شد چوں موم از دستِ غمت — تا در آب و آتشِ عشقت گدازانم چو شمع

(۳) بے جمالِ عالم آرائے تو روزِ من شب ست — با کمالِ عشق تو در عینِ نقصانم چو شمع

(۴) رشتۂ صبرم بمقراضِ غمت بریدہ شد — ہمچناں در آتشِ ہجرِ تو سوزانم چو شمع

حل لغات:

* خوباں۔ معشوق * شب نشین۔ رات کو بیٹھنے والا * کوہِ صبرم۔ میرے صبر کا پہاڑ * بے جمالِ عالم آرائے تو۔ دنیا کو آراستہ کرنے والے حسن کے بغیر * بمقراضِ غمت۔ تیرے غم کی قینچی سے۔

ترجمہ:

(۱) اے محبوب! میں تیرے عشق کی وفا میں محبوبوں کے درمیان شمع کی طرح مشہور ہوں اور جانبازوں اور رندوں کے کوچے میں شمع کی طرح شب نشین ہوں۔ شاعر نے خود کو شمع سے تشبیہ دے کر خود کو مرکزِ توجہ قرار دیا ہے۔

(۲) میرے صبر کا پہاڑ تیرے غم کے ہاتھوں سے موم کی طرح نرم ہوگیا ہے۔ جب سے کہ میں تیرے عشق کے پانی اور آگ میں شمع کی طرح پگھل رہا ہوں۔ یعنی میں تیرے فراق میں شمع کی طرح پگھل رہا ہوں اور مجھ میں اب صبر کی سکت باقی نہیں رہی۔

(۳) اس دنیا کو آراستہ کرنے والے تیرے حسن کے بغیر میرا یہ روشن دن بھی اندھیری رات کی طرح ہے۔ میں شمع کی طرح تیرے عشق کے کمال کے ساتھ بالکل نقصان میں ہوں۔ یعنی تیرے عشق کا کمال حاصل کرنے کی خاطر شمع کے مانند پگھلتا (کمزور) جا رہا ہوں تا آنکہ نابود ہو جاؤں گا۔

(۴) میرے صبر کا دھاگا تیرے غم کی قینچی سے کاٹ دیا گیا ہے۔ اور میں تیری جدائی کی آگ میں شمع کی طرح جل رہا ہوں۔ یہاں تک کہ اس طرح میری زندگی کا خاتمہ ہو جائے گا۔

(۵) گر کمیتِ اشک گلگونم نبودے تند[1] رُو — کے شدے پیدا بگیتی رازِ پنہانم چو شمع

(۶) روز و شب خوابم نمی آید بچشمِ غم پرست — بسکہ در بیماریِ ہجرِ تو گریانم چو شمع

(۷) درمیانِ آب و آتش ہمچناں سرگرمِ تست — ایں دلِ زار و نزار و اشکبارانم چو شمع

(۸) درشبِ ہجراں مرا پروانۂ وصلے فرست — ورنہ از آہے جہانے را بسوزانم چو شمع

حل لغات:

* کمیت: لغوی معنی ہیں گھوڑے کا سیاہی مائل سرخ رنگ، سرخ انگور کی شراب کو بھی کہتے ہیں۔ * کمیتِ اشک۔ آنسوؤں کا گھوڑا * تندرو۔ سرکش * گیتی۔ دنیا * ہجر۔ جدائی * گریانم۔ زارزار رو رہا ہوں * آب و آتش۔ آگ اور پانی * پروانہ وصلے فرست۔ وصل کا پروانہ بھیج دے۔

ترجمہ:

(۵) میرے گلابی آنسوؤں کا گھوڑا اگر تیز رو نہ ہوتا تو پھر دنیا میں میرا چھپا ہوا بھید شمع کی طرح کب کھلنے پاتا۔ یعنی میرے خونین آنسوؤں نے میرے عشق کا بھید کھول دیا ہے۔ یعنی آنسوؤں نے رازِ عشق افشا کر دیا۔

(۶) دن رات میری غم سے بھری آنکھ میں نیند نہیں آتی۔ میں شمع کی طرح تیری جدائی میں زار زار رو رہا ہوں۔

(۷) آگ اور پانی کے درمیان میرا یہ زار و نزار دل تیرے عشق میں شمع کی طرح آنسوؤں کی بارش برسا رہا ہے۔

(۸) تو مجھے اس جدائی کی رات میں اپنے وصل کا پروانہ بھیج دے نہیں تو میں اپنی اک آہ سے ساری دنیا کو شمع کی طرح جلا کر راکھ کر دوں گا۔

(۹) سرفرازم کن شبے از وصلِ خود اے ماہرُو[2] — تا منوّر گردد از دیدارت ایوانم چو شمع

(۱۰) ہمچو صبحم یک نفس باقیست بے[3] دیدارِ تو — چہرہ بنما دلبرا تا جاں بیفشانم چو شمع

---

[1] بعض نسخوں میں تند کی جگہ گرم ہے۔
[2] بعض نسخوں میں ماہرو کی جگہ نازنین ہے۔
[3] بعض نسخوں میں بے کی جگہ با ہے۔

(۱۱) آتشِ مہرِ ترا حافظ عجب در سر گرفت   آتشِ دِل کے بآبِ دیدہ بنشانم چوشمع

حل لغات:

* سرفرازم کن۔سر بلند کردے * یک نفس۔ایک سانس * آتش مہر۔محبت کی آگ * درسرگرفت: سر میں سمائی ہے۔ * بآبِ دیدہ۔آنکھ کا پانی' آنسو۔

ترجمہ:

(۹) اے چاند جیسے چہرے والے محبوب! تو مجھے ایک رات اپنے ملاپ سے سربلند کردے تاکہ میرا گھر شمع کی طرح تیرے دیدار سے روشن ومنور ہوجائے۔

(۱۰) اے میرے محبوب! تیری دید کے بغیر صبح کی طرح جسم میں ایک ہی سانس باقی ہے۔تو مجھے اپنا چہرہ دکھا تاکہ میں شمع کی طرح تجھ پر اپنی جان نچھاور کرڈالوں۔

(۱۱) تیری محبت کی آگ حافظ کے سر میں عجیب طرح سے سماگئی ہے۔میں اس دل کی آگ کو اپنے ان آنسوؤں کے پانی سے شمع کی طرح کس طرح بجھاؤں؟ یعنی پانی آنکھ سے جاری ہے اور آگ دل میں لگی ہے۔یہ پانی اس آگ کو کیسے بجھا سکتا ہے؟

----***----

ردیفِ غین معجمہ (غ)

غزل نمبر (۱)

(۱) سحر چو بُلبُلِ بیدل[۱] دمے شدم در باغ   کہ تا چو بُلبُلِ بیدل کُنم علاجِ دماغ

(۲) بچہرۂ[۲] گُلِ سوری نگاہ می کردم   کہ بود درشبِ تارے بروشنی چو چراغ

(۳) چناں بحُسن و جَوانیِ خویشتن مغرور   کہ داشت از دلِ بُلبُل ہزار گونہ فراغ

(۴) کشادہ نرگسِ رعنا بحسرتِ آب از چشم   نہادہ لالۂ حمرا[۳] بجان ودِل صد داغ

حل لغات:

* بیدل۔دل کے بغیر' عاشق * گل سوری۔سرخ رنگ کا پھول * شبِ تارے۔اندھیری رات * ہزار گونہ۔یعنی بالکل * فراغ۔بے نیاز' بے پروا * نرگس رعنا۔خوبصورت آنکھ۔

---

۱ بعض نسخوں میں "چوں بلبل بیدل" کی جگہ "بوئے گلستاں" ہے۔

۲ بعض نسخوں میں بچہرہ کی جگہ بجلوہ اور شب تارے کی جگہ شب تیرہ ہے۔

۳ بعض نسخوں میں حمرا کی جگہ زسودا ہے۔

ترجمہ:

(۱) صبح کے وقت میں عاشق بُلبُل کی طرح ایک پل کے لیے چمن میں گیا تاکہ میں عاشق بُلبُل کی طرح اپنے دماغ کا علاج کرسکوں۔یعنی دماغ میں تازگی وشگفتگی لاسکوں۔

(۲) سُرخ پھول کے چہرے پر میں نظر ڈالتا تھا، جو اندھیری رات میں مجھ کو روشن چراغ کی طرح دکھائی دے رہا تھا۔

(۳) اپنے حسن اور جوانی پر اُسے اس قدر غرور تھا کہ وہ بُلبُل کے دِل کی بیقراری کو قطعی طور پر خاطر میں نہ لاتا تھا۔یعنی وہ اس کی بیقراری وبے تابی سے بالکل ہی بے نیاز تھا۔

(۴) اس کی نرگس جیسی آنکھ حسرت وغم سے آنسو بہارہی تھی اور سُرخ گل لالہ کی جان ودل پر سینکڑوں داغ تھے۔

(۵) زباں کشیدہ چو تیغے بسرزنش سوسن   دہاں کشادہ شقائق چو مرداں بناغ[1]

(۶) یکے چو بادہ پرستاں صراحی اندردست   یکے چو ساقیِ مستاں بکف گرفتہ ایاغ

(۷) نشاط وعیشِ جوانی چو گُل غنیمت داں   کہ حافظاؔ! نبود بر رسول غیرِ[2] بلاغ

حل لغات:

* سوسن۔پھول کا نام جس کی پتیاں زبان کے مشابہ ہوتی ہیں * شقایق۔گل لالہ * بناغ۔ایک مرد کی دو بیویاں * ایاغ۔شراب کا پیالہ * نشاط وعیش۔خوشی وعیش * بلاغ۔تبلیغ۔بات کا پہنچانا۔

ترجمہ:

(۵) سوسن کے پھول نے لعن طعن کے لیے تلوار کی طرح زبان نکالی ہوئی تھی اور لالہ کے پھول نے ایک سے زیادہ بیویوں والے مرد کی طرح منہ کھول رکھا تھا۔

(۶) ایک شراب پینے والوں کی طرح اپنے ہاتھ میں صراحی لیے ہوئے تھا اور دوسرا رندوں اور مستوں کے ساقی کی طرح شراب کا پیالہ ہاتھ میں اٹھائے ہوئے تھا۔

(۷) راحت وعیش اور جوانی کو تو پھول کی طرح غنیمت سمجھ! اے حافظؔ! رسول کا کام صرف تبلیغ ہے (بات کا پہنچانا ہے) اس کے سوا اور کچھ نہیں ہے۔بس یعنی وَمَا عَلَیْنَا اِلّا الْبَلَاغ (الحدیث)

----***----

[1] بعض نسخوں میں مرد ماں بناغ کی جگہ مردم لابناغ ہے۔   [2] بعض نسخوں میں غیر کی جگہ بجز ہے۔

ردیف فائے موحّدہ (ف)

غزل نمبر (۱)

(۱) طالع اگر مدد کند دامنش آورم بکف — گر بکشم زہے طرب ور بکشد زہے شرف
(۲) طرفِ کرم زکس نہ بست ایں دلِ پُر اُمیدِ من — گرچہ صبا[۱] ہمی برد قصۂ من بہر طرف
(۳) چند بناز پرورم مہرِ بُتانِ سنگدل — یادِ پدر نمی کنند ایں پسرانِ ناخلف
(۴) ازخمِ ابروئے تو ام ہیچ کشائشے نشد — وہ کہ دریں خیالِ کج عمرِ عزیز شد تلف

حل لغات:

* طالع۔نصیب‘ مقدر * زہے طرب۔کیا لطف وخوشی ہو * دِل پُر اُمید من۔میرا امیدوں بھرا دِل * مہر بُتاں۔معشوقوں کی محبت * پسرانِ ناخلف۔نالائق بیٹے * خم۔پیچ‘ بَل * کشائش۔کھلنا‘ فراخی۔ * وہ: افسوس۔

ترجمہ:

(۱) اگر میرے مقدر میری مدد کریں تو میں اس کا دامن ہاتھ میں پکڑ لوں۔اگر میں اُسے اپنی طرف کھینچ لوں تو کیا لطف وخوشی ہو اور اگر وہ مجھے مار ڈالے تو میرے لیے بڑی عزت کی بات ہے۔

(۲) اُمیدوں سے بھرے ہوئے میرے اس دِل نے کسی سے بھی لطف وکرم کی امید نہ رکھی، اگر چہ یہ بادِ صبا میری داستان ہر طرف ہی لے جارہی ہے۔یعنی بادِ صبا نے میرے عشق کی داستان ہر طرف پھیلا دی لیکن کہیں سے مجھے کوئی مدد نہ ملی۔

(۳) بھلا میں کب تک ان سنگدل معشوقوں کی محبت کو اپنے دِل میں ناز ونعمت سے پالوں؟ کہ یہ ناخلف بیٹے تو اپنے باپ کو بھی یاد نہیں کیا کرتے۔تو اس صورت میں مجھے کیا توقع ہو سکتی ہے؟

(۴) اے محبوب! تیرے ابروؤں کے خم سے میری زندگی کی کوئی بھی گرہ نہیں کھل سکی۔بہت افسوس ہے کہ اس ٹیڑھے خیال میں بڑی قیمتی عمر ضائع ہو کر رہ گئی ہے۔

(۵) من بخیالِ زاہدی گوشہ نشین وطرفہ آنک — آں مغبچہء ز ہر طرف می زندم بچنگ ودف
(۶) ابروئے دوست کے شود دست کشِ خیالِ من — کس نزدست ازیں کماں تیر[۲] مراد ہر ہدف
(۷) بخبر ند زاہداں نقش بخوان ولَا تُقل! — مستِ ریاست محتسب بادہ بنوش[۳] ولاتخف
(۸) صوفیِ شہر بیں کہ چوں لُقمۂ شبہ می خورد — بال ودمش[۴] دراز باد ایں حیوان خوش علف
(۹) من بکدام دِل خوش ے خورم وطرب کنم — کز پس و پیشِ خاطرم لشکرِ غم کشیدہ صف

---

۱ بعض نسخوں میں صبا کی جگہ سخن ہے۔
۲ بعض نسخوں میں تیر کی جگہ دست ہے۔
۳ بعض نسخوں میں بنوش کی جگہ بخواہ اور بعض میں ''بدہ'' ہے۔
۴ بعض نسخوں میں یال ودمش کی جگہ پاردمش بمعنی اس کی زین کی دمچی ہے

(۱۰) حافظ اگر قدم زنی در رہِ خاندانِ عشق — بدرقۂ رہت شود ہمتِ شحنۂ نجف

حل لغات:

* طرفہ آں۔عجیب بات یہ ہے * مغبچہ۔میخانے کا چھوٹا بچہ جو شراب پلاتا ہے * ہدف نشانہ * ولاتقل۔تو مت کہہ * ولا تخف۔مت ڈر * حیوان خوش علف۔اچھا چارا کھانے والا حیوان * طرب کنم۔خوشی کروں، عیش کروں * شحنۂ۔کوتوال * نجف۔نجفہ۔عراق کا مشہور شہر جہاں حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا مزار پرانوار ہے * بدرقہ۔ساتھی، ہمراہی۔

ترجمہ:

(۵) تقویٰ و پرہیز گاری کے خیال سے میں نے گوشہ نشینی اختیار کر لی ہے لیکن عجیب بات تو یہ ہے (طرفہ یہ ہے) کہ میخانے کا خوبصورت لونڈا ڈفلی اور رباب بجا بجا کر میرے دل پر چوٹیں لگا رہا ہے۔یعنی مغبچہ کی مستیاں میری گوشہ نشینی میں حائل ہیں۔

(۶) نجانے محبوب کا ابرو میرے خیال کا کب پیچھا چھوڑے گا یا کسی نے بھی اس کمان سے کامیابی کے ساتھ نشانے پر تیر نہیں مارا ہے۔

(۷) پرہیز گار بے خبر ہیں۔نقش پڑھ اور دوسری بات نہ کر۔کوتوال ریا کاری میں مست ہے تو شراب پی اور کسی قسم کا کوئی خوف نہ کر۔

(۸) تو شہر کے صوفی کو دیکھ کیونکہ یہ حرام کا لقمہ کھاتا ہے؟اس کے بازو اور دُم لمبے ہوں۔یہ حیوان کیسا اچھا چارا کھانے والا ہے؟

(۹) میں بھلا کس دل سے خوشی کروں اور شراب نوشی کروں؟ کیونکہ میرے آگے پیچھے غم کا لشکر صفیں باندھے ہوئے کھڑا ہو چکا ہے اب میرا بچنا محال ہو چکا ہے۔

(۱۰) اے حافظ! اگر تو عشق کے خاندان کے راستے میں قدم رکھے گا تو پھر نجف کے کوتوال (یعنی حضرت علی کرم اللہ وجہہ) کی طاقت و دعا تیری حفاظت کرے گی۔تیری رہنمائی کرے گی۔

----***----

ردیفِ قافِ قرشت (ق)

غزل نمبر (۱)

(۱) زبانِ خامہ ندارد سرِ بیانِ فراق — وگرنہ شرح دہم با تو داستانِ فراق

(۲) رفیقِ خیلِ خیالم و ہمرکابِ[۱] شکیب — قرینِ محنت و اندوہ و ہمقرانِ فراق

(۳) دریغ مدتِ عمرم کہ بر اُمیدِ وصال — بسر رسید و نیامد بسر زمانِ فراق

(۴) سرے کہ برسرِ گردوں بفخر می سودم — ز روئے عجز[۲] نہادم بر آستانِ فراق

---

[۱] بعض نسخوں میں ہمرکاب کی جگہ ''ہمنشیں'' ہے اور محنت واندوہ کی جگہ ''آتش ہجراں'' ہے۔

[۲] بعض نسخوں میں زروئے عجز کی جگہ ''براستانِ کہ'' ہے۔

حل لغات:

* خامہ۔قلم * رفیقِ خیلِ خیالم۔میں لشکرِ خیال کا ساتھی ہوں * ہمرکابِ شکیب۔صبر کے ہمرکاب' ہم سفر * ہمقراں۔مصاحب * دریغ۔افسوس * گردوں۔آسمان * عجز۔عاجزی وانکساری۔

ترجمہ:

(ا) میرے قلم کی زبان میں جدائی کی کیفیت لکھنے کی طاقت نہیں رہی ورنہ اے دوست! میں یہ ہجر کی داستان تجھ سے کھول کر بیان کرتا۔

(۲) میں اپنے خیالوں کے لشکر کا ساتھی اور صبر کا ہم سفر ہوں۔رنج اور غم کا ہم نشین ہوں اور فرقت وجدائی کا مصاحب ہوں۔

(۳) اپنی عمر کی مدت پر مجھے بڑا ہی افسوس ہے کیونکہ وصل کی اُمیدیں ختم ہو کر رہ گئی ہیں لیکن یہ جدائی کا جو زمانہ ہے اس کا اختتام ہونے میں ہی نہیں آ رہا۔

(۴) میں اپنا وہ سر کہ جس کو میں فخر سے آسمان کی چوٹی پر بلند کرتا تھا، نہایت عجز و نیاز کے ساتھ اب اُسے میں نے جدائی کی دہلیز پر رکھ دیا ہے۔

(۵) چگونہ باز کنم بال در ہوائے وصال — کہ ریخت مُرغِ دلم پر در آشیانِ فراق

(۶) بسے نماند کہ کشتیٔ عمر غرقہ شود — زموجِ شوقِ تو در بحرِ بیکرانِ فراق

(۷) فلک چو دید سرم را اسیرِ چنبرِ عشق — بہ بست گردنِ صبرم بَریسمانِ فراق

(۸) کنوں چہ چارہ کہ در بحرِ غم بگردَابے — فتادہ کشتیٔ[1] صبرم ز بادبانِ فراق

حل لغات:

* چگونہ۔کس طرح' کیسے * بسے نماند۔اب وہ وقت دور نہیں رہا * بحرِ بےکراں۔وہ دریا جس کا کنارہ نہ ہو'اتھاہ سمندر * چنبر عشق۔عشق کا حلقہ، کمند * ریسمان۔رسّی * بگردابے۔گرداب بھنور۔

ترجمہ:

(۵) میں وصل کی آرزو میں اپنے بال و پر کس طرح کھولوں؟ کیونکہ میرے دل کے داغوں نے جدائی کے گھونسلے میں میرے پر جھاڑ کر رکھ دیئے ہیں۔

(۶) اب وہ وقت آن پہنچا ہے کہ میری عمر کی کشتی کو جدائی کے بے کنار سمندر میں تیری محبت کے تھپیڑے ڈبو کر رکھ دیں۔یعنی موت آ جائے۔زندگی پوری ہو جائے۔

(۷) آسمان نے جب میرے سر کو عشق کے حلقہ میں اسیر دیکھا تو اُس نے میرے صبر کی گردن کو رسی سے باندھ دیا۔یعنی صبر جاتا رہا۔عشق اور صبر دونوں ایک دوسرے کے مخالف ہیں۔

(۸) اب میں بھلا کیا چارہ کروں' کیا تدبیر کروں کہ میرے صبر کی کشتی غم کے سمندر میں جدائی کے بادبان سے بھنور کے اندر آن

---

[1] بعض نسخوں میں کشتی کی جگہ زورق ہے۔

پڑی ہے۔پھنس چکی ہے۔

(۹) چگونہ دعویٔ وصلت کنم بجاں کہ شدہ ست | تنم وکیلِ قضا و دِلم ضمانِ فراق

(۱۰) فراق وہجر کہ آورد درجہاں یارب | کہ روئے ہجر سیہ بادوخانمانِ فراق [1]

(۱۱) بپائے شوق گرایں رہ بسر شدے حافظ | بدستِ ہجر ندادے کسے عنانِ فراق

حل لغات:

* چگونہ۔کیسے، کس طرح * ضمان۔ضامن * خانمان۔خاندان * بپائے شوق۔شوق کے قدموں سے * عنان۔باگ لگام۔

ترجمہ:

(۹) اے محبوب! میں تیرے وصال کا دعویٰ کس طرح کروں؟ کہ میرا یہ جسم تو قضا کا وکیل بن چکا ہے اور یہ دِل جدائی کا ضامن ہوگیا ہے۔ یعنی جسم ودل میرا ساتھ نہیں دیتے۔

(۱۰) یارب! اس جہان میں اس فرقت اور جدائی کو کون لے کر آیا؟ کہ جدائی کا منہ کالا ہو اور فرقت کا سارا خانماں ہی برباد ہوجائے۔

(۱۱) اے حافظ! اگر یہ راستہ (عشق کا راستہ) شوق کے قدموں سے طے ہوجاتا تو پھر کوئی شخص بھی جدائی کی باگ ڈور ہجر کے ہاتھوں میں ہرگز نہ دیتا۔یعنی اگر جدائی اور وصل پر شوق کا اختیار ہوتا تو پھر جہان میں فرقت اور جدائی کا نام ونشان تک نہ ہوتا۔ ہمیشہ وصل ہی رہتا۔کیونکہ شوق ہمیشہ وصل کا خواہاں ہے۔

(نوٹ) بعض نسخوں میں یہ شعر مستزاد ہے

زسوزِ عشق دلم شد کباب دور از یار
مدام خونِ جگر میخورم زخوانِ فراق

----***----

غزل نمبر (۲)

(۱) مباد کس چو من خستہ مبتلائے فراق | کہ عمرِ من ہمہ بگزشت در بلائے فراق

(۲) غریب و عاشق وبیدل فقیر و سرگرداں | کشیدہ محنتِ ایّام و دردہائے فراق

(۳) اگر بدستِ من افتد فراق را بکشم | بآبِ دیدہ دہم باز خونبہائے فراق

[1] بعض نسخوں میں یہ شعر یوں ہے: اگر بدستِ من افتد فراق رابکشم
کہ روز ہجر سیہ بادوخان ومان فراق

(۴) کجا روم چہ کنم حالِ دل کرا گویم؟ — کہ دادِ من بستاند دہد جزائے فراق

حل لغات:

* مباد کس۔ کوئی نہ ہو * فراق۔ جدائی * غریب۔ پردیسی * بیدل۔ عاشق * سرگردان۔ پریشان * اگر بدستِ من افتد۔ اگر میرے ہاتھ لگے * خونبہا۔ خون کا معاوضہ * کہ دادِ من بستاند۔ کون میری دادرسی کرے * جزا۔ بدلہ، سزا۔

ترجمہ:

(۱) مجھ خستہ وخراب دِل کی طرح کوئی شخص بھی فراق میں مبتلا نہ ہو اس لیے کہ میری ساری عمر ہی اس جدائی کی مصیبتوں اور بلاؤں کو برداشت کرتے ہوئے ہی گزر گئی ہے۔

(۲) میں پردیسی ہوں، عاشق و بیدل اور فقیر و پریشان حال ہوں۔ میں نے تمام عمر دنوں (زمانے) کی تکلیفیں اٹھائی ہیں اور جدائی کے دکھ جھیلے ہیں۔ برداشت کیے ہیں۔

(۳) اگر یہ جدائی کہیں میرے ہاتھ لگ جائے تو میں اسے مار ہی ڈالوں اور پھر ان آنکھوں کے آنسوؤں سے اس کے خون کا معاوضہ ادا کر ڈالوں۔

(۴) میں کدھر کو جاؤں؟ کیا کروں؟ اور اپنے اس دِل کا حال کس سے کہوں؟ جو میرے ساتھ انصاف کرے اور جدائی کو سزا بھی دے۔

(۵) ز دردِ ہجر و فراقم دَمے خلاصی نیست — خدائے رابستاں داد ودہ سزائے فراق

(۶) فراق را بفراقِ تو مُبتلا سازم — چنانکہ خوں بچکانم ز دیدہ ہائے فراق

(۷) من ازکجا و فراق ازکجا و غم زکجا — مگر کہ زاد مرا مادر از برائے فراق

(۸) بداغِ عشق تو حافظؔ! چو بُلبُلِ سحری — زند بروز و شباں خونفشاں نوائے فراق

حل لغات:

* دَمے۔ ایک لمحہ، پل بھر کے لیے * فراق۔ جدائی * کہ زاد مرا۔ مجھے کس لیے جنا * شباں۔ شب کی جمع، راتیں * خونفشاں۔ خون برسانے والا۔

ترجمہ:

(۵) ہجر اور جدائی کے درد سے ایک پل کے لیے رہائی نہیں ملتی۔ تجھے خدا کا واسطہ ہے تو انصاف کر اور اس جدائی کو سخت سزا دے۔ یعنی وصل کے شرف سے مشرف فرما۔

(۶) میں اس جدائی کو تیری جدائی میں مبتلا کر دوں گا۔ اور اس جدائی کی آنکھوں سے خون کے آنسو رلاؤں گا۔ اسے سخت سے سخت سزا دوں گا۔

(۷) بھلا میں کہاں ہوں، جدائی کہاں ہے اور غم کہاں ہے؟ شاید مجھ کو میری ماں نے اس جدائی کے لیے ہی جنا تھا۔ یہ جدائی میرا

پیچھا ہی نہیں چھوڑتی۔

(۸) تیرے عشق کے داغوں سے صبح کو چہچہانے والی بلبل کی طرح یہ تیرا حافظ بھی دن رات جدائی کی خونفشاں صدائیں لگاتا رہتا ہے۔بڑا دکھی ہے بیچارہ۔

(نوٹ) بعض نسخوں میں یہ غزل ناپید ہے۔

----***----

غزل نمبر (۳)

(۱) مقامِ امن و مے بیغش و رفیقِ شفیق ‌‌ ‌‌ ‌‌ گرت مدام میسّر شود زہے توفیق

(۲) جہان و کارِ جہاں جُملہ بر ہیچ [۱] ست ‌‌ ‌‌ ‌‌ ہزار بار من ایں نکتہ کردہ ام تحقیق

(۳) دریغ و درد کہ تا ایں زماں ندانستم ‌‌ ‌‌ ‌‌ کہ کیمیائے سعادت رفیق بود رفیق

(۴) بمامنے رود فرصت شمر غنیمتِ وقت ‌‌ ‌‌ ‌‌ کہ در کمینگہِ عمرند قاطعانِ طریق

حل لغات:

* بیغش۔بغیر ملاوٹ کے * مدام۔ہمیشہ * جملہ ہیچ۔بالکل ہیچ ہے کچھ بھی نہیں * دریغ ودرد۔افسوس آہ * کیمیائے سعادت۔نیک بختی کی کیمیا * بمامنے۔امن کے مقام میں * بشمر۔شمار کر * کمینگہ۔گھات کی جگہ * قاطعان طریق۔رہزن۔

ترجمہ:

(۱) امن کی جگہ ہو اور بغیر ملاوٹ کے خالص و مصفا شراب ہو اور مہربان ساتھی ہو۔اگر یہ چیزیں تجھے ہمیشہ کے لیے میسر آئیں تو پھر تو بڑے ہی نصیبوں والا ہے۔

(۲) یہ دنیا اور اس دنیا کا سارا کاروبار بالکل ہی ہیچ ہے۔اس نکتے پر میں نے ہزاروں مرتبہ تحقیق کی ہے اور یہ بالکل سچی اور کھری بات ہے کہ دنیا اور امور دنیا کی کچھ حقیقت نہیں ہے۔اور یہ سراسر فانی و عارضی ہے۔

(۳) ہائے !افسوس وفریاد کہ میں یہ اس وقت تک نہیں جان سکا کہ جسے کیمیائے سعادت کہا جاتا ہے وہ صرف اور صرف دوست ہی ہوتا ہے۔صرف رفیق ہی ہے۔

(۴) تو کسی پرامن جگہ پر جا اور اس وقت کو غنیمت سمجھ کیونکہ ہر طرف رہزن ولٹیرے اس زندگی کی گھات میں بیٹھے ہوئے ہیں۔یعنی ایسی امن کی جگہ پر جہاں جہان کے دِل ماسوائے اللہ سے فارغ ہوں۔مطلب یہ کہ تو اللہ تعالیٰ کی عبادت کر ورنہ تجھے ہوس کے لٹیرے لوٹ لیں گے۔

---

[۱] بعض نسخوں میں بر کی جگہ در ہے۔

(۵) کجاست اہلِ دلے تا کند دلالتِ خیر — کہ ما بدوست نبردیم رہ بہیچ طریق
(۶) فدائے غمزۂ ساقی ہزار جاں آں دم — کہ تر کند لبِ لعل از شراب ہمچو عقیق
(۷) حلادتے کہ ترا در چہِ زنخداں ست — بکنہِ او نرسد صد ہزار فکرِ عمیق
(۸) اگرچہ موئے میانت بچوں منے نرسد — خوش ست خاطرم از فکرِ ایں خیالِ دقیق

حل لغات:

* دلالتِ خیر۔نیکی کی راہ پر لگائے * طریق۔راستہ * غمزہ۔آنکھ کا اشارہ * لبِ لعل۔سرخ لب * عقیق۔سرخ قیمتی پتھر * حلاوتے۔شیرینی ولذت * زنخداں۔ٹھوڑی کے نیچے ہلکا سا گڑھا * عمیق۔گہرا * موئے میانت۔تیری بال جیسی باریک کمر * دقیق۔باریک۔

ترجمہ:

(۵) کوئی دل والا کہاں ہے کہ جو ہمیں نیکی کی راہ پر لگائے (ہماری رہنمائی کرے) کیونکہ ہم کسی بھی راستے سے اپنے دوست (محبوب) تک رسائی حاصل نہیں کر سکے۔

(۶) اس وقت میں ساقی کی آنکھ کے ایک اشارے پر ہزار جانیں نچھاور کر ڈالوں جب وہ اپنی عقیق جیسی شراب سے اپنے لعلیں لبوں کو تر کرے۔

(۷) اے محبوب! جو تیرے چاہِ زنخداں میں شیرینی ولذت ہے صد ہزار گہری فکر بھی اس کی حقیقت کو نہیں چھو سکتی۔

(۸) اے محبوب! اگرچہ تیری بال جیسی باریک کمر تک میری پہنچ نہیں ہے تاہم اس باریک اور نازک خیال کی فکر سے میرا دل بہت ہی خوش وخرم ہے۔

(۹) ازاں برنگِ عقیق ست اشکِ من ہمہ وقت — کہ مہرِ خاتمِ چشمِ من ست ہمچو عقیق[۱]
(۱۰) بیا کہ توبہ ز لعلِ نگار و خندۂ جام — تصوریست کہ عقلش نمی کند تصدیق
(۱۱) بخندہ گفت کہ حافظ غلامِ طبعِ تو ام — ببیں کہ تا بچہ قدرم[۲] ہمی کند تحمیق

حل لغات:

* اشک۔آنسو * مہر خاتمِ چشمِ من * میری آنکھ کی انگوٹھی کی مہر * لعل نگار۔لب لعلیں *

ترجمہ:

(۹) میرے آنسو اس لیے ہر وقت عقیق جیسے رنگین ہیں کہ میری آنکھ کی انگوٹھی کی مہر عقیق کے رنگ جیسی ہے، سرخ ہے۔یعنی محبوب

۱ بعض نسخوں میں اس شعر کے بجائے یہ شعر ہے:۔ اگر برنگِ عقیق ست اشکِ من چہ عجب۔کہ مہر خاتم لعل تو ہست ہمچو عقیق۔
۲ بعض نسخوں میں قدرم کی جگہ حدّم ہے۔

کی سرخ شرابی آنکھوں کا نقشہ ہر لحہ میری آنکھ میں سمایا رہتا ہے جس کی وجہ سے میرے آنسو سرخ ہیں۔ مطلب یہ کہ میں ہر وقت محبوب کی یاد میں سرخ آنسو (خون کے آنسو) روتا ہوں۔

(۱۰) آ کہ محبوب کے سرخ لبوں اور جامِ شراب کی ہنسی سے توبہ کرنا ایک ایسا تصور ہے کہ عقل اس کی ہرگز تصدیق نہیں کرتی۔ یعنی میں یہ ہرگز ترک نہیں کرسکتا۔

(۱۱) اُس نے ہنس کر کہا کہ اے حافظ! میں تو تیری موزوں طبع کا غلام ہوں۔ تو دیکھ کہ وہ مجھے کس قدر احمق بنا رہا ہے؟ کیسا دھوکا دے رہا ہے؟

(نوٹ) بعض نسخوں میں شعر نمبر 5, 6 شامل غزل نہیں ہیں۔

----***----

ردیفِ کاف کلمن/ عربی(ک)

غزل نمبر(۱)

(۱) اگر شراب خوری جُرعۂ فشاں برخاک	ازآں گناہ کہ نفعے رسد بغیر چہ باک
(۲) بزن بر اوجِ فلک حالیا سرادقِ عشق	کہ خود برد اجلت ناگہاں بہ تیرہ مغاک[۱]
(۳) مخور دریغ و بخور مَے بشاہد ودف و چنگ[۲]	کہ بے دریغ زند روزگار تیغِ ہلاک
(۴) بخاکِ پائے تو اے سروِ ناز پرورِ من	کہ روزِ واقعہ پا وا مگیرم از سرِ خاک

حل لغات:

* جُرعہ۔ شراب کا گھونٹ * فشاں۔ چھڑک دے * چہ باک۔ کیا ڈر ہے' شراب خوروں کا قاعدہ ہے کہ وہ شراب پینے سے پہلے تھوڑی سی شراب زمین پر گرا دیتے ہیں تا کہ اس کا فیض زمین میں دفن میخواروں کو بھی پہنچے * سرادق۔ خیمہ * مغاک۔ گڑھا' گہرائی * حالیا۔ اَب * دریغ۔ افسوس * روزگار۔ زمانہ * بخاک پائے تو۔ تیرے خاک پا کی قسم * روز واقعہ۔ مراد موت کا روز * پاوامگیر۔ پاؤں نہ ہٹانا، نہ اٹھانا۔

ترجمہ:

(۱) اگر تو شراب نوشی کرے تو ایک گھونٹ شراب زمین پر بھی چھڑک دے۔ یہ مانا کہ شراب پینا گناہ ہے لیکن جس گناہ سے دوسرے کو فائدہ پہنچے اس کا کیا ڈر ہے؟ یعنی چونکہ اس میں دوسروں کا فائدہ پیش نظر ہے لہٰذا اس گناہ سے نہیں ڈرنا چاہیے۔

۱۔ بعض نسخوں میں یہ شعر یوں ہے: مہندسِ فلکی راہ دیر شش جہتی چناں بہ بست کہ راہ نیست زیر دیر مغاک

۲۔ بعض نسخوں میں مصرع اول یوں ہے: بمد ہر چہ تو داری بخور، دریغ مخور۔

(۲) اب تو اپنے عشق کا خیمہ آسمان کی بلندی پر گاڑ دے کیونکہ موت خود ہی تجھے یکا یک اندھیرے گڑھے میں لے جائے گی۔ یعنی زندگی کو غنیمت سمجھ۔

(۳) تو افسوس نہ کر محبوب اور ڈفلی اور رباب کے نغمے کے ساتھ شراب نوشی کر کیونکہ یہ زمانہ بے دریغ و بے پرواہو کر ہلاکت کی تلوار چلا دیتا ہے

(۴) اے میرے ناز و نعم سے پلے ہوئے سرو! تیرے پاؤں کی خاک کی قسم جب میں مرجاؤں تو تم اس وقت میری قبر سے ہرگز پاؤں نہ ہٹانا۔ نہ اُٹھانا۔

(۵) چہ دوزخی چہ بہشتی چہ آدمی چہ ملک[۱] — بمذہب ہمہ کفرِ طریقت ست امساک
(۶) فریبِ دخترِ رز طرفہ می زند رہِ عقل — مباد تا بہ قیامت خرابِ طارمِ تاک
(۷) براہِ میکدہ حافظؔ خوش از جہاں رفتی — دعائے اہلِ دلت باد مونسِ دلِ پاک

حل لغات:

* ملک ۔ فرشتہ * امساک ۔ کنجوسی * دُخترِ رز ۔ انگور کی بیٹی شراب * طارم ۔ انگور کی بیل چڑھانے کی ٹٹی * تاک ۔ انگور * مونس ۔ غمخوار۔

ترجمہ:

(۵) کیا دوزخی اور کیا بہشتی کیا آدمی اور کیا فرشتہ تمام کے مذاہب میں کنجوسی کفر ہے۔ طریقت میں اسے کفر قرار دیا گیا ہے۔

(۶) انگور کی بیٹی (شراب) عقل کو عجیب طریقے سے لوٹتی ہے (عقل کی راہ مارتی ہے) خدا کرے کہ قیامت تک انگور کی یہ بلند و بالا شاخیں کبھی خراب نہ ہوں۔ اسی طرح سرسبز و شاداب رہیں۔

(۷) اے حافظؔ! تو اس جہان سے براستہ مے خانہ خوش خوش چلا گیا۔ تمام اہل دِل کی دعائیں تیرے پاک دِل کی مونس ہوں۔ ہمدرد و غمخوار ہوں۔

غزل نمبر (۲)

(۱) اے دِل ریشِ مرا بالبِ تو حقِ نمک[۲] — حق نگہدار کہ من می روم اللہ معک
(۲) توئی آں گوہرِ یکدانہ کہ در عالمِ قُدس — ذکرِ خیرِ تو بود حاصلِ تسبیحِ ملک
(۳) در خلوصِ منّت ارہست[۳] شکے تجربہ کن — کس عیارِ زرِ خالص نشناسد چو محک۔

---

۱ بعض نسخوں میں ملک کی جگہ پری ہے۔
۲ بعض نسخوں میں مصرع اول یوں ہے: اے دلِ ریشِ مرا با تو بود حقِ نمک۔
۳ بعض نسخوں میں ارہست کی جگہ من اگر ہست ہے۔

(۴) گفتہ بودی کہ شوم مست و دو بوست بدہم　　وعدہ از حد بشد و ما نہ دو دیدیم و نہ یک

حل لغات:

* دلِ ریش۔ زخمی دل * اللہ معک ۔خدا حافظ * گوہر یکدانہ۔ بیش بہا موتی' مراد آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔ دُرِ یتیم * عیار۔ پرکھنا * محک۔ کسوٹی * وعدہ از حد شد۔ وعدہ حد سے گزر گیا۔ دو بوست بدہم: (تجھے) دو بوسے دوں گا۔

ترجمہ:

(۱) اے میرے محبوب! تیرے لب میرے زخمی دل پر نمک چھڑکنے کا حق رکھتے ہیں۔ تو اپنے اس حق کی حفاظت کر کہ میں تو جارہا ہوں' اللہ حافظ۔ اللہ تیرا نگہبان ہو۔

(۲) اے میرے محبوب! تو وہ دُرِ یتیم ہے کہ عالم قُدس میں تیرا ذکر خیر فرشتوں کی تسبیح کی جان بنا ہوا ہے۔ یعنی انسان تو انسان فرشتے بھی آسمان پر تیرا ہی ذکر خیر کرتے ہیں تجھ پر درود وسلام بھیجتے ہیں۔ (یہ نعتیہ شعر ہے)

(۳) اے میرے محبوب! اگر تجھ کو میرے خلوص میری سچی محبت میں کوئی شک ہے تو آزما کر دیکھ لے کہ کسوٹی سے بڑھ کر کوئی بھی چیز خالص سونے کو پرکھ نہیں سکتی۔

(۴) اے محبوب! تو نے ہی کہا تھا کہ میں مستی کے عالم میں تجھے دو بوسے دوں گا۔ اب تیرا وعدہ حد سے گزر گیا ہے۔ اور میں نے ایک دیکھا نہ دو۔ کچھ بھی تو نہیں ملا؟

(۵) بگشا پستۂ خندان و شکّر ریزی کُن　　خلق را از دہنِ خویش مینداز بشک

(۶) چرخ برہم زنم ار جُز بمرادم گردد[۱]　　من نہ آنم کہ زبونی کشم از چرخ فلک

(۷) چوں برِ حافظِ خویشش نگزاری بارے　　اے رقیب ازبرِ[۲] او یکدو قدم بیشترک[۳]

حل لغات:

* پستہ خنداں۔ ہنستا ہوا منہ' لب * شکر ریزی کن ۔میٹھی میٹھی باتیں کر * چرخ برہم زنم ۔آسمان کو اُلٹ دوں * چرخ فلک ۔ آسمان کی گردش۔ * زبونی کشم: ظلم برداشت کروں۔ * بارے۔ایک بار * بیشترک۔ دور ہی رہ۔

ترجمہ:

(۵) اے محبوب! تو اپنے ہنستے ہوئے لبوں کو کھول دے اور میٹھی میٹھی باتیں کر اور اس دنیا کو اپنے دہن کے متعلق شک وشبے میں مت ڈال۔

(۶) اگر یہ آسمان میری مرضی ومراد کے خلاف گردش کرے تو میں اسے اُلٹ کر رکھ دوں۔ میں وہ نہیں ہوں کہ جو اس دورِ فلک کے چکر سے عاجز آجاؤں گا۔ یعنی فلک کے مظالم برداشت کرتا رہوں۔

---

۱ بعض نسخوں میں ''جز بمرادم گردد'' کی جگہ ''غیر مرادم گردد'' ہے۔　　۲ بعض نسخوں میں برادکی جگہ ''ازدراد'' ہے جو زیادہ صحیح ہے۔

۳ بعض نسخوں میں بیشترک کی جگہ پیشترک ہے۔

(۷) جب تو ایک بار بھی محبوب کو حافظ کے پاس نہیں آنے دیتا۔ (اُسے روکتا ہے) تو اے رقیب! تو بھی اُس سے ایک دو قدم دُور ہی رہ۔ تیرے لیے یہی بہتر ہے۔

----***----

غزل نمبر (۳)

(۱) اے پیکِ پے خجستہ چہ نامی فدیتُ لک
ہر گز سیاہ چردہ ندیدم بایں نمک

(۲) خوباں سزد کہ بر درت آیند جُملگی
وآنگاہ خاکِ پائے تو بوسند یک بیک

(۳) ہم ظاہر از دو چشمِ تو در دیدہ مردمی
ہم روشن از دو لعلِ تو در دیدہ مردمک

(۴) آدم ز حُسنِ روئے تو گر بہرہ داشتے
از دیدنش بسجدہ نپرداختے مَلک

حل لغات:

* فدیت لک: میں تجھ پر فدا ہو جاؤں۔ * سیاہ چردہ۔ سیاہ چہرا، یعنی گندمی رنگ * نمک۔ نمکینی، ملاحت * خوباں۔ خوبصورت لوگ، معشوق * جملگی۔ سارے * دو لعل تو۔ تیرے دو لب * دیدۂ مردمک۔ آنکھ کی پتلی * بہرہ۔ حصّہ، نصیب۔

ترجمہ:

(۱) اے مبارک قدم والے قاصد! تیرا نام کیا ہے؟ میں تجھ پر فدا ہو جاؤں کہ میں نے ایسی دلکش ملاحت (نمکینی) کسی بھی محبوب میں نہیں دیکھی۔ نعتیہ شعر ہے آپ حضور ﷺ کو حسن ملیح کی وجہ سے سیاہ چردہ کہا ہے۔

(۲) معشوقوں کے لیے مناسب یہ ہے کہ وہ سارے کے سارے تیرے درِ دولت پر آئیں اور پھر وہ ایک ایک کر کے سب تیرے پاؤں کی خاک کو چُومیں۔

(۳) تیری ان دونوں آنکھوں کی وجہ سے ہی یہ مردمی (انسانیت) ظاہر ہے اور تیرے دونوں لبوں سے آنکھ کی پتلی روشن ہے یعنی تیری دونوں آنکھوں کے طفیل مردمی ہے اور دونوں لبوں کے طفیل آنکھ کی پتلی روشن ہوئی ہے۔ یعنی آنحضرت ﷺ نور ہیں اور دنیا کی آنکھ اسی نور سے روشن ہے۔

(۴) اگر حضرت آدم علیہ السلام تیرے چہرے کے حسن سے بہرہ مند ہوتے تو فرشتے اُسے دیکھ کر سجدہ ریز نہ ہو جاتے۔ یعنی اگر آدم علیہ السلام کو تیرے چہرے کے جمال سے حصہ ملا ہوتا تو فرشتے اسے دیکھ کر اتنے محو ہو جاتے کہ سجدے میں نہ گرتے کیونکہ اس صورت میں وہ اس کے جلوۂ رخ سے محروم ہو جاتے۔

(۵) صورتگرانِ چیں اگر آں چہرہ بنگرند
نقشِ نگار خانۂ چیں راکنند حک

(۶) از طرفِ بام روئے چو ماہِ تو ہر شبے
مانندِ آفتاب ہمی تابد از فلک

(۷) در دوستیٔ حافظ اگر نیستت یقین — زرِ خالص ست و باک نمی دارد از محک

حل لغات:

* صورتگران چین ۔چین کے مصور * نگار خانہ ۔جہاں ہر طرف تصویریں لگی ہوئی ہوں' تصویریں بنانے کی جگہ * حک ۔حک کردن، کھرچنا، چھیلنا، مٹانا * ماہ ۔چاند * تابد ۔تابیدن مصدر، چمکنا * زرِ خالص ۔کھرا سونا * محک ۔کسوٹی۔

ترجمہ:

(۵) اگر چین کے مصور میرے محبوب کا چہرہ دیکھ لیتے تو وہ بھی فوراً چین کے نگار خانہ کے تمام نقش و نگار مٹا دیتے۔ضائع کر دیتے۔

(۶) اے محبوب! ہر رات لب بام سے تیرا چاند جیسا چہرہ اس طرح چمکتا ہے کہ جیسے آسمان پر سورج چمکتا ہے۔روشن ہے۔

(۷) اگر تجھے حافظ کی دوستی پر یقین نہیں ہے تو کوئی بات نہیں (تو جان لے) کہ یہ تو ایک خاص سونے کی طرح ہے اور اسے کسوٹی سے کوئی ڈر نہیں ہے۔

----***----

غزل نمبر (۴)

(۱) ہزار دشمنم ار می کنند قصدِ ہلاک — گرم تو دوستی از دشمناں ندارم باک

(۲) مرا اُمیدِ وصالِ تو زندہ می دارد — وگرنہ ہردم از ہجرِ تست بیمِ ہلاک

(۳) نفس نفس اگر از باد نشنوم بویت — زماں زمان کنم ازغم چوگل گریباں چاک

(۴) رود بخواب دوچشم ازخیال تو ہیہات — بود صبورِ دِل اندر فراقِ تو حاشاک

حل لغات:

* قصد ۔ارادہ * باک ۔ڈر * بیم ۔خوف' ڈر * نفس نفس ۔دم بدم * زماں زماں ۔گھڑی گھڑی * ہیہات ۔افسوس * صبور ۔صبر * حاشاک ۔ہرگز ایسا نہیں ہوسکتا' حاشا و کلا کا مخفف ہے۔

ترجمہ:

(۱) اگر ہزار دشمن بھی مجھے مارنے کا ارادہ کریں۔(تو مجھے کوئی ڈر نہیں) اے محبوب! اگر تو میرا دوست ہے تو مجھے ان دشمنوں کی کوئی پروا نہیں ہے۔یعنی جو محبانِ الٰہی ہیں وہ زمانے کی دشمنی سے ہرگز نہیں ڈرتے اور نہ زمانے کی دشمنی انہیں کوئی نقصان ہی پہنچا سکتی ہے۔دشمن چہ کند چو مہربان باشد دوست۔

(۲) اے محبوب! مجھے تیرے وصل کی اُمید زندہ رکھے ہوئے ہے ورنہ مجھے تو ہر لحہ تیری جدائی میں اپنی ہلاکت کا ہی خدشہ رہتا ہے۔

(۳) اگر میں ہوا سے دم بدم تیری خوشبو نہ سونگھوں تو پھر ہر گھڑی غم کی وجہ سے میں پھول کی طرح اپنا گریبان ہی چاک کرتا رہوں۔
(۴) اے محبوب! تیرے خیال کو چھوڑ کر اگر میری ان آنکھوں میں نیند آ جائے تو سخت افسوس ہے۔ میرے اس دل کو تیری جدائی میں صبر و قرار آ جائے ایسا ہرگز نہیں ہو سکتا۔

(۵) بِضَربِ سَیفِكَ قَتلِي حَیاتُنَا اَبَداً — فَاِنَّ رُوحِی قد طَابَ اَن یکُونَ فِدَاك
(۶) اگر تو زخم زنی بہ کہ دیگرے مرہم — وگر تو زہر دہی بہ کہ دیگرے تریاک
(۷) ترا چنانکہ توئی ہر نظر کجا بیند — بقدرِ بینشِ خود ہر کسے کند ادراک
(۸) عناں نہ پیچم اگر می زنی بشمشیرم — سپر کنم سر و دستت ندارم ازفتراک
(۹) بچشمِ خلق عزیز آنگہے[1] شوی حافظ! — کہ بر درش بنہی روئے مسکنت برخاک

حل لغات:

* بضرب۔ چوٹ سے * فِداک۔ تجھ پر نچھاور ہو جاؤں * اگر تو زخم زنی۔ اگر تو زخم لگائے * تریاک۔ زہر مہرہ * بینش۔ عقل * ادراک۔ عقل و بصیرت * عناں۔ باگ * سپر۔ ڈھال * از دست دادن: چھوڑ دینا۔ * فتراک۔ وہ تسمہ جس کے ساتھ شکاری شکار کر کے باندھتے ہیں' شکار بند * خلق۔ مخلوق' دنیا۔

ترجمہ:

(۵) اے محبوب تیری تلوار کی ضرب سے میرا قتل ہو جانا ہمیشہ کی زندگی پانا ہے۔ اگر میں تجھ پر نچھاور ہو جاؤں تو بیشک میری روح خوش ہو جائے گی۔
(۶) اگر تو زخم بھی دے تو وہ میرے لیے غیر کے مرہم سے کہیں بہتر ہے۔ اور اگر تو مجھے زہر دے دے تو وہ غیر کے زہر مہرے سے بھی کہیں اچھا ہے۔
(۷) جیسا کہ تو حقیقت میں ہے ویسا تجھے ہر نظر کہاں دیکھ سکتی ہے؟ اے محبوب! ہر کوئی تجھے اپنی عقل و بصیرت کے مطابق ہی گردانتا ہے۔ سمجھتا ہے۔
(۸) اے محبوب! اگر تو مجھے اپنی تلوار سے مار بھی ڈالے تو میں پھر بھی تجھ سے اپنا منہ نہ پھیروں گا۔ اپنے سر کو میں ڈھال بنا لوں گا اور تیرے شکار بند سے ہاتھ ہرگز نہ کھینچوں گا۔ یعنی

ع — سرِ تسلیم خم ہے جو مزاجِ یار میں آئے

(۹) اے حافظ! دنیا کی نظروں میں اس وقت تیری قدر و منزلت ہوگی، مقبولیت ہوگی، جب تو اپنی پیشانی نہایت عاجزی و انکساری سے اُس محبوب کے دروازے پر رکھ دے گا۔

---

1. بعض نسخوں میں آنگہے کی جگہ جہان ہے اور ''بر درش بنہی'' کی جگہ ''بر در تو نہد'' ہے۔

ردیفِ لامِ عربی (ل)

غزل نمبر(۱)

(۱) اگر بکوئے تو باشد مرا مجال وصول — رسد ز دولتِ وصلِ تو کارِ من بحصُول[۱]

(۲) قرار بردہ ز من آں دو سنبلِ مشکیں — خراب کردہ مرا آں دو نرگسِ مکحول[۲]

(۳) دِل از جوہرِ مہرِ تو صیقلے دارد — بود ز زنگِ حوادث ہر آئنہ مصقول

(۴) منِ شکستۂ بدحال زندگی یابم — دراں زماں کہ بہ تیغِ غمت شوم مقتول

حل لغات:

* مجال۔طاقت * بحصول۔حاصل ہوجائے * سُنبلِ مشکیں۔خوشبودار زلفیں * نرگسِ مکحول۔سرگیں آنکھیں * مہر۔محبت * صیقلے۔صیقل کرنا' جلا پانا * مصقول۔صیقل کیا ہوا * مقتول۔قتل کیا ہوا۔

ترجمہ:

(۱) اے محبوب! اگر مجھے تیرے کوچے میں پہنچنے کی طاقت مل جائے تو پھر تیرے وصل کی دولت سے میرا دِلی مقصد حاصل ہوجائے ۔میں کامیاب وکامران ہوجاؤں۔

(۲) میرے دل کا صبر وقرار وہ دوسیاہ اور مشک جیسی خوشبودار زلفیں لے گئی ہیں۔ان دُو سرگیں آنکھوں نے مجھے مست و مدہوش کرکے رکھ دیا ہے۔

(۳) اے محبوب! تیری محبت کے جوہر سے میرے دل کو جلا ملتی ہے اور اس زمانے کے حوادث سے صاف وشفاف رہتا ہے۔یعنی حادثوں کے زنگ سے صیقل ہوجاتا ہے۔منجھا ہوا ہوجاتا ہے۔

(۴) میں برباد وتباہ حال اس وقت زندگی پالوں گا جب میں اے محبوب! تیرے غم کی تلوار سے قتل ہوجاؤں گا۔گویا مجھے نئی زندگی مل جائے گی۔

(۵) چہ جُرم کردہ ام اے جان ودِل بحضرتِ تو — کہ طاعتِ منِ بیدل نمی شود مقبول

(۶) چو بر درِ تو منِ بینوائے بے زر و زور — بہیچ باب ندارم رہِ خروج و دخول

---

۱ بعض نسخوں میں بحصول کی جگہ بہ اصول ہے۔

۲ بعض نسخوں میں یہ شعر یوں ہے: قرار بردہ زمن آں دو نرگسِ رعنا۔فراغ بردہ زمن آں دو جادوئے مکحول

(۷) کجا روم چہ کنم حالِ دِل کرا گوئیم؟[1] | کہ گشتہ اَم زغم و جورِ روزگار ملول
(۸) خراب ترز دِلِ من غمِ تو جائے نیافت | کہ ساخت در دلِ تنگم قرارگاہِ نزول
(۹) بدردِ عشق بساز وخموش شو[2] حافظؔ! | رموزِ عشق مکن فاش پیشِ اہلِ عقول

حل لغات:

٭ بحضرتِ تو۔تیری جناب میں ٭ بیدل۔عاشق ٭ بینوا۔بے سروسامان ٭ باب۔دروازہ ٭ خروج۔نکلنا ٭ دخول۔داخل ہونا ٭ کرا۔کس کو ٭ روزگار۔زمانہ ٭ ملول۔رنجیدہ' مغموم ٭ قرارگاہ۔قیام گاہ ٭ نزول۔نازل ہونا' اترنا ٭ رموز۔رمز کی جمع ٭ اہلِ عقول۔عقل مندودانالوگ۔

ترجمہ:

(۵) اے میری جان (دل) آخر میں نے تیری جناب میں ایسا کونسا جرم کیا ہے؟ کہ مجھ بیدل وعاشق کی بندگی مقبولیت سے سرفراز نہیں ہوتی۔ مجھے کیوں کامیابی وکامرانی نصیب نہیں ہوتی؟

(۶) میں تو تیرے دروازے پر بے سروسامان اور بے زروزور پڑا ہوا ہوں اور کسی بھی طریقے سے نہ تو اس کے اندر داخل ہونے کی سکت پاتا ہوں اور نہ یہاں سے چلے جانے کی ہی مجھ میں طاقت ہے۔

(۷) میں کہاں چلا جاؤں؟ اور کیا کروں؟ اس اپنے دل کا حال کسے بتاؤں؟ کیونکہ میں اس زمانے کے دکھ اور ظلم سے بڑی بُری طرح رنجیدہ خاطر ہو چکا ہوں۔ اس شعر سے چھٹے شعر کے ساتھ ملا کر پڑھیں۔

(۸) اے محبوب! تیرے غم کو میرے دل سے بڑھ کر خراب وتباہ جگہ کہیں اور نہ مل سکی۔ تبھی تو اس نے میرے تنگ اور تاریک دل میں نازل ہونے کی اپنی قیام گاہ بنالی ہے۔

(۹) اے حافظؔ! تو دردِ عشق کے ساتھ بنا کے رکھ اور خاموش ہو جا۔ عشق کے ان رازوں کو تو عقلمندوں کے آگے فاش مت کر۔ انہیں چھپائے رکھ کہ اسی میں بہتری ہے۔

----٭٭٭----

غزل نمبر (۲)

(۱) اے بُردہ دِلم را تو بدیں شکل و شمائل | پروائے کست نیست[3]، جہانے بتو مائل
(۲) گہ آہ کشم از دِل وگہ تیرِ تو از جان | پیشِ تو چہ گویم کہ چہا می کشم از دِل

---

[1] بعض نسخوں میں مصرع اول یوں ہے: کجاروم چہ کنم، چارہ از کجا جویم۔
[2] بعض نسخوں میں شو کی جگہ کُن ہے۔
[3] بعض نسخوں میں نیست کی جگہ نے ہے (معنیٰ ایک ہی ہے)

(۳) وصفِ لبِ لعلِ تو چگویم برقیباں　　نیکو نبود معنیِ نازک بر جاہل
(۴) ہر روز چو حسنت ز دِگر روز فزوں ست　　مہ را نتواں کرد بروئے تو مقابل

حل لغات:

* شمایل۔عادات واخلاق * گہ آہ کشم۔میں کبھی دل سے آہ کھینچتا ہوں * لب لعل۔سرخ لب * نیکو۔اچھی، بہتر * مقابل۔ آمنے سامنے۔

ترجمہ:

(۱) اے محبوب! تو نے اپنی اس صورت وسیرت کے ساتھ میرا دِل موہ لیا ہے۔تجھے تو کسی کی بھی کوئی پروانہیں ہے لیکن پوری دنیا تجھ پر مائل ہے۔

(۲) اپنے دل سے میں کبھی آہ کھینچتا ہوں اور کبھی اس جان سے تیرا تیر نکالتا ہوں۔میں تیرے سامنے کیا کہوں؟ کہ اپنے دِل سے کیا کچھ نکال رہا ہوں۔

(۳) میں تیرے سرخ لبوں کی خوبیاں رقیبوں سے کیا بیان کروں؟ کہ جاہل اور بیوقوف کے سامنے معنی کی نزاکت کو بیان کرنا ہرگز اچھا نہیں ہوتا۔

(۴) اے محبوب! ہر روز ہی چونکہ تیرا حسن و جمال دوسرے روز سے بڑھ کر ہوتا ہے۔اس لیے اس چاند کو تیرے چہرے کے سامنے پیش نہیں کیا جاسکتا۔یعنی چاند کا حسن یکساں ہے اور تیرا حسن روزافزوں ہے۔

(۵) دِل بردی وجاں می دہمت غم چہ فرستی　　چوں نیک حریفیم چہ حاجت بمحصل
(۶) حافظ چو تو پا در حرمِ عشق نہادی　　در دامنِ او دست زن و از ہمہ بگسل

حل لغات:

* دست در دامن زدن: دامن پکڑ لینا، تھام لینا۔ * غم چہ فرستی۔تو غم کیا بھیجتا ہے * بمحصل۔محصول * حرم۔چار دیواری * بگسل۔قطع تعلق کرلے۔

ترجمہ:

(۵) اے محبوب! تو نے دل لے لیا ہے اور اب میں تجھ پر جان بھی دیتا ہوں۔پھر تو میری طرف اپنا غم کیوں بھیجتا ہے؟ جب میں معاملے میں کھرا ہوں تو پھر مجھ سے یہ محصول لینے کی کیا ضرورت ہے؟

(۶) اے حافظؔ! تو نے جب اس عشق کے حرم میں قدم رکھ ہی لیا ہے تو اب تو اس کا دامن مضبوطی سے پکڑ لے اور سب سے تعلق منقطع کرلے کیونکہ عشق سے تعلق ہوتے ہوئے کسی اور سے تعلق کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔

(نوٹ) بعض نسخوں میں یہ غزل ناپید ہے۔

----***----

غزل نمبر (۳)

(۱) اے رخت چوں خلد و لعلت سلسبیل — سلسبیلت کردہ جان و دِل سبیل
(۲) سبز پوشانِ خطت بر گردِ لب — ہمچو مورانند گردِ سلسبیل
(۳) ناوکِ چشمِ تو در ہر گوشۂ — ہمچو من افتادہ دارد صد قتیل
(۴) یارب ایں آتش کہ درجانِ من ست — سرد کن زانساں کہ کردی بر خلیل

حل لغات:

* خلد۔ بہشت * لعلت۔ تیرے لبِ لعلیں * سلسبیل۔ جنت کی ایک نہر کا نام * سبیل۔ راستہ، وقف کر دینا * سبز پوشانِ خطت۔ تیرے لب کے گرد خط کا سبزہ * موراں۔ مور، چیونٹی * ناوک۔ تیر * قتیل۔ قتل ہوئے، جو قتل ہو جائے، مقتول * خلیل۔ حضرت ابراہیم خلیل اللہ جنہیں نمرود بادشاہ نے آگ میں پھینک دیا تھا اور آگ گلزار بن گئی تھی۔ * زانساں: زاں ساں، اس طرح

ترجمہ:

(۱) اے میرے محبوب! تیرے رُخ کا جلوہ بہشت جیسا ہے اور تیرے یہ لبِ لعلیں جنت کی نہر جیسے ہیں۔ اور سلسبیل نے اپنے جان و دِل کو تیرے لیے وقف کر لیا ہے۔

(۲) اے محبوب! تیرے لبوں کے اردگرد خط کا سبزہ ایسا ہے کہ جس طرح جنت کی نہر سلسبیل کے اردگرد چیونٹیاں جمع ہو گئی ہوں۔

(۳) اے محبوب! تیری آنکھ کے تیر ہر گوشے میں مجھ جیسے سینکڑوں مقتول دیکھتے ہیں۔ یعنی سینکڑوں مقتول گرے پڑے ہیں۔

(۴) اے میرے خدا! یہ آگ جو میری جان میں دہک رہی ہے تو اسے بالکل اس طرح ٹھنڈی کر دے کہ جس طرح تو نے حضرت ابراہیم علیہ السلام پر ٹھنڈی کی تھی۔

(۵) من نمی یابم مجال اے دوستاں — گرچہ او دارد جمالے بس جمیل
(۶) پائے ما لنگ ست و منزل بس دراز — دستِ ما کوتاہ و خرما بر نخیل
(۷) حُسنِ ایں نظم ازبیاں مستغنی ست — بر فروغِ خور کسے جوید دلیل
(۸) آفریں بر کِلکِ نقاشے کہ دارد — بکرِ معنی را چناں حُسنِ جمیل

حل لغات:

* مجال۔ طاقت، دسترس * بس جمیل۔ بے پناہ حسن و جمال * لنگ۔ لنگڑا * کوتاہ۔ نیچا، چھوٹا * خرما۔ کھجور * نخیل۔ کھجور کا درخت * مستغنی۔ بے نیاز * خور۔ خورشید، سورج * فروغ۔ روشنی * آفرین۔ کلمۂ تحسین۔ شاباش * کلِک۔ قلم * بکرِ معنی

۔معنی کی دوشیزہ۔نادر وعمدہ معنی۔

ترجمہ:

(۵) اے میرے دوستو! میں اُس محبوب کے جلوے کی تاب نہیں رکھتا ہوں کیونکہ اس کا حسن و جمال بے پناہ ہے۔وہ بے حد حسین و جمیل ہے۔

(۶) ہمارا پاؤں لنگڑا ہے اور میری منزل بہت ہی دور ہے۔ہاتھ میرا چھوٹا و نیچا ہے اور کھجوریں اونچے درخت پر لگی ہوئی ہیں۔یعنی منزل دور ہے اور ہمارے وسائل محدود ہیں اس لئے منزل مراد تک نہیں پہنچ پاتے۔

(۷) اس غزل کی خوبی بیان سے بے نیاز ہے۔یعنی اس غزل میں جو خوبیاں ہیں انہیں بیان نہیں کیا جاسکتا یا بیان کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے کیونکہ سبھی کو دکھائی دے رہی ہیں۔سورج کی روشنی کے لیے کسی دلیل کی کوئی ضرورت نہیں ہوتی۔بقول رومیؒ: ع آفتاب آمد دلیلِ آفتاب

(۸) شاباش اُس نقاش کے قلم پر کہ جس نے معنی کی دوشیزہ کو اس قدر حسن و جمال دیا۔انتہائی خوبصورتی سے نوازا۔

(۹) معجز ست این شعر یا سحرِ حلال ہاتف آورد ایں سخن یا جبرئیل

(۱۰) کس نداند گفت شعرے زیں نمط کس نیارد سفت دُرّے زیں قبیل

(۱۱) حافظ از سر پنجۂ عشقِ نگار ہمچو مور افتادہ زیرِ پائے پیل [1]

حل لغات:

٭ معجز۔معجزہ ٭ سحر۔جادو ٭ ہاتف۔فرشتہ ٭ سخن۔کلام،شعر ٭ نمط۔طورطریقہ،طرز،قسم ٭ قبیل۔انداز،طور ٭ نگار۔محبوب ٭ مور۔چیونٹی ٭ پیل۔ہاتھی۔

ترجمہ:

(۹) یہ میرے اشعار معجزہ ہیں یا کہ حلال جادو ہیں؟ یہ کلام ہاتف لایا ہے یا کہ حضرت جبریل علیہ السلام لائے ہیں؟ یعنی میرا یہ کلام معجزنما ہے اور اس طرح کی غزل کوئی انسان نہیں کہہ سکتا۔(اس میں کوئی شک نہیں ہے)

(۱۰) اس قسم کے اشعار کوئی بھی شخص کہنے نہیں جانتا۔کوئی شخص بھی اس خوبصورت انداز سے موتی نہیں پرو سکتا۔

(۱۱) محبوب کے عشق کے پنجہ سے یہ حافظ اس طرح عاجز ہے کہ جیسے کوئی چیونٹی ہاتھی کے پاؤں کے نیچے ہو۔یعنی عشق کے سامنے عاشق بیچارے کی کوئی حیثیت نہیں ہوتی۔

(نوٹ) بعض نسخوں میں شعر نمبر 7 تا 9 شامل نہیں اور بعض میں یہ شعر شامل غزل ہے:

شاہِ عالم را بقا و عزّ و ناز
باد و ہر چیزے کہ باشد زیں قبیل

---

[1] بعض نسخوں میں یہ مقطع ہے: ؎ حافظا! گر معنے داری بیار۔ورنہ دعویٰ نیست غیر از قیل وقال (جو زیادہ موزوں ہے)

غزل نمبر (۴)

(۱) بعہد[1] گل شدم از توبہء شراب خجل — کہ کس مباد ز کردارِ ناصواب خجل
(۲) صلاحِ من ہمہ جامِ مے است و من زیں بخت — نیم ز شاہد و ساقی بہیچ باب خجل
(۳) زخوں کہ رفت مرا[2] دوش در سراچہء چشم — شدیم در نظرِ رہروانِ خواب خجل
(۴) تو خوبروئے تری[3] ز آفتاب شکرِ خدا — کہ نیستم ز تو در روئے آفتاب خجل
(۵) رواست نرگسِ مست ار فگند سر در پیش — کہ شدز شیوۂ آں چشمِ پُر عتاب خجل

حل لغات:

٭ بعہد گل۔ موسم بہار میں ٭ خجل۔ شرمندہ ٭ مباد۔ نہ ہو، نہ رہے ٭ ناصواب۔ نادرست، ریا کاری ٭ صلاح۔ بہتری ٭ شاہد۔ محبوب ٭ بہیچ باب۔ کسی طور بھی ٭ سراچہ۔ چھوٹا مکان ٭ رِہروان۔ مسافر، راہی ٭ تو خوبروئے۔ تو خوبصورت ہے۔

ترجمہ:

(۱) میں بہار کے موسم میں شراب سے توبہ کر کے اس قدر شرمندہ ہوا ہوں کہ خدا کرے کوئی غلط کام سے ایسا شرمندہ نہ ہو۔ یعنی اتنا جتنا کہ میں شرمندہ ہوا ہوں۔

(۲) میری تمام اصلاح و بہتری شراب کے پیالے کی ہی بدولت ہے اور میں اپنے اس نصیب پر ساقی اور محبوب سے کسی طور بھی شرمندہ نہیں ہوں۔

(۳) اُس خون کے سبب سے کہ جو کل رات میری آنکھوں کے مکان سے جاری ہوا۔ میں خواب کے مسافروں کی نگاہوں میں شرمسار ہو کر رہ گیا ہوں کیونکہ میں نے ان خواب کے مسافروں (حسینوں) کو کہ جو آنکھوں کے راستے سے آتے ہیں، کی راہ خونباری سے خراب کر دی ہے۔

(۴) اے محبوب! تو آفتاب سے بھی بڑھ کر خوبصورت ہے۔ خدا کا شکر ہے کہ میں تیری وجہ سے سورج کے سامنے شرمندہ نہیں ہوں۔

(۵) اگر اُس مست نرگس نے اپنا سر جھکا لیا ہے تو روا ہے کیونکہ وہ اس کی پُر عتاب آنکھ کے طور طریقوں سے شرمندہ ہو کر رہ گئی ہے۔

---

1. بعض نسخوں میں بعہد کی جگہ بوقت ہے۔
2. بعض نسخوں میں مرا کی جگہ شب اور در کی جگہ از ہے۔
3. بعض نسخوں میں ''تو خوبروئے تری'' کی جگہ ''تو ئی کہ خوبتری'' ہے۔

(۶) بود کہ یار نپرسد گنہ زخلقِ کریم [1] کہ از سوال ملولیم و از جواب خجل
(۷) بزیرِ لب ز چہ رو جام زہر خندہ زند اگر نہ از لبِ لعلِ تو شد شراب خجل
(۸) رُخ از جنابِ تو عمریست تا نتافتہ اَم نیم بیاریِٔ توفیق ازیں جناب خجل
(۹) ازآں نہفتہ رُخِ خویش در نقابِ صدف کہ شد زنظمِ خوشش لولوئے خوشاب خجل
(۱۰) حجابِ ظلمت ازآں بست آبِ خضر کہ گشت زنظم [2] حافظ وایں طبع ہمچو آب خجل

حل لغات:

* ملولیم۔ہم رنجیدہ ہیں * زہر خندہ۔اس ہنسی کو کہتے ہیں جو کہ کھسیانے ہوکر ہنسی جائے * لبِ لعل۔سرخ لب * جناب۔بارگاہ * نتافتہ اَم۔میں نے منہ نہیں پھیرا * صدف۔سیپ * لولوئے۔موتی * خوشاب۔آب وتاب سے بھرے ہوئے موتی' آبدار موتی * حجاب۔پردہ * ظلمت۔تاریکی * آبِ خضر۔آبِ حیات۔

ترجمہ:

(۶) ہوسکتا ہے کہ دوست اپنے کریمانہ اخلاق کی وجہ سے ہم سے گناہوں کے متعلق باز پرس نہ کرے کیونکہ ہم سوال سے بڑے رنجیدہ خاطر ہوجاتے ہیں اور جواب سے شرمندہ۔
(۷) لبوں کے نیچے جام کیسی کھسیانی ہنسی ہنس رہا ہے؟ اگر یہ شراب تیرے ان سرخ لبوں سے شرمندہ نہیں ہوتی تو؟
(۸) اے محبوب! میں نے ساری عمر تیری بارگاہ سے اپنا منہ نہیں پھیرا اس لیے میں توفیق (قسمت) کی مدد سے اس درگاہ سے شرمندہ نہیں ہوں۔
(۹) آب وتاب سے بھرے موتی نے اپنا چہرہ اس لیے سیپ کے نقاب میں چھپالیا ہے کہ وہ حافظ کے اشعار کے موتیوں کی چمک سے شرمندہ ہوگئے ہیں۔
(۱۰) آبِ حیات نے اپنا چہرہ اس لیے تاریکی کے حجاب میں چھپالیا ہے کہ وہ حافظؔ کے پُرمغز کلام اور اس کی طبع رِواں سے شرمندہ ہوگیا ہے۔
(نوٹ) بعض نسخوں میں شعر نمبر 7 تا 9 شامل غزل نہیں ہیں۔

----***----

[1] بعض نسخوں میں مصرع اول یوں ہے: بود کہ یار نرنجد زما بخلق کریم۔
[2] بعض نسخوں میں نظم کی جگہ شعر اور ایں کی جگہ آں ہے اور بعض میں ایں کی جگہ "واز" ہے۔

غزل نمبر(۵)

(۱) خوشخبر باش اے نسیمِ شمال! — کہ بما می رسد زمانِ وصال
(۲) مَا بَسلْمىٰ و مَن بِذِیْ سلّم — اَینَ جِیْرانَنا وکیف اَلْحال
(۳) عرصۂ بزم گاہ خالی ماند — از حریفان و رطلِ مالا مال
(۴) عِفّتِ الدّار بعدِ عافیۃٍ — فَاسْئلو حَالَھا عنِ الْاَطْلال

حل لغات:

* خوشخبر۔خوشخبری دینے والی * ماسلمےٰ۔سلمٰی (محبوب) کا کیا حال ہے * ومن بذی سلّم۔اور ذی سلم (وادی) میں کون ہے * این۔کہاں * جیراننا۔ہمارے پڑوسی (یہ شعر عربی زبان میں ہے) * عرصہ۔میدان * حریفان۔میخوار دوست * رطل۔شراب کا بڑا پیالہ * عفت الدّار۔گھر مٹ گیا * بعد عافیۃ۔عیش وعشرت کے بعد * فاسئلوا۔سوال کرو * حالہا۔اس کا حال * عن الاطلال۔کھنڈرات کے متعلق۔

ترجمہ:

(۱) اے شمال کی ہوا! تو ہمیشہ خوشخبری دینے والی ہی رہے۔(تو ہمیشہ خوش رہے) کہ تیری وجہ سے ہی مجھ تک محبوب کے وصل کا زمانہ پہنچتا ہے۔

(۲) سلمےٰ کو کیا ہوا اور ذی سلم میں کون ہے؟ ہمارے ہمسائے کس جگہ پر ہیں؟ اور ان کا کیا حال ہے؟ وہ کس حال میں ہیں؟

(۳) مجلس کا میدان میخوار دوستوں اور شراب کے بے شمار بھرے ہوئے پیالوں سے یکسر خالی رہ گیا ہے۔ ہر طرف ویرانی کا سا سماں ہے۔

(۴) عیش وعشرت اور خوشی ونشاط کے بعد گھر بے نشان ہو چکا ہے اور اس کا حال تم ان کھنڈرات سے پوچھو کہ یہی جواب دیں گے۔

(۵) سایہ افگند حالیا شبِ ہجر — تاچہ بازند شب روانِ خیال
(۶) قصتہ الْعشقِ لَا اِنْفِصَام لَھَا — وصَمْتُ ھُھنا لِسَانُ الحال
(۷) ترکِ ما سوئے کس نمی نگرد — آہ ازیں کبریا و جاہ و جلال
(۸) یا بریدُ الحِمیٰ حَماكَ اللّٰہ — مرحبا مرحبا تَعالِ تعال
(۹) حافظا عشق و صابری تاچند — نالۂ عاشقاں خوش ست بنال

حل لغات:

* شب رواں۔ڈاکو،لٹیرے * حالیا۔اب * تا چہ بازند۔کیسے بازی کھیلتے ہیں * لا انفصام۔جس کی انتہا نہ ہو * انفصام۔ختم ہوجانا * صمت۔خاموش ہوگئی * کبریا۔بڑائی والا * ترکِ ما۔ہمارا معشوق * برید۔قاصد * حماک اللہ۔اللہ تیری مدد کرے * تعال تعال۔خوش آمدید * بنال۔رو، فریاد کر۔

ترجمہ:

(۵) جدائی کی رات نے اب چار سو سایہ ڈال دیا ہے۔اب دیکھیں کہ خیالات کے چور کیا بازی کھیلتے ہیں؟یعنی جدائی کی رات نے ہر سو اندھیر مچا دیا ہے اور اب عجیب وغریب خیالات دل میں آئیں گے۔

(۶) عشق کی داستان کبھی ختم نہیں ہوسکتی۔اور یہاں پر زبان حال بھی خاموش ہے۔یعنی عشق کا قصہ کسی بھی صورت میں بیان نہیں کیا جاسکتا۔

(۷) ہمارا محبوب کسی کی طرف بھی آنکھ اُٹھا کر نہیں دیکھتا اس کی اس کبریائی اور جاہ وجلال سے فریاد ہے کہ وہ کسی پر نظر التفات کرتا ہی نہیں ہے۔

(۸) اے محبوب کے شہر کے قاصد!اللہ تیری امداد کرے۔مرحبا!مرحبا!خوش آمدید خوش آمدید!

عؑ اے کہ آمدنت باعثِ خوشنودیٔ ما

(۹) اے حافظ!عشق اور صبر بھلا کب تلک؟عاشقوں کا فریاد کرنا ہی اچھا لگتا ہے لہٰذا تو فریاد ہی کیے جا۔

-----***-----

غزل نمبر(۶)

(۱) دارائے جہاں نصرتِ دین خسروِ کامل — یحییٰ بن مظفّر ملکِ عالم و عادل

(۲) اے آنکہ در اسلام پنا ہے تو کشودہ — بر روئے جہاں روزنۂ جان وتن و دِل [1]

(۳) تعظیم تو بر جان و خرد واجب و لازم — انعامِ تو برکون و مکان فائض وشامل

(۴) روزِ ازل از کِلکِ تو یک قطرہ سیاہی — بر روئے مہ افتاد کہ شد حلِّ مسائل

حل لغات:

* دارائے جہاں۔دنیا کا دارا(بادشاہ)دارا ایران کا قدیم بادشاہ * خسروِ کامل۔عظیم الشان بادشاہ * یحییٰ۔نصرت الدین یحییٰ بن

[1] بعض نسخوں میں مصرع ثانی یوں ہے: بر روئے زمین روزنۂ جان ودرحال۔

مظفر حاکم یزد، ممدوح خواجہ حافظ) * روزنہ۔ کھڑکی * روزِازل۔ازل کے دن سے' شروع سے * کلک۔قلم۔ * فائض: فیض پہنچانے والا۔

ترجمہ:

(۱) جہان کا بادشاہ دین کا حامی و ناصر اور صاحب کمال عظیم الشان بادشاہ یحییٰ بن مظفر ہے جو کہ بڑا عالم اور انصاف پسند تاجدار ہے۔

(۲) اے کہ اسلام میں تیری پناہ نے دنیا کے چہرے پر جان جسم اور دل کی کھڑکی کھول رکھی ہے۔یعنی تو دین اسلام کا زبردست حامی ہے اور ہر کسی کی مدد کرتا ہے۔

(۳) عقل اور جان پر تیری تعظیم لازم و واجب ہے اور تیرا انعام ساری دنیا کے لیے فیض پہنچانے والا اور ہماری حالت میں جاری وشامل ہے۔

(۴) روز ازل کے دن ہی تیرے قلم سے سیاہی کا ایک قطرہ چاند کے چہرے پر پڑ گیا تھا۔جس سے سارے مسئلے حل ہو گئے۔یعنی روز ازل ہی میرے ممدوح کا نام دنیا کے منتظم حضرات میں لکھا گیا ہے۔

(۵) خورشید چو آں خالِ سیہ دید بدل گفت — اے کاش [1] کہ من بودمے آن بندۂ مُقبل

(۶) شاہا فلک از بزمِ تو در رقص وسماع ست — دستِ طرب از دامنِ ایں سلسلہ [2] مکسل

(۷) مَے نوش و جہاں بخش کہ از خمِ [3] کمندت — شد گردنِ بدخواہ گرفتارِ سلاسل

(۸) چوں دورِ فلک [4] یکسرہ بر منہجِ عدل ست — خوش باش کہ ظالم نبرد راہ بمنزل

(۹) حافظ قلمِ شاہِ جہاں مقسمِ رزق ست — از بہرِ معیشت مکن اندیشۂ باطل

حل لغات:

* خورشید۔سورج * خالِ سیہ۔سیاہ تل * مُقبل۔مقبول * رقص سماع ست۔ناچ راگ میں مست ہے * دستِ طرب۔خوشی کا ہاتھ * مکسل۔نہ کھینچ * خم کمندت۔تیری کمند کے خم سے * سلاسل۔زنجیریں * یکسرہ۔سراسر * منہج۔راستہ * شاہِ جہاں۔دنیا کا بادشاہ * مُقسم۔تقسیم کرنے والا * معیشت۔روزی * باطل۔فضول۔

ترجمہ:

(۵) سورج نے جب اُس کے سیاہ تل کو دیکھا تو دل میں کہا کہ کاش میں ہی وہ مقبول بندہ ہوتا۔یعنی سورج نے اپنی بے پناہ روشنی چھوڑ کر محبوب کے رخسار کا سیاہ تل بننے کی آرزو کی۔اصل میں اس نے محبوب کے رخسار کا تل دیکھ کر رشک کیا۔(تل کو مقبول

[1] بعض نسخوں میں کاش کی جگہ کاج بمعنی کاش ہے اور بندہ کی جگہ ہندوئے ہے۔

[2] بعض نسخوں میں سلسلہ کی جگہ زمزمہ ہے۔

[3] بعض نسخوں میں خم کی جگہ زلف ہے۔

[4] بعض نسخوں میں چوں دورِ فلک کی جگہ دورِ فلکی ہے۔

بندہ اس لیے کہا کہ وہ ہمیشہ چہرے پر رہتا ہے۔)

(۶) اے بادشاہ! یہ آسمان تیری محفل کے ناچ گانوں سے مست ہو چکا ہے۔اب تو اس سلسلے کے دامن سے اپنا خوشی کا ہاتھ مت کھینچ۔

(۷) تو شراب نوشی کر اور جہان پر بخشش کرتا رہ کہ تیری کمند کے خم سے دُشمن کی گردن زنجیروں میں جکڑ دی گئی ہے۔

(۸) چونکہ آسمان کی گردش سراسر انصاف کے راستہ پر ہے۔اس لیے تو خوش وخرم رہ کہ ظالم منزل تک نہیں پہنچ سکتا۔یعنی تیرے عہد میں ہر کسی کو پورا پورا انصاف مل رہا ہے لہٰذا تو عیش وراحت سے زندگی گزار کیونکہ تیرے دشمن جو ظلم وستم کو روا رکھتے ہیں کبھی دِل کی مراد نہیں پا سکتے۔

(۹) اے حافظ! دنیا کے بادشاہ کا قلم روزی تقسیم کرنے والا ہے۔تو معیشت کے لیے فضول فکر وغم (اور بیہودہ خیالات) نہ کر۔

-----***-----

غزل نمبر(۷)

(۱)	رہرواں را عشق بس باشد دلیل	آبِ چشم اندر رہش کردم سبیل
(۲)	موجِ اشکِ ما کے آرد در حساب	آنکہ کشتی راند در خونِ قتیل
(۳)	اختیاری نیست بدنامیٔ ما	ضَلّنی فِي الْعشقِ مَنَ يَهْدِی السّبیل
(۴)	بے مَے و مطرب بفردوسم مخواں	راحَتِی فِی الرّاح لَا فِی السّلسبیل
(۵)	آتشِ روئے بتاں بر خود مزن	ورنہ از آتش گزرکن چو خلیل

حل لغات:

* رہرواں۔راہی، مسافر، سالکان * دلیل۔راہنما * موجِ اشکِ ما۔میرے آنسوؤں کی موج (لہر) * قتیل۔شہید * ضَلّنی۔ مجھے گمراہ کردیا * من یہدی السبیل۔جو راستے کا رہنما تھا۔

ترجمہ:

(۱) سالکانِ طریقت کے لیے بس عشق ہی راہنما ہوتا ہے۔میں نے اپنے آنسوؤں کو ان کے راستے میں سبیل بنا دیا ہے۔ یعنی سالکوں کو عشق کے سوا کسی اور رہبر کی کوئی ضرورت نہیں اسی طرح کسی اور سبیل کی بھی حاجت نہیں۔آنسوؤں کی سبیل ہی کافی ہے۔

(۲) بھلا میرے آنسوؤں کی موج کو وہ کب اپنے شمار میں لاتا ہے؟ وہ محبوب کہ جس نے شہیدوں کے خون پر کشتی چلائی ہے۔

(۳) میرا یہ بدنام ہونا میرے بس کی بات نہیں ہے۔کہ مجھے عشق نے ہی گمراہ کیا ہے جو کہ راستے کا رہنما تھا۔جس نے راستہ دکھایا تھا۔

(۴) تو مجھے شراب اور گویے کے بغیر جنت میں مت بھیج کیونکہ میری خوشی تو شراب میں ہے نہ کہ جنت کے چشمے سلسبیل میں۔

(۶) یا مکن با پیلباناں دوستی — یا بنا کن خانۂ درخوردِ پیل
(۷) یا بنہ برخود کہ مقصد گم کنی — یا منہ پائے اندریں رہ بے دلیل
(۸) یا مکش بر چہرہ نیلِ عاشقی — یا فرو بر جامۂ تقویٰ بہ نیل
(۹) شاہ عالم را بقا و عزّ و مال — باد و ہر چیزے کہ خواہد زیں قبیل
(۱۰) حافظا! گر معنی داری بیار — ورنہ دعویٰ نیست غیر از قال و قیل[1]

حل لغات:

٭ پلبان۔ہاتھی والا ٭ پیل۔ہاتھی ٭ بے دلیل۔بغیر راہنما کے ٭ نیل عاشقی۔عاشقی کا رنگ، بدنامی کا رنگ ٭ شاہ عالم۔دنیا کا بادشاہ ٭ زیں قبیل۔اس قسم کی ٭ قال و قیل۔فضول گفتگو، بحث و تمحیص۔

ترجمہ:

(۶) یا تو تو ان ہاتھی والوں کو اپنا دوست نہ بنا۔اور یا پھر اپنا گھر بھی ہاتھی کے گزرنے کے قابل بنالے۔

(۷) یا تو تو یہ جان لے کہ تو اپنا مقصد گنوا رہا ہے۔اور یا پھر کسی رہنما کے بغیر اس راستے میں کبھی قدم ہی نہ رکھ۔

(۸) یا تو تو! اپنے چہرے پر عاشقی کا رنگ نہ چڑھا یا پھر تو اپنی پرہیز گاری کے لباس کو دریائے نیل میں غرق کر دے۔یعنی اگر تم عشق اختیار کرنا چاہتے ہو تو پھر تقویٰ کو خیر باد کہہ دو۔

(۹) جہان کے بادشاہ کی عمر اور اس کے مال و جاہ کو بقا حاصل ہو۔اور ہر وہ چیز جو اس قسم کی وہ چاہے اسے ملے۔نصیب ہو۔

(۱۰) اے حافظ! اگر تو اپنے ذہن میں حقایق و معانی کی پونجی رکھتا ہے تو اسے پیش کر ورنہ تیرا خالی دعویٰ تو فضول قسم کی گفتگو کے مترادف ہے۔

(نوٹ) بعض نسخوں میں یہ غزل ناپید ہے اور بعض میں یہ دو اشعار زائد ہیں:

یا رسومِ پیل باناں یاد گیر — یا مدہ ہندوستاں بربادِ پیل
عقل در حُسنش نمی یابد بدَل — طبع در وصفش نمی باید بدیل

----٭٭٭----

[1] بعض نسخوں میں اس مقطع کی جگہ غزل نمبر 3 والا مقطع ہے۔

غزل نمبر(۸)

(۱) ہر نکتہ کہ گفتم در وصفِ آں شمائل ۔۔۔ ہرکس شنید گفتا للہ دُرُّ قائل
(۲) دِل دادہ[۱] بیارے عاشق کشے نگارے ۔۔۔ مَرضِیۃُ السّجایا محمودۃُ الْخصائِل
(۳) تحصیلِ عشق و رندی آساں نمود اوّل ۔۔۔ جانم بسوخت آخر درکسب ایں فضائل
(۴) گفتم کہ کے بہ بخشی برجانِ ناتوانم ۔۔۔ گفت آں زماں کہ نبود جاں درمیانہ حائل

حل لغات:

* شمائل۔عادات واخلاق خوبیاں * مرضیۃ۔پسندیدہ * السجایا۔عادات * محمودۃ۔تعریف کے قابل * تحصیل۔حاصل کرنا * فضائل۔فضیلتیں * کے۔کب * ناتواں۔کمزور لاغر۔

ترجمہ:

(۱) میں نے ہر وہ نکتہ جو کہ اس محبوب کی عادات واخلاق کے بارے میں بیان کیا، اسے سن کر ہر کسی نے یہی کہا کہ ”کہنے والے کی خوبی اللہ تعالیٰ ہی کے لیے ہے۔“ (عرب میں جب کسی کی کوئی خوبی بیان کرتا ہے تو یہ جملہ بولتے ہیں)

(۲) تو نے ایک ایسے محبوب کو دل دیا ہے جو عاشقوں کو قتل کرنے والا ہے۔(عاشق کش ہے) اگرچہ اس کی عادتیں اچھی ہیں اور خصلتیں تعریف کے قابل ہیں۔

(۳) عشق اور رندی کا حاصل کرنا پہلے پہلے تو بڑا آسان معلوم ہوتا تھا لیکن آخر میں ان فضیلتوں کے حاصل کرنے میں میری جان ہی جل گئی۔

(۴) میں نے اُس سے کہا کہ تو میری اس ناتواں جان پر کب رحم کرے گا۔ تو اس نے جواب دیا کہ میں اس وقت (رحم کروں گا) کہ جب جان درمیان میں حائل نہ ہوگی۔

(۵) حلّاج برسرِ دار ایں نکتہ خوش سراید ۔۔۔ از شافعی مپرسید امثالِ ایں مسائل
(۶) دردا کہ بردرِ خود بارم نداد دِلبر ۔۔۔ چندانکہ از جوانب انگیختم وسائل
(۷) درعین گوشہ گیری بودم چوچشمِ مستت ۔۔۔ اکنوں شدم چو مستاں بر ابروئے تو مائل
(۸) از آبِ دیدہ صد راہ طوفانِ نوح دیدم ۔۔۔ ازلوحِ سینہ ہرگز نقشت نہ گشت زائل
(۹) اے دوست دستِ حافظ تعویذِ چشمِ زخم ست ۔۔۔ آیا بود[۲] کہ بینم در گردنت حمائل

---

[۱] بعض نسخوں میں دادہ کی جگہ دادہ ام ہے [۲] بعض نسخوں میں آیا بود کی جگہ یارب ہے۔

حل لغات:

* حلاج ۔منصور حلاج جن کو انا الحق کہنے کی سزا میں دار پر چڑھایا گیا * شافعی ۔اہل سنت کے ایک امام کا نام، جو بڑے عالم و فاضل تھے، کہا جاتا ہے کہ انہی کے فتوئ سے منصور کو دار پر چڑھایا گیا تھا * دردا ۔افسوس ۔ * بارم نداد: مجھے باریابی نہ دی ۔ * اکنوں ۔اب * آب دیدہ ۔آنسو * لوح ۔تختی * زائل ۔مٹا * حمائل ۔لٹکا ہوا، پڑا ہوا۔

ترجمہ:

(۵) منصور حلاج نے دار پر چڑھتے ہوئے بڑا عمدہ راز فاش کیا تھا کہ تم اس قسم کے مسئلے مسائل امام شافعی سے ہرگز نہ پوچھو! یعنی یہ اہلِ ظاہر انا الحق کے راز کو نہیں سمجھ سکتے۔

(۶) افسوس کہ محبوب نے مجھے اپنے دروازے پر باریابی نہ بخشی ۔اگرچہ میں نے اس کے آستانے پر باریابی کے لیے ہر قسم کے وسائل استعمال کیے۔

(۷) تیری مست آنکھوں کی طرح میں بالکل گوشہ نشینی کی حالت میں تھا لیکن اب میں ان مستوں کی طرح تیرے ابروؤں پر مائل ہوں ۔(آنکھوں کو گوشہ نشین اس لیے کہا ہے کہ وہ پردے میں ہیں)

(۸) میں نے اپنے ان آنسوؤں کی وجہ سے سو بار طوفانِ نوح دیکھا لیکن پھر بھی اے محبوب تیری محبت کا نقش میرے دل کی تختی سے نہ مٹ سکا۔ یعنی میرے آنسوؤں کے سیلاب میرے دل سے تیرا نقش نہ مٹا سکے۔

(۹) اے دوست! حافظ کا یہ ہاتھ نظر بد کو دور کرنے کا تعویذ ہے ۔کیا یہ ممکن ہے کہ میں اسے تیری گردن میں پڑا ہوا دیکھ سکوں؟

(نوٹ) بعض نسخوں میں شعر نمبر 5 شامل غزل نہیں ہے۔

----***----

غزل نمبر (۹)

(۱) ہر کس کہ ندارد بجہاں مہرِ تو درِ دل	حقا کہ بود طاعتِ او ضائع و باطل
(۲) برداشتن از عشقِ تو دل فکرِ محال ست	از جانِ خود آساں بود از عشقِ تو مشکل
(۳) از عشقِ تو ناصح چہ مرا منع نمایدُ	اے دوست مگر ہم تو کنی حلِ مسائل
(۴) گشتیم جہاں راکہ بہ بینیم و ندیدیم	ہمچو تو کسے زیبا درشکل و شمائل

حل لغات:

* مہر ۔محبت * حقا ۔خدا کی قسم * طاعت ۔بندگی * باطل ۔ضائع، بے فایدہ * برداشتن ۔مصدر، ہٹالینا، اُٹھالینا * محال ۔ناممکن

٭ ناصح۔نصیحت کرنے والا ٭ زیبا۔حسین ٭ شمائل۔عادات واخلاق٬ سیرت۔

ترجمہ:

(۱) اے محبوب! اس دنیا میں جس شخص کے دل میں تیری محبت نہیں ہے خدا کی قسم اُس کی عبادت ضائع اور بے فایدہ ہے۔کسی بھی کام نہ آئے گی۔

(۲) اے محبوب! تیرے عشق سے دل ہٹا لینا ایک فکرِ محال ہے۔اپنی جان سے ہاتھ دھو لینا تو آسان ہے لیکن تیرے عشق سے منہ موڑ لینا بڑا ہی کٹھن کام ہے۔

(۳) تیرے عشق سے مجھے یہ ناصح منع کیوں کر رہا ہے؟ اے محبوب! میری تو سمجھ میں کچھ نہیں آ رہا۔ہاں تو ہی ہے کہ جو اگر اس مسئلے کو حل کرے کہ آخر وہ ایسا کیوں کر رہا ہے؟

(۴) ہم نے اس شوق میں ساری دنیا چھان ماری کہ کہیں دیکھیں مگر ابھی بھی کوئی تیرے جیسا نہ تو ہمیں حسین ہی نظر آیا اور نہ تیرے جیسے عادات واخلاق والا ہی دیکھا ہے۔یعنی ساری دنیا میں تیری صورت وسیرت جیسا کوئی بھی محبوب نہیں ہے۔

(۵) اے زاہدِ خود بیں بدرِ میکدہ بگزر   آں دلبرِ من بیں کہ بود میرِ قبائل
(۶) از وصل تو شستند رقیباں زطمع دست   چوں گشت مرا کامِ دل از لعلِ تو حاصِل
(۷) حافظ تو برو بندگیءِ پیر مغاں کن   بر دامنِ او دست زن و از ہمہ بگسل

حل لغات:

٭ خود بیں۔مغرور ٭ میر قبائل۔قبیلوں کا سردار ٭ شستند۔شستن مصدر دھونا ٭ لعل۔لب لعلیں ٭ پیر مغاں۔شراب خانے کا مہتمم ٭ بگسل۔توڑ دے۔

ترجمہ:

(۵) اے مغرور زاہد! تو شراب خانے کے دروازے سے گزر اور میرے محبوب کو جا کے دیکھ کہ جو تمام قبیلوں کا سردار بن چکا ہے۔

(۶) اے محبوب! تیرے وصل کی اُمید سے ان رقیبوں نے اپنے ہاتھ دھو ڈالے ہیں جبکہ تیرے سرخ لبوں سے میرے دِل کا مقصد بر آیا ہے۔پورا ہو گیا ہے۔

(۷) اے حافظ! تو جا اور پیر مغاں کی غلامی کر لے۔اس کے دامن کو تھام لے اور باقی ہر کسی سے اپنا تعلق توڑ ڈال۔

(نوٹ) بعض نسخوں میں یہ غزل شامل نہیں ہے۔

----٭٭٭----

غزل نمبر(۱۰)

(۱) بسحرِ چشمِ تو اے لعبتِ خجستہ خصال | برمزِ خطِّ تو اے آیتِ ہمایوں فال

(۲) بنوشِ لعلِ تو اے آبِ زندگائیٔ من | برنگ وبوئے تو اے نوبہارِ حسن و جمال

(۳) بآں صحیفۂ عارض کہ گشت گلشن چشم | بآں حدیقۂ بینش کہ شد مقالِ خیال

(۴) بآں عقیق کہ ماراست مُہر خاتمِ چشم | بآں گُہر کہ شماراست دربلیغ مقال

حل لغات:

* خجستہ خصال۔مبارک خصلتوں والا' نیک اوراچھی عادات والا * لعبت۔گڑیا' مرادمحبوب * ہمایوں فال۔مبارک فال * لعل۔ لبِ لعلیں * آبِ زندگانی۔آبِ حیات * صحیفہ۔کتاب' مقدس کتاب * عارض۔رخسار * حدیقہ۔باغ * بینش۔نظر * مقال۔گفتگو * عقیق۔ایک قیمتی پتھر جوسرخ رنگ کا ہوتا ہے * مُہر خاتم۔انگوٹھی کی مُہر * بلیغ مقال۔بلیغ کلام۔

ترجمہ:

(۱) اے مبارک خصلت والے محبوب! تیری آنکھ کے جادو کی قسم !اے مبارک فال! تیرے خط کی رمز کی قسم۔

(۲) اے میری زندگی کے آبِ حیات! تیرے میٹھے لب کی قسم۔اے حُسن و جمال کی نئی بہار تیرے رنگ اور تیری خوشبو کی قسم۔

(۳) تیرے اُس رخسار کے صحیفے کی قسم جو آنکھ کے لیے گلزار بن گیا اور قسم ہے نظر کے اُس باغ کی جو تصور کی گفتگو بن گیا۔

(۴) اُس عقیق کی قسم! جو ہماری آنکھ کی انگوٹھی کی مہر ہے۔اور اُس موتی کی قسم جو بلاغت سے بھر پور گفتگو میں تجھے حاصل ہے۔

(۵) بطیبِ خلق تو و نفحۂ شمامۂ گُل | بوئے زُلفِ تو و نکہتِ نسیمِ شمال

(۶) بجلوہ ہائے تو و شیوہ ہائے رفتنِ چشم | بعشوہ ہائے تو و غمزہ ہائے چشمِ غزال

(۷) بگردِ راہِ تو یعنی بسایۂ اُمیّد | بخاکِ پائے تو یعنی برشکِ آبِ زلال

(۸) بسروِ ماہ نمایت بآفتابِ بلند | بآستانِ رفیعت بآسمانِ جلال

(۹) کہ بے رضائے تو حافظ گرالتفات کند | بعمر باز نماند چہ جائے مال و منال

حل لغات:

* طیب۔پاک،پاکیزہ * نفحہ۔مہک * شمامہ۔خوشبو * نکہت۔خوشبو * نسیم شمال۔شمال سے چلنے والی ہوا * شیوہ ہائے۔ناز و انداز * عشوہ ہائے وغمزہ ہائے۔آنکھ کے اشارے مراد،ناز وانداز وادائیں * غزال۔ ہرن * آبِ زلال۔نتھرا ہوا پانی۔میٹھا پانی * بسرو ماہ نمایت۔تیرے چاند جیسے خوبصورت سرو کی قسم۔قد کی قسم * بعمر باز نماند۔تو زندہ نہ رہے * مال ومنال۔مال و

دولت۔منال جاگیر کو بھی کہتے ہیں۔

ترجمہ:

(۵) تیرے پاکیزہ اخلاق کی قسم اور پھول کی خوشبو کی مہلک کی قسم۔تیری زلف کی خوشبو کی قسم اور شمالی ہوا کی خوشبو کی قسم۔

(۶) تیرے جلووں اور تیری آنکھ کے ناز و انداز کی قسم۔تیری اداؤں اور ہرن جیسی آنکھ کے اشارے کی قسم۔(کیونکہ) ہرن کی آنکھیں خوبصورت ہوتی ہیں۔

(۷) تیرے راستے کی راہ کی خاک یعنی اُمید کے سائے کی قسم۔تیرے پاؤں کی خاک کی قسم جو کہ نتھرے ہوئے اور میٹھے پانی کے لیے بھی رشک کا باعث ہے۔

(۸) تیرے چاند کو دکھانے والے سرو جیسے قد کی قسم۔بلند و بالا آستانے کی قسم۔تیری اونچی درگاہ کی قسم اور پُرجلال آسمان کی قسم۔

(۹) اگر حافظ! تیری رضا (خوشنودی) کے بغیر کسی اور طرف دھیان کرے تو اس کی زندگانی ہی ختم ہوجائے۔مال و دولت اور جاگیرو جائیداد کا ذکر ہی کیا ہے؟ (مقطع میں سب قسموں کا جواب ہے)

(نوٹ) بعض نسخوں میں یہ غزل ناپید ہے۔

----***----

غزل نمبر (۱۱)

(۱) شَمَمْتُ رُوحَ وِدادٍ وَ شِمْتُ برقِ وصالٍ — بیا با بوئے ترا میرم اے نسیمِ شمال

(۲) اَحَادِیَا بجمالِ الْحَبِیْبِ قِفْ و انْزِلْ — کہ نیست صبرِ جمیلم در اشتیاقِ جمال

(۳) شکایتِ[1] شبِ ہجراں فروگزار اے دِل — بشکر آنکہ برافگند پردہ روزِ وصال

(۴) چو یار برسرِ صلح ست و عذر می خواہد[2] — تواں گزشت زجورِ رقیب درہمہ حال

حل لغات:

* شممت۔میں نے سونگھا * روح وداد۔خوشبودار ہوا * شمت برقِ وصال۔وصال کی بجلی * اَحادیا۔اے حدی خوانی کرنے والو! * جمال الحبیب۔دوستؐ کے اونٹ * قف وانزال۔ٹھہر اور پڑاؤ ڈال دے * شبِ ہجراں۔جدائی کی رات * فروگزار۔ترک کردے * برافگند: اٹھالیا۔ * تواں گزشت۔گزر جانا چاہیے * جور۔ظلم۔

---

[1] بعض نسخوں میں شکایت کی جگہ حکایت ہے اور فروگزار اے دل کی جگہ فروگزاشتہ بہ ہے۔

[2] بعض نسخوں میں می خواہد کی جگہ می طلبد ہے۔

ترجمہ:

(۱) میں نے عشق ومحبت کی خوشبودار ہوا سونگھی اور وصل کی بجلی کو دیکھا۔ (اے محبوب کے کوچے سے گزرنے والی) شمال کی ہوا آ کہ میں تیری خوشبو پر اپنی جان فدا کردوں۔

(۲) اے محبوب کے اونٹوں کے حُدی خواں! ٹھہر جا اور پڑاؤ ڈال دے کیونکہ محبوب کے حسن و جمال کے شوق میں مجھے اب صبر و قرار نہیں آ سکتا۔ صبر جمیل نہیں ہوسکتا۔

(۳) اے میرے دِل! تو جدائی کی رات کی شکایت چھوڑ دے۔ اس کا گلہ ترک کردے۔ اس شکریے میں کہ اُس نے وصال کے دن کا نقاب اپنے چہرے سے اُٹھا دیا ہے۔

(۴) جب محبوب صلح پر آمادگی کا اظہار کررہا ہے اور عذر بھی پیش کررہا ہے تو ہر حال میں رقیب کے ظلم وستم سے درگزر کرنا چاہیے۔

(۵) بیا کہ پردۂ گُل زیر[۱] ہفت خانۂ چشم — کشیدہ ایم بہ تحریر کارگاہِ خیال
(۶) بجز خیالِ دہانِ تو نیست در دلِ تنگ — کہ کس مباد چو من در پئے خیالِ محال
(۷) ملالِ مصلحتے می نمایم از جاناں — کہ کس بجہد نماند ز جانِ خود بملال
(۸) مرا دلیست پریشاں بدستِ غم پامال — چنانکہ ہیچ کسش نیست واقفِ احوال
(۹) قتیلِ عشقِ تو شد حافظِ غریب ولے — بخاکِ ما گزرے کن کہ خونِ مات حلال

حل لغات:

* ہفت خانہ چشم۔ آنکھ کے سات پردے * کارگاہِ خیال۔ دنیا' خیالی دینا * دہان۔ مُنہ * محال۔ ناممکن * ملال۔ رنج * جہد۔ کوشش * پامال۔ پاؤں کی نیچے ملنا * قتیل۔ شہید * خون مات۔ تیرے لیے ہمارا خون۔

ترجمہ:

(۵) آ کہ ہم نے آنکھ کے سات پردوں کے نیچے خیالوں کی دنیا پر پھولوں کا پردہ گرایا ہوا ہے۔ یعنی تیرا تصور چونکہ نازک ہے لہٰذا اسے آنکھ یا آنسوؤں کی تکلیف سے بچانے کے لیے راستے میں پھولوں کا پردہ تان رکھا ہے۔

(۶) میرے تنگ دل میں سوائے تیرے تنگ منہ کے خیال کے علاوہ اور کچھ نہیں ہے۔ کوئی شخص بھی میری طرح ناممکن خیال کے پیچھے نہ پڑے۔

(۷) میں مصلحت کی وجہ سے محبوب سے ملال کا اظہار کرتا ہوں کیونکہ کوئی شخص بھی اپنے محبوب سے جان بوجھ کر رنجیدہ خاطر نہیں ہوسکتا۔

(۸) میرا یہ پریشان دل غم کے ہاتھوں سے بری طرح پامال ہو چکا ہے۔ اس طرح کہ کسی کو بھی اس کے حال کی کچھ خبر نہیں ہے۔

---

[۱] بعض نسخوں میں زیر کی جگہ ریز ہے۔

(۹) غریب حافظؔ تیرے عشق میں شہید ہو گیا ہے لیکن تو ہماری قبر پر آ کیونکہ ہمارا خون تیرے لیے حلال ہے۔اس پر کوئی مواخذہ نہیں ہے۔

----***----

غزل نمبر (۱۲)

(۱) ساقی بیار بادہ کہ آمد زمانِ گُل	تا بشکیم توبہ دِگر درمیانِ گُل
(۲) کوریٔ خار خندہ[1] زناں تا چمن رویم	چوں بُلبُلاں نزول کنیم آشیانِ گُل
(۳) درصحنِ بوستاں قدحِ بادہ نوش کُن	کآیاتِ خوشدلی برسید از زبانِ گُل
(۴) گُل در چمن رسید مشو ایمن از فراق	یار و شراب خواہ و سرا بوستانِ گُل
(۵) حافظؔ وصالِ گُل طلبی ہمچو بُلبُلاں	جاں کن فدائے خاکِ رہِ باغبانِ گُل

حل لغات:

* بادہ۔شراب * زمانِ گُل ۔موسم بہار * کوری خار۔خار کو اندھا کرنا' مراد کانٹوں سے بے پروائی * قدح۔شراب کا بڑا پیالہ * آیات:علامات' نشانیاں * ایمن ۔امن وامان * فراق۔جدائی * حافظ وصال گل طلبی ۔اے حافظ اگر تو گل (محبوب) کے وصل کا طلبگار ہے۔

ترجمہ:

(۱) اے ساقی! تو شراب لا کہ موسم بہار آ گیا ہے۔تا کہ ہم پھر موسم بہار میں اپنی توبہ توڑ ڈالیں یعنی موسم بہار ایسا موسم ہے کہ اس میں توبہ ثابت رہ ہی نہیں سکتی۔

(۲) ہم کانٹوں سے بے پرواہو کر ہنسیں مسکرائیں اور باغ میں جائیں اور بُلبُلوں کی طرح پھول کے آشیانے میں پڑاؤ ڈالیں۔ آرام کریں۔(یعنی مزے لیں)

(۳) تو چمن کے صحن میں شراب کا بڑا پیالہ پی کیونکہ پھول کی زبان سے خوش دلی کی علامات ہم تک آ پہنچی ہیں۔یعنی پھول کھل اُٹھے ہیں اور جدائی کی اب کوئی فکر نہیں کرنی چاہیے۔محبوب اور شراب اور پھول طلب کرنے چاہئیں۔

(۴) پھول چمن میں آ گیا ہے لیکن تو جدائی سے بے فکر مت رہ۔اے میرے دوست! تو محبوب اور شراب چاہ اور پھولوں کے باغ کی طلب کر۔

(۵) اے حافظؔ اگر تو بلبلوں کی طرح پھولوں کا وصال چاہتا ہے یعنی محبوب کے وصل کا طلبگار ہے تو پھر تو باغبان کی راہ کی خاک پر

[1] بعض نسخوں میں خندہ کی جگہ نعرہ ہے۔

خودکو نچھاور کرائے۔

(نوٹ) بعض نسخوں میں یہ غزل شامل نہیں ہے۔

----***----

ردیفِ میمِ عربی (م)

غزل نمبر(۱)

(۱) آنکه پامالِ جفا کرده چو خاکِ راهم — خاک می بوسم و عذرِ کرمش[۱] می خواهم

(۲) من نه آنم که زجورِ تو بنالم حاشا — چاکرِ معتقد و بندهٔ دولت خواهم

(۳) ذرّهٔ خام و درکوئے تو ام وقت[۲] خوش ست — ترسم اے دوست که بادے ببرد ناگاهم

(۴) صوفیٔ صومعهٔ عالم قُدسم لیکن — حالیا دیرِ مغانست حوالت گاهم

حل لغات:

* جفا۔ظلم' بے وفائی * جور۔ظلم وستم * حاشا۔ہرگزنہیں * معتقد۔عقیدت مند * صومعہ۔خانقاہ' عبادت گاہ * دیرِ مغاں۔ شراب خانہ حوالت گاہ۔جائے پناہ۔

ترجمہ:

(۱) وہ کہ جس نے مجھے اپنی جفاؤں سے راستے کی خاک کی طرح پامال کیا ہے۔میں اس کی خاکِ پا کو چومتا ہوں اور اس کی مہربانی کا عذر پیش کرتا ہوں۔(چاہتا ہوں)

(۲) میں وہ نہیں ہوں کہ جو تیرے ظلم وستم سے آہ وفریاد کروں' ہرگز نہیں۔میں تو تیرا عقیدت مند ہوں۔نوکر اور خیر خواہ غلام ہوں۔

(۳) میں خاک کا ایک ذرّہ ہوں اور تیرے کوچے میں پڑا ہوا ہوں۔اور میرا وقت بڑا خوشی خوشی گزر رہا ہے لیکن اے دوست! مجھے ڈر یہ ہے کہ اچانک ہوا مجھے یہاں سے کہیں اُڑا نہ لے جائے۔یعنی ذرّہ ہوا میں اڑ کر تباہ وبرباد نہ ہو جائے۔

(۴) میں عالم قدس (پاکیزہ دنیا) کی خانقاہ کا ایک صوفی ہوں لیکن' اب میری پناہ گاہ پیر مغاں کا شراب خانہ ہے۔یعنی میرا اصل ٹھکانہ مرشد کامل ہی کی خانقاہ ہے۔

(۵) بسته ام درخمِ گیسوئے تو اُمیدِ دراز — آں مبادا که کند دستِ طلب کو تاهم

---

۱. بعض نسخوں میں کرمش کی جگہ قدمش ہے۔

۲. بعض نسخوں میں وقت کی جگہ جائے ہے۔

(۶) پیر میخانہ سحر جامِ جہاں بینم داد — و اندراں آئنہ از حُسنِ تو کرد آگاہم
(۷) بامنِ راہ نشیں خیز و سوئے میکدہ آئی — تا بہ بینی کہ دراں حلقہ چہ صاحب جاہم
(۸) برسرِ شمع قدت شعلہ صفت می لرزم — گرچہ دانم کہ ہوائے تو کشد ناگاہم

حل لغات:

* خم گیسو۔زلف کے پیچ وخم * مبادا۔کہیں ایسا نہ ہو * جامِ جہاں بیں۔جمشید کا جام جس میں وہ دنیا کے حالات دیکھ لیتا تھا
* صاحب جاہ۔صاحب مرتبہ،صاحب عزت * ہوائے تو۔تیری محبت۔

ترجمہ:

(۵) میں نے تیری زلف کے پیچ وخم سے بڑی لمبی چوڑی اُمیدیں باندھ رکھی ہیں لیکن کہیں ایسا نہ ہو کہ میری طلب کا ہاتھ ہی کچھ کوتاہی کر ڈالے۔

(۶) پیر مغاں نے مجھے صبح کو ایک جامِ جہاں نما دیا۔اور اُس شیشے میں مجھے اُس نے اس طرح تیرے حسن و جمال کا جلوہ دکھادیا۔ تیرے حسن سے آگاہ کردیا۔

(۷) تو مجھ راہ نشین کے ساتھ اُٹھ اور شراب خانے میں آجا تاکہ تو دیکھے کہ اس حلقے (یعنی رندوں کے حلقے) میں میرا کیا مقام ہے میری کیا عزت ہے؟ یعنی میری دنیوی پستی کے بجائے شراب معرفت کی سرشاری کا اندازہ کر۔

(۸) تیرے اونچے قد کی شمع پر میں شعلے کی طرح کانپ رہا ہوں۔اگر چہ میں یہ جانتا ہوں کہ تیری محبت کی تند و تیز ہوا اچانک مجھے گُل (فنا) کر کے رکھ دے گی۔یعنی یہ جانتے ہوئے بھی کہ تیری محبت مجھے مار ڈالے گی پھر بھی میں تیرے قد کا دیوانہ ہوں۔

(۹) خوشم آمد کہ سحر خسروِ خاور می گفت — باہمہ پادشہی بندۂ توراں شاہم
(۱۰) مست بگزشتی و از حافظت اندیشہ نبود — آہ ! گر دامنِ حُسنِ تو بگیرد آہم

حل لغات:

* خسروِ خاور۔مشرق کا بادشاہ،سورج * توراں۔خواجہ جلال الدین توران شاہ حاکم فارس (ممدوح حافظؔ) * اندیشہ۔ڈر۔

ترجمہ:

(۹) مجھے بڑا اچھا لگا کہ صبح کے وقت مجھے شاہِ خاور نے کہا کہ میں اس ساری بادشاہی کے باوجود توران کے بادشاہ کا غلام ہوں۔

(۱۰) تو مستانہ وار گزر گیا ہے اور تجھے حافظؔ کا ذرا بھی خیال نہ آیا۔افسوس ہے کہ اگر میری آہ تیرے حسن کا دامن نہ پکڑ لے۔یعنی اے کاش میری آہ تیرے حسن کا دامن تھام لے۔

(نوٹ) بعض نسخوں میں شعر نمبر 8،9 شامل نہیں۔

---- * * * ----

غزل نمبر (۲)

(۱) بارہا گفتہ ام و بارِ دگر می گویم — کہ منِ دل شدہ[1] این راہ نہ خود می پویم
(۲) درپسِ آئنہ طوطی صفتم داشتہ اند — آنچہ استادِ ازل گفت ہماں گویم
(۳) من اگر خارم وگر گُل چمن آرائے ہست — کہ ازاں دست کہ می پروردم[2] می رویم
(۴) دوستاں عیب منِ بیدلِ حیراں مکنید — گوہرے دارم وصاحبِ نظرے می جویم

حلِ لغات:

٭ دِل شدہ۔ بیدل۔ میں دِل ہارا ہوا ٭ طوطی صفتم۔ طوطی کی طرح (طوطی کو پڑھانے (سکھانے) والے اس کے سامنے ایک آئینہ رکھ دیتے ہیں طوطی اس میں اپنا عکس دیکھ کر خیال یہ کرتا ہے کہ کوئی میرا ہم جنس ہے۔ آدمی آئینے کے پیچھے بیٹھا باتیں کرتا جاتا ہے اور طوطی اس کی نقل کرتا ہے ٭ من اگر خارم۔ میں اگر کانٹا ہوں ٭ من بیدل۔ مجھ عاشق۔

ترجمہ:

(۱) میں نے کئی بار کہا ہے اور پھر کہہ رہا ہوں۔ کہ میں عاشق و بیدل یہ راستہ اپنے آپ طے نہیں کر رہا ہوں۔ اپنے آپ اس راستے پر نہیں چل رہا ہوں۔ یعنی مشیت ایزدی سے راہِ معرفت طے کر رہا ہوں۔

(۲) مجھے تو طوطی کی طرح آئینے کے پیچھے رکھ دیا گیا ہے۔ اور مجھے جو کچھ بھی ازل کا استاد کہتا ہے میں وہی کچھ کر رہا ہوں۔ یعنی خدا جو چاہتا ہے مجھ سے کہلواتا ہے۔

(۳) میں اگر کانٹا ہوں اور اگر پھول ہوں۔ بہر حال ایک باغبان ہے جو مجھے اپنے ہاتھوں سے جس طرح پالتا پوستا ہے میں اُسی طرح پل رہا ہوں۔ یعنی خدا اچھے اور برے سب کا پالنہار ہے لہٰذا ہمیں سب کو برداشت کرنا ہوگا۔

(۴) اے میرے دوستو! مجھ بیدل و عاشق اور حیران کے عیب مت نکالو! (مجھ پر نکتہ چینی نہ کرو) میرے پاس ایک گوہر (دل) ہے اور میں کسی صاحبِ نظر کی تلاش میں ہوں۔ جو اس کی پرداخت کرے۔

(۵) گرچہ با دلقِ ملمع مئے گُلگوں عیب است — نکنم عیب کزو رنگِ ریا می شویم
(۶) خندہ و گریۂ عشاق زجائے دِگرست — می سرایم بشب و وقتِ سحر می مویم
(۷) حافظم گفت کہ خاکِ درِ میخانہ مبوئی — گومکن عیب کہ من مشک ختن می بویم

---

[1] بعض نسخوں میں دل شدہ کی جگہ گمشدہ ہے۔
[2] بعض نسخوں میں می پروردم کی جگہ می کشدم ہے۔

حافظ کی خدا تعالیٰ یا مرشد کامل سے استدعا ہے)

(۳) اگر چہ میں ہر طرف سے گناہوں کے سمندر میں ڈوبا ہوا ہوں لیکن جب سے تیرے عشق سے آشنا ہوا ہوں اہل رحمت میں ہو گیا ہوں۔

(۴) اے فقیہ! تو میری رندی اور بدنامی کی برائی مت کر کیونکہ یہ فطرت کے دیوان میں ہی لکھ دی گئی ہے۔ میری قسمت میں ہی ایسا لکھ دیا گیا ہے۔ اور میں ایسا کرنے پر مجبور ہوں۔

(۵) مے خور کہ عاشقی نہ بکسب ست واختیار — ایں موہبت رسید ز ایوانِ قسمتم

(۶) گر دم زنی ز طرّہٗ مشکینِ آں نگار — فکرے کن اے صبا ز مکافاتِ غیرتم

(۷) در ابروئے تو تیرِ نظر تا بگوشِ ہوش — آوردہ و کشیدہ و موقوفِ فرصتم

(۸) من کز وطن سفر نگزیدم بعُمرِ خویش — در عشقِ دیدنِ تو ہوا خواہِ غربتم

حل لغات:

* مے خور۔ شراب پی * بکسب۔ کوشش سے * موہبت۔ بخشش * طرّہٗ مشکیں۔ خوشبودار زلف * مکافات۔ بدلہ * گوشِ ہوش۔ ہوش کے کان * ہوا خواہ۔ آرزومند *

ترجمہ:

(۵) تو شراب پی کہ یہ عشق کی دولت کوشش اور اختیار سے ہاتھ نہیں آتی۔ یہ تو ایک بخشش ہے اور مجھے قسمت سے ملی ہے۔ یعنی ایں سعادت بزورِ بازو نیست تا نہ بخشد خدائے بخشندہ۔

(۶) اگر تو اس محبوب کی زلف کا دم بھرتی ہے تو اے بادِ صبا! تو میری غیرت کے بدلے سے بھی خبردار ہو جا یعنی اے صبا! تو میرے محبوب کی زلفوں کی خوشبو اپنے ساتھ لانے پر نازاں نہ ہو اور ہم غیرت کی آگ میں جلنے والوں کے بدلے سے ڈر۔

(۷) تیرے ابرو کی کمان میں نظر کا تیر کان تک پہنچ گیا ہے۔ وہ تو بڑا کھچا اور تنا ہوا ہے۔ اور میں ابھی تک فرصت کا منتظر ہوں۔ یعنی ابھی تک تیری نظر کے تیر سے بیگانہ ہوں۔

(۸) میں نے عمر بھر میں آج تک وطن سے کبھی سفر اختیار نہیں کیا لیکن تیری دید کی خاطر اے محبوب! میں سفر کرنے کا سخت آرزومند ہوں۔

(۹) دریا و کوہ رہ و من خستہ و ضعیف! — اے خضرِ پے خجستہ مدد کن بہ ہمتم

(۱۰) دورم بصورت از درِ دولتسرائے دوست — لیکن بجان و دِل ز مقیمان حضرتم

(۱۱) حافظ بہ پیشِ چشم تو خواہد سپرد جاں — در ایں خیالم ار بدہد عمر مہلتم

حل لغات:

* اے خضرِ پے خجستہ: اے مبارک قدم والے خضرؑ۔ * مقیمانِ حضرتم: حضور کے ہاں حاضر ہوں۔ * ار: اگر۔

ترجمہ:

(۹) راستے میں دریا اور پہاڑ میں اور میں عاجز و کمزور ہوں۔ اے مبارک قدم والے خضر! اپنی ہمت سے میری مدد فرمائیے! عشق کی کٹھن راہ مرشد کامل کے فیضان سے ہی طے ہو سکتی ہے۔

(۱۰) اگرچہ میں بظاہر دوست (محبوب) کے در دولت سے بہت ہی دُور ہوں۔ مگر دِل و جان سے درگاہ دولت کا مقیم ہوں۔ حاضرِ حضور ہوں۔ یعنی اگرچہ میں جسمانی طور پر خدا تعالیٰ سے دور ہوں لیکن صفاتِ باطنی کی بدولت مجھے قربِ الٰہی حاصل ہے۔

(۱۱) حافظؔ تیری آنکھوں کے سامنے اپنی جان دے دے گا۔ اگر میری عمر مجھے اس خیال کے لیے مہلت دے دے تو اگر میری عمر مجھے اس خیال کے لیے مہلت دے دے۔

(نوٹ) بعض نسخوں میں شعر نمبر 7,6 شاملِ غزل نہیں ہیں۔

----***----

غزل نمبر (۴)

(۱) برخیز تا طریقِ تکلف رہا کنیم	دُکانِ معرفت بدو جَو پُر بہا کنیم
(۲) بر دِیگراں نگارِ قبا پوش بگزرد	ما نیز جامہ ہائے صبوری قبا کنیم
(۳) ہفتاد زِلّت از نظرِ خلق درحجاب	بہتر ز طاعتے کہ بروئے و ریا کنیم
(۴) آنکو بغیرِ سابقہ چندیں نواخت کرد	ممکن بود کہ عفو کند گر خطا کنیم

حل لغات:

* برخیز۔ اُٹھ * طریق۔ طریقہ * تکلف۔ بناوٹ' اوپرے دل سے کوئی کام کرنا * پُر بہا کنیم۔ بیچ ڈالیں * زلت: لغزش، کوتاہی، بُرائی * نگار۔ محبوب * صبوری۔ صبر * قبا کنیم۔ چاک کر ڈالوں گا * ہفتاد۔ ستر * روئی ریا۔ نمائش و دکھاوا * سابقہ۔ پہلی' پہلے * نواخت کردن۔ نوازی کرنا * عفو۔ معاف۔

ترجمہ:

(۱) اُٹھ! تا کہ ہم تکلف کے طریقہ کو دور کر دیں اور معرفت کی دُکان کو دو جَو کے عوض بیچ ڈالیں۔ یعنی اس ظاہر پرستی کو ترک کر دیں اور حقیقت پرستی کو اپنائیں۔

(۲) میرا محبوب قبا پہنے ہوئے دوسروں کے پاس سے گزرتا ہے۔ ہم بھی اب اپنے صبر کے جامے کو چاک کر ڈالیں گے۔

(۳) دنیا کی نظر سے چھپ کر ستر برائیاں کرنا اُس عبادت سے کہیں بہتر ہے جو کہ نمائشی اور دکھاوے کے لیے کی جائے یعنی ریا کاری کی عبادت سے پوشیدہ بداعمالیاں بہتر ہیں۔

(۴) وہ کہ جس نے پہلے کے تعلق کے بغیر ہی اس قدر نوازش کی۔ ممکن ہے کہ اگر ہم خطا کریں تو وہ ہمیں معاف کر دے۔

(۵) گر یک شبے بدستِ من افتد نگارِ من — مشکل بود کہ دامنش از کف رہا کنیم

(۶) گفتم نگشت کامِ دلم حاصل از لبت — گفتا تو صبر کن مرادت روا کنیم

(۷) حافظ وفا نمی کند ایّام سُست عہد! — ایں پنج روزہ عُمر بیا تا وفا کنیم

حل لغات:

* نگارِ من۔ میرا محبوب * کامِ دلم * میرا دلی مقصد * ایّام۔ یوم کی جمع مراد زمانہ * سُست عہد۔ وعدہ توڑ دینے والا۔

ترجمہ:

(۵) اگر ایک رات میرا محبوب کہیں میرے ہاتھ لگ جائے تو پھر بہت ہی مشکل ہے کہ میں اس کا دامن اپنے ہاتھوں سے جانے دوں۔ نہیں چھوڑوں گا۔

(۶) میں نے کہا کہ تیرے لبوں سے میرا دِلی مقصد پورا نہیں ہو رہا تو اُس نے جواب دیا تو صبر کر ہم تیری یہ مراد پوری کر دیں گے۔

(۷) حافظؔ! وعدے کو توڑ دینے والا زمانہ کبھی وفا نہیں کرتا۔ تو آ تا کہ ہم اس چند روزہ عمر میں وفا کریں۔ یعنی یہ زندگی عیش و نشاط سے بسر کریں۔ بقول اقبال: گر زمانہ با تو نسازد تو با زمانہ بساز۔

(نوٹ) بعض نسخوں میں یہ غزل ناپید ہے۔

-----***-----

غزل نمبر (۵)

(۱) بُشْرَىٰ اِذَا السَّلَامَةُ حَلَّتْ بِذِی سَلَم — لِلّٰهِ حَمْدُ مُعْتَرِفٍ غَایَةَ النِّعَمْ

(۲) آں خوشخبر کجاست کزیں فتح مژدہ داد — تا جاں فشانمش چو زر و سیم در قدم

(۳) از بازگشتِ شاہ چہ خوش طرفہ نقش بست [1] — آہنگِ خصم او بسرا پردۂ عدم

(۴) پیماں شکن ہر آئنہ گردد شکستہ دِل [2] — اِنَّ الْعُهُوْدَ عِنْدَ مُلُوْكِ النُّهٰى ذِمَمْ

---

[1] بعض نسخوں میں ''چہ خوش طرفہ نقش بست'' کی جگہ دریں طرفہ منزلست ہے۔

[2] بعض نسخوں میں دل کی جگہ حال ہے۔

حل لغات:

* بشریٰ۔ تجھے بشارت ہو * ذی سلَم ۔ مقام کا نام * لِلّٰہ حمد۔ خدا کا شکر ہے * معترف ۔اعتراف ہے * غایۃ النعم ۔ انتہائی نعمتوں کا * خوشخبر۔ خوشخبری دینے والا * مژدہ۔ خوشخبری * بازگشت ۔ واپسی * طرفہ۔ عجیب' عمدہ * آہنگِ خصم ۔ دشمن کا ارادہ * عدم ۔ نیستی * پیمان شکن ۔ عہد توڑنے والا * سپہرش۔ آسماں ۔غزل مدح شاہ شجاع اور اس کی جنگوں کے متعلق ہے۔

ترجمہ:

(۱) خوشخبری ہو کہ محبوب اپنے مقام ذی سلم میں داخل ہو گیا ہے۔ خدا کا شکر ہے اور خدا کی بیشمار نعمتوں کا اعتراف ہے۔

(۲) وہ خوشخبری دینے والا کہاں ہے؟ کہ جس نے اس فتح کی نوید سنائی تا کہ میں اس کے قدموں پر سونے چاندی کی طرح اپنی جان قربان کردوں۔

(۳) بادشاہ کے واپس تشریف لانے سے اس کے دشمن کے ارادے نے نیستی کے پردے میں اپنے آپ کو کیسے عمدہ طریقے سے چھپایا ہے۔ خود کو نیست و نابود کرلیا ہے۔ یعنی دشمن کے تمام ارادے اور کوششیں خاک میں مل گئیں ہیں۔

(۴) عہد توڑنے والا ہر حال میں شکستہ دل ہوتا ہے کیونکہ حقیقت میں عقلمندوں کے نزدیک وعدہ کر کے ایفا کرنا ایک نہایت ہی اہم ذمہ داری ہے۔

(۵) در نیلِ غم فتادہ سپہرش بطعنہ[۱] گفت — اَلآنَ قَدْ نَدِمْتَ وَمَا یَنْفَعُ النَّدَم

(۶) می جست از سحابِ امل رحمتے ولے — جز دیدہ اش معاینہ بیروں ندادنم

(۷) ساقی بیا کہ دورِ گُل ست وزمانِ عیش — پیش آر جام و ہیچ مخور غم ز بیش وکم

(۸) اے دِل تو جامِ جم بطلب مُلکِ جم مخواہ — کیں بود قولِ بُلبُلِ بستانسرائے جم

حل لغات:

* نیل ۔ مشہور دریائے نیل جو کہ مصر میں واقع ہے جس میں فرعون غرق ہو کر مرا تھا * الآن ۔اب * قد ندمت۔ تحقیق تو نادم ہوا ہے * ماینفع الندم ۔اب نادم ہونا کچھ فائدہ نہ دے گا * سحابِ امل ۔اُمید کا بادل * دورِ گل ۔ بہار کا موسم * بیش وکم ۔ زیادہ اور کم * جام جم۔ جمشید کا جام * جم' جمشید کا مخفف ہے۔

ترجمہ:

(۵) وہ غم کے دریائے نیل میں گرا اور آسمان نے طعنہ سے کہا کہ تو اب نادم ہوا ہے لیکن اب یہ ندامت تجھے کچھ فایدہ نہ پہنچا سکے گی۔

(۶) وہ (دشمن) امید کے بادل سے رحمت کا طلبگار تھا لیکن اس کی آنکھوں میں آنسوؤں کے سوا کچھ بھی ٹپکتا ہوا دکھائی نہ دیا۔ یعنی دشمن کی اُمید جب برآتی دکھائی نہ دی تو اس کی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔

(۷) اے ساقی! تو آ کہ بہار کا موسم اور عیش و نشاط کا زمانہ ہے۔ پیالے کو آگے بڑھا اور تو کمی اور زیادتی کے غم کو

[۱] بعض نسخوں میں بطعنہ کے بجائے بطنز ہے۔

فراموش کردے۔

(۸) اے میرے دِل! تو جام جم طلب کر اور جم کے ملک کی آرزو کو ترک کردے۔ کیونکہ یہ جمشید کے باغ کی بُلبُل کا قول ہی تھا کہ دنیاوی منصب اور شان وشکوہ ناپائیدار ہیں اس لئے تو صرف مست کردینے والی شراب کی طلب کر۔ یعنی تو دیکھ کر جمشید کی سلطنت فنا ہوگئی لیکن جام جمشید کی وجہ سے اس کا نام اب تک زندہ ہے۔ اور زندہ رہے گا۔

(۹) چوں خونِ خصم ہمچو صراحی بریختی! با دوستاں بعیش وطرب گیر جامِ جم

(۱۰) بشنو زجامِ بادہ کہ ایں زالِ نو عروس بسیار کشت شوہر چوں کیقباد و جم

(۱۱) حافظ بکنجِ میکدہ دارد قرار گاہ کَالطَّیْرِ فِی الْحَدِیْقَةِ وَاللَّیْثِ فِی الْاَجَم

حل لغات:

* خصم۔دشمن * طرب۔خوشی * زال نوعروس۔نئی دلہن جیسی بڑھیا * کیقباد و جم۔ایران کے مشہور قدیم بادشاہوں کے نام * کالطیر فی الحدیقہ۔جیسے پرندے کو باغ میں * واللیث فی الاجم۔شیر کو جنگل میں۔

ترجمہ:

(۹) تو نے جب اپنے دشمن کا خون صراحی کی طرح گرادیا ہے تو دوستوں کے ساتھ اب تو ہنسی خوشی کے ساتھ جمشید کا جام اپنے ہاتھوں میں لے لے۔ یعنی عیش وخوشی سے زندگی گزار۔

(۱۰) تو یہ شراب کے پیالے سے سُن کہ اس نئی نویلی دلہن جیسی بڑھیا (دنیا) نے کیقباد اور جمشید جیسے شان وشوکت رکھنے والے اکثر شوہروں کو مار ڈالا ہے۔

(۱۱) حافظؔ کو میخانے کے گوشے میں آرام وقرار کی جگہ ملی ہوئی ہے۔ بالکل ایسے ہی کہ جیسے کوئی پرندہ باغ میں اور کوئی شیر جنگل میں رہتا ہے اور دونوں اپنی اپنی جگہ پر خوش رہتے ہیں۔

(نوٹ) بعض نسخوں میں آخری پانچ اشعار شامل غزل نہیں ہیں لیکن بعض میں یہ شعر مستزاد ہے:

ساقی چو یارِ مہرخ و از اہلِ راز بود
حافظ بخورد بادہ و شیخ و فقیہہ ہم

-----***-----

غزل نمبر (۶)

(۱) بعزمِ توبہ سحر گفتم استخارہ کنم بہارِ توبہ شکن می رسد چہ چارہ کنم

(۲) سخن درست بگویم نمی توانم دید　　که مے خورند حریفان و من نظارہ کنم
(۳) بدورِ لالہ دماغِ مرا علاج کنید　　گر از میانۂ اہلِ طرب کنارہ کنم
(۴) اگر شبے بزبانم حدیثِ توبہ رود　　زبے طہارتی آں را بہ مے غرارہ کنم

حل لغات:

* استخارہ۔خیر و نیکی مانگنا خدا سے اور آگاہی چاہنا کسی بات میں غیب سے * سخن۔بات' کلام * حریفاں۔واحد حریف' ساتھی دوست * بدورِلالہ۔موسم بہار میں * طرب۔خوشی * حدیث۔بات * بے طہارتی۔ناپاکی۔

ترجمہ:

(۱) توبہ کے ارادے سے میں صبح کے وقت استخارہ کروں گا لیکن توبہ توڑنے والی بہار کی آمد آمد ہے اب میں کیا کروں؟ کیا کیا جائے؟

(۲) میں درست بات کہہ رہا ہوں کہ مجھ سے یہ نہیں دیکھا جا سکتا کہ یار لوگ تو شراب نوشی کریں اور میں چپ چاپ بیٹھا ان کا منہ دیکھا کروں۔

(۳) موسم بہار میں میرے اس دماغ کا علاج کرو۔اگر میں خوشی و راحت کی محفل سے کنارہ کشی کروں تو۔یعنی عیش پسندوں کی محفل سے کنارہ کشی ہرگز نہ کرنی چاہیے۔

(۴) اگر رات کو میری زبان پر توبہ کی کوئی بات آ جائے تو میں ناپاکی کی وجہ سے اس کے لیے شراب سے غرارہ کروں گا۔یعنی توبہ کا نام زبان پر آنے سے زبان ناپاک ہو جاتی ہے لہٰذا اس کی طہارت کے لیے شراب کے غرارے کرتا ہوں۔

(۵) بتختِ گُل بنشانم بُتے چو سلطانے　　ز سُنبل و سمنش سازِ طوق و یارہ کنم
(۶) مرا کہ نیست رہ و رسمِ لُقمہ پرہیزے　　ہماں بہ است کہ میخانہ را اجارہ کنم
(۷) زروئے دوست مرا چوں گُلِ مراد شگفت　　حوالۂ سرِ دشمن بسنگِ خارہ کنم
(۸) گدائے میکدہ ام لیک وقتِ مستی بیں　　کہ ناز بر فلک و حکم برستارہ کنم

حل لغات:

* سُنبل۔خوشبودار گھاس * سمن۔چنبیلی کا پھول * طوق۔گلوبند * یارہ: کنگن * اجارہ۔ٹھیکہ * گل مراد۔مراد کا پھول * سنگ خارہ۔سخت پتھر * گدائے میکدہ ام۔میں میخانے کا فقیر ہوں۔

(۵) میں اپنے محبوب کو بادشاہ کی طرح پھولوں کے تخت پر بٹھاؤں گا اور سنبل و چنبیلی سے اس کے لیے گلوبند اور کنگن بناؤں گا۔

(۶) میں چونکہ پرہیزگاری کے لقمہ سے بے خبر ہوں اس لیے یہی بہتر ہے کہ اب میں شراب خانے کا ٹھیکہ ہی لے لوں۔اب یہی میرے لیے بہتر ہے۔

(۷) جب کہ محبوب کے چہرہ سے میری مرادوں کا پھول کھل چکا ہے تو اب یہی بہتر ہے کہ دشمن کے سر کو میں سخت پتھر کے حوالے کردوں۔

(۸) میں شراب خانے کا فقیر ہوں لیکن مستی کے وقت مجھے تو دیکھ کہ میں آسمان پر کے ستارے پر کس طرح ناز سے حکم چلاتا ہوں۔ مطلب یہ کہ شراب کے نشہ میں فقیر بھی سلطانی کرنے لگ جاتا ہے۔

(۹) اگر ز لعلِ لبِ یار بوسۂ یابم — جواں شوم ز سرور زندگی دوبارہ کنم
(۱۰) چو غُنچہ با لبِ خنداں بیاد مجلسِ شاہ — پیالہ گیرم و از شوق جامہ پارہ کنم
(۱۱) نہ قاضیم نہ مدرّس نہ محتسب نہ فقیہ — مرا چہ سُود کہ منعِ شراب خوارہ کنم
(۱۲) ز بادہ خوردنِ پنہاں ملول شد حافظ[۱] — بہ بانگِ بربط و نے رازش آشکارہ کنم

حل لغات:

٭ لعل لب یار۔محبوب کے سرخ لب ٭ غنچہ۔کلی ٭ لب خنداں۔ہنستے ہوئے لب ٭ پارہ کنم۔ٹکڑے ٹکڑے کردوں پھاڑ ڈالوں ٭ محتسب۔کوتوال ٭ فقیہ۔علم فقہ کا عالم ٭ شرابخوارہ۔شراب پینے سے ٭ بادہ۔شراب ٭ ملول۔رنجیدہ ٭ بربط۔ساز کا نام ٭ نے۔بانسری۔

ترجمہ:

(۹) اگر مجھے میرے محبوب کے سرخ لبوں کا ایک بوسہ مل جائے تو میں اس کے سرور کی وجہ سے پھر سے جوان ہو جاؤں اور نئی زندگی شروع کروں۔

(۱۰) میں کلی کی طرح ہنستے ہوئے لبوں سے بادشاہ کی مجلس کی یاد میں پیالہ اُٹھالوں اور بڑے شوق سے اپنے کپڑے پھاڑ ڈالوں۔ تارتار کردوں۔ غنچہ جب کھلتا ہے تو اس کی پتیاں جدا جدا ہو جاتی ہیں اس کو لباس کا پارہ پارہ ہونا کہا گیا ہے۔

(۱۱) میں نہ تو قاضی ہوں اور نہ کوئی مدرس ہوں۔ کوتوالِ شہر ہوں اور نہ کوئی قاضی و مولوی ہوں۔ بھلا مجھے کیا فایدہ ہوگا کہ اگر میں لوگوں کو شراب پینے سے روکوں؟ یعنی کوئی فائدہ نہیں۔

(۱۲) حافظ چھپ چھپا کر شراب پینے سے رنجیدہ و ملول ہو گیا ہے۔ اب میں بربط و بانسری بجا بجا کر اس کا راز ظاہر کرتا ہوں۔ یعنی میں چھپ چھپا کر شراب پینے سے تنگ آ گیا ہوں اور اب کھلم کھلا اور ڈنکے کی چوٹ پر شراب پیئوں گا۔

(نوٹ) بعض نسخوں میں شعر نمبر 4, 6, 9 شاملِ غزل نہیں ہیں۔

----٭٭٭----

[۱] بعض نسخوں میں مصرع اوّل یوں ہے: مرا کہ از زرِ تمناست ساز و برگ معاش (جو خوب نہیں)

غزل نمبر(۷)

(۱) بغیر از انکہ بشد دین و دانش از دستم — دِگر[۱] بگو کہ زعشقت چہ طرف بربستم
(۲) اگرچہ خرمنِ عمرم غمِ تو داد بباد — بخاکِ پائے عزیزت کہ عہد نشکستم
(۳) چو ذرّہ گرچہ حقیرم ببمنِ دولتِ عشق — کہ در ہوائے رخت چوں بمہر پیوستم
(۴) بیار بادہ کہ عمریست تامن از سرِ مہر[۲] — بکُنجِ عافیت از بہرِ عیش ننشستم

حل لغات:

* چہ طرف بربستم۔ میں نے کیا حاصل کیا * خرمن۔ کھلیان، کھلواڑہ * یمن۔ برکت * ہوائے۔ لگن، محبت * مہر۔ سورج * بادہ۔ شراب * کُنجِ عافیت۔ آرام کا گوشہ۔

ترجمہ:

(۱) سوائے اس کے کہ میرا دین اور میری عقل دونوں ہی میرے ہاتھ سے نکل گئے ہیں۔ اب تو ہی یہ بتا کہ میں نے تیرے عشق میں کیا حاصل کیا ہے؟ مجھے کیا فایدہ ملا ہے؟

(۲) تیرے غم نے اگرچہ میری عمر کے کھلواڑے کو تباہ و برباد کر دیا ہے لیکن تیرے پاؤں کی خاکِ عزیز کی قسم میں نے ابھی تک اپنا عہد نہیں توڑا ہے۔ عہد شکنی نہیں کی ہے۔

(۳) میں اگرچہ ایک ذرے کی طرح حقیر و ناچیز ہوں لیکن تو دیکھ کہ تیرے عشق کی دولت کی برکت سے تیری چاہت میں میں کس طرح سورج کے ساتھ مل گیا ہوں؟

(۴) تو شراب لا کہ اک عمر گزر گئی ہے کیونکہ میں عشق کے ہاتھوں آرام و عافیت کے گوشے میں عیش و عشرت اور خوشی سے نہیں بیٹھا ہوں۔

(۵) اگر ز مردمِ ہشیاری اے نصیحت گو — سخن بخاک میفگن چراکہ من مستم
(۶) چگونہ سر ز خجالت بر آورم برِ دوست — کہ خدمتے بسزا بر نیامد از دستم
(۷) بسوخت حافظ وآں یارِ دلنواز نہ گفت — کہ مرہمے بفرستم چو[۳] خاطرش خستم

---

۱ بعض نسخوں میں دگر کے بجائے بیا ہے۔
۲ بعض نسخوں میں مہر کے بجائے امن ہے۔
۳ بعض نسخوں میں چو کے بجائے کہ ہے جو بہتر نہیں۔

حل لغات:
* سخن بخاک میفگن ۔تو اپنی بات خاک میں نہ ملا * چگونہ۔کیسے' کیونکر * خجالت ۔شرمندگی * بسوخت ۔سوختن مصدر، جلنا' جل گیا * یارِ دلنواز۔دِل کونوازنے والا محبوب۔

ترجمہ:
(۵) اے نصیحت کرنے والے اگر تو عقلمند لوگوں میں سے ہے تو پھر تو اپنی بات کو مٹی میں مت ملا کیونکہ میں مست و بے خود ہوں۔ مجھ پر تیری نصیحت کا کچھ اثر نہ ہوگا۔ مطلب یہ کہ مستوں کی باتوں کو بے حقیقت سمجھنا عقلمندی نہیں۔

(۶) اپنے دوست کے سامنے میں کیونکر شرمندگی سے سر اٹھاؤں ؟ کیونکہ میرے ہاتھوں سے اس کے شان شایان کوئی بھی تو خدمت سرانجام نہ پائی۔ مطلب یہ کہ عمر بھر مجھ سے کوئی نیک عمل نہ ہوسکا جو بارگاہِ الٰہی میں لے جانے کے قابل ہو۔

(۷) حافظ جل گیا ہے لیکن اس محبوب دلنواز نے اتنا بھی نہ کہا کہ میں نے ہی اس کے دل کو زخمی کیا ہے اور میں ہی اس کے لیے اب مرہم بھی بھیج رہا ہوں۔

----***----

غزل نمبر (۸)

(۱) بگذار تا[1] بشارعِ میخانہ بگذریم — کز بہرِ جرعہ ہمہ محتاجِ ایں دریم

(۲) جائیکہ تخت و مسندِ جم می رود بباد — گر غم خوریم خوش نبود بہ کہ مے خوریم

(۳) تا بو کہ دست در کمرِ او تواں زدن — درخونِ دل نشستہ چو یاقوتِ احمریم

(۴) روزِ نخست چوں دمِ رندی زدیم و عشق — شرط آں بود کہ جز رَہِ ایں شیوہ نسپریم

حل لغات:
* شارع۔راستہ * جُرعہ۔گھونٹ * تخت ومسند جم۔جمشید کا تخت ومسند * چو یاقوت احمریم۔ہم سرخ یاقوت کی طرح ہیں * روزِ نخست۔روز ازل * شیوہ۔انداز ہ،طریقہ' راستہ۔

ترجمہ:
(۱) ہمیں چھوڑ! تا کہ ہم شراب خانے کے راستہ سے گزریں۔شراب خانہ کو جائیں! اس لیے کہ ہم سب ایک گھونٹ کے لیے اس دروازے کے محتاج ہیں۔

(۲) جس جگہ اور جہاں پر جمشید کی مسند اور اس کا تخت برباد ہو کر رہ جاتے ہیں اگر ہم (دنیا کا) غم کھائیں تو یہ بہتر نہیں ہے۔ بہتر تو یہ

---
[1] بعض نسخوں میں تا کے بجائے ز ہے۔

ہے کہ ہم شراب نوشی کریں۔
(۳) اس اُمید پر کہ شاید اس کی کمر میں ہم اپنا ہاتھ ڈال سکیں۔ سرخ یاقوت کی طرح ہم اپنے دل کے خون میں بیٹھے ہوئے ہیں۔ خون میں لت پت ہیں یعنی جس طرح سرخ یاقوت محبوب کے کمر بند میں جڑا ہوا ہے۔ اسی طرح ہم نے اس اُمید پر دل کا خون کرلیا شاید کہ کبھی ہمارا ہاتھ بھی اس کی کمر تک پہنچ سکے۔
(۴) چونکہ ہم نے ازل کے روز ہی رندی اور عاشقی کا دم مارا تھا (دعویٰ کیا تھا) تو بس اب شرط یہی ہے کہ سوائے اس راستہ کے کسی اور راستہ پر ہرگز نہ جائیں۔

(۵) واعظ مکن نصیحتِ شوریدگاں کہ ما — باخاکِ کوئے دوست بفردوس ننگریم
(۶) زاں پیشتر کہ عمرِ گرانمایہ بگزرد — بگزار تا قیامتِ روئے تو بنگریم
(۷) چوں صوفیاں بحالت ورقصندہ درسماع[1] — ما نیز ہم بشعبدہ دستے بر آوریم
(۸) از جُرعۂ تو خاکِ زمین قدرِ لعل[2] یافت — بیچارہ ما کہ پیشِ تو از خاک کمتریم
(۹) حافظ چو رہ بکنگرۂ کاخِ وصل نیست — با خاکِ آستانۂ ایں در بسر بریم

حل لغات:

* شوریدگاں۔ دیوانے، سر پھرے * فردوس۔ بہشت * عمر گرانمایہ۔ قیمتی عمر * سماع۔ راگ و رنگ کی محفل * شعبدہ۔ دکھاوا، فریب، نظر کا دھوکا * جُرعہ۔ گھونٹ * کاخِ وصل۔ وصل کا محل۔

ترجمہ:

(۵) اے واعظ! تو ہم دیوانوں اور سر پھروں کو کوئی نصیحت نہ کر کیونکہ ہم اپنے محبوب کے کوچے کی خاک کے ہوتے ہوئے اپنی آنکھ اٹھا کر بھی بہشت کی جانب نہیں دیکھ سکتے یعنی محبوب کے کوچے کی خاک کے مقابلے میں عشاق کی نظروں میں فردوس کی کچھ حیثیت نہیں ہے۔
(۶) اس سے پہلے کہ ہماری یہ نہایت قیمتی عمر یونہی گزر جائے اس قدر تو مہلت دے دے کہ ہم تیرے محشر تک چہرے کو ایک بار دیکھ ہی لیں۔
(۷) جب یہ صوفی لوگ راگ و رنگ کی محفل میں وجد و رقص میں محو ہیں تو پھر ہم بھی کیوں نہ شعبدے کے طور پر (دکھاوے کے لیے) اپنے اوپر وجد کی حالت طاری کرلیں۔
(۸) جو تو نے زمین پر شراب کا ایک گھونٹ گرایا اُس سے خاک کی قیمت لعل کے برابر ہوگئی ہے۔ لیکن ہم تو بیچارے ناچیز و حقیر ہیں اور تیرے سامنے خاک سے بھی کمتر ہیں۔ یعنی زمین کو تو تیری بدولت عزت مل گئی مگر تیرے عشاق محروم ہی رہے۔

---

[1] بعض نسخوں میں درسماع کے بجائے مقتدا ہے۔
[2] بعض نسخوں میں قدر لعل کے بجائے دُرولعل ہے۔

(۹) اے حافظ! جب وصل کے محل کے کنگرے کا راستہ نہیں ملتا، وہاں تک تیری رسائی نہیں ہوتی تو ہم اس دروازے کی خاک ہی کے ساتھ وقت بسر کر لیتے ہیں۔

-----***-----

غزل نمبر(۹)

(۱) بہ تیغم گر زند دستش نگیرم ۔۔۔ وگر تیرم زند منت پزیرم!
(۲) کمانِ ابروئے ما[۱] را گو مزن تیر ۔۔۔ کہ پیشِ دست و بازویت بمیرم
(۳) غمِ گیتی چو[۲] از پایم در آورد ۔۔۔ بجز ساغر نباشد دستگیرم
(۴) برآئے اے آفتابِ صبحِ اُمید ۔۔۔ کہ در دستِ شبِ ہجراں اسیرم

حل لغات:

* منت پزیرم۔ میں احسان مند ہوں * کمانِ ابروئے۔ ابرو کی کمان * غم گیتی۔ دنیا کے غم * دستگیر۔ مددگار * شبِ ہجراں۔ جدائی کی رات۔

ترجمہ:

(۱) اگر وہ (محبوب) مجھے اپنی تلوار سے قتل کر ڈالے تو میں اس کا ہاتھ نہ پکڑوں گا اور اگر وہ مجھے اپنے تیر کا نشانہ بنالے تو پھر میں اس کا احسان مانوں گا۔ بقول غالب:

کوئی میرے دل سے پوچھے تیرے تیرِ نیم کش کو ۔۔۔ یہ خلش کہاں سے ہوتی جو جگر کے پار ہوتا

(۲) محبوب کے ابرو کی کمان سے کہہ دو کہ وہ مجھے تیر نہ مارے کیونکہ میں تو تیرے ہاتھ اور بازو کے سامنے جان دے رہا ہوں، مر رہا ہوں۔

(۳) دنیا کے غموں نے جب مجھے زمین پر گرا دیا ہے تو اب شراب کے پیالے کے سوا کوئی بھی میرا مددگار نہیں ہو سکتا، کوئی میری دستگیری نہیں کر سکتا۔ صرف شراب ہی ہے جو مجھے اُٹھا سکتی ہے۔

(۴) اے صبح اُمید کے آفتاب! تو طلوع ہو جا کیونکہ میں جدائی کی رات کے ہاتھوں بہت بُری طرح اسیر ہو چکا ہوں۔ یعنی محبوب کے بغیر جدائی کی رات زنداں کی طرح ہے۔

---

۱ بعض نسخوں میں ابروئے ما کی جگہ ابرویت ہے اور مزن کی جگہ بزن ہے۔

۲ بعض نسخوں میں چو کی جگہ گر ہے اور نباشد کی جگہ کہ باشد ہے۔

(۵)	چو طفلاں تا کے اے واعظ فریبی	بسیبِ بوستان وجوئے شیرم [1]
(۶)	من آں مرغم کہ ہرشام وسحر گاہ	رسد تا سدرہ آوازِ صفیرم [2]
(۷)	بفردیام رس اے پیرِ خرابات	بیک جُرعہ جوانم کُن کہ پیرم
(۸)	بگیسوئے تو خوردم دوش سوگند	کہ از پائے تومن سر بر نگیرم
(۹)	بسوز ایں خرقۂ تقویٰ چو [3] حافظ	کہ گر آتش شوم درو نگیرم

حل لغات:

* طفلاں۔ بچے * جوئے شیر۔ دودھ کی نہر * سدرہ۔ سدرۃ المنتہیٰ ساتویں آسمان پر ایک مقام کا نام' جس کے آگے جانے کی جبریلؑ کو بھی اجازت نہیں * پیر خرابات۔ میخانے کا مہتمم' پیر' مرشد کامل * جُرعہ۔ گھونٹ * سوگند۔ قسم * دوش۔ کل رات * خرقۂ تقویٰ۔ پرہیز گاری کی گدڑی۔

ترجمہ:

(۵) اے واعظ! تو مجھے کب تک بچوں کی طرح باغ کے سیب اور دودھ کی نہر سے فریب دیتا رہے گا؟ یعنی تو بہشت کی لذتوں اور آسائشوں کے ذکر سے مجھے عبادت پر مائل نہیں کرسکتا۔

(۶) میں وہ پرندہ ہوں کہ جس کے چہچہے کی آواز ہر صبح وشام سدرۃ تک جاتی ہے۔ یعنی میری غزلوں کی دھوم فرش سے عرش تک پہنچ چکی ہے۔

(۷) اے شراب خانے کے پیر! میرے ساتھ انصاف کر (میری مدد کر) تو مجھے شراب کے ایک گھونٹ سے پھر سے جوان کردے کیونکہ میں اب بوڑھا ہو چکا ہوں۔

(۸) میں نے کل رات تیری زلفوں کی قسم کھائی تھی کہ میں تیرے قدموں سے اپنا یہ سر کبھی نہ اُٹھاؤں گا۔ ہمیشہ یہیں رکھوں گا کہ یہاں مجھے سکون وآرام میسر آتا ہے۔

(۹) تو حافظ کی طرح یہ پرہیز گاری کی گدڑی نذر آتش کردے تاکہ اگر میں آگ بھی بن جاؤں تو بھی اس کو نہ لگ سکوں۔ یعنی جب میرے دل کی آگ پرہیز گاری کی گدڑی پر ذرا اثر نہیں کرتی تو یہ گدڑی جلا کر راکھ کر دینی چاہیے۔

----***----

[1] بعض نسخوں میں جوئے شیرم کی جگہ شہد وشیرم ہے جو بہتر لگتا ہے۔

[2] بعض نسخوں میں مصرع ثانی یوں ہے: زبامِ عرش می آید صفیرم۔

[3] بعض نسخوں میں چو کی جگہ تو ہے اور ذرو کی جگہ درو بے ہے۔

غزل نمبر (۱۰)

(۱) بموگانِ سیہ کردی ہزاراں رخنہ در دینم — بیا کز چشمِ بیمارت ہزاراں درد بر چینم

(۲) الا اے ہمنشین دِل کہ یارانت برفت از یاد — مرا روزی مباد آں دم کہ بے یادِ تو بنشینم

(۳) زتابِ آتشِ دوری شدم غرقِ عرق چوں گُل — بیار اے بادِ شبگیرے نسیمے زاں عرق چینم

(۴) شبِ رحلت ہم از بستر روم لتا قصرِ حورالعین — اگر در وقتِ جاں دادن تو باشی شمع بالینم

(۵) صباح الخیر زد بُلبُل کجائی ساقیا برخیز — کہ غوغا می کند در سر خمارِ خمر[۲] دوشینم

حل لغات:

* مژگاں۔پلکیں * رخنہ۔سوراخ * اَلا۔خبردار، ہوشیار، جان لے، آگاہ ہو * مباد۔نہ ہو * تاب۔تپش * عرق۔پسینہ * بادِ شبگیرے۔خوشبودار ہوا جس سے پسینہ خشک ہو جاتا ہے (بادِ صبا) * شبِ رحلت۔کوچ کی رات * قصرِ حورالعین۔بڑی بڑی آنکھوں والی حور کا محل * صباح الخیر۔اچھی صبح، صبح خیر * خمرِ دوشینہ۔کل رات کی شراب۔

ترجمہ:

(۱) اے محبوب! تو نے اپنی سیاہ پلکوں سے میرے دین میں ہزاروں رخنے ڈال دیے ہیں۔تو آ کہ تیری ان بیمار آنکھوں سے میں ہزاروں بیماریاں دور کردوں۔ہزاروں درد چُن لوں۔

(۲) ہاں اے میرے دل کے ہم نشین! تو یہ جان لے کہ تو نے اپنے دوستوں کو فراموش کر ڈالا ہے۔مجھے کبھی وہ وقت نصیب نہ ہو کہ جب میں تیری یاد کے بغیر بیٹھوں۔

(۳) میں جدائی کی آگ کی تپش سے پھول کے مانند پسینے میں غرق ہو چکا ہوں۔اے بادِ صبا! اُس عرق چین (محبوب) سے خوشبولا۔

(۴) میں اپنی رحلت کی رات بستر سے حورالعین کے محل تک جا پہنچوں۔اگر میری جان نکلنے کے وقت تو میرے سرہانے کی شمع ہو۔مطلب یہ کہ اگر تو نزاع کے وقت میرے سرہانے آجائے تو میں سیدھا جنت میں چلا جاؤں۔

(۵) صبح بُلبُل نے اچھی صبح کا نغمہ سنایا۔اے ساقی! تو کہاں ہے؟ اُٹھ کہ کل رات کی شراب کا خمار میرے سر میں شور وغل مچا رہا ہے۔

---

[۱] بعض نسخوں میں تا کی جگہ در ہے۔

[۲] بعض نسخوں میں ''خمارِ خمر'' کی جگہ خیالِ خواب ہے۔

(۶) اگر بر جائے من غیرے گزیند دوست حاکم اوست — حرامم باد اگر من جاں بجائے دوست بگزینم

(۷) جہاں پیریست بے بنیاد ازیں فرہاد کُش فریاد — کہ کرد افسون و نیرنگش ملول از جان شیرینم

(۸) جہانِ فانی و باقی فدائے شاہد و ساقی — کہ سلطانیٔ عالم را طفیلِ عشق می بینم

(۹) رموزِ عشق و سرمستی زمن بشنو نہ از واعظ — کہ با جام وقدح ہر شب قرینِ ماہ و پروینم

(۱۰) حدیثِ آرزومندی کہ دراں نامہ ثبت افتاد — ہمانا بے غلط باشد کہ حافظ داد تلقینم

حل لغات:

✱ گزیند۔ پسند کرے ✱ بگزینم۔ میں پسند کروں، پیارا سمجھوں ✱ افسون۔ جادو ✱ نیرنگ۔ طلسم کاری ✱ ملول۔ رنجیدہ، بیزار ✱ شاہد۔ محبوب ✱ رموز۔ رمز کی جمع ✱ قدح۔ شراب کا بڑا پیالہ ✱ ماہ و پروین۔ چاند اور ستاروں کا گچھا ثریا ✱ حدیث۔ بات و قصہ، داستان ✱ آرزومندی۔ ذوق وشوق۔

ترجمہ:

(۶) میری جگہ اگر دوست کسی اور کو پسند کرے تو وہ مالک ہے (حاکم ومختار ہے) اور اگر میں دوست کی جگہ اپنی جان کو عزیز گردانوں تو میرے لیے حرام ہے۔

(۷) یہ دنیا ایک بے بنیاد بڑھیا کی طرح ہے۔ فرہاد کی اس قاتلہ سے فریاد ہے کہ اس کے جادو اور اس کی طلسم کاری نے مجھے جانِ شیریں سے بیزار کر کے رکھ دیا ہے۔

(۸) یہ فنا ہونے والا اور وہ باقی رہنے والا دونوں جہان ہی محبوب اور ساقی پر قربان ہوں کیونکہ مجھے جہان کی بادشاہی عشق کے طفیل ہی دکھائی دے رہی ہے۔

(۹) عشق اور سرمستی کی رمزیں تو مجھ سے سُن نہ کہ واعظ سے کیونکہ میں ہر رات ساغر و پیمانہ کے ساتھ چاند اور پروین کا مصاحب ہوتا ہوں۔ مطلب یہ کہ شراب پی کر میں مستی کے عالم میں ہر رات آسمان پر پہنچا ہوتا ہوں۔

(۱۰) یہ ذوق وشوق کی باتیں جو اس خط میں لکھی گئی ہیں یقیناً درست ہوں گی کیونکہ یہ سب مجھے حافظ نے سکھائی ہیں۔ یہ غلط نہیں ہوسکتیں کیونکہ وہ ان رموز ونکات سے اچھی طرح واقف ہے۔

(نوٹ) بعض نسخوں میں شعر نمبر 9 ناپید ہے۔

----✱✱✱----

غزل نمبر (۱۱)

(۱) بیا تا گُل برافشانیم و مے در ساغر اندازیم
فلک را سقف بشگافیم و طرحِ نو دراندازیم

(۲) اگر غمِ لشکر انگیزد کہ خونِ عاشقاں ریزد
من و ساقی بہم سازیم [1] و بنیادش براندازیم

(۳) چو دردستت ارودے خوش بزن مطرب سرودے خوش
کہ دست افشاں غزل خوانیم و پا کوباں سراندازیم

(۴) صبا خاکِ وجودِ ما بآں عالی جناب انداز
بود کآں شاہِ خوباں را نظر بر منظر اندازیم

حل لغات:

* گُل برافشانیم۔ گُل افشانی کریں، پھول برسائیں * سقف۔ چھت * طرح۔ بنیاد * براندازیم۔ اکھاڑ ڈالیں * رُود۔ ساز * بزن مطرب سرودے۔ اے مطرب ایک اچھا سا راگ چھیڑ * مطرب۔ گویا * دست افشاں۔ ہاتھ اچھالتے ہوئے (چھڑ کتے ہوئے) غزل گائیں اور رقص کرتے ہوئے سر کو جھکا دیں * جناب۔ بارگاہ * شاہِ خوباں۔ حسینوں کا سردار۔

ترجمہ:

(۱) اے دوست! آ کہ ہم پھول برسائیں اور پیالے میں شراب ڈالیں۔ اس طرح اس پرانے آسمان کی چھت میں شگاف ڈال کر اک نئے آسمان کی بنیاد رکھیں۔

(۲) اگر غم عاشقوں کی خونریزی کرنے کے لیے فوج کشی کرے تو میں اور ساقی دونوں مل کر اس کی بنیادوں کو اکھاڑ ڈالیں۔ تباہ و برباد کر دیں۔

(۳) اے مطرب! تیرے ہاتھوں میں جب ساز ہے تو کوئی اچھا سا نغمہ سنا تا کہ ہم اپنے ہاتھوں کو اچھالتے ہوئے (چھڑ کتے ہوئے) غزل گائیں اور رقص کرتے ہوئے سر کو جھکا دیں۔

(۴) اے بادِ صبا! ہمارے وجود کی خاک کو تو اس عالی و بلند بارگاہ میں پہنچا دے کیونکہ اس طرح ممکن ہے کہ ہم اُس شاہِ خوباں کو اپنی طرف متوجہ کر سکیں۔

(۵) یکے ازعشق [2] می لافد دگر طامات مے بافد
بیا کایں داوریہا را بہ پیشِ داور اندازیم

(۶) بہشتِ عدن اگر خواہی بیا باما بمیخانہ
کہ از پائے خُمت یکسر [3] بحوضِ کوثر اندازیم

(۷) شرابِ ارغوانی را گلاب اندر قدح ریزیم
نسیمِ عطر گرداں را شکر در مجمر اندازیم

---

[1] بعض نسخوں میں سازیم کی جگہ نازیم ہے۔
[2] بعض نسخوں میں عشق کی جگہ عقل ہے۔
[3] بعض نسخوں میں یکسر کی جگہ روزے ہے۔

(۸) بیا جاناں منوّر کن زرویت مجلسِ مارا — کہ درپیشت غزل خوانیم ودر پایت سراندازایم
(۹) سخندانی و خوشخوانی نمی ورزند در شیراز — بیا حافظ کہ ماخود را بمُلکِ دیگر اندازیم

حل لغات:

* می لافد۔لافیں مارتا ہے * طامات۔بے جافخر۔ڈینگیں مارنا * عدن۔بہشتوں میں سے ایک بہشت کا نام * خم۔شراب کا مٹکا * کوثر۔حوضِ کوثر * شرابِ ارغوانی۔سُرخ شراب * قدح۔شراب کا بڑا پیالہ * مجمر۔انگیٹھی * جاناں۔محبوب * سخندانی۔شعرفہمی۔خوش الحانی * نمی ارزند۔کچھ قدرو قیمت نہیں رکھتی۔

ترجمہ:

(۵) ایک عشق کی لافیں مار رہا ہے تو دوسرا عبادت کی ڈینگیں ہانک رہا ہے۔تو آ کہ یہ جھگڑے ہم حقیقی داور (سچا انصاف کرنے والے اللہ تعالیٰ) کے حضور پیش کریں۔

(٦) اگر تو بہشت عدن کی تمنا رکھتا ہے تو پھر تو ہمارے ساتھ شراب خانے میں آ تا کہ ہم تجھے اس شراب کے مٹکے کی بدولت حوضِ کوثر میں غوطہ لگوادیں۔یعنی ہم عشاق کی کوشش سے تو ظاہر پرستی سے نکل کر حقیقت تک پہنچ جائے گا۔

(۷) سرخ شراب کے پیالے میں ہم گلاب ملائیں اور نسیم کی کسی خوشبو رکھنے والی انگیٹھی میں شکر ڈال دیں۔

(۸) اے ہمارے محبوب! تو آ اور اپنے چہرے سے ہماری محفل کو روشن کردے۔ہم تیرے حضور غزل گائیں اور تیرے قدموں پر اپنا سر رکھ دیں۔

(۹) شیراز میں آج کل سخن دانی اور خوش الحانی کچھ قدرو قیمت نہیں رکھتی۔اے حافظ! تو شیراز کو چھوڑ کر آ کہ ہم تجھے کسی دوسرے ملک میں پہنچادیں۔

(نوٹ) بعض نسخوں میں شعر نمبر 8 ناپید ہے۔

----***----

غزل نمبر (۱۲)

(۱) بے تو اے سروِ رواں باگُل و گلشن چہ کنم — زلفِ سُنبل چہ کشم عارضِ سوسن چہ کنم
(۲) آہ کز طعنۂ بدخواہ ندیدم رویت — نیست چوں آئنہ ام روئے ز آہن چہ کنم
(۳) بروا ے زاہد[1] و بر دُرد کشاں خوردہ مگیر — کار فرمائے قدر می کند ایں من چہ کنم

[1] بعض نسخوں میں زاہد کی جگہ ناصح ہے۔

(۴) برقِ غیرت چو چنیں می جهد از مکمنِ غیب | تو بفرما کہ منِ سوختہ خرمن چہ کنم

حل لغات:

* سروِرواں ۔ مرادمحبوب * سنبل ۔خوشبودار گھاس' مرادزلف * عارض ۔ رخسار * سوسن ۔ نیلے رنگ کا پھول * آہن ۔لوہا * دُردکشاں ۔ تلچھٹ پینے والے * خوردہ مگیر ۔نکتہ چینی نہ کر * از مکمنِ غیب ۔غیب کی کمین گاہ سے، پردہ سے * خرمن ۔کھلیان' کھلواڑہ

ترجمہ:

(۱) اے سرِرواں (اے محبوب) میں تیرے بغیر اس گل وگلشن کو کیا کروں؟ سنبل کی زلف کو کیا سنواروں اور سوسن کے رخساروں کو کیا کروں؟

(۲) افسوس میں نے بدخواہ کے طعنہ کی وجہ سے تیرا چہرہ نہیں دیکھا۔جب میرے پاس آئنہ ہی نہیں ہے تو میں لوہے کے آئنے کو کیا کروں؟ یعنی عارف کے دل سے جب دنیاوی علایق کی کثافتیں ریاضت اور عبادت سے دور ہوجاتی ہیں تب اس کے دل کا آئنہ جلا پاتا ہے۔الٰہی میرا آئنہ اس قابل نہیں ہے پھر محبوب کے دیدار کی آرزو بھی بیکار ہے۔

(۳) اے زاہد جا اور اپنا کام کر اور ہم تلچھٹ پینے والوں کو بُرا بھلا مت کہہ۔ کہ قدر (تقدیر) کا کارفرما جو کچھ کرتا ہے میں اس کا کیا کروں؟

(۴) غیرت کی بجلی جب غیب کی کمین گاہ سے چمک رہی ہے تو پھر تو ہی بتا کہ اب میں کھلیان جلا کیا کرسکتا ہوں؟ کیا کرسکتا ہوں میں سوختہ سامان؟

(۵) مددے گر بچراغے نکند آتشِ طور | چارۂ تیرہ شبِ وادیٔ ایمن چہ کنم
(۶) شاہِ ترکاں چو پسندید و بچاہ ہم انداخت | دستگیر ار نشود دستِ[1] تہمتن چہ کنم
(۷) خونِ من ریختی از ناوکِ دل دوزِ فراق | خود بگو با تو من اے دیدۂ روشن چہ کنم
(۸) حافظا خُلدِ بریں خانۂ موروثِ من ست | اندریں منزلِ ویرانہ نشیمن چہ کنم

حل لغات:

* آتشِ طور ۔طور کی آگ' جلوہ * تیرہ شب ۔رات کی تاریکی * وادیٔ ایمن ۔وہ وادی جہاں حضرت موسیٰ علیہ السلام کو نبوت ملی ۔جس میں کوہ طور واقع ہے * شاہِ ترکاں ۔ترکوں کا بادشاہ' افراسیاب جس نے بیژن (جو رستم کا بھانجا اور منیژہ کا عاشق تھا) کو کنوئیں میں ڈال دیا تھا اور رستم نے اُسے قید سے نجات دلائی تھی ۔لیکن یہاں پر مراد معشوق ہے * ناوک ۔تیر * دل دوزِ فراق ۔دردناک جدائی * خُلدِ بریں ۔بہشت بریں * خانۂ موروث ۔موروثی گھر۔

[1] بعض نسخوں میں دست کے بجائے لطف ہے۔

ترجمہ:

(۵) اگر کوہِ طور کی آگ ایک چراغ سے مدد نہ کرے تو پھر میں وادیٔ ایمن کی اندھیری رات کا کیا مداوا کر سکتا ہوں۔ یعنی تائید الٰہی کی روشنی کے بغیر انسان زندگی کے تاریک اور سنگلاخ راستوں میں سفر کرتے ہوئے اپنی منزل نہیں پا سکتے۔

(۶) جب ترکوں کے بادشاہ نے پسند کر لیا تو مجھے اُس نے کنوئیں میں ڈال دیا۔ آپ اگر رستم میری دستگیری نہ کرے تو پھر میں کیا کروں، کیا کر سکتا ہوں؟

(۷) اے محبوب! تو نے جدائی کے دلدوز تیر سے میرا خون بہایا ہے۔ اے روشن آنکھ! اب تو ہی بتا کہ میں تیرے ساتھ کیا کروں؟

(۸) اے حافظ! یہ بہشت بریں تو میرا موروثی گھر ہے اس لیے کہ یہ ابوالبشر (آدمؑ) کا گھر میں تھا۔ میں اس ویران منزل و مقام پر کیا قیام کروں؟ اس ویرانی میں اپنا نشیمن کیا بناؤں؟

(نوٹ) بعض نسخوں میں شعر نمبر 7 موجود نہیں۔

----***----

غزل نمبر (۱۳)

(۱) تا سایۂ مبارکت افتاد بر سرم — دولت غلامِ من شد و اقبال چاکرم

(۲) شد سالہا کہ از سرِ من بخت رفتہ بود — از دولتِ وصالِ تو باز آمد از درم

(۳) بیدار در زمانہ ندیدے کسے مرا — در خواب اگر خیالِ تو گشتے مصوّرم

(۴) من عمر در غمِ تو بپایاں برم وَلے — باور مکن کہ بے تو زمانے بسر برم

حل لغات:

* اقبال۔ بخت * شد سالہا۔ برسوں ہوئے، کئی سال گزرے، اک مدت بیت گئی * مصوّرم۔ تصویر کھینچ دیتا * پایاں۔ انتہا تک، آخر تک، سارا * باور۔ یقین۔

ترجمہ:

(۱) اے محبوب! جب سے تیرا مبارک سایہ میرے سر پر پڑا ہے دولت میری کنیز ہو گئی ہے اور اقبال میرا چاکر بن گیا ہے۔

(۲) کئی سال گزرے کہ میرے سر سے خوش نصیبی کا سایہ اٹھ گیا تھا۔ اے محبوب! تیرے وصال کی دولت سے پھر میرے دروازے سے واپس میرے گھر آ گیا ہے۔ یعنی میری خوش نصیبی واپس آ گئی ہے۔

(۳) مجھ کو زمانے میں کوئی شخص بھی جاگتا ہوا نہ دیکھتا۔ اگر خواب میں تیرا خیال میرے لیے تیری تصویر کھینچ دیتا، بنا دیتا تو۔

(۴) میں تیرے عشق کے غم میں ساری زندگی گزار سکتا ہوں لیکن تو اس بات کا ہرگز یقین نہ کر کہ تیرے بغیر میں کچھ دیر بھی زندہ رہ

سکتا ہوں۔

(۵) زاں شب کہ باز دردلِ تنگم در آمدی — صد شمع در گرفت دماغِ معطرم
(۶) دردِ مرا طبیب نداند دوا کہ من — بے دوست خستہ خاطر و با دوست خوشترم
(۷) گفتی بیار رختِ اقامت بکوئے ما — من خود بجانِ تو کہ ازیں کوئے نگزرم
(۸) ہر کس غلامِ شاہے و مملوکِ صاحبے ست — حافظؔ کمینہ بندۂ سلطانِ کشورم

حل لغات:

* زاں شب ۔جس رات * خستۂ خاطر ۔مراد بیمار * رختِ اقامت ۔رہنے سہنے کا سامان * بجانِ تو ۔تیری جان کی قسم * مملوک ۔خادم * کشور ۔ملک۔

ترجمہ:

(۵) اے محبوب! جس رات تو پھر میرے تنگ دِل میں آیا، میرے خوشبو بھرے دماغ میں سینکڑوں شمعیں روشن ہو گئیں۔

(۶) میری بیماری کا علاج طبیب کو معلوم نہیں ہے کیونکہ میں محبوب کے بغیر بیمار و خستۂ خاطر ہوں اور محبوب کے ساتھ تندرست اور خوش و خرم ہوں۔یعنی درمندِ عشق را دارد بجز دیدار نیست۔

(۷) تو نے کہا کہ رہنے سہنے کا سامان ہمارے کوچے میں لے آ۔ تیری جان کی قسم! میں تو اس تیرے کوچے سے کبھی باہر قدم رکھتا ہی نہیں ہوں۔ باہر جاؤں گا تو سامان لاؤں گا؟ یعنی ہمیشہ یہیں کا ہو چکا ہوں۔

(۸) ہر کوئی کسی نہ کسی بادشاہ کا غلام اور کسی نہ کسی آقا کا خادم ہوتا ہے۔اے حافظؔ! میں سلطانِ کشور کا ایک ادنیٰ سا غلام ہوں۔

(نوٹ) بعض نسخوں میں یہ غزل شامل نہیں ہے۔

----***----

غزل نمبر (۱۴)

(۱) مرا می بینی و ہردم زیادت می کنی دردم — ترا می بینم و شوقم زیادت می شود ہردم
(۲) بسامانم[۱] نمی پُرسی نمی دانم چہ سرداری — بدرمانم نمی کوشی نمی دانی مگر دردم
(۳) نہ راہست اینکہ بگزاری مراجانا و بگریزی — گزارے آرو بازم پرس تا خاکِ رہت گردم
(۴) ندارم دستت از دامن بجز درخاک وآں دم ہم — چو بر خاکم گزار آری[۱] بگیرد دامنت گردم

---

۱ بعض نسخوں میں بسامانم کی جگہ باما مانم ہے۔

حل لغات:

* زیادت می کنی۔تو زیادہ کر دیتا ہے * نمی دانم چہ سرداری * میں نہیں جانتا کہ تیرا خیال کیا ہے * درماں۔علاج * خاک رہ گردم۔تیرے راستے کی خاک ہو جاؤں * بگیرد دامنت گردم۔میری خاک تیرا دامن پکڑے گی۔

ترجمہ:

(۱) اے محبوب! تو مجھے دیکھتا ہے اور اس لیے میرے درد کو زیادہ کر دیتا ہے۔اور میں تجھے دیکھتا ہوں اور ہر وقت میرا شوق بڑھتا ہی چلا جاتا ہے اور مجھے بے چین کر ڈالتا ہے۔

(۲) تو میرے سروسامان کے بارے میں کچھ نہیں پوچھتا۔مجھے نہیں معلوم کہ تیرا کیا خیال ہے تو میرے علاج کے لیے کچھ کوشش نہیں کرتا۔شاید تجھے میرے درد کے بارے میں کچھ پتہ نہیں ہے؟

(۳) اے میری جان! یہ کوئی طریقہ نہیں ہے کہ تو مجھے چھوڑ کر بھاگ جائے۔مجھ سے دور دور رہے۔تو ایک دفعہ آ اور پھر میرا حال چال پوچھ تا کہ میں تیرے راستے کی خاک ہو جاؤں۔ یعنی قربان ہو جاؤں۔

(۴) اے محبوب! میں خاک ہو جانے سے پہلے تیرا دامن اپنے ہاتھ سے نہیں جانے دوں گا۔اور اس وقت بھی جب تو میری قبر پر سے گزرے گا تو میری خاک تیرا دامن تھام لے گی۔

(۵) فرورفت از غمِ عشقت دمم دَم می دہی تا کے — وما را ز من برآوردی نمی گوئی بر آوردم
(۶) شبے دِل را بتاریکی ز زلفت بازمی جستم — رخت می دیدم و جامے زلعلت بازمی خوردم
(۷) کشیدم در برت ناگاہ وشد تابِ گیسو یت — نہادم برلبت لب را و جان و دِل فدا کردم
(۸) تو خوش می باش با حافظ برو گو خصمِ جاں می دہ — چو گرمی از تو می بینم چہ باک از خصمِ دم سردم

حل لغات:

* دم می دہی تا کے۔تو کب تک مجھے دھوکا دے گا؟ * لعلت۔تیرے لب لعلیں * مے۔شراب * بر۔بغل * برت۔تیری بغل ،تیری آغوش میں * خصم۔دشمن۔

ترجمہ:

(۵) میرا دم تیرے عشق کے غم میں ہوا ہو گیا۔اے محبوب! تو کب تک مجھے دھوکا دیتا رہے گا یہ تو نے تو میری جان لے لی ہے۔لیکن تو یہ کبھی نہیں کہتا کہ ہاں میں نے جان لی ہے۔

(۶) میں ایک رات اندھیرے میں تیری زلف کے حلقے کے اندر اپنے دل کو ڈھونڈ رہا تھا۔تیرے چہرے کو دیکھ رہا تھا اور تیرے

ا بعض نسخوں میں خاکم گزار آری'' کی جگہ کہ بر خاکم رواں گردی'' ہے۔

سرخ لبوں سے شراب کا جام پی رہا تھا۔

(۷) میں نے اچانک تجھے اپنی بغل میں دبالیا اور میرا دِل تیری زلفوں کے پیچ وخم میں چلا گیا۔ میں نے تیرے لبوں پر اپنا لب رکھ دیا اور جان ودل دونوں کو ہی نچھاور کر ڈالا۔

(۸) حافظؔ کے ساتھ تو خوش وخرم رہ اور دشمن سے یہ کہہ دے کہ جا تو ہلاک ہوجا! جب میں تیری طبیعت کی گرمی دیکھ رہا ہوں تو پھر مجھے بھلا دشمن کی ٹھنڈی آہ سے کیا خوف ہوسکتا ہے؟

----***----

غزل نمبر (۱۵)

(۱) تو ہمچو صبحی و من شمعِ خلوتِ سحرم — تبسمے کن و جاں بیں کہ چوں ہمی سپرم

(۲) چنیں کہ دردلِ من داغِ زلفِ سرکشِ تست — بنفشہ زار شود تربتم چو در گزرم

(۳) بر آستانِ اُمیدت[۱] کشادہ ام درچشم — کہ یک نظر فگنی چوں فگندی از نظرم

(۴) غلامِ مردمِ چشمم کہ با سیاہ دلی — ہزار قطرہ ببارد چو دردِ دِل شمرم

حل لغات:

٭ شمعِ خلوتِ سحرم، میری سحر کی تنہائی کی شمع۔ ٭ سرکش: باغی۔ ٭ بنفشہ: خوشبودار گھاس جو دوائیوں کے کام آتی ہے۔ اسے زلف سے تشبیہ دیتے ہیں۔ ٭ برآستانِ اُمیدت: تیری اُمید کے آستانے پر۔ ٭ مردمِ چشم: آنکھ کی پتلی۔ ٭ شمرم: میں شمار کرتا ہوں، حساب کتاب کرتا ہوں۔

ترجمہ:

(۱) اے محبوب! تو صبح کی طرح ہے۔ اور میں سحر کی تنہائی کی شمع ہوں۔ ذرا تو مسکرا دے اور پھر دیکھ کہ میں تجھ پر کس طرح سے اپنی جان نچھاور کرتا ہوں۔

(۲) جیسا کہ میرے دل پر تیری سرکش زلف کا داغ ہے۔ جب میں اس دنیا سے رخصت ہوجاؤں گا تو میری قبر اسی داغ کی وجہ سے ہی بنفشہ زار کا نمونہ بن جائے گی۔

---

۱ بعض نسخوں میں امیدت کی جگہ مرادت ہے اور چوں کی جگہ خود ہے۔

(۳) تیری اُمید کے آستانے پر میں نے اپنی آنکھوں کے دروازے کھول رکھے ہیں۔ کہ جیسے تو نے مجھے اپنی نظروں سے گرا ڈالا ہے۔ اک نظر پیار بھری مجھ پر بھی ڈال دے۔

(۴) میں اپنی آنکھوں کی پتلی کا غلام ہوں۔ جو سیاہ دل ہونے کے باوجود ہزار ہا قطرے برساتی ہے۔ جب میں دل کے درد کا حساب کتاب کرتا ہوں۔

(۵) چہ شکر گویمت اے خیلِ غم عفاک اللہ — کہ روزِ بے کسی آخر نمی روی ز سرم

(۶) بہر نظر بُتِ ما جلوہ می کند لیکن — کس آں کرشمہ نہ بیند کہ من ہمی نگرم

(۷) بخاکِ حافظ اگر یار بگورد چو نسیم — خو غنچہ در لحدِ تنگِ خود کفن بدرم[۱]

حل لغات:

* خیلِ غم: غم کا لشکر۔ * عفاک اللہ: اللہ تجھے معاف کر دے۔ * کرشمہ: ناز و ادا، انداز، کرامت۔ * لحد: قبر۔

ترجمہ:

(۵) میں تیرا کیونکہ شکریہ ادا کروں؟ اے غم کے لشکر! اللہ تجھے معاف کر دے کہ تو نے بیکسی میں بھی میرا کبھی ساتھ نہیں چھوڑا ہے۔ تو ہر حال میں میرے ساتھ ہے۔

(۶) ہمارا محبوب ہر کسی کی نظر میں اپنے جلوے دکھاتا ہے۔ مگر ناز و انداز کا جو کرشمہ ہم دیکھتے ہیں وہ کسی اور کو کبھی نظر نہیں آتا۔ کسی کو دکھائی نہیں دیتا۔

(۷) اگر کبھی محبوب! بادِ نسیم کی طرح حافظ کی قبر پر سے گزرے تو میں اپنی لحد میں بھی غنچے کی طرح اپنا کفن پھاڑ ڈالوں گا۔ حافظ کی شدتِ عشق دیکھئے کہ وہ مرنے کے بعد بھی اپنے محبوب کے دیدار کا متمنی ہے۔

غزل نمبر (۱۶)

(۱) چرا نہ درپئے عزمِ دیارِ خود باشم — چرا نہ خاکِ کفِ پائے[۲] یارِ خود باشم

(۲) غمِ غریبی و غُربت چو بر نمی تابم — بشہرِ خود روم و شہریارِ خود باشم

(۳) ز محرمانِ سرا پردۂ وصال شوم — زبندگانِ خداوندگار خود باشم

(۴) چو کارِ عمر نہ پیداست بارے آں اُولیٰ — کہ روزِ واقعہ پیشِ نگارِ خود باشم

---

۱ بعض نسخوں میں نسیم کی جگہ باد ہے اور مصرع ثانی یوں ہے: ز شوق در دل آں تنگنا کفن بدرم۔

۲ بعض نسخوں میں کفِ پائے کی جگہ سرِ کوئے ہے۔

حل لغات:

* دیار۔وطن * غربت۔مسافت * غریبی۔مسافری * شہریار۔بادشاہ * سراپردۂ وصال۔بارگاہِ وصال * پیدا۔ظاہر * اُولیٰ۔بہتر * روزِ واقعہ۔مراد مرنے کے روز۔

ترجمہ:

(۱) میں اپنے وطن کو روانہ ہونے کا ارادہ کیوں نہ کروں؟ اور کس لیے اپنے محبوب کے پاؤں کی خاک نہ بنوں؟

(۲) جب میں مسافری اور مسافت کے غم نہیں اٹھا سکتا تو کیوں نہ پھر اپنے شہر میں جا کر اپنا بادشاہ بن جاؤں؟ جس طرح کہ صائب کہتے ہیں: ع ہر گدا در خانہ خود شہنشاہ ست

(۳) میں بارگاہِ وصال کے محرموں میں سے ہو جاؤں اور اپنے آقا کے غلاموں میں شمار ہونے لگوں یعنی غلام ہو جاؤں۔اس کی خدمت کروں۔

(۴) جب عمر کے کام کے متعلق کچھ ظاہر نہیں ہے، زندگی کا کچھ پتہ نہیں ہے تو پھر یہی بہتر ہے کہ میں عشق میں موت سے مرنے سے پہلے ہی مر کر اپنے محبوب کی خدمت میں حاضر ہو جاؤں۔یعنی اپنے محبوب کے سامنے رہوں (محبوب کے سامنے جان دیدوں)

(۵) زدستِ بختِ گراں خواب وکارِ بیساماں — اگر کنم گلۂ رازدارِ خود باشم
(۶) ہمیشہ پیشۂ من عاشقی و رِندی بود — دِگر بکوشم و مشغولِ کارِ خود باشم
(۷) بود کہ لُطفِ ازل رہنموں شود حافظؔ! — وگرنہ تا بہ ابد شرمسارِ خود باشم

حل لغات:

* بختِ گراں خواب۔سویا ہوا مقدر * رِندی۔مے نوشی * لطفِ ازل۔ازلی مہربانی' خدا کا کرم * رہنموں۔رہنمائی * تا بہ ابد۔قیامت تلک۔

ترجمہ:

(۵) اگر میں اپنے اس سوئے ہوئے مقدر اور بے سروسامانی کا گلہ کروں تو کیسے؟ کیونکہ میں تو اپنے بارے میں سب کچھ ہی جانتا ہوں۔آپ اپنا رازدار ہوں۔

(۶) کہ عاشقی و رندی تو میرا ہمیشہ کا پیشہ ہے اور اب میں پھر اس کوشش میں ہوں کہ میں اپنے اس کام میں مشغول ہو جاؤں۔(جو کہ میرا اصل کام ہے)

(۷) اے حافظؔ! ممکن ہے کہ اللہ کا لطف و کرم رہنمائی کرے وگرنہ قیامت کے روز تک میں اپنے کئے اور اپنے آپ پر شرمسار رہوں گا۔یعنی تائید ایزدی کے بغیر فراق دائمی ہو گا۔

----***----

غزل نمبر (۱۷)

(۱) چل سال بیش رفت[۱] کہ من لاف می زنم	کز چاکرانِ پیرِ مغاں کمتریں منم
(۲) ہرگز بیمنِ عاطفتِ پیرِ مے فروش	ساغر تہی نشد زمئے صاف روشنم
(۳) درحقِ[۲] من بدردکشی ظنِ بد مبر	کآلودہ گشت خرقہ ولے پاکدامنم
(۴) شہبازِ دستِ پادشہم ایں چہ حالتست	کز یاد بُردہ اند ہوائے نشیمنم

حل لغات:

* چل۔چالیس * بیش۔زیادہ * لاف۔ڈینگ * بیُمن عاطفت۔لطف وکرم کی برکت سے *

ترجمہ:

(۱) چالیس سال سے زیادہ کا عرصہ گزر چکا ہے کہ میں یونہی ڈینگیں مار رہا ہوں کہ پیر مغاں کے جملہ غلاموں میں سے میں سب سے کمتر ہوں۔

(۲) شراب فروخت کرنے والے پیرمیفروش (مرشد کامل) کے لطف وکرم کی برکت سے میرا جام صاف اور روشن شراب سے کبھی بھی خالی نہیں ہوا ہے۔یعنی لطف الٰہی سے میرا دل شرابِ عشق سے بھرپور رہتا ہے۔

(۳) تو میرے بارے میں ہرگز یہ بدگمانی نہ کر کہ میں تلچھٹ پینے والا ہوں۔اگر چہ میری گدڑی تو آلودہ ہو چکی ہے لیکن میں خودنہایت پاکدامن ہوں۔میرے اندرکوئی آلودگی نہیں ہے۔بقول دردؔ:

تردامنی پہ ہماری نہ اے شیخ جائیو	دامن نچوڑدیں تو فرشتے وضوکریں

(۴) میں بادشاہ کے ہاتھ کا شہباز ہوں۔یہ کیا ہوگیا ہے کہ میری یاد سے میرے آشیانے کی محبت کومحوکردیا گیا ہے؟ یعنی میں عالمِ قدس کا رہنے والا ہوں اور یہ عجیب معاملہ ہے کہ مجھے میرے اصلی وطن سے جدا کرکے دنیا کی سرائے فانی میں قید کردیا گیا ہے۔

(۵) حیف ست بُلبلے چومن اکنوں دریں قفس	با ایں لسانِ عذب کہ خامش چو سوسنم
(۶) آب و ہوائے پارس عجب سِفلہ پرورست	کو ہمرہے کہ خیمہ ازیں خاک برکنم
(۷) توران شہِ خجستہ کہ دارد مزید فضل[۳]	شد منتِ مواہبِ او طوقِ گردنم

۱ بعض نسخوں میں رفت نہیں ہے۔ ۲ بعض نسخوں میں حق کی جگہ شان ہے اور خرقہ کی جگہ جامہ ہے۔
۳ بعض نسخوں میں مصرع اوّل یوں ہے: توران شہ خجستہ کہ من بزیدِ فضل

(۸) حافظ بزیرِ خرقہ قدح تا بکے کشی؟ — در بزمِ خواجہ پردہ زکارت بر افگنم

حل لغات:

* حیف۔افسوس * اکنوں۔اب * قفس۔پنجرہ * لسان۔زبان * عذب۔مٹھاس * سوسن۔ایک پھول جس کی پتیاں زبان سے مشابہ ہوتی ہے * پارس۔فارس' ایران * سفلہ۔کمینہ * توران شہ۔خواجہ جلال الدین توران شاہ حاکم فارس، خواجہ حافظ کا ممدوح * خجستہ۔مبارک ہمایوں * خرقہ۔گدڑی * قدح۔شراب کا بڑا پیالہ۔

ترجمہ:

(۵) بڑا افسوس ہے کہ میرے جیسی بلبل باوجود اس شیریں نوائی کے اب اس پنجرے میں سوسن کی طرح خاموش اور قید ہے۔

(۶) ملک ایران کی آب و ہوا عجیب کمینہ پرور ہے۔کہاں ہے کوئی رفیق (ساتھی) کہ میں اس کے ساتھ اپنا بوریا بستر اٹھا کر یہاں سے کوچ کر جاؤں۔اس سرزمین سے کہیں اور چلا جاؤں۔

(۷) بابرکت اور مبارک توران شاہ مجھ پر بڑا مہربان ہے۔اس کی بخششوں کا احسان میرا گردن کا طوق بن گیا ہے۔

(۸) اے حافظ! تو اپنی اس گدڑی کی آڑ میں کب تک جام شراب نوش کرتا رہے گا اس خواجہ کی محفل میں تیرے اس کام سے پردہ اٹھاؤں گا یعنی تیرا یہ راز فاش کر دوں گا۔

----***----

غزل نمبر (۱۸)

(۱) حاشا کہ من بموسمِ گُل ترکِ مے کنم — من لافِ عقل می زنم ایں کار کے کنم

(۲) مطرب کجاست تا ہمہ محصولِ زہد و علم — در کارِ بانگِ بربط و آوازِ نے کنم

(۳) از قال وقیلِ مدرسہ حالے دِلم گرفت — یک چند نیز خدمتِ معشوق و مے کنم

(۴) کو پیکِ صبح تا گلہ ہائے شبِ فراق — بآں خجستہ طالعِ فرخندہ پے کنم

حل لغات:

* حاشا۔کبھی نہیں ہوسکتا' ہرگز نہیں * موسم گل۔موسم بہار * لاف۔ڈینگ * بربط۔ساز۔ڈفلی * نے۔بانسری * قیل و قال۔بحث وتحیص * پیک۔قاصد * خجستہ۔مبارک * طالع۔مقدرّ * فرخندہ پے۔مبارک قدم۔

ترجمہ:

(۱) بہار کے موسم میں میں ہرگز کبھی شراب نوشی ترک نہیں کر سکتا۔میں تو عقل کی لاف زنی کر رہا ہوں بھلا مجھ سے یہ کام ہوسکتا

ہے! بھلا میں یہ کام کب کرتا ہوں؟

(۲) کہاں ہے مطرب؟ تا کہ میں علم و زہد کا تمام حاصل ڈفلی اور بانسری کی آواز کے حوالے کردوں۔ اس کی آرزو میں نچھاور کر ڈالوں۔

(۳) مدرسہ کی قیل و قال سے میرا دِل بڑا تنگ آ گیا ہے۔ (میں چاہتا ہوں) کہ چند روز اور معشوق اور شراب کی خدمت سرانجام دے لوں۔

(۴) کہاں ہے صبح کا قاصد (صبا)؟ تا کہ میں اُس مبارک بختوں والے اور مبارک قدموں والے سے جدائی کی رات کے گلے شکوے بیان کروں۔

(۵) کے بود در زمانہ وفا جامِ مے بیار — تا من حکایتِ جم و کاؤس و کے کنم
(۶) از نامہء سیاہ نترسم کہ روزِ حشر — بافیضِ لطفِ او صدازیں نامہ طے کنم
(۷) خاکِ مرا چو در ازل از مے سرشتہ اند — با مدّعی بگو کہ چرا ترکِ مے کنم
(۸) ایں جانِ عاریت کہ بہ حافظ سپرد دوست — روزے رخش بینم و تسلیم وے کنم

حل لغات:

* کے بود۔ کب تھی * جم۔ جمشید * کاؤس۔ کیکاؤس * کے۔ کیقباد۔ ایران کے قدیم بادشاہوں کے نام * نامۂ سیاہ۔ سیاہ نامۂ اعمال * سرشتہ۔ سرشتن، گھوندھنا، خمیر بنانا * جانِ عاریت۔ مانگی ہوئی جان۔

ترجمہ:

(۵) بھلا اس زمانے میں وفا کب تھی؟ تو شراب کا پیالہ لا تا کہ میں جمشید، کیکاؤس اور کیقباد جیسے عظیم الشان بادشاہوں کی کہانیاں بیان کروں۔ یعنی جب ایسے جلیل القدر بادشاہوں سے بھی اس دنیا نے وفا نہ کی تو اس سے دل لگانا کہاں کی عقل مندی ہے؟

(۶) میں اپنے نامۂ اعمال (جو کہ سارے کا سارا سیاہ ہے) سے ہرگز نہیں ڈرتا کیونکہ میں قیامت کے دن اس کی مہربانی کے فیض سے اس طرح کے سینکڑوں اعمال ناموں کو طے کر کے رکھ دوں گا یعنی فیصلے کروں گا۔ یعنی شفاعتِ رسول ﷺ سے میرے سب گناہ معاف ہو جائیں گے۔

(۷) ازل کے دن سے ہی جب کہ میری خاک کا خمیر شراب سے اٹھایا گیا ہے تو تو دشمن سے یہ کہہ دے کہ میں بھلا اسے کیسے ترک کردوں؟ کیسے چھوڑ دوں؟

(۸) یہ جانِ مستعار (مانگی ہوئی) جو کہ دوست نے حافظ کے حوالے کی ہے۔ ایک روز میں اس کا چہرہ دیکھ کر اُسی کے حوالے کردوں گا۔ اُسے لوٹا دوں گا۔

----***----

غزل نمبر (۱۹)

(۱) حالیا مصلحتِ وقت درآں می بینم — کہ کشم رخت بمیخانہ و خوش بنشینم
(۲) جز صراحی و کتابم نبود یار و ندیم — تا حریفانِ دغا را بجہاں کم بینم
(۳) بسکہ در خرقۂ سالوس[1] زدم لافِ صلاح — شرمسارِ رُخِ ساقی و مئے رنگینم !
(۴) جامِ مے گیرم و ازاہلِ ریا[2] دُور شوم — یعنی از اہلِ جہاں پاک دِلے بگزینم
(۵) سر بآزادگی از خلق بر آرم چوں سرو — گر دہد دست کہ دامن زجہاں بر[3] چینم

حل لغات:

* حالیا۔اب * رخت۔سازوسامان * ندیم: مصاحب،دوست۔ * حریفانِ دغا: جنگی حریف۔ * خرقۂ سالوس: مکروفریب کی گدڑی۔ * لافِ اصلاح: اصلاح کی لاف زنی۔ * اہل ریا: ریا کارلوگ، دکھاوے کی عبادت کرنے والے * خلق۔ خلقت

ترجمہ:

(۱) اب میں وقت کی مصلحت اسی میں دیکھتا ہوں کہ اپنا تمام سروسامان اٹھاؤں اور شراب خانے میں لے جاؤں اور وہاں پر خوشی سے بیٹھوں، مزے لوں۔

(۲) ماسوائے شراب کی صراحی اور کباب کے میرا کوئی دوست اور مصاحب نہیں ہے۔یہی وجہ ہے کہ میں اس جہان میں کسی کو بھی اپنا جنگی حریف کم دیکھتا ہوں یعنی نہیں دیکھتا۔

(۳) میں نے بڑا عرصہ مکروفریب کی گدڑی میں رہ کر اصلاح وبہتری کی ڈینگیں ماری ہیں۔میں ساقی کی صورت اور رنگین شراب سے بڑا شرمسار ہوں۔

(۴) میں شراب کا پیالہ لے رہا ہوں تا کہ ان ریا کاروں سے دُور ہو جاؤں۔اور جہان میں سے کسی پاک دل والے کی ہمنشینی اختیار کرلوں، کسی پاک دِل کو پسند کروں۔

(۵) سرو کی طرح میں آزادہ روی کے ساتھ اس مخلوق میں سر بلند ہو جاؤں۔اگر مجھے کہ اس جہان سے اپنا دامن سمیٹنے کی توفیق مل جائے۔موقع ہاتھ لگ جائے، یعنی دنیا سے قطع تعلق کرنے سے ہی آخرت کی سربلندی ملتی ہے۔

---

[1] بعض نسخوں میں سالوس کی جگہ آلودہ ہے۔
[2] بعض نسخوں میں اہل ریا کی جگہ اہل جہاں ہے۔
[3] بعض نسخوں میں بر کی جگہ در ہے۔

(۶) سینۂ تنگِ من و بارِ غم او ہیہات — مرد ایں بارِ گراں نیست دلِ مسکینم
(۷) دِل و جانم بخیال سرو زلفِ تو بسوخت — ور گوا بایدت اینک نفسِ مشکینم
(۸) بر دلم گردِ ستمہاست خدا را مپسند — کہ مکدّر شود آئینۂ مہر آگینم
(۹) بندۂ آصفِ عہدم دِلم آزردہ مکن[1] — کہ اگر دم زند از چرخ بخواہد کینم
(۱۰) من اگر رِند خراباتم و گر حافظ[2] شہر — ایں متاعم کہ تو می بینی و کمتر زینم

حل لغات:

* ہیہات۔افسوس * بارِگراں۔بھاری بوجھ * ور۔اوراگر * گوابایدت۔تجھے گواہ کی ضرورت ہے * مکدر۔گدلا' غبار آلود * بندہ۔غلام * آصف۔شیراز کا حاکم، حافظ کا ممدوح * دم زند۔آہ بھرے گا شکایت کرے گا * رندِخراباتم۔میں شراب خانے کا رند ہوں * متاع۔پونجی * متاعم۔میری پونجی میرا مال ومتاع * زینم ازیں ام۔میں اس سے

ترجمہ:

(۶) میرا سینہ تنگ ہے اوراس پراُس کے غم کا بوجھ ہے۔افسوس!میرا یہ مسکین وبیچارہ دل اس بھاری بوجھ کو کبھی برداشت نہیں کرسکتا۔

(۷) اے محبوب!میرا دِل اور میری جان تیری زلفوں کے خیال میں جل چکے ہیں۔اگر تجھے گواہ کی ضرورت ہے تو میرا یہ خوشبودار دم (سانس) حاضر ہے۔

(۸) میرے اس دِل پر تیرے ظلم وستم کی گرد پڑی ہوئی ہے۔تجھے خدا کا واسطہ ہے کہ تو یہ ہرگز گوارا نہ کر میرا محبت بھرا یہ شیشہ غبار سے اَٹ جائے۔مکدر ہو جائے۔

(۹) میں تو وقت کے آصف کا غلام ہوں۔تو میرے دل کو آزردہ مت کر کیونکہ اگر وہ (دل) آہ بھرے گا تو وہ (آصف اس کا بدلہ آسمان سے بھی لے لے گا۔

(۱۰) میں اگر شراب خانے کا رِند ہوں یا شہر کا حافظ۔یہ پونجی جو تو میری دیکھ رہا ہے میں اس سے بھی کمتر ہوں۔اس سے بھی بہت کم ہوں۔

(نوٹ) بعض نسخوں میں شعر نمبر 7 کی جگہ موجود نہیں ہے۔

----***----

[1] بعض نسخوں میں آزردہ مکن کی جگہ ازراہ مہر ہے۔
[2] بعض نسخوں میں حافظ کی جگہ زاہد ہے۔

غزل نمبر (۲۰)

(۱) حجابِ چہرۂ جاں شُد می شود غبارِ تنم — خوشا دمے کہ ازیں چہرہ پردہ براَفگنم
(۲) چنیں قفس نہ سزائے چومنِ خوش الحان ست — روم بگلشنِ رضوان کہ مرغِ آں چمنم
(۳) عیاں نشد کہ چرا آمدم کُجا بودم[1] — دریغ و درد کہ غافل زکارِ خویشتنم
(۴) چگونہ طوف کُنم درفضائے علمِ قُدس — چو در سراچۂ ترکیب تختہ بندِ تنم

حل لغات:

* حجاب چہرہ۔ چہرے کا پردہ * خوشا۔ کیا ہی اچھا ہو * قفس۔ پنجرہ * گلشن رضواں۔ بہشت کا باغ * عیاں نشد۔ ظاہر نہیں ہوا * دریغ۔ افسوس * چگونہ۔ کیونکر * طوف۔ طواف * سراچہ۔ سرائے' چھوٹی سرائے (دنیا)۔

ترجمہ:

(۱) میرے تن بدن کا غبار محبوب کے چہرے کا حجاب ہورہا ہے۔ وہ وقت کیسا اچھا ہوگا کہ جب میں اس کے چہرے سے یہ نقاب اٹھادوں گا۔ یعنی زندگی میں محبوب کا چہرہ مجھ سے چھپا ہوا ہے۔ وہ گھڑی بڑی مبارک ہوگی کہ جب میں مرکر محبوب سے واصل ہوجاؤں گا۔

(۲) اس طرح کا پنجرہ مجھ جیسے خوش الحان پرندے کے شایان شان نہیں ہے۔ (قابل نہیں ہے) میں بہشت کے باغ کو جارہا ہوں کیونکہ میں اُس گلزار کا پنچھی ہوں۔

(۳) مجھ پر یہ ظاہر نہیں ہوسکا کہ میں یہاں (دنیا میں) کیوں آیا اور پہلے کہاں تھا۔ یہ بڑے افسوس اور بڑے دکھ کی بات ہے کہ میں اپنے کام سے غافل ہوں۔ مجھے کچھ پتہ نہیں ہے۔

(۴) میں عالم قدس کے میدان میں کس طرح طواف کروں جبکہ میرا بدن دنیا کی اس سرائے کے اندر جسم میں بند ہے، قید ہے۔ یعنی میں عالم قدس کا رہنے والا ہوں اور اس دنیا میں خاک جسم کے اندر قید ہو چکا ہوں۔ اب میں وہاں کیسے جاؤں؟ مطلب یہ کہ دنیا کی کثافتیں اور نفسانی خواہشات انسان کو روحانی بلندی حاصل نہیں کرنے دیتیں۔

(۵) اگر زخونِ دِلم بوئے عشق می آید — عجب مدار کہ ہمدردِ نافۂ ختنم
(۶) مرا کہ منظرِ حُورست مسکن و ماویٰ — چرا بکوئے خراباتیاں بود وطنم
(۷) طرازِ پیر ہنِ زرکشم مبیں چو شمع — کہ سوزہاست نہانی درونِ پیرہنم

[1] بعض نسخوں میں بودم کی جگہ رفتم ہے۔

(۸) بیا د ہستئ حافظ زپیشِ او بردار   کہ باوجود تو کس نشنود زمن کہ منم

حل لغات:

* نافۂ ختنم۔میں ختن کے ہرن کا نافہ ہوں' مشک کی تھیلی جو ہرن کی ناف میں ہوتی ہے' ختن کے ہرن مشہور ہیں * مسکن وماویٰ۔ ٹھکانہ اور قیام گاہ * کوئے خراباتیاں۔رندوں کا کوچہ * طراز۔نقش ونگار * پیرہن۔قمیص' لباس * زرکش۔سنہری * نہانی۔ پوشیدہ * زپیشِ او۔اس کے سامنے سے۔

ترجمہ:

(۵) میرے دل کے خون سے اگر عشق کی بو آرہی ہے تو اس میں تعجب کرنے کی کوئی بات نہیں ہے کیونکہ میں ختن کے نافہ کا ہمدرد ہوں۔یعنی محبوب کے مشکیں گیسوؤں پر مرا مٹا ہوا ہوں۔

(۶) جب کہ میرا مقام اور میرا ٹھکانہ حوروں کے رہنے کی جگہ ہے تو پھر بھلا میں ان رندوں کے کوچے میں اپنی بودوباش کیوں کروں؟ اسے اپنا وطن کیوں بناؤں؟ یعنی عالم رنج ومحن میرے رہنے کے قابل نہیں ہے۔

(۷) تو میرے سنہری لباس کے نقش ونگار کو نہ دیکھ۔کہ شمع کی طرح میرے پیرہن کے اندر (سینے میں) سوز وگداز چھپا ہوا ہے۔یعنی میری ظاہری حالت میری باطنی حالت سے یکسر مختلف ہے۔

(۸) تو آ اور حافظ کی ہستی کو اُس کے سامنے سے اٹھادے (اُسے فنا کردے) کیونکہ تیرے ہوتے ہوئے کوئی مجھ سے یہ نہ سنے کہ میں ہوں۔یعنی تیرے ہوتے ہوئے میرا ہونا بیکار ہے۔شعر صوفیانہ عقیدہ ''ہمہ اوست'' کا عکاس ہے۔

----***----

غزل نمبر (۲۱)

(۱) خرم آں روز کزیں منزلِ ویراں بروم   راحتِ جاں طلبم و زپے جاناں بروم
(۲) گرچہ دانم کہ بجائے نبرد راہِ غریب   من ببوئے خوشِ آں زلفِ پریشاں بروم [1]
(۳) چوں صبا با دلِ بیمار و تنِ بے طاقت   بہواداریِ آں سروِ خراماں بروم
(۴) دِلم از وحشتِ زندانِ سکندر بگرفت   رخت بر بندم و تا مُلکِ سلیماں بروم

حل لغات:

* خرم آں روز۔وہ دن بڑا اچھا ہوگا' مبارک ہوگا * بجائے نبرد راہِ غریب۔غریب کا راستہ کسی مقام کی طرف نہیں جاتا

[1] بعض نسخوں میں مصرع ثانی یوں ہے: من ببوئے سرِ آں زلفِ پریشاں بروم۔

* ہواداری۔محبت،عشق،لگن * سروِ خراماں۔محبوب * زندانِ سکندر۔شیراز کا نام ہے،مراد دنیا ہے * ملکِ سلیماں۔یزد شہر کو کہتے ہیں،جہاں خواجہ کے بڑے ممدوح تھے،مراد آخرت ہے۔

ترجمہ:

(۱) وہ دن بڑا ہی اچھا و مبارک ہوگا جبکہ میں اس ویران منزل (دنیا) سے روانہ ہوں گا۔راحتِ جاں طلب کرتا ہوا اپنے محبوب سے ملنے جاؤں گا۔(وصالِ حق تعالیٰ سے حیاتِ دوام ملے گی)

(۲) اگرچہ میں یہ جانتا ہوں کہ غریب کا راستہ کسی بھی مقام کی طرف نہیں جاتا لیکن میں پھر بھی اس کی پریشان زلف کی خوشبو کے پتے پر چلتا جاؤں گا۔(بوئے زلف سے مراد ذاتِ خداوندی ہے)

(۳) میں باوجود بیمار دِل اور کمزور بدن کے صبا کی طرح اُس سروِ خراماں (محبوب) کی لگن میں مگن ہو کر جاؤں گا۔اور بالآخر منزلِ مقصود (وصالِ حق) تک پہنچ جاؤں گا۔

(۴) میرا دل اس سکندر کے قید خانہ (دنیا) سے بری طرح ملول ہو چکا ہے۔اب میں اپنا ساز و سامان باندھ کر سلیمان کے ملک (آخرت) کی جانب روانہ ہوں گا۔(بحوالہ حل لغت بالا یزد کے لوگ اور حکمران اکثر خواجہ کو مدعو کیا کرتے تھے)

(۵) در رہِ اُو چو قلم گر بسرم باید رفت — بادلِ دردکش [1] و دیدۂ گریاں بروم

(۶) نذر کردم کہ گر ایں غم بسر آید روزے — تا درِ میکدہ شادان و غزل خواں بروم

(۷) بہواداریٔ اُو ذرّہ صفت رقص کناں — تا لبِ چشمۂ خورشیدِ درخشاں بروم

(۸) نازکاں [2] راچو غمِ حالِ گرفتاراں نیست — سارباناں مددے تا خوش و آساں بروم

(۹) ور چو حافظ نبرم رہ ز بیاباں بیروں — ہمرۂ کوکبۂ آصفِ دوراں بروم

حل لغات:

* گر بسرم۔سر کے بل * دیدۂ گریاں۔روتی ہوئی آنکھ * بسر آید۔ختم ہو جائے * شاداں۔خوش خوش * نذر کردم۔میں نے منت مانی ہے * ہواداری۔محبت،لگن * لبِ چشمہ: چشمے کے کنارے * خورشیدِ درخشاں۔چمکنے والا سورج * نازکاں۔نازک مزاج لوگ * ور۔اور اگر * بیاباں۔جنگل * کوکبہ۔شان و شوکت،شکوہ و حشمت۔

ترجمہ:

(۵) اگر مجھ کو اس کی راہ میں قلم کی طرح سر کے بل بھی چلنا پڑے تو میں اپنے دردمند دل اور اس روتی ہوئی آنکھوں کے ساتھ جاؤں گا۔

---

[1] بعض نسخوں میں دردکش کی جگہ زخم کش ہے۔

[2] "نازکاں کی جگہ تازیان اور سارباناں کی جگہ پارسایان ہے جو زیادہ مناسب لگتا ہے کیونکہ عربی لوگ خوشحال،پارسا اور بامروت ہوتے ہوئے دوسروں کی مدد کیا کرتے تھے۔انہیں سے خواجہ مدد کے متدعی ہیں۔

(۶) میں نے یہ منت مانی ہے کہ اگر کسی روز میرا یہ غم ختم ہو جائے تو پھر میں میکدے کے دروازے تک خوشی خوشی غزل گاتا ہوا جاؤں گا۔

(۷) میں اس کی لگن میں مگن ہو کر ذرے کی طرح رقص کرتا ہوا چمکنے والے سورج کے چشمے کے کنارے تک پہنچوں گا۔ (ذرہ سے مراد وجودِ خاکی ہے اور خورشید سے مراد وجودِ مطلق ہے)

(۸) نازک مزاج رکھنے والے لوگوں کو محبت میں گرفتار ہونے والوں کے حال کا کچھ غم نہیں ہے تو اے سار بانو! میری مدد کرو تا کہ میں خوشی اور آسانی کے ساتھ جاؤں۔

(۹) حافظ کی طرح اگر میں بیاباں سے باہر نہ جاؤں گا یا یہاں سے باہر جانے کا راستہ نہ ملے گا۔ تو پھر وقت کے آصف کی فوج اور اس کی شان و حشمت کے ساتھ جاؤں گا۔

----✱✱✱----

غزل نمبر (۲۲)

(۱) خیالِ روئے تو در کارگاہِ دیدہ کشیدم بصورتِ تو نگارے ندیدم و نشنیدم

(۲) اُمیدِ خواجگیم بود بندگیِ تو کردم ہوائے سلطنتم بود خدمتِ تو گزیدم

(۳) اگرچہ در طلبت ہمعنانِ بادِ شمالم بگردِ سروِ خرامانِ قامتت نرسیدم

(۴) اُمید در سرِ زلفت بروزِ عہد بہ بستم طمع بدورِ دہانت ز کامِ دِل ببریدم

حل لغات:

کارگاہِ دیدہ۔ آنکھ کا تصویر خانہ یعنی کیمرہ ✱ اُمید خواجگیم۔ مجھے آقا سے ملنے کی اُمید تھی ✱ بندگی۔ غلامی ✱ ہوا۔ خواہش ✱ ہمعنان۔ ساتھ ساتھ چلنا ✱ سروخراماں۔ مراد محبوب ✱ بروز۔ ازل کے روز۔

ترجمہ:

(۱) اے محبوب! میں نے تیرے چہرے کی تصویر اپنی آنکھوں کے کیمرے سے کھینچی ہے اور تیری یہ تصویر بنا کر اس نتیجے پر پہنچا ہوں کہ تیری شکل و صورت کا میں نے آج تک نہ کوئی محبوب دیکھا اور نہ کہیں سنا۔

(۲) مجھ کو آقا بننے کی اُمید تھی لیکن میں نے تیری غلامی اختیار کر لی۔ میں بادشاہی کی آرزو رکھتا تھا لیکن میں نے تیری خدمتگاری کو پسند کر لیا۔ قبول کر لیا۔ (کیونکہ بندگی میں ہی رازِ شاہی پنہاں ہے)

(۳) تیری طلب میں اگرچہ میں شمالی ہوا کے ساتھ ساتھ چلتا ہوں لیکن میں تیرے قد کے سروخراماں کی گرد کو بھی نہ پہنچ سکا۔ یعنی تجھ تک میری رسائی نہ ہو سکی۔

(۴) میں نے روزِ ازل ہی تیری زلفوں سے یہ اُمید باندھ دی تھی اور تیرے منہ کے دور میں دل کے مقصد کا لالچ نکال دیا تھا یعنی یہ جان لیا تھا کہ تیرے دہن اور ہونٹوں تک رسائی ممکن نہیں ہو سکتی۔

(۵) گناہِ چشمِ سیاہِ تو بود و ناوکِ غمزہ ۔۔۔ کہ من چو آہوئے وحشی ز آدمی برمیدم
(۶) زشوقِ چشمۂ نوشت چہ قطرہا کہ فشاندم ۔۔۔ زلعلِ رُوحِ فزایت چہ عشوہا کہ خریدم
(۷) زغمزہ بردلِ ریشم چہ تیرہا کہ کشادی ۔۔۔ زغُصّہ بر سرِ کویت چہ بارہا کہ کشیدم
(۸) زکوئے یار بیار اے نسیمِ صبح غبارے ۔۔۔ کہ بوئے خونِ دلِ ریش ازآں غبار شنیدم
(۹) چو غنچہ بر سرم ازکوئے او گزشت نسیمے ۔۔۔ کہ پردہ بردلِ خونیں زبوئے اور بدریدم
(۱۰) بخاکِ پائے تو سوگند نورِ دیدۂ حافظ ۔۔۔ کہ بے رُخِ تو فروغ از چراغِ دیدہ ندیدم

حل لغات:

٭ ناوکِ غمزہ۔ادا کا تیر' آنکھ یا بھوؤں کے اشارے کا تیر ٭ چہ قطرہا کہ فشاندم۔کیا کیا اشک باری نہیں کی ٭ زلعلِ روح فزایت۔ تیرے روح افزا ہونٹوں سے ٭ زغمزہ۔آنکھ کے اشارہ سے ٭ اے نسیم۔اے بادِ صبا ٭ دلِ ریش۔زخمی دل ٭ غنچہ۔کلی ٭ دلِ خونیں۔خون شدہ دِل۔

ترجمہ:

(۵) یہ سب تیری سیاہ آنکھ اور تیرے غمزے کے تیر کا گناہ ہے کہ میں وحشت زدہ ہرن کی طرح آدمی سے ڈر کر بھاگتا ہوں۔
(۶) تیرے ہونٹوں کے میٹھے چشمے کی تمنا میں' میں نے کیا کیا اشکباری نہیں کی؟ تیرے روح افزا لبوں سے کیا کیا عشوے نہیں خریدے۔کیا کیا ادائیں برداشت نہیں کیں؟
(۷) تو نے اپنی ناز و ادا سے میرے زخمی دل پر کیا کیا تیر نہیں چلائے! میں نے تیرے کوچے میں غم و رنج سے کیا کیا تکلیفیں برداشت نہیں کیں!
(۸) اے بادِ صبا! تو محبوب کے کوچے سے غبار اُڑا کر لا کہ میں نے اس غبار سے اپنے زخمی دِل کی بُو سونگھی تھی۔
(۹) اُس (محبوب) کے کوچے کی بادِ نسیم کلی کی طرح میرے سر پر سے گزری تھی اور میں نے اس کی بو سے اپنے خون شدہ دل کا پردہ پھاڑ ڈالا تھا۔
(۱۰) اے حافظ کی آنکھ کے نُور! تیرے پاؤں کی خاک کی قسم' میں نے تیرے رخ کے بغیر اپنی آنکھ میں کوئی روشنی نہیں دیکھی۔یعنی تیرے ہی دم سے میری دنیا میں اُجالا ہے۔

(نوٹ) بعض نسخوں میں یہ غزل ناپید ہے۔

----٭٭٭----

غزل نمبر (۲۴)

(۱) خیالِ روئے تو گر بگزرد بگلشنِ چشم
دِل از پئے نظر آید بسوئے روزنِ چشم

(۲) بیا کہ لعل وگہر در نثارِ مقدم تو
ز گنج خانۂ دِل می کشم بمخزنِ چشم

(۳) سزائے تکیہ گہت منظرے نمی بینم
منم بعالم و ایں گوشۂ معیّنِ چشم

(۴) سحر سرشکِ روانم سرِ خرابی داشت
گرم نہ خونِ جگر می گرفت دامنِ چشم

حل لغات:

* پئے نظر۔نظر کے پیچھے‘نظر کے لیے * روزن۔روشن دان‘سوراخ‘ کھڑکی * مقدم تو۔تیرا خیر مقدم کرنے کے لیے * مخزن۔ خزانہ * گوشۂ معیّن۔مقررہ گوشہ * سرشک روانم۔میرے بہتے ہوئے آنسو۔

ترجمہ:

(۱) اے محبوب! جب تیرے چہرے کا خیال آنکھ کے گلشن میں آتا ہے تو میرا دل اُسے دیکھنے کے لیے آنکھ کے روزن میں آجاتا ہے۔

بقول امیر مینائی:

ایک کو ایک سے بڑھ کر ہے تیری دید کا شوق
آنکھ کہتی ہے کہ نگہ پر ہو تقدّم مجھ کو

(۲) اے میرے محبوب! تو آ کہ تیرا خیر مقدم کرنے کے لیے میں دل کے خزانے سے لعل وگوہر آنکھ کے مخزن میں لارہا ہوں۔یعنی تیرا استقبال خونیں آنسوؤں سے کروں گا۔جو کہ تیرے ہجر میں بہارہا ہوں۔

(۳) تیرے آرام کے لیے شانِ شایان کوئی جگہ دکھائی نہیں دیتی۔البتہ دنیا میں صرف ایک میں ہوں اور میری آنکھ کا مقررہ گوشہ (کونہ) ہے۔یعنی آ اور میری آنکھوں میں سما جا کہ یہی تیرے آرام کی جگہ ہے۔

(۴) میرے بہنے والے آنسوؤں کا صبح کے وقت خرابی برپا کرنے کا خیال تھا۔اگر میرے جگر کا خون میری آنکھ کے دامن کو نہ پکڑ لیتا تو۔

(۵) نخست روز کہ دیدم رُخِ تو دِل می گفت
اگر رسد خللے خونِ من بگردنِ چشم

(۶) ببوئے مژدۂ وصلِ تو تا سحر ہمہ شب[۱]
براہِ باد نہادم چراغِ روشنِ چشم

۱۔ بعض نسخوں میں ہمہ شب کی جگہ شب دوش ہے۔

(۷) بمردمی کہ دلِ دردمندِ حافظؔ را — مزن بناوکِ دل دوزِ مردم افگن چشم

حل لغات:

* نخست روز ۔ پہلے روز * مژدہ ۔ خوشخبری * مردمی ۔ مردانگی * ناوک ۔ تیر * دلدوز ۔ دل میں گھس جانے والا، دردناک * مردافگن ۔ مردکوگرانے والا

ترجمہ:

(۵) میں نے پہلے ہی روز جب تیرا چہرہ دیکھا تھا تو دل نے یہ کہا تھا کہ اگر کچھ نقصان ہوا تو پھر میرا خون آنکھوں کی گردن پر ہوگا۔ یعنی اس کی ذمہ دار آنکھیں ہوں گی جنہوں نے تیرا چہرہ دیکھا۔ یعنی آنکھ کے خوبصورت چہرہ دیکھتے ہی طوفان برپا کردیا۔

بقول شاعر: دیکھا جو حسنِ یار طبیعت مچل گئی — آنکھوں کا تھا قصور چھری دل پہ چل گئی

(۶) تیرے وصل کی خوشخبری کی اُمید پر میں نے تمام رات صبح تک اپنی آنکھ کے چراغ کو ہوا کے راستے میں روشن کر کے رکھ چھوڑا تھا۔ یعنی رات بھر میں تیرا چشم براہ رہا۔

(۷) تجھے تیری مردانگی کی قسم ہے کہ حافظ کو دردمند دل کو تو اپنی نظر کے دلدوز اور پچھاڑ دینے والے تیر سے نہ مار کیونکہ اس سے بچنا محال ہے۔

----***----

غزل نمبر (۲۴)

(۱) خیز تا از درِ میخانہ کشادے طلبیم — بر درِ[۱] دوست نشینیم و مرادے طلبیم

(۲) زادِ راہِ حرمِ دوست[۲] نداریم مگر — بگدائی زدرِ میکدہ زادے طلبیم

(۳) اشک آلودۂ ما گرچہ روانست ولے — برسالت سوئے آں پاک نہادے طلبیم

(۴) لذّتِ داغِ غمت بردلِ ما باد حرام — اگر از جورِ غمِ عشقِ تو دادے طلبیم

حل لغات:

* کشادے ۔ کشائش ۔ کامیابی وخوشی * زادِراہ ۔ راستے کا خرچ * حرم ۔ چار دیواری' مکان' محل * زادے ۔ زادِراہ * اشک آلودہ ۔ آنسوؤں سے پُر * جَور ۔ ظلم * دادے ۔ داد' انصاف ۔

ترجمہ:

(۱) اُٹھ تاکہ ہم شراب خانے کے دروازے سے کشائش اور خوشی طلب کریں۔ محبوب کے دروازے پر بیٹھ جائیں اور اپنی مراد

---

[۱] بعض نسخوں میں درِدوست کی جگہ برِدوست ہے۔ [۲] بعض نسخوں میں دوست کی جگہ وصل ہے۔

مانگیں، طلب کریں یعنی عالم سرشاری میں خود سے اور دنیا و مافیہا سے بے خبر ہو جانا مقصودِ تمنا ہے۔

(۲) محبوب کے حرم تک پہنچنے کے لیے راستے کا خرچ تو ہمارے پاس نہیں ہے لیکن میخانے کے دروازے پر گداگری کے ذریعے سے ہی زادِ راہ حاصل کرلیں یعنی تزکیہ نفس سے واصل بحق ہو جائیں۔

(۳) ہمارے خون آلود آنسو اگرچہ رواں ہیں لیکن ہمارا ارادہ ہے کہ ہم اُس پاک فطرت ہستی کے پاس انہیں قاصد بنا کر بھیجیں۔ اور اپنا حال عرض کریں۔

(۴) ہمارے دل پر تمہارے غم کے داغ کی لذت حرام ہو جائے اگر تیرے عشق کے غم کے ظلم سے ہم انصاف طلب کریں تو۔

(۵) نقطۂ خالِ تو بر لوحِ بصر نتواں زد　　مگر از مردمکِ دیدہ مدادے طلبیم

(۶) عشوہ ازلبِ شیرینِ تو دل خواست بجان　　بشکرِ خندہ لبت گفت مرادے[1] طلبیم

(۷) تا بود نسخۂ عطرے دلِ سودا زدہ را　　از خطِ غالیہ سائے تو سوادے طلبیم

(۸) چوں غمت را نتواں یافت مگر در دلِ شاد　　ما امیدِ غمت خاطرِ شادے طلبیم

(۹) بر درِ مدرسہ تا چند نشینی حافظ!　　خیز تا از درِ میخانہ کشادے طلبیم

حل لغات:

* خال۔ سیاہ تل کا نشان * مردمک۔ آنکھ کی پتلی * لوحِ بصر۔ آنکھ کی تختی * عشوہ۔ ناز و انداز * دلِ سودازدہ۔ دیوانہ دِل * غالیہ۔ ایک خوشبو جو چند خوشبوؤں کے مرکب سے بنتی ہے * کشادے: کشائش، کامیابی و خوشی۔

ترجمہ:

(۵) تیرے خال کے نقطے کو نظر کی تختی پر نہیں ڈالا جا سکتا۔ نہیں لکھا جا سکتا۔ یعنی اس کے لیے ہم آنکھ کی پتلی سے سیاہی طلب کرتے ہیں۔ یعنی سیاہ خال کے نقش کو آنکھوں میں نہیں اتارا جا سکتا البتہ آنکھوں کی پتلیوں سے سیاہی مانگ کر اس کی تصویر کھینچی جا سکتی ہے۔ گویا ہماری آنکھوں کی پتلی میں تیرے سیاہ خال کا نقشہ ہے جو ہم نے بنا رکھا ہے۔ یاد رہے کہ صوفیانہ عقیدہ میں خال سے مراد نقطۂ وحدت ہے اور چونکہ کثرت میں وحدت ہے اس لئے نقطہ خال لوحِ بصارت پر نہیں ڈالا جا سکتا۔

(۶) دل نے اپنی جان کے بدلے میں تیرے میٹھے لبوں سے بوسے کی خواہش کی تو تیرے لبوں نے مسکراتے ہوئے کہا کہ ہم مراد طلب کرتے ہیں۔ یعنی پہلے اپنی جان فدا کرو پھر ہم بوسہ دیں گے۔ مطلب یہ کہ وصالِ محبوب کے لیے فنائے ذات خودی لازم ہے۔

(۷) جب تک کہ دیوانے دل کے لیے عطر کا نسخہ تیار ہو جائے ہم تیرے خوشبودار خط سے سیاہی طلب کرتے ہیں۔ یعنی عاشق کے دیوانے دِل کو محبوب کی معطر زلفوں کی خوشبو سے ہی تسکین حاصل ہوتی ہے۔

---

[1] بعض نسخوں میں مرادے کی جگہ مزادے (بمعنی مزید) ہے۔

(۸) چونکہ تیرے غم کو ماسوائے ایک خوش دِل کے اور کہیں نہیں پایا جا سکتا اس لیے ہم تیرے غم کی اُمید میں ایک خوش و خرم دل کی طلب کرتے ہیں۔ یعنی تیری محبت کی خواہش میں ہی ہمارے دِل کی خوشی ہے۔

(۹) اے حافظ! تو اس مدرسہ کے دروازہ پر کب تک یونہی بیٹھا رہے گا؟ اُٹھ! تا کہ ہم میخانے کے دروازے پر جا کر کامیابی و کامرانی طلب کریں۔ (خواجہ صاحب کی رندی و سرمستی کا کا جذبہ عیاں ہے)

----***----

غزل نمبر (۲۵)

(۱) خیز تا خرقۂ صوفی بخرابات بریم — زرق[1] و طامات ببازارِ خرافات بریم

(۲) تا ہمہ خلوتیاں جامِ صبوحی گیرند — چنگِ صبحی بدرِ پیرِ مناجات بریم

(۳) ور نہد در رَہِ ما خارِ ملامت زاہد — از گلستانش بزندانِ مکافات بریم

(۴) شرم می آیدم از خرقۂ[2] آلودۂ خویش — کہ بدیں فضل و ہنر[3] نامِ کرامات بریم

حل لغات:

* خرقہ: جبہ۔ * خرابات: شراب خانہ، دنیا * زرق و طامات۔ مکر و بہانہ حیلہ سازی، لاف و گزاف۔ * خرافات: بیہودہ باتیں * خلوتیاں: گوشہ نشین لوگ۔ * صبوحی: صبح کو پی جانے والی شراب * چنگِ صبح: صبح کا نغمہ مراد ہے۔ * ملامت، سرزنش، برا بھلا کہنا۔ * مکافات: بدلہ۔ * خرقہ آلودہ خویش: اپنی گناہوں سے پُر گدڑی۔

(۱) اُٹھ! کہ ہم صوفی کی گدڑی کو شراب خانے میں لے جائیں اور اس کے مکر و فریب اور لاف گزاف کو لغویات کے بازار میں فروخت کر ڈالیں۔

(۲) تا کہ تمام گوشہ نشین زاہد صبح کی شراب کا پیالہ پئیں اور ہم صبح کے نغمہ و ساز کے ساتھ پیر مناجات کے دروازے پر نغمہ سرا ہو جائیں۔ (زاہد گوشہ نشین پر چوٹ ہے)

(۳) ہمارے راستہ میں اگر یہ زاہد ملامت کے کانٹے بچھائے تو ہم اسے باغ سے انتقام کے قید خانے میں لے چلیں۔

(۴) اپنے گناہوں سے بھری ہوئی گدڑی سے ہمیں بہت شرم آتی ہے۔ کہ ہم باوجود اس فضل و ہنر کے کرامات کا نام لیں۔

(۵) قدرِ وقت ار نشاسد دل و کارے نکند — بس خجالت کہ ازیں حاصل اوقات بریم

[1] بعض نسخوں میں زرق کی جگہ شطح (بمعنی بے حیائی) ہے۔

[2] بعض نسخوں میں از خرقہ کی جگہ پشمینہ ہے۔

[3] بعض نسخوں میں ہنر کی جگہ کرم ہے جو بہتر ہے۔

(۶) سوئے رندانِ قلندر براہ آوردِ سفر — دلقِ پشمینہ[۱] وسجادہ بطامات بریم
(۷) با تو آں عہد کہ در وادئ ایمن بستیم — ہمچو موسیٰ ارنی گوئے بمیقات بریم
(۸) فتنہ می بارد ازیں طاقِ مقرنس برخیز — تا بمیخانہ پناہ از ہمہ آفات بریم

حلِ لغات:

* خجالت۔شرمندگی * دلق۔گدڑی * سجادہ۔مصلا * طامات۔لاف وگزاف * وادئ ایمن۔وہ وادی جہاں حضرت موسیٰ علیہ السلام کو نبوت ملی' اور طور کا جلوہ نصیب ہوا * میقات۔لفظی معنی کام کرنے کا وقت ہے، وہ مقام جہاں حاجی لوگ پہنچ کر احرام باندھتے ہیں، یہاں مراد محشر ہے۔ * طاقِ مقرنس۔بلند اور گول محراب مراد آسمان * آفات۔آفت کی جمع۔

ترجمہ:

(۵) اگر دل وقت کی قدر نہ کرے اور کوئی کام بھی نہ کرے تو ہمیں پھر اس عمدہ وقت کے ضائع ہونے پر بڑی خجالت کا سامنا کرنا پڑے گا۔

(۶) رندوں کے پاس ہم قلندر سفر کی سوغات پشمینے کی گدڑی مصلّے اور لاف گزاف کے مصلّے کی صورت میں لے جائیں گے۔

(۷) وادئ ایمن میں جو ہم نے تجھ سے عہد و پیاں باندھا تھا۔ہم اُسے ارنی کہنے والے حضرت موسیٰ ؑ کی طرح محشر تک لے جائیں گے۔یعنی الست بربکم کا عہد نبھائیں گے۔

(۸) اس بلند و بالا آسمان سے فتنے برس رہے ہیں۔تو اٹھ! کہ ہم شراب خانہ میں ان تمام بلاؤں سے پناہ حاصل کرلیں اور محفوظ ہوجائیں۔

(۹) در بیابانِ فنا[۲] گُم شدن آخر تا چند — رہ بپرسیم مگر پے بہ مہمات بریم
(۱۰) بادہ نوشیدنِ پنہاں نہ نشانِ کرم ست — ایں میانجی بِرارباب کرامات بریم
(۱۱) خاکِ کوئے تو بہ صحرائے قیامت فردا — ہمہ بر فرقِ سر از بہرِ مکافات بریم
(۱۲) حافظ آبِ رُخ خود بردرِ ہر سفلہ مریز — حاجت آں بہ کہ برقاضئ حاجات بریم

حلِ لغات:

* مہمات۔جمع مہم کی مُہمیں * بادہ۔شراب * پنہاں۔چھپ کر' پوشیدہ * میانجی۔پیغام، شکایت * فردا۔کل' آنے والا کل * بہرِ مکافات۔بدلے کے لیے * آب۔آبرو * سفلہ۔کمینہ * قاضئ حاجات۔حاجتوں کو پورا کرنے والا' اللہ تعالیٰ۔

ترجمہ:

(۹) فنا کے جنگل میں آخر کب تک ہم گم ہوتے رہیں گے؟ کسی سے راستہ پوچھیں کہ شاہم منزلِ مقصود تک پہنچ ہی جائیں۔

---

۱ بعض نسخوں میں پشمینہ کی جگہ بسطامی ہے۔
۲ بعض نسخوں میں فنا کی جگہ ہوا اور چند کی جگہ کے ہے۔

(۱۰) چھپ چھپا کر شراب نوشی کرنا کوئی اچھی بات نہیں ہے۔ اس شکایت کو لے کر ہم ارباب کرامات کے سامنے جائیں گے۔ ان سے گلہ کریں گے۔

(۱۱) کل قیامت کے دن حشر کے میدان میں ہم تیرے کوچے کی خاک اپنے سر پر ڈال کر بدلے کے لیے لے جائیں گے تاکہ ہمیں داد مل سکے۔

(۱۲) اے حافظؔ! تو اپنی آبرو کو ہر کمینے کے دروازے پر مت گرا کیونکہ حاجت وہی بہتر ہے جو قاضی الحاجات کے پاس لے جائیں ۔کہ وہی سب کی حاجتیں پوری کرتا ہے۔

(نوٹ) بعض نسخوں میں شعر نمبر 11,10 ناپید ہیں اور یہ شعر ملتا ہے:

کوسِ ناموسِ تو بر کنگرہ عرش زنیم
علمِ عشقِ توبسرِ بامِ سموات بریم

----***----

غزل نمبر (۲۶)

(۱) در خراباتِ مغاں گر گزر افتد بازم	حاصلِ خرقہ و سجّادہ رواں در بازم
(۲) حلقۂ توبہ گر امروز چو زہاد زنم	خازنِ میکدہ فردا نکند در بازم
(۳) ورچو پروانہ دہد دستِ فراغ البالی	جُز بداں [1] عارضِ شمعے نبود پروازم
(۴) ماجرائے دلِ سرگشتہ [2] نگویم باکس	زانکہ جُز تیغِ غمت نیست کسے دمسازم

حل لغات:

* خرابات۔شراب خانہ * مغاں۔پیر مغاں * خرقہ۔گدڑی * سجادہ۔مصلا * حلقۂ توبہ۔توبہ کی زنجیر * زہاد۔زاہد کی جمع * خازنِ میکدہ۔میکدے کا مہتمم * ور۔اور اگر * فراغ البالی۔فرصت، فارغ البالی * سرگشتہ۔حیران و پریشان * دمساز۔غمخوار۔

ترجمہ:

(۱) اگر پیر مغاں کے میخانے میں میرا دوبارہ گزر ہو جائے تو پھر میں اُس وقت اس گدڑی اور مصلّے کی کمائی فوری طور پر ہار دوں۔ نذر کر دوں۔

(۲) اگر میں آج زاہدوں کی طرح توبہ کی کنڈی کھٹکھٹاؤں تو پھر کل کو شراب خانے کا مہتم و منتظم میرے لیے اپنے شراب خانے کا

[1] بعض نسخوں میں بداں کی جگہ برآں ہے۔
[2] بعض نسخوں میں سرگشتہ کی جگہ خون گشتہ ہے۔

دروازہ کبھی نہ کھولے گا۔

(۳) اگر مجھے پروانے کی طرح فارغ البالی مل جائے تو پھر میں اُس شمع جیسے رخساروں والے محبوب کے چہرے کے سوا کہیں اور نہ اُڑوں۔یعنی صرف اس شمع رو تک ہی پرواز کروں۔

(۴) میں اپنے اس پریشان و حیران دل کا حال کسی سے بھی بیان نہیں کرتا کیونکہ سوائے تیرے غم کی تلوار کے اور کوئی میرا غمخوار و دمساز نہیں ہے۔یعنی عاشق شوریدہ کے سر میں محبوب کی محبت کے سوا کچھ نہیں سماتا اور وہ اسی میں سرمست رہتا ہے۔

(۵) صحبتِ حُور نخواہم کہ بود عینِ قصور | با خیالِ تو اگر با دگرے پروازم

(۶) سرِ سودائے تو در سینہ بماندے پنہاں | چشمِ تر دامن اگر فاش نکردے رازم

(۷) مرغ ساں از قفسِ خاک ہوائی گشتم | بامیدے [1] کہ مگر صید کند شہبازم

(۸) ہمچو چنگم بکنار آر و بدہ کامِ دلم | یا چونے از لبِ خود یک نفسے بنوازم [2]

(۹) گر بہر موئے سرے برتنِ حافظ باشد | ہمچو زلفت ہمہ را در قدمت اندازم

حل لغات:

* عینِ قصور۔سراسر گناہ * سودا۔عیش، جنون * فاش۔ظاہر * قفسِ خاک۔خاکی پنجرہ، مراد وجود * صید۔شکار * چنگ۔رباب * بکنار۔بغل میں * نے۔بانسری * یک نفسے۔ایک لمحے کے لیے * بہر موئے۔ہر بال * تر دامن۔آنسوؤں سے بھیگا ہوا پلو، گناہگار کے معنوں میں بھی مستعمل ہے۔

ترجمہ:

(۵) میں حُور کی صحبت کا خواہاں نہیں ہوں کیونکہ یہ سراسر گناہ ہے۔کہ تیرے خیال کے ساتھ کسی اور کے خیال کے ساتھ مشغول ہوں۔توجہ کروں۔

(۶) اے محبوب! تیرے عشق کا سودا میرے سینے میں چھپا ہی رہتا اگر یہ میری تر دامن اور اشکبار آنکھیں اس راز کو آشکارا نہ کرتیں۔

(۷) میں پرندے کی طرح اس خاکی وجود کے قفس سے اُڑ گیا تھا۔اس اُمید پر کہ شاید شہباز مجھے شکار کر لے گا۔لیکن ایسا نہ ہو سکا۔

(۸) تو مجھ کو رباب کی طرح اپنی بغل میں لے لے اور اس طرح میرے دل کی مراد پوری کر دے۔یا پھر مجھے تو بانسری کی طرح ایک پل کے لیے اپنے لبوں سے لگا کر اپنی عنایت سے نواز دے۔(وصالِ یار کی تڑپ عیاں ہے)

(۹) اگر حافظ کے جسم کے ہر بال کے سر کے اوپر ایک سر ہو یعنی تن پر بالوں کے بجائے سر ہوں تو میں تیری زلف کی طرح ان سب کو تیرے قدموں میں ڈال دوں۔

----***----

[1] بعض نسخوں میں بامیدے کی جگہ بہوائے ہے۔

۲ بعض نسخوں میں یہ شعر یوں ہے: ہمچو چنگ از بکنارے ندہی کام دل۔از لب خویش چونی یک نفسے بنوازم

غزل نمبر (۲۷)

(۱) درخراباتِ مغاں نورِ خُدا می بینم — ویں عجب بیں کہ چہ نورے زکُجا می بینم
(۲) کیست دردی کشِ ایں میکدہ یارب کہ درش — قبلۂ حاجت و محرابِ دُعا می بینم
(۳) جلوہ برمن مفروش اے مَلکِ الحاج کہ تو — خانہ می بینی ومن خانہء خُدا می بینم
(۴) سوزِ دل اشکِ رواں آہِ سحر نالۂ شب — ایں ہمہ از اثرِ[1] لُطفِ شما می بینم

حل لغات:

* خرابات۔شراب خانہ * مغاں۔پیرمغاں * دُردی کش۔تلچھٹ پینے والا * جلوہ برمن مفروش۔تومیرے سامنے شیخی نہ بگھار' فخروغرورنہ کر * ملک الحاج۔حاجیوں کے بادشاہ * سوزِدل۔دل کاسوز 'جلن * اشک رواں۔بہتے آنسو * نالۂ شب۔رات کی آہ وبکا۔

ترجمہ:

(۱) میں پیرمغاں کے شراب خانے میں اللہ تعالیٰ کے نور کا جلوہ دیکھ رہا ہوں۔اورتو یہ تعجب والی بات دیکھ کہ یہ کیسا نور ہے اوراسے میں کہاں دیکھ رہا ہوں۔خراباتِ مغاں سے مرادعشق کا وہ مقام ہے جہاں سالک تمام منازل طے کرلیتا ہے اورفنافی اللہ کی منزل کو پالیتا ہے۔

(۲) اے میرے خدا!اس میخانے میں یہ تلچھٹ پینے والاکون ہے؟ کہ میں اس کے دروازے کوحاجات کا قبلہ اوردُعا کی محراب دیکھ رہاہوں۔

(۳) اے حاجیوں کے بادشاہ!تومیرے سامنے شیخی نہ بگھاراورآپ اپنی تعریف نہ کرکیونکہ توتوگھردیکھ رہاہےاورمیں خداکےگھرکو دیکھ رہاہوں۔گھرکے مالک پرمیری نظرہے۔بقول شاعر:

من ازباغ گُل می جویم وتوگُل زباغ می جوئی — من آتش ازدخاں بینم وتوازآتش دفاں بینی

(۴) دل کاسوز، بہتے ہوئے آنسوصبح کی آہ اور رات کی آہ وبکا۔میں یہ سب کچھ تیری ہی مہربانی کے اثر سے دیکھ رہاہوں۔اے محبوب یہ سب تمہاراہی کیادھراہے۔

(۵) خواہم از زلفِ بتاں نافہ کشائی کردن — فکرِ دُورست ہمانا کہ خطا می بینم
(٦) ہر دم از روئے تو نقشے زندم راہِ خیال — باکہ گویم کہ دریں پردہ چہا می بینم

---

[1] بعض نسخوں میں اثر کی جگہ نظر ہے۔

(۷) کس ندیدست ز مُشکِ ختن و نافۂ چین　　آنچہ من ہر سحر از بادِ صبا می بینم
(۸) نیست در دائرہ یک نقطہ خلاف ازکم وبیش　　کہ من ایں مسئلہ بے چون و چرا می بینم
(۹) دوستاں عیبِ نظر بازیِٔ حافظ مکنید　　کہ من او را ز محبّانِ خدا می بینم

حل لغات:

٭ نافہ۔مشک کی وہ تھیلی جو ہرن کی ناف میں ہوتی ہے چین کے ہرن کا نافہ مشہور ہے ٭ نقشے۔نقشہ ٭ چہا۔کیا کچھ ٭ مُشکِ ختن ۔ختن شہر جہاں کا مشک مشہور ہے ٭ کم وبیش۔کم اور زیادہ ٭ بے چون وچرا۔کسی قسم کے اعتراض کے بغیر ٭ محبان۔محبّ کی جمع' محبت کرنے والے' پیارے۔

ترجمہ:

(۵) میری خواہش ہے کہ میں محبوبوں کی زلفیں کھول کر چاروں طرف نافے کے مشک جیسی خوشبو پھیلا دوں۔لیکن یہ دور کا خیال ہے اور یقیناً میں خطا پر ہوں یعنی ایسی خواہش سراسر غلطی ہے۔
(٦) ہر گھڑی تیرے جلوے کا تصور میرے خیال کی راہ کو لوٹتا ہے۔میں کس سے کہوں؟ کہ میں اس پردے میں کیا کچھ دیکھ رہا ہوں۔یعنی محبوب میرے دل کی آنکھوں کے سامنے ہر پل اک انوکھی شان سے جلوہ نما دکھائی دیتا ہے۔
(۷) کسی شخص نے بھی آج تک ختن کے مشک اور چین کے نافے میں وہ چیز نہیں دیکھی جو کہ میں ہر صبح کو بادِ صبا کی بدولت دیکھ رہا ہوں۔یعنی بادِ صبا محبوب کی زلفوں کی صبح سویرے خوشبو اڑا کر لاتی ہے اور یہ ایسی خوشبو ہے جو کہ ختن کے مشک اور چین کے نافے سے کہیں بڑھ کر ہے۔
(۸) دائرہ میں ایک نُقطہ بھی کمی وبیشی کی وجہ سے اِدھر اُدھر نہیں ہے (کمی وبیشی کے خلاف نہیں ہے) کیونکہ میں اس مسئلے پر بغیر کسی قسم کے اعتراض کے یقین رکھتا ہوں۔یعنی میں وحدت الوجود کو دلیل و حجت کے بغیر درست تسلیم کرتا ہوں یعنی دنیا میں اللہ تعالیٰ کی ہستی کے سوا کسی بھی چیز کا وجود نہیں ہے۔
(۹) اے دوستو! تم حافظ کو نظر بازی کی بنا پر برا بھلا مت کہو کیونکہ میں اسے خدا کے محبت کرنے والے بندوں میں سے ایک بندہَ سمجھتا ہوں۔

(نوٹ) بعض نسخوں میں شعر نمبر 2 ,7 ناپید ہیں۔

----٭٭٭----

غزل نمبر (۲۸)

(۱) دردم از یارست و درماں نیز ہم　　دِل فدائے او شد و جان نیز ہم

(۲) آنکہ میگویند آن بہتر[1] ز حُسن — یارِ ما ایں دارد و آں نیز ہم
(۳) ہر دو عالم یک فروغِ رویٔ اوست — گفتمت پیدا و پنہاں نیز ہم
(۴) داستاں در پردہ میگوئی ولے[2] — گفتہ خواہد شد بدستاں نیز ہم
(۵) یار باز اکنوں بقصدِ جانِ ما[3] — عہد را بشکست و پیماں نیز ہم

حل لغات:

* درماں۔علاج ودوا * آنکہ میگویند، یہ جولوگ کہتے ہیں۔ * فروغ:روشنی۔ * پیدا:ظاہر۔ * پنہاں:پوشیدہ۔ * درپردہ: پوشیدہ۔ * اکنوں:اب۔ * قصد:ارادہ۔

ترجمہ:

(۱) میرادرد(مرض) بھی محبوب کی طرف سے ہےاور میرا علاج بھی محبوب ہی ہے۔میرا دل بھی اُس پر فدا ہو گیا ہےاور جان بھی اُس پر نچھاور ہو چکی ہے۔

(۲) لوگ جو یہ کہتے ہیں کہ آن حسن سے کہیں بہتر ہے۔تو ہمارا محبوب یہ بھی رکھتا ہےاور وہ بھی رکھتا ہے۔یعنی دونوں اوصاف ہی سے وہ متصف ہے۔

(۳) یہ دونوں جہاں (یعنی عالم فانی اور عالم باقی) اُسی کے روشن چہرے کی ہی چمک ہیں۔میں نے تجھے یہ بات ظاہر اور پوشیدہ دونوں طرح ہی کہہ دی ہے۔

(۴) تو تو اس داستان کو پوشیدہ' طور پر بیان کر رہا ہے لیکن اس کو ظاہر اور کھلم کھلا بھی بیان کرنا ہوگا۔یعنی جس طرح کہ منصور نے اناء الحق کہہ کر بیان کیا اور پھر اُسے دار پر تجلیٔ الٰہی کے جلوے کی دید ہوئی اور دنیاوی موت پا کر واصل باللہ ہو گیا۔

(۵) اب ہمارا محبوب پھر ہماری جان لینے کے پیچھے پڑ گیا ہےاور اُس نے ہم سے باندھا ہوا عہد و پیمان توڑ ڈالا ہے۔اپنے پیمان سے پھر گیا ہے۔

(۶) خونِ ما آں نرگسِ مستانہ ریخت — واں سرِ زلفتِ پریشاں نیز ہم
(۷) عاشق از مفتی نترسد مے بیار — بلکہ از یرغوئے سلطان[4] نیز ہم
(۸) اعتمادے نیست بر کارِ جہان — بلکہ بر گردونِ گرداں نیز ہم

---

[1] بعض نسخوں میں بہتر کی جگہ خوشتر ہے۔
[2] بعض نسخوں میں مصرع اول یوں ہے: دوستان در پردہ میگویم سخن۔
[3] بعض نسخوں میں مصرع اول یوں ہے: یاد باد آنکو بقصدِ خون ما۔اور عہد کی جگہ زلف ہے۔

(۹) چوں سر آمد دولتِ شبہائے وصل — بگورد ایامِ ہجراں نیز ہم
(۱۰) محتسب داند کہ حافظ مے خورد[1] — و آصفِ مُلکِ سلیمان نیز ہم

حل لغات:

* ریخت ۔ ریختن' مصدر' بہانا * یرغوئے ۔ کوتوال، شاہی فرمان، سزا * گردونِ گرداں ۔ گردش کرنے والا آسمان * سرآمد ۔ اختتام کو پہنچنا * محتسب ۔ کوتوال *

ترجمہ:

(٦) محبوب کی مست آنکھ نے ہمارا خون کردیا ہے (قتل کرڈالا ہے) اوراس کی بکھری ہوئی زلفوں نے بھی ۔ یعنی دونوں نے ہی مل کر ہمیں تباہ وبرباد کرڈالا ہے۔

(٧) ایک سچا عاشق مفتی سے کبھی نہیں ڈرتا ۔ تو شراب لا بلکہ یہ سلطان کے حکم سے بھی نہیں ڈرتا ۔ عاشق کوکسی کا بھی خوف نہیں ہوتا۔

(٨) اس دنیا کے کاروبار پر کوئی بھروسا نہیں ہے۔ بلکہ اس گردش کرنے وال آسمان پر بھی اعتماد واعتبار نہیں ہے جس سے دنیا جہاں کے کام وابستہ ہیں۔

(٩) جب وصل کی راتوں کی دولت اپنے انجام کو پہنچ گئی یعنی وصل کی راتیں ختم ہوگئیں تو پھر یہ جدائی کے دن بھی باقی نہیں رہیں گے ۔ گزر جائیں گے ۔ بقول شاعر:

بنوش بادہ کہ ایام غم نخواہد ماند
چنیں نماند چناں نیز ہم نخواہد ماند

(١٠) محتسب یہ جانتا ہے کہ حافظ شراب نوشی کرتا ہے اوراس بات سے سلیمان کے ملک کا آصف یعنی حاکم اصفہان بھی اچھی طرح واقف ہے۔

----***----

غزل نمبر (۲۹)

(۱) ازغمِ خویش چناں شیفتہ کردی بازم — کز خیالِ تو بخود نیز نمی پردازم
(۲) ہرکہ از نالۂ شبگیر من آگاہ شود — ہیچ شک نیست کہ چوں روز بداند رازم
(۳) گفتہ بودی کہ خبردہ کہ ز ہجرم چونی! — آنچنانم کہ بہ بینی و ندانی بازم

[1] بعض نسخوں میں مے خورد کی جگہ عاشق ست ہے جو بہتر نہیں لگتا۔

(۴) بعد ازیں با رُخِ خوبِ تو نظر خواہم باخت — گو ہمہ خلق بدانند کہ شاہد بازم

حل لغات:

* شیفتہ۔فریفتہ، گرویدہ * نالہ شبگیر۔رات کی فریاد وفغاں * چونی۔تو کیسا ہے تیرا کیا حال ہے * شاہد باز۔حسن پرست۔

ترجمہ:

(۱) اے میرے محبوب! تو نے پھر مجھے اپنی محبت کے غم میں ایسے فریفتہ کیا ہے کہ میں تیرے خیال وتصور سے اپنی طرف بالکل متوجہ نہیں ہوتا۔یعنی مجھے اپنی کچھ خبر نہیں رہی ہے۔پوری طرح تیری لگن میں مگن ہو چکا ہوں۔

(۲) جو کوئی میری رات کی فریاد وفغاں سے آگاہ ہو جائے اس میں کوئی شک نہیں کہ وہ میرے دن کے راز سے بھی واقف ہو جائے گا۔کہ میرے ایام کس بے چینی میں کٹتے ہیں۔

(۳) تو نے مجھے کہا تھا کہ مجھے خبر دے کہ ہجر میں میری کیسی حالت ہے؟ میری حالت ویسی کی ویسی ہی ہے۔جس طرح کہ تو دیکھ رہا ہے۔اور افسوس ہے کہ تو پھر بھی مجھے نہیں جانتا۔

(۴) (اب تک جو گزری سو گزری) اس کے بعد میں تیرے چہرے کے ساتھ نظر بازی کروں گا تیرا خوبصورت چہرہ دیکھوں گا خواہ لوگ مجھے حسن پرست ہی کیوں نہ کہیں۔یعنی اب میں اپنی نگاہیں صرف تیرے رخ زیبا کے لئے وقف کر دوں گا۔

(۵) عہد کردی کہ بسوزی زغمِ خویش مرا — ہیچ غم نیست تو می سوز کہ من می سازم

(۶) آنچناں بردلِ من نازِ تو خوش می آید — کہ حلالت بکنم گر بکشی از نازم

(۷) اگر از دام تو خود نیز خلاصم بخشی — ہم بخاکِ سرکوئے تو بُود پروازم

(۸) حافظ ار جان ندہد بہرِ تو چو پروانہ — پیشِ روئے تو چو شمعش نفسے بگدازم

حل لغات:

* حلالت بکنم: تجھے معاف کرتا ہوں، تجھے بری الذمہ قرار دیتا ہوں۔ * ہیچ غم نیست۔کچھ غم نہیں ہے، کچھ پروا نہیں ہے * ناز۔ناز و انداز * دام۔پھندہ، جال * ار۔اگر * نفسے بگدازم۔ایک دم پگھلا کر رکھ دوں۔

ترجمہ:

(۵) اے محبوب! تو نے یہ وعدہ کیا تھا کہ مجھے تو اپنی محبت کے غم سے جلا کر رکھ دے گا۔مجھے اس کی کوئی پروا نہیں ہے تو مجھے جلائے جا میں بھی خود کو اس کے موافق ومطابق ڈھال لوں گا۔(موافقت کرلوں گا)

(۶) تیرے ناز و انداز میرے دل کو اس قدر پسند ہیں کہ اگر تو مجھے ناز وادا سے قتل بھی کر ڈالے تو میں تیرے لیے اپنا خون حلال (جائز) کر دوں (اور اس کا کوئی خون بہا تجھ سے نہ مانگوں گا)۔

(۷) اے محبوب! اگر تو مجھے اپنے پھندے سے آزادی بھی بخش دے تو تب بھی میری پرواز تیرے کوچے تک ہی ہوگی۔کہیں اور ہر

گز نہ جاؤں گا۔ یعنی گرفتارِ عشق کبھی عشق سے باز نہیں آسکتا۔

(۸) حافظ اگر تیرے لیے پروانے کی طرح جان نہ دے دے تو میں اسے تیرے چہرے کے سامنے اک دم پگھلا کر رکھ دوں گا۔ یعنی تیرے چہرے کے سامنے شمع کی طرح یہ گھل گھل کر مر جائے یا پروانے کی طرح جل جل کر جان دے دے۔ اسے دونوں طرح ہی یعنی کسی نہ کسی طرح مرنا ہی ہوتا ہے۔

(نوٹ) بعض نسخوں میں یہ غزل شامل نہیں ہے۔

----***----

غزل نمبر (۳۰)

(۱) در نہانخانہ عشرت صنمے خوش دارم	کز سرِ زلف و رخش نعل در آتش دارم
(۲) گر بکاشانۂ رنداں قدمے خواہی زد	نُقل شعرِ شکرین و مے بیغش دارم
(۳) ور تو زیں دست مرا بے سروساماں داری	من بہ آہِ سحرت زُلف مشوّش دارم
(۴) عاشق و رندم و میخوارہ بآوازِ بلند	ایں ہمہ منصب ازاں شوخِ [1] پری وش دارم

حل لغات:

* نہانخانہ۔ خلوت خانہ * نُقل۔ شیرینی، مٹھائی، میٹھی چیز جو شراب پینے کے بعد منہ کا ذائقہ بدلنے کے لیے کھائی جاتی ہے * مئے بیغش۔ خالص شراب، ملاوٹ کے بغیر * مشوّش۔ پریشان * پری وش۔ پری چہرہ معشوق۔

ترجمہ:

(۱) میں عیش و عشرت کے خلوت کدے میں ایک خوبصورت محبوب رکھتا ہوں۔ اس کے چہرے اور اس کی زلف کے ہاتھوں سے سخت مضطرب و بے قرار ہوں۔

(۲) اگر تو ہم رندوں کے کاشانہ میں قدم رنجہ فرمائے گا تو میں تیرے لیے میٹھے شعروں کا نُقل اور خالص و صاف شراب رکھے ہوئے ہوں۔ جسے میں حاضر کر دوں گا۔

(۳) اگر تو مجھے اسی طرح بے سروسامان ہی رکھے گا تو میں بھی تیری زلف کو اپنی سحر کی آہ سے پریشان کر کے رکھ دوں گا۔ یعنی میں مظلوم ہوں اور مظلوم کی آہ سے بچنا ہی بہتر ہے۔

بقول مرزا بیدلؔ:

---

[1] بعض نسخوں میں شوخ جگہ حور ہے۔

بترس از آہِ مظلوماں۔کہ ہنگامِ دعا کردن
اجابت از درِ حق بہر استقبال می آید

(۴) میں یہ بآواز بلند کہتا ہوں کہ میں عاشق و رِند اور شرابی ہوں۔ اور تمام منصب یہ مجھے اس شوخ اور پری چہرہ معشوق سے ہی حاصل ہوئے ہیں۔

(۵) در چنیں جلوہ نماید خطِ زنگاری دوست [1] — من رُخِ زرد بخونابہ منقش دارم
(۶) ناوکِ غمزہ بیاور ز رہِ [2] زلف کہ من — جنگہا با دلِ مجروحِ بلاکش دارم
(۷) یکِ سرِ موی بدستِ من و یک سرِ بادوست — سالہا برسرِ این موئے کشاکش دارم
(۸) حافظا چوں غم وشادیِ جہاں در گزر ست — بہتر آن ست کہ من خاطرِ خود خوش دارم

حل لغات:

* چنیں۔ اسی طرح * خطِ زنگاری۔ محبوب کے چہرے کو آئنہ اور اس پر نرم ونازک نکلے ہوئے بالوں کو خطِ' زنگ کہتے ہیں' یعنی چہرے پہ خط کو آئینے پر زنگ سے تشبیہ دی ہے * مجروح۔زخمی * خونابہ۔خون کے آنسوؤں سے * منقش۔نقش ونگار والا * ناوکِ غمزہ۔ناز وادا کا تیر * مجروح۔زخمی * کشاکش۔کھینچا تانی * درگزرست۔گزر جانے والی ہیں۔

ترجمہ:

(۵) محبوب کے چہرے پر اگر یہ سبزۂ خط اسی طرح جلوہ افگن ہوتا رہے گا تو میں اپنے زرد چہرے پر اپنے خون کے آنسوؤں سے بیل بوٹے بنالوں گا۔

(۶) تو اپنی ناز وادا کا تیر اپنی زلف کے ذریعے سے چلا کیونکہ میں اپنے زخمی اور مصیبتیں جھیلنے والے دل کے ساتھ جنگ وجدل میں مشغول ہوں۔

(۷) بال کا ایک سرا میرے ہاتھ میں ہے اور ایک سرا محبوب کے ہاتھوں میں ہے۔ کتنے ہی برس ہو گئے کہ اس بال پر کھینچا تانی جاری و ساری ہے۔ یعنی محبوب سے تعلق استوار ہے۔ اور یہ تعلق خالصتاً محبت وخلوص پر مبنی ہے۔ یعنی حسن وعشق میں کشمکش جاری ہے۔

(۸) اے حافظ! جب اس دنیا کا غم اور خوشی دونوں ہی گزر جانے والی چیزیں ہیں تو پھر بہتر یہی ہے کہ میں اپنے دل کو ہر حال میں خوش وخرم رکھوں۔

(نوٹ) بعض نسخوں میں شعر نمبر 3 ,7 شامل غزل نہیں ہیں۔

----***----

[1] بعض نسخوں میں مصرع اول یوں ہے: گر چنیں چہرہ کشاید خطِ زنگاریِ دوست۔
[2] بعض نسخوں میں رہ کی جگہ رَسَن ہے۔

غزل نمبر (۳۱)

(۱) دوستاں وقتِ گُل آں بہ کہ بعشرت کوشیم — سخنِ پیرِ مغاں ست بجان می نوشیم [1]

(۲) نیست در کسے کرم و وقتِ طرب میگزرد — چارہ آنست کہ سجادہ بے بفروشیم

(۳) خوش ہوائیست فرح بخش خدایا بفرست — نازنینے کہ برویش مئے گلگوں نوشیم

(۴) ارغنون ساز فلک رہزنِ اہلِ ہنر ست — چو ازیں غُصّہ [2] نتالیم و چرا نخروشیم

حل لغات:

* وقتِ گُل۔ بہار کا وقت * بہ۔ بہتر * بعشرت۔ عیش وعشرت * سخن۔ بات * طرب۔ خوشی * سجادہ۔ مصلا * مئے گُلگوں۔ سرخ شراب * ارغنوں۔ باجا * رہزن۔ لٹیرا۔

ترجمہ:

(۱) اے میرے دوستو! بہار کے موسم میں یہی بہتر ہے کہ ہم عیش وعشرت کی کوشش کریں۔ یہ پیر مغاں کا مقولہ ہے کہ ہم دل و جان کے ساتھ شراب پئیں۔ یعنی جی بھر کے شراب نوشی کریں۔ یعنی جب موسمِ بہار میں زاہد بھی شراب نوشی سے باز نہیں رہتا تو ہم کیوں نہ شراب پئیں۔

(۲) کسی شخص میں بھی لطف وکرم نہیں ہے اور خوشی کا وقت گزرتا جا رہا ہے۔ اب چارہ یہی ہے کہ مصلٰے کو شراب کے عوض فروخت کردیں۔

(۳) بڑی فرحت بخش ہوا ہے اور خوشگوار بھی ہے اے میرے اللہ! کسی نازنین کو بھیج دے کہ ہم اُسے اپنے سامنے بٹھا کر سُرخ شراب نوش کریں۔ بقول شاعر:

ہوا ہے، ابر ہے، ساقی ہے، عالم ہے گلستان پر — الٰہی وہ بھی آجائیں جنہیں ہم یاد کرتے ہیں

(۴) ارغواں ساز آسمان ہنر والوں کا سخت رہزن ہے (یعنی دشمن ہے) ہم اس رنج وغصہ سے آہ وفغاں کیوں نہ کریں اور کیسے شور وغل نہ مچائیں۔

(۵) گُل بجوش آمد و ازمے نزدیمش آبے — لاجرم ز آتشِ حرمانِ ہوس [3] میجوشیم

(۶) حافظ ایں حال عجب با کہ تواں گفت کہ ما — بُلبلانیم کہ در موسمِ گُل خاموشیم

---

[1] بعض نسخوں میں مصرع ثانی یوں ہے: سخن اہل دلست این و بجان بنیوشیم۔

[2] بعض نسخوں میں نتالیم کی جگہ نتابیم ہے۔

[3] بعض نسخوں میں حرمانِ ہوس کی جگہ حرمان وہوس ہے۔

حل لغات:

* گل۔مراد موسم بہار * لاجرم۔لاچار، مجبوراً یقیناً * حرمان۔محرومی * با کہ تواں گفت۔کس سے بیان کریں * موسم گل۔موسم بہار۔

ترجمہ:

(۵) بہار کا موسم جوش میں ہے اور ہم نے شراب نوشی نہیں کی۔اور اب ہم مجبوراً محرومی کی آگ کی آرزو سے جوش و خروش کر رہے ہیں۔یعنی موسم بہار کا یونہی گزر جانا رندوں کے لئے آفت سے کم نہیں ہے۔

(۶) اے حافظ! ہم یہ اپنا عجیب و غریب حال کس سے بیان کریں؟ کیونکہ ہم تو ایسی بُلبُلیں ہیں جو بہار کے موسم میں بھی خاموش رہتی ہیں۔یعنی بلبل موسم بہار میں خاموش رہے اور ترنم ریز نہ ہو یہ ناممکن ہے بلکہ ایک قیامت سے کم نہیں۔

----***----

غزل نمبر (۳۲)

(۱) دوش بیماریٔ چشمِ تو ببرد از دستم ۔۔۔ لیکن از لُطفِ لبت صورتِ جاں می بستم

(۲) عشقِ من باخطِ مشکینِ تو امروزی نیست ۔۔۔ دیر گاہ است کزیں جامِ ہلالی مستم

(۳) عافیت چشم مدار از منِ میخانہ نشیں ۔۔۔ کہ دم از خدمتِ رندان زدہ ام تاہستم

(۴) در رہِ عشق ازاں سوئے فنا صد خطرست ۔۔۔ تا نگوئی کہ چوں عمرم بسر آمد رُستم

حل لغات:

* دوش۔کل گزشتہ رات * لُطفِ لبت۔تیرے لب کی مہربانی، تیرے لب کا مزا * خطِ مشکیں،خوشبودار اور معطر خط، چہرے کے بال۔ * جامِ ہلالی۔چاند جیسا جام۔ * عافیت: امن، آرام۔ * صد خطر: سینکڑوں خطرے۔ * بسر آمد: ختم ہوئے۔

ترجمہ:

(۱) کل شب تیری مستی بھری آنکھ نے مجھے سخت بے چین اور مضطرب کر کے رکھ دیا لیکن تیرے لبوں کی مہربانی سے سلامتی کی صورت پیدا ہوگئی۔اور اس طرح میں مرنے سے بچ گیا۔

(۲) اے محبوب! تیرے خوشبودار و معطر خط کے ساتھ میرا عشق کوئی آج سے نہیں ہے بلکہ بڑی مدت سے میں اس ہلال جیسے جام سے سرمست و بے خود ہوں۔

(۳) مجھ میخانہ نشین سے تو عافیت و سلامتی کی اُمید مت رکھ کیونکہ میں نے تاحیات رندوں کی خدمت کرنے کا عہد کرلیا ہے۔یعنی میں جب سے ہی پیدا ہوا ہوں رندوں کی خدمت کر رہا ہوں اور تادم مرگ کرتا رہوں گا۔

(۴) عشق کی راہ میں فنا کی طرف سے سینکڑوں خطرات درپیش ہیں۔ تا کہ تو یہ نہ کہے کہ جب میری عمر اختتام تک پہنچ گئی تو میں نے غم سے نجات حاصل کر لی۔ یعنی میری موت پر یہ نہ کہنا کہ مر گئے اور بلا ٹلی۔

(۵) بوسۂ بردُرجِ عقیقِ تو حلال ست مرا — کہ بافسونِ جفا [1] عہدِ وفا نشکستم

(۶) بعد ازیںم چہ غم از تیرِ کج اندازِ حسود — کہ [2] بمحبوبِ کماں ابروئے خود پیوستم

(۷) از ثباتِ خودم ایں نکتہ خوش آمد کہ بجور — برسرِ کوئے تو از پائے طلب ننشستم [3]

(۸) صنمِ لشکریم غارتِ دل کرد و برفت — آہ اگر عاطفتِ شاہ نگیرد دستم

(۹) رتبتِ دانشِ حافظ بہ فلک برشدہ بود — کرد غمخواری بالائے [4] بلندت پستم

حل لغات:

* درجِ عقیق۔ عقیق کی ڈبیہ مراد دہن ولب * لبِ لعلیں * کج۔ ٹیڑھا * حسود۔ حسد کرنے والا * ثباتِ خودم۔ اپنی ثابت قدمی * جور۔ ظلم * صنمِ لشکریم۔ میرا لشکری معشوق * عاطفت۔ لطف وکرم * رتبتِ دانشِ حافظ۔ حافظ کی عقل ودانش کا مرتبہ۔

ترجمہ:

(۵) میرے لیے تیرے سرخ لبوں کا بوسہ حلال ہے کیونکہ تیری جفاؤں کے افسون کے ہونے کے باوجود بھی میں نے اپنی وفا کے عہد کو نہیں توڑا۔ یعنی تجھ سے تیری جفاؤں کے باوجود وفا کر رہا ہوں۔

(۶) اس کے بعد مجھے کج انداز حاسد کے تیر کا کیا غم ہو سکتا ہے جبکہ میں اپنے کمان جیسے ابرو رکھنے والے محبوب سے جا ملا ہوں۔ اس سے میرا وصل ہو گیا ہے۔

(۷) مجھے اپنی ثابت قدمی پر یہ نکتہ بڑا ہی اچھا لگا (پسند آیا) کہ ظلم وستم کے باوجود میں تیرے کوچے میں طلب وجستجو سے ایک پل بھی نہ بیٹھا۔

(۸) میرے لشکری معشوق نے میرے دِل کو لوٹ لیا ہے اور لوٹ کے وہ چلا گیا ہے۔ افسوس ہے کہ اگر بادشاہ کا لطف وکرم میری مدد نہ کرے۔ یعنی محبوب کی اس غارت گری پر اگر بادشاہ میری دستگیری نہ کرے تو افسوس ہے۔

(۹) حافظ کی عقل ودانش کا مرتبہ آسمان سے بھی اونچا ہو گیا تھا لیکن تیرے بلند وبالا قد کے عشق نے اسے پست کر کے رکھ دیا ہے۔

----***----

---

[1] بعض نسخوں میں بافسونِ جفا کی جگہ بافسوس وجفا ہے۔

[2] بعض نسخوں میں کہ کی جگہ چوں ہے۔

[3] بعض نسخوں میں ننشستم کی جگہ بنشستم ہے۔

[4] بعض نسخوں میں بالائے کی جگہ شمشاد ہے جو بہتر ہے۔

غزل نمبر (۳۳)

(۱) دوش سودای رخت[1] گفتم زسر بیروں کنم
گفت کو زنجیر تا تدبیر این مجنوں کنم

(۲) قامتش راسرو گفتم سر کشید از من بخشم
دوستاں از راست می رنجد نگارم چوں کنم

(۳) نکتہ ناسنجیدہ گفتم دِلبرا معذور دار
عشوہ فرمائے تا من طبع را موزوں کنم

(۴) زرد روئی می کشم زاں طبعِ نازک بے گناہ
ساقیا جامے بدہ تا چہرہ را گلگوں کنم

حل لغات:

* دوش۔کل رات * سودای رخت۔تیرے چہرے کا سودا، جنون * قامتش۔اس (محبوب) کے قدکو * سرکشید: سرکشیدن مصدر، باغی ہونا، غصہ کرنا، منہ پھیرنا * نگارم۔میرا محبوب * عشوہ۔نازوادا * زردروئی۔رنجیدگی، ناراضی۔

ترجمہ:

(۱) کل رات میں نے کہا تھا کہ تیرے رُخ کے سودا کو اپنے دماغ سے نکال باہر کروں گا۔اُس نے کہا (محبوب نے) کہا کہ کہاں ہے زنجیر؟ کہ جس سے باندھ کر اس دیوانے کا علاج کروں۔دیوانے کو زنجیروں میں جکڑ دیتے ہیں تا کہ وہ آوارہ نہ پھرے۔

(۲) میں نے محبوب کے قد کو سرو کہہ دیا تو اُس نے غصے سے اپنا منہ پھیرلیا۔اے دوستو! میرا محبوب سچائی سے ناراض ہو گیا ہے اب میں کیا کروں؟

(۳) اے میرے محبوب! میں نے یہ بڑی ناموزوں بات کہی ہے لہٰذا مجھے معذور رکھ۔تو نازوادا دکھا تا کہ میں اپنی طبیعت کو موزوں کرلوں۔

(۴) اُس نازک طبع معشوق سے میں بے خطا و بے وجہ زردرُو ہو رہا ہوں۔اے ساقی! تو مجھے شراب کا پیالہ دے دے تا کہ میں پی کر اپنے چہرے کو پھول جیسا (سرخ) کرلوں۔

(۵) من کہ رہ بردم بگنجِ حُسنِ بے پایانِ دوست
صد گدائے ہمچو خودرا بعدازیں قاروں کنم

(۶) اے نسیمِ حضرتِ[2] سلمٰی خدارا تا کجے
رَبع را برہم زنم اطلال را جیحوں کنم

(۷) اے مَہ نا مہرباں[3] از بندہ حافظ یادکن
تا دعائے دولتِ آں حُسنِ روز افزوں کنم

---

[1] بعض نسخوں میں رخت کی جگہ رخش ہے جو زیادہ مناسب ہے۔
[2] بعض نسخوں میں حضرت کی جگہ منزل ہے۔
[3] بعض نسخوں میں نامہربان کی جگہ صاحبقران ہے۔

حل لغات:

* گنجِ حُسنِ بے پایاں ۔ بے انداز حسن کا خزانہ * قاروں ۔حضرت موسیٰؑ کے زمانے کا امیر ترین شخص * حضرت ۔بارگاہ * سلمیٰ ۔محبوب * ربع ۔گھر ،منزل * اطلال ۔ٹیلے * جیحوں ۔دریا کا نام * بندہ ۔غلام * روزافزوں ۔روز بروز بڑھنے والا۔

ترجمہ:

(۵) میں محبوب کے بے پایاں حسن کے خزانے تک پہنچ گیا ہوں ۔اس کے بعد میں اپنے جیسے سینکڑوں فقیروں کو قاروں بنادوں گا۔ عاشق کو جب وصالِ یار حاصل ہو جاتا ہے تو وہ اپنے تئیں نہایت ہی خوش بخت سمجھتا ہے۔

(۶) اے میرے محبوب کی بارگاہ کی نسیم میں کب تک اپنے گھر کو ویراں کروں؟ اور ٹیلوں کو دریا بناؤں؟ یعنی میں کب تک محبوب کے فراق میں روؤں؟ اے نسیم! خدا کے لیے وہاں سے خوشبو لا کہ جو کہ مجھے فرحت و تازگی بخشے۔

(۷) اے نامہرباں چاند! (محبوب) تو اپنے غلام حافظ کو یاد کرتا کہ میں تیری روز بروز بڑھنے والی حسن کی دولت کی ترقی کے لیے دعا کروں۔

----***----

غزل نمبر (۳۴)

(۱) دیدہ دریا کنم و رخت[۱] بصحرا افگنم — واندریں کار دلِ خویش بدریا افگنم

(۲) از دلِ تنگِ گنہگار بر آرم آہے — کاتش[۲] اندر گنہ آدم و حوّا افگنم

(۳) خوردہ ام تیرِ فلک بادہ بدہ تاسرِ مست — عقدہ در بندِ کمرِ ترکشِ جوزا افگنم

(۴) جُرعۂ جام برین تختِ رواں افشانم! — غلغلِ چنگ دریں گنبدِ مینا افگنم

حل لغات:

* رخت ۔سازوسامان * آہے ۔آہ * گنہ آدم وحوا ۔حضرت آدم علیہ السلام اور حضرت اماں حوا کے گناہ * عقدہ ۔گانٹھ، گرہ * ترکش جوزا ۔وہ ستارے ہیں جو آسمان کے بُرج جوزا میں بصورت ترکش واقع ہیں، ساز کے تاروں کو بھی کہتے ہیں۔

ترجمہ:

(۱) میں آنکھوں کو دریا وں گا اور جنگل میں رہائش اختیار کرلوں گا۔ اور اپنی اس گریہ وزاری سے اپنے دل کو دریا میں بہادوں گا۔

---

۱ بعض نسخوں میں رخت کی جگہ صبر ہے۔

۲ بعض نسخوں میں کاتش کی جگہ وآتش ہے (دونوں طرح ٹھیک ہے)

(۲) میں اپنے اس گناہگار اور تنگ دل سے ایسی پرتاثیر و پرسوز آہ بھروں گا کہ جس سے حضرت آدمؑ اور اماں حوا کے گناہ تک جل اٹھیں گے۔ تلمیح کے ذریعے سے شاعر آدم و حوا کی غلطی (گناہ) کو اپنی آہوں سے جلا دینا چاہتا ہے۔

(۳) میں نے آسمان کا تیر کھایا ہے تو مجھے شراب دے تا کہ میں مست و بیخود ہو کر جوزا کے کمر بند میں گرہ ڈال دوں۔ یعنی میں گردشِ آسمان کا مارا ہوا ہوں تو مجھے شراب دے تا کہ میں جوزا میں گرہ ڈال دوں تا کہ جوزا میں جو عطارد کا تصرف ہے وہ ختم ہو جائے اور دل کی تنگی دور ہو جائے۔ اور جو آسمان کی طرف سے مجھ پر تیر برس رہے ہیں وہ بھی نہ برسیں۔

(۴) شراب کے ایک گھونٹ سے اس تختِ رواں (یعنی زمین) پر اک قطرہ ڈالوں (چھڑکوں) اور اس آسمان میں رباب کے ساز سے غلغلہ برپا کر دوں۔ میخواروں میں یہ رسم ہے کہ شراب پینے سے پہلے چند قطرے زمین پر گرا دیتے ہیں تا کہ جو لوگ خاک ہو چکے ہیں انہیں بھی یہ فیضان حاصل ہو جائے۔

(۵) مایۂ خوشدلی آنجاست کہ دلدار آں جاست — میکنم جہد کہ خود را مگر آنجا افگنم

(۶) بندِ برقع بکشا اے مہِ خورشید لقا[1] — تا چو زلفت سرِ سودا زدہ دریا افگنم

(۷) حافظا تکیہ بر ایام چو سہوت و خطا — من چرا عشرتِ امروز بفردا افگنم

حل لغات:

* مایۂ خوشدلی۔ خوشدلی کا ساز و سامان' سرمایہ * جہد۔ جدوجہد * اے مہ خورشید لقا۔ اے سورج جیسے چہرے والے چاند (محبوب) * تکیہ۔ بھروسا * عشرت۔ عیش و عشرت * امروز۔ آج * فردا۔ کل۔

ترجمہ:

(۵) خوشدلی کا سارا سرمایہ اس جگہ پر ہے کہ جہاں پر محبوب ہے۔ میں اس کوشش میں ہوں کہ اپنے آپ کو وہاں پر پہنچا دوں تا کہ مجھے اس غم سے نجات مل جائے اور خوشدلی حاصل ہو جائے۔

(۶) اے سورج جیسے چہرے والے چاند (محبوب) تو اپنے برقع کے بند کھول دے تا کہ میں تیری زلف کی طرح اپنے اس دیوانے سر کو تیرے قدموں میں ڈال دوں۔

(۷) اے حافظ! جب زمانے پر بھروسا کرنا غلطی اور خطا ہے تو پھر میں آج کی عیش و عشرت کو کل پر کیوں ڈال دوں؟ یعنی میں یہ جان بوجھ کر غلطی کیوں کروں؟

(نوٹ) بعض نسخوں میں افگنم کی جگہ ردیف فگنم ہے۔ (دونوں ٹھیک ہیں)

-----***-----

[1] مصرع اول یوں ہے بکشا بندِ قبا اے خورشید کلاہ (جو مصرعہ ثانی سے زیادہ مناسبت رکھتا ہے)

غزل نمبر (۳۵)

(۱) دیشب بسیلِ اشک رہِ خواب میزدم — نقشے بیادِ خطِ تو بر آب میزدم
(۲) روئے نگار دَر نظرم جلوہ می نمود — وز دُور بوسہ بر رُخِ مہتاب میزدم
(۳) ابروئے یار در نظر و خرقہ سوختہ — جامے بیادِ گوشۂ محراب میزدم
(۴) چشم بروئے ساقی و گوشم بقولِ چنگ — فالے بچشم و گوش دریں باب میزدم

حل لغات:

٭ دیشب۔کل رات ٭ اشک۔آنسو ٭ نقش برآب زدن۔بے کار کام کرنا ٭ نگار۔محبوب ٭ مہتاب۔چاند ٭ خرقہ۔گدڑی ٭ گوشۂ محراب۔محراب ابرو کا گوشہ ٭ چنگ۔رباب' ساز۔ ٭ دریں باب: اس بابت، اس سلسلے میں۔

ترجمہ:

(۱) کل رات میں آنسوؤں کے سیلاب سے نیند کے راستے کو بند کررہا تھا۔اور تیرے رخسار کے خط کی یاد میں پانی پر نقش بنارہا تھا۔یعنی فضول وعبث کام کررہا تھا۔

(۲) میری آنکھوں میں محبوب کا چہرہ جلوہ افروز تھا اور میں دُور سے اُس چاند کے رخساروں کو چوم رہا تھا۔اس کا بوسہ لے رہا تھا۔

(۳) محبوب کے ابرو میری نگاہ میں تھے اور میں پرہیزگاری کی گدڑی جلا کر محرابِ ابرو کے گوشے کی یاد میں شراب نوشی کررہا تھا۔

(۴) میری آنکھ ساقی کے چہرے پر اور کان رباب کے ساز کی آواز پر لگے ہوئے تھے اور میں اس سلسلے میں آنکھوں اور کانوں سے فال لے رہا تھا۔

(۵) نقشِ خیالِ روئے تو تا وقتِ صبح دم — برکارگاہِ دیدۂ بے خواب میزدم
(۶) ہر مُرغِ فِکر کز سرِ شاخِ طرب بجست — بازش ز طرۂ تو بمضراب میزدم
(۷) ساقی بصوتِ ایں غزلم کاسہ می گرفت — می گفتم ایں سرود ومئے ناب میزدم
(۸) خوش بود وقتِ حافظ و فالِ مرادِ کام — برنامِ عمر و دولتِ احباب میزدم

حل لغات:

٭ کارگاہ دید۔آنکھوں کا کارخانہ ٭ طرب۔خوشی ٭ طرّہ۔زلف ٭ صَوت۔آواز ٭ سرود۔نغمہ ٭ مئے ناب۔خالص شراب ٭ احباب۔دوست ٭ فالِ مراد۔مقصد ومراد کی فال۔

ترجمہ:

(۵) تیرے چہرے کے خیال کا تصور صبح کے وقت تک نیند کے نقش سے محروم آنکھوں کے کارخانے پر بنا رہا تھا۔یعنی ساری رات تیری یاد میں آنکھوں میں گزار دی۔

(۶) جو بھی فکر و خیال کا پرندہ خوشی کی شاخ سے اُڑتا تھا، میں اُسے تیری زلفوں کے مضراب سے مارتا تھا۔زدوکوب کرتا تھا۔یعنی جب خوشی کا خیال بھی آتا تھا تو میں اُسے تیری زلف کے تصور سے پریشان کر دیتا تھا۔

(۷) میری یہ غزل سن کر ساقی شراب کا جام اٹھاتا تھا اور میں یہ نغمہ گا گا کر شراب نوشی کر رہا تھا۔اور خالص شراب پی رہا تھا۔

(۸) حافظ کا وقت اچھا تھا۔(عیش و عشرت سے گزرتا تھا) اور دوستوں کی عمر اور دولت کے نام پر مراد کی فال نکالتا تھا۔یعنی نہایت عیش و نشاط سے زندگی گزارتا تھا۔

----***----

غزل نمبر (۳۶)

(۱) روزِ عیدست و من امروز دریں تدبیرم — کہ دہم حاصلِ سی روزہ و ساغر گیرم

(۲) چند روزیست کہ دُورم ز رخِ ساقی و جام — بس خجالت کہ پدید آید ازیں تقصیرم

(۳) من بخلوت نہ نشینم پس ازیں ور بمثل! — زاہدِ صومعہ برپائے نہد زنجیرم

(۴) پندِ پیرانہ دہد واعظِ شہرم لیکن — من نہ آنم کہ دِگر پندِ کسے بپزیرم

حل لغات:

٭ سی روزہ۔تیس دن، مراد تیس روزے ٭ خجالت۔شرمندگی ٭ پدید۔ظاہر ٭ تقصیر۔گناہ، خطا ٭ خلوت۔تنہائی ٭ صومعہ۔ خانقاہ، عبادت گاہ۔

ترجمہ:

(۱) آج عید کا روز ہے اور میں اس تدبیر میں ہوں کہ ان تیس روزوں کا حاصل (ثواب) دے کر شراب کا ایک پیالہ لے لوں۔ شاعر کی شوخی قابل دید ہے۔

(۲) چند دن ہی گزرے ہیں کہ میں ساقی اور جام سے دور ہو گیا ہوں۔ مجھے اب اپنی اس خطا سے سخت شرمندگی اٹھانا پڑ رہی ہے۔

(۳) اس کے بعد میں اب تنہائی میں نہیں بیٹھوں گا اگرچہ یہ خانقاہ میں بیٹھنے والا زاہد میرے پاؤں میں زنجیر ہی کیوں نہ ڈال دے۔ کیونکہ خانقاہ و عبادت گاہ میں کوئی کوئی جاتا ہے کیونکہ وہاں تنہائی کا سماں ہوتا ہے۔لیکن میخانے میں رندوں اور میخواروں کا میلے

کا سماں ہوتا ہے۔

(۴) یہ جو شہر کا واعظ ہے مجھے بزرگوں کی طرح نصیحت کرتا ہے۔ وہ نہیں جانتا کہ میں وہ نہیں ہوں کہ جو کسی کی نصیحت پر عمل کرلوں گا۔(عاشق بھلا کسی کے کہنے پر عشق سے کیسے باز آسکتا ہے)

(۵) آنکہ برخاکِ درِ میکدہ جاداشت کجاست تا نہم بر قدمِ او سر و پیشش میرم
(۶) میکشیدم مے و سجادۂ تقویٰ بر دوش آہ اگر خلق شوند آگہ ازین تزویرم
(۷) خلق گویند کہ حافظ سخنِ پیر نیوش سال خورہ مَیَم امروز بہ از صد پیرم

حل لغات:

* درِ میکدہ۔ میکدے کا دروازہ * سجادہ۔ مصلا * تقویٰ۔ پرہیز گاری * تزویر۔ مکروفریب * خلق۔ خلقت * سخن پیر نیوش۔ بڑے بوڑھوں کی بات سن۔

ترجمہ:

(۵) وہ شخص جس کا مقام میخانہ کے دروازہ کی خاک پر تھا وہ کہاں ہے؟ تاکہ میں اُس کے قدموں پر سر رکھ کر اس کے سامنے اپنی جان دے دوں۔

(۶) میں شراب نوشی کرتا تھا اور زہد و تقویٰ کا مصلا اپنے کندھوں پر اٹھائے پھرتا تھا۔ افسوس ہے کہ لوگ اگر میرے اس فریب سے واقف ہو جائیں۔

(۷) لوگ کہتے ہیں کہ اے حافظ؟ تو بڑے بزرگوں کی بات سُن! یہ لوگ کیا جانیں کہ میری یہ پرانی شراب سینکڑوں بوڑھوں کی نصیحت سے بہتر ہے۔(رند بڑے بوڑھوں کی نصیحت بھلا کب بنتے ہیں؟

(نوٹ) بعض نسخوں میں یہ غزل ناپید ہے۔

----***----

غزل نمبر (۳۷)

(۱) روز گارے شد کہ درمیخانہ خدمت می کنم در لباسِ فقر کارِ اہلِ دولت می کنم
(۲) تا مگر[1] در دامِ وصل آرم تذروِ خوشخرام درکمینم انتظارِ وقتِ فرصت می کنم
(۳) واعظِ ما بوئے حق نشنید بشنو ایں سخن در حضورش نیز میگویم نہ غیبت می کنم
(۴) چوں صبا افتاں وخیزاں می روم تا کوئے دوست وز رفیقِ راہ استمدادِ ہمّت می کنم

---

[1] بعض نسخوں میں مصرع اول یوں ہے: تا کہ از دستم برآید تیر تدبیر مراد (یہی صحیح لگتا ہے)

حل لغات:

* روزگارے شد۔ایک زمانہ بیت گیا * تذروِخوش‌خرام۔خوش رفتار چکور (یعنی محبوب) * درحضورش۔اس کی موجودگی میں * افتاں وخیزاں۔اٹھتے بیٹھتے * استمداد۔امداد۔

ترجمہ:

(۱) ایک زمانہ بیت گیا ہے کہ میں شراب خانے میں خدمت کررہا ہوں۔میں فقیروں کے بھیس میں دولتمندوں کا کام سرانجام دے رہا ہوں۔(ابھی میکدہ کا گدا ہوں سالک کامل نہیں بنا)

(۲) میں شاید اُس خوش رفتار صحرا کے پرندے (چکور) کو اپنے وصل کے پھندے میں پھانس لوں۔میں گھات میں بیٹھا ایسی ہی فرصت کے موقع کے انتظار میں ہوں۔

(۳) ہمارے واعظ نے کبھی حق کی خوشبو نہیں سونگھی۔تو یہ بات ذرا دھیان سے سن لے کہ میں اس کی موجودگی میں بھی یہی کہوں گا کہ میں یہ چغلی نہیں کھاتا۔(زاہد کی ریاکاری حق شناسی میں حائل ہے)

(۴) بادِ صبا کی طرح میں اٹھتے بیٹھتے محبوب کے کوچے کی طرف جارہا ہوں۔اور اپنے ساتھی کی ہمت اور دعا کا خواستگار ہوں۔یعنی مرشد کامل کی مدد سے میں اپنی منزل پالوں گا۔

(۵) خاکِ کویت بر نتابد زحمتِ مابیش ازیں   لُطفہا کردی بُتا تخفیفِ زحمت می کنم
(۶) زلفِ دلبر دام راہ و غمزہ اش تیر بلاست   یاد دار اے دِل کہ چندینت نصیحت می کنم
(۵) دیدۂ بدبیں بپوشاں اے کریمِ عیب پوش   زیں دلیریہا کہ من در کُنجِ خلوت می کنم
(۶) حاش للہ کز حساب روزِ حشرم باک نیست   فالِ فردا می زنم امروز عشرت می کنم

حل لغات:

* برنتابد۔تاب نہیں لاسکتی * بُتا۔اے بُت (محبوب) * دام۔پھندہ‘ جال * غمزہ۔ناز وادا * دیدۂ بدبیں۔بدنظر لوگوں کی آنکھیں * حاش للہ۔خدانہ کرے‘ ہرگز نہیں * باک۔ڈر * عشرت۔عیش وعشرت۔

ترجمہ:

(۵) اے میرے محبوب! تیرے کوچے کی خاک اس سے زیادہ ہماری زحمت برداشت نہیں کرسکتی۔تو نے مجھ پر بڑا لطف وکرم کیا ہے لہٰذا اب میں تخفیف زحمت کرکے رخصت پزیر ہوتا ہوں۔

(۶) محبوب کی زلف راستے کا پھندہ ہے اور اس کی ناز وادا بلا کا تیر ہے۔اے میرے دل! تو یہ بات یاد رکھ میں کئی مرتبہ تجھے سمجھا چکا ہوں۔

(۷) بدنظر لوگوں کی آنکھوں سے پوشیدہ رکھنا اے عیبوں کو چھپانے والے سخی! میری یہ جرأتیں اور یہ دلیریاں کہ جو میں نے خلوت میں کیں ہیں۔(میرے عیبوں کو حاسدوں اور عیب چینوں سے چھپا)

(۸) قیامت کے روز کے حساب کا مجھے ہرگز کوئی خوف نہیں ہے۔ میں کل فال ڈالتا ہوں اور آج عیش و عشرت کرنے میں مشغول ہوں۔

(۹) از یمینِ عرش آمیں می کند رُوحُ الامین ۔۔۔ چوں دُعائے پادشاہِ مُلک و ملّت می کنم
(۱۰) خسروا اُمید جاہ و مال دارم زیں سبب ۔۔۔ التماسِ آستاں بوسیٔ حضرت می کنم
(۱۱) حافظم در محفلے دردی کشم در مُجلسے ۔۔۔ بنگر ایں شوخی کہ چوں با خلق صحبت[1] می کنم

حل لغات:

* یمین۔ دائیں طرف * رُوح الامین۔ حضرت جبریلؑ * خسروا۔ اے بادشاہ * حضرت۔ حضور * حافظم۔ میں حافظ ہوں * دُرد ی کشم۔ میں تلچھٹ پینے والا ہوں۔

ترجمہ:

(۹) حضرت جبریل علیہ السلام عرش کی دائیں طرف سے آمین کہتے ہیں جب میں ملک وملت کے بادشاہ کے لیے کوئی دعا کرتا ہوں۔ میں اس کے حق میں دعا گو ہوتا ہوں۔ (مدح و دعا کا شعر ہے)

(۱۰) اے بادشاہ! میں مال و عزت کی اُمید رکھتا ہوں۔ اور اس وجہ سے آپ کی دَرگاہ کے آستان کو چومنے کی التماس کرتا ہوں۔ (طلب کا شعر ہے)

(۱۱) میں ایک محفل میں تو حافظ ہوتا ہوں اور کسی مجلس میں شراب کی تلچھٹ پینے والا۔ تو یہ میری شوخی دیکھ کہ لوگوں سے میرا کس طرح کا میل جول ہے؟

(نوٹ) بعض نسخوں میں شعر نمبر 6, 9, 10 شامل غزل نہیں ہیں۔

----***----

غزل نمبر (۳۸)

(۱) زدستِ کوتہِ خود زیرِ بارم ۔۔۔ کہ از بالا بلنداں شرمسارم
(۲) مگر زنجیرِ زلفت[2] گیردم دست ۔۔۔ وگرنہ سر بشیدائی بر آرم
(۳) ز چشمِ من بُپرس اوضاعِ گردوں ۔۔۔ کہ شب تا روز اختر می شمارم
(۴) چہ مے خورم من از میخانۂ عشق ۔۔۔ کہ ہشیاری و بیداری ندارم

[1] بعض نسخوں میں صحبت کی جگہ صنعت ہے۔
[2] بعض نسخوں میں زلفت کی جگہ موئے ہے (دونوں ٹھیک ہیں)

(۵) باین شکرانہ می بوسم لبِ جام | کہ کرد آگاہ ز دورِ [1] روز گارم

حل لغات:

* زدست کوتہ۔ ہاتھ کی کوتاہی، کمی * گیرم دست۔ میرا ہاتھ پکڑے گی، میری مدد کرے گی * اوضاع۔ وضع کی جمع، طور واطوار * گردوں۔ آسمان * اختر۔ ستارہ * چہ مے خورم۔ یہ کیسی شراب پی ہے؟ * دورِ روزگار۔ زمانے کی گردش۔

ترجمہ:

(۱) میں اپنے ہاتھوں کی کمی وکوتاہی کی وجہ سے زیر بار ہوں۔ (یعنی ہجر میں گرفتار ہوں) اوران بلند وبالا قد رکھنے والے محبوبوں سے شرمسار ہوں۔

(۲) مجھے یہ اُمید واثق ہے کہ تیری زلفوں کی زنجیر میری مدد کرے گی اور اگر ایسا نہ ہوسکا تو پھر میں پاگلوں کی طرح صحراؤں کی خاک چھانتا پھروں گا۔ یعنی تو اپنی زنجیر زلف میں پھنسالے تو بہتر ہے ورنہ میری آوارگی یقینی ہے۔

(۳) اس آسمان کی وضع اوراس کے طور واطوار تو میری آنکھ سے پوچھ۔ کہ شام سے لے کر صبح تک میں ستاروں کو شمار کرتا رہتا ہوں ۔تارے گنتا ہوں۔ یعنی رات بھر جاگتا رہتا ہوں لہٰذا مجھ سے بہتر ستاروں کی وضع اور کون جان سکتا ہے۔

(۴) عشق کے میخانے سے میں نے یہ کیسی شراب پی لی ہے کہ مجھے اب ہوشیاری اور بیداری سے متعلق تھوڑا سا بھی ہوش نہیں رہا ہے۔ یعنی مے معرفت کی مدہوشی سالک کو دنیا ومافیہا سے بے خبر کردیتی ہے۔

(۵) میں اس شکرانہ میں جام کے لبوں کو چومتا ہوں کہ اس نے مجھ کو زمانے کی گردش سے آگاہی بخشی ہے، واقف کردیا ہے۔ مطلب یہ کہ مئے معرفت نوش کرنے سے پوشیدہ راز منکشف ہوجاتے ہیں۔

(۶) من از بازوئے خود دارم بسے شکر | کہ زورِ مردم آزاری ندارم

(۷) اگر گفتم دُعائے مے فروشاں | چہ باشد شکرِ [2] نعمت می گزارم

(۸) مکن عیبم زخون خوردن دریں دشت | کہ کارآموزِ آہوئے تتارم

(۹) تو از حاکم نخواہی بر گرفتن | بجائے اشک اگر گوہر ببارم

(۱۰) سرے دارم چو حافظ مست لیکن | بہ لُطفِ آں پری اُمید دارم

حل لغات:

* مردم آزاری۔ لوگوں کو ستانا * مے فروشاں۔ شراب بیچنے والے * آہوئے تا تار۔ تاتارچین کا علاقہ ہے جہاں کے ہرن کا مشکبونافہ بڑا مشہور ہے * اشک۔ آنسو * گوہر۔ موتی * لطف۔ مہربانی، لطف وکرم۔

---

[2] بعض نسخوں میں دور کی جگہ راز ہے۔

[1] بعض نسخوں میں شکر کی جگہ حق ہے۔

ترجمہ:

(٦) میں اپنے بازوؤں کا بڑا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ مجھ میں لوگوں کو ستانے کی بالکل طاقت نہیں ہے۔ یعنی مجھ میں مردم آزادی کا بالکل زور نہیں ہے۔ یعنی لوگوں کو ستانا بہت ہی بڑا گناہ ہے اور کسی کو خوش کرنا حج اکبر کے برابر ہے۔

بقول فردوسیؔ: ؎ مباش درپے آزار و ہر چہ خواہی کن ۔ کہ در شریعت ما غیر ازیں گناہے نیست

اور بقول فردوسی:

میازار موری کہ دانہ کش ست
کہ جاں دارد و جان شیریں ترش ست

(٧) اگر میں نے شراب بیچنے والوں کے لیے دُعائے خیر کردی تو پھر کیا ہوگیا؟ کیونکہ میں تو شکر نعمت ادا کر رہا ہوں۔

(٨) میں اگر اس صحرا میں اپنے جگر کا خون پی رہا ہوں تو تو مجھے برا بھلا مت کہہ کیونکہ میں نے ہر کام تا تار کے ہرن سے سیکھا ہے۔ یعنی جس طرح کہ نافہ خون جگر پیئے بغیر نہیں بنتا اُسی طرح عشق بھی جگر کے خون پینے کے بغیر بار آور ثابت نہیں ہوتا۔

(٩) اے محبوب! تو مجھے ہرگز خاک سے نہ اٹھائے گا۔ اگر میں آنسوؤں کے بجائے موتی بھی برساؤں۔ یعنی تو مجھ سے اس قدر کیوں بیزار ہے۔ اگر میں آنسوؤں کے بجائے موتی بھی برساؤں تو تو مجھے خاک سے نہیں اُٹھائے گا۔

(١٠) میں حافظ کی طرح سرمست سر رکھتا ہوں۔ یعنی میرے سر میں بھی حافظ کی ہی طرح مستی بھری ہوئی ہے۔ مگر پھر بھی میں اُس پری جیسے محبوب کے لطف و کرم کا اُمیدوار ہوں۔

(نوٹ) بعض نسخوں میں شعر نمبر 4 شامل نہیں جبکہ شعر نمبر 8 حاشیہ میں درج ہے۔

-----***-----

غزل نمبر (٣٩)

(١) زلف بر باد مدہ تا ندہی بر بادم — نازِ بنیاد مکن تا نکنی بنیادم

(٢) رُخ بر افروز کہ فارغ کنی از برگِ گلم — قد بر افروز کہ از سرو کنی آزادم

(٣) زلف را حلقہ مکن تا نکنی در بندم — چہرہ[1] را آب مدہ تا ندہی بربادم

(٤) شُہرہَ شہر مشوؔ تا نہ نہم سر در کوہ — شور شیریں منما تا نہ کنی فرہادم

(٥) مَے خور با دگراں[2] تا نخورم خونِ جگر — سر مکش تا نکشد سر بفلک فریادم

---

١ بعض نسخوں میں چہرہ کی جگہ طرہ ہے۔

٢ بعض نسخوں میں دگراں کی جگہ "با ہمہ" ہے۔

حل لغات:

* زلف بر باد مدہ۔ اپنی زلف کو ہوا میں نہ بکھیر * رُخ برافروز۔ چہرہ دکھا * قد برافروز۔ جلوہ افروز ہو * حلقہ۔ پیچ، بل گھونگریالے بال۔ * آب: آب وتاب۔ * شہرہ: شہرت۔ * مے مخور: شراب نہ پی۔

ترجمہ:

(۱) اے محبوب تو اپنی زلف کو ہوا میں نہ کھول تا کہ وہ مجھے تباہ و برباد نہ کردے۔ تو اس طرح ناز و ادا مت دکھا تا کہ تو میری بنیاد نہ اکھاڑ دے۔ مجھے آوارہ و خستہ حال نہ بنادے۔

(۲) اے محبوب! تو اپنا چہرہ دکھا تا کہ میں پھول کی پتیوں سے بے پروا ہو جاؤں۔ تو اپنے بلند و بالا قامت کا جلوہ دکھا تا کہ میں سرو سے آزاد و بے نیاز ہو جاؤں یعنی تیرے فراق میں جو مجھے پھول اور سرو سے سروکار ہے وہ تیری نمائی سے ختم ہو جائے گا۔

(۳) تو اپنی زلف کے پیچ دار بل نہ بنا تا کہ میں اس میں قید (بند) ہو کر نہ رہ جاؤں۔ تو چہرے کو اس قدر آب و تاب نہ دے تا کہ میں برباد نہ ہو جاؤں۔

(۴) شہر بھر میں تو مشہور نہ ہو! تا کہ میں پہاڑوں کی راہ نہ لے لوں۔ شیریں کی طرح ناز و ادا مت دکھا کہ کہیں میں فرہاد کی طرح تباہ و برباد نہ ہو جاؤں۔

(۵) تو غیروں کے ساتھ مل کر شراب مت پی! تا کہ میں اپنے جگر کا خون نہ پیوں۔ تو مجھ سے سرکشی اختیار مت کر تا کہ میری فریاد آسمان پر نہ پہنچ جائے۔

(۶) سرم از دست بشد وصلِ تو ننمود جمال — دست گیرم کہ زبجرِ تو زپا افتادم
(۷) یار بیگانہ مشو تا نہ بری از خویشم — غمِ اغیار مخور تا نہ نکنی ناشادم
(۸) رحم کن برمنِ مسکین و بفریادم رس — تا بخاکِ درِ آصف نرسد فریادم
(۹) چوں فلک جور مکن تا بہ کشی زار مرا — رام شو تا بدمد طالع فرخ زادم
(۱۰) حافظ از جور تو حاشا کہ بنالد روزے[1] — من ازاں روز کہ در بندِ توام آزادم

حل لغات:

*

ترجمہ:

(۶) مجھے اپنے سر اور پاؤں تک کا ہوش نہیں ہے۔ یعنی میں دیوانہ ہوا جا رہا ہوں۔ تیرے وصال نے جمال نہ دکھایا یعنی تیرا وصال میرا مقدر نہ بن سکا۔ میں تیرے فراق میں بڑا مضطرب و بیقرار ہوں تو اپنے وصل سے میری مدد کر۔

---

[1] بعض نسخوں میں "بنالد روزے" کی جگہ "بگرداند روئے" ہے۔

(۷) تو ان غیروں کا دوست ہرگز نہ بن تا کہ میں اپنے آپ سے بھی نہ چلا جاؤں، بے خود نہ ہو جاؤں۔ ان غیروں سے تو غم خواری مت کر تا کہ میں دُکھی نہ ہو جاؤں۔

(۸) تو مجھ مسکین و غریب پر رحم کر اور میری دادرسی فرما تا کہ میں آصف کے دروازے کی دہلیز تک تیری فریاد نہ پہنچا دوں۔

(۹) تو آسمان کی طرح یہ ظلم و ستم مت کر۔ تا کہ تو میرا بُرا احال کر کے مجھے مار نہ ڈالے۔ مجھ پر مہربان ہو جا تا کہ میرے مقدر کا ستارہ چمک اُٹھے۔

(۱۰) یہ حافظؔ تیرے ظلم و ستم سے تنگ آ کر ہرگز فریاد نہیں کرے گا۔ میں جس دن سے بھی تیرے عشق کی قید میں ہوں سب سے آزاد ہو چکا ہوں۔

(نوٹ) بعض نسخوں میں شعر 9,6 شامل نہیں ہیں اور بعض نسخوں میں یہ شعر ملتا ہے:

شمع ہر جمع مشو ورنہ بسوزی مارا
یادِ ہر قوم مکن تا نروی از یادم

-----***-----

غزل نمبر (۴۰)

(۱) سالہا پیرویِ خدمتِ[۱] رنداں کردم — تا بفتوائے خرد حرص بزنداں کردم

(۲) من بسرِ منزلِ عنقا نہ بخود بُردم راہ — قطع ایں مرحلہ با مرغِ سلیماں کردم

(۳) از خلاف آمدِ عادت بطلب کام کہ من — کسبِ جمعیت از آں زلفِ پریشاں کردم

(۴) سایہء بردلِ ریشم فگن اے گنجِ مراد[۲] — کہ من ایں خانہ بسودائے تو ویراں کردم

(۵) توبہ کردم کہ نہ بوسم لبِ ساقی و کنوں — می گزم لب کہ چرا گوش بناداں کردم

حل لغات:

* پیروی۔ تقلید * خرد۔ عقل * زنداں۔ قید خانہ * عنقا۔ اک فرضی و خیالی پرندہ *، یہاں مراد آخری منزل (فنافی اللہ) ہے مرغ سلیماں۔ حضرت سلیمانؑ کا مرغ ہُدہُد' مراد مرشد کامل * جمعیت۔ دل جمعی * بردل ریشم۔ میرے زخمی دل پر * کنوں۔ اب * می گزم لب۔ لب کاٹ رہا ہوں۔

ترجمہ:

(۱) میں نے کئی برس رندوں کی خدمت کی ہے۔ تب کہیں جا کے عقل کے فتوی سے میں نے حرص کو قید خانے میں ڈالا ہے۔

---

۱ بعض نسخوں میں خدمت کی جگہ مذہب ہے۔
۲ بعض نسخوں میں گنج مراد کی جگہ گنج روان ہے۔

(۲) میں منزل عنقا تک خود بخود ہی نہیں پہنچ گیا بلکہ میں نے اس سخت مرحلہ کو مرغ سلیمان یعنی مرشد کامل کی ہمراہی کے ساتھ طے کیا ہے۔
(۳) تو طریق عادت کے خلاف مقصد حاصل کر، طلب کر کہ میں نے اس پریشان زلف سے دل جمعی حاصل کی ہے۔ یعنی صبر ہی وہ نعمت ہے کہ جس سے یہ لازوال دولت ہاتھ آتی ہے۔
(۴) اے مرادوں کے خزانے! تو میرے زخمی دل پر سایہ ڈال دے کیونکہ میں نے یہ گھر (یعنی دل) تیرے عشق کے جنون میں تباہ و برباد کر کے رکھ دیا ہے۔
(۵) میں نے توبہ کی تھی کہ ساقی کے لبوں کا بوسہ نہیں لُوں گا لیکن اب میں افسوس سے اپنے لب کاٹ رہا ہوں کہ میں نے کیوں نادان کی بات سنی۔

(۶) نقشِ مستوری و مستی نہ بدستِ من وتست — آنچہ استادِ[1] ازل گفت بکن آں کردم
(۷) دارم از لُطفِ ازل منزلِ فردوس طمع — گرچہ دربانی میخانہ فراواں کردم
(۸) اینکہ پیرانہ سرم صحبتِ یوسف بنواخت — اجرِ صبریست کہ در کُلبۂ احزاں کردم
(۹) گر بدیوانِ غزل صدر نشینم چہ عجب — سالہا بندگیِ صاحبِ دیواں کردم
(۱۰) ہیچکس را نرسد در خمِ محرابِ فلک — آں تنعم کہ من از ہمت سلطاں کردم[2]
(۱۱) صبح خیزی و سلامت طلبی چوں حافظؔ! — ہرچہ کردم ہمہ از دولتِ قرآں کردم

حل لغات:

* مستوری۔ چھپ کر عبادت کرنا، گوشہ نشینی زہد وریاضت * استادِ ازل۔ اللہ تعالیٰ * لُطفِ ازل۔ ازلی مہربانی * فراواں، بہت زیادہ * پیرانہ سرم۔ بڑھاپے میں * کلبۂ احزاں۔ غمخانہ، دُکھ اور درد کی جھونپڑی * صدر نشینم۔ صدر نشین ہوں * صاحبِ دیواں۔ ممدوح مجازی (کوئی شاعر) یا محبوبِ حقیقی) * تنعم۔ نعمت * سلطان۔ سلطانِ وقت * صبح خیزی۔ صبح کو اٹھنا * سلامت طلبی۔ سلامتی کا طلب کرنا۔

ترجمہ:

(۶) مستوری اور مستی میرے اور تیرے اختیار سے باہر ہے۔ جو کچھ کہ مجھے اس استادِ ازل (اللہ تعالیٰ) نے کہا ہے میں وہی کر رہا ہوں۔ اور میں نے وہی کیا ہے۔
(۷) میں اس کی ازلی مہربانی سے ہی بہشت کا اُمیدوار ہوں۔ اگرچہ میں نے شراب خانے کی بہت زیادہ دربانی و (خدمت) کی

[1] بعض نسخوں میں استاد کی جگہ سلطان ہے۔
[2] بعض نسخوں میں اس شعر کی جگہ یہ مقطع ہے:

ہیچ حافظ نکند در خمِ محرابِ فلک
ایں تنعم کہ من از دولتِ قرآن کردم

ہے۔(یعنی اس کی رحمت سے مایوسی گناہ بلکہ کفر ہے)

(۸) مجھے جو یہ بڑھاپے میں یوسف کی ہم نشینی حاصل ہوئی ہے۔ یہ اُسی صبر کا پھل ہے جو میں نے غم خانے میں کیا ہے۔ یعنی صبر سے ہی یہ لازوال دولت ہاتھ آئی ہے۔

(۹) یہ جو میں آج غزل کے ایوان میں صدر نشین ہو گیا ہوں تو اس میں تعجب کرنے کی کیا بات ہے؟ کیونکہ میں نے بڑی مدت تک صاحب دیوان کی غلامی کی ہے۔ (تعلّی کا شعر ہے)

(۱۰) کسی بھی شخص کو اس دنیا میں وہ نعمت میسر نہیں ہوئی جو نعمت کہ مجھے وقت کے سلطان کے لطف و کرم سے حاصل ہوئی ہے۔

(۱۱) حافظؔ کی طرح صبح کا اٹھنا اور سلامتی کا طلب کرنا۔ میں نے جو کچھ بھی حاصل کیا ہے قرآن سے ہی کیا ہے' یہ سب کچھ قرآن کی ہی بدولت مجھے ملا ہے۔

-----***-----

غزل نمبر (۴۱)

(۱) سرم خوش ست و ببانگِ بلند می گویم — کہ من نسیمِ حیات از پیالہ می جویم

(۲) عبوسِ زہد بوجہ خمار بنشیند [۱] — مُرید ہمتِ [۲] دردی کشانِ خوشخویم

(۳) گرم نہ پیرِ مغاں در بروئے بکشاید — کدام رہ [۳] بزنم چارہ ازکجا جویم

(۴) مکن دریں چمنم سرزنش بخود روئی — چنانچہ پرورشم میدہند میرویم

(۵) تو خانقاہ و خرابات درمیانہ مبیں — خدا گواہ است بہر جا کہ ہست با اویم

حل لغات:

* سرم خوش ست۔ میں بڑا سرمست و سرخوش ہوں * عبوس۔ ترشروئی * دردی کشاں۔ تلچھٹ پینے والے * پیر مغاں۔ مراد مرشد کامل * تہدید، طعنہ، ملامت، جھڑکی۔ * سرزنش * طعنہ زنی۔ جھڑک * خانقاہ، عبادت گاہ۔ * خرابات: میخانہ۔

ترجمہ:

(۱) میں بڑا سرمست و سرخوش ہوں اور بلند آواز سے یہ کہتا ہوں کہ میں نے زندگی کی روح کو شراب کے پیالہ سے حاصل کیا ہے۔ یا حاصل کرتا ہوں۔ یعنی میری زندگی کا انحصار شراب پر ہے۔

۱۔ بعض نسخوں میں بنشیند کی جگہ بشکنید ہے۔

۲۔ بعض نسخوں میں ہمت کی جگہ خرقہ اور بعض میں فرقہ ہے۔

۳۔ بعض نسخوں میں رہ کی جگہ در ہے۔

(۲) زاہد کی ترشروئی خمار آلود چہرے سے دُور ہوتی ہے۔ میں خوش اخلاق تلچھٹ پینے والوں کی ہمت کا غلام ہوں۔ رندوں کا فرمانبردار اور خدمت گزار ہوں۔

حافظ کا کوئی ہمعصر مرشد نہ تھا وہ چونکہ رسول اکرم ﷺ کے عاشق تھے اس لئے انہیں کسی مرشد کی ضرورت نہ تھی۔ وہ اکثر سلیمان کی تشبیہ آنحضرت ﷺ سے دیتے تھے۔

(۳) اگر پیر مغاں میرے لیے اپنے میخانے کا دروازہ نہ کھولے تو پھر میں کدھر جاؤں؟ اور کہاں سے اپنا علاج ڈھونڈوں؟ یعنی اگر مرشد کامل ہی میری طرف متوجہ نہ ہو تو کہاں جاؤں؟

(۴) تو مجھے اس چمن میں خودرو ہونے پر طعنہ مت دے (ملامت نہ کر) جس طرح میری پرورش کرتے ہیں میں اُسی طرح نشو ونما پاتا ہوں۔ یعنی میرا کوئی قصور نہیں ہے۔ مطلب یہ کہ میں کسی مرشد کا فیض یافتہ نہیں بلکہ فیض ازلی سے بہرہ مند ہوا ہوں اور میری مثال ایک خودرو پودے کی سی ہے۔ مگر حافظ کے اس شعر سے اس بات کی نفی ہوتی ہے:

من بسرِ منزلِ عنقا نہ خود بردم راہ
قطع ایں مرحلہ با مرغ سلیماں کردم

(۵) تو خانقاہ اور خرابات کو درمیان میں مت دیکھ۔ خدا گواہ ہے کہ جس جگہ پر بھی وہ موجود ہے وہیں پر میں بھی موجود ہوں۔ (یعنی خدا ہر جگہ پر موجود ہے) صورت پرستی کا حجاب جب اٹھ جاتا ہے تو ہر ذرہ میں جلوۂ خداوندی نظر آنے لگتا ہے۔

(۶) زشوقِ نرگسِ مست و بلند بالائے! — چو لالہ باقدح افتادہ بر لبِ جوئم
(۷) شدم نشانہ بہ سر بستگی[1] ابروئے دوست — کشیدہ در خمِ چوگانِ خویش چوں گویم
(۸) غبارِ راہِ طلب کیمیائے بہروزیست — غلامِ دولتِ آں خاکِ عنبرین بویم
(۹) نصیحتم چہ کنی ناصحا! چہ میدانی — کہ من نہ معتقدِ مردِ عافیت جویم
(۱۰) بیارمے کہ بفتوائے حافظ ازدلِ پاک — غبارِ زرق بہ فیضِ قدح فروشویم

حل لغات:

٭ لالہ۔ گُل لالہ ٭ قدح۔ شراب کا بڑا پیالہ ٭ خم چوگان۔ چوگان کھیلنے والی کھونٹی کا خم (مراز لفِ محبوب کا خم) ٭ کیمیائے بہروزیست۔ خوش قسمتی کی کیمیا ہے ٭ خاکِ عنبرین۔ عنبر جیسی خوشبو رکھنے والی خاک ٭ ناصحا۔ اے نصیحت کرنے والے ٭ عافیت۔ آرام وخوشی ٭ غبار زرق۔ مکر وفریب کی کدورت ٭ قدح۔ شراب کا بڑا پیالہ۔

ترجمہ:

(۶) میں ایک بلند قامت (محبوب) کی مست آنکھ کے اشتیاق میں گل لالہ کی طرح پیالہ لیے ہوئے نہر کے کنارے پر پڑا ہوا

[1] بعض نسخوں میں سر بستگی کی جگہ سر گشتگی اور ابروئے کی جگہ گیسوئے ہیں۔

ہوں۔ مطلب یہ کہ میرا قدح شراب سرنگوں ہے اور میں آنسوؤں کی ندی بہا رہا ہوں کیونکہ مجھے محبوب کی مست آنکھ اور بلند قامت کا خیال ستاتا ہے۔

(۷) میں محبوب کے ابرو کے عشق میں اُس کی کمان کے تیر کا نشانہ بن چکا ہوں اور اُس نے مجھے گیند کی طرح اپنے چوگان کی کھونٹی کے خم (یعنی زلف کے خم) میں بری طرح سے پھانس لیا ہے۔

(۸) محبوب کے راستے کی طلب کی خاک بھی خوش قسمتی کی کیمیا ہے۔ میں اُس عنبر جیسی خوشبو رکھنے والی خاک کی دولت کا غلام ہو چکا ہوں۔ (عشق رسول ﷺ کی بدولت یہ شعر روضۂ اقدس کی تعریف میں ہے)

(۹) اے نصیحت کرنے والے ناصح! تو مجھے کیا نصیحت کر رہا ہے؟ تو کیا جانتا ہے؟ کہ میں آرام وخوشی کا ہرگز معتقد نہیں ہوں۔ عافیت طلب نہیں ہوں۔ مطلب یہ کہ میں آرام طلب نہیں ہوں بلکہ جد و جہد کا قائل ہوں۔

(۱۰) تو شراب لا کہ حافظ کے فتویٰ کے مطابق پاک وصاف دِل سے مکروفریب کے غبار کو شراب کے جام کے فیض سے دھوڈالیں، صاف کرلیں۔ پاک کرلیں۔ یعنی معرفت کی شراب تمام آلائشیں دھوڈالتی ہے۔ جس طرح کہ کسی نے کہا ہے:

ساقی بیار بادہ و با مدعی بگو!
انکارِ ما مکن کہ چنیں جامِ جم نداشت

(نوٹ) بعض نسخوں میں شعر نمبر 9 شامل غزل نہیں ہے۔

غزل نمبر (۴۲)

(۱) صنما با غمِ عشقِ تو چہ تدبیر کنم — تا بکے در غمِ تو نالۂ شبگیر کنم

(۲) دلِ دیوانہ ازاں شد کہ پزیرد درماں[۱] — مگرش ہم زسرِ زلف تو زنجیر کنم

(۳) آنچہ در مدتِ ہجرِ تو کشیدم ہیہات — در دو صد[۲] نامہ محال ست کہ تحریر کنم

(۴) باسرِ زلفِ تو مجموع پریشانی خویش — کو مجالے کہ یکا یک[۳] ہمہ تقریر کنم

(۵) رندِ یکرنگم و باشاہد و مے ہم صحبت — نتوانم کہ دِگر حِیلہ و تزویر کنم

حل لغات:

٭ صنما۔ اے صنم اے محبوب! ٭ تدبیر۔ چارہ' علاج ٭ تا بکے۔ کب تک ٭ نالۂ شبگیر۔ راتوں کی آہ وفغاں ٭ درماں۔ علاج ٭ زنجیر کنم۔ قیدی کرلوں ٭ ہیہات۔ افسوس ٭ مجموعِ پریشانی خویش۔ اپنی پریشانی کی مجموعی کیفیت ٭ رندِ یکرنگم۔ میں رندِ یک

---

۱ بعض نسخوں میں پزیرد درماں کی جگہ نصیحت شنود ہے۔
۲ بعض نسخوں میں ''در دو صد'' کی جگہ ''در یکے'' ہے لیکن متن بہتر ہے۔
۳ بعض نسخوں میں یکا یک کی جگہ سراسر ہے جو بہتر لگتا ہے۔

رنگ ہوں' ایک حال پر رہنے والا ✱ شاہد۔ محبوب ✱ حیلہ وتزویر۔ مکروفریب۔

ترجمہ:

(۱) اے میرے محبوب! میں تیرے عشق کے غم میں کیا تدبیر کروں؟ اور میں بھلا کب تک تیرے غم میں راتوں کو آہ وفریاد کرتا رہوں؟

(۲) یہ میرا دیوانہ' پاگل دِل اس حالت سے گزر چکا ہے کہ علاج قبول کرے۔ البتہ ایک تدبیر ابھی باقی ہے کہ میں اسے تیری زلف کا قیدی بناڈالوں۔

(۳) اے محبوب تیری جدائی کی مدت میں مجھ پر جو کچھ بھی بیت چکا ہے وہ بڑے افسوس کی بات ہے۔ اُسے اگر میں تحریر کرنا بھی چاہوں تو وہ دوسو خطوں میں بھی بیان نہ ہو سکے گا۔

(۴) اے محبوب! تیری زلف کے ساتھ اپنی پریشانی کی مجموعی کیفیت کو مجھ میں بھلا یہ کہاں مجال ہے کہ میں اُسے ایک ایک کر کے بیان کرسکوں؟ یعنی اپنی ساری پریشانی کے خیال کو میں تیری زلف کے روبرو نہیں بیان کرسکتا۔

(۵) میں ایک حال پر رہنے والا رند ہوں اور محبوب وشراب کا ہم صحبت ہوں۔ یہ کبھی نہیں ہوسکتا کہ میں مکروفریب سے کوئی کام لوں۔ ریاکاری مجھ سے نہیں ہوسکتی کیونکہ میں رند یکرنگ ہوں۔

(۶) آں زماں کآرزوئے دیدنِ جانم باشد — در نظر نقشِ رُخِ خوبِ تو تصویر کنم
(۷) گر بدانم کہ وصالِ تو بدین دست دہد — دِل و دین را ہمہ دربازم و توفیر کنم
(۸) دُور شو از برم اے واعظ و افسانہ[1] مگو — من نہ آنم کہ دِگر گوش بہ تزویر کنم
(۹) نیست امکان خلاص ازغمِ او اے حافظ[2] — چونکہ تقدیر چنیں بود چہ تدبیر کنم

حل لغات:

✱ آں زماں۔ اس وقت' جس وقت ✱ ازبرم۔ میرے سامنے سے' میری آغوش سے ✱ توفیر: دو چیزوں میں فرق معلوم کرنا ✱ تزویر۔ مکروفریب ✱ نیست امکاں۔ ممکن نہیں ہے ✱ خلاص۔ نجات۔

ترجمہ:

(۶) اس وقت جبکہ مجھے اپنی جان کے دیکھنے کی آرزو ہوگی تو میں پھر اپنی نظر میں تیرے خوبصورت چہرے کا تصور سجالوں گا۔ یعنی تیرے دلکش چہرے کی تصویر اپنی نگاہوں میں نقش کرلوں گا اور نفع ونقصان کا فرق جان لوں گا۔

(۷) اگر میں یہ جان جاؤں کہ تیرا وصل مجھے اس طرح حاصل ہوگا تو پھر میں اپنے دل اور دین دونوں کو ہی ہار دوں اور یہ نفع دینے والا سودا کرلوں۔

---

[1] بعض نسخوں میں افسانہ کی جگہ بےہودہ ہے۔

[2] بعض نسخوں میں مصرع اول یوں ہے: نیست امید صلاح زفساد حافظ۔

(۸) اے واعظ! تو میرے سامنے سے پرے چلا جا! اور یہ جھوٹی اور بچی (افسانوی) باتیں نہ کر کیونکہ میں وہ نہیں ہوں کہ جو دوبارہ مکروفریب پرمبنی باتیں سنوں۔

(۹) اے حافظ! اس (محبوب) کے دردوغم سے خلاصی حاصل کرنا کسی طرح بھی ممکن نظر نہیں آتا۔ جب میری تقدیر ہی ایسی ہے (یہی ہے) تو پھر میں بھلا کیا تدبیر کرسکتا ہوں؟

(نوٹ) بعض نسخوں میں شعر نمبر 5 شامل غزل نہیں ہے۔

----***----

غزل نمبر (۴۳)

(۱) صوفی بیا کہ خرقہء سالوس برکشیم — دیں دلق[۱] زرق راخطِ بطلاں بسر کشیم

(۲) نذر و فتوحِ صومعہ در وجہ می[۲] دہیم — دلقِ ریا بآبِ خرابات برکشیم

(۳) سرِّ قضا کہ در تتقِ غیب منزویست — مستانہ اش نقاب ز رخسار برکشیم

(۴) بیروں جہیم سرخوش و از بزمِ مدّعی[۳] — غارت کنیم بادہ و شاہد ببر کشیم

حل لغات:

* خرقہء سالوس۔ مکروفریب کا لباس * دلق زرق۔ مکروفریب کی گدڑی * آبِ خرابات۔ میخانے کا پانی' شراب * نذروفتوحِ صومعہ۔ خانقاہ کی نذرونیاز * دلق ریا۔ دکھاوے کی گدڑی * آبِ خرابات۔ شراب خانے کا پانی' شراب * سرِّ قضا۔ قضا کا راز * تتق۔ پردہ * منزویست: گوشہ نشین ہے، پوشیدہ ہے۔ * ببر کشیم۔ آغوش میں لے لیں۔

ترجمہ:

(۱) اے صوفی! آ کہ ہم مکروفریب کے لباس کو اتار ڈالیں اور مکروفریب کی اس گدڑی کو خط باطل کی طرح مٹا ڈالیں۔

(۲) خانقاہ کی ساری نذرونیاز کو ہم شراب کی نذر کر ڈالیں اور دکھاوے کی اس گدڑی کو شراب کے پانی یعنی شراب سے دھو ڈالیں۔

(۳) قضا کا راز جو کہ غیب کے پردہ میں چھپا ہوا ہے۔ رندوں اور مستوں کی طرح اس کے چہرے سے نقاب اُتار ڈالیں۔ اُسے بے نقاب کر دیں۔

---

۱ بعض نسخوں میں دلق کی جگہ نقش ہے۔

۲ بعض نسخوں میں دہیم کی جگہ نہیم ہے۔

۳ بعض نسخوں میں مدعی کی جگہ صوفیاں ہے۔

(۴) مست وسرخوش ہوکر ہم مدعی کی مجلس سے باہر نکلیں اور شراب کو غارت کرتے ہوئے معشوق کو آغوش میں لے کر بیٹھ جائیں۔

(۵) کامِ جہاں بر آر کہ بخشد خدا گناہ[1] روزے کہ رختِ جاں بجہانِ دگر کشیم

(۶) کو عشوہ[2] ز ابروِ تو تا چو ماہِ نو گوئے سپہر در خمِ چوگانِ زر کشیم

(۷) فردا اگر نہ روضہء رضوان بما دہند غلمان ز غرفہ[3] حور ز جنّت بدر کشیم

(۸) حافظ نہ حدِّتست چنیں لافہا زدن! پا از گلیمِ خویش چرا پیشتر کشیم

حل لغات:

* کامِ جہاں بر آر۔دنیا جہان کی حاجتیں پوری کر * رخت۔ساز وسامان * عشوہ۔آنکھ کا اشارہ * ماہِ نو۔نیا چاند * سپہر۔آسمان * گوئے۔گیند * خمِ چوگان۔کھونٹی کا خم * روضۂ رضواں۔جنت کا باغ * غلمان۔جنت کے خدمت گزار لڑکے *غرفہ۔دریچہ * لافہا۔لاف کی جمع ڈینگ * زگلیم خویش۔اپنی چادر سے۔

ترجمہ:

(۵) تو دنیا جہان کی حاجتیں پوری کردے کیونکہ اللہ تعالیٰ تمہارے جملہ گناہوں کو بخش دے گا اُس دن جبکہ جان وروح کے ساز وسامان کو دوسرے جہان میں لیجائیں گے یعنی بعد از مرگ۔

(۶) اے محبوب! تیرے ابروؤں کا عشوہ کہاں ہے؟ تا کہ ہم نئے چاند کی طرح آسمان کی گیند کو سنہری کھونٹی کے خم میں لائیں۔

(۷) اگر کل قیامت کے دن ہمیں جنت کا باغ نہ دیا گیا تو پھر ہم کھڑکی سے غلمان کو اور حور کو جنت سے باہر نکال ڈالیں گے۔

(۸) اے حافظ! اس طرح کی ڈینگیں مارنا تیرا طور طریق نہیں ہے۔ہم کیوں اپنی چادر سے باہر اپنے پاؤں پھیلائیں۔یعنی اپنی بساط سے کیوں باہر جائیں۔

----***----

1. بعض نسخوں میں مصرع اول یوں ہے: عشرت کنیم ورنہ بحسرت کشند مان۔
2. بعض نسخوں میں عشوہ کی جگہ جلوہ ہے۔
3. بعض نسخوں میں غرفہ کی جگہ روضہ ہے۔

غزل نمبر (۴۴)

(۱) عاشقِ روئے جوانے خوش و نَو خاستہ اَم ‏ وزخدا صحبتِ [۱] او را بدعا خواستہ اَم

(۲) عاشق و رند و نظر بازم ومیگویم فاش ‏ تابدانی کہ بچندیں ہنر آراستہ ام

(۳) شرمم از خرقۂ آلودہ می آید ‏ کہ بہر پارہ دو صد [۲] شعبدہ آراستہ ام

(۴) خوش بسوزازغمش اے شمع کہ امشب [۳] من نیز ‏ ہمیں کار کمربستہ و برخاستہ ام

حل لغات:

* نوخاستہ۔نوخیز * نظر بازم۔نظر باز ہوں * خرقہ ءآلودہ۔گناہوں سے بھری گدڑی * پارہ۔ٹکڑا * خوش بسوز۔خوب جل * کمر بستہ۔کمر بستن مصدر کمر باندھنا * برخاستہ۔۔برخاستن مصدر اُٹھنا۔

ترجمہ:

(۱) میں ایک نوخیز جوان خوبصورت (محبوب) کے چہرے کا عاشق ہوں اور میں نے اللہ تعالیٰ سے دعائیں مانگ کراس کی ہم نشینی مانگی ہے۔طلب کی ہے۔

(۲) میں ایک عاشق و رِند اور نظر باز ہوں۔اور یہ بات صاف صاف کہتا ہوں تا کہ تو جان جائے کہ میں اتنے ہنروں سے آراستہ ہوں۔حافظؔ نے ایک اور جگہ بھی ایسی ہی بات کی ہے:

فاش میگویم راز گفتہ خود دل شادم ‏ بندۂ عشقم از ہر دو جہاں آزادم

(۳) مجھے اس اپنی گناہوں سے بھری گدڑی سے شرم آتی ہے کہ میں نے اس کے ہر ٹکڑے پر دوسو شعبدے باندھ رکھے ہیں، آراستہ کرر کھے ہیں۔یعنی میری یہ پارسائی کی گدڑی ریا کاری کے گناہوں سے لبریز ہے۔

(۴) اے شمع! تو اُس (محبوب) کے غم میں خوب جل کہ آج کی رات میں بھی اُس کام پر اپنی کمر باندھے ہوئے اٹھ کھڑا ہوا ہوں۔ بقول سعدیؔ:

اے بُلبُل اگر نالۂ من باتو ہم آوازم
تو عشق گل داری من عشق گُل اندازم

(۵) باچنیں حیرتم از دست بشد صرفۂ کار ‏ درغم افزودہ اَم آنچہ ازدِل وجاں کاستہ ام

---

۱ بعض نسخوں میں صحبت او کی جگہ دولت ایں ہے۔

۲ بعض نسخوں میں ''بہر پارہ دو صد'' کی جگہ ''بردو وصلہ بصد'' ہے۔

۳ بعض نسخوں میں امشب کی جگہ ہر یک ہے۔

(٦) پاسبانِ حرم دل شده اَم شب ہمہ شب | بو کہ سیرے بکند آں مہِ ناکاستہ ام
(٧) ہمچو حافظ بخرابات روم جامہ قبا: | بوکہ در برکشد آن دلبر نوخاستہ ام

حل لغات:

* ازدست بشد صرفہء کار۔ کسی کام کا نہ رہا * کاستہ۔ کاستن مصدر نقصان ہونا' گھٹنا * مہِ ناکاستہ۔ نہ گھٹنے والا چاند' ماہِ کامل
* خرابات۔ شراب خانہ * نوخاستہ۔ نوخیز۔

ترجمہ:

(۵) میں اس حیرانی کی وجہ سے کسی بھی کام کے قابل نہیں رہ گیا۔ جو کچھ میرا دل و جان سے نقصان ہوا غم میں اُسی قدر اضافہ ہوگیا ہے۔

(٦) میں تمام رات دل کے کعبے کی چوکیداری کرتا رہا ہوں۔ اس اُمید پر کہ شاید میرے وہ ماہِ کامل (محبوب) کا گزر اس طرف بھی کبھی ہو جائے۔

(٧) میں حافظ کی طرح اپنے کپڑے پھاڑتا ہوا میخانے کی جانب جاؤں گا۔ کہ شاید وہ میرا جوان و نوخیز محبوب مجھے اپنی آغوش میں لے لے۔ مجھ سے بغل گیر ہو جائے۔ جس طرح کہ کسی نے کہا ہے:

؎ وعدہ کیا تھا پھر بھی نہ آئے مزار پر | ہم نے تو جان دی تھی اسی اعتبار پر

(نوٹ) بعض نسخوں میں شعر نمبر 6 حاشیہ میں درج ہے۔

-----***-----

غزل نمبر (۴۵)

(١) عشقبازی و جوانی و شرابِ لعل فام | مجلسِ انس و حریفِ ہمدم و شُربِ مدام
(٢) ساقیِ شکر دہان و مطربِ شریں سخن | ہمنشین نیک کردار و حریفِ[1] نیک نام
(٣) شَاہدے در لطف و پاکی رشکِ آبِ زندگی | دلبرے دَر حُسن و خوبی غیرتِ ماہِ تمام
(۴) بادۂ گلرنگ و تلخ و عذب و خوشخوار و سبک | نُقلے از لعل و نگار و نُقلے از یاقوتِ جام
(۵) بزمگاہِ دلنشیں[2] چوں قصرِ فردوسِ بریں | گلشنے پیرامنش چوں روضۂ دارالسلام

---

1. بعض نسخوں میں حریف کی جگہ ندیم ہے۔
2. بعض نسخوں میں دلنشیں کی جگہ دل نشاں ہے۔

حل لغات:

* شرابِ لعل فام۔لعل کے رنگ کی سرخ شراب * مجلس اُنس۔بزم محبت * حریف۔دوست * شراب مدام۔ہمیشہ کی مینوشی * ساقی شکر دہاں۔شیریں کلام ساقی * مطرب شیریں سخن۔میٹھے ودلکش نغمے گانے والا مطرب (گویا) * شاہدے در لطف، پاکی ایسا محبوب جو لطافت اور پاکیزگی بھی رکھتا ہو * بادۂ گلرنگ۔پھول کے رنگ کی (سرخ) شراب * عذب۔میٹھی * خوشخوار و سبک۔لذیذ اور ہلکی پھلکی شراب * بزمگاہِ دلنشیں۔ایسی بزم جو دل میں بیٹھ جائے * چوں قصرِ فردوس بریں۔جنت کے محل کی طرح (دلآویز)۔

ترجمہ:

(۱) عشق بازی ہے، جوانی ہے اور سرخ رنگ کی شراب ہے۔محبت کی مجلس ہے اور ایک دوست وساتھی بھی ہے اور شراب نوشی کا شغل بھی ہمیشہ سے جاری وساری ہے۔

(۲) شیریں سخن ساقی اور میٹھے ودلکش نغمے گانے والا گویا بھی موجود ہے۔نیک کردار ہمنشیں اور نیک نام ساتھی بھی موجود ہے۔

(۳) ایسا محبوب کہ جس کی لطافت اور پاکیزگی پر آبِ حیات کو بھی رشک آئے۔ایسا دلبر جو حسن وخوبی میں ماہِ کامل کو بھی شرمندہ کر کے رکھ دے۔

(۴) پھول کے رنگ کی کڑوی، میٹھی، لذیذ اور ہلکی پھلکی شراب محبوب کے لبِ لعلین کے بوسے اور ساغر کی سرخ شراب کے بوسے ہوں تو بات بنے۔یعنی سرخ ومیٹھی شراب ہو اور ساتھ محبوب کے سرخ لبوں کے بوسے بھی ہوں تو کیا بات ہے؟

(۵) ایسی بزم کہ جو جنت کے محل کی طرح دلکش ودلآویز ہو۔ایسا باغ کہ جس کے اردگرد بہشت کے باغوں جیسے باغ ہوں۔

(۶) صف نشیناں نیکخواہ و پیشکاراں با ادب
دوستداراں صاحبِ سرّ[1] و حریفاں دوست کام

(۷) غمزۂ ساقی بیغمائے خرد آہیختہ تیغ
زلفِ دلبر[2] از برائے صیدِ دل گسترده دام

(۸) ہر کہ ایں صحبت بجوید خوشدلی بروے حلال
وانکہ ایں عشرت نخواہد زندگی بروے حرام

(۹) نکتہ دانے بذلہ گو چوں حافظِ شیریں سخن
بخشش آموزے جہاں افروز چوں حاجی قوام

حل لغات:

* صف نشیناں نیک خواہ، خیر خواہ فرش نشیں * پیشکاراں با ادب۔با ادب خادم * صاحبِ سرّ۔صاحبِ راز * غمزۂ ساقی۔ساقی کا ناز وانداز * یغما۔لوٹ مار * صید۔شکار * عشرت۔عیش وعشرت * بذلہ گو۔لطیفہ گو * بخشش آموزے۔بخشش کا سبق سکھانے والا * حاجی قوام۔وزیر اعظم فارس حافظ کے ممدوح۔

1۔ بعض نسخوں میں سرّ کی جگہ اسرار ہے۔
2۔ بعض نسخوں میں دلبر کی جگہ جاناں ہے۔

ترجمہ:

(۶) خیرخواہ فرش نشین اور باادب خادم، رازدار دوست اور مرضی کے مطابق دوست یار موجود ہیں اور سبھی ہمدم وہمراز ہیں۔

(۷) عقل وہوش کو لوٹنے کے لیے ساقی کا غمزہ تلوار سونتے ہوئے اور محبوب کی زلف دلوں کا شکار کرنے کے لیے جال بچھائے ہوئے ہو۔

(۸) جو کوئی بھی اس صحبت کا طلبگار ہو اُس پر خوش دلی حلال ہے، اور جو اس عیش وعشرت کا خواستگار نہ ہو اس پر زندگی حرام ہے۔

(۹) حافظ جیسا شیریں کلام لطیفہ گو اور نکتہ دان اور حاجی قوام جیسا بخشش سکھانے والا اور جہان کو روشن کرنے والا ہو جا۔

----***----

غزل نمبر (۴۶)

(۱) عمریست تا براہِ غمت رو نہادہ ایم — روی و ریائے خلق بیک سُو نہادہ ایم

(۲) ہم جان بدان دونرگسِ جادو سپردہ ایم — ہم دل براں دو سنبلِ ہندو نہادہ ایم

(۳) ما ملکِ عافیت نہ بلشکر گرفتہ ایم — ماتختِ سلطنت نہ ببازو نہادہ ایم

(۴) درگوشۂ اُمید چو نظارگانِ ماہ — چشمِ طلب براں خمِ ابرو نہادہ ایم

(۵) بے بوئے زلفِ تو سرِ سودائی از ملال — ہمچوں بنفشہ برسرِ زانو نہادہ ایم

حل لغات:

* عمریست۔ اک عمر گزرگئی * بدان۔ جان لے * دو سنبل ہندو۔ دو سیاہ زلفیں * ملک عافیت۔ امن وسکون کا ملک * گوشۂ امید۔ اُمید کا کونہ * خم ابرو۔ ابروؤں کا خم * سرِ سودائی۔ دیوانہ سر * ملال۔ رنج * بنفشہ۔ مراد زلف۔

ترجمہ:

(۱) بڑی عمر گزرگئی ہے کہ ہم تیرے غم کی راہ میں جل رہے ہیں اور تمام دنیا والوں سے اپنے تعلقات توڑ ڈالے ہیں۔ یعنی جب سے تیری محبت میں مبتلا ہیں تب سے ہی باقی دنیا سے ہم نے اپنا رشتہ منقطع کیا ہوا ہے۔

(۲) ہم نے اپنی اس جان کو اُن دو جادو بھرے نینوں کے سپرد کر ڈالا ہے اور اپنے دل کو ان دو سیاہ زلفوں سے وابستہ کردیا ہے۔

(۳) یہ امن وسکون کا ملک ہم نے کسی لشکر سے فتح نہیں کیا ہے۔ اور اس سلطنت کا تاج وتخت اپنے زورِ بازو سے نہیں بچھایا ہے۔

(۴) ہم نے اس کے وصال کی اُمید میں (عید کے) چاند کو دیکھنے والوں کی طرح اپنی طلبگار آنکھ کو اس کے ابروؤں کے خم میں رکھ دیا ہے۔ یعنی اس کے ابروؤں کے خم کو لگاتار دیکھ رہے ہیں۔

(۵) اے محبوب! ہم نے تیری زلفوں کی خوشبو کے بغیر اپنے اس دیوانے سر کو رنج و ملال کی وجہ سے بنفشے کی طرح زانو پر رکھ دیا ہے۔ یعنی ایسا شوریدگی اور رنجیدگی کی وجہ سے ہوا ہے۔

(٦) نہادہ ایم بارِ جہان بر دلِ ضعیف — ویں کاروبار بستہ بیک سُو نہادہ ایم
(۷) تا سحر چشمِ یار چہ بازی کند کہ باز — بنیاد بر کرشمۂ جادو نہادہ ایم
(۸) طاق و رواقِ مدرسہ و قیل و قالِ فضل — زینہا بخاکِ کوئے تو ما رو نہادہ ایم
(۹) عمرے گزشت وا[1] ما بامیدِ اشارتے — چشمے برآں دو نرگسِ جادو نہادہ ایم
(۱۰) ناموسِ چند سالۂ اجدادِ نیک نام — در راہِ جام و ساقیِ مہ رُو نہادہ ایم

حل لغات:

* بارِ جہاں۔دنیا کا بوجھ * بیک سو۔ایک طرف * سحر۔جادو * کرشمہ۔ناز و ادا کی کرامت * طاق و رواق۔بام و در * قیل و قال و فضل۔علم و فضل کی گفتگو * ناموس۔عزت و آبرو۔

ترجمہ:

(٦) ہم نے اس دنیا کا بوجھ اپنے اس کمزور اور ناتواں دل پر نہیں ڈالا۔ اور اسی لیے ہم نے اس دنیا کے تمام کاروبار کو باندھ کر (اکٹھا کر کے) ایک طرف رکھ دیا ہے۔
(۷) دیکھئے کہ محبوب کی آنکھ کا جادو کیا تماشا دکھاتا ہے۔ کہ ہم نے اس کی بنیاد جادو کے کرشمے پر رکھی ہے۔
(۸) ہم نے مدرسے کے بام و در اور فضل و کمال کی گفتگو سب کو تیرے کوچے کی خاک پر رکھ دیا ہے۔
(۹) اک عمر بیت گئی ہے کہ اک اشارے کی اُمید پر میں نے اپنی اانکھوں کو ان دو جادو بھری آنکھوں پر رکھ دیا ہے۔ یعنی وصال یار کے لئے عاشق کی آنکھیں محبوب کے اشارے کی منتظر ہیں۔
(۱۰) جو عزت اور آبرو ہمارے بزرگوں نے برسوں میں حاصل کی تھی اُسے ہم نے شراب کے پیالے اور چاند جیسے چہرے والے (محبوب) ساقی کے راستے میں ڈال کر برباد کر کے رکھ دیا ہے۔ مطلب یہ کہ عشق اور نیک نامی دو متضاد چیزیں ہیں۔

(۱۱) ہشیار و عاقلیم کہ بر دست وپائے دل — زنجیر و بند زاں خمِ گیسو نہادہ ایم
(۱۲) اے دِل بعیش کوش کہ مانقدِ عقل و ہوش — در راہِ یارِ سلسلہ گیسو نہادہ ایم
(۱۳) فرما اشارتے کہ دو چشمِ اُمید وار — پیوستہ بر دو گوشۂ ابرو نہادہ ایم
(۱۴) گفتی کہ حافظا! دلِ سرگشتہ اَت کجاست — در حلقۂ ہائے آں خمِ گیسو نہادہ ایم

[1] بعض نسخوں میں ما کی جگہ تا ہے۔

حل لغات:

* خم گیسو۔زلفوں کا خم * نقدِ عقل و ہوش۔عقل اور ہوش کی نقدی * ما اشارتے۔ہماری طرف اشارہ کر * دلِ سرگشتہ۔حیران اور بھٹکا ہوا دل۔

ترجمہ:

(۱۱) ہم ہوشیار اور عقل مند ہیں کہ ہم نے اپنے ہاتھ' پاؤں اور دل کو محبوب کی زلفوں کے خم کی زنجیر میں جکڑ رکھا ہے۔ہاتھ میں ہتھکڑی اور پاؤں میں بیڑی ڈال رکھی ہے۔

(۱۲) اے ہمارے دِل! تو کچھ عقل کر کہ ہم نے تو ہوش وعقل کی پونجی کو زنجیر جیسے گیسوؤں والے محبوب کی راہ میں رکھ دیا ہے (نذر کر دیا ہے)

(۱۳) اے محبوب! تو ہماری طرف اک اشارہ کر کیونکہ ہم نے اپنی دو پُر اُمید آنکھیں ہمیشہ تیرے ابروؤں کے دونوں گوشوں پر لگا رکھی ہوئی ہیں۔

(۱۴) تو نے کہا تھا کہ اے حافظؔ! تیرا حیران و بھٹکا ہوا دل کہاں ہے؟ ہم نے تو اُسے تیرے گیسوؤں کے خم کے حلقہ میں رکھ چھوڑا ہے۔

(نوٹ) بعض نسخوں میں شعر نمبر 6, 10, 11, 12, 13 شامل غزل نہیں ہیں۔

----***----

غزل نمبر (۴۷)

(۱) غمِ زمانہ کہ ہیچش کراں نمی بینم — دواش جُز مئے چوں ارغواں نمی بینم

(۲) نشانِ مردِ خدا عاشقی ست باخود آئے[1] — کہ در مشائخِ شہر ایں نشاں نمی بینم

(۳) دریں خمار کم جُرعۂ نمی بخشد — ببیں کہ اہلِ دلے درجہاں[2] نمی بینم

(۴) ز آفتابِ قدح ارتفاعِ عیش مگیر[3] — چراکہ طالع وقت آں چناں نمی بینم

حل لغات:

* کراں۔کنارا * مئی ارغواں سرخ شراب * نشان۔نشانی * خمار۔نشہ * جُرعہ۔گھونٹ * قدح۔شراب کا بڑا پیالہ * ارتفاعِ عیش۔عیش کی بلندی * طالع۔قسمت۔

۱ بعض نسخوں میں باخود آئے کی جگہ باخود دار ہے۔

۲ بعض نسخوں در جہاں کی جگہ درمیاں ہے۔

۳ بعض نسخوں میں مگیر کی جگہ بگیر ہے۔

ترجمہ:

(۱) اس زمانے کا غم کہ جس کا کوئی کہیں کنارا مجھے دکھائی نہیں دیتا۔ میرے نزدیک اس کا علاج صرف اور صرف (شراب ارغوانی) سرخ شراب کے سوا کچھ اور نہیں ہے۔ کیونکہ نشہ مئے سے انسان دنیا و مافیہا سے بے خبر ہو جاتا ہے۔

(۲) مردِ حق کا نشان عشق ہے۔ تو خود دیکھ لے کہ اس شہر کے مشائخ میں بھی یہ نشان نہیں دیکھ رہا۔ یعنی اس میں یہ نشانی نہیں ہے۔

(۳) اس خمار کی حالت میں مجھے کوئی ایک گھونٹ بھی نہیں دیتا۔ تو دیکھ کہ اس جہان میں مجھے کوئی بھی اہل دل نظر نہیں آتا۔ جو مجھے اس حالت سے نجات دلا سکے۔

(۴) تو سورج کے اس پیالے (کی شراب) سے عیش و عشرت کی بلندی ہرگز نہ لے کیونکہ مجھے اپنی قسمت کی بلندی کا ستارہ اوج پر نظر نہیں آتا۔ یعنی قسمت میں نہیں۔

(۵) نشانِ موئے میانش کہ دل در و بستم — ز من مپرس کہ خود درمیان نمی بینم
(۶) برایں دو دیدۂ حیرانِ من ہزار افسوس — کہ با دو آئنہ رویش عیاں نمی بینم
(۷) قدِ تو تا بشد از جوئبارِ دیدۂ من — بجائے سرو جز[1] آبِ رواں نمی بینم
(۸) من و سفینۂ حافظ کہ جز اندریں دریا — بضاعتِ سخنِ درّفشاں[2] نمی بینم

حل لغات:

* موئے میانش۔ بال جیسی باریک کمر * بریں دو دیدۂ حیرانِ منَ۔ میری ان دونوں حیران آنکھوں پر * جوئبار۔ ندی * آبِ رواں۔ جاری پانی * بضاعتِ سخن۔ سخن کی پونجی (سرمایہ) * سفینۂ حافظ۔ حافظ کا دیوان۔

ترجمہ:

(۵) اس کی بال جیسی باریک کمر کا نشان کہ جس میں میں نے اپنا دِل باندھ رکھا ہے۔ تو مجھ سے مت پوچھ کیونکہ میں اپنے آپ کو ہی درمیان میں نہیں دیکھتا۔

(۶) میری ان دونوں حیران آنکھوں پر ہزار افسوس ہے کہ مجھے ان دو آئنوں کے باوجود اس کا چہرہ صاف اور عیاں دکھائی نہیں دیتا۔

(۷) تیرا قد جب سے میری ان آنکھوں میں گم ہو گیا ہے تب سے مجھے سرو کی جگہ پر بہتے ہوئے پانی کے سوا کچھ دکھائی نہیں دیتا۔

(۸) میں ہوں اور حافظ کی کشتی ہے (یعنی دیوان ہے) میں نے حافظ کا دیوان منتخب کر کے اسے اپنے کتب خانے کی

[1] بعض نسخوں میں سرو جز آب کی جگہ سبزہ و آب ہے۔
[2] بعض نسخوں میں درفشاں کی جگہ سخن دلستان ہے مگر دریا کی نسبت سے دُرّ فشاں زیادہ موزوں ہے۔

زینت بنالیا ہے کیونکہ میں اس دریائے فصاحت میں دیوانِ حافظ کے سوا موتی برسانے والے اشعار کا سرمایہ اور کہیں نہیں دیکھتا۔

----***----

غزل نمبر (۴۸)

(۱) فاش میگویم و از گفتۂ خود دلشادم — بندۂ عشقم و از ہر دو جہاں آزادم
(۲) طائرِ گلشنِ قدسم چہ دہم شرحِ فراق — کہ درین دامگہ حادثہ چوں افتادم
(۳) من ملک بودم و فردوسِ بریں جایم بود — آدم آورد درین دیرِ خراب آبادم
(۴) سایۂ طوبیٰ و دلجوئی جور و لبِ حوض — بہوائے سرکوئے تو برفت ازیادم
(۵) نیست بر لوحِ دلم جز الفِ قامتِ یار — چکنم حرفِ دگر یاد نداد اُستادم

حل لغات:

* فاش میگویم۔ میں صاف اور کھلم کھلا کہتا ہوں * طائرِ گلشنِ قُدسم۔ میں باغ قدس (بہشت) کا پرندہ ہوں * ملک۔ فرشتہ، مراد پارسا و پرہیزگار * دیرِ خراب۔ ویران جگہ (دنیا) * طوبیٰ۔ خوشی و بشارت * بہشت میں ایک درخت ہے جس کی ٹہنی بہشت کے ہر گھر میں پہنچی ہوگی اور طرح طرح کے میوے اور خوشبوئیں اُس سے حاصل ہوں گی * لوح۔ تختی * قامت۔ قد۔

ترجمہ:

(۱) میں صاف طور پر اور کھلم کھلا یہ کہتا ہوں اور اپنے اس کہنے سے میں خوش دل ہوں کہ میں عشق کا بندہ ہوں اور دونوں جہان سے آزاد ہوں۔

(۲) میں باغ قُدس (بہشت) کا پرندہ ہوں جدائی کا تفصیل سے کیا ذکر کروں؟ کہ میں اس (حوادث) اس دنیا کے جال میں کیسے پھنسا ہوں؟ کیونکر گرفتار ہوا ہوں؟ (خطائے آدمؑ کی طرف اشارہ ہے)

(۳) میں پہلے فرشتہ تھا اور فردوسِ بریں پر میری جگہ تھی۔ میرا مقام تھا اگر حضرت آدم علیہ السلام مجھے اس خراب ویران جگہ (دنیا) میں لے آئے۔ (ابلیس کا حضرت آدم کو سجدہ نہ کرنے کی طرف اشارہ ہے)

(۴) طوبیٰ کا سایہ حُور کی دلجوئی اور حوضِ کوثر کا کنارہ۔ اے محبوب! تیرے کوچے کی محبت میں میری یاد سے اُتر گئے، جاتے رہے۔

(۵) میرے دل کی تختی پر محبوب کے قد کے الف کے سوا کچھ درج نہیں۔ میں کیا کروں؟ کہ مجھے میرے استاد نے کوئی دوسرا حرف سکھایا ہی نہیں ہے۔

(۶) کوکبِ بخت مرا ہیچ منجم نشناخت — یارب از مادرِ گیتی بچہ طالع زادم

(۷) تا شدم حلقہ بگوشِ درِ میخانہ عشق — ہر دم آید غمے از تو بمبارک بادم

(۸) گر خورد خونِ دلم مردمکِ دیدہ رواست[۱] — کہ چرا دِل بجگر گوشہ مردم دادم

(۹) پاک کُن چہرۂ حافظ بسرِ زلف ز اشک — ورنہ ایں سَیلِ دمادم بکند بنیادم

حل لغات:

* کوکب بخت۔ بخت کا ستارہ * منجم۔نجومی * مادرِ گیتی۔دنیا * بچہ طالع زادم۔کس ستارے کے ساتھ یعنی کیا مقدر لے کر پیدا ہوا ہوں * حلقہ بگوش۔مطیع، فرمانبردار غلام * مردِمک دیدہ۔آنکھ کی پتلی * اشک۔آنسو * سیل۔طوفان، آنسوؤں کا سیلاب * دَمادَم۔دمبدم۔پرزور۔

ترجمہ:

(۶) کسی نجومی نے بھی میری قسمت کے ستارے کو نہ پہچانا۔اے میرے خدا! میں زمانہ کی ماں سے کس ستارے کے ساتھ پیدا ہوا ہوں۔یعنی پیدائش کے وقت میرا زائچہ کیا تھا؟

(۷) میں جب سے عشق کے شراب خانے کے دروازے کا غلام ہوا ہوں تب سے ہی ہر پل اور ہر گھڑی تیرا تازہ غم مجھے مبارکباد دینے کے لیے آ جاتا ہے۔

(۸) اگر میری آنکھوں کی پتلیاں میرے جگر کے خون کو پئیں تو جائز ہے کیونکہ میں نے لوگوں کے جگر گوشوں (حسینوں) کو کیوں دل دیا؟

(۹) حافظ کے چہرے کے آنسوؤں کو تو اپنی زلف کے سرے سے صاف کر دے (پونچھ ڈال) ورنہ یہ پُرزور طوفان میری بنیادوں کو اکھاڑ کر رکھ دے گا۔

----***----

غزل نمبر (۴۹)

(۱) فتوئ ِپیر مغاں دارم و عہدیست قدیم — کہ حرامست مئے آن را کہ نہ یارست وندیم

(۲) چاک خواہم زدن ایں دلقِ ریائی چہ کنم — روح را صحبتِ نا جنس عذابیست الیم

(۳) تا مگر جُرعہ فشاند لب جاناں برمن — سالہا زاں شدہ ام[۲] بردرِ میخانہ مقیم

(۴) مگرش صحبتِ[۳] دیرینِ من از یاد برفت — اے نسیمِ سحری یاد دہش عہدِ قدیم

---

[۱] بعض نسخوں میں مصرع اول یوں ہے: می خورد خونِ دل مردمک دیدہ سزاست۔ [۲] بعض نسخوں میں سالہا شد کہ منم ہے۔

[۳] بعض نسخوں میں صحبت کی جگہ خدمت ہے۔

حل لغات:

* عہد یست قدیم۔ یہ ایک پرانا عہد ہے * ندیم۔ مصاحب * چاک۔ تار تار، پھاڑنا * دلق ریائی۔ دکھاوے کی گدڑی * صحبت۔ مصاحبت * جُرعہ۔ گھونٹ * عہدِ قدیم۔ پرانا وعدہ۔

ترجمہ:

(۱) میرے پاس پیر مغاں کا فتویٰ ہے اور یہ ایک پرانا عہد ہے کہ اُس شخص کے لیے شراب حرام ہے۔ جس کا کہ کوئی ساتھی، یار یا مصاحب نہ ہو۔ مطلب یہ کہ یار کے بغیر شراب لطف نہیں دیتی۔

(۲) میں اپنی یہ دکھاوے کی گدڑی تار تار کر دوں گا کیونکہ روح کے لیے صحبتِ ناجنس ایک دردناک عذاب ہے جیسے کہ مشہور ہے:

کند ہم جنس با ہم جنس پرواز
کبوتر با کبوتر قاز با قاز

(۳) اس خیال سے کہ شاید محبوب کا لب مجھے ایک گھونٹ عنایت کر دے۔ اسی لیے میں کئی سالوں سے میخانے کے دروازے پر ہی مقیم ہوں۔ یعنی امید موہوم لئے بیٹھا ہوں۔

(۴) شاید اُسے (میرے محبوب کو) میری پرانی ہم نشینی بھول چکی ہے۔ اے صبح کی ہوا! تو اُسے وہ پرانا وعدہ یاد دلا دے۔

(۵) بعدِ صد سال اگر بر سرِ خاکم گزری — سر بر آرد زِ گلم رقص کناں عظمِ رمیم
(۶) فکرِ بہبودِ خود اے دِل زدرِ دیگر کُن — دردِ عاشق نشود بہ ز مداوائے حکیم
(۷) گوہرے معرفت اندوز[۱] کہ باخود ببری — کہ نصیبِ دِگران ست نصابِ زر و سیم
(۸) دام سخت ست مگر یار شود لُطفِ خدا — ورنہ آدم نبرد صرفہ ز شیطانِ رجیم

حل لغات:

* عظم رمیم۔ بوسیدہ ہڈیاں * بہبود۔ بہتری * مداوا۔ علاج * اندوز۔ جمع کر * زر و سیم۔ سونا اور چاندی * نصاب۔ مقررہ حد * نبرد صرفہ۔ صرفہ بردن، بازی لے جانا * شیطان رجیم۔ مردود شیطان۔

ترجمہ:

(۵) اگر تو سو سال کے بعد بھی میری قبر پر سے گزرے گا تو میری خاک سے بوسیدہ ہڈیاں ناچ کرتی ہوئی باہر نکل آئیں گی۔

(۶) اے میرے دِل! تو اپنی بہتری و بھلائی کی فکر کسی دوسرے دروازے سے کر کیونکہ ایک عاشق کے دردِ مرض کا علاج طبیب کی دوا سے ہرگز نہیں ہو سکتا۔ (دردمندِ عشق را دارو بجز دیدار نیست)

---

[۱] بعض نسخوں میں اندوز کی جگہ آموز ہے۔

(۷) تو معرفت کے موتیوں کو اکٹھا کر لے تاکہ تو انہیں اپنے ساتھ لے جائے کیونکہ سونا چاندی کا سرمایہ دوسروں کے نصیب میں ہے۔یہ غیروں کا حصہ ہے۔

(۸) اگرچہ اس دنیا کا جال بڑا سخت ہے ہاں مگر اللہ تعالیٰ کی مہربانی مدد کرے تو اس سے خلاصی ممکن ہے۔ورنہ آدم اس مردود شیطان سے بازی نہیں لے جاسکتا۔

(۹) غنچہ گو تنگ دِل از کارِ فروبستہ مباش	کز دمِ صبح مدد یابی و انفاسِ نسیم
(۱۰) دلبر از ما بصد اُمید گرفت [1] اوّل دل	ظاہراً عہد فرامش نکند خُلقِ کریم
(۱۱) حافظ ار سیمِ وزرت نیست برو شاکر باش	چہ بہ از دولتِ لُطفِ سخن و طبعِ سلیم

حل لغات:

* فروبستہ مباش۔تنگ دِل نہ ہو * انفاس نسیم۔بادِ نسیم کے جھونکے * فرامش۔فراموش کرنا * خلق کریم۔اخلاق کریمانہ * سیمِ وزر۔سونا چاندی * لُطفِ سخن۔لطفِ کلام * طبعِ سلیم۔سلامتی طبع۔

ترجمہ:

(۹) تم غنچہ سے یہ کہہ دو کہ وہ کسی کام کے بند ہو جانے سے دل تنگ نہ ہو کیونکہ صبح کی ہوا اور نسیم کے جھونکوں سے مدد ملے گی۔

(۱۰) دلبر نے پہلے سینکڑوں اُمیدیں دِلا کر میرا دل لے لیا ہے۔بظاہر مجھے اُمید واثق ہے کہ وہ اپنے کریمانہ اخلاق کی بنا پر وعدہ فراموشی نہیں کرے گا۔

(۱۱) اے حافظ! اگر تیرے پاس یہ چاندی اور سونا نہیں ہے تو تو اس پر اللہ کا شکر ادا کر کیونکہ لطفِ کلام اور طبع سلیم کی دولت سے بہتر اور کونسی دولت ہے؟

----***----

غزل نمبر (۵۰)

(۱) گر ازین منزلِ غُربت [2] بسوئے خانہ روم	نذر کردم کہ ہم ازراہ بمیخانہ روم
(۲) زین سفر گر بسلامت بوطن باز رسم	دِگر آنجا کہ روم عاقل و فرزانہ روم

[1] بعض نسخوں میں گرفت کی جگہ سقد ہے۔ [2] بعض نسخوں میں غربت کی جگہ ویران ہے۔

نوٹ: بعض نسخوں میں شعر اول کا مقطع شعر دوم سے اور دوم کا اول سے پیوست ہے جو درست لگتا ہے۔

(۳) تا بگویم کہ چہ کشفم شد ازین سیرِ سُلوک ... بر درِ میکدہ با بربط و پیمانہ روم
(۴) آشنایانِ رہِ عشق گرم خون بخورند ... کافرم ؎ا گر بشکایت برِ بیگانہ روم

حل لغات:

* غربت۔مسافری * منزلِ غربت۔دنیا * عاقل۔عقلمند * فرزانہ۔دانا * کشفم شد۔مجھ پر کشف ہوا * بربط۔ساز کا نام ڈفلی * آشنایانِ رہِ عشق: عشق کی راہ سے واقف لوگ۔

ترجمہ:

(۱) مسافری کی اس منزل (دنیا) سے اگر میں اپنے اصلی گھر (عقبیٰ) کو روانہ ہوں گا تو میں نے یہ منت مانی ہوئی ہے کہ میں شراب خانے کے راستے سے ہوتا ہوا جاؤں گا۔
(۲) میں اگر اس سفر سے صحیح سلامت اپنے وطن واپس پہنچ جاؤں تو وہاں پر عقلمند اور دانا بن کر جاؤں گا۔
(۳) تا کہ میں یہ بتا سکوں کہ معرفت کی اس سیر سے مجھ پر کن رازوں کا کشف ہوا۔ میں بربط اور پیمانہ لے کر میخانے کے دروازہ پر جاؤں گا۔ سیرِ سلوک کا آغاز فکر و ذکر سے ہوتا ہے بالآخر مسالک شکار اسرارِ حقیقت کھلتے ہیں۔
(۴) عشق کی راہ سے واقف لوگ اگر میرا خون بھی پی جائیں تو پی جائیں کہ تو میں سخت کافر ہوں کہ اگر ان کی وشکایت لے کر غیروں کے پاس جاؤں۔

(۵) بعد ازیں دستِ من و زلف چو زنجیرِ نگار ... تا بکے ؎۲ ازپئے کام دلِ دیوانہ روم
(۶) گر ببینم خمِ ابروئے چو محرابش باز ... سجدۂ شکر کنم درپئے شکرانہ روم
(۷) خُرّم آن دم کہ چو حافظ بتولائے وزیر ... سرخوش از میکدہ بادوست بکاشانہ روم

حل لغات:

* تا بکے۔آخر کب تک * خمِ ابروئے۔ابروؤں کا خم * خرم آں دم۔وہ وقت کیسا اچھا ہوگا * بتولا۔محبت * وزیر۔بادشاہِ وقت کا وزیر حافظ کا ممدوح۔

ترجمہ:

(۵) اس کے بعد اب میرا ہاتھ ہوگا اور محبوب کی زلف کی زنجیر۔ میں آخر کب تک اپنے اس دیوانے دل کے مقصد کی خاطر بھاگ دوڑ کروں گا۔
(۶) اگر اُس محبوب کے محراب جیسے ابروؤں کا خم میں دوبارہ دیکھ لوں تو میں پھر سجدۂ شکر ادا کروں اور شکرانے کے نفل پڑھوں گا۔

؎۱ بعض نسخوں میں کافرم کی جگہ نا کسم ہے اور بر کی جگہ سوئے ہے۔
؎۲ بعض نسخوں میں تا بکے کی جگہ چند و چند ہے۔

(۷) وہ وقت کیا اچھا ہوگا کہ جب میں حافظؔ کی طرح وزیر کی محبت میں میخانے سے سرخوش و مست دوست کے ہمراہ اپنے گھر جاؤں گا۔

----***----

غزل نمبر (۵۱)

(۱) گرچہ از آتشِ دِل چوں خُمِ مے درجوشم — مُہر برلب زدہ خون می خورم و خاموشم
(۲) قصدِ جانست طمع در لبِ جاناں کردن — تو مرا بیں کہ درین کار بجاں می کوشم
(۳) من کے آزاد شوم از غمِ دِل چوں ہر دم — ہندوِ زلفِ بُتے حلقہ کند در گوشم
(۴) حاش للہ کہ نیم معتقدِ طاعتِ خویش — ایں قدر ہست کہ گہ گہِ قدحے می نوشم
(۵) ہست اُمیدم کہ علی الرّغم عدو روزِ جزا — فیضِ عفوش ننہد بارِ گنہ بر دوشم

حل لغات:

* خم مٹکا * قصد۔ ارادہ * ہندو زلف۔ سیاہ زلف * حلقہ کند۔ غلامی کا حلقہ ڈال رہی ہے * حاش للہ۔ ہرگز ہرگز نہیں * قدح۔ بڑا پیالہ * علی الرّغم۔ برعکس * عدو۔ دشمن۔

ترجمہ:

(۱) میں اگر چہ اپنے دل کی آگ سے شراب کے مٹکے کی طرح بڑے جوش میں ہوں لیکن پھر بھی اپنے لبوں پر مہر لگا کر اپنے دِل کا خون پیتا ہوں اور خاموش ہوں۔ بقول حضرت علیؓ جس نے اپنے رب کو پہچانا اس کی زبان گنگ ہے۔

(۲) محبوب کے لبوں کے بوسے کی تمنا کرنا جان سے ہاتھ دھونے کے مترادف ہے لیکن تو مجھے دیکھ کہ میں اس کام میں کس قدر کوشش کر رہا ہوں۔ مطلب یہ کہ بقا کی منزل فنا کے بعد ہی ملتی ہے۔ طمع لب سے مراد بقاباللہ ہے۔

(۳) میں دل کے غم سے کیسے آزاد ہو سکتا ہوں جبکہ ہر دم ایک محبوب کی سیاہ زلف میرے کان میں غلامی کا حلقہ ڈال رہی ہے۔

(۴) مجھے خدا کی عبادت اور بندگی پر ہرگز ہرگز فخر و ناز نہیں ہے۔ ہاں مگر اس قدر کہ میں کبھی کبھی شراب نوشی ضرور کر لیتا ہوں تا کہ منزل مقصود کو پا سکوں۔

(۵) مجھے اُمید ہے کہ قیامت کے روز دشمن کی خواہش کے خلاف اس کی (اللہ تعالیٰ کی) بخشش کا فیض میرے کندھوں پر گناہ کا بوجھ نہ ڈالے گا۔ عدو سے مراد شیطان ہے جس کا مقصد انسان کو دوزخ کا راستہ دکھانا ہے مگر خدا تعالیٰ کے عفو کی بدولت ہمارے گناہ بخش دیئے جائیں گے۔

(۶) پدرم روضۂ رضواں بدو گندم بفروخت — ناخلف باشم اگر من بجوئے نفروشم

(۷) خرقہ پوشیٔ من از غایتِ دینداری نیست — پردهٔ برسرِ صد عیب نہاں می پوشم
(۸) من نخواہم کہ بنوشم بجز از راوقِ مے[1] — چکنم گر سخن پیر مغاں می نوشم
(۹) گر ازیں دست زند مطربِ مجلسِ رہِ عشق — شعر حافظ ببرد وقتِ سماع از ہوشم

حل لغات:

* پدرم۔میرا باپ * روضہ رضواں۔بہشت کا باغ * ناخلف۔نالائق * غایت۔انتہا * راوقِ مے۔شراب صاف کرنے کا کپڑا مراد خالص شراب * گر ازیں دست۔اگر اسی طرز و طریقے سے * سماع۔راگ رنگ کی محفل۔

ترجمہ:

(۶) میرے باپ (حضرت آدم علیہ السلام) نے بہشت کے باغ کو دو گندم کے بدلے میں بیچ ڈالا تھا۔میں انتہائی نالائق ہوں گا کہ اگر اسے ایک جو کے بدلے میں نہ بیچ ڈالوں تو۔

(۷) انتہائی دینداری کے باعث میں نے یہ گدڑی نہیں پہنی ہے بلکہ اس کی غرض و غایت یہ ہے کہ اس گدڑی میں میں اپنے سینکڑوں گناہوں کو چھپالوں۔یعنی اسے دیکھ کر لوگ یہ خیال کریں کہ میں بڑا دیندار ہوں۔

(۸) میں نہیں چاہتا کہ میں اس خالص شراب کے علاوہ کوئی اور چیز نوش کروں۔اگر میں اپنے پیر مغاں کا کہنا نہ مانوں تو پھر کیا کروں؟ مطلب یہ کہ مرشد کامل کا کہا ماننے بغیر کوئی چارہ کار نہیں ہے۔

(۹) اگر محفل کا گویا۔اسی طرز و طریقے سے عاشقانہ گیت گائے گا تو حافظ کے اشعار سماع کے وقت مجھے بے خود و مدہوش کر کے رکھ دیں گے۔(تعلّی کا شعر ہے)

(نوٹ) بعض نسخوں میں یہ غزل شامل نہیں ہے۔

----***----

غزل نمبر (۵۲)

(۱) گرچہ افتاد ز زلفش گرِ ہے در کارم — ہمچناں چشمِ اُمیّد[2] از کرمش می دارم
(۲) بطرب حمل مکن سرخی رویم کہ چو جام — خونِ دل عکس بروں می دہد از رخسارم
(۳) پردهٔ مطربم ازدست بروں خواہد برد — آہ گر زانکہ درآں پردہ نباشد یارم[3]

---

[1] بعض نسخوں میں مے کی جگہ خم ہے۔
[1] بعض نسخوں میں امید کی جگہ کشاد ہے۔
[2] بعض نسخوں میں یارم کی جگہ بارم (بمعنی دخل) ہے۔

(۴) منم آں شاعرِ ساحر کہ بافسونِ سخن — از نئے کلکِ ہمہ شہد و شکر می بارم

حل لغات:

٭ گرہ۔گِرہ' گانٹھ ٭ بطرب حمل مکن۔خوشی پرمحمول نہ کر ٭ پردۂ مطرب بم۔مطرب (گویے) کا نغمہ ٭ ساحر۔جادوگر ٭ افسونِ سخن۔کلام کا منتر ٭ نئے کلِک۔قلم کی نے۔

ترجمہ:

(۱) محبوب کی زلف سے اگر چہ میرے کام میں گرہ پڑ چکی ہے لیکن مجھے پھر بھی یہ اُمید ہے کہ وہ (محبوب) اپنے لطف و کرم سے اس گرہ کو کھول دے گا۔ بالآخر مجھے کشائش نصیب ہوگی۔ یعنی میرا کام اگر چہ بند ہوگیا ہے مگر تیرے کرم سے کشائش کی توقع ہے۔

(۲) تو میرے چہرے کی سُرخی کو میری خوشی پرمحمول مت کر کیونکہ یہ تو میرے دِل کا خون ہے جو کہ میرے رخساروں سے چمک رہا ہے۔عکس ریز ہے۔

(۳) یہ گویے کا دلکش نغمہ مجھے سرمست و بیخود بنا کے رکھ دے گا۔ افسوس ہے کہ اگر اس سلسلے میں میرا محبوب میری مدد نہ کرے۔

(۴) میں وہ جادوگر شاعر ہوں کہ جو اپنے کلام کا منتر پڑھ کر قلم کی نے سے شہد و شکر برسا رہا ہوں۔ بارش برسا رہا ہوں۔ یعنی کلامِ حافظ بے حد شریں ہے۔

(۵) بصد اُمید نہادیم دریں بادیہ پائے — اے دلیلِ دلِ گُم گشتہ فرو مگزارم

(۶) چو منش [1] درگزر باد نمے یارم دید — باکہ گویم کہ بگوید سخنے با یارم

(۷) دیدۂ بخت بافسانۂ او شد درخواب — کو نسیمے زعنایت کہ کند بیدارم

(۸) دوش می گفت کہ حافظ ہمہ رویست و ریا — بجز از خاکِ درت باکہ بگو رو آرم [2]

حل لغات:

٭ بادیہ۔جنگل' وادی ٭ باکہ گویم۔کس سے کہوں؟ ٭ سخنے۔سخن' بات' پیغام ٭ دیدۂ بخت۔نصیب کی آنکھ ٭ دوش۔کل رات ٭ رویست وریا۔دکھاوا اور نمائش ہے۔

ترجمہ:

(۵) میں نے سینکڑوں اُمیدیں لے کر عشق کی وادی میں قدم ٹکایا ہے۔ اے میرے کھوئے ہوئے دل کے رہنما! میری امداد کے دامن کو اپنے ہاتھ سے مت چھوڑنا یعنی میری طرف دھیان رکھنا۔

(۶) میری حالت یہ ہے کہ مجھے گزرنے والے راستوں پر بھی محبوب کا دیدار میسر نہیں ہے۔ میں یہ کس سے کہوں کہ میرا یہ پیغام

---

۱ بعض نسخوں میں منش نہیں ہے۔

۲ بعض نسخوں میں بگو رو آرم کی جگہ بود بانہ ارم ہے۔

میرے محبوب تک پہنچادے؟ مطلب یہ کہ محبوب بے حد بے نیاز ہے۔

(۷) میرے مقدر کی آنکھ محبوب کے افسانے کو سُن کر سو چکی ہے۔بادِ نسیم کہاں ہے؟ کہ جو اپنے لطف وکرم سے مجھے اس گہری نیند سے بیدار کرڈالے جگادے؟ یعنی میرے بختِ خفتہ کو نسیم وصل بیدار کرسکتی ہے۔

(۸) وہ کل رات کہہ رہا تھا کہ حافظ تو بالکل دکھاوے اور نمائش سے کام لے رہا ہے (یعنی مکار ومنافق ہے) اب تو ہی بتا کہ میں تیرے دروازے کی خاک کے سوا کس طرف اپنا منہ کروں؟ کس طرف جاؤں؟

-----***-----

غزل نمبر (۵۳)

(۱) گرچہ ما بندگانِ پادشہیم — پادشاہانِ مُلکِ صبح گہیم
(۲) گنج در آستین و کیسہ تہی — جامِ گیتی نما و خاکِ رہیم
(۳) ہوشیارِ حضور و مستِ غرور — بحرِ توحید و غرقۂ گنہیم
(۴) شاہدِ بخت چوں کرشمہ کند — ماش آئینہ رُخِ چو مہیم
(۵) شاہِ بیدار بخت را ہر شب — ما نگہبانِ افسر و کلہیم

حل لغات:

* بندگان ۔ بندہ کی جمع غلام * صبح گہیم ۔صبح گاہ * مُلک ۔مملکت * گنج ۔خزانہ * آستین ۔کرتے کا بازو * کیسہ ۔جیب * جامِ گیتی نما ۔جامِ جہاں نما * بحرِ توحید: توحید کا سمندر * شاہدِ بخت ۔خوش بختی کا محبوب * کرشمہ ۔ناز وادا ۔ناز وانداز کی کرامت * بیدار بخت ۔خوش نصیب' بلند اقبال' جس کے نصیب جاگتے ہوں۔

ترجمہ:

(۱) بظاہر اگرچہ ہم بادشاہ کے غلام ہیں لیکن صبح گاہ ملک کے ہم بادشاہ ہیں یعنی صبح کے وقت ہم جو آہ و نالہ کرتے ہیں وہ قبول ہوجاتا ہے۔مطلب یہ کہ بادشاہِ وقت کے بندے ہونے کے باوجود ہم صبح کے وقت کے بادشاہ بھی ہیں اور جو چاہیں کرسکتے ہیں۔

(۲) ہماری آستین میں خزانہ ہے لیکن ہماری جیب بالکل خالی ہے۔ہم جام جہاں نما ہیں لیکن راستے کی خاک ہیں۔یعنی جام جہاں نما کے حامل ہیں گرچہ خاکِ راہ ہیں۔بقول شاعر:

چھوڑ دے خواہش زر پھینک دے بارِ خودی — ہو تہی دست کہ عسرت میں خدا ملتا ہے۔

(۳) حضور میں ہم ہوشیار ہیں اور فخر وغرور میں سرمست وبیخود ہیں۔توحید کا سمندر تو رکھتے ہیں لیکن گناہوں میں ڈوبے ہوئے

ہیں۔
(۴) خوش بختی کا محبوب جب ناز و ادا کے کرشمے دکھاتا ہے تو ہم اس کے چاند جیسے چہرے کے لیے آئینہ بن جاتے ہیں۔
(۵) ہم جاگتے ہوئے نصیبوں والے بادشاہ کے ہر رات اس کے تاج اور کلاہ کی نگہبانی کا کام سرانجام دیتے ہیں۔

(۶) گو غنیمت شمار صحبتِ ما — کہ تو در خواب و ما بدیدہ[1] گہیم
(۷) شاہِ منصور واقف ست کہ ما — روئے ہمت بہر کجا کہ نہیم
(۸) دُشمناں را ز خوں کفن سازیم — دوستاں را قبائے فتح دہیم
(۹) رنگِ تزویر پیشِ ما نبود — شیرِ سُرخیم و افعئ سیہیم
(۱۰) دامِ حافظ بگو کہ باز دہند — کردۂ اعتراف و ما گو ہیم

حل لغات:

* گو۔اُسے کہہ دے * شاہ منصور۔منصور ابن حلاج جن کو انا الحق کہنے پر سولی پر چڑھایا گیا' ایران کے بادشاہ کا بھی نام ہے * قبائے فتح دہیم۔فتح کی قبا پہناتے ہیں * رنگ تزویر۔مکر و فریب کا رنگ * افعی۔اژدہا * سیہیم۔سیاہ رنگ کا * دام۔قرض * گو ہیم۔ہم گواہ ہیں۔

ترجمہ:

(۶) اُس سے یہ بات کہہ دے کہ وہ ہماری صحبت کو غنیمت جانے کیونکہ تو سویا ہوا ہے اور ہم چشم بیدار رکھتے ہیں۔یعنی مردِ حق کی صحبت کو غنیمت جان اور خواب غفلت سے جاگ۔
(۷) شاہ منصور اس ہماری خوبی سے اچھی طرح واقف ہے کہ ہم اپنی بہادری و جرأت کا رُخ جس طرف بھی چاہیں پھیر دیں۔
(۸) ہم دشمنوں کے خون سے کفن بناتے ہیں اور اپنے دوستوں اور عزیزوں کو فتح کی قبا پہنا دیتے ہیں۔
(۹) ہمارے پاس مکر اور فریب کا کوئی بھی رنگ نہیں ہے۔ہم سرخ رنگ کے شیر ہیں اور سیاہ رنگ اژدہا ہیں۔
(۱۰) اُسے کہہ دو کہ وہ حافظ کا قرض واپس کر دے۔ادا کر دے، آپ نے خود اس کا اعتراف کر لیا ہے اور ہم اس کے گواہ ہیں۔یعنی شاہ منصور (بادشاہِ ایران) سے صلے کا تقاضا کیا گیا ہے۔
(نوٹ) کہتے ہیں کہ حافظ نے یہ غزل شاہ منصور کو بھیجی تھی شاہ نے خود اعتراف کیا تھا کہ حافظ کی توجہ باطنی سے اسے فتح حاصل ہوئی تھی۔

----***----

[1] بعض نسخوں میں بدیدہ گاہ کی جگہ دیدگاہ ہے۔

غزل نمبر (۵۴)

(۱) گردست دہد خاکِ کفِ پائے نگارم — بر لوحِ بصر خطِ غبارے بنگارم
(۲) پروانۂ او گر برسد در طلبِ جاں — چوں شمع ہماں دَم بدمے جاں بسپارم
(۳) گرقلبِ دِلم را ننہد دوست عیارے — من نقدِ رواں در رہش از دیدہ بپارم[1]
(۴) دامن مفشاں برمنِ خاکی کہ پس ازمرگ[2] — زیں در نتواند کہ بُرد باد غبارم
(۵) از[3] بوئے کنارِ تو شدم غرقۂ اُمید — از موجِ سرشکم کہ رساند بکنارم

حل لغات:

* خاکِ کفِ پائے۔محبوب کے تلوے کی خاک * برلوحِ بصر۔آنکھ کی تختی پر * خطِ غبار۔ایک طرح کا خط ہے جس کے حروف میں بیل بوٹے دکھائی دیتے ہیں اور یہ خط غبار اڑتا ہوا نظر آتا ہے * پروانۂ او۔اس کا حکم، حکم نامہ * ہماں دم۔اُسی وقت * قلبِ دِلم۔میرا کھوٹا دل * عیارے۔کسوٹی * نقدرواں۔جان، سکہ وقت، جاری سکہ * دامن مفشاں۔دامن کومت جھاڑ۔

ترجمہ:

(۱) اگر مجھے اپنے محبوب کے تلوے کی خاک ہاتھ لگ جائے تو اُس سے میں اپنی آنکھ کی تختی پر خطِ غبار لکھوں۔یعنی اگر معشوق کے پاؤں کی خاک مل جائے تو میں اُسے اپنی آنکھ کا سرمہ بنالوں تا کہ بینائی میں زیادتی ہو جائے۔

(۲) اگر میری جان طلب کرنے کے لیے اس کا حکم نامہ آن پہنچے تو میں اُسی وقت شمع کی طرح ہنسی خوشی سے اپنی جان نچھاور کر دوں۔اس کے حوالے کر دوں۔

(۳) اگر محبوب کی کسوٹی پر میرا یہ کھوٹا دل پورا نہ اُترے تو میں اس کے راستے میں اپنی ان آنکھوں سے اپنی جان بہا دوں۔یعنی اس کی راہ میں جان کا نذرانہ پیش کر دوں۔یعنی تیرے ایک ادنیٰ سے اشارے پر ہم جان قربان کرنے کو تیار ہیں کیونکہ یہ ہماری انتہائی خوش قسمتی ہے۔

(۴) تو مجھ خاکی پر اپنے اس دامن کو مت جھاڑ (یعنی فخر و ناز سے کام نہ لے) کیونکہ مرنے کے بعد اس دروازے سے یہ ہوا میرا غبار اڑا کر نہیں لے جا سکے گی۔

(۵) اے محبوب! تیری آغوش کی خوشبو سے میں تیرے وصل کی حسین اُمید میں غرق ہو چکا ہوں لیکن ان آنسوؤں کے طوفان سے

---

[1] بعض نسخوں میں ببارم کی جگہ بشارم ہے۔
[2] بعض نسخوں میں مرگ کی جگہ من ہے۔
[3] بعض نسخوں میں از کی جگہ بر اور غرقہ امید کی جگہ غرق وامیدست ہے۔

جو کہ تیری جدائی میں بہار ہا ہوں، مجھے کون بچا کر کنارے پر لگائے گا؟ یعنی شاعر امیدِ وصل میں بیٹھا آنسو بہار ہا ہے۔

(۶) زلفینِ سیاہِ تو بدلداریٔ عشاق — دادند قرارے و ببردند قرارم

(۷) امروز مکش سر ز وفائے من و اندیش — زاں شب کہ من از غم بدعا دست برآرم

(۸) اے ساقی! ازاں بادہ یکے جُرعہ بیاور — کاں بوئے شفامی دہد از رنجِ خمارم[1]

(۹) حافظ لبِ لعلش چو مرا جانِ عزیزست — عمرے بود آں لحظہ کہ جاں را بلب آرم

حل لغات:

* زلفین۔ عربی دان فارسیوں نے زلف کا تثنیہ بنالیا ہے * امروز۔ آج * مکش۔ مت مار، نہ کھینچ * بادہ۔ شراب * جُرعہ۔ گھونٹ * لبِ لعلش۔ لبِ لعلیں * اس کے سرخ لب * لحظہ۔ پل، لحہ۔

ترجمہ:

(۶) تیری دو سیاہ زلفوں نے ان عاشقوں کی دِلداری کے لیے اقرار کیا ہے لیکن میرے دل کا آرام، قرار اور سکون سب کچھ لوٹ لیا ہے۔

(۷) تو آج مجھ سے بے وفائی نہ کر اور اس رات سے خوف کھا جبکہ میں درد و غم سے مضطرب و بیتاب ہو کر دعا کے لیے ہاتھ اٹھاؤں۔ کیونکہ اہل درد کی دُعا بڑی پُر تاثیر ہوتی ہے۔ جس طرح کہ میرزا بیدلؔ نے کہا ہے:

حذر از آہِ مظلوماں کہ ہنگام دعا کردن
اجابت از درِ حق بہرِ استقبال می آید

(۸) اے ساقی! تو میرے لیے اس شراب کا ایک گھونٹ لا جو کہ مجھے خمار کے رنج کی بیماری سے شفا بخش دے۔

(۹) اے حافظؔ! اُس محبوب کے سُرخ لب مجھے اپنی جان کی طرح پیارے اور عزیز ہیں۔ وہ پل اور وہ لحہ میرے لیے زندگی بن جائے گا جب میں جان کو لب پر لاؤں گا۔ یعنی اس محبوب کے لبوں کا بوسہ لوں گا۔

----***----

غزل نمبر (۵۵)

(۱) گردست دہد در خمِ زلفینِ تو بازم — چوں گوئے چہ سرہا کہ بچوگانِ تو بازم

---

[1] بعض نسخوں میں یہ شعر یوں ہے ۔ اے باد ازآں بادہ نسیمے بمن آور۔ می کان بوئے شفا بخش بود دفع خمارم

(۲) زُلفِ تو مرا عمرِ عزیز[1] ست ولے نیست — در دست سرِ موئے ازاں زُلف درازم
(۳) پروانہء راحت بدہ اے شمع کہ امشب — از آتشِ دل پیشِ تو چوں شمع گدازم
(۴) چوں نیست وجودِ منِ آلودہ نمازے[2] — درمیکدہ وزاں کم نشود سوز و گدازم
(۵) در مسجد و میخانہ خیالت اگر آید — محرابِ کمانخانۂ ابروئے تو سازم

حل لغات:

* گردست دہد۔اگر میرے ہاتھ لگ جائے * خمِ زلفین۔زلفوں کا خم * گوئے۔گیند * چوگان۔ہاکی کی طرح کا کھیل (پولو) کھیلنے والی کھونٹی * سرِ موئے۔ایک بال بھی * پروانۂ راحت۔خوشی کا پروانہ * امشب۔آج رات * آلودہ۔گناہوں سے بھرا ہوا * خیالت۔تیرا خیال * کمانخانۂ ابروئے۔ابرو کا کمان خانہ۔

ترجمہ:

(۱) اگر دوبارہ میرے ہاتھ تیری دو زلفوں کا خم لگ جائے تو میں گیند کی طرح کتنے ہی سر تیری کھونٹی کی راہ میں ڈال دوں۔یعنی تو ان عشاق کے سروں سے چوگان کھیلتا پھرے۔(زلفوں کا خم کھونٹی یا بلا ہے اور گیند عاشقوں کے سر ہیں)

(۲) اے محبوب! تیری یہ زلف گویا میرے لیے بہت ہی پیاری اور عزیز زندگی ہے لیکن اس لمبی اور طویل زلف کا ایک بال بھی میرے ہاتھ میں موجود نہیں ہے۔مطلب یہ کہ محبوب تک رسائی ناممکن ہے۔

(۳) اے حسن کی شمع! تو آج رات مجھے خوشی و مسرت کا پروانہ دے دے کیونکہ میں تیرے سامنے اس دل کی آگ سے بڑی بری طرح پگھل رہا ہوں۔یعنی مجھ میں تاب فراق نہیں ہے اور میں آتش عشق میں جل رہا ہوں۔

(۴) چونکہ میرے آلودہ وجود (گناہ) کی وجہ سے کوئی نماز نماز نہیں ہے اس لیے اس شراب خانے میں میرے سوز و گداز میں کوئی کمی نہیں آ رہی۔یعنی اگرچہ میں گناہگار ہوں اور میری نماز بھی نماز نہیں ہے لیکن میرے دل سے عشق حقیقی کی آگ کم نہ ہوگی۔

(۵) اگر کبھی مسجد اور میخانے میں تیرا خیال آ جائے (تو اے محبوب!) میں تیرے ابروؤں کے کمان خانے کو محراب بنا ڈالوں۔

(۶) گر خلوتِ ما را شبے از رُخ بفروزی — چوں صبح در[3] آفاقِ جہاں سر بفرازم
(۷) آں دم کہ بیک خندہ دہم جاں چو صراحی — مستانِ تو خواہم کہ گزارند نمازم
(۸) محمود بود عاقبتِ کار دریں راہ — ور سر برود در سرِ سودائے ایازم
(۹) حافظِ غمِ دل با کہ بگویم کہ دریں دور — جُز جام نشاید کہ بود محرمِ رازم

---

[1] بعض نسخوں میں عزیز کی جگہ دراز ہے اور زلف کی جگہ عمر ہے۔ [2] بعض نسخوں میں مصرع اوّل یوں ہے۔چون نیست نمازِ منِ آلودہ نمازے
[3] بعض نسخوں میں در کی جگہ بر ہے۔

حل لغات:

* خلوت۔تنہائی * آفاق۔جہان * بفروزی۔تو روشن کرے * خندہ۔ہنسا' قہقہہ * محمود۔سلطان محمود غزنوی * ایاز۔محمود کا غلام جس سے محمود کو اشد محبت تھی اور ایاز بھی بہت چاہتا تھا' محمود کے معنی قابل تعریف یا اچھا کے بھی ہیں' محمود بود یعنی اچھا ہوگا۔

ترجمہ:

(٦) اگر تو کسی رات میری تنہائی کو اپنے چہرے کی شمع سے روشن کرے تو میں صبح کی طرح دنیا میں اپنے سر کو بلند کرلوں۔یعنی سرفراز ہوجاؤں۔

(٧) اس وقت جبکہ میں صراحی کی طرح ایک قہقہے میں اپنی جان آفرین کے سپرد کردوں تو میری یہ آرزو ہے کہ تیرے مست میری نمازِ جنازہ پڑھیں۔صراحی میں جب شراب اُلٹائی جاتی ہے تو اس میں سے قہقہہ کی آواز آتی ہے لیکن جب اس کا آخری گھونٹ نکلتا ہے تو وہ قہقہہ اپنے سابقہ قہقہوں سے زیادہ زوردار ہوتا ہے اور اس کے بعد صراحی خاموش ہوجاتی ہے تو گویا آخری گھونٹ نکل جانے کے بعد صراحی خالی ہوجاتی ہے پھر اس میں سے آواز نہیں نکلتی تو صراحی کی اس حالت کو موت سے تشبیہ دی گئی ہے۔

(٨) اس (عشق کے) راستہ میں میرا انجام بہتر ہی ہوگا۔خواہ ایاز کے عشق (سودا) میں میرا سر ہی کیوں نہ چلا جائے۔

(٩) اے حافظ! میں اپنے دِل کا درد وغم کس سے بیان کروں؟ کہ اس زمانے میں شراب کے پیالے کے سوا کوئی تو میرا محرمِ راز بننے کے قابل نہیں ہے۔

----***----

غزل نمبر (٥٦)

(١) گر من از سرزنشِ مدعیان اندیشم	شیوۂ مستی و رندی نرود از پیشم
(٢) زہد رندانِ نَو آموختہ راہے بدہست	من کہ بدنامِ جہانم چہ صلاح اندیشم
(٣) شاہِ شوریدہ سراں خوانِ منِ بے ساماں را	زانکہ در کم خردیؔ از ہمہ عالم بیشم
(٤) بر جبیں نقش کُن ازخونِ دلِ من خالے	تا بدانند کہ قُربانِ تو کافر کیشم

حل لغات:

* سرزنش۔لعن وطعن' ملامت * مدعیان۔مدعی، دشمن * شیوہ۔طریقہ * زہد رندانِ نو۔نئے نئے رندوں کی پرہیزگاری * شاہِ شوریدہ سراں۔دیوانوں کا بادشاہ * کم خردی۔کم عقلی * جبین۔پیشانی * کیش۔مشرب' مسلک' مذہب۔

ترجمہ:

(۱) اگر میں اپنے مدعیوں کی ملامت کا کچھ اندیشہ کروں تو تب بھی مجھ سے یہ رندی و مستی کا طریقہ نہیں چھوٹے گا۔یعنی جو عشق کرتے ہیں وہ کسی کے طعن و لعن کی کچھ پروا نہیں کرتے۔

(۲) نئے نئے رندوں کی پرہیزگاری اصل میں گمراہی ہے (یعنی اس کا انہیں کوئی فائدہ نہیں ہے۔) جبکہ میں ساری دنیا میں بدنام ہوں۔نیکی کیا سوچوں؟

(۳) تو مجھ بے سروسامان کو دیوانوں کا بادشاہ کہہ کیونکہ میں کم عقلی میں ساری دنیا سے بڑھ کر ہوں۔یعنی سب سے زیادہ نادان ہوں۔(شاعر نے کسر نفسی سے کام لیا ہے)

(۴) تو اپنی پیشانی پر میرے دل کے خون سے خال بنا لے تاکہ لوگ یہ جان جائیں کہ میں کافر کیش تجھ پر قربان ہو چکا ہوں۔

(۵) اعتمادے[1] بنما و بگور بہرِ خُدا — تا ندانی کہ دریں خرقہ چہ نادرویشم

(۶) شعرِ خونبارِ من اے دوست بر یار[2] بخواں — کہ ز مژ گانِ سیہ بر رگِ جاں زد نیشم

(۷) دامن از رشحہء خونِ دل ما درہم چیں — کہ اثر در تو کند گر بخراشی ریشم

(۸) من اگر رندم و گر شیخ چہ کارم باکس — حافظؔ راز خود و عارفِ وقتِ خویشم

حل لغات:

٭ خرقہ۔گدڑی ٭ شعرِ خونبارِ من۔میرا خون برسانے والا شعر ٭ نیش۔نشتر،ڈنگ ٭ رشحہء خون۔خون کے قطرے ٭ چہ کارم باکس: مجھے کسی سے کیا کام ہے؟

ترجمہ:

(۵) تو مجھ پر اعتماد کر اور خدا کے لیے درگزر کر تاکہ تو یہ نہ جان سکے کہ میں اس گدڑی میں کیا نادرویش ہوں۔یعنی حقیقت یہ ہے کہ میں درویشی کے لباس میں نادرویش ہوں کیونکہ مجھ میں درویشوں والی کوئی بات موجود نہیں ہے لہٰذا تو مجھ سے مواخذہ نہ کر اور میری ظاہری درویشی ہی پر اعتقاد و اعتماد رکھ تاکہ تجھ پر میری ریاکاری کا راز نہ کھل سکے۔

(۶) اے دوست! تو میرا خون برسانے والا کلام میرے محبوب کے سامنے پڑھ کہ جس نے اپنی سیاہ پلکوں سے میری رگِ جاں پر نشتر زنی کی ہے۔(ڈنک مارا ہے)

(۷) تو میرے دل کے خون کے قطروں سے اپنے دامن کو بچا لے۔اگر تو میرے زخم کو چھیلے گا تو تجھ پر بھی اس کا اثر ضرور پڑے گا۔یعنی تیرے دامن پر بھی خون کے چھینٹے ضرور پڑیں گے۔

(۸) میں اگر رند ہوں یا کہ شیخ ہوں بھلا مجھے کسی سے کیا کام ہو سکتا ہے؟ میں اپنے راز کی حفاظت کرنے والا اور اپنے وقت کا عارف

---

[1] بعض نسخوں میں اعتمادے کی جگہ اعتقادے ہے۔

[2] بعض نسخوں میں اے دوست برِ یار بخواں کی جگہ ''اے بادبداں یار رساں'' ہے۔

کامل ہوں۔

(نوٹ) بعض نسخوں میں شعر نمبر 7 شامل غزل نہیں ہے۔

----***----

غزل نمبر (۵۷)

(۱) ما بر آریم شبے دست ودعائے بکنیم — غمِ ہجرانِ ترا چارہ ز جائے بکنیم

(۲) دِل بیمار شد ازدست رفیقاں مددے — تا طبیبش بسر آریم و دوائے بکنیم

(۳) خشک شد بیخِ طرب راہِ خرابات کجاست — تا در آں آب و ہوا نشوونمائے بکنیم

(۴) آنکہ بے جُرم برنجید و بہ تیغم زد و رفت — بازش آرید خدارا کہ صفائے بکنیم

حل لغات:

* شبے کسی رات * چارہ۔علاج * دل بیمار شد: مراد ہے عاشق ہوگیا۔ * رفیقاں مددے۔اے دوستو میری مدد کرو * بیخ طرب۔ خوشی کی جڑ * خرابات۔شراب خانہ * برنجید۔رنجیدہ ہوگیا' خفا ہوگیا۔ * بازش آرید: اُسے دوبارہ لے آؤ۔ * خدارا: خدا کے واسطے۔

ترجمہ:

(۱) ہم کسی ایک رات کو اپنے ہاتھ اُٹھا کر دعا کریں گے اور تیری جدائی کے غم کا علاج کسی دوسری جگہ سے تلاش کریں گے۔یعنی اللہ تعالیٰ سے دعا کریں گے کہ یہ جدائی کے دن کٹ جائیں۔

(۲) ہمارا بیمار دل ہمارے ہاتھ سے جاتا رہا اے دوستو! میری مدد کرو تا کہ ہم اس کے لیے طبیب کو لائیں اور علاج ومعالجہ کریں۔

(۳) ہماری خوشی ومسرت کی جڑ خشک ہوگئی ہے۔ میخانے کا راستہ کدھر ہے؟ تا کہ ہم اس کی آب وہوا میں اس کی پرورش کر سکیں۔ یعنی خوشی کی خشک جڑ کی شراب کے پانی سے آبیاری کریں تا کہ وہ ہری بھری ہو جائے۔ مطلب یہ کہ مے نوشی طرب آور ہے۔

(۴) وہ جو کہ خطا کے بغیر ہی ہم سے خفا ہو گیا اور ہمیں تلوار سے مار کر چلا گیا۔خدا کا واسطہ ہے تم اُسے واپس لاؤ کہ ہم اُس سے صلح صفائی کر سکیں۔

(۵) در رَہِ نفس کزو سینۂ ما بُت کدہ شد — تیر آہے بکشائیم و غزائے بکنیم

(۶) مدد از خاطرِ رنداں طلب اے دِل ورنہ — کارِ صعب ست مبادا کہ خطائے بکنیم

(۷) سایۂ طائرِ کم حوصلہ کارے نکند — طلبِ سایۂ میمونِ ہمائے بکنیم

(۸) دِلم از پردہ بشد حافظِ خوش لہجہ[1] کجاست تا بقول و غزلش ساز و نوائے بکنیم

حل لغات:

* بتکدہ۔بُت خانہ * غزا۔مذہبی جنگ جہاد * کارِ صعب۔مشکل کام * مبادا۔کہیں ایسا نہ ہو۔ * طائرِ کم حوصلہ: مراد ہے ناقص مرشد۔ * میمون۔مبارک * ہمائے۔ہُما' ایک خیالی پرندہ جس کا سایہ بڑا مبارک سمجھا جاتا ہے * خوش لہجہ۔خوش گو * بقول۔ راس کے کلام کے ساتھ۔

ترجمہ:

(۵) نفس کے راستہ میں جس کے سبب ہمارا یہ سینہ بت خانہ بن چکا ہے۔آہوں کے تیر چلائیں اور جہاد کریں۔(یعنی نفس کے خلاف لڑنا گویا جہاد کرنے کے مترادف ہے) تاکہ سینہ معرفت کا گنجینہ بن جائے۔نفس کشی کو اسی لیے جہادِ اکبر کہا گیا ہے۔ اور نفسانی خواہشات کی بندگی کو بت پرستی۔

(٦) اے میرے دِل! تو رندوں کی توجہ سے مدد طلب کر ورنہ یہ کام بڑا ہی کٹھن اور مشکل ہے کہیں ایسا نہ ہو کہ ہم کوئی غلطی کر گزریں۔

(۷) کم حوصلہ پرندے کے سائے سے یہ کام نہیں بن سکتا۔اس لیے ہم ہما کے مبارک سایے کی طلب کر رہے ہیں۔یعنی کسی مُرشد کامل کی تلاش میں ہیں۔کیونکہ ناقص مرشد سے یہ مراد حاصل نہیں ہوسکتی۔

(۸) میرا دل پردہ سے باہر آ گیا ہے یعنی نغمہ سے بے خود ہوگیا ہے حافظ خوش گو کہاں ہے؟ تاکہ اُس کے کلام اور غزل سے ہم اپنے دل کو خوش کرسکیں،نغمہ سرائی کرسکیں۔

----***----

غزل نمبر(۵۸)

(۱) ما سر خوشانِ مست دل از دست دادہ ایم ہمرازِ عشق وہم نفسِ جامِ بادہ ایم

(۲) بر ما بسے کمانِ ملامت کشیدہ اند تا کارِ خود از ابروئے جاناں کشادہ ایم

(۳) اے گُل تو دوش جامِ صبوحی کشیدۂ ما آں شقائقیم کہ با داغ زادہ ایم

(۴) پیرِ مغاں ز توبۂ ما گر ملول شد گو بادہ صاف کن کہ بعذر ایستادہ ایم

حل لغات:

* ما سر خوشانِ مست۔ہم مست وبیخود ہیں * بادہ۔شراب * ملامت۔لعن طعن' برا بھلا کہنا * دوش۔کل رات * صبوحی۔صبح کو پی

[1] بعض نسخوں میں ''خوش لہجہ'' کے بجائے ''خوش گوئے'' ہے۔

جانے والی شراب * شقائق۔گل شقیقہ،لالہ کا پھول * ملول۔رنجیدہ * بادہ۔شراب۔

ترجمہ:

(۱) ہم مست و بیخود ہیں اور اپنا دِل اپنے ہاتھ سے دے چکے ہیں۔عشق کے رازوں کے ہمراز ہیں اور شراب کے پیالے کے ہمدم ہیں۔

(۲) بہت سے لوگوں نے ہم پر لعن طعن کی کمان کھینچ رکھی ہے (یعنی کہ کوئی ہمیں برا بھلا کہہ رہا ہے) جب سے ہمیں محبوب کے ابروؤں کے ساتھ واسطہ آن پڑا ہے۔

(۳) اے پھول! تو نے ابھی کل تو صبح کی شراب کا پیالہ نوش کیا ہے لیکن ہم وہ گل لالہ ہیں کہ جو روزازل سے ہی اپنے دل پر عشق کا داغ لے کر پیدا ہوئے ہیں۔

(۴) پیر مغاں اگر ہماری توبہ سے رنجیدۂ خاطر ہو گیا ہے تو تم اُس سے یہ کہہ دو کہ وہ شراب صاف کرے ہم معذرت کے لیے کھڑے ہیں۔

(۵) کار از تو می رود مددے اے دلیلِ راہ | انصاف می دہیم کہ از رہ فتادہ ایم

(۶) چوں لالہ مے مبیں قدح درمیانِ کار | ایں داغ بیں کہ بردلِ خونیں نہادہ ایم

(۷) گفتی کہ حافظؔ ایں ہمہ رنگ وخیال چیست | نقشے غلط مخواں کہ ہماں لوحِ سادہ ایم

حل لغات:

* کارازتومیرود۔کام تیرے قابو سے جارہا ہے،تیرے بغیر بگڑ رہا ہے * دلیل راہ۔راہنما * لالہ۔گُل لالہ * مبیں۔مت دیکھ * قدح۔شراب کا بڑا پیالہ * لوحِ سادہ۔سادہ تختی۔

ترجمہ:

(۵) اے راستہ کے رہبر! میری مدد کر کیونکہ میرا کام تیرے بغیر بگڑ رہا ہے ہم حق وانصاف سے یہ کہہ رہے ہیں کہ ہم راستے سے بھٹک گئے ہیں۔رہ گئے ہیں۔شاعر مرشد سے راہنمائی کی استدعا کر رہا ہے۔

(۶) تو گُل لالہ کی طرح شراب کو نہ دیکھ اور اس پیالے کو درمیان میں نہ سمجھ۔تو اس داغ کو دیکھ جو کہ ہم نے اپنے خون شدہ دِل پر لگا لیا ہے۔لالہ کی شکل پیالہ کی سی ہے اور اس کی سرخی شراب کے رنگ کی طرح ہے مگر اس صورت ورنگ کے باوصف اس کے دل پر داغ ہے۔

(۷) اے حافظؔ! تو نے کہا تھا کہ یہ سب رنگ اور خیال کیا ہے؟ تو غلط نقش نہ پڑھ کہ ہم تو وہی سادہ تختی ہیں۔یعنی یہ رنگ اور خیال جو تو دیکھ رہا ہے یہ محض وہم وگمان کے ہی قسم قسم کے نقوش ہیں ورنہ ہم تو وہی سادہ وبے رنگ تختی ہیں۔مطلب یہ کہ ہم تو عدم محض ہیں یہ رنگ وخیال (کائنات کی رنگینیاں) سب تیرے ہی نور کا ظہور ہیں۔

(نوٹ) بعض نسخوں میں یہ غزل شامل نہیں ہے۔

غزل نمبر (۵۹)

(۱) ما وِردِ سحر بر درِ میخانہ نہادیم — اوقاتِ دُعا در رَہِ جانانہ نہادیم
(۲) سلطانِ ازل گنجِ غمِ عشق بما داد — تا روئے دریں منزلِ ویرانہ نہادیم
(۳) درخرقہ[1] صد عاقِل و زاہد زند آتش — ایں داغ کہ ما بر دلِ دیوانہ نہادیم
(۴) دردِل ندہم رہ پس ازیں مہر بُتاں را — مُہرِ لبِ او بر درِ ایں خانہ نہادیم
(۵) آں بوسہ کہ زاہد ز پئش داد بما دست — از روئے صفا بر لبِ جانانہ نہادیم

حل لغات:

* وردِسحر۔صبح کا وظیفہ * سلطانِ ازل۔ازل کے بادشاہ' مراد اللہ تعالیٰ * گنج۔خزانہ * خرقہ۔گدڑی * مہر۔محبت * بُتاں۔ بت واحد محبوب * ازروئے صفا۔صفائی کی رُو سے * جانانہ۔محبوب۔

ترجمہ:

(۱) صبح کا وظیفہ ہم نے میخانے کے دروازے پر رکھا ہوا ہے اور دُعا کے اوقات محبوب کے راستے پر رکھے ہوئے ہیں۔یعنی مے خانہ ہماری عبادت گاہ ہے اور محبوب حقیقی کے وصل کی دعائیں ہمارا وظیفہ ہے۔

(۲) ازل کے بادشاہ (اللہ تعالیٰ) نے ہمیں غم عشق کا خزانہ بخش دیا ہے۔جب سے ہم نے اس بے آباد اور ویران منزل (دنیا) کو اپنا ماوا و مسکن بنایا ہے۔

(۳) سینکڑوں عقلمندوں اور زاہدوں کی گدڑی کو آگ لگا کر رکھ دے گا۔یہ داغ جو ہم نے اپنے دیوانے دِل پر لگایا ہوا ہے۔جو ہمارے دیوانے دل پر موجود ہے۔

(۴) میں اس کے بعد حسینوں کی محبت کو اپنے دِل میں ہرگز جگہ نہ دوں گا۔اس گھر کے دروازے پر ہم نے محبوب کے لب کی مُہر لگائی ہوئی ہے۔

(۵) وہ بوسہ جو زاہد ہمارے ہاتھ پر دے کر ہمارا مُرید ہوا ہے۔ہم نے اُسے صفائی کی رُو سے محبوب کے لب پر رکھ دیا ہے۔

(۶) چوں می رود ایں کشتیِ سرگشتہ کہ آخر — جاں در سرِ ایں گوہرِ یکدانہ نہادیم
(۷) اَلمنتہ للہ کہ چو ما بیدل و دیں بود — آں راکہ خرد پرور د فرزانہ نہادیم
(۸) در خرقہ ازیں بیش منافق نتواں بود — بنیادش ازیں شیوۂ رندانہ نہادیم

---

[1] بعض نسخوں میں خرقہ کے بجائے خرمن ہے۔

(۹) قانع بخیالے ز تو بودیم چو حافظ   یارب چہ گدا ہمّت و شاہانہ نہادیم

حل لغات:

٭ کشتیٔ سرگشتہ۔سرپھری کشتی ٭ گوہر یکدانہ۔یگانہ و یکتا موتی' بیش قیمت موتی ٭ المنۃ للہ۔اللہ تعالیٰ کا شکر و احسان ہے ٭ بیدل۔عاشق' پریشان ٭ شیوہ۔طور ٭ خرقہ۔گدڑی ٭ بیش۔زیادہ ٭ قانع۔قناعت کرنے والا۔

ترجمہ:

(٦) اس خیال سے کہ یہ بھٹکی ہوئی اور سرپھری کشتی کسی طور سیدھے راستے پر چلے گی، ہم نے اس یگانہ و یکتا موتی کی ہوس میں اپنی جان کی بازی لگا دی ہے۔یعنی ہم بحرِ محبت کے اندر اس دریکتا کی تلاش میں جان کی بازی لگانے پر آمادہ ہیں۔دیکھئے کہ ہمارے وجود کی سرگشتہ کشتی کا کیا حشر ہو۔

(٧) اللہ تعالیٰ کا بڑا شکر اور احسان ہے کہ وہ بھی ہماری طرح بے دل و بے دین ہی نکلا جسے ہم نے بڑا عقل مند اور دانا سمجھ رکھا تھا۔یعنی نہ صرف دانا بلکہ فرزانہ بھی عشق کی بازی میں دل و دیں ہار دیتا ہے۔

(٨) گدڑی یعنی پرہیزگاری کے لباس میں اس سے زیادہ اور کوئی منافق نہیں ہو سکتا۔اسی لیے ہم نے اس کی بنیاد رندانہ طور طریقے پر رکھی ہے۔یعنی جو کام زاہد خرقہ کی اوٹ میں کرتا ہے وہ ہم رندانہ طور پر کرتے ہیں۔وہ چھپ کر کام کرتا ہے۔ہم اعلانیہ کرتے ہیں۔

(۹) ہم حافظ کی طرح تیرے خیال اور تصور پر ہی قانع تھے۔اے میرے خدا! ہم بھی کیا فقیروں کی طرح ہمت اور شاہانہ فطرت کے مالک ہیں۔یعنی ہم نے فقیر ہو کر بادشاہوں کی سی ہمت اختیار کر رکھی ہے۔

(نوٹ) بعض نسخوں میں یہ غزل شامل نہیں ہے۔

----٭٭٭----

غزل نمبر (٦٠)

(۱) ما دریں در نہ پۓ حشمت وجاہ آمدہ ایم   از بدِ حادثہ اینجا بہ پناہ آمدہ ایم

(۲) رہروِ منزلِ عشقیم وز سر حدِّ عدم   تا باقلیمِ وجود ایں ہمہ راہ آمدہ ایم

(۳) سبزۂ خطِ تو دیدیم و ز بستانِ بہشت!   بطلبگاریِ ایں مہر گیاہ آمدہ ایم

(۴) باچنیں گنج کہ شد خازنِ او رُوحِ امیں   بگدائی بدرِ خانۂ شاہ آمدہ ایم

حل لغات:

٭ حشمت وجاہ۔جاہ وجلال ٭ رہرو۔راہی، مسافر ٭ عدم۔نیستی، ہستی کی ضد ٭ اقلیم۔ملک، ولایت ٭ مہر گیاہ۔ایک بوٹی جسے مردم گیاہ بھی کہتے ہیں، مشہور ہے کہ جس کے پاس ہو اُس پر سب مہربان ہو جاتے ہیں ٭ گنج۔خزانہ ٭ خازن۔خزانچی ٭ رُوحِ امیں۔حضرت جبریلؑ۔

ترجمہ:

(۱) اس دروازے پر ہم حشمت وجاہ کے حصول کی خاطر نہیں آئے بلکہ حادثاتِ زمانہ کے ہاتھوں مجبور ہو کر پناہ لینے کی غرض سے آئے ہیں۔مطلب یہ کہ عالم موجوات چونکہ حوادث کا مجموعہ ہے اس لئے یہ باعث رنج وغم ہے لہٰذا دنیاوی جاہ وحشمت کی طلب محض کوتاہ اندیشی ہے۔

(۲) ہم عشق کی منزل کے راہی ومسافر ہیں اور نیستی کی سرحد سے ہستی و وجود کی ولایت تک کا سارا راستہ طے کر کے آئے ہیں۔

(۳) ہم نے تیرے چہرے کا سبزہ دیکھا اور بہشت کے باغ سے اس مہر گیاہ کی طلب کے لیے ہم یہاں تک آ گئے ہیں تا کہ ہر کوئی ہمارا دیوانہ ہو سکے۔ہم سے محبت کرے۔سبزہ خط سے مراد دنیا ہے جس میں حسنِ مطلق پوشیدہ ہے اس حسن کی تلاش میں عشق ہمیں بہشت سے کھینچ کر لایا ہے ارشادِ الٰہی ہے کہ "میں ایک پوشیدہ خزانہ تھا۔میں نے چاہا کہ پہچانا جاؤں چنانچہ میں نے دنیا کو پیدا کیا۔"

(۴) ایسے خزانے کے باوجود جس کے خزانچی و امین حضرت جبریلؑ ہیں۔ہم بادشاہ کے درِ دولت پر اسی گدائی کی غرض سے ہی آئے ہیں۔روح امر ربی ہے اور حضرت جبرئیل اس کے امین ہیں جسے انہوں نے تمام انبیائے کرام تک پہنچایا۔

(۵) لنگرِ حلمِ تو اے کشتئ توفیق کجاست — کہ دریں بحرِ کرم غرقِ گناہ آمدہ ایم

(۶) آبرو می رود اے ابرِ خطا پوش ببار — کہ بدیوانِ عمل نامہ سیاہ آمدہ ایم

(۷) حافظ ایں خرقۂ پشمینہ بینداز کہ ما — از پئے قافلہ با آتش و آہ آمدہ ایم

حل لغات:

٭ لنگرِ حلم۔بردباری کا لنگر ٭ آبرو۔عزت وآبرو ٭ ابر خطا پوش۔گناہ ڈھانپ لینے والا بادل ٭ خرقہ۔گدڑی ٭ خرقہ پشمینہ۔اُونی گدڑی۔

ترجمہ:

(۵) اے توفیق کی کشتی تیرے حلم کا لنگر کہاں ہے؟ کہ ہم اس کرم کے بحر میں گناہوں میں ڈوبے ہوئے آئے ہیں۔یعنی بخشش کے سمندر میں گناہوں سے بھرے ہوئے آئے ہیں۔

(۶) ہماری عزت وآبرو جا رہی ہے۔اے گناہ ڈھانپ لینے والے بادل! برس: کہ ہم عمل کے دیوان میں سیاہ نامہ لے کر آئے ہیں۔پھر اس کی شانِ کریمی کے حوصلے دیکھیے گناہگار یہ کہہ دے کہ گناہگار ہوں میں۔

(۷) اے حافظ! تو یہ اُونی گدڑی اُتار دے کہ ہم قافلے کے پیچھے آگ اور آہ لے کر آئے ہیں یعنی ہمارے پاس عشق کی آگ اور پشیمانی کی آگ کی آہ ہے۔ ہمیں نمائشی پرہیزگاری کی ضرورت نہیں ہے۔

----***----

غزل نمبر (۶۱)

(۱) ما ز یاراں چشمِ یاری داشتیم — خود غلط بود آنچہ ما پنداشتیم
(۲) تا درختِ دوستی کے بر دہد — حالیا رفتیم و تخمے کاشتیم
(۳) گفت و گو آئینِ درویشی نبود — ورنہ با تو ماجرا ہا داشتیم
(۴) شیوۂ چشمت فریبِ جنگ داشت! — ما غلط کردیم و صُلح انگاشتیم

حل لغات:

* چشم داشتن۔ اُمید رکھنا * بر۔ پھل * تخمے۔ تخم، بیج * آئینِ درویشی۔ درویشی کا دستور * شیوۂ چشمت۔ تیری آنکھ کی ادا۔

ترجمہ:

(۱) ہم دوستوں سے دوستی کی اُمید رکھے ہوئے تھے مگر ہمارا جو کچھ گمان تھا وہ سراسر غلط تھا اور غلط ہی نکلا۔ بظاہر فرقت کا رونا ہے مگر بیان اس حقیقت کو کیا گیا ہے کہ حرفِ شکایت منہ پہ لانا شانِ درویشی کے خلاف ہے۔

(۲) دیکھئے اب یہ دوستی کا درخت کب بار آور ہوتا ہے۔ ابھی تو ہم نے اس (دوستی) کا بیج ہی بویا ہے۔ یعنی یہ پودا پھل تو ذرا دیر سے ہی دے گا۔

(۳) محض بات چیت ہی درویشی کا دستور نہ تھی۔ ورنہ ہمیں تو تم سے اور بھی بہت کچھ کہنا اور سننا تھا یعنی اور بھی بہت سی باتیں ہیں جو کہ نہیں کہی ہیں۔

(۴) اے محبوب! تیری آنکھ کی اُدا میں لڑائی اور جنگ کا فریب چھپا ہوا تھا۔ ہم نے بڑی غلطی کی اور اسے صلح سمجھ لیا۔

(۵) نکتہ ہا رفت وشکایت کس ندید[1] — جانبِ حُرمت فرو نگزاشتیم
(۶) گلبنِ حُسنت نہ خود شد دلفریب[2] — ما دمِ ہمّت برو بگماشتیم

---

[1] بعض نسخوں میں ندید کی جگہ نکرد ہے۔
[2] بعض نسخوں میں دلفریب کی جگہ دلفروز ہے۔

(۷) چوں نہادی دِل بمہر دیگراں ما اُمید از وصلِ تو برداشتیم
(۸) گفت خود دادی بما دِل حافظا ما محصّل بر کسے نگماشتیم

حل لغات:

* حُرمت۔احترام * گلبن حسنت۔تیرے حسن کا پودا * مہر۔محبت * محصل۔محصول لینے والا،حاصل کرنے والا۔

ترجمہ:

(۵) بڑے نکتے اور بڑی رمزیں بیان ہوئیں لیکن کسی نے بھی گلہ وشکایت کی بُو تک محسوس نہ کی اور ہم نے کسی مقام پر بھی تیرے ادب واحترام کے دامن کو اپنے ہاتھ سے نہ چھوڑا۔

(۶) تیرے یہ حسن کا پھولوں بھرا پودا اپنے آپ ہی دلفریب ودلکش نہیں بن گیا۔ بلکہ اس میں جو یہ رنگینی ودلکشی آئی ہے یہ ہماری کوششوں اور ہماری ہی ہمت کا نتیجہ ہے۔ مطلب یہ کہ اگر ہم نہ ہوتے تو اس کا حسن دلفریب نہ ہوتا۔(وحدت الوجود)

(۷) تمہارا دل جب غیروں کی محبت پر آمادہ ہوگیا۔ (ریجھ گیا) تو ہم نے اے محبوب! تجھ سے وصل کی اُمید منقطع کرلی۔

(۸) اُس (محبوب) نے کہا کہ اے حافظ! تو نے خود ہی ہمیں دل دیا تھا۔ اور ہم نے تو کسی پر کوئی محصول لینے والا مقرر نہیں کیا تھا۔ یعنی تو نے اپنا دل برضا ورغبت ہمیں دیا ہے ورنہ ہم نے تو کسی کو تیرا دل لینے پر مقرر نہیں کیا تھا۔ تو نے اپنی مرضی سے دیا ہے۔ مطلب یہ کہ خدا نے کسی کو کسی کام پر مجبور نہیں کیا بلکہ اس کی استعداد کے مطابق اسے کام سونپا گیا ہے اس لئے دل کا کام حسن پرستی اور عشق بازی ہے۔

(نوٹ) غزل معرفت کا دریا ہے اسے صوفیانہ عقائد کی روشنی میں دیکھنا احسن ہے۔

----***----

غزل نمبر (٦٢)

(۱) مانگوئیم بد و مَیل بناحق نکنیم جامہء کس سیہ و دلقِ خود ازرق نکنیم
(۲) رقمِ مغلطہ بر دفترِ دانش نکشیم ! سرِّ حق با ورقِ شعبدہ ملحق نکنیم
(۳) عیبِ درویش وتوانگر بہ کم وبیش بدست کار بد مصلحت آنست کہ مطلق نکنیم

! بعض نسخوں میں نکشیم کی جگہ نزنیم ہے۔

(۴) خوش برانیم جہاں در نظرِ راہرواں　　فکرِ اسپ سیاہ و زینِ مغرق نکنیم

حل لغات:

* میل۔مائل * جامہ۔کپڑا، لباس * دلق۔گدڑی * ازرق۔نیلا، بدنام رنگ، مکروریا * رقم مغلطہ۔غلطی کی تحریر * سرّ حق۔حق کا راز * شعبدہ۔مکروفریب * ملحق۔ملانا * توانگر۔مالدار * مطلق۔بالکل * راہرواں۔راہی، مسافر * زینِ مغرق۔جڑاؤ زین جس پر سونے چاندی کی تاروں کا کام ہوا ہو۔

ترجمہ:

(۱) ہم کسی کو بھی بُرا نہیں کہتے اور ناحق کی طرف رغبت نہیں کرتے۔ ہم کسی کے لباس کو سیاہ نہیں کرتے (اس پر تہمت نہیں لگاتے) اور اپنی گدڑی سے مکروریا کا کام نہیں لیتے۔

(۲) ہم (ظاہر دار علماء کی طرح) عقل کے دفتر پر غلطی کی تحریر درج نہیں کرتے۔ ہم حق کا راز مکروفریب کے ورق سے نہیں ملاتے۔ یعنی عقل سے دوسروں کو نہ فریب دیتے ہیں اور نہ انہیں گمراہ کرتے ہیں۔

(۳) کوئی فقیر ہو یا غنی و توانگر دونوں کی عیب جوئی (کم ہو کہ زیادہ) کرنا بری بات ہے۔ مصلحت تو یہ ہے کہ ہم برائی کا کام بالکل ہی نہ کریں۔ مطلب یہ کہ نہ کسی کی عیب جوئی کرنی چاہیے اور نہ کسی کا دل دکھانا چاہیے۔

(۴) ہم مسافروں کی نظر میں بڑی اچھی زندگی بسر کر رہے ہیں۔ ہم سیاہ گھوڑے اور جڑاؤ زین کی پروا نہیں کیا کرتے۔ یعنی ہم بالکل ہی آزاد ہیں۔ بقول غالب:

رات دن گردش میں ہیں سات آسمان　　ہو رہے گا کچھ نہ کچھ گھبرائیں کیا

(۵) آسماں کشتیٔ اربابِ ہنر می شکند　　تکیہ آں بہ کہ بریں بحرِ معلّق نکنیم
(۶) شاہ اگر جُرعہء رندان نہ بحرمت نوشد　　التفاتے بہ مے صافِ مروّق نکنیم
(۷) گر بدے گفت حسودے و رفیقے رنجید　　گو تو خوش باش کہ ماگوش بہ احمق نکنیم
(۸) حافظ ار خصم خطا گفت نگیریم برو　　ور بحق گفت جدل باسخنِ حق نکنیم

حل لغات:

* اربابِ ہنر۔اہل ہنر * بحرِ معلق۔لٹکا ہوا سمندر * جُرعہ۔گھونٹ * حُرمت۔احترام * مروّق۔صاف اور خالص شراب * بدے گفت۔بُرا کہا * حسودے۔حسد کرنے والا * ار۔اگر * خصم۔دشمن * سخنِ حق۔سچی بات۔

ترجمہ:

(۵) اہل ہنر کی کشتی کو یہ آسمان توڑ ڈالتا ہے۔ بہتر یہی ہے کہ اس لٹکے ہوئے سمندر پر بالکل بھروسا نہ کریں۔ مطلب یہ کہ گردش فلک سے کسی کو چین نصیب نہیں ہوتا۔

(۶) بادشاہ اگر ان رندوں کی شراب کا گھونٹ احترام وادب سے نہیں پیتا تو ہم بھی اس کی صاف اور خالص شراب کی بالکل پروا نہیں کرتے۔

(۷) کسی حاسد نے اگر کوئی بدگوئی کی ہے اور کسی دوست کے دِل کو دُکھایا ہے تو اُس سے یہ کہہ دے کہ وہ خوش رہے۔ کیونکہ ہم احمق کی بات پر کان نہیں دھرا کرتے۔ بقول ذوق ؎

تو بھلا ہے، تو بُرا ہو نہیں سکتا سے ذوق خود بُرا ہے کہ جو تجھ کو بُرا جانتا ہے۔

(۸) اے حافظ! اگر تیرے دشمن نے کوئی غلط و ناروا بات کہہ دی ہے تو ہم اس کا مواخذہ بالکل نہیں کرتے اور اگر اُس نے کوئی سچی اور کھری بات کہی ہے تو ہم سچی اور کھری بات پر کسی سے کوئی جھگڑا نہیں کرتے۔

(نوٹ) یہ غزل پند و نصائح کا دفتر ہے۔

----***----

غزل نمبر (۶۴)

(۱) مرا عہدیست با جاناں کہ تا جاں در بدن دارم ہوا داریٔ[1] کویش راچو جانِ خویشتن دارم

(۲) صفائے خلوتِ خاطر ازاں شمعِ چگل جویم فروغِ چشم و نورِ دل ازآں ماہِ ختن دارم

(۳) بکام و آرزوئے دِل چو دارم خلوتے حاصل چہ فِکر از خبثِ بدگویاں میانِ انجمن دارم

(۴) شرابِ خوشگوارم ہست و یارِ مہرباں ساقی ندارد ہیچکس یارے چنیں یارے کہ من دارم[2]

حل لغات:

* خلوتِ خاطر۔ دل کی تنہائی * ماہِ ختن۔ ختن کے علاقے کا محبوب * چگل۔ ترکستان کے علاقے کا نام جو حسن خیزی میں مشہور ہے * خلوتے۔ تنہائی * شرابِ خوشگوار۔ اچھی و عمدہ شراب۔

ترجمہ:

(۱) میں نے اپنے محبوب سے یہ عہد کر رکھا ہے کہ جب تک میرے اس تن بدن میں جان باقی ہے میں اس کے کوچے کی محبت کو اپنی اس جان کی طرح (عزیز) رکھوں گا۔ یعنی الست بربکم کا عہد نبھاتے رہیں گے۔

(۲) میں اپنے اس دِل کی تنہائی کی صفائی اس چگل شہر کی شمع (محبوب) سے روشن و معمور کرنے کا خواہش مند ہوں۔ میری آنکھوں کی روشنی اور دِل کا نور ختن کے اس چاند (محبوب) کی بدولت ہے۔

(۳) جب مجھے دل کی آرزو اور مقصد کے مطابق خلوت حاصل ہے تو اس محفل کے درمیان میں مجھے بھلا بُرا بھلا کہنے والوں کی خباثت کی کیا پروا ہے؟ کیا فکر ہے؟

---

[1] بعض نسخوں میں ہواداری کی جگہ ہواداران ہے۔

[2] بعض نسخوں میں شعر نمبر 4 شامل غزل نہیں ہے۔

(۴) میرے پاس اچھی وعمدہ شراب ہے اور مہربان دوست (میرا) ساقی ہے۔ کسی بھی شخص کا ایسا محبوب نہیں ہوسکتا جیسا کہ مجھے میسر ہے۔ یعنی میرے محبوب جیسا کوئی بھی نہیں ہے اور نہ کوئی میرے جیسا خوش نصیب ہی ہے۔

(۵) مرا در خانۂ سروے ہَست کاندر سایۂ قدش — فراغ از سروِ بستانی و شمشادِ چمن دارم

(۶) سزد کز خاتمِ لعلش زنم لافِ سلیمانی — چو اسمِ اعظم باشد چہ باک از اہرمن دارم

(۷) خُدارا اے رقیب امشب زمانے دیدہ برہم نہ — کہ من بالعلِ خاموشش نہانی صد سخن دارم

(۸) گرم صد لشکر از خوباں بقصدِ دل کمیں سازند — بحمد اللہ والمنۃ بُتے لشکر شکن دارم

حل لغات:

* سرو۔ مراد محبوب * شمشاد۔ سرو جیسا درخت، مراد محبوب * سزد۔ زیبا ہے، مناسب ہے * خاتمِ لعلش۔ لبِ لعلیں کی انگوٹھی * لافِ سلیمانی۔ سلیمان کی سی جاہ وحشمت رکھنے کا دعویٰ * اہرمن۔ شیطان، دیو * اسمِ اعظم۔ اللہ تعالیٰ کا خاص اور بڑا نام یعنی "اللہ" * خدارا۔ خدا کے لیے * لعلِ خاموشش۔ اس کے خاموش سرخ لب * نہانی۔ پوشیدہ * سخن۔ باتیں * کمین۔ گھات * بحمد اللہ والمنۃ۔ خدا کا شکر اور احسان ہے۔

ترجمہ:

(۵) میرے اپنے گھر میں ایک سرو (محبوب) موجود ہے جس کے قد کے سائے کی بدولت میں باغ کے سرو اور چمن کے شمشاد سے بالکل بے نیاز ہوں۔

(۶) اگر محبوب کے سرخ لبوں کی انگوٹھی (مُہر) اپنے ہاتھ لگ جانے پر میں سلیمانی جاہ وحشمت کا دعویٰ کر بیٹھوں تو بجا ہے کیونکہ اگر میرے پاس اسمِ اعظم موجود ہے تو پھر مجھے کسی جن، دیو یا شیطان کا کیا ڈر ہے۔

(۷) اے رقیب! تجھے خدا کا واسطہ ہے تو آج کی رات تھوڑی دیر کے لیے سو جا کیونکہ مجھے اُس محبوب کے سرخ لبوں سے سینکڑوں پوشیدہ باتیں کرنی ہیں۔

(۸) اگر حسینوں کے سینکڑوں لشکر میرا دل لینے کی غرض سے گھات میں بیٹھ جائیں تو مجھے کچھ پروا نہیں ہے۔ خدا کا شکر اور احسان ہے کہ میرا محبوب لشکر شکن ہے۔

(۹) اَلا اے پیرِ فرزانہ مکن عیبم[1] زمیخانہ — کہ من در ترکِ پیمانہ دلِ پیماں شکن دارم

(۱۰) چو در گلزارِ اقبالش خرامانم بحمد اللہ — نہ میلِ لالہ و نسرین نہ برگِ یاسمن دارم

(۱۱) برندی شہرہ شد حافظ پس از چندیں ورع اَقا — چہ غم دارم چو در عالم امین الدین حسن دارم

---

[1] بعض نسخوں میں عیبم کے بجائے ملعم ہے۔

حل لغات:

* اَلا۔کلمہ تنبیہ' خبردار' ہوشیار * پیرفرزانہ۔دانا بوڑھا * بحمد اللہ۔خدا کا شکر ہے * شہرہ۔شہرت' مشہوری * امین الدین حسن۔ شاہ ابواسحاق کے زمانے کے ایک بزرگ، خواجہ صاحب کے ممدوح۔

ترجمہ:

(۹) اے دانا بوڑھے! تو مجھے شراب پینے پر میری عیب جوئی مت کر کیونکہ میں شراب نوشی ترک کرنے کو عہد شکنی سمجھتا ہوں۔

(۱۰) میں جب اس کی خوش نصیبی کے باغ میں سیر کر رہا ہوں تو خدا کا شکر ہے کہ مجھے اب لالہ ونسرین اور یاسمن جیسے پھولوں کی کوئی آرزو نہیں رہتی۔

(۱۱) اے حافظ! اس قدر پرہیزگاری کے بعد مجھے رندی میں مشہوری ملی ہے لیکن کیا غم ہے؟ کہ جب دنیا میں امین الدین حسن موجود ہے یعنی اس کی دوستی میسر ہے۔

----***----

غزل نمبر (۶۴)

(۱) مرحبا طائرِ فرخ رُخ و فرخندہ پیام — خیر مقدم چہ خبر یار کجا راہ کدام [1]

(۲) یارب ایں قافلۂ لُطفِ ازل بدرقہ باد — کہ ازو خصم بدام آید و معشوق بدام [2]

(۳) ماجرائے من و معشوقِ مرا پایاں نیست — ہرچہ آغاز ندارد نپزیرد انجام

(۴) چشمِ خونبار [3] مرا خواب نہ درخور باشد — مَنْ لَہُ الْقَتْلُ دَواءِ عَجَباً کَیْفَ یَنَام

(۵) تو ترحّم نہ کنی برمنِ بیدل [4] دانم — ذَاکَ دَعویٰ وَمَا اَنْتَ وَتِلْکَ الْاَیَام

حل لغات:

* مرحبا۔خوش آمدید * طائرِ فرخ۔مبارک پرندہ * فرخندہ۔بابرکت * بدرقہ۔ساتھی' ہمراہی * خصم۔دشمن * دام۔پھندہ' جال * پایاں۔ختم ہونا' خاتمہ' حد * چشمِ خونبار۔خون برسانے والی آنکھ * القتل دواء عجبا کیف ینام۔جس مریض کی دوا قتل ہو وہ کیسے سوسکتا ہے؟ * ترحم۔رحم * بیدل۔عاشق * ذاک دعویٰ وما انت وتلک الایام۔تو بھی وہی ہے اور یہ زمانہ بھی وہی ہے تو ایسے

---

[1] بعض نسخوں میں یار کجا راہ کدام کی جگہ دوست کجا یار کدام ہے۔

[2] بعض نسخوں میں آید و معشوق بدام کی جگہ آمد و معشوقہ بکام ہے۔

[3] بعض نسخوں میں خونبار کی جگہ بیمار ہے۔

[4] بعض نسخوں میں بیدل کی جگہ مخلص ہے۔

میں مقصد بر آری کی کیا صورت ہے؟

ترجمہ:

(۱) اے مبارک رُخ اور مبارک پیام والے پرندے! خوش آمدید! کیا خبر لائے ہو؟ میرا محبوب کہاں ہے اور کونسے راستے سے آرہا ہے؟

(۲) اے میرے خدا؟ تیرا ازلی لُطف وکرم اس قافلے کا راہبر بن جائے کیونکہ اس سے دشمن دام میں پھنس جاتا ہے اور محبوب مطیع ورام ہوجاتا ہے۔ یعنی راہِ عشق میں ازلی لطف کی رہنمائی درکار رہتی ہے۔

(۳) میری اور میرے محبوب کی کہانی ختم ہونے والی نہیں ہے کیونکہ جس چیز کی کوئی ابتدا نہ ہو اس کی انتہا کیا ہوگی؟ یعنی کوئی انتہا نہیں ہے۔

(۴) میری یہ خون برسانے والی آنکھ نیند کے قابل نہیں ہے۔ جس مریض کی دوا قتل ہو تعجب ہے کہ اُسے کیسے نیند آئے گی؟ وہ نہیں سوسکتا۔

(۵) مجھے پتہ ہے کہ تو مجھ عاشق و بیدل پر ترس نہیں کھائے گا۔ یہ میرا دعویٰ ہے کہ تو بھی وہی ہے اور یہ زمانہ بھی وہی ہے۔ تو ایسے میں دل کی قصد بر آری کی کیا صورت ہوسکتی ہے؟

(۶) گُل ز حد برد تنعم زکرم رُخ بنمائے — سرو می نازد و خوش نیست خدا را بخرام
(۷) مُرغِ رُوحم کہ ہمی زد سرِ سدرہ صفیر — عاقبت دانۂ خالِ تو فگندش در دام
(۸) زلفِ دلدار چو زنّار ہمی فرماید — برو اے شیخ کہ شد برتنم ایں خرقہ حرام
(۹) حافظ! ار میل با بروئے تو دارد شاید — جائے در گوشۂ محراب کنند اہلِ کلام

حل لغات:

* بخرام۔ چل کر تو دکھادے * مرغِ روحم: میری روح کا پرندہ۔ * سدرۃ المنتہیٰ، ساتویں آسمان پر ایک مقام کا نام۔ * صفیر: نغمہ سرائی۔ * زنار: وہ دھاگا جسے ہندو گلے میں ڈالتے ہیں' جینو' * خرقہ۔ گدڑی * ار۔ اگر * میل۔ رغبت' مائل ہونا۔

ترجمہ:

(۶) سرو ناز و ادا میں مصروف ہے۔ یہ اچھا نہیں ہے خدا کے لئے خرام دکھا۔ یعنی ہر چیز کی ایک خاص خوبی ہوتی ہے۔

(۷) میری روح کا پرندہ جو کہ سدرۃ المنتہیٰ پر نغمہ سرائی میں مشغول تھا، اُسے آخر کار تیرے خال کے دانے نے اے محبوب! پھنسا لیا ہے۔ خال صوفیانہ اصطلاح میں ایک نکتہ ہے، نکتہ توحید یعنی کثرت میں وحدت ہے۔

(۸) مجھے تو محبوب کی زُلف زنار پہننے کا حکم دے رہی ہے۔ اے شیخ تو چلا جا کہ یہ گدڑی میرے جسم پر اب حرام ہوچکی ہے۔

(۹) اے محبوب! اگر حافظ کو تیرے ابرو سے رغبت ہے تو بالکل بجا ہے کیونکہ اہل کلام اپنی جگہ اپنا مقام محراب کے گوشے میں ہی

بناتے ہیں۔

-----***-----

غزل نمبر(۶۵)

(۱) مرو کہ در غمِ ہجر تو از جہاں برویم — بیا کہ پیشِ تواز خویش ہر زماں برویم
(۲) سخن بگوے کہ پیشِ لبِ تو جاں بدہیم — رہا مکن کہ دریں حسرت از جہاں برویم
(۳) روا مدار کہ جاں برلبست و ما ز جہاں — ندیدہ کامِ دل ازاں لب ودہاں برویم
(۴) خوش آں زماں کہ بہ بینم بر دہان لبِ تو — تو خود بگوی کہ ما از برت چساں برویم

حل لغات:

* مرو۔نہ جا * برویم۔ہم جارہے ہیں * سخن بگوی۔تو بات کر * روامدار۔روانہ رکھ * از برت۔تیری آغوش سے * چساں۔ کیسے' کس طرح۔

ترجمہ:

(۱) اے میرے محبوب! تو مت جا کہ ہم تیرے عشق میں اس جہان سے چلے جائیں گے۔تو آجا تا کہ ہم تیرے سامنے ہر پل ہر گھڑی بے خود ہوتے جا رہے ہیں۔
(۲) اے محبوب! تو کوئی بات کر کہ ہم تیرے لبوں کے سامنے اپنی جان دے دیں۔تو ہمیں مت چھوڑ کہ ہم اس حسرت میں اس جہان سے گزر جائیں گے۔
(۳) تو اس بات کو روانہ رکھ کہ جان لبوں پر ہے اور ہم اس لب اور دہن سے اپنا دلی مقصد حاصل کیئے بغیر ہی اس دنیا سے چلے جائیں گے۔یعنی یہ نہیں ہوسکتا کہ ہم اپنا دلی مقصد حاصل کئے بغیر ہی اس دنیا سے رخصت ہو جائیں۔
(۴) وہ وقت کیا ہی اچھا ہے کہ ہم تیرے لبوں کو اپنے منہ پر دیکھیں! تو خود ہی یہ بتادے کہ ہم تیری آغوش سے کس طرح چلے جائیں؟

(۵) گدائے کوئے شمائیم و حاجتے داریم — روا مدار کہ محروم از آستاں برویم
(۶) نشانِ وصل بما دہ بہر طریق کہ ہست — کہ بارے از پئے وصلِ تو با[1] نشاں برویم
(۷) مگو کہ حافظؔ ازیں دربرو برائے خدا — کہ ہر چہ رائے تو باشد جز ایں برآں برویم

---

[1] بعض نسخوں میں با کے بجائے بر ہے۔(مفہوم ایک ہی ہے)

حل لغات:

* روادار۔روانہ رکھ * جائز نہ سمجھ * نشانِ وصل۔وصل کا نشان * مگو۔یہ مت کہہ * برو۔جا۔

ترجمہ:

(۵) اے محبوب! ہم تیرے کوچے کے گدا ہیں اور بڑے شدید حاجت مند ہیں تو اس بات کو جائز مت سمجھ کہ ہم تیرے درِ دولت سے خالی ہاتھ ہی چلے جائیں گے؟

(۶) اے محبوب! تو اپنے وصل کا ہمیں نشان بتا دے، خواہ اس کا کوئی بھی راستہ کیوں نہ ہو ہم آخر تیرے وصل کے لیے اسی پتے نشان پر پہنچ ہی جائیں گے۔

(۷) تو خدا کے لیے یہ مت کہہ کہ اے حافظؔ! تو اس دروازے سے چلا جا اور اس کے علاوہ تیری جو بھی مرضی ہو گی ہم اس پر مکمل عمل کریں گے۔یعنی اے خدا! تو قاضی الحاجات ہے ہم تیری رضا کے مطابق عمل کریں گے مگر تیرے در سے دور نہیں جا سکتے ہمیں تیری جدائی منظور ہے۔

(نوٹ) بعض نسخوں میں یہ غزل شامل نہیں ہے۔

----***----

غزل نمبر(۶۶)

(۱) مزن بردِل ز نوکِ غمزہ تیرم — کہ پیشِ چشمِ بیمارت بمیرم
(۲) نصابِ حُسن در حدِ کمال ست — زکاتم دہ کہ مسکین و فقیرم
(۳) قدح پُر کن کہ من از دولتِ عشق — جواں بختِ جہانم گرچہ پیرم
(۴) چناں پُر شد فضائے سینہ از دوست — کہ فکرِ خویش گُم شد از ضمیرم

حل لغات:

* غمزہ۔پلک' بھوں' آنکھ یا بھووں کا اشارہ * نصابِ حُسن۔حسن کا نصاب' نصاب' اتنا مال جس پر زکوٰۃ واجب ہو * قدح۔شراب کا بڑا پیالہ * فکرِ خویش۔اپنی ذات کی فکر۔

ترجمہ:

(۱) اے محبوب! تو اپنے غمزے کی نوک سے میرے دل پر تیر مت چلا کیونکہ میں تو تیری بیمار آنکھ کے سامنے مرنے کے لیے بالکل تیار ہوں۔مجھے مارنے کے لیے کسی تیر کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔یعنی حشر کے روز نفسا نفسی کے عالم میں رسول اکرم ﷺ کی شفاعت کا دامنگیر ہوں گا۔

(۲) حُسن کا سرمایہ اپنے کمال کی حد تک پہنچ گیا ہے۔اے محبوب! تو مجھے اب زکوٰۃ دے۔ کیونکہ میں مسکین وفقیر ہوں اور اس کا حق دار ہوں۔ دیدار دینا گویا حسن کی زکوٰۃ دینا ہے۔

(۳) اے ساقی! تو شراب سے میرا پیالہ بھر دے کہ اگرچہ میں زمانے کا بوڑھا ہوں لیکن عشق کی بدولت میں اس دنیا میں جواں بخت ہوں۔یعنی عشق کبھی بوڑھا نہیں ہوتا، یہ سدا جوان رہتا ہے۔

(۴) میرے سینے کی فضا محبوب کے تصور سے کچھ اس طرح سے بھر گئی ہے کہ میرے ضمیر سے اپنی ذات کا خیال تک جاتا رہا ہے۔

(۵) مبادا جُز حسابِ مطرب و مے — اگر حرفے کشد کلک و دبیرم[1]

(۶) دراں غوغا کہ کس کس را نپرسد — من از پیرِ مغاں منّت پزیرم

(۷) چو طفلاں زاہدا تا کے فریبی؟ — بسیب بوستان وشہد و شیرم

(۸) من آں مُرغم کہ ہرشام وسحر گاہ — ز بامِ عرش می آید صفیرم

حل لغات:

* مبادا۔ایسا نہ ہو * کلِک۔قلم * دراں غوغا۔اس شوروغل میں * منت پزیرم۔میں احسان مند ہوں * چو طفلاں۔بچوں کی طرح * تاکے فریبی۔کب تک فریب دے گا' فریفتہ کرے گا * صفیرم۔میری آواز' نغمہ سرائی۔

ترجمہ:

(۵) اگر میرے منشی (کاتبِ تقدیر) کا قلم کچھ لکھتا ہے تو وہ مغنی اور شراب کے حساب کے سوا کچھ نہ ہو۔کوئی حرف نہ لکھے۔

(۶) اس شوروغل میں جب کہ کوئی کسی کا حال تک نہ پوچھے گا اور میں ایسے میں پیر مغاں کا احسان قبول کروں گا۔یعنی قیامت کے روز جب ہر طرف نفسانفسی پڑی ہوگی تو میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا احسان اٹھاؤں گا۔ان کی شفاعت حاصل کروں گا۔

(۷) اے زاہد! تو بھلا کب تک مجھے بچوں کی طرح بہشت کے سیب' شہد اور دُودھ کی باتیں سنا سنا کر فریفتہ کرے گا؟

(۸) میں وہ پرندہ ہوں کہ جس کی صبح وشام کے وقت بام عرش سے آواز آتی ہے۔یعنی میری نغمہ سرائی کی آواز آتی ہے۔

(۹) قرارے کردہ ام با مَے فروشاں — کہ روزِ غم بجُز ساغر نگیرم

(۱۰) خوشا آں دَم کہ استغنائے مستی — فراغت بخشد از شاہ و وزیرم

(۱۱) فراواں گنجِ غم در سینہ دارم — اگرچہ مدّعی بیند فقیرم

(۱۲) من آندم برگرفتہ دِل زحافظؔ — کہ ساقی گشت یارِ ناگزیرم

---

[1] بعض نسخوں میں ''کلک ودبیرم'' کے بجائے 'ممکلکِ دبیرم' ہے (مفہوم ایک ہی ہے)

حل لغات:

* مَے فروشاں۔ شراب بیچنے والے * خوشا۔ کیسا اچھا ہوگا * استغنائے مستی۔ مستی کی بے نیازی * فراواں گنج۔ بھاری خزانہ * برگرفتہ۔ برگرفتن مصدر، توڑلینا، ہٹالینا۔

ترجمہ:

(۹) میں نے ان شراب بیچنے والوں سے یہ عہد کیا ہوا ہے کہ غم کے روز شراب کے سوا کچھ نہ پیوں گا۔ جام کے سوا کچھ نہ پکڑوں گا۔ کیونکہ شراب سب غم مٹادیتی ہے۔

(۱۰) وہ کیا اچھا وقت ہوگا کہ جب مستی کی بے نیازی مجھے بادشاہ اور وزیر سے بالکل بے نیاز کر کے رکھ دے گی، بے پرواکردے گی۔

(۱۱) میں اپنے سینے میں غم کا بہت بھاری خزانہ رکھتا ہوں اگر چہ میں مدّعی کو ایک فقیر و ناچیز نظر آتا ہوں۔

(۱۲) میں نے حافظؔ سے اُس وقت دل کا رشتہ توڑ لیا تھا کہ جب ساقی میرا ہمیشہ کا دوست بن گیا تھا۔ یعنی میں فنافی المحبوب ہوگیا ہوں اور مجھے اپنے آپ کی کچھ خبر نہیں ہے۔

(نوٹ) بعض نسخوں میں یہ غزل شامل نہیں ہے۔

----***----

غزل نمبر(۶۷)

(۱) مژدۂ وصلِ توکز سرِ جاں بر خیزم — طائرِ قدسم و از دامِ جہاں برخیزم

(۲) یارب از ابرِ ہدایت برساں بارانے — پیشتر زانکہ چو گردی ز میاں برخیزم

(۳) بولائے تو کہ گر بندۂ خویشم خوانی — ازسرِ خواجگی کون و مکاں برخیزم

(۴) برسرِ تربتِ من بے[۱] مے ومطرب منشیں — تا ببویت ز لحد رقص کناں برخیزم

حل لغات:

* مژدۂ وصل۔ وصل کی خوشخبری * ابرہدایت۔ ہدایت کا بادل * بارانے۔ بارش * وِلا: محبت۔ * خواجگی: بادشاہی، آقائی۔ * کون ومکاں: دونوں جہاں۔ * تربت: قبر۔

ترجمہ:

(۱) اے محبوب! تیرے وصل کی خوشخبری کہاں ہے؟ کہ میں اس پر اپنی جان نچھاور کردوں؟ میں عالم بالا کا پرندہ ہوں اور اس دنیا

---

[۱] بعض نسخوں میں بے کی جگہ با اور منشیں کی جگہ بنشیں ہے۔

کے جال سے اڑ جاؤں۔یعنی بقاباللہ کا مقام قفس عنصری سے آزاد ہونے کے بعد ہی ملتا ہے۔

(۲) اے میرے خدا! تو ہدایت کے بادل سے بارش بھیج۔اس سے پہلے کہ میں گرد وغبار کی طرح درمیان سے اُٹھ جاؤں۔نزول رحمت کو قرآن پاک میں بار بار ''ما'' پر محمول کیا گیا ہے۔

(۳) اے محبوب! تیری محبت کی قسم! اگر تو مجھے اپنا غلام کہہ کر بلائے تو میں اس پر دونوں جہان کی بادشاہی کو ٹھوکر مار دوں، ٹھکرا دوں۔ قرب الٰہی کی تڑپ عیاں ہے۔

(۴) تو میری قبر پر شراب اور گویے کے بغیر مت بیٹھ! تا کہ میں تیری خوشبو سونگھتے ہی اپنی قبر سے رقص کرتا ہوا اُٹھ کھڑا ہوں گا۔ بقول کسے:

یہ لحد میں بوئے مے تھی کہ نہ آسکے فرشتے!
میں عذاب میں پڑا تھا جو نہ بادہ خوار ہوتا

(۵) گرچہ پیرم تو شبے تنگ در آغوشم گیر[1] — تا سحر گہ ز کنارِ تو جواں برخیزم
(۶) تو چندار کہ ازخاکِ سرِ کوئے تو من — بجفائے فلک و جورِ زماں برخیزم
(۷) سروِ[2] بالا بنما اے بُتِ شیریں حرکات — کہ چو حافظ! زسرِ جان وجہاں برخیزم

حل لغات:

* شبے۔ایک رات * تنگ گیر،تنگ گرفتن،مضبوطی سے پکڑنا * کنار۔آغوش * مپندار۔یہ نہ سمجھ * جورِزماں۔زمانے کا ظلم * سروِبالا۔سرو جیسا قد۔

ترجمہ:

(۵) اگرچہ میں بوڑھا ہوں لیکن ایک تو مجھے اپنی آغوش میں دبالے تا کہ صبح کو میں تیرے پہلو سے جوان ہو کر اُٹھوں۔

(۶) تو یہ مت سمجھ کہ میں آسمان کے ظلموں اور زمانے کے ستموں کی وجہ سے تیرے کوچے کی خاک سے اُٹھ کھڑا ہوں گا۔مطلب یہ کہ مشکلات کے باوجود میں عشق سے باز نہیں آسکتا۔

(۷) اے پیاری اور میٹھی حرکتوں والے محبوب! تو اپنا سرو جیسی قامت (قد) تو دکھا تا کہ میں حافظ کی طرح اپنی جان نچھاور کر دوں اور اس جہان سے اُٹھ جاؤں۔سرو قامت محبوب کے متعلق غالبؔ نے بھی خوب کہا ہے:

ترے سروِ قامت سے اک قدِ آدم
قیامت کے فتنے کو کم دیکھتے ہیں

----***----

[1] بعض نسخوں میں گیر کی جگہ کش ہے۔
[2] بعض نسخوں میں سرو بالا کی جگہ خیز دو بالا ہے۔

غزل نمبر(۶۸)

(۱) من ترکِ عشق بازی و ساغر نمی کنم — صد بار توبہ کردم و دیگر نمی کنم
(۲) باغِ بہشت و سایۂ طوبیٰ و قصرِ حُور — باخاکِ کوئے دوست برابر نمی کنم
(۳) تلقینِ درسِ اہلِ نظر یک اشارتست — کردم اشارتے و مکرّر نمی کنم
(۴) ہرگز نمی شود ز سرِ خود خبر مرا — تا درمیانِ میکدہ سر بر نمی کنم
(۵) شیخم بطنز گفت حرام ست مے مخور — گفتم مگو کہ گوش بہر خر نمی کنم

حل لغات:

* عشق بازی۔عشق اختیار کرنا' معشوق بازی * طوبیٰ۔بہشت کا درخت ہے۔جس کی ایک ٹہنی بہشت کے ہر گھر میں پہنچی ہوگی طرح طرح کے میوے اور خوشبوئیں اس سے حاصل ہوں گی * تلقین۔نصیحت * درس۔سبق * اشارتے۔اشارہ * مکرر۔دوبارہ * سرِخود۔اپنے سرکا' اپنا خیال * گوش۔کان * خر۔گدھا۔

ترجمہ:

(۱) میں عشق بازی اور شراب نوشی ہرگز نہ چھوڑوں گا۔میں نے سینکڑوں بار توبہ کرکے توڑی ہے اور اب ایسا ہرگز نہ کروں گا۔

(۲) باغ بہشت اور طوبیٰ کا سایہ اور حور کا محل یہ سب وہ چیزیں ہیں کہ جن کو میں اپنے محبوب کے کوچے کی خاک کے برابر بھی نہیں سمجھتا بقول غالب:

کم نہیں جلوہ گری میں تیرے کوچہ سے بہشت
وہی نقشہ ہے ولے اسقدر آباد نہیں

(۳) نظر والوں کے درس سے نصیحت حاصل کرنا یعنی تعلیم حاصل کرنا صرف ایک اشارہ ہے۔اور میں نے اشارہ کردیا ہے کہ دوبارہ نہیں کروں گا۔کیونکہ اشارہ ایک مرتبہ ہی ہوا کرتا ہے اہل اللہ اشارت سے ہی خالق حقیقی کی طرف توجہ دلاتے ہیں۔

(۴) مجھے اپنے سر کی بھی کچھ خبر نہیں ہوتی جب تک کہ میں میخانے میں جا کر اپنا سر نہیں اٹھاتا۔یعنی مجھے شراب نوشی میں بیخود ہوکر ہی ہوش آتا ہے۔یعنی عالم بے خودی میں جب میری توجہ محبوب کی طرف ہوتی ہے تو مجھے وہی نظر آتا ہے۔

(۵) شیخ نے مجھے طنز سے کہا کہ شراب تو حرام چیز ہے۔تو اسے نہ پی۔میں نے کہا تو ایسا نہ کہہ کیونکہ میں ہر گدھے (بے وقوف) کی بات پر کان نہیں دھرتا۔مرشد شراب معرفت کی تلقین کرتا ہے اور شیخ کا اسے حرام کہنا بڑی احمقانہ بات ہے۔

(۶) پیرِ مغاں حکایتِ معقول می کند — معذورم ار محالِ تو باور نمی کنم

(۷) ایں تقویم بس ست کہ چوں زاہدانِ شہر[1] ناز و کرشمہ برسرِ منبر نمی کنم
(۸) زاہد بطعنہ گفت[2] برو ترکِ عشق کُن محتاجِ جنگ نیست برادر نمی کنم
(۹) حافظ جنابِ پیر مغاں مامنِ وفاست[3] من ترکِ خاک بوسیِ ایں در نمی کنم

حل لغات:

* محال۔ناممکن * باور۔یقین * تقویم۔تقویٰ ام میری پرہیزگاری * بطعنہ گفت۔طنز سے کہا * مامن۔جائے امن۔

ترجمہ:

(٦) پیر مغاں جو بات کرتا ہے وہ معقول کرتا ہے۔اگر میں تیری ناممکن بات پر یقین نہیں کرتا ہوں تو تو اس میں مجھے معذور سمجھ۔ یعنی ایک رند میخوار پر کسی کی نصیحت کا کچھ اثر نہیں ہوتا۔

(۷) میرے لیے یہی پرہیزگاری کافی ہے کہ میں اس شہر کے زاہدوں کی طرح منبر پر چڑھ کر ناز وانداز کے کرشمہ سے کام نہیں لیتا۔ ناز و کرشمہ نہیں کرتا۔یعنی ریاکاری و نمائش نہیں کرتا۔جس طرح ایک اور جگہ پر حافظ نے یہ کہا ہے کہ:

واعظاں کیں جلوہ بر محراب و منبر می کنند
چوں بخلوت میروند آں کار دیگر می کنند

(۸) زاہد نے طنز سے کہا کہ جاؤ یہ عشق چھوڑ دے۔جھگڑے کی کوئی ضرورت نہیں ہے' ارے بھائی ایسا نہیں کر سکتا۔یعنی میں ترکِ عشق نہیں کر سکتا۔

(۹) اے حافظ! پیرِ مغاں کی بارگاہِ وفا ہی جائے امن ہے۔میں اس دروازے کی خاکبوسی ترک نہیں کر سکتا۔اس کی خاک کو چومتا ہی رہوں گا۔

(نوٹ) بعض نسخوں میں شعر نمبر 5 ,8 شامل غزل نہیں ہیں۔

----***----

غزل نمبر (٦٩)

(۱) من دوستدار روئے خوش و موئے دِلکشم مدہوش چشمِ مست و مئے صافِ بیغشم
(۲) در عاشقی گریز نباشد ز سوز و ساز استادہ ام چو شمع مترساں ز آتشم

---

[1] بعض نسخوں میں یہ مصرع یوں ہے: ایں تقویم تمام کہ با شاہدان شہر۔
[2] بعض نسخوں میں بطعنہ گفت کی جگہ شنیم بطنز گفت ہے۔
[3] بعض نسخوں میں یہ مصرع یوں ہے حافظ جناب پیر مغاں جائے دولتست۔

(۳) من آدم بہشتیم اَمّا دریں سفر	حالی اسیرِ عشقِ جوانانِ مہوشم
(۴) بخت اَر مدد کند کہ کشم رخت سوئے دوست	گیسوئے حُور گرد فشاند ز مفرشم
(۵) شیراز معدنِ لبِ لعل ست و کانِ حُسن	من جوہریِ مفلس ازآں رو مشوشم

حل لغات:

* دوستدار۔عاشق * مے صاف بے غش۔صاف اور خالص شراب * گریز۔چارہ * مترساں۔مت ڈرا * اسیر۔قیدی * جوانانِ مہوش۔چاند جیسے نوجوانان * کشم رخت سوئے دوست۔محبوب کی طرف جاؤں' روانہ ہو جاؤں * معدن۔کان * لبِ لعل۔سرخ لب * مفرشم۔میرے فرش کی جگہ، راستہ مراد ہے * مشوشم۔میں پریشان ہوں۔

ترجمہ:

(۱) میں ایک خوبصورت چہرے اور دلکش بالوں کا عاشق ہوں۔مست آنکھ کا مدہوش اور صاف وخالص شراب کا متوالا ہوں۔یعنی میں دنیاوی اور نفسانی خواہشات سے بے نیاز ہوں۔

(۲) عاشقی میں سوز و ساز سے گریز نہیں ہوسکتا۔میں شمع کی طرح کھڑا ہوں لہٰذا تو مجھے آگ سے مت ڈرا۔ بقول اقبال

متاعِ بے بہا ہے درد و سوز و آرزو مندی
مقامِ بندگی دے کر نہ لوں شانِ خداوندی

(۳) میں بہشت کا رہنے والا آدم ہوں لیکن اس سفر (سفرِ دنیا) میں چاند جیسے جوانوں کے عشق کے پھندے میں قید ہو چکا ہوں۔

(۴) اگر میرے مقدر میری یاوری کریں تو میں محبوب کی طرف روانہ ہو جاؤں۔تو حُور کے گیسو میرے راستے کی گرد کو صاف کریں۔

(۵) شیراز شہرِ لبِ لعلیں کا معدن اور حسن کی کان ہے۔(یعنی اس شہر میں بڑے بڑے حسین وخوبرو ہیں) لیکن میں ایک غریب و مفلس جوہری ہوں اس لیے پریشان ہوں کیونکہ مفلس کو کوئی حسین بھی پسند نہیں کرتا۔ بقول میر:

زور وزر نہ تھا تو بارے میرؔ! کس بھروسے پہ آشنائی کی۔

(۶) ازبسکہ چشم مست دریں شہر دیدہ ام	حقا کہ مے نمی خورم اکنون و سر خوشم
(۷) شہریست پُر کرشمہ وخوباں[1] ز شش جہت	چیزیم نیست ورنہ خریدارِ ہر ششم
(۸) گفتی ز سرِّ عہد ازل نکتۂ بگوئے[2]	آنگہٗ بگویمت کہ دو پیانہ درکشم
(۹) حُسنِ عروسِ طبع مرا جلوہ آرزوست	آئینہ ندارم ازآں آہ می کشم
(۱۰) حافظ زتابِ فکرت بیجاصلی بسوخت	ساقی کجاستَ تا زند آبے بر آتشم

۱۔ بعض نسخوں میں خوباں کی جگہ حوراں ہے۔
۲۔ بعض نسخوں میں نکتہ بگوئی جگہ یک سخن بگو ہے۔

حل لغات:

٭حقا۔خدا کی قسم ٭اکنون۔اب ٭پُر کرشمہ۔ناز وانداز سے پُر ٭خوباں۔معشوق ٭شش جہت۔ہراطراف'چھ طرف ٭سرِّ عہدِ ازل۔وعدۂ ازل کا بھید ٭عروسِ طبع۔طبع کی دُلہن ٭تابِ فکرت۔تیرے فکر کی آگ،تپش،سوزش۔

ترجمہ:

(۶) اس شہر(شیراز) میں' میں نے بڑی مست آنکھیں دیکھی ہیں۔خدا کی قسم اب میں شراب نوشی نہیں کرتا لیکن پھر بھی مست و بیخود رہتا ہوں۔ بقول میرؔ:

میرؔ اُن نیم باز آنکھوں میں
ساری مستی شراب کی سی ہے

(۷) یہ شہر ناز وانداز سے بھرا ہوا ہے اور اس میں ہر طرف کے حسین موجود ہیں۔میرے پاس کوئی چیز نہیں ہے ورنہ میں ہر طرف کا خریدار ہوں۔

(۸) تو نے کہا ہے کہ ازل کے وعدہ کے بھید کی رمز بیان کر۔میں اس راز کو اس وقت تیرے روبرو بیان کروں گا جب شراب کے دو پیالے نوش کرلوں گا۔مطلب یہ کہ شراب کا نشہ جب من وتو (دوئی) کی تفریق مٹا دیتا ہے تو حقیقت منکشف ہوجاتی ہے۔

(۹) میری طبع کی دُلہن خوبصورتی وجلوہ نمائی کی آرزو رکھتی ہے لیکن میرے پاس آئینہ نہیں ہے اس لیے میں آہیں بھرتا ہوں اور فریاد کرتا ہوں۔یعنی میرے کلام کی داد دینے والا کوئی نہیں ہے لہٰذا میں نالہ کناں ہوں۔

(۱۰) حافظؔ تیری بے حاصلی کی فکر کی سوزش سے جل چکا ہے۔ساقی کہاں ہے؟ تاکہ وہ میری آگ پر پانی ڈالے۔یعنی میں نیک و اچھے اعمال کی کمی کی وجہ سے نادم ہوں اور محبت کی شراب سے یہ کمی پوری کرنے کا خواہاں ہوں۔

(نوٹ) بعض نسخوں میں شعر نمبر 9 شامل غزل نہیں ہے۔اور بعض میں مقطع کی جگہ یہ ہے:

حافظ عروس طبع مرا جلوہ آرزوست
آئینم ندارم از آں آہ کشم

----٭٭٭----

غزل نمبر(۷۰)

(۱) من کہ باشم کہ براں خاطرِ عاطر گزرم — لُطفہا می کنی اے خاکِ درت تاجِ سرم
(۲) دِلبرا بندہ نوازیت کہ آموخت بگو — کہ من ایں ظن برقیبانِ تو ہرگز نبرم
(۳) ہمتم بدرقۂ راہ کن اے طائرِ قدس — کہ درازست رہِ مقصد و من نو سفرم

(۴) اے نسیمِ سحری بندگئ ما برساں ۔۔۔ کہ[1] فراموش مکن وقتِ دعائے سحرم

حل لغات:

* خاطر۔دل * عاطر۔معطر * لُطفہا۔لطف وکرم * ظن۔گمان * بدرقہ۔ساتھی،ہمراہی * طائرِ قدسی۔عالم بالا کا پرندہ۔ (یعنی مرشد کامل) * بندگی ما برساں۔میرا سلام پہنچادے۔

ترجمہ:

(۱) میں کون ہوں؟ کیا چیز ہوں؟ کہ اس کے معطر و گرامی دل میں میرا خیال گزرے۔یہ سب تیرا ہی لطف و کرم ہے کہ جس سے میں نوازا جا رہا ہوں۔خدا کرے کہ تیرے در کی خاک میرے سر کا تاج بنے۔

(۲) اے دِلبر! یہ بندہ نوازی تجھے کس نے سکھائی ہے؟ ذرا بتا تو سہی؟ کیونکہ میں یہ رقیبوں پر تو گمان کر ہی نہیں سکتا۔یعنی رقیب ایسا نہیں کرسکتے۔

(۳) اے عالم بالا کے پرندے (مُرشدِ کامل) تو اپنی دعا کو میرے ہمراہ کردے کیونکہ میرے مقصد کا راستہ بڑا طویل ہے اور میں نیا مسافر ہوں یعنی اس سفر سے ناواقف ہوں۔مطلب یہ کہ تائیدِ ایزدی اور عشقِ رسول ﷺ کے بغیر مقصد حاصل نہیں ہوتا۔

(۴) اے صبح کی ہوا! (تو اُس محبوب کی بارگاہ میں) میرا سلام پہنچادے اور اُسے کہنا کہ وہ (محبوب) مجھے اپنی صبح کی دُعا میں فراموش نہ کرے۔

(۵) خُرّم آں روز کزیں مرحلہ بر بندم رخت[2] ۔۔۔ در سرِ کوئے تو پرسند رفیقاں خبرم
(۶) پایۂ نظم بلند ست و جہانگیر بگو ۔۔۔ تا کند پادشہِ بحر دہاں پُر گہرم
(۷) راہِ خلوتگہِ خاصم بنما تا پس ازیں ۔۔۔ مَے خورم با تو و دیگر غمِ دنیا نخورم
(۸) حافظا! شاید اگر درطلبِ گوہرِ وصل ۔۔۔ دیدہ دریا کنم از اشک و درو غوطہ خورم

حل لغات:

* خُرّم۔مبارک،خوشی * رخت۔سازوسامان * پایۂ نظم۔کلام کا مرتبہ * جہانگیر۔سارے جہان کو گھیرنے والا،فتح کرنے والا * خلوت۔تنہائی * گاہ۔جگہ * گوہرِ وصل۔وصل کا موتی،گوہرِ وصل سے مراد واصل باللہ ہونا ہے * دیدہ۔آنکھ * اشک۔آنسو۔

ترجمہ:

(۵) وہ دن کیسا اچھا اور مبارک ہوگا کہ جب میں اس منزل دنیا سے اپنا رختِ سفر باندھ کر یہاں سے کوچ کرجاؤں گا اور میرے

---

[1] بعض نسخوں میں کہ کی جگہ گو ہے۔
[2] بعض نسخوں میں رخت کی جگہ بار ہے اور در کی جگہ وز ہے۔

دوست تیرے کوچے میں میرا حال پوچھیں گے۔

(۶) میرے کلام کا مرتبہ نہایت بلند و بالا اور جہانگیر ہے۔(یعنی دنیا بھر میں مشہور ہے) تو کہہ دے کہ بحر و بر کا بادشاہ میرا منہ موتیوں سے بھر دے۔(حسن طلب ہے)

(۷) اے محبوب! تو مجھے اپنی خاص خلوت گاہ کا راستہ دکھادے تا کہ میں اس کے بعد تیرے ساتھ بیٹھ کر شراب نوشی کروں اور پھر کبھی اس دنیا کا کوئی غم نہ کھاؤں۔

(۸) اے حافظ! زیبا ہے اگر وصل کے موتی کی تلاش میں اپنے ان آنسوؤں کو دریا بنالوں اور خود اس میں غوطہ لگاؤں۔

----***----

غزل نمبر (۷۱)

(۱) من نہ آں رندم کہ ترکِ شاہد و ساغر کنم — محتسب داند کہ من ایں کارہا کمتر کنم

(۲) چوں صبا مجموعۂ گُل را بآبِ لُطف شست — کج دِلم خواں گر نظر بر صفحۂ دفتر کنم

(۳) لالہ ساغر گیر و نرگس مست و بر ما نامِ فسق — داوری دارم بسے یارب کرا داور کنم

(۴) عشق دُردانہ است و من غوّاص و دریا میکدہ — سر فرو بُردم در آنجا تا کجا سربر کنم

حل لغات:

* شاہد۔محبوب * محتسب۔کوتوال * مجموعۂ گُل۔پھولوں کا گلدستہ' سارے پھول * فسق۔گناہ۔داور۔منصف * دُردانہ۔موتی * غواص۔غوطہ خور۔

ترجمہ:

(۱) میں وہ رند نہیں ہوں کہ محبوب اور شراب کے پیالے کو چھوڑ دوں۔کوتوال کو پتہ ہے کہ میں یہ کام کم کم ہی کرتا ہوں۔یعنی ہرگز نہیں کر سکتا۔

(۲) بادِ صبا نے جب پھولوں کے مجموعہ کو اپنے لطف و کرم کے پانی سے دھوڈالا ہے، تو تو مجھے کج نظر کہہ اگر میں دفتر کے صفحہ پر اک نظر کروں۔یعنی بہار کے موسم میں قدرت کے مطالعہ سے لطف اٹھانا چاہیے۔لالہ و گل کے یہ دن مکتب میں نہیں گزارنے چاہئیں۔مطلب یہ کہ اہل نظر درختوں کے پتوں سے درس معرفت حاصل کرتے ہیں۔

(۳) گل لالہ نے شراب سے بھرا ساغر اٹھایا ہوا ہے اور نرگس کا پھول مست ہے۔اور میں عشق میں بدنام ہو گیا ہوں (مجھ پر گناہ کا الزام ہے) میں انصاف کا طالب ہوں۔اے میرے خدا! میں کس کو اپنا منصف مقرر کروں؟ مطلب یہ کہ باغ عالم کی ہر شے

عشق سے سرشار ہے لالہ کی شکل پیالہ کی ہے اور نرگس کی آنکھ مست ہے مگر لوگ خواہ مخواہ ہمیں بدنام کرتے ہیں۔

(۴) عشق ایک موتی ہے اور میں غوطہ خور ہوں۔ میکدہ دریا ہے اور میں نے وہاں پر غوطہ لگایا ہے۔ اب دیکھئے کہاں جا کر میں اُبھرتا ہوں اور اپنا سر اونچا کرتا ہوں۔

(۵) گرچہ گرد آلود فقرم شرم باد از ہمتّم — گر بآبِ چشمۂ خورشید دامن تر کنم

(۶) من کہ دارم درگدائی گنج سلطانی بدست — کے طمع در گردشِ گردونِ دُوں پرور کنم

(۷) عاشقاں راگر درآتش می پسند دولُطفِ دوست — تنگ چشم گر نظر بر چشمۂ کوثر کنم

(۸) عہدو پیانِ فلک رانیست چنداں اعتبار — عہد با پیانہ بندم شرط با ساغر کنم

حل لغات:

✱ گرد آلود۔غبار سے بھرا اٹا ہوا ✱ گنج۔خزانہ۔گردشِ گردوں۔آسمان کی گردش ✱ چشمۂ کوثر۔حوضِ کوثر جو اللہ تعالیٰ نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو عنایت فرمایا ہے ✱ عہدو پیاں۔قول وقرار۔

ترجمہ:

(۵) میں اگرچہ فقر کے غبار سے اٹا ہوا ہوں لیکن پھر بھی میری بلند ہمتی کے لیے یہ شرم کا باعث ہے کہ میں آفتاب کے چشمے سے اپنے دامن کو تر کروں۔ یعنی جب سالک اپنی ہستی کو مٹا دیتا ہے تو اسے دنیا و آخرت کی کسی چیز کی حاجت نہیں رہتی۔

(۶) میں جو کہ فقیری میں بھی بادشاہی کا خزانہ رکھتا ہوں، میں گردش کرنے والے اس کمینے آسمان کو بھلا کب خاطر میں لاتا ہوں۔ یعنی مجھے گردش کرنے والے کینہ پرور آسمان سے کوئی طمع نہیں ہے۔ یعنی فنا فی اللہ کے مقام پر پہنچ کر سالک دنیا و آخرت سے بے نیاز ہو جاتا ہے۔

(۷) اگر محبوب کے لطف و کرم کو ان عاشقوں کا آگ میں جلنا ہی پسند کرتا ہے تو میں تنگ چشم ہوں اگر چشمہ کوثر پر اپنی نظر رکھوں۔ یعنی

ع سرِ تسلیم خم ہے جو مزاج یار میں آئے

(۸) اس آسمان کے قول وقرار کا اس قدر مجھے اعتبار نہیں ہے۔ میں جام شراب سے یہ وعدہ کرتا ہوں اور پیالے سے یہ عہد باندھتا ہوں۔

(۹) بازکش یک دم عناں اے ترکِ شہر آشوبِ من — تا ز اشک و چہرہ راہت پُر زر و گوہر کنم

(۱۰) باوجودِ بینوائی روسیہ بادم چو ماہ — گر قبولِ فیضِ خورشیدِ بلند اختر کنم [1]

[1] بعض نسخوں میں یہ شعر یوں ہے: من کہ از یاقوت ولعل اشک دارم گنجہا۔ کے نظر در فیض خورشید بلند اختر کنم۔

(۱۱) من کہ امروزم بہشتِ نقد حاصل می شود — وعدۂ فردائے زاہد را چرا باور کنم
(۱۲) شیوۂ رِندی نہ لائق بود وضعم را ولے — چوں در افتادم چرا اندیشۂ دیگر کنم

حل لغات:

* بازکش باگ پیچھے موڑ * اے ترک شہر آشوب۔ اے شہر کو تباہ کرنے والے محبوب * بینوائی۔ بے سروسامانی، بے زری * وعدۂ فردا۔ کل کے وعدہ پر * باور۔ یقین * شیوۂ رِندی۔ رندانہ طور طریق * اندیشہ۔ فکر۔

ترجمہ:

(۹) اے شہر کو تباہ کرنے والے میرے محبوب ایک دفعہ پھر ادھر کا رخ کرتا کہ میں چہرے اور آنسوؤں سے تیرے راستے میں سونا اور موتی نچھاور کر دوں۔

(۱۰) میں اس بینوائی و بے زری کے باوجود چاند کے مانند رُوسیاہ ہو جاؤں۔ اگر میں بلند اختر آفتاب کا فیض قبول کروں تو۔

(۱۱) جب مجھے آج یہ نقد بہشت مل رہا ہے تو پھر میں کس لیے زاہد کے کل کے وعدے پر یقین کر لوں؟ یعنی عیش و عشرت اور شراب نوشی جو آج مجھے میسر ہے میں کل (مرنے کے بعد) ملنے پر کیسے باور کر لوں؟ بقول نظیری نیشاپوری:

نسیہ ہا جُملہ نقدے بہشت برما
دیرہا جُملہ ہست زُود اینجا

(۱۲) اگرچہ رندانہ طور طریقے میری طبع کے لائق نہیں ہیں لیکن جب میں اس میں مبتلا ہو ہی چکا ہوں تو پھر کسی دوسرے کام کی فکر کیوں کروں؟ یعنی جب طریقت اختیار کر لی ہے تو پھر شریعت کی طرف خیال کیوں کروں؟

(۱۳) دوش لعلت عشوہ ہا می داد عاشق را ولے — من نہ آنم کز وے ایں افسانہا باور کنم
(۱۴) گوشۂ محرابِ ابروئے تو می خواہم ز بخت — تادر آنجا ہمچو مجنوں درسِ عشق از بر کنم
(۱۵) وقتِ گُل گوئی کہ زاہد شو بچشم و جان و دِل — می روم تا مشورت با شاہد و ساغر کنم
(۱۶) زہد وقتِ گُل چہ سودائیست حافظ گوش دار — تا اعوذے خوانم و اندیشۂ دیگر کنم

حل لغات:

* دوش۔ کل رات * لعلت۔ تیرے لب لعلیں * عشوہ۔ ناز و ادا * باور۔ یقین * گوشۂ محراب۔ ابروؤں کی محراب کا گوشۂ کنارہ * درس۔ سبق * از بر۔ یاد * وقتِ گُل۔ بہار کا موسم * مشورت۔ مشورہ * شاہد۔ محبوب * وقتِ گل۔ موسم بہار * چہ سودائیست۔ کیا پاگل پن ہے * اعوذے۔ اعوذ باللہ، شیطان سے پناہ مانگنا۔

ترجمہ:

(۱۳) کل رات تیرے لبِ لعلیں ناز و ادا سے ہر کسی کو فریفتہ کر رہے تھے لیکن میں وہ نہیں ہوں کہ جوان کی باتوں میں آ جاؤں

گا۔یعنی ان سے متاثر نہیں ہوسکتا۔

(۱۴) میں اپنے بختوں سے تیرے ابروؤں کی محراب کے گوشے کا طالب ہوں تاکہ میں وہاں پر مجنوں کی طرح عشق کا سبق یاد کرسکوں۔

(۱۵) موسم بہار میں کہتا ہے کہ تو زاہد بن جا! مجھے دِل و جان سے یہ بات منظور ہے۔میں جارہاہوں تاکہ شراب کے جام اور اپنے محبوب سے یہ مشورہ کرلوں۔(شوخی قابل دید ہے)

(۱۶) بہار کے موسم میں پرہیزگاری کو اپنالینا کیسا پاگل پن ہے؟اے حافظؔ! خبردار! تاکہ میں "اعوذ" پڑھ کر اور فکر کروں،دوسرا فکر کروں۔کسی اور خیال کے درپے ہوں۔

(نوٹ) بعض نسخوں میں آخری چار اشعار شامل نہیں ہیں۔

-----***-----

غزل نمبر(۷۲)

(۱) نمازِ شامِ غریباں چو گریہ آغازم	بمویہ ہائے غریبانہ قصہ پردازم
(۲) بیادِ یار و دیار آنچناں بگریم زار	کہ از جہاں رہ و رسمِ سفر بر اندازم
(۳) من از دیارِ حبیبم نہ از بلادِ رقیب	مہیمنا برفیقانِ خود رساں بازم
(۴) خدائے را مددے اے دلیلِ راہ کہ من	بکوئے میکدہ دیگر علم بر افرازم
(۵) خِرد ز پیریٔ من کے حساب برگیرد	کہ باز با صنمے طفل عشق می بازم

حل لغات:

* غریباں۔واحد غریب مسافر * بمویہ ہائے:بمویہائے غریبانہ۔عجیب زلفیں * بگریم زار۔زارزار روتا ہوں * مہیمنا۔اے مہیمن اے مہرباں۔مہربانی کرنے والے * خدائے رامددے۔خدا کے لیے میری مدد کرو * خرد۔عقل * طِفل۔نوخیز لڑکا۔

ترجمہ:

(۱) شامِ غریباں کی نماز کے وقت جب میں رونا شروع کرتا ہوں تو ان عجیب وغریب زلفوں کے قصے بیان کرتا ہوں۔یعنی اس گریہ وزاری سے اپنے دِل کی بھڑاس نکال لیتا ہوں۔

(۲) میں اپنے محبوب اور اپنے وطن کی یاد میں ایسا زارزار روتا ہوں کہ شاید اس جہاں سے راہ ورسم سفر ہی کا خاتمہ کرڈالوں گا۔کیونکہ لوگ یار و دیار سے فراق کے خوف سے سفر کا ارادہ ترک کردیتے ہیں۔

(۳) میں محبوب کے شہر سے آیا ہوں رقیب کے شہر سے نہیں آیا ہوں۔اے میرے مہربان (مہربانی کرنے والے خدا) تو مجھے پھر

میرے دوستوں کے پاس پہنچادے۔

(۴) اے میرے سفر کے دوست (ساتھی)! تو خدا کے لیے میری مدد کرتا کہ میں پھر میکدے میں پہنچ کر اپنا علم بلند کروں۔ جھنڈا گاڑ دوں۔ شہرت حاصل کرسکوں۔ اپنا سکہ جما سکوں۔

(۵) عقل میرے بڑھاپے کو کب اپنے خیال میں لائے گی، کب اعتبار کے قابل سمجھے گی؟ کہ میں ایک کم سن محبوب کے عشق میں گرفتار ہو چکا ہوں۔ اس سے عشق بازی میں مشغول ہوں۔

(۶) بجز صبا و شمالم نمی شناسد کس — عزیز من کہ بجز باد نیست ہمرازم

(۷) ہوائے منزلِ یار آبِ زندگانیٔ ماست — صبا بیار نسیمے ز خاکِ شیرازم

(۸) سرشکم آمدو عیبم بگفت روے بروئے — شکایت از کہ کُنم خانگیست غمّازم

(۹) زچنگِ زہرہ شنیدم کہ صبحدم می گفت — مُریدِ حافظِ خوش لہجہء خوش آوازم

حل لغات:

* صبادشالم۔ بادِ صبا اور باد شمال * آبِ زندگانی۔ آبِ حیات * خانگیست غمّازم۔ میرا غماز (چغلخور) گھر کا بھیدی ہے
* چنگ۔ ساز کا نام رباب * زہرہ۔ ستارے کا نام جسے رقاصۂ فلک بھی کہتے ہیں۔

ترجمہ:

(۶) مجھے بادِ صبا اور باد شمال کے سوا کوئی نہیں پہچانتا۔ اے میرے عزیز! سوائے ہوا کے کوئی اور میرا ہمدم و دمساز نہیں ہے۔ ہمراز نہیں ہے۔ انتہائی بے بسی و بے چارگی کا اظہار ہے۔

(۷) محبوب کی منزل کی ہوا میرے لیے آبِ حیات ہے۔ اے بادِ صبا! تو میرے لیے شیراز کی خاک کی خوشبو لے کر آ۔ مجھے پہنچادے۔ یعنی صرف منزلِ محبوب کا تصور ہی میری زندگی کا سہارا ہے۔

(۸) میری آنکھوں سے آنسو نکل آئے ہیں اور انہوں نے میرے منہ پر میرے عیب ظاہر کر دیئے ہیں۔ میں کس کی شکایت ظاہر کروں کہ میرا چغلخور میرے گھر کا بھیدی ہی ہے۔

(۹) میں نے صبح کے وقت زہرہ کے ساز (چنگ) سے یہ نغمہ سنا کہ وہ کہہ رہی تھی کہ میں خوشنوا حافظ کی کنیز ہوں۔ (مرید ہوں)

-----***-----

غزل نمبر (۷۳)

(۱) ہر چند پیر و خستہ دل و ناتواں شدم — ہر گہ کہ یاد روئے تو کردم جواں شدم

(۲) شکرِ خدا کہ ہرچہ طلب کردم از خدا — بر منتہائے مطلب خود کامراں شدم
(۳) درشاہراہِ دولتِ سرمد بتختِ بخت — باجام مے بکام دلِ دوستاں شدم
(۴) از آں زماں کہ فتنۂ چشمت بمن رسید — ایمن ز شر فتنۂ آخر زماں شدم
(۵) اے گلبنِ جواں برِ دولت بخور کہ من — درسایۂ تو بلبلِ باغِ جناں [1] شدم

حل لغات:

* پیر۔بوڑھا' خستہ'زخمی * ناتواں۔کمزور * منتہائے۔انتہائی * شاہراہ۔راستہ * دولتِ سرمد۔دائمی دولت۔مراد وصال حق تعالیٰ ہے * ایمن۔امن وامان * فتنۂ آخرزماں۔آخری زمانے کے فتنے * گلبن۔پھول'پھول کا پودا'جھاڑی۔

ترجمہ:

(۱) اگرچہ میں بوڑھا، ناتواں اور زخمی دِل ہو گیا ہوں لیکن جب بھی تیرے چہرے کا تصور کرتا ہوں تو جوان ہو جاتا ہوں۔یعنی تصورِحسن میری جوانی وشادمانی کا باعث ہے۔

(۲) اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ میں نے اللہ سے جو کچھ بھی مانگا ہے، میں اپنی ہمت کی انتہا پراس میں کامیاب وکامران ہوا ہوں۔یعنی انتہائی حد تک مجھے کامیابی ملی ہے۔مطلب یہ کہ جو مانگا سو ملا ہے۔

(۳) دائمی دولت کی شاہراہ پرقسمت کے تخت پر میں جامِ شراب کے ساتھ دوستوں کے دلی مقصد کے مطابق ناؤنوش میں مشغول ہوگیا ہوں یعنی دوستوں کی خواہشیں پوری کرتا ہوں۔

(۴) اس وقت سے کہ جب تیری آنکھ کا فتنہ مجھ تک پہنچا ہے، میں آخری زمانے کے فتنے کی خرابیوں سے بے خوف ہوگیا ہوں۔یعنی محبوب کی آنکھ کا غمزہ فتنہ قیامت سے بڑھ کر ہے۔

(۵) اے جواں بخت پودے تو اپنی دولت کا پھل کھا کہ میں تیرے سایہ میں دنیا کے باغ کا بلبل بن گیا ہوں۔یعنی تیرا سایہ میرے لیے جنت کے درخت طوبیٰ جیسا ہے۔یعنی تو جوانی کے مزے اڑا میں تیری بدولت بلبلِ عشق بن گیا ہوں۔

(۶) اوّل ز حرفِ لوحِ وجودم خبر نبود — در مکتبِ غمِ تو چنیں نکتہ داں شدم
(۷) قسمت حوالتم بخرابات می کند — ہر چند کاایں چنیں شدم و آنچناں شدم
(۸) من پیر سال وماہ نیم یارِ بے وفاست — برمن چو عمر می گزرد پیر ازآں شدم
(۹) آں روز بر دلم درِ معنی کشادہ شد — کز ساکنانِ درگہِ پیرِ مغاں شدم
(۱۰) دوشم نوید داد و بشارت کہ حافظا! — باز آ کہ من بعفوِ گناہت ضماں شدم

---

[1] بعض نسخوں میں جناں کی جگہ جہاں ہے۔

حل لغات:

* لوح۔تختی * خرابات۔میخانہ * چنیں۔ایسا * چناں۔ویسا * پیرِ سال وماہ نیم۔میں سال مہینے گزرنے سے بوڑھا نہیں ہوا * درِ معنی۔معنی کا دروازہ۔باطن کا در * نوید۔خوشخبری * بشارت۔خوشخبری * ضماں۔ضامن۔

ترجمہ:

(۶) شروع میں مجھے یہ خبر بھی نہ تھی کہ میرے وجود کی تختی پر کیا لکھا ہے؟ لیکن تیرے غم کے مکتب کی تعلیم کے فیض سے اب میں بڑا نکتہ دان ہوگیا ہوں۔یعنی وارفتگی محبت سے پہلے انسان وجود کے اسرار سے واقف نہیں ہوتا یہ سب فیضانِ محبت ہی کے دم سے ہوا ہے جو کہ انسان کو بہت جلد محرمِ اسرار اور نکتہ دان بنا دیتا ہے۔

(۷) میری قسمت مجھے شراب خانے کے حوالے کر رہی ہے۔ ہر چند کہ میں ایسا بنا اور ویسا ہوا لیکن اب یہ ہوگیا ہے۔یعنی میری کوشش کے باوجود میری قسمت نے مجھے مے خانے کے حوالے کر دیا ہے۔تقدیر پر کس کا بس چلتا ہے؟

(۸) میں اپنی عمر کے سال مہینے گزرنے سے بوڑھا نہیں ہوا بلکہ میرا محبوب بے وفا ہے اور وہ مجھ پر میری عمر کی طرح بڑی تیزی سے گزر رہا ہے میں اسی غم سے بوڑھا ہوا ہوں۔یعنی دوست کے سلوک نے مجھے بوڑھا کر دیا ہے۔بقول غالب:

عشق نے غالب نکما کر دیا　　　ورنہ ہم بھی آدمی تھے کام کے

(۹) میرے دِل پر اُس دن سے باطن کا دروازہ کشادہ ہوگیا ہے جب سے میں پیرِ مغاں کی درگاہ میں رہنے لگ گیا ہوں۔یعنی میخانے کی محبت نے مجھے باطنی اسرار و رموز سے آگاہ کر دیا ہے۔

(۱۰) کل رات میرے محبوب نے مجھے یہ خوشخبری و بشارت دی کہ اے حافظؔ! تو جرم وخطا سے باز آ جا! توبہ کر لے۔کہ میں تیرے گناہوں کی معافی کا ضامن ہوتا ہوں۔

----***----

غزل نمبر (۷۴)

(۱) اگر بر خیزد[۱] از دستم کہ با دِلدار بنشینم　　　ز جامِ وصل مَے نوشم ز باغِ خُلد گُل چینم

(۲) شرابِ تلخ صوفی سوز بنیادم نخواہد برد　　　لبم برلب نہ اے ساقی و بُستاں جانِ شیرینم

(۳) لبت شکر بمستاں داد چشمت مے بمیخواراں　　　منم کز غایتِ حرماں نہ با آنم نہ با اینم

(۴) مگر دیوانہ خواہم شد دریں سودا کہ شب تا روز　　　سخن باماہ می گویم پری در خواب می بینم

(۵) چو ہر خاکے کہ باد آورد فیضے بود و انعامے　　　زحالِ بندہ یاد آور کہ خدمتگارِ دیرینم

[۱] نسخۂ قزوینی (طبع تہران) میں ! اگر بر خیزد از دستم کے بجائے: گرم ز دست بر خیزد: درج ہے۔

حل لغات:

* باغِ خُلد ۔ جنت کا باغ * گُل چینم ۔ پھول چنوں * شراب تلخ ۔ کڑوی شراب' تیز شراب * لبت ۔ تیرے لب * غایتِ حرماں ۔ انتہائی محرومی * سودا ۔ دُھن' لگن * خدمت گار دیرینم ۔ بڑا پرانا خدمت گار ہوں۔

ترجمہ:

(۱) اگر مجھے اپنے محبوب کے ساتھ بیٹھنا نصیب ہو جائے، اس کی ہم نشینی میسر آ جائے تو پھر میں وصل کے پیالے سے شراب پیئوں اور جنت کے باغ سے پھول چنوں ۔ یعنی عیش کے باغ کی گُل چینی کروں۔

(۲) صوفی کو جلا دینے والی تیز شراب مجھے برباد کر کے رکھ دے گی ۔ اے ساقی! تو میرے لبوں پر اپنے لب رکھ دے اور میری یہ شیریں جان نکال لے ۔ یعنی میری جان لینے کے لیے تیرے لبوں کی شیرینی کافی ہے۔

(۳) اے محبوب! تیرے لبوں نے مستوں کو شکر دی ہے اور تیری آنکھوں نے شراب پینے والوں کو شراب بخشی ہے ۔ ایک میں ہوں کہ قسمت کی انتہا کی محرومی سے نہ میں ان میں ہوں اور نہ اُن میں ہوں۔

(۴) شاید میں اسی لگن و دھن میں پاگل ہو جاؤں کیونکہ میں رات دن چاند سے باتیں کرتا ہوں اور خواب میں پری کو دیکھتا ہوں ۔ یہ دیوانگی کی علامتیں ہیں۔

(۵) ہوا جو خاک بھی اُڑا لائی وہ ایک فیض اور ایک انعام تھا ۔ اے محبوب! تو اپنے اس بندہ کو بھی یاد فرما کہ میں ایک پرانا خدمت گار ہوں ۔ مطلب یہ کہ جب تو دوسروں کو فیضیاب کرے تو مجھے بھی یاد رکھنا۔

(۶) ز ہر کو نقشِ نظمے زد کلامش دلپزیر آمد — تذروِ طُرفہ می گیرم کہ چالاکست شاہینم

(۷) وگر باور نمی داری روا ز صورتگرِ چیں پرس — کہ مانی نسخہ می خواہد زنوکِ کلکِ مشکینم

(۸) وفا داری و حق گوئی نہ کارِ ہر کسے باشد — غلام آصفِ دوراں جلال الحق والدینم

(۹) رموزِ عشق و سرمستی زمن بشنو نہ از حافظ — کہ با جام وقدح ہر شب حریفِ ماہ پروینم

حل لغات:

* دلپزیر ۔ دل پسند * تذرو ۔ چکور * شاہین ۔ شہباز * باور ۔ یقین * صورتگر ۔ نقاش' مصوّر * مانی ۔ مشہور مصوّر * کلکِ مشکیں ۔ قلمِ مشکبار * آصف دوراں ۔ اپنے زمانے کے آصف (جو حضرت سلیمانؑ کے وزیر تھے) * جلال الحق والدینم ۔ دین اور حق کے جلال (ممدوح خواجہ حافظ) * رموز ۔ رمز کی جمع' راز * ماہ ۔ چاند * پروین ۔ سات ستاروں کا گچھا (ثریا)

ترجمہ:

(۶) ایسا نہیں ہے کہ جس کسی نے بھی کوئی نظم لکھ دی تو اس کا کلام دلپسند ہو گیا ۔ میں تو ایک عجیب و غریب اور حسین وخوش گفتار جنگلی پرندے کا شکار کرتا ہوں کہ میرا شہباز بڑا چالاک ہے ۔ یعنی میرا کلام بڑا مؤثر اور نہایت دلکش ہے اور مضامین بلند و بالا ہیں۔

(۷) اگر تجھے یقین نہیں ہے تو تو چین کے مصور سے جا کر پوچھ لے کہ مشہور مصور مانی میرے مشکبار قلم کی نقش آرائیوں کی نقلیں

مانگتا پھرتا ہے۔

(۸) وفاداری کرنا اور سچی بات کہنا یہ ہر کسی کے بس کی بات نہیں ہے۔ میں تو آصف زمانہ جلال الدین وزیر کا غلام ہوں جس میں یہ دونوں صفتیں موجود ہیں۔

(۹) سرمستی اور رندی کی رمزیں تو مجھ سے سن واعظ سے نہ سن کیونکہ میں ہر رات ساغر و پیمانہ کے ساتھ چاند اور ثریا کا ندیم و حریف رہتا ہوں۔

(نوٹ) بعض نسخوں میں یہ غزل شامل نہیں ہے۔

----***----

غزل نمبر (۷۵)

(۱) ایں چہ شوریست کہ در دور قمر می بینم | ہمہ آفاق پُر از فتنہ و شر می بینم

(۲) ہر کسے روزِ بہی می طلبد از ایّام | مشکل اینست کہ ہر روز بتر می بینم

(۳) ابلہاں را ہمہ شربت زگلاب و قندست | قوّتِ دانا ہمہ از خونِ جگر می بینم

(۴) اسپ تازی شدہ مجروح بزیرِ پالاں | طوقِ زرّیں ہمہ در گردنِ خر می بینم

حل لغات:

* قمر۔ چاند * ہمہ آفاق۔ ساری کائنات * فتنہ و شر۔ فتنہ و فساد * بہی۔ بہتری * بتر۔ بدتر * ابلہاں۔ ابلہ کی جمع بیوقوف * اسپ تازی۔ عربی گھوڑا * مجروح۔ زخمی * خر۔ گدھا۔ غزل بڑی سادہ اور موثر ہے اس میں زمانے کی بدلتی ہوئی اقدار کو قرب قیامت کی نشانیاں قرار دیا گیا ہے۔

ترجمہ:

(۱) یہ کیسا شور و غوغا ہے کہ جو میں چاند کے دور میں دیکھ رہا ہوں۔ اور سارے جہان کو فتنہ و فساد سے بھرا ہوا دیکھ رہا ہوں۔

(۲) ہر کوئی اس زمانے سے بہتری اور بھلائی کا طلبگار ہے۔ مشکل یہ ہے کہ میں ہر روز اس زمانے کو بدتر ہوتا دیکھ رہا ہوں۔

(۳) جو بیوقوف ہیں ان کے لیے تو گلاب اور قند کا شربت ہے، وہ گلاب و قند کا شربت پیتے ہیں اور جو دانا و دانشمند ہیں انہیں میں خون جگر پیتے ہوئے دیکھ رہا ہوں۔

(۴) جو عربی اصیل گھوڑا ہے وہ پالان کے نیچے زخمی ہو رہا ہے اور جو گدھا ہے اس کی گردن میں سونے کا طوق (زنجیر) دیکھ رہا ہوں۔

(۵) دختراں راہمہ جنگ ست وجدل بامادر | پسراں را ہمہ بدخواہِ پدر می بینم

(۶) ہیچ رحمے نہ برادر بہ برادر دارد | ہیچ شفقت نہ پدر رابہ پسر می بینم

(۷) پندِ حافظ بشنو خواجہ برو نیکی کُن | زانکہ ایں پند بہ از دُرّ و گہر می بینم

حل لغات:

* جدل۔لڑائی جھگڑا * شفقت۔مہربانی، غمخواری * درد گہر۔موتی و جواہرات۔

ترجمہ:

(۵) جو بیٹیاں ہیں وہ اپنی ماں کے ساتھ سراسر لڑائی جھگڑا کرنے میں مشغول ہیں اور جو بیٹے ہیں وہ سارے کے سارے اپنے باپ کے بدخواہ دیکھ رہا ہوں۔

(۶) بھائی بھائی پر بالکل رحم نہیں کر رہا اور میں بیٹے پر باپ کی ذرہ بھر بھی شفقت نہیں دیکھ رہا۔

(۷) اے خواجہ! تو حافظ کی نصیحت سن اور جا نیکی کر کیونکہ مجھے یہ نصیحت قدر و قیمت میں موتی و جواہرات سے بڑھ کر نظر آتی ہے۔

(نوٹ) بعض نسخوں میں یہ غزل شامل نہیں ہے۔

----***----

غزل نمبر (۷۶)

(۱) دیدار شد میّسر و بوس و کنار ہم — از بخت شکر دارم و از روزگار ہم

(۲) زاہد برو کہ طالع اگر طالع من ست — جام بدست باشد و زلفِ نگار ہم

(۳) ماعیبِ کس بہ رندی و مستی نمی کنیم — لعلِ بتاں خوشست ومئے خوشگوار ہم

(۴) اے دِل بشارتے دہمت محتسب نماند — وزے جہاں پرست وبُتِ میکسار ہم

حل لغات:

* بوس و کنار۔چوما چاٹی۔روزگار، زمانہ * طالع۔مقدر * نگار۔محبوب * لعلِ بتاں۔حسینوں کے لبِ لعلیں * بشارتے۔بشارت، خوشخبری * محتسب۔کوتوال۔

ترجمہ:

(۱) محبوب کا دیدار نصیب ہوا اور اس سے چوما چاٹی بھی میسر آئی۔میں قسمت اور زمانہ دونوں کا ہی شکر گزار ہوں۔(اپنی اور زمانے کی خوش بختی کا ذکر ہے)

(۲) اے زاہد! تو جا اگر میرا نصیب میرا نصیبہ بنا تو میرے ہاتھوں میں شراب کا پیالہ بھی ہوگا اور محبوب کی زلف بھی میرے ہاتھ میں ہوگی۔

(۳) ہم کسی کی رندی و مستی کی عیب جوئی نہیں کرتے۔حسینوں کے لبِ لعلیں بھی خوب ہیں اور خوشگوار شراب بھی موجود ہے۔(اگر شراب نوشی اور عیش کوشی عام ہے تو اچھی بات ہے میں انہیں برا نہیں کہتا)

(۴) اے میرے دِل! میں تجھے یہ خوشخبری دیتا ہوں کہ اب محتسب نہیں رہا۔دنیا شراب سے بھری ہوئی ہے اور شراب پینے والے

حسین بھی موجود ہیں۔ (شراب وشاہد عام ہیں)

(۵) آں شد کہ چشمِ بد نگراں بود از کمیں — خصم از میاں برفت و سرشک از کنار ہم

(۶) خاطر بدستِ تفرقہ دادن ،نہ زیر کیست — مجموعہ بخواہ و صراحی بیار ہم

(۷) برخاکیانِ عشق فشاں جُرعہ لبش[۱] — تا خاکِ لعل گوں شود و مشکبار ہم

(۸) چوں آبروئے لالہ وگُل فیضِ حُسنِ تست — اے ابرِ لُطف بزن خاکی ببار ہم

حل لغات:

* کمیں۔گھات * خصم۔دشمن * خاطر۔دل * خاطر بدست تفرقہ دادن۔طبیعت کو پریشان کرنا * مجموعہ۔دلجمعی * خاکیانِ عشق! عشق کے خاکی بندے * فشاں۔چھڑک * جُرعہ۔گھونٹ * لعل گوں۔لعل کی طرح سُرخ * ابرِ لُطف۔لطف وکرم کا بادل

ترجمہ:

(۵) وہ وقت اب جا چکا۔ جبکہ بری نظر گھات سے دیکھتی تھی۔ اب دشمن درمیان سے اُٹھ گیا ہے اور آنسو بھی نہیں بہتے۔ نہیں آتے۔ (اچھادور آگیا ہے)

(۶) دل کو پریشانی کے حوالے کردینا یہ بھی عقلمندی و دانائی نہیں ہے۔ تو دل جمعی کی طلب کر اور شراب سے بھری صراحی بھی لا۔ (تاکہ دل کی پریشانی دور ہو)

(۷) تو عشق کے ان خاک نشینوں پر محبوب کے لبوں کا ایک گھونٹ چھڑک دے تاکہ یہ خاک لعل کی طرح سرخ ہو جائے اور مشک کی طرح خوشبو سے لبریز بھی۔ (ہم پر بھی نظرِ عنایت ہو)

(۸) جب پھول اور لالہ کی عزت وآبرو تیرے ہی حسن کے فیض سے قائم ہے تو اے لطف وکرم کے بادل! تو مجھ خاکی پر بھی برس جا۔ (تیرے حسن کا فیض مجھ پر بھی ہو)

(۹) چوں کائنات جُملہ بوئے تو زندہ اند — اے آفتاب سایہ ز من بر مدار ہم

(۱۰) اہلِ نظر اسیرِ تو اند از خُدا بترس[۲] — وا انصافِ آصفِ جم اقتدار ہم

(۱۱) بریادِ روئے اَنورِ او آفتابِ[۳] صبح — جاں می کند فدا و کواکب نثار ہم

(۱۲) گوئے زمین ربودۂ چوگانِ عدلِ تست[۴] — دیں برکشیدہ گنبدِ نیلی حصار ہم

حل لغات:

* برمدار۔نہ ہٹا * انصاف۔انصاف * آصفِ جم اقتدار۔جمشید جیسا اقتدار رکھنے والا آصف * کواکب۔کوکب کی جمع،

[۱] بعض نسخوں میں لبش کی جگہ بہت ہے۔ [۲] بعض نسخوں میں مصرع اول یوں ہے: حافظ اسیر زلف تو شد، از خدا بترس۔

[۳] بعض نسخوں میں آفتاب کی جگہ آسمان ہے۔ [۴] بعض نسخوں میں تست کی جگہ اوست ہے جو مناسب تر ہے۔

ستارے * گوئے زمین۔زمین کی گیند * چوگان۔بلا کھونڈی۔

ترجمہ:

(۹) دنیا کی تمام چیزیں جب تیرے لطف و کرم کی بو کی بدولت زندہ ہیں تو اے سورج! تو مجھ سے بھی اپنے فیض کا سایہ پرے نہ ہٹا۔

(۱۰) جملہ اہل نظر تیرے اسیر ہیں۔تو خدا سے ڈر اور جمشید جیسے مرتبے والے وزیر کے انصاف سے بھی خوف کر۔

(۱۱) اس کی روشنی رائے کی یاد میں صبح کا آفتاب اپنی جان نچھاور کرتا ہے اور ستارے بھی اپنی جانیں نثار کرتے ہیں۔

(۱۲) زمین کی گیند تیرے بلے نے اچھالی ہوئی ہے یعنی تیرا انصاف سب پر بازی لے گیا ہے اور بلند و بالا یہ نیلا آسمان بھی تیرے ہی حصار میں آچکا ہے۔(زمین اور آسمان پر حکومت قائم کرلی ہے)

(۱۳) تا از نتیجۂ فلک و طورِ دور اوست — تبدیلِ سال وماہ وخزان و بہار ہم

(۱۴) خالی مباد کاخِ جلالت ز سروراں — وز ساقیانِ سروقدِ گل عذار ہم

(۱۵) برہانِ ملک و دین کہ زدستِ وزارتش — ایّام کاں یمین شد و دریا یسار ہم

(۱۶) عزمِ سبک عنانِ تو در جنبش آورد — ایں پائیدار مرکزِ عالی مدار ہم

(۱۷) حافظ کہ در ثنائے تو چندیں گہر فشاند — پیشِ کفِ توشد خجل و شرمسار ہم

حل لغات:

* طور۔طور اطوار * طور دور۔انداز گردش * خالی مباد۔خالی نہ ہو۔(نہ رہے) * گل عذار۔پھول جیسے رخسار * کاخ۔محل * برہان ملک ودیں۔ملک و دین کی روشن دلیل * عزم۔ارادہ * سبک عنان۔تیز رفتار * مدار۔مرکز' مرکز زمین سے بھی مراد ہے * ثنا۔تعریف * گہر فشاند۔موتی برسائے * خجل۔شرمندہ۔

ترجمہ:

(۱۳) جب تک یہ آسمان اور اس کی گردش کے طور اطوار موجود ہیں اور یہ سال و مہینے' خزاں اور بہار کے موسم بدلتے رہتے ہیں۔(یعنی تاقیامت)

(۱۴) تیرے جاہ وجلال کا یہ محل سرداروں سے کبھی خالی نہ ہو اور پھول جیسے رخسار والے سروقد ساقی بھی موجود رہیں۔

(۱۵) ملک اور دین کی روشنی دلیل برہان الدین وزیر کی دست وزارت سے کانوں کے دن دائیں اور دریا اس کے بائیں آگئے ہیں یعنی اس کی سخاوت کی کانیں اور دریا دائیں بائیں آگئے ہیں۔(سخاوت عام ہوگئی ہے)

(۱۶) تیرا یہ تیز رفتار ارادہ اس پائیدار اور عالی مدار مرکز یعنی زمین کو جو کہ اپنی جگہ سے ہل نہیں سکتی حرکت اور جنبش میں لے آتا ہے۔

(۱۷) حافظ نے اگرچہ تیری تعریف میں اس قدر موتی نچھاور کئے ہیں لیکن تیرے گہر بار ہاتھوں کے سامنے سخت شرمندہ و نادم ہوگیا ہے۔(میری ستائش برائے سخاوت سے تو نے مجھے شرمندہ کردیا ہے)

غزل نمبر (۷۷)

(۱) صلاح از ما چہ می جوئی کہ مستاں را صلا گفتیم　بدورِ نرگسِ مستت را دُعا گفتیم
(۲) درِ میخانہ را بکشا کہ ہیچ از خانقاہ نکشود　گرت باور بود ورنہ سخن ایں بود وما گفتیم
(۳) من از چشمِ خوشِ ساقی خراب افتادہ اَم لیکن　بلائے کز حبیب آمد ہزارش مرحبا گفتیم
(۴) قدت گفتم کہ شمشاد ست وبس خجلت ببار آورد　کہ ایں نسبت چرا کردیم وایں بہتان چرا گفتیم

حل لغات:

* صلا گفتن: دعوت دینا، بلانا * خانقاہ ۔ درگاہ * باور ۔ یقین * مرحبا ۔ خوش آمدید * قدت ۔ تیرا قد * خجلت ۔ شرمندگی
* بہتان ۔ جھوٹا الزام

ترجمہ:

(۱) تو ہم سے بہتری کی کیا طلب کرتا ہے؟ ہم نے تو مستوں کو دعوت دے رکھی ہے اور تیری مست آنکھوں کے دور میں امن و سلامتی کو خیر باد کہہ دیا ہے۔ الوداع کہہ دیا ہے۔

(۲) تو میخانے کے دروازے کو کھول دے کیونکہ مجھے خانقاہ سے کچھ بھی حاصل نہیں ہو سکا۔ تجھے یقین آئے کہ یا نہ آئے اصل بات یہی ہے جو کہ میں نے کہہ دی ہے۔ یعنی چونکہ خانقاہ سے کوئی مراد حاصل نہیں ہوئی اس لیے اب میخانے سے ہی لطف اٹھاتے ہیں۔

(۳) میں ساقی کی اس خوبصورت آنکھ سے مست و برباد ہو کر رہ گیا ہوں لیکن مجھ پر جو بیتا و آفت محبوب کی جانب سے آئی ہے میں اُسے خوش آمدید کہتا ہوں۔

(۴) میں تیرے قد و قامت کے متعلق یہ کہہ بیٹھا کہ یہ بالکل شمشاد کے مانند ہے اور اس کا پھل مجھے شرمندگی کی صورت میں ملا کہ یہ نسبت کیوں دی اور یہ بہتان کیوں باندھا۔ (چہ نسبت خاک را با عالم پاک)

(۵) اگر بر من نبخشائی پشیمانی خوری آخر　بخاطر دار ایں معنی کہ در خدمت کجا گفتیم
(۶) جگر چوں نافہ اَم خوں گشت و بہ زینم نمی باشد[1]　جزائے آنکہ با زلفش سخن از چیں خطا گفتیم
(۷) تو آتش گشتی اے حافظ ولے با یار در نگرفت　ز بد عہدیِ گُل گوئی شکایت[2] با صبا گفتیم

[1] بعض نسخوں میں بہ زینم نمی باشد کی جگہ کم زینم نمی باید ہے۔
[2] بعض نسخوں میں شکایت کی جگہ حکایت ہے۔

حل لغات:

* پشیمانی۔ پچھتاوا * بخاطردار۔ یادرکھ * نافہ۔ مشک کی وہ تھیلی جو ہرن کے پیٹ (ناف) میں ہوتی ہے * آتش گشتی۔ تو آگ ہوگیا ہے۔

ترجمہ:

(۵) اگر تو مجھ پر بخشش نہیں کرے گا تو تو پھر پچھتائے گا۔ لیکن یہ بات یاد رکھنا کہ میں نے جو تیری خدمت میں کس موقع (کہاں) پر عرض کی تھی۔

(٦) میرا جگر مشک کے نافے کی طرح خون ہوگیا ہے اور میں نے اس کی زلف کو غلطی سے چین کے مشک سے تشبیہ دے دی تھی۔ یہی میری غلطی تھی اور میری سزا بھی یہی تھی جو کہ میں نے پالی۔

(۷) اے حافظؔ! تو جدائی کے غم وغصہ سے بالکل آگ ہو چکا ہے۔ اور تو نے اپنی اس آتش فشانی کے حال کو بیان کر ڈالا ہے لیکن اس کا محبوب پر کچھ اثر نہیں ہوا۔ گویا کہ ہم تو نے پھول کی بدعہدی کا گلہ بادِ صبا سے بیان کیا ہے۔ (گل کی شکایت صبا سے کرنے کا گل پر کچھ اثر نہیں ہوتا اس حسن اور خوشبو میں کوئی کمی نہیں آتی)

-----***-----

غزل نمبر (۷۸)

(۱) عمریست تا من در طلب ہر روز گامے میزنم — دستِ شفاعت ہر دَمے در نیکنامے میزنم

(۲) بے ماہِ مہر افروزِ خود تا بگورانم روزِ خود — دامے براہے می نہم مرغے بدامے میزنم

(۳) تا بو کہ یابم آگہی زآں سایۂ سروِ سہی — گلبانگِ عشق از ہر طرف برخوشخرامے میزنم

(۴) ہر چندکاں آرامِ دل دانم نہ بخشند کامِ دل — نقشِ خیالی می کشم فالِ دوامے میزنم

حل لغات:

* ماہ۔ چاند * مہر۔ سورج * آگہی۔ خبر' اطلاع' آگاہی * گلبانگ عشق۔ عشق کا نغمہ * آرامِ دل۔ محبوب * دوامے۔ ہمیشہ

ترجمہ:

(۱) اک عمر گزر گئی ہے کہ میں ہر روز طلب کی راہ میں قدم بڑھا رہا ہوں اور ہر پل و ہر لمحے کی نیکنامی سے شفاعت کے لیے عرض کر رہا ہوں۔

(۲) جب سے میں اپنے سورج کو روشن کرنے والے چاند کے بغیر دن گزار رہا ہوں' جال کو راستے میں بچھاتا ہوں اور اس میں

پرندہ پھنساتا ہوں۔

(۳) اس اُمید میں کہ اُس سرو قامت (محبوب) سے آگاہی حاصل کرسکوں، بہرہ مند ہوجاؤں میں ہر خوش رفتار وخوشخرام کو عشق کا نغمہ سنا رہا ہوں۔

(۴) اگرچہ میں یہ جانتا ہوں کہ وہ محبوب میرے دلی مقصد کو ہرگز پورا نہیں کرے گا لیکن میں پھر بھی خیالی تصویریں کھینچتا ہوں اور ہمیشہ فال لیتا رہتا ہوں۔

(۵) اورنگ کو گلچہر کو نقشِ وفا و مہر کو — حالی من اندر عاشقی دادِ تمامے میزنم

(۶) دانم سرآید قصہ[1] ام چنداں نماند غُصہ اَم — زیں آہِ خون افشاں کہ من ہر صبح وشامے میزنم

(۷) با آنکہ از خود[2] غائبم وزمے چو حافظ تائبم — در مجلسِ روحانیاں گہ گاہ جامے میزنم

حل لغات:

* اورنگ۔تخت * گلچہر۔پھول جیسے چہرے والا * سرآمدن: ختم ہونا * خون افشاں۔خون چھڑکنے والی * تائب۔توبہ کرنے والا * گہ گاہ کبھی کبھی * روحانیاں۔فرشتے پریاں جن کی پیدائش نور و نار سے ہے۔

ترجمہ:

(۵) تخت کہاں اور پھول جیسے رخسار والا کہاں؟ اور وفا اور محبت کا نقش کہاں؟ کہ اب تو میں عاشقی میں ہی یکسر داد وفریاد کر رہا ہوں۔

(۶) مجھے یہ معلوم ہے کہ میرا یہ افسانہ ختم ہوجائے گا اور یہ رنج وغم مٹ جائے گا۔یہی وجہ ہے کہ میں صبح وشام خون چھڑکنے والی آہیں بھرتا رہتا ہوں۔یعنی میں بہت زیادہ آہیں بھرتا ہوں۔

(۷) اس کے باوجود کہ میں خود سے بیخود وبیگانہ ہوں اور حافظ کی طرح شراب سے تائب بھی ہو چکا ہوں لیکن پھر بھی کبھی کبھی روحانیوں کی مجلس میں ایک آدھ پیالہ نوش کر لیتا ہوں۔

----***----

غزل نمبر (۷۹)

(۱) برو اے طبیم از سر کہ خبر زسر ندارم — بخدا رہا کنم جاں کہ زجاں خبر ندارم

(۲) بعیادتم قدم نہ کہ ز بیخودی شوم بہ — مئے ناب نوش وہم دِہ کہ غمِ دِگر ندارم

[1] بعض نسخوں میں قصہ کی جگہ غصہ ہے۔
[2] بعض نسخوں میں خود کی جگہ دے ہے۔

(۳) غم ار خوری ازیں پس نکنم زغمخوری بس — نظرے بجز تو باکس باکسے دِگر ندارم
(۴) از زرت کنند زیور بزرت کشند دربر — من بینوائے مضطر چہ کنم کہ زر ندارم

حل لغات:

* ازسر۔سرہانے سے * بعیادتم۔میری بیمار پرسی کے لیے * مئے ناب۔خالص شراب * بکسے دگر۔کسی اور پر * بینوا۔بے سرو سامان غریب۔

ترجمہ:

(۱) اے طبیب! تو میرے سرہانے سے اُٹھ جا کیونکہ مجھے تو اپنے سر کی بھی خبر نہیں ہے۔ تجھے خدا کا واسطہ ہے کہ تو میری جان چھوڑ دے کہ مجھے تو اپنی جان کا بھی کوئی ہوش نہیں ہے۔ بقول غالب:

ہم وہاں ہیں جہاں سے ہم کو بھی
کچھ ہماری خبر نہیں آتی

(۲) تو میری بیمار پرسی کے لیے آ تا کہ میں اس بیخودی سے بہتر ہو جاؤں۔ خالص شراب نوشی کر اور مجھے بھی نوش کرا کیونکہ مجھے کوئی اور غم وفکر نہیں ہے۔

(۳) اس کے بعد اگر تو میری غمخواری کرے تو میں غمخواری سے بس نہیں کروں گا کیونکہ میری نظر تیرے سوا کسی اور پر ہرگز نہیں ہے۔ (اگر دیکھنا چاہوں تو بس تجھے اور کسی کو نہیں)

(۴) تیرا زیور سونے سے ہی بناتے ہیں اور سونے کے بل پر ہی تجھ سے ہم آغوش ہوتے ہیں۔ لیکن میں بینوا و بیقرار کیا کروں کہ میرے پاس سونا نہیں ہے۔

(۵) دگرم مگو کہ خواہم کہ ز درگہت برانم — تو برین ومن برآنم کہ دِل از تو برندارم
(۶) من اگرچہ مے پرستم بدہید[1] مے بدستم — مبرید دِل ز دستم کہ دلِ دگر ندارم
(۷) دلِ حافظ اربجوئی غمِ دل بہ تند خوئی — چہ بگویمت بگوئی سرِ درد سر ندارم

حل لغات:

* کہ دِل ازتو برندارم۔کہ میں اپنا دل تجھ سے نہیں پھیروں گا * مے پرستم۔شراب کا پجاری ہوں، میخوار ہوں * ار۔اگر، بجوئی۔تو ڈھونڈے۔

ترجمہ:

(۵) تو مجھ سے یہ بات دوبارہ مت کہہ کہ میں تجھ کو اپنی بارگاہ سے نکال دوں گا۔ تو اس پر قائم ہے اور میں اس پر جما ہوا ہوں کہ میں

---

[1] بعض نسخوں میں "بدہید" کے بجائے "ندہید" ہے۔

اپنا دِل تجھ سے نہیں پھیروں گا۔

(۶) میں اگرچہ شراب کا پجاری ہوں تو میرے ہاتھ میں شراب دے دے۔ میرے ہاتھوں سے تو میرا دل مت لے جا کہ میرے پاس دوسرا دل نہیں ہے۔

(۷) اے حافظ کے دل! اگر تو اپنے غم کو اُس تندخُو سے کہنا چاہتا ہے تو میں تجھے کیا کہوں جبکہ تو کہتا ہے کہ مجھے اپنی دردسری کا خیال تک نہیں ہے۔

(نوٹ) بعض نسخوں میں یہ غزل شامل نہیں ہے۔

----***----

ردیف نونِ معجمہ (ن)

غزل نمبر (۱)

(۱) اے نورِ چشم من سخنے ہست گوش کُن — تا ساغرت پُرست بنوشان و نوش کُن

(۲) پیرانِ سخُن بہ تجربہ گویند گفتمت — ہاں اے پسر کہ پیر شوی پند گوش کُن

(۳) بر ہوشمند سلسلہ ننہادہ[۱] است عشق — خواہی کہ زلفِ یار کشی ترکِ ہوش کُن

(۴) تسبیح و خرقہ لذّتِ مستی نہ بخشدت — ہمّت دریں عمل طلب از مے فروش کن

(۵) با دوستاں مضائقہ در عمر و مال نیست — صدجاں فدائے یارِ نصیحت نیوش کن

حل لغات:

* نورِ چشم من۔ میری آنکھوں کے نور * گوش کن۔ سن لے * بنوشان ونوش کن۔ پی اور پلا * پیرانِ سخن۔ بوڑھے اور مدبر لوگ * سلسلہ۔ تعلقات کا سلسلہ، زنجیر * خرقہ۔ گدڑی * نصیحت نیوش۔ نصیحت سننے والا۔

ترجمہ:

(۱) اے میری آنکھوں کے نور! ایک میری بات ذرا دھیان سے سُن۔ جب تک تیرا پیالہ بھرا ہوا ہے تو شراب پی اور پلا۔

(۲) بوڑھے اور مدبر بڑے تجربے کی بات کہتے ہیں جو میں تجھ سے کہہ رہا ہوں۔ ہاں اے بیٹا! تو بوڑھا ہو اور نصیحت کو سن۔ یعنی اگر تو بزرگی کا خواہش مند ہے تو بزرگوں کی بات مان۔

(۳) عشق نے عقل وخرد کو زنجیر نہیں ڈالی ہے یعنی ہوش سے اس کا کوئی تعلق نہیں ہے۔ اگر تو محبوب کی زلف کو کھینچنا چاہتا ہے تو پھر

---

[۱] بعض نسخوں میں ننہادہ است کی جگہ ننہاد دست ہے۔

ہوش وخرد کو ترک کر دے۔

(۴) یہ تسبیح اور گدڑی تجھ کو مستی کی لذت نہیں بخشیں گے۔ ہاں اگر تو اس مستی کی لذت کا طالب ہے تو پھر تو شراب بیچنے والے سے ہمت اور مدد کا طلبگار ہو جا۔

(۵) یاروں دوستوں کے لیے زندگی اور مال و دولت خرچ کر دینے میں کوئی قباحت نہیں ہے۔ جو کوئی نصیحت سنے اور جو محبوب بات مانے اس پر سینکڑوں جانیں نچھاور کر دے۔

(۶) در راہِ عشق وسوسۂ اہرمن بسے ست — ہُشدار[1] و گوشِ دِل بہ پیامِ سروش کُن

(۷) برگِ نوا تبہ شد و سازِ طرب نماند — اے چنگ نالہ برکش واے دَف خروش کُن

(۸) ساقی کہ جامت از مئے صافی تہی مباد — چشمِ عنایتے بمن دُرد نوش کُن

(۹) سرمست در قبائے زر افشاں چو بگزری — یک بوسہ نذرِ حافظِ پشمینہ پوش کُن

حل لغات:

* اہرمن۔شیطان * سروش۔غیب کی خبر دینے والا فرشتہ * برگِ نوا۔خوش نوائی کا سامان' نغمہ سرائی * خروش۔شوروغل * مئے صافی۔صاف وشفاف (چھنی ہوئی) شراب' خالص شراب * دُردنوش۔تلچھٹ پینے والا * تہی۔خالی * زرفشاں۔سونا بکھرتا ہوا' سخاوت کرتا ہوا * پشمینہ پوش۔اونی گدڑی پہننے والا۔

ترجمہ:

(۶) عشق کی راہ میں شیطان بیشار وسوسے پیدا کرتا ہے۔ تو ہوش کر اور اپنے دل کے کانوں کو سروش کے پیغام پر لگا دے۔

(۷) خوش نوائی وخوشی کا ساز وسامان تباہ ہو کر رہ گیا ہے اور خوشی کا کوئی ساز باقی نہیں رہا۔ اے رباب! تو نالہ کر اور اے ڈفلی! تو شوروغل برپا کر دے۔

(۸) اے ساقی! تیرا جام صاف وشفاف اور خالص شراب سے کبھی خالی نہ رہے۔ تو مجھ تلچھٹ پینے والے پر عنایت بھری اک نظر کر دے۔ یعنی تو مجھے بھی صاف وخالص شراب کا ایک گھونٹ عطا کر دے۔

(۹) اے محبوب! جب تو سرمستی کے عالم میں قبا پہنے سخاوت کرتا ہوا گزرے تو اس اونی گدڑی پہننے والے حافظ کو بھی ایک بوسہ عطا کر دینا۔

----***----

غزل نمبر (۲)

(۱) افسرِ سلطانِ گُل پیدا شد از طرفِ چمن — مقدمش یارب مبارک باد بر سرو سمن

[1] بعض نسخوں میں ہشدار کی جگہ پیش آئے ہے۔

(۲) خوش بجائے خویشتن بودی نشست خسروے — تانشیند ہر کسے اکنوں بجائے خویشتن
(۳) تا ابد معمور باد ایں خانہ کز خاکِ درش — ہر نفس با بوئے رحمٰں می وزد بادِ یمن
(۴) خاتمِ جم را بشارت دِہ بحُسنِ خاتمہ — کاسمِ اعظم کرد ازو کوتاہ دستِ اہرمن

حل لغات:

* افسرِ سلطانِ گل ۔ پھولوں کے بادشاہ کا تاج * پیدا۔ظاہر * مقدمش ۔اس کی آمد * سمن ۔چنبیلی کا پھول * نشستِ خسروے۔بادشاہ کا تخت * معمور: بھرا ہوا، آباد۔ * خاتم جم ۔حضرت سلیمان کی انگوٹھی * اسم اعظم ۔اللہ تعالیٰ کا ذاتی و بڑا نام (اللہ) * اہرمن ۔شیطان۔

ترجمہ:

(۱) پھولوں کے بادشاہ کا تاج باغ کی جانب سے ظاہر ہو گیا ہے۔اے میرے خُدا! اس کا آنا سرو اور چنبیلی کے پھولوں کے لیے مبارک ہو۔یعنی بہار کا موسم آگیا ہے لہٰذا باغ کے سب گلوں اور پودوں کو مبارک ہو۔

(۲) بادشاہ کے تخت کو بڑے سلیقے اور قرینے سے سجا دیا گیا ہے۔اور اب ہر کوئی اپنے اپنے مقام و منصب کے مطابق متمکن ہوا چاہتا ہے۔یعنی جب بادشاہ دربار میں آ کر اپنے تخت پر بیٹھ جائے تو پھر سب درباری حسب مرتبہ اپنی اپنی نشستوں پر بیٹھتے ہیں۔

(۳) یہ گھر ابد تک اسی طرح آباد رہے اور اس کے در کی خاک سے ہر لحہ و ہر گھڑی یمن کی ہوا رحمان کی بو کے ساتھ یونہی چلتی رہے۔

(۴) تو سلیمان (جمشید) کی انگوٹھی کو خوشخبری دے کہ اس کا انجام اچھا ہوا کیونکہ اسم اعظم کی برکت سے شیطان کے ہاتھ کو کوتاہ کر دیا ہے یعنی اُس تک نہیں پہنچے گا۔

(۵) خنگِ چوگانیٔ چرخت رام شد در زیرِ زیں — شہسوارا خوش[1] بمیداں آمدی گوئے بزن
(۶) جوئبارِ مُلک را آب ازسر[2] شمشیر تست — تو درختِ عدل بنشاں بیخ بد خواہاں بکن
(۷) شوکتِ پُورِ پشنگ و تیغِ عالمگیرِ تو — در ہمہ شہنامہ باشد داستانِ انجمن
(۸) بعد ازیں بشگفت اگر با نکہتِ خُلقِ خوشت — خیزد از صحرائے ایراں نافۂ مشکِ ختن

حل لغات:

* خنگِ چوگانی * چوگان کا گھوڑا * گوئے بزن ۔گیند کو مار * رام شد ۔مطیع ہوا * جوئبار ۔نہر * درخت بنشاں ۔درخت لگا *

---

[1] بعض نسخوں میں خوش کی جگہ چوں ہے۔
[2] بعض نسخوں میں ازسر کی جگہ رواں ہے۔

بیخ۔ جڑ * شوکت۔ شان وشوکت * پور پشنگ۔ پشنگ کا بیٹا افراسیاب * شہنامہ: فردوسی کا مشہور فارسی شاہنامہ جس مین ایران کے قدیم بادشاہوں کے تاریخی حالات نظم کیے گئے ہیں۔ * نکہت۔ خوشبو * مشک ختن۔ چین کے علاقے ختن کا مشک۔

ترجمہ:

(۵) آسمان کی بازی گاہ کا گھوڑا زین کے نیچے تیرا فرمانبردار ہوگیا ہے۔ اے شہسوار! میدان میں تیرا آنا مبارک ہو۔ گیند پر ضرب لگا اور بازی لے جا۔

(۶) ملک کی نہر کو تیری تلوار کے سرچشمے سے پانی پہنچ رہا ہے۔ تو انصاف کا درخت لگا اور بدخواہوں کی جڑیں اکھیڑ دے۔ تباہ و برباد کر کے رکھ دے۔ یعنی تیری تلوار ملک کی آبیاری (حفاظت) کر رہی ہے تو انصاف کا بول بالا کر اور حاسدوں کو تباہ و برباد کر دے۔

(۷) پشنگ کے بیٹے (افراسیاب) کی طرح تیری عالمگیر تلوار کے کارنامے بھی سارے شاہنامے میں زیب داستان بن کر عالمگیر شہرت حاصل کریں گے۔ یعنی افراسیاب کی طرح تیری بہادری کی شہرت بھی عالمگیر ہو جائے گی۔

(۸) اگر تیرے حُسنِ اخلاق کی خوشبو کے باوجود یہ ملک شگفتہ وشاداب نہ ہوا تو اس کے بعد ایران کے جنگل سے مشک ختن کا نافہ ختم ہو جائے گا۔ یعنی نہیں رہے گا۔

(۹) گوشہ گیراں انتظارِ جلوہٴ خوش می کشند — بر شکن طرفِ کُلاہ و برقع از رُخ بر فگن

(۱۰) اے صبا بر ساقیٔ بزمِ اتا بک عرضہ دار — تا ازاں جامِ زر افشاں جُرعۂ بخشد بمن

(۱۱) مشورت با عقل کردم گفت حافظ مے بنوش — ساقیا مَے دہ بقولِ مستشارِ مؤتمن

حل لغات:

* گوشہ گیراں۔ گوشہ نشین * برشکن۔ خم دے * طرف کلاہ۔ تاج کا گوشہ * اتا بک۔ خواجہ حافظ کا ایک قدردان حکمران * عرض دار۔ پیش کر * جُرعہ۔ گھونٹ * مشورت۔ مشورہ * مستشار: جس سے مشورہ کیا جائے * مؤتمن۔ امانت دار، امین۔

ترجمہ:

(۹) گوشہ نشین وخلوت نشیں تیرے پاکیزہ جلوے کو دیکھنے کا انتظار کر رہے ہیں تو تاج کے گوشے کو ذرا خم دے دے اور اپنے چہرے سے نقاب کو اٹھا دے۔

(۱۰) اے صبا تو اتا بک کی محفل کے ساقی سے یہ عرض کر کہ اس سونا برسانے والے سنہری پیالے سے مجھے بھی ایک گھونٹ عطا کر دے۔

(۱۱) میں نے عقل سے مشورہ کیا تو اس نے کہا اے حافظ! تو شراب پی۔ اے ساقی تو مشورہ دینے والے اور امانت دار قول کے مطابق مجھے شراب دے دے۔ (یہ قول مشہور ہے کہ جس سے مشورہ لیا جائے وہ امانت دار ہوتا ہے)

(نوٹ) یہ غزل اتا بک پیر احمد بن پشنگ کی مدح میں ہے۔

----***----

غزل نمبر (۳)

(۱) اے خسروِ خوباں نظرے سوئے گدا کُن — رحمے بمنِ سوختہء بے سروپا کُن
(۲) دارد دلِ درویش تمنائے نگاہے — زاں چشمِ سیہ مست بیک غمزہ رواکن
(۳) گر لاف زند ماہ کہ ماند بجمالت — بنمائے رُخِ خویش و مہ انگشت نماکن
(۴) اے سروِ چماں ازچمن و باغ زمانے — بخرام دریں بزم و دو صد جامہ قباکن

حل لغات:

* خسروخوباں۔حسینوں کا بادشاہ * سوختہ۔جلا ہوا * بے سروپا۔آوارہ * نگاہے۔اک نگاہ * غمزہ۔نازوادا۔آنکھ کا اشارہ * لاف۔ڈینگ * انگشت نما کن۔رسوا کردے * سروچماں۔اے ٹہلنے والے سرو(محبوب) * بخرام۔ٹہل۔

ترجمہ:

(۱) اے حسینوں کے بادشاہ! اس فقیر کی طرف بھی اک نگاہ کر! اور مجھ دل جلے اور بے سروسامان پر رحم کردے۔
(۲) درویش کا دِل اک نگاہ کا اُمیدوار ہے۔تو اپنی اس سیاہ مست آنکھ کے اک غمزے سے اس کی اس حاجت کو پورا کر۔
(۳) اگر یہ چاند لاف زنی کرے کہ وہ تیرے حسن و جمال سے مشابہت رکھتا ہے تو تو اُسے اپنا چہرہ دکھادے اور اُسے اس طرح بدنام ورسوا کردے کہ لوگ اس پر انگلیاں اٹھانے لگ جائیں۔
(۴) اے خوشخرام (ٹہلنے والے) سرو تو تھوڑی دیر کے لیے چمن سے اس محفل میں بھی ٹہلتا ہوا آ۔اور دوسولباس تارتار کردے۔یعنی سینکڑوں لوگوں (عاشقوں) کو دیوانہ و پاگل کر کے رکھ دے۔

(۵) شمع و گُل و پروانہ و بُلبُل ہمہ جمع اند — اے دوست بیا رحم بہ تنہائی ماکن
(٦) با دل شدگان جور و جفا تا بکے آخر — آہنگِ وفا ترکِ جفا بہر خُدا کُن
(۷) مشنو سخنِ دشمنِ بدگوئے خدارا — با حافظِ مسکینِ خود اے دوست وفاکن

حل لغات:

* ہمہ۔سب، تمام * دل شدگاں۔عاشق لوگ * تا بکے۔کب تک * آہنگ۔ارادہ * بہرِ خدا۔خدا کے لیے، خدا کا واسطہ * بدگوئے۔بدگوئی کرنے والا، حاسد * خُدارا۔خدا کے لیے۔

ترجمہ:

(۵) شمع، پھول، پروانہ اور بُلبُل سب کے سب جمع ہیں۔اے میرے محبوب! تو آ اور ہماری اس تنہائی پر رحم کھا۔یعنی جلوہ افروز ہوکر

ہماری خلوت کو ختم کردے۔
(٦) ان عاشقوں پر آخر تو کب تک یہ ظلم و جفا روا رکھے گا؟ تجھے خدا کا اسطہ ہے تو وفا کا ارادہ کرلے اور اس جفا کو ترک کردے۔
(٧) خدا کے لیے تو بدگوئی کرنے والے دشمن کی بات کو مت سُن: اے میرے محبوب! تو اپنے اس غریب و مسکین حافظ کے ساتھ وفا کر۔
(نوٹ) بعض نسخوں میں یہ غزل شامل نہیں ہے۔

----***----

غزل نمبر (۴)

(۱) اے روئے ماہ منظرِ تو نَو بہارِ حُسن — خال و خطِ تو مرکزِ لُطف و مدارِ حُسن
(۲) در چشمِ پُر خمارِ تو پنہاں فسونِ سحر — در زُلفِ بیقرار تو پیدا قرارِ حُسن
(۳) ماہے بتافت چوں رخت از بُرجِ خسروی — سروے نخاست چوں قدت از جوئبارِ حسن
(۴) خُرّم شد از ملاحتِ تو عہدِ دِلبری — فرّخ شد لطافتِ تو روزگارِ حسن

حل لغات:

* روئے ماہ۔ چاند جیسا چہرہ * مدار۔ مرکز * پُر خمار۔ مستی بھری * فسونِ سحر۔ جادو کا منتر * پیدا۔ ظاہر * بُرجِ خسروی۔ بادشاہی کا بُرج * جوئبار۔ ندی، نہر * خرم۔ خوش * ملاحت۔ نمکینیٔ حسن، سانولا پن * فرّخ۔ مبارک۔

ترجمہ:

(۱) اے میرے محبوب! تیرا چاند جیسا چہرہ حُسن کی بہارِ نَو ہے۔ تیرے خط و خال لُطف و کرم اور حُسن کا مرکز ہے۔
(۲) اے محبوب! تیری مستی بھری آنکھ میں فسونِ سحر پوشیدہ ہے۔ اور تیری پریشان و بیقرار زلفوں میں حُسن کا سکون و قرار ظاہر ہے۔
(۳) تیرے چہرے جیسا چاند بادشاہی کے بُرج سے آج تک کبھی طلوع نہیں ہوا ہے۔ تیرے قد جیسا سرو حسن کی نہر سے کبھی بلند ہوتا ہوا نہیں دیکھا گیا ہے۔
(۴) تیری ملاحت سے تیری دلبری کا عہد خوش و خرم ہو گیا ہے اور تیری لطافت سے حسن کا زمانہ مبارک بن چکا ہے۔

(۵) از دامِ زلف و دانۂ خالِ تو در جہاں — یک مُرغِ دل نماند نگشتہ شکارِ حُسن
(۶) دائم بلُطفِ دایۂ طبع از میانِ جاں — می پرورد بناز ترا در کنارِ حسن
(۷) گردِ لبت بنفشہ ازآں تازہ و تر است — کآبِ حیات می خورد از جوئبارِ حُسن

(۸) حافظ طمع برید کہ بیند نظیرِ دوست[۱] — دیّار نیست غیرِ تو اندر دیارِ حُسن

حل لغات:

* مُرغِ دل۔دل کا پرندہ * دائم۔ہمیشہ * دایہ۔پالنے والی * کنار۔آغوش * بنفشہ۔خوشبودار گھاس جو دوائیوں کے کام میں آتی ہے‘ اسے چہرے کے خط سے تشبیہ دی ہے * جو یبار۔نہر * برید۔بریدن مصدر کا ثنا‘ خاتمہ کرنا * دیار۔ملک، ولایت * نظیر۔مثال۔

ترجمہ:

(۵) تیری زلفوں کے جال اور خال کے دانہ سے دنیا میں کوئی بھی دل کا پرندہ ایسا نہیں ہے جو کہ تیرے حسن کا شکار نہ ہو گیا ہو۔

(۶) طبع کی دایہ (قدرت) ہمیشہ لطف وشفقت سے حسن کی آغوش میں تیری پرورش کر رہی ہے۔تجھے ناز سے پال رہی ہے۔

(۷) اے محبوب! تیرے لبوں کے گرد (تیرے چہرے کا) خط اسی لیے تروتازہ ہے کہ وہ تیرے حُسن کی نہر سے آبِ حیات نوش کر رہا ہے۔پی رہا ہے۔

(۸) حافظ نے اپنے محبوب کی مثل دیکھنے سے طمع منقطع کر لی ہے (یعنی اس خواہش کا خاتمہ کر دیا ہے) کیونکہ تیرے سوا حسن کے دیار میں اور کوئی دیار نہیں ہے۔تیری مثال ملنی مشکل وناممکن ہے۔

----***----

غزل نمبر (۵)

(۱) بالا بلند عشوہ گرِ سروِ[۲] نازِ من — کوتاہ کرد قصّۂ زہدِ درازِ من

(۲) دیدی دِلا کہ آخرِ پیری و زہد و علم — بامن چہ کرد دیدۂ معشوقہ بازِ من

(۳) از آبِ دیدہ برسرِ آتش نشستہ اَم — کو فاش کرد درہمہ آفاق رازِ من

(۴) می ترسم از خرابیِ ایماں کہ می برد — محرابِ آبروئے تو حضور از[۳] نمازِ من

حل لغات:

* بالا بلند۔دراز قامت * عشوہ گر۔عشوہ ساز‘ ناز وانداز کرنے والا * کوتاہ۔مختصر * سروناز۔محبوب * دیدۂ معشوقہ باز۔نظر باز آنکھ * آبِ دیدہ۔آنسو * ہمہ آفاق۔سارا جہان * حضور۔حضورِ قلب‘ حضوری۔

---

[۱] بعض نسخوں میں دوست کی جگہ تو ہے۔
[۲] بعض نسخوں میں سروناز کی جگہ شہباز ہے۔
[۳] بعض نسخوں میں از نہیں ہے۔

ترجمہ:

(۱) میرے بلند قامت اور عشوہ ساز محبوب نے میری لمبی اور طویل پرہیزگاری کے قصّہ کو مختصر کر کے رکھ دیا ہے یعنی اُس نے میری پرہیزگاری کو ختم کر کے رکھ دیا ہے۔

(۲) اے میرے دِل! تو نے دیکھا! کہ آخر بڑھاپے، پرہیزگاری اور علم کے آخر میں میری نظر باز آنکھوں نے مجھ سے کیا سلوک کیا؟ میرے ساتھ کیا کیا؟

(۳) میں آنکھوں کے آنسوؤں کی وجہ سے انگاروں پر لوٹ رہا ہوں اور ان آنسوؤں نے سارے جہان میں میرے راز کو فاش کر کے رکھ دیا ہے۔

(۴) میں ایمان کی خرابی سے ڈر رہا ہوں کیونکہ تیرے ابروؤں کی محراب میری نماز سے حضورِ قلب کی سعادت و دولت کو چھین رہی ہے۔ مطلب یہ کہ نماز میں خشوع وخضوع یعنی حضوری نہیں رہی۔

(۵) مست ست یار و یادِ حریفاں نمی کند — یادش[1] بخیر ساقیِ مسکین نوازِ من
(۶) یارب کے[2] آں صبا بوزد کز نسیم او — گردد شمامۂ کرمش کارسازِ من
(۷) برخود چو شمع خندہ زناں گریہ می کنم — تا با تو سنگدل چہ کند سوز و سازِ من
(۸) نقشے بر آب میزنم از گریہ حالیا — تا کے شود قرینِ حقیقت مجازِ من

حل لغات:

* یادِ حریفاں۔ رقیبوں کی یاد، دوستوں کی یاد * شامہ۔ خوشبو * خندہ زناں۔ ہنستے ہوئے * نقشے بر آب میزنم۔ میں (آنسوؤں سے) پانی پر نقش بناتا ہوں یعنی فضول و بے نتیجہ کام کرتا ہوں۔

ترجمہ:

(۵) میرا محبوب بڑا مست ہے اور وہ اپنے دوستوں کو بالکل یاد نہیں کرتا۔ اے میرے مسکین نواز ساقی اس کی یاد بخیر ہو۔

(۶) اے میرے خدا! وہ بادِ صبا کب چلے گی؟ کہ جس کے نرم وخنک جھونکوں سے اس کے کرم کی خوشبو میری کارساز بن جائے گی یعنی میرے دِلی مقصد کی تکمیل کر دے گی؟

(۷) میں شمع کی طرح اپنے آپ پر ہنس رہا ہوں اور رو رہا ہوں۔ دیکھو کہ اب میرا یہ سوز و ساز تجھ پتھر دل (محبوب) پر کیا اثر جماتا ہے، کیا اثر کرتا ہے، کیا رنگ لاتا ہے؟ شمع کو خنداں اس لئے کہا جاتا ہے کہ اس کی روشنی چاروں طرف پھیلتی ہے اور اس کے پگھلنے کو رونا کہا جاتا ہے۔

---

[1] بعض نسخوں میں یادش کی جگہ ذکرش ہے۔
[2] بعض نسخوں میں کے کی جگہ کہ ہے اور او کی جگہ آں ہے۔

(۸) اب میں اپنے آنسوؤں سے پانی پر نقش بناتا ہوں۔یعنی میرا رونا لا حاصل ہے۔دیکھواب میرا یہ مجاز آخر کب تک حقیقت کے قریب ہوتا ہے۔

(۹) محمود را دمے کہ بآخر رسید عمر — می داد جاں بزاری و می گفت ایازِ من

(۱۰) گفتم بدلقِ زرق بپوشم نشانِ عشق — غماز بود اشک و عیاں کرد رازِ من

(۱۱) زاہد چو از نمازِ تو کارے نمی رود — ہم مستیٔ شبانہء و راز و نیازِ من

(۱۲) حافظ ز غُصّہ سوخت بگوحالش اے صبا — باشاہِ دوست پرورِ دشمن گدازِ من

حل لغات:

* محمود۔سلطان محمود غزنوی * ایاز۔اس کا مشہور غلام' جس سے سلطان کو بڑی محبت تھی * دلق زرق۔مکروفریب کی گدڑی * غماز۔چغلخور * اشک۔آنسو * عیاں۔ظاہر * کارے نمی رود۔مقصد پورا نہیں ہوتا * مستیٔ شبانہ۔رات کی مستی * غُصہ۔رنج وغم * گداز۔نرمی۔

ترجمہ:

(۹) جب سلطان محمود غزنوی کی عمر اختتام کو پہنچی تو وہ بڑی بیقراری سے جان جانِ آفرین کے سپرد کر رہا تھا اور کہہ رہا تھا کہ میرا ایاز کہاں ہے؟ یعنی عاشق جان کنی کے وقت بھی اپنے معشوق کو یاد کرتا ہے۔

(۱۰) میں نے کہا میں مکروفریب کی گدڑی سے عشق کے نشان کو چھپالوں گا لیکن میرے ان آنسوؤں نے چغلی کھائی اور میرا پوشیدہ بھید ظاہر کر کے رکھ دیا۔

(۱۱) اے زاہد! جب نماز سے بھی تیرا مقصد پورا نہیں ہوتا اور میری رات کی مستی اور راز و نیاز سے بھی کام نہیں بنتا؟ تو پھر کیا کیا جائے؟ یعنی تیری نماز بھی مقصد برآری نہیں کر رہی اور میری شب کی مستی سے بھی کام نہیں چل رہا۔یعنی نہ تو مجاز سے کام چل رہا ہے اور نہ حقیقت سے ہی کامیابی حاصل ہو رہی ہے؟

(۱۲) حافظ دردورنج سے جل چکا ہے۔اے بادِ صبا! دوست کو پالنے اور دشمن کو جلانے والے بادشاہ سے تو میرا حال کہہ دے۔

(نوٹ) بعض نسخوں میں شعر نمبر 5, 9 شاملِ غزل نہیں ہیں اور بعض میں یہ شعر مستزاد ہے:

یاراں بناز ونعمت و ما غرقِ محنتیم — بارے بساز کارِ من اے کارسازِ من

(دروست ناز ونعمت میں ہیں اور ہم گرفتارِ مصائب ہیں اے میرے کارساز! تو ایک بار میرا کام بنادے)

----***----

غزل نمبر(۶)

(۱) بہارِ گُل طرب انگیز گشت و توبہ شکن — بشادیِ رُخِ گُل بیخِ غم زدِل برکن
(۲) طریقِ صدق بیاموز زآبِ صاف اے دِل — براستی طلب آزادگی ز سروِ چمن
(۳) رسید بادِ صبا غنچہ از ہوا داری[۱] — زخود بیروں شد و بر تن درید پیراہن
(۴) ز دستبردِ صبا گردِ گُل کُلالہ ببیں — شکنجِ گیسوئے سُنبل نگر برودِ حسن[۲]

حل لغات:

* طرب انگیز۔خوشی ونشاط بڑھانے والی' یعنی عیش ونشاط * طریق صدق۔سچائی کا راستہ * بیاموز۔سیکھ لے * راستی۔سچائی * ہواداری۔محبت * پیراہن۔لباس' قمیص * دستبرد۔قبضہ' لوٹ کا مال' قدرت' غلبہ * کُلالہ:پیچدار زلف۔ * شکنج گیسو۔پیچ و خم * سنبل۔گیسو * رودِ حسن۔نہر کا نام۔

ترجمہ:

(۱) پھولوں کی بہار نے خوشی وعیش کو بڑھا کر توبہ کو توڑ ڈالا ہے تو بھی پھول کا چہرہ دیکھ کر خوش ہو جا اور اپنے دِل سے غم کی جڑوں کو اکھاڑ کر پھینک دے۔

(۲) اے دِل! تو صاف پانی سے سچائی کا راستہ (طریقہ) سیکھ لے۔تو باغ کے سرو سے سچائی کے ساتھ آزادی کی طلب کر۔یعنی سرو سے آزادگی سیکھ۔

(۳) بادِ صبا آ پہنچی ہے اور غنچہ محبت کے جوش میں اپنے آپ سے باہر ہو گیا ہے اور اس نے اپنے جسم کے لباس کو تار تار کر کے رکھ دیا ہے۔یعنی بادصبا کا یہ کمال ہے کہ اس کے چھوتے ہی غنچہ گُل بن گیا۔

(۴) تو صبا کے قبضے سے پھول کے گرد پیچدار زلفوں کو دیکھ؟ اور حسن نامی نہر پر گیسوئے سنبل کے پیچ وخم کا نظارہ کر۔

(۵) عَروسِ غنچہ بدیں زیور و تبسّمِ خوش[۳] — معاینہ دلِ و دین مے برد بوجہِ حسن
(۶) صفیرِ بُلبُلِ شوریدہ و نفیرِ ہزار — برائے وصلِ گُل آمد بروں زقلبِ[۴] حزن
(۷) حدیث وغُصّہ[۵] دوراں زجام جو حافظ! — بقولِ مطرب و فتویٰ پیرِ صاحبِ فن

[۱] بعض نسخوں میں از ہواداری کی جگہ در وفاداری اور تن کی جگہ خود ہے۔
[۲] بعض نسخوں میں برودِ حسن کی جگہ بروئے سمن ہے۔
[۳] بعض نسخوں میں مصرع اول یوں ہے: عروس غنچہ رسید از حرم بطالع سعد جو بہتر نہیں لگتا اور معاینہ کی جگہ بعینہ ہے جو بہتر لگتا ہے۔
[۴] بعض نسخوں میں قلب کی جگہ بیت ہے۔
[۵] بعض نسخوں میں غصہ کی جگہ قصہ ہے اور یہی بہتر ہے۔

حل لغات:

* عروس۔دُلہن، عروسِ غنچہ، غنچے کی دلہن۔ * معاینہ۔علانیہ * صفیرِ بُلبُل ۔بُلبُل کی آہ وفغاں * شوریدہ۔دیوانی * نفیر ہزار۔ ہزار داستان، نالۂ عندلیب * قلبِ حزن۔غمگین دِل * حدیث۔بات، داستان * مطرب۔گویا * پیر صاحب فن: سالک، مرشد۔

ترجمہ:

(۵) غنچے کی دُلہن زیور اور دلکش ودلفریب مسکراہٹ سے اس طرح سجی ہوئی ہے کہ بڑے اچھے طریقے سے کھلم کھلا دِل اور دین اڑا لے جاتی ہے۔

(۶) دیوانی بُلبُل کی آہ وفغاں اور ہزار داستان کی فریاد غمگین دِل سے وصلِ گُل کے لیے نکل رہی ہے۔یعنی وہ گُل کے وصل کے لیے ہی فریاد کر رہی ہے۔

(۷) اے حافظ! تو اس دنیا کی طرح طرح کی داستانیں (باتیں) اپنے اس شراب کے پیالے میں ڈھونڈ گویے کا کہنا ہے کہ یہی صاحبِ فن پیر کا فتویٰ ہے۔

----***----

غزل نمبر(۷)

(۱) چندا نکہ گفتند[۱] غم با طبیباں — درماں نکردند مسکین غریباں

(۲) آں گُل کہ ہر دم در دستِ خاریست — گو شرم بادت[۲] از عندلیباں

(۳) ما دردِ پنہاں با یار گفتیم — نتواں نہفتن درد از طبیباں

(۴) یارب اماں دہ تا باز بیند — چشمِ محبّاں روئے حبیباں

حل لغات:

* درماں: علاج۔ * گو: اس سے کہہ دو۔ * شرم بادت: تجھے شرم آنی چاہیے۔ * دردِ پنہاں: پوشیدہ درد۔ * نہفتن: مصدر چھپانا۔ * محبان: محبت کرنے والے، عاشق، واحد محبّ۔

ترجمہ:

(۱) ہر چند انہوں نے ان طبیبوں کو اپنے غم کا حال سنایا ہے لیکن یہ مجھ مسکین وغریب کا علاج نہیں کر سکے۔

---

۱ بعض نسخوں میں گفتند کی جگہ گفتم ہے۔

۲ بعض نسخوں میں بادت کی جگہ بادش ہے۔

(۲) وہ پھول جو ہر وقت کانٹوں کے ہاتھوں میں ہے تم اُس سے یہ کہہ دو! کہ تجھے بلبلوں سے شرم آنی چاہیے۔یعنی تیرے عشاق نو بیقرار ہیں اور تو ان رقیبوں میں گھرا ہوا ہے اور یہ بڑی شرم کی بات ہے۔

(۳) ہم نے اپنے چھپے ہوئے درد کو اپنے محبوب کے روبرو بیان کر ڈالا ہے۔ہم ان طبیبوں سے اپنی بیماری کا حال نہیں چھپا سکے۔

(۴) اے میرے خدا! تو مجھے فرصت دے تا کہ ان عشاق کی آنکھ محبوبوں کے چہرے کو پھر دیکھ لے۔نظارہ کر سکے۔

(۵) دُرجِ محبّت بر مُہرِ خود نیست — یارب مبادا کامِ رقیباں

(۶) اے منعم آخر برخوانِ وصلت [1] — تاچند باشم از بے نصیباں

(۷) حافظ نگشتے رسوئے [2] گیتی — گر می شنیدی پندِ غریباں [3]

حل لغات:

* دُرجِ محبت۔محبت کی ڈبیہ * مبادا۔ایسا نہ ہو * منعم۔دولت مند، صاحب انعام (محبوب) * برخوانِ وصلت۔تیرے وصل کے خوان پر * گیتی۔دنیا، زمانہ * پند۔نصیحت۔

ترجمہ:

(۵) محبت کی ڈبیہ پر کوئی بھی کسی کی مہر نہیں ہے (یعنی کسی کا بھی اختیار نہیں ہے) اے میرے خدا! رقیبوں کا مقصد کبھی بھی حاصل نہ ہو۔رقیبوں کا مقصد اس سے پورا نہ ہو۔

(۶) اے میرے محبوب! آخر میں کب تک تیرے وصل کے دسترخوان پر طرح طرح کی نعمتیں کھانے سے محروم رہوں گا؟ یعنی مجھے کب تک تیرا وصل نصیب نہیں ہوگا؟

(۷) اے حافظ! تو کبھی بھی اس دنیا میں رسوا و بدنام نہ ہوتا۔اگر تو ہم غریبوں کی کوئی نصیحت سن لیتا تو۔

(نوٹ) بعض نسخوں میں شعر نمبر 3 ناپید ہے اور بعض میں یہ شعر مستزاد ہے:

با آہ و دردم با روئے زردم
مانندِ باراں سر در بیاباں
(آہ درد اور زرد چہرے کے ساتھ بارش کے مانند بیابان میں سر رکھے ہوئے ہوں)

-----***-----

۱ بعض نسخوں میں وصلت کی جگہ جودت ہے۔
۲ بعض نسخوں میں رسوائے کی جگہ شیدائے ہے۔
۳ بعض نسخوں میں غریباں کی جگہ ادیباں ہے۔

غزل نمبر (۸)

(۱) چو گُل ہر دم ببویت جامہ بر تن　　کنم چاک از گریباں تا بدامن
(۲) تنت را دید گُل گوئی کہ در باغ　　چو مستاں جامہ را بدرید بر تن
(۳) من از دستِ غمت مشکل برم جان　　ولے دِل را تو آساں بردی از من
(۴) بقولِ دشمناں برگشتی از دوست　　نگردد ہیچ کس با دوست دشمن
(۵) تنت درجامہ چوں در جامِ بادہ　　دِلت درسینہ چوں در سیم آہن

حل لغات:

* ببویت۔ تیری بُو وخوشبو * بدرید۔ بدریدن مصدر، پھاڑنا، تارتار کرنا * مشکل برم جاں۔ مشکل جاں بچارہا ہوں * برگشتی۔ پھر گیا ہے * سیم: چاندی۔ * آہن: لوہا۔

ترجمہ:

(۱) میں ہر وقت پھول کی طرح تیری خوشبو سونگھنے کے لیے اپنے جسم کا لباس گریبان سے دامن تک تارتار کر رہا ہوں۔
(۲) پھول نے شاید باغ میں تیرے تن بدن کو دیکھ لیا ہے۔ اسی لیے تو اُس نے اپنے تن بدن کے لباس کو تارتار کر کے رکھ دیا ہے۔
(۳) تیرے غم کے ہاتھوں سے میں بڑی مشکل سے اپنی جان بچارہا ہوں لیکن تو نے بڑی آسانی سے مجھ سے میرا دِل چھین لیا ہے۔
(۴) تو دشمنوں کے کہنے پر اپنے دوست سے پھر گیا (برگشتہ ہوگیا) ہے کوئی شخص بھی اپنے دوست کا دشمن نہیں ہوتا۔
(۵) تیرا بدن کپڑوں میں ایسے ہے جیسے جام میں شراب اور تیرا دل سینے میں ایسے ہے جیسے چاندی میں لوہا۔

(۶) ببار اے شمعِ اشک از دیدہ چوں میغ　　کہ سوزِ دل شود بر خلق روشن
(۷) مرو[۱] کز سینہ ام آہِ جگر سوز　　بر آید ہمچو دُود از راہِ روزن
(۸) دلم را مشکن و در پا میانداز　　کہ دارد دردِ سرِ زُلفِ تو مسکن
(۹) چو دل را بست در زلفِ تو حافظ[۲]　　بدینساں کارِ او در پا میفگن

---

۱ بعض نسخوں میں مرو کی جگہ مکن ہے۔
۲ بعض نسخوں میں مصرع اول یوں ہے: چو دل درزلفِ تو بستت حافظ۔

حل لغات:

* ببار۔ برس، برسا * میغ۔ بادل * دود۔ دھواں * روزن۔ روشندان، کھڑکی * مسکن۔ رہنے کی جگہ، جائے سکونت * بدینساں ۔اس طرح * پامیفگن۔ ذلیل نہ کر۔ * پاؤں میں مت گرا۔ محروم نہ رکھ۔

ترجمہ:

(۶) اے شمع! تو بادل کی طرح اپنی آنکھ سے آنسو برسا تا کہ میرے اس دِل کی جلن (سوز) دنیا پر روشن ہو جائے۔ دنیا میرے سوز کو جان جائے۔

(۷) اے میرے محبوب تو مت جا کہ تیرے جانے کی وجہ سے میرے سینے میں پھونک دینے والی آہ ایسے نکلے گی جیسے کہ روشندان کی راہ سے دھواں نکلتا ہے۔

(۸) تو میرا یہ دل نہ توڑ اور اسے پامال مت کر کیونکہ اس نے تیری زلفوں کے اندر اپنا مسکن بنا رکھا ہے۔ تیری زلفوں میں زندہ ہے۔

(۹) حافظؔ نے جب اپنا دل تیری زلفوں میں باندھ لیا ہے تو اے میرے محبوب! تو اسے اس طرح اپنے پاؤں میں دَل کرا سے اور ذلیل مت کر، اسے محروم نہ رکھ۔

----***----

غزل نمبر (۹)

(۱) چوں شوم خاکِ رہش دامن بیفشاند زمن — ور بگویم دل مگرداں[1] رَو بگرداند زمن

(۲) گر چو شمعش پیش میرم بر غمم خندد[2] چو صبح — ور برنجم خاطرِ نازک برنجاند زمن

(۳) عارضِ[3] رنگیں بہر کس می نماید ہمچو گُل — ور بگویم باز پوشاں باز پوشاند زمن

(۴) دوستاں جاں دادہ ام بہر دہانش بنگرید — گو[4] بچیزے مختصر چوں باز می ماند زمن

حل لغات:

* دامن بیفشاند۔ دامن جھاڑ لیتا ہے * خندد چو صبح * صبح کی طرح ہنس پڑتا ہے * عارض رنگین۔ رنگین رخسار * باز پوشاں۔

---

۱ بعض نسخوں میں مگرداں کی جگہ بگراں ہے۔

۲ بعض نسخوں میں بر غمم خندد کی جگہ بر غمم خنداں شود ہے۔

۳ بعض نسخوں میں عارض کی جگہ روئے ہے۔

۴ بعض نسخوں میں گو کی جگہ کو ہے۔

پردہ کر * دوستاں۔اے دوستو! * بہر دہانش:اس کے دہن کی خاطر۔

ترجمہ:

(۱) جب میں اس کے راستے کی خاک بن جاتا ہوں تو وہ مجھ سے دامن جھاڑ لیتا ہے اور اگر میں کہتا ہوں کہ مجھ سے دل نہ پھیر تو وہ منہ پھیر لیتا ہے۔

(۲) اگر میں اُس کے سامنے شمع کی طرح جل مرتا ہوں تو وہ میرے غم میں صبح کی طرح ہنس پڑتا ہے اور اگر میں اپنے غم و رنج کا اظہار کرتا ہوں تو وہ اپنے نازک دل کو مجھ سے رنجیدہ کر لیتا ہے۔

(۳) وہ اپنے پھول کی طرح کی رنگین رخسار ہر کسی کو دکھاتا ہے۔اور اگر میں کہتا ہوں کہ (غیروں سے) پردہ کر تو وہ پھر مجھ سے پردہ کر لیتا ہے۔

(۴) اے میرے دوستو! دیکھو کہ میں نے اس کے دہن کی خاطر جان دے دی ہے۔اُس سے کہو کہ اس قدر مختصر سی چیز کے عوض مجھ سے کنارہ کشی کیوں کرتا ہے۔

(۵) او بخونم تشنہ و من برلبش تا چوں شود — کام بستانم ازو یاد او[1] بستاند ز من
(۶) چشمِ خود را گفتم آخر یک نظر سیرش ببیں — گفت می خواہی مگر تا جوئے خون راند ز من
(۷) گرچو فرہادم بتلخی جاں برآید حیف[2] نیست — بس حکایتہائے شیریں باز می ماند ز من
(۸) ختم کن حافظ کہ گرزیں گونہ خوانی درسِ عشق — خلق در ہر گوشۂ افسانۂ خواند ز من[3]

حل لغات:

* تشنہ۔پیاسا * داد۔بدلہ' انصاف * جُوئے خون۔خون کی نہر * فرہاد۔شیریں کا عاشق' جو کہ بہت بڑا سنگ تراش تھا * شیریں۔فرہاد کی معشوقہ خسرو پرویز کی بیوی * زیں گونہ۔اسی طرح * درس۔سبق۔

ترجمہ:

(۵) وہ میرے خون کا پیاسا ہے اور میں اس کے لبوں کا، دیکھئے کیا ہوتا ہے؟ میں اُس سے اپنا مقصد پورا کرتا ہوں یا وہ مجھ سے داد لیتا ہے۔بدلہ لیتا ہے۔

(۶) میں نے اپنی آنکھ سے کہا کہ آخر تو اُسے جی بھر کے دیکھ لے اُس نے کہا کہ شاید تو چاہتا ہے کہ وہ خون کی نہر بہادے۔

(۷) فرہاد کی طرح اگر میری جان نہایت تلخی کے ساتھ نکلے تو کوئی افسوس نہیں ہے کیونکہ اُس کی طرح میری بھی اکثر شیریں و دلکش

---

[1] بعض نسخوں میں یادِ او کی جگہ یا داد ہے۔
[2] بعض نسخوں میں حیف کی جگہ پاک ہے۔
[3] بعض نسخوں میں مقطع یوں ہے: صبر کن حافظ کہ گرزیں دست بادش درسِ غم — عشق در ہر گوشۂ افسانۂ خواند ز من

کہانیاں باقی رہ جائیں گی۔

(۸) اے حافظ! تو اب بس کر کہ اگر تو اسی طرح عشق کا سبق پڑھتا رہے گا تو پھر دنیا کے گوشے گوشے میں لوگوں کی زبان پر میرا ہی فسانہ ہوگا۔

----***----

غزل نمبر (۱۰)

(۱) خُدارا کم نشیں با خرقہ پوشاں   رُخ از رندانِ[1] بے سامان مپوشاں
(۲) دریں خرقہ بسے آلودگی ہست   خوشا وقتِ قبائے مَے فروشاں
(۳) چو مستم کردہٗ مستور منشین   چو نوشم دادہٗ زہرم منوشاں
(۴) تو نازک طبعی و طاقت نیاری   گرانیہائے مشتے دلق پوشاں

حل لغات:

* خرقہ پوشاں۔گدڑی پہننے والے * مپوشاں ۔نہ چھپا * خدارا ۔خدا کے لیے * خرقہ ۔گدڑی * آلودگی ۔میل کچیل * خوشا۔کیا اچھی * مستور۔پردہ * نوش۔شہد * منوشاں ۔نہ پی * گرانیہائے ۔بوجھ'نا قابل برداشت حرکات۔

ترجمہ:

(۱) خدا کے لیے تو ان گدڑی پہننے والوں کے پاس نہ بیٹھ اور ان بے سروسامان رندوں سے اپنے چہرے کو مت چھپا۔یعنی تو ریا کاری کا مظاہرہ نہ کر۔

(۲) اس گدڑی میں بڑی میل کچیل ہے، زبردست آلودگی ہے لیکن ان شراب فروشوں (صاف دِل رندوں) کی قبا کا وقت اچھا ہے یعنی اس کی کیا بات ہے؟ وہ بہت ہی اچھی ہے۔

(۳) تو نے جب اپنے حسن و جمال سے مجھے مست و بیخود کر دیا ہے تو اب مجھ سے پردہ مت کر۔جب تو نے مجھے شہد عطا کیا ہے تو پھر اب مجھے یہ زہر نہ پلا۔

(۴) تو تو نازک طبع ہے اور ان گدڑی پہننے والوں کی نا قابل برداشت حرکتوں کو ہرگز برداشت نہ کر سکے گا۔

(۵) دریں صوفی وشاں دردے ندیدم   کہ صافی باد عیشِ دُرد نوشاں
(۶) لبِ میگون چشمِ مست بکشائے   کہ از شوکت[2] مُے لعل ست جوشاں

---

[1] بعض نسخوں میں رندان کی جگہ خرقہ پوشاں ہے جو بہتر لگتا ہے۔

[2] بعض نسخوں میں شوکت کی جگہ شوقت ہے۔

(۷) بیاؤ زرقِ ایں سالوسیاں بیں — صراحی خون دِل و بربط خروشاں
(۸) ز دلِ گرمئِ حافظ پر حذر باش — کہ دارد سینہء چوں دیگ جوشاں

حل لغات:

* صوفی وشاں۔صوفی نما،صوفی جیسے * لبِ میگوں۔شراب جیسے(سرخ)لب * مئے لعل۔سرخ شراب * زرق۔مکاری * سالوسیاں۔مکروفریب،کرنے والے،مکار۔ * بربط۔ساز کا نام (ڈفلی) * حذر۔ڈر۔

ترجمہ:

(۵) میں نے ان صوفیوں یا صوفی نماؤں میں ذرا بھی درد نہیں دیکھا لیکن ان دُرد نوشوں (تلچھٹ پینے والوں) کا عیش بالکل صاف ہے۔

(۶) تو اپنے یہ شراب جیسے سرخ لب اور مست آنکھیں کھول دے کیونکہ تیرے دیدار کے شوق سے یہ سرخ شراب جوش مار رہی ہے۔

(۷) تو آ اور ان مکار گدڑی پہننے والوں کے مکروفریب کو دیکھ! کہ صراحی کے مانند دل خون کئے ہوئے بربط کی طرح جوش وخروش میں مشغول ہیں۔یعنی یہ ریاکار تنہائی میں ہوس پرستی کر رہے ہیں اور جلوت میں ہُوحق کے نعرے لگاتے ہیں۔

(۸) تو حافظ کے دِل کی گرمی (سوز) سے ڈرتا رہ کیونکہ اس کا سینہ دیگ کی طرح جوش مار رہا ہے۔یعنی سینے میں درد وغم کا لاوا پھٹنے کو ہے۔

(نوٹ) بعض نسخوں میں شعر نمبر 6 ناپید ہے۔

----* * *----

غزل نمبر (۱۱)

(۱) دانی کہ چیست دولتِ دیدارِ یار دیدن — در کوئے او گدائی برخسروی گزیدن
(۲) از جاں طمع بریدن آساں بود ولیکن — از دوستانِ جانی مشکل بود بریدن
(۳) خواہم شدن بہ بستاں چوں غنچہ بادلِ تنگ — وآنجا بہ نیک نامی پیراہنے دریدن
(۴) گہ چوں نسیم با گُل رازِ نہفتہ گفتن — گہ سرِّ عشقبازی از بُلبُلاں شنیدن

حل لغات:

* خسروی۔بادشاہی * بریدن۔مصدر کا ثنا' قطع تعلق کرنا * پیراہنے دریدن۔لباس تارتار کرنا * رازِ نہفتہ۔چھپا ہوا راز۔

ا بعض نسخوں میں بیاوزرق کی جگہ بیاوزغبن (بمعنی دھوکا ہے)

ترجمہ:

(۱) کیا تو جانتا ہے کہ محبوب کے دیدار کی دولت کیا چیز ہے؟ اس کے کوچے میں گدائی کرنے کو بادشاہی پر ترجیح دیتا ہے۔
(۲) اپنی جان سے ہاتھ دھو لینا تو آسان ہے لیکن جانی دوستوں سے علیحدگی (قطع تعلق) کرنا نہایت ہی کٹھن اور مشکل کام ہے۔
(۳) میں غنچے کی طرح چمن میں دِل تنگ ہو کر جاؤں گا اور وہاں پر سے اپنی نیک نامی کے کپڑے تار تار کر کے عشق میں سرخروئی حاصل کروں گا۔
(۴) میں کبھی بادِ نسیم کی طرح گل سے چھپا ہوا راز کہوں گا اور کبھی بُلبُلوں سے عشق بازی کے بھید سنوں گا۔

(۵) بوسیدنِ لبِ یار اوّل ز دست مگزار　　کآخر ملول گردی از دستِ لب گزیدن
(۶) فرصت شمار صحبت کزیں دو راہہ منزل　　چوں بگوریم نتواں دیگر بہم رسیدن
(۷) گوئی برفت حافظؔ از یادِ شاہِ منصور　　یارب بیادش آورد رویش پروریدن

حل لغات:

* ملول۔ رنجیدہ غمگین * از دست لب گزیدن۔ افسوس کرنا * فرصت شمار۔ غنیمت سمجھ * درویش پروریدن۔ درویش پروری۔

ترجمہ:

(۵) تو اپنے محبوب کے لب چومنے کو پہلے ہی ہاتھ سے نہ جانے دے یعنی ہرگز کوتاہی نہ کر کیونکہ میں تو آخر ہونٹ کاٹنے کے ہاتھوں رنجیدہ ہو گیا ہوں، مطلب یہ کہ وقت کھو دیا تو افسوس ہوگا۔
(۶) تو اپنے ان دوستوں کی صحبت کو غنیمت جان کیونکہ جب ہم دو راستوں والی اس منزل (دنیا) سے گزر (چلے) جائیں گے تو دوبارہ پھر کبھی نہ آئیں گے اور پھر کبھی اکٹھے نہ ہو سکیں گے۔
(۷) تو کہتا ہے کہ حافظ فتحمند بادشاہ (منصور) کی یاد سے محو ہو چکا ہے۔ (بھول چکا ہے) اے میرے خدا! تو اُسے درویش پروری کی یاد دلا دے۔

----***----

غزل نمبر (۱۲)

(۱) دِلم را در سرِ زلفِ تو مسکن　　بدینسانش فرو مگزار و مشکن
(۲) وگر دل سرکشد چوں زلف از خط　　بدست آرش ولے در پاش مفکن
(۳) چو شمع ار پیشم آئی درشب تار　　شود چشم بدیدارِ تو روشن

(۴) بگذارم چہ کار اکنوں کہ گشتہ است — جہاں برچشم از رویت چو گلشن

حل لغات:

* مسکن۔ رہنے کی جگہ، جائے سکونت * بدینسان۔ اس طرح * فرومگوار۔ مت چھوڑ * مشکن۔ نہ توڑ * سرکشد۔ سرکش ہوجائے * پاش مفکن۔ پامال مت کر * شب تار۔ اندھیری رات * اکنوں۔ اب * چہ کار۔ کیا کام، کیا غرض۔

ترجمہ:

(۱) میرے دل کا مسکن تیری زلفوں میں ہے۔ یعنی میرا دل تیری زلف میں رہتا ہے۔ تو اسے اس طرح سے نہ چھوڑ اور اسے نہ توڑ۔

(۲) اور اگر یہ میرا دِل زلف کی طرح خط سے سرکشی کرے تو پھر تو اُسے اپنے قابو میں لا لیکن اسے پامال مت کر، پاؤں تلے نہ روند۔

(۳) اگر تو شمع کی طرح اندھیری رات میں میرے سامنے آجائے تو میری آنکھیں تیرے دیدار سے روشن ہوجائیں گی۔ ان میں بینائی آجائے گی۔

(۴) مجھے اب اس باغ کی سیر سے کیا کام ہے؟ (کیا غرض ہے؟) کہ تیرے رُخ کے فیض سے میری آنکھوں میں یہ ساری دنیا ایک گلزار بن چکی ہے۔

(۵) ز سروِ قامتت ننشینم آزاد — ہمہ تن گر زباں باشم چو سوسن

(۶) ز مہرت گرِ بتابم[1] ذرّہ روئے — چو خورشیدم فرود آید ز روزن

(۷) کجا بر تنگِ شکّر دست یابد — گر اندیشد مگس از بادِ بیزن

(۸) چو حافظؔ ماجرائے عشق بازی — نمی گوید کسے بر وجہِ اَحسن

حل لغات:

* سرو قامت۔ تیرے قد کا سرو * سوسن۔ ایک مشہور پھول کا نام جو نیلے رنگ کا ہوتا ہے، سفید بھی ہوتا ہے، اس کی پتیاں زبان سے مشابہ ہوتی ہے، اس لیے شعرا سے زبان سے تشبیہ دیتے ہیں * فرود آید۔ اُتر آئے * روزن۔ روشندان۔ کھڑکی * مگس۔ مکھی * بادِ بیزن۔ پنکھے کی ہوا * تنگ شکر۔ شکر کی بوری * ماجرائے۔ داستان * بروجہِ احسن۔ بہ طریق احسن، اچھی طرح، اچھے طریقے سے۔

ترجمہ:

(۵) میں تیرے سرو جیسے قد (کی تعریف) سے کبھی فارغ نہیں بیٹھ سکتا۔ اگرچہ میرا تمام تن بدن سوسن کے پھول کی طرح زبان ہی کیوں نہ بن جائے۔

(۶) اگر میں تیری محبت سے ذرہ کی طرح روشن ہوجاؤں تو آفتاب کی طرح وہ سوراخ میرے اوپر اتر آئے گا۔ یعنی اگر میں تیری

[1] بعض نسخوں میں بتابم کے بجائے نتابم ہے۔

محبت سے ذرہ کی مانند روشن نہ ہو جاؤں تو ذرہ سورج کی طرح میری جان میں اثر کرے گا۔

(۷) مکھی شکر کی بوری پر کہاں قابو پائے گی؟ اگر وہ پنکھے کی ہوا سے ہی ڈر جائے تو یعنی جو شخص مصائب سے گھبرا جائے وہ اپنے دل کی مراد حاصل نہیں کر سکتا۔

(۸) حافظ کی طرح کوئی شخص (شاعر) بھی عشقبازی کی داستان (عشقبازی کا قصہ) نہیں بیان کر سکتا۔ یعنی جس اچھی طرح سے حافظ نے اپنی غزل میں عشق و محبت کے حقائق بیان کئے ہیں اور کوئی شاعر بھی بیان نہیں کر سکتا۔

(نوٹ) بعض نسخوں میں یہ غزل ناپید ہے۔

----***-----

غزل نمبر (۱۳)

(۱) ز در در آ و شبستانِ ما منور کن — دماغِ [1] مجلسِ روحانیاں معطر کن

(۲) بچشم و ابروِ جاناں سپردہ ام دِل وجاں — بیا بیا و تماشائے طاق و منظر کن

(۳) ازآں شمائلِ الطاف وحسنِ خوش کہ تراست — میانِ بزمِ حریفاں چو شمع سر برکن

(۴) بگو بخازنِ جنت کہ خاکِ ایں مجلس — بتحفہ بر سوئے فردوس وعودِ مجمر کن

حل لغات:

* شبستان۔خوابگاہ * روحانیاں۔اللہ کے نیک بندے، روحانی لوگ * طاق۔محراب، محل * تماشا کن۔دیکھ * منظر۔دریچہ * شمائل۔خصلتیں * خازنِ جنت۔جنت کا دربان، داروغہ * عُود۔ایک خوشبودار لکڑی جسے آگ پر جلاتے ہیں * مجمر۔انگیٹھی۔

ترجمہ:

(۱) تو دروازے کے اندر آجا اور ہماری خوابگاہ کو روشن کردے اور اللہ کے نیک بندے کی مجلس کے دماغ کو معطر کردے۔

(۲) میں نے اپنے دل اور اپنی جان کو محبوب کی آنکھ اور ابرو کے سپرد کر ڈالا ہے۔ تو آ، آ اور اس طاق سے اس منظر کو دیکھ۔

(۳) اچھی اور عمدہ خصلتیں اور دلکش حسن جو کہ تو رکھتا ہے (یہ بڑی قابل فخر بات ہے) تو دوستوں کی بزم میں ان خوبیوں اور ان اوصاف کی بنا پر اپنے سر کو شمع کی طرح بلند کر۔

(۴) تو بہشت کے دربان سے کہہ دے کہ وہ اس بزم کی خاک تحفہ کے طور پر لے جائے اور اُسے بہشت میں لے جا کر انگیٹھی میں (اگر بتی کے طور پر) جلائے۔

(۵) طمع بقدِ وصالِ تو حدِ ما نبود — حوالیتم بداں [2] لعلِ ہمچو شکر کن

---

[1] بعض نسخوں میں دماغ کی جگہ ہوائے ہے۔

[2] بعض نسخوں میں بداں کی جگہ بلب ہے۔

(۶) چو شاہدانِ چمن زیرِ دستِ حُسنِ تواند — کرشمہ برسمن و ناز [1] بر صنوبر کن
(۷) ستارۂ شبِ ہجراں نمی فشاند نُور — بامِ قصر بر آ و چراغِ مہ بر کن
(۸) ازیں مرقع پشمینہ نیک در تنگم — بیک کرشمۂ صوفی وشم [2] قلندر کن

حل لغات:

* حدِّ مانبود۔ ہماری طاقت سے باہر ہے' ہمارے بس کی بات نہیں ہے * کرشمہ۔ کرامت' ناز وادا * صنوبر۔ سروجیسا درخت قد سے تشبیہ دیتے ہیں * سمن۔ چنبیلی * شبِ ہجراں۔ جدائی کی رات * قصر۔ محل * مرقع پشمینہ۔ مراد گدڑی * نیک در تنگم۔ میں بہت تنگ ہوں۔

ترجمہ:

(۵) تیرے وصال کی طمع ہمارے امکان کی حد سے باہر ہے (ہمارے بس کی بات نہیں ہے) کہ ہم تیرے وصال کی نقدی کی طمع کریں۔ تو ہمیں اپنے شریں لبوں کا ایک بوسہ ہی عنایت کردے۔

(۶) جب چمن کے سارے معشوق تیرے زیرِ فرمان ہیں تو تو چنبیلی کے پھول پر کرشمہ اور صنوبر پر ناز کر۔ یعنی اپنے چہرے کی خوبصورتی اور اپنے قد وقامت کی دلکشی پر ناز کر۔

(۷) جدائی کی اندھیری رات کو ستارہ بھی اپنے نور سے روشن نہیں کرتا۔ اے محبوب! تو اپنے محل کی چھت پر اور چاند کی شمع کو گل کر دے تا کہ میری جدائی کی اندھیری رات روشن ہو جائے۔

(۸) میں اپنے اس اونی خرقے سے بڑا تنگ اور بیزار ہوں۔ تو مجھے اپنے ایک ذرا سے کرشمے سے صوفی و قلندر بنا دے۔

(۹) فضول نفس حکایت بسے کند ساقی — تو کارِ خود مدہ از دست و مے بہ ساغر کن
(۱۰) لبِ پیالہ ببوس آنگہے بمستاں دہ — بایں لطیفہ دماغِ خرد معطّر کن [3]
(۱۱) وگر فقیہ نصیحت کند کہ مے مخورید [4] — پیالہء بدہش گو دماغ را تر کن
(۱۲) حجابِ دیدۂ ادراک شد شعاعِ جمال — بیا و خرگہِ خورشید را منوّر کن
(۱۳) پس از ملازمتِ عیش و عشقِ مہرویاں — ز کارہا کہ کنی شعرِ حافظؔ ازبر کن

حل لغات:

* تو کارِ خود مدہ از دست۔ تو اپنا کام ہاتھ سے مت دے * خرد۔ عقل * فقیہ۔ علم فقہ کا ماہر' مراد دانا و عقلمند * ببوس۔ چوم لے

---

[1] بعض نسخوں میں ناز کی جگہ جلوہ ہے۔ [2] بعض نسخوں میں وشم کی جگہ کشم ہے۔
[3] بعض نسخوں میں مصرع ثانی یوں ہے: بدیں دقیقہ دماغِ معاشراں تر کن اور بعض میں دماغ کی جگہ مشام ہے۔
[4] بعض نسخوں میں مے مخورید کی جگہ عشق مباز ہے۔

* خرد۔عقل * حجاب۔پردہ * دیدہ۔آنکھ * شعاع۔کرن * خرگہ۔خیمہ * از بر کن۔یاد کرلے۔

ترجمہ:

(۹) اے ساقی یہ نفس بہت ہی فضول باتیں کرتا ہے۔تو اپنے کام کو اپنے ہاتھ سے نہ دے اور شراب کو پیالے میں ڈال دے۔

(۱۰) تو پیالے کے لبوں کو چوم لے اور پھر مستوں کو پلا اور اس لطیفے سے عقل وخرد کے دماغ کو خوشبودار کردے۔

(۱۱) اگر فقیہ تجھے نصیحت کرتا ہے کہ تو شراب نوشی نہ کر، تو تو اُسے پیالہ دے کر کہہ دے کہ اپنے دماغ کو معطر کرلے۔

(۱۲) تیرے حسن وجمال کی کرن عقل وادراک کی آنکھوں کا پردہ بن گئی ہے۔تو آ اور سورج کے خیمے کو روشن کردے۔

(۱۳) ماہ رُخوں کے عشق اور عیش وعشرت کی ملازمت (پابندی) کے بعد تجھے جو بھی کام کرنا ہے وہ یہ ہے کہ تو حافظ کے شعروں کو یاد کرلے۔یعنی ماہ رخوں کا عشق اور عیش ونشاط کے بعد جو بھی کیف وسرور حافظ کے اشعار میں ہے وہ اور کہیں پر بھی موجود نہیں ہے۔

(نوٹ) بعض نسخوں میں شعر نمبر 3 ناپید ہے اور بعض میں یہ شعر مستزاد ہے۔

شنیدم از در و دیوارِ کوئے اوصد بار
کہ خاکِ راہ شو اینجا و خاک بر سر کن

(میں نے سو بار اس کے کوچے کے درودیوار سے سنا ہے کہ اس جگہ راستے کی خاک بن جا اور سر پر خاک ڈال لے)

----***----

غزل نمبر (۱۴)

(۱) شاہِ شمشاد قداں خسروِ شیریں دہناں
کہ بموگاں شکند قلب ہمہ صف شکناں

(۲) دامنِ دوست بدست آر وز دشمن بگسل
مردِ یزداں شو و ایمن[1] گزر از اہرمناں

(۳) مست بگوشت ونظر برمن درویش انداخت
گفت کاے چشم و چراغِ ہمہ شیریں سخناں

(۴) تاکے ازسیم و زرت کیسہ تہی خواہد بود
پندِ ما بشنو[2] و بر خور ز ہمہ سیم تناں

(۵) کمتر از ذرّہ نۂ پست مشو مہر بورز
تا بخلوتگہِ خورشید رسی چرخ زناں

حل لغات:

* شمشادِ قداں۔شمشاد جیسے قد وقامت والے * خسروِ شیریں دہناں: میٹھے لبوں کے بادشاہ۔ * قلب دل۔فوج کا درمیانی

۱ بعض نسخوں میں ایمن کی جگہ فارغ ہے۔

۲ بعض نسخوں میں پندِ ما بشنو کی جگہ بندۂ من شو ہے۔

حصہ * قلب ہمہ صف شکناں۔ بہادروں کے قلب کو توڑنے والا' بڑا بہادر * بگسل۔ الگ ہوجا * یزداں۔ خدا * اہرمن۔ شیطان * شیریں سخناں۔ شیریں بیان شاعر * تاکے۔ کب تلک * کیسہ۔ کھیسہ * سیم تناں۔ چاندی جیسے تن بدن والے' حسین * مہر بورز۔ محبت اختیار کر * چرخ زناں۔ ناچتا ہوا۔

ترجمہ:

(۱) اے شمشاد جیسے قد و قامت والوں کے بادشاہ اور شیریں دہنوں کے شہنشاہ! تیری پلکوں کی طاقت سے تمام صف شکن بہادروں کا قلب ٹوٹ جاتا ہے۔ یعنی تو تمام صف شکن بہادروں کا قلب توڑ ڈالتا ہے۔

(۲) تو اپنے محبوب کے دامن کو اپنے ہاتھوں میں لے لے اور دشمن سے علیحدگی اختیار کر لے۔ تو خدا کا بندہ بن جا اور شیطان سے بے خوف ہو کر امن میں رہ۔

(۳) وہ مست و بیخود گزر رہا تھا کہ اس نے مجھ درویش پر نظر کی اور کہا کہ اے تمام شیریں بیان شاعروں کے چشم و چراغ!

(۴) تیرا کھیسہ چاندی اور سونے سے کب تلک خالی رہے گا؟ تو میری نصیحت سن اور سارے چاندی جیسے تن بدن والے معشوقوں سے فائدہ حاصل کر۔

(۵) تو ذرہ سے کم نہیں ہے۔ پست ہمت مت ہو۔ محبت کو اختیار کر لے اور یہاں تک کہ تو ناچتا ہوا سورج کی خلوت گاہ میں چلا جائے۔

(۶) پیر پیمانہ کشِ ما کہ روانش خوش باد — گفت پرہیز کن از صحبتِ پیماں شکناں
(۷) بر جہاں تکیہ مکن گر قدحے مے داری — شادیٔ زہرہ جبیناں خور و نازک بدناں
(۸) باصبا در چمنِ لالہ سحر می گفتم — کہ شہیدانِ کہ اند ایں ہمہ خونیں کفناں
(۹) گفت حافظ من و تو محرمِ ایں راز نہ ایم — از مئے لعل حکایت کن و سیمیں ذقناں[1]

حل لغات:

* پیاں شکناں۔ عہد توڑ دینے والے * قدح۔ شراب کا بڑا پیالہ * خونیں کفناں۔ خونی کفن والے (شہید) * سیمیں ذقناں۔ چاندی جیسی ٹھوڑی رکھنے والے محبوب۔

ترجمہ:

(۶) ہم پیالہ نوشوں کے پیر (مرشد کامل) نے کہ ان کی روح خوش رہے کہاں ہے کہ عہد توڑ دینے والوں کی صحبت سے پرہیز کر۔ یعنی بے وفاؤں اور وعدہ توڑنے والوں سے بچ۔

(۷) اگر تو اپنے پاس شراب رکھتا ہے تو پھر اس دنیا پر مت بھروسہ کر۔ تو بس ان زہرہ جبینوں اور نازک بدن معشوقوں کے ساتھ خوش رہ۔

(۸) میں لالہ کے چمن میں صبح کے وقت بادِ صبا سے یہ کہہ رہا تھا کہ یہ سارے خونی کفن والے کس کے شہید ہیں؟

---

[1] بعض نسخوں میں ذقناں کے بجائے دہناں ہے۔

(۹) اُس نے کہا کہ اے حافظ! میں اور تو اس راز سے واقف نہیں ہیں تو کہیں سرخ شراب اور چاندی جیسی ٹھوڑی والے معشوقوں کی بے باتیں کر۔

-----***-----

غزل نمبر (۱۵)

(۱) شرابِ لعل کش وروئے مہ جبیناں بیں — خلافِ مذہب آناں جمالِ ایناں بیں
(۲) بزیرِ دلق مرقّع کمندہا دارند — دراز دستیِ ایں کوتہ آستیناں بیں
(۳) بخرمنِ دوجہاں سرفرو نمے آرند — دماغِ کبرِ گدایانِ خوشہ چیناں بیں[1]
(۴) گرہ از ابروئے پُر چیں نمی کشاید یار[2] — نیازِ اہلِ دل و نازِ نازنیناں بیں

حل لغات:

* آناں۔ان کا * ایناں۔ان کا * دلق مرقع۔پیوند لگی گدڑی * خرمن۔کھلیان * خوشہ چیناں۔خوشے چننے والے * پُر چیں۔ شکنوں بھری * نیاز۔عاجزی * ناز۔فخر۔ * نازنیناں: ناز والے، مراد حسین وخوبصورت لوگ، معشوق۔

ترجمہ:

(۱) تو سرخ شراب نوش کر اور ان مہ جبینوں کا چہرہ دیکھ اُن (زاہدوں) کے مذہب کے خلاف ان (حسینوں) کے حسن و جمال کو دیکھ۔
(۲) یہ پیوند لگی گدڑی کے نیچے کمندیں چھپائے رکھتے ہیں۔تو ان کوتہ آستینوں (ریا کار درویشوں) کی دست درازی تو دیکھ۔
(۳) یہ دو جہان کے کھلیان پر بھی اپنا سر نہیں جھکاتے۔تو ان خوشہ چین گداؤں کا فخر وغرور سے بھرا ہوا دماغ تو دیکھ۔
(۴) وہ (محبوب) اپنی شکنوں سے بھری ہوئی گرہ کو نہیں کھولتا۔تو ان دل والوں کی عاجزی اور ان نازنینوں کے فخر و ناز کو دیکھ۔

(۵) حدیثِ عہدِ محبّت ز کس نمی شنوم[3] — وفائے صحبتِ یارانِ ہمنشیناں بیں
(۶) اسیرِ عشق شدن چارۂ خلاصِ من ست — ضمیرِ عاقبت[4] اندیش پیش بیناں

---

[1] بعض نسخوں میں مصرع ثانی یوں ہے: دماغ وکبرِ گدایاں وخوشہ چیناں بیں
[2] بعض نسخوں میں مصرع اول یوں ہے: بہائے یم کرشمہ ہزار جان طلبند۔
[3] بعض نسخوں میں مصرع اول یوں ہے: حقوق صحبت مارا بباد داد و برفت۔
[4] بعض نسخوں میں عاقبت کی جگہ عافیت ہے جو کہ جویندۂ خلاص کی مناسبت سے موزوں تر ہے کیونکہ عاقبت اندیش اور پیش بیناں ہم معنی ہیں۔

(۷) غبارِ خاطرِ حافظ ببرد صیقلِ عشق [1] — صفائے نیّتِ پاکان و پاک دیناں بیں

حل لغات:

* حدیث۔بات، داستان * خلاص۔خالص ہونا، مخلص، مخلصی، خلاصی * پیش بیناں۔آگے دیکھنے والے، مستقبل پر نظر رکھنے والے * غبارِ خاطر۔دل کا غبار * صیقل۔پالش۔

ترجمہ:

(۵) میں محبت کے زمانے کی باتیں کسی سے نہیں سنتا۔تو ہم نشیں دوستوں کی صحبت کی وفا کو دیکھ۔یعنی دوستوں میں محبت اور وفا موجود نہیں رہی۔

(۶) عشق میں قید ہونا ہی میری خلاصی کا ذریعہ ہے۔تو ذرا ان پیش بینوں کے انجام سوچنے والوں کے ضمیر کو تو دیکھ یعنی سچے عاشق محبت کی قید کو آزادی سمجھتے ہیں۔

(۷) حافظ کے دل کے غبار کو عشق کے صیقل نے صاف کر دیا ہے۔تو ان پاک دلوں اور پاک دینوں کی نیت کی صفائی کو دیکھ!

----***----

غزل نمبر (۱۶)

(۱) صبح ست ساقیا قدحے پُر شراب کُن — دورِ فلک درنگ ندارد شتاب کُن
(۲) زاں پیشتر کہ عالمِ فانی شود خراب — ما را ز جامِ بادۂ گلگوں خراب کن
(۳) خورشیدِ مے ز مشرقِ ساغر طلوع کرد — گر برگِ عیش می طلبی ترکِ خواب کُن
(۴) روزیکہ چرخ از گلِ ما کوزہ ہا کند — زنہار کاسۂ سرِ ما پُر شراب کن

حل لغات:

* قدح۔شراب کا بڑا پیالہ * درنگ۔دیر * شتاب۔جلدی * گلگوں۔پھول کے رنگ کی، سرخ * برگِ عیش۔عیش ونشاط کا سروسامان * چرخ۔آسمان * گل۔مٹی، گیلی مٹی * زنہار۔خبردار۔

ترجمہ:

(۱) اے ساقی! صبح ہوگئی ہے تو شراب سے پیالہ بھر دے کیونکہ آسمان کی گردش کو ذرا بھی دیر نہیں لگتی، تو جلدی کر لے۔

---

[1] بعض نسخوں میں مصرع اول یوں ہے: کدورت از دل حافظ ببرد صحبت دوست ہے اور نیت کی جگہ ہمت ہے۔

(۲) اس سے پہلے کہ یہ فانی دنیا تباہ و برباد ہو جائے تو ہمیں سرخ شراب کے جام سے خراب کردے یعنی مست و بیخود کردے۔

(۳) شراب کا سورج پیالے کے مشرق سے نکل آیا ہے۔اگر تجھے عیش وعشرت کے سامان کی طلب ہے تو پھر تو اس نیند کو ترک کر دے۔سونا چھوڑ دے۔

(۴) جس روز یہ آسمان ہماری مٹی سے کوزے بنائے۔خبردار! تو ہمارے اس سر کے پیالے کو شراب سے پُر کردے۔

(۵) ما مردِ زہد و توبہ و طامات نیستم | باما بجامِ بادۂ صافی خطاب کُن
(۶) ہمچوں حباب دیدہ بروئے قدح کشائی | دین خانہ را قیاسِ اساس از حباب کُن
(۷) ایامِ گُل چو عمر برفتن شتاب کرد | ساقی بدورِ بادۂ گُلگُوں شتاب کُن
(۸) کارِ صواب بادہ پرستی ست حافظا! | برخیز و روئے عزم بکارِ ثواب[1] کُن

حل لغات:

* طامات۔شیخی، ڈینگیں، لاف زنی * حباب۔بُلبلہ * اساس۔بنیاد * ایام گُل۔موسم بہار * شتاب۔جلدی * بادۂ گلگوں۔ سرخ (پھول جیسی) شراب * کارِ صواب۔درست کام۔

ترجمہ:

(۵) ہم زہد، توبہ کرنے والے اور لاف زن لوگ نہیں ہیں۔تو ہمیں صاف و مصفا شراب کے جام کے ساتھ مخاطب کر۔یعنی جام و شراب کی باتیں کر۔

(۶) تو اس بُلبلے کی طرح اپنی آنکھیں اس پیالے پر کھول (گاڑ دے) اور اپنے اس گھر (دنیا) کی بنیاد کو بُلبلے کی طرح ہی سمجھ۔یعنی جس طرح بُلبلے کی کوئی بنیاد نہیں ہے اس دنیا کی بھی کوئی دیرپا اساس نہیں ہے۔

(۷) بہار کے موسم نے عمر کی طرح گزر جانے میں بڑی جلدی کی ہے۔اے ساقی! تو پھول جیسی سرخ شراب کا دور چلا اور ذرا جلدی سے کام لے۔

(۸) اے حافظ! صحیح اور درست کام تو بس شراب نوشی ہی ہے۔تو اپنے ارادے کا رُخ ثواب کے کام کی جانب موڑ دے۔یعنی نیکی کرنے کا ارادہ کرلے۔

(نوٹ) بعض نسخوں میں شعر نمبر 6, 7 ناپید ہیں۔

----***----

[1] بعض نسخوں میں ثواب کی جگہ صواب (بمعنی ٹھیک) ہے۔

غزل نمبر (۱۷)

(۱) فاتحہ چو آمدی بر سرِ خستۂ بخواں
لب بکشا کہ می دہد لعلِ لبت بمردۂ جاں

(۲) آنکہ پرسش آمد و فاتحہ خواندو می رود
[1]کو نفسے کہ رُوح را می کنم از پیش رواں

(۳) اے کہ طبیبِ خستہ روئے وزبانِ من بہ بیں
کایں دم و دُودِ سینہ ام بارِ دِلست برزباں

(۴) گرچہ تب استخوانِ من کرد ز مہر گرم ورفت
ہیچو تم نمی رود آتشِ مہر ز استخواں

حل لغات:

* فاتحہ۔ سورہ فاتحہ' پڑھ کر مردہ کو اس کا ثواب بخشا جاتا ہے' مراد دُعا کرنا * نفسے۔ دم' سانس * پرسش: پُرسہ، حال احوال پوچھنا * خستہ روئے۔ بیمار' عاشق زار * تب۔ تپ' بخار' گرمی * استخوان۔ ہڈیاں۔

ترجمہ:

(۱) جب تو ایک خستہ حال عاشق کی قبر پر آ ہی گیا ہے تو پھر فاتحہ پڑھ لے۔ اپنے لب کو کھول دے کہ تیرے شریں اور میٹھے لب مُردے میں جان ڈال دیتے ہیں۔

(۲) وہ جو حال چال پوچھنے کو آیا ہے اور فاتحہ پڑھ کر جا رہا ہے۔ دَم کہاں ہے؟ کہ میں اپنی رُوح کو اس کے آگے آگے روانہ کردوں؟

(۳) تو ایک بیمار و خستہ زار کا طبیب ہے میرے چہرے اور میری زبان کو دیکھ کہ یہ سانس اور سینے کی آہ زبان پر دل کا بوجھ ہیں۔ یعنی سانس دل کے لیے ناقابل برداشت بوجھ ہے۔ سانس نکل کر دل سے یہ بوجھ اگر اُتر ہی جائے تو بہتر ہے۔

(۴) اگرچہ تپ میری ہڈیوں کو محبت سے گرم کر کے چلا گیا ہے (اتر گیا ہے) لیکن تپ کی طرح محبت کی آگ ہڈیوں سے نہیں جاتی۔

(۵) باز نشاں حرارتم زآبِ دُو دیدہ و بہ بیں
نبضِ مرا کہ می دہد ہیچ ز زندگی نشاں

(۶) حالِ دِلم چو خالِ تو ہست درآتشش وطن
جسمم ازآں دو چشمِ تو خستہ شدست وناتواں

(۷) آنکہ مدام شیشہ ام از مئے لعل دادہ است
شیشہ ام ازچہ می بردپیشِ طبیب ہرزماں

(۸) حافظ از آبِ زندگی شعرِ تو داد شربتم
ترکِ طبیب کن بیا نسخۂ شربتم بخواں

حل لغات:

---

[1] بعض نسخوں میں کوئی جگہ کو ہے۔

* باز۔ پھر * دیدہ۔ آنکھ * خال۔ دانہ، تل کا نشان جو رخسار پر خوبصورتی کے لیے لگاتے ہیں * مدام۔ ہمیشہ * مئے لعل۔ سرخ شراب، مراد آگ * ہر زماں۔ ہر وقت * آبِ زندگی۔ آبِ حیات * نسخہ۔ کلام۔

ترجمہ:

(۵) تو میری گرمی و حرارت کو پھر دونوں آنکھوں کے پانی سے سرد کر دے۔ اور نبض کو دیکھ کہ یہ زندگی کا کوئی اَتا پتا دیتی ہے۔

(۶) میرے دِل کا حال تیرے خال کی طرح ہے اور اس کا وطن آگ ہے۔ اور میرا جسم تیری ان دونوں آنکھوں کی وجہ سے خستہ و ناتواں ہو چکا ہے۔ یعنی محبوب کے غمزوں سے عاشق کا جسم ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہو گیا ہے۔

(۷) وہ کہ جس نے مجھے ہمیشہ سرخ شراب (آگ) ہی کا شیشہ دیا ہے۔ یعنی اُس نے ہمیشہ میرے دل میں عشق کی آگ بھر رکھی ہے) پھر میرا دل کیوں مجھے ہر وقت طبیب کے پاس لے جاتا ہے۔

(۸) اے حافظ! تیرے کلام نے مجھے آبِ حیات کا شربت دیا ہے۔ تو طبیب کو چھوڑ اور آ جا۔ میرے شربت کا نسخہ (کلام) پڑھ۔

----* * *----

غزل نمبر (۱۸)

(۱) کرشمہ کن و بازارِ ساحری بشکن — بغمزہ رونقِ بازارِ [1] سامری بشکن

(۲) بباد دہ سر و دستارِ عالمے یعنی — کلاہ گوشہ بآئینِ دلبری بشکن

(۳) بروں خرام و ببر گوئے نیکی از ہمہ کس — سزائے حُور دہ و رونقِ پری بشکن

(۴) با آہوانِ نظر شیرِ آفتاب بگیر — بہ ابروانِ دوتا قوسِ مشتری بشکن

حل لغات:

* کرشمہ۔ ناز و غمزہ، کرامت، اعجاز * ساحری۔ جادوگری * سامری۔ حضرت موسیٰؑ کے زمانے کا مشہور جادوگر * بباد دہ۔ برباد کر دے * کلاہِ گوشہ۔ کلاہ (ٹوپی) کا گوشہ * ادائے دلبری۔ دلبری کے دلنشیں انداز * ببر گوئے۔ گیند لیجا۔ بازی جیت لے * بہ آہوانِ نظر۔ غزالیں آنکھیں * شیرِ آفتاب (برج اسد) * قوسِ مشتری۔ سیارۂ مشتری۔

ترجمہ:

(۱) اے میرے محبوب! تو اپنے ناز و غمزہ کی کرامت دکھا اور اس کے کرشمہ سے جادو کے بازار کو سرد کر دے۔ اور اپنے ادا و غمزہ سے سامری کی جادوگری کے بازار کی رونق کو ختم کر دے۔ بے رونق کر دے۔

(۲) تو دنیا جہان کے سروں اور دستاروں کو برباد کر دے یعنی تو اپنی دلبری کے دستور کے مطابق (ادائے دلبری سے) اپنی کلاہ کے

---

[1] بعض نسخوں میں رونقِ بازار کی جگہ رونق و ناموس ہے۔

گوشے کو ذرا ٹیڑھا کردے اور پھر اپنے سر پر اسے سجالے۔

(۳) تو باہر آ کر محوِ خرام ہو جا اور حسن میں سب پر سبقت لے جا (بازی جیت لے) حور کو سزا دے اور پری کی رونق کو توڑ پھوڑ کر رکھ دے۔

(۴) تو اپنی غزالیں آنکھوں سے سورج کے شیر (برج اسد) کا شکار کر اور اپنے خم دار ابروؤں سے سیارۂ مشتری کی کمان کو توڑ کر رکھ دے۔

(۵) چو عطر سائے شود زلفِ سُنبل از دم باد ۔۔۔ تو قیمتش ز سرِ زلفِ عنبری بشکن

(۶) چو عندلیب فصاحت فروش شد اے حافظ! ۔۔۔ تو رونقش [1] بہ سخن گفتنِ دری بشکن

حل لغات:

٭ سُنبل۔خوشبودار گھاس جسے زلف سے تشبیہ دیتے ہیں ٭ عنبری۔مشہور خوشبو ٭ عندلیب۔بلبل ٭ دری۔فارسی زبان کی ایک قسم جو بہت فصیح ہے، مراد عمدہ زبان فارسی۔(قدیم فارسی زبان)

ترجمہ:

(۵) جب سنبل کی زلف ہوا کے جھونکوں کے ذریعے سے اپنی خوشبو بکھیرے تو اس کی قدر و عزت کو اپنی خوشبودار زلفوں سے خاک میں ملا دے۔

(۶) اے حافظؔ! بلبل فصاحت کا اظہار کرنے لگی ہے تو زبان دری میں کلام لکھ کر اس کی رونق کو بے آب و رنگ کر دے۔

(نوٹ) بعض نسخوں میں یہ شعر بھی موجود ہے

بزلف گوئی کہ آئین سرکشی بگوار۔ ۔۔۔ بغمزہ گوئی کہ قلبِ ستمگری بشکن

(زلف سے کہہ دے کہ وہ سرکشی کا دستور ترک کر دے اور غمزہ سے کہہ دے کہ وہ ستمگری کے دل کو توڑ دے)

----٭٭٭----

غزل نمبر (۱۹)

(۱) گلبرگ را ز سُنبلِ مشکیں نقاب کُن ۔۔۔ یعنی کہ رُخ بپوش و جہانے خراب کُن

(۲) بکشا بعشوہ [2] نرگسِ مستِ خراب را ۔۔۔ وز رشکِ چشمِ نرگسِ رعنا پُر آب کُن

(۳) بفشاں عرق زچہرہ و اطرافِ باغ را ۔۔۔ چوں شیشہائے دیدۂ ما پُر گلاب کُن

---

[1] بعض نسخوں میں رونقش کی جگہ قدرِ او ہے۔

[2] بعض نسخوں میں کی جگہ عشوہ کی جگہ شیوہ ہے اور پُر آب کی جگہ بخواب ہے۔

(۴) بوئے بنفشہ بشنو و زلفِ نگار گیر　　بنگر برنگِ لالہ و عزمِ شراب کن

حل لغات:

٭ گلبرگ۔برگِ گل، پھول کی پتی مراد ہے، پھول جیسے رخسار ٭ سنبلِ مشکیں۔معطر زلفیں ٭ عشوہ۔معشوقوں کا اندازِ فریب' نازوادا ٭ نرگس رعنا۔بانکی آنکھ ٭ بفشاں عرق۔پسینہ پونچھ لے ٭ بنفشہ۔ایک مشہور خوشبودار گھاس جو دوائیوں کے کام آتی ہے اُسے زلف سے تشبیہ دیتے ہیں ٭ عزم۔ارادہ۔

ترجمہ:

(۱) اے محبوب! تو اپنے پھول جیسے رخساروں پر اپنی معطر زلفوں کا پردہ ڈال دے یعنی اپنے چہرے کو چھپالے اور ایک جہان کو خراب و برباد کر کے رکھ دے۔

(۲) تو اپنی (عشوہ سے) مست اور خراب کر دینے والی نرگس یعنی مست اور نشیلی آنکھ کو ناز وادا سے کھول اور رشک سے نرگس کی بانکی (خوبصورت) آنکھ کو آنسوؤں سے بھر دے، بھگو ڈال۔

(۳) تو اپنے چہرے سے پسینہ پونچھ کر چھڑک دے اور باغ کی چاروں اطراف کو ہماری آنکھوں کے شیشوں کی طرح گلاب سے بھر دے۔

(۴) تو بنفشہ کی خوشبو کو سونگھ اور محبوب کی زلفوں کو تھام لے۔گل و لالہ کے رنگ کو دیکھ لے اور شراب نوشی کا ارادہ کر لے۔

(۵) ز آنجا کہ رسم و عادتِ عاشق کشئ تُست!　　شمشیرِ کیں بخونِ دلِ ما خضاب کُن

(۶) ما بختِ خویش و خوئے ترا آزمودہ ایم　　بادشمناں قدح کش و با ما عتاب کُن

(۷) حافظ وصال می طلبد از رَہِ دُعا　　یارب دعائے خستہ دِلاں مستجاب کُن

حل لغات:

٭ کیں۔کینہ ٭ خضاب کن۔رنگ دار کر دے ٭ خوئے۔عادت ٭ قدح کش۔شراب پی ٭ عتاب۔غصہ' خفگی' قہر و غضب' رنج ٭ خستہ دلاں۔دکھی اور مغموم دل ٭ مستجاب۔قبول۔

ترجمہ:

(۵) اس لیے کہ تیری رسم و عادت عاشق کو قتل کرنا ہے۔تو اپنے کینے کی تلوار کو ہمارے دِل کے خون سے رنگدار کر لے۔

(۶) ہم نے اپنی قسمت اور تیری عادت کو آزمالیا ہے۔تو دشمنوں کے ساتھ شراب نوشی کر اور ہم پر غصہ و عتاب کر۔

(۷) حافظ دُعا کے وسیلہ سے وصال طلب کر رہا ہے۔اے میرے خدا! تو ان خستہ دِلوں کی دُعا کو قبول کر لے۔

(نوٹ) بعض نسخوں میں غزل نمبر 16 کے یہ دو شعر بھی اس غزل میں شامل ہیں:

ـ ایام گل چو عمر برفتن شتاب کرد | ساقی بدورِ بادۂ گلگوں شتاب کن
ـ ہمچوں حبابِ دیدہ بروئے قدح کشائے | ویں خانہ را قیاسِ اساس ازحباب کن

----***----

غزل نمبر(۲۰)

(۱) ما سر خوشیم و بادۂ ما در پیالہ کُن | بدمست را بغمزۂ ساقی حوالہ کُن
(۲) درجامِ ماہِ بادہ چوں آفتاب ریز | بر روئے روز سُنبلِ مشکیں کلالہ کُن
(۳) اے پیرِ خانقہ بخرابات شو دمے | غُسلے بر آر و توبۂ ہفتاد سالہ کُن
(۴) صوفی بگریہ چہرۂ مجلس بشو چو شمع | آہنگِ رقصِ ما ہمہ از آہ و نالہ کُن
(۵) گر نَو عروسِ دہر در آید بعقدِ تو | مہرِ دو کون حافظش اندر قبالہ کُن

حل لغات:

* سرخوشیم۔ہم مست ہیں * غمزہ۔نازوادا * سنبل مشکیں۔معطر زلف * کلالہ۔خم دارزلف * خرابات۔شراب خانہ * ہفتاد سالہ۔ستر سالہ * آہنگ رقص۔رقص کاارادہ * نوعروس دہر۔زمانے کی نئی دلہن * عقد۔نکاح' بندھن * مہر۔حق مہر * دوکون ۔دوجہان * قبالہ۔لکھنادستاویز' ضمانت نامہ۔

ترجمہ:

(۱) ہم مست ہیں۔تو ہمارے پیالے میں شراب ڈال دے۔اوراس بدمست کوتو ساقی کے غمزے کے حوالے کردے۔

(۲) تواس چاند جیسے بلوریں ساغر میں سورج جیسی (سرخ) شراب ڈال دےاوردن جیسے رُخ پر اپنی خمدار مشک بھری زلفیں بکھیر دے۔

(۳) اے خانقاہ کے پیر! تو ایک لمحے کے لیے شراب خانے میں بھی آ اور ستر سال کے گناہوں سے تائب ہوجا۔

(۴) اے صوفی! تو شمع کی طرح رودھو کر محفل کے چہرے کو سجادے اور آہ و نالہ کے ساتھ ہم سب کے رقص کا ساتھ دے یعنی ہمیں تو آہ و نالہ سے وجد میں لا۔

(۵) اگر دنیا کی نئی دلہن تیرے عقد میں آجائے! تو اے حافظؔ! تو اس کے لیے دونوں جہانوں کو حق مہر میں لکھ دے۔

(نوٹ) بعض نسخوں میں یہ غزل ناپید ہے۔

----***----

غزل نمبر(۲۱)

(۱) مُرغِ دِلم طائریست قُدسی عرش آشیاں — از قفسِ تن ملُول سیر شدہ از جہاں
(۲) از درِ ایں خاکداں چوں پرد مرغِ ما — باز نشیمن کند بر سرِ آں آشیاں
(۳) چوں پرد زیں جہاں سدرَہ بود جائے او — تکیہ گہِ بازِ ما کِنگرۂ عرش داں
(۴) سایہ دولت فتد برسرِ عالم بسے — گر بزند مرغِ ما بال وپرے درجہاں

حل لغات:

* مرغِ۔ پرندہ * قُدسی :مقدس' پاک * خاکداں۔ دنیا * نشیمن۔ آشیانہ * پرد۔ پریدن مصدر' اڑنا * سدرہ۔ سدرۃ المنتہیٰ' ساتویں آسمان پر ایک مقام کا نام۔ ساتویں آسمان پر ایک بیری کا درخت جہاں حضرت جبریلؑ کا مقام ہے * عالم۔ جہان' دنیا * بسے۔ بہت زیادہ۔

ترجمہ:

(۱) میرے دل کا پرندہ ایک پاک پرندہ ہے اور اس کا گھونسلا عرش پر ہے۔ یہ بدن کے پنجرہ سے بڑا رنجیدہ وملول ہے اور اس جہان سے بالکل بیزار ہو چکا ہے۔
(۲) جب ہماری رُوح کا پرندہ اس جہان سے اُڑ جائے گا تو یہ پھر اُس آشیانے میں اپنا نشیمن بنائے گا۔
(۳) یہ جب اس جہان سے اڑے گا تو سدرۃ المنتہیٰ اس کا مقام ہوگا۔ ہمارے باز کی تکیہ گاہ تو عرش کے کنگرے کو جان لے۔ سمجھ لے۔
(۴) اس جہان کے سر پر بے شمار دولت کا سایہ پڑے اگر ہمارا پرندہ (طائرِ روح) اس جہان پر اپنے بال وپر جھاڑ دے۔ (مارے)

(۵) در دو جہانش مکاں نیست کہ ارکانی ست[۱] — کانِ وے از معدنست[۲] جائے وے از لامکان
(۶) عالمِ علوی بود جلوہ گہِ مرغِ ما — آب خورِ او بود گلشنِ باغِ جناں
(۷) چوں دمِ وحدت زنی حافظِ شوریدہ حال — خامۂ توحید کش بروَرقِ انس و جاں

حل لغات:

* مکاں۔ جگہ * ارکانی۔ روحانی، ارک۔ قلعہ، بادشاہ کی جائے پناہ * معدن۔ کان، مراد عرفان * عالمِ علوی۔ عالم بالا * باغِ جناں۔ جنت کا باغ * آبِ خور۔ گھاٹ * وحدت۔ توحید' ایک کو ماننا' ایک خدا * انس وجاں۔ انسان اور جنات یعنی کائنات۔

---

[۱] بعض نسخوں میں ارکانی است کی جگہ بجز فوقِ عرش ہے۔
[۲] بعض نسخوں میں معدنست کی جگہ معرفت ست: لکھا ہوا ہے، لیکن نسخہ قزوینی میں اسی طرح ہے۔
(نوٹ) بعض نسخوں میں یہ غزل ناپید ہے۔

ترجمہ:

(۵) اس پرندے کی جگہ ان دونوں جہانوں میں نہیں ہے کیونکہ یہ ارکانی (روحانی) ہے۔اس کی کان (اصل) معرفت ہے اور اس کا مقام لامکان ہے۔یعنی معرفت ہر جگہ ہوسکتی ہے۔

(۶) ہمارے رُوح کے پرندے کا مقام وجلوہ گاہ عالم بالا ہے۔اور اس کا گھاٹ بہشت کا باغ ہے۔

(۷) اے حافظ شوریدہ حال! (پریشان حال) جب تو وحدت کا دم مارتا ہے تو پھر تو اس ساری کائنات کے دفتر پر توحید کا قلم پھیر دے۔

----***----

غزل نمبر (۲۲)

(۱) منم کہ شہرہٗ شہرم بعشق ورزیدن — منم کہ دیدہ نیالودہ اَم بہ بد دیدن

(۲) وفا کنیم و ملامت کشیم و خوش باشیم — کہ در طریقتِ[1] ما کافریست رنجیدن

(۳) بے پرستی ازآں نقشِ خود بر آب زدم — کہ تا خراب کند نقشِ خود پرستیدن

(۴) بہ پیرِ میکدہ گفتم کہ چیست راہِ نجات — بخواست جامِ مے و گفت بادہ نوشیدن[2]

(۵) عناں بمیکدہ خواہیم تافت زیں مجلس — کہ وعظِ بے عملاں واجب ست نشنیدن

حل لغات:

* شہرہٗ شہرم۔ میں سارے شہر میں مشہور ہوں * بعشق ورزیدن۔ عشق بازی کی وجہ سے * ملامت۔ برا بھلا کہنا، طعن وطنز کرنا * طریقت۔ مذہب * خود پرستیدن۔ خود بینی وخود پرستی * بادہ نوشیدن۔ شراب نوشی کرنا * عناں۔ لگام * تافت۔ تافتن مصدر موڑنا۔

ترجمہ:

(۱) میں عشق بازی کی وجہ سے سارے شہر میں مشہور ہو چکا ہوں۔ میں وہ ہوں کہ جس نے اپنی آنکھوں کو بری بات دیکھنے سے کبھی آلودہ نہیں کیا۔

(۲) ہم وفا کرتے ہیں، ملامت جھیلتے ہیں اور خوش وخرم رہتے ہیں کیونکہ ہمارے مذہب میں رنجیدہ ہونا کفر ہے اور ہم رنجیدہ بالکل نہیں ہوتے۔

---

[1] بعض نسخوں میں طریقت کی جگہ شریعت ہے۔

[2] بعض نسخوں میں بادہ نوشیدن کی جگہ راز پوشیدن ہے۔

(۳) میں شراب نوشی میں پڑ کر اس وجہ سے اپنی عزت وآبرو برباد کرتا ہوں تاکہ میں خود بینی اور خود پرستی کے نقش کو تباہ و برباد کر ڈالوں۔ بقول غالبؔ:

پیتا ہوں مَے اس لیے کہ مِٹ جائے جوانی
واللہ میں کسی شوق کے مارے نہیں پیتا

(۴) میں نے پیرِ مغاں سے کہا کہ نجات کا راستہ کونسا ہے؟ تو اس نے شراب کا پیالہ طلب کرتے ہوئے کہا کہ بس یہ شراب نوشی ہی ہے۔ یہی نجات کا راستہ ہے۔

(۵) اس محفل سے ہم بھی شراب خانے کی جانب باگ موڑیں گے کیونکہ بےعملوں کا وعظ نہ سننا ہی واجب ہے۔ یعنی واعظ جو کہتے ہیں اس پر خود عمل نہیں کرتے۔

(۶) مرادِ ما[1] ز تماشائے باغِ عالم چیست — بدستِ مردمِ چشم از رُخِ تو گُل چیدن
(۷) برحمتِ سرِ زلفِ تو واقفم ورنہ — کشش چو نبود ازآں سوچہ سُود کوشیدن
(۸) زخطِ یار بیاموز مہر بارُخِ خوب — کہ گردِ عارضِ خوباں خوش ست گردیدن
(۹) مبوس جُز لبِ معشوق[2] و جام مَے حافظ! — کہ دستِ زہد فروشاں خطاست بوسیدن

حل لغات:

* باغِ عالم۔ دنیا کا باغ * گُل چیدن۔ پھول چننا * برحمتِ سرِ زلفِ تو۔ تیری زلف کی نوازش * بیاموز۔ سیکھ لے * عارض۔ رخسار * گردیدن مصدر پھرنا * مبوس۔ بوسہ نہ لے * زہد فروشاں۔ پرہیزگاری بیچنے والے * بوسیدن۔ مصدر، چومنا۔

ترجمہ:

(۶) دنیا کا باغ دیکھنے (نظارہ کرنے) سے ہمارا کیا مقصد ہے؟ ہماری کیا مراد ہے؟ آنکھ کی پتلیوں کے ہاتھوں سے تیرے چہرے سے پھول چُنتا یعنی تیرا دیدار کرنا۔

(۷) تیری زلفوں کی نوازش سے میں اچھی طرح واقف ہوں۔ جب اس طرف سے کشش ہی نہ ہو تو پھر کوشش کرنے سے کیا حاصل؟ کیا فائدہ؟

(۸) خوبصورت چہرے کے ساتھ محبت کرنا خطِ یار سے سیکھ لے جو کہ معشوقوں کے رخساروں کے گرد پھرنے سے خوش ہے۔

(۹) اے حافظ! محبوب کے لب اور شراب کے پیالے کے سوا کسی چیز کا بوسہ نہ لے کیونکہ پرہیزگاری بیچنے والوں (یعنی ریاکاروں) کا ہاتھ چومنا گناہ ہے۔

----***----

[1] بعض نسخوں میں ما کی جگہ دل ہے۔
[2] بعض نسخوں میں معشوق کی جگہ ساقی ہے۔

غزل نمبر (۲۴)

(۱) می سوزم از فراقت رُو از جفا بگرداں — ہجراں بلائے ما شد یارب بلا بگرداں
(۲) مہ جلوہ می نماید بر سبز خنگِ گردوں — تا او بسر در آید بر رخش پا بگرداں
(۳) یغمائے عقل ودیں را بیروں خرام سرمست — برسر کلاہ بشکن در بر قبا بگرداں
(۴) مرغولہ را بگرداں یعنی برغمِ سُنبل — گردِ چمن بخورے ہمچوں صبا بگرداں

حل لغات:

* بگردان۔ٹال دے، موڑ دے * سبز خنگِ۔سبز گھوڑا * گردوں۔آسمان * یغما۔لُوٹ مار * کلاہ بشکن۔ٹوپی ٹیڑھی کر لے * مرغولہ۔گھنگھریالے بال * برغم۔برعکس۔

ترجمہ:

(۱) میں تیری جدائی میں جل رہا ہوں (اے محبوب!) تو جفا کرنا چھوڑ دے یہ جدائی میرے لیے بلا ہوگئی ہے۔یارب! اس بلا کو ٹال دے۔

(۲) یہ چاند آسمان کے سبز گھوڑے پر جلوہ دکھارہا ہے۔تو بھی گھوڑے پر سوار ہوجا تا کہ وہ سر کے بل گر پڑے۔یعنی تجھے سوار دیکھ کر چاند شرم کے مارے چھپ جائے گا۔

(۳) عقل اور دین کو لوٹنے کے لیے تو سرمستی کے عالم میں باہر آ کر ٹہل، محوِ خرام ہو۔اور اپنے سر پر کلاہ کو ٹیڑھا کر لے اور قبا زیب تن کر لے۔

(۴) تو اپنے گھنگھریالے بالوں کو بکھیر دے یعنی سنبل کے برعکس بادِ صبا کی طرح باغ کے اِردگرد خوشبو کو پھیلا دے۔

(۵) اے نورِ چشمِ مستاں در عینِ انتظارم — چنگے حزین و جامے بنواز یا بگردان
(۶) دوراں چو می نویسد بر عارضِ بُتاں خط — یارب نوشتہء بد از یارِ ما بگردان
(۷) حافظ زخُوبرویاں قسمت[1] جُزایں قدر نیست — گرنیستت رضائے حُکمِ قضا بگردان

حل لغات:

* درعین انتظارم۔میں سراپا انتظار ہوں * چنگِ حزین۔دردناک رباب * عارض بُتاں۔حسینوں کے رخسار * خوبرویاں۔حسین وخوبصورت لوگ (معشوق) * حکم قضا۔تقدیر کا لکھا * بگرداں۔بدل دے۔

---

[1] بعض نسخوں میں قسمت کی جگہ بخت ہے۔

ترجمہ:

(۵) اے مستوں کی آنکھ کے نور! میں سراپا انتظار ہوں۔تو یہ دردناک رباب بجا اور ساغر و پیالے کے دور کو چلا۔

(۶) زمانہ چونکہ حسینوں (معشوقوں) کے رخساروں پر خط لکھتا ہے اس لیے اے میرے خدا! یہ ناخوشگوار خط ہمارے محبوب کے رخسار سے دُور ہی رکھنا۔

(۷) اے حافظؔ! ان معشوقوں سے تیری قسمت میں (فیض) اس سے زیادہ نہیں ہے۔اگر تو اس پر راضی نہیں ہے تو پھر تو قضا کے قلم کو پھیر دے۔یعنی چونکہ قسمت کا لکھا ہوا مٹ نہیں سکتا اس لیے تجھے ان حسینوں کے ظلم کو سہنا پڑے گا۔

----***----

غزل نمبر (۲۴)

(۱) بفکن[1] بر صفِ رنداں نظرے بہتر ازیں بر درِ میکدہ می کن گزرے بہتر ازیں

(۲) در حقِ من لبت آں لطف کہ می فرماید گرچہ خوبست ولیکن قدرے بہتر ازیں

(۳) آنکہ فکرش گرہ از کارِ جہاں بکشاید گو دریں نکتہ[2] بفرما نظرے بہتر ازیں

(۴) دِل بداں رُودِ گرامی چہ کنم گر ندہم مادرِ دہر ندارد پسرے بہتر ازیں

حل لغات:

* بفکن۔ڈال * بہتر ازیں۔اس سے بہتر * لطف۔مہربانی، لطف و کرم * گرہ۔گانٹھ، عقدہ * گرامی۔عزیز، بزرگ۔

ترجمہ:

(۱) تو رندوں کی صف (بزم) پر اس سے بہتر نظر ڈال اور شراب خانے کے دروازے پر اس سے بہتر طریقے سے گزر۔مطلب یہ کہ میخانے کو بڑا مت جان اور رندوں کو حقارت کی نظر سے نہ دیکھ۔

(۲) میرے حق میں تیرے ہونٹ جو مہربانی فرما رہے ہیں اگرچہ اچھا ہے لیکن اس سے ذرا بہتر اور خوب تر ہونا چاہیے۔

(۳) وہ شخص کہ جس کی فکر جہان کے کاموں کی گرہ کھول دیتی ہے، اس سے کہہ دو کہ اس نکتہ میں مجھ پر ذرا بہتر نظر ڈالے۔

(۴) اگر میں اس گرامی قدر لڑکے کو اپنا دل نہ دوں تو پھر کیا کروں؟ کہ زمانے کی ماں کا اس سے بہتر لڑکا اور کوئی نہیں ہے۔

(۵) ناصحم گفت کہ جز غم چہ ہنر دارد عشق گفتم[3] اے خواجہء عاقل ہنرے بہتر ازیں

---

[1] بعض نسخوں میں بفکن کی جگہ مفکن ہے۔

[2] بعض نسخوں میں نکتہ کی جگہ کار ہے۔

[3] بعض نسخوں میں گفتم کی جگہ برو ہے۔

(۶) گر بگویم کہ قدح گیر ولبِ ساغرنوش — بشنو اے جان کہ نگوید دگرے بہتر ازیں[1]

(۷) کلکِ حافظ شکرین شاخِ[2] نبا تست بچیں — کہ دریں باغ نہ بینی ثمرے بہتر ازیں

حل لغات:

* خواجہ عاقل: عقلمند خواجہ۔ * قدح گیر: پیالہ پکڑ۔ * کلک: قلم۔ * شاخِ نبات: مصری، کہاجاتا ہے کہ خواجہ حافظ کی معشوقہ کا نام بھی ہے۔ * بچیں: چن لے۔

ترجمہ:

(۵) نصیحت کرنے والے نے مجھ سے کہا کہ عشق کے پاس دردوغم کے سوااور کونسا ہنر ہے؟ میں نے کہا کہ اے عقلمند خواجہ: کیااس سے بہتر کوئی اور ہنر بھی ہے؟

(۶) میں اگر یہ کہوں کہ پیالہ پکڑ لے اور ساغر کے لب چوم لے تو اے میری جان! تو سن! کہ کوئی بھی شخص اس سے بہتر بات نہیں کہے گا۔

(۷) حافظ کا قلم گویا کوزہ مصری کی ایک شاخ ہے۔ تو اسے چن لے کیونکہ تو اس باغ میں اس سے بہتر کوئی پھل نہ پائے گا۔ نہ دیکھے گا۔

----***----

غزل نمبر (۲۵)

(۱) یارب آں آہوِ مشکیں بختن باز رساں — وآں سہی سروِ رواں را بچمن باز رساں

(۲) دلِ آزردۂ ما را بہ نسیمے بنواز — یعنی آں جان زتنِ رفتہ بتن باز رساں

(۳) ماہ و خورشید بامرِ تو بمنزل چو رسند — یارِ مہ روئے مرا نیز بمن باز رساں

(۴) سخن اینست کہ مابے تو نخواہیم حیات — بشنو اے پیکِ سخن گیرو سخن[3] باز رساں

حل لغات:

* آہوِ مشکیں۔ مشک والا ہرن * ختن۔ ملک وشہر کا نام جہاں کے مشک والے ہرن مشہور ہیں' سروسہی * سروِرواں۔ مراد محبوب (یہ غزل اُس زمانے کی ہے جب خواجہ صاحب کا محبوب وطن سے دور تھا)

---

[1] بعض نسخوں میں یہ شعر یوں ہے: ۔ من چو گویم کہ قدح نوش ولب ساقی بوس
بشنو از من کہ نگوید دگرے بہتر ازیں

[2] بعض نسخوں میں شاخ کی جگہ میوہ ہے۔ [3] بعض نسخوں میں سخن گیر کی جگہ خبر گیر ہے۔

ترجمہ:

(۱) اے میرے خدا! اس مشک والے ہرن کو تو ختن میں واپس بھیج دے اور اُس سیدھے سرو رواں کو باغ میں لوٹا دے یعنی ہمارے محبوب کو جو کہ وطن میں نہیں ہے اُسے واپس بھیج دے، لوٹا دے۔

(۲) ہمارے دکھی اور غمگین دل کو تو بادِ نسیم کے ذریعے سے راحت وخوشی پہنچا دے۔ یعنی تن بدن سے نکلی ہوئی جان کو پھر سے بدن میں واپس بھیج دے۔

(۳) جب یہ چاند اور سورج تیرے حکم سے اپنی اپنی منزل پر پہنچ جاتے ہیں تو تو میرے اُس ماہرو محبوب کو بھی میرے پاس واپس بھیج دے۔

(۴) بات صرف یہ ہے کہ ہم تیرے بغیر زندگی نہیں چاہتے۔ اے پیغام لے جانے والے قاصد! سُن اور تو اُسے یہ پیغام پہنچا دے۔

(۵) سنگ و گلِ گشت عقیق از اثرِ گریہء من | یارب آں گوہرِ رخشاں بہ یمن باز رساں

(۶) برو اے طائرِ میمونِ ہمایوں طلعت! | پیشِ عنقا سخن[1] از زاغ و زغن باز رساں

(۷) آنکہ بودے وطنش دیدۂ حافظ یارب | بمرادش ز غریبی بوطن باز رساں

حل لغات:

٭ سنگ۔ پتھر ٭ گِل۔ مٹی ٭ عقیق۔ سرخ رنگ کا قیمتی پتھر ٭ میمون۔ مبارک، بابرکت ٭ ہمایوں طلعت۔ خوش قسمت ٭ عنقا۔ ایک فرضی پرندہ ٭ زاغ وزغن۔ کوا اور چیل ٭ دیدہ۔ آنکھ۔

ترجمہ:

(۵) میرے خون کے آنسو رونے کی وجہ سے یہ پتھر اور مٹی عقیق کی طرح سرخ ہو گئے ہیں۔ اے میرے خدا! تو اس آبدار موتی کو یمن میں واپس بھیج دے۔

(۶) اے خوش قسمت اور مبارک پرندے! تو جا اور عنقا کے پاس چیل اور کوے کا پیغام پہنچا دے یعنی اے قاصد تو ہم عشاق کا یہ پیغام ہمارے محبوب تک پہنچا دے۔

(۷) اے میرے خدا! وہ شخص کہ جس کا وطن حافظ کی آنکھ تھا۔ تو اُسے بامراد کر کے مسافری سے پھر وطن میں واپس پہنچا دے۔

----٭٭٭-----

سہو[1] بعض نسخوں میں سخن از کی جگہ سخنِ ہے۔

غزل نمبر (۲۶)

(۱) خوشتر[1] از فکرِ مَے و جام چہ خواہد بودن | تا بہ بینم سر انجام چہ خواہد بودن
(۲) پیرِ میخانہ چہ خوش گفت[2] معمّائے دوش | از خطِ جام کہ فرجام چہ خواہد بودن
(۳) بادہ خور غم مخور و پندِ مُقلّد مشنو | اعتبارِ سخنِ عام چہ خواہد بودن
(۴) غمِ دلِ چند تواں خورد کہ ایّام نماند | گو نہ دِل باش ونہ ایّام چہ خواہد بودن

حل لغات:

٭ خوشتر۔اچھااور بہتر ٭ چہ خواہد بودن۔کیا ہوتا ہے، کیا ہوسکتا ہے؟ ٭ معمّائے۔ چیستان' پہیلی ٭ دوش۔کل رات ٭ فرجام۔ انجام ٭ بادہ خور۔شراب پی ٭ مقلد۔تقلید کرنے والا' کسی بات پر بغیر دلیل کے عمل کرنے والا' پیرو ٭ چند تواں خورد۔کب تک' کتنا غم کھائے گا، کھایا جاسکتا ہے؟

ترجمہ:

(۱) شراب اور جام کی فکر سے اچھا اور بہتر اور کونسا شغل ہوسکتا ہے؟ اب دیکھئے کہ بالآخر اس کا انجام کیا ہوتا ہے۔یعنی یہ شغل شروع تو کر بیٹھے ہیں انجام کی خبر نہیں ہے۔اچھا ہو کہ بُرا؟

(۲) کل رات پیر مغاں نے جام کے خط کو دیکھ کر کیا اچھا معما کہا کہ کسی کو بھی یہ معلوم نہیں ہے کہ آخر کار انجام کیا ہوگا؟ یعنی شراب یہ بتا رہی ہے کہ دنیا کا کیا حشر ہوگا۔

(۳) تو شراب پی اور غم مت کھا اور مقلد کی بات ونصیحت کو بالکل نہ سن۔ان لوگوں کی باتوں کا کیا اعتبار ہوتا ہے۔یہ تو کچھ نہ کچھ کہتے ہی رہتے ہیں۔

(۴) آخر اس دِل کا غم کب تک کھایا جاسکتا ہے؟ کیونکہ عمر اب آخر ہوگئی ہے۔تو یہ کہہ دے کہ اگر دِل اور زمانہ دونوں ہی نہ رہیں تو کیا ہوجائے گا؟ یعنی ہم کو دِل اور اس زمانے کی کچھ پروا نہیں ہے۔

(۵) مُرغِ کم حوصلہ راگو سرِ خود[3] گیر و برو | رحم آں کس کہ نہد دام چہ خواہد بودن
(۶) دست رنجِ تو ہماں بہ کہ شود صرف بکام | تا بہ بینم[4] کہ بنا کام چہ خواہد بودن

---

[1] بعض نسخوں میں خوشتر کی جگہ بہتر ہے۔
[2] بعض نسخوں میں چہ خوش گفت کی جگہ ہی خواند ہے۔
[3] بعض نسخوں میں سرِ خود گیر کی جگہ غم خود خور ہے۔
[4] بعض نسخوں میں تا بہ بینم کی جگہ دانی آخر ہے۔

(۷) بردم از رہِ دِل حافظؔ بدف و چنگ وغزل تا جزائے منِ بدنام چہ خواہد بودن

حل لغات:

* سرخود گیر۔اپنا کام کر * دام۔ پھندہ' جال * رنج۔محنت' مشقت' تکلیف * ہماں بہ۔بہتر یہی ہے * دف۔ڈفلی * چنگ۔ رباب * جزا۔بدلہ'سزا۔

ترجمہ:

(۵) تو یہ کم ہمت پرندے سے کہہ دے اپنا کام کر اور چلا جا۔جو کوئی بھی جال پھیلاتا ہے بھلا وہ کیا رحم کرے گا؟

(٦) تیری محنت اور مشقت وہی اچھی اور بہتر ہے کہ جو تیرے دِلی مقصد (مراد) کے حاصل کرنے میں صرف ہو کیونکہ میں دیکھ رہا ہوں کہ نامرادی بڑی ہی بُری شے ہے۔

(۷) میں نے ڈفلی اور رباب پر غزل چھیڑ کر حافظ کا دل سیدھے راستے سے ہٹا دیا ہے۔اب دیکھ کہ مجھ بدنام کو اس کی کیا جزا ملتی ہے کیا سزا ملتی ہے؟

----***----

غزل نمبر (۲۷)

(۱) دلبرِ جانانِ من بُرد دِل و جانِ من بُرد دِل و جانِ من دِلبرِ جانانِ من

(۲) ازلبِ جانانِ من زندہ شود جانِ من زندہ شود جانِ من از لبِ جانانِ من

(۳) روضۂ رضوانِ من خاکِ سرِ کوئے دوست خاکِ سرِ کوئے دوست روضۂ رضوانِ من

(۴) این دلِ حیرانِ من والہء وشیدائے تست والہء شیدائے تُست ایں دلِ حیران من

حل لغات:

* دِلبر۔دل لے جانے والا * جاناں۔ پیارا' محبوب (اس ساری غزل میں صنعتِ تکرار کا کمال دیدنی ہے) * جانان۔محبوب *لبِ جانانِ من۔میرے محبوب کے لب * روضۂ رضوان۔باغِ بہشت * والۂ وشیدائے۔فریفتہ و عاشق۔

ترجمہ:

(۱) میرے پیارے دلبر نے میرا دِل اور جان دونوں ہی لے لیے ہیں۔میرا دِل اور جان دونوں میرے پیارے دلبر نے لے لیے ہیں۔

(۲) میرے محبوب کے لبوں سے میری جان زندہ ہوتی ہے۔میری جان میرے محبوب کے لب کے دم سے زندہ ہوتی ہے۔

(۳) میرے محبوب کے کوچے کی خاک میرے لیے بہشت کا باغ ہے۔میرے محبوب کے کوچے کی خاک میرے لیے بہشت کا باغ ہے۔

(۴) میرا یہ حیران دل تجھی پر فریفتہ اور عاشق ہے۔تجھی پر فریفتہ وعاشق یہ میرا حیران دل ہے۔

(۵) یوسفِ کنعانِ من مصرِ ملاحت تراست — مصرِ ملاحت تر است یوسفِ کنعانِ من

(۶) سروِ گلستانِ من قامتِ دلجوئے تست — قامتِ دلجوئے تست سروِ گلستانِ من

(۷) حافظِ خوشخوانِ من نقدِ کمالِ غیاث — نقدِ کمالِ غیاث حافظِ خوش خوانِ من

حل لغات:

* یوسفِ کنعان۔کنعان کے یوسفؑ * ملاحت۔نمکینی، سانولا رنگ * سروِ گلستانِ من۔میرے باغ کا سرو (میرا محبوب) * قامتِ دلجوئے۔دلکش قد وقامت * غیاث۔غیاث الدین حاکم بنگال جو خواجہ حافظ کے ممدوح تھے * نقد۔سرمایہ۔

ترجمہ:

(۵) اے میرے کنعان کے یوسف! (اے میرے محبوب) ملاحت کا مصر تیرا ہے۔ملاحت کا ملک مصر تیرا ہے یعنی حسن کی نمکینی کا حسن تیرا ہے اے میرے کنعان کے یوسف (اے میرے محبوب)

(۶) میرے باغ کا سرو تیرا دلکش قد وقامت ہے۔تیرا دلکش قد وقامت ہے میرے باغ کے سرو (اے میرے محبوب)

(۷) میرا خوش خوان وخوش گو حافظ غیاث الدین کے کمال کا سرمایہ ہے۔غیاث الدین کے کمال کا سرمایہ میرا خوشخوان وخوش گو حافظ ہے۔

(نوٹ) بعض نسخوں میں یہ غزل ناپید ہے۔

----***----

غزل نمبر (۲۸)

(۱) نکتۂ دلکش بگویم خالِ آں مہرُو ببیں — عقل و جاں رابستۂ زنجیرِ آں گیسو ببیں

(۲) عیب دِل کردم کہ وحشی طبع[۱] و ہرجائی مباش — گفت چشمِ نیمِ مستِ غنجِ آں آہو ببیں[۲]

(۳) عاشقانِ[۳] آفتاب از دلبرِ ما غافل اند — اے نصیحت گو خدرا روببین[۳] و رو ببیں

---

۱ بعض نسخوں میں طبع کی جگہ وضع ہے۔

۲ بعض نسخوں میں یہ مصرع یوں ہے: گفت چشم شیر گیرو غنج آں آہو ببیں۔

۳ بعض نسخوں میں عاشقان کی جگہ عابدان ہے، نصیحت گو کی جگہ ملامت گو اور رو ببیں کی جگہ رو مبین بمعنی طرفداری ہے یعنی آفتاب کی طرفداری نہ کر۔

(۴) لرزہ براعضائے مہر از رشکِ آں مہ رونگر　　　نافہ راخوں در جگر زاں زلفِ عنبر بو ببیں

حل لغات:

* مُہرو۔ماہ رُو‘چاند جیسے رخ والا * ہرجائی۔بے وفا * غنج۔نازوادا * نصیحت گو۔نصیحت کرنے والا * رُو۔چہرہ * نافہ۔مشک کی وہ تھیلی جو ہرن کے پیٹ (ناف) میں ہوتی ہے * عنبر۔مشہور خوشبو‘مشک۔

ترجمہ:

(۱) میں ایک دلکش نکتہ بیان کرتا ہوں کہ تو اُس چاند جیسے چہرے والے معشوق کا خال دیکھ! عقل اور جان کو اُس گیسوؤں کی زنجیر میں بندھا ہوا دیکھ۔

(۲) میں نے دِل کو تنبیہ کی کہ تو وحشی طبع اور ہرجائی مت بن۔اُس نے کہا کہ چشم نیم مست اور اُس محبوب کی نازوں میں پلی ہوئی آنکھ پر اک نظر کر۔یعنی اس کا نازو کرشمہ دیکھ۔

(۳) سورج کے عاشق ہمارے محبوب سے غافل ہیں۔اے نصیحت کرتے والے! خدا کے لئے تم ان دونوں کے چہروں کو غور سے دیکھو! یعنی اگر یہ سورج کے عاشق (پوجنے والے) ہمارے محبوب کے چہرے کو دیکھ لیتے تو یہ سورج کی پوجا چھوڑ دیتے۔

(۴) اُس چاند جیسے چہرے والے محبوب کے رشک سے تو سورج کے اعضاؤں پر کپکپی تو دیکھ! اُس عنبریں زلف کی وجہ سے نافے کا جگر خون ہو چکا ہے۔

(۵) حلقۂ زلفش تماشا خانۂ بادِ صباست　　　جانِ صدصا حبدل آنجا بستہء یک مُو ببیں

(۶) زلفِ دلبندش[1] صبا را بند در گردن نہد　　　با ہوا دارانِ رہرو حیلۂ ہندو ببیں

(۷) آنکہ من در جستجویش از خرد بیروں شدم　　　کس ندیدست و نبیند مثلش از ہر سو ببیں

(۸) از مرادِ شاہ منصور اے فلک رُخ برمتاب　　　تیزیٔ شمشیر بنگر نیروئے بازو ببیں

(۹) حافظؔ ار در گوشۂ محرابِ او[2] نالد رواست　　　اے نصیحت گو خدارا آں خمِ ابرو ببیں

حل لغات:

* حلقۂ زلفش۔اس کی زلف کا حلقہ‘زلف کا بَل * مُو۔بال * زلفِ دلبندش۔اس کی دل باندھ لینے والی زلف‘پھانس لینے والی زلف * ہواداراں۔چاہنے والے دوست * حیلۂ ہندو۔زلف کا مکروفریب‘چورڈاکو اور لٹیرے کا مکروفریب * خرد۔عقل * ہر سُو۔ہرطرف * نیروئے بازو۔بازو کی طاقت * ار۔اگر * گوشہ۔کونہ * خم ابرو۔ابروؤں کا خم۔

---

[1] بعض نسخوں میں مصرع اول یوں ہے: زلفِ دل دُزدش مبادا بند بر گردن نہاد۔

[2] بعض نسخوں میں او نالد کی جگہ می نالد ہے۔

ترجمہ:

(۵) اُس کی زلف کا حلقہ بادِ صبا کے لیے تماشا خانہ ہے۔اور سوصاحبدلوں کی جان اس کے ایک ایک بال میں بندھی ہوئی ہے دیکھ!

(٦) دل کو پھانسنے والی اُس کی زلف صبا کی گردن میں پھندہ ڈالتی ہے۔راستہ چلنے والے دوستوں اور ساتھیوں کے ساتھ اُس چوراور لٹیرے کا مکروفریب تو دیکھ! یعنی اگر چہ صبا خود خوشبو سے بھری ہوئی ہے لیکن پھر بھی محبوب کی زلف کی خوشبو پر فریفتہ ہے۔

(۷) وہ شخص کہ جس کی جستجو میں میں عقل سے باہر ہوگیا اس شخص جیسا نہ تو کسی نے دیکھا ہے اور نہ کوئی دیکھے گا ہی خواہ وہ ہر طرف دیکھ لے اور ڈھونڈ لے۔

(۸) اے آسمان! تو شاہ منصور کی مراد سے مُنہ مت موڑنا۔تو اس کی تلوار کی تیزی اور اس کے بازو کی طاقت کو دیکھ!

(۹) حافظؔ اگر اس کے محراب کے گوشہ میں آہ و نالہ کرے تو روا ہے۔(جائز ہے) اے نصیحت کرنے والے! خدا کے لیے تو اس کے ابروؤں کا خم تو دیکھ!

(نوٹ) بعض نسخوں میں شعر نمبر 4 ناپید ہے۔

----***----

غزل نمبر(۲۹)

(۱) اے لبت آبِ حیات وائے قدت سروِ چمن — اے رخت خورشیدِ خاور وائے خطت مُشکِ ختن

(۲) ہچو ابرویت بچشمِ من کم آید ماہِ نَو — چوں لبِ لعلت نمی باشد عقیق اندر یمن

(۳) تارخت دیده ست گُل درباغ اے سروِرواں — برتنِ خود چاک می سازد ز خجلت پیرہن

(۴) رشتۂ جانِ من است آں یاسرِ موئے بُتاں — ذرۂ خورشید یا دُرجِ دُرست آں یا دہن

حل لغات:

* قدت۔تیرا قد * رُخت۔تیرا رخ * خورشید خاور۔مشرق کا سورج * ماہِ نو۔نیا چاند' ہلال * لبِ لعلت۔لبِ لعلیں * عقیق۔ایک سرخ رنگ کا قیمتی پتھر جو یمن کا زیادہ مشہور ہے * سرِوِرواں۔مراد محبوب * زخجلت۔شرم سے * سرِ موئے بُتاں۔حسینوں کی زلف کا بال * خورشید۔سورج * دُرجِ دُر۔گوہر کی ڈبیہ * دہن۔منہ۔

ترجمہ:

(۱) اے میرے محبوب! تیرے لب آبِ حیات ہیں اور تیرا قد باغ کا سرو ہے۔تیرا چہرہ مشرق کا سورج ہے اور تیرے چہرے کا

خط ختن کا مشک ہے۔

(۲) تیرے ابرو کے مقابلے میں یہ نیا چاند (ہلال) بالکل نہیں جچتا۔ یمن کا عقیق بھی تیرے سرخ (لعل جیسے) لبوں کے برابر نہیں ہے۔

(۳) اے میرے محبوب! جب سے باغ میں پھول نے تیرے چہرے کو دیکھا ہے وہ شرم سے اپنے جسم کے لباس کو چاک کر رہا ہے۔

(۴) محبوب کے سر کا بال ہے یا میری جان کا رشتہ ہے۔ خورشید کا ذرہ ہے یا کہ موتیوں کی ڈبیہ ہے یا پھر وہ منہ ہے۔

(۵) بوسہ می خواہم ز تو لب را بدنداں می گزی — می کنی جانم جراحت بارِ دیگر جانِ من

(۶) عاشقِ روئے توام اے شاہِ خوبانِ جہاں — ایں حکایت را بدانند آشکارا مرد و زن

(۷) مُرد حافظ درغمت در گردنِ تو خونِ من — دادِ من بستاند از تو روزِ محشر ذوالمنن

حل لغات:

* بدنداں می گزی۔ تو دانتوں سے لب کاٹتا ہے * جراحت۔ زخم * شاہِ خوباں۔ حسینوں کا بادشاہ * حکایت۔ داستان' کہانی * آشکارا۔ ظاہر' کھلم کھلا * دادِ من۔ میرا انصاف * ذوالمنن۔ حق تعالیٰ۔

ترجمہ:

(۵) میں تجھ سے بوسہ طلب کرتا ہوں اور تو اپنے ہونٹوں کو دانتوں سے کاٹتا ہے۔ اے میری جان! تو میری جان کو دوبارہ زخمی کر رہا ہے۔

(۶) اے دنیا کے حسینوں کے بادشاہ! میں تیرے چہرے کا عاشق ہوں۔ یہ داستان مرد اور عورتیں سب کھلم کھلا جانتے ہیں۔ سب کو معلوم ہے۔

(۷) یہ حافظ تیرے عشق میں مر چکا ہے۔ میرا خون تیری گردن پر ہے۔ میرا انصاف حق تعالیٰ قیامت کے روز تجھ سے لے گا۔ یعنی خدا تجھ سے میرا بدلہ لے گا۔

----***----

ردیفِ واؤ مہملہ (و)

غزل نمبر (۱)

(۱) اے آفتابِ آئینہ دارِ جمالِ تو — مُشکِ سیاہ مجمرہ گردانِ خالِ تو

(۲) صحنِ سرائے دیدہ بشستم ولے چہ سُود — کایں گوشہ نیست درخورِ خیلِ خیالِ تو

(۳) مطبوع تر ز روئے تو صورت نہ بست ہیچ[1] | طغرا نویس ابروئے مشکیں مثالِ تو
(۴) در اوجِ ناز و نعمتی اے پادشاہِ[2] حُسن! | یارب مباد تا بقیامت زوالِ تو

حل لغات:

* مجمرہ۔انگیٹھی * ولے چہ سُود۔لیکن کیا فائدہ * خیل۔لشکر * مطبوع۔دلکش، دل پسند * طُغرا نویس۔شاہی فرمان لکھنے والا، پیچیدہ حرفوں کا ایک قسم کا خط ہوتا ہے * اوج۔بلندی * مباد۔ایسا نہ ہو۔

ترجمہ:

(۱) اے محبوب! یہ سورج تیرے حسن و جمال کا آئینہ دار ہے۔اور یہ سیاہ مشک تیرے خال کی عود جلانے والی انگیٹھی ہے (تا کہ تو نظر بد سے محفوظ رہے)

(۲) میں نے اپنی آنکھوں کے صحن کو دھولیا لیکن کیا فائدہ؟ کیونکہ یہ گوشہ تیرے خیال کے لشکر کے لیے لائق نہیں ہے۔شایان شان نہیں ہے۔

(۳) اے محبوب! تیرے چہرے سے بڑھ کر کوئی دلکش و دِل لبھانے والی تصویر تیرے ابروئے مشکیں کے طغرا نویس نے نہیں کھینچی۔

(۴) اے حسن کے بادشاہ تو ناز و نعمت کی بلندی پر فائز ہے۔میری اللہ تعالیٰ سے یہ دعا ہے کہ تجھے قیامت تک کبھی زوال نہ آئے۔

(۵) تا پیشوائی بختِ[3] روم تہنیت کناں | کو مژدۂ ز مقدمِ عیدِ وصالِ تو
(۶) تا آسماں ز حلقہ بگوشانِ ما شود | کو عشوۂ ز ابروِ ہمچوں ہلالِ تو
(۷) در چینِ زلفش اے دلِ مسکیں چگونۂ | کآشفتہ گفت بادِ صبا شرحِ حالِ تو
(۸) برخاست بوئے گُل زدرِ آشتی در آئی | اے نو بہار مالبِ فرخندہ فالِ تو

حل لغات:

* تہنیت کناں۔مبارکباد کہتا ہوا * مژدہ۔خوشخبری * مقدم۔آمد * حلقہ بگوشاں۔غلاموں * عشوہ۔ناز وادا *

ترجمہ:

(۵) تا کہ میں مبارکباد دیتا ہوا اپنی خوش نصیبی کے خیر مقدم کو جاؤں۔میں تیرے وصال کی عید کی خوشخبری کب سنوں گا؟

(۶) تا کہ یہ آسمان ہمارے حلقہ بگوشوں میں ہو جائے۔اے محبوب! تیرے ہلال جیسے ابروؤں کے ناز و انداز کہاں ہیں؟

---

۱ بعض نسخوں میں ہیچ کی جگہ باز ہے۔
۲ بعض نسخوں میں پادشاہ کی جگہ آفتاب ہے۔
۳ بعض نسخوں میں تا پیشوائی بخت کی جگہ تا پیش بخت باز ہے۔

(۷) اے میرے مسکین دِل تیرا اس کی زلف کے حلقے میں کیا حال ہے؟ کیونکہ بادِ صبا نے تیری حالت کو پریشان ہو ہو کر بیان کیا ہے۔یعنی تیری کیفیت کی تفصیل بڑی پریشان کن بیان کی ہے۔

(۸) بہار کا موسم آ گیا ہے اور پھولوں کی خوشبو چار سو پھیل چکی ہے۔تو صلح کے دروازے سے اندر آ جا! اے محبوب! تیرے یہ لب میرے لئے مبارک شگون ہیں۔

(۹) در صدرِ خواجہ[1] عرض کدامیں جفا کنم　　شرحِ نیاز مندی دِل[2] یا ملالِ تو

(۱۰) حافظ دریں کمند سرِ سرکشان بسے ست　　سودائے کج پز کہ نباشد مجالِ تو

حل لغات:

* درصدرِ خواجہ۔بحضورِ خواجہ * کدامیں۔کسی کو،کسی * ملال۔رنج * کمند۔پھندہ * سرِ سرکشاں۔سرکشوں کے سر * مپز۔مت پکا * مجال۔طاقت۔

ترجمہ:

(۹) میں اپنے خواجہ کے حضور کس کس ظلم و جفا کے بارے میں عرض کروں؟ اپنے دل کی نیاز مندی کی شرح کروں یا تیرے رنج و ملال کا ذکر کروں؟

(۱۰) اے حافظ اُس زلف کی کمند میں بڑے بڑے سرکشوں کے سر پھنسے ہوئے ہیں۔تو اپنے خام خیالوں کو نہ پکا کہ یہ تیری طاقت سے باہر ہے۔یعنی رہائی یا مقصد کے حصول کا خیال چھوڑ دے۔

(نوٹ) بعض نسخوں میں شعر نمبر 8 کے مصرع ثانی کی تکرار کے ساتھ یہ شعر درج ہے:

اے نو بہارِ ما رخِ فرخندہ فالِ تو
مشروحِ کارنامۂ خوبی جمالِ تو

----***----

غزل نمبر (۲)

(۱) اے پیکِ راستاں خبر سروِ ما بگو　　احوالِ گُل بہ بُلبُلِ دستانسرا بگو

(۲) محرمانِ خلوتِ اُنسیم ' غم مخور　　با یارِ آشنا سخنِ آشنا بگو

(۳) دِلہا[3] ز دامِ طرّہ چو بر خاک می فشاند　　باآں غریب ما چہ گزشت از ہوا بگو

---

[1] بعض نسخوں میں درصدرِ خواجہ کے بجائے در پیش شاہ ہے۔　　[2] بعض نسخوں میں دل یا کے بجائے خود با ہے۔

[3] بعض نسخوں میں دلہا کی جگہ جانہا ہے۔ باآں کی جگہ برآں اور از کی جگہ اے ہے۔

(۴) پُر چیں چو می شد آں سر زلفینِ مشکبار — باما سرِے چہ داشت ز بہرِ خُدا بگو

حل لغات:

* پیک۔قاصد * اے پیکِ راستاں۔اے راستبازوں (سچے عاشقوں) کے قاصد * سروِ ما۔ہمارا سرو (میرا محبوب) * بُلبُل دستانسرا۔افسانہ گو بُلبُل * محرمان خلوتِ اُنسیم۔ہم محبت کی خلوت کے محرم ہیں * آشنا۔دوست ،یار * دام طُرّہ۔زلف کا دام * پرچیں۔پیچ وتاب * سرے۔خیال۔

ترجمہ:

(۱) اے سچے عاشقوں کے قاصد! تو ہمیں ہمارے سرو (محبوب) کی کوئی خبر سنا۔تو پھول کا احوال افسانہ گو بُلبُل سے بیان کر۔
(۲) ہم محبت کی خلوت کے محرم ہیں۔تو غم نہ کھا۔اور ایک آشنا کی آشنا سے بات چیت کر۔ایک محرم کا دوسرے محرم کو حال سنا۔
(۳) جب وہ (محبوب) دِلوں کو زلف کے دام سے زمین پر جھٹکتا تھا۔تو اُس وقت ہمارے دِل پر جو گزری (کیا گزری) تو اُسے ہوا سے بیان کر۔
(۴) جب وہ مشکبار زلفیں پیچ وتاب کھاتی تھیں تو تو خدا کے لیے بتلا کر اس کا ہمارے بارے میں کیا خیال تھا؟

(۵) گر دیگرت براں درِ دولت گزر فتد — بعد از ادائے خدمت وعرضِ دُعا بگو
(۶) ہر کس کہ گفت خاکِ درِ دوست توتیاست — گو ایں سخن معاینہ در چشمِ ما بگو
(۷) مُرغِ چمن بمویہ ٔ من دوش می گریست — آخر تو واقفی کہ چہ رفت اے صبا بگو
(۸) در راہِ عشق فرق غنی و فقیر نیست — اے پادشاہِ حسن سخن باگدا بگو

حل لغات:

* گزر فتد۔تیرا گزر ہوا * توتیا۔سرمہ * معاینہ۔علانیہ * بمویہ من۔میرے ماتم میں میری گریہ زاری سے * دوش۔کل رات * غنی۔مالدار * گدا۔فقیر۔

ترجمہ:

(۵) اگر تیرا پھر اُس درِ دولت پر کبھی گزر (جانے کا اتفاق) ہو تو اسے تعظیم وعرضِ دعا کے بعد ہماری آرزومندی کا احوال کھول کر سنانا۔
(۶) وہ شخص کہ جس نے کہا ہے کہ محبوب کے دروازے کی خاک سرمہ ہے۔تو اس سے کہہ دے کہ یہ بات ہماری آنکھوں کے بارے میں اعلانیہ کہہ۔یعنی جس طرح سرمہ سے آنکھ کی نظر تیز ہو جاتی ہے اُس طرح محبوب کے کوچے کی خاک سے ہماری آنکھوں کی نظر تیز ہو گئی ہے۔

---

1. بعض نسخوں میں پرچین چو می شدے کی جگہ برہم چو میزدے ہے۔

(۷) کل رات باغ کے پرندے میرے ماتم میں رو رہے تھے۔اے صبا! آخر جو کچھ بھی ہم پر گزری تو اُس سے پوری طرح واقف ہے۔بتا کہ کیا گزری؟

(۸) عشق کے راستے میں امیر اور فقیر کے مابین کوئی فرق نہیں ہے۔اے حسن کے بادشاہ! تو اس اپنے گدا سے بات تو کر۔

(۹) آں مے کہ در سبو دلِ صوفی بعشوہ برد ۔۔۔ کے در قدح کرشمہ کند ساقیا بگو

(۱۰) آں کس کہ منعِ ما ز خرابات می کند ۔۔۔ گو در حضورِ پیرِ من ایں ماجرا بگو

(۱۱) جاں پرورست قصۂ اربابِ معرفت ۔۔۔ رمزے برو بپرس وحدیثے بیا[1] بگو

(۱۲) ہر چند ما بدیم تو ما را بداں مگیر ! ۔۔۔ شاہانہ ماجرائے گناہِ گدا بگو

حل لغات:

٭ سبو۔شراب کا مٹکا ٭ عشوہ۔ناز و ادا ٭ قدح۔شراب کا بڑا پیالہ ٭ کرشمہ۔کرامت‘ناز و انداز ٭ خرابات۔شراب خانہ ٭ رمزے۔رمز‘اشارہ ٭ حدیثے۔حدیث‘بات ٭ ہر چند۔اگر چہ۔ما بدیم۔ہم بُرے ہیں۔

ترجمہ:

(۹) وہ شراب کہ جس نے مٹکے میں ہوتے ہوئے بھی صوفی کے دل کو اپنے عشووں سے لے لیا ہے۔وہ پیالے میں آ کر کب کرشمہ دکھائے گی؟اے ساقی! تو یہ تو بتا؟

(۱۰) وہ شخص جو مجھے شراب خانے میں جانے سے منع کرتا ہے۔تو اُسے کہہ دے کہ یہ بات میرے پیر و مرشد کے حضور بیان کرے۔

(۱۱) صاحبانِ معرفت اور اللہ والوں کا قصہ جان کی پرورش کرتا ہے۔تو انہی سے کوئی راز کی بات پوچھ۔اور ان کے متعلق کوئی قصہ کوئی کہانی بیان کرتا کہ روح کو بالیدگی حاصل ہو۔

(۱۲) ہم اگر چہ بہت ہی بُرے ہیں لیکن تو اس برائی اور گناہ کی وجہ سے ہمارا مواخذہ نہ کر۔(ہمیں نہ پکڑ) بلکہ تو شاہانہ انداز میں مجھ گدا کے گناہ کا ذکر کر۔

(۱۳) بر ایں فقیر نامہء آں محتشم بخواں ۔۔۔ با ایں گدا حکایتِ آں پادشا بگو

(۱۴) حافظ گرت بمجلسِ او راہ می دہند ۔۔۔ مئے نوش و ترکِ زرق برائے خدا بگو

حل لغات:

٭ محتشم۔صاحب حشمت ٭ مئے نوش۔شراب پی ٭ زرق۔مکر وریا۔

ترجمہ:

(۱۳) تو اس فقیر کے سامنے اُس صاحبِ حشمت و جاہ کا خط پڑھ کر سنا۔اس گدا کو اُس بادشاہ کا حال احوال سنا۔

---

[1] بعض نسخوں میں بیا کی جگہ بما ہے۔

(۱۴) اے حافظؔ! اگر تجھے اس محبوب کی بارگاہ میں حاضر ہونے کا شرف نصیب ہو تو پھر شراب نوشی کر لیکن خدا کے لیے مکر و ریا (فریب) کو چھوڑ دے۔ عبدالحمید عدمؔ نے بھی خوب کہا ہے:

اے عدمؔ سب گناہ کر لیکن
دوستوں سے ریا کی بات نہ کر

(نوٹ) بعض نسخوں میں شعر نمبر 7, 8, 9 ناپید ہیں۔

----***----

غزل نمبر (۳)

(۱) اے خونبہائے نافہء چیں خاکِ راہِ تو — خورشید سایہ پرورِ طرفِ کلاہِ تو
(۲) نرگس کرشمہ می برد از حد بروں خرام — اے جاں[1] فدائے شیوۂ چشمِ سیاہِ تو
(۳) خونم بخور کہ ہیچ مَلک با چنیں جمال — از دِل نیایدش کہ نویسد گناہِ تو
(۴) آرام و خوابِ خلق جہاں را سبب توئی — زاں شد کنارِ دیدۂ[2] دِل تکیہ گاہِ تو
(۵) با ہر ستارۂ سروکارست ہر شبم — از حسرتِ فروغِ رُخِ ہمچو ماہِ تو

حل لغات:

* خونبہا۔ قتل کی قیمت ادا کرنا * نافہء چین۔ خالص مشک * طرفِ کلاہ۔ کلاہ کا گوشہ * کرشمہ۔ کرامت، ناز و ادا * خونم بخور۔ مجھے قتل کردے، میرا خون پی لے * خلق۔ مخلوق، دنیا * کنارِ دیدہ۔ آنکھ کا گوشہ * فروغ۔ روشنی * ہمچو ماہ۔ چاند کی طرح۔

ترجمہ:

(۱) اے میرے محبوب! تیرے راستے کی خاک خالص مشک کا خونبہا ہے۔ اور یہ سورج تیری کلاہ کے گوشے کا سایہ پرور ہے۔ یعنی نافے نے محبوب کی راہ کی خاک سے خوشبو پائی ہے اور سورج کو تیز روشنی اُسی سے نصیب ہوئی ہے۔

(۲) نرگس کا پھول حد سے زیادہ کرشمے دکھا رہا ہے۔ اے محبوب! تو بھی باہر آ اور اپنے ناز و انداز کا کوئی کرشمہ دکھا تا کہ وہ خود کو جانے اور تیری قدر کرے۔ میری جان تیری ان سیاہ آنکھ کی ادا پر نثار ہے۔

(۳) تو مجھے قتل کر ڈال اور ہرگز اندیشہ نہ کر کیونکہ کوئی فرشتہ بھی تیرے اس حسن و جمال کو دیکھ کر تیرے ذمے یہ گناہ نہیں لکھے گا۔

(۴) دنیا بھر کے آرام و خواب کا سبب تو ہی ہے۔ اس سبب سے ہی دِل کی آنکھ کا گوشہ تیری تکیہ گاہ ہے۔

---

[1] بعض نسخوں میں جاں کی جگہ من ہے۔
[2] بعض نسخوں میں دیدۂ دل کی جگہ دیدہ و دل ہے۔

(۵) ہر رات مجھے ہر ستارے کے ساتھ کام رہتا ہے۔ یہ سب کچھ تیرے چاند جیسے چہرے کی حسرتِ دیدار کی وجہ سے ہے۔ یعنی اے ماہرو میں ساری ساری رات اختر شماری کرتا ہوں اور حسرتِ دید میں کڑھتا ہوں۔

(۶) یارانِ ہمنشیں ہمہ از ہم جُدا شدند — مائیم و آستانۂ دولت پناہِ تو
(۷) یارِ بداں مباش کہ مانند بختِ نیک — یارِ تو باد ہر کہ بود نیک خواہِ تو
(۸) فردائے روزِ حشر کہ عرضِ خلائق ست — باشد دراں میاں بمن افتد نگاہِ تو
(۹) حافظ طمع مبر ز عنایت کہ عاقبت — آتش زند بہ خرمنِ غم دُودِ آہِ تو

حل لغات:

* یارانِ ہمنشیں۔ ہم مجلس، ہم صحبت دوست * یاراں بداں مباش۔ تو بروں کا دوست مت بن * فردا۔ کل، قیامت کا دان * خلائق۔ مخلوق * طمع مبر۔ تمنا نہ رکھ * خرمن۔ کھلیان * دُود۔ دھواں۔

ترجمہ:

(۶) تمام ہم نشیں و ہم مجلس دوست ایک دوسرے سے جدا ہو گئے ہیں لیکن ہم ہیں اور اے محبوب! تیرا یہ آستانہ دولت پناہ ہے۔
(۷) تو بروں کا دوست مت بن کہ نیک نصیبے کی طرح جو کوئی بھی تیرا نیک خواہ (خیر خواہ) ہوگا، تیرا دوست بن جائے گا۔
(۸) کل قیامت کے روز تمام مخلوق کے پیش ہونے کا دن ہے۔ مجھے یہ پوری اُمید ہے کہ اس مجمع میں آپ ﷺ کی نگاہ میرے حال پر ہی ہوگی۔ (یہ شعر نعت میں ہے)
(۹) اے حافظ! تو اس کی عنایات و نوازشات سے مایوس مت ہو۔ اس لئے کہ آخر کار تیری ان آتشیں آہوں کا دھواں غم کے کھلیانوں میں آگ لگا دے گا۔
(نوٹ) بعض نسخوں میں شعر نمبر 7, 8 ناپید ہیں۔

----***----

غزل نمبر (۴)

(۱) اے قبائے پادشاہی راست بر بالائے تو — زینتِ تاج و نگیں از گوہرِ والائے تو
(۲) آفتابِ فتح را ہردم طلوعے می دہد — از کلاہِ خسروی رخسارِ مہ سیمائے تو
(۳) جلوہ گاہِ طائرِ اقبال گردد ہر کجا — سایہ اندازد ہمائے چترِ گردوں سائے تو
(۴) از رسومِ شرع و حکمت با ہزاراں اختلاف — نکتہ ہرگز نشد فوت از دلِ دانائے تو

(۵) آبِ حیوانش زمنقارِ بلاغت می چکد　　طوطیٔ خوش لہجہ یعنی کِلکِ شکّر خائے تو

حل لغات:

* راست بر بالائے تو۔ تیرے قد پر بڑی موزوں ہے * گوہر والائے تو۔ تیری بلند و بالا ذات سے ہے * آفتابِ فتح۔ فتح کا سورج * کلاہِ خسروی۔ بادشاہی کلاہ ٹوپی * سیما۔ پیشانی * طائرِ اقبال۔ بلند خیالی کا پرندہ * ہما۔ ایک مشہور مبارک پرندہ جس کا سایہ پڑنے سے آدمی بادشاہ ہو جاتا ہے * چترِ گردوں۔ آسمان کا چتر * از رسوم شرع حکمت۔ شرع و حکمت کے رسم و آئین سے * آبِ حیوان۔ آبِ حیات * منقار۔ چونچ * بلاغت۔ نغز کلامی * کلکِ شکر خائے۔ شیریں قلم۔

ترجمہ:

(۱) اے میرے محبوب! بادشاہی کی یہ قبا تیرے قد و قامت کے لیے بڑی ہی موزوں ہے (بڑی اچھی دکھائی دیتی ہے) تاج اور نگینہ کی زینت صرف تیری ہی بلند و بالا ذات کی وجہ سے ہے۔

(۲) تیرے چاند جیسے رخسار بادشاہی تاج سے ہر وقت فتح کے سورج کو طلوع کرتے ہیں۔ یعنی تیرا ہونا ہی فتح و نصرت کی نوید ہے۔

(۳) وہ مقام بلند اقبالی کے پرندے کی جلوہ گاہ بن جاتا ہے۔ جہاں تیرے آسمان جیسے بلند چتر کا ہما سایہ ڈالتا ہے۔

(۴) شریعت اور حکمت کے رسم و آئین سے ہزارہا اختلافات کے باوجود ایک نکتہ بھی ایسا نہیں ہے جو کہ تیرے دانا و عقلمند دل پر روشن نہ ہو چکا ہو۔

(۵) وہ خوش آواز و خوش نوا طوطی کہ جس کی بلاغت کی چونچ سے آبِ حیات ٹپکتا ہے وہ یہ تیرا شیریں قلم ہی ہے۔ یعنی تیرا یہ قلم خوش نوا و خوش آواز طوطی کی نغمہ سرائی سے بھی بڑھ کر ہے۔

(۶) گرچہ خورشیدِ فلک چشم و چراغِ عالم ست　　روشنائی بخشِ چشمِ اوست خاکِ پائے تو

(۷) آنچہ اسکندر طلب کرد و ندادش روزگار　　جُرعہ بود از زُلالِ جامِ جان افزائے تو

(۸) عرضِ حاجت در حریمِ حُرمتت[1] محتاج نیست　　رازِ کس مخفی نماند بر فروغِ رائے تو

(۹) خسروا پیرانہ سر حافظ جوانی می کند　　بر اُمیدِ عفوِ جاں بخش گنہ[2] فرسائے تو

حل لغات:

* خورشید فلک۔ آسمان کا سورج * عالم۔ جہان * اسکندر۔ سکندر یونانی جس نے پوری دنیا کو فتح کرنے کا خواب دیکھا تھا * جُرعہ۔ گھونٹ * زلال۔ شیریں پانی * حریم۔ حرم، حرم گاہ، بارگاہ * مخفی۔ پوشیدہ * خسروا۔ اے بادشاہ * پیرانہ سر۔ بڑھاپا * عفو۔ بخشش * گنہ فرسائے۔ گناہ کو مٹانے والی۔

---

[1] بعض نسخوں میں حرمت کی جگہ حضرت ہے۔

[2] بعض نسخوں میں گنہ فرسائے کی جگہ گنہ بخشائے ہے جو زیادہ مناسب ہے۔

ترجمہ:

(٦) اگر چہ آسمان کا سورج پوری دنیا کا چشم و چراغ ہے لیکن اس کی آنکھوں کو نور بخشنے والی تیرے پاؤں کی خاک ہی ہے۔

(٧) سکندر نے جو کچھ طلب کیا (اس نے آبِ حیات پینے کی خواہش کی تھی) زمانے نے اُسے نہ دیا (اے محبوب!) وہ تیرے جانفزا ساغر کے صاف اور شیریں پانی کا ہی تو ایک گھونٹ تھا۔

(٨) تیری عظمتوں بھری اور پُر احترام بارگاہ میں حاجت کو عرض کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے کیونکہ تیرے دانا دل پر کسی کا راز بھی چھپا ہوا نہیں رہتا۔

(٩) اے بادشاہ! یہ حافظ بڑھاپے میں بھی جوانی کا لطف اٹھا رہا ہے۔ تیری جان بخش معافی اور گناہ دھوڈالنے والی اُمید پر ایسا کر رہا ہے۔

(نوٹ) یہ غزل شاہ شجاع کی مدح میں ہے۔

----***----

غزل نمبر (۵)

(۱) بجانِ پیرِ خرابات و حقِ صحبتِ او — کہ نیست درسرِ من جز ہوائے خدمتِ او

(۲) بہشت اگرچہ نہ جائے گناہگارانست — بیار بادہ کہ مستظہرم برحمتِ [1] او

(۳) چراغِ صاعقہ آں شراب [2] روشن باد — کہ زد بخرمنِ من آتشِ محبتِ او

(۴) بر آستانۂ میخانہ گر سرے بینی؟ — مزن بپائے کہ معلوم نیست نیتِ او

حل لغات:

* بجان پیر خرابات۔ پیر خرابات کی جان کی قسم * ہوائے۔ آرزو * بیار بادہ۔ شراب لا * مستظہرم۔ میں پناہ لیتا ہوں * چراغِ صاعقہ۔ بجلی کا چراغ * خرمن۔ کھلیان * گر سرے بینی۔ اگر تو کوئی سر دیکھے * مزن بپائے۔ ٹھوکر مت مار۔

ترجمہ:

(۱) مجھے پیر مغاں کی جان اور اس کے حق صحبت کی قسم! میرے سر (دماغ) میں اس کی خدمت کی آرزو کے سوا اور کچھ بھی نہیں ہے۔

(۲) اگر چہ یہ بہشت گناہگاروں کے واصل ہونے کی جگہ نہیں ہے لیکن اے میرے ساقی تو شراب لا تا کہ میں اُس کے (اللہ تعالیٰ)

---

[1] بعض نسخوں میں برحمت کی جگہ بہمت ہے۔

[2] بعض نسخوں میں شراب کی جگہ سحاب (بمعنی بادل) ہے جو صاعقہ کی مناسبت سے موزوں تر ہے۔

دامن رحمت میں پناہ لیتا ہوں۔ مجھے اس کی رحمت پر بھروسا ہے۔

(۳) اس شراب کی بجلی کا چراغ ہمیشہ روشن رہے کہ جس نے میرے کھلیان میں اُس کے عشق کی آگ لگادی ہے۔

(۴) اگر تو کبھی شراب خانے کی دہلیز پر کسی کا سر دیکھے تو اُسے حقارت سے ٹھوکر مت مار کیونکہ تجھے اس کی نیت کا حال معلوم نہیں ہے ۔نجانے وہ کس نیت کی بنا پر ایسا کر رہا ہے؟

(۵) بیار بادہ کہ دوشم سروشِ عالمِ غیب [1] — نوید داد کہ عام ست فیضِ رحمتِ او

(۶) مکن بچشمِ حقارت نگاہ برمنِ مست — کہ نیست معصیت وزہد بے مشیّتِ او

(۷) نمی کند دلِ من میلِ زہد و توبہ ولے — بنامِ خواجہ بکوشیم و فرِّ دولتِ او

(۸) مدام خرقہء حافظ ببادہ در گروست — مگر زخاکِ خرابات بود فطرتِ [2] او

حل لغات:

* بیار بادہ۔شراب لا * دوشم۔کل رات مجھے * سروش۔عالم غیب کا فرشتہ * نوید۔خوشخبری * معصیت۔گناہ * زہد۔پرہیز گاری * مشیت۔مرضی (اللہ تعالیٰ کی رضا) * میل۔رغبت * فرّ دولت۔شوکتِ سلطنت * مدام۔ہمیشہ * خرقہ۔گدڑی * گرو۔گروی۔

ترجمہ:

(۵) تو شراب لا کہ کل رات مجھے عالم غیب کے فرشتے نے یہ خوشخبری دی ہے کہ اس کی (اللہ تعالیٰ کی) رحمت کا فیض عام ہے اور ہر وقت جاری وساری ہے۔

(۶) تو کسی مست کو حقارت کی نظروں سے مت دیکھ کیونکہ گناہگاری اور پرہیز گاری اُس کی مرضی اور رضا کے بغیر نہیں ہوسکتی ہے۔

(۷) میرا یہ دل پرہیز گاری اور توبہ کی جانب مائل ہوتا نظر نہیں آتا۔لیکن میں خواجہ اور اس کی شان وشوکتِ سلطنت کے نام پر کوشش کر رہا ہوں۔

(۸) حافظ کی گدڑی ہمیشہ شراب کے عوض گروی رہتی ہے۔شاید اس کا خمیر ہی شراب خانے کی خاک سے اٹھایا گیا ہے۔(گویا شراب نوشی اس کی فطرت کا حصہ ہے)

----***----

---

[1] بعض نسخوں میں مصرع اول یوں ہے: بیا کہ دوش بمستی سروشِ عالم غیب۔

[2] بعض نسخوں میں فطرت کی جگہ طینت ہے جو خاک کی مناسبت سے موزوں تر ہے۔

غزل نمبر(۶)

(۱) تابِ بنفشہ می دہد طُرّہَ مُشکسائے تو — پردہَ غنچہ می درد خندہَ دلکشائے تو
(۲) اے گُلِ خوش نسیمِ من بُلبُلِ خویش را مسوز — کز سرِ صدق می کند شب ہمہ شب دُعائے تو
(۳) دشمن و دوست گو بگو ہر غرضے کہ ممکن ست — جورِ ہمہ جہانیاں می کشم از برائے تو
(۴) خرقہء زہد و جامِ مے گرچہ نہ درخورِ من ست — ایں ہمہ نقش می زنم در طلبِ وفائے[۱] تو
(۵) شورِ شراب و سوزِ عشق[۲] آں نفسم رود زیاد — کایں سرِ پُر ہوس شود خاکِ درِ سرائے تو

حل لغات:

* تابِ بنفشہ۔ بنفشہ کا پیچ و تاب * طُرّہَ مشک سائے تو۔ تیری مشک جیسی زلفیں * مسوز۔ نہ جلا * سرِ صدق۔ سچے دل سے * گو۔ کہہ دے * بگو۔ کہے * جور۔ ظلم * ہمہ جہانیاں۔ سارے جہان والے * خرقۂ زہد۔ پرہیز گاری کی گدڑی * درخورِ من۔ میرے لائق * سوزِ عشق۔ عشق کی جلن * پُر ہوس۔ ہوس سے بھرا۔

ترجمہ:

(۱) تیری مشکیں اور معطر زلفیں بنفشہ کو پیچ و تاب دے رہی ہیں۔ تیری دلکشا ہنسی غنچے کے پردے کو چاک کر رہی ہے۔

(۲) اے میرے خوشبودار پھول! تو اپنی بُلبُل کو جدائی کی آگ سے نہ جلا کیونکہ وہ سچے دل سے رات بھر تیرے لیے دُعائیں کرتا رہتا ہے۔

(۳) تم دشمن اور دوست سے کہہ دو کہ وہ جو چاہیں کہہ لیں کیونکہ میں تیری خاطر تمام جہان والوں کا ظلم برداشت کر رہا ہوں۔ مجھے کسی کی بھی پروا نہیں ہے۔

(۴) اگرچہ یہ پرہیز گاری کی گدڑی اور شراب کا پیالہ میرے لائق و قابل نہیں ہے لیکن میں پھر بھی تیری وفا کی طلب میں یہ سب کچھ کیے جا رہا ہوں۔

(۵) یہ شراب کا شور اور عشق کا سوز اس وقت میری یاد سے جائے گا جبکہ یہ میرا پُر ہوس سر تیرے مکان کے دروازے کی خاک ہو جائے گا۔

(۶) من کہ ملول گشتمے ازنفسِ فرشتگاں — قال و مقالِ عالمے می کشم ازبرائے تو

---

۱ بعض نسخوں میں درطلب وفائے تو کی جگہ از جہت رضائے تو ہے۔
۲ بعض نسخوں میں شورِ شراب وسوزِ عشق کی جگہ شرابِ عشق تو ہے۔

(۷) مہرِ رُخت سرشتِ من خاکِ درت بہشتِ من — عشقِ تو سرنوشت من راحتِ من رضائے تو

(۸) دلقِ گدائے عشق را گنج بود در آستیں — زود بسلطنت رسد ہر کہ بود گدائے تو![1]

(۹) شاہ نشیںِ چشمِ من تکیہ گاہِ خیالِ تست — جائے دُعاست شاہِ من بے تو مباد جائے تو

(۱۰) خوش چمنیست عارضت خاصہ کہ در بہارِ حُسن — حافظِ خوش کلام شد مُرغِ سخن سرائے تو

حل لغات:

* ملول۔آزردہ،غمگین * قال ومقال۔ چہ میگوئیاں * مہرِ رخت۔ تیرے چہرے کی محبت * سرشتِ من۔ میری فطرت ہے * سرنوشت۔ تقدیر کا لکھا * دلق۔ گدڑی * گدائے عشق۔ عشق کا گدا * زود۔ جلدی * شاہ نشیں۔ جھروکا * مباد۔ نہ رہے * عارضت۔ تیرے رخسار * خاصہ۔ خصوصاً۔

ترجمہ:

(۶) میں جو کہ فرشتوں کی بات سے بھی آزردہ خاطر ہو جاتا تھا، اب تیری خاطر ساری دنیا کی باتیں (چہ میگوئیاں) سن رہا ہوں۔

(۷) تیرے چہرے کی محبت میری فطرت ہے اور تیرے دروازے کی خاک میری جنت ہے۔ تیرا عشق میری تقدیر ہے اور تیری رضا میری خوشی ہے۔

(۸) عشق کے فقیر کی گدڑی اپنی آغوش میں اک خزانہ رکھتی ہے۔ جو کوئی بھی اے محبوب! تیرا فقیر ہو جائے تو وہ جلد ہی بادشاہ بن جاتا ہے۔

(۹) میری آنکھ کا جھروکا تیرے خیال کی تکیہ گاہ ہے۔ اے میرے بادشاہ (خدا) یہ دعا کا مقام ہے کہ تیرا مسکین تیرے بغیر موجود نہ رہے۔ یعنی اگر تیرا خیال میری آنکھ میں نہ رہے تو پھر میری یہ آنکھ ہی باقی نہ رہے۔

(۱۰) تیرے رخسار کیا ہی اچھا چمن ہیں اور خاص کر حسن کی بہار میں۔ اور شہر میں حافظ کا کلام چہچہانے والا بُلبُل ہے۔ جو نغمہ سرائی کرتا ہے۔

(نوٹ) بعض نسخوں میں شعر نمبر 3 ناپید ہے۔

----***----

غزل نمبر (۷)

(۱) خطِ عذارِ یار کہ بگرفت ماہ ازو — خوش حلقہ ایست لیک بدر نیست راہ ازو

---

[1] بعض نسخوں میں یہ شعر یوں ہے: دولتِ عشق بیں کہ چوں ازسرِ فقر وافتخار۔ گوشۂ تاج سلطنت می شکند گدائے تو۔

(۲) ابروئے دوست گوشۂ محرابِ دولت ست — آنجا بسائے چہرہ و حاجت بخواہ ازو

(۳) اے جُرعہ نوشِ مجلسِ جم سینہ پاک دار — کائینہ ایست جامِ جہاں بیں کہ آہ ازو

(۴) سلطانِ [1] غم ہر آنچہ تواند بگو بکن — من بردہ اَم بہ بادہ فروشاں پناہ ازو

(۵) کردارِ اہلِ صُومعہ اَم کردے پرست [2] — ایں دُرد بیں [3] کہ نامۂ من شد سیاہ ازو

حل لغات:

* خطِ عذار: رخسار کا خط * بگرفت ماہ ازو۔ اس سے چاند کو گہن لگ گیا ہے * بدر۔ باہر * گوشۂ محراب۔ محراب کا کونہ * بسائے۔ سائیدن مصدر رگڑنا * گھسانا۔ سجدہ کرنا * جُرعہ نوش۔ گھونٹ پینے والا' شراب نوش * مجلس جم۔ جمشید کی مجلس * جامِ جہاں بیں۔ جمشید کا جام جس میں وہ دنیا بھر کے حالات دیکھ لیتا تھا۔

ترجمہ:

(۱) محبوب کے رخساروں کا خط' جس سے چاند کو گہن لگ گیا ہے۔ یہ کیا ہی اچھا حلقہ ہے مگر اس سے باہر نکلنے کا راستہ بھی کوئی نہیں ہے۔

(۲) محبوب کے ابرو دولت کی محراب کا کونہ ہے۔ وہاں پر اپنے چہرے کو گھسا (سجدہ ریز ہو) اور اُس سے اپنی حاجت طلب کرلے۔

(۳) اے جمشید کی بزم کے شراب پینے والے! تو اپنے سینے کو پاک رکھ کیونکہ وہ آئینہ جامِ جہاں بیں ہے۔ افسوس ہے کہ اگر وہ صاف نہ ہو۔ (یعنی دل ایک جام جہاں بیں کے مانند ہے)

(۴) تو اس غم کے سلطان سے کہہ دے کہ جو کچھ بھی وہ کرسکتا ہے کرلے۔ کیونکہ میں اس کے ہاتھوں شراب بیچنے والوں کے ہاں پناہ گزین گیا ہوں۔

(۵) ان خانقاہ والوں کے ریاکارانہ چال چلن نے مجھے شرابی کر کے رکھ دیا ہے۔ تو اس دھوئیں کو دیکھ کہ اس سے میرا نامہء اعمال سیاہ ہوگیا ہے۔

(۶) ساقی چراغِ مے بہ رہِ آفتاب دار — گو بر فروز مشعلہء صبحگاہ ازو

(۷) آبے بروز نامۂ اعمالِ ما فشاں — بتواں مگر سترد حروفِ گناہ ازو [4]

---

[1] بعض نسخوں میں سلطان کی جگہ شیطان ہے۔

[2] بعض نسخوں میں یہ شعر یوں ہے: ؎ صوفی مرا بمیکدہ بُرد از طریق عشق۔ بنگر کہ کارِ من بچساں شد تباہ ازو

[3] بعض نسخوں میں بیں کی جگہ بیس ہے۔

[4] بعض نسخوں میں مصرع ثانی یوں ہے۔ باشد تواں سترد حروفِ گناہ ازو۔

(۸) آخر[1] دریں خیال کہ دارد گدائے شہر — روزے شود کہ یاد کند پادشاہ ازو
(۹) حافظ کہ سازِ مجلسِ[2] عشاق ساز کرد — خالی مباد عرصۂ ایں بزم گاہ ازو

حل لغات:

* برفروز ۔تو جلا * مشعلہ ۔مشعل * فشاں ۔چھڑک دے * سترد ۔مٹ سکتی ہے * آبے ۔آب' پانی' بارانِ رحمت بھی مراد ہوسکتی ہے * آخر دریں خیال ۔آخر اس خیال کی وجہ سے * مجلس عشاق ۔عاشقوں کی مجلس * خالی مباد ۔خالی نہ رہے۔

ترجمہ:

(۶) اے ساقی! شراب کے چراغ کو سورج کی راہ میں رکھ دے ۔اور کہہ دے کہ وہ اس سے صبح کی مشعل کو جلالیا کرے۔

(۷) تو ہمارے اعمال نامہ پر تھوڑا سا پانی چھڑک دے ۔شاید کہ اس سے ہی ہمارے گناہ مٹ سکیں ، دھل سکیں ۔یعنی ہمارے گناہوں کو اپنی بارانِ رحمت سے زائل کردے۔

(۸) آخر اس خیال کی وجہ سے جو کہ اس شہر کے فقیر کے دل میں ہے ۔ایک دن ایسا بھی ضرور آئے گا کہ جس دن بادشاہ اُسے یاد کر ہی لے گا۔

(۹) حافظ کہ جس نے عاشقوں کی مجلس کا ساز و سامان درست کیا، اس بزم گاہ کا میدان اس سے کبھی خالی نہ رہے۔

----***----

غزل نمبر (۸)

(۱) گفتا بروں شدی بتماشائے ماہِ نَو — از ماہِ ابروانِ منت شرم نیست[3] رَو
(۲) عمریست تا دِلم ز مقیمانِ زلفِ تست[4] — غافل زحِفظِ جانبِ یارانِ خود مشو
(۳) مفروش عطرِ عقل بہندوئے زلفِ یار[5] — کانجا ہزار نافۂ مشکیں بہ نیم جو
(۴) تخمِ وفا و مہر دریں کشت زارِ عشق[6] — آنگہ عیاں شود کہ رسد موسمِ درو

---

[1] بعض نسخوں میں آخر کی جگہ آیا ہے۔ [2] بعض نسخوں میں مجلس کی جگہ مطرب ہے۔
[3] بعض نسخوں میں نیست کی جگہ باد ہے۔
[4] بعض نسخوں میں مصرع اول یوں ہے: عمریست تا دلت ز اسیرانِ زلفِ ماست ہے۔
[5] بعض نسخوں میں ہندوئے زلفِ یار کی جگہ بگیسوئے زلفِ ما ہے۔
[6] بعض نسخوں میں مصرع اول یوں ہے: عمریست تا دلت ز اسیرانِ زلفِ ماست۔

حل لغات:

* بتماشائے ماہِ نَو۔ نئے چاند کا نظارہ کرنے کے لیے * مقیمان۔ ساکنان * رَو۔ چلا جا * عمریست۔ اک عمر بیت گئی * حفظِ جانب یاراں۔ دوستوں کے پاس خاطر * ہندوئے زلف یار۔ محبوب کی سیاہ زلف * نافۂ مشکیں۔ مشک کا نافہ * کشت۔ کھیتی * موسمِ دَرو۔ فصل کاٹنے کا موسم۔

ترجمہ:

(۱) اُس (محبوب) نے کہا تو جو نئے چاند کا نظارہ کرنے کے لیے باہر نکلا ہے۔ تجھے میرے ان ابروؤں کے چاند سے شرم نہیں آئی۔ جا چلا جا۔

(۲) اک عمر بیت گئی جب سے میرا یہ دِل تیری زلف کے ساکنوں میں سے ہے یعنی اسیر زلف ہے۔ اپنے یاروں دوستوں کے پاس خاطر سے غافل نہیں ہونا چاہیے۔

(۳) تو اپنے عقل کے عطر کو محبوب کی سیاہ زلف کے ہاتھوں مت بیچ کیونکہ وہاں تو مشک کے ہزاروں نافے آدھے جَو کے برابر ہیں ۔یعنی عشق کے بازار میں عقل کی کچھ قیمت نہیں ہے بلکہ جنون سے کام چلتا ہے۔

(۴) اس عشق کے کھیت میں وفا اور محبت کا بیج اس وقت ظاہر ہوتا ہے جبکہ فصل کاٹنے کا وقت آن پہنچتا ہے۔ یعنی عاشق کو زندگی میں محبوب سے وفا کی اُمید نہیں رکھنی چاہیے۔

(۵) ساقی بیار بادہ کہ رمزے بگویمت — از سِرِ اخترانِ کہن سال و ماہِ نَو

(۶) شکلِ ہلال بر[1] سرِ مہ می دہد نشاں — از افسرِ اتابک و پرّ کلاہِ گو[2]

(۷) حافظ جنابِ پیرِ مغاں مامنِ وفاست — درسِ وفا و مہر[3] براو خوان و زو شنو

حل لغات:

* رمزے۔ رمز، راز کی بات * اخترانِ کہن۔ پرانے ستارے * افسرِ اتابک۔ اتابک بادشاہ کا تاج، فرمانروایانِ ایران کا لقب اتابک تھا * مامنِ وفا، وفا کی امن گاہ۔

ترجمہ:

(۵) اے ساقی تو شراب لا کہ میں تجھ کو ان پرانے ستاروں اور اس نئے چاند کی گردش کے بارے میں ایک انتہائی راز کی بات بتاؤں گا۔ یعنی میں تجھے اس گردش آسمان اور انقلاباتِ زمانہ کا راز بتاتا ہوں۔

(۶) چاند کے سر پر ہلال کی شکل اتابک بادشاہ کے تاج اور اس کی ٹوپی کے گوشہ سے مشابہ ہے یعنی اتابک بادشاہ (فرمانروایان

---

1. بعض نسخوں میں بر کی جگہ ہر ہے۔
2. بعض نسخوں میں مصرع ثانی یوں ہے: از افسرِ سیاہک وترکِ کلاہ رو۔ (سیالک شاہِ ایران کیومرث کا بیٹا)
3. بعض نسخوں میں درسِ وفا و مہر کی جگہ درس حدیثِ عشق ہے۔

ایران عظیم شان وشوکت کے حامل تھے)

(۷) اے حافظ! پیرمغاں کی بارگاہ وفا کی امن گاہ ہے۔تو وفا اور محبت کا سبق اسی کو سنا اور اُسی سے سیکھ۔اُسی سے پڑھ اور اُسی سے سن۔

-----***-----

غزل نمبر(۹)

(۱) گلبنِ عیش می دمد ساقیٔ گلعذار کو — بادِ بہار می وزد بادۂ خوشگوار کو

(۲) ہر گُلِ نُو ز گُلرخے یاد ہمی کند ولے — گوشِ سخن شنو کجا دیدۂ اعتبار کو

(۳) مجلسِ بزمِ عیش را غالیۂ مراد نیست — اے دم صبح خوش نفس نافۂ زلفِ یار کو

(۴) حُسن فروشیٔ گلم نیست تحمل اے صبا! — دست زدم بخونِ دِل بہرِ خدا نگار کو

حل لغات:

* گلبنِ عیش۔عیش وعشرت کا پودا مراد شاخِ گل * گلعذار۔پھول جیسے رخسار * می دمد۔نشو ونما پا رہا ہے * ہر گُل نو۔ہر نیا پھول * گُلرخے۔پھول جیسے چہرے والا،محبوب * دیدۂ اعتبار۔دیدۂ عبرت بیں * غالیہ۔خوشبو * نافہ۔مشک کی تھیلی،جو ہرن کی ناف میں ہوتی ہے * حُسن فروشیٔ گل۔پھول کی حسن نمائی * نگار۔محبوب۔

ترجمہ:

(۱) عیش وعشرت کا پودا نشو ونما پا رہا ہے یعنی شاخِ گل کھل رہی ہے پھول جیسے رخساروں والا ساقی کہاں ہے؟ بہار کی ہوا چل رہی ہے۔خوشگوار شراب کہاں ہے؟

(۲) ہر نیا پھول کسی رخسار کی یاد دلاتا ہے لیکن بات سننے والا کان اور عبرت کو دیکھنے والی آنکھ کہاں ہے؟ یعنی دنیا سراپا عبرت ہے اور ہر لمحے اک نیا درس دیتی ہے لیکن ایسے آنکھ اور کان کہاں ہیں جو عبرت حاصل کریں۔

(۳) بزمِ عیش وعشرت کی مجلس کے لیے مراد کی خوشبو کا کچھ پتا نہیں ہے۔اے صبح کی راحت بخش ہوا! اُس محبوب کی زلف کی خوشبو کہاں ہے؟

(۴) اے بادِ صبا! میں پھول کی حسن نمائی برداشت نہیں کر سکتا۔میں نے اپنے دِل کے خون میں ہاتھ ڈال دیا ہے۔خدا کے لیے تو بتا کہ میرا محبوب کہاں ہے؟ پھول اپنے حسن کی نمائش کر رہے ہیں اور اپنی رنگینی ودلکشی پر نازاں ہیں۔ان کی یہ پُرغرور حرکت ناقابل برداشت ہے۔اگر میرا محبوب یہاں ہوتا تو یہ ایسا کرنے کی کبھی جرأت نہ کرتے اور محبوب کا حسن و جمال دیکھ کر شرمندہ ہو جاتے۔

(۵) شمع سحر بنزمگاه[1] لاف زعارضِ تو زد — خصمِ زباں دراز شد خنجرِ آبدار کو
(۶) گفت مگر زلعلِ من بوسہ نداری آرزو — مُردم ازیں ہوس ولے قُدرت واختیار کو
(۷) حافظ اگرچہ درسخن خازنِ گنجِ حکمت ست — ازغمِ روزگارِ دوں طبع سخن گزار کو

حل لغات:

* لاف۔ڈینگ * عارض۔رخسار * خصم۔دشمن * لعل۔لب لعلیں * خازن۔خزانچی، مالک * گنج حکمت۔حکمت کا خزانہ * دوں طبع۔کمینی طبع۔

ترجمہ:

(۵) صبح کی شمع نے بزم میں تیرے رخساروں کے مقابلے میں لاف زنی کی۔دشمن زبان دراز ہوگیا ہے۔خنجر آبدار کہاں ہے؟

(۶) اُس (محبوب) نے کہا کہ کیا تجھے میرے سرخ لبوں کا بوسہ لینے کی آرزو نہیں ہے؟ تو میں نے کہا کہ میں تو اس آرزو میں مرا اور مٹا جارہا ہوں لیکن طاقت اور اختیار کہاں ہے؟

(۷) حافظ اگرچہ شاعری میں حکمت کے خزانے کا مالک ہے لیکن اُسے اس کمینے زمانے کے غم سے نجات کہاں ملتی ہے؟ یعنی زمانے کے غم سے اس کی شعر گو طبیعت کہاں رہی ہے؟ بقول ذوق:

اے ذوقؔ کیا خاک ہو اپنا دیوان جمع
جبکہ نہیں ہے خاطرِ پریشان جمع

----***----

غزل نمبر(۱۰)

(۱) مرا چشمیست خون افشاں زچشمِ[2] آں کمان اَبرو — جہاں پُر فتنہ می بینم ازاں چشم و ازاں اَبرو
(۲) غلامِ چشمِ آں ترکم کہ درخوابِ خوش مستی — نگاریں گلشنش رویست ومشکیں سائباں اَبرو
(۳) ہلالی شدتنم زیں غم کہ باطُغرائے مشکینش — کہ باشد مہ کہ بنماید زطاقِ آں کماں[3] اَبرو
(۴) ہمیشہ چشمِ مستش راکمانِ حُسن در زہ باد — کہ از پشتیِ تیر او کشد برسر[4] کماں اَبرو

---

[1] بعض نسخوں میں شمع سحر بزمگاہ کی جگہ شمع سحر گہے اگر ہے۔
[2] بعض نسخوں میں چشم کی جگہ دست ہے جبکہ بیشتر نسخوں میں چشم ہی ہے۔
[3] بعض نسخوں میں آں کماں کی جگہ آساں ہے۔
[4] بعض نسخوں میں سر کی جگہ مہ ہے۔

(۵) روانِ گوشہ گیراں را ز حُسنش طرفہ گلزار ست — کہ بر طرفِ سمن زارش ہمی گردد چماں اَبرو

حل لغات:

* خون افشاں۔خون چھڑ کنے والی، خون برساتی ہوئیں * نگاریں۔حسین * مشکیں۔خوشبودار * ترک۔محبوب * ہلالی۔ہلال کے مانند * طغرائے مشکینش۔زلفِ مشکیں * درزہ باد۔چلّہ چڑھا ہے * پشتی: پشت و پناہ، مدد۔ * روان گوشہ گیراں۔گوشہ نشینوں کی جان * طرفہ۔عجیب * چماں۔ٹہلتا۔

ترجمہ:

(۱) اُن کمان ابرو آنکھوں کے غم میں میری آنکھیں خون برسا رہی ہیں۔میں ان آنکھوں اور ان ابروؤں کے باعث اس دنیا کو فتنہ وشر سے لبریز دیکھ رہا ہوں۔

(۲) میں اُس محبوب کی آنکھ کا غلام ہوں کہ جس کا چہرہ مستی کے حسین خواب میں رنگین باغ اور مشکین ابروؤں کا سائبان ہے۔

(۳) میرا تن بدن اس غم میں پہلی رات کے چاند کی طرح کبڑا ہو گیا ہے کہ اس کی زلفِ مشکیں کے مقابلے میں یہ چاند کیا چیز ہے جو آسمان کی محراب سے ابرو دکھاتا ہے؟

(۴) اس کی مست آنکھ کی کمانِ حسن کا ہمیشہ چلہ چڑھا رہے کیونکہ اس کے تیر کی مدد سے اس کا ابرو عاشقوں کے سروں کو کمان کا نشانہ بناتا ہے۔

(۵) ان گوشہ نشینوں کی جان کے لیے اُس کے حسن کا اک عجیب گلزار ہے۔کہ اُس کے سمن زار کے تختوں کے اِرد گرد ابروؤں کے کرشمے دکھاتا ہوا ٹہلتا پھرتا ہے۔

(۶) رقیباں غافلند از ما کزاں چشمِ سیاہ ہردم [1] — ہزاراں گونہ پیغام ست و حاجب درمیاں اَبرو

(۷) دِگر حور و پری را کس نگوید باچنیں حُسنے! — کہ ایں را ایں چُنیں چشم ست وآں را آنچناں اَبرو

(۸) تو کافر دل نمی بندی نقابِ زلف و می ترسم — کہ محرابم بگرداند خمِ آں دلستاں اَبرو

(۹) اگرچہ مُرغِ زیرک بود حافظ در وفا[2] داری — بہ تیرِ غمزہ صیدش کرد چشمِ آں کماں اَبرو

حل لغات:

* ہزاراں گونہ۔ہزاروں قسم * حاجب۔چوکیدار، پردہ دار * ایں چنیں۔ایسی ہے * آنچناں۔ایسا ہے * محرابم بگرداند۔میری محراب سجدہ کو بدل دے گا * مُرغِ زیرک۔عقلمند پرندہ * غمزہ۔پلکوں کا اشارہ، تیر۔

ترجمہ:

(۶) ہم سے رقیب غافل ہیں اس لیے کہ ہر اس کی سیاہ آنکھ سے ہزاروں طرح کے پیغامات آتے ہیں۔اور درمیان میں ابرو پردہ

---

[1] بعض نسخوں میں مصرع اول یوں ہے: رقیبان غافل و مارااز چشم وجبیں ہردم۔

[2] بعض نسخوں میں وفا کی جگہ ہوا ہے۔

دار ہیں۔

(۷) پھر حور و پری کو کوئی بھی اس کے حسن سے تشبیہ نہ دے گا کہ اس کی آنکھیں ایسی ہیں اور اس کے ابرو ایسے ہیں۔

(۸) اے کافرِ دل محبوب! تو زلف کا نقاب نہیں ڈالتا اور مجھے یہ ڈر ہے کہ کہیں اس دلکش ابرو کا خم میری محراب سجدہ کو بدل کر نہ رکھ دے۔

(۹) حافظ اگر چہ وفاداری میں ایک عقلمند پرندہ تھا۔ پھر بھی اس کی کمانِ ابرو کی آنکھ نے اُسے غمزے کے تیر سے شکار کرلیا ہے۔

(نوٹ) بعض نسخوں میں شعر نمبر 4 ناپید ہے۔

-----***-----

غزل نمبر (۱۱)

(۱) مزرعِ سبز فلک دیدم و داسِ مہِ نَو — یادم ازکشتہء خویش آمد و ہنگامِ درَو

(۲) گفتم اے بخت بخسپیدی [1] وخورشید دمید — گفت با ایں ہمہ از سابقہ نومید مشو

(۳) تکیہ بر اخترِ شبگرد مکن کایں عیّار — تاجِ کاؤس ربود [2] و کمرِ کیخسرو

(۴) گررَوی پاک و مجرّد چو مسیحا بہ فلک [3] — از فروغ تو بخورشید رسَد صد پر تو

(۵) آسماں گو مفروش ایں عظمت کاندر عشق — خرمنِ مہ بجوئے خوشۂ پروین بدو جَو

حل لغات:

٭ مزرع۔کھیتی' کھیت ٭ داس۔درانتی ٭ مہ نو۔نیا چاند' ہلال ٭ ہنگام درد۔فصل کاٹنے کا وقت ٭ خورشید۔سورج ٭ دمید۔نکل آیا ہے ٭ سابقہ۔مراد تقدیر جو روز ازل لکھا گیا ٭ تکیہ۔بھروسا ٭ اختر شب گرد۔رات کو چلنے والا ستارہ ٭ عیّار۔چالاک مکار ٭ کاؤس وکیخسرو۔بادشاہوں کے نام ٭ مجرد۔اکیلا' کنوارہ ٭ تارک الدنیا ٭ فروغ۔تجلّی' روشنی ٭ پرتو۔عکس ٭ شعاع۔جلوہ ٭ آسماں گو۔آسماں سے کہہ دے ٭ مفروش۔نخرے نہ کر' نازاں نہ ہو ٭ خرمن۔کھلیان ٭ خوشۂ پروین۔ثریا کا جھمکا۔سات ستارے

ترجمہ:

(۱) میں نے آسمان کی سبز کھیتی اور نئے چاند کی درانتی دیکھی تو مجھ کو اپنے کھیت کی فصل اور اُس کے کاٹنے کا وقت یاد آ گیا۔

---

[1] بعض نسخوں میں بخسپیدی کی جگہ بخفتیدی ہے۔

[2] بعض نسخوں میں ربود کی جگہ ببرد ہے مگر ربود بہتر ہے۔

[3] بعض نسخوں میں یہ شعر یوں ہے ۔ آنچناں شو شب رحلت چو مسیحا بفلک ۔ کز چراغ.........

(۲) میں نے کہا اے میری قسمت تو سوگئی ہے اور سورج طلوع ہوگیا ہے۔ اُس نے کہا اس کے باوجود تقدیر کے لکھے سے نامید نہ ہو۔ یعنی اللہ تعالیٰ کے فضل سے مایوس نہ ہو۔

(۳) رات کو گردش (چلنے پھرنے والے) کرنے والے ستارے پر تو بھروسا نہ کر کیونکہ یہ عیار کاؤس بادشاہ کا تاج اور کیخسر و بادشاہ کا کمر بند اُڑا کر لے گیا ہے۔ یعنی اس نے بڑے بڑے بادشاہوں کو تباہ و برباد کرڈالا ہے۔

(۴) اگر تو مسیحا (حضرت عیسیٰ علیہ السلام) کی طرح پاک و مجرد ہو کر آسمان پر چلا جائے تو تیرے حسن کی روشنی سے سورج کو سوگنا روشنی حاصل ہو جائے۔

(۵) تو آسمان سے کہہ دے کہ فخر و بڑائی پر ناز نہ کرے کیونکہ عشق میں چاند کا کھلیان ایک جَو اور ثریا کا جھمکا دو جَو کے برابر ہے۔ یعنی آسمان کو چاند ار اور ستاروں پر اترانا نہیں چاہیے کیونکہ عاشق کے نزدیک ان چیزوں کی کوئی قدر و قیمت نہیں ہے، عشق بے بہا ہے۔

(۶) گوشوارِ[1] دُر و لعل ارچہ گراں دارد گوش ۔۔۔ دورِ خوبی گزران ست، نصیحت بشنو
(۷) چشمِ بددور زخالِ تو کہ در عرصۂ حُسن ۔۔۔ بیذ قے راند کہ بُرد از مہ و خورشید گرو
(۸) ہر کہ در مزرعِ دِل تخمِ وفا سبز نکرد ۔۔۔ زرد روئی کشد از حاصلِ خود گاہِ درد
(۹) اندریں دائرہ می باش چو دف حلقہ بگوش ۔۔۔ در قفائے خوری از دائرۂ خویش مرو
(۱۰) آتشِ زرقِ[2] ریا خرمنِ دین خواہد سوخت ۔۔۔ حافظ ایں خرقۂ پشمینہ بینداز و برو

حل لغات:

* گر چہ۔ اگر چہ گوشوارِ دُر و لعل * لعل و جواہرات کے بندے * گراں۔ بوجھل، نا قابل برداشت * عرصۂ حُسن۔ حسن کی بساط * بیذ قے۔ پیادہ * گرو۔ گروی کرنا، مات دینا * مزرع۔ کھیت * تخم۔ بیج * گاہِ درَو۔ فصل کاٹنے کے وقت * دف۔ ڈفلی، حلقہ بگوش، کان کا بالا * قفائے خوری۔ تھپڑ کھائے * آتش زرق۔ مکر و فریب کی آگ * خرمن دیں۔ دین کا کھلیان * خرقہ ء پشمینہ۔ اونی گدڑی۔

ترجمہ:

(۶) اگر چہ لعل و جواہرات کے بندے کان میں بھاری معلوم ہوتے ہیں۔ تاہم تو نصیحت سن لے کہ حسن و خوبی کا زمانہ گزر جانے والا ہے یعنی لعل و جواہرات جیسی بیش قیمت نصیحت بھی کان پر گراں گزرتی ہے تاہم تو اس نصیحت کو سن لے کہ تیرے کام آئے گی۔

(۷) تیرے خال کو اللہ تعالیٰ بری نظروں سے بچائے۔ کہ حسن کی بساط پر اس نے ایسا پیادہ آگے بڑھایا ہے کہ جس نے چاند اور

[1] بعض نسخوں میں دُر کی جگہ زر ہے۔
[2] بعض نسخوں میں زرق ریا کی جگہ زہد و ریا ہے۔

سورج کو مات دے دی۔یعنی تیرے چہرے کا خال چاند اور سورج سے بازی لے گیا۔

(۸) جس شخص نے دِل کے کھیت میں وفا کا بیج نہ بویا وہ فصل کاٹنے کے وقت اپنے حاصل سے شرمندہ اور زردرُو ہوگا۔

(۹) تو اس دائرے میں دف کی طرح کان کے اندر بالا ڈالے رکھ۔اور اگر تجھے تھپڑ بھی لگے تو تو اپنے دائرے سے باہر نہ نکل۔یعنی عشق کے دائرے میں پوری طرح اطاعت کر اگر محبوب جفا بھی کرے تو محبت کے حلقے سے باہر نہ جا۔

(۱۰) مکر وریا کاری کی آگ دین کے کھلیان کو جلا کر راکھ کر ڈالے گی۔اے حافظ! تو اس اونی گدڑی کو اس پر ڈال دے اور چلا جا۔

-----***-----

غزل نمبر (۱۲)

(۱) اے درچمنِ خوبی رویت چو گُلِ خود رَو
چین شکن زلفت چوں نافۂ چین خوشبو

(۲) ماہ ست رُخت یا روز مشک ست خطت یا شب
سیم ست برت یا عاجِ سنگ ست دِلت یا پارُو

(۳) لعلت بُدر دنداں بشکست لبِ پستہ
زلفت بخم چوگاں بربود دلم چوں گو

(۴) آں رائحہٴ زلف ست یا لخلخہٴ عنبر
یا غالیہ مَی ساید در باغچہٴِ حُسنِ او

حل لغات:

* گُلِ خودرَو۔خود بخود اُگنے والا پھول * چین شکن۔زلف کا خم * نافۂ چین۔مشک کا نافہ * سیم۔چاندی * برت: تیرا جسم * عاج۔ہاتھی دانت * پارو۔کانسی * لعلت۔تیرے لبِ لعلیں * گو۔گیند * رائحہ۔خوشبو * لخلخہ۔بہت سی خوشبوؤں کا مرکب * عنبر۔مشہور خوشبو * غالیہ مشک اور عنبر کو ملا کر تیار کی ہوئی خوشبو چند خوشبوؤں کا مرکب۔

ترجمہ:

(۱) اے محبوب! حسن کے باغ میں تیرا چہرہ خود بخود اُگنے والے پھول کی طرح ہے۔تیری زلفوں کے بل کا حلقہ چین کے نافے کی طرح بڑا خوشبودار ہے۔

(۲) تیرا رُخ چاند ہے یا دن ہے۔اور خط مشک ہے یا رات ہے؟ تیرا سینہ چاندی کا ہے یا ہاتھی دانت کا ہے۔اور تیرا دل پتھر کا ہے یا کانسی کا ہے؟

(۳) تیرے سُرخ لبوں نے موتی جیسے دانتوں سے پستے کا لب توڑ ڈالا ہے۔تیری زلف نے جو کہ چوگان (ہاکی) کی طرح خمدار ہے۔وہ میرے دِل کو گیند کی طرح لے اُڑی ہے۔

(۴) وہ زلف کی خوشبو ہے یا عنبر کا لخلخہ ہے؟ یا اس کا حسن باغیچے میں غالیئے کی خوشبو بکھیر رہا ہے؟

(۵) گفتی سخن خود۔ را با یار بباید گفت — اے کاش توانستم گفتن سخنے با او
(۶) بدگوئے تو آں باشد کز یار کند منعت — گر یار نکو باشد مشنو سخنِ بد گو
(۷) باما بہ ازیں می باش تا راز نگردد فاش! — نبود بد اگر باشی با دِل شدگان نیکو
(۸) استادِ غزل سعدؔی ست پیش ہمہ کس امّا — دارد سخنِ حافظؔ طرزِ سخن خاجؔو

حل لغات:

* بباید گفت۔بات کر لینی چاہیے کہنا چاہیے * نکو۔نیک، اچھا * بد گو۔برائی کرنے والا * دل شدگاں۔بے دل، عشاق * سعدؔی۔حضرت سعدی شیرازی فارسی زبان کے بہت بڑے شاعر۔تمام نقادوں نے انہیں استاد مانا ہے۔ * خاجو۔فارسی غزل کے استاد شاعر جنہیں خواجہ حافظ نے استاد تسلیم کیا ہے اوراس کی طرز سخن کواپنایا بھی ہے۔

ترجمہ:

(۵) تونے کہا ہے کہ یار سے بات کرلینی چاہیے۔اے کاش میں اُس سے بات کرسکتا؟ بقول میر تقی میرؔ:

کہتے تھے کہ یوں کہتے ، یوں کہتے اگر آتا
سب کہنے کی ہیں باتیں کچھ بھی نہ کہا جاتا

(۶) تیری برائی کرنے والا وہ ہے جو تجھے دوست (محبوب) کے پاس جانے سے منع کرے۔اگر دوست نیک ہوتو تو پھر برائی کرنے والے کی ہرگز بات نہ سُن۔

(۷) تو ہمارے ساتھ اس سے بہتر سلوک کرتا کہ تیرا بھید نہ کھل جائے۔اگر تو ہم بے دلوں سے اچھا سلوک کرے گا تو یہ بُری بات نہ ہوگی۔

(۸) سعدؔی شیرازی ہرایک کے نزدیک غزل کے استاد شاعر ہیں لیکن حافظؔ کے کلام میں خاجؔو کا اندازِ سخن پایا جاتا ہے۔یعنی حافظ کا کلام خاجو کی طرز پر ہے۔

(نوٹ) بعض نسخوں میں یہ غزل ناپید ہے۔

----***----

غزل نمبر (۱۳)

(۱) مطربِ خوش نوا بگو تازہ بتازہ نو بنو — بادۂ دِلکشا بجو تازہ بتازہ نو بنو
(۲) با صنمے چولعبتے خوش بنشیں بخلوتے — بوسہ ستاں بکام ازو تازہ بتازہ نو بنو
(۳) ساقیِ سیم ساقِ من نیست میم بیار پیش — زود کہ پُر کنم سبو تازہ بتازہ نو بنو

(۴) بر ز حیات کے خوری گر نہ مدام مے خوری　　　بادہ بخور بیادِ او تازہ بتازہ نو بنو

حل لغات:

* مطرب ۔گویا * خوش نوا۔خوش آواز * صنمے ۔صنم، معشوق * لعبتے ۔گڑیا مراد محبوب * خلوت ۔تنہائی * سیم ۔چاندی * ساق ۔پنڈلی * سبو۔شراب کا مٹکا * مدام ۔ہمیشہ * بادہ بخور۔شراب پی * بر۔پھل۔

ترجمہ:

(۱) اے اچھی آواز والے گویے! تو تازہ تازہ اور نئے نئے گیت سنا۔اور تازہ تازہ اور نئی نئی دل کو خوش کرنے والی شراب تلاش کر۔

(۲) تو گڑیا جیسے حسین محبوب کے ساتھ تنہائی میں خوشی خوشی بیٹھ اور اپنے مقصد کے مطابق اس کے تازہ تازہ اور نئے نئے بوسے لے۔

(۳) اے چاندی جیسی پنڈلی والے ساقی! میرے پاس شراب نہیں ہے تو لا کر میرے سامنے رکھ دے جلدی کر لے تاکہ میں تازہ تازہ اور نیا نیا سبو بھر لوں۔

(۴) اگر تو ہمیشہ شراب نہیں پیئے گا تو تو اپنی اس زندگی سے کب پھل پائے گا؟ اس کی یاد میں تازہ تازہ اور نئی نئی شراب نوش کر۔

(۵) شاہدِ دِلربائے من می کند از برائے من　　　نقش و نگار و رنگ وبو تازہ بتازہ نو بنو

(۶) بادِ صبا چو بگذری برسرِ کوئے آں پری　　　قصّہ حافظش بگو تازہ بتازہ نو بنو

حل لغات:

* شاہد۔محبوب * دلربا۔دل لے جانے والا، معشوق * چو بگذری۔جب تو گزرے۔

ترجمہ:

(۵) میرا دل لے جانے والا محبوب میرے لیے تازہ تازہ اور نئے نئے نقش ونگار اور رنگ و بو مہیا کر رہا ہے۔

(۶) اے بادِ صبا! جب تو اُس پری کے کوچے سے گزرے تو تو اُس سے حافظ کی تازہ تازہ اور نئی نئی داستان سنا دینا۔

(نوٹ) بعض نسخوں میں یہ غزل ناپید ہے۔

----***----

ردیفِ ھائے ھوَز (ہ)

غزل نمبر(۱)

(۱) از خونِ دل نوشتم نزدیکِ یار نامہ — اِنّی رایتُ دھراً مِن ھَجْرِکَ القیامہ
(۲) ہر چند کآزمودم از وے نبود سُودم — من جرَّبَ المُجَرَّبَ حِلَّتْ بہِ النَّدَامَہ
(۳) دارم من از فراقت در دیدہ صد علامت — لَیْسَتْ الدُّمُوعُ عَیْنِی ھٰذَا لَنَا العَلاَمَہ
(۴) پرسیدم از طبیبے احوالِ دوست گفتا — فِی بُعْدِ ھَا عذابٌ فِی قُرْبِھَاَ النَّدَامَہ

حل لغات:

* نامہ۔خط * اِنِی رایت ۔بیشک میں نے ہی دیکھا * دَھراً۔زمانہ * مِن ھجرك ۔تیری جدائی میں * القیامہ۔قیامت * مَنْ جرَبَ ۔جس نے آزمایا * المجرب۔آزمائے ہوئے کو * حلت بہ الندامة ۔اُس نے شرمندگی اٹھائی * لَیۡتُ۔نہیں ہے * الدموع ۔آنسو * عینی۔میری آنکھ ھٰذَا لَنَا العَلامة۔ہمارے لیے علامت ہے * فِی بُعدِ ھَا ۔اس کی دوری میں * عَذَابٌ ۔عذاب ہے * فِی قُرْبھا ۔اس کی قربت میں۔

ترجمہ:

(۱) میں نے اپنے دل کے خون سے محبوب کو خط تحریر کیا۔ بے شک میں نے زمانے میں تیری جدائی میں قیامت کو دیکھا۔

(۲) ہر چند میں نے اُسے آزمایا لیکن اس سے کچھ حاصل نہ ہوا۔جس نے بھی آزمائے ہوئے کو آزمایا اُس نے ہی شرمندگی اٹھائی۔مقولہ مشہور ہے کہ آزمودہ را آزمودن جہل است۔

(۳) میری آنکھ میں تیری جدائی سے سینکڑوں علامتیں پائی جاتی ہیں۔یہ میری آنکھوں کے آنسو نہیں ہیں بلکہ تیری جدائی کی ہے اک علامت ہیں۔

(۴) طبیب سے میں نے اپنے محبوب کا حال دریافت کیا۔تو اُس نے کہا۔اس کی دوری میں عذاب ہے اور اس کی قربت میں ندامت ہے۔یعنی نہ تو محبوب کی دوری میں ہی جان کو سکون ہے اور نہ اس کے قرب میں ہی۔

(۵) گفتم ملامت آرد گر گردِ دوست گردم — واللّٰہ مَا رَاَیْنَا حُباً بلاَ مَلاَمَہ
(۶) حالِ درونِ ریشم محتاجِ شرح نبود — خود می شود محقق از آبِ چشم خامہ
(۷) بادِ صبا زِ ماہم[1] ناگہ نقاب برداشت — کَالشَّمْسِ فِی ضُحَاھَا تَطْلُعُ مِنَ الْغَمَامَہ

---

[1] بعض نسخوں میں ماہم کی جگہ حالم ہے۔

(۸) حافظ چو طالب آمد جامے وجانِ[۱] شیریں　　حَتّٰی یَذُوْقَ مِنْہُ کَاساً مِنَ الْکَرَامَہْ

حل لغات:

* واللہ۔خدا کی قسم * مارایناـہم نے نہیں دیکھا * حُبًّا ۔محبت * بلاملامتـملامت کے بغیر * محقق۔تحقیق، خامہ قلم * آبِ چشم خامہ۔قلم کی آنکھ کا پانی * کالشمس۔سورج کی طرح * فی ضحاھا ۔چاشت کے وقت * تطلیع ۔طلوع ہوا * مِن الغامۃ۔بادلوں میں سے * حتّٰی یذوق ۔تاکہ وہ چکھ لے * منہ۔اس میں سے * کاساً۔پیالہ * الکرامہ۔فضل وکرم کا

ترجمہ:

(۵) میں نے کہا کہ اگر میں محبوب کے اردگرد پھرتا ہوں تو لوگ مجھے ملامت کرتے ہیں۔خدا کی قسم ہم نے محبت کو ملامت کے بغیر نہیں دیکھا۔

(۶) میرے زخمی دل کا حال محتاجِ بیان نہیں ہے(کیونکہ)قلم کے آنسوؤں سے اس کی اپنے آپ تحقیق ہو رہی ہے یعنی قلم کی آنکھ کے آنسوؤں سے خود ثابت ہو رہا ہے۔

(۷) بادِصبا نے اچانک میرے چاند(رخِ محبوب)سے اس طرح نقاب اٹھا ڈالا ہے جس طرح کہ چاشت کے وقت بادلوں سے سورج نکل آیا ہو۔ بقول شاعر:

پھر کے رُخ جو اس نے بقضا نقاب اُلٹا　　ادھر آسمان الٹا ادھر آفتاب الٹا

(۸) حافظ جب اس شہر میں جان کے بدلے میں ایک پیالے کا طالب ہے۔(تو اسے عنایت کردے)تاکہ وہ اس سے کرامت و بزرگی(فضل وکرم)کا پیالہ چکھ سکے۔

(نوٹ) بعض نسخوں میں شعر نمبر 6, 7 ناپید ہیں۔

----***----

غزل نمبر(۲)

(۱) اے از فروغِ رویت روشن چراغِ دیدہ　　مانندِ چشمِ مستت چشمِ جہاں ندیدہ

(۲) ہمچو تو نازنینے سرتا بپا لطافت　　گیتی نشان ندادہ ایزد نیافریدہ

(۳) ہر زاہدے کہ دیدہ یاقوتِ مے فروشت　　سجادہ ترک دادہ پیمانہ در کشیدہ

(۴) درقصدِ خونِ عاشق ابرو وچشم شوخت　　گہ ایں کمیں کشادہ گہ آں کماں کشیدہ

(۵) تاکے کبوترِ دل چو مُرغِ نیم بسمل　　باشد ز تیرِ ہجرت درخاک وخوں طپیدہ

---

۱ بعض نسخوں میں جامے وجانِ شیریں کی جگہ جامے بجانِ شیریں ہے۔

حل لغات:

* فروغ۔روشنی'نور * گیتی۔دنیا، جہان * ایزد۔اللہ تعالیٰ * نیافریدہ۔پیدانہیں کیا * سجادہ۔مصلا 'مصلّے * یاقوت۔لب لعلیں۔لعل جیسے سرخ لب * قصدِخون۔خون کاارادہ * کمیں۔گھات * تاکے۔کب تلک' مرغِ نیم بسمل پھڑکتااورتڑپتاہوازخمی پرندہ۔

ترجمہ:

(۱) اے میرے محبوب! تیرے رُخ کے نور سے میری آنکھ کا چراغ روشن ہے۔دنیا جہان کی آنکھ نے تیری مست آنکھ کی کہیں مثال نہیں دیکھی ہے۔

(۲) اے محبوب! تجھ جیسا خوبرو ونازنین جو کہ سر سے پاؤں تلک لطافت ہے، دنیا میں کہیں نہیں ملتا اور اللہ تعالیٰ نے پیدا ہی نہیں کیا ہے۔

(۳) جس زاہد نے بھی تیرے شراب بیچنے والے سرخ لبوں کو دیکھا اس نے مصلّے کو چھوڑ دیا اور جام نوش کرلیا۔

(۴) تیرے یہ شوخ ابرو اور تیری یہ آنکھیں میرے خون کا ارادہ رکھتی ہیں۔کبھی اس آنکھ نے گھات لگائی اور کبھی اس ابرو نے کمان کھینچ لی ہے؟

(۵) دل کا پرندہ مرغِ نیم بسمل کی طرح کب تلک تیرے ہجر کے تیر سے خاک وخون میں تڑپتا پھڑکتا رہے گا؟

(۶) تاکے فروگزاری چوں زلفِ خود دِلم را	سرگشتہ وپریشاں اے نورِ دو دیدہ
(۷) میلے اگر ندارد با عارضِ تو ابرو	پیوستہ ازچہ باشد چوں قدِ من خمیدہ
(۸) گر برلبم نہی لب یابم حیاتِ باقی	آں دم کہ جانِ شیریں باشد بہ لب رسیدہ
(۹) از سوزِ سینہ ہردم دُودم بسر بر آید	چو عُود چند باشم در آتش آرمیدہ
(۱۰) گردستِ من نگیری باخواجہ باز گویم	کز عشوہ دِل ز حافظ چوں بُرد او بدیدہ

حل لغات:

* تاکے۔کب تک * فروگزاری' چھوڑے رکھے گا * میلے۔میل' رغبت * عارض۔رخسار * خمیدہ۔جھکا ہوا * اگر بلبم نہی لب۔ اگر تو میرے لب پر لب رکھ دے * سوز۔جلن * دُود۔دھواں * عُود۔اگربتی'ایک مشہور خوشبودار لکڑی جسے خوشبو کے لیے انگیٹھی میں جلاتے ہیں * عشوہ۔عشوہ غمزہ' نازوانداز۔

ترجمہ:

(۶) میرے دل کو تو کب تک اپنی زلفوں کی طرح سرگشتہ و پریشان حال چھوڑے رکھے گا؟ اے میرے دونوں آنکھوں کے نور!

(۷) اگر تیرے ابرو تیرے رخساروں سے رغبت نہیں رکھتے تو پھر یہ کس وجہ سے میرے قد کی طرح جھکے رہتے ہیں۔

(۸) اگر تو میرے لبوں پر اپنے لب رکھ دے تو مجھے دائمی زندگی حاصل ہو جائے۔ اس وقت جبکہ میری شیریں جان لبوں تک آ گئی ہو۔
(۹) میرے سینے کی جلن کی وجہ سے ہر وقت میرے سر سے دھواں نکلتا ہے۔ میں کب تلک عود کی طرح آگ میں پڑا رہوں۔
(۱۰) اگر تو میرا ہاتھ نہیں پکڑے گا (میری مدد نہیں کرے گا) تو میں پھر خواجہ سے کہوں گا کہ وہ محبوب کس طرح اپنے عشق اور غمزوں سے حافظ کا دل لے گیا ہے۔
(نوٹ) بعض نسخوں میں یہ غزل شامل نہیں ہے اور بعض میں یہ دو شعر مستزاد ہیں۔

در خار خارِ ہجراں افتادہ در کشاکش
وز گلبنِ و صالت ہر گز گلے نچیدہ
بر چہرہ بخت نیکت تعویذ چشم بدرا
ہر دم وآں یگاؤد ز اخلاص بر دمیدہ

----***-----

غزل نمبر (۳)

(۱) از من جُدا مشو کہ توام نُورِ دیدۂ — آرامِ جان و مونسِ قلبِ رمیدۂ
(۲) از دامنِ تو دست ندارند عاشقاں — پیراہنِ صبوری ایشان دریدۂ
(۳) از چشمِ زخمِ دہر[۱] مبادت گزند ازانکہ — در دلبری بغایت خوبی رسیدۂ
(۴) منعم کنی[۲] زعشق وے اے مفتیٔ زماں — معذور دارمت کہ تو او را ندیدۂ

حل لغات:

* مونس۔ غمخوار * قلب رمیدہ۔ بیقرار دل * پیراہن صبوری۔ صبر کا لباس * دریدہ۔ تار تار * دہر۔ زمانہ * غایت۔ انتہا * منعم کنی۔ تو مجھے منع کر رہا ہے * زعشق وے۔ اس کے عشق سے۔

ترجمہ:

(۱) اے میرے محبوب! تو مجھ سے جُدا نہ ہو کیونکہ تو میری آنکھوں کا نور ہے، جان کا آرام ہے اور میرے اس بیقرار دل کا غم خوار ہے۔
(۲) یہ تیرے عشاق ہرگز تیرا دامن نہ چھوڑیں گے۔ اے محبوب! تو نے ان کے صبر کے لباس کو تار تار کر کے رکھ دیا ہے۔

---

[۱] بعض نسخوں میں از چشم زخم دہر کی جگہ از چشم بخت خویش ہے۔ اور بعض میں دہر کی جگہ خلق ہے جو معنی کے لحاظ سے بہتر ہے۔
[۲] بعض نسخوں میں منعم کنی کی جگہ منعم ممکن زعشق ہے جو مصرع ثانی سے مطابقت نہیں رکھتا۔

(۳) اے محبوب! تجھے اس زمانے کی بُری نظر سے کوئی تکلیف نہ پہنچے کیونکہ تو دلبری و محبوبی میں انتہائی خوبی پر پہنچ گیا ہے۔
(۴) اے وقت کے مفتی! تو مجھے اُس (محبوب) کے عشق سے منع کر رہا ہے۔ میں تجھے اس معاملے میں معذور سمجھ رہا ہوں کیونکہ تو نے اُسے (میرے محبوب کو) دیکھا ہی نہیں ہے۔

(۵) چشم بد از تو دُور کہ در طرزِ دلبری — خط بر جمالِ یوسفِ کنعاں کشیدۂ
(۶) پایم نمی رسد بزمینِ دیگر از نشاط — تا سوئے من بلُطف و عنایت تو دیدۂ
(۷) داری خیالِ پرسشِ عشاقِ بینوا — گویا کہ بوئے صدق از ایشاں شنیدۂ
(۸) زیں سرزنش کہ کرد ترا دوست حافظا! — بیش از گلیمِ خویش مگر پا کشیدۂ

حل لغات:

* طرز دلبری۔محبوبی کا انداز * نشاط۔خوشی * لُطف۔مہربانی * عشاق بینوا۔بے سروسامان عاشق * سرزنش۔ملامت، برا بھلا کہنا * گلیم خویش۔اپنی چادر۔

ترجمہ:

(۵) اے محبوب! تجھ سے بری نظر دُور رہے! کہ تو نے محبوبی کے انداز میں یوسف کنعانیؑ کے حسن و جمال پر خط کھینچ دیا ہے۔
یعنی حسن یوسف کو باطل و منسوخ کر کے رکھ دیا ہے۔
(۶) خوشی سے میرے پاؤں پھر زمین پر نہیں لگتے۔ جب سے تو نے میری طرف اپنے لطف و کرم کی نظر کی ہے۔
(۷) اے محبوب! تجھے ان بے سروسامان عاشقوں کی احوال پرسی کا کچھ خیال ہے؟ گویا کہ تو انہیں سچا سمجھتا ہے۔ اُن سے تو نے سچائی کی بُو سونگھ لی ہے؟
(۸) اے حافظ! یہ جو تیرے دوست نے تیری ملامت کی ہے (کوئی تو وجہ ہو گی؟) شاید تو نے اپنی چادر سے باہر پاؤں پھیلا دیے ہیں؟
(نوٹ) بعض نسخوں میں شعر نمبر 5 تا 7 شامل غزل نہیں ہیں۔

----***----

غزل نمبر (۴)

(۱) اے کہ با سلسلۂ زُلفِ دراز آمدۂ — فرصت باد کہ دیوانہ نواز آمدۂ
(۲) آب و آتش بہم آمیختۂ از لبِ لعل — چشمِ بد دُور کہ خوش شعبدہ باز آمدۂ
(۳) چشمِ تو گرچہ بہر غمزہ دِلم برباید — لیک صد حیف کہ بیگانہ نواز آمدۂ

(۴) ساعتے ناز مفرما و بگرداں عادت چوں بپرسیدنِ اربابِ نیاز آمدۂ

حل لغات:

* سلسلہءزلف۔زلف کی زنجیر * فرصت باد۔خدا تجھے خوش رکھے * آب وآتش بہم آمیختہ۔تو نے پانی اور آگ کو آپس میں ملا دیا ہے * غمزہ۔آنکھ کا اشارہ'اداوناز * حیف۔افسوس * ساعتے۔گھڑی'پل * بگرداں عادت۔عادت بدل دے * اربابِ نیاز۔عاجز لوگ'نیاز مند۔

ترجمہ:

(۱) اے میرے محبوب! تو طویل زلفوں کی زنجیر لے کر آیا ہے۔خدا تجھے خوش رکھے! کہ تو دیوانے (عاشق) کی خبر گیری کر رہا ہے۔دیوانہ نوازی کر رہا ہے۔

(۲) تو نے اپنے ان سرخ لبوں سے پانی اور آگ کو آپس میں ملا دیا ہے۔تو بری نظر سے بچا رہے کہ تو تو اک عجیب شعبدہ باز ہے۔ (سرخ لبوں کو سرخی اور تازگی کی وجہ سے آگ اور پانی کا مجموعہ کہا ہے)

(۳) تیری آنکھ اگر چہ ہر غمزے سے میرا دِل اُڑا لیتی ہے لیکن بڑے افسوس کی بات ہے کہ تو غیروں اور بیگانوں پر اپنی نوازشات کرتا پھرتا ہے۔

(۴) اے محبوبؔ تو گھڑی پل کے لیے یہ ناز فرمائی نہ کر۔اور اپنی اس عادت کو بدل دے کہ جب تو اپنے ان نیاز مندوں کا حال دریافت کرنے آیا ہے۔

(۵) آفریں بر دلِ نرمِ تو کہ از بہرِ ثواب کشتہء غمزۂ خود را بنماز آمدۂ

(۶) زہدِ من باتو چہ سنجد کہ بہ یغمائے دِلم مست و آشفتہِ بخلوتگہِ راز آمدۂ

(۷) پیشِ بالائے تو میرم چہ بصلح و چہ بجنگ کہ بہر حال بر اندازۂ[1] ناز آمدۂ

(۸) گفت حافظؔ وگرت خرقہ شراب آلودست مگر از مذہبِ ایں طائفہ باز آمدۂ

حل لغات:

* آفرین۔شاباش * کشتہءغمزہ۔تیرے غمزے کا مارا ہوا * زہد۔پرہیزگاری * چہ سنجد۔کیا قدر و قیمت ہے * یغما۔لوٹ مار * خلوتگہ۔تنہائی * پیش بالائے تو میرم۔تیرے بلند و بالا قامت کے سامنے مرتا ہوں * خرقہ۔گدڑی * طائفہ۔گروہ۔

ترجمہ:

(۵) تیرے دل کی نرمی پر صد آفرین ہو کیونکہ ثواب کے لیے تو اپنے غمزے کے شہید کے جنازہ پر آیا ہوا ہے۔نمازِ جنازہ پڑھنے کے لیے آیا ہے۔

---

[1] بعض نسخوں میں براندازہ کی جگہ برازندہ ہے۔

(٦) میری پرہیز گاری تیرے نزدیک کیا قدر و قیمت رکھتی ہے؟ جبکہ تو میرا دل لوٹنے کے لیے راز کی خلوت گاہ میں مست و پریشان ہو کر آیا ہے۔

(٧) میں تیری بلند قامت کے سامنے مرتا ہوں۔ جان دے دیتا ہوں۔ کیا صلح کے ساتھ اور کیا جنگ کے ساتھ۔ کیونکہ تو ہر حال میں ناز و انداز کے ساتھ آیا ہے۔

(٨) اُس نے کہا اے حافظ! تیری گدڑی پھر شراب آلود ہو گئی ہے۔ شاید تو اس گروہ (ظاہر دار زاہد و صوفی) کے مذہب سے پھر گیا ہے۔ باز آ گیا ہے۔

(نوٹ) بعض نسخوں میں شعر نمبر 3 ناپید ہے۔

----***----

غزل نمبر (٥)

(١) چراغِ روئے ترا شمع گشت پروانہ — مرا ز حالِ[1] تو از حالِ خویش پروانہ

(٢) خرد کہ قیدِ مجانینِ عشق می فرمود — بوئے حلقہء[2] زلفِ تو گشت دیوانہ

(٣) بمودۂ جاں بصبا داد شمع در نفسے — ز شمع موئے تواش چوں رسید پروانہ

(٤) بوئے زلفِ تو گر جاں بباد رفت چہ شد — ہزار جانِ گرامی فدائے جانانہ

(٥) بر آتشِ رُخِ زیبائے تو بجائے سپند — بغیرِ خالِ سیاہت کہ دید بہ دانہ

حل لغات:

* حالِ خویش ۔ اپنا حال * خرد ۔ عقل * مجانین ۔ مجنوں کی جمع، دیوانے * مژدہ ۔ خوشخبری ۔ * نفسے ۔ اُسی وقت، اِکدم ۔ * جاں بباد رفت ۔ جان برباد ہو گئی ۔ * گرامی ۔ بزرگ، عزیز ۔ * رُخ زیبا ۔ حسین چہرہ ۔ * سپند: حرمل جو نظر بد کے لے جلاتے ہیں۔

ترجمہ:

(١) اے محبوب! یہ شمع تیرے چہرے کے چراغ کا پروانہ بن گئی ہے۔ مجھے تیرے خیال میں اپنے حال کی کچھ فکر و پروا نہیں ہے۔

(٢) عقل جو کہ عشق کے مجنوں کو قیدی کی سزا کا حکم سناتی تھی وہ تیری زلف کے حلقہ کی خوشبو سے دیوانی و پاگل ہو گئی ہے۔

---

1. بعض نسخوں میں حال کی جگہ عشق ہے۔
2. بعض نسخوں میں حلقہ کی جگہ سنبل ہے۔

(۳) شمع نے اُس وقت خوشخبری سنتے ہی اپنی جان صبا کے حوالے کردی جب اُسے تیرے چہرے کی شمع کا پروانہ (خبر) پہنچا۔
(۴) اگر تیری زلف کی خوشبو (محبت) میں جان برباد ہوگئی ہے، تو کیا ہوا۔ کیونکہ ہزاروں عزیز وگرامی جانیں جانان پر فدا ہوں۔ نچھاور ہوں۔
(۵) تیرے خوبرو وحسین چہرے کی آگ پر حرمل کے بجائے تیرے سیاہ خال کے بغیر اور کونسا بہتر دانہ ہوسکتا ہے؟

(۶) چہ نقشہا کہ برانگیختیم و سود نداشت — فسونِ ما برِ او گشتہ است افسانہ
(۷) مرا بہ دورِ لبِ دوست ہست پیمانے — کہ بر زباں نبرم جُز حدیثِ پیمانہ
(۸) من غریب زغیرت فتادم از پا دوش[۱] — نگارِ خویش چو دیدم بدستِ بیگانہ
(۹) حدیثِ مدرسہ و خانقہ مگوئے کہ باز — فتاد در سرِ حافظ ہوائے میخانہ

حل لغات:

* سُود۔ فائدہ، نفع * فسون۔ منتر جادو * بدورلب۔ محبوب کے لب کا دور * پیمانے۔ پیمان، عہد * حدیث۔ بات، ذکر اذکار * نگارخویش۔ اپنا محبوب * حدیث۔ بات، ذکر * ہوائے۔ خیال، آرزو۔

ترجمہ:

(۶) کتنے نقش ہیں جو ہم نے کھینچے یعنی کیا کیا جتن اور حیلے نہ کیے لیکن کچھ فائدہ حاصل نہ ہوا۔ ہمارا ہر منتر و جادو اُس کے سامنے افسانہ بن گیا۔
(۷) میں نے محبوب کے لب کے دور میں یہ عہد کر رکھا ہے کہ شراب کے پیالے کے ذکر کے سوا اور کسی بھی چیز کا نام اپنے لبوں پر نہ لاؤں گا۔
(۸) میں غریب و مسکین کل رات غیرت سے بے ہوش ہوگیا۔ جب میں نے اپنے محبوب کو غیر کے ہاتھوں میں دیکھا۔
(۹) تو خانقاہ و مدرسہ کی باتیں نہ کر کیونکہ حافظ کے سر میں پھر سے شراب خانے کا خیال سمایا ہوا ہے۔

----***----

غزل نمبر (۶)

(۱) خنک نسیمِ معنبر شمامۂ دِلخواہ — کہ در ہوائے تو برخاست بامدادِ پگاہ
(۲) دلیلِ راہ شو اے طائرِ خجستہ لقا — کہ دیدہ آب شد از شوقِ خاکِ آں درگاہ

[۱] بعض نسخوں میں مصرع اول یوں ہے: من رمیدہ، زغیرت زپا فتادم دوش۔

(۳) منم کہ بے تو نفس می[1] زنم زہے خجلت | مگر تو عفو کنی ورنہ چیست عذر گناہ
(۴) ببیں[2] بشخصِ نزارم کہ غرقِ خونِ دل ست | ہلال را ز کنارِ شفق کنند نگاہ

حل لغات:

* خنک۔ٹھنڈی * معنبر۔خوشبودار * شامہ۔دلپسند‘دل لبھانے والی * پگاہ۔صبح کا وقت * دلیل راہ۔رہنما‘رہبر * طائرِ خجستہ لقا۔مبارک چہرے والا پرندہ * نفس۔سانس * زہے خجلت۔کیسی شرمندگی ہے * ببیں بشخص نزارم۔میرا زاروزار جسم دیکھ * شفق۔آسمان کا کنارہ جہاں سے سورج طلوع اور غروب ہوتا ہے۔

ترجمہ:

(۱) کتنی ٹھنڈی‘خوشبودار اور دل لبھانے والی ہوا تھی۔جو کہ تیرے خیال و لگن میں صبح سویرے چلی۔

(۲) اے مبارک چہرے والے پرندے! تو اپنے راستے کا راہبر بن جا! کیونکہ اس کی درگاہ کی خاک کے شوق میں میری آنکھیں پانی ہوگئی ہیں یعنی پانی ہوکر بہہ گئی ہیں۔

(۳) میں جو بغیر تیرے زندگی گزار رہا ہوں (سانس لے رہا ہوں) کیسی شرمندگی ہے؟ ہاں مگر تو مجھے معاف کردے ورنہ اس گناہ کا عذر ہی کیا ہے؟ کیا عذرخواہی ہوسکتی ہے؟

(۴) تو میرا یہ زاروزار جسم دیکھ جو کہ دِل کے خون میں غرق ہو چکا ہے کیونکہ نئے چاند (ہلال) کو آسمان کے کنارے سے ہی دیکھا جاتا ہے۔

(۵) ز دوستانِ تو آموخت درطریقتِ مہر | سپیدہ دَم کہ صبا چاک زد شعارِ سیاہ
(۶) بہ عشقِ روئے تو روزے کہ از جہاں بروم | ز تربتم بدمد سُرخ گُل بجائے گیاہ
(۷) مدہ بخاطرِ نازک ملالت ازمن راہ[3] | کہ حافظِ تو ہمیں لحظہ گفت بسم اللہ

حل لغات:

* طریقتِ مہر۔محبت کا طریقہ * سپیدہ دم۔پو پھٹنے کا وقت،صبح * شعاع۔کرن * زتربتم۔میری قبر سے * بدمد۔اُگیں گے * گیاہ۔سبز گھاس * خاطر۔دل * بخاطرِ نازک۔اپنے نازک دل میں۔

ترجمہ:

(۵) محبت کا یہ طریقہ تیرے دوستوں (عاشقوں) سے سیکھا ہے کہ صبا نے صبح پَو پھٹنے کے وقت سیاہ لباس کو چاک کر ڈالا ہے۔یعنی چل رہی ہے۔

---

[1] بعض نسخوں میں زنم کی جگہ کشم ہے۔
[2] بعض نسخوں میں ببیں کی جگہ بباد ہے۔
[3] بعض نسخوں میں راہ کی جگہ زدہ ہے۔

(۶) تیرے (گلاب جیسے) چہرے کے عشق میں مَیں جس دن یہ دنیا چھوڑ جاؤں گا تو میرے بعد میری قبر سے گھاس کے بجائے سُرخ پھول (گلاب کے) اُگیں گے۔

(۷) تو اپنے نازک دِل میں میری طرف سے کسی بھی طرح کا ملال نہ کر کیونکہ تیرا حافظ ابھی اس لمحے تجھ سے رخصت ہوا ہے۔ میں نے ابھی بسم اللہ کہہ دی ہے۔ یعنی تو خفا نہ ہوا گر تو یہاں میرے ٹھہرنے سے راضی نہیں تو یہ لو میں ابھی چلا جاتا ہوں۔

----***----

غزل نمبر (۷)

(۱) دامن کشاں ہمی شد درشُربِ زر کشیدہ — صد ماہرو ز رشکش جیب قصب دریدہ

(۲) ازتابِ آتشِ مے برگردِ عارفش خوے — چوں قطرہ ہائے شبنم بر برگِ گُل چکیدہ

(۳) یاقوتِ جاں فزائش از آبِ لطف زادہ — شمشادِ خوش خرامش از ناز پروریدہ

(۴) لفظِ فصیح و شیریں قدِ بلند و چابک — روئے لطیف نازک[۱] چشمِ خوشش کشیدہ

حل لغات:

* دامن کشاں۔ دامن اٹھائے ہوئے * زر کشیدہ۔ زرتار، سونے کی تاروں سے تیار کیا ہوا، ملائم لباس (کتان) * جیب۔ گریبان * قصب دریدہ۔ کتاں کا نرم و نازک کپڑا، تارتار * عارض۔ رخسار * خوے۔ پسینہ * بر برگِ گل۔ پھول کی پتی پر * چکیدہ۔ چکیدن مصدر، ٹپکنا * یاقوتِ جاں فزائش۔ اس کے جاں فزا لبِ لعلیں * شمشاد۔ سرو جیسا درخت جسے محبوب کے قد سے تشبیہ دیتے ہیں * قد بلند و چابک۔ اونچا اور چست قد۔

ترجمہ:

(۱) میرا محبوب زرتار لباس پہنے دامن اٹھائے ہوئے چلا جا رہا تھا۔ کہ سینکڑوں معشوقوں (حسینوں) نے رشک سے اپنے کتانی پیراہنوں کے گریبان چاک کر ڈالے۔

(۲) آتشیں شراب کی گرمی سے اس کے رخساروں پر پسینہ آ گیا جیسے کہ شبنم کے قطرے پھول کی پتی پر ٹپکے ہوئے ہیں۔

(۳) اُس (محبوب) کے جان فزا سُرخ لب آبِ لطف سے پیدا ہوئے ہیں۔ اُس (محبوب) کا خوش رفتار قد ناز کا پلا ہوا ہے۔

(۴) اُس کے الفاظ بڑے فصیح اور شیریں قد اونچا اور چست ہے۔ اس کا چہرہ لطیف اور اس کی حسین آنکھیں لمبی ہیں۔

---

[۱] بعض نسخوں میں نازک کی جگہ زیبا ہے۔

(۵) آں لعلِ دلکشش بیں وآں خندۂ پُر آشوب — واں رفتنِ خوشش بیں واں گام آرمیدہ
(۶) آں آہو سیہ چشم از دامِ ما بروں شد — یاراں چہ چارہ سازم با ایں دلِ رمیدہ
(۷) تاکے کشم عتابت از چشمِ نیم خوابت[1] — روزے کرشمہ کن اے نورِ ہر دو دیدہ
(۸) زنہار ناتوانی اہلِ نظر میازار — دنیا وفا ندارد اے یارِ برگزیدہ

حل لغات:

* لعل۔لبِ لعلیں * خندۂ پُر آشوب۔ہنگامہ خیز ہنسی * گام آرمیدہ۔آرام سے قدم اٹھانا * آں آہوسیہ چشم۔وہ سیاہ آنکھوں والا ہرن (مرادمحبوب) * دِلِ رمیدہ۔وحشی بھاگا ہوادِل * تاکے۔کب تک * کرشمہ۔کرامت' ناز وادا * زنہار۔خبردار * ناتوانی۔جہاں تک ہو سکے * میازار۔مت ستا * برگزیدہ،پسندیدہ۔چُنا ہوا۔

ترجمہ:

(۵) اُس (محبوب) کے دلکش سُرخ لب اور ہنگامہ خیز ہنسی دیکھ! اُس کی (محبوب) خوش رفتاری اور آرام سے قدم اُٹھانا دیکھ!

(۶) سیاہ آنکھوں والا وہ ہرن جو کہ دام سے نکل چکا ہے۔اے دوستو! میں اب اس وحشی دل کا کیا چارہ کروں؟ کیا علاج کروں؟

(۷) تیری نیم خواب خفگی کو میں کب تک برداشت کروں؟ اے میری دونوں آنکھوں کے نور! تو کسی دن تو مجھے اپنی ناز وادا کا کرشمہ دکھا۔

(۸) خبردار! جہاں تک بھی ہو سکے تو کسی اہلِ نظر کو نہ ستا ،دُکھ نہ دے۔اے منتخب محبوب! یہ دنیا تو بڑی بے وفا ہے یہ کسی سے بھی وفا داری نہیں کرتی۔

(۹) بس شکر باز گویم در بندگئ خواجہ — گر اوفتد بدستم آں میوۂ رسیدہ
(۱۰) ہر بد کہ گفت دشمن درحقِ ماشنیدی — یارب کہ مدّعی بادا زباں بریدہ
(۱۱) گرخاطرِ شریفت رنجیدہ شد از حافظ — باز آ کہ توبہ کردیم از گفتۂ و شنیدہ

حل لغات:

* بس۔بہت' بے حد * بدست افتادن: ہاتھ آنا۔ * میوۂ رسیدہ: پکا ہوا پھل۔ * مدّعی۔دشمن' دعویدار * زباں بریدہ۔زبان کٹی ہوئی * گرخاطرِ شریفت۔اگر تیرا یہ نیک دِل * گفتہ وشنیدہ۔کہا اور سنا ہوا۔

ترجمہ:

(۹) میں اپنے آقا و مالک کی بندگی بجالائے ہوتے اس کا بے حد شکر ادا کروں اگر وہ پکا ہوا میوہ (محبوب) میرے ہاتھ لگ جائے۔

---

[1] بعض نسخوں میں چشمِ نیم خوابت کی جگہ چشمِ دلفریب ست ہے۔

(۱۰) میرے حق میں میرے دشمن نے جو کچھ بھی بُرا بھلا کہا ہے تو نے جو سن لیا ہے۔ خدا کرے کہ اُس دشمن کی زبان کٹ جائے۔
(۱۱) اگر تیرا یہ خاطرِ شریف (دل) حافظ سے رنجیدہ ہے! تو واپس آ جا کہ ہم نے کہے اور سنے سے توبہ کر لی ہے۔ اب ایسی کوئی بات نہ ہوگی کیونکہ ہم تائب ہو چکے ہیں۔
(نوٹ) بعض نسخوں میں شعر نمبر 9 ناپید ہے۔

----***----

غزل نمبر (۸)

(۱) در سرائے مغاں رفتہ بود و آب زدہ	نشستہ پیر و صلائے بشیخ و شاب زدہ
(۲) سبو کشاں ہمہ در بندگی اش بستہ کمر	ولے زطرف[1] کُلہ خیمہ برسحاب زدہ
(۳) فروغِ[2] جام و قدح نورِ ماہ پوشیدہ	عذارِ مغ بچگاں راہِ آفتاب زدہ
(۴) گرفتہ ساغرِ عشرت فرشتہء رحمت	ز جُرعہ بررُخِ حور و پری گلاب زدہ
(۵) ز شور و عربدہٗ شاہدانِ شیریں کار	شکر شکستہ سمن ریختہ رباب زدہ

حل لغات:

* مغاں۔ پیر مغاں، شراب خانے کا منتظم و مُہتمم (مراد مرشد کامل) * رُفتہ۔ دُھلا ہوا * آب زدہ: جہاں پانی چھڑکا ہو۔ * صلائے۔ دعوت * شیخ و شباب۔ بوڑھا اور جوان * سبو کشاں۔ مٹکے اٹھانے والے * در بندگیش۔ اس کی خدمت میں * سحاب۔ بادل * خیمہ زدہ۔ خیمہ لگائے ہوئے * فروغِ جام۔ جام کی روشنی * قدح۔ شراب کا بڑا پیالہ عذارِ مغبچگاں۔ مغبچوں کے رخسار (شراب پلانے والے نوخیز لڑکے) * عشرت۔ عیش و عشرت * جُرعہ۔ گھونٹ * عربدہ۔ لڑائی، چھیڑ چھاڑ * شاہدان۔ شاہد کی جمع محبوب۔

ترجمہ:

(۱) پیر مغاں کی درگاہ کا دروازہ صاف کیا ہوا تھا اور پانی چھڑکا ہوا تھا۔ پیر بیٹھا ہوا تھا اور بوڑھوں اور جوانوں کو پینے کی دعوت دے رہا تھا۔ پلا رہا تھا۔
(۲) اس کی خدمت میں تمام میخوار مٹکے اٹھائے ہوئے کمر بستہ کھڑے تھے لیکن انہوں نے کلاہ کے گوشہ سے بادل پر خیمے لگائے ہوئے تھے۔ یعنی حقیقت میں اُن کا مرتبہ آسمان پر پہنچا ہوا تھا۔

---

[1] بعض نسخوں میں ظرف کی جگہ ترک اور خیمہ کی جگہ چتر ہے۔
[2] بعض نسخوں میں فروغ کی جگہ صفائی اور بعض میں شعاع ہے۔

(۳) پیالے اور جام کی روشنی نے چاند کے نور کو مات دے دی تھی اور مغبچوں کے رخساروں نے آفتاب کی راہ روک لی تھی یعنی شرمندہ کر کے رکھ دیا تھا۔

(۴) فرشتۂ رحمت نے عیش و عشرت کا ساغر پکڑ رکھا تھا اور اُس نے شراب کے گھونٹ سے حور اور پری کے چہرے پر گلاب چھڑک دیا تھا۔

(۵) میٹھی میٹھی اداؤں والے حسینوں کا شور اور ہنگامہ اس قدر تھا کہ شکر ماند پڑ گئی تھی۔ شراب گر چکی تھی اور رباب ٹوٹ گیا تھا۔

(۶) عروسِ بخت دراں حُجلہ با ہزاراں ناز — کشیدہ وسمہ[1] و بر برگِ گُل گلاب زدہ

(۷) سلام کردم و با من بروئے خنداں گفت — کہ اے خمار کشِ مفلسِ شراب زدہ

(۸) کہ کرد آنچہ[2] تو کردی بضعفِ ہمّت درائے — زکنجِ خانہ شدہ خیمہ بَر خراب زدہ

(۹) وصالِ دولتِ بیدار ترسمت ندہند — کہ خفتہء تو در آغوشِ بخت خواب زدہ[3]

حل لغات:

* عروسِ بخت۔ بخت کی دُلہن * حُجلہ۔ دلہن کا آرائشی کمرہ * کشیدہ وسمہ۔ وسمہ لگائے ہوئے * خمار کش۔ خمار اٹھانے والا * کُنج خانہ۔ گھر کا گوشہ * خراب۔ مراد میخانہ * بختِ خواب زدہ۔ سویا ہوا بخت۔

ترجمہ:

(۶) بخت کی دلہن نے اُس آرائشی کمرے میں ہزاروں نازوں اور اداؤں سے وسمہ لگایا ہوا تھا (ہار سنگار کیا ہوا تھا) اور پھول کی پتیوں پر گلاب چھڑکا دیا تھا۔

(۷) میں نے سلام کیا اور اُس نے مجھ سے مسکراتے ہوئے کہا کہ اے شراب کے مارے ہوئے! اور خمار کے صدمات کو سہنے والے غریب و نادار!

(۸) کسی نے وہ کام کیا ہے جو تو نے حوصلے اور رائے کی کمزوری کے باوجود کر کے دکھا دیا ہے؟ کہ گھر کے گوشے سے نکل کر تو نے میخانے میں خیمہ لگا دیا ہے۔

(۹) مجھے ڈر ہے کہ تجھے دولتِ بیدار سے واصل نہیں ہونے دیا جائے گا۔ کیونکہ تو خواب (نیند) کے مارے ہوئے نصیبوں کی آغوش میں سویا ہوا ہے۔

(۱۰) فلک جُنیبہ کشِ شاہِ نصرۃ الدین باد — بیا ببیں فلکش دست در رکاب زدہ

---

[1] بعض نسخوں میں کشیدہ وسمہ کی جگہ شکستہ کسمہ ہے (وہ بال جو عورتیں کاٹ اور خم دے کر رخساروں پر رکھتی ہیں۔

[2] بعض نسخوں میں کہ کرد آنچہ کی جگہ کہ ایں کند کہ ہے۔

[3] بعض نسخوں میں یہ شعر یوں ہے: مرا بہ جرعۂ خود شاد کرد آنگہ گفت۔ چہ خفتۂ تو در آغوشِ بخت خواب زدہ۔

(۱۱) ہلال تا کہ مگر نعلِ مرکبش گردد — زبامِ عرش صدش بوسہ بر تراب زدہ
(۱۲) خرد کہ مُلہمِ غیب ست بہر کسبِ شرف — زروئے صِدق صدش بوسہ برجناب زدہ
(۱۳) بیا بمیکدہ حافظؔ کہ برتو عرضہ کُنم — ہزار صف ز دُعاہائے مستجاب زدہ

حل لغات:

٭جنیبہ کش۔لگام کھینچنے والا ٭ شاہ نصرۃ الدین۔خواجہ کے ایک ممدوح حکمران کا نام ٭ ہلال۔نیا چاند' پہلے دن کا چاند ٭ نعلِ مرکبش۔اس کے گھوڑے کی نعل ٭ تراب۔مٹی ٭ خرد۔عقل ٭ ملہم غیب' غیب سے الہام دینے والا ٭ بہر کسبِ شرف۔نیکی حاصل کرنے کے لیے ٭ جناب۔بارگاہ ٭ عرضہ۔عرض کرنا' ظاہر کرنا' بتانا ٭ مستجاب۔قبول شدہ۔

ترجمہ:

(۱۰) یہ آسمان شاہ نصرت الدین کے گھوڑے کی لگام کھینچنے والا ہو(خادم ہو) تو آ اور دیکھ کہ فلک نے اُس کی رکاب مِیں ہاتھ ڈالا ہوا ہے۔
(۱۱) آسمان کا یہ ہلال (نیا چاند) اس کے گھوڑے کے پاؤں کی نعل بن جانے کے لیے عرش کے بام سے دن میں سو بار مٹی پر بوسہ دیتا ہے۔
(۱۲) وہ عقل کہ جسے غیب سے الہام ہوتا ہے، نیکی حاصل کرنے کے لیے از روئے صدق وصفا اس کی بارگاہ کے سینکڑوں بوسے لیتی ہے۔
(۱۳) اے حافظؔ! تو شراب خانے میں آ تا کہ میں تجھے یہ بتاؤں کہ قبول شدہ دُعاؤں نے ہزار ہا صفیں باندھ رکھی ہیں۔جو تیرے حضور پیش ہونے کے لیے سخت بیتاب و بے چین ہیں۔

----٭٭٭----

غزل نمبر (۹)

(۱) دوش رفتم بدرِ میکدہ خواب آلودہ — خرقہ تر دامن و سجّادہ شراب آلودہ
(۲) آمد افسوس کناں مغبچہء بادہ فروش — گفت بیدار شو اے رہروِ خواب آلودہ
(۳) شست شوئے کن و آنگہ بخرابات خرام — تا نگردد ز تو ایں دیرِ خراب آلودہ
(۴) بھوائے لبِ شیریں دہنان چند کنی؟ — جوہرِ رُوح بیاقوتِ مذاب آلودہ
(۵) بطہارت گزران منزلِ پیری و مکن — خلعتِ شیب[1] بہ تشریفِ شباب آلودہ

[1] بعض نسخوں میں بہ کی جگہ چو ہے۔

حل لغات:

* دوش۔کل رات * خواب آلودہ' اُونگھتا ہوا * خرقہ۔گدڑی * سجادہ۔مصلا * شراب آلودہ۔شراب سے لتھڑا ہوا * مغبچہ۔ میخانے میں چھوٹے چھوٹے نوخیز لڑکے جو شراب پلاتے ہیں * رہرو۔مسافر * شست شوے کن۔نہادھو لے * خرابات۔میخانہ، دنیا * خرام۔ٹہل * دیرِ خراب۔میخانہ، دنیا * ہوائے۔لگن' آرزو * مذاب۔پگھلا ہوا * بیا قوتِ مذاب۔پگھلے یا قوت * طہارت۔پاکی' پاکیزگی * خلعتِ شیب * بڑھاپے کالباس۔

ترجمہ:

(۱) میں کل رات نیند میں اونگھتا ہوا میخانے کے دروازے پر گیا۔گدڑی کا دامن تر تھا اور میرا جائے نماز (مصلا) شراب سے لتھڑا ہوا تھا۔

(۲) شراب بیچنے والا ایک مغبچہ افسوس کرتا ہوا آیا اور اُس نے کہا کہ اے نیند کے مارے ہوئے مسافر! بیدار ہو جا' جاگ جا؟

(۳) تو نہادھو کر شراب خانے میں آ جا تا کہ تجھ سے یہ شراب خانہ آلودہ نہ ہو جائے۔

(۴) تو میٹھے لبوں کی آرزو میں کب تلک رُوح کے جوہر کو سرخ آنسوؤں سے آلودہ کرتا پھرے گا؟ کرتا رہے گا؟

(۵) تو بڑھاپے کی منزل سے پاکی و پاکیزگی کے ساتھ گزر جا اور بڑھاپے کی خلعت کو جوانی کے لباس سے ہرگز آلودہ نہ کر۔

(۶) آشنایانِ رہِ عشق دریں بحرِ عمیق — غرقہ گشتند و نگشتند[1] باآب آلودہ
(۷) پاک و صافی شو از چاہِ طبیعت بدر آئے — کہ صفائے ندہد آبِ تراب آلودہ
(۸) گفتم اے جانِ جہاں دفترِ گل عیبی نیست — کہ شود وقتِ بہار از مئے ناب آلودہ
(۹) گفت حافظ بروِ[2] دنکتہ بیاراں مفروش — آہ ازیں لُطف بانواعِ عتاب آلودہ

حل لغات:

* آشنایان رہ عشق۔عشق کی راہ سے واقف لوگ * بحرِ عمیق۔گہرا سمندر * پاک وصافی شو۔پاک وصاف ہو جا * آب تراب آلودہ۔مٹی سے آلودہ پانی * مئے ناب۔خالص شراب * نکتہ بیاراں مفروش۔دوستوں کے سامنے بڑھ چڑھ کے باتیں نہ بنا * بانواعِ عتاب۔طرح طرح کا غصہ۔

ترجمہ:

(۶) عشق کی راہ سے واقف لوگ اس گہرے سمندر میں غرق ہو گئے ہیں لیکن وہ اس گناہ کے پانی سے ہرگز آلودہ نہیں ہوئے۔

(۷) تو پاک وصاف ہو جا اور اپنی طبیعت کے کنوئیں سے باہر نکل آ۔کہ مٹی سے آلودہ پانی صاف نہیں ہوتا۔یعنی جو شخص نفس کی

---

[1] بعض نسخوں میں گشتند ونگشتند کی جگہ گردند ونگردند ہے۔

[2] بعض نسخوں میں بروکی جگہ لغز (بمعنی پیچیدہ بات) ہے۔

خواہشات کا اسیر ہو وہ دل کی پاکیزگی اور صفائی حاصل نہیں کر پاتا۔

(۸) میں نے کہا! اے جانِ جہاں؟ یہ کوئی عیب والی بات نہیں ہے کہ پھول کا دفتر بہار کے موسم میں خالص شراب سے آلودہ ہو۔

(۹) اُس نے کہا کہ اے حافظ! تو جا اور اپنے دوستوں کے سامنے یوں بڑھ چڑھ کے مت باتیں بنا۔ آہ یہ کیا لطف ہے کہ جس میں طرح طرح کا غصہ ملا ہوا ہے۔

----***----

غزل نمبر (۱۰)

(۱) سحر گاہاں کہ مخمورِ شبانہ | گرفتم بادہ با چنگ و چغانہ

(۲) نہادم عقل را زادِرہ[1] از مَے | ز شہر ہستیش کردم روانہ

(۳) نگارِ مے فروشم عشوہَ داد | کہ ایمن گشتم از مکرِ زمانہ

(۴) زساقئ کماں ابرو شنیدم | کہ اے تیر ملامت را نشانہ

حل لغات:

* سحر گاہاں۔ صبح کے وقت * مخمورِ شبانہ۔ رات بھر کا نشہ * چنگ و چغانہ۔ سازوں کے نام (دف اور رباب) * زادِرہ۔ سفر کا خرچ * نگارے۔ معشوق * عشوہ۔ آنکھ کا اشارہ * ایمن۔ امن میں، محفوظ * کماں ابرو۔ کمان جیسے ابرو * ملامت۔ برا بھلا کہنا۔

ترجمہ:

(۱) صبح کے وقت جب کہ میں رات کی شراب سے مخمور تھا۔ (یعنی رات کی شراب کا نشہ اتر رہا تھا) تو میں نے ڈفلی اور رباب کے سازوں کے ساتھ شراب نوشی کی۔

(۲) عقل کے لیے میں نے شراب کو سفر کے خرچ کے طور پر رکھا اور اسے ہستی کے شہر سے روانہ کر دیا۔

(۳) کہ شراب بیچنے والے محبوب نے مجھے آنکھ سے اشارہ کیا اور میں زمانے کے مکر و فریب سے یکدم بے خوف سا ہو گیا۔

(۴) کمان جیسے ابروؤں والے ساقی سے میں نے سنا کہ اے ملامت کے تیر کے نشانے یعنی اے لوگوں کے طنز و طعن کے شکار!

(۵) بہ بندی زآں میاں طرفے کمروار | اگر خود را نہ بینی درمیانہ

(۶) برو ایں دام بر مرغِ دگر نہ | کہ عنقا را بلند است آشیانہ

---

[1] بعض نسخوں میں زادِرہ کے بجائے رہ توشہ ہے۔

(۷) ندیم و مطرب و ساقی ہمہ اوست　　خیالِ آب و گِل در رہ بہانہ
(۸) کہ بندد طرفِ او از حُسنِ شاہے　　کہ با خود عشق ورزد جاودانہ

حل لغات:

* میاں۔کمر * دام۔جال * عنقا۔ایک مشہور فرضی پرندہ * ندیم۔دوست مصاحب * مطرب۔گویا * ہمہ اوست۔وہ خود ہی ہے * گِل۔مٹی * عشق ورزد۔عشق بازی کرے، عشق اختیار کرے۔

ترجمہ:

(۵) اُس (محبوب) کی کمر سے تو جبھی فائدہ اٹھا سکے گا کہ اگر تو کمر کی طرح اپنی ذات کو درمیان میں نہ دیکھے گا۔یعنی محبوب کی کمر تک رسائی جبھی حاصل ہو سکتی ہے جبکہ عاشق اپنی ہستی کو ختم کر ڈالے۔

(۶) تو جا اور یہ جال کسی دوسرے پنچھی کے لیے بچھا کیونکہ عنقا کا گھونسلا بہت اونچا ہے۔یعنی میں عنقا ہوں اور تیرے جال میں نہیں آسکتا۔

(۷) مصاحب، مطرب اور ساقی سب کچھ وہ خود ہی ہے۔پانی اور مٹی کا خیال تو اس راستے میں اک بہانہ ہے۔(''ہمہ اوست'' کا نظریہ پیش کیا گیا ہے) یعنی یہ ایک پردہ ہے کہ آدمی خاک و آب سے بنا ہے ورنہ حقیقت میں دوست، گویا، ساقی سب کچھ محبوبِ حقیقی کی ذات ہی ہے جو کہ مختلف رنگوں میں جلوہ گر ہے۔

(۸) کون شخص ایسے معشوقوں کے وصل سے فائدہ حاصل کر سکتا ہے؟ جو ہمیشہ اپنا آپ عاشق ہو۔اپنی ذات سے عشق بازی کرے۔

(۹) بدہ کشتی مے تا خوش بر آئیم[1]　　ازیں دریائے ناپیدا کرانہ
(۱۰) سرا خالیست از بیگانہ مے نوش　　کہ نبود جز تو اے مردِ یگانہ
(۱۱) وجودِ ما معمائیست حافظ　　کہ تحقیقش فسون ست و فسانہ

حل لغات:

* ناپیدا کرانہ۔جس کا کنارہ نہ ہو * سرا خالیست۔سرائے خالی ہے * معما۔چیستان، پہیلی * فسون، جادو، جھوٹ، فسانہ، کہانی۔

ترجمہ:

(۹) تو شراب کی کشتی دے تا کہ ہم اس دریا سے جس کا کوئی کنارہ دکھائی نہیں دیتا اچھے طریقے سے باہر نکل آئیں۔

(۱۰) بیگانے سے سرائے خالی ہے اور تو شراب پی۔کہ اے یگانہ مرد! تیرے سوا یہاں پر کوئی اور موجود نہیں ہے۔

(۱۱) اے حافظ! ہمارا وجود ایک معمّا ہے جس کی ساری کی ساری تحقیق جھوٹی اور بس کہانیوں پر مبنی ہے۔

----***----

[1] بعض نسخوں میں بر آئیم کے بجائے برانیم ہے۔

غزل نمبر(۱۱)

(۱) عیدست وموسمِ گُل ساقی بیار بادہ — ہنگامِ گُل کہ دیدست بے مَے قدح نہادہ
(۲) زیں زہد و پارسائی بگرفت خاطرِ من — ساقی پیالۂ دہ تا دِل شود کشادہ
(۳) واعظ کہ دِی نصیحت می کرد عاشقاں را — امروز دیدمش مست تقویٰ بباد دادہ
(۴) ایں یک دو روزِ دیگر گُل را غنیمتے داں — گر عاشقی ' طرب کن باساقیان سادہ

حل لغات:

* موسمِ گل ۔بہار کا موسم * بادہ ۔شراب * ہنگامِ گل ۔بہار کا وقت * قدح ۔شراب کا بڑا پیالہ * زہد ۔پرہیزگاری * پارسائی ۔تقویٰ * دِی ۔کل گزشتہ روز * تقویٰ بباد دادہ ۔پرہیزگاری کو برباد کر کے رکھ دیا * طرب کن ۔خوش رہ۔

ترجمہ:

(۱) عید کا دن ہے اور موسم گل ہے۔اے ساقی! تو شراب لا کہ بہار کے وقت کسی نے شراب کے بغیر رکھا ہوا پیالہ دیکھا ہے؟ یعنی موسم بہار میں شراب کا پیالہ خالی نہیں رہنا چاہیے۔

(۲) اس تقویٰ و پرہیزگاری سے میرا دِل تنگ آ چکا ہے۔اے میرے ساقی! تو شراب سے بھر کے پیالہ دے تاکہ میرے دِل کو کشادگی حاصل ہو جائے۔

(۳) کل (گزشتہ) واعظ جو عاشقوں کو نصیحت کر رہا تھا۔آج میں نے اُسے دیکھا کہ وہ مست ہے اور اُس نے پرہیزگاری کو برباد کر کے رکھ دیا ہے۔

(۴) تو ایک دو دن اس بہار کے موسم کو غنیمت جان! اگر تو عاشق ہے تو ان سادہ لوح یعنی کم سن حسین ساتھیوں کے ساتھ خوش خوش رہ۔

(۵) در مجلسِ صبوحی دانی چہ خوش نماید! — عکسِ عذارِ ساقی برجامِ مَے فتادہ
(۶) گُل رفت اے حریفاں غافل چرا نشینید — بے بانگِ رُود وچنگ و بے یارو جامِ بادہ
(۷) مطرب چو پردہ سازد شاید اگر بخواند — از طرزِ شعرِ حافظ در بزمِ شاہزادہ

حل لغات:

* صبوحی ۔صبح کے وقت پی جانے والی شراب * عذار ۔رخسار * بے بانگِ رُود: باجے (ساز) کی آواز کے بغیر۔ * بادہ: شراب * مطرب: گویّا، گانے والا۔ * چوں پردہ سازد: جب ساز درست کرے۔

ترجمہ:

(۵) کیا تجھے پتا ہے کہ صبح کے وقت پی جانے والی شراب کی بزم میں کونسی شے اچھی لگتی ہے؟ ساقی کے رخسار کا عکس شراب کے پیالے پر پڑا ہوا۔

(۶) اے میرے دوستو! پھولوں کا موسم رخصت ہو رہا ہے۔ تم ایسے میں سازوں کی آواز اور محبوب و ساغر کے بغیر غافل کیوں بیٹھے ہو؟

(۷) جب گویا اپنا ساز درست کرے تو اگر وہ شہزادے کی محفل میں حافظؔ کے کلام کی طرز کا کوئی نغمہ گائے تو پھر انتہائی مناسب و موزوں ہے اور زیبا ہے۔

(نوٹ) بعض نسخوں میں یہ غزل ناپید ہے۔

-----***-----

غزل نمبر (۱۲)

(۱) عیشم مدام ست از لعلِ دلخواہ	کارم بکام ست الحمد للہ
(۲) اے بختِ سرکش تنگش ببرکش	کہ جامِ زرکش گہ لعلِ [1] دلخواہ
(۳) ما را بمستی [2] افسانہ کردند	پیرانِ جاہل شیخانِ گمراہ
(۴) از قولِ [3] زاہد کردیم توبہ	وز فعلِ عابد استغفر اللہ

حل لغات:

* مدام۔ ہمیشہ * لعل۔ لب لعلیں * دلخواہ۔ دل پسند * الحمد للہ۔ خدا کا شکر ہے * سرکش۔ باغی * تنگش ببرکش۔ اُسے بغل میں دبا * زرکش۔ سنہری * لعلِ دلخواہ۔ سرخ لبوں کا بوسہ لے * پیرانِ جاہل۔ جاہل پیر * شیخانِ گمراہ۔ گمراہ بزرگ * افسانہ کردند۔ رسوا و بدنام کر دیا ہے * عابد۔ عبادت گزار ریا کاری کی عبادت کرنے والا * استغفر اللہ۔ اللہ بخش دے بخشش طلب کرنا۔

ترجمہ:

(۱) محبوب کے سرخ ہونٹوں سے مجھے ہمیشہ کا عیش حاصل ہے۔ خدا کا شکر ہے کہ میرا کام مقصد کے مطابق ہے۔

(۲) اے میرے باغی و سرکش نصیب! تو اُس (محبوب) کو اپنی بغل میں زور سے دبا۔ کبھی سنہری ساغر نوش کر اور کبھی دلپسند سرخ

---

[1] بعض نسخوں میں لعل کے بجائے کام ہے جو بہتر لگتا ہے کیونکہ لعل کشیدنی ولو شیدنی نہیں ہوتا۔

[2] بعض نسخوں میں بمستی کے بجائے برندی ہے۔

[3] بعض نسخوں میں قول کی جگہ دست ہے۔

ہونٹوں کا بوسہ لے۔

(۳) مستی میں ہمیں رسوا اور بدنام کر ڈالا ہے۔ ان جاہل پیروں اور ان گمراہ شیخوں نے۔

(۴) ہم نے زاہد کے اقوال سے توبہ کر لی ہے۔ اور اس عابد کے فعل سے اللہ کی بارگاہ میں بخشش کے طلبگار ہیں۔

(۵) جاناں چہ گویم شرحِ فراقت — چشمے و صد نم جانے و صد آہ

(۶) کافر مبیناد ایں غم کہ دیدہ است — از قامتت سرو از عارضت ماہ

(۷) رو برنتابم از راہِ خدمت — سر بر ندارم از خاکِ درگاہ

(۸) از صبرِ عاشق و خوشتر نباشد — صبراز خدا خواہ صبر از خدا خواہ

حل لغات:

* جاناں۔ اے میری جان' (محبوب) * شرحِ فراقت۔ تیری جدائی کی تفصیل * کافر مبیناد۔ کافر بھی نہ دیکھے * رُو برنتابم۔ میں منہ نہ موڑوں گا * خوشتر۔ اچھا' بہتر۔

ترجمہ:

(۵) اے میرے محبوب! میں تیری جدائی کی تفصیل کیا بیان کروں؟ کہ میری ایک آنکھ ہے اور اس میں سینکڑوں آنسو ہیں۔ میری ایک جان ہے اور سینکڑوں آہیں ہیں۔

(۶) کوئی کافر بھی ان غموں کو نہ دیکھے جو کہ میں نے دیکھے ہیں۔ سرو نے تیرے قامت سے اور چاند نے تیرے رخساروں سے۔

(۷) اے میرے محبوب! میں تیری خدمت گزاری کے راستے سے ہرگز اپنا منہ نہ موڑوں گا۔ اور تیری درگاہ کی خاک سے اپنا سر کبھی نہ اٹھاؤں گا۔ ع سرِ تسلیم خم ہے جو مزاجِ یار میں آئے

(۸) عاشق کے صبر سے کوئی چیز بھی بہتر نہیں ہے۔ (اچھی نہیں ہے) بس تو خدا سے صبر مانگ خدا سے صبر مانگ!

(۹) دلقِ ملمّع زنّارِ راہ است — صوفی نداند ایں رسم و ایں راہ

(۱۰) دیشب بریش خوش بود وقتم — از وصلِ جاناں صد لوحش اللہ

(۱۱) شوقِ رختت[1] بُرد از یادِ حافظ — وردِ شبانہ درسِ سحر گاہ

حل لغات:

* دلقِ ملمّع۔ ریاکاری کی گدڑی * زُنّار۔ جینؤ وہ دھاگا جو ہندو اپنے گلے (بغل) میں پہنتے ہیں * دیشب۔ کل رات (گذشتہ) * لوحش اللہ۔ صد آفرین * وردِ شبانہ۔ رات کا وظیفہ۔

---

[1] بعض نسخوں میں رخت کے بجائے لبت ہے۔

ترجمہ:

(۹) ریا کاری کی گدڑی طریقت کے راستے کا زنار ہے۔ (جو کہ کافر بنا دیتا ہے) صوفی اس راہ و رسم کو نہیں پہچانتے۔ نہیں جانتے۔

(۱۰) کل رات اس (محبوب) کے سامنے میرا وقت بڑا اچھا گزر رہا تھا۔ محبوب کے وصل سے اس کے دیدار کی دولت سے واہ وا! کیا کہنے!

(۱۱) اے محبوب! تیرے چہرے کے شوق نے حافظ کو رات کا وظیفہ اور صبح کا درس بھلا کے رکھ دیا ہے۔ اب اُسے تیرے چہرے کی لگن کے سوا کچھ اور یاد نہیں رہا۔

----***----

غزل نمبر (۱۴)

(۱) گر تیغ بارد در کوئے آں ماہ — گردن نہادیم الحکم للہ

(۲) من رند و عاشق آنگاہ توبہ — استغفر اللہ استغفر اللہ

(۳) آئینِ تقویٰ ما نیز دانیم — لٰکن چہ چارہ بابختِ گمراہ

(۴) ما شیخ و زاہد کمتر شناسیم — یا جامِ بادہ یا قصّہ کوتاہ

حل لغات:

* گر تیغ بارد۔ اگر تلوار برسے (برستی ہے)' الحکم اللہ۔ حکم خدا کے لیے ہے' خدا کا ہی حکم ہے * استغفر اللہ۔ استغفر اللہ' خدا سے بخشش مانگتا ہوں' خدا سے بخشش مانگتا ہوں * آئینِ تقویٰ۔ پرہیز گاری کا دستور (قاعدہ) * شیخ۔ بزرگ * زاہد۔ پرہیز گار * قصہ کوتاہ۔ قصہ مختصر۔

ترجمہ:

(۱) اگر اُس چاند جیسے رُخ والے محبوب کے کوچے میں تلوار بھی برسے تو ہم تو اللہ تعالیٰ کی رضا کو پیش نظر رکھتے ہوئے اپنی گردن کو جھکائے ہوئے ہیں۔ کہ اللہ کا ہی حکم ہے۔

(۲) میں رند اور عاشق ہوں اور پھر یہ توبہ استغفر اللہ استغفر اللہ (میں خدا سے بخشش مانگتا ہوں میں خدا سے بخشش مانگتا ہوں)

(۳) پرہیز گاری کا دستور و قاعدہ ہم بھی جانتے ہیں لیکن گمراہ مقدر کا کیا علاج؟

(۴) ہم شیخ اور زاہد کو کم ہی جانتے ہیں۔ شراب کا پیالہ دو یا پھر قصہء مختصر کرو۔ بات ختم کرو۔ یعنی اور کسی بات کا ذکر ہی کیا؟

(۵) مہرِ تو عکسے برما نیفگند — آئینہ رو یا آہ از دِلت آہ

(۶) اَلصَّبْرُ مُرٌّ اَلْعُمْرُ فَانٍ — یَا لَیْتَ شِعْرِی حَتَّامَ اَلْقَاہ

(۷) عاشق مخور غم گر وصل خواہی [۱] — خوں بایدت خورد درگاہ و بیگاہ

(۸) حافظ نبودی زیں گونہ بیدل — گر می شنیدی پندِ نکو خواہ

حل لغات:

* مہر۔محبت * عکس ۔پرتو، روشنی * الصبر مُرٌّ ۔صبر تلخ ہے * العُمرُ فانٍ ۔عمر فانی ہے * یالیت شعری۔اے کاش کب تک * حتام القاہ، میں اُسے نہ مل سکوں گا؟ * مخور غم۔غم نہ کھا * گاہ بیگاہ * وقتاً فوقتاً۔(صبح وشام) * زین گونہ۔اس طرح * پندِ نکو خواہ۔اچھی بات (نصیحت) سُن * بیدل۔عاشق، پریشان۔

ترجمہ:

(۵) اے محبوب! تیری محبت نے ہم پر عکس تک بھی نہیں ڈالا ہے۔اے آئینہ جیسے چہرے والے! افسوس تیری سنگدلی پہ افسوس۔

(۶) صبر تلخ (کڑوا) ہے اور یہ عمر فانی ہے۔اے کاش مجھے یہ علم ہوتا کہ کب تک میں اُسے نہ مل سکوں گا؟ اُس سے کب ملاقات نصیب ہوگی؟

(۷) اے عاشق اگر تو وصل کا خواہاں ہے تو پھر تو یہ غم نہ کھا بلکہ تجھے وقتاً فوقتاً جگر کا خون کھانا چاہیے۔

(۸) اے حافظ! تو اس طرح سے بیدل و پریشان کبھی نہ ہوتا اگر تو اپنے خیر خواہ کی نصیحت کو سنتا اور اُس پر عمل پیرا ہوتا۔

نوٹ) بعض نسخوں میں شعر نمبر 7 ناپید ہے۔

----***----

غزل نمبر (۱۴)

(۱) ماہِ [۲] من پردہ بر انداختۂ یعنی چہ — مست از خانہ بروں تاختۂ یعنی چہ

(۲) شاہِ خوبانی و منظورِ گدایاں شدہٗ — قدرِ ایں مرتبہ نشناختۂ یعنی چہ

(۳) زلفِ در دستِ صبا گوش بہ پیغامِ [۳] رقیب — اینچنیں باہمہ در ساختۂ یعنی چہ

---

۱ بعض نسخوں میں مصرع اول یوں ہے: حافظ چہ نالی گر وصل خواہی اور شعر بطور مقطع ہے جبکہ شعر نمبر 8 بطور مقطع نہیں ہے۔

۲ بعض نسخوں میں ماہِ من کی جگہ ناگہاں ہے۔

۳ بعض نسخوں میں بہ پیغام کی جگہ بہ فرمان ہے۔

(۴) نہ سرِ زلفِ خود اوّل توبدستم دادی بازم از پائے در انداختۂ یعنی چہ

حل لغات:

* شاہِ خوبانی۔توحسینوں کا بادشاہ ہے * منظورِ گدایاں شدہٗ۔اور گداؤں کا منظورِ نظر ہوگیا ہے * باہمہ در ساختۂ۔سب سے گھل مل گیا ہے *

ترجمہ:

(۱) اے میرے چاند (اے محبوب!) تونے اپنے چہرے سے پردہ اٹھادیا ہے یہ کیا؟ تو مستی کے عالم میں گھر سے نکل آیا ہے یہ کیا؟

(۲) تو حسینوں کا بادشاہ ہے اور گداؤں کا منظورِ نظر ہوگیا ہے۔تونے اس مرتبے کی قدر کو نہیں جانا۔یہ کیا؟

(۳) تیری زلفیں بادِ صبا کے ہاتھ میں ہیں اور کان رقیب کے پیغام پر لگے ہوئے ہیں۔تو ان سب سے اس قدر اس طرح گھل مل گیا ہے۔یہ کیا؟

(۴) تونے پہلے خود ہی اپنی زلف کا سرا میرے ہاتھ میں نہیں دیا تھا پھر مجھے عاجز کر کے (گرا کر) بے دست و پا کردیا ہے۔یہ کیا؟

(۵) سخت رمزِ دہاں گفت و کمر سرِّ میاں درمیاں[1] تیغ بما آختۂ یعنی چہ

(۶) ہر کس از مہرۂ مہرِ تو بنقشے مشغول عاقبت با ہمہ درباختۂ یعنی چہ

(۷) حافظا در دلِ تنگت چو فرود آید یار خانہ از غیر نپرداختۂ یعنی چہ

حل لغات:

* سرمیاں۔کمر کاراز * آختہ۔آختن مصدر، لٹکانا تلوار سونتنا * کمر۔کمر بند * مہرۂ مہر۔محبت کا مہرہ * باختۂ۔باختن مصدر، مات دینا، ہارنا * فرود آید۔نیچے اترنا، دل میں آنا۔ * نپرداختۂ: پرداختن مصدر خالی کرنا۔(نہیں خالی کیا)

ترجمہ:

(۵) تیری بات نے تیرے دہن کا پتہ دیا ہے اور کمر بند نے تیری کمر کے راز کو فاش کرڈالا ہے۔اس دوران میں تونے ہم پر تلوار سونت لی ہے۔یہ کیا؟

(۶) ہر کوئی تیری محبت کے مہرے سے کسی نہ کسی کام میں مشغول ہے۔آخر تونے سب کو مات دے دی ہے۔یہ کیا؟

(۷) اے حافظ! جب تیرے تنگ دل میں یار (محبوب) داخل ہوا (اترا ہے) تو تونے گھر کو غیر سے خالی کیوں نہ کیا۔یہ کیا؟

----***----

---

[1] بعض نسخوں میں درمیاں کی جگہ وزمیاں (اور میان) ہے۔

غزل نمبر (۱۵)

(۱) نصیب من چو خرابات کردہ است اِلہ — دریں میانہ بگو زاہدا مرا چہ گناہ
(۲) کسے کہ در ازلش جامِ مے نصیب افتاد — چرا بحشر کنند ایں گناہ را در خواہ
(۳) بگو بزاہدِ سالوسِ خرقہ پوشِ دوروے — کہ دستِ زرق درازست وآستین کوتاہ
(۴) تو خرقہ را ز برائے ہوا ہمی پوشی — کہ تا بزرق بری بندگانِ حق ازراہ

حل لغات:

* خرابات ۔ میخانہ * اِلہ ۔ اللہ تعالیٰ * درخواہ کردن ۔ پرسش کرنا * سالوس ۔ مکروفریب * خرقہ ۔ گدڑی * زرق ۔ فریب * دوروے: منافق * خرقہ ۔ گدڑی * ہوا ۔ ہواوہوس * زرق ۔ مکرو ریا۔

ترجمہ:

(۱) میرے نصیب میں جو اللہ تعالیٰ نے خرابات ہی لکھ دیا ہے تو اے زاہد تو ہی بتلا کہ اس میں میرا کیا قصور ہے؟ میرا کیا گناہ ہے؟
(۲) ازل ہی سے جس کے نصیبوں میں جام شراب لکھ دیا گیا ہو ۔ تو قیامت کے دن اُس سے کیوں پوچھ گچھ (باز پرس) کی جائے؟ اُس سے گناہ کے بارے میں کیوں سوال کیا جائے؟
(۳) تو اس مکارو منافق (ریاکار) زاہد سے کہہ دے کہ تیرے فریب کا ہاتھ لمبا ہے اور تیری آستین چھوٹی ہے۔
(۴) تو صرف ہواوحرص کے لیے گدڑی اوڑھتا ہے تاکہ مکروریا اور فریب سے اللہ کے بندوں کو گمراہ کر سکے۔ دھوکا دے سکے۔

(۵) غلامِ ہمتِ رندانِ بے سروپایم — کہ ہردوکون نیرزد بہ پیشِ شاں یک کاہ
(۶) مرادِ من زخرابات چونکہ حاصل شد — دِلم ز مدرسہ و خانقاہ گشت سیاہ
(۷) بروگدائے درہر گدائے شو حافظؔ — تو ایں مراد نیابی مگر بشاء اللہ

حل لغات:

* ہردوکون ۔ دونوں جہان * نیرزد ۔ کوئی قیمت نہیں رکھتے * یک کاہ ۔ گھاس کا اک تنکا * خرابات ۔ شراب خانہ * گدائے ہردر ۔ ہردر کا گدا * بشاء اللہ ۔ خدا کے واسطے کچھ دیجئے۔

ترجمہ:

(۵) میں تو اُن بے سروپا رندوں کی ہمت کا غلام ہوں جو ان دونوں جہانوں کو گھاس کے ایک تنکے جتنی قدروقیمت کے برابر بھی نہیں سمجھتے۔

(۶) چونکہ میری مراد خرابات سے حاصل ہوگئی ہے۔ اس لیے مدرسے اور خانقاہ کی طرف سے میرا دِل بیزار ہو چکا ہے۔ سیاہ ہوگیا ہے۔
(۷) اے حافظ! تو جا اور ہر گدا کے دروازے کا گدا بن جا کیونکہ تیری یہ مراد شیاللہ کہنے کے سوا ہرگز پوری نہ ہوگی۔
(نوٹ) بعض نسخوں میں یہ غزل ناپید ہے۔

-----***-----

غزل نمبر (۱۶)

(۱) وصالِ او ز عمر جاوداں بہ — خداوندا مرا آں دہ کہ آں بہ
(۲) بہ شمشیرم زد و باکس نگفتم — کہ رازِ دوست از دشمن نہاں بہ
(۳) شبے می گفت چشمِ کس ندیدہ ست — ز مروارید گوشم در جہاں بہ
(۴) دِلا دائم گدائے کوئے او باش — بحکمِ آں کہ دولت جاوداں بہ

حل لغات:

* عمر جاوداں۔ ہمیشہ کی عمر' دائمی زندگی * بہ۔ بہتر * نہاں بہ۔ پوشیدہ بہتر ہے * مروارید گوشم۔ میرے کان کے موتی * دولتِ جاوداں۔ دائمی دولت' جو ہمیشہ رہے۔

ترجمہ:

(۱) اُس (محبوب) کا وصال دائمی زندگی سے بہتر ہے۔ اے میرے اللہ! مجھے وہ وصال عطا کر دے کیونکہ وہی بہتر ہے۔
(۲) اُس (محبوب) نے مجھے تلوار کے ساتھ مارا اور میں نے کسی سے بھی کچھ نہ کہا کیونکہ محبوب کے راز کو دشمن سے پوشیدہ رکھنا ہی بہتر ہے۔
(۳) ایک رات وہ کہہ رہا تھا کہ کسی شخص کی آنکھ نے بھی میرے کان کے ان موتیوں سے اچھی اور بہتر شے کوئی اور نہیں دیکھی ہے۔
(۴) اے میرے دِل! تو ہمیشہ اس (محبوب) کے کوچے کا گدا ہو جا کیونکہ دولت تو وہی بہتر ہوتی ہے جو دولتِ جاوداں ہو جو ہمیشہ رہے۔

(۵) بخلدم زاہدا دعوت مفرمائ — کہ ایں سیب زنخ زآں بوستاں بہ
(۶) بداغِ بندگی مُردن بدیں در — بجانِ او کہ از مُلکِ جہاں بہ
(۷) گُلے کآں پائمالِ سروِما گشت — بود خاکش ز خونِ ارغواں بہ

(۸) خدارا از طبیب من پرسید　　که آخر کے شود ایں ناتواں بہ

حل لغات:

٭ خُلد ۔بہشت ٭ سیب زنخ ۔ٹھوڑی کا سیب' ٹھوڑی کے نیچے والے حصے کو سیب سے تشبیہ دیتے ہیں ٭ بوستاں ۔باغ ٭ بجانِ او ۔اس کی جان کی قسم ٭ خونِ ارغواں ۔خون جیسے سرخ رنگ ٭ ارغواں ۔سرخ رنگ کا پھول ٭ خدارا ۔خدا کے لیے' خدا کے واسطے ٭ ناتواں ۔کمزور' بیمار۔

ترجمہ:

(۵) اے زاہد! تو مجھے اس بہشت کی دعوت مت دے۔ کیونکہ محبوب کی ٹھوڑی کا یہ سیب اُس باغ کے سیب سے کہیں بہتر و عمدہ ہے۔

(۶) محبوب کی غلامی کے داغ سے اس کے دروازے پر مرجانا۔ اس کی جان کی قسم! سارے جہان کی بادشاہی سے کہیں بہتر ہے۔

(۷) جو پھول ہمارے سرو (محبوب) کے پاؤں تلے روندا گیا ہے۔ اس کی خاک بھی ارغواں کے خون جیسے سرخ پھول کے رنگ سے بہتر ہے۔

(۸) خدا کے واسطے کوئی میرے طبیب سے یہ تو پوچھ دے کہ آخر یہ کمزور اور بیمار (عاشق) کب اچھا (تندرست) ہوگا؟

(۹) جوانا سر متاب از پندِ پیراں　　که رائے پیر از بختِ جواں بہ

(۱۰) اگرچہ زندہ رود آبِ حیات ست　　ولے شیرازِ ما از اصفہاں بہ

(۱۱) سخن اندر دہانِ دوست گوہر[1]　　ولیکن گفتۂ حافظؔ ازآں بہ

حل لغات:

٭ جوانا ۔اے جوان ٭ سرمتاب ۔سر نہ پھیر ٭ زندہ رُود ۔اصفہان کی مشہور نہر ٭ شیراز ۔خواجہ حافظ کا شہر جہاں وہ رہتے تھے ٭ سخن ۔بات' شعر ٭ دہان ۔مُنہ ٭ گوہر ۔موتی' جوہر ٭ گفتۂ حافظؔ: کلامِ حافظ۔

ترجمہ:

(۹) اے جوان! تو ان بزرگوں (بوڑھوں) کی نصیحت سے اپنا سر نہ پھیر کیونکہ بزرگوں اور بڑوں کی رائے جو جوان نصیب رکھنے والوں سے بہتر ہوتی ہے۔

(۱۰) اصفہان کی نہر زندہ رود کا پانی اگرچہ آبِ حیات سے بہتر ہے لیکن ہمارا شیراز اصفہان سے کہیں بہتر ہے۔

(۱۱) (اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ) جو بات محبوب کے منہ میں ہے وہ گوہر کی طرح ہے۔ (وہ موتی ہے) لیکن حافظؔ کا کلام اس سے کہیں بہتر و عمدہ ہے۔

----٭٭٭----

---

[1] بعض نسخوں میں گوہر کی جگہ شکر ہے لیکن گوہر زیادہ موزوں ہے۔

ردیفِ یائے تحتانی (ی)

غزل نمبر (۱)

(۱) آں غالیہ خط گر سوئے ما نامہ نوشتے — گردوں ورقِ ہستیِ ما در نو شتے
(۲) ہرچند کہ ہجراں ثمرِ وصل بر آرد — دہقانِ ازل[1] کاش کہ ایں تخم نکشتے
(۳) آمرزشِ نقدست کسے را کہ دریں جا — یاریست چو حورے وسرائے چو بہشتے
(۴) مفروش بباغِ ارم و نخوتِ شدّاد — یک شیشۂ مے صاف لبی و لب[2] کشتے

حل لغات:

* غالیہ۔مشہور خوشبو جو عنبر مشک اور کافور کی آمیزش سے بنائی جاتی ہے * ثمر۔پھل * دہقان۔کسان * آمرزش۔بخشش * مفروش۔مت بیچ * باغ ارم۔جنت کا باغ * نخوت۔غرور، تکبر * شداد۔مشہور کافر بادشاہ جس نے خدائی دعویٰ کیا اور باغِ ارم بنوایا تھا * لبِ کشتے۔کھیت کا کنارہ۔

ترجمہ:

(۱) اگر وہ معطر و سبز خط والا محبوب ہمارے نام خط لکھتا تو پھر یہ آسمان ہماری ہستی (زندگی) کا ورق اُلٹ نہ دیتا۔یعنی اگر وہ خوشبو دار خط والا محبوب ہم کو نامہ لکھتا تو ہم جدائی کے بے شمار غموں سے مر نہ جاتے۔

(۲) اگر چہ جدائی وصل کا پھل لاتی ہے لیکن کاش ازل کا کسان یہ بیج نہ بوتا۔یعنی بیشک ہجر کے بعد وصل نصیب ہوتا ہے مگر میری آرزو یہ ہے کہ دنیا میں جدائی کا وجود ہی نہ ہوتا۔

(۳) اُس شخص کو نقد بخشش اور نجات حاصل ہے کہ جسے اس دنیا میں حُور جیسا محبوب اور بہشت جیسا گھر حاصل ہے۔

(۴) تو بہشت کے باغ اور شداد کے غرور کے بدلے میں شراب کی ایک صراحی، محبوب کا شیریں لب اور کھیت کا کنارہ مت فروخت کر۔

(۵) تنہا نہ منم کعبۂ دِل بتکدہ کردہ — در ہر قدمے صُومعۂ ہست و کنشتے
(۶) درمصطبۂ عشق تنعم نتواں کرد — چوں بالش زر نیست بسازیم بخشتے

---

[1] بعض نسخوں میں ازل کی جگہ جہان ہے۔
[2] بعض نسخوں میں یک شیشۂ و نوش لبے ولب کشتے ہے۔

(۷) کلِلکت کہ مریز او زبانِ شکرّ نیش — مہر از تو ندید ار نہ جوابے بنوشتے
(۸) معمارِ وجود ار نہ زدے رنگِ تو ازعشق — در آبِ محبت گلِ آدم نہ سرشتے

حل لغات:

* صومعہ۔خانقاہ‘عبادت خانہ * کنشے ۔کنشت‘ آتش کدہ * مصطبہ ۔شراب خانہ * بخشتے۔خشت اینٹ * کلِلکت ۔تیراقلم * مہر۔محبت * معمارِوجود۔وجودکامعمار(اللہ) * گل آدم۔آدم کی مٹی * نہ سرشتے۔نہ گوندھتا۔

ترجمہ:

(۵) ایک میں نے ہی دل کے کعبہ کو بت خانہ نہیں بنایا۔ورنہ قدم قدم پرایک عبادت خانہ(خانقاہ)اورایک بت خانہ(آتش کدہ) موجود ہے۔

(۶) عشق کے میخانے میں عیش وعشرت نہیں کی جاسکتی۔اگرکوئی تکیہ سونے کانہیں ہےتوپھراینٹ پرہی گزارہ کرلیتے ہیں۔

(۷) تیرے قلم نے‘خداکرےکہ اس کی زبان کی شیرینی دائم وقائم رہے،تجھ سے محبت نہ دیکھی۔ورنہ وہ جواب ضرورتحریرکرتا۔یعنی ہمارے نیازنامے سے پتہ چل گیاہےکہ تجھے ہم سے محبت نہیں ہے۔

(۸) اگرمعمارِوجود(اللہ تعالیٰ) تیرے رنگ کا بُت عشق سے نہ بناتا توپھرآدم کی مٹی محبت کے پانی میں نہ گوندھتا۔یعنی اللہ تعالیٰ نے انسان کے ضمیر میں عشق بھردیا ہے۔اورعشق ومحبت کے بغیرانسان ہرگزنہیں رہ سکتا۔

(۹) تاکے غمِ دنیائے دنی اے دلِ ناداں[1] — حیف ست زخوبے کہ شود عاشقِ زشتے
(۱۰) آلودگیٔ خرقہ خرابیٔ جہان است — کو راہروئے پاک دِلے خوب سرشتے
(۱۱) ازدست چرا ہشت سرزلفِ تو حافظ — تقدیر چنیں بود چہ کردے کہ نہ ہشتے

حل لغات:

* دنیائے دُنی۔کمینی دنیا * حیف۔افسوس * زشتے۔زشت بُرا،بدصورت * آلودگیٔ خرقہ۔گدڑی کی آلودگی * خوب سرشتے۔ خوب سیرت * ہشت۔ہشتن مصدرچھوڑنا * چنیں۔اسی طرح۔

ترجمہ:

(۹) اے نادان دِل!تواسی کمینی دنیا کا کب تک غم کھائے گا؟اُس اچھے شخص پرافسوس ہےجوبُری شے پرعاشق ہو۔

(۱۰) گدڑی کامکرورِیا کی آلودگی(گندگی)سے بھرجانادنیا کی خرابی کاباعث ہے۔پاک دِل اورخوب سیرت راہرو(مالک)

[1] بعض نسخوں میں ناداں کی جگہ دانا ہے۔

کہاں ہے؟

(۱۱) حافظ نے تیری زلف کا سرا اپنے ہاتھوں سے کیوں چھوڑ دیا؟ تقدیر میں ہی ایسا لکھا تھا وہ اگر نہ چھوڑتا تو اور پھر کیا کرتا؟

(نوٹ) بعض نسخوں میں شعر نمبر 5, 7, 8 شامل غزل نہیں۔

----***----

غزل نمبر (۲)

(۱) اتت روائح رندالحمیٰ و زاد عزامی — من المبلّغ عنّی الٰی سعاد سلامی [1]

(۲) پیام دوست شنیدن سعادتست وسلامت — فدائے خاکِ درِ دوست بادجان گرامی

(۳) بیا بشامِ غریبان و آبِ دیدۂ من بیں — بسانِ بادۂ صافی در آبگینۂ شامی

(۴) اذا تقرّبُ عن ذی الاراکِ طائرٌ خیرٌ — فلا تفرّدَ عنْ روضھا انین حمامی

حل لغات:

* اَتَتْ۔ آئیں * روائح۔ خوشبوئیں * رندالحمیٰ۔ ایک خوشبودار درخت * زادَ۔ بڑھادیا * عزامی۔ میرا شوق * منِ المبلّغ۔ کون ہے پہچاننے والا؟ * اِلٰی سعاد۔ سعاد (محبوب) کی طرف * سعادت ست۔ نیکی ہے * گرامی۔ عزیز * بسانِ بادہ صافی۔ صاف ومصفا شراب کی طرح * آبگینۂ شامی۔ شامی شیشہ شام کا شیشہ مشہور ہے * اِذاتَقرّبُ۔ جب قریب آیا * عن ذی الارکِ۔ الاراک (مقام) کے نزدیک (مقامِ محبوب) * طائرِ خیر۔ نیک پرندہ * اَنین لحمامی۔ میرے کبوتروں کی فریاد * فلا تفردَ۔ پس دُور نہ ہو * عن رَوضھا۔ اس کے باغیچہ سے۔

ترجمہ:

(۱) چراگاہ کے درختوں کی خوشبو نے میرے شوق (عشق) کو زیادہ کردیا ہے۔ وہ کون ہے جو میرا سلام میرے محبوب تک پہنچادے۔

(۲) محبوب (دوست) کا پیغام سننا ایک سعادت اور سلامتی ہے۔ یہ جان عزیز محبوب کے دروازے پر قربان ہوجائے۔

(۳) تو شام غریباں میں آ اور میری آنکھوں کے پانی کو دیکھ! کہ جیسے شامی شیشے میں صاف ومصفا شراب ہوتی ہے۔

(۴) جب نیک پرندہ ذی الاراک کے نزدیک پہنچے۔ تو اس کے چمنوں سے میرے کبوتر کا نالہ دور نہ ہو۔ یعنی اے میرے خدا جب دیدارِ محبوب کا پرندہ طائرِ خیر دیارِ دلدار میں پہنچے تو کبوتروں کو خبر ہوجائے تاکہ میں اُس طائر سے دلبر کا حال پوچھ سکوں۔

---

[1] بعض نسخوں میں پہلے شعر کا مصرعہ ثانی دوسرے شعر کے ساتھ ہے اور دوسرے شعر کا مصرعہ ثانی پہلے شعر کے ساتھ درج ہے۔

(۵) خوشا دمے کہ در آئی و گویمت بسلامت — قَدِمْتَ خَيْرَ مَقْدُومٍ نُزُلْتَ خَيْرَ مَقَامِي
(۶) بسے نماند کہ روزِ فراقِ ما بسر آید — رَأَيتُ مِنْ بَضَاتِ الحمٰى قُبَاب خِيامي
(۷) [1] من ارچہ ہیچ ندارم سزائے خدمتِ شاہاں — ز بہر کار صوابم قبول کن بغلامی
(۸) اُمید ہست کہ زودت بکامِ خویش بہ بینم — تو شاد گشتہ بفرماندہی و من بغلامی

حل لغات:

* خوشا۔ کیسا اچھا * قدمت خیر مقدم۔ اچھا ہوا تو آ گیا * بسے نماند۔ زیادہ دیر نہیں لگے گی/ زیادہ وقت نہیں لگے گا * رایت۔ میں نے دیکھا * من بضاعت الحمٰی۔ حمٰی کے میدانوں میں * قباب۔ گنبد * خیام۔ خیمے * سزائے خدمتِ شاہان۔ بادشاہوں کی خدمت کے قابل * بکام خویش بہ بینم۔ تجھے اپنے مقصد کے مطابق دیکھوں گا۔

ترجمہ:

(۵) وہ وقت کیسا اچھا اور مبارک ہوگا کہ جب تو آئے اور میں تجھ سے یہ کہوں کہ تو سلامت رہے تیرا آنا اچھا آنا ہے اور تو اچھے وقت پر اُترا ہے۔ (آیا ہے)

(۶) اب زیادہ دیر نہیں لگے گی کہ ہماری جدائی کے ایام ختم ہو جائیں گے کیونکہ میں نے چراگاہ کے میدان میں اُس خیمے کو نصب ہوتے دیکھ لیا ہے۔

(۷) میرے پاس اگرچہ بادشاہوں کی خدمت کے قابل کوئی شے نہیں ہے۔ لیکن پھر بھی نیک کام کے طور پر مجھے تو اپنی غلامی میں قبول کر لے۔

(۸) مجھے اُمید ہے کہ میں تجھے بہت جلد اپنے مقصد کے مطابق دیکھوں گا۔ تو بادشاہی پر خوش ہوگا اور میں تیری غلامی پر۔

(۹) بَعِدتُ مِنكَ وَقَدْصِرْتُ ذائبا كَهِلال — اگرچہ روئے چو ماہت ندیدہ ام بتمامی
(۱۰) وَاِنْ دُعِيتُ بِلَحدٍ وَصِرتُ نَاقِضَ عهدٍ — فَمَا تَطِيبُ نَفْسِي وَمَا اِستَطَابُ مَنَامِي
(۱۱) چو سلکِ دُرِّ خوشاب ست شعر نظم [2] تو حافظ — کہ گاہِ لطف سبق می برد ز نظم نظامی

حل لغات:

* بعدتُ منکَ۔ میں تم سے دور ہوا * وَقَدْ صِرتُ ذائبا۔ میں پگھل کر ہو گیا * کھلالٍ۔ ہلال کی طرح، کمزور دبلا پتلا * وَاِن دُعیتُ بلحدٍ۔ اگر میں بلایا جاؤں لحد میں * وَصرتُ ناقِضَ عَھدٍ۔ اور میں عہد شکن ہو گیا ہوں * فَمَا تَطیبُ نفسی۔ میرا نفس پاک نہیں رہے گا * وَمَا استطاب۔ اور خوشگوار نہ ہو * منامی۔ میری نیند * سلکِ دُرِ خوش آب۔ چمکدار موتیوں کی لڑی * سبق می برد۔

---

1. بعض نسخوں میں شعر نمبر 7, 8 شامل غزل نہیں ہیں۔
2. بعض نسخوں میں نظم کی جگہ نغز ہے۔

سبقت لے جاتے ہیں * نِظامی ۔ مشہور فارسی شاعر۔

ترجمہ:

(۹) میں تجھ سے دور ہونے کی وجہ سے ہلال کی طرح دبلا پتلا (کمزور) ہوگیا ہوں۔ اگر چہ میں نے تیرا چاند جیسا چہرہ پوری طرح نہیں دیکھا۔

(۱۰) اور اگر مجھے لحد کے اندر ملایا جائے (رکھ دیا جائے) اس حال میں کہ میں عہد شکن ہوں۔ تو نہ تو میرا نفس پاک اور نہ میری (ابدی) نیند پر لطف ہوگی۔

(۱۱) اے حافظ! تیری نظم کا شعرِ آبدار موتیوں کی لڑی کی طرح ہیں۔ اور کبھی تو لطف وخوبی یعنی لطافت میں نظامی (گنجوی) کی نظم پر بھی سبقت لے جاتے ہیں۔

----***----

غزل نمبر (۳)

(۱) اکنوں کہ زگُل باز چمن شد چو بہشتے — ساقی مئے گلگوں بطلب بر لبِ کشتے

(۲) زنگِ غمت از دِل مئے گلرنگ زداید — بشنو کہ چنیں گفت مرا پاک سرشتے

(۳) گر محتسبت بر کدوِ بادہ زند سنگ — بشکن تو کدوے سرِاو نیز بخشتے

(۴) جہلِ من و علم تو فلک راچہ تفاوت — آں راکہ بصر نیست چہ خوبے وچہ زشتے

حلِ لغات:

* اکنوں۔ اب * مئے گلگوں۔ سرخ رنگ کی شراب * لب کشتے۔ سبزہ زار کے کنارے پر * زنگِ غمت۔ تیرے غم کا زنگ * مئے گلرنگ۔ پھول کے رنگ کی شراب * سرشت۔ فطرت * محتسب۔ کوتوال * کدِو بادہ۔ شراب کا کدّو تو مڑی، کدو کو سکھا کر بنایا ہوا فقیروں کا کشکول * بخشتے۔ خشت اینٹ * جہل۔ جہالت * تفاوت۔ فرق * بصر۔ روشنی * خوبے۔ خوبصورت * زشتے۔ بدصورت۔

ترجمہ:

(۱) اب جبکہ بہار کی وجہ سے چمن بہشت بن گیا ہے۔ اے ساقی! تو کسی سبزہ زار کے کنارے پھول جیسی سرخ شراب منگوا کر پی اور پلا۔

(۲) یہ پھول کے رنگ کی سرخ شراب تیرے دل سے غم کے زنگ کو دھوڈالتی ہے۔ تو سن کہ ایک پاک فطرت بزرگ نے مجھ سے ایسا ہی کہا تھا۔

(۳) اگر کوتوال تیرے شراب کے کدو کو پتھر سے توڑ ڈالے، تو تو بھی اُس کے سر پر اینٹ دے مار اور اس کا سر توڑ دے۔

(۴) میری جہالت اور تیرے علم میں یہ آسمان کیا فرق کرسکتا ہے؟ جہاں بینائی ہی نہ ہو وہاں پر کیا خوبی اور کیا برائی یعنی خوبصورت اور بدصورت دونوں برابر ہیں۔ زمانہ جب قدرشناس ہی نہیں ہے۔ تو کمال اور بے کمالی میں کیا فرق نظر آئے گا؟

(۵) زاہد نکنم نسیہ حکایت کہ بنقدم — حُرکیست چو حورے و سرائے چو بہشتے
(۶) برخاکِ رہِ خواجہ کہ ایوانِ کمال ست — گر بالشِ زر نیست بسازیم بخشتے
(۷) ترسا بچۂ دوش ہمی گفت کہ حافظ — حیف است کہ ہردم کند آہنگِ کنشتے

حل لغات:

* نسیہ۔ ادھار * ایوانِ کمال۔ کمال کا محل * بالشِ زر۔ سنہری تکیہ * بخشتے۔ خشت اینٹ * ترسا بچہ۔ آتش پرست کا بچہ * دوش۔ کل رات * حیف۔ افسوس * کنشتے۔ کنشت گرجا۔

ترجمہ:

(۵) اے زاہد! میں ادھار چیز کی بات نہیں کررہا کیونکہ میرے پاس نقد کے طور پر حُور جیسا محبوب اور بہشت جیسا گھر موجود ہے۔
(۶) خواجہ (پیرومرشد) کے راستے کی خاک پر جو کمال کا محل ہے۔ اگر سنہری تکیہ نہیں ہے تو ہم اینٹ ہی کو تکیہ بنالیں گے۔ اس سے ہی گزارہ کرلیں گے۔
(۷) کل رات ایک ترسا بچہ حافظ سے یہ کہہ رہا تھا کہ افسوس ہے کہ تو ہروقت گرجے جانے کا ارادہ کرتا ہے۔ یعنی حافظ کی طبیعت کی پختگی نہیں ہے۔ وہ ہرجائی ہے۔
(نوٹ) بعض نسخوں میں یہ غزل شامل نہیں ہے اور بعض میں یہ شعر مستزاد ہے:
اے کاج قضا نامۂ عمرم نوشتے — واکنوں کہ نوشتست بزودی نوشتے

----***----

غزل نمبر (۴)

(۱) اے بادِ نسیمِ یار داری! — زاں نفحۂ مشک بار داری
(۲) زنہار مکن دراز دستی! — باطرّۂ او چہ کار داری
(۳) اے گُل تو کجا و روئے زیبائش — او مشکِ تر و تو خار داری

(۴) ریحان تو کجا و خطِ مستش ‏ ‏ او تازہ و تو غبار داری

حل لغات:

٭ نسیم۔صبح کی خوشبودار ٹھنڈی ہوا، مراد خوشبو ٭ نفحہ: خوشبو کا جھونکا۔ ٭ مشکبار: مشک برساتا ہوا۔ ٭ زنہار: خبردار۔طرۂ او: اس کی زلف۔ ٭ روئے زیبائش: اس کا حسین چہرہ۔ ٭ ریحان: ناز بو۔

ترجمہ:

(۱) اے ہوا تو یار کی خوشبو ضرور رکھتی ہے اور یہی وجہ ہے کہ تیرے ہر خوشبودار جھونکے سے مشک باری کی خوشبو آ رہی ہے۔

(۲) خبردار! تو دست درازی ہرگز نہ کر۔ تجھے اس کی زلف سے کیا کام ہے؟

(۳) اے پھول! تو کہاں ہے؟ اور اس (محبوب) کا حسین چہرہ کہاں؟ وہ مشک تر ہے اور تو کانٹے رکھتا ہے۔

(۴) اے ناز بو! تو کہاں اور اس (محبوب) کا سبز خط کہاں؟ وہ تر و تازہ ہے اور تو غبار سے پُر ہے۔

(۵) نرگس تو کجا و چشمِ مستش ‏ ‏ او سرخوش و تو خمار داری

(۶) اے سرو تو باقدِ بلندش ‏ ‏ درباغ چہ اعتبار داری

(۷) اے عقل تو باوجودِ عشقش ‏ ‏ در دست چہ اختیار داری

(۸) روزے برسی بوصل حافظ ‏ ‏ گر طاقتِ انتظار داری

حل لغات:

٭ نرگس۔مشہور پھول جو آنکھوں سے مشابہ ہوتا ہے ٭ خمار۔نشہ، نشہ آنے کی کیفیت ٭ اے سرو۔اے سرو، اے محبوب ٭ قدِ بلندش۔اس کا بلند قد۔ ٭ باوجود عشقش۔اس کے عشق کے باوجود ٭ روزے۔کسی روز، کسی دن ٭ برسی بوصل حافظ۔تجھے وصل نصیب ہوگا۔

ترجمہ:

(۵) اے نرگس تو کہاں ہے؟ اور اس کی مست آنکھ کہاں؟ وہ سرخوش ہے اور تو خمار سے پُر ہے۔

(۶) اے سرو! اس (محبوب) کے بلند قد کے مقابلہ میں باغ کے اندر تیری کیا وقعت ہے؟

(۷) اے عقل! اُس کے عشق کے باوجود تیرے ہاتھ میں کیا اختیار ہے؟

(۸) اے حافظ! تجھے کسی روز وصل نصیب ہو جائے گا اگر تجھ میں انتظار کی طاقت ہے تو۔

(نوٹ) بعض نسخوں میں یہ غزل شامل نہیں ہے۔

----٭٭٭----

غزل نمبر (۵)

(۱) اے بیخبر بکوش کہ صاحب خبر شوی — تاراہ بیں [1] نباشی کے راہبر شوی
(۲) در مکتبِ حقائق پیشِ ادیبِ عشق — ہاں اے پسر بکوش کہ روزے پدر شوی
(۳) دست از مسِ وجود چومردانِ رَہ بشوئ — تا کیمیائے عشق بیابی و زر شوی
(۴) خواب و خورت زمرتبۂ عشق دُور کرد — آں دم رسی بدوست کہ بیخواب وخورشوی

حل لغات:

* بکوش۔کوشش کر * تاراہ بیں نباشی۔جب تو راستہ نہ دیکھے گا * مکتب۔مدرسہ' مکتب حقائق * مس وجود۔وجود کا تانبا * زر۔سونا * خواب وخورت۔تیرے سونے اور کھانے۔

ترجمہ:

(۱) اے بے خبر! تو کوشش کر کہ باخبر ہو جائے گا۔جب تو راستہ نہیں دیکھے گا راہبر کیسے بن سکے گا؟
(۲) حقائق کے مکتب میں عشق کے استاد کے سامنے ہاں بیٹا! کوشش کر کہ کسی روز تو باپ بن جائے۔یعنی اے مرید! حقیقت و معرفت میں جدو جہد کر اور ایسا کمال حاصل کر کہ تو مرشد جیسا بن جائے۔
(۳) تو مردانِ راہِ حق کے مانند اپنے تانبے کے وجود سے ہاتھ دھو ڈال۔اور تو عشق کی کیمیا حاصل کر کے سراپا سونا بن جا۔یعنی نفسانی خواہشوں کو چھوڑ کر ہی محبوبِ حقیقی کا وصل میسر آ سکتا ہے۔
(۴) تیرے سونے اور کھانے نے ہی تجھے عشق کے مرتبے سے دور کر ڈالا ہے۔تو محبوب تک اس وقت پہنچے گا جب تو بے خواب و خور ہو جائے گا۔

(۵) گر نورِ عشقِ حق بدل و جانت او فتد — باللہ کز آفتابِ فلک خوبتر شوی
(۶) ازپائے تاسرت ہمہ نورِ خدا شود — درراہِ ذوالجلال چو بے پا وسر شوی
(۷) بنیادِ ہستیٔ تو چو زیر و زبر شود — در دِل مدار ہیچ کہ زیر د زبر شوی
(۸) گردرسرت ہوائے وصالست حافظا! — باید کہ خاکِ درگہِ اہلِ بصر [2] شوی

حل لغات:

* باللہ۔اللہ کی قسم * خوبتر۔بہتر' بڑھ کر * بے پاؤسر۔سر اور پاؤں کے بغیر * زیروزبر۔تہ وبالا * گردرسرت۔اگر تیرے سر

[1] بعض نسخوں میں راہ بیں کی جگہ راہرو ہے۔
[2] بعض نسخوں میں بصر کی جگہ ہنر ہے۔

میں ٭ ہوائے۔سودا۔

ترجمہ:

(۵) اگر تیرے دل اور جان کو اللہ کا نور نصیب ہو جائے تو اللہ کی قسم! تو پھر آسمان کے سورج سے بھی بڑھ جائے اُس سے بھی بہتر ہو جائے۔

(۶) تو پاؤں اور سر تک (سراپا) اللہ کا نور ہو جائے اگر تو صاحب ذوالجلال (اللہ) کے راستے میں اپنے پاؤں اور سر کو کھو ڈالے۔

(۷) تیری ہستی کی بنیاد جب تہ وبالا ہو جائے تو پھر تو یہ خیال بھی اپنے دل میں مت لانا کہ تو تہ وبالا ہو جائے گا۔یعنی اگر تو فنا فی اللہ ہو جائے گا تو پھر تجھے اپنی ہستی کے برباد ہو جانے کا خیال تک نہ آئے گا۔

(۸) اے حافظ! اگر تیرے سر میں محبوب کے وصل کا سودا بھرا ہوا ہے تو پھر تجھے چاہیے کہ تو اہل نظر کی درگاہ کی خاک ہو جائے۔

----٭٭٭----

غزل نمبر (٦)

(۱) اے پادشہِ خوباں داد ازغمِ تنہائی
دل بے تو بجان آمد وقتست کہ باز آئی

(۲) اے دردِ تو ام درماں در بسترِ ناکامی
وے یادِ تو ام مونس در گوشۂ تنہائی

(۳) مشتاقی ومہجوری دور از تو چنانم کرد
کزدست بخواہد شد پایانِ[۱] شکیبائی

(۴) دائم گلِ ایں بستاں شاداب نمی ماند
دریاب ضعیفاں را در وقتِ توانائی

حل لغات:

٭ بجان آمد۔جان پر بن گئی ہے ٭ درماں۔علاج ٭ مونس۔غمخوار ٭ گوشۂ تنہائی۔تنہائی کا گوشہ ٭ مشتاقی ومہجوری۔عشق اور جدائی ٭ پایانِ شکیبائی۔صبر کی انتہا ٭ دائم۔ہمیشہ۔ ٭ گلِ۔مٹی اور گُل بمعنی پھول بھی ہو سکتا ہے۔

ترجمہ:

(۱) اے حسینوں کے بادشاہ! ہجر کے غم سے فریاد ہے۔تیرے بغیر دِل کی جان پر بن گئی ہے۔ابھی بھی وقت ہے کہ تو واپس آجائے۔

(۲) اے محبوب! تیرا درد ناکامی کے بستر پر میرا علاج ہے۔اور اے محبوب! تیری یاد تنہائی کے گوشے میں میری غم خوار ہے۔

(۳) عشق اور جدائی نے مجھے تجھ سے اس قدر دور کر ڈالا ہے کہ عنقریب میرے ہاتھ سے صبر کا دامن چھوٹ جائے گا۔

---

۱ بعض نسخوں میں بصر کی جگہ ہنر ہے۔

۲ بعض نسخوں میں پایان کی جگہ پایاب ہے اور بعض میں دامان ہے۔

(۴) اس باغ کا پھول ہمیشہ سر سبز و شاداب نہیں رہتا۔ طاقت کے وقت ضعیفوں کی مدد کر۔

(۵) صد بادِ صبا اینجا بے سلسلہ می رقصند — این ست حریف اے دِل تا بادیہ پیمائی

(۶) در دائرۂ قسمت ما نُقطۂ پر کاریم [1] — لطف آنچہ تو اندیشی حُکم آنچہ تو فرمائی

(۷) فکرِ خود و رائے خود در عالمِ رِندی نیست — کفرست درین مذہب خود بینی و خود رائی

(۸) یارب بکہ بتواں گفت ایں نکتہ کہ در عالم — رخسارہ بکس ننمود آں شاہدِ ہرجائی

حل لغات:

* حریف۔ساتھی، دوست * بادیہ پیمائی۔دشت پیمائی * ما نقطۂ پرکاریم: پرکار کا نقطہ ہیں۔(بے بس ہیں) * خود بینی۔مغروری * خودرائی۔خودستائی * رخسارہ۔چہرہ * شاہد ہرجائی۔بے وفا محبوب۔

ترجمہ:

(۵) سینکڑوں صبائیں یہاں پر زنجیر کے بغیر رقص کرتی ہیں۔اے دِل اگر تجھے دشت پیمائی کا شوق ہے تو ان حریفوں سے مل کر دشت پیمائی کر۔

(۶) ہم قسمت کے دائرے میں پرکار کا نقطہ ہیں۔لطف و مہربانی وہی ہے جو تو کرے۔اور حکم وہی ہے جو تو دے۔

(۷) رندی کے عالم میں اپنی فکر اور اپنی رائے کچھ اہمیت نہیں رکھتی۔کیونکہ اس مذہب میں خود بینی اور خود رائی کفر کے مترادف ہے۔

(۸) اے میرے خدا! یہ رمزیہ نکتہ کس سے کہا جا سکتا ہے؟ کیونکہ دنیا میں اس ہرجائی محبوب نے اپنا چہرہ کسی کو بھی نہیں دکھایا۔

(۹) دی شب گلۂ زلفت با بادِ صبا [2] گفتم — گفتا غلطی بگزر زیں فکرتِ سودائی

(۱۰) ساقی چمنِ گُل را بے روئے تو رنگے نیست — شمشاد خراماں کن تا باغ بیارائی

(۱۱) زیں دائرۂ مینا خونیں جگرم مے دِہ — تا حل کنم ایں مشکل زیں [3] ساغرِ مینائی

(۱۲) حافظ شب ہجراں شد بوئے خوشِ صبح آمد — شادیت مبارکباد اے عاشقِ شیدائی

حل لغات:

* دی شب۔کل رات * شمشاد خراماں کن۔اپنے شمشاد جیسے قد سے خراماں ہو * باغ بیارائی۔باغ آرائش و زیبائش پائے * دائرہ مینا۔آسمان * ساغرِ مینائی۔شیشے کا ساغر * شبِ ہجراں۔جدائی کی رات۔

---

[1] بعض نسخوں میں پرکاریم کے بجائے تسلیم ہے۔

[2] بعض نسخوں میں صبا نہیں ہے۔

[3] بعض نسخوں میں زیں کے بجائے دریں ہے۔

ترجمہ:

(۹) کل رات میں نے بادِصبا سے تیری زلفوں کی شکایت کی تو اُس نے کہا کہ تو غلطی پر ہے۔ یہ دیوانوں جیسی فکر ترک کر دے۔

(۱۰) اے ساقی! تیرے رُخ کے بغیر پھول کا چمن بے رونق ہے۔ یعنی آب و رنگ نہیں رکھتا۔ تو اپنے شمشاد جیسے قد و قامت سے خراماں ہو جا تا کہ باغ کی رونق و آرائش میں اضافہ ہو۔

(۱۱) میں اس آسمان کے ہاتھوں جگر کا خون پی رہا ہوں۔ تو شراب دے تا کہ اس جام سے میں یہ اپنی مشکل حل کرلوں۔

(۱۲) اے حافظؔ! ہجر کی شب گزر گئی ہے اور صبحِ وصال کی خوشبو آنے لگی ہے۔ اے عاشقِ شیدائی! تجھے یہ خوشی مبارک ہو۔

-----***-----

غزل نمبر (۷)

(۱) اے در رُخِ تو پیدا انوارِ پادشاہی ! — در فکرتِ تو پنہاں صد حکمتِ الٰہی

(۲) کلکِ تو بارک اللہ در ملک و دین کشادہ — صد چشمہ آبِ حیواں از قطرۂ سیاہی

(۳) بر اہرمن نتابد انوارِ اسمِ اعظم — مُلک آنِ تست و خاتم فرما ہر آنچہ خواہی

(۴) در حشمتِ سلیمان ہر کس کہ شک نماید — بر عقل و دانشِ او خندند مُرغ و ماہی

(۵) تیغے کہ آسمانش از فیضِ خود دہد آب — تنہا جہاں بگیرد دبے منّتِ سپاہی

حل لغات:

* پیدا۔ظاہر * پنہاں۔پوشیدہ * کلک۔قلم بارک اللہ * اللہ برکت دے * آبِ حیواں۔آبِ حیات * اہرمن۔شیطان * نتابد۔نہیں چمکتے * انوار۔نور کی جمع * اسمِ اعظم۔اللہ تعالیٰ کا ذاتی و بڑا نام (اللہ) * حشمتِ سلیماں۔سلیمان کا جاہ و حشم * مرغ و ماہی۔پرند و مچھلی * آب۔چمک * منّت۔احسان۔

ترجمہ:

(۱) اے محبوب! تیرے چہرے پر بادشاہی کے انوار ظاہر ہو رہے ہیں اور تیری فکر میں اللہ تعالیٰ کی سینکڑوں حکمتیں چھپی ہوئی ہیں۔

(۲) تیرے قلم کو اللہ تعالیٰ برکت دے کہ جس نے سیاہی کے ایک قطرے سے ملک اور دین میں آبِ حیات کے سینکڑوں چشمے جاری کر ڈالے ہیں۔

(۳) شیطان پر اسمِ اعظم کے انوار ہر گز نہیں چمکتے۔ ملک اور شاہی مہر تیری ملکیت ہیں اور تو جو چاہتا ہے حکم دے۔

(۴) جو کوئی حضرت سلیمان (مراد حکمران ایران) کے جاہ وحشمت میں شک کرتا ہے۔اس کی دانائی اور دانشمندی پر پرندے اور مچھلیاں ہنستی ہیں۔

(۵) وہ تلوار جس کو یہ آسمان اپنے فیض سے آب دیتا ہے۔وہ سپاہی کے احسان کے بغیر ہی فتح حاصل کر لیتی ہے۔یعنی وہ کسی لشکر د سپاہی کی مرہون منت نہیں ہوتی۔

(۶) گر پرتوے ز تیغت بر کان و معدن اُفتد! یاقوتِ سُرخ رو را بخشد رنگِ کاہی

(۷) دانم دِلت بخشد بر اشکِ شب نشیناں گرحالِ ما پُرسی از بادِ صبحگاہی

(۸) ساقی بیار آبے از چشمہء خرابات تا خرقہ ہا بشوئیم از عجب خانقاہی

(۹) باز ارچہ گاہ گاہے بر سر نہد کلاہے مرغانِ قاف دانند آئینِ پادشاہی

حل لغات:

* پرتوے۔عکس، سایہ * معدن۔سونے چاندی وغیرہ کی کان * رنگِ کاہی۔زرد رنگ * بادِ صبحگاہی۔صبح کی ہوا * آبے۔پانی ،شراب * چشمہء خرابات۔شراب خانے کے چشمے کا پانی * خرقہ۔گدڑی * گاہ گاہے۔کبھی کبھی * قاف۔کوہ قاف * باز۔شہباز۔

ترجمہ:

(۶) اگر تیری تلوار کا سایہ کان اور معدن پر پڑ جائے تو اس کی ہیبت سے سرخ یاقوت بھی زرد رنگ کا ہو جائے۔

(۷) میں جانتا ہوں کہ تیرا دل رات کو جاگنے والوں کے رونے پر ترس کھائے گا۔اگر تو صبح کی ہوا سے ہمارا حال چال پوچھے۔

(۸) اے ساقی! تو شراب خانے کے چشمہ سے پانی لا (یعنی شراب لا) تا کہ ہم اس گدڑی سے خانقاہ کے غرور کو دھو ڈالیں۔

(۹) باز اگر چہ کبھی کبھی شاہی تاج اپنے سر پر رکھتا ہے لیکن کوہ قاف کے پرندے سلطنت کے دستور کو بہتر طور پر جانتے اور سمجھتے ہیں ۔یعنی اے ممدوح! پادشاہی کاروبار تجھی کو زیب دیتا ہے تیرے حریف سلطنت کے اسرار و رموز نہیں سمجھ سکتے۔

(۱۰) در دودمانِ آدم تا وضعِ سلطنت ہست مثلِ تو کس ندیدہ است ایں علم را کماہی

(۱۱) کلکِ تو خوش نویسد درشانِ یار و اغیار تعویزِ جانفزائے و افسونِ عُمر کاہی

(۱۲) عمریست پادشاہا کز مے تہیست جامم اینک زبندہ دعویٰ وزمحتسب گواہی

(۱۳) اے عنصرِ تو مخلوق از کیمیائے عزّت وائے دولتِ تو ایمن از صدمتِ تباہی

حل لغات:

* دود مان۔خانوادہ، خاندان * کماہی۔کماحقہٗ * کلک۔قلم * افسون۔منتر * عمر کاہی۔عمر کے گھٹنے یا گھٹ جانے کا منتر * محتسب۔کوتوال *

ترجمہ:

(۱۰) آدمؑ کے خانوادے میں جب سے سلطنت کی بنیاد پڑی ہے۔ (اے ممدوح!) تیری طرح کسی نے بھی اس علم کو کما حقہ نہیں سمجھا۔

(۱۱) یہ تیرا قلم یار و اغیار کی شان میں اچھا لکھتا ہے۔ گویا یہ جان بڑھانے کا تعویز اور عمر گھٹانے کا منتر ہے۔

(۱۲) اے بادشاہ! اک عمر بیت گئی ہے کہ میرا جام شراب سے خالی ہے۔ یہ بندے کا دعویٰ ہے اور اس کی تائید کوتوال کی گواہی بھی کر رہی ہے۔

(۱۳) اے ممدوح! تیرا وجود عزت کی کیمیا سے پیدا کیا گیا ہے۔ اور تیری دولت تباہی و بربادی کے صدمے سے بے خوف ہے۔

(۱۴) جائیکہ برقِ عصیاں بر آدمِ صفی زد — ما را چگونہ زیبد دعوائے بے گناہی

(۱۵) یَا مَلْجَاءَ الْبَرَایَا یَاوَاھِبَ الْعطایا! — عَطْفاً عَلٰی مُقِلٍ حَلَّتْ بِہِ! الدَّواھی

(۱۶) جور از فلک نیاید تاتو ملک صفاتی! — ظلم از جہاں بروں شد تاتو جہاں پناہی

(۱۷) حافظ چو دوست از تو گہ گاہ می برد نام — رنجش زبخت منما باز آبعذر خواہی

حل لغات:

* جائیکہ۔ جس جگہ کہ * برقِ عصیاں۔ گناہوں کی بجلی * آدمِ صفی۔ حضرت آدم صفی اللہ * ملجاء البرایا۔ مخلوق کی پناہ گاہ * واھِبُ العطایا۔ عطیات بخشنے والے * عَطفاً علی مُقِلٍّ۔ تنگدستوں پر مہربانی فرما * حَلَّت بہ الدَّواہی۔ جن پر مصیبتیں نازل ہوئیں۔ * جور۔ ظلم * ملک صفاتی۔ فرشتہ صفت * گہ گاہ۔ کبھی کبھی * رنجش زبخت منما۔ نصیبہ سے بیزار نہ ہو۔

ترجمہ:

(۱۴) جب آدم صفی اللہ پر گناہوں کی بجلی گر پڑی تو پھر ہمیں بے گناہی کا دعویٰ کب زیب دیتا ہے؟ ہم کیسے بے گناہی کا دعویٰ کر سکتے ہیں؟

(۱۵) اے مخلوق کی پناہ گاہ! اے انعام و اکرام بخشنے والے! اس درویش پر بھی مہربانی فرما جو کہ زمانے کے حادثات سے بری طرح پس چکا ہے۔

(۱۶) اے ممدوح: جب تک تو فرشتہ خصلت زندہ و سلامت ہے آسمان کوئی ظلم نہیں کر سکتا جب سے تو جہاں پناہ ہوا ہے ظلم اس جہان سے باہر ہو گیا ہے۔

(۱۷) اے حافظ! جب تک دوست کبھی کبھی تیرا نام لیتا ہے تو تو اپنے بخت سے بیزار نہ ہو۔ پھر سے عذر خواہی کے لیے آ۔ یعنی تو مقدر سے شکوہ و گلہ نہ کر اور عذر خواہی کے لیے پھر آ۔

----***----

غزل نمبر (۸)

(۱) اے دِل آں [1] بہ کہ خراب از مئے گلگوں باشی — بے زر و گنج بصد حشمتِ قاروں باشی
(۲) در مقامے کہ صدارت بفقیراں بخشند — چشم دارم کہ بجاہ از ہمہ افزوں باشی
(۳) تاجِ شاہی طلبی گوہرِ ذاتی بنما — در خود از گوہرِ جمشید و فریدوں باشی
(۴) در رَہِ منزلِ لیلیٰ کہ خطر ہاست بجان [2] — شرطِ اوّل قدم آنست کہ مجنوں باشی

حل لغات:

* بہ۔ بہتر * مئے گلگوں۔ پھول کے رنگ کی شراب (سُرخ) * قاروں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زمانے کا ایک نہایت مالدار شخص جس کے خزانوں کی چابیاں 70 اونٹ اٹھاتے تھے * چشم دارم۔ مجھے امید ہے * افزوں باشی۔ تو بڑھ جائے * گوہر جمشید و فریدوں۔ جمشید اور فریدوں (ایران قدیم کے شاندار بادشاہ) کی نسل۔

ترجمہ:

(۱) اے دِل بہتر یہ ہے کہ تو پھول جیسے سرخ رنگ کی شراب سے مست ہو جائے۔ اور روپے اور خزانے کے بغیر ہی قاروں کی طرح زبردست جاہ و حشم کا مالک بن جائے۔
(۲) فقیروں کو جس مقام پر صدارت بخشتے ہیں مجھے اُمید ہے کہ تو جاہ و جلال میں سب سے بڑھ جائے گا۔
(۳) اگر تو بادشاہی کے تاج کا خواہاں ہے تو پھر تو اپنا کوئی ذاتی کمال دکھا۔ اگرچہ تو جمشید و فریدون کی نسل سے ہی کیوں نہ ہو۔
(۴) لیلیٰ کی منزل کے راستے میں جہاں بھی خطرہ ہے وہاں پہلا قدم رکھنے کے لیے پہلی شرط یہ ہے کہ تو مجنوں ہو جائے۔ یعنی معرفتِ الٰہی میں مجنون ہونے سے مراد ماسوائے اللہ سے تعلقات منقطع کر لینا ہے۔

(۵) کارواں رفت و تو در خواب و بیاباں در پیش! — کے روی رہ زکہ پُرسی' چہ کنی' چوں باشی
(٦) نُقطہء عشق نمودم بتو ہاں سہو مکن — ورنہ چوں بنگری [3] از دائرہ بیروں باشی
(۷) ساغرے نوش کن و جُرعہ بر افلاک فشاں — تا بچند [4] از غمِ ایّام جگر خوں باشی
(۸) حافظؔ از فقر مکن نالہ کہ گر شعر اینست — ہیچ خوشدل نہ پسندد کہ تو محزوں باشی

---

[1] بعض نسخوں میں بہ کی جگہ دم ہے۔
[2] بعض نسخوں میں بجان کی جگہ در آن ہے۔
[3] بعض نسخون میں بنگری کی جگہ بنگری ہے۔
[4] بعض نسخوں میں تا بچند کی جگہ چند و چند ہے۔

حل لغات:

* خواب۔نیند * بیاباں درپیش۔جنگل سامنے ہے * سہومکن۔غلطی نہ کر * جرعہ۔گھونٹ * برافلاک فشاں۔آسماں پر چھڑک دے * ہیچ خوشدل۔کوئی خوشدل * محزوں۔غمگین۔

ترجمہ:

(۵) قافلہ رخصت ہو چکا ہے اور جنگل سامنے ہے۔تو کب چلے گا؟ کس سے راستہ پوچھے گا؟ کیا کرے گا؟ تیرا کیا حال ہوگا؟ یعنی انسان کو زندگی کے سفر میں غفلت چھوڑ کر انتہائی جوش وسرگرمی سے منزل کی طرف گامزن ہونا چاہیے۔

(۶) میں نے تجھ کو عشق کا نقطہ بتا دیا ہے۔ہاں دیکھ کہ تو غلطی نہ کر جانا۔اگر تو نہ دیکھے گا تو پھر تو اس دائرے سے باہر نکل جائے گا۔ یعنی عشق کے دائرہ کے مرکزی نقطہ سے اِدھر اُدھر نہیں ہونا چاہیے۔

(۷) تو شراب کا پیالہ نوش کرلے اور ایک گھونٹ شراب آسمان پر بھی چھڑک دے۔تو کب تلک اس دنیا کے غم سے اپنے جگر کا خون پیتا رہے گا؟

(۸) اے حافظ! تو فقیری سے نالہ وفریاد نہ کر کیونکہ اگر تیرا کام ایسا ہی ہے تو کوئی بھی خوش دل تیرا غمگین رہنا پسند نہ کرے گا۔(اصل میں یہ ممدوح سے حسن طلب ہے)

----***----

غزل نمبر(۹)

(۱) اے دِل بکوئے عشق گزارے نمی کنی — اسباب جمع داری و کارے نمی کنی

(۲) چوگانِ کام درکف وگوئے نمی زنی — بازے چنیں[۱] بدست و شکارے نمی کنی

(۳) ایں خوں کہ موج می زند اندر جگر ترا[۲] — درکارِ رنگ وبوئے نگارے نمی کنی

(۴) مشکیں ازآں نشد دمِ خُلقت کہ چوں صبا — برخاکِ کوئے دوست گزارے نمی کنی

(۵) گر دیگراں بجاں غمِ جاناں خریدہ اند — اے دِل تو ایں معاملہ بارے نمی کنی

حل لغات:

* گزارے۔گزرنا، آنا جانا * اسباب۔سامان * چوگان کام۔مقصد کی کھونڈی (ہاکی) * گوے۔گیند * رنگ وبو۔نقش و نگار، بارشدگار * نگارے۔محبوب * مشکیں۔خوشبودار * بجاں۔جان کے عوض * بارے۔ایک بار بھی۔

---

[۱] بعض نسخوں میں بازے چنیں کی جگہ بازظفر ہے۔

[۲] بعض نسخوں میں ترا کی جگہ چرا ہے جو زیادہ مناسب لگتا ہے۔

ترجمہ:

(۱) اے دِل! تو عشق کے کوچے میں بالکل گزر نہیں کرتا (آتا جاتا نہیں) تیرے پاس سامان تو موجود ہے لیکن تو کوئی کام نہیں کرتا۔ آخر کیوں ایسا کررہا ہے۔

(۲) مقصد کی کھونڈی (ہاکی) تو تیرے ہاتھ میں ہے لیکن تو اسے گیند کو نہیں مارتا۔ یعنی باز تو تیرے ہاتھ میں ہے اور تو شکار نہیں کررہا؟

(۳) تیرے جگر میں یہ جو خون موجیں ماررہا ہے تو اُسے اپنے محبوب کے نقش ونگار (ہارشدگار) میں کیوں صرف نہیں کرتا؟ اس سے کام کیوں نہیں لیتا؟

(۴) تیرے تن بدن کے سانس اس وجہ سے ہی خوشبودار نہ ہوسکے کہ صبا کی طرح تو محبوب کے کوچے کی خاک پہ اپنے قدم نہیں رکھتا۔ اُس پر سے نہیں گزرتا۔

(۶) درآستینِ کام[۱] تو صد نافہ مندرج ست	آں را فدائے طُرّۂ یارے نمی کنی
(۷) ترسم کزیں چمن نبری آستینِ گل	کز گُلبنش[۲] تحمّلِ خارے نمی کنی
(۸) ساغر لطیف و دلکش و مے افگنی بخاک	و اندیشہ از بلائے خمارے نمی کنی
(۹) حافظ! برو کہ بندگیٔ بارگاہِ دوست[۳]	گر جُملہ می کنند تو بارے نمی کنی

حل لغات:

* آستینِ کام۔ مقصد کی آستین * نافہ۔ مشک کی تھیلی * مندرج بھرا ہوا * طُرّہ۔ زلف * ترسم۔ مجھے ڈر ہے' اندیشہ ہے * گُلبن۔ پودا * لطیف و دلکش۔ دلکش و لطف دار * خمار۔ نشہ اُتر جانے کی کیفیت * برو۔ جا * بارگاہِ دوست۔ محبوب کی بارگاہ * بارے نمی کنی۔ کیوں نہیں کرتا' مطلق نہیں کرتا۔

ترجمہ:

(۶) تیرے مقصد کی آستین میں سینکڑوں مشک کے نافے بھرے ہوئے ہیں۔ تو ان کو اپنے محبوب کی زلفوں پر کیوں نچھاور نہیں کرتا؟

(۷) مجھے ڈر ہے کہ تو اس باغ سے پھول کی آستین نہیں پکڑ سکے گا کیونکہ تو اس کے پودے سے کانٹے کی چُبھن نہ سہہ سکے گا۔

(۸) جامِ شراب بڑا لطف اندوز اور دلکش ہے اور تو شراب خاک پر گرا رہا ہے؟ تو نشہ اُتر جانے کے رنج اور تکلیف کی کوئی فکر نہیں کرتا۔

---

۱ بعض نسخوں میں کام کی جگہ جان ہے۔
۲ بعض نسخوں میں گلبنش کی جگہ گلشنش ہے۔
۳ بعض نسخوں میں بارگاہِ دوست کی جگہ پادشاہ وقت ہے۔

(۹) اے حافظؔ! تو جا کہ اگر محبوب کی بارگاہ کی غلامی سبھی کرتے ہیں تو پھر تو کیوں نہیں کرتا؟ ایک بار بھی نہیں کرتا؟
(نوٹ) بعض نسخوں میں شعر نمبر 5 شامل غزل نہیں ہے۔

----***----

غزل نمبر (۱۰)

(۱) اے دِل اگر از چاہِ زنخداں بدر آئی ہر جا کہ روی زود پشیماں بدر آئی
(۲) ہُشدار کہ گر وسوسہء عقل[1] کنی گوش آدم صفت از روضہء رضواں بدر آئی
(۳) تا کے چو صبا بر تو گمارم دمِ ہمّت کز غنچہ چو گل خرّم وخنداں بدر آئی
(۴) در تیرہ شبِ ہجرِ تو جانم بلب آمد وقتست کہ ہمچوں مہ تاباں بدر آئی
(۵) جاں می دہم از حسرتِ آں لعلِ رواں بخش[2] باشد کہ چو خورشیدِ درخشاں بدر آئی

حل لغات:

٭ چاہِ زنخداں۔ٹھوڑی کے نچلے حصے کا ہلکا سا گڑھا جو خوبصورتی میں اضافہ کرتا ہے ٭ ہشدار۔ہوشیار ہو جا ٭ روضہء رضواں۔ بہشت کا باغ ٭ تا کے۔کب تک ٭ خرم وخنداں۔خوش وہنستا ہوا ٭ تیرہ شبِ ہجر۔جدائی کی اندھیری رات ٭ مہ تاباں۔روشن چاند ٭ لعلِ رواں بخش۔جان بخش لبِ لعلیں ٭ خورشید درخشاں۔چمکتا ہوا سورج۔

ترجمہ:

(۱) اے دل! اگر تو محبوب کی ٹھوڑی کے گڑھے (کنویں) سے باہر نکل بھی آئے گا تو اور جہاں کہیں بھی جائے گا وہاں سے جلد پشیمان ہو کر واپس آ جائے گا۔یعنی عشق ترک کر دینے سے تجھے پشیمانی کے سوا کچھ حاصل نہ ہو گا۔
(۲) ہوشیار! خبردار! کہ اگر تو عقل کے وسوسے پر اپنے کان لگالے گا تو پھر تو آدمؑ کی طرح جنت کے باغ سے بھی باہر نکل آئے گا۔
(۳) صبا کی طرح میں کب تک تجھ پر ہمت کا دم کروں تا کہ تو کلی سے پھول کی طرح خرم وخنداں باہر آئے؟
(۴) اے محبوب! تیرے ہجر کی اندھیری رات میں میری جان لبوں پر آ گئی ہے۔اب وقت ہے کہ تو روشن چاند کی طرح باہر آئے۔
(۵) میں اُن جان بخش دینے والے سُرخ لبوں کی حسرت میں جان دے رہا ہوں۔کہ شاید تو چمکتے ہوئے سورج کی طرح باہر

---

[1] بعض نسخوں میں عقل کی جگہ نفس ہے۔
[2] بعض نسخوں میں آں لعل رواں بخش کی جگہ "دیدار تو چوں صبح ہے۔

آئے۔

(۶) شاید کہ بآبے فلکت دست بگیرد[۱] | گر تشنہ لب از چشمۂ حیواں بدر آئی
(۷) درخانۂ غم چند نشینی بملامت | وقتست کہ از دولتِ سُلطان بدر آئی
(۸) برخاکِ درت[۲] بستہ ام زدیدہ دوصد جوئے | باشد کہ توچوں سروِ خراماں بدر آئی
(۹) حافظ مکن اندیشہ کہ آں یوسفِ مصری[۳] | باز آید و از کلبۂ احزاں بدر آئی

حل لغات:

* چشمۂ حیواں۔آبِ حیات * ملامت۔بُرا بھلا کہنا۔طعن وطنز کرنا * جوئے۔ندی * سروِخراماں۔مرادمحبوب * یوسف مصری۔مصر کا یوسف (مرادمحبوب) * کلبۂ احزاں۔غم والم کی کوٹھڑی *

ترجمہ:

(۶) شاید یہ آسمان تھوڑے سے پانی سے تیری مدد کردے۔اگر تو پیاسا ہی آبِ حیات کے چشمہ سے باہر آ جائے۔
(۷) تو اس غم کے گھر میں آخر کب تلک ملامت سے بیٹھا رہے گا؟ اب وقت ہے شاہ کی دولت کی برکت سے تو باہر آ جائے۔
(۸) تیرے در کی خاک پر میں نے آنسوؤں کی دوسو نہریں بہادی ہیں۔اس خیال سے کہ شاید تو سروِخراماں کی طرح باہر بالکل آئے۔
(۹) اے حافظ! تو کچھ فکر واندیشہ مت کر کہ وہ یوسفِ مصری (محبوب) پھر آ جائے گا۔اور تو اس غم والم کی کوٹھڑی سے باہر نکل آئے گا۔

(نوٹ) بعض نسخوں میں شعر نمبر 7 شامل غزل نہیں ہے

----***----

غزل نمبر (۱۱)

(۱) اے قصّۂ بہشت زکویت حکایتے ! | و آبِ خضر زنوشِ لبانت کنایتے[۴]
(۲) انفاسِ عیسےٰ ازلبِ لعلت لطیفۂ | شرحِ جمالِ حُور زرویت روایتے
(۳) کے عطر سائے مجلسِ روحانیاں شدے | گُل را اگر نہ بوئے تو کردے رعایتے

---

۱ بعض نسخوں میں بگیرد کی جگہ بگردد ہے۔ ۲ بعض نسخوں میں درت کی جگہ رہگزرت ہے۔
۳ بعض نسخوں میں مصری کی جگہ مہرو ہے۔
۴ بعض نسخوں میں پہلے شعر کا مصرع ثانی دوسرے شعر کے مصرع ثانی کی جگہ ہے اور دوسرے شعر کا مصرع ثانی پہلے شعر کے مصرع ثانی پر ہے جو زیادہ مناسب لگتا ہے۔

(۴) در آرزوئے خاکِ درِ دوست سوختیم — یاد آور اے صبا کہ نکردے حمایتے
(۵) در آتش ار خیالِ رُخش دست می دہد — ساقی بیا کہ نیست زدوزخ شکایتے !

حل لغات:

* آبِ خضر۔آبِ حیات * کنایتے۔کنایہ،اشارہ * انفاس عیسیٰ۔دمِ عیسیٰ * لبِ لعلت۔تیرے لبِ لعلیں * زرویت۔ تیرے چہرے سے * یادآور۔یادرکھنا * خیالِ رخش۔اس کے رُخ کا خیال۔

ترجمہ:

(۱) اے میرے محبوب! یہ بہشت کے باغ کا افسانہ تیرے کوچے کی ایک کہانی ہے۔اور یہ آبِ حیات تیرے میٹھے اور جان بخشنے والے لبوں کا ایک کنایہ ہے۔

(۲) یہ دمِ عیسیٰ تیرے لعل جیسے سرخ لبوں کا ایک لطیفہ ہے اور حور کے حسن و جمال کی شرح تیرے چہرے کی ہی اک روایت ہے۔

(۳) یہ پھول روحانیوں کی مجلس کو کب معطر کر سکتا۔اے محبوب! اگر تیری خوشبو اُسے یہ نعمت عطا نہ کر دیتی؟

(۴) ہم محبوب کے دروازے کی خاک کی آرزو میں جل گئے ہیں۔اے بادِ صبا! تو یہ یاد رکھنا کہ تو نے ہماری ذرا بھی حمایت و مدد نہیں کی ہے۔

(۵) آگ میں اگر اس (محبوب) کے چہرے کا خیال میسر آجائے۔تو اے ساقی! تو آ اور (مجھے شراب دے) کہ مجھے دوزخ سے کوئی گلہ وشکایت نہیں ہے۔

(۶) بوئے دلِ کبابِ من آفاق را گرفت — ایں آتشِ دروں بکند ہم سرایتے
(۷) اے دل بہرزہ دانش و دینت زدست رفت[1] — صد مایہ داشتی و نکردی کفایتے
(۸) ہر پارہ از دلِ من و از غُصہء قصہء — ہر سطرے از خیالِ[2] تو از رحمت آیتے
(۹) دانی مرادِ حافظ ازیں آہ و نالہ[3] چیست — از تو کرشمہء وز خسرو عنایتے

حل لغات:

* آفاق۔دنیا،زمانہ * سرایت۔اثر * بہرزہ۔فضول * کفایت۔کفایت شعاری * پارہ۔ٹکڑا * آیت۔نشانی

---

[1] بعض نسخوں میں دینت زدست رفت'' کی جگہ عمرت بباررفت ہے

[2] بعض نسخوں میں خیال کی جگہ خصال ہے۔

[3] بعض نسخوں میں آہ و نالہ کی جگہ درد و غصہ ہے۔

ترجمہ:

(۶) میرے جلے ہوئے دل کی بو ساری دنیا میں پھیل گئی ہے۔اُمید ہے کہ میرے دل کی یہ آگ اُس (محبوب) کے دل پر بھی کچھ نہ کچھ اثر ضرور کرے گی۔

(۷) اے میرے دِل! تیری اس فضول گوئی سے تیری عقل اور تیرا دین دونوں برباد ہو گئے۔ تیرے پاس بہت سا سرمایہ تھا لیکن تو نے کچھ کفایت شعاری نہ کی۔

(۸) میرے دل کے ہر ٹکڑے میں دردو غم کا ایک افسانہ پنہاں ہے۔اور ہر سطر تیرے خیال سے رحمت کی نشانی ہے۔

(۹) کیا تو یہ جانتا ہے کہ اس آہ و نالہ سے حافظ کی مراد کیا ہے؟ یہ کہ تو نازو ادا کا کرشمہ دکھائے اور بادشاہ مہربانی فرمائے۔

----***----

غزل نمبر (۱۳)

(۱) اے زشرمِ عارضت گُل کردہ خوے　　در عرق پیشِ عقیقت جامِ مے

(۲) ژالہ بر لالہ است یا برگُلِ گلاب　　یا بر آتش آب یا بر روت خوے

(۳) می شد از چشمِ آں کماں ابرو و دل　　از پیش می رفت و گُم می کرد پے

(۴) امشب از زلفش نخواہم داشت دست　　رو مؤذّن بانگ بر می زن کہ حَے

حل لغات:

* عارضت۔تیرا رخسار * خوے۔پسینہ * عقیقت۔تیرے عقیق جیسے سرخ لب * ژالہ۔شبنم کے قطرے * لالہ۔گل لالہ۔ * بر روت خوے۔تیرے چہرے پر پسینہ * گم می کرد پے۔راستہ گم کرلیا * رَو۔جا * مؤذّن۔بانگ دینے والا * حَے۔حی علیٰ الصلاۃ نماز کے لیے آؤ۔

ترجمہ:

(۱) اے میرے محبوب! تیرے رخسار دیکھ کر پھول کو ندامت سے پسینہ آ گیا ہے۔اور تیرے عقیق جیسے سُرخ لبوں کے سامنے جامِ شراب شرم سے پانی پانی ہو گیا ہے۔

(۲) گل لالہ پر شبنم ہے یا کہ پھول پر گلاب ہے۔آگ پر پانی ہے یا کہ پسینہ ہے؟

(۳) وہ کمان جیسے ابرو رکھنے والا محبوب آنکھ سے اوجھل ہو گیا اور دِل اُس (محبوب) کے پیچھے پیچھے چلا گیا اور اپنا راستہ بھول بیٹھا۔

(۴) آج کی رات میں اس (محبوب) کی زلف کو اپنے ہاتھ سے نہیں چھوڑوں گا۔اے موذن! تو جا اور بیشک اذان پڑھ دے۔ یعنی اگر چہ موذن جاگ اٹھنے اور نماز پڑھنے کے لیے تاکید کرتا رہے لیکن میں اُس محبوب کی زلفوں کو برابر تھامے رکھوں گا اور

نہیں اُٹھوں گا۔

(۵) چوں بنی عامر بسے مجنوں شوند — گر بروں آید یکے لیلیٰ زحَے !

(۶) نے دمے لب برلبِ مطرب نہادؔ — چنگ را در زیرِ ناخن کرد نَے

(۷) آنکہ بر ہر جُرعۂ جاں می دہد — جاں ازو بستان و جامے دِہ بُوَے

(۸) عُود بر آتش نہ و منقل بسوز — غم مدار از کثرتِ سرمائے دَے

حل لغات:

* بنی عامر۔قیس عامری مجنوں کے قبیلہ کا نام بنی عامر تھا اور لیلیٰ قبیلہ حَے سے تعلق رکھتی تھی * نَے۔بانسری * دمے۔دم بھر * مطرب۔گویا * جُرعہ۔گھونٹ * بُوَے۔اُسے،اس کو * عُود۔ایک خوشبودار لکڑی جو آگ پر جلنے سے خوشبو دیتی ہے * منقل بسوز۔انگیٹھی جلا * سرمائے دَے۔دَے کے مہینے کی سردی،خزاں کی سردی۔

ترجمہ:

(۵) بنی عامر کی طرح بہت سے لوگ مجنوں ہو جائیں گے لیکن شرط یہ ہے کہ قبیلہ حَے سے ایک لیلیٰ تو پیدا ہو جائے۔یعنی اگر کوئی صاحب حُسن و جمال ہو تو پھر اُسے عاشقوں کی کوئی کمی نہیں۔

(۶) بانسری نے کچھ دیر کے لیے اپنے لب مطرب کے لب پر رکھ دیے اور رباب کو بانسری نے ناخن کے نیچے دبا دیا۔یعنی رباب کو اس حسرت نے بانسری کی طرح زار و نحیف کر ڈالا کہ بانسری کو تو گویے کے لب کا بوسہ مل گیا اور رباب کی قسمت میں ناخن کی خراش آئی۔(کیونکہ رباب ناخن سے بجایا جاتا ہے)

(۷) ہر وہ شخص جو شراب کے ایک گھونٹ پر جان دیتا ہے۔اے ساقی!تو اس کی جان لے لے۔اور اُسے شراب کا پیالہ دے دے۔

(۸) تو عود(اگربتی) کو آگ پر رکھ دے اور انگیٹھی کو جلا دے اور خزاں کی شدید سردی کا کچھ غم و فکر نہ کر۔

(۹) با تو زیں پس گر فلک خواری کند — باز گو در حضرتِ دارائے رَے

(۱۰) خسروِ آفاق بخشش کز سخا — نامۂ حاتم زنامش گشت طَے

(۱۱) چنگ را بردستِ مطرب نہ دَمے — گو رگش بخراش و بخروشم زوَے

(۱۲) جامِ مے پیش آر و چوں حافظؔ مخور — غم کہ جم کے بود یا کاؤس کے

حل لغات:

* دارائے رَے۔رے(عراق کا شہر)کا بادشاہ * خسروِ آفاق۔دنیا کا بادشاہ * حاتم۔حاتم طائی جو کہ قبیلہ بنی طے سے تھا دنیا کا مشہور سخی * طَے۔مٹا دینا * چنگ۔رباب * مطرب۔گویّا * دَمے۔دم بھر * جم۔جمشید * کاؤس۔کیکاؤس * کے۔کیقباد۔قدیم ایرانی بادشاہوں کے نام۔

ترجمہ:

(۹) اس کے بعد اگر یہ آسمان تجھ سے خواری سے پیش آئے (تجھے خوار کرے) تو تو پھر اس حکمران (بادشاہ) کے حضور اپنی فریاد (شکایت) پیش کر۔

(۱۰) وہ دنیا کو بخش دینے والا بادشاہ ایسا سخی ہے کہ اُس کے نام نے سخاوت میں حاتم طائی کے افسانے کو مٹا کر رکھ دیا ہے۔

(۱۱) تو ایک لمحے کے لیے رباب کو گویے کے ہاتھ پر رکھ دے اور اس سے کہہ دے کہ اس کی تاروں کو چھیڑے تاکہ میں اس سے خروش میں آؤں۔

(۱۲) تو جام شراب سامنے لا اور حافظ کی طرح غم نہ کھا کہ جمشید کب ہوا اور کاؤس کب؟ یعنی شراب پی اور دنیا کی ناپائیداری کی فکر نہ کر۔

(نوٹ) بعض نسخوں میں یہ غزل شامل نہیں ہے۔

----***----

غزل نمبر (۱۳)

(۱) ای کہ بر ماہ از خطِ مشکیں نقاب انداختی — لُطف کردی سایہء بر آفتاب انداختی

(۲) تاچہ خواہد کرد بر ما تابِ زلفِ عارضت — حالیا نیرنگ رنگِ خوش بر آب انداختی

(۳) گوے خوبی بُردی از خوبانِ عالم شادباش — جامِ کیخسرو طلب کافراسیاب انداختی

(۴) اگرچہ ازمستی خرابم طاعتِ من رُو مکن ![1] — کاندرین شغلم بامیدِ ثواب انداختی

(۵) گنجِ عشقِ خود نہادی در دلِ ویرانِ من — سایہء دولت بریں کُنجِ خراب انداختی

حل لغات:

* خطِ مشکیں۔ خوشبودار خط * عارضت۔ تیرے رخسار * گوئے خوبی۔ خوبی کی گیند * افراسیاب' افراسیاب توران کا عظیم الشان بادشاہ تھا جو اپنے نواسے کیخسرو کے عہد میں مارا گیا تھا * گنج۔ خزانہ * کُنج۔ کونہ' گوشہ۔

ترجمہ:

(۱) اے محبوب! تو نے چاند جیسے چہرے پر معطر و معنبر خط کا نقاب ڈال دیا ہے گویا تو نے مہربانی کی اور آفتاب کو سائے کے اندر کردیا ہے۔

(۲) دیکھئے ہم پر تیرے زلف ورخسار کی تاب کیا آفت ڈھائے؟ جبکہ تو نے خوشی کے رنگ پر نیرنگ کا پانی ڈال دیا ہے۔ یعنی عجیب

[1] بعض نسخوں میں شعر نمبر 4 شامل غزل نہیں ہے۔

طلسم وسحر ہے کہ تو نے رخسار پر زلف ڈال کر گویا پانی پر نقش بنادیا ہے۔دیکھیں یہ کرشمہ وجادو ہمارا کیا حال کرتا ہے۔

(۳) دنیا کے حسینوں سے تو حسن وجمال میں بازی لے گیا ہے۔تو خوش رہ اور کیخسرو کا جام طلب کر کہ تو نے افراسیاب کو مار گرایا ہے۔

(۴) اگر چہ میں مستی میں بُری طرح خراب ہوں لیکن پھر بھی تو میری بندگی کو رد نہ کر کیونکہ تو نے مجھے ثواب کی اُمید پر اس شغل میں ڈالا ہے۔

(۵) تو نے میرے اس بے آباد وویران دِل میں عشق کا خزانہ رکھا ہے۔اور اپنی دولت کا سایہ اس خراب کو نے پر ڈال دیا ہے۔

(۶) خوابِ بیداراں بہ بستی آنکہ از نقشِ خیال — تہمتے برشب[1] روانِ خیل خواب انداختی

(۷) پردہ از رُخ برفگندی یک نظر در جلوہ گاہ — وزحیا حور و پری را در حجاب انداختی

(۸) ازبرائے صیدِ دل درگردنم زنجیر زلف — چوں کمندِ خسروِ مالکِ رقاب انداختی[2]

(۹) نصرۃ الدین شاہِ یحییٰ اے کہ تاجِ آفتاب — ازسرِ تعظیم و قُدرت در تراب انداختی

حل لغات:

* خوابِ بیداراں بہ بستی۔تو نے جاگنے والوں پر نیند حرام کردی ہے * شب رواں۔رات کو چلنے والے،ڈاکو،چوکیدار * حجاب۔ پردہ * رَقاب: رقبہ کی جمع،گردنیں * نصرۃ الدین۔خواجہ کے ممدوح حکمران * تراب۔مٹی۔

ترجمہ:

(۶) اے محبوب! تو نے جاگنے والوں پر نیند حرام کردی ہے۔اور پھر اپنے تصور کے نقش سے خواب کے لشکر کے پہریداروں پر تہمت لگادی ہے۔یعنی عاشقوں کی نیند تو تو نے خود اڑادی ہے کہ رات بھر تیرا تصور انہیں سونے نہیں دیتا اور بہتان ان کی نیند پر باندھ دیا جو کہ تیرے خیال میں ان کے پاس نہیں پھٹکتی۔

(۷) تو نے ذرا سی دیر کے لیے جلوہ گاہ میں پردہ اٹھایا اور شرم سے حور وپری کو پردے میں چھپا دیا۔

(۸) دلوں کو تو نے شکار کرنے کے لیے میری گردن میں زلف کی زنجیر گردنوں کے مالک بادشاہ کی کمند کی طرح ڈال دی ہے۔

(۹) اے نصرۃ الدین شاہ یحییٰ کہ تو نے اپنی تعظیم اور طاقت کے اظہار کے لیے آفتاب کے تاج کو مٹی میں ڈال دیا ہے۔

(۱۰) زینہا راز آبِ شمشیرت کہ شیراں را ازاں — تشنہ می کردی و گردان را در آب انداختی

(۱۱) بادہ نوش از جامِ عالم بیں کہ بر اورنگِ جم — شاہد مقصود را از رخ نقاب انداختی

(۱۲) ہر کسے با شمعِ رخسارت بنوعے عشق داشت — زاں میاں پروانہ را در اضطراب انداختی

---

[1] بعض نسخوں میں شب رواں کی جگہ شیرداں ہے۔

[2] بعض نسخوں میں یہ شعر یوں ہے نصرۃ الدین شاہ یحییٰ آنکہ خصم مُلک را۔ از دم شمشیر چوں آتش درآب انداختی۔

(۱۳) از فریبِ نرگسِ مخمور و چشم[ا] مے پرست　　حافظِ خلوت نشیں را در شراب انداختی

حل لغات:

* زینہار۔پناہ * تشنہ۔پیاسا * بادہ نوش۔شراب پینے والا * گرداں۔پہلوان * جامِ عالم بیں۔جام جہاں بیں * اورنگِ جم ۔جمشید کا تخت * اضطراب۔بے قراری * نرگسِ مخمور۔مست آنکھ * چشمِ مے پرست۔چشم مے نوش * خلوت نشیں۔تنہائی میں بیٹھنے والا۔

ترجمہ:

(۱۰) تیری شمشیر کی آب سے پناہ کہ تو نے اس سے شیروں کو پیاسا کر دیا اور پہلوانوں کو پانی میں گرا دیا۔

(۱۱) تو اس جامِ جہاں نما سے شراب پی کہ تو نے جمشید کے تخت پر شاہدِ مقصود کے چہرے سے پردہ ہٹا دیا ہے۔

(۱۲) جس کسی نے تیرے رخساروں سے عشق کیا تو نے اس دوران میں سب سے زیادہ پروانہ کو بے قرار کر کے رکھ دیا۔

(۱۳) تو نے اے میرے محبوب! مست آنکھ اور چشمِ مے نوشی کے فریب نے (یعنی تیری مخمور و مے نوش آنکھ نے) تنہائی میں بیٹھنے والے حافظ کو شراب میں گرا دیا ہے۔

----***----

غزل نمبر (۱۴)

(۱) اے کہ دائم بخویش مغروری　　گر ترا عشق نیست معذوری

(۲) گردِ دیوانگانِ عشق مگرد　　کہ بعقلِ عقیلہ مشہوری

(۳) مستیِ عشق نیست درسرِ تو !　　رَو کہ تو مستِ آبِ انگوری

(۴) روئے زردست و آہِ درد آلود　　عاشقاں را گواہِ رنجوری

(۵) بگذر از ننگ ونامِ خود حافظ!　　ساغرِ مے طلب کہ مخموری

حل لغات:

* دائم۔ ہمیشہ * بخویش مغروری۔اپنے آپ پر مغرور ہے * مگرد۔نہ پھر * عقیلہ۔عاقل کی مونث مراد عقلمند لوگ * آبِ انگور۔شراب * رنجوری۔رنجیدگی' بیماری * مخموری۔تو مخمور ہے' نشے میں ہے۔

ترجمہ:

(۱) اے تو جو کہ اپنی ذات (اپنے آپ) پر مغرور ہے۔اگر تجھے عشق نہیں ہے تو تو پھر معذور ہے۔یعنی عشق میں اپنی ذات کا غرور

ا　بعض نسخوں میں چشم کی جگہ لعل ہے۔

جاتا رہتا ہے۔عجز و نیاز مندی گھر کر جاتی ہے۔

(۲) تو عشق کے دیوانوں کے پیچھے چکر مت لگا (نہ پھر) کیونکہ تو ابھی تک اپنی عقل کی وجہ سے عقلمند لوگوں میں مشہور ہے۔

(۳) تیرے دماغ میں ابھی تک عشق کی سرمستی نہیں ہے۔تو جا! کہ تو انگوری شراب کا مست ہے۔

(۴) یہ زرد رنگ کا چہرہ اور یہ درد بھری آہیں عاشقوں کی بیماری ورنجیدگی کے گواہ ہیں۔یعنی عاشق لوگ اپنے چہرے کے رنگ و روپ سے ہی پہچانے جاتے ہیں۔

(۵) اے حافظ! تو یہ ننگ و نام کا خیال چھوڑ دے تو شراب کا پیالہ مانگ کہ خمار سے تیرا برا حال ہے اور تیرا سارا جسم ٹوٹ رہا ہے۔

----***----

غزل نمبر (۱۵)

(۱) اے کہ در کشتنِ ما ہیچ مدارا نکنی ــــ سُود و سرمایہ بسوزی و محابا نکنی

(۲) دردمندانِ غمت [1] زہرِ ہلاہل نوشند ــــ قصدِ ایں قوم خطا باشد ہیں تانکنی

(۳) رنجِ مارا کہ تواں بُرد بیک گوشۂ چشم ــــ شرطِ انصاف نباشد کہ مداوا نکنی

(۴) دیدۂ ما کہ بامیدِ تو دریاست چرا ــــ بتفرّج گزرے برلبِ دریا نکنی

حل لغات:

* مدارا۔رعایت * محابا۔ڈر،خوف * مروّت۔رعایت * نکنی۔نہیں کرتا * زہر ہلاہل۔مُہلک زہر * مداوا۔علاج * بتفرج۔سیر وتفریح کے لیے * لبِ دریا۔ساحل۔

ترجمہ:

(۱) اے میرے محبوب! تو ہمیں قتل کرنے میں کوئی رعایت نہیں کرتا۔تو ہمارے نفع اور سرمایہ کو جلا رہا ہے اور کوئی خوف نہیں کرتا۔

(۲) تیرے غم والم کے دردمند عاشق جدائی کے رنج سے مہلک زہر پی رہے ہیں۔اس قوم کے خون کا قصد گناہ ہے۔خبردار! ایسا ہرگز نہ کرنا۔

(۳) ہمارے رنج وغم کو عنایت کی ایک نظر ہی دور کر سکتی ہے۔یہ انصاف سے دُور ہوگا کہ تو دوا نہ کرے؟

---

[1] بعض نسخوں میں غمت کی جگہ بلا اور نوشند کی جگہ دارند ہے۔

(۴) ہماری آنکھیں تیری اُمید میں دریا بن گئی ہیں تو کس لیئے؟ تو سیر وتفریح کے لیے دریا کے ساحل پر کیوں نہیں آتا؟

(۵) نقلِ ہر جور کہ از خُلقِ کریمت گویند — قولِ صاحب غرضانست تو لنہا نکنی
(٦) بر تو گر جلوہ کند شاہدِ ما اے زاہد! — از خدا جز مئے و معشوق تمنّا نکنی
(۷) حافظا سجدہ بمحرابِ دو ابرویش کن — کہ دُعائے زسرِ صدق جز آنجا نکنی

حل لغات:

* خلق کریمت۔ تیرا خلق (اخلاق) کریم * نقل۔روایت * شاہد۔محبوب * جز۔سوا * دعائے سرِ صدق۔ سچے دل سے دُعا۔

ترجمہ:

(۵) تیرے خلق کریم سے جس جور وستم کی روایت کی جاتی ہے، یہ غرض مندوں کا قول ہے جو کہ معتبر نہیں ہے۔ کیونکہ تو کسی پر جفا روا نہیں رکھتا۔

(٦) اے زاہد! اگر ہمارا محبوب تجھے جلوہ دکھا دے تو تو شراب اور محبوب کے سوا خدا سے کسی چیز کی آرزو نہ کرے۔

(۷) اے حافظ! تو اُس (محبوب) کے دونوں ابروؤں کی محراب میں سجدہ ریز ہو جا کیونکہ تو وہاں کے سوا کہیں بھی سچے دل سے دُعا نہ کر سکے گا۔

----***----

غزل نمبر (١٦)

(۱) اے کہ در کوئے خرابات مقامے داری — جمِ وقتِ خودی ار دست بجامے داری
(۲) اے کہ بازلف ورخِ یار گزاری شب و روز — فرصتت باد کہ خوش صُبح و شامے داری
(۳) بوئے صبا سوختگاں برسرِ رَہ منتظرند — اگر از آں[۱] یارِ سفر کردہ پیامے داری
(۴) بوئے جان از لبِ خندانِ قدح می شنوم — بشنو اے خواجہ تو گر زانکہ مشامے داری
(۵) کامے[۲] ار می طلبد از تو غریبے چہ شود — توئی امروز دریں شہر کہ نامے داری

حل لغات:

* کوئے خرابات۔ میخانے کا کوچہ * جم وقتِ خودی۔ تو تو جمشیدِ وقت ہے * فرصتت باد۔ تجھے یہ خوشی کا موقع نصیب رہے *

---

۱ بعض نسخوں میں آں نہیں ہے۔
۲ بعض نسخوں میں کامے کی جگہ نامے ہے اور نامے ار می طلبد کی جگہ نام نیک ار طلبد ہے۔

سوختگان۔دل جلے * پیامے۔پیامِ پیغام * لب خنداں۔ہنستے ہوئے لب * قدح۔شراب کا بڑا پیالہ * مشامے۔دماغ * کامے۔کام مراد۔

ترجمہ:

(۱) اے کہ تو جو شراب خانے کے کوچے میں مقیم ہے۔اگر تیرے ہاتھ میں جام ہے تو تو پھر اپنے وقت کا جمشید ہے۔

(۲) اے کہ تو رات دن محبوب کی زلف اور رُخ کے ساتھ بسر کرتا ہے۔تجھے یہ خوشی کا موقع نصیب ہے: کہ تیری صبح اور شام دونوں اچھی اور پر لطف ہیں۔

(۳) اے بادِ صبا! دل جلے راستے میں تیرا انتظار کر رہے ہیں۔اگر تو اس پردیسی معشوق کا پیغام لائی ہے تو انہیں دے کر خوش کر دے۔

(۴) میں جام کے ہنستے ہوئے لبوں سے جان کی خوشبو سونگھ رہا ہوں۔اے خواجہ اگر تیرا بھی دماغ ایسا ہو تو تو بھی سونگھ لے۔

(۵) اگر کوئی غریب تجھ سے مراد مانگ رہا ہے تو کیا ہوا کیونکہ اگر آج اس شہر میں کوئی نام والا ہے تو وہ تو ہی ہے۔

(۶) خال سرسبزِ تو خوش دانہء عیش ست وَلے — بر کنارِ چمنش وہ کہ چہ دامے داری

(۷) تو بہنگامِ وفا گرچہ ثباتت نبود — می کنم شکر کہ برجور دوامے داری

(۸) مہرباں شُد فلک وترکِ جفا کاری کرد — توئی اے جاں کہ دریں شیوہ خرامے داری

(۹) بس دعائے سحرت حافظِ[۱] جَاں خواہد بود! — تو کہ چوں حافظِ شب خیز غلامے داری

حل لغات:

* خال سرسبز۔ترو تازہ خال * ہنگام وفا۔وفا کے وقت * جَور۔ظلم وستم * ثباتت نبود۔قائم نہیں رہتا * دوامے۔ہمیشگی * ترکِ جفا کاری کرد۔ظلم کرنا چھوڑ دیا * حافظِ جاں: جان کی حفاظت۔ * شب خیز۔رات کو جاگنے والے۔

ترجمہ:

(۶) اے محبوب! تیرا سبز خال عیش وعشرت کا ایک اچھا دانہ ہے۔لیکن واہ وا! تو نے اس چمن کے رخسار کے کنارے پر زلف کا کیسا عمدہ جال بچھایا ہے؟

(۷) اے محبوب! تو اگرچہ وفا پر قائم نہیں رہتا لیکن میں شکر کرتا ہوں کہ تو ظلم وستم پر برابر ڈٹا ہوا ہے۔

(۸) مجھ پر آسمان نے مہربان ہو کر ظلم کرنا ترک کر دیا ہے۔اے جانِ من! ایک تو ہی ہے جو اپنے اس طریق (ستم) پر نازاں ہے یعنی ستم سے باز نہیں آتا۔

(۹) صبح کی بہت سی دعائیں تیری جان کی حفاظت کریں گی کیونکہ حافظ جیسا شب بیدار غلام تجھے حاصل ہے۔تیرے پاس موجود ہے۔

---

۱ بعض نسخوں میں حافظ کی جگہ مونس ہے۔

غزل نمبر (۱۷)

(۱) اے کہ مہجوریِ عشاق روا می داری — بندگاں را ز برِ خویش جُدا می داری
(۲) تشنۂ بادیہ را ہم بزلالے دریاب — بامیدے کہ دریں رہ بخدا می داری
(۳) دِل ربودی وبہل کردمت اے جاں لیکن — بہ ازیں دار نگاہش کہ مرا می داری
(۴) ساغرِ ما حریفانِ دگر می نوشند — ما تحمل نکنیم ار تو روا می داری

حل لغات:

* مہجوری۔جُدائی * روامی داری۔تو روا رکھتا ہے * بندگان۔بندہ کی جمع غلام * تشنہ ءبادیہ۔جنگل کا پیاسا * بزلالے دریاب۔ شیریں اور ٹھنڈا پانی پلا * دِل ربودی۔تو دِل لے گیا ہے * بہل کردمت۔اس نے تجھے معاف کردیا ہے * تحمل۔برداشت * روا۔مناسب ٗجائز۔

ترجمہ:

(۱) اے محبوب! تو عاشقوں کو جدائی میں مبتلا کرنا روا سمجھتا ہے۔اور اپنے غلاموں کو اپنے پہلو سے دُور رکھتا ہے، پاس نہیں آنے دیتا۔
(۲) جنگل کے پیاسے کو تو صاف، شیریں اور ٹھنڈا پانی پلا۔اس اُمید کی وجہ سے کہ جو اس راستے میں اللہ تعالیٰ سے رکھے ہوئے ہے۔
(۳) اے میری جان! تو میرا دِل لے لیا ہے اور میں نے تجھے معاف کر ڈالا ہے۔لیکن تو جس طرح کی نظر مجھ پر رکھتا ہے اس سے بھی بہتر نظر اس پر رکھ۔یعنی میرے دل کو عزیز جان!
(۴) ہمارا شراب کا پیالہ جو کہ دوسرے حریف نوش کرر ہے ہیں۔اگر تو اسے مناسب و جائز سمجھتا ہے تو ہم یہ امر ہرگز برداشت نہیں کرسکتے۔

(۵) اے مگس عرصہء [1]سیمرغ نہ جولانگہِ تست — عرض خود می بری و زحمتِ ما می داری
(۶) تو بتقصیر خود افتادی ازیں در محروم — از کہ می نالی و فریاد چرا می داری
(۷) اے دلِ خام طمع شرمے ازیں قصّہ بدار — کارِ نا کردہ چہ اُمیدِ عطا می داری [2]

---

[1] بعض نسخوں میں عرصہ کی جگہ حضرت ہے جو بہتر نہیں۔

[2] بعض نسخوں میں یہ شعر یوں ہے: حافظ ازپادشاہاں پایہ بخدمت طلبند
سعیٔ نابردہ چہ امید عطائی دار

(۸) حافظا! عادتِ خوباں ہمہ جورست وجفا — تو کہ زیں طائفہ اُمید وفا می داری

حل لغات:

* مگس۔مکھی * عرصہ ءسیمرغ۔سیمرغ کا میدان * جولانگہ۔دوڑنے کی جگہ * بتقصیر خود۔اپنے قصور کے باعث * اے دلِ خام طمع۔اے خیالِ خام رکھنے والے دِل * عادتِ خوباں۔حسینوں کی عادت * ہمہ جوراست۔سراسر ظلم ہے * طائفہ۔گروہ

ترجمہ:

(۵) اے مکھی! یہ سیمرغ کا میدان تیرے دوڑنے کی جگہ نہیں ہے۔تو اپنی عزت بھی خراب کررہی ہے۔اور ہمیں بھی زحمت دے رہی ہے۔یعنی اے ابوالہوس! تو ناحق تکلیف اٹھارہا ہے۔سچے عاشقوں کی طرح محبت کرنا تیرا کام نہیں ہے۔

(۶) تو اپنے قصور کی وجہ سے اُس دروازے سے محروم ہے۔تو کسی سے نالاں ہے؟ اور کس لیے تو فریاد کررہا ہے؟

(۷) اے خیالِ خام رکھنے والے دِل! تو اس معاملے سے شرم کر۔جب تو نے کہا ہی کچھ نہیں ہے تو پھر تو لطف وکرم کی اُمید کس لیے رکھے ہوئے ہے۔

(۸) اے حافظ! سراسر ظلم وجور کرنا ان حسینوں کی عادت ہے۔ہمیں تجھ پر سخت تعجب ہورہا ہے کہ تو اس گروہ سے وفا کی اُمید رکھے ہوئے ہے؟

(نوٹ) بعض نسخوں میں شعر نمبر 8 شاملِ غزل نہیں ہے۔

----***----

غزل نمبر (۱۸)

(۱) ایں خرقہ کہ من دارم در رہنِ شراب اُولیٰ — ویں دفترِ بے معنیٰ غرقِ مئے ناب اولیٰ

(۲) چوں عمر تبہ کردم چندانکہ نگہ کردم! — در کنجِ خراباتی افتادہ خراب اولیٰ

(۳) من حالِ دلِ زاہد باخلق نخواہم گفت — کایں قصہ اگر گویم با چنگ ورباب اولیٰ

(۴) تا بے سروپا باشد اوضاعِ فلک زینساں[1] — در سرہوسِ ساقی دردست شراب اولیٰ

(۵) ازہمچو تو دلدارے دل برنکنم آرے — گرتاب کشم بارے زاں زلفِ بتاب اولیٰ

(۶) چوں پیر شدی حافظ! از میکدہ بیروں رو — رندی و ہوسناکی در عہد شباب اولیٰ

---

[1] بعض نسخوں میں زینساں کی جگہ زیں دست ہے۔

حل لغات:

* خرقہ۔گدڑی * رہن۔گروی * اولیٰ۔بہتر،اچھی ہے * مئ ناب۔خالص شراب * درکنج خراباتی۔شراب خانے کے کونے میں * خراب۔مست وبیخود * خلق۔مخلوق * چنگ ورباب۔سازوں کے نام * بے سروپا۔سر اور پاؤں کے بغیر * تاب کشم۔رنج اٹھانا * تاب۔بل،پیچ * رندی وہوس ناکی۔شراب نوشی اور ہوس پرستی

ترجمہ:

(۱) یہ گدڑی جو کہ میرے پاس ہے (میں رکھتا ہوں) اسے شراب کے بدلے میں گروی رکھ دینا ہی اچھا اور بہتر ہے۔اس بے معنی دفتر (حقائق ومعارف سے خالی اشعار یا کتابوں) کو خالص شراب میں غرق کر دیا جائے تو اچھا ہے۔

(۲) میں نے جتنا بھی غور کیا یہی معلوم ہوا کہ میں نے اپنی زندگی تباہ وبرباد کر کے رکھ دی ہے۔اس سے تو یہی اچھا تھا کہ میں کسی شراب خانے کے گوشے میں مست وبیخود پڑا رہتا۔

(۳) میں لوگوں سے زاہد کے دِل کا حال بیان نہیں کروں گا۔کیونکہ یہ ایک ایسا قصہ ہے کہ اسے چنگ ورباب کے ذریعے سے بیان کرنا ہی بہتر ہے۔

(۴) اس زمانے کے حالات جب تک اسی طرح بے سروپا ہیں۔تو سر میں ساقی کا سودا اور ہاتھوں میں شراب کا پیالہ ہی بہتر ہے۔

(۵) ہاں!میں تجھ جیسے محبوب سے کبھی دل نہ ہٹاؤں گا۔اگر مجھے کچھ بھی تکلیف پہنچے تو بہتر ہے کہ اس زلف پر پیچ سے ہی پہنچے۔

(٦) اے حافظ!جب تو بوڑھا ہوگیا ہے تو اب شراب خانے سے باہر نکل جا!کیونکہ شراب نوشی اور ہوس ناکی جوانی کے زمانے میں ہی بہتر ہے۔

؎ بعض نسخوں میں یہ شعر مستزاد ہے:

چوں مصلحت اندیشی دورست ز درویشی
ہم سینہ پُر از آتش بہ ہم دیدہ پُر آب اولیٰ

----***----

غزل نمبر(۱۹)

(۱) با مدّعی مگوئید اسرارِ عشق و مستی — تا بیخبر بمیرد در رنجِ خود پرستی
(۲) باضعف وناتوانی ہمچوں نسیم خوش باش — بیماری اندریں غم خوشتر ز تندرستی
(۳) تافضل وعلم بینی بے معرفت نشینی — یک نکتہ ات بگویم خود را مبیں کہ رستی
(۴) در آستانِ جاناں از آسماں میندیش — کز اوجِ سر بلندی اُفتی بخاکِ پستی

(۵) عاشق شوار نہ روزے کارِ جہاں سراید — تاخواندہ نقشِ مقصود از کارگاہِ ہستی

حل لغات:

* مدّعی۔دعویدار (ظاہر پرست) ڈینگیں مارنے والا * ناتوانی۔کمزوری * خوشتر۔بہتر * خودرا مبیں۔خود بینی ترک کردے * رستی۔تونجات پاجائے * اوج۔بلندی * اُفتی۔توگرپڑے گا * کارگاہِ ہستی۔دنیا کا کارخانہ۔

ترجمہ:

(۱) تم ظاہر پرست (زاہد) سے عشق و مستی کے اسرار بیان نہ کروتا کہ وہ خود پرستی کے رنج میں بے خبری کی حالت میں ہی مرجائے۔

(۲) تو کمزوری اور ناتوانی کے باوجود ہمیشہ خوش رہ کیونکہ عشق کے غم میں بیماری اچھی اور بہتر ہے۔

(۳) تو جب تک اپنے علم وفضل پر اپنی نگاہ رکھے گا تب تک تجھے معرفت حاصل نہ ہو سکے گی۔بس یہی نکتہ ہے کہ تو خود بینی چھوڑ دے تاکہ تو نجات پاجائے گا۔

(۴) تو محبوب کے آستانے پر آسمان جیسی بلندی کی کچھ فکر نہ کر۔ورنہ سرفرازی کی اونچائی سے پستی کی خاک پر گر پڑے گا۔

(۵) تو عاشق بن جاورنہ ایک روز اس دنیا کے کارخانے کا کام تمام ہو جائے گا۔اور تو مقصود کے نقش کو پڑھے بغیر ہی اس جہان سے ہمیشہ کے لیے روانہ ہو جائے گا (اُٹھ جائے گا)

(۶) آن روز دیدہ بودم ایں فتنہا کہ برخاست — کز سرکشی زمانے باما نمی نشستی

(۷) خار ارچہ جاں بکاہد گل عذرِ آں بخواہد — سہل ست تلخیء مے درجنبِ ذوقِ مستی

(۸) صوفی پیالہ پیما ساقی قرابہ پُر کن — اے کوتہ آستیناں تاکے دراز دستی

(۹) درحلقہء مغانم دوش آں پسر چہ خوش گفت — باکافراں چہ کارت گر بُت نمی پرستی

(۱۰) در مذہبِ طریقت خامی نشانِ کفر است — آرے طریقِ رنداں چالاکیست و چُستی

حل لغات:

* فتنہا۔فتنہ کی جمع'فساد وشورش * تلخیء مے۔شراب کی کڑواہٹ * درجنب ذوق مستی۔مستی کے مقابلے میں * پیالہ پیما۔پیالہ تھام لے * قرابہ۔صراحی * اے کوتہ آستیناں۔اے چھوٹی آستینوں والے * درحلقہء مغانم۔میں پیر مغاں کے حلقہ میں * دوش۔کل رات * درمذہب طریقت۔درویشی کے مذہب میں۔

ترجمہ:

(۶) اب یہ جو فتنے اُٹھے ہوئے نظر آتے ہیں یہ میں نے اُسی روز دیکھ لیئے تھے جب کہ تو سرکشی کی وجہ سے ایک لمحہ بھی ہمارے ساتھ نہیں بیٹھا تھا۔

(۷) کانٹے اگرچہ جان کی تکلیف کا باعث ہیں لیکن پھول اس کا عذر (چاہتا) ہے۔ شراب کی تلخی ذوقِ مستی کے مقابلے میں آسان ہے۔

(۸) اَے صوفی! تو شراب کا پیالہ نوش کر اور اے ساقی! تو صراحی بھر دے۔ اے چھوٹی آستینوں والو! (ریا کار زاہدو) یہ دست درازی کب تلک؟

(۹) کل رات پیرِ مغاں کے حلقہ میں اُس لڑکے نے مجھ سے کیا خوب کہا کہ اگر تو بُت پرستی نہیں کرتا تو تجھے ہم کافروں سے کیا کام ہے؟

(۱۰) درویشوں کے مذہب میں خامی کفر کی علامت ہے۔ ہاں رندوں کا طریقہ چُستی و چالاکی ہے۔

(۱۱) سلطانِ ما خدا را زلفت شکست مارا — تا کے کند سیاہے چندیں دراز دستی

(۱۲) گر خرقہء بہ بینی مشغولِ کارِ خود باش — ہر قبلہء کہ باشد مشغولِ خود پرستی

(۱۳) در گوشہء سلامت مستور چوں تواں بود — تا نرگسِ تو گوید باما رموزِ مستی

(۱۴) عشقت بدستِ طوفاں خواہد سپرد ایجاں[۱] — چوں برق ازیں کشاکش پنداشتی کہ رستی

(۱۵) از راہِ دیدہ حافظؔ تا دیدہ زلفِ پستت — با جُملہ سر بلندی شد پایمالِ پستی!

حل لغات:

٭ زلفت شکست مارا۔ تیری زلف نے ہمیں توڑ مروڑ ڈالا ہے ٭ خرقہ۔ گدڑی ٭ خود پرستی۔ خود بینی ٭ مستور۔ چھپانا' چھپنا ٭ رموزِ مستی۔ مستی کی رمزیں ٭ کشاکش۔ کھینچا تانی' کشمکش ٭ رستی۔ تو چھوٹ جائے گا ٭ راہ دیدہ۔ آنکھوں سے آنکھوں کی راہ سے

ترجمہ:

(۱۱) اے ہمارے (حسن کے) بادشاہ! تیری زلفوں نے ہم کو توڑ مروڑ ڈالا ہے۔ یہ حبشی (سیاہ غلام) کب تک دراز دستی کرتا رہے گا؟

(۱۲) تو اگر کسی کو گدڑی پہنے ہوئے دیکھے تو تو پھر اپنے کام میں مشغول ہو جا کیونکہ جو قبلہ بھی موجود ہے وہ خود پرستی ہی میں مشغول و مصروف ہے۔ یعنی گدڑی پوش عام طور پر خود پرست ہوتے ہیں۔

(۱۳) سلامتی کے گوشے میں ہم کیسے چھپے رہ سکتے ہیں۔ جب تیری نشیلی آنکھیں ہم سے اسرارِ مستی بیان کر رہی ہے۔

(۱۴) اے میری جان! تیرا یہ عشق مجھ کو طوفان کے حوالے کر دے گا۔ اے دِل تو نے تو خیال کیا تھا کہ تو برق کی اس کشمکش سے چھوٹ جائے گا۔

(۱۵) حافظ نے جب سے تیری زلفوں کو آنکھوں کی راہ سے نیچے گری ہوئی دیکھا ہے تمام سر بلندی کے باوجود پستی کے ہاتھوں پامال ہو گیا ہے۔

(نوٹ) بعض نسخوں میں یہ غزل دس اور بعض میں سات اشعار پر مشتمل ہے۔

----٭٭٭----

[۱] بعض نسخوں میں ایجاں کی جگہ حافظؔ اور رستی کی جگہ جُستی ہے۔

غزل نمبر (۲۰)

(۱) بجان او کہ گرم دسترس بجاں بودے — کمینہ پیشکشِ بندگانش آں بودے
(۲) اگر دلم نشدے پابندے بندِ طرّۂ او — کیم قرار دریں تیرہ خاکداں بودے
(۳) بگفتمے کہ بہا چیست خاک پائے ترا — اگر حیاتِ گراں مایہ جاویداں بودے
(۴) بخواب نیز نمی بینمش چہ جائے وصال — چو ایں نبود ندیدیم بارے آں بودے

حل لغات:

* بجان۔اس کی جان کی قسم * دسترس۔قابو، اختیار * کمینہ۔ادنیٰ، حقیر * طرّہ۔زلف * خاکداں۔دنیا * حیاتِ گراں۔قیمتی زندگی * مایہ جاوداں۔ہمیشہ کا سرمایہ * بارے۔ایک بار * آں بودے۔کاش وہ تو ہوتا۔

ترجمہ:

(۱) اس (محبوب) کی جان کی قسم! اگر مجھے اپنی جان پر اختیار ہوتا تو میں اسے اس کے غلاموں کے سامنے اسے ادنیٰ پیشکش کے طور پر پیش کر دیتا۔

(۲) اگر میرا یہ دل اس کی زلف کا قیدی نہ ہوتا تو مجھے پھر اس دنیا میں کب چین و قرار ہوتا۔

(۳) میں بتلاتا کہ تیرے پاؤں کی خاک کی قیمت کیا ہے۔اگر یہ قیمتی زندگی ہمیشہ کے لیے ہوتی یعنی اگر چہ یہ زندگی بڑی قیمتی ہے لیکن عارضی وفانی ہونے کی وجہ سے یہ تیرے پاؤں کی خاک کی قیمت نہیں ہو سکتی۔یوں ہرگز یہ ہمیشہ کے لیے ہوتی تو تب یہ شرف نصیب ہو سکتا تھا۔

(۴) میں تو اسے خواب میں بھی نہیں دیکھتا کہ اس کے وصال کا کیسا مقام ہے۔اگر یہ نہ ہوتا تو کاش وہ تو دیکھا ہوتا یعنی خواب میں ایک بار دکھائی دیتا۔

(۵) بہ بندگیٔ قدش سرو معترف گشتے! — اگرچو سوسنِ آزادہ دہ زباں بودے!
(۶) زپردہ نالہء حافظ بروں کے افتادے — اگر نہ ہمدمِ مرغانِ صبح خواں بودے

حل لغات:

* بہ بندگی قدش۔اس کے دراز قد کی غلامی * سوسن نیلے رنگ کا پھول جس کی پتیاں زبان سے مشابہ ہوتی ہیں * نالہ۔آہ و فریاد * مرغانِ صبح خوان۔صبح کو چہچہانے والے پرندے۔

ترجمہ:

(۵) یہ سرو اس (محبوب) کے قد کی غلامی کرتا ہے۔اگر آزاد سوسن کی طرح اس کی دس زبانیں ہوتیں۔

(٦) حافظ کی آہ وفریاد ہمدردی سے کب باہر ہوتی اگر وہ صبح کو چہچہانے والے پرندوں کا ہمنوا اور ہمدم نہ ہوتا۔
(نوٹ) بعض نسخوں میں یہ غزل آٹھ اشعار پر مشتمل ہے۔

----***----

غزل نمبر (۲۱)

(۱) بچشم کرده ام ابروئے ماہِ سیمائے — خیال سرو قدے[1] نقش بستہ ام جائے
(۲) زمام دل بکسے دادہ ام منِ مسکیں — کہ نیستش بکس از تاج و تخت پروائے
(۳) سرم زدست شد و چشم ز انتظار بسوخت — در آرزوئے سرِ چشمِ مجلس آرائے
(۴) زہے کمال[2] کہ منشورِ عشقبازیٔ من — ازاں کمانچہ ابرو رسد بطغرائے
(۵) مرا کہ از رُخِ تو ماہ درشبستان ست — کجا بود بفروغِ ستارہ پروائے

حل لغات:

* ماہ سیمائے۔ ماہ جبیںؔ (چاند جیسی پیشانی والا محبوب) * زمام۔ لگام، باگ * مجلس آرائے۔ انجمن آرا۔ * زہے کمال: واہ کیا کمال، بڑا کمال۔ * کمانچہ ابرو: کمانِ ابرو۔ * طغرا: شاہی فرمان۔

ترجمہ:

(۱) میں نے ایک چاند جیسی پیشانی والے محبوب کے ابرو کو اپنی آنکھوں میں جگہ دی ہے اور میں نے ایک سرو قد کے خیال کا نقش اپنے دل میں باندھ لیا ہے۔
(۲) مجھ مسکین نے اپنے دل کی باگ ڈور ایک ایسے شخص کے ہاتھ میں دے دی ہے کہ جس کو کسی کے تاج وتخت کی کچھ پروا نہیں ہے۔
(۳) میرا سر ہاتھ سے چلا گیا ہے اور آنکھ انتظار سے جل گئی ہے۔ ایک انجمن آرا (محبوب) کی آرزو میں۔
(۴) واہ بڑا کمال ہوگا کہ اگر میری عشقبازی کا دستور اُس کمان ابرو سے طغرا (شاہی فرمان) تک پہنچ جائے۔ یعنی عجب کمال کی بات ہوگی اگر میرا عشق اُس شاہِ خوباں سے منسوب ہوجائے۔
(۵) اے محبوب! تیرے رُخ کی وجہ سے میری خواب گاہ میں چاند جلوہ گر ہے۔ مجھے ستارے کی روشنی کی کیا پروا ہوسکتی ہے؟
(٦) مکدّرست دلِ آتش بخرقہ خواہم زد — بیا ببیں تو اگر می کنی تماشائے

---

[1] بعض نسخوں میں سرو قدے کے بجائے سبز خطے ہے۔
[2] بعض نسخوں میں زہے کمال کے بجائے امید ہست ہے۔

(۷) بروزِ واقعہ تابوتِ ما ز سرو کنید — کہ مردہ ایم زداغِ بلند بالائے [1]
(۸) درآں مقام کہ خوباں بغمزہ تیغ زنند — عجب مکن [2] زسرے کو فتادہ درپائے
(۹) فراق ووصل چہ باشد رضائے دوست طلب — کہ حیف باشد ازو غیرِ او تمنائے
(۱۰) زشوق سر بدر آرند ماہیاں از آب [3] — اگر سفینۂ حافظ رسد بدریائے

حل لغات:

* مکدّر۔ پریشان * تماشائے۔ دیکھ لے * بروز واقعہ۔ میری موت کے دن * بلند بالائے۔ بلند قامت محبوب * خوباں۔ حسین * بغمزہ۔ پلکوں سے،نازواداسے * فراق۔جدائی * حیف۔افسوس * ماہیاں۔ ماہی کی جمع مچھلیاں۔

ترجمہ:

(۶) جدائی میں دل مکدّر رہے(پریشان ہے) میں گدڑی کوآگ لگادوں گا۔اگرتو یہ تماشادیکھنے کا آرزومند ہےتوآ۔آکردیکھ لے۔
(۷) میری موت کے دن میرے تابوت کوسروسے سجانا کیونکہ ہم ایک درازقامت محبوب کے داغ کے مارے ہوئے ہیں۔
(۸) اُس مقام پرکہ جہاں پر یہ حسین اپنے غمزوں کی تلواریں چلاتے ہیں۔کوئی سرپاؤں میں گراہوادیکھ کرتعجب زدہ نہ ہو۔
(۹) وصل اورجدائی کیاچیز ہے؟تومحبوب کی رضا کا طلبگار ہوجا کیونکہ اس کے بغیرآرزوکرنا بڑی افسوس ناک بات ہے۔
(۱۰) مچھلیاں شوق کے جوش سے پانی سے سرباہرنکال لیں۔اگرحافظ کی کشتی دریا کے قریب پہنچ جائے۔

----***----

غزل نمبر(۲۲)

(۱) پدید آمد رسوم بے وفائی — نماند از کس نشانِ آشنائی
(۲) برند از فاقہ پیشِ ہر خسیسے — کنوں اہلِ ہنر دستِ گدائی
(۳) کسے کو فاضل ست امروز در دہر — نمی بیند ز غم یک دم رہائی
(۴) کسے کو جاہل ست اندر تنعم — متاعِ او بود ہردم بہائی

---

[1] بعض نسخوں میں مصرع ثانی یوں ہے: کہ میردیم بیادِ بلند بالائے۔
[2] بعض نسخوں میں مکن کی جگہ مدار ہے۔
[3] بعض نسخوں میں مصرع اول یوں ہے: درزشوق برآرند ماہیاں بنثار۔

حل لغات:

* پدید۔ظاہر * آشنائی۔دوستی * خسیسے۔خسیس،کمینہ * کنوں۔اب * فاضل۔عالم وفاضل * نعم۔انعام ونعمت،مال و دولت

ترجمہ:

(۱) زمانے میں بیوفائی کی رسمیں ظاہر ہوگئی ہیں۔اور کسی میں بھی اب دوستی کا نشان تک باقی نہیں رہ گیا ہے۔

(۲) بھوک اور فاقہ کے سبب سے اب ہنر وکمال والے لوگ ہر کمینے کے آگے دستِ سوال دراز کرتے ہوئے دکھائی دے رہے ہیں۔

(۳) آج زمانے میں جو شخص بھی عالم وفاضل ہے اُسے پل بھر کے لیے بھی غم سے رہائی نصیب نہیں ہے۔

(۴) اور جو شخص جاہل اور گنوار ہے وہ ہر وقت عیش وعشرت میں ہے اور مال و دولت سے کھیل رہا ہے گویا اس کی پونجی ہر دم قیمتی ہے۔

(۵) اگر شاعر بخواند شعر چوں آب	کہ دل را زو فزاید روشنائی
(۶) نہ بخشندش جوے از بخل و امساک	اگر خود فی المثل باشد سنائی
(۷) خرد درگوشِ ہوشم دوش می گفت	برو صبرے بکن در بے نوائی
(۸) بیا حافظ بجاں ایں پند بنیوش	کہ گر از پا بیفتی بر سر آئی

حل لغات:

* آب۔آبدار،چمکتے ہوئے * فزاید۔بڑھے گی * امساک۔روکنا،تنگ دلی * سنائی۔حکیم سنائیؒ فارسی زبان کے مشہور صوفی شاعر جن کی تعریف مولانا روم نے بھی کی ہے * خرد۔عقل * بینوائی۔بے سروسامانی * پند بنیوش۔نصیحت سن * اگر از پا بیفتی۔اگر تو یعنی پستی پسند کرے گا۔

ترجمہ:

(۵) اگر کوئی شاعر چمکتے موتیوں جیسے شعر کہے تو پھر اس سے دِل کی روشنی زیادہ ہو جائے۔

(۶) تو یہ لوگ اُسے بخل اور کنجوسی سے ایک جَو بخششیں گے۔خواہ وہ خود حکیم سنائی ہی کیوں نہ ہو۔یعنی اپنے وقت کا سنائی ہی کیوں نہ ہو۔اُسے بھی یہ لوگ کچھ نہ دیں گے۔

(۷) عقل نے کل رات میرے ہوش کے کانوں میں کہا۔تو جا اور بینوائی میں صبر کر۔

(۸) اے حافظ! آ اور دل وجاں سے اس نصیحت کو سُن! اگر تو پستی کو پسند کرے گا تو تجھے بلندی نصیب ہو جائے گی۔یعنی تو عاجزی و انکساری سے بلند مرتبے کا مستحق ٹھہرے گا۔

(نوٹ) بعض نسخوں میں یہ غزل شامل نہیں ہے اور بعض میں یہ شعر اضافی ہے:

ے قناعت را بضاعت ساز و می سوز۔ دریں درد و عنا در بے نوائی
(صبر کو پونجی بنا اور جلتا رہ اس درد و مشقت اور بینوائی میں)

-----***-----

غزل نمبر (۲۴)

(۱) برو زاہد بامیدے کہ داری	کہ دارم ہمچناں اُمید داری
(۲) بجُز ساغر کہ دارد لالہ در دست	بیا ساقی بیاور آنچہ داری
(۳) مرا در رشتۂ دیوانگاں کش	کہ مستی خوشترست از ہوشیاری
(۴) پرہنر از من اے صوفی پرہیز !	کہ کردم توبہ از پرہیزگاری

حل لغات:

* ہمچناں۔ ویسی ہی * لالہ۔ گل لالہ' سرخ رنگ کا پوست کا پھول * خوشتراست۔ بہتر ہے' اچھی ہے * پرہیز۔ تو پرہیز کر' مجھ سے بچ۔

ترجمہ:

(۱) اے زاہد! تو جو اُمید رکھے ہوئے ہے اُسے چھوڑ دے کہ یہ پوری نہ ہوسکے گی کیونکہ میں بھی ویسی ہی اُمید رکھتا ہوں۔
(۲) اے ساقی! تو آ اور اس ساغر کے سوا' جو کہ گُل لالہ کے ہاتھوں میں ہے' جو کچھ بھی تیرے پاس ہے اُسے لے کر آ۔
(۳) تو مجھے ان دیوانوں کے سلسلہ میں داخل کر دے کیونکہ یہ بیخودی و مستی' ہوشیاری سے بہتر ہے۔
(۴) اے صوفی! تو مجھ سے ذرا بچ کے رہ کیونکہ میں نے پرہیزگاری سے توبہ کر لی ہے۔ اس لئے تو مجھ سے پرہیز کر۔

(۵) بیا دل در خمِ گیسوئے او بند	اگر خواہی خلاص و رُستگاری
(۶) بوقتِ گل خدا را توبہ بشکن	کہ عہدِ گل ندارد استواری
(۷) عزیزا نو بہارِ عمر بگزشت	چو بر طرفِ چمن بادِ بہاری
(۸) بیا حافظؔ بہ پندِ تلخ کن گوش	چرا عمرے بغفلت می گزاری !

حل لغات:

* خم گیسو۔ زلف کا پیچ * خلاص۔ رہائی * رستگاری۔ نجات * بوقتِ گُل۔ موسم بہار کے وقت * استواری۔ پائیداری * نو بہار عمر۔ زندگی کی نو بہار (جوانی) * بہ پندِ تلخ کن گوش۔ تلخ نصیحت سُن۔

ترجمہ:

(۵) تو آ اور محبوب کے گیسوؤں کے پیچ وخم میں اپنا دل پھنسا لے۔ اگر تو رہائی اور نجات کا خواہش مند ہے تو۔

(۶) تجھے خدا کا واسطہ ہے تو موسم بہار میں توبہ کو توڑ دے کیونکہ یہ پھولوں کا سماں ہمیشہ نہیں رہتا۔ کچھ روز کے لیے ہے۔

(۷) اے میرے عزیز! یہ زندگی کی نوبہار (جوانی) گزر گئی ہے جیسے کہ بہار کی ہوا باغ کی اطراف سے رخصت ہو چکی ہے۔

(۸) اے حافظ! آ اور یہ تلخ نصیحت سن لے کہ تو غفلت میں اپنی عمر کیوں بتا رہا ہے؟

(نوٹ) بعض نسخوں میں یہ غزل شامل نہیں ہے۔

----***----

غزل نمبر (۲۴)

(۱) بشنو این نکتہ کہ خود را ز غم آزادہ کنی — خون خوری گر طلبِ روزیِ ننہادہ کنی

(۲) آخر الامر گلِ کوزہ گراں خواہی شد! — حالیا فکر سبو کن کہ پُر از بادہ کنی

(۳) [1] جہد بنما کہ در ایامِ گُل وعہدِ شباب — عیش با آدمیِ چند پریزادہ کنی

(۴) تکیہ برجائے بزرگاں نتواں زد بگزاف — مگر اسبابِ بزرگی ہمہ آمادہ کنی

حل لغات:

* روزی ننہادہ۔ وہ روزی جو تیری قسمت میں نہ لکھی گئی * آخر الامر: آخر کار گلِ کوزہ گراں۔ کمہاروں کی مٹی * سبو۔ مٹکا * بادہ۔ شراب * جہد۔ کوشش * پریزادہ۔ پری زاد آدمیوں مراد حسینوں * گزاف۔ ڈینگ۔ لاف زنی * آمادہ۔ مہیا، تیار۔

ترجمہ:

(۱) یہ راز کی بات سن لے کہ تجھے غم سے آزادی مل جائے گی۔ اگر تو قسمت میں نہ لکھی ہوئی روزی کی طلب کرے گا تو پھر تجھے خون جگر کھانا پڑے گا۔ (تکلیف اٹھانا پڑے گی)

(۲) آخر کار تو کمہاروں کی مٹی بن جائے گا۔ ابھی شراب سے اپنا مٹکا بھر لینے کی فکر کر لے۔

(۳) تو کوشش کر ان پھولوں کے موسم میں اور جوانی کے زمانے میں کہ تو چند پری نژادوں (حسینوں) کے ساتھ عیش وعشرت کر سکے گا۔

---

[1] بعض نسخوں میں شعر نمبر 3 شامل نہیں ہے۔

(۴) شیخی اور لاف زنی کرنے سے بزرگوں کی جگہ پر تکیہ نہیں لگایا جا سکتا۔ ماسوائے اس کے کہ بزرگی کے جملہ اسباب مہیا کر لیئے جائیں۔

(۵) اجرہا باشدت اے خسروِ شیریں حرکات [1] گرنگاہے سوئے فرہادِ دل افتادہ کنی
(۶) خاطرت کے رقمِ فیض پزیرد ہیہات مگر از نقشِ پراگندہ ورقِ سادہ کنی
(۷) اے صبا بندگیِ خواجہ جلال الدین کن ! کہ چمن [2] پُر سمن و سوسنِ آزادہ کنی
(۸) کارِ خود گر بخدا [3] باز گزاری حافظؔ! اے بسا عیش کہ با بختِ خداداہ کنی

حل لغات:

* خسروِ شیریں حرکات۔ اے شیریں ادا بادشاہ! * فرہاد۔ شیریں کا عاشق * خاطرت۔ تیرا دِل * ہیہات۔ افسوس * خواجہ جلال الدین۔ خواجہ حافظ کے ہم عصر ایک بزرگ وممدوح * سمن۔ چنبیلی * سوسن۔ نیلے رنگ کا پھول * بخدا باز گزاری۔ اللہ کے سپرد کردے * بسا۔ بہت زیادہ۔

ترجمہ:

(۵) اے شیریں ادا بادشاہ! تجھے اس کا بہت زیادہ اجر ملے گا۔ اگر تو دِل کھو دینے والے فرہاد پر ایک نظر ڈالے گا۔
(۶) افسوس کہ تیرا دِل کس طرح فیض قبول کر سکتا ہے؟ ایسا تب تک نہیں ہو سکے گا کہ جب تک تو اپنے دل کے ورق کو پریشان خیالات سے صاف وسادہ نہ کر لے گا۔
(۷) اے بادِ صبا! تو خواجہ جلال الدین کی غلامی قبول کر لے تا کہ تو اپنے باغ کو چنبیلی اور سوسن کے پھولوں سے بھرا ہوا دیکھ سکے۔
(۸) اے حافظؔ! اگر تو اپنا کام اللہ تعالیٰ کے سپرد کر ڈالے تو پھر تو خداداد اقبال مندی سے بہت زیادہ عیش وعشرت اور راحت حاصل کر لے گا۔

-----***-----

غزل نمبر (۳۵)

(۱) بصوتِ بُلبُل و قمری اگر ننوشی مے علاج کے کنمت آخر الدواء الکے

---

[1] بعض نسخوں میں حرکات کی جگہ دھناں ہے۔
[2] بعض نسخوں میں چمن کی جگہ جہاں ہے۔
[3] بعض نسخوں میں بخدا کی جگہ بکرم ہے۔

(۲) ذخیرہ بنہ از رنگ وبوئے فصلِ بہار — کہ میر سند ز[1] رہ رہزنان بہمن و دَے
(۳) زمانہ ہیچ نبخشد کہ باز نستاند! — مجو ز سِفلہ مروّت مجو ز ناکس شے
(۴) چو گل نقاب براَفگند و مُرغ زد ہُو ہُو — منہ ز دست پیالہ چہ می کنی ہی ہے
(۵) خزینہ داری میراث خوارگاں کفرست — بقولِ مطرب و ساقی بفتویٔ دف و نَے

حل لغات:

٭ بصوتِ بُلبُل وقمری۔بلبل وقمری (فاختہ) کی آواز (نغمہ) ٭ اَلکے۔داغ دینا ٭ رہزنان۔رہزن کی جمع ڈاکو لٹیرے ٭ بہمن ودَے۔بہمن اوردے موسم خزاں کے مہینوں کے نام ٭ سفلہ۔کمینہ ٭ مروت۔مہربانی' مردانگی ٭ ناکس۔نالائق ٭ مرغ زد ہُو ہُو ۔بُلبُل چہکنے لگی ٭ ہی ہے۔ہیں ہیں ٭ خوارگاں۔میراث خوار ٭ دف۔ڈفلی ٭ نے۔بانسری۔

ترجمہ:

(۱) اگر تو بلبل وقمری کے نغموں پر شراب نوشی نہیں کرے گا۔تو پھر علاج میں داغ دیکھ لے گا۔ کیونکہ آخری علاج داغ دینا ہی ہوتا ہے۔

(۲) تو بہار کے موسم کے رنگ وبو سے ذخیرہ جمع کر لے کیونکہ خزاں کے مہینے بہمن اوردے رہزن (لٹیرے) چلے آ رہے ہیں۔

(۳) یہ زمانہ کسی کو کوئی ایسی چیز نہیں دیتا جو کہ وہ واپس نہ لے لے۔تو کمینے سے مروت اور نالائق سے کوئی شے بھی ہرگز طلب نہ کر۔

(۴) پھول نے جب نقاب ہٹادیا اور بلبل چہکنے لگی تو تو پھر ہاتھ سے پیالہ مت رکھ! یہ ہَیں ہَیں کیا کر رہا ہے؟

(۵) میراث کھانے والوں کے لیے خزانہ جمع کرنا کفر کے مترادف ہے۔ساقی اور گویئے کے قول اور ڈفلی اور بانسری کے فتویٰ کے مطابق۔

(۶) چو ہست آبِ حیاتت بدست تشنہ میر! — فَلَا تَمُتْ وَمِنَ الْمَاءِ كُلُّ شَيْءٍ حَيٌّ
(۷) نوشتہ اند بر ایوانِ جنّت الماویٰ — کہ ہر کہ عشوۂ دنیا خرید وائے بوَے
(۸) سخا نماند سخن طے کنم بیا ساقی! — بدہ بشادیِ روحِ روانِ حاتمِ طے!
(۹) شکوہِ سلطنت وحُکم کے ثباتے داشت — زتختِ جم سخنے مَاندہ است و اَفسرِ کے
(۱۰) بخیل بوئے خدا نشود بیا حافظ! — پیالہ گیر و کرم کن کہ الضّمانُ علےٰ[2]

---

[1] بعض نسخوں میں رہ کی جگہ پے ہے۔
[2] بعض نسخوں میں یہ مصرع یوں ہے: پیالہ گیرو کرم ورز والضّمان علےٰ۔

حل لغات:

* تشنہ ممیر۔ پیاسا نہ مر * فلاتمت۔ تو مردہ نہ ہو * وَمن الماءِ۔ پانی سے ہی * کُلّ شیٔ حیّ۔ ہر چیز زندہ ہے (قرآنی آیات ہے کُلّ شیٔ حَیّ من الماءِ ہر چیز پانی سے زندہ ہے) * ایوان۔ محل * جنت الماویٰ۔ بہشت کی امن گاہ * عشوہ۔ کرشمۂ ناز و کرشمہ * سخا۔ سخاوت * سخن طے کنم۔ بات ختم کرتا ہوں * حاتم طے۔ حاتم طائی قبیلہ طے سے تھا * جم۔ جمشید * افسر۔ تاج * کے۔ کیکاؤس بادشاہ * الضمان علّے۔ اس پر میں ضامن ہوں۔

ترجمہ:

(۶) تیرے ہاتھ میں جب آبِ حیات ہے تو تو پیاسا نہ مر۔ پس مردہ نہ ہو کہ پانی سے ہی ہر چیز زندہ ہے۔ (یہاں آبِ حیات سے مراد شراب ہے)

(۷) بہشت کی امن گاہ کے محل پر یہ لکھا ہوا ہے کہ جس کسی نے بھی دنیا کا ناز و کرشمہ خرید لیا اُس پر بہت ہی افسوس ہے۔

(۸) اب دنیا میں سخاوت نہیں رہی۔ میں بات ختم کرتا ہوں۔ اے ساقی! تو مجھے حاتم طائی کی روح کو خوش کرنے کی خوشی میں شراب دے دے۔

(۹) حکومت و سلطنت کا شکوہ و دبدبہ کب ہمیشہ رہنے والا ہے؟ جمشید کا تخت اور کیانی تاج کی اب کہانیاں ہی دنیا میں رہ گئی ہیں۔

(۱۰) جو بخیل ہے وہ خدا کی بُو بھی نہ سونگھ سکے گا۔ اے حافظؔ! تو پیار پکڑ اور سخاوت کر میں اس کا ذمہ دار ہوں۔ ضامن ہوں۔

(نوٹ) بعض نسخوں میں یہ شعر نمبر 5, 6 شامل غزل نہیں ہیں۔

-----***-----

غزل نمبر (۲۶)

(۱) بفراغِ دل زمانے نظرے بماہروئے — بہ از بہ نکہ چترِ شاہی ہمہ روز ہائے وہوئے

(۲) بخدا کہ رشکم آید بدو چشمِ روشنِ خود! — کہ نظر دریغ باشد بچنیں لطیف روئے

(۳) دلِ من شد و ندانم چہ شد آں غریبِ مارا — کہ گزشت عمر و نیآمد خبرے زہیچ سوئے

(۴) نفسم با آخر آمد نظرم ندید سیرت — بجُز ایں نماند ما را ہو سے و آرزوئے

(۵) مکن اے صبا مشوش سرِ زلفِ آں پری را — کہ ہزار جانِ حافظؔ بفدائے تار موئے

حل لغات:

* بفراغِ دِل۔ دل کے سکون کے لیے * چتر۔ سائبان * بخدا۔ خدا کی قسم * دلِ من شد۔ میرا دل چلا گیا * سوئے۔ طرف

* نفسم باآ خرآمد۔میراسانس لبوں پرآ گیا ہے * سَیرت۔تیری سیر،تیری رفتار * مشوّش۔پریشان * تارِموئے۔بال کاایک تار۔

ترجمہ:

(۱) دل کے سکون وقرار کے لیے کسی چاند جیسے چہرے کی طرف دیکھنا،شاہی سائبان اور سارے دن کی ہائے ہو سے بہتر ہے۔

(۲) خدا کی قسم مجھے اپنی دونوں آنکھوں پر رشک آتا ہے کہ ایسے حسین اور لطیف چہرہ کو دیکھنا افسوس کی بات ہے۔

(۳) میرا یہ دِل چلا گیا ہے اور مجھے کچھ پتا نہیں ہے کہ اس مسکین وغریب پر کیا بیتی ؟ کیونکہ اک عمر بیت چکی ہے کہ کسی بھی جانب سے اس کی کچھ خبر نہیں آئی ہے۔

(۴) میرا سانس میرے لبوں پر آ گیا ہے اور میری نگاہ نے تیری رفتار کو جی بھر کے دیکھا بھی نہیں ہے۔بس اس کے علاوہ میری کوئی آرزو بھی باقی نہیں رہی ہے۔

(۵) اے بادِصبا! تو اُس پری (محبوب) کی زلف کو پریشان نہ کر کہ اس کے بالوں کے ایک ایک تار پر حافظ کی ہزار جانیں بھی نچھاور ہوں۔

(نوٹ) بعض نسخوں میں یہ غزل شامل نہیں ہے۔

----***----

غزل نمبر (۲۷)

(۱) بگرفت کارِ حُسنت چوں عشقِ من کمالے — خوش باش ازآں نکہ نبود ایں ہردو را زوالے

(۲) در وہم می نگنجد کاندر تصورِ عقل — آید ہیچ معنی زیں خوب تر مثالے

(۳) شد حظِّ عمر حاصل گر زآں نکہ باتو مارا — یک دم بعمر روزے روزی نشد وصالے [1]

(۴) آں دم کہ باتو باشم یک سال ہست روزے — واں دم کہ بے تو باشم یک روز ہست سالے!

حل لغات:

* کمالے۔کمال،عروج * نگنجد۔نہیں سماتا * حظ۔لطف،مزہ * باتو باشم۔تیرے پاس ہوتا ہوں۔

ترجمہ:

(۱) اے محبوب! تیرا حسن میرے عشق کی طرح کمال عروج پر پہنچ گیا ہے،تو خوش خوش رہ کہ ان دونوں کو کبھی زوال نہیں آ سکتا۔

---

[1] بعض نسخوں میں یہ مصرع یوں ہے: ہرگز بعمر روزے،روزے شود وصالے۔

(۲) یہ بات وہم وگمان میں بھی نہیں سما سکتی کہ تصور عقل میں محبوب سے زیادہ حسین کوئی محبوب بھی آسکتا ہے۔
(۳) ہمیں اپنی اس زندگی کا لطف ومزہ حاصل ہوگیا ہے۔اس کے باوجود کہ زندگی میں ہمیں ایک دن بھی تیرا وصال حاصل نہ ہوسکا ہے۔
(۴) میں جب تیرے پاس ہوتا ہوں تو پھر یہ ایک سال بھی ایک دن کا لگتا ہے۔اور جب تجھ سے دور ہوتا ہوں تو یہ ایک دن سال نظر آنے لگتا ہے۔

(۵) من چوں خیالِ رویت جانا بخواب بینم! | کز خواب می نہ بیند چشم بجز خیالے
(۶) رحم آر بر دِلے من کز مہرِ روئے خوبت | شد شخص ناتوانم باریک چوں ہلالے
(۷) حافظ مکن شکایت گر وصلِ یار خواہی | زیں بیشتر نیاید بر[۱] ہجر احتمالے

حل لغات:

* رویت۔تیرا چہرہ * جانا۔اے جان اے محبوب * مہر۔محبت * روئے خوبت۔تیرا خوبصورت چہرہ * ہلالے۔ہلال نیا چاند جو باریک ہوتا ہے * زیں بیشتر۔اس سے زیادہ * احتمالے۔احتمال اندیشہ وفکر۔

ترجمہ:

(۵) اے میری جان! خواب میں مجھے تیرے چہرے کا تصور کیسے آسکتا ہے؟ کیونکہ میری آنکھ نیند کا خیال تک نہیں کرسکتی۔
(۶) اے محبوب تو میرے دل پر رحم کر کہ تیرے خوبصورت چہرے کے عشق میں میرا یہ لاغر وکمزور جسم ہلال کے مانند باریک ہوچکا ہے۔
(۷) اے حافظ! اگر تو اپنے محبوب سے ملاپ کا خواہش مند ہے تو پھر تو شکایت ہرگز نہ کر۔کیونکہ اس سے زیادہ جدائی کا احتمال نہیں ہوسکتا۔

----***----

غزل نمبر (۲۸)

(۱) بُلبل زشاخِ سرو بگلبانگِ پہلوی | میخواند دوش درسِ مقاماتِ معنوی
(۲) یعنی بیا کہ آتشِ موسیٰ نمود گُل | تا از درخت نکتہء تحقیق[۲] بشنوی
(۳) مرغانِ باغِ قافیہ سنجد و بذلہ گو | تا خواجہ مے خورد بغزلہائے پہلوی

---

[۱] بعض نسخوں میں نیاید بر ہجر" کی جگہ "بیاید بر ہجرت" ہے۔
[۲] بعض نسخوں میں تحقیق کی جگہ توحید ہے۔
[۳] بعض نسخوں میں مصرع ثانی یوں ہے:"بعد از تو خاک بر سر اسباب دنیوی جو قزوینی کے شعر نمبر 10 کا حصہ ہے۔

(۴) جمشید جُز حکایتِ جام ازجہاں نبرد　　　زنہار دِل مبند بر اسبابِ دنیوی ۳

حل لغات:

* کلبانگ پہلوی۔فارسی زبان میں نغمہ سرائی * مقاماتِ معنوی۔اسرارورموز کے مقامات،باطنی مقامات * آتش موسیٰ۔کوہ طور پر جوآگ (تجلی) چمکی * قافیہ سنجد۔سخن سرائی کرتے ہیں * بذلہ۔لطیفہ * پہلوی۔فارسی زبان *

ترجمہ:

(۱) بلبل کل سرو کی شاخ پر بیٹھی فارسی زبان (آواز) میں مقاماتِ معنوی کے درس کا نغمہ الاپ رہی تھی۔گا رہی تھی۔

(۲) یعنی تو آ کہ پھول نے حضرت موسیٰ کی آگ کا جلوہ پیش کرڈالا ہے۔تاکہ تو درخت سے یہ تحقیق کا نکتہ سُن سکے۔(یہ دونوں شعر قطعہ بند ہیں) یعنی بہار میں باغ کی سیر کر اور خدا کی قدرت کے نظارے دیکھ۔

(۳) چمن کے پرندے سخن سرائی اور لطیفہ گوئی میں مشغول ہیں۔تاکہ خواجہ (حافظ) فارسی زبان کی غزلوں کے ساتھ اور شراب نوشی کرے۔

(۴) جمشید بادشاہ اپنے جام جہاں نما کی کہانی کے سوا کچھ اپنے ساتھ نہ لے جاسکا۔تو اس فانی دنیا کے عارضی اسباب پر ہرگز اپنا دل نہ لگا۔

(۵) خوش فرشِ بوریا و گدائی و خوابِ امن　　　کاین عیش نیست درخورِ اورنگِ خسروی ۱

(۶) درویشم و گدا و برابر نمی کُنم !　　　پشمیں کُلاہِ خویش بصد تاجِ خسروی

(۷) ایں قصہء عجب شنو از بختِ واژگوں　　　مارا بکشت یار بہ انفاسِ عیسوی

(۸) چشمت بغمزہ خانہ مردم خراب کرد　　　مخموریت مباد کہ خوش مست می روی

حل لغات:

* درخور۔قابل،لائق،میسر * اورنگ خسروی۔تخت بادشاہی * پشمین کلاہ۔اونی ٹوپی * تاج خسروی۔بادشاہی تاج * بخت واژگوں۔بدنصیبی،بدبختی * انفاسِ عیسوی۔دمِ عیسیٰ * بغمزہ۔آنکھ کا اشارہ،نازوادا * مخموریت۔تیرا نشہ * مباد۔نہ رہے،نہ اُترے۔

ترجمہ:

(۵) بوریے کا فرق،فقیری اور یہ سکون وآرام کی نیند کیا اچھی نعمتیں ہیں۔کیونکہ بادشاہی کے تخت پر یہ عیش وعشرت حاصل نہیں ہوسکتی یعنی یہ عیش وعشرت تختِ شاہی سے بڑھ کر ہے۔

(۶) میں اگرچہ ایک درویش اور فقیر ہوں لیکن پھر بھی میں اپنی اس اُونی ٹوپی کو بادشاہی کے سینکڑوں تاجوں سے بہتر سمجھتا ہوں۔

---

۱ بعض نسخوں میں یہ شعر یوں ہے: خوش وقت بوریائے گدائی وخوابِ امن۔کایں عیش نیست روزے اورنگِ خسروی جو زیادہ پسندیدہ نہیں ہے۔

(۷) تو ہم سے یہ اک عجیب قصہ سن کہ ہماری بدنصیبی کی وجہ سے ہمارے محبوب نے ہمیں دم عیسیٰ سے مار ڈالا ہے۔ یعنی حضرت عیسیٰ دم سے مردوں کو زندہ کر دیتے تھے۔ لیکن مجھ بد قسمت کو میرے محبوب نے زندہ کرنے کے بجائے مار ہی ڈالا ہے۔

(۸) اے محبوب! تیری آنکھ نے اپنے غمزے سے لوگوں کو تباہ و برباد کر کے رکھ دیا ہے۔ اللہ کرے تیرا یہ نشہ کبھی نہ اُترے کہ تو خوب مست و بیخود جارہا ہے۔

(۹) دہقانِ سالخوردہ چہ خوش گفت باپسر | کاے نورِ چشم من بجز از کشتہ ندروی

(۱۰) مے خور بشعر بندہ کہ دِل تنکیت مباد | بعد از تو خاک برسرِ اسباب دنیوی

(۱۱) ساقی مگر وظیفہء حافظ زیادہ داد | کاشفتہ گشت طرّۂ دستارِ مولوی

حل لغات:

* بعمرہ۔ آنکھ کا اشارہ، ناز و ادا * مخموریت۔ تیرا نشہ، مباد، نہ رہے، نہ اُترے * دہقانِ سالخوردہ۔ بوڑھا دہقان * کشتہ۔ جو بویا ہے * ندرروی۔ نہیں کاٹے گا * مے خور۔ شراب پی * مباد۔ نہ ہو * اسباب دنیوی۔ دنیا کے اسباب * بادہ۔ شراب * دستار۔ پگڑی * مولوی۔ سے مراد یہاں خواجہ حافظ ہیں۔

ترجمہ:

(۹) ایک بوڑھے (تجربہ کار) دہقان نے اپنے بیٹے سے کیا خوب بات کہی کہ اے میری آنکھوں کے نور! تو نے جو کچھ بھی بویا ہے اس کے سوا کچھ اور نہیں کاٹے گا۔

(۱۰) تو میرے شعر پڑھ اور شراب نوشی کر اور دیکھ تنگ دِل نہ ہو۔ تیرے بعد دنیا کے اسباب کے سر پہ خاک ہو۔

(۱۱) ساقی نے شاید حافظ کو شراب کا وظیفہ زیادہ دیا ہے۔ کیونکہ مولوی کی دستار کا طرہ پریشان ہو گیا ہے۔ بکھر گیا ہے۔

(نوٹ) بعض نسخوں میں شعر نمبر 6, 10 شامل غزل نہیں ہیں۔

----***----

غزل نمبر (۲۹)

(۱) بتا باما گزار[1] ایں کینہ داری | کہ حقِ صحبتِ دیرینہ داری

(۲) نصیحت گوش کن کایں دُر بسے بہ | ازآں گوہر کہ در گنجینہ داری

(۳) بفریادِ خمارِ مفلساں رس | خدا را گر مئے دوشینہ داری

---

[1] بعض نسخوں میں ''بتا باما گزار'' کی جگہ ''بیا باما مورز'' ہے۔

(۴) ولیکن کے نمائی رُخ برنداں — تو کز خورشید و مہ آئینہ داری

حل لغات:

* بتا۔اے محبوب * گزار۔چھوڑ دے * دیرینہ۔پرانی * نصیحت گوش کن۔نصیحت سُن * دُر۔موتی * بسے۔بہت ہے * کے نمائی۔کہاں دکھائے گا' کب دکھائے گا۔

ترجمہ:

(۱) اے میرے محبوب! تو ہم سے یہ کینہ داری چھوڑ دے کیونکہ ہمیں تجھ سے پرانی ہم نشینی کا حق حاصل ہے۔

(۱) تو یہ نصیحت سُن کہ یہ موتی اُن موتیوں سے جو کہ تیرے خزانے میں ہیں' بہت بڑھ کر ہیں۔

(۲) تو خدا کے لے ان مفلسوں کی فریاد کو پہنچ۔اگر تیرے پاس گزشتہ رات کی شراب موجود ہے، باقی ہے تو۔

(۳) لیکن تو ان رندوں کو اپنا چہرہ کب اور کہاں دکھائے گا؟ کیونکہ سورج اور چاند تیرے آئینے ہیں۔یعنی جب سورج اور چاند بھی تیرے رُخ کا آئینہ ہیں تو تو اس قدر حسین ہونے پر ہم رندوں کو کہاں جلوہ دکھائے گا۔

(۵) بدِ رنداں مگو اے شیخ و ہشدار — کہ با حُکمِ خدائی کینہ داری

(۶) نمی ترسی ز آہ آتشینم! — تو دانی خرقہء پشمینہ داری

(۷) ندیدم خوشتر از شعرِ تو حافظ! — بقرآنے کہ اندر سینہ داری

حل لغات:

* ہشدار۔ہوش کر * آہ آتشینم۔آگ بھری میری آہ سے * خرقہ پشمینہ۔اونی گدڑی * خوشتر۔اچھا' بڑھ کر * بقرآنے۔قرآن کی قسم۔

ترجمہ:

(۵) اے شیخ! تو ان رندوں کو بُرا مت کہہ اور ہوش کر کہ اللہ کے حکم سے متعلق کینہ رکھے ہوئے ہے۔یعنی تیرا رندوں کو بُرا کہنا گویا امر الٰہی پر اعتراض ہے۔کیونکہ ہمیں اللہ نے رند بنایا ہے اور ہم از خود اپنی مرضی سے نہیں بنے۔

(۶) تو میری اس آگ سے بھری آہ سے نہیں ڈرتا۔حالانکہ تو جانتا ہے کہ تو نے اُونی گدڑی اوڑھ رکھی ہے (کیونکہ اونی گدڑی کو جلد آگ لگتی ہے۔)

(۷) اے حافظ! میں نے تیرے کلام سے بڑھ کر کوئی کلام نہیں دیکھا۔اس قرآن کی قسم جو کہ تیرے سینے میں ہے (حفظ ہے)

----***----

---

۱ بعض نسخوں میں "بتا با ما گزار کی جگہ "بیا با ما مورز" ہے۔

غزل نمبر(۳۰)

(۱) بیار بادہ و بازم رہاں زنجوری ‏ ‏ ‏ کہ ہم بیادہ تواں کرد دفعِ مخموری
(۲) ہیچ وجہ نباشد فروغِ مجلسِ اُنس ‏ ‏ ‏ مگر بروئے نگار و شرابِ انگوری
(۳) زسحرِ غمزہ فتانِ خویش غُرّہ مباش ‏ ‏ ‏ کہ آزمودم و سودے نداشت مغروری
(۴) بیک فریب بدادم صلاحِ خویش ازدست ‏ ‏ ‏ دریغ آں ہمہ زہد و صلاحِ مستوری

حل لغات:

* بادہ۔شراب * بازم۔پھر مجھے * رہاں زرنجوری۔مجھے رنج وغم سے رہائی دے * مخموری۔خمار * فروغِ مجلس اُنس۔محبت کی بزم کی رونق * نگار۔معشوق * شرابِ انگوری۔انگور کی شراب * سحر۔جادو * غمزہ۔آنکھ کا اشارہ * فتان۔فتنہ انگیز * غُرہ مباش۔غرور نہ کر * دریغ۔افسوس * مستوری۔خلوت نشینی' پردے میں بیٹھنا۔

ترجمہ:

(۱) تو شراب لا اور پھر مجھے رنج وغم سے رہائی دے۔ کیونکہ خمار کو شراب ہی سے دُور کیا جاسکتا ہے۔

(۲) محبت کی بزم میں کسی صورت بھی رونق نہیں ہوسکتی۔ سوا میرے محبوب کے چہرے اور انگوروں کی شراب کے۔

(۳) تو اپنے فتنہ انگیز آنکھوں کے غمزے کے جادو پر اس قدر مغرور نہ ہو کیونکہ میں نے آزمایا ہے کہ غرور سے کسی کو بھی کچھ فائدہ نہیں ہوتا۔

(۴) میں نے محبوب کے غمزہ کے ایک ہی فریب سے اصلاح کی دولت کو اپنے ہاتھ سے کھو دیا ہے۔ میری اس ساری پرہیز گاری اور پردے میں بیٹھنے کے عمل پر افسوس ہے۔

(۵) ادیب چند نصیحت کنی کہ عشق مباز ‏ ‏ ‏ اگرچہ نیست ادب ایں سخن چہ دستوری ؟
(۶) بعشق زندہ بود جانِ مردِ صاحب دِل ‏ ‏ ‏ اگر تو عشق نداری برو کہ معذوری
(۷) رسید دولتِ وصل و گذشت محنتِ ہجر ‏ ‏ ‏ نہاد کشورِ دل باز رہ بہ معموری
(۸) بہر کسے نتواں گفت رازِ دل حافظؔ ‏ ‏ ‏ مگر بدانکہ کشید است محنتِ دوری

حل لغات:

* ادیب۔نصیحت کرنے والا' سکھانے والا * سخن۔بات * برو۔جا * معذوری۔تو معذور ہے * محنتِ ہجر۔جدائی کی تکلیف

* کشور۔ولایت * معموری۔آبادی * بہر کسے۔ہر کسی کو * محنت دوری۔جدائی کی تکلیف۔

ترجمہ:

(۵) اے نصیحت کرنے والے! تو مجھے کب تلک نصیحت کرے گا؟ کہ عشق بازی نہ کر۔یہ بات اگرچہ ادب کے خلاف ہے لیکن تیرا یہ کیسا دستور ہے؟

(۶) صاحب دِل مرد کی جان عشق سے زندہ ہوتی ہے۔اگر تجھے عشق نہیں ہے تو تو پھر چلا جا کیونکہ تو معذور ہے۔

(۷) وصل کی دولت آن پہنچی ہے اور جدائی کی تکلیف جاتی رہی ہے۔دل کی ولایت نے پھر آبادی کی طرف اپنا قدم بڑھایا ہے۔ (رُخ کیا ہے) یعنی میرا یہ ویران دل پھر سے آباد ہونے لگا ہے۔

(۸) اے حافظ! ہر کسی کو دل کا راز نہیں بتایا جا سکتا۔سوائے اُس شخص کے کہ جس نے جدائی کی تکالیف برداشت کیں ہوں۔کیونکہ اُسے یہ پتہ ہوتا ہے کہ جدائی کی تکلیف کس قدر اذیت ناک ہوتی ہے۔

(نوٹ) بعض نسخوں میں یہ غزل شامل نہیں ہے۔

-----***-----

غزل نمبر (۳۱)

(۱) ترا کہ ہرچہ مرادست درجہاں داری
چہ غم زحالِ منِ زارِ[۱] ناتواں داری

(۲) بخواہ جان و دِل از بندہ ورواں بستاں
کہ حُکمِ بر سرِ آزدگاں رواں داری

(۳) بنوش مَے چو سبکروحی اے حریف مدام[۲]
علی الخصوص دریں دَم کہ سرگراں داری

(۴) بیاضِ روئے ترا نیست نقش درخور از آنکہ
سوادے از خطِ مشکیں بر ارغواں داری

حل لغات:

* زارِ ناتواں۔دُکھی اور کمزور * رواں۔جاں * بستاں۔لے لے * رواں۔جاری * سبکروحی۔تو لطیف طبع ہے * مدام۔ہمیشہ * سرگراں۔بھاری * بیاض روئے۔چہرے کی بیاض 'سفیدی' کاپی 'ڈائری * درخور۔شایاں * سوادے۔سیاہی * خطِ مشکیں۔خطِ سبز * ارغواں۔سرخ پھول۔

ترجمہ:

(۱) اے میرے محبوب! تو جو کہ اس جہان کی تمام مرادوں سے کامیاب وکامران ہے (یعنی تجھے تیری ہر مراد حاصل ہے) اور تجھے

---

۱ بعض نسخوں میں من زار کی جگہ ضعیفاں ہے۔
۲ بعض نسخوں میں یہ مصرع یوں ہے: بنوش مے کہ سبکروحی ولطیف مدام۔

مجھ دکھی اور کمزور کے حال کا کیا غم ہوسکتا ہے۔ تجھے میری کیا پروا ہے؟

(۲) اے محبوب! تو اپنے اس غلام سے جان اور دِل مانگ لے اور جلد لے لے۔ کیونکہ تیرا حکم آزاد لوگوں (عاشقوں) پر جاری و ساری ہے۔ (چلتا ہے)

(۳) اے دوست! تو جو کہ لطیف طبع کا حامل ہے تو ہمیشہ شراب نوشی کر اور خاص کر اب جبکہ خمار سے تیرے سر کو سرگرانی ہے۔ تیرا سر بھاری ہے۔

(۴) تیرے چہرے کی بیاض کے قابل کوئی بھی نقش نہیں ہے کیونکہ تیرے ارغوانی رخساروں پر خطِ مشکیں سیاہی چھائی ہوئی ہے۔ یعنی تیرے سرخ وسفید اور روشن چہرے پر صرف خطِ سبز ہی زیبا ہے۔

(۵) میاں نداری ودارم عجب کہ ہر ساعت — میانِ مجمعِ خوباں کنی میاں داری

(۶) مکن عتاب ازیں بیش و جور بر دلِ من — بکن ہر آنچہ توانی کہ جائے آں داری

(۷) باختیارت اگر صدہزار تیرِ جفاست — بقصدِ جانِ منِ خستہ درکماں داری

(۸) بکش جفائے رقیباں مدام و دِل خوش دار[۱] — کہ سہل باشد اگر یار مہرباں داری

حل لغات:

* میاں۔ کمر * ہر ساعت۔ ہر گھڑی * میان۔ درمیان، سرداری * خوباں۔ حسین لوگ * عتاب۔ غصہ * جور۔ ظلم * ہر آنچہ توانی۔ جو کچھ تو کرسکتا ہے * تیر جفا۔ ظلم کا تیر * خستہ۔ رنجور و دکھی * مدام۔ ہمیشہ * سہل۔ آسان۔

ترجمہ:

(۵) اے محبوب! تیری کمر تو بالکل ہی نہیں ہے۔ اور مجھے تعجب ہوتا ہے کہ تو ہر گھڑی حسینوں کے مجمع میں سرداری کرتا ہے۔

(۶) تو میرے دِل پر اس سے زیادہ غصہ اور ظلم مت کر۔ تو جو کچھ بھی کرسکتا ہے وہ کرلے کیونکہ تو یہ مقام واختیار رکھتا ہے۔

(۷) تیرے اختیار میں اگرچہ ظلم کے لاکھوں تیر ہیں او وہ سب کے سب تو نے مجھ خستہ ولاچار کی جان لینے کے ارادے سے کمان میں جوڑ رکھے ہیں۔

(۸) تو ہمیشہ ان رقیبوں کا ظلم سہہ اور اپنے دِل کو خوش رکھ کیونکہ اگر دوست مہربان ہے تو پھر یہ امر بھی آسان ہے۔ کوئی مشکل نہیں ہے۔

(۹) وصالِ[۲] دوست گرت دست می دہد روزے — برو کہ ہرچہ مرادست درجہاں داری

(۱۰) چو ذکر لعلِ لبت می کنم خرد گوید — حدیث یا شکرست اینکہ در دہاں داری[۳]

---

۱ بعض نسخوں میں ''دل خوش دار'' کی جگہ جورِ حسود ہے۔

۲ بعض نسخوں میں وصال کی جگہ بوصل ہے اور روزے کی جگہ یکدم ہے۔

۳ بعض نسخوں میں شعر نمبر ۹،۱۰ نہیں ہیں۔

(۱۱) چو گُل بدامن ازیں باغ می بری حافظ! چہ غم ز نالہ و فریادِ باغباں داری

حل لغات:

* گرت دست می دہد۔اگر تجھے نصیب ہو * لعل لبت۔تیرے لعل جیسے لب * حدیث۔بات * گُل بدامن۔دامن میں پھول لیئے‘ بھر کر * می بری۔لے جارہا ہے۔

ترجمہ:

(۹) تجھ کو اگر کسی روز محبوب کا وصل نصیب ہو تو پھر جا کہ تجھے دنیا میں تیری ہر مراد حاصل ہے۔

(۱۰) میں نے جب تیرے لعل جیسے لبوں کا تذکرہ کیا تو عقل نے کہا یہ تیرے منہ میں باتیں ہیں یا کہ شکر ہے؟ یعنی اس قدر مٹھاس اور شیرینی تو شکر ہی میں ہوسکتی ہے۔

(۱۱) اے حافظ! جب تو اس دنیا کے باغ سے اپنا دامن پھولوں سے بھر کر لے جارہا ہے۔تو تجھے پھر باغبان کے نالہ و فریاد کی کیا پروا ہوسکتی ہے؟ اس کا کیا غم ہے؟

----***----

غزل نمبر (۳۲)

(۱) تو مگر برلبِ جوئے[۱] زہوس بنشینی ! ورنہ ہر فتنہ کہ بینی ہمہ از خود بینی

(۲) بخدائے کہ توئی بندۂ بگزیدۂ او کہ بجائے منِ بیدل دگرے نگزینی[۲]

(۳) صبر بر جورِ رقیباں چہ کنم گر نکنم عاشقاں را نبود چارہ بجز مسکینی

(۴) ادب و شرم ترا خسروِ مہرویاں کرد آفریں بر تو کہ شائستۂ صد تحسینی[۳]

حل لغات:

* لبِ جوئے۔نہر کے کنارے * ہمہ۔سارا * بخدائے۔خدا کی قسم * بگزیدہ۔چُنا ہوا * بیدل۔دِل کے بغیر‘ عاشق * نگزینی۔تم نہ چننا * جور۔ظلم * چارہ۔علاج‘ حل * خسروِ مہرویاں۔ماہرویوں کا بادشاہ * شائستہ۔لائق۔

ترجمہ:

(۱) اے محبوب! تو ندی کے کنارے پر شاید کسی غرض و مطلب کے لیے ہی بیٹھتا ہے۔ورنہ جو بھی فتنہ اٹھتا ہے وہ سارا تیری خود بینی

---

۱ بعض نسخوں میں جوئے کی جگہ آبے ہے۔

۲ بعض نسخوں میں مصرع ثانی یوں ہے: کہ بریں جا کرِ دیرینہ کسے نگزینی۔

۳ بعض نسخوں میں تحسینی کی جگہ چندینی ہے۔

کی وجہ سے ہی اُٹھتا ہے۔ یعنی تجھ کو ندی کے کنارے پر بیٹھ کر باغ کے نظارے کی کوئی ضرورت نہیں ہے کیونکہ تیرے دل میں تو سرو سمن اور لالہ و گل کے چمن زار کھلے ہوئے ہیں۔

(۲) اُسی خدائے برتر کی قسم کہ جس کا تو برگزیدہ بندہ ہے۔ مجھ عاشق و بیدل کے بجائے کسی اور کو تم ہرگز نہ چننا۔ میرے سوا کسی اور کو منتخب نہ کرنا۔

(۳) رقیبوں کے ظلم پر اگر میں صبر نہ کروں تو پھر اور کیا کروں؟ کہ عاشقوں کے لیے مسکینی اور مان لینے کے سوا کوئی دوسرا چارہ نہیں ہے۔

(۴) تجھ کو ادب اور حیا نے ان ماہرویوں کا بادشاہ بنا ڈالا ہے۔ آفرین ہو تجھ پر! کہ تو ہی سینکڑوں تعریفوں کے لائق ہے۔ تجھے ہی تعریف و تحسین زیبا ہے۔ اس سلسلہ میں اور کون ہے جو تیرے مقابل آ سکے؟

(۵) عجب از لُطفِ تو اے گُل کہ بنشینی [1] با خار — ظاہراً مصلحتِ وقت دراں می بینی

(۶) حیفم آید کہ خرامی بتماشائے چمن — کہ تو خوشتر زگل و تازہ تراز نسرینی [2]

(۷) گر امانت بسلامت ببرم باکے نیست — بیدلی سہل بود گر نبود بے دینی

(۸) بادِ صبح بہوایت زگلستاں برخاست — کہ تو خوشبو چو گُلِ سوری و چوں نسرینی

حل لغات:

* "ظاہراً" مصلحتِ وقت۔ بظاہر وقت کی مصلحت * حیفم آید۔ مجھے افسوس ہوتا ہے * خرامی۔ تو ٹہلتا ہے * بتماشائے چمن۔ چمن کی سیر کے لیے * خوشتر۔ بہتر * بیدلی۔ عاشقی، پریشانی و آشفتگی * بہوایت۔ تیری آرزو میں * گُلِ سوری۔ سرخ پھول * نسرین۔ سیوتی کا پھول۔

ترجمہ:

(۵) اے پھول! (محبوب) تیری لطافت و نزاکت پر بڑا تعجب ہے کہ تو کانٹے (رقیب) کے ساتھ اٹھتا بیٹھتا ہے۔ کہ تیرے نزدیک بظاہر وقت کی مصلحت اسی میں ہی ہے۔

(۶) مجھے افسوس ہوتا ہے کہ تو باغ کی سیر کے لیے خراماں خراماں نکلتا ہے۔ حالانکہ تو خود گلاب کے پھول سے بہتر اور نسرین کے پھول سے تازہ ہے۔

(۷) میں اگر یہ امانت سلامتی کے ساتھ لے جاؤں تو پھر کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ کوئی ڈر نہیں ہے۔ کیونکہ بیدلی بڑی آسان ہوتی ہے اگر بے دینی نہ ہو۔ یعنی اگر میں اس دنیا سے ایمان کو سلامت لے جاؤں تو ہر قسم کے خطرے سے محفوظ ہو جاؤں گا۔ عاشق

---

[1] بعض نسخوں میں بنشینی کی جگہ نشینی ہے۔

[2] "شعر نمبر 6 کا مصرع ثانی شعر نمبر 8 کے ساتھ پیوست ہے جبکہ شعر نمبر 8 کا مصرعہ ثانی شعر نمبر 6 کے ساتھ ہے اور اس شکل میں یہ شعر بعض نسخوں میں نہیں ملتا۔

روا ہے البتہ ریاکار زاہدوں کی بے دینی بُری ہے اللہ تعالیٰ اس سے حفظ وامان میں رکھے۔
(۸) صبح کی ہوا تیری آرزو میں باغ سے روانہ ہوتی ہے۔ کیونکہ تو سوری کے سرخ پھول اور سیوتی کی طرح خوشبو رکھتا ہے۔

(۹) سخنِ بے غرض از بندۂ مخلص بشنو! — اے کہ منظورِ بزرگانِ حقیقت بینی
(۱۰) نازنینی چو تو پاکیزہ رُخ و پاک نہاد — بہتر آنست کہ با مردم بد ننشینی
(۱۱) شیشہ بازی سرشکم نگری از چپ وراست — گر بریں منظرِ بینش نفسے بنشینی
(۱۲) [1] بعد ازیں ماوٗ گدائی بسرِ منزلِ عشق — راہرو را نبود چارہ بجز مسکینی[1]

حل لغات:

* سخن۔ بات * منظورِ بزرگاں۔ بزرگوں کے منظورِ نظر * نازنینی۔ تو خوبرو ہے * پاک نہاد۔ نیک سیرت * شیشہ بازی۔ بازیگری، شعبدہ بازی * نفسے۔ لمحہ بھر * راہرو۔ مسافر۔

ترجمہ:

(۹) تو اس مخلص بندے سے بے غرض بات سن لے۔ کہ تو حقیقت کو دیکھنے اور جاننے والے بزرگوں کا منظورِ نظر ہے۔
(۱۰) تو کہ نہایت حسین وخوبرو اور پاک سیرت ہے۔ بہتر یہی ہے کہ تم برے لوگوں کے پاس ہرگز نہ بیٹھو۔ ان کی ہم نشینی اختیار نہ کرو۔
(۱۱) تو دائیں بائیں میرے آنسوؤں کی بازی گری (شعبدہ بازی دیکھے گا۔ اگر تو لمحہ بھر کے لیے کبھی میری بینائی کے اس جھروکے میں بیٹھ جائے تو۔
(۱۲) اب اس کے بعد ہم ہیں اور منزل عشق پر گدائی کا شغل ہے (مسافر) عاشق کے لیے اب مسکینی کے سوا اور کوئی چارہ نہیں ہے۔

(۱۳) تو بدیں دلکش و نازکی [2] اے مایۂ حُسن — لائقِ بزم گہِ خواجہ جلال الدینی
(۱۴) سیلِ ایں اشکِ رواں صبرِ دلِ حافظ بُرد — بَلَغَ الطَّاقَةُ یا مُقْلَةَ عَیْنِی بِیْنِی

حل لغات:

* مایۂ حُسن۔ حسن کی دولت، خواجہ جلال الدین خواجہ حافظ کے ممدوح وزیر * سیل۔ سیلاب * بلغ الطاقۃ۔ طاقت ختم ہوگئی * مقلۃ عینی۔ میری آنکھ کے نور۔

---

[1] بعض نسخوں میں شعر نمبر 12 شاملِ غزل نہیں ہے۔
[2] بعض نسخوں میں نازکی جگہ سرکشی ہے جو کسی طور مناسب نہیں لگتا۔

ترجمہ:

(۱۳) اے مایۂ حُسن! تو ایسی دلکشی اور نزاکت کے ساتھ خواجہ جلال الدین کی بزم میں بیٹھ کہ تو اسی لائق ہے۔

(۱۴) آنسوؤں کا یہ بہتا ہوا سیلاب حافظؔ کے دِل کے صبر کو بہا کر لے گیا ہے۔ اے میری آنکھوں کے نور! تو ذرا دیکھ لے کہ میری طاقت ختم ہو کر رہ گئی ہے۔

----***----

غزل نمبر (۳۴)

(۱) جان فدائے تو کہ ہم جانی و ہم جانانی — ہر کہ شد خاکِ درت رست از سرگردانی

(۲) سرسری ازسرِ کوئے تو نیارم برخاست — کارِ دشوار نگیرند بدیں آسانی

(۳) خام را طاقتِ پروانۂ پر سوختہ نیست — نازکاں را نرسد شیوۂ جاں افشانی

(۴) بے تو آرام گرفتن بود از ناکامی — باتو گستاخ نشستن بود از حیرانی

(۵) فاش کردند رقیبانِ تو سرِّ دلِ من — چند پوشیدہ بماند خبر پنہانی

حل لغات:

* جانی۔ تو جان ہے * جانانی۔ محبوب * رُست۔ چھوٹ گیا * سرگردانی۔ پریشانی * سرسری۔ یونہی، آسانی سے * پروانۂ پرسوختہ۔ پر جلا ہوا پروانہ * شیوۂ جاں افشانی۔ جانثاری کی روش * بے تو آرام گرفتن۔ تیرے بغیر آرام پانا * فاش کردند۔ کھول دینا * سرّ۔ بھید * پنہانی۔ پوشیدہ۔

ترجمہ:

(۱) اے محبوب! میری یہ جان تجھ پر نچھاور ہو۔ کیونکہ تو میری جان بھی ہے اور جانان بھی۔ جو کوئی تیرے دروازے کی خاک ہو گیا گویا وہ ہر قسم کی پریشانی سے چھوٹ گیا۔

(۲) میں اب یونہی آن کی آن میں تیرے کوچے سے نہیں اُٹھ سکتا کیونکہ یہ بڑا مشکل کام ہے اور اس قدر آسانی سے ممکن نہیں ہے۔

(۳) جو لوگ خام اور ناقص ہیں ان میں پر جلے پروانے کی طاقت نہیں ہو سکتی۔ نرم و نازک لوگ جانثاری کی روش پر نہیں چل سکتے۔

(۴) تیرے بغیر آرام پانا ناکامی کا باعث ہے اور تیرے پاس بے ادبی سے بیٹھنا حیرانی کا موجب ہے۔

(۵) رقیبوں نے میرے دِل کا بھید کھول دیا ہے۔ آخر پوشیدہ خبر کب تک چھپی رہ سکتی ہے؟

(۶) تا بماند تر و شاداب نہالِ قدِ تو — واجب آنست کہ بردیدۂ ما بنشانی

(۷) درخمِ زُلفِ تو دیدم دلِ خود را روزے — گفتمش چونی و چوں می رہی اے زندانی
(۸) گفت آرے چہ کُنی گر نبری رشک بمن — ہر گدا را نبود مرتبہء سلطانی
(۹) راستی حدِّ تو حافظ نبود صحبتِ ما! — بس اگر برسرِ ایں کوئے کُنی سکبانی

حل لغات:

* نہال قدِ تو۔تیرے قد کا پودا (درخت) * خم زلف۔زلف کا پیچ * چونی۔تیرا کیا حال ہے؟ * چوں می رہی۔تو کس طرح رہا ہوگا * زندانی۔اے قیدی! * آرے۔ہاں * چہ کُنی۔کیا کرے * راستی۔سچائی * سکبانی۔چوکیداری۔

ترجمہ:

(٦) تا کہ تیرے قد و قامت کا پودا (درخت) تروتازہ اور شاداب رہے۔واجب تو یہ ہے تو اسے ہماری آنکھوں پر بٹھائے۔
(۷) ایک روز میں نے اپنے دِل کو تیری زلفوں کے خم میں دیکھا تو میں نے اس سے کہا اے قیدی! تیرا کیا حال ہے؟ اور تو کس طرح اس قید سے رہا ہوگا؟
(۸) اُس نے کہا کہ ہاں اگر تو مجھ پر رشک نہ کرے گا تو اور پھر کیا کرے گا؟ ہر گدا بادشاہی کا مرتبہ حاصل نہیں کرسکتا۔
(۹) اے حافظ! سچ تو یہ ہے کہ تو ہماری صحبت کے قابل ہی نہیں ہے۔اگر تو اس کوچے کی چوکیداری کرے تو تیرے لیے زیبا ہے۔ یہی مناسب ہے۔(یہ محبوب کا قول ہے)

----***----

غزل نمبر (۳۴)

(۱) جائے حضور و گلشنِ امن ست ایں سرائے — زیں در بشادمانی عیش و طرب در آئے
(۲) اے کاخِ دولتی تو چہ کاخی کہ مدر جست — در شاخسارِ گلشنِ تو سایہء ہمائے
(۳) ہر صبح در ہوائے درت می کند صبُوح — جمشیدِ تختِ چرخ بجامِ جہاں نمائے
(۴) بادِ تو ہمچو آتش موسیٰ خجستہ پے — خاکِ تو ہمچو آبِ خضر زندگی فزائے

حل لغات:

* جائے حضور۔حضوری کا مقام * عیش و طرب۔عیش و عشرت اور خوشی، عیش و نشاط * کاخِ دولتی۔اے دولت کے محل * ہُما۔ ایک فرضی پرندہ جس کا سایہ بڑا مبارک سمجھا جاتا ہے * آبِ خضر۔آبِ حیات * زندگی فزائے۔زندگی بڑھانے والا * ہوائے۔آرزو، لگن * صبوح۔صبح * تختِ چرخ۔آسمان کا تخت * جام جہاں نما۔جمشید کا جام * آتش موسیٰ (جلوہ طور) * خجستہ پے۔مبارک قدم * آبِ خضر۔آبِ حیات۔

ترجمہ:

(۱) یہ سرائے یہ مکان (مرشدِ کامل کی درگاہ) گلشن امن ہے اور حضوری کی جگہ ہے۔ تو اس دروازے میں سے عیش وعشرت کے ساتھ خوش ہو کر داخل ہو۔

(۲) اے دولت کے محل! اللہ ہی جانے تو کیسا محل ہے؟ کہ تیرے باغ کی شاخیں ہُما کے سائے کی گزرگاہ ہیں۔ یعنی اے میرے محبوب کے محل تیرا مرتبہ کس قدر بلند ہے کہ جو شخص تیرے باغ کے درختوں کے سائے میں بیٹھ جائے وہ بادشاہ ہو جاتا ہے۔

(۳) اے محبوب! ہر صبح تیرے دروازے کی آرزو میں آسمان کے تخت کا جمشید (سورج) جامِ جہاں نما سے شراب نوشی کرتا ہے۔ یعنی ہر صبح یہ سورج تیرے عشق میں صبوحی نوش کرتا ہے۔

(۴) تیری ہوا حضرت موسیٰ ؑ (جلوۂ طور) کی طرح مبارک قدم ہے۔ اور تیری خاک (آبِ حیات) کی طرح زندگی بڑھاتی ہے۔

(۵) فرخندہ نَو گُلِ تو چمن را حیات دِہ — جُعدِ بنفشہء تو صبا را گرہ کشائے
(۶) مرغولِ سُنبل ازدمِ کوئے تو خوش نسیم — زلفِ صبا ز خاکِ جناب تو مشک سائے
(۷) خورشید در ہوائے تو چوں ذرّہ پائے کوب — جمشید در حریم تو چوں بندگان بپائے
(۸) حافظ مقیمِ درگہِ او باش و عیش کُن — کاندر بہشت بہتر ازیں گوشہ نیست جائے

حل لغات:

* فرخندہ۔ مبارک * نوگلِ تو۔ تازہ گل (جیسے رخسار) * جُعد: زلف * جُعد بنفشہ۔ تیرے خوشبودار گیسو * مرغول: گھنگھریالے بال * مرغول سنبل۔ پیچ دار سنبل، پیچ دار زلف * مشک سائے۔ مشک جیسی * خورشید۔ سورج * ہوا۔ آرزو * پائے کوب۔ ناچتی ہیں * حریم۔ دربار * بندگاں۔ غلام * درگہ۔ درگاہ، دربار * گوشہ۔ کونہ، جگہ۔

ترجمہ:

(۵) تیرا ناز و مبارک پھول جیسا رخسار باغ کو زندگی بخشتا ہے اور تیری زلف صبا کی گرہوں کو کھولتی ہے۔

(۶) سنبل کی پیچ دار زلفیں تیرے کوچے کی ہوا سے خوشبو دار ہیں۔ اور صبا کی زلفیں تیری جناب کی خاک سے مشک برساتی ہیں۔

(۷) اے محبوب! تیری آرزو میں یہ سورج ذرے کی طرح ناچ رہا ہے اور جمشید تیرے حریم ناز (دربار) میں غلاموں کی طرح کھڑا ہے۔

(۸) اے حافظ! تو اُس (محبوب) کی درگاہ میں قیام کر اور عیش کر کیونکہ بہشت میں بھی اس جگہ سے کوئی جگہ اچھی نہیں ہے۔

(نوٹ) بعض نسخوں میں یہ غزل شامل نہیں ہے۔

----***----

غزل نمبر(۳۵)

(۱) چو سروا گر بخرامی دمے بگلزارے — خورد ز غیرتِ روئے تو ہر گُلے خارے
(۲) زکُفرِ زلفِ تو ہر حلقہء و آشوبے — زسحرِ چشمِ تو ہر گوشہء و بیمارے
(۳) نثارِ خاکِ رہت نقدِ جان ما ہرچند — کہ نیست نقدِ رواں را بر تو مقدارے
(۴) مرو چو بختِ من اے چشم مستِ یار بخواب — کہ درپے است زہر سویت آہِ بیدارے

حل لغات:

* گر بخرامی ۔اگر تو خرام کرے، ٹہلے * آشوبے ۔فتنہ و ہنگامہ * نقدِ جاں ۔جان کی پونجی * نقدِ رواں ۔جان کا سرمایہ * مقدارے ۔قدر و قیمت * درپے است ۔پیچھے پڑی ہوئی ہے۔

ترجمہ:

(۱) اے محبوب! اگر تو باغ میں سرو کی طرح دم بھر کے لیے ٹہلے۔ تو ہر پھول تیرے چہرے سے شرمندہ ہو کر (غیرت سے) خار کھائے۔

(۲) اے محبوب! تیری زلفوں کے پھیلائے ہوئے کفر کی وجہ سے ہر حلقہ میں فتنہ و ہنگامہ بپا ہے۔ اور تیری آنکھوں کے جادو سے ہر گوشے میں بیمار ہی بیمار دکھائی دیتے ہیں۔

(۳) ہر چند کہ ہماری جان کی پونجی تیری راہ کی خاک پر نچھاور ہو! لیکن جان کا سرمایہ تیرے سامنے کچھ حقیقت بھی نہیں رکھتا۔ اس کی کچھ قدر و قیمت نہیں ہے۔

(۴) اے میرے محبوب کی مست آنکھ! میرے بختوں کی طرح تو بھی سومت جانا۔ کہ ہر طرف جاگنے والوں (عاشقوں) کی فریاد و فغاں تیرے پیچھے پڑی ہوئی ہے۔

(۵) دِلا! ہمیشہ مزن لافِ زلفِ دلبنداں — چو تیرہ رائے شدی کے کشایدت کارے
(۶) سرم برفت و زمانے بسر نرفت ایں کار — دِلم گرفت و نبودت سرِ گرفتارے [1]
(۷) چو نقطہء گفتمش اندرمیانِ دائرہ آئے — بخندہ گفت کہ حافظ بروچو پر کارے [2]

حل لغات:

* مزن لاف ۔لاف زنی نہ کر * گپ نہ ہانک * دلبنداں: دلبند ۔محبوب * تیرہ ۔سیاہ * سرم برفت ۔میرا سر گیا * زمانے ۔

---

[1] بعض نسخوں میں ''سرِ گرفتارے'' کی جگہ ''غم گرفتارے'' ہے۔

[2] بعض نسخوں میں ''بروچو پرکارے'' کی جگہ ''ایں چہ پُرکارے'' ہے۔

ایک لحہ کے لیے * بسر نرفت ایں کار۔ یہ کام پورا نہ ہوا * نبودست سر گفتارے: تجھے قیدی کا خیال نہ آیا * بخندہ گفت۔ اُس نے ہنس کر کہا * پرگارے۔ پرکار۔

ترجمہ:

(۵) اے دِل! تو ہمیشہ محبوبوں کی زلف کی گپ نہ ہانک! جب تو تیرہ رائے (بیوقوف) ہو ہی گیا تو تجھے تیرا مقصد کیسے حاصل ہو؟ یعنی تو اگر محبوب کی زلف کا سودائی ہوگیا ہے پھر تیری اُمید کا بر آنا نہایت ہی مشکل ہے۔

(۶) میرا سر گیا اور ایک لحہ کے لیے بھی یہ کام (دِلی مقصد) پورا نہ ہوسکا۔ میرا دِل سخت رنجیدہ ہوگیا لیکن تجھے کبھی اپنے قیدی کا خیال نہ آیا یعنی کبھی اسے اسیر کرنے کا خیال نہ ہوا۔

(۷) اُس سے میں نے کہا کہ تو نقطے کی طرح اس دائرے میں آ جا! اُس نے ہنس کر کہا کہ اے حافظؔ! تو پرکار کی طرح باہر چلا آ۔ یعنی جب خواجہ حافظؔ نے اپنے محبوب کو اپنے احباب کے حلقہ میں آنے کی دعوت دی تو اس کے خلوت پسند محبوب نے کہا کہ آپ خود ہی اس حلقہ سے باہر چلے آیئے۔

----***----

غزل نمبر (۳۶)

(۱) چوں درجہان خوبی امروز کامگاری — شاید کہ عاشقاں را کامے زلب برآری

(۲) باعاشقانِ بیدل تا چند ناز و عشوہ — بر بیدلانِ مسکین تا کے جفا و خواری

(۳) تا چند ہمچو چشمت در عینِ ناتوانی — تاچند ہمچو زلفت در تاب و بیقراری

(۴) جورے کہ از تو دیدم دروے کہ از تو بُردم — گر شمہء بدانی شاید کہ رحمت آری

(۵) ازبادۂ وصالت گر جُرعہء بنوشم — تا زندہ ام نورزم آئینِ ہوشیاری

حل لغات:

* کامگاری۔ کامیابی و کامرانی * کامے زلب برآوردن۔ مراد برآنا (برلانا) * ناز وعشوہ۔ ناز وغمزہ * تاچند۔ کب تک * تاب۔ پیچ وتاب * جورے۔ ظلم وستم * شمہ۔ ذرا *

ترجمہ:

(۱) چونکہ آج تو حسن خوبی کے جہان میں کامیاب وکامران ہے۔ ہوسکتا ہے بلکہ لازم ہے کہ اے محبوب! تو اپنے لب لعلیں سے ان عاشقوں کی مراد برلائے۔ پوری کردے۔

(۲) ان بیدل عاشقوں کے ساتھ تیرے یہ ناز وادا کا عمل کب تک جاری وساری رہے گا؟ اور ان بیچارے مسکین عاشقوں پر کب

تک ظلم و ذلت رکھے گا؟

(۳) میں تیری آنکھ کی طرح کب تک ناتواں و کمزور رہوں گا؟ اور کب تک تیری زلف کی طرح اضطراب و بیقراری میں پڑا رہوں گا اور تڑپتا رہوں گا۔

(۴) جو ظلم و ستم کہ میں نے تجھ سے دیکھا اور جو درد و غم تجھ سے اٹھایا ہے۔ اگر اُس کے بارے میں تجھے ذرا بھی معلوم ہو جائے تو پھر شاید تجھے مجھ مسکین پر ترس آ جائے۔ تو مجھ پر رحم کمائے؟

(۵) اگر میں تیرے وصل کی شراب کا ایک گھونٹ پی لوں تو میں جب تک پھر زندہ رہوں گا عقل و ہوش کے دستور کو ترک کیئے رکھوں گا۔ عقل و خرد کو کبھی اختیار نہ کروں گا۔

(۶) در ہجر ماندہ بودم بادِ صبا رسانید — از بوستانِ وصلت بوئے امید واری

(۷) مابندۂ ایم و عاجز تو خواجہء و قادر — گرمی کشی بزورم ور می کشی بزاری

(۸) دُکانِ عاشقی را بسیار مایہ باید — دلہائے ہمچو آتش چشمانِ رودباری

(۹) گرچہ ببوئے وصلت در حشر زندہ مانم — سر بر نیارم از خاک ازروئے شرمساری

(۱۰) آخر ترحمے کن بر حالِ زارِ حافظ — تا چند نامیدی تا چند خاکساری

حل لغات:

* ماندہ بودم۔ مبتلا تھا * خواجہ۔ مالک' آقا * قادر۔ طاقت والا * بزاری۔ خواری کے ساتھ * بسیار مایہ۔ بہت سا سرمایہ * رود باری۔ دریا * بوئے وصلت۔ تیرے وصل کی بُو * ترحّمے۔ رحم * حالِ زار۔ خراب و خستہ حال۔

ترجمہ:

(۶) میں ہجر میں مبتلا تھا کہ بادِ صبا نے تیرے وصل کے باغ سے اُمید کی خوشبو مجھ تک پہنچا دی۔

(۷) ہم تو ایک عاجز غلام ہیں اور تو آقا و طاقت والا ہے۔ تو خواہ اپنے زور سے ہمیں قتل کر دے خواہ خواری سے۔ تجھے مکمل اختیار ہے۔

(۸) عاشقی کی دکان کے لیے بہت سے سرمائے کی ضرورت ہے۔ اس کے لیے آگ جیسے دل اور دریا جیسی آنکھوں کا ہونا ضروری ہے۔

(۹) حشر کے روز میں تیرے وصل کی اُمید پر زندہ ہو جاؤں گا لیکن شرم کی وجہ سے میں اس زمین پر سے اپنے سر کو نہیں اُٹھا سکوں گا۔

(۱۰) اے محبوب! آخر تو اس حافظ کے حالِ زار پر رحم کر۔ اس نا امیدی سے کب تک اور اس خاکساری سے کہاں تک اس کا واسطہ پڑا رہے گا؟

(نوٹ) بعض نسخوں میں یہ غزل شامل نہیں ہے۔

----***----

غزل نمبر (۳۷)

(۱) چہ بودے ار دلِ آں مہرباں بودے	کہ کارِ[1] مانہ چنیں بودے ارچناں بودے
(۲) بگفتمے کہ چہ ارزد نسیمِ طرّۂ دوست	گرم بہر سرِ موئے ہزار جاں بودے
(۳) براتِ خوشدلی ماچہ کم شدُے یارب	گرش نشانِ امان از بد زماں بودے
(۴) گرم زمانہ سر افراز داشتے و عزیز	سریرِ عزّتم آں خاکِ آستاں بودے
(۵) خیال اگر نشدے سدِ آب دیدۂ من	ہزار چشمہ بہر گوشۂ رواں بودے

حل لغات:

* چہ بودے۔کیا ہوتا * چنیں۔ایسا * چناں۔جیسا،ویسا * چہ ارزد۔کیا قدر و قیمت رکھتی ہے * برات۔حصّہ'بخرہ * نشانِ اماں۔امان کا پروانہ * سرافراز۔سربلند * سریرِ عزتم۔میری عزت کا تخت * سدِّ۔رکاوٹ'روکنا * آب دیدہ۔آنسو * رواں۔جاری۔

ترجمہ:

(۱) کیا ہوتا اگر اُس چاند جیسے محبوب کا دل مہربان ہو جاتا کیونکہ اگر ایسا ہو جاتا تو پھر ہمارا حال ویسا خراب نہ ہوتا جیسا کہ اب ہے۔

(۲) پھر میں بتاتا کہ محبوب کی زلف کی خوشبو کس قدر و قیمت کی حامل ہے۔اگر میرے اک اک بال کے ساتھ ہزار ہزار جانیں ہوتیں۔

(۳) اے میرے خدا!! اگر ہمیں خوشدلی کا کوئی حصہ بخرہ مل جاتا اور اس زمانے کی گردش سے امان کا پروانہ ہاتھ لگ جاتا تو پھر تیرے خزانے میں بھلا کیا کمی ہو جاتی؟

(۴) اگر مجھ کو یہ زمانہ سربلند وعزیز گرداننا تو پھر اس آستانے کی خاک میری عزت کا تخت ہوتی۔

(۵) اگر محبوب کا خیال میری آنکھوں کے آنسو روک نہ لیتا تو پھر کونے کونے سے ہزاروں چشمے جاری ہو جاتے۔

(۶) کسے بکوئے وِیم کاشکے نشاں دادے	کہ تا فراغتے از باغ و بوستاں بودے
(۷) برخ چو مہرِ فلک بے نظیرِ آفاق است	بدل دریغ کہ یک ذرّہ مہرباں بودے

---

[1] بعض نسخوں میں کار کی جگہ حال ہے۔

(۸) زپردہ کاش بروں آمدے چو قطرۂ اشک — کہ بر دو دیدۂ ما حکمِ او رواں بودے
(۹) اگر نہ دائرۂ عشق راہ بر بستے — چو نقطہ حافظِ بیدل[1] دراں میاں بودے

حل لغات:

* کاشکے۔اے کاش * نشاں۔پتا * فراغتے۔فرصت * مہرفلک۔آسمان کا سورج * بےنظیرِ آفاق ست۔زمانے میں بےنظیر ہے * دریغ۔افسوس * قطرۂ اشک۔آنسوؤں کے قطرے * رواں۔جاری * بر بستے۔روک لیتا * بیدل۔عاشق * میاں۔درمیاں۔

ترجمہ:

(۶) اے کاش کوئی شخص مجھے اُس (محبوب) کے کوچے کا پتا بتا دیتا تا کہ باغ وگلزار سے فرصت اور فراغت حاصل ہو جاتی۔
(۷) وہ (محبوب) چہرے کے لحاظ سے آسمان کے سورج کی طرح زمانے میں بےنظیر ہے لیکن افسوس ہے کہ اس کا دِل ذرہ بھر تو مہربان ہوتا۔
(۸) کاش وہ آنسوؤں کے قطروں کی طرح پردہ سے باہر آ جاتا تا کہ ہماری دونوں آنکھوں پر اس کا حکم جاری ہو جاتا۔
(۹) اگر عشق کا دائرہ راستہ بند نہ کرتا تو پھر بیدل حافظ اس کے درمیان مرکزی نقطہ کی طرح ہوتا۔
(نوٹ) بعض نسخوں میں شعر نمبر 5, 6, 7 شاملِ غزل نہیں ہیں مگر یہ شعر اضافی ہے:
عیاں شدی کہ بہا چیست خاکِ پائش را — اگر حیاتِ گرانمایہ جاوداں بودے

----***----

غزل نمبر (۳۸)

(۱) چہ قامتی کہ زسر تاقدم ہمہ جانی — چہ صورتی کہ بہیچ آدمی نمی مانی
(۲) نہ صورتی کہ گُل گلستانِ فردوسی — نہ قامتی کہ سہی سروِ باغ و بستانی
(۳) بسے حکایتِ حُسنت شنیدہ ام جاناں — کنوں کہ دیدمت الحق ہزار چندانی
(۴) تنم چو چشمِ تو دارد نشانِ بیماراں — دِلم چو زلفِ تو دارد سرِ پریشانی

حل لغات:

* چہ قامتی۔تو کتنے اچھے قد وقامت والا ہے * گلستانِ فردوسی۔بہشت کا باغ * نہ قامتی۔نہ کہ تیرا قد وقامت * سروِ سہی۔

[1] بعض نسخوں میں بیدل کی جگہ سرگشتہ ہے۔

سیدھا سرو(محبوب) * بسے۔بہت سی * کنوں۔اب * ہزار چندانی۔ہزار گنا بڑھ کر ہے * نشانِ بیماراں۔بیماری کی علامت۔

ترجمہ:

(۱) تو کتنے اچھے قد و قامت والا ہے۔کہ سر سے پاؤں تک سب جان ہی جان ہے۔تیری کیا ہی اچھی صورت ہے کہ جو کسی آدمی سے بھی مشابہت نہیں رکھتی۔

(۲) تیری صورت نہیں ہے بلکہ یہ بہشت کے باغ کا پھول ہے۔تیرا یہ قد و قامت نہیں بلکہ باغ وگلزار کا سرو سہی ہے۔

(۳) اے میرے محبوب! میں نے تیرے حسن و جمال کی بہت سی حکایات سنی ہیں اور اب جو میں نے تجھے دیکھ لیا ہے تو خدا کی قسم تو ان سے ہزار گنا بڑھ کر ہے۔

(۴) میرا یہ جسم تیری آنکھ کی طرح بیماروں جیسا ہے اور میرا یہ دِل تیری زلف کی طرح پریشان ہے۔

(۵) زجستجوئے تو نشینم ارچہ ہر نفسم — میانِ خونِ دل و آبِ دیدہ بنشانی

(۶) زخاکِ پائے عزیزِ تو سر نگردانم — گرم زدستِ فراقت بسر بگردانی

(۷) تو چوں سپہرِ جفا پیشہء و احوالم — چو روزگار نہادہ است رو بویرانی

(۸) زروئے لُطف و ترحم چرا نہ بخشائی — چودرد و محنتِ حافظؔ یقیں ہمی دانی

حل لغات:

* ارچہ۔اگرچہ * ہرنفسم۔میں ہر دم * سرنگردانم۔میں سر نہ اٹھاؤں گا * بسر بگردانی۔سرگرداں ہی کیوں نہ کرے * سپہر جفا پیشہ۔ظالم آسمان * روزگار۔زمانہ * ترحم۔رحم * درد و محنت۔درد و رنج۔

ترجمہ:

(۵) میں تیری جستجو و تلاش سے تھک کر بیٹھ نہیں جاؤں گا۔اگرچہ تو ہر دم مجھے دل کے خون اور آنکھوں کے آنسوؤں میں بٹھاتا ہے۔

(۶) میں تیرے عزیز پاؤں کی خاک سے اپنا سر نہ پھیروں گا (نہ اٹھاؤں گا) خواہ تو جدائی کے ہاتھ سے مجھے سرگرداں ہی کیوں نہ کرے۔

(۷) تو اس ظالم آسمان کی طرح ہے جس کا پیشہ جفا کرنا ہے۔اور میرے حالات نے مجھے زمانے کی طرح تباہ و برباد کر کے رکھ چھوڑا ہے۔

(۸) تو رحم و مہربانی سے حافظؔ پر کیوں بخشش نہیں کرتا؟ جب کہ تجھے حافظ کے رنج و غم پر پورا پورا یقین ہے کہ وہ واقعی سخت رنجیدہ ہے۔

(نوٹ) بعض نسخوں میں یہ غزل شامل نہیں ہے۔

----***----

غزل نمبر(۳۹)

(۱) خوشتر از کوئے خرابات نباشد جائے — گر بہ پیرانہ سرم دست دہد ماوائے
(۲) آرزو می کنم و از تو چہ پنہاں دارم ! — شیشہء بادہ و کنجے و رُخِ زیبائے
(۳) جائے من دیرِ مغانست و مروّج وطنے — رائے من روئے بتانست و مبارک رائے
(۴) چہ کنی گوش کہ در دہر چومن شیدانیست — نیست ایں جُز سخنِ بُو الہوسے عنائے

حل لغات:

* خوشتر۔ بڑھ کر اچھا * پیرانہ سرم۔ بڑھاپے میں * شیشہءبادہ۔شراب کی صراحی * کُنجے۔گوشہ * رخے زیبائے۔خوبصورت چہرہ * دیرِ مغانست ۔ مغان کا بت خانہ (شراب خانہ) * مروّج۔ رواج دینے والا، رائج کرنے والا * دردہر۔ زمانے میں * بوالہوس۔ ہوس پرست۔

ترجمہ:

(۱) شراب خانے کے کوچے سے بڑھ کر (بہتر) اورکوئی جگہ نہیں ہے۔اگر مجھے اس بڑھاپے میں کوئی ایسا ٹھکانہ مل جائے تو۔
(۲) میں ایک آرزو کررہا ہوں اور تجھ سے کیا چھپا رکھوں کہ شراب کی صراحی ہو، گوشہءتنہائی ہواور ساتھ محبوب کا چہرہ ہو(یعنی محبوب ہو)
(۳) میری اصل جگہ مغاں کا بُت خانہ ہے۔(پیر مغاں کا شراب خانہ) مرشد کامل کی درگاہ اور یہی میرا مروج وطن ہے۔میری رائے حسینوں کا چہرہ ہےاور یہ کیسی مبارک رائے ہے۔
(۴) تو ایسی بات کیوں سنتا ہے کہ زمانے میں مجھ ایسا عاشق کوئی نہیں؟ یہ بات سوائے ہوس پرست کے کسی اور کی ہرگز نہیں ہوسکتی۔

(۵) صنما غیرِ تو در خاطرِ ما کے گنجد — کہ مرا نیست بغیر از تو زکس پروائے
(۶) بادب باش کہ ہر گز نتواند گفتن — سخنِ دَیر مگر برہنے دانائے
(۷) رحم کن بر دلِ مجروحِ خرابِ حافظ — زانکہ ہست از پئے امروز یقینِ فردائے

حل لغات:

* صنما۔اے محبوب * خاطر۔دِل * کے گنجد۔کب کوئی سماتا ہے * سخن دیر۔پیر مغاں کی باتیں * مجروح۔زخمی * امروز۔آج * فردا۔کل (قیامت کا روز)

ترجمہ:

(۵) اے محبوب! تیرے بغیر دل میں کب کوئی سما سکتا ہے؟ کیونکہ مجھے تیرے سوا کسی اور کی ہرگز پروانہیں ہے۔

(٦) تو ادب کو ملحوظِ خاطر رکھ کیونکہ بت خانے کی باتیں عقلمند برہمن (پیرِ مغاں) کے سوا اور کوئی نہیں بتا سکتا۔

(۷) اے محبوب! تو حافظ کے خراب وخستہ دل پر رحم کر کیونکہ آج کے بعد یقینی طور پر کل بھی ضرور آئے گا جب روزِ حشر کو اعمال کی بازپرس ہوگی تو پھر کیا جواب دے گا؟

(نوٹ) بعض نسخوں میں یہ غزل شامل نہیں ہے۔

----***----

غزل نمبر (۴۰)

(۱) خوش کرد یاوری فلک روزِ داوری — تا شکر چوں کُنی وچہ شکرانہ آوری

(۲) در کوئے عشق شوکتِ شاہی نمی خرند — اقرارِ بندگی کن و دعوئے چاکری

(۳) آں کس کہ او فتاد خدایش گرفت دست — پس[1] برتو باد تا غمِ افتادگاں خوری!

(۴) ساقی بمودگانیِ عیش از درم در آئ — تا یک دم از دلم غمِ دنیا بدر بری

(۵) درشاہراہِ جاہ و بزرگی خطر بسے ست — آں بہ کزیں کریوہِ سبکسار بگزری

حل لغات:

* روزِ داوری۔قیامت کے دن (انصاف کے دن) * شوکتِ شاہی۔شاہی شان وشوکت * غمِ افتادگاں۔گرے ہوؤں کا غم * بمودگانی عیش۔عیش کے شکریے کے عوض۔ * از درم در آئے۔میرے دروازے سے اندر آجا * کریوہ۔ٹیلہ * سبکسار۔ہلکا پھلکا

ترجمہ:

(۱) اس آسمان نے قیامت کے روز تیری خوب مدد کی اب دیکھیں تو کیسے شکریہ ادا کرتا ہے اور کیونکر شکرانہ بجالاتا ہے؟

(۲) عشق کے کوچے میں شاہی شان وشوکت نہیں خریدتے۔تو غلامی کا اقرار اور چاکری کا دعویٰ کر۔

(۳) جو شخص گر پڑا اللہ تعالیٰ نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا۔پس تجھ پر واجب ہوا کہ تو گرے ہوئے لوگوں کا غم کھائے۔ان کی دست گیری کرے۔

(۴) اے ساقی! تو عیش کے شکریے کے عوض (نذرانے میں) میرے دروازے سے اندر آجا۔اور میرے دل سے ایک دم دنیا کے غم دور کردے۔

---

[1] بعض نسخوں میں پس کی جگہ گو ہے۔

(۵) بزرگی وعزت کی شاہراہ میں بہت سے خطرات ہیں۔ بہتر یہی ہے کہ تو اس ٹیلے سے آزاد اور بے تعلقی سے ہی گزر جائے۔

(۶) سُلطان و فکرِ لشکر و سودائے تاج و گنج | درویش و امنِ خاطر و گنجِ قلندری
(۷) نیلِ مراد برحسب فکر و ہمت ست | ازشاہ نذرِ خیر وز توفیق یاوری
(۸) یک حرف صوفیانہ بگویم اجازت ست | اے نورِ دیدہ صُلح بہ از جنگِ داوری [1]
(۹) حافظ غبارِ فقر و قناعت ز رُخ مشوی | کایں خاک بہتر از عمل کیمیا گری

حل لغات:

* سودائے تاج وگنج۔تاج وخزانے کا سَودا * گنج قلندری۔قلندری کا خزانہ * نیل مراد۔مقصد کا حصول * توفیق یاوری۔حق تعالیٰ سے مدد * جنگِ داوری۔خدا کے ساتھ جنگ،حکومت کے حصول کی لڑائی * عمل کیمیا گری۔سونا بنانے کا عمل۔

ترجمہ:

(۶) بادشاہ کو لشکر کی فکر ہے اور دولت وحکومت کا سودا ہے۔فقیر کو اطمینانِ قلب حاصل ہے اور گوشۂ تنہائی وقلندری بھی نصیب ہے۔

(۷) مقصد کا حصول فکر اور ہمت کے مطابق ہوا کرتا ہے۔بادشاہ سے نیکی کی نیت (نذرِ خیر) اور حق تعالیٰ سے مدد کی توفیق ہے۔

(۸) میں ایک صوفیانہ بات کہنے کی اجازت چاہتا ہوں۔اے نورِ نظر! خدا (بادشاہ) سے (یا حصولِ بادشاہت کے لیے) جنگ کرنے سے صلح بہتر ہے۔

(۹) اے حافظ! فقیری اور قناعت کا غبار چہرے سے نہ دھو! کیونکہ یہ خاک کیمیا گری کے عمل سے کہیں بہتر ہے۔

----***----

غزل نمبر (۴۱)

(۱) درہمہ دَیرِ مغاں نیست چومن شیدائے | خرقہ جائے گروِ بادہ و دفتر جائے
(۲) دلِ کہ آئینۂ شاہی ست غبارے دارد ! | از خدا می طلبم صحبتِ روشن رائے
(۳) کردہ اَم توبہ بدستِ صنمے بادہ فروش | کہ دِگر مَے نخورم بے رُخِ بزم آرائے
(۴) جویہا بستہ اَم از دیدۂ بداماں کہ مگر | در کنارم بنشاند سہی بالائے

---

[1] بعض نسخوں میں "جنگِ داوری" کے بجائے جنگ وداوری ہے۔

(۵) سرّ[1] ایں نکتہ مگر شمع بر آرد بزبان ورنہ پروانہ ندارد ز سخن پروائے

حل لغات:

* دیرِ مغاں۔ مغاں کا بت خانہ' شراب خانہ (مرشد کامل کی درگاہ) * خرقہ ۔ گدڑی * گرو بادہ۔ شراب کے عوض گروی * غبارے دارد۔ غبار آلود ہے' مکدر ہو چکا ہے * صنمے ۔صنم' بت' محبوب * جویہا۔ جُو کی جمع نہریں * سہی بالائے۔ سروسہی * سروقد (محبوب) * سرّ۔ بھید * سخن۔ بات۔

ترجمہ:

(۱) پیر مغاں کے سارے میخانے میں میرے جیسا کوئی عاشق وشیدا نہیں ہے۔ گدڑی ایک جگہ پر شراب کے عوض گروی ہے۔ اور کتاب (دفتر) دوسری جگہ پر۔

(۲) دل جوکہ بادشاہی کا آئینہ ہے غبار آلود ہو چکا ہے۔ اب تو میری یہی دُعا ہے کہ اللہ کرے کہ مجھے کسی روشن دل، روشن رائے کی صحبت نصیب ہو جائے۔

(۳) میں نے ایک شراب بیچنے والے معشوق کے ہاتھ پر توبہ کی ہے کہ میں اب پھر بزم کو رونق دینے والے کی موجودگی کے بغیر کبھی شراب نہ پیوں گا۔

(۴) میں نے اپنی آنکھوں سے دامن تک ندیاں بہادی ہیں اس لئے۔ کہ شاید میری گود میں کسی سروقد کو لا کر بٹھا دیں۔

(۵) اس نکتے کا راز شاید شمع ہی اپنی زبان پر لائے ورنہ پروانے کو بات کرنے کی کچھ پروا نہیں ہے۔

(۶) کشتیٔ بادہ بیاور کہ مرابے رُخِ دوست گشت ہر گوشہء چشم از غمِ دِل دریائے

(۷) سخنِ غیر مگو بامن معشوقہ پرست کزوے و جام میم نیست بکس پروائے

(۸) نرگس ار لاف زد از شیوهٔ چشمِ تو مرنج نروند اہلِ نظر ازپئے نابینائے

(۹) ایں حدیثم چہ خوش آمد کہ سحر گہ می گفت بردرِ میکدهٔ بادف و نے ترسائے

(۱۰) گر مُسلمانی ازینست کہ حافظ دارد آہ اگر از پئے امروز بود فردائے

حل لغات:

* کشتیٔ بادہ۔ شراب کی کشتی * سخن غیر مگو۔ غیر کی بات نہ کر * ار۔ اگر * لاف۔ لاف زنی' ڈینگیں * ایں حدیث۔ یہ بات * دف ۔ ڈفلی * نے ۔ بانسری * ترسائے۔ آتش پرست * گر مسلمانی ازنیست۔ اگر مسلمانی یہی ہے * فردائے۔ قیامت کے روز۔

---

[1] بعض نسخوں میں سر کے بجائے شرح ہے اور نکتہ کے بجائے قصہ ہے۔

ترجمہ:

(۶) تو شراب کی کشتی لا کہ دوست کے رُخ کے بغیر میری آنکھوں کا ہر گوشہ دل کے غم سے دریا کی صورت اختیار کر گیا ہے۔

(۷) تو مجھ محبوب پرست سے غیر کی بات نہ کر۔ کہ مجھ کو اُس (محبوب) کے ہونے اور شراب کے پیالہ کے ہوتے ہوئے کسی کی بھی کچھ پروا نہیں ہے۔

(۸) اگر نرگس کے پھول نے تیری آنکھ کے حسن کی ہمسری کا دعویٰ کیا ہے تو تو رنجیدۂ خاطر نہ ہو کیونکہ نظر والے اندھے کی بات کی کچھ پروا نہیں کرتے۔

(۹) مجھے یہ بات بڑی پسند آئی ہے کہ جو ایک آتش پرست نے صبح کے وقت میخانے کے دروازے پر ڈفلی اور بانسری بجا کر کہی تھی کہ:

(۱۰) اگر یہی اسلام ہے جو کہ حافظ رکھتا ہے تو بڑا افسوس ہے کہ اگر آج کے بعد کل (قیامت بھی) آجائے۔ (یہ دونوں شعر قطعہ بند ہیں اور دوسرا شعر آتش پرست کا قول ہے)

----***----

غزل نمبر (۴۲)

(۱) دو یارِ زیرک[1] و از بادۂ کہن دو منے ۔۔۔ فراغتے و کتابے و گوشۂ چمنے

(۲) مُند بادِ حوادث نمی تواں دیدن ۔۔۔ دریں چمن کہ گلے بودہ است یا سمنے

(۳) من ایں مقام بدنیا و آخرت ندہم ۔۔۔ اگرچہ در پیم افتند خلق انجمنے[2]

(۴) ہر آنکہ کُنجِ قناعت بگنجِ دنیا داد ۔۔۔ فروخت یوسفِ مصری بکمتریں ثمنے

(۵) بیا کہ رونقِ ایں کارخانہ کم نشود ۔۔۔ ز زہدِ ہمچو توئے یا ز فسقِ ہمچو منے

حل لغات:

* دو یارِ زیرک۔ دو دانا دوست * بادۂ کہن۔ پرانی شراب * دو منے۔ دو بڑے ساغر، بہت سی شراب * مُندِ بادِ حوادث۔ حادثوں کی تیز و تند آندھی * یا سمنے۔ یاسمن، چنبیلی کا پھول * در پیم۔ میرے پیچھے * افتند۔ پڑ جائیں * خلق۔ مخلوق، ساری دنیا * کنجِ قناعت۔ قناعت کا گوشہ * بگنجِ دنیا۔ دنیا کا خزانہ * بکمترین ثمنے۔ کھوٹے سکے، معمولی رقم کے عوض * کارخانہ۔ مراد دنیا * فسق

[1] بعض نسخوں میں زیرک کی جگہ نازک ہے مگر زیرک زیادہ مشہور ہے۔

[2] بعض نسخوں میں "لا خلق انجمنے" کی جگہ "ہر دم انجمنے" ہے۔

۔بداعمالی * ہچو منے۔مجھ ایسے۔

ترجمہ:

(۱) دو دانا دوست ہوں اور بہت سی پرانی شراب ہو۔فرصت میسر ہو کتاب ہو اور چمن کا گوشہ ہو۔

(۲) حادثوں کی تند و تیز ہوا کی وجہ سے اس باغ میں نہیں دیکھا جا سکتا کہ یہ گلاب کا پھول ہے یا کہ چنبیلی کا ہے۔

(۳) میں یہ مقام (کہ جو عشق میں مجھے حاصل ہو چکا ہے) دنیا و آخرت کے بدلے میں بھی نہیں دوں گا۔اگر چہ یہ ساری دنیا بھی میرے پیچھے کیوں نہ پڑ جائے۔

(۴) جس شخص نے بھی قناعت کا گوشہ دنیا کے خزانے کے بدلے میں دے دیا۔گویا اُس نے مصر کے یوسفؑ کو چند کھوٹے سکوں (معمولی رقم) کے عوض بیچ ڈالا۔

(۵) تو آ کہ اس دنیا کے کارخانے کی رونق میں کمی نہ واقع ہوگی۔تجھ جیسے کی پرہیز گاری اور مجھ ایسے کی بداعمالی سے۔

(۶) نگارِ خویش بدستِ خساں ہمی بینم　　چنیں شناخت فلک حقِ خدمتِ چو منے

(۷) ببیں در آئینہ نقشبندِ صورتِ غیب [1]　　گرت زملکِ قناعت ہوس کند و طنے

(۸) ازیں سموم کہ بر طرفِ بوستاں بگذشت　　عجب کہ رنگ گلے ماند و بوئے یاسمنے [2]

(۹) بصبر کوش تو اے دِل کہ حق رہا نکند　　چنیں عزیز نگینے بدستِ اہر منے

حل لغات:

* نگارِ خویش۔اپنا محبوب * بدستِ خساں۔کمینوں کے ہاتھ * چو منے۔مجھ ایسے * نقشبند:مصور۔ * سموم:گرم اور زہریلی ہوا۔ * اہرمنے:اہرمن،شیطان،دیو۔

ترجمہ:

(۶) میں اپنے محبوب کو کمینوں کے ہاتھ میں دیکھ رہا ہوں۔مجھ جیسے شخص کا حقِ خدمت آسمان نے ایسا پہچانا۔

(۷) تو غیب کی صورت مصور کے آئینے میں دیکھ۔اگر ہوس قناعت کے ملک میں تیرے لیئے کوئی وطن بنائے۔یعنی اگر حرص و ہوا تجھے قناعت اختیار کرنے دے تو پھر تیرے لیے دل کا آئینہ ایسا روشن ہو جائے گا کہ غیب کے اسرار نظر آنے لگیں گے۔

(۸) اس گرم اور زہریلی ہوا سے جو کہ چمن کے پاس سے گزری ہے۔تعجب کی بات ہے کہ گلاب کے پھول کا رنگ اور چنبیلی کی بُو باقی رہ گئی ہو۔

(۹) اے دل!تو صبر کے حصول میں کوشش کر۔کیونکہ خدا تعالیٰ ایسا پیارا نگین دیو کے ہاتھ میں نہیں دیتا۔یعنی صبر اختیار کرنے سے

---

[1] بعض نسخوں میں نقشبند کی جگہ جام لکھا ہوا ہے اور بعض نسخوں میں یہ شعر یوں ہے:　ببیں در آئینہ جام نقشبندے غیب　کہ کس بیاد ندارد چنیں عجب زمنے

[2] بعض نسخوں میں مصرع ثانی یوں ہے: عجب کہ بوئے گلے ہست و رنگِ نسترنے۔

تیرا محبوب غیروں کے قبضے سے نکل کر تیرے پاس جلد آئے گا۔

(۱۰) بگوشۂ بنشیں سرخوش و تماشا کن — ز حادثاتِ زمانے رُخِ شکر دہنے
(۱۱) بروز واقعہ غم با شراب باید گفت — کہ اعتماد بکس نیست درچنیں زمنے
(۱۲) مزاجِ دہر بتر شد دریں بلا آرے[1] — کجاست فکرِ حکیمے و رائے برہمنے
(۱۳) شنیدہ ام کہ سگاں را قلادہ می بندی — چرا بگردنِ حافظ نمی نہی[2] رسنے

حل لغات:

٭ بگوشۂ بنشیں۔ایک گوشے میں بیٹھ جا ٭ سرخوش۔مست ٭ رُخ شکر دہنے۔شیریں دہن کا چہرہ ٭ بروزِ واقعہ۔مصیبت کے وقت' پریشانی کے وقت ٭ چنیں زمنے۔ایسے زمانے میں ٭ دہر۔زمانہ ٭ بتر شد۔بدتر ہو گیا ٭ آرے۔ہاں ٭ رائے برہمنے۔برہمن کی رائے ٭ قلادہ۔پٹا ٭ رسنے۔رسن' رسی۔

ترجمہ:

(۱۰) تو ایک گوشے میں مست ہو کر بیٹھ جا اور اس دنیا کے حادثوں سے بے خبر ہو کر کسی شیریں دہن کے چہرے کا نظارہ کر۔
(۱۱) کسی مصیبت اور پریشانی کے وقت غم کی صورت حال شراب کو بتانی چاہیے کیونکہ ایسے زمانے میں کسی پر بھی کچھ اعتبار نہیں رہ گیا۔
(۱۲) اس زمانے کا مزاج بدتر ہو گیا ہے۔ہاں ایسے میں حکیم کی فکر اور برہمن (پنڈت) کی رائے کہاں ہے؟ یعنی دنیا کے حالات ابتر ہو گئے ہیں کوئی مردِ حق ہو تو اس کی اصلاح کرے۔
(۱۳) میں نے سنا ہے کہ تو کتوں کے گلے میں پٹے ڈال رہا ہے۔(باندھتا ہے) تو حافظ کے گلے میں کیوں ایک رسی نہیں باندھ دیتا؟
(نوٹ) بعض نسخوں میں شعر نمبر 10, 11, 13 شامل غزل نہیں ہیں۔

----٭٭٭----

غزل نمبر (۴۳)

(۱) دیدم بخواب دوش کہ ماہے بر آمدے — کز عکسِ روئے او شبِ ہجراں سر آمدے
(۲) تعبیر رفت یارِ سفر کردہ می رسد — اے کاش ہرچہ زود تر از در در آمدے
(۳) ذکرش بخیر ساقیٔ فرخندہ فالِ من — کز در مدام با قدح و ساغر آمدے

[1] بعض نسخوں میں شعر نمبر 12 کا مصرع اول یوں ہے: مزاج دہر تبہ شد دریں حافظ۔اور شعر بطور مقطع درج ہے۔
[2] بعض نسخوں میں نہی کی جگہ کہنی ہے۔مفہوم ایک ہی ہے۔

(۴) فیضِ ازل بزور و زر ار آمدے بدست	آبِ خضر نصیبۂ اسکندر آمدے

حل لغات:

* دوش۔کل رات * ماہے۔چاند * شبِ ہجراں۔جدائی کی رات * سر آمدے۔ختم ہوگئی * زودتر۔جلدی سے * فرخندہ فال۔نیک فال * قدح۔شراب کا بڑا پیالہ * آبِ خضر۔آبِ حیات * نصیبۂ اسکندر۔یونانی سکندرِ اعظم کا نصیب۔

ترجمہ:

(۱) میں نے کل رات خواب میں دیکھا کہ چاند نکل آیا ہے اور اس کے رُخ کے عکس سے جدائی کی رات کا خاتمہ ہوگیا ہے۔

(۲) اس خواب کی تعبیر یہ بتائی گئی کہ محبوب جو کہ سفر پر گیا ہوا ہے واپس آ رہا ہے۔اے کاش وہ جلدی سے میرے دروازے سے اندر آ جائے۔

(۳) اُس کا ذکر بخیر ہو میرا نیک و مبارک فال ساقی جو ہمیشہ جام کے ساتھ دروازے سے داخل ہوتا تھا۔

(۴) فیضِ ازل اگر زر اور زور کے ساتھ ہاتھ آتا تو سکندر کو ضرور آبِ حیات مل جاتا۔یعنی قوت و طاقت اور زر و مال کوئی چیز نہیں۔ سعادت اور اقبال مندی خدا کے فضل سے ہی نصیب ہوتی ہے۔

(۵) آں عہد یاد باد کہ از بام و در مرا	ہر دم پیامِ یار و خطِ دلبر آمدے
(۶) خوش بودے ار بخواب بدیدے دیارِ خویش	تا یادِ صحبتش سوئے ما رہبر آمدے
(۷) آں کو ترا بسنگدلی گشت[1] رہنموں	اے کاشکے کہ پاش بہ سنگے بر آمدے
(۸) کے یافتے رقیبِ تو چنداں مجالِ ظلم	مظلومے ار شبے بدرِ داور آمدے

حل لغات:

* آں عہد۔وہ زمانہ * رہنموں۔رہبر، رہنمائی * بدرِ داور۔اللہ تعالیٰ کے دروازے پر (دادِ محشر)۔

ترجمہ:

(۵) اُس زمانے کی یاد سلامت رہے۔جبکہ مجھے ہر دم بام و در سے محبوب کا پیغام اور محبوب کا خط ہی یاد کرتا تھا۔

(۶) کیا ہی اچھا ہوتا کہ اگر وہ خواب میں اپنا وطن دیکھتا تاکہ ہم نشینی کی یاد رہنمائی کرتی ہوئی اُسے ہماری طرف کھینچ لاتی۔

(۷) وہ شخص کہ جس نے تجھے یہ سنگدلی سکھائی ہے۔اے کاش! اس کا پاؤں پتھر سے ٹھوکر کھا جاتا۔

(۸) تیرے رقیب کو اس قدر ظلم کی مہلت و طاقت کب ملتی اگر کوئی مظلوم کسی رات دادِ محشر کے دروازے پر آ جاتا تو۔

(۹) خامانِ رہ نرفتہ چہ دانند ذوق عشق !	دریا دلے بجوئے و دلیرے سر آمدے

---

[1] بعض نسخوں میں گشت کی جگہ کرد ہے۔

(۱۰) جانہا نثار کردمے آں دلنواز را | گرہمچو رُوح جلوہ کناں در بر آمدے
(۱۱) گر دیگرے بشیوۂ حافظ زدے رقم | مقبولِ طبعِ شاہِ سخن[۱] پرور آمدے

حل لغات:

* خامانِ رہ۔ناتجربہ کار * جانہانثار کردمے۔کئی جانیں قربان کردیتا * بشیوۂ حافظ۔حافظ کی طرح * زدے رقم۔لکھنا۔

ترجمہ:

(۹) راستہ میں نہ چلنے والے خام وناتجربہ کارلوگ عشق کے مزے کو کیا جانیں۔ایک دریادل اور بلند مرتبہ (مردکامل) کوڈھونڈ۔
(۱۰) میں اُس دلنواز محبوب پرکئی جانیں قربان کردیتا اگروہ جلوہ دکھاتا ہوامیرے پہلو میں آجاتا۔
(۱۱) اگرکوئی دوسرا شاعر بھی حافظ کی طرح شعر لکھتا تو سخن نواز بادشاہ کو اس کا کلام پسند آجاتا۔

----***----

غزل نمبر (۴۴)

(۱) رفتم بباغ تا کہ بچینم سحر گلے[۲] | آمد بگوش ناگہم آوازِ بُلبُلے
(۲) مسکیں چومن بعشقِ گلے گشتہ مُبتلا ! | و اندر چمن فگندہ بفریاد غُلغُلے
(۳) می گشتم اندراں چمن و باغ دم بدم | می کردم اندراں گُل و بُلبُل تاملّے
(۴) چوں کرد در دِلم اثر آوازِ عند لیب | گشتم چنانکہ ہیچ نماندم تحملّے

حل لغات:

* بچینم۔میں چنوں * غُلغُلے۔غلغلہ،شور * تاملّے۔غوروفکر * آوازِعندلیب۔بلبل کی آواز * تحملّے۔صبروتحمل،برداشت۔

ترجمہ:

(۱) صبح کے وقت میں باغ میں گیا تاکہ میں پھول چنوں کہ اچانک میرے کان میں ایک بلبل کی آواز آئی۔
(۲) مسکین بُلبُل میری طرح ایک پھول کے عشق میں مبتلا تھا اور اُس نے سارے چمن میں فریاد سے شور مچا رکھا تھا۔
(۳) میں اُس چمن وباغ میں دم بدم مارے مارے پھرتا تھا اور اُس بُلبُل کے بارے میں غوروفکر کرتا تھا۔
(۴) بُلبُل کی آواز نے میرے دِل پر جب اثر کیا تو میری حالت ایسی ہوگئی کہ مجھ میں صبروتحمل کی ذرا بھی طاقت نہ رہ گئی۔برداشت

---

[۱] بعض نسخوں میں سخن کی جگہ ہنر ہے۔
[۲] بعض نسخوں میں مصرعِ اول یوں ہے: رفتم بباغ صبحدمے تاچنم گلے۔

کا حوصلہ جاتا رہا۔

(۵) بس گُل شگفتہ می شود ایں باغ را وَلے | کس بے جفائے[1] خار نچیدست ازو گُلے
(٦) گُل یارِ خار[2] گشتہ و بُلبُل قرینِ عشق | آں را تغیّرے[3] نہ وایں را تبدلے
(۷) حافظ مدار اُمید فرح[4] از مدارِ چرخ | دارد ہزار عیب و ندارد تفضلے !

حل لغات:

* بس۔بہت سے * گُل شگفتہ می شود۔پھول کھلتے ہیں * قرین عشق۔عشق کا ہمنشیں،ساتھی * تغیرے۔تبدیلی * تبدلے۔ تبدیل ہونا * اُمیدِ فرح۔خوشی کی اُمید * تفضلے۔اچھائی'فضیلت۔

ترجمہ:

(۵) اس چمن میں بہت سے پھول کھلتے ہیں لیکن کانٹے کی تکلیف کے بغیر کسی نے بھی اس سے پھول نہیں چنے۔

(٦) پھول کانٹے کا دوست بن گیا اور بلبل عشق کی ساتھی ہوگئی۔نہ اس میں کچھ تبدیلی واقع ہوئی اور نہ وہ ہی بدلا۔نہ اس میں ہی کچھ تغیر واقع ہوا۔

(۷) اے حافظ! تو اس آسمان کی گردش سے خوشی کی کوئی اُمید مت رکھ کیونکہ اس میں ہزاروں برائیاں ہیں اور اچھائی کی کوئی ایک بات بھی نہیں ہے۔

-----***-----

غزل نمبر (۴۵)

(۱) روز گاریست کہ مارا نگراں می داری | مخلصاں را نہ بوضعِ دِگراں می داری
(۲) گوشۂ چشم رضائے بمنت باز نشد | اینچنیں عزّتِ صاحب نظراں می داری
(۳) نہ گُل از داغِ[5] غمت رست نہ بُلبُل درباغ | ہمہ را نعرہ زناں جامہ دراں می داری
(۴) پدرِ تجربہ آخر توئی اے دل زچہ روئے | طمعِ مہر و وفا زیں پسراں می داری

---

[1] بعض نسخوں میں جفائے کی جگہ بلائے ہے۔
[2] بعض نسخوں میں خار کی جگہ حسن ہے۔
[3] بعض نسخوں میں تغیرے کی جگہ تفضلے ہے۔
[4] بعض نسخوں میں فرح کی جگہ فَرج بمعنی آسائش ہے۔
[5] بعض نسخوں میں داغ کے بجائے دست ہے۔

(۵) گرچہ رندی و خرابی گنہ ماست ولے — عاشقے گفت کہ مارا توؔ[1] برآں می داری

حل لغات:

* روزگاریست۔ایک زمانہ گزر گیا ہے * گوشۂ چشم رضائی۔تیری رضا کی آنکھ کا گوشہ * پدرِ تجربہ۔تجربے کا باپ * پسراں۔پسر کی جمع 'لڑکے * رندی۔شراب نوشی * خرابی۔خراب حالی۔

ترجمہ:

(۱) ایک زمانہ گزر گیا ہے۔تو نے ہمیں انتظار میں مبتلا کر رکھا ہے۔کیا تو اپنے مخلص دوستوں کو کسی اور وضع پر نہیں رکھتا؟

(۲) تیری رضا کی آنکھ کا گوشہ میرے لیے نہ کھل سکا۔کیا تو صاحب نظروں کی یہی عزت کرتا ہے؟

(۳) نہ تو پھول نے تیرے غم سے رہائی پائی اور نہ باغ میں بلبل نے تیرے ہاتھوں سے۔سارے ہی نالہ وفریاد کرنے اور کپڑے پھاڑنے میں مشغول ہیں۔

(۴) اے دل!تو آخر بڑا تجربہ کار ہے پھر تو کس وجہ سے ان لڑکوں سے مہر و وفا کی اُمید رکھتا ہے۔

(۵) اگرچہ رندی وخرابی ہمارا گناہ ہے لیکن ایک عاشق نے کہا ہے کہ تو نے ہی ہمارا یہ حال کر رکھا ہے۔

(۶) جوہرِ جامِ جم از کانِ جہانِ دِگرست — تو تمنا زِ گلِ کوزہ گراں می داری

(۷) کیسۂ سیمِ وزرت نیکؔ[2] بباید پرداخت — زیں تمنا کہ تو از سیمبراں می داری

(۸) اے کہ در دلقِ ملمع طلبی ذوقِؔ[3] حضور — چشمِ سری عجب از بے بصراں می داری

(۹) چوں توئی نرگسِ باغِ نظر اے چشم و چراغ — سر چرا برمنِ دل خستہ گراں می داری

حل لغات:

* جوہر جام جم۔جمشید کے پیالے کا جوہر * گل کوزہ گراں۔کمہاروں کی مٹی * کیسۂ سم وزر۔سونے اور چاندی کی تھیلی * سیمبراں۔محبوبوں * دلق ملمع۔ریا کاری کی گدڑی * بے بصراں۔اندھے * برمنِ دل خستہ۔تو مجھ خستہ دِل پر۔

ترجمہ:

(۶) جمشید کے پیالے کا جوہر دوسرے جہان کی کان سے ہے۔تو کمہاروں کی مٹی سے یہ خواہش رکھتا ہے۔یعنی مردان حق اور ہی لوگ ہوتے ہیں۔تو خشک زاہدوں سے بہتری کی توقع رکھتا ہے۔

(۷) سونے اور چاندی کی تھیلی تجھے اچھی طرح خالی کر دینی چاہیے۔اس تمنا کے سبب سے جو تو ان معشوقوں سے رکھتا ہے۔

(۸) اے وہ کہ تو جو ریاکاری کی گدڑی میں ذوق حضوری کا طالب ہے۔تجھ پر تعجب ہے کہ تو ان اندھوں سے سیر چشمی کی اُمید

---

[1] بعض نسخوں میں "ماراتو" کے بجائے "توبندہ" ہے۔

[2] بعض نسخوں میں نیک کی جگہ پاک ہے اور تمنا کی جگہ طمعا ہے۔

[3] بعض نسخوں میں ذوق کی جگہ نقد ہے اور سری کی جگہ سیرے ہے۔

رکھے ہوئے ہے۔

(۹) اے چشم و چراغ! جبکہ باغ نظر کا نرگس تو ہی ہے۔تو تو مجھ خستہ دل پر کیوں خفا رہتا ہے؟

(۱۰) دین و دِل رفت وَلے راست نمی آرم گفت — کہ منِ سوختہ دِل را تو براں می داری

(۱۱) تاصبا بر گُل و بُلبُل ورقِ حُسنِ تو خواند — ہمہ را شیفتہ و دِل نگراں می داری

(۱۲) ساعد آں بہ کہ نپوشی[1] چو تو از بہرِ نگار — دست درخونِ دل پُر ہنراں می داری

(۱۳) مگذراں آں روزِ سلامت بملامت حافظ — چہ توقع زجہانِ گزراں می داری

حل لغات:

* راست۔حق، سچی بات * براں۔ایسا * شیفتہ۔عاشق * ساعد۔کلائی * بہرنگار۔آرائش وزیبائش کے لیے * بملامت۔برا بھلا کہنا * جہان گزراں۔فانی جہان۔

ترجمہ:

(۱۰) دین اور دِل دونوں ہی جاتے رہے۔لیکن سچ تو یہ ہے کہ میں نہیں کہہ سکتا کہ تو نے ہی مجھ دل جلے کو ایسا بنا رکھا ہے۔

(۱۱) جب سے صبا نے پھول اور بُلبُل کے سامنے تیرے حُسن کا ورق پڑھا ہے۔(پڑھ کر سنایا ہے) سب کو عاشق اور منتظر بنا رکھا ہے۔

(۱۲) بہتر یہی ہے کہ تو اپنی کلائی کو نہ چھپائے کیونکہ تو زیبائش و آرائش کے لیے ہنرمندوں کے دِل کے خون سے اپنے ہاتھ رنگتا ہے۔

(۱۳) اے حافظ! تو سلامتی کے دن کو ملامت میں نہ گزار۔تو اس جہان فانی سے کیا اُمید رکھتا ہے؟

(نوٹ) بعض نسخوں میں شعر نمبر 11, 12 شامل غزل نہیں ہیں۔

----***----

غزل نمبر (۴۶)

(۱) زاں مے صاف[2] کزو پختہ شود ہر خامے — گرچہ ماہِ رمضان ست بیا در جامے

(۲) روز ہا رفت کہ دستِ منِ مسکین نگرفت — ساقِ[1] شمشاد قدے ساعدِ سیمِ اندامے

---

[1] بعض نسخوں میں "نپوشی چو تو" کی جگہ "بپوشی تو چو" ہے۔

[2] بعض نسخوں میں صاف کی جگہ عشق ہے۔

(۳) روزہ ہر چند کہ مہمانِ عزیز ست دِلا　　رفتنش موہبتے داں و شدنش انعامے
(۴) مُرغِ زیرک بدرِ صومعہ[۲] اکنوں نہ پَرَد　　کہ نہادہ است بہر مجلسِ واعظ دامے

حل لغات:

* خامے۔ناقص * روزہارفت۔بہت دن گزر گئے * ساق شمشادقدے۔شمشادقد کی پنڈلی * ساعدسیم اندامے۔چاندنی جیسے بدن کی کلائی * ہرچند۔اگر چہ * موہبتے۔بخشش * مُرغِ زیرک۔دانا پرندہ * صومعہ۔خانقاہ * اکنوں۔اب * دامے۔دامؔ جال۔

ترجمہ:

(۱) جس مصفاوصاف شراب سے ہر ناقص پختہ وکامل ہو جاتا ہے۔اگر چہ رمضان کا مہینہ ہے تو پھر بھی اس کا ایک جام لے آ۔
(۲) بہت دن گزر گئے کہ مجھ مسکین کا ہاتھ نہ تھاما۔کسی شمشادقد کی پنڈلی اور چاندی جیسے بدن کی کلائی نے یعنی میری دستگیری نہیں کی۔
(۳) اے دل!اگر چہ روزہ معزز مہمان ہے لیکن اس کا رخصت ہونا بخشش کا موجب ہے اور اس کا رہنا انعام کا باعث ہے۔
(۴) دانا پرندہ اب خانقاہ کے دروازہ پر نہ اُڑے گا کیونکہ واعظ کی ہر مجلس میں ایک جال بچھا ہوا ہے۔

(۵) گلہ از زاہدِ بد خو چہ کُنم[۳] رسم اینست　　کہ چو صُبحے بدمد درپیش افتد شامے
(۶) یارِ من چوں بخرامد بتماشائے چمن　　برسانش زمن اے پیکِ صبا پیغامے
(۷) آں حریفے کہ شب و روز مئے صاف کشد　　بود آیا کہ کند یاد ز درد آشامے
(۸) حافظؔ گو ندہد داد دِلت خسروِ[۴] عہد　　کام دشوار بدست آوری از خود کامے

حل لغات:

* بدخو۔بُری عادت والا * بدمد۔طلوع ہوگی * بخرامد۔ٹہلتا ہے،سیر وتفریح کرتا ہے * پیک۔قاصد * حریفے۔حریف(ساتھی دوست)؟ * دُرد آشامے۔تلچھٹ پینے والے * دادِدلت۔تیرے دل کی داد * خسروِعہد۔زمانے کا بادشاہ * خودکامے۔خود غرض۔

ترجمہ:

(۵) میں بدخوزاہد کا کیا گلہ کروں؟ جبکہ رسم یہی ہے کہ جب صبح طلوع ہوتی ہے تو اس کے پیچھے شام بھی لگی ہوتی ہے۔یعنی اپنے آپ کو صبح اور زاہد کو شام کہا گیا ہے۔کہ اگر زاہد مجھے پریشان کر رہا ہے دیکھئے شام ہر صبح کے پیچھے پڑی ہوئی ہے۔
(۶) میرا محبوب جب سیر وتفریح کے لیے ٹہلتا ہو تو اے بادِصبا کے قاصد!اُسے تو میرا پیغام دے دینا کہ۔

---

۱ بعض نسخوں میں ساق کی جگہ زلف ہے۔
۲ بعض نسخوں میں صومعہ کی جگہ خانقہ ہے۔
۳ بعض نسخوں میں چہ کنم کی جگہ نکنم ہے۔
۴ بعض نسخوں میں خسرو کی جگہ آصف ہے۔

(۷) وہ حریف کہاں ہے؟ جو دن رات صاف شراب نوشی کرتا ہے۔کیا یہ ممکن ہے کہ وہ ایک تلچھٹ پینے والے کو بھی یاد کرلے؟

(۸) اے حافظ! اگر زمانے کا بادشاہ تیرے دِل کی داد نہ دے گا تو پھر کسی خودغرض (محبوب) سے تیرا مقصد بمشکل ہی پورا ہوسکے گا۔

----***----

غزل نمبر (۴۷)

(۱) ز دِلبرم کہ رساند نوازشِ قلمے ۔۔۔ کجاست پیکِ صبا گو بیا بکن[1] کرمے

(۲) دِلم گرفت ز سالوس وطبلِ زیرِ گلیم ۔۔۔ خوشا دمے کہ بمیخانہ برکنم علمے[2]

(۳) حدیثِ چون وچرا دردِ سر دہد ساقی ۔۔۔ پیالہ گیر و بیاسا بعمرِ خویش دَمے

(۴) طبیبِ راہ نشیں سرِّ عشق نشناسد ۔۔۔ برد بدست کن اے مُردہ دِل مسیح دمَے

حل لغات:

* نوازش قلمے ۔نوازش نامہ،خط * پیک ۔قاصد * دِلم گرفت ۔میں بیزار ہوگیا * سالوس ۔ریا کاری * طبل(در) زیرگلیم (بودن) : بھید پوشیدہ رہنا۔ * گلیم ۔چادر، کمبل * حدیثِ چون و چرا ۔بحث وتکرار * دَمے ۔ایک دم * سرِعشق ۔عشق کا راز * مسیح دَمے ۔عیسیٰ نفس * بدست کن ۔ہاتھ میں لے،حاصل کر۔

ترجمہ:

(۱) کون ہے؟ جو معشوق کا خط مجھے پہنچائے۔کہاں ہے صبا کا قاصد؟ اُسے کہہ دو کہ وہ آئے اور مجھ پر کرم کرے۔مہربانی کرے۔

(۲) میرا دل ریا کاری اور مکاری وفریب سے سخت بیزار ہوگیا ہے۔کیا ہی اچھا وقت ہوگا کہ جب میں میخانے پر علم (جھنڈا) گاڑوں گا۔

(۳) اے ساقی! بحث وتکرار کی باتیں دردِسر دیتی ہیں ،تکلیف کا موجب ہیں۔شراب کا جام لے اور ایک لمحہ تو آرام کرلے۔

(۴) راہ پر بیٹھنے والا طبیب عشق کے راز کو نہیں جانتا۔اے مردہ دل! جا اور کسی عیسیٰ نفس کو ہاتھ میں لا۔

(۵) قیاس کردن و تدبیرِ عقل در رَہِ عشق ۔۔۔ چو شبنمے ست کہ در بحر می کشد رقمے

(۶) بیا کہ وقت شناساں دوکون بفروشند ۔۔۔ بیک پیالۂ مے صافی و صحبت صنمے

[1] بعض نسخوں میں "گو بیا بکن" کی جگہ "گرہمی کند" ہے۔

[2] بعض نسخوں میں مصرع ثانی یوں ہے: بہ آنکہ بر در میخانہ برکشم علمے۔

(۷) دوامِ عیش و تنعّم نہ شیوہ عشق ست — اگر معاشرِ مائی بنوش جامِ غمے
(۸) نمی کنم گِلہء لیک ابرِ رحمتِ دوست — بکشتِ زارِ جگر خستگاں [1] نداد نمے

حل لغات:

* قیاس کردن۔غور کرنا، سوچنا * رقمے۔لکھنا * دوامِ عیش۔ہمیشہ عیش وعشرت * تنعّم۔نعمت وانعام * لیک۔لیکن * بکشت زار۔کھیت سرسبز * جگرِ خستگاں۔خستہ جگر والے۔

ترجمہ:

(۵) قیاس آرائی اور عقل کی تدبیر (یعنی غور وتدبّر) اس قطرۂ شبنم کی طرح ہے جو سطحِ سمندر پر نقش بنائے یعنی عشق کی منزل بڑی کٹھن منزل ہے اور کوئی تدبیر کارگر نہیں ہوتی۔

(۶) تو آجا! کہ وقت شناس دونوں جہانوں کو بیچ دیتے ہیں۔ایک مصفا وصاف شراب کے پیالے اور محبوب کی مصاحبت کے بدلے یعنی دونوں جہان فروخت کر دیتے ہیں۔

(۷) ہمیشہ عیش وعشرت ونعمت عشق کا دستور نہیں ہے۔اگر تو ہمارا مصاحب ہے تو غم کا پیالہ پی۔

(۸) میں کوئی گلہ نہیں کرتا لیکن دوست کے لطف وکرم کے بادل نے خستہ جگروں کے کھیت کو پانی نہ دیا۔

(۹) بیا کہ خرقۂ من گرچہ وقفِ [2] میکدہ ست — زمالِ وقف نہ بینی بنامِ من درمے
(۱۰) چرا بیک نے قندش نمی خرند آں را [3] — کہ کرد صد شکرَ افشانی از نَے قلمے
(۱۱) سزائے قدرِ تو شاہا بدستِ حافظ چیست [4] — بجز نیازِ شبے یا دعائے صبحدمے [5]

حل لغات:

* خرقہ۔گدڑی * درمے۔درم، روپیہ * چرا۔کیوں * نَے قند۔گنا * نے قلمے۔قلم کی نَے مراد قلم * سزائے قدر۔تیرے مرتبے کے لائق * نیازِ شبے۔رات کی عاجزی * دعائے صبحدمے۔صبح کے وقت کی دُعا۔

ترجمہ:

(۹) تو آ کہ اگرچہ میری گدڑی شراب خانے میں وقف پڑی ہے لیکن تو مالِ وقف سے ایک درم بھی میرے سامنے نہ دیکھے گا۔

---

۱ بعض نسخوں میں خستگان کی جگہ تشنگاں ہے۔
۲ بعض نسخوں میں وقف کی جگہ رہن ہے۔
۳ بعض نسخوں میں را کی جگہ کس ہے۔
۴ بعض نسخوں میں چیست کی جگہ نیست ہے۔
۵ بعض نسخوں میں مصرعہ ثانی یوں ہے: جز از دعائے شبے و نیازِ صبحدمے۔

(۱۰) تم اس کو ایک گنے کے بدلے میں کیوں نہیں خریدتے۔ ایسے قلم کو کہ جس نے سینکڑوں شکر افشانیاں کی ہیں۔ یعنی مجھ جیسے شیریں بیان سخنور کی قدر کیوں نہیں کی جاتی؟

(۱۱) اے بادشاہ! تیرے مرتبے کے لائق تیرے شان شایان حافظ کے پاس کیا شے ہے؟ ماسوائے رات کی عاجزی اور صبح کے وقت کی دُعا کے۔

----***----

غزل نمبر (۴۸)

(۱) زیں خوش رقم کہ بر گلِ رخسار میکشی — خط بر صحیفۂ گُل و گلزار میکشی
(۲) اشکِ حرم نشینِ نہانخانۂ مرا — زاں سوئے ہفت پردہ ببازارِ میکشی
(۳) ہردم بیادِ آں لبِ میگون و چشمِ مست — از خلوتم بخانۂ خمار میکشی
(۴) گفتی سرِ تو بستہ بفتراکِ ما سزد[1] — سہل ست اگر تو زحمتِ ایں بار میکشی

حل لغات:

* خوش رقم۔ خوبصورت خط * صحیفہ۔ کتاب' مقدس کتاب * اشک حرم نشیں۔ پردہ نشیں آنسو * نہانخانہ مرا۔ میرا خلوت خانہ * لب میگوں۔ شراب کے رنگ کے سرخ لب * خانہ خمار۔ شراب خانہ * فتراک تسمہ، وہ رسی جس سے شکاری شکار باندھتا ہے، شکار بند * بار۔ بوجھ۔

ترجمہ:

(۱) یہ خوبصورت خط جو کہ تو پھول جیسے رخساروں پر کھینچتا ہے، بڑا اچھا دکھائی دیتا ہے۔ اس سے یوں لگتا ہے کہ جیسے تو گل وگلزار کے صحیفے پر خط کھینچ رہا ہے۔ یعنی تیرے خوبصورت خط نے گل وگلزار کے صحیفے کے خط کو ماند کر کے رکھ دیا ہے۔

(۲) میرے خلوت خانے کے پردہ نشین آنسوؤں کو تو سات پردوں کی طرف سے بازار میں لا رہا ہے۔

(۳) تو مجھے ہر دم اپنے شراب جیسے سرخ لبوں اور نشلی و مست آنکھوں کی یاد میں میرے خلوت خانے سے شراب خانے کی طرف کھینچ لاتا ہے۔

(۴) تو نے کہا تھا کہ تیرا سر ہمارے شکار بند کے قابل ہے۔ یہ بات تو آسان ہے اگر تو اس کے بوجھ کی تکلیف کو گوارا کرے۔ تکلیف کو اُٹھا سکے۔

---

[1] بعض نسخوں میں سزد کے بجائے شود ہے۔

(۵) با چشم و ابروئے تو چہ تدبیرِ دِل کنم — وہ زیں کماں کہ برسرِ [۱] بیمار میکشی
(٦) باز آ کہ چشمِ بد ز رخت دُور [۲] می کنم — اے تازہ گل کہ دامن ازیں خار میکشی
(۷) کاہل روئے چو بادِ صبارا بوئے زلف — ہردم بقیدِ سِلسلہ درکار میکشی
(۸) حافظؔ دگر چہ می طلبی از نعیمِ دہر — مے می چشی [۳] و طُرّۂ دِلدار میکشی

حل لغات:

* وہ زیں کماں۔واہ یہ کیسی اچھی کمان ہے * باز آ۔واپس آ * خار۔کانٹا * کاہل روے۔سُست رفتار آہستہ چلنے والا * از نعیم دہر۔زمانے کی نعمتوں سے * مے می چشی۔تو شراب پی رہا ہے۔

ترجمہ:

(۵) میں تیری آنکھ اور ابرو کے ہوتے ہوئے دل کی کیا تدبیر کروں؟ واہ! یہ کیسی اچھی کمان ہے کہ جو تو اپنے بیمار کے سر پر کھینچ رہا ہے۔

(٦) تو واپس آ جا کہ میں تیرے چہرے سے بُری نظر کو دُور کردوں۔اے تروتازہ پھول! تو جو کہ ان کانٹوں (عشاق) سے اپنا دامن کھینچ رہا ہے۔

(۷) جب تو آہستہ چلتا ہے تو بادِ صبا کو اپنی زلف کی خوشبو سے ہردم زنجیر کی قید میں کر لیتا ہے۔

(۸) اے حافظؔ! تو اس زمانے کی نعمتوں سے کیا طلب کرتا ہے؟ شراب پی رہا ہے اور معشوق کی زلف کھینچ رہا ہے یعنی یہ دونوں نعمتیں کافی ہیں۔

----***----

غزل نمبر (۴۹)

(۱) ساقیا سایہء ابرست وبہار ولبِ جوئی — من نگویم چہ کُن [۴] از اہلِ دِلی خود تو بگوئی
(۲) بوئے یکرنگی ازیں قوم نیاید برخیز [۵] — دلقِ آلودۂ صوفی بمئے ناب بشوئی

---

۱ بعض نسخوں میں برسر کے بجائے برمن ہے۔
۲ بعض نسخوں میں دور کے بجائے دفع ہے۔
۳ بعض نسخوں میں چشی کے بجائے خوری ہے۔
۴ بعض نسخوں میں از کی جگہ ار ہے۔
۵ بعض نسخوں میں ”قوم نیاید برخیز“ کی جگہ ”نقش نمی آید، خیز“ ہے۔

(۳) سفلہ طبع ست جہاں بر کرمش تکیہ مکن | اے جہاں دیدہ ثباتِ قدم از سفلہ بوئی

(۴) گوش بکشائی کہ بُلبُل بفغاں می گوید | خواجہ تقصیر مفرما گُلِ توفیق بجوئی

(۵) یک نصیحت کنمت بشنو و صد گنج ببر! | ازرَہِ عیش در آ و برہِ عیب مپوئی

حلِ لغات:

* اَبر۔بادل * لبِ جوئے۔ندی کا کنارہ * دلق۔گدڑی * آلودہ۔بدی گناہوں سے * مَے ناب۔خالص شراب * بشوئے۔دھوڈال * سفلہ طبع۔کمینہ مزاج * فغاں۔نالہ وفریاد * تقصیر۔کوتاہی * صد گنج۔سوخزانے * مپوئے۔نہ چل۔

ترجمہ:

(۱) اے ساقی! بادل چھایا ہوا ہے۔بہار کا موسم ہے اور ندی کا کنارہ ہے۔میں نہیں کہتا کہ کیا کرنا چاہیے؟ تو اہلِ دل میں سے ہے۔خود ہی کہہ دے۔

(۲) اس قوم سے یکرنگی کی بو نہیں آتی۔تو اٹھ اور صوفی کی گناہوں سے بھری ہوئی گدڑی کو خالص شراب سے دھوڈال۔

(۳) یہ جہان سفلہ طبع ہے اور تو اس کی مہربانی پر مت بھروسا کر۔اے تجربہ کار تو کمینے سے ثابت قدمی کی اُمید مت رکھ۔نہ طلب کر۔

(۴) تو کان کھول! کیونکہ بلبل آہ نالہ کرتے ہوئے کہہ رہی ہے کہ۔اے خواجہ! کوتاہی نہ کر اور توفیق کے پھول کی بو کو سونگھ لے۔

(۵) میں تجھ کو ایک نصیحت کرتا ہوں اور تو اُسے سُن اور سینکڑوں خزانے اٹھا کر لے جا۔تو عیش کی راہ سے اندر داخل ہو اور عیب کی راہ پر ہرگز نہ چل۔

(۶) شکرِ ایزد[1] کہ دِگر بار رسیدی بہ بہار | بیخ نیکی بنشان ورَہِ توفیق بجوئی

(۷) روئے جاناں طلبی آئنہ را قابل ساز | ورنہ ہرگز گُل ونسرین ندمد ز آہن دروئی

(۸) پیشتر زانکہ شوی خاکِ درِ میکدہ ہا | یک دو روزے بسر اندر رَہِ میخانہ بپوئی

(۹) گفتی از حافظِ ما بوئے ریا می آید | آفریں بر نفست باد کہ خوش بُردی بوئی

حلِ لغات:

* شکرِ ایزد۔اللہ کا شکر ہے * بیخ۔جڑ * روئے جاناں۔محبوب کا چہرہ * نسرین۔سیوتی کا پھول * آہن۔لوہا * روئے۔کانسی * پیشتر۔اس سے پہلے * بپوئے۔دوڑ * ریا۔مکروفریب، دکھاوا * برنفست۔تیرے سانس پر۔

ترجمہ:

(۶) اللہ کا شکر ہے کہ تو دوسری بار بہار سے سرسبز ہوا ہے (بہار تک پہنچا ہے) تو نیکی کی جڑ لگا اور توفیق کا راستہ تلاش کر۔

---

[1] بعض نسخوں میں ایزد کی جگہ آنرا اور توفیق کی جگہ تحقیق ہے۔

(۷) اگر تو اپنے محبوب کے چہرے کو دیکھنے کا خواہش مند ہے تو پھر اپنے دل کے آئینے کو اس قابل بنا۔ ورنہ لوہے اور کانسی سے گلاب اور سیوتی کے پھول کبھی نہیں اُگتے۔
(۸) اس سے پہلے کہ تو میخانہ کے دروازے کی خاک ہو جائے۔ ایک دو دن شراب خانے کے راستے میں اپنے سر کے بَل دوڑ۔
(۹) تو نے کہا ہے کہ ہمارے حافظ سے دکھاوے کی بو آتی ہے۔ تیرے سانس کے آفرین ہو کہ تو نے خوب بو سونگھی ہے۔
(نوٹ) بعض نسخوں میں شعر نمبر 8 شامل غزل نہیں ہے۔

-----***-----

غزل نمبر (۵۰)

(۱) ساقی بیا کہ شد قدحِ لالہ پُر زمَے — طامات تا بچند و خرافات تا بکے
(۲) بگور ز کبرو ناز کہ دیدہ ست روزگار — چینِ قبائے قیصر و طرفِ کلاہِ کَے
(۳) ہشیار شو کہ مُرغِ سحر گشت مست[1] ہاں — بیدار شو کہ خوابِ عدم درپَے ست ہے
(۴) خوش نازکانہ می چمی اے شاخِ نو بہار — کآشفتگی مبادت ز آشوبِ بادِ دَے
(۵) بر مہرِ چرخ و عشوۂ او اعتماد نیست — اے وائے بر کسے کہ شد ایمن زمکرِ وَے

حل لغات:

* قدح۔ شراب کا بڑا پیالہ * طامات۔ لاف زنی * خرافات۔ بیہودہ گوئی * تا بکے۔ کب تک * کبرو ناز۔ تکبر و غرور * چین۔ شکن * قبائے قیصر۔ روم کے بادشاہ کی قبا * کلاہِ کَے۔ ایران کے بادشاہ، کیخسرو کا کی کُلاہ * مُرغ سحر۔ صبح کا پرندہ، مراد بلبل * عدم۔ فنا، نیستی * درپے۔ پیچھے * ہے۔ خبردار * می چمی۔ ٹہل رہی ہے، لچک رہی ہے * آشفتگی۔ پژمردگی * مبادت۔ تجھے لاحق نہ ہو * بادِ دَے۔ بادِ خزاں * مہر۔ محبت * چرخ۔ آسمان * عشوہ۔ ناز و غمزہ * وائے۔ افسوس * ایمن۔ مطمئن۔ بے خوف

ترجمہ:

(۱) اے ساقی! تو آ کہ لالہ کے پھول کا پیالہ شراب سے لبریز ہو چکا ہے۔ یہ ڈینگیں مارنا اور بیہودہ بکنا کب تک جاری رہے گا؟
(۲) تو تکبر اور غرور کو ترک کر دے کہ اس زمانے نے قیصر کی قبا کے شکن اور کیخسرو کی کلاہ کے گوشے کو دیکھا ہوا ہے۔ یعنی دنیا میں قیصر و کیخسرو جیسے عظیم الشان بادشاہ بہت گزر چکے ہیں اور اب ان کا نام ہی فقط باقی رہ گیا ہے۔
(۳) ہوشیار ہو کہ! مُرغ سحر (بلبل) مست ہو گیا ہے اور بیدار ہو جا کہ نیستی کی نیند پیچھے پڑی ہوئی ہے۔ خبردار

[1] بعض نسخوں میں "مرغ چمن مست گشت" ہے۔

ہو جا۔

(۴) اے نئی بہار کی شاخ! تو خوب نزاکت سے لچک رہی ہے۔ اے کاش تجھے کبھی بھی بادِ خزاں کی ہوا سے پریشانی لاحق نہ ہو تجھ پر پژمردگی نہ آئے۔

(۵) آسمان کی محبت اور اس کے ناز وغمزہ پر کوئی بھروسا نہیں ہے۔ اُس شخص پر افسوس ہے کہ جو اُس کے مکر وفریب سے بے خوف ہو گیا۔

(۶) فردا شرابِ کوثر و حُور از برائے ماست — و اِمروز نیز دلبر[1] مہ روئے و جامِ مَے

(۷) بادِ صبا زعہدِ صبےٰ یاد می دہد — جاں داروے کہ غم ببرد دردہ اے بُنے

(۸) حشمت بہین[2] وسلطنتِ گُل کہ گسترید — فرّاشِ باد ہر ورقے را بزیر پَے

(۹) در دہِ بیادِ حاتمِ طَے جام یک منے — تا نامۂ سیاہِ بخیلاں کنیم طے

(۱۰) زاں مَے کہ داد درنگِ طبیعی[3] بارغواں — بیروں فگند لُطفِ مزاج از رُخش بخوے

حل لغات:

* فردا۔ (کل) (قیامت کے روز) * کوثر۔ بہشت کا مشہور چشمہ آبِ کوثر جو اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بخشا ہے * عہد صبےٰ۔ بچپن کا زمانہ * بُنے۔ اے بیٹے * حشمت۔ جاہ وحشم۔ فرّاش۔ فرش آراستہ کرنے والا * بزیر پَے۔ پاؤں کے نیچے * حاتم۔ مشہور سخی حاتم طائی جو قبیلہ بنی طے سے تھا * جام یک منے۔ بڑا پیالہ *

ترجمہ:

(۶) کل (قیامت کے روز) شرابِ کوثر (آبِ کوثر) اور حور ہماری لیے ہوگی۔ اور آج بھی وہ چاند جیسا محبوب اور شراب کا پیالہ حاصل ہے۔

(۷) بادِ صبا بچپن کا زمانہ یاد دلا رہی ہے۔ اے بیٹے (اے مغبچے!) تو ہمیں زندگی بڑھانے والا دارو (شراب) دے دے کہ جس سے سب غم دور ہو جائیں۔

(۸) تو پھول کی سلطنت اور جاہ وحشم کو دیکھ! کہ ہوا کے فرش آراستہ کرنے والے نے پتوں کے ہر ورق کو پاؤں کے نیچے بچھا دیا ہے۔

(۹) تو مجھے حاتم طائی کی یاد میں شراب کا ایک بڑا پیالہ دے تاکہ میں کنجوسوں کا سیاہ نامہ لپیٹ کر رکھ دوں۔

(۱۰) مجھے تو وہ شراب دے کہ جس نے گُلِ ارغواں کو طبعی رنگ بخشا ہے۔ جس کو مزاج کی لطافت نے اُس (محبوب) کے چہرے سے پسینے کی صورت میں باہر نکالا ہے۔ یعنی شراب نوشی سے محبوب کا چہرہ سُرخ ہو گیا ہے اور آخر طبع کی لطافت کے باعث

---

[1] بعض نسخوں میں دلبر کی جگہ ساقی ہے۔

[2] بعض نسخوں میں بہیں کی جگہ ببیں اور گسترد کی جگہ بسپرد ہے اور ورقے کی جگہ ورش ہے۔

[3] بعض نسخوں میں رنگِ طبیعی کی جگہ حسن ولطافت ہے۔

پسینہ بن کر پھوٹ پڑا ہے۔

(۱۱) بشنو کہ مطربانِ چمن راست کردہ اند — آہنگِ چنگ و بربط و طنبورو نائے و نَے
(۱۲) مسند بباغ برکہ بخدمت چو بندگاں — استادہ است سرو کمر بستہ است نَے
(۱۳) اشیائے روز گار بہ مَے ساز در گرو — کز مردِ راہ باز نماندہ است ہیچ شَے
(۱۴) حافظ حدیثِ سحر فریب خوشت رسید — تاحدِ چین و شام و باقصائے روم ورَے

حل لغات:

مطربان۔گویے ٭ آہنگ۔آواز'نغمہ ٭ چنگ۔رباب ٭ بربط۔باجہ ٭ طنبورہ۔باجہ ٭ نائے ونَے ۔بانسری کی آواز ٭ مسند۔ تکیہ گاہ' تکیہ ٭ نَے ۔بانس کا درخت ٭ اشیائے روزگار۔زمانے کی چیزیں ٭ گرو۔گروی ٭ حدیث سحر فریب۔جادو کو فریب دینے والا کلام ٭ اقصائے۔قصا کی جمع،اطراف۔

ترجمہ:

(۱۱) تو سن کہ باغ کے گویوں نے چنگ و بربط وطنبورہ اور بانسری کی آواز اور نغمہ کو درست کرلیا ہے۔یعنی سُر میں کرلیا ہے۔مطلب یہ کہ چمن کے پرندے چہچہانے لگ گئے ہیں۔

(۱۲) تو اپنی اس تکیہ گاہ کو باغ میں لے جا۔وہاں پر اسے آراستہ و پیراستہ کر کیونکہ تیری خدمت میں حاضر ہونے کے لیے غلاموں کی طرح سرو اور نَے کھڑے ہیں۔

(۱۳) تو اس زمانے کی چیزوں کو شراب کے بدلے میں گروی رکھ دے کیونکہ مسافر کوئی چیز بھی اپنے پیچھے باقی نہیں چھوڑا کرتا۔

(۱۴) اے حافظؔ! تیرا یہ پُر مغز اور جادو کو فریب دینے والا کلام۔چین،شام اور روم ورے کی اطراف تک پہنچ گیا ہے۔ہمارے زمانے میں تیرے کلام کی دھوم ہے۔

(نوٹ) بعض نسخوں میں شعر نمبر 11, 13 شامل غزل نہیں ہیں۔

----٭٭٭----

غزل نمبر (۵۱)

(۱) سحر با بادمی گفتم حدیثِ آرزو مندی — خطاب آمد کہ واثق شو با الطافِ خُداوندی
(۲) قلم را آں زباں نبود کہ سرِّ عشق گوید باز — ورائے حدِّ تقریرست شرحِ آرزو مندی

(۳) [1] دِل اندر زلفِ لیلیٰ بند و کارِ عشقِ مجنوں کن — کہ عاشق رازیاں دارد مقالاتِ خردمندی

(۴) الا اے یوسفِؑ مصری کہ کردت سلطنت مغرور — پدر را باز پرس آخر کجا شد مہرِ فرزندی

(۵) بسحرِ غمزۂ فتّاں دوا بخشی و درد انگیز — بچینِ زلفِ مشک افشاں دلآویزی و دلبندی

حل لغات:

* حدیثِ آرزومندی * اپنی آرزو کا ذکر۔(باتیں) * خطاب آمد۔ مجھے کہا گیا * سِرِّ عشق۔ عشق کا راز * باز۔ پھر * ورائے حد۔ حد سے باہر * زیاں۔ نقصان * مقالاتِ خردمندی۔ عقل و خرد کی باتیں * الا۔ خبردار ہوشیار * پدر۔ باپ * مہرِ فرزندی۔ بیٹے جیسی محبت * بسحرِ غمزۂ فتّاں۔ فتنہ انگیز غمزے کے جادو سے۔ * بچینِ زلف۔ زلف کی شکن سے۔

ترجمہ:

(۱) میں صبح کے وقت بادِ صبا سے اپنی آرزو کا ذکر کر رہا تھا کہ مجھے کہا گیا کہ تو خدا کے لطف و کرم پر پورا یقین رکھ۔

(۲) قلم کو وہ زبان حاصل نہیں ہے کہ وہ عشق کے راز کو بیان کر سکے۔ آرزومندی کی شرح (تفصیل) تقریر (بیان) کی حد سے باہر ہے۔

(۳) تو اپنے دِل کو لیلیٰ (محبوب) کی زلفوں میں باندھ لے اور مجنوں کا سا عشق اختیار کر لے کیونکہ عشق میں عقل و خرد کی باتیں عاشق کو نقصان پہنچاتی ہیں۔

(۴) اے مصر کے یوسفؑ! خبردار ہوشیار! تجھے سلطنت نے مغرور کر کے رکھ دیا ہے۔ آخر تو باپ کا حال چال پوچھ۔ نجانے وہ بیٹوں جیسی محبت کہاں چلی گئی؟

(۵) تو فتنہ انگیز غمزے کے جادو سے دوا بھی بخشتا ہے اور درد بھی۔ اور مشک افشاں زلف کے بَل سے دِل آویزی بھی کرتا ہے اور دلبندی بھی۔

(۶) جہانِ پیرِ رعنا را مروّت [2] در جبلّت نیست! — زمہرِ او چہ می خواہی درو ہمّت چہ می بندی؟

(۷) ہُمائے چوں تو عالی قدر و مہرِ [3] استخواں تا کے — دریغ ایں سایۂ دولت کہ بر نااہل افگندی

(۸) دریں بازار اگر سودت باد رویشِ خورسند ست — خدایا منعم گردان بدرویشی و خرسندی

(۹) دُعائے صبح و شام [4] تو کلیدِ گنجِ مقصود ست — بایں راہ روش می رو کہ بادلدار پیوندی

(۱۰) زشعرِ حافظِ شیراز می گویند و می رقصند [5] — سیہ چشمانِ کشمیری و ترکانِ سمرقندی

---

[1] بعض نسخوں میں شعر نمبر 3 شاملِ غزل نہیں ہے۔

[2] بعض نسخوں میں مروت کی جگہ ترحم ہے اور خواہی کی جگہ پُرسی ہے۔

[3] بعض نسخوں میں مہر کی جگہ حرص، اور دولت کی جگہ ہمت ہے۔

[4] بعض نسخوں میں دعائے صبح و شام کی جگہ دعائے صبح و آہِ شب ہے۔

[5] بعض نسخوں میں ''می گویند و می رقصند'' کی جگہ میر قصد و می نازند ہے۔

حل لغات:

* رعنا۔خوبصورت' بانکا * جبلّت ۔فطرت * مہر۔محبت * ہُما۔ایک فرضی پرندہ جس کے سایہ سے آدمی بادشاہ بن جاتا ہے' اور یہ ہڈیاں کھاتا ہے * استخواں۔ہڈیاں * تاکے۔کب تک * دریغ۔افسوس * اگر سودت۔اگر تجھے نفع ہے * خرسند۔خوشدل، خوش * منعم۔مالدار * کلید۔کنجی * گنجِ مقصود۔مقصد کا خزانہ * پیوندی۔تو مل جائے * می گویند و می رقصند۔پڑھتے ہیں اور ناچتے ہیں * سیہ چشمانِ کشمیری: خوبصورت آنکھوں والے کشمیر کے حسین * ترکانِ سمرقندی۔اور سمرقند کے معشوق۔

ترجمہ:

(۶) اس خوبصورت (بانکے) بوڑھے جہان کی فطرت میں مروّت بالکل نہیں ہے۔تجھے اس کی محبت سے کیا اُمید بندھی ہوئی ہے؟ تو اس سے کیا دل لگاتا ہے؟

(۷) تجھ جیسا بلند مرتبہ ہُما اور یہ ہڈیوں سے محبت کب تک؟ بڑا افسوس ہے کہ تو نے دولت کا سایہ نااہل لوگوں پر ڈالا ہے۔یعنی تو کب تک نااہلوں (غیروں) پر اپنا سایہ ڈالتا رہے گا؟

(۸) اس دنیا کے بازار میں اگر نفع ہے تو دِل خوش رکھنے والے درویش کو ہے۔اے اللہ! تو مجھے درویشی اور خوشدلی سے دولتمند بنا دے۔

(۹) تیری صبح وشام کی دُعا مقصد کے خزانے کی چابی ہے۔تو اس راستے اور اس طریقے پر چلتا رہ تاکہ تو اپنے محبوب سے مل جائے۔

(۱۰) حافظ شیرازی کے اشعار پڑھتے ہیں اور ناچتے ہیں۔کشمیر کے سیاہ چشم محبوب اور سمرقند کے معشوق۔

-----***-----

غزل نمبر (۵۲)

(۱) سحر گاہ رہروے در سر زمینے	ہمی گفت ایں معمّا با قرینے
(۲) کہ اے صوفی شراب آنگہ بود[1] صاف	کہ در شیشہ بماند اربعینے
(۳) گر انگشتِ سلیمانی نباشد	چہ خاصیت دہد نقشِ نگینے
(۴) خدا زآں خرقہ بیزار ست صد بار	کہ صدبُت باشدش در آستینے

حل لغات:

* سحرگاہ۔صبح کے وقت * رہروے۔ایک راہی' مسافر (سالک) * سرزمینے۔کسی مقام پر * معمّا۔پہیلی' چیستان * با قرینے۔اپنے ساتھی سے * شیشہ۔صراحی * اربعینے۔چالیس روز * انگشتِ سلیمانی۔سلیمانی اُنگلی۔مراد سلیمانی انگوٹھی * خرقہ۔گدڑی

---

[1] بعض نسخوں میں بود کی جگہ شود اور بماند کی جگہ برآرد ہے۔

ترجمہ:

(۱) صبح کے وقت ایک راہی (مسافر) کسی مقام پر اپنے ساتھی سے یہ معما بیان کر رہا تھا کہ

(۲) اے صوفی! شراب اس وقت صاف ہوتی ہے جب چالیس روز تک صراحی میں پڑی رہے۔ یعنی معرفت الٰہی اس وقت حاصل ہوتی ہے جب محنت وریاضت سے چلہ کشی کی جائے۔

(۳) اگر سلیمانی اُنگلی (انگوٹھی) ہی نہ ہو تو نگینے کا نقش کیا خاصیت رکھتا ہے۔ یعنی فیض پانے کے لیے کیا لیاقت درکار ہے۔

(۴) اللہ تعالیٰ اُس گدڑی سے سو مرتبہ بیزار ہے جس کی آستین میں سینکڑوں بُت ہوں۔ یعنی اللہ تعالیٰ ریاکار زاہدوں سے سخت بیزار ہے۔

(۵) درونہا تیرہ شد باشد کہ از غیب — چراغے برکند خلوت نشینے

(۶) مروّت گرچہ نامِ بے نشان ست — نیازے عرضہ کن بر نازنینے

(۷) ثوابت باشد اے دارائے خرمن — اگر رحمے کُنی بر خوشہ چینے

(۸) نمی بینم نشاط و عیش در کس — نہ درمانِ دِلے نہ دردِ دینے

حل لغات:

* درونہا تیرہ شد۔ دل سیاہ ہو گئے * برکند۔ روشن کردے * مروّت۔ مردانگی * نیازے۔ عاجزی * عرضہ کن۔ عرض کر، پیش کر
* دارائے خرمن۔ اے کھلیان کے مالک * نشاط۔ خوشی * عیش۔ عیش وعشرت * درمان۔ علاج۔

ترجمہ:

(۵) دِل تاریک ہو گئے ہیں اور ضرورت ہے کہ غیب سے کوئی خلوت نشین چراغ روشن کردے۔

(۶) مروّت اگرچہ ایک ایسا نام ہے کہ جس کا جہان میں نام ونشان تک نہیں ملتا۔ پھر بھی کسی نازنین کی خدمت میں تو اپنی عاجزی کا اظہار کر۔ عرض نیاز کر۔

(۷) اے کھلیان کے مالک! تجھے ثواب ملے گا اگر تو ایک خوشہ چیں پر رحم وکرم کرے گا تو۔

(۸) میں کسی شخص میں بھی خوشی اور عیش وعشرت نہیں دیکھتا۔ یہاں پر کہیں نہ تو دِل کے درد کا علاج ہوتا ہے اور نہ کسی میں دین ہی کی تڑپ ہے۔

(۹) اگرچہ رسمِ خوباں تند خوئیست — چہ باشد گر بسازی با غمینے

(۱۰) درِ میخانہ بکشا[1] تا بپرسم — مآلِ حالِ خود از پیش بینے

[1] بعض نسخوں میں "درِ میخانہ بکشا" کی جگہ "رہِ میخانہ بنما" ہے اور مآل حال خود کی جگہ "مآل خویش را" ہے۔

(۱۱) نہ ہمت را اُمید سر بلند یست[1] نہ دعوت را کلیدِ آہنینے

(۱۲) نہ حافظ را حضورِ درسِ قرآں نہ دانش مند را علم الیقینے

حل لغات:

* رسمِ خوباں۔حسینوں کا طور طریق * تندخویست۔تندخوئی ہے * مآلِ حال خود۔اپنے حال کا انجام * پیش بیں۔دانا' عاقبت اندیش * کلیدِ آہنینے۔لوہے کی چابی * علم الیقینے۔یقین کا علم، یقین کی تین قسمیں ہیں (۱) علم الیقین (کسی چیز کی حقیقت جان کر یقین کرنا) (۲) عین الیقین (کسی چیز کو دیکھ کر یقین کرنا) (۳) حق الیقین (تجربہ کر کے کسی چیز کا یقین کرنا)

ترجمہ:

(۹) اگرچہ ان حسینوں کا طور طریق تندخوئی ہے لیکن اگر تو کسی غمگین و دُکھی پر اپنا لطف و کرم کر دے تو اس میں تیرا کیا جاتا ہے؟ کیا نقصان ہے!

(۱۰) تو شراب خانے کے دروازے کو کھول دے تا کہ میں اپنے حال کا انجام کسی پیش بیں سے پوچھ سکوں۔

(۱۱) نہ تو ہمت کو سر بلندی کی اُمید ہے اور نہ دعا کے پاس ہی لوہے کی کوئی چابی ہی ہے۔

(۱۲) نہ تو حافظ کو قرآن شریف کے درس کی ہی حضوری حاصل ہے اور نہ کسی عقلمند (فقیہ) کو علم الیقین ہی نصیب ہے۔

(نوٹ) بعض نسخوں میں شعر نمبر 11 شاملِ غزل نہیں ہے۔

----***----

غزل نمبر (۵۳)

(۱) سحرم ہاتفِ میخانہ بدولت خواہی گفت باز آئے کہ دیرینہ ایں درگاہی

(۲) ہمچو جم جُرعۂ مے کش کہ زسرِّ ملکوت[1] پرتو جامِ جہاں بیں دہدت آگاہی

(۳) باگدایان درِمیکدہ اے سالکِ راہ ! با ادب باش گر از سرِّ خدا آگاہی

(۴)[2] بردرِ میکدۂ رندانِ قلندر باشند کہ ستانند و دہند افسرِ شاہنشاہی

حل لغات:

* سحرم۔صبح مجھے * ہاتف۔غیب کا فرشتہ * دولت خواہی۔خیر خواہی * دیرینہ۔پرانا * جم۔جمشید * جُرعۂ مے۔شراب کا گھونٹ * سرِّ ملکوت۔عالمِ ملکوت کا راز * پرتو۔عکس * اے سالک راہ۔اے طریقت و معرفت کے راہی * سرِّ خدا۔خدا کا راز

[1] بعض نسخوں میں ملکوت کی جگہ دو جہاں ہے۔

[2] بعض نسخوں میں شعر نمبر 4 شاملِ غزل نہیں ہے۔

* قلندر۔مست و بے پروا فقیروں کی ایک قسم ہے جنہیں خدا کے سوا کسی اور طرف بالکل توجہ نہیں رہتی۔

ترجمہ:

(۱) مجھ کو صبح میخانے کے فرشتے نے خیر خواہی کے طور پر کہا کہ پھر آ کیونکہ تو اس درگاہ کا پرانا خادم ہے کیونکہ تو ایک مدت سے تو خرابات کی خدمت گزاری کا فریضہ سرانجام دے رہا ہے۔اور تیرا یہ حق ہے۔

(۲) تو جمشید کی طرح شراب کا گھونٹ پی تاکہ جام جہاں نما کا عکس تجھے عالم ملکوت کے راز سے آگاہ کر دے گا۔

(۳) اے طریقت و معرفت کے راہی! تو میخانے کے گداؤں سے ادب کے ساتھ پیش آ۔اگر تو خدا کے رازوں سے آگاہ ہے۔

(۴) میکدے کے دروازہ پر ایسے رند قلندر ہوتے ہیں جو کہ بادشاہی تاج کا لین دین کرتے ہیں۔یعنی چھین بھی لیتے ہیں اور بخش بھی دیتے ہیں۔

(۵) خشت زیرِ سر و بر تارکِ ہفت اختر پائے — دستِ قُدرت نگر و منصبِ صاحب جاہی

(۶) اگرت سلطنتِ فقر ببخشند اے دِل ! — کمترین ملکِ تو از ماہ بود تا ماہی

(۷) قطع ایں مرحلہ بے ہمرہیٔ خضر مکن — ظلمات ست بترس از خطرِ گمراہی

(۸) سرِ ما و درِ میخانہ کہ طرفِ بامش — بفلک برشدہ دیوار بایں کوتاہی

حل لغات:

* خشت۔اینٹ * برتارک: سر کی مانگ، چوٹی پر * پائے۔پاؤں * کمتریں۔کم سے کم حصّہ * از ماہ بود تا ماہی۔چاند سے لے کر مچھلی تک * ماہی۔وہ مچھلی کہ جس کے متعلق مشہور ہے کہ اس کی پیٹھ پر بیل اور بیل کی پیٹھ پر زمین قائم ہے * قطع۔طے * ظلمات۔تاریکی، اندھیرا * کوتاہی۔کمی۔ * بامش: اس کی چھت۔ * کوتاہی: چھوٹا پن۔

ترجمہ:

(۵) وہ (رند و قلندر) سر کے نیچے اینٹ اور قدم سات ستاروں پر رکھتے ہیں۔ذرا اُن کے اختیار کو دیکھ اور شاہی منصب کو دیکھ یعنی ان کا قیام و مرتبہ دیکھ۔

(۶) اے دل! اگر تجھے فقر کی بادشاہی عطا کر دیں تو تیرا سب سے چھوٹا ملک چاند سے مچھلی تک ہو گا۔یعنی تیری وسیع حدود سلطنت ہے اور اس کی کوئی انتہا نہیں ہے۔

(۷) تو یہ (عشق کا) مرحلہ حضرت خضر (مرشد) کی ہمراہی کے بغیر ہرگز طے نہ کر کیونکہ یہاں پر اندھیرا ہی اندھیرا ہے اور تو گمراہی کے خطرے سے ڈر۔

(۸) ہمارا سر ہے اور میخانے کا دروازہ ہے کہ جس کی چھت کا کونہ چھوٹا ہونے کے باوجود بھی آسمان سے بہت زیادہ اونچا ہے۔

(۹) تو درِ فقر ندانی زدن از دست مدہ — مسندِ خواجگی و مجلسِ توراں شاہی

(۱۰) اے سکندر بنشین و غم بیہودہ مخور — کہ نہ بخشند ترا آبِ حیات از شاہی

(۱۱) حافظِ خام طمع شرمے ازیں قصّہ بدار عملت چیست کہ مزدشِ دو جہاں می خواہی

حل لغات:

* مسندِ خواجگی۔ آقائی کی تکیہ گاہ، سرداری کی گدی * توراں شاہی۔ شاہی مجلس * سکندر۔ سکندر یونانی، جس نے آبِ حیات تلاش کرلیا تھا مگر پیا نہیں * خام طمع۔ فضول لالچ کرنے والا * مزدش۔ مزدوری، اُجرت۔

ترجمہ:

(۹) گھر تو فقر کے دروازے کو کھٹکھٹانا نہیں جانتا تو خواجگی کی مسند اور شاہی مجلس کو اپنے ہاتھ سے ہرگز نہ جانے دے۔

(۱۰) اے سکندر! تو بیٹھا رہ اور یہ بیہودہ غم نہ کھا۔ کیونکہ تجھے تیری بادشاہی کی وجہ سے آبِ حیات نہیں بخشیں گے۔

(۱۱) اے فضول لالچ کرنے والے حافظ! تو اس قصّہ سے شرم کر۔ تیرا کیسا عمل ہے کہ جس کی مزدوری میں تو یہ دونوں جہان چاہتا ہے۔

۱ بعض نسخوں میں شعر نمبر 9, 10 غزل میں شامل نہیں ہے۔

----***----

غزل نمبر (۵۴)

(۱) سَلَامُ اللّٰہِ مَا کَرَّ اللَّیَالِی عَلٰی مَلِکِ الْمَکَارِمِ وَالْمَعَالِی

(۲) عَلٰی وَادِی الْاِرَاکِ وَمَنْ عَلَیْھَا وَدَارِی بِاللِّوٰی فَوقَ الرِّمَالِی

(۳) دعا گوئے غریبانِ جہانم وَاَدْعُو بِالتَّوَاتُرِ وَالتَّوَالِی

(۴) منال اے دِل کہ در زنجیرِ زلفش ہمہ جمعیت ست آشفتہ حالی

حل لغات:

* سلام اللہ۔ اللہ کا سلام * مَا کَرَّ اللیالی۔ جب راتیں متواتر آتی رہیں (قیامت تک) * المکارم۔ بزرگیاں * المعالی۔ بلندیاں * عَلٰی وادی الاراک۔ پیلو کے جنگل پر (راک وادی) * وَمَنْ علیھا۔ اور جو ان پر ہے * وَداری۔ اور میرا گھر * لِوٰی۔ جگہ کا نام * فوق الرّمالی۔ ریتلی زمین کے اوپر * وَدعُو۔ اور میں دعائیں کرتا ہوں * بالتواتر۔ مسلسل، ہمیشہ * وَالتوّالی۔ پے در پے دعا کرتا ہوں * منال۔ نہ رو، فریاد نہ کر * جمعیت۔ جمعیتِ خاطر * آشفتہ حالی۔ پریشان حالی۔

ترجمہ:

(۱) اللہ کا سلام ہو جب تک کہ یہ راتیں متواتر آتی ہیں (قیامت تک) عظمتوں اور بلند مرتبہ والے بادشاہ پر۔

(۲) وادیٔ اراک پر اور اُس ذاتِ گرامی پر جو کہ وہاں پر مقیم ہے۔ نیز لوی کے مکان پر جو ریت کے اوپر واقع ہے۔

(۳) میں دنیا بھر کے مسافروں کے لیے دعا گو ہوں۔ اور مسلسل، پے در پے دعا کرتا ہوں۔

(۴) اے میرے دِل! تو نالہ وفریاد نہ کر کہ اُسی (محبوب) کی زلف کی زنجیر میں سبھی لوگ پریشان حال ہیں۔

(۵) اَمُوتُ صَابِرًا یَالَیتَ شَعْرِی — مَتٰی نَطَقَ الْبَشِیْرُ عَنِ الْوَصَالِی
(۶) فَحبُّکَ رَاحَتی فِی کُلِّ حِیْنٍ — وَ ذِکْرُکَ مُؤنِسِیْ فِی کُلِّ حَالِی
(۷) سویدائے دلِ من تا قیامت — مباد از سوز و سودائے تو خالی
(۸) کجا یابم وصالِ چوں تو شاہے — منِ بدنام رندِ لا اُبالی
(۹) زخطت صد جمالِ دیگر افزود — کہ عمرت باد صد سالِ ہلالی

حل لغات:

* اَموات۔ میں مراجاتا ہوں * صابراً۔ صبر کرتا ہوا * یالَیتَ شعری۔ اے کاش میں جانا جاتا * مَتٰی نطق البشیر۔ خوشخبری دینے والا کب بولے * عن الوصالِ۔ وصل کے بارے میں * فحبک۔ تیری محبت * راحتی۔ میرے لیے راحت ہے * فی کلِ حینٍ۔ ہر گھڑی ہر وقت * ذکرک۔ تیرا ذکر * مُونسی۔ میرا ہمدم ودوست ہے * کلِ حالِ۔ ہر حال میں * سویدا۔ دِل کا سیاہ نُقطہ * مباد۔ نہ ہو * سوز۔ جلن * سودا۔ خیال، جنون، محبت * رند۔ شرابی * لا ابالی۔ بے پروا * صد سال۔ سوسال * ہلالی۔ قمری۔

ترجمہ:

(۵) میں صبر کی وجہ سے مراجاتا ہوں۔ کیا ہی اچھا ہوتا جو مجھے معلوم ہو جاتا کہ وصال کی خوشبو دینے والا کب بولے گا؟
(۶) تیری محبت میرے لیے ہر وقت باعث آرام ہے اور تیرا ذکر ہر حال میں میرا مونس وغمخوار ہے۔
(۷) میرے دِل کا سیاہ نقطہ (میرا دل) قیامت تک تیرے سوز اور سودا سے کبھی خالی نہ رہے۔
(۸) تیرے جیسے بادشاہ کا وصال کیا پا سکتا ہوں۔ میں کہ جو رند وشرابی ہوں اور سخت لاپروا قسم کا آدمی ہوں۔
(۹) تیرے خط سے سو درجہ حسن وجمال بڑھ جائے گا۔ تیری عمر سو سال قمری تک دراز ہو!

(۱۰) برآں نقاشِ قُدرت آفریں باد — کہ گردِ ماہ کشید [۱] خطِ ہلالی
(۱۱) بہر منزل کہ رُو آرد خُدایا — نگہدارش بحفظِ [۲] لا یزالی
(۱۲) تومی باید کہ باشی ورنہ سہل ست — زیانِ مایۂ جانی [۳] و مالی
(۱۳) خداوندا کہ حافظ راغرض چیست — وَعِلْمُ اللّٰہ حَسْبِی مِنْ سُوالی

حل لغات:

* خطِ ہلالی۔ چاند جیسا خط * رُو۔ رُخ * لایزالی۔ دائمی نگہداشت * سہل۔ آسان * زیان۔ نقصان * علم اللہ۔ اللہ کا علم

---

۱ بعض نسخوں میں کشید کی جگہ کشد ہے۔
۲ بعض نسخوں میں بحفظ کی جگہ بلطف ہے۔
۳ بعض نسخوں میں جانی کی جگہ جاہی ہے

* حسبی من سوالی۔ میرے سوال کرنے سے کافی زیادہ ہے۔

ترجمہ:

(۱۰) قدرت کے اُس نقاش پر شاباش ہو کہ جس نے چاند (رخسار) کے گرد ہلالی خط کھینچا ہے۔

(۱۱) اے میرے خدا! وہ (محبوب) جس منزل کی طرف بھی اپنا رُخ کرے تو اُسے ہمیشہ اپنی لازوال حفاظت میں رکھ۔

(۱۲) ضرورت تو اس امر کی ہے کہ تو سلامت رہے اور موجود رہے۔ ورنہ جان و مال کے سرمائے کا نقصان برداشت کر لینا تو آسان ہے۔

(۱۳) اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے کہ حافظ کی غرض کیا ہے۔ اور اللہ کا علم میرے سوال کرنے سے کافی زیادہ (بہتر) ہے۔

----***----

غزل نمبر (۵۵)

(۱) سلامے چو بوئے خوش آشنائی — بداں مردمِ دیدہ روشنائی

(۲) درودے چو نورِ دلِ پارسایاں — بداں شمع خلوت گہِ پارسائی

(۳) نمی بینم از ہمدماں ہیچ برجا — دِلم خوں شد از غُصّہ ساقی کجائی

(۴) زکوئے مغاں رومگرداں کہ آنجا — فروشند مفتاحِ مشکل کشائی

حل لغات:

* بوئے خوش آشنائی۔ آشنائی کی اچھی خوشبو * پارسایاں۔ پرہیزگار * شمع خلوت گہ۔ خلوت گاہ کی شمع (محبوب) * غُصّہ۔ رنج وغم * کوئے مغاں۔ پیر مغاں کا کوچہ (میخانہ) * مفتاح۔ چابی۔

ترجمہ:

(۱) آشنائی اچھی خوشبو جیسا ایک سلام! روشنائی کی آنکھ کی پُتلی (محبوب) کو پہنچے۔ یعنی میرے محبوب کو میرا سلام جو کہ میری آنکھ کی پُتلی ہے۔

(۲) پرہیزگار لوگوں کے دل کے نور جیسا درود اُس پرہیزگاری کی خلوت گاہ کی اُس شمع (محبوب) پر ہو۔

(۳) میں اپنے ہمدموں میں سے کسی کو بھی ثابت قدم نہیں دیکھتا۔ میرا دِل رنج وغم سے خون ہو گیا ہے۔ اے ساقی! تو کہاں ہے؟

(۴) تو کوئے مغاں (میخانے) سے اپنا منہ نہ پھیر کیونکہ اس جگہ مشکل کشائی کی چابی فروخت کرتے ہیں۔

(۵) عروسِ جہاں گرچہ درحدِ حُسن ست — زحد می برد شیوۂ بے وفائی

(۶)	مے صوفی افگن کجا می فروشند	کہ در تابم از دستِ زہد ریائی
(۷)	رفیقاں چناں عہدِ صحبت شکستند	کہ گوئی نبودست خود آشنائی
(۸)	دِل خستہء من گرِدش ہمتے نیست[1]	نخواہد ز سنگین دِلاں مومیائی

حل لغات:

* عروس جہاں۔دنیا کی دُلہن * شیوہ۔طریق * مے صوفی افگن۔صوفی کوگرادینے والی شراب * درتابم۔میں پیچ وتاب میں ہوں * عہد صحبت۔ہم نشینی کا عہد * آشنائی۔دوستی * دلِ خستہ۔زخمی دل * سنگیں دلاں * سنگدل لوگ * مومیائی۔ٹوٹے اعضا جوڑنے والی دوا(مرہم)

ترجمہ:

(۵) دنیا کی دلہن کا حسن و جمال اگر چہ کمال کی حد تک جا پہنچا ہے لیکن بے وفائی کا طور طریق اُسے حد سے آگے لے جارہا ہے۔

(۶) صوفی کوگرادینے والی شراب کہاں بیچتے ہیں؟ کہ میں مکر وریا والے زہد کے ہاتھوں سخت پیچ وتاب میں مبتلا ہوں۔

(۷) دوستوں نے ہم نشینی و ہم مجلسی کے عہد کو اس طرح توڑ ڈالا ہے کہ گویا اس جہان میں دوستی کا کوئی وجود ہی نہیں رہ گیا۔

(۸) اگر چہ میرے اس زخمی دِل میں ذرا بھی ہمت باقی نہیں رہی۔پھر بھی وہ ان سنگدلوں (معشوقوں) سے مومیائی کی طلب نہ کرے گا۔

(۹)	مرا گر تو بگذاری اے نفسِ طامع	بسے بادشاہی کنم در گدائی
(۱۰)	بیاموزمت کیمیائے سعادت	زہم صحبتِ بد جُدائی جُدائی
(۱۱)	مکن حافظ از جورِ گردوں[2] شکایت	چہ دانی تو اے بندہ کارِ خُدائی

حل لغات:

* نفس طامع۔لالچی نفس * بیاموزمت۔میں تجھے سکھادوں * کیمیائے سعادت۔نیک بختی کی کیمیا * جورِ گردوں۔آسمان کے ظلم وستم۔

ترجمہ:

(۹) اے میرے لالچی نفس!اگر تو مجھے چھوڑ دے۔تو پھر میں اس فقیری میں ہی زبردست بادشاہی کروں گا۔

(۱۰) میں تجھ کو نیک بختی کی کیمیا سکھاتا ہوں۔تو ان برے لوگوں کی صحبت سے جدا ہو جا جُدا ہو جا!

---

[1] بعض نسخوں میں نیست کی جگہ ہست ہے۔

[2] بعض نسخوں میں گردوں کی جگہ دوراں ہے۔

(۱۱) اے حافظ! تو آسمان کے ظلم وستم کی شکایت نہ کر۔ اے بندے! تو خدا کے کاموں کو کیا جانے؟

----***----

غزل نمبر(۵۶)

(۱) سُلیمیٰ مُنْذُ حَلَّتْ بِالْعِرَاقِی	اُلَاقِیْ فِیْ هَوَاهَا مَا اُلَاقِیْ[1]
(۲) الا اے ساربانِ محمل دوست[2]	اِلیٰ رُکْبَانِکُمْ طَالَ اشْتِیَاقِی
(۳) بساز اے مُطربِ خوشخواں وخوشگوئے	بشعرِ پارسی صَوتِ عراقی
(۴) بیا ساقی بدہ رطلِ گرانم	سَقَاكَ اللّٰہ مِنْ کَاسٍ دِهاقی
(۵) جوانی باز می آرد بیادم	صدائے چنگ ونوشا نوشِ ساقی[3]

حل لغات:

* سُلیمیٰ۔ مرادمحبوبہ * مُنذ حَلّت۔ جب سے مقیم ہوگئی ہے * الا قی۔ میں برداشت کررہاہوں * فی ھواھا۔ اس کی محبت میں * مَا الا قی۔ جوبھی برداشت کررہاہوں * الا۔ ہاں،خبردار * ساربان۔ اونٹ کی مہار پکڑ کر چلانے والا * محمل۔ کجاوہ * اِلی رکبانکم۔ تمہارے سواروں کی جانب * طال اشتیاقی۔ میرا ذوق وشوق بڑھ چکا ہے * مطربِ خوشخواں۔ خوش نو امطرب۔ اچھی آواز والا گویا * صَوتِ عراقی۔ عراقی آہنگ (لے) * رطلِ گراں۔ بڑا اور بھرا ہوا پیالہ * سقاک اللہ۔ اللہ تجھے سیراب کردے * کاسِ دہاقی۔ لبالب بھرا ہوا پیالہ * صدائے چنگ۔ رباب کی آواز * نوشانوش۔ پیو پلاؤ۔

ترجمہ:

(۱) جب سے محبوبہ عراق میں مقیم ہوگئی ہے۔ میں اس کی جدائی میں دیکھ رہا ہوں جو کچھ کہ دیکھ رہا ہوں۔ اس کی محبت میں برداشت کررہا ہوں جو بھی برداشت کررہا ہوں۔

(۲) اے محمل دوست کے ساربان! آگاہ ہو۔ تمہارے سواروں کی جانب میرا ذوق وشوق بڑھ چکا ہے۔

(۳) اے اچھی آواز والے اور اچھا گانے والے گویّے! تو فارسی کلام کے ساتھ عراقی آہنگ (لے) کو ملا دے۔

(۴) اے میرے ساقی! تو آ اور مجھ کو بڑا پیالہ شراب سے بھر کردے۔ اللہ تجھے شراب کے بھرے ہوئے پیالوں سے ہمیشہ سیراب رکھے۔

---

[1] بعض نسخوں میں "ہواہا" کی جگہ نواہا ہے۔

[2] بعض نسخوں میں دوست کی جگہ منزل ہے۔

[3] بعض نسخوں میں مصرعہ ثانی یوں ہے: سماعِ چنگ ودست افشاں ساقی۔

(۵) جوانی پھر مجھے یاد دلا رہی ہے۔ رباب کی آواز اور ساقی کی پیؤ اور پلاؤ کی آواز۔

(۶) مئے[1] باقی بدہ تا بر فشانم — بیاراں مست و خوش دل عمر باقی
(۷) درونم خوں شد از نادیدنِ دوست — اَلَا تَعْسًا لِاَیَّامِ الْفِرَاقِی
(۸) دمے با نیک خواہاں متفق باش — غنیمت داں اُمورِ اتفاقی
(۹) مسیحائے مجرّد را طرازد — کہ با خورشید سازد ہم وثاقی
(۱۰) عروسے بس خوشی اے دخترِ رز — ولے گاہ گاہِ سزاوارِ طلاقی

حل لغات:

* مئے باقی۔ بچی ہوئی شراب * الاتعسا۔ موت آئے * اَلا یامِ الفراقی۔ جدائی کے دن * امُورِ اتفاقی۔ اتفاقی معاملات * مسیحائے مجرد۔ تنہا و آزاد مسیحا' حضرت عیسیٰ علیہ السلام جنہوں نے عمر بھر شادی نہ کی * عروسے۔ دُلہن * دخترِ رز۔ انگور کی بیٹی' شراب * سزاوار طلاق۔ طلاق کے قابل ہے' مستحق ہے۔

ترجمہ:

(۶) تو مجھے بچی ہوئی باقی شراب ہی دے دے تاکہ میں مستی اور خوشدلی کی حالت میں اپنی باقی زندگی اپنے دوستوں پر نچھاور کر دوں۔

(۷) محبوب کو نہ دیکھنے کی وجہ سے میرا دِل خون ہو چکا ہے۔ اللہ کرے کہ جدائی کے ساتھ مجھے موت آجائے

(۸) تو کچھ دیر خیر خواہوں کے ساتھ مل کر بیٹھ اور ان اتفاقی معاملات کو غنیمت سمجھ کہ جو تجھے یہ سعادت نصیب ہو رہی ہے۔

(۹) آزادی محض مسیحا ہی کو زیب دیتی ہے۔ جو کہ خورشید کے ساتھ ہم خانہ ہو۔ یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے عمر بھر شادی نہ کی تو خدا نے انہیں آفتاب کے ساتھ چوتھے آسمان پر جگہ دی۔ تجرد اور آزادی کی بدولت انسان بلند مرتبے پر فائز ہو سکتا ہے۔

(۱۰) اے انگور کی بیٹی! (شراب) تو بہت ہی حسین و جمیل دلہن ہے لیکن اس کے باوجود تو کبھی کبھی طلاق کی بھی مستحق ہے۔

(۱۱) رَبِیْعُ الْعُمْرِ فِی مَرْعٰی حِمَاکُمْ — حَمَاکَ اللّٰہُ یَا عَھْدَ التَّلَاقِی
(۱۲) خرد در زندہ رود انداز و مے نوش — بگلبانگِ جوانانِ عراقی
(۱۳) نَھَانِی الشَّیْبُ مِنْ کُلِّ الْعَذَارٰی — سِوَیٰ تَقْبِیْلِ خَدٍّ وَّا عْتِنَاقِی

---

[1] بعض نسخوں میں یہ شعر یوں ہے:
مے باقی بدہ تا مست و خوشدل — بیاران بر فشانم عمر باقی

(۱۴) وصالِ دوستاں چوں روزیٔ ماست [1] مگو واعظ سخنہائے فراقی

(۱۵) مَضَتْ فُرَصُ الْوِصَالِ وَمَا شَعَرْنَا بگو حافظؔ! غزلہائے فراقی

حل لغات:

* ربیع العمر۔عمر کی بہار * فی مرعیٰ۔چراگاہ میں * حمیٰ کُم۔حمیٰ کی کی چراگاہ * حماك اللّٰہ ۔اللہ تیری حفاظت کرے * التلاقی ۔تیری ملاقات * خرد۔عقل * زندہ رود۔نہر کا نام * گلبانگ۔نغمے * نهانی الشیبَ ۔بڑھاپے نے روک دیا * من کل العذاری ۔تمام دوشیزگان سے * سویٰ ۔سوائے * تقبیل خدّی ۔رخسار کا بوسہ لینے سے * واعتناق۔اور معانقہ کرنے سے * روزی ماست ۔ہمارا نصیب ہے * مضَتَ۔گزر گئیں * فرص الوصال ۔وصل کی فرصتیں * وَمَا شعرنا۔اور ہمیں پتا نہ چلا۔

ترجمہ:

(۱۱) میری عمر کی بہار تمہاری محفوظ چراگاہ میں ہے۔اے ملاقات کے زمانے خدا تیری حفاظت کرے۔

(۱۲) تو اپنی عقل وخرد کو (زندہ رود) نہر میں ڈال دے اور عراقی جوانوں کے نغموں کے ساتھ شراب نوشی کر۔

(۱۳) بڑھاپے نے مجھ کو تمام کنواری لڑکیوں (دوشیزگان) کے عشق سے روک دیا ہے۔سوائے گلے لگانے اور ان کے بوسے لینے کے۔

(۱۴) جب دوستوں (معشوقوں) کا وصل ہمارا نصیب ہے تو اے واعظ! تو فراق کا وعظ نہ کر۔

(۱۵) وصال کا وقت گزر چکا ہے اور افسوس کہ ہمیں خبر تک نہ ہو سکی۔اے حافظؔ! تو ایسی غزلیں کہہ کہ جن میں محبوب کی جدائی بیان کی گئی ہو۔

(نوٹ) بعض نسخوں میں شعر نمبر 13 موجود نہیں اور بعض میں یہ شعر بھی ملتا ہے:

دُمُوعِی هَجْرَ کُم لَا تَحْقِرُوْهَا

فَکَمْ بَحْرٍ جَمَعْنَا مِنْ سَوَاقِ

(تمہاری جدائی میں بہنے والے آنسوؤں کو حقیر نہ سمجھو۔بہت سے سمندر ہیں جو ہم نے نہروں سے جمع کیے ہیں)

-----***-----

غزل نمبر (۵۷)

(۱) سَبَتْ سَلْمٰی بَصَدغَیْها فُوَادِی وَ رُوْحِی کُلِ یَوْمٍ لِی یُنَادِی

[1] بعض نسخوں میں است کی جگہ نیست ہے اور اس کے ساتھ شعر نمبر 15 کا مصرعہ ثانی ہے جس میں بگو کی جگہ بخواں ہے اور بطور مقطع ہے جبکہ شعر نمبر 14 کا مصرع ثانی شعر نمبر 15 کے مصرع اول کے ساتھ ہے۔

(۲) [1] خدارا برمنِ بیدل ببخشائے — وَ اَوْصِلْنِی عَلٰی رَغْمِ الْاَعَادِی

(۳) اَمَنْ اَنْکَرْتَنِی عَنِ الْحُبِّ سَلْمیٰ — غَرِیْقُ الْعِشْقِ فِی بَحْرُ الْوِدَادِی

(۴) نگارا درغمِ سودائے عشقت — تَوَکَّلْنَا عَلٰی رَبِّ الْعِبَادِی

(۵) دلِ حافظ شد اندر چینِ زلفت! — بَلَیْلِ مُظْلِمَ وَاللّٰہ ھَادِی!

حل لغات:

* سَبَتْ۔قید کرلیا * سلمیٰ۔محبوب * فوادی۔میرادل * بصد غبھا۔اُس نے اپنی زلفوں سے * لِی۔میرے لیے * یُنادی۔پکارتی ہے * من بیدل۔مجھ عاشق پر * وَاَوْصِلنی۔اور مجھے وصل عطا کر * علیٰ رغم الاعادی۔دشمنوں کی خواہش کے خلاف * اَمَن۔اے وہ شخص * انکرتنی۔مجھے منع کردیا * عن الحُب سلمیٰ۔سلمیٰ کی محبت سے * غریق العشق۔عشق میں ڈوبا ہوا * بحر الو دادی۔دوستی کا سمندٗ محبت کا سمندر * نگارا۔اے محبوب * تو کلّنا۔ہم نے توکل کیا' بھروسا کیا * علٰی ربّ العبادی بندوں کے رب پر * اندرچینِ زلفت۔تیری زلف کے پیچ وخم میں * بلیلِ مظلم۔اندھیری رات میں * اللّٰہ ھادی۔اللہ ہدایت دینے والا ہے' اللہ ہی رہنما ہے۔

ترجمہ:

(۱) سلمیٰ (معشوق) نے میرے دل کو اپنی دونوں زلفوں میں قید کرلیا ہے اور میری روح روز مجھ کو آوازیں دیتی ہے، پکارتی ہے۔

(۲) خدا کے لیے تو مجھ عاشق بیدل پر رحم وکرم کر اور دشمنوں کی آرزو کے خلاف مجھے اپنے وصل سے بہرہ یاب فرما۔

(۳) تو مجھے سلمیٰ کی محبت سے روکتا ہے۔حالانکہ میں اس کی دوستی (محبت) کے سمندر میں غریق عشق ہو چکا ہوں۔

(۴) اے میرے محبوب! تیرے عشق کے جنون میں ہم نے بندوں کے پروردگار پر بھروسا کیا ہے۔

(۵) حافظ کا دِل تیری زلفوں کے پیچ وخم میں اسیر ہو کر رہ گیا ہے۔اللہ تعالیٰ ہی ہے جو کہ اندھیری رات میں راستہ دکھانے والا ہے۔ وہی ہادی ورہنما ہے۔

----***----

غزل نمبر (۵۸)

(۱) سینہ مالا مالِ درد ست اے دریغا مرہمے — دِل ز تنہائی بجان آمد خدا را ہمدمے

---

[1] بعض نسخوں میں خدارا کی جگہ نگارا ہے۔

(۲) خیز تا خاطر بداں ترکِ سمرقندی دہیم — کز نسیمش بوئے زلفِ حُوریاں[1] آید ہے
(۳) چشمِ آسائش کہ دارد زیں سپہر گرم[2] رُو — ساقیا جامے بیاور تا بیاسایم دَمے
(۴) زیرکے را گفتم ایں احوالِ خود خندید و گفت — صعب کارے[3] بوالعجب دردے پریشاں عالمے
(۵) سوختم در چاہِ صبر از بہرِ آں شمعِ چگل — شاہِ ترکاں غافل[4] ست از حالِ ما کو رستمے

حل لغات:

* دریغا۔ افسوس * بجان آمد۔ جان پر بن گئی ہے * خدارا۔ خدا کے لیے * ترکِ سمرقندی۔ سمرقند کا محبوب * حُوریاں۔ حور کی جمع * سپہر۔ آسمان * بیاسایم * بیاسایم۔ آسودہ ہوجاؤں * زیرکے۔ دانا * صعب کارے۔ مشکل کام * بُوالعجب۔ عجیب * پریشان عالمے۔ پریشان حالت * چاہ۔ کنواں۔ * شمعِ چگل ۔(چین کا شہر) کی شمع (حسین) * شاہِ ترکاں۔ شاہِ خوباں * رستمے۔ رستمؔ پہلوان۔

ترجمہ:

(۱) میرا سینہ درد سے مالا مال ہے مگر افسوس کہ مرہم نہیں ہے۔ تنہائی کی وجہ سے دِل کی جان پر بن گئی ہے خدا کے لیے کوئی میرے ہمدم کو لائے۔ کوئی ہمدم ہو۔ اُسے خبر کرو۔

(۲) اُٹھ! تاکہ ہم اپنا دِل اُس سمرقندی محبوب کو دے دیں جس کی نسیم سے حوروں کی زلف کی خوشبو آتی ہے۔

(۳) اس تیز رفتار آسمان سے کون آسائش کی اُمید رکھتا ہے؟ اے ساقی! تو شراب سے بھرا ساغر لا تاکہ میں کچھ دیر کے لیے آسودہ خاطر ہوجاؤں۔

(۴) میں نے اپنا حال احوال ایک دانا سے بیان کیا تو اُس نے ہنس کر کہا کہ کام بہت مشکل ہے۔ درد عجیب وغریب ہے اور حالت پریشان کر کے رکھ دینے والی ہے۔

(۵) میں اُس شمعِ چگل کے لیے صبر کے کنویں میں جل گیا ہوں اور شاہِ خوباں میرے حال سے بے خبر ہے۔ رستم کہاں ہے جو مجھے اس کنویں سے باہر نکالے؟ (اس میں اس تاریخی حقیقت کی طرف اشارہ ہے کہ کیخسرو کے زمانے میں پہلوان بیژن شکار کھیلتا ہوا افراسیاب کے ملک میں جا نکلا تھا اور اس کی بیٹی منیژہ پر عاشق ہوگیا تھا۔ افراسیاب نے اُسے اس پاداش میں اندھے کنویں میں قید کردیا تھا اور رُستم نے اس کے ملک پر چڑھائی کر کے بیژن کو کنویں میں سے نکالا تھا)۔

---

[1] بعض نسخوں میں ''زلفِ حوریاں'' کی جگہ ''جوئے مولیاں'' ہے۔
[2] بعض نسخوں میں گرم کی جگہ تیز اور بیاور کی جگہ ''بمن دہ'' ہے۔
[3] بعض نسخوں میں کارے کی جگہ روزے اور دردے کی جگہ کارے ہے۔
[4] بعض نسخوں غافل کی جگہ فارغ ہے۔

(۶) درطریقِ عشقبازی امن وآسائش خطاست — ریش باد آن دِل که بادردِ تو جوید[1] مرہمے

(۷) اہلِ کام[2] ناز را درکوئے رنداں راہ نیست — رہروے باید جہانسوزے نہ خامے بیغمے

(۸) آدمِ خاکی دریں عالم[3] نمی آید بدست — عالمے دیگر بباید ساخت از نو آدمے

(۹) گریۂ حافظ چہ سازد[4] پیش استغنائے دوست — کاندریں طوفاں نماید ہفت دریا شبنمے

حل لغات:

* درطریق عشقبازی۔عشقبازی کے راستے میں * ریش۔زخم * رہروے۔راہی * جہانسوزے۔جہاں کو جلا دینے والا' نہ خامے بیغمے * نہ کہ خام اور بے غم * نمی آید بدست۔ہاتھ میں نہیں آتا * گریہ۔رونا دھونا * استغنا۔بے پروائی' بے نیازی * شبنمے۔اوس کا قطرہ۔

ترجمہ:

(۶) عشق ومحبت کے راستے میں امن اور آسائش کی خواہش غلطی ہے۔وہ دل زخمی ہو جائے جو تیرے درد کے ہوتے ہوئے مرہم کو تلاش کرے۔

(۷) صاحبانِ ناز ونعمت کو رندوں کے کوچے میں راستہ نہیں ملتا۔اس کے لیے ایسا راہی ہونا چاہیے جو کہ جہان کو جلا دینے والا ہو نہ کہ ناقص اور بے غم۔

(۸) اس جہان میں خاک نشین آدمی (خاک ہونے سے پہلے) ہاتھ نہیں آتا۔ایک نئے آدم سے نئے جہان کی تعمیر کرنی چاہیے۔

(۹) حافظ کا یہ رونا دھونا محبوب کی بے نیازی کے سامنے کیا کرے؟ کیونکہ اس طوفان میں سات سمندر بھی شبنم کے ایک قطرہ کی طرح ہیں۔

----***----

غزل نمبر(۵۹)

(۱) لبش می بوسم و در می کشم مَے — بہ آبِ زندگانی بُردہ اَم پَے

---

[1] بعض نسخوں میں جوید کی جگہ خواہد ہے۔

[2] بعض نسخوں میں اہل کام وناز ہے۔

[3] بعض نسخوں میں آدمی درعالمِ خاکی ہے۔

[4] بعض نسخوں میں سازد کی جگہ سنجد، درست کی جگہ عشق اور طوفان کی جگہ دریا ہے۔

(۲) نہ رازش می توانم گفت باکس | نہ کس را می توانم دید با وَے
(۳) گل از خلوت بباغِ آورد مسند | بساطِ زہد[1] را چوں غنچہ کُن طے
(۴) بدہ جامِ مَے و از جم مکن یاد | کہ می داند کہ جم کے بود وکَے کَے

حل لغات:

* آب زندگانی۔آب حیات * بردہ اَم پے۔سراغ لگا رہا ہوں * باوے۔اس کے ساتھ۔ * خلوت۔تنہائی۔ * مسند۔تکیہ گاہ،گدی۔ * بساط۔فرش حیثیت۔ * جم: جمشید * کے۔کیخسرو،بادشاہ۔

ترجمہ:

(۱) میں اس (محبوب) کے لبوں کو چوم رہا ہوں اور شراب نوشی کر رہا ہوں۔اور میں نے آب حیات کا سراغ لگالیا ہے۔
(۲) نہ تو میں کسی سے اس کا دراز کہہ سکتا ہوں اور نہ کسی کو اس کے ساتھ دیکھ ہی سکتا ہوں۔
(۳) پھول نے تنہائی سے نکل کر باغ میں مسند لگادی ہے۔تو پرہیزگاری کے فرش کو غنچہ کی طرح طے کر کے لپیٹ دے۔
(۴) تو شراب کا پیالہ دے اور جمشید کو یاد نہ کر۔کسے پتا ہے کہ جمشید کس زمانے میں تھا اور کیخسرو کون تھا اور کب ہوا۔

(۵) بزن بر چنگ چنگ[2] اے ماہِ مطرب ! | رگش بخراش تا بخروشم از وَے
(۶) چو چشمِ مست را مخمور مگوار | بیادِ لعلش اے ساقی بدہ مَے !
(۷) نجوید جان ازآں قالب جُدائی ! | کہ باشد خونِ جامش در رگ وپَے
(۸) لبش می بوسم و خوں می خورد جام | رخش می بینم و گل می کند خَوے

حل لغات:

* چنگ۔رباب * چنگ۔پنجہ * ماہِ مطرب۔چاند جیسا گویّا * مخمور۔خمار آلود * لعلش۔اس کے لبِ لعلیں * رگ وپَے۔رگ وریشہ * گل می کند خوے۔پھول کو پسند آجاتا ہے۔

ترجمہ:

(۵) اے چاند جیسے گویّے رباب پر پنجہ مار کر اسے بجادے۔اس کی تاروں کو چھیڑ تاکہ میں بھی اپنی ہاؤ ہو کا شور بلند کروں۔
(۶) اس کی آنکھوں کی طرح مست کو مخمور مت چھوڑ۔اے ساقی! اس کے سرخ لعل جیسے لبوں کی یاد میں تو مجھے شراب دے دے۔
(۷) جان اس بدن سے ہرگز جدائی نہیں چاہتی کیونکہ اس کے رگ وریشہ میں اس کے جام کا ہی خون ہے۔
(۸) جب میں اس کے لبوں کا بوسہ لیتا ہوں تو جام رشک کے مارے خون کے گھونٹ پیتا ہے۔اور جب میں اس کے چہرے کی

---

1. بعض نسخوں میں راچوں کی جگہ ہچوں ہے۔
2. بعض نسخوں میں بزن در پردۂ چنگ ہے۔

طرف دیکھتا ہوں تو پھول شرمندہ ہو جاتا ہے۔اسے پسینہ آ جاتا ہے۔

(۹) چو مرغِ باغ می گوید کہ ہُو ہُو ۔۔۔ مدہ از دست جامِ بادہ ہے ہے

(۱۰) چو مجنوں در پے دیدارِ لیلیٰ ۔۔۔ بباید گشتن اے دِل گردِ ہر حے

(۱۱) تو با سلطانِ گُل خوش باش و مے نوش ۔۔۔ غنیمت داں خلاصِ بہمن از دَے

(۱۲) زبانت درکش اے حافظؔ زمانے ۔۔۔ حدیثِ بے زباں[۱] را بشنو از نَے

حل لغات:

* مُرغِ باغ۔باغ کا پرندہ * ہوہو۔نغمہ زن ہونا * ہے ہے۔ہاں ہاں' خبردار * پے دیدار۔دیدار کے لیے * ہر حَے۔ہر قبیلہ * خلاص۔نجات * بہمن۔دے۔خزاں کے مہینے * زبانت درکش۔زبان کو بند کر لے * نَے۔بانسری۔

ترجمہ:

(۹) جب باغ کے پرندے نغمہ سرائی کرتے ہیں تو وہاں ہاں (خبردار) شراب کے پیالے کو اپنے ہاتھ سے نہ جانے دے۔

(۱۰) اے میرے دِل! مجنوں کی طرح لیلیٰ کے دیدار کی خاطر ہر قبیلہ کے اردگرد پھرنا چاہیے۔

(۱۱) تو پھولوں کے بادشاہ کے ساتھ رہ اور شراب نوشی کر۔غنیمت جان کہ خزاں کے مہینوں سے نجات مل گئی ہے۔

(۱۲) اے حافظؔ! تھوڑی دیر کے لیے تو اپنی زبان کو بند کر لے (چپ ہو جا) اور بے زبان بانسری کی آواز کو سُن!

(نوٹ) بعض نسخوں میں شعر نمبر 9 تا 11 شامل غزل نہیں ہیں۔

----***----

غزل نمبر (۶۰)

(۱) شہریست پُر ظریفاں و از ہر طرف نگارے ۔۔۔ یاراں صلائے عشقت گر می کنید کارے

(۲) چشمِ فلک ندیدہ[۲] زیں خوبتر حریفے ! ۔۔۔ در دامِ کس نیفتد زیں خوبتر شکارے

(۳) اے روئے خوبت از گُل صد بار نازنینی ؟ ۔۔۔ یارب کہ رہ نیابد بر دامنِ تو خارے

(۴) چشمے[۳] کہ دیدہ باشد جسمے زجاں مرکب ۔۔۔ بر دامنش مبادا زیں خاکداں غبارے

---

[۱] بعض نسخوں میں زبان کی جگہ زباناں ہے۔

[۲] بعض نسخوں میں ندیدہ کی جگہ بیند، خوبتر کی جگہ طرفہ تر اور دام کی جگہ دست ہے۔

[۳] بعض نسخوں میں چشمے کی جگہ ہرگز اور خاکداں کی جگہ خاکیاں ہے۔

حل لغات:

* ظریفاں۔خوش طبع لوگ * نگارے۔محبوب * صلائے۔دعوت * ندیدہ۔نہیں دیکھا * خوبتر۔بہتر * حریفے۔دوست، ساتھی * نیفتد۔نہیں پھنسے گا * روئے خوبت۔تیرا حسین چہرہ * صد بار نازنینی۔سوگنا نازک ہے * مرکب۔ترکیب پایا ہوا * مبادا۔کہیں ایسا نہ ہو * خاکداں۔دنیا۔

ترجمہ:

(۱) سارا شہر خوش طبع لوگوں سے بھرا ہوا ہے اور ہر طرف کوئی نہ کوئی معشوق ہے۔اے دوستو! عشق کی دعوت ہے کہ اگر تم کوئی کام کرنا چاہتے ہو تو کرلو۔

(۲) آسمان کی آنکھ نے اس سے اچھا حریف نہیں دیکھا۔کسی کے جال میں بھی اس سے اچھا شکار کبھی نہ پھنسے گا۔

(۳) اے محبوب! تیرا چہرہ پھول سے سوگنا بڑھ کر نازک ہے۔خدا کرے کہ تیرے دامن تک کوئی کانٹا راہ نہ پاسکے۔

(۴) جس آنکھ نے جسم کو جان سے مرکب دیکھا ہو، اُس کے دامن پر اس خاکدان (دنیا) کا کبھی غبار نہ پڑے۔

(۵) چوں من شکستۂ را از پیشِ خود چہ رانی ۔۔۔ کم غایتِ تمنا[1] بوسے ست یا کنارے

(۶) مَے بیغش ست دشتاب وقتِ خوش ست دریاب[2] ۔۔۔ سالِ دگر کہ دارد اُمیدِ نو بہارے

(۷) چوں ایں گرہ کشایم ویں راز[3] وا نمایم ۔۔۔ دردے وصعب دردے کارے وسخت کارے

(۸) ہر تارِ موئے حافظ دردستِ ترکِ[4] شوخیست ۔۔۔ مشکل تواں نشستن در اینچنیں دیارے

حل لغات:

* کم غایتِ تمنا۔میری بڑی سے بڑی آرزو، انتہائی آرزو * کنارے۔ہم آغوش ہونا، معانقہ کرنا * مَے بیغش۔خالص شراب، ملاوٹ کے بغیر * بشتاب۔جلدی کر *

ترجمہ:

(۵) مجھ جیسے شکستہ حال کو تو اپنے سامنے سے کیوں دوڑاتا ہے؟ اٹھاتا ہے؟ میری انتہائی آرزو ایک بوسہ ہے یا پھر تجھ سے معانقہ کرنا ہے، ہم آغوش ہونا ہے۔

(۶) شراب خالص ہے۔تو جلدی کر وقت اچھا ہے، فایدہ اُٹھالے۔دوسرے سال کی بہار کی اُمید کون رکھ سکتا ہے؟

(۷) میں اس گرہ کو کیسے کھولوں؟ اور اس راز کو کیسے ظاہر کروں؟ ایک سخت درد ہے اور ایک نہایت ہی مشکل کام آن پڑا ہے۔

---

۱ بعض نسخوں میں تمنا کی جگہ توقع ہے۔
۲ بعض نسخوں میں یہ مصرع یوں ہے: مے بیغش است دریاب وقتے خوشست بشتاب۔
۳ بعض نسخوں میں وا کی جگہ چوں ہے۔
۴ بعض نسخوں میں ترکِ شوخیست کی جگہ زلفِ شوخے ہے۔

(۸) حافظ کے بالوں کا ہر تار اُس شوخ وشنگ محبوب کے ہاتھوں میں ہے۔ ایسے شہر و ملک میں مشکل سے ہی رہا جا سکتا ہے۔

----***----

غزل نمبر (۶۱)

(۱) صبا تو نکہتِ آں زلفِ مشکبو داری　　بیادگار بمانی کہ بوئی اُو داری
(۲) دِلم کہ گوہرِ اسرارِ حُسن و عشق دروست　　تواں بدستِ تو دادن گرش نکو داری
(۳) دراں شمائلِ مطبوع ہیچ نتواں گفت　　جز ایں قدر کہ رقیبان تند خُو داری
(۴) نوائے بُلبُلت اے گُل کجا پسند اُفتد　　کہ گوشِ ہوش بمرغانِ ہرزہ گو داری

حل لغات:

* نکہت ۔خوشبو * مشکبو۔ مشک کی بو * گوہراسرارِ حسن عشق۔ حسن وعشق کے اسرار کے موتی * شمائل مطبوع۔ پسندیدہ صورت * نوائے۔ آواز، نغمہ * ہرزہ گو۔ بیہودہ گو۔

ترجمہ:

(۱) اے بادِ صبا! تجھ میں اُس زلف مشکبو کی سی خوشبو ہے۔ تو یادگار رہے گی کیونکہ تجھ میں اس کی بُو ہے۔
(۲) میرا دل کہ جس میں حسن وعشق کے اسرار کے موتی ہیں۔ تیرے ہاتھوں میں دیا جا سکتا ہے اگر تو اسے اچھی طرح رکھے۔
(۳) اس پسندیدہ و دلکش شکل وصورت کے بارے میں کچھ بھی کہا نہیں جا سکتا۔ سوائے اس اک بات کے کہ رقیب بڑے ہی تندخو واقع ہوئے ہیں۔
(۴) اے پھول! تجھے بلبل کی آرزو کب پسند آ سکتی ہے؟ کیونکہ تو نے تو اپنے کانوں کو بیہودہ گو پرندوں کے شوروغل پر لگا رکھا ہے۔

(۵) زجُرعۂ تو سرم مست گشت نوشت باد!　　خود از کدام خُم ست ایں کہ در سبو داری
(۶) قبائے حُسن فروشی ترا بزیبد[1] و بس　　کہ ہمچو گُل ہمہ آئینِ رنگ و بو داری
(۷) زمانہء گرہمہ مُشکِ ختن دہد برباد!　　فدائے تو کہ خط و خالِ مشکبو داری
(۸) دم از ممالکِ خوبی چو آفتاب زدن　　ترا سزد[2] کہ غلامانِ ماہرد داری

حل لغات:

* جُرعہ۔ گھونٹ * نوشت باد۔ تیرے لیے نوش جاں ہو * خم۔ مٹکا * سبو۔ گھڑا * قبائے حسن فروشی۔ حسن کے اظہار کی قبا

۱ بعض نسخوں میں بزیبد کی جگہ برازد ہے۔　　۲ بعض نسخوں میں سزد کی جگہ رسد ہے۔

* مُشکِ ختن۔ختن کا مشک * مشکبو۔مشک جیسی بو * دَم ۔دم مارنا دعویٰ کرنا * ترا سزد۔تجھے زیبا ہے * ماہرو۔چاند جیسے چہرے والا۔

ترجمہ:

(۵) میں تیری شراب کے ایک ہی گھونٹ سے مست وبیخود ہوگیا۔تیرے لیے نوش جاں ہو(خوشگوار ہو) تیرے مٹکے میں جو شراب ہے وہ کس سبو کی شراب ہے؟ کس قسم کی شراب ہے؟

(۶) حسن کے اظہار کی قبا تجھی کو زیب دیتی ہے کیونکہ پھول کی طرح رنگ وبو کے تمام آئین تجھ میں موجود ہیں۔

(۷) اگر زمانہ ختن کا سارا مشک برباد کردے۔میں تجھ پر قربان کہ تیرے خط وخال مُشک جیسے خوشبودار ہیں۔

(۸) سُورج کی طرح حسن وخوبی کے ملکوں کی بادشاہی کا دعویٰ کرنا تجھے ہی زیبا ہے کیونکہ تو چاند جیسے چہرے والا غلام رکھتا ہے۔

(۹) بسرکشیِ خود اے سروِ جویبار مناز　　　　که گر با او رسی از شرم سر فرو داری

(۱۰) دعاش گفتم و خنداں بزیرِ لب می گفت　　　　که کیستی تو وبا ما چہ گفتگو داری

(۱۱) زکنجِ مدرسہ حافظ مجویٔ گوہرِ عشق　　　　قدم بروں نہِ اگر میلِ جستجو داری

حل لغات:

* سرِ جویبار۔نہر کنارے کا سرو * سرفرد۔سر جھکا * دعاش گفتم۔میں نے اس کے لیے دعا کی * خنداں بزیرلب۔زیرلب ہنستی * کنج۔گوشہ * میل۔آرزو۔

ترجمہ:

(۹) اے نہر(کنارے) کے سرو! تو اپنی سرکشی پر چنداں نازاں نہ ہو۔کیونکہ اگر تو میرے محبوب تک رسائی حاصل کرلے تو شرم سے تیرا سر نیچا ہوجائے گا۔جھک جائے گا۔

(۱۰) میں نے اس کے۔یے دُعا کی اور وہ زیرلب ہنسی کے عالم میں کہہ رہا تھا۔تو کون ہے؟ اور ہم سے کیا کہہ رہا ہے؟

(۱۱) اے حافظ! تو عشق کے موتی کو مدرسے کے کونے میں نہ ڈھونڈ! اگر تجھے تلاش کی آرزو ہے تو پھر مدرسے سے باہر قدم نکال۔

(نوٹ) بعض نسخوں میں شعر نمبر 10,7 شامل غزل نہیں ہیں۔

----***----

غزل نمبر (۶۲)

(۱) صبح ست و ژالہ می چکد از ابرِ بہمنی　　　　برگِ صبُوح ساز و بزن[1] جام یکمنی

---

[1] بعض نسخوں میں بزن کی جگہ بدہ ہے۔

(۲) در بحرِ مائی و منی افتادہ ام بیار — مَے تا خلاص بخشدم از مائی و منی!
(۳) خونِ پیالہ خور کہ حلال ست خونِ او ! — در کارِ یار کوش کہ کاریست کردنی
(۴) گر صبحدم خمارِ ترا دردِ سر دہد! — پیشانیٔ خمار ہماں بہ کہ بشکنی،

حل لغات:

* ژالہ می چکد۔ژالہ باری ہورہی ہے'اولے برس رہے ہیں * ابرِ بہمنی * بہمن کے مہینے کا بادل'مراد ابر بہار * برگِ صبوح۔صبح کی شراب کا ساز وسامان * جامِ یکمنی ۔بڑا جام'بڑا پیالہ * بحر۔دریا'سمندر * مائی ومنی۔غرور تکبر'خودستائی۔

ترجمہ:

(۱) صبح کا وقت ہے اور بہار کے بادل سے اُولے برس رہے ہیں۔تو صبح کی شراب کا ساز وسامان درست کر اور ایک بڑا جام پی۔ (یعنی خوب جی بھر کے شراب پینے کا بندوبست کر)

(۲) میں خودی وخودستائی کے سمندر میں گرا پڑا ہوں (غرور تکبر میں مبتلا ہوں) تو مجھے شراب کا بڑا پیالہ دے۔

(۳) تو اس پیالے کا خون پی جا۔اس کا خون تیرے لئے حلال ہے۔یار کے معاملے میں کوشش کر کیونکہ یہ کرنے کے قابل ہے یعنی اچھا کام ہے'کرنا چاہیے۔

(۴) اگر صبح کے وقت تیرا خمار تجھے دردِ سر میں مبتلا کر دے تو بہتر یہ ہے کہ تو خمار کی پیشانی ہی کو توڑ دے۔

(۵) ساقی بہوش[1] باش کہ غم در کمینِ ماست — مطرب نگاہدار ہمیں رہ کہ می زنی
(٦) مے دہ کہ سر بگوشِ من آورد چنگ و گفت — خوش باش وپند بشنو ازیں پیرِ منحنی
(۷) ساقی بہ بے نیازیٔ یزداں[2] کہ مَے بیار — تا بشنوی ز صَوتِ مغنّی ہُوَ الغَنِی
(۸) حافظ نہالِ قدِ تو در جوئبارِ چشم — خوں خورد و برنشاند و تو خواہی کہ برکنی

حل لغات:

* کمین۔گھات * مطرب۔گویّا * چنگ۔رباب * پیرمنحنی۔کبڑا بوڑھا'ضعیف وناتواں * یزداں۔خدا * صوت مغنّی۔گویّے کی آواز (نغمہ) * ہوالغنی۔وہ بے نیاز ہے * نہال۔پودا * جوئبار۔نہر * برکنی۔اکھاڑ دے۔

ترجمہ:

(۵) اے ساقی! تو ہوش کر کہ غم ہماری گھات میں لگا ہوا ہے۔اے گویّے! تو اسی سُر کا خیال رکھو یعنی یہی گیت گائے جا جو کہ تو گا رہا ہے۔

(٦) تو شراب دے کہ رباب نے سرگوشی کرتے ہوئے مجھ سے کہا ہے کہ تو خوش رہ اور کبڑے بوڑھے کی نصیحت کو غور سے سن۔

---

[1] بعض نسخوں میں بہوش کی جگہ باش ہے۔

[2] بعض نسخوں میں یزداں کی جگہ رندان اور بعض میں حافظ ہے۔

(۷) اے ساقی! تجھے خدا کی بے نیازی کی قسم ہے تو شراب لا تا کہ گویا (ھوالغنی) کی آواز سن لے۔
(۸) حافظ نے آنکھ کی ندی میں تیرے قد کے درخت کو جگر کا خون کھا کر لگایا ہے۔ اور تو چاہتا ہے کہ اسے اکھاڑ ڈالے۔
(نوٹ) بعض نسخوں میں شعر نمبر 4, 8 شامل غزل نہیں ہیں۔

----***----

غزل نمبر (۶۳)

(۱) طفیلِ ہستیٔ[۱] عشقند آدمی و پری!	ارادتے بنما تا سعادتے ببری
(۲) چو مستعدِ نظر نیستی وصال مجوئی	کہ جامِ جم ندہد[۲] سود وقتِ بے بصری
(۳) مئے صبوح و شکر خوابِ صبحدم تا چند	بعذرِ نیم شبی کوش و نالۂ[۳] سحری
(۴) بوئے زلف و رخت می روند و می آیند	صبا بغالیہ سائی و گل بجلوہ گری
(۵) بکوش خواجہ و از عشق بے نصیب مباش	کہ بندہ را نخرد کس زعیب بے ہنری

حل لغات:

* طفیل۔ بدولت' سبب ذریعہ' وسیلہ * ارادتے۔ ارادت' عقیدت * مستعدِ نظر۔ نظر اور توبہ کے لیے تیار' استعدادِ نظر کا حامل * جامِ جم' جمشید کا جام * بے بصری' نابینائی * مئے صبوح۔ صبح کی شراب * نیم شبی۔ آدھی رات * غالیہ۔ چند خوشبوؤں کے مرکب سے بنی خوشبو * بکوش۔ کوشش کر * بندہ۔ غلام۔

ترجمہ:

(۱) آدمی اور پری عشق کے طفیل پیدا ہوئے ہیں۔ تو بھی ارادت کا اظہار کرتا کہ سعادت حاصل کر لے۔ یعنی سچے دل سے کسی مرشد کامل کا مرید ہو جا۔
(۲) جب تجھ میں محبوب کی نظر کی استعداد ہی نہیں ہے تو پھر تو وصال نہ ڈھونڈ کیونکہ نابینائی کے وقت جمشید کا جام بھی کچھ فایدہ نہیں دیتا۔
(۳) صبح کے وقت کی شراب نوشی اور میٹھی نیند تو کب تک جاری رکھے گا؟ اُٹھ اور توبہ کر لے۔ آدھی رات کو گناہوں کی عذر خواہی کر (معافی مانگ لے) اور نالہ و فریاد میں مصروف ہو جا۔

---

۱ بعض نسخوں میں ہستی کی جگہ مستی ہے جو ٹھیک نہیں ہے۔
۲ بعض نسخوں میں ندہد کی جگہ نکند ہے۔
۳ بعض نسخوں میں نالہ کی جگہ گریہ ہے۔

(۴) بادِ صبا تیری زلف سے خوشبو اور پھول تیرے چہرے سے جلوہ گری حاصل کرنے کے لیے آتے جاتے ہیں۔
(۵) اے خواجہ! تو کوشش کر اور بے نصیب نہ رہ جا کیونکہ بے ہنر غلام کو کوئی بھی خریدنے کے لیے تیار نہیں ہوتا۔

(۶) بیاؤ سلطنت از ما بخر بمایہء حُسن — ازیں معاملہ غافل مشو کہ حیف خوری
(۷) دعائے گوشہ نشیناں بلا بگرداند — چرا بگوشہء چشمے بما نمی نگری !
(۸) مرا ازیں ظلمات آنکہ رہنمائی کرد — دُعائے نیم شبی بود و گریۂ سحری
(۹) زہجر و وصلِ تو در حیرتم چہ چارہ کنم — نہ در برابر چشمی نہ غائب از نظری[۱]

حل لغات:

* حیف خوری۔افسوس کھائے گا' کرے گا * دُعائے گوشہ نشیناں۔گوشہ نشینوں کی دُعا * ظلمات۔اندھیرا * نیم شبی۔آدھی رات * گریہ۔رونا دھونا * برابر چشمی۔آنکھوں کے سامنے۔

ترجمہ:

(۶) تو آ اور حسن کے سرمائے کے بدلے میں ہم سے یہ پوری سلطنت خرید لے۔دیکھ اس کام میں غفلت نہ کرنا نہیں تو پچھتائے گا۔
(۷) ان گوشہ نشینوں کی دُعا بلا کو ٹال دیتی ہے۔اے محبوب! تو ہمیں اپنی آنکھ کے گوشے سے کیوں نہیں دیکھتا؟
(۸) اس اندھیرے کے درمیان جس شے نے میری رہنمائی کی خبر کی وہ صرف آدھی رات کی دعا اور صبح کا رونا دھونا تھا۔
(۹) میں تیری جدائی اور ملاپ سے سخت حیرت میں پڑا ہوا ہوں۔کیا چارہ کروں؟ نہ تو تو میری آنکھوں کے سامنے ہے اور نہ نظروں سے ہی غائب ہے۔

(۱۰) طریقِ عشق طریقِ عجب خطرناک است — نعوذُ باللہ اگر رہ بمامنے نبری
(۱۱) ہزار جانِ گرامی[۲] بسوخت زیں غیرت — کہ ہر صباح و مسا شمعِ مجلسِ دِگری
(۱۲) چو ہر خبر کہ شنیدم رہے بحیرت داشت — ازیں سپس من و ساقی و وضعِ بیخبری
(۱۳) بیمنِ ہمّتِ حافظ امید ہست کہ باز — اَرَیٰ اَسَامِرُ لَیلایَ لَیلَۃَ القَمرِی

حل لغات:

* طریقِ عشق۔عشق کا راستہ * نعوذ باللہ۔خدا کی پناہ * بامنے: بہ امن، امن گاہ * گرامی۔معزز' عزیز * صباح ومسا۔صبح وشام * ازیں سپس۔اس کے بعد * بیمن۔برکت سے * اریٰ۔میں دیکھوں گا * اُسامرُ لَیلایَ۔میں اپنی لیلیٰ کی راتیں * لیلۃُ القمر۔چاندنی رات۔

---

[۱] بعض نسخوں میں یہ شعر یوں ہے:۔ تو خود چہ لعبتی اے شہسوارِ شیریں کار۔ کہ در برابر چشمی نہ غائب از نظری۔
[۲] بعض نسخوں میں گرامی کی جگہ مقدس ہے۔

ترجمہ:

(۱۰) عشق کا راستہ ایک عجیب خطرناک راستہ ہے۔ نعوذ باللہ اگر تجھے کسی امن گاہ کا راستہ نہ ملے۔

(۱۱) ہزاروں جانیں اس غیرت سے جل گئیں کہ تو ہر صبح و شام دوسرے (غیر) کی مجلس کی شمع بنتا ہے۔ بزمِ غیر کو روشن کرتا ہے۔

(۱۲) جو خبر بھی میں نے سنی وہ حیرت میں ڈال دینے والی تھی۔ اس کے بعد اب میں ہوں اور ساقی ہے اور بیخبری کی کیفیت ہے۔

(۱۳) حافظ کی دعا کی برکت سے اُمید ہے کہ میں پھر چاندنی رات میں اپنی لیلیٰ کی باتیں سنوں گا۔

(نوٹ) بعض نسخوں میں شعر نمبر 6, 8, 12, 13 شامل غزل نہیں ہیں۔

----***----

غزل نمبر (۶۴)

(۱) عمر بگزشت بہ بیحاصلی و بو الہوسی
اے پسر جامِ میم دہ کہ بہ پیری برسی

(۲) چہ شکر ہاست دریں شہر کہ قانع شدہ اند
شاہبازانِ طریقت بہ [1] شکارِ مگسی

(۳) بال بکشا د صفیر از شجرِ طوبےٰ زن
حیف باشد چو تو مرغیکہ اسیرِ قفسی

(۴) کارواں رفت و تو در راہِ کمینگاہ بخواب [2]
وہ کہ بس بیخبراز غُلغُلِ بانگِ جرسی [3]

(۵) دوش درخیلِ غلامانِ درش می رفتم
گفت کاے بیکس وبیچارہ تو یارِ چہ کسی [4]

حل لغات:

٭ بیحاصلی ۔ محرومی ٭ بوالہوسی ۔ ہواو حرص ٭ قانع ۔ قناعت کرنے والا ٭ شاہبازانِ طریقت ۔ طریقت کے شاہباز ٭ مگس ۔ مکھی ٭ صفیر ۔ آواز' نغمہ سرا ٭ حیف ۔ افسوس ٭ طوبیٰ ۔ بہشت میں ایک درخت کا نام ٭ کمینگاہ ۔ گھات میں بیٹھنے کی جگہ ٭ غلغل ۔ غُلغُلہ شور وغل ٭ بانگِ جرسی ۔ گھنٹی کی آواز ٭ دوش ۔ کل رات ٭ خیل غلامانِ درش ٭ اس کے غلاموں کے گروہ کے ساتھ۔

---

[1] بعض نسخوں میں شکار کی جگہ مقام ہے۔
[2] بعض نسخوں میں راہ کمینگاہ و بخواب کی جگہ خواب و بیاباں درپیش ہے اور بعض میں ''درخواب و کمین گاہ درپیش'' ہے۔
[3] بعض نسخوں میں بانگِ جرسی'' کی جگہ ''چندیں جرسی'' ہے۔
[4] بعض نسخوں میں مصرع ثانی یوں ہے: ''گفت اے عاشقِ بیچارہ تو یارِ چہ کسی۔''

ترجمہ:

(۱) میری ساری عمر محرومی اور بوالہوسی ہی میں گزر گئی ہے۔ اے لڑکے مجھے شراب کا جام دے اللہ تیری عمر دراز کرے اور تو بڑھاپے تک پہنچے۔

(۲) اللہ ہی جانے کہ شہر میں کیا شیرینی ولذت ہے کہ طریقت کے شاہبازوں نے مکھی کے شکار پر قناعت کر لی ہے۔ یعنی معلوم نہیں کہ اس دنیا میں کیا جادوئی کشش ہے کہ پاک دل اور نیک نہادوں نے اس کی کرشمہ سازیوں کے جال میں آ کر یہیں رہنے پر قناعت کر لی ہے۔

(۳) تو اپنے بال و پر کو کھول دے اور طوبیٰ کے درخت سے نغمہ سرائی کر۔ افسوس ہے کہ تجھ جیسا پرندہ قفس میں قید ہے۔

(۴) قافلہ روانہ ہو چکا ہے اور تو ابھی تک گھات میں بیٹھنے کی جگہ پر سو رہا ہے۔ افسوس ہے کہ تو گھنٹی کی آواز کے شور وغل سے کس قدر بے خبر ہے۔ یعنی دوسری قومیں ترقی کی راہ چلتے ہوئے بہت آگے نکل گئی ہیں لیکن اے قوم مسلم! تو ابھی تک غفلت کی نیند میں پڑی سو رہی ہے۔

(۵) میں کل رات اُس کے غلاموں کے گروہ کے ساتھ جا رہا تھا کہ اُس نے کہا کہ بیکس و بیچارے تو کس کا ہمدم و دوست ہے؟ یعنی گویا وہ جیسے میرا واقف ہی نہیں۔

(۶) تاچو مجمر نفسے دامنِ جاناں گیرم ‎ دِل بر آتش بنہادم[1] ز پئے خوش نفسی

(۷) لَمَعَ الْبَرْقِ مِنَ الطُّوْرِ اُنَسْتُ بِہٖ ‎ فَعَلِّی لَکَ آتِی بِشِھَابٍ قَبَسٖ

(۸) با دلِ خوں شدہ چوں نافہ خوشش باید بود ‎ ہر کہ مشہور جہاں گشتہ بہ مشکیں نفسی

(۹) چند پوید بہوائے تو ز ہر سُو حافظ! ‎ یَسَّرَ اللّٰہُ طَرِیْقاً بِکَ یا مُلْتَمِسِیْ

حل لغات:

* مجمر۔ انگیٹھی * خوش نفسی۔ شادکامی * لَمَعَ الْبَرق۔ بجلی چمکی * مِنَ الطور۔ کوہ طور سے * فَعَلِّی لکَ اٰتی۔ شاید میں تیرے لیے لے آؤں * قبس۔ چنگاری۔ آگ کا شعلہ * شہاب۔ بلند اٹھنے والا (وہ ستارہ جو آسمان پر ٹوٹتا دکھائی دیتا ہے) * نافہ۔ مشک کی تھیلی جو ہرن کی ناف میں ہوتی ہے * مشکیں نفسے۔ خوشبودار سانس والا * چند پوید۔ کتنا بھاگے گا۔ کب تک آوارہ رہے گا * بہوائے تو۔ تیری لگن میں * یَسّر اللہ۔ اللہ آسان کر دے * طریقاً۔ راستہ * بک۔ تیری طرف * یا ملتمسی۔ اے التماس کرنے والے۔

ترجمہ:

(۶) تاکہ میں انگیٹھی کی طرح تھوڑی دیر کے لیے اپنے محبوب کے دامن کو تھام لوں۔ میں نے اس شادکامی کے لیے ہی اپنے دل کو آگ پر رکھ چھوڑا ہے۔

---

[1] بعض نسخوں میں "جان بنہادم بر آتش" ہے۔

(۷) کوہ طور سے بجلی چمکی اور میں اس کی جانب مائل ہو گیا۔ شاید میں تیرے لیے آگ کی چنگاری لے آؤں۔
(۸) خون شدہ دِل کے ساتھ بھی اُس شخص کو ہمیشہ خوش وخرم رہنا چاہیے جو کہ جہان بھر میں مشکیں نفسی میں شہرت کا حامل ہو۔ یعنی جو حسنِ اخلاق کی وجہ سے دنیا بھر میں مشہور ہو گیا ہو اُسے مصیبت کے وقت بھی خوش رہنا چاہیے۔
(۹) یہ حافظ تیری لگن وآرزو میں کب تک اِدھر اُدھر مارا مارا پھرے گا؟ اے میری آرزو! اللہ تیرا راستہ آسان کر دے (جو تیرے کوچے کی جانب جاتا ہے)

-----***-----

غزل نمبر (۶۵)

(۱) كُتِبْتُ قِصّهٔ شَوقِے وَ مَدْمِعَی بَاكِی — بیا کہ بے تو بجان آمدم ز غمنا کی
(۲) بسا کہ گفتہ ام ازشوق بادودیدۂ خویش — اَیَا مَنَازِلَ سَلْمٰی و اَیْنَ سَلْمَا کِی
(۳) عجیب واقعۂ و بس غریب حادثہ ایست — اَنَا اَضْطَرَبَتُ قِتِیْلاً وَقَاتِلِے شَاكِی
(۴) کرا رسد کہ کند عیب دامنِ پاکت — کہ ہمچو قطرہ کہ بر برگِ گل چکد پاکی
(۵) زخاکِ پائے تو داد آبروئے لالہ وگل — چو کلکِ صُنع رقم زد ز آبی و خاکی

حل لغات:

* کُتِبْتُ۔ میں نے لکھا * قصّۂ شوقے۔ اپنے عشق کا قِصہ * وَمدمعی باکی۔ اور میری آنکھیں رو رہی ہیں * بسا۔ بہت * اَیا منازِلَ سَلمٰے۔ سلمٰے کی منزل کہاں ہے * این سلما کی۔ تمہاری سلمٰی کہاں ہے * غریب۔ عجیب وغریب * انا اضطربت۔ میں تڑپا * قتیلاً۔ قتل ہو کر * قاتلی۔ میرا قاتل * شاکی۔ شکایت کرتا ہے * برگ گل۔ پھول کی پتی * چکد۔ ٹپکتا ہے * کلکِ صنع۔ صنعتِ قدرت کا قلم * رقم زد۔ تحریر کیا۔

ترجمہ:

(۱) میں نے عشق ومحبت کا قصہ لکھا اور میری آنکھیں رو رہی ہیں۔ آ کہ تیرے بغیر غم والم میں تنگ آ گیا ہوں۔
(۲) میں نے اپنی آنکھوں سے قصہ اشتیاق بہت بیان کیا۔ اے سلمٰے کی منزل! تمہاری سلمٰے کہاں ہے؟
(۳) یہ ایک عجیب وغریب واقعہ ہے اور حیرت بھرا حادثہ ہے کہ میں تو قتل ہو کر تڑپ رہا ہوں اور میرا قاتل شکایت کر رہا ہے۔
(۴) کس کی مجال ہے کہ جو تیری پاک دامنی پر کوئی عیب لگائے۔ تو اُس قطرے کی طرح پاک ہے جو کہ پھول کی پتی پر ٹپکتا ہے۔
(۵) تیرے پاؤں کی خاک نے لالہ وگل کو آبرو بخشی گئی۔ جب صنعتِ قدرت کے قلم نے آبی وخاکی نقش بنائے تو۔ (صورتیں

تخلیق کیں)

(٦) صبا عبیر فشاں گشت ساقیا بر خیز! وَھَاتِ شَمْسَۃً کَرْمٍ مُطَیَّبٍ زَاکِیِ

(٧) اثر نماند زمن بے شمائلت آرے اَرَیٰ مَآثِرِ مَحْیَایَ مِنْ مَحْیَاکِیِ

(٨) دَعِ التَّکَاسُلِ تَغْنَمْ فَقَدْ جَرَیٰ مَثَلٌ کہ زادِ رہرواں چستی است وچالاکی

(٩) بآ بروئے گل و خاکِ پائے سرو کہ نیست چنیں بدیع جمالے ز آبی و خاکی

(١٠) ز وصفِ حُسنِ تو حافظ چگونہ لاف[1] زند کہ چوں صفاتِ الٰہی[2] ورائے ادراکی

حل لغات:

٭ عبیر۔خوشبو ٭ فشاں۔چھڑکنا ٭ وَہَات۔اور لاؤ ٭ مُطَیَّب۔پاکیزہ ٭شَمْسَۃ کرم۔انگوری شراب ٭ زاکی۔صاف و پاک ٭ بےنکت۔تیری شکل وصورت کے بغیر ٭ اریٰ۔میں دیکھتا ہوں ٭ مآثر مَحیایے۔زندگی کے آثار ٭ من محیاک۔میں اپنی زندگی میں ٭ دَعِ التاسُل۔سستی چھوڑ دے ٭ تَغنَم۔فائدہ حاصل کر'غنیمت حاصل کر ٭ فقد جریٰ مثل۔مثل مشہور ہے ٭ بدیع الجمالے۔حسن و جمال ٭ ز وصفِ حُسن تو۔تیرے حسن کی تعریف سے ٭ چگونہ لاف زند۔تو دعویٰ کس طرح کر سکتا ہے، کیسے شیخی بگھار سکتا ہے ٭ چوں صفاتِ الٰہی۔اللہ کی صفتوں کی طرح ٭ ورائے۔بالاتر۔

ترجمہ:

(٦) بادصبا خوشبو چھڑک رہی ہے۔اے ساقی! تو اُٹھ! اور پاک وصاف انگوری شراب لا۔

(٧) اے محبوب! تیری شکل وصورت کے بغیر میرا نشان تک نہیں رہا۔تاہم تیری شکل وصورت سے میں اپنی زندگی کے آثار دیکھ رہا ہوں۔

(٨) تو سستی کو ترک کر دے اور مالِ غنیمت کا حصول کر۔مشہور مثل ہے کہ مسافروں کا توشہ چستی اور چالاکی ہوا کرتا ہے۔

(٩) تیرے پھول جیسے رخسار کی آبرو اور دراز قامتی کے پاؤں کی خاک کی قسم! کوئی آبی اور خاکی ایسا انوکھا حسن و جمال نہیں رکھتا ہے۔

(١٠) حافظ تیرے حسن کی تعریف کا دعویٰ کیسے کر سکتا ہے؟ کیونکہ تو صفاتِ الٰہی کی طرح عقل اور فہم سے بالاتر ہے۔

(نوٹ) بعض نسخوں شعر نمبر 9 شامل غزل نہیں ہے۔

----٭٭٭----

---

1. بعض نسخوں میں لاف کی جگہ تلق ہے۔
2. بعض نسخوں میں یوں ہے: "کہ ہمچو صُنعِ خدائی۔

غزل نمبر(٦٦)

(۱) گفتند خلائق کہ توئی یوسفِ ثانی — چوں نیک بدیدم بحقیقت بہ ازانی
(۲) در عشقِ تو ام شہرہ چو فرہاد و عجب نیست — اے خسروِ خوباں کہ تو شیرینِ زمانی
(۳) تشبیہِ دہانت نتواں کرد بہ غنچہ ! — ہرگز نبود غنچہ بایں تنگ دہانی
(۴) صد بار بگفتی کہ دہم زاں دہنت کام — چوں سوسنِ آزاد چرا جُملہ زبانی
(۵) گُفتی کہ دہم کامت و جانت بستانم — ترسم ندہی کامم و جانم بستانی

حل لغات:

* خلائق۔مخلوق،لوگ * یوسفِ ثانی۔حضرت یوسف علیہ السلام جیسا دوسرا * بہ۔بہتر * ازانی۔اُس سے * شہرہ۔مشہور * خسروِخوباں۔حسینوں کا بادشاہ * توشیرین زمانی۔تو زمانے کی مٹھاس ہے،شیریں ہے * تشبیہ دہانت نتواں کرد۔تیرے منہ سے تشبیہ نہیں دے سکتے * بہ غنچہ۔غنچہ سے * تبتنگ دہانی۔تنگ منہ سے * سوسن آزاد۔سفید رنگ کا سوسن (پھول) جس کی پتیاں زبان سے مشابہ ہوتی ہیں * گفتی کردہم کامت۔تو نے کہا تھا کہ میں تیرا مقصد پورا کردوں گا * جانم بستانی۔تو میری جان لے لے گا۔

ترجمہ:

(۱) لوگوں نے کہا ہے کہ تو یوسفِ ثانی ہے۔جب میں نے خوب غور سے دیکھا تو پتہ چلا کہ حقیقت میں تو اُس سے بہتر ہے۔
(۲) اگر میں تیرے عشق میں فرہاد کی طرح مشہور ہوا تو کیا تعجب ہے۔اے حسینوں کے بادشاہ! تو اپنے زمانے کا شیریں ہے۔
(۳) تیرے منہ کی تشبیہ غنچہ سے نہیں دی جاسکتی کیونکہ غنچہ ایسا تنگ منہ ہرگز نہیں ہوسکتا۔
(۴) تو نے سینکڑوں بار کہا ہے کہ میں اپنے اس منہ سے تیرا مدعا پورا کردوں گا۔تو پھر کیوں آزاد سوسن کی طرح صرف زبان ہی زبان بن گیا ہے۔یعنی اپنے قول کو تو نے لباسِ عمل کیوں نہیں پہنایا۔
(۵) اے محبوب! تو نے کہا تھا کہ میں تیرا مقصد پورا کردوں گا اور تیری جان لے لوں گا۔مجھے ڈر ہے کہ تو میرا مقصد پورا نہیں کرے گا اور میری جان لے لے گا۔

(٦) چشمِ تو خدنگ از سپرِ جاں گزرا نید — بیمار کہ دیدہ است بایں سخت کمانی
(۷) چوں اَشک بیند از لیش از دیدۂ مردم — آں راکہ دمے از نظرِ خویش برانی
(۸) گر سرو بماند از قد و رفتارِ تو برپائے — بخرام کہ از سرو گزشتی بروانی

(۹) در راہِ تو عاشق[1] چو قلم کرد ز سر پائے   چوں نامہ چہ ایک دمش از لطف نخوانی
(۱۰) از پیشِ مراں حافظِ غمدیدۂ خود را   کز عشقِ رخت داد دِل و دین و جوانی

حل لغات:

* خدنگ۔تیر * سپر۔ڈھال * اشک۔آنسو * از دیدۂ مردم۔لوگوں کی آنکھوں سے * بخرام۔ٹہل * محوخرام ہو * از سرو بگذشتی وروانی۔کہ تو روانی میں سرو سے بڑھ کر ہے * نامہ۔خط * یک دمش۔دم بھر کے لیے * لطف نخوانی۔لطف وکرم سے بلاتا کیوں نہیں۔

ترجمہ:

(۶) تیری آنکھ نے تیر کو جان کی ڈھال کے پار کر دیا ہے۔کس نے ایسی سخت کمان والے بیمار کو دیکھا ہے۔

(۷) تو لوگوں کی نظروں سے اُسے آنسوؤں کی طرح گرا دیتا ہے۔جسے کہ تو اپنی نظر سے ایک دم کے لیے بھی ہٹا دیتا ہے۔

(۸) اگر یہ سرو قد اور رفتار کے لحاظ سے تیرے مقابلے میں جما ہا تو پھر تو (ٹہل) محوخرم ہو جا کیونکہ تو روانی میں سرو سے بڑھ کر ہے۔

(۹) اے محبوب! جب تیری راہ میں عاشق نے قلم کی طرح اپنے سر کو پاؤں بنالیا ہے تو تو پھر اپنے لطف وکرم سے خط کی طرح دم بھر کے لیے اپنے پاس کیوں نہیں بلا لیتا؟

(۱۰) اے محبوب! تو اپنے غمزدہ حافظ کو اپنی نظروں سے مت گرا۔کیونکہ وہ تو تیرے چہرے کے عشق میں دل دین اور جوانی سب کچھ دے چکا ہے۔

(نوٹ) بعض نسخوں میں شعر نمبر 10,5,2 شاملِ غزل نہیں اور بعض نسخوں میں یہ مقطع ہے:

حافظ بجفا از تو شکایت نماید
زآں رو کہ بہرِ جورِ تو لطفے است نہانی

----***----

غزل نمبر (۶۷)

(۱) کہ بُرد بنزدِ شاہان زمن گدا پیامے   کہ بکوئے مے فروشاں دو ہزار جم بجامے

[1] بعض نسخوں میں عاشق کی جگہ حافظ ہے اور شعر بطور مقطع ہے۔

(۲) گرایں شراب خام ست اگر آں حریف پختہ	بہزار بار بہتر زہزار پختہ خامے
(۳) شدہ ام خراب و بد نام و ہنوز اُمید وارم	کہ ز بد خلاص یا بم بدعائے نیکنامے
(۴) تو کہ کیمیا فروشی نظرے بقلبِ ما کُن	کہ بضاعتے نداریم و فگندہ ایم دامے
(۵) بکجا برم شکایت بکہ گویم ایں حکایت	کہ لبت حیاتِ ما بود و نداشتی دوامے

حل لغات:

* کہ بُرد۔کون لے جائے گا * دو ہزار جم بجامے۔دو ہزار جم ایک جام کے برابر ہیں * خام۔ناقص * حریف۔دوست، ساتھی، رقیب * ہنوز۔ابھی * خلاص۔نجات * قلب۔دل یا کھوٹا سکہ * بضاعتے۔سرمایہ * بکجا برم۔کہاں لے جاؤں * بکہ گویم۔کس سے کہوں * دوامے۔دوام، ہیشگی۔

ترجمہ:

(۱) بادشاہوں کے پاس کون ہے جو مجھ فقیر کا پیغام لے کر جائے گا؟ کہ شراب بیچنے والوں کے کوچے میں جمشید کے دو ہزار جاموں کے مقابلے میں ایک محبت بھرا جام ہی کافی ہے۔

(۲) اگر یہ شراب خام ہے اور وہ حریف پختہ ہے تو ایک خام ہزار پختہ سے ہزار بار بہتر ہے۔یعنی مجھے پختہ حریفوں کی ضرورت نہیں ہے میرے لیے تو خام شراب ہی کافی ہے۔

(۳) اگر چہ میں خراب اور بدنام ہو چکا ہوں لیکن ابھی تک اُمید رکھتا ہوں کہ کسی نیک نام کی دُعا کے طفیل اس برائی سے نجات حاصل کرلوں۔

(۴) تو کیمیا فروخت کرتا ہے۔ایک نظر ہمارے قلب (دِل یا کھوٹے سکہ) پر بھی ڈال دے کیونکہ ہمارے پاس سرمایہ تو کچھ نہیں ہے بس اک جال لگا رکھا ہے۔یعنی ہمارے پاس اعمال کی پونجی تو بالکل ہی نہیں ہے لیکن پھر بھی تیری رحمت کی توقع ہے۔ ہمارا کھوٹا سکہ ہے تو اسے کیمیا گری سے سونا بنا دے۔ ہمارے سیاہ قلب کو اپنے نورِ کرم سے روشن کردے۔

(۵) میں کہاں شکایت لے جاؤں؟ اور یہ حکایت کس سے بیان کروں کہ تیرے لبِ لعلیں ہماری زندگی تھے اور وہ تو نے ہمارے پاس ہمیشہ نہ رکھے۔

(۶) عجب از وفائے جاناں[1] کہ تفقدے نفرمود	نہ بنامہ و پیامے نہ پرسش و سلامے
(۷) بروید پارسایاں کہ نماند پارسائی	مئے ناب در کشیدم ونماند ننگ ونامے
(۸) زرہم میفگن اے شیخ تو بدانہائے تسبیح	کہ چو مرغِ زیرک افتد نہ فتد بپیچ دامے

[1] بعض نسخوں میں جاناں کے بجائے یاراں لکھا ہوا ملتا ہے لیکن جاناں زیادہ بہتر ہے۔

(۹) سرِ خدمتِ تو دارم' بخرم بہیچ مفروش | کہ چو بندہ کمتر افتد بمبارکی غلامے
(۱۰) بکشائے تیرِ مژگان وبریز خونِ حافظ! | کہ چناں کشندہَ را نکشد کس انتقامے

حلِ لغات:

* تفقدے۔مہربانی * پرسش۔حال پوچھنا * بروید پارسیاں۔اے پرہیزگارو جاؤ * مئے ناب۔خالص شراب * ننگ ونام نام وناموس * مُرغِ زیرک۔دانا پرندہ * نہ فتد بہیچ دامے۔کسی جال میں نہیں پھنستا * سرِ۔خیال ارادہ' شوق * بخرم۔مجھے خریدے * بندہ۔غلام * بمبارکی غلامے * سعادت مند غلام * تیر مژگاں۔پلکوں کا تیر * بریز۔بہادے * کشندہ۔قاتل۔

ترجمہ:

(۶) محبوب کی وفا سے سخت تعجب ہے کہ اُس محبوب نے مہربانی کی نظر نہ کی۔اور نہ کوئی نامہ و پیام ہی بھیجا اور نہ میرا حال ہی پوچھا اور نہ مجھے سلام ہی بھیجا۔

(۷) اے پرہیزگارو! تم چلے جاؤ کیونکہ تمہاری پرہیزگاری اب باقی نہیں رہی۔ہم نے خالص شراب نوش کر لی ہے اور نام وننگ باقی نہیں رہا۔

(۸) اے شیخ! تو مجھے اپنی اس تسبیح کے دانوں کے بل پر راستے سے نہ بھٹکا کیونکہ جو دانا اور سمجھ والا پرندہ ہوتا ہے وہ کسی کے جال میں نہیں پھنسا کرتا۔

(۹) مجھے تیری خدمت کا بیحد شوق ہے۔تو مجھے خرید لے اور کسی دوسرے کے پاس مت بیچ۔مجھ جیسا سعادت مند غلام تجھے اور کہیں نہیں مل سکتا۔

(۱۰) تو اپنی پلکوں کے تیروں کو کھول دے اور حافظ کا خون کر دے کیونکہ ایسے قاتل سے کوئی بھی انتقام نہیں لیتا۔

(نوٹ) بعض نسخوں میں یہ غزل شامل نہیں ہے۔

----***----

غزل نمبر (۶۸)

(۱) مخمورِ جامِ عشقم ساقی بدہ شرابے | پُر کن قدح کہ بے مَے مجلس ندارد آبے
(۲) عشقِ[۱] رُخِ چو ماہش درپردہ راست ناید | مطرب بزن نوائے ساقی بدہ شرابے
(۳) شد قامتم چو حلقہ[۲] تابعد ازیں رقیبت | زیں در دِگر نراند مارا بہیچ بابے

---

۱ بعض نسخوں میں ''شد قامتم چو حلقہ'' کے بجائے ''شد حلقہ قامتِ من'' ہے۔

۲ بعض نسخوں میں عشق کے بجائے وصف ہے۔

(۴) چوں آفتابِ رویش در دیدہ می نگنجد　　اے دلِ چہ سُود داری دردیدہ اضطرابے

حل لغات:

* مخمور۔خمار زدہ' نشے میں * قدح ۔شراب کا بڑا پیالہ * آبے۔آب و رنگ' رنگ و رونق * مطرب۔گویّا * نوا۔گانا * شد قامتم ۔میرا قد ہوگیا * حلقہ۔خم دار * می نگنجد۔نہیں سماتا * اضطراب۔بے چینی' بے تابی۔

ترجمہ:

(۱) اے ساقی! (مرشد کامل) میں عشق کے جام سے مخمور ہوں تو مجھے شراب دے۔ بڑا پیالہ بھر دے! کہ شراب کے بغیر مجلس میں کچھ رونق نہیں ہے۔

(۲) اُس کے چاند جیسے رُخ کے عشق کو پردہ زیب نہیں دیتا۔اے گویّے! تو گانا گا اور اے ساقی! تو شراب دے۔

(۳) میرا قد حلقے کی طرح ہوگیا ہے۔ (اس میں جھکاؤ آ گیا ہے) کہ اس کے بعد تیرا رقیب مجھ کو اس دروازے سے دوسرے دروازے کی طرف نہ بھگائے۔

(۴) سورج کی طرح اس کا چہرہ آنکھوں میں نہیں سماتا۔اے میرے دِل! آنکھوں کے اضطراب سے تجھے کیا فائدہ حاصل ہوگا؟

(۵) در انتظارِ رویت ماؤ امید واری　　وز عشوۂ لبانت[1] ماؤ خیال و خوابے

(۶) دستِ غرض میالائی بر کاسہء کہ دانی　　انجامِ کار نبود ازوے اُمید آبے

(۷) حافظ! چہ می نہی تو دِل بر وصالِ جاناں　　کے تشنہ سیر گردد از لمعۂ سرابے

حل لغات:

* در انتظارِ رویت ۔ تیرے چہرے کے انتظار میں * عشوہ۔کرشمہ * دستِ غرض ۔ ہرص کا ہاتھ * میالائے۔آلودہ نہ کر * کے۔کب * تشنہ سیر گردد۔پیاسا سیر ہوتا ہے * لمعۂ سرابے۔سراب کی جھلک۔

ترجمہ:

(۵) اے محبوب! تیرے چہرے کے انتظار میں ہم ہیں اور اُمید و آرزو ہے۔تیرے لبوں کے کرشمے کا خواب و خیال ہے اور ہم ہیں۔

(۶) تو اُس پیالے سے غرض کے ہاتھ کو آلودہ نہ کر کہ جس کے بارے میں تو جانتا ہے کہ آخر کار اس سے تجھے پانی ملنے کی کوئی اُمید نہیں ہے۔

(۷) اے حافظ! تو محبوب کے وصل پر اپنے دل کو کیوں لگاتا ہے؟ پیاسا بھلا کب سراب کی جھلک سے سیر ہوتا ہے۔

(نوٹ) بعض نسخوں میں شعر نمبر 4 کے بجائے یہ شعر شامل غزل ہے:

مخمور آں دو چشم آیا کجا است جامے
بیمارِ آں دو لعلم آخر کم از جوابے

[1] بعض نسخوں میں لبانت کی بجائے ترا صالت ہے۔

غزل نمبر (۶۹)

(۱) مَے خواہ و گُل افشاں کن از دہر چہ می جوئی ... ایں گفت سحر گہ گُل بُلبُل تو چہ می بگوئی
(۲) مسند بگلستان بر تا شاہد و ساقی را ... لب گیری و رُخ بوسی مَے نوشی و گُل جوئی [۱]
(۳) شمشاد خراماں کن و آہنگِ گلستاں کن ... تا سرو بیاموزد از قدِ تو دلجوئی
(۴) تا[۲] غنچۂ خندانت دولت بکہ خواہد بود ... اے شاخِ گُلِ رعنا از بہر کہ می روئی

حل لغات:

* مے خواہ۔ شراب طلب کر * گُل افشاں کن۔ گُل افشانی کر، پھول بکھیر * دہر۔ زمانہ * مسند۔ تکیہ گاہ، گدی * شمشاد۔ سرو جیسا بلند و بالا خوبصورت درخت * خراماں کن۔ ٹہل، محو خراماں ہو۔ * آہنگ: ارادہ، عزم * دلجوئی۔ دل لبھانا * غنچۂ خندانت۔ تیرا ہنستا ہوا غنچہ جیسا منہ * گُل رعنا۔ بانکا پھول۔

ترجمہ:

(۱) تو شراب مانگ اور گل افشانی کر تو زمانے سے کیا ڈھونڈ رہا ہے؟ یہ بات صبح کے وقت پھول نے بلبل سے کہی۔ تو کیا کہتا ہے؟ یعنی کیا فضول نالہ و فریاد کرنے میں مشغول ہے۔

(۲) تو باغ میں اپنی مسند کو سجا تا کہ تو محبوب اور ساقی کے رُخ کا بوسہ لے سکے، شراب پی سکے اور پھول چن سکے۔

(۳) تو اپنے شمشاد جیسے دراز قامت کے ساتھ ٹہلتا ہوا باغ کی طرف چل تا کہ سرو تیرے قد سے دل لبھانے کے انداز سیکھ سکے۔

(۴) دیکھو کہ تیرا یہ ہنستا ہوا غنچہ جیسا منہ کس کے نصیب میں ہوتا ہے۔ اے بانکے پھول کی شاخ تو کس کے لیے اُگ رہی ہے (بڑھ رہی ہے؟)

(۵) امروز کہ بازارت پُر جوش خریدار ست ... دریاب و بنہ گنجے از مایۂ نیکوئی
(۶) آں طُرّہ کہ موئیش[۳] صد نافۂ چیں ارزد ... خوش بودے اگر بودے بوئیش زخوشخوئی
(۷) چوں شمع نکوروئی در رہگور بادست ... طرفِ ہنرے بر بند از طورِ[۴] نکو روئی

---

[۱] بعض نسخوں میں جوئی کے بجائے بوئی ہے۔
[۲] بعض نسخوں میں "تا" کے بجائے "اے" ہے۔
[۳] بعض نسخوں میں موئیش کی جگہ جعدش ہے۔
[۴] بعض نسخوں میں طور کی جگہ شمع ہے

(۸) ہر مرغ بدستانے در گلشن شادابند[1] — بلبل بنوا سازی حافظ بدعا[2] گوئی

حل لغات:

* بازارت۔ تیرا بازار * گنجے۔ خزانہ * طرّہ۔ زلف * نافہ چیں۔ چین کا نافہ جو بڑا قیمتی ہوتا ہے * نکوروئی۔ تیری خوبصورتی حسن سیرت۔ حسن صورت * طرف ہنرے بربند: اچھی طرح سے ہنر سیکھ۔ * شادابند۔ وہ سرسبز وشاداب * بلبل بنوا سازی۔ بلبل نغمہ سرائی میں۔

ترجمہ:

(۵) خریداروں کے ہجوم سے آج تیرا بازار گرم ہے۔ تو نیکی کے سرمائے کو جمع کر کے اپنا خزانہ بنالے۔

(۶) وہ زلف جس کا ہر بال چین کے سینکڑوں نافوں کی قیمت رکھتا ہے۔ کیا ہی اچھا ہوتا کہ اگر اس کی بُو میں خوشخوئی کی خوشبو بھی ہوتی یعنی خوش اخلاقی ہوتی۔

(۷) تیری یہ خوبصورتی بھی شمع کی طرح ہوا کی رہگذر میں ہے (جلد فنا ہونے والی ہے) اس لیے تو اپنی صورت کی خوبصورتی کے ساتھ ساتھ سیرت کی خوبصورتی بھی حاصل کر۔

(۸) ہرے بھرے سرسبز وشاداب باغ میں ہر پرندہ ایک کہانی لے کر آیا ہے یعنی ہر پرندہ نغمہ سرائی میں مشغول ہے۔ بلبل نغمہ سرائی کر رہی ہے اور حافظ دعا کرنے میں معروف ہے۔

----***----

غزل نمبر (۷۰)

(۱) نسیمِ صبح سعادت بداں نشاں کہ تو دانی! — جز بکوئے فلاں بر بداں زباں کہ تو دانی[3]

(۲) تو پیکِ حضرتِ شاہی مراد و دیدہ براہ ست[4] — بمردمی نہ بفرماں چناں براں کہ تو دانی

(۳) بگو کہ جانِ ضعیفم[5] زدست رفت خدارا — زلعلِ رُوح فزایت بخش زاں کہ تو دانی

(۴) من ایں دو حرف[6] نوشتم چناں کہ غیر ندانست — تو ہم زروئے کرامت چناں بخواں کہ تو دانی

---

[1] بعض نسخوں میں شادابند کی جگہ شاہ آمد ہے۔
[2] بعض نسخوں میں بدعا کی جگہ بغزل ہے۔
[3] بعض نسخوں میں مصرع ثانی یوں ہے: گزر بکوئے فلاں کن درآں زماں کہ تو دانی۔
[4] بعض نسخوں میں مصرع اول یوں ہے: تو پیک خلوت رازی و دیدہ بر سر راہ ست۔
[5] بعض نسخوں میں ضعیفم کی جگہ عزیزم ہے۔
[6] بعض نسخوں میں دو حرف کی جگہ حروف ہے۔

حلِ لغات:

* نسیم صبح سعادت۔ نیک بختی کی صبح کی نسیم * پیک حضرتِ شاہی۔ بارگاہِ شاہی کا قاصد * مرادو دیدہ براہ راست۔ میری دونوں آنکھیں فرشِ راہ ہیں * زلعلِ روح فزایت۔ تیرے روح افزالب سے * زروئے کرامت۔ ازراہِ کرم۔

ترجمہ:

(۱) اے نیک بختی کی صبح کی نسیم! تو اس پتے پر کہ جو تو جانتی ہے۔ فلاں کے کوچے میں اس زبان میں میرا پیغام پہنچا دے۔ جس وقت کہ تو مناسب خیال کرے۔

(۲) تو بارگاہِ شاہی کا قاصد ہے میری یہ دونوں آنکھیں فرش راہ میں۔ کسی آدمی یا فرمان کے ذریعے سے نہیں بلکہ تو اس طرح پیغام لے کر جا کہ جس طرح تجھے معلوم ہے۔

(۳) تم اُسے کہنا کہ میری کمزور جان ہاتھ سے چلی گئی ہے۔ اپنے روح افزالب سے وہ چیز بخش دے کہ جس سے تو بخوبی آگاہ ہے۔

(۴) میں نے یہ دو حرف اس طرح لکھے کہ غیر کو اطلاع نہ ہوئی لہٰذا تو بھی ازراہِ کرم اس طرح پڑھ کہ بات صرف تم تک ہی رہے۔

(۵) خیالِ[1] تیغِ تو با من حدیثِ تشنہ و آب است — اسیرِ عشق چو کردی بکُش چناں کہ تو دانی

(۶) امید در کمرِ زر کشت چگونہ نہ بندم[2] — دقیقہ ایست نگارا درآں میاں کہ تو دانی

(۷) یکیست ترکی و تازی دریں معاملہ حافظ! — حدیثِ عشق بیاں کن بہر زباں کہ تو دانی

حل لغات:

* حدیثِ تشنہ و آب ست: * چگونہ۔ کس طرح' کیوں نہ * دقیقہ۔ نکتہ * نگارا۔ اے محبوب * ترکی و تازی۔ ترکی اور عربی * حدیثِ عشق۔ عشق کی داستان۔ * دقیقہ ایست: ایک نکتہ ہے، باریک نکتہ۔ * میان: کمر، درمیان۔

ترجمہ:

(۵) تیری تلوار کے خیال اور میرے درمیان پیاسے اور پانی کا معاملہ ہے۔ جب تو نے مجھے اپنے عشق میں اسیر کر ہی لیا ہے تو پھر مجھے اس طرح قتل کر کہ جس طرح کہ تو جانتا ہے۔

(۶) میری اُمید تیرے زریں کمر بند سے بندھی ہوئی ہے۔ کیوں نہ باندھوں؟ اے محبوب! اس کے اندر ایک نکتہ ہے جو صرف تجھی کو معلوم ہے۔

(۷) اے حافظ! یہ عربی اور فارسی ایک ہی ہیں۔ تو ہر اُس زبان میں عشق کی داستان بیان کر جو کہ تو جانتا ہے۔

----***----

1. بعض نسخوں میں خیال کی جگہ جمال ہے جو درست نہیں۔
2. بعض نسخوں میں نہ بندم کی جگہ بندم ہے۔

غزل نمبر(۷۱)

(۱) نو بہارست دراں کوش کہ خوش دل باشی — کہ بسے گُل بدمد بازو تو در گِل باشی
(۲) چنگ در پردہ ہمی میدہدت پند و لے — وعظت آنگاہ دہد[۱] سُود کہ قابل باشی
(۳) من نگویم کہ چہ کن باکہ نشین و چہ بنوش — کہ تو خود دانی اگر زیرک و عاقل باشی
(۴) درچمن ہر ورقے دفترِ حالے دگرست — حیف باشد کہ زحالِ[۲] ہمہ غافل باشی

حل لغات:

* نوبہارست۔تازہ بہار ہے * بسے۔بہت سے * گُل بدمد۔پھول کھلیں گے۔ * درگل باشی۔تومٹی میں ہوگا * چنگ۔ساز' رباب * پند۔نصیحت * سود۔فایدہ' نفع * زیرک وعاقل۔دانااور سمجھ والا * ہرورقے۔ہر پتّہ۔

ترجمہ:

(۱) تازہ بہار ہے اور تو اس میں کوشش کر کہ خوشدل رہے۔کیونکہ پھر بہت سے پھول کھلیں گے اور اس وقت تو مٹی میں حل ہو چکا ہوگا،مرگیا ہوگا۔

(۲) رباب کا ساز تجھے در پردہ یہی نصیحت کر رہا ہے۔مگر اس کی یہ نصیحت تجھے اس وقت فایدہ دے گی جب تجھ میں اُسے قبول کر لینے کا جوہر ہوگا۔

(۳) میں تجھ سے یہ نہیں کہتا کہ اب تو کس کے ساتھ بیٹھے اور کیا پیئے کیونکہ اگر تو دانا اور سمجھ دار ہے تو تو پھر خود ہی جان جائے گا۔خود ہی جانتا ہے۔

(۴) باغ کا ہر پتہ ایک دوسرے کے حال کا دفتر ہے۔افسوس ہوگا کہ اگر تو سب کے حال سے غافل رہے۔ان کی خبر نہ لے۔

(۵) گرچہ راہیست پُر از بیم زماتا برِ دوست — رفتن آساں بود ار واقفِ منزل باشی
(۶) نقدِ عمرت ببرد غُصّۂ دنیا بگزاف — گر شب و روز دریں قصّۂ باطل[۳] باشی
(۷) حافظا! گر مدد از بختِ بلندت باشد — صیدِ آں شاہدِ مطبوعِ شمائل باشی

حل لغات:

* پُراز بیم۔خوف وخطر سے پُر * نقدِعمرت تری عمر کی پونجی * گزاف۔فضول * باطل۔جھوٹا * صید۔شکار * شاہد مطبوع شمایل۔پسندیدہ خصائل محبوب۔

---

۱ بعض نسخوں میں دہد کی جگہ کند ہے۔
۲ بعض نسخوں میں حال کی جگہ کار ہے۔
۳ بعض نسخوں میں باطل کی جگہ مشکل ہے۔

ترجمہ:

(۵) اگر چہ ہمارے اور ہمارے دوست تک کے درمیان کا راستہ بڑا خطرناک ہے۔ لیکن گر تو منزل سے واقف ہوگا تو جانا آسان ہوگا۔

(۶) اس دنیا کا درد وغم فضول تیری عمر کے سرمائے کو برباد کر کے رکھ دے گا۔ اگر تو دن رات اسی طرح اس جھوٹے قصے میں مشغول رہے گا تو۔

(۷) اے حافظؔ! اگر تیرے بلند نصیبے نے تیری مدد کی تو تو پھر اُس پسندیدہ خصائل محبوب کا ضرور شکار ہوگا۔

(نوٹ) بعض نسخوں میں یہ غزل شامل نہیں ہے۔

----***----

غزل نمبر (۷۲)

(۱) نورِ خدا نمایدت آئینہء مجرّدی	از درِ ما در آ اگر طالبِ عشقِ سرمدی
(۲) بادہ بدہ کہ دوزخ ار نامِ گناہِ ما برد	آب بر آتشش زند معجزہَ محمدیؐ
(۳) شعبدہ بازی کنی ہردم و نیست ایں روا	قَالَ رَسُولُ رَبِّنَا مَا اَنَا قَطْ بِمَنْ اَدِی
(۴) ازچہ بعمد می کشی تیغِ جفا بکینِ من	فکر نمی کنی مگر فی عمدِ ممدّدی

حل لغات:

* آئینۂ مجرّدی۔ ترکِ دنیا کا آئینہ * عشقِ سرمدی۔ دائمی وابدی عشق * بادہ۔ شراب * ار۔ اگر * روا۔ جائز' مناسب * مَا انا۔ میں وہ نہیں ہوں * قطْ بمن ادی۔ جسے فریب دیا جا سکے * بعمد۔ قصداً' جان بوجھ کر * بکینِ ما۔ کینے کی دشمنی کی بنا پر میری دشمنی کے لیے * فِي عمدٍ مُمَدَّدٍ (قرآن پاک میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے کہ اِنّما علیھم مُؤصَدَۃٌ فِی عَمَدٍ ممدَّدَۃٍ یعنی جہنم کے بارے میں فرمایا کہ وہ آگ اُن پر بند کر دی جائے گی۔ وہ لوگ اس آگ کے لمبے لمبے ستونوں میں گھرے ہوں گے۔

ترجمہ:

(۱) ترکِ دنیا کا آئینہ تجھے حق تعالیٰ کا نور دکھائے گا۔ اگر تو عشقِ سرمدی کا طالب ہے تو تو پھر ہمارے دروازے سے اندر آجا۔ یعنی ہماری تقلید کر کہ ہماری درویشی کے ذریعے سے ہی تو محبوبِ حقیقی تک پہنچ سکتا ہے۔

(۲) تو مجھے ایسی شراب دے کہ اگر دوزخ ہمارے گناہوں کا نام لے تو معجزۂ محمدیؐ اس آگ پر پانی چھڑک دے۔

(۳) تو ہر وقت شعبدہ بازی کرتا ہے اور یہ جائز نہیں ہے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا ہے کہ میں ہرگز فریب کا شعبدہ باز نہیں ہوں۔

(۴) تو کینے کی وجہ سے مجھ پر جان بوجھ کر تلوار کیوں نکالتا ہے۔شاید تجھے (عمداً) کی آیتِ مقدسہ کا ذرا بھی خیال نہیں ہے۔ مطلب یہ کہ جان بوجھ کر ظلم کرنے والوں کے لیے شدید عذاب (جہنم) ہے۔

(۵) گر تو بایں جمال و فر سوئے چمن کنی گزر — سوسن و سرو و گُل بتو جُملہ شوند مقتدی

(۶) نقشِ خودی ز لوحِ دل پاک کنی تو در زمان — گر ببری بجاں و دل راہ بکوئے بخردی

(۷) جان و دلِ تو حافظا بستۂ دامِ آرزو ست — اے متعلّقِ خجل دم مزن از مجرّدی!

حل لغات:

*جمال وفر۔حسن و جمال اُوا کرو فر' شان وشوکت * مقتدی۔اقتدا کرنے والا' پیچھے چلنے والا * نقش خودی۔خودی کا نقش * لوح۔تختی * اے متعلق خجل۔اے شرمندگی میں اُلجھے ہوئے * مجرّدی۔تنہائی' یکسوئی' شادی کے بغیر' آزادی۔

ترجمہ:

(۵) اگر تو اپنے اس حسن و جمال اور اس شان وشوکت کے ساتھ چمن کی طرف جائے تو سوسن اور سرو اور گلاب سب کے سب تیرے پیچھے پیچھے چل پڑیں، تیرے مقتدی بن جائیں۔

(۶) تو اپنے دل کی تختی سے خودی کے نقش کو اُس وقت مٹا کر رکھ دے گا۔جب تو جان و دل سے عقل وخرد کے کوچے میں جائے گا۔

(۷) اے حافظ! تیری جان اور تیرا یہ دل دونوں ہی اُمید کے دام سے بندھے ہوئے ہیں۔اے شرمندگی میں الجھے ہوئے تو مجردی کا دم مت مار۔یعنی اے حافظ! تو دنیاوی تمناؤں اور آرزوؤں کا قیدی ہے تجھے مجردی کا دم مارتے ہوئے شرم آنی چاہیے۔

----***----

غزل نمبر (۷۳)

(۱) نوش کن جامِ شرابِ یکمنی — تابداں بیخِ غم از دل برکنی

(۲) دِل کشادہ دار چوں جامِ شراب — سر گرفتہ چند چوں خُمِ دنی

(۳) چوں زجامِ بیخودی رطلے کشی! — کم زنی از خویشتن لافِ منی

(۴) دِل بہ مے دربند تا مردانہ وار! — گردنِ سالوس و تقویٰ بشکنی!

(۵) خاک[1] ساں شو در قدم نہ ہمچو ابر! — جُملہ رنگ آمیزی و تر دامنی

---

[1] بعض نسخوں میں خاک کی جگہ سنگ ہے۔

(۶) خیز جهدے کن چو حافظؔ تا مگر | خویش را در پائے معشوق افگنی

حل لغات:

* جام شراب یکمنی ۔شراب کا بڑا پیالہ * برکنی ۔اکھاڑ دے * خم دنی ۔ادنیٰ مٹکا' حقیر گھڑا' شراب کا * رطلے ۔شراب کا بڑا پیالہ * لاف ۔لاف گزاف' ڈینگیں مارنا * سالوس ۔مکر وریا * تقویٰ ۔پرہیز گاری * خاک ساں ۔خاک جیسا * تردامنی ۔گناہگاری' بدکاری * رنگ آمیزی ۔مکاری * خیز ۔اُٹھ * جہدے کن ۔جدو جہد کر۔

ترجمہ:

(۱) تو شراب کا بڑا پیالہ پی تا کہ تو اپنے دِل سے اس دنیا کے غموں کو جڑ سے اکھاڑ پھینکے!

(۲) تو شراب کے پیالے کی طرح اپنے دل کو کھلا رکھ۔تو ادنیٰ وحقیر گھڑے کی طرح کب تک اپنے سر کو پکڑے بیٹھا رہے گا۔ذلیل ہوتا رہے گا؟

(۳) جب تو بیخودی کے جام سے شراب نوشی کرے گا تو تو پھر اپنے آپ ہی ڈینگیں مارنا چھوڑ دے گا۔

(۴) تو شراب سے وابستگی پیدا کر کے اپنے آپ کو مضبوط کر لے تا کہ تو مکر وریا اور پرہیز گاری کی گردن کو توڑ سکے۔

(۵) تو پاؤں کے نیچے کی خاک بن جا۔عجز وانکساری کو اپنا لے نہ کہ بادلوں کی طرح مست ہو کیونکہ یہ تو سراسر مکاری اور بدکاری ہے۔

(۶) تو اُٹھ! اور حافظؔ کی طرح جدو جہد تو اس طرح سے شاید اپنے آپ کو اپنے محبوب کے قدموں پر ڈال سکے۔

----***----

غزل نمبر (۷۴)

(۱) وقت را غنیمت داں آن قدر کہ بتوانی | حاصل از حیات اے جاں ایں دم ست تا دانی

(۲) پیش زاہد از رندی دم مزن کہ نتواں گفت | باطبیب نامحرم حالِ دردِ پنہانی

(۳) بادعائے شب خیزاں اے شکر دہاں مستیز! | در پناہِ یک اسم ست خاتمِ سلیمانی

(۴) کام بخشئ دوراں[۱] عمر در عوض دارد! | جہد کن کہ از عشرت[۲] کامِ خویش بستانی

(۵) یوسفِ عزیزم رفت اے براداراں رحمے! | کز غمش عجب دیدم حالِ پیر کنعانی!

---

۱ بعض نسخوں میں دوراں کی جگہ گردوں ہے۔

۲ بعض نسخوں میں عشرت کی جگہ دولت اور کام خویش کی جگہ دادِ عیش ہے۔

حل لغات:

* آں قدر کہ بتوانی۔ جہاں تک ہو سکے * حالِ دردِ پنہانی۔ چھپے ہوئے درد کا حال * شب خیزاں۔شب بیداراں * خاتمِ سلیمانی۔سلیمانی انگوٹھی * اسم۔اسم اعظم' اللہ تعالیٰ کا خصوصی وذاتی نام' جس کی برکت سے دنیا جہان کا ہر کام ہو جاتا ہے * کام بخشی دوراں: زمانے میں کامیاب ہونے کے لیے۔ * جہد کن: کوشش کر۔ * پیر کنعانی۔کنعان کا بوڑھا حضرت یوسفؑ کے والد حضرت یعقوبؑ۔

ترجمہ:

(۱) جہاں تک بھی ممکن ہو تو اس وقت کو غنیمت سمجھ۔اے میری جان؟ اگر تو جانے تو اس زندگی کا حاصل یہی ایک دم تو ہے۔

(۲) تو زاہد کے سامنے اپنی رندی کا دم نہ مار کیونکہ چھپے ہوئے درد کا حال ناواقف طبیب سے نہیں کہا جا سکتا۔

(۳) اے میرے شیریں دہن محبوب! تو ان رات کو جاگنے والوں کی دعاؤں سے مت لڑ۔کیونکہ حضرت سلیمانؑ کی انگوٹھی صرف ایک ہی اسم کی پناہ میں تھی یعنی حضرت سلیمانؑ کی حکومت صرف ایک اسم پر (اسم اعظم) پر موقوف تھی۔تو تیری مملکت حسن و جمال ہماری دعاؤں کے سامنے کب ٹھہر سکتی ہے۔

(۴) اس دنیا میں کامیابی وکامرانی کے لیے ایک عمر درکار ہے۔تو جدوجہد کرتا کہ خوشی سے اپنے مقصد کا حصول کر سکے۔

(۵) میرا پیارا یوسف چلا گیا ہے اے میرے بھائیو مجھ پر رحم کرو کہ میں نے اس کے غم سے کنعان کے بوڑھے (حضرت یعقوبؑ) کی عجب حالت دیکھی ہے۔

(۶) می روی و مژ گانت خونِ خلق می ریزند — تند می روی جاناں ترسمت فرومانی

(۷) پندِ عاشقاں بشنو و ز طرب باز آ! — کایں ہمہ نمی ارزد شغلِ عالمِ فانی

(۸) زاہدِ پشیماں را شوقِ بادہ در جانست[1] — عاقلا مکن کارے کاورد پشیمانی

(۹) خُم شکن[2] نمی داند ایں قدر کہ صوفی را — جنس خانگی باشد ہمچو لعلِ رمانی!

(۱۰) گرتو فارغی از من اے نگارِ سنگین دِل! — حالِ خود بخواہم گفت پیشِ آصفِ ثانی

حل لغات:

* مژ گانت۔تیری پلکیں * فرومانی۔تو تھک جائے گا * طرب۔خوشی' عیش وعشرت * جاناں۔اے محبوب * زاہد پشیماں۔پچھتانے والا زاہد * بادہ۔شراب * پشیمانی۔پچھتانا * خُم شکن۔شراب کے مٹکے کو توڑنے والا * جنس خانگی۔گھر کا سامان * لعل رمانی۔سُرخ شراب * فارغی۔اگر تو بے نیاز ہے * نگار۔محبوب * آصف۔حضرت سلیمانؑ کے وزیر کا نام * ثانی۔دوسرا آصف۔

---

[1] بعض نسخوں میں در جانست کی جگہ خواہد گشت ہے۔

[2] بعض نسخوں میں خم شکن کی جگہ محتسب ہے۔

ترجمہ:

(۶) تو جارہا ہے اور تیری پلکیں لوگوں کا خون بہائے جارہی ہیں۔ اے میری جان! تیری رفتار بڑی تیز ہے اور مجھے یہ ڈر ہے کہ تو اس شغل سے تھک جائے گا۔

(۷) اے محبوب! تو ان عاشقوں کی نصیحت کو سُن لے اور عیش و عشرت سے باز آجا کیونکہ اس فانی دنیا میں اس طرح کے شغل زیب نہیں دیتے۔

(۸) پچھتانے والے زاہد کی جان میں شراب پینے کا شوق ہے۔ اے عقلمند و دانا! تو کوئی ایسا کام مت کر کہ جس سے تجھے بعد میں پشیمانی اٹھانی پڑے۔

(۹) شراب کے مٹکے کو توڑنے والا (محتسب) یہ بات نہیں جانتا کہ صوفی کے گھر کا ساز و سامان بھی سرخ شراب جیسا ہی ہوتا ہے۔ یعنی محتسب نے رندوں کا مٹکا توڑ ڈالا ہے لیکن ان ریا کار زاہدوں کا وہ کیا کرے گا؟ کہ جو غرور کی شراب سے بے پیئے ہی مست ہیں اور جن کے گھر کا حرام مال بھی شراب کا ہی حکم رکھتا ہے۔

(۱۰) اے سنگدل محبوب! اگر تو ہم سے بے نیاز ہے، بے پرواہ ہے۔ تو میں پھر اپنا حال آصف ثانی کی خدمت میں عرض کروں گا۔

(۱۱) از درم در آمد[1] مست می زنم بشادی دست — روشنی بما پیوست راستی بہ ارمانی!

(۱۲) باغباں چو من زینجا بگذرم حرامت باد — گر بجائے من سروے غیر دوست بنشانی

(۱۳) دِل زناوکِ چشمت گوش داشتم لیکن — ابروئے کماندارت می برد بہ پیشانی

(۱۴) جمع کن باحسانے حافظِ پریشاں را — اے شکنجِ گیسویت مجمعٔ پریشانی

حل لغات:

* راستی۔ سچ ہے * ار: اگر۔ * مانی: ماندن سے، رہے، قیام کرے۔ * حرامت باد۔ تیرے لیے حرام ہو * زناوکِ چشمت۔ تیری آنکھوں کے تیر سے۔ * گوش داشتن۔ حفاظت کرنا * شکنجِ گیسویت۔ تیری زلفوں کے پیچ و خم * مجمع پریشانی۔ پریشانی کا مجموعہ۔

ترجمہ:

(۱۱) وہ (محبوب) میرے دروازے میں مست و بیخود ہو کر آئے تو میں خوشی سے تالیاں بجاؤں۔ سچ تو یہ ہے کہ اگر تو واقعی میرے پاس رہے تو روشنی ہم سے وابستہ ہو جائے گی۔

(۱۲) باغبان جب میں اس جہان سے گزر جاؤں تو تیرے لیے حرام ہے۔ اگر تو میری جگہ دوست کے سوا کوئی دوسرا سرو لگائے۔

(۱۳) تیری آنکھوں کے تیر سے میں اپنے دل کو بچائے رکھتا ہوں لیکن تیری کمان دار پلکیں اُسے صاف اُڑا کر لے جاتی ہیں۔

---

[1] ...ں "از درم در آمد" ملتا ہے لیکن نسخہ قزوینی میں اسی طرح ہے جو زیادہ بہتر ہے۔

(۱۴) اے محبوب! تو اپنے پریشان حافظ کو اپنے لطف واحسان سے جمعیتِ خاطر عطا کردے۔ اسے کہ تیرے گیسو پریشانی کا مجموعہ ہیں۔

----***----

غزل نمبر (۷۵)

(۱) ہزار جہد بکردم کہ یارِ من باشی — مراد[1] بخش دلِ بیقرار من باشی

(۲) دَمے بکلبۂ احزانِ عاشقاں آئی — شبے انیسِ دلِ سوگوار من باشی

(۳) درآں چمن کہ بتاں دستِ عاشقاں گیرند — گرت ز دست بر آید نگارِ من باشی

(۴) کاں[2] چراغِ دیدۂ شب زندہ دارِ من گردی — انیسِ خاطرِ اُمیدوارِ من باشی

(۵) چو خسروانِ ملاحت بہ بندگان[3] نازند! — تو در آں میانہ خداوندگارِ من باشی

حل لغات:

* جہد۔جدو جہد * دمے۔دم بھر کے لیے * بکلبۂ احزان عاشقاں۔عاشقوں کے غم خانے میں * انیس۔غمخوار * بُتاں۔حسین * دستِ عاشقاں گیرند۔عاشقوں کی دست گیری کرتے ہیں * نگار۔محبوب * چراغِ دیدۂ شب زندہ دار * رات کو جاگنے والی آنکھ کا چراغ * خسروانِ ملاحت۔حسنِ ملیح رکھنے والے بادشاہ * بہ بندگاں نازند۔اپنے غلاموں پر ناز کریں۔

ترجمہ:

(۱) میں نے ہزار کوشش کی کہ تو میرا یار بن جائے۔اور میرے بیقرار دِل کو مراد بخشنے والا ہو جائے۔

(۲) اگر وہ (محبوب) دم بھر کے لیے عاشقوں کے غم خانے میں آجائے اور ایک رات میرے سوگوار دِل کا غم خوار بن جائے۔

(۳) حسین جس چمن میں عاشقوں کی دست گیری کرتے ہیں۔اگر تجھ سے ممکن ہو تو، تو میرا محبوب بن جائے۔

(۴) تو مجھ رات کو جاگنے والے کی آنکھ کا چراغ بنے اور میرے اُمیدوار دِل کا تو ہمدرد بن جائے۔

(۵) جب حُسنِ ملاحت کے بادشاہ اپنے غلاموں پہ ناز کریں تو تو ان کے درمیان میرا آقا بنے۔

(۶) ازاں عقیق کہ خونیں دِلم زعشوۂ او — اگر کنم گلۂ غمگسار[4] من باشی

(۷) شود غزالۂ خورشید صیدِ لاغرِ من — اگر آہوئے چو تو یکدم شکارِ من باشی

---

[1] بعض نسخوں میں مراد کی جگہ قرار ہے۔

[2] بعض نسخوں میں مصرع اوّل یوں ملتا ہے: رفیق ومونس وآرامِ جانِ من گردی
اور بعض نسخوں میں یہ شعر یوں ہے: چراغِ دیدۂ شب زندہ دارِ من گردی — امیرِ روزِ من وروزگارِ من باشی

[3] بعض نسخوں میں بہ بندگان کی جگہ بہ بندگاں ہے۔

[4] بعض نسخوں میں غمگسار کی جگہ راز دار ہے۔

(۸) سہ بوسہ کز دولبت کردۂ وظیفۂ من — اگر ادا نہ کنی دامدارِ[1] من باشی

(۹) من ایں مراد نہ بینم بعمرِ خود کہ شبے[2] — بجائے اشکِ رواں در کنارِ من باشی

(۱۰) من ارچہ حافظِ شہرم جوئے نمی ارزم — مگر تو از کرمِ خویش یار من باشی

حل لغات:

* ازاں عقیق۔وہ لب لعلیں محبوب * عشوہ۔ناز وادا کر * غزالہءخورشید:سورج کا ہرن۔ * سہ بوسہ: تین بوسے۔ * دام دار: قرض دار۔ * شبے :ایک رات۔ * کنار: پہلو، آغوش۔ * ارچہ:اگرچہ۔ * جوئے نمی ارزم۔ * ایک جو کے برابر بھی نہیں ہوں۔یعنی میری کوئی قدر و قیمت نہیں۔

ترجمہ:

(۶) جس سرخ لبوں والے محبوب کی اداؤں نے میرے دِل کا خون کرڈالا ہے۔اگر میں گلہ کروں تو تو میرا رازدار بن جائے۔

(۷) سورج کا ہرن میرا کمزور سا شکار بن جائے۔۔اگر دم بھر کے لیے تیرے جیسا ہرن میرا شکار بن جائے تو۔

(۸) اے محبوب! تو نے اپنے دولبوں کے تین بوسے میرا روزانہ کا وظیفہ مقرر کیا ہے۔اگر تو یہ میرا وظیفہ مجھے ادا نہ کرے گا تو تو میرا مقروض ہوگا۔

(۹) عمر بھر مجھے یہ مراد پوری ہوتی نظر نہیں آتی کہ کسی رات کو بجائے بہتے ہوئے آنسوؤں کے تو میری آغوش میں آجائے۔

(۱۰) میں اگرچہ شہر کا حافظ ہوں لیکن ایک جو کے بھی برابر نہیں ہوں۔(یعنی میری کچھ قدر و قیمت نہیں ہے) سوائے اس صورت کے کہ تو اپنے کرم ولطف سے میرا دوست ہو جائے۔

----***----

غزل نمبر (۷۶)

(۱) ہوا خواہِ توام جاناں دمی دانم کہ می دانی — کہ ہم نادیدہ می بینی و ہم ننوشتہ می خوانی

(۲) ملامتگر چہ دریا بد ز رازِ[3] عاشق و معشوق — نہ بیند چشمِ نابینا خصوص اسرارِ پنہانی

---

[1] ...ں میں دام دار کی جگہ قرضدار ہے۔

[2] ...ں میں یہ مصرع یوں ہے: من ایں مراد نہ بینم بخود کہ نیم شبے۔

[3] ...وں میں ز راز کی جگہ میاں ہے۔

(۳) ملک در سجدۂ آدم زمیں بوسِ تو نیّت کرد — کہ در حُسنِ تو چیزے یافت غیر از طورِ انسانی[۱]

(۴) خمِ زلفت بنامِ ایزد کنوں مجموعۂ دلہاست[۲] — مباد ایں جمع را یارب غم از بادِ پریشانی

حل لغات:

* ہواخواہ۔خیر خواہ * جاناں۔اے محبو * ملامتگر۔ملامت کرنے والے * دریابد: دریافتن، پانا، معلوم کرنا۔ * خصوص۔خصوصاً * اسرارِ پنہانی۔چھپے ہوئے بھید * ملک۔فرشتہ * زمین بوس۔زمین پر بوسہ دینے والا * خمِ زلفت۔تیری زلفوں کا خم * بنامِ ایزد۔نامِ خدا، ماشاءاللہ * مباد۔نہ ہو،نہ رہے۔

ترجمہ:

(۱) اے میرے محبوب! میں تیرا خیر خواہ ہوں اور میں جانتا ہوں کہ تو بھی اس بات کو جانتا ہے۔کیونکہ تو تو نہ دیکھا ہوا بھی دیکھتا ہے اور نہ لکھا ہوا بھی پڑھ لیتا ہے۔

(۲) ملامت کرنے والے کو عاشق اور معشوق کے راز کا کچھ پتہ نہیں چل سکتا۔اندھی آنکھ کوئی چیز بھی اور خاص کر چھپے ہوئے رازوں کو کبھی بھی نہیں دیکھ سکتی۔

(۳) فرشتوں نے جب حضرت آدمؑ کو سجدہ کیا تو ان کی نیت یہ تھی کہ تیری خاک کو چومے۔کیونکہ اس نے تیرے حسن میں اک ایسی چیز دیکھ لی تھی جو کہ کسی انسان میں نہیں ہوسکتی۔

(۴) اے محبوب تیری زلفوں کے پیچ وخم ماشاءاللہ دلوں کا مجموعہ ہیں۔اے میرے خدا! اس مجموعے کو کبھی بھی پریشانی کی ہوا تک نہ لگے۔

(۵) بیفشاں زلف وصوفی را ببازی و برقص آور — کہ از ہر رُقعۂ دلقش ہزاراں بُت بیفشانی

(۶) دریغا عیشِ شبگیری کہ در خوابِ سحر بگزشت — بداں قدرِ وصال اے دِل کہ در ہجراں فرمانی[۳]

(۷) ملول از ہمرہاں بودن طریقِ کاردانی نیست — بکش دشواریٔ منزل بیادِ عہدِ آسانی!

(۸) کشادِ کارِ مشتاقاں دراں ابروئے دلبند ست — خدارا یک نفس باما گرہ بکشا ز پیشانی

حل لغات:

* بیفشاں۔بکھیر دے * رقعہ دلقش: اس کی گودڑی کا ہر ٹکڑا * دریغا۔افسوس * عیش شبگیرے۔رات کا عیش * ملول۔رنجیدہ * طریق کاردانی۔عقلمندی کا طریقہ * کشادِ کار۔مقصد کا حصول * یک نفسی۔ایک لحہ۔ * گرہ: گانٹھ،شکن۔ * بکشا: کھول۔

---

[۱] بعض نسخوں میں یہ مصرع یوں ہے: ع کہ در حسن تو لطفے دید بیش از حدِ انسانی۔

[۲] بعض نسخوں میں یہ مصرع یوں ہے: ع چراغ افروزِ چشمِ مانسیم زلفِ جانانست

[۳] بعض نسخوں میں یہ مصرع یوں ہے: ع ندانی قدر وقت اے دل مگر وقتے کہ درمانی۔

ترجمہ:

(۵) اے محبوب! تو اپنی زلفوں کو بکھیر دے اور صوفی کو وجد و رقص میں لاتا کہ اس کی گدڑی کے ہر ٹکڑے سے ہزاروں بتوں کو گرا دے۔ یعنی یہ صوفی ایک ریا کار گودڑی پوش ہے اور کودڑی کے نیچے اس نے بہت سے بُت چھپا رکھے ہیں۔ اس نے محض لوگوں کو دھوکا دینے کے لیے اور اپنی نگاہوں کو چھپانے کی خاطر گدڑی اوڑھ رکھی ہے۔ تو ذرا اپنی زلفوں کو بکھیر دے اور صوفی پر وجد طاری کر دے کہ رقص کے عالم میں اس کی ظاہرداری کا راز فاش ہو کہ حقیت آشکار ہو جائے۔

(۶) افسوس اس رات کے عیش پر کہ جو صبح کی نیند میں گزر گیا۔ اے دِل تو وصل کی قدر کر نہیں تو تو جدائی میں پریشان ہو جائے گا۔

(۷) ساتھیوں سے رنجیدہ خاطر ہو جانا عقلمندوں کا طریقہ نہیں ہے۔ تو خوشی کے زمانے کی یاد میں منزل کی تمام تر تکلیفوں کو برداشت کر لے۔

(۸) عاشقوں کے مقصد کا حصول اس کے دلکش ابرو میں ہے۔ اے محبوب خدا کے لیے! کبھی لمحہ بھر ہی کے لیے اپنی خندہ پیشانی کے ساتھ ہم سے مل۔

(۹) چراغ افروزِ چشمِ مانسیمِ زلفِ خوبانست　　مباد ایں قوم را یارب غم از بادِ پریشانی

(۱۰) امید از بخت می دارم کہ بکشایم کمر بندت　　بآں شرطیکہ خاطر را ازیں مسکین نرنجانی

(۱۱) خیال چنبرِ زلفش فریبت می دہد حافظ!　　نگر تا حلقۂ اقبال نا ممکن نجنبانی!

حل لغات:

٭ چراغ افروز۔ روشنی بڑھانے والا ٭ بکشایم کمر بندت۔ تیرا کمر بند کھولوں ٭ نرنجانی۔ تو رنجیدہ نہ ہو ٭ چنبر۔ حلقہ ٭ حلقہ اقبال۔ اقبال مندی کی زنجیر ٭ ناممکن بجنبانی۔ جس کا کھٹکھٹانا ناممکن ہو۔

ترجمہ:

(۹) ان حسینوں کی زلفوں کی ہوا ہماری آنکھوں کی روشنی کو بڑھاتی ہے۔ اے میرے خدا! اس گروہ کو پریشانی کی ہوا سے بچائے رکھنا۔

(۱۰) اپنے بختوں سے مجھے اُمید ہے کہ میں تیرا کمر بند کھولوں گا لیکن شرط یہ ہے کہ تو اس عاجز و مسکین سے رنجیدہ خاطر نہ ہو۔

(۱۱) اے حافظ! تجھے اُس (محبوب) کی زلف کے حلقے کا خیال فریب دے رہا ہے۔ دیکھنا اُس اقبال مندی کی زنجیر کو نہ کھٹکھٹانا کہ جس کا کھٹکھٹانا ناممکن ہو۔

(نوٹ) بعض نسخوں میں شعر نمبر 10 شامل غزل نہیں ہے۔

----٭٭٭----

غزل نمبر(۷۷)

(۱) اَحْمَدُ اللّٰہ عَلیٰ مَعْدِلَۃِ السُّلْطَانِی ... احمدِ شیخ اویسِ حسنِ ایلخانی
(۲) خانِ بن خان شہنشاہِ شہنشاہ نژاد ... آنکہ می زیبد اگر جانِ جہانش خوانی
(۳) دیدہ نادیدہ باقبالِ تو ایماں آورد ... مرحبا اے ہمہ لُطفِ خدا ارزانی
(۴) برشکن طُرّۂ ترکانہ کہ در کاکلِ تُست ... بخشش و کوشش و قاآنی و چنگیز خانی
(۵) ماہ اگر بے تو بر آید بدونیمش بزنند ... دولتِ احمدی و معجزۂ سُلطانی [1]

حل لغات:

* احمد اللہ۔ میں اللہ کی تعریف کرتا ہوں * علیٰ معدلۃ السلطانی۔ بادشاہ کے عدل پر * احمد شیخ اویس حسن ایلخانی۔ خواجہ حافظ کا ممدوح بغداد کا حاکم * می زیبد۔ زیبا ہے * گر جان جہانش می خوانی۔ اگر تو اُسے جان جہاں کہے * نژاد۔ نسل * دیدہ۔ جس نے دیکھا * نادیدہ۔ جس نے نہ دیکھا * ارزانی۔ قابل لائق * برشکن طرّۂ ترکانہ۔ ترکوں (محبوبوں) جیسی زلف کے شکن پر * کاکل۔ زلفیں * قاآنی۔ چنگیز خان کا بیٹا * عادل وعقلمند بادشاہ * برآید۔ طلوع ہوجائے * دونیم۔ دوٹکڑے۔

ترجمہ:

(۱) میں بادشاہ کے عدل وانصاف پر اللہ تعالیٰ کی تعریف کرتا ہوں۔ اور وہ بادشاہ احمد بن شیخ اویس حسن ایلخانی ہے۔
(۲) خان کا بیٹا خان شہنشاہ کی نسل کا شہنشاہ ہے۔ اگر تو اُسے جانِ جہاں کہے تو تیرے لیے مناسب وزیبا ہے۔
(۳) جس نے تجھے دیکھا اور جس نے تجھے نہ دیکھا ہر کوئی تیری اقبال مندی پر ایمان لے آیا۔ مرحبا! تو اللہ تعالیٰ کے ہر لطف وکرم کا سزاوار ہے۔
(۴) تو اپنی محبوبوں جیسی زلف کو آراستہ وپیراستہ کر کیونکہ تیری زلف میں قاآنی اور چنگیز خاں کی بخشش وکوشش دکھائی دے رہی ہے۔
(۵) اگر چاند تیرے بغیر طلوع ہو تو دولت احمدی اور معجزۂ سلطانی اس کے دوٹکڑے کر ڈالے۔ (معجزۂ شق القمر کی طرف اشارہ ہے)

(۶) جلوۂ حُسنِ [2] تو دل می برد از شاہ وگدا ... چشمِ بد دُور کہ ہم جانی و ہم جانانی
(۷) گرچہ دُوریم بیادِ تو قدح می نوشیم ... بُعدِ منزل نبود در سفرِ روحانی
(۸) از گُلِ فارسیم غنچۂ عیشے نشگفت ... حبذّا دجلۂ بغداد وَمئے روحانی

---

[1] بعض نسخوں میں سلطانی کی جگہ سبحانی ہے۔
[2] کچھ نسخوں میں حسن کی جگہ رخش لکھا ہوا ہے لیکن معتبر نسخوں میں حسن ہی ملتا ہے۔

(۹) اے نسیمِ سحری خاکِ رَہِ یار بیار — تا کند حافظ ازاں دیدۂ جاں روحانی [1]

حل لغات:

* دل می برد۔ دل چھین لیتا ہے * جانی۔ جان * جانانی۔ جاناں، محبوب * قدح۔ شراب کا بڑا پیالہ * بعدِ منزل۔ منزل کی دوری * حبذا۔ واہ وا! کیا کہنا، کیا خوب ہے * اے نسیم سحری۔ اے صبح کی ہوا۔

ترجمہ:

(۶) اے محبوب! تیرے حسن کا جلوہ بادشاہ ہو کہ فقیر ہر کسی کا دِل چھین لیتا ہے۔ چشم بد دور! تو میری جان بھی ہے اور جانان (محبوب) بھی ہے۔

(۷) ہم اگر چہ دُور ہیں لیکن اے محبوب! تیری یاد کا ساغر نوش کر رہے ہیں۔ روحانی سفر میں منزل کی دُوری کچھ اہمیت نہیں رکھتی (کوئی چیز نہیں ہے)

(۸) میرے فارس کی مٹی سے عیش ونشاط کی کوئی کلی نہ کھل سکی۔ واہ وا! بغداد کے دجلے اور روحانی شراب کے کیا کہنے!

(۹) اے صبح کی ہوا! تو میرے یار کی راہ کی خاک لا تا کہ یہ حافظ اُس سے اپنی آنکھ کی روحانی جان کو روشن کر لے۔

(نوٹ) بعض نسخوں میں یہ دو اشعار زاید ملتے ہیں:

سرِ عاشق کہ نہ خاکِ درِ معشوق بود — کے خلاصش بود از محنتِ سرگردانی

ہمہ اطراف گرفت وہمہ آفاق کشاد — جستِ مسعودیِ دادارِ شہِ سلطانی

----***----

غزل نمبر (۷۸)

(۱) زکوئے یار می آید نسیمِ بادِ نوروزی — ازیں باد ار مددخواہی چراغِ دِل برافروزی

(۲) چو گُل گر خوردۂ داری خدارا صرفِ عشرت کن — کہ قاروں را غلطہا داد سودائے زراندوزی

(۳) سخن در پردہ می گویم چو گُل از پردہ [2] بیروں آئے — کہ بیش از پنج روزے نیست حُکمِ میرِ نوروزی

(۴) مئے دارم چو جاں صافی وصوفی می کند عیبش! — خدایا ہیچ عاقل را مبادا بختِ بد روزی

(۵) طریقِ کامِ جستن [3] چیست ترکِ کامِ خود گفتن — کلاہِ سروری اینست اگر ایں ترک بردوزی

---

[1] بعض نسخوں میں ''دیدۂ جاں روحانی'' کی جگہ ''دیدۂ دل نورانی'' ہے۔

[2] بعض نسخوں میں پردہ کی جگہ غنچہ ہے۔

[3] بعض نسخوں میں جستن کی جگہ بخشی اور گفتن کی جگہ کردن ہے اور ''اینست اگر'' کی جگہ ''آنست کز'' ہے۔

حل لغات:

* بادِ نوروزی۔بادِ بہار کی خوشبو * چراغِ دل برافروزی۔دل کا چراغ روشن کر سکے گا * خردہ۔وہ ریزہ جو پھول کے اندر ہوتا ہے جسے زرگل بھی کہا جاتا ہے *غلطہا داو۔بڑی غلطی کھائی * سخن۔بات * میر نوروزی۔بہار نوروز کا سردار * مبادا۔نہ ہو * بخت بدروزی۔برے دنوں والا نصیب مراد۔بدبختی * طریق۔طریقہ * کلاہِ سروری۔شاہی تاج۔

ترجمہ:

(۱) کوچہ یار سے بادِ بہاری کی خوشبو آ رہی ہے۔اگر تو اس ہوا سے مدد مانگ لے گا تو تو پھر دل کے چراغ کو روشن کر سکے گا۔

(۲) پھول کی طرح اگر تیرے پاس زر ہے تو پھر تو خدا کے لیے اسے عیش و عشرت میں خرچ کر دے۔کیونکہ قارون کو دولت جمع کرنے کے خیال نے ہی نقصانات پہنچائے۔

(۳) میں بات پوشیدہ طور پر کہتا ہوں کہ تو پھول کی طرح پردے سے باہر آ جا کیونکہ بہارِ نوروز کے سردار کی سرداری پانچ روز سے زیادہ نہیں ہے۔یعنی عارضی ہے۔

(۴) میرے پاس جان کی طرح صاف و مصفا شراب ہے اور صوفی اس کی عیب جوئی کرتا ہے۔اے میرے خدایا! کسی بھی عقلمند کا نصیب بُرے دنوں والا نہ ہو۔

(۵) مقصد کے حصول کا کیا طریق کار ہے؟ یہی کہ مقصد کو ترک کر دینا۔سرداری کی ٹوپی یہی ہے کہ تو اس ٹوپی کو سی لے۔مطلب یہ کہ ترک مقصد کا دستور ہی شاہی تاج ہے۔

(۶) جدا شد یارِ شیرینت کنوں تنہا نشیں اے شمع! | کہ حکمِ آسماں ایں است اگر سازی اگر سوزی

(۷) بعجب علم نتواں شد ز اسبابِ طرب محروم | بیا زاہد[1] کہ جاہل را زیادہ می رسد روزی

(۸) ندانم نوحہء قُمری بطرفِ جوئباراں چیست | مگر او نیز ہمچوں من غمے دارد شباروزی

(۹) بہ بستاں رو کہ از بُلبُل طریقِ عشق گیری یاد | بمجلس آئے کز حافظ سخن گفتن بیاموزی[2]

حل لغات:

* جدا شد یارِ شیرینت۔تیرا پیارا یار تجھ سے جدا ہو گیا * اگر سازی۔خواہ اس پر خوش ہو * اگر سوزی۔خواہ ناخوش * بعجب علم۔علم کا غرور * اسبابِ طرب۔خوشی کے اسباب * رسد روزی۔روزی پہنچتی ہے * نوحہء قمری۔قمری کا نوحہ * بطرف جوئباراں۔نہر کے کنارے * شباروزی۔دن رات * طریق۔طریقہ * بیاموزی۔تو سیکھ سکے۔

ترجمہ:

(۶) اے شمع! تیرا پیارا محبوب تجھ سے بچھڑ گیا ہے اب تو تن تنہا بیٹھ کیونکہ آسمان کا حکم بھی یہی ہے۔خواہ تو اس پر خوش ہو خواہ ناخوش

---

۱ بعض نسخوں میں زاہد کی جگہ حافظ ہے اور زیادہ کی جگہ ہنی ہے۔

۲ بعض نسخوں میں یہ شعر یوں ہے: بصحرا رو کہ از دامن غبارِ غم بیفشانی۔بگلزار آئے کز بلبل سخن گفتن بیاموزی۔

ہو۔

(۷) غرورِ علم کی بنا پر خوشی کے اسباب سے محروم نہیں ہو سکتے۔ اے زاہد! تو آ کہ جاہل کو روزی زیادہ ملتی ہے۔ بقول سعدی:

اگر روزی بہ دانش بر فزودے
زناداں تنگ ترروزی نہ بودے
بہ ناداں آنچناں روزی رساند
کہ دانا اندراں حیراں بماند

(۸) مجھے نہیں معلوم کہ قمری نہر کے کنارے کیوں نوحہ خواں ہے۔ شاید وہ بھی میری طرح دن رات اُسی (محبوب) کے غم میں گرفتار ہے۔

(۹) تو باغ میں چل تا کہ تجھے بلبل کے عشق کا طریق کار معلوم ہو۔ محفل میں آ کہ تو حافظ سے بات کرنے کا انداز سیکھ سکے۔

----***----

غزل نمبر (۷۹)

(۱) بچشم مہر اگر بامن مہم را یک نظر بودے — ازآں سیمیں بدن کامم بخوبی ہیچو زر بودے
(۲) زشوق افشاندے ہردم سرے درپائے جانانم — دریغا گر متاعِ من نہ ازیں مختصر بودے
(۳) اگر برقع برافگندی ازآں روئے چو مہ روزے — مدام از نرگسِ مستش جہاں پُر شور وشر بودے
(۴) ہمش مہر آمدے برمن زمہر آں شاہِ خوباں را — اگر از درد دِل زارم یکے روزش خبر بودے
(۵) بوصلش گر مرا روزے زہجراں فرصتے بودے — مبارک ساعتے بودے چہ خوش بودے اگر[1] بودے
(۶) نگفتے کس بشیرینی چو حافظ شعر در عالم! — اگر طوطئ طبعش را زلعلِ او شکر بودے

حل لغات:

* مہر۔ محبت * مَہم۔ میرا چاند * سیمیں بدن۔ چاندی جیسے بدن والا (محبوب) * دریغا۔ افسوس * متاع۔ سرمایۂ پونجی * روزے۔ کسی روز * مدام۔ ہمیشہ * مہر۔ محبت * شاہِ خوباں۔ حسینوں کا بادشاہ * ہجراں۔ جدائی * چہ خوش بودے اگر بودے۔ کیا اچھا ہوتا اگر ایسا ہوتا * طوطئ طبعش۔ اس کے طوطئ طبع کو * لعل۔ لب لعلیں۔

---

1. بعض نسخوں میں "اگر" کی جگہ مگر لکھا ہوا ہے۔

ترجمہ:

(۱) اگر میرا چاند (محبوب) مجھ پر محبت کی اک نظر کرتا تو اس چاندی جیسے بدن والے (محبوب) سے میری اُمید سونے کی طرح پوری ہو جاتی۔

(۲) میں ہر دم اپنے محبوب کے پاؤں پر شوق و ذوق سے ایک سر قربان کرتا۔ مگر افسوس کہ ایسا کرنے سے میرا سرمایہ کم نہ ہوتا۔

(۳) اے محبوب! اگر تو کسی روز اپنے اس چاند جیسے چہرے سے پردہ ہٹا دیتا تو پھر ہمیشہ ان مست آنکھوں سے جہان میں شور و شر ہی رہتا۔

(۴) حسینوں کے اُس بادشاہ کو محبت سے مجھ پر ترس آ ہی جاتا۔ اگر کسی روز اُسے میرے دِل زار کے درد کی خبر ہو جاتی، اُسے میری حالت معلوم ہو جاتی تو۔

(۵) اگر کسی دن مجھے اُس (محبوب) کے وصل کی وجہ سے جدائی سے خلاصی حاصل ہو جاتی تو وہ گھڑی بڑی مبارک ہوتی۔ کیا اچھا ہوتا اگر ایسا ہو جاتا۔

(۶) اس جہان میں کوئی شخص بھی حافظ کی طرح شیریں اشعار نہ کہہ سکتا اگر اس کے طوطیٔ طبع کو اُس محبوب کے سرخ لبوں کی شکر (مٹھاس) حاصل ہو جاتی۔ مطلب یہ کہ حافظ کو اگر لب یار کا بوسہ مل جاتا تو پھر اس کے اشعار کی مٹھاس میں کوئی اس کا مقابلہ نہ کر سکتا۔

(نوٹ) بعض نسخوں میں یہ غزل شامل نہیں ہے اور بعض میں یہ شعر مستزاد ہے:

شبے ناگہ اگر افتادے میانش در کنارِ من
نثارِ خاکِ راہِ او مرا ایں جان و سر بودے

غزلیات ختم شد

----***----

رُباعیات

بجز نقش تو در نظر نیاید مارا (۱) جُز کوئے تو رہگور نیاید مارا
خوش آمدہ خواب جُملہ را در دیدہ حقا کہ بچشم در نیاید مارا

ترجمہ:

(۱) تیری تصویر کے سوا ہماری نظر میں کچھ نہیں آتا ہے۔ ماسوائے تیرے کوچے کے ہماری کوئی رہگور نہیں ہے۔ ہر کوئی سُکھ چین کی نیند سوتا ہے۔ مگر خدا کی قسم ہماری آنکھ میں نیند نہیں آتی۔

برگیر شرابِ طرب انگیز و بیا (۲) پنہاں ز رقیب سِفلہ بستیز و بیا
مشنو سخنِ خصم کہ بنشین و مرو بشنو ز من اے نگار و برخیز و بیا

ترجمہ:

(۲) راحت ونشاط بڑھانے والی شراب لے اور آ جا۔ کمینے رقیب سے پوشیدہ طور پر لڑائی لڑ اور آ جا۔ دشمن کی بات نہ سن اور بیٹھ جا۔ اے محبوب! میری بات سُن' اُٹھ اور آ جا۔

روزیکہ فلک از تو بریدہ است مرا (۳) کس بالبِ پُر خندہ ندیدہ است مرا
چنداں غمِ ہجراں تو بردل دارم من دانم و آنکہ آفریدہ است مرا

ترجمہ:

(۳) آسمان نے جس دن سے ہم دونوں میں جدائی ڈالی ہے۔ کسی نے بھی مجھے ہنستے ہوئے نہیں دیکھا۔ تیری جدائی کا غم میرے دِل پر جس قدر ہے وہ میں ہی جانتا ہوں یا پھر جس نے مجھے پیدا کیا ہے۔

شاہا چو ترا بدانش و علم و سخا (۴) آں مردمنم کہ می نشانم بہ سزا
بدخواہ چہ کید کرد ناگہ کہ ازاں امروز نکرد خاطرت یاد مرا

ترجمہ:

(۴) اے بادشاہ! تیرے علم وسخاوت اور دانش کے متعلق میں ہی ہوں جو کہ تیرے شانِ شایان تعریف کرتا ہوں۔ دشمن نے تیرے ساتھ کیا مکروفریب کیا ہے کہ جس کی وجہ سے تو نے مجھے آج یاد نہیں کیا۔

بادوست نشین و بادہ و جام طلب (۵) بوس ازلب آن سروِ گل اندام طلب[1]
مجروح چو راحتِ جراحت طلبد تواز سرِ زخم نیشِ حجام طلب

ترجمہ:

(۵) تو دوست کے ساتھ بیٹھ اور شراب طلب کر۔ اور اُسی گل اندام سرو کے لب کا بوسہ طلب کر۔ جس طرح کہ زخمی زخم کے لیے آرام طلب کرتا ہے۔ تو اُسی طرح زخم کے لیے حجام کے نشتر کی طلب کر۔

گفتم کہ مگر باتفاقِ اصحاب (٦) درموسم گل ترک کنم بادۂ ناب
بُلبُل زچمن نعرہ زناں دار جواب کائے بیخبراں فصلِ گل و ترکِ شراب

ترجمہ:

(٦) میں نے کہا شاید میں دوستوں کی اتفاق رائے سے بہار کے موسم میں شراب نوشی ترک کردوں گا لیکن بلبل نے نعرہ لگاتے ہوئے چمن سے جواب دیا کہ اے بے خبر! بہار کا موسم ہے اور تو شراب نوشی چھوڑنے کا کہہ رہا ہے؟

اے قبلہء ہر کہ مُقبل آمد کویت (۷) روئے دِلِ جُملہ بختیاراں سویت
امروز کسے کز تو بگرداند رو ! فردا بکدام دیدہ بیند رویت

ترجمہ:

(۷) اے محبوب! تیرا کوچہ ہر خوش قسمت کا قبلہ ہے۔ اور تمام خوش نصیبوں کے دلوں کے رخ تیری ہی طرف ہیں۔ اور وہ جو کوئی آج تجھ سے روگردانی کرتا ہے۔ وہ کل کن آنکھوں سے تیرے رُخ کو دیکھے گا۔

اے سایۂ آفتاب زلفت سیہت (۸) شب پوشِ مہِ دو ہفتہ طرفِ کُلہت
اے شام علمدارِ[2] خطِ مشکینت وے صبح جنیبت کش روئے چومہت

ترجمہ:

(۸) اے محبوب! تیری سیاہ زلف آفتاب کا سایہ ہے۔ اور تیری کُلاہ کے گوشے میں چودھویں کا چاند شب پوش ہے (سیاہ پوش ہے) اور شام تیرے خطِ مشکیں کی علمدار ہے اور صبح تیرے چاند جیسے رُخ کے لیے صبح گھوڑا لے کر چلنے والی ہے یعنی خادم ہے۔

امروز کہ روزِ فرقتِ احباب ست (۹) نہ وقتِ نشاط وعیش با اصحاب ست
ہشیار ازآں نیم کہ مے نیست مرا مے ہست ولے حریفِ مے نایاب ست،

---

1. بعض نسخوں میں مصرع ثانی یوں ہے: بوسہ زلب سروِ گل اندام طلب
2. بعض نسخوں میں شام علمدار کی جگہ شامِ شمیم آرہے۔

ترجمہ:

(۹) آج کا دن تو دوستوں سے جدائی کا دن ہے۔ یہ دوستوں کے ساتھ خوشی اور عیش وعشرت کا وقت نہیں ہے۔ میں اس لیے ہوشیار نہیں ہوں کہ میرے پاس شراب نہیں ہے۔ شراب تو ہے لیکن ساتھ پینے والا (محبوب) نہیں ہے۔

آں تُرکِ پری چہرہ کہ قصدِ جاں داشت (۱۰) مانندِ پری چہرہ زمن پنہاں داشت
گفتم دہنِ تنگِ تو گوئی ہیچ است گفتا کہ ازیں ہیچ طمع نتواں داشت

ترجمہ:

(۱۰) اس پری جیسے چہرے والے محبوب نے جو میری جان لینے کا قصد رکھتا تھا۔ اور پری کی طرح مجھ سے اپنا چہرہ چھپاتا تھا۔ میں نے کہا تیرا یہ تنگ دہن گویا ہے ہی نہیں ہے۔ تو اس نے کہا اس سے کچھ اُمید وطمع نہیں رکھی جاسکتی۔

با آنکہ دِلم درغمِ عشقت خون ست (۱۱) حُسنِ تو ز ادراکِ خرد بیرون ست
در زلفِ تو بیچارہَ غریبست دِلم یارب کہ دراں شام غریبم چون ست

ترجمہ:

(۱۱) اگر چہ میرا دل تیرے عشق کے غم میں خون ہو گیا ہے۔ تیرا حسن میری عقل کی رسائی سے باہر ہے۔ میرا یہ دل تیری زلفوں میں بیچارہ مسافروں کی طرح ہے۔ اے میرے خدا! اس شام میں میرے اس غریب (مسافر، دل) کا حال کیسا ہے؟

تو بدری و خورشید ترا بندہ شدہ است (۱۲) تابندہَ تو شدہ است تابندہ شدہ است
زاں روئے کہ از شعاع روئے مہِ تو خورشید منیرو ماہ تابندہ شدہ است

ترجمہ:

(۱۲) تو چودھویں کا چاند ہے اور یہ سورج تیرا غلام ہو گیا ہے۔ جب سے وہ تیرا غلام ہوا ہے روشن ہو گیا ہے۔ اسی لیے کہ تیرے چاند جیسے چہرے کی شعاع سے سورج روشن اور چاند درخشاں ہو گیا ہے۔

تامرغِ دلم فتادہ در دامِ غمت (۱۳) برگردن دِل شدہ است صمصام غمت
از شربتِ جام دہر بیزار شدم ! تاخونِ جگر می خورم از جام غمت

ترجمہ:

(۱۳) جب سے میرے دِل کا پرندہ تیرے دام میں گرفتار ہوا ہے۔ تیرے غم کی تلوار دل کی گردن پر ہے۔ میں زمانے کے جام کے شربت سے بیزار ہو چکا ہوں۔ جب سے تیرے غم کے جام سے خون کا جگر پی رہا ہوں

چوں چنگ سرِ زلف توام در چنگ ست (۱۴) ہر لحظہ دِلم را بہ لبت آہنگ ست
شہ پستہ تنگِ تو دِلم را روزی ! یارب کہ دِلِ خستہ چہ روزی تنگ ست

ترجمہ:

(۱۴) اے محبوب! جب سے تیری زلف چنگ کی طرح میرے پنجے میں آئی ہے۔ ہر پل میرے دِل کا ارادہ تیرے ہی لبوں کی طرف ہے۔ تیرا یہ تنگ دہن میرے دِل کا نصیبہ بن چکا ہے۔ اے میرے خدایا۔ میرے خستہ حال دل کی روزی کس قدر تنگ ہے؟

در کوئے تو بیخانہ تر از ماکس نیست (۱۵) نزدیکِ تو بیگانہ تر از ماکس نیست
در سِلسِلہ طنابت آویختہ ام زآنروئے کہ دیوانہ تر از ماکس نیست

ترجمہ:

(۱۵) تیری گلی میں ہم جیسا بے گھر کوئی نہیں ہے تیرے نزدیک ہم جیسا بے گانہ کوئی نہیں ہے۔ تیری زلف کی زنجیر نے مجھے جکڑ رکھا ہے۔ اس وجہ سے ہم سے زیادہ (تیرا) کوئی دیوانہ نہیں ہے۔

در شوخی و دلبری بُتِ من طاقست (۱۶) بیچارہ دِلم بوصل او مشتاق ست
پستہ دہن ولالہ رُخ وسیمیں تن ! شیریں سخن وظریف وسمین ساق ست

ترجمہ:

(۱۶) میرا محبوب! شوخی اور دلبری میں بڑا ماہر ہے۔ میرا یہ بیچارہ دِل اس کے وصل کا مشتاق ہے۔ وہ پستہ دہن (تنگ منہ والا) لالہ جیسے چہرے والا اور چاندی جیسے بدن والا ہے۔ وہ شیریں کلام ہے۔ بڑا خوش طبع ہے اور اس کی پنڈلی چاندی جیسی سفید ہے۔

مَے نوش کہ عمرِ جاودانی اینست (۱۷) خاصیّتِ روزگارِ فانی اینست
ہنگامِ گل و لالہ و یاراں سرمست ! خوش باش دمے کہ زندگانی اینست

ترجمہ:

(۱۷) تو شراب پی کہ ہمیشہ کی زندگی یہی ہے۔ اور فانی زمانے کی خاصیت یہی ہے۔ بہار کے موسم میں سرمست دوست کے ساتھ تو دم بھر خوش رہ کہ زندگانی یہی ہے۔

اے روئے تو در لطافت آئینۂ رُوح (۱۸) خواہم کہ قدمہائے خیالت بصبوح
در دیدہ کشم دِلے ز خارِ مژہ ام ترسم کہ شود پائے خیالت مجروح

ترجمہ:

(۱۸) اے محبوب! تیرا چہرہ روح کی لطافت کا آئینہ ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ صبح کو تیرے خیال کے قدم آنکھوں پر رکھوں لیکن پلکوں کے کانٹوں سے ڈرتا ہوں کہ کہیں تیرے خیال کا قدم زخمی نہ ہو جائے۔

اوّل بوفا جامِ [۱] وصالم در داد (۱۹) چوں مست شدم دامِ جفا را سرداد
با [۲] آبِ دو دیدۂ پُر از آتشِ دِل خاکِ رَہِ او شدم بباد َم در داد

ترجمہ:

(۱۹) پہلے تو مجھے اُس نے وصل کا پیالہ پلایا۔ اور جب میں مست ہو گیا تو اُس نے ظلم وستم کا جال بچھا دیا۔ جب آنسوؤں سے بھری ہوئی دونوں آنکھوں اور آگ سے بھرے ہوئے دِل کے ساتھ میں اس کے راستے کی خاک ہوا تو اُس نے مجھے ہوا میں اڑا ڈالا۔ (برباد کر کے رکھ دیا)

اے گُل ز برِ [۳] ہمنفسے می آید (۲۰) شادی بدلِم ازو بسے می آید
پیوستہ ازاں روئے کنم ہمدمیش کز بوئے [۴] وَیم بوئے کسے می آید

ترجمہ:

(۲۰) اے پھول! تو کسی محبوب کے پہلو سے اُٹھ کر آ رہا ہے۔ اس لیے میرا دِل بڑا خوش ہو رہا ہے۔ اس کو میں ہمیشہ اس لیے ہمدم بناتا ہوں کہ اس کی بُو سے مجھے کسی (محبوب) کی بو آ رہی ہے۔

بردار دِل از مادرِ دہر اے فرزند (۲۱) بانصفِ اخیرِ شوہرش در پیوند
اے قلب بدانی آنچنیں نقادی چوں حافظ اگر شوی بہ بویش خرسند

ترجمہ:

(۲۱) اے بیٹے! تُو اس زمانے کی ماں سے اپنے دل کو ہٹا لے۔ اور اس کے شوہر کے آخری نصف سے تعلق جوڑ لے۔ اے دِل تو جان لے کہ اس طرح کی نقادی اگر حافظ کرے گا تو اس کی بو میں تو پھر خوش ہو جائے گا۔

بایار کسے دست در آغوش نکرد (۲۲) تا ترکِ زر و سیم و دِل و ہوش نکرد
بے زربتِ شوخ دیدہ ہرگز سخنم با آنکہ چو گوہر ست درگوش نکرد

ترجمہ:

(۲۲) یار کی بغل میں کوئی بھی ہاتھ نہیں ڈال سکا۔ اس نے جب تک سونا چاندی اور ہوش کو نہیں چھوڑ دیا۔ اُس شوخ محبوب نے

---

۱ بعض نسخوں میں جام کے بجائے مے ہے۔
۲ بعض نسخوں میں با کے بجائے پُر ہے۔
۳ بعض نسخوں میں ''اے گل زبر'' کی جگہ ''ایں گل زسر'' ہے۔
۴ بعض نسخوں میں بوئے کی جگہ رنگ ہے۔

سونے کے بغیر ہرگز میری بات نہیں سنی حالانکہ وہ موتیوں جیسی ہے۔

بامردمِ نیک بد نمی باید بود (۲۳) در بادیہ دیو و ددمی باید بود
مفتونِ معاشِ خود نمی باید شد ! مغرور بعقلِ خود نمی باید بود

ترجمہ:

(۲۳) نیک لوگوں کے ساتھ برائی نہیں کرنی چاہیے۔ درندوں اور دیووں کے جنگل میں نہیں رہنا چاہیے۔ اپنی روزی پر فریفتہ نہیں ہونا چاہیے۔ اور اپنی عقل پر غرور نہیں کرنا چاہیے۔

با مے بکنارِ جوئے می باید بود (۲۴) وز غُصّہ کنارہ جوئے می باید بود
چوں عمرِ گرا نمایۂ ما دَہ روزست[1] خنداں لب و تازہ روئے می باید بود

ترجمہ:

(۲۴) نہر کے کنارے پر شراب لے کر جانا چاہیے۔ اور غصہ و رنج سے کنارہ کشی کرنی چاہیے۔ جب ہماری قیمتی عمر صرف (۱۰) دس روز ہے تو خنداں لب اور تازہ رو ہونا چاہیے۔

تا حُکمِ قضائے آسمانی باشد (۲۵) کارِ تو ہمیشہ شادمانی باشد
گر جائے مئے زدستِ تو نوش کنم سرمایۂ عمر جاودانی باشد

ترجمہ:

(۲۵) آسمانی فیصلے کا جب تک حکم جاری ہے۔ تیرا کام ہمیشہ خوشی و شادمانی ہونا چاہیے۔ اگر میں تیرے ہاتھوں سے شراب کا پیالہ پی لوں تو وہ میرے لیے ہمیشہ کی زندگی کا سرمایہ ہوگا۔

چوں غُنچہ ءِ گُل قرابہ پرداز شود (۲۶) نرگس بہوائے مے قدح ساز شود
خرم[2] دلِ آن کسے کہ مانندِ حباب ہم بر درِ میخانہ سر افراز[3] شود

ترجمہ:

(۲۶) پھول کی کلی جب شغل صراحی کرتی ہے (جب بہار آتی ہے) تو شراب کی لگن میں نرگس پیالہ بناتی ہے۔ خوش و خرم ہے وہ شخص کہ جو میخانے کے دروازے پر بلبلے کی طرح اپنا سر بلند کرتا ہے۔

جان درخمِ زلفِ یار جائے طلبید (۲۷) وز بندِ[4] بلا گرہ کشائے طلبید

---

[1] بعض نسخوں میں یہ مصرع یوں ہے: ایں مدتِ عمرِ ماچو گل دہ روزست۔ [2] بعض نسخوں میں خرم دل کے بجائے فارغ دل ہے۔

[3] بعض نسخوں میں بر کے بجائے در اور سر فراز کے بجائے سرانداز ہے۔

[4] بعض نسخوں میں بندِ بلا کے بجائے بند و بلا ہے۔

جان پیشکشِ ابروئے جانان کردم چوں حاجب او نعل بہائے طلبید

ترجمہ:

(۲۷) جان نے محبوب کی زلف کے پیچ میں اپنی جگہ مانگی اور بلاؤں کی قید سے رہائی کی طلب کی۔ میں نے اپنی جان کو محبوب کے ابرو کی نذر کر ڈالا۔ جب اُس کے دربان نے نعل بہا (نذرانہ) چاہا۔ (یعنی ملک پر چڑھائی نہ کرنے کا معاوضہ طلب کیا)

خطت بسرا پردۂ مہ میگردد (۲۸) بازارِ تکبرّت تبہ میگردد
مارا خجل و دروغ زن میگفتی پیداست کہ روئے کہ سیہ میگردد

ترجمہ:

(۲۸) تیرے چاند جیسے رُخ پر خط رونما ہو رہا ہے۔ اور تیرے غرور و ناز کا بازار تباہ ہو رہا ہے۔ تو ہمیں شرمندہ اور جھوٹا کہتا تھا۔ ظاہر ہے کہ کس کا منہ کالا ہو رہا ہے۔

خوبانِ جہاں صید تواں کرد بزر (۲۹) خوش خوش برایشان بتواں خورد بزر
نرگس کہ کلہدارِ جہان ست بہ بیں کاں نیز چگونہ سر بر آورد بزر

ترجمہ:

(۲۹) دنیا کے حسینوں کو زر سے شکار کیا جا سکتا ہے اور زر کی وجہ سے ان سے خوشی خوشی ہر طرح کا فائدہ اٹھایا جا سکتا ہے۔ نرگس کا پھول جو کہ دنیا میں تاجدار ہے تو دیکھ کہ اُس نے بھی زر سے کیسے اپنا سر اونچا کیا ہے۔

راہ طلبِ تو خارِ غمہا دارد (۳۰) کو راہروے کہ ایں قدمہا دارد
دانی تو کہ روشناسِ عقل ست آن کو بر چہرۂ جان چراغِ غمہا دارد

ترجمہ:

(۳۰) اے محبوب! تیری طلب کی راہ کانٹوں سے بھری ہوئی ہے۔ ایسا کون راہی ہے کہ جو اس پر چلنے کے لیے قدم رکھ سکے تجھے معلوم ہے کہ وہ عقلمند ہے وہ کون ہے جو جان کے چہرے پر غموں کا چراغ روشن رکھتا ہے؟

روزے کہ فراق از تو دورم سازد (۳۱) درہجرِ رُخِ تو ناصبورم سازد
گر چشم بروئے دِگرے باز کنم حقِ نمکِ حُسنِ تو کورم سازد

ترجمہ:

(۳۱) تیری جدائی مجھے جس دن تجھ سے دور کر دے اور جدائی میں تیرا رُخ مجھے بے صبر کر کے رکھ دے تو اس وقت میں اپنی ان آنکھوں سے کسی اور کے چہرے کو دیکھوں تو حسن کا حق نمک مجھے نابینا کر ڈالے۔

زاں بادۂ دیرینہ دہقاں پرورد [1] (۳۲) دُردہ کہ بساطِ عمر طے خواہم کرد
مستم کن و بے خبر احوالِ جہاں تاسّرِ جہاں بگویمت اے سرۂ مرد

ترجمہ:

(۳۲) وہ پرانی شراب کو جو دہقاں نے تیار کی ہے تو مجھے وہ دے دے تاکہ میں اس سے اپنی عمر کی بساط طے کر دوں گا۔ تو مجھے مست وبیخود کر کے حالات سے بے خبر کر دے تاکہ اے عقلمند انسان میں تجھے اس کائنات کے رازوں سے آگاہ کر سکوں۔

شیریں دہناں عہد بپایاں نبرند (۳۳) صاحب نظراں زعاشقیٰ جاں نبرد
معشوق چو برمراد و رائے تو بود نامِ تو میانِ عشقبازاں نبرند

ترجمہ:

(۳۳) یہ شیریں دہن (معشوق) اپنے وعدے کو پورا نہیں کرتے اور صاحب نظر لوگ عاشقی سے اپنی جان کی سلامتی نہیں لے جاتے۔ محبوب جب تیری مراد اور رائے کے مطابق ہو تو عشقبازوں میں تیرا نام تک نہیں لیں گے۔

گویند کسانیکہ ز مَے پرہیزند (۳۴) زآنساں کہ بمیرند چناں بر خیزند
ما بامئے و معشوق ازینم مدام تابوکہ زخاک ما چناں برخیزند

ترجمہ:

(۳۴) کہتے ہیں کہ جو لوگ شراب سے پرہیز کرتے ہیں وہ جیسے بھی مریں گے ویسے ہی اٹھیں گے۔ یہی وجہ ہے کہ ہم اس لیے شراب اور محبوب کے ساتھ رہتے ہیں ممکن تاکہ شاید قبر سے ہم اسی طرح اٹھیں گے۔

من بندۂ آں کسم کہ شوقے دارد (۳۵) بر گردنِ خود ز عشق طوقے دارد
تو لذّتِ عشق و عاشقی کے دانی ایں بادہ کسے خورد کہ ذوقے دارد

ترجمہ:

(۳۵) میں اس کا غلام ہوں جو ذوق وشوق رکھتا ہے۔ جس کی گردن میں عشق کا طوق پڑا ہوا ہے۔ تجھے عشق ومحبت کی لذت کی کیا خبر ہے؟ شراب نوشی وہی کرتا ہے جو اعلیٰ ذوق کا مالک ہوتا ہے۔

نہ دولتِ دنیا بستم می ارزد! (۳۶) نہ لذّتِ ہستی بہ الم می ارزد
نہ ہفت ہزار سال شادیِ جہاں با [1] محنتِ پنج روزہ غم می ارزد

---

[1] بعض نسخوں میں باکی جگہ ایں ہے۔

ترجمہ:

(۳۶) نہ تو دنیا کی دولت ظلم سے حاصل ہوتی ہے اور نہ زندگی کی لذت عشق کے غم سے حاصل ہوتی ہے۔ دنیا کی سات ہزار سال کی خوشی محبوب کی پانچ روزہ مشقت سے برابری نہیں کرسکتی۔

وقتست کہ مستاں بطرب بر خیزند (۳۷) واندر مے ومعشوق و رباب آویزند
بیک چند نقاصِ عمر فانی شدہ را درجام و قدح خونِ صراحی ریزند

ترجمہ:

(۳۷) یہ وقت ہے کہ مست لوگ عیش وعشرت کے لیے اُٹھ کھڑے ہوں۔ شراب' معشوق اور رباب میں مشغول ہوجائیں۔ اپنی گزری ہوئی عمر کے بدلے میں کچھ وقت جام اور پیالے میں صراحی کا خون (شراب) ڈالیں۔

ہجرت کہ بجانِ منِ درویش آمد (۳۸) گوئی نمکے بر جگرِ ریش آمد!
ترسیدم کز تو شوم روزے دُور دیدی کہ ہماں روز بدم پیش آمد!

ترجمہ:

(۳۸) اے محبوب! تیری جدائی مجھ درویش کی جان پر کیا آئی گویا زخمی جگر پر نمک پاشی کردی گئی۔ مجھے یہ اندیشہ تھا کہ کسی روز تجھ سے جدا نہ ہوجاؤں۔ تو نے دیکھا کہ آخر وہی بُرا دن مجھے پیش آ گیا۔

ہم خاطرِ تو برمنِ غمناک افتد (۳۹) کز مہر ضیاء برخس و خاشاک افتد
گرخاکِ رہت شوم مزن برمن بانگ حیف ست کہ آوازِ تو برخاک افتد

ترجمہ:

(۳۹) اے محبوب! تیری توجہ مجھ غمگین پر بھی ہونی چاہیے کیونکہ سورج کی روشنی خس وخاشاک پر پڑتی ہے۔ اگر میں تیری راہ کی خاک بن جاؤں تو تو مجھے آواز نہ دینا۔ افسوس ہے کہ اگر تیری آواز میری خاک (قبر) پر پڑے۔

ہر دوست کہ دم زدز وفا دشمن شد (۴۰) ہر راہَر وے کہ بود تر دامن شد
گویند شب آبستنِ غیب ست بروز چوں مرد ندید از کہ[1] آبستن شد

ترجمہ:

(۴۰) ہر وہ دوست کہ جس نے بھی وفا کا دم مارا وہی میرا دشمن بن گیا۔ جو بھی راہی تھا وہ گنہگار ہوگیا۔ کہتے ہیں کہ رات غیب سے دن کے ساتھ حاملہ ہوتی ہے۔ حیرت یہ ہے کہ جب اُس نے مرد ہی نہیں دیکھا تو حاملہ کیسے ہوئی؟

---

[1] بعض نسخوں میں "غیب است بروز" کی جگہ "دانست عجب ہے اور چوں کی جگہ "کو" اور از کہ کی جگہ "از چہ" ہے۔

یاکار بکامِ دلِ مجروح شود (۴۱) یا مُرغِ دِلم بر فلکِ رُوح شود
اُمیدِ من آنست بہ درگاہِ خُدا کا بوابِ سعادت ہمہ مفتوح شود

ترجمہ:

(۴۱) یا تو میرا کام بھی زخمی دِل کے موافق ہوجائے گا یا پھر میرے دِل کا پرندہ روح کے آسمان پر چلا۔ اللہ تعالیٰ کی درگاہ سے مجھے یہ پوری اُمید ہے کہ سعادت کے سارے دروازے کھل جائیں گے۔

یاری چونکرد بختِ شوریدہ چہ سُود (۴۲) شادی چوندیدایں دلِ غم دیدہ چہ سُود
آں مردمِ دیدہ بود کز دیدہ برفت چوں مردمِ دیدہ نیست دردیدہ چہ سُود

ترجمہ:

(۴۲) جب بُرے بختوں نے ہی کچھ مدد نہ کی تو کیا فایدہ؟ جب اُس غم بھرے دِل نے خوشی نہ دیکھی تو کیا فایدہ؟ جو آنکھ کی پُتلی تھی وہ چلی گئی۔ جب آنکھ میں پتلی ہی نہ رہی تو پھر آنکھ کا کیا فائدہ؟

ایّامِ شباب ست، شراب اولیٰ تر (۴۳) ہر غمزدہَ مست و خراب اولیٰ تر
عالم ہمہ سربسر خرابست و خراب! درجائے خراب ہم خراب اولیٰ تر

ترجمہ:

(۴۳) جدائی کے دن ہیں، اور شراب ہی بہتر ہے۔ اور ہر غمگین کا مست اور مخمور ہونا ہی بہتر ہے۔ ساری دنیا سر بسر خراب و برباد ہے۔ خراب اور برباد جگہ پر خراب رہنا ہی بہتر ہے۔

سیلاب گرفت گردِ ویرانۂ عمر (۴۴) آغاز پرے پرے نہاد پیمانۂ عمر
بیدارشوائے خواجہ کہ خوش خوش بکشد! حمالِ زمانہ رخت از خانۂ عمر

ترجمہ:

(۴۴) عمر کے پیانے کو سیلاب نے ہر طرف سے گھیر لیا ہے۔ اور عمر کا پیمانہ پُر ہونے لگا ہے۔ اے خواجہ! جاگ جا! کہ زمانے کا قلی عمر کے گھر سے خوش خوش سامان لے جائے (اور تیری زندگی کے آخری لمحے سکون سے گزر جائیں)

در سُنبلش آویختم از روئے نیاز (۴۵) گفتم منِ سُود زدہ راچارہ[1] بساز
گفتا کہ لبم بگیر و زلفم بگزار درعیشِ خوش آویز نہ در عمرِ دراز

---

[1] بعض نسخوں میں چارہ کی جگہ کار ہے۔

ترجمہ:

(۴۵) میں نیاز مندی سے اس کی زلف میں لٹک گیا۔ میں نے کہا کہ مجھ دیوانے کا کوئی علاج ومعالجہ کر۔ اُس نے کہا میرے لب تھام لے اور زلفوں کو چھوڑ دے۔ اچھے عیش میں مشغول ہو لمبی عمر کی آرزو کو ترک کردے۔

دوش از غم تو دمے نخفتم تا روز (۴۶) یاقوت بنوکِ مژہ سفتم تا روز
دردت کہ بکس نمی توانم گفتن ہم بادلِ خویشتن بگفتم تا روز

ترجمہ:

(۴۶) میں کل رات تیرے غم کی وجہ سے صبح تک ایک پل بھی نہ سوسکا۔ اور پلکوں کی نوک سے یاقوت (خون کے آنسو) پروتا رہا۔ تیرا درد کہ جس کے بارے میں میں کسی کو بھی نہیں بتاسکتا، صبح تک اپنے دل سے ہی کہتا رہا۔

مردی ز کنندۂ درِ خیبر پرس (۴۷) اسرارِ کرم ز خواجہ قنبرؓ پرس
گرتشنۂ[1] فیضِ رحمتے اے حافظ! سرچشمۂ آں زساقی کوثرؐ پرس

ترجمہ:

(۴۷) تو مردانگی کا مطلب خیبر شکن حضرت علیؓ سے پوچھ۔ سخاوت کے راز قنبر کے آقا ومولیٰ حضرت علیؓ سے پوچھ۔ اے حافظ اگر تو رحمت کے فیض کا پیاسا ہے تو اس کے سرچشمے کا پتہ ساقی کوثر (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے پوچھ!

اے دوست دِل از جفای دُشمن درکش (۴۸) باروئے[2] نکو شراب روشن درکش
با اہلِ ہنر گوئے گریبان بکشائے! وز نا اہلاں تمام دامن درکش

ترجمہ:

(۴۸) اے دوست! تو دشمن کی جفا کو برداشت کر اور کسی حسین (معشوق) کے ساتھ بیٹھ کر روشن شراب پی۔ اہل ہنر وفن کے ساتھ اپنے گریبان کو کشادہ کرلے اور نااہلوں سے اپنے دامن کو بچالے۔

چشمِ تو کہ سحرِ بابل ست اُستادش (۴۹) حقّا کہ فسونہا نرود از یادش
آں زلف[3] کہ کرد حلقہ در گوشِ جمال آویزہ ز دُرِّ نظم حافظ بادش

ترجمہ:

(۴۹) تیری آنکھ کہ جس کا استاد بابل کا جادو ہے۔ خدا کی قسم اس کی فسوں سازی بھولتی ہی نہیں ہے۔ وہ زلف جس نے حسن کے

---

۱ بعض نسخوں میں تشنہ کی جگہ طالب اور ''رحمتے اے'' کی جگہ حق بصد تے ہے۔
۲ بعض نسخوں میں روئے کی جگہ رائے ہے۔
۳ بعض نسخوں میں زلف کی جگہ گوش اور آویزۂ ز درِ نظم کی جگہ آویزۂ درِ نظم ہے۔

کان میں حلقہ ڈال دیا ہے۔اس کے لئے حافظ کی نظم کے موتی کا آویزہ چاہئے۔

بنگر چمنِ جمالِ فرخندۂ گُل (۵۰) گہ گریۂ ابر بیں و گہ خندۂ گُل
سرو ارچہ بآزادیِ خود می نازد از راستی کہ داشت شد بندۂ گُل

ترجمہ:

(۵۰) تو پھول کے مبارک حسن کے چمن کو دیکھ۔بادل کی گریہ وزاری اور کبھی پھول کی ہنسی کو دیکھ!اگرچہ سرو کو اپنی آزادی پر ناز ہے لیکن اُس راستی کے سبب سے کہ جو وہ رکھتا ہے کبھی پھول کا غلام ہوگیا ہے۔

چوں جامہ زتن برکشد آں مشکیں خال (۴۵) حقا[1] کہ نظیرِ خود ندارد بمثال
درسینہ دِلش ز نازکی بتواں دید مانندۂ سنگریزہ در آبِ زلال

ترجمہ:

(۵۱) جب وہ مشکیں خال والا محبوب اپنے بدن سے کپڑے اتارتا ہے تو خدا کی قسم وہ اپنی مثال ونظیر نہیں رکھتا۔اس کے صاف و شفاف سینے میں نزاکت کی وجہ سے اس کے دل کو دیکھا جاسکتا ہے جو صاف وشیریں پانی میں پتھر کے ٹکڑے کی طرح ہے۔

ہرگز نکنی یادِ من اے شمع چگل! (۴۵) نزدِ من اگرچہ ہست کارے مشکل
دردے کہ من ازغمِ تو دارم در دِل دِل داندومن دانم ومن دانم و دِل

ترجمہ:

(۵۲) اے چگل شہر کی شمع!تو نے کبھی بھی مجھے یاد نہیں کیا۔اگرچہ یہ میرے نزدیک بڑا ہی مشکل کام ہے۔میرے دل میں جو درد تیری وجہ سے ہے،وہ دل جانتا ہے اور میں جانتا ہوں اور میں جانتا ہوں اور یہ میرا دل۔

ازیار وفا کہ دید تامن بینم (۵۳) راحت زجفا کہ دید تامن بینم
تو عمر منی وبیوفائی چہ کنم از عمرِ وفا کہ دید تامن بینم

ترجمہ:

(۵۳) یار سے کس نے وفا دیکھی ہے کہ جو میں دیکھوں گا؟ کس نے جفا سے خوشی دیکھی ہے جو میں دیکھوں گا۔تو میری زندگی ہے اور تو بے وفا ہے۔کیا کروں؟ بھلا زندگی سے کسی نے وفا دیکھی ہے جو میں دیکھوں گا۔

آں بہ کہ زجامِ بادہ دلِ شاد کنیم (۴۵) وز آرزوِ گزشتہ کم یاد کنیم

---

1. بعض نسخوں میں ''حقا کہ'' کی جگہ ''ماہے کہ'' ہے۔اور سنگریزہ کی جگہ سنگِ خارہ ہے۔

دین عاریتے روان زندانئے ما — یک لحظہ ز بندِ عقل آزاد کنیم

ترجمہ:

(۵۴) بہتر یہ ہے کہ ہم جامِ شراب سے اپنے دل کو خوش کریں۔ اور گزری ہوئی آرزوؤں کو کم یاد کریں۔ یہ عارضی مانگی ہوئی جان جو کہ ہماری قید میں ہے اسے ایک پل کے لیے عقل کی قید سے آزاد کر ڈالیں۔

آوازِ پر مرغِ طرب مے شنوم — (۵۵) — یا نفحۂ گلزارِ ادب مے شنوم !

یا باد حدیثے ز لبش میگوید — اَلقِصّہ حکایتے عجب مے شنوم

ترجمہ:

(۵۵) میں عیش کے پرندے کے پروں کی آواز سن رہا ہوں۔ یا ادب کے باغ کی خوشبو سونگھ رہا ہوں۔ یا ہوا اس کے لبوں کا قصہ بیان کر رہی ہے۔ القِصّہ ایک عجیب و غریب کہانی سُن رہا ہوں۔

در ہجرِ تو من زشمع افزوں گریم — (۵۶) — مانندِ صراحی اشکِ گُلگُوں گریم

چوں ساغرِ بادہ ام کہ از دل تنگی! — چوں نالۂ چنگ بشنوم خوں گریم

ترجمہ:

(۵۶) تیری جدائی میں میں شمع سے زیادہ روتا ہوں۔ اور صراحی کے مانند سُرخ آنسو بہاتا ہوں میں شراب کے ساغر کی طرح ہوں کہ تنگی دل کی وجہ سے جب رباب کی فریاد سنتا ہوں تو خون کے آنسو روتا ہوں۔

جاناں چو شبے باتو بروز آوردم — (۵۷) — گر بے تو دمے بر آوردم نامردم

از مرگ نترسم پس ازیں کآبِ حیات — از چشمۂ نوشِ آبدارت خوردم

ترجمہ:

(۵۷) اے میرے محبوب! میں نے جب سے تیرے ساتھ ایک رات گزاری ہے اگر تیرے بغیر ایک سانس بھی لیا ہو تو میں نامرد ہوں۔ اب اس کے بعد میں موت سے بالکل نہیں ڈرتا کیونکہ تیرے آبدار چشمۂ شیریں (لب) سے آبِ حیات جو پی لیا ہے۔

در آرزوئے بوس و کنارت مُردم — (۵۸) — در[1] حسرتِ لعلِ آبدارت مردم

قصِّہ[2] چہ کنم دراز کوتاہ کنم — باز آ باز آ کز انتظارت مردم

---

[1] بعض نسخوں میں در کی جگہ وز ہے۔

[2] بعض نسخوں میں چہ کی جگہ نہ ہے۔

ترجمہ:

(۵۸) اے محبوب! میں تیرے بوس وکنار کی آرزو میں مرگیا۔ تیرے سرخ لعل جیسے لبوں کی حسرت میں مرگیا۔ میں قصّہ لمبا کیا کروں۔ مختصر کرتا ہوں۔ باز آجا باز آجا کہ میں تیرے انتظار میں مرگیا۔

من ترکِ تو اے نگار آساں ندہم (۵۹) تا پیش زمرّدِ خطت جاں ندہم
یاقوتِ لبت کہ قوّتِ جانست مرا آں را بدو صد ہزار مرجاں ندہم

ترجمہ:

(۵۹) اے محبوب! میں تجھے آسانی سے ترک نہیں کروں گا۔ کہ جب تک تیرے اس زمردیں خط کے سامنے اپنی جان نہ دے دوں ۔تیرے یاقوت لب جو میری جان کی غذا ہیں ان کو سو مرجان کے عوض بھی نہ دوں گا۔

من حاصلِ عمرِ خود ندارم جُز غم (۶۰) در عشقِ تو یارِ خود ندارم جُز غم
یک ہمدم و ہمراز ندارم نفسے یک مونس و غمخوار ندارم جُز غم

ترجمہ:

(۶۰) ماسوائے غم کے میں اپنی زندگی کا کچھ حاصل نہیں رکھتا۔ تیرے عشق میں غم کے سوا میرا کوئی دوست نہیں ہے۔ دم بھر کے لیے بھی کوئی میرا ہمدم وہمراز نہیں ہے۔ غم کے سوا میرا کوئی مونس اور غمخوار نہیں ہے۔

اے باد بگو ز راہ دِلداریٔ من (۶۱) آں را کہ نباشد غمے از زاریٔ من
تو خُفتہ بمہدِ عیش شبہائے دراز آیا داری خبر ز بیداریٔ من

ترجمہ:

(۶۱) اے بادِ صبا! میری دِلداری کی خاطر تو اُسے یہ کہہ دے کہ جسے میری زاری کا کوئی غم نہیں ہے۔ تو جو لمبی راتوں میں ناز کے گہوارے میں سوتا ہے۔ آیا تجھے کچھ میری بیداری کی خبر بھی ہے؟

تا کے بود ایں جور و جفا کردنِ تو (۶۲) بیہودہ ہمہ خلائق آزردنِ تو
تیغ ست بدستِ اہلِ دل خون آلود گر بر تو رسد خونِ تو برگردنِ تو

ترجمہ:

(۶۲) اے محبوب! تو یہ ظلم وستم کب تک کرتا رہے گا؟ اور ساری مخلوق کو فضول کب تک ستاتا رہے گا؟ دل والوں کے ہاتھ میں خون سے بھری ہوئی تلوار (دُعا) ہے اگر تجھ کو لگ گئی تو تیرا خون تیری گردن پر ہی ہوگا۔

گویند کہ فردوسِ بریں خواہد بود (۶۳) فردا مئے ناب و حُور عین خواہد بود

گر ما مے و معشوقہ گزیدم چہ باک　　　چوں عاقبت کار چنین خواہد بود

ترجمہ:

(۶۳) لوگ کہتے ہیں کہ فردوس بریں اس طرح کی ہوگی کہ کل قیامت کو خالص شراب اور بڑی بڑی آنکھوں والی حور ہوگی۔ اگر ہم نے شراب اور محبوبہ کو منتخب کرلیا ہے تو کیا ڈر ہے۔ جبکہ آخر کار (انجام) بھی ایسا ہی ہوگا۔

با آنکہ نہد مہر و ماہ از صد تمکین　　(۶۴)　　برخاک جناب تو شب و روز جبین

از دل و دیدہ بتنگم منشاں!　　　درآتش انتظار و فارغ نشین!

ترجمہ:

(۶۴) سورج اور چاند بڑے ادب و احترام سے تیری جناب کی خاک پر سجدہ ریز ہوتے ہیں۔ تو مجھے دل اور آنکھ کے ہاتھوں انتظار کی آگ میں بٹھا کر تنگ نہ کر اور بے فکر مت بیٹھ۔

چوں بادہ زغم چہ بایدت جوشیدن　　(۶۵)　　بالشکرِ غم چہ بایدت کوشیدن

سبز ست سرت بادہ ازاں دور مدار　　　مے برسرِ سبزہ خوش بود نوشیدن

ترجمہ:

(۶۵) شراب کی طرح غم سے جوش کھانے کی کیا ضرورت ہے؟ اور غم کے لشکر کے ساتھ لڑنے کی کیا حاجت ہے؟ تیرا سر سبز ہے (تو نوجوان ہے) شراب سے مت پرہیز کر کیونکہ سبزہ پر شراب پینے سے مزہ آتا ہے۔

اے شرم زدہ غنچۂ مستوار از تو　　(۶۶)　　حیران و خجل نرگسِ مخمور از تو

گُل باتو برابری کجا آرد کرد　　　کو نور ز مہ دارد و مہ نور از تو

ترجمہ:

(۶۶) اے محبوب! پردہ نشین غنچہ تجھ سے شرم کھائے ہوئے ہے اور مست نرگس حیران اور شرمندہ ہے۔ پھول تیری برابری کیسے کرسکتا ہے۔ جب کہ اس کا نور چاند سے ہے اور چاند کا نور تجھ سے ہے۔

اے رائے تو صحرائے امل پیمودن　　(۶۷)　　تاچند بر آفتاب گُل اندودن

گر در دہنِ شیر شوی بہرِ طمع　　　آخر نہ شکارِ گور خواہی بودن

ترجمہ:

(۶۷) تیری رائے امید کے جنگل کو ناپنا ہے۔ تو کب تک سورج پر دُھول ڈالتا رہے گا؟ تو اگر لالچ کی خاطر شیر کے منہ میں چلا جائے گا تو آخر تو قبر ہی کا شکار ہو جائے گا۔

چشمت کہ فریب[1] ورنگ می بارد ازو (۶۸) زنہار کہ تیغ جنگ می بارد ازو
بس زود ملول گشتی ازہم نفساں آہ از دلِ تو کہ سنگ می بارد ازو

ترجمہ:

(۶۸) تیری آنکھ کہ جس سے مکروفریب برس رہا ہے۔ تو خبردار رہ کہ لڑائی کی تلوار برس رہی ہے۔ تو دوستوں سے بڑی جلدی بیزار ہوگیا ہے۔ افسوس ہے تیرے دل پر کہ اس سے پتھر برس رہے ہیں۔

آں بازِ طرب شکار در دستم نہ (۶۹) آں ساغر چوں نگار در دستم نہ
آں زلف چو زنجیر کہ پیچید برخود دیوانہ شدم بیار در دستم نہ

ترجمہ:

(۶۹) تو خوشی کو شکار کرنے والا باز، میرے ہاتھ میں دے۔ محبوب جیسا جام میرے ہاتھ میں دے۔ وہ زنجیر جیسی زلف جو بل کھاتی ہے لا میں دیوانہ ہوگیا ہوں میرے ہاتھ میں ڈال دے۔

اے کاش کہ بخت سازگاری کردے (۷۰) یا چرخ[2] زمانہ باز یاری کردے
از دست جوانیم چو بربود عناں! پیری چو رکاب پائیداری کردے

ترجمہ:

(۷۰) اے کاش میری قسمت مجھ سے سازگاری کرتی یا زمانے سے کھیلنے والا یہ آسمان ہی مدد کرتا۔ جب جوانی میرے ہاتھ سے باگ چھڑا کر چلی گئی۔ تو یہ بڑھاپا ہی رکاب کی طرح پائیداری کرتا۔

باشاہدِ شوخ وشنگ و بابربط ونے (۷۱) کنجے وکبابے وکیے شیشۂ مَے
چوں گرم شود زبادہ مارا رگ وپَے منت نبرم بیک جو از حاتمِ طے

ترجمہ:

(۷۱) شوخ وشنگ محبوب ہو اور ڈفلی اور بانسری کے گیت ہوں۔ ایک کونہ ہو، کباب ہوں اور شراب کی صراحی ہو۔ جب رگ رگ شراب سے گرم ہوجائے تو میں پھر حاتم طائی کا جَو کے برابر بھی احسان نہ لُوں۔

گُل رادیدم نشستہ برتختِ شہی (۷۲) گفتا بشنو راستی ار مرد رہی
من طفلم و بیگناہ مرا می سوزند اے وائے بتو پیری و پُر گنہی !

---

[1] بعض نسخوں میں فریب کی جگہ فسوں اور زنہار کی جگہ افسوس ہے۔

[2] بعض نسخوں میں چرخ کی جگہ جور ہے۔

ترجمہ:

(۷۲) میں نے پھول کو شاہی تخت پر بیٹھے ہوئے دیکھا۔اس نے کہا کہ اگر تو مردِ راہ ہے تو پھر سچی بات سن۔ میں بچہ ہوں اور بے گناہ ہوں۔ مجھے جلاتے ہیں۔افسوس ہے کہ تو بوڑھا ہے اور گناہوں سے پُر ہے۔

گُل گفت اگر دست گہے داشتمے (۷۳) بگریختمے اگر رہے داشتمے !
با بیگنہی مرا چنیں می سوزند اے وائے بمن گر گنہے داشتمے !

ترجمہ:

(۷۳) پھول نے کہا اگر مجھ میں طاقت ہوتی اور مجھے راستہ ملتا تو بھاگ جاتا۔جبکہ بے گناہ ہونے پر مجھے جلاتے ہیں۔افسوس ہے کہ اگر میں گناہ کرتا تو پھر کیسا ہوتا؟

گر ہمچو من افتادۂ ایں دام شوی (۷۴) ای بس کہ خراب بادۂ و جام شوی
ما عاشق و رند و مست و عالم سوزیم باما منشیں وگرنہ بدنام شوی

ترجمہ:

(۷۴) اگر تو میری طرح اس دام میں پھنس جاتا تو شراب اور جام سے بدمست ہو جاتا۔ہم عاشق' رند مست اور جہان کو جلانے والے ہیں۔تو ہمارے ساتھ مت بیٹھ ورنہ بدنام و رسوا ہو جائے گا۔

حافظِ ورقِ سخن در آئی طے کُن (۷۵) ویں خامۂ تزویرِ ریائی پے کُن
خاموش نشیں کہ وقتِ خاموشیِ تست دم درکش و جامِ بادہ راپُر مَے کن

ترجمہ:

(۷۵) اے حافظ! تو اب اس شاعری کے ورق کو لپیٹ لے اور مکر و فریب کے اس قلم کو توڑ دے۔تو چپ ہو کر بیٹھ جا کہ یہ تیرے چپ رہنے کا ہی وقت ہے۔چپ ہو جا اور شراب سے اپنے جام کو بھر لے۔

دیروز چناں وصال جان افروزی (۷۶) وامروز چنیں فراقِ عالم سوزے
افسوس کہ در دفتر عمرم ایّام! آنرا روزے نُویسد ایں را روزے

ترجمہ:

(۷۶) کل ایسا جان افروز وصال اور آج ایسا عالم سوز ہجر افسوس! کہ یہ زمانہ میری زندگی کی کتاب میں اس کو بھی ایک دِن لکھے گا اور اس کو بھی ایک دِن۔

عمرے زپئے مراد ضائع دارم (۷۷) در[1] دورِ فلک چیست کہ نافع دارم
وقتے[2] کہ بگفتم کہ ترا دوست شدم شد دشمنِ من بیں کہ چہ طالع دارم

ترجمہ:

(۷۷) دِلی مراد حاصل کرنے کے لیے میری اک عمر ضائع ہوگئی۔ آسمان کی گردش میں وہ کون سی چیز ہے کہ جس سے مجھ کو نفع پہنچا ہو۔ جس وقت میں نے کہا کہ میں تمہارا دوست ہوگیا ہوں وہ میرا دشمن ہوگیا دیکھو کہ میرے کیسے مقدر ہیں؟

ماہے کہ قدش بسرو میماند راست (۷۸) آئینہ بدست وروئے خودمی آراست
دستار چہ پیشکشش کردم گفت وصلم طلبی زہے خیالے کہ تراست

ترجمہ:

(۷۸) وہ چاند (محبوب) کہ جس کا قد سرو جیسا سیدھا ہے۔ اس کے ہاتھ میں شیشہ تھا اور وہ خود کو سنوار رہا تھا۔ میں نے اُسے دستار کی پیشکش کی تو اُس نے کہا کہ تو میرا وصل ڈھونڈتا ہے واہ کیا خوب تیرا خیال ہے؟

ہر روز دِلم بزیرِ بارے دِگرست (۷۹) در دیدۂ من زہجر خارے دِگرست
من جہد ہمی کنم قضا می گوید! بیروں ز کفایتِ تو کارے دِگرست

ترجمہ:

(۷۹) ہر دن میرا یہ دل اک نئے بوجھ کے تلے ہوتا ہے۔ اور میری آنکھ میں ہجر کی وجہ سے ایک نیا کانٹا ہوتا ہے۔ میری کوشش تو جاری ہے مگر تقدیر یہ کہہ رہی ہے کہ تیری بساط سے باہر اک اور کام بھی ہے۔

آں لعل در آبگینۂ سادہ بیار (۸۰) وآں محرم و مونس ہر آزادہ بیار
چوں میدانی کہ مدتِ عالمِ خاک بادست ازو درگزر و بادہ بیار

ترجمہ:

(۸۰) لعل جیسی وہ سرخ شراب تو سادہ شیشے کے پیانے میں لا۔ اور اس آزاد محرم و مونس کو لا۔ جب تو جانتا ہے کہ اس خاکی عالم کی مدت صرف ہوا ہے اس سے درگزر کر اور شراب لا۔

شب رفت بپایان و حکایت باقیست (۸۱) شکرِ تو بگفتیم و شکایت باقیست!
گستاخیِ ما زحد بروں رفت وَلے المنۃ لِلّٰہ کہ عنایت باقیست!

---

[1] بعض نسخوں میں در کی جگہ وز ہے۔ [2] بعض نسخوں میں وقتے کہ کی جگہ باہر کہ ہے۔

ترجمہ:

(۸۱) رات گزر گئی اور بات ابھی باقی ہے۔ تیرا شکر تو ہم ادا کر چکے لیکن شکایت ابھی باقی ہے۔ ہماری گستاخی حد سے تجاوز کر چکی ہے لیکن اللہ تعالیٰ کی مہربانی کی عنایت ابھی باقی ہے۔

پیوستہ خیالِ دوست پیشِ من ست (۸۲) گوئی غم و دردِ عشقِ او خویشِ من ست
گر تیرِ جفا زند کہ ترکش نہ کنم قرباں شدنم بہ پیشِ او کیشِ من ست

ترجمہ:

(۸۲) خیال دوست ہمیشہ مجھے درپیش رہتا ہے۔ گویا اُس (محبوب) کے عشق کا درد وغم مجھے بہت پیارا ہے۔ اگر وہ ظلم وستم کے تیر بھی مارے گا تو بھی میں اُسے نہیں چھوڑوں گا۔ اس کے سامنے قربان ہو جانا ہی میرا مذہب ہے۔

وقت ست کہ بُلبُل بہ گُل آواز کند (۸۳) ایں نالہ در افزاید و آں ناز کند
بُلبُلِ سخنِ فصاحت آغاز کند تا گل بہ شکر خندہ دہن باز کند

ترجمہ:

(۸۳) اب وقت ہے کہ بلبل پھول کو آواز دے۔ زیادہ سے زیادہ آہ وفریاد کرے اور ناز کرے۔ فصاحت کے بلبل کی باتوں کا آغاز کرے تاکہ پھول ہنس کر اپنا چہرہ کھول ڈالے۔

بُلبُل بہزار خون گلے حاصل کرد (۸۴) باد از سرِ غیرتش پریشان دِل کرد
طوطی بہوائے شکرے دِل خوش بود مرگ آمد و نقش آملش باطل کرد

ترجمہ:

(۸۴) بُلبُل نے نجانے کتنی مصیبتوں کے بعد ایک پھول حاصل کیا لیکن ہوا نے غیرت سے اس کے دل کو پریشان کر کے رکھ دیا۔ طوطی شکر کی آرزو میں بڑی خوش تھی لیکن موت آئی اور اُس نے اس کی امید کے نقش کو ہی مٹا ڈالا۔

از بادِ اَجل چومن سر افگندہ شوم (۸۵) وزبیخ درختِ عمر بر کندہ شوم
زنہار گلِم بجُز صراحی مکنید تابو کہ ز بادہ پر شود زندہ شوم

ترجمہ:

(۸۵) مدت کی ہوا سے جب میں اپنے سر کو جھکا ڈالوں اور میں زندگی کے درخت کی جڑ سے ہی اکھیڑ دیا جاؤں۔ تو میری مٹی سے صراحی کے علاوہ کوئی اور چیز ہرگز نہ بنانا کیونکہ ممکن ہے کہ جب وہ شراب سے بھر جائے تو میں زندہ ہو جاؤں۔

عشقِ رُخِ یار برمن زار مگیر (۸۶) بر خستہ دِلاں خردہ [1] بیکبارمگیر
صوفی چو تو رسمِ رہرواں میدانی بر مردمِ رند نکتۂ بسیارمگیر

ترجمہ:

(۸۶) محبوب کے چہرے کے عشق کی مجھ بیچارے پر گرفت مت کر۔تو خستہ دِلوں کی فوری طور پر خطا نہ پکڑ۔اے صوفی! اگر تجھے رہرووں کے طورطریق کا کچھ پتہ نہیں ہے تو ان رندوں پر زیادہ نکتہ چینی مت کر۔

کم گوئی و بجز مُصلحتِ خویش مگوئی (۸۷) چیزیکہ نپرسند تو از پیش مگوئی
گوشِ تو دو داند زبان تو یکے یعنی کہ دو بشنود و یکے بیش مگوئی

ترجمہ:

(۸۷) تو کم بول اور اپنی مصلحت کے سوا کوئی دوسری بات نہ کر۔اور جو چیز تجھ سے پوچھی نہ جائے تو پہلے ہی سے مت کہہ۔تجھ کو دو کان اور ایک زبان دی گئی ہے۔یعنی دو باتیں سن اور ایک سے زیادہ بات مت کہہ۔

آنم کہ پدید گشتم از قدرتِ تو ! (۸۸) پروردہٗ شدم بناز درنعمتِ تو
صد سال بہ امتحان گنہ خواہم کرد تا جُرمِ منست بیش یا رحمتِ تو

ترجمہ:

(۸۸) میں وہ ہوں کہ جو تیری قدرت سے پیدا ہوا ہوں۔تیری نعمتوں میں ناز سے پلا بڑھا ہوں۔بطورِ آزمائش میں سو سال تک گناہ کروں گا تا کہ پتہ چلے کہ میرے گناہ زیادہ ہیں یا تیری رحمت؟

اے باد حدیثِ من نہانش میگو (۸۹) سوزِ [2] دل من بصد زبانش میگو
امّانہ [3] بد انساں کہ ملالش گیرد میگو سخنے و در میانش میگو

ترجمہ:

(۸۹) اے ہوا! میری بات اُس (محبوب) کو چپکے سے کہنا۔میرا سوزِ دل اُسے سو زبانوں سے کہنا۔لیکن اس طرح اُسے نہ کہنا کہ وہ جسے سن کر رنجیدۂ خاطر ہو۔اس سے جو بات کہنا میانہ روی سے کہنا۔

لب بازمگیر یک زماں از لبِ جام (۹۰) تابرداری [4] کامِ جہاں از لبِ جام

---

۱ بعض نسخوں میں ''خردہ بیکبار'' کی جگہ رندخمار ہے۔
۲ بعض نسخوں میں سوز کی جگہ سر ہے۔
۳ بعض نسخوں میں اما کی جگہ می گو ہے۔
۴ بعض نسخوں میں ''تابرداری'' کی جگہ ''تابستانی'' ہے۔

درجامِ جہاں چوتلخ وشیریں بہم است — ایں ازلبِ یارخواہ وآں ازلبِ جام

ترجمہ:

(۹۰) تم اپنے لب جام کے لبوں سے پَل بھر کے لیے بھی نہ ہٹانا یہاں تک کہ تو اپنی مراد جام کے لبوں سے ہی حاصل کرلے۔ کیوں کہ دنیا کے جام میں تلخی اور شیرینی ملی ہوئی ہے یہ معشوق کے لبوں سے حاصل کر اور وہ جام کے لبوں سے۔

عشق تو من غمزدہ را دِل خون کرد — (۹۱) — وآں خون زراہ دودیدہ اَم بیروں کرد
تن کاست مراز عشق لیکن عشقت! — چوں حُسنِ تو ہر روز غمم افزوں کرد

ترجمہ:

(۹۱) اے محبوب! تیرے عشق نے مجھ غمگین وغمزدہ کے دل کا خون کر کے رکھ دیا ہے۔ اور وہ خون اب میری ان دونوں آنکھوں کے راستے سے باہر نکل رہا ہے۔ میرا جسم عشق سے کم ہوگیا ہے لیکن تیرے عشق نے تیرے حسن کی طرح ہر روز میرے غم میں اضافہ ہی کیا ہے۔

دِلدار بمن گفت مدار اندیشہ — (۹۲) — دِل خوش کن و برصبر گمار اندیشہ
کوصبر و چہ دِل کانچہ دِلش میدانی — یک قطرۂ خونست و ہزار اندیشہ

ترجمہ:

(۹۲) میرے محبوب نے مجھ سے کہا کہ تو کوئی اندیشہ نہ کر۔ اپنے دِل کو خوش رکھ اور اپنے اندیشے کو اپنے صبر میں لگالے۔ صبر کہاں ہے اور دِل کیا چیز ہے؟ جسے تو دِل سمجھتا ہے وہ خون کا ایک قطرہ ہے اور اس میں ہزاروں اندیشے ہیں۔

چشمان و خطت بیکدگر پیوستند — (۹۳) — برخونِ منِ دل شدہ محضر بستند
قاضی تو دریں مسئلہ فتویٰ چہ دہی — خطیست پریشان و گواہاں مستند

ترجمہ:

(۹۳) تیری آنکھیں اور تیرے چہرے کا خط دونوں آپس میں مل گئے ہیں۔ مجھ گم شدہ دِل کے خون پر انہوں نے ایک محضرنامہ تیار کیا ہے۔ اے قاضی! تیرا اس مسئلے میں کیا فتویٰ ہے؟ خط پریشان ہے اور گواہ مست ہیں۔

درصحبتِ آں کسے کہ صاحبِ ہنرست — (۹۴) — گر زہر خوری بداں کہ شہدو شکرست
لما نفسے بصحبتِ نااہلاں — گر خلد بریں بود کہ نارِ سقرست

ترجمہ:

(۹۴) اُس شخص کی صحبت میں جو صاحبِ ہنر ہے اگر تو زہر بھی کھالے تو سمجھ لے کہ شہد اور شکر ہے لیکن نااہلوں کی صحبت میں اگر تھوڑی دیر کے لیے بہشت بھی ملے تو دوزخ کی آگ ہے۔ بقول سعدی

حقّا کہ باعقوبت دوزخ برابر است — رفتن بپائمردئی ہمسایہ در بہشت

اے دوست ترا دوست کہ دارد جُز من — (۹۵) — با خوئے بدت پائے کہ دارد جُز من
ہر جا کہ روم خوئے بدت خواہم گفت — تا ہیچ کست دوست ندارد جُز من

ترجمہ:

(۹۵) اے دوست! میرے سوا تجھے کون دوست رکھتا ہے؟ تیری بُری عادتوں کے باوجود میرے سوا کوئی تیرے ساتھ ٹھہر نہیں سکتا۔ میں جہاں بھی جاؤں گا تیری ان بری عادتوں کو بیان کروں گا تا کہ کوئی اور میرے سوا تیرا دوست نہ بنے۔

صوفی بسماع دست از آں افشاند — (۹۶) — تا آتشِ دِل بحیلہ بنشاند!
عاقل داند کہ دایۂ گہوارۂ طفل — از بہر سکون طفل می جنباند،

ترجمہ:

(۹۶) سماع کی محفل میں صوفی اس لیے ناچتا ہے کہ کسی حیلے سے وہ اپنی آگ کو بجھائے۔ دانا جانتا ہے کہ دایہ بچے کو گہوارے میں اس لیے ہلاتی ہے کہ اُسے سکون ملے۔

اے چشم تو بادام و دہانت پستہ — (۹۷) — از پستہ و بادامِ تو جانم خستہ
آیا بود آنکہ ماؤ تو بنشینم — تو ساقی و من حریف و درہا بستہ!

ترجمہ:

(۹۷) تیری آنکھ بادام کی طرح ہے اور منہ پستے کی طرح ہے۔ تیرے پستے اور بادام سے میری جان خستہ ہوگئی ہے۔ کیا یہ ممکن ہے کہ ہم اور تم دونوں آپس میں مل بیٹھیں! تو ہو، ساقی ہو، میں ہوں اور دروازے بند ہوں۔

گفتی کہ بمہ نظر کن و انگارمنم! — (۹۸) — روئے توام آرزوست مہ را چکنم
مہ چونتو کجا بود کہ اندر ماہے — یک شب چورخت باشد و باقی چوتنم

ترجمہ:

(۹۸) تو نے کہا کہ چاند کو دیکھ! اور سمجھ لے کہ میں ہوں۔ مجھ کو تو تیرے چہرے کی آرزو ہے۔ چاند کو میں کیا کروں؟ چاند تجھ سا کیسے ہوسکتا ہے؟ کیونکہ چاند ایک مہینے میں صرف ایک رات تیرے چہرے کی طرح ہوتا ہے۔ اور باقی راتوں میں میرے تن بدن کی طرح۔

من بودم و خورشید مَہے چوں ناہید — (۹۹) — بودیم بہم نشستہ چوں صبح اُمید
روز آمد و خورشیدِ من از من رمید — روز آمدن و رفتنِ خورشید کہ دید

ترجمہ:

(۹۹) میں تھا اور سورج اور زہرہ جیسا چاند۔ ہم اُمید کی صبح کی طرح مل کر بیٹھے ہوئے تھے۔ دن نکلا اور میرا سورج مجھ سے بھاگ گیا۔ دن کا نکلنا اور سورج کا چلے جانا کس نے دیکھا ہے؟

از بیکسی و عاجزی و مسکینی ! (۱۰۰) وز سرکشی و تکبر و خود بینی
بر آتش اگر نشانیم نشینم ! بر دیده اگر نشانمت ننشینی

ترجمہ:

(۱۰۰) بیکسی عاجزی اور مسکینی کی وجہ سے، سرکشی تکبر اور خود بینی کی وجہ سے اگر مجھے آگ پر بٹھائے گا تو میں بیٹھ جاؤں گا۔ اگر میں تجھے آنکھ میں بٹھاؤں گا تو تو نہ بیٹھے گا۔

نَو بادۂ گُلبنِ جوانی عشق ست (۱۰۱) سرمایۂ عمرِ جاودانی عشق ست
چوں خضر گر آبِ زندگانی طلبی سرچشمہء آبِ زندگانی عشق ست

ترجمہ:

(۱۰۱) شاخِ جوانی کا تازہ پھل عشق ہے۔ ہمیشہ کی عمر کا سرمایہ عشق ہے۔ اگر مجھے خضر کی طرح آبِ حیات کی طلب ہے تو جان لے کہ آبِ حیات کا سرچشمہ عشق ہے۔

عشقِ تو ز ہر بیخبرے خالی نیست (۱۰۲) دردِ تو ز ہر بے بصرے خالی نیست
ہر چند کہ در خلقِ جہاں می نگرم سودائے تو در ہیچ سرے خالی نیست

ترجمہ:

(۱۰۲) اے محبوب! تیرا عشق کسی بے خبر سے بھی خالی نہیں ہے۔ اور تیرا درد کسی بے بصر سے بھی خالی نہیں ہے۔ الغرض میں دنیا میں جسے بھی دیکھتا ہوں کوئی بھی سر تیرے جنون سے خالی نہیں ہے۔

جانِ تو باسرارِ الٰہی پرداخت (۱۰۳) نے در طلبِ نامتناہی پرداخت
دردا کہ چناں بہ نقش مشغول شدی کز نقش بہ نقاش نخواہی پرداخت

ترجمہ:

(۱۰۳) تیری جان اللہ کے رازوں میں مشغول ہوگئی ہے۔ اصل میں وہ لامحدود کی طلب میں لگ گئی ہے۔ افسوس کہ تو اس نقش میں ایسا مشغول ہوگیا ہے کہ نقش سے نقاش کی جانب متوجہ نہ ہوسکے گا۔

-----***-----

مخمّس

در عشق تو اے صنم چنانم (۱) کز ہستیٔ خویش در گمانم
ہر چند کہ زار و ناتوانم گر دست دہد ہزار جانم
در پائے مبارکت فشانم

ترجمہ:

(۱) اے محبوب! میں تیرے عشق میں ایسا ہوں کہ اپنی ہستی سے بھی بدگمان ہو گیا ہوں۔ اگرچہ میں کمزور و ناتواں ہوں اگر مجھ کو ہزار جانیں بھی ہاتھ آ جائیں تو میں تیرے مبارک قدموں پر نچھاور کر دوں گا۔

کو بخت کہ از سرِ نیازے (۲) در حضرت چوںتو دل نوازے
معروض کنم نہفتہ رازے ہیہات کہ چوںتو شاہبازے
تشریف دہد در آشیانم

ترجمہ:

(۲) ایسے بخت کہاں ہیں کہ جو میں نیازمندی کے خیال سے تیرے جیسے دلنواز کی جناب میں پوشیدہ راز کو بیان کروں۔ پرافسوس کہ تیرے جیسا شاہباز مجھے آشیانہ میں شرفِ ملاقات بخشے۔

اے بستہ کمر ز دُور و نزدیک (۳) بر خونِ تمام ترک و تاجیک
در مسکنِ اخلص الممالیک گر خانہ محقّرست و تاریک!
در دیدہ روشنت نشانم!

ترجمہ:

(۳) اے (محبوب) دور و نزدیک سے کمر باندھنے والے تمام ترک و تاجیک کے قتل پر تو اپنے مخلص ترین غلام (عاشق) کے گھر کیوں نہیں آتا؟! اگر میرا یہ گھر حقیر اور تاریک ہے تو پھر میں تجھے اپنی روشن آنکھوں میں بٹھاؤں گا۔

ہر چند ستمگری ترا خوست! (۴) کم کن تو جفا کہ ایں نہ نیکوست
گیرم کہ دِلت ز آہن و رُوست آخر بسرم گزر کن اے دوست
انگار کہ خاکِ آستانم

ترجمہ:

(۴) اگرچہ تیری عادت ظلم وستم ڈھانا ہے۔ تو ظلم وستم کم کر کہ یہ کوئی اچھی عادت نہیں ہے۔ میں نے مانا کہ تیرا دل لو ہے اور کانسی کا ہے اے دوست: آخر کبھی میرے پاس سے ہوکر گزر۔ سمجھ لے کہ میں تیرے آستانے کی خاک ہوں۔

گفتم کہ چو کشتیمُ بزاری (۵) زاں پس رہِ مرحمت سپاری
بر دل رقمِ وفا نگاری تو خود سرِ وصلِ ما نداری
من عادتِ بختِ خویش دانم

ترجمہ:

(۴) جب تو نے مجھ غمزدہ کو مار ڈالا تو میں نے کہا تھا کہ اس کے بعد تو مجھ پر مہربانی کرے گا۔ اور دل پر وفا کا نشان رقم کرے گا اور ہمارے وصل کا خیال بالکل نہ رکھے گا۔ کیونکہ میں اپنے نصیب کی عادت سے بخوبی واقف ہوں۔

من از تو بجُز وفا نجویم (۶) بیروں ز گلِ وفا نبویم
الا رہِ بندگی نپویم اسرارِ تو پیشِ کس نگویم
اوصافِ تو پیشِ کس نخوانم

ترجمہ:

(۶) تجھ سے میں بجز وفا کچھ نہیں چاہتا۔ وفا کے پھول کے علاوہ کچھ نہیں سونگھتا۔ راہِ بندگی کے سوا کوئی دوسرا راستہ اختیار نہیں کرتا۔ تیرا بھید کسی کے آگے بیان نہیں کرتا اور تیری تعریف کسی کے سامنے بیان نہیں کرتا۔

گر غمزۂ تو زند بہ تیرم (۷) گر تُرکِ فلک کند اسیرم
یک دم نبود زتو گزیرم من ترکِ وصالِ تو نگیرم
الّا بفراقِ جسم و جانم

ترجمہ:

(۷) اگر تیرا غمزہ مجھ پر تیر چلائے گا اور آسمان کا ترک مجھے گرفتار کرلے گا تب بھی مجھے ایک لمحے کے لیے بھی تیرے بغیر چارہ نہیں ہے۔ کیونکہ میں تیرے وصل کی آرزو کو ترک نہیں کروں گا۔ مگر یہ کہ جسم اور جان میں فراق ہوجائے۔

گیرم نہ رَہِ وفا کشودیم (۸) نہ مہر بہ مہرے [1] فزودیم
نہ بود ہر آنچہ می نمودیم آخر نہ من و تو دوست بودیم
عہدِ تو شکست من ہمانم

---

[1] بعض نسخوں میں مہرے کی جگہ مہر بر فزودیم ہے۔ نسخہ قزوینی کے مطابق مہرے ہی ہے۔

ترجمہ:

(۸) میں نے مانا کہ میں نے وفا کی راہ کو نہیں کھولا۔ اور نہ محبت پر محبت کو ہی زیادہ کیا۔ اور ہم نے جو کچھ ظاہر کیا وہ حقیقت نہ تھا۔ کیا آخر میں اور تو دونوں دوست نہ تھے؟ تیرا عہد ٹوٹ گیا اور میں وہی ہوں۔

گر سر ببری بہ تیغ تیزم (۹) از کوئے وفات بر نخیزم
در زانکہ کنند ریز ریزم من مُہرۂ مہرِ تو نریزم
الا کہ بریزد استخوانم

ترجمہ:

(۹) اے محبوب اگر تو تیز تلوار سے میرا سر بھی قلم کر لے تو بھی میں تیری وفا کے کوچے سے نہ اُٹھوں گا۔ اگر میرے جسم کے ٹکڑے ٹکڑے بھی کر ڈالیں گے تو بھی میں تیری محبت کے مہرہ کو نہ چھوڑوں گا مگر یہ کہ میری ہڈیاں بکھر جائیں۔

آنانکہ نشانِ عہد جویند (۱۰) جُز راہِ مزارِ من نپویند
خاکِ منِ زار چوں ببویند گر نامِ تو بر سرم بگویند
فریاد بر آید از روانم

ترجمہ:

(۱۰) وہ لوگ جو عہد وفا کا نشان ڈھونڈتے ہیں وہ میرے مزار کی راہ کے سوا کہیں اور نہ دوڑیں گے۔ وہ جب مجھ غمزدہ کی خاک کو سونگھیں گے اور اگر تیرا نام میرے سرہانے لیں گے تو پھر میری جان سے ایک فریاد پیدا ہو گی۔

گر بگزروم بہ پیش خیلے (۱۱) ہر یک بہ صفا بہ از سہیلے
جز تو نکنم بغیر میلے مجنون نیم ار بہائے لیلےٰ
ملک عرب و عجم ستانم

ترجمہ:

(۱۱) اگر میرے سامنے سے حسینوں کی ایک جماعت بھی گزرے اور ان میں ہر کوئی حسین سہیل ستارے سے بھی بہتر و بڑھ کر ہو۔ میں تیرے سوا کسی دوسرے کی جانب رغبت نہ کروں گا۔ میں مجنوں نہیں ہوں کہ لیلیٰ کے بدلے میں عرب اور عجم کا ملک لے لوں۔

گشتم صنما در آرزویت (۱۲) آشفتہ و تیرہ دِل چو مویت
ہر چند نمی رسم بکویت ! شب نیست کہ از فراقِ رویت

زاری بفلک نمی رسانم

ترجمہ:

(۱۲) اے محبوب! میں تیری آرزو میں تیرے بالوں کی طرح پریشان ہوں۔ اگر چہ میری رسائی تیرے کوچے تک نہیں ہے۔ لیکن کوئی رات ایسی نہیں ہے کہ تیرے چہرے کی جدائی سے میں آسمان پر اپنی زاری وفریاد نہیں پہنچاتا۔

(۱۳) اے وصلِ تو اصلِ شادمانی دانم بمرادِ دِل بمانی
با حافظِ خود بگو عیانی ! ہر حکم کہ برسرم برانی
سہل ست زخویشتن مرانم

ترجمہ:

(۱۳) اے میرے محبوب! تیرا وصل ہی خوشی کی اصل ہے۔ اللہ کرے کہ تو ہمیشہ میری دِلی مراد کے مطابق رہے۔ اپنے حافظ سے تو صاف صاف کہہ دے کہ تو جو حکم بھی مجھ پر چلائے گا اس کی تعمیل آسان ہے لیکن خود سے تو مجھے دور مت کر۔

----***----

ترکیب بند

بند نمبر (۱)

شاہے کہ پناہِ ملک و دین ست (۱) در خوردِ ہزار آفرین ست
نو بادۂ خاندانِ ملک ست (۲) گلدستۂ بوستانِ دین ست
ہم نسل شہنشاہ زمان ست (۳) ہم نقدِ خلیفۂ زمین ست
آثار و دلائلِ سعادت ! (۴) تابندہ چو نورش ازجبیں ست
در ملکِ جہاں بفرِّ شاہی ! (۵) انصافِ او کوکبِ یقین ست
در خاتمِ قدرِ او نہفتہ ' (۶) فیروزۂ چرخ چوں نگین ست
(۸) کلکِ از کفِ دستِ اوست دُربار
شمشیر بازوش سزا وار

ترجمہ بند نمبر (۱):

شعرنمبر(۱) وہ بادشاہ جو دین اور ملک کی حفاظت کرنے والا ہے۔وہ ہزار آفرین وستائش کے قابل ہے۔
شعرنمبر(۲) وہ ملک کے خاندان کا تازہ میوہ ہے اور دین کے باغ کا گلدستہ ہے۔
شعرنمبر(۳) زمانے کے شہنشاہ کی نسل سے ہے اور زمین کے خلیفہ کا سرمایہ ہے۔
شعرنمبر(۴) نیک بختی کے نشان اور ثبوت اس کی پیشانی ہے جو نور کی طرح چمک رہی ہے۔
شعرنمبر(۵) اس دنیا کے ملک میں شاہی شان وشوکت کے ساتھ اس کا انصاف یقین کا ستارہ ہے۔
شعرنمبر(۶) اس کی تقدیر کی انگوٹھی میں آسمان کا فیروزہ نگینے کے مانند پوشیدہ ہے۔
شعرنمبر(۸) اس کے ہاتھ میں قلم موتی برسا رہا ہے اور تلوار اس کے بازو کے شایانِ شان ہے۔

بند نمبر (۲)

اے سایۂ رحمتِ الٰہی (۱) وے غُنچۂ باغِ پادشاہی
ہر گز بشمائلِ تو سروے (۲) نا رُستہ ز بوستانِ شاہی
ہم چرخِ جمال را تو مہری ! (۳) ہم بُرجِ جلال را تو ماہی

درخواستہ از خدائے بیچوں (۴) بخت بدعائے صبحگاہی
برنامِ تو مہر کردہ گردوں ! (۵) منشورِ اوامر و نواہی!
بر سلطنتِ توبے تکلّف ! (۶) تمکینِ تو میدہد گواہی
نامِ تو یقین کہ می بر آرد (۷) آوازہ زماہ تا بماہی
گردوں کہ لطیفہ ہا بر آرد (۸)
دُرّے چو تو در صدف ندارد

ترجمہ بند نمبر (۲):

شعرنمبر(۱) اے اللہ کی رحمت کے سائے! اور اے بادشاہی کے چمن کے غنچے!
شعرنمبر(۲) تجھ جیسی خوبیوں والا کوئی سرو اس شاہی چمن میں نہیں اُگا۔
شعرنمبر(۳) تو حُسن و جمال کے آسمان کا سورج ہے اور جاہ وجلال کے بُرج کا چاند ہے۔
شعرنمبر(۴) بے مثال خدا سے بخت واقبال نے صبح کی دُعا میں مانگ کر حاصل کیا ہے۔
شعرنمبر(۵) آسمان نے امرونہی کے فرمان پر تیرے نام کی مہر ثبت کر ڈالی ہے۔
شعرنمبر(۶) بے تکلف تیری سلطنت پر تیری شان وشوکت کی گواہی دے رہی ہے۔
شعرنمبر(۷) یقیناً تیرا نام آسمان سے لے کر زمین تک دائمی شہرت حاصل کرے گا۔
شعرنمبر(۸) آسمان نے جو عجیب وغریب لطائف کا مظہر ہے اپنی سیپ میں تجھ سا کوئی موتی نہیں رکھتا۔

بند نمبر (۳)

اے خلعتِ ملک بر تو زیبا (۱) وے غُرّۂ دولتِ [1] تو غرّا
اے آمدہ نو عروسِ دولت (۲) برشکل وشمائلِ تو شیدا
انوارِ شکوہ و شہر یاری (۳) از روئے مبارکت ہویدا
برقامتِ حشمتِ تو کوتاہ (۴) ایں اطلسِ نیلگونِ والا!
بگزشت صدائے صیتِ عدلت (۵) از سقفِ نہم رواقِ خضرا

[1] بعض نسخوں میں دولت کے بعد از ہے۔ مفہوم دونوں صورتوں میں ایک ہی ہے۔

برشادیِ مجلسِ تو خورشید (۶) ہر لحظہ کشیدہ جامِ صہبا ،
تاروئے مبارکِ تو بیند (۷) نرگس ہمہ دیدہ گشت عمدا
از بہر قبولیت دریں گوش (۸) لولوئے خوشاب گشتہ لالا
(۹) در قصرِ تو چرخ آستانے
کیواں بہ درِ تو پاسبانے

ترجمہ بند نمبر (۳):

شعرنمبر(۱) اے بادشاہ! یہ ملک کی حکمرانی کی خلعت تیرے ہی بدن پر جچتی ہے۔اور تیری حکومت و دولت کی پیشانی روشن ہے۔
شعرنمبر(۲) حکومت و دولت کی نئی نویلی دُلہن تیری صورت و سیرت پر ہی عاشق و شیدا ہے۔
شعرنمبر(۳) تیری حکومت کی شان و شوکت اور شاہی کروفر کا نور تیرے مبارک چہرے سے عیاں ہے۔
شعرنمبر(۴) تیرے جاہ و حشم کی قامت پر یہ بلند نیلا اطلس (اونچا آسمان) بھی چھوٹا ہے۔
شعرنمبر(۵) تیرے انصاف کی شہرت کی صدا نویں آسمان کی چھت سے بھی آگے چلی گئی ہے۔
شعرنمبر(۶) تیری محفل کی خوشی میں یہ سورج ہر پل شراب سے بھرا جام نوش کرتا ہے۔
شعرنمبر(۷) اس مقصد کے لیے کہ وہ تیرا مبارک چہرہ دیکھ لے، نرگس کا پھول دانستہ طور پر سراپا آنکھ بن گیا ہے۔
شعرنمبر(۸) مقبولیت و قبولیت کی وجہ سے کہ وہ تیرے کان تک رسائی حاصل کر سکے۔آبدار موتی میں بھی چمک دمک آ گئی ہے۔
شعرنمبر(۹) یہ آسمان تیرے محل کی دہلیز کی طرح ہے اور ستارۂ زحل تیرے دروازے کا چوکیدار ہے۔

بند نمبر (4)

تا بارِ خدائے باد یارت (۱) جُز عیش مباد ہیچ کارت
ہر آرزوئے کہ در دِل آید (۲) ایّام نہادہ در کنارت
توفیق رفیقِ در یمینت ! (۳) تائیدِ ندیم در یسارت
نصرت کہ مباد از تو خالی (۴) در رزم کمینہ دستیارت
آراستہ چوں بہشت گیتی ! (۵) از کوششِ تیغِ آبدارت
تاچرخ بپاست دورِ دورت (۶) تا دہر بجاست کارِ کارت
جاوید بعونِ جاہِ و عزّت (۷) بادا ہمہ چیز بر قرارت
آسودہ چو حافظ اند خلقاں (۸) درسایۂ بختِ کامگارت

(۹) کارت ہمہ حفظِ مُلک ودیں باد
تاباد ہمیشہ ایں چنیں باد

ترجمہ بند نمبر (۴):

شعرنمبر (۱) اللہ تعالیٰ جب تک تیرا مددگار ہے تجھے عیش وعشرت کے سوا کوئی دوسرا کام نہ ہو۔
شعرنمبر (۲) ہروہ خواہش کہ جو تیرے دل میں آسکتی ہے، زمانے نے تیری آغوش میں رکھ دی ہے۔
شعرنمبر (۳) اللہ تعالیٰ کی توفیق تیرے داہنے بازو کی رفیق ہے۔ اللہ تعالیٰ کی امداد تیرے بائیں بازو کے ساتھ ہے۔
شعرنمبر (۴) فتح ونصرت جو کبھی تیرے بغیر نہ رہے، جنگ کے میدان میں تیرا معمولی ہتھیار ہے۔
شعرنمبر (۵) جہان بہشت کی طرح بنا ٹھنا ہوا ہے۔ تیری چمکنے والی تلوار کی سعی سے۔
شعرنمبر (۶) یہ آسمان جب تک قائم ہے تیرا دور دورہ رہے۔ جب تک یہ دنیا قائم ہے تیری حکمرانی وفرمانروائی جاری وساری رہے۔
شعرنمبر (۷) تیرے جاہ وجلال اور عزت واحترام کی مدد سے ہمیشہ یہ ساری چیزیں برقرار رہیں۔
شعرنمبر (۸) پوری دنیا حافظ کی طرح تیرے کامیاب اقبال کے سائے میں آرام وسکون سے ہے۔
شعرنمبر (۹) دین ودنیا کی نگہبانی تیرا کام ہو۔ جب تک ہو ہمیشہ اسی طرح ہو یعنی ملک اور دین کو ثبات اسی طرح رہے۔

بند نمبر (۵)

ماہے چو تو آسمان ندارد	(۱)	سروے چو تو بوستان ندارد
با روئے تو آفتاب دیدم	(۲)	نیک است و لیکن آں ندارد
از حُسنِ تو چوں کنم عبارت	(۳)	کز ہیچ صفت نشاں ندارد
حیراں شدہ اُم کہ ہیچ وصفے !	(۴)	در خوردِ رُخت بیاں ندارد
مرغے کہ سوئے تو کرد پرواز	(۵)	دیگر سرِ آشیاں ندارد
ہر دل کہ زجاں ندارد دوست	(۶)	می داں بیقیں کہ جاں ندارد
از بہرِ دلم کدام تیرست	(۷)	کابروئے تُو در کماں ندارد
چشمت نظرے بما نینداخت	(۸)	مست ست و سرِ جہاں ندارد
منظورِ شہنشاہ است و از ناز	(۹)	پروائے شکستگاں ندارد

(۱۰) سلطانِ زمانہ ناصر الدین
شد معتصم بعز و تمکین

ترجمہ بند نمبر (۵):

شعر نمبر (۱) تجھ سا چاند آسمان پر بھی نہیں ہے، اور چمن میں کوئی تجھ سا سرو موجود نہیں ہے۔

شعر نمبر (۲) تیرے رُخ کے مقابل میں نے سورج کو دیکھا۔ اچھا ہے لیکن وہ بات نہیں ہے۔

شعر نمبر (۳) تیرے حسن و جمال کی کیسے تعریف کروں کیونکہ اسے کسی چیز کے ساتھ نسبت نہیں ہے۔

شعر نمبر (۴) میں حیران ہوں کہ کوئی بھی وصف تیرے رُخ کے مقابلے میں بیان نہیں رکھتا۔

شعر نمبر (۵) جس پرندے نے بھی تیری طرف پرواز کی پھر اسے کبھی اپنے گھونسلے کا خیال نہیں آیا۔

شعر نمبر (۶) وہ دل جو تجھے اپنی جان سے عزیز نہیں رکھتا یقیناً اس میں جان ہی نہیں ہے۔

شعر نمبر (۷) میرے دل کے لئے کون سا تیر ہے جو تیری ابرو کی کمان میں موجود نہیں ہے؟

شعر نمبر (۸) تیری آنکھ نے ہماری طرف ایک نظر بھی نہ ڈالی۔ وہ مست ہے اور اسے دنیا کا کچھ خیال نہیں ہے۔

شعر نمبر (۹) وہ شہنشاہ کی منظورِ نظر ہے اور ناز کی وجہ سے اسے شکستہ دلوں کی کچھ پروا نہیں ہے۔

شعر نمبر (۱۰) زمانے کا بادشاہ ناصر الدین عزت اور وقار کے ساتھ میری جائے پناہ بنا ہوا ہے۔

بند نمبر (۶)

ساقی اگرت ہوائے ماہے (۱) جز بادہ میار پیشِ ما شے

سجادہ و خرقہ در خرابات (۲) بفروش و بیار جُرعہء مَے

گر زندہ دِلے شنو ز مستاں (۳) در گلشنِ جاں صدائے یا حَے

با درد در آ بہ بوئے درماں (۴) کونین نگر ز عشقِ لاشَے!

اسرارِ دل ست در رَہِ عشق (۵) بہتر ز ہزار حاتمِ طَے!

سلطان صفت آں بُتِ پری وش (۶) می آمد و خلقِ شہر ازپَے

مردم نگراں بروئے خویش (۷) وز شرم رواں زعارضش خُوے

حافظ ز غمِ تو چند نالد؟ (۸) آخر دلِ من شکستہ تا کے

(۹) با درد وغمِ تو یار باشم
وز عیشِ جہاں کنار باشم

ترجمہ بند نمبر (۶):

شعر نمبر (۱) اے ساقی! اگر تجھ کو ہم سے محبت ہے تو شراب کے سوا ہمارے سامنے کچھ نہ لا۔

شعر نمبر(۲) گدڑی اور مصلے کو میخانے میں بیچ دے اور ایک گھونٹ شراب کا لے آ۔
شعر نمبر(۳) اگر تو زندہ دل ہے تو مستوں سے جان کے چمن میں یاحق کی آواز سن۔
شعر نمبر(۴) تو درد سے علاج کی طلب میں آرزوئے عشق کی بدولت ان دونوں جہانوں کو کوئی چیز نہ سمجھ۔
شعر نمبر(۵) دل کے اسرار و رموز عشق کے راستے میں ہزار حاتم طائی سے بہتر ہیں۔
شعر نمبر(۶) وہ پری کی صورت والا محبوب بادشاہ کی طرح آرہا تھا۔ اور سارے شہر کی مخلوق اس کے پیچھے تھی۔
شعر نمبر(۷) لوگ اس کے حسین وجمیل چہرے کی جانب دیکھ رہے تھے اور اس کے رخساروں سے شرم کی وجہ سے پسینہ بہہ رہا تھا۔
شعر نمبر(۸) تیرے غم میں حافظ کب تک آہ وفریاد کرے۔ آخر کب تک میرا دل شکستہ رہے گا؟
شعر نمبر(۹) تیرے درد وغم میں میں شریک رہوں گا اور دنیا کی عیش وعشرت سے علیحدہ رہوں گا۔

----***----

ترجیع بند

بندِ اوّل

اے دادہ بباد دوست داری (۱) ایں بود وفا و عہدِ یاری
آخر دلِ ریشِ دردمندم (۲) تاچند بدستِ غم سپاری
از زلفِ تو حاصلے ندیدم (۳) جز شیفتگی و بے قراری
اے جانِ عزیز بر ضعیفاں (۴) تا چند کنی جفا و خواری
ہر چند کہ سوختی بجورم (۵) کردم منِ خستہ سازگاری
گفتم مگر از سرِ ترحّم (۶) دست از ستم و جفا بداری
چوں نیست اُمید آں کہ روزے (۷) بر عاشقِ خستہ رحمت آری
(۸) آں بہ کہ صبر رُخ نتابم
باشد کہ مرادِ دِل بیابم

ترجمہ بند نمبر(۱):

شعرنمبر(۱) اے دوست! تو نے دوستی کو برباد کر کے رکھ دیا۔ کیا وفا اور دوستی کا یہی عہدو پیاں تھا؟
شعرنمبر(۲) تو آخر میرے اس زخمی دردمندِ دل کو کب تک غم کے حوالے کیئے رکھے گا؟
شعرنمبر(۳) مجھے تیری زلف سے کوئی فایدہ نظر نہیں آیا۔ ماسوائے پریشانی اور بے قراری کے۔
شعرنمبر(۴) اے میری جان عزیز! تو کمزوروں اور ضعیفوں پر ظلم وستم کی وجہ سے کب تک انہیں ذلیل وخوار کرتا رہے گا۔
شعرنمبر(۵) ہر چند کہ تو نے مجھے اپنے ظلم وستم سے جلاڈالا ہے لیکن پھر بھی مجھ خستہ جان نے نباہ کیا ہے۔
شعرنمبر(۶) میں نے کہا تھا کہ شاید تو رحم کر کے ظلم وستم سے باز آجائے گا۔
شعرنمبر(۷) اس امر کی چونکہ کوئی امید نہیں ہے کہ تو کسی روز مجھ خستہ حال عاشق پر رحم کرے گا۔
شعرنمبر(۸) اس لیے یہی بہتر ہے کہ میں صبر سے روگردانی نہ کروں شاید کہ میرے دل کی مراد برآئے۔

بند نمبر (۲)

اے ساقی ! ازآں مے شبانہ (۱) در دہ دوسہ جامِ عاشقانہ
تا در سرِ من زعقل باقیست (۲) از دست مدہ مے مغانہ
بر داشتہ اند صوتِ داؤد (۳) مرغانِ چمن ز آشیانہ
اے مطربِ ما تو نیز یک دم (۴) مگوار زکف دف و چغانہ
برگوئے بیادِ وصلِ جاناں (۵) چوں عود بسوز دِل ترانہ
مے نوش تو حافظا بشادی (۶) تاچند خوری غمِ زمانہ
دیریست کہ آتشِ غمِ دِل! (۷) درسینہ ھمی کشد زبانہ
چوں نیست ہیچ گونہ پیدا (۸) دریائے فراق را کرانہ
(۹) آں بہ کہ زصبر رُخ نتابم
باشد کہ مرادِ دِل بیابم

ترجمہ بند نمبر(۲):

شعرنمبر(۱) اے ساقی !اس رات کی شراب سے تو مجھے دوتین عاشقانہ جام پلادے۔
شعرنمبر(۲) میرے سر میں جب تک عقل وہوش باقی ہے۔تو پیر مغاں کی شراب دینے سے ہاتھ مت روک۔
شعرنمبر(۳) چمن کے پرندوں نے اپنے گھونسلوں میں حضرت داؤدؑ کے نغمے کو چھیڑا ہوا ہے۔
شعرنمبر(۴) اے ہمارے گوّیے!تو پل بھر کے لیے بھی ڈفلی اور گھونگھروؤں کو نہ چھوڑ۔
شعرنمبر(۵) تو محبوب کے وصل کی یاد میں عود کی طرح دل کے سوز کے ساتھ ایک ترانہ گا۔
شعرنمبر(۶) اے حافظ!تو خوشی سے شراب نوشی کر کہ تو کب تک زمانے کے غم کو کھاتا چلا جائے گا؟
شعرنمبر(۷) بڑی دیر سے غم کی آگ دِل میں بھڑک کے جارہی ہے۔
شعرنمبر(۸) جب کہ کسی طرح بھی جدائی کے دریا کا کنارہ دکھائی نہیں دیتا۔
شعرنمبر(۹) اس لیے بہتر یہی ہے کہ میں صبر سے روگردانی نہ کروں شاید کہ میری دلی مراد برآئے۔

بند نمبر (۳)

در سختیِ عشق اگر بمیرم (۱) من دِل زغمِ تو بر نگیرم

بیشک دلِ ماہ و خور بگیرد (۲) گر سوئے فلک رسد نفیرم
پیوستہ کمان ابروانش (۳) از غمزہ ہمی زند بہ تیرم
نتواں بہ قلم نوشت شوقش (۴) گر پیر فلک شود دبیرم
پیرِ غمِ عشقم ارچہ طفلم (۵) طفلِ غمِ عشقم ارچہ پیرم
دارم سرآں کہ ہمچو سعدیؔ (۶) بنشینم و صبر پیش گیرم
چوں کرد زمانۂ ستم گار (۷) دور از تو بہ بندِ غم اسیرم

(۸) آں بہ کہ زصبر رُخ نتابم
باشد کہ مرادِ دل بیابم

ترجمہ بند نمبر(۳):

شعرنمبر(۱) عشق کی سختی سے اگر میں مر بھی جاؤں تو بھی تیرے غم سے اپنے دل کو نہ ہٹاؤں گا۔
شعرنمبر(۲) اس میں کوئی شک نہیں کہ چاند اور سورج دلگیر ہو جائیں یعنی ان کو گرہن لگ جائے اگر میری فریاد آسمان تک چلی جائے۔
شعرنمبر(۳) اس (محبوب) کے ابروؤں کی کمان مسلسل اپنے غمزوں سے مجھ پر تیر برسا رہی ہے۔
شعرنمبر(۴) اُس (محبوب) کے عشق کو قلم سے نہیں لکھا جا سکتا۔ اگر یہ بوڑھا آسمان میرا منشی کیوں نہ ہو جائے۔
شعرنمبر(۵) اگرچہ میں بچہ ہوں لیکن عشق کے غم سے میں بوڑھا ہو گیا ہوں۔ اگرچہ میں بوڑھا ہوں لیکن عشق کے غم کے سامنے بچہ ہوں۔
شعرنمبر(۶) میرا یہ عزم ہے کہ میں حضرت شیخ سعدی کی طرح صبر وشکر کر کے بیٹھ جاؤں۔
شعرنمبر(۷) ظالم زمانے نے چونکہ مجھے تجھ سے دور غم کی زنجیر میں جکڑ ڈالا ہے۔
شعرنمبر(۸) اس لیے بہتر یہی ہے کہ میں صبر سے روگردانی نہ کروں شاید کہ میری دلی مراد بر آئے۔

بند نمبر(۴)

اے غیرتِ لعبتانِ طناز (۱) برقع ز رُخِ چو مہ بر انداز
تامن زسرِ جہاں بہ کلّی (۲) بر خیزم و توبہ بشکنم باز
اے دوست ز رہگذارِ دیدہ (۳) شد فاش میانِ مردماں راز
تا خود چہ بود مرا سر انجام (۴) درعشق چو ہجر کرد آغاز
سرمایۂ عمر داد برباد (۵) ہر کو بغمِ تو گشت انباز

در آتشِ عشق و مجمرِ غم (۶) می سوز دِلا چو عود و می ساز
حالے چو نمی دید مرا دست (۷) بوسیدنِ پائے آں سر افراز
(۸) آں بہ کہ زصبر رُخ نتابم
باشد کہ مراد دِل بیابم

ترجمہ بند نمبر(۴):

شعرنمبر(۱) اے کہ تو وہ نازنین (گویا) ہے کہ جسے شوخ وشنگ محبوب بھی دیکھ کر شرما جائیں۔اگر تو اپنے چاند جیسے چہرے سے نقاب اُلٹ دے۔

شعرنمبر(۲) تاکہ میں اس دنیا کا خیال بالکل چھوڑ دوں اور اپنی توبہ کو پھر سے توڑ ڈالوں۔

شعرنمبر(۳) اے دوست! لوگوں میں اس آنکھ کے راستے سے میرا بھید کھل چکا ہے۔

شعرنمبر(۴) نجانے آخر کار میرا کیا انجام ہوگا؟ جبکہ عشق کی ابتدا ہی ہجر سے ہوئی ہے۔

شعرنمبر(۵) عمر بھر کے سرمائے کو اس نے برباد کر کے رکھ دیا ہے۔جس شخص نے تیرے غم سے جان پہچان کی ہے۔

شعرنمبر(۶) اے میرے دل! تو عشق کی آگ اور غم کی انگیٹھی میں عود کی طرح اور نباہ کرتا رہ۔

شعرنمبر(۷) اب تو صورت حال یہ ہے کہ اُس سربلند محبوب کے پاؤں کو چومنے کا شرف ہی حاصل نہیں ہو پاتا۔

شعرنمبر(۸) اس لیے بہتر یہی ہے کہ صبر سے روگردانی نہ کروں۔شاید کہ میری دِلی مراد بر آئے۔

بند نمبر (۵)

اے سروِ سمن گل اندام (۱) از عارض تو خجل مہِ شام
باز آئے کہ ہجر جا نگدا زت (۲) برداز دلِ من قرار و آرام
ازدانۂ خال و دامِ زلفت (۳) مُرغِ دلِ من فتادہ دردام
چوں کام نشہ بسعئ حاصِل (۴) قانع شدہ اَم بجر نا کام
مائیم وغمِ فراق حسالے (۵) تاخود بکجا رسد سر انجام
جُز محنت ودردِ گویَا نیست (۶) دور از تو نصیب من بایّام
مقصودِ وجود حافظا چیست (۷) جُز صحبتِ یار بادوو جام
حالے چونمی شود مہیّا (۸) کامِ دلم از نوائے دلآرام

(۰) آں بہ کہ زصبر رُخ نتابم
باشد کہ مراد دِل بیانم

ترجمہ بند نمبر(۵):

شعرنمبر(۱) اے سرو وسمن جیسے جسم والے اور پھول جیسے بدن والے محبوب! تیرے رخسار سے شام کا چاند بھی سراپائے خجالت ہے۔

شعرنمبر(۲) تو پھر آ کہ جان کو گھلا دینے والی تیری جدائی میرے دل سے قرار اور آرام تک لے اُڑی ہے۔

شعرنمبر(۳) تیرے خال کے دانہ اور تیری زلف کے دام سے میرے دل کا پرندہ جال میں پھنس چکا ہے۔

شعرنمبر(۴) جب سعی وکوشش سے دلی مقصد حاصل نہ ہوسکا تو مجبوراً میں جدائی پر قانع ہو گیا ہوں۔

شعرنمبر(۵) اب ہم ہیں اور جدائی کا غم ہے دیکھئے کہ انجام کہاں تک پہنچتا ہے؟

شعرنمبر(۶) گویا اس دنیا میں درد اور تکلیف کے سوا میرے مقدر میں کچھ نہیں ہے۔اللہ کرے کہ تجھ سے یہ بلا دور رہے۔

شعرنمبر(۷) اے حافظ ہستی کا مقصد کیا ہے؟ سوائے یار کی محبت اور جام شراب کے۔

شعرنمبر(۸) فی الحال تو حاصل نہیں ہوتا۔ تجھ سے اے دل آرام! دل کا مقصد اور چین۔

شعرنمبر(۹) اس لیے بہتر یہی ہے کہ صبر سے روگردانی نہ کروں شاید کہ میری دلی مراد بر آئے۔

بند نمبر (۶)

اے راحتِ جانِ بے قرارم (۱) اُمیدِ دلِ اُمیّد دارم
شادم بغمت کہ در ہمہ حال (۲) سوزِ غمِ تست ساز گارم
تا رفتہء از کنارم اے دوست ! (۳) یک بارہ زخویش بر کنارم
در آرزوئے وصالِ جانے (۴) عمرے بفراق می گزارم
امشب بگوشت خواہد از دوش (۵) طوفانِ سرشکِ اشکبارم
تا مرگ نگیردم گریباں (۶) من دست ز دامنت ندارم
چوں ہیچ نشد بسعیٔ حاصل! (۷) کامِ دل خستۂ فگارم

(۸) آں بہ کہ زصبر رُخ نتابم
باشد کہ مرادِ دِل بیابم

ترجمہ بند نمبر(۶):

شعرنمبر(۱) اے میری بے قرار جان کی خوشی۔اے میرے اُمید سے بندھے ہوئے دِل کی اُمید!

شعرنمبر(۲) تیرے غم میں میں بہت شاد ہوں کیونکہ ہر حال میں تیرے غم کا سوز میرا ساز گار ہے۔
شعرنمبر(۳) اے محبوب! جب سے تو میری آغوش سے نکل کر چلا گیا ہے میں اک دم عیش وعشرت سے دور ہو گیا ہوں۔
شعرنمبر(۴) میں ایک محبوب کے وصال کی آرزو میں جدائی میں زندگی گزار رہا ہوں۔
شعرنمبر(۵) آج رات میری اشکبار آنکھوں کے آنسوؤں کا طوفان سر سے گزر جائے گا۔
شعرنمبر(۶) جب تک یہ موت میرے گریبان کو پکڑ نہ لے گی میں تیرا دامن اپنے ہاتھ سے جانے نہ دوں گا۔
شعرنمبر(۷) میرے خستہ اور زخمی دل کا مقصد کوشش و سعی سے ذرا بھی پورا نہ ہو سکا۔
شعرنمبر(۸) اس لیے بہتر یہی ہے کہ صبر سے روگردانی نہ کروں کہ شاید کہ میری دِلی مراد بر آئے۔

بند نمبر (۷)

اے زخمِ غمِ تو مرہمِ دِل (۱) عشقِ تو انیس و محرمِ دِل
زلفِ تو کمندِ گردنِ جاں (۲) لعلِ تو نگینِ خاتمِ دِل
ابروئے تو بود شحنۂ جاں (۳) چوں چشمِ تو گشت حاکمِ دِل
او در دلِ ما و ما در آتش (۴) مارا غمِ اوست نے غمِ دِل
نزدیک شد آنکہ من بدوری (۵) گیرم سرِ خویش یا کمِ [1] دِل
حافظ چہ شود گر بیابی ! (۶) نُورے ز حضورِ عالمِ دِل
چوں مُلکِ وصالِ او نگردد (۷) آساں آسان مُسلمِ دِل
(۸) آں بہ کہ زصبر رُخ نتابم
باشد کہ مرادِ دِل بیابم

ترجمہ بند نمبر(۷):

شعرنمبر(۱) اے محبوب! تیرے غم کا زخم میرے دِل کے لیے مرہم ہے۔ تیرا عشق میرے دل کا محرم اور ہمدم ہے۔
شعرنمبر(۲) زلف تیری گردنِ جاں کے لیے کمند ہے اور تیرے لب لعلیں دل کی انگوٹھی کا نگینہ ہیں۔
شعرنمبر(۳) تیرے ابرو جان کے لیے کوتوال بن گئے ہیں جب سے تیری آنکھ نے دل پر قبضہ کیا ہے۔
شعرنمبر(۴) وہ ہمارے دِل میں ہے اور ہم آگ میں ہیں۔ دل کا ہمیں کچھ غم نہیں بس اُسی کا غم ہے۔

---

[1] بعض نسخوں میں مصرع ثانی یوں ہے: گیرم گم خویش یا گم دل

شعر نمبر(۵) وہ وقت قریب ہے کہ جب میں محبوب کی جدائی میں اپنا سر پکڑ لوں یا پھر دل کا پتہ کروں۔ یعنی سر کی فکر کروں یا دل کی۔
شعر نمبر(۶) اے حافظ! کیا ہوگا اگر تجھ کو دل کے عالم کے حضور سے نور میسر آ جائے؟
شعر نمبر(۷) جب اُس (محبوب) کے وصال کا ملک آسانی سے دل کے قبضے میں نہیں آ سکتا تو؟
شعر نمبر(۸) اس لیے بہتر یہی ہے کہ صبر سے روگردانی نہ کروں شاید کہ میری دلی مراد بر آئے۔

----***----

ساقی نامہ(۱)

سرِ فتنہ دارد دِگر روز گار (۱) من و مستی و فتنہء چشمِ یار

ہمی مانم از دورِ گردوں شگفت (۲) ولے نیست دروے مجالِ گرفت

حل لغت:

* سر فتنہ دارد۔فتنہ برپا کرنے کا خیال رکھتا ہے۔

ترجمہ:

☆ یہ زمانہ پھر فتنہ برپا کرنے کا خیال رکھتا ہے۔میں ہوں اور مستی ہے اور محبوب کی آنکھ کا فتنہ ہے۔میں اس زمانے کی گردش سے سخت تعجب میں ہوں لیکن میں اسے اپنی گرفت میں لانے کی طاقت نہیں رکھتا۔

فریب جہاں قصہء روشن ست (۳) ببیں تاچہ زاید شب آبستن ست

دلا در جہاں دِل منہ زینہار (۴) کہ کس بر سرِ پُل نگیرد قرار

حل لغت:

* آبستن ۔حاملہ ہونا،مصدر ہے۔

ترجمہ:

☆ جہان کا مکروفریب ایک روشن افسانے کی طرح ہے۔رات حاملہ ہوچکی ہے دیکھیں کہ کیا جنتی ہے؟اے میرے دِل!تو اس دنیا کے ساتھ دِلی بستگی اختیار نہ کر کیونکہ پُل پر کوئی شخص بھی ٹھہرا نہیں کرتا۔

ہماں مرحلہ است ایں بیابان دُور (۵) کہ گُم شد درو لشکرِ سلّم و تُور

ہماں منزل ست ایں جہانِ خراب (۶) کہ دید است ایوانِ افراسیاب

حل لغت:

* سلم وتور۔ایران کے قدیم بادشاہ فریدوں کے دو بیٹوں کے نام * افراسیاب۔توران کا مشہور بہادر بادشاہ جس نے عمر بھر ایران کے کیانی خاندان کے بادشاہوں سے لڑائی کی۔بالآخر کیخسرو نے رستم کی امداد سے اسے ہلاک کر ڈالا۔

ترجمہ:

☆ یہ وہی منزل اور دور دراز بیابان ہے جس میں سلم اور تور کے لشکر گم ہو گئے تھے۔ یہ جہان خراب وہی منزل ہے کہ جس نے افراسیاب کے محل کا نظارہ کیا ہے۔

کجا رائے پیرانِ لشکرکشش (۷) کجا شیدۂ ترکِ خنجرکشش

نہ تنہا شد ایوان و کاخش بباد (۸) کہ خاکش ندارد کسے ہم بیاد[1]

حل لغت:

✱ پیران۔ افراسیاب کا ایک وزیر جو عقل و خرد میں یکتائے روزگار تھا ✱ شیدہ۔ افراسیاب کے ایک بیٹے کا نام ✱ بباد شد۔ تباہ و برباد ہوا۔

ترجمہ:

☆ افراسیاب کے لشکرکش پیران کی رائے کہاں ہے؟ اور اس کا خنجر کش شیدہ ترک کہاں ہے؟ صرف اس کے محل اور ایوان ہی تباہ و برباد نہیں ہوئے بلکہ کسی کو اس کی قبر تک کا بھی نشان یاد نہیں ہے۔ معلوم نہیں ہے۔

چہ خوش گفت جمشید باتاج و گنج (۹) کہ یک جو نیرزد سرائے سپنج

مغنّی کجائی بگلبانگِ رُود (۱۰) بیاد آور آں خُسروانی سرُود

حل لغت:

✱ سرائے سپنج۔ کمزور بنیاد (دنیا) ✱ گلبانگ۔ نغمہ ✱ رُود۔ ایک ساز کا نام ✱ خُسروانی سرود۔ شاہی گانا۔

ترجمہ:

☆ خزانے اور تاج کے مالک جمشید نے کیا خوب کہا ہے کہ یہ عارضی و کمزور سرائے (دنیا) قیمت میں ایک جو کے برابر بھی نہیں ہے۔ گانا گانے والے! تو کہاں ہے؟ تو اور سرود و ساز کی آواز میں وہ شاہی گانا سنا۔

بمستاں نویدِ سرودے فرست (۱۱) بیارانِ رفتہ درودے فرست

مغنّی بزن چنگ بر ارغنون (۱۲) ببر از دلم فکرِ دنیائے دُوں

حُل لغت:

✱ سرودے۔ ساز، نغمہ ✱ ارغنون۔ باجہ۔ ✱ دنیائے دوں کمینی دنیا، حقیر دنیا۔

---

[1] بعض نسخوں میں یہ شعر یوں ہے: نہ تنہا شد ایوان و قصرش بباد۔ کہ کس دخمہ نیزش ندارد بیاد۔

ترجمہ:

☆ مستوں کو نغمہ و ساز کی خوشخبری دے اور مرحوم دوستوں پر درود و سلام بھیج (مغفرت کی دعا کر) اے گویّے! تو ارگن بجا اور میرے دل سے اس کمینی دنیا کی فکر پرے ہٹادے۔ دُور کردے۔

مگر خاطرم یابد آسائشے (۱۳) کہ نبود ز غم بادے آلائشے

مغنّی بزن خسروانی[1] سرُود (۱۴) بگو با حریفاں آ ازِ رُرد

حل لغت:

٭ آسایشے۔ آرام ٭ آلائش۔ گندگی ٭ مغنّی۔ گویّا ٭ رود۔ ساز ٭ خسروانی سرود۔ شاہی نغمہ

ترجمہ:

☆ شاید میرے دل کو ایسا آرام حاصل ہوجائے کہ جس میں غم کی آلایش نہ ہو۔ اے گویّے! تو کوئی شاہی گیت سنا۔ ساز کی آواز کے ذریعے تو دوستوں سے کہہ دے!

کہ از آسماں مژدۂ فرصت ست (۱۵) مرا بر عدو عاقبت نصرت ست

مغنّی نوائے طرب ساز کُن ! (۱۶) بقولِ غزل قصّہ آغاز کن

حل لغت:

٭ مژدہ۔ خوشخبری ٭ عدُو۔ دشمن ٭ مغنّی۔ گویا ٭ نوائے طرب۔ خوشی کی آواز' خوشی کا نغمہ۔

ترجمہ:

☆ آسمان سے فرصت وراحت کا مژدہ آیا ہے۔ بالآخر مجھے دشمن پر فتح ونصرت حاصل ہوگی۔ اے گویے! تو خوشی کا گیت سنا! اور غزل کے رنگ (انداز) میں عشق کی کہانی شروع کر۔

کہ بارِ غمم بر زمیں دوخت پائے (۱۷) بضربِ اصُولم بر آور ز جائے

مغنّی ازیں[2] پردہ نقشے بر آر (۱۸) ببیں تا چہ گفت ازحرم[3] پردہ دار

حل لغت:

٭ برزمیں دوخت پائے۔ پاؤں زمین میں دھنس گئے ہیں ٭ برآور۔ اکھاڑ ڈال ٭ اُصُولم۔ میری جڑ (بنیاد)

---

[1] بعض نسخوں میں خسروانی کی جگہ ''آں نوآیین'' ہے۔

[2] بعض نسخوں میں ازیں کی جگہ ''ازآں اور برآر کی جگہ بیار ہے۔

[3] بعض نسخوں میں حرم کی جگہ درون ہے۔

ترجمہ:

☆ کیونکہ غم کے بوجھ کی وجہ سے میرے پاؤں زمین میں دھنس چکے ہیں۔تو میری جڑوں پر ضرب لگا اور مجھے یہاں سے اکھاڑ ڈال۔اے گویے! تو اس (پردۂ ساز) سے کوئی نقش (تصویر) باہر نکال (پیدا کر) اور دیکھ کہ پردہ نشین نے حرم سرائے سے کیا کہا ہے؟

چناں برکش آہنگِ ایں داوری (۱۹) کہ ناہید چنگے برقص آوری

مغنّی دف و چنگ را ساز دہ (۲۰) بیارانِ[1] خوش نغمہ آواز دہ

حل لغت:

٭ آہنگ ۔لَے‘ تان ٭ داوری۔ایک ساز کا نام بھی ہے ٭ ناہید۔زہرہ‘ ستارہ ٭ ساز دہ۔ساز درست کر۔

ترجمہ:

☆ تو نغمہ و گانے کی کوئی ایسی طرز و لَے نکال کہ رباب بجانے والی زہرہ بھی ناچنے لگ جائے۔اے گویے! تو اپنی ڈفلی اور رباب کو درست کر کے اپنے خوش نوا دوستوں کو آواز دے۔

رہے زن کہ صوفی بحالت رود (۲۱) بمستیِ وصلش حوالت رود

مغنّی بیا بامنت جنگ نیست (۲۲) کفے بر دفے زن گرت چنگ نیست

حل لغت:

٭ صوفی بحالت رود۔صوفی کو وجد آ جائے ٭ حوالت رود۔اس کے حوالے ہو جائے ٭ بامنت۔میری تیرے ساتھ ٭ گرت چنگ نیست۔اگر تیرے پاس چنگ نہیں ہے۔

ترجمہ:

☆ تو کوئی ایسا گیت گا کہ جسے سنتے ہی صوفی پر وجد طاری ہو جائے اور وہ وصل کی مستی کے سپرد ہو جائے۔اے گویے! میری تیرے ساتھ کوئی جنگ نہیں ہے۔اگر تیرے پاس چنگ نہیں ہے تو پھر تو ڈفلی پر ہی ایک ہاتھ مار دے۔

شنیدم کہ چون غم رساند گزند (۲۳) خرو شیدنِ دف بود سُود مند

مغنّی کجائی کہ وقتِ گُل است (۲۴) زبُلبُل چمن ہا پُر از غُلغُل است

حل لغت:

٭ گزند۔نقصان‘ تکلیف ٭ دف۔ڈفلی ٭ غُلغُل۔شور و غل۔

---

[1] بعض نسخوں میں بیاران کی جگہ بآئین ہے۔

ترجمہ:

☆ میں نے سنا ہے کہ کوئی غم یاد کھ تکلیف پہنچائے تو ڈفلی کا شور وغل بڑا فائدے مند ہوتا ہے۔اے گویے! تو کہاں ہے؟ کہ بہار آ گئی ہے اور چمن میں بُلبلوں کا شور وغل برپا ہے۔

ہماں بہ کہ خُونم بجوش آوری (۲۵) دمِ چنگ را در خروش آوری
مغنّی بیا عُود را ساز کن (۲۶) تو آئینِ نوائے نو آغاز کن

حل لغت:

٭ خروش۔شور ٭ عُود۔ساز، سارنگی

ترجمہ:

☆ بہتر یہ ہے کہ تو میرے خون میں جوش پیدا کرے۔اور چنگ کی آواز خروش میں لے آئے۔اے گویے! تو آ اور اپنی سارنگی کو درست کر لے۔اور نئی طرز ولے کے ساتھ نئے نغمے کا آغاز کر دے۔

بیک نغمہ دردِ مرا چارہ ساز (۲۷) دِلم نیز چوں خرقہ صد پارہ ساز
مغنّی کجائی کہ لُطفے کُنی ! (۲۸) زمَے آتشے در دِلم افگنی

حل لغت:

٭ خرقہ۔گدڑی ٭ صد پارہ ساز۔سو ٹکڑے کردے ٭ لُطفے۔مہربانی

ترجمہ:

☆ تو ایک نغمے سے میرے درد کا علاج کر دے اور میرے اس دل کے بھی گدڑی کی طرح سو ٹکڑے کر دے۔اے گویے! تو کہاں ہے؟ مہربانی کر اور میرے دِل میں شراب سے آگ لگا دے۔

بروں آری از فکر خود یک دم (۲۹) بہم بر زنی کاروبارِ غم
مغنّی کجائی نوائے بزن ! (۳۰) بیکتائیِ او دوتائے بزن

حل لغت:

٭ نوائے بزن۔نغمہ سنا ٭ بیکتائی او۔اس کی یکتائی کی قسم ٭ دوتائے بزن۔دوتا لے بجا۔

ترجمہ:

☆ دم بھر کے لیے تو مجھے اپنی فکر سے آزاد کر دے۔اور میرے کاروبارِ غم کو ختم کر دے۔اے گویئے! تو کہاں ہے؟ کوئی نغمہ گا۔ تجھے اس کی یکتائی کی قسم دوتارا چھوڑ دے (بجا)

چو خواہد شدن عالم از ما تہی (۳۱) گدائی بسے بہ ز شاہنشہی !

مغنّی بگو قول و بردار ساز (۳۲) کہ بیچارگاں را توئی چارہ ساز

حل لغت:

* تہی۔خالی * بسے بہ۔بہت بہتر ہے * بردار ساز: ساز، اٹھا، ساز بجا۔

ترجمہ:

☆ جب ہم سے یہ جہان خالی ہی ہوگا ہے تو شاہنشاہی سے فقیری بہت بہتر ہے۔اے گویئے! تو ساز بجا اور گانا سنا۔کیونکہ بے چاروں کا چارہ گر تو ہی ہے۔

تو بنمائے راہے عراقم بزود (۳۳) کہ بکشایم از دیدہ صد زندہ رود

مغنّی بیا بشنو و کار بند (۳۴) زقولِ من ایں پندِ دانا پسند

حل لغت:

* زندہ رود * اصفہان کی ایک نہر کا نام * عراق۔راگ کا ایک سُر 'پردہ' ملک کا نام بھی ہے

ترجمہ:

☆ تو جلدی سے مجھے عراق کی راہ دکھا دے تاکہ میں اپنی آنکھوں سے سو زندہ رود نہریں جاری کروں۔اے گویئے! آ اور میرے کلام سے دانا کو پسند آنے والی نصیحت کو سن اور اسی پر عمل پیرا ہو۔

چو غم لشکر آرد بیارا صفے (۳۵) ز چنگ و رباب و ز نائے ودَفے

مغنّی تو سرّ مرا محرمی (۳۶) زمانے بہ نَے زن دمِ ہمدمی

حل لغت:

* بیارا صفے۔صف آرائی کر * نے۔بانسری۔

ترجمہ:

☆ جب غم لشکر لے کر آئے تو چنگ و رباب اور بانسری سے صف آرائی کر۔اے گوئیے! تو میرے راز سے واقف ہے۔تھوڑی دیر کے لیے بانسری کے ذریعے ہمدمی کا دم مار، بھر۔

بَے دُور کُن در دِلت گر غمیست (۳۷) دمَے پیشِ دانا بہ از عالمیست

مغنّی کجائی بزن بربطے (۳۸) بیا ساقیا پُر کن ازمے بطے

حل لغت:

* بربط۔ساز * مے بطے۔شراب کی صراحی' جو بطخ کی شکل کی ہوتی ہے

ترجمہ:

☆ اگر تیرے دل میں غم ہے تو تو شراب سے دُور کر۔ عقلمند کے آگے دم بھر کی حاضری سارے جہان سے بہتر ہے۔ اے گویّے! تو کہاں ہے؟ تو بربط بجا اور اے ساقی تو آ اور میری صراحی شراب سے پُر کر دے۔

دَمے خوش بر آریم وطیشے [1] کنیم (۳۹) کہ باہم نشیلیم و عیشے کنیم
باہنگِ چنگ آر اندر عمل (۴۰) مغنّی ز اشعارِ من یک غزل

حل لغت:

* عیشے۔عیش وعشرت * طیشے کنیم۔غصّہ کو اکھاڑ پھینکیں

ترجمہ:

☆ کہ آپس میں مل کر بیٹھیں اور عیش وعشرت کریں۔ ہنسی خوشی سے باہم باتیں کریں اور غصہ تھوک ڈالیں جڑ سے اکھاڑ پھینکیں۔ اور دم بھر کے لیے خوش ہولیں۔ اے گویے! تو میرے کلام میں سے ایک غزل چنگ کی لے کے ساتھ گا۔

برقص آئیم و خرقہ بازی کنم (۴۱) کہ تا وجد را کار سازی کنم
بہیں میوۂ خسروانی درخت (۴۲) با اقبالِ دارائے دیہیم وتخت

حل لغت:

* دیہیم۔تاج * بہیں میوہ۔اس میوہ کی قسم

ترجمہ:

☆ تاکہ مجھ پر وجد طاری ہو جائے اور میں ناچنے اور گدڑی سے کھیلنے لگوں۔ قسم ہے مجھ کو صاحب تاج وتخت بادشاہ اور اس شاہی درخت کے بہترین میوے کی۔

تن آسانیٔ [2] مرغ و ماہی ازوست (۴۳) کہ تمکینِ اورنگِ شاہی ازدست
ولی نعمتِ جملہ صاحبدلاں! (۴۴) فروغِ دِل و دیدۂ مُقبلاں

حل لغت:

* تمکین۔عزت ووقار * اورنگ۔تخت * مرغ۔پرندہ * ماہی۔مچھلی * مقبلاں۔مقبول لوگ بااقبال لوگ

ترجمہ:

☆ کہ اس سے شاہی تخت کا وقار ہے اور اسی سے مرغ وماہی کے لیے آرام وراحت ہے۔ وہ اقبال اور مقبول لوگوں کے دلوں اور

---

۱ بعض نسخوں میں عیشے ہے مگر نسخہ قزوینی میں طیشے ہے جو صحیح ہے۔
۲ بعض نسخوں میں تن آسانی کی جگہ تن آسائش ہے۔

آنکھوں کا نور ہے اور تمام صاحبدلوں کا ولی نعمت ہے۔

جہاں دار و دین پرور و تاجور (۴۵) کز و تختِ جم گشت بازیب و فر
چگونہ دہم شرحِ آثارِ او (۴۶) کہ عقل ست حیراں در اطوارِ او

حل لغت:

* تاجور۔صاحب تاج * جم۔جمشید * زیب وفر۔شان وشوکت * چگونہ۔کیونکہ' کس طرح * اطوار۔طور طریقے

ترجمہ:

☆ وہ ایسا جہاں دار' دین پرور اور تاجدار ہے کہ جمشید کے تخت کو اسی سے ہی زیب وزینت اور شان وشوکت نصیب ہوئی ہے۔ میں اُس کے سنہرے کارناموں کو مفصل کیسے تحریر کروں کہ اس کے اخلاق وکردار سے عقل ورطۂ حیرت میں ڈوب چکی ہے۔

چو قدرِ وے از حدِ مدحت بیش (۴۷) سر اندازم از عجز و تشویر پیش
بر آرم با خلاص دستِ دُعا (۴۸) کنم روئے در حضرتِ کبریا!

حل لغت:

* مدحت۔تعریف * تشویر۔شرمندہ کرنا * حضرتِ کبریا * خدا کی بارگاہ

ترجمہ:

☆ اس کے مرتبہ ومقام کی تعریف چونکہ حد سے باہر ہے اس لیے میں عاجزی وشرمندگی سے سر جھکا لیتا ہوں۔ میں خلوص دل سے دعا کے لیے ہاتھ اٹھاتا ہوں اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا کرتا ہوں۔

کہ یارب بالآئے و نعمائے تو (۴۹) باسرارِ اسمائے حُسنائے تو
بحقِ کلامت کہ آمد قدیم (۵۰) بحقِ رسولِ و بخُلقِ عظیم

حل لغت:

* آلاء۔احسانات' نعمتیں * اسمائے حسنیٰ۔بہت اچھے نام * خلق عظیم۔بلند اخلاق

ترجمہ:

☆ اے باری تعالیٰ تو اپنی نعمتوں اور احسانوں اور اپنے بہت ہی اچھے اور حسین ناموں کے اسرار کے طفیل۔ اور اپنے کلام کے وسیلے سے جو کہ قدیم ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ان کے بلند اخلاق کے طفیل یہ دعا قبول کر لے۔

کہ شاہِ جہاں باد فیروز بخت (۵۱) باقبال ہموارہ با تاج و تخت
زمیں تا بود مظہرِ عدل و جور (۵۲) فلک تا بود مَرتع جدی و ثور

حل لغت:

* مرتع: چراگاہ۔ * جدی وثور۔ * آسمان کے دو برج، جدی کی شکل بکری کے بچے کی سی ہے اور ثور بیل کی شکل کا ہے مراد ہے بکری اور بیل۔

ترجمہ:

☆ جب تک اس دھرتی پر انصاف اور ظلم وستم جاری وساری ہے۔ جب تک یہ آسمان جدی اور ثور کی چراگاہ رہے جب تک دنیا قائم ہے۔

خدیوِ جہاں شاہ منصور باد (۵۳) غبارِ غم از خاطرش دُور باد
بحمد اللہ اے خسروِ جم نگیں (۵۴) شجاعے بمیدانِ دنیا و دین

حل لغت:

* خدیو جہاں۔ جہان کا بادشاہ * بحمد اللہ۔ خدا کا شکر ہے * خسرو جم نگیں۔ اے جمشید کے نگینے والے * شجاعے۔ بہادر

ترجمہ:

☆ جہاں کا بادشاہ شاہِ منصور سلامت رہے۔ اور غم کا غبار اُس کے دِل سے ہمیشہ دور رہے۔ خدا کا شکر ہے۔ اے جمشید کے نگینے والے بادشاہ! تو دنیا اور دین کے میدان میں بڑا دلیر ہے۔

بمنصوریت درجہاں رفت نام (۵۵) کہ منصور باشی بر اعدا مدام
فریدوں شکوہے در ایوانِ بزم (۵۶) تہمتنِ نبردی بمیدانِ رزم

حل لغت:

* تہمتن۔ رستم کا لقب * رزم۔ جنگ کا میدان * منصوریت۔ تیری کامیابی * اعدا۔ عدد کی جمع دشمن

ترجمہ:

☆ تیری فتح ونصرت (کامیابی) کی وجہ سے دنیا میں تیرا نام مشہور ہوگیا۔ تو اپنے دشمنوں پر ہمیشہ فتح مند رہے۔ تو بزم کے ایوان میں فریدوں جیسا دبدبہ رکھتا ہے۔ اور جنگ کے میدان میں رستم جیسا بہادر ہے۔

فلک را گہر در صدف چوں تو نیست (۵۷) فریدوں وجم را خلف چوں تو نیست
نہ تنہا خراجت دہند از فرنگ (۵۸) کہ مہراج باجت فرستد ز زنگ

حل لغت:

* صدف۔ سیپی * خلف۔ جانشین * مہراج۔ مہاراجہ بادشاہ * زنگ۔ ملک کا نام حبش * فرنگ۔ ولایت

ترجمہ:

☆ آسمان کے سیپ میں تجھ جیسا موتی کوئی نہیں ہے۔ فریدوں اور جمشید کا تو بے مثال و بے نظیر جانشین ہے۔ تجھے صرف یورپ والے ہی خراج نہیں دیتے بلکہ حبش کا مہاراجا بھی تجھے خراج بھیجتا ہے۔

اگر ترک و ہندست و گر روم و چین (۵۹) چو جم جُملہ داری بزیرِ نگین

ہمایست چترت ہمایوں نظر (۶۰) کہ دارد بسیطِ زمیں زیرِ پر

حل لغت:

* ہمایست چترت۔ تیرا مبارک چتر * بسیط زمین۔ ساری دنیا * چتر: بڑی چھتری جو بادشاہوں یا سادھوؤں کے سر پر رہتی ہے۔

ترجمہ:

☆ ترک ہو یا ہندوستان روم ہو یا چین یہ سارے ملک جمشید بادشاہ کی طرح تیرے زیر فرمان ہیں۔ تیرا چتر مبارک ایک ایسا ہما ہے کہ جس کے پروں کے نیچے یہ ساری دنیا ہے۔

بجائے سکندر بماں سالہا (۶۱) بدانادِلی کشف کن حالہا

چو دریائے وصفت ندارد کنار (۶۲) ثنا را کنم بر دُعا اختصار

حل لغت:

* بجائے سکندر۔ سکندر کے مقام و مرتبہ پر * بماں سالہا۔ تو کئی سال تک رہے * کشف کُن حالہا۔ حالات معلوم کر لے * کنم اختصار۔ مختصر کرتا ہوں

ترجمہ:

☆ تو سالہا سال تک سکندر کے مقام و مرتبہ پر فائز رہے اور دلی عقلمندی سے تمام حالات سے آگاہ رہے۔ چونکہ تیری صفتوں کے دریا کا کوئی کنارہ نہیں ہے اس لیے میں تعریف کو دعا پر ختم کرتا ہوں، مختصر کرتا ہوں۔

زنظمِ نظامی کہ چرخِ کہن (۶۳) ندارد چو او ہیچ زیبا سخن

بیارم بہ تضمیں سہ بیتِ متیں (۶۴) کہ نزد خِرد بہ ز دُرِ ثمیں!

حل لغت:

* نظامی فارسی کا مشہور شاعر جس کا خمسہ نظامی مشہور ہے۔ * چرخ کہن: پرانا آسمان۔
* زیبا سخن۔ بہتر کلام خوبصورت کلام * بیارم بہ تضمیں۔ میں تضمین میں لاتا ہوں، تضمین میں لانا یعنی کسی شاعر کے کلام کو اپنے کلام میں لانا * دُرِ ثمین۔ قیمتی موتی

ترجمہ:

☆ میں نظامی کی شاعری (نظم) سے کہ اس آسمان کے نیچے اُس جیسا کوئی اچھا اور خوبصورت شاعر نہیں ہے۔ تضمین کے طور پر بڑے اچھے تین شعر پیش کرتا ہوں۔ جو خرد کے نزدیک قیمتی موتیوں سے بھی بڑھ کر ہیں۔ (یہ تینوں آخری شعر نظامی کے پیش کئے گئے ہیں)

ازاں بیشتر کاوری در ضمیر (۶۵) ولایت ستاں باش و آفاق گیر
زماں تا زماں از سپہر بلند (۶۶) بفتحِ دِگر باش فیروز مند
ازاں مے کہ جاں داروئے[1] ہوش باد (۶۷) مرا شربت و شاہ را نوش باد

حل لغت:

* کہ آوری در ضمیر۔ جو تو سوچ سمجھے * ولایت ستاں۔ ملک فتح کرنے والا * آفاق گیر۔ جہان پر قبضہ کرنے والا * فیروز مند۔ فتح مند' کامیاب * نوش۔ آب حیات' شہد' تریاق۔

ترجمہ:

☆ جو تیرے دل میں آئے تو اس سے بھی زیادہ ملک فتح کرنے والا اور دنیا اپنے تابع کرنے والا ہو۔ دم بہ دم تو اونچے آسمان سے نت نئی فتح کے ساتھ کامیاب و کامران ہو۔ وہ شراب جو جان کے لیے ہوش کی دوا ہو میرے لیے وہ شربت ہو اور بادشاہ کے لیے امرت و آب حیات ہو۔

بیا ساقی آں آبِ آتش خواص (۶۸) بمن دہ کہ یابم از غم خلاص
فریدوں صفت و کاویانی علم (۶۹) بر افرازم از پشتیِ جامِ جم

حل لغت:

* آبِ آتش خواص۔ آگ کی سی خاصیت رکھنے والا پانی' شراب * پستیءِ جام جم۔ جمشید کے جام کی مدد سے

ترجمہ:

☆ اے ساقی! تو آ اور وہ آگ کی سی خاصیت رکھنے والا پانی (شراب) مجھے دے دے تاکہ میں اُسے پی کر غم سے چھٹکارا پا جاؤں۔ اور فریدوں کی طرح کاویانی علم جمشید کے جام کی مدد سے اونچا کردوں۔

بیا ساقی ایں نکتہ بشنو ز نے (۷۰) کہ یک جُرعہءِ مے بہ ز دیہیم کے
دَم از سیر ایں دیر دیرینہ زن (۷۱) صلائے بشاہانِ پیشینہ زن

* نے۔ بانسری * دیہیم۔ تاج * صلائے۔ دعوت' پکارنا * پیشینہ۔ گزرے ہوئے * کے۔ کیقباد

---

[1] بعض نسخوں میں داروئے کی جگہ ''رابدؔ'' ہے۔ جس کا ترجمہ یوں ہوگا: کہ وہ شراب جسے نوش کر کے ہوش کی جان میں جان آ جائے۔

ترجمہ:

☆ اے ساقی تو آ اور اس بانسری سے راز کی بات سُن ۔کہ جام کا ایک گھونٹ کیقباد کے تاج سے بہتر ہے۔اس پرانے بُت خانے (دنیا) کا حال بیان کر اور گزرے ہوئے بادشاہوں کو آواز دے۔

بیا ساقی آں کیمیائے فتوح (۷۲) کہ با گنجِ قاروں دہد عمرِ نوح
بدہ تا برویت کشایند باز (۷۳) درِ کامرانی و عمرِ دراز

حل لغت:

٭ کیمیائے فتوح۔کامیابی کی کیمیا ٭ گنجِ قاروں۔قارون کا خزانہ ٭ برویت۔تیرے سامنے

ترجمہ:

☆ اے ساقی آ اور کامیابی وکامرانی کی کیمیا، جو قارون کا خزانہ اور حضرت نوحؑ کی عمر دیتی ہے دے وہ شراب تا کہ تیرے سامنے کامیابی اور لمبی عمر کا دروازہ کھل جائے۔

بیا ساقی آں ارغوانی قدح (۷۴) کہ باید زفیضش دلِ و جاں فرح
بمن دِہ کہ از غم خلاصم دہد (۷۵) نشانِ رَہِ بزمِ خاصم دہد

حل لغت:

٭ ارغوانی قدح۔گلابی رنگ کی شراب فرح۔راحت۔

ترجمہ:

☆ اے ساقی! آ اور وہ گلابی رنگ کی شراب دے کہ جس کے فیض سے دل اور جان کو راحت حاصل ہو۔دے مجھے کہ وہ مجھے غم سے چھٹکارا دے اور خاص بزم کے راستے کا پتہ نشان بتائے۔

بیا ساقی آں مے کہ جاں پرورت (۷۶) دِل خستہ راہمچو جاں درخورست
بدہ کز جہاں خیمہ بیروں زنم (۷۷) سرا پردہ بالائے گردوں زنم

حل لغات:

٭ ہمچو جاں خورست: جان کی طرح کام کی چیز ہے۔ ٭ سراپردہ: خیمہ۔ ٭ بالائے گردوں: آسمان پر۔

ترجمہ:

☆ اے ساقی آ: اور وہ شراب جو جاں فزا ہے اور جو زخمی دل کے لیے جان کی طرح بڑے کام کی چیز ہے وہ مجھے دے تا کہ میں اس دنیا سے اپنا خیمہ اکھاڑ کر او نچے آسمان پر گاڑ دوں۔

بیا ساقی آں مے کہ حال آورد (۷۸) کرامت فزاید کمال آورد
بمن دہ کہ بس بیدل افتادہ اَم (۷۹) وزیں ہردو بیحاصل افتادہ اَم

حل لغت:

* حال آورد۔حال لاتی ہے۔ * فزاید۔بڑھاتی ہے۔ * بیدل۔عاشق۔

ترجمہ:

☆ اے ساقی! وہ شراب لا کہ جو حال لے آئے۔(مست کردے) جو بزرگی بڑھادے اور کمال پیدا کردے۔تو مجھے دے کہ میں بیدل عاشق ان دونوں جہانوں سے کوئی فائدہ حاصل کیے بغیر پڑا ہوا ہوں۔

بیا ساقی آں آب اندیشہ سوز (۸۰) کہ گر شیر نوشد شود بیشہ سوز
بدہ تا روم بر فلک شیر گیر (۸۱) بہم بر زنم دام ایں گُرگ پیر

حل لغت:

* اندیشہ سوز۔فکر کو جلا دینے والی۔ * بیشہ۔جنگل۔ * بہم بر زنم۔اکھاڑ دوں، توڑ ڈالوں۔ * گرگِ پیر۔بوڑھا بھیڑیا (آسمان) * دام: جال۔

ترجمہ:

☆ اے ساقی آ اور فکر کو جلا دینے والا پانی دے۔کہ جسے اگر شیر بھی پی لے تو جنگل کو آگ لگا دے۔تو مجھے عطا کرتا کہ میں شیر کو پکڑنے کے لیے آسمان پر جاؤں اور اُس بوڑھے بھیڑیئے (آسمان) کے دام کو توڑ ڈالوں۔

ترجمہ:

☆ اے ساقی! آ اور فکر کو جلا دینے والا پانی دے۔کہ جسے اگر شیر بھی پی لے تو جنگل کو آگ لگا دے۔تو مجھے عطا کرتا کہ میں شیر کو پکڑنے کے لیے آسمان پر جاؤں اور اُس بوڑھے بھیڑیئے (آسمان) کے دام کو توڑ ڈالوں۔

بیا ساقی آں بکرِ مستورِ مست (۸۲) کہ اندر خرابات دارد نشست
بمن دہ کہ بدنام خواہم شدن (۸۳) مریدِ مے و جام خواہم شدن

حل لغت:

* بکر مستور مست۔پردہ نشین مست دوشیزہ' کنواری لڑکی * خواہم شدن۔میں ہونا چاہتا ہوں۔

ترجمہ:

☆ اے ساقی! آ اور وہ پردہ نشین مست دوشیزہ (شراب) جو شراب خانے میں بیٹھی ہوئی ہے۔وہ مجھے عطا کردے کہ میں بدنام ہونا چاہتا ہوں اور مجھے شراب جام کا مرید ہونے کی تمنا ہے۔

-----***-----

ساقی نامہ نمبر (۲)

بیا ساقی آں مے کہ حورِ بہشت (۱) عبیرِ ملائک دراں می سرشت
بدہ تا بخورے بر آتش کنم (۲) دماغِ خرد را دمے خوش کنم

حل لغت:

* عبیر ملائک۔فرشتوں کی خوشبو‘فرشتوں کا عبیر‘ایک خوشبودار سفوف (پوڈر) ہے جو مختلف خوشبوؤں سے بنایا جاتا ہے * بخورے۔خوشبودار دھونی‘اگربتی۔

ترجمہ:

☆ اے ساقی! آ اور وہ شراب جس میں بہشت کی حوروں نے فرشتوں کا عبیر ملایا ہوا ہے۔مجھے عطا کردے تاکہ میں اُسے آگ پر ڈال کر اُس کی خوشبو سے دم بھر کے لیے عقل کے دماغ کو خوش کرلوں۔یعنی اس کی خوشبودار دھونی سے دماغ معطر کرلوں۔

بیاساقیٔ آں مے کہ تیزی کند (۳) بباغِ دِلم مشک بیزی کند
بدہ تا بنوشم بیاد کسے (۴) کہ ہست از غمش دردِلم خوں بسے

حل لغت:

* مشک بیزی۔مشک بکھیرنا۔

ترجمہ:

☆ اے ساقیؔ! آ اور وہ شراب جو تیزی کرے اور میرے دل کے دماغ میں مشک بکھیر دے۔مجھے مرحمت کرتا کہ میں اُس شخص کی یاد میں نوش کروں جس کے غم سے میرا دل خون ہو چکا ہے۔

بیا ساقی ازمے ندارم گزیر (۵) بیک جامِ باقی مرا دست گیر
کہ از دورِ گردوں بجاں آمدم (۶) رواں سوئے دیرِ مغاں آمدم

حل لغت:

* ندارم گزیر۔میں بچ کر بھاگ نہیں سکتا * مرادست گیر۔میرا ہاتھ پکڑ‘میری مدد کر

ترجمہ:

☆ اے ساقی! آ کہ شراب پینے کے بغیر کوئی چارہ نہیں ہے۔تو ایک بچے ہوئے پیالے سے میری مدد کر کیونکہ میں گردشِ آسماں سے تنگ آ کر میخانے کی طرف دوڑتا ہوا پہنچا ہوں، آیا ہوا ہوں۔

بیا ساقی از کنجِ دیرِ مغاں (۷) مشو دُور کانجاست گنجِ رواں
ورت شیخ گوید مرو سوئے دیر (۸) جوابش چہ گوئی بگو شب بخیر

حل لغت:

* کنج۔گوشہ، کونہ * دیرمغاں۔میخانہ * گنج رواں۔کیخسرو کے خزانے کا نام، مرادشراب * وَرت۔اگر تجھ کو

ترجمہ:

☆ اے ساقی! آ اور میخانے کے کونے سے تو دُور نہ ہو کیونکہ وہاں پر گنج رواں ہے۔اگر تجھے شیخ کہے کہ تو بت خانے کی طرف نہ جا تو تو اس کے جواب میں کیا کہے گا؟ کہہ دینا کہ شب بخیر۔

بیا ساقی آں جام صافی صفت (۹) کہ بر دِل کشاید درِ معرفت
بدہ تا صفائے دروں آردم (۱۰) دَمے از کدورت بروں آردم

حل لغت:

* جامِ صافی صفت۔صاف وشفاف جام * آردم۔مجھے لادے

ترجمہ:

☆ اے ساقی! آ اور صاف وشفاف شراب کا وہ جام جو دل پر معرفت کا دروازہ کھول دے، مجھے دے۔تا کہ وہ میرا دل صاف کر کے تھوڑی دیر کے لیے مجھے کدورت سے نکال باہر کردے۔

بیا ساقی آں آتشِ تابناک (۱۱) کہ زردشت می جوئیدش زیرِ خاک
بمن دہ کہ درکیشِ رندانِ مست (۱۲) چہ دنیا پرست وچہ آتش پرست

حل لغت:

* تابناک۔روشن * زردشت۔آتش پرستوں کا پیغمبر * کیش۔مذہب

ترجمہ:

☆ اے ساقی آ! اور وہ جلتی ہوئی آگ جسے زردشت خاک کے نیچے تلاش کررہا ہے، مجھے دے دے کیونکہ مست رندوں کے مذہب میں کیا دنیا پرست اور کیا آتش پرست دونوں ایک جیسے ہیں۔

بیا ساقی اکنوں کہ شد چوں بہشت (۱۳) زروئے تو ایں بزم عنبر سرشت

خُذِا لْجَامِ لَاتَخْش فِیهِ الْجُنَاح (۱۴) کہ درباغِ جنت بود مے مباح

حل لغت:

* اکنوں۔اَب * عنبر سرشت۔خوشبو میں گوندھی ہوئی * خذ الجام۔جام پکڑ * لاتخش۔مت ڈر * فیہ الجناح۔اس گناہ سے * مباح۔حلال جائز

ترجمہ:

☆ اے ساقی! آ کہ اب تیرے چہرے سے یہ خوشبودار محفل بہشت کے مانند ہوگئی ہے۔تو جام پکڑ اور اس بارے میں گناہ سے خوف نہ کھا کیونکہ بہشت کے باغ میں شراب حلال ہے۔

بیا ساقی آں جامِ یاقوت وش (۱۵) کہ بر دل کشاید درِ وقت خوش
بدہ ویں نصیحت زمن گوش کُن (۱۶) جہاں جُملہ ہیچست مَے نوش کن

حل لغت:

* یاقوت وش۔یاقوت جیسا سرخ۔

ترجمہ:

☆ اے ساقی! آ اور مجھے یاقوت جیسا جام جو دل پر خوشحالی کا دروازہ کھول دے،عطا کر اور میری یہ نصیحت سُن! کہ یہ سارا جہاں کچھ بھی نہیں ہے تو شراب پی۔

با ساقی از بیوفائی عمر (۱۷) ببین و زمَے کن گدائی عمر
کہ مے عمرِ باقی بیفزایدت (۱۸) درے ہردم از غیب بکشایدت

حل لغت:

* گدائی عمر۔زندگی کی بھیک * بیفزاید۔اضافہ کرے۔

ترجمہ:

☆ اے ساقی! آ اور زندگی کی بیوفائی پر نظر کر اور شراب سے زندگی کی بھیک طلب کر کیونکہ یہ شراب تیری زندگی کو لمبا کر دے گی،عمر میں اضافہ کر دے گی اور ہر پل تجھ پر غیب سے ایک دروازہ کھول دے گی۔

بیا ساقی از مے طلب کامِ دِل (۱۹) کہ بے مے ندارم من آرام دل
گر از ہجرِ جاں تن صبوری کند (۲۰) دِل از مے تواند کہ دوری کند

حل لغت:

* کام دل۔دلی مقصد * صبوری۔صبر۔

ترجمہ:

☆ اے ساقی! آ اور شراب سے اپنی دلی مراد طلب کر کیونکہ شراب کے بغیر مجھے دل کا آرام میسر نہیں ہے۔ اگر تن بدن جان (محبوب) کی جدائی برداشت کر لے تو پھر دل بھی شراب سے دوری گوارا کر سکتا ہے۔

بیا ساقی ایمن چہ باشی کہ دہر (۲۱) بر آنست کِت خوں بریزد بقہر
دریں خونفشاں عرصۂ رستخیز (۲۲) تو خون صراحی بساغر بریز

حل لغت:

* ایمن۔امن سے * دہر۔زمانہ * کِت۔کہ تیرا * عرصۂ رستخیز۔میدان جنگ۔

ترجمہ:

☆ اے ساقی! آ' تو امن سے کیوں بیٹھا ہوا ہے؟ جب کہ زمانہ یہ عزم کئے ہوئے ہے کہ تجھے قہر وغضب سے تیرا بہادے۔ تو قیامت کے اس میدان جنگ میں صراحی کا خون (شراب) جام میں ڈال دے۔ یعنی شراب سے صراحی بھر دے۔

بیا ساقی از من مکن سر کشی (۲۳) کہ از خاکی آخر نہ از آتشی
قدح پر کن از مے کہ مَے خوش بود (۲۴) خصوصاً کہ صافی و بیغش بود

حل لغت:

* قدح۔شراب کا بڑا پیالہ * صافی۔صاف ومصفا شراب * بیغش۔ملاوٹ کے بغیر۔

ترجمہ:

☆ اے ساقی! آ' اور تو مجھ سے سرکشی نہ کر کہ آخر تو خاکی پتلا ہے آگ سے پیدا نہیں ہوا ہے۔ شراب سے یہ بڑا پیالہ بھر دے کیونکہ شراب بہت اچھی ہوتی ہے خاص کر وہ شراب جو صاف اور بغیر ملاوٹ کے ہو۔

بیا ساقی آں راحِ ریحاں نسیم (۲۵) بمن دِہ کہ نہ زر بماند نہ سیم
زرے را کہ بیشک تلف در پے ست (۲۶) بے دِہ کہ درمانِ دلہا مے ست

حل لغت:

* راحِ ریحان نسیم۔نیاز بو کی سی خوشبو رکھنے والی شراب * بہ مے دہ۔شراب کے لیے دے دے۔

ترجمہ:

☆ اے ساقی! آ' اور نیاز بو جیسی خوشبو والی وہ شراب عطا کر دے کیونکہ نہ تو یہ سونا باقی رہے گا اور نہ یہ چاندی ہی باقی رہے گی۔ وہ سونا کہ جس کے پیچھے بیشک خرابی و بربادی لگی ہوئی ہے دے کر شراب لے لے۔ کیونکہ دلوں کا علاج اس شراب سے ہی ہوتا ہے۔

بیا ساقی آں بادۂ لعلِ صاف (۲۷) بدہ تا کے ایں شیدو تزویر ولاف
زتسبیح و خرقہ ملولم مدام (۲۸) بہ مے رہن کن ہر دو را والسلام

* بادۂ لعل۔لعل کی طرح سرخ شراب * شید۔جھوٹ * تزویر۔مکروفریب * لاف۔شیخی،ڈینگ۔گپ * خرقہ۔گدڑی * مدام۔ہمیشہ * رہن۔گروی۔

ترجمہ:

☆ اے ساقی! آ' صاف اور لعل جیسی سرخ شراب دے۔یہ جھوٹ اور مکروفریب اور لاف زنی کب تلک؟ میں اس تسبیح اور گدڑی سے بڑار نجیدۂ خاطر ہوں۔ان دونوں کوتو شراب کے بدلے میں گروی رکھ دے۔اور بس سلام۔

بیا ساقی آں بادۂ رُوح بخش (۲۹) بدہ تا نشینم بر پشتِ رخش
تہمتن صفت رو بمیداں کنم (۳۰) بکامِ دل آہنگِ جولاں کنم

حل لغت:

* بادہ۔شراب * رخش۔گھوڑا * تہمتن۔رستم کالقب * آہنگ جولاں۔جولانی کاارادہ'دوڑنے کاقصد۔

ترجمہ:

☆ اے ساقی! آ' اور زندگی بخشنے والی شراب دے دے تاکہ میں گھوڑے کی پشت پر سوار ہوسکوں اور رستم کی طرح اپنا رخ میدان کی جانب اور دل کی مراد حاصل کرنے کے لیے دوڑنے کاارادہ کروں۔

بیا ساقی از من برو پیشِ شاہ (۳۱) بگویش زمن کاے شہِ جم کُلاہ
دلِ بینوایانِ مسکیں بجوئے (۳۲) پس آنگاہ جامِ جہاں بیں جوئے

حل لغت:

* جم کلاہ۔جمشید جیسے تاج والے * جام جہاں بیں۔جمشید بادشاہ کاجام'جس میں وہ زمانے کے حالات دیکھ لیتاتھا

ترجمہ:

☆ اے ساقی! آ اور میری جانب سے بادشاہ کی جناب میں حاضر ہوکر التجا کر کہ اے جمشید جیسے تاج والے بادشاہ! تو پہلے ان بے نوا مسکینوں کی دلجوئی کر اور بعد میں شیریں جامِ جہاں نما کی تلاش میں مشغول ہو۔

بیا ساقی آں کزاں جامِ جم (۳۳) زند لافِ بینائی اندر عدم
بمن دہ کہ باشم بتائیدِ جام (۳۴) چو جم آگہ از سرِّ عالم تمام

حل لغت:

* جام جم۔جمشید کاجام * زندلاف۔ڈینگ مار * عدم۔نیستی۔

ترجمہ:

☆ اے ساقی! آ' اور وہ شراب کہ جس سے جمشید کا جام بھی نیستی کے عالم میں بینائی کی لاف زنی کر رہا ہے، مجھے عطا کر دے کہ میں اس جام کی مدد سے جمشید کی طرح دنیا و کائنات کے تمام راز جان جاؤں۔

بیا ساقی آں جام پُر کن زمَے (۳۵) کہ گویم ترا حالِ کسریٰ و کَے
بمستی تواں دُرِّ اسرار سفت (۳۶) کہ در بیخودی راز نتواں نہفت

حل لغت:

✵ کسریٰ و کے۔کسریٰ و کیقباد۔ایران کے قدیم شان وشوکت کے حامل بادشاہ ✵ درِ اسرار۔رازوں کے موتی

ترجمہ:

☆ اے ساقی! آ' اور شراب سے وہ پیالہ پُر کر دے کہ میں تجھ سے کسریٰ و کیقباد کا حال بیان کروں۔رازوں کے موتی مستی میں تو پروئے جاسکتے ہیں مگر بیخودی میں بھید کو چھپایا نہیں جاسکتا۔

بیا ساقی آن مَے کہ حکمش[1] ز جام (۳۷) بکیخسرو و جم فرستد پیام
بدہ تا بگویم بآوازِ نَے ! (۳۸) کہ جمشید کے بود د کاؤسِ کَے

حل لغت:

✵ اے ساقی! آ' اور وہ شراب کہ جس کا حکم جام سے کیخسرو اور جمشید کو پیغام بھیجتا ہے۔وہ دے تا کہ میں بانسری کی آواز کے ساتھ یہ بتاؤں کہ جمشید کب ہوا؟ اور کاؤس کب تھا؟

بیا ساقی آں مے کہ شاہی دہد (۳۹) بپاکیٔ او دِل گواہی دہد
بمن دہ کہ تاگردم از عیب پاک (۴۰) خرام بعشرت بہ تیرہ مغاک

حل لغت:

✵ تیرہ مغاک۔اندھیری غار (مراد دنیا)

ترجمہ:

☆ اے ساقی! آ' وہ شراب جو کہ بادشاہی دیتی ہے اور جس کی پاکی و پاکیزگی کی گواہی یہ دل بھی دیتا ہے، مجھے مرحمت کر تا کہ میں عیب اور خطاؤں سے پاک ہو جاؤں اور اس اندھیری غار (دنیا) میں خوش خوش ٹہلوں' سیر کروں۔ناز سے چلوں پھروں۔

---

[1] بعض نسخوں میں عکسش ہے جو بہتر لگتا ہے۔

بیا ساقی آں جام چوں مہر و ماہ (۴۱) بدہ تا زنم بر فلک بارگاہ
چو شد باغِ روحانیاں مسکنم (۴۲) دریںجا چرا تختہ بندِ تنم

حل لغت:

* تختہ بندتنم۔ میں تن بدن کا قیدی ہوں۔

ترجمہ:

☆ اے ساقی! آ' سورج اور چاند جیسا وہ جام عطا کرتا کہ میں آسمان پر بزم جماؤں اور حانیوں کا چمن جب میرا مسکن بن گیا ہے تو میں پھر اس دنیا میں اپنے تن بدن کی قید میں کیوں رہوں؟

بیا ساقی آں جام چوں سلسبیل (۴۳) کہ دِل را بفردوس باشد دلیل
بدستم دہ و روئے دولت ببیں (۴۴) خرابم کن و گنجِ حکمت ببیں

حل لغت:

* سلسبیل۔ بہشت کا ایک چشمہ * خرابم کن۔ مجھے سرمست کردے۔

ترجمہ:

☆ اے ساقی! آ' بہشت کے چشمے سلسبیل جیسا وہ جام جو جنت کی جانب سے دل کی رہنمائی کرے، میرے ہاتھوں میں تھما دے اور دولت کا چہرہ دیکھ! مجھ کو سرمست و بیخود کردے اور حکمت کے خزانے پر ایک نظر ڈال۔

بیا ساقی از بادہ ہائے کہن! (۴۵) زجامِ پیاپے مرامست کن
چو مستم کنی از مئے بے غشت (۴۶) بہ مستی بگویم سرودِ خوشت

حل لغت:

* بادہ ہائے کہن۔ پرانی شراب * پیاپے۔ لگاتار * بےغشت۔ ملاوٹ کے بغیر * سرود۔ نغمہ

ترجمہ:

☆ اے ساقی! آ' اور پرانی شراب کے لگاتار پیالے پلا جو مجھ کو سرمست و بیخود کردے۔ جب تو مجھے اپنی اس پرانی شراب سے مست و بیخود کرڈالے گا تو میں پھر تجھے مستی کے عالم میں بڑا اچھا نغمہ سناؤں گا۔

اگر ہمچو جم جام گیری بدست (۴۷) بہ بینی دراں آئینہ ہرچہ ہست!

بمستی درِ پارسائی زنی (۴۸) دم [1] خسروی در گدائی زنی

حل لغت:

* جم۔جمشید * دَمِ خسروی۔پادشاہی کا دَم

ترجمہ:

☆ جمشید کی طرح اگر تو جام ہاتھوں میں لے لے گا تو پھر اُس آئینے میں دنیا کے جملہ حالات دیکھ لے گا۔ تو عالم مستی میں پارسائی کا دروازہ کھٹکھٹائے گا اور فقیری میں بادشاہی کا دم مارے گا۔

کہ حافظ چومستانہ سازد سرود (۴۹) زچرخش دہد زہرہ آوازِ رُود

بتاثیر صبح از طبقہائے نُور (۵۰) بگوش آیدم ہردم از لفظِ حُور

حل لغت:

* بتاثیر صبح۔صبح صادق کی روشنی * سرود۔نغمہ * زہرہ۔ستارہ * رُود۔ساز

ترجمہ:

☆ کہ حافظ جب مستوں کی طرح نغمہ سرائی کرے گا تو آسمان سے زہرہ رود کے ساز کے ساتھ ہم نوائی کرے گا۔صبح سویرے نور کے طبقوں سے پل پل مجھے حُور کے الفاظ میں یہ بات سنائی دے گی۔

بیا تا خرِد را قلم در کشیم (۵۱) ز مستی بعالم علَم درکشیم

زجامِ دمَا دَم دَمے دَم زنیم (۵۲) زمے آب بر آتشِ غم زنیم

حل لغت:

* خرِد۔عقل * علَم۔جھنڈا * دمادم۔دم بدم۔ * دمے:دم بھر کے لئے تھوڑی دیر کے لئے۔

ترجمہ:

☆ تو آ کہ ہم عقل وخرد (کے دفتر) پر قلم پھیر دیں اور دنیا میں مستی کے جھنڈے کو اونچا کردیں۔ہم ہردم لگا تار جام بھرنے کا تھوڑی دیر کے لئے دم بھریں اور شراب سے غم کی آگ پر پانی چھڑک دیں یعنی اس آگ کو ٹھنڈا کردیں۔

یک امروز بایکدگر مَے خوریم (۵۳) چو فرصت نباشد دِگر کے خوریم

کہ آنہا کہ بزمِ طرب ساختند (۵۴) بیزمِ طرب ہم نپرداختند

---

[1] بعض نسخوں میں دم کی جگہ در (بہ اضافت) ہے اور دوسرا در بغیر اضافت کے ہے اس صورت میں ترجمہ یوں ہوگا: فقیری میں بادشاہی کا دروازہ کھٹکھٹائے گا۔

حل لغت:

* یک امروز۔ کسی ایک دن * نپرداختند۔ مشغول نہ ہوئے۔

ترجمہ:

☆ ایک روز ہم باہم مل کر شراب نوشی کریں گے کیونکہ اگر موقع ہی نہ مل سکا تو پھر کب پی سکیں گے کیونکہ وہ لوگ بھی کہ جنھوں نے خوشی کی محفل سجائی وہ خوشی کی محفل میں شریک نہ ہو سکے۔

ازیں دامگہِ دیر بادے مغاک (۵۵) برفتند و بردند حسرت بخاک

بایں تختِ فیروزہ فیروز کیست (۵۶) ز ایامِ عمر آنکہ بہروز کیست

حل لغت:

* دام گاہ۔ پھندے کی جگہ (دینا) * مغاک۔ غار، گڑھا * تخت فیروزہ۔ فیروزی رنگ کا تخت نیلا آسمان مراد دنیا کا تخت * بہروز۔ خوش نصیب۔ * فیروز۔ کامیاب۔

ترجمہ:

☆ وہ اس زمانے کی قدیم اندھیری غار کی جانب چلے گئے اور اپنی حسرت خاک میں ہی لے گئے۔ اس فیروزی آسمان کے نیچے یعنی دنیا میں فتحیاب کون ہوا ہے، کسے کامیابی ملی ہے؟ زندگانی کے دن رات میں کون خوش نصیب ہوا ہے؟

دریغا جوانی کہ برباد شد ! (۵۷) خنک آنکہ از عالم آزاد شد

حل لغت:

* دریغا۔ افسوس * خنک آنکہ۔ خوش حال وہ ہے

ترجمہ:

☆ افسوس ہے اس جوانی پر جو برباد ہو کر رہ گئی ہے۔ وہ شخص بڑے آرام سکون سے ہے جو کہ اس سے آزاد ہو چکا ہے۔ جسے موت آ گئی ہے۔

----***----

ساقی نامہ نمبر (۳)

بدہ ساقیا مے کہ تادم زنیم (۱) قلم برسرِ ہردو عالم زنیم
سبک باش و رطلِ گرانم بدہ (۲) وگر فاش نتواں نہانم بدہ

حل لغت:

* تادم زنیم۔ہم زندگی کا دم ماریں * سبک باش۔جلدی کر * رطل گراں۔بڑا پیالہ۔

ترجمہ:

☆ اے ساقی! تو ہمیں شراب دے تاکہ ہم زندگی کا دم ماریں (سانس لیں) اور ان دونوں جہانوں کے غم کو غلط کرتے جائیں۔ جلدی کر اور مجھے ایک بڑا پیالہ دے۔اور اگر اعلانیہ نہیں تو نہ سہی چپکے سے ہی دے دے۔

کہ ایں چرخ واِیں انجمِ آبنوس (۳) بسے یاد دارد چو بہرام وطوس
بسے[1] کو زدے کوس برپشتِ پیل (۴) زدندش بناکام طبلِ رحیل

حل لغت:

* انجم آبنوس۔آبنوس ایک سیاہ رنگ کی لکڑی ہوتی ہے' ستاروں کو آبنوس اس لیے کہا ہے کہ یہ رات کو کھلتے ہیں * بہرام وطوس۔ ایرانی بادشاہوں کے نام * زدے کوس۔نقارے بجاتا تھا * طبل رحیل۔چلنے کا نقارہ

ترجمہ:

☆ کہ اس آسمان اور ان آبنوسی ستاروں کو بہرام اور طوس جیسے عالی شان بادشاہوں کی کہانیاں یاد ہیں ان میں بہت سے لوگوں نے ہاتھی کی پیٹھ پر بیٹھ کر نقارے بجائے اور بالآخر ناکامی میں خود انہوں نے اپنے کوچ کا نقارہ بجا دیا یعنی ناکامی میں مر گئے۔

مُجز ایں مرکزِ ہفت پرکار نیست (۵) جز ایں ہفت پرکار پرکار نیست
تو درخانۂ شش دری ششدری (۶) کہ او ماندہ تا بنگری بگزری

حل لغت:

* پرکار۔مراد ساتوں آسمان * پرکار۔چالاک * خانہ شش دری۔چھ سمتوں کا گھر مراد دنیا * ششدری۔حیران' پریشان

[1] بعض نسخوں میں بسے کے بجائے کسے ہے۔

٭ تا بنگری۔ جب تو دیکھتا ہے۔

ترجمہ:

☆ ان ساتوں آسمانوں کے مرکز کے سوا کچھ بھی نہیں ہے۔ ان سات آسمانوں کے علاوہ کوئی چالاک وہوشیار نہیں ہے۔ تو اس چھ طرفوں کے گھر (دنیا) میں حیران و پریشان ہے اور اسے تو دیکھتے دیکھتے ہی گزر جائے گا۔

برایوانِ شش طاقِ خضرا نشیں (۷) بمنزلِ گہِ جاں نشیمن گزیں

بدہ ساقی آن آبِ آتش فشاں[1] (۸) ازآں پیش کز ما نیابی نشاں

حل لغت:

٭ ایوان شش طاق۔ چھ محرابوں والا محل (دنیا) ٭ نشیمن۔ آشیانہ ٭ آتش فشاں۔ آگ برسانے والا ٭ نشان۔ نشان

ترجمہ:

☆ تو ان چھ سبز محرابوں والے محل میں بیٹھ جا اور جان کی محفل میں اپنا نشیمن بنا لے۔ اے ساقی! مجھے وہ آگ برسانے والا (شراب) دے۔ قبل اس کے کہ ہمارا نام ونشان تک نہ رہے۔

کہ در آتش ست ایں دلِ روشنم (۹) ہمانا کہ آبے بر آتش زنم

کہ فیروز فرخِ منوچہر چہر (۱۰) شنیدم کہ در عہد بوزرجمہر

نوشتہ است برجامِ نوشیرواں (۱۱) کہ بفزائے ازجامِ نوشین رواں

حل لغت:

٭ ہمانا۔ شاید ٭ فیروز فرخ۔ فتحمند، بااقبال ٭ منوچہر۔ ایک بادشاہ کا نام ٭ بوزرجمہر۔ نوشیرواں عادل کا وزیر ٭ جامِ نوشیں۔ شیریں جام ٭ رواں۔ روح۔

ترجمہ:

☆ میں نے سنا ہے کہ منوچہر جیسے فتح مند بااقبال ایک بادشاہ نے بوزرجمہر کے دور میں نوشیرواں کے جام پر تحریر کیا تھا کہ تو شیریں جام سے اپنی روح کو تر وتازہ رکھ۔

اگر پور زالی وگر پیر زال! (۱۲) بدستاں نمانی، شوی پایمال

زمن بشنو اے پیرِ آموز گار (۱۳) مکن تکیہ برگردشِ روزگار

حل لغت:

٭ اگر پورِ زالی۔ اگر تو زال کا بیٹا ہے' زال کا بیٹا رستم تھا ٭ پیر زال۔ بوڑھی عورت۔

---

[1] بعض نسخوں میں فشاں کی جگہ نشان ہے۔

ترجمہ:

☆ اگر تو زال کا بیٹا رستم ہے یا کسی بوڑھی عورت کا ہے، کچھ بھی ہے۔ تو ہوشیاری و چالاکی سے بچ نہ سکے گا۔ آخر تو اس زمانے کے ہاتھوں پامال ہوگا اور مرجائے گا۔ اے زمانے کو سکھانے والے بوڑھے مجھ سے سن! کہ تو اس زمانے کی گردش پر بالکل بھروسا نہ کرنا۔

کہ ایں منزلِ درد و جائے غم ست (۱۴) دریں دامگہ شادمانی کم ست
بدہ ساقی آں لعلِ یاقوت رنگ (۱۵) کہ بُرد از رُخِ لعل و یاقوت رنگ

حل لغت:

* دامگہ۔ جال کی دنیا (دنیا) * لعلِ یاقوت رنگ۔ سرخ شراب

ترجمہ:

☆ کہ یہ درد کی منزل ہے اور غم کی جگہ ہے۔ اس دام کے گھر (دنیا) میں خوشی تو بالکل مفقود ہے۔ اے ساقی! وہ یاقوت کے رنگ جیسا لعل (سرخ رنگ کی شراب) دے کہ جس نے لعل و یاقوت کے چہرے کا رنگ اڑا کر رکھ دیا ہے۔

رواں در دہ آں مے چو آبِ رواں (۱۶) نہ آبِ رواں کآفتابِ عیاں
شہانیکہ اینجا نشستند شاد (۱۷) برفتند و از کس نکردند یاد

حل لغت:

* آبِ رواں۔ جاری و بہتا ہوا پانی * عیاں۔ روشن، ظاہر * رواں در دہ۔ فوراً دے دے۔

ترجمہ:

☆ فوراً تو جاری پانی جیسی وہ شراب دے جو بہتا ہوا پانی نہیں بلکہ اک روشن آفتاب ہے۔ وہ بادشاہ جو اس دنیا میں خوش و خرم رہے وہ چلے گئے اور انہوں نے کسی کو یاد بھی نہ کیا۔

کدام ست جامِ جم و جم کجاست (۱۸) سلیماں کجا رفت و خاتم[1] کجاست
کہ می داند از فیلسوفانِ حَے (۱۹) کہ جمشید کے بود و کاؤس کے

حل لغت:

* جام جم۔ جمشید کا جام * جم۔ جمشید * خاتم۔ انگوٹھی * فیلسوفان حَے۔ حی قبیلہ کے فلسفہ دان۔

ترجمہ:

☆ جمشید کا جام کہاں ہے اور جمشید کہاں ہے؟ سلیمان کہاں چلا گیا اور اس کی وہ انگوٹھی کہاں چلی گئی ہے؟ قبیلہ حے کے فلسفہ دانوں میں سے کون یہ جانتا ہے کہ جمشید کب ہوا۔ اور کاؤس کب تھا؟

---

1. بعض نسخوں میں خاتم کی جگہ حاتم ہے مگر سباق وسیاق کی رو سے خاتم ہی بہتر ہے۔

چو سوئے عدم گام برداشتند (۲۰) دریں بُقعہ جز نام نگزاشتند
چہ بندی دِل اندر سپنجی سرائے (۲۱) کہ چوں بگوری بازمانی بجائے

حل لغت:

* بُقعہ۔رہنے کا مکان مراد دنیا * سپنجی سرائے۔کمزور بنیادوں والی (دنیا) * عدم۔فنا، نیستی۔

ترجمہ:

☆ انہوں نے جب نیستی کے ملک کی طرف قدم اٹھایا تو اس دنیا میں انہوں نے اپنے نام کے سوا کچھ نہ چھوڑا۔تو اس فانی و عارضی (دنیا) سے دلبستگی کیوں کرتا ہے؟ جب تو یہاں سے چلا جائے گا تو سب کچھ یہیں رہ جائے گا۔کچھ ساتھ نہ لے جاسکے گا۔

دراں بستنِ دل ز دیوانگیست (۲۲) باو آشنائی ز بیگانگیست!
دریں دارِ شَشدر نیابی تو کام (۲۳) مجالِ مجال و مقامِ مقام

حل لغت:

* بستنِ دِل۔دل کا لگانا * دارِ ششدر۔چھ طرفوں والا گھر (دنیا)

ترجمہ:

☆ اس سے دل لگانا دیوانہ پن ہے اور اس سے محبت کرنا بیگانگی ہے۔تو اس چھ طرفوں کے گھر (دنیا) میں اپنی مراد حاصل نہ کر سکے گا۔کیونکہ یہاں پر کسی لیے بھی قیام کی کوئی جگہ نہیں ہے اور نہ کسی میں ہمیشہ رہنے کی طاقت ہی ہے۔

بروطے کن این ہفت طومار را (۲۴) قلم درکش ایں ہفت پرکار را

حل لغت:

* طومار۔دفتر، پلندہ * ہفت پرکار۔ساتوں آسمان، سات اقلیم۔

ترجمہ:

☆ تو جا اور ان سات اقلیموں کو طے کرلے اور ان ساتوں آسمانوں پر قلم پھیر دے۔یعنی دنیا و کائنات کو مٹا دے کہ یہاں سے کچھ حاصل نہیں ہوا۔

----***----

ساقی نامہ نمبر (۴)

بدہ ساقی آں آبِ آتش خواص (۱) کزاں بلکہ یابم ز آتش خلاص
بدیں سقفِ نہ پایۂ شش رواق (۲) تواں زد بیک جامِ مے چار طاق

حل لغت:

* آتش خواص۔آگ کی خاصیت رکھنے والی * خلاص۔نجات' چھٹکارا * سقف نہ پایہ۔نوستونوں والی چھت،مراد آسمان * شش رواق۔چھ چھجوں والامراد آسمان * چار طاق۔راوٹی جوایک طرح کا خیمہ ہے * مطبخ کا خیمہ۔اربعہ عناصر بھی مراد ہے۔

ترجمہ:

☆ اے ساقی! آگ کی خاصیت رکھنے والا پانی (شراب) دے تا کہ میں غم کی آگ سے چھٹکارا حاصل کرسکوں۔ اس چھ چھجوں والا اور نوستونوں والی چھت (آسمان) پر (شراب) کے ایک جام سے میں اسے چاروں طرف سے مار گراؤں۔

دریں دہ گرد ہے سیاوش و شند (۳) کہ پیرانِ دہ را بآتش کنند
اگر عاقلی خیز و دیوانہ شو (۴) مریز آبِ خود خاکِ میخانہ شو

حل لغت:

* سیاوش وشند۔کیکاؤس کے بیٹوں کے نام * مریز آبِ خود۔اپنی آبرومت گنوا۔ * وشند۔وش اند،کی طرح ہیں۔

ترجمہ:

☆ اس گاؤں میں کیکاوس کے بیٹوں جیسا ایک گروہ ہے جوگاؤں کے بوڑھوں کو آگ میں ڈال دیتا ہے۔اگر تو دانا ہے تو اٹھ اور دیوانہ ہوجا۔اپنی آبرومت گنوا اور شراب خانے کی خاک بن جا۔

دم از دِل زنی دردیؑ درکش (۵) دمِ گرم خواہی دمِ سرد کش
پے کارِ دانانِ ہشیار زن (۶) رَہِ درد نوشانِ خمّار زن

حل لغت:

* دردیؑ ودرکش۔تلچھٹ پی * خمار۔بدمست۔

ترجمہ:

☆ اگر تو زندہ دل ہونے کا دعویدار ہے تو پھر شراب کی تلچھٹ پی۔ اور اگر گرم دمی کا طالب ہے تو پھر ٹھنڈی آہ بھر۔ تو داناؤں اور ہوشیاروں کے نقش قدم پر چل اور تلچھٹ پی کر بدمست ہو جانے والوں کا راستہ اپنا لے۔

مشو قید ایں دیرِ خاکی مغاک (۷) کہ ناگہ دہد ہم ببادت چو خاک

بدہ ساقی آں جوہر رُوح را (۸) دوائے دِلِ ریش مجروح را

حل لغت:

✱ مغاک۔ غار، گڑھا ✱ مجروح۔ زخمی۔

ترجمہ:

☆ تو اس خاک کے بت خانے (دنیا) کا قیدی نہ بن کیونکہ یہ اچانک تجھے خاک کی طرح تباہ و برباد کر کے رکھ دے گی۔ اے ساقی! رُوح کا وہ جوہر دے جو زخمی اور دکھی دلوں کی دوا ہے۔ مرہم ہے۔

کہ دوراں چو جام از کفِ جم ربود (۹) اگر عالمے باشدش زاں چہ سُود

چو بنیادِ عمرست نا پائیدار (۱۰) بنقد ایں نفس را غنیمت شمار

حل لغت:

✱ کفِ جم۔ جمشید کا ہاتھ ✱ عالمے باشدش۔ اس کے پاس عالم ہوتا۔

ترجمہ:

☆ زمانے نے جب جمشید کے ہاتھوں سے جام لے لیا تو اگر یہ ہماری دنیا بھی اس کے قبضے میں ہوتی تو بھلا اُسے کیا فایدہ ہوتا؟ جب اس دنیا کی بنیاد ہی ناپائیدار و کمزور ہے تو تو پھر ان موجودہ چند سانسوں کو غنیمت سمجھ۔ کیا پتہ کہ یہ سانس کب ٹوٹ جائے۔

کسے را کہ دستت رسد دستگیر (۱۱) کہ فردا ہماں باشدت دستگیر

شہِ داد گستر کہ ناگہ بمرد (۱۲) نگر اے برادر کہ باخود چہ بُرد

حل لغت:

✱ دستگیر۔ مددگار ✱ فردا کل۔ داد گستر۔ انصاف کرنے والا۔

ترجمہ:

☆ تو جس کسی کی بھی ہو سکے مدد کر دیا کرتا کہ کل کو وہی تمہارا مددگار رہوگا۔ انصاف کرنے والا بادشاہ جو کہ اچانک مر گیا اے برادر! تو دیکھ کہ وہ اپنے ساتھ کیا لے کر گیا ہے؟

تو نیز آنچہ کاری ہماں بدروی (۱۳) چناں کآمدی باز بیروں روی
رہائی نیابد کس از شیب خاک (۱۴) کہ برخاک ننشست از روئے خاک

حل لغت:

* کاری۔کاریدن مصدر، بونا۔بدروی۔درودن مصدر، کاٹنا۔ * شیب: بڑھاپا، پستی۔

ترجمہ:

☆ جو بھی تو بوئے گا وہی کاٹے گا۔جس طرح کہ تو آیا ہے اُسی طرح چلا جائے گا۔اس خاک کی پستی سے وہ شخص چھٹکارا نہیں حاصل کر سکے گا جو عجز کے ساتھ اس خاک پر نہ بیٹھ سکا۔

بایں حُقّۂ سبز چندیں مناز (۱۵) کہ ہم مُہرہ بازست وہم حُقّہ باز
بدہ ساقی آں آبِ افشردہ را (۱۶) بیا زندہ ساز ایں دلِ مُردہ را

حل لغت:

*حقہ سبز۔سبز ڈبیا' مراد آسمان * آبِ افشردہ۔نچوڑا ہوا پانی مراد صاف شراب۔

ترجمہ:

☆ اس سبز ڈبیا (آسمانوں) پر تو اس قدر ناز مت کر کیونکہ یہ شعبدہ باز بھی ہے اور مکار وعیار بھی ہے۔اے ساقی! وہ نچوڑا ہوا پانی (شراب) دے اور اس مردہ دِل کو زندہ کر دے۔

کہ ہر پارۂ خشتے کہ بر منظریست (۱۷) سرِ کیقبادے و اسکندریست
ہر آں گُل در بوستانے بود (۱۸) مہِ عارضِ دِلستانے بود

حل لغت:

* پارہ خشتے۔اینٹ کا ٹکڑا * عارض۔رخسار۔

ترجمہ:

☆ اینٹ کا ہر ٹکڑا جو کہ تجھے دکھائی دیتا ہے وہ کیقباد اور سکندر (یونانی) کا سر ہے۔اور ہر پھول جو چمن میں ہے کسی نہ کسی محبوب کا چاند جیسا رخسار ہے۔

ہر آں شاخ سروے کہ در گُلشنیست (۱۹) قدِ دلبرے زلفِ سیمیں تنیست
شنیدم کہ شوریدۂ مے پرست (۲۰) بہ میخانہ می گفت و جامے بدست

حل لغت:

* سیم تن۔چاندی جیسے بدن والا * شوریدہ۔دیوانہ' بہ میخانہ' میخانہ میں۔

ترجمہ:

☆ سرو کی ہر وہ شاخ جو گلشن میں ہے کسی محبوب کا قد ہے اور کسی چاندی جیسے دِلبر کی زلف ہے۔میں نے سنا ہے کہ ایک شراب پینے والا دیوانہ میخانے میں ہاتھ میں جام لیے یہ کہہ رہا تھا کہ۔

که یابد ازیں کرسیِ زرنشاں (۲۱) بایں سفره بیروں ز دوناں دوناں
بُجز خونِ شاہاں دریں طشت نیست (۲۲) بجز خاکِ خوباں دریں دشت نیست

حل لغت:

* کرسی زرنشاں۔آسمان * سفرہ۔دسترخوان * دوناں۔کمینے * دونان۔دوروٹیاں۔ * طشت۔تھال، پیالہ، تشت۔

ترجمہ:

☆ اس سونے کے نشان والی کرسی (آسمان) سے اس دسترخوان (دنیا) پر کمینوں کے علاوہ دوروٹیاں کون حاصل کرتا ہے؟ اس طشت میں بادشاہوں کے خون کے سوا کچھ بھی نہیں ہے۔اس جنگل میں حسینوں کی خاک کے علاوہ اور کچھ نہیں ہے۔

که ہر کس دریں دورِ گردوں بود (۲۳) زگردوں دلش پُر از خوں بود
بده ساقی آں تلخِ شیریں گوار (۲۴) که شیریں بود باده ازدستِ یار

حل لغت:

* دورِ گردوں۔آسمان کا دور * تلخ شیریں گوار۔خوش ذائقہ تلخ چیز۔

ترجمہ:

☆ اس آسمان کے دور میں جو بھی کوئی شخص ہے اس آسمان کے ہاتھوں سے اس کا دل خون سے بھرا ہوا ہے۔اے ساقی تو وہ خوش ذائقہ و تلخ چیز (شراب) دے دے کیونکہ یار کے ہاتھوں سے ملنے والی شراب میٹھی ہوتی ہے۔

که دارا که دارائے آفاق بود (۲۵) بدارندگی درجہاں طاق بود
چوزیں دارِ ششدر بروں برد رخت[1] (۲۶) نبودش بجز گور و تابوتِ تخت

حل لغت:

* دارائے آفاق۔زمانے کا مالک * بدارندگی۔سلطنت * طاق۔یکتا * دارِ ششدر۔چھ طرفوں والا گھر (دنیا)

1. بعض نسخوں میں پرداخت ہے۔

ترجمہ:

☆ دارا بادشاہ جو سارے زمانے کا مالک اور نظامِ سلطنت کے اعتبار سے دنیا میں یگانہ و یکتا تھا۔ جب وہ اس دنیا سے زندگی کا سازو سامان لے گیا تو اس کے پاس قبر اور تخت کے تابوت کے علاوہ کچھ بھی نہ تھا۔

اگر ہوش مندی بیا بادہ نوش (۲۷) چو نوشی و مے بادہ آئی بہوش

کہ ایں طغرلِ آبنوسی قفس (۲۸) ینفتد ازیں دانہ در دامِ کس

حل لغت:

* بادہ نوش۔ شراب پی * طغرل۔ باز کی طرح کا ایک شکاری پرندہ * آبنوسی قفس، مراد دنیا۔ * آبنوس (سیاہ رنگ) کی لکڑی کا پنجرہ۔

ترجمہ:

☆ اگر تو ہوش مند ہے تو شراب نوشی کر اور جب تھوڑی دیر تو شراب پیئے گا تو ہوش میں آجائے گا۔ یہ آبنوسی پنجرے (دنیا) کا طغرل (بحری) اس دانے سے ہرگز جال میں نہیں پھنسا کرتا۔

درِ خاک روبانِ میخانہ کوب (۲۹) رَہِ میفروشانِ میخانہ روب

مگر آبِ آتش خواصت دہند (۳۰) بمستی زہستی خلاصت دہند !

حل لغت:

* در میخانہ کوب۔ میخانے کا دروازہ کھٹکھٹا * روب۔ جھاڑ دے۔

ترجمہ:

☆ تو میخانے کے خاکروبوں کے دروازے کو کھٹکھٹا اور میکدے کے شراب فروشوں کے راستے میں جھاڑو پھیر کہ شاید کہ تجھے وہ آگ کی خاصیت رکھنے والا پانی (شراب) عطا کردیں اور تجھے مستی میں لاکر ہستی سے چھٹکارا دلادیں۔

بجامے بروں آورندت ز خویش (۳۱) بوحدت رسی پردہ افتد ز پیش

کہ حافظ چودر عالمِ جاں رسید (۳۲) چو از خود بروں شد بجاناں رسید

حل لغت:

* زخویش۔ خود سے، خودی سے * جاناں۔ محبوب۔

ترجمہ:

☆ ایک جام پلا کر وہ تجھے اپنے آپ سے باہر نکال لائیں۔ تو تو وحدت تک پہنچ جائے اور تیرے سامنے سے حجاب اٹھ جائے۔

کیونکہ حافظؔ جب اس جان کی دنیا میں پہنچا تو اس نے خودی کے لباس کو اتار پھینکا تو وہ اپنے محبوب سے جاملا۔

من از آنکہ گردم بہ مستی ہلاک (۳۳) بآئینِ مستاں بریدم بخاک
بتابوتے از چوبِ تاکم کنید (۳۴) براہِ خرابات خاکم کنید

حل لغت:

* بآئینِ مستاں۔مستوں کا طریق کار * چوب۔لکڑی * خرابات۔میخانہ * تاک۔انگور کا درخت/بیل۔

ترجمہ:

☆ مستی کی حالت میں جب میں مرجاؤں اور مستوں کے آئین سے ہٹ جاؤں تو تم انگور کی لکڑی سے میرا تابوت بنانا اور میخانے کی راہ میں مجھے دفن کردینا۔

بآبِ خرابات غُسلم دہید (۳۵) پس آنگاہ بردوشِ مستم نہید
مریزید برگورِ من جز شراب (۳۶) میارید در ماتم جز رباب

حل لغت:

* بآبِ خرابات۔میخانے کا پانی 'شراب * مریزید۔نہ چھڑکنا * گور۔قبر۔

ترجمہ:

☆ تم مجھے خرابات کے پانی (شراب) سے غسل دینا اور پھر رندوں اور مستوں کے کندھوں پر رکھ دینا۔میری قبر کی خاک پر شراب کے علاوہ تم اور کچھ مت چھڑکنا اور میرے ماتم میں تم رباب کے سوا اور کچھ نہ لانا۔

ولیکن بشرطیکہ در مرگِ من (۳۷) ننالد بجُز مطرب و چنگ زن
تو خود حافظاؔ سر ز مستی متاب (۳۸) کہ سلطاں نخواہد خراج از خراب

حل لغات:

* ننالد۔نہ روئے * مطرب۔گویا * چنگ زن۔چنگ بجانے والا * متاب۔مُنہ نہ موڑ۔

ترجمہ:

☆ لیکن اس شرط کے ساتھ کہ میرے مرنے پر گویئے اور سازندے کے سوا کوئی بھی نہ روئے۔اے حافظؔ! تو اس بیخودی و مستی سے منہ نہ موڑ کیونکہ بادشاہ کسی بھی مست وبیخود سے خراج نہیں لیتا۔(کیونکہ دیوانہ اس سے بری ہوتا ہے)۔

----***----

مثنوی

الا اے آہوئے وحشی کجائی (۱) مرا با تست بسیار آشنائی

ترجمہ:

☆ خبردار! اے وحشی ہرن تو کہاں ہے؟ کیونکہ مجھے تجھ سے بڑی محبت ہے، بڑی دوستی ہے۔

دو تنہا و دو سرگردانِ بیکس (۲) دو راہ اندر کمین از پیش و از پس

ترجمہ:

☆ ہم دونوں تنہا اور پریشان و بے سہارا ہیں اور دو راستے آگے اور پیچھے سے ہماری گھات میں ہیں۔

بیا تا حالِ یک دیگر بدانیم (۳) مرادے ہم بجوئیم ار توانیم

ترجمہ:

☆ تو آ کہ ہم ایک دوسرے کے حالات سے باخبر ہوں۔ اور اگر ہو سکے تو ایک دوسرے کی مراد کے لیے بھی سعی کریں۔

کہ می بینم دریں دشتِ مشوش (۴) چراگاہے ندارم خرم و خوش

ترجمہ:

☆ کیونکہ میں دیکھتا ہوں کہ اس پریشان کن جنگل (دنیا) میں کوئی سرسبز اور شاداب چراگاہ نہیں ہے۔

کہ خواہد شد بگوئید اے حبیاں (۵) رفیقِ بیکساں یارِ غریباں

ترجمہ:

☆ اے دوستو! تمہی یہ بتاؤ! کہ ہم بے سہاروں اور غریبوں کا کون ساتھی اور مددگار ہوگا؟

مگر خضرِ مبارک پے درآید[1] (۶) ز یمن ہمتش ایں رہ سر آید

ترجمہ:

☆ لیکن شاید مبارک قدم حضرت خضرؑ آ جائیں اور ان کی بابرکت توجہ سے یہ راہ طے ہو جائے۔

---

1. بعض نسخوں میں درآید کی جگہ تو انہ ہے! اور مصرع ثانی یوں ہے: کہ ایں تنہا بداں تن ہا رساند۔

مگر وقتِ عطا[1] پروردن آمد (۷) کہ فالم لا تذرنی فرداً آمد

ترجمہ:

☆ شاید عنایت پروری کا وقت آن پہنچا ہے۔ کیونکہ میری فال میں "لاتذرنی فرداً" "مجھے اکیلا نہ چھوڑ" نکلا ہے۔

کہ روزے رہروے در سرِ زمینے (۸) ہمی گفت ایں معمّا با قرینے[2]

ترجمہ:

☆ اس لئے کہ ایک دن ایک مسافر دوران سفر اپنے ساتھی سے یہ معمّا کہہ رہا تھا کہ

کہ اے سالِک چہ در انبانہ داری (۹) بیا دامے بنہ گر دانہ داری

ترجمہ:

☆ کہ اے راہرو! تیرے تھیلے میں کیا ہے؟ اگر تیرے پاس دانہ ہے تو آ جال لگا دے۔

جوابش داد و گفتا دانہ[3] دارم (۱۰) ولے سیمرغ می باید شکارم

ترجمہ:

☆ اُس نے جواب دیا کہ میرے پاس دانہ تو ہے لیکن مجھے سیمرغ کا شکار کرنا ہے۔

بگفتا چوں بدست آری نشانش (۱۱) کہ او خود بے نشان ست آشیانش

ترجمہ:

☆ اُس نے کہا۔ تجھے اس کا اتا پتا کیسے ملے گا؟ کیونکہ اس کے تو گھونسلے کا بھی کچھ نشان نہیں ہے؟

چو آں سرو رواں شد کاروانی (۱۲) زملک[4] دیدہ می کن پاسبانی

ترجمہ:

☆ جب وہ سرو رواں (محبوب) قافلے والا بن جائے تو اُسے نگاہوں سے اوجھل نہ ہونے دینا اُسے نگاہ میں رکھنا۔ اس کی حفاظت کرنا۔

مِدہ جامِ مے و پائے گُل از دست (۱۳) وے غافل مشو از چرخِ بدمست

---

[1] بعض نسخوں میں عطا کی جگہ وفا ہے۔

[2] بعض نسخوں میں مصرع ثانی یوں ہے: بلطفش گفت رندے رہ نشینے۔

[3] بعض نسخوں میں دانہ کی جگہ دام ہے۔

[4] بعض نسخوں میں مسلک ہے لیکن پژمان بختیاری کے نسخہ میں مصرع ثانی یوں ہے:

۶. جوشار خرہ و میکرد دیدہ بانی

ترجمہ:

☆ تو شراب کا جام اور ان پھولوں کے سائے کو اپنے ہاتھ سے نہ جانے دے۔ لیکن اس بدمست آسمان سے بھی غافل نہ رہ۔

لبِ سرِ چشمہ و برطرفِ جوئے (۱۴) نمِ اشکے و باخود گفتگوئے

ترجمہ:

☆ تو چشمے اور ندی کے کنارے پر اشک بہا اور اپنے آپ سے سوال و جواب کر۔ خودکلامی کا شرف حا ؎ ۔

بیادِ رفتگان و دوستداراں (۱۵) توافق کن تو با ابرِ بہاراں

ترجمہ:

☆ تو اپنے گزرے ہوئے دوستوں کی یاد میں بہار کے بادل کی طرح آنسو بہا، گریہ وزاری کر۔

چو نالاں آیدت ابرِ رواں پیش (۱۶) مدد بخشش ز آبِ دیدۂ خویش

ترجمہ:

☆ جب بادل نالہ وزاری کرتا ہوا تیرے سامنے آئے تو تو اپنی ان اشکبار آنکھوں سے اس کی مدد کر۔

نکرو آں ہمدمِ دیریں مدارا (۱۷) مسلماناں مسلماناں خدارا

ترجمہ:

☆ میرے اس پرانے دوست نے مروت وصلح سے کبھی کام نہ لیا۔ اے مسلمانو! مسلمانو! خدا کے لیے میری فریاد سنو۔

چناں بے رحم زد تیغِ جدائی (۱۸) کہ گوئی خود نبودہ است آشنائی

ترجمہ:

☆ کہ اس بے رحم نے جدائی کی تلوار ایسے ماری جیسے کہ اُسے مجھ سے کوئی دوستی ہی نہ تھی، آشنائی ہی نہ تھی۔

برفت و طبعِ خوشباشم حزیں کرد (۱۹) برادر با برادر کے چنیں کرد

ترجمہ:

☆ خود تو چلا گیا اور میری خوش باش طبیعت دکھی اور غمگین کر کے رکھ دی۔ ایک بھائی دوسرے بھائی کے ساتھ ایسا کب کرتا ہے؟

مگر خضرِ مبارک پے تواند (۲۰) کہ ایں تنہا بآں تنہا رساند

ترجمہ:

☆ شاید مبارک قدم خضرؑ آئیں اور اس اکیلے کو اس اکیلے تک پہنچا دیں۔

نیازِ من چہ وزن آرد بدیں ساز (۲۱) کہ خورشیدِ غنی شد کیسہ پرداز

ترجمہ:

☆ میری عاجزی اس صورتحال کے ساتھ کیا وزن رکھتی ہے کہ مالدار سورج کی تھیلی بھی خالی ہو چکی ہے؟

تو گوہر بیں و از خرمہرہ بگزور (۲۲) ز طرزے کاں نگردد شہرہ بگزور

ترجمہ:

☆ تو اس موتی کو دیکھ اور کوڑی کو چھوڑ۔ جس انداز و طرز سے شہرت نہ ہو سکے اُسے ترک کر دے۔

چو من ماہی کلِک آرم بتحریر [1] (۲۳) تو از نون والقلم می پرس تفسیر

ترجمہ:

☆ جب میں قلم کی مچھلی کو ضبطِ تحریر میں لاؤں تو تو نون والقلم کی مجھ سے تفسیر پوچھ۔

[2] مقاماتِ نصیحت گو ہمیں ست (۲۴) کہ حُکم اندازِ ہجراں در کمیں ست

ترجمہ:

☆ گویا نصیحت کے مقامات یہی ہیں کہ جدائی کا حکم دینے والا تیر انداز ہر وقت گھات میں ہے۔

رواں را با خرد درہم [3] سرشتند (۲۵) وزآں تخمے کہ حاصل بود کشتند

ترجمہ:

☆ روح (جان) کو عقل میں گوندھا اور اُس سے جو بیج حاصل ہوا اُسے بو ڈالا۔

بیاور نکہتے ایں طیبِ اُمید! (۲۶) مشامِ جاں معطّر ساز جاوید

ترجمہ:

☆ تو اُمید کی اس خوشی سے خوشبو لا اور تو ہمیشہ اس جان کے دماغ کو خوشبو دار اور معطر رکھ۔

کہ ایں نافہ زچینِ جیبِ [4] حورست (۲۷) نہ زآں آہو کہ از مردم نفورست

ترجمہ:

☆ کیونکہ یہ نافہ حور کی زلف کے خم کا ہے اُس ہرن کا ہر گز نہیں ہے جو لوگوں سے نفرت کرتا ہے، دُور بھاگتا پھرتا۔

دریں وادی ز بانگِ چنگ بشنو (۲۸) کہ صد من خونِ مظلوماں بیک جو

---

[1] بعض نسخوں میں بتحریک ہے۔

[2] نسخہ پژمان بختیاری میں یہ شعر یوں ہے۔ مقالاتِ نصیحت گر ہمیں است۔ کہ سنگ اندازِ ہجراں در کمیں است۔

[3] نسخہ پژمان بختیاری میں "با خردمندی سرشتم" ہے۔

[4] بعض نسخوں میں جیب کی جگہ زلف ہے۔

ترجمہ:

☆ تو اس میدان (دنیا) میں تو چنگ کی آواز سے سن لے کہ مظلوموں کا سو من خون بھی ایک جو کے برابر قیمت رکھتا ہے۔

پرِ جبریل را اینجا بسوزند (۲۹) بدامن کودکاں آتش فروزند

ترجمہ:

☆ یہاں اُس مقام پر حضرت جبریل علیہ السلام کے پر جلاتے ہیں اور بچے دامن سے آگ جلاتے ہیں۔ لرتے ہیں۔

سخن گفتن کرا یاریست اینجا ! (۳۰) تعالیٰ اللہ چہ استغنا ست اینجا

ترجمہ:

☆ یہاں پر کس کی مجال ہے کہ وہ بات کر سکے۔ اللہ اللہ یہاں پر کیسی بے نیازی ہے۔

برو حافظ دریں معرض مزن دَم (۳۱) سخن کوتاہ کن واللہ اعلم

ترجمہ:

☆ تو جا حافظؔ! اس میدان میں دم مت مار! مختصر بات کر کہ زیادہ علم اللہ تعالیٰ ہی کی ذات اقدس کو حاصل ہے۔ وہی درست اور خوب جانتا ہے۔

----***----

قطعات

قطعہ (۱)

گر کساں قدرِ مے بدانندے (۱) شب نخفتند و رز نشانندے

تاکہا را ز چوبِ عودکنند (۲) پاسباناں باو نشانندے [1]

پائے ہر خوشۂ کنیزکِ ترک (۳) بنشاندے ، مگس براندے

ترجمہ قطعہ نمبر (۱)

شعر نمبر (۱) لوگ اگر شراب کی قدرو قیمت سے واقف ہوتے تو نہ تو رات کو سوتے اور نہ انگور کی بیل لگاتے۔

شعر نمبر (۲) انگور کی بیل کے اردگرد عود کی لکڑیوں کی باڑ لگاتے اور ان کی نگہداشت کے لیے چوکیدار رکھے۔

شعر نمبر (۳) ہر خوشے کے نیچے ایک ترکی کنیز کو بٹھاتے جو کہ مکھیاں بھی اڑاتی۔

---

[1] بعض نسخوں میں مصرع ثانی یوں ہے: جو بہار را گلاب راندے جبکہ

دوسرا شعر یوں ہے: صد وسی گز کنند دیوارش پاسبانان باو نشانندے

قطعه نمبر (۲)

خسروا داد گرا شیر دلا بحر کفا (۱) اے کمالِ تو بانواعِ ہنر ارزانی
ہمہ آفاق گرفت و ہمہ اطراف کشاد (۲) صیتِ مسعودی و آوازۂ شہ سلطانی
گفتہ باشد مگرت ملہمِ غیب احوالم (۳) اینکہ شد روزِ منیرم چوشب ظلمانی
در دوسال آنچہ بیندوختم از شاہ و وزیر (۴) ہمہ بربود بیک دم فلکِ چوگانی
دوش در خواب چناں دید خیالم کہ سحر (۵) گزر افتاد بر اصطبلِ شہم پنہانی
بستہ بر آخورِ او استرِ من جو می خورد (٦) توبرہ افشاند بمن گفت مرا می دانی
ہیچ تعبیر نمی دانمش ایں خواب کہ چیست (۷) تو بفرمائے کہ درفہم نداری ثانی

ترجمہ قطعہ نمبر (۲)

شعرنمبر(۱) اے بادشاہ! اے انصاف کرنے والے اے شیر دِل! اے سمندر کا ہاتھ رکھنے والے! (سخی) تو وہ ہے کہ جس کا کمال قسم قسم کے ہنروں سے سجا ہوا ہے۔

شعرنمبر(۲) تو وہ ہے کہ جس نے دنیا کو فتح کر لیا ہے اور تمام سمتوں کو تابع کر لیا ہے۔ تیری نیک بختی کی شہرت اور شہنشاہی کے آوازے نے۔

شعرنمبر(۳) شاید میرا حال احوال غیب کی بات بتانے والے نے تجھے بتایا ہوگا کہ میرا یہ روشن دن اندھیری رات کی طرح ہو چکا ہے۔

شعرنمبر(۴) میں نے بادشاہ اور وزیر سے دوسال کے عرصہ میں جو کچھ بھی جمع کیا۔ وہ اس چوگان کھیلنے والے آسمان نے یکسر چھین لیا ہے۔

شعرنمبر(۵) میرے خیال نے کل رات خواب میں دیکھا کہ صبح کو خفیہ طور پر میرا گزر شاہی اصطبل سے ہوا۔

شعرنمبر(٦) میرا خچر اس کی چرنی پر بندھا ہوا پر گھاس کے بجائے جو کھا رہا تھا اچانک اُس نے توبرہ اچھال کر مجھ سے کہا کیا تو مجھے جانتا ہے؟

شعرنمبر(۷) اس خواب کی تعبیر کے متعلق میں کچھ نہیں جانتا۔ آپ خود ہی بتائیں کہ آپ عقل و فراست میں اپنا ثانی نہیں رکھتے۔

قطعہ نمبر (۳)

پادشاہا لشکرِ توفیق ہمراہِ تواند (۱) خیز گر بر عزمِ تسخیرِ جہاں[۱] رہ می کنی
باچنیں جاہ و جلال ازپیشگاہِ سلطنت (۲) آگہی وخدمتِ دلہائے آگہ می کنی
با فریبِ ایں خمِ زنگار گونِ نیل فام (۳) کار بر وفقِ مرادِ صبغۃ اللہ می کنی

---

۱ بعض نسخوں میں جہان کی جگہ کمان ہے۔

آ نکہ وہ با ہفت ونیم آورد بسے سودے نکرد (۴) فرصتت باداکہ ہفت ونیم را دہ می کنی

ترجمہ قطعہ نمبر (۳)

شعرنمبر(۱) اے بادشاہ! توفیق کے لشکر تیرے ساتھ ہیں اُٹھ اگر تو دنیا کے فتح کرنے کے عزم سے کمان کھینچے ہوئے ہے۔

شعرنمبر(۲) اس جاہ وجلال کے باوجود تو اپنی پوری بادشاہی کی خبر رکھتا ہے۔اور خبر رکھنے والے دلوں کی خدمت بھی کرتا ہے۔

شعرنمبر(۳) اس جھکے ہوئے نیلگوں آسمان کے مکر وفریب کے باوجود تو اللہ کے رنگ (شریعت محمدی ﷺ) کے مطابق نظام سلطنت چلاتا ہے۔

شعرنمبر(۴) وہ کہ جس نے دس کو ساڑھے سات کرڈالا اُسے کچھ فایدہ نہ ہوا۔اللہ تیری عمر طویل کرے تو ساڑھے سات کو دس کرتا ہے۔

قطعہ نمبر (۴)

سال وفال و مال و حال واصلِ نسل وتخت وبخت (۱) بادت اندر ہردوگیتی برقرار و بردوام

سالِ خرّم فالِ نیکو مالِ دافر حالِ خوش (۲) اصل ثابت نسلِ باقی تختِ عالی بخت رام

ترجمہ قطعہ نمبر (۴)

شعرنمبر(۱) سال فال،مال،حال،اصل،نسل،تخت اور بخت تیرے لیے دونوں جہانوں میں ہمیشہ قائم رہیں۔

شعرنمبر(۲) خوش سال مبارک فال وافر مال اور دائمی خوشحالی کی پائیداری اصل باقی رہنے والی بلند نسل تیرا نصیب ٹھہرے اور تیرے زیر فرمان رہے۔

قطعہ نمبر (۵)

شاہا مبشّرے ز بہشتم رسیدہ است (۱) رضواں سرِیر و حور وش و سلسبیل موئے

خوش لفظ وپاک معنیٰ و موزون ودِلفریب (۲) صاحبِ جمال و نازک وخوب ولطیفہ گوئے

گفتم دریں سراچہ زبہرِ چہ آمدی ! (۳) گفتا زبہرِ مجلسِ شاہِ غریب جوئے

اکنوں زصحبتِ منِ مفلس بجاں رسید (۴) نزدیکِ خویش خوانش و کامِ دلش بجوئے

ترجمہ قطعہ نمبر (۵)

شعرنمبر(۱) اے بادشاہ! ایک ایسا مژدہ سنانے والا جنت سے میرے پاس پہنچا ہے جو رضوان کی طبیعت والا اور حور جیسا ہے اور اس کے سلسبیل جیسے گیسو ہیں۔

شعرنمبر(۲) وہ خوش لفظوں والا پاک باطن موزوں اور دلفریب ہے۔وہ بڑا حسین وجمیل،نازک بدن اور خوبصورت اور لطیفہ باز ہے۔

شعرنمبر(۳) میں نے کہا کہ تو اس چھوٹی سی سرائے (جھونپڑی) میں کس واسطے آیا ہے؟ تو اس نے کہا کہ مسافروں کو نوازنے

والے بادشاہ کی مجلس کے لیے۔

شعر نمبر (۴) اب وہ مجھ مفلس کی ہم نشینی سے بیزار ہو چکا ہے۔ اُسے اپنے پاس بلالے اور اس کے دِل کی اُمید معلوم کر!

قطعه نمبر (۶)

در شکایت قاضی و حاکم گوید

آں کیست تا بحضرتِ سلطاں ادا کند (۱) کز جورِ چرخ گُم شتر و گربہا پدید
رندے نشستہ برسرِ سجادۂ قضا (۲) حیزے دِگر بمرتبۂ سروری رسید
آں رند گفت چشم و چراغِ جہاں منم (۳) آں حیز گفت ہمچو منے در جہاں کہ دید
اے آصفِ زمانہ زبہرِ خدا بگوئ (۴) بآں شہے کہ دولتِ او باد بر مزید
شاہا روا مدار کہ مفعولِ من یُراد (۵) گردد بروزگارِ تو فعالِ مایرید

ترجمه قطعه نمبر (۶)

شعر نمبر (۱) وہ کون ہے جو بادشاہ کے حضور یہ عرض لے جائے کہ آسمان کے جور وستم سے اونٹ گم ہو گئے ہیں اور بلیاں ظاہر ہو گئی ہیں۔

شعر نمبر (۲) عدل وانصاف کی کُرسی پر ایک رند براجمان ہے اور ہیجڑا سرداری کے مرتبہ پر فائز ہے۔

شعر نمبر (۳) اُس رند نے کہا کہ اس دنیا کا چشم و چراغ میں ہوں ہیجڑا بولا کہ اس دنیا میں مجھ سا کس نے دیکھا ہے؟

شعر نمبر (۴) اے زمانے کے آصف (وزیر) خدا کے لیے کہہ دے اس بادشاہ سے کہ جس کی حکومت وسلطنت خدا کرے کہ روز افزوں ترقی کرتی رہے۔

شعر نمبر (۵) اے بادشاہ! تو یہ بات کبھی گوارا نہ رکھنا کہ ہر شخص کا مفعول جو اس سے چاہے تیرے عہدِ حکومت میں من مانی کرتا پھرے!

قطعه نمبر (۷) فی الشکایت

دِل مبند اے جانِ من بر وعدۂ شاہ و وزیر (۱) کس نمی داند کہ کارش از کجا خواہد کشاد
رو توکل کُن نمی دانی کہ نوکِ کلکِ من (۲) نقشِ ہر صورت کہ زد رنگے دِگر بیروں فتاد
شاہ ہر موزم ندید و بے سخن صد لطف کرد (۳) شاہِ یزدم دید و مدحش گفتمت و ہیچم نداد
کارِ شاہاں اینچنیں باشد تو اے حافظ مرنج (۴) داورِ روزی رساں توفیقِ نصرت شاں دہاد

ترجمه قطعه نمبر (۷)

شعر نمبر (۱) اے میری جان! تو بادشاہ اور وزیر کے وعدوں پر دل مت لگا۔ کیونکہ یہ کسی کو بھی علم نہیں ہے کہ اس کا دلی مقصد کہاں سے

پورا ہوگا۔

شعر نمبر(۲) جا اللہ پر توکل کر کیونکہ تجھے کچھ پتہ نہیں کہ میرے قلم کی نوک نے جو نقش بھی بنایا ہے اس میں ایک اور ہی رنگ رونما ہو رہا ہے۔

شعر نمبر(۳) ہرموز کے بادشاہ نے مجھے نہیں دیکھا اور میرے کہنے کے بغیر ہی اس نے مجھ پر سینکڑوں احسان کیئے۔ یزد کے بادشاہ نے مجھے دیکھا اور میں نے اس کی مدحت سرائی کی اور اُس نے مجھے کچھ عنایت نہ کیا۔

شعر نمبر(۴) کہ بادشاہوں کا کام ایسا ہی ہوتا ہے۔ اے حافظ! تو رنجیدہ مت ہو۔ روزی پہنچانے والا حاکم (خدا) اُسے مدد کرنے کی توفیق بخشے!

قطعہ نمبر(۸) فی الشکایۃ

گفتند شعرِ من زبنفشہ شکّر رباست (۱) زآں غیرتِ طبرزد وکعب الغزال شد
بادا دہانش تلخ کہ عیبِ نبات گفت (۲) خاکش بسر کہ منکرِ آبِ زلال شد
آنکس کہ کور زاد ز مادر بہ عمرِ خویش (۳) کے مُشتریِ دِلبرِ صاحبِ جمال شد

ترجمہ قطعہ نمبر(۸)

شعر نمبر(۱) لوگ کہتے ہیں کہ میرے شعروں کی مٹھاس نے بنفشے کی شیرینی کو زائل کر کے رکھ دیا ہے۔ اس لیے وہ مصری اور بتاشے کے لیے باعثِ رشک بنے ہوئے ہیں۔

شعر نمبر(۲) اس کا دہن کڑوا ہو جائے جس نے مصری کی برائی بیان کی ہو۔ اس کے سر پر خاک پڑے جو صاف اور شیریں پانی سے منکر ہوا ہو۔

شعر نمبر(۳) ماں کے پیٹ ہی سے جو شخص اندھا پیدا ہوا ہو، وہ زندگی میں اک حسین وجمیل محبوب کا کب خریدار ہوسکتا ہے؟

قطعہ نمبر (۹) درتقاضائے وظیفہ فرماید

بسمع خواجہ رساں اے رفیقِ وقت شناس (۱) بخلوتے کہ درآں اجنبی صبا باشد
لطیفۂ بمیان آر و خوش بخند انش (۲) بنکتۂ کہ دِلش را درآں رضا باشد
پس آنگہے زکرم آں قدر بپرس زلُطف (۳) کہ گر وظیفہ تقاضا کنم روا باشد

ترجمہ قطعہ نمبر(۹)

شعر نمبر(۱) اے وقت پہچاننے والے ساتھی! تو یہ بات خواجہ تک پہنچادے۔ ایسی خلوت وتنہائی میں کہ جہاں صبا کا بھی گزر نہ ہوسکے۔

شعر نمبر(۲) وہاں کسی لطیفے سے کام لیتے ہوئے اُسے خوب ہنسانا جو اُسے پسند ہو۔ اور ایسے نکتے سے جس سے کہ اس کا دِل راضی ہو جائے۔

شعر نمبر (۳) پھر تو کرم کرتے ہوئے۔اس وقت اس سے نرمی کے ساتھ اتنا پوچھ لے کہ اگر میں وظیفے کا تقاضا کروں تو کیا جائز ہوگا؟

قطعہ نمبر (۱۰) فی الشکایتہ

زدانش مطلقاً بے بہرہ باشد (۱) کہ از دنیا بشادی بہر[1] جوید

بود از شُرب شادی صائم الدہر (۲) کہ جلابِ طرب از دہر جوید

کسے چوں نوشدارد جوید از دہر (۳) کدامی نوشدارو زہر جوید

ترجمہ قطعہ نمبر (۱۰)

شعر نمبر (۱) عقل سے وہ شخص بالکل ہی بے بہرہ ہوتا ہے۔جو دنیا سے خوشی کا بخرہ تلاش کرتا ہے۔

شعر نمبر (۲) خوشی کے شربت سے وہ شخص ہمیشہ روزہ دار (محروم) ہی رہتا ہے جو دنیا سے خوشی کے شربت کا طلبگار ہو۔

شعر نمبر (۳) زمانے سے جو شخص تریاق ڈھونڈتا ہے۔وہ کہاں کا تریاق ہے؟ وہ تو زہر تلاش کر رہا ہے۔

قطعہ نمبر (۱۱) ایضاً

بُلبُل اندر نالہ و گُل خندۂ خوش می زند (۱) چوں نسوز و دلِ کہ دِلبر دروے آتش می زند

ناخوشیہا دیدہ اَم زاں زاہدِ پشمینہ پوش (۲) من غلامِ مطربم کابریشم خوش می زند

زاہدا از تیرِ مژگانش حذر کردن چہ سُود (۳) زخمِ پنہاں چوں بابروئے کماں وش می زند

ترجمہ قطعہ نمبر (۱۱)

شعر نمبر (۱) بلبل نالہ وفغاں کر رہی ہے اور پھول خندہ زنی میں مشغول ہے۔دل کیوں نہ جلے کہ دلبر اس میں آگ لگا رہا ہے۔

شعر نمبر (۲) میں نے اس پشمینہ پوش زاہد سے بڑے رنج وغم دیکھے ہیں۔میں تو اُس گویے کا غلام ہوں جو ریشمی تار خوب بجاتا ہے۔

شعر نمبر (۳) اے زاہد! اس کی پلکوں کے تیر سے ڈرنا عبث ہے۔جب وہ کمان جیسے ابرو سے چھپ کر زخم لگاتا ہے۔

قطعہ نمبر (۱۲) ایضاً

روح القدس آن سروشِ فرّخ (۱) از قُبّۂ طارمِ زبرجد

می گفت سحر گہاں کہ یارب (۲) درِ دولت و حشمتِ مخلّد

بر مسندِ خسروی بماناد (۳) منصورِ مظفّر محمّد

ترجمہ قطعہ نمبر (۱)

شعر نمبر (۱) وہ مبارک فرشتہ روح القدس سبز بالا خانے کے گنبد (آسمان) پر۔

[1] بہر بمعنی بہرہ (حصہ) ہے۔

شعر نمبر (۲) صبح کے وقت یہ کہہ رہا تھا کہ اے میرے خدا! دائمی دولت و اقبال مندی اور جاہ و حشمت میں۔
شعر نمبر (۳) شاہی مسند شاہ محمد منصور ہمیشہ فتح مند رہے۔

قطعہ نمبر (۱۳) ایضاً

تو نیک و بد خود ہم از خود پرس (۱) چرا دیگرے بایدت محتسب
زبد دور باش و بہ نیکی بکوش (۲) مکن عمر ضائع بلہو و لعب
چو دانی کہ روزی دہندت خداست (۳) مدار از طمع قلب را مضطرب
وَمَنْ یَتَّقِ اللّٰہَ یَجْعَل لَّہٗ (۴) وَیَرْزُقْہُ مِنْ حَیْثُ لَا یَحْتَسِبْ!

ترجمہ قطعہ نمبر (۱۳)

شعر نمبر (۱) تو اپنی نیکی اور بدی اپنے آپ سے دریافت کر۔ کسی دوسرے محتسب کی تجھے کیوں خواہش ہے؟
شعر نمبر (۲) بدی سے تو دور رہ اور نیکی میں کوشش کرتا رہ محض لہو ولعب میں اپنی زندگی کو برباد مت کر۔
شعر نمبر (۳) تجھے پتہ ہے کہ تجھے روزی دینے والا اللہ تعالیٰ ہے۔ لالچ سے دل کو پیچ و تاب نہ دے۔
شعر نمبر (۴) جو شخص اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہے اس کے لیے وہ نجات کا سامان پیدا کر دیتا ہے اور اُسے وہ وہاں سے رزق دیتا ہے۔ جہاں سے کہ اُسے گمان ہی نہیں گزرتا۔

قطعہ نمبر (۱۴) ایضاً

بگوشِ ہوش شبے منہیے ندا در داد (۱) ز حضرتِ احدی لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہ
کہ اے عزیز کسے را کہ خواریست نصیب (۲) یقین بداں کہ نیاید[1] بروز منصب و جاہ
بآبِ زمزم و کوثر سفید نتواں کرد (۳) گلیمِ بختِ کسے را کہ بافتند سیاہ

ترجمہ قطعہ نمبر (۱۴)

شعر نمبر (۱) ہاتف نے ایک رات اللہ کی بارگاہ سے کہ سوائے خدا کے کوئی معبود نہیں کی میرے ہوش کے کانوں میں آواز دی۔
شعر نمبر (۲) اے عزیز! جس شخص کے بختوں میں خواری اور ضلالت ہو یقین جان کہ اُسے بلند مرتبہ اور جاہ وجلال عطا نہیں ہوتا۔
شعر نمبر (۳) ایسے شخص کے نصیبوں کی سیاہ کملی کو زمزم اور کوثر کے پانی سے بھی سفید نہیں کر سکتے جس کو قضا و قدر نے سیاہ بنایا ہے۔

قطعہ نمبر (۱۵) ایضاً

آں حبۂ خضرا خور کز روئے سبکروحی (۱) ہر کو بخور دیک جو بر سیخ زند سیمرغ

---

1. بعض نسخوں میں نیاید بزور ہے۔

آں ذرہ کہ اعضا را در ولولہ اندازد (۲) یک ذرّہ وصد مستی یک حبّہ وصد سیمرغ

ترجمہ قطعہ نمبر(۱۵)

شعرنمبر(۱) تو وہ سبز دانہ (انگور) کھا جو مزاج کی شگفتگی کی وجہ سے تُو کوئی ایک جو برابر بھی کھالیتا ہے۔وہ سیمرغ کے کباب سیخ پر لگاتا ہے۔

شعرنمبر(۲) شراب کا وہ ذرہ جو کہ بدن کے اعضاء میں جوش و ولولہ پیدا کر دیتا ہے۔ایک ذرہ سو مستی پیدا کر دیتا ہے اور ایک دانہ سو سیمرغ کے برابر ہے۔

قطعہ نمبر(۱۶) در نکوهش بد قولاں گوید

سگ برآں آدمی شرف دارد (۱) کہ دلِ مردماں بیازارد

ایں سخن را حقیقتے باید (۲) تا معانی بدل فزود آید

آدمی با تو دست در مطعوم ! (۳) سگ ز بیرونِ آستاں محروم

حیف باشد کہ سگ وفا دارد (۴) آدمی دشمنی روا دارد

ترجمہ قطعہ نمبر(۱۶)

شعرنمبر(۱) اُس آدمی پر کتے کو فضیلت حاصل ہے جو لوگوں کے دِلوں کو دکھاتا ہے۔دل آزاری کرتا ہے۔

شعرنمبر(۲) اس (کلام) بات کے اندر کوئی حقیقت ہونی چاہیئے تا کہ اس کے معنی دل میں گھر کر جائیں۔

شعرنمبر(۳) آدمی تیرے ساتھ مل کر کھانا کھا رہا ہے۔اور کتا تیری دہلیز کے باہر بے نصیب کھڑا ہے۔

شعرنمبر(۴) بڑے افسوس کی بات ہے کہ کتا تو وفاداری کرتا ہے اور آدمی دشمنی کو روا رکھتا ہے۔

قطعہ نمبر (۱۷) فی الشکایتہ

صاحبم دوش بادہ نفر ستاد (۱) آں خطا ایں خطاب می ارزد

لعل و یاقوتِ جامِ او گوئی ! (۲) مُلکِ مالکِ رقاب می ارزد

قطعہ پیشِ او فرستادم (۳) کہ بصد خمِ شراب می ارزد

ترجمہ قطعہ نمبر (۱۷)

شعرنمبر(۱) میرے صاحب نے کل مجھے شراب نہ بھیجی وہ خطا اس خطاب کے قابل ہے۔

شعرنمبر(۲) گویا اس جام کے لعل و یاقوت (شراب) قیمت میں گردنوں کے مالک کے ملک کے برابر ہیں۔

شعرنمبر(۳) اس کی خدمت میں میں نے ایک ایسا قطعہ بھیجا کہ جس کی قیمت شراب کے سو مٹکے ہیں۔

قطعہ نمبر (۱۸) ایضاً

اے بادِ صبا اگر توانی (۱) از راہِ وفا و مہربانی
از من خبرے ببر بیارم (۲) گو سوختہء تو در نہانی
می مرد ز اشتیاق و میگفت (۳) اے بے تو حرام زندگانی

ترجمہ قطعہ نمبر (۱۸)

شعر نمبر (۱) اے بادِ صبا! اگر تجھ سے ہو سکے تو وفاداری اور مہربانی کی راہ سے۔
شعر نمبر (۲) میری یہ خبر میرے دوست کے پاس لے جا کہ تیرا وہ دِل جلا (عاشق) لوگوں کی نگاہوں سے چھپ کر۔
شعر نمبر (۳) اشتیاق سے دم توڑتا ہوا کہہ رہا تھا کہ اے محبوب! تیرے بغیر یہ میری زندگی حرام ہے۔

قطعہ نمبر (۱۹) ایضاً

شرابِ لعل مروّق بجام گفت کہ من (۱) چہار گوہرم اندر چہار جائے مدام
زمردم بر تاک و عقیق درشیشہ ! (۲) سہیل درخم و آفتاب اندر جام
مرا حرام کہ گوید کہ وقتِ خوردنِ من (۳) حلال زادہ بروں آید از نتاجِ حرام

ترجمہ قطعہ نمبر (۱۹)

شعر نمبر (۱) خالص وصاف اور سرخ شراب نے جام سے کہا کہ میرے چار گوہر ہیں اور ہمیشہ چار جگہوں پر گوہر بن کر رہتی ہوں۔
شعر نمبر (۲) انگور کی بیل پر زمرد ہوں۔ صراحی میں عقیق ہوں مٹکے میں سہیل ستارہ اور جام میں سورج ہوں۔
شعر نمبر (۳) کون ہے جو مجھے حرام کہتا ہے؟ کہ میرے پینے کے وقت حرامی نطفے سے حلال زادہ پیدا ہوتا ہے یعنی میرے پینے میں حرام زادے اور حلال زادے میں تمیز واضح ہو جاتی ہے۔

قطعہ نمبر (۲۰) ایضاً

اے معرّا اصلِ عالی جوہرت از حقد و حرِص (۱) وے مبّرا ذاتِ میمون اخترت از زرق و ریو
از بزرگے کے روا باشد کہ تشریفات را (۲) از فرشتہ باز گیرد وانگہے بخشد بدیو

ترجمہ قطعہ نمبر (۲۰)

شعر نمبر (۱) اے میرے ممدوح! تیری بلند گوہر فطرت حرص و کینہ سے پاک ہے۔ اور تیری مبارک اختر ذات مکر و فریب سے معرا ہے۔
شعر نمبر (۲) ایک بزرگ سے یہ کیسے جائز ہو سکتا ہے کہ وہ فرشتے سے خلعت واپس لیکر ایک دیو کو بخش دے۔

قطعہ نمبر (۲۱) مطایبہ

سرائے مدرسہ وبحث علم وطاق ورواق (۱) چہ سُود چوں دل دانا و چشم بینا نیست
سرائے قاضی یزد ارچہ منبع فضل ست (۲) خلاف نیست کہ علم نظر در انجا نیست

ترجمہ قطعہ نمبر (۲۱)

شعرنمبر(۱) مدرسے میں علم کی بحث محراب اور برامدوں کا کیا فایدہ ہے؟ جب کہ سمجھنے والا دل اور دیکھنے والی آنکھ ہی نہیں ہے۔
شعرنمبر(۲) اگرچہ یزد شہر کا قاضی علم وفضل کا منبع ہے لیکن اس بات میں کوئی اختلاف نہیں ہے کہ اس میں علم مناظرہ کی کمی ہے۔یا نظر بازی کا علم وہاں نہیں ہے۔

قطعہ نمبر (۲۲) فی الوعظ

اے کہ از روزگار می طلبی ! (۱) فرح و عیش و خرمی و طرب
فکرِ مال و منال و حشمت و جاہ (۲) ہمہ بگوار و ساغرے بطلب

ترجمہ قطعہ نمبر (۲۲)

شعرنمبر(۱) اے شخص کہ تو زمانے سے راحت وعیش اور خوشی وشادمانی طلب کرتا ہے۔
شعرنمبر(۲) تو مال' جائیداد اور حشمت وجاہ کی فکر کو بالکل ترک کردے اور شراب کے جام کی طلب کر۔

قطعہ نمبر (۲۳) فی التاریخ

بروز کاف والف ازجمادی الاولیٰ (۱) بسالِ ذال و دِگرنون جاعل الاطلاق
خدایگانِ سلاطینِ مشرق و مغرب (۲) خدیوِ کشورِ لطف و کرم باستحقاق
سپہرِ علم و حیا ' آفتابِ جاہ و جلال (۳) جمالِ دینی و دیں شاہِ شیخ ابو اسحاق
گزاشت عرصہء میدانِ خود بہ تیغ عدم (۴) نہاد بردلِ احبابِ خویش داغِ فراق

ترجمہ قطعہ نمبر (۲۳)

شعرنمبر(۱) ماہ جمادی الاوّل کی اکیسویں تاریخ سن سات سو پچاس (۷۵۰ھ) میں۔
شعرنمبر(۲) مشرق اور مغرب کے بادشاہوں کے سردار لطف وکرم کی ولایت کے سلطان کہلانے کے حق دار۔
شعرنمبر(۳) شرم وبردباری کے آسمان' جاہ وجلال کے آفتاب دنیا و دین کے جمال شیخ ابواسحاق نے۔
شعرنمبر(۴) عدم کی تلوار سے ہستی کا میدان ترک کرڈالا اور اپنے دوستوں کے دِل پر جدائی کا داغ لگایا۔

قطعہ نمبر (۲۴) ایضاً

بروز شنبہء سادس ز ماہِ ذیحجہ (۱) بسالِ ہفصد و ہشتاد از جہاں ناگاہ
ز شاہراہِ سعادت بباغِ رضواں رفت (۲) وزیرِ کامل ابو نصر خواجہ فتح اللہ

ترجمہ قطعہ نمبر (۲۴)

شعرنمبر(۱) ہفتہ کے روز ماہ ذی الحج کی چھٹی۔ سن سات سواسی (۷۸۰ھ) ہجری میں اس جہان سے اچانک۔
شعرنمبر(۲) نیک بختی کی شاہراہ سے بہشت کے باغ میں کامل وزیر ابو نصر خواجہ فتح اللہ چلا گیا۔

قطعہ نمبر (۲۵) ایضاً

آصفِ عہدِ زماں جانِ جہاں توراں شاہ (۱) کہ دریں مزرعہ جز دانۂ خیرات نکشت
نافِ ہفتہ بد و از ماہِ صفر کاف والف (۲) کہ بگلشن شدوایں خانہءِ[1] پُر دود بہشت!
آنکہ میلش سوئے حق بینی وحق گوئی بود (۳) سالِ تاریخِ وفاتش طلب از میلِ بہشت!

ترجمہ قطعہ نمبر (۲۵)

شعرنمبر(۱) اپنے وقت کے آصف جہان کی جان توران شاہ جس نے اس دنیا کے کھیت میں نیک اعمال کے دانے کے سوا کچھ نہ بویا۔
شعرنمبر(۲) ماہ صفر کی اکیس تاریخ کو ہفتہ کے روز اپنا یہ عارضی گھر چھوڑ کر باغ بہشت کی جانب روانہ ہو گئے۔
شعرنمبر(۳) وہ کہ جس کی رغبت حق بینی وحق گوئی کی جانب تھی۔ اس کی تاریخ وفات کا سال ''میل بہشت'' سے نکال۔ (787ھ)

قطعہ نمبر (۲۶) ایضاً

سرورِ اہلِ غنائم[2] شمع جمع انجمن (۱) صاحبِ صاحبقراں حاجی قوامؒ الدّین حسن
ہفتصد وپنجاہ و چار از ہجرتِ خیر البشرؐ (۲) مہر را جوزا مکان و ماہ را خوشۂ وطن
سادسِ ماہِ ربیع الاوّل اندر نیمہ روز (۳) روزِ آدینہ بحکمِ کردگارِ ذوالمنن
مرغِ روحش کاں ہمائے آسمانِ قدر بود (۴) شد سوئے دارِ بہشت آزاد از دارِ محن[3]

---

[1] بعض نسخوں میں خانہ کی جگہ گلخن ہے۔ (گل بمعنی آگ کا انگارا اور خن مخفف خانہ بمعنی گھر) یعنی آگ کا گھر، بھٹی، بھاڑ، انگیٹھی۔
[2] بعض نسخوں میں عمائم (جمع عمامہ، پگڑی) ہے۔
[3] نسخہ پژمان بختیاری میں یہ شعر یوں ہے:
مرغِ روحش کو ہمائی آشیانِ قدس بود۔ شد سوئے باغِ بہشت از دامِ ایں دارِ محن۔

ترجمہ قطعہ نمبر(۲۶)

شعر نمبر(۱) اہل غنا کا سردار اور تمام انجمنوں کی شمع صاحب صاحبقراں حاجی قوام الدین حسن۔

شعر نمبر(۲) ہجرت نبویؐ کے سات سوچون (۷۵۴ھ) سال میں کہ جب آفتاب برج جوزا میں تھا اور ماہتاب سنبلہ کے برج میں۔

شعر نمبر(۳) ربیع الاول کی چھٹی تاریخ دوپہر کے وقت جمعہ کے روز صاحب احسانات اللہ کے حکم سے۔

شعر نمبر(۴) اس کی روح کا پرندہ جو مرتبہ کے لحاظ سے آسمان کا ہُما تھا۔ اس غموں کے گھر (دنیا) سے آزاد ہو کر بہشت کی جانب محو پرواز ہو گیا۔

قطعہ نمبر(۲۷) ایضاً

مجدّدِ دیں و سرورِ سُلطانِ قضا اسمٰعیل (۱) کہ زدے کلِک زباں آورش از شرعِ نطق

نافِ ہفتہ بُد و از ماہِ رجب کاف والف[۲] (۲) کہ بروں رفت ازیں خانہ[۱] بے ضبط و نسق!

کنفِ رحمتِ حق منزلِ او داں و آنگہ (۳) سالِ تاریخِ وفاتش طلب از رحمتِ حق

ترجمہ قطعہ نمبر (۲۷)

شعر نمبر(۱) دین کا رہبر قاضی القضاۃ اسمٰعیل کہ جس کی قلم کی تیز وطرار زبان شریعت کے نکات بیان کرتی تھی۔

شعر نمبر(۲) ماہ رجب کی اکیس بروز ہفتہ وہ اس بے ضبط و نسق گھر سے رخصت ہو گیا ہے۔

شعر نمبر(۳) اللہ تعالیٰ کی رحمت کا گوشہ اس کی منزل سمجھ پھر اس کی تاریخ وفات کا سال ''رحمت حق'' سے طلب کر۔ (756ھ)

قطعہ نمبر(۲۸) ایضاً

رحمان لایموت چو آن پادشاہ را (۱) دید آنچناں کزد عملِ خیر لایفوت

جانش غریقِ رحمت خود کرد تابود[۳] (۲) تاریخ ایں معاملہ و رحمٰن لایموت

ترجمہ قطعہ نمبر(۲۸)

شعر نمبر(۱) لاثانی ولایزال اللہ تعالیٰ نے اُس بادشاہ کو ایسا دیکھا کہ اُس سے کوئی نیک کام نہیں چھوڑا۔

شعر نمبر(۲) تو اس کی جان کو اُس نے اپنی رحمت میں غرق کر ڈالا تا کہ اس کی وفات کی تاریخ ''رحمٰن لا یموت'' سے نکلے۔ (786ھ)

---

۱ بعض نسخوں میں منزل ہے۔

۲ بعض نسخوں میں بیے روز ہے۔

۳ بعض نسخوں میں ''رحمت حق کرد تا کند'' ہے۔

ترجمہ قطعہ نمبر(۲۶)

شعر نمبر(۱) اہل غنا کا سردار اور تمام انجمنوں کی شمع صاحب صاحبقراں حاجی قوام الدین حسن۔

شعر نمبر(۲) ہجرت نبویؐ کے سات سو چون (۷۵۴ھ) سال میں کہ جب آفتاب برج جوزا میں تھا اور ماہتاب سنبلہ کے برج میں۔

شعر نمبر(۳) ربیع الاول کی چھٹی تاریخ دوپہر کے وقت جمعہ کے روز صاحب احسانات اللہ کے حکم سے۔

شعر نمبر(۴) اس کی روح کا پرندہ جو مرتبہ کے لحاظ سے آسمان کا ہُما تھا۔ اس غموں کے گھر (دنیا) سے آزاد ہوکر بہشت کی جانب محو پرواز ہوگیا۔

قطعہ نمبر(۲۷) ایضاً

مجدّدِ دیں و سرورِ سُلطانِ قضا اسمٰعیل (۱) کہ زدے کلِک زباں آورش از شرعِ نطق

نافِ ہفتہ بُد و از ماہِ رجب کاف والف[۲] (۲) کہ بروں رفت ازیں خانہ[۱] بے ضبط ونسق!

کنفِ رحمتِ حق منزلِ او داں و آنگہ (۳) سالِ تاریخِ وفاتش طلب از رحمتِ حق

ترجمہ قطعہ نمبر (۲۷)

شعر نمبر(۱) دین کا رہبر قاضی القضاۃ اسمٰعیل کہ جس کی قلم کی تیز وطرار زبان شریعت کے نکات بیان کرتی تھی۔

شعر نمبر(۲) ماہ رجب کی اکیس بروز ہفتہ وہ اس بے ضبط ونسق گھر سے رخصت ہوگیا ہے۔

شعر نمبر(۳) اللہ تعالیٰ کی رحمت کا گوشہ اس کی منزل سمجھ پھر اس کی تاریخ وفات کا سال ''رحمتِ حق'' سے طلب کر۔ (756ھ)

قطعہ نمبر(۲۸) ایضاً

رحمان لایموت چو آن پادشاہ را (۱) دید آنچناں کزد عملِ خیر لایفوت

جانش غریقِ رحمت خود کرد تابود[۳] (۲) تاریخ ایں معاملہ و رحمٰن لایموت

ترجمہ قطعہ نمبر(۲۸)

شعر نمبر(۱) لاثانی ولایزال اللہ تعالیٰ نے اُس بادشاہ کو ایسا دیکھا کہ اُس سے کوئی نیک کام نہیں چھوڑا۔

شعر نمبر(۲) تو اس کی جان کو اُس نے اپنی رحمت میں غرق کر ڈالا تا کہ اس کی وفات کی تاریخ ''رحمٰن لایموت'' سے نکلے۔ (786ھ)

---

۱ بعض نسخوں میں منزل ہے۔

۲ بعض نسخوں میں بیست روز ہے۔

۳ بعض نسخوں میں ''رحمت حق کردتا کند'' ہے۔

قطعه نمبر(۲۹) فی التاریخ

اعظم قوام دولت ودین آنکه بردرش (۱) از بہرِ خاک بوس نمودے فلک سجود
باآں وجودعظمت او زیرِ خاک رفت (۲) در نصفِ ماہِ ذیقعد از عرصۂ وجود
تاکس امیدِ جودٌ[1] ندارد دِگر زکس (۳) آمد حروفِ سالِ وفاتش اُمیدِ جود

ترجمہ قطعہ نمبر(۲۹)

شعرنمبر(۱) دین ودنیا کی دولت کا بڑا رکن قوام الدین جس کے دروازے کی خاک کو چومنے کے لیے آسمان سجدہ کرتا تھا۔
شعرنمبر(۲) سخاوت' آن اوراُس عظمت کے ساتھ ۱۵ ذی القعد کو ہستی کے میدان سے زمین کے نیچے چلا گیا۔
شعرنمبر(۳) اس لیے کہ کوئی بخشش کی اُمید کسی دوسرے سے نہ رکھے۔ اس کی وفات کا سال ''اُمید جودٌ''[2] کے حروف سے نکلا ہے۔(764ھ)

قطعہ نمبر (۳۰) ایضاً

بُلبُل و سرو وسمن یاسمن و لالہ و گُل (۱) ہست تاریخِ وفاتش ''شہ مشکیں[2] کاکل''
خسرو روی زمین غوثِ[3] زماں بواسحاق (۲) کہ بمہ طلعتِ اُو نازد و خندد برگُل
جمعہ بست و دوم ماہِ جمادی الاوّل (۳) درپسیں بود کہ پیوستہ شد از جزو بکل

''شہ مشکیں کاکل'' سے (796ھ) نکلتی ہے مگر بعض نسخوں میں 757ھ درج ہے۔

ترجمہ قطعہ نمبر(۳۰)

شعرنمبر(۱) بلبل اور سرو سمن اور لالہ وگلاب خوشبودار زلف رکھنے والے بادشاہ کی تاریخ وفات۔
شعرنمبر(۲) سارے جہان کا بادشاہ دنیا کا سلطان ابو اسحٰق جس کا چہرہ چاند پر ناز کرتا اور پھول پر خنداں ہے۔
شعرنمبر(۳) جمادی الاوّل کی بائیس جمعہ کے روز آخرعمر میں جُز کل کے ساتھ مل گیا ہے۔

قطعہ نمبر(۳۱) بروفات قاضی بهائو الدین روگرداں

بہاؤ الحق والدّین طاب مثواہ (۱) امامِ سُنّت و شیخ جماعت
چومی رفت ازجہاں ایں بیت می خواند (۲) بر اہلِ فضل و اربابِ براعت
بطاعت قُربِ ایزد می تواں یافت (۳) قدم درنہ گرت ہست استطاعت

---

[1] چونکہ صوتی لحاظ سے ''ض'' کو ''د'' پڑھا جاتا ہے لہٰذا ''امیضِ جودٌ'' سے صحیح تاریخ وفات نکلتی ہے۔
[2] بعض نسخوں میں سنبل ہے۔
[3] بعض نسخوں میں شاہ ہے۔

بدیں دستور تاریخ وفاتش (۴) بروں شد از حروفِ قُربِ طاعت :

ترجمہ قطعہ نمبر(۳۱)

شعرنمبر(۱) دین اور حق کی دولت (بہاؤالدین) اس کی آخری آرام گاہ خوشبودار ہو۔ سنت رسول ﷺ کا امام اور جماعت کا شیخ۔
شعرنمبر(۲) جب اس جہان سے رخصت ہوا تو اہل علم وفضل اور ارباب فصاحت و بلاغت کے سامنے یہ شعر پڑھ رہا تھا۔
شعرنمبر(۳) کہ اللہ تعالیٰ کی بندگی سے اس کا قرب حاصل کیا جاسکتا ہے۔ اگر تجھ میں استطاعت ہے تو اس کے اندر قدم رکھ!
شعرنمبر(۴) اس راستے پر اس کی وفات کی تاریخ "قربِ اطاعت" کے حروف سے سن 782ھ نکلتا ہے (مگر بعض نسخوں میں 754ھ درج ہے)

قطعہ نمبر(۳۲) ایضاً

آں میوۂ بہشتی کامد بدستت اے جاں (۱) در دِل چرا نکشتی از کف چرا بہشتی ؟
تاریخ ایں حکایت گراز توباز پرسند (۲) بر جُملہ اش فروخواں از میوۂ بہشتی

ترجمہ قطعہ نمبر(۳۲)

شعرنمبر(۱) اے جان! جو بہشت کا میوہ تیرے ہاتھ آیا تو نے اسے اپنے دِل میں ہی کیوں نہ بویا اور اُسے کیوں ہاتھ سے چھوڑا۔
شعرنمبر(۲) اگر اس کہانی کی تاریخ تجھ سے پوچھیں تو تو سب سے یہ کہہ دے کہ "میوۂ بہشتی" ہے (778ھ)

قطعہ نمبر(۳۳) ایضاً

برادرِ خواجہ عادل [1] طاب مثواہ (۱) امامِ سُنّت بعد از مماتش !
بسوئے روضۂ رضواں رواں شد (۲) پس از پنجاہ ونہ سال از حیاتش ،
خلیلِ عادلش پیوستہ برخواں (۳) وز آنجا فہم کن سالِ وفاتش !

ترجمہ قطعہ نمبر(۳۳)

شعرنمبر(۱) خواجہ عادل کے بھائی اس کی آخری آرام گاہ خوشبودار ہو۔ جو سنت رسولؐ کا امام تھا اور فوت ہونے کے بعد بھی سنت نبوی ﷺ کا امام ہے۔
شعرنمبر(۲) بہشت کے باغ کی طرف روانہ ہوگیا۔ اپنی عمر کے انسٹھویں سال میں۔
شعرنمبر(۳) تو ہمیشہ اُسے انصاف کرنے والا خلیل کہہ اور اسے ہی اس کی تاریخ وفات کا سال سمجھ لے۔ یعنی خلیل عادل (775ھ)

قطعہ نمبر(۳۴) ایضاً

صباحِ جمعہ بُدو سادس ربیع الاوّل (۱) کہ گشت فرقتِ آں سہ بکشتنم عاجل

[1] بعض نسخوں میں طالب ہے۔

بسالِ ہفتصد شصت و چار از ہجرت (۲) چو آبِ حل بشدم ایں دقیقۂ مشکل
دریغ و درد و تأسف کجا دہد سودے (۳) کنوں کہ عمر ببازیچہ رفت و بیحاصل

ترجمہ قطعہ نمبر(۳۴)

شعرنمبر(۱) جمعہ کی صبح ربیع الاول کی چھ تاریخ تھی کہ اُس چاند کی جدائی نے مجھے مار ڈالنے میں بری عجلت کردی۔
شعرنمبر(۲) ہجرت نبویؐ کے ۷۶۴ء سن میں یہ مشکل عقدہ مجھ پر پانی کی طرح حل ہوگیا۔
شعرنمبر(۳) افسوس یہ درد اور یہ پشیمانی اب مجھے کیا فائدہ دے گی کہ میری عمر کھیل کود میں بے فایدہ ضائع ہوکر رہ گئی۔

قطعہ نمبر(۳۵) فی المصیبة

دِلا ! دیدی کہ آں فرزانہ فرزند (۱) چہ دید اندر خمِ ایں طاق رنگیں [1]
بجائے لوحِ سیمیں در کنارش (۲) فلک برسر نہادش لوحِ سنگیں

ترجمہ قطعہ نمبر(۳۵)

شعرنمبر(۱) اے دل تو نے دیکھا کہ اس دانا بیٹے کو اس رنگین محراب (آسمان) کے جھکاؤ میں کیا دکھائی دیا؟
شعرنمبر(۲) چاندی کی تختی کے بجائے اس کی بغل میں آسمان نے اُس کے سر پر بھاری پتھر کی تختی رکھ دی ہے۔

قطعہ نمبر(۳۶) فی الحکمة

مدتے در طلبِ مالِ جہاں کردم سعی (۱) تا بآخر خبرم شد کہ زنفعش ضررست
عوض ہرچہ فلک داد بمن باز ستد (۲) نکند فایدہ فریادِ جوانی چہ سرست
عمر ضائع شد و از مال زیانے دارد (۳) اندوہِ عمر کنوں از ہمہ غمہا بترست
بعد ازیں یک نفس از عمر بُملکِ دوجہاں (۴) نفروشم کہ بچشم دوجہاں مختصرست
گنجہا یافتہ ام دردلِ ویراں زہنر ! (۵) گرچہ بحریست ضمیرم کہ سراسر ہنرست
بعد ازیں ہرچہ رسد از بدو نیک اے واعظ! (۶) غم مخور شاد بزی زانکہ جہاں درگزرست

ترجمہ قطعہ نمبر(۳۶)

شعرنمبر(۱) میں نے ایک مدت تک دنیا کے مال کی طلب میں کوشش کی۔ آخر مجھے پتہ چلا کہ اس کا نفع ہی نقصان ہے۔
شعرنمبر(۲) مجھے آسمان نے جو کچھ بھی دیا۔ اس نے اس کا بدلہ لے لیا ہے۔ جوانی کی فریاد کچھ فایدہ نہیں دیتی۔ تیرا کیا خیال ہے؟
شعرنمبر(۳) ساری عمر ضائع ہوگئی اور مال سے نقصان ہوگیا۔ اب میری عمر کا غم تمام غموں سے بدتر ہے۔

---

[1] بعض نسخوں میں نیلیں ہے۔

شعرنمبر(۴) اب میں اس کے بعد اپنی عمر کا ایک سانس بھی دونوں جہانوں کی بادشاہی کے عوض نہیں بیچوں گا کیونکہ میری نگاہ میں دونوں جہان مختصر ہیں۔

شعرنمبر(۵) ویران دِل میں میں نے ہنر کے خزانے پائے ہیں۔اگر چہ میرا دل ایک سمندر ہے جو سراسر ہنر ہے۔

شعرنمبر(۶) اے حافظ! اس کے بعد اب تجھے نیکی یا بدی جو کچھ بھی ملے، غم نہ کھا اور خوش رہ کیونکہ یہ دنیا گزر جانے والی ہے۔

قطعہ نمبر (۳۷) فی النصیحۃ

هر که آمد درجهانِ پُر ز شور (۱) عاقبت می بایدش رفتن بگور

در رهِ عُقبیٰ ست دنیا چوں پُلے (۲) بے بقا جائے و ویراں منزلے

دِل منه بریں پُل پُر ترس و بیم (۳) برگِ ره ساز و مشو اینجا مقیم

نزد اهلِ معنی ایں کاخِ سپنج (۴) هست چوں ویرانۂ خالی زگنج!

دُور باش از دوستیِ مال و جاه (۵) زانکه مالت مار و جاهت هست چاه

من گرفتم خود توئی بهرام گور (۶) خواهی افتاد آخر اندر دامِ گور

گرنه کوری گور می بیں گفتمت (۷) یک زماں بیکار منشیں گفتمت:

هیچ کس رانیست زیں منزل گزیر (۸) از گدا د شاه و از برناؤ پیر

اے که برما بگذری دامن کشاں (۹) ازسرِ اخلاص الحمدے بخواں

ترجمہ قطعہ نمبر (۳۷)

شعرنمبر(۱) اس پُرشور دنیا میں جو شخص بھی آیا بالآخر اُسے قبر میں جانے کے لیے تیار ہونا پڑا۔

شعرنمبر(۲) یہ دنیا عاقبت کے راستے کا ایک پُل ہے۔منزل ناپائیدار ہے اور مقام ویران ہے۔

شعرنمبر(۳) تو اس خطرناک وخوفناک پُل سے ہرگز دل نہ لگا۔رختِ سفر تیار رکھ اور یہاں پر مت قیام کر۔

شعرنمبر(۴) یہ دنیا اور دنیا کے محلات اہلِ باطن کے نزدیک عارضی ہیں۔اور اُس ویرانے کی طرح ہیں جو کہ خزانے سے خالی ہو۔

شعرنمبر(۵) تو مال اور مرتبے کی دوستی سے دور رَہ کیونکہ تیرا مال سانپ ہے اور مرتبہ کنواں ہے۔

شعرنمبر(۶) میں مانتا ہوں کہ تو خود ہی شاہ بہرام گور ہے۔بالآخر تو قبر کے جال میں پھنس جائے گا۔

شعرنمبر(۷) اگر تو نابینا نہیں ہے تو میں تجھ سے کہتا ہوں کہ قبر پر نظر رکھ اور پل بھر بھی بیکار مت بیٹھ!

شعرنمبر(۸) اسی منزل سے گزرے بغیر کسی بھی شخص کو چارہ نہیں چاہے۔فقیر ہو یا بادشاہ جوان ہو یا بوڑھا۔

شعرنمبر(۹) اے شخص! جب تو ہمارے پاس سے (قبر پر سے) گزرے گا تو دِل کے خلوص کے ساتھ ہمارے لیے فاتحہ ضرور پڑھنا۔

قطعہ نمبر (۳۸) فی النصیحۃ

فسادِ چرخ نہ بینم و نشنویم ہنوز (۱) کہ چشمہا ہمہ کورست وگوشہا ہمہ کر
بساکساں کہ مہ و مہر باشدش بالیں ! (۲) بعاقبت ز گلِ وخاک باشدش بستر
چہ فایدہ ز زرہِ باکشادِ تیرِ قضا (۳) چہ منفعت زسپر بانفاقِ[1] تیغ قدر
اگر ز آہن و فولاد سودہ حصن کُنی (۴) حوالہ چوں برسد زود اجل بکوبد در
بروشنئ خوش و عیش و نوش غُرہ مشو (۵) کہ ظلمت از پئے نورست وز ہرزیرِ شکر
دریکہ برتو کشایند از ہوا مکشائے (۶) رہے کہ برتو نمایند از ہوس مسپر !
براہِ تو ہمہ چاہ است سر نہادہ مرد (۷) بجامِ تو ہمہ زہرست ناچشیدہ مخر[2]
عیّار چرخ بگیرو نہادِ دَور نگر ! (۸) بساطِ حرص بچیں ولباسِ آز بدر

ترجمہ قطعہ نمبر (۳۸)

شعرنمبر(۱) اب ہم اس آسمان کا فتنہ وفساد نہ دیکھتے ہیں اور نہ سنتے ہیں۔ کیونکہ ہماری آنکھیں اندھی اور کان بہرے ہو چکے ہیں۔
شعرنمبر(۲) بہت سے لوگ کہ جن کی تکیہ گاہ چاند اور سورج ہیں۔ بالآخران کا بچھونا مٹی اور خاک ہی ہوگا۔
شعرنمبر(۳) قضا کے تیر چھوٹ جانے کے بعد زرہ کا کیا فایدہ؟ تقدیر کی شمشیر چل جانے پر ڈھال سے کیا نفع؟
شعرنمبر(۴) چاہے تو پسے ہوئے لوہے اور فولاد سے بھی کوئی قلعہ تعمیر کر لے۔ لیکن جب تیرا آخری وقت آن پہنچے گا تو فوری طور پر موت دروازہ کھٹکھٹائے گی۔
شعرنمبر(۵) تو عیش وعشرت اور راحت وخوشی کی روشنی پر ناز مت کر۔ کیونکہ اس روشنی کے پیچھے تاریکی اور شکر کے نیچے زہر ہوتا ہے۔
شعرنمبر(٦) تجھ پر جب لالچ وحرص کا دروازہ کھول دیں تو اُسے مت کھول۔ جب تجھے ہوس کا راستہ دکھائیں تو اس پر ہرگز گامزن نہ ہو۔
شعرنمبر(۷) قدم قدم پر تیرے راستے میں کنواں ہے۔ سر کو جھکا کے مت چل۔ تیرے پیالے میں زہر ہے بغیر چکھے ہرگز نہ پی۔
شعرنمبر(۸) اس مکار آسمان کو آزما اور دنیا کی اصل (فطرت) کو دیکھ۔ لالچ کا بستر لپیٹ لے اور حرص کے لباس کو پھاڑ ڈال۔

قطعہ نمبر (۳۹) فی التعزیتہ

دِل مُنہ بر دنیا و اسبابِ او (۱) زانکہ از وے کس وفاداری ندید
کس عسل بی نیش ازیں دُکاں نخورد (۲) کس رطب بے خار ازیں بستاں نچید

---

[1] بعض نسخوں میں نفاق کے بجائے نفاذ ہے
[2] مخر اصل میں مخور ہے۔

ہر کہ اینجا مے چراغے برفروخت	(۳)	چوں تمام افروخت بادش در دمید
بے تکلّف ہر کہ دِل بروے نہاد	(۴)	چوں بدیدی خصمِ خود می پرورید
شاہِ غازی خسروِ گیتی ستاں !	(۵)	آنکہ از شمشیر او خوں می چکید
گہ بیک حملہ سپاہے می شکست	(۶)	گہ بہ ہوئے قلب گاہے[1] می درید
سروراں را بے سبب[2] می کرد حبس !	(۷)	گردناں را بے خطر[3] سرِی برید
از نہیبش پنجہ می افگند شیر	(۸)	در بیاباں نامِ او چوں می شنید
عاقبت شیراز و تبریز و عراق !	(۹)	چوں مسخّر کرد وقتش در رسید
آنکہ روشن بُد جہاں بینش بدو	(۱۰)	میل در چشمِ جہاں بینش کشید

ترجمہ قطعہ نمبر (۳۵)

شعر نمبر (۱) تو اس دنیا کے اسباب سے اپنا دل ہرگز نہ لگا کیونکہ کسی نے بھی اس سے وفاداری نہیں دیکھی ہے۔

شعر نمبر (۲) اس دُکان سے کسی نے بھی ڈنک کھائے بغیر شہد نہیں کھایا اور کسی نے بھی اس باغ سے کانٹے کے بغیر کھجور نہیں چنی۔

شعر نمبر (۳) یہاں پر جس نے بھی چند روزہ چراغ جلایا جب وہ پوری طرح روشن ہو گیا تو ہوا نے اُسے ایک پھونک مار کر بجھا کے رکھ دیا۔

شعر نمبر (۴) بے تکلف اس سے جس کسی نے بھی دل لگایا۔ جب تو نے دیکھا تو پتہ چلا کہ وہ اپنے دشمن کی پرورش کر رہا تھا۔

شعر نمبر (۵) غازی بادشاہ جہان کا فاتح اور سلطان کہ جس کی تلوار سے خون ٹپک رہا تھا۔

شعر نمبر (۶) اس کے ایک حملہ سے کبھی دشمن کی فوج شکست کھا جاتی تھی اور کبھی وہ ایک ہُو (للکار) سے درمیانی لشکر کو چیر دیتا تھا۔

شعر نمبر (۷) سرداروں کو بے وجہ قید کرتا تھا اور بلاخوف سروں سے گردنوں کو کاٹ کر رکھ دیتا تھا۔

شعر نمبر (۸) اس کی ہیبت سے شیر اپنا پنجہ ڈھیلا کر دیتا تھا۔ جب وہ جنگل میں اس کا نام سن لیتا تھا۔

شعر نمبر (۹) بالآخر جب اُس نے شیراز، تبریز اور عراق کو مسخر کر لیا تو اس کا وقت آن پہنچا۔

شعر نمبر (۱۰) اس کے بیٹے نے جو اس کی آنکھ کا نور تھا۔ اس کی جہان کو دیکھنے والی آنکھ میں سلائی پھرا دی۔

قطعہ نمبر (۴۰) فی المدح

بعہدِ سلطنتِ شاہِ شیخ ابو اسحاق	(۱)	بہ پنج شخص عجب ملکِ فارس بود آباد

[1] بعض نسخوں میں ''قلب کوہے'' ہے۔
[2] بعض نسخوں میں ''بے گنہ'' ہے۔
[3] بعض نسخوں میں ''بے تحن'' ہے۔

نخست پادشہے ہمچو او ولایت بخش (۲) کہ جانِ خویش پرورد و دادِ عیش بداد

دِگر مربیٔ اسلام شیخ مجد الدین ! (۳) کہ قاضیئے بہ ازآں آسماں ندارد یاد

دگر شہنشہِ دانش عضد کہ در تصنیف ! (۴) بنائے کارِ مواقف بنامِ شاہ نہاد

دگر بقیۂ ابدال شیخ امین الدین ، (۵) کہ یمین ہمّت اوکارہائے بستہ کشاد

دِگر کریم چو حاجی قوام دریا دِل ! (۶) کہ نام نیک ببرداز جہاں بہ بخشش وداد

نظیر خویش نہ بگواشتند و بگوشتند! (۷) خدائے عزّوجل جُملہ را بیامرزاد

ترجمہ قطعہ نمبر (۴۰)

شعرنمبر(۱) شاہ شیخ ابواسحاق کے عہد حکومت میں ملک فارس (ایران) پانچ شخصوں سے خوب آباد تھا۔

شعرنمبر(۲) پہلا اُس جیساولایت بخشنے والا بادشاہ کہ جس نے اپنی جان پالی اور دادِعیش دی۔

شعرنمبر(۳) دوسرا اسلام کا مربّی شیخ مجدالدین جس سے بہتر قاضی آسمان کو یادنہیں ہے۔

شعرنمبر(۴) تیسرادانش وعلم کاشہنشاہ عضدالدولہ کہ جس کی تصنیف میں بادشاہ کے نام پرمواقف کام کی بنیادرکھی۔

شعرنمبر(۵) چوتھابقیہ ابدال شیخ امین الدین کہ اس کی ہمت کی برکت سے دقیق مسائل حل ہوگئے۔

شعرنمبر(۶) پانچواں حاجی قوام الدین حسن کہ اس جیسا سچا اور دریادل جو بخشش اورانصاف کی وجہ سے نیک نامی پیدا کرگیا۔

شعرنمبر(۷) ان لوگوں نے اپنا کوئی ثانی نہ چھوڑااور یہ سب جہان سے گزرگئے۔خدائے بزرگ وبرتران سب کو بخشے۔

قطعہ نمبر (۴۱) فی المطایبہ

رحیمِ منکر خمّار بود روزے چند (۱) بداں دلیل کہ القاص لایحبُ القاص

بریخت خونِ صراحی وَلے بکشتن او (۲) زمانہ نیز در آمد کہ الجروح قصاص

ترجمہ قطعہ نمبر (۴۱)

شعرنمبر(۱) چندروزتک شراب بیچنے والے رحیم کا منکر رہا۔اس بناپر کہ ایک قصہ پڑھنے والا دوسرے قصہ پڑھنے والے کو دوست نہیں رکھتا۔

شعرنمبر(۲) اُس نے صراحی کا خون بہایا۔لیکن زمانہ بھی اُسے قتل کرنے پرآمادہ ہوگیا کیونکہ زخموں کا بدلہ برابرلیا جاتا ہے۔

----***----

قصائد

قصیدہ نمبر(۱)

(در منقبت حضرت علیؓ)

مقدر یکہ ز آثارِ صنع کرد اظہار (۱) سپہر و مہر و مہ و سال و ماہ دلیل و نہار
مدار سیر کواکب بامرِ کن فیکون (۲) قرار داد بریں طاقِ گنبد دوّار

حل لغت:

✱ مقدر۔تقدیر، مالک تقدیر (خدا تعالیٰ) مراد ہے۔ ✱ آثار صنع۔تخلیق کے آثار، صنعت کے نشانات ✱ سپہر۔آسمان ✱ مدار سیر کواکب۔ستاروں کی سیر کا مدار ✱ گنبد دوّار۔آسمان

ترجمہ:

☆ تقدیر کے مالک اللہ تعالیٰ نے صنعت کے نشانات سے آسمان، سورج، چاند، سال، مہینہ اور دن کو تخلیق کیا۔یعنی تخلیق کے آثار کو ظاہر کیا۔اُس نے کن فیکون کے حکم سے سیاروں کی گردش کا مرکز گھومنے والے گنبد (آسمان) کی محراب پر ٹھہرایا۔

ز ہفت کوکب سیارہ و دوازدہ برج (۳) کنند سیر مخالفِ کواکبِ سیّار!
نہ آسماں ز ملائک بامرِ حق مشغول (۴) بسجدہ درگہ تسبیح و ذکر و استغفار

حل لغت:

✱ ہفت کوکب۔سات ستارے ✱ دوازدہ بُرج۔آسمان کے بارہ بُرج۔

ترجمہ:

☆ سات سیارے اور بارہ بُرج ہیں۔جو چلنے والے سیاروں کی مختلف سمتوں میں گردش کرتے پھرتے ہیں۔نو آسمان ہیں جن پر فرشتے خدا کا حکم بجالاتے ہیں اور ہر وقت اللہ کی تسبیح و تحمید و (ذکر و استغفار) کرتے ہیں۔اور سجدوں میں مشغول ہیں۔

چہار عنصر ازو مختلف پدید آورد (۵) مدارِ آتش و آب و غبار و خاباد مجار
قرار داد ببالائے خاک و باد آتش (۶) گرفتہ کوہ و زمیں درمیانِ آب قرار

حل لغت:

✱ چہار عنصر۔چار عنصر، آگ، ہوا، پانی، مٹی ✱ مدار۔مرکز ✱ مجار۔جاری ہونے کا مقام

ترجمہ:

☆ قدرت والے نے چار عناصر سے مختلف چیزیں (کل کائنات) تخلیق کیں اور آگ پانی مٹی اور ہوا کو کائنات کا مرکز قرار دیا۔

مٹی اور پانی کے اوپر آگ قائم کی پہاڑوں اور زمین کو پانی کے درمیان میں ٹھہرا دیا۔

بدوستیِ نبیؐ و ولیؓ اساس نہاد (۷) جہان و ہرچہ درو ہست خالقِ جبّار!

اگر نہ ذاتِ نبیؐ و ولیؓ بُدے مقصود (۸) جہاں بکتمِ عدم رفتے ہمچو اوّل بار

حل لغت:

* اساس۔بنیاد * بکتمِ عدم۔فنا کے پردے میں

ترجمہ:

☆ اُس خالق و جبار نے نبیؐ اور ولیؓ کی دوستی کے لیے دنیا اور اس سے متعلقہ تمام چیزوں کی بنیاد رکھی۔اور اگر نبی اور ولی کی ذات مقصود نہ ہوتی تو پھر یہ دنیا و کائنات پہلے کی طرح عدم کے پردے میں ہی چھپی رہتی، ظاہر نہ ہوتی۔

نوشتہ بردرِ فردوس کاتبانِ قضا (۹) نبی رسول و ولیعہد حیدرِ کرّار

امامِ جنّی وانسی علیؓ بود کہ علیؓ (۱۰) زکلِّ خلق فزوں ست از صغار و کبار

حل لغت:

* قضا۔تقدیر * صغار و کبار۔چھوٹے اور بڑے۔

ترجمہ:

☆ قضا و قدر کے کاتبوں نے بہشت کے دروازے پر لکھ دیا ہے کہ نبی رسول ﷺ ہیں اور علیؓ اُن کے ولی ہیں۔علیؓ جنوں اور انسانوں کے امام ہیں۔چھوٹوں اور بڑوں میں سے ساری مخلوق سے افضل[1] ہیں۔

زنامِ اوست معلّق سما و کُرسی وعرش (۱۱) ز ذاتِ اوست مطبّق زمیں بدیں ہنجار

علی اُمام وعلیؓ ایمن و علیؓ ایماں (۱۲) علیؓ امین و علیؓ سرور و علیؓ سردار

حل لغت:

* مطبق۔طبقہ دار * بدیں ہنجار۔اسی طور سے * ایمن۔بابرکت۔

ترجمہ:

☆ ان کے نام سے ہی آسمان، کرسی اور عرش قائم ہوئے اور انہی کی ذات سے ہی زمین اس طرح طبقوں میں بٹی۔علیؓ امام ہیں۔ علیؓ بابرکت ہیں۔علیؓ امین ہیں۔علیؓ سرور اور علی سردار ہیں۔

---

[1] (ازل ہی کے وقت علیؓ کو نبی کا ولی عہد بنا دیا گیا تھا اسی لئے وہ انس و جاں کے امام اور سب مخلوق سے افضل ہیں)۔

علیؑ علیم و علیؑ عالم و علیؑ اعلم (۱۳) علیؑ حکیم و علیؑ حاکم و علیؑ گفتار
علیؑ نصیر و علیؑ ناصر و علیؑ منصور (۱۴) علیؑ مظفر و غالب علیؑ سر و سردار

حل لغت:

* اعلم۔سب سے زیادہ جاننے والا * منصور۔فتح مند۔

ترجمہ:

☆ علیؑ صاحب علم ہیں۔علیؑ عالم اور سب سے بڑھ کر علم والے ہیں۔علیؑ حکیم علیؑ حاکم اور علیؑ ہی کلام ہیں۔علیؑ نصیر ہیں۔علیؑ ناصر اور علیؑ منصور ہیں۔علیؑ فاتح غالب اور علیؑ صاحب وسردار ہیں۔

علیؑ عزیز و علیؑ عزّت و علیؑ افضل (۱۵) علیؑ لطیف و علیؑ انور و علیؑ انوار
علیؑ ست افتح فتوح و علیؑ ست راحتِ رُوح (۱۶) علیؑ ست فاضل و افضل علیؑ سر و سردار

حل لغت:

* انوار۔نور کی جمع * افتح فتوح۔فتحوں کی فتح۔

ترجمہ:

☆ علیؑ عزیز ہیں۔علیؑ عزت ہیں اور علیؑ افضل ہیں لطیف ہیں علی انور ہیں اور علی انوار ہیں علی فتحوں کی فتح ہیں اور علیؑ روح کی راحت ہیں علیؑ فاضل ہیں علیؑ افضل ہیں علیؑ سر اور سردار ہیں۔

علیؑ سلیم و علیؑ سالم و علیؑ مُسلم (۱۷) علیؑ قسیم قصور و علیؑ ست قاسمِ نار
علی صفی و علی صافی و علی صُوفی (۱۸) علی وفی و علی صفدر و علی سردار

حل لغت:

* سلیم۔نیک، پاک * سالم۔بے عیب، مکمل * صفی۔برگزیدہ صاف * وفی۔مکمل وفادار * صفدر۔صف شکن

ترجمہ:

☆ علیؑ سلیم ہیں علیؑ سالم ہیں اور علیؑ مسلم ہیں۔علیؑ محلوں (جنتوں) کے بانٹنے والے ہیں اور علیؑ آگ تقسیم کرنے والے ہیں[1]۔علیؑ صفی ہیں۔علیؑ صافی ہیں اور علیؑ صوفی ہیں۔علیؑ مکمل وفادار ہیں۔علیؑ صف شکن ہیں اور علیؑ سردار ہیں۔

علیؑ نعیم و علیؑ ناعم و علیؑ منعم (۱۹) علیؑ بود اسد اللہ قاتلِ کفار
علی زبعدِ محمد زہر چہ ہست بہ است (۲۰) اگر تو مومنِ پاکی نظر دریغ مدار

1۔ اہل تشیع کا عقیدہ ہے کہ حضرت علیؑ قاسم جنت وجہنم ہیں۔

حل لغت:

* نعیم۔صاحب نعمت * اسد اللہ۔اللہ کا شیر۔

ترجمہ:

☆ علیؓ صاحب نعمت ہیں اور علی نعمت دینے والے ہیں۔علیؓ اللہ کے شیر اور کافروں کو قتل کرنے والے ہیں۔محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد علیؓ سب سے بہتر ہیں۔اگر تو پاک مومن ہے تو پھر ان کی اطاعت سے دریغ مت کر۔

بحقِ نورِ محمدؐ و بآدمؑ و بہ خلیلؑ (۲۱) بحقِ شیثؑ وشعیبؑ و ہودِ کم آزار
بحقِ یوسفؑ و یعقوبؑ و یحییٰؑ ولقمانؑ (۲۲) بحقِ نوحؑ نجی درمیان دریا بار

حل لغت:

* بحق۔قسم سے،بطفیل۔ * کم آزار۔نہ ستانے والے۔ * نجی۔نجات پانے والے۔

ترجمہ:

☆ حضرت محمد ﷺ کے نور کی قسم اور حضرت آدمؑ اور حضرت ابراہیم خلیلؑ کی قسم۔شیث وشعیبؑ اور تکلیف نہ دینے والے حضرتِ ہودؑ کی قسم اور حضرت یوسفؑ ویعقوبؑ،حضرت یحییٰؑ کی قسم دریا کے درمیان نجات دینے والے حضرت نوحؑ کی قسم۔

بحقِ عزتِ توریت و حرمتِ انجیل (۲۳) بحقِ جمعِ زبور و بحقِ روزِ شمار
بحقِ دانشِ اسحٰقؑ و شوقِ اسمٰعیلؑ (۲۴) کہ در رضائے خدا کرد جانِ خویش نثار

حل لغت:

* روزِ شمار۔قیامت کا دن۔

ترجمہ:

☆ توریت کی عزت اور انجیل کی حُرمت کی قسم۔جمع زبور کی قسم اور قیامت کے دن کی قسم۔اسحاقؑ کی عقل اور اسمٰعیلؑ کے عشق کی قسم۔جنہوں نے اللہ کی راہ میں اپنی جان نچھاور کر دی۔

بحقِ یوشعؑ و الیاسؑ و لوطؑ و اسکندرؑ (۲۵) بحقِ نغمۂ داؤدؑ و صَوتِ خوش گفتار
بحقِ مہرِ سلیمانؑ و زہدِ ابراہیمؑ (۲۶) بحقِ عیسیٰؑ و موسیٰ و یونسِؑ غمخوار

حل لغت:

* صَوت۔آواز * خوش گفتار۔خوش الحانی۔

ترجمہ:

☆ حضرت یوشعؑ حضرت الیاسؑ اور حضرت لوطؑ واسکندرؑ کی قسم۔حضرت داؤدؑ کے نغمے اور ان کی خوش الحانی کی قسم۔حضرت

سلیمانؑ کی مُہر اور حضرت ابراہیمؑ کے زہد کی قسم۔حضرت عیسیٰؑ موسیٰؑ اور حضرت یونسؑ غم خوار کی قسم۔

بحقِ قوّتِ جبریلؑ وصورِ اسرافیلؑ (۲۷) بحقِ قابضِ ارواح دریمین ویسار

بحقِ حاملِ عرش و بقربِ میکائیلؑ (۲۸) بحقِ چار کتابِ ستودۂ جبّار

حل لغت:

* یمین ویسار۔دائیں اور بائیں۔ * ستودۂ جبار۔جس کی اللہ تعالیٰ نے تعریف کی۔

ترجمہ:

☆ حضرت جبرائیلؑ کی طاقت اور حضرت اسرافیلؑ کے صور کی قسم۔دائیں اور بائیں روحوں کو قبض کرنے والے حضرت عزرائیلؑ کی قسم۔عرش کو تھامنے والے حضرت میکائیلؑ کے قرب کی قسم۔اللہ تعالیٰ کی پسندیدہ چار کتابوں کی قسم۔

بحقِ جُملہ قرآں بہ صحفِ ابراہیمؑ (۲۹) بحقِ جُملہ مردانِ واقفِ اسرار

بحقِ سوزِ فقیرانِ بیگنہ در بند! (۳۰) بحقِ زاری رنجورِ بیکس و بے یار

حل لغت:

* صحف۔صحیفے * اسرار۔سر کی جمع راز * رنجور۔رنجیدہ۔

ترجمہ:

☆ مکمل قرآن اور حضرت ابراہیمؑ کے صحیفوں کی قسم۔رازوں سے آگاہ تمام مردان حق کی قسم،بے گناہ قیدی فقیروں کے سوز کی قسم۔بے سہارا اور بے یار ومددگار دکھی وبیمار کے رونے دھونے کی قسم۔

بحقِ چہرۂ زردِ فقیر سرگردان (۳۱) بحقِ دردِ اسیرانِ خانماں بیزار

بحقِ ضربِ جوانانِ راہِ دین با کفر (۳۲) بحقِ زاریِ پیرانِ خوار و زارو نزار

حل لغت:

* اسیران خانماں بیزار۔گھروں سے بیزار قیدی * زارونزار۔عاجز اور کمزور۔

ترجمہ:

☆ پریشان وحیران فقیروں کے زرد چہرے کی قسم سوز کی قسم۔گھروں سے بیزار قیدیوں کے درد کی قسم۔کفر کے مقابلے میں راہِ دین کے جوانوں کی ضرب کی قسم۔خوار اور زار ونزار بوڑھوں کے رونے دھونے کی قسم۔

بحقِ دینِ محمدؐ بخونِ پاکِ حسینؓ (۳۳) بحقِ مردمِ نیکِ مہاجر و انصار

کہ نیست دینِ ہدیٰ را بقولِ پاک رسولؐ (۳۴) امام غیر علیؓ بعدِ احمدؐ مختار [1]

حل لغت:

* دین ہدیٰ۔ہدایت والا دین۔

ترجمہ:

☆ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دین اور حضرت حسینؓ کے پاک خون کی قسم۔مہاجر اور انصار نیک مردوں کی قسم۔ہدایت دینے والے دین اسلام کے لیے پاک رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشاد کے مطابق احمدؐ مختار کے بعد حضرت علیؓ کے بغیر کوئی امام نہیں ہے۔

زبعد او حسنؓ ست و حسینؓ بعد او (۳۵) مجوے جہل بریں کار مومنِ دیندار
بجہل غافل مستغرقی بغفلۂ ہمی (۳۶) ز زنگ می نشناسی سفیدی از زنگار

حل لغت:

* مستغرقی۔تو ڈوبا ہوا ہے * غفلہ۔غفلت سے۔ * زنگار۔زنگ،کساؤ۔

ترجمہ:

☆ ان کے بعد حضرت حسنؓ اور حضرت حسینؓ ہیں۔(ان سے محبت کرنی چاہیے)۔اے دیندار مومن! اس معاملے میں جہالت مت برت۔تو جہالت میں غرق اور غافل ہے۔اور زنگ (غفلت) کی وجہ سے تو سفیدی کو زنگار سے نہیں پہچانتا۔

بجہد و سعیِ منِ خستہ دِل چہ سُود ترا (۳۷) مگر ز خوابِ جہالت ہمی شوی بیدار
بجہل پیشتر و بیش آنچناں ہستم (۳۸) کہ کس مباد چناں کآمدم در اوّل بار

حل لغت:

* بجہد۔کوشش سے * بجہل۔جہالت سے * مباد۔نہ ہو نہ رہے * بیشتر۔زیادہ۔

ترجمہ:

☆ مجھ خستہ وخراب کی سعی وکوشش سے تجھ کو کیا فائدہ؟ شاید تو جہالت کی نیند سے جاگ جائے۔میں بہت زیادہ جہالت کی وجہ سے ایسا ہوں کہ کوئی بھی ایسا نہ ہو کہ جیسا میں پہلی بار ہو چکا ہوں۔

سپاس و منّت و عزّت خدائے را کہ نمود (۳۹) رَہِ نجات و شدم از حیات برخوردار

---

[1] یہ شعر مذکور بالا قسموں کا جواب ہے۔

بگاہِ ہفصد و ہفتاد بد کہ در شیراز (۴۰) تمام گشت بیک روز جمع ایں اشعار

حل لغت:

* سپاس۔احسان شکر * برخوردار۔نفع یاب ہوا۔

ترجمہ:

☆ اللہ تعالیٰ کا احسان اور شکر ہے کہ جس نے نجات کا راستہ دکھایا۔اور میں زندگی سے حصہ پانے والا ٹھہرا۔سات سو ستر ۷۷۰ھ کا واقعہ ہے کہ ایک روز شیراز میں یہ اشعار مرتب وجمع ہوئے۔

بدشمناں منشیں حافظا! تولاّ کن (۴۱) نجاتِ خویش طلب کن بجانِ ہشت و چہار

حرام زادۂ بد فعل و شوم و بے بنیاد (۴۲) بہ مدحِ شاہِ جہاں کے کجا کند اقرار

متابعت بمنافق چو می کنی بگزر (۴۳) زیادہ گفتنِ نامش ہزار استغفار

حل لغت:

* تولاّ کن۔محبت کر حب علیؓ مراد ہے * ہشت وچہار۔آٹھ اور چار یعنی ۱۲ امامین * متابعت۔پیروی۔

ترجمہ:

☆ اے حافظ! تو دشمنوں کے پاس مت بیٹھ اور محبت کر۔بارہ اماموں کے وسیلہ سے اپنی نجات طلب کر۔منحوس وبدکار اور بد فعل و بد ذات [1] کب اور کہاں دنیا کے بادشاہ کی تعریف کا اقرار کرتا ہے [2] ؟ اگر تو منافق کی پیروی کرتا ہے تو اسے ترک کردے۔اس منافق کا نام لینے سے ہزار بار توبہ۔

قصیدہ (۲)

(در مدح شاہ منصور)

جوزا سحر نہاد حمائل برابرم (۱) یعنی غلامِ شاہم و سوگند می خورم

ساقی بیا کہ از مدد بختِ کار ساز (۲) کامے کہ خواستم ز خدا شد میسّرم

حل لغت:

* جوزا۔آسمان کی جنوبی شکلوں میں سے ایک شکل' جو اس طرح ہے کہ ایک مرد تلوار گلے میں ڈالے دو کرسیوں پر کھڑا ہے' داہنے ہاتھ میں عصا ہے اور بایاں آستین میں ہے * حمائل۔تلوار کا گلے میں ڈالنے والا تسمہ۔

---

[1] اوصاف علیؓ کے منکر کے معاتب ہیں۔

ترجمہ:

☆ جوزانے صبح کے وقت میرے سامنے حمائل رکھ دی۔ یعنی میں بادشاہ کا غلام ہوں اور میں قسم کھاتا ہوں۔ اے ساقی آ جا کہ میں نے قسمت کی موافقت سے خدا سے جو بھی مانگا وہ مجھے مل گیا ہے۔

جامے بدہ کہ باز بشادیِ روئے شاہ (۳) پیرانہ سر ہوائے جوانیست برسرم[1]

راہم مزن بوصفِ زلال خضر کہ من (۴) از جامِ شاہ جُرعہ کشِ حوضِ کوثرم

حل لغت:

* پیرانہ سر۔ بڑھاپا * راہم مزن۔ مجھے راستے سے مت بھٹکا * بوصف زلالِ خضر۔ خضر کے صاف اور شیریں پانی کی صفت

ترجمہ:

☆ تو شراب کا پیالہ دے کہ بادشاہ کے چہرے کی خوشی میں مجھ بوڑھے کا دل جوانی کی امنگوں سے بھر چکا ہے۔ خضرؑ کے پانی کی تعریف میں مجھ کو نہ بھٹکا کیونکہ میں تو بادشاہ کے جام سے حوضِ کوثر کا گھونٹ پینے والا ہوں۔

شاہا من ار عرش رسانم سریرِ فضل (۵) مملوکِ ایں جنابم و مسکینِ ایں درم

من جُرعہ نوشِ بزمِ تو بودم ہزار سال (۶) کے ترکِ آبخور کند ایں طبعِ خوگرم

حل لغت:

* سریرِ فضل۔ بزرگی کا تخت * مملوک ایں جنابم۔ میں اس بارگاہ کا غلام ہوں * آبخورد۔ پانی یا مشروب پینے کا چشمہ حوض یا برتن ان جل۔

ترجمہ:

☆ اے بادشاہ! اگر میں بزرگی کا تخت عرش پر بھی پہنچادوں تو (میرے لیے باعث فخر ہے کہ) میں حضور کا غلام ہوں اور اس در کا مسکین ہوں۔ میں تیری محفل میں ہزار سال سے جُرعہ نوش ہوں۔ میری شراب کی عادی طبیعت آبخورے کو کیسے چھوڑ سکتی ہے

گر باورت نمی شود از بندہ ایں حدیث (۷) از گفتۂ کمالِ حدیثے[2] بیارم

گر برکنم دِل از تو و بردارم از تو مہر (۸) آں مہر بر کہِ افگنم آں دِل کجا برم

حل لغت:

* حدیث۔ بات * گر برکنم دِل از تو۔ اگر تجھ سے دل ہٹالوں۔

---

[1] ممدوح کے دیدار کی خوشی سے بڑھاپے میں جوانی کے آثار پیدا ہو گئے ہیں۔

[2] بعض نسخوں میں حدیثے کے بجائے دلیلے ہے۔

ترجمہ:

☆ اگر تجھ کو غلام کی اس بات کا یقین نہیں ہے تو میں ایک کمال کی بات سے دلیل لے کر آؤں گا۔ اگر میں تجھ سے دل ہٹالوں اور تجھ سے محبت کرنی ترک کردوں تو وہ محبت کس سے کروں؟ اس دل کو میں کہاں لے جاؤں؟

منصور بن محمد[1] غازیست حرزِ من (۹) وزایں خجستہ نام بر اعدا مظفرم[2]

عہدِ الستِ من ہمہ بامہرِ شاہ بود (۱۰) درشاہراہِ عمر ازیں عہد نگزرم

حل لغت:

* حرزمن ۔ میرے امن کی جگہ * مظفرم ۔ میں کامیاب ہوں ۔ * عہد الست ۔ ازل کا وہ عہد جو خدا تعالیٰ نے اپنے بندوں سے ان کا رب ہونے کا لیا تھا۔

ترجمہ:

☆ منصور بن محمد غازی میرے لیے پناہ کی جگہ ہے۔ اس بابرکت نام کی بدولت دشمنوں پر فتح حاصل کرتا ہوں۔ بادشاہ کی محبت میرا ازلی عہد ہے اور میں زندگی کی شاہراہ اسی عہد پر طے کروں گا۔

گردوں چو کرد نظمِ ثریا بنامِ شاہ (۱۱) من خود چرا چنیں نکنم از کہ کمترم

شاہین صفت چو طعمہ چشیدم ز دستِ شاہ (۱۲) کے باشد التفات بصیدِ کبوترم

حل لغت:

* گردوں ۔ آسمان * ثریا ۔ سات ستاروں کا گچھا * چوطعمہ چشیدم ۔ جب میں نے لقمہ کھایا۔

ترجمہ:

☆ جب آسمان نے ثریا کو شاہ کے نام پر پرودیا ہے تو میں ایسا کیوں نہ کروں؟ کیا میں کسی سے کم ہوں؟ جب میں نے بادشاہ کے ہاتھ سے شاہین کی طرح لقمہ چکھا ہے تو پھر میری توجہ کبوتر کے شکار کی طرف کیسے ہوسکتی ہے؟

اے شاہِ شیر گیر چہ کم گردد ار شود (۱۳) درسایۂ تو ملکِ فراغت میسرم

بال و پرے ندارم وایں طرفہ ترکہ نیست (۱۴) غیر از ہوائے منزلِ سیمرغ درسرم

حل لغت:

* ایں طرفہ ۔ یہ عجیب بات * ہوائے ۔ لگن، محبت، آرزو، خواہش۔

ترجمہ:

☆ اے شیر کو زیر کرنے والے بادشاہ، کونسی کمی آجائے گی اگر تیرے زیر سایہ مجھے آرام کی جگہ میسر آجائے۔ میں بال پر نہیں

---

[1] بعض نسخوں میں محمد کی جگہ مظفر ہے۔ [2] بعض نسخوں میں نگزرم ہے۔

رکھتا۔اور عجیب بات یہ ہے کہ میرے دماغ میں سیمرغ کی آرزو کے سوا کوئی اور سودا نہیں ہے۔یعنی بے بضاعتی کے باوجود محبوب کامل کی جستجو میں ہوں۔

بر گلشنے اگر بگذشتم چو بادِ صبح (۱۵) نے عشقِ سرو بود ونہ شوقِ صنوبرم
بوئے تو می شنیدم و بریادِ روئے تو (۱۶) دادند ساقیانِ طرب یک دو ساغرم

حل لغت:

* صنوبر۔سرو کی طرح کا پودا' چیل کا درخت * طرب۔راحت وخوشی۔

ترجمہ:

☆ بادِ صبا کی طرح اگر میرا گزر کبھی باغ پر سے ہوا تو مجھے نہ تو کسی سرو کا عشق تھا اور نہ صنوبر کا شوق تھا۔میں تیری خوشبو سونگھتا تھا اور تیرے چہرے کی یاد میں ساقی مجھے سرور بھرے راحت کے اک دو جام پلا دیتا تھا۔

مستی بآبِ یک دو عنب[1] وضعِ بندہ نیست (۱۷) من سالخوردہ پیرِ خرابات پرورم
باسیرِ اختر و فلکم داوری بسے ست (۱۸) انصافِ شاہ باد دریں قصّہ یاورم[2]

حل لغت:

* عنب۔انگور مجازاً شراب * سالخوردہ۔پرانا بوڑھا * داوری بسے۔بہت زیادہ مقدمے۔* داوری۔جھگڑا۔* یاورم۔میرا مددگار۔

ترجمہ:

☆ ایک دو گھونٹ شراب کے پینے سے مست ہو جانا اس بندے کی فطرت نہیں ہے۔میں تو اس پیر خرابات کا بڑا پرانا بوڑھا ہوں۔آسمان اور ان ستاروں کی گردش سے میرا بہت جھگڑا ہے اس معاملے میں شاہ کا عدل ہی میری مدد کرے گا۔

شکرِ خدا کہ باز دریں اوجِ بارگاہ (۱۹) طاوسِ عرش می شنود صیتِ شہپرم
نامم ز کارخانۂ عشاق محو باد (۲۰) گر جز محبّت تو بود شغلِ دیگرم

حل لغت:

* صیت۔آوازہ' شہرہ * محو باد۔مٹ جائے

ترجمہ:

☆ اللہ کا شکر ہے کہ اس بلند بارگاہ میں عرش کا طاوس (جبرئیلؑ) میرے شہپر کی آواز سنتا ہے۔اللہ کرے کہ عاشقوں کے کارخانے

---

[1] بعض نسخوں میں قدح ہے۔
[2] بعض نسخوں میں داورم (میرا منصف) ہے۔

سے میرا نام مٹ جائے۔اگر تیری محبت کے سوا میرا کوئی اور شغل ہو۔

شبلُ الاسد بصیدِ دلم حملہ کرد و من (۲۱) گر لاغرم وگرنہ شکارِ غضنفرم
اے عاشقان روئے تو از ذرّہ بیشتر (۲۲) من کے رسم بوصلِ تو کز ذرّہ کمترم

حل لغت:

* شبل الاسد۔شیر کا بچہ،جوان شیر۔ * غضنفر۔ شیر ۔ * دُرّہ۔موتی۔

ترجمہ:

☆ ایک شیر کے بچے نے میرے دل کو شکار کرنے کے لیے مجھ پر حملہ کر دیا ہے۔ میں اگر چہ لاغر ہوں لیکن شیر ببر کا شکار ہوں۔ (یعنی کوئی دوسرا ممدوح مجھے اپنا قصیدہ خواں نہیں بنا سکتا) اے میرے ممدوح! (محبوب) تیرے چہرے کے عاشق ان موتیوں سے بھی بڑھے ہوئے ہیں (یعنی رشک مروارید تک تیرے رخ کے دیدار کے متمنی ہیں) مجھے تیرا وصل کیسے نصیب ہوسکتا ہے جو کہ ایک ذرے سے بھی کمتر ہوں۔

بنما بمن کہ منکرِ حسنِ رخِ تو کیست (۲۳) تا دیدہ اش بگزلکِ غیرت بر آدرم
مقصود ازیں معاملہ بازارِ تیزِ تست (۲۴) نہ جلوہ می فروشم و نہ عشوہ می خرم

حل لغت:

* گزلک۔چھری۔ * عشوہ۔ناز و ادا،آنکھ سے اشارہ کرنا نخرہ و ناز۔ * گزلت۔چُھری۔

ترجمہ:

☆ تو مجھے دکھا کہ تیرے اس چہرے کے حسن و جمال سے کون انکار کر رہا ہے تا کہ میں اپنی غیرت کی چھری سے اس کی آنکھیں نکال کر رکھ دوں۔اس معاملہ سے میرا مقصود تیری تیز بازاری ہے۔نہ تو میں جلوہ فروش ہوں اور نہ نخرہ و ناز ہی خریدتا ہوں۔

برمن فتادہ سایہء خورشیدِ سلطنت (۲۵) اکنوں فراغت ست زخورشیدِ خاورم
شعرم بیمنِ مدحِ تو صد ملکِ دِل کشاد (۲۶) گوئی کہ تیغِ تست زبانِ سخنورم

حل لغت:

* یمن۔برکت * خورشید خاور۔مشرق کا سورج۔

ترجمہ:

☆ سلطنت کے سورج کا مجھ پر سایہ پڑا ہے اور اب مجھے مشرق کے سورج سے فراغت حاصل ہے۔بادشاہ کی مدحت سرائی کی برکت سے میرے کلام نے دلوں کے سینکڑوں ملک فتح کر لیے ہیں۔گویا میری سخن وَر زبان تیری تلوار ہے مطلب یہ کہ جیسے

تیری تلوار ملکوں کو فتح کرتی ہے ایسے ہی میرے اشعار دلوں کے فاتح ہیں۔

حافظؔ زجاں مُحبِّ رسولؐ ست و آلِ او (۲۷) بر ایں سخن گو است خداوندِ اکبرم

حل لغت:

* محبّ۔عاشق * سخن۔بات * گو۔گواہ کامخف ہے۔

ترجمہ:

☆ حافظؔ دل اور جان سے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم اوران کی اولاد کا عاشق ہے۔اس بات پر میرا رب اکبر گواہ ہے۔

----***----

قصیدہ (۳)

(در مدح شاہ شجاع) [1]

شد عرصۂ زمیں چو بساطِ ارم جواں (۱) از پرتوِ سعادتِ شاہِ جہانیاں[2]
خاقانِ شرق وغرب کہ درغرب وشرق اوست (۲) صاحبقرانِ خسرو و شاہِ خدائگاں

حل لغت:

* عرصۂ زمین ۔ زمین کا میدان * بساط ارم ۔ بہشت کا فرش * خاقان شرق وغرب ۔ مشرق اور مغرب کا بادشاہ * صاحبِ قران: وہ جو زہرہ اور مشتری کے قران سے پیدا ہو صاحب صولت وحکومت ہوتا ہے۔ * شاہِ خدائگاں ۔ بادشاہوں کا بادشاہ۔

ترجمہ:

☆ اس زمین کا میدان بہشت کے فرش کی طرح جوان ہوگیا ہے۔ اہل جہان کے بادشاہ کی نیک بختی کے سائے سے بلند اقبالی سے۔ مشرق اور مغرب کا بادشاہ کہ جو مشرق ومغرب میں ہے۔ وہ صاحبقراں بادشاہ اور بادشاہوں کا بادشاہ ہے۔

خورشید ملک پرور و سلطانِ دادگر (۳) دارائے عدل گستر و کسرائے کے نشاں
سلطان نشانِ عرصۂ اقلیمِ سلطنت (۴) بالا نشینِ مسندِ ایوانِ لامکاں

حل لغت:

* عرصہ اقلیم ۔ ولایت سلطنت کا میدان * عدل گستر ۔ انصاف کرنے والا۔

ترجمہ:

☆ ملک کو پالنے والا سورج اور انصاف کرنے والا بادشاہ ہے۔ وہ عدل کرنے والا دارا اور کیخسرو جیسا کسریٰ (بادشاہ) ہے۔ ولایتِ سلطنت کے میدان کا بادشاہی پرچم رکھنے والا اور لامکان کے محل کی مسند پر براجمان ہونے والا۔

اعظم جلالِ دولت ودین آنکہ رفعتش (۵) دارد ہمیشہ توسن ایّام زیرِ راں
دارائے دہر شاہ شجاع آفتابِ مُلک (٦) خاقانِ کامگار و شہنشاہِ نوجواں!

---

[1] شاہ شجاع جس نے اپنے باپ مبارز الدین کو شکست دے کر شیراز پر قبضہ کیا اور 760 سے 786 ہجری تک حکومت کی۔

[2] بعض نسخوں میں جہانستان ہے۔

حل لغت:

* توسنِ ایام۔دنوں کا گھوڑا * خاقانِ کامگار۔کامیاب سلطان۔

ترجمہ:

☆ دین اور دولت کے جلال کی عظمت والا۔جس کی بلندی دنوں کے گھوڑے کو ہمیشہ اپنی ران کے نیچے رکھتی ہے۔زمانے کا حکمران شاہ شجاع۔ملک کا سورج،کامیاب سلطان اور نوجوان شہنشاہ ہے۔

ماہیکہ کہ شد ز طلعتش افروختہ زمیں (۷) شاہیکہ شد ز ہمتش افراختہ زماں

سیمرغِ وہم را نبود قوّتِ عروج (۸) آنجا کہ بازِ ہمّت او سازد آشیاں

حل لغت:

* عروج۔بلندی * آشیاں۔گھونسلا

ترجمہ:

☆ وہ ایسا چاند ہے کہ جس کے چہرے سے یہ زمین روشن ہوگئی ہے۔ایسا بادشاہ ہے کہ جس کی ہمت سے زمانہ بلند ہوگیا ہے۔وہم کے سیمرغ کو وہاں پر پرواز کرنے کی ہمت نہیں ہے جہاں کہ اس کی ہمت کا شہباز اپنا گھونسلا بناتا ہے۔

گر در خیالِ چرخ فتد عکسِ تیغ او (۹) از یکدگر جُدا شود اجزائے توأماں [۱]

حکمش روا چو باد بر اطرافِ بحروبر (۱۰) مہرش نہاں [۲] چو رُوح بر اعضائے انس وجاں

حل لغت:

* مہرش۔اس کی محبت * انس وجاں۔انسان اور جنات * توامان۔جڑواں بچے۔

ترجمہ:

☆ اگر اس کی تلوار کا عکس آسمان کے خیال میں آجائے تو جڑواں بچوں کے جوڑ ایک دوسرے جدا ہو جائیں اس کا حکم سمندر اور خشکی کے چاروں طرف (پوری دنیا میں) ہوا کی طرح چلتا ہے۔اس کی محبت انسانوں اور جنوں کے تمام اعضا میں رُوح کی طرح چھپی ہوئی ہے۔

اے صورتِ تو ملکِ جمال و جمالِ ملک (۱۱) وے طلعتِ تو جانِ جہان و جہان جاں

تختِ تو رشکِ مسندِ جمشید و کیقباد (۱۲) تاجِ تو عینِ افسرِ دارا اردواں [۳]

---

[۱] بعض نسخوں میں آسمان ہے۔ [۲] بعض نسخوں میں رواں ہے۔

[۳] بعض نسخوں داوراں (بمعنی بادشاہ) ہے۔

حل لغت:

* طلعت تو۔ تیرا چہرہ٬ جمشید و کیقباد٬ ایران کے عظیم بادشاہ * افسرِ دارا۔ دارا کا تاج * اردوان۔ ایک بادشاہ کا نام جس کا ملازم ارد شیر اسے مار کر خود بادشاہ بن گیا تھا۔

ترجمہ:

☆ اے ممدوح! تیری صورت جمال کا ملک اور ملک کا جمال ہے۔ اور اے ممدوح! تیرا چہرہ جہان کی جان اور جان کا جہان ہے۔ تیرا تخت جمشید اور کیقباد کی مسند کے لیے رشک کا باعث ہے اور تیرا تاج دارا اور اردوان بادشاہوں کے سر کا تاج ہے۔

تو آفتابِ مُلکی و ہر جا کہ می روی (۱۳) چوں سایہ از قفائے تو دولت بود رواں[1]

ارکان نپرورد چو تو گوہر[2] بہ ہیچ قرن (۱۴) گردوں نیاورد چو تو اختر بصد قران

حل لغت:

* ارکان۔ رکن کی جمع مراد ہے اربعہ عناصر * بہ ہیچ قرن۔ کسی بھی صدی میں * بصد قران۔ سو صدیوں میں۔ * قفا۔ گردن کی پچھلی طرف۔ پس پشت۔ * رواں۔ چلتا ہوا، چلنے والا۔

ترجمہ:

☆ تو ملک کا آفتاب ہے۔ اور جہاں بھی جاتا ہے دولت تیرے سائے کی طرح تیرے پیچھے پیچھے چلتی ہے۔ یہ چار عناصر (اربعہ عناصر) کسی بھی زمانے میں تجھ جیسا موتی پیدا نہیں کر سکے۔ یہ آسمان سینکڑوں صدیوں میں بھی تجھ جیسا ستارہ پیدا نہ کر سکے گا۔

بے طلعتِ تو جاں نگراید بکالبد (۱۵) بے نعمتِ تو مغز نہ بندد در استخواں

ہر دانشے کہ در دلِ دفتر نیامدہ ست (۱۶) دارد چو آب[3] خامۂ تو برسرِ زباں

حل لغت:

* نگراید بکالبد۔ جسم پر مائل نہیں ہوتی * خامہ۔ قلم۔

ترجمہ:

☆ تیرے چہرے کے دیدار کے بغیر یہ جان جسم پر مائل ہی نہیں ہوتی۔ تیری نعمت کے بغیر ہڈیوں میں مغز نہیں بندھتا۔ (یعنی روح و جسم کا تعلق تیرے چہرے کی بدولت اور ہڈیوں کا گودا تیری نعمتوں کی وجہ سے ہے) دانش و عقل کی ہر وہ بات جو کہ کتابوں میں درج نہیں ہے۔ وہ بات تیرے قلم کی نوک کی زبان پر پانی کی طرح آ جاتی ہے۔ (فر فر آتی ہے)

---

[1] بعض نسخوں میں رواں کی جگہ دواں ہے۔

[2] بعض نسخوں میں داور ہے۔

[3] بعض نسخوں میں چو آب کی جگہ جواب ہے۔

دستِ ترا بہ ابر کہ یارد شبیہ کرد (۱۷) چوں بدرہ بدرہ ایں دہد قطرہ قطرہ آں

با پایۂ جلالِ تو افلاک پایمال (۱۸) وز بحرِ[1] جودِ دستِ تو در دہر داستاں

حل لغت:

* کہ آرد شبیہ کرد۔کون تشبیہ دے سکتا ہے * بدرہ بدرہ۔تھیلیوں کی تھیلیاں۔ * ابر۔بادل۔

ترجمہ:

☆ تیرے ہاتھ کو بادل سے کون تشبیہ دے سکتا ہے؟ کہ یہ تھیلیوں کی تھیلیاں بخشتا ہے اور وہ (بادل) قطرہ قطرہ دیتا ہے۔یہ آسمان تیرے بلند پایہ جاہ وجلال سے پایمال ہیں۔اور دنیا میں تیرے بحرِ سخاوت کی داستان بڑی مشہور و معروف ہے۔

ہر چرخ علم ماہی و بر فرقِ ملک[2] تاج (۱۹) شرع از تو در حمایت و دین از تو در اماں

علم از تو در حمایت[3] و عقل از تو باشکوہ (۲۰) در چشمِ فضلِ نوری و در جسمِ ملک جاں

حل لغت:

* چرخ۔آسمان * فرق۔سر * شرع۔شریعت * شکوہ شان وشوکت،حشمت،آبرو

ترجمہ:

☆ تو علم کے آسمان کا چاند ہے اور ملک کے سر کا تاج ہے۔شریعت کو تجھ سے حمایت اور دین کو تجھ سے پناہ ملی ہوئی ہے۔علم کو تیری حمایت (سرپرستی) حاصل ہے اور عقل کو جاہ وجلال۔تو فضل کی آنکھ کا نور ہے اور ملک کے جسم کی جان (روح) ہے۔

اے خسروِ منیع جناب و رفیع قدر (۲۱) وے داورِ عدیم مثال و عظیم شاں

اے آفتابِ ملک کہ در جنبِ ہمتت (۲۲) چوں ذرّۂ حقیر بود گنجِ شایگاں

حل لغت:

* رفیع۔بلند،عالی۔ * جناب۔بارگاہ۔ * منیع۔محفوظ،اعلیٰ۔ * قدر۔مرتبہ،رتبہ۔ * در جنب ہمتت۔تیری ہمت کے پہلو میں
* گنج شایگاں۔خسرو پرویز کا خزانہ

ترجمہ:

☆ اے عالی بارگاہ اور بلند مرتبے والے بادشاہ! اے بے مثال اور عظیم الشان بادشاہ۔اے ملک کے آفتاب! تیری ہمت کے مقابلے میں خسرو پرویز کا خزانہ بھی حقیر ذرے کی طرح ہے۔

---

[1] بعض نسخوں میں "بحر" کی جگہ "بہر" ہے۔

[2] بعض نسخوں میں "ملک" کی جگہ "مہر" ہے۔

[3] بعض نسخوں میں در حمایت کی جگہ "باکرامت" اور "باشکوہ" کی جگہ "بافروغ" ہے۔

درجنبِ بحرِ جُود تو از ذرّہ کمترست (۲۳) صد گنجِ شایگاں کہ بخشی برایگاں
گردوں برائے خیمۂ خورشید فلکہ ات (۲۴) از کوہ و ابر ساختہ پازیر سائباں

حل لغت:

* جنب ۔پہلو * بحرِ جود۔سخاوت کا سمندر * گنج شایگاں ۔خسرو پرویز کا خزانہ ۔ * فلکہ ۔ایک آسمان * زیر۔نیچے

ترجمہ:

☆ تیری سخاوت و بخشش کے سمندر میں سینکڑوں گنج شایگاں ہیں جو ذرّے سے بھی کم ہیں اور تو مفت ہی بخش دیتا ہے۔ تیرے آفتاب جیسے خیمہ کے لیے آسمان نے پہاڑوں سے سائبان کے نیچے تک ابر تیار کردیا ہے۔

ایں اطلسِ منقش نہ توئی زر نگار (۲۵) چترِ بلند برسرِ خر گاہِ خویش داں
بودی درونِ گُلشن و از پُردلانِ تو (۲۶) در ہند بود غُلغل و در زنگ بُدفغاں

حل لغت:

* خرگاہ ۔خیمہ ۔ * چترِ بلند۔بلند چھتر * پُر دلان ۔بہادر لوگ ۔جذبہ دل والے ۔ * نہ توئی ۔نوتہوں والا ۔

ترجمہ:

☆ اس نوتہوں والے سنہری نقش والے اطلسی آسمان کو اپنے بلند خیمہ کے سر پر بلند چھتر سمجھ ۔تو باغ میں تھا اور تیرے بہادروں کی وجہ سے ہندوستان میں شور وغل برپا تھا اور زنگ (حبش) میں چیخ وپکار پڑ رہی تھی ۔(تیرے لشکر کی دھاک ہندو حبش تک ہے)

دردشتِ روم خیمہ زدی تا غریو کوس (۲۷) دردشتِ روم[1] رفت و بصحرائے[2] سیستان
تا قصرِ زرد تاختی و لرزہ اوفتاد (۲۸) درقصر ہائے قیصر و در خانہائے خاں

حل لغت:

* غریو کوس ۔نقارے کا شور * قصرِ زرد ۔ایک قلعے کا نام ہے جو فارس کے صوبہ کوشک میں ہے ۔اسے ''قصرِ کوشک'' بھی کہتے ہیں * خان ۔والئی سیستان کا لقب ۔

ترجمہ:

☆ تو نے روم کے جنگل میں خیمہ لگایا تو نقارے کا شور وغل روم کے بیابان اور سیستان کے صحراؤں میں گونج اٹھا ۔تو نے قصرِ زرد تک چڑھائی کی تو قیصر کے محلات اور خان کے مکانات میں لرزہ پڑ گیا ۔

آں کیست کو بملک کند باتو ہمسری (۲۹) از مصر تا بروم وز چیں تا بقیرواں
تو شاکری زخالق وخلق از تو شاکرند (۳۰) تو شادماں بدولت وملک از تو شادماں!

[1] بعض نسخوں میں ''روم'' کی جگہ ''سند'' اور بصحرائے کی جگہ ''بہ بیابان'' ہے ۔

حل لغت: * ہمسری۔ برابری' مقابلہ۔

ترجمہ:

☆ کون ہے وہ؟ جو ملک وسلطنت میں مصر سے روم اور چین سے قیروان (ایک افریکی ملک) تک تیری ہمسری کر سکے؟ تو اپنے خالق کا شکر ادا کرتا ہے اور مخلوق تیری شکرگزار ہے۔ تو دولت سے خوش ہے اور سارا ملک تجھ سے خوش ہے۔

اینک بطرفِ گلشن وبُستاں ہمی روی (۳۱) بابندگاں سمندِ سعادت بزیرِ راں

اے مُلہمے کہ درصفِ کرّوبیانِ قُدس (۳۲) فیضے رسد بخاطرِ پاکت زماں زماں

حل لغت: * اینک۔ اب تو * سمند۔ گھوڑا * ملہم۔ جسے الہام ہوتا ہو۔

ترجمہ:

☆ اب تو باغ وبستان کی طرف جارہا ہے۔ اور تیرے ساتھ ایسے غلام ہیں کہ جن کی رانوں کے نیچے نیک بختی کے گھوڑے ہیں اے صاحبِ الہام! پاک فرشتوں کی صف میں تیرے پاک دِل کو دم دم فیض حاصل ہوتا ہے۔

دادہ فلک عنانِ ارادت بدستِ تو (۳۳) یعنی کہ مرکبم [1] بمرادِ خودم براں [2]

خصمت کجاست درکفِ [3] پائے خودت [4] فگن (۳۴) یارِ تو کیست برسر و چشمِ منش نشاں

حل لغت:

* عنان۔ لگام' باگ دوڑ * ارادت۔ عقیدت * مرکبم: میرا گھوڑا۔ * براں۔ راندن کا صیغہ امر، چلا۔ * خصمت۔ تیرا دشمن۔

ترجمہ:

☆ آسمان نے اپنی عقیدت وارادت کی باگ ڈور تیرے ہاتھ میں دے دی ہے (اور کہا کہ)۔ یعنی میں گھوڑا ہوں! تو مجھے میری منزل تک چلا۔ تیرا دشمن کہاں ہے؟ اسے اپنے پاؤں میں روند ڈال۔ تیرا دوست کون ہے؟ اُسے میرے سر آنکھوں پر بٹھا دے۔

ہم کامِ من بخدمتِ تو گشتہ منتظم ! (۳۵) ہم نامِ من بمدحتِ تو گشتہ جاوداں

حل لغت:

* مدحت۔ تعریف * جاوداں۔ ہمیشہ۔

ترجمہ:

☆ میرے دل کی مراد بھی تیری خدمت کی وجہ سے ہی منظم اور پوری ہوئی۔ میرا نام بھی تیری مدحت سرائی کی بدولت ہی ہمیشہ ہمیشہ کے لیے زندہ ہو گیا ہے۔

۱۔ ۲ بعض نسخوں میں "مرکبم" کی جگہ "من کیم" اور "براں" کی جگہ "رساں" ہے۔

۳۔ ۴ بعض نسخوں میں "کف" کی جگہ "تہ" اور "خودت" کی جگہ "خود" ہے۔

قصیدہ نمبر (۴)

(در بدہ ابواسحٰق)

سپیدہ دم کہ صبا بوئے بوستان[۱] گیرد (۱) چمن ز لطفِ ہوا نکتہ جناں گیرد
ہوا از نکہتِ گل درچمن تتق بندد (۲) اُفق ز رنگِ[۲] شفق رنگِ گلستاں گیرد

حل لغت:

* نکتہ برجناں گیرد۔ جنت پرنکتہ چینی کرتا ہے * تتق بندد۔ پردے باندھتی ہے

ترجمہ:

☆ صبح سویرے جب بادِ صبا باغ کی خوشبو حاصل کرتی ہے (کھاتی ہے) تو چمن ہوا کی لطافت و پاکیزگی کی وجہ سے بہشت پر نکتہ چینی کرنے لگ جاتا ہے۔ باغ میں ہوا گلاب کی خوشبو کی وجہ سے پردے تان لیتی ہے اور آسمان کا کنارہ شفق کے رنگ کی وجہ سے باغ کا رنگ و روپ اختیار کرلیتا ہے۔

نوائے چنگ بدانساں زند صلائے صبوح (۳) کہ پیرِ صومعہ راہِ در مغاں گیرد
شہِ سپہر چو زرّیں سپر کشد برسر[۳] (۴) بہ تیغ صبح و عمودِ اِفق جہاں گیرد

حل لغت:

* صلائے صبوح۔ صبح کے وقت شراب پینے کی دعوت * شہ سپہر۔ آسمان کا بادشاہ، سورج مراد ہے۔ * عمودِ اُفق۔ اُفق کا گُرز۔

ترجمہ:

☆ چنگ (رباب) کی آواز صبح کے وقت شراب پینے کی دعوت اس انداز سے دیتی ہے کہ خانقاہ کا پر بھی پیر مغاں کے دروازے کی راہ لے لیتا ہے۔ آسمان کا بادشاہ (سورج) جب سونے کی ڈھال اپنے سر پر رکھ لیتا ہے تو صبح کی تلوار اور اُفق کے گرز سے پوری دنیا کو فتح کرلیتا ہے۔

برغمِ زاغِ سیہ شاہبازِ زرّیں بال (۵) دریں مقرنسِ زنگاری آشیاں گیرد
بیز مگاہ چمن روکہ خوش تماشائیست (۶) چولالہ کاسۂ زرّینِ ارغواں گیرد

۱، ۲ بعض نسخوں میں بوستان کی جگہ جناں اور رنگ کی جگہ عکس ہے۔
۳ بعض نسخوں میں برسر کی جگہ در روئے ہے۔

حل لغت:

* برغمِ زاغ۔سیاہ کوے کے برعکس، مراد رات کی سیاہی * مقرنس۔مخروطی شکل کی عمارت' * مقرنس زنگاری۔مراد ہے آسمان۔

ترجمہ:

☆ سیاہ کوے (رات) کے برعکس سنہری پروں والا شہباز (سورج) اس مخروطی بلند عمارت (آسمان) پر گھونسلا بناتا ہے۔تو چمن کی مجلس میں چل کہ بڑا دلکش منظر ہے۔لالہ کے پھول نے ارغوان کا سنہری پیالہ ہاتھ میں اُٹھا رکھا ہے۔

چو شہسوارِ فلک بنگرد بجامِ صبوح (۷) کہ خود بشعشہ خود مہرِ خاوراں گیرد
صبا نگر کہ دَمادم چو رندِ شاہدِ باز (۸) گہے لبِ گُل و گہ زلفِ ضیمراں گیرد

حل لغت:

* بشعشہ خود۔اپنی شعاعوں سے * خور۔خورشید' سورج۔ * مُہر۔مہر حکومت، حکمرانی۔ * خاوراں۔مشرق و مغرب * ضیمراں۔ ناز بو، ریحان۔

ترجمہ:

☆ جب شہوارِ آسمان (سورج) صبح کی شراب کے ساغر کے ذریعے سے دیکھتا ہے۔یعنی تو یوں لگتا ہے کہ اس (سورج) نے اپنی شعاعوں سے مشرق و مغرب کو زیرِ نگیں کرلیا ہے۔تو دیکھ کہ بادِ صبا پل پل شاہد باز رند کی طرح کبھی پھولوں کے لب چومتی ہے۔ اور کبھی نیاز بو کی زلفوں سے کھیلتی ہے۔

ز اتحادِ ہیولیٰ و اختلافِ صُوَر (۹) خرد ز ہر گل نقشِ رخ بُتاں گیرد[1]
من اندراں کہ دَم کیست آں مبارک دَم (۱۰) کہ وقتِ صبح دریں تیرہ خاکداں گیرد

حل لغت:

* ہیولیٰ مادہ * صُوَر۔صورت کی جمع * تیرہ خاکداں۔اندھیرا گھر، مراد دنیا۔ * دم۔سانس۔

ترجمہ:

☆ مادے اور صورتوں کے اتحاد و اختلاف سے عقل و خرد ہر پھول سے محبوبوں کے چہروں کا تصور بناتی ہے۔میں اس خیال میں ہوں کہ کس مبارک سانس والے کا سانس ہے جو کہ صبح کے وقت مٹی کے اس اندھیرے گھر (دنیا) میں پھیلتا جاتا ہے۔

چہ حالتست کہ گُل در چمن نماید روئے (۱۱) چہ آتش ست کہ در مُرغِ صبح خواں گیرد
چہ پرتوست کہ نُورِ چراغِ صبح دہد ! (۱۲) چہ شعلہ ست کہ در ماہِ[2] آسماں گیرد

---

1. بعض نسخوں میں مصرع ثانی یوں ہے: خرد ز ہر گل و نقشے رخ بتاں گیرد اور بعض نسخوں میں یوں ہے: خرد ز ہر گلِ نو نقشِ صد بتاں گیرد
2. بعض نسخوں میں ماہ کی جگہ شمع ہے۔

حل لغت:

* پرتو۔ عکس، سایہ، روشنی۔

ترجمہ:

☆ کیا حالت ہے کہ پھول چمن میں اپنے چہرے کی نمائش کر رہا ہے؟ کیا آگ ہے جو کہ بُلبُل کو اپنی لپیٹ میں لیئے جا رہی ہے؟ یہ کیا روشنی ہے؟ جو صبح کے چراغ کا نور دے رہا ہے؟ یہ کیا شعلہ ہے جو آسمان کے چاند میں چمک رہا ہے؟

ضمیرِ دِل نکشایم بکس مرا آں بہ (۱۳) کہ روز گار غیور ست و ناگہاں گیرد
چو شمع ہر کہ بافشائے راز شد مشغول (۱۴) لبش زمانہ چو مقراض درزباں [1] گیرد

حل لغت:

* مقراض۔ قینچی۔ * ضمیرِ دل۔ دل کا راز۔ * زبان گرفتن۔ زبان پکڑنا، بات نہ کرنے دینا، اعتراض کرنا۔

ترجمہ:

☆ میں اپنے دل کا راز کسی سے نہ کہوں تو یہی میرے لیے بہتر ہے، کیونکہ زمانہ غیرت مند ہے اور اچانک اعتراض کرنے لگ جاتا ہے۔ شمع کی طرح جو شخص راز ظاہر کرنے میں مشغول ہو جاتا ہے اُس کے لبوں کو یہ زمانہ قینچی کی طرح زبان سے پکڑ لیتا ہے۔

کجاست ساقیِ مہ روئے من کہ از سرِ مہر (۱۵) چو چشمِ مستِ خودش ساغرِ گراں گیرد
پیامے آورد از یار و از پیش جامے (۱۶) بشادیِ رُخِ آں ماہِ [2] مہرباں گیرد

حل لغت:

* مہ روئے۔ چاند جیسے چہرے والا * مہر۔ محبت * ساغرِ گراں۔ بھاری (بڑا) پیالہ۔

ترجمہ:

☆ میرا چاند جیسے چہرے والا ساقی کہاں ہے کہ محبت کے طور پر اپنی مست آنکھ کی طرح بھاری (بڑا) پیالہ اٹھائے۔ محبوب کا پیام لائے اور اس مہربان چاند کے چہرے کی خوشی میں ایک پیالہ دے دے۔

نوائے مجلسِ ما [3] راچو برکشد مطرب (۱۷) گہے عراق زند گاہ اصفہاں گیرد
چرا بصد غم و حسرت سپہر دائرہ شکل (۱۸) مرا چو نقطہء پرگار درمیاں گیرد

---

[1] بعض نسخوں میں درزبان کی جگہ درمیان ہے جو کہ غلط ہے۔
[2] بعض نسخوں میں ماہ کی جگہ یار ہے اور دونوں سے مراد محبوب ہے۔
[3] بعض نسخوں میں "مجلس ما کی جگہ" نغمہ نے ہے۔

حل لغت:

* نوائے سُر۔آواز، نغمے کی آواز * عراق۔اصفہان' دونوں راگنیوں کے نام ہیں۔

ترجمہ:

☆ جب مطرب نغمہ کا سُر الاپے تو کبھی عراق اور کبھی اصفہان (راگنیاں) گائے۔یہ دائرے کی شکل کا آسمان مجھے کیوں سینکڑوں غموں اور حسرتوں سے پرکار کے نقطے کی طرح گھیرتا رہتا ہے؟

فرشتہ بحقیقت سروشِ عالمِ غیب! (۱۹) کہ روضۂ کرمش نکتہ برجناں گیرد
سکندریکہ مقیمِ حریمِ او چوں خضرؑ (۲۰) زفیضِ خاکِ درش عمرِ جاوداں گیرد

حل لغت:

* نکتہ برجناں گیرد۔جنتوں پر نکتہ چینی کرتا ہے۔* سروش۔آواز۔* روضہ۔باغ۔

ترجمہ:

☆ ایسا فرشتہ جو حقیقت میں غیب کی دنیا کا ہاتف ہے۔جس کے لطف وکرم کا باغ جنتوں پر نکتہ چینی کرتا ہے۔ایسا سکندر جس کی بارگاہ میں رہنے والا خضرؑ کی طرح اس کے در کی خاک کے فیض سے ہمیشہ کی زندگی پالیتا ہے۔

جمالِ چہرۂ اسلام شیخ ابو اسحاق (۲۱) کہ ملک در قدمش زیبِ بوستاں گیرد
گہے کہ برفلکِ سروری عروج کند (۲۲) نخست پایۂ خود فرقِ فرقداں گیرد

حل لغت:

* فرقداں۔قطب شمال کے دو ستارے جو قطب کے آس پاس گھومتے ہیں' اور ساری رات دکھائی دیتے ہیں۔* پایہ۔زینہ، سیڑھی۔

ترجمہ:

☆ اسلام کے چہرے کا حسن وجمال شیخ ابواسحاق ہے کہ جس کے قدموں کے طفیل سارا ملک ہی باغ کی زیب وزینت پاتا ہے۔جب وہ سرداری کے آسمان پر چڑھتا ہے تو اپنی پہلی سیڑھی فرقدان کے سر کو بناتا ہے یعنی ممدوح کے عروج کا پہلا قدم بھی فرقدان سے اونچا ہے۔

چراغِ دیدۂ محمود آنکہ دشمن را (۲۳) زبرقِ تیغ وے آتش بدودماں گیرد
باوجِ ماہ رسد موجِ خوں چو تیغ کشد (۲۴) بہ تیر[1] چرخ بردحملہ چوں کماں گیرد

---

[1] بعض نسخوں میں "تیر" کی جگہ "شیر" اور بعض میں "تیغ" ہے مگر یہ دونوں لفظ صحیح نہیں ہیں۔

حل لغت:

* دودمان۔خاندان * باوج ماہ رسد۔چاند کی بلندی تک پہنچا ہے * محمود،شیخ ابواسحاق کا والد جو عراق اور فارس کے ایک حصے کا والی تھا

ترجمہ:

☆ محمود کی آنکھ کا چراغ جس کی تلوار کی چمک سے دشمنوں کے خاندان میں آگ لگ جاتی ہے۔جب وہ تلوار کھینچتا ہے۔تو خون کی لہر چاند کی چوٹی تک پہنچ جاتی ہے۔اور جب وہ کمان پکڑتا ہے تو آسمان پر تیروں سے حملہ کرتا ہے۔

عروسِ خاوری ازشرع رائے انور شاہ (۲۵) بجائے خود بود ازراہِ قیرواں گیرد
ایا عظیم وقارے کہ ہر کہ بندۂ تست (۲۶) زرفعِ قدر کمر بندِ تواماں گیرد

حل لغت:

* عروسِ خاوری۔مشرق کی دلہن(سورج) * بندہ۔غلام۔ * کمربند۔پٹی۔ * تواماں۔برج جوزا مراد ہے توام کی جمع جڑواں بچے

ترجمہ:

☆ مشرق کی دلہن (سورج) بادشاہ کی روشن رائے کے مطابق اگر قیروان (افریقہ) کی راہ لے لے تو صحیح اور درست ہے۔اسے اونچے مرتبے والے! جو شخص تیرا غلام ہے وہ درجے کی بلندی سے بُرج جوزا کی پیٹی پکڑتا ہے۔

رسد ز چرخِ عطارد ہزار تہنیت (۲۷) چو فکر تت صفت امرِ کُن فکاں گیرد
مدام درپئے طفل ست در وجود عدوت[1] (۲۸) سماکِ رامحِ ازاں روز و شب سناں گیرد

حل لغت:

* تہنیت۔مبارک باد۔ * امرِ کن فکاں۔کام کے ہوجانے کا حکم * سماکِ رامح۔دوستاروں میں سے ایک ستارے کا نام * سنانِ۔نیزہ،تیر کی نوک،تلوار تیز کرنے کا پتھر۔ * وجود،جسم،بدن۔ * عدوت۔تیرے دشمن۔

ترجمہ:

☆ عطارد کے آسمان سے ہزاروں مبارکبادیں پہنچتی ہیں۔جب تیری فکر خدا کے حکم کن فکاں کی صفت اختیار کرتی ہے۔اس وجہ سے تو سماکِ رامح اس کی لگام تھام کر تیرے دشمن کے وجود کے اندر بچے کو یعنی تیرے دشمنوں کو نابود کرنے کے لیے دن رات (ہروقت) نیزے بھالے اٹھائے رکھتا ہے۔

فلک چو جلوہ کناں بنگرد سمندِ ترا (۲۹) کمینہ پای گہش اوجِ کہکشاں گیرد
ملامتے[2] چو کشیدی سعادتے دہت (۳۰) کہ مشتری نسقِ کارِ خود ازاں گیرد

---

1 بعض نسخوں میں مصرع اوّل یوں ہے: مدام درپے لعن است بر حسود و عدوت
2 بعض نسخوں میں ملامتے کی جگہ ملالتے ہے جو مناسب نہیں۔

حل لغت:

* سمند۔گھوڑا * پائی گہش۔اس کا ادنیٰ اصطبل * نسقِ کار گیرد۔کام کا انتظام چلاتا ہے۔ * ملامت۔آزردگی،اداسی۔

ترجمہ:

☆ آسمان جب تیرے گھوڑے کو جلوہ گر دیکھتا ہے۔تو وہ اپنے پاؤں رکھنے کی ادنیٰ جگہ کہکشاں کی بلندی کو ٹھہراتا ہے جب کبھی تجھے کوئی ملامت لاحق ہوتی ہے تو وہ تجھے سعادت عطا کرتی ہے۔اس لیے مشتری (ایک ستارہ) اپنے کام کا انتظام خود کرتا ہے

زامتحانِ تو ایّام را غرض آنست (۳۱) کہ ازصفائے ریاضت دِلت نشاں گیرد
وگرنہ پایہء مصحف[1] ازاں بلند ترست (۳۲) کہ روز گار برآں حرفِ امتحاں گیرد

حل لغت:

* غرض۔مقصد * پایہ۔مقام،مرتبہ کا مقام * مصحف۔صحیفہ،قرآن مجید * حرف امتحاں۔حرف گیری' نکتہ چینی۔آزمائش۔
* برآں۔اس پر۔

ترجمہ:

☆ تیرے امتحان سے زمانے کا مقصد یہ ہے کہ تیرے دل کا پتہ ریاضت کی صفائی سے لگائے۔ورنہ مصحف کا مقام ومرتبہ اس سے بہت بلند وبرتر ہے کہ زمانہ آزمائش کے لیے اس پر حرف گیری کرے،نکتہ چینی کرے۔یعنی زمانہ ممدوح کی آزمائش اس لئے کرتا ہے کہ اس سے رہبری حاصل کرے ورنہ اس کی ذات تو حرف گیری کے لائق نہیں کیونکہ اس کا مقام ومرتبہ بہت بلند ہے۔

زعمر برخورد آں کس کہ در ہمہ صفتے (۳۳) نخست بنگر و آنگہ طریق آں گیرد
مذاقِ جانش ز تلخیِ غم شود ایمن ! (۳۴) کسیکہ شکرِ شکرِ تو در دہاں گیرد

حل لغت:

* طریق آن گیرد۔اس کا راستہ اختیار کرے * مذاق۔ذائقہ

ترجمہ:

☆ وہ شخص زندگی کی کامیابی کا پھل کھاتا ہے جو ہر صفت میں پہلے غور کرتا ہے پھر اُس کا طریق کار اختیار کرتا ہے۔اس شخص کی جان کا ذائقہ غم کی تلخی سے بے خوف ہوجائے گا جو تیرے شکر کی شکر کا منہ میں ڈالے گا۔(یعنی تیرا شکر گزار زمانے کی تلخیوں سے دوچار نہیں ہوتا)

چو جائے جنگ نہ بیند بجام آرد چنگ[2] (۳۵) چو وقتِ کار بود تیغِ جانستاں گیرد

---

[1] بعض نسخوں میں مصحف کی جگہ عزت ہے۔
[2] بعض نسخوں میں یا آرد چنگ کی جگہ "یازددست" ہے۔یازیدن مصدر،کسی کام کے ارادے سے ہاتھ بڑھانا۔

ز لطفِ غیب بہ سختی رُخ اُمید متاب (۳۶) کہ مغز نغز مقام اندر استخواں گیرد

حل لغت:

*

* تیغ جانستاں۔جان لینے والی تلوار * رُخ امید متاب۔اُمید کا منہ نہ پھر۔

ترجمہ:

☆ وہ جب جنگ کا موقع نہیں دیکھتا تو جام ہاتھ میں لے لیتا ہے۔اور جب کام (لڑائی) کا موقع ہوتا ہے تو جان لینے والی تلوار پکڑ لیتا ہے۔(یعنی وہ میر رزم و بزم ہے) اگر تجھ پر سختی آ جائے تو تو غیبی مہربانی کی اُمید کا رُخ مت موڑ کیونکہ عمدہ مغز ہڈیوں میں ٹھہرتا ہے۔(یعنی سختیوں کے وقت رحمتِ خداوندی کا اُمیدوار رہنا ہی سختی کا مداوا ہے)

شکر کمالِ حلاوت پس از ریاضت یافت (۳۷) نخست درشکنِ تنگ ازآں کراں[1] گیرد

دراں مقام کہ سیلِ حوادث زچپ وراست (۳۸) چناں رسد کہ اماں ازمیاں کراں گیرد

حل لغت:

* حلاوت۔مٹھاس * درشکنِ تنگ۔بوری کی شکنوں میں * سیل حوادث۔حادثوں کا سیلاب۔

ترجمہ:

☆ شکر کو شیرینی کا کمال بڑی محنت و ریاضت کے بعد حاصل ہوتا ہے۔اس لئے کہ وہ پہلے بوری کی شکنوں میں مقام بناتی ہے (سختیاں برداشت کرتی ہے) جہاں حادثوں کا سیلاب دائیں بائیں سے اُمنڈ آتا ہے وہاں امن و امان درمیان سے ہی کنارہ کر لیتا ہے۔مطلب یہ کہ راحتیں سختیاں جھیلنے کے بعد ہی ملتی ہیں

چہ غم بود بہمہ حال کوہِ ثابت را (۳۹) کہ حملہ ہائے چناں قلزمے جہاں گیرد[2]

اگرچہ خصم تو گستاخ میرود حالے (۴۰) تو شاد باش کہ گستاخیش عناں[3] گیرد

حل لغت:

* کوہ ثابت۔مضبوط و پائیدار پہاڑ * قلزمے۔سمندر * خصم۔دشمن۔

ترجمہ:

☆ مضبوط اور پائیدار پہاڑ کو بہر حال کیا غم ہے۔کہ ایسے سمندر کے حملے پوری دنیا کو اپنی لپیٹ میں لے لیتے ہیں (فتح کر لیتے

---

1. بعض نسخوں میں "ازآں کراں" کی جگہ "آں مکاں" ہے۔
2. بعض نسخوں میں مصرع ثانی یوں ہے: کہ موجہائے چناں قلزمِ جہاں گیرد
3. بعض نسخوں میں عناں کی جگہ چناں ہے۔

ہیں) تیرے دشمن کا رویہ اگرچہ فی الحال گستاخانہ ہے لیکن تو خوش ہو کہ اس کی گستاخی لگام پکڑ لے گی یعنی بُری طرح گرفت میں لے لے گی۔

کہ ہرچہ درحقِ ایں خاندان دولت کرد (۴۱) جزاش بر زن و فرزند خانماں گیرد
خیالِ شاہی اگر نیست در سرِ حافظؔ! (۴۲) چرا بہ تیغ زباں عرصۂ زماں گیرد

حل لغت:

* خاندان دولت۔شاہی خاندان سلطنت۔ * جزاش۔اس کی جزا/سزا۔ * عرصۂ زماں گیرد۔زمانے کا میدان فتح کرے گا۔

ترجمہ:

☆ اس خاندان سلطنت سے جس کسی نے جو بھی برتاؤ کیا ہے اس کی جزاو سزا اس کے بیوی بچوں اور خاندان کو ضرور ملے گی۔اگر حافظؔ کے سر میں سلطنت کا سودا نہیں تو وہ کیوں زبان کی تلوار سے زمانے کا میدان مار رہا ہے۔

زمانِ عمر تو پائندہ باد کایں دولت (۴۳) عطیہ ایست کہ در کارِ انس و جاں گیرد

حل لغت:

* انس وجاں۔انسان اور جنات۔

ترجمہ:

☆ تیری زندگی کا زمانہ قائم رہے کیونکہ یہ دولت (ولدیت) ایک ایسا عطیہ ہے کہ جس سے انسان اور جنات بھی فائدہ اٹھا رہے ہیں یعنی پورا جہان فائدہ اٹھا رہا ہے۔

----***----

قصیدہ نمبر(۵)

(در مدحِ جلال الدین توران شاہ[1])

خیر مقدم مرحبا اے طائرِ میموں قدم (۱) شادماں کردی مرا نازم ترا سرتاقدم

می کنم در ہجرِ تو انجامِ آغازِ نیاز (۲) زانکہ شرحِ آرزو مندی نیاید درقلم

حل لغت:

* میموں قدم۔مبارک قدم۔ * پرندے کومحبوب کا پیامبر ماناجاتا ہےاس لئے اس کی آمد پر نیک فال لی جاتی ہے۔

ترجمہ:

☆ مرحبا! اے مبارک قدم والے پرندے۔تیرا خیر مقدم ہے تو نے مجھے خوش کردیا ہے اور میں سر سے پاؤں تک تجھ پر ناز کرتا ہوں۔میں تیرے ہجر میں عجز کے آغاز کا انجام کرتا ہوں کیونکہ آرزومندی کی تفصیل تحریر میں نہیں آ سکتی۔

تابدانی تو کہ ہجراں خونِ عاشق می خورد (۳) نالہء شبگیر در کارست و آہِ صبحدم

صحبتِ عشاق بدنامت کند زاہد برو (۴) خوش نِگہ کن بادہ درجام ست و مجلس متہم

حل لغت:

* نالہ شبگیر۔رات کوفریادوفغاں کرنا * متہم۔تہمت

ترجمہ:

☆ تاکہ تو جان لے کہ جدائی عاشق کا خون پیتی ہے۔میں رات کوفریادوفغاں کرتا ہوں اور صبح کو آہیں بھرتا ہوں۔اے زاہد! تو چلا جا کہ ان عاشقوں کی صحبت تجھے بدنام کرکے رکھ دے گی۔اچھی طرح غور سے دیکھ کہ شراب جام میں ہے اور تہمت مجلس پر ہے۔

گرچنیں در حلقہ پیچد زلفِ افعی بندِ یار (۵) مُہرہ نتواں بُرد آساں اے دِلِ افسونے بدم

گر حریمِ کعبہ خواہی واں جمالِ بے نقاب (۶) لالہ و گُل داں ہمہ خارِ بیابانِ حرم

---

[1] شاہ شجاع کا وزیر باتدبیر۔

حل لغت:

* زلف افعی۔ سانپ جیسی پیچ دار زلف * مُہرہ نتواں بُرد۔ جیت نہیں سکتا * افسونے۔ جادو، منتر۔

ترجمہ:

☆ اگر محبوب کی زلف پیچ دار افعی (سانپ) کی طرح یونہی بل ڈالتی رہے گی تو زہرمہرہ آسانی سے نہیں حاصل ہوگا۔ (بازی نہیں جیت سکتا) اے دل تو کوئی منتر پڑھ کر پھونک مار۔ تو اگر حریم کعبہ اور بے پردہ جمال یار کا خواہاں ہے تو صحرا کے تمام کانٹوں کو لالہ گل (پھول) سمجھ۔ [1]

آں گزشت اے دِل کہ خواری دیدی از دستِ رقیب (۷) یار باز آمد بحمد اللہ عزیز و محترم

ساقیا مے دہ کہ رندیہائے حافظ سہو کرد (۸) نوکِ کلکِ خواجہ بر منشورِ حافظ زد رقم

حل لغت:

* بحمد اللہ۔ اللہ کا شکر ہے * رندیہائے۔ مستیاں۔ * سہو کرد۔ بھلا دیا۔ * منشور۔ حکمنامہ، عرضی۔

ترجمہ:

☆ اے دل! تو نے رقیب کے ہاتھوں جو خواری دیکھی ہے۔ وہ وقت گزر گیا۔ خدا کا شکر ہے کہ محبوب عزت و احترام سے لوٹ آیا ہے۔ اے ساقی! تو شراب دے! خواجہ کے قلم کی نوک نے حافظ کی عرضی پر یہ الفاظ لکھ دیئے ہیں "حافظ کی مستیاں غائب ہوگئیں۔" [2]

خواجہ توراں شہہِ عادِل دل جلالِ مُلکِ دین (۹) بدرِ آفاقِ عُلٰی عُونُ الْوَریٰ غَوثُ الْاُمَم

صورتِ جاہ و جلال و مقصدِ فضل و کمال (۱۰) منظرِ انوارِ رحمت مبصرِ حُسنِ شِیَم

حل لغت:

* بدر آفاقِ علی۔ بلندی کے آسمانوں کا چاند * عون دالوریٰ۔ مخلوق کا مددگار * غوث الامم۔ امتوں کا فریادرس۔ * مُبصر۔ دیکھنے والا۔ * شیم۔ شمہ کی جمع، عادت، خصلت۔

ترجمہ:

☆ منصف مزاج و خواجہ توران شاہ منصف مزاج ملک اور دین کی عظمت ہے۔ بلندی کے آسمان کا کامل چاند ہے۔ خلقت کی امداد کرتا ہے۔ اور امتوں کا فریادرس ہے۔ جاہ و جلال کا پیکر ہے، فضل و کمال کا مقصد ہے۔ رحمت کی روشنیوں کا مظہر اور حسن اخلاق کا منظر ہے۔

---

[1] کیونکہ دیدار و وصال یار کی خاطر سختیاں سہنا ہی پڑتی ہیں۔

[2] دورِ شاہ شجاع میں مے نوشی کی پابندیاں اٹھ جانے کی طرف اشارہ ہے۔

کانِ مردی و مروّت، معدنِ صدق و صفا (۱۱) جوہرِ عدل و سیاست عنصرِ لطف و کرم
دافعِ [1] اوضاعِ بدعت ناصرِ اعلامِ دین (۱۲) ماحیِ آثارِ طغیاں قاطعِ ظلم و ستم

حل لغت:

* کانِ مردی و مروّت' انسانیت مروّت اور مردانگی کی کان * دافعِ اوضاعِ بدعت۔ بدعت کی رسموں کو مٹانے والا * ناصرِ اعلام دیں۔ دین کے جھنڈوں کا مددگار * قاطع۔ کاٹ دینے والا * ماحی آثار طغیاں۔ سرکشی کے آثار کو مٹانے والا۔

ترجمہ:

☆ مردانگی اور مروت کی کان' سچائی اور صفائی کا سرچشمہ۔ انصاف اور سیاست کا جوہر۔ لطف و کرم کا منبع۔ بدعت کے طریقوں کو مٹانے والا۔ دین کے جھنڈوں کی حمایت کرنے والا۔ سرکشی کے آثار مٹانے والا۔ ظلم و ستم کا خاتم۔

آستانت موضعِ دولت نہ اکنونست وبس (۱۳) دارد ایں قصرِ معلّٰی نقشِ تاریخِ قدم
بخت بیدارت چوں آمد بصحرائے وجود (۱۴) خفتہ بُد گردوں ہنوز اندر شبستانِ عدم

حل لغت:

* نقش تاریخ قدم۔ پرانی تاریخ کے نقش۔

ترجمہ:

☆ تیری بارگاہ صرف آج ہی دولت کا مقام نہیں بلکہ یہ بلند و بالا محل بہت پرانے زمانے سے قائم ہے۔ جب تیرے جاگتے ہوئے بخت نے وجود کے جنگل میں قدم رکھا تو آسمان ابھی تک عدم کی خواب گاہ میں محوخواب تھا۔

قلبِ بدخواہاں شکست احوالِ پابر جائے تو (۱۵) ہر کرا دِل نشکند فیروز گردد لاجرم
ہاں نہ پنداری کہ تنہا می زنی برقلب خصم (۱۶) ہمّتِ اربابِ دل باتست ازبابِ [2] کرم

حل لغت:

* فیروز گردد۔ * قلب۔ دل۔ * بدخواہاں۔ دشمن۔ فیروز گردد۔ کامیاب ہوجاتا ہے * خصم۔ دشمن۔

ترجمہ:

☆ تیرے مستقل احوال نے بدخواہوں کا دل توڑ دیا۔ جس شخص کا دل نہیں ٹوٹا وہ ضرور فتح یاب ہوجاتا ہے۔ ہاں تو یہ مت سمجھ لینا کہ تو اکیلا ہی دشمن کے دل پر ضرب لگا رہا ہے بلکہ اللہ تعالیٰ کے لطف و کرم کے دروازے سے دل والوں کی ہمت تیرے ساتھ ہے۔ یعنی بزرگوں کی دعائیں بھی تیرے ساتھ ہوتی ہیں۔

---

[1] بعض نسخوں میں "دافع" کی جگہ "رافع" (بمعنی اٹھانے والا) ہے مگر دافع بہتر ہے۔

[2] بعض نسخوں میں "ازباب کرم" کی جگہ "دارباب قلم" ہے۔

شرحِ احوال تو الحق بوالعجاب دفتریست (۱۷) بندہ یارب کے تواند کرد شکرِ ایں نِعَم
تا لبم مہجور بود از خاک بوسِ درگہت (۱۸) دُرد نوشِ درد بودم با ندیمانِ ندم

حل لغت:

* الحق ۔یقیناً * بوالعجائب۔ عجیب غریب * تالبم مہجور بود۔تب تک میرے ہونٹ محروم تھے۔

ترجمہ:

☆ تیرے حال احوال کا بیان یقیناً عجب وغریب دفتر ہے۔اے میرے خدا! بندہ تیری ان نعمتوں کا شکر کیسے ادا کرسکتا ہے؟ میرے لبوں کو جب تک تیری درگاہ کی خاک چومنا نصیب نہ ہوئی۔ میں پشیمان مصاحبوں کے ساتھ درد کی تلچھٹ پیتا تھا۔

باشما اخلاصِ ہریک حاجتِ تقریر نیست ! (۱۹) علمِ آصف دیدہ باشد سالہا درجامِ جم
تاجہاں باشد بہ نیکی درجہانت باد نام (۲۰) ایں دُعا برانس وجاں گشت از دل وجاں فرض ہم

حل لغت:

* اخلاص۔خلوص، نیک برتاؤ۔ * آصف۔حضرت سلمان کے وزیر کا نام مراد ممدوحِ خواجہ * جام جم۔جمشید کا جام

ترجمہ:

☆ تجھ سے ہر مستحق کے اخلاص کے بارے میں بیان کرنا کوئی ضروری نہیں ہے(محتاج بیان نہیں ہے) کیونکہ تو نے ہر ادنیٰ واعلیٰ کو جام جم میں آصف کے علم کی طرح دیکھا ہوگا(یعنی تو دیکھتا ہے) جب تک دنیا قائم ہے اس میں تیرا نام نیکی کے ساتھ رہے یہ دعا دِل وجان سے انسان اور جنات پر فرض ہوگئی ہے یعنی ساری دنیا یہ دعا کر رہی ہے۔

----***----

تعارف شارح

نام	:	میاں مقبول احمد
ولدیت	:	میاں محمد اسمٰعیل منظر
تاریخ پیدائش	:	07-11-1933
جائے پیدائش	:	جگد یوکلاں ضلع امرتسر (بھارت)
رہائش	:	(الف) اصلی : کڑیال کلاں ضلع گوجرانوالہ
	:	(ب) مستقل : المنظر گلی میاں مقبول، طیب پارک، شیخوپورہ
تعلیم	:	ایم۔اے (فارسی، اُردو) بی۔ایڈ، ایل ایل بی
اولاد	:	چھ بیٹے، دو بیٹیاں۔گیارہ پوتے، گیارہ پوتیاں
قدوقامت	:	جسم دُبلا پتلا، ہڈیوں کا ڈھانچہ۔ کندھے اُبھرے ہوئے۔ قد چھ فٹ۔ منہ پوپلا۔ گال پچکے ہوئے۔ بتیسی مصنوعی۔ آنکھیں سیاہ مگر عینک سے بے نیاز۔ بال سیاہ وسفید۔ تنفس کے عارضہ کے ساتھ آثار پیری نمایاں۔
خوراک ولباس	:	خورد ونوش کی تمام اشیاء نعمت خداوندی متصور ہیں۔ خوراک سادہ اور کم۔ دال گوشت اور مٹر قیمہ نسبتاً مرغوب۔ ہر سویٹ ڈش پسندیدہ۔ سب پھل پسند ہیں مگر آم کا زیادہ شوق ہے۔ 1964ء میں سعادت حج کے بعد پینٹ کوٹ ترک کر چکا ہوں اب سنتِ رسولؐ کے مطابق سفید وسادہ لباس میں شلوار قمیص کے ساتھ اچکن اور جناح کیپ استعمال کرتا ہوں۔ المختصر جد امجد پیر طریقت اعلیٰ حضرت سائیں مولا شاہ نوشاہی قادری کی نسبت سے مزاج اور بود وباش سادہ اور درویشانہ ہے۔
عادات وخصائل	:	وقت کی پابندی، اصول پرستی اور اقدار وروایات کی پاسداری۔ فکر وسوچ نیک۔ کام سے فطری لگن۔ کام سے کبھی اکتاتا تھکتا نہیں۔ ''بے کار مباش'' ماٹو ہے۔ طبیعت بے حد حساس، زود فہم اور زود رنج ہے۔ حقہ کشی کی لت بلا کی ہے۔ باغبانی اور زراعت سے دلچسپی ہے۔
ملازمت	:	پیغمبرانہ سنت کے مطابق تدریس کا پیشہ آبائی ہے۔ اَن ٹرینڈ ٹیچر کی حیثیت سے ملازمت کا آغاز کیا۔ بی ایڈ کے بعد چھ سال سکول کیڈر میں کام کیا 1964ء میں کالج کیڈر میں آیا اور یوں ½36

سال کی مدت ملازمت کے بعد 60 برس کی عمر میں بحیثیت پرنسپل گورنمنٹ کالج شاہدرہ لاہور، 1993ء میں ریٹائر ہوا۔ آج کل ایک پرائیویٹ کمرشل کالج سے عرصہ پانچ سال سے بطور پرنسپل منسلک ہوں۔

تصنیف وتالیف : تصنیف وتالیف کا مشغلہ 1965ء سے جاری ہے۔ کچھ نہ کچھ لکھتے رہنے کی عادت ہے۔ علمی، ادبی، تحقیقی اور تخلیقی کتب کے علاوہ نرسری سے لے کر بی ایڈ اور ایم اے تک کے مختلف مضامین کی درسی اور ہمدرسی انگریزی اور اُردو میں کتب کی تعداد کئی کئی ایڈیشنوں کے ساتھ ان گنت ہے۔ اُردو لغت زیرِ تدوین ہے۔

تاریخ وفات : خدا معلوم؟

تصنیفات

اردو انشائیے:

☆ باتوں باتوں میں
☆ باتوں میں باتیں
☆ بات سے باتیں (زیرِ طبع)
☆ باتیں ہی باتیں (زیرِ تکمیل)
☆ شرح دیوان حافظ شیرازی

تدوین:

☆ مقبول عملیات
☆ اُردو نعت نمبر (دو جلد)
☆ ندائے منظر (زیرِ تکمیل)
☆ اُردو لغت (زیرِ تکمیل)

گرامر:

☆ عاطف اُردو گرامر (دوم تا پنجم)
☆ ریحان اردو گرامر (دوم تا پنجم)
☆ ریحان انگلش گرامر (دوم تا پنجم
☆ اُردو قواعد و انشاء (دوم تا پنجم)
☆ اُردو گرامر برائے ایف۔اے (تسہیل القواعد، مرقع گرامر۔ تکمیل ادب (دو دو ایڈیشن مع ترامیم شاہراہِ ادب)
☆ اُردو سپر گولڈن سیریز (ششم تا دہم)
☆ انگلش گرامر گولڈن سیریز (ہشتم تا دہم)

درسی:

☆ اُردو قاعدہ (نرسری تا پنجم)

☆ انگلش گرائمر (نرسری تا پنجم)
☆ پکچر بک (انگلش) (نرسری)
☆ پکچر ڈکشنری، انگلش
☆ انگلش جنرل نالج (اوّل تا پنجم)
☆ اُردو جنرل نالج (اوّل تا پنجم)
☆ معاشرتی علوم (اوّل تا پنجم)
☆ مطالعہ پاکستان (ششم تا ہشتم)
☆ گنتی اُردو (اوّل تا سوم)
☆ گنتی انگلش (اوّل تا پنجم)
☆ لکھائی انگلش (اوّل تا پنجم)
☆ لکھائی اُردو (اوّل تا پنجم)
☆ دینیات/اسلامیات (اوّل تا پنجم)
☆ برائے بی ایڈ (تنظیم مدرسہ، تدریس اُردو)
☆ برائے ایم۔اے (افسانوی نثر اور ڈرامہ)

اسالیب نثر۔اُردو لسانیات۔اُردو ادب بیسویں صدی میں۔اُردو شاعری کلاسیکی عہد میں۔
ساختیات اور پس ساختیات۔اصول تنقید

ہمد رسی / امدادی کتب:

☆ اُردو ورک بک (نرسری تا ہشتم) کئی کئی ایڈیشن مع ترامیم
☆ انگلش ورک بک (نرسری تا پنجم)
☆ ماڈل پیپرز (ہشتم و دہم)
☆ گائیڈز (ہشتم، دہم، بی ایڈ)
☆ حل پرچہ جات برائے ایم۔اے (سیاسیات)

ایوارڈز

☆ دوسری پاکستان بوائے سکاؤٹس جمبوری، ڈھاکہ 1958ء
☆ آٹھویں پاکستان بوائے سکاؤٹس جمبوری، کوئٹہ 1981ء
☆ ایجوکیشنل ایوارڈ 6ویں کانووکیشن گورنمنٹ اسلامیہ کالج آف کامرس، لاہور 1990ء
☆ حسن کارکردگی، ڈائریکٹر پبلک انسٹرکشن 1991-92ء

- ☆ سائیں مولا شاہ، ویلفیئر سوسائٹی 1992ء
- ☆ حسن کارکردگی، ڈائریکٹر ایجوکیشن کالجز 1993ء
- ☆ حسن کارکردگی، پنجاب ریڈکراس سوسائٹی 1993ء
- ☆ صدارتی حسن کارکردگی ایوارڈ برائے نعت نمبر 1993ء
- ☆ بزم حسان حسن کارکردگی ایوارڈ برائے نعت نمبر 1993ء
- ☆ روزنامہ جنگ، کارکردگی ایوارڈ برائے نعت نمبر 1994ء
- ☆ شاخ ادب (انصاری فاؤنڈیشن) برائے نعت نمبر 1994ء
- ☆ یوسف آئیڈیل کیڈٹ سکول ایجوکیشنل ایوارڈ 1996ء
- ☆ آکسفورڈ انٹرنیشنل کالج بیسٹ ایڈمنسٹریٹر ایوارڈ 2004ء تا 2008ء

----***----

اختتام



مشتاق بک کارنر

الکریم مارکیٹ اردو بازار لاہور